رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

انہ اوی القریہ

الحکم

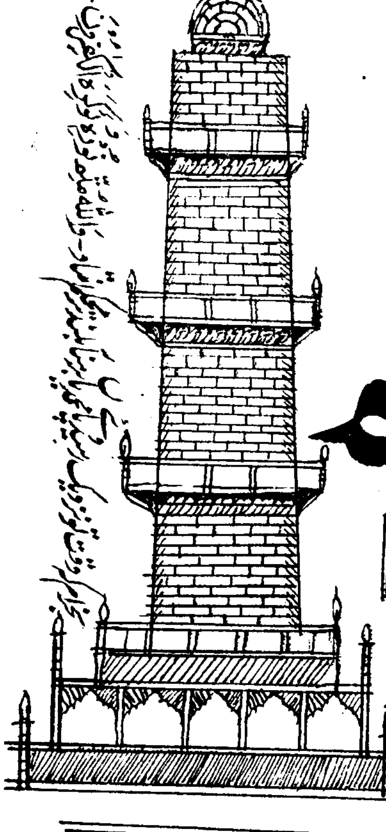

چہ گویم بانو گر آئی چہا در قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ
۱- عوام سے - ۵؎ - (۲) خواص و معاونین سے ۱۰؎
(۳) ہندوستان سے باہر - ۶؎ - (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲؎
" " " (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲؎

فہرست مضامین

۱- دعا - صفحہ اوّل
۲- سال نو کے افتتاحی جلسے - صفحہ ۲
۳- دارالامان میں سال کا آخیر ہفتہ - صفحہ ۲
۴- حضرت حجۃ اللہ کی تقریر پر تاثیر صفحہ ۲ و ۳
۵- ایڈیٹوریل ہیا ہیا اے قوم - صفحہ ۴
(ا) قومی اجتماع میں افراد قوم کا فرض
(ب) صنعتی تعلیم کی ضرورت ہے
(ج) قطرہ قطرہ مے شود دریا
(د) قومی کالم
} صفحہ ۴
۶- مختصر نوٹ اور نکات - صفحہ ۵
۷- ایک عیسائی اور آریہ پنڈت کا مباحثہ صفحہ ۶
۸- انجیل کا معقول اندازہ - صفحہ ۶
۹- تحقیق مسئلہ عزاداری حسین صفحہ ۷
۱۰- ہندوستان میں دسمبر کا آخری ہفتہ صفحہ ۸
۱۱- مذہبی دنیا پر سرسری نظر - صفحہ ۹
۱۲- متفرق مضامین صفحہ ۱۰-
۱۳- دارالامان میں عید الفطر صفحہ ۱۱ و ۱۲
۱۴- اشتہارات صفحہ ۱۳ - ۱۴

نمبر اوّل | دارالامان قادیان ۱۰- جنوری ۱۹۰۵ء مطابق سہ شنبہ ۴- ذی قعدہ ۱۳۲۲ھ المقدس | جلد ۹

دُعا

اے خدا - اے بندوں کے مالک کہ تیری قدرت کا ایک زبردست ہاتھ ہر ایک کی گردن پر ہے - اے دروازہ ہائے رحمت کے کھولنے والے ہر طرح کے اسبابوں کے مہیا کر دینے والے ہمارے واسطے وہ سبب اور ایسا سامان مہیا فرما جو ہماری طاقت درخواست وطلب سے بڑھکر ہے -

خدایا ہمکو خاص اپنے کام میں مشغول ہونے کی توفیق عنایت فرما کہ ہم تیرے ہی الطاف و داد سے تسلی یاب ہوں - تیری مخلوق سے کوئی تمنا اور آرزو ہمکو نہ رہے - ہمارا انس و محبت اگر ہو تو تجھ سے ہو تیرے غیر سے تعلق خاطر ہمیں وبال جان ہو تیری تقدیر پر رضامندی ہماری خوشی ہو تیری طرف سے کسی زحمت و بلا کے آنے پر ہمیں صبر آجائے - صرف تیری ہی عطا پر ہم قناعت کرنے والے ہوں - اور تیری ہی نعمتوں کے شکر گذار محض تیری ہی یاد سے ہمیں لذت ملے - اور تیری ہی سچی کتاب ہمارے لئے راحت و شادمانی کا باعث ہو - رات کے درمیانی سن ساعت گھڑیوں اور دن کے آغاز و انجام پر ہمیں تیری ہی ذات پاک کے ساتھ راز گوئی کی عزت حاصل ہو وہ دنیا جو تیری پاک یاد سے غافل کرنیوالی ہے اوس سے ہم کنارہ کش ہو جائیں - اور آخرت سے دوستی اور محبت کا لگاؤ پیدا ہو تیری ملاقات کا شوق غالب ہو تیری ہی جناب کی طرف ہر وقت متوجہ رہیں گویا کہ ہم ہر وقت موت کے لئے طیار بیٹھے ہیں اور سمجھیں کہ یہی ایک سچی راہ ہے جس راہ سے ہم نے تیرے حضور میں حاضر ہونا ہے -

اے ہمارے پروردگار جو وعدہ تونے ہمارے حق میں اپنے پیارے رسولوں کی زبان پر فرمایا ہے وہ ہمیں عنایت فرما ہمکو روز قیامت کی رسوائی سے بچا بیشک تیری ذات سے ہرگز خلاف وعدہ نہیں ہوتا -

الٰہی اپنی توفیق کو ہماری رفیق اور راہ راست کو ہمارا طریق مقرر فرما خداوندا ہمارے مقصدوں میں ہمکو تو کامیاب کر - اور ہماری توبہ قبول کر کہ بیشک توبہ قبول کرنے والا مہربان تو ہی ہے -

الٰہی ہماری صبح کا آغاز تیرے ہی نام پاک سے ہو اور اختتام شام پر بھی تیرا ہی نام پاک منہ سے نکلے تیرے ہی نام سے ہماری زندگی ہو اور تیرے ہی نام سے ہماری موت ہمارا رجوع آخری تیری ہی جناب کی طرف ہے -

خدایا - اپنے روئے مبارک کی لذت پیدا ہمیں عطا فرما اور اپنی ملاقات پاک کا ذوق و شوق ہمارے دلوں میں پیدا کر -

بارالہا ہمیں سچ کو سچ کر دکھا اور اسی سچ کی تابعداری پر قایم رکھ - اور جھوٹ ہمیں جھوٹ ہی نظر آوے - اور اس سے ہمیشہ ہمکو نفرت اور پرہیز ہی حاصل رہے -

الٰہی ہمیں ہر ایک چیز کی اصلیت اور حقیقت سے آگاہ کردے اور ہم کو ایسی حالت میں موت نصیب کر کہ ہم تیرے فرمانبردار مسلمان ہوں اور ہمکو اپنے خاص نیک بندوں کی جماعت میں شامل فرما - ظالموں بے انصافوں کی بدی کو ہم سے دور کر - اور اپنے صادق ایمانداروں کی دعا میں ہمکو شریک کر - اپنی یاد کی غافلوں اور غفلت کی نیند میں سونے والوں کی نیند سے ہمیں جگا دے اور ہمکو اپنے پیارے برگزیدہ رسول کریم کی شفاعت سے بہرہ مند کر اور اس حال میں کہ ہم تیری عطا کردہ سلامتی سے امن پانے والے ہوں ہم کو بہشت میں داخل فرما اپنے خالص پرہیزگاروں کی جماعت میں قیامت کے دن ہمیں اٹھا اور اے پناہ دینے والے آتش دوزخ سے ہم کو نجات دے -

خداوندا - امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اپنی بخشش اور اپنا رحم نازل فرما -

خداوندا - امت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی خاص مدد اور نصرت عنایت فرما -

خداوندا - امت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بند ہوئے کام کھولدے -

خداوندا - امت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو صلاحیت عطا کر -

اے! رضیت لکم الاسلام دینا کی بشارت دینے والے! اسلام اور مسلمانوں کی اپنے برگزیدہ مامور و مرسل - حکم - امام سے مدد فرما -

مولا کریم! تو اس شخص کی تائید فرما جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کی نصرت کرتا ہے اور ہمیں بھی انہیں میں سے بنادے ہاں اس شخص کو رسوا اور ذلیل کر جو تیرے پاک اسلام کی اہانت کرتا ہے رب کریم! ہمیں انہیں سے نہ بنانا -

اے رب رحیم! مجھے اس خدمت دین میں سچا اخلاص عنایت فرما اور میری ذریت کو اس سے کافی حصہ بخش -

اے الہ العالمین! مجھے اور میرے ناظرین کو ہر قسم کے ابتلا سے بچا اور اپنے امام کے ساتھ زندہ رکھ

سالِ نو کے افتتاحی جملے

ناظرین اور سرپرستان الحکم کو نیا سال مبارک ہو۔

اللہ تعالیٰ کا فضل اور کرم ہے جو مین اپنی زندگی مین اپنے قلم سے الحکم کی جلد کا پہلا نمبر ادا کرتا ہون اُس نے محض اپنے فضل سے دستگیری فرمائی اور مجھے اس خدمت کا شرف اور فخر حاصل ہوا جو بہنون کی کھالی اور رستگاری کا موجب ہے۔

گر از حق نہ توفیق خیرے رسد کے از بندۂ خیرے بغیرے رسد
زبان را چہ گوئی کہ اقرار داد ببین تا زبان را کہ گفتار داد

الحکم کے کالمون مین ایڈیٹر کی رائے کو اس سے پہلے لفظ "ہم" سے ظاہر کیا جاتا رہا ہے اور آیندہ کے لئے یہ التزام لفظ "مین" سے تبدیل کر دیا گیا ہے اس کے متعلق کسی تفصیلی بحث کی نہ ضرورت ہے نہ اس کا فائدہ!

الحکم کی ترتیب مین جو تبدیلی ہان نمایان تبدیلی نظر آئے گی اس سے غرض الحکم کو ہر پہلو سے مفید دلچسپ اور مکمل بنانا ہے لیکن یہ کام جو قوم کی **غرض مشترک** کہلاتا ہے صرف ایڈیٹر کی محنت اور سعی پر ہی منحصر نہین بلکہ اسکے لئے ضرورت ہے قوم کی توجہ اور اعانت کی جسکے ساتھ ایڈیٹر کی سعی اور محنت ملے گی اور پھر دونون کے امتزاج کو اخلاص کے ساتھ دعاؤن کی تقویت پہونچے گی تو یہ گاڑی کھچ سکے گی۔ ورنہ خدا ہی حافظ ہے۔

دامان مقصد عالی نہ توانیم رسید ہان مگر پیش نہد لطف شما گامے چند

گزشتہ دو سال مین خاکسار ایڈیٹر الحکم کو مقدمہ لائیبل کی کشمکش مین بہت وقت دینا پڑا۔ اور اخبار کی طرف وہ پوری توجہ نہین کر سکتا ہم جہانتک بن پڑا۔ اس خدمت کو بھی نباہا اور محض خدا کے فضل سے نباہا۔ اور آیندہ بھی خدا ہی کے فضل سے ہوگا اگر کچھ ہوا۔

جو کچھ ہوا ہوا فضل سے تیرے + جو کچھ ہوگا تیرے کرم سے ہوگا

معاونین و سرپرستان الحکم کا مین خاص طور پر شکرگذار ہون کہ انہون نے باوجود اخبار کی بہت بڑی بے ترتیبیون کے بنا دستِ سرپرستی اُنکے ... اللہ تعالیٰ سے خود ان کی جزا ہو اور اپنے قومی خادم کی اعانت کی توفیق دے آمین۔

سال گذشتہ مین الحکم کی اشاعت مین ۱۹۰۳ء کے مقابلہ مین نمایان ترقی رہی لیکن بہت ادائے قیمت مین سہل انگاری کرنیوالے خریدارون کی نظر عنایت سے اس سال مین خود محروم رہنے کی کوشش کرنی چاہتا ہون۔ کیونکہ الحکم کا کام کسی چندہ یا مستقل سرمایہ کی بنا پر نہین اس لیے آیندہ کے لیے پیشگی قیمت کا ادا کرنا شرط خریداری گذشتہ آٹھ سالوں کے تجربہ نے لازمی شرط قرار دینے پر مجھے مجبور کیا ہے۔

الحکم کے حجم مین اس سال افسوس سے ظاہر کرتا ہون مجھے کمی کرنی پڑی۔ اس کمی سے خریدارون کو کوئی نقصان نہین کیونکہ ۱۹۰۳ء تک جس قدر ریڈنگ میٹر انکو دیا جاتا رہا ہے اسیقدر اب بھی ملے گا گو مین چاہتا تھا کہ یہ کمی نہو لیکن اسکے ذمہ وار وہ افراد ہین جو قومی اخبارون کو ادنیٰ درجہ کا خدمتگار سمجھ کر بھی ان کے حقوق انہین دینا نہین چاہتے + پس اگر وہ احمدی ہین تو اپنا محاسبہ اب خود کر لین کہ انکے ہاتھ سے قوم پر کیا اثر پڑتا ہے۔

اس سال مین قوم کیخدمت کس حد تک کرونگا۔ کس رنگ مین کرون گا۔ مجھے کچھ معلوم نہین۔ یہ منحصر ہے میری زندگی پر۔ یہ منحصر ہے میری صحت پر اور درحقیقت منحصر ہے مولے کریم کی توفیق اور فضل پر۔ پس اسی کے فضل و کرم پر بھروسہ کرکے جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہوگی مین اس کام مین اپنی زندگی کے ایام گذار دونگا اس لیئے میرے ناظرین جہان مالی مشکلات کے لیئے مجھے زر سے مدد دینے مین وہان میرے انشراح صدر اور معرفت و بصیرت کے لیئے دعا کرین تا خدا تعالےٰ کا فضل میرے شامل حال ہو کر اس خدمت دین مین مجھے وہ صراط مستقیم دکھادے جو اصل مقصد کیطرف لیجاوے۔

سالِ نو کے شروع مین فطرتاً امیدون مین جدت اور نمو پیدا ہوتا ہے اسلیئے مین بھی بہت سی امیدون کے ساتھ اس پرچہ کو شروع کرتا ہون۔ خدا میرا مددگار ہو۔ (آمین)

الحکم کے پہلے پرچہ مین انجیل کا معقول اندازہ کے عنوان سے انگریزی کے لیکچر کا ترجمہ ہم نے شروع کیا ہے یہ لیکچر ایک یونی ٹیرین (عیسائی موحدین) کا ہے عیسائی مذہب کے لحاظ سے جو کچھ اُسنے لکھا ہے قابل غور ہے بعض مقامات اسکے اگر قابل ریمارک ہیں تو بعد مین یا ساتھ ساتھ جیسا مناسب ہوگا ریمارک کرینگے۔ انشاء اللہ العزیز۔

دار الامان مین سال کا اخیر ہفتہ

ڈسمبر کے آخری ہفتہ مین چونکہ عام تعطیلات ہوتی ہین اور ملازمت پیشہ احباب کو حضرت حجت اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور حاضر ہو کر فیض صحبت سے مستفید ہونیکا موقع مل جاتا ہے۔ اسلیئے ان ایام مین قادیان مین مہمانون کی غیر معمولی ترقی ہوتی ہے لیکن امسال چونکہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بڑا حصہ سال کا باہر گذارنا پڑا اور گورداسپور کے عارضی قیام اور لاہور اور سیالکوٹ کے سفرون مین بہت لوگونکو شرف نیاز حاصل ہو چکا تھا۔ ان دنون دار الامان آنیوالے احباب کی تعداد بہت ہی تھوڑی تھی پھر بھی لاہور۔ کپورتھلہ۔ لودہانہ کریام ضلع جالندھر۔ بنگہ ضلع جالندھر۔ کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیارپور۔ سڑوعہ ضلع مذکور۔ شاہ پور۔ سیالکوٹ ضلع فیروزپور۔ امرتسر۔ میرٹھ۔ وغیرہ مقامات سے اکثر احباب آگئے تھے + سوء اتفاق سے حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت ناساز تھی۔ اور حضرت حکیم الامت اور مخدوم الملت بھی عرصہ سے کسی نہ کسی رنگ مین نصیب اعدا بیمار رہتے ہین اسلئے امسال ڈسمبر کے آخری ایام جو دار الامان مین غیر معمولی رونق اور فیضان الٰہی کی بارش کے ایام ہوتے ہین اس رنگ اور رونق کے نہ تھے مگر اس مین کوئی کلام نہین کہ خدا تعالےٰ کا مامور جو مہبط وحی الٰہی ہے اپنی دُعاؤن اور توجہ اور عقد ہمت سے وہی کام کر رہا تھا جو اپنی فیض اثر تقریرون اور نصائح سے کیا کرتا تھا۔ حضرت حکیم الامت اور مخدوم الملت بھی وقتاً فوقتاً ملنے والے احباب کو مناسب موقع نکات قرآنی سے متمتع فرماتے رہے + حضرت حجت اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی عموماً ۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک تشریف لاتے رہے۔

۲۹ ڈسمبر ۱۹۰۳ء کو خدام کی درخواست اور التجا پر حضور نے مسجد اقصےٰ مین تشریف لانیکا وعدہ فرمایا۔ چنانچہ آپ قبل از ظہر تشریف لائے + نماز سے پہلے قاضی خواجہ علی صاحب لودہانوی نے دو لڑکون کو پیش کیا + جو کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیارپور کے رہنے والے ہین انہون نے چمکارحق کی ایک سی حرفی کے کچھ پنجابی شعر نہایت دلکش لہجہ مین پڑھے۔ ظہر کی نماز حضرت حکیم الامت نے پڑھائی پھر حضرت اقدس نے ایک تقریر فرمائی جسکو ذیل مین درج کیا جاتا ہے +

حضرت حجت اللہ کی تقریر پُر تاثیر

خاتمہ بالخیر ہو میری طرف سے اپنی جماعت کو بار بار وہی نصیحت ہے جو مین پہلے بھی کئی دفعہ کر چکا ہون کہ عمر چونکہ تھوڑی اور عظیم الشان کام در پیش ہے اسلیئے کوشش کرنی چاہیئے کہ خاتمہ بالخیر ہو جاوے۔

تقسیم عمر خاتمہ بالخیر ایسا امر ہے کہ اسکی راہ مین بہت سے کانٹے ہین۔ جب انسان دُنیا مین آتا ہے تو کچھ زمانہ اس کا بیہوشی مین گذر جاتا ہے یہ بیہوشی کا زمانہ وہ ہے جبکہ وہ بچہ ہوتا ہے۔ اور اس کو دُنیا اور اسکے حالات سے کوئی خبر نہین ہوتی اسکے بعد جب ہوش سنبھالتا ہے تو ایک زمانہ ایسا آتا ہے کہ وہ بیہوشی تو نہین ہوتی جو بچپن مین تھی لیکن جوانی کی ایک مستی ہوتی ہے جو اس جوش کے دنون مین بھی بیہوشی پیدا کر دیتی ہے اور کچھ ایسا ازخود رفتہ ہو جاتا ہے کہ نفس امّارہ غالب آجاتا ہے اسکے بعد پھر تیسرا زمانہ آتا ہے کہ علم کے بعد پھر ...... لا علمی آجاتی ہے اور حواس مین اور دیگر قوےٰ مین فتور آنے لگتا ہے یہ پیرانہ سالی کا زمانہ ہو بہت سے لوگ اس زمانہ مین بالکل حواس باختہ ہو جاتے ہین۔ اور قوےٰ بیکار ہو جاتے ہین۔ اکثر لوگون مین جنون کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے ایسے بہت سے خاندان ہین کہ ان مین ۶۰ یا ۷۰ سال کے بعد انسان کے حواس مین فتور آجاتا ہے۔ غرض اگر ایسا نہ بھی ہو تو بھی قوی کی کمزوری اور طاقتونکے ضائع ہو جانیسے انسان ہوش مین بے ہوش ہوتا ہے۔ اور ضعف و تکاہل اپنا اثر کرنے لگتا ہے۔ انسان کی عمر کی تقسیم انہین تین زمانون پر ہو اور یہ تینون ہی خطرات اور مشکلات مین ہین پس اندازہ کرو کہ خاتمہ بالخیر کے لئے کسقدر مشکل مرحلہ ہے۔

بچپن کا زمانہ تو ایک مجبوری کا زمانہ ہے اس مین بجز لہو و لعب اور کھیل کود اور چھوٹی چھوٹی خواہشون کے اور کوئی خواہش ہی نہین ہوتی۔ ساری خواہشونکا منتہا کھانا پینا ہی ہوتا ہے۔ دنیا اور اسکے حالات سے محض ناواقف ہوتا ہے۔ امور آخرت سے بکلی ناآشنا اور لاپرواہ ہوتا ہے عظیم الشان امور کی اسے کوئی خبر ہی نہین ہوتی۔ وہ نہین جانتا کہ دنیا مین اسکے آنے کی کیا غرض اور مقصد ہے یہ زمانہ تو یونہی گزر گیا۔ اسکے بعد جوانی کا زمانہ آتا ہے کچھ شک نہین کہ اس زمانہ مین اسکے معلومات بڑھتے ہین اور اسکی خواہشوں کا حلقہ وسیع ہوتا ہے مگر جوانی کی مستی اور نفس امارہ کے جذبات عقل مار دیتے ہین۔ اور ایسے مشکلات مین پھنس جاتا ہے اور ایسے ایسے حالات پیش آتے ہین کہ اگر ایمان بھی لاتا ہے تب بھی نفس امارہ اور اسکے جذبات اپنی طرف کھینچتے ہین اور اسے ایمان اور اسکی ثمرات سے دور پھینک دینے کے لیئے حملے کرتے ہین۔ اسکے بعد

www.aaiil.org

جو پیرانہ سالی کا زمانہ ہے وہ تو بجائے خود ایسا نکما اور ردی ہوتا ہے۔ جیسے کسی چیز سے عرق نکال لیا جاوے اور اس کا پھوک باقی رہ جاوے۔ اسی طرح پر انسانی عمر کا پھوک بڑھاپا ہے۔ انسان اس وقت نہ دنیا کے لایق رہتا ہے اور نہ دین کے مخبوط الحواس اور مضمحل سا ہو کر اوقات بسر کرتا ہے۔ قویٰ میں وہ تیزی اور حرکت نہیں ہوتی جو جوانی میں ہوتی ہے اور بچپن کے زمانہ سے بھی گیا گذرا ہو جاتا ہے بچپن میں اگرچہ شوخی۔ حرکت۔ اور نشوونما ہوتا ہے لیکن بڑھاپے میں یہ باتیں نہیں۔ نشوونما کی بجائے اب قویٰ میں تحلیل ہوتی ہے اور کمزوری کیوجہ سے سستی اور کاہلی پیدا ہونے لگتی ہے۔ بچہ اگرچہ تمتع اور اسکے مراتب اور ثمرات اور فوائد سے ناواقف ہوتا یا ہوتا ہے۔ لیکن اپنے کسی عزیز کو دیکھ کر ریس اور امنگ ہی پیدا ہو جاتی ہے مگر اس پیرانہ سالی کے زمانہ میں تو اسکے بھی قابل نہیں رہتا۔ (کیا تنگ ہے پیری و صد عیب چنین گفتہ اند۔ ایڈیٹر)

حواس باطنی میں جس طرح اس وقت فرق آجاتا ہے حواس ظاہری میں بھی متغیر ہو کر بہت کچھ فتور پیدا ہو جاتا ہے + بعض اندھے ہو جاتے ہیں بہرے ہو جاتے ہیں چلنے پھرنے سے عاری ہو جاتے ہیں اور قسم قسم کی مصیبتوں اور دکھوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ غرض یہ زمانہ بھی بڑا ہی ردی زمانہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی زمانہ ہے جو ان دونوں کے بیچ کا زمانہ ہے یعنی شباب کا جب انسان کوئی کام کر سکتا ہے کیونکہ اس وقت قویٰ میں نشوونما ہوتا ہے اور طاقتیں آتی ہیں لیکن یہی زمانہ ہے جبکہ نفس امارہ ساتھ ہوتا ہے اور وہ اسپر مختلف رنگوں میں حملے کرتا ہے اور اپنے زیر اثر رکھنا چاہتا ہے یہی زمانہ ہے جو مواخذہ کا زمانہ ہے اور خاتمہ بالخیر کے لیئے کچھ کرنے کے دن بھی یہی ہیں لیکن ایسی آفتوں میں گھرا ہوا ہے کہ اگر بڑی سعی اور کوشش نہ کیجاوے تو یہی زمانہ ہے جو جہنم میں لیجائیگا اور شقی بنا دیگا + ہاں اگر عمدگی اور ہوشیاری اور پوری احتیاط کے ساتھ اس زمانہ کو بسر کیا جاوے تو اللہ تعالے کے فضل وکرم سے امید ہے کہ خاتمہ بالخیر ہو جاوے کیونکہ ابتدائی زمانہ تو بے خبری اور غفلت کا زمانہ ہے اللہ تعالے اسکا مواخذہ نہ کریگا جیسا کہ خود اس نے فرمایا ہے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا اور آخری زمانہ میں گو بڑھاپے کیوجہ سے سستی اور کاہلی ہوگی لیکن فرشتہ اسوقت اسکے اعمال میں وہی لکھینگے جو جوانی کے جذبات اور خیالات ہیں جوانی میں اگر نیکیوں کیطرف متوجہ رہا اور خدا تعالے کا خوف رکھنے والا اسکے احکام کی تعمیل کرنیوالا اور نواہی سے بچنے والا ہے تو بڑھاپے میں گو ان اعمال

کی بجاآوری میں کسی قدر سستی بھی ہو جاوے لیکن اللہ تعالے اسے معذور سمجھ کر ویسا ہی اجر دیتا ہے + ہر شخص بڈھے انسان کو دیکھتا کہ وہ کیسا از خود رفتگی کا زمانہ ہے کوئی بات چشم دید کیطرف سمجھ میں نہیں آتی ہے اسلیئے ان لوگوں پر خدا تعالے کا بڑا ہی فضل ہوتا ہے جو ابتدائی زمانہ میں اس زمانہ کے لیئے سعی کرتے ہیں اور اس زمانہ میں ان کے لیئے وہی تقوے اور خدا کی بندگی لکھی جاتی ہے + غرض آخر وہی ایک زمانہ جوانی کے جذبات اور نفس امارہ کی شوخیوں کا زمانہ بیچ کچھ کام کرنیکا زمانہ رہ جاتا ہے اسلیئے اب سوچنا چاہیئے کہ وہ کیا طریق ہے جسکو اختیار کرکے انسان کچھ آخرت کے لیئے کما سکے۔

جوانی کا زمانہ کیسے مفید ہو؟ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ زمانہ جو شباب اور جوانی کا زمانہ ہے ایک ایسا زمانہ ہے کہ نفس امارہ نے اسکو ردی کیا ہوا ہے لیکن اگر کوئی کارآمد ایام ہیں تو یہی ہیں حضرت یوسف علیہ السلام کی زبانی قرآن شریف میں درج ہے مَا اُبَرِّیٴُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ یعنے میں اپنے نفس کو بری نہیں ٹھہرا سکتا کیونکہ نفس امارہ بدی کیطرف تحریک کرتا ہے اس کی اس قسم کی تحریکوں سے وہی پاک ہو سکتا ہے جسپر میرا رب رحم کرے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ کی بدیوں اور جذبات سے بچنے کیواسطے نری کوشش ہی شرط نہیں بلکہ دعاؤں کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ سزا از بد ظاہری ہی رجو انسان اپنی سعی اور کوشش سے کرتا ہے) کارآمد نہیں ہوتا جبتک خدا تعالے کا فضل اور رحم ساتھ نہو اور اصل تو یہ ہے کہ اصل زہد اور تقوے تو یہی وہی ہے جو خدا تعالے کیطرف سے آتا ہے۔ حقیقی پاکیزگی اور حقیقی تقوے اسی طرح ملتا ہے ورنہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ بہت سے جامے بالکل سفید ہوتے ہیں اور باوجود سفید ہونے کے بھی وہ پلید ہو سکتے ہیں تو اس ظاہری تقوے اور طہارت کی ایسی ہی مثال ہے تاہم اس حقیقی پاکیزگی اور حقیقی تقوے اور طہارت کے حصول کے لیئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسی زمانہ شباب وجوانی میں انسان کوشش کرے جبکہ قوے میں قوت اور طاقت اور دل میں ایک امنگ اور جوش ہوتا ہے اس زمانہ میں کوشش کرنا عقلمند کا کام ہے اور عقل اسی لیئے اللہ تعالے نے دی ہے۔

اول تدبیر کرو اس مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے (جیسا کہ میں پہلے کئی مرتبہ بیان کر چکا ہوں) اول ضروری ہے کہ انسان دیدہ دانستہ اپنے آپ کو گناہ کے گڑھے میں نہ ڈالے ورنہ وہ ضرور ہلاک ہوگا جو شخص دیدہ دانستہ بدراہ اختیار کرتا ہے یا کنوئیں میں گرتا ہے اور زہر کھاتا ہے وہ یقیناً ہلاک ہوگا ایسا شخص نہ دنیا کے نزدیک اور نہ اللہ تعالے کے نزدیک قابل رحم ٹھہر سکتا

ہے۔ اس لیئے یہ ضروری اور بہت ضروری ہے خصوصاً ہماری جماعت کے لیئے (جسکو اللہ تعالے نمونہ کے طور پر انتخاب کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ آئندہ آنیوالی نسلوں کیلئے ایک نمونہ ٹھہرے) کہ جہانتک ممکن ہے بدصحبتوں اور بدعادتوں سے پرہیز کریں اور اپنے آپ کو نیکی کی طرف لگائیں اس مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے جہانتک تدبیر کا حق ہے تدبیر کرنی چاہیئے اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہیئے۔

یاد رکھو تدبیر بھی ایک مخفی عبادت ہے اسکو حقیر مت سمجھو اسی سے وہ راہ کھل جاتی ہے جو بدیوں سے نجات پانے کی راہ ہے جو لوگ بدیوں سے بچنے کی تجویز اور تدبیر نہیں کرتے ہیں وہ گویا بدیوں پر راضی ہو جاتے ہیں اور اس طرح پر خدا تعالے ان سے الگ ہو جاتا ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ جب انسان نفس امارہ کے پنجہ میں گرفتار ہونے کے باوجود بھی تدبیروں میں لگا ہوا ہوتا ہے تو اسکا نفس امارہ خدا تعالے کے نزدیک لوامہ ہو جاتا ہے اور ایسی قابل قدر تبدیلی پا لیتا ہے کہ یا تو وہ امارہ تھا جو لعنت کے قابل تھا اور یا تدبیر اور تجویز کرنے سے وہی قابل لعنت نفس امارہ لوامہ ہو جاتا ہے جسکو یہ شرف حاصل ہے کہ خدا تعالے بھی اس کی قسم کھاتا ہے۔ یہ کوئی چھوٹا شرف نہیں ہے پس حقیقی تقوے اور طہارت کے حاصل کرنیکے واسطے اول یہ ضروری شرط ہے کہ جہانتک بس چلے اور ممکن ہو تدبیر کرو۔ اور بدی سے بچنے کی کوشش کرو۔ بدعادتوں اور بدصحبتوں کو ترک کردو۔ ان مقامات کو چھوڑ دو جو اس قسم کی تحریکوں کا موجب ہو سکیں جسقدر دنیا میں تدبیر کی راہ کھلی ہے اسقدر کوشش کرو اور اس سے نہ تھکو نہ ہٹو۔

دوسرا طریق دعاء ہے دوسرا طریق حقیقی پاکیزگی کے حاصل کرنے اور خاتمہ بالخیر کے لیئے جو خدا تعالے نے سکھایا ہے وہ دعاء ہے۔ اسلیئے جسقدر ہو سکے دعاء کرو یہ طریق بھی اعلی درجہ کا مجرب اور مفید ہے کیونکہ خدا تعالے نے خود وعدہ فرمایا ہے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ۔ تم مجھ سے دعا کرو میں تمہارے لئے قبول کرونگا۔ دعاء ہی ایک ایسی چیز ہے جسکے ساتھ مسلمانوں کو فخر کرنا چاہیئے۔ دوسری قوموں کو دعا کی کوئی قدر نہیں اور نہ انہیں اس پاک طریق پر کوئی فخر اور ناز ہو سکتا ہے۔

اسلام کا خاص فخر بلکہ یہ فخر اور ناز صرف صرف اسلام ہی کو ہے دوسرے مذاہب اس سے بکلی بے بہرہ ہیں مثلاً عیسائیوں نے جب یہ سمجھ لیا ہے کہ ایک انسان (جس کو انہوں نے خدا مان لیا) نے ہمارے لیئے قربانی دیدی ہے انہوں نے اسپر بھروسہ کر لیا اور سمجھ لیا کہ ہمارے سارے گناہ اس نے اٹھا لئے ہیں پھر وہ کونسا امر ہے

جو اس کو دعا کے لیئے تحریک کریگا ناممکن ہے کہ وہ گدازش دل کے ساتھ دعا کرے دعا تو وہ کرتا ہے جو اپنی ذمہ واری اور جوابدہی کو سمجھتا ہے لیکن جو شخص اپنے آپ کو بری الذمہ تصور کرتا ہے وہ دعا کیوں کریگا۔ اس نے تو پہلے ہی سمجھ لیا ہے کہ گناہ دوسرے شخص نے اٹھائے ہیں اور اس طرح پر اسکے ذمہ کوئی... جوابدہی نہیں تو اسکے دل میں تحریک کس طرح ہوگی اس نے اور شئے پر بھروسہ کر لیا ہے اور اس طرح پر اس طریق سے جو دعاء کا طریق ہے وہ دور جا پڑا ہے۔

غرض ایک عیسائی کے نزدیک دعا بالکل بے سود ہے اور وہ اسپر عمل نہیں کر سکتا اسکے دل میں وہ رقت اور جوش جو دعا کے لیئے حرکت پیدا کرتا ہے نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح پر ایک آریہ جو تناسخ کا قایل ہے اور سمجھتا ہے کہ توبہ قبول ہی نہیں ہو سکتی اور کسی طرح پر اسکے گناہ معاف نہیں ہو سکتے وہ دعا کیوں کریگا؟ اس نے تو یہ یقین کیا ہوا ہے کہ جونوں کے چکر میں جانا ضروری ہے اور بیل گھوڑا۔ گدھا۔ گائے۔ کتا۔ سور وغیرہ بننا ہے + وہ اس راہ کی طرف آئے ہی گا نہیں۔......

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دعاء اسلام کا خاص فخر ہے اور مسلمانوں کو اس پر بڑا ناز ہے مگر یہ یاد رکھو کہ یہ دعا زبانی بک بک کا نام نہیں ہے بلکہ یہ وہ چیز ہے کہ دل خدا تعالے کے خوف سے بھر جاتا ہے اور دعا کرنے والے کی روح پانی کی طرح بہ کر آستانہ الوہیت پر گرتی ہے اور اپنی کمزوریوں اور لغزشوں کے لیئے قوی اور مقتدر خدا سے طاقت اور قوت اور مغفرت چاہتی ہے اور یہ وہ حالت ہے کہ دوسرے الفاظ میں اسکو موت کہہ سکتے ہیں جب یہ حالت میسر آجاوے تو یقیناً سمجھو کہ باب اجابت اسکے لیئے کھولا جاتا ہے اور خاص قوت اور فضل اور استقامت بدیوں سے بچنے اور نیکیوں پر استقلال کے لیئے عطا ہوتی ہے۔ یہ ذریعہ سب سے بڑھکر زبردست ہے۔

دعاء اور اہل زمانہ مگر بڑی مشکل یہ ہے کہ لوگ دعا کی حقیقت اور حالت سے محض ناواقف ہیں اور اسی وجہ سے اس زمانہ میں بہت سے لوگ اس سے منکر ہو گئے ہیں کیونکہ وہ ان تاثیرات کو نہیں پاتے۔ اور منکر ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہونا ہے وہ تو ہونا ہی ہے پھر دعا کی کیا حاجت ہے؟ مگر میں خوب جانتا ہوں کہ یہ تو نرا بہانہ ہے انہیں خود دعا کا تجربہ نہیں اس کی

(باقی)

قومی کالم

ایڈیٹوریل

بشنو! بشنو! بیا! بیا! اے قوم!!!

چونکہ **الحکم** حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی **شان مہدویت** کے اظہار کا بہت بڑا ذریعہ ہے اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اب جبکہ احمدی قوم تین لاکھ کے قریب انسانوں کی ایک نئی قوم طیار ہو گئی ہے اور خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اسکو ایک ممتاز قوم بنانا چاہا ہے میں وقتاً فوقتاً قوم کے سامنے ان امور کو پیش کرتا رہوں جو قوم کی ضروریات میں داخل ہیں اور جنکے بغیر جہانتک میں سمجھتا ہوں بہت بڑی مشکلات پیش آتی ہیں۔

اسبات سے تو کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ یہ ایک ایسا سلسلہ ہے جو **منہاج نبوۃ** پر واقع ہوا ہے اور اس سلسلہ کے اندر روح نبوت کام کر رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احمدیت ایک **تبلیغی سلسلہ** ہے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے سید و مولا امام و متبوع امام الرسل حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح کل دنیا کے لئے مبعوث ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ نے انکے ذریعہ اظہار الدین مقدر کر رکھا ہے۔ اور ھو الذی ارسل رسولہ **بالھدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ** کی وحی آپ کو ہو چکی ہے۔ پس جبکہ **مسیح موعود** کی رسالت کل اقوام عالم اور افراد دنیا کے لئے اسی رنگ میں ہے جس طرح سید الرسل حضرت احمد مکی صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہوا تھا کہ

قل انی رسول اللہ الیکم جمیعاً

اور خود حضرت مسیح نے **مسیح موعود مہدی مسعود** اور **کرشن مہاراج** کے دعاوی میں اس امر کو واضح کر دکھایا ہے پھر کیا ہمارا (احمدیوں کا) یہہ فرض نہیں ہے کہ اس سلسلہ تبلیغ میں مبارزان میدان بنیں؟

میں خوب جانتا ہوں کہ جب تک **علمی** واقفیت نہ بڑھے اور اعتقادات صحیحہ علمی رنگ میں ذہن نشین نہ ہوں۔ اور ان کے بیان کرنے پر انسان مقدرت نہ رکھے تو ایسے شخص کو شیطان کی آزمائش اور امتحان کا سخت خطرہ ہے جو مختلف رنگوں میں دائیں بائیں آگے پیچھے سے آکر گمراہ کرنے کا عہد کر چکا ہوا ہے۔ اسی ضرورت کو حضرت حجۃ اللہ نے محسوس کر کے پچھلے سالوں میں ارادہ فرمایا تھا کہ اپنی جماعت کا ایک امتحان کیا جاوے۔ مگر مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ بعض اسباب اور وجوہ سے وہ امتحان معرض التوا میں رہ گیا اور پھر کسی نے اسکی طرف توجہ نہ کی۔

گذشتہ کرسمس ویک میں جب احباب قادیان میں آئے تو مجھے ایک زیرک اور سمجھدار دوست کی زبانی حضرت حکیم الامۃ کے حضور یہ سننے کا افسوس ہوا کہ فلاں اخبار میں یہ مخالفانہ مضامین نکلے ہیں کیونکہ ان کا جواب نہیں دیا جاتا اگرچہ اسوقت ان کے اس سوال پر مناسب جواب دیا گیا لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ میرے دل پر اس کا بہت بڑا اور گہرا اثر ہوا کہ ہماری قوم جو **سلطان القلم** کے ماتحت ہے جو اظہار الدین اپنا ایک مقصد رکھتی ہے جو اس زمانہ پریس میں بہت کچھہ قلم سے کام لینے کی ذمہ دار ہے جو ایک **تبلیغی سلسلہ** میں داخل ہے اسکی یہہ حالت ہے کہ وہ معمولی سے معمولی سوال کے جواب کے لئے بھی قادیان لکھنے کو آمادہ ہو جاتی ہے اور جب کوئی شخص کسی فرد سے سوال کرتا ہے تو وہ گھبرا اٹھتا ہے کہ اب اس کا کیا جواب دوں۔

میں مانتا ہوں بلکہ فخر کرتا ہوں کہ اسی جماعت اور سلسلہ میں بڑے بڑے لائق اور سمجھدار لوگ داخل ہیں مگر میں خطرناک غلطی کرونگا اور قوم کے سستی اور کاہلی پیدا کرنے کا موجب ہونگا اگر اس تاریک پہلو کو ظاہر نہ کروں۔ کہ بہت بڑا حصہ اس قسم کا ہے کہ جس کو ابھی بڑی واقفیت کی ضرورت ہے حضرت **حکیم الامۃ و مخدوم الملۃ** اسبات کی کافی شہادت ہیں کہ ہر روز کی ڈاک میں معمولی اور مبتذل سوالات کے کسقدر خطوط اون کے پاس آتے ہیں اور انہیں یا تو اون کو ردی میں پھینکدینا پڑتا ہے اور یا اپنے اوقات گرامی کو اسپر خرچ کرنا پڑتا ہے یہ غفلت اور سستی اس کشف حقایق کے زمانہ میں کیوں ہے؟

میرے نزدیک اس کا ایک زبردست باعث یہ ہے کہ **قوم اپنی قومی ضروریات سے ناواقف ہے وہ نہیں جانتی کہ اسے دنیا میں ایک تبلیغی سلسلہ میں داخل ہو کر کیا کرنا ہے؟**

حضرت حجۃ اللہ کے وعظ و نصائح ہدایات و ارشادات اسی رنگ اور طرز کے ہیں جو انبیاء کے ہوتے ہیں۔ وہ قوم میں **تقویٰ** اور حقیقی طہارت پیدا کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ قوم کا اپنا فرض ہے کہ ان مراتب اور امور کے سمجھنے کے لئے کوشش کرے۔ جب تک علم صحیح کسی عقیدہ کے متعلق پیدا نہ ہو عمل صحیح کے لئے ضرور مشکلات ہیں۔

اسوقت اگر کسی گاؤں یا قصبہ میں کوئی مخالف ملاں چلا جاوے اور وہ لوگوں کو اس سلسلہ سے بدظن کرنے کے لئے اوٹ پٹانگ باتیں بتائے تو فوراً آدمی قادیان دوڑا آتا ہے کہ حضرت کوئی آدمی بھیجو فلاں ملاں نے گاؤں ہلاک کر دیا میں پوچھتا ہوں اے دانشمندو! تم کب تک دوسروں کے بھروسہ بیٹھو گے۔ کیوں اپنی لوکل ضروریات کا خود بندوبست نہیں کرتے۔ میں اس ضرورت کو عرصہ سے محسوس کر رہا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ قوم میں اسکے متعلق تحریک اور جوش پیدا ہو اور وہ اپنی دینی **ضروریات** کو سمجھے اور ان کے پورا کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی تجویز کرے۔

میں کسی آیندہ اشاعت میں اس تجویز کو جو میں نے سوچی ہے قوم کی خدمت میں پیش کروں گا فی الحال میں چاہتا ہوں کہ قوم کے سربرآوردہ اشخاص سے اسکے متعلق کچھہ سنوں اور شایع کروں تاکہ وہ زیادہ مؤثر ہو۔

قومی اجتماع میں افراد قوم کا فرض

دار الامان اسوقت مسلمانوں کا مرکز ہے گو بہت لوگ اپنی کم فہمی کی وجہ سے ابھی نہیں سمجھے لیکن جن لوگوں نے اس راز کو سمجھہ لیا ہے وہ جب دار الامان میں آتے ہیں تو اونکا کیا فرض ہونا چاہئے اسپر شاید انہوں نے بہت کم غور کیا ہے یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ بہتوں نے نہیں کیا ہے؟ میری غرض اس سے اسوقت یہہ ظاہر کرنا مقصود نہیں کہ میں انہیں اس امر کا سبق دوں کہ حضرت حجۃ اللہ کے انفاس قدسیہ سے وہ فیض اٹھائیں اور حکیم الامت اور مخدوم الملت کے ارشادات عالیہ سے بہرہ مند ہوں کیونکہ اس سفر کی یہہ غرض تو ہوتی ہی ہے نہیں میں انہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب وہ یہاں آئیں تو ان کاموں کو دیکھیں جو قوم کی بھلائی اور اشاعت اسلام و سلسلہ عالیہ کے لئے ہو رہے ہیں وہ اس کے متعلق مفید مشورے دیں ان قومی کاموں کی ضروریات پر غور کریں انکی توسیع مقاصد کے سوالات کا حل سوچیں۔ اگر ایسے اجتماعوں پر ان ضروریات قوم کا احساس نہیں کیا جاتا تو میرے نزدیک بہت بڑی فروگذاشت ہے جسکی طرف قوم کی توجہ کی ضرورت ہے۔ بہت ساری باتیں ایسی ہوتی ہیں جنکا ہم سب کو خود فکر کرنا چاہئے نہ یہ کہ حضرت حجۃ الاسلام کو معمولی باتوں پر بھی توجہ کرنے کی ضرورت پڑے۔

صنعتی تعلیم کی ضرورت ہے

تعلیم الاسلام سکول اب خدا کے فضل سے کالج کہلاتا ہے لیکن میری اپنی رائے ہے کہ سکول میں صنعتی تعلیم کی ازبس ضرورت ہے گو موجودہ طریقہ تعلیم کی بھی ضرورت ہو۔ موجودہ طریقہ تعلیم جو انڈیا میں رائج ہے پہلے ہی کچھہ ایسا ناقص اور نقصان رساں ہے جسپر اگرچہ ملک کے اہل الرائے لوگ بہت کچھہ کہہ رہے ہیں اور خود میں نے بھی ایک زمانہ میں اپنی سمجھہ اور طاقت کے موافق ایک اخبار کی ایڈیٹری کی حیثیت سے اسپر متعدد مضامین لکھے تھے۔ اب جبکہ یونیورسٹی بل کی وجہ سے اور عام طور پر بھی تعلیم کی غرض ملازمت کی راہ میں بہت سی روکیں ہیں اور اعلے تعلیم کا حاصل کرنا سہل نہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ **صنعتی تعلیم** کی طرف توجہ نہیں کی جاتی گو ابتداً صنعتی تعلیم کے رواج دینے کے واسطے کسیقدر روپیہ کے صرف کی ضرورت ہو۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد وہ ڈیپارٹمنٹ اپنا خرچ آپ نکال کر مدرسہ کو معقول امداد دینے کے قابل ہو سکتا ہے۔ جہاں آج سے آٹھہ یا دس سال بعد انٹرینس و مڈل پاس کرنے والا طالب علم آٹھہ روپیہ ماہوار نہیں کما سکے گا وہاں آٹھہ سال تک صنعت و حرفت سیکھنے والا طالب علم کم از کم تیس چالیس روپیہ ماہوار کا کاریگر چار سال سے بھی زیادہ سال پیشتر ہو چکا ہو گا۔

سکول کی اصلی غرض ہے **اسلام** کی حقیقت کو علمی اور عملی طور پر مسلمان بچوں کے ذہن نشین کرنا۔ سو یہ مقصد صنعتی تعلیم سے رک نہیں سکتا بحالیکہ موجودہ طریقہ تعلیم کو اتنا وقت نہیں دے سکتا جو وہ دینیات کی طرف زیادہ توجہ کریں۔ میری غرض اس سے یہ نہیں کہ میں چاہتا ہوں کہ سکول اور کالج کی موجودہ حیثیت بدل دی جاوے بلکہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ **صنعتی تعلیم** کا کچھہ نہ کچھہ حصہ ضرور ہونا چاہئے۔

قطرہ قطرہ مے شود دریا

بابو محمد صاحب ہنٹر ہیڈ کلرک نے میگزین کی امداد کے لئے بہت ہی قابل قدر رائے دی ہے کہ مہمان خانہ میں ایک بکس رکھا جاوے جس میں ہر آنے والا مہمان کم از کم ایک آنہ ڈالدیا کرے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس تجویز کو پسند فرمایا ہے حقیقت میں اگر قوم اس قسم کی کام کی باتوں پر عمل کرنے لگے تو میرا اپنا خیال ہے کہ اشاعت سلسلہ کے موجودہ سارے شعبے اطمینان سے کام کر سکتے ہیں۔ مدرسہ کی مالی حالت بھی سخت مشکلات میں ہے اگر اس خیراتی فنڈ سے مدرسہ کو بھی خواہ ایک ہی کیوں نہ ہو مدد مل جاوے تو ایک معقول رقم سالانہ آسکتی ہے۔

قومی کالم

میں نے ارادہ کیا ہے اگر خدا تعالیٰ نے چاہا ہے اور

مختصر نوٹ اور نکات

(۱)

اتقا اور خدا ترسی پرست اور تقوی ہے جسکی طرف محنت اور وفا کے ساتھ چلنے والے ہرگز ضائع نہیں کئے جاتے دشمن کہتا ہے کہ میں اپنے منصوبوں سے اسکو ہلاک کردوں اور بد اندیش ارادہ کرتا ہے کہ میں انکو کچل ڈالوں مگر خدا کہتا ہے کہ اے نادان کیا تو میرے ساتھ لڑیگا اور میرے عزیز کو ذلیل کرسکے گا؟ درحقیقت زمین پر کچھ نہیں ہوسکتا مگر وہی جو آسمان پر پہلے ہوچکا اور کوئی زمین کا ہاتھ اس قدر سے زیادہ لمبا نہیں ہوسکتا جسقدر کہ وہ آسمان پر لمبا کیا گیا ہے پس ظلم کے منصوبے باندھنے والے سخت نادان ہیں جو اپنے مکروہ اور قابل شرم منصوبوں کے وقت اس برتر ہستی کو یاد نہیں رکھتے جسکے ارادہ کے بغیر ایک پتہ بھی گر نہیں سکتا لہذا وہ اپنے ارادوں میں ہمیشہ ناکام اور شرمندہ رہتے ہیں اور انکی بدی سے راستبازکو کوئی ضرر نہیں پہونچتا بلکہ خدا تعالی کے نشان ظاہر ہوتے اور خلق اللہ کی معرفت بڑھتی ہے۔

(۲)

سُنّت اللہ کچھ ایسی ہی واقع ہوئی ہے کہ انبیاء اور خدا تعالیٰ کے مخلص اور مامور بندوں پر مصائب اور مشکلات کا طوفان آتا ہے لیکن یہ طوفان اور سیلاب مصائب انہیں تباہ کرنے کے واسطے نہیں آتے بلکہ یاد رکھو جب خدا کا مامور و مرسل مشکلات اور مصائب کا نشانہ ہو تو اس وقت خدا تعالیٰ کا کوئی عظیم الشان نشان ظاہر ہونیوالا ہوتا ہے حقیقت میں اس کا مؤید و منصور ہونا اسی وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ اسکی آبرو یا جان لینے کے لئے منصوبے باندھے جاتے ہیں۔ اسکی مصیبت کا اصل راز یہی ہوتا ہے کہ تا خدا تعالیٰ اپنی قدرتیں اسکی تائید میں ظاہر کرے اور وہ غیبی تائیدات دکھائے جو راستبازوں کے شامل حال ہوتی ہیں نادان کہتا ہے کہ یہ سب باتیں بیہودہ ہیں کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ خدا کن قوتوں کا مالک ہے وہ اس راز سے بکلی ناآشنا ہے کہ اس اعلیٰ طاقت میں کیا کیا عجیب قدرتیں ہیں اور اسباب پیدا کرنے کی کیا عمیق راہیں ہیں۔

(۳)

نیکی ہی بدی کا کامل کفارہ ہے اور یہ عین عدل ہے کیونکہ جب انسان ایک بدی کرنے کے بعد ایسی نیکی بجا لایا جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوا تو ضرور ہے کہ پہلی بات موقوف ہوکر دوسری بات قائم ہوجاوے ورنہ خلاف عدل ہوگا اسی کے موافق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْہِبْنَ السَّیِّاٰتِ یعنی نیکیاں بدیوں کو دور کردیتی ہیں۔ اسی مطلب کو ان الفاظ میں بھی ادا کرسکتے ہیں کہ بدیاں ایک زہریلی خاصیت ہے جو ہلاکت تک پہونچاتی ہے اور نیکی میں ایک تریاقی خاصیت ہے جو موت سے بچالیتی ہے۔

(۴)

کے پرستد بندہ را جز آنکہ نادانی بود
پس بگرید بر چنین شان ہر کہ گریانی بود
آن خداوندے کہ نامش ہست ہم ہر برگ ثبت
ہر کہ جوید آن خدا را او مسلمانے بود

(۵)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی تکمیل فرمائی حضرت مسیح نے صرف انسانی ہمدردی پر سارا زور دیا کیونکہ اس زمانہ میں جبکہ مسیح پیدا ہوئے اسی ایک امر کی بہت بڑی ضرورت تھی۔ یہودیوں میں سنگدلی اور قساوت قلبی بد اخلاقی پیدا ہوگئی تھی اسلئے حضرت مسیح نے اسپر بہت بڑا زور دیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں توحید گم ہوچکی تھی۔ اسلئے آپ نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ پر بہت بڑا زور دیا اور توحید کے وہ کمالات بیان کئے جہاں تک انسانی عقل و فکر کی کبھی رسائی نہیں ہوئی۔ اور آپ متمم اخلاق بھی تھے مسیح موعود کے زمانہ میں دونوں شاخیں ایمان کی کمزور ہوچکی تھیں اور آپ احمد و مسیح دونوں کے بروز تھے اسلئے آپ نے دونو شاخوں کو سرسبز کیا۔

(۶)

شریعت کے دو بڑے حصے ہوتے ہیں ایک تعظیم لامر اللہ دوسرا شفقت علی خلق اللہ دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد شریعت کے عظیم الشان حصے ہیں اوّل الذکر میں اللہ تعالیٰ کی خالص توحید کا قائم کرنا مقصود تھا اور دوسرے حصہ میں یہ مقصد تھا کہ نوع انسان کی ہمدردی کرو اور ان کے لئے وہ چاہو جو اپنے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی تعلیم سے حقوق اللہ کی عظمت کو ظاہر فرمایا اور پھر لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ یعنی تم میں سے کوئی کامل الایمان نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اس قسم کی مکمل تعلیم دوسرے مذاہب میں ہرگز نہیں ملتی۔

(۷)

کیا آریہ سماج اس اصل میں اسلام کا مقابلہ کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں جبکہ وہ خدا تعالیٰ کو محض ایک خیالی وجود تصور کرتا ہے اسکے تصرف تام کے متعلق مطلق ہونے کا اسے یقین نہیں وہ اسے خالق نہیں مانتی بلکہ جوڑنے جاڑنے والا ایک صانع سمجھتا ہے وہ اسے رحمانیت اور ربوبیت اور متکلم اور بہت سی صفات سے معرّا مانتا ہے آریہ سماج کہتا ہے کہ جو کچھ دنیا میں ہمیں مل رہا ہے خواہ آفتاب کی روشنی ہو یا ہوا۔ پانی۔ گھوڑا۔ گائے بیل۔ درخت وغیرہ سب ہمارے اپنے ہی اعمال کے نتیجے ہیں انہیں خدا تعالیٰ کا کوئی عطیہ نہیں۔ آریہ سماج تسلیم کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ ایک وقت تک سوا کبھی کسی سے کلام نہیں کرسکتا وہ جانتا ہے کہ وہ دائمی نجات کسی کو دے ہی نہیں سکتا۔ پس انصاف کرو کہ وہ خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے اندر مرکوز ہے آریہ سماج کے اندر کہاں؟

ایک عیسائی اور آریہ پنڈت کا مباحثہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

خلا جسکو آپ پول سے تعبیر کرتے ہیں اور اسکو نامتناہی بتاتے ہیں علماء طبعی نے اسکو مسامات سے تعبیر کیا ہے علمائے نیچرل فلاسفی (طبعی) اور علماء علم ہیئت کی تحقیقات میں اجرام فلکی ہوں یا ہماری دنیا کے اجسام ہوں مسامات ہیں ساکن ہیں یا متحرک یا سیال ہیں۔ ہر ایک مسام کا قطر گو لاکھوں میں کا ہو یا ہیہ وہ محدود ہے علماء ریاضی نے انکی پیمائش کی ہے اور مسامات کے قطر کا تخمینہ ہم کو بتایا ہے۔ پس خلا بھی محدود نہیں ہے۔ جسکو آپ نے نامتناہی فرض کیا ہے ✠

قطر سے ہماری مراد یہ نہیں ہے کہ مرکز دائرہ پر خط گزر کر نصف کردیتا ہے اور جسکی دوری قریباً تیسرا حصہ ہوتی ہے۔ قطر کی بھی حد ہے۔ خواہ وہ کسی شکل میں ہو محدود ہے۔ قطر کے لفظ کے استعمال سے یہی ہماری مراد تھی نہ وہ جو دائرہ سے ہے اور جس کی بحث علم ریاضی میں اور علم طبعی میں ہوتی ہے۔

۱۱

علمائے نیچرل فلاسفی خواہ وہ یورپ کے ہوں یا یونان کے مادہ کو بے جان اور مردہ بتاتے ہیں۔ ان کی تحقیقات میں مادہ کی نہایت حیرت انگیز تین حالتیں ہیں۔ مادہ جامد ہوگا یا سیال یا ہوا یہ (گیاسیہ) بجز ان تین حالتوں کے مادہ کی چوتھی حالت نہیں ہے نفس مادہ میں یہ قابلیت نہیں کہ وہ اپنی حالت سکون و حرکت و سیال کو بدل سکے۔ اگر وہ متحرک ہے تو اپنے تئیں وہ ساکن نہیں کرسکتا اگر وہ ساکن ہے تو وہ از خود متحرک نہیں ہوسکتا۔

مادہ کی تینوں حالتوں میں تین قوتوں کا عمل پایا جاتا ہے (۱) کشش ثقل کا زور تمام عالم کے بڑے بڑے اجسام کو مربوط رکھتا ہے اور زمین کو آفتاب سے جدا ہونے نہیں دیتا (۲) کشش اتصال کا زور اجسام کے اجزا کو جب تک خارجی اثر ان پر نہ ہو باہم پیوستہ رکھتا ہے (۳) کشش کیمیائی کا زور بوقلمو اور رنگا رنگ اجسام کو پیدا کرتا ہے۔

اگر یہ تینوں قوتیں بے جان مادہ سے نکال لی جائیں تو نظام شمسی کا اور ہماری دنیا کا یہ رفیع الشان کارخانہ درہم برہم ہوجائیگا کل اجسام کے اجزا الگ الگ ہوجائیں گے۔ زمین بخط مستقیم یکساں رفتار سے اپنی راہ لے گی اور آفتاب کو پیچھے چھوڑ دے گی۔ حیوانات۔ نباتات اور جمادات کے اجسام کے پرزے پرزے ہوجائیں گے۔ پتھر کا جامد جسم گو نہایت سخت ہے ریزے ریزے ہوجائے گا۔ درخت سبز مخمل کے سے لباس سے ملبس نہ ہونگے۔ درختوں کے تنوں کے اجزا الگ الگ ہوجائیں گے۔ جو رہیں گے وہ صرف پچاس یا ساٹھ بے جان عناصر بے ترتیب رہیں گے وہ بھی بے جان اور قابل فنا ہیں۔

یورپ کے علماء علم کیمیا کی تحقیقات میں کسی جسم کو سکون نہیں ہے کل جسم متحرک ہیں۔ پتھر جامد ہے اور بظاہر اپنا حجم قایم بذات رکھتا ہے اور وہ ساکن ہے مگر اس میں بھی اس کے نہایت دقیق اجزا مثل قطب نما کی سوئی کے جو آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتے مگر وہ بھی متحرک ہیں ✠

قوت کشش ثقل۔ قوت کشش اتصال اور قوت کشش کیمیائی کی توضیح کسی اور طور سے بجز اسکے نہیں ہوسکتی کہ خداوند عالم ہر جا اور ہر وقت کل دنیا پر حکومت کرتا ہے۔ اور کل عوالم کا انتظام اپنے قبضے اور اختیار میں رکھتا ہے۔ پس وہی ازلی اور ابدی اور قدیر ہے صرف اس کو کل موجودات کا خالق اور منتظم نہایت خلوص اور اخلاص سے تسلیم کریں۔ اس کے تابع ہوں اور صرف اسکی عبادت کریں جس نے کل عوالم کو پیدا کیا اور باترتیب نہایت خوبصورتی سے رچایا ہے۔ جس کی رچنا اس سے زیادہ خوبصورت وہم خیال

انجیل کا معقول اندازہ

مسٹر سی۔ جی۔ اسٹریٹ صاحب ایم۔ اے کے انگریزی لیکچر کا ترجمہ

عموماً یونیٹرین یعنی موحدین کے مذہب پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہمیشہ یہ منفی باتوں کی ہی تعلیم دیتا ہے اور مثبت باتوں کی بابت کچھ بھی نہیں کہتا۔ اس الزام کی وجہ یہ ہے کہ یا تو مخالفین حقیقت کو ٹھیک طور پر ظاہر ہی نہیں کرتے اور یا جیسا اکثر ہوا کرتا ہے انہیں پوری پوری واقفیت ہی نہیں ہوتی جنہیں اس مذہب سے جو صدیوں سے کم و بیش شہادت کا مذہب رہا ہے کچھ بھی واقفیت ہے وہ یہ جانتے ہیں کہ اس کے پیروؤں کو ہمیشہ مقابلہ اور تردید کی طرز اختیار کرنی پڑی ہے۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے کہ قانون ان کے برخلاف تھا اور چونکہ ان کے مخالفوں کی تعداد ہمیشہ بہت زیادہ رہی ہے اسلئے بھی انہیں ہمیشہ گھاٹا رہا ہے۔ حضرت یسوع مسیح کی طرح انجیل کے سادہ اصولوں پر چلکر انہیں مجبوراً ان تو ہمات اور جماعتوں سے علیحدہ ہونا پڑا ہے جو کہ اصلی مسیحی تعلیم سے کہیں پرے چلی گئی ہیں۔ گو انہوں کسی نے علیحدہ نہیں کیا۔ موحدین نے ہمیشہ اس آواز کی پیروی کی جس کا یہ حکم تھا کہ تمام لوگوں میں جو ایسی خرابیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ جنہوں نے اس صداقت کو جو مسیح میں تھی نقصان پہونچایا ہے اور دبا دیا ہے۔ انکے برخلاف وہ وعظ کریں اور ان کا مقابلہ کریں۔

انکی منفی باتیں صرف مثبت باتوں کے قایم کرنے کے لیئے ہیں۔ انھوں نے چند باتوں سے اسوجہ سے انکار کیا ہے کہ اور باتوں کو قایم کریں۔ جب وہ اس بات سے منکر ہیں کہ انجیل مبرا از خطا ہے تو وہ انجیل کی اصلی اور ہمیشہ رہنے والی قدر منزلت کو برقرار رکھکر اسے خوفناک غلط فہمیوں سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ جب وہ انسان کے گنہگار ہو جانے کے مسئلہ سے انکار کرتے ہیں تو اوس کے یہ معنی ہیں کہ وہ اس اعلےٰ فطرت کی جو مہربان خدا نے ہمیں عطا فرمائی ہے تائید کرتے ہیں۔ جب وہ اس مسئلہ سے منکر ہیں کہ حضرت مسیح نے ایک قہار خدا کے انصاف کو پورا کرنے کے لئے اور لوگوں کے گناہوں کا بوجھ اٹھاکر اور ونکے لئے اپنے آپ کو قربان کیا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ یہ جانتے ہیں کہ خدا کے انصاف میں رحم اور عفو دونوں ملے ہوئے ہیں اور دوسروں کے لئے کفارہ کا مسئلہ ہر طرح پر انصاف سے بعید معلوم ہوتا ہے۔ ہر ایک انسان کو اپنے گناہ کا بوجھ اور دکھ خود ہی اٹھانا چاہیئے۔ جب وہ حضرت مسیح کے خدا ہونے سے انکار کرتے ہیں تو وجہ یہ ہے کہ تمام تواریخ اسکے ثبوت میں کچھ نہیں کہتی۔ درحقیقت حضرت مسیح اس پاک اور اعلےٰ نمونے کی مثال ہے جو انسان کے لیئے حاصل کرنا ممکن ہے اگر وہ مادی جہنم و بہشت کو نہیں مانتے تو اس کا سبب یہ ہے کہ آیندہ زندگی کے متعلق انکا ادراک ایسا لطیف ہے کہ وہ اس میں ایسی لچر باتوں کو داخل ہونے نہیں دیتے۔ اور وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ آئندہ سزا اور جزا یہاں کی روحانی حالت کے مطابق روحانی شکل میں دی جائے گی۔ جب وہ شیطان اور اوس کی فوج کی ہستی سے منکر ہیں تو انہیں خدا کے قادر مطلق۔ پاک اور محبت ابدی ہونے میں پختہ یقین ہے اور اس یقین کے ساتھ یہ مسئلہ بالکل مطابقت نہیں کھاتا۔ جب وہ قسمت اور مقبولین کے مسائل سے انکاری ہیں تو وہ انسانی شرائط سے محدود آزادمرضی کی اعلےٰ صداقت کے قائل ہیں اور یہ مانتے ہیں کہ نجات کی بخشش ہر ایک کے لئے ہے۔ جب وہ گنہگاروں کے لئے دائمی جہنم سے منکر ہوتے ہیں تو وجہ یہ ہے کہ وہ صدق دل سے مانتے ہیں کہ خدا رحیم کل ہے۔ وہ تمام انسانوں کو نجات بخشیگا اور کیچار استہ واہ دکھائیگا امید ہے کہ یہ الزام کہ ہم بہت سے مسائل سے صرف انکار ہی کی غرض سے منکر ہوتے ہیں اور جو بے سوچے سمجھے ہم پر لگایا جاتا ہے جب معترز اور سمجھدار لوگ ہمارے ارادہ کو جو اس انکار کی تہ میں ہے اچھی طرح سمجھ لیں گے تو ہرگز نہ لگائیں گے۔

یونیٹرین لوگوں کو کسی اور بارے میں ایسا سخت سست نہیں کہا جاتا جیسا کہ انجیل کے تعلق میں۔ میرا یہ ارادہ ہے کہ میں بعض اون ضروری امور کی طرف آپکی توجہ مبذول کروں جنسے ظاہر ہو جائیگا میں بذات انجیل کو کس نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ اور شاید ان باتوں سے کوئی سمجھدار آدمی موجودہ نسل انسان کے لئے انجیل کی اصلی رفعت و قدر کا اندازہ لگا سکے۔

(۱) ہماری انجیل دنیا کے اور بہت سی کتب مقدسہ میں سے ایک ہے۔

یہ کیسی عجیب بات ہے کہ ہمارے ملک میں بہت ہی کم ایسے آدمی ہیں جو یہ نہ سمجھتے ہوں کہ دنیا میں عیسائی مذہب ہی اعلےٰ مذہب ہے اور نیا اور پرانا عہد نامہ ہی صرف کتب مقدسہ ہیں۔ ہماری اپنی انجیل سے ہی تین بڑے مذہب پیدا ہوئے ہیں۔ مثلاً یہودی مذہب۔ عیسائی مذہب اور اسلام یہودی لوگ پرانے عہدنامہ کو تسلیم کرتے ہیں۔ عیسائی دونوں کو مانتے ہیں اور مسلمان اپنے معجزے کے طور پر نازل ہوئی مبرا از خطا قرآن کے علاوہ Pentateuch زبور اور Gospels کے بھی قائل ہیں۔ اور دنیا کی اور کتب مقدسہ کی بابت یہ ہے کہ مصری لوگوں کے پاس اپنی کتاب موجود ہے پرانے ہندوؤں کے پاس انکے وید۔ پارسیوں کے پاس زنداوستا۔ چینیوں کے پاس قوانین سلاطین بدھ لوگوں کے پاس تری ٹپک یعنی تین پٹاریاں موجود ہیں اور علےٰ ہذا القیاس اور قوموں کے پاس بھی اپنے اپنے شاستر ہیں۔ دنیا میں کوئی ایسا ضروری مذہب نہیں جس کی اپنی کوئی کتاب ایسی نہ ہو جسے خاص عزت کی نگاہ سے نہ دیکھا جاتا ہو۔ بعض اوقات مذہب کے متعلق چھوٹی چھوٹی باتوں کو بھی نہایت خوبصورتی کے ساتھ زبردست عبارت میں کتابوں کے اندر بیان کیا گیا ہے۔ مذہب کے خاص خاص پہلو جو اب عملی لحاظ سے معدوم بھی ہو گئے ہیں بڑی بیش بہا تحریرات کی شکل میں ظاہر کیئے گئے ہیں اگرچہ اب وہ بدقسمتی سے تتر بتر صورت میں موجود ہیں مگر تاہم بہت قدر کے لائق ہیں۔ موجودہ زمانہ میں مذہب کے متعلق بہت سی ضروری باتیں ہیں جو اپنے مقدسہ کے لیئے اسیقدر الہام تصدیق اور قدر کی خواستگار ہیں۔ جسقدر عیسائی کتب مقدسہ کا دعوےٰ ہے تاہم اوسط درجہ کے عیسائی اس حقیقت سے ناواقف رہنا ہی پسند کرتے ہیں انکا یہ خیال ہے کہ اون کا مذہب ہی دنیا میں ایک سچا اور اعلےٰ مذہب ہے حالانکہ عیسائی مذہب کے ہر فرقے کے پیروؤں کو لیکر بھی بدھ مذہب والوں کی تعداد زیادہ ہے اور دنیا کے تین چوتھائی باشندوں کا عیسائی مذہب سے کچھ واسطہ نہیں۔ بعض نیک عیسائی جب وہ اور مذاہب اور اون کی کتب مقدسہ کی تحقیقات کے متعلق کچھ سنتے ہیں تو افسوس سے اپنا سر ہلا دیتے ہیں اور انہیں یہ خیال نہیں آتا کہ بدھ مذہب کا پیرو بھی جب کبھی یہ معلوم کرے کہ اوس کا ہم مذہب کوئی منکر عیسائی مذہب اور بت پرستی سے بھری انجیل کے متعلق کچھ تحقیقات کرنا چاہتا ہے تو ایسے ہی سنجیدہ طور پر اپنی گردن ہلا سکتا ہے۔

مشہور شاعر برنس صاحب نے کیا ہی خوب کہا ہے۔ کاش کہ کوئی طاقت ہمیں ایسا عطیہ بخشے جس کے ذریعہ سے ہم اپنے آپ کو اسطرح دیکھ سکیں جسطرح اور ہمیں دیکھتے ہیں۔ اس سے ہم بہت سی غلطیوں اور فاسد گمانوں سے بچ جائیں گے۔

ہماری انجیل کا دنیا کی اور کتب مقدسہ کے برابر ہی درجہ ہونا چاہیئے۔ ایک کٹر عیسائی اپنی انجیل کے سوا کسی اور کتب مقدسہ کو مبرا از خطا نہیں خیال کرتا۔ اور نہ کوئی اور مذہب عیسائیوں کی انجیل کو ہی ایسا سمجھتا ہے۔ لیکن قدرتاً ہر ایک یہ خیال کرتا ہے کہ اس کی کتب مقدسہ ہی سب سے بہتر ہیں کیا یہ بیجا غرور نہیں ہے کہ ایک مذہب تمام صداقت اور الہام کا خود ہی دعوےٰ کرے اور تمام مذاہب سے اس بنا پر نفرت کرے کہ وہ اس معراج کے سامنے سر نہیں جھکاتے جسے دنیا میں تھوڑے سے آدمی مبرا از خطا مانتے ہیں۔ کیا یہ شرم کی بات نہیں کہ عیسائی لوگ اپنے مذہب کو سچا مذہب بتاتے ہیں اور ایک اور مذاہب کو حقارت کی نگاہ سے جھوٹا بتلاتے ہیں۔ سچے مذہب سے اس سے کہیں بڑھکر برداشت اور فیاضی کی امید کی جاتی ہے۔ اگر عیسائی لوگ حضرت مسیح کیطرح ان لوگوں کے ساتھ جو صدق دل سے ان کے ساتھ اختلاف کرتے ہیں برداشت علم اور صبر کے ساتھ برتاؤ کرنا سیکھیں تو درحقیقت عیسائی مذہب مذہب کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے اور وہ دنیا کی زندگی پر اب کی نسبت کہیں زیادہ زبردست زور ڈال سکتا ہے۔ اسے یہ زیبا ہے کہ دنیا کے اور مذاہب کے ساتھ ساتھ ہی چلا چلے۔ اور اپنے درحقیقت اعلےٰ اصولوں کی فضیلت کے سبب ان سب کا سردار بنا رہے مگر یاد رہے کہ اس سرداری کیوجہ سے اسمیں غرور اور سختی نہ آجاوے ہمیں لوول صاحب کے مفصلہ ذیل اعلےٰ اور مبارک کلام کو یاد رکھنا چاہیئے کہ

کہ خدا ہر زمانہ ہر ملک و ہر قوم میں اپنے پیغمبروں کو بھیجتا ہے اور ان کی ترقی اور لیاقت کے مطابق الہام پہونچاتا ہے اور کسی خاص قوم کی خودغرضانہ تحت میں تمام سچائی کو محدود نہیں کر دیتا۔

باقی آیندہ

www.aaiil.org

ابطال باطل

اس عنوان کے نیچے تمام باطل مذہبوں کے اصولوں پر نظر کی جایا کریگی خواہ وہ اندرونی ہوں یا بیرونی۔ ایڈیٹر

تحقیقات مسئلہ عزاداری حسین

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

کہ در روایات پیش کردہ مولوی ابوالقاسم نظر کنیم زیراکہ اقوال علماء تشیع خود ایشان را ملزم مے سازد و تاہم بطور مشتے نمونہ خروارے در احادیث مولوی صاحب کہ بدلیل آوردہ نظر کردہ حقیقتش ظاہر میسازیم قطع نظر از بحث صحیح و غیر صحیح متصل السند و منقطوع السند مرفوع و غیر مرفوع بودن روایات و احادیث از ظاہر حدیث کہ خود مولوی صاحب بدلیل آوردہ بقول شخصے (دروغ گو را حافظہ نباشد) نتیجہ موافق مطلب مولوی صاحب نمے برآید زیراکہ ادعا ایشان در ما نحن فیہ استحباب گریہ است تا کلیہ ثواب و دخول جنت بروے مترتب شود۔ و این سخن از منطوق حدیث ثابت نمے شود۔

حدیث اول بہ الفاظ مولوی صاحب (اصنعوا لآل جعفر طعاماً فقد اتاھم ما یشغلھم) یعنے تیار کنید بجہت اولاد جعفر طعام تحقیق بایشان پیامے آمد کہ ایشان را مشغول مے سازد)۔ ہر صاحب بصیرت از اندک تدبر مے فہمد کہ درین حدیث رسول اکرم صلعم از برائے آل جعفر حکم تیار طعام دادہ۔ از فقرات حدیث جواز و استحباب عزاداری و گریہ کردن از کدام الفاظ ثابت مے شود و درین حدیث مذکور کدام الفاظ اند کہ مدلول شان تعزیہ داری یا تعزیہ گرفتن باشد و این فقرات مولوی صاحب کہ در معنی حدیث گفتہ اند (کہ ہرگاہ وفات جعفر بن ابی طالب شنیدند بر مصیبت نشستند) از الفاظ حدیث ظاہر نمے شود و ما حیرانیم کہ مولوی صاحب باین علمیت و دیانت در الفاظ حدیث چرا تصرف بیجا کردہ اند مولوی صاحب را لازم است کہ حدیث را مکمل و تماماً بنویسد تا در روے نظر کنیم بازچہ نسبت دارد باین تکیہ داری معروف۔ آیا سال بسال مثل تکیہ داران حسین در وفات جعفر مے نشستند و اویلا و وادیلا مے کردند نوحہ و مراثی مے خواندند و ذو الجناح و علم و جھنڈے مے کشیدند حیف است باین استدلال افتہ بر

(حدیث دوم) بالفاظ مولوی صاحب در بخاری و مشکوٰۃ در باب بکا مرویست ہرگاہ حسن بن حسن بن علی مرد (ضربت امرأتہ القبة علے قبرہ سنة ثم رفعت آہ۔ یعنے زوجہ حسن قبہ بر قبر او زدہ تا یک سال بر قبر نشست بعد یک سال قبہ منصوبہ را برداشت انتہی قولہ سلمہ)

در آخر این حدیث فقرات تنبیہ را مولوی صاحب حرف کردہ چون قبہ از قبر شوہرش برداشت آواز از غیب شنید کہ چہ حاصل کردی آیا او را زندہ کردی و ہمراہ خود بردی کہ تا یک سال بر قبرش مجاورت کردی پس ازین فقرات حدیث تنبیہ و امتناع گریہ و تعزیہ داری ثابت مے شود۔ مولوی صاحب بزرگ از غایت تقوی و دیانت این الفاظ را چون مفید مطلب شان نبود از عبارت حدیث کشیدہ اند پس از نفس حدیث امتناع ثابت است لا غیرہ۔

حدیث سوم۔ در مشکوٰۃ آخر کتاب در وفات سید کائنات نوشتہ کہ ہرگاہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم از دنیا تشریف بردند حضرات اہلبیت بر مصیبت نشستند پس از کنار خانہ با واز بلند کسے گفت در حالیکہ کسے دیدہ نمے شد۔ السلام علیکم اہل البیت و رحمة اللہ و برکاتہ ان فی اللہ عزاءً من کل مصیبة وخلفاً من کل ھالك ودرکاً من کل فائت فباللہ فاتقوا وایاہ فارجو فقال علی اتدرون من ھذا ھو الخضر (یعنے اے آل محمد در راہ خدا مصایب است و جزا آنہا پس در قرآن شریف امر بصبر کردن فرمود و نزد او جزا از ہر مصیبت و عوض از ہر چیز ہلاک شدہ تدارک ہر فوت شدہ است پس تقوی کنید و امید باو بگذارید پس حضرت امیر فرمود کہ قایل این قول حضرت خضر است (انتہی قال مولوی سلمہ)

اکنون تدبر کن از برائے تو باز دیانت مولوی صاحب را ظاہر مے سازم۔ این فقرہ کہ اہلبیت بر مصیبت نشستند در الفاظ حدیث یافتہ نمے شود تا تمامی احادیث را از شرح مشکوٰۃ از برائے تو مے نویسم تا دیانت مولوی صاحب بر تو ظاہر شود۔ فلما توفی رسول اللہ صلعم۔ جاءت التعزیہ آمد تعزیہ و تعزیہ بصبر فرمودن مصیبت اندوہ را و تسلی دادن او را و عزا صبر و شکیبائی و در بعضے نسخ روایت بواو۔ سمعوا صوتاً من ناحیة البیت شنیدند صحابہ آوازے را از گوشہ خانہ کہ میگوید السلام علیکم اہل البیت و رحمة اللہ و برکاتہ ان فی اللہ عزاءً من کل مصیبة۔ این عبارت را

چند معنی کردہ اند۔ بدرستی کہ در کتاب خدا تعزیہ و تسلیم است از ہر مصیبت اشارت است۔ بقول وے سبحانہ انا للہ وانا الیہ راجعون پس عزا اینجا بمعنی تعزیہ است یا در دین خدا تعزیہ است کہ شارع ترغیب و تحریص بر آن نمودہ است و بعضے گفتہ اند کہ معنے آنست کہ خدا صبر فرماینده و تسلی دہندہ است و این را در زبان عربی تجوید مے گویند (الی آخرہ ص ۳۳۹ شرح مشکوٰۃ عبدالحق)

القصہ در آخر حدیث مذکور است وانما المصاب من حرم الثواب۔ این فقرہ حدیث را مولوی صاحب نیز دزدیدہ است پس شیخ عبدالحق شارح مشکوٰۃ معنی مے کند این را۔ (و مصیبت مصیبت زدہ نگر کسے کہ محروم گردانیدہ شدہ است ثواب را یعنی مصیبت و بنا مصیبت نیست از جہت وجود ثواب آخرت و مصیبت حقیقی آنست کہ صبر نکند تا از ثواب محروم ماند (الخ ص ۳۳۹ شرح مشکوٰۃ جلد چہارم) اگر حصہ حدیث را بمع شرح نوشتیم تا معلوم شود کہ درین حدیث ہم مولوی صاحب تصرف کردہ (اول اہلبیت بر مصیبت نشستند) دویم (انما المصائب من حرم الثواب) از حدیث دزدیدہ و خلاف کردہ۔ زیراکہ ازین فقرات خلاف عقیدۂ مولوی صاحب ثابت می شد و شارح حدیث این معنی را واضح ساختہ کہ اکثر مردم کہ مصیبت بایشان مے رسد و صبر نمے کنند از ثواب محروم مے مانند پس اگر از عدم صبر بہ مصاب از ثواب محروم مے مانند باز گریہ کردن بر حسین و در تعزیہ داری جزع و فزع کردن سینہ زنی کردن علم ہائے بر آوردن و دلال کشیدن شور و غوغا و نعرہ ہائے یا حسین یا حسین زدن کے مستلزم ثواب و اجر باشد بلکہ موجب محرومی از ثواب باشد قطع نظر از ہمہ تشریحات در عبارت و ترجمۂ خود مولوی صاحب نظر کنیم کہ با وجود تحریف در حدیث کردن عبارتے کہ نوشتہ است چہ نتیجہ دارد۔ حضرت خضر غائبانہ باآل محمد این تنبیہ کردہ کہ در قرآن امر بصبر کردن فرمودہ و تقوی کنید و امید باو بگذارید۔ این تعلیم خضر بود کہ باآل محمد کردہ در نہ این سخن ہائے محل و موقعہ نداشت ظاہر است۔ کہ آل محمد را مرتکب فعلے دیدہ از طرف خدا مامور گشتہ تا غائبانہ ایشان را تعلیم قرآن یاد بدہد مسلم کہ اہلبیت بر مصیبت نشستند مگر آن نشستن باین نشستن تکیہ داران چہ مناسبت دارد آیا اہلبیت ہم روپیہ و پلو بر مرگ رسول خدا جمع کردہ بودند و وفات رسول خدا چہ مکاسب خود ساختہ بودند حیف است بآن اولاد ناخلف کہ مرگ پدر را غنیمت شمردہ دوکانداری بسازد آیا پرواقعہ

سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسے منبر رسول خدا را سیاہ پوش کردہ بود و مردم پیش منبر آمدہ اعدا بوسہ مے دادند و گریہ مے کردند بر منبر گل ہائے و شمع کافوری مے افروختند از منبر و علم مرادہائے مے جستند زیر منبر و علم گوسفند ہائے ذبح مے کردند (وما ذبح علی النصب) فتدبروا یا اولی الابصار۔

باقی احادیث قابل ذکر نیستند زیراکہ غنیة الطالبین و سر الشہادتین و غیرہ از کتب معتبرہ حدیث نیستند و این کتابہائے ایہ نا ز وقصہ گویان و واعظان است تفصیلش در اوراق سابق بدرایت۔ حدیث ابن عباس حدیث مرفوع متصل نیست بلکہ اثر از ابن عباس مرویست و خوابے دیدہ است و خواب دیدن او حجت نمے شود ترمذی خودش بعد ذکر حدیث آنرا غریب گفتہ ہمچنین صورت دیگر حدیث است و از ہا بہ اعتبار ساقط اند زیراکہ با کتاب اللہ مطابقت ندارند گویا من حیث الروایت و من حیث الدرایت غیر صحیح ثابت اند مختصر اینکہ از احادیث صحیح ہرگز ثابت نمے شود کہ بر اموات خویش یا بر اموات اہلبیت بالخصوص بر حسین شہید گریہ کردن موجب ثواب عظیم یا سنت مؤکدہ است یا وعدہ دخول جنت دارد (حاشا وکلا ثم حاشا) چنانچہ گذشت۔

آمدیم برین مطلب کہ رسول خدا صلعم یا ائمہ اہلبیت یا صحابہ بر اموات خویش گریہ کردہ بودند یا نہ۔ ما انکار نداریم ازین سخن کہ ایشان گریہ کردہ باشند زیراکہ در مقتضیات فطرۂ بشریہ ہمہ انام ہر دو مے اشامند و مے خوانند خواب مے کنند ضرورت لباس ہم دارند نکاح نیز مے کنند بیمار ہم مے شوند وفات ہم مے شوند فرق اینست کہ افعال دنیوی ایشان نیز تابع مرضات اللہ مے باشد مثلاً خوردن و آشامیدن ایشان از برائے صحت بدن باشد تا در خدمت و عبادت الٰہی مصروف باشند نہ از برائے تمتع و لذت۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم از ارشاد الٰہی فرمود۔ قل انما انا بشر مثلكم یوحی الی۔ ہم چنین در حدیث تابیر النخل اعتراف فرمودہ اند پس ہمچنانکہ باقتضائے طبیعت بشریہ از برائے اعزہ و اقارب بر وفات شان متالم و متاثر مے شویم و درد و ما نزدہ و غم بر قلوب مستولی مے شود و در بعض اوقات حزن و اندوہ از دو پذیرفتہ گریہ ہم کنیم آب از چشم جاری مے شود۔

باقی آیندہ۔

خاکسار نذر علی سابق شیعہ از صوبہ

ہندوستان میں دسمبر کا آخری ہفتہ

نمبر (۴)

نوٹ: - ناظرین کو اِن مضامین کا سلسلہ یاد کر لینے کے لئے ۱۰-جنوری ۱۹۰۴ء اور ۱۷-جنوری ۱۹۰۴ء کے الحکم کو پڑھ لینا چاہیئے۔

گذشتہ سال کے انہیں ایام میں مندرجہ بالا عنوان سے میں نے ایک آرٹیکل لکھا تھا جسکے تین نمبر شائع ہوئے تھے - میں نے اون مضامین کو اعلائے کلمۃ الاسلام کی نیت سے لکھا تھا نہ اپنی کسی جدت و قابلیت کے اظہار کے لئے جس سے میں (کسر نفسی کے طور پر نہیں) فی الحقیقت تہیدست ہوں - خدا تعالےٰ نے اون مضامین میں کچھ ایسی قبولیت رکھدی کہ اکثر احباب نے اس سلسلہ کو جاری رکھنے پر بیحد اصرار کیا مگر خدا تعالےٰ کی تائید و توفیق کے بغیر کیا کر سکتا تہا ہر چند طبیعت نے ان خطوط سے متاثر ہو کر اسے جاری رکہنا چاہا مگر مشیت ایزدی نے یاری نہ دی - اب خدا کی قدرت سے پھر وہی زمانہ آ پہونچا اور مجھے مدد ملی کہ جسقدر ممکن ہو اس سلسلہ میں پھر کچھ لکھوں تاکہ جہانتک ہو یہ سلسلہ مضامین کا اپنی تکمیل کی طرف چلے - وباللہ التوفیق -

ایڈیٹر

آج ہمارے لئے نجات دینے والا پیدا ہوا جو مسیح خداوند ہے - یہ ایک فقرہ ہے جسپر میں نظر ثانی کرتا ہوں - جو عیسائیوں کے مشہور و معروف اخبار نور افشاں میں بڑے دن کی تقریب پر ایک گول دائرہ کے اندر شائع کیا جاتا ہے - اس فقرہ میں ایک عظیم الشان دعوےٰ ہے جو مسیح کی نسبت کیا گیا ہے - اور وہ دعویٰ اسکے منجی ہونے کے متعلق ہے - اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس دعوےٰ کے دلائل کو دیکھا جاوے -

انجیل (مسیح کی سوانح عمری سمجھ لو اسکے ارشادات کا مجموعہ سے کہہ لو) تو اس دعوےٰ کی کوئی دلیل پیش نہیں کرتی ہے - اور دنیا کی کوئی اور تاریخ بھی اُس نجات اور رستگاری کا پتہ نہیں دیتی جو عیسائی قوم کو حاصل ہوئی ہو -

میں اسوقت دوسری ساری باتوں اور لوازمات کو جو نجات کے مفہوم کے اندر داخل ہیں چھوڑ دیتا ہوں اور اپنی بحث کے دائرہ کو صرف اس ایک امر کے اندر محدود کر دیتا ہوں کہ مسیح کے ذریعہ مسیح پرست قوم نے گناہ سے کہانتک نجات پائی نجات کا اصل مفہوم بھی یہی ہے اس لئے یہی ضروری ہے کہ میں اس دائرہ کے اندر رہ کر ہی اس دعوے کی تحقیق کروں -

اولاً میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ کیا وہ شخص جو دوسروں کی رستگاری اور نجات کا موجب ٹھہرایا جاتا ہے خود بھی نجات یافتہ ہے یا نہیں کیونکہ اگر خود اسکی اپنی ہی کمزوریاں اور غلط کاریاں اس قسم کی ہوں - جو معمولی انسان اسے ثابت کرتی ہوں تو پھر وہ دوسروں کی بہلائی اور بہتری کا باعث کیونکر ٹھہر سکتا ہے - اسکے لئے مناسب ہے کہ خود انجیل ہی سے اس سوال کا حل چاہا جاوے - کہ وہ یسوع کی نسبت کیا کہتی ہے؟ کیونکہ اگر یہودیوں کی تاریخ کو جو انکے ہم عصر تھی دکھا جاوے اور اِن الزامات کو جو انہوں نے یسوع پر لگائے ہیں پیش کیا جاوے تو بہر حال اس کے جواب میں کہا جائیگا کہ یہ تصویر مخالفوں نے کھینچی ہے - پھر کیوں پہلے ہی اس خوردبین سے یسوع کا معائنہ نہ کیا جاوے جو خود عیسائی پیش کرتے ہیں -

اس معاملہ میں پہلے میں یسوع کی اپنی قولی شہادت پیش کرنی چاہتا ہوں -

متی کی انجیل کے ۱۹ باب کی ۱۷ آیت میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے آکے مسیح سے کہا اے نیک استاد میں کونسا کام کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں - اس نے اس سے کہا کہ تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا -

یہہ ایک فقرہ ہے جو یسوع کی زندگی پر ایک روشنی ڈالتا ہے - اسی مفہوم کا مطلب کو انجیل مرقس ۱۰/۱۸ اور لوقا ۱۸/۱۹ میں بھی بیان کیا گیا ہے - اب اس مقام پر یسوع اپنی نیکی سے خود انکار کرتا ہے - یا بالفاظ دیگر اپنے گنہگار ہونے کو تسلیم کرتا ہے - اس آیت کی توجیہہ اور تاویل میں عیسائی مفسرین نے بہت کچھ ہاتھہ پیر مارے ہیں - جب کچھہ بن نہیں آیا تو آخر کار جدید ترجمہ میں اپنی معمولی تحریف کا جوہر دکھایا ہے - جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ خود یہ آیت ان لوگوں کو کھٹکتی تہی اور جو تاویل اور توجیہہ وہ پیش کرتے تہے اسکے اندر کوئی حقیقت اور اصلیت نہ تھی - چنانچہ نئے ترجمہ میں اس آیت کو یوں لکھتا ہے -

اور دیکھو ایک شخص نے پاس آکر اس سے کہا اے استاد میں کونسی نیکی کروں تاکہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں اس نے اوس سے کہا کہ تو مجھہ سے نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے نیک تو ایک ہی ہے -

اس جدید ترجمہ کو متی کی انجیل کے محولہ بالا مقام پر دکھایا ہے مگر سچائی اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی - ہزاروں لاکھوں انجیلیں اس ترجمہ کی جو پہلے لکھا ہے چھپی ہوئی موجود ہیں اور مقابلہ کرنے والے اس خیانت کو فی الفور پکڑ سکتے ہیں - اسلئے حاشیہ میں لکھنا پڑا کہ بعض پرانے نسخوں میں اس طرح پر آیا ہے کہ تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے ؟ کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا علاوہ اس خود تسلیم کردہ تحریف کے لوقا اور مرقس کے محولہ بالا مقامات میں وہی الفاظ بتغیر ما موجود ہیں جو انجیل متی کے حوالہ سے لکھتے ہیں -

پھر اگر ایک مقام پر یہ نجات یافتہ گروہ اپنی چالاکی سے پردہ پوشی کی کوشش بھی کرے تو مرقس اور لوقا کا حوالہ انکی پردہ دری کرنے کو اسی انجیل میں موجود ہے - اور پھر یہ آیت جسکا ترجمہ اعتراض سے بچنے کے لئے بگاڑ دیا گیا ہے خود کہہ رہی ہے کہ مجھہ پر تصرف کا بیجا پنجہ مارا گیا ہے - کیونکہ سائل کا سوال تو یہ ہے -

اے استاد میں کونسی نیکی کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں اب اس سوال کے جواب میں تو اس شخص کو (جسکے سر پر خواہ نخواہ عیسائیوں نے تاج الوہیت رکھدیا ہے اور جس الوہیت کی مٹی یہودیوں نے کانٹوں کا تاج رکھہ کر پلید کی اور ایک طرح پر قوم پر احسان کیا کہ انسان پرستی سے یہود کو بچا لیا) وہ دینا چاہیئے تھا جو مفید مطلب اور کلام تام ہوتا نہ کہ غیر مفید اور ناقص بات کہدیتا جسکا اصل سوال سے کوئی تعلق ہی نہ ہو - اور

سوال از آسمان جواب از ریسماں

کا مصداق ہو - کوئی دانشمند عیسائی کالا ہو یا سفید اس بات کا جواب دے کہ مندرجہ بالا سوال سے اس جواب کو کہ

"تو مجھ سے نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے نیک تو ایک ہی ہے"

کیا تعلق ؟

اگر اس جدید ترجمہ کو ہی صحیح مان لیا جاوے تو اس سے یسوع کی معرفت اور بصیرت پر خطرناک الزام عاید ہوتا ہے جسکا جواب حقیقی یقیناً عیسائی نہ دے سکیں گے - اور وہ یہ ہے کہ یہہ اوٹ پٹانگ جواب جو یسوع صاحب نے دیا ہے ظاہر کرتا ہے - کہ وہ نہ گناہ کی حقیقت سے واقف تہے اور نہ انہیں نیکی کی فلاسفی معلوم تہی - اور نہ ابدی زندگی (جو نجات کا خلاصہ اور منشاء ہے) کی ماہیت سے باخبر ورنہ چاہیئے تہا کہ وہ اسوقت اسے نیکی اور گناہ اور ابدی زندگی کے متعلق وہ وعظ کرتے جو ان کی شان کے سزاوار تہا - انہوں نے تو اُلٹا اسے مایوس کر دیا اور کہا کہ تو نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے ؟ جسکے معنے دوسرے الفاظ میں یہ ہیں کہ ایسا سوال کرنا ہی نہیں چاہیئے - میرے اس مفہوم کی تائید یسوع کا یہ فقرہ بھی کرتا ہے کہ نیک تو ایک ہی ہے - کیونکہ اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ کوئی دوسرا نیکی کر ہی نہیں سکتا - حالانکہ ایک شخص اپنے اندر نیکی کے لئے سچی خواہش اور ایک فطرتی تقاضا پاتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس مقصد عظمیٰ کو حاصل کرے لیکن اسے ایسا جواب دیکر مایوس کر دیا جاتا ہے - اگر پہلے ترجمہ کے فقرہ صحیح تہے تو اس سے تو کہینچ تان کر کوئی مفید بات ہی نکل سکتی تہی اور نہیں تو یہی سہی کہ انہوں نے اپنے ضعف و لبشریت کو مدنظر رکہہ کر انکساری سے ایسا کہا لیکن موجودہ ترجمہ تو ان کے حالات پر اور بھی روشنی ڈالتا ہے اور انہیں جوابدہ ٹھیراتا ہے -

اور مندرجہ ذیل الزام قایم کرتا ہے - اولاً یسوع ایسا لم سمجھ تہا کہ سوال کا ٹھیک جواب دینے کی تمیز قابلیت نہ تہی -

دوم - نیکی کی حقیقت اور گناہ کی ماہیت سے محض ناواقف تہا -

سوم - حیات ابدی کی لذت سے ناآشنا اور اس مقام پر پہونچنے کے ذرایع کا اسے کوئی علم نہ تہا -

چہارم - نیکی کرنے کے لئے اس میں جوش نہ تھا - بلکہ دوسروں کو بھی مایوس کر دیتا تہا -

اب کوئی بتائے کہ جس شخص کی یہ حالت ہو اس کے متعلق یہ کہنا کہ وہ خداوند تہا وہ نجات دہندہ ہے کس قدر غلطی اور ایمانی کمزوری ہے - خود تو وہ نجات کے مفہوم اور منشاء سے ناواقف اس کے نتائج (بصیرت اور معرفت کا پیدا ہونا گناہ اور نیکی کی حقیقت سے آشنا ہونا (وغیرہ) سے نابلد ہے وہ دوسروں کو کیا دے گا - اور کیا سکہائیگا ؟

یہ تو اپنا اسکا قول ہے اب آؤ دیکھیں کہ اسکے اپنے اعمال کیا ہیں ؟ کیا انہیں روحانیت اور للہیت پائی جاتی ہے ؟ کیا وہ اخلاق فاضلہ اور نیکی کے اعلےٰ مدارج اپنے اندر رکھتے ہیں - ؟

یسوع کی پبلک لائف کا سب سے پہلا واقعہ حضرت یوحنا کے ہاتھہ پر بپتسمہ پانا ہے - اس سے پہلے کے حالات - افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے ان اناجیل موجودہ میں کہیں بھی نہیں ملتے ہیں - جو اتنے بڑے مدعی کے لئے ضروری تہے -

تاہم میں اس امر کو چھوڑ کر اور اس نقص کو الگ کر کے اصل مطلب پر بحث کرتا ہوں اناجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا گناہوں کا اقرار لیتا تہا اور دریائے یردن میں ان نو مریدین کو غوطہ دیتا تہا جس رسم کا نام عیسائی تہا یوحی میں بپتسمہ ہے - اب انہیں اناجیل میں لکھا ہے کہ یسوع نے بھی آکر اسکے ہاتھہ پر توبہ کی اور بپتسمہ پایا -

عیسائی مولفین اناجیل کو یہ واقعہ بجائے خود کھٹکا ہے اور انہوں نے اس زد سے بخیال خویش بچنے کے لئے یوں سعی کی ہے کہ یوحنا نے بپتسمہ دینے سے انکار کیا تہا لیکن یہ امر حقیقت کے خلاف ہے -

اگر یسوع نفس الامر میں کوئی گناہ اپنے اندر محسوس نہیں کرتا تہا تو اسے اس بغو حرکت غوطہ زنی سے فائدہ کیا تہا - ؟

(باقی پانچویں نمبر میں)

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

کرشن اوتار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس دعوے پر کہ آپ ہندوؤں کے لئے مثیل کرشن اوتار ہیں ہندو مسلمان اخبارات میں معقولیت اور متانت سے گذر کر بیہودگی اور تمسخر سے کام لیا جاتا ہے ہم نہیں سمجھتا کہ ان لوگوں کے اس استہزا اور سب و شتم کا کیا جواب ہو سکتا ہے بجز اس کے کہ ہم انہیں خدا کی مجید کتاب کی یہ آیت سنا دوں یاحسرۃ علی العباد ما یاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزءون۔

کرشن پنتھی اہلحدیث کا مولوی فاضل ایڈیٹر گو قرآن کریم کی اصطلاح کے خلاف اپنا نام اہلحدیث رکھتا ہے مگر پھر بھی حضرت حجۃ اللہ کے اس دعویٰ کرشن اوتار پر **احمدیوں کا نام کرشن پنتھی تجویز کرتا ہے**۔ میں نہایت ادب سے اپنے مولوی فاضل کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس میں کچھ شک نہیں آپ حضرت عیسےٰ نبی کی نبوت اور صداقت کے قایل ہیں لیکن پھر بھی آپ عیسائی کہلانا غالباً پسند نہیں کریں گے میرا خیال ہے کہ آپ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت اور رسالت پر ایمان لاتے ہیں مگر یا اینہمہ آپ پسند نہ کریں گے کہ آپ کا نام یہودی رکھا جاوے۔ اگر آپ ان دونوں ناموں کو اپنے لئے قبول کرنے کو طیار ہیں تو اسی حیثیت سے اگر آپ کسی احمدی مسلمان کو کرشن پنتھی کہتے ہیں کہ وہ حضرت کرشن کی رسالت کا اسی طرح قایل ہے جس طرح دوسرے نبیوں کی رسالت کا تو برا منانے کی کوئی بات نہیں۔ کیونکہ میں تو حضرت کرشن کو سچا مسلمان یقین کرتا ہوں اور منعم علیہ گروہ میں کا ایک فرد پھر جماعت منعمین سے ہونا تو عیب کی بات نہیں۔

بہوپال میں قانون طلاق بہوپال میں جو عورتیں مسافروں سے نکاح کرکے انکو تباہ کرتی ہیں اور پھر طلاق لیکر دوسرا خاوند تلاش کرتی ہیں اسکے انسداد کے لئے سرکار عالیہ خود قانون طیار کر رہی ہیں۔

ڈین اور بائیبل چائنا ٹائمز نام ایک اخبار مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۰۴ء [illegible] سے شایع ہوتا ہے میرے پاس بذریعہ ڈاک بہیجا گیا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ کس شخص نے بہیجا ہے۔ بہرحال اس پرچہ میں مندرجہ حاشیہ عنوان سے ایک دلچسپ نوٹ شایع ہوا ہے [illegible] زبان میں [illegible] ویسٹ منسٹر کے ڈین [illegible] بائیبل کے متعلق [illegible] مباحثہ جاری [illegible] کیا۔

[illegible] اعتقاد [illegible] بائیبل [illegible] کے متعلق بالکل [illegible] کتاب [illegible] اٹھارہ [illegible] وہ ای سلسلہ کلام میں لکھتا ہے کہ [illegible] کی کہانیاں مثل سانپ کا یا گدہے کا کلام کرنا اب علمی پہلو کے لحاظ سے تاریخی واقعات کے طور پر قبول نہیں کر سکتے بلکہ انہیں خیالی امور ماننا چاہئے جو بعض روحانی سبق لینے کے لئے بیان کی گئی ہیں۔

غرض ڈین نے اپنا خیال بائبل کے متعلق اس قسم کا ظاہر کیا ہے اور چونکہ وہ بہت بڑی حیثیت رکھتا ہے اس وجہ سے ایک عام شور پیدا ہو گیا ہے اور پادریوں کی جماعت میں اسکے اس بیان پر تعجب ظاہر کیا جاتا ہے یہانتک کہ کینن مکارنک نے ظاہر کیا ہے کہ اس قسم کے خیالات تو بائبل کی بنیاد ہی کو اکھاڑ ڈالیں گے۔ کیونکہ اس سے مسئلہ الہام پر حملہ کیا گیا ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ ہم ہرگز ہرگز یہہ اعتقاد نہیں رکھ سکتے کہ بائبل کا ایک حصہ تو الہامی ہو اور دوسرا نہو کیونکہ ہم مانتے ہیں کہ بائبل کو مرتب کرنے والے الہامی تھے۔

اصل بات یہہ ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ خدا کی وحی اتر رہی ہے اور عیسائی مذہب کا خاتمہ مقدر ہو چکا ہے۔ ایسے خیالات کا پیدا ہونا ضروری تھا ہے جو لوگ کوشش کرتے ہیں کہ اس قسم کے خیالات سے عیسائیوں کو متاثر نہونے دیں وہ ایک زبردست سیلاب کو جو ایک بلند کرارہ سے گر رہا ہے ایک گھاس کے تنکے سے روکنا چاہتے ہیں جو محض ناممکن ہے۔

یہی ضرورت مسیح موعود کی داعی ہے علی گڈھ کالج کی جو کانفرنس امسال لکھنؤ میں ہوئی ہے اس کی خطرناک مخالفت سنی و شیعہ علماء لکھنؤ نے کی ہے اسپر پیسہ اخبار رقمطراز ہے کہ لکھنؤ میں سنی و شیعہ علماء کرام کی سعی و تحریک سے جو عظیم الشان جلسہ کانفرنس و علی گڈھ کالج کی مخالفت کے لئے منعقد کیا گیا اور اس میں مذہبی احکام سے کام لینے کی تدبیر [illegible] دکہائی گئی وہ ہم کی بدبختی کا نشان اور [illegible] زیادہ مضرت [illegible]

مگر ہماری بدقسمتی ہے مسلمان علما زمانہ کی حالت و ضرورت کی حس برابر بھی [illegible] نہیں رکہتے اور فوراً انکے فتوے کا زبردست [illegible] تقدس و احترام گھٹ [illegible] کچھ پاس باقی رہ گیا ہے [illegible] استعمال کرنے پر طیار [illegible] جس سے دینی احکام کی بے وقعتی ہوتی ہے اور غیر اقوام کو ہنسی اڑانے کا موقع ملتا ہے"۔

حقیقت میں علماء سوء کی یہی حالت اس زمانہ میں ہے اور یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان پیشگوئی ہے جو پوری ہوئی ہے آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح موعود کے زمانہ میں یہہ گروہ سب سے زیادہ بدتر ہوگا۔ اب ان کی حالت بگڑ گئی اور اہل زمانہ انکی اس مسخ شدہ حالت پر زبردست شہادت دے رہے ہیں۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ جو لوگ اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ علما کی حالت بگڑ چکی ہے وہ بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کی قدر نہیں کرتے اور خدا کے موعود پر ٹھٹھے مارتے ہیں۔

ثواب کا کام

میں نے الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مولوی غلام محمد صاحب طالب علم ایف۔ اے کلاس کی فیس داخلہ کے متعلق تحریک کی تھی خدا کا شکر ہے کہ اس میں نمایاں کامیابی ہوئی۔ بعد میں مکرمی مفتی محمد صادق صاحب سپرنٹنڈنٹ مدرسہ تعلیم الاسلام نے مجھے متوجہ کیا کہ مدرسہ اور کالج میں دو اور طالب علم بھی ایسی ہی قابل مدد ہیں ایک ہائی سکول کا طالب علم ہے اور ایک کالج کلاس گویا تینوں کے لئے پچاس روپیہ فیس داخلہ کے لئے مطلوب ہیں۔ اسلئے اس قوم کی خدمت میں جو تعاونوا علی البر والتقویٰ پر عمل کر رہی ہے۔ زمانہ کے عرفی اور چکنے چپڑے الفاظ میں مجھے تحریک کرنے کی حاجت نہیں جلد یہہ رقوم جناب مفتی محمد صادق صاحب سپرنٹنڈنٹ مدرسہ کے نام بہیجدینی چاہئیں پچاس روپیہ کی رقم میں [illegible] تو پورے ہو چکے اب [illegible] ہی باقی ہیں۔

دلچسپ مفید اور علمی خبروں کا کالم

ڈاکٹر۔ آر۔ ڈی۔ پیڈلے صاحب اخبار لینسٹ کے ذریعہ یہہ رائے ظاہر کرتے ہیں کہ جس شخص کے دانت گندے اور خراب ہونگے اسکی صحت بھی اچھی نہیں ہوگی اور جو ہوا سانس کے ذریعہ منہ میں ہو کر اسکے جسم کے اندر جائیگی وہ گندی ہو جائے گی اور اجرام اس میں سرایت کر جائیں گے اور جو غذا کہائی جائے گی اس میں بھی عفونت اثر کریگی۔ (الحکم دنیا کے روحانی طبیب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسواک کی جو تاکید فرمائی ہے اسکی خوبی کی اب طبی تحقیقاتیں تصدیق کرنے لگی ہیں۔)

شہد کی مکہیوں کے ڈنک میں وہ خاصیت اور تاثیر ہے جس سے وجع مفاصل دور ہو جاتا ہے لیکن مکہیوں سے مریض کے ڈنک لگانا خطرہ سے خالی نہیں ہے اس لئے جو شخص اس طریق سے فائدہ اٹھانا چاہے وہ مندرجہ ذیل ترکیب سے کام لے۔ شہد کی مکہیا کو ربڑ کی بو سے قدرتی اور طبعی طور پر نفرت ہے اس لئے انکے چہتے کے پاس ربڑ کا بنا ہوا ایک کپڑا ٹانک دیا جاوے۔ مکہیاں اسی میں ڈنک ماریں گی جس سے انکے ڈنک اسی میں جا گر یں ان ڈنکوں کو نکال کر ایک سو ڈنک دو اونس الکحل میں ملاکر تین یا چار دن تک کسی طرف عرق کہینچ لیا جاوے اس کے بعد الکحل کو نتہار لیا جاوے اور ہر روز دو تین بار دس دس قطرے استعمال کئے جاویں اس سے مریض کو فائدہ ہوگا۔

(الحکم۔ خدا تعالےٰ کی مجید کتاب کی اس سے بھی عظمت ثابت ہوتی ہے۔ اسنے شہد کی مکہی کے تیار کردہ شہد کے متعلق فیہ شفاء للناس فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے اس میں تقریباً ہر مرض کے ازالہ کے لئے خدا تعالےٰ نے خاصیت رکہدی ہے۔)

فرانس میں ایک سائنس داں نے بجلی کا کمبل ایجاد کیا ہے جس میں بجلی کے تار اس میں ملا رہے جلتے ہیں چاہے کیسا ہی سرد موسم ہو مگر اس کمبل میں مطلق سردی نہیں لگتی ہے اور نہ اسکے آگ میں جلنے کا خوف ہے کیونکہ سخت گرمی پہنچتے ہی تار ٹوٹ جاتے ہیں۔

[illegible]

(استفسارات اور انکے جواب)

(اس کالم میں جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے دینی اور مذہبی سوالات اور انکے جواب دئے جایا کریں انشاء اللہ العزیز ایڈیٹر)

استفسارات

[illegible] کیا ہے۔

[illegible] نہیں تو ابدی کسطرح ہے۔ فانی [illegible] استعداد کس بر [illegible] ہے۔ کیا [illegible] اور کل من علیہا فان میں [illegible] ہے۔ پھر اگر ابدیت خلق خالق کے [illegible] کیا صورت ہوگی۔

[illegible] کائنات عالم فیوض ہیں مظاہر صفات کہیں [illegible] مخلوق ہے پھر ایک حال کیسا مناسب [illegible] مثلاً کس [illegible] ہے۔

[illegible] لئے سلسلہ نہیں ابتدا ہے [illegible] صفات اسکے افعال میں جلوہ گر ہوتے آئے [illegible] معنے کی رو سے ازلی مدت لا انتہا ہے

[illegible] آدم کی پیدائش چھ ہزار برس [illegible] کی حالت ہے اسکیلئے حشر [illegible] ہوگی پھر ابد [illegible] لئے حشر کا مسئلہ کسطرح بنا ذرا توجہ سے [illegible] فرماویں۔

[illegible] خدا ازلی ہے اسکی ہر ایک صفت بھی ازلی ہے مالکیت بھی ازلی ربوبیت بھی ازلی پھر اس [illegible] لئے مملوک اور مربوب کیوں ازلی نہیں۔

جوابات

دعا کے تین طریق ہیں۔ اول سائل دعا کرنیکے وقت اپنے بدن پر نظر ڈالے کہ آیا جو لباس پہنا ہوا ہے۔ اسکے یا اسکے مہیا کرنے میں کسی کی حق تلفی تو نہیں کی یا اس میں کچھ شرکت مال حرام کی تو نہیں۔ اگر ایسا ہے تو یقیناً اسکی دعا قبول نہیں ہوگی [illegible] سائل دعا کرنیکے وقت اپنے پیٹ میں ایک [illegible] کہ آیا اسوقت میرے پیٹ کے اندر کوئی حرام [illegible] نہیں یا کسی کی حق تلفی یا ناجائز ذریعہ [illegible] سے وہ لقمہ نہیں کمایا اگر ایسا ہے تو بھی دعا قبول نہیں ہوگی۔

[illegible] سائل دعا کرتا ہے اور اپنا کوئی مطلب [illegible] خدا کی نافرمانیوں [illegible] کرتا ہوں جو خدا تعالیٰ [illegible]

کی [illegible] دعا کرے [illegible] کرتا ہے تو میری خاطر اس تیری نافرمانی سے کہ تو نے کیا ہو اسکے عوض میری یہ دعا قبول فرما۔ اگر ان [illegible] کو مدنظر رکھکر [illegible] دعا کرتا ہے۔ تو میں سچ کہتا ہوں [illegible] اسکی دعا کبھی خطا نہ جاوے گی۔ بشرطیکہ [illegible] اور یقین اور استقلال اور نہ تھکنے والی کوشش ساتھ ہو۔ اور دعا قطع رحم کیلئے نہ ہو۔

۲۔ روح ازلی تو نہیں کیونکہ خلق کل شیئ کے نیچے ہے اور ابدی اسواسطے ہے کہ بنا بر اسکے خدا نے اسکو ابدی بنانیکا ارادہ کیا کیونکہ عطاءً غیر مجذوذ کا روح سے وعدہ کیا۔

۳۔ فانی سے غیر فانی ہونیکی استعداد اسطرح پیدا ہوئی کہ غیر فانی نے اسکو باقی رکھنے کا ارادہ کیا کل شیئ ھالک اور کل من علیہا فان کا یہ مطلب ہے کہ روح کا تعلق اپنے جسد سے ایک وقت الگ ہو جاتا ہے۔ اوس الگ ہونیکو ہلاک اور فناء کہتے ہیں۔ خالق کی ابدیت میں مخلوق ارادۂ خالق سے ابد ہو جاتی ہے مگر اوسکی ابدیت فیضان خدا کا ہوتا ہے۔ مخلوق کی ابدیت مخلوق الٰہی کی ہے اور خالق کی ابدیت ذاتی ہے۔

۴۔ کائنات عالم نہ سب فیوض ہیں بلکہ بعض غضب بھی ہیں۔ مظاہر صفات تو خدا کی اپنی ذات ہے پھر ایک مخلوق اپنے کئے کا بدلہ پاتی ہے۔ فصل الخطاب میں جبر و قدر کا مسئلہ کھولکر لکھا ہے [illegible] خدا کبھی معطل نہیں ہوا جب چاہتا ہے پیدا کرتا اور جب چاہتا فناہ کر دیتا ہے۔

۵۔ نہ کوئی خدائی مخلوق کی حدود ہیں اور نہ آدمیوں کی حدود ہیں نہ حشر اجساد کے حدود ہیں۔

۶۔ پانچویں سوال پہلا ہی ہے اللہ تعالیٰ ازلی ہے اوسکے صفات بھی اوسکے ساتھ ہیں مثلاً خلق صفت ہے اس کے معنے یہ ہیں کہ جب چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جب چاہتا پیدا نہیں کرتا یفعل ما یشاء۔ آپ میں بولنے کی صفت ہے آپ کہیں بولتے اور کہیں نہیں بولتے۔ ہمکو بنایا۔ تو کوئی ۲۵ برس ہوئے۔ اوس سے پہلے ہمکو نہ بنایا کسی اور کو بنایا۔ مخلوق سب حادث اور اللہ ازلی ہے۔ اشخاص ازلی نہیں ہوتے۔

ناظرین پانچ [illegible]

(پیسہ [illegible] میں ہم اور ہمارے ناظرین [illegible] سال [illegible] بدلا [illegible] مشورے سے متعلق یہ اخبار یا [illegible] اس کالم میں [illegible] انشاء اللہ [illegible] ایڈیٹر)

الحکم مفت ۔ یاد ہوگا بحسبی فی اللہ [illegible] صاحب مرحوم کا تذکرہ گذشتہ سال کی اسی تاریخ میں مجھکو انکی وفات پر کرنا پڑا تھا حسن اتفاق سمجھو یا مرحوم کی محبت کا اثر کہ پھر اسی ۱۰ جنوری کے الحکم میں مجھکو انکا ذکر کرنا پڑا۔ منشی صاحب کی وفات پر میں نے ان الفاظ کے ساتھ انکے تذکرہ کو ختم کیا تھا۔

"الحکم کے ساتھ انکو خاص محبت اور انس تھا۔ اب بظاہر الحکم انکے نام بند ہوتا ہے مگر ہم خانصاحب کے ساتھ آخری دم تک نبھانا چاہتے ہیں اور اطلاع دیتے ہیں کہ انکے نام سے ایک اخبار مفت کسی ایسے شخص کو دیا جاوے گا جو الحکم سے محبت رکھتا ہے اور خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتا"

اس اعلان کے بعد میں نے صدقہ جاریہ کے طور پر جبتک الحکم جاری ہے ایک اخبار مفت دینے کا عزم کر رکھا ہے اور فی الحال وہ اخبار حافظ محمد عظیم صاحب پٹیالہ کے نام جاری ہے اور انشاء اللہ جاری رہیگا۔

اب منشی عبد المجید خانصاحب خلف الرشید منشی محمد خانصاحب مرحوم (جو کہ اپنے جبر محترم والد ماجد کے نقش قدم پر چلنے کی سعی کرتے ہیں) چاہتے ہیں کہ خانصاحب مرحوم کے نام کے اخبار کی قیمت وہ دیں گے میں اپنے اس نیک عزم کو توڑنا نہیں چاہتا اسلئے انکی قیمت سے میں کسی اور مستحق کے نام اخبار جاری کر دیتا ہوں۔ الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں بہاولپور کے ایک یتیم کی درخواست چھپی تھی۔ اسلئے میں اسے ہی زیادہ مستحق سمجھکر ۱۰ جنوری ۱۹۰۵ء سے اسکے نام اخبار جاری کرتا ہوں۔ میری رائے میں یہ صدقہ جاریہ مرحوم کیلئے انشاء اللہ موجب ثواب ہوگا۔ اس قسم کی خیر حقیقت میں قابل قدر اور واجب التقلید ہے۔

گذشتہ فائلوں کی قیمت ۔ اکثر حضرات خریداران الحکم گذشتہ سالوں کے پورے فائل لینے چاہتے ہیں اور ان کی مجموعی قیمت دریافت کرتے ہیں۔ کبھی کبھی کوئی ایسا عاشق زار کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و شائق ارشادات حکیم الامۃ و مخدوم الملۃ نکل آتا ہے۔ اسلئے عام فائدہ کے لئے میں ذیل میں قیمت درج کر دیتا ہوں۔

[illegible]

... اس سال کے پرچے [illegible] ... [illegible]

[illegible] مستفرق [illegible]

[illegible]

خدا تعالیٰ کی [illegible] کیا
[illegible] سلسلہ عالیہ احمدیہ [illegible]
[illegible] جو مقدمات [illegible]
عظیم الشان نشان جو ۵ جنوری ۱۹۰۵ء کو
[illegible] حضرت اقدس مسیح علیہ الصلوٰۃ [illegible]
[illegible] الحمد للہ
[illegible] منظور ہو گیا [illegible] کا وعدہ
[illegible]

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام ہر دو حصہ یہ نظیر کتاب حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جسمین اپنے دعوے کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفون کے اعتراضون کو نمبروار توڑا ہے

آریہ دھرم آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرۃ حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت کے ساتھ مسئلہ نیوگ کے خطرناک بد نتائج کو کھولکر دکھایا ہے اور آریہ کے ان اعتراضون کا جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتا ہے قیمت ۱۴

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط

حضرت مسیح موعودؑ نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے تیسری دفعہ چھپا ہے۔ قیمت ۔۔۔۔۔۔ ۲؍

حضرت اقدسؑ کی پرانی تحریرین

حصہ اول اعلیحضرتؑ کے تیس سالہ پرانے مضامین الہام مسئلہ تناسخ وید اور قرآن کے مقابلہ پر۔ قیمت ۲؍

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب

عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے قیمت ۲؍

فیصلہ آسمانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے۔ قیمت ۔۔۔۔ ۲؍

نور القرآن حصہ دوم عیسائیون کا عجیب رد قیمت ۳

فاضل امروہی کی تصنیفات

مندرجہ ذیل کتب کیلئے اسیقدر کہدینا کافی ہے کہ وہ امام فن مناظرہ فاضل امروہی کی تصنیفات ہین

تحذیر المومنین۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو فتوی کفر حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف تجویز کیا تہا اور چند عقائد پیش کئے تہے اس کا کافی و وافی جواب ایک قابل دید کتاب ہر ایک احمدی کے پاس ہونی چاہیے قیمت ۸؍

شمس بازغہ۔ پیر مہر علی شاہ گولڑی کی کتاب شمس الہدایہ کا لاجواب جواب۔ قیمت ۶؍

تفسیر سورۃ تبت۔ سورۃ تبت یدا پر ایک ڈاکٹر کے اعتراضون کا جواب اور سورۃ مذکور کی عجیب تفسیر قیمت ۱؍

سوانح السبیل نمبر ۱۔ ایک ہندوستانی مولوی کی چند دکتاب قیمت ۱؍

نسخ و تشبیہ۔ حکیم الامۃ کی اصولی تحریر قیمت ۲؍

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات

تفسیر القرآن پارہ اول۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے سدہا خطوط اظہار پسندیدگی کے پہنچے ہین یہانتک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی باہر بھی اسکو قبولیت ہوگئی ہے قیمت ۱۲؍

تفسیر القرآن پارہ دوم۔ بطور رسالہ ماہواری تفسیر ناظرین تفسیر کے بیحد اصرار پر بطور رسالہ ماہواری طبع ہونی شروع ہوئی تہی لیکن مقدمات کی وجہ سے بعض خارجی اسباب ایسے پیش آ گئے کہ دو نمبر نکلنے کے بعد سلسلہ بند ہو گیا لیکن اب انشاء اللہ عنقریب سلسلہ بدستور جاری ہونیوالا ہے گذشتہ دو نمبرون کی قیمت ۸؍ اور سالانہ قیمت ۳

سلک مروارید۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ مین اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور انہین سلسلہ عالیہ کی تعلیم کو عام کرنیکی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا گیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ قیمت ۔۔۔ ۳

رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء دارالامان مین ۱۸۹۷ء مین دسمبر کے اواخر مین ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تہا جسمین حضرت حجۃ اللہ نے تین زبردست تقریرین بیان فرمائین اور حضرت حکیم الامۃ اور مولانا مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے قرآن کریم کے معارف پر اچہوتے لیکچر دیئے یہ سب تقریرین یکجا جمع ہین علاوہ برین رپورٹ کے شروع مین ایڈیٹر نے ایک قابل دید انٹروڈکشن لکہا ہے۔ قیمت ۔۔۔ ۱۰

الانذار۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۸ء کو قادیان مین ایک جلسہ طاعون کے متعلق کیا تہا جسکی قابل قدر تجاویز گورنمنٹ پنجاب نے بہی شکر گذاری کا اظہار فرمایا تہا اس جلسہ کے حالات حضرت حجۃ اللہ اور حکیم الامۃ کی تحریرون کا مجموعہ قیمت ۳

اصلاح النظر۔ حضرت حکیم الامۃ کے خادم ارشاد ایڈیٹر الحکم نے ایک آریہ کے اعتراضات متعلقہ قصہ آدم کا جواب جس کو حضرت حکیم الامۃ نے نہ صرف پسند فرمایا بلکہ اصلاح بہی فرمائی۔ قیمت ۔۔۔ ۲؍

متفرق کتابین

قصیدہ ضوابط الاسرار قیمت ۱؍ وفات مسیح پنجابی نظم قیمت ۲؍

فیض احمدی (درود شریف پر پنجابی نظم) قیمت ۱؍

شیخ عبدالحق نومسلم کی قلم سے

برہان الحق (عیسائی مذہب کی حقیقت کہولی گئی ہے) ۳؍

دعوۃ الحق نمبر ۲۔ انجیل کی حقیقت۔ قیمت ۱؍

میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی تصنیف

النصح (نظم مین عبد مومن کے خواص و نشانات) قیمت ۲؍

مسلمانونکا خدا اور اسکے حضور مین دعا۔ مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت ۱؍

نمونہ قرآن مجید جو قاعدہ یسرنا القرآن کے موافق دو پارے چہاپے گئے ہین قیمت ۳؍ پورے سٹ کے خریدار صرف آٹہ روپیہ علاوہ محصولڈاک لیے جاوینگے

المشتہر منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

حقیقت نماز

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین مندرجہ بالا عنوان کا اعلان کیا گیا تہا۔ مین آج اس کتاب کے مضامین کی مختصر سی فہرست دیتا ہون اس فہرست سے معلوم ہوسکے گا کہ یہ کتاب کیسی عمدہ اور مفید ہے۔

مین اس کتاب کو کم از کم دو ہزار چہاپنا چاہتا ہون ناظرین اپنی درخواستین جلد بہیجکر اطلاع دین تاکہ اندازہ ہوسکے۔

فہرست مضامین حقیقت نماز

۱۔ انسانی فطرت کا اقتضا اور غائیت
۲۔ دین القیم اور فطرت اللہ کے معنے۔
۳۔ عبادت کا مفہوم
۴۔ صلوٰۃ (نماز) سے کیا مراد ہے؟
۵۔ عبودیت اور الوہیت کا صعود و نزول
۶۔ نماز مومن کا معراج ہے' کے معنے
۷۔ مغز نماز دعا ہے
۸۔ دنیا کی کوئی چیز لذت سے خالی نہین
۹۔ عبودیت اور ربوبیت کا رشتہ
۱۰۔ نماز مین بے ذوقی اور ذوق
۱۱۔ نماز مین ذوق کیونکر پیدا ہو۔
۱۲۔ بیذوقی سے ذوق کیونکر پیدا ہوجاتا ہے؟
۱۳۔ حقیقت نماز
۱۴۔ باطن کو ظاہر سے تعلق ہے
۱۵۔ طہارت ظاہری اور وضو کا فلسفہ
۱۶۔ پاکی اور ناپاکی کا مفہوم
۱۷۔ قلبی حالت اعضا اور جوارح کو ضرور حرکت دیگی
۱۸۔ نماز سے بڑھکر کوئی صورت عبادت کی عقل مین نہین آسکتی
۱۹۔ ارکان نماز کی حقیقت اور فلاسفی
۲۰۔ نماز کا روحانی فلسفہ
۲۱۔ نماز پنجگانہ کی وجہ اور حقیقت
۲۲۔ اوقات نماز کا روحانی فلسفہ
۲۳۔ پابندی اوقات کی قدرتی تاثیر
۲۴۔ جماعت اور اسکی حقیقت
۲۵۔ نماز جمعہ اور عیدین کے قایم کرنیکی حکمتین
۲۶۔ انضباط اوقات پنجگانہ نماز کے منافع
۲۷۔ اذان اور اس کی حکمت
۲۸۔ اذان اور دوسرے مذاہب کا طریق دعوت
۲۹۔ اسلامی توحید کے لطایف نماز مین
۳۰۔ تعین قبلہ اور اسکی فلاسفی
۳۱۔ ایک انگریز کا قول اسلامی نماز پر
۳۲۔ اسلام مین روحانی طہارت پر زیادہ زور دیا گیا ہے
۳۳۔ نماز کی روحانی فلاسفی۔
۳۴۔ تعدد رکعت اور حضور قلب
۳۵۔ وضو کا طریق
۳۶۔ وضو کی دعا
۳۷۔ نماز پڑہنے کا طریق
۳۸۔ اوقات نماز
۳۹۔ سورۃ الفاتحہ کے معنے اور تفسیر
۴۰۔ سورۃ الاخلاص کے معنے اور تفسیر
۴۱۔ معوذتین کے معنے اور تفسیر
۴۲۔ سورۃ انا انزلنا کے معنے اور تفسیر
۴۳۔ انا اعطینک الکوثر کے معنے اور تفسیر
۴۴۔ سورۃ الضحیٰ کے معنے اور تفسیر
۴۵۔ سورہ الم نشرح کے معنے اور تفسیر
۴۶۔ سورۃ تبت یدا کے معنے اور تفسیر
۴۷۔ سورۃ لم یکن الذین کے معنے اور تفسیر
۴۸۔ سورۃ التکاثر کے معنے اور تفسیر
۴۹۔ سورۃ والشمس والضحیٰ کے معنے اور تفسیر
۵۰۔ قرآن شریف کی دعائین اور ان کا ترجمہ
۵۱۔ مسنونہ دعائین اور ان کا ترجمہ
۵۲۔ غیر احمدی کے پیچھے نماز کا مسئلہ
۵۳۔ نماز جنازہ اور اسکی حقیقت۔
۵۴۔ نماز جنازہ کے پڑہنے کا طریق
۵۵۔ غیر احمدی اور نماز جنازہ
۵۶۔ متفرق نمازون کا طریق یعنے نماز جمعہ عیدین۔ تراویح یا تہجد۔ وتر۔ حاجت استسقاء۔ استخارہ۔ تسبیح۔ کسوف و خسوف اشراق وغیرہ۔
۵۷۔ درود شریف کے معنے اور اسکی فلاسفی۔
۵۸۔ حضرت مسیح موعودؑ کی دعائین۔

اس کے علاوہ خطبات کریمیہ طبع ہونی شروع ہو گئی ہے۔ اور **مکتوبات احمدی** کی ترتیب کا کام ہو رہا ہے

(ایڈیٹر الحکم)

الحکم کے گذشتہ سالون کے فایل دفتر الحکم سے منگواؤ

مفت سرمہ نور مفت

پانچ ہزار روپیہ انعام

سرمہ نور کو ہزاروں مختلف امراض چشم کے آدمیوں نے ہمارے خود تجربہ کیا۔ اور کئی ڈاکٹر اور حکیموں نے تجربہ کیا۔ نزول الماء جس کو پانچ سال تک عام طور پر ڈاکٹر اور حکیموں کا اتفاق ہے کہ سوائے قدح کے اور کوئی علاج نہیں۔ فی الواقع بہت صحیح ہے مگر اس سرمہ نے ابتدائی نزول الماء والوں کو بھی چنگا کر دیا ہے۔ بنگا ہے اور استعمال کیجئے پھر دیکھئے یہ مثل سیاہ جو اثرات کیا سفت از رہی ہے۔ جالا۔ پھولا۔ غبار۔ سبل۔ پانی جانا۔ خارش۔ موتیا بند۔ پڑبال۔ سرخی۔ ناخونہ وغیرہ کو نوبت ہی نہ ہوتے ہے عرصہ میں جڑ سے کھوتا ہے۔ معمولاً استعمال کیجئے۔ حالت مرض میں لگانے سے ہم کو استعمال کرائی ہر حال میں اکسیر ہے قیمت بغرض رفاہ عام سرمہ خالی فی تولہ عہ اور سرمہ بعری سیاہ فی تولہ عہ۔ پیشگی روانگی سے خریدار فرمائش کی وی پی یا پیشگی قیمت بھیج کر بذریعہ پارسل طلب کریں۔ اور سرمہ خالی کا نمونہ ۔ ایک ٹکٹ ۱ آنہ اور سرمہ بعری کا نمونہ صرف درخواست آنے پر روانہ ہوگا۔ **نوٹ** ضرور دی تمام فرمائشیں معہ پارسل از منیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ چاند مل کے پتہ سے آنا چاہیئے۔

المشتہر محمد یعقوب علی ... سرمہ نور کاکوری

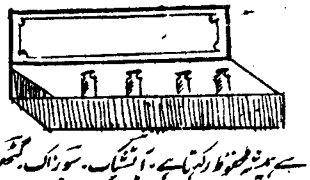

اعلے درجہ کا مقوی اور مصفی سار سا پریلا یعنی عجیب و غریب چار جوہر طلسمی اور حکمی مصفیات بدن کا مجموعہ ہر ایک بکس چار جوہر کی چاروں شیشی کی دوا میں بگڑی ہوئی خون کو نہایت صاف کر کے تمام جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور سر سے پیر تک ہر طرح کی طاقت بخشنے میں چار نئے چار دواؤں کا ست اور جوہر فی شیشی ۸ خوراک ۴ شیشیوں میں ۳۲ خوراک جو ۳۲ روز کے استعمال میں مرد اور عورت لڑکے اور جوان اور بوڑھے سب کو تمام عمر کیلئے صحیح و سالم اور چست و چالاک بنا دیتا ہے۔ شیشی نمبر ۱ جوہر عشبہ وغیرہ شیشی نمبر ۲ جوہر چرائتہ وغیرہ شیشی نمبر ۳ جوہر شاہترہ وغیرہ شیشی نمبر ۴ جوہر چوب چینی وغیرہ۔ چار جوہر اپنے استعمال کنندہ کو۔ سنگرہنی۔ طاعون۔ کھانسی۔ بخار۔ تپ اور اسہال سے ہمیشہ محفوظ رکھتا ہے۔ آتشک۔ سوزاک۔ گٹھیا۔ خارش۔ داد۔ اگوت۔ پھوڑا۔ پھنسی۔ سفید داغ۔ جذام۔ کوڑھ۔ ناسور۔ گنٹھمالا۔ بواسیر۔ گنج۔ سوگنڈی وغیرہ کے فسادات کو ہمیشہ کیلئے صاف کر دیتا ہے ۳۲ خوراک کی چاروں شیشیاں ایک ٹین کے بکس میں مقفل کر کے معہ ترکیب و کاغذ طریق استعمال کے خریداروں کو دیجاتی ہیں قیمت فی بکس ایک روپیہ آٹھ آنہ محصولڈاک ایک روپیہ چھ آنہ۔ **اکسیر حیات یعنی نمک نباتات** معدنی جڑی بوٹی اور تمام سفید دوائیوں و میووں کے ست اور جوہر سے کیمیاوی طور پر ترکیب دیکر بڑی محنت اور جانفشانی سے یہ نمک تیار کیا گیا ہے اول درجہ کا مقوی معدہ و ہاضم غذا و دافع قبض و ریاح اور بھی بھوک بڑھا کر نیا اور خون صالح افراط پیدا کر کے از سر نو طاقت بخشنے والا اور کمزوری دور کرنے والا طحال اور بخار یا ورم جگر ہو بہت جلد دفع کر کے صحت و تندرستی کو ہمیشہ قائم رکھنے والا مرد اور عورت دونوں میں توالد و تناسل کا مادہ پیدا کرنے والا ہے بے اولاد اور بانجھ عورتوں کو ایک پوری بوتل تک استعمال کرکے فضل خدا کا امیدوار رہنا چاہیئے قیمت فی شیشی ۴۴ خوراک ایک روپیہ پیکنگ و محصولڈاک ۶ قیمت فی بوتل جس میں ۱۲۵ خوراک یعنی آٹھ شیشی نمک رہتا ہے پانچ روپیہ محصولڈاک و پیکنگ عہ ہزارہا آدمیوں نے فائدہ کامل حاصل کیا ہے قیمت ۲ شیشی عہ تین شیشی ۳ چار شیشی ۴ شیشی للعہ پیکنگ و محصولڈاک علاوہ۔ آپ بھی تجربہ کیجئے اور فائدہ اٹھائیے اسے معمولی نمک نہ سمجھئے یہ نمک امراض ذیل میں حکمی فائدہ بخشتا ہے دائمی قبض بدہضمی پیٹ میں درد اور نفخ ہونا کمی اشتہا یعنی بھوک نہ معلوم ہونا۔ طحال یعنی تاپ تلی۔ ضعف معدہ۔ یعنی غذا کا جلدی ہضم نہ ہونا اور بار بار پاخانہ ہونا۔ وبائی امراض مثل ہیضہ وغیرہ۔ پیچش۔ اسہال۔ درد گردہ۔ درد قولنج۔ درد کمر۔ وجع مفاصل یعنی گٹھیا۔ درد سر۔ کھانسی۔ دمہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف بصارت۔ کمی باہ۔ یعنی نامردی جریان وغیرہ کی حالت میں بہت مفید ہے اور سوداوی امراض مثل آتشک و سوزاک اور جلدی امراض مثل خارشت و داد و سفید داغ اور اجرائے خون ماہواری داغ گولہ وغیرہ کو حکمی فائدہ بخشتا ہے بچوں کے دانت نکلنے کی حالت میں بہت مفید ہے دل اور دماغ کو قوت اور فرحت بخشتا ہے طبیعت کو خوش و بشاش رکھتا ہے فکر اور تردد کو دفع کرتا ہے خاص کر معدہ اور جگر کی تمام خرابیوں کو دور کر کے انکی اصلی قوت اور حرارت کا محافظ رہتا ہے ہیضہ اور طاعون کے زمانہ میں اسکا استعمال اکسیر کا کام دیتا ہے اگر احتیاط اور التزام کے ساتھ ایک پوری بوتل اس نمک کی استعمال کیجائے تو قریب ڈھائی سیر کے تازہ اور نیا خون اور گوشت عموماً بدن انسان میں پیدا ہو سکتا ہے جس سے ہر طرح کی نئی طاقت اور قوت یقیناً پیدا ہوگی یہ امر مسلم ہے کہ تمام بیماریاں معدہ کی خرابی کے سبب سے پیدا ہوتی ہیں اس لئے اس کا نام اکسیر حیات رکھا گیا کیونکہ پوری ایک بوتل کے استعمال کرنے سے معدہ میں انتہا درجہ کی قوت ہاضمہ پیدا ہوتی ہے کیسی ہی سستی کمزوری اور لاغری ہو فوراً دفع ہو کر انسان موٹا اور تازہ ہو جاتا ہے اور ایک نیا رنگ و روپ پیدا ہوتا ہے گویا از سر نو زندگانی حاصل کرتا ہے۔ **طاقت پیدا کرنے کی عمدہ دوا یعنی معجون تقویت** یہ دوا ہے بیشک ہر طرح کی نئی طاقت پیدا کر کے انسان کو ہمیشہ تندرست رکھتی ہے۔ دل دماغ گردہ یعنی اعضائے رئیسہ کی تقویت کیلئے اکسیر ہے فسادات نزلہ و زکام کو قطعاً بند کر کے دل اور دماغ میں اول درجہ کی تقویت پیدا کرتی ہے ترقی بصارت و حافظہ و ذکاوت کیلئے سریع التاثیر ہے قیمت فی بکس جس میں ۳۰ خوراک دوا رہتی ہے پانچ روپیہ پیکنگ و محصولڈاک ۱۲ گٹھیا کی اکسیر دوا یعنی **روغن اوجاع** کیسی ہی سخت تکلیف دہ گٹھیا یا عرق النسا یا درد کمر یا درد شانہ وغیرہ ہو چند روز میں اس تیل کے استعمال سے درد و ورم اور تمام تکلیفات بالکل دفع ہو جاتی ہیں قیمت فی شیشی ایک روپیہ پیکنگ و محصولڈاک ۶ آنکھوں کے لئے نئی روشنی یعنی **سرمہ نوری**۔ اصلی ممیرا اور ایک سو مفید اور مقوی بصر ادویات و محلول جواہرات سے یہ سرمہ تیار کیا جاتا ہے۔ جالا۔ مالا۔ پھولی۔ دھند۔ ناخونہ۔ رتوندی۔ پڑوال۔ کھجلی۔ پانی بہنا۔ سرخی چشم۔ درد و کھٹک وغیرہ غرض آنکھوں کی کل بیماریاں دفع کر کے آنکھوں میں نوجوانوں کی طرح نئی روشنی از سر نو پیدا کرتا ہے چند روز کے استعمال سے آنکھوں کی روشنی کو عمر کیلئے قائم کر دیتا ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ پیکنگ و محصولڈاک ۵ دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کیلئے **اعلے درجہ کا مقوی دندان و خوشبودار منجن**۔ دانت اور آنکھ انہیں دو نعمتوں سے زندگی کا مزا ہے اگر ان میں کوئی خرابی آئی تو پھر زندگی کا لطف نہیں اس سے ہر شخص پر انکی داشت اور حفاظت نہایت ضروری و لازمی ہے اس منجن کو آپ چند روز ملنے پھر اپنے دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کو دیکھئے کیسا ہی درد ہو فوراً دفع ہو جائیگا اور تمام دانت موتی کی طرح چمکنے لگیں گے دانتوں کے کوڑے پن اور مسوڑھے کے ورم اور درد اور خون اور بدبوئے دہن اور مونھ و زبان کے ناسور کے رفع کرنے کیلئے یہ منجن اکسیر ہے قیمت فی بکس ۸ پیکنگ و محصولڈاک ۵ **علاوہ** ان کے آتشک۔ سوزاک۔ جریان۔ پیچش۔ اسہال۔ کھانسی۔ دمہ۔ بواسیر۔ ریگ مثانہ۔ نہال۔ خارشت۔ اختلاج قلب۔ سفید داغ۔ داد۔ بہرہ پن کی دوا۔ زخم اور پھوڑے کیلئے مرہم اور نیز مخصوص عورتوں کیلئے ہر مرض کی دوا میں اس دواخانہ میں موجود ہیں جن کا تجربہ عرصہ دراز سے عام ہندوستان میں نہایت کامیابی کے ساتھ ہو رہا ہے دو پیسہ کا ایک ڈاک ٹکٹ بھیجکر بڑی فہرست اس دواخانہ کی منگا کر ملاحظہ فرمائیے جس میں کل دواؤں کی تفصیل حالات معہ طریق استعمال و سرٹیفکیٹ وغیرہ کے درج ہیں آپ اپنا نام اور پتہ نام ڈاکخانہ خوب صاف لکھئے اور اگر ریلوے اسٹیشن قریب ہو تو اس کو بھی لکھئے ہمارا پتہ یہ ہے۔ شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال مقیم گنج شہر بنارس۔ **نوٹ** ہمکو مندرجہ بالا دواؤں کی فروخت کیلئے ہندوستان میں ہر جگہ ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ جو صاحب چاہیں خط بھیجکر طے کر لیں۔

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو بدکانی سے بچانے کے واسطے صرف ایک عمدہ ذریعہ ہے کہ ہر ایک دوا کا نمونہ کارڈ آنے پر مفت بھیجا جاوے (سونے چاندی کی گولیاں) جو اعلی درجہ کی مقوی دل و دماغ و معدہ و باہ۔ اور مصفی خون ہیں اور جوان اور بوڑھوں کیلئے سفید اور بہمن کی اعتدالیوں کیواسطے اکسیر ہیں۔ قیمت حبوب کا بکس دو روپیہ عہ (نقل برند) یہ ایک نہایت نفیس عمدہ قسم کی مٹھائی ہے جو کہ مشک و عنبر مقویات ادویات و میوہ جات سے مخلوط کر کے طیار کیجاتی جو حلق سے اترتے ہی اپنا اثر دکھانا شروع کرتی ہے اور رقت و جریان و سرعت و احتلام وغیرہ کو دور کر کے چست و چالاک بنا دیتی ہے اور مقوی دل و دماغ و معدہ و جگر ہے ان اعضاؤں کو تقویت دیکر خون صالح پیدا کرتی ہے واسطے آزمائش بکس خورد بارہ خوراک ۱۰ بکس اوسط ۲۰ خوراک عہ بکس کلاں چالیس دن کیلئے کافی ہے

مشتہر حکیم سرافراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم سے ہے بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ کثرت سے کھوگئے بلحاظ قدامت اب اسے ترقی دی گئی ہے اور عطر تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے طیار کئے جاتے ہیں اور خوش معاملگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں۔

راقم

محمد عبد اللہ سعد اللہ تاجران عطر قنوج

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی۔ ناگر تیل۔ یہ تیل خاص ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے نزلہ آنکھوں درد سر وغیرہ کیلئے مفید ہے قیمت فی شیشی ۸ محصولڈاک بذمہ خریدار

المشتہر

منیجر کارخانہ فرحت افزا النسیم قنوج

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر مالک کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ ... ما بِقَومٍ حتّٰی یُغَیِّرُوا مَا بِاَنفُسِھِم

انّہ اوی القریہ

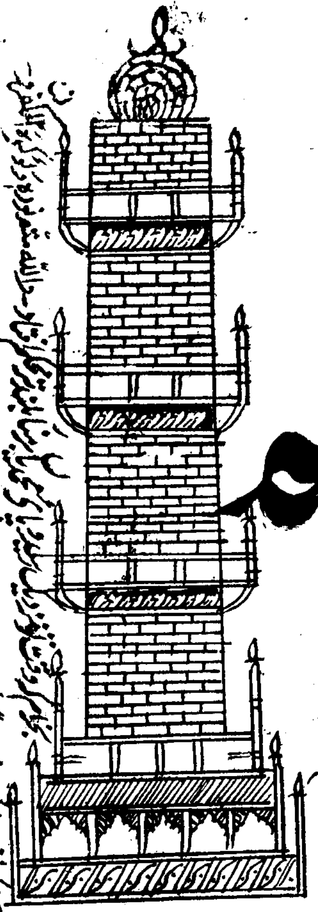

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے پانچ روپیہ ﷲ (۲) خواص و معاونین سے ﷲ (۳) ہندوستان کے باہر سے ۔ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

نمبر دوم | دار الامان قادیان ۷ - جنوری ۱۹۰۵ء مطابق ۱۰ - ذیقعدہ ۱۳۲۲ ہجری المقدس | جلد ۹

فہرست مضامین

۱ - قادیان دارالامان - صفحہ (۱)
۲ - مختصر نوٹ اور نکات ״
۳ - کلمات طیبات - صفحہ ۲ و ۳
۴ - زندہ قرآن کس قوم کے ہاتھ میں ہے اور اسکی بابرکت آیتوں سے آج کون لطف لے رہا ہے صفحہ ۴ و ۵
۵ - متفرق مضامین - صفحہ ۶ -
۶ - نصرۃ الحق صفحہ ۷ و ۸ -
۷ - خطبہ عید الفطر صفحہ ۹ و ۱۰ و ۱۱ -
۸ - تحقیقات مسئلہ عزاداری صفحہ ۱۱ -
۹ - انجیل کا معقول اندازہ - ۱۲ -

قادیان دارالامان

(از منشی ابو محمد عبداللہ شریف صاحب تصدیق احمدی)

رشکِ فردوس بریں ہے بوستانِ قادیاں
غیرتِ رضواں نہ کیوں باغبانِ قادیان
اے صیاد کہہ خدارا گلستانِ قادیان
بلبلِ دل پڑھ رہی ہے داستانِ قادیاں
ہے بلندی پر جہاں میں عز و شانِ قادیاں
عرش کا ہم مرتبہ ہے آسمانِ قادیان
دوں جگہ میں تحفۂ جنت کو دل یا چشم میں
جان میں رکھ لوں چھپا کر ارمغانِ قادیان
بعد ختم ذکر قرآن و حدیث اے واعظو
محفلوں میں وعظ کی کیجو بیانِ قادیان
سلسبیل و کوثر و تسنیم کا لونگا نہ نام
گر کبھی میں دیکھ لوں نہرِ روانِ قادیان
کعبۂ مقصود سمجھوں شوق سے رگڑا کروں
گر میسر ہو جبیں کو آستانِ قادیاں
آوری بخت زبوں میں دیکھنے پایا نہیں
ورنہ یہ سر تھا مرا اور آستانِ قادیاں
قوتِ جان و قوتِ ایماں اگر منظور ہے
جان اور ایمان سے ہو جاں دادِ جانِ قادیاں
آنکھ ہے مشتاق اور قسمت مخالف آنکھ کی
خواب میں یارب دکھا مجھکو نشانِ قادیان
شکر للہ جب ظہورِ حضرتِ اقدس ہوا
گر گئے اوندھے زمیں پر سب بتانِ قادیاں
آسماں پر زندہ عیسیٰ کو بتانا خبط ہے
ہے مثیلِ ابن مریم درمیانِ قادیان
کون ہے عالم جو دہ گرویدۂ احساں نہیں
آج ہر ہر شہر پر ہے امتنانِ قادیان
دیکھکر زندہ دلی حضرتِ اقدس کو آج
مر گئے غیرت کے مارے دشمنانِ قادیاں
کہتے تھے کافر جو بے تحقیق کل وہ آج سب
شکر للہ ہو گئے ہیں مدح خوانِ قادیاں
صورتِ تصویر حیرت میرزا حیرت کو ہے
الحکم میں پڑھ بیانِ بانیانِ قادیاں
کیوں نہ حاصل مجھکو اے تصدیق ہو گا فخر و ناز
ہوں میں اک جاں دادۂ جانِ جہانِ قادیان

مختصر نوٹ اور نکات

سنت اللہ اسیطرح چلی آتی ہے کہ نبوتوں کے سلسلہ میں انبیاء علیہم السلام کی خطرناک مخالفت کیجاتی ہے اور کلاب الدنیا ہر طرف سے اپنے اپنے رنگ میں انپر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اور اپنے زعم باطل میں سمجھتے ہیں کہ ہم بامراد ہو گئے لیکن جب وہ اپنی کامیابیوں پر خوشیاں منا چکتے ہیں۔ اور خوب شہرت دے چکتے ہیں تو خدا تعالےٰ کا زبردست ہاتھ غیب سے ایسے سامان بہم پہونچا دیتا ہے کہ وہی خوشیاں انکے لئے ماتم بن جاتی ہیں انکی شادی کی محفلیں ماتم کدوں کی صورت اختیار کرتی ہیں یہہ کیوں ہوتا ہے؟ تاکہ دنیا پر ثابت ہو جاوے کہ خدا ہے اور وہ راستبازوں اور متقیوں کا حامی ہے اور آپنے جو فرمایا ہے۔

والعاقبۃ عند ربك للمتقین

یہہ بالکل سچ اور درست ہے۔

مسیح موعود خدا تعالےٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہے اور اسی طرح آیا ہے جسطرح پر نبوت کے سلسلے قایم ہوتے ہیں اسلئے ضروری تہا کہ ابتداء میں مخالفوں کا ہجوم اسکے خلاف اسی طرح ہوا اور کبھی کبھی وہ اپنی خیال اور جہوٹی کامیابیوں پر خوشی کے نعرے بلند کریں اور اپنے ہم فطرتوں کو یہہ گمان کرنے کا موقع دیں کہ بس اب اس سلسلہ کا خاتمہ ہو چکا۔ لیکن آخر وہ دیکھتے ہیں کہ انہوں نے کونسا منصوبہ اسکے خلاف کیا جس میں انجام کار انہیں ندامت اٹھانی نہیں پڑی اور انہوں نے کہلا کہلا تائید حق کا ثبوت نہ پالیا ہو۔ پس سوچنے والے سوچیں اور غور کرنے والے فائدہ اٹھائیں۔

ابھی کل کی بات ہے کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف بظاہر ایک خطرناک مقدمہ دائر کیا گیا جس میں آپ کو تمامی مشکلات کے ساتھ جہاد کرنا پڑا۔ ایک عرصہ تک اس کی کشمکش رہی سطحی خیال اور زمین دوز نظر کے والے کبھی اسکی عدالت میں بلائے جانے کے طریق پر ہنسی اڑاتے اور کبھی بر سر عدالت کہڑے ہونے پر اعتراض کرتے۔ غرض اس درمیانی زمانہ میں کوئی موقع اور محل ان ناقدر شناسوں اور منہاج نبوت سے ناواقفوں نے اعتراض کا نہیں چھوڑا یہاں تک کہ انکی جہوٹی خوشی کے لئے یہہ بہی پیش آیا کہ خدا کے برگزیدہ پر عدالت ابتدائی سے جرمانہ ہو گیا پھر تو انکے شور مچانے اور اچھلنے کودنے کا اچھا خاصہ موقع

کلماتِ طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

تقریر ۲۹ - دسمبر ۱۹۰۷ء گذشتہ سے آگے

انہیں چونکہ دعا کا تجربہ نہیں اسکی تاثیرات پر اطلاع نہیں اسلئے اسطرح کہدیتے ہیں ورنہ اگر وہ ایسے ہی متوکل ہیں تو پھر بیمار ہوکر علاج کیوں کرتے ہیں؟ خطرناک امراض میں مبتلا ہوتے ہیں تو طبیب کی طرف دوڑے جاتے ہیں بلکہ میں سچ کہتا ہوں کہ سب سے زیادہ چارہ کرنے والے یہی ہوتے ہیں۔ سید احمد خاں بھی دعا کے منکر تھے لیکن جب انکا پیشاب بند ہوا تو دہلی سے معالج ڈاکٹر کو بلایا یہ نہ سمجھ لیا کہ خود بخود ہی پیشاب کھل جاویگا۔ کیا اللہ وہی خدا ہے جسکے ملکوت میں ظاہری دنیا ہے جبکہ دوسری اشیاء میں تاثیرات موجود ہیں تو کیا وجہ ہے کہ باطنی دنیا میں تاثیرات نہ ہوں۔ منجملہ ان میں سے دعا ایک زبردست چیز ہے۔ یہ سچ ہے کہ خدا تعالےٰ کے قضاء و قدر میں سب کچھ ہے مگر کوئی یہ تو بتاوے کہ خدا تعالےٰ نے وہ فہرست کہاں رکھ دی ہے۔ جس سے معلوم ہو جاوے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ان اسرار پر کوئی فتح نہیں پا سکتا ظاہر میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص قبض سے بیمار ہے تو تربد یا کسٹر آئل جب اسکو دیا جاوے گا تو اسے اسہال آجاویں گے اور قبض کھل جائیگی کیا یہ اس امر کا بین ثبوت نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ نے تاثیرات رکھی ہوئی ہیں۔

ہر شخص بڑا ہے انسان کو دیکھنا چاہئے کہ وہ کیسا ازخود رفتگی کا زمانہ ہے کوئی بات چشم دید کی طرح سمجھ میں نہیں آتی ہے اسلئے ان لوگوں پر خدا کا بڑا ہی فضل ہوتا ہے جو ابتدائی زمانہ میں اس زمانہ کے لئے سعی کرتے ہیں اور اس زمانہ میں انکے لئے وہی تقویٰ اور خدا کی بندگی لکھی جاتی ہے۔ غرض آخر وہی ایک زمانہ جو جوانی کے جذبات اور نفس امارہ کی شوخیوں کا زمانہ ہے کچھ کام کرنے کا زمانہ رہ جاتا ہے اسلئے اب سوچنا چاہئے کہ وہ کیا طریق ہے جس کو اختیار کر کے انسان کچھ آخرت کے لئے کما سکے۔

جوانی کا زمانہ کیسے مفید ہو؟ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ زمانہ جو شباب اور جوانی کا زمانہ ہے ایک ایسا زمانہ ہے کہ نفس امارہ نے اسکو دری کیا ہوا ہے لیکن ... کا زمانہ ایام ہی ہیں تو یہی ہیں حضرت یوسف علیہ السلام کی زبانی قرآن شریف میں درج ہے وما ابری نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی۔ یعنی میں اپنے نفس کو بری نہیں ٹھہرا سکتا کیونکہ نفس امارہ بدی کی طرف بہت رغبت کرتا ہے اسکی اس حالت کی تحریکوں سے وہی پاک ہو سکتا ہے جس پر میرا رب رحم کرے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ کی بدیوں اور جذبات سے بچنے کے واسطے نری کوشش ہی شرط نہیں بلکہ دعاؤں کی بہت بڑی ضرورت ہے نرا زہد ظاہری ہی (جو انسان اپنی سعی اور کوشش سے کرتا ہے) کارآمد نہیں ہوتا جب تک خدا تعالےٰ کا فضل اور رحم ساتھ نہ ہو اور اصل تو یہ ہے کہ اصل زہد اور تقویٰ تو ہے ہی وہی جو خدا کی طرف سے آتا ہے۔ حقیقی پاکیزگی اور حقیقی تقویٰ اسی طرح ملتا ہے ورنہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ بہت سے جاہل بالکل سفید ہوتے ہیں اور باوجود سفید ہونے کے بھی وہ پلید ہو سکتے ہیں۔ تو اس ظاہری تقویٰ اور طہارت کی ایسی ہی مثال ہے تاہم اس حقیقی پاکیزگی اور تقویٰ و طہارت کے حصول کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسی زمانہ شباب و جوانی میں انسان کوشش کرے جبکہ قویٰ میں قوت اور طاقت اور دل میں ایک امنگ اور جوش ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں کوشش کرنا عقلمند کا کام ہے اور عقل اسی لئے اللہ نے دی ہے۔

اول تدبیر کرو اس مقصد کے حاصل کرنیکے واسطے (جیسا کہ میں پہلے کئی مرتبہ بیان کر چکا ہوں) اول ضروری ہے کہ انسان دیدہ دانستہ اپنے آپ کو گناہ کے گڑھے میں نہ ڈالے۔ ورنہ وہ ضرور ہلاک ہوگا۔ جو شخص دیدہ و دانستہ بد راہ اختیار کرتا ہے یا کنوئیں میں گرتا ہے اور زہر کھاتا ہے وہ یقیناً ہلاک ہوگا۔ ایسا شخص نہ دنیا کے نزدیک اور نہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک قابل رحم ٹھہر سکتا ہے۔ اسلئے یہ ضروری اور بہت ہی ضروری ہے خصوصاً ہماری جماعت کے لئے (جسکو اللہ تعالےٰ نمونہ کے طور پر انتخاب کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ آنیوالی نسلوں کے لئے ایک نمونہ ٹھہرے۔) کہ جہانتک ممکن ہے بد صحبتوں اور بد عادتوں سے پرہیز کریں۔ اور اپنے آپ کو نیکی کی طرف لگائیں۔ اس مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے جہانتک تدبیر کا حق ہے تدبیر کرنی چاہئے۔ اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہئے۔

یاد رکھو تدبیر بھی ایک مخفی عبادت ہے اسکو حقیر مت سمجھو اسی سے وہ راہ کھل جاتی ہے جو بدیوں سے نجات پانے کی راہ ہے جو لوگ بدیوں سے بچنے کی تجویز اور تدبیر نہیں کرتے ہیں وہ گویا بدیوں پر راضی ہو جاتے ہیں اور اسطرح پر خدا تعالےٰ انسے الگ ہو جاتا ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ جب انسان نفس امارہ کے پنجہ میں گرفتار ہونے کے باوجود بھی تدبیروں میں لگا ہوا ہوتا ہے تو اسکا نفس امارہ خدا تعالےٰ کے فضل سے نفس لوامہ ہو جاتا ہے۔ اور اعلیٰ حالت تبدیلی پا لیتا ہے کہ یا تو وہ امارہ تھا جو لعنت کے قابل تھا اور یا تدبیر اور تجویز کرنے سے وہی قابل لعنت نفس امارہ لوامہ ہو جاتا ہے۔ جسکو یہ شرف حاصل ہے کہ خدا تعالےٰ نے بھی اس کی قسم کھائی ہے۔ یہ کوئی چھوٹا شرف نہیں ہے۔ پس حقیقی تقویٰ اور طہارت کے حاصل کرنے کے واسطے اول یہ ضروری شرط ہے کہ جہانتک بس چلے اور ممکن ہو تدبیر کرو۔ اور بدی سے بچنے کی کوشش کرو۔ بدعادتوں اور بدصحبتوں کو ترک کرو۔ ان مقامات کو چھوڑ دو جو اس قسم کی تحریک کا موجب ہو سکیں جسقدر دنیا میں تدبیر کی راہ کھلی ہے۔ اسقدر کوشش کرو۔ اور اس سے نہ تھکو نہ ہٹو۔

دوسرا طریق دعا ہے دوسرا طریق حقیقی پاکیزگی کے حاصل کرنے اور خاتمہ بالخیر کے لئے جو خدا تعالیٰ نے سکھایا ہے۔ وہ دعا ہے۔

اسی طرح پر اور تدابیر کرنے والے ہیں مثلاً زراعت کرنے والے اور یہی معالجات کرنے والے وہ خوب جانتے ہیں کہ ان تدابیر کی وجہ سے انہوں نے فائدہ اٹھایا ہے اور اشیاء میں مختلف اثر دیکھے ہیں۔ پھر جب کہ ان چیزوں میں تاثیرات موجود ہیں تو کیا وجہ ہے کہ دعاؤں میں جو وہ بھی مخفی اسباب اور تدابیر ہیں اثر نہ ہوں؟ اثر ہیں اور ضرور ہیں لیکن تھوڑے لوگ ہیں جو ان تاثیرات کر واقف اور آشنا ہیں اسلئے انکار کر بیٹھتے ہیں۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ چونکہ بہت سے لوگ دنیا میں ایسے ہیں جو اس نقطہ سے جہاں دعا اثر کرتی ہے۔ دور رہ جاتے ہیں اور وہ تھک کر دعا چھوڑ دیتے ہیں۔ اور خود ہی یہ نتیجہ نکال لیتے ہیں۔ کہ دعاؤں میں کوئی اثر نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تو انکی اپنی غلطی اور کمزوری ہے جب تک کافی وزن نہ ہو خواہ زہر ہو یا تریاق اسکا اثر نہیں ہوتا۔ کسی کو بھوک لگی ہوئی ہو اور وہ چاہے کہ ایک دانہ سے پیٹ بھرے یا تولہ بھر غذا کھالے تو کیا ہو سکتا ہے کہ وہ سیر ہو جاوے کبھی نہیں اسیطرح جسکو پیاس لگی ہوئی ہے ایک قطرہ پانی سے اسکی پیاس کب بجھ سکتی ہے۔ بلکہ سیر ہونے کے لئے چاہئے کہ وہ کافی غذا کھاوے اور پیاس بجھانے کے واسطے لازم ہے کہ کافی پانی پیوے تب جاکر اسکی تسلی ہو سکتی ہے۔ اسی طرح پر دعا کرتے وقت بیدلی اور گھبراہٹ سے کام نہیں لینا چاہئے اور جلدی ہی تھک کر نہیں بیٹھنا چاہئے۔ بلکہ اسوقت تک مٹنا نہیں چاہئے جب تک دعا اپنا پورا اثر نہ دکھائے۔ جو لوگ تھک جاتے اور گھبرا جاتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں کیونکہ یہ محروم رہ جانے کی نشانی ہے۔ میرے نزدیک دعا بہت عمدہ چیز ہے اور میں اپنے تجربہ سے کہتا ہوں خیالی بات نہیں جو مشکل کسی تدبیر سے حل نہ ہوتی ہو۔ اللہ تعالےٰ دعا کے ذریعہ اسے آسان کر دیتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ دعا بڑی زبردست اثر والی چیز ہے۔ بیماری سے شفا اسکے ذریعہ ملتی ہے۔ دنیا کی تنگیاں مشکلات اس سے دور ہوتی ہیں دشمنوں کے منصوبے سے یہ بچا لیتی ہے اور وہ کیا چیز ہے جو دعا سے حاصل نہیں ہوتی؟ سب سے بڑھکر یہ کہ انسان کو پاک یہ کرتی ہے اور خدا تعالےٰ پر زندہ ایمان یہ بخشتی ہے۔ گناہ سے نجات دیتی ہے۔ اور نیکیوں پر استقامت اسکے ذریعہ سے آتی ہے۔ بڑا ہی خوش قسمت وہ شخص ہے جسکو دعا پر ایمان ہے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں کو دیکھتا ہے اور اور خدا تعالےٰ کو دیکھکر ایمان لاتا ہے کہ وہ قادر کریم خدا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے شروع قرآن ہی میں دعا سکھائی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑی عظیم الشان اور ضروری چیز ہے اسکے بغیر انسان کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم۔ مالک یوم الدین اس میں اللہ تعالےٰ کی چار صفات کو جو ام الصفات ہیں بیان فرمایا ہے۔ رب العالمین ظاہر کرتا ہے کہ وہ ذرہ ذرہ کی ربوبیت کرتا ہے۔ عالم اسے کہتے ہیں جسکی خبر مل سکے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں ہے جسکی ربوبیت نہ کرتا ہو۔ ارواح۔ اجسام وغیرہ سب کی ربوبیت کرتا ہے وہی ہے جو ہر ایک چیز کے حسب حال اسکی پرورش کرتا ہے جہاں جسم کی پرورش فرماتا ہے وہاں روح کی سیری اور تسلی کے لئے معارف اور حقائق وہی عطا فرماتا ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ وہ رحمان ہے یعنی اعمال سے بھی پیشتر اس کی رحمتیں موجود ہیں۔ پیدا ہونے سے پہلے ہی زمین۔ چاند سورج۔ ہوا۔ پانی وغیرہ جسقدر اشیاء انسان کے لئے ضروری ہیں موجود ہوتی ہیں اور پھر وہ اللہ رحیم ہے۔ یعنی کسی کے نیک عمال کو ضایع نہیں کرتا بلکہ پاداش عمل دیتا ہے پھر مالک یوم الدین ہے یعنی جزا دہی

دیتا ہے اور وہی یوم الجزا کا مالک ہے۔ اسقدر صفات اللہ کے بیان کے بعد دعا کی تحریک کی ہے۔ جب انسان اللہ تعالے کی ہستی اور ان صفات پر ایمان لاتا ہے تو خواہ مخواہ روح میں ایک جوش اور تحریک ہوتی ہے اور دعا کے لئے اللہ تعالے کی طرف جھکتی ہے اسلئے اسکے بعد **اھدنا الصراط المستقیم** کی ہدایت فرمائی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالے کی تجلیات اور رحمتوں کے ظہور کے لئے دعا کی بہت بڑی ضرورت ہے اسلئے اسپر ہمیشہ کمربستہ رہو اور کبھی مت تھکو۔ غرض اصلاح نفس کے لئے اور خاتمہ بالخیر ہونے کے لئے نیکیوں کی توفیق پانے کے واسطے دوسرا پہلو دعا کا ہے۔ اس میں جسقدر توکل اور یقین اللہ تعالے پر کریگا اور اس راہ میں نہ تھکنے والا قدم رکھیگا۔ اسیقدر عمدہ نتائج اور ثمرات ملیں گے تمام مشکلات دور ہو جائیں گی۔ اور دعا کرنے والا تقویٰ کے اعلے محل پر پہونچ جاوے گا۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ جب تک خدا تعالے کسی کو پاک نہ کرے کوئی پاک نہیں ہو سکتا۔ نفسانی جذبات پر محض خدا تعالے کے فضل اور جذبہ ہی سے موت آتی ہے۔ اور یہ **فضل** اور جذبہ دعا ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ طاقت صرف دعا ہی سے ملتی ہے۔

میں پھر کہتا ہوں کہ مسلمانوں اور خصوصاً ہماری جماعت کو ہرگز ہرگز دعا کی بے قدری نہیں کرنی چاہئیے کیونکہ یہی دعا تو ہے جسپر مسلمانوں کو ناز کرنا چاہئیے۔ اور دوسرے مذاہب کے آگے تو دعا کے لئے گندے پتھر پڑے ہوئے ہیں اور وہ توجہ نہیں کر سکتے۔ میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ ایک عیسائی جو خون مسیح پر ایمان لا کر سارے گناہوں کو معاف شدہ سمجھتا ہے اسے کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ دعا کرتا رہے۔ اور ایک ہندو جو یقین کرتا ہے کہ توبہ قبول ہی نہیں ہوتی اور تناسخ کے چکر سے رہائی ہی نہیں ہے وہ کیوں دعا کے واسطے ٹکریں مارتا رہے گا۔ وہ تو یقیناً سمجھتا ہے کہ کتے بلے بندر سوئر بننے سے چارہ ہی نہیں ہے۔ اسلئے یاد رکھو کہ یہ اسلام کا فخر اور ناز ہے کہ اسمیں دعا کی تعلیم ہے۔ اس میں کبھی سستی نہ کرو۔ اور نہ اس سے تھکو۔

پھر دعا خدا تعالے کی ہستی کا زبردست ثبوت ہے چنانچہ خدا تعالے ایک جگہ فرماتا ہے۔ **واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔** یعنی جب میرے بندے تجھ سے سوال کریں کہ خدا کہاں ہے اور اسکا کیا ثبوت ہے تو کہدو کہ وہ بہت ہی قریب ہے۔ اور اسکا ثبوت یہ ہے کہ جبکوئی دعا کرنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اسکو جواب دیتا ہوں یہ جواب کبھی رویا صالحہ کے ذریعہ ملتا ہے اور کبھی کشف اور الہام کے واسطے سے اور علاوہ بریں دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالے کی قدرتوں اور طاقتوں کا اظہار ہوتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسا قادر ہے۔ جبکہ مشکلات کو حل کر دیتا ہے غرض دعا بڑی دولت اور طاقت ہے۔ اور قرآن شریف میں جابجا اسکی ترغیب دی ہے اور ایسے لوگوں کے حالات بھی بتائے ہیں جنہوں نے دعا کے ذریعہ اپنے مشکلات سے نجات پائی۔ انبیاء علیہم السلام کی زندگی کی جڑ اور انکی کامیابیوں کا اصل اور سچا ذریعہ یہی دعا ہے۔ پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی ایمانی اور عملی طاقت کو بڑھانے کے واسطے دعاؤں میں لگے رہو۔ دعاؤں کے ذریعہ سے ایسی تبدیلی ہو گی جو خدا کے فضل سے خاتمہ بالخیر ہو جاویگا۔

تیسرا پہلو صحبت صادقین ہے

تیسرا پہلو جو قرآن سے ثابت ہے وہ صحبت صادقین ہے چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے **کونوا مع الصادقین** یعنی صادقوں کے ساتھ رہو صادقوں کی صحبت میں ایک خاص اثر ہوتا ہے۔ انکا نور صدق و استقلال دوسروں پر اثر ڈالتا ہے اور ان کی کمزوریوں کو دور کرنے میں مدد دیتا ہے۔ یہ تین ذریعے ہیں جو ایمان کو شیطان کے حملوں سے محفوظ رکھتے ہیں اور اسے طاقت دیتے ہیں۔ اور جب تک ان ذرائع سے انسان فائدہ نہیں اٹھاتا اسوقت تک اندیشہ رہتا ہے کہ شیطان اسپر حملہ کرکے اسکی متاع ایمان کو چھین نہ لے جاوے اسی لئے بہت بڑی ضرورت اس امر کی ہے کہ مضبوطی کیساتھ اپنے قدم کو رکھا جاوے اور ہر طرح سے شیطانی حملوں سے احتیاط کی جاوے۔ جو شخص ان تینوں ہتھیاروں سے اپنے آپ کو مسلح نہیں کرتا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ وہ کسی اتفاقی حملے سے نقصان اٹھاوے۔

دفع شر و کسب خیر

لیکن یہ بات یاد رکھو کہ کتابوں میں جب لکھا جاتا ہے کہ بدیاں چھوڑ دو اور نیکیاں کرو۔ تو بعض آدمی اتنا ہی سمجھ لیتے ہیں کہ نیکیوں کا کمال اسی قدر ہے کہ جو مشہور بدیاں ہیں مثلاً چوری۔ زنا۔ غیبت۔ بددیانتی۔ بدنظری وغیرہ موٹی موٹی بدیوں سے بچتے ہیں تو اپنے آپ کو سمجھنے لگتے ہیں کہ ہم نے نیکی کے تمام مدارج حاصل کر لئے ہیں اور ہم بھی کچھ ہو گئے ہیں حالانکہ اگر غور کرکے دیکھا جاوے۔ تو یہ کچھ بھی چیز نہیں ہے بہت سے لوگ ایسے ہیں جو چوری نہیں کرتے ہیں۔ بہت سے ایسے ہیں جو ڈاکے نہیں مارتے یا خون نہیں کرتے یا بدنظری یا بدکاری کی بدعادتوں میں مبتلا نہیں ہیں زیادہ سے زیادہ اسے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس نے ترک بدی کیا ہے خواہ وہ عدم قدرت ہی کیوجہ سے ہو۔ قرآن شریف صرف اتنا ہی نہیں چاہتا کہ انسان ترک شر کرکے سمجھ لے کہ بس اب میں صاحب کمال ہو گیا۔ بلکہ وہ تو انسان کو اعلے درجہ کے کمالات اور اخلاق فاضلہ سے متصف کرنا چاہتا ہے اور اس سے ایسے اعمال و افعال سرزد ہوں جو بنی نوع کی بھلائی اور ہمدردی پر مشتمل ہوں اور ان کا نتیجہ یہ ہو کہ اللہ تعالے اس سے راضی ہو جاوے میں اسبات کو بار بار کہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی اپنی ترقی اور کمال روحانی کی یہی انتہا نہ سمجھ لے کہ میں نے ترک بدی کی ہے صرف ترک بدی نیکی کے کامل مفہوم اور منشاء کو اپنے اندر نہیں رکھتی بار بار ایسا تصور کرنا کہ میں نے خون نہیں کیا خوبی کی بات نہیں کیونکہ خون کرنا ہر ایک شخص کا کام نہیں ہے۔ یا یہ کہنا کہ زنا نہیں کیا کیونکہ زنا کرنا تو کنجروں کا کام ہے نہ کہ کسی شریف انسان کا۔ ایسی بدیوں سے پرہیز زیادہ سے زیادہ انسان کو بدمعاشوں کے طبقے سے خارج کر دیگا۔ اور اس سے زیادہ کچھ نہیں مگر وہ جماعت (جس کا ذکر اللہ تعالے نے قرآن شریف میں کیا ہے کہ انہوں نے ایسے اعمال صالحہ کئے کہ خدا تعالے ان سے راضی ہو گیا۔ اور وہ خدا تعالے سے راضی ہو گئے) صرف ترک بدی ہی سے نہ بنی تھی۔ انہوں نے اپنی زندگیوں کو خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہیچ سمجھا خدا کی مخلوق کو نفع پہونچانے کے واسطے اپنے آرام و آسایش کو ترک کر دیا۔ تب جا کر وہ ان مدارج اور مراتب پر پہونچے کہ آواز آ گئی **رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ**۔

مگر میں دیکھتا ہوں کہ اسوقت مسلمانوں کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ کسب خیر تو بڑی بات ہے اور وہی اصل مقصد ہے لیکن وہ تو ترک بدی میں بھی سست نظر آتے ہیں۔ اور ان کاموں کا تو ذکر ہی کیا ہے؟ جو صلح کے کام ہیں۔ پس تمہیں چاہئیے کہ تم ایک ہی بات اپنے لئے کافی نہ سمجھ لو۔ ہاں اول بدیوں سے پرہیز کرو۔ اور پھر ان کی بجائے نیکیوں کے حاصل کرنے کے واسطے سعی اور مجاہدہ سے کام لو اور پھر خدا تعالے کی توفیق اور اس کا فضل دعا سے مانگو۔ جب تک انسان ان دونوں صفات سے متصف نہیں ہوتا یعنی بدیاں چھوڑ کر نیکیاں حاصل نہیں کرتا وہ اسوقت تک مومن نہیں کہلا سکتا مومن کامل ہی کی تعریف میں تو انعمت علیہم فرمایا گیا ہے۔ اب غور کرو کہ کیا اتنا ہی انعام تھا کہ وہ چوری چکاری رہزنی نہیں کرتے تھے یا اس سے کچھ بڑھ کر مراد ہے؟ نہیں **انعمت علیہم** میں تو وہ اعلے درجہ کے انعامات رکھے گئے ہیں جو مخاطبہ اور مکالمہ الہیہ کہلاتے ہیں

(باقی آئندہ)

اطلاع

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے عزت و احترام کے ساتھ بری ٹھہرائے جانے پر جن احباب نے مبارکباد تار اور خطوط اعلے حضرت کی خدمت عالیہ میں ارسال فرمائے ہیں اعلے حضرت نے ان تمام خطوط اور تاروں کو خوشی سے پڑھا ہے خصوصاً اس لئے کہ وہ اللہ تعالے کے ایک جلیل القدر نشان کے پورا ہونے کی تصدیق کرتے ہیں اور مخلصین و مومنین کے ازدیاد ایمان کا باعث ہیں۔

میں اس عظیم الشان نشان کے متعلق الحکم میں انشاء اللہ ایک معنی خیز سلسلہ مضامین کا خدا کے فضل و کرم سے تائید پا کر شروع کرونگا۔ آج تیمناً و تفاؤلاً حضرت مخدوم الملۃ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ کا مضمون شائع کرتا ہوں۔ احباب میرے لئے دعا کریں کہ میں خدا تعالے کے اس جلیل الشان نشان کو اس کی شان اور حیثیت کے رنگ میں دکھلانے کی توفیق پا سکوں۔

(ایڈیٹر)

زندہ قرآن کس قوم کے ہاتھ میں ہے اور اسکی بابرکت آیتوں سے آج کون لطف لے رہا ہے

یہ معمولی بات نہیں بڑی بھاری بات ہے کہ قرآن مذہبی ایک زندہ جاوید کتاب ہے۔ جبکہ تمام پہلی کتابیں صورت اور سیرت دونوں پہلوؤں کے لحاظ سے مر چکی ہیں اور قرآن کریم ہی ایک کتاب ہے جو دونوں جہتوں سے اب تک زندہ اور بابرکت کلام ہے اور قیامت تک اسیطرح رہیگا۔ اس صورت میں لاریب یہ بڑی بھاری بات ہے اور اپنے بیگانے سب کی غور کے قابل ہے۔ خود قرآن کریم نے یہ دعویٰ کیا ہے اور جابجا اور مختلف الفاظ میں دعویٰ کیا ہے کہ وہ اس درخت کی مانند ہے جس کا میوہ دائمی اور ابدی ہے اور اسکی زمین سرسبز رہیگی اور اسکی صورت و معنی میں کبھی تغیر نہیں آئے گا +

ان امور کو مدنظر رکھکر اسوقت قابل التفات یہ بات ہے کہ آج روئے زمین پر وہ کونسی قوم ہے جسکے دست و زبان سے قرآن کریم کے ان دعووں کا ثبوت ظاہر ہو رہا ہے اور اس یگانہ فخر میں کوئی دوسری قوم ان کے شریک نہیں +

اس دعویٰ کے ثبوت میں میں ایک **تازہ آپ بیتی بات** سناتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ میرے دل و دماغ سے مناسبت رکھنے والے بہت سے لوگ اس سے مستفید اور مسرور ہوں گے +

چھ تاریخ کو امرتسر میں ڈیویزنل جج کی کورٹ میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کا اپیل منظور ہوا اس سے سب لوگ واقف ہیں۔ پہر دن دس بجے کے قریب جبکہ میں بیت الفضل میں بیٹھا ہوا تھا مجھے یہ خبر ملی۔ سنتے ہی میں بے اختیار سجدہ میں گرا اور بے انتہا خشوع و خضوع اور لذت سے ربی کریم کی تسبیح و تحمید کرتا رہا۔ سجدہ سے فارغ ہوا تو گھر کی ایک لڑکی کی زبان سے جو قرآن پڑھ رہی تھی یہ آیت کان میں پڑی ان الذین اوتوا العلم من قبلہ اذا یتلی علیھم یخرون للاذقان سجدا ویقولون سبحان ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا۔ یعنی جن لوگوں کو واقعات کے وقوع سے قبل ان پیشگوئیوں کا علم دیا گیا ہے جب انپر قرآن پڑھا جاتا ہے یعنی ان پیشگوئیوں کا پورا ہونا انھیں سنایا جاتا ہے تو وہ منہ کے بل سجدہ کرتے ہوئے گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے رب کے لیے پاکیزگی ہے (یعنی وہ پاک اور برتر ہے اس سے کہ اسکے منہ کی باتیں پوری نہ ہوں بلکہ ضروری ہے کہ اس کی تمام قبل از وقت بتائی ہوئی باتیں پوری ہوں اس لیے کہ وہ ہمارا رب ہے اور ہماری تربیت اور تہذیب اخلاق اور تقویت ایمان کے لیے ازبس ضروری ہے کہ رسول کی زبان سے پرتحدی پیشگوئیاں کی جائیں اور وہ اپنے وقتوں پر پوری ہوں) یقیناً ہمارے رب کا وعدہ پورا ہوا ہے۔ اس آیت کو سنکر دوبارہ نئے جوش اور پرزور جوش سے بھر کر میں سجدہ میں گرا۔ فراغت کے بعد عالم ذوق میں کیا کیا عجیب نظارے میرے سامنے آئے حق یہ ہے کہ میں قلم کو ان کے لکھنے پر اور زبان کو بیان کرنے پر قادر نہیں پاتا۔ منجملہ ان وجدانیات کے جو میری روح کو سرشار کر رہی تھیں ایک یہ بات میرے سامنے آئی اور پرزور سوال بنکر میرے قلب سے میری زبان پر وارد ہوئی کہ ان حرکات کی جو اسوقت مجھسے سرزد ہوئی ہیں اصل جڑ کیا ہے اور اس بے انتہا خوشی کا راز اور موجب کیا ہے۔ کیا یہ ہے کہ ایک شخص

مرزا غلام احمد قادیانی

اور وہ برلاس مغلوں میں سے ایک مغل ہے اسکے اپیل منظور ہو جانے کی وجہ سے یہ ساری خوشی ہے۔ معمولاً مقدمات و نزاعات جاری رہتے ہیں کوئی ہارتا ہے کوئی جیتتا ہے اپیل منظور بھی ہوتے ہیں خارج بھی ہوتے ہیں ایک یہ بھی منظور ہو گیا انوکھی بات ہمیں کیا ہے جس سے اس قدر بیحد خوشی کی جائی اور سجدہ میں گریہ اور فروتنی دلپر غالب آجائے اس سوال کا بے تکلف اور صاف جواب تھا کہ تمام باتیں اس لیے ہیں کہ خدا تعالے کی پیش از وقت بتائی ہوئی باتیں پوری ہوئیں اور ایسی آن بان اور شان و شوکت سے پوری ہوئیں جسطرح اسوقت پوری ہوئیں تھیں جبکہ ایک خدا ہیں قوم نے وقوع کی خوشی میں سجدہ اور بکا کے اظہار سے خدا تعالے کی وہ گواہی اپنے حق میں لی جو آیت مذکورہ بالا میں ہے۔

بس وجدان کے ساتھ میرے دل میں آیا اور لازماً آنا چاہیے تھا کہ اسوقت **احمدیوں** کے سوا اور کون ہیں جو زندہ خدا کے **زندہ نشان** دیکھیں اور تشکر کے جوش سے تواجد کی حالت اُنپر طاری ہو اور سجدہ میں گریں اور خشوع و بکا کا استیلا اُن کے دلوں پر ہو۔ اور سجدوں میں پھوٹ پھوٹ کر روئیں اور یہ کہیں **ان کان وعد ربنا لمفعولا**۔ آج ہمارے رب کا وعدہ (پیشگوئی) قطعی طور پر پورا ہوا۔

سلسلہ واقعات میں جو نظام عالم کے مضبوط قواعد اور مرتبط قوانین کے موافق ہمیشہ جاری رہتا ہے وہ واقعات بھی محض معمولی نظر آتے ہیں جو انبیاء علیہم السلام کی سوانح میں خدا تعالیٰ کی زبردست باتیں اور وعدے کہلاتے ہیں اگر سرسری نگاہ اُنپر ڈالی جائے۔ لیکن جب اُن کے پیش و پس کو غور سے دیکھا جائے تو وہ خدا نمائی کا ایک ہی مصفا آئینہ ہوتے ہیں۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا واقعہ آنکھوں کے سامنے رکھ لو۔ سرسری طور پر چند لفظوں میں قصہ تمام ہو جاتا ہے اس طرح پر کہ ایک شخص دریا سے بچکر نکل گیا خواہ کسیطرح نکل گیا۔ دوسرا لشکر سمیت ڈوب گیا۔ ایسے واقعات آئے دن ہوا کرتے ہیں۔ ہزاروں جہاز سمندر کی چھاتیوں کو چیرنے کے لیے قسمت آزمائی کرتے ہیں کچھ ڈوب جاتے ہیں کچھ بچکر نکلتے ہیں۔ پھر یہ ایک نبی کا معجزہ کیا اور خدا تعالیٰ کی زندہ کتاب میں بڑے فخر سے نبی کریم کی علامت نبوۃ کے اثبات میں اس کا ذکر کیا۔ اس امر کے لیے اس تحدی آمیز پرشوکت دعویٰ کو غور سے دیکھنا چاہیے جو ایک ناتوان بے سامان انسان کے منہ سے ایک باسامان پرقوت شخص کے سامنے نکلا جبکہ اُسنے عرش جبروت کے سامنے کھڑے ہو کر ایسی حالت میں کہ عادتاً ضعیف اور بے بھروسہ انسان خشک ہو کر رہ جاتا ہے کس لانظیر اور لاتذبذب قوت اور نہ تھرتھرانے والی زبان سے کہا **انا رسولا ربک ان ارسل معنا بنی اسرائیل ولا تعذبھم قد جئنٰک بایۃ من ربک والسلام علی من اتبع الھدیٰ انا قد اوحی الینا ان العذاب علی من کذب وتولی**۔ ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں اور اسکی طرف سے پیغام یہ لائے ہیں کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ روانہ کر دے اور انکو عذاب نہ دے ہم تیرے رب کی طرف سے اپنی سچائی پر بڑا بھاری نشان لائے ہیں اور وہ یہ ہے کہ آج سلامتی اُسی کے لیے ہے جو خدا کی باتوں پر چلنے والا ہے ہم کو خدا تعالیٰ نے صاف صاف کہا ہے ہمارے اس پیغام کی تکذیب کرنیوالا اور اسکی تعمیل سے منہ پھیرنے والا سزا پائیگا +

اب ایکطرف تو ان الفاظ کی شوکت اور دبدبہ میں غور کرنی چاہیے دوسریطرف یہ سوچنا چاہیے کہ اس دعوے کے وقت ہر قسم کے مادی پہلو کے لحاظ سے کون ان دو شخصوں میں سے زیادہ محفوظ تھا یا آیندہ سلامتی کے اسباب پیدا کر سکتا تھا۔ کیا اس دھمکی کے وقت حضرت موسیٰ کے دل میں یہ خیال جاگزین تھا کہ وہ کسی آیندہ وقت میں فوج بہم پہنچا کر فرعون پر چڑھائی کرینگے اور اپنے منہ کی باتوں کو پورا کرینگے۔ یا موقعہ پاکر خفیہ اُس کا کام تمام کر دیں گے۔ اور کیا ان تمام باتوں سے کوئی بات آخر کار وقوع میں آئی۔ کیا فرعون معمولاً حضرت موسیٰ کے ہاتھ سے مارا گیا یا حضرت موسیٰ کی کوئی قوت اُس کے ہلاک کرنے میں کارگر ہوئی خدا کا شکر کہ ایسی کوئی بات واقع نہیں ہوئی ورنہ ممکن تھا کہ یہ زبردست پیشگوئی ایک نادان کے نزدیک معرض اشتباہ میں پڑ جاتی۔ پھر کیا اُسوقت جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فوق العادت قوت اور تحدی سے یہ دعویٰ کر رہے تھے یہ سمجھتے تھے اور اسپر یقین رکھتے تھے کہ ایک عرصہ کے بعد وہ بنی اسرائیل کو ساتھ لیکر بھاگیں گے اور فرعون تعاقب کرے گا۔ آخر دریا سے وہ بچکر پار اُتر جائیں گے اور فرعون ڈوب جائے گا۔ ایسا خیال بھی محض بے بنیاد ہے۔ پھر غور کرو کہ یہ دعویٰ کس طاقت اور قوت کے چشمہ سے پھوٹے ہوئے نظر آتے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ وہ اُس قادر قاہر علیم خبیر ہستی کے منہ کی باتیں ہیں جسے آنے والے واقعات اور دونوں کے انجام کا علم تھا۔

غرض نرا ڈوب جانا اور بچ جانا کوئی قابل توجہ امر نہیں۔ دیکھنے کے قابل وہ پرزور الفاظ ہیں جو قبل از وقت کہے گئے ہیں۔

اسیطرح ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام فتوحات فتح بدر اور فتح مکہ اور دوسری تمام فتوحات ہیں جو واقعات عالم کے نظام جاری کے مطابق ہیں۔ اور درحقیقت یہ واقعہ حضرت موسیٰ اور فرعون کا بھی ہمارے نبی کریم اور آپکے مخالفوں کے انجام کی پیشگوئی ہے۔ یہ سب واقعات معمولی نگاہ میں عرفی لڑائیاں ہیں۔ دونوں طرف سے اُسیطرح جنگی جوان ایک دوسرے کے مقابل نکلے جسطرح

عادتاً نکلا کرتے ہیں۔ آخر ایک فریق کامیاب ہوا دوسرا ناکام رہا۔ یہی کامیابیاں ہیں جنھیں خداتعالیٰ کی زندہ کتاب میں عظیم الشان آیات کہا گیا ہے۔ ان ہی کو حزب اللہ اور حزب الشیطان یا اولیاء اللہ اور اولیاء الشیطان میں امر فارق کہا گیا ہے۔ خداتعالیٰ کی نصرت۔ ولایت کفالت اور تائید کے الفاظ ان ہی نتیجوں پر بولے گئے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ ظفر اور نصرت کس لحاظ سے معجزہ یا آیت یا علامۃ النبوۃ ہے۔ کیا اُس معمولی نتیجہ کی حیثیت سے جو انسانی طبقات میں سے ہر طبقہ کے اعمال کے نتائج سے یکساں مناسبت اور مشابہت رکھتا ہے۔ اس کا صاف جواب یہی ہے کہ قبل از وقت وعدہ اور پیشگوئی کے لحاظ سے اُسے خدائے قادر و قاہر کے منہ کی بات اور آیت کہا جاتا ہے۔

اسی طرح کی یہ فتح ہے جو آج حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کو خداتعالیٰ کی طرف سے ملی۔ اور اُسی طرح یہ فتح ظفر اور نصرت اور تائید الٰہی کا ثبوت۔ آیت النبوۃ اور فارق ٹھہری درمیان اولیاء الرحمٰن اور اولیاء الشیطان کے۔ اگر مسلمان کہلانے والوں میں خدا شناسی اور خداترسی کا کوئی کرشمہ باقی رہ گیا ہے تو اس قضیہ کے مقدمات اور لوازم اور قبل از وقت اسکی نسبت پیشگوئیوں میں اسی طرح یکجائی طور پر غور اور تدبر کریں جسطرح خداتعالیٰ کی کتاب کے واقعات میں کی جاتی ہے پھر دیکھیں اور ہمیں بتائیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے واقعات نصرت و ظفر میں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید الٰہی کے واقعات میں کیا فرق ہے۔

کیا خداتعالیٰ کا مسیح حضرت موسیٰ اور اپنے مقتدا و مولیٰ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کیطرح محض بے سامان اور ناتوان نہ تھا۔ اور کیا بالمقابل طاقتوں اور نخوتوں اور شرارتوں اور ہر طرح کے سامانوں کے مجموعے نہیں تھے۔ کیا خداتعالیٰ کے پودہ کی بیخکنی کے لیے متفق اور منفرد زور نہیں لگائے گئے۔ امرتسری اہل حدیث یا اہل حدث اور دوسرے ان کے امثال اور اخوان خداتعالیٰ کے لیے دلیں سوچیں اگر ان کے پہلو میں کوئی حق کی گدگدی محسوس کرنے والا دل ابھی تک رہ گیا ہے۔ ان کی امنگیں کیا کیا تھیں۔ ان کا تربّص اور انتظار افق کیطرف کس نظارہ کے دیکھنے کے لیے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا تھا وہ ان گواہیوں کے ادا کرنے کے بعد جن کی تاریخ آج ان کی مراد کے خلاف ظاہر ہوئے ہیں کیا کیا اُمیدیں باندھ رہے تھے کہ عدالت خانہ سے کیا امر نکلے گا۔ اور وہ بار بار غصہ سے دیکھیں اُن کہانتوں اللہ اللہ کی پیشگوئیوں کو جنھیں وہ بڑی جسارت اور جرأت سے اپنے اخبار میں درج کرتے رہے۔ وہ دقائق ملکی اور سرد و گرم زمانہ کی معرفت کے مدعی اخبار وطن اخبار یا کالا اخبار یا پیسہ اخبار اور اُسکے دل و دماغ سے مناسبت رکھنے والے جنھوں نے درمیانی واقعات کو بڑے فخر اور ناز سے شائع کیا اور ان چشم زخموں کو جن کا پہنچنا ابتدا میں خداتعالیٰ کی مستمرہ سنت کے مطابق اہل اللہ کو ضروری ہوتا ہے کامل وثوق اور یقین سے ایک پیشگوئی کے رنگ میں بیان کیا اور دعوے کیا کہ اب سلسلہ احمدیہ کا خاتمہ ہے۔ وہ سجادہ نشین مولوی وہ گدی نشین فقرا۔ وہ علی کی جماعت کہلانے والے اور معرفت کا دم بھرنے والے نقشبندی چشتی۔ قادری اور ان کے بھائی خداتعالیٰ کے لیے غور کریں کہ وہ اپنے دعاؤں میں کیا چاہتے تھے وہ خود کیا چاہتے تھے۔ کس نتیجہ کا انتظار کرتے تھے اور اپنے مریدوں کو کس چیز کی توقع دلاتے تھے۔ افسوس ان بادہ سراؤں اور بیہودہ دراؤں کی باتیں زبانی آتیں اور باد ہوا باتیں ہو تیں کاش ان کے دعوے لکھے ہوئے اور لکھکر شائع کیے ہوئے ہوتے جو آج ان کے سیاہ چہروں اور مجذومانہ تہیوں کو آئینہ بنکر انھیں دکھاتے مگر ان خدا سے مہجور و دور بزدلوں کو یہ قدرت اور توفیق کبھی ملی نہیں جو اپنے منہ کی کسی یاوہ گوئی کو شائع بھی کرتے۔ یہ تو جملہ معترضہ کے طور پر ایک بات تھی جو راہ میں آپڑی۔ غرض وہ سب لوگ جو کسی طبقہ اور فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں جو خداتعالیٰ کے مسیح موعود کے استیصال کے درپے اور چشم براہ تھے سوچیں اور پھر بتائیں کہ آج ان کی دعاؤں۔ اُن کی تدبیروں۔ اُن کی متفقہ کوششوں اور اُن کے ہر قسم کے مکائد و حیل کے مخالف ایک بات واقع ہوئی ہے یا نہیں۔ اور کیوں ہوئی ہے۔ کیا ایک مرد خدا نے خداتعالیٰ کی زبان سے تمھیں برسوں پہلے اُسی طرح پکار کر نہیں کہا تھا **فکیدونی جمیعا ثم لاتنظرون**۔ (براہین احمدیہ اور دوسری کتابوں میں کئی رنگ میں یہ دعویٰ درج ہے) جسطرح خداتعالیٰ کی زبان سے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء نے اپنے مخالفوں کو کہا۔ پھر کیا اس تحدی کے بعد تم چپ رہے اور ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ گئے (کاش تمھارے ہاتھ پاؤں ٹوٹے ہوتے اور تم خدا سے جنگ کرنے والے نہ ٹھہرائے جاتے) یا کیا کوئی سارے زور نہیں لگائے اور اپنی کمانوں کے سارے تیر خالی نہیں کیے۔ اور کیا یہ کوششیں تم نے اسلیے اور اس اُمید سے کی تھیں کہ انجام کار نامرادی کا بدنما داغ تمھاری لمبی ناکوں پہ لگے اور بول و براز کی چھینٹیں تمھارے جبہ و دستار پر پڑیں اور کیا یہ کارروائیاں تم نے خدا سے قوت پاکر اور اُسکی نصرت کے بھروسہ پر کی تھیں یا اپنے جذبات اور نفسانیت کے جوشوں کے زور اور دھکے کے نیچے آکر کی تھیں۔ پھر تمھاری اُمیدوں اور قوتوں کے خلاف کیوں ظہور میں آیا۔ اور تمھارا حریف مقابل اُن دعووں کے مطابق جو قبل از وقت کیے گئے تھے آخرکار کیوں غالب ہوا۔

نادانوں نے اُس بکری کیطرح اپنے کُھر سے چھری کھود کر ذابح کے ہاتھ دی جبکہ مرد خدا کے استیصال کے لیے کمریں باندھیں۔ اور خود اپنی کارروائیوں سے اُسکے سلسلہ کو خدا کیطرف سے ثابت کرنے والے ٹھہر گئے اور اپنے پاؤں سے چلکر اُس خندق میں گرے اور کٹ کر گرے ہیں جس میں اُن کے پہلے باپ دادا احزاب کی لڑائی میں گر کر تھے۔ لڑائی ہنوز جاری تھی۔ اور دعویٰ کرنے والے کی پرتحدی پیشگوئیاں نقارہ بجا رہی تھیں ایک دانشمند کے لیے کافی موقعہ تھا کہ کم سے کم انجام تک زبان و قلم کو تھامے رکھتا مگر نا عاقبت اندیشوں نے درمیانی چشم زخم کو جو سنۃ اللہ کے مطابق حزب اللہ کا خاصہ اور ان کا ایک مابہ الامتیاز ہوتا ہے آخری زخم سمجھا اور بہائم کی طرح اُچھلنا کودنا شروع کر دیا۔ حالانکہ کتاب اللہ نے انھیں تعلیم دی تھی کہ **العاقبۃ للمتقین** یعنی پہلی فتح باطل پرستوں کی اور انجام کار راست بازوں کا ہوتا ہے۔

غرض ہماری خوشی اسوقت پاک خوشی اور خداتعالیٰ کی معرفت بڑھانے والی خوشی ہے عادتاً لوگ بھی خوش ہوا کرتے ہیں۔ مقدمات کے جیتنے پر کیسی کیسی خوشیاں مناتے ہیں مگر اس خوشی کا نتیجہ یہ ہے کہ باری تعالیٰ کے من اور احسانات کے بوجھ کے نیچے ہماری گردنیں دبی چلی جاتی ہیں۔ اس لیے کہ ہم خوش ہوئے ہیں آج خداتعالیٰ کے منہ باتوں کے پورا ہونے پر۔ اس فتح اور نصرت کی راہ سے خداتعالیٰ کے وجود کے نئی شان سے ثابت ہو جانے پر۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک اور کامل نبوۃ کے نئے سرے قائم اور ثابت ہو جانے پر۔ اس لیے آج اس زمانہ میں بلکہ ہمیشہ سے ایک ہی راہ ہے جس سے خداتعالیٰ کے زندہ اعتقاد اور متکلم وجود کا نشان ملتا ہے وہ سچے پیشگوئیوں کا وجود اور ان کا پورا ہونا۔

اسوقت موزون موقعہ تھا کہ وہ تمام پیشگوئیاں جو ان مقدمات کے متعلق ہوئی تھیں ایک جگہ جمع کرکے دکھائی جائیں مگر اس بھاری کام کا بیڑہ میرے لائق دوست شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر نے اُٹھایا ہے۔ وہ عنقریب بڑا مبسوط اور ایمان افزا کتاب لکھیں گے جو مجھے یقین ہے کہ حق و باطل میں امر فارق اور خارق عادت ہوگا۔ میں نے قصداً اس سے پہلو تہی کیا ہے اسلیے کہ تجربہ نے ثابت کر دکھایا ہے کہ شیخصاحب کو خداتعالیٰ نے مضامین نویسی کے کام کے قابل اور اہل بنایا ہے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں اگر قادیان میں میرے ہاتھ سے کوئی پرچہ نکلا کرتا اور پھر اُسکے بعد الحکم اسطرح شیخ یعقوب علی صاحب کے ہاتھ سے نکلتا تو میں بڑی خوشی سے اپنے پرچہ کو بند کر دیتا۔ شیخصاحب نے تھوڑی مدت میں حیرت انگیز ترقی کی ہے خداتعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور قوم کو توفیق اور سمجھ دے کہ ایسے بے نظیر آدمی کی قدر کریں۔ بات کہاں سے کہاں چلی گئی۔ سچ ہے **الاناء یترشح بما فیہ**۔ اس بات کے ساتھ بھی مجھے ایک دلچسپی ہے اور ایک ذوق ہے موقعہ آگیا بے اختیار نکل گئی۔

غرض آج خداتعالیٰ نے ہماری ساری کوفتوں اور غموں کو اپنے فضل سے دور کیا اور ہمیں اپنے لطف و احسان سے اپنے وعدوں کا وارث بنایا۔ اگر پہلی عدالت میں کامیابی ہو جاتی تو یہ فوائد اور معارف حاصل نہ ہوتے جو آج حاصل ہوئے ہیں۔ یہ بات ایک تفصیل چاہتی ہے اور تفصیل کے بعد دنیا دیکھے گی کہ خداتعالیٰ نے کیا کیا اور کیا دکھایا ہے مگر اس کے لیے اور وقت ہے۔ خداتعالیٰ ہماری جماعت کو اس فتح سے لذت لینے اور نیکی میں ترقی کرنے کی توفیق بخشے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ان آیات سے یونہی گذر جائیں۔

خاکسار عبدالکریم

درخواست دعا۔ بخدمت برادران احمدی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ سردار محمد الیاس خان رسالدار احمد نگر میانیر سے درخواست کرتے ہیں کہ ذیل کے تایا صاحب محمد اسمٰعیل صاحب احمدی مبتلا بعارضہ ورم جگر و معدہ و گردہ کے واسطے برادران دعا کریں

متفرق مضامین

ناظرین کے ساتھ پانچ منٹ

توسیع اشاعت الحکم | ۱ - الحکم کی توسیع اشاعت

کے متعلق اور صفائی بقایا کے لئے جو تجویز گذشتہ سال کی کئی اشاعت میں پیش کی تھی یعنی ارادہ کیا تھا کہ کوئی سفری ایجنٹ اسی کام کے لئے روانہ کیا جاوے اسکے متعلق منشی عالم شیر صاحب ساجنٹ لیڈر جو الحکم کے عاشق زار ہیں ایک بسوط مضمون بھیجتے ہیں اسکا خلاصہ کسی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ دونگا - منشی عالم شیر ۴ جدید خریدار جو پیشگی قیمت دینے والے ہیں اور جنکی قیمت بذریعہ وی پی وصول ہو چکی ہے بھیجتے ہیں میں انکی اس قدر افزائی پر انکے لئے دعا کرتا ہوں منشی عالم شیر صاحب کوئی بہت بڑے بارسوخ آدمی نہیں لیکن اسپر بھی باوجود اپنی مالی مشکلات کے ہمیشہ الحکم کے سچے خیر خواہ اور حقیقی معاون ثابت ہوئے ہیں اگر ۵۰۰ آدمی بھی ایسے نکل آویں تو آج الحکم تین ہزار چھپ سکتا ہے -

۲ - ناظرین الحکم عالیجناب میر مردان علیصاحب حیدرآبادی کے نام نامی سے ناواقف نہیں وہ الحکم کے خاص معاونین میں سے ہیں اور بخشش بیمہ سالانہ چندہ پر الحکم خریدتے ہیں - سال گذشتہ میں انہوں نے عہ کے علاوہ صہ ڈونیشن بھی دیا تھا - امسال بھی اس تحریر پر کہ بعض خریداران کے وی پی واپس آئے سخت افسوس ظاہر کرتے ہوئے الحکم کے احسانات کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور ایک جدید خریدار بھیجتے ہیں اور فروری میں للعہ بذریعہ وی پی وصول کرنے کی ہدایت کرتے ہیں - جزاہ اللہ احسن الجزا -

۳ - منشی امام الدین صاحب بنہ گراؤں سے ایک خریدار کی پیشگی قیمت بھیجتے ہیں -

۴ - **احمدی مسافر** لاہور سے ایک جدید خریدار اپنی جیب سے دیتے ہیں -

۵ - جنوری کے اول ہفتہ میں پانچ جدید خریدار اپنی درخواست پر الحکم جاری کرتے ہیں -

رسید ذکر - افسوس ہے کہ میں اس اشاعت میں بھی رسید زر نہیں شائع کر سکا وجہ یہ کہ خداتعالی کے عظیم الشان نشان کے ظہور پر جو مضمون حضرت مخدوم الملت نے لکھا ہے اسکا اندراج ضروری تھا - اسلئے بعض دوسرے مضامین بھی ملتوی رہے ہیں -

مقدمات کا انجام | الحکم کی گذشتہ اشاعت میں

احمدی قوم کو مبارکباد دے چکا ہوں کہ خدا تعالے کا جری اپنے مولی کریم کے وعدوں کے موافق عزت و احترام سے بری ہوا -

۱ - اسپر ایک جلیل الشان مضمون آج کے الحکم میں درج ہے اور سلسلہ مضامین کا سلسلہ الحکم کی اگلی اشاعت سے انشاء اللہ العزیز آپ پڑھیں گے - جن میں مقدمات کے متعلق اور اس نشان کے عظیم الشان زندہ معجزہ ہونے کے متعلق خداتعالے کی مدد سے عجیب عجیب پہلوؤں پر بحث ہوگی اور دو سالہ کارروائی پر پورا ہوگا -

۲ - عالیجناب سشن جج صاحب کا فیصلہ اور جناب خواجہ صاحب کی تقریر جلد تر شائع کرنے کا ارادہ ہے -

مبارکبادی کے خطوط اور تاریں - کثرت کے ساتھ مبارکبادی کے خطوط اور تاریں اعلے حضرت اور دیگر بزرگان ملت کے نام آرہے ہیں - منشی محمد یوسف صاحب مردان سے لکھتے ہیں -

نشان ایں باشد و دیگر ہزاراں
مبارک باشد و باشد مبارک
مبارکباد بر احباب ملت
بحضرت مہدی ما صد مبارک

نصرۃ الحق - اسلام کی ایک فارسی کتاب جو مولوی محمد فضل صاحب چنگوی نے لکھی ہے آج کے الحکم کے ساتھ شائع ہوتی ہے اس کتاب کے چار صفحے ہر دوسرے نمبر میں شائع ہوا کرینگے ناظرین اسکو احتیاط سے جمع رکھیں - یہ کتاب صرف ناظرین الحکم کو ہی سردست مل سکے گی -

مقدمات کے انجام پر ہمارا تبصرہ - جو الحکم کی کسی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ شائع ہوگا ایک قابل دید مضمون ہوگا اگر کسی احمدی کی نظر سے کوئی مضمون کسی اخبار میں گذرے اسکی ایک کاپی مجھے ضرور بھیدیں -

انک لعلے خلق عظیم | اعلے حضرت

حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے خلق عظیم کا تازہ ثبوت یہ ہے کہ لالہ شرمپت رائے جو قادیان آریہ سماج کے ایک معزز رکن اور حضرت حجۃ اللہ کی بہت سی پیشگوئیوں کے گواہ ہیں بیمار ہوگئے اعلے حضرت باوصفیکہ آپکی طبیعت علیل تھی ۱۰ - جنوری کو انکی عیادت کو تشریف لے گئے - مفصل پھر -

استفسار اور انکے جواب

(از حکیم الامتہ)

[مندرجہ ذیل سوالات ایک دہریہ نے بذریعہ خط بھیجے تھے جنکا جواب اصولی طور پر حکیم الامتہ نے دیا ہے (ایڈیٹر)]

سوالات

۱ - انسان کا طرز زندگی دو باتوں پر منحصر ہے - (۲) آباؤ اجداد کا اثر - (ب) ملک و قوم کا اثر - یہ ہر دو امور انسان کے اختیار سے باہر ہیں - پھر اسکو کیوں نیکی پر انعام اور بدی پر سزا ہو -

۲ - انسان محدود ہے - پھر غیر محدود زمانہ اسکے واسطے کیوں منسوب کیا جاتا ہے -

۳ - اگر انسان کو زندگی پھر دیجاویگی تو حیوانات کو کیوں نہ دیجاویگی - خصوصاً جبکہ وحشی انسان اور بندر میں بہت تھوڑا فرق باقی رہجاتا ہے -

۴ - انسان کس شکل میں قیامت کے دن اٹھیگا - اگر سب کی ایک ہی شکل ہوئی تو نیکی کی خواہش جاتی ہوگی

۵ - انسانوں کے سے صفات خدا کیطرف کیوں منسوب کئے جاتے ہیں - یہ ایک گستاخی ہے -

۶ - بچے کیوں مرجاتے ہیں - یہ دانائی کی بات نہیں کہ بچے مارے جائیں -

جوابات

سوال نمبر (۱) آباؤ اجداد کا اثر - (ب) ملک اور قوم کا اثر - یہ ہر دو امور انسان کے اختیار سے باہر ہیں پھر اسکو کیوں نیکی پر انعام اور بدی پر سزا ہو -

جواب (ا) آباؤ اجداد کا اثر اگر ایسا ہے کہ اس اثر کے بالمقابل کوئی دبانیوالی طاقت اس انسان کو نہیں دی گئی تو وہ انسان پاگل ہے اور شرعاً اسپر کوئی سزا نہیں لگ سکتی کیونکہ شریعت طاقت اور وسعت سے باہر کی باتوں پر حکومت نہیں کرتی - (ب) اسیطرح ملک اور قوم کے آثار بھی اگر اس درجہ تک کسی انسان میں اثر کر گئے ہیں کہ اس تاثیر کے بالمقابل دبانیوالی طاقت کام نہیں کر سکتی تو وہ انسان بھی مجنوں ہے اور مجنوں کسی انعام یا سزا کا مستحق نہیں ہوتا اور نہ وہ شریعت کا پابند ہے کیونکہ یہ معاملہ اوس کی طاقت و وسعت سے باہر ہے اور شریعت طاقتوں پر حکمرانی کرتی ہے - اوس کی تفصیل یہ ہے کہ چوروں کا ایک جتھہ ملکر کسی شخص کے گھر میں نقب لگاتا اور اسکا مال و اسباب نکالکر ایک ایسے شخص کے سپرد کرتا ہے جو اس جتھہ کا ہے اور اگر وہ شخص جسکے سپرد مال کیا گیا ہے اوس میں سے ذرا بھی نقصان کرے تو فوراً انکو چور لوگ اپنے جتھہ سے نکال دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کمینہ اور چور ہے اسیطرح ٹھگ بھی چند آدمی ملکر ٹھگی کرتے اور مال دینس سے ایک ہی آدمی کے قبضہ میں آتا ہے لاکن اگر وہ شخص جس کے قبضہ میں مال آیا ہے کچھ مال اوس میں سے دہوکہ سے لے لے - تو اوسکو اپنی شراکت سے الگ کر دیتے ہیں اسیطرح کنجر لوگ اپنی بہو سے زنا نہیں کراتے اسلئے کہ غیر کی لڑکی کو خراب نہیں کرنا چاہیے پر جو شخص اون کے گھر میں اونکی اپنی لڑکی سے بدکاری کرنے کے واسطے آتا ہے وہ عورت اوس کی کیا لگتی ہے اسیطرح ہر ایک بدکار کے اندر ایک طاقت موجود ہے جو اوس کو بدکاری سے ملزم کرتی ہے اور بدی سے روکتی ہے پس ہر بدکار اپنے اندر بدی کے دبانے کی طاقت رکھتا ہے ہمارے مورث اعلے لوگ بھی قوی کے مرکب تھے جو ایک دوسرے کے مقابل حد بندی قایم کر سکیں پس جب انسان اوس بدی کے دبانیوالی طاقت سے کام نہیں لیتا جو اوسکو ملی ہے یا اوس میں ہے تو وہ سزا کا مستحق ہوتا ہے اور اگر بدی کے مقابل دبانیوالی طاقت سے کام لیتا ہے تو انعام کا مستحق ہوتا ہے -

سوال نمبر ۲ - انسان محدود ہے پھر غیر محدود زمانہ اوسکے واسطے کیوں منسوب کیا جاتا ہے -

جواب - انسان زمانہ ماضی کی طرف تو ضرور محدود ہے مگر زمانہ مستقبل کیطرف محدود ہے یا نہیں یہ ایک مسئلہ ہے جو بحث طلب ہے ہم اسکو مستقبل کیطرف محدود نہیں مانتے اسلئے ہم اسکے لئے غیر محدود زمانہ تجویز کرتے ہیں -

سوال نمبر ۳ - اگر انسان کو زندگی پھر دیجاویگی تو حیوانات کو کیوں نہ دی جاویگی خصوصاً جبکہ وحشی انسان اور بندر میں بہت تھوڑا فرق باقی رہ جاتا ہے -

جواب - یہ سوال تعجب انگیز ہے اسلام سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو بھی زندگی دیجاوے گی اور بعض صورتوں میں حیوانات کو بھی - وحشی انسان اور بندر میں تو زمین و آسمان کا فرق ہے ایک قابل ترقی اور اس لایق ہے کہ فائدہ جدیدہ حاصل کرے اور اس جدید فائدہ کی تعلیم اپنے بنی نوع کو کر سکے اور بندر میں یہ طاقت و قوت نہیں کہ جدید باتیں بنی نوع کو سکھاوے -

سوال نمبر ۴ - انسان کس شکل میں قیامت کے دن اٹھیگا اگر سبکی ایک ہی شکل ہوئی تو نیکی کی خواہش جاتی رہیگی -

جواب - ہر ایک انسان قیامت کے دن اپنی اوس شکل میں اٹھایا جائیگا جس میں کہ وہ مرنے کے وقت تھا -

سوال نمبر ۵ - انسانوں کی سی صفات خدا کیطرف کیوں منسوب کی جاتی ہیں یہ ایک گستاخی ہے -

جواب - بے ریب گستاخی ہے اور کوئی انسانی صفت خدا کیطرف ہرگز منسوب نہیں ہوتی اور ایسا کرنا گستاخی ہے اسلام میں کوئی صفت انسانی خدا کو نہیں دیگئی -

خطبہ عید الفطر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

کہ ہم میں حاضر ہوئے تہے۔ اور جنکا اقتدا کرنا چاہئے تہا۔ کہتا ہے جب اونہوں نے میرے روبرو ان دونوں کا ذکر کیا تو میں چلا گیا (اور لوٹ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہلی تقریر کی تکذیب کرنے نہ گیا) اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ متخلفین میں سے ان تین آدمی کسے کوئی کلام نکرے۔ کہتا ہے کہ لوگ ہم سے اجتناب کر گئے یا کہاکہ لوگ ہم سے متغیر ہو گئے تاکہ وہ زمین بہی مجھے اوپری معلوم دینے لگی گویا وہ زمین ہی نہ تہی۔ جس کو میں پہچانتا تہا۔ پس ہم پچاس رات اسی حال میں مبتلا رہے اون دونوں میرے یاروں نے عاجز ہو کر اپنے گہروں میں بیٹہکر رونا شروع کیا۔ اور میں جوان دلیر تہا۔ بازاروں میں پہرتا تہا۔ اور نماز میں حاضر ہوتا تہا مگر مجہہ سے کوئی کلام نہ کرتا تہا اور میں نماز کے بعد رسول اللہ صلے اللہ صلعم کو آنکر سلام کہتا اور دیکہتا کہ سلام کے جواب میں آپ کے لب مبارک نے حرکت کی ہے کہ نہیں پہر میں رسول اللہ صلعم کے قریب کہڑا ہو کر نماز پڑہتا اور آنکہہ چرا کر آپ کی طرف دیکہتا جب میں نماز کی طرف متوجہ ہوتا تو آپ میری طرف نظر کرتے اور جب میں آپ کی طرف دیکہتا تو آپ منہ پہیر لیتے جب مسلمانوں کی کڑائی مجہہ پر بہت ہو گئی تو ایک دن میں ابو قتادہ کے باغ کی دیوار پہاند کر جو میرا چچا زاد بہائی تہا اور میری اوس سے بہت محبت تہی باغ میں گیا میں نے اوس کو السلام علیکم کہا مگر اوس نے سلام کا جواب ندیا میں نے کہا اے ابو قتادہ میں تجہے اللہ کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ تجہے معلوم ہے کہ میں اللہ اور رسول اللہ صلعم سے محبت رکہتا ہوں وہ خاموش رہا۔ اور مجہے کچہہ جواب نہ دیا میں نے پہر اوسکو قسم دیکر کہا وہ خاموش ہی رہا میں نے پہر تیسری دفعہ جب قسم دیکر کہا تو اوس نے اسقدر کہا کہ اللہ اور رسول اللہ صلعم خوب جانتے ہیں یہ سنتے ہی میرے آنسو جاری ہو گئے اور اسی طرح سے دیوار پر سے ہو کر وہاں سے نکل آیا میں بازار میں چلا جاتا تہا کہ ایک آدمی شام کے لوگوں میں سے جو مدینہ میں غلہ فروخت کرنے کو آئے تہے۔ کہتا پہرتا تہا کہ کوئی مجہے کعب بن مالک کا پتہ بتلا دے۔ لوگوں نے میری طرف اشارہ کر دیا اوس نے مجہے غسان کے حاکم کا خط دیا اور چونکہ میں لکہا پڑہا تہا۔ میں نے وہ خط پڑہا اوسمیں لکہا تہا۔ اما بعد ہم کو خبر پہونچی ہے کہ تیرے صاحب نے تجہپر ظلم کیا اور خدا تعالے نے تجہے ذلیل و ضائع نہیں کیا تو ہمارے پاس چلا آ۔ ہم تیری پرورش کریں گے خط پڑہکر میں نے دلمیں خیال کیا کہ یہ بہی ایک بلا آئی (کہ کفار کو ہماری طرف طمع ہو گئی) میں نے اس خط کو تنور میں جلا دیا جب اس حال کو چالیس روز ہو گئے تو ایک آدمی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بہیجا ہوا آیا اور مجہے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے تجہے فرمایا ہے کہ تو اپنی عورت سے علیحدہ ہو جا میں نے کہا کہ آپ نے طلاق دینے کو فرمایا ہے یا کیا۔ اوس نے کہا طلاق کو نہیں فرمایا مجامعت سے منع فرمایا ہے اور دوسرے دونوں میرے یاروں کو بہی یہی کہلا بہیجا میں نے اپنی عورت کو کہا کہ جب تک خدا تعالے کی طرف سے فیصلہ کا حکم نہیں آتا تو اپنے ماں باپ کے گہر چلی جا۔ اور ہلال بن امیہ کی عورت نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ ہلال بن امیہ بوڑہا ناکارہ ہے اوسکا خادم کوئی نہیں کیا آپ اوس کی خدمت کرنے سے مجہے منع فرماتے ہیں آپ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ تجہہ سے مقاربت نہ کرے اوس نے عرض کی کہ خدا تعالے کی قسم ہے وہ اس کام کی لایق ہی نہیں واللہ وہ جس روز سے اس حال میں مبتلا ہوا ہے آج تک دن رات روتا ہی رہتا ہے بعضے لوگوں نے مجہے کہا کہ تو بہی اپنی عورت کی بابت رسول اللہ صلعم سے اجازت طلب کر جیسے ہلال کی عورت نے آپ سے اسکی خدمت کرنیکا اذن لیا ہے میں نے کہا اگر میں اس امر میں آپ سے عرض کروں معلوم نہیں آپ کیا جواب دیں اور میں جوان آدمی ہوں (یعنی عورت کے پاس ہوتے مجہے صبر کرنا مشکل ہے) تاکہ دس رات اور گذر گئیں اور ہمارے اسحال کو پچاس رات ہو گئی پچاسویں رات کی صبح کو میں فجر کی نماز اپنے گہروں میں سے ایک گہر کی چہت پر پڑہ کر اسی حالت میں بیٹہا تہا۔ جیسے خدا تعالے نے قرآن میں ہماری خبر دی ہے اور میرا دم بسبب غم کے بند ہو رہا تہا۔ اور زمین باوجود کشایش کے مجہہ پر تنگ ہو رہی تہی کہ مینے ایک آدمی کی آواز سنی کہ پہاڑ سلع پر باواز بلند کہہ رہا تہا کہ اے کعب بن مالک تجہے بشارت ہو میں سنتا ہی سجدہ میں گر پڑا اور جان گیا کہ خدا تعالے کی طرف سے کشایش آئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑہتے ہی لوگوں کو ہماری توبہ کے قبول ہونے کی خبر کر دی لوگ ہمکو بشارت دینے ...... شروع ہو گئے اور دونوں میرے یاروں کے پاس بہی بشارت دینے والے پہونچے اور ایک گہوڑا دوڑا کر میری طرف آیا۔ اور ایک آدمی نے بنی اسلم میں سے پہاڑ پر چڑہکر آواز کی آواز گہوڑے کی سوار سے پہلے پہونچی جب وہ شخص جس کی مینے آواز سنی تہی۔ میرے پاس آیا تو مینے اپنے دو نو کپڑے اوتار کر بشارت کے عوض میں اوسکو پہنا دئے۔ مجہے اللہ تعالے کی قسم ہے کہ اس روز میرے پاس وہی کپڑے تہے جو دیدئے اور میں نے دو کپڑے عاریتاً لیکر پہن لئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کر کے چلا راستہ میں لوگ مجہے ملتے تہے۔ اور توبہ کی قبولیت کی تہنیت دیتے تہے اور کہتے تہے کہ تجہے مبارک ہو کہ اللہ تعالے نے تیری توبہ قبول فرمائی۔ تاکہ میں مسجد میں پہونچا وہاں لوگ رسول اللہ صلعم کے گرد مجتمع تہے۔ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ مجہے دیکہکر کہڑا ہو گیا اور دوڑ کر مجہہ سے مصافحہ کیا۔ اور تہنیت دی واللہ مہاجرین میں سے اوس کے سوا دوسرا میری خاطر کوئی کہڑا نہیں ہوا۔ کعب طلحہ کے اس کام کو ہمیشہ یاد کیا کرتا تہا کعب کہتا ہے کہ جب میں نے رسول اللہ صلعم کو سلام کیا اوسوقت آپ کا چہرہ مبارک خوشی سے دمکتا تہا۔ آپ نے فرمایا تجہے بشارت ہو۔ ایسے دن کی جبسے تو ماں سے پیدا ہے اوس دن سے بہتر کوئی دن تجہہ پر نہیں آیا۔ میں نے گذارش کی کہ بشارت آپکی طرف سے ہے یا اللہ تعالے کی طرف سے فرمایا نہیں بلکہ اللہ تعالے کی طرف سے ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک خوشی کے وقت ایسا روشن ہو جایا کرتا تہا کہ گویا چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم اس کی حالت کو جانتے تہے میں نے آپکے سامنے بیٹہکر گذارش کی کہ یا رسول اللہ میری توبہ میں سے ہے کہ میں اپنا مال صدقہ کر دوں رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ کچہہ مال اپنے لئے رکہہ لے کہ یہ تیرے حق میں بہتر ہے میں نے عرض کی کہ خیبر کی غنیمت میں سے جو مجہے حصہ ملا تہا وہ میں اپنے لئے رکہتا ہوں میں نے پہر عرض کی یا رسول اللہ۔ اللہ تعالے نے میرے صدق کے سبب مجہے نجات دی ہے یہ بہی میری توبہ میں سے ہے کہ آیندہ کو میں اپنی زندگی میں سچ کے سوا کوئی بات نہ کروں گا۔ مجہے خدا تعالے کی قسم ہے۔ کہ جسدن سے مینے یہ بات رسول اللہ صلعم سے عرض کی ہے اسدن سے کسی مسلمان پر اللہ تعالے نے ایسا انعام نہیں کیا جیسا صدق کے باعث مجہے انعام کیا ہے اور اوس دن سے آجتک کبہی جہوٹ نہیں کہا اور امید ہے کہ خدا تعالے آیندہ کو بہی مجہے جہوٹ سے محفوظ رکہے گا۔

اب دیکہو کہ فرمانبرداری اسکا نام ہے کہ جماعت سے ایک شخص الگ کیا جاتا ہے بیوی کو بہی حکم دیا جاتا ہے کہ اوس کے پاس نہ جاوے اور دشمن کی طرف سے دلداری اور امداد کا وعدہ ملتا ہے مگر سر مو فرق نہیں آتا۔ غرضیکہ فرمانبرداری میں اپنے آپ کو دیتے وقت یہ ضرور دیکہلینا چاہئے کہ کسی شیطان کی بیعت تو نہیں کرتے اس لئے کثرت سے استغفار اور لاحول کرنی چاہئے۔ کہ کہیں سابقہ بدیاں اور غلطیاں ٹہوکر کا موجب نہ ہوں یہ خدا ہی کا دست قدرت ہوتا ہے جو کہ ایک نبی کا قایم مقام کسی کو بناتا ہے اونپر مشکلات آتی ہے مگر خدا بدلا دیتا ہے ان لوگوں میں التعظیم لامر اللہ اور شفقت علی خلق اللہ دونو کمالات ہوتے ہیں خدا کے کاملہ صفات کے یہ لوگ گرویدہ ہوتے ہیں اور مخلوق کی بے ثباتی اور لاشے ہونا اون کو بتلاتا ہے کہ خدا کا شریک کوئی نہیں ہے اگر مزکی ہونا انسان کی اپنی طاقت کا کام ہوتا تو عقلمند اور حاوی علوم کے محقق اعلے درجہ کے پارسا ہوتے مگر اوسی قسم کے لوگ گمراہ اخبث ہو کر خدا سے دور چلے جاتے ہیں اسلئے مزکی ہونے کے لئے ضرورت ہوتی ہے کہ خدا کی طرف سے کوئی آدمی جس میں کشش اور جذب کی طاقت ہو آوے اس قسم کے انسان آتے ہیں لیکن لوگوں کے اندر جو غلط کاریاں ہوتی ہیں اون سے بُعد ہو جاتا ہے اون غلط کاریوں کی ایک بڑی اصل کبر ہے جس کا ذکر اللہ تعالے نے قرآن شریف کے اول تواریخی واقعہ میں کیا ہے۔ ابی واستکبر وکان من الکافرین اس سے ظاہر ہے کہ اول ہی انکار اور کبر ایک ایسی شے ہے جو فیضان الٰہی کو روک دیتی ہے طاعون کے گذشتہ دورہ میں جو الہام حضرت اقدس کو ہوا تہا اس میں بہی شرط لگی ہوئی تہی۔ کہ انی احافظ کل من فی الدار۔ الا الذین علوا بالاستکبار تکبر۔ تزکیہ نفس کی ضد ہے اور دونوں چیزیں ایک جا جمع نہیں ہو سکتیں۔

دوسری بات جو کہ انسانی ترقی کی سدّراہ ہوتی ہے وہ اوس کا نفاق ہے کہ جب کوئی دکہہ ہوتا ہے تو خدا سے لمبے چوڑے وعدے کرتا ہے۔ کہ اگر یہ دکہہ مجہہ سے دور ہو جاوے تو میں فلان فلان کام کروں گا۔ تیری عبادت کروں گا۔

www.aaiil.org

صدقہ دوں گا دین کی خدمت کروں گا - وغیرہ وغیرہ - اور ایسے مواقع لوگوں کو بے روزگاری - تنگی معاش - کمی تنخواہ - اپنی اور بال بچوں کی بیماری وغیرہ میں پیش آتے ہیں لیکن جب مشکل کا پہاڑ ٹل جاتا ہے - تو سب بھول جاتے ہیں اسکا نتیجہ یہ کہ منافق ہو کر مرتے ہیں اس کا ذکر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاعقبھم نفاقًا - الیٰ - استکبار - بدعہدی یعنی نفاق یہ تین باتیں ہوئیں - جھوٹی جھوٹ کی عادت ہے جو کہ انسان کو فیض الٰہی سے محروم رکھتی ہے پس چاہیئے کہ ہمیشہ اپنا اندرونہ ٹٹولتے رہو کہ ان عیبوں میں سے کوئی ہمارے اندر تو نہیں ہے ایک طرف محرومی کے اسباب پر غور کرے دوسری طرف توبہ اور استغفار سے کام لے ورنہ یاد رکھو کہ بڑے خطرہ کا مقام ہے موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ ایک قوم نکلی تھی اور موسیٰ نے اونکو الٰہی ارادوں سے اطلاع بھی دیدی تھی کہ وہ تم پر انعام کرنا چاہتا ہے اور جتلا دیا تھا کہ اگر تم حکم نہ مانو گے تو خائب و خاسر ہو گے مگر - قوم نے عذر تراشے نتیجہ یہ ہوا کہ چالیس سال جنگل میں بھٹکتے رہے اور ترقی کی رفتار روک دی گئی اس سے ظاہر ہے کہ بعض وقت لوگوں کے اعمال ایک مور کو بھی مشکل میں ڈال دیتے ہیں اس لیئے تم لوگوں کو فکر چاہیئے کہ ایک شخص مامور مرسل تم میں موجود ہے تم نے اپنی برادری اور قوم اور خویش و اقارب کی پرواہ نہ کر کے اوس کے ہاتھ پر خود کو فروخت کر دیا ہے اگر تم میں وہی بلائیں اور ظلمتیں موجود ہیں جو کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ والوں میں تھیں تو تم اوس کے رستہ میں روک ڈالتے اور خود فیض سے محروم رہتے ہو جو دنیا میں تو اُسے قبول کر کے ناپسندیدہ بن گئے مگر اب خدا کے نزدیک نہ ہو -

انسانی ترقی کا بڑا ذریعہ انسان کے ذاتی اخلاق ہوتے ہیں جس سے وہ واحد شخص خود اپنے نفس میں سکھ پاتا ہے اور امن اور آرام کی زندگی بسر کرتا ہے مثلاً اگر وہ کسی کی نعمت دیکھ کر حسد نہیں کرتا تو اوس سوزش اور جلن سے محفوظ رہتا ہے جو کہ حاسد کے دل کو ہوتی ہے اگر کوئی دوسرے کو دیتا ہے - تو یہ طمع نہیں کرتا - تو اس عذاب سے بچا رہتا ہے جو کہ طمع کرنے سے ہوتا ہے ایسے ہی جو لوگ اخلاق فاضلہ حاصل کرتے ہیں وہ جزع فزع شہوت و غضب کے تمام دکھوں اور آفتوں سے محفوظ رہتے ہیں اور اس سے ظاہر ہے کہ ذاتی سکھ کے ذرائع اخلاق فاضلہ ہیں یہ بھی ایک فضل

الٰہی ہے - جو کہ انسان کو حاصل ہوتا - لیکن اس سے وہ نتائج مرتب نہیں ہوتے جو اکٹھا ہونے سے ہوتے ہیں - یاد رکھو کہ الٰہی فضل کی بہت قسمیں ہیں - اکیلے پر وہ فضل نہیں ہوتا ہے جو کہ دو کے ملنے پر ہوتا ہے اوس کی ایک مثال دنیا میں موجود ہے کہ اگر مرد اور عورت الگ الگ ہوں اور وہ اس فضل کو حاصل کرنا چاہیں جو کہ اولاد کے رنگ میں ہوتا ہے - تو وہ حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ دونو نہ ملیں اور اون تمام آداب کو بجا نہ لاویں جو کہ حصول اولاد کے لیئے ضروری ہیں اسی طرح ایک ہماری جماعت پر جو فضل الٰہی ہوتا ہے وہ چند آدمیوں کی جماعت پر نہیں ہو سکتا ایک گھر کی آسودگی اور آرام کا فضل اگر کوئی حاصل کرنا چاہے تو جب ہی ہوگا کہ اسے ماما ئیں - خدمتگار - اور سونے - کھانے پینے نہانے وغیرہ کے الگ الگ کمرہ اور ہر ایک کا الگ الگ اسباب مہیا ہونے کی مقدرت ہو - ایسے ہی اگر ترقی کرتے جاؤ - تو بادشاہت اور سلطنت کے فضل کا اندازہ کر سکتے ہو اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جب تک تم لوگوں میں باوجود اختلاف کے ایک عام وحدت نہ ہوگی اور ہر ایک تم میں سے دوسرے کو فائدہ پہونچانے کی کوشش میں نہ لگا رہے گا - تو تم خدا کے اس فضل عظیم کو حاصل نہ کر سکو گے جو ایک بھاری مجمع پر ہوتا ہے - و الف بین قلوبھم لو انفقت ما فی الارض جمیعًا ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم انہ عزیز حکیم - میں اسی کی طرف اشارہ ہے وحدت کی روح کو جو کہ صحابہ کرام میں پھونکی گئی تھی اوسکو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے تعبیر کیا ہے - اس وحدت کے پیدا ہونے کے لیے چاہیئے - کہ آپس میں صبر اور تحمل اور برداشت ہو - اگر یہ نہ ہوگا - اور ذرا ذرا سی بات پر روٹھو گے تو اس کا نتیجہ آپس کی پھوٹ ہوگا - اسی وحدۃ کی بنیاد کے لیئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اطیعوا اللہ و رسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا و تذھب ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصّبرین پ ۱ یعنی اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو - اور اون کی اطاعت اوسی حال میں کر سکو گے جب کہ تم میں تنازع نہ ہو کیونکہ اگر تنازعات ہونگے تو یاد رکھو - کہ قوت کی بجائے تم میں بزدلی پیدا ہوگی اور جو تمہاری ہوا بندھی ہوئی ہوگی وہ نکل جاوے گی - یہ بات تم کو صبر اور تحمل سے حاصل ہو سکتی ہے - ان کو اپنے اندر پیدا کرو تب خدا کی معیت تمہارے شامل حال ہوگی اور وحدت کی روح پیدا ہوگی - لیکن تم کو بھی

طاقت اپنے اندر پیدا کرنا چاہتے ہو اور مخلوق کو اپنے ماتحت رکھنا چاہتے ہو - تو صبر اور تحمل سے کام لو - اور تنازع مت کرو - اگر چشم پوشی سے باہم کام لیا جاوے تو بہت کم نوبت فساد کی آتی ہے - مجھے افسوس ہے کہ لوگ روحانی بیماریوں کے لیئے تو علاج اور دوا تلاش کرتے ہیں لیکن روح کی بیماری کا فکر کسی کو بھی نہیں ہے - اس وقت مسلمانوں کی حالت کی مثال ایک جنم کے اندھے کی سی ہے کہ اوس سے اگر بینائی کی خوبی اور لذت دریافت کی جاوے تو وہ اُسے جانتا ہی نہیں ہے - اور اسی لیئے اوس کے آگے بینائی کی قدر بھی نہیں کیونکہ اوس نے اُس لذت کو پایا نہیں - پس اسوقت کے موجودہ مسلمان بھی اوس طاقت کی خوبی کو جو کہ قومی اتحاد اور وحدت سے پیدا ہوتی ہے نہیں پہچانتے اسکی وجہ یہ ہے - ایک سلطنت انکے ہاتھ سے جا چکی ہے اور اسی لیئے انہیں اسطرف توجہ بھی نہیں - کہ دوسرے کو اپنے ماتحت کس طرح کیا کرتے ہیں - آجکل اگرچہ ریفارمیشن کی مدعی تو سینکڑوں ہیں لیکن وہ کیا ریفارمیشن کریں گے - جبکہ خود ہی بغضوں اور کینوں میں گرفتار ہیں - دعوے تو ہے مگر سمجھ نہیں بلکہ یہ خدا کے مامور ہی کا کام ہے - جو کر سکتا ہے -

پس اے عزیزو اور دوستو اپنی کمزوری کے رفع کے لیئے کثرت سے استغفار اور لاحول کرو - اور رب کے نام سے دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ تمہاری ربوبیت یعنی پرورش کرے تم کو مظفر و منصور کرے تاکہ تم آئندہ آنے والی نسلوں کے لیئے نیک نمونہ بن سکو - وہ نہ ہو کہ خدانخواستہ لعنت اُختہا کے مصداق - اجب دوزخیوں کا ایک گروہ دوزخ میں داخل ہوگا تو جو اس میں اول موجود ہوں گے وہ اسے لعنت کریں گے - کہ ہم نے تو کچھ نہ کیا تم ہی کرتے) جیسے آجکل کے رافضی ہیں - اس کا بچاؤ ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے - کہ سچی اتباع کرو - اپنے استنباط اور اپنے اجتہاد جس سے تم نفس کے دھوکہ میں آجاتے ہیں دور کرو - آپس میں خوش معاملگی اور احسن سلوک برتو - رنج بخل حسد کینہ سے بچو - کہ خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق جو کہ اوس نے اپنے مرسل کی جماعت سے کیا ہے انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا پورا ہو کر رہے مطلق انسان کی کوشش سے کامیاب حاصل نہیں ہوا کرتیں بلکہ سارے علل اسباب سے آگاہ نہیں ہو سکتا دیکھو ایک سال کی

جانکاہ محنت سے زمیندار خرمن جمع کرتا ہے مگر جب اتفاق کہتے ہیں - اُس سے آگ لگکر سارے کا سارا خاک ہو جاتا ہے اگر اُسے کامل علم ہوتا اور کامل اسباب حفاظت پر وہ احاطہ کر سکتا - تو کیوں یہ بربادی دیکھتا - یہی حالت انسان کے اعمال کی ہے اگرچہ وہ بڑے بڑے اعمال کرتا ہے لیکن ایک مخفی گند اندر ہوتا ہے جس سے وہ تمام برباد ہو جاتے ہیں - اوس کا علاج وہی ہے - جو کہ ذکر کیا - کہ دعا اور استغفار اور لاحول سے کام لو پاک لوگوں کی صحبت میں رہو اپنی اصلاح کی فکر میں مضطر کی طرح لگے رہو - کہ مضطر ہونے پر خدا رحم کرتا ہے - اور دعا کو قبول کرتا ہے دوسرے کی تحقیر ہرگز مت کرو - کہ اس سے خدا بہت ناراض ہوتا ہے - اور دوسرے کو حقیر جاننے والے لوگ نہیں مرتے جب تک کہ اُس گند میں خود نہ مبتلا ہوں - جس کی وجہ سے دوسرے کو حقیر جانتے ہیں -

اس تقریر کے بعد حضرت حکیم الامتہ بیٹھ گئے اور پھر کھڑے ہو کر خطبہ کی تکمیل اس طرح سے کی -

آج عید کا دن ہے اور رمضان شریف کا مہینہ گذر گیا ہے - یہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ایام تھے جب کہ اس نے اس ماہ مبارک میں قرآن شریف کا نزول فرمایا - اور عامہ اہل اسلام کے لیئے اس ماہ میں ہدایت مقرر فرمائی - راتوں کو اٹھنا اور قرآن شریف کی تلاوت اور کثرت سے خیرات و صدقہ اس مہینہ کی برکات میں سے ہیں - آج کے دن ہر ایک کو لازم ہے کہ سارے کنبہ کی طرف سے محتاج لوگوں کی خبر گیری کرے - دو ٹک گیہوں کے یا چار جو کے ہر ایک نفس کی طرف سے صدقہ نماز سے پیشتر ضرور ادا کیا جاوے - اور جنکو خدا نے زیادہ موقع دیا ہے - وہ زیادہ دیویں - اس جگہ مختلف ضرورتیں ہیں کہ جن کے لیئے لوگوں کے خیرات کے روپیہ کی ضرورت ہے - نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس قسم کا کل روپیہ ایک جگہ جمع ہوتا تھا اور پھر آپ اوسے مختلف مدّوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے - ایک یہاں مدرسہ ہے - اور اس وقت اسے بڑی ضرورت امداد کی ہے مہمانوں کو بھی مشکلات پیش آتی ہیں بعض وقت دیکھا گیا ہے کہ ان بیچاروں کا سفر خرچ کسی گناہ کے باعث یا کسی مصلحت الٰہی سے ختم ہو گیا ہے مثلاً کسی نے چرا لیا یا گر گیا - وغیرہ - پھر غور کرو

www.aaiil.org

اہسا فرنٹ اور اغنبیت میں کسقدر تکلیف ہوتی ہے ویسے ہی ایک گروہ مساکین کا رہتا ہے۔ توان سب کے لئے اخراجات کی ضرورت ہے۔

یہاں رہنے والے تین طرح کے لوگ ہیں ایک تو وہ جو حصول ایمان کے لئے آتے ہیں اور ان کو متواتر تجربہ سے علم ہوگیا ہے۔ کہ ضرورت کے وقت اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے خبر گیری کرتا ہے بعض لوگ ملازم ہیں ان کی معاش کی اصل قائم ہے اور ایک گروہ وہ ہے جبکہ صرف دینی وجہ سے یہاں ہیں مگر اپنی ضرورتوں کو رفع نہیں کر سکتے پس ضروری ہے کہ تم میں سے ایک جماعت قائم ہو جو ان سب کی خبر گیری کیا کرے اور اس قسم کے صدقہ اور خیرات کے روپیوں کو مناسب مقام پر تقسیم کر دیا کرے۔ بعض طالب علم مدرسہ کے اور بعض بیمار سے باکر بیچارے اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان کے لئے خبر گیری کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس اگر جماعت قائم ہو تو وہ اس کی بھی خبر رکھ سکتی ہے۔ انسانی ہمدردی اور باہمی تعاون کے بہت برکات اور فوائد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پہ وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیہ۔

میں چونکہ یہاں رہتا ہوں اور ہر سارے دن یہاں رہتا ہوں۔ اس لئے مجھے ان ضرورتوں کا علم ہے اور میری نسبت دوسروں کو کم ہے۔ خدا ہی ان کا سرانجام دینے والا اور مجھے بھی دیکھنے والا۔ ایسے امور کے لئے آپ ہی کریں۔ اور دوسرے ہمارے نکتہ بھی پہنچا دیویں جیسے ہمارے سردار صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور کوئی فوجی کمانیر تھا۔ کوئی کاتب تھا۔ کوئی قرآن پڑھانے والا تھا کوئی امورہ کی بہتری کی فکر کرنیوالا تھا۔ کوئی بادشاہوں کے خطوط کا جواب لکھتا تھا کوئی نیک تحریکیں کرنیوالا تھا۔ ایسے ہی اگر مختلف مدیں مختلف لوگوں کے سپرد ہوں اور ایک کمیٹی قائم ہو کر ان سب امور کی ترتیب کیا کرے تو امید ہے کہ بہت کچھ انتظام ہو جاوے خدا تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل درآمد کی توفیق عطا فرماوے۔

اس کے بعد حکیم صاحب موصوف نے حضرۃ اقدس علیہ السلام سے درخواست کی۔ کہ حضور دعا فرماویں کہ ہم سب کو نیکی اور عمل درآمد کی توفیق عطا ہو۔ خصوصاً مجھ کو کہ لوگوں کو تو سناتا ہوں کہیں خود ہی اس پر عمل درآمد سے نہ رہ جاؤں۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے دعا فرمائی۔ فقط۔

تحقیقات مسئلہ عزاداری حسین

(از سلسلہ اشاعت سے آگے)

مرگ ... شدہ انسانی او و گریستن و دیعت کردہ ... گریہ ... براے اولاد و اعزۂ خود در مصائب ایشان متالم و متاثر شود چہ عجب وارد ... گریستن چنیں سخن است و بحث نابر امورات واقعیہ است نہ بر قیاسات پس لازم است کہ این سوالات را کہ نہ ام نوشتہ جواب معقول داده شود (۱) آیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم در وقت مصائب مثل مردن فرزند خود ابراہیم یا بر مردن عم خود حمزہ و ابوطالب یا بر وفات و مصائب دیگر اعزۂ و اقارب خویش عامل باین آیۂ شریفہ بود یا نہ وازین وحی الٰہی کہ خود ش از طرف خدا الہام شدہ بود خبر داشت یا نہ ولنبلونکم بشیٔ من الخوف والجوع الخ فاذا و اولئک ہم المہتدون تا بقیہ تمام آیہ را تلاوت کنی (پ ۲ س البقر) جواب ہمارا اہل اسلام ہمین خواہد بود کہ بالضرور صاحب الوحی ازین آیہ خبر داشت و عامل ہم بود والعیاذ باللہ نمی سزد کہ نبی اللہ خود ش بر نازل بہ عامل نباشد و است را امر بصبر فرماید فعل نبی از براے امت نمونہ عمل باشد و امت از افعال مقتدا سبق حاصل مے کنند بلکہ مدار اکثر عمل صحابہ و اہلبیت بنائے افعال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بود و رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم را ہمچنانکہ مے دیدند ہمان طرز در افعال خویش اختیار کردند واکثر اوقات حاجت بوال نمے افتاد۔ ازہمین جہت کہ افعال نبی صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را محدثین در احادیث جمع کردہ اند و قول و فعل نبی را حدیث نام نہادہ اند۔ پس اگر رسول اکرم صلعم از براے اولادش یا بالفرض بقول شخصے (قبل از مرگ واویلا) از براے امام حسین کردہ باشد ہنش از چنین نظیر چہ سبق حاصل خواہند کرد لا واللہ این نمے شود و ہرگز جائز نیست بلکہ از الفاظ نبی کریم معلوم مے شود کہ در مرگ ابراہیم فرمودند اے ابراہیم دل ما از براے تو محزون اند مگر چیزے از زبان نمے کشم کو موجب سخط و عدم رضاے الٰہی باشد واین تقریر بغایت صبر و شکر دلالت دارد۔ پس این ہمہ احادیث کہ مولوی صاحب ذکر کردہ اند قطع نظر از تعارضات و تخالف کہ با خود دارند معارض کتاب اللہ ہستند و قابل ترک و التروانند واین اصول را خود مولوی صاحب قرار دادہ اند چنانکہ گذشت چون رسول اکبر را این قدر احتیاط منظور باشد کہ الفاظ ہم از زبان باید نکشد پس کے روا دارد کہ است او بر سر در ذرخند

سینہ را کبود کنند حلقہ ہاے بستہ زنجیر بزنند شور و داد بلا آغاز نہند۔

آیا ہمچنین تعزیہ داری کہ در تشیع مروج است خواہ در معنی الغوی یعنے بصبر فرمودن مصیبت زدہ را یا بصورت مصیبت زدگان پرسند مصیبت نشستن یا مصائب خوانی کردن و در ہر سہ قسم معنی تعزیہ کہ مولوی صاحب در رسالہ خود و تشریح فرمودہ اند (ص۱۳) در عہد رسالتمآب صلعم نظیرہ دارد و باین معنے کہ رسول اکرم صلعم یا بر مردن فرزندش ابراہیم یا بر مردن عمش حضرت حمزہ یا بر مردن زوجہ اش خدیجۃ الکبریٰ یا بر مردن دیگر اعزہ و تقاربش غیر زینہا کسے ہمچنین تعزیہ و سر سلامتی گفتہ باشد یا بنا نہادہ باشد چنانچہ اہل تشیع بر پا مے کنند یا خود در رسول اکرم صلعم احیا عزاداری سال بسال از براے اعزہ و اقارب مرحوم خود بنا کردہ باشد و در ایام مخصوص مثلاً روزے کہ پسرش ابراہیم یا عمش حضرت حمزہ وفات یافتہ بودند در سال آیندہ باز ہمان روز بیاد گار پسر و عم خود عزاداری قائم کردہ باشد و مردمان مجتمع گشتہ نوحہ و گریہ کردہ باشند رسول مختار را تعزیہ گفتہ باشند یعنے امر بصبر کردہ باشند یا رسول عزیز بصورت مصیبت زدگان پرسند مصیبت نشستہ باشد یا مصائب و مراثی پسر و عم خود خواندہ باشد و مردمان گریہ کردہ باشند خود شان ہم گریہ کردہ باشند علی ہذا القیاس تا مدت العمر ہمچنین عزاداری استمرار داشت تا جہان فانی را پدرود کرد پس ثابت کنید از عمل رسول ہمچنین تعزیہ داری و شبیہ سازی را اگر سند یا از صادقین ورنہ عمل شما مطابق سنت و تابع فعل رسول نیست بر سم و رواج محتوی مے شود والبتہ چون در رسومات اقوام غیر نظر مے کنیم او در سہرہ و ہولی اہل ہنود مشابہت تامہ دارد و اگر دل و دماغ را از آلائش تعصب فارغ کنی و بنظر حقیقت تامل کنی و والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا نہیں مطلب سمجھ پڑی۔

از وفات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحضرت زہرا و علی مرتضےٰ بیخے صدمہ رسید حتی بقول امامیہ از گریۂ حضرت زہرا مردم مدینہ تنگ آمدہ شکایت بحضرت امیر کردند پس از اہل تشیع کسے ہرشد ہست کہ عزاداری و تعزیہ داری رسول ثابت کند بدین معنے کہ حضرت زہرا و علی مرتضےٰ سال بسال احیاء تعزیہ داری میکردند مراثی مے خواندند مرد و زن مدینہ جمع شدہ نعرہ ہاے وا رسولاہ وا نبیاہ وا محمداہ مے زدند سینہ زنی کردند عمامہ و جبہ رسول را از براے مردم براے زیارت دگریہ کردن میکشیدند و ذوالفقار رسول را بر دوز معہود و بساز و سامان مرصع آراستہ میکشیدند مردم گرد ش جمع گشتہ سینہ زنی

میکردند از عراق و سامان و دلال بزرگ سے جستند کسے بپایش و کسے بر دیش بوسہ ہاے میدادند اے مردم نادان و احمق چون فعل شما ہمراہ نقل و شبیہ فرضے انیست باز در آن وقتیکہ عمامہ و جبہ و نعلین و دلدل اصلی بلکہ ہر لباس ہاے مبارک آنحضرت صلعم موجود بود کسے از اہلبیت و صحابہ بالباس ہائے باوجود نعلین اصلی آنحضرت صلعم این کار نکرد چنانکہ شما مومنین مقیمہ بالنقل و شبیہ فرضی حسین مے کنید پس حیف است بر عقول شما۔ صورت دوم حسین علیہ السلام کہ وارث رسول مختار بودند از افعال ایشان ثابت کنید کہ خلفا ایشان تعزیہ داری رسول اللہ صلعم جد خود سال بسال کردہ باشند یا از افعال دیگر آئمہ ثابت کنید کہ ایشان احیاء رسم تعزیہ داری رسول یا امام حسین کردہ باشند۔ القصہ اگر بقول علامہ فہامہ لاہوری کہ تاج الشیعہ سرکار شریعت مدار محب الاسلام ہند و سندھ و پنجاب اند بقار تعزیہ داری حسین در مواقف عالم تا قیامت شوکت اسلام و شان فضلیت رسول را زیادہ مے کند ابقار تعزیہ داری خود رسول و شبیہ سازی لباس ہائے رسول بدرجہ اولیٰ شوکت اسلام و اسلامیان و نیز شوکت آنحضرت صلعم را مے افزاید زیرا کہ در تعزیہ داری حسین یکفرقہ اہل اسلام کہ تشیع باشد شامل مے شوند و در احیاء تعزیہ داری رسول ہفتاد و سہ فرقہ ملت رسول شامل خواہند شد و بمقابلہ تمامی اہل اسلام اہل تشیع مثل نمک در آرد بحساب اند و کسانیکہ بقول امامیہ در تمام عمر بحالت خوف و تقیّہ[*] بسر بردہ باشند و در آرزوئے حصول خلافت منصوصہ باوجود جد وجہد بسیار ناکام از دنیا رفتہ باشند و در عرصہ یکہزار و دو صد سال شاخ امید شان بار آور نشدہ باشد بلکہ امام شان از خوف اعداء رکا ہے در مغاک سر من راے و گاہے در جزیرۂ خضراء پنہان شدہ چنین فرقہ چہ شوکت اسلام کردہ آید چون خود ش ہمراہ اسلامیان و گبک است و پیشوا اسلامیان را بسب و شتم یاد میکند سلفون

[*] لا دین لمن تقیۃ لہ۔ التقیۃ فی کل شیٔ ما علی وجہ الارض شیٔ احب الی من التقیۃ۔ ہمہ انبیاء و اولیاء امور بہ تقیہ بودند (اصول کافی باب التقیۃ) مے گویند وقتے مولوی محمد اسمٰعیل شہید از مولوی دلدار علی صاحب مجتہد لکھنؤ دریافت کردہ بود کہ در تقیہ و نفاق چہ فرق است معلوم نیست چہ جواب دادہ باشد۔ مولف۔

انجیل کا معقول اندازہ

مسٹر سی جی مونٹیفیور صاحب ایم اے کے انگریزی لیکچر کا ترجمہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اور جب وہ لوگ جو عیسائی کہلاتے ہیں (انگریزی لفظ) یعنی بت پرستی کا خیال کرتے ہیں - اسپر اصطلاح اون باتوں اور خیالات پر علید ہوتی ہے جو مذہب عیسوی کے دائرہ کے باہر ہے - خواہ اون میں کتنی ہی نیکی اور بھلائی کیوں نہ ہو) تو انہیں خدا کا ضرور شکر گذار ہونا چاہئے کہ اوس نے اپنی علی مرضی الہام کی شکل میں ظاہر کی ہے جسے وہ بھوگ رہے ہیں - مگر ساتھ ہی انہیں حضرت مسیح جیسی مہربان طبیعت بھی پیدا کرنی چاہئے کہ اپنے آپ کو اون لوگوں میں شمار کر سکیں - جو بقول مشہور شاعر لانگ فیلو　الخ
تر و تازہ اور پاک دل رکھتے ہیں - جنہیں خدا اور قدرت پر پورا یقین ہے جو یہ مانتے ہیں کہ تمام زمانوں میں ہر ایک انسان انسانی دل رکھتا رہا ہے - اور وحشی تک کے دل میں بھی نیکی کے لئے بیقراری اور خواہش موجود اگرچہ وہ اسکی سمجھ نہیں سکتا اور نیز یہ بھی یقین رکھنا چاہئے کہ کمزور بے کس ہاتھ بھی اندھیرے میں ٹٹولتے ٹٹولتے خدا کے دائیں ہاتھ کو پکڑ لیتے ہیں اور اسی طرح پر وہ اوپر اٹھتے اور سہارا پاتے ہیں

(۲) انجیل ایک کتاب نہیں بلکہ بہت کتابوں کا مجموعہ ہے

انگریزی لفظ بائیبل کی ابتدا اور استخراج سے صاف طور پر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ انجیل ایک کتاب نہیں بلکہ اوس میں بہت سی کتابیں شامل ہیں یعنی یہ بہت سی تصنیفات کا مجموعہ ہے جنہیں تاریخی وجوہات پر اور آسانی کی غرض سے ہم آج ایک کتاب کی شکل میں پاتے ہیں ان کتابوں کے بارے میں جو ایک بڑی بھاری کتاب کا جزو سمجھا جاتا ہے جب مسیح کے الفاظ کی اتنی ہی عزت ہوتی ہے جتنی کہ پال یعنی پولوس کے کلام کی اور جب حضرت سلیمان کے راگوں کو تنبیر کے خط کے برابر درجہ دیا جاتا ہے تو وقت مقام - لیاقت اور مزاج کے وسیع فرق کو بالکل نظر انداز کر دیا جاتا ہے - انجیل کو بجائے کتاب خیال کرنے کے کتب خانہ سمجھنا چاہئے اسوقت موجود شکل میں ۶۶ کتابوں سے کم نہیں ہیں - اور انہیں سے بہت سی کتابیں ایسی ہیں جنہیں ایسے اشخاص نے لکھا ہے جنکی لیاقت علمی - روحانیت - زمانہ پیدائش - جائے رہائش اور حالات میں بہت فرق تھا - عموماً مورخین ایک دوسرے سے ناواقف تھے - اور ہمیں اون مقامی حالات کو بھی ہرگز نظر انداز نہیں کرنا چاہئے جنہوں نے ہمیشہ مذہبی خیالات کے اظہار پر رنگ چڑھایا ہے اور جن سے عیسائی مذہب نے ہمارے ملک میں موجودہ زبردست صورتیں اختیار کی ہیں - یعنی انگلستان میں (ای ملکا ہین)
سکاٹ لینڈ میں پریسبائی ٹیرین
اور آئرلینڈ میں رومن کیتھولک فرقے بہت سی کتابوں کے مصنف ہی معلوم نہیں اگر بعض کے ہیں بھی تو مشتبہ ہیں - اور اون کی تحریر کے وقت کا ٹھیک پتہ نہیں لگ سکتا ہے اور اسبات کی بہت سی شہادت موجود ہے کہ بہت سی کتابیں مثلاً پورانے عہد نامے ہیں
(انگریزی لفظ)
اور نئے میں (انگریزی)
اب اوس شکل میں نہیں ہیں جس میں کہ وہ پہلے لکھے گئے تھے - اگرچہ یہ تمام مختلف کتابیں بجائے اوس الہام شدہ طریقہ کا جو خدا نے انسان کے لئے مقرر کیا ہے لاحظا اظہار ہوتیں تو انسان کو کم از کم اون کی تصنیف کی تاریخ اور مصنفان کے نام سے تو واقفیت ضرور ہوتی لیکن واقعات ان قدرتی ضرورت سے کہیں دور ہیں -

پورانا عہد نامہ پنٹے ٹوچ اور یشوع میں ہم کم از کم تین مورخوں کا ہاتھ دیکھتے ہیں جو زمانہ اور روحانیت کے لحاظ سے ایک دوسرے سے بہت مختلف تھے - اور یہ پتہ لگتا ہے کہ مسیح سے ۴۴۴ برس پہلے عزرا نے بک آف لاز (کتاب شرع) تالیف کیا اور ترتیب دی اور وہ کچھہ ایک اسی شکل میں تھی جیسے کہ جب انجیل کی ابتدا ہوئی تھی ایک ہی واقعات کی نسبت مختلف بیانات پائے جاتے ہیں مثلاً پیدائش اور طوفان وغیرہ - مگر اب اسقدر عرصہ کے بعد بھی دودہ کو پانی سے علیحدہ کرنا اور اون کا الگ الگ پتہ لگانا کچھہ مشکل بات نہیں ہے - اس چھوٹی سی دلیل کو مان کر پھر ہمیں اُن مغالطوں اور متضاد باتوں کا جواب ملجاتا ہے جو یہودی تواریخ کے بیانات میں ملتے ہیں - ہر ایک مورخ نے جسطرح سنا یا اوس کے خیال میں آیا واقعات کو بیان کر دیا اور مرتب کنندہ نے جب ان کہانیوں کو آپس میں جوڑا یا اوسے یہ خیال ہی نہیں آیا کہ اون کے مختلف پہلوؤں میں میل یعنی اتحاد نہیں ہے یا یہ جرأت ہی نہیں ہوئی کہ اوس واقفیت کو جو روایتاً اوس کے پاس پہونچی ہے نظر انداز کر دیں -

رُوت - استر - دانیال یونہ کی کتابوں میں یہودی ناول نویسوں کی جولانی طبع کے نمونے ملتے ہیں ان میں سے ایک بھی تواریخ نہیں سمجھی جا سکتی بلکہ ہر ایک میں محض ایک ایسی کہانی ہے جس سے کچھہ معنی خیز نتیجہ نکلتا ہے اور جن لوگوں کے لئے یہ کتابیں لکھی گئیں تھیں انہیں صاف معلوم تھا کہ صرف کہانیاں ہیں اور تواریخی صحت کا انہیں دعویٰ نہیں - یہہ دیکھکر نہایت افسوس ہوتا ہے کہ لکیر کے فقیر اسبات پر اسرار کرتے ہیں کہ یہہ حالات اصلی واقعات کا اظہار ہیں اور خفا ہوکر یہ کہتے ہیں کہ اگر یہ واقعات سچی تواریخ نہیں تو وہ غلط ہیں - کسقدر ایسے لوگ ہیں جو باوجود ایسے صاف واقعات کے پھر بھی انجیل کے معنے اور مطلب کو نہیں بلکہ اوس کے لفظوں کو مانتے ہیں -

قاضیوں - سموئیل - اور سلاطین کی کتابوں میں ابرانی لوگوں کی تواریخ ہے - مگر درحقیقت درست واقعات میں قصہ کہانیوں اور روایتوں کی آمیزش ہے - غالباً یہ کتابیں بیبلوں کے قید کے زمانہ میں تحریر ہوئیں اور ان میں پرانی کتابوں سے بھی حالات لئے گئے ہیں - تواریخ کی کتابیں مسیح سے ۲۵۰ برس پیشتر تک تحریر نہیں ہوئیں - اور ان میں یہودی لوگوں کی تواریخ کو پادریوں کی طرح ایک عمدہ پیرایہ میں دکھلانے کی کوشش کی گئی ہے لیکن یہ پہلے زمانہ کے اور زیادہ قابل اعتبار مورخوں کے بیانات کی نسبت کم صداقت پر مبنی ہے یہ کتاب بالکل تواریخی بنا پر نہیں لکھی گئی ہے اور بہت سے واقعات کا بیان جو سموئیل اور سلاطین میں درج ہو چکے ہیں - بالکل اعتبار کے قابل نہیں ہے ہر ایک حالت میں وہ قدیم تواریخ کے صاف برخلاف جاتی ہیں ایوب کے کتاب میں ہمیں گویا دنیا میں سب سے بڑھ کر ناٹک کے پیرایہ میں نظم ملتی ہے مورخ نے انسانی دکھہ اور ظاہرا بے انصافی کو خدائی نیکی کے ساتھہ ملانے کی کوشش کی ہے لیکن افسوس کہ وہ اس کام کو خاطر خواہ نباہ نہیں سکا معلوم ہوتا ہے کہ مورخ خود تو معاد فی زندگی کا معتقد ہے لیکن اوروں کے لئے کچھہ امید نہیں دلاتا -

اب معلوم ہوتا ہے کہ یہ مورخ خلقی مزاج یعنی منکر ہے - لیکن واعظ کی کتاب کا مصنف تو اس رنگ میں خوب رنگا ہوا معلوم ہوتا ہے - وہ یہ خیال کرتا ہے کہ زندگی ہو گئے کے قابل ہی نہیں کیونکہ اوس کے نزدیک دنیا کی تمام چیزیں بالکل بے بنیاد اور ناپائدار ہیں - وہ ہر چیز کی سیاہ طرف کو ہی دیکھتا ہے اور اسکو ہمیشگی کی زندگی کی کچھ امید نہیں - سو وہ یہہ خیال کرتا ہے کہ علم ہمارے دکھہ کا ذریعہ ہے وہ کام میں کسی قسم کی سعادت اور خوشی نہیں سمجھتا - وہ نوجوانوں کو یہ نصیحت کرتا ہے کہ زیادہ لکھنے پڑھنے سے جسم تھک جاتا ہے - اور نیز یہ افسوس ناک کلمات بھی اوس کی زبان سے نکلے ہیں - کہ حد سے زیادہ نیک اور دانا بھی نہ بننا چاہئے - اور اپنے آپ کو تباہ نہ کرنا چاہئے اور آخر میں تمام اپنی نصیحتوں کا لب لباب یہ بتاتا ہے کہ ہمیں خدا سے ڈرنا چاہئے اور اوس کے احکام کو ماننا چاہئے ایسا نہ ہو کہ وہ ہمارا امتحان لے - ایسے شخص کا نظارہ تو فرشتوں تک کو رولانے کے لئے کافی ہے - یہ اوس کی کج رو روح کی کیسی ہو بہو تصویر ہے - اور ہمارے اپنے تجربہ میں جو بعض لوگ آئے ہیں وہ اون سے ملتا جلتا ہے - اوس کے ذریعہ ہمیں یہودی چال چلن اور تواریخ کے دوسرے پہلو کا اچھی طرح پتہ لگ سکتا ہے - جسکا معلوم نہ ہونا سخت نقصان کا باعث ہوتا -

زبور کی کتاب میں اون بھجنوں اور راگوں کا مجموعہ ہے جو اور کہیں تواریخ میں نہیں ملتے - اس میں کچھہ شک نہیں کہ بعض جگہ ذاتی دشمنوں کو برا بھلا کہکر اور شرمناک گالیاں سنا کر اوسکی خوبصورتی کو کچھہ ایک خراب کر دیا ہے لیکن تاہم بحیثیت مجموعی وہ ایک ایسی قوم کے روحانی بھاؤوں کا اظہار ہے جو اسوجہ سے اعلےٰ رہی ہے کہ وہ اس صداقت کو پورے طور پر جانتی ہے کہ خدا ایک ہے اور ہم سب اوس کے ساتھہ گہرا روحانی تعلق پیدا کر سکتے ہیں اور وہ ہمیشہ ہمارا نگہبان ہے وہ لوگ جو یہ مانتے ہیں کہ داؤد نے یہ زبور لکھیں ہیں سخت غلطی پر ہیں - روح کے لحاظ سے وہ اتنا پاک ہی نہیں تھا کہ ایسے زبور لکھہ سکتا جس سے لکھنے والے کی اندرونی پاکیزگی

- رقم محمد فضل چنگوی عفی عنہ -

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

إِنَّهُ آوَى الْقَرْيَة

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ { ۱- عوام سے صمہ - (۲) خواص و معاونین سے عـ۱۰ـہ (۳) ہندوستان سے باہر سے - (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عـــا ۱۲ }

فہرستِ مضامین

۱- الفرقان صفحہ اوّل
۲- ایک خط ״
۳- ملفوظات احمدیہ ۲ و ۳ و ۴ صفحہ
۴- ایک مبارکباد کا خط - ۴ صفحہ
۵- مذہبی دنیا پر سرسری نظر ۵ و ۶ صفحہ
۶- جدید ایجادیں اور تحقیقاتیں - ۶ صفحہ
۷- اسلامی دنیا صفحہ ۶ -
۸- عدالت اپیل کا فیصلہ ۷ و ۸ صفحہ
۹- دارالامان کا ہفتہ اور متفرق مضامین صفحہ ۸
۱۰- حکیم الامتہ کا وعظ سیالکوٹ میں صفحہ ۹-۱۱
۱۱- ہندوستان میں ڈسمبر کا آخری ہفتہ صفحہ ۱۲
۱۲- اشتہارات - ۱۳-۱۴

نمبر ۳ | دار الامان قادیان ۲۴- جنوری ۱۹۰۵ء مطابق سہ شنبہ ۱۷- ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ المقدس | جلد ۹

الفرقان یا معیار الصادقین

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے موجودہ مقدمات کا بظاہر خاتمہ ہوگیا ہے اور اللہ تعالےٰ کی کہلی کہلی تائید اور نصرت کا ثبوت اہلِ دنیا لوگوں کے سامنے پیش ہوچکا ہے۔ الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مقدمات کے انجام پر حضرت مخدوم الملتہ کا ایک حقائق سے بہرا ہوا مضمون میں شائع کرچکا ہوں مضمون مذکور کے آخر میں میرے محسن و مخدوم نے جن الفاظ میں میری قدردانی فرمائی ہے کچھہ شک نہیں کہ میرے لئے فخر و ناز ہے لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ اسے پڑھ لینے کے بعد میں پہلے سے زیادہ اپنے آپکو ذمہ دار سمجھتا ہوں۔ خدا کرے کہ میں اپنے مخدوم کے حسن ظن کا صحیح مصداق ثابت ہوجاؤں۔ مقدمات کی متعلق جس مضمون کو مینے لکھنے کا ارادہ کیا ہے۔ اسے مینے شروع کردیا ہے۔ اور مینے پسند کیا ہے کہ گو وہ اخبار میں ہی شائع ہوگا لیکن وہ کتابی صورت میں شائع ہو۔ میں انشاء اللہ العزیز اس مضمون کو (جسکا نام مینے سردست مندرجہ عنوان تجویز کیا ہے) اگلی اشاعت سے شروع کرونگا اور کتابی شکل پر ہر دوسرے ہفتہ میں آٹھہ صفحے شائع کرونگا۔ اس رسالہ میں جہانتک مولیٰ کریم نے مجھے سمجھہ دی ہے اور اس نشان کے مختلف پہلوؤں پر مجھے غور کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے) سعی خیر بحث کرنیکا ارادہ ہے۔ اگر مولیٰ کریم نے ذرہ نوازی

ایک خط

(آج منشی محمد حسین مسافر کا ایک خط ذیل میں درج کیا جاتا ہے جو انہوں نے جناب خان بہادر محمد ابراہیم خانصاحب ساکن مردان کے ایک بیس صفحہ رسالہ کے جواب میں لکھا تھا یہ رسالہ دفتر الحکم میں بھی آیا تھا مگر افسوس کہ عدیم الفرصتی کی وجہ سے اس کا جواب نہیں لکھا جاسکا فی الحال اسی خط پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر)

جناب خانصاحب السلام علیکم و رحمتہ و برکاتہ۔ کل کی ڈاک میں آپ کی طرف سے ایک ۲۰ صفحہ کا رسالہ پہونچا پڑہا اور پہر پڑہا یاد آوری کا تہِ دل سے مشکور ہوں مگر افسوس کہ رسالہ کے مندرجہ مضمون سے میں اتفاق نہیں کرسکتا۔ آپ کی تحریر سے پایا جاتا ہے۔ کہ آپ نے قرآن کریم کو کامل طور پر نہیں پڑہا ورنہ اتنی جلدی نہ کرتے رسالہ کے صفحہ پہر حرف رفع ہی ایک لفظ ہے جو قابل غور اور زیر بحث ہے اور رسالہ میں آپنے اس مضمون کو بھی اختیار کیا ہے کہ سوائے مسیح کے کسی دوسرے کے حق میں رفع کا لفظ نہیں آیا گویا اس سے آپنے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام واقعی آسمان پر زندہ اٹھائے گئے ہیں اسی استدلال سے آپ نے رفع کا ترجمہ بھی فارسی زبان میں برداشت کیا ہے۔ اب میں بھی آپکے رفع کی ترجمہ برداشت کے مقابلہ میں گلستان کی اس حکایت ۔ کسے مژدہ پیش نوشیروان عادل برد و گفت کہ فلان دشمن ترا خدا عزوجل برداشت الخ کو پیش کرکے آپکی منصفانہ رائے کا منتظر ہوں۔ خدا جانے آپنے توفی کی بحث کو کیوں نظر انداز کردیا ہے۔ اگر قرآنی نظم و نسق کو دیکہا جائے تو توفی کی بحث پہلے ہونی چاہئیے تہی میری اس خط کو اگر آپ غور سے پڑہیں گے تو آپ کو معلوم ہوجائیگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت رفع کا لفظ کیوں استعمال کیا گیا ہے اصل میں بات یہ ہے کہ حضرت عیسٰیؑ بے باپ پیدا ہوئے تہے جسکو آپ بھی تسلیم کرتے ہیں اہل یہودی جو اصلیت اور حقیقت سے بالکل ناواقف تہے اس نرالی پیدائش کو جو امرِ امکان مقتضیا کے ماتحت واقع ہوئی تہی دیکھہ کر ایک شور عظیم برپا کردیا۔ کہ ایسی پیدائش رکہنے والا نبوت اور رفع الی اللہ کا مستحق ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اور انہوں نے اپنے اس اعتراض کو زیادہ تقویت دینے کے لئے درپردہ یہہ بھی مکر کیا کہ اس مدعی رسالت کو صلیبی موت سے ماردینا چاہئیے۔ چونکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام دعوے نبوت میں بالکل سچے اور من جانب اللہ تہے اسلئے انہوں نے بذریعہ وحی یہود کے منصوبۂ بد سے مطلع ہوکر نہایت عاجزی سے دعا کی کہ اے میرے خدا مجھے یہودیوں کی تجویز کردہ موت سے بچالینا۔

یہہ ایک ایسے دردناک واقعہ کا ذکر اور وقت کی دعا ہے کہ جس میں خدائے قدیر نے اس اضطرابانہ دعا کو منظور کرکے نہایت ہی خوش کن الفاظ میں تسلی دی کہ اے عیسیٰ میں ہی تجہے مارنے والا ہوں یعنی ایسا ہرگز نہیں ہوگا کہ یہودیوں کی تجویز کردہ موت تجہپر وارد ہوسکے۔ بلکہ تو اپنی طبعی اور عزت کی موت سے مرے گا اور اس کا وارد کرنے والا میں ہی ہوں جو اپنے وارد کے بعد تجہے میری ہی طرف لوٹیگی۔

دیگر آپ کی یہہ دلیل کہ رفع کا لفظ دوسرے کسی کی نسبت نہیں آیا یہ بھی قلت تدبر اور تفکر پر ایک بیّن دلیل ہے باوجودیکہ سورۃ مریم آیت وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا میں حضرت ادریس کا رفع صاف طور پر مذکور ہے ہمارے نزدیک تو یہاں بھی ترقی درجات اور محل کرامت ہی سے مراد ہے ہاں اگر آپ حضرت ادریس کو بھی آسمان پر خاکی جسم کے ساتھ زندہ سمجھتے ہیں تو ان کے نزول سے ضرور اطلاع دیں کہ وہ کہاں اور کس غرض سے نازل ہوں گے اب بھی اگر ذرا اطمینان کی ضرورت ہو تو سورہ فاطر کو جسمیں ہر ایک نیک عمل کرنے والے کا اٹھایا جانا بیان کیا گیا ہے پڑھ کر اپنی تسلی کرلیں اور سورہ اعراف کی آیت وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ تو اس معاملہ کو اور بھی صاف کرتی ہے بشرطیکہ آپ محقق ہوں۔

آخری نوٹ:- کیونکہ یہ خط و کتابت طویل ہے اسلئے اسکا تمام و کمال درج کرنا ناممکن ہے وجہ یہ کہ راقم عدیم الفرصت ہے یہاں اتنا بتا دینا ضروری ہے کہ خانصاحب نے اس خط کا کوئی جواب نہیں دیا نہ غور سعدیؒ کے مستند محاورہ برداشت کے متعلق کچھہ بھی نہ لکھا۔ راقم خاکسار محمد حسین مسافر از سوہنگڑہ ڈاکخانہ کہوڑ

فرمائی تو مجھے امید ہے کیونکہ اس مضمون کی اشاعت سے میرا مقصود اسی کی عظمت و جلال کا اظہار اور اس کے برگزیدہ رسول کی جلالت شان کا بیان ہے) تو کیا عجب کہ یہ رسالہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے افراد کے ازدیاد ایمان اور دوسرے لوگوں پر

www.aaiil.org

ملفوظات احمدیہ یا کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

گذشتہ اشاعت سے آگے

اگر اسی قدر مقصود ہوتا جو بعض لوگ سمجھ بیٹھے ہیں کہ موٹی موٹی بدیوں سے پرہیز کرنا ہی کمال ہے تو انعمت علیہم کی دعا تعلیم نہ ہوتی جسکا انتہائی اور آخری مرتبہ اور مقام خدا تعالیٰ کے ساتھ مکالمہ اور مخاطبہ ہے - انبیاء علیہم السلام کا اتنا ہی تو کمال نہ تھا کہ وہ چوری چکاری نہ کیا کرتے تھے بلکہ وہ خدا تعالیٰ کی محبت - صدق و وفا میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے - پس اس دعا کی تعلیم سے یہ سکھایا کہ نیکی اور انعام ایک الگ شئے ہے جب تک انسان اسے حاصل نہیں کرتا اسوقت تک وہ نیک اور صالح نہیں کہلا سکتا - اور منعم علیہم کے زمرہ میں نہیں آتا - اس سے آگے فرمایا

غیر المغضوب علیہم ولا الضالین

اس مطلب کو قرآن شریف نے دوسرے مقام پر یوں فرمایا ہے کہ مومن کے نفس کی تکمیل دو شربتوں کے پینے سے ہوتی ہے - ایک شربت کا نام کافوری ہے اور دوسرے کا نام زنجبیلی ہے - کافوری شربت تو یہ ہے کہ اسکے پینے سے نفس بالکل ٹھنڈا ہو جاوے اور بدیوں کے لئے کسی قسم کی حرارت اس میں محسوس نہ ہو - جیسے کہ کافور میں یہ خاصہ ہوتا ہے کہ وہ زہریلے مواد کو دبا دیتا ہے اسی لئے اسے کافور کہتے ہیں اسی طرح پر یہ کافوری شربت گناہ اور بدی کی زہر کو دبا دیتا ہے - اور وہ مواد ردیہ جو اٹھکر انسان کی روح کو ہلاک کرتے ہیں انکو اٹھنے نہیں دیتا بلکہ بے اثر کر دیتا ہے دوسرا شربت شربت زنجبیلی ہے جس کے ذریعہ سے انسان میں نیکیوں کے لئے ایک قوت اور طاقت آتی ہے اور پھر حرارت پیدا ہوتی

پس اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم تو اصل مقصد اور غرض ہے یہہ گویا زنجبیلی شربت اور غیر المغضوب علیہم ولا الضالین - کافوری شربت ہے -

اب ایک اور مشکل ہے انسان موٹی موٹی بدیوں کو تو آسانی سے چھوڑ بھی دیتا ہے لیکن بعض بدیاں ایسی باریک اور مخفی ہوتی ہیں کہ اول تو انسان مشکل سے انہیں معلوم کرتا ہے - اور پھر انکا چھوڑنا اسے بہت ہی مشکل ہوتا ہے اسکی [illegible] ہی مثال ہے کہ معمولی [illegible] کا علاج کھلا ہوا ہو سکتا ہے لیکن تپ دق جو اندر ہی کھا رہا ہے اسکا علاج بہت ہی مشکل ہے - اسیطرح پر یہہ باریک اور مخفی بدیاں ہوتی ہیں جو انسان کو فضائل کے حاصل کرنے سے روکتی ہیں - یہہ اخلاقی بدیاں ہوتی ہیں - جو ایک دوسرے کے ساتھ میل ملاپ اور معاملات میں پیش آتی ہیں اور ذرا ذرا سی بات اور اختلاف رائے پر دلوں میں بغض کینہ - حسد - ریا - تکبر پیدا ہو جاتا ہے - اور اپنے بھائی کو حقیر سمجھنے لگتا ہے -

چند روز اگر نماز سنوار کر پڑھی ہے اور لوگوں نے تعریف کی تو ریا اور نمود پیدا ہو گیا اور وہ اصل غرض جو اخلاص تھی جاتی رہی اور اگر خدا تعالیٰ نے دولت دی ہے یا علم دیا ہے یا کوئی خاندانی وجاہت حاصل ہے تو اسکی وجہ سے اپنے دوسرے بھائی کو جسکو یہ باتیں نہیں ملی ہیں حقیر اور ذلیل سمجھتا ہے - اور اپنے بھائی کی عیب چینی کے لئے حریص ہوتا ہے اور تکبر مختلف رنگوں میں ہوتا ہے کسی میں کسی رنگ میں اور کسی میں کسی طرح سے علماء علم کے رنگ میں اسے ظاہر کرتے ہیں اور علمی طور پر نکتہ چینی کر کے اپنے بھائی کو گرانا چاہتے ہیں - غرض کسی نہ کسی طرح عیب چینی کر کے اپنے بھائی کو ذلیل کرنا اور نقصان پہونچانا چاہتے ہیں رات دن اسکے عیبوں کی تلاش میں رہتے ہیں اس قسم کی باریک بدیاں ہوتی ہیں جنکا دور کرنا بہت مشکل ہوتا ہے اور شریعت ان باتوں کو جائز نہیں رکھتی ہے - ان بدیوں میں عوام ہی مبتلا نہیں ہوتے بلکہ وہ لوگ جو متعارف اور موٹی موٹی بدیاں نہیں کرتے ہیں اور خواص سمجھے جاتے ہیں وہ بھی اکثر مبتلا ہو جاتے ہیں ان سے خلاصی پانا اور مرنا ایک ہی بات ہے اور جب تک ان بدیوں سے نجات حاصل نکرلے تزکیہ نفس کامل طور پر نہیں ہوتا - اور انسان ان کمالات اور انعامات کا وارث نہیں بنتا جو تزکیہ نفس کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں - بعض لوگ اپنی جگہ سمجھ لیتے ہیں کہ ان اخلاقی بدیوں سے ہم نے خلاصی پالی ہے لیکن جب کبھی موقعہ آپڑتا ہے اور کسی سفیہ سے مقابلہ ہو جاوے تو انہیں بڑا جوش آتا ہے اور پھر وہ گندا اُن سے ظاہر ہوتا ہے جسکا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا - اسوقت پتہ لگتا ہے کہ ابھی کچھہ بھی حاصل نہیں کیا اور وہ تزکیہ نفس جو کامل کرتا ہے میسر نہیں - اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ تزکیہ جسکو اخلاقی تزکیہ کہتے ہیں بہت ہی مشکل ہے - اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا - اس فضل کے جذب کرنے کے لئے بھی دو تین پہلو ہیں اول مجاہدہ اور تدبیر دوم دعا سوم صحبت صادقین -

یہہ فضل آپ ہی انبیاء علیہم السلام پر بدرجہ کمال ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اول انکا تزکیہ اخلاقی کامل طور پر خود کر دیتا ہے انہیں بد اخلاقیوں اور رذائل کی آلائش رہ ہی نہیں جاتی - ان کی حالت تو یہاں تک پہونچ جاتی ہے کہ سلطنت پا کر بھی وہ فقیر ہی رہتے ہیں - اور کسی قسم کا کبر ان کے پاس نہیں آتا -

درحقیقت یہہ گند جو نفس کے جذبات کا ہے اور بد اخلاقی - کبر - ریا وغیرہ صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے اسپر موت نہیں آتی جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو - اور یہ مواد ردیہ جل نہیں سکتے جب تک معرفت کی آگ انکو نہ جلائے جس میں یہ معرفت کی آگ پیدا ہو جاتی ہے وہ ان اخلاقی کمزوریوں سے پاک ہونے لگتا ہے اور بڑا ہو کر بھی اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتا ہے اور اپنی ہستی کو کچھہ حقیقت نہیں پاتا - وہ اس نور اور روشنی کو جو انوار معرفت سے اسے ملتی ہے اپنی کسی قابلیت اور خوبی کا نتیجہ نہیں مانتا اور نہ اسے اپنے نفس کی طرف منسوب کرتا ہے بلکہ وہ اسے خدا تعالیٰ ہی کا فضل اور رحم یقین کرتا ہے - جیسے ایک دیوار پر آفتاب کی روشنی اور دھوپ پڑ کر اسے منور کر دیتی ہے لیکن دیوار اپنا کوئی فخر نہیں کر سکتی کہ یہہ روشنی میری قابلیت کی وجہ سے ہے یہ ایک دوسری بات ہے کہ جسقدر وہ دیوار صاف ہوگی اسیقدر روشنی زیادہ صاف ہوگی - لیکن کسی حال میں دیوار کی ذاتی قابلیت اس روشنی کے لئے کوئی نہیں بلکہ اس کا فخر آفتاب کو ہے - اور ایسا ہی وہ آفتاب کو یہہ بھی نہیں کہہ سکتی کہ تو اس روشنی کو اٹھا لے - اسیطرح پر انبیاء علیہم السلام کے نفوس صافیہ ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فیضان اور فیوض سے معرفت کے انوار انپر پڑتے ہیں اور انکو روشن کر دیتے ہیں اسی لئے وہ ذاتی طور پر کوئی دعویٰ نہیں کرتے بلکہ ہر ایک فیض کو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف منسوب کرتے ہیں اور یہی سچ بھی ہوتا ہے - یہی وجہ ہے کہ جسقدر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیا آپ اعمال سے داخل جنت ہونگے تو یہی فرمایا کہ ہرگز نہیں خدا تعالیٰ کے فضل سے انبیاء علیہم السلام کبھی کسی قوت اور طاقت کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتے وہ خدا ہی سے پاتے ہیں اور اسی کا نام لیتے ہیں - ہاں ایسے لوگ ہیں جو انبیاء علیہم السلام سے حالانکہ کروڑوں حصہ نیچے کے درجہ میں ہوتے ہیں - (بلکہ صاف الفاظ میں اگر یہ کہا جاوے کہ انکو کوئی نسبت ہی نہیں تو اس میں مبالغہ نہیں ایڈیٹر) جو دو دن نماز پڑھ کر تکبر کرنے لگتے ہیں اور ایسا ہی روزہ اور حج سے بجائے تزکیہ کے انمیں تکبر اور نمود پیدا ہوتی ہے - یاد رکھو تکبر شیطان سے آیا ہے اور شیطان بنا دیتا ہے جبتک انسان اس سے دور نہ ہو یہ قبول حق اور فیضان الوہیت کی راہ میں روک ہو جاتا ہے - کسی طرح سے بھی تکبر نہیں کرنا چاہئے نہ علم کے لحاظ سے نہ دولت کے لحاظ سے نہ وجاہت کے لحاظ سے نہ ذات اور خاندان اور حسب نسب کی وجہ سے کیونکہ زیادہ تر انہی باتوں سے یہ تکبر پیدا ہوتا ہے - اور جب تک انسان ان گھمنڈوں سے اپنے آپ کو پاک صاف نکریگا - اسوقت تک وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک برگزیدہ نہیں ہو سکتا - اور وہ معرفت جو جذبات کے مواد ردیہ کو جلا دیتی ہے اسکو عطا نہیں ہوتی - کیونکہ یہ شیطان کا حصہ ہے اسکو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا شیطان نے بھی تکبر کیا تھا - اور آدم سے اپنے آپ کو بہتر سمجھا اور کہدیا انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ یہہ خدا تعالیٰ کے حضور سے مردود ہو گیا اور آدم لغزش پر (چونکہ اسے معرفت دی گئی تھی) اپنی کمزوری کا اعتراف کرنے لگا اور خدا تعالیٰ کے فضل کا وارث ہوا - وہ جانتے تھے کہ خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر کچھہ نہیں ہو سکتا اس لئے دعا کی ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین -

یہی وہ سر ہے جو حضرت عیسے علیہ السلام کو کہا گیا کہ اے نیک اوستاد تو انہوں نے کہا کہ تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے - اسپر آجکل کے نادان عیسائی تو یہ کہتے ہیں کہ انکا مطلب اس فقرہ سے یہ تھا کہ تو مجھے خدا کیوں نہیں کہتا - حالانکہ حضرت مسیح نے بہت ہی لطیف بات کہی تھی جو انبیاء علیہم السلام کی فطرت کا خاصہ ہے وہ جانتے تھے کہ حقیقی نیکی تو خدا تعالیٰ ہی سے آتی ہے وہی اسکا چشمہ ہے اور وہیں سے وہ اترتی ہے - وہ جسکو چاہے عطا کرے اور جب چاہے سلب کرلے - مگر ان نادانوں نے ایک عمدہ اور قابل قدر بات کو معیوب بنا دیا اور حضرت عیسے کو متکبر ثابت کیا!!! حالانکہ وہ ایک منکسر المزاج انسان تھے -

پس میرے نزدیک پاک ہونے کا یہہ عمدہ طریق ہے اور ممکن نہیں کہ اس سے بہتر کوئی اور طریق مل سکے کہ

([illegible])

www.aaiil.org

کہ انسان کسی قسم کا تکبر اور فخر نہ کرے نہ علمی نہ خاندانی۔ نہ مالی۔ جب خدا تعالیٰ کسی کو آنکھ عطا کرتا ہے تو وہ دیکھ لیتا ہے کہ ہر ایک روشنی جو ان ظلمتوں سے نجات دے سکتی ہے وہ آسمان سے ہی آتی ہے۔ اور انسان ہر وقت آسمانی روشنی کا محتاج ہے۔ آنکھ بھی دیکھ نہیں سکتی جب تک سورج کی روشنی جو آسمان سے آتی ہے نہ آئے۔ اسی طرح باطنی روشنی جو ہر ایک قسم کی ظلمت کو دور کرتی ہے اور اسکی بجائے تقویٰ اور طہارت کا نور پیدا کرتی ہے۔ آسمان ہی سے آتی ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا تقویٰ۔ ایمان۔ عبادت۔ طہارت سب کچھ آسمان سے آتا ہے اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے وہ چاہے تو اسکو قایم رکھے اور چاہے تو دور کر دے۔ پس

سچی معرفت

اسیکا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور لاشئے محض سمجھے اور آستانہ الوہیت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل کو طلب کرے۔ اور اس **نور معرفت** کو مانگے جو جذبات نفس کو جلا دیتا ہے اور اندر ایک روشنی اور نیکیوں کے لئے قوت اور حرارت پیدا کرتا ہے۔ پھر اگر اس کے فضل سے اسکو حصہ مل جاوے۔ اور کسی وقت کسی قسم کا بسط اور شرح صدر حاصل ہو جاوے تو اس پر تکبر اور ناز نہ کرے بلکہ اسکی فروتنی اور انکسار میں اور بھی ترقی ہو۔ کیونکہ جسقدر وہ اپنے آپ کو لاشئے سمجھے گا اسیقدر کیفیات اور انوار خدا تعالیٰ سے اتریں گے جو اسکو روشنی اور قوت پہونچاویں گے۔ اگر انسان یہ عقیدہ رکھے گا تو امید ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسکی **اخلاقی حالت** عمدہ ہو جائیگی۔ دنیا میں اپنے آپکو کچھ سمجھنا بھی **تکبر** ہے اور یہی حالت بنا دیتا ہے۔ پھر انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ دوسرے پر لعنت کرتا ہے اور اسے حقیر سمجھتا ہے میں یہ سب باتیں بار بار اس لئے کہتا ہوں کہ **خدا تعالیٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا میں گم ہو چکی ہے اور وہ حقیقی تقویٰ و طہارت جو اس زمانہ میں پائی نہیں جاتی اسے دوبارہ قایم کرے**۔ عام طور پر تکبر کا لفظ دنیا میں آیا ہوا ہے علماء اپنے علم کی شیخی اور تکبر میں گرفتار ہیں۔ فقراء کو دیکھو تو ان کی بھی حالت اور ہی قسم کی ہو رہی ہے۔ انکو اصلاح نفس سے کوئی کام ہی نہیں رہا۔ انکی غرض و غایت صرف جسم تک محدود ہے اس لئے انکے مجاہدہ اور ریاضتیں بھی کچھ اور ہی قسم کی ہیں جیسے ذکر ارّہ وغیرہ۔ جنکا چشمہ نبوت سے پتہ نہیں چلتا میں دیکھتا ہوں کہ **دل کو پاک کرنے کیطرف انکی توجہ ہی نہیں**۔ صرف جسم ہی جسم باقی رہا ہوا ہے جس میں روحانیت کا کوئی نام و نشان نہیں یہ مجاہدے دل کو پاک نہیں کر سکتے اور نہ کوئی حقیقی نور معرفت کا بخش سکتے ہیں پس یہ زمانہ اب **بالکل خالی ہے**۔ **نبوی طریق** جو پاک ہونے کا تھا وہ بالکل ترک کر دیا گیا ہے اور اسکو بھلا دیا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ **عہد نبوت پھر آجاوے اور تقویٰ و طہارت پھر قایم ہو**۔ اور اسکو اس نے اس جماعت کے ذریعہ سے چاہا ہے پس فرض ہے کہ **حقیقی اصلاح** کیطرف تم توجہ کرو اسی طرح جسطرح پیغمبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اصلاح کا طریق بتایا ہے۔

شریعت کی دو پہلو شریعت کے دو ہی بڑے حصے اور پہلو ہیں جنکی حفاظت انسان کو ضروری ہے ایک **حق اللہ** دوسرے **حق العباد**۔ حق اللہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اسکی اطاعت عبادت۔ توحید۔ ذات اور صفات میں کسی دوسری ہستی کو شریک نہ کرنا۔ اور حق العباد یہ ہے کہ اپنے بھائیوں سے تکبر خیانت اور ظلم کسی نوع کا نہ کیا جاوے گویا اخلاقی حصہ میں کسی قسم کا فتور نہ ہو۔ **سننے میں تو یہ دو ہی فقرے ہیں لیکن عمل کرنے میں بہت ہی مشکل ہیں**۔

اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی فضل انسان پر ہو تو وہ ان دونوں پہلوؤں پر قایم ہو سکتا ہے کسی میں قوت غضبی بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ جب وہ جوش مارتی ہے تو نہ اس کا دل پاک رہ سکتا ہے اور نہ زبان و دل سے اپنے بھائی کے خلاف ناپاک منصوبے کرتا ہے اور زبان سے گالی دیتا ہے۔ اور پھر کینہ پیدا کرتا ہے کسی میں قوت شہوت غالب ہوتی ہے اور وہ اس میں گرفتار ہو کر حدود اللہ کو توڑتا ہے۔ غرض جب تک انسان کی اخلاقی حالت بالکل درست نہ ہو وہ **کامل ایمان** جو منعم علیہ گروہ میں داخل کرتا ہے اور جس کے ذریعہ سچی معرفت کا نور پیدا ہوتا ہے داخل نہیں ہو سکتا۔ پس دن رات یہی کوشش ہونی چاہئیے کہ بعد اس کے جو انسان سچا موحد ہو اپنے اخلاق کو درست کرے میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت اخلاقی حالت بہت ہی گری ہوئی ہے۔ اکثر لوگوں میں بدظنی کا مرض بڑھا ہوا ہوتا ہے وہ اپنے بھائی سے **نیک ظنی** نہیں رکھتے اور ادنیٰ ادنیٰ سی بات پر اپنے دوسرے بھائی کی نسبت بُرے بُرے خیالات کرنے لگتے ہیں۔ اور ایسے عیوب اس کی طرف منسوب کرنے لگتے ہیں کہ اگر وہی عیب اسکی طرف منسوب ہوں تو اس کو سخت ناگوار معلوم ہو۔ اس لئے اوّل ضروری ہے کہ حتی الوسع اپنے بھائیوں پر بدظنی نہ کی جاوے اور ہمیشہ نیک ظن رکھا جاوے۔ کیونکہ اس سے محبت بڑھتی ہے اور انس پیدا ہوتا ہے اور آپس میں قوت پیدا ہوتی ہے اور اسکے باعث انسان بعض دوسرے عیوب مثلاً کینہ۔ بغض۔ حسد وغیرہ سے بچا رہتا ہے۔

پھر میں دیکھتا ہوں کہ بہت سے ہیں جن میں اپنے بھائیوں کے لئے کچھ بھی ہمدردی نہیں اگر ایک بھائی بھوکا مرتا ہو تو دوسرا توجہ نہیں کرتا۔ اور اسکی خبرگیری کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ یا اگر وہ کسی اور قسم کی **مشکلات میں ہے** تو نہیں کرتے کہ اسکے لئے اپنے مال کا کوئی حصہ خرچ کریں حدیث شریف میں ہمسایہ کی خبرگیری اور اسکے ساتھ ہمدردی کا حکم آیا ہے بلکہ یہاں تک بھی ہے کہ اگر تم گوشت پکاؤ تو شوربا زیادہ کر لو تا کہ اسے بھی دے سکو۔ اب کیا ہوتا ہے اپنا ہی پیٹ پالتے ہیں۔ لیکن اس کی کچھ پروا نہیں۔ یہ مت سمجھو کہ ہمسایہ سے اتنا ہی مطلب ہے جو گھر کے پاس رہتا ہو بلکہ جو تمہارے بھائی ہیں وہ بھی ہمسایہ ہی ہیں **خواہ وہ سو کوس کے فاصلے پر بھی ہوں**۔

ہر شخص کو ہر روز اپنا مطالعہ کرنا چاہئیے کہ وہ کہاں تک ان امور کی پروا کرتا ہے۔ اور کہاں تک وہ اپنے بھائیوں سے ہمدردی اور سلوک کرتا ہے۔ اسکا بڑا بھاری مطالبہ انسان کے ذمہ ہے۔ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ قیامت کے روز خدا تعالیٰ کہے گا کہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ میں پیاسا تھا اور تو نے مجھے پانی نہ دیا۔ میں بیمار تھا تم نے میری عیادت نہ کی۔ جن لوگوں سے یہ سوال ہوگا وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب تو کب بھوکا تھا جو ہم نے کھانا نہ دیا تو کب پیاسا تھا جو پانی نہ دیا اور کب بیمار تھا جو تیری عیادت نہ کی۔ پھر خدا تعالیٰ فرمائیگا کہ میرا فلاں بندہ جو ہے وہ ان باتوں کا محتاج تھا مگر تم نے اسکی کوئی ہمدردی نہ کی اسکی ہمدردی میری ہی ہمدردی تھی۔ ایسا ہی ایک اور جماعت کو کہیگا کہ شاباش! تم نے میری ہمدردی کی میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا کھلایا میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا وغیرہ وہ جماعت عرض کریگی کہ اے ہمارے خدا ہم نے کب تیرے ساتھ ایسا کیا تب اللہ تعالیٰ جواب دیگا کہ میرے فلاں بندہ کے ساتھ جو تم نے ہمدردی کی وہ میری ہی ہمدردی تھی۔ دراصل خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرنا بہت ہی بڑی بات ہے اور خدا تعالیٰ اسکو بہت پسند کرتا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ وہ اسے اپنی ہمدردی ظاہر کرتا ہے۔ عام طور پر دنیا میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کا خادم کسی اسکے دوست کے پاس جاوے اور وہ شخص اسکی خبر بھی نہ لے تو کیا وہ آقا جسکا کہ وہ خادم ہے اس اپنے دوست سے خوش ہوگا؟ کبھی نہیں حالانکہ اسکو تو کوئی تکلیف اسنے نہیں دی مگر نہیں اس نوکر کی خدمت اور اسکے ساتھ حسن سلوک گویا مالک کے ساتھ حسن سلوک ہے خدا تعالیٰ کو بھی اس طرح اسبات کی چڑ ہے کہ کوئی اس کی مخلوق سے سرد مہری برتے۔ کیونکہ اسکو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے۔ پس جو شخص خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے وہ گویا اپنے خدا کو راضی کرتا ہے۔

غرض اخلاق ہی ساری ترقیات کا زینہ ہے میری دانست میں یہی پہلو **حقوق العباد** کا ہے جو **حقوق اللہ** کے پہلو کو تقویت دیتا ہے۔ جو شخص نوع انسان کے ساتھ اخلاق سے پیش آتا ہے خدا تعالیٰ اوس کے ایمان کو ضایع نہیں کرتا جب انسان خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک کام کرتا ہے اور اپنے ضعیف بھائی کی ہمدردی کرتا ہے تو اس اخلاص سے اس کا ایمان قوی ہو جاتا ہے مگر یہ یاد رکھنا چاہئیے کہ نمایش اور نمود کے لئے جو اخلاق برتے جاتے ہیں وہ اخلاق خدا کے لئے نہیں ہوتے اور انمیں اخلاص کے نہ ہونے کیوجہ سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ اسطرح پر تو بہت سے لوگ سرائیں وغیرہ بنا دیتے ہیں ان کی اصل غرض شہرت ہوتی ہے۔ اور اگر انسان خدا تعالیٰ کے لئے کوئی فعل کرے تو خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اسے ضائع نہیں کرتا اور اسکا بدلہ دیتا ہے۔ میں نے تذکرۃ الاولیاء میں پڑھا ہے کہ ایک **ولی اللہ** فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ بارش ہوئی اور کئی روز تک رہی ان بارش کے دنوں میں میں نے دیکھا کہ ایک اسی برس کا بوڑھا گبر ہے جو کوٹھے پر چڑیوں کے لئے دانے ڈال رہا ہے۔ میں نے اس خیال سے کہ کافر کے اعمال حبط ہو جاتے ہیں اس سے کہا کہ کیا تیرے اس عمل سے تجھے کچھ ثواب ہوگا۔ اس گبر نے جواب دیا کہ ہاں ضرور ہوگا۔ پھر وہی ولی اللہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ جو میں حج کو گیا تو دیکھا کہ **وہی گبر** طواف کر رہا ہے اس گبر نے مجھے پہچان لیا اور کہا کہ دیکھو ان دانوں کا مجھے ثواب مل گیا یا نہیں؟ یعنی وہی دانے میرے اسلام تک لانے کا موجب ہوئے حدیث میں بھی ایک صحابی کا ذکر آیا ہے کہ ایک صحابی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ایام جاہلیت میں میں نے بہت کچھ خرچ کیا تھا کیا اس کا ثواب بھی مجھے ہوگا؟ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو جواب دیا کہ یہ اسی صدقہ و خیرات کا ثمرہ تو ہے کہ تو مسلمان ہو گیا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کسی کے ادنیٰ

فعل اخلاص کو بھی ضائع نہیں کرتا اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مخلوق کی ہمدردی اور خبرگیری حقوق اللہ کی حفاظت کا باعث ہو جاتی ہے۔ پس مخلوق کی ہمدردی ایک ایسی شئے ہے کہ اگر انسان اسے چھوڑ دے اور اس سے دور ہوتا جاوے تو رفتہ رفتہ پھر وہ درندہ ہو جاتا ہے۔ انسان کی انسانیت کا یہی تقاضا ہے اور وہ اسی وقت تک انسان ہے جب تک اپنے دوسرے بھائی کے ساتھ مروت سلوک اور احسان سے کام لیتا ہے۔ اور اس میں کسی قسم کی تفریق نہیں ہے جیسا کہ سعدی نے کہا ہے

بنی آدم اعضائے یکدیگر اند

یاد رکھو ہمدردی کا دائرہ میرے نزدیک بہت وسیع ہے کسی قوم اور فرد کو الگ نہ کرے میں آجکل کے جاہلوں کی طرح یہ نہیں کہنا چاہتا کہ تم اپنی **ہمدردی کو صرف مسلمانوں سے ہی مخصوص کرو** نہیں میں کہتا ہوں کہ تم خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق سے ہمدردی کرو خواہ وہ کوئی ہو ہندو ہو یا مسلمان یا کوئی اور۔ میں کبھی ایسے لوگوں کی باتیں پسند نہیں کرتا جو ہمدردی کو صرف اپنی ہی قوم سے مخصوص کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں بعض اس قسم کے خیالات بھی رکھتے ہیں کہ اگر ایک شیرکے مٹکے میں تا نہہ ڈالا جاوے اور پھر اسکو تلوں میں ڈالکر تل لگائے جاویں تو جسقدر تل اس کو لگ جاویں اسقدر دھوکہ اور فریب دوسرے لوگوں کو دے سکتے ہیں۔ انکی ایسی بیہودہ اور خیالی باتوں نے بہت بڑا نقصان پہونچایا ہے اور ان کو قریباً وحشی اور درندہ بنا دیا ہے۔ مگر میں تمہیں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ تم ہرگز ہرگز اپنی **ہمدردی کے دائرہ کو محدود** نہ کرو اور ہمدردی کے لئے اس تعلیم کی پیروی کرو جو اللہ تعالیٰ نے دی ہے یعنے **ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ** - یعنی اول نیکی کرنے میں تم **عدل** کو ملحوظ رکھو جو شخص تم سے نیکی کرے تم بھی اسکے ساتھ نیکی کرو۔ اور پھر دوسرا درجہ یہ ہے کہ تم اس سے بھی بڑھکر اس سے سلوک کرو یہ احسان ہے۔ **احسان** کا درجہ اگرچہ عدل سے بڑھا ہوا ہے اور یہ بڑی بھاری نیکی ہے لیکن کبھی نہ کبھی ممکن ہے احسان والا اپنا احسان جتلا دے مگر ان سب سے بڑھکر ایک درجہ ہے کہ انسان ایسے طور پر نیکی کرے جو محبت ذاتی کے رنگ میں ہو جس میں احسان نمائی کا بھی کوئی حصہ نہیں ہوتا ہے۔ جیسے ماں اپنے بچہ کی پرورش کرتی ہے وہ اس پرورش میں کسی اجر اور صلے کی خواستگار نہیں ہوتی بلکہ ایک طبعی جوش ہوتا ہے جو بچے کیلئے

اپنے سارے سکھ اور آرام قربان کر دیتی ہے۔ یہانتک کہ اگر کوئی بادشاہ کسی ماں کو حکم دیدے کہ تو اپنے بچہ کو دودھ مت پلا اور اگر ایسا کرنے سے بچہ ضائع بھی ہو جاوے تو اس کو کوئی سزا نہیں ہوگی تو کیا ماں ایسا حکم سن کر خوش ہوگی اور اس کی تعمیل کرے گی؟ ہرگز نہیں بلکہ وہ تو اپنے دل میں ایسے بادشاہ کو کوسے گی کہ کیوں اسنے ایسا حکم دیا۔ پس اسی طریق پر نیکی ہو کہ اسے طبعی مرتبہ تک پہونچایا جاوے کیونکہ جب کوئی شئے ترقی کرتے کرتے اپنے طبعی کمال تک پہونچ جاتی ہے اسوقت وہ کامل ہوتی ہے۔ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ نیکی کو بہت پسند کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اسکی مخلوق سے ہمدردی کی جاوے۔ اگر وہ بدی کو پسند کرتا تو بدی کی تاکید کرتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی شان اس سے پاک (سبحانہ تعالیٰ شانہ)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی لڑائیوں پر نظر

بعض لوگ جنکو حق کے ساتھ دشمنی ہوتی ہے جب ایسی تعلیم سنتے ہیں تو اور کچھ نہیں تو یہی اعتراض کر دیتے ہیں کہ اسلام میں ہمدردی اگر ہوتی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لڑائیاں کیوں کی تھیں؟ وہ نادان اتنا نہیں جانتے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو جنگ کئے وہ تیرہ برس تک خطرناک دکھ اٹھا لینے کے بعد کئے۔ اور وہ بھی مدافعت کے طور پر تیرہ برس تک ان کے ہاتھوں سے آپ تکالیف اٹھاتے رہے مسلمان مرد اور عورتیں شہید کی گئیں آخر جب آپ مدینہ تشریف لے گئے۔ اور وہاں بھی ان ظالموں نے پیچھا نہ چھوڑا تو خدا تعالیٰ نے مظلوم قوم کو مقابلہ کا حکم دیا۔ اور وہ بھی اس لئے کہ شریروں کی شرارت سے مخلوق کو بچایا جاوے۔ اور ایک حق پرست قوم کے لئے راہ کھل جاوے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کے لئے بدی نہیں چاہی آپ تو رحم مجسم تھے اگر بدی چاہتے تو جب آپ نے پورا تسلط حاصل کر لیا تھا اور شوکت اور غلبہ آپ کو مل گیا تھا تو آپ ان تمام ائمۃ الکفر کو جو ہمیشہ آپکو دکھ دیتے رہتے تھے قتل کروا دیتے۔ اور اس میں انصاف اور عقل کی رو سے آپکا پلّہ بالکل پاک تھا مگر باوجود اس کے کہ عرف عام کے لحاظ سے اور عقل و انصاف کے لحاظ سے آپ کو حق تھا کہ ان لوگوں کو قتل کروا دیتے مگر نہیں آپ نے سب کو چھوڑ دیا۔

آجکل جو لوگ غدر کرتے ہیں اور باغی ہوتے ہیں انہیں کون پناہ دے سکتا ہے۔ جب ہندوستان میں غدر ہو گیا تھا اور اس کے بعد انگریزوں نے تسلط عام حاصل کر لیا تو تمام شریر باغی ہلاک کر دئے گئے اور ان کی یہ سزا بالکل انصاف پر مبنی تھی باغی کے لئے کسی قانون

میں رہائی نہیں لیکن یہ آپ ہی کا حوصلہ تھا کہ ہمدن آپ نے فرمایا کہ **جاؤ تم سب کو بخشدیا** ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نوع انسان سے بہت بڑی ہمدردی تھی **ایسی ہمدردی کہ اسکی نظیر دنیا میں نہیں ملسکتی** اس کے بعد بھی اگر کہا جاوے کہ اسلام دوسروں سے ہمدردی کی تعلیم نہیں دیتا تو اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہوگا؟ یقیناً یاد رکھو کہ **مومن متقی** کے دل میں شر نہیں ہوتا جس قدر انسان متقی ہوتا جاتا ہے اسی قدر وہ کسی کی نسبت سزا اور ایذا کو پسند نہیں کرتا۔ مسلمان کبھی کینہ ور نہیں ہو سکتا۔ ہم خود دیکھتے ہیں کہ **ان لوگوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے کوئی دکھ اور تکالیف جو وہ پہنچا سکتے تھے انہوں نے پہونچایا ہے لیکن پھر بھی انکی ہزاروں خطائیں بخشنے کو اب بھی تیار ہیں (صدقت یا رسول اللہ!** تیرا یہ فرمانا اللہ تعالیٰ کی اسی وحی کی تصدیق کرتا ہے جو سالہا سال پہلے تجھے ہو چکی ہے کہ تو اپنے دشمنوں سے کہیگا - **لا تثریب علیکم الیوم** - (ایڈیٹر)

پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو یاد رکھو کہ تم ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو ہمدردی کرو - اور بلا تمیز ہر ایک سے نیکی کرو کیونکہ یہی قرآن شریف کی تعلیم ہے **ویطعمون الطعام علے حبہ مسکیناً ویتیما واسیرا** - وہ اسیر اور قیدی جو آتے تھے اکثر کفار ہی ہوتے تھے - اب دیکھ لو کہ اسلام کی ہمدردی کی انتہا کیا ہے - میری رائے میں **کامل اخلاقی تعلیم بجز اسلام کے اور کسی کو نصیب ہی نہیں ہوئی** -

مجھے صحت ہو جاوے تو میں اخلاقی تعلیم پر ایک مستقل رسالہ لکھونگا کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جو کچھ میرا منشاء ہے وہ ظاہر ہو جاوے اور وہ میری جماعت کے لئے ایک کامل تعلیم ہو اور ابتغاء مرضات اللہ کی راہیں اس میں دکھائی جائیں مجھے بہت ہی رنج ہوتا ہے جب میں آئے دن یہ دیکھتا اور سنتا ہوں کہ کسی سے یہ سرزد ہوا اور کسی سے وہ - میری طبیعت ان باتوں سے خوش نہیں ہوتی میں جماعت کو ابھی اس بچہ کیطرح پاتا ہوں جو دو قدم اٹھاتا ہے تو چار قدم گرتا ہے لیکن میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس جماعت کو کامل کر دیگا - اسلئے تم بھی کوشش تدبیر مجاہدہ اور دعاؤں میں لگے رہو کہ خدا تعالیٰ اپنا **فضل** کرے کیونکہ اس کے فضل کے بغیر کچھ بنتا ہی نہیں جب اسکا فضل ہوتا ہے تو وہ ساری راہیں کھولدیتا ہے -

(اس مقام پر حضرت نے تقریر کو ختم فرمایا)

اور دعا فرمائی بعد ازاں بعد احباب نے شرف مصافحہ حاصل کیا ایک صاحب غیر احمدی جو پنگری کیمپ سے حضرتؑ کی زیارت کو آئے تھے انہوں نے حضرت حکیم الامۃ کی وساطت سے شرف نیاز پایا حضور اپنے معمولی خلق عظیم سے پیش آئے - اور یوں ساری تقریر کا پھر عملی سبق پڑھایا - حکیم الامۃ نے جماعت کو متوجہ کر دیا - پھر بعد عصر جلسہ برخاست ہوا (ایڈیٹر)

ایک مبارکباد کا خط

*

السلام علیکم

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر می خواست
آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

الحمد للہ کہ آخر کار اس رحمن الرحیم اللہ نے جو ہمیشہ اپنے مرسلوں کی نصرت فرماتا ہے اپنے وعدوں کے بموجب اپنے مرسل کی نصرت فرمائی - اور یوم الاثنین کی پیشگوئی کو پورا کر دیا - اور عاقبت للمتقین کو روز روشن کیطرح سے دکھلا دیا - اور اپنے مرسل مسیح موعود کی پاک منہ سے نکلی ہوئی باتوں کو پورا کر دیا - وہ خوشی جو اس فتح سے حاصل ہوئی اسکا اظہار کرنا مشکل ہے - یہی راحت ہے جو تمام ابتلاؤں کو بھلا دیتی ہے اور نہایت شکر اور حمد سے بھرے ہوئے پر دل سے اللہ تعالیٰ کے آگے جبین نیاز جھکا کر اسکا اقرار کرنا پڑتا ہے کہ بیشک ایک زندہ اور شنوا خدا ہے جو اپنے پیاروں کی بات سنتا اور انکی دعائیں قبول فرماتا اور جواب دیتا ہے یہ اسی زندہ رب العالمین کی شان ہے کہ دشمنوں نے ہر طرح سے زور لگایا مگر اوس خدائے برتر کے آگے کوئی پیش نہیں گئی اور آخر نہایت حسرت سے روسیاہی کا داغ لیکر خائب اور خاسر ہوئے - اس مقدمہ کی مثل بجائے خود تمام مباحثات کا فیصلہ کرنے والی کتاب ہوگی جس سے دنیا پر ظاہر ہو جائیگا کہ پاک اسلام کے سچے پیرو اور **لیظہرہ علی الدین کلہ** کرنے والی کون قوم اور انکا پیشوا کون مرسل یزدانی ہے اور اس کے برخلاف بڑے جبہ و دستار والے اپنی مشیخت کا لمبا چوڑا اظہار کرنیوالے مدعیان اسلام کون لوگ ہیں - دنیا دیکھ لیگی کہ جو اسلام حضور نے پیش کیا ہے وہ پاک اسلام ہے یا جو مخالفین نے اسلام پیش کیا ہے وہ پاک اسلام ہے؟ جسمیں دغا جعل جھوٹ زنا کے باوجود انسان پھر متقی کا متقی ہے خدا تعالیٰ نے یہ ایسی عظیم الشان فتح فرمائی ہے کہ جسکی حد نہیں - اس خوشی میں اگر تہ بتہ پر خداوند تعالیٰ کی حمد لکھی جاوے اور گائی جائے تو کم ہے - اے حص

[illegible]

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

***

نیوگ کرواور چین اڑاؤ

ناظرین الحکم کو معلوم ہے کہ ایک ہندو لڑکی کی سرگذشت اخبار ستکاری سے لیکر پیسے شائع کی تھی جس میں وہ بیچاری مصیبت کی ماری اپنے شوہر کے ہاتھ سے نالاں تھی اور آریہ سماج سے اسکا علاج پوچھتی تھی۔ اسپر تاعد اشخاص نے مختلف رائیں لکھیں۔ بعض نوجوان سماجیوں کے منہ میں پانی بھر آیا اور انہوں نے دھڑا دھڑ بیاہ کی درخواستیں بھیجنی شروع کردیں۔ آریہ درپن نے انوکھی رائے دی کہ اس لڑکی کی باوجود شوہر ہونے کے دوسری شادی ہوسکتی ہے کیا خوب! اب شانتی دھرم گزٹ سے معلوم ہوا ہے کہ آریہ ہنسر بریلی میں کسی امیر چند صاحب نے مندرجہ ذیل رائے دی ہے "جبکہ خاوند نے شادی کے پرن کو بوجہ جاہل ہونے کے توڑ دیا ہے تو جہانتک مناسب ہے اسکا دوسرا بواہ ہونا لازم ہے مگر قانوناً خاوند کی حیات میں دوسرا بواہ نہیں ہو سکتا اسلیئے اس لڑکی کو یہ لازم ہے کہ جبکہ نیوگ ایک پاک رسم ہے تو نیوگ سے سنتان اتپنی کرے"۔ بس اب کیا ہے چلو چھٹی ہوئی۔ کہانے کو ہو نہو سال میں بچے دو دو۔ سماجیو! دوڑو! ایسا کہیں جانے نہ پائے اس پاک نسخہ کا گھر گھر جہاں ایسے بیمار پاؤ علاج اور تجربہ شروع کردو۔ ایسی رائیں پڑھکر آریہ مذہب کے لیڈروں اور دانشمندوں پر افسوس کرتا ہوں کہ وہ کیا شے ہیں کہ اس ناپاک اور ناقابل ذکر مسئلہ کو جو انکی مختلف رنگوں میں اسکی اشاعت اور ترویج کی سعی کرتے ہیں جو ان کی اخلاقی حالت پر خطرناک داغ ہے۔ ایک بیچاری دکھیاری لڑکی کی عصمت لینے کے لئے کیا کیا حیلے تراشے جاتے ہیں۔ اس لڑکی کی سرگذشت پڑھکر مجھے عظمت اسلام کا ثبوت ملتا ہے۔ جو کہ لامعلقہ رکھنے سے منع کرتا ہے۔ اور خاوند کی اصلاح نہونے کی صورت میں خلع کا نسخہ تجویز کرتا ہے۔ آریہ سماجی اسکو نیوگ کی تعلیم دیکر اپنی ہوس پوری کرنی چاہتے ہیں مگر کیا وہ نہیں جانتے کہ اگر وہ نیوگ سے حاملہ ہوگئی تو وہ حمل ناجائز قرار پاکر اسکی حفاظت سرکار کرے گی اور اس اولاد کو حقیقی باپ کی وارث ٹھہرائیگی۔ اور خاوند کو غیرت آئی تو وہ دفعہ ۴۹۷ میں نیوگ کرنے والے کو نیوگ کا مزا چکھا دیگا۔ شرم!

*

ہمارے علماء کی سادگی

معزز ہمعصر دکیل رنسطراز ہے کہ "اس امر سے تو اب کوئی مبصر انکار نہیں کرسکتا کہ مغربی علوم کی اشاعت سے جہاں ہمارے دماغ اور خیالات روشن ہوئے ہیں وہاں ہماری مذہبی حالت نہایت خطرناک ہوگئی ہے عام تعلیم یافتہ جماعت کے مذہبی خیالات میں روز بروز انقلاب ہوتا جاتا ہے اور اسلام کی اصلی حالت سے ناواقفیت انہیں اسلام سے بیدل کررہی ہے تعلیم مغربی کے لازمی اثر نے انکو بدرجہ اسباب وعلل کا عادی بنا دیا ہے کہ اسلامی معتقدات کے نقلی دلائل ان کی تشفی نہیں کرسکتے بلکہ انکے ذہن میں اسلام کی عقلی قوت کو اور ضعیف کردیتے ہیں ایسی حالت میں علماء اسلام کا یہ پہلا فرض تھا کہ اسوقت مغربی علوم کے حملوں سے اسلام کو محفوظ رکھنے کے لیئے ضرورت زمانہ کے موافق جدید آلات حرب لیکر کھڑے ہوجاتے نیا علم کلام ایجاد کرتے اور عقلی دلائل سے علمی دنیا پر ثابت کردیتے کہ دنیا میں صرف اسلام ہی ایسا سچا مذہب ہے جو علوم وفنون وتہذیب وشائستگی کا مقابلہ کرسکتا ہے اور جسکی کوئی تعلیم عقل سلیم کے خلاف نہیں ہے لیکن افسوس ہے ہمارے سادہ لوح علماء اسلام الحاد اور دہریت کے اس طوفان کو تکفیر کے فتووں سے روکنا چاہتے ہیں نتیجہ یہ کہ وہ اور ترقی کریگا اور اسلام کی طرف سے ہمارے نوتعلیم یافتوں میں بیدلی بڑہے گی"۔

میں معزز ہمعصر کی رائے سے بالکل متفق ہوں اور مجھے خوشی ہوتی ہے جب میں ایسی رائیں اس طبقہ کی طرف سے سنتا ہوں جو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے تعلق نہیں رکھتا کیونکہ اس میں اس سلسلہ کی عظمت کا روشن ثبوت ہے۔ زمانہ چلا رہا ہے کہ اسوقت ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام کی سچائی علمی رنگ میں ظاہر ہو اور موجودہ علماء کے پاس بجز تکفیر کے فتوی کے اور کچھ ہے نہیں اسلیئے لازماً یا تو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالف مسلمانوں کو یہ ماننا پڑیگا کہ اسلام مردہ اور بے برکت مذہب ہے اور میرا یقین ہے کہ ہرگز نہیں کیونکہ اسلام ہی ایک مذہب ہے جو ہمیشہ زندہ اور بابرکت ہے اور یا پھر انکو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں آکر پناہ لینا پڑیگا جو روز روشن کیطرح اسلامی بعد الفتوں کا فلسفہ زندہ تائیدات سے ثابت کررہا ہے۔ بہرحال مسلمانوں میں علماء زمانہ کی کم بینی اور انکے موجودہ طریق کا خطرناک تسلیم کیا جانا ہی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی سچائی کا ثابت کرنے والا امر ہے۔ وللہ الحمد۔

آریہ سماج کے بانی کی ولدیت اور جائے پیدائش کی نسبت فرضی بیانات

مسٹر دیورتن جو دہرم سماج لاہور کے سکرٹری ہیں اور اب ایک نئے نکلنے والے جیون تت اخبار کے ایڈیٹر ہیں مندرجہ حاشیہ عنوان سے اپنے اخبار میں ذیل کا دلچسپ مضمون شائع کرتے ہیں۔

اخبار ٹری بیون مورخہ ۲۲ - اکتوبر ۱۹۱۰ء و دیگر بعض مشہور اخبارات میں مندرجہ ذیل تحریر مشتہر ہوئی ہے کہ جو اپنے مطلب کو آپ بخوبی ظاہر کرتی ہے:-

ہمیں کامل یقین ہے کہ مندرجہ ذیل چٹھی پنجاب بھر میں نہایت دلچسپی کے ساتھ پڑھی جاویگی۔

جناب من!

میں ریاست موردی علاقہ کاٹھیاواڑ سے ابھی دورہ کرکے واپس آرہا ہوں۔ جہاں کہ میں صرف اس مقصد کے لئے گیا تھا کہ آریہ سماج کے بانی مشہور پنڈت دیانند سرستی صاحب کی جنم بھومی کو خود جاکر دیکھوں اور اون کی بچپن کی زندگی اور دیگر حالات کا بذات خود مطالعہ کروں۔ یہ ایک مشہور بات ہے کہ مرحوم سوامی صاحب اپنی حین حیات میں اپنے والدین اور جائے پیدائش کا ٹھیک پتہ بتانے سے ہمیشہ گریز کرتے رہتے تھے۔ لیکن اونکے بجائی پیروؤں نے خاص شہر موردی کو کہ جو اسی نام کی ریاست کا دارالخلافہ ہے اون کی جائے پیدائش قرار دیا ہے اور اُن کے باپ کا نام پنڈت انبا شنکر اور دیا ظاہر کیا ہے۔ بعض اون کی ماتا اور بہن کا نام بھی بتاتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں مرحوم سوامی کے پتا ریاست موردی میں فلاں اعلیٰ عہدہ پر ملازم تھے۔ سوامی صاحب مرحوم نے بھی اپنے والد کے سرکاری عہدہ پر متعین ہونے کا کچھ ذکر کیا ہے ان سب حالات کو اپنے دماغ میں رکھکر میں موردی کو روانہ ہوا یہاں پر خوش قسمتی سے مجھے ایک ایسے بزرگ شاستری کے ہاں مہمان ہونے کا موقع ملگیا کہ جنکا نام کاٹھیاواڑ بھر میں ساتھ لیا جاتا ہے۔ میری مراد مسٹر پنڈت شنکر لال شاستری صاحب سے ہے کہ جو اس قسم کے معاملات کے متعلق موردی میں سب سے زیادہ باخبر سمجھے جاتے ہیں۔ مذکورہ بالا معاملہ کے متعلق اون سے دریافت کرنے کے علاوہ میں نے اس شہر کے تقریباً سب کوچوں میں پنڈت دیانند صاحب کی ولادت گاہ کی تلاش کی وہاں کے بیسیوں بوڑھوں اور بڑی عمر کے لوگوں سے دریافت کیا۔ اودیچ برہمنوں کے پاٹیل یعنی سرپنچوں سے سوالات کئے۔ اور ریاست کے تقریباً سب بڑے بڑے عہدہ داروں سے ذاتی طور پر ملا۔ لیکن وہ سب کے سب اس جواب میں ہم زبان تھے کہ یہاں موردی شہر میں گذشتہ صدی کے اندر پنڈت انبا شنکر اور اون کے مشہور بیٹے کے نام ونشان کا کوئی شخص نہیں ہوا۔ مسٹر مرار جی منگل جی پانڈیا کہ جو آجکل دیوان ریاست کے عہدہ پر سرفراز ہیں اور خود بھی گذشتہ کئی سالوں سے اس معاملہ کی تحقیقات میں دلچسپی لیتے رہے ہیں۔ اور اس سے پیشتر کئی صاحبوں مثل مرحوم پنڈت لیکھرام اور مسٹر ٹھاکر جی۔ ایس ٹکر جی وغیرہ کی درخواست پر سوامی صاحب کے خاندانی حالات معلوم کرنے کے لیئے کوشش کرتے رہے ہیں یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ مرحوم سوامی صاحب کی جائے پیدائش اور ولدیت کا آج تک کوئی ٹھیک پتہ نہیں ملا۔ میری درخواست پر انہوں نے ریاست کے گذشتہ سو سال کے سرکاری کاغذات کی پڑتال کے بعد اپنا یہ قطعی یقین ظاہر کیا کہ پنڈت دیانند سرستی صاحب کے پتا کی نسبت جو کچھ ظاہر کیا جاتا ہے۔ اس قسم کا کوئی اودیچ برہمن گذشتہ صدی کے اندر ریاست میں کسی ایسے عہدہ پر متعین نہیں ہوا۔ اور نہ ہی ریاست موردی میں کوئی اودیچ برہمن کسی بڑی جائداد کا مالک ہوا ہے!! اس لئے مرحوم پنڈت دیانند سرستی صاحب کی سوانح عمریاں لکھنے والے صاحبان کی خدمت میں دلی جوش کے ساتھ میری درخواست ہے کہ وہ صحیح واقعات کی بنا پر اپنے

بیانات کی صداقت کو ثابت کریں اور اس ضروری سوال پر صحیح روشنی ڈالیں۔

مقام احمد آباد - (گجرات) ۱۶ - اکتوبر ۱۹۲۰ء } آپ کا دعویٰ دیورتن "

اس تحریر میں کچھ حصے ہم نے جلی کر دئے ہیں۔ دو ماہ سے زیادہ عرصہ اس خط کو مشتہر ہوئے گذر گیا ہے - اس عرصہ میں نہ صرف یہ کہ پنڈت دیانند صاحب کے مورخوں میں سے کسی نے مذکورہ بالا تحریر کی تردید نہیں کی - بلکہ آریہ سماج کے دونوں فریقوں کے اپنے اخبارات یعنی آریہ پترکا اور آریہ مسافر نے یہ تسلیم کیا ہے کہ واقعی اب تک اون کی سماج کے بانی کی ولدیت اور مقام پیدائش کا ٹھیک سراغ نہیں ملا۔ ایسی حالت میں مذکورہ بالا سوانح عمریاں لکھنے والے صاحبان کا سچے واقعات کی بجائے تاریخ کے نام سے فرضی کہانیاں گھڑنا اور تاریخ کو سچے واقعات پر مبنی بیان کے مرتبے سے گرا کر ناول کی سطح پر پہنچا دینا کس قدر افسوس ناک حرکت ہے اوس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے اور ہمیں افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ان سوانح عمریوں میں صرف ایک اسی معاملہ کے بارے میں غلط بیانات مشتہر نہیں کئے گئے بلکہ ہماری ذاتی تحقیقات ہمیں یہ بتاتی ہے کہ اس قسم کی غلط بیانی کی اور بھی کتنی ہی مثالیں ان سوانح عمریوں کے اندر موجود ہیں۔ ہمیں اور بھی زیادہ افسوس اور دکھ ہوتا ہے جبکہ ہم معلوم کرتے ہیں کہ آریہ سماج کی بنیاد ڈالنے کے ساتھ ساتھ سوامی صاحب نے تاریخ کے نام سے [illegible] بیانیوں کی بنیاد بھی اپنے ہی ہاتھ سے ڈالی ہے اور اون کے پیرو [illegible] صرف اونکی مثال کی پیروی کی جا رہی ہے - لیکن کیا یہ غلط بیہودہ ہونے [illegible] افسوس ناک نہیں ہے کہ کیا اپنے کسی بزرگ کا ایک فرضی باپ گھڑ [illegible] ہمارے خیال میں تو اس سے بڑھ کر آریہ لوگ" اپنے سوامی کی کوئی [illegible] نہیں کر سکتے تھے کہ کسی غیر مقام کے فرضی شخص کو اونکا باپ قرار دیں!! لیکن انسانی [illegible] کے طوق میں اگر اور سچائی اور انصاف کا کوئی پیار نہ رکھا [illegible] کیا [illegible] نہیں کیں؟

جدید ایجادیں اور تحقیقاتیں

الحکم میں یہ نیا کالم اس سال میں رکھنے کی انشاء اللہ العزیز کوشش کرونگا - اور میری غرض اس سے صرف اتنی ہے کہ قرآن کریم کی اس عظیم الشان پیشگوئی کا لطف بھی ناظرین اٹھائے رہیں جو اخرجت الارض اثقالھا کے جامع الفاظ میں کیگئی ہے ۔ اور جو میرے سید و مولیٰ آقا و مقتدا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی زبردست دلیل ہے (ایڈیٹر)

ایک اطالین ہے جسکا نام ہیو ہے ایک آلہ ایجاد کیا ہے جس سے سمندر کی تہ کی چیزیں صاف نظر آجاتی ہے اگرچہ سمندر کتنا ہی گہرا کیوں نہ ہو - غالباً اس زمانہ میں یہ نئی ایجاد بہت ہی مفید اور اہم ثابت ہوگی صدہا جہاز سمندر میں ڈوبے پڑے ہیں اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہیں اب وہ سب دیکھ لئے جاوینگے اور سمندر میں جو اور بھی ذخائر اور خزائن ہیں وہ بھی معلوم ہو سکیں گے اور سب سے بڑا فایدہ یہ ہوگا کہ اخرجت الارض اثقالھا کی پیشگوئی پورا ہونے پر ایک خاص رنگ چڑھ جائیگا اور قرآن کریم کی صداقت کا سکہ بیٹھیگا - اسی موجد نے ایک اور آلہ بھی نکالا ہے جس کے ذریعہ سمندر میں ڈوبی ہوئی چیزیں بآسانی نکل آتی ہیں۔

اسٹغین نامی لنڈن کے ایک نامی ڈاکٹر نے جو آنکھ کے علاج میں ید طولیٰ رکھتا ہے عدسہ نگاہ کے کمزور پڑ جانے کا علاج نکالکر دنیا کو عینک وغیرہ عینکوں کے استعمال سے بالکل مستغنی کر دیا ہے اور علاج بھی ایسا کہ مریض کو بالکل تکلیف نہیں ہوتی اور چند ہی روز کے علاج میں آنکھ کمزوری سے بری ہو جاتی ہے۔ یہ ڈاکٹر دوا وغیرہ سے مطلق کام نہیں لیتا - بلکہ اپنے ہاتھ سے آنکھ کو ذرا ادھر ادھر دبا دیتا ہے۔ اسوقت تک وہ بہت سے [illegible] کی آنکھیں درست کر چکا ہے۔

تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ اگر گہری [illegible] میں [illegible] جاوے تو سب سے کر کرہ ابر یا پارہ برف بن جاتا ہے اور یہی اثر برقی قوت دہوئیں اور بخارات میں بھی کرتی ہے یعنے تمام دہواں یا بخارات برقی تار پر آکر جم جاتے ہیں۔ محقق کا یہی دعویٰ ہے کہ برقی قوت کے ذریعہ سے موسم کو بھی بدلا سکتا ہے یعنے اگر مطلع صاف ہو تو ابر پیدا ہو کر برس سکتا ہے یا اگر مینہ برس رہا ہو یا ابر ہو رہا ہو تو وہ کھل سکتا ہے۔ (الحکم۔ اور دجال کے [illegible] ہوں گے)

اسلامی دنیا

افریقہ میں جہاں جہاں جرمن کی نو آبادیاں ہیں انہیں جرمنی تعلیم اور نصرانیت اختیار کرنے پر زور دیا جاتا ہے اور چونکہ عرب باوجود اپنی جہالت کے اسلام اور احکام مذہبی کے سخت پابند ہیں اسلئے ان کے مقابلہ میں اصلی باشندوں کی حمایت کرکے نزاع و فساد کا ہنگامہ گرم کیا جاتا ہے تاکہ مسلمان کمزور ہوں اور پھر انہیں جبراً عیسائی بنایا جاوے۔ جرمنی کا باوجود ادعائے آزادی روا یہ سخت پالیسی اختیار کرنا نہایت ہی قابل شرم امر ہے تعجب کا مقام ہے کہ جرمنی اس مذہب کو تسلیم کرانا چاہتا ہے جسمیں ایک گال پر تھپڑ کھاکر دوسرا بھی پھیر دینے کا حکم ہے۔ اور اسطرح جبر اپنی عملی طاقت کے بُرے نمونے کو پیش کرکے لوگوں کے ایمان چھینتا ہے ایک مدعی تہذیب سلطنت کی اس پولیسی پر جسقدر اظہار ناپسندیدگی کیا جاوے وہ تھوڑا ہے۔ اے مسلمانان ہند! کیا اب بھی تم سجدات شکر بجا نہ لاؤگے کہ خدا تعالیٰ نے تمہیں ایسی سلطنت کے ماتحت رکھا ہے جو باوجود عیسائی ہونیکے تمہیں تمہارے مذہبی فرائض میں پوری آزادی عطا کرتی ہے اور کوئی جبر عیسائیت کے قبول کرنے کیلئے نہیں کیا جاتا - اے رحیم و کریم مولیٰ! اگر افریقہ کی نو آبادیوں پر مسلمانوں کا قابض ہونا تیرے ارادہ میں نہیں ہے تو گورنمنٹ انگلشیہ ہی کو ان [illegible] ہے تاکہ وہ تیرے نام کی تقدیس کر سکیں اور تیری توحید کی راہ میں روک کا [illegible] آمین۔

مذہبی توہین | معزز ہمعصر وکیل نے گورنمنٹ اور سررشتہ تعلیم کے افسروں کی توجہ کو ایک ضروری امر کیطرف منعطف کرانا چاہا ہے جس کیلئے مسلمانوں کو اخبار مذکور کا نہایت شکرگذار ہونا چاہیے۔ اگرچہ میں امید کرتا ہوں کہ سررشتہ تعلیم پنجاب کا بلند خیال ڈائرکٹر مع اس سوال پر نظر کریگا تاہم مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ خاموش نہ رہیں۔ اخبار مذکور لکھتا ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے سررشتہ تعلیم کو سخت ہدایت ہے کہ کسی درسی کتاب میں کسی مذہب و ملت کے خلاف توہین یا ہتک آمیز الفاظ ہرگز نہ ہونے چاہئیں ہم خوش ہیں کہ اکثر کتب درسیہ میں اسبات کا لحاظ رکھا گیا ہے مگر ساتھ ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہسٹری آف جاگرفی میں جو انسپکٹر [illegible] کلاسوں میں پڑھائی جاتی ہے اس امر کو مد نظر نہیں رکھا گیا چنانچہ اس کے تیئیسویں

ایڈیشن صفحہ ۴۸ سطر ۱۷ و ۱۸ میں لکھا ہے "دین محمدی کی بنا قرآن پر ہے جس کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے توریت و انجیل سے اخذ کرکے مرتب کیا تھا" ہم نہیں سمجھ سکتے اس سے بڑھکر ایک برگزیدہ اور پاک مذہب کی کیا توہین ہو سکتی ہے اس کتاب میں اسلامی ممالک کے حالات لکھتے ہوئے نہایت مکروہ اور گندے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں ہمیں حیرت ہے کہ گورنمنٹ کی تاکیدی ہدایت کے خلاف سررشتہ تعلیم نے کیوں ابتک اس نقص کی اصلاح نہیں کی اس کتاب کے بعض فقرات اور الفاظ مسلمانوں کا سخت دل دکھانیوالے اور بچوں میں مذہب اسلام کی حقیقت کے متعلق سخت بد دلی پیدا کرنیوالے ہیں اسلامی انجمنوں کو چاہیے کہ وہ اس معاملہ کے متعلق خصوصیت سے نوٹس لیں اور سررشتہ تعلیم اور گورنمنٹ کے حضور اسکی اصلاح کیلئے کوشش کریں"

قدیمی نسخہ قرآن مجید | معزز ہمعصر زمیندار رقمطراز ہے کہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسلمین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا دستخطی قرآن شریف روس میں موجود ہے عنقریب وہاں اسکی پچاس نقلیں بذریعہ عکس شائع ہونیوالی ہیں تمام سلاطین اسلام کو یہ نقلیں ہدیۃً روانہ ہونگی خصوصاً سلطان روم - شاہ فارس - امیر بخارا - خان خیوا - خدیو مصر - سلطان مراکو اور امیر افغانستان کو ایک ایک جلد بھیجی جاویگی صرف ۲۵ جلدیں قیمتاً فروخت ہونگی اور ہر ایک جلد کی قیمت پچاس پونڈ یعنے ساڑھے سات سو روپیہ ہوگی

حضرت حکیم الامت کے سننے والے آمین

شیخ عبدالحی صاحب عرب نے ایک کتاب مسمی بہ سلاسل الفضائل - رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل میں لکھی ہے - عمدہ کتاب ہے - اس کی قیمت مصنف نے چھ آنہ مقرر کی تھی مگر چونکہ شیخ صاحب بہت مقروض ہوگئے ہیں اس لئے اب وہ اس کتاب کو اصل قیمت پر میری معرفت فروخت کرنا چاہتے ہیں - اصل لاگت اس کی چار آنے ہے پس ہمارے احباب ہر ایک شہر میں جہاں تک ممکن ہو اسکی اصل قیمت پر خرید فرمائیں تو بہتر ہوگا کیونکہ ایک مسافر کی دستگیری ہے اور میرے نزدیک احباب کیلئے عمدہ موقع اعانت کا ہے اور کتاب بھی غنیمت ہے۔

والسلام - نورالدین۔

(مہرالدین م)

www.aaiil.org

مقدمہ حضرت اقدس مین عدالت اپیل کا فیصلہ

ذیل مین عالیجناب سشن جج صاحب بہادر کے انگریزی فیصلہ کا معتد بہ اردو ترجمہ شایع کرتا ہون جو امید ہے نہایت خوشی اور خصوصیت سے پڑہا جاوے گا۔

یہہ خدا تعالے کا احسان اور انعام ہے جو احمدی قوم پر خصوصًا اور طالبان حق کیلئے عمومًا ہوا ہے۔ امید ہے کہ الحکم کے ناظرین اسکو غور اور فکر سے پڑہیں گے۔ ایڈیٹر۔

نقل ترجمہ چٹہہ انگریزی بہ اجلاس مسٹر اے ای ہری صاحب بہادر سیشن جج قسمت امرتسر مقام امرتسر واقعہ ۷ - ماہ جنوری ۱۹۰۵ء

نمبر مقدمہ اپیل فوجداری - تاریخ دایرہ اپیل فوجداری ۴۲۶ بابت ۱۹۰۴ء - ۵ ماہ نومبر ۱۹۰۴ء

تاریخ فیصلہ اپیل فوجداری
۷ ماہ جنوری ۱۹۰۵ء

مرزا غلام احمد قادیانی تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور ملزم اپیلانٹ

بنام

سرکار قیصر ہند ریسپانڈنٹ

اپیل بدخل خواجہ کمال الدین وکیل عدالت عالیہ چیف کورٹ پنجاب بتاریخ ۵ - ماہ نومبر ۱۹۰۴ء اپیل بہ ناراضی حکم لالہ آتما رام صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہ اختیارات مجسٹریٹ درجہ اول ضلع گورداسپور مورخہ ۸ ماہ اکتوبر ۱۹۰۴ء دربارہ دینے سزا اصلی ضمنا ۵۰۰ روپیہ جرمانہ ورنہ چھ ماہ قید زیر دفعہ ۵۰۰ مجموعہ تعزیرات ہند۔

بہ حاضری مسٹر بیجی صاحب ایڈوکیٹ و مسٹر کمال الدین وکیل از جانب اپیلانٹ و مولوی کرم دین اصالتًا پیش ہوا - سرکار کی طرف سے کوئی حاضر نہیں ہے

فیصلہ عدالت

مجسٹریٹ صاحب نے واقعات مقدمہ بہ خوبی طور پر اپنے فیصلہ مین ظاہر کئے ہین اور اون کو مکرر بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے - اونہون نے مرزا غلام احمد ملزم پر اثبات جرم زیر دفعہ ۵۰۰ و حکیم فضل دین ملزم پر زیر دفعات ۵۰۱ و ۵۰۲ تعزیرات ہند قایم کیا ہے - اونہون نے علیحدہ علیحدہ اپیل ۴۲۶ و ۴۲۵ داخل کی ہین اور دونو کا فیصلہ یکجا ہو سکتا ہے - ہم تسلیم کرتے ہین کہ صفحات ۱۲۹ و ۱۳۰ کتاب مواہب الرحمان کے جسکو ملزم ۱ نے تصنیف کیا اور ملزم ۲ نے شایع کیا فی نفسہ مزیل حیثیت عرفی ہین اور ہم اس امر کو بہی تسلیم کرتے ہیں کہ الفاظ لئیم اور بہتان اور کذاب جن کی بابت استغاثہ کیا گیا ہے برے معنون مین استعمال کئے گئے ہین اور اون سے بڑی بہاری اخلاقی کمزوری ظاہر ہوتی ہے - ساتہہ ہی ہم یہہ خیال کرتے ہین کہ ملزمان مستحق بریت کے تہے - ملزمان کا اہم عذر یہ تہا کہ مستغیث ان ملامت آمیز الفاظ کا بہ وجہ مضمون مندرجہ سراج الاخبار مورخہ ۶ و ۱۳ - اکتوبر کے مستحق تہا - مجسٹریٹ صاحب نے یہہ ثابت کرنے کے لیے بہت کوشش کی ہے کہ ہتک آمیز مضمون کا ان آرٹیکلون سے کوئی تعلق نہیں - اس بارہ میں ہم مجسٹریٹ صاحب کے نتیجہ کو تسلیم کرنے کی کوئی وجہ نہیں دیکہتے - مستغیث نے بیان کیا ہے کہ اوس کی ازالہ حیثیت عرفی کی گئی ہے - ملزمان کے پاس ایسی شہادت موجود ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مستغیث کی کوئی ایسی حیثیت نہین ہے جس کا ازالہ ہوا - ہم کو اس شہادت کا رد کرنا بالکل ناممکن معلوم ہوتا ہے جیسا کہ مجسٹریٹ صاحب نے کیا ہے کیونکہ بظاہر اوس سے جرم بہت خفیف ہو جاتا ہے خواہ ملزمان یہ ثابت نہ کر سکتے کہ اونہون نے یہ کارروائی نیک نیتی سے کی یا کہ اتہام افادہ عام کے واسطے لگایا گیا تہا - ہم یہانتک بہی کہنے کو تیار ہین کہ اگر ملزمان کو اوسوقت جبکہ اونہون نے اتہام لگایا اس ثبوت کا علم نہ بہی ہوتا کہ وہ اتہام صحیح تہا اور بعد ازان اون کو اس امر کا علم ہوا ہو تو بہی وہ اپنے جرم کو خفیف بنانے کے واسطے اوس ثبوت کو پیش کرنے کے مجاز تہے - مقدمہ ہذا مین ہم نہیں کہہ سکتے - کہ سراج الاخبار کے مضمون کا ملزمان کی کتاب سے کوئی تعلق نہیں ہے کتاب مذکور کے صفحات ۱۲۹ و ۱۳۰ پر کسی جگہ کوئی ایما نہیں ہے کہ مستغیث بہ وجہ دروغ گو اور بہتان باندہنے والا اور کمینہ شخص ہے کہ اوس نے فوجداری استغاثہ کیا یا وہ کریگا بلکہ یہ مذکور ہے کہ ایک کمینہ شخص اور بہتان باندہنے والے شخص کے وجود کی بذریعہ الہام اطلاع ہوئی ہے اور کہ وہ چاہتا ہے وغیرہ وغیرہ - اگر مستغیث محض نالش فوجداری کرنے کی وجہ سے - کمینہ وغیرہ خیال کیا گیا ہوتا تو الفاظ مثلاً جہوٹے استغاثہ کرنے والا اپنی قسم کو توڑنے والا یا جہوٹے گواہان پیش کرنے والا کی ہر ایک کو توقع ہو سکتی تہی اور جو صرف متعلق جوڈیشل کارروائی کے سمجہے جا سکتے - بے شک اگر ملزمان نے ایسے الفاظ استعمال کئے ہوتے تو اون کی طرف سے اپنے طریق عمل کے جواز کے لیے دیگر اقسام کی اخلاقی لغزشوں کا پیش کرنا کافی نہ ہوتا مگر چونکہ صفحات ۱۲۹ و ۱۳۰ پر الفاظ محض عام معنوں میں استعمال کئے گئے ہیں اسواسطے ملزمان کا پورا پورا حق ہے کہ ان الفاظ کی تشریح کے لئے وہ مضمون سراج الاخبار کیطرف توجہہ دلائین اس مین کچہہ شک نہین کہ فوجداری نالش ہونے کیوجہ سے ملزمان کو اپنا دبا ہوا غصہ مستغیث پر نکالنے کا موقع ملا - تاہم یہ ضروری نہین ہے کہ ملامت آمیز الفاظ آرٹیکلون کے باقاعدہ جواب مین استعمال کئے جانے چاہیئے تہے بلکہ یہی کافی ہے اگر عدالت مین گہسیٹے جانے پر ہر دو ملزمان کو اپنا غصہ نکالنے کے وقت پر اپنے حریف کو ان ہتک آمیز الفاظ سے جو کہ استعمال کئے گئے ہین نامزد کرنے کی کافی وجہ تہی - ہماری دانست مین اسپر یقین کرنا ناممکن تہا کہ ملزم نمبر ۱ کو مستغیث کا عمل جو کہ سخت رد و بدل سے ظاہر ہوا مد نظر نہ تہا -

خطوط جو تین ماہ یا کچہہ عرصہ پیشتر شایع کئے گئے جن سے مرزا کے دعاوٰی کا مضحکہ اڑایا گیا ایک نہایت ہی رنج دہ اور شدید حملہ تہے جو کہ کبہی مستغیث کی طرف سے پہلے نہیں ہوا تہا اور چونکہ آرٹیکلوں کی تردید نہیں کی گئی ہے اور وہ مستغیث کے نام پر تہے اس لئے عوام الناس اور ہر دو ملزمان نے طبعًا مستغیث کے آرٹیکل خیال کئے -

پس ہم مجسٹریٹ صاحب سے بالکل اختلاف کرتے ہین اور قرار دیتے ہین کہ ہر دو ملزمان ان الفاظ کے جواز ثابت کرنے کے لئے جو اون کی کتاب کے صفحات نمبر ۱۲۹ و نمبر ۱۳۰ پر استعمال کئے گئے ہین ۶ و ۱۳ - اکتوبر ۱۹۰۲ء کے آرٹیکلون کے حوالہ دینے کے سراسر مستحق ہین - آرٹیکلون کی بابت یہہ کہدینا کافی ہے کہ اون سے ایک دانستہ منصوبہ چالبازی اور خلاف بیانی اور جعل سازی کا ظاہر ہوتا ہے جن پر بے حیائی سے ایک عام اخبار کی سطرون مین دنیا کو سامنے فخر کیا گیا ہے - ہم خیال نہیں کرتے ہین کہ ان آرٹیکلوں کا نویسندہ عدالتون سے کسی مدد حاصل کرنے کا مستحق ہے اگر اون اشخاص نے جن کا ان خطوط سے مضحکہ اڑایا گیا رنج اور غصہ مین الفاظ لئیم (کمینہ) یا بہتان یا کذاب (بڑا دروغ گو) استعمال کئے ہین - ہم اسبات کے سمجہنے سے قاصر ہیں کہ کس طرح صاحب مجسٹریٹ نے یہہ قرار دینے کے بعد کہ مستغیث نے ہی یہہ آرٹیکل لکہے اور فی الواقع اسی بنا پر اوس پر ایک اور مقدمہ مین اثبات جرم قایم کیا آرٹیکلوں کی طرز تحریر پر غور نہیں کی جن سے بہت ادنٰے درجہ کے اخلاق ظاہر ہوتے ہیں - خواہ ملزمان اوس وقت باقاعدہ طور پر آرٹیکلوں کا جواب دے رہے تہے یا نہ دے رہے تہے تاہم حیثیت مستغیث کا موازنہ کرنے مین آرٹیکلوں کو نظر انداز کرنا ناممکن ہے اور ہمارے خیال مین ہتک آمیز الفاظ کا استعمال یہانتک درست تہا کہ ہم مستغیث کی مدد نہ کرتے اگر الفاظ مذکور کسی قدر اوس سے بڑہ کر بھی ہوتے - جبکہ بقول صاحب مجسٹریٹ فریقین ایک دوسرے کے جانی دشمن تہے تو اوس صورت مین الفاظ کی باریک کی بینی کے درپے نہین ہونا چاہیئے - دوسرا امر یہہ ہے کہ کیا مستغیث نے آرٹیکل لکہے - مجسٹریٹ صاحب نے قرار دیا ہے کہ اوسی نے لکہے تہے مستغیث پر اثبات جرم آرٹیکل لکہنے کی بناء پر قایم کیا گیا ہے اور اوس نے ابتک اثبات جرم کی تنسیخ کے لئے (جس کو قریبًا سہ ماہ گذر چکے ہیں) کوئی کارروائی نہین کی -

آرٹیکلوں پر ملزم کا نام بطور نویسندہ درج ہے اوس نے تسلیم کیا ہے کہ مین اکثر اوقات سراج الاخبار مین نامہ نگاری کرتا رہا ہون - آرٹیکل اڈیٹر نے شایع کئے تہے اور اوس نے اون کو مستغیث کے آرٹیکل باور کیا تہا - مستغیث نے اون کی تردید کے بارہ مین یا اون کے نویسندہ ہونے سے انکار کرنے کی بابت کبہی کوئی تحریر اخبار مین نہین بہیجی - اندرونی شہادت سے دلالت ہوتی ہے کہ سوائے مستغیث کے کسی اور نے ان آرٹیکلو کو تحریر نہیں کیا - بے شک مرزا کا کوئی مرید ایسا کام نہین کر سکتا - نویسندہ اپنی چالاکی پر نہایت خوش معلوم ہوتا ہے اور غالبًا اس کارروائی کی عزت کسی اور کو دینا پسند نہین کرتا - مستغیث نے اس تحریر کو جو اوس کی بیان کی جاتی ہے شناخت کرنے مین اس قدر ٹال مٹول کیا ہے کہ ہم اوسپر کوئی اعتبار نہیں رکہہ سکتے - ۱۶ - جولائی ۱۹۰۳ء کو رائے چندولعل کے روبرو یقینًا بیان نہین کر سکا کہ آیا آرٹیکل مورخہ ۱۶ - اکتوبر ۱۹۰۲ء اوس نے لکہا تہا اور دیگر دستاویزات کی بابت بہی یہی بیان کیا - سوالات جرح مین اوس نے ۱۳ - نومبر ۱۹۰۳ء کو تسلیم کیا تہا کہ فضل دین نے اوس سے کتب مانگی تہین اور اوس نے اوس کے کہنے کی تعمیل کردی تہی اور وہ اوس کے قبضہ میں تہیں -

فی الحقیقت اس امر پر شک کرنا قریبًا ناممکن ہے کہ واقعات مندرجہ آرٹیکل مورخہ ۶ و ۱۳ - اکتوبر ۱۹۰۲ء سے مستغیث کا تعلق ظاہر ہوتا ہے - اسواسطے ہمارا اتفاق دیگر عدالتہائے

[illegible] مستغیث بھی ۶ - ۳ - ۱ اور [illegible] مضامین مندرجہ سراج الاخبار کا [illegible] ہمارے خیال میں آخر پر [illegible] نہیں ہو سکتا کہ یہہ قرار دیا جاوے [illegible] ملزمان نے نیک نیتی سے کارروائی کی۔

مرزا کے مذہبی دعاوی کا سوال ایک پبلک دلچسپی کا سوال تھا۔ ہر ایک شخص کو مرزا کی حیثیت کا اندازہ مرزا کے اپنے خیال کے مطابق لگانا چاہیئے۔ بے شک وہ اپنے آپ کو ایک طرح سے ملہم یا مجدد کرتا ہے اور اپنے مریدوں اور عوام الناس کے واسطے وہ اون الہامات کی تردید کرنا جو خود اوس کے اور اوس کی مذہبی حیثیت اور اعتقادات کے برخلاف لگائے جاویں اپنا فرض سمجھتا ہے اگر کسی شخص کو ایسے مذہبی مباحثوں میں بہت کم دلچسپی ہو تو بھی ہر ایک کو خیال کرنا چاہیئے۔ کہ اون اشخاص کے لئے جو اون اصولوں کے پیرو ہیں وہ بہت وقعت رکھتے ہیں۔ ہم قرار دیتے ہیں کہ ملزم نمبر ۱ جہاں تک اس معاملہ کا اوس کی ذات سے تعلق تھا اوس کے جواب میں اس امر کا بالکل مستحق تھا کہ وہ مستغیث پر ایسا اتہام لگانا جس کو ہم فی الواقع راست قرار دیتے ہیں اور جو کہ مستغیث کے خود اپنے عمل سے بھی ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے۔ تاکہ عوام الناس اس امر کا اندازہ لگا سکیں کہ مستغیث کے فعل اور قول کی کیا وقعت ہونی چاہیئے۔

اگر ملزم مستغیث کے سراج الاخبار کے مضامین کو تسلیم کر لیتا تو اوس کی مذہبی حیثیت خطرہ میں پڑ جاتی اور اگرچہ جہلم میں مقدمات قانونی ہونے کے موقعہ پر مستغیث پر حملہ کرنے کی نسبت کوئی اور بہتر اور زیادہ تر معقول طریق مضامین کی تردید کرنے کا ملزم کو مل سکتا تھا مگر پھر بھی ملزم کسی خاص طریقہ یا وقت یا جگہ کا پابند نہیں کیا جا سکتا۔ اور بیشک وہ علانیہ بمقام جہلم حملہ کرنے میں جس جگہ کھلے طور پر اوس کا مضحکہ اڑایا گیا تھا درستی پر تھا یہہ دیکھکر کہ کس طرح سے عدالت نے بالاتفاق قرار دیا ہے کہ مستغیث نے ہی وہ آرٹیکل لکھے تھے۔ یہہ اغلب نہیں ہے کہ فی الحقیقت ملزمان کو اس معاملہ کی بابتہ علم نہ ہوا ہو خواہ کبھی تھوڑے عرصہ کے واسطے کوئی شک اون کے دل میں پیدا بھی ہوا ہو۔

پس ہم قرار دیتے ہیں کہ ملزمان کی حفاظت استثناء نمبر ۱ اور نیز استثناء نمبر ۶ دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند سے ہوتی ہے۔ بہت ہی افسوس ہے کہ ایسے مقدمہ میں جو کارروائی کے ابتدائی مرحلہ پر ہی خارج کیا جانا چاہیئے تھا اس قدر وقت ضایع کیا گیا ہے لہذا ہر دو ملزمان مرزا غلام احمد و حکیم فضل دین بری کئے جاتے ہیں۔ اون کا جرمانہ واپس دیا جاوے گا۔ المرقوم ۷ - جنوری ۱۹۰۵ء

دستخط مسٹر اے ای ھری صاحب بہادر سیشن جج امرتسر بہ حروف انگریزی

ترجمہ صحیح ہے
دستخط دیوان چند مترجم محکمہ صاحب سیشن جج امرتسر بہ حروف انگریزی۔

نماز کی حقیقت

گزشتہ چند اشاعتوں سے میں مندرجہ بالا عنوان کتاب کا اشتہار دے رہا ہوں اور آج میں بڑی خوشی کے ساتھ ظاہر کرتا ہوں کہ خدا تعالےٰ نے اس کتاب کے متعلق قوم میں غیر معمولی تحریک پیدا کی ہے اور اوسکی ضرورت اور ہمت کے متعلق عجیب عجیب خط آ رہے ہیں میں ضروری نہیں سمجھتا کہ ان سب خطوط کو درج کروں ان خطوط میں تین سے لیکر دس دس جلد تک درخواستیں آئی ہیں۔ جس سے مجھے اندازہ کرنے کا موقع ملتا ہے کہ یہ کتاب انشاء اللہ العزیز دو ہزار ہی طبع ہوگی۔ بعض احباب نے کتاب مذکورہ کے متعلق مفید مشورے بھی دئیے ہیں جو کتاب کی تکمیل اور جامعیت کیلئے ضروری ہیں۔ اور جہانتک مجھ سے ہو سکے گا اور تقاضاء وقت ہوگا میں اوس پر عملدرآمد ہونیکی سعی کرونگا انشاء اللہ العزیز۔ خوشی جو مجھے ان خطوط کو پڑھکر ہوتی ہے اسکی یہ وجہ نہیں ہے۔ کہ اس میں متعدد جلدوں کی درخواستیں ہیں اور نہ اسکی یہ وجہ ہے کہ قوم کے اکثر افراد نے میری اس محنت اور سعی کو قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے بلکہ میری خوشی کا اصل باعث یہ ہے کہ اس کتاب کے متعلق خریداری کی درخواستوں کا آنا اور قوم میں تحریک کا پایا جانا اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ خدا تعالےٰ کے برگزیدہ رسول کی قوت قدسی اپنا کام کر رہی ہے کامیاب ہو رہی ہے اگر قوم میں تزکیہ نفس اور عبادت کیلئے جوش نہ ہوتا تو ایسی کتاب کیلئے پر جوش دل کیسا تھ ہاتھ نہ بڑھاتی عبادت کا شوق پیدا ہونا ہی خدا تعالےٰ کے ماموری کی مہدویت کا ثبوت ہے۔ پس میرے لئے یہی امر ہے جو خوشی کا موجب ہوا ہے ورنہ خریداری تو دنیا میں بیہودہ سے بیہودہ کتابوں کی بھی ہو رہی ہے۔ میں ابھی کچھ اس کتاب کے متعلق کہنا نہیں چاہتا خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ یہہ کتاب اپنے رنگ اور طرز کی پہلی کتاب ہوگی۔ میں نے یہہ بھی ارادہ کیا ہے کہ اس کتاب کے ضمیمہ میں آجکل کے نو تعلیم یافتہ اور بخیال خویش مہذب پارٹی کی ان اعتراضوں پر بھی نظر کروں جو وہ نماز کے اوقات اور اسکے اپنی زبان میں پڑھنے وغیرہ کے متعلق کرتے ہیں۔ مگر یہ سب کچھہ خدا تعالےٰ کے فضل اور توفیق پر منحصر ہے۔ قیمت کے متعلق میں سردست کچھہ نہیں کہہ سکتا کیونکہ یہ کتاب کے حجم پر موقوف ہے۔

تازہ الہام۔ جو ۱۹ - جنوری ۱۹۰۵ء کو ظہر کیوقت سنایا۔

ایک چونکا دینے والی خبر

قوم میں مذہبی مذاق پیدا کرنیکی لئے میں کیا کر رہا ہوں

میں اپنی جگہ سمجھتا ہوں کہ قوم میں مذہبی اور دینی مذاق پیدا کرنے کیلئے ضروری ہے کہ ایسی تالیفات کی عام اشاعت ہو جو قوم میں پاک تحریک اور مفید و اصلاح بخش جوش پیدا کر سکیں۔ یہی نسخہ قوم کی بہتری اور بھلائی کے لئے نفع رسان سمجھا جاتا ہے قرآن کریم سے بڑھکر اور کوئی ذریعہ قوم کی اصلاح کا نہیں اور اوسی کا مذاق مختلف پیرایوں میں پیدا کرنے کی سعی کرنا ہر ایسے شخص کا فرض ہونا چاہیئے جو کچھہ بھی درد دل میں رکھتا ہو۔ یہ سچ ہے کہ ہر شخص کا کام نہیں ہے کہ اس میدان میں نکلے اور میرے جیسا محدود العلم انسان تو اور بھی معذور ہے۔ لیکن میں ہمیشہ یہ سمجھہ کر ایسے کاموں میں ہاتھہ ڈالدیا کرتا ہوں کہ اور نہیں تو دوسروں کی تحریک ہی کا باعث ہو جائیگا اور کچھہ نہ کچھہ فائدہ قوم کو پہونچ رہیگا۔ اسی بنا پر میں اپنے بعض دوسرے مددگاروں کے ساتھہ ملکر دو اور کتابیں تیار کر رہا ہوں۔

انمیں سے پہلی کتاب السیرۃ الصدیق ہے یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سوانحعمری جو ایک عربی کتاب کا ترجمہ ہے۔ اس کتاب کا ترجمہ تمام و کمال ہو چکا ہے میں اب اسپر نوٹ لکھہ رہا ہوں اسکے بعد وہ پریس میں چھپنے کو دی جاویگی۔ مشاہیر اسلام اور صحابہ کرام کی پاک لایف ہمارے لئے ایک نمونہ اور سبق ہیں اون کے پڑھنے سے دل میں جوش اور پاک تحریک پیدا ہوتی ہے۔ اسلئے میں نے اس سلسلہ کو پسند کیا ہے۔

دوسری کتاب

ایک عظیم الشان اور قابل قدر کتاب ہے جو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے جسکا نام فوز الکبیر ہے یہہ کتاب اصول تفسیر قرآن مجید میں لکھی گئی ہے اور بے نظیر کتاب ہے مسلمانوں نے جہاں قرآن کریم پر توجہ اور تدبر کرنا چھوڑ دیا ایسی کتابوں کی بھی پرواہ نہ رہی میں نے اس کتاب کو اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے اور اوس پر ایسے مفید نوٹ لکھے ہیں جو حضرت حکیم الامۃ نے ازبس پسند فرمائے ہیں اور فرمایا ہے کہ میری دیرینہ آرزو پوری ہو گئی میں اس کتاب کے ذریعہ بھی قوم میں قرآن کریم پر تدبر کا مذاق پیدا کرنا چاہتا ہوں۔ یہ دونوں کتابیں جہانتک میری ہمت اور طاقت میں ہے محنت سے تیار ہو رہی ہیں۔ ایڈیٹر الحکم

ازالۃ الوسواس۔ حضرت فاضل امروہی کے قیام میرٹھہ کے حالات کا مجموعہ علماء میرٹھہ پر اتمام حجت قیمت ۴ سکرٹری انجمن احمدیہ میرٹھہ سے ملیگی ریویو بعد میں کرونگا ایڈیٹر۔

دارالامان کا ہفتہ

۱ - اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علے الارض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت اچھی طرح ہیں۔ حضرت مسیح موعود خدا تعالےٰ کے اس جلیل القدر نشان پر ایک رسالہ لکھنے کا ارادہ فرما چکے ہیں۔

۲ - بزرگان ملت بھی خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے اچھے ہیں اور خدمت دین میں معروف ہیں۔

۳ - خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ مکان جسکا ذکر کشتی نوح میں کیا گیا تھا اور جسکا نصف حصہ بعد تقسیم جایز حضرت اقدس کے قبضہ اور ملکیت میں تھا اب نصف حصہ باقی مرزا نظام الدین صاحب اور مرزا امام الدین متوفی کے متبنیٰ مرزا گل محمد (جسکا سربراہ بھی مرزا نظام الدین ہی ہے) سے خرید لیا گیا ہے اور اب کل مکان حضرت اقدس کی ملکیت ہو گیا ہے جس میں عنقریب حضرت اقدس مہمان خانہ کی جایز ضرورتوں کے متعلق تعمیر کا کام شروع کرانیوالے ہیں جو احمدی احباب کی توجہ چاہتا ہے۔

۴ - امتحان میں جانیوالے طالب علموں کی فیس داخلہ کے متعلق قریبًا انتظام ہو گیا ہے جیسا کہ دوسرے مقام رسید زر سے معلوم ہوتا ہے۔ اس کار خیر میں حصہ لینے والوں کے لئے خدا تعالےٰ خود جزا ہو۔ آمین

۵ - ہفتہ زیر اشاعت میں بارش ہو گئی۔

جدید تالیفات

۱ - خطبات کریمیہ حصہ اول۔ جو بارہ خطبوں پر مشتمل ہے چھپکر شایع ہو گیا اور باستثنائے اون احباب کے جنہوں نے اطلاع دیدی تھی کہ انکے نام کوئی کتاب بدون تحریر نہ بھیجی جاوے دوسرے احباب کے نام روانہ کر دیا ہے اور اب صرف ایک سو جلدیں باقی ہیں۔ قیمت ۴ فی جلد علاوہ محصول۔

۲ - محامد المسیح (حصہ اول) جس میں وہ تمام اردو اشعار جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں مخلص احباب نے لکھے تھے جمع کر دئے ہیں نظم انسان کو فطرتًا دلپسند ہے اسکی صرف ... ۵ جلد طبع ہوئی تھیں اور صرف پچاس باقی ہیں۔

آئیندہ کے لئے جو احباب اپنا نام ایسی کتابوں کیلئے مستقل خریداروں

حکیم الامۃ کا وعظ سیالکوٹ میں

(۳۰ - اکتوبر بعد نماز ظہر)
(الحکم کے لئے مفتی فضل الرحمن صاحب)

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ - الآیۃ - الیٰ - اخوانا -

یہہ ایک قرآن کریم کی آیۃ ہے - اس سے میری ایک غرض ہے - آپ جانتے ہیں کہ دنیا میں لوگ مختلف خیالات کے پیدا کئے گئے ہیں کچھہ تو ایسے ہیں کہ سننا جانتے اور سننا چاہتے - کچھہ ایسے ہیں کہ بولنا ہی جانتے اور بولنا ہی چاہتے ہیں تیسرے وہ ہیں جنکو نہ بولنے کی خواہش ہے اور نہ سننے کی -

پھر بولنے اور سننے والے بھی دو قسم کے ہیں سننے والے دو قسم اس طرح ہیں کہ بعض تو بطور تماشہ یا دل لگی - یا بطور زمانہ گیری کے سنتے ہیں - اور بعض اس غرض سے سنتے ہیں کہ اگر کوئی حق و حکمت کی بات مل جاوے تو اوس سے فائدہ اٹھائیں -

پہلے لوگ اگر معرفت کا ہزار نکتہ بھی سنیں تو اونہیں کچھہ سروکار نہیں - پر اگر لیکچرار کے منہ سے ایک لفظ - حرفی - یا نحوی یا زبان دانی کے لحاظ سے غلط نکل گیا - یا اوس کے مطلب میں اونہیں کچھہ تامل نظر آتا ہے - تو وہ صرف اوس وعظ سے اتنا ہی نتیجہ لے جاتے کہ آج فلاں شخص کا وعظ بھی ہم نے سنا ہے - لفظی غلطیاں بہت کرتا ہے - پس اون کے حصہ میں تو نکتہ چینی ہی ہے اور بس ان لوگوں کی تمثیل مکھی کی مثال ہے کہ اوس کو کچھہ تمیز نہیں کہ میں پاک مٹھائی پر بیٹھی ہوں یا گند اس پر - یا بعض ان میں ایسے ہوتے کہ کوئی لفظ اپنی اغراض کے مطابق ملجاتا ہے تو وہ دوسروں کے پیش کرتے کہ دیکھو فلاں شخص کا بھی یہی مذہب ہے جو ہمارا ہے -

اور دوسرے لوگ وہ ہوتے ہیں جو غلطیاں اور ناموزوں الفاظ کو بالکل نظر انداز کرتے اور اوس وعظ یا لیکچر ... بے بہا موتی حق و حکمت کا ... لیتے

تو اوسے لیکر خوش ہوتے -

پھر سنانیوالوں کی دو قسمیں یہہ ہیں - کہ بعض تو چند پیسوں کے لئے بولتے خواہ وہ انجمن کیواسطے یا مسجد کے لئے یا اپنی ذات کے واسطے خواہ عمدہ کام کے واسطے خواہ بد کام کے واسطے - یا سنانے والے ایسے ہوتے کہ طبیعت ہی ایسی واقع ہوئی ہے کہ اپنے اندر کے خیالات کا اظہار کرنا چاہتے خواہ تحریری طور پر خواہ تقریری طور پر - یا بعض اسکے عوض میں کچھہ پاتا نہ چاہتے اور بعض ایسے ہوتے کہ وہ اپنے آپ کو مامور من اللہ یقین کرتے اور کہتے کہ ہم خدا کے بلائے سے بولتے ہیں -

پس اب تم خود سوچ لو - کہ تم کس طرح کے سننے والے اور میں کسطرح کا سنانیوالا ہوں -

مینے تو دنیا کی کل کتابوں میں سے قرآن کریم اور بخاری شریف کو پسند کیا ہے - بخاری کے ابتدا میں یہہ بیان ہے کہ اسلام دنیا میں کس طرح آیا اور کیا لایا ہے - اسکے اغراض کیا تھے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو وحی کسطرح ہوئی - اور آخری ترقی انسانی پر اوسکو ختم کیا - اور کتاب شروع کی ہے اسلام سے اور اوسکو ختم کیا ہے انسانی اعلےٰ ترقی پر - لیکن پہلا باب باندھکر پہلے ہی صفحہ پر اوس غرض کو چھوڑ دیا ہے - اور اوس کا باب اسطرح شروع کیا ہے کہ کسطرح خدا کی وحی آخری نبی پر نازل ہوئی اسکے بعد اوسکو ضرور تھا کہ اسکے ذرائع بیان کرتا - مگر بات یوں شروع کی ہے کہ - انما الاعمال بالنیات وانما لامرء مانوی - یعنی ہر ایک اختیاری فعل - (عمل کہتے ہیں اوس فعل کو جسکو انسان اپنی استطاعت - اور مقدرۃ سے شروع کرتا پس لابد ہے کہ اوسکا کوئی ارادہ اور مقصد بھی ہو) - جب انسان ارادہ سے کرتا ہے تو ہر آدمی کو اوسکی نیت کا پھل مل جاتا ہے - جیسے ارادے اور اغراض ہوتے ہیں ویسا ہی وہ پھل اٹھاتا ہے - پس مینے غور کیا کہ جس کتاب کو میں اسقدر عظیم الشان سمجھتا ہوں اوسکا ہیڈنگ کچھہ اور ہے - اور یہ بات کچھہ اور - پس مینے خیال کیا کہ اس شخص نے ہمیں ترغیب دی ہے کہ جب تم اس کتاب پر وقت خرچ کرنا چاہو تو سوچ لو کہ تمہارے اس سے ارادے کیا ہیں - پس اون کی نیت ٹٹولنے کو یہ بات لکھدی اب چونکہ مجھے وہ کتاب بہت عزیز ہے - اسلئے تم سے کہتا ہوں کہ تمہارا سننا کسی غرض سے ہو خواہ وہ غرض چھوٹی سے چھوٹی اور خواہ بڑی سے بڑی ... غرض کا لفظ ایسا ہے - ہر شئے تنکے کو بھی کہتے ہیں اور خدا کو بھی کہدیتے ہیں - پس یہ لفظ بڑا جامع ہے - غرض سننے والا اپنے وقت اور طاقت کو ضائع

نکرے - یہاں کیسا ہجوم ہے اور ہجوم میں ایسی خلاف صحت ہوائیں چلتی ہیں - پس اسجگہ کھڑے کر تم اپنا وقت ضائع نکرنا - مگر تمہاری اغراض نیک ہوں -

سنانیوالے کے کیا اغرض ہیں - یہہ بتلانے کی مجھے ضرورت نہیں - کیونکہ یہ معاملہ میرے دل کا ہے یا میں خود جانتا ہوں - یا اس سے بڑھکر میرا مولا خوب سمجھتا ہے - کیونکہ وہ یعلم السر واخفیٰ - یعنی وہ موجودہ اغراض کو اور کہ ان اغراض کا نتیجہ دو سال کے بعد کیا ہوگا اوس نتیجہ کو بھی جانتا ہے - اسواسطے میں اپنی غرض کو بتلاؤں کہ میری اس بولنے سے کیا غرض ہے ضرورۃ نہیں - ... اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے - بہر حال تم لوگ اگر نیکی کی اغراض سے میری اس تقریر کو نہیں سنتے تو اپنے قیمتی وقت کو ایسی ہجوم اور ایسی متعفن ہواؤں میں بے فائدہ رائگاں نکرو -

بہت ساری مخلوق ایسی ہوتی ہے کہ اونکے اغراض بہت چھوٹے ہوتے ہیں اور صرف موجودہ وقت کے واسطے ہوتے ہیں - مگر انسان کو علم اور عقل اسلئے بخشا گیا ہے کہ اس کے اغراض بھی بہت بلند پروازی کرنیوالے ہوں - یہہ مینے تمہاری خیر خواہی کی ہے - پس میری پہلی بات کو تم لیلو - اور بڑی بات کو - کالائے بد بریش خاوند - یہیں چھوڑدو - حق و حکمت کا کلمہ لینے سے دریغ نکرو اور برائی کے کلمہ سے بہت بلند سے کام لیکر اعراض کرو -

جو آیت مینے پڑہی ہے - اوسکا مطلب یہ ہے کہ - اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو جیسا کہ تقویٰ اختیار کرنے کا حق ہے - تقویٰ کیا ہے اور اسکا نتیجہ کیا ہے - اور اس کے پہلوؤں سے انسان کسطرح آگاہ ہو سکتا ہے - اس سے مطلب یہ ہے کہ خدا تمہیں تقوے کا حکم دیتا ہے کہ حق تقویٰ ادا کرو -

تقویٰ کہتے ہیں اوس بات کو جس سے انسان دکھوں اور تکالیف سے بچ سکتا ہے - عربی زبان میں اسکا نام تقویٰ رکھا ہے اب آیا کہ کسطرح انسان دکھوں اور مصیبتوں سے بچ سکتا ہے قرآن کریم نے اسکو کھول کر بیان فرمایا ہے - یہاں میں صرف اونمیں سے ایک ہی آیت کو لیتا ہوں -

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ - الآیۃ - الیٰ - اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ -

یہاں اسلامی شریعت نے تقویٰ کے معنی بتلائے ہیں - تقویٰ کی جڑھ - شاخوں اور اوسکی رکنوں کا اظہار کیا ہے اور یہ بتلایا ہے کہ سچے متقی کون ہوتے ہیں - مینے اوسکی پہلی نظر آیت کے لفظ تقویٰ کی تفسیر کیواسطے یہہ دوسری آیت پڑہی ہے - لاکن میرا جی چاہتا ہے کہ تمہیں پہلے یہ بتاؤں کہ تقویٰ کیا ہوتا ہے کبھی جی چاہتا کہ تمہیں پہلے یہ بتلاؤں کہ تقویٰ کے نتائج کیا ہوتے ہیں - کیونکہ جب نتیجہ بد لظا ہوتا ہے تو انسان اوس کام کو شرح صدر سے کرتا ہے - پس پہلے مجھے یہی یہ پسند ہے کہ تمہیں بتاؤں کہ تقویٰ کے نتائج کیا ہیں - پس مختصراً بتلا دیتا ہوں -

ایک مومن کی طبیعت چاہتی ہے کہ صرف اس لئے کہ ہمارے مالک رب العالمین کا حکم ہے ہم ماننے کو تیار ہیں ہمیں بتلا دو کہ تقویٰ کیا چیز ہے - مگر ایک اور شخص یہ سوال پیش کر سکتا ہے کہ ہم کسی کام کو کر نہیں سکتے جبتک ہمیں یہ علم نہو کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا - پس بہتر ہے کہ ہم پہلے نتائج کا ہی اظہار کریں -

ہر ایک انسان کی فطرۃ میں یہ بات رکھدی گئی ہے کہ میں ایک طاقت عظیم یا عظیم کا محبوب بن جاؤں - جب یہ خواہش موجود ہے - تو ایک بیمار - جو بہت طبیبوں کا علاج کر چکا اور مفلس ہو گیا ہے - گھر والوں کو دو بھر معلوم ہوتا ہے - پر جب وہ ہر طرف سے تھک کر کسی طرف آتا ہے - تو اخراجات کثیر کا زیر بار ہو کر آتا اور پھر سب سے سامنے نذر رکھتا ہے - حالانکہ کیا اوسکو یقین ہے کہ اس سے مجھے شفا مل جاوے گی - یا اسکی طبابت اکمل ہے - پھر بیمار بھی رہا ہی کیا ہے - اسکا بہت سارا حصہ کمپنیوں - ڈاکٹروں - حجاموں - جراحوں کے سپرد ہو اور بہت تھوڑا حصہ ہمارے پاس ہے - پھر باوجود اس قلیل مقدار طب کے بیہودہ ہمارے ہاتھہ سے زہر کھانیکو بھی تیار ہے - پس یہ وہی بات ہے کہ اپنے سے زیادہ عظیم کا تبع بننا چاہتا ہے -

پھر انسان طاقتوروں کا بھی اپنا بننا چاہتا ہے مثلاً حکام کا جیسے کوئی شخص کہدیتا کہ فلاں ڈاکٹر یا فلاں حکیم یا فلاں ڈپٹی انسپکٹر - وغیرہ میرا اپنا ہے - یعنے میرا دوست ہے -

پس جو لوگ مذہب کے پابند ہیں یعنی خدا کی ہستی کو مانتے ہیں (کیونکہ اسوقت میں خدا کی ہستی پر بحث کرنے کے واسطے کھڑا نہیں ہوا - اور وہ اور قومیں جنکے سامنے ہمیں یہہ بحث

کرنے کی ضرورۃ ہوتی ہے) وہ اس ہستی کو خوب جانتے ہیں کہ وہ بڑا علیم اور قادر ہے - اگر کوئی شخص اسپر اعتراض بھی کردے تو میں تھوڑا سا ثبوت دیتا ہوں - اور وہ یہ ہے کہ میرے ایک بڑے مہربان نے مجھپر سوال کیا کہ قرآن کریم میں آیا ہے کہ جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاماً للناس الآیۃ - یعنی کعبہ ہم نے ایک عزۃ کا گھر بنایا ہے وہاں لوگ حج کو جاتے اور قربانیاں کرتے وغیرہ - یہہ اس لئے کہ خدا ہے - اور قادر ہے - اور علیم ہے - کیا یہہ دلیل مکہ کے وجود سے ثابت ہوجاتی ہے - اگر کوئی شخص کہدے کہ دو ہزار برس تک یہہ چھت ایسا ہی مکرم اور معظم رہے گا - کیا کوئی عالم یہ دعوی کرسکتا ہے ہرگز نہیں - پھر خدا کہتا ہے کہ ہم نے اس مسجد کو عزۃ والا بنا دیا ہے - دنیا کی ہزاروں سلطنتیں پلٹ جاویں دنیا اولٹ پلٹ ہو جاوے - اور یہ سب کچھ ممکنات میں سے ہے پر ایسے جنگل و بیابان میں ایک کوٹھہ ہے - اور اوس کے لئے دعوی کیا جاتا ہے اور دنیا میں شور مچا دیا کہ اسکو مٹا کر تو دکھلاؤ - پھر اسکو کوئی مٹا نہ سکیگا پھر یہ بات کبھی پوری ہوئی یہہ اسلئے کہ تمہیں پتہ لگ جاوے کہ کوئی خدا کی ذات ہے اور وہ زمین و آسمان کی باتیں جانتا ہے - اور یہہ کہ وہ ہر ایک بات کا جاننے والا ہے - اور وہ قادر ہے -

پس جب ایسے علیم و قادر سے محبت ہو تو پھر کیا بات ہے -

متقی کے واسطے اللہ تعالے فرماتا ہے -

۱ واللہ یحب المتقین - اللہ متقی کو پیار کرتا ہے

۲ انما یتقبل اللہ من المتقین - اللہ قبول کرتا ہے متقی کی بات کو -

۳ واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ - متقی کو وہ علم سکھائیں جو تمہیں نہیں آتا -

۴ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً و یرزقہ من حیث لا یحتسب - متقی کو ہر تنگی اور دکھہ سے نکلنے کا راستہ ہم بتا دینگے اور اسکو اتنا رزق دینگے کہ وہ شمار بھی نکر سکیگا - ہم اوسکو تنگ سے تنگ حالت سے فراخی کی راہ بتا دیں گے - رزق کی بھی تکالیف ہوتی ہیں - اسکے سوائے اور کئی قسم کے مشکلات ہوتے ہیں - اون سب سے نکالیں گے - اور وہاں سے دیتا ہوں کہ اوسکو خبر بھی نہو -

۵ ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقاناً - تمہارے مخالفوں کو اڑا دینگے اور تمہارے لئے راہ نکالینگے - اور دشمن ناکام ہونگے - میں نے اپنی عمر میں کبھی تنگی نہیں دیکھی پر اوسکی حقیقت کو خوب سمجھتا ہوں -

پس متقی خدا کا محبوب بنتا - علم سیکھتا - تنگی سے نجات پاتا - کامیاب ہوتا اور اسکے دشمن ناکام ہوتے ہیں - رزق لیتا - اس کی باتیں قبول ہوتیں -

اب متقی کی حقیقت اور نتائج کو تو تمنے سمجھہ لیا - اب ہم یہ بتلاتے ہیں کہ تقوی کیا چیز ہے -

پہلی جڑھ تقوی کی خدا پر ایمان لانا ہے - دوسری جزا و سزا پر ایمان ہے - فرشتوں پر - کتابوں پر - انبیاء پر ایمان لانا - ان پانچ جڑوں کی میں تفسیر کرنا چاہتا ہوں جو دل کے متعلق ہے -

دنیا میں بدی بھی ہوتی ہے جسکا نتیجہ دکھہ - اور نیکی بھی ہوتی جسکا نتیجہ سکھہ ہوتا ہے - اور اسکا کوئی انکار نہیں کرسکتا - بہت سی آہ و فریاد، نالہ و زاری - گھروالوں اور پڑوسیوں کو بیقرار کردیتی ہیں - جو دکھہ کی وجہ سے ہوتی ہیں - ایک وجودی کو درد مفاصل کی بیماری ہوئی اور شدید ہوئی تو اپنا بدن گھبرا کر یہہ شعر کہا ؎

ان کان منزلتی فی الحب عندکم
ما قد لقیت فقد ضیعت ایامی

اسکا مطلب یہ ہے - کہ ہم تو محبت کی ترنگ میں کہتے ہیں کہ تو میں اور میں تو ہو گیا - پر اب معلوم ہو گیا کہ تو اور ہے اور میں اور ہوں - پس ایک ہی چیز سے دکھہ اور سکھہ پہونچے یہہ نہیں ہوسکتا پھر ہر ایک چیز کے اغراض اور اسباب الگ الگ ہوتے ہیں - دکھہ کی جڑھ بدی اور سکھہ کی جڑھ نیکی پر ہوتی ہے - وہ خواہ کسی علم پر موقوف ہو - پر خدا کا ماننا ہی بہت سی بدیوں سے روک دیتا ہے میں جب کبھی کسی شہر میں جاتا ہوں تو اپنے مذاق کے لوگوں کے پاس جا کر ڈیرہ کرتا ہوں - اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ - گویا - گانے والوں کے مکان پر - اور فقیر تکیہ پر - برہمن ٹھاکردوارے میں - اور عیسائی مشن بلڈنگ میں - اوسکی تلاش کرکے جا ڈیرہ لگا دیگا - پس انسان جس سے تعلق پیدا کرتا ہے اوسیکے پاس رہنا اور بیٹھنا اوسکو مطلوب ہوتا ہے - آدمی کی حسب استطاعت رنگین ہوتا ہے - حکام اپنے ہم مذاق حکام کے مکانوں پہ جاتے - پس اسی طرح جب انسان کو خدا پر ایمان اور تعلق ہوتا اوس کی ربوبیت - پاک ہستی - رحمانیت - رحیمیت - اور مالکیت پر ایمان ہوتا ہے - اور یہ کہ - کس طرح یہ ربوبیت کا محتاج ہے - اور اوس کے محامد کا مطالعہ کرتا ہے تو اسطرف خیال آجاتا ہے کہ میں ایک گندہ اور ناپاک انسان ہو کر کسطرح اوس پاک اور قدوس خدا کے دربار میں منہ دکھلاؤں گا -

جب تک ایک مناسبت انسان میں نہیں ہوتی اوسوقت تک دوسرے سے تعلق پیدا نہیں کرسکتا - جیسے ہمیں اپنے مذاق کا ہی آدمی پیارا لگتا ہے -

پس تمام نیکیوں کی جڑ - اور حصن حصول - اور خوبیوں کے واسطے عظیم الشان ذریعہ خدا کی شان ہی ہوسکتی ہے - پولیس ہم کو بدیوں کے ارتکاب سے روکتی پر تمام بدیوں کی جڑھ تو دلمیں ہوتی اور اوسکو جبتک خدا نہ روکے رک نہیں سکتا -

پس اوسکی ہستی کا اقرار اور اوسپر ایمان اور اوپر یہہ یقین کہ اوسکو بدیوں اور بداعمالیوں سے پیار نہیں - گناہ سے بچنے کا عمدہ ذریعہ ہے -

۲ پھر انسان کبھی ایسا ہی بنایا گیا ہے کہ ہتک کو پسند نہیں کرتا - اور ایک آدمی کے سامنے بھی پسند نہیں کرتا - میری کیسی فطرۃ ہے کہ مینے کہا کہ میری اگر کوئی غلطی ہو تو اوسکی پرواہ نکرو - اور اوس سے درگذر کرو - یہہ اسی لئے کہ میری ہتک نہ ہو - چور چوری کرکے کیوں انکار کرتا - صرف اس لئے کہ میری ہتک نہ ہو - پھر بھلا ایک گھروالوں کے سامنے ایک شہروالوں کے سامنے - پھر ایک تمام ملک کے لوگوں کے سامنے پھر ساری دنیا کے سامنے پھر تمام اولین و آخرین کے سامنے ہماری ہتک ہو - اور مقابلہ ہو - یہہ ہم سے برداشت ہوسکتا ہے - پس کوئی شخص ایسا ایمان رکھکر کب ایسی ہتک کو پسند کرے گا -

ایک دفعہ میرے ایک دوست نے مجھسے سوال کیا کہ جب ہم دوزخ سے سزا پاکر بہشت میں چلے جاوینگے تو کیا ہرج ہے کہ کچھہ وقت کے لئے اوس عذاب کو برداشت کرلیں - اور پھر بہشت میں چلے جاویں - مینے اوسکو جواب دیا کہ ہم اسوقت ایک بازار میں چلے جاتے ہیں اور یہاں ہمارا واقف بھی کوئی نہیں - میں تمہیں دو روپیہ نذر دیتا ہوں مجھے سر پر دو جوت لگا لینے دو - تو وہ ڈر گیا کہ یہہ کہیں ایسا کر نہ بیٹھے اور کہا کہ دیکھنا کہیں ایسی حرکت کر نہ بیٹھنا - پس مینے کہا کہ دیکھو یہاں تم کو دو روپیہ بھی ملتے ہیں اور کوئی ہمارا آشنا سا بھی نہیں ہے - تو تم صرف دو جوت کو پسند نہیں کرتے - پھر کیا وجہ کہ اوس ذلت کو تم ساری دنیا کے سامنے پسند کروگے - پس یہ شہادت تو تمہاری اپنی فطرۃ میں موجود ہے -

ہر ایک بدکار قوم کے اندر ہی ایک ملزم کرنیوالا موجود ہے - مثلاً - ڈاکو - ٹھگ - چور - کنجر - مینے دیکھے اور ان لوگوں کو نصیحت کی ہے وہ کہتے کہ ہم ان باتوں کو بدی نہیں سمجھتے - مینے ایک کنجر کو جواب میں کہا کہ کیا تم اپنی بہو سے زنا کرواتے ہو تو اوس نے جواب دیا کہ نہیں پر اسلئے کہ دوسرے کی لڑکی کو خراب نہیں کرنا چاہئے پس جو شخص تمہارے گھر میں بدکاری کے واسطے آیا ہے کیا وہ لڑکی اوس کے واسطے غیر کی نہیں - اسیطرح ٹھگ اور چور ٹھگی اور چوری کو اپنے جتھے میں برا سمجھتے ہیں - مینے ٹھگوں اور چوروں سے بھی پوچھا ہے کہ تم چند آدمی ملکر ایسا کام کرتے ہو اور مال صرف ایک آدمی کے سپرد کرتے ہو اگر وہ اوس میں سے کچھہ نقصان کرلے تو پھر جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ ایسا کرے تو وہ کمینہ اور بدذات چور ہے - اور ہماری شرکت کے قابل نہیں مینے کہا کیا دوسرے کا مال کھانے والا کمینہ اور بدذات ہوتا ہے تو پھر لاجواب ہو گیا -

پس ہر ایک انسان کے اندر حق کی شناخت اور حق کا واعظ موجود ہے - لہذا جزا و سزا کا اعتقاد بھی نیکی پر مائل کرتا ہے -

پس یوم آخرت کے یہی معنے سمجھو کہ بدی کا نتیجہ ضرور بھگتنا پڑیگا - اور پڑتا ہے -

تیسرا ذریعہ نیکی کا محرک ہے - پر افسوس کہ لوگوں نے اس کی قدر نہیں کی اور اگر کی ہے تو کم کی ہے یا اوسپر ایمان نہیں یہہ فرشتوں کا اعتقاد ہے - اور لوگوں نے اسکو ایک معمولی وجود سمجھا ہے -

ہمیں خدا تعالے نے ملائکہ کا اعتقاد جزو ایمان میں کیوں بتلایا - میں تو ان کے اسباب اور نتائج وغیرہ کاموں میں بڑا لگا رہتا ہوں - اور بقدر اپنی طاقت کے ہمیشہ ایسی تلاشوں میں رہتا ہوں -

ملائکہ پر ایمان جیسے مینے بتایا ہے کہ شروع وعظ کیا تقوے سے اور پہلے بتا دیا یہہ کہ تقوے کے پھل کیا ہیں اسیطرح ہمیں خیال آتا ہے کہ ملائکہ کا ایمان کیا ہے - اور کیوں ہے -

لوگ کہتے کہ ہم ملائکہ کو نہیں مانتے پر ہم تلاش کرتے ہیں کہ اون سے محبت کسطرح بڑہانی چاہیے - بہت لوگ اسطرف بھی جھکے ہیں کہ ملائکہ کوئی نہیں - چنانچہ آریہ - دیوتا کے معنے کرتے ہیں معمولی انسان فضیلت والا پر اگر ایسی بات ہوتی تو اسپر ایمان لانے کی کیا ضرورت تھی میرا تو حق الیقین ہے کہ ملائکہ کا ایمان نیکی کی جڑھ ہے - اس کی دلیل یہہ ہے کہ جب ہم

www.aaiil.org

بیٹھے بیٹھے ہوتے ہیں (دنیا مانتی ہے کہ) کوئی کام دنیا میں بے سبب کے نہیں ہوتا۔ مثلاً ہم ایک کچھ [illegible] ہوتی چیز پاتے ہیں تو وہ ہم سے طلب کرتا ہے۔ [illegible] ہے کہ یہ سبب یہ غائب نہیں ہوا۔ کوئی نہیں مانتا کہ ہر شئیں بولتا [illegible] ہے۔ تو بعض دفعہ مثلاً ایک نیکی کا خیال آ جاتا ہے۔ یا دین کے کاموں میں ایک نیکی کا خیال آ جاتا ہے۔ بعض دفعہ نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں اسکے دل میں ریا آ جاتا ہے۔

بیٹے ایک دفعہ صبح کی نماز گھر میں پڑہی۔ تو بہت مختصر کردی۔ اور ایک دفعہ مسجد میں صبح کی جماعت کرانے لگا تو لمبی قرأت شروع کردی۔ مگر دلمیں خیال آیا کہ تونے گھر میں جہاں لمبی قرأت چاہئے تہی چھوٹی کی۔ اور مسجد میں جہاں چھوٹی قرأت چاہئے تہی لمبی شروع کردی ہے۔ پس غور کر کیا یہ ایمان کا مقتضاء ہے۔ جھٹ سلام پھیر کر راستہ لیا۔ کسی نے سمجہا جنبی تہا۔ کسی نے کچہ خیال کیا اور کسی نے کچہ۔

پس انسان کو بیٹھے بیٹھے کبہی نیک اور کبہی بد ارادے پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہہ کیوں ہوتی ہیں۔ جبکہ کوئی کام بدون اسباب اور علل کے نہیں ہوتا۔ تو نیک اور بد ارادے کی تحریک کیوں ہوئی۔ اس محرک کو ہماری شریعت میں فرشتہ کہتے ہیں۔ ہم اسی پر قناعت کرتے اور نیکی کے محرک کا نام فرشتہ رکہتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ملائکہ و شیاطین کو ہر وقت انسان کے دل سے تعلق رہتا ہے۔ اور موقعہ پر تحریکیں کرتے ہیں۔ اگر وہ تحریک نیکی کی ہے تو فرشتہ کی طرف سے ہے اور بتدریج پہر وہ تحریک ہوتی اور بڑہتی جاتی ہے اور وہ انسان اُس میں لگ پڑتا ہے۔ یہاں تک کہ اوس کے ملائکہ اور شیاطین میں جنگ ہو پڑتی اور ملائکہ جیت جاتے اور پہر وہ شخص فرشتوں سے مصافحہ کرلیتا ہے۔ اسکے متعلق قرآن کریم میں فرمایا۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملٰئکۃ الآیۃ۔

پس ایسے لوگوں پر پہر ملائکہ نازل ہوتے اور خدا کہتا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں مت غم کہا۔ پس اس طرح ملائکہ کا ماننا بہی نیکی سکہلاتا اور بدی سے روکتا ہے۔

پہر پاک اور مقدس کتابیں بہی۔ ایمان لانے سے ایسی ہی تحریک کرتی ہیں۔ مصنف کے خیالات کا اثر پڑہنے والے پر پڑتا ہے مثلاً [illegible] کے اثر سے ہزاروں عورتیں اور مرد ہندوستان میں بدکار ہوگئے۔ یہہ بات بہت مصنفین نے صاف لفظوں میں لکہی ہے۔

اب ہم اپنا مشاہدہ دیکہتے ہیں کہ فسانہ دل۔ فسانہ عشق وغیرہ کے قصے پڑہنے والوں کو دیکہو کہ اون کا نتیجہ نیک اوٹہایا یا بد۔ بہت کتابیں بازاروں میں پڑی ہوئی ہونگی اور ہمارے لوگ پڑہتے ہوں گے اون کا مطالعہ کرکے دیکہو کہ اون کے نتائج کیا نکلے ہیں۔

پہر ایک دفعہ راگ کے مسئلہ پر خیال کیا تو خیال آیا کہ گیت گانے والوں نے اس سے کیا فائدہ اوٹہایا ہے۔ اور گیت گانے والے کون لوگ ہیں۔ کنجر پہڑوے۔ راس دہاریئے۔ مراثی۔ ڈوم۔ پہر قوال۔ ذرہ غور کرو۔ اون میں زیادہ قدر لوگ قوالوں کی کرتے ہیں۔ مگر بندہ تو فعال چاہئے۔ وہ تو صرف قوال ہیں۔ پہر میں کہتا ہوں کہ قرآن کو اور اشعار کو سُریلی آوازوں سے پڑہنے والوں کے اعمال پر غور کرو وہ اون کے اقوال کے مطابق ہی نہیں ہوتے پس ملائکہ کے ایمان کے بعد مقدس لوگوں کی کتابیں پڑہنے سے بہت فائدے ہوتے ہیں۔ پہر خدا اور انبیا کی کتابیں۔ پہر پاک لوگوں کی صحبت اور پاک نمونوں سے انسان نیک بنتا ہے۔ اور انبیاء اور اون کی کتابوں پر ایمان لانے سے ہم نیک نمونے دیکہتے ہیں۔

یہہ جڑہیں ہیں تقوے کی۔

اب ان جڑہوں کے پہل اور نتائج کیا ہیں۔

گرجان طلبی مضائقہ نیست + ور زر طلبی سخن درین است

ابہی اگر چندہ کا سوال کریں تو یہ مجلس درہم برہم ہوجاوے میں چندہ کی درخواست ہرگز نہیں کرتا۔ پر وہ لوگ جو ان جڑہوں کے پابند ہوتے ہیں۔ اٰتی المال علےٰ حبہ ذوی القربٰی والیتٰمٰی۔ الآیۃ ہوتے ہیں۔ اللہ کی محبت اور اللہ کی مخلوق پر رحمت کرنے کے لئے مال خرچ کرتے ہیں۔ یہہ اون میں تقوے کا ثبوت ہوتا ہے۔ اور وہ شخص دنیا کہاں ہے۔ تم لوگ میرے رشتہ داروں سے واقف نہیں میرے حالات جوانی سے واقف نہیں۔ پر میرے رشتہ دار خوب واقف ہیں۔ اسلئے خدا نے حکم دیا ہے کہ مال سے رشتہ داروں کی خبر لو۔ جب انسان دیکہتا ہے۔ فلان میرے رشتہ دار نے میرے بچہ کو مارا تہا فلان نے مجھے گالی دی تہی۔ وغیرہ وغیرہ۔ تو اوسکا دل ایسے رشتہ داروں کو چیز دینے سے تعرض کرتا ہے۔ پر خدا کے حکم کے سامنے ان باتوں کی پرواہ نہ کرکے اوس کی پرورش کرتا ہے یہہ اوس تقوی کا نتیجہ ہے۔ پہر اموال کے خرچ کرنے میں انسان یہہ خیال کرتا ہے کہ یہاں سے مجہہ بہت کچہہ عوض میں ملیگا مجہے یہہ عزت ملیگی اور خدا فرماتا ہے کہ قرابت کے بعد مال یتیموں کو دو۔ کیونکہ یتیم سے تو بدلہ کی امید نہیں اور یہہ مظہر بنتا ہے تقوی کا۔ پہر تیسری ایک اور جگہ ہے مال کے خرچ کرنے کی۔ ایک شخص درزی ہے۔ اور اوس کے پاس سوئی دہاگہ۔ اور قینچی نہیں۔ وہ سکون کی حالت میں ہے۔ کام نہیں کرسکتا۔ جبتک اوس کے پاس سامان نہ ہو پس سامان بنوا دینا مسکین کی خبرگیری ہے۔

پہر مسافروں کو مشکلات پیش آتے ہیں۔ اور ہم ان مشکلات سے خوب واقف ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ہانہہ پہیلانے کی حقیقت کو بہی نہیں جانتے۔ پس مسافر نوازی بہی تقویٰ کی راہ ہے پانچ ہی اصول تقوی کے بتلائے ہیں اور پانچ ہی ظاہر نتائج تقوی کے بتلائے ہیں۔

پہر سائل پر عجیب حالت ہے۔ ایک شخص سوال کرتا۔ دوسرا اوسکو کچہہ دیتا تو نہیں پر کہتا کہ اس کے پاس تو ہزاروں روپیہ ہیں۔ پر یہ خیال نہیں کرتا کہ ہر ایک شخص کو دنیا میں کسی نہ کسی موقع پر ضرور سوال کی ضرورت پڑی ہے۔

سید عبد القادر جیلانی کہتے ہیں کہ جب سوالی آوے تو چار باتوں پر خیال کرلیا کرو۔ کبہی تو مسئول کی جیب واقعی خالی ہے اور دے نہیں سکتا۔ کبہی جیب تو پُر ہوتی پر بخل کی عادت اوس کو نکالنے نہیں دیتی۔ اسی طرح پہر سائل کی دو حالتیں ہیں۔ کبہی تو واقعی اوس کے پاس کچہہ نہیں اور وہ سوال پر مجبور ہوا ہے۔ اور کبہی اوسکو ضرورۃ نہیں پر حرص نے دست سوال پڑہایا ہے۔

اب اگر یہہ اوسکو دیتا نہیں تو اوسکا سوال لغو گیا پس سید لکہتے ہیں کہ یہہ شخص خدا سے استغفار کرے۔ قول معروف و مغفرۃ۔ یہہ مغفرۃ کے وہ معنے فرماتے ہیں۔ استغفار۔ کہ یا الٰہی اگر کسی گناہ کی وجہ سے میری جیب خالی ہے تو اوسکو پُر کر۔ یا بخل کی وجہ ہے تو مجھے اس عادۃ کے عذاب سے نجات دے۔ اور اس سوالی کو یا تو توفیق اور رزق عطا کر جو کسی گناہ کی وجہ سے تنگی کا زیر بار ہے۔ یا اگر اس کے گہر میں روپیہ ہے تو اسپر رحم کر کہ اس حرص کے عذاب سے نجات پاوے۔ پانچواں مظہر ہے تقوے کا۔ رقاب مثلاً قرضہ۔ ڈگری۔ غلامی والے کو دیوے۔ یہہ تقوی کے مظہر ہیں اموال پر۔

واقام الصلٰوۃ۔ صبح کا وقت ہے اور سردی کا موسم ہے۔ رات کو احتلام ہوگیا ہے۔ اور صبح کی اذان ہوئی ہے۔ نماز پڑہنی ہے۔ پہر ہوتی ہے اور ٹھنڈے ٹھنڈے پانی سے غسل کرتا اور نماز میں جا کر شامل ہوتا ہے علیٰ ہذا القیاس عشاء کا وقت ہے۔ یا عصر کا وقت ہے کہ دوکان پر خریداروں کا جھگھٹا لگا ہوا ہے کہ مسجد سے اذان کی آواز آئی ہے۔ اور یہ سب کچہہ چہوڑ چہاڑ کر مسجد کو دوڑتا ہے۔ اسیواسطے صبح اور عشاء کی نماز منافق کسل کاہلی کرتا ہے۔

واٰتی الزکوٰۃ۔ اپنے اموال میں حصص مقرر کرتا ہے۔

والموفون بعہدہم۔ اپنے معاہد وغیرہ وفاداری سے کام لیتا ہے۔

والصابرین فی الباساء والضراء الآیۃ بیماری اور مقدمہ اور غربت و افلاس۔ یہہ تین وقت انسان کو بہت مشکل ہوتے ہیں۔ ہر آدمی اسپر غور کرے کہ ان تین وقتوں میں ہمت۔ حوصلہ۔ استقلال اور جوانمردی سے کام لے۔ یہہ تقوے کے نشان ہیں۔ اور ان نشانوں والے شخص کو متقی کہتے ہیں۔

اب تم نے اس آیت کے معنے سمجہہ لئے ہونگے۔ پس اسطرح انسان خدا کا محبوب بنتا ہے۔ اب وقت ختم ہوگیا ہے۔ اور نماز کا وقت آگیا ہے۔ باقی پہر سہی۔ ہاں سامان تقوی تبلا دیتا ہوں۔ دعا۔ نیک صحبت۔ اور صدقہ وخیرات دینا۔ یہہ سامان ہیں۔ اللہ تعالےٰ تمہیں توفیق عطا کرے۔ آمین۔

رسید زر برائے امداد داخلہ امتحان طلبا کالج

جمع گذشتہ عہ

حکیم فضل دین صاحب۔ عہ منشی شمس الدین صاحب از شملہ گورنمنٹ پریس۔ صمہ۔ شیخ محمد اسمعیل صاحب ماسٹر محمد الدین صاحب کلرک مدرسہ عہ

جناب سید محمد علیشاہ صاحب۔ عہ

چودہری اللہ داد خانصاحب کلرک دفتر میگزین۔ عا

سید سرور شاہ صاحب۔ ۲ر

چودہری رستم علے کورٹ انسپکٹر (دوبارہ) صمہ

احمد نور صاحب کابلی۔ ۲ر

مولوی شیر علیصاحب پرنسپل ۸ر عمر الدین دودہ فروش ار مفتی صاحب۔ عہ۔ قاضی غلام حسین صاحب عہ

کل میزان للعہ

عید الضحیٰ کا مبارک دن قریب آرہا ہے۔ اسواسطے آپکو پر موقع یاد دلاتا ہوں کہ چندہ عید فنڈ ایک روپیہ فی کس احمدی ممبر اور کہاں قربانی (قیمت) مدرسہ کے غربا اور مساکین کے واسطے اپنا اور اپنے شہر کی

ہندوستان مین دسمبر کا آخری ہفتہ

نمبر (۵)

یسوع کا یہ نہایت ہی حالت اور صورت مین نظر انداز کئے جانے کے قابل نہین ہے۔ کیونکہ یوحنا کے ہاتہہ پر بیعت توبہ یا اصطباغ ان کے اپنے منہ سے اپنی عملی کمزوری کا اعتراف ہے اور گویا گنہگار ہونے کی ایک ایسی مہر ہے جسکو کوئی عیسائی مردہ پرست توڑ نہین سکتا۔ جہانتک انبیاء علیہم السلام کی سیرۃ ملل سکتی ہے اسپر غور کرنے سے صاف پتہ لگتا ہے کہ انکی زندگی مین یہ واقعہ کبھی پیش نہین آیا کہ انہون نے کسی دوسرے کے ہاتہہ پر گناہون کا اقرار کیا ہو عبودیت کے کمال کا اظہار اور اپنے مولیٰ کریم کے ساتہہ تعلقات شدیدہ کیوجہ سے اپنی انکساری اور تذلل کا بیان اور اعتراف ایک الگ چیز ہے جسکو یسوع کے اس فعل سے کوئی نسبت اور تعلق ہی نہین یہ فخر صرف یسوع ہی کو حاصل ہے کہ ایک دوسرے شخص کے پاس گناہ کے اقرار کیلئے جاتا ہے۔

پس اس لحاظ سے اگر نجات یافتہ کوئی شخص ہو سکتا ہے تو وہ یوحنا ہے جو اقرار گناہ لیتا تہا نہ کہ یسوع جس نے اس کے ہاتہہ پر توبہ کی۔

پہر انجیل جو انجیلی یسوع کی لائف کا آئینہ ہے یہ بتا رہی ہے کہ اس توبہ سے بہی اسنے کوئی معتد فائدہ نہین اٹہایا بلکہ اسکی حالت پہلے سے بہی کمزور ہو گئی تہی۔ مین انجیل ہی کی شہادت سے اس امر کو ثابت کرونگا اور دکہاؤنگا کہ اسکی زندگی کے واقعات مین ایسے امور موجود ہین جو نکتہ چین نگاہ کو اعتراض کرنے کیلئے پوری مدد دیتے ہین۔ ان واقعات پر نظر کرنے سے ایک اور ہی حقیقت کہلتی ہے جو یسوع کی اس بیعت توبہ کو مضبوط کر رہی ہے اور جس سے عیسائیون کی ان رکیک تاویلون کی کمزوری ثابت ہوتی ہے جو اس معاملہ مین وہ پیش کرتے ہین سب سے پہلا اثر اور نتیجہ جو اس بیعت توبہ کا یسوع پر ظاہر ہوا وہ یہ ہے کہ اسکو شیطان اپنے ساتہہ لیگیا۔

چنانچہ متی کی انجیل مین اس واقعہ اصطباغ کیساتہہ ہی بلا فصل یسوع کی آزمایش کا عنوان جماکر لکہا ہے کہ

اسوقت روح یسوع کو جنگل مین لے گئی تاکہ ابلیس سے آزمایا جاوے

میری سمجہہ مین اس آیۃ کی کوئی توجیہ نہین آئی۔ قریباً ۱۶ برس سے انجیل پڑہتا رہا ہون یہانتک کہ بعض پادریون مثل حسن علی سفیر سابق ایڈیٹر نور افشان - پادری جیمل سنگہ - پادری شریف صاحب (جو لاہور مین بڑے مشہور پادری تہے) پادری جی - ایچ گرے وغیرہ دیسی اور ولایتی پادریون سے بہی انکی ہی تحریک کے موافق مین نے انجیل کو پڑہا۔ اور ان سے بار بار پوچہا کہ یہ کیا ستر ہے کہ ایک شخص ادہر اصطباغ لیتا ہے اور اسپر روح القدس کا نزول مانا جاتا ہے اور ساتہہ ہی وہ شیطان کے ساتہہ چلنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

اس سے دو باتین ثابت ہوتی ہین یا تو یہ کہ اسکی عملی حالت ایسی کمزور اور ناقص ہے کہ شیطان کا بہت جلد تسلط اسپر ہو جاتا ہے اور یا یہ کہ یہ واقعات ہی سرے سے غلط اور بے بنیاد ہین۔ لیکن مین سچ کہتا ہون کہ پادری صاحبان کو دونون باتون کے تسلیم کرنے مین موت آئی ہے اور حقیقت مین آنی بہی چاہئے کیونکہ اگر یہ تسلیم کرین کہ یہ واقعات نفس الامر مین غلط اور بے بنیاد ہین اور انکی کوئی اصلیت اور حقیقت نہین تو انہین اپنی زبان سے یہ اعتراف کرلینا پڑیگا کہ انجیل مین بے بنیاد اور بیہودہ واقعات درج ہین جس سے انجیل کی کوئی وقعت اور عزت ایک دانشمند کے دل مین نہین رہ سکتی اور اسے مجموعہ اباطیل ماننا پڑیگا یا کم از کم یہ کہنا ضروری ہوگا کہ وہ قابل اعتبار نہین اسمین حق و باطل ملا یا گیا ہے۔ اور اگر انجیل کی عزت و وقعت کو قایم رکہنے کیلئے یہ تسلیم کر لیا جاوے کہ یہ واقعہ بالکل صحیح ہے سچ مچ یسوع کو شیطان اپنے ساتہہ لیگیا تہا تب بہی اس مذہب کا کچہہ بہی باقی نہین رہتا۔ کیونکہ جس کا بانی اور امام ایسا ہے کہ وہ شیطان کو شیطان سمجہکر بہی اس کے ساتہہ جاتا ہے اور پہر ایک دو منٹ نہین بلکہ چالیس روز تک اس کے ساتہہ رہتا ہے اسکی ایمانی حالت ضرور بالضرور کمزور ہوگی۔ خدا تعالیٰ کی مجید و حکیم کتاب تو یہ فیصلہ کرتی ہے ان عبادی لیس لک علیہم السلطان اور یہان یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیطان نے اسقدر قوت اور طاقت اسپر حاصل کی کہ چالیس روز تک اسے لئے پہرا۔ اچہا فیض روح القدس ہے یہ خوب ابن اللہ اور بالآخر خود خدا کی طاقت اور جبروت ہے کہ شیطان اسے جنگلون مین لئے پہرتا ہے اور باوجود اسکے کہ وہ جانتا ہے کہ یہ شیطان ہے۔

میری سمجہہ مین جیسا کہ مین نے اوپر بیان کیا ہے کبہی یہ بات نہین آئی۔ اور نہ عیسائی فاضلون نے اس اعتراض کو حل کیا ہے ایسی صورت مین خدا کیلئے پادری صاحبان! اور وہ لوگ جو اپنی نجات کا انحصار یسوع کے خون پر رکہتے ہین انصاف سے بتائین کہ کیا ان کے مذہب مین نجات کی کوئی صورت ہے؟ اور کیا وہ شخص نجات یافتہ کہلانے کا مستحق ہے جسکی عملی حالت یہ ہو اسطرح کی خوشی کرنا اسکی پیدایش کے دن پر کہانتک موزون اور مناسب ہے۔ یسوع نے اپنی اس حرکت سے جو شیطان کے ساتہہ جانے سے سرزد ہوئی ہے یہی نہین کہ اپنی وقعت اور تقدس کو کہو دیا ہے بلکہ اپنے پیر و مرشد یوحنا ابن ذکریا کے تقدس اور قوت قدسی پر برا اثر ڈالا ہے کیونکہ یسوع کا یہ برا نمونہ انکی قوت قدسی کو کمزور ثابت کرتا ہے۔ حالانکہ ایسا نہین ہے۔ مین یقین رکہتا ہون کہ حضرت یحییٰ جن کو یوحنا کہا جاتا ہے ایک راستباز اور خدا کے برگزیدہ بندے تہے انہون نے ایک قوم کی مناسب اصلاح کی مگر جو شخص ان کے شاگرد یسوع کی عملی حالت سے ان کے تقدس کا اندازہ کریگا اسے سخت ٹہوکر کہانے کا احتمال ہے۔

مین ان لوگون کو جو عیسائی مذہب کے متعلق غور کرتے ہین اس حصہ انجیل پر بہت بڑی توجہ دلانی چاہتا ہون۔ اور خود عیسائی صاحبان کو بہی متوجہ کرتا ہون کہ وہ خدا کیلئے اس مقام پر غور کرین کیونکہ اسی ایک واقعہ سے جیسا پہلے ظاہر کیا گیا ہے دو باتون مین سے ایک بات قرار پاکر انجیل اور عیسائی مذہب کا فیصلہ اور خاتمہ ہو جاتا ہے یعنے یا تو شیطان کا مقلد یسوع کو ماننا پڑیگا اور یا انجیل مین غیر صحیح واقعات کا اندراج تسلیم کرنا پڑیگا اور دونون صورتون مین اس مذہب کی حقیقت معلوم!

انجیل کے فلاسفرون اور عیسائی فاضلون کو جہان انجیل اور یسوع کی لائف کے دوسرے واقعات نے حیرت مین ڈالا ہے وہان اس واقعہ نے بہی انہین کچہہ کم حیران نہین کیا ہے۔ اور انہون نے بڑی دلیری اور جرأت کے ساتہہ اس واقعہ سے فائدہ اٹہاکر انجیل ہی کا صفایا کر دیا ہے۔ ان کے اعتراضات اور ہی رنگ کے ہین اور وہ بجائے خود بڑے قوی اور مضبوط ہین۔ مثلاً وہ کہتے ہین کہ جبکہ شیطان کا کوئی وجود نہین ہے تو یسوع کس کے ساتہہ گیا اور کب گیا؟ - یہ اعتراض بجائے خود عیسائیون کیلئے قابل جواب تہا ہی کہ اسی سلسلہ اعتراض مین یہ اعتراض بہی پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ واقعہ شیطان کی اتباع اور رفاقت کا یہودیون کے پہاڑون اور گذرگاہون مین ہوتا تو ضرور تہا کہ نہ صرف یسوع بلکہ یہودی بہی اس شیطان کو دیکہتے اور کچہہ شک نہین کہ شیطان معمولی انسانوں کیطرح نہین ہوگا بلکہ ایک عجیب و غریب صورت کا جاندار ہوگا - جو دیکہنے والون کو تعجب مین ڈالتا ہوگا۔ پس اگر فی الحقیقت شیطان یسوع کو بیداری مین نظر آیا تہا تو چاہیے تہا کہ اسکو دیکہکر ہزارہا یہودی وغیرہ اس جگہ جمع ہو جاتے اور ایک مجمع اکٹہا ہو جاتا لیکن یہ واقعہ کسی صحیح تاریخ مین پایا نہین جاتا اور یہودیون کی کتابون مین جہان عجیب و غریب روایات اور قصص کے تودہ طوفان جمع ہین اس عجیب داستان کا جو ایک ناول ہے کم دلچسپ نہین کوئی ذکر نہین ملتا۔ یہی وجہ ہے کہ یورپین فلاسفرون کو اس واقعہ سے انکار کرنے کی زبردست دلیل ہاتہہ آگئی ہے جسکی مدد سے وہ یقین کرتے ہین کہ انجیل مین اس قسم کی بہت سی خیالی اور فرضی حکائتین اور باتین درج ہین۔ جنکا پایہ کسی صورت مین ایک داستان اور ناول سے بڑہکر نہین ہو سکتا۔ (باقی چہٹے نمبر مین)

حضرت اقدسؑ کا مبارک ارشاد

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر رسالہ میگزین کی کثرت اشاعت کی یہانتک تاکید فرمائی تہی کہ اس کی رو سے کوئی اپنی جماعت احمدیہ کا بہائی خواہ خواندہ ہو یا ناخواندہ اور خواہ کسی حیثیت کا ہوتا اسکی خریداری سے محروم نہ رہتا۔ چنانچہ حضرت اقدس کے مبارک ارشاد کے بجنسہ "تاکیدی الفاظ یہ تہے" مین پورے زور کے ساتہہ اپنی جماعت کے مخلص جوانمردون کو اسطرف توجہ دلاتا ہون کہ وہ اس رسالہ کی اعانت و مالی امداد میں جہانتک ان سے ممکن ہے اپنی ہمت دکہلاوین۔ اور اس خدمت میں جان توڑ کوشش کرین" اسپر ہی اکتفا نہیں فرمائی بلکہ ساتہہ ہی ظاہر فرمایا۔ کہ "اگر بیعت کرنیوالے اپنی بیعت کی حقیقت پر قایم رہکر اسبارہ میں کوشش کرین تو دس ہزار خریدار کا پیدا ہونا کوئی بڑی بات نہیں ہے بلکہ جماعت موجودہ کے لحاظ سے یہ تعداد خریداری بہت کم ہے" اور واقعی بات بہی بہت صاف تہی۔ کیونکہ اپنی دو لاکہہ سے بڑہی ہوئی جماعت احمدیہ سے پانچ فیصدی احباب بہی کم از کم فی کس ایک ایک رسالہ کے خریدار بنتے تو تعداد خریداری کہیں دس ہزار سے بہی بڑہ جاتی۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ اپنے جملہ بہائیوں کے کانوں تک حضرت اقدسؑ کے مبارک ارشاد کے یہ تاکیدی الفاظ نہیں پہونچے چونکہ حضرت اقدسؑ کی فرمائی تعداد تک رسالہ کی تعداد خریداری پہونچنے میں ابہی بہت کمی ہے - اسواسطے ہرایک بہائی کا **فرض** ہونا چاہیئے کہ اس حکم سے مطلع ہونے پر خود فوراً خریدار رسالہ بنے اور دیگر بہائیوں تک اس حکم کے پہونچانے اور دیگر خریدار پیدا کرنیکی کوشش کرین اور فرض ہمت و ذی وسعت احباب علاوہ خریداری کے مالی اعانت مین بہی حصہ

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام - ہر دو حصہ یہ نظیر کتاب حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جسمین اپنے دعوے کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفون کے اعتراضون کو معرض اور زوال کر دیا ہے

آریہ دھرم آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت سے آریہ مسئلہ نیوگ کے خطرناک بد نتائج کو کہول کر دکہایا ہے اور آریہ سماج کے اعتراضون کا جواب دیا ہے ... قیمت ۸؍

نماز پر تقریر اور رسالہ وحدت ... حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تشریح فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے تیسری دفعہ چھپا ہے۔ قیمت ۲؍

حضرت اقدسؑ کی پرانی تحریرین
حصہ اول اعلحضرت کے تیس سال پرانے مضامین الہام مسئلہ تناسخ وید اور قرآن کے مقابلہ پر قیمت ۲؍

سراج الدین عیسائی کے چار سوالونکا جواب عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے قیمت ۲؍

فیصلہ آسمانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے۔ قیمت ۲؍

نور القرآن حصہ دوم عیسائیون کا عجیب و غریب قیمت ۳؍

فاضل امروہی کی تصنیفات

مندرجہ ذیل کتب کے ... رکہدینا کافی ہے کہ وہ امام فن مناظرہ فاضل امروہی کی تصنیفات ہیں

تحذیر المومنین - مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو فتویٰ کفر حضرت مسیح موعود کے خلاف تجویز کیا تھا اور جو عذرات پیش کئے تھے اس کا کافی و وافی جواب ایک قابل دید کتاب ہر ایک احمدی کے پاس ہونی چاہئے قیمت ۸؍

شمس بازغہ - پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی کتاب شمس الہدایہ کا لاجواب جواب - قیمت ۸؍

تفسیر سورہ تبت - سورۃ تبت یدا پر ایک ڈاکٹر کے اعتراضون کا جواب اور سورہ مذکور کی عجیب تفسیر قیمت ۱؍

سوال انجیل نمبر ۱ - ایک ہندوستانی مولوی کے خط و کتابت قیمت ۱؍

شیخ و شیعہ حکیم الامت کی اچھوتی تحریر قیمت ۲؍

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات

تفسیر القرآن پارہ اول - یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے صدہا خطوط اظہار پسندیدگی کے آئے مین یہانتک کہ سلسلہ عالیہ کے ہر ایک ... اسکو قبولیت ہو گئی ہے قیمت ۱۲؍

تفسیر القرآن پارہ دوم - بطور رسالہ ماہواری تفسیر ناظرین تفسیر کے بعد اصرار پر بطور رسالہ ماہواری طبع ہونی شروع ہوئی تھی لیکن معذرات کی وجہ سے بعض خارجی اسباب ایسے پیش آئے کہ دو نمبر نکلنے کے بعد سلسلہ بند ہو گیا لیکن اب انشاء اللہ عنقریب سلسلہ بدستور جاری ہونیوالا ہے گذشتہ دو نمبرون کی قیمت ۸؍ اور سالانہ قیمت ۲؍

سالک - ... یہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور انہین سلسلہ عالیہ کی تعلیم کو عام کرنیکی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق نادل کے طور پر لکہا گیا ہے - یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ قیمت ۴؍

رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء ۱۸۹۷ء مین دسمبر کے اواخر میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تھا جسمین حضرت حجۃ اللہ نے زبردست تقریرین فرمائین اور حضرت حکیم الامۃ اور مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے قرآن کریم کے معارف پر پر جوش لیکچر دئیے یہ سب تقریرین کیجا جمع ہین علاوہ برین رپورٹ کے شروع مین ایڈیٹر نے ایک قابل دید نثر و دلکش لکہا ہے۔ قیمت ۴؍

الانذار - حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۷ء کو قادیان میں ایک جلسہ ... کے متعلق کیا تہا جسکی تاثیر ... گورنمنٹ پنجاب سے پیش کر گذاری کا اظہار فرمایا تہا اس جلسہ کے حالات حضرت حجۃ اللہ اور حکیم الامۃ کی تحریریں ... قیمت ۲؍

اصحاب الصُّفّہ حضرت حکیم الامۃ کے خدام ... ایڈیٹر الحکم نے ... آدم کا جواب جسکو حضرت حکیم الامۃ نے پسند فرمایا بلکہ اصلاح بھی فرمائی۔ قیمت ۲؍

متفرق کتابین

قصیدہ ضوابط الاسرار قیمت ۸؍ وفات مسیح پنجابی نظم قیمت ۲؍
فیض احمدی (درود شریف پر پنجابی نظم) قیمت ۸؍

شیخ عبد الحق نومسلم کی قلم سے

برہان الحق (عیسائی مذہب کی حقیقت کہولی گئی ہے) ۸؍
دعوۃ الحق نمبر ۲ - انجیل کی حقیقت - قیمت ۸؍

میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی تصنیف

النصح (نظم مین عبد مومن کی خواص و نشانات) قیمت ۲؍
مسلمانونکا خدا اور اسکے حضور مین دعا مضمون نام سے ظاہر قیمت ۱؍
نمونہ قرآن مجید جو قاعدہ یسرنا القرآن کے موافق دو پارے چھاپے گئے ہیں قیمت ۳؍
پورے ... خریدار ... صرف آٹھ روپیہ ... محصول ڈاک سے ...

المشتہر منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

حقیقت نماز

الحکم کی گذشتہ اشاعت مین مندرجہ بالا عنوان کا اعلان کیا گیا تھا - مین آج اس کتاب کے مضامین کی مختصر سی فہرست دیتا ہون اس فہرست سے معلوم ہو سکے گا کہ یہ کتاب کیسی مفید اور ضروری ہے

میں اس کتاب کو کم از کم دو ہزار چھاپنا چاہتا ہون ناظرین اپنی درخواستین جلد بہیجکر اطلاع دیدین تاکہ اندازہ ہو سکے

فہرست مضامین حقیقت نماز

1. انسانی فطرت کا اقتضا اور رعایت
2. دین القیم اور فطرت اللہ کے معنے۔
3. عبادت کا مفہوم
4. صلوٰۃ (نماز) سے کیا مراد ہے؟
5. عبودیت اور الوہیت کا صعود و نزول
6. نماز مومن کا معراج ہے کے معنے
7. مغز نماز دعا ہے
8. دنیا کی کوئی چیز لذت سے خالی نہین
9. عبودیت اور ربوبیت کا رشتہ
10. نماز میں بے ذوقی اور ذوق
11. نماز میں ذوق کیونکر پیدا ہو
12. بے ذوقی سے ذوق کیونکر پیدا ہو جاتا ہے؟
13. حقیقت نماز
14. باطن کو ظاہر سے تعلق ہے
15. طہارت ظاہری اور وضو کا فلسفہ
16. پاکی اور ناپاکی کا مفہوم
17. آئی حالت اعضا اور جوارح کو ضرور حرکت دیگی
18. نماز بجز کوئی مشترک عبادت کی شکل میں نہین آسکتی
19. ارکان نماز کی حقیقت اور فلاسفی
20. نماز کا روحانی فلسفہ
21. نماز پنجگانہ کی وجہ اور حقیقت
22. اوقات نماز کا روحانی فلسفہ
23. پابندی اوقات کی قدرتی تاثیر
24. جماعت اور اسکی حقیقت
25. نماز جمعہ اور عیدین کے قایم کرنیکی حکمتین
26. انضباط اوقات پنجگانہ نماز کے منافع
27. اذان اور اس کی حکمت
28. اذان اور دوسرے مذاہب کا طریق دعوت
29. اسلامی توحید کے لطایف نماز مین
30. تعین قبلہ اور اسکی فلاسفی
31. ایک انگریز کا قول اسلامی نماز پر
32. اسلام مین روحانی طہارت ... [illegible]
33. نماز کی روحانی فلاسفی
34. تعدد رکعت اور حضور قلب
35. وضو کا طریق
36. وضو کی دعا
37. نماز پڑہنے کا طریق
38. اوقات نماز
39. سورۃ الفاتحہ کے معنے اور تفسیر
40. سورۃ الاخلاص کے معنے اور تفسیر
41. معوذتین کے معنے اور تفسیر
42. سورۃ انا انزلنا کے معنے اور تفسیر
43. انا اعطینٰک الکوثر کے معنے اور تفسیر
44. سورۃ الضحیٰ کے معنے اور تفسیر
45. سورہ الم نشرح کے معنے اور تفسیر
46. سورۃ تبت یدا کے معنے اور تفسیر
47. سورۃ لم یکن الذین کے معنے اور تفسیر
48. سورۃ التکاثر کے معنے اور تفسیر
49. سورۃ والشمس والضحیٰ کے معنے اور تفسیر
50. قرآن شریف کی دعائین اور ان کا ترجمہ
51. مسنونہ دعائین اور ان کا ترجمہ
52. **غیر احمدی کے پیچھے نماز کا مسئلہ**
53. نماز جنازہ اور اسکی حقیقت
54. نماز جنازہ کے پڑہنے کا طریق
55. غیر احمدی اور نماز جنازہ
56. متفرق نمازون کا طریق یعنے نماز جمعہ عیدین - تراویح - تہجد - وتر - حاجت استسقے - استخارہ - تسبیح - کسوف و خسوف اشراق وغیرہ
57. درود شریف کے معنی اور اسکی فلاسفی -
58. حضرت مسیح موعود کی دعائین -

اس کے علاوہ خطبات کریمیہ طبع ہونی شروع ہو گئی ہے - اور مکتوبات احمدیہ کی ترتیب کا کام ہو رہا ہے

(ایڈیٹر الحکم)

الحکم کے گذشتہ سالون کے فایل دفتر الحکم سے منگواؤ

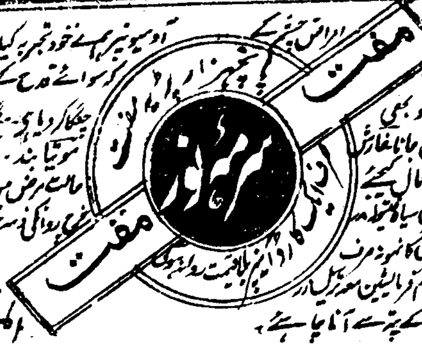

پانچ سال کا عرصہ ہوا جب سرمہ نور کو ہزاروں مختلف اور امراض چشم کے آدمیوں نے خود تجربہ کیا۔ اور کئی ڈاکٹر اور حکیموں نے تجربہ کیا۔ نزول الماء جس کی بابت عام طور پر ڈاکٹر اور حکیموں کا اتفاق ہے کہ سوائے قدح کے اور کوئی علاج نہیں۔ فی الواقع بہت صحیح ہے مگر اس سرمہ نے ابتدائی نزول الماء والوں کو بھی چنگا کر دیا ہے۔ منگائیے اور استعمال کیجئے پھر دیکھئے یہ مثل سحر جو اثرات کیا مفت اثر رکھتا ہے۔ جالا۔ پھولا۔ غبار۔ سبل۔ پانی جانا۔ خارش۔ موتیا بند۔ پڑبال۔ سرخی۔ ناخونہ وغیرہ کو نوبت ہی نہ آنے پاوے تھوڑے عرصہ میں چڑھ کے کہو لتا ہے۔ معمولاً استعمال کیجئے حالت مرض میں لگائیے تو کو استعمال کرائیے ہر حال میں اکسیر ہے قیمت بغرض رفاہ عام سرمہ خاکی فی تولہ عہ اور سرمہ بھری سیاہ فی تولہ عہ اور سرمہ خاکی کا نمونہ بذریعہ ٹکٹ آنہ اور سرمہ سیاہ بھری کا نمونہ صرف درخواست آنے پر روانہ ہوگا۔ نوٹ شکر گذاری کی تمام فہرستیں معہ نمونہ بلا قیمت روانہ ہونگی۔

پتہ کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ چاند محل کے پتہ سے آنا چاہئے۔

المشتہر محمد ... علی ... کاکوری

اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصفی سارسا پریلا یعنی عجیب و غریب چار جوہر طلسمی اور حکمی مصنفات بدن کا مجموعہ ہر ایک بکس چار جوہر کی چاروں شیشی کی دوائیں بگڑی ہوئی خون کو نہایت صاف کرکے تمام جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور سر کو ہر رنگ ہر طرح کی طاقت بخشتی ہیں چار ہفتے چار دواؤں کا ست اور جوہر شیشی ۸ خوراک چاروں شیشیوں میں ۳۲ خوراک جو ۳۲ روز کے استعمال میں مرد اور عورت لڑکے اور جوان اور بوڑھے سب کو تمام عمر کیلئے مستحکم و سالم اور چست و چالاک بنا دیتا ہے۔ شیشی نمبر ۱ جوہر عشبہ وغیرہ شیشی نمبر ۲ جوہر گرا ئیتہ وغیرہ شیشی نمبر ۳ جوہر شاہترہ وغیرہ شیشی نمبر ۴ جوہر چوب چینی وغیرہ۔ چار جوہر ہے استعمال کنندہ کو۔ سفنہ۔ طاعون۔ کھانسی۔ بخار۔ خارش۔ دانہ و اسہال سے ہمیشہ محفوظ رکھتا ہے۔ آتشک۔ سوزاک۔ گنٹھیہ۔ خارشت۔ داد۔ انگوٹ۔ پھوڑا۔ پھنسی۔ سفید داغ۔ جذام۔ کوڑھ۔ ناسور۔ گنٹھ مالا۔ بواسیر۔ فواسیر۔ گنج۔ سوگندی وغیرہ کے فسادات کو ہمیشہ کیلئے صاف کر دیتا ہے ۳۲ خوراک کی چاروں شیشیاں ایک ٹین بکس میں مقفل کرکے معہ ترکیب و کاغذ طریق استعمال کے خریداروں کو دیجاتی ہیں قیمت فی بکس آٹھ روپے پیکنگ محصولڈاک ایکروپیہ چھ آنہ ہے۔ اکسیر حیات یعنی نمک نباتات۔ متعدد جڑی بوٹی اور تمام سفید دواؤں و میووں کے ست اور جوہر سے کیمیاوی طور پر ترکیب دیکر بڑی محنت اور جانفشانی سے یہ نمک تیار کیا گیا ہے اول درجہ کا مقوی معدہ و ہاضم غذا دافع قبض ریاح اور بھی بھوک پیدا کرنیوالا خون صالح افراط پیدا کرکے از سر نو طاقت بخشنے والا اور کھتی ہی دنوں کا پرانا طحال اور بخار یا ورم جگر بہت جلد دفع کرکے صحت و تندرستی کا ہمیشہ قائم رکھنے والا مرد اور عورت دونوں توالد و تناسل کا مادہ پیدا کرنے والا ہے اولاد اور بانجہ عورتوں کو ایک پوری بوتل نمک استعمال کرکے فضل خدا کا امیدوار رہنا چاہئے قیمت فی شیشی ۲۴ خوراک ایکروپیہ پیکنگ و محصولڈاک ۶ر قیمت فی بوتل جسمیں ۱۲۵ خوراک یعنی آٹھ شیشی نمک رہتا ہے پانچروپیہ محصول ڈاک و پیکنگ عہ ہزار ہا آدمیوں نے فائدہ کامل حاصل کیا ہے قیمت ۲ شیشی عہ تین شیشی عہ چار شیشی ہے دو شیشی للعہ پیکنگ و محصولڈاک علاوہ۔ آپ بھی تجربہ کر کر فائدہ اٹھایئے اسے معمولی نمک نہ سمجھئے یہ کل امراض بلیا پر بھی فائدہ بخشتا ہے دائمی قبض بدہضمی پیٹ میں درد اور نفخ ہونا کمی اشتہا یعنی بھوک نہ معلوم ہونا۔ طحال یعنی تاپ تلی ضعف معدہ۔ یعنی غذا کا خوب ہضم نہ ہونا اور بار بار پاخانہ ہونا۔ وبائی امراض مثل ہیضہ و تخمہ۔ پیچش۔ اسہال۔ درد گردہ۔ درد قولنج۔ درد کمر۔ وجع مفاصل یعنے گنٹھیہ درد سر کھانسی۔ دمہ ضعف دماغ۔ ضعف بصارت۔ کمی باہ۔ یعنی نامردی جریان یعنے دھات پتلی ہوکر بہنا سوداوی امراض مثل آتشک و سوزاک اور جلدی امراض مثل خارشت و داد و سفید داغ اور ابھرے خون اجواری داکو وغیرہ کو بھی فائدہ بخشتا ہے بچوں کے دانت نکلنے کی حالت میں بہت ہی مفید ہے دل اور دماغ کو قوت اور فرحت بخشتا ہے طبیعت کو خوش اور بشاش رکھتا ہے فکر اور تردد کو دفع کرتا ہے خاصکر معدہ اور جگر کی تمام خرابیوں کو دور کرکے انکی اصلی قوت اور حرارت کا محافظ رہتا ہے ہیضہ اور طاعون کے زمانہ میں اسکا استعمال اکسیر کا کام دیتا ہے اگر احتیاطاً طور التزام کے ساتھ ایک پوری بوتل اس نمک کی استعمال کیجائے تو قریب قریب وبائی سے تازہ اور نیا خون اور گوشت عموماً بدن انسان میں پیدا ہو سکتا ہے جس سے ہر طرح کی نئی طاقت اور قوت یقیناً پیدا ہوگی یہ امر مسلم ہے کہ تمام بیماریاں معدہ کی خرابی کے سبب سے پیدا ہوتی ہیں اس لئے اس کا نام اکسیر حیات رکھا گیا کیونکہ پوری ایک بوتل کے استعمال کرنے سے معدہ میں انتہا درجہ کی قوت ہاضمہ پیدا ہوتی ہے کیسی ہی سستی کمزوری اور لاغری ہو فوراً دفع ہو کر انسان موٹا اور تازہ ہو جاتا ہے اور ایک نیا رنگ و روپ پیدا ہوتا ہے گویا از سر نو زندگانی حاصل کرتا ہے۔ **طاقت پیدا کرنے کی عمدہ دوا یعنے معجون تقویت** ۔ یہ دوا ہے بہ تک ہر طرح کی نئی طاقت پیدا کرکے انسان کو ہمیشہ تندرست رکھتی ہے۔ دل دماغ گردہ یعنی اعضائے رئیسہ کی تقویت کیلئے اکسیر ہے فسادات زمانہ کو قطعاً بند کرکے دل اور دماغ میں اول درجہ کی تقویت پیدا کرتی ہے ترقی بصارت و حافظہ و ذکاوت کیلئے سریع التاثیر ہے قیمت فی بکس جسمیں ۴۰ خوراک دوا رہتی ہے پانچروپیہ پیکنگ و محصولڈاک ۱۲ر **گنٹھیہ کی اکسیر دوا یعنے روغن اوجاع** ۔ کیسی ہی سخت تکلیف وہ گنٹھیا یا عرق النسا یا درد کمر یا درد شانہ وغیرہ ہو چند روز میں اس تیل کے استعمال سے درد و ورم اور تمام تکلیفات بالکل رفع ہو جاتی ہیں قیمت فی شیشی ایک روپیہ پیکنگ محصولڈاک ۵ر **آنکھوں کے لئے نئی روشنی یعنے سرمہ نوری** ۔ اصلی ممیرا اور ایک سو مفید اور مقوی بصر ادویات و محلول جواہرات سے یہ سرمہ تیار کیا جاتا ہے۔ جالا۔ مالا۔ پھولی۔ دھند۔ ناخونہ۔ رتوندی۔ پڑبال۔ کھجلی پانی بہنا سرخی چشم۔ درد و کھٹک وغیرہ غرض آنکھوں کی کل بیماریاں دفع کرکے آنکھوں میں نوجوانوں کیطرح نئی روشنی از سر نو پیدا کرتا ہے چند روز کے استعمال سے آنکھوں کی روشنی کو عمر کیلئے قائم کر دیتا ہے قیمت فی شیشی ایکروپیہ پیکنگ و محصولڈاک ۵ر **دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کے لئے اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان و خوشبودار منجن** ۔ دانت اور آنکھ انہیں دو نعمتوں سے زندگی کا مزا ہے اگر ان میں کوئی خرابی آئی تو پھر زندگی کا لطف نہیں اس لئے ہر شخص پر ان کی داشت اور حفاظت نہایت ضروری و لازمی ہے اس منجن کو آپ چند روز ملنے پھر اپنے دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کو دیکھئے کیسا ہی درد ہو فوراً دفع ہو جائیگا اور تمام دانت موتی کیطرح چمکنے لگینگے دانتوں سے کوڑے ہیں اور مسوڑھے کے ورم اور درد اور خون اور پیپ اور بدبوئے دہن اور منہ و زبان کے ناسور کے دفع کرنے کیلئے یہ منجن اکسیر ہے قیمت فی بکس ۸ر پیکنگ و محصولڈاک ۵ر علاوہ ان کے آتشک سوزاک۔ جریان۔ پیچش۔ اسہال۔ کھانسی۔ دمہ۔ بواسیر۔ رنگ مسانہ۔ طحال۔ خارشت۔ اختلاج قلب۔ سفید داغ۔ داد۔ بہرہ پن کی دوا۔ زخم اور پھوڑے کیلئے مرہم اور نیز مخصوص عورتوں کیلئے ہر مرض کی دوائیں اس دواخانہ میں موجود ہیں جن کا تجربہ عرصہ دراز سے عام ہندوستان میں نہایت کامیابی کے ساتھ ہو رہا ہے دو پیسہ کا ایک ڈاک ٹکٹ بھیجکر بڑی فہرست اس دواخانہ کی منگا کر ملاحظہ فرمایئے جس میں کل دواؤں کی تفصیل حالات معہ طریق استعمال و سرٹیفکیٹ وغیرہ کے درج ہیں آپ اپنا نام اور پتہ نام ڈاکخانہ خوب صاف لکھئے اور اگر ریلوے اسٹیشن قریب ہو تو اس کو بھی لکھئے ہمارا پتہ یہ ہے۔ شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم سید یکل ہال مقیم گنج شہر بنارس۔ نوٹ ہمکو ہندوستان بھر کے بالا دواؤں کی فروخت کیلئے ہندوستان میں ہر جگہ ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ جو صاحب چاہیں خط بھیجکر طے کرلیں۔

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو بدنامی سے بچانے کے واسطے صرف ایک عمدہ ذریعہ ہے کہ ہر ایک دوا کا نمونہ کارڈ آنے پر مفت بھیجا جاوے (سونے چاندی کی گولیاں) جو اعلیٰ درجہ کی مقوی دل و دماغ و معدہ و باہ۔ اور مصفی خون ہیں اور جوان اور بوڑھوں کیلئے مفید اور جن کی بلا معتدالیوں کیواسطے اکسیر ہیں قیمت حبوب کا بکس ۴ر روپیہ ۱۲ (فی ... مراد) یہ ایک نہایت نفیس عمدہ قسم کی مٹھائی ہے جو کہ مشک و عنبر مقویات ادویات و میوہ جات سے مخلوط کر کے طیار کیگئی جو حلق کے اترتے ہی اپنا اثر دکھانا شروع کرتی ہے اور رقت و جریان و سرعت و احتلام وغیرہ کو دور کرکے چست و چالاک بنا دیتی ہے اور مقوی دل و دماغ و معدہ و جگر ہے ان اعضاء کو تقویت دیکر خون صالح پیدا کرتی ہے واسطے آزمائش کے بکس ۶ر ۲ پارہ خوراک ۸ر بکس اوسط ۳ر خورد ایک عمر بکس ۱۰ جلد یک دن کی کافی ہے۔

المشتہر حکیم سرافراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم سے بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ کثرت سے کھوگئے بلحاظ قدامت اب اسے ترقی دی گئی ہے اور عطر تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے طیار کئے جاتے ہیں اور خوش معاملگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں۔

راقم

محمد عبد اللہ سعد اللہ تاجران عطر قنوج

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی۔ ناگر تیل۔ یہ تیل خاص ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا۔ بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے نزلہ آنکھوں درد سر وغیرہ کیلئے مفید ہے قیمت فی شیشی محصولڈاک بذمہ خریدار

المشتہر

منیجر کارخانہ فرحت افزا النسیم قنوج

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالک کی اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

انا اٰوی القریۃ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عـ (۳) ہندوستان باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

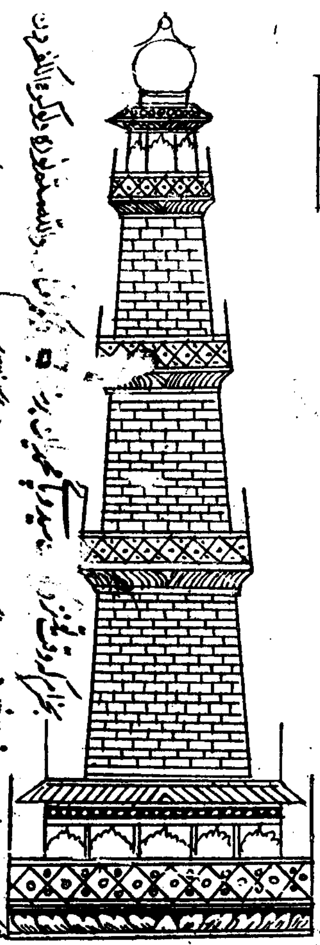

فہرست مضامین

(۱) نشان متقین	صفحہ ۱
۲۔ مکتوب حضرت مسیح موعود	۲-۳
۳۔ قصیدہ مبارکباد	۳
مسیح موعود و غایۃ المقصود	۴
مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلق	۴
فان یاسلیار الصادقین	۵-۶
افغانستان و دولت انگلستان	۷
مضامین	۸
۹۔ نصرۃ الحق	۹-۱۰
۱۰۔ انجیل کا معقول اندازہ	۱۱
۱۲۔ ایڈیٹر اہل حدیث کے نام خط	۱۲
۱۳۔ احمدی فقہ	۱۲
۱۴۔ اشتہارات	۱۳،۱۴

نمبر ۴ | دارالامان قادیان مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۰۵ء مطابق ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ | جلد ۹

نشان متقین

اسمین کوئی کلام نہین کہ فتح مقدمات

ایک عظیم الشان نشان ہے جو ظاہر ہوا ہے اس کے متعلق مجھے منشی غلام نبی صاحب مدرس پور ہیران نے ایک مفصل خط کے ذریعہ توجہ دلائی ہے کہ اس نشان کی کوئی یادگار قایم کرنی چاہیے۔ منشی صاحب موصوف کے خط آنے سے پہلے ہی مین اس فکر اور تجویز مین تہا کہ اس یادگار کیلئے تحریک کرون تو کس رنگ مین۔ مین کبہی یہ سوچتا تہا کہ الحکم کو اس نشان کی یادگار مین ہفتہ مین دو مرتبہ کر دیا جاوے اور اسکی تحریک کرون کبہی یہ خیال آتا تہا کہ کسی اور رنگ مین اس تحریک کو پیش کیا جاوے بہرحال مین اسی ادہیڑ بن مین تہا کہ منشی غلام نبی صاحب نے مجھے لکہا کہ مین دس روپیہ اس یادگار کیلیے دینے کو آمادہ ہون اگر صنعتی شاخ (جسکی مین نے الحکم کے پہلے نمبر مین تحریک کی ہے) تعلیم الاسلام سکول کے متعلق کہولی جاوے۔ مین منشی غلام نبی صاحب کی تجویز سے بالکل متفق ہون اور اسی لیے آج مین اس تحریک کو الحکم کے ذریعہ عام کرتا ہون۔

منشی غلام نبی صاحب نے مجھے لکہا ہے کہ وہ میری تحریر پر فوراً دس روپیہ بہیجنے پر آمادہ ہین مین انہین مشورہ دیتا ہون کہ وہ یہ دس روپیہ حضرت حکیم الامۃ کی نام بہیجدین اور مجہے اطلاع دین مین اسکی رسید الحکم مین دیدون گا۔ صنعتی تعلیم کی جسقدر ضرورت ہے وہ کسی تفصیل اور تشریح کی محتاج نہین صنعتی تعلیم کیمتعلق سکیم یا نصاب پیچہے تجویز ہو سکتا ہے۔ سر دست یہ ضروری امر ہے کہ اس تجویز کی اعانت کرنیوالے پیدا ہون۔ پس یہ عجیب اور قابل قدر موقع ہم احمدیون کو ملا ہے کہ ان مقدمات کی فتح کی یادگار مین صنعتی شاخ سکول مین کہولیجاوے۔ کم از کم ایکہزار روپیہ جبتک جمع نہوے اس شاخ کے کہولنے کی جرأت نہین کی جاسکتی اور پہر اسکو باقاعدہ جاری رکہنے کیلیے مستعد دلون کی ضرورت ہے جو اسکی اعانت مین پورا حصہ لین جو لوگ اس یادگار کے قایم رکہنے کی ضرورت سمجہتے ہین وہ اسوقت دریا دلی سے کام لین اور اگر اس یادگار کو کسی اور صورت مین قایم کرنا چاہتے ہین تو بہی اطلاع دین بہرحال اسمین کوئی کلام نہین ہے کہ یادگار ضرور ہونی چاہیے۔ اس سے ایمان تازہ ہوتا رہیگا۔ اور یہ نشان ہر وقت زندہ رہیگا۔

مین یہانتک لکہہ چکا تہا کہ برادرم مفتی محمد صادق صاحب نے میرے محترم بہائی منشی مرزا محمد شفیع صاحب کا ڈیرہ جات سے آیا ہوا ایک خط دیا۔ جسکا عنوان فتح سکالرشپ ہے اسمین مرزا صاحب ۲ ماہوار ۶ رجنوری ۱۹۰۵ء سے ایک وظیفہ اسی یادگار مین ہائی سکول کے کسی ایسے طالبعلم کو دینا چاہتے ہین جو غریب ہو لیکن محنتی ہوشیار دینیات اور عربی کیلیے خاص شوق رکہتا ہو۔ یہ امر انہون نے بہی بطور تجویز پیش کیا ہے گویا جو یادگار قایم ہو وہ اسمین دو روپیہ ماہوار کا ایک وظیفہ دینے کو آمادہ ہین بہرحال مین دل سے چاہتا ہون کہ ایک یادگار اس عظیم الشان نشان کی قایم ہو۔ خواہ وہ کسی رنگ مین ہو۔ یہ یاد رہے کہ صنعتی شاخ کے کہولنے کیلیے کم از کم ایکہزار روپیہ نقد جمع ہو جاوے اور یہ کچہہ مشکل نہین اگر سو شخص ہی حصہ لین تو ہو سکتا ہے۔ اور آیندہ کیلیے کم از کم ے ماہوار کا سر دست مستقل چندہ ہو۔

ہان مین الحکم کو بہی اس یادگار سے حصہ دینا چاہتا ہون کیونکہ خود خدا تعالیٰ نے اسے ان مقدمات مین شامل کیا اور اسکی کامیابی ہی ایک نشان ٹہیری ہے اسلیے الحکم کی حالت مین بہی مین کوئی ایسا امر کہنا چاہتا ہون جو اس نشان کیلیے بطور یادگار ہو۔ لیکن یہ یاد رہے کہ الحکم کی اپنی حالت کیمتعلق کسی یادگار کا قایم کرنا مندرجہ بالا تجویز کے ہرگز منافی نہین اور نہ زاید چندہ اس فنڈ مین مین کسی سے لینا چاہتا ہون۔ بلکہ الحکم کے متعلق مین جو تحریک کرونگا وہ انشاء اللہ العزیز ایک نرالی تجویز ہوگی اور مفید ثابت ہو سکیگی۔

مختصر یہ کہ فی الحال صنعتی شاخ کے ذریعہ سے جو احباب یادگار قایم کرنا چاہتے ہین یا بصورت وظایف جو شریک ہونا چاہتے ہین وہ مجہے بہت جلد اطلاع دین۔ اس یادگاری فنڈ مین جو روپیہ بہیجا جاوے وہ حضرت حکیم الامۃ مولوی نورالدین صاحب کے نام بہیجا جاوے۔ بعد مین فیصلہ ہوکر جو صورت یادگار کی تجویز ہوگی اسپر وہ خرچ کر دیا جائیگا مین نے اس یادگار کا نام نشان متقین رکہا ہے یہ محض اس مناسبت سے ہے کہ انجام مقدمات کی نسبت پیشگوئی مین جو الہام ہوا تہا وہ یہ ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ فيه آيات للسائلین۔ ہان اگر کوئی اور نام تجویز ہو تو بہتر وہی لکہا جاسکتا ہے۔

آخر مین مین یہ بہی کہنا چاہتا ہون کہ مدرسہ تعلیم الاسلام

تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جو کہ آپ نے بعد از نماز جمعہ ۱۶ دسمبر ۱۹۰۴ء کو مسجد اقصیٰ میں فرمائی۔

چونکہ خاکسار ایڈیٹر کچھ دیر سے پہنچا تھا اسلئے جسقدر ضبط ہو سکا وہ ہدیہ ناظرین ہے سلسلہ تقریر سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انقطاع دنیا اور حصول قرب الی اللہ کے متعلق مضمون تھا۔ اور وہ تقریر یہ ہے۔

انسان کو چاہیئے کہ حسنات کا پلڑا بھاری رکھے۔ مگر جہانتک دیکھا جاتا ہے اسکی مصروفیت اسقدر دنیا میں ہے۔ کہ یہ پلڑا بھاری ہوتا نظر نہیں آتا رات دن اسی فکر میں ہے کہ وہ کام دنیا کا ہو جاوے۔ فلانی زمین ملجاوے فلانا مکان بنجاوے۔ حالانکہ اسے چاہیئے کہ افکار میں بھی دین کا پلڑا دنیا کے پلڑے سے بھاری رکھے۔ اگر کوئی شخص رات دن نماز روزہ میں مصروف ہے، تو یہ بھی اسکے کام ہرگز نہیں آسکتا جبتک کہ خدا کو اس نے مقدم نہیں رکھا ہوا ہر بات اور فعل میں اللہ تعالیٰ کو نصب العین بنانا چاہیئے۔ ورنہ خدا کی قبولیت کے لایق ہرگز نہ ٹھہریگا۔ دنیا کا ایک بت ہوتا ہے جو کہ ہر وقت انسان کی بغل میں ہوتا ہے۔ اگر وہ مقابلہ اور موازنہ کرکے دیکھیگا تو اسے معلوم ہوگا کہ طرح طرح کی نمایش اس نے دنیا کیلئے ہی بنا رکھی ہے اور دین کا پہلو بہت کمزور ہے حالانکہ عمر کا اعتبار نہیں اور نہ علم ہے کہ اسنے اس پل کے بعد زندہ بھی رہنا ہے کہ نہیں شیخ سعدی نے کیا عمدہ فرمایا ہے۔ ع مکن تکیہ بر عمر ناپایدار۔ اسوقت جسقدر لوگ کھڑے ہیں کون کہہ سکتا ہے کہ ایک سال تک ان میں سے میں ضرور زندہ رہونگا۔ لیکن اگر خدا کی طرف سے علم ہو جاوے کہ اب زندگی ختم ہے۔ تو ابھی سب ارادے باطل ہو جاتے ہیں۔ پس خوب یاد رکھو کہ مومن کو دنیا کا بندہ نہ ہونا چاہیئے ہمیشہ اس امر میں کوشان رہنا چاہیئے۔ کہ کوئی بھلائی اس کے ہاتھ سے ہو جاوے۔ خدا تعالیٰ بڑا رحیم کریم ہے۔ اور اس کا ہرگز یہ منشا نہیں ہے کہ تم دکھ پاؤ لیکن خوب یاد رکھو کہ جو اس سے عمداً دوری اختیار کرتا ہے اسپر اسکا قہر ضرور ہوتا ہے عادت اللہ اسطرح سے چلی آتی ہے۔ نوح کے زمانہ کو دیکھو لوط کے زمانہ کو دیکھو۔ موسیٰ کے زمانہ کو دیکھو اور پھر آنحضرت صلعم کے زمانہ کو دیکھو کہ اسوقت جن لوگوں نے عمداً خدا سے بعد اختیار کیا ان کا کیا حال ہوا۔ ان لمبی آرزوؤں نے انسان کو ہلاک کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے۔ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ کہ اے لوگو جو تم خدا سے غافل ہو دنیا طلبی نے تمہیں غافل کر دیا ہے یہانتک کہ تم قبروں میں داخل ہو جاتے ہو مگر غفلت سے باز نہیں آتے۔ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔ مگر اس غلطی کا تم کو عنقریب علم ہو جاویگا ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔ پھر تمکو اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ عنقریب تمکو علم ہو جاویگا کہ جن خواہشات کے پیچھے تم پڑے ہو وہ اگر تمہارے کام نہ آوینگی اور حسرت کا موجب ہونگی كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ۔ اگر تم کو یقینی علم حاصل ہو جاوے تو تم علم کے ذریعہ سے سوچکر اپنے جہنم کو دیکھ لو اور تم کو پتہ لگ جاوے کہ تمہاری زندگی جہنمی زندگی ہے اور جن خیالات میں تم رات دن لگے ہوئے ہو۔ وہ بالکل ناکارہ ہیں۔ میں ہر چند کوشش کرتا ہوں کہ کسیطرح یہ باتیں لوگوں کے دلنشین ہو جاویں مگر آخر کار یہی کہنا پڑتا ہے کہ اپنے اختیار میں کچھ نہیں ہے جبتک خدا تعالیٰ خود ایک واعظ دل میں پیدا نہ کرے تب تک فایدہ نہیں ہوتا جب انسان کی سعادت اور ہدایت کے دن آتے ہیں تو دل کے اندر ایک واعظ پیدا ہو جاتا ہے اور اسوقت اسکے دل کو ایسے کان لگجاتے ہیں کہ وہ دوسرے کی بات کو سنتا ہے راتوں کو اور دنوں کو خوب سوچکر دیکھو تو تمہیں معلوم ہو جاویگا کہ انسان بہت ہی بے بنیاد شے ہے اور اسکے وجود کی کوئی کل بھی اس کے ہاتھ میں نہیں ہے ایک آنکھ ہی پر نظر کرو کہ کسقدر باریک عضو ہے۔ اگر ایک ذرا پتھر آلگے تو فوراً نابینا ہو جاوے پھر اگر یہ خدا کی نعمت نہیں ہے تو کیا ہے کیا کسی نے ٹھیکہ لیا ہوا ہے کہ خدا اسے ضرور بینا ہی رکھیگا اور اسی پر سب قویٰ کا قیاس کرو۔ کہ اگر آج کسی میں فرق آجاوے تو انسان کی کیا پیش چل سکتی ہے۔ غرضیکہ ہر آن اور پل میں اسکی طرف رجوع کی ضرورت ہے۔ اور مومن کا گذارا تو کبھی نہیں ہو سکتا جبتک اس کا دھیان ہر وقت اسکی طرف لگا نہ رہے۔ اگر کوئی ان باتوں پر غور نہیں کرتا اور ایک دینی نظر سے ان کو وقعت نہیں دیتا تو وہ اپنے دنیوی معاملات پر ہی نظر ڈالکر دیکھے کہ خدا کی تائید اور فضل کے سوا کوئی کام اس کا چل سکتا ہے اور کوئی منفعت دنیا کی وہ حاصل کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ دین ہو یا دنیا ہر ایک امر میں اُسے خدا کی ذات کی بڑی ضرورت ہے اور ہر وقت اسکی طرف احتیاج لگی ہوئی ہے جو اس کا منکر ہے سخت غلطی پر ہے۔ خدا تعالیٰ کو تو اس بات کی مطلق پرواہ نہیں ہے۔ کہ تم اسکی طرف میلان رکھو یا نہ۔ وہ فرماتا ہے۔ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ اگر اسکی طرف رجوع رکھوگے تو تمہارا ہی اسمیں فایدہ ہوگا۔ انسان جسقدر اپنے وجود کو مفید اور کار آمد ثابت کریگا۔ اسیقدر اسکے انعامات کو حاصل کریگا۔ دیکھو کوئی بیل کسی زمیندار کا کتنا ہی پیارا کیوں نہ ہو مگر جب وہ اس کے کسی کام بھی نہ آویگا نہ گاڑی میں چلیگا نہ زراعت کریگا نہ کنوئیں میں لگیگا تو آخر سوائے ذبح کے اور کسی کام نہ آویگا ایک نہ ایک دن مالک اسے قصاب کے حوالہ کر دیگا ایسے ہی جو انسان خدا کی راہ میں مفید ثابت نہ ہوگا۔ تو خدا اسکی حفاظت کا ہرگز ذمہ وار نہ ہوگا ایک پھلدار اور سایہ دار درخت کیطرح اپنے وجود کو بنانا چاہیئے تاکہ مالک بھی خبرگیری کرتا رہے لیکن اگر اس درخت کی مانند ہوگا کہ جو نہ پھل لاتا ہے اور نہ پتے رکھتا ہے کہ لوگ سایہ میں آبیٹھیں تو سوائے اس کے کہ کاٹا جاوے اور آگ میں ڈالا جاوے اور کس کام آسکتا ہے۔

خدا تعالیٰ نے انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اسکی معرفت اور قرب حاصل کرے۔ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ جو اس اصل غرض کو مدنظر نہیں رکھتا اور رات دن دنیا کے حصول کی فکر میں ڈوبا ہوا ہے۔ کہ فلاں زمین خرید لوں فلاں مکان بنالوں فلاں جایداد پر قبضہ ہو جاوے۔ تو ایسے شخص سے سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ کچھ دن تک مہلت دیکر واپس بلا لے اور کیا سلوک کیا جاوے انسان کے دل میں خدا کے قرب کے حصول کا ایک درد ہونا چاہیئے جسکی وجہ سے اسکے نزدیک وہ ایک قابل قدر شے ہو جاویگا۔ اگر یہ درد اسکے دل میں نہیں ہے۔ اور صرف دنیا اور اس کے مافیہا کا ہی درد ہے۔ تو آخر تھوڑی سی مہلت پاکر وہ ہلاک ہو جاویگا۔ خدا تعالیٰ مہلت اسلئے دیتا ہے کہ وہ حلیم ہے لیکن جو اس کے حلم سے خود ہی فایدہ نہ اٹھاوے تو اسے وہ کیا کرے پس انسان کی سعادت اسی میں ہے کہ وہ اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ ضرور تعلق بنائے رکھے سب عبادتوں کا مرکز دل ہے۔ اگر عبادت تو بجا لاتا ہے مگر دل خدا کی طرف رجوع نہیں ہے تو عبادت کیا کام آویگی اسلئے دل کا رجوع تام اسکی طرف ہونا ضروری ہے اب دیکھو کہ ہزاروں مساجد ہیں۔ مگر سوائے اس کے کہ انہیں رسمی عبادت ہو اور کیا ہے ایسے ہی آنحضرت صلعم کے وقت یہودیوں کی حالت تھی کہ رسم اور عادت کے طور پر عبادت کرتے تھے اور دل کا حقیقی میلان جو کہ عبادت کی روح ہے ہرگز نہ تھا اسلئے خدا تعالیٰ نے انپر لعنت کی پس اسوقت بھی جو لوگ پاکیزگی قلب کی فکر نہیں کرتے تو اگر رسم و عادت کے طور پر وہ سینکڑوں ٹکریں مارتے رہیں انکو کچھ فایدہ نہ ہوگا۔ اعمال کے باغ کی سرسبزی پاکیزگی قلب سے ہوتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا کہ وہی بامراد ہوگا جو کہ اپنے قلب کو پاکیزہ کرتا ہے۔ اور جو اسے پاک کریگا بلکہ خاک میں ملا دیگا یعنی سفلی خواہشات کا اسے مخزن بنا رکھیگا وہ نامراد رہیگا۔ اس بات سے ہمیں انکار نہیں ہے کہ خدا کیطرف آنے کیلئے ہزارہا روکیں ہیں اگر یہ نہوتیں تو آج صفحہ دنیا پر نہ کوئی ہندو ہوتا نہ عیسائی سب کے سب مسلمان نظر آتے لیکن ان روکوں کو دور کرنا بھی خدا کے فضل سے ہوتا ہے وہی توفیق عطا کرے تو انسان نیک و بد میں تمیز کر سکتا ہے۔ اسلئے آخر کار بات پھر اسی پر آٹھہرتی ہے کہ انسان اسکی طرف رجوع کرے تاکہ قوت اور طاقت دیوے۔

دنیا میں جسقدر شور ہے نفس پرستی اور شہوت پرستی وغیرہ کے ہوتے ہیں۔ ان سب کا ماخذ نفس امارہ ہی ہے۔ لیکن اگر انسان کوشش کرے تو اسی امارہ سے پھر وہ لوامہ بنجاتا ہے۔ کیونکہ کوشش میں ایک برکت ہوتی ہے اور اس سے ہی بہت کچھ تغیرات ہو جاتے ہیں۔ پہلوانوں کو دیکھو کہ وہ ورزش اور محنت سے بدن کو کیا کچھ بنا لیتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ محنت اور کوشش سے نفس کی اصلاح نہ ہو سکے۔ نفس امارہ کی مثال آگ کی ہے۔ جو کہ مشتعل ہو کر ایک جوش طبیعت میں پیدا کرتا ہے۔ جس سے انسان حد اعتدال سے گذر جاتا ہے۔ لیکن جیسے پانی آگ سے گرم ہو کر آگ کی مثال تو ہو جاتا ہے۔ اور جو کام آگ سے لیتے ہیں وہ اس سے بھی لے لیتے ہیں۔ مگر جب اسی پانی کو آگ کے اوپر گرایا جاوے تو وہ اس آگ کو بجھا دیتا ہے۔ کیونکہ ذاتی صفت اسکی آگ کو بجھانا ہے۔ وہ دبی رہیگی۔ ایسے ہی اگر انسان کی روح نفس امارہ کی آگ سے خواہ کتنی ہی گرم کیوں نہ ہو۔ مگر جب وہ نفس سے مقابلہ کریگی۔ اور اسکے اوپر گریگی۔ تو اُسے مغلوب کرکے چھوڑیگی بات صرف اتنی ہے کہ خدا کو ہر ایک بات پر قادر مطلق مانا جاوے۔ اور کسی قسم کی بدظنی اسپر نہ کیجاوے۔ جو بدظنی کرتا ہے وہی کافر ہوتا ہے

www.aaiil.org

مومن کی صفات میں سے ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کو غایت درجہ قادر جانے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بہت نیکیاں کرنے سے انسان ولی بنتا ہے۔ یہ نادانی ہے۔ مومن کو تو خدا نے اول ہی ولی بنایا ہے۔ جیسے کہ فرمایا ہے واللہ ولی الذین امنوا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ہزاروں عجائبات ہیں اور انہی پر کھلتے ہیں جو دل کے دروازہ کھولکر رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بخیل نہیں ہے لیکن اگر کوئی شخص مکان کا دروازہ خود ہی نہیں کھولتا۔ تو پھر روشنی کیلئے اندر آوے بس جو شخص خدا کی طرف رجوع کریگا۔ تو اللہ تعالیٰ بھی اسکی طرف رجوع کریگا۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ جہانتک بس چلسکے وہ اپنی طرف سے کوتاہی نہ کرے۔ پھر جب اسکی کوشش اس کے اپنے انتہائی نکتہ پر پہونچیگی تو وہ خدا کے نور کو دیکھیگا والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا میں اسکی طرف اشارہ ہے کہ جو حق کوشش کا اس کے ذمہ ہے اسے بجالائے۔ یہ نہ کرے کہ اگر پانی دو ہاتھ نیچے کھودنے سے نکلتا ہے تو وہ صرف ایک ہاتھ کھودکر ہمت ہار دے۔ ہر ایک کام میں کامیابی کی یہی جڑ ہے کہ ہمت نہ ہار دے۔ پھر اس امت کیلئے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر کوئی پورے طور سے دعا و تزکیہ نفس سے کام لیگا سب وعدے قرآن شریف کے اس کے ساتھ پورے ہو کر رہیں گے۔ لیکن جو خلاف کریگا وہ محروم رہیگا کیونکہ اسکی ذات غیور ہے۔ اس نے اپنی طرف آنے کی راہ ضرور رکھی ہے لیکن اسکے دروازے تنگ بنائے ہیں پہونچتا وہی ہے جو تلخیوں کا شربت پی لیوے۔ لوگ دنیا کی فکر میں درد برداشت کرتے ہیں حتی کہ بعض اسی میں ہلاک ہو جاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کیلئے ایک کانٹے کی درد بھی برداشت کرنا پسند نہیں کرتے جبتک اسکی طرف سے صدق اور صبر اور وفاداری کے آثار ظاہر نہ ہوں۔ تو ادھر سے رحمت کے آثار کیسے ظاہر ہوں۔ ابراہیم علیہ السلام نے صدق دکھلایا۔ تو انکو ... میرے کہنے کا مدعا یہ ہے کہ ... ہیں۔ اور کسی نے ابتک نہیں ... سمجھ لیوے مجھے الہام ہوا تھا عفت الدیار محلھا ومقامھا یہ ایک خطرناک کام ہے جسمیں طاعون کی خبر دیگئی ہے کہ انسان کیلئے کوئی مفر اور کوئی جائے پناہ نہ رہیگی۔ اسلئے میں تم سب کو آگاہ رکھتا ہوں کہ اگر کوئی سچی تبدیلی نہ کریگا تو وہ ہرگز اس لائق نہ ہوگا کہ مجکو دعا کیلئے لکھے۔ جو لوگ خدا کے بتلائے ہوئے صراط مستقیم پر چلیں گے وہی محفوظ رہیں گے۔ خدا کا وعدہ ایسے ہی لوگوں کی حفاظت کا ہے جو سچی تبدیلی اپنے اندر کرتے ہیں۔ مطلق بیعت انسان کے کیا کام آسکتی ہے پورا نسخہ جبتک نہ پیئے تو مریض کو فایدہ نہیں ہوا کرتا۔ اسلئے پوری تبدیلی کرنی چاہیئے۔ جہانتک ہو سکے دعا کرو اور اللہ تعالیٰ سے کہو کہ وہ تم کو ہر ایک قسم کی توفیق عطا کرے۔ (البدر)

مراسلت

مکرمی اخویم جناب ایڈیٹر صاحب الحکم سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خدائے قادر ذوالجلال کا ہزاران ہزار شکر ہے کہ اوس نے مقدمہ میں نمایاں فتح اپنے مامور و مرسل مسیح موعود علیہ السلام کو دی۔ اسی مبارک تقریب کے لئے خاکسار نے ۱۶ ۔ جنوری ۱۹۰۵ء کو جبکہ خاکسار دارالامان میں حاضر تھا جوش ایمانی اور غرض تہنیت سے ایک قصیدہ لکھا تھا جس کے پڑھکر سنانے کی از حد تمنا تھی۔ اسوقت جبکہ حضور علیہ السلام کے حضور اسکے پڑھکر سنانے کا موقعہ تھا افسوس کہ میں حاضر نہیں ... بظاہر غایب مگر دل سے حاضر ہوں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو حضرت اقدس کو سنادیں اور اخبار کو ہر بار میں ناظرین الحکم کی دلچسپی کیلئے چھاپ دیں۔ جن دنوں یہ قصیدہ لکھا گیا تھا مرحوم شہید مرزا عبد اللطیف صاحب اور ان کے شاگرد کی شہادت کا واقعہ اور تازہ نشان ایمان کو تازہ کرتا تھا۔ ... اس واقعہ کا بھی تذکرہ ہے اور ... مبارکباد دیتے ... حضرت اقدس ... والسلام

آپکا خادم

محمد نواب خان ثاقب میرزا خانی مالیر کوٹلوی۔

قصیدہ مبارکباد

مبارک ہو تجھے اے احمد ثانی مبارک ہو
شکست تجھکو اعدا کو پریشانی مبارک ہو
نبوت کے حلل تجھکو مبارک اے جری اللہ
عدوئے خستہ تن کو تن کی عریانی مبارک ہو
خدا خود حمد کرتا ہے تری عرش بریں پر سے
فرشتوں کی زبان سے بھی ثنا خوانی مبارک ہو
ترا گھر جنت الفردوس کا ہے اک خوان نعمت ہے
تجھے یہ خوش مزہ جنت کی مہمانی مبارک ہو
عرب کی تجھکو اللہ نے زبان ایسی سکھائی ہے
کہ کہتے ہیں عرب والے زباندانی مبارک ہو
ترے جبہ سے شاہان زمان برکت کریں حاصل
تجھے اے شاہ دین یہ شان شاہانی مبارک ہو
ملیگی خاک میں اعدا کی ساری بادشاہی
ترے در سخن کو آبرو پانی مبارک ہو
ہمارا مال و جان قربان ہو تجھ پر بفضل رب
شہادت پانے والے دو کی قربانی مبارک ہو
تجھے دشمن کی تلواروں کے واروں سے حفاظت ہے
خدائے یار و یاور کی نگہبانی مبارک ہو
تو ہے شاہ جہان اخلاق عالمگیر سے اپنے
جہانشاہی جہانگیری جہانبانی مبارک ہو
تو زندہ ہے تماشائے جمال یار باقی سے
وفات کشتگان عالم فانی مبارک ہو
ترا قلب منور در حقیقت اک منارہ ہے
ہر اک پر نزول نور رحمانی مبارک ہو
بھرا ہے نور عرفانی ترے سینے میں قرآن کی
تری آنکھوں کو نور حسن قرآنی مبارک ہو
در در دروازہ اعدا پہ آنکو کی صدائیں ہیں
انہیں شومی تباہی اور ویرانی مبارک ہو
پہنچ سکتی ہے دنیا میں ندا تیری بآسانی
یہی مشکل تھی اب تجھکو یہ آسانی مبارک ہو
ملا ہے تجھکو تکمیل اشاعت کا بڑا عہدہ
اشاعت کی وسایل کی یہ ارزانی مبارک ہو
مسخر ملک میں سے ہو گئے امریکہ و یورپ
قلم کی تیغ کاغذ کی سپہ رانی مبارک ہو
تمنائیں ہوئیں سب دل کی پوری دیکھ خدا برکت
مرادیں تیری بر آئیں ہیں من مانی مبارک ہو
کھچے آتے ہیں صد ہا دل ہزاروں کا دکو سونی
مبارک ہو کمند جذب روحانی مبارک ہو
ہوئے دیر اوڑائے پھرتی ہے کاغذ گھوڑوں کو
جلو میں تیرے گھوڑوں کی یہ جولانی مبارک ہو
بندہا ہے تار برقی تار کا رفتار برقی سے
تری گفتار میں تائید یزدانی مبارک ہو
محمد کا تو سایہ ہے خدا کا تجھ پہ ہے سایہ
تجھے اے ظل احمد ظل سبحانی مبارک ہو
تو ہے وہ کان گوہر اور تیری باتیں گوہر رخشان ہیں
سخن کی جگمگاہٹ اور درفشانی مبارک ہو
تری باتوں کی باتوں سے دلمیں قوت آتی ہے
مفرح اور مقوی لعل رمانی مبارک ہو
عداوت میں اٹھر ہے دنیا کی ہر ڈی دین کی دشمن
خداوندی عدالت سے سزا یابی مبارک ہو
کھلا ہے غنچہ امید اور دشمن فسردہ ہے
مبارک باد دی تجھ پر گل افشانی مبارک ہو
خدا کے سچے وعدے ہو گئے آخر کو سب پورے
ہوئے سب سچے الہامات ربانی مبارک ہو
بہت مکر اور تخریب کر گئے اکثر عدو تیرے
جو ہے باقی کوئی اوسکو گرانجانی مبارک ہو
تدابیر خدائے غالب و قہار کے آگے
ہوئے مغلوب سارے حزب شیطانی مبارک ہو
فسونکار جو دنیا تیرے شیشے میں اتر آنے
بنے بیٹھے تھے جو افسوں میں لاثانی مبارک ہو
شکر لب ہیں جو دنیا کے ترے قند فصاحت سے
دہن میں اپنے بھر لاتے ہیں جھٹ پانی مبارک ہو
لب شیرین پہ تیرے سینکڑوں فرہاد مرتے ہیں
جگر دیتے ہیں اپنا اک لہو پانی مبارک ہو
وہ سایہ کی طرح ٹلتے نہیں در سے ترے ہرگز
انہیں اس درگہ عالی کی دربانی مبارک ہو
غلام احمد نامی ترا نام گرامی ہے
یہ عزت کا ترے سر تاج نورانی مبارک ہو
خدا کا نور تجھکو دور کی باتیں سکھاتا ہے
فراست کی ضیا اور نور ایمانی مبارک ہو
تجھے تخت خلافت اور ولایت کی ہی خاتم
یہ خاتم اور وہ تخت سلیمانی مبارک ہو
ترا تخت اے سلیمان فرسا کے زور اوہانی کی
ہوئے زیر نگین جنات انسانی مبارک ہو
مسیحائی خدائی کی ملائی خاک میں چادر
خدا نے تیرے آنے پر یہ یکتائی مبارک ہو
دکھانا نور حق کا تیرا ذمہ ہے زمانے جو
کنوئیں میں جانے اوسکو چاہ ظلمانی مبارک ہو
مبارک ہو غلامی میرزا احمد کی اے ثاقب
اور پھر تجھکو خطاب میرزا خانی مبارک ہو

محمد نواب خان ثاقب۔ میرزا خانی مالیر کوٹلوی

تصحیح

الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۵ء میں سفر دہلی، جو مضمون چھپا ہے اسمیں ایک خط تھا۔ اسکا ایک حصہ اتفاقیہ دیکھا نہیں گیا تھا۔ ناظرین الحکم مہربانی فرماکر تصحیح فرمالیں۔

غلط	صحیح
مقتفیا	مقتضیا
ہو وعدہ کے بعد مجھ پر ظاہر ہونے لگی۔ دینے درود ...	...
ذرا اطمینان	زیادہ اطمینان
(حضرت مخدوم کو)	
کیونکہ	چونکہ
کوئی عجب	کوئی کافی تدبیر

مسیح موعود و غایۃ المقصود

مضمون نمبر ۱

در ینولا بگوشم رسید کہ سید علی حائری مجتہد زادہ لاہوری کتابے تصنیف کردہ است غایۃ المقصود نام کہ دران بقول بعض اماسیہ حالات صعود و نزول حضرت مسیح موعود و حال دجال بطال و خروج یاجوج و ماجوج باستقلال باستدلال نوشتہ شدہ۔ بدل خواستم کہ ازان کتاب افادت انتساب مستفیض شوم۔ چنانچہ جلد ثانی ازان کتاب بعد تلاش بسیار بدستم رسید مطلے شاد شدم و بمطالعاش مشغول گشتم بعدے کہ مجلد مذکور را چندبار بنظر امعان و بدیدہ تحقیق نگریستم چون کار بدینجا رسید انصاف و اسنم بران کشید کہ از نتیجہ تحقیق بیلک را ہم اطلاع بخشم بنا علیہ این چند سطور ہدیہ ناظرین کردہ میشود۔

ایہا الناظرون! ہرچند کہ مجتہد زادہ لاہوری در روایت کشی محنت شاقہ برداشتہ مگر افسوس کہ بے بجائے نبردہ۔ فی الاصل کتابش مجموعہ است پریشان کہ از ہر قسم روایات موضوعہ و حکایات واہیہ و اخبار متعارضہ غیر معتبرہ و آثار مختلفہ متذکرہ دران موجود۔ و راستی و حقانیت و قوت و درزانت از دلایل و براہینش مفقود۔ مصنف حاطب اللیل و کاسب الویل چون اسپ بدلگام سراسر بے راہ مے رود۔ واز صحیح و سقیم و سیاق و سباق و نشیب و فراز خبرے ندارد۔ بینات قرآنیہ و نصوص حدیثیہ و دلایل عقلیہ بر تکذیب او گواہ۔ الغرض مجتہد زادہ درین میدان معرکہ الآرار باوجود طمطراق ہمہ دانی و ادعائے وقت نظر و طلاقت لسانی ایخنین جواس باختہ کہ معاذ اللہ افادۃً للناظرین میخواہم کہ قدرے از رکاکت اقوال و سخافت و وہن دلایل و ضعف شواہد او شمہ دہم لہذا بعض اہم مطالب کتاب مذکور را مطمح نظر ساختہ عبارت مجتہد زادہ لاہوری را بلفظ قولہ و جوابش را بلفظ اقول مے نگارم الانصاف احسن الاوصاف۔

غایۃ المقصود جلد ۲ صفحہ ۱۔ **قولہ**۔ بدانکہ محدثین و مورخین معتمدین در احادیث و تواریخ و مسانیدہ معتبرہ باسانید معتمدہ آوردہ اند کہ در زمانہ حضرت عیسے روح اللہ علی نبینا و آلہ علیہ السلام سلطانے بود ظالم و گردن کش تا آنکہ آنجناب علیہ السلام را منجانب اللہ فرمان رسید کہ وے را دعوت دین حق نماید روزے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزد آن ملعون آمد و خود را ظاہر فرمود کہ من پیغمبر خدا و نبی اللہ ام کتاب انجیل کہ برائے من فرستادہ و دران اوامر و نواہی و احکام خود را حسب مصلحت این زمانہ برائے ابلاغ بشارت من نازل کردہ است و دین حضرت موسیٰ را مع کتاب او کہ توریت باشد منسوخ گردانیدہ است پس تو با جمیع حضار مجلس دین مرا و کتاب مرا کہ انجیل است قبول نمائید و دست از دین منسوخ حضرت موسیٰ بردارید وے از قبولیت دین حضرت عیسے منکر شد و آتش حسد در قلب آن ملعون شعلہ ور گردید۔

اقول۔ سبحان اللہ بمجدہ* مصنف علام و مجتہد عالی مقام این داد تحقیق دادہ است کہ دربائے علم و حکمت بر روئے اہل بصیرت کشادہ حضرات اما سیہ آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ سرکارے ندارند بدین تحقیق انیق اگر کلاہ گوشہ بر آسمان رسانند رواست۔

و اصحاب جدل و مصابرہ بر ہفوات و ترہات مجتہد زادہ بلند نظر ہر قدر کہ بہر خود بالند بجاست لکین نزد اہل تحقیق و ایمان و متبعان حدیث و قرآن این خامہ فرسائی مجتہد زادہ بجو سے نے ارزد۔ توضیح مقال و تفصیل اجمال آنکہ روایت منقولہ مجتہد زادہ سراسر معارض قرآن کریم را و احادیث نبی رؤف و رحیم و روایات یہود و نصاریٰ و کتب و تواریخ معتبرہ میباشد۔

چنانچہ اوضح دلیلے کہ بتکذیب روایت مجتہد زادہ بندہ باشد اینست کہ مصنف علام بوثوق تمام مے نگارد کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمود کہ "من پیغمبر خدا و نبی اللہ ام کتاب انجیل کہ برائے من فرستادہ دران اوامر و نواہی و احکام خود را حسب مصلحت این زمانہ برائے ابلاغ بشارت من نازل کردہ است و دین حضرت موسیٰ را مع کتاب او کہ توریت باشد منسوخ گردانیدہ است"۔

حالا ناظرین بچشم انصاف ملاحظہ فرمایند۔

(اولاً) اینکہ خداوند علیم در قرآن کریم (سورہ الصف) قول حضرت عیسے علیہ السلام را بطور نقل میفرماید۔

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ

ازین آیہ کریمہ چون روز روشن ظاہر است کہ حضرت عیسے علیہ السلام مصدق توریت بود و ہیچ عقل باور نمیکند کہ او علیہ الصلوٰۃ والسلام قوم خود را این ہدایت کردہ باشد کہ دست از دین منسوخ حضرت موسے بردارید۔ لہذا مجتہد شیعیان آنچہ در باب تنسیخ توریت حوالہ قلم ساختہ جعلے بیش نیست۔

(ثانیاً) اینکہ خداوند مجید در قرآن مجید (سورہ آل عمران) بضمن حالات بشارت ولادت حضرت عیسے علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام را مخاطب ساختہ درحق حضرت عیسے علیہ السلام میفرماید۔

وَیُعَلِّمُہُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ یعنے خداوند عیسے را کتاب و حکمت و توریت و انجیل خواہد آموخت۔

پس چونکہ وعدہ الٰہی تخلف پذیر نیست لابد کہ خداوند علیم و حکیم حضرت عیسیٰ علیہ السلام را توریت آموختہ باشد نظر بران چگونہ ممکن است کہ حضرت عیسے علیہ السلام توریت را منسوخ کردہ باشد عجب است از مصنف نحریر کہ باوجود دعوی اجتہاد از چنین نصوص قرآنیہ چشم فروبستہ۔

(ثالثاً) خداوند جلشانہ در قرآن کریم میفرماید وَمِنْ قَبْلِہٖ کِتٰبُ مُوْسٰٓی اِمَامًا وَّرَحْمَۃً یعنے قبل از قرآن کتاب موسیٰ است کہ امام و رحمت است حالا از ناظرین چشم انصاف دارم کہ اگر از نزول انجیل توریت منسوخ گشتہ بود پس چرا خداوند کریم فرمود کہ پیشتر از قرآن کتاب موسے است کہ امام و رحمت است و چرا نگفت کہ پیشتر از قرآن کتاب عیسے است کہ امام و رحمت است۔

(رابعاً) خداوند علیم در قرآن کریم میفرماید۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْہُدٰی وَاَوْرَثْنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْکِتٰبَ۔ ما موسیٰ را ہدایت کردیم و بنی اسرائیل را وارث کتاب ساختیم۔ پس ظاہر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہم از بنی اسرائیل بود پس آن علیہ السلام نیز وارث الکتب یعنی توریت است لہذا ہویدا شد کہ از بعثت حضرت مسیح علیہ السلام و نزول انجیل توریت منسوخ شدہ باشد۔

(خامساً) خود حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام اقرار صریح میکند باینکہ من برائے تنسیخ توریت و دیگر کتب انبیاء نیامدہ ام بلکہ برائے تکمیل آمدہ ام چنانچہ انجیل متی باب پنجم درس ہفتدہم بران شاہد ناطق است بوجوہ مذکورہ بالا بوضوح پیوست کہ آنچہ مجتہد شیعیان در باب تنسیخ توریت رقم زدہ خلاف منقول و معقول و خطائے فاحش است۔ فتفکروا یا اولی الالباب۔

راقم۔ سید صادق حسین مختار عدالت و سکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ

*: بلاہت و جہالت از علوم تاریخیہ و دینیہ دلیلی است۔ در زمان حضرت عیسی علیہ السلام دولت و حکومت در دست اہل روما بود۔ و حضرت عیسی بر وفق سنت اسرائیلیان و حسب قول خویش مبعوث و ماموز سوئے قوم خویش بود حضرت عیسی علیہ السلام ہرگز پیش بادشاہ نرفتہ بلکہ نائب و پلاطوس را ہم تبلیغ نفرمودہ۔ آن کدام بادشاہ بود کہ حضرت عیسی نزد وے رفت و تبلیغ کرد۔ وائے بر قوم کہ علماء و مجتہدانش چنین باشند۔ کریم۔

مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلق

احمدی قوم کے سامنے اسکے قومی مدرسہ کیلئے اپیل کرتے ہوئے مجھے ضرورت نہیں کہ بےفائدہ تمہیدی امور میں اپنا اور ناظرین کا وقت ضایع کروں وہ قوم (جو خدا تعالیٰ کے مرسل کی قوم کہلاتی ہے اور جسے ناز ہے کہ اسکا امام خدا کا وہ برگزیدہ مسیح موعود اور مہدی مسعود ہے جسکو حضرت سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا اور جسکی قوم صحابہ کرام علیہم السلام سے ملنے والی ہے) خوب سمجھتی ہے کہ اس مامور حق کے مقاصد و اغراض میں مدد کرنیکی اسوقت ہمیں کسقدر ضرورت ہے منجملہ دوسرے مقاصد کے ایک عظیم الشان مقصد مدرسہ تعلیم الاسلام ہے جسکے ذریعہ آیندہ نسلوں کی اخلاقی اور روحانی حفاظت کا انتظام کیا گیا ہے۔

مجھے اس بات کی بیان کرنیکی بھی ضرورت نہیں کہ مدرسہ کے قیام و بقا کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہانتک اہم ٹھہرایا ہے کہ لنگر خانہ کے ضروری چندہ میں سے بھی ایک حصہ الگ کر دینے کا حکم آپ کو دینا پڑا ایسی صورت میں ضروری تھا کہ قوم اپنے ماہواری چندوں میں ایسی مستعدی اور مضبوطی سے کام لیتی کہ بار بار مدرسہ کے مہتمم صاحب کو دست سوال دراز کرنیکی ضرورت نہ رہتی لیکن میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ مدرسہ کی حالت مالی اعتبار سے نازک ہے اور اب جبکہ سکول ریکگنائزڈ ہو گیا ہے ضروری ہے کہ مدرسہ کے فنڈ کو مستحکم کیا جاوے اسکے لئے ایک ہی صورت ہے کہ ہر ممبر اپنے ذمہ ماہوار چندہ لازم کرے اور باقاعدہ اسے بھیجے خواہ وہ ایک پیسہ ہی کیوں نہ ہو؟

ہاں میں دلیری سے کہتا ہوں کہ مدرسہ کے کارکنوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے مدرسہ کے ماہانہ حالات کا ایک نقشہ بذریعہ اخبار قوم کے سامنے پیش کیا کریں جس سے قوم کو اندازہ کرنیکا موقعہ ملے کہ اسکول میں کیا ہو رہا ہے۔ اسی طرح جمع خرچ کے ماہوار نقشے بھی اگر شایع ہوتے رہیں تو وہ نقشے خود دست سوال ہو کر گریبان گیر قوم ہو سکتے ہیں۔ مگر افسوس ہے ان امور کی طرف توجہ ہی نہیں۔ آج مدرسہ کو قایم ہوئے ستا برس ہو چکے ہیں مگر کوئی رپورٹ مستقل شایع نہیں ہوئی خیر یہ تو فرض ہے مہتمان سکول کا۔ قوم کا فرض نہیں کہ وہ اس انتظار میں رہے کہ سکول کیلئے کوئی تحریک ہوئی ہے یا نہیں اسکے لئے یہی بس ہے کہ اسکا محرک خدا کا برگزیدہ جری ہے اور یہ سکول خاص اسکے زیر سایہ دارالامان میں موجود ہے صرف اتنے ہی خیال سے قوم کا فرض ہے کہ بلا تحریک دوسرے ...

ماہواری چندے بھیجے مدرسہ کا خرچ قریباً پانسو روپیہ ماہوار ہے پس ایسا انتظام کرنیکی فکر ہونی چاہیے کہ آئے دن کی تحریکوں سے سبکدوشی ہو۔ اسوقت میرا مطلب اجتنفید ... [illegible]

[illegible]

www.aaiil.org

دولت افغانستان اور دولت انگلستان

ناظرین الحکم مندرجہ بالا عنوان الحکم ایسے مذہبی اخبار میں (جو سیاسی امور میں دخل دینے کی اپنے لیے کبھی ضرورت نہیں سمجھتا) پڑھ کر تعجب کرینگے لیکن ان کا تعجب اس مضمون کو پڑھ لینے کے بعد جاتا ہی نہ رہے گا بلکہ اسکے قائمقام ایک خوشی چھوڑ جائیگا۔

میں خوب جانتا ہوں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا پولیٹیکل امور سے بکلی الگ رہنا ایک ایسا امر ہے جو گورنمنٹ اور پبلک کی نظر سے پوشیدہ نہیں اور ساتھ ہی **جہاد کی حرمت کا فتوی دینے کی وجہ سے** عام مسلمانوں اور احمدیوں میں ایک ایسا امتیاز قائم ہو چکا ہے جو ایک **احمدی** کے نام کے ساتھ معًا اس تصور کو ذہن نشین کر دیتا ہے کہ یہ اس قوم اور گروہ کا فرد ہے جو **جہاد کو حرام قرار دیتا ہے**

اس امر کے اظہار کی بھی مجھے کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوتی کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا امام و پیشوا وہ شخص ہے جس کا خاندان ہمیشہ گورنمنٹ انگلشیہ کا عقیدت کیش اور وفادار دولت ثابت ہو چکا ہے۔ ایسا ہی مجھے اس بات کے بیان کرنے کی بھی حاجت نہیں کہ **گورنمنٹ انگلشیہ** کے متعلق ہوا خواہی اور سچی اطاعت و وفاداری کا جوش پیدا کرنے میں عالی جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان نے جو قابل قدر خدمات کی ہیں انکی نظیر کسی دوسرے مسلمان کی خدمات میں نہیں مل سکتی۔ اور یہ تو کل کی بات ہے جبکہ سفیر روم کے آنے پر حضرت اقدس نے گورنمنٹ **برطانیہ** کو سلطنت روم پر بلحاظ امن و عدل اور رعایا کی خبرگیری اور خیر خواہی کے ترجیح دی تھی تو پنجاب و ہندوستان کے مسلمان اخبارات نے وہ گالیاں دی تھیں جنکو سنکر وفادار رعایا کی شان سے بعید سمجھا جا سکتا تھا۔

بہر حال یہ ایسے امور ہیں جو گورنمنٹ کے فہیم اور دقیقہ رس عنصروں کو بڑی تفتیش اور تحقیق کے بعد معلوم ہو چکے ہیں

پھر

سوال ہوگا کہ مندرجہ بالا عنوان پر بحث کرنے سے میری کیا مراد ہے؟ میں زیادہ دیر تک ناظرین کو تعجب میں رکھنا نہیں چاہتا۔ اس عنوان سے مجھکو صرف **اپنی محسن گورنمنٹ** کے محاسن کا تذکرہ کرنا ہے۔ جنکے ذکر کے لیے بعض علل و اسباب پیش آئے ہیں۔

اگرچہ اس وقت جبکہ دربار کابل اور سلطنت عظمی برطانیہ کے تعلقات دوستانہ ہیں اور ابھی تازہ تازہ پرنس عنایت اللہ خان صاحب **دربار ہند** سے تشریف لے گئے ہیں دربار کابل کا شکوہ کرنا نامناسب ہو لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایسا شخص جو **مظلوم** ہے اور جسے دکھ پہنچا ہے کوئی مہذب سلطنت پسند نہیں کرتی کہ اسے درد دل کے اظہار کا موقع نہ دیا جاوے۔ پس میں اگر کچھ کہونگا تو **زخم رسیدہ** دل کی وجہ سے اور پھر بھی یہ نہیں کہ ایسے الفاظ میں شکوہ کروں جو نامناسب اور ناموزون ہوں بلکہ نہایت سنجیدگی اور متانت سے میں اس امر کو محض اپنے **مسلمان بھائیوں** کی توجہ کے لیے پیش کرنا چاہتا ہوں اور نومبر ۱۹۰۳ء کے الحکم میں ایک مضمون **عنوان خون** کے عنوان سے لکھا تھا جو حضرت مولانا مولوی صاحب زادہ **عبد اللطیف شہید** رضی اللہ عنہ کے واقعہ شہادت کی اطلاع اور خبر پر مشتمل تھا۔ اس میں میں نے وجوہات شہادت بیان کرتے ہوئے لکھا تھا۔

> آخر آپ دار الامان سے ایک پاک جوش اور عقیدہ کے ساتھ اپنے وطن مالوف کو تشریف لے گئے اور دربار کابل کے سرآوردہ اور ذمہ وار حکام اور آفیسرز کو انھوں نے وہ پاک اور راحت بخش پیغام پہنچایا جو زمینی نہیں بلکہ آسمانی تھا وہ پیغام جو خدا تعالیٰ کا برگزیدہ مامور لیکر آیا ہے وہ پیغام جو ابتدائے آفرینش سے کل نبی لیکر آتے رہے ہیں"

اس پیغام میں چونکہ **وہ شہزادہ امن** (مہدی) کی دعوت اور تبلیغ پر مشتمل تھا۔ مولوی صاحب موصوف نے اپنے ملک میں **جہاد کی حرمت کے فتوے** کی بھی اپنی تقریروں کے ذریعہ اشاعت کی کیونکہ مسیح موعود (علیہ الصلوۃ والسلام) کے آثار و علامات میں سے ایک یہ بھی ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے **یضع الحرب** کے پاک الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

اس پاک تعلیم کی اشاعت پر سرزمین کابل کے **میڈ ملاؤں** نے جنکے سر میں **جہاد** کی کھچڑی پکتی رہتی ہے ایک شور مولوی صاحب موصوف کے خلاف پیدا کر دیا یہانتک کہ امیر کابل نے باوجود اس عزت و احترام کے جو وہ مولوی صاحب موصوف کی اپنے دل میں رکھتے تھے مولوی صاحب موصوف کو گرفتار کر لیا اور آخر ان میڈ ملاؤں نے اخوندزادہ موصوف کے سنگسار کرنے کا حکم اور فتوی دیدیا۔ اسی مضمون کے آخر میں میں نے لکھا تھا کہ شہید موصوف نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ اور دعوت کا اشتہار اپنے خون کے ساتھ لکھکر سنگلاخ کابل کی چٹانوں پر آویزاں کر دیا ہے اور مولوی صاحب موصوف کا خون سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کابل میں احیا کیلیے آبپاشی کا کام دیگا اور جیوں باغبان بر وبشتر و انگور کا نتیجہ پیدا کرے گا کابل کے میڈ ملا اور انکا محکوم امیر سمجھتا ہوگا کہ شہید موصوف کی شہادت کیوجہ سے **حرمۃ جہاد** کے فتوے کابل میں سنائی نہ دینگے مگر وہ یاد رکھیں کہ وہ پتھر جو شہید موصوف پر برسائے گئے تھے پکار پکار کر کہہ رہے ہیں

> اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
> دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
> اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
> دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

یہ حصہ مضمون جو میں ۲۴ نومبر ۱۹۰۳ء کو شائع کر چکا ہوں بخوبی ظاہر کر رہا ہے کہ شہید موصوف کی شہادت ایک ایسا واقعہ تھا **گورنمنٹ انگلشیہ** کے تحت حکومت میں بھی مولوی صاحب موصوف کی ایک معقول جاگیر علاقہ **بنوں** میں تھی۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ گورنمنٹ نے اسپر کوئی نوٹس لینا پسند کیا یا نہیں۔

بہر حال اس واقعہ نے ان لوگوں پر جو **دولت افغانستان** کے زیر حکومت تھے اور مولوی صاحب موصوف سے پیری اور مریدی کے تعلقات رکھتے تھے **گورنمنٹ انگلشیہ** کے متعلق اعلی درجے کے **پاکیزہ خیالات** اور **مفید اثر** پیدا کیا ان لوگوں نے (جو کوہستان کابل کی پہاڑیوں میں خدا جانے **سلطنت انگلستان** کی بابت کیا کچھ سننے کے عادی ہو گئے) معلوم کر لیا کہ **گورنمنٹ ہند** کیسی فیاض اور عالی حوصلہ گورنمنٹ ہے جو کسی **فرد** اور **قوم** کے مذہب کے ساتھ کوئی علاقہ نہیں رکھتی اور کسی قسم کا تعرض نہیں کرتی بلکہ یہانتک کہ ایک شخص جو اسکے مذہب کی تردید کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے اور مسیح کی الوہیت اور کفارہ کو پر زور دلائل سے باطل ٹھہراتا ہے اور خود **مسیح موعود** کا دعوی کرتا ہے پوری **آزادی** اور سہولت کے ساتھ اپنے سلسلہ کی اشاعت کر رہا ہے اس سے بڑھ کر ایک گورنمنٹ کی **نیک خیالی** اور **خیر سگالی** کیا ہوگی برخلاف اسکے انکے اپنے گھر میں ایک شخص جو دربار کابل میں ہر طرح معزز سمجھا جاتا ہے محض ایک اختلافی مسئلہ پر اور اتنا کہنے پر کہ **جہاد حرام ہے** سنگسار کر دیا جاتا ہے اس تفاوت اور امتیاز نے ان لوگوں کے دلوں پر ایک **عجیب اور گہرا اثر گورنمنٹ انگلشیہ کی ہوا خواہی اور اسکی اطاعت میں آنے کے لیے کیا ہے** جہانتک مجھے معلوم ہوا ہے وہ لوگ ہمیشہ اس امر کے آرزومند پائے جاتے ہیں کہ وہ گورنمنٹ انگلشیہ کے سایہ عاطفت میں رہیں چنانچہ مجھے یہ معلوم کرکے بہت ہی خوشی ہوئی ہے کہ صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کے مرید و ممنون سے جن لوگوں کو موقعہ ملا کہ وہ ہجرت کرکے گورنمنٹ انگلشیہ کے سایۂ عاطفت میں آگئے ہیں کہا جاتا ہے کہ بعض لوگ بنوں کے ضلع میں صاحبزادہ صاحب موصوف کی جاگیر کے علاقہ میں آ رہے ہیں اور چند آدمی یہاں بھی عرصہ گذرتا ہے کہ آ رہے ہیں۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو یہ گورنمنٹ انگلشیہ کی قوت اور طاقت کو نہ صرف زیادہ مستحکم کرنے والا ہوگا بلکہ افغانستان کے باشندوں کے دلوں میں قیصری راج کی عظمت کو محبت کے ساتھ قائم کر دیگا۔ اور یہ امر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عظمت کو بھی قائم کرنیوالا ثابت ہوگا۔ کیونکہ اس سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اصولوں کی خوبی اور عمدگی عام طور پر ذہن نشین ہو جائے گی۔

مگر میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ افغانستان کی پہاڑیوں کو رہنے والے تو حضرت مسیح موعود کے سلسلہ کو سمجھ گئے لیکن ہندوستان کے مولوی اور ملا ابھی تک خونی مہدی اور خونی مسیح کا انتظار کرتے ہیں۔ افسوس!

ختم کرنے سے پہلے میں ایک امر بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں جسکی بہت کم لوگوں کو خبر ہوگی۔ وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود ہمیشہ جب آپکو موقع ملتا ہے ممالک اسلامیہ میں جہاد کی حرمت اور گورنمنٹ انگلشیہ کے محاسن کی تبلیغ کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کسی زمانہ میں حضرت حجۃ اللہ نے دربار کابل کو بھی تبلیغ کی تھی۔ چنانچہ اسمیں لکھا تھا۔ خدا را شکر میکنم و سپاس نعمت او بجامی آرم کہ در عہد چنیں برکت حکومتی مرا بر خدمت دین مامور کرد و چگونہ شکر این نعمت نگذارم کہ در غربت و بیکسی و شور سفہاء قوم باطمینان کار خود تحت حکومت دولت انگلشیہ میکنم و چنان آرام یافتم کہ اگر شکر این دولت نکنم شکر خدا نکرده باشم و این امر را اگر پوشیده داریم ظالم باشیم کہ چنانکہ پادریان ملت نصاری در اشاعت مذہب خود آزادی دارند ہمچنیں آزادی و عدم مزاحمت برائے اشاعت اسلام نیز حاصل داریم بلکہ منافع این حریت و آزادی ما را بیشتر حاصل است

اب جو شخص حضرت اقدس کی اس تبلیغ کو جو بطور خط بھیجی گئی تھی پڑھیگا وہ معلوم کریگا کہ دولت افغانستان کے ذہن نشین اپنے کیا کرنا چاہتا ہے۔

الغرض

میں اس سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اصولوں کی عظمت اور خوبی کا یہ بڑی کھلی دلیل سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں کے دلوں میں بھی یہ باتیں گہرے طور پر قائم ہو گئی ہیں جو ہماری بہت دور رہتے اور اس سے گورنمنٹ انگلشیہ کو بھی یہ اندازہ کرنیکا بہترین موقعہ ہے کہ حضرت اقدس کی جو کسی غلام پر لکھی گئی جسقدر لوگ احمدی ہوتے جائینگے اسیقدر گورنمنٹ کی وفا...

متفرق مضامین

ناظرین سے پانچ منٹ

توسیع اشاعت الحکم۔ الحکم کی توسیع اشاعت کی طرف احمدی جماعت کو اسوقت بہت کم توجہ ہے میں اسکو اس اسباب سے وابستہ سمجھتا ہوں۔ یہ اخبار اور رسالہ کے متعلق توسیع اشاعت کو ایسا زور سے جاری دیکھتا۔ یہ عدم توجہی اچھی نہیں۔ اور اس میدان میں کام کرنا مشکل نہیں ہے منشی نادر خانصاحب نائب تحصیلدار نے اس مہینے میں تین خریدار بھیجے ہیں۔ مولوی غلام امام صاحب اور ڈاکٹر الہی بخش صاحب مولوی عبداللہ صاحب باجوہ۔ منشی رحیم بخش صاحب شیدا۔ ڈاکٹر ابو العلی صاحب منشی عبد الحکیم صاحب پورنیاں نے ایک ایک خریدار الحکم کو عطا فرمایا اور ان کے سوا صرف ۱۸ احباب اپنی درخواست پر خریدار ہوئے جنوری میں گویا ۲۷ جدید خریدار ہوئے ہیں یہ تعداد بہت ہی کم ہے۔ امید کی جاتی ہے احمدی قوم کے سربر اوردہ رکن اس کمی کو محسوس کرینگے اور تلافی کی سعی۔

آمد۔ خرچ۔ یکم سے لیکر ۳۱ جنوری ۱۹۰۵ء تک ہر قسم کی آمدنی دفتر الحکم ما ۳۹۲ روپیہ ہوئی اور خرچ جنوری ۱۹۰۵ء میں مالعہ ۴۲۹ ہوا۔ اس لحاظ سے یہ مہینا دفتر کیلئے ... بحث کا باعث ہوا۔

چھپائی کی مشکلات کو آسان کرنیکی فکر

کارخانہ الحکم میں چھپائی کا ذاتی کام خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے نوٹا فیوٹا بڑھ رہا ہے۔ چنانچہ ایک اور پریس جاری کرنیکیلئے پریسین کی فکر کر رہا ہوں۔ مگر میں ان مشکلات کو آسان کرنے کیلئے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ کرکے سردست ایک مشین کیلئے آرڈر دینا چاہتا ہوں اگر ناظرین الحکم الحکم کا بقایا چندہ جو دو ہزار کے قریب ہے وصول کرنے میں مدد دیں اور ہر ایک خریدار ایک جدید خریدار پیشگی قیمت دینے والا بہم پہنچا دیں تو وہ بہت جلد اپنے پیارے الحکم کو اپنی مشین پر چھپا ہوا دیکھیں گے تاہم خدا تعالیٰ کے فضل سے سب کچھ ممکن اور آسان ہو سکتا ہے۔

ریویو۔ ریویو کیلئے جو کتابیں اور رسالے آئے ہوئے ہیں میں جبتک پڑھ نہ لوں ریویو نہیں کر سکتا۔

تفسیر القرآن ماہواری۔ ماہواری رسالہ تفسیر القرآن چھپ رہا ہے اور خدا کے فضل سے ۵ کا پیاں چھپ چکی ہیں۔ اس رسالہ کے ساتھ سورۃ البقر انشاء اللہ العزیز ختم ہو جائیگی پھر سورۃ آل عمران فروری کے رسالہ سے شروع ہوگی۔ اس رسالہ میں مسئلہ سود پر عجیب بحث ہے جسمیں قرآن کریم کی شان بلند کو خاص طور پر دکھایا ہے۔ اس مسودہ کو دیکھکر جبکہ وہ بغرض اصلاح حضرت مولانا مولوی عبد الکریم کے پاس بھیجا گیا لکھا۔ "جزاک اللہ و بارک اللہ۔ حرف حرف پڑھا اور خوش ہوا کہ میں کوئی حرف لگا یا گیا ہے ورنہ در اصل حرف رکھنے کی گنجائش نہ تھی اسلئے کہ حرف حرف اب زر سے لکھنے کی قابل ہے یا یہ حرف گیری کے لئے موقع ہے اور حرف گیروں سے خدا کی پناہ!" اس سے کسیقدر اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہ رسالہ کس پایہ کا ہوگا۔ فروری کے پہلے عشرہ میں انشاء اللہ شایع ہو جائیگا۔

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ ہفتہ زیر اشاعت میں علے العموم آسمان ابر آلود رہا اور بارش بھی ہوتی رہی۔ سردی غیر معمولی طور پر چمک اٹھی۔ یہانتک کہ باوجود انگیٹھی کے موجود ہونے کے بھی ہاتھ کام کرنیکی پوری سکت نہیں رکھتے۔

۲۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت ہفتہ زیر اشاعت میں علی العموم اچھی رہی گو شدت سردی کیوجہ سے کبھی کبھی ناساز ہوتی رہی۔ ۲۸ جنوری کو قبل ظہر آپ نے فرمایا کہ کل میری طبیعت ناساز تھی اسپر ایک الہام ہوا (یہ الہام دوسری جگہ درج ہے) خاندان رسالت کے دوسرے ممبر خدا کے فضل و کرم سے تندرست ہیں۔

۳۔ حضرت حکیم الامت کی طبیعت پہلی کی نسبت اچھی ہے ضعف اور نقاہت کے باوجود بھی درس تدریس کا سلسلہ جاری ہے اور مریضوں کی علاج میں بھی بدستور مصروف البتہ چند روز سے درس قرآن نہیں ہوسکا جسکی وجہ سردی کی شدت تھی۔

۴۔ دوسرے بزرگان ملت کی صحت اچھی ہے۔ الحمد للہ علی ذالک

۵۔ جناب سید امیر علی شاہ صاحب ... اعلیحضرت مسیح موعود کے ... نے استعفا دکر آپ کیا ہیں۔ اعلیحضرت نے کئی مرتبہ شاہ صاحب سے فرمایا تھا کہ عمر کا اعتبار نہیں ہے اب قادیان میں رہو اور پولیس کی ملازمت کو چھوڑ دو۔ شاہ صاحب نے آخر اسپر عمل فرمایا اور دار الامان تشریف لے آئے۔ شاہ صاحب کے حالات سے ناظرین الحکم واقف ہیں کہ انکو ہر روز حضوری ہوتی ہے۔ اب آپ قادیان ہی میں مقیم ہیں اور یہاں ہی بقیہ ایام زندگی گذارنے کی آرزو ...

تازہ الہامات

۱۹ جنوری کا جو الہام درج ہوا ہے اس کے متعلق یہ تصحیح ہے

۱۔ خواب میں کسی نے کچھ پیسے دیئے۔

۲۔ الہام ہوا۔ انی مع الرسول اقوم

۳۔ کسی کے ہاتھ میں دو لفافہ ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اندر جو خطوط ہیں ان سب کا مضمون ایک ہی ہے۔ ایک اسمیں سے مجھے دیا گیا ہے اس وقت طبیعت الہام کی طرف منتقل ہوئی اور الہام ہوا **ایک چمکا دینے والی خبر**

۴۔ ۲۷ جنوری ۱۹۰۵ء کو حضرت اقدس کے دائیں رخسارہ مبارک پر ایک سا مسودار ہوا جس سے تکلیف محسوس ہوئی حضور نے دعا فرمائی تو ذیل کے فقرات الہام ہوئے جو دم کرنے سے فوراً صحت ہوگئی۔ بسم اللہ الکافی۔ بسم اللہ الشافی۔ بسم اللہ الغفور الرحیم۔ بسم اللہ البر الکریم۔ یا حفیظ یا عزیز یا رفیق یا ولی اشفنی

تصدیق پیشگوئی

مقدمات کی فتح کی صورت میں جو عظیم الشان نشان ظاہر ہوا ہے اس کے متعلق خطوط اور تار کثرت سے آ رہے ہیں اور آ رہے ہیں مگر بعض خطوط اس قابل ہوتے ہیں جو خصوصیت سے قابل ذکر ہوتے ہیں انہیں میں سے **شیخ نور احمد صاحب بی۔ اے پلیڈر کوہاٹ** کا خط بھی ہے جو میں ذیل میں درج کرتا ہوں شیخ صاحب علیگڈھ کالج کے گریجوایٹ ہیں انہوں نے اس پیشگوئی کی تصدیق ہی نہیں کی بلکہ اسکے عظیم الشان معجزہ ہونے پر بحث کی ہے۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

یا ملکی الصفات یا ابشری القوی

فیاک دلیل علی انک خیر الوری

آج میں خداوند تعالیٰ کی ستائش کرتا ہوا یہ نیاز نامہ مبارکباد متعلق فتح مقدمہ بخدمت حضرت اقدس مرسل یزدانی مامور ربانی امام الوقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ارسال کرتا ہوں اور جس میں نیاز کو درگاہ الہی میں اس عظیم الشان الہام کے پورا ہونے پر جھکاتا ہوں جو اس نے مقدمہ کی انتہا سے قبل اپنے رسول کی زبان مبارک پر جاری فرمایا اور اسیطرح وعدہ ایزدی اپنے پورے آب و تاب اور شان و شوکت سے پورا ہوا۔ جو مومنوں کیلئے باعث ازدیاد ایمان و مخالفوں کیلئے باعث شرمساری و خسران ہے۔ الحق۔ اس نشان فتح میں اور جس طریق سے یہ نشان ظاہر ہوا اہل نظر کیلئے مقام تدبر و تفکر ہے۔ یہ مقدمہ کیا تھا اور اسکی حقیقت کیا تھی ایک معمولی سمجھ کا آدمی بھی اس مقدمہ پر رائے زنی کر سکتا تھا کہ انجام فتح ہے۔ بالخصوص وہ لوگ جو قانون سے ذرا بھی مس رکھتے ہیں پورے یقین سے کر سکتے ہیں کہ استغاثہ فریق مخالف چل نہیں سکتا ہے۔

لیکن میرے خیال میں یہ ایک امر ایسا ہے جو اس نشان کو دیگر نشانات سے جو وقتاً فوقتاً مقدمات کی شکل میں ظاہر ہوئی متمیز کرتا ہے۔ مقدمات سابقہ میں تمام پیشگوئیاں اول ہی سے فتح یابی کی تھیں۔ چنانچہ ایسا ہی وقتاً فوقتاً ظہور میں آتا رہا کہ ابتدائی عدالتوں سے ہی کامیابی ہوتی رہی۔ خواہ وہ مقدمات فوجداری تھے یا دیوانی یا ایک دہریہ منش اور نیچری مزاج کو ان آیات میں ایک موقعہ حرف گیری کا ہو سکتا تھا۔ واقعات مقدمہ۔ شہادت موجودہ۔ قبضہ فریقین۔ عدالتہائے سرکاری کی انصاف پژوہی یہ سب ایسے امور ہیں جو نتیجہ مقدمہ پر ایک رائے کا باعث ہو سکتے ہیں اور بغیر تائید الہام کے قانون دان بھی درست رائے پر پہنچ سکتا ہے۔ لیکن اس مقدمہ میں خدا کے ہاتھ ایسا ہی نے اپنا تصرف خاص دکھلایا واقعات مقدمہ و مضامین سراج الاخبار سے یہ نتیجہ لازماً پیدا ہونا چاہیے تھا کہ مقدمہ میں فتح ہوگی۔ اور قانون دان شخص تو یقین کامل سے ایسا کہہ سکتا تھا کہ ابتدا ہی میں فتح ہوگی۔ پس اگر عدالت ابتدائی سے فتح ہوتی تو کوئی خاص نشان نہ ہوتا۔ جو اسکو دیگر نشانات سے متمیز کرتا جو مقدمات کی شکل میں واقعاً ظاہر ہو چکی ہیں۔ مامور ربانی کا الہام ایک قانون دان کی رائے کے برخلاف یوں جاری ہوتا ہے "عدالت العالیہ سے بریت" اسمیں دو لفظ قابل غور ہیں (۱) عدالت عالیہ۔ (۲) بریت۔ موخر الذکر لفظ قانوناً اس بات کو چاہتا تھا کہ فرد قرارداد جرم عائد کیا جاتا اور اول الذکر یہ چاہتا ہے۔ کہ عدالت عالیہ تک نوبت پہنچیگی اور یہ تب ہی ہو سکتا ہے کہ جب فرد قرارداد جرم لگ کر سزا کا حکم عدالت ابتدائی سے صادر ہو۔ پس اس نشان نے برخلاف دیگر نشانات کے ایک ممیز درجہ اختیار کیا ہے اگر عدالت ابتدائی بغیر فرد قرارداد جرم کے رہا کر دیتی تو قانوناً بریت کا لفظ صادق نہیں آ سکتا تھا۔ اور اگر بغیر سزا دینے بعد فرد قرارداد جرم لگانیکے۔ بری کر دیتی تو عدالت عالیہ کا مفہوم جاتا رہتا۔ پس ضرور تھا کہ نشان اس طریق پر پورا ہو جسطرح الفاظ الہام پکار رہے تھے۔

ایک قانون دان کی رائے تو یہ چاہتی تھی کہ مقدمہ ابتدائی مرحلہ ہی میں خارج کیا جاوے۔ جسکی طرف اخیر فیصلہ میں سشن جج صاحب نے صریحاً ذکر بھی کیا ہے۔ اور اگر ایسا ہو جاتا تو معترض کہہ سکتا تھا کہ واقعات مقدمہ پر غور کرنیکے بعد ایک نتیجہ لازمی جو ہوتا ہے الہام کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے لیکن اب غور کرکے سوال طبیعتیں ذرا دیکھیں۔ کیا الہام کن الفاظ میں پیش کیا گیا ہے۔ اور کیا یہ انسانی قدرت میں ہے کہ اسی طرح پر تمام واقعات کا علم قبل از وقت دیا جاوے انسانی رائے تو اسبات کی مقتضی تھی کہ مقدمہ پہلے ہی مرحلہ میں خارج کیا جاوے۔ لیکن ملہم خدا سے خبر پاکر کہتا ہے کہ اسمیں اتنے مراحل طے کرنے ہونگے تب صادق اپنے صدق کو پہنچیگا اور کاذب اپنے کذب کا بدلہ پاویگا۔ اس الہام کے پورا ہونے سے تمام سابقہ الہامات متعلقہ مقدمات سابقہ پر کافی روشنی پڑتی ہے کہ یہ سب خدا کی طرف سے ہے۔ اور الہام ... شایع کر دیا گیا تھا۔ ... غور اور فکر کا نتیجہ نہیں ہے۔ اس دفعہ ہم دیکھتے ہیں کہ خارق عادت طریقہ سے الہام پورا ہوا ہے الحمد للہ کہ فلک وعدے تمام تر پورے ہو گئے اور مرسل یزدانی کی دھاک چاروں دانگ عالم میں پھیل گئی۔ الہام "انی معک یا ابن رسول اللہ" ... پورا ہوا۔ خدا کی نصرتیں آپ پر اور آپ کے صحابہ پر ہوں گی۔ اس نیاز مند دور افتادہ کی حقیقیں اگر حضور پر نور جب بارگاہ الہی میں دعائیں فرما رہے ہوں دعا فرما دیں تو عجب نہیں ہر ایک بار ہے۔ اور مرادیں حاصل ہو۔ والسلام نیاز کیش ...

انجیل کا معقول اندازہ

مسٹر سی جی۔ اسٹریٹ صاحب ایم اے کے انگریزی لیکچر کا ترجمہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اور داؤد کی بابت یہ کہا ہی نہین جا سکتا کہ اسمین اس درجہ کی پاکیزگی اور صفائی قلب موجود تھی اس بات کا صاف ثبوت ہی کچھہ نہین کہ اس نے ایک زبور بھی لکہا ہو۔ ہان ہم یہ یقینی طور پر کہہ سکتے ہین کہ بعض زبور اس کے زمانہ کے قریب تحریر ہوئے ہین۔ اور چونکہ وہ اسرائیل مین بہت خوش الحان گانیوالا تہا اس لئے یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ بعض اس کے اپنے ہی تصنیف ہون، لیکن اس بات کا زبردست ثبوت ملتا ہے کہ بہت سے زبور اس کے زمانہ کے بعد لکہے گئے اور بعض حالتون مین تو انکی ابتدا کے اصل زمانہ کا بھی پتہ لگا سکتے ہین بہت سے تو انمین سے captivity کے زمانہ مین تحریر ہوئے اور بعض Antiochus Epiphanes کے وقت یعنی مسیح سے ۱۷۰ برس پہلے لکہے گئے۔

امثال کی کتاب جیسا کہ اس کے نام ہی سے ظاہر ہے دنیاوی دانائی کے متعلق نصائح۔ قدیم کہاوتون اور ضرب المثلون کا مجموعہ ہے انمین بہت سے عجیب تجربے اور دور اندیشی بھری ہوئی ہے خود اس کتاب کا بھی یہ دعوی نہین کہ وہ تمام حضرت سلیمان نے تحریر کی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے چھوٹے چھوٹے مجموعون کو ایک بڑے مجموعے کی شکل مین شامل کر دیا گیا ہے۔ اور یہ مجموعہ بہت دیر بعد تیار ہوا اور اسمین مختلف زمانون کی کہاوتون کو لیکر اکٹھا کر دیا ہے۔

غزل الغزلات مین ایک محض عشقیہ راگ ہے اور تس پر طرہ یہ ہے کہ یہ کہا جاتا ہے کہ اس سے مسیح اور اس کے چرچ کا تعلق ہے بہت سے آدمی غلطی سے یہ سمجھ لیتے ہین کہ اس سے مسیح اور اس کے چرچ کا روحانی تعلق مراد ہے۔ اسمین عشق کی بنا پر نیکی کے روبرو وفاداری کی تعریف کیگئی ہے مگر ڈہنگ جیسا کہ چاہئے ہے نہین۔ عبارت بہت عمدہ ہے مگر طرز بیان ایک مشرقی حرم سرا کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور اسے مغربی نوجوان مرد اور عورتون نے روحانی صداقت قائم کرنے کی غرض سے اختیار کیا ہے

پرانے عہدنامہ کی اصلی حقیقت اور بزرگی انکی پیغمبرون اور واعظون مین پائی جاتی ہے جن کی تحریرات مین زمانہ قدیم کے نہایت اعلی نصائح موجود ہین انمین اخلاقی طاقت اور روحانی سنجیدگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے ان پیغمبران کو جنکی بعد مین بہت قدر و منزلت ہوئی ان کے زمانہ مین ملحد سمجھکر سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تہا۔ ان کا کلام قومی بداخلاقی بے انصافی بت پرستی اور دنیاوی پن کے برخلاف تہا کسی پیغمبر کو صرف رمال یا فال گو بنا دینا اس کو گویا بہت حقیر کر دینا ہے۔ جہان عبرانی پیغمبرون نے پیشگوئی کی اسمین عموماً وہ غلط نکلے سوائے ان حالتون کے جبکہ انہون نے اپنی پیشین گوئیان اعلی اصولون اور مذہبی ترقی کے متعلق حالات تک محدود رکہین پیغمبر وہ اشخاص تھے جو بہت اونچے پہونچ سکتے تھے اور اسی سبب سے زیادہ دور اور صاف صاف طور پر دیکہہ سکتے تھے۔ وہ اپنے اپنے زمانے سے بہت آگے بڑہے ہوئے تھے۔ وہ قوم کی مذہبی ترقی کے ہراول علمبردار تھے۔ اور ان فطرتون کو جو ترقی کرنے اور اپنی فضیلت اور بزرگی کو محسوس کرنے کے لئے کشمکش کر رہی تہین اکسانے کے لئے نیکی کا اعلے معراج دکہاتے تھے۔ یسعیاہ میکاہ اور حزقی ائیل سے ترقی کرنے دل ابہارنیوالے پیغام پہونچے ہین۔ اور انہین صداقت کی چشمون سے حضرت مسیح نے جو ان سے بڑھکر پیغمبر تھے خوب روحانی جام پئے ہین۔ تاہم یسعیاہ کی کتاب صرف ایک شخص کی تصنیف نہین ہے۔ اس کے انتالیسوین اور چالیسوین بابون کے درمیان دو صدیون کا وقفہ ہے پہلے انتالیس باب سوائے چند غیر مسلسل فقرون کے جن سے خود ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مختلف آدمیون کی تحریر ہین۔ ایک شخص یسعیاہ نامی نے حضرت مسیح سے آٹھہ سو برس پہلے لکہے ہین۔ لیکن چالیسوین باب کو ہم ایک اور شخص کی تصنیف پاتے ہین جسمین بہت زیادہ روحانیت تہی ممکن ہے کہ اس کا نام بھی یسعیاہ ہی ہو جو بیبیلون کے قید کے زمانہ مین گذرا ہے اور اور پیغمبرانہ تحریرات مثلاً ذکریاہ وغیرہ کو اسطرح کسی اور شخص نے بعد مین اکٹھے کرکے ترتیب دئے ہین۔

ہمین ٹہیک طور پر معلوم نہین کہ پرانے عہدنامہ کی بندش اور ترتیب کا کب قطعی طور پر فیصلہ ہوا یعنی یہ بات کہ کون کون سی کتابین اور ان کا کتنا کتنا حصہ یہودیونکی متبرک تحریرات مین شامل کیا جائے کب فیصل ہوئی۔ لیکن چونکہ بعض حصے اس زمانہ کے لکہے ہوئے ہین جبکہ انیٹوکس ایپیفینیز مسیح سے ۱۷۰ برس پہلے عبادت گاہ کو پلید کردیا اسلئے پرانے عہدنامہ کی ترتیب اور بندش مسیح کے زمانہ کے قریب تک پورے طور پر فیصل نہین ہوئی تہی ان کتابون کے علاوہ جو کہ پراٹسٹنٹ عیسائیون نے اپنے پرانے عہدنامہ مین شامل کی ہین۔ رومن کیتھولک عیسائیون کی انجیل مین اور کتابین بھی شامل ہین مثلاً اپوکریفا وغیرہ اور بادشاہ جیمز کے وقت مین یہ مستند نسخہ انجیل کا جزو سمجھی جاتی تہین انمین سے بعض کی تحریر اور تعلیم ان کتابون کی نسبت جو اب پرانے عہدنامہ مین شامل ہین بہت اعلی ہے۔ اور اعتبار اور حقیقت کے لحاظ سے ان کا دعوے زیادہ زبردست معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اب اوسط درجہ کے پراٹسٹنٹ عیسائی ترش رو واعظ پر تو یقین رکہتے ہین مگر Ecclesiastes کے دل ابہارنیوالے الہام کے قایل نہین ہین۔ وہ نفسانی غزل الغزلات کو گاتے ہین اور سلیمان کی پر داغ دانائی سے منکر ہین وہ تواریخ کی کتاب مین تو یقین رکہتے ہین لیکن میکابیس کی پہلی کتاب سے انکار کرتے ہین۔ ایک کشادہ اور فراخدل والا آدمی ہر ایک کتاب کی اسکی خوبیون کے مطابق قدر کریگا۔ خواہ وہ پرانے عہدنامہ کے ضوابط مین ہو یا نہ ہو۔ جو قصے بالکل کہانی اور روائیت کے طور پر ہون گے انہین وہ نہین مانے گا اور جنپر صداقت اور اعتبار کی مہر ہے وہ انہین ضرور قبول کرے گا۔

(ب) نیا عہدنامہ۔ یہ عہدنامہ اپنی ابتدا کے لحاظ سے پرانے عہدنامہ سے بالکل مختلف ہین۔ اسمین پرانے عہدنامہ کیطرح ایک قوم کی تواریخ کے متعلق قصہ کہانیون اور روائتون کا مجموعہ نہین بلکہ اسمین ایسی علمی تحریرات ہین جو باوجود اسقدر عرصہ گذر جانے کے اور اسقدر بحث مباحثہ اور چھیڑ چھاڑ کے ابتک برابر موجود ہین۔ نئے عہدنامہ مین خاص مذہبی جماعت کے متعلق مختلف حالات اور اسکی تعلیم کے مختلف پہلو مندرج ہین۔ اور نیز اس کے بڑے بڑے پیروؤن کے کارنامون کا ذکر ہے۔ مذہب عیسوی کے قدیم واعظین کی طرف سے ان ابتدائی فرقون کیطرف جو اپنی زندگی کے لئے کوشش کر رہے تھے خطوط کا سلسلہ ہے۔ اور انمین انہین موقعہ بموقعہ حوصلہ دلایا ہے اور حسب موقعہ برا بہلا بھی کہا ہے۔ علاوہ ازین اسمین دنیا کے خاتمہ کا خیال بھی موجود ہے جو قدیم عیسائیون اور نیز خود مسیح کے خیال کے مطابق جلد آنے والا تہا۔

اب ہمین یہ معلوم ہوگیا ہے کہ کسطرح جیسے پرانا عہدنامہ ایک قوم کی مذہبی زندگی سے قدرتی طور پر پیدا ہوتا گیا۔ اور اسیطرح ہندوؤنکی وید اور دنیا کی اور کتب مقدسہ بھی پیدا ہوگئین۔ دنیا کی بہت سی کتب مقدسہ نئے عہدنامہ کیطرح کسی مہان پرش یعنے پیغمبر کے زمانہ سے شروع ہوئین۔ بدھ مذہب کی کتب مقدسہ تین پٹاریان مہاتما بدھ کے کارنامون اور کلامون کا مجموعہ ہے اور قرآن حضرت محمد صاحب کے ہاتہون مین سے آئی۔ ایک حالت مین مہاتما بدھ اور دوسری حالت مین محمد صاحب مرکز تہے اور نئے عہدنامہ کا مرکز مسیح ہے۔

یہ سمجھہ لینا کچھہ مشکل نہین ہے کہ یہ متبرک کتابین کسطرح ظہور مین آئین۔ مسیح کی مثال لے لو۔ یہ رہبر دنیا مین آیا اور اپنے زمانے کی زندگی پر اپنا وسیع اثر ڈالا اور اپنے گرد جان نثار رہبرون کا ایک گروہ جمع کرلیا اور اس زمانہ کی ضرورتون مین اسکی توجہ ایسی محو ہوئی کہ اس نے اپنی زندگی کے بعد اپنا اثر قایم رکہنے کے امکان کو بالکل قطع نظر کر دیا اور اس نے اپنی تعلیم کو قلمبند نہین کیا اور وہ لوگ جو ہر وقت اس کے ساتہہ رہتے تہے۔ وہ بھی ایسے محو ہو گئے۔ کہ انہون نے ایسا کرنے کی ضرورت کو محسوس ہی نہین کیا۔ پہر جب وہ سخت مخالفت کا شکار ہو چکا اور جلد یا اور اپنی موت مین اپنی زندگی اور تعلیم کی سب سے بڑہکر فضیلت کا ثبوت دیا تو جب اس کے پیرو اسکی موت کی سخت صدمے سے ذرا سنبہلے تو یہ خواہش کرنے لگے کہ کچھہ نہ کچھہ تحریر اسکی تعلیم کی رکہنی چاہئے اسوقت اس کے الفاظ ان کی یاد داشت سے اتہ گئے تہے بعض کے اصلی معنے یا تو خبط ہو گئے۔ یا سریع الاعتقاد اور خیالی دنیا مین رہنے والے معتقدون نے اس کے کلام مین بیہودہ ایزادی کردی۔ اور اب یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ لوگ جو اس رہبر کے بہت قریب رہتے تہے جو کچھہ انہین اس کے کلام اور کام کی بابت یاد ہو تحریر کرین۔ (باقی آیندہ)

www.aaiil.org

ایڈیٹر اہلحدیث کے نام خط

وفی شرف الحدیث دلیل صدق
لمختبر علی شرف القدیم

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری۔

آپ اپنے پرچہ اہلحدیث میں ہمارے فارسی اشتہار امام مہدی پر نکتہ چینی فرماتے ہیں۔ قبل اس کے کہ ہم اختصار کے ساتھ جواب عرض کریں۔ نہایت افسوس کے ساتھ اظہار کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے مشہور تجاہل کرکے ہمارے نبی موعود احمد قادیانی صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب قرار دیکر خوب گالیاں دی ہیں۔

میرے نزدیک اس طرح سب و شتم آپ جیسے مولوی فاضل کی شان کے مناسب نہ تہا۔ یہ شیوہ تو کسی گستاخ دریدہ دہن کا ہونا چاہیے تہا۔ بہرحال ہم تو نہ بابا صاحب کی اس ناشایستہ حرکت سے اعراض کرکے اصل مطلب پر حسب ذیل عرض پرداز ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ اشتہار مذکور میں کیوں یہ دعوے شایع نہیں ہوا کہ مرزا صاحب کرشن بھی ہیں۔ اسکا جواب دو طرح پر گذارش ہے

اول۔ یہ اشتہار خاکسار نے اسوقت شایع کیا تہا جبکہ ابہی سیالکوٹ کی تقریر شایع نہوئی تھی۔

دوم۔ مرزا صاحب حضرت کرشن علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیثیت لیکر اہل ہنود کی اصلاح کیلئے آئے ہیں جیسا کہ مہدی علیہ السلام ہوکر مسلمانوں کی اندرونی اصلاح کیلئے تشریف لائے ہیں، سو جبکہ بلاد اسلامیہ میں ہمارے مخاطب اہل ہنود نہیں تو اس دعوے کا شایع کرنا کیا معنے رکہتا تہا۔

پہر آپ اور اعتراض کرتے ہیں جسکا خلاصہ یہ ہے کہ گویا ہم نے اپنے فارسی اشتہار میں غلام دستگیر کا مباہلہ جہوٹا واقعہ لکہا ہے مولوی غلام دستگیر نے نہ اپنے بد دعا کی ہے اور نہ مقابلہ میں دونوں میں سے جہوٹے کی موت مانگی ہے اور نہ مرزاجی کے سچے ہونیکا ذکر ہے وہ اپنی کتاب فتح رحمانی میں یوں لکہتا ہے۔

دعا و التجا اس فقیر قصوری کی جو سچے دل سے تیرے دین متین کی تائید میں حتی الوسع ساعی ہے۔ مرزا قادیانی اور اس کے حواریوں کو توبہ نصوح کی توفیق رفیق فرما اگر یہ توبہ مقدر نہیں تو ان کو مورد اس آیت فرقانی کا بنا فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین انک علے کل شیئ قدیر۔ وبالاجابۃ جدیر انتہی۔ آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر مولوی غلام دستگیر نے مباہلہ کیا تو سخت غلطی کی اور مولوی غلام دستگیر مرحوم کا فعل دوسروں کیلئے حجت نہیں اور نہ اس سے مرزاجی کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔

اما الجواب۔ گذارش یہ ہے کہ یہ تو آپنے بہت صحیح اور درست فرمایا کہ مولوی مذکور نے غلطی کی۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ واقعی اس نے سخت غلطی کی۔ مولوی صاحب ہم نے کب کہا کہ اس نے غلطی نہیں کی۔ اگر وہ غلطی نہ کرتا۔ تو ایسی موت سے کیوں مرتا۔ رہی آپ کی یہ بات کہ اس کا فعل حجت نہیں اور نہ اس سے مرزاجی کی صداقت ثابت ہوسکتی ہے سو یہ بات آپکی رد کرنیکے قابل ہے کیونکہ ایسے قاعدہ کی بنا پر آپ فرما سکتے ہیں کہ بدر کے دن جو ابوجہل نے من کان منا کاذبا فاحنہ فی ھذا الموطن کہا تہا۔ اسمیں اسنے غلطی کی اور مولوی ابوجہل (جسکو لیکھرام ابو الحکم کہتا ہے) کا فعل دوسروں کیلئے کوئی حجت نہیں اور نہ اس سے معاذ اللہ سید الکائنات خاتم النبیین کی صداقت ثابت ہو سکتی تو آپکے اس منطق پر کوئی مسلمان صاد نہیں کریگا علاوہ بر آن ہماری حجت اور دلیل خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ مولوی غلام دستگیر کا فعل اسکی بد دعا تہی جو اس نے کی مگر اسکو موت دینا اور ہمارے مرزاجی کا صدق ظاہر کرنا۔ ہمارے مولی کریم کا فعل تہا۔ جسپر ہمکو ناز ہے اور جو ہماری حجت و برہان ہے۔ تمہاری مولویت تو تب ثابت ہو کہ کوئی اصل جدید وضع کرو کہ جناب الٰہی کا فعل بہی حجت نہیں اور نہ اس سے مرزا کی صداقت ثابت ہوسکتی ہے۔

اب رہی یہ بات کہ غلام دستگیر نے بد دعا نہیں کی نہ جہوٹے کی موت مانگی نہ مباہلہ کیا۔ اتنی بات کیلئے ہمیں آپ کی ہی منقولہ عبارت صفحہ ۲۷ کافی ہے۔ ذرہ عقل سے کام لیں کہ ہمیں فارسی اشتہار میں غلام دستگیر کے مباہلہ کا خلاصہ میسر کرنا مقصود تہا۔ کوئی اردو کا فارسی میں لفظی ترجمہ کرنا ضرور نہ تہا اب اگر ہمارے اشتہار کا مطلب تمہاری ہی عبارت مندرجہ پرچہ اہلحدیث سے ثابت نہو۔ تو ہم تحریری وعدہ کرتے ہیں کہ ہم آپکو ہرگز غبی الطبع اور کم فہم قرار نہیں دینگے۔

اب میں آپ سے پوچہتا ہوں کہ فقطع دابر القوم الذین ظلموا اگر بد دعا نہیں تو کیا ہے اگر ہے تو کس کیلئے۔ اسمیں اگر وہ ظالم کی موت مانگتا ہے تو اسکی نظر میں وہ کون ہے۔ اپنے آپکو ظالم تو نہیں ظاہر کرتا ہے مرزا صاحب کو جہوٹا جانتا ہے۔ پہر فقطع دابر القوم الذین ظلموا کی بد دعا کرتا ہے۔ اور اب بھی آپ کہتے ہیں کہ اس نے بد دعا نہیں کی جہوٹے کی موت نہیں مانگی۔ تو کیا اس نے راستباز کی موت مانگی ہے تعجب ہے۔ ایسی موٹی باتوں کو اگر آپ نہیں سمجہ سکتے تو واقعی ہم آپکے مقابلہ میں دلائل پیش کرنیسے عاجز ہیں۔

ولیس یصح فی الافہام شیئ
اذا احتاج النہار الی دلیل

پہر آپ قبولیت دعا وغیرہ کے متعلق وہی لایعنی باتیں کرتے ہیں جو مدت سے آپ کا طریق ہے۔ سو اس کا جواب ہم کیا دیں۔ بجز اس کے۔ کہ

آنکس کہ بقرآن وخبر زو نرہی
اینست جوابش کہ جوابش ندہی

پہر آپ فرماتے ہیں کہ میں قادیان میں آیا اور بر سر میدان نکلا۔ اور یہ کیا اور وہ کیا۔

سو گذارش یہ ہے کہ اسمیں ہمیں کیا کلام ہے آپکا قادیان میں آنا کوئی مشکل بات نہیں۔ بیشک آپ قادیان میں تشریف لاکر آریوں کے مہمان ہوسکتے ہیں۔ پہر واپس امرتسر جاسکتے ہیں۔ یا آپ کو مغالطہ دیسکتے ہیں۔ سو اسطرح پر یہاں آنا کوئی بہادری نہیں۔ یکہ والے ہر روز آتے ہیں کئی قسم کے بیمار مولوی نورالدین صاحب کے پاس علاج کیلئے آتے ہیں آپ کے آنے میں کوئی خصوصیت نہیں ہاں جس **طریق** فیصلہ کی بنا پر بلایا گیا تہا اور دعوت کیگئی تہی اسے آپنے کہاں تک اختیار کیا؟ یہ امر پبلک کو معلوم ہوچکا ہے۔

راقم عبداللہ کشمیری۔

"احمدی فقہ"

اس عنوان سے الحکم کے ایک معزز ناظرین نے مندرجہ ذیل ...

کی نسبت کچہہ خیالات مدت سے میرے دماغ میں گردش کرتے تہے، مگر ابہی تک پبلک میں ظاہر کرنیکا موقع نہ ملا۔ زیادہ تر یہ وجہ ہی کہ مینے اپنے محسن کریم الملۃ کو اس بارہ میں کچہہ لکہا تہا۔ مگر آپنے جواب دیا ابہی حضرت علیہ السلام کی توجہ موجہ دیگر انبیا کیطرح اصلاح عقاید کیطرف ہے ادہر توجہ کرنیکا وقت نہیں آیا۔ اب آپکی کتاب نماز اور اسکی حقیقت کا اشتہار دیکہکر پہر مجہے تحریک ہوئی اور میں اپنے قلم کو مندرجہ ذیل سطور لکہنے بغیر روک نہیں سکتا۔ بات یہ ہے کہ ہرچند ہمارے اعمال میں جو اختلاف ہی وہ بہی حضرت مسیح موعود کا ایک اعجازی نشان ہی کہ دیکہو کسقدر مختلف الخیال لوگونکو ایک سلسلہ میں منسلک کردیا ہی مگر پہر بہی نہایت ضروری ہی کہ امام الحکم عادل کیطرف سے ان متنازعہ فیہا مسایل کا فیصلہ ہو جنمیں شافعی۔ مالکی حنفی حنبلی کا اختلاف رہا ہے کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ چاروں اقوال درست ہوں گو ہمارے لیے حضور علیہ السلام نے ایک قاعدہ فرمادیا ہے کہ پہلے قرآن پہر صحیح حدیث پہر فقہ حنفی۔ مگر پہر بہی کسی مسئلہ میں فیصلہ کردینا ہر کس و ناکس کا کام نہیں بلکہ یہ کام اگر ہی تو خود امام ہمام علیہ السلام کا یا ہمارے بزرگ مولوی سید محمد احسن کا۔ کیا تعجب کہ وہ اس ضروری عرض کو قبول فرماکر اسطرف توجہ فرمائیں اور مختصر احمدی فقہ ترتیب دیں۔ اب چونکہ انکی توجہ کرنیمیں ابہی دیری ہے اسلیے آپ ہی سابق بالخیر بنیں اور نماز اور اسکی حقیقت کتاب زیر تصنیف میں کم از کم نماز کے مسایل تو لکہہ دیں۔ اکثر جو لوگ دارالامان میں رہنے سے محروم ہیں انکو معلوم ہو کہ ہمارے امام کا کس پر عمل ہے بعض مسایل تو ایسے لکہنے ہونگے کہ میں جانتا ہوں کہ مسایل کو بالدلایل لکہا جاوے اور ہر فیصلے کا ماخذ بتایا جائے۔ تاکہ ایک احمدی دوسرے مسلمان بہائیونکو سامنے وجہ ترجیح بیان کرسکے۔ مثلاً میں عرض کرتا ہوں۔ کہ حنفی مذہب ہے کہ جو پانی دہ در دہ سے کم ہو اسمیں اگر تہوڑی سی نجاست بہی پڑے تو پلید ہو جاتا ہے اور شافعی مذہب ہے کہ پانچ مشکوں سے زیادہ پانی ہو تو نجاست پڑنے سے کبہی پلید نہیں ہوتا۔ اور مالکی مذہب ہے کہ جبتک رنگ و بو نجاست سے نہ بدلے۔ پانی پلید نہ ہوگا۔ ہر سہ مذاہب اپنی اپنی تائید میں احادیث صحیحہ پیش کرتے ہیں حنفی دلیل ہے کہ فرمایا رسول کریم صلعم نے ماء دائم میں کوئی بول نہ کرے اور نہ کوئی جنبی نہاوے (اس سے منع فرمایا کہ پانی نجس ہوجاتا ہے) شافعی دلیل ہے کہ قلتین سے زیادہ پانی ہو تو اسے کوئی چیز نجس نہیں کرتی۔ مالکی دلیل ہے کہ بیر بضاعۃ کی نسبت دریافت کیا گیا کہ اسمیں کتے وغیرہ پڑتی ہیں اور چہوٹے حوضوں کی نسبت کہ اسمیں کتے وغیرہ پانی پیتے ہیں تو فرمایا آنحضرت صلعم نے کچہہ مضائقہ نہیں۔ چوہا وغیرہ کنوئیں میں مریں تو حنفی اس پانی نکالنے میں اور آثار صحابہ سے دلیل لاتے ہیں اور اصول سے ثابت ہے۔ کہ صحابی کا قول حجت ہی اور موقوف بہی حکم مرفوع میں ہے اہل حدیث کہتے ہیں کہ حنفیونکا دل وسواسی ہے جو نجس پانی نکال لیتا ہے اب آپ فرمایئے کہ ایک طالب حق اس موقعہ پر کیا کرے اور لیوں وہ آستانہ حکم پر نہ گرے۔ اس سے آگے وضو اور پہر وضو کے نواقض کیطرف خیال فرمایئے کسقدر اختلاف ہے خون کے بہنے سے اور نماز میں قہقہہ کرنیسے حنفیونکے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہی مگر شافعیونکے نزدیک نہیں طرفین کے پاس ...

مطبع ... (احمدی ارجو تیکلی ضلع گجرات پنجاب) ... باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر مالک کے اہتمام سے چہپکر شایع ہوا۔

www.aaiil.org

سچے اور حقیقی عقاید پر عمل کرنے کیلئے اول علم صحیح کی ضرورت ہے

ازالہ اوہام ہر دو حصہ بے نظیر کتاب حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جسمیں اپنے دعویٰ کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفوں کے اعتراضوں کو مبرد اور لوز دیا ہے۔ قیمت عہ

آریہ دھرم آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرۃ حجۃ اللہ نے طشت ازبام کر دیا ہے خصوصیت کیساتھ مسئلہ نیوگ کے خطرناک بد نتائج کو کھول کر دکھایا ہے اور آریوں کے ان اعتراضوں کا جواب ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴ر

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا ... قیمت ۱ر

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ... حضرت کے تیس سال پرانے مضامین ... قرآن کی مقابلہ پر قیمت ۲ر

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرۃ خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے قیمت ۲ر

فیصلہ آسمانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت ۲ر

نور القرآن حصہ دوم عیسائیوں کا جواب ہے قیمت ۲ر

فاضل امروہی کی تصنیفات

مندرجہ ذیل کتب کیلئے اسقدر کہہ دینا کافی ہے کہ وہ امام فن مناظرہ فاضل امروہی کی تصنیفات ہیں۔

تحدید المومنین مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو فتوی کفر حضرت مسیح موعود کے خلاف تجویز کیا تھا اور جو عقاید پیش کئے تھے اسکا کافی و وافی جواب ایک قابل دید کتاب ہر ایک احمدی کے پاس ہونی چاہئیے۔ قیمت ۸ر

شمس بازغہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی کتاب شمس الہدایہ کا جواب۔ قیمت عہ

تفسیر سورۃ تبت سورۃ تبت پر ایک پادری کے اعتراضوں کا جواب اور سورۃ مذکورہ کی عجیب تفسیر قیمت ۱ر

سوال سبیل نمبر ۱۔ ایک ہندو ستانی مولوی کے خط و کتابت قیمت ۱ر

رد نسخ و شیعہ حکیم الامۃ کی اچھوتی تحریر قیمت ۱ر

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات

تفسیر القرآن پارہ اول۔ یہ تفسیر قوم اور زمانہ کی ... غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے صدہا خطوط اظہار پسندیدگی کے بھیجے گئے ہیں۔ یہانتک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر بھی اس کو قبولیت ہو گئی ہے۔ قیمت عہ

تفسیر القرآن پارہ دوم۔ بطور رسالہ ماہوار یہ تفسیر ناظرین تفسیر کے بے حد اصرار پر بطور رسالہ ماہواری طبع ہونی شروع ہوئی تھی لیکن مقدمات کی وجہ سے بعض خارجی اسباب ایسے پیش آئے کہ دو نمبر نکلنے کے بعد سلسلہ بند ہو گیا لیکن اب انشاء اللہ عنقریب سلسلہ بدستور جاری ہونے والا ہے گذشتہ دو نمبروں کی قیمت ۸ر اور سالانہ قیمت ہے ر

سلک مروارید۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور انمیں سلسلہ عالیہ کی تعلیم کو عام کرنیکی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا گیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ قیمت ۳ر

رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء دارالامان میں ۱۸۹۷ء میں دسمبر کے اواخر میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تھا جسمیں حضرت حجۃ اللہ نے تین زبردست تقریریں بیان فرمائیں اور حضرت حکیم الامۃ اور مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے قرآن کریم کے معارف پر اچھوتے لیکچر دیئے یہ سب تقریریں یکجا جمع ہیں علاوہ بریں رپورٹ کے شروع میں ایڈیٹر نے ایک قابل دید اثر و دلکش کہانی ہے قیمت عہ

الانذار حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۸ء کو قادیان میں ایک جلسہ طاعون کے متعلق کیا تھا جسکی قابلقدر تجاویز گورنمنٹ پنجاب نے بھی شکر گذاری کا اظہار فرمایا تھا اس جلسہ کے حالات حضرۃ حجۃ اللہ اور حکیم الامۃ کی تحریروں کا مجموعہ۔ قیمت ۴ر

اصلاح النظر۔ حضرت حکیم الامۃ کے خاص ارشاد پر ایڈیٹر الحکم نے ایک آریہ کے اعتراضات متعلقہ قصہ آدم کا جواب جس کو حضرت حکیم الامۃ نے نہ صرف پسند فرمایا بلکہ اصلاح بھی فرمائی۔ قیمت ۲ر

متفرق کتابیں

قصیدہ ضوابط الاسرار قیمت ۸ر۔ وفات مسیح پنجابی نظم قیمت ۱ر

فیض احمدی (درود شریف پر پنجابی نظم) قیمت ۱ر

شیخ عبدالحق نومسلم کی قلم سے

برہان الحق (عیسائی مذہب کی حقیقت کھولی گئی ہے) ۲ر

دعوۃ الحق نمبر ۱۔ انجیل کی حقیقت قیمت ۱ر

میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی تصنیف

النصح (نظم میں عبد مومن کے خواص و نشانات) قیمت ۲ر

مسلمانوں کا خدا اور اسکے حضور میں دعا مضمون نام سے ظاہر ہے۔ قیمت ۱ر

نمونہ قرآن مجید جو قاعدہ یسرنا القرآن کیموافق دو پارے چھاپے گئے ہیں۔ قیمت ۳ر

پورے سٹ کے خریدار سے صرف آٹھ روپیہ علاوہ محصولڈاک لئے جاوینگے

المشتہر منیجر اخبار الحکم قادیان

دفتر الحکم کی عجیب و غریب کتابیں جو زیر طبع ہیں

(صرف دفتر الحکم قادیان سے ہی ملینگی)

(اس اشتہار میں ان کتابوں کا نام لکھونگا جو مرتب ہو رہی یا چھپ رہی ہیں)

(۱) **مراۃ الجہاد**۔ سید وزارت حسین صاحب احمدی مونگیری کی ایک عجیب و غریب کتاب ہے جو مسئلہ جہاد پر سیر کن بحث اپنے اندر رکھتی ہے ۔۔۔ صفحہ تک پریس میں آ چکی ہے یعنے چھپ رہی ہے۔

(۲) **حضرت ابوبکر صدیق کی لائف** ایک عربی کتاب کا اردو ترجمہ مع مفید نوٹوں اور حواشی کے۔ یہ کتاب بھی چھپ جانے پر قابل دید کتاب ہوگی۔

(۳) **نماز کی حقیقت**۔ دو ہزار چھپنی شروع ہوئی ہے

(۴) **فوز الکبیر کا اردو ترجمہ** شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بے نظیر کتاب اصول تفسیر میں جس پر مترجم نے عجیب اور مفید حواشی پڑھائے ہیں حضرت حکیم الامۃ کی اصلاح سے شایع ہوگی۔ قرآن مجید کے مشکل الفاظ کا ایک فرہنگ بھی جس کے ساتھ ہوگا۔ اس فرہنگ میں وہی معنے مندرج ہونگے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ سے مروی ہیں۔ اور جہاں ممکن ہوگا امام حجۃ الاسلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معانی بھی دیئے جاتے ہیں

(۵) **سلک مروارید کا دوسرا حصہ** جو لوگ موتیوں کی لڑی کا پہلا حصہ پڑھ چکے ہیں انکے سامنے اس حصہ کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں۔

(۶) **مکتوبات احمدیہ** حضرت امام الزمان کے مکتوبات ان کتابوں سے نمبر اول و سوم و پنجم پریس میں ہیں یعنے لکھی جا رہی اور چھپ رہی ہیں نمبر اول قریب الختم ہے نمبر ۵ وہ شروع ہیں ... ہو چکی۔ نمبر ۲ و ۴ کا کسیقدر کام ابھی باقی ہے۔ خریداران الحکم میں سے اگر ان کتابوں کو کوئی شخص نہ لینا چاہتا ہو تو اطلاع دیدے ورنہ ... بھیجی جاویگی بذریعہ وی پی اور سال ... میں

ایڈیٹر الحکم قادیان

الحکم کے گذشتہ سالوں کے فایل دفتر الحکم سے منگواؤ

خریداران الحکم توجہ فرماوین

دسمبر ۱۹۰۴ء کا آخری پرچہ اور جنوری ۱۹۰۵ء کا پہلا پرچہ بعض احباب کے نام وی پی کیا گیا تھا نتیجہ یہ ہوا کہ ۔۔۔ جنوری ۱۹۰۵ء کی پرچے معمولی طور پر بھیجے گئے اب مہربانی فرما کر جتا خود ہی بھیجدیں

www.aaiil.org

پانچ سال کا عرصہ ہوا ہے سرمہ نورکہیزار ون ... ڈاکٹر اور حکیموں کا اتفاق ہے کہ نزول الماء کا ... ابتدائی نزول الماء والوں کو بھی چنگا کر دیتا ہے ... کیا مفت اثر رکھتا ہے۔ جالا ۔ پہولا ۔ ڈہلکا ۔ پانی جانا ... درد میں جڑ سے کہو دیتا ہے ۔ ہمیشہ استعمال کیجئے ...

مختلف امراض چشم سکتا ہو ... مینے خود تجربہ کیا ۔ اور کئی ڈاکٹر اور حکیموں نے تجربہ کیا ۔ نزول الماء کے بابت عام طور پر ... اور کوئی علاج نہیں ۔ فی الواقع بہت صحیح رائے ہے مگر اس سرمہ کو لگایئے اور استعمال کیجئے ۔ پھر دیکھئے یہ مثل بیش بہا جواہرات ... موتیا بند ۔ پڑبال ۔ سرخی ۔ ناخونہ وغیرہ ... حالت مرض میں لگانے ... ہر حال میں ...

معجون پانچھزاری ... ارزاں ... معجون

المشتہر حکیم ... علی ... سرمہ کا کوری
کارخانہ ...

فوٹ ضروری ۔ تمام فرمایشیں بنام ... منیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ ... آنی چاہئیں

اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصفی سارساپریلا یعنی عجیب و غریب چار جوہر ... بدن کا مجموعہ ... ہرایک کو ... چار شیشی کی دوا میں ... ہوئے خون کو نہایت صاف کرکے تمام بلادی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور ... طاقت بخشتی ہیں ... چار شیشیوں میں ... خوراک ... استعمال میں مرد اور عورت لڑکے اور جوان اور بوڑہے سبکو تمام عمر کیلئے صحیح و سالم اور چست و چالاک بنا دیتا ہے ...

... نامور ... بواسیر ... وغیرہ کے فسادات کو ہمیشہ کیلئے صاف کر دیتا ہے ...

اکسیر حیات یعنی نمک نباتات ۔ ... تمام سفید داؤوں ... کیمیاوی طور پر ... بہت جلد دفع کرکے صحت ... قیمت فی شیشی ...

... اسہال ۔ درد گردہ ... ضعف دماغ ... خون ماہواری ...

طاقت پیدا کرنیکی عمدہ دوا یعنی معجون تقویت ...

روغن اوجاع ... آنکھوں کیلئے نئی روشنی یعنی سرمہ نوری ...

دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کیلئے اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان اور خوشبودار منجن ...

... ہمارا پتہ یہ ہے ۔ شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال ... شہر بنارس ۔ نوٹ ...

کارخانہ احمدی حسرت ارواح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے ۔ بلحاظ تغیرات زمانہ ... اور کارخانہ کثرت سے ہو گئے ... ترقی رکہی ہے اور عطر تیل وغیرہ لوازمات ... سے طیار کئے جاتے ہیں اور خوشبو ... بطور نمونہ ... طلب کریں
راقم محمد عبد اللہ ... اسماعیل تاجران عطر قنوج

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو بدگمانی ہو بچانے کیلئے صرف ایک عمدہ ذریعہ ہے کہ ہر ایک دوا کا نمونہ کارڈ آنے پر مفت بہیجا جاوے (سونا چاندی کی گولیاں) جو اعلیٰ درجہ کی مقوی دل و دماغ و معدہ و باہ ... اور ... جوان اور بوڑہے کیلئے مفید ... کیپسول ... قیمت ... ایک نہایت نفیس عمدہ قسم کی ... دیسی ... تیار کی گئی ہے ... ان اعضاؤں کو تقویت دیکر خون صالح پیدا کرتی ہے ... واسطے ... بکس خورد بارہ خوراک ... بکس اوسط ... بکس کلان ... کافی ہے ...
المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

ایک نظر ادہر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنیسے روانہ ہوگی ... تیل خاص ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالوں کو سفید ہونیسے روکتا ہے ... آنکھوں درد سر ... کیلئے مفید ہے قیمت فی شیشی ... محصول ذمہ خریدار
المشتہر منیجر کارخانہ فرحت افزا النسیم قنوج

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالک کی اہتمام سے چھپکر شایع ہوا

www.aaiil.org

ہندوستان میں دسمبر کا آخری ہفتہ

نمبر (۶)

یسوع کی یہ فعلی شہادت ثابت کر رہی ہے کہ باوجودیکہ اس نے توبہ کا بپتسمہ پایا - باوجودیکہ انجیل نویسوں نے کبوتر کی صورت میں روح القدس کا نزول اس پر تسلیم کیا لیکن بپتسمہ کے بعد ہی نزول روح القدس کے ساتھ ہی **شیطان** اسے جنگل میں لے گیا -

اس قولی اور فعلی شہادت کے بعد مجھے ضرورت نہیں کہ میں اس مضمون پر زیادہ بحث کروں انجیل یسوع ناصری کی اگرچہ مکمل لائف نہیں تاہم جسقدر ہے وہ اسکے حالات زندگی پر روشنی ڈالنے کیلئے کافی ہے - اسکو پڑھکر کوئی شخص یقین نہیں کر سکتا کہ یہ شخص ایک متدین - متورع اور انسان کی مکمل اور پاکیزہ زندگی کا نمونہ ہو - اخلاقی عیوب اور کمزوریاں یسوع کی انجیل کے متعدد مقامات سے ثابت ہیں کوئی عیسائی انکار کرے تو میں انشاء اللہ العزیز دکھانے کو طیار ہوں -

میں سچ کہتا ہوں کہ انجیل موجودہ انسانی زندگی کے لوازمات اور اسکی اخلاقی معاشرتی تمدنی اور سیاسی کسی پہلو پر قطعاً کوئی روشنی نہیں ڈالتی ہے اور جس رنگ اور راہ سے دیکھو نامکمل اور ادہوری ہے -

اب جس قوم کا لیڈر اور ہادی بجائے خود ایک ناقص اور کمزور ہے اسکی قوم میں اعلیٰ کمالات اخلاقی اور روحانی کا پیدا ہونا ایک امر محال ہے چنانچہ کفارہ کی تعلیم نے پوری کتاب مذہب کے پیروؤں کی یک ہے وہ کسی شرح کی محتاج نہیں ہے -

اگر خود اس کے اپنے ہی زمانہ کو دیکھا جاوے جبکہ وہ اپنی قوت قدسی اور پاکیزہ نمونہ سے حواریوں پر اثر ڈال سکتا تھا تو اس جماعت کی کمزوریوں اور اخلاقی لغزشوں کیلئے انجیل کے سوا کسی اور شہادت کی ضرورت ہی نہیں رہتی - خود یسوع صاحب نے ہی جو سارٹیفکیٹ اپنے شاگردوں کو دیا ہے وہ کافی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو جماعت اس نے طیار کی تھی وہ روحانیت کے لحاظ سے بہت ہی کمزور اور ناقابل ذکر قوم ہے - اور اسوقت جو موجودہ قوم ہے اور اسکی جو حالت ہو رہی ہے وہ الحکم کے ناظرین سے مخفی نہیں - وہ خوب جانتے ہیں کہ کس طرح روشن خیال اور سمجھدار لوگ اس مذہب سے کنارہ کش ہو رہی ہیں اور وہ عیسائیت کی بجائے دہریت کو اختیار کرتے جاتے ہیں جبکہ حالت ایسی ہے تو یہ کہنا کہ نجات دہندہ پیدا ہوا اور اس دن پر خوشی کرنا کمال درجہ کی نادانی اور غلطی ہے - پس میرے ناظرین جنکو اس مضمون کے شروع میں میں کسی گرجا یا مشن کمپونڈ میں لیگیا تہا غالباً اس نظارہ کو دیکھکر اب خوش نہیں ہونگے بلکہ انہیں ان لوگوں کی واجب الرحم حالت دیکھکر تعجب ہوتا ہوگا کہ یہ قوم کیسی غفلت اور لاپروائی کی موت میں مر رہی ہے -

معزز ناظرین یہ بالکل سچ اور درست ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ اس سے ایک مفید سبق بھی آپکے سامنے پیش کروں - آپ کو بخوبی علم ہوگیا ہے کہ عیسائی مذہب ایک مردہ مذہب ہے جسکے اندر برکات اور انوار روحانی کا شمہ بھی موجود نہیں لیکن باوجود اسکے آپ دیکھتے ہیں کہ ایک **باطل** کی اشاعت اور اسکی رونق کیلئے کسقدر سعی کر رہے ہیں - انکی عبادتگاہوں کو جب انسان دیکھتا ہے تو اسپر ایک قسم کا رعب پیدا ہوتا ہے - ہر چند کسی مذہب کی سچائی اور حقیقت اسکی عبادتگاہوں کی عالیشان اور شوکت کے اندر مخفی نہیں تاہم یہ کوئی قابل اعتراض امر نہیں ہے کہ عبادتگاہیں بلحاظ اپنے مقصد اور غرض کے عمدہ اور عالیشان ہوں پھر اس امر پر نظر کرو کہ یہ لوگ **اشاعت انجیل** اور عیسویت کیلئے لاکھوں کروڑوں نہیں اربوں روپیہ پانی کیطرح بہا رہے ہیں اور ہزاروں عورتیں و مرد ہیں جو اپنی زندگیاں وقف کر کے اس اشاعت باطل کیلئے سعی کر رہی ہیں میں نے ایک اخبار میں پڑہا تہا کہ ولایت کے عیسائیوں نے صرف ایکوقت کی چائے میں میٹھا ڈالنا چھوڑ دیا اور اس بچت سے کئی ہزار سکول قائم کرئے غرض عیسویت کی اسقدر اشاعت اور اسراف لوگوں کا باوجودیکہ زمانہ ترقی میں کوئی دلیل وہ پیش نہیں کر سکتے پھر بھی سرپٹ اس میدان میں دوڑ رہے ہیں - اس سے ہم لوگوں کو جو **حقیقی** اور **زندہ مذہب** کے متبع ہیں سبق لینا چاہئے اور اشاعت اسلام کے وسایل اور ذرایع کیلئے پوری کوشش کرنی ضروری ہے -

عیسویت کا یہ غلو اور غلبہ ایک خاص امر کیلئے ضروری ہی تہا یہ غلبہ **مسیح موعود** علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت اور آمد کا نشان ٹھیرایا گیا تہا - کیونکہ اس کا کام **کسر الصلیب** بتایا گیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہی وہ وقت ہے جبکہ مسیح **موعود** کو آنا چاہیے تہا - پھر ان لوگوں کو کسقدر خوش ہونا چاہیئے اور سجدات شکر بجالانے چاہئیں جنہوں نے اس آنیوالے موعود کو شناخت کرلیا -

پس شناخت موعود کے بعد ہر شخص کا یہ فرض ہوا جاتا ہے کہ وہ اسکے سلسلہ کی اشاعت میں حصہ لے مدد دے اور روپے دامے قدمے قلمے جسطرح ہو سکتا ہے حصہ لے - کیونکہ یہی ایک سلسلہ ہے جو **اشاعت اسلام** کا حقیقی ذریعہ ٹھہرایا گیا ہے اور جو اسلام کے زندہ مذہب ہونیکا زندہ ثبوت اپنی پاس رکہتا ہے - ناظرین کو اب میں دوسرے مقام پر لیجانا چاہتا ہوں - اسلئے آو نیشنل کانگرس کے پنڈال میں چلیں اور دیکھیں وہاں کیا ہو رہا ہے -

(باقی ساتویں نمبر میں)

تنزل کیوں اور تنزل سے ترقی کیوں ہوتی ہے

ذیل کا ایک مضمون بجنسہ درج کرتا ہوں یہ مضمون میں صرف معنی اور مفہوم کو مدنظر رکہکر اخبار میں دیتا ہوں اسلئے انشاپردازی اور زباندانی کا کوئی لحاظ نہیں کیا - ایڈیٹر

قوم کا حد سے کوئی گھٹنا اور بڑھنا دیکھے
آج وہ اسلام کی حالت کا بگڑنا دیکھے
بعد ظلمت کے او جاے کو نہ مانے کوئی
آفتاب کا ڈوبکے پھر دن کو وہ چڑھنا دیکھی

اللہ جل جلالہ کی یہ سنت قدیمہ ہے کہ جب خدا کی مخلوق صراط مستقیم کو چھوڑ کر افراط و تفریط کیوجہ سے تنزل کرکے مغضوب علیہم اور الضالین کے درجہ پر (جو سورہ فاتحہ کی آیتوں کی لحاظ سے نیچے کا درجہ ہے) پہونچتی ہے تو اسوقت اللہ رحمٰن رحیم کی طرف سے (جو شروع سورہ فاتحہ کی اوپر ہے) مامور و مرسل کا نزول ہوتا ہے تاکہ وہ دنیا کو نئے سرے سے اپنی قوت قدسی کیساتھ بندگان خدا کو صراط مستقیم پر قائم کرکے اللہ رب العالمین کا چہرہ دکھلائے وہ مامور کون ہوتا ہے اسکی علامت کیا ہے - وہی تو ہے جو اکمل طور سے انعمت علیہم کا مصداق ہو یعنے خداوند کریم سے مکالمات کا شرف رکہتا ہو جو انذاری اور تبشیری پیشگوئیوں پر مشتمل ہوکر نذیر و بشیر کے رنگ میں نازل ہوتی رہتے ہیں اسوقت جو لوگ سچے دل سے نہ کہ تقلیداً بلکہ حقیقتاً صراط مستقیم کے طلبگار ہوتے ہیں اور رات دن خدا سے اہدنا الصراط المستقیم کی دعا کرتے رہتے ہیں انکو منعم علیہ کی شناخت بھی دی جاتی ہے وہ ان انعامات کی وجہ سے اس مامور کو منہاج نبوت کے معیار پر پرکھ لیتے ہیں بعد شناخت کے وہ جو زبان سے دعا کرنے والے اور اقراری زبان سے بیعت میں شامل ہونے والے ہی نہیں ہوتے بلکہ ایاک نعبد کے اقرار کے موافق عملی پیرایہ میں اس مامور کے تابعدار ہوکر خدا کی عبادت کرتے ہیں - تو مالک یوم الدین کے دربار تک ان کی رسائی ہوتی ہے وہاں پہونچکر الرحمٰن الرحیم کی صفات کا ملاحظہ کرتے ہیں کہ وہ رحیم انکی محنت کو ضایع نہیں ہونے دیتا - اور ذرہ ذرہ اپنے عمل پر بعوض ثمرہ سے مستفیض کرتے ہیں - چونکہ صفت رحیمیت کے اوپر نظر پڑتی ہے تو صفت رحمٰن کی نظر آتی ہے کہ وہ اللہ اپنے فضل و کرم سے اس راہ کو طے کرنے کیلئے جو کچھ اسباب کی ضرورت تہی وہ سب اس رحمٰن بے مانگے دینے والے کا ہی عطیہ ہے جب اس کے اوپر نظر کرتے ہیں تو اپنے کو اس عالم میں پاتے ہیں جو خداوند کریم کے علم میں بے حس و حرکت و تمام صفات مدرکیہ کے ساتھ پڑے ہوئے ہیں - انہیں صور علمیہ کو رب العالمین کی ربوبیت کے فیضان ہی باہر لایا جو ہر آن و ہر لحظہ اس کے شامل حال ہے وہاں پہونچکر ہی وہ خدا نہیں بنتے بلکہ العالمین کے دایرہ میں رہکر اون کو بے اختیار کہنا پڑتا ہے

وقیل الحمد للہ رب العالمین
واخر دعوانا ان الحمد للہ
رب العالمین

اور جو لوگ اوس نعمت عظمیٰ یعنے مامور من اللہ کی صحبت سے فیض حاصل نہیں کرتے بلکہ الٹا وہ اپنے قوت غضبیہ کو تحریک دیکر اس مامور کے انکار و استہزا میں کمر باندہتے ہیں تو اور بھی گمراہ ہوتے ہیں - تو خداوند کریم اپنی قہاریت کے لحاظ سے عذاب نازل کرتا ہے جو آجکل طاعون کی شکل میں وارد ہوا ہے - فاعتبروا یا اولی الابصار -

راقم خاکسار عبد اللہ ابن امام الدین حاجی سوداگر اتیاپور تعلقہ منورا پور ضلع لنگسگور -

رسید زر آمدنی مدرسہ

۷ فروری ۱۹۰۵ء

(۱) منشی محمد حسین صاحب دفتر قانونگو ظفروال عہ؍ ۱
(۲) جماعت کپور تھلہ معرفت میاں عبد المجید صاحب ۶ روپے
(۳) مولوی محمد فاضل تاجر چرم کبیر والا ضلع ملتان ۱۵
(۴) میاں نور الدین متعلم سناجبل پور رائن عہ
(۵) چوہدری رستم علیصاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ ۵؍
(۶) شیخ ضیاء اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر انبہٹہ ۱ عہ
(۷) خلیفہ نور الدین صاحب جموں عہ

۸ فروری ۱۹۰۵ء

منشی غلام قادر صاحب مدرس سیالکوٹ ڈاکخانہ نکودر ضلع جالندہر ۱۲

میزان کل

۴۴ روپے

آمد دربارہ یادگار پیشگوئی

۷ فروری ۱۹۰۵ء

منشی غلام سرور صاحب قانونگو ۲

۸ فروری ۱۹۰۵ء - منشی غلام نبی صاحب احمدی مدرس دوئم مدرسہ پور ہیران متصل ہوشیارپور ۸

میزان ۱۰

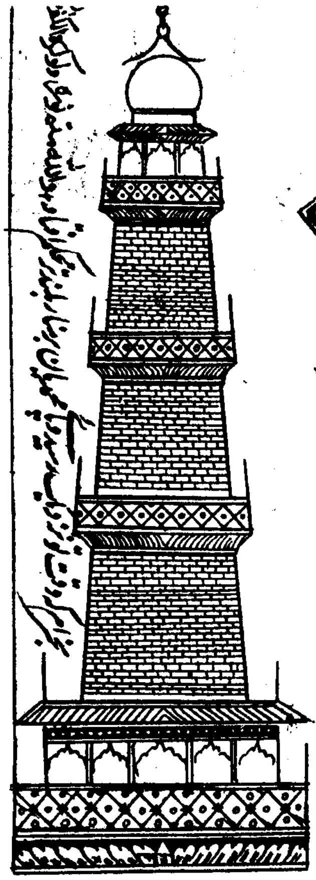

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

اِنَّهٗ اٰوَى الْقَرْيَة

الحکم

چہ گویم باتو کرائی چہا در قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عے (۳) ہندوستان سے باہر ۶ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ روپیہ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۲ ر ۱۲

فہرست مضامین

(۱) مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کا نیا انتظام صفحہ اول
(۲) ہندوستان میں دسمبر کا آخری ہفتہ صفحہ ۱
(۳) تنزل کیوں اور تنزل سے ترقی کیوں ۲
(۴) رسید امداد مدرسہ ۲
(۵) حضرت حکیم الامت کے ارشادات صفحہ ۳
(۶) تفسیر القرآن پر نواب فتح نواز جنگ مرحوم ۳
(۷) مذہب اور رسالت کا عدو صفحہ ۴
(۸) حضرت اقدس کے کلمات طیبات صفحہ ۴ و ۵
(۹) انتخاب اور اقتباس صفحہ ۵
(۱۰) اہلحدیث اور احمدی صفحہ ۶ - ۷ - ۸
(۱۱) مذہبی دنیا پر سرسری نظر صفحہ ۸
(۱۲) انجیل کا معقول اندازہ صفحہ ۹
(۱۳) مدرسہ تعلیم الاسلام صفحہ ۱۰ (۱۴) مراسلت صفحہ
(۱۵) استفسار اور ان کے جواب صفحہ ۱۱
(۱۶) مفید اور دلچسپ باتیں صفحہ ۱۱ (۱۷) نشان متقین (۱۸)
(۱۹) ناظرین سے پانچ منٹ ۱۲ - (۲۰) دار الامان کا
(۲۱) تحصیلدار صاحب بٹالہ صفحہ ۱۲ (۲۲) افسران ضلع گورداسپور کی توجہ طلب صفحہ ۱۲ (۲۳) اشتہارات صفحہ ۱۳ - ۱۴

نمبر ۵	دار الامان قادیان مورخہ ۱۰ فروری سنہ ۱۹۰۵ء مطابق ۴ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۲ھ	جلد ۹

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کا نیا انتظام

بھائیوں کو معلوم ہے کہ کچھ عرصہ سے مدرسہ کا انتظام جناب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کے زیر اہتمام تھا۔ خان صاحب موصوف نے محنت اور سعی سے جہانتک خدا تعالیٰ نے انہیں موقعہ دیا اور توفیق بخشی اس کو چلایا۔ بعض مصالح اور مجبوریوں کے سبب سے خان صاحب کو قادیان سے باہر رہنا ضروری معلوم ہوا اس لئے وہ مدرسہ کا انتظام اور نگرانی جیسا کہ چاہئے نہیں کر سکتے تھے اور یہ امر ان کی طبیعت پر شاق تھا کہ وہ اسطرح ان فرائض کے ادا کرنے سے قاصر تھے جنہیں وہ نہایت ضروری سمجھتے تھے۔ حضرت اقدس حجۃ اللہ امام علیہ السلام نے ان کی تکلیف اور مجبوری پر نظر کر کے انہیں اس بار گران سے سبکدوش فرمایا اور مدرسہ کا انتظام پھر ایک کمیٹی کے سپرد کیا جس کے ممبر اصحاب ذیل ہیں۔

مولوی نور الدین صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب
شیخ یعقوب علی صاحب
اور خاکسار راقم۔

اب نہایت ضروری بات جس پر تمام قوم کو توجہ کرنی چاہئے یہ ہے کہ مدرسہ کیلئے مستقل سرمایہ کی ضرورت ہے۔ بعض اوقات ایسے واقعات پیش آجاتے ہیں کہ قیام مدرسہ کی صورت دشوار معلوم ہوتی ہے اس میں شک نہیں کہ مومنین کے کام ابتدا میں ایسی شکلیں اختیار کرتے ہیں کہ ان کی نسبت کامیابی کی پیشگوئی کرنا آدمی کی نگاہ میں دور از کار امر معلوم ہوتا ہے مگر آخر کار خدا تعالیٰ کی نصرتیں حسب وعدہ ان کی دستگیری کرتی اور ان کے بگڑے ہوئے کاموں کو زمینی مدبروں کے کاموں سے بڑھ کر سنوار دیتی ہیں کیا ہی مبارک اور ایمانوں کو بڑھانے والی تقریر فرمائی حضرت امام علیہ السلام نے اس سے اگلے دن جبکہ مدرسہ کو اپنے خدام کے سپرد کیا۔ فرمایا اس وقت جو مالی مشکلات ہیں ان کے لحاظ سے مضطرب نہ ہونا چاہئے۔ دیکھو سکھوں نے کتنا سرمایہ جمع کر لیا اور یہ دکھایا کہ ان کے مدرسہ کی بنیاد مضبوط ہو گئی ہے۔ یہ حال ہے اس قوم کا جنکی ترقی زمینی اسباب کی بنا پر اور زمین پر ہے۔ ہماری ترقی خدا تعالیٰ کے وعدوں کے موافق اور آسمان پر لکھی جا چکی ہوئی ہے ہمیں کبھی ناامید نہیں ہونا چاہئے اور فرمایا ہمارے تمام کاروبار کا ذمہ وار اللہ تعالیٰ ہے اور اس کا وعدہ ہے کہ تمام رکاوٹوں کو ہماری راہ سے اٹھا دے گا۔ کوشش کرو اور کوشش سے نہ تھکو اور نہ ہارو۔ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ اسباب اور جائز وسایل کو مضبوط پکڑو اور دعائیں بھی کرو وہ اپنے وعدوں کے موافق خود سب کچھ کر دے گا۔

اس وقت نہایت ضروری بات یہ ہے کہ دو ہزار روپیہ ہمارے پاس موجود ہو اور یہ یکمشت چند دنوں سے بہت جلد جمع ہو جائے۔ اور ماہوار چندہ باقاعدہ ہو اور کوئی فرد بھی احمدی جماعت کا چندہ سے باہر نہ رہ جائے خواہ کتنی ہی قلیل مقدار اپنے ذمہ لے۔

بہت واضح اور پھاڑ کر لکھنا ضروری نہیں مناسب وقت اور تقاضائے مصلحت یہ ہے کہ ہمارے بھائی ہر ایک کام سے اسے اہم سمجھ کر کمر ہمت باندھ لیں اور ہر شہر میں کارروائی کر کے قوم اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ثواب اور اجر کے مستحق بنیں۔

آخر میں اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعا ہے کہ وہ ان چند حرفوں میں اپنی طرف سے برکت رکھ دے اور قوم کے دلوں کو اس کار خیر کی طرف معروف کرے۔ اور ان کے قلب میں الہام کرے کہ ایک دفعہ ہی غفلت کو چھوڑ کر پوری سعی میں لگ جائیں۔

خاکسار عبد الکریم

ہندوستان مین دسمبر کا آخری ہفتہ

نمبر (۶)

یسوع کی یہ فعلی شہادت ثابت کر رہی ہے کہ باوجودیکہ اس نے توبہ کا بپتسمہ پایا۔ باوجودیکہ انجیل نویسون نے کبوتر کی صورت مین روح القدس کا نزول اسپر تسلیم کیا لیکن بپتسمہ کے بعد ہی نزول روح القدس کے ساتھہ ہی شیطان اسے جنگل مین لے گیا۔

اس قولی اور فعلی شہادت کے بعد مجھے ضرورت نہین کہ مین اس مضمون پر زیادہ بحث کرون انجیل یسوع ناصری کی اگرچہ مکمل لائف نہین تاہم جسقدر ہے وہ اسکے حالات زندگی پر روشنی ڈالنے کیلئے کافی ہے۔ اسکو پڑھکر کوئی شخص یقین نہین کر سکتا کہ یہ شخص ایک متدین، متورع اور انسان کی مکمل اور پاکیزہ زندگی کا نمونہ ہو۔ اخلاقی عیوب اور کمزوریان یسوع کی انجیل کے متعدد مقامات سے ثابت ہین کوئی عیسائی انکار کرے تو مین انشاء اللہ العزیز دکھلانے کو طیار ہون۔

مین سچ کہتا ہون کہ انجیل موجودہ انسانی زندگی کے لوازمات اور اسکی اخلاقی معاشرتی تمدنی اور سیاسی کسی پہلو پر قطعاً کوئی روشنی نہین ڈالتی ہے اور جس رنگ اور ذراہ سے دیکھو ناکمل امداد ہوری ہے۔

اب جس قوم کا لیڈر اور ہادی بجائے خود ایک ناقص اور کمزور ہے اسکی قوم مین اعلیٰ کمالات اخلاقی اور روحانی کا پیدا ہونا ایک امر محال ہے چنانچہ کفارہ کی تعلیم نے جو رہی کسر اس مذہب کے پیروون کی ہے وہ کسی شرح کی محتاج نہین ہے۔

اگر خود اسکے اپنے ہی زمانہ کو دیکہا جاوے جبکہ وہ اپنی قوت قدسی اور پاکیزہ نمونہ سے حواریون پر اثر ڈال سکتا تہا۔ تو اس جماعت کی کمزوریون اور اخلاقی لغزشون کیلئے انجیل کے سوا کسی اور شہادت کی ضرورت ہی نہین رہتی۔ خود یسوع صاحب نے ہی جو سارٹیفکیٹ اپنے شاگردون کو دیا ہے وہ کافی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو جماعت اس نے طیار کی تھی وہ روحانیت کے لحاظ سے بہت ہی کمزور اور ناقابل ذکر قوم ہے۔ اور اس وقت جو موجودہ قوم ہے اور اسکی جو حالت ہو رہی ہے وہ الحکم کے ناظرین سے مخفی نہین۔ وہ خوب جانتے ہین کہ سطح کے روشن خیال اور سمجھدار لوگ اس مذہب سے کنارہ کش ہو رہے ہین اور وہ عیسائیت کی بجائے دہریت کو اختیار کرتے جاتے ہین جبکہ حالت ایسی ہے تو یہ کہنا کہ نجات دہندہ پیدا ہوا اور اس دن پر خوشی کرنا کمال درجہ کی نادانی اور غلطی ہے۔ پس میرے ناظرین جنکو اس مضمون کے شروع مین مین کسی گرجا یا مشن کمپونڈ مین لیگیا تہا غالباً اس نظارہ کو دیکھکر اب خوش نہین ہونگے بلکہ انہین ان لوگونکی واجب الرحم حالت دیکھکر تعجب ہوتا ہوگا کہ یہ قوم کیسی غفلت اور لاپروائی کی موت مین مر رہی ہے۔

معزز ناظرین یہ بالکل سچ اور درست ہے مگر مین چاہتا ہون کہ اس سے ایک مفید سبق بھی آپکے سامنے پیش کرون۔ آپ کو بخوبی علم ہو گیا ہے کہ عیسائی مذہب ایک مردہ مذہب ہے جسکے اندر برکات اور انوار روحانی کا شمہ بھی موجود نہین لیکن باوجود اسکے آپ دیکھتے ہین کہ ایک باطل کی اشاعت اور اسکی رونق کیلئے کسقدر سعی کر رہے ہین۔ انکی عبادتگاہونکو جب انسان دیکھتا ہی تو اسپر ایک قسم کا رعب پیدا ہوتا ہے۔ ہر چند کسی مذہب کی سچائی اور حقیقت اسکی عبادتگاہونکی عالیشان اور شوکت کے اندر مخفی نہین تاہم یہ کوئی قابل اعتراض امر نہین ہے کہ عبادتگاہین بلحاظ اپنے مقصد اور غرض کے عمدہ اور عالیشان ہون۔ پہر اس امر پر نظر کرو کہ یہ لوگ اشاعت اناجیل اور عیسویت کیلئے لاکھون کروڑون نہین اربون روپیہ پانی کیطرح بہارہے ہین اور ہزارون عورت و مرد مین جو اپنی زندگیان وقف کرکے اس اشاعت باطل کیلئے سعی کر رہے ہین مینے ایک اخبار مین پڑہا تہا کہ ولایت کے عیسائیون نے صرف ایکو قت کی چاء مین میٹہا ڈالنا چھوڑ دیا اور اس بچت سے کئی ہزار سکول قایم کرے۔ غرض عیسویت کی اسقدر اشاعت اور اسپر ان لوگونکا باوجودیکہ زمانہ ترقی مین کوئی دلیل وہ پیش نہین کر سکتے پہر بھی سرپٹ اس میدان مین دوڑ رہے ہین۔ اس سے ہم لوگون کو جو حقیقی اور زندہ مذہب کے متبع ہین سبق لینا چاہئے اور اشاعت اسلام کے وسایل اور ذرایع کیلئے پوری کوشش کرنی ضروری ہے۔

عیسویت کا یہ غلو اور غلبہ ایک خاص امر کیلئے ضروری بھی تہا یہ غلبہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت اور آمد کا نشان ٹھیرایا گیا تہا۔ کیونکہ اسکا کام کسر الصلیب بتایا گیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہی وہ وقت ہے جبکہ مسیح موعود کو آنا چاہیے تہا۔ پہر ان لوگونکو کسقدر خوش ہونا چاہیے اور سجدات شکر بجالانے چاہئیں جنہون نے اس آنیوالے موعود کو شناخت کرلیا۔

پس شناخت موعود کے بعد ہر شخص کا یہ فرض ہو جاتا ہے کہ وہ اس کے سلسلہ کی اشاعت مین حصہ لے اور مدد دے اور روپے دامے قدمے قلمے جسطرح ہو سکتا ہے حصہ لے۔ کیونکہ یہی ایک سلسلہ ہے جو اشاعت اسلام کا حقیقی ذریعہ ٹھہرایا گیا ہے اور جو اسلام کے زندہ مذہب ہونیکا زندہ ثبوت اپنے پاس رکہتا ہے۔ ناظرین کو اب مین دوسرے مقام پر لیجانا چاہتا ہون۔ اسلئے آؤ نیشنل کانگرس کے پنڈال مین چلین اور دیکھین وہان کیا ہو رہا ہے۔

(باقی ساتوین نمبر مین)

تنزل کیون اور ترقی کیون ہوتی ہے

ذیل کا ایک مضمون بجنسہ درج کرتا ہون یہ مضمون مین صرف معنی اور مفہوم کو مدنظر رکھکر اخبار مین دیتا ہون اسلئے انشاپردازی اور زباندانی کا کوئی لحاظ نہین کیا۔ ایڈیٹر

قوم کا حد سے کوئی گھٹنا و بڑھنا دیکھے
آج وہ اسلام کی حالت کا بگڑنا دیکھے
بعد ظلمت کے اوجالے کو نہ مانے کوئی
آفتاب کا ڈوبکے پہر دن کو وہ چڑھنا دیکھے

اللہ جل جلالہ کی یہ سنت قدیمہ ہے کہ جب خدا کی مخلوق صراط مستقیم کو چھوڑ کر افراط و تفریط کیوجہ سے تنزل کرکے مغضوب علیہم اور ضالین کے درجہ پر (جو سورۂ فاتحہ کی آیتونکی لحاظ سے نیچے کا درجہ ہے) پہونچتی ہے تو اسوقت اللہ رحمٰن رحیم کی طرف سے (جو شروع سورۂ فاتحہ کا اوپری) ماموروں مرسل کا نزول ہوتا ہے۔ تا کہ وہ دنیا کو نئے سرے سے اپنی قوت قدسی کیساتھ بندگان خدا کو صراط مستقیم پر قایم کرکے اللہ رب العالمین کا چہرہ دکھلائے وہ مامور کون ہوتا ہے اسکی علامت کیا ہے۔ وہی تو ہے جو انعمت علیہم کا مصداق ہو یعنی خداوند کریم سے مکالمات کا شرف رکھتا ہو جو انذاری اور تبشیری پیشگوئیون پر مشتمل ہو کر نذیر و بشیر کے رنگ مین نازل ہوتی رہتے ہین اسوقت جو لوگ سچے دل سے نہ کہ تقلیداً بلکہ حقیقتاً صراط مستقیم کے طلبگار ہوتے ہین اور رات دن خدا سے اہدنا الصراط المستقیم کی دعا کرتے رہتے ہین انکو منعم علیہ کی شناخت بہی دی جاتی ہے وہ ان انعامات کی وجہ سے اس مامور کو منہاج نبوت کے معیار پر پرکھ لیتے ہین بعد شناخت کے وہ صرف زبان سے دعا کرنے والے اور اقراری زبان سے بیعت مین شامل ہونے والے ہی نہین ہوتے بلکہ ایاک نعبد کے اقرار کے موافق عملی پیرایہ مین اس مامور کے تابعدار ہوکر خدا کی عبادت کرتے ہین۔ تو مالک یوم الدین کے دربار تک ان کی رسائی ہوتی ہے وہان پہونچکر الرحمٰن الرحیم کی صفات کا ملاحظہ کرتے ہین کہ وہ رحیم انکی محنت کو ضایع نہین جانے دیتا۔ اور وہ اپنے عمل پر کیسے شکر کرتے ہین۔

جونکہ صفت رحمت کے اوپر نظر پڑتی ہے تو صفت رحمٰن کی نظر آتی ہے کہ وہ اللہ اپنے فضل و کرم سے اس راہ کے طے کرنے کیلئے جو کچھہ اسباب کی ضرورت تہی وہ سب اس رحمٰن بے مانگے دینے والے کا ہی عطیہ ہے جب اس کے اوپر نظر کرتے ہین تو اپنے کو اس عالم مین پاتے ہین جو خداوند کریم کے علم مین بے حس و حرکت و تمام صفات مدرکیہ کے ساتھہ پڑے ہوئے ہین۔ انہین صور علمیہ کو رب العالمین کی ربوبیت کے فیضان ہی باہر لایا جو ہر آن و ہر لحظہ اس کے شامل حال ہے وہان پہونچکر بہی وہ خدا نہین بنتے بلکہ العالمین کے دایرہ مین رہکر اون کو بے اختیار کہنا پڑتا ہے وقیل الحمد للہ رب العالمین

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اور جو لوگ اوس نعمت عظمیٰ یعنے مامور من اللہ کی صحبت سے فیض حاصل نہین کرتے بلکہ الٹا وہ اپنے قوت غضبیہ کو تحریک دیکر اس مامور کے انکار و استہزا مین کمر باندہتے ہین تو اور بہی گمراہ ہوتے ہین۔ تو خداوند کریم اپنی قہاریت کے لحاظ سے عذاب نازل کرتا ہے جو آجکل طاعون کی شکل مین وارد ہو رہا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

راقم خاکسار عبد اللہ ابن امام الدین حاجی سوداگر تیاپور تعلقہ شورا پور ضلع لنگسگور۔

رسید زر آمدنی مدرسہ

۹ فروری ۱۹۰۵ء

(۱) منشی محمد حسین صاحب دفتر قانونگو ظفروال	عه۴
(۲) جماعت کپورتھلہ معرفت میان عبد المجید صاحب	۶ روپیہ ۹ پائی
(۳) مولوی محمد فاضل تاجر چرم کبیر والا ضلع ملتان	عه۱۰
(۴) میان نور الدین مقام سناجبل پور رائن	عه۴
(۵) چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ	عه۸
(۶) شیخ نصیر اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر انہیر	عه۴
(۷) خلیفہ نور الدین صاحب جموں	عه۱

۸ فروری ۱۹۰۵ء

منشی غلام قادر صاحب مدرس لسیانی ڈاکخانہ نکودر ضلع جالندہر — للعه

میزان کل

۱۴ روپیہ ۹ پائی

آمد دربارہ یادگار پیشگوئی

۶ فروری ۱۹۰۵ء

منشی غلام سرور صاحب قانونگو — ع

۸ فروری ۱۹۰۵ء - منشی غلام نبی صاحب احمدی مدرس دویم مدرسہ پوربیران متصل ہوشیارپور — عث

میزان — عه

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

۱۔ انسان دنیا میں چار قسم میں۔ بعض اپنی قومیت یا ملک یا تربیت وغیرہ کے باعث نیک اصول سادہ طور سے حاصل کرتے اور جو سکہائے جاتے وہ سچے اصول ہی ہوتے ہیں۔ مثلاً احباب ہم نے جسقدر ترقی کی ہے اونہیں اصول تک پہونچے ہیں جو ہماری ماں نے ہمیں بتلائے تہے بالمقابل دوسری قوم ہے کہ بدبختی سے گند شرارت۔ بے ایمان وغیرہ اونکو بتائے گئے ہیں۔ مثلاً فواحشات کی لڑکیاں مشرکوں اور بت پرستوں کی اولاد۔ ڈاکو زن۔ چور۔ دغاباز۔ اپنی اولاد کو کیا سکہاتے ہیں۔ پس ایک قوم نے سادگی سے سچائی اختیار کرلی اور دوسرے نے سادگی سے بدی اختیار کرلی۔

دونوں کے اخیر میں ایک اور قوم ہے وہ وہ لوگ ہیں جو نیکی یا بدی کو ابتدا میں سیکہنے پر اونکی طبیعت میں چلبلاپن ہوتا ہے اور وہ بدون اعتراضات کو سننے پر اوسطرف متوجہ نہیں ہوتے۔ اور اپنے اصولوں پر قائم رہتے مثلاً ایک شخص پادری کے وعظ میں بولا او شاکر کیا تم کوئی شیخ سعدی سے بڑے آدمی ہو دیکہو تو اوس نے صاف کہا ہے کہ

توراتِ و انجیل منسوخ کرد

پس توراۃ اور انجیل منسوخ ہوچکی ہے۔ پس بعض وہ ہیں جو دوسروں کے اعتراضات کو اور سوال و جواب کو سنتے ہی نہیں۔ اور نہ انہیں اس بات کی ضرورت ہوتی ہے۔

چوتھی قسم کے وہ لوگ ہیں۔ جو سوال کو سنتے اور اسپر غور کرتے اور بعض وقت ان اعتراضات پر مایل ہوجاتے اور کہا مشتے کہ یہ بات قابل قدر ہے۔ ان لوگوں پر جب سوال کی زد آکر پڑتی ہے تو گہبرا جاتے۔ اور کبہی تو خود جواب سوچتے اور کبہی کسی دوسرے سے جاکر دریافت کرتے ہیں۔

پس چوتہی قسم کے لوگوں کیواسطے ہی علم کلام کی کتابیں ہوتی ہیں مگر یہ بہی چوتہے قسم میں سے وہ لوگ ہیں جو خود غور و خوض نہیں کرسکتے۔ پہر دوسروں سے جاکر دریافت کرتے ہیں پس مرزا صاحب نے بہی ایسے لوگوں کو ہی مخاطب فرمایا ہے۔ باقی اقسام کے لوگ تو بالکل محتاج نہیں ہوتے۔

۲۔ قرآن کریم کی راست بازی کی ایک باریک مثال

جب کوئی شخص یہ دعوے کرے کہ میں کامل ہوں یا میری کتاب کامل ہے۔ تو چونکہ کامل چیز دوسرے کی محتاج نہیں ہوتی اسلئے ضرور ہے کہ وہ اپنے کمال کی آپ ہی دلیل بہی پیش کرے۔ اور اگر اس کے کمال کی دلیل کوئی اور شخص دیتا ہے خود مدعی دلیل نہیں دے سکتا تو معلوم ہوا کہ وہ خود کامل نہیں۔ پس جو کلام خود اپنے کمال کا دعوی کرے۔ اور اپنی خوبی کے دلایل بہی خود پیش کرے اور جس عقیدے باطلہ کو وہ دفع کرنا چاہتی ہے اوس عقیدے اور اسکی برائی کو بہی بیان کردے تو وہ کلام کامل کلام کہلائیگی۔ مثلاً قرآن نے دعوے کیا ہے کہ شرک بری چیز ہے۔ اگرچہ اسکی نسبت قرآن میں یہ ذکر کثرت سے آیا ہے مگر میں ایک ذکر بطور مثال بیان کرتا ہوں۔

اغیر اللہ ابغی کم الٰہا وھو فضلکم علی العلمین۔ احمقو تم کہتے ہو کہ کوئی بت بنا دو خدا کے سوائے۔ خدا نے تو بندے کو بڑی بزرگی اور طاقت دی ہے۔ اور بت تو تم سے کمزور ہیں۔ مثلاً آگ کی لوگ پرستش کرتے ہیں آگ ہماری خادم ہے ضرورت کے وقت اوس کو جلاتے اور اوس سے کام لیتے اور جب چاہتے اسکو بجہا دیتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس۔ پانی۔ مٹی ہوا۔ سورج۔ چاند۔ لوہا۔ پتھر۔ یہ تو سب خادم ہیں پس شرک بتایا۔ اور اسکے برے ہونیکی دلیل بتائی۔

اسیطرح نبوت کا ثبوت دیا ہے۔ شہد کی مکہی اور دودھ اور پہلوں وغیرہ کی دلیلیں ملاحظہ کرو۔

پس قرآن میں ہر دعوی کی دلیل دیکھی ہے اور یہ ایک ایسا اعلیٰ درجہ کا اصل ہے کہ ہم نے کبہی ۱۳ سو برس کی کتاب میں نہیں دیکھا۔

۳۔ مرزا سلطان احمد صاحب سے ایک کمشنر صاحب نے دریافت کیا کہ مرزا صاحب کے الہام کے دعوے میں تمہیں بہی اتفاق ہے۔ جواب دیا کہ یہ سوال میرے نزدیک ایسا مشکل ہے کہ میں کیا جواب دوں۔ آپ کمشنر اور میں تحصیلدار پہر میں بیٹا اور مرزا صاحب میرے باپ۔ بہر حال میں یہ کہدیتا ہوں۔ کہ کیا خدا رازق تہا۔ اسکا جواب یہ ہوگا کہ ہاں تہا۔ کسطرح۔ اسلئے کہ وہ اب بہی رازق ہے۔ کیا خدا خالق تہا۔ ہاں تہا اسلئے کہ آج بہی خالق ہے۔ پس کیا خدا کسی کے ساتھ ہمکلام ہوتا تہا۔ ہاں ہوتا تہا پس آج بہی کسی سے ہمکلام ہوتا ہے۔

۴۔ ہمارے یہ لوگ بعض اوقات سوال کر بیٹہتے ہیں کہ دنیا میں خدا نے پہلی کتاب ہی کیوں کامل نہ کردی بار بار کتابوں کے بہیجنے کی کیا ضرورت تہی۔

جواب۔ خدا کا کلام۔ خدا کا قول ہے اور دنیا خدا کا فعل ہے۔ اور خدا کے فعل میں ضرورتوں پر اشیاء کا ظہور ہوتا ہے۔ یا نہیں مثلاً ریل آج کیوں بنی۔ پہلے کیوں نہ ایجاد ہوئی۔ پس پہلے بادشاہ ایسے ظالم تہے کہ مخلوقات کو ایک گاؤں سے نکلکر دوسرے گاؤں تک جانیکی اجازت نہ ہوتی تہی۔ تو اگر اس وقت ریل ایجاد ہوتی تو لوگ سوار ہوکر کہاں جاتے یا محاصل و اسباب تاجروں کا لوٹ لیا جاتا تہا تو لندن سے کوئی شخص اسباب تجارت جہاز پر لادکر بمبئی لایا اور بمبئی کے بادشاہ نے اوسے لوٹ لیا۔ تو وہ ایسی تجارت سے کیا فایدہ اٹہاتا۔ یا مثلاً ایک بچہ کو تولد ہوتے ہی عمدہ سے عمدہ اور لذیذ سے لذیذ کہانا تم لاکر کہلاؤ تو یہ تمہاری غلطی ہوگی کیونکہ اسوقت اوسکو ماں کے دودھ کی ضرورت ہے نہ کہ تمہارے لذیذ کہانوں کی پس قبل از ضرورت مدلل کتاب کا آنا غیر ضروری تہا پس جسطرح بچہ سکہایا اور تربیت دیا جاتا ہے اسیطرح اللہ تعالےٰ نے خلقت کو سکہایا ہے۔

اسیطرح خدا کی وحی بدون محرک کے نہیں ہوئی میں نے خود تجربہ کیا ہے کہ جبتک قلق۔ اضطراب اور گہبراہٹ طلب کی نہ ہو اوسوقت تک خدا تعالےٰ کے نکات معرفت حاصل نہیں ہوتے۔ پس یہ نکتہ معرفت کا ہے خدا کے حضور میں تو سب کچہ موجود ہوتا ہے۔ پر خدا کے نزدیک وان من شیء الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم کا اندازہ ہوتا ہے۔

اسی لئے میرا خیال ہے کہ لکچروں اور وعظوں کے واسطے بہی قبل از وقت تیاری نہیں کرنی چاہئے۔ یا ایک کتاب کا مسودہ تحریر کرکے بہت مدت رکہ چہوڑ رکہنا اور پہر دیر کے بعد اسکو چہاپنا غلطی ہے کیونکہ اگر وقت پر خدا کی توجہ ہو تو وہ خود حسب ضرورت مضامین سمجہا دیتا ہے۔ پس اوس زمانہ میں مخلوقات انسانی دنیا میں تہوڑی تہی دوسرے بلاد میں اونکا کوئی تعلق نہ تہا۔ نہ بیماریاں اس کثرت سے تہیں اور نہ ایسی تحریکیں تہیں۔ تو پہر اللہ تعالیٰ کیوں کسی چیز کو بلا ضرورت اور بدون طلب نازل کردیتا مثلاً لوہا۔ سکہ۔ کوئلہ۔ وغیرہ اشیاء پر نظر کرو۔ انکو ظاہر نہیں کیا جبتک کہ انکی ضرورت دنیا کو محسوس نہیں ہوئی۔ پس اللہ تعالیٰ جانتا تہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ضرورت ہوگی اور دنیا کی قومیں آپس میں ملجاوینگی پس ایسی کتاب نازل کرنی چاہئے جو کل دنیا کے واسطے جامع ہو۔ فقط

* خاکسار ایڈیٹر الحکم کو خدا کے فضل سے یہی اصل مصدق تہی ہے کہ جہیجب کہتا ہے دلنشیں کرکہتا ہے۔ ایڈیٹر

تفسیر القرآن پر جناب نواب فتح نواز جنگ مرحوم

دفتر کے بعض کاغذات کی ترتیب کرتے ہوئے مجہے عالیجناب نواب فتح نواز جنگ مولوی سید مہدی حسن صاحب مرحوم بیرسٹرایٹ لا کے تین خط ملے جو آپ نے نہایت قدر دانی سے مجہے تفسیر القرآن پڑہ کر لکہے تہے۔ چونکہ ان سے نواب صاحب مرحوم کا وہ عشق جو آپ کو قرآن کریم سے تہا معلوم ہوتا ہے اس لئے میں نے مناسب سمجہا کہ ان فقرات کو جو خاص تفسیر القرآن کے متعلق ہیں الحکم میں چہاپکر بقدر امکان محفوظ کردوں اور اس سے یہ بہی فایدہ ہوگا کہ علی گڈہ کالج سے تعلق رکہنے والے بزرگ جو نواب صاحب مرحوم سے بہی دوستانہ تعلقات رکہتے ہونگے شاید فایدہ اٹہائیں

ایک خط میں لکہتے ہیں۔ جناب مولانا! السلام علیکم تفسیر دوسرے پارہ کی صرف ایک ربع تک ہے اور میرا ہولا کی تفسیر القرآن جو شروع ہوئی ہے یعنی ۱۸ جنوری سے وہ تلک الرسل کے ایک رکوع بعد سے ہے تو یہ باقی تفسیر کہاں ہے۔ براہ عنایت بہیجیئے۔ دوسرے پارہ کی تفسیر جو مجہے ہونچی ہے وہ صفحہ ۴۸ تک ہے۔ مجہے اس تفسیر میں عجیب مزا ملتا ہے خدا آپ کو اسکا اجر عظیم دے۔ والسلام

اس کے بعد پہر دوسرا مفصل خط ہو نجاب میں اپنا لکہا۔ "السلام علیکم۔ میں آپ کی تفسیر کو بہت عزت کی نظر سے دیکہتا ہوں اور نہایت دلچسپی سے پڑہتا ہوں اور میری دلی خواہش ہے کہ آمین آپ کو مسلمانوں سے پوری اعانت ملے کہ آپ اس عظیم الشان کام کو پورا کرسکیں جہانتک مجہے سے ممکن ہوگا میں اسکے خریداروں کو آپ کے لئے جمع کروں گا۔"

پہر اس خط میں علی گڈہ کالج کے تیار کردہ نوجوانوں کیطرف کہ یہ گروہ اس سلسلہ میں ہی آئے گا۔ اس خط کے موافق آپ نے تفسیر القرآن کی اشاعت تعلیم یافتہ گروہ میں شروع کی۔ چنانچہ مسٹر محمد رفیق صاحب جج عدالت خفیفہ اور مسٹر شوکت علی صاحب بی۔ اے اور مسٹر امتیاز علی صاحب بی۔ اے وغیرہم احباب کے نام سے جاری کرایا جو اب تک بہی جاری ہے۔ اس تقریب پر اسکا تذکرہ آگیا ہے اسلئے میں الحکم کے ناظرین سے التماس کرتا ہوں کہ وہ مرحوم کیلئے دعائے مغفرت کریں۔

کیا عجب! نواب صاحب مرحوم سے محبت رکہنے والے اس بے تعلق راستے کو پکڑنا مفید اٹہائیں۔

حضرت اقدس کی پرانی اور اچھوتی تحریروں میں سے

ان مضامین کو کوئی شخص بدوں اجازت بشکل تصنیف کتاب شائع کرنیکا مجاز نہیں (ایڈیٹر)

الحکم کو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ خاص ناز ہے کہ وہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پرانی اور اچھوتی تحریروں کو بھی وقتاً فوقتاً شائع کرتا ہے ذیل میں ایک مضمون مذہب اور سات کے عدد کے عنوان پر میں درج کرتا ہوں یہ ایک لطیف اور اچھوتا مضمون ہے جو مجھے خان صاحب مرزا سلطان احمد خان صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کے عطا کردہ تحفہ ملا تھا۔ (ایڈیٹر)

مذہب اور سات کا عدد

جاننا چاہیے کہ جس مفہوم کو ایک پہلو کے اعتبار سے **مذہب** کہتے ہیں اسی مفہوم کو دوسرے پہلو کے لحاظ سے **شریعت** بھی کہتے ہیں اور تیسرے پہلو کے لحاظ سے اسکا نام **صراط** بھی ہے اور چوتھے پہلو کے لحاظ سے اسکو **دین** بھی بولتے ہیں اور پانچویں پہلو پر نظر رکھکر وہ **ملت** کے نام سے موسوم ہوتا ہے اور چھٹے پہلو کے رو سے اسکا نام **مشرب** بھی ہے اور ساتویں پہلو کی وجہ سے وہ **نحلہ** کے نام سے نامزد ہے۔ سو درحقیقت ایک مذہب اپنی خوبیوں کی وجہ سے تبھی کامل کہلائیگا جبکہ وہ ان ساتوں ناموں کے لحاظ سے اپنے اندر **سات قسم** کی خوبیاں رکھتا ہو۔ کیونکہ جبکہ اسکو واضع حقیقی کی طرف سے **سات لقب** ملے ہیں اور وہ لقب ابتداء دنیا سے چلے آتے ہیں تو یہ بحث دلیل اسبات پر ہے کہ ایک کامل مذہب کا کمال ان سات لقبوں کے مفہوم کی تحقیق پر موقوف ہے اور وہ **سات خوبیاں** باعتبار سات لقب کے یہ ہیں۔

(۱) خوبی **مذہب** کے مفہوم کے لحاظ سے ہے جس کے معنے روش کے ہیں اور وہ یہ کہ اخلاقی اور عملی تعلیم معقولی روش پر ہو اور افراط تفریط سے پاک ہو اور اپنی کسی راہ میں حد اعتدال سے تجاوز نہ کرے کیونکہ جیسا کہ جسمانی صحت انسان کے جسمانی مواد کے اعتدال پر موقوف ہے اسی طرح روحانی صحت کے لیے روحانی حالات کا اعتدال ضروری ہے۔ پس جو تعلیم اخلاقی اور عملی اعتدال پر قائم کریگی کچھ شک نہیں کہ وہ روحانی صحت کی موجب ہوگی اور بلاشبہ روحانی صحت ایک کامل مطلب ہے۔

(۲) دوسری خوبی **شریعت** کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور شریعت کا مفہوم یہ ہے کہ شریعت لغت کی رو سے اس راہ کو کہتے ہیں جو نمایاں اور روشن ہو اور مشتبہ نہ ہو اسی طرح کامل تعلیم کی خوبی یہ چاہیے جس میں کوئی تاریکی نہ ہو اور کوئی بات اُس کی زبردستی ماننی نہ پڑے اور عقل سلیم اسکے ہر ایک عقیدہ اور اصول کو شناخت کرسکے تا انسان ضعیف البنیان تکلیف مالایطاق کے لیے مجبور نہ کیا جاے۔

(۳) تیسری خوبی **صراط** کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور صراط لغت عرب میں ایسی راہ کو کہتے ہیں جو سیدھی ہو یعنی تمام اجزاء اُسکے وضع استقامت پر واقع ہوں اور ایک دوسرے کی نسبت عین محاذات پر۔ اسی طرح کامل تعلیم کی خوبی یہ چاہیے کہ اُس کے بعض اصول دوسرے اصولوں سے نشیب و فراز نہ رکھتے ہوں بلکہ باہم وہی تناسب پایا جاوے جو ایک خط مستقیم کے نقاط میں باہم متحقق ہوتا ہے۔

(۴) چوتھی خوبی **دین** کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور دین لغت عرب میں اطاعت اور جزاے اطاعت کو کہتے ہیں سو اسی طرح کامل تعلیم کی خوبی یہ چاہیے جو اس میں کامل اطاعت کی ہدایتیں موجود ہوں اور نیز کامل جزا کے وعدے بھی ہوں اور واضح ہو کہ دین کا لفظ لغت عرب میں محض اطاعت اور نیک اعمال کی جزا کے لیے وضع کیا گیا ہے مگر نیک اعمال کے چھوڑنے سے جو کچھ انسان اپنے لیے آپ ایک نتیجہ پیدا کرلیتا ہے بطریق مجاز اُس کو بھی دین بولتے ہیں۔

(۵) پانچویں خوبی **ملت** کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور ملت لغت عرب میں راہ کے جلد طے کرنے کو کہتے ہیں سو اسی طرح کامل تعلیم کی خوبی یہ چاہیے کہ اُس میں منزل مقصود تک پہونچنے کے لیے ایسے کامل اور جامع وسائل ہوں جنکے التزام سے جلد تر یہ راہ طے ہوسکے۔

(۶) چھٹی خوبی **مشرب** کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور مشرب لغت عرب میں اُس جگہ کو کہتے ہیں جہاں سے پانی پیا جاتا ہے سو اس مفہوم کے لحاظ سے کامل تعلیم کی یہ صفت ہونی چاہیے کہ ہر ایک انسانی قوت اُس سے اپنی پیاس بجھا سکے مثلاً روح جو حقیقی نجات اور سچی خوشحالی کی طالب ہے بناوٹی کی وہ واقعی طور پر گناہ کی لذت سے متنفر ہوکر ایک پاک لذت میں جو شربت شیریں کی طرح مستغرق ہو اور عقل جو ہر ایک عقیدہ اور حکم میں استدلالی طور پر اپنی تسلی چاہتی ہے وہ کامل تسلی کے پانے سے سیراب ہو اور دنیوی زندگی میں بھی شراب طہور ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے سَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا یعنی خدا سچے مومنوں کو ایک ایسا شربت پلارہا ہے جو اُن کو اندرونی گندگیوں سے پاک کرنے والا ہے۔

(۷) ساتویں خوبی **نحلہ** کے مفہوم کے لحاظ سے ہے اور نحلہ لغت عرب میں بخشش اور عطیہ کو کہتے ہیں اور نیز شہد کی مکھی کو سو ان معنوں کے لحاظ سے کامل تعلیم کی خوبی یہ ہے کہ دقائق توحید اور دقائق تقوے اور دقائق عبادت اور دقائق اخلاق میں سے کوئی بات اُس سے فوت نہ ہو اور جس طرح شہد کی مکھی خلاصہ اُن تمام پھولوں کا کھینچتی ہے جو اس کی نظر کے سامنے ہیں اسیطرح قانون قدرت کے تمام پھولوں کا خلاصہ اسکے اندر ہو اور نحلہ عطیہ بے استحقاق کو بھی کہتے ہیں جو محض فضل کے طور پر ہو اور اس معنی کے رو سے بھی تعلیم کی خوبی یہ ہے کہ اصل عطا یعنی آنکھ اور کان اور عقل اور قیاس اور کشف اور الہام اور جو کچھ انسان کو ترقی کے لیے قوتیں دیگئی ہیں یہ تعلیم اُن قوتوں کی خادم ہو اور اُن کو بیکار نہ کرے کیونکہ عطیہ زائدہ جو بطور فضل کے ہو صرف اُسحالت میں فضل کہلا سکتی ہے جو اصل لغت سے انکار نہ ہو اور اصل لغت میں قائم اور موجود اور مستعمل رہے ضائع اور برباد نہ ہو جاوے۔

حضرت اقدس کے کلمات طیبات ایک شخص کے اپنے الفاظ میں

فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انسان کو آدم بننا چاہیے۔ آدم سے مراد کامل انسان ہے جب انسان کامل آدم بنجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم سجدہ (اطاعت) کا دیتا ہے اور اسکے ہر ایک کام کو خدا تعالیٰ فرشتوں کے ذریعہ سے سرانجام کرتا ہے لیکن آدم کامل بننے کے لیے ضروری ہے کہ انسان کا خدا سے سچا اور پکا تعلق ہو جب انسان ہر ایک حرکت اور سکون حکم الٰہی کے نیچے ہوکر کرتا ہے تو انسان خدا کا ہو جاتا ہے تب خدا انسان کا والی وارث ہو جاتا ہے اور پھر اُسپر کوئی مخالفت سے دست اندازی نہیں کرسکتا۔ لیکن وہ آدمی جو احکام الٰہی کی پروا نہیں کرتا خدا بھی اُس کی پروا نہیں کرتا۔ جیسے کہ آیت کریمہ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا سے ظاہر ہے یعنی نافرمانوں پر جب وہ عذاب کرنے پر آتا ہے تو ایسی لاابالی سے عذاب کرتا ہے کہ عذاب کسی ہلاکت سے اُنکے بال بچوں کی بھی پروا نہیں کرتا کہ اُن کا حال اُن کے نافرمان والدین کے بعد کیا ہوگا جیسے کہ آیہ کریمہ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ یعنی خدا کو تمھاری پروا ہی کیا ہے اگر تم اُس کی فرمانبرداری میں کوشاں نہ ہو اور اُس کے احکاموں کو بے پروائی سے دیکھو۔

فرمایا کہ دنیا میں لاکھوں بکریاں بھیڑیں ذبح ہوتی ہیں لیکن کوئی اُن کے سرہانے بیٹھکر نہیں روتا اس کا کیا باعث ہے۔ یہی کہ اُن کا خدا سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اسیطرح ایسے انسان کی ہلاکت کی بھی آسمان پر کوئی پروا نہیں ہوتی جو اُس سے سچا تعلق نہیں رکھتا انسان اگر خدا سے سچا تعلق رکھتا ہے تو اشرف المخلوقات ہے ورنہ کیڑوں سے بھی بدتر ہے۔ اسلیے دو امر ہیں۔ ایک انس احکام الٰہی سے (جو ہو تو وہ کامل آدم ہے ورنہ وہ مردہ کیڑا ہے) دوم مخلوق الٰہی سے دنیا میں دیکھا جاتا ہے کہ کئی ایک محض بے گناہ قید ہو جاتے ہیں اور ظالمانہ دست اندازیوں کا نشانہ بنتے ہیں مگر اسکا باعث یہ ہوتا ہے کہ وہ خدا کے احکام کی پوری پروا نہیں کرتے اور دعاؤں سے اُسکی پناہ نہیں چاہتے اور شریعت میں بالکل لاپرواہی رکھتے ہیں جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ بھی اُن سے لاابالی کا معاملہ کرتا ہے ورنہ ان کا خدا سے سچا تعلق ہوتا تو ہرگز ممکن نہیں تھا کہ وہ اپنے دوست کو دشمنوں کے ہاتھوں میں یوں چھوڑے۔ کیونکہ وہ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ اور نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ کا وعدہ کرتا ہے۔ آدم علیہ السلام کامل انسان تھے تو فرشتوں کو سجدہ (اطاعت) کا حکم ہوا۔ اسی طرح اگر ہم میں ہر ایک آدم بنے تو وہ بھی فرشتوں سے سجدہ کا مستحق ہے۔

فرمایا کہ کامل انسان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر کون ہوگا۔ دیکھو جب صحابہ نے اپنی جان اپنا مال اپنی حیات ممات رب العالمین پر قربان کر دیے یعنی سارے کے سارے خدا کے ہوگئے تو کیسا خدا اُن کا ہوا اور کیسے فرشتوں سے اُنکی مدد کی اور وہ فرشتے

سے مدد نہ کرتا تو ممکن نہ تھا ایک یتیم بچہ دنیا کو مغلوب کر لیتا ۔ حکم وَاذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا کا وہی عامل گذرا ہے یعنی لڑائی کے وقت جب جھاگ مُنہ سے جاری ہیں اور اور مارے غصے کے آدمی جل رہا ہے اسوقت بھی یہ حکم ہوتا ہے کہ خدا کو یاد کر کے کسی پر وار چلانا۔ اُن دشمنان دین کے مقابلہ پر جنھوں نے سیکڑوں صحابہ کو ذبح کر دیا تھا فتح مکہ پر کیسا خدا کو یاد کیا اور کیسا ترحم دکھایا ۔

فرمایا۔ کہ خدا کا بننا اسطرح ہو سکتا ہے کہ ہر ایک گھنٹہ اور رات میں انسان ذکر الٰہی میں رہے۔ ذکر الٰہی سے مراد یہ نہیں کہ تسبیح پکڑے بلکہ ذکر سے مراد یہ ہے کہ ہر ایک کام شروع کرتے وقت اُسکو اسبات کا دھیان ہو کہ آیا یہ کام خدا کی مرضی کے خلاف تو نہیں۔ جب اسطرح انسان کامل بنجاتا ہے تو خدا اُس کا بنجاتا ہے اور جب وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ اُسکے ہر موقعہ پر غموم و ہموم سے بچاتا ہے بظاہر اکثر ایسے لوگ ہیں کہ وہ آدمی ہوتے ہیں لیکن حالت کشف میں اُنکو کتوں اور گدھوں کی شکل میں دیکھا جاتا ہے۔

پھر فرمایا کہ خدا کا قرب اور نزدیکی اور لمبی زندگی بھی انعام (اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ) میں شامل ہے۔ مخالفین اس انعام میں مسیح کو تو شامل کرتے ہیں اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بے نصیب رکھتے ہیں۔ کیوں انکو اس عقیدہ سے شرم نہیں آتی اور لمبی زندگی اسطرح انعام میں شمار ہو سکتی ہے کہ قرآن کریم میں آیا ہے کہ اَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ اور مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ یعنی نافع چیز کو درازی عمر نصیب ہوتی ہے اور خدا دین سے غافلوں کو ہلاکت میں ڈالنے سے پروا نہیں کرتا ۔ پس ثابت ہوا کہ جو دین سے غافل نہ ہو اُس کی ہلاکت اور موت میں خدا جلدی نہیں کرتا۔

فرمایا کہ ہمارا سلسلہ منہاج نبوۃ پر ہے جسطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہود اور نصاریٰ سے مقابلہ کرنا پڑا اسی طرح ہمکو بھی ان یہودی صفت مسلمانوں اور نصاریٰ سے مقابلہ کرنا پڑا۔ کیا یہ مولوی ہمکو رطب و یابس اور ضعیف حدیثوں اور قولوں سے جیتنا چاہتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام تورات اور انجیل کی آیات کو محرف قرار دیا۔ جو آپ کے حَکَم ہونے کی معارض تھیں یا اُن کے ایسے معنے کیے جو آپ کے سلسلہ اسلام کے موافق ثابت ہوئیں۔ اور اُن آیات کے معنے خداداد فراست اور الہام سے کیے اور اہل کتاب کے غلط معنوں کو رد کیا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری موجودہ تورات اور انجیل کو صحیح قبول نہ کیا بلکہ کئی ایک آیات کو محرف اور کئی ایک کے معنے صحیح طور سے بذریعہ الہام کیے اسی طرح ہمارا سلسلہ ہے۔ ہم بطور حَکَم کے آئے ہیں کیا حَکَم کو یہ لازم ہے کہ کسی خاص فرقہ کا مرید بنجاوے۔ بہتر فرقوں میں سے کسکی حدیثوں کو مانے۔ حَکَم تو بعض احادیث کو مردود اور متروک قرار دے گا اور بعض کو صحیح

فرمایا بڑے بڑے صریح ظلم مظلوموں پر ڈھائے جاتے ہیں اور ہمارے سامنے ظالموں سے کوئی چنداں باز پرس نہیں ہوتی اسکا باعث بھی خدا تعالیٰ نے اسی آیت میں فرمایا ہے مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ یعنی خدا کو تمھاری پروا کیا ہے اگر تم دعاؤں اور عبادت الٰہی میں تغافل اختیار کرو۔ بیشک ظلم اور دست درازیاں مظلوموں پر ہو ویں کوئی پروا نہیں کی جائے گی۔ جب تک وہ مظلوم خدا سے سچا تعلق بذریعہ صراط مستقیم پیدا نہ کرلیں۔ اور مظلوم پر ظلم اسلیے ہوتے ہیں کہ مظلوم خود ذبیحہ بکری یا کیڑے کی طرح ہوتا ہے کیونکہ وہ خدا سے سچا تعلق نہیں رکھتا ورنہ ممکن ہے کہ خدا جو اُس کا دین و دنیا کا متکفل ہو اور اسکی حفاظت کا ذمہ وار ہے پھر اُسپر کیسی ظالمانہ مخالفت کا وار چلنے دے

(از ملفوظات محمد خان مرحوم)

انتخاب اور اقتباس

دیکھو کس قدر ملک میں گناہ اور فریب اور جھوٹ اور ظلم اور حق تلفی اور بدکاری پھیل گئی ہے یہ وہی معاصی ہیں جن کی وجہ سے پہلی قومیں ہلاک ہوتی رہی ہیں سو اُس غیور خدا سے ڈرو جسکی غیرت ہمیشہ بدکاروں کو نابود کرتی رہی ہے اگر خداوند تعالیٰ سے خوف کرو گے اور اپنے دلوں میں اسکی عظمت بٹھاؤ گے تو وہ تمھیں ضائع ہونے سے بچائے گا اور تم اور تمھاری اولاد بچ جاوے گی اور خدا کا رحم تمھارا حامی ہوگا اور ایسے اسباب پیدا کرے گا جن سے یہ زہریلہ مادہ دور ہو جاوے اور اگر دنیا میں مست ہو کر خدا کی پروا نہیں رکھو گے اور گناہ ہو سے باز نہیں آؤ گے تو وہ قادر ہے کہ تمھاری تمام تدبیریں بیکار کر دیوے اور ایسی راہ سے تمھیں پکڑے کہ تمھیں معلوم نہ ہو۔ دیکھو! یہود پر جب طاعون مصر اور کنعان کی راہ میں پھوٹی تو وہ لوگ اُسوقت جنگل میں تھے اور شہر کی عفونتوں سے بالکل الگ تھے ترنجبین اور بٹیروں کی غذا تھی۔ وہ یقین کرتے تھے کہ اب کوئی بلا ہم پر نہیں آئے گی مگر جب اُنھوں نے نافرمانی شروع کی اور فسق و فجور میں مبتلا ہوئے تو وہی ترنجبین اور بٹیر طاعون کا موجب ہو گئے۔ فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِي الْاَبْصَارِ ۔ (الصلح)

جو شخص روح کی سچائی سے **دعا** کرتا ہے وہ ممکن نہیں کہ حقیقی طور پر نامراد رہ سکے بلکہ وہ خوشحالی جو نہ صرف دولت سے مل سکتی ہے اور نہ حکومت سے اور نہ صحت سے بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جس پیرایہ میں چاہے عنایت کر سکتا ہے ہاں وہ کامل دعاؤں سے عنایت کی جاتی ہے اگر خدا تعالیٰ چاہتا ہے تو ایک **مخلص صادق** کو عین مصیبت کے وقت میں دعا کے بعد وہ لذت حاصل ہو جاتی ہے جو ایک شاہنشاہ کو تخت شاہی پر حاصل نہیں ہو سکتی سو اسی کا نام حقیقی مرادیابی ہے جو آخر دعا کرنے والوں کو ملتی ہے اور انکی آفات کا خاتمہ بڑی خوشحالی کے ساتھ ہوتا ہے لیکن اگر اطمینان اور سچی خوشحالی حاصل نہیں یعنی تو ہماری کامیابی بھی ہمارے لیے دکھ ہے سو یہ اطمینان اور روح کی خوشحالی تدابیر سے ہرگز نہیں ملتی بلکہ محض دعا سے ملتی ہے مگر جو لوگ خاتمہ پر نظر نہیں رکھتے وہ ایک ظاہری مراد یابی یا نامرادی کو دیکھکر **مدار فیصلہ** اسی کو ٹھیرا دیتے ہیں اور اصل بات یہ ہے کہ خاتمہ بالخیر ان ہی کا ہوتا ہے جو خدا سے ڈرتے

اور دعا میں مشغول ہوتے ہیں اور وہی بذریعہ حقیقی اور سچی کامیابی کے خوشحالی کے مرادیابی کی دولت عظمیٰ پاتے ہیں

(ــــ)

جو لوگ صادقوں کی صحبت سے لاپروا ہو کر عمر گذارتے ہیں اُن کے علوم و فنون جسمانی جذبات سے انکو ہرگز صاف نہیں کر سکتے اور کم سے کم اتنا ہی مرتبہ اسلام کا کہ دلی یقین اسبات پر ہو کہ خدا ہے ان کو ہرگز حاصل نہیں ہوتا اور جسطرح وہ اپنی اس دولت پر یقین رکھتے ہیں جو اُن کے صندوق میں بند ہو یا اپنے ان مکانات پر جو اُن کے قبضہ میں ہوں ہرگز ہرگز انکا ایسا یقین خدا پر نہیں ہوتا وہ سَمّ الفار کھانے سے ڈرتے ہیں کیونکہ وہ یقیناً جانتے ہیں کہ ایک مہلک زہر ہے لیکن گناہوں کے زہر سے نہیں ڈرتے حالانکہ یہ ہر روز قرآن شریف میں پڑھتے ہیں اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى پس سچ تو یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانتا ہے وہ قرآن شریف کو بھی نہیں پہچان سکتا ہاں یہ بات بھی درست ہے کہ قرآن ہدایت کے لیے نازل ہوا ہے مگر قرآن شریف کی ہدایتیں اُس شخص کے وجود کے ساتھ وابستہ ہیں جسپر قرآن شریف نازل ہوا یا وہ شخص جو منجانب اللہ اس کا قائم مقام ٹھیرایا گیا ۔ (شہادۃ)

نظم

اللہ اللہ رے شیرینی کلام احمد
عیسیٰ وقت ہے اسوقت غلام احمد

شکر صد شکر ہے اوج پہ انجم اپنا
پھر سنایا ہمیں مولیٰ نے کلام احمد

فرق سایہ میں نہیں اصل سے اصلا لعاً
ذات شاہ عربی عین غلام احمد

جس نے ایمان کی دولت ہو ازل میں پائی
فخر ہے اُسکو غلامی غلام احمد

چرخ چارم میں نہیں کرہ زمیں تیری قسم
جس میں تو ہو مرے عیسیٰ و غلام احمد

خال مہ بھی کا ترے ہند و مجسم ہند ہے
شام تیری ہی حقیقت میں ہو شام احمد

قادیان دار امن جنت ماویٰ و سلام
یاں جو آوے اُسے ہر صبح سلام احمد

تیری تبلیغ پہ سو جاں سے مری جان فدا
یہ تو تبلیغ ہے تبلیغ پیام احمد

ترک بھی تیری سلامی پہ کمر بستہ ہوں
دیکھیے آئے گا وہ دن بھی بنام احمد

قیس ہے زلف معنبر تیری جعد فرنگ
تیرے کاکل نے بچھایا ہے بدام احمد

رخ انور پہ ترے مہر منیر شیدا
تیری ابرو ہے کھنچی یا ہے حسام احمد

نور کے ذرہ سے اک صورت تنویر بنی
تیری صورت ہے جسے ماہ تمام احمد

[illegible] غلام احمد

اہل حدیث اور احمدی

مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ اہلحدیث کا مولوی فاضل ایڈیٹر اپنے طرز تحریر میں وہ رنگ اختیار کرجاتا ہے جو اس کے دعوے اور شان نمائی ہی کے خلاف نہیں بلکہ ایک مومن متقی کبھی بھی اسکو پسند نہیں کر سکتا۔ بشرطیکہ وہ مومن اور متقی نہ ہو جو بقول مولوی فاضل مولوی ثناء اللہ صاحب جھوٹ بول کر اور فاسق فاجر ہوکر بھی متقی رہتا ہے (دیکھو شہادت مولوی ثناء اللہ بمقدمہ کرم دین) یہی وجہ ہے کہ میں بہت ہی کم مولوی فاضل صاحب کی ان تحریروں پر نوٹس لیا کرتا ہوں جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف لکھنے کے عادی ہیں کیونکہ ان میں معقولیت اور متانت کے خلاف زیادہ تر استہزا اور تمسخر ہوتا ہے۔ تاہم میں نے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں انکی کسی ایسی تحریر پر نوٹس لیا تھا جو انھوں نے احمد لورکرشن گیتی کہنے کے متعلق لکھی تھی۔ اور چونکہ مجھے توقع تھی کیونکہ میں نے نہایت سلامت روی کی۔ متانت شعاری اور معقولیت سے ان کے اعتراض کو رفع کیا تھا اسلیے وہ نیکدلی اور انصاف پسندی سے اپنے غلط اور بیہودہ اعتراض کو واپس لے لیں گے +

مولوی فاضل صاحب اسپر اور بھی جوہر طبع دکھلانے پر آمادہ ہوئے ہیں اور ۲۷ جنوری کے اہل حدیث میں اسی مضمون پر لیڈر لکھ مارا ہے میں نے اس آرٹکل کو نہایت غور سے خالی الذہن ہوکر پڑھا ہے لیکن اس میں بجز سب وشتم ایک بھی معقول بات مولوی فاضل نے پیش نہیں کی میں نے لکھا تھا کہ "اہل حدیث کا مولوی فاضل ایڈیٹر گو قرآن کریم کی اصطلاح کے خلاف اپنا نام اہلحدیث رکھتا ہے" اس کے جواب میں مولوی فاضل صاحب جو مفسر قرآن بھی ہیں (بقول خود) رقمطراز ہیں کہ اہل حدیث نام رکھنے کے برخلاف کوئی آیت قرآنی ہمنے تو نہیں دیکھی۔

میں افسوس کرتا ہوں کہ مفسر اور مولوی فاضل ایڈیٹر صاحب کو اس مقام پر چاہیے تو یہ تھا کہ قرآن کریم کی وہ آیات پیش کرتے جہاں لکھا تھا کہ ہمنے تمھارا نام اہلحدیث رکھا ہے یا اپنی ایجاد پسند طبیعت سے **ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ** ہی کا یہ ترجمہ کر دیتے مگر وہ ایسا نہیں کر سکے یہ عجیب طرز استدلال ہے کہ چونکہ قرآن کریم میں اس کے برخلاف کوئی آیت نہیں ہے اس لیے یہ نام نامناسب اور غیر موزوں نہیں میں حیران ہوں اور مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ ایسی جدت طبع کل کو یہ کہدے گی کہ میں تو کتا ضرور رکھاؤں گا کیونکہ قرآن کریم میں اسکے خلاف کوئی حکم نہیں تو کون دانشمند ان کے اس طرز استدلال کو تسلیم کرے گا +

مولوی صاحب! آپ کو تو مناظرہ کا بہت شوق ہے مگر آپ یہ کیا کہتے ہیں!!! مینے آپسے **اہلحدیث** لفظ کی ترکیب تو پوچھی نہ تھی جو آپ یہ بحث لے بیٹھے تاہم میں آگے چل کر آپ کی اس ترکیب سے بھی ان شاء اللہ تعالیٰ فائدہ اٹھاؤں گا +

حضرت حکیم الامۃ کا جو **قول** آپنے نقل کیا ہے (گو مینے وہ کتاب نہیں دیکھی) لیکن میں اسے تسلیم کرتا ہوں اور نہایت ہی عزت اور قدر کی نظر سے دیکھتا ہوں یہ کلام حضرت حکیم الامۃ کا اسی طرز اور نہج کا ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات میں پایا جاتا ہے مثلاً آپکے پاس کوئی شخص آیا اور اس نے بہترین نیکی پوچھی تو آپ نے ماباپ کی خدمت فرمادی اور پھر دوسرے وقت کسی نے ایسا ہی سوال کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی اور کام فرمایا۔ کوتاہ نظروں نے اسکو تخالف سمجھ لیا حالانکہ بات یہ تھی کہ جس قسم کا مریض روحانی آپکے پاس آتا اس کے موافق نسخہ تجویز فرماتے۔ اسی طرح حضرت حکیم الامۃ کا کلام حکمت سے لبریز ہے مگر مولوی فاضل صاحب

نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

ہر شخص کا کام نہیں ہے کہ اس گوہر حکمت کو پاسکے جس مسئلہ میں وہ کتاب لکھی گئی ہے اس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت صحیحہ پر عمل کی کمزوری پائی جاتی تھی اور مسلمان **حدیث** کے نام سے قریباً ناآشنا تھے حضرت حکیم الامۃ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عاشق زار اور آپ کی سنت صحیحہ کے سچے عامل تھے آپکی وہ دعا کی اور خدا نے قبول فرمائی یہی قبولیت دعا تھی جو انھیں احمد مدنی صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز **احمد قادیانی** علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور لے آئی۔ اور اپنی آنکھوں سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا **اسوۂ حسنہ** اور نمونہ کاملہ دیکھ لیا اور جس مسئلہ پر زور دیا تھا مہدی علیہ السلام نے بھی قائم رکھا۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اہلحدیث سے وہی مراد ہے جو آپنے پیش کی ہے تو اسکے صحیح اور سچے مصداق ہم ہیں نہ آپ +

کیا وہ شخص **اہل حدیث** کہلا سکتا ہے جو صحیح بخاری کی حدیث صحیحہ **کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ** کے مصداق مسیح کا انکار کرتا ہے؟

کیا وہ شخص **اہل حدیث** کہلانے کا مستحق ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس رؤیت صحیحہ کی (معاذ اللہ) تکذیب کرتا ہے کہ آنحضرت نے مسیح کو مُردوں میں دیکھا؟ اور وہ باوجود اسکے مصر ہے کہ وہ زندہ ہے +

کیا وہ شخص **اہل حدیث** کہلانے کا مستحق ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی **قرآن کریم** کے نصوص صریحہ بینہ **اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ** اور **فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ** کے برخلاف مسیح کو آسمان پر زندہ تسلیم کرتا ہے؟

کیا وہ شخص **اہل حدیث** کہلانے کا مستحق ہے؟ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر فیصل شدہ قضیہ کو جو **مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ** کی آیۃ پڑھکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا غلط تسلیم کر کے کہتا ہے کہ نہیں نہیں مسیح کی موت کو مستثنیٰ کیا گیا تھا؟

مولوی فاضل صاحب! خدا سے ڈرو۔ آپ **اہل حدیث** کہلانے کا کیا حق رکھ سکتے ہیں اگر اہلحدیث کا مفہوم وہی ہے جو آپنے لیا ہے اور جو میرے نزدیک صحیح ہے اسی وجہ سے مینے کہا تھا کہ آپ قرآن کریم کی اصطلاح کے خلاف ہیں اس مفہوم کے موافق سچے اہل حدیث ہم ہیں جنھوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک قول کی تصدیق کی۔ اور آپکے مفہوم و منشاء صحیح کے موافق آنیوالے **ابن مریم** کو اور ہاں خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مظہر اور بروز کو تسلیم کیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا **سلام** کہا۔

اب میں آپ کو یہ بھی مژدہ سناتا ہوں کہ حضرۃ حکیم الامۃ کی **دعا** کا وہ آخری جزو بھی پورا ہوگیا

کہ اہل حدیث کو بُرا کہنا بدنصیبوں کی نشانی ہے۔

مولوی فاضل صاحب! گھر کی خبر لو اور گریبان میں منہ ڈالکر دیکھو مجھے ہی سزاوار ہے کہ آپکو مخاطب کر کے کہوں **اَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ** تمھاری روسیاہی کی یہی وجہ ہے جو بعد ایمان تمنے انکار کیا ہے۔ تم قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے مدعی تھے اسلیے تمھیں چاہیے تھا کہ خدا کے جری اور مسیح موعود کے منکر نہ ہوتے اور اسی لیے قرآن کریم میں تہدید کی گئی تھی کہ **لَا تَكُوْنُوْا اَوَّلَ كَافِرٍ بِهٖ** مگر آپنے نہ قرآن کریم کی پروا کی اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشادات کی اسی تخفیف نے آپ کو اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ کا مصداق قرار دیا ہے +

مجھے آپ کی اس حالت پر سخت افسوس آیا اور میں خداتعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت **حکیم الامۃ** کی اس دعا کو پڑھ کر میرے دل میں حضرت حکیم الامۃ کی **عظمۃ** بہت بڑھ گئی ہے اور میرا ایمان عرفان کے رنگ میں تبدیل ہوگیا ہے کہ یہ

شخص خدا کا برگزیدہ اور ولی ہے اسکی دعائیں قبول ہوتی ہیں

غرض

اہلحدیث کی ترکیب اور حکیم الامۃ کی دعا کے استدلال نے آپ کو تو کوئی فائدہ نہ پہنچایا وہ تو ہمارے ہی مفید ثابت ہوا۔ پس اب مجھے پھر حق ہے کہ کہوں اہل حدیث کا مولوی فاضل ایڈیٹر گو قرآن کریم کی اصطلاح کے خلاف اپنا نام اہل حدیث رکھتا ہے"

اور آپ یہ بھی ثابت نہیں کر سکے کہ کیوں آپ کو عیسائی یا یہودی نہ کہا جاوے جبکہ آپ حضرت عیسیٰ کی نبوۃ اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کی رسالت کے قائل ہیں۔

بلکہ جبکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ **مسیح ابن مریم** کی الوہیت کی صفات کے قائل ہیں کیونکہ آسمان پر زندہ ... مانتے ہیں ... اور اگر تو آپ اسے قبول کریں تو مولوی فاضل صاحب! ایمان سے کہو کہ پھر **آپ کے عیسائی ہونے میں کیا شک رہا**۔ یہ امر اور بھی قوی ہو جاتا ہے جبکہ آپ کے ان معتقدات پر نظر کی جاوے جو انکی نسبت آپ رکھتے ہیں کہ وہ اب تک زندہ ہے اور مس شیطان سے وہی پاک ہے نہ اور کوئی نبی اور رسول۔ مردوں کو زندہ کرنے والا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اور ایسا ہی جبکہ منکران **مسیح موعود** آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک پر یہودی ٹھیرائے گئے ہیں اور آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول کو ماننے والے ہیں تو آپ کو بڑے فخر سے کہنا چاہیے کہ **میں**

مولوی ثناء اللہ مولوی فاضل

مسیح موعود کا منکر ہوں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول پاک کی تصدیق کیلیے یہودی کہلانے کو طیار ہوں

مگر میں یقین کرتا ہوں کہ جیسے آپنے تصدیق نہیں کی اور اسوجہ سے آپ اہل حدیث نہیں اسی طرح سے آپ اس قول کے مصداق بننے کو بھی طیار نہ ہونگے لیکن جس اصول مذہبی کی بنا پر ہم اہلحدیث ہیں اور جسنے خدا تعالےٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موعود مسیح کو تسلیم کرلیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل کی تصدیق اپنے عمل سے کی ہے اور آپ اسکے منکر اور اسی اسرائیلی مسیح کے قائل اور منتظر ہیں تو ہمیں حق ہے کہ آپ کو ان معنوں کے لحاظ سے عیسائی اور یہودی قرار دیں ۔

آپ اگر اہل حدیث اصلی اور سچے معنوں میں کہلانا چاہتے ہیں تو آپ کا فرض ہے کہ آپ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خادم بنیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے موعود اور بشارت الیہ مسیح موعود کی تصدیق کریں ورنہ اسرائیلی مسیح کو ایسے خصائص سے متصف مانکر جو اوروں میں نہیں اور اس کا منتظر رہنا مولوی صاحب عیسائیت نہیں تو کیا ہے ؟

اس کے بعد میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ کے اس طرز استدلال پر نظر کروں جو **احمدیوں کے کرشن بنیھی ہونے** کے متعلق کیا ہے اور لکھا ہے

"مگر تم لوگ تو ایسے نہیں تمنے نسبت محمدی کیوں چھوڑ دی کیوں احمدی بنے ؟ صرف اسلیے کہ تمہارا احمد جو درحقیقت غلام احمد ہے ... محمد علیہ السلام سے پیچھے آیا تھا اسلیے تم نے محمدیت کی نسبت کو چھوڑ کر احمدیت کو اختیار کیا"

مولوی فاضل صاحب ! یہ سچ ہے کہ

بنظر چشم عداوت بزرگ تر عیبے ۔ **ہمارا احمدی کہلانا** تو عظیم الشان خوبی کی بات تھی مگر افسوس ہے کہ آپ کی چشم عداوت اسکو دیکھنے نہیں دیتی ۔ ایمانداری اور انصاف پسندی کا تقاضا تو یہ تھا کہ آپ ہماری تحریروں

اور خود حضرت احمد قادیانی کی تصنیفات سے اپنے مطلب کی تائید میں کوئی دلیل لاتے مگر انکو چھوڑ کر لودھیانوی سعدی کی وحی پر آپ کا عمل ہے اسلیے میں آپکو معذور سمجھتا ہوں۔

اور آپ سے امید انصاف رکھنا غلطی ہے گی میں پھر کہتا ہوں کہ حقیقی تقوی اور ایمان کا نشان تو یہ تھا کہ احمدی مسلمان کہلانیکے متعلق جو نوٹس حضرت خلیفۃ اللہ کی طرف سے شائع ہوا تھا اسکی عبارت آپ کوٹ کرتے مگر یہ کیونکر ہوتا (آپ کے نزدیک تو جھوٹ بولکر اور منہیات کا عامل بھی مومن متقی رہتا ہے) میں آپ کی رہنمائی کے لیے اُس اشتہار کی چند سطریں درج کردیتا ہوں اور پھر دیکھونگا کہ آپ کہاں تک دیانتداری اور انصاف سے کام لیتے ہیں سنیئے جب ۱۹۰۱ء کی مردم شماری ہونے والی تھی تو ۴ نومبر ۱۹۰۰ء کو حضرت مسیح موعود نے ایک نوٹس جاری کیا تھا اس کے صفحہ ۴ میں لکھا ہے

"اور وہ نام جو اس سلسلہ کے لیے موزوں ہے جسکو ہم اپنے لیے اور اپنی جماعت کے لیے پسند کرتے ہیں وہ نام **مسلمان فرقہ احمدیہ** ہے اور جائز ہے کہ اسکو **احمدی جماعت کے مسلمان** کے نام سے بھی پکاریں یہی نام ہے جسکے لیے ہم ادب سے اپنی معزز گورنمنٹ میں درخواست کرتے ہیں کہ اسی نام سے اپنے کاغذات اور مخاطبات میں اس فرقہ کو موسوم کرے یعنی **مسلمان فرقہ احمدیہ**

اور اس فرقہ کا نام **مسلمان فرقہ احمدیہ** اس لیے رکھا گیا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے ایک **محمد** صلے اللہ علیہ وسلم دوسرا **احمد** صلے اللہ علیہ وسلم - اور اسم **محمد** جلالی نام تھا اور اس میں یہ مخفی پیشگوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دینگے جنہوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صدہا مسلمانوں کو قتل کیا لیکن اسم **احمد** جمالی نام تھا جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں آشتی اور **صلح** پھیلائیں گے سو خدا نے ان دو ناموں کی اسطرح پر تقسیم کی کہ اول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مکہ کی زندگی میں اسم احمد کا ظہور تھا اور ہر طرح سے صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمد کا ظہور ہوا اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم **احمد ظہور کرے گا** اور ایسا شخص ظاہر ہوگا جس کے ذریعے سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات

ظہور میں آئیں گی اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا ۔ پس اسی وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام **احمدیہ** رکھا جاوے تا اس نام کو سنتے ہی ہر ایک شخص سمجھ لے کہ یہ فرقہ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلانے آیا ہے اور جنگ اور لڑائی سے اس فرقہ کو کچھ سروکار نہیں ۔"

یہ **اقتباس** صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ ہم **احمدی** کیوں کہلاتے ہیں اور ہمارے اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان مابہ الامتیاز کیا امر ہے ۔ **مسلمانان فرقہ احمدیہ** کیسا مبارک نام ہے اب مجھے صرف اس امر پر کسی قدر بحث کرنی ہے کہ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے متبوع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح کل انبیاء علیہم السلام کی شیون کے جامع ہیں اور آپکے اسم احمد کے مظہر ہیں اس لیے احمدی کہنے میں وہ سب شیون آجاتی ہیں ۔

مولوی فاضل صاحب ایڈیٹر

اپنے مضمون کو ختم کرنے سے پہلے لکھتے ہیں کہ آخر میں ہم اپنے دوست الحکم کے ایڈیٹر سے ایکبات پوچھتے ہیں امید ہے کہ وہ ایمانداری سے اس کا جواب دینگے راست بازی سے بتلانا کہ مرزاجی نے جسوقت سیالکوٹ میں کرشن جی کا اوتار لیا ہے اور اس دعوی کو ظاہر کیا ہے اس سے ایک منٹ پہلے تمہارا کرشن کی نسبت کیا خیال تھا ؟ وہی جو ہندوؤں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ عورتوں کے کپڑے لیکر درخت پر چڑھ جاتا تھا اور ان کو برہنہ دیکھا کرتا تھا

میں تو **مولوی فاضل ایڈیٹر کو** بھی دیانتداری اور راست بازی سے اس کا جواب انشاء اللہ تعالےٰ ابھی دونگا مگر کیا میرے ہمعصر مولوی فاضل صاحب ایمانداری اور راست بازی سے قبول کرلیں گے ؟

حضرت کرشن جی علیہ السلام کی ذات پاک پر جو حملہ مولوی فاضل ایڈیٹر نے کیا ہے وہ نہایت ہی گندہ ہے اور بزرگوں کی شان میں ایسی گستاخی اور بیباکی مسلمانوں کا کام نہیں پھر مجھے تعجب ہے کہ مولوی فاضل نے کیوں ایسی جرأت کی ۔

اس سوال کو چھوڑ کر میں آپکے سوال کا جواب دیتا ہوں لیجیے مولوی فاضل صاحب سنیئے اور اگر خدا ترسی ہے اور مرکر خدا کے حضور جانے پر ایمان ہے تو اسکے قبول میں تامل نہ کریں اگر آپنے اس اعتراض کو واپس لے لیا اور اپنی غلطی کا اعتراف کرلیا تو میں سمجھ لوں گا کہ ابھی تک آپ میں مادہ حیا و انصاف بالکل مفقود نہیں ہوگیا ۔

میں حضرت کرشن علیہ السلام کو اپنے سید و مولی امام ہمام علیہ السلام کی تعلیم کے موافق ایک منٹ پہلے تو کیا برسوں پہلے سے راستباز خدا تعالےٰ کا مقرب اور برگزیدہ یقین کرتا

تھا - کبھی بھی میں نے اس ناپاک اعتراض کا حضرت کرشن ؑ کو مصداق نہیں سمجھا جس کا آپ حوالہ دیتے ہیں ۔

دیکھو ! میں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت کرشن ؑ کو راست باز اور **مقرب** بارگاہ الٰہی سمجھتا تھا اور محض حضرت اقدس کی تعلیم کے موافق چونکہ آپ میں بدظنی کا مادہ زیادہ ہے اور استہزا اور ٹھٹھا آپ کی تحریروں میں عام ہے اسلیے میں اس امر کا ثبوت تحریری دیتا ہوں سیالکوٹ سے پہلے ۳ ستمبر ۱۹۰۴ء کو جو لیکچر لاہور میں ہوا - کیا آپ کو معلوم نہیں کہ وہ سیالکوٹ کے لیکچر سے دو ماہ پہلے تھا اور اس میں حضرت اقدس نے حضرت کرشن کی تعریف کی تھی اور صاف فرمایا تھا کہ

کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ایسا ہی ظاہر کیا ہے کہ راجہ رامچندر اور راجہ کرشن جی خدا تعالیٰ کے راستباز بندے تھے اور اُس سے سچا تعلق رکھتے تھے میں اُس شخص سے بیزار ہوں جو انکی نندیا یا توہین کرتا ہے

پھر فرمایا جس شخص کا یہ مذہب ہو کہ وہ راستباز نہ تھے وہ قرآن شریف کے خلاف کہتا ہے کیونکہ اُس میں آیا ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ"

آپکے ایک منٹ پیشتر کے متعلق میری رائے متعلق حضرت کرشن کا جواب اگرچہ یہی کافی تھا مگر میں اس سے بھی بہت عرصہ پہلے کی رائے اب آپ کو دکھانا چاہتا ہوں ۔

مجھے اُمید ہے کہ رسالہ سناتن دھرم جو ۸ مارچ ۱۹۰۳ء کو شائع ہوا اور اس لاہور کے لیکچر سے قریباً دو سال پہلے کا ہے آپنے پڑھا ہوگا اسکے صفحہ ۲ پر اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں لکھا ہے ۔

"اور یہ تو سچ ہے کہ راجہ رامچندر اور راجہ کرشن و درحقیقت پرمیشر نہیں تھے مگر اس میں کیا **شک** ہے کہ وہ دونوں بزرگ **خدا رسیدہ اور اوتار تھے خدا کی نورانی**

تجلی اُنپر اُتری تھی اسلیے وہ اوتار کہلائے۔

کیوں مولوی فاضل صاحب! اب آپکی راست بازی ایمانداری اور انصاف آپکے لیے کیا حکم دیتا ہے۔

اگر ابھی کسر ہے تو میں ایک اور حوالہ دیتا ہوں شاید آپ کو سبق مل جاوے تسیم دعوۃ نام کتاب ہے جو فروری ۱۹۰۳ء کو اعلیٰحضرتؑ نے شائع کی تھی اس کے صفحہ ۲۴ پر راجہ رامچندر اور کرشن جی کے متعلق لکھا ہے۔

"اور وہ اس طریق کو بھول گئے جو طریق راجہ رامچندر اور راجہ کرشن نے اختیار کیا تھا جنپر ان کی راست بازی کی وجہ سے خدا ظاہر ہوا"

مجھے اُمید ہے کہ سر دست اسی قدر حوالے میرے اس دعوی کی تائید اور تصدیق کے لیے کافی ہوں گے اور آپ کو متنبہ کرینگے لیکن اگر اب بھی آپ اپنی ضد سے باز نہ آئے تو میں آپکی خاطر اس سے بھی کئی سال پہلے کی مطبوعہ شہادتیں انشاء اللہ پیش کروں گا بشرطیکہ آپ مجھے یقین دلا دیں کہ آپ اپنی غلطیوں کو چھوڑ دینگے۔ اخیر پر آپ نے جو گدھے اوتا کی مثال دی ہے اس میں آپ کا کیا قصور خدا تعالیٰ تو تیرہ سو سال پیشتر اپنے حبیب سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ صاحب کمال گدھوں کی مثال دے چکا ہے مگر یاد رہا فراموش آپ قرآن شریف میں سورہ جمعہ نکالکر پڑھیں۔

مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

پھر اس آیت کو پڑھ کر اس پر تدبر کریں اور اپنے گریبان میں مُنہ ڈالکر اپنی اندرونی حالت پر غور کریں اُمید ہے کہ آپ کو بہت کچھ نظر آجائیگا۔

مولوی فاضل صاحب! میں نیک نیتی اور آپ کی بھلائی کے لیے آخر میں ادب سے عرض کرتا ہوں کہ گستاخیاں اور شوخیاں انسان کے اخلاقی اور روحانی قوی پر بہت بُرا اثر ڈالتی ہیں آپ اس طریق کو چھوڑ دیں حضرت خلیفۃ اللہ کے متعلق کوئی معقول اعتراض اگر آپ کو ہے بشرطیکہ وہی اعتراض پہلے کسی راستباز اور **ماموریں اللہ پر نہ کیا گیا ہو** تو آپ کریں میں انشاء اللہ تعالیٰ کوشش کروں گا کہ آپکو اس کے حل کرنے میں مدد دوں۔ ورنہ آپ لپنے اخبار کے ناظرین پر بھی ظلم کرتے ہیں۔ میں نے محض خیر خواہی سے یہ چند سطریں لکھی ہیں۔ اُمید ہے آپ بھی خداترس دل لیکر غور کرینگے کیا عجب مولی کریم آپ کو راہ راست نصیب کرے۔

من آنچہ شرط بلاغ است باتو مے گویم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

کفارہ کا تازہ کرشمہ روزنامہ پیسہ رقمطراز ہے کہ پادری ڈاکٹر سنڈلینڈس پرنسپل یونائیٹڈ فری چرچ مشن آرفنج (یتیم خانہ) بھنڈارا (صوبجات وسطی) پر ایک نہایت شرمناک فعل میں ملوث ہونے کی وجہ سے مقدمہ چلنے والا ہے۔ یہ پادری صاحب اس یتیم خانہ کے افسر اور مدرسہ کے پرنسپل اور مسیح کے گلہ کے **چوپان** تھے انھوں نے گلے سے بھیڑیے کا سلوک شروع کر دیا ۴م ر اگست گذشتہ کی شب کو مشن کے لڑکوں نے پادری صاحب کے کمرہ میں ایک مشن کی لڑکی کو ایسی حالات میں دیکھا کہ جن کی تفصیل بیح کرنا لاحاصل ہے پادریصاحب سمجھ گئے کہ اب خرابی آئی دوسرے روز مشن کو اپنی ملازمت کا استعفا دیدیا اور جھٹ جہاز پر سوار ہوکر سیدھے ولایت چلدیے پادریصاحب کی غیر حاضری میں ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پلیس نے تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ ۱۶۔ اور بدنصیب لڑکیوں کے ساتھ پادریصاحب یہی شرمناک سلوک کرچکے تھے جو جرم کی حد تک پہنچتا تھا۔ پولیس لنڈن کی پولیس کو بذریعہ تار اطلاع دی اور پادری صاحب گرفتار ہوکر زیر حراست جوابدہی کے لیے ہندوستان کو آرہے ہیں نہایت افسوس کی بات ہے کہ ۱۷ لڑکیوں کو اس ظالم پادری نے برباد کر دیا اور بھنڈارا میں کانوں کان کسیکو خبر نہ ہوئی +

زنانہ یتیم خانوں کے چندہ دینے والوں کو ہر جگہ ہوشیار رہنا چاہیے۔

(الحکم۔ پادری صاحب کا ڈیفنس قابل دید ہوگا کیونکہ اس سے عیسائیت کے زبردست مسئلہ کفارہ کی حقیقت کھلے گی اگر پادریصاحب نے کہدیا کہ مینے **کفارہ سے فائدہ اُٹھایا ہے** تو عجیب لطف ہوگا اور انجیل کی تعلیم کی قلعی کھل جائے گی۔ یہ مقدمہ بہرحال دلچسپ ہوگا جو مذہبی دنیا میں خاص توجہ سے دیکھا جاوے گا ہم پیسہ اخبار کی آخری رائے سے بالکل متفق ہوں (زنانہ یتیم خانوں کے چندہ دینے والونکو ہر جگہ ہوشیار رہنا چاہیے)

*

گالیوں سے مذہب کی اشاعت نہیں ہوتی گذشتہ ایام میں معزز ہمعصر ہندوستانی لکھنو نے آریوں کی خانہ جنگیوں پر ایک معقول مبسوط آرٹکل لکھا تھا جس میں آریوں کے اس طرز کلام پر بھی گفتگو کی تھی جو وہ دوسرے مذاہب کے ہادیوں اور لیڈروں کی نسبت استعمال کرتے ہیں آریہ سماج کو مشورہ دیا گیا تھا کہ وہ تیز زبانی سے کام نہ لیں۔ حقیقت میں گالیاں دینا اور سوء ادبی سے کلام کرنا کسی مذہب کی خوبی اور اشاعت کا ذریعہ نہیں ہوسکتا۔

جبکہ اولاً ہی اخلاقی حالت یہ پیدا اثر ہوتا ہے کہ ایک شخص آپے سے باہر ہوکر اپنے مخالف کو گالیاں دینا شروع کر دیتا ہے تو اس مذہب کی دوسری خوبیوں کی تلاش بیفائدہ ہے۔ آریہ سماج کے بعض دریدہ دہن لوگوں کی سعی سے آگرہ میں عطر قرآنی نام اشتہار پر تازہ سرٹیفکیٹ عدالت کے ذریعہ دو سو روپیہ جرمانہ ہوکر ملا ہے جس کا مجھے افسوس ہے آریہ سماج کو اپنے مناظرہ کے لٹریچر کی بہت اصلاح کرنی چاہیے حال میں جو کتاب دھرمپال کے نام سے جالندھر کے مطبع سے شائع ہوئی ہے وہ آریوں کی دریدہ دہنی دکھلانے کے لیے اچھا نمونہ ہے اگر وہ کتاب دھرمپال نے لکھی ہے تو مجھے سخت افسوس ہے کہ اس نے آریہ ہوکر کیا سیکھا؟ اس کتاب کے اکثر مضامین ایسے ہیں جو گورنمنٹ پنجاب کے نوٹس میں لائے جانیکے قابل ہیں۔

*

مردہ جلانیوالی سوسائٹی کلکتہ میں مردہ جلانیوالی انگریزی سوسائٹی مردوں کے جلانے میں آگ کے بجائے برقی طاقت سے کام لینے کے مسئلہ پر غور کر رہی ہے مجھے اس سوال پر تو بہت بحث کی ضرورت نہیں کہ مردہ جلانا چاہیے یا دبانا مگر سوسائٹی مذکور کی اس تجویز سے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ آریوں کی مذہبی فلاسفی کو صدمہ پہونچے گا کیونکہ ستیارتھ پرکاش وغیرہ میں جو مردہ جلانے کے متعلق رسومات اور لوازمات وید سے اخذ کرکے پیش کیے گئے ہیں اور تکلیف مالا یطاق کے نیچے رہیں۔ وہ ویدکی ناواقفی پر دلیل ٹھیرینگے۔ اگر بجلی کے ذریعہ مردہ کا جلانا ناظرین تھا تو وید یا اس کے شارحین نے کیوں پہلے سے ہی یہی صورت بتا دی۔ درست وہ باؤں کی پستک لیکر آریہ بھائی اس نسخہ کو تلاش کرکے بتا دیں۔

اختیار الاسلام پر میری رائے نکل چکی ہے اسکے ضمن میں میں نے حضرت حکیم الامۃ کی پسندیدگی کا اظہار بھی کیا تھا مصنف صاحب حکیم الامۃ کے اصل الفاظ کی خواہش کرتے ہیں جنکو میں خوشی اور فخر کے ساتھ شائع کرتا ہوں۔

"جہانتک میرے مولیٰ کریم نے مجھے فہم عطا کیا ہے میں دلیری سے اس امر کے کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ حق کے طالب ایک طرف ترک اسلام اور دوسری طرف میں مسلمان ہوگیا پڑھیں تو غالباً ناظرین کو یقین ہو جاوے گا کہ حق کیا چیز ہے؟ اور حق کو پاس کیا چیز اور اسکے نتائج کیا ہیں"

*

مہاتما بدھ کی یادگار اعلیٰ درجہ کے کامل انسانوں کی یادگار نفس الامر میں ایک عمدہ چیز ہے کیونکہ وہ یادگار ہر وقت ان کمالات کی جو صاحب یادگار میں تھے تلقین کرتی رہتی ہے لیکن کیا اینٹ اور پتھر کی کوئی عمدہ اور بہترین یادگار ہیں ہیں؟ ہرگز نہیں۔ قرآن کریم نے جو روحانی کمالات اور تعلیمات کی کامل معلم ہے یادگار کے مسئلہ کو لیا ہے تو یہ فرمایا ہے وَالْبَاقِیَاتُ الصَّالِحَاتُ عِنْدَ رَبِّکَ۔ الآیۃ

میں اس وقت اس آیت کی تصریح پر زیادہ کہنے کا موقع نہیں پاتا پھر کبھی خدا نے چاہا تو دل کھولکر لکھونگا سر دست مجھے یہ خبر کو دینا ہے کہ منڈالے کے بدھ صاحبان نے گوتم بدھ کا بت قائم کرنیکی تجویز کی ہے سنگتراش کام میں مصروف ہیں صرف لکڑی کی قیمت چار سو روپیہ ہے جو ایک تاجر نے دی ہے طیار ہونے پر بت ۳۰ فٹ ہوگا اور ایک پہاڑی پر نصب کیا جاویگا بارش اور دھوپ کے لیے عبادت کا انتظام ہوگا۔ سوال یہ ہے کہ اس یادگاری بت سے پبلک کو کیا فائدہ ہوگا؟ بجز اسکے کہ کاہلوں اور مفت خوروں کی ایک اچھی تعداد پیدا ہو جاوے گی۔

*

اسلام کے کمالات کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بے اختیار درود پڑھنے کو جی چاہتا ہے جنکی زندہ **یادگار** ہر زمانہ میں خدا کے برگزیدہ لوگ ہوتے ہیں جو انھیں تعلیمات کا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام لیکر آئے تھے **زندہ نمونہ** ہوتے ہیں کیونکہ ان تعلیمات کی اثر اور نتائج وہ اپنی عملی حالت میں دکھاتے ہیں اور خدا کی تائیدات اور نصرتوں کا ثبوت اپنے حال سے پیش کرتے ہیں۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ دنیا کا کوئی مذہب ایسی یادگار پیش نہیں کرسکتا۔ آج بھی خدا نے کا موعود مسیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ یادگار موجود ہے هاتوا برهانکم ان کنتم صادقین +

www.aaiil.org

انجیل کا معقول اندازہ

مسٹر سی جی اسٹریٹ صاحب ایم اے کے انگریزی لیکچر کا ترجمہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

چنانچہ بہت سے عزیز مقررون نے یہ کام شروع کیا۔ کسی نے مکمل حالات تو اس رہبر کے تحریر نہیں کئے بلکہ ہر ایک نے جو کچھ یا تو خود یاد تھا یا ان لوگون کے ساتھ بات چیت کے نتائج کو جنہون نے اس پیارے رہبر کو دیکھا تھا یا اوس کی بابت کچھ سنا تھا قلمبند کر دیا لیکن پھر عرصہ کے بعد جون جون اسکی شکل لوگون کی نگاہ سے اور بھی زیادہ دور ہوتی گئی۔ تو یہ خیال آیا کہ یہ تمام بیانات اکٹھے کرنے چاہئیں۔ تاکہ حتے الامکان اسکی زندگی کی مکمل تاریخ تیار ہو سکے اس لئے اس کی موت کو بہت عرصہ بعد اس کے بعض وفادار پیرؤون نے اسکی تعلیم اور زندگی کے حالات کا تحریر کرنا اور ترتیب دینا علیحدہ علیحدہ اپنے ذمہ لیا۔ ایک ترتیب کنندہ نے ان روایتون اور تحریرات کو مد نظر رکھکر جن کے ساتھ متی کا نام وابستہ چلا آیا ہے اور خاصکر یہودی عیسائیون کے مطلب کے لئے متی کے مطابق انجیل لکھدی اور ایسا ہی مختلف حالات مین لوقا اور مرقس کے ساتھ ہوا ہے۔ تین پہلی انجیلون کو موجودہ شکل اختیار کرنے سے پہلے بیشک اسی عمل مین سے گذرنا پڑا وہ اپنے بیانات کے لحاظ سے بہت ملتے جلتے ہین اسی سبب سے انہین Synoptics کا نام دیا گیا ہے مگر تاہم وہ ایک دوسرے سے اسقدر مختلف ہین کہ یہ صاف ظاہر ہے کہ انمین سے ہر ایک انجیل علیحدہ علیحدہ تیار ہوئی۔ ان کے مورخون نے ایک ہی قسم کی مشترک تحریرات پر ان کا انحصار رکھا مگر ساتھ ہی ایسے حالات ان مین موجود تھے جو ایک دوسرے سے بالکل مختلف تھے چوتھی انجیل اور بھی بعد کی معلوم ہوتی ہے اور اس لئے وہ تواریخی لحاظ سے بہت کم قابل اعتبار ہے۔ غالباً ایک شخص یوحنا نامی نے اسے تحریر کیا ہے۔ وہ یوحنا حواری نہین جو غالباً مکاشفہ کی کتاب کا مصنف تھا چوتھی انجیل بے مختلف طرز پر ہے۔ یہ انجیل ایک غیر ملک مین تصنیف ہوئی اور اسپر یونانی خیالات کی مہر لگی ہوئی ہے اور اسمین مصری اور یونانی خیال کو مسیح کے مقصد اور تعلیم کے ساتھ ملانے کی زبردست کوشش کیگئی ہے۔ مصنف نے اپنے فلسفانہ اور روحانی خیالات کو مسیح کا نام اور حوالہ دیدیا ہے۔

رسولون کے اعمال کی کتاب لوقا کی انجیل کے مولف نے تحریر کی ہے۔ اور اسمین پطرس اور پال کے کام اور تعلیم کو تفصیلت دیگئی ہے اگر پال کے خطوط معتبر ہین۔ تو رسولون کے اعمال کی کتاب تواریخی لحاظ سے قابل اعتبار نہین ہے۔ اس کتاب مین پطرس کے مشہور چال چلن مین پال کی آزاد مشربی اور پال کے اعلیٰ دل مین پطرس کی تنگ دلی اسقدر گمسیر دی ہے جس سے بلا تحاشا اسکی اپنی ابتدا کا پتہ لگ جاتا ہے یعنی یہ کہ قدیم عیسائیون مین جو آپسمین دو مخالف فریق تھے انمین صلح کرادی۔

ان بہت سے خطوط کو جو کلیساؤن کی طرف لکھے گئے تھے پولس سے جو جنتائل لوگون کا بڑا اپہاری رسول تھا منسوب کیا جاتا ہے وہ درحقیقت پولس کی ہی تحریر ہین یعنی وہ خطوط جو رومیون۔ قرنتیون اور گلتیون کی طرف لکھے گئے تھے۔ اگرچہ افسیون اور عبرانیون کی خطوط پولس کی تحریر بالکل نہین ہین۔ پولس کی تحریرات مین ہمیں مسیح کی ایک ایسا اور ہی مختلف تصویر ملتی ہے جو اور انجیلون مین نہین پائی جاتی اور اسکی وجہ یہ ہے کہ پولس نے مسیح کو کبھی دیکھا نہین اور اس نے اپنے فلسفانہ خیالات کے مطابق ایک فرضی تصویر ایک نہایت اعلیٰ نمونہ دکھلانے کے لئے کھینچی ہے آجکل کے عام عیسائیون کا علم الٰہیات گویا پولس کی بیہودہ اور غلط تعلیم کا نتیجہ ہے اس قسم کی تعلیم پہلی تین انجیلون مین نہین پائی جاتی ہے اور نہ خود مسیح کی یہ تعلیم تھی۔ یہ صرف فلسفہ علم الٰہیات کا ایک پہلو ہے جو کچھ تو یوحنا کی تعلیم پر اور رہا سہا کچھ پولس پر منحصر ہے۔ اگرچہ ان دونون مین سے کسی نے بھی اس پیغمبر کو جسکی بابت انہون نے رائے زنی کی ہے نہ دیکھا ہی ہے نہ اس کا ذکر سنا ہے۔ یہ کہنا بھی ضروری ہے کہ پولس کو مسیح کی معجزہ کے طور پر پیدا ہونے کا مطلق علم نہ تھا اور نہ ہمکو یہ شہادت ملتی ہے کہ اسے ان معجزات مین جنہین مسیح کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے کچھ یقین تھا جب ہم یہ خیال کرتے ہین کہ پولس کے خطوط نئے عہدنامہ مین سب سے پہلی مکمل کتاب ہے۔ تو مفصلہ بالا واقع کی وقعت اور بھی بڑھ جاتی ہے اور وہ انجیلین جنمین یہ روایتی واقعات ملتے ہین بعد مین تیار ہوئی ہین۔ اگر پولس کو انکی بابت کچھ بھی معلوم ہوتا اور وہ یقیناً ان کا حوالہ دیتا کیونکہ جیسا وہ جاہل اور سریع الیقین لوگون مین جو ہمیشہ کوئی نشانی یا ثبوت چاہتے تھے۔ روحانی صداقتین ذہن نشین کرانا چاہتا تھا تو اس قسم کے حوالے اس کے لئے نہایت مفید ثابت ہوتے۔ جب فریسیز مسیح کے پاس اس کی نبوت کا کوئی ثبوت مانگنے آئے تو اس نے سرد آہ بھر کر کہا۔ اس نسل کے لوگ کیون ثبوت کے خواستگار ہین حقیقت یہ ہے کہ اس قوم کو کسی قسم کا نشان نہین دیا جاوے گا۔ جب مسیح نے یہ دیکھا کہ لوگون مین اسقدر دہریہ پن پیدا ہوگیا ہے کہ وہ روحانی طاقت کے ثبوت مین نشانی چاہتے ہین۔ تو اوس کا سرد آہ بھرنا بالکل بجا تھا۔ کاشکے مسیح اب بھی اپنے پیرؤون کو اسی قسم کے پیغام سے ملہم کرتا۔

اسی نئے عہدنامہ مین چند ایسے خطوط ہین جو اور شاگردون کی طرف منسوب کئے گئے ہین جنمین سے یعقوب کا مہربانی سے بہرا ہوا اعلیٰ قسم کا خط ہے اور عجیب تمثیل یا خواب ہے جو غالباً ابتدا کے لحاظ سے یہودی معلوم ہوتا ہے اس کو یوحنا حواری نے پھر دوبارہ دیکھکر ٹھیک ٹھاک کیا ہے اس کی تعبیر علم الٰہیات کے لائق سے لائق ماہر بھی تشفی بخش طریقہ پر نہین بتلا سکتے۔ لیکن اس نے صاف صاف طور پر اس بات کی تعلیم دی ہے کہ دنیا کا انجام جلد آنیوالا ہے پرانے عیسائی اس مسئلہ کے قایل تھے ناامیدی گویا اس مسئلہ کے ملتے پر لکھی ہوئی تھی۔

عیسائی مذہب کی تواریخ کے بہت پچھلے زمانہ مین نئے عہدنامہ کے ضوابط مقرر ہوئے اور حدود بندی ہوئی۔ ضابطہ کی ضرورت اس وجہ سے محسوس ہوئی کیونکہ اس کے نہونے سے بہت سی نامناسب کارروائی ہونے لگی یہ بھی تحقیق نہ تھا کہ کون کون سی کتابین اسمین شامل ہین اور بعض کتابون کی تعلیم ایک دوسرے کے بالکل مخالف اور متضاد تھی بارہا چرچ کے افسرون کے حکم سے ضوابط مقرر ہوئے اور بارہا انمین تبدیلی ہوئی کبھی تو یعقوب عبرانیون۔ اور مکاشفہ کی کتابون کو اس سے نکال دیا گیا اور کبھی پھر شامل کر لیا گیا۔

بعض اوقات اور پرانی عیسائی تحریرات کو جو نئے عہدنامہ کی پوکریفیا (یعنی وہ کتابین جن کے الہام پر یقین نہ ہو) کا حصہ ہین یعنی کلیمنٹ۔ اور بارناباس ہرماس کے پاسبان۔ عبرانیون کی انجیل وغیرہ کتابون کو اسمین شامل کیا جاتا تھا۔ اور برابر ایسا ہی رہا جب تک کہ ۳۸۲ء مین کارتھیج کی تیسری کونسل کے چرچ کے وکلاء کی رائے سے الہام کی حدود کا قطعی فیصلہ کر دیا گیا۔ قدیم عیسائی پہلے عیسائی تحریرات کو خاص طور پر الہام شدہ نہین مانتے تھے اور ہمیشہ شریعت اور پیغمبرون سے اپیل کرتے تھے۔ زمانہ کی جہالت اور علم کی کمی کی وجہ سے یہ خیال نئے عہدنامہ مین اسیطرح داخل ہوگیا جیسے کہ پرانے عہدنامہ کے ساتھ ہوا تھا۔ مورخین نے خود اس بات کا خیال نہین کیا کہ وہ ایک طرح تواریخ لکھ رہے ہین۔ اور بیتے چلے واقعات کو بیان کر رہے ہین جنکو آیندہ زمانہ مین خدا کی طرف سے لاخطا الہام مانا جائیگا۔ اسیطرح ہماری انجیل نے اپنی موجودہ شکل اختیار کی اور اسکی تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسا ہمین یقین دلایا جاتا ہے یہ ایک کتاب نہین ہے بلکہ ایک لٹریچر ہے اور وہ بھی دو قسم کا ہے ایک یہودی دوسرا عیسائی۔ کسقدر کم ایسے آدمی ہین جو کبھی یہ سوچتے ہین کہ کسقدر بیش بہا خزانہ اس پرانی انجیل کے اندر بھرا ہوا ہے بہت سے ایسے لوگ ہین جو اس کی بابت شور تو بہت مچاتی ہین مگر ان سے نئے انجیل کی تواریخ ایک سربمہر کتاب ہے اور اس لئے وہ مناسب طور پر اس کی قدر نہین کر سکتے۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پاپ ندیون مین سے بھی بہت زور کی آواز نکلتی ہے مثل مشہور ہے کہ تھوتھا چنا باجے گھنا۔

انجیل ایک انسانی کتاب ہے

اسی بات مین ایک انجیل کی خوبی اور قدر کا راز ہے۔ چونکہ اسمین مختلف قسم کے تجربے اور زندگی کے انقلابات مندرج ہین اس وجہ سے اسمین ہماری موجودہ ضروریات کے مطابق بہت کچھ ملتا ہے تقریباً ہر ایک قسم کے واقعات کی نسبت جو انسان کے خیال مین آ سکتے ہین اسمین کچھ نہ کچھ درج ہے اس لئے ہم اس کے زندہ دار بیانات کو قبول کرتے ہین۔ ہم اپنے خاندان کے ساتھ ہمدردی کرتے ہوئے پاتے ہین اور ہم انہین پڑھکر تسلی اور راحت پیدا کرتے ہین اگرچہ پرانے عہدنامہ مین جو بیرحمی اور بے انصافی خدا کی طرف منسوب کی گئی ہے وہ اس کتاب کے مبرا از خطا الہام ہونے کے مسئلہ کو بالکل منہدم کر دیتی ہے۔ لیکن ان باتون سے اچھی طرح ظاہر ہوتا ہے کہ متقدمین کا خدا کی بابت کیا خیال تھا اور اب ہمارا خدا کی بابت کیسا اعلیٰ اور پیارا رنیوالا خیال ہے ہمین داؤد کی غلطیون اور اسکی برائیون مین کچھ بھی کمی نہین کرنی چاہئے بلکہ اسکو اس کے اصلی رنگ مین دیکھنا چاہئے۔ اور اس بات پر خوش ہونا چاہئے کہ اسمین اور آجکل کے اعلیٰ اخلاقی رہبرون مین کسقدر فرق موجود ہے۔ ممکن ہے کہ میرے مومن دوستونکو واعظون کے متشکک دہریہ سے کچھ تکلیف ہو کیونکہ گو مین بھی خود اس قسم کے خیالات کے سخت مخالف ہون۔ مگر مین جانتا ہون کہ بہت قدیم زمانہ سے دنیا مین یہ خیالات چلے آتے ہین اور ان قدیم تحریرات کی وجہ سے مین آجکل کے دہریون کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہون پرانے اور نئے عہدنامون مین فرضی معجزون کا ذکر ہے ان کے بھی گہرے معنی ہین کیونکہ وہ اس زمانہ کی سریع الیقینی اور ظاہری ثبوت پر اعتبار رکھنے کی خیالی کو ظاہر کرتے ہین۔ (باقی آیندہ)

www.aaiil.org

مدرسہ تعلیم الاسلام

الحکم کے پہلے ہی صفحہ پر مدرسہ تعلیم الاسلام کے جدید انتظام اور اسکی موجودہ مشکلات اور ضرورتوں پر حضرت مخدوم الملۃ کا ایک مبسوط مضمون میں شایع کر چکا ہون۔ اگرچہ اس کے بعد ضرورت نہ تہا کہ مین بھی کچھہ لکہون۔ لیکن محض حصول ثواب کی نیت سے کچھہ کہنا ضروری سمجہتا ہون۔

الحکم کی گذشتہ اشاعت مین بھی مینے اس امر کی طرف قوم کو متوجہ کیا تہا کہ ماہوار مستقل چندون کا پورا انتظام اور التزام کیا جاوے کیونکہ ماہواری اور مستقل اخراجات یکمشت عطیون سے پورے نہین ہو سکتے یہ عطیہ تو آنی اخراجات کے کام آ سکتے ہین

اب عید کی تقریب بالکل قریب ہے یہ موقع ہے کہ احمدی قوم خصوصیت کے ساتہہ اپنے **قومی مدرسہ** کی خبر لے۔ ہر شخص جو احمدی کہلاتا ہے عید فنڈ مین حصہ لے اور عام طور پر ایک روپیہ فی کس یا علی قدر مراتب کم و بیش ضرور دے۔ قربانی کی کہالون کا یہ انتظام کیا جاوے کہ ہر شہر کی انجمن احمدیہ خود واحد یون سے کہالین جمع کر کے انکو فروخت کر دے اور قیمت ان کی فنڈ مین بہیجدے۔

چونکہ آیندہ کیلئے جیسا کہ پہلے ہی صفحہ سے معلوم ہوتا ہے انتظام اب کمیٹی کی سپرد کیا گیا ہے۔ اسلئے عالیجناب نواب محمد علیخان صاحب کے نام کسی قسم کی رقوم متعلق مدرسہ ارسال کرنیکی ضرورت نہین ہے بلکہ مدرسہ کے متعلق کل روپیہ براہ راست ناظم مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

اسقدر اطلاع کے بعد مین یہ کہنا بھی ضروری سمجہتا ہون کہ حضرت مخدوم الملۃ نے دو ہزار روپیہ قوم سے مانگا ہے۔ اس روپیہ کو عید فنڈ یا مستقل ماہوار چندون سے کوئی تعلق نہین ہے بلکہ یہ اس سے الگ ہے جو مدرسہ کی بعض مشکلات مالی کے انسداد کیلئے ہے اسلئے جسقدر جلد ممکن ہو یہ روپیہ فراہم ہو جانا چاہیئے۔ الحکم کے ناظرین اگر توجہ کرین تو مین سمجہتا ہون یہ رقم صرف یہی جماعت پورا کر سکتی ہے اور بڑی آسانی کے ساتہہ۔ پس مین الحکم کی برادری سے جو نو سو کے قریب ہے خصوصیت سے درخواست کرتا ہون کہ وہ اس دو ہزار کی رقم کو پورا کرنے کیلئے وہی بیڑا اٹہائین۔

اور اس خیال سے کہ مین خود بھی اس برادری مین داخل ہون دو روپیہ اس مد مین داخل کرتا ہون۔ اگر دو دو روپیہ کل ناظرین الحکم بہیجدین تو ایک دن مین دو ہزار روپیہ ناظرین الحکم سے مدرسہ کو مل جاویگا کیا مین اپنے محترم ناظرین سے امید رکہون ؟ کہ وہ اس کار خیر مین میرے ساتہہ شریک ہون۔

ناظرین الحکم مین سے جو بزرگ چندہ بہیجین وہ منی آرڈر کے کوپن پر خریدار الحکم ضرور لکہدین تاکہ اس تحریک کے اثر کا اندازہ ہو سکے اور رسید سہولت سے دی جا سکے۔

اس تحریک کو ختم کرنے سے پہلے مین پہر کہنا چاہتا ہون کہ عید فنڈ اور **قربانی کی کہالون** کا انتظام مستعدی کے ساتہہ کیا جاوے۔

مراسلت

آبیل مجھے مار

مدت ہوئی کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا معزز اور قابل قدر میگزین عیسائی صاحبان کو ہر ایک قلمی میدان بازی مین لاجواب کر چکا تہا مگر ۵ - ۱۲ جنوری ۱۹۰۵ء کے اخبار طبیب عام کے مندرجہ مضمون بعنوان "مسیح کی عظمت اور قادیانی حملہ" کے پڑہنے سے شبہ پڑتا ہے کہ ابہی اس مذہب کے بعض پیروون مین رہا سہا حوصلہ باقی ہے افسوس کہ مضمون نگار صاحب جو اپنی محدود لیاقت کیوجہ سے خواہ مخواہ آبیل مجھے مار کے مصداق بنے ہین۔ مسیح کی تعلیم کا کوئی اچہا نمونہ نہ دکہا سکے آپ ریویو آف ریلیجنز کے مضامین متعلقہ ذنب پر پرلے درجہ کے ناراض ہین یہان تک کہ ریویو جیسے ناصح مشفق کو لفظ دشمن سے موسوم کیا گیا ہے۔ اور بڑی بے باکی کے ساتہہ لکہتے ہین کہ "نبیون کی نکتہ چینی ضروری امر تہا" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر ہوٹال صاحب واعظ انجیل ۱۶ تا ۱۸ الہ علاقہ بانسے انجیل کو پڑہا ہی نہین جب نکتہ چینی ضروری امر ہے تو پہر مسیح نے فقیہون کی نشان طلبی پر ان دشنام آمیز الفاظ مین کیون انکار کیا کہ "اس زمانہ کے بد اور حرامکار لوگ نشان ڈہونڈہتے ہین" کیا فقیہون کے پر کہنا اور نکتہ چینی ضروری امر نہ تہا۔ ہمین راقم مضمون کا شکریہ تو ادا کرنا چاہیئے جو انہون نے اپنے اس ریمارک سے ہمارے لئے بہی راہ صاف کر دی امید ہے کہ مسیحی صاحبان آیندہ اپنے فرضی خدا کی جانچ پڑتال پر برانہ منائینگے کاش کہ مسٹر ہوٹال صاحب ذنب کی بحث کو غور سے پڑہکر فیصلہ کرتے ریویو آف ریلیجنز نے جس خوبی سے اس بحث کو نباہا ہے وہ ہر پہلو سے صحیح اور قابل تسلیم ہے مگر مشکل تو یہ ہے کہ ہمارے مسیحی دوست اتنا مادہ ہی نہین رکہتے جو ایک آسان اور بالکل آسان بات کو آسانی سے سمجہ سکین گویا ان کیلئے کسی بات کا سمجہنا ایسا ہی مشکل ہے جیسا ہنس کیلئے باجا۔ لفظ ذنبک پر جو اعتراض کیا کرتے ہین وہ انکی سراسر نافہمی ہے سورہ فتح کو اگر غور سے پڑہا جائے تو پہر امید نہین کہ کوئی اعتراض پیدا ہو اسمین تو ان غیر مودب لوگون اور بعض کمزور طبیعتون کے ذنب کا تذکرہ ہے یہ آیت انا ارسلناک شاھدا و مبشرا و نذیرا لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ - اور آیت سیقول لک المخلفون من الاعراب شغلتنا اموالنا واھلونا فاستغفر لنا مین مخاطب اور بیان کئے گئے ہین لہٰذا ان مین سے جو کامل ایمان لاکر اپنی کمزوریون اور قصورون کا اعتراف کرنے لگے تو خداوند کریم نے آنحضرت کو بذریعہ وحی اطلاع دی کہ ان بے قصور وارون کے تمام سابقہ قصور معاف کر دیئے گئے ہین - اور یہ وہی لوگ ہین جو آیت لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم واثابھم فتحا قریبا مین مذکور ہین وہ کرار اس سورہ شریف مین جو لفظ ما تاخر ہے یہ ایک پیشگوئی کے طور پر واقع ہوا ہے اسمین ان لوگون کا ذکر ہے جو آنحضرت کے بعد ایمان لاکر اپنی تمام گذشتہ شوخیون اور گستاخیون کو چہوڑ دیا کرینگے سو بیشک اس پیشگوئی مین بہی لوگ مضمر ہین جنکی تصریح آیت وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصلحت منھم مغفرۃ واجرا عظیما سے ہی ہوتی ہے کیا مسٹر ہوٹال صاحب معترض اور ایڈیٹر صاحب طبیب عام انجیل سے کوئی ایسی پیشگوئی تلاش کرکے دکہا سکتے ہین ؟ مگر اتنا کرین کہ تلاش کرتے وقت انجیل کی دیگر متعدد پیشگوئیون کے علاوہ انجیل یوحنا کے باب ۱۶ کی اس آیت "لیکن جب وہ یعنے روح حق آوے تو وہ تمہین ساری سچائی کی راہ بتا دے گی اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی جو کچھہ وہ سنیگی سو کہے گی۔ اور آیندہ کی خبرین دے گی" کو نظر انداز نہ کرین تاکہ ہم معلوم کر سکین عیسائی صاحبان زبان تک انجیل پر عمل کرتے ہین۔

غرضیکہ نامہ نگار صاحب نے از حد کوشش کی ہے کہ جسطرح ہو سکے عصمت کا تاج اکیلے مسیح کے ہی سر پر رکہا جائے مگر ہم اناجیل کو تدبر کے ساتہہ پڑہنے سے فورا اس نتیجہ پر پہونچ جاتے ہین کہ عیسائی صاحبون کی یہ کوشش اور تگ و دو محض تضیع اوقات اور خواہ مخواہ کی سر دردی ہے۔

مثلاً انجیل مصنفہ متی باب ۱۹ کی آیت ۱۷ کو ہی دیکہئے اور اس نے (یعنے مسیح نے) اس سے کہا تو کیون مجہے نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہین مگر ایک یعنے خدا۔ اس آیت سے ایک نہین بلکہ دو معنے حل ہوتے ہین ایک یہ کہ مسیح کو اپنی اندرونی حالت پر کافی اطلاع تہی جب سے وہ خود نیک کہلانے سے انکار کرتا تہا۔ دوسرا اس آیت سے یہ ہی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح خدا نہین تہا صرف ایک انسان ہی تہا۔ ورنہ انکار کرنے کے بعد "ایک یعنے خدا" کے اضافہ کی کیا ضرورت تہی۔ ہان قرآن کریم نے جس مسیح کو پیش کیا ہے وہ فی الواقع خدا کا رسول اور برحق نبی تہا۔ ماناکہ انجیل مین بہی اسی ابن مریم کا ذکر ہے جو قرآن حمید مین بیان کیا گیا ہے۔ مگر ہمین انجیل کے جانچنے پر کہین اسلی خدائی کا پتہ نہین لگتا۔ چنانچہ انجیل متی باب ۸ مین لکہا ہے "اور یسوع نے اس سے کہا کہ لومڑیون کیلئے ماندین اور پرندون کیواسطے بسیرے پر ابن آدم کیلئے جگہہ نہین جہان اپنا سر دہرے"۔ یہ ہے عیسائی صاحبان کا خدا جو لومڑی ایسے ناچیز جانور کو ترجیح دیکر اپنی بے سرو سامانی پر افسوس کرتا ہے۔ اب ہم جب انجیل کے بیان کردہ خدا کے مقابل قرآن شریف کو پڑہتے ہین تو اسمین ایک ایسے زبردست اور وحدہ لا شریک خدا کو پاتے ہین جلہ ما فی السموات وما فی الارض جیسی تمام دیگر صفات سے موصوف ہے۔ اور یہ وہی حقیقی خدا ہے جو انجیلی خدا کے صلیبی موقع پر ایلی ایلی کرکے پکار اٹہا۔

اخیر امید کیجاتی ہے کہ یسوعی صاحبان آیندہ سوچ سمجہکر اعتراضات پر جرأت کیا کرینگے

www.aaiil.org

استفسار اور ان کے جواب

(۱) عید کی نمازکی ہر دو رکعت مین تکبیرین سات اور پانچ قبل از قرأت کہنی چاہئیں ؟ یا ۴ پہلی رکعت مین قبل از رکعت اور دوسری رکعت مین چار قبل از رکوع - خود آپ کا عمل کس پر ہے اور کیون ؟ یعنی دوسرے طریقہ کے چھوڑنے کی کیا وجہ ہے ؟

(۲) قربانی کس پر واجب ہے ؟ کیا صاحب نصاب پر ؟ نصاب کتنا آجکل کے سکہ کے موافق ؟ نصاب نامی یا غیر نامی ؟ بیل زمین وغیرہ بھی نصاب مین آسکتی ہین یا صرف زر و سیم ؟

(۳) قربانی اپنے نابالغ بچون کیطرف سے بھی (جیسا کہ صدقہ فطر) علیحدہ دینی چاہیئے یا ایک ہی قربانی کافی ہے -

(۴) قربانی کرنیوالا شروع چاند سے حجامت نہ کرا لے کہ یہ مستحبات سے ہے یا سنت واجب ؟

(۵) بکری بھیڑ اہلحدیث کے نزدیک ۲ برس کی جایز ہے فقہا کے نزدیک ایک برس کی - آپ کا فیصلہ ؟

(۶) قربانی کی کھال فروخت کرنیکی حدیث مین ممانعت ہے بلکہ یہ کہ گویا اس نے قربانی نہین کی ہم چاہتے ہین کہ کھال فروخت کر کے قیمت دارالامان بھیجدین - فرمایئے ؟ اگر اجازت ہے تو دلیل ؟

(۷) قربانی عید سے بعد کتنے دن تک جایز ہے اہلحدیث کے نزدیک ۱۳ تاریخ تک اور فقہا کے نزدیک ۱۲ تاریخ تک - کس پر عمل کرنا چاہیئے

(۸) نماز خسوف باجماعت قرأت جہر سے ہو یا علیحدہ علیحدہ پڑھین اور بعد از ان خطبہ بھی جایز ہے یا نہین - مین خیال کرتا ہون دارالامان مین نماز کسوف بھی باجماعت قرأت جہر سے کبھی ادا نہین کیگئی حالانکہ سنت رسول صلعم سے ثابت ہے ؟

جوابات

ع۱ - عید کی نماز مین جو تکبیرین آئی ہین انمین علماء کا اختلاف ہے جیسا آپ نے ذکر کیا - مگر مین اس روایت کو ترجیح دیتا ہون جسمین پہلی رکعت مین قرأت سے پہلے سات تکبیرین اور دوسری مین قرأت سے پہلے پانچ تکبیرین آئی ہین حنفیہ کا مذہب کہ پہلی رکعت مین قبل قرأت اور دوسری مین بعد قرأت کہتے یہ بھی تابعین سے ثابت ہے گر ہم پہلی روایت کو ترجیح دیتے اور اسپر عملدرآمد ہے - کیون ؟ کا جواب یہ ہے کہ فقہا محدثین اور مدینہ طیبہ کا عملدرآمد یہی ہے جسکو ہم ترجیح دیتے ہین -

ع۲ - قربانی کی نسبت وجوب اور نصاب اور پھر نصاب مین تفرقہ نامی اور غیر نامی کا کوئی نہین اسواسطے مین آپ قربانی کو ایک امر مسنون یقین کرتا ہون - اور تمام گھرانے کی طرف سے ایک ہی قربانی دو مینڈھوں کی قربانی مسنون ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر یہی کرتے تھے ہان اپنے حجۃ الوداع مین بی بیون کیطرف سے بھی علیحدہ قربانی فرمائی ہے مگر جبکہ امر مسنون ہے تو اسپر زیادہ بحث کی ضرورت نہین - نصاب آجکل کے سکہ کے مطابق [illegible] روپیہ ہوتے مگر قربانی کو اسمین دخل نہین کیونکہ نبی کریم قربانی کرتے اور صاحب زکوۃ نہ تھے اور حضرت ابراہیم بے ریب بہت بڑے عظیم الشان دولتمند تھے جن کے وقت اس قربانی کا [illegible]

ع۳ - قربانی بچون کی طرف سے بھی ہو سکتی ہے [illegible] ابوداؤد اور موطا مین بہت سی حدیثین ہین جن [illegible] کہ تمام گھر کی طرف سے قربانی ہو سکتی ہے

ع۴ - قربانی کرنیوالا شروع چاند سے حجامت [illegible] اسکا ثبوت احادیث سے [illegible] حجامت نہ کرنا فرض یا واجب یا سنت ہی ہے یہ فہم سے بہت بعید ہے اسکا جواب نہین دیا جا سکتا -

ع۵ - مین آپ بکری اور دنبہ کی نسبت تحقیق رکھتا ہون کہ بکری دو برس سے کم کی نہ ہو اور دنبہ ایک برس سے کم نہ ہو [illegible] مگر ہمارے ملک مین بھیڑ [illegible] نہین اور نہ [illegible] کا نام [illegible] ان کو کہتے ہین جو [illegible] تحقیقات کیا ہے وہ لکھتے ہین کہ اس بھیڑ کو ہم نہین جانتے اور زیادہ سے زیادہ اسکو ایک قسم کی بکری کہتے ہین - مین نہین سمجھتا کہ [illegible] ہمارے ملک کی بھیڑ بکری مین داخل کر کے دو برس میعاد مقرر کرتا ہون - اور دنبہ کو ایک برس مین اور یہی شریعت سے ثابت ہے -

ع۶ - قربانی کی کھال فروخت کرنیکی ممانعت ہم نے حدیث مین نہین دیکھی آپ نے لکھی ہے - اگر آپ کوئی حدیث [illegible] مین لکھ دین تو پھر ہم توجہ کرین گے - کیونکہ قربانی کی کھال گھر مین بھی رکھنا جایز ہے - کیونکہ قربانی تو ذبح کا نام ہے - خود ہم نے بکرا پہلے اپنے گھر مین رکھ لیا ہے - اراقت الدم کا نام قربانی ہے - اس کے بعد جو کچھ رہتا ہے خواہ وہ سارا رکھے -

ع۷ - قربانی ہمارے نزدیک ۱۲ تاریخ تک جایز ہے ہان فقہانے ۱۳ تاریخ بھی رکھی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تامل مین ضرور اہماسین کچھ فرق ہوا ہے -

ع۸ - نماز خسوف باجماعت جہری قرأت سے پڑھنا مسنون ہے - اور اس کے بعد خطبہ بھی ہے - یہ تو عام کتب احادیث مین مندرج ہے - چھوٹی سی جھوٹی بلوغ المرام ہے اسمین کافی بحث ہے - دارالامان مین خسوف اور کسوف دونو جماعت سے پڑھی جاتی اور یہان بھی رواج ہے - ہان یہ جماعت مسنون ہے فرض نہین - نورالدین

نوٹ از راقم الحروف - آپ کے اس آخری اعتراض پر تعجب ہے یہان تو کسوف و خسوف کی نمازین باجماعت ہمیشہ پڑھی جاتی ہین اور ساتھ صدقہ و خیرات بھی کیا جاتا ہے، ہان اگر کوئی شخص بیمار ہو یا کسی اور باعث سے مجبور ہو تو وہ معذور سمجھا جاتا ہے - فضل الرحمن

مفید اور دلچسپ رائین

صنعتی تعلیم پر ہفتہ کار ایڈیٹر اتحاد لکھتا ہے -

صنعت و حرفت کی تعلیم پر زور دینا تو درکنار ابھی کانفرنس مین اس کے خلاف تحریک کیگئی جس سے زیادہ کوئی حیرت انگیز کارروائی نہین ہو سکتی - یورپ کی ٹیکنیکل انجینرنگ تو بڑی چیز ہے مگر مین تو خیال کرتا ہون کہ ہمین معمولی قسم کی انجنیری یعنی لوہاری - سناری - بڑھئی کے کام اور درزی گری کی تعلیم کیلیئے بھی مدارس کھولنے چاہیئے - سچ پوچھئے تو یہ پیشہ اب معمولی قسم کی کلرکی سے زیادہ مفید ہین اور ہندوستان کی خوش اقبالی ہوا گر ہندوستانی [illegible] مڈل یا انٹرینس پاس کر کے ان کامون کو سیکھنے لگین ان پیشون کو اگر پڑھے لکھے لوگ اختیار کرنے لگین تو ان کو اصولاً زیادہ ترقی دینگے اور ان کامون کی وقعت و عزت بڑھاوینگے آزادی و خودمختاری کی زندگی بسر کرین گے کام زیادہ اچھا اور دولتمند بھی ہو سکین گے اور یہی لوگ اسوقت بڑے اور اعلی درجہ کے انجنیر بن جائینگے جب ہندوستان مین ٹکنیکس کو ترقی ہوگی -

صنعتی تعلیم اور ملکی صنعتون پر معزز ہمعصر ہندوستان نے ایک دلچسپ نوٹ لکھا ہے - آجکل لاہور مین موٹر سائیکل (انجن سے چلنے والے بائیسکل) بھی آگئے ہین کل ایک نوجوان موٹر سائیکل پر سوار تیزی سے جا رہا تھا انجن کی بھب بھب نے کتون کو متوجہ کیا جو دور تک موٹر سائیکل اور اسکے سوار کے پیچھے بھونکتے دوڑے چلے گئے -

مجھے حیرت ہوئی کہ کیا ہندوستانی کتون کے دلون مین بھی حب الوطنی کا اسقدر مادہ ہو گیا ہے کہ وہ اس ملک مین غیر ملکی صنعتون کو معراج پاتے دیکھنا گوارا نہین کر سکتے !

نشان متقین

فتح مقدمات کے ذریعہ جو عظیم الشان نشان پیدا ہوا ہے جس نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی حقانیت اور صداقت پران لوگون کی نظر مین جو باوجود مسلمان کہلانے کے اس کو ایک افترا اور انسانی دل و دماغ کا نتیجہ سمجھتے تھے خدائی مہر کر دی ہے اور اسلام کے مخالفون کی نظر مین اسلام - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی سچائی پر زبردست گواہ ٹھہرا ہے - اور اس نے ثابت کر دیا ہے کہ یہی تحقیقت الہی تائیدات اور تصرفات کا اسلام سچا نمونہ ہے کیونکہ اگر یہ سلسلہ فی الحقیقت انسانی منصوبہ بازی اور تدابیر کا نتیجہ ہوتا تو ایسی صورت مین کہ کل ملک کے لوگ اس کے دشمن اور ہلاک کرنے کی فکر مین تھے ضروری تھا کہ خدا تعالی بھی جس کے منشاء اور ارادہ کے خلاف یہ سلسلہ تھا اس کا دشمن ہوتا اور پھر اس کے ہلاک ہونے اور نام و نشان مٹ جانے مین کچھ بھی شک و شبہ نہ رہتا مگر اسکی کامیابی اور پھر قبل از وقت مشہور کردہ کامیابی (جو بطور پیشگوئی شایع کیگئی تھی) نے بتا دیا ہے کہ وہ سب جھوٹے ہین جو کہتے ہین

کہ یہ سلسلہ خدا کی طرف سے نہین

واقعی غور کرنیکا مقام ہے کہ کیا کوئی ایسا مفتری کذاب کامیاب ہو سکتا ہے جو باوجودیکہ (بقول مخالفین) مصائب اور مشکلات مین گرفتار ہو اور پھر بھی الہامات اور پیشگوئیان شایع کرتا جاوے؟ یہ طاقت اور حوصلہ مفتری اور کذاب کو مل سکتا ہی نہین - یہ امر مخصوص ہے خدا تعالی کے مامورون اور برگزیدہ رسولون سے

عرض

کچھ شک نہین یہ عظیم الشان نشان اس قابل ہو کہ ہمیشہ تک اسے زندہ رکھا جاوے اور کسی مفید یادگار کی صورت مین نمایان رہے خدا تعالی کا شکر ہے کہ میری پہلی تحریک پر قوم مین اس کے متعلق حرکت پیدا ہو گئی ہے - اگرچہ ابھی اس حرکت کی سرسراہٹ ہے مگر مین یقین کرتا ہون کہ اس سرسراہٹ کا نتیجہ مفید ہوگا - سردست اس امر پر بحث کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ یہ یادگار کس رنگ مین ہو - فی الحال اس مد مین حضرت حکیم الامت کے نام روپیہ بھیجا جاوے جب ایک معقول رقم جمع ہو جاوے گی اس وقت حضرت حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ایماء اور اشارہ کے موافق بزرگان ملت جو تجویز کرین گے وہ ہر حال مفید اور بابرکت اور خدا تعالی کی منشاء کے موافق ہوگی صنعتی شاخ کا سوال بھی ہے اس کے علاوہ توسیع مسجد اور کشتی نوح والا موعودہ مکان جو بجائے خود ایک نشان ہے کیونکہ اس کے متعلق بھی پیشگوئی تھی - وغیرہ وغیرہ -

بہر حال جو امر مفید ہوگا اس پر روپیہ صرف ہوگا اس مد مین جن بزرگون نے حضرت حکیم الامت کی خدمت مین روپیہ بھیجا ہے اسکی رسید دوسری جگہ چھپا دیدی ہے - آیندہ ہفتہ وار اس ملک اور مدرسکی امداد کی رسید الحکم مین شایع ہوتی رہیگی [illegible]

ناظرین کے ساتھ پانچ منٹ

نماز کی حقیقت - یہ کتاب میں اپنی جلد مکمل کرونگا بلکہ بعض احباب نے اکثر متنازعہ فیہ مسایل پر مجھے متوجہ کیا۔ فقہ احمدی کا کام میرے جیسے ہیچمرز کا نہین تاہم جہانتک مجھسے بن پڑیگا بزرگان ملت خصوصاً حکیم الامت سے استفادہ کرکے مین ضروری مسائل متعلقہ نماز پر بحث کرونگا انشاء اللہ اسلئے جو صاحبان کوئی اعتراض یا قابل حل مسئلہ سمجھتے ہون وہ لکھ بھیجین - معزز احمدی گجرات نامہ نگار نے چند امور پیش کئے ہین مین انشاء اللہ انکا لحاظ رکھونگا مگر وہ مجھسے مناقشہ اور متکلم کا کام لینا چاہتے ہین جو دونو امر میں اپنی طاقت سے بڑھکر پاتا ہون بہرحال دعا کرین۔

مستقل خریداران کتب - باوجود دیکہ مینے متواتر اعلان کیا تھا کہ جو لوگ دفتر الحکم کی شایع کردہ کتب کے خریدار مستقل نہ رہنا چاہتے ہون اطلاع دین لیکن اس اطلاع نہ دینے پر کارخانہ الحکم جنکو مستقل خریدار تصور کرتا ہے اور انہون نے بھی محض اسی وجہ سے اطلاع نہین دی اگر شایع شدہ کتاب نہ بہیجے تو جلد اطلاع دین کیونکہ مین لیے یہان کی کتابین سردست اسیقدر چھپا کرونگا جسقدر مستقل خریدار ہونگے

بذریعہ تار درخواست - الحکم کے ناظرین اس امر کو سنکر کسقدر خوش ہونگے کہ ان کے محبوب اور معشوق کارخانہ کی تالیفات ایسی عزیز سمجھی جانے لگی ہین کہ بذریعہ تار درخواست سیالکوٹ سے وارے عاشق زار [illegible] پیدا ہو چلے ہین - الحمد للہ علی ذالک

توسیع اشاعت - الحکم کی توسیع اشاعت مین ہفتہ زیر اشاعت مین چودھری غلام احمد صاحب بی۔ اے نے کشمیر سے اور حافظ نور احمد صاحب نے مستقل خریدار بہم پہنچا کر اعانت فرمائی اور علاوہ بریں چند احباب نے براہ راست شرف قبولیت بخشا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

تفسیر القرآن کا ناہموار نمبر چھپ رہا ہے۔ کارخانہ الحکم مین پریس پر گنجایش ہونے کی وجہ سے بعض دوسرے رسالہ کی کاپیان دوسرے مطبع مین دینے کی ضرورت پڑی ہے، خدا نے چاہا تو جلد مشکلات چھپائی کا بھی خاتمہ ہو جائیگا خدا کے فضل سے کیا کچھ آسان نہین ہوا۔

سلک مروارید - حصہ دوم اور نماز کی حقیقت طبع ہونے شروع ہو گئے ہین۔

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بحمد للہ اچھی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقدمات کے فیصلہ پر ایک رسالہ الکتبا تجویز فرمایا ہے۔

۲- بزرگان ملت کی صحت بھی اچھی ہے حضرت حکیم الامۃ کی طبیعت اس روز سے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انکی صحت کی نسبت الہام ہوا بہت اچھی ہے۔ درس کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا ہے۔

۳- ہفتہ زیر اشاعت مین موسمی حالت بدستور سردی خوب چمکی۔ برفباری کا نمونہ نظر آیا۔ بعض بعض دن لوگون کا پانی یخ بستہ ہو گیا لوگون کیلئے ایک تماشا اور اچنبا تہا بعض نے دودھ کی قلفیان بناکر کہائین۔ ابھی تک آسمان پورا صاف نہین۔

۴- قادیان مین امرتسر بٹالہ کے حوالہ سے عام بازاری افواہ تہی کہ ۱۸ فروری کو خطرناک برفباری ہوگی کسی نے ہلالی کی۔ لاہور مین بھی ایسی افواہین اڑین جسکی تردید اخبارات کو کرنی پڑی۔

۵- یکم فروری کو قبل ظہر اعلیٰ حضرت نے مندرجہ ذیل الہامات اور رویا سنائے

الہامات و رویا

۱- انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون

۲- انی مع الروح معک ومع اہلک

رویا - ایک کاغذ دکہایا گیا جسمین کچھ سطور فارسی خط مین ہیں اور سب انگریزی میں لکھا ہوا ہے جسکا مطلب یہ سمجھ مین آیا کہ جسقدر روپیہ نکلتا ہے سب دیدیا جاویگا۔

۶- الہ داد ایک شخص گوجرانوالہ کے ضلع کا باشندہ داخل بیعت ہوا اور اس نے تبرکاً حضور سے قرآن شریف پڑھنا چاہا حضور نے سورۃ فاتحہ اسے پڑھائی۔

۷- مدرسہ تعلیم الاسلام کے جدید انتظام کے متعلق صفحہ اول پر ایک مضمون حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کا دیا گیا ہے۔

۸- مالیر کوٹلہ سے ایک معزز رئیس نے لکھا کہ ایک مولویصاحب اتفاق سے انہین ملگئے ہین اسلئے وہ قادیان آکر تحقیق حق چاہتے ہین۔ جواب مین اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ بے شک وہ آجائین تحقیق حق کیلئے سائلین کا دروازہ کہلا ہے وہ تحریری سوال کرین جواب تحریری دیدیا جاویگا۔ اس کے لئے یہان آنا بھی چندان ضرور نہین۔ ہان بصورت مباحثہ کوئی امر نہین ہو سکتا کیونکہ اسمین اصل مقصد ہار جیت ہوتی ہے اسلئے اعلام الہی کے موافق انجام آتھم مین وہ سلسلہ بند کر دیا گیا ہے۔

تحصیلدار صاحب بٹالہ

۱- جناب منشی بسنت لال صاحب انچارج تحصیلدار بٹالہ لالہ موتی لال صاحب کے واپس آنے پر تحصیل بٹالہ کے چارج سے سبکدوش ہوئے۔ منشی بسنت لال صاحب کی نسبت عام طور پر رعایا مین اظہار خوشنودی ہے۔ انکی انصاف پسند اور بے لاگ طبیعت سے لوگ بہت خوش ہین۔ اور لالہ موتی لال صاحب کی غیر حاضری رعایا نے محسوس نہین کی۔ مین انکے متعلق پہر لکھونگا فی الحال اسیقدر کہنا کافی ہے کہ وہ تحصیل بڑی ہی خوش قسمت ہوگی جہان منشی صاحب موصوف تشریف لیجاتے ہین تحصیل بٹالہ کا چارج پہر لالہ موتی لال صاحب نے لیا ہے۔ لالہ صاحب موصوف کے متعلق تو کچھ کہنا ہی تحصیل حاصل ہے آپ کے اخلاقی اور شریفانہ برتاؤ کے لوگ پہلے ہی سے مداح ہین ہان مجھے نیازمندانہ طور پر شکایت ہے کہ انکی موجودگی مین **قادیان** کی صفائی اور سڑک بٹالہ کے پختہ کئے جانے پر پوری توجہ نہونا افسوسناک امر ہے بحالیکہ انہین رفاہ عام کا بہت بڑا خیال اور وہ دل سے چاہتے ہین کہ پبلک کی تکالیف عامہ کا انسداد ہو خوش قسمتی سے لالہ صاحب موصوف پہر تشریف لائے ہین امید ہے کہ وہ اپنے نائب سے شروع کئے ہوئے کام کو مکمل کرنے کی سعی کرین گے جسکی مجھے انکی ذات سے بہت بڑی توقع ہے۔ اگر انکی موجودگی مین یہ کام نہوئے تو پہر کب امید کرنی چاہئے

تحصیلدار صاحب بٹالہ کی توجہ موجہ کیلئے مین ایک اور امر بھی پیش کرنا چاہتا ہون اور وہ یہ ہے کہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے متصل ایک بڑی ڈہاب ہے جو قواعد حفظ صحت کے رو سے **ملیریا فیور** کے انجرات اپنے اندر رکہتی ہے چنانچہ عالیجناب سول سرجن صاحب بہادر گورداسپور نے بھی ضروری سمجھا تہا کہ اسے پر کرا دیا جاوے اگر لالہ صاحب قادیان تشریف لاکر اس ضرورت پر غور کرین تو بہت بڑا احسان ان کا پبلک پر ہوگا۔ اور ایک کار خیر ان کے زمانہ کی یادگار رہجائیگا۔ چونکہ لالہ صاحب الحکم کی رائون اور نیازمندانہ التجاؤن پر محض اس لحاظ سے کہ وہ پبلک گوڈ کا پہلو لئے ہوئے ہوتی ہین غور فرمایا کرتے ہین اسلئے یہ امور پیش کئے گئے ہین۔

افسر مال ضلع گورداسپور کی توجہ طلب

مجھے یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی ہے کہ ضلع گورداسپور کی مال افسری شیخ فیروز الدین ایسے فہیم اور باخبر شخص کے ہاتھ مین ہے۔ اس لئے مین امید کرتا ہون کہ وہ اس نوٹ کو کمال توجہ اور غور سے پڑہین گے۔

تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور مین حلقہ لیل کلان کا پٹواری بنڈ یداس فوت ہو گیا ہے جسکے لئے تجویز انعام ہو چکی تہی۔ امید کیجاتی ہے کہ بنڈیداس کے یتیم بچون کے ساتھ محکمہ مال خاص سلوک کریگا اور وہ انعام جو اسکے لئے تجویز ہوا تہا ان کو دیا جائیگا اسوقت مجھے اسکے سوا اس امر پر روشنی ڈالنی ہے کہ اس خالی شدہ حلقہ پر کسی کو متعین کیا جاوے اگرچہ افسر مال صاحب اپنی منصبی حیثیت کے لحاظ سے مجھ سے زیادہ باخبر اور واقف ہونگے لیکن مین اپنی مقامی واقفیت کی بنا پر ایک شخص کا نام پیش کرنا چاہتا ہون اور وہ **پنڈت شلنکر داس صاحب لیٹ پنشنر افسر مال رئیس قادیان کے صاحبزادہ پنڈت سری ناتھ سہائے** ہین۔ پنڈت شلنکرداس صاحب نے اپنے دوران ملازمت مین محکمہ مال کی بہت کچھ خدمات کی ہین جو ان کے سندات سے عیان ہین ان خدمات کی صلہ مین انکی بیٹے کے ساتھ کوئی خاص سلوک ہونا چاہئے تہا۔ لیکن ایک یتیم اور بیخبر بچہ اس بیبسی کی حالت مین پڑا رہا اب جبکہ وہ بالغ اور ہونہار ہے اور امتحان پٹوار جو کہ محکمہ مال کے داخلہ کا دروازہ ہے پاس کر چکا ہے تو کوئی وجہ نہین کہ اس کے حقوق پر نظر کرکے اوسکی تقرری اس حلقہ **لیل کلان** مین نہو۔ مین تحصیل بٹالہ کے ذمہ وار افسر جناب تحصیلدار صاحب اور علاقہ کے گرداور دیوان جگن ناتھ صاحب سے امید کرتا ہون کہ وہ اپنی مناسب رپورٹ مین پرزور الفاظ مین اس نوجوان امیدوار کیلئے بلحاظ اس کے خاندانی حقوق کے سفارش کرین گے اور افسر مال صاحب سے تو مجھے پوری امید ہے کہ انہین حق بحق دار رسانید کی کوشش سے دریغ نہوگا پنڈت سری ناتھ سہائے کا تقرر اس حلقہ پر محکمہ مال کے تمام دیسی افسرونکیلئے اطمینان اور خوشی کا موجب ہوگا مجھے امید ہے زیادہ لکھنے کی حاجت نہوگی اور یہ مختصر نوٹ ہی کافی سمجھا جائیگا۔

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

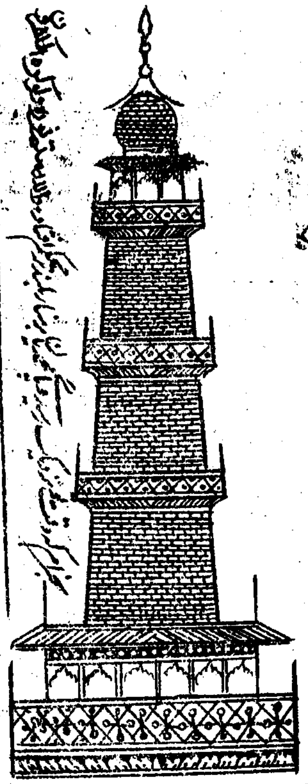

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

انه اوی القریة

الحکم

دعا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی	چہ گویم با تو از آلاے جہاں در قادیان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

{پیشگی قیمت سالانہ} (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ
(۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والون سے ہے /۱۲
(۴) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والی لوگون سے عہ /۱۲

نمبر ۶ | دارالامان قادیان مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۰۵ء مطابق ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

(۱) قصیدہ صفحہ اول (۲) ایڈیٹوریل نوٹس صفحہ ۲
(۳) مولوی ثناء اللہ امرتسری کی پردہ دری صفحہ ۳ سے ۵
(۴) دارالامان کا ہفتہ صفحہ ۵
(۵) مدرسہ تعلیم الاسلام اور عید فنڈ ۵
(۶) وصولی زرچندہ ۵
(۷) ناظرین کے ساتھ پانچ منٹ ۵
(۸) مثیل المسیح کی صداقت پر ایک قومی شہادت ۶
(۹) تفسیر القرآن کے خریدارون کو بشارت ۸
(۱۱) انجیل کا معقول اندازہ ۷
(۱۲) اشتہارات ۸ (۱۳) النصرة الحق ۹ و ۱۰
(۱۴) ریمارک ۱۱
(۱۵) استفسار اور ان کے جواب ۱۱
(۱۶) مراسلات ۱۲
(۱۷) مین مسلمان کیون ہوا ۱۲

قصیدہ

(از مولوی وزیر الدین صاحب)

یارب مدام شاد زید میرزائے ما
کز فیض اوست رونق بستان سرائے ما
کو اندرین زمانہ نیا ورد نور حق
گردید سے چراغ ہمہ خانہائے ما
اے لوگو سوچو خدا کے لئے ذرا
کیون فتح تم پہ پاتا ہے میدان مین میرزا
کیون عزت اس کو دیتا ہے اللہ ہر ایک بار
ہر معرکہ مین پڑتی ہے تم پر خدا کی مار
تم سارا زور ناخنون تک خرچ کرتے ہو
آخر خدا کی شان کہ میدان مین مرتے ہو
کیا متقی کی شان ہے قرآن مین یہی
ناکام و نامراد ہو اور شاد مفتری
گر متقی ہو تم تو یہ تقوے عجیب ہے
جسپر خدا کی مار ہمیشہ نصیب ہے
مرزا مسیح نہین ہے تو پھر کیون نہ آئے خدا
جلدی نہین پکڑتا بدین کذب و افترا
دشمن تو اس کے لاکھون ہین کچل سارے پست ہین
میدان مین جو نکلتے ہین کھاتے شکست ہین
واللہ یعصمک من الناس ہے سپر
انی مہین کا تیغ ہے اعداد دین کا سر
یہ تیغ پر سپر انہین آتا نظر نہین
ناحق کٹا رہے ہین سر و سینہ و سرین
کیا مفتری پہ فضل الٰہی کا یہی نشان ہے
پچیس سال سے بہمہ عز و شان ہے
کیون حق نے لو تقول قرآن مین کہا
کیا آنجناب کرے بہت سخت افترا
افسوس تم کو کوئی بھی ہوش و خرد نہین
ورنہ وہ کون بات ہے جسکی سند نہین
صادق ہو تم تو پھر تمہین ذلت کی مار کیون
جان توڑ کوششون پہ بھی آخر مین ہار کیون
اے غافلو دکھا رہا ہے حق تمہین نشان
بر شامت گناہ سے ہو تم دیدہ رفتگان
تم ان مقدسون کو سمجھتے ہو رائیگان
حالانکہ انہین حق کے نشانات مین نہان
یہ ہار جیت کچھ بھی نہین بات ہے ضعیف
پر مین تمہین بتاؤن جو ہے نکتہ لطیف
اک واقعہ کی قبل وقوع دے کوئی خبر
پھر اپنے وقت پر ہو کا قبیل جلوہ گر
تہنگ جائین سارا زور لگا کر مخالفین
ہو پیشگوئی پوری علی الرغم اہل کین
زین قسم واقعات کا اعجاز نام ہے
گو ظاہر اک واقعہ معمول عام ہے
ظاہر نظر سے دیکھو تو جیل کی وفات
دنیا کے واقعات مین معمول کی ہی بات
پر پیشگوئیون نے بنایا یہ واقعہ
سرور کائنات کا اک پاک معجزہ
ایسے ہی ہین جناب مسیح کے معجزات
ہین انکی تہ مین قادر مطلق کے معجزات
دو سال قبل کہدیا تہا سب کہولکر
دشمن دلیر دل ہے ولیکن نہین خطر
آخر میری فتح کا مجھکو پیام ہے
کچھ قدر تین ہین اسمین کہ قادر کا کام ہے
آخر کو دیکھتے ہو کہ وہ کون ہے جو آج
فتح و ظفر کا سر پہ سجائے ہوئے ہے تاج
جان توڑ کوششون سے حریف آگئی پہ تنگ
پر کیا کرین کہ ہو نہین سکتا خدا سے جنگ
اپنی دعا مین کرکے فقط قطع جئے نہ سال
تبلا گئے قصوری قصور نظر کا حال
گوئید چون اجل بسر سگ شود سوار
رو سوئے مسجد آورد از شاشہ نابکار
اے نائب رسول خدا با دبر تو جان
ہر روزہ بنگریم ز تو تازہ تر نشان
گفتی کہ برا غیم بر اعدا فتد شکست
امروز دیدہ ایم کہ افتادہ ما ندست
دیروز خلق گفت فلان کس ہو بد است
امروز بر زبان کہ فلان آخرش بد است
دیروز شادمانی اعدا بخندہ بود
امروز سوگواری شان گریہ ما فزود
آنکس کہ بر خلاف تو از خود گواہ شد
بیچارہ مفت در دو جہان رو سیاہ شد
صد شکر حق کہ ہر چہ ز حق بر لبت رسید
امروز بحسبان زلیس پردہ شد پدید
اے کاش آنکہ از تاریخ مان بزیست
تا دیدے در فراست و الہام فرق چیست
ہم لیکھرام رے کجا رفت تا بدید
کین خلق را کست خالق فعال ما یرید
افسوس ہم سوا نکہ است در جہان
تا اعتراف کرد سے الہام ہمان
حیف است بر بصیرت اعدا ز انکار
بینند صد نشان و نگیرند اعتبار
رو سوئے پیشگوئی نیارند سود [illegible]
تا بر کسان عیان نشود راز این نشان
حق پوش کینہ کوش گوارا کنند نام
لاکن ز سر بدر نکنند این خیال خام
بر لب میار شکوہ اعدا و ز بر دل
کین قوم کور و کر شدہ از کینہ و [illegible]
در حضرت مسیح کہ صلوٰة و سلام گو
دست دعا برار رہ بزرگان
یارب چنان شود کہ [illegible]
در قادیان [illegible]
فرزند ار جمند محمد [illegible]
در دو جہان شود [illegible]
یارب برین دعا من آمین کند امام
این است مدعا دل بندہ والسلام

(احمد جان)

ایڈیٹوریل نوٹس

اس عنوان سے میرے ایک مکرم اور محترم بھائی نے جسکا نام ابھی مصلحتاً ظاہر کرنا مناسب نہیں ہے الحکم کیلئے ہفتہ وار کچھ نوٹ بھیجنے کا ارادہ ظاہر فرمایا ہے اللہ تعالےٰ انہیں اس قلمی خدمت الحکم کی توفیق دے وہ پسند فرماتے ہیں کہ انہیں الحکم کا آنریری اسسٹنٹ ایڈیٹر تجویز کیا جاوے میں تو پیدا اسسٹنٹ ایڈیٹر کی ہی تلاش میں رہتا ہوں لیکن جب مجھے آنریری ملے تو خدا تعالیٰ کا اور بھی شکر کرنا چاہیئے۔ ذیل میں جسقدر نوٹ میں درج کرتا ہوں وہ آنریری اسسٹنٹ ایڈیٹر صاحب ہی کے ہیں ایڈیٹر

ایڈیٹوریل نوٹس

(از خاکسار آنریری اسسٹنٹ ایڈیٹر الحکم)

رفع طاعون کیلئے عالمگیر دعائیں اسلام کی فتح اور مسیح موعود کا بول بالا

آج ہم بالخصوص مسلمانوں کے اور بالعموم تمام ہندوستان کے ممتاز اخبارات میں یہ تحریک دیکھتے ہیں کہ طاعون دور ہونے کیلئے خدائے قہار کی تمام عاجز مخلوق کو در درگاہ دعا مانگنی اور اپنے اعمال بد سے سچی توبہ و استغفار کرنی چاہیئے کیونکہ یہ ایک قہر الٰہی ہے جو ہماری بداعمالیوں سیہ کاریوں اور شرارت شعاریوں سے ملک پر نازل ہوا ہے اگر اس کے کچھ مادی اسباب ہوتے تو جیسی جیسی کہ گورنمنٹ نے تدابیر اس کے دفعیہ کیواسطے اختیار کی ہیں اور بالخصوص گورنمنٹ نے لاکھوں کھا روپیہ اس کے مقابلہ میں پانی کیطرح بہایا اور ناخنوں تک کا زور لگایا تو ان سے یہ کبھی کی دفع ہوگئی ہوتی۔ خدا کی شان دنیا کی زبردست سے زبردست طاقتیں اس معاملہ میں عاجز ہیں اور سب نے بالآخر ہار مان لی۔ اور فی الحقیقت ہونا بھی یہی چاہیئے کہ قہر الٰہی کے سامنے انسان اپنی ناچیز طاقتوں کو ہیچ محض تسلیم کرکے اپنے تئیں اسی رحیم و کریم کے رحم پر چھوڑ دے لیکن چشم بصیرت سے کام لینے والے اخبار الملل مصدق دل سے اسپر گواہی دینگے کہ ان دنیاداروں کی اس بارہ میں اب آنکھ کا کھلنا "آنچہ دانا کند کند ناداں لیک بعد از خرابی بسیار" کا مصداق ثابت ہوا کیونکہ یہی آخری تدبیر خدا کے مامور و مرسل مسیح موعود علیہ السلام نے پہلے ہی بتائی تھی بار بار لوگوں کو سمجھایا کہ یہ خدا کا قہر ہے کبھی نہ ٹلیگا جبتک تم سچی توبہ اس کے حضور نہ کروگے اور اپنے میں پاک تبدیلی نہ کروگے۔ بلکہ ایک اشتہار میں صاف جتلایا کہ تم پر تو اتنا تکیہ کرتے ہو جو شرک فی الاسباب کے درجہ تک پہونچ جاتا ہے اور دعا سے کہ وہ بھی شامل تاثیر دوا کے ایک سر الٰہی ہے اسقدر بدظن ہو کہ اسکی مطلق پرواہ نہیں کرتے لیکن آہ! ان نادانوں نے اسوقت خدا کے صادق کا مضحکہ اڑایا اسے مجنون اور سخن پرور قرار دیا کہ لوگوں کو اپنی بات منوانے کیلئے ایسے ڈھکوسلے گھڑا ہے جن سے جہلا دام تزویر میں آجائیں کہ یہ تو بڑا اللہ والا ہے لوگوں کو تقویٰ و طہارت کی نصیحت کرتا ہے۔ آج ہم قسم طنز آمیز کلمات پر اس وقت اللہ تعالیٰ سے سنتا تھا کہ اے نادانو تم کچھ دیر اور منتظر رہو۔ وہ وقت آئیگا جبکہ تمہیں اپنے منہ سے وہ کچھ کہنا پڑیگا جو آج میرا مامور تم سے کہلوانا چاہتا ہے چنانچہ اسوقت ہم دیکھتے ہیں وکیل جیسا اخبار تو بجائے خود رہے پائینیر جیسے نامی گرامی انگریزی جرائد بھی عالمگیر دعا کی تجاویز کسی نہ کسی رنگ میں شائع کر رہے ہیں کوئی بطور ایڈیٹوریل کے اور کوئی مراسلات میں اور کوئی خبروں کے کالموں میں۔ کیوں اسے معزز ناظرین کیا اسے اسلام کی فتح اور مسیح موعود کی فتح نہ کہنا چاہیئے؟

بساکہ دولت از گفتار خیزد

آج اتفاق سے علیگڈھ کے "بلند خیال" اور "مہذب" رسالہ اردوئے معلیٰ کا ایک نمبر (بابت ماہ جنوری ۱۹۰۵ء) ہماری نظر سے گذرا اس کے حصہ نظم میں دیکھتے کیا ہیں کہ کوئی صاحب حضرت ثاقب رئیس آگرہ ہیں انہوں نے اپنی غزل بھی رسالہ میں چھپوا رکھی ہے اور اس کے پاس ہی اک اور صفحہ میں اپنی اہلیہ صاحبہ کی بھی غزل جو عفت تخلص کرتی ہیں۔ کلام بلاشبہ ان صاحبہ کا قابل داد ہے مگر ہمیں یہ بات سخت ناگوار معلوم ہوئی کہ ایک شریف پردہ نشین کی غزلیں رسالہ میں نام طور پر شائع ہوں جسے صدہا نامحرم مرد پڑھتے ہونگے کیا علیگڈھ پارٹی اسی تہذیب کی حامی و ترقی خواہ ہے۔ کیا اس طرز عمل میں اسلامی حیا و حجاب کا شائبہ بھی ہے۔ ہماری رائے میں تو ایک مسلمان خاتون کیلئے خصوصاً جبکہ وہ عفت نام رکھتی ہے اس طرح غیر مردوں سے غائبانہ تعارف پیدا کرنا ہرگز قرین ہوشمندی و مآل اندیشی نہیں ہو سکتا۔

یہ داغ نہیں روشن نشان ہے

پائینیر کی ایک تازہ اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ رصدگاہ پونا کے پروفیسر چیل نے اپنے مشاہدات کی رو سے ثابت کیا ہے کہ آفتاب میں سہ ارب مربع میل کا داغ ہے جو ابھی اور بڑھ رہا ہے۔ یہ داغ ایک دھندلے شیشے کے ذریعہ کھلی آنکھ سے آٹھ بجے صبح کے بخوبی نظر آسکتا ہے۔ تاریکی کے غرقاب اہل دنیا اسے داغ کہیں یا جو کچھ نام رکھیں لیکن ہماری سمجھ سے تو یہ داغ نہیں بلکہ اسلام کی صداقت اور قرآن کریم کی سچائی پر ایک روشن دلیل ہے جسنے آج سے سوا تیرہ سو برس پیشتر بتا دیا کہ قرب قیامت میں آفتاب کی چادر نور لپیٹی جائیگی۔ کیوں ناظرین جب یہ داغ سہ ارب مربع میل تو اسیوقت ہی اور ابھی اور بڑھ رہا ہے تو کیا عجب ہے کہ اسی داغ کو بڑھانے بڑھاتے اللہ تعالےٰ بالآخر سورج کی تمام چادر نور لپیٹ دے اس داغ کے تذکرہ میں بعض غیر احمدی حضرات نے بھی بلا شرح صدر یہ بات مانی کہ قرب قیامت میں تو کچھ شک نہیں لیکن آہ! ان لوگوں کی چشم بصیرت آفتاب صداقت کے دیکھنے سے کیوں بند کی ہوئی ہے۔ اے خدا کے بندو! جب تم یہانتک مانتے ہو تو پھر تمہیں مسیح موعود کے ماننے میں کیا تامل ہے۔ قیامت کا سب سے بڑا نشان تو وہی ہے۔ اور جب آفتاب کی چادر نور قیامت قریب آگئی کیوجہ سے لپیٹی جانے لگی ہے تو پھر وہ وقت کب آئیگا کہ تمہارا مزعوم مسیح دمشق کے شرقی منارہ پر سے سیڑھی لگا کر اترے؟ یاد رکھو کبھی ہرگز ہرگز نہیں آنے کا۔

ایک ہی تھیلے کے چٹے بٹے

نامی معصر وکیل امرتسر کچھ مدت سے لاہور کی انجمن حمایت اسلام اور اس کے کالج کے ایسا پیچھے ہاتھ دھوکے پڑا ہے کہ یہانتک اتنا کسی مسلمان کسی اینٹی پروٹسنٹ کے سر نہیں ہوا تھا اور برخلاف اس کے علیگڈھ کالج اور ایجوکیشنل کانفرنس کا اسقدر زور و شور سے حامی و موید ہے کہ اس کا بس چلے تو دنیا بھر کی عظمت و وقعت اک پل میں ان دونوں کے اوپر لا دوے بحیثیت ایک اخبار نویس کے ہمیں بھی چاہیئے تھا کہ اس معاملہ میں معصر موصوف کے موافق یا خلاف کچھ کہتے لیکن ہم کہیں کیا جبکہ انجمن اور کانفرنس دونوں ہی ہمارے نزدیک غلط راہ چل رہی ہیں۔ جس طریق سے یہ دونوں قوم کو کامیابی اور فلاح دارین کی منزل مقصود تک لیجانا چاہتی ہیں وہ سراسر خسران مبین کی راہ ہے بلکہ ہم تو یہ کہیں گے کہ تقدس مآب ندوۃ العلماء کا بھی یہی حال ہے۔ کیونکہ تاریخ شاہد ہے کہ اتحاد مذہبی کے بغیر کوئی قوم من حیث القوم ترقی و فروغ نہیں پا سکتی اسلام کے نام لیوا بھی اس اصول سے باہر نہیں مگر وہ دیکھتے ہیں کہ اسلام کی بیشمار فرقوں کو ملا کر ایک کرنے اور انہیں دین حق کی اصلی سوح پر لانے کیلئے اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ایک صادق امین آچکا ہے اور پھر وہ اسکا انکار کرتے ہیں تو بھلا اب کیسے ممکن ہے کہ خدا کی مرضی کے خلاف چلکر یہ لوگ فلاح دارین کی سی عظیم الشان مقصد میں کامیابی حاصل کر سکیں یاد رکھیں کہ وہ لاکھ کوششیں کریں اور ناخنوں تک کا زور لگائیں لیکن شاہد مقصود حاصل نہیں ہو سکتا جبتک کہ خدا سے صلح کر کے اسکے مامور صادق کا ساتھ نہ دیں۔

حیدرآباد کی رپورٹ مردم شماری

ہمعصر شیر دکن حیدرآباد کی اس رائے سے ہمیں بالکل اتفاق ہے کہ قلمرو ئے سرکار نظام کی رپورٹ مردم شماری جو بصورت موجودہ انگریزی میں چھپتی ہے چاہیئے کہ اردو میں شائع ہوا کرے تاکہ عوام الناس جو انگریزی کی نسبت اردودان زیادہ ہیں اہلی مفید معلومات سے بہرہ اندوز ہو سکیں۔ ہرچند کہ اردو اسوقت ملک کی مشترک کاروباری زبان ہے اور بخیال بعض انڈیا کی لنگوا فرینکا کہلانے کا حق رکھتی ہے لیکن پھر بھی اس امر کی وجوہ معقول ہیں کہ مسلمان ملک کو عموماً اور ذی اقتدار مسلمان و سردار کو خصوصاً اس سے کامل ہمدردی اور تعلق خاطر ہونا چاہیئے لیس سرکار نظام پر لازم ہے کہ اردو کی سرپرستی و حمایت کا حق ادا کرے نہ کہ وہ اسکی طرف سے ایسی لاپرواہ ہو کہ ایک (نیک دل منصف مزاج) ہندو اخبار نویس کو اسے اس بارہ میں توجہ دلانی پڑے۔ جو واقعی حیرت ہی نہیں بلکہ افسوس کی بات ہے۔

انکوائری آفیس

اودھ روہیلکھنڈ ریلوے نے لکھنؤ میں انکوائری آفیس قائم کیا ہے جہاں سے مسافر ہر قسم کے ضروری امور متعلقہ سفر ریلوے دریافت کر سکتے ہیں۔ ہماری رائے میں اس قسم کے دفاتر تمام لائنوں کے کل بڑے بڑے سٹیشنوں پر قائم ہونے چاہئیں۔ پریس کا فرض ہے کہ جبتک یہ مدعا حاصل نہو حکام ریلوے کو برابر توجہ دلاتے رہیں۔ ہندوستانی ریلوں کو سب سے زیادہ آمدنی مسافران درجہ سوم ہی کی ہوتی ہے اور انہیں بیچاروں میں بیشتر حصہ ایسے لوگوں کا ہوتا ہے جو ریلوے سفر کے متعلق بہت سے ضروری باتوں سے محض ناواقف ہونیکے باعث سفر میں طرح طرح کی پریشانی۔ زیرباری اور تکلیف اٹھاتے ہیں

خدا تعالیٰ نے اذا الشمس کورت آیہ

www.aaiil.org

مولوی ثناءاللہ امرتسری کی پردہ دری

نمبر اوّل

زگفتہ نداردکسے با تو کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

ہرچند مولوی فاضل مولوی ثناء اللہ صاحب کی تحریریں اپنے عامیانہ رنگ کی وجہ سے اس قابل نہیں ہیں کہ انپر نوٹس لیا جاوے۔ مگر میری خاموشی نے انھیں حوصلہ دلا دیا ہے کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ پر بہت کچھ منہ آنے لگے ہیں اس لیے محض اس خیال سے کہ پبلک کو مغالطہ سے بچایا جاوے میں نے ارادہ کیا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے استہزا اور پر مذاق تحریروں کو چھوڑ کر محض ان کی ابلہ فریب باتوں کی قلعی کھولی جاوے اور معقولیت اور متانت کے ساتھ ظاہر کر دیا جاوے کہ ان کے اعتراضات کی حقیقت کیا ہے؟ ان شاء اللہ میں اس سلسلہ کو اُسوقت تک جاری رکھوں گا جبتک انکی تحریروں میں کوئی بھی بات شریفانہ اعتراض کے رنگ میں ہوگی لیکن اگر وہ محض اپنی خودستائی اور شعر بازی اور متانت اور ثقاہت سے گری ہوئی تحریروں کے ذریعے مجھے بند کرنا چاہیں گے تو میں پہلے سے تسلیم کرلیتا ہوں کہ میں انکی ایسی تحریروں کا جواب دینے کے بالکل ناقابل ہوں۔

۲۴ فروری ۱۹۰۵ء کے اہلحدیث کے صفحہ ۴ پر کالم ۲ سے آپ نے کسی خط کا جواب مولوی فاضل ایڈیٹر صاحب نے دیا ہے۔ صاحب خط نے یہ پوچھا تھا کہ مرزا صاحب کے مرید کہتے ہیں کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب حق پر ہیں تو مباہلہ کے لیے کیوں نہیں نکلتے (یہ مفہوم اور خلاصہ اس خط کا ہے) اس کا جواب مولوی فاضل ایڈیٹر نے جو دیا ہے وہ صرف بیباک ہی نہیں بلکہ نرالا ہے۔ نہایت دیکھنے کے قابل ہے۔ اس سے معلوم ہو جاوے گا کہ مولوی فاضل صاحب یا تو قرآن کریم اور سنن الٰہیہ سے بالکل ناواقف ہیں اور یا جان بوجھ کر اصل بات کو چھوڑ کر ٹال دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ پس اسپر نظر کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ میں انکا اصل جواب درج کروں۔ اہلحدیث صفحہ ۵ کالم اول مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۰۵ء میں یوں رقمطراز ہیں۔

"مجکو مرزا جی نے صرف رسالہ انجام آتھم میں مباہلہ کے لیے بلایا ہے جس کے جواب میں میں نے آمادگی ظاہر کی تھی چنانچہ خود بدولت نے خود میری آمادگی کا ذکر کافی الفاظ میں ضمیمہ انجام آتھم پر کیا ہوا ہے۔ آپ دیکھ لیں۔ لیکن افسوس کہ باوجود دعوت کے میرے ساتھ مباہلہ پر نہ آئے۔ پھر کتاب اعجاز احمدی کے صفحہ ۱۱ وغیرہ پر مجکو قادیان میں پہونچنے کا حکم کیا تو میں در دولت پر بھی پہونچا مگر افسوس کہ زیارت سے بھی بے نصیب واپس آیا جسکی مفصل کیفیت رسالہ الہامات مرزا میں آپ کو مل سکتی ہے۔ اب بھی اگر کرشن جی مجکو اسی طرح دعوت دیں تو میں اب بھی حاضر ہوں۔ یہ تو صرف اُن لوگوں کی ابلہ فریبیاں ہیں۔ بھلا اگر مباہلہ ہی سے سچائی کا اظہار ہے تو صوفی عبدالحق غزنوی نے امرتسر میں جو مرزا جی سے مباہلہ کیا تھا سب لوگوں نے دیکھا تھا اسکی کونسی ٹانگ ٹوٹ گئی وہ اسی طرح زندہ سلامت بدستور مرزا جی کا دشمن ہے۔ اگر کہیں کہ میں بھی تو ویسا ہی ہوں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو آپ پر اُس کے مباہلہ کے بعد بڑے بڑے مصیبتیں پہونچیں۔ آتھم کی پیشگوئی کے موقعہ پر آپ کی وہ درگت ہوئی کہ خدا دشمن کی بھی نہ کرے۔ مقدمہ فوجداری میں دو سال تک کرہ عدالت میں چار چار گھنٹے حاضری سے ناک میں دم آیا ہزار ہا روپے کا حرجہ خرچہ ہوا۔ دوم یہ کہ فریقین کی سلامتی بھی تو آپ ہی کے حق میں مضر ہے۔ کیونکہ آپ بقول خود نبی۔ رسول کے بیٹے ہیں آپ کا اثر اُسپر ہونا چاہیے تھا ان دعووں میں سے اُس کا تو کوئی دعوی بھی نہیں تھا برخلاف اُسکے آپ تو بہت کچھ بنتے ہیں پس ذرا انصاف سے کہنا کہ کون اپنے دعوی میں فیل ہوا۔

اس ساری تحریر کا خلاصہ مندرجہ ذیل امر ہیں۔

اوّل۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو حضرت اقدس نے مباہلہ کے لیے بلایا۔ اور ان کی آمادگی پر مباہلہ نہ کیا۔

دوم۔ اعجاز احمدی کے صلا پر قادیان پہونچنے کا حکم دیا اور مولوی ثناء اللہ صاحب حضرت اقدس کے در دولت پر پہونچا مگر زیارت بھی نہ ہوئی۔

سوم۔ اب بھی دعوت دیں تو طیار ہیں۔

چہارم۔ اگر مباہلہ سے ہی سچائی کا اظہار ہے تو صوفی عبدالحق غزنوی کی کونسی ٹانگ ٹوٹ گئی۔

پنجم۔ اس مباہلہ کا اثر الٹا حضرت اقدس پر پڑا۔ آتھم نہ مرا مقدمہ ہوا وغیرہ۔

میں ان امور پر نمبروار تفصیل سے بحث کرونگا اور انشاء اللہ تعالےٰ تحریری شہادت سے ثابت کردوں گا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس مضمون میں کہاں تک دیانت داری۔ اظہار حق سے کام لیا ہے اور کہاں تک اصل واقعات کو چھپایا ہے اور اپنی پردہ پوشی کی جس کی پردہ دری کا اب وقت آگیا ہے اور پھر یہ بھی دکھاؤں گا کہ مولوی فاضل ایڈیٹر اہل حدیث یا تو سنن الٰہیہ سے محض ناواقف اور نابلد ہے اور یا انبیاء علیہم السلام اور قرآن کریم کا منکر ہے۔

امر اوّل کے متعلق رسالہ انجام آتھم کے صفحہ ۴۵ پر اشتہار مباہلہ بہت ہی بسط سے لکھا گیا ہے اور صفحہ ۴۶ سے درخواست مباہلہ مندرجہ ذیل الفاظ میں شروع ہوتی ہے۔

اب اے مخالف مولویو! اور سجادہ نشینو! یہ نزاع ہم میں اور تم میں حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اور اگرچہ یہ جماعت بہ نسبت تمھاری جماعتوں کے تھوڑی سی اور فئہ قلیلہ ہے اور شاید اسوقت تک چار پانچہزار سے زیادہ نہیں ہوگی تاہم یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودہ ہے۔ خدا اسکو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ وہ راضی نہیں ہوگا جب تک کہ اسکو کمال تک نہ پہنچاوے اور وہ اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کے گرد احاطہ بنائے گا اور تعجب انگیز ترقیات دے گا۔ کیا تم نے کچھ کم زور لگایا۔ پس اگر یہ انسان کا کام ہوتا تو کبھی کا یہ درخت کاٹا جاتا اور اس کا نام و نشان باقی نہ رہتا۔

اُسی نے مجھے حکم دیا ہے کہ تا میں آپ لوگوں کے سامنے مباہلہ کی درخواست پیش کروں تا جو راستی کا دشمن ہے وہ تباہ ہو جائے اور جو اندھیرے کو پسند کرتا ہے وہ عذاب کے اندھیرے میں پڑے۔ پہلے میں نے کبھی ایسے مباہلہ کی نیت نہیں کی اور نہ چاہا کہ کسی پر بددعا کروں۔ عبدالحق غزنوی ثم امرتسری نے مجھ سے مباہلہ چاہا مگر میں مدت تک اعراض کرتا رہا آخر اسکے نہایت اصرار سے مباہلہ ہوا مگر میں نے اُسکے حق میں کوئی بددعا نہیں کی لیکن اب میں بہت ستایا گیا اور دُکھ دیا گیا مجھے کافر ٹھہرایا گیا مجھے دجال کہا گیا۔ میرا نام شیطان رکھا گیا۔ مجھے کذاب اور مفتری سمجھا گیا۔ میں انکے اشتہاروں میں لعنت کے ساتھ یاد کیا گیا۔ میں انکی مجلسوں میں نفرین کے ساتھ پکارا گیا۔ میری تکفیر پر آپ لوگوں نے ایسی کمر باندھی ہے کہ گویا آپ کو کچھ بھی شک میرے کفر میں نہیں۔ ہر ایک نے مجھے گالی دینا اجر عظیم کا موجب سمجھا۔ اور میرے پر لعنت بھیجنا اسلام کا طریق قرار دیا۔ پر ان سب تلخیوں اور دکھوں کے وقت خدا میرے ساتھ تھا۔ ہاں وہی تھا جو ہر وقت مجکو تسلی اور اطمینان دیتا رہا۔ کیا ایک کیڑا ایک جہان کے مقابل کھڑا ہو سکتا ہے۔ کیا ایک ذرہ تمام دنیا کا مقابلہ کرے گا۔ کیا ایک دروغگو کی ناپاک روح یہ استقامت رکھتی ہے۔ کیا ایک ناچیز مفتری کو یہ طاقتیں حاصل ہو سکتی ہیں۔

سو یقیناً سمجھو کہ تم مجھ سے نہیں بلکہ خدا سے لڑ رہے ہو۔ کیا تم خوشبو اور بدبو میں فرق نہیں کر سکتے کیا تم سچائی کی شوکت کو نہیں دیکھتے بہتر تھا کہ تم خدا تعالیٰ کے سامنے روتے اور ایک ترساں اور ہراساں دل کے ساتھ اس سے میری نسبت ہدایت طلب کرتے اور پھر یقین کی پیروی کرتے نہ شک اور وہم کی۔

سو اب اُٹھو اور مباہلہ کے لیے طیار ہو جاؤ۔ تم سن چکے ہو کہ میرا دعوی دو باتوں پر مبنی تھا۔ اوّل نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ پر۔ دوسرے الہامات الٰہیہ پر۔ سو تم نے نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کو قبول نہ کیا۔ اور خدا کے کلام کو یوں ٹال دیا جیسا کہ کوئی تنکا توڑ کر پھینکدے۔ اب میرے بنائے دعوی کا دوسرا شق باقی رہا۔ سو میں اُس ذات قادر غیور کی آپ کو قسم دیتا ہوں جس کی قسم کو کوئی ایماندار رد نہیں کر سکتا کہ اب اس دوسرے بنا کے تصفیہ کے لیے مجھ سے مباہلہ کر لو۔

اور یوں ہوگا کہ تاریخ اور مقام مباہلہ کے مقرر ہونے کے بعد میں ان تمام الہامات کے پرچہ کو جو لکھ چکا ہوں اپنے ہاتھ میں لیکر میدان مباہلہ میں حاضر ہوں گا اور دعا کروں گا کہ یا الٰہی اگر یہ الہامات جو میرے ہاتھ میں ہیں میرا ہی افترا ہے اور تو جانتا ہے کہ میں نے انکو اپنی طرف سے بنا لیا ہے یا اگر یہ شیطانی وساوس ہیں اور تیرے الہام نہیں ہیں تو آجکی تاریخ سے ایک برس گذرنے سے پہلے مجھے وفات دے یا کسی ایسے عذاب میں مبتلا کر جو موت سے بدتر ہو اور اس سے رہائی عطا نہ کر جبتک کہ موت آجاوے تا میری ذلت ظاہر ہو اور لوگ میرے فتنہ سے بچ جائیں کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میرے سبب سے تیرے بندے فتنہ اور ضلالت میں پڑیں۔ اور ایسے مفتری کا مرنا ہی بہتر ہے۔ لیکن اے میرے علیم و خبیر اگر تو جانتا ہے کہ یہ تمام الہامات جو میرے ہاتھ میں ہیں

تیرے ہی الہام تھے اور تیرے منہ کی باتیں ہیں تو ان مخالفوں کو جو اس وقت حاضر ہیں ایک سال کے عرصہ تک نہایت سخت دکھ کی مار میں مبتلا کر۔ کسیکو **اندھا** کر دے اور کسیکو **مجذوم** اور کسیکو **مفلوج** اور کسیکو **مجنون** اور کسیکو **مصروع** اور کسیکو **سانپ یا سگ دیوانہ** کا شکار بنا اور کسی کے **مال پر آفت** نازل کر اور کسیکی **جان پر** اور کسی کی **عزت پر**۔ اور جب میں یہ دعا کر چکوں تو دونو فریق کہیں کہ **آمین** ایسا ہی فریق ثانی کی جماعت میں سے ہر ایک شخص جو مباہلہ کے لیے حاضر ہو جناب الٰہی میں دعا کرے کہ **اے علیم و خبیر** ہم اس شخص کو جس کا نام **غلام احمد** ہے درحقیقت کذاب اور کافر جانتے ہیں پس اگر یہ شخص درحقیقت کذاب اور **مفتری** اور بیدین ہے اور اسکے یہ الہام تیری **طرف سے نہیں** بلکہ اپنا ہی افترا ہے تو اس امت مرحومہ پر یہ احسان کر کہ اس مفتری کو ایکسال کے اندر ہلاک کر دے تا لوگ اسکے فتنہ سے امن میں آجائیں۔ اور اگر یہ مفتری نہیں اور تیری طرف سے ہے اور یہ تمام الہام تیرے ہی منہ کی پاک باتیں ہیں تو ہم پر جو اسکو کافر اور کذاب سمجھتے ہیں دکھ اور ذلت سے بھرا ہوا عذاب ایک برس کے اندر نازل کر اور کسیکو اندھا کر دے اور کسیکو مجذوم اور کسیکو مفلوج اور کسیکو مجنون اور کسیکو مصروع اور کسیکو سانپ یا سگ دیوانہ کا شکار بنا اور کسی کے مال پر آفت نازل کر اور کسیکی جان پر اور کسیکی عزت پر۔

اور جب یہ دعا فریق ثانی کر چکے تو دونوں فریق کہیں آمین۔ اور یاد رہے کہ اگر کوئی شخص مجھے کذاب اور مفتری تو جانتا ہے مگر کافر کہنے سے پرہیز رکھتا ہے تو اسکو اختیار ہوگا کہ اپنے دعائی مباہلہ میں صرف کذاب اور مفتری کا لفظ استعمال کرے جسپر اسکو یقین دلی ہے

اور اس مباہلہ کے بعد اگر میں ایکسال کے اندر مر گیا۔ یا کسی ایسے عذاب میں مبتلا ہو گیا جس میں جانبری کے آثار نہ پائے جائیں تو لوگ میرے فتنہ سے بچ جائینگے اور میں ہمیشہ کی لعنت کے ساتھ ذکر کیا جاؤں گا اور میں ابھی لکھدیتا ہوں کہ اس صورت میں مجھے کاذب اور مورد لعنت الٰہی یقین کرنا چاہیے اور پھر اس کے بعد میں دجال یا ملعون یا شیطان کہنے سے ناراض نہیں اور سزاوار ہونگا کہ ہمیشہ کے لیے لعنت کے ساتھ ذکر کیا جاؤں اور اپنے مولیٰ کے فیصلہ کو فیصلہ ناطق سمجھوں گا۔ اور میری پیروی کرنے والا مجھے اچھا اور صادق سمجھنے والا خدا کے قہر کے نیچے ہوگا۔ پس اس صورت میں میرا انجام نہایت ہی بد ہوگا جیساکہ بدذات کاذبوں کا انجام ہوتا ہے۔

لیکن اگر خدا نے ایکسال تک مجھے موت اور آفات بدنی سے بچا لیا اور میرے مخالفوں پر قہر اور غضب الٰہی کے آثار ظاہر ہو گئے اور ہر ایک ان میں سے کسی نہ کسی بلا میں مبتلا ہو گیا اور میری بددعا نہایت چمک کے ساتھ ظاہر ہو گئی تو دنیا پر حق ظاہر ہو جائے گا اور یہ روز کا جھگڑا درمیان سے اٹھ جائے گا۔ میں دوبارہ کہتا ہوں کہ میں نے پہلے اس سے کبھی کلمہ گو کے حق میں بددعا نہیں کی اور صبر کرتا رہا۔ مگر اس روز خدا سے فیصلہ چاہوں گا اور اسکی عصمت اور عزت کا دامن پکڑوں گا کہ تا ہم میں سے فریق ظالم اور دروغگو کو تباہ کر کے اس دین متین کو شریروں کے فتنہ سے بچا لے۔

میں یہ بھی شرط کرتا ہوں کہ میری دعا کا اثر صرف اس صورت میں سمجھا جائے کہ جب تمام وہ لوگ جو مباہلہ کے میدان میں بالمقابل آویں ایکسال تک ان بلاؤں میں سے کسی بلا میں گرفتار ہو جائیں۔ اگر ایک **بھی باقی رہا** تو میں اپنے تئیں کاذب سمجھونگا اگرچہ وہ ہزار ہوں یا دو ہزار اور پھر انکے ہاتھ پر توبہ کروں گا اور اگر میں مر گیا تو ایک خبیث کے مرنے سے دنیا میں ٹھنڈ اور آرام ہو جائیگا۔

میرے مباہلہ میں یہ شرط ہے کہ اشخاص مندرجہ ذیل میں سے کم سے کم **دس آدمی** حاضر ہوں اس سے کم نہ ہوں اور جس قدر زیادہ ہوں میری خوشی اور مراد ہے کیونکہ بہتوں پر عذاب الٰہی کا محیط ہو جانا ایک ایسا کھلا کھلا نشان ہے جو کسی پر مشتبہ نہیں رہ سکتا۔

گواہ رہ اے زمین اور اے آسمان کہ خدا کی **لعنت** اس شخص پر کہ اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد نہ مباہلہ میں حاضر ہو اور نہ تکفیر و توہین کو چھوڑے اور نہ ٹھٹھا کرنے والوں کی **مجلسوں سے الگ ہو**۔ اور اے مومنو! برائے خدا تم سب کہو کہ آمین۔

دعوت مباہلہ کو پڑھ لینے کے بعد یہ امر بالکل صاف ہو جاتا ہے کہ مباہلہ میں اہم شرط یہ تھی کہ کم سے کم دس آدمی حاضر ہوں اس سے کم نہیں اور اس شرط کی اہمیت کی وجہ یہ بتائی تھی کہ **بہتوں پر عذاب الٰہی کا محیط ہو جانا ایسا کھلا کھلا نشان ہے جو کسی پر مشتبہ نہیں ہو سکتا**۔

اب مولوی ثناء اللہ صاحب حقیقی دینداری اور تقوی کو مدنظر رکھکر (مسٹر آتما رام صاحب والی عدالت کا بیان کردہ تقوی نہیں) انصاف سے کہیں کہ کیا انہوں نے اس شرط کو مدنظر رکھکر **مباہلہ کی** درخواست کی تھی؟ اگر کی تھی تو مہربانی کر کے ذرا ان علماء کا نام ہی لکھیں جنکو لیکر آپ مباہلہ کیواسطے طیار ہوئے تھے اور اگر مولوی ثناء اللہ صاحب انجام آتھم کے اعلان مباہلہ کے شرائط کے موافق اپنی آمادگی کا ثبوت نہ دے سکیں اور میں یقیناً کہتا ہوں کہ نہیں دے سکیں گے تو پھر اس مغالطہ بخش تحریر سے انہیں کیا حاصل؟ کیا وہ سمجھتے ہیں کہ ساری دنیا اندھی ہے اور بیوقوف ہی آباد ہیں!

انجام آتھم میں مباہلہ کے اشتہار کے ذریعہ تو قطعی فیصلہ ہو جاتا تھا اگر ہمارے نیکدل علماء اور صلحاء سجادہ نشین اسطرف آتے مگر میں خوب جانتا ہوں اور تجربہ سے کہتا ہوں کہ وہ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ و السلام کی کسی دعوت پر کبھی نہیں آ سکے اور ہمیشہ انہوں نے حیل و حجت سے ان امور کو ٹالا ہے۔ اور بعد از وقت باتیں بنانے کو مولوی ثناء اللہ صاحب ایسے ہوشیار طیار ہو جاتے ہیں۔ اگر ان لوگوں میں کچھ بھی حمیت اسلام ہوتی اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلقات شدیدہ پر اعتبار ہوتا تو دس کیا دس ہزار آ کھڑے ہوتے خصوصاً ایسی حالت میں کہ حضرت حجۃ اللہ نے دعوے کر دیا تھا کہ

میری دعا کا اثر صرف اس صورت میں سمجھا جاوے کہ جب تمام وہ لوگ جو مباہلہ کے میدان میں بالمقابل آویں ایک سال میں ان بلاؤں میں سے کسی ایک بلا میں گرفتار ہو جائیں **اگر ایک بھی باقی رہا تو میں اپنے تئیں کاذب سمجھوں گا اگرچہ وہ ایکہزار ہوں یا دو ہزار**

دانشمند اور خدا ترس اس مقام پر غور کریں کہ کیا یہ معمولی دعوی اور نری لفاظی ہے کوئی شخص جبتک خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق شدید نہ ہو اور وہ اپنے منجانب اللہ ہونے پر پورا یقین نہ رکھتا ہو اور خدا تعالیٰ کے بن بلائے نہ بولتا ہو کبھی ایسا دعوی نہیں کر سکتا۔ بیشک یہ حجت بالغہ تھی جو پوری ہو چکی اور کوئی مولوی خواہ ثناء اللہ ہو یا احمد اللہ اور کوئی سجادہ نشین اور صوفی اس میدان مقابلہ میں نہیں نکلا۔

اور اب جو کچھ مولوی **ثناء اللہ صاحب** کر رہے ہیں یہ نری **لاف زنی** ہے اور مشتے بعد از جنگ کی مصداق ہے۔

پس بڑی وضاحت کے ساتھ یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ درخواست مباہلہ کے **جواب** میں مولوی ثناء اللہ صاحب اور اس کے پشت و پناہ ہرگز سامنے نہیں آئے۔ رہی یہ بات کہ وہ اب بذریعہ اخبار آمادگی ظاہر کرتے ہیں تو یہ بھی صرف ابلہ فریبی ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ چونکہ اب حضرت اقدس ان مباحثات کو ختم کر چکے ہیں کیونکہ پورے طور پر اتمام حجت ہو چکا اس لئے وہ مجھے بلائیں گے تو نہیں اسلئے مفت میں سرخروئی ہو جائیگی مگر وہ نہیں جانتے کہ سرخروئی نہیں روسیاہی ہوگی۔ دانشمند پبلک اور واقف کار احباب اس نکتہ کو خوب سمجھتے ہیں۔ اور اس **مغالطہ** کی دھجیاں اڑائی جا سکتی ہیں کیونکہ حضرت اقدسؑ نے وہیں تک ہی اتمام حجت نہیں کیا تھا بلکہ پھر اسی کتاب انجام آتھم کے ضمیمہ میں جسکا حوالہ مولوی ثناء اللہ صاحب دیتے ہیں اس مباہلہ کو اور بھی آسان کر دیا تھا۔ آنے کی ضرورت بھی نہیں رکھی تھی چنانچہ ذیل کے اقتباس سے معلوم ہو جائیگا۔

اب میں سلیم الفطرت لوگوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ذیل کے اقتباس کو پڑھیں اور مولوی ثناء اللہ صاحب سے مطالبہ کریں کہ تم **خدا تعالیٰ کی قسم** کھا کر بتاؤ اور وہ اشتہار دکھاؤ جس میں اس دعوت کے موافق جو دوبارہ کیگئی تھی تم نے **مباہلہ کیا ہو**؟ اور اپنی آمادگی کا ان **شرائط کے موافق اعلان کیا ہو** مگر سن رکھو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب تو کجا کوئی بھی مخالف مولوی اپنے **ایمان** اور **بصیرت** کی بنا پر ایسا اشتہار شایع کرنے کی توفیق نہیں پا سکا۔ پھر جب انہیں یہ قوت اور بصیرت حاصل نہیں ہوئی تو اب مخالفت کرنا **انصاف** اور تقوی کے خلاف ہے۔ وہ اقتباس یہ ہے:

بالآخر ہم دوبارہ ہر ایک مخالف مکفر مکذب پر ظاہر کرتے ہیں کہ وہ مباہلہ کے میدان میں آویں اور یقیناً سمجھیں کہ جسطرح خدا تعالیٰ نے عبدالحق کے مباہلہ کے بعد یہ دس قسم کا ہمیں انعام و اکرام کیا اور اسکو ذلیل کیا۔ اور اس کا بیٹے کا دعوی بھی جھوٹا نکلا۔ اور کوئی عزت اسکو حاصل نہ ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ نے اس کے تمام دعاوی کو رد کیا۔ اس سے بڑھکر اس مباہلہ میں ہوگا۔ میں نے اس روز **بد دعا نہیں کی** کیونکہ ناسمجھ اور غبی تھا۔ اور اسکی جہالت اسکو قابل رحم ٹھہراتی تھی **مگر اب میں بد دعا کرونگا**۔ سو چاہیئے کہ ہر ایک مباہلہ کی درخواست کرنیوالا صرف ایک نہ ہو۔ بلکہ کم سے کم **دس** ہوں۔ اور چونکہ مباہلہ کیلیے ہر ایک شخص بلایا گیا ہے خواہ پنجاب کا یا ہندوستان کا یا بلاد عرب کا یا بلاد فارس کا اسلیے یہ مشقت مخالفوں پر جایز نہیں رکھی گئی کہ وہ دور دراز سفر کر کے یہاں آویں بلکہ حسب منطوق **ما جعل علیکم فی الدین من حرج۔ و یرید اللہ بکم الیسر و لا یرید بکم العسر** ۔۔۔ یہ تجویز قرار پائی ہے کہ ہر ایک شخص اشتہار اپنے

کے ذریعہ سے مباہلہ لیوے۔ مگر یہ شرط ضروری ہے کہ جو الہامات مینے رسالہ انجام آتھم میں صفحہ ۵۱ سے صفحہ ۶۲ تک لکھے ہیں وہ کل الہامات اپنے اشتہار مباہلہ میں لکھے اور محض حوالہ نہ دے بلکہ کل الہام صفحات مذکورہ کا اشتہار میں درج کرے۔ اور پھر بعد اس کے عبارت ذیل کی دعا اس اشتہار میں لکھے اور وہ یہ ہے۔

دعا

اے خدائے علیم و خبیر میں فلاں ابن فلاں ساکن قصبہ فلاں اس شخص کو جسکا نام غلام احمد ہے دعویٰ مسیح موعود ہونیکا کاذب اور مفتری اور کافر جانتا ہوں اور یہ تمام الہام اس کے جو میں نے انجام آتھم کے صفحہ ۵۱ سے صفحہ ۶۲ تک اس اشتہار میں لکھے ہیں یہ سب میرے نزدیک افترا یا شیطانی وساوس ہیں تیری طرف سے نہیں ہیں۔ پس اے خدا قادر اگر تو جانتا ہے کہ میں اپنے اس اصرار میں سچا ہوں اور اس کا یہ دعوےٰ تیری طرف سے نہیں اور نہ یہ الہام تیری طرف سے ہیں بلکہ وہ درحقیقت کافر ہے۔ تو اس مردود پر یہ احسان کر کہ اس مفتری کو ایک سال کے اندر ہلاک کر دے تا لوگ اس کے فتنہ سے امن میں آجائیں۔ اور اگر یہ مفتری نہیں اور تیری طرف سے ہے اور یہ تمام الہام تیرے ہی مونہہ کی پاک باتیں ہیں تو مجھ پر جو میں اسکو کافر اور کذاب سمجھتا ہوں دکھ اور ذلت سے بھرا ہوا عذاب کسی دن سے ایک برس کے اندر نازل کر۔ آمین

یہ اشتہار جب کسی مباہلہ کرنیوالے کی طرف سے بغیر کسی تغیر تبدل کے آئیگا تو ایک شخص کو کہا جائیگا کہ اس اشتہار کو ہماری جماعت میں پڑھے۔ جب اس کو ختم ہونے پر تمام جماعت آمین کہیگی۔ اور ایسا سمجھا جائیگا کہ گویا میں وہ تمام الہامات جو انجام آتھم کے صفحہ ۵۱ سے صفحہ ۶۲ تک لکھے گئے ہیں اس اپنی تحریر میں درج کروں گا اور یہ دعا بعد اس کے لکھوں گا۔ کہ اے خدائے قادر و علیم اگر تو جانتا ہے کہ مینے دعویٰ مسیح موعود ہونیکا اپنی طرف سے بنالیا ہے اور یہ تیرے الہامات نہیں جو اس اشتہار میں لکھے گئے ہیں بلکہ میرا افترا ہیں یا شیطانی وساوس ہیں تو آج کی تاریخ سے ایک برس گذرنے سے پہلے مجھے وفات دیدے یا کسی ایسے عذاب میں مبتلا کر جو موت سے بدتر ہو لیکن اگر تو جانتا ہے کہ میرا دعویٰ تیرے الہام سے ہی اور یہ سب الہامات تیرے الہامات ہیں جو اس اشتہار میں لکھے گئے ہیں تو اس مخالف کو جو اپنے اشتہار مباہلہ کے ذریعہ سے میری تکذیب کرتا اور مجھکو کاذب جانتا ہے ایک سال کے عرصہ میں نہایت دکھ کی مار میں مبتلا کر۔ آمین۔ اور جب یہ اشتہار اس مخالف مباہلہ کنندہ کے پاس پہنچے تو چاہیئے کہ وہ ایک جماعت میں پڑھا جاوے۔ اور بعد ختم ہونے مضمون کے ساری جماعت آمین کہے۔ پھر بیشک کہدیئے آپ نے یوں فیصلہ کر دیا۔

اسجگہ اس بات کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے کہ تمام مخالفین کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اگر اس کتاب کی اشاعت کے بعد کوئی مخالف مباہلہ کیلئے طیار ہو جائے اور اسکے اشتہارات بھی چھپ جاویں تو ہر ایک مباہلہ کے خواہشمند پر واجب ہوگا کہ اسکے ساتھ شامل ہو کر مباہلہ کرے۔ اور اگر کوئی ایسا نہ کرے اور پھر کسی دوسرے وقت میں مباہلہ کی درخواست بھیجے تو ایسی درخواست منظور نہیں کیجاویگی۔ اور ایسا شخص کسی طور سے قابل التفات نہیں سمجھا جاویگا۔ چاہیئے کہ ہر ایک شخص ہمارے اس اشتہار کو یاد رکھے۔ اور اس کے موافق کاربند ہو۔

باقی آیندہ

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت علی العموم اچھی رہی۔ بزرگان ملت اور ممبران خاندان رسالت بھی خدا کے فضل و کرم سے اچھے رہے۔

۲۔ موسم غیر طبعی حالت پر بدستور چل رہا ہے۔ آسمان عموماً ابر آلود رہا ایک دن کے وقفہ سے تقاطر اور ٹھنڈی ہوا کا دور دورہ بدستور غیر معمولی سردی پڑ رہی ہے

۳۔ دارالامان میں عید جمعرات کو ہوئی۔ معمول کیموافق حضرت حکیم الامۃ نے نماز پڑھائی اور خطبہ پڑھا۔ (جو اگلی اشاعت میں انشاء اللہ درج ہوگا) لاہور۔ وزیر آباد۔ کپورتھلہ۔ فرید کوٹ رعیہ وغیرہ مقامات سے احباب اگر شریک نماز ہوئے۔ اور گرد کے دیہات سے بھی اکثر لوگ آئے تھے۔

مدرسہ تعلیم الاسلام اور عید فنڈ

عید کی تقریب پر امید کیجاتی ہے کہ ہر جگہ کی احمدی جماعتوں نے عید فنڈ باقاعدہ جمع کیا ہوگا اور ایسا ہی قربانی کی کھالوں کی نسبت بھی انہوں نے مستعدی سے کام کیا ہوگا۔ اور بہت جلد عید فنڈ اور قربانی کی کھالوں کا روپیہ بھیجا جاویگا۔

اس ہفتہ میں جسقدر رقوم مدرسہ کو وصول ہوئے ہیں انکی رسید کسی دوسری جگہ درج کیجاتی ہے اور برادرم ڈاکٹر ممتاز علی صاحب نے مدرسہ کے مستقل سرمایہ کے متعلق مجھے ایک مفصل خط لکھا ہے میں اسے اگلی کسی اشاعت میں انشاء اللہ چھاپ دونگا

درخواست دعا

ڈاکٹر ممتاز علیخان صاحب نے سمالی لینڈ کی مہم گورنمنٹ کی اعلیٰ درجہ کی خدمات کی ہیں اور اسکے ساتھ ہی اپنے فرض منصبی کو ادا کرتے ہوئے سلسلہ احمدیہ کی خوبی تعلیم کو عملی رنگ میں دکھلایا تھا جس جنگ میں ہمارے محترم بھائی ڈاکٹر رحمت علی صاحب مرحوم شہید ہوئے تھے ڈاکٹر ممتاز علی صاحب بھی اس جنگ میں شامل تھے اب جبکہ جنگ سمالی لینڈ کے حسن خدمات کے صلہ کیلئے دیسی و انگریزی افسران کی سفارش ہوئی ہے خوش قسمتی سے ڈاکٹر صاحب بھی اس زمرہ میں ہیں افسران بالا دست نے متعدد مرتبہ انکی سفارش کی ہے کہ ان کو ہاسپیٹل اسسٹنٹ درجہ اول بنایا جاوے۔ اسلئے وہ احباب طریقت سے چاہتے ہیں کہ ان کیلئے دعا کی جاوے تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں اس مقصد میں کامیاب کرے۔ امید ہے سب بھائی ڈاکٹر صاحب کیلئے دعا کرینگے۔

وصولی ابتدا ۹ لغایت ۱۸ فروری ۱۹۰۵ء

(۱) خواجہ جمال الدین صاحب انسپکٹر مدارس جموں ۲۵
(۲) منشی محمد جعفر خانصاحب فنڈ مالک متوسط
(۳) ماسٹر ہدایت اللہ صاحب مدرس جہلم
(۴) عنایت اللہ احمدی بابت چندہ سید قصوان ضلع گوجرانوالہ
(۵) چودہری محمد نواب خانصاحب تحصیلدار گجرات
(۶) مولوی عمرالدین صاحب مدرس ہیرے ضلع جالندہر
(۷) مولوی سید رضوی صاحب وکیل حیدرآباد دکن
(۸) منشی طفیل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ چونگی ہنڈوری
(۹) محمد رحیم الدین احمدی کالنسی ضلع ڈیرہ دون
(۱۰) میاں اللہ دتا موضع رنگ نسیا ضلع ملتان
(۱۱) منشی نواب الدین کلرک مسی کوٹ پلٹن ۲۲ ڈیرہ غازیخان
(۱۲) میاں اللہ دتا احمدی مدرس سوڈی ضلع گوجرانوالہ
(۱۳) میاں جان محمد صاحب کنسٹبل پولیس حلقہ پھلور
(باقی آیندہ)

ناظرین کے ساتھ پانچ منٹ

الحکم کی چھپائی بذریعہ مشین۔ الحکم میں مشین کے ذریعہ چھپائی کی مشکلات کو حل کرنیکا ذکر کیا گیا تہا اس کے متعلق کارخانہ الحکم کے ساتھ خاص محبت اور ہمدردی رکھنے والے احباب نے پرجوش الفاظ میں خوشی کا اظہار کیا ہے خاص دارالامان میں میرے بعض محترم بزرگوں نے بھی اظہار خوشی کیا ہے خدا تعالیٰ ان سب احباب اور بزرگوں کو جزائے خیر دے جو کارخانہ کی ترقی اپنی ترقی اور خوشی کا موجب سمجھتے ہیں یہ بھی قومی ترقی کا راز ہے + اس سلسلہ میں مینے ناظرین سے درخواست کی تہی کہ اگر وہ کارخانہ کا بقایا روپیہ جو خریداروں کے ذمہ واجب الادا ہے وصول کرا دیتے میں مدد دیں اور الحکم کیلئے ایک ایک جدید خریدار پیدا کر دیں تو بہت جلد یہ انتظام ممکن ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر مجھے بہت بڑی امیدیں ہیں۔

یادگار فتح مقدمہ۔ فتح مقدمہ کی یادگار کے متعلق مختلف تجاویز اور خطوط آتے ہیں میں انشاء اللہ ان سب راؤں کو یکے بعد دیگرے مناسب ہوا تو درج کرونگا فی الحال یہی امر فیصل شدہ ہے کہ یادگار کیلئے روپیہ حضرت حکیم الامۃ کے نام بھیجا جاوے کافی روپیہ بہم پہنچ کر حضرت حجۃ اللہ کی ایما اور بزرگان ملت کے مشورہ سے جو قرار پائیگا وہی بہتر اور مفید ہوگا۔ کسی صاحب کو اپنی ہی تجویز کردہ رائے کے ساتھ اپنا ارسال روپیہ کو مشروط نہیں کرنا چاہئے۔

مشاہیر سلسلہ عالیہ۔ میاں سلطان محمد صاحب گھڑیال جہلم نے مجھے یاد دلائی ہے کہ الحکم میں مشاہیر سلسلہ کی مختصر سوانح عمریوں کے دینے کا الحکم میں وعدہ کیا گیا تہا اسے شروع کیا جاوے۔ مجھے شک نہیں کہ یہ سلسلہ بہت ضروری اور مفید ہے میں اس سے غافل نہیں ہوں لیکن ہر ایک کام اپنے وقت پر موقوف ہے۔ مینے تو سال گذشتہ ہی میں شروع کیا تہا۔ مگر مصور کی ازبس مصروفیت اور قادیان سے دور ہونے نے میری راہ میں ایک روک پیدا کر دی انشاء اللہ وقت آتا ہے

توسیع اشاعت الحکم۔ ڈاکٹر سید ستار شاہ صاحب جو الحکم کے خاص معاون اور سرپرست ہیں الحکم اور تفسیر القرآن اور مطبع کی شائع ہونیوالی کتابوں کیلئے ایک مستقل خریدار بھیجتے ہیں۔

خطبات کریمہ اور محامد المسیح۔ ان دو کتابوں کی اشاعت مفید قوم سمجھی گئی ہے اگر ایسے خطبات کا عام رواج ہو گیا تو انشاء اللہ مساجد ویران نہیں ایک نئی روح پیدا ہونیکی توقع کیجاتی ہے۔

www.aaiil.org

مثیل المسیح کی صداقت پر ایک قوی شہادۃ

چند روز ہوئے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خاتم النبیین سید الانبیاء و المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مسجد احمدیہ داتہ میں تشریف لائے ہیں اور اندر بیٹھ کر مجھے ارشاد فرمایا کہ کتاب لاؤ میں نے جلدی سے ایک کتاب لا دی (جو غالباً مشکوٰۃ تھی) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے کتاب کھولکر یہ **حدیث** پڑھ کر سنائی ومن سرہ ان ینظر الی عیسی ابن مریم فلینظر الی ابی ذر الغفاری جو کس صفحہ کے صفحہ ۵۳۴ میں درج ہے اور اس سے آنحضرت نے مجھے سمجھایا کہ حدیث **ینزل فیکم ابن مریم** میں میرے مثیل المسیح کی بشارت دی ہے۔ اسوقت مجھے اور بھی کئی احادیث کی صحت کی نسبت استفسار کرنیکا ارادہ تھا مگر کسی کی آواز سے بیدار ہو گیا۔ ہمارے مخالفین کو لازم ہے کہ ناحق ابن مریم متوفی کی انتظار نہ کریں اور اپنے وقت کے امام کو پہچانیں۔ ؎

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔

تفسیر القرآن کے خریداروں کو بشارۃ

دوسری رات کو خواب میں دیکھا کہ میں ایک خشک ریگستان کے بیابان میں کسی طرف کو جا رہا ہوں مجھ پر پیاس نے غلبہ کیا تو میں ایک جگہ بیٹھ گیا کیا دیکھتا ہوں کہ اس ریت پر شیخ یعقوب علی صاحب کی تفسیر القرآن لکھی ہوئی ہے مگر نہایت خوشخط اور ایک ایک حرف ریت کے کئی کئی نمدات پر بہت ہی مزین لکھا گیا ہے۔ مجھے اس کی خوبصورتی سے یہ وہم گذرا کہ شاید اس ریت میں ان حروف کے نیچے پانی ہے تب میں نے ہاتھ سے ریت کھودنی شروع کی اور بہت خوشگوار پانی نکل آیا میں نے خوب سیر ہو کر پیا اور یہ پانی اس زور سے نکلا کہ رفتہ رفتہ دریا ہو گیا پھر اس سے پار ہونا محال ہو گیا اور پھر دیکھا کہ کئی گھر اس سے مخالفین اسلام کے تباہ ہو گئے اور کچھ ہونے والے ہیں۔ پھر بیدار ہو گیا۔

اس سے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ شیخ یعقوب علی صاحب کی تفسیر القرآن دنیا پر ایک خارق عادت اثر کرے گی اور اپنے خریداروں کو خدا کی رحمت اور ہدایت کے پانی سے اچھی طرح سیراب کرا دے گی معلوم ہوا کہ اس میں حقائق اور معارف ریت کیطرح ہیں میں صدق دل سے اور نہایت خوشی سے اپنے مخدوم اور محسن شیخصاحب کو مبارک باد دیتا ہوں کہ جنکے مبارک وجود سے یہ بے نظیر تفسیر شائع ہو رہی ہے اور پھر مبارک ہیں وہ لوگ جو تفسیر القرآن کے خریدار ہیں۔ فرقہ احمدیہ پر فرض ہے کہ اس تفسیر القرآن کی اشاعت کو اپنا فرض منصبی سمجھکر اس کی اشاعت کریں کہ اس میں نور اور ہدایت ہے۔ خدا تعالے ہر ایک کو اس کے پڑھنے کی توفیق دے اور ہدایت بھی۔ آمین

(محمد یحییٰ احمدی از داتہ)

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

مولوی فاضل ایڈیٹر کو مہذب سرٹیفکٹ	مولوی فاضل ایڈیٹر اہل حدیث کی تحریروں میں متانت اور ثقاہت کے نہ ہونے کی مجھے کبھی

شکایت نہیں بلکہ اس کی تصدیق اس سرٹیفکٹ سے بھی ہو رہی ہے جو لاہور کے ایک آریہ اخبار **پرکاش** نے اپنی ۱۱ فروری کی اشاعت میں انھیں عطا فرمایا ہے اور وہ یہ ہے۔

مغربی تہذیب اور مشرقی تہذیب کے نمونے تو پرکاش کے ناظرین نے بہت دیکھے ہونگے لیکن ایک **ایڈیٹر** کی تہذیب کا نمونہ شاید ہی انھوں نے دیکھا ہو لیجئے آج ہم ایک ایسا نمونہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں کہ جسکو دیکھ کر انکے منہ سے عش عش نکل جاوے امرتسر کا **اہلحدیث** سوامی دیانند جی کی کتاب مباحثہ کا جواب دیتے کرتے ہوئے حسب ذیل درافشانی کرتا ہے۔

...... مگر افسوس کہ آریوں نے اس رول کو اگر ردی کے صندوق میں بند کر کے بحیرۂ اٹلانٹک میں پھینک دیا ہے جہاں نیو گنڈوں کے شیرنی کا خون بہتا ہے۔ ناظرین ہم نہیں جانتے کہ اس

تہذیب کے پُتلے ایڈیٹر کو کیا کہیں

بنام اگر ہونگے تو کیا نام نہ ہوگا

یہ ہے وہ سرٹیفکٹ جو مولوی فاضل مصنف **تہذیب** کو ملا ہے۔ افسوس!! میں جانتا ہوں کہ وہ اس کے جواب میں مجھے بھی دو چار صلواتیں سنا دے گا مگر یہ تو جواب نہ ہوگا بلکہ اس سرٹیفکٹ کی تائید ہو گی۔ بہتر ہے مولوی صاحب اپنی تحریروں کو زیادہ تر **معقول** اور متین بنانے کی کوشش کریں۔

بحال خود نگر	میں پرکاش کے معزز ایڈیٹر کی مندرجہ بالا رائے کو وقعت سے دیکھتا ہوں لیکن نصیحت

بجائے خود اس امر پر بھی ضرور غور کرنا چاہیے کہ آریہ سماج کا **مذاق مباحثہ** اور اس کا لٹریچر بہت کچھ بدگوئی اور سب و شتم ہی کے اندر محدود رہے چنانچہ جس سوامی جی کا ذکر انھوں نے مندرجہ بالا نوٹ میں کیا ہے اُن کی تحریروں اور تقریروں میں بجز یاوہ گوئی اور گالیوں کے ہوتا ہی کچھ نہیں۔ اور وہ مشہور **بدگو** ہے۔ ماسوا اس کے **نیوگ** اگر اچھی ترا یہ پاک **مسئلہ** ہے اور یہ یک دھرم ہے تو اس کا ذکر آپ تحریر تہذیب کیوں قرار دیتے ہیں میں مولوی فاضل کے اس نوٹ اور طرز تحریر کو تو مہر گز پسند نہیں کرتا البتہ آپ کا اس پر اعتراض کرنا عجیب معلوم ہوتا ہے جس سے مجھے تو وہم ہوتا ہے کہ آپ **نیوگ** کے تذکرہ کو بھی خلاف تہذیب ہی سمجھتے ہیں اگر ایسا ہے تو میں آپ کی اس نیک فطرت پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔

غالب اور مقتدر خدا	آریہ پرکاش نے ایک نوٹ لکھا ہے۔ قرآن شریف

پڑھ جاؤ شروع سے آخر تک خدا کو قادر اور غالب ہی پاؤ گے مگر کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں خدا کو پیار اور محبت کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہو۔

لاریب ایک آریہ کے نزدیک قرآن کریم میں خدا تعالیٰ کی ان صفات عالیہ کو دیکھ پانا مشکل ہے جس پر حیرت انگیز امر ہے کیونکہ اس سے اچھے تو ایک ایسے پرمیشر کا علم کیا ہے جو ایک ذرہ کا بھی پیدا کرنے والا نہیں۔ اس نے پڑھا ہے کہ پرمیشر ایک مجبور ہستی ہے جس میں کوئی قدرت اور طاقت نہیں وہ اپنے مخلص اور وفادار بندوں کو ہمیشہ کی نجات تک نہیں دے سکتا اسے دعاؤں کے قبول کرنے کی شکتی نہیں اب وہ اگر قرآن شریف میں واللہ غالب علیٰ امرہ۔ ان اللہ علی کل شیء قدیر پڑھے تو اگر اُسے تعجب نہ ہو تو وہ کیسے ہو۔

خیر یہ حیرت تو **پرکاش** کے ایڈیٹر کے لیے لازمی تھی مگر افسوس یہ ہے کہ انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں خدا کو پیار اور محبت کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہو"

معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کے پیشکردہ **مقتدر اور متصرف غالب** خدا کا کچھ ایسا رعب آپ پر پڑا ہے کہ آپ قرآن شریف پڑھ نہیں سکے ورنہ ایسا لغو اور نادانی کا اعتراض نہ کرتے بلکہ میرا تو خیال ہے کہ آپ اسقدر رعب کے نیچے آئے ہیں کہ قرآن کریم کھول کر بھی نہیں دیکھا ورنہ سورۃ فاتحہ ہی میں پڑھتے

الحمد للہ رب العالمین۔ الرحمن الرحیم۔ مالک یوم الدین

موقع اور گنجایش نہیں کہ میں ان صفات اربعہ کی خوبیوں پر بحث کروں لیکن اسقدر کہ حسن اور احسان کا اکمل نمونہ ان الفاظ میں بیان ہوا ہے۔ اور اس کے علاوہ قرآن کریم میں کثرت کے ساتھ ولی المؤمنین۔ رؤف الرحیم۔ یحببکم اللہ۔ یحب المحسنین وغیرہ الفاظ آتے ہیں مگر اسکو پڑھے کون؟ وہی جو مقتدر اور غالب خدا کو ماننے والا ہے وہ شخص جو خدا تعالے کو غالب اور مقتدر یقین ہی نہیں کرتا اس میں ان صفات کا رنگ آ کیونکر سکتا ہے پرکاش کے اس نوٹ سے ایک اور اصل بھی کھل گیا ہے کہ

آریہ سماج کے نزدیک خدا تعالیٰ کا غالب اور مقتدر ہونا اسکی شان کے خلاف اور مذموم صفت ہے

اور اس سے یہ نتیجہ بالکل سہل ہے کہ آریہ سماج کسی ایسے خدا کو ماننا چاہتی ہے اور مانتی ہے۔

www.aaiil.org

انجیل کا معقول اندازہ

مسٹر سی جی - اسٹریٹ صاحب ایم اے کے انگریزی لیکچر کا ترجمہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اور یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ ایسے خیالات سرد مہری وہم کو موں پر سے رہتا ہے - اور آجکل کی مذہبی دنیا میں ہمیں اس زہریلے اثر کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے درحقیقت میں انجیل کی سب سے بڑھکر اسکی صداقت اور سادگی کی وجہ سے قدر کرتا ہوں - اسکے لکھنے والوں نے گویا اپنی روحوں کو اندر سے باہر نکال کر دکھلایا ہے تاکہ ہم انہیں صاف صاف طور پر دیکھ سکیں اور انہوں نے ہمیں اپنے زمانہ کی زندگی کی ایسی صاف صاف تصویر دکھلائی ہے جو کہ رنگین عبارت کے لکھنے والوں کیلئے ناممکن تھا - انجیل کے اندر روحانی صداقتیں ہونیکی وجہ سے ہی اسکی اسقدر وقعت ہے جہانتک کہ اس کتاب میں انسانی زندگی کی شکستوں رنج و راحت - گناہ اور فتح - نفرت اور محبت کے متعلق بیانات ہیں یہ کتاب اس قابل ہے کہ نہایت غور کے ساتھ اس کا مطالعہ کیا جائے مگر اس کو منزل من اللہ ماننا گویا ناکامیابی کا منہ دیکھنا ہے اور میری بات تو یہ ہے کہ میں ایسے ماننے کی نسبت یہی بہتر سمجھونگا کہ میں اسے آہستہ ہو کر ایکطرف رکھدوں اور انسانی زندگی اور تجربہ کو اپنے لئے زیادہ قابل قدر رہبر خیال کروں اس بارہ میں ٹامس کارلایل صاحب نے کیا ہی اچھا کہا ہے - اگر تمہیں خدا کی خواہش ہے تو آنکھیں اٹھا کر اور پردہ کھولو آسمان کس خوبصورتی سے نظارے اور پھیلا ہوا ہے اور اگر تمہیں اپنی بہبودی کیلئے کتاب کی ضرورت ہے تو انسان کی عجیب تواریخ موجود ہے -

لیکن چونکہ انجیل مذہبی ترقی کا ایک بیش قیمت خزانہ ہے جسمیں بہت سے بے بہا لعل و جواہر موجود ہیں - اگرچہ وہ ایک ناکامل طرز پر جڑے ہوئے ہیں اور نیز چونکہ وہ ایک ایسی قوم کی مذہبی تواریخ کا بیان ہے جس کا معراج بہت اعلیٰ تھا گو بہت کم اس معراج کو حاصل کیا ہے اور چونکہ وہ ایسا روحانی خزانہ ہے جسمیں سے بہت اعلیٰ خیالات اور صداقتیں ہوں ملسکتی ہیں جو دنیا میں شاید ہی کہیں ملتی ہوں - اسلئے میں انجیل کو ایک انسانی ممکن السہو کتاب مانکر اسکی قدر [illegible] کرتا ہوں اور خدا کا شکر [illegible]

اسقدر اثر پڑا ہے اور یہ بھی خواہش ہے کہ انسان اس کا اچھی طرح سوچ سمجھکر غور کے ساتھ مطالعہ کرے - اور وہ متضاد باتیں جو اسمیں درج ہیں صاف اس بات کا ثبوت ہیں کہ وہ دیانتداری اور صداقت کے ساتھ تحریر ہوئی ہے اور اختلافات جو مختلف انجیلوں کے بیانات میں پائے جاتے ہیں یہ ثابت کرتے ہیں کہ مؤلفین نے جسطرح انکو درست اور صحیح معلوم ہوا اسیطرح صاف صاف بیان کر دیا - اب ہمارا یہ کام ہے کہ انجیل میں سے وہ تمام باتیں جو ہماری موجودہ زندگی کے مددگار اور مفید ہو سکتی ہیں نکال لیں اور اسکی غلطیوں اور متضاد باتوں کو الگ چھوڑ دیں - اور اپنی خداداد طاقتوں سے یہ معلوم کریں کہ وہ کون کون سی صداقتیں ہیں جو بائیبل کے مؤلفین پر روحانی طور پر نازل ہوئیں اور وہ کون سی غلطیاں ہیں جو ان صداقتوں کے ساتھ مل گئیں -

انجیل کو اور کتابوں کی طرح سمجھنا چاہیئے

وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں یا تو انجیل کی ہر ایک بات میں یقین کرنا چاہیئے یا کسی بات کو بھی نہ ماننا چاہیئے - ان کا یہ کہنا بالکل خلاف از عقل و دلیل ہے وہ انجیل کے سوائے اور کسی بارے میں اس قسم کی دلیل پیش نہیں کرتے نہ تو وہ یہ مانتے ہیں کہ جو کچھ اور کتابوں میں پڑھتے ہیں اس تمام کو قبول کرلیں - اور نہ وہ اپنے عزیز سے عزیز دوست کی ہر ایک بات پر یقین رکھتے ہیں اگرچہ اسکی دیانتداری اور صداقت کی تعریف کرتے ہیں - نہ وہ اپنے ہر دلعزیز واعظ کے لفظ لفظ کو جو منبر پر سے اسکی زبان سے نکلتا ہے مانتے ہیں اور نہ اسکی ذاتی زندگی کے ہر ایک کام سے اتفاق رکھتے ہیں بعض ایسے لوگ ہیں جو اگرچہ اپنے مذہب کے اصول و عقائد مانتے ہیں مگر اپنے دل میں ذہنی غور پر کچھ شک و شبہ کر لیتے ہیں - اور سب سے اپنے دل کے اندر بائیبل کی ہر ایک بات کو بالکل صحیح قبول کرنے وقت کانشنس کی جھڑکی محسوس کرتے ہیں - انہیں بالکل دیانتداری اور صداقت سے کام لینا چاہیئے - انہیں تحقیقات (جہاں میں) کے خیال سے مطلق ڈرنا نہیں چاہیئے - اسی تحقیقات کے ذریعہ سے صداقت انسانوں کے دلوں تک پہونچتی ہے - انہیں زندہ خدا پر پورا بھروسہ رکھنا چاہیئے کہ وہ اپنی صداقت کو باوجود انسانی گمراہی اور شکوک کے بالکل محفوظ رکھیگا - خدا نے ہر ایک شخص کو عقل اور کانشنس عطا کیا ہے - اور [illegible]

انہیں ان عالیشان حقوق کو چرچ کے قواعد اور یا واعظ کے حوالہ نہیں کر دینا چاہیئے -

ہر ایک مرد اور عورت کو یہ بات ہر وقت مد نظر رکھنا چاہیئے کہ وہ اپنے لئے خود غور و فکر کرے - ہمیں ان طاقتوں کو جو مہربان خدا نے ہمیں بخشی ہیں اب زیادہ غلامی کی زنجیروں میں جکڑے رہنے دینا نہیں چاہیئے - جن طاقتوں کا انجیل کے بہادروں نے خوب پورے طور پر استعمال کیا تھا - جو آزادی ہمیں مسیح نے بخشی ہے ہمیں اسپر قائم رہنا چاہیئے - اور دوبارہ غلامی کے جوئے میں جکڑا جانا نہیں چاہیئے - جو کچھ عقل درست سمجھے اور کانشنس اسکی شہادت دے - وہ ہی ہمارے لئے درست ہے - اور جو کچھ یہ آخری عدالتہائے اپیل غلط ظاہر کریں اسے ہمیں رد کرنا چاہیئے -

یہ بات کہ داؤد یسعیاہ - یوحنا یا پولس نے ایک خاص بات کو درست سمجھا ہے اسکی قطعی دلیل نہیں کہ وہ بالکل درست ہو - ہمیں تو وہ معلوم کرنا چاہیئے اور دریافت کرنا چاہیئے کہ آیا یہ باتیں درحقیقت درست ہیں - عقل ہمیں یہ بتلاتی ہے کہ ہم انجیل کی بہت سی باتوں کو غلط سمجھکر رد کریں جیسے کہ ہم ہر جگہ غلط باتوں کو رد کر دیتے ہیں ساتھ ہی ہم عقل کے ذریعہ سے اس صداقت کو بھی معلوم کرتے ہیں جو انجیل میں موجود ہے -

جب ہم انجیل کے بعض حصوں پر نگاہ ڈالتے ہیں تو کانشنس مارے شرم کے سر نیچا کر لیتا ہے ہاں جب اسمیں نیکی - قربانی اور محبت کا ذکر پڑھتے ہیں تو مارے خوشی کے پھولا نہیں سماتا -

اگر اس نگاہ سے دیکھا جائے تو انجیل ایک نہایت قابل قدر کتاب معلوم ہوتی ہے - کوئی اور کتاب ایسی نہیں پائیجاتی جسمیں انجیل جیسا اعلیٰ اور پاک پاکیزگی خیالات - نیکی کے لئے جان نثاری - صداقت کیلئے وفاداری - اصل مقصد کیلئے سرگرمی پائیجاتی ہو - اور نہ کوئی ایسی کتاب ہے جسمیں ایسا سچا مذہب - خدا اور فرض کے متعلق ایسے اعلیٰ اور صحیح خیالات پائے جاتے ہوں - کسی اور کتاب میں اسقدر امید - اعتقاد اور محبت نہیں ملتی - ہمیں بیشک دنیا کی اور کتب مقدسہ کیطرف بھی ضرور توجہ کرنی چاہیئے اور انمیں سے جو صداقت ملے اس کی قدر اور تعریف کرنی چاہیئے - اگرچہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ انمیں سے کسی کا عیسائیوں کی کتب مقدسہ کے ساتھ مقابلہ نہیں ہو سکتا - ان اعلیٰ قدیم کتابوں سے تھکی ماندہ روحوں کو راحت ملتی ہے - کمزور دل تسکین پاتا ہے اور نہایت ذلیل گنہگار اور غریب راندہ درگاہ کو ہمت ملتی ہے - بیماری اور صحت غریبی اور امیری خوشی اور غم میں زندگی اور موت کے وقت اس کتاب میں ہمیشہ مناسب اور سب سے عمدہ الفاظ ملجاتے ہیں -

ہم آزاد مذہب لوگ انجیل کے قدر کرنے میں کسی سے کم نہیں ہیں - مگر اب اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم سوچ سمجھکر انجیل کی قدر کریں - ایک آزاد خیال آدمی اس توہمات کے دھند اور گرد کو جو اس کتاب پر چھا گیا صاف کر دیتا ہے اور جب وہ اسے ایک تاریک اور دھندلے شیشے میں سے دیکھنے کے بجائے کھلے طور پر دیکھتا ہے تو اگرچہ وہ اپنی عقل کو اسکی ہر ایک بات ماننے کیلئے قیدی نہیں بناتا اور نہ اسکی تمام تعلیم کو الہامی سمجھتا ہے لیکن اوس کے پاکیزہ خیالات اور مفید نصائح کو جیسے پیاسی روح سرد پانی کی تر و تازہ کرنے والی گھونٹوں کو خوشی سے قبول کرتی ہے محسوس کرتا ہے - خدا کی روح نسل انسان کے دل میں کام کرتی ہے اور اسے بھلی باتوں کی طرف راغب کرتی ہے - پس وہ نہایت خوشی کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے اور خدا کا شکر بجالاتا ہے کہ ہم جیسے انسانوں نے نسل انسان کیلئے ایک قیمتی اور لازوال ملکیت چھوڑی ہے جسمیں نہایت اعلیٰ خیالات اور کبھی کم نہ ہونے والی شان موجود ہے -

---

عید مبارک ہو

ناظرین الحکم کو عید مبارک ہو - تعطیل عید کیوجہ سے اخبار ایکدن بعد دیر سے شایع ہوتا ہے اور اصل ریڈنگ میٹر سے ایک صفحہ کم ہے - ایڈیٹر

www.aaiil.org

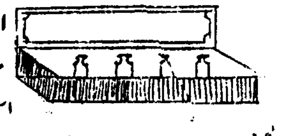

اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مُفرح ... عجیب و غریب چہار جوہر — ... ہر ایک بکس چہار جوہر کے چار دانے ... خون کو نہایت صاف کر کے تمام جلدی اور زنانی بیماریوں ... طاقت بخشتی ہیں چار جوہر دواؤں کا ست اور جوہر فی شیشی ۸ خوراک چار شیشیوں والے بکس ... استعمال میں مرد اور عورت لڑکے اور جوان ... سب کو تمام عمر ... رسالہ اور حیات دیا لاک بنا دیتا ہے شیشی نمبر ... شیشی نمبر ۴ جوہر چوب چینی وغیرہ چہار جوہر اپنے استعمال کنندہ کو ... محفوظ رکھتا ہے آتشک سوزاک گٹھیا خارش داد اکوت ... سفید داغ ... تو سیر تواسیر گنج سو کھنڈی وغیرہ کے فسادات کو ہمیشہ کیلئے صاف کر دیتا ہے ... شیشیاں ایک ٹین بکس میں مقفل کر کے ... استعمال کنے خریداروں کو دیجاتی ہیں قیمت فی بکس آٹھ روپے بیکنگ و محصول ڈاک ایک روپیہ چہار آنہ

اکسیر حیات یعنی نمک نباتات — ... اور تمام مفید دواؤں دیسیوں کے ست اور جوہر سے کیمیاوی طور پر ترکیب دیکر بڑی محنت اور جانفشانی سے یہ نمک تیار کیا گیا ہے اول درجہ کا مقوی معدہ و ہاضم غذا و دافع قبض و ریاح اور ... طاقت بخشنے والا اور کتنے ہی دنوں کا پرانا طحال اور بخار یا ورم جگر ہو بہت جلد دفع کر کے صحت و تندرستی کا ہمیشہ قائم رکھنے والا مرد اور عورت دونوں میں توالد و تناسل کا مادہ پیدا کرنیوالا ہے ... ایک پوری بوتل نمک استعمال کرکے فضل خدا کا امیدوار رہنا چاہئے قیمت فی شیشی ۲۴ خوراک ایک روپیہ بیکنگ و محصول ڈاک ... وقیمت فی بوتل جسمیں ۵۱۲ خوراک یعنی ۲۴ شیشی نمک رہتا ہے پانچ روپیہ محصول ڈاک ... ہزار ہا آدمیوں نے فائدہ کامل حاصل کیا ہے قیمت ۲ شیشی ... وتین شیشی ... وچار شیشی ... آپ ہی تجربہ کیجئے اور فائدہ اٹھائیے اسے معمولی نمک نہ سمجھئے یہ نمک امراض ذیل میں ... فائدہ بخشتا ہے ... دائمی قبض ... پیٹ میں درد و نفخ ... کمی اشتہا یعنی بھوک نہ معلوم ہونا طحال یعنی تاپ تلی ضعف معدہ یعنی غذا کا ہضم نہ ہونا اور بار بار پاخانہ ہونا۔ وبائی امراض مثل ہیضہ و تخمہ ... پیچش اسہال درد گردہ درد قولنج درد کمر ... وجع المفاصل یعنی گٹھیا ... درد سر ... ضعف دماغ ضعف بصارت کمی باہ یعنی نامردی جریان یعنی دھات پتلی ہو کر بہنا سوداوی امراض مثل آتشک و سوزاک اور جلدی امراض مثل خارش ... ہواری ... فائدہ بخشتا ہے ... نہایت ہی مفید ہے دل اور دماغ کو قوت اور فرحت بخشتا ہے طبیعت کو خوش اور بشاش رکھتا ہے فکر اور تردد کو دفع کرتا ہے ... اور حرارت کا محافظ رہتا ہے ہیضہ اور طاعون کے زمانہ میں اس کا استعمال اکسیر کا کام دیتا ہے اگر احتیاط اور التزام کے ساتھ ایک پوری بوتل اس نمک کی استعمال کیجائے ... تازہ اور اچھا خون اور گوشت ... پیدا ہو سکتا ہے ... نئی طاقت اور قوت یقیناً پیدا ہوگی یہ امر مسلم ہے کہ تمام بیماریاں معدہ کی خرابی کے سبب سے پیدا ہوتی ہیں اسلئے اس کا نام اکسیر حیات رکھا گیا ... کمزوری اور لاغری ہو فوراً دفع ہو کر انسان موٹا اور تازہ ہو جاتا ہے ... گویا از سرنو زندگانی حاصل کرتا ہے۔

طاقت پیدا کرنیکی عمدہ دوا یعنی معجون تقویت — یہ ... ہر طرح کی نئی طاقت پیدا کر کے انسان کو ہمیشہ تندرست رکھتی ہے۔ دل دماغ گردہ یعنی اعضائے رئیسہ کی تقویت کیلئے اکسیر ہے ... دل اور دماغ میں اول درجہ کی تقویت پیدا کرتی ہے ترقی بصارت و حافظہ و ذکاوت کیلئے سریع الاثر ہے قیمت فی بکس جسمیں ۴۰ خوراک دوا رہتی ہے پانچ روپیہ بیکنگ و محصول ڈاک ...

اکسیر دوا یعنی روغن اوجاع — کیسی ہی سخت تکلیف دہ گٹھیا یا عرق النسا یا درد کمر یا درد شانہ وغیرہ ہو چند روز میں اس تیل کے استعمال سے درد و ورم اور تمام تکالیف بالکل دفع ہو جاتی ہیں قیمت فی شیشی ایک روپیہ بیکنگ و محصول ڈاک ...

آنکھوں کیلئے نئی روشنی یعنی سرمہ نوری — اصلی ممیرا اور ایک سو مفید اور مقوی بصارت ادویات و محلول جواہرات سے یہ سرمہ تیار کیا جاتا ہے۔ جالا، الاپیول، دھند، ناخونہ، رتوندی، پڑوال، کیچڑ، پانی بہنا، سرخی چشم، درد، کھجلی وغیرہ غرضیکہ آنکھوں کی کل بیماریاں دفع کر کے آنکھوں کو نوجوانوں کی طرح نئی روشنی از سرنو پیدا کرتا ہے چند روز کے استعمال سے آنکھوں کی روشنی کو عمر کیلئے قائم کر دیتا ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ بیکنگ و محصول ڈاک ...

دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کیلئے اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان اور خوشبودار منجن — دانت اور آنکھ انہیں دونوں سے زندگی کا مزا ہے اگر ان میں کوئی خرابی آئی تو پھر زندگی کا لطف نہیں اس سبب سے ہر شخص پر انکی داشت اور حفاظت نہایت ضروری اور لازمی ہے اس منجن کو آپ چند روز ملئے پھر اپنے دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کو دیکھئے کیسا ہی درد ہو فوراً دفع ہو جائیگا اور تمام دانت موتی کیطرح چمکنے لگیں گے۔ دانتوں کا ہلنا ... سوزش ... مسوڑھوں کا ورم ... اور خون اور بدبو دہن اور ہونٹھ و زبان کے ناسور کے رفع کیلئے یہ منجن اکسیر ہے قیمتی بکس ۸ ر بیکنگ و محصول ڈاک ۵ ر ... ان کے علاوہ آتشک سوزاک جریان بیچش اسہال کہانسی دمہ بواسیر ریگ مثانہ طحال خارش اختلاج قلب سفید داغ۔ داد۔ بہرہ پن کی دوا اور زخم اور پھوڑے کیلئے مرہم اور نیز مخصوص عورتوں کیلئے ہر مرض کی دوائیں اس دواخانہ میں موجود ہیں جن کا تجربہ عرصہ دراز سے تمام ہندوستان میں نہایت کامیابی کے ساتھ ہو رہا ہے ... ایک ڈاک کا ٹکٹ بھیجکر ہمارے دواخانہ کی فہرست ملاحظہ فرمائیے جسمیں کل دواؤں کی تفصیل بحالات و طریق استعمال و سرٹیفیکیٹ وغیرہ کے درج ہیں آپ اپنا نام اور پتہ تمام و کمال خوب صاف لکھئے اور اگر کوئی اسٹیشن قریب ہو تو اسکو بھی لکھئے۔ ہمارا پتہ یہ ہے **شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال مقیم گنج شہر بنارس** — نوٹ ہم کو مندرجہ بالا دواؤں کے فروخت کیلئے ہندوستان میں ہر جگہ ایجنٹوں کی ضرورت ہے ...

کارخانہ احمدی حیات رُوح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے۔ بلحاظ تغیرات زمانہ اور یکا ذکرت سے ہو گئی بلحاظ قدامت اب اسے ترقی دی گئی ہے اور عطر تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے طیار کئے جاتے ہیں اور خوش سلیقگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں

راقم محمد عبد الله سعد الله تاجران عطر قنوج

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو بدگمانی سے بچانے کے واسطے صرف ایک عمدہ ذریعہ یہ ہے کہ ہر ایک دوا کا نمونہ کارڈ آنے پر مفت بھیجا جاوے (سونے چاندی کی گولیاں) جو اعلیٰ درجہ کی مقوی دل و دماغ و معدہ و باہ۔ اور مصفی خون ہیں اور جوان اور بوڑھوں کیلئے مفید اور زمین کی بے اعتدالیوں کیواسطے اکسیر ہیں قیمت چوبکا بکس ۴ (تخل مراد) یہ ایک نہایت لفیف عمدہ قسم کی مٹھائی ہے جو کہ کشتہ جات و عنبر و مقویات ادویات و میوہ جات سے مخلوط کر کے تیار کیگئی ہے جو حلق سے اترتے ہی اپنا اثر دکھانا شروع کرتی ہے اور رقت و جریان و کثرت احتلام وغیرہ کو دور کر کے جست و چالاک بنا دیتی ہے اور مقوی دل و دماغ و معدہ و جگر ہے ان اعضاء کو تقویت دیکر خون صالح پیدا کرتی ہے واسطے ازمائش بکس خورد بارہ خوراک ۱ر بکس اوسط ۲۰ خوراک عہ بکس کلاں جو ایک آدمی کو کافی ہے عہ

المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ بابب گڈھ ضلع دہلی

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی۔ ناگر تیل۔ یہ تیل ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے نزلہ آنکھوں و درد سر وغیرہ کیلئے مفید ہے قیمت فی شیشی ۸ر محصول ڈاک بذمہ خریدار

المشتہر منیجر کارخانہ عطر افروز قنوج

www.aaiil.org

ریمارک

ابتدائی رپورٹ انجمن شیخان شمسی لاہور | اس نام کی ۵۴ صفحہ کی ایک خوبصورت چھپی ہوئی

رپورٹ ہمارے پاس بغرض اظہار رائے آئی ہے۔ یہ رپورٹ ماسٹر چراغ الدین صاحب وشن برڈ بنگہ ماسٹر چیف کورٹ پنجاب و جنرل سکرٹری انجمن مذکور نے مرتب کی ہے۔ یہ زمانہ انجمنوں اور کانفرنسوں کا ہے قریباً ہر قوم نے اپنی کوئی نہ کوئی انجمن ضرور بنائی ہے۔ اور یہ طریق قومی ترقی کا نفس الامر میں بہت ہی مفید ہے۔ ایسی صورت میں شیخان شمسی کی انجمن لاہور جیسے مقام میں نہ ہوتی تو موجب تعجب تھا خصوصاً جبکہ ماسٹر چراغ الدین جیسے نیک اور روشن خیال نوجوان اس قوم میں ہوں۔ میں ماسٹر چراغ الدین صاحب کو ایام طالب علمی کے زمانہ سے جانتا ہوں انہیں قومی کاموں اور اصلاحی تحریکوں میں حصہ لینے کا خاص ملکہ اور مذاق ہے وہ لاہور کی کمیرشلس سوسائٹی میں نمایاں پوزیشن رکھتے ہیں انجمن موصوفہ کا اصل الاصول شادی غمی کی تقاریب پر بیجا مصارف کا انسداد اور دیگر رسوم قبیحہ کی اصلاح کرنا ہے میں نے رپورٹ کو سرسری نظر سے پڑھا ہے۔ اصلاحی تحریکوں میں یہ قدرتی بات ہے کہ مخالفت ہوتی ہے اور سخت مخالفت ہوتی ہے اس کلیہ سے میرے عزیز دوست ماسٹر چراغ الدین صاحب بھی باہر نہیں رہے مگر ان کے استقلال ہمت کا یہ نتیجہ ہے کہ میں اس قوم کی باقاعدہ رپورٹ دیکھتا ہوں۔ رپورٹ کے پڑھنے سے جنرل سکرٹری صاحب کی قابلیت کا پتہ ملتا ہے شیخان شمسی لاہور کی خوش قسمتی ہے کہ ایک قابلقدر نوجوان قومی خدمت کرنے کو طیار ہوا ہے ماسٹر چراغ الدین کو میں انکی اس نیک تحریک پر مبارکباد دیتا ہوں اور مشورہ دیتا ہوں کہ وہ انجمن کی اغراض کو پورا کرنے کیلئے قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا دستور العمل قرار دیں۔ اور مسلمانوں میں جو کامیابی اور ترقی کی غلط تجویزیں پیدا ہو رہی ہیں اس قوم کو بچا کر اس راہ پر لانے کی کوشش کریں جو حقیقی کامیابی کی راہ ہے۔

علمی جنتری کانپور ۱۹۰۵ء | کانپور کی علمی جنتری کئی سالوں سے

سید محمد عبد الصمد صاحب علم سوداگر کی زیر ترتیب شائع ہو رہی ہے اور یہ جنتری پنجاب و ہندوستان میں بہت کچھ شہرت یافتہ ہے۔ اشتہاری حصہ نکال کر ۸۰ صفحہ پر شائع ہوئی ہے جس میں مفید و دلچسپ کار آمد مضامین جنتری کے علاوہ اپ ٹو ڈیٹ ہیں۔ اس جنتری میں صفحہ ۳ پر حضرت اقدس جناب امام الاسلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر اور بہت ہی مختصر حالات دیئے ہیں میں افسوس کرتا ہوں کہ سید صاحب اگر تصویر اور حالات نہ دیتے تو اچھا ہوتا۔ تصویر بہت ہی خراب اور غلط ہے میرا خیال ہے کہ یہ حالات بھی انہوں نے اخبار سیف فولاد سے لئے ہیں۔ اگر وہ اس امر کی ضرورت ہی سمجھتے تھے تو وہ مجھ سے اس معاملہ میں مدد لیتے میں خوشی سے مدد دیتا۔ حالات کے ضمن میں اس فرقہ کی تعداد کے متعلق لکھا ہے "مرزا صاحب کی زبانی ان کے مریدوں کی تعداد دو لاکھ سے بھی زیادہ ہے لیکن ان کے مخالفین صرف چار یا پانچ ہزار ہی کہتے ہیں"۔ اس فقرہ کو پڑھ کر مجھے اور بھی افسوس ہوا کہ کاش اگر مردم شماری کی رپورٹوں کو دیکھ لیا جاتا تو سید صاحب ایسی رائے لکھ سکتے بہرحال یہ جنتری ایک قابلقدر چیز ہے مجھے کوئی قیمت اس جنتری کی معلوم نہیں ہوئی۔ کانپور علمی جنتری کے دفتر سے ملے گی۔

استفسار اور ان کے جواب

ع۱ مرزا صاحب حج بیت اللہ شریف کیوں نہیں کرتے۔ اور جناب پیران پیر کا درجہ اور ادب کہاں تک ہے

ع۲ فرضوں میں اور باقی نمازوں میں عین بیچ بیٹھنے درمیان میں دعائے مانگنا کس حدیث یا آیت کی رو سے ہے۔

ع۳ حدیث صحیحہ سے ثابت کریں کہ حضرت مسیح علیہ السلام سفر کرکے محلہ خان یار شہر سری نگر میں آئے۔ سوائے اس کے احاریوں کے پاس کیا ثبوت ہے کہ ایک تو مسیح کے نام سے سیاحت نکلتی ہے۔ ایک کچھ قبر اس نام کی بتلائی جاتی ہے۔ ماسوائے اس کے کوئی معتبر حدیث۔

ع۴ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق کیا خیال ہے آیا وہ مصلوب ہوئے ہیں۔ اگر ہوئے ہیں تو آیا صرف صلیب پر لٹکائے گئے۔ اور رہے وہ زندہ یا مصلوب ہونے کے معنے صلیب پر لٹکانے کے بعد موت ہی لازمی نتیجہ ہوتی ہے اور آیت قرآن کریم ما قتلوہ وما صلبوہ کو کس طرح مطابق کیا جاتا ہے۔ اور کیا معنے لئے جاتے ہیں۔

ع۵ خاتم النبیین رسول اللہ ہیں۔ تو پھر نبی ہونے کا دعوے کس طرح درست رہتا ہے۔

ع۶ ایک کا اعتراض ہے کہ حدیث علم ظنی ہے کسی حدیث کا کوئی راوی معتبر یعنی تبع تابعین تک ہونچتا معلوم نہیں ہوتا۔ گویا حدیث کو معتبر خیال کرتا ہے۔ پھر کہتا ہے کہ اس ظنی حدیث کو چھوڑ کر قرآن کریم سے مہدی دوران و آمد مسیح موعود ثابت کرد نہ کہ بمقابلہ اس کے مہدی اور مسیح کی نزولی پیشین گوئی قرآن کریم میں ہے۔ اور نہ حدیث معتبر ہے۔ تو کسطرح آمد ہو سکتی ہے

جوابات

ع۱ جناب سید عبد القادر صاحب اچھے لوگ تھے اور حدیث میں آیا ہے کہ جس شخص کو اچھے لوگ اچھا کہیں وہ خدا کے حضور بھی اچھا ہوتا ہے اور یہ حدیث بخاری میں ہے۔ رہی یہ بات کہ انکی فضیلت کہانتک ہے۔ یہ موقوف ہے دلی تعلق پر جو خدا تعالیٰ سے ہوتا ہے اور دن کے حالات سے سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی واقف نہیں۔ پس حد مقرر کرنا انسان کا کام نہیں۔ حج بیت اللہ میں امن شرط ہے۔ آجکل تو عام حاجیوں کیلئے بھی امن نہیں۔ اور امن میں مال اور جان دونو داخل ہیں۔ آپنے شاید سنا ہوگا کہ اس سال کتنے لاکھ روپیہ لیکر حاجیوں کو کسقدر دکھ دیا گیا ہے اور صدہا قتل بھی ہو گئے۔ اور حدیثوں سے ثابت ہے کہ عیسائیوں کی ایک جماعت (مسلمان ہو کر) بیت اللہ کا طواف کریگی اور مسیح بھی اون کے ساتھ طواف کریگا۔ کیونکہ طواف بدون اسلام لانیکے عیسائیوں سے ناممکن ہے۔

ع۲ تم جانتے ہو کہ جب انسان نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ تو اہدنا الصراط المستقیم الآیۃ پڑھتا ہے یہ بھی ایک دعا ہے۔ پھر رکوع میں اور سجود میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخر عمر میں۔ سبحانك اللهم وبحمدك اللهم اغفرلی پڑھتے تھے۔ اور یہ بھی دعا ہے۔ پھر التحیات میں۔ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اور دونو درود۔ رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ وغیرہ یہ سب دعائیں ہیں اور نماز کے اندر ہیں۔ اگر تم غور کرو تو معلوم ہوگا کہ نماز ساری دعا ہے اور رکوع سے بعد یا پہلے آخری رکعت میں دعا مانگنا بلوغ المرام میں موجود ہے دیکھ لو۔

ع۳ ہر ایک امر حدیث سے ثابت نہیں ہوا کرتا مثلاً تم سے کوئی دریافت کرے کہ حدیث سے ثابت کرو کہ تمہاری کیا قوم ہے۔ پس یہ عقلمندوں کا کام نہیں عقلمند کا یہ کام ہوتا ہے کہ خدا کے مختلف قسم کے دیئے ہوئے دلائل سے سچے اور صحیح دلائل کو لے لے خواہ وہ قرآن میں ہوں خواہ حدیث میں خواہ تواتر سے ملیں خواہ قانون قدرت سے۔

ع۴ حضرت مسیح مصلوب نہیں ہوئے۔ مصلوب کے معنے عربی زبان میں وہ دکھ جس سے انسان کی چربی پگھل کر نیچے گر جاوے صرف لکڑی پر چڑھنے کا نام صلیب نہیں بلکہ یہ لکھا ہے کہ مصلوب وہ ہوتا ہے کہ جسکی پیٹھ کی چربی پگھل کر گر جاوے۔

ع۵ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور ضرور ہیں اور قرآن کریم میں لکھا ہے پر یہ جانتے ہو کہ نبی کریم صاحب شریعت تھے اسلئے ضرور ہوا کہ کوئی شریعت جدیدہ قرآن یا نبی کریم کے احکام کے سوائے ممکن نہیں۔ اور نبی کا لفظ عربی زبان میں خبر دینے والے کے معنے رکھتا ہے یا بڑے آدمی کے۔ اس معنے کی نفی شرعاً جائز نہیں اور نیز خاتم مہر کو کہتے ہیں جب نبی کریم مہر ہوئے تو اگر انکی امت میں کسی قسم کا نبی نہیں ہوگا تو وہ مہر کسطرح ہوئے یا مہر کس پر لگی

ع۶ حدیث کو علم ظنی کہنا لاعلمی ہے اگر سارے حدیث ظنی ہے تو تم اپنے باپ کے بیٹے کسطرح ثابت ہوتے ہو حالانکہ یہ خبر ظنی ہے۔ یہ بھائی مثل ہے ماں جانے باپ کو۔ پس ایک عورت کی خبر بعض اوقات یقینی ماننی پڑتی ہے اور اسکا راوی نہ نبی نہ صحابی نہ تابعین ہے۔ والسلام

نور الدین

کیا اسلئے کہ ریلوے حادثات کی تعداد پوری ہو جاوے؟ | سنا ہے کہ بڑے شہروں میں پولیس والوں کو ہر سال یا مہینے میں مقدمات کی ایک خاص تعداد پوری کرنی پڑتی ہے۔ جسکا نتیجہ یہ کہ ان بیچاروں کو بعض جھوٹے اور بے بنیاد مقدمے بھی بیگناہوں کو پھانس کر بنانے پڑتے ہیں۔ حال میں یہ خبر ہماری نظر سے گذری کہ ایسٹرن بنگال ریلوے پر سگنلر موقوف کر دیئے جائیں گے اور ان کا کام سٹیشن ماسٹروں پر ڈالا جائیگا۔ ہماری رائے میں سٹیشن ماسٹری اور سگنلری دونو کام نہایت نازک ذمہ داری کے ہیں جن میں ذراسی غفلت سے حادثوں اور تصادم کا ہوجانا ایک معمولی بات ہے پس اگر یہ خبر صحیح ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ شاید ایسٹرن بنگال ریلوے پر بحالت موجودہ حادثے بہت کم ہوتے ہونگے جسکی تعداد پوری کرنے کیلئے یہ تدبیر نکالی گئی ہے کہ سگنلروں کی ڈیوٹی کا بوجھ بھی بیچارے سٹیشن ماسٹروں کے سر پر لاد دیا جاتا ہے تاکہ انکی مجبوری و غفلت سے خواہ مخواہ بھی حادثات ہوتے رہیں اور سال میں انکی معینہ تعداد پوری ہو جایا کرے۔

ہندو بیاہیوں کی سوشل حالت پر معصر موصوف نے عجیب روشنی ڈالی ہے وہ لکھتا ہے کہ ۲۴ جنوری کو سخت سردی تھی اور بارش کیوجہ سے کیچڑ ملکی بہت رونق تھی میں نے ایک ہندو بیبی کو بازار میں جاتے دیکھا اس کے ہاتھوں میں طلائی کنگن اور دو تین اور قیمتی زیور تھے مگر پاؤں میں جوتی نہ تھی ہمارے ہندوستانی بیبیاں سمجھا ہیں حضور تو ان کو زیورات سے لاد دیتے اور دو سلا [illegible]

www.aaiil.org

مراسلات

مندرجہ ذیل چھپے ہوئے مضمون
وہ مختلف سوسائٹیون کے سیکرٹری بھیجکر
خواہشمند ہوتے ہیں کہ وہ الحکم میں چھاپے جاوین
اسلئے میں بعض اس لحاظ سے کہ ان سوسائٹیون
کے ذریعہ سے کسی حد تک نوع انسان
کی بھلائی کیلئے مفید کام کرنیکی کوشش
کیجاتی ہے میں چھاپ دیتا ہوں ایڈیٹر

انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ کی تاریخون میں تبدیلی

پنجاب کے چند مشہور شہروں کے ہمدردانِ انجمن کی تحریک پر مجلس منتظمہ کے ایک ضروری اور غیر معمولی اجلاس منعقدہ ۵ فروری ۱۹۰۵ء نے بعد غور و فکر قرار دیا ہے کہ بجائے فروری کے آخیر ہفتہ اور اتوار کے جلسہ ۲۱-۲۲-۲۳ اپریل ۱۹۰۵ء کو ایسٹر کی تعطیلات میں ہو۔ کیونکہ ان تاریخون میں خیر خواہان انجمن و رشتہ داران جلسہ آسانی اور سہولت سے شریک جلسہ ہو سکتے اور تمام کارروائی کو دیکھکر بلا تکلیف واپس جا سکتے ہیں حکام نارتھ ویسٹرن ریلوے اور اودھ روہیلکھنڈ ریلوے نے از راہ عنایت جلسہ میں شریک ہونیوالے احباب کیلئے کرایہ ریل سوائے درجہ اول کے۔ دس یوم کیلئے **نصف** کر دیا ہے بشرطیکہ مسافت **پچاس** میل سے کم نہ ہو۔ جو صاحب شریک جلسہ ہونا چاہیں ان کو چاہئے کہ خاکسار سے سرٹیفکٹ ابتدائے اپریل میں منگوالیں جسے اسٹیشن ہو انکی پریش کرنے اور ایک طرف کا کرایہ ادا کرنے سے واپسی کا ٹکٹ انکو ملجاویگا۔ ایک سارٹیفکٹ بہت سے صاحبان کیلئے بھی کافی ہوگا۔ سرٹیفکٹ کا نمونہ حکام ریلوے نے خود تجویز کر کے بھیجا ہے اسمین سفر کرنیوالون کے نام پتے اور پتے درج ہونے ضروری ہونگے اور اس امر کا درج ہونا بھی ضروری ہے کہ وہ کس ریلوے اسٹیشن سے سوار ہونگے پس جو صاحب سرٹیفکٹ منگوانا چاہیں انہیں لازم ہوگا کہ وہ ان تمام ضروری مراتب سے جو قابل اندراج سرٹیفکٹ میں وقت پر اطلاع دیں۔

خاکسار شمس الدین جنرل سکرٹری

نارتھ ویسٹرن ریلوے پر اسٹیشن بروانگی سے لاہور تک اور اودھ روہیلکھنڈ ریلوے پر اسٹیشن روانگی سے سہارنپور تک۔

نور آنار فنڈ کی تیسری اپیل

بنام اہل ملک و اہل قوم

اول۔ بالعموم اہل ملک و ارباب قوم سے یہ امر مخفی نہیں ہے کہ روز ازل سے انسانی دنیا میں ایک کو دوسرے سے مدد ملنے کا طریقہ چلا آیا ہے یا یون کہو کہ ساری مخلوق ایک دوسرے کی امداد پر بالکل منحصر ہے۔ انسان کو انسان ہی سے نہیں بلکہ انسان کو حیوان سے بھی مدد مل رہی ہے آپ دیکھتے ہیں بیل اہل ہلاکر انسان کیلئے غلہ اور ترکاری پیدا کرنے میں اونٹ اور بھینسے اور گدھے ایک جگہ کا بار دوسری جگہ پہنچانے میں بھیڑیں کمبل بنانے کیلئے ہم کو اون دیتی ہیں۔ بکریاں اور گائیں اور بھینسیں دودھ اور مکھن اور چھاچھ اور گھوڑا سواری اور ... دیتے ہیں۔ وقس علیٰ ہذا پس کیا آپ لوگ کایستھ پاٹھ شالہ کی امداد نہ کرینگے جسمین کایستھ ہی کی نہ صرف ... نہیں ہے بلکہ دیگر اقوام کی بھی حب الوطنی تو اسی کی مقتضی ہے کہ وقت ضرورت ملک کی کل قومین ایک دوسرے کی امداد کرین جو باعث رضامندی خداوندی اتحاد بنی نوع انسان و درستی حالت ملک ہے۔

دوم۔ پہلی اور دوسری بار کی اپیل کا جو نتیجہ مستخرج ہوا وہ مشتہر ہو چکا ہے اب میں تیسری بار یہ اپیل ان اصحاب ملک و قوم کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جنکے ملاحظہ سے پہلی اور دوسری اپیل نہیں گذری ہے۔

واضح ہو کہ فنانی القوم منشی **کالی پرشاد صاحب** وکیل بانی پاٹھ شالہ الہ آباد کا وقف کیا ہوا سرمایہ مع جائیداد جو قریب پانچ لاکھ روپیہ کے ہے ان رفاہ عام اور خیراتی ابواب کیلئے ہرگز کافی نہیں ہے جو منشی صاحب نے وصیت نامہ میں محول کئے ہیں اور زمانہ کی ضروریات اور وقت کی خواہشین یہ حکم دے رہی ہیں کہ پاٹھ شالہ مذکور کو کالج کے درجہ تک پہنچایا جائے اسلئے دیگر مستقل پانچ لاکھ کے سرمایہ کی ضرورت ہے اس پانچ لاکھ کے منافع سے قریب پندرہ ہزار سالانہ تنخواہ کو اور پانسو سالانہ انکمٹیکس وغیرہ کو دینا ہوگا اور پچاس ہزار کالج کی توسیع عمارت میں لگے گا۔

یہ پاٹھ شالہ ۶ اگست ۱۸۷۲ء کو قائم ہوا ہے جسکو کالج بنانے کیلئے ۱۸۸۷ء میں کایستھ کانفرنس قائم ہوئی اور کئی بار کانفرنس میں اپیل کیا گیا لیکن کانفرنس کے قالب میں بہت سی قومی ضروریات اور اصلاحین ٹھونس ٹھونس کر بھر دی گئیں اس وجہ سے قوم کی توجہ پریشان ہو گئی پاٹھ شالہ کو کالج بنانے کا خیال جاتا رہا حکما کا قول راست آیا کہ ایک وقت میں کئی کام نہیں ہو سکتے ہیں۔ اگر شروع سے ابتک کانفرنس کا مقصد صرف ترقی تعلیم رہا ہوتا تو نہ صرف پاٹھ شالہ کالج بن گیا ہوتا بلکہ ایک دوسرا کالج کھل جاتا کیونکہ کانفرنس اور سبھاؤن کے مصارف میں اور اہل قوم کی آمد و رفت میں بیشمار روپیہ خرچ ہو گیا پاٹھ شالہ کی طرف سے چند بار ڈیپوٹیشن ارباب قوم کی خدمت میں جا بجا بھیجا گیا لیکن قومی افلاس کیوجہ سے معقول کامیابی نہیں ہوئی۔ تب لاچار ہو کر یکم جنوری ۱۹۰۳ء سے نور آنار فنڈ کھولا گیا جسکے قواعد حسب ذیل ہیں

۱۔ جس خاندان میں دس روپیہ یا اس سے کم ماہوار آمدنی ہے اس خاندان سے صرف ایکبار ایک چونّی لیجاویگی اور جس خاندان میں دس روپیہ سے زیادہ آمدنی ہے اس خاندان سے ہر فرد بشر سے خواہ وہ بچہ ہو یا جوان یا بوڑھا یا مذکر یا مونث چار چار آنے لئے جاوینگے۔

۲۔ ملک کی دیگر معزز قومون کے افراد کا چندہ بھی شکریہ کیساتھ قبول کیا جائیگا خواہ وہ کسی مقدار میں ہو۔

۳۔ بذریعہ ایک مطبوعہ درخواست کے جو اس اپیل کی پاکٹ میں رکھکر شائع کیجاتی ہے ہر جگہ ایجنٹ مقرر کر کے چندہ وصول کیا جائیگا۔ ۴۔ کل چندہ براہ راست دفتر سیکرٹری نور آنار فنڈ مقام لشکر گوالیار میں داخل ہو کر کایستھ پاٹھ شالہ الہ آباد کے خزانہ میں بھیجا جایا کریگا۔

چنانچہ اس اصول پر دو سال سے کام ہو رہا ہے اور اگرچہ صدہا اصحاب قوم اس متبرک کام کے انجام میں دل سے ساعی و سرگرم ہیں لیکن وہ محدود ہیں اور چندہ کی موجودہ رفتار سے پایا جاتا ہے کہ اس عظیم الشان مہم کا سر ہونا اسوقت تک ناممکن ہے جبتک کہ بیشمار اصحاب قوم و برادران ملک دستگیری نہ کرینگے اور جبتک ایک ایک جنرل ایجنٹ کھڑا ہو کر اپنے اپنے صوبہ کا چندہ وصول نہ کریگا۔ لہذا یہ تمیع باشندگان ملک کے نام یہ اپیل شائع کرتا ہوں اور مستدعی ہوں کہ ہر قوم کے لوگ اس نیک و رفاہ کام میں شرکت کا موقع حاصل کر کے ایک نامی تعلیمی عمارت کو منزل پر پہونچائین یعنی پاٹھ شالہ کو کالج بنائین اور ایک قلم پیشہ معزز قوم کو ممنون الطاف بزرگانہ فرمائین خدا انکو اجر جزیل بخشیگا۔

لشکر گوالیار دفتر نور آنار فنڈ۔

کامتا پرشاد سکسینہ سیکرٹری

میں مسلمان کیون ہوا؟

معزز ناظرین اسمین شک نہیں کہ انسان کو خداوند کریم نے اشرف المخلوقات پیدا کیا ہے لیکن جو قدرتی کمزوری اسکے گلے کا ہار ہو گئی ہے وہ اسے اگے چلنے نہیں دیتی انسان کو چاہئے کہ وہ ... جہانتک کہ الٰہی قرب حاصل کر سکون اسلئے انسان کو محتاط رہنا چاہئے کہ اس کمزوری سے ہر وقت بچتا رہے اور جہانتک ہو سکے قدم کو آگے بڑہانیکی کوشش کرے فطرتی کمزوری انسان پر اسکی غفلت کو دیکھکر وار ہو جاتی ہے اگر انسان ہوشیار اور مضبوط رہے اور ہر وقت خدا کا خوف کو مدنظر رکھے میں کہتا ہوں کہ مرض اسکو کبھی لاحق نہ ہو سکین جس وقت خدا کا فضل ہو تو ایسی کمزوریان خواہ سینکڑون بلکہ صدہا ہون تو بھی بگاڑ نہیں سکتین خدا کا فضل ہی اسکے خوف سے تھا جب میں انسانیت کے قالب میں آیا ہون اور عقلمندی اور ہوشمندی کا جامہ پہنا ہے میکو بھی شوق رہا ہے کہ کسی طرح سے مجھے صراط مستقیم کا پتہ ملے اس جستجو اور میری کوشش کا یہ نتیجہ ہوا کہ بہت سے گروہون میں بھٹکتا رہا اور گمراہی میں اسقدر پھنس گیا کہ جن سے نکلنے کی صورت محال تھی چونکہ میرے ساتھ فضل الٰہی شامل حال تھا۔ جیسے گرو نانک صاحب کا ... جیسے مکھن سے بال اب میں ان گروہون کا ذکر کرونگا جسمین بہت سی مشکلات پیش آئیں پہلے گروہ آریون کا تھا اسمین قریب چار سال تک رہا اور خوض کیا گیا لیکن اسکی تعلیم اسقدر بیہودہ اور بودی ہے میں کہتا ہون کہ کوئی شریف اور خاندانی آدمی اسکو ہرگز قبول نہیں کریگا۔ بلکہ اسکو نفرت کی نگاہ سے دیکھکر دور بھاگیگا اول انکی ویدک تعلیم جسے ایک مسلمان کا جسم سے معلوم ہوتا ہے اسکی بانی کی خواہش یا تو دنیا کی آزادی کیلئے تھی یا نفسانی اسکو منظور تھی جس سے اسکی مراد تھی کہ کوئی نفس اپنے اہل سے بغیر خوطرنی کی خانی رہ جاوے ایک چیکا لی بنا پر نیوگ کا حکم دیدیا کہ نیوگ سے اولاد حاصل کرنا کار خیر اور ثواب کا کام ہے اسکی تشریح کرنی انسانیت کے خلاف ہے۔ اسکا سلسلہ یہاں چھوڑتا ہون دوسرے یہ کہ انہون نے مکتی کو میعادی ٹھہرا دیا ہے۔ اور تناسخ ہمیشہ کیلئے گلے کا ہار قرار دیا گیا جس سے کبھی نجات نہیں مل سکتی اور تناسخ کی بنا خدائے رحیم کریم کیطرف منسوب کرنا عقل سلیم تجویز کر سکتی ہے کس حالت میں پرمیشور کو ابدی نجات دینے کی قدرت نہ تھی اور وہ سربشتی بان تھا۔ تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسا بخیل اور ... کیون کیا کہ اپنی قدرت کے فیض سے بندونکو محروم رکھا اور اس پر یہ اعتراض اور بھی مضبوط ہوتا ہے جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ ارواح جو ایک طوالت طویل عذاب میں ڈالا ہے اور ہمیشہ کیلئے جو نہیں سکتی کی عیب انکو قسمت میں لکھدی ہے وہ روحیں پرمیشور کی مخلوق بھی نہیں ہیں اسکا جواب آریہ صاحبان یہ کہتے ہیں کہ پرمیشور ہمیشہ کی مکتی دینے پر قادر تو تھا مگر سکتی مان جو ہوا لیکن بیاد رکھتی اسوجہ سے تجویز کیگئی کہ سلسلہ تناسخ کا ٹوٹ نہ جاوے کیونکہ بحالت میں ... ایک تعداد مقرر والی اندر میں اور اسکے زیادہ نہیں ہو سکتین پس ایسی صورت میں گر وہ اپنی مکتی ہوتی تو جو جو نکا سلسلہ قائم نہ رہ سکتا کیونکہ جو درجہ نجات ابدی پاکر مکتی خانہ میں گیا تو وہ گویا پرمیشور کے ہاتھ سے گئی۔ اور اس روزمرہ کی جرح کا آخری نتیجہ ضرور یہ ہوتا تھا کہ ایکدن ایک دم بھی جونون کے ڈالنے کیلئے پرمیشور کے ہاتھ میں رہتی اور کسی دن یہ سلسلہ تمام ہو کر پرمیشور معطل ہو کر بیٹھ جاتا اور ایسی تعلیم جس سے ایک روز خود ہی پرمیشور معطل ہو بیٹھے ذی عقل آدمی کب پسند کر سکتا ہے کہ یہ تعلیم خدا اور بانی کی ہی اور دوسرا ... رہا اسکو نکالتا خدا خدا کر کے اس تعلیم کیسے نفرت پاکر جب میں سے متلاشی حق ہوکر جستجو کی تو سکھون کے گروہ میں پھنس گیا سکھون کا اصول گرنتھ صاحب کی تعلیم ہے جب اسکو غور سے دیکھا جاتا ہے تو اسمین شک نہیں کہ جو کلام باوا صاحب نے لکھی ہے وہ بالکل پاک اور صاف و شرک کی لوث کرنیوالی ہے مگر بعد میں اب عرصہ گذرنے سے باوا گوبند صاحب نے اس تعلیم کو جو خاص باوا صاحب کے منہ مبارک سے نکلی ہوئی تھی الٹ پلٹ کر کے بہت گہرا شرک اسمین داخل کر دی اور جہانتک ... کی پیروی کی تاکید فرمائی تھی اسکو نکال کر بجائے اسکے ... شرک داخل کر دیگئی۔ میں تو متلاشی راہ مستقیم تھا جسکو ایک ...

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

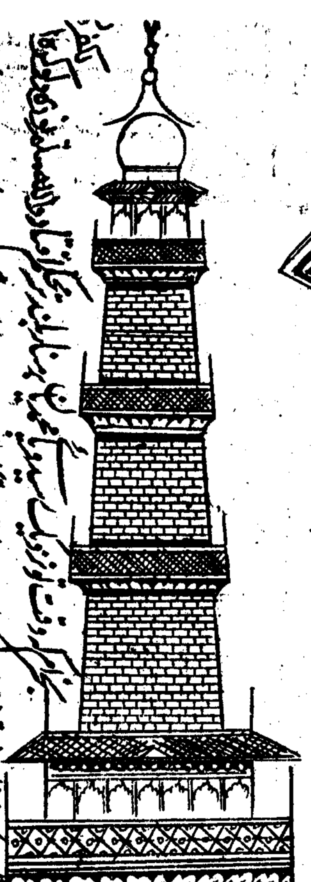

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

اِنَّهٗ اٰوَى الْقَرْيَة

الحکم

چہ گویم با تو گرانی جہا در قادیان مینی | دوا مینی شفا مینی غرض دارالامان مینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ لے (۱) عوام سے صہ ر (۲) خواص و معاونین سے عـ
(۳) ہندوستان سے باہر سے ر (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲/ ہے
(۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عـ ۱۲/

فہرست مضامین

(۱) ایک خط اور اس کا جواب صفحہ اول
(۲) ملفوظات و حالات حضرت امام الزمان علیہ السلام ۲ و ۳
(۳) الحکم بذریعہ مشین کیونکر چھاپا جا سکتا ہے؟ ۳ و ۴
(۴) مذہبی دنیا پر سرسری نظر صفحہ ۴
(۵) سید جماعت علیشاہ کے نام خط ″ ″
(۶) ناظرین سے پانچ منٹ ″ ″
(۷) ایک خطرناک پولیٹیکل غلطی ″ ۵
(۸) سید امیر علیشاہ ملہم سیالکوٹی کے الہامات ″ ۶
(۹) دارالامان کا ہفتہ ″ ″
(۱۰) جناب انسپکٹر کی رائے مدرسہ تعلیم الاسلام کے معائنہ پر ″ ″
(۱۱) خطبہ عید الضحیٰ صفحہ ۷
(۱۲) مولوی ثناء اللہ امرتسری کی پردہ دری ۸ و ۹
(۱۳) دشمنوں میں پھوٹ صفحہ ۹
(۱۴) اہلحدیث مطبوعہ ۲۷ جنوری کا جواب ″ ۱۰
(۱۵) الوصیت ″ ۱۱
(۱۶) رسید زر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ″ ۱۲
(۱۷) استفسار اور ان کے جواب ″ ۱۲
(۱۸) تازہ الہامات ″ ۱۲
(۱۹) مسیح موعود و غایۃ المقصود ″ ۱۳

نمبر ۷ | دارالامان قادیان مورخہ ۲۴ فروری سنہ ۱۹۰۵ء مطابق ۱۸ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۲ | جلد ۹

ایک خط اور اسکا جواب

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام ذیل کا کارڈ آیا تہا اسکا جواب مخدوم الملتہ نے جو لکھا وہ ناظرین کی فائدہ کے لئے درج ذیل ہے۔ ایڈیٹر

جناب مرزا صاحب۔ تسلیم۔ مسیح جو کہ منجی جہان تہا جب وہ اس جہان میں تہا تو اوس نے بہت سے مریضوں کو چنگا کیا۔ اور بہت سے وہ نشٹ نئے کام دکھلائے جو کہ بجز ذات باری تعالیٰ کے اور کوئی نہیں دکھلا سکتا۔ اب چونکہ آپ مسیح موعود ہونیکا دعویٰ کرتے ہین سو آپسے التجا ہے کہ آپ میرے واسطے دعا کیجئے تا کہ مین بہت جلدی اپنی بیماری سے شفا پاؤن نیز میرے واسطے پیشگوئی کیجئے کہ اس سال مجکو امتحان مین کیسی کامیابی ہوگی۔ اور اسطرح آپکو مسیح موعود تسلیم کر کر آپکی کفش بردارون مین ہونیکا فخر حاصل کرون۔

والسلام وصی اللہ طالب علم انگریزی متلاشی حق۔ شوراب گیٹ۔ بازار شاہ گہاسہ ۲۲۔ فروری ۱۹۰۵ء۔ میرٹھ

جواب

اس سے زیادہ ناپاک جہوٹ اور خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے والی دلیری کیا ہو سکتی ہے کہ ضعیفہ عورت سے نکلے ہوئے ناتوان بے علم گوشت پوست کو "منجی جہان" کہا جائے۔ کیا ان جہوٹے اور بے سروپا قصوں اور مردہ افسانون سے جنکا نام لوقا متی مرقس کی انجیل ہے یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ یسوع منجی جہان تہا۔ دعوون کی سچائی کا معیار افعال و نتائج افعال ہوتے ہین۔ یسوع کا دعویٰ تہا کہ وہ یہود کی کہوئی بادشاہت کو قائم کرنے آیا ہے اور غیر قومون کی غلامی کے آہنی تنور سے انہیں نجات دیگا۔ مگر انجیلون کے واقعات کی بنا پر یہ دعویٰ کیسا جہوٹا ثابت ہوا بلکہ وہ خود ذلت سے ہلاک کیا گیا اور ناپاک مشرکون اور شریعت پرستون نے ذلت کے بدنما داغ کو چھپانے کے لئے یہ عذر بدتر از جرم تراش لیا کہ وہ گناہ گارون کیلئے موا اور اوسنے روحانی سلطنت قائم کی۔ ہر ایک نامراد ناکام و ناشاد انسان آخر کار یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اگرچہ وہ بظاہر ناکام رہا مگر روحانی طور پر کامیاب ہو گیا۔ تمام سلوٹی منٹ جو یونیورسٹیون کے امتحانون مین فیل ہوتے ہین دعویٰ کر سکتے ہین کہ گو وہ بلحاظ ظاہری نمبرون کے فیل ہین مگر روحانی طور [illegible] ہی ہین۔ مگر یہ بے ثبوت لاف کیا کوئی فائدہ دے سکتی ہین۔ کیا وہ ذلیل موت جسے لعنت کہا جاتا ہے کچھ بہی مفید ہوئی۔ ہان اس اعتقاد سے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ سچی پاکیزگی اور پاک ایمان اور نیک اعمال کا لعنتیان یسوع پرستون سے سٹ گیا اور گناہ پر سخت دلیری پیدا ہو گئی۔ اسکی توضیح کی ضرورت نہین یورپ کے ملکون مین شراب اور زنا اور قمار بازی کی روز افزون کثرت اور بہت بے باکی کے کام اسکے گواہ ہین کیا اوس بزرگ پادری لور یورپین پادری کا حال تمنے نہین سنا جو ایک فیمین آرفنج کا سپرنٹنڈنٹ تہا اور کیا کام کر کے وہ ولایت کو بہاگا اور والپس گرفتار ہو کر آیا ہے۔ پہر ایسے کمزور ناکام شخص کو منجی جہان کہنا کیسی شرم کی بات ہے مین تم سے سچ سچ کہتا ہون کہ کوئی کا کوئی بہی ایسی ناکامی اور نامرادی کی حالتمین دنیا نہین اٹھا جس ناشادی اور رو شن کامی سے یسوع مرا حضرت موسیٰ کا دعویٰ تہا کہ وہ یہود کو فرعون کی غلامی سے رہائی دینے کیلئے پیدا ہوئے ہین۔ وہ عملی طور پر اس دعویٰ کو سچا دکہا کر راستباز اور خدا کے نبی ثابت ہوئے کیا وہ بنی اسرائیل کو مصر کے آہنی تنور سے نکالکر نہ دکہاتے اور اس دعوے کی پردہ پوشی یوں کرتے کہ انہون نے روحانی طور پر اسرائیلیون کو نجات دلادی ہے تو بات نہایت ہی بیہودہ نہ ہوتی۔ اس جہان کے حقیقی نجات دہندہ تمام انبیا کو زندہ کرنیوالے تمام راستبازیون کے جامع محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکہو کہ جو دعوے قرآن کریم مین مذکور ہوئے ہین وہ سب عملی طور پر پورے کر کے دکہائے۔ عرب گمنام تھے۔ آوارہ تہے۔ زناکار تہے۔ جوے باز تہے شرابخوار تہے منتشر تہے انہیں ذلت اور خانہ جنگی کی غلامی سے ایسی پوری نجات دلائی بلکہ تمام بدعادتون سے پاک صاف کر کے جہان کا معلم انہین بنا لیا۔ مگر جائے حیرت ہے کہ یسوع نے کیا کیا کس ناپاک عادت کو دنیا سے نابود کیا۔ اس کی نظیر مین کسی قوم کو پیش تو کرو۔ محدود قوم یہود کی جو رومی جوتے کے نیچے دبی ہوئی تہی ایک محدود مقام مین اسکی تبلیغ کی غایت اور مخاطب تہی انہین کیا تبدیلی کر کے دکہائی چند کم ہمت جو شاگرد تہے انکی کمزوریان اور ضعف ایمان بہی دور نہ ہوئے۔ دنیا مین بہت سے گرے ہوئے بت پرست مذہب ہین مگر جیسے اس کمزور بت یسوع کے پرستار گری ہوئی حالت مین ہین ناقابل بیان ہے۔ رامچندر جی کے پوجنے والے کہہ سکتی اور دکہا سکتے ہین کہ جناب راجہ رامچندر ایک دشمن پر جو ظالم راون تہا مظفر و منصور ہوئے اور یون اپنے دعاوی مین کامیاب ہو کر پرستش کے مستحق ٹھہر گئے اسیطرح جناب کرشن مہاراج کے پرستار یا ثبوت دعوے کر سکتے ہین مگر یسوع کے پرستار کیا دکہا سکتے ہین بس یہی کہ یسوع نے روحانی طور پر دنیا کو نجات دی کیا نجات دی۔ یہی کہ کفارہ کے اعتقاد سے گناہون اور بے باکیون کے سیلاب کا بند توڑ دیا۔

تم ابہی تک گرفتار ہو اور مٹیالی زمین مین دبائی ہوئی جان کی دیکہتے نہین کہ یورپ مین ہزارون اہل دل دانشمند انسان کو خدا ماننے کے شرمناک عقیدہ سے بیزار ہو رہے ہین

ملفوظات وحالات حضرت امام الزمان علیہ السلام

بوجہ شدت سردی کے صرف ظہر اور عصر کی نماز دن میں حضور شامل ہوتے رہے۔

۸ فروری ۱۹۰۵ء

ظہر کے وقت حضور علیہ السلام تشریف لائے تو ایک خادم آمدہ از کشمیر نے سر بسجود ہو کر خدا تعالیٰ کے کلام اسجدوا لآدم کو اس کے ظاہری الفاظ پر پورا کرنا چاہا۔ اور نہایت گریہ وزاری سے اظہار محبت کیا مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اس حرکت سے منع فرمایا اور کہا کہ یہ مشرکانہ باتیں ہیں ان سے پرہیز چاہیئے

ایک شخص کی درخواست مباحثہ پر فرمایا کہ حسب اعلام الٰہی ہمنے مباحثہ کا دروازہ بند کر دیا ہوا ہے۔ لیکن ہاں جس کا جی چاہے ازالہ شبہات کیلئے ہم سے کلام یا تحریر کر سکتا ہے بحث میں تو فریقین کو ہار جیت کا خیال ہوتا ہے مگر اسمیں یہ خیال نہیں ہوتا بحث کے بند کرنے سے ہماری یہ غرض نہیں ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی اعتراض کرے یا سوال کرے یا اُسے کچھ وساوس ہوں تو اسکی طرف توجہ ہی نہ کیجائے بلکہ اس سے مراد یہی کہ جواب اور جواب الجواب اور ہار جیت کا جو خیال لوگوں کو ہوتا ہے اس سے وہ احقاق حق سے دور جا پڑتے ہیں۔ ورنہ سوالات اور ازالہ وساوس کیلئے دروازہ کھلا ہے جس کا جی چاہے ہم سے پوچھ سکتا ہے۔

۹ فروری ۱۹۰۵ء

ظہر کے وقت تشریف لا کر طاعون کے ذکر پر فرمایا کہ سردی کی شدت میں یہ کم ہو جایا کرتی تھی مگر اب سردی کی شدت کے ساتھ اسکی بھی شدت ترقی کر رہی ہے۔ حالانکہ ابھی اسکی مزید ترقی کے ایام آنے والے ہیں۔

۱۰ فروری ۱۹۰۵ء

جمعہ حضور علیہ السلام نے مسجد اقصےٰ میں ادا فرمایا

۱۱ فروری ۱۹۰۵ء

ظہر کی نماز ادا فرما کر حضرت اقدس تشریف لیگئے لیکن جناب صاحبزادہ سراج الحق صاحب نعمانی کے اقارب میں سے ایک صاحب مولوی احمد سعید صاحب انصاری سہارنپوری برادر زادہ و شاگرد و خلیفہ محی السنہ قامع البدعیہ حافظ حدیث جناب مولانا شیخ محمد انصاری سہارنپوری مولد مکی مہاجر مرحوم احقاق حق کے خیال سے تشریف لائے ہوئے تھے اس لئے صاحبزادہ صاحب نے حضور اقدس سے انکی ملاقات کی درخواست کی جسپر حضور علیہ السلام اسیوقت تشریف لے آئے اور تھوڑی دیر مجلس فرمائی بعد استفسار اسم و سکونت و مختلف اذکار کے مسئلہ جہاد کا تذکرہ ہوا جسمیں ضمناً بعض ان گروہوں کا ذکر بھی آگیا جو کہ ہر ایک کافر کو بذریعہ تلوار قتل کر دینے کو غزا اقرار دیتے ہیں اور انگریزوں کے ملکوں میں رہنا بدعت اور کفر خیال کرتے ہیں اسپر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کا یہ خیال کہ ہم کفر کے اثر سے بچنے کیلئے الگ رہتے ہیں اور اگر انگریزوں کی رعیت ہو کر رہیں تو آنکھوں سے کفر اور شرک کے کام دیکھنے پڑیں میرے نزدیک درست نہیں ہیں کیونکہ اس گورنمنٹ نے مذہب کے بارے میں ہر ایک کو تو ایک آزادی دے رکھی ہے اور ہر ایک کو اختیار ہے کہ وہ امن اور سلامت روی سے اپنے اپنے مذہب کی اشاعت کرے۔ مذہبی تعصب کو گورنمنٹ ہرگز دخل نہیں دیتی اسکی بہت سی زندہ نظیریں موجود ہیں ایکدفعہ خود عیسائی پادریوں نے ایک جھوٹا مقدمہ خون کا مجھپر بنایا ایک انگریز اور عیسائی حاکم کے پاس ہی وہ مقدمہ تھا اور اسوقت کا ایک لفٹنٹ گورنر بھی ایک پادری مزاج آدمی تھا مگر آخر اس نے فیصلہ میرے حق میں دیا اور بالکل بری کر دیا بلکہ یہانتک کہا کہ میں پادریوں کی خاطر انصاف کو ترک نہیں کر سکتا اس کے بعد ابھی ایک مقدمہ فیصلہ ہوا ہے پہلے تو وہ ہندو مجسٹریٹوں کے پاس تھا نہیں معلوم کہ انہوں نے کس رعب میں آکر بہت ہی واضح اور بین وجوہات کو نظر انداز کر دیا اور مجھپر جرمانہ کیا لیکن جب اسکی اپیل ایک انگریز حاکم کے پاس ہوئی تو اُس نے بری کر دیا اور مجسٹریٹ کی کارروائی پر افسوس کیا اور کہا۔ کہ جو مقدمہ اپنی ابتدائی مرحلہ پر خارج کے قابل تھا اسپر اسقدر وقت ضائع کیا گیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں میں ابھی تک عدل اور انصاف کا مادہ موجود ہے اگر کسی قسم کا مذہبی تعصب یا بغض ہوتا تو کم از کم میرے ساتھ تو ضرور برتا جاتا ۳ لاکھ کے قریب جماعت ہے پھر افغانستان کے لوگ بھی آ آکر بیعت کرتے رہتے ہیں اور ایک نیا فرقہ ہونیکی وجہ سے بھی گورنمنٹ کی نظر اور توجہ اسطرف ہونی چاہیئے تھی مگر دیکھو کہ قریب ۸ کے ہمارے مقدمات ہوئے ہیں جنمیں سے سوائے ایک دو کے باقی کل مخالفین کیطرف سے تھے مگر سب میں کامیابی ہمکو ہی حاصل ہوئی ہے اور انگریزوں نے ہی ہمارے حق میں فیصلے دیئے ہیں اگرچہ ہم ان سب کامیابیوں کو خدا کی طرف سے ہی سمجھتے ہیں کیونکہ اگر وہ نہ چاہتا۔ تو یہ لوگ کیا کر سکتے مگر جن لوگوں کے ذریعہ اور ہاتھوں سے اسکی نصرت ہمارے شامل حال ہوئی وہ بھی قابل شکر کے ہیں جہانتک میرا خیال بلکہ یقین ہے وہ یہ ہے کہ ابھی تک ان لوگوں میں تعصب نہیں ہے اور آئندہ کا حال خدا کو معلوم ہے اور اسی لئے میں کہتا ہوں کہ اگر ان لوگوں کو خدمت دین ہی مطلوب ہے اور انکی غرض خدا کو راضی کرنا ہے تو چھپ کر بیٹھ رہنے سے کیا فایدہ۔ انکو چاہیئے کہ خدمت دین کا پہلو ہاتھ میں لیں۔

گورنمنٹ کیطرف سے کسی قسم کی سختی ہرگز نہیں ہے لوگوں کو تبلیغ اور اتمام حجت کریں یہ خیال بالکل غلط ہے کہ واعظ لوگوں کو گورنمنٹ گرفت کرتی ہے ہرگز نہیں ہاں جو لوگ مفسد ہوتے ہیں وہ ضرور خود ہی گرفت کے قابل ہوتے ہیں گورنمنٹ کا اسمیں کیا قصور۔ اب تو عیسویت کا یہ حال ہے کہ اسپر خود بخود موت آرہی ہے خود ان کے بڑے بڑے عالم اور فاضل تثلیث کے پکے دشمن ہوگئے ہیں اور نئی تعلیم نے ان کے دلوں میں یہ بات کوٹ کر بھر دی ہے کہ بناوٹی خدا اب کام نہیں آسکتا۔ پادری چونکہ یہ حالت ہے کہ صرف ٹکڑے کی خاطر کام کر رہے ہیں ایکدن تنخواہ کو دیر ہو جاوے تو کام چھوڑ دیتے ہیں اور خود عیسائی مذہب کی رد میں کتابیں لکھتے ہیں اب یہ زمانہ کسر صلیب کا ہے تقریر کے مقابلہ پر تلوار سے کام لینا بالکل نادانی ہے خدا تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے

کہ جسطرح اور جن آلات سے کفار لوگ تم پر حملہ کرتے ہیں انہی طریقوں اور آلات سے تم ان لوگوں کا مقابلہ کرو۔ اب ظاہر ہے کہ ان لوگوں کے حملے اسلام پر تلوار سے نہیں ہیں بلکہ قلم سے ہیں لہذا ضرور ہے کہ ان کا جواب قلم سے دیا جاوے اگر تلوار سے دیا جاویگا تو یہ اعتدا ہوگا جس کی خدا تعالےٰ کی صریح ممانعت قرآن شریف میں موجود ہے۔

ان اللہ لا یحب المعتدین پھر اگر عیسائیوں کو قتل ہی کر دیا جائے تو اس سے وہ وساوس دور نہوں گے جو کہ دلوں میں بیٹھے ہوئے ہیں بلکہ وہ اور پختہ ہو جاویں گے اور لوگ کہینگے کہ واقعی اہل اسلام کے پاس اپنے مذہب کی حقانیت کی کوئی دلیل نہیں ہے لیکن اگر شیریں کلامی اور نرمی سے ان کے وساوس کو دور کیا جاوے تو امید ہے کہ وہ سمجھ جاویں گے اور ہم نے دیکھا کہ بعض عیسائی لوگ جو یہاں آتے ہیں انکو جب نرمی سے سمجھایا جاتا ہے تو اکثر سمجھ جاتے ہیں اور تبدیل مذہب کر لیتے ہیں جیسے کہ ماسٹر عبدالحق صاحب نو مسلم آپس ہماری رو [illegible] تو یہ ہے کہ جہانتک ہو سکے کمر بستہ ہو کر دین کی خدمت میں مصروف ہوں کیونکہ یہ وقت اسی کام کیلئے ہے اگر اب کوئی نہیں کرتا تو اور کب کریگا۔

✳

بعض ایسے لوگ جن تک حضور علیہ السلام کی بعثت اور دعاوی کی مفصل کیفیت نہیں پہنچی تاہم وہ حسن ظن رکھتے ہیں اور بسبب دور ہونے کے قطعی فیصلہ نہیں کر سکتے اُن کے ذکر ہونے پر فرمایا کہ نیک لوگوں کا یہی شیوہ ہوتا ہے کیونکہ انکو کامل علم نہیں ہے اور علم اصل میں اسی کو کہتے ہیں جبکہ انسان کی واقفیت رویت کی قایمقام ہو

✳

الہامات کے ذکر پر فرمایا کہ قضا و قدر کے اسرار چونکہ عمیق در عمیق ہوتے ہیں اسلئے بعض وقت الہامات اور رؤیا کی تفہیم میں انسانوں کو غلطی لگ جاتی ہے

مذکورہ بالا تقریر فرما کر حضرت اقدس تشریف لیگئے مگر پھر بہت جلد تشریف لائے اور فرمایا کہ عصر کا وقت ہوگیا ہے۔ اذان ہوجاوے خانصاحب شاہ دیخان اذان دینے گئے اور حضور علیہ السلام نے مجلس فرمائی چونکہ سنت اہل اسلام میں سے بھی مخالف اور منکر حضرت مسیح موعود الہام کے مدعی ہیں اور وہ دعوے کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے کاذب اور دجال ہونے کے بارے میں خدا تعالےٰ کی وحی ہوئی ہے اور یاد رہے بعض مذاہب غیر از اسلام میں بھی ایسے لوگ پیدا ہوگئے ہیں جو اپنے مذہب کی تصدیق کے بذریعہ الہام مدعی ہیں اسلئے اسی سوال کے جواب میں حضور علیہ السلام نے ایک لطیف تقریر فرمائی جو کہ بہت ہی غور اور توجہ کی قابل ہے۔

اقوال الٰہی میں اختلاف ہے تو افعال الٰہی سے نتیجہ نکالو!

ہر ایک شخص اپنی حالت کے لحاظ سے معذور ہوتا ہے اس لئے ان میں فیصلہ کا ایک موٹا طریق ہے جسے ہم پیش کرتے ہیں اسوقت مختلف اقوام جن کا اسلام سے بھی کوئی تعلق نہیں ہے الہام کے مدعی ہیں دس سال کا عرصہ گذرا کہ ایکدفعہ امرتسر سے ایک سکھ کا خط آیا کہ مذہب سکھ کے سچا ہونے کی نسبت مجھے الہام ہوا ہے اور ایسے ہی ایک انگریز نے الہ آباد سے لکھا کہ مجھے عیسویت کے سچا ہونے کی نسبت الہام کے ذریعہ سے اطلاع دیگئی ہے اور ایک مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی جنکو میں نیک جانتا ہوں انکی اولاد امرتسر میں ہے انکو بھی دعوی الہام کا ہے اور وہ

www.aaiil.org

کہتے ہیں کہ ہمیں الہام ہوتا ہے کہ یہ سلسلہ جھوٹا ہے اور مرزا صاحب کاذب اور دجال ہیں پھر ادہر ہماری جماعت میں بھی ہزارہا ایسے آدمی ہیں جنکو الہام اور رویا کے ذریعہ سے یہ اطلاع ملی ہے اور خود رسول اللہ صلعم نے زبان مبارک سے تصدیق کی ہے کہ یہ سلسلہ منجانب اللہ ہے اور یہی ذریعہ انکی بیعت کا ہوا ہے۔ تو اب ان مختلف اقسام کے الہاموں میں جلدی سے فیصلہ تجویز کرنا تقوے سے بعید ہے اسلئے میں جلدی کو پسند نہیں کرتا انسان کو چاہیئے کہ صبر اور دعا سے کام لے اور تقوے کے پہلو کو ہاتھ سے نہ چھوڑے ان اللہ مع الذین اتقوا

اسوقت خود اسلام میں کئی فرقہ موجود ہیں جو کہ ایکدوسرے کی تردید کر رہے ہیں پھر دوسرے مذاہب کے حملے الگ ہیں ایک کتاب ترک اسلام لکھی گئی تھی اور اب ایک تہذیب الاسلام لکھی گئی ہے جسمیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر سخت فحش اور شرمناک حملے کئے گئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کل مذاہب اور فرقوں میں ایک جنگ چل رہی ہے اور ہر ایک کا دعوے یہی ہے کہ ہم حق پر ہیں پس ایسی حالت میں فیصلہ کرنا ایک آسان امر نہیں ہے یا تو اللہ تعالٰے اپنے فضل سے کسیکو فہم دے اور رشد عطا کرے۔ اور یا خود انسان جلدی نہ کرے اور صبر اور دعا سے کام لے تاکہ وقت پر حقیقت کھل جاوے کہ خدا کی تائید اور نصرت کسکے شامل حال ہے کیونکہ جھوٹے مذہب کیساتھ اسکی نصرت اور تائید کبھی شامل نہیں ہوسکتی اگر جھوٹے مذہب کی بھی ویسی خاطر خدا کو ہو۔ جو کہ سچے مذہب کی ہوتی ہے تو پھر سچ اور جھوٹ کا امتیاز کرنا محال ہوجائیگا

اسلئے آنحضرت صلعم نے جیسے کہ قرآن شریف میں درج ہے یہ جواب دیا کہ اعملوا علی مکانتکم انی عامل کہ اگر تم لوگوں پر میرا سچا ہونا مشتبہ ہو تو تم بھی اپنی جگہ عمل کرو۔ میں بھی کرتا ہوں انجام پر دیکھ لینا کہ خدا کی تائید اور نصرت کس کے شامل حال ہے جو امر خدا کیطرف سے ہوگا وہ بہرحال غالب ہو کر رہیگا۔

واللہ غالب علی امرہ۔

ان مختلف الہامات کے فیصلہ کیلئے یہی دراصل یہی معیار ہے کیونکہ ایک طرف تو اہل اسلام الہام کے مدعی ہیں دوسری طرف سکھ وغیرہ بھی پس اگر یہ سب الہامات خدا کیطرف سے سمجھے جائیں تو پھر یہ بھی ماننا پڑیگا کہ خدا بھی بہت سے ہیں کیونکہ اگر وہ سب ایک ہی کا کلام ہے تو آپس میں ایکدوسرے کی ضد کیوں ہیں کہ وہی خدا ایک کو کہتا ہے کہ فلاں شخص سچا ہے اور دوسرے کو کہتا ہے کہ جھوٹا ہے پس اسمیں فیصلہ کی جو آسان ترین راہ ہے وہ یہ ہے کہ ایک قول ہوتا ہے اور ایک فعل اگر قول میں اختلاف ہو تو اب فعل کی انتظار چاہیئے قول پر اگر فیصلہ کا مدار رکھا جاوے تو اسکی نظیر دوسری جگہ نکل آتی ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ مجھے یہ الہام ہوا ہے کہ تم کذاب ہو۔ لیکن فعل کو کہاں چھپا سکیں گے اسکی مثال تو ایک سورج کی ہے جسکی رویت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا ہے قول سے مراد ہماری وحی الہی ہے اور فعل سے نصرت اور تائیدات الہیہ لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ فعل کو دکھلاؤ تو یاد رہے کہ اس کا جلدی ظاہر کرنا ہمارا اپنا اختیار نہیں ہے اور کسی نبی کے اختیار میں بھی یہ بات نہیں ہوئی کہ وہ آیات اللہ کو جب چاہے دکھلا دیوے بلکہ خلق اللہ کیخاطر ان کو اس قسم کے اضطراب ضرور ہوتے ہیں اور وہ خواہاں ہوتے ہیں مگر آخر آیات خدا کے ہاتھ میں ہیں اور وہ اپنے مصالح سے ان کو کھولتا ہے آنحضرت صلعم کو بھی بڑا اضطراب تھا تو خدا تعالٰے نے وحی کی کہ تو آسمان پر زینہ لگا کر جا اور ان کو نشان لادے۔ اگر ہم کاذب اور دجال ہیں تو صبر کرو۔ خدا تعالٰے فرماتا ہے

ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم

جب سے دنیا قایم ہوئی ہے یہ کبھی اتفاق نہیں ہوا کہ خدا تعالٰی نے کاذب کی تائید کر کے سچوں کو شکست دی ہو آنحضرت صلعم کے زمانہ میں آپکے مقابلہ پر الہام کے مدعی موجود تھے اور وہ آپ کو جھوٹا خیال کرتے تھے مسیلمہ کذاب بھی انہیں میں تھا اگر قول پر مدار ہوتا تو اشتباہ رہتا۔ مگر آخر فعل الہی نے فیصلہ کر دیا دیکھ لو کہ اب کس کے دین کا نقارہ بج رہا ہے کس کا نام روشن ہے جو خدا کی طرف سے ہوتا ہے اس کو برکت دیجاتی ہے وہ بڑھتا ہے وہ پھیلتا اور پھولتا ہے اور اس کے دشمنوں پر اسے فتح پر فتح ملتی ہے۔ لیکن جو خدا کی طرف سے نہیں ہوتا وہ مثل جھاگ کی ہوتا ہے جو کہ بہت جلد نابود ہوجاتا ہے خدا کو کوئی دھوکا نہیں دیسکتا جسکا مدار تقوے پر ہوگا اور جس کے خدا کے ساتھ پاک تعلقات ہوں گے اسکی نصرت ہوگی یہ صرف ہمارے ساتھ ہی نہیں ہے کہ اسوقت اور ملہم ہمیں جھوٹا قرار دیتے ہیں۔ بلکہ عیسے علیہ السلام اور موسے علیہ السلام کے زمانہ میں بھی ایسے لوگ موجود تھے جو کہ ملہم تھے اور وہ ان نبیوں کی تکذیب کرتے تھے تو اسوقت کے داناؤں نے یہی فیصلہ دیا تھا کہ جو سچا ہوگا اسکا کاروبار بابرکت ہوگا۔ پس اب بجز اس بات کے اور فیصلہ نہیں نظر آتا کہ اگر قول میں پیچیدگی ہے تو فعل کو دیکھو۔ لیکن میں پھر کہتا ہوں کہ مجھے یہ درخواست کہ فعل ظاہر ہو عبث ہے میں تو ایک عاجز بندہ ہوں یہ خدا کا کام ہے کہ جو فعل وہ چاہے ظاہر کر دے میں کیا ہوں خود رسول اللہ صلعم نے یہی جواب دیا کہ انما الآیات عند اللہ انما انا بشیر و نذیر۔ انبیاؤں کا کام بازیگروں کیطرح چٹکے دکھانا نہیں ہوتا وہ تو خدا کے پیغام رسان ہوتے ہیں علمی بحث الگ ہے اور الہامی بحث الگ ہے مختصر فیصلہ یہی ہے کہ اگر قول میں تعارض ہو تو فعل خود فیصلہ کر دیگا۔ ایک مفتری تحصیلدار گورنمنٹ سے عزت نہیں پا سکتا اور گرفتار کیا جاتا ہے۔ تو مفتری علی اللہ کیسے اسکا محبوب ہو سکتا ہے اور وہ کب اوسکی تائید کر سکتا ہے اگر سچے کی عزت بھی ویسی ہو جیسا کہ جھوٹے کی۔ تو پھر دنیا سے امان اٹھ جاویگا۔ پس یاد رکھو کہ قول کے اشتباہ فعل سے ہی دور ہو سکتے ہیں میرے ساتھ جو وعدے خدا کے ہیں وہ ۲۵۔۳۰ سال پیشتر براہین میں درج ہو چکے ہیں اور بہت سے پورے ہوگئے ہیں جو باقی ہیں چاہو تو ان کا انتظار کرو۔ الہام میں دخل شیطانی بھی ہوتا ہے جیسے کہ قرآن شریف سے بھی ظاہر ہے مگر جو شخص شیطان کے اثر کے نیچے ہو اسے نصرت نہیں ملا کرتی۔ نصرت اسے ہی ملا کرتی ہے جو رحمان کے زیر سایہ ہو۔ ہم اپنی زبان سے کسی کو مفتری نہیں کہتے جبکہ وحی شیطانی بھی ہوتی ہے تو ممکن ہے کہ کسی سادہ لوح کو دھوکا لگا ہو۔ اسلئے ہم فعل الہی کی سند پیش کرتے ہیں رسول اللہ صلعم نے بھی یہ پیش کی تھی اور خدا تعالیٰ نے فعل پر بہت مدار رکھا ہے ولو تقول علینا لاخذنا منہ بالیمین۔ ہیں فعل ہی کا ذکر ہے پس جبکہ یہ مسنون طریق ہے تو اس سے کیوں گریز ہے ہم لوگوں کے سامنے ہیں اور اگر فریب سے کام کر رہے ہیں تو خدا تعالٰے ایسے عذاب سے ہلاک کریگا کہ لوگوں کو عبرت ہوجاویگی۔ اور اگر یہ خدا کی طرف سے ہے اور ضرور خدا کی طرف سے ہے تو پھر دوسرے لوگ ہلاک ہوجاوینگے ٭

الحکم بذریعہ مشین کیونکر چھاپا جاسکتا ہے؟

دو تین ہفتوں سے الحکم کے ذریعہ یہ خبر ناظرین اور بہی خواہان الحکم کو پہونچی ہے کہ چھپائی کی مشکلات کو آسان کرنیکی خاطر یہ تجویز زیر نظر ہے کہ انوار احمدیہ پریس میں سر دست کم از کم ایک مشین منگوائی جاوے۔ تا وقتیکہ انجن کے منگوانے کا انتظام نہ ہو سکے دستی چلے۔

ناظرین الحکم میری اس بلند پروازی یا شیخ چلی کے سے خیالات کو حیرت اور تعجب کی نظر سے دیکھینگے کہ ایک طرف بقایا داروں کا شکوہ کیا جاتا ہے دوسری طرف مشین منگوانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ تیسری طرف مالی مشکلات کا دفتر مدا کھلا ہے یہ کیا راز ہے؟ میں بجائے خود حیران ہوں کہ فی الحقیقت اس قسم کی مشکلات درپیش ہیں لیکن اسپر بھی مجھے کچھ ایسا یقین ہو رہا ہے کہ وہ وقت خدا تعالٰے چاہے تو دور نہیں کہ انوار احمدیہ پریس میں ولایتی مشین چلے گی۔

کیونکہ خدا تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں کے جو تماشے اور کرشمے میں نے اپنی زندگی اور الحکم کے اجرا و اشاعت میں دیکھے ہیں وہی کرشمے مجھے یقین دلاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ساری مشکلات کو آسان کر دے گا۔ کس کو یہ وہم و گمان ہو سکتا تھا کہ وہ اخبار جو آج آٹھ سال پہلے محض بے سرو سامانی کی حالت میں جاری کیا جاتا ہے بارور ہوگا اور قوم اسے محبوب بنالیگی۔ اور اسے سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مسلّم آرگن سمجھا جائیگا۔ پس جس رحیم و کریم مولیٰ نے اسطرح ذرہ نوازی کی ہے اس سے آئندہ کیا کیا میری امیدیں وابستہ نہیں ہیں۔ مجھے کامل یقین ہے اور اسی یقین کی بنا پر میں نے الحکم کے سب سے پہلے پرچہ میں کہا تھا کہ اگر **الحکم ملکی خیر سگالی اور نوع انسان کی بھلائی کیلئے شایع ہوتا ہو تو کامیاب ہوجائیگا۔** اوس یقین کی بنا پر میں اب بھی کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ **نافع الناس** وجود ہے تو انشاء اللہ العزیز یہ کسی نہ کسی رنگ میں ہر ملک اور قوم کیلئے **نفع رساں** ثابت ہوتا رہیگا اور بڑھے گا اور پھیلے گا اور پھولے گا۔

بعض لوگوں کو ایسی باتیں عجب اور خود ستائی کے رنگ میں نظر آیا کرتی ہیں مگر میں انہیں معذور سمجھتا ہوں اور چلئے میں اپنا کام کئے جاتا ہوں

جہانتک مجھ سے ہو سکتا ہے اور خدا کا فضل جہانتک میری دستگیری کرتا ہے۔ بہرحال بات اصل مطلب سے نکل جاتی ہے۔ میرا مطلب اس تحریر سے صرف یہ ہے کہ مین ظاہر کرون کہ الحکم مشین کے ذریعہ کیونکر جیا جا سکتا ہے۔ حالانکہ اسکی مالی حالت اور ناکافی اشاعت ابھی اسکی اجازت نہیں دیتی کہ اسقدر خرچ کثیر کا بوجھ اس پر یا اپنے اصلی معنون مین قوم پر ڈالا جاوے۔ یہ سچ ہے کہ کمپنٹ کی ہزار کا خرچ کرنا پڑیگا۔ لیکن قوم مطمئن رہے کہ مین اس کام کے لئے کسی سے ایک پائی بھی چندہ نہیں مانگتا ہان ایک امر پیش کرتا ہون جو اس سے بالکل الگ ہے اور جس کا اثر الحکم کی توسیع اشاعت پر بھی پڑتا ہے اور ان مشکلات مالی مین بہ کافی مدد مل جاتی ہے۔ اور وہ کچھ مشکل بھی نہیں ہے۔ اگر الحکم کے کل خریدار اپنی جگہ یہ عزم بالجزم اور عہد موثق کر لین کہ وہ آیندہ جولائی ۱۹۰۵ء تک پانچ پانچ خریدار بہم پہونچا دین گے تو ان کا یہ قومی اخبار انشاء اللہ ہر پہلو کے لحاظ سے مستقل اور مضبوط ہو جائیگا اور کثرت اشاعت کے ساتھ مشین کے منگوا لینے کے پورے سامان بہم پہونچ جاوین گے۔

اس کے علاوہ ایک اور طریق بھی کارخانہ کو اسبارہ مین سہولت پہونچانے کا ہے اور وہ یہ ہے کہ قریباً دو ہزار روپیہ مطبوع کا خریداران الحکم کے ذمہ بقایا ہے اگر اہل الرائے اور بارسوخ مقامی اصحاب اس کام مین مدد دینے کا وعدہ کر لین تو یہ ایک رقم معقول امداد ہے مین ایک جدا چٹھی الحکم کے معزز اور بارسوخ اصحاب کی خدمت مین اس غرض سے بھیجون گا کہ وہ **توسیع اشاعت** کیلئے مدد دین۔ اور بقایا دارون کی فہرست بھی ان کے پاس بغرض وصولی بھیجدون گا۔

الغرض یہ طریق ہے مجھے اس کام مین مدد دینے کا۔ جو لوگ الحکم کے ساتھ خاص دلچسپی اور مذاق رکھتے ہین وہ انہین اور قوم مین اس تحریک کو عام کرین۔ آیندہ چھ مہینون تک **توسیع اشاعت کا کالم** بدستور کھلا رہیگا مجھے کم از کم ۸۰۰ جدید خریدارونکی ضرورت سردست ہے جو الحکم کے **دو سو آدمی** ہی پورا کر سکتے ہین۔ خداتعالیٰ خود اس امر کو سرپرستان الحکم کے دل مین القا کرے کہ وہ اسکی ضرورت اور بابرکات کی طرف توجہ کر سکین ساری توفیقین اور نصرتین اسی سے آتی ہین اور وہی بہترین کارساز ہے۔

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

ڈاکٹر ڈوئی کے حریف امریکہ کے مشہور و معروف عیسائی پیغمبر ڈاکٹر ڈوئی کیطرح ولایت مین بھی ایک فرقہ کرسچن سائنس نام سے پیدا ہوا جس کا دعویٰ ہے کہ اس کے ممبر صرف دعاؤن سے بیمارون کو اچھا کر دیتے ہین انہین کا ایک جوڑا مسٹر اور مسز کا مجزہ مین جنہون نے مشہور کر دیا ہے کہ شاہنشاہ چین کی ماں کو انہون نے عیسائی کر دیا ہے۔

مجھے اس سے بحث نہین کہ شاہنشاہ کی والدہ عیسائی ہو گئی ہے یا نہین بلکہ مجھے یہ کہنا ہے کہ اس زمانہ مین مذہب کے نام سے جو کچھ بھی ہے ضرور ہے کہ وہ ابھر آوے تا کہ مسیح موعود کا دعوے لیظہرہ علی الدین کلہ پورا ہو اور میرا ایمان ہے کہ جس رنگ مین کوئی مذہب پیش ہو اس رنگ مین اس کے ابطال کا حربہ مسیح موعود کو دیا گیا ہے۔

ہندوستان کا آیندہ مذہب اس سوال پر عیسائی اخبارات نے بارہا طبع آزمائیان کی ہین ۱۸۹۶ء مین لنڈن کے مشہور اخبار **سپکٹیٹر** نے **مسلمانون کے دنیا مین منتشر** ہونے پر ایک مبسوط آرٹکل لکھا تھا اسوقت مین نے ارادہ کیا تھا کہ اپنی سمجھ اور فہم کے موافق اسپر ایک آرٹکل لکھون اتفاق سے وہ **نوٹ** مجھے مل گئے مین اور مین سمجھتا ہون کہ اس آرٹکل کیلئے یہی ایام خداتعالیٰ نے مقدر کر رکھے تھے پس اگر خداتعالیٰ نے توفیق دی تو وہ الحکم کی کسی اگلی اشاعت مین انشاء اللہ ایک لطیف مضمون پڑھین گے۔ یہ تو جملہ معترضہ تھا اب مین یہ ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ مدراس کے لارڈ بشپ نے حال ہی مین رسالہ **ایسٹ اینڈ ویسٹ** مین ایک آرٹکل لکھا ہے جسمین یہ ثابت کرنیکی کوشش کی ہے کہ ہندوستان کا آیندہ مذہب عیسائی ہوگا مین اس مضمون پر اس اپنے موعودہ مضمون مین نظر کرونگا مگر سردست یہ ظاہر کر دینا کسی صورت مین نامناسب نہین کہ کم از کم عیسائی مذہب کے حامیون کو اہل ہند کی حالت مین وہ آثار اور علامات ضرور ملتے مین جو عیسائیت کے قریب انہین لا رہے ہونگی جنکو دیکھکر وہ اس قسم کی پیشگوئیان کرنے کے عادی ہو رہے مین۔ مین اس سے یہ نتیجہ نکالنے کا حقدار ہون کہ **لاریب** یہی حالت **مسیح موعود** کی بعثت کی زبردست دلیل ہے۔ طبایع مین نصرانیت کی طرف رجحان خواہ کسی رنگ مین ہو اس امر کا داعی ہے کہ **مسیح موعود** آوے چنانچہ آنے والا آگیا اب اس کے آنے کے بعد کسی مذہب کی کامیابی اور اس کا عالمگیر مذہب ہو جانا۔

این خیال است و محال است و جنون

سید جماعت علی شاہ کے نام خط

سیالکوٹ مین جب اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے گئے مین تو سید جماعت علیشاہ اور انکے لوگون نے جسقدر مخالفت مین شور و شر اٹھایا وہ ناظرین الحکم معلوم کر چکے مین حضرت حکیم الامۃ جو ہمیشہ واقعات کو غائر نظر سے دیکھا کرتے مین سید جماعت علی شاہ کی کارروائی کو تعجب سے دیکھتے تھے چنانچہ آپ نے دارالامان سے سید صاحب کو یکم جنوری ۱۹۰۵ء کو مندرجہ ذیل خط لکھا جسکی ایک نقل حسن اتفاق سے مجھے بھی ملگئی ہے مین اسے فائدہ عام کیلئے شائع کرتا ہون۔ یاد رہے یہ خط سید جماعت علیشاہ صاحب کو ان کے مرید منشی احمد دین کی معرفت بذریعہ ڈاک بھیجا گیا ہے۔ ایڈیٹر

از قادیان یکم جنوری ۱۹۰۵ء

مکرم معظم سید صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میرے مشائخ مکرم حضرت شاہ عبدالغنی مجددی نقشبندی مہاجر مدینہ علیہ الرحمۃ تھے مین ان کے اخلاق، عادات اور اطوار کو بڑی عظمت اور وقعت سے اب تک دیکھتا ہون اور مین ان کو ایک معیار بناتا ہون تو مجھے کامل یقین کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ جناب نقشبندی سلسلہ کے ایک بزرگ ہین اور چونکہ مین بھی اس سلسلہ کا مستفیض اللسان ہون اسلئے مجھے حق پہونچتا ہے کہ مین اپنے سلسلہ کے لوگون کی نسبت کوئی عیب دیکھون تو ظاہر کر دون۔ مینے سیالکوٹ مین دیکھا ہے کہ وہ لوگ جو جناب کے بڑے خلوص کا اظہار کرتے ہین اور جو بزرگی تھے جو اپنے آپ کو خود زکی کہتے مین آپکے مقرب تھے۔ اور مرزا کا مقابلہ ایسی طرح سے کیا جاتا تھا کہ جو آپ کے قومی فضل اور آپکے شیخ نقشبندیہ اور روحانی تربیت کی طرف متوجہ ہونے کے بالکل خلاف نظر آتے تھے۔ مین مانتا ہون کہ مرزا کا کوئی دعوے آپکو ناگوار ہو یا ناگوار ہوئے مگر اہل اللہ کا مقابلہ اسطرح نہین چاہئے جسطرح آپ نے کیا ہے۔ سب دل اللہ تعالیٰ کے فضل کے نیچے ہیں۔

والسلام۔ نورالدین۔

ناظرین سے پانچ منٹ

مبارکبادی کے خطوط۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی **بریت** اور پیشگوئی پورا ہونے کے متعلق **مبارکبادی** کے خطوط اور اشعار بدستور آ رہے مین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قلوب مومنین کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی سکینت و اطمینان عطا فرمایا ہے اللہم زد فزد۔ **افسوس** ہے مین ان سب **خطوط** اور **اشعار** کو الحکم مین درج کرنے کیلئے جگہ نہین پاتا جن احباب کے خطوط درج نہون وہ امید ہے مجھے معذور سمجھین گے۔

درخواست دعا۔ بابو نورالدین صاحب کلرک ڈاکخانہ گوڑداسپور اپنے عزیز بھائی کیلئے جسکا نام محمد شریف ہے اور جو لاہور مین بیمار ہے دعا کی درخواست کرتے ہین۔

نماز جنازہ۔ مولوی جمال الدین صاحب سید والہ کے رہنے والے حضرت اقدس کے ایک پرانے اور مخلص مرید تھے ان کے انتقال کی خبر مولوی عبدالحق صاحب کے ذریعہ ملی ہے احمدی جماعتین اپنے مخلص بھائی کا جنازہ غائب پڑھین ایسا ہی پنڈی چیری سے میان احمد دین زرگر اپنی اہلیہ کے فوت ہو جانے پر نماز جنازہ کی درخواست کرتے ہین۔

توسیع اشاعت ہفتہ زیر اشاعت مین ریاست لسبیلہ سے منشی رحیم بخش صاحب شیدائے الحکم کیلئے ایک جدید خریدار روانہ کیا ہے۔

اور منشی غلام نبی صاحب پنچ پوسٹماسٹر نے ۳ خریدار الحکم کیلئے بھیجے مین۔ ایسا ہی بابو **عبدالحق** صاحب پوسٹماسٹر سنگھیترہ جو الحکم کے خاص معاونین اور سرپرستون مین سے مین الحکم کیلئے ایک خریدار بھیجتے ہین اور ابھی اور کئی خریدار بھیجنے کا وعدہ فرماتے ہین۔

جناب شیخ عبدالرشید صاحب زمیندار میرٹھ سے الحکم کے دو خریدار اپنی جیب خاص سے بھیجتے ہین علاوہ برین ۸ جدید خریدار اپنی درخواست پر **الحکم** کی برادری مین شامل ہوئے جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

امداد مدرسہ تعلیم الاسلام سکول کی امداد کیلئے حضرت مخدوم الملۃ مولوی عبدالکریم صاحب کی دو ہزار روپیہ کی اپیل پر مینے ناظرین الحکم سے چاہا تھا کہ اگر وہ دو دو روپیہ بھیجدین تو یہ رقم بہت جلد جمع ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر ممتاز علی خان صاحب میانمیر سے اس تحریک کیموافق دو روپے بھیجنے کو آمادہ ہین سید ممتاز علیشاہ صاحب دکیس ہکبک نے سبقت کر کے دو روپیہ بھیجدیے ہین

www.aaiil.org

ایک خطرناک پولیٹیکل غلطی

مجھے دہلی سے میرے معزز بھائی منشی عبدالعزیز صاحب نے آگاہ کیا ہے کہ ایڈیٹر کرزن گزٹ کی منشیانہ چالاکیوں کی بدولت ایک اخبار نویس کو سخت مغالطہ ہوا ہے اور اصلی وجہ ہے وہ ایک خطرناک پولیٹیکل غلطی کا ارتکاب کر بیٹھا ہے۔ جس سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف گم حکم گورنمنٹ آف پنجاب کو گمراہی ہو سکتی ہے اگرچہ ہز آنر سر چارلس ریواز کی دانشمند اور بیدار مغز گورنمنٹ سے ہم احمدی ہر طرح مطمئن ہیں لیکن تحریری طور پر ایک غلط واقعہ جبکہ ہز آنر کی میز تک بصورت میموریل پہنچا دیا گیا ہے اسلئے یہ ضروری ہے کہ اسکی فوری تردید کیجاوے۔ پس میں نہایت ادب کے ساتھ ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کی خدمت عالیہ میں عرض کرنیکی عزت چاہتا ہوں کہ آپ ہمارے نازک پوزیشن پر انصاف کے ساتھ نظر کریں ایک ایسی تحریر جو لاریب ایڈیٹر شیعہ کے بیان کے موافق رنجیدہ اور دل آزار ہے ہرچند وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پیشوا اور امام حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان (جن کے خاندان نے ۱۸۵۷ء کے طوفان بے تمیزی میں سرکار دولتمدار کی دوستانہ اور وفادارانہ مدد کی تھی) کی تحریر نہیں ہے بلکہ مرزا حیرت ایڈیٹر کرزن گزٹ دہلی اس کا مصنف اور مولف ہے اور اس نے اپنے اخبار میں کچھ ایسے انداز اور طرز سے اسے کوٹ کیا ہے جس سے ایک پڑھنے والے کو مغالطہ پیدا ہو اور وہ اسے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف منسوب کرے چنانچہ اس کا زندہ اور تازہ ثبوت یہ ہے کہ سید حیدر حسین صاحب ایڈیٹر شیعہ نے اپنے رسالے کے ذریعہ ایک میموریل بھیجکر وادرسی اور انصاف چاہا ہے اگرچہ سید حیدر حسین صاحب نے جلدی کی اور پوری تحقیق اور تفتیش سے کام نہیں لیا۔ تاہم ہمیں شک نہیں کہ وہ ان الفاظ سے متاثر ضرور ہوا ہے۔ اسلئے میرا بحیثیت ایڈیٹر الحکم فرض ہے کہ میں اس غلط فہمی کو دور کرنے کی کوشش کروں۔

اصل بات یہ ہے کہ کچھ عرصہ سے مرزا حیرت ایڈیٹر کرزن گزٹ دہلی نے اپنے اخبار میں "مولوی مرزا غلام احمد قادیانی" کے عنوان سے کئی ماہ سے ایک مسلسل مضمون شروع کر رکھا ہے جسمیں حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب کے دعاوی اور دلایل پر معقول اور متین نکتہ چینی کو چھوڑ کر لاطایل اور خیالی امور پر ایڈیٹر مذکور طبع آزمائی کر رہا ہے۔ اس کے جواب میں ان کے حالات سے پورے واقف و ماہر ایک دہلوی بھائی نے ایک سلسلہ مضامین کا البدر میں شایع کیا ہے جسکو وہ اب حیرت کی حیرانی کے نام سے بصورت رسالہ شایع کرنیوالے ہیں۔ اس سلسلہ جواب میں دہلوی احمدی نے یہ طریق اختیار کیا کہ جو اعتراض وہ حضرت اقدس کی کسی تحریر پر کرتے اس قسم کا مضمون وہ خود ان کی ہی تحریروں سے نکالکر پیش کر دیتے۔ چنانچہ اس طریق جواب میں حیرت صاحب کو کوئی جواب نہیں بن پڑا۔

مرزا حیرت نے کہیں لکھا تھا کہ شرفا کا یہ کام نہیں ہوتا کہ بات بات میں گالی گلوچ پر اتر آئیں اسپر دہلوی مجیب نے مرزا حیرت کی اپنی تصنیفات سے ان گالیوں اور بدزبانیوں کی ایک فہرست دی جو انہوں نے دوسرے لوگوں کی نسبت استعمال کی تہیں۔ ایسا ہی حیرت نے اپنے کسی مضمون میں یہ نکتہ چینی کی تہی کہ یہ خیال بیہودہ ہے کہ احمدی تو طاعون سے نہ مریں اور رسول صلعم کے امتی طاعون سے مرجاویں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی حیرت نے غیر احمدی کا ترجمہ خود کر لیا تہا بحالیکہ ایسا کوئی فقرہ ہماری تحریر میں نہ تھا۔ اسپر خود حیرت صاحب کی تحریروں سے اخذ کر کے ۲۴ اگست ۱۹۰۴ء کے البدر میں ایک فہرست ان الفاظ کی شایع کی گئی تہی جن کے ذریعہ امت مرحومہ کے دوسرے افراد کو حیرت صاحب نے اسلام سے خارج کیا تہا اسپر حیرت صاحب نے یکم اکتوبر کے کرزن گزٹ میں اس مضمون پر کچھ ایسے انداز سے نکتہ چینی کی جس سے پبلک کو مغالطہ لگ گیا کہ یہ خود حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب کے الفاظ ہیں چنانچہ ایڈیٹر شیعہ نے بہی دہوکا کہایا۔ اور اسے میموریل بھیجنے کی ضرورت ہوئی جو مضمون منشی عبدالعزیز صاحب نے مع اپنے ریمارکس کے میرے پاس بہیجا ہے۔ میں اسے ذیل میں درج کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ منشی سید حیدر حسین صاحب اس غلطی اور رفتگذشت کی جو ان سے جلد بازی میں ہوئی ہے تلافی کرینگے انہوں نے بلا وجہ معقول اور بلا تحقیق ایک ایسی جماعت کے امام و پیشوا کے متعلق گورنمنٹ پنجاب کو سر رپریزنٹ کیا ہے جو ہندوستان کی ۳ لاکھ وفادار رعایا کا امام ہے اور جس کا خاندان گورنمنٹ انگلشیہ کا مسلمہ وفادار دوست ہے۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ سید حیدر حسین صاحب اس رنج اور گھبراہٹ کی وجہ سے جو مرزا حیرت کے الفاظ سے انہیں قدرتی طور پر ہونی چاہئے تہی صحیح فیصلہ نہیں کر سکے تاہم اب واقعات کے کہل جانے پر انہیں تلافی مافات کا موقع ہے جس میں انکی نیک نیتی اور سلامت روی ہے امید کرتا ہوں ان کا فرض ہے کہ وہ رسالہ شیعہ کی قریب ترین اشاعت کے ذریعہ اسکی تردید اور معذرت کریں اور بذریعہ خاص چٹھی ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کو اطلاع دیں اور ہز آنر سر چارلس ریواز کی دانشمند اور مدبر معاملہ فہم گورنمنٹ سے مجھے کافی امید ہے اور کامل یقین ہے کہ وہ اس میموریل کے اصل باعث اور موضوع کو اپنی زیرکی سے سمجھ لیگی۔

میں ضرورت نہیں سمجھتا کہ اس بیہودہ میموریل کو یہاں درج کروں البتہ منشی عبدالعزیز صاحب کے ریمارک کو جو اسپر دیا گیا ہے یہاں درج کر دیتا ہوں۔ "مرزا حیرت کی تحریروں سے سادہ لوح بہولا بہالا ایڈیٹر سید حیدر حسین صاحب دہوکہ میں آگیا ہے اور اس نے اپنے رسالہ موسوم بہ شیعہ بابت ماہ اکتوبر ۱۹۰۴ء کے صفحہ ۲۵ پر ہز آنر سر چارلس ریواز کی خدمت میں اپیل کی ہے جسمیں کرزن گزٹ یکم اکتوبر کے مضمون کا حوالہ دیکر مرزا حیرت کے مضمون کو احمدی جماعت کی طرف منسوب کرنے میں غلطی کہائی ہے۔

یہ میموریل دو ایڈیٹروں کی قابلیت کا نمونہ ہے۔ ان میں سے ایک نے اخباری دنیا میں ابہی قدم رکہا ہے۔ لیکن اپنے تئیں زاید از دو کروڑ شیعہ فرقے کے مسلمانوں کا وکیل ظاہر کرتا ہے دوسرا بہت پرانا ایڈیٹر ہے جسکی عمر کا بڑا حصہ خود اس کے قول کے موافق ایڈیٹری ہی میں گذرا ہے اس میں شک نہیں ہے کہ ایڈیٹری بشرطیکہ اپنے فرایض منصبی کو ایمانداری کے ساتھ ادا کیا جاوے نہایت ہی معزز پیشہ ہے لیکن اس موقعہ پر جسطرح سے زاید از دو کروڑ لوگوں کے وکیل ایڈیٹر صاحب نے دہوکہ کھا کر بغیر تحقیق کئے غلط کارروائی کرنے سے اپنی سادہ لوحی کا ثبوت دیدیا۔

اسطرح پرانے ایڈیٹر نے واقعی طور پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ منشیانہ چال میں اپنا ثانی نہیں رکہتا ہے لیکن ایسی مغالطہ آفرین تحریروں سے کیا نتیجہ نکل سکتا ہے کہ ان سے خود اپنی ہی وقعت کہوئی ہے۔

میاں حیدر حسین صاحب کا میموریل اگر دراصل نیک نیتی پر مبنی تھا تو کیا اب ان کا یہ فرض نہیں ہے کہ جس زور شور سے وہ میموریل لکہا گیا تہا اصلی اور سچے واقعات و حالات معلوم ہو جانے پر اسی زور شور سے اس کی تردید کی جاوے ہمیں اس بات سے کچھ غرض یا واسطہ نہیں ہے کہ سچے واقعات کی بنا پر وہ دوبارہ کوئی میموریل بہیجیں یا نہ بہیجیں یہ ان کی غیرت ایمانی پر منحصر ہے تاہم آیندہ انکی کارروائی سے یہ ضرور معلوم ہو جاویگا کہ جو کچھ انہوں نے اب تک کیا ہے اس کی وجہ دراصل مرزا صاحب کی مخالفت اور عداوت تہی یا غیرت ایمانی اور نیک نیتی مجھے اس بات کا تعجب ہے کہ میموریل میں جو الفاظ کرزن گزٹ سے نقل کئے گئے ہیں وہ بہت ہی معمولی ہیں اگر زیادہ تحقیق کر کے میاں حیدر حسین صاحب حیرتی تصانیف کو دیکہتے تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ اس شخص سے زیادہ درشت نویس مشکل سے اور کوئی شخص ہوگا۔ اگر وہ حیرتی تصانیف بھی نہ دیکہتے بلکہ البدر ہی کے پچھلے نمبر منگا کر دیکھ لیتے تو غلط کارروائی بھی نہ کرتے اور ان کو ان الفاظ کا بھی پتہ لگ جاتا جو میموریل والے الفاظ سے کئی درجہ بڑھ کر حیرت صاحب کی تصانیف سے نقل کئے گئے ہیں۔ کیونکہ میموریل والے الفاظ سوانح عمری حضرت عمرؓ مصنفہ حیرت کے دو صفحوں سے نقل کئے ہیں اگر خلافت شیخین اور حیات اعظم مصنفہ حیرت کو شیعہ ایڈیٹر صاحب دیکہیں گے تو ہمارے بیان کی تصدیق ہو جاوے گی۔ اگر وہ چاہیں تو خلافت شیخین کے صفحہ ۹۹ و ۱۰۹ و ۱۲۶ و ۲۷۳ کو پڑہیں اور حیات اعظم کے صفحہ ۱۳۰ کو دیکہیں تو پتہ لگے گا کہ مرزا حیرت صحابہ کیا کیا گل کترتے ہیں۔"

عبدالعزیز از دہلی

سید امیر علی شاہ صاحب ملہم سیالکوٹی کے الہامات

شاہ صاحب کو جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے ہر روز رویا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ اجمعین کی زیارت ہوتی ہے مجھے شاہ صاحب کی حالت دیکھ کر میر عباس علی لودہانوی یاد آگئے انہوں نے ایک بار بڑی تعلی اور شیخی سے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کو رسول نمائی کی دعوت کی تھی۔ اگر وہ آج زندہ ہوتے تو ان کو پتہ لگ جاتا کہ حضرت حجۃ اللہ کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرکے شاہ صاحب کو کیا حصہ ملا ہے کہ ہر روز عجیب عجیب مبشر الہام شاہ صاحب کو بلاناغہ ہوتے رہتے ہیں جو وہ ایک بیاض میں لکھ رہے ہیں انشاء اللہ العزیز کسی وقت ان سب الہامات کو یکجا کرکے چھاپ دیا جائے گا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کا ایک زبردست ثبوت ہے کہ شاہ صاحب ہر روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے حضرت مسیح موعود کو خلیفۃ اللہ امام مامور من اللہ وغیرہ عظیم الشان خطابات سے مخاطب سنتے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے تو یقیناً آپ ہی ہوتے ہیں۔ اب مخالف بتائیں کہ کیا یہ بین اور زندہ ثبوت حضرت اقدس کی سچائی کا نہیں ہے فتدبروا۔

شاہ صاحب یوماً فیوماً اس سلسلہ میں ترقی پاتے ہیں اور وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ آج سے کعبۃ اللہ میں نمازوں کے ادا ہونے کی دن آ رہی ہیں یعنے ہر روز رویا میں میں کعبۃ اللہ میں نماز پڑھتا ہوں۔

شاہ صاحب کا دارالامان میں پہلا ہفتہ

۲۱۔ جنوری ۱۹۰۵ء قادیان میں ایک عجیب رویا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کبار اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا اور یہ الہام ہوا۔ یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین۔ (یہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق تھا)

۲۲ جنوری ۱۹۰۵ء۔ بعد نماز تہجد درود شریف پڑھتے ہوئے کشفی رنگ میں ایک نورانی تخت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت عیسےٰ اور حضرت موسیٰ علیہما السلام اور دوسرے انبیاء علیہما السلام اور صلحا اور اصحابہ کی جماعت کو بیٹھے دیکھا۔ اور اسی کشفی رنگ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سورۃ ارءیت الذی یکذب بالدین کا وعظ فرمایا اور پھر حضرت مسیح موعود کے ایما سے حکیم الامت نے سورۃ الکوثر کے حقایق بیان کئے

۲۳ جنوری ۱۹۰۵ء

مخالفین معاندین اور متقین موافقین کے متعلق الہام الٰہی یوں ہوا۔ ان جھنم کانت مرصادا للطٰغین مآبا الی الآیۃ۔ ان للمتقین مفازا حدائق و اعنابا الی الآیۃ اس کے بعد بحالت کشف حضرت صدیق اکبرؓ نے جام کوثر پلایا یہ کہکر کہ تمہارے جدامجد یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے لئے بھیجا ہے۔ اس کو پیتے ہی بیدار ہو کر تہجد کے بعد درود شریف پڑھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی جہاں حضرت مسیح موعودؑ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔

۲۴ جنوری ۱۹۰۵ء

بحالت رویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت الذکر میں اجلاس فرما دیکھا۔ اسوقت حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ کونوا مع الصادقین پر عمل کرکے حضرت مرسل اللہ مامور من اللہ کی صحبت میں فائدہ اٹھا رہے ہو۔

۲۵ جنوری ۱۹۰۵ء

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مع حسنین رضی اللہ علیہما اور صحابہ کبار حضرت مسیح موعودؑ کے بیت الذکر کی طرف تشریف لاتے دیکھا۔ اور آنحضرتؐ نے مجھے مبارک فرمایا۔

۲۶ جنوری ۱۹۰۵ء

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رویا میں دیکھا۔ اور صلحاء امت کی ایک جماعت کا دعاؤں میں مصروف پایا میں نے دعا کی ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیئاتنا وتوفنا مع الابرار۔ اس کے بعد میں قرب الٰہی کی دعا کرتا ہوں تو الہام ہوا۔ واسجد واقترب۔

۲۷ جنوری ۱۹۰۵ء

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اجلاس بیت الذکر میں منعقد پایا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام موجود ہیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے مخاطب کرکے مجھے فرمایا۔

چہ حال است اے محب اتقیاء

بہ بین بر مسند ختم الانبیاء

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت خداتعالیٰ کے فضل وکرم سے خدا کی پناہ میں عمر گذار رہے ہیں اعلیٰ حضرت ایک لطیف تصنیف میں مصروف ہیں جو صاحبزادہ منظور محمد صاحب کے پاس سے ملیگی۔ یہ تصنیف اردو میگزین یا کسی اخبار کے ذریعہ شایع نہوگی بلکہ اس رسالہ کی صورت ہی میں ہوگی اور صرف صاحبزادہ صاحب ہی سے ملیگی۔ اور صاحبزادہ صاحب ہی کے اہتمام میں چھپے گی۔

۲۔ بزرگان ملت کی صحت بہی بہت اچھی ہے۔

۳۔ موسمی تبدیلی کا حال سردست تو بدستور کر بہت کم تغیر ہوا ہے۔ موسمی بخار رنگ طاعون کی چھیڑ چہاڑ ہے۔ قادیان کے قریب موضع کاہلوان طاعون آلود ہے اور اس مرض سے جانیں تباہ ہو رہی ہیں ارحم الراحمین اپنا فضل کرے

۴۔ ۲۰ فروری ۱۹۰۵ء کو جناب بابو نند کشور صاحب انسپکٹر مدارس حلقہ جالندھر نے بمعیت مولوی محمد اشرف صاحب بی اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس گورداسپور تعلیم الاسلام سکول قادیان کا معاینہ فرمایا مفتی محمد صادق صاحب سپرنٹنڈنٹ مدرسہ نے تمام ضروری نقشہ جات نہایت نفاست اور صفائی سے قبل از وقت درست کر رکھے تھے جنکو صاحب ممدوح نے بہت ہی پسند فرمایا مدرسہ کے انتظام اور اسلوب کام سے بہت ہی خوش ہوئے انکی رائے جو انہوں نے کتاب رائے بک میں لکھی ہے کسی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ درج کروں گا۔

بابو نند کشور صاحب بڑے بااخلاق غیر متعصب اور زیرک انسان ہیں۔ ایسے آفیسر فی الحقیقت خداتعالیٰ کے فضل اور رحم کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ تعلیم الاسلام سکول سے مڈل کے امتحان میں سات طالبعلموں میں سے چھ پاس ہوئے اور ۴ طالبعلم وظیفہ کیلئے امتحان مقابلہ کیلئے منتخب کئے ہیں۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کی حمایت کیلئے قومی حمیت کی بہت بڑی ضرورت ہے۔

۵۔ ہفتہ زیر اشاعت میں رائے بریلی۔ آگرہ راولپنڈی سے مہمان دارالامان آئے۔ اس ہفتہ کے الہامات دوسری جگہ درج ہیں

جناب انسپکٹر صاحب کی رائے مدرسہ تعلیم الاسلام کے معاینہ پر

سیکنڈری ڈیپارٹمنٹ۔ انٹرنس ۱/۱ چہارم ہائی ۱۲/۱۲ سوم مڈل ۸+۲/۸+۲ دوم مڈل ۱۳/۱۴ اول مڈل ۱۳/۱۴ = ۵۵/۵۶ ۵۰ پرائمری ڈیپارٹمنٹ پنجم ۱۲/۱۴ چہارم ۱۸/۱۸ سوم ۲۰/۲۰ دوم ۱۱/۱۱ اول ۲۶/۲۶ = ۸۹/۸۹ ۲۰

مسلمان ۱۴۰ سکھ ۱ ہندو ۴ = ۱۴۵

فیس سماعت ۱/۱۰ ترقی ماعے

میں نے بمع مولوی محمد اشرف صاحب بی۔ اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر ضلع گورداسپور اس سکول کا معاینہ کیا۔ سال گذشتہ سے تین لڑکے تعداد میں زیادہ ہیں۔ رجسٹر صفائی اور صحت کی ساتھ رکھے ہوئے ہیں اور قوانین جو مدارس پر لاعملدرآمد ہے فیسوں کی شرح بورڈ سکولوں کی شرح فیس کے نصف سے کچھ زیادہ ہے اور معاف اور نصف معاف طالب علموں کی تعداد اب گھٹا کر قریباً مطابق ضابطہ تعلیم کی ہدایات کردی گئی ہے مدرسہ کی سالانہ آمدنی قریباً ماعے آگے سے زیادہ ہے۔ مدرسہ کا سالانہ خرچ للعہ سالانہ ہوا ہے جس کے مقابل چندوں اور عطیوں کی تعداد کہیں زیادہ ہے ورزش جسمانی کا بھی آغاز ہو گیا ہے جس کیلئے ایک معلم رکھا گیا ہے اور Parallel bars اور Horizontal bars لگا دیئے گئے ہیں انتظام تشفی بخش ہے اور لڑکوں کی روش بادب ہے۔ دینی کتب کے علاوہ تعلیم سکیم وہی ہے جو سرکاری مدارس میں رائج ہے عملہ مدرسہ قریباً وہی ہے جو پہلے تھا اور کافی ہے اور استاد خاصے لائق ہیں۔ عمارت ضرورت کے موافق بہت کافی ہے اور ہر طرح کے اسباب سے مہیا ہے تعلیم سائنس بسبب آلات کے موجود نہ ہونے کے فی الحال سکیم مدرسہ سے خارج کردی گئی ہے۔ بورڈنگ ہوس میں ۵۰ لڑکے ہیں جس کا انتظام عمدہ ہے اور نگرانی خوب ہوتی ہے۔ سوم مڈل کا امتحان ہیڈماسٹر صاحب نے لیا تھا جس میں سات طلبا سے چھ طلبا رجہارم ہائی میں ترقی کے لئے پاس ہوگے

دستخط نند کشور انسپکٹر مدارس حلقہ جالندھر

کیمپ بٹالہ مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۰۵ء

جنہوں نے مڈل پاس کیا مفصلہ ذیل ہیں۔

مظفر احمد۔ فیض احمد۔ عطاءالدین۔ غلام حسین۔ عبدالرحمٰن۔ محمد جمیل

وہ طلبا جو وظیفہ کیلئے مقابلہ کے امتحان کے واسطے منتخب کئے گئے۔

مظفر احمد۔ فیض احمد۔ غلام حسین۔ عبدالرحمٰن۔

خطبہ عید الضحیٰ

جو کہ ۱۶ فروری ۱۹۱۵ء کو حضرت مولوی نور الدین صاحب نے مسجد اقصیٰ میں پڑھا۔

اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ

وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَوَصَّىٰ بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَا بَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝ پ ۱

یہ ایک موقعہ ہے مسلمانوں کے اجتماع کا اور اسطرح کا موقعہ سال میں صرف دو دفعہ ہی آیا کرتا ہے ایک تو یہی ہے اور دوسرا اسوقت ہوا کرتا ہے جبکہ لوگ رمضان شریف کے روزوں سے فارغ ہو کر ان انوار اور برکات سے متمتع ہو جاتے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے اس مبارک ماہ میں رکھے ہیں اس کا نام عید الفطر ہے اوسمین خوشی کا موقعہ یہ ہے کہ اس ماہ میں تقویٰ کے مراتب طے کرنیکا اور قرب الٰہی کے حاصل کرنے کا پھر سحری کے وقت بذریعہ نوافل اور دعاؤں کے خدا کے فضل کو طلب کرنیکا موقعہ ملتا ہے اس لیے اس خوشی میں لوگ صدقہ فطر کے ذریعہ غریب لوگوں کو خوش کیا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اصل اسلام کے اجتماع کے مختلف اوقات مقرر کئے ہیں جنمیں وہ باہمی ملاپ سے خدا تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کر سکتے ہیں اور ایک محلہ کی مسجد میں اوس محلہ کے آدمی پانچ وقت جمع ہوتے ہیں پھر ہر ہفتہ میں جمعہ کے روز شہر کے آدمی بلکہ شہر کی کسی بڑی مسجد میں اس قومی اجتماع کو قایم کرتے ہیں پھر یہ عیدین کے ایام ہیں کہ جنمیں علاوہ شہر کے باہر کے آدمی بھی آجاتے ہیں جیسے کہ اسوقت بھی بعض دوست مختلف مقامات سے یہاں آئے ہوئے ہیں چونکہ آج کی تقریب کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فعل سے ایک خاص مناسبت ہے اسلئے میں نے ان آیات کو پڑھا ہے جنمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہے۔ حضرت ابراہیم ایک ایسا انسان گذرا ہے کہ جس نے خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلقات ہونے کی وجہ سے اپنی قوم اور قریبی اور بعیدی رشتہ داری کے تعلقات کی پرواہ نکی تھی اور اپنے اب یعنے چچا سے بھی باوجود اس کے کہ ان کے تعلقات اوس سے بہت تھے مباحثہ کیا تا کہ بدرسوم کا استیصال ہو اس مقام پر اب کے معنوں میں محققین کا اختلاف ہے لیکن میرے نزدیک اس کے معنے اس جگہ حقیقی باپ کے ہرگز نہیں ہیں ایسا ہی ابراہیم علیہ السلام نے بادشاہ وقت سے بھی مقابلہ کیا اور یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی عظمت کے قایم کرنے کیلئے کیا گیا تھا اس مباحثہ میں احیار اور امانت کی بھی ایک بحث تھی جہاں ابراہیم علیہ السلام کا قول ربی الذی یحیی ویمیت درج ہے اور جو کہ توحید باریتعالیٰ کے متعلق ایک عجیب فقرہ ہے جسکو ہمارے زمانہ سے بڑا تعلق ہے۔ کیونکہ اگر حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی مردہ زندہ کئے تھے تو پھر ابراہیم علیہ السلام کا یہ استدلال کوئی قابل وقعت شئے نہیں ہو سکتا اور ان کا یہ کام اور کلام سب خاک میں مل جاتا ہے ہاں ایک معنے کے رو سے انبیاء بھی احیار کرتے ہیں مگر چونکہ خدا تعالیٰ لیس کمثلہ شئ ہے اس لئے اس کا احیار بھی لیس کمثلہ شئ ہی ہوگا اور انبیار کا احیا اس سے کوئی لگاؤ نہ رکھیگا یہ بالکل سچ ہے کہ احیار موتیٰ صرف رب کا ہی کام ہے اور وہ بھی کسی اور عالم میں انبیار کے احیار کے یہ معنے ہیں کہ بعض شریر لوگ جو کہ انکی پاکیزہ مجالس میں آتے رہتے ہیں اور انہیں سے بعض اپنی کسی فطری سعادت کی وجہ سے جو کہ اون کے نطفہ میں آئی ہوتی ہے ہدایت پا جاتے ہیں اونکی کفر و فسق کی حالت کا نام موت ہوتا ہے اور ہدایت پا جانے کو احیار سے تعبیر کرتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے [illegible] قرآن شریف نے ان آیات میں بیان فرمایا ہے کہ جیسا اس کے رب نے اسے کہا اسلم کہ تو فرمانبردار ہو جا تو ابراہیم نے کوئی سوال کسی قسم کا نہیں کیا اور نہ کوئی کیفیت دریافت کی کہ میں کس امر میں فرمانبرداری اختیار کروں بلکہ ہر ایک امر کیلئے خواہ وہ کسی رنگ میں دیا جاوے اپنی گردن کو آگے رکھدیا اور جواب میں کہا کہ اسلمت لرب العلمین کہتے ہیں میں تو رب العالمین کا تابعدار ہو چکا ابراہیم علیہ السلام کی یہی فرمانبرداری اپنے رب کیلئے تھی جس نے اونکے خدا کی نظر میں برگزیدہ بنا دیا وہ لوگ جو ابراہیم کا دین یعنے یہ طرح اپنے آپ کو خدا کے سپرد کرنا اختیار نہیں کرتے غلطی کرتے ہیں اور اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو سفیہ قرار دیا ہے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اوسے دنیا میں ہی برگزیدہ کیا پس وہ لوگ جو کہ دنیا میں ترقی کرنا چاہتے ہیں وہ غور کریں کہ خدا کی فرمانبرداری سے وہ ابراہیمی مراتب حاصل کر سکتے ہیں ہر ایک قسم کی عزت ابراہیم علیہ السلام کو حاصل ہے اور یہ سب کچھ اسلمت کا نتیجہ ہے۔

ووصّٰی بہا ابراہیم بنیہ۔ ابراہیم علیہ السلام نے اولاد کو بھی یہی سکھایا کہ جب تک خدا تعالیٰ حکم دے تب تک ہی تم اسکی اطاعت کرتے رہو وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کے کلام کے منکر ہیں اور ان کا یہ خیال ہے کہ جو کچھ خدا تعالیٰ نے کرنا تھا کر چکا۔

اس مقام پر سوچیں کہ اگر یہ سلسلہ بند ہو چکا تھا اور ابراہیم علیہ السلام کے بعد اور کوئی احکام ضرورت زمانہ کے لحاظ سے نازل نہ ہونی تھی تو پھر اسلم کی آواز کی اطاعت کیلئے کیوں ابراہیم نے اولاد کو تاکید کی پھر صرف ابراہیم ہی نہیں بلکہ اس کا پوتا حضرت یعقوب بھی اپنی اولاد کو یہی حکم دیتا ہے۔

فلا تموتن الا وانتم مسلمون۔ کہ اے میری اولاد تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ دین (ابراہیمی) پسند فرمایا ہے کہ تم ہر وقت خدا کی فرمانبرداری میں رہو حتیٰ کہ تمہاری موت بھی اوس فرمانبرداری میں ہو۔ یہ فرمانبرداری جو کہ ہر ایک کامیابی اور ترقی کا چشمہ ہے انسان اس سے کسطرح محروم رہجاتا ہے اس کا باعث قرآن شریف میں تاریخی واقعات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے پہلا نافرمان جسکی تاریخ ہمیں معلوم ہے ابلیس ہے وہ کیوں نافرمان بنگیا اسکی خبر بھی قرآن شریف نے بتلائی ہے کہ اس نے ابیٰ اور استکبار کیا یعنے اوسمیں انکار اور تکبر تھا جسکی وجہ سے وہ اسلم کی تعمیل نہ کر سکا اس وقت بھی بہت لوگ ہیں کہ اسی ابیٰ اور استکبار کی وجہ سے اسلم کی تعمیل سے محروم ہیں۔ کسی کو عقل پر تکبر ہے کسی کو علم پر کسی کو اپنے بزرگوں پر جو کہ ان کے نقصان کا باعث ہو رہا ہے اور جب کبھی خدا کے مامور آتے رہے ہیں۔ یہی ابیٰ اور استکبار اونکی محرومی کا ذریعہ ہوتے رہے ہیں۔ انسان جب ایک دفعہ مونہہ سے نہ کر بیٹھتا ہے تو پھر اوسے دوبارہ ماننا مشکل ہو جاتا ہے اور لوگوں سے شرم کی وجہ سے وہ اپنی ہٹ پر قایم رہنا پسند کرتا ہے اسکا نتیجہ پھر کھلم کھلا انکار اور آخر کار وکان من الکفرین کا مصداق بننا پڑتا ہے۔

چونکہ مامورین الٰہی کا سلسلہ تو ہر زمانہ انسانوں اور زمانہ کی ضرورتوں کے موافق اپنی قدیم سنت کے لحاظ سے خدا نے نبی اور رسول مبعوث کرنے تھے اسلئے قرآن شریف کے اول رکوع میں ہی تعلیم دی ہے کہ انسان کو انکار کا پہلو حتی الوسع اختیار ہی نہ کرنا چاہیئے۔ قرآن شریف کے اول رکوع میں ہی اس کا ذکر ہے۔ ان الذین کفروا سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم لا یؤمنون۔ چونکہ وہ لوگ اول انکار کر چکے تھے اسلئے سخن پروری کے خیال سے اون کو رسول اللہ صلعم کی مجلسوں میں بیٹھنے اور آپ کی باتوں پر غور کرنے نہ دیا اور انہوں نے آپ کے انذار اور عدم انذار کو برابر جانا اس کا نتیجہ کیا ہوا لا یؤمنون یعنے ہمیشہ کے لئے ایمان جیسی راحت اور سرور بخش نعمت سے محروم ہو گئے یہ ایک خطرناک مرض ہے کہ بعض لوگ مامورین کے انذار اور عدم انذار کی پروا نہیں کرتے اون کو اپنے علم پر ناز اور تکبر ہوتا ہے اور کہتے ہیں کہ کتاب الٰہی ہمارے پاس بھی موجود ہے ہم کو بھی نیکی بدی کا علم ہے یہ کونسی نئی بات بتانے آیا ہے کہ ہم اس پر ایمان لاویں۔ ان کمبختوں کو یہ خیال نہیں آتا کہ یہود کے پاس بھی تو توراۃ موجود تھی اور پھر وہ عمل درآمد بھی رکھتے تھے پھر اون میں بڑے بڑے عالم۔ زاہد اور عابد موجود تھے پھر وہ کیوں مردود ہو گئے اس کا باعث یہی تھا کہ تکبر کرتے تھے اپنے علم پر نازاں تھے اور وہ اطاعت جو کہ خدا تعالیٰ نے اسلم کے لفظ سے چاہتا ہے اونمیں نہ تھی۔ ابراہیم کی طرز اطاعت ترک کر دی۔ یہی بات تھی کہ جس نے اونکو مسیح علیہ السلام اور اوس رحمۃ للعلمین نبی کریم صلعم کے ماننے سے جس سے توحید کا چشمہ جاری کیا ہے ماننے سے باز رکھا۔

(باقی آئندہ)

جن حضرات کے ذمہ ابھی تک سال گذشتہ کا بقایا بھی موجود ہے مہربانی کرکے وہ از خود ہی بھیجدیں اور یا وی پی اجراشدہ ملنے کے لینے کو طیار رہیں ایڈیٹر

مولوی ثناء اللہ امرتسری کی پردہ دری

نمبر دوم

نگفتہ ندارد کسے باتو کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

گذشتہ نمبر میں یہ امر بڑی وضاحت کے ساتھ ثابت ہو چکا ہے کہ اعلٰے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے کہلے الفاظ میں مباہلہ کی درخواست انجام آتھم میں کی تھی۔ اس مباہلہ سے ہمیشہ کے لئے قطعی فیصلہ ہو جانے والا تھا لیکن ان مخالفوں نے کوئی صورت اور طریق فیصلہ کا اختیار نہیں کیا۔ خود مولوی فاضل ثناء اللہ صاحب بھی مباہلہ کے لئے ہرگز نہیں آئے۔ اگر شرائط مباہلہ کے موافق انہوں نے کبھی مستعدی ظاہر کی تھی تو ایسی تحریر پیش کرنی چاہیئے جو یقیناً وہ پیش نہ کر سکیں گے جس میں شرائط مباہلہ کا پورا لحاظ رکھا گیا ہو۔ اور کوئی عذر یا بہانہ نہ اٹھایا گیا ہو۔ اور اب مباہلہ کے لئے دلی زبان اور گول مول الفاظ میں آمادگی ظاہر کرنا مشت بعد از جنگ ہے حضرت حجۃ اللہ جیسا کہ میں نے آپکی تحریر پیش کر دی ہے اسی انجام آتھم میں اس مباہلہ کا فیصلہ ہمیشہ کے لئے کر چکے ہیں اور آئندہ کیلئے عدم التفات کا اعلان دیدیا گیا ہے۔ پس اس اعلان سے فائدہ اٹھا کر یہ لوگ جاہلوں کو بہکانے اور گمراہ کرنے کے لئے اس قسم کی اچھال کودوں سے کام لیتے ہیں کہ ہم طیار ہیں اگر موقعہ جب انکو چیلنج کیا گیا تھا تو گویا سانپ سونگھ گیا تھا جو باہر نہ نکلے اور اب ہوش آیا ہے۔ یقیناً یاد رکھو کہ ان مولویوں اور سجادہ نشینوں کی خاموشی اور مباہلہ سے گریز نے حضرت اقدس کی سچائی کو روز روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے اور اسکے ساتھ تائیدات اور ترقی کے سلسلہ نے اور پختہ و ثابت کر دیا ہے۔

ایک اور چالاکی اور مغالطے بھی یہ لوگ کام میں لاتے ہیں کہ اب اس لئے مباہلہ نہیں کرتے کہ مرزا صاحب نے خود اپنا فیصلہ کر دیا ہے وغیرہ۔ انہوں نے اقرار کیا تھا۔ ہر چند یہ ان لوگوں کی ظاہر بینی ہے وہ اقرار بجائے خود موجود ہے اسکے انشاء اللہ موجود ہیں۔

حضرت اقدس اس سے بھی پہلے اللہ تعالے سے ایما اور اشارہ سے انجام آتھم میں ان امور کا قطعی فیصلہ کر چکے تھے۔ اسکے بعد اگر کوئی شخص بیہودگی اور کمینہ پن کا شیوہ اختیار کرے۔ مباہلہ یا مباحثہ کا چیلنج کرتا ہے تو وہ اپنی نادانی کا ثبوت دیتا ہے پھر ایسا شخص جو اس دعوت مباہلہ میں مدعو ہی ہو اور سامنے نہ آیا ہو۔

پس مولوی فاضل ثناء اللہ صاحب کا مباہلہ سے قطعی گریز اور فرار ثابت ہو چکا ہے کہ وہ کبھی بھی مباہلہ کے لئے نہیں آیا۔ اور اب کہنا یہ صرف اسی خیال سے ہے کہ چونکہ وہ سلسلہ مباہلہ کا اتمام حجت کے بعد بند کر دیا گیا تھا اور حضرت اقدس اپنے سچے وعدہ کے موافق التفات نفرمائیں گے ہم لوگوں کو اپنی آمادگی ظاہر کر کے کامیاب ہو جائیں گے۔ مگر نہیں جانتے کہ یہ چالاکی اب کام نہیں دے سکتی۔ بہت ہی اچھا ہوتا اگر فاضل صاحب اس مباہلہ کے سوال کو نہ چھیڑتے تاکہ ان کی ایسی پردہ دری نہ ہوتی۔

میں سمجھتا ہوں کہ دو امر بخوبی طے ہو چکے یعنی امر اوّل اور امر سوم جنکا خلاصہ یہ ہے کہ مباہلہ کی درخواست پر مولوی ثناء اللہ صاحب ہرگز نہیں آئے اور اب بھی کوئی آمادہ نہیں اور یہ آمادگی محض نمائش مباہلہ سے فائدہ اٹھانے کی خاطر ہے ورنہ وہ اب بھی آمادہ نہیں ہیں۔ چنانچہ اس آخری امر کا سب سے بڑھکر ثبوت خود انکی اپنی ہی تحریر ہے جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے۔

بھلا اگر مباہلہ ہی سے سچائی کا اظہار ہو
تو صوفی عبد الحق غزنوی نے الآخرہ

دانشمند اور خدا ترس دل لیکر غور کرنے والے انصاف سے بتائیں کہ کیا بھلا اگر کے الفاظ صاف طور پر دلالت نہیں کرتے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب مباہلہ کو سچائی کا معیار ہرگز نہیں سمجھتے اور گویا یقین رکھتے ہیں کہ مباہلہ ایک بے سود امر ہے۔ ورنہ اس قسم کے الفاظ جو ظنی ہیں تحریر نہ کرتے مولوی ثناء اللہ صاحب مباہلہ کیلئے تو جو خمیازہ اٹھاتے اٹھاتے مگر اس سے بڑھکر اور کیا شرمناک امر ہوگا کہ ایک شخص جو مولوی فاضل کہنے سے خوش ہوتا ہے اور مفسر اور عالم کہلاتا ہے وہ خدا تعالے کے ایک قائم کردہ معیار راستبازی اور محک نبوت کو گویا فضول اور لغو قرار دیتا ہے۔ قرآن کریم میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی کے لئے اللہ تعالے نے اس امر مباہلہ کو قائم کیا۔ یہ علمی پردہ دری مولوی ثناء اللہ صاحب کی کیا اثر مباہلہ سے کم ہے۔ کہ وہ اس معیار اور محک کو بیہودہ نظر سے دیکھتا ہے جو اللہ تعالے نے خصوصیت کے ساتھ خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے قائم فرمایا اور جو نبوت کا زبردست ثبوت ہے۔ ایسا شخص جو مباہلہ کو حقیر سمجھتا ہے اور اسے سچائی کا معیار قرار نہیں دیتا پھر وہ مباہلہ پر آمادگی کیونکر ظاہر کر سکتا ہے۔ یہ صرف جہلا کو خوش کرنے کی بات ہے ورنہ حقیقت یہی ہے کہ اس کے دل میں مباہلہ کی ذرا بھی عظمت نہیں۔ مولوی فاضل صاحب مجھے سخت افسوس ہے کہ آپ کی تحریریں قرآن کریم کی عظمت پر بہت برا اثر ڈال رہی ہیں۔

زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجے دہن بگڑا

ہم تو آپکی استہزا سے بھری ہوئی تحریروں کا نشانہ بنے ہوئے تھے مگر خدا کے لئے خدا کی کلام کی حرمت اور تعظیم کو ہاتھ سے نہ دیں۔ مگر نہیں یہ اثر ہے خدا کے مامور و مرسل کی مخالفت کا۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ خدا کے برگزیدہ بندوں کی مخالفت اور انکار رفتہ رفتہ سلب ایمان کا موجب ہو جاتا ہے اسلئے آپ خدا سے ڈریں اور اس طریق استہزا سے باز آئیں۔

میں نہیں جانتا اس سے بڑھ کر کھلا کھلا ثبوت مباہلہ سے گریز اور استخفاف قرآن کریم کے قائم کردہ معیار کا اور کیا ہوگا جو مولوی ثناء اللہ صاحب کی طرز تحریر سے پایا جاتا ہے۔ کیا ایسی صورت اور حالت میں یہ امید اس سے ہو سکتی تھی کہ وہ مباہلہ کے لئے آتا۔ ایسا طرز تحریر مولوی ثناء اللہ صاحب کا کیوں ہے؟ اسکا مختصر سا جواب تو میں نے ابھی دیا ہے لیکن مفصل جواب انشاء اللہ مولوی صاحب کے رسالہ الہامات مرزا کے جواب میں (جسکا میں نے ابھی خدا کے فضل سے ارادہ کیا ہے) دونگا اور انشاء اللہ ایسا جواب دونگا جسکا کوئی جواب یقیناً مولوی فاضل نہ دے سکیں گے اور ان کو ایسی بیتیں بتا دونگا جنکی تسلیم سے انہیں ہرگز چارہ نہ ہوگا۔ بشرطیکہ انصاف سے کام لیں۔

اب اس کے بعد میں چاہتا ہوں کہ مولوی فاضل صاحب کے پیش کردہ صوفی عبد الحق غزنوی کے مباہلہ پر نظر کروں کہ اسکا نتیجہ صوفی عبد الحق کے حق میں ہوا یا حضرت اقدس کے حق میں۔

میں تحریری ثبوت اور واقعات کی بنا پر تو اس امر پر روشنی ڈالوں ہی گا سر دست میں کیوں مولوی فاضل صاحب ہی سے نہ پوچھ لوں کہ آپ ایمان اور انصاف سے بتائیں کہ صوفی عبد الحق غزنوی کی جو عزت اور عظمت آپ کے دل میں ۱۸۹۳ء سے پہلے تھی جو مباہلہ کا سال ہے کیا آج بھی ویسی ہی عزت اور عظمت ہے؟

آپ اس سوال کا جو کچھ بھی جواب دیں گے اس سے بھی ایک کام کی بات نکل آئیگی اور آپ کی تحریریں اسپر اور روشنی ڈالدیں گی۔

لیکن میں اس کے سوا عبد الحق کے مباہلہ کے متعلق کچھ اور عرض کرونگا۔ سب سے اوّل قابل غور یہ امر ہے کہ مباہلہ کے لئے عبد الحق نے دعوت دی تھی یا حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسکی دعوت کو قبول فرمایا تھا۔؟

جو لوگ واقعات کا صحیح علم رکھتے ہیں یا جنہوں نے ان تحریروں کو پڑھا ہے جو اس کے مباہلہ کے متعلق شائع ہوئی تھیں وہ بخوبی جانتے ہیں اور غالباً مولوی فاضل صاحب بھی انکار نہ کریں گے کہ حضرت اقدس نے اسکی درخواست مباہلہ کو محض مخلوق الٰہی کو ہلاکت سے بچانے کے واسطے قبول کر لیا تھا۔ اب دوسرا امر قابل غور یہ ہے کہ کیا حضرت اقدس نے اس مباہلہ میں عبد الحق کے لئے کوئی بد دعا کی تھی؟ اس کا جواب بھی صاف ہے کہ حضرت اقدس نے عبد الحق کے لئے ہرگز ہرگز کوئی بد دعا نہیں کی چنانچہ قطع نظر اس کے کہ خود صوفی عبد الحق اس امر کی شہادت زندہ موجود ہے وہ سب لوگ جو اسوقت موجود تھے اور اکثر ان میں سے زندہ ہوں گے اس امر کی شہادت دے سکتے ہیں۔ کہ میں نے ۱۸۹۷ء کے جلسہ سالانہ کی رپورٹ شائع کرتے وقت حضرت اقدس کے سلسلہ گذشتہ سالوں پر نظر کرتے ہوئے مباہلہ کے متعلق لکھا ہے رپورٹ صفحہ ۱ مباہلہ کے لئے عیدگاہ کا میدان تجویز ہوا تھا ہزارہا مخلوق ہندو و مسلمان حتٰی کہ عیسائی تک جمع تھی ہمارے زبردست مخالف میاں محمد حسین بٹالوی بھی دامن کشاں میدان مباہلہ میں پہونچے مگر ہرزہ درائی کے سوا اتنا حوصلہ نہ ہوا کہ مباہلہ کے لئے نکلتے آخر صوفی عبد الحق غزنوی یہاں ان سب کا فدیہ ہوا۔ اور اسنے مباہلہ کیا مگر اس کریم النفس انسان کی ہمدردی اور محبت دیکھئے کہ فریق مخالف کے لئے بددعا تک نہیں کی۔

جو وقت راستباز کے منہ سے یہ الفاظ نکلے کہ اے خدا اگر میں تیری طرف سے نہیں ہوں تو تو مجھپر ایسا عذاب نازل کر کہ دنیا میں کسی مفتری پر نہ ہوا ہو۔

یہ حالات چھ سال سے شائع شدہ ہیں۔ لیکن کسی نے انکی تکذیب نہیں کی اور نہ ہو سکتی ہے کیونکہ واقعات نفس الامری ہیں۔

اب خدا ترس دل لیکر دیکھو کہ اس مباہلہ میں حضرت اقدس نے جو دعا کی ہے اس میں صوفی عبد الحق یا کسی اور کے لئے کوئی بددعا ہے۔

میرے اس فقرہ سے یہ نہ سمجھ لیا جاوے کہ میں مانتا ہوں کہ عبد الحق پر اثر نہیں ہوا۔ اثر تو میں الگ ظاہر کروں گا۔ سر دست مباہلہ کی عام حالت کے لحاظ سے اثر کا اندازہ کرانا چاہتا ہوں۔

اس دعا پر عبد الحق اور اس کی جماعت نے اور خود حضرت حجۃ اللہ کی جماعت نے آمین کہی۔

www.aaiil.org

اب مولوی فاضل صاحب! ایمان سے کہو کہ اگر خداتعالےٰ نے صوفی عبدالحق اور اس کے رفقا کے ساتھ تہا توان کی دعا کا الٹا اثر کیون پڑا؟

چاہیئے تو یہ تہا کہ یہ راستباز جسے آپ اپنی کورچشمی سے نہین محض ضد اور عداوت سے مفتری علے اللہ سمجھے ہوئے ہو عذاب الٰہی سے پاش پاش ہو جاتا مگر اسکو تو ایسی خارق عادت ترقی اور کامیابی نصیب ہوئی ہے جسکا نمونہ آپ کو دکہانا ناممکن ہوگا۔ کیا غزنوی گروہ کی قبولیت دعا کا یہی اثر تہا؟

پہر اس سے بڑہ کر مباہلہ کا اثر اور حضرت اقدس کی سچائی کا ثبوت اور کیا چاہیئے جبپر **خدا کی مہر** لگ چکی ہے کہ صوفی عبدالحق اور اس کی جماعت کی دعا کو خداتعالےٰ نے اٹہا کر انہین پر دے مارا اور حضرت اقدس پر انعامات واکرام اور افضال کا تکاثر کرکے دکہا دیا کہ یہ مفتری نہین ہے بلکہ سچ مچ انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی ہے اور کذالک ذر لا یعنا ع کا مصداق صحیح ہے۔ لیکن دیکہنے والی آنکہہ اور سمجہنے والا دل ہی نہو۔

سے نہ گوش ماندہ است نہ ہوش ونہ نور دل
خنجر بکف زبان شلان کہ نیز زد بیک درم

اب آپ بتائین کہ صوفی عبدالحق کے لئے اور کیا چاہیئے تہے؟ خداتعالےٰ نے اسکو اور اس کی جماعت کو اپنی دعاؤن مین خائب وخاسر کردیا اور تمہارا کہنا باوجود اس ہر یک نامرادی کے آپ کہتے ہین کہ کونسی ٹانگ **ٹوٹ گئی**! مولوی فاضل صاحب آپ تو بہتر جانتے تہے کہ اس کی ٹانگ نہین ٹوٹی بلکہ ٹوٹے ہاوین تا وہ اربعین لکہ کر آپ کی تذلیل اور تکفیر نہ کرتا۔ اور آپ کے خلاف وہ کارروائی نہ کرتا جو اس نے کی۔ مباہلہ کے اثر کو تو آپ خوب سمجھتے ہین جو اسپر ہوا ہے باقی جو کچہہ اس کے لئے آپکی خواہش ہے وہ محض اربعین کیوجہ سے ہے۔

اچہا ایک بات اور آپ بتائیے کہ اربعین لکہ کر وہ **ذلیل** ہوا یا **کامیاب**؟ اور اس سے اسکی کوئی علمی پردہ دری ہوئی یا نہین؟ یہہ سوال محض آپ کے مذاق پر آپ سے کیا گیا ہے نفس مضمون اربعین میرے اور آپ کے درمیان امر مسلمہ متنازعہ فیہ نہین۔ آپ یقیناً تسلیم کرین گے کہ یہہ اس کی علمی پردہ دری ہے بلکہ یہ عزت بہی تو اس کی غالباً مباہلہ ہی کے بعد ملی ہوگی! **صوفی عبدالحق غزنوی کے مباہلہ کا نتیجہ کس کے حق مین ہوا**؟ اسپر مین ایک اور رنگ مین بہی بحث کرتا ہون۔

باقی آئندہ

دشمنون مین پھوٹ

(نمبر اول)

ایک عرصہ گذرتا ہے کہ حضرت حجۃ اللہ کو مخالفون مین پہوٹ یا دشمنون مین پہوٹ غرض اس مفہوم کو لئے ہوئے ایک الہام ہوا تہا۔ اسکے آثار اسی وقت سے شروع ہوگئے تہے مین چاہتا ہون کہ اس **پیشگوئی** کو بہی جو مختلف رنگون مین پوری ہو چکی ہے شائع کردون سب سے اول مین امرتسر سے اس سلسلہ کو شروع کرتا ہون۔

امرتسر مین سلسلہ عالیہ کے خطرناک دشمن غزنوی گروہ اور مولوی احمد اللہ اور اس کی ذریت مولوی ثناءاللہ صاحب وغیرہ ہین۔ خداتعالےٰ نے مولوی ثناءاللہ اور غزنویون مین ایسی پہوٹ ڈالی ہے کہ ہر دو فریق ایک دوسرے کے لئے لگی لپٹی رہنے نہین دیتے یہانتک کہ غزنویون نے مولوی ثناءاللہ صاحب کی تکفیر کا فتویٰ طیار کرایا۔ اور اسپر ایک لمبا سلسلہ شروع ہوا۔ اسی سلسلہ مین۔

حافظ عبدالمنان وزیرآبادی کا وہ تازہ اشتہار ہے جو ۷ ذی قعدہ ۱۳۲۲ھ ہجری کو انہون نے احمدی پریس وزیرآباد مین چہپوا کر شائع کیا ہے۔ سردست مین اسپر کوئی رائے ظاہر نہین کرتا۔ جب تک کہ مولوی ثناءاللہ صاحب اسپر کچہہ نہ لکہین کیونکہ مولوی ثناءاللہ صاحب کو اپنی اپوزیشن کا صاف کرنا ضروری ہے ایسی حالت مین کہ حافظ عبدالمنان صاحب نے ان پر یہہ الزام لگایا ہے کہ مولوی ثناءاللہ صاحب نے انکے مضمون مین **تحریف** کی ہے اور اپنی طرف سے جو ان کے جی مین آیا ان کی بلا اجازت لکہدیا ہے۔ مین امید نہین کرتا کہ مولوی ثناءاللہ صاحب نے ایسا کیا ہو اسلئے انہین چاہیئے کہ وہ جلد تر اصل حالات سے پبلک کو آگاہ کردین۔ وہ اشتہار یہہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

البراءۃ الی اللہ من صنیع ثناءاللہ

الحمدللہ حق حمدہ وصلوٰتہ والسلام علے نبیہ وآلہ وصحبہ **اما بعد** برادران دین پیروان سلف صالحین کی خدمت مین عرض ہے کہ اربعین پر جو کچہہ مین نے لکہا تہا وہ حق تہا اور مین اوسپر اب تک قائم ہون۔ یعنی مولوی ثناءاللہ صاحب کی تفسیر القرآن کو اکثر جگہ تفسیر بالرائے ومخالف تفسیر سلف صالحین کے یقیناً جانتا ہون اور کلام مبین پر میرے نام سے جو مضمون لکہا گیا اور اوس کے سبب سے میرے دیندار بہائیون کو میری تخالف بیانی کا شبہہ پڑ گیا ہے۔ سو وہ نہ پوری میری عبارت ہے اور نہ وہ مضمون حاشا وکلا بلکہ مولوی ثناءاللہ صاحب کی تحریف ہے اپنی طرف سے انہون نے جو جی مین آیا بلا اجازت میرے لکہدیا ہے۔ میری عبارت مین کوئی ایسی بات نہ تہی جو میری پہلی تحریر کے جو اربعین پر ہے مخالف ہو۔ غرضکہ کلام مبین کے شائع ہوتے ہی مین نے اپنی براءت کا اشتہار دینا چاہا تہا مگر مولوی ثناءاللہ صاحب دو بار میرے پاس آئے۔ اور کہا کہ مین اون سب باتون سے جو سلف صالحین کے برخلاف ہین رجوع کرکے اون کی اصلاح کرون گا۔ اور وہ تہے میرے شاگرد پس اس خیال سے کہ اُن کا راہ راست پر آجانا بڑا ضروری ہے گو کہ میرے بہائی دیندار مجہہ پر بدگمان ہی رہین مین اون کی لیت ولعل کیوجہ سے اظہار براءت مین دیر کرنے آیا ہون چونکہ اب مجکو اُن کے رجوع کی امید نہین رہی لہذا مجبوراً اظہار حق کو مقدم جانکر ابتغاءً لوجہ اللہ کلام مبین کی عبارت سے جو میرے نام سے درج ہے براءت کرکے تمام اہل سنت وجماعت کو اس بات پر بہی مطلع کرتا ہون کہ مولوی ثناءاللہ صاحب نے کلام مبین مین نقل عبارات مین جنکو تائیداً ذکر کیا ہے۔ بہت جگہ خیانت کرکے ناظرین کو سخت دہوکہ دیا ہے۔ چنانچہ فصل دوم مین جسکو فیصلہ کن قرار دیا اور سارے جوابکی اوسی پہ دارومدار رکہی ہے۔ صفحہ مین اتقان کی عبارت نقل کردہ کے آخر سے ایک جملہ کام کا جسمین انکا صاف رد ہے نکالدیا ہے وہ جملہ یہ ہے فاعتمد الاول جس سے صاف ثابت ہوگیا کہ صحابہ کرام کی تفاسیر سبب نزول مین ہو یا غیر مین معتبر وحجت اور حکم مین مرفوع کے ہے۔ یعنی اون کی ساری کتاب کا رد اس جملہ متروکہ سے ہوکر انہین کے اقرار سے یہ فیصلہ ہوگیا کہ تفسیر القرآن غیر معتبر وغیر مستند ہے۔ اور کسی نے کلام مبین پر دستخط کرنے والے علماء مین سے اوسکو مستند نہین لکہا ہے اور جو اصحاب تقاریظ ہین انہون نے بلا ملاحظہ تفسیر کے محض حسن ظن سے تقریظین لکہدی ہین اور مجہہ سے بہی تقریظ لکہوانیکا مولوی ثناءاللہ صاحب نے باربار تقاضا کیا۔ لیکن مین نے بہ سبب غیر معتبر ہونے تفسیر کے تقریظ نہین لکہی۔ پس مولوی ثناءاللہ صاحب کا کلام مبین کے شروع مین اسکو مستند کہنا بیجا ہے خلاصہ یہ کہ تفاسیر صحابہ وتابعین کو چہوڑ کر ان کے برخلاف تفسیر کرنا معتزلہ واہل بدع کا کام ہے۔ اتقان مین امام ابن تیمیہ سے منقول ہے

فان الصحابۃ والتابعین والائمۃ اذا کان لہم فی الآیۃ تفسیر وجاء قوم فسروا الآیۃ بقول آخر لاجل مذہب اعتقدوہ وذالک المذہب لیس من مذہب الصحابۃ والتابعین صار مشارکا للمعتزلۃ وغیرہم من اہل البدع فی مثل ہذا وفی الجملۃ من عدل عن مذاہب الصحابۃ والتابعین وتفسیرہم الی ما یخالف ذلک کان مخطئا بل مبتدعا لانہم کانوا اعلم بتفسیرہ ومعانیہ انتہے۔ اگر اب بہی مولوی ثناءاللہ صاحب اپنے صنیع شنیع سے رجوع کرکے اصلاح ما افسد کرلین تو پہر مین وہی اونکا استاد شفیق ہون۔ جیساکہ اس سے پہلے تہا۔ لیکن مین کیا کرون۔ محبت اللہ ورسول کی مجہے مقدم ہے انکی محبت وشفقت پر جسکی وجہ سے نوبت باعلان پہونچی اسکے سوا اب ایک ایسا جملہ انکی کتاب کلام مبین کے صفحہ ۷۸ مین معلوم ہوا ہے جس سے صبر نہ ہوسکا۔ کیونکہ اس سے ہتک حرمت مفسرین وخفت تفاسیر صالحین کی پائی جاتی ہے اور ایسی حرکت ناشائستہ آزادمنش اہل بدع کی حرکات سے ہے وہ جملہ یہ ہے۔ مفسرین کے خلاف کا ذکر تو دیوالونکا ہوا ہے اس کے نونابالغ ڈرا کرتے ہین انتہے۔ اللہ تعالےٰ ان کو ہدایت کرے آمین وما علینا الا البلاغ المبین۔

المعلن خادم سنت عاجز عبدالمنان وزیرآبادی ۷ روز شنبہ ۷ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۲ ہجری

اطلاع

ہرچند مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری کی کتاب الہامات مرزا اپنی آپ ہی تردید ہے لیکن بعض اس خیال سے کہ ان کی تحدی کی حقیقت کہل جاوے مین نے خداتعالےٰ کے فضل وکرم اور اس کی تائید وتوفیق پر بہروسہ کرکے ارادہ کیا ہے کہ اس کتاب کا ایک جواب شائع کرون۔ مین یک سر وہزار سودا کا مصداق ہونے کی وجہ سے کسی قدر دیر سے یہہ جواب انشاءاللہ العزیز شائع کرلے کے قابل ہوسکونگا تاہم مینے اپنے معمول کے موافق ارادہ کرلیا ہے کہ اس کا جواب انکو ضرور دیا جاوے کیونکہ وہ اپنی ہر تحریر مین کم وبیش اسکا حوالہ دیتے ہین۔ اور اس لحاظ سے کہ ان کی ساری پیش کردہ پیشگوئیون پر نظر ہوسکے مین انکے سب سے آخری اڈیشن پر نظر کرون گا۔ وباللہ التوفیق۔

ایڈیٹر الحکم

www.aaiil.org

جواب اہلحدیث جنوری

قریباً پونے دو ماہ کا عرصہ ہوا ہے کہ کتاب بشارت احمدی کی دو جلدیں دہلی اور کلکتہ یعنے دو مختلف مقامات سے بغرض ریویو میرے پاس بھیجی گئی تھیں۔ اس بات پر تو مجھے خود ہی افسوس ہے کہ میرے کرم فرما خفا ہو رہے ہونگے کہ آجتک کیوں ریویو نہیں لکھا گیا۔ مگر میں مصلحتاً کسی خاص موقع کا منتظر تھا۔

بہرحال میں جس موقع اور وقت کا انتظار کھینچ رہا تھا وہ یہ ہے کہ جب سے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کرشن ہونیکا دعوےٰ کیا ہے نافہم ملاؤں نے ایسا طوفان بے تمیزی برپا رکھا ہے کہ تو بہ ہی بھلی خاصکر امرتسر کے اخبار **اہل حدیث** نے تو ٹھیکہ ہی لیلیا ہے وہ نہیں جانتا کہ میری درشت کلامی اور تمسخر سے فرقہ اہل حدیث اور بھی بدنام ہوگا معلوم نہیں کہ اہل حدیث کے ہمرنگ میر بخشی نجدی پرست نے تمسخر اور استہزاء میں کونسی کمی اٹھا رکھی تھی جسکو اخبار مذکور اب پوری کرنا چاہتا ہے۔ لیاقت کا یہ حال ہے کہ الحکم مطبوعہ ۱۰ر جنوری کے اس معقول استفسار کا جو ایک اعتراض کے رنگ میں پیش کیا گیا تھا سوائے دفع الوقتی کے کوئی جواب ہی نہیں دیسکا۔ بھلا بسمالت میں حضرت موسےٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی صداقت اور رسالت پر اہل حدیث کا ایمان ہے تو پھر یہودی اور عیسائی کہلانے سے کیوں چڑتا ہے کیا انکو ماننے والوں نے کبھی انکار کیا نہیں ہرگز نہیں بلکہ انہوں نے تو یہانتک استقامت دکھائی کہ واغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ کے نیچے آگئے پھر اپنی نسبتوں کو نہ چھوڑ سکے۔ امید ہے کہ اہل حدیث آیندہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کا پڑھنا ہی چھوڑ دیگا مجھے ابتک اچھی طرح یاد ہے۔ کہ اہلحدیث کی کسی گذشتہ اشاعت میں اس قسم کا ایک نوٹ لکھا گیا تھا کہ کرشن کو خدا سے کیا تعلق؟ اب میں کوشش کرونگا۔ کہ اہل حدیث کو دکہایا جائے کہ کرشن جی کو خدا کے ساتھ کسقدر تعلق ہے چنانچہ مولوی عبدالعزیز صاحب سنی المذہب مصنف کتاب بشارت احمدی نے اس کتاب کے سرورق پر آیت ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا کا حوالہ دیکر مہاوید۔ رام چندر اور کاہن کہنیا یعنے کرشن کو

ہدایت کے خاص ارکان میں شمار کیا ہے۔ اور ان کو برا کہنے والوں کو **نادان مسلمانوں** وغیرہ خطابات سے مخاطب کر کے آیندہ کیلئے نصیحت کی ہے کہ ان کو برا کہنے والوں کو چاہئیے کہ پہلے اپنا ایمان قایم رکھنے کی فکر کریں اور مصنف کتاب مذکور نے جہان دوسرے برا کہنے والوں کو متنبہ کیا ہے وہاں مصنف تحفۃ الہند کی سخت کلامی پر بھی افسوس ظاہر کیا ہے۔ چونکہ کرشن جی کا زمانہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے بہت پہلے گذر چکا ہے اسلئے بہ قرین قیاس اور ممکن ہے کہ امتداد زمانہ کی وجہ سے اس موحد اور برگزیدہ حق کی اصل تعلیم کو بگاڑ دیا ہوان کے حالات کو اگر غور سے پڑھا جائے تو یہ ثابت کرنا نہایت مشکل ہو جائیگا کہ بت پرستی اور تناسخ ایسے لغویات کے بانی وہ تھے۔ خواہ کوئی برا ہی منائے ہم تو ان کی تعریف کرنیسے باز نہیں رہسکتے انہوں نے تو **پورن برہم اور کلکی اوتار** (ہمارے ہادی کامل محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم) کی بعثت اور نبوت تامہ کے متعلق ایسی صریح پیشگوئیاں کی ہیں کہ انکو پڑھکر غیر متعصب ہنود کیلئے سوائے تسلیم کے باقی کوئی چارہ ہی نہیں رہتا۔ مثلاً بیاس جی نے بہوکہ ازپران میں لکھا ہے کہ "آیندہ زمانہ میں **مہامت** پیدا ہونگے ان کا نشان یہ ہے کہ ان کے سر پر بدلی سایہ کریگی اور ان کے جسم کا سایہ نہوگا اور کبھی ان کے جسم پر نہ بھنکیگی اور آپ تمام عمر کم کھائینگے اور عرب کا بادشاہ ان کا دشمن ہوگا۔ اور وہ قادر دانا اور قدرت والا ان کو **تیس ادہیایان بھیجیگا** اور جو اس کے موافق چلیگا وہ اللہ تک پہونچیگا اور اسوقت اللہ تک پہونچنے کی کوئی دوسری راہ نہ ہوگی"۔ پھر **مہاد یو** فرماتے ہیں "اے پاربتی **مہامت** (محمد) ساری عبادتوں اور اگلی شریعت کو موقوف کر کے اپنی شریعت کی راہ سکہائینگے وغیرہ وغیرہ"۔ چونکہ الحکم میں مجھے اس تمام پیشگوئیوں کا درج ہونا محال نظر آتا ہے اسلئے اگر خریداران الحکم اور دیگر طالبان حق درخواست کرینگے تو کتاب بذریعہ وی پی انکی خدمت میں بھیجوائی جائیگی۔ مناسب ہے کہ ایڈیٹر اہل حدیث بھی اس موقع کو غنیمت سمجھیں اور ۲ کے ٹکٹوں کا خون سرصدقہ کر کے کتاب منگالیں شاید اس کے مطالعہ سے طعن وتشنیع کی عادت ان سے چھوٹ جائے اس جگہ ایڈیٹر اہل حدیث کے لئے ایک اور پیشگوئی کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں جس کو وہ (حضرت اقدس) مہدی آخرزمان سے متعلق پاکر کہیں تو نادم ہو۔ کلکی پران میں لکھا ہے کہ "آخر کلب (آخری زمانہ) میں پھر کلکی اوتار (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) کی (احمد اندرجان احمد شدید ید) صفتیں ظاہر ہونگی تعجب ہے کہ مصنف کتاب بشارت احمدی نے اس متصف بالصفات کا زمانہ بھی چودھویں صدی کا ہی زمانہ بتایا ہے جیساکہ وہ لکھتے ہیں کہ "اب تیرھویں صدی اخیر ہے اب اسطرح کے لوگ بہت کم ہیں ظاہر کے مسلمان دل کے بے ایمان"۔ اب اگر کوئی غور کرنے والی طبیعت ہوگی تو نشان طلبی کو الگ رکھکر فوراً بول اٹھیگی کہ اسوقت ضرور کوئی مصلح ہونا چاہیئے جو مذکورہ بالا مسلمانوں کی ہرطرح اصلاح کرے سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمارے مخالفین کی عقل کو کیا ہوگیا اپنے علم اور حلم کا ذکر کرنے لگتے ہیں تو سلسلہ ہی نہیں ٹوٹتا مگر عملی حالت بہت ہی برائی دن بدن کر رہی ہے کاش کہ یہ لوگ انجام مشہزئین سے کچھ خبر رکہتے۔ ہمیں تو مرزا صاحب کے دیگر دعاوی کے علاوہ کرشن کا دعوےٰ بھی ایسا صاف اور اجلی نظر آتا ہے کہ جس کا بیان کرنا واقعی امر محال ہے ہاں یہ وہی وعدہ کا کرشن ہے جو اہل ہنود کی کتابوں میں دیتے ہوئے **نہک لنک آتارا + مہدی کہن تشکل سنسارا** پیشگوئی کے طور پر بتایا گیا تھا۔ ہاں یہ وہی مہدی اور کرشن ہے جو نہک لنک کے الفاظ میں بیان ہو کر اہل ہنود کیلئے مقدر اور قابل تسلیم ٹھہرایا گیا تھا۔ ہاں یہ وہی آنے والا کرشن ہے جو **سمبہل پور** یعنے **اسلام پور** (قادیان کا اصلی نام یہی ہے) میں مبعوث ہونا تھا۔ امید ہے کہ ایڈیٹر صاحب المحدیث مندرجہ **بالا دوہے** والی پیشگوئی کو پڑھکر **نہک لنک منتھی** (یہلے خواہ لغوی سمجھتے ہوں) کہلانے سے انکار نہیں کرینگے ورنہ مہدی کی آمد اور انتظار سے ان کو ضرور دست بردار ہونا پڑیگا۔ دل تو نہیں چاہتا کہ ایڈیٹر المحدیث کو بار بار مخاطب کیا جائے مگر اسکی دل آزار تحریروں کو پڑھکر خاموش بھی نہیں رہا جاتا۔ اب کے تو وہ اپنے ۲۷ر جنوری ۱۹۰۵ء کے اہل حدیث میں خدائے وحدہ لا شریک کی سنت قدیم پر بھی حملہ کرنے سے نہیں رہ سکا۔ اس کو ابتک یہ بھی معلوم نہیں کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کا ایک کرشن کا دعویٰ بحیثیت ایک مصلح ہونے کے ہے ورنہ معترض کو چاہیئے کہ وہ کسی ایسی کتاب کا حوالہ دے جسمیں یہ لکھا ہوا ہو کہ ابتدائے عالم سے آجتک کوئی گذرا بھی انسانوں کی اصلاح کیلئے مامور ہوا ہے جسکی مماثلت کو وہ پیش کرکے طنزاً اور استہزا کے طور پر ہمیں تاکید کرتا ہے کہ آیندہ اگر اس مماثلت کو اختیار کیا جائے تو کرشن کے دعوے کیطرح اس مماثلت کو بھی مان لوگے۔ کاش کہ ان کے ایسا ریمارک کرتے ہوئے ہاتھ ٹوٹ جاتے۔ کہ جس کا وہ قانوناً مجاز بھی نہیں تھا۔ اس موقع پر اگر وہ باوجود مولوی فاضل کہلانے اور دعویٰ اہلحدیث کے اپنی دل آزار تحریروں استہزاء اور تمسخر کا جو قرآن اور احادیث کی تعلیم کے منافی ہیں اندازہ لگائیگا تو وہ یقیناً اپنے آپ کو آیت مثل الذین حملوا التوریٰۃ الخ کے نیچے چلتا ہوا دیکھیگا۔

پیشتر اس کے کہ مضمون کو ختم کروں ایک اور مولوی نجم الغنی نامی متوطن ریاست رام پور کا تذکرہ بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ یہ وہی مولوی صاحب ہیں جنہوں نے اپنی کتاب مذاہب الاسلام کے خاتمہ پر سلسلہ احمدیہ پر بھی طبع آزمائی کی ہے۔ مگر افسوس کہ اس کتاب میں کوئی نئی بات پیش نہیں کی ہاں اتنا کیا ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب ایسے اسلام کے سچے خادم پر کفر کا فتوےٰ لگا کر اپنے نامہ اعمال کی بے طرح توسیع کی ہے۔ مگر مولوی نجم الغنی صاحب یاد رکہیں اور ضرور یاد رکہیں کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ ایسے دیگر آئمہ دین پاک پر کفر کا فتوےٰ لگانے والے بھی تو آخر مولوی ہی تھے امید ہے کہ مولوی نجم الغنی صاحب مضمون کے اس حصہ کو پڑھکر ان مکفرین سے اپنے آپ کو بہت ہی پیچھے پائینگے۔ آیندہ ہمارے احمدی بہائیوں کو چاہئیے کہ کسی ایسے ویسے مولوی کو ہرگز مخاطب نہ کریں ہاں مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری کیطرح عالی حوصلہ اور میدان بازی رکہتا ہو تو زہے قسمت۔ فقط۔

راقم

خاکسار محمد حسین سافر از مونگ ڈاکخانہ لاہور

ع الف نوٹ کرشن علیہ السلام

کی تصنیف لطیف کے متعلق کلکتہ کے ایک پروفیسر صاحب نے ایک پمفلٹ حال میں شایع فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف ساٹھ اشلوک حضرت کرشن کے ہیں نیز یہ بھی کہ وہ ویدوں کی تعلیم سے روکتے تھے۔ اور بتوں کے منکر پرستے موحد تھے۔ ایڈیٹر

۲۴-فروری ۱۹۰۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الوصیت

قال اللہ عزوجل۔ قل ما یعبؤا بکم ربی لولا دعاؤکم
یعنی انکو کہدے کہ میرا خدا تمہاری پروا کیا رکھتا ہے اگر تم بندگی نکرو اور دعائیں مشغول نرہو

دوستو! خدا تعالےٰ آپ لوگوں کے حال پر رحم کرے۔ آپ صاحبوں کو معلوم ہوگا کہ مینے آج سے قریباً ۹ ماہ پہلے الحکم اور البدر میں جو قادیان سے اخباریں نکلتی ہیں خدا تعالیٰ کیطرف سے اطلاع پاکر یہ وحی الٰہی شائع کرائی تھی کہ۔ عفت الدیار محلھا و مقامھا۔ یعنی یہ ملک عذاب الٰہی سے مٹ جانیکو ہے نہ مستقل سکونت اس کی جگہ رہیگی اور نہ عارضی سکونت اس کی جگہ یعنی طاعون کی وبا ہر جگہ عام طور پر پڑیگی اور سخت پڑیگی۔ دیکھو اخبار الحکم مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۰۴ء نمبر ۱۸ جلد ۸ کالم ۔ اور اخبار البدر نمبر ۲۰ و ۲۱ مورخہ ۲۴ مئی و یکم جون ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۵ کالم ۱۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ وہ وقت بہت قریب آگیا ہے۔ مینے اسوقت جو آدھی رات کے بعد چار بج چکے ہیں بطور کشف دیکھا ہے کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے۔ میرے مونہہ پر یہ الہام الٰہی تھا کہ موتا موتی لگ رہی ہے کہ میں بیدار ہوگیا اور اسی وقت جو ابھی کچھ حصہ رات کا باقی ہے مینے یہ اشتہار لکھنا شروع کیا۔ دوستو! اٹھو اور ہشیار ہو جاؤ کہ اس زمانہ کی نسل کے لئے نہایت مصیبت کا وقت آگیا ہے۔ اب اس دریا سے پار ہونیکیلئے بجز تقوے کے اور کوئی کشتی نہیں۔ مومن خوف کیوقت خدا کیطرف جھکتا ہے کہ بغیر اسکے کوئی امن نہیں۔ اب دکھ اٹھا کر اور سوز و گداز اختیار کر کے اپنا کفارہ آپ دو۔ اور راستی میں محو ہو کر اپنی قربانی آپ ادا کرو۔ اور تقوے کی راہوں میں پورے زور سے کام لیکر اپنا بوجھ آپ اٹھاؤ کہ ہمارا خدا بڑا رحیم و کریم ہے کہ رونیوالوں پر اسکا غضب تھم جاتا ہے مگر وہی جو قبل از وقت روتے ہیں نہ مردوں کی لاشوں کو دیکھکر۔ سو خوف کرنیوالوں کے سر پر سے عذاب کی پیشگوئی ٹال سکتا ہے۔ جاہل کہتا ہے کہ یہ پیشگوئی کیوں ٹل گئی۔ لیکن اگر خدا میں یہ عادت نہ ہوتی کہ دعا اور صدقہ اور خیرات اور گریہ و بکا سے ان بلاؤں کو دور کر دیتا جنکا اس نے ارادہ کیا ہے یا جن بلاؤں اور عذابوں کو نبیوں کی معرفت ظاہر کر چکا ہے تو دنیا کبھی کی ہلاک ہو جاتی۔ سو نیکی کرو اور خدا کے رحم کے امیدوار ہو جاؤ۔ خدا تعالےٰ کیطرف پوری قوت کے ساتھ حرکت کرو اور اگر یہ نہیں تو بیمار کیطرح افتان خیزان اسکی رضا کے دروازہ تک اپنے تئیں پہنچاؤ۔ اور اگر یہ بھی نہیں تو مردہ کی طرح اپنے اٹھانے جانے کا ذریعہ صدقہ خیرات کے راہ سے پیدا کرو۔ نہایت تنگی کے دن ہیں اور آسمان پر خدا کا غضب بھڑک رہا ہے۔ آج محض زبانی لاف و گزاف سے تم پار نہیں ہو سکتے ایسی حالت بناؤ اور ایسی تبدیلی اپنے اندر پیدا کرو اور ایسے تقوی کی راہ پر قدم مارو کہ وہ رحیم و کریم خوش ہو جائے۔ اپنی خلوت گاہوں کو ذکر الٰہی کی جگہ بناؤ اور اپنے دلوں پر سے ناپاکیوں کے زنگ دور کرو اور بیجا کینوں اور بخلوں اور بد زبانیوں سے پرہیز کرو۔ اور قبل اسکے کہ وہ وقت آوے کہ انسانوں کو دیوانہ سا بناوے بیقراری کی دعاؤں سے خود دیوانے بن جاؤ۔ عجیب بد بخت وہ لوگ ہیں کہ جو مذہب صرف اسبات کا نام رکھتے ہیں کہ محض زبان کی چالاکیوں پر سارا دارو مدار ہو اور دل سیاہ اور ناپاک اور دنیا کا کیڑا ہو۔ پس اگر تم بھی خیر چاہتے ہو تو ایسے مت بنو۔ عجیب بد قسمت وہ شخص ہے کہ جو اپنے نفس امارہ کیطرف ایک نظر بھی اٹھا کر نہیں دیکھتا اور بد بودار تعصب سے دوسروں کو بد زبانی سے پکارتا ہے۔ پس ایسے شخص پر ہلاکت کی راہ کھلی ہے۔ سو تقوے سے پورا حصہ لو اور خدا ترسی کا کامل وزن اختیار کرو اور دعاؤں میں لگے رہو تا تم پر رحم ہو۔ تم میں سے کون ہے کہ جو بھوک کیوقت صرف روٹی کے نام سے سیر ہو سکتا ہے یا صرف ایک دانہ سے پیٹ بھر سکتا ہے۔ ایسا ہی تم خدا کو راضی نہیں کر سکتے جب تک پوری طور پر متقی نہ بن جاؤ۔ اپنے دشمنوں کیلئے نفسانی جوشوں کا مقابلہ مت کرو تا تم بھی ایسے ہی نہ ہو جاؤ کیونکہ جاہل کا مقابلہ صرف جہالت کے ذریعہ سے ہی ہو سکتا ہے۔ پس اگر وہ تمہیں ستاویں اور دکھ دیں یا تمہیں جوش دلانیکیلئے میری نسبت سب و شتم اور دشنام دہی اور ہنسی کا طریق اختیار کریں تو تم صبر کرو اور چپ ہو تا وہ خدا جو تمہارے دلوں اور انکے دلوں کو آسمان پر دیکھتا ہے تمہیں بدلہ دے۔ یقیناً سمجھو کہ یہ وہ دن آرہے ہیں کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ایسی سختی کے دن کبھی عام طور پر دنیا پر نہیں آئے۔ ایسا ہو تا وہ پیشگوئیاں پوری ہو جائیں جو ابتدا سے نبیوں نے کی ہیں۔ خدا نے آج سے پچیس ۲۵ برس پہلے طاعون کی خبر لکھوادی تھی جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکی تھی پھر اسوقت خبر دی جبکہ ملک اس بیماری سے پاک تھا وہ خبر بھی شائع ہو چکی۔ اور پھر طاعون کے اس سخت حملے کی خبر جو عنقریب ہونے والا ہے۔ یہ اسلئے ہوئی کہ تا لوگ متنبہ ہو جائیں۔ ان چالاک لوگوں کی پیروی مت کرو جنکے دل گندے اور نجاست سے بھرے ہیں۔ جو دوسروں کو خدا کیطرف بلاتے اور آپ اس سے دور ہیں۔ خدا ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ کسکی زندگی لعنتی اور کسکی زندگی پاک ہے۔ پس تم ایسے دردناک دعاؤں میں لگ جاؤ کہ گویا مر ہی جاؤ تا دوسری موت سے خدا تمہیں بچاوے۔ دنیا کیلئے بڑی گھبراہٹ کے دن ہیں مگر دنیا نہیں سمجھتی لیکن کسی دن سمجھیگی۔ دیکھو میں اسوقت اپنا فرض ادا کر چکا اور قبل اسکے کہ تنگی کے دن آویں مینے اطلاع دیدی ہے۔ اب میں ختم کرتا ہوں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

(نوٹ:- ۲۶ فروری کی رات جسکی صبح کو ۲۷ فروری ہے مراد ہے)

خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی
۲۷ فروری ۱۹۰۵ء

اطلاع:- اور میں نے ان دنوں میں خدا تعالےٰ کے بعض نشانوں اور خاص آیتوں کے ظاہر کرنیکے لئے ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام نصرۃ الحق ہے وہ قادیان میں چھپ رہی ہے اور صاحبزادہ پیر منظور محمد کو دیدی ہے تا وہی چھاپ کر شائع کریں۔ ہر ایک طالب حق کو اسکا دیکھنا ضروری ہے۔

(مطبوعہ انوار احمدیہ پریس قادیان)

www.aaiil.org

رسید مدد مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

(۱) محمد حسین علی محمد فرزند حسین نقشہ نویس پولیس الہ آباد ۸/
(۲) جماعت شملہ معرفت بابو برکت علی صاحب کلرک شملہ ۸/
(۳)
(۴) قاضی ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ امرتسر
(۵) محمد عبد اللہ صاحب سوداگر حاجی گنج قنوج ۸/
(۶) منشی مختار احمد صاحب منشی محکمہ پرائیویٹ سکرٹری مدار المہام حیدرآباد دکن
(۷) منشی عبد الحی خان صاحب ہیڈ پوسٹ آفس منٹگمری
(۸) بابو عبد الرحمن صاحب احمدی افریقہ
(۹) میاں نجم الدین احمدی اٹاوہ ۱۲/
(۱۰) منشی محمد اکبر خانصاحب پشاوری قانونگو محمد زئی لکی بنوں
(۱۱) میاں عبد القادر احمدی مدرس منصوراں ضلع لدھیانہ
(۱۲) منشی نبی بخش صاحب پرفسنٹ ڈپٹی انسپکٹر ممباسہ افریقہ
(۱۳) بابو شاہدین صاحب سٹیشن ماسٹر احمدی لاہور
(۱۴) حکیم فضل الدین صاحب بابت عید و قربانی فنڈ
(۱۵) چندہ عید فنڈ وصول شدہ در قادیان معرفت ماسٹر صاحب
(۱۶) چندہ عید فنڈ وصول شدہ در قادیان معرفت جناب سکرٹری صاحب مدرسہ
(۱۷) میاں مہر محمد جٹ قادیان قربانی فنڈ ۶/
(۱۸) حکیم فضل الدین صاحب قادیان بابت کیندہ شفاخانہ سکول
(۱۹) ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن علی گڑھ
(۲۰) ڈاکٹر قاضی کرم الٰہی صاحب امرتسر
(۲۱) ڈاکٹر یعقوب خانصاحب انرری اسسٹنٹ موضع ضلع شاہپور
(۲۲) بابو امام الدین صاحب گاہنڈ ریلوے سٹیشن راولپنڈی
(۲۳) بابو طالع محمد صاحب کلٹ کلکٹر نوشہرہ
(۲۴) میاں عبد الواحد خانصاحب تحصیل جہالنسی
(۲۵) منشی حسین شاہ صاحب پٹواری رعیہ بابت عید فنڈ
(۲۶) ڈاکٹر ستار شاہ صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ عیلاوت عید فنڈ
(۲۷) ڈاکٹر ستار شاہ صاحب و منشی حسین علی شاہ بابت رعیہ قربانی فنڈ
(۲۸) فنڈ معرفت جناب میر ناصر نواب صاحب قادیان ۱۹ فروری

(۲۹) میاں دین محمد مستری قادیان قربانی فنڈ ۸/
(۳۰) شیخ غلام نبی صاحب سیٹھ راولپنڈی بازار کلاں قربانی فنڈ ۸/
(۳۱) سردار فضل حق احمدی قادیان
(۳۲) شیخ عبد الرحیم صاحب قادیان ۱۲/

۲۰ رفروری ۱۹۰۵ء

(۱) جماعت بمبئی معرفت زین الدین محمد ابراہیم
(۲) میاں عبد السلام مدار المہام حکیم صاحب قادیان

۲۱ فروری ۱۹۰۵ء

(۱) حکیم محمد زمان صاحب معرفت مستری قطب الدین صاحب بابت قرضہ مدرسہ سنجلہ
(۲) ڈاکٹر نور بخش صاحب انرری اسسٹنٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ (عید فنڈ)
(۳) سردار عبد المجید خان معرفت حکیم شاہنواز صاحب۔ راولپنڈی (عید فنڈ)
(۴) میاں محمد الدین سکنہ ککرالی ضلع گجرات
(۵) منشی گلاب الدین صاحب مدرس رہتاس ضلع جہلم
(۶) جماعت ترگڑی ضلع گوجرانوالہ معرفت محمد اسمٰعیل صاحب احمدی
(۷) شیخ محمد جان صاحب وزیرآباد
(۸) زین الدین محمد ابراہیم انجینیر بمبئی
(۹) میاں محمد بخش صاحب ٹھیکیدار کڑیانوالہ ضلع گجرات
(۱۰) منشی غلام نبی مدرس مدرسہ بورسٹل متصل ہوشیارپور
(۱۱) میاں اللہ دتا صاحب احمدی سکنہ ماہل پور ضلع ہوشیارپور
(۱۲) حکیم محمد عمر خانصاحب دروازہ میگزین فیروزپور
(۱۳) میاں عبد الرحمن معلم چھاؤنی جالندھر
(۱۴) میاں عطا الٰہی صاحب لالہ موسے ضلع گجرات
(۱۵) خانصاحب محمد محب خان صاحب تحصیلدار پولیٹکل ٹوچی
(۱۶) جماعت نسور تھلہ معرفت میاں عبد المجید خانصاحب (عید فنڈ)
(۱۷) جماعت پشاور معرفت منشی نعمت خان صاحب انرری اسسٹنٹ
(۱۸) شیخ عبد الرحیم سیکرٹری منیجر تعلیم الاسلام

۲۲ فروری ۱۹۰۵ء

(۱) ڈاکٹر سید ستار شاہ صاحب رعیہ بابت شفاخانہ
(۲) قاضی عبد الحق صاحب سیدوالہ (مدرسہ)
(۳) منشی یار محمد خان گکھڑ افیگلات یاور جموں (مدرسہ)
(۴) مرزا محمد شفیع صاحب ہیڈ کلرک ڈیرہ اسمٰعیل خان
(۵) منشی محمد عثمان نقشہ نویس الہ آباد
(۶) سید علی محمد شاہ ہیڈ ماسٹر ملیریان
(۷) ڈاکٹر قاضی کرم الٰہی صاحب امرتسر (عید فنڈ)

(۸) میاں کریم بخش صاحب کشمیری موضع نت بوٹالہ ضلع گوجرانوالہ (قربانی فنڈ)
(۹) منشی محمد حیات صاحب (مدرسہ)
(۱۰) سید ممتاز علی صاحب نمبرداریات ۱۲۶ مدرسہ چنیوٹ روڈ (مدرسہ)

۲۳ فروری

(۱) ڈاکٹر سید ستار شاہ صاحب معرفت مولوی قطب الدین قادیان (کہال قربانی) ۱۲/
(۲) اللہ داد صاحب نائب امین مدرسہ تعلیم الاسلام
(۳) مولوی غلام امام صاحب۔ ڈاک بنگلہ منی پور آسام (چندہ مدرسہ)
(۴) منشی عبد العزیز صاحب اہلمد کلکٹری سہارنپور عید فنڈ۔ بے مدرسہ
(۵) جماعت مالیرکوٹلہ (عید فنڈ)
(۶) جماعت احمدیہ مالیرکوٹلہ (مسکین فنڈ)
(۷) حکیم محمد حسین صاحب احمدی بلبگڑھ دہلی (مدرسہ)
(۸) میاں الطاف حسین معرفت مدرسہ عید فنڈ
(۹) ماسٹر فقیر اللہ صاحب

استفسار اور ان کے جواب

سوال اوّل۔ اللہ تعالیٰ کے خود بخود ہونے کا ثبوت اول عقل سے بعد کو قرآن شریف سے روزمرہ کا مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ کوئی چیز بغیر بنانے والے کے نہیں بنتی خدا تعالیٰ اس سے کیوں باہر ہے؟

جواب یہ سوال ہی سرے سے غلط ہے اسلئے کہ یہ کہنا کہ خدا تعالیٰ خود بخود ہوا ہے اس کے یہ معنے ہیں کہ کوئی زمانہ ایسا بھی تھا جبکہ وہ نہ تھا۔ دوئم موجودہ تجربہ جو بتایا جاتا ہے کہ کوئی چیز بغیر بنانے والے کے نہیں بنتی یہ مخلوق کے متعلق ہے پھر خالق کائنات کو اس کے ماتحت کیوں رکھا جاتا ہے؟

اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے الحق اس کا نام ہے اور پھر قل ہو اللہ میں ہو کہا ہے جس کے معنے بھی یہی ہیں۔

سوال دوئم۔ جب ابتدا میں عدم محض تھا تو کن فیکون کس کو کہا۔ خطاب بغیر مخاطب کی موجودگی کے نہیں ہو سکتا تو کیا جس چیز کو خطاب کیا وہ موجود تھی؟

جواب۔ عدم محض ابتدا میں تھا قرآن شریف یا حدیث صحیحہ سے تو کچھ پتہ نہیں ملتا۔ کن فیکون ابتدائے عالم سے تعلق رکھتا ہے یا کسی اور زمانہ سے اس کو آگے چلکر ابھی بیان کریں گے پہلے یہ بتا دینا ضروری ہے کہ کن کا مخاطب صور علمیہ میں موجود تھا۔ دیکھو لیک معمار جب ایک مکان بناتا ہے تو اس کا نقشہ اس کے ذہن میں ہوتا ہے اور وہ مکان بصورت علمی موجود ہوتا ہے لیکن اس کا وجود خارجی کبھی بھی نہیں ہوتا۔ پس وہ شئے ایک صورت سے موجود اور دوسری جہت سے معدوم ہوتی ہے پس خدا تعالیٰ نے اگر مخلوق کی صورت علمیہ کو خطاب کیا تو کیا اعتراض!!

اصل بات یہ ہے کہ کن کا تعلق بعد الموت ہوا کرتا ہے تمام قرآن کریم میں مرنے کے بعد پھر جی اٹھنے پر کن فرمایا ہے۔ کوئی مقام اس کے خلاف آپ پیش کریں گے تو اس پر نظر کیجا سکتی ہے۔

سوال سوم۔ تجربہ بتاتا ہے کہ ہر ایک چیز کو خواہ کسی طرح نابود کرنا چاہیں اس کا بقیہ ضرور رہتا ہے آخر میں سب چیزیں بالکل عدم کیونکر ہو جائیں گی۔ عقلی ثبوت دو۔

جواب۔ یہ کس نے کہا ہے کہ آخر میں بالکل عدم ہوگا۔

سوال چہارم۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ یا کثرت سے حالت نماز میں امام کیوں نہیں بنتے جبکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کثرت سے نماز میں امام بنتے تھے

جواب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی یہ فیصلہ کر دیا تھا کہ وہ امتی کے پیچھے نماز پڑھیگا اور اس کی وجہ محض اس امت کا اکرام ہے اور اس کے غیر امام ہونے کی دلیل

تازہ الہامات

۱۔ حضور کی طبیعت ناساز تھی حالت کشفی میں ایک تشتی دکھائی گئی جس پر لکھا ہوا تھا۔ خاکسار پیپرمنٹ

۲۔ انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول لہ کن فیکون

اخبار دیر سے شایع ہوا ہے اسی لئے ۲۷ رفروری کا اشتہار شایع کیا گیا ہے۔ ایڈیٹر۔

www.aaiil.org

مسیح موعود و غایۃ المقصود

مضمون نمبر (۲)

غایۃ المقصود جلد ۲ صفحہ ۱۵۔ **قولہ** آنجناب علیہ السلام از خوف آن ملعون ظالم مخفی شدند و حواریین خود را در روزے جمع فرمودہ وصیت کردند کہ بعد از من نبی امی عربی از قوم قریش حضرت محمد و احمد نام پیدا خواہد شد۔ **اقول** این روایت مجتہد نیز بارہا تحقیق نے نشنید حضرت عیسیٰ علیہ السلام از خوف سلطان مخفی و متواری نشدہ بود بلکہ از خوف یہود عنود مخفی و متواری شدہ بود چنانچہ از اناجیل اربعہ و تواریخ یہود و نصاریٰ ظاہر و روشن است علاوہ برین مجتہد شیعیان در قول حضرت مسیح خیانتے بکار بردہ و براصلیت آنجناب دست تصرف دراز کردہ کہ مینویسد در روزے جمع فرمودہ وصیت کردند کہ بعد از من نبی امی عربی از قوم قریش حضرت محمد و احمد نام پیدا خواہد شد،،

حالانکہ خداوند علیم در قرآن کریم قول حضرت عیسیٰ علیہ السلام را باین الفاظ طیبہ نقل میفرماید۔

یٰبنی اسرائیل انی رسول اللّٰہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد،،

پس ازین آیہ کریمہ ظاہر است کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام در شان حضرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم اسمہ احمد فرمودہ اسمہ احمد و محمد نفرمود۔

ایہا الناظرون! مجتہد شیعیان چون دران بشارت کہ بر زبان حضرت عیسیٰ علیہ السلام رفتہ در شان رسول عربی فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم صرف اسمہ احمد نوشتہ یافت حیران شد و دست و پا گم کرد چرا کہ نام نامی والدین شریفین حضرت رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم محمد است نہ کہ احمد۔ ازینجاست کہ مجتہد علیہ ما علیہ در بحر تفکر و اجتہاد فرو رفتہ چند کرت غوطہا خورد مگر بساحل مراد نرسید ناچار سلامتی درین دید کہ طریق خیانت ورزید۔ ناظرین باید بنظر تامل ببینند کہ مجتہد المتشیعین را چہ طور راہ یہود و ہنود در بشارت مذکورہ نام محمد از طرف خود افزود۔ حالانکہ توضیح متعلق دحل این اشکال آسان بود۔

ارباب تحقیق نوشتہ اند کہ سنت اللہ برین رفتہ ولن تجد لسنۃ اللّٰہ تبدیلا کہ مقربان بارگاہ الٰہی را نظر بر غلبہ بعض صفات حمیدہ شان از جانب ملاء اعلے علاوہ آن نامہائے کہ آبائے کرام ایشان مے نہند نامہائے دیگر پیدا شد

بنا بخیاء لا اسماء تنزل من السماء برین شاہد عدل است۔ قاضی عیاض کہ معتقد علیہ ما علیہ در کتاب خود جابجا از اقوالش استناد کردہ متعلق امر زیر بحث در شفا مے نگارد۔

کنیت اسحاق و اسمٰعیل بعلیم و حلیم و ابراہیم بحلیم و نوحاً بشکور و عیسیٰ و یحییٰ ببر و موسیٰ بکلیم و قوی و یوسف بحفیظ و علیم و ایوب بصابر و اسمعیل بصادق الوعد کما نطق بذلک الکتاب العزیز،، و خود مصنف نیل العلیم در کتاب غایۃ المقصود و تحفہ جہار صفحہ ۱۲ مے نگارد۔ بشارت و داؤد ہم در بیان مسیح کتاب ملاحی است کہ دران میفرماید ...... یعنی دران روز عظیم خواہم فرستاد ایلیا را معنی آنکہ محل مطالب ازین کلام ایلیا است چہ مراد ازو علی بن ابی طالب فداہ روحی است چنانچہ در ابجد تصریح شدہ۔ غایۃ المقصود جلد ۲ صفحہ ۱۶ **قولہ** خلاصہ آنہا در معنی شبہ باشند و تا قیامت چنین خواہند ماند بطرف این اشارہ است آیہ شریفہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم واین واقعہ بطریق خلاصہ اینجا ذکر نمودم و جمیع مورخین بتفصیل تمام در تواریخ ضبط فرمودہ اند۔

اقول مجتہد را انصاف خدا را از خود انصاف نفرماید کہ چون یہود عنود در معنی شبہ تا قیامت خواہند ماند پس مسیح را زندہ بر آسمان بردن و تا دیر او را نگاہداشتن و پس از ان بر زمین فرو فرستادن چہ دانائی است و نیز ظاہر کہ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ

اما آنچہ مجتہد زادہ والا شان زیب رقم فرمودہ کہ شخصے از یہود یا حواریین مسیح علیہ السلام بقدرت خداوندانام ہمشکل مسیح گشتہ بردار کشیدہ شد آنہم اصلے ندارد۔ علاوہ عقل باور نمیکند کہ خدائے عادل عوض مسیح بیگناہے را بر دار کشیدن روا دارد حرف نظیر ازین۔

در تفسیر جمل جلد اول بصفحہ ۵۳۲ مرقوم است قال ابوحیان لم نعلم کیفیۃ القتل ولا من القی علیہ الشبہ ولم یصح بذالک من حدیث یعنی ابوحیان میگوید کہ کیفیت قتل مسیح را ما نمیدانیم و نہ این علم است کہ شخصے دیگر ہمشکل مسیح گشتہ بود و قصہ تشکل و تشبیہ مسیح از حدیث ثابت نیست امام فخر الدین رازی در تفسیر کبیر مے نگارد۔

لو جوزنا القاء شبہ علی انسان لانخرام السفسطۃ فانی اذ ذہبت ولدی ثم رئیت ثانیا فحینئذ اجوز ان یکون ہذا الذی رائیتہ ثانیا لیس بولدی بل ہو انسان القی الشبہ علیہ وحینئذ ارتفع الامان عن المحسوسات فالصحابۃ الذین راؤ محمدا صلعم یامرہم وینہاہم وجب ان لا یعرفوا

انہ محمد لاحتمال انہ شبہ علی غیرہ وذلک یفضی الی سقوط الشرائع۔ یعنی اگر جواز تبدیل صورت آمدے بدیگرے فرض کردہ شود پس ازین لزوم سفسطہ مے آید مثلاً اگر من بار بسے پسر خود را ببینم و باز بار دیگر او را ببینم و دران من این یقین کنم کہ پسرے کہ بار دیگر دیدہ ام آن پسر من نیست بلکہ کدام دیگر انسان است کہ ہمشکل پسر من شدہ است اگر من چنین کنم از عالم محسوسات امان صحت بر دو و بہمان صحابہ کرام از محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم را دیدند کہ آنحضرت صلعم ایشان را امر بالمعروف و نہی عن المنکر میکردند اگر ایشان این خیال مے ورزیدند کہ محمد نیست بلکہ احتمال است کہ شخصے دیگر ہمشکل آنحضرت شدہ باشد و باین خیالات تمام شرائع مفقود و نابود میشوند ازین تحقیق بظہور پیوست کہ روایت محولہ در باب القاء شبہ سخیف است کہ مہر کتاب و سنت بر خود ندارد بل سفسطہ محض است

غایۃ المقصود جلد ۲ صفحہ ۱۶ **قولہ** اشکال در فقرہ شبہ اسناد بطرف نیست اگر اسناد آن بطرف مسیح باشد درست نمیشود زیرا کہ وے مشبہ بہ است و اگر اسناد آن بطرف مقتول باشد ہم درست نمیشود زیرا کہ ذکر مقتول در ماقبل نیست کہ ضمیر عاید بطرف آن باشد جواب این سند تسوئے بہار دو مجرور لہم است پس اطلاق چون قول حیل الیہ باشد پس معنی فقرہ مذکور چنان میشود و لکن شبہ لہم یعنی وقع لہم التشبہ الخ میتوانند کہ ضمیر آن راجع بطرف مقتول باشد زیرا کہ فقرہ وما قتلوہ دلالت دارد کہ قتل ضرور بر غیرے بوقوع رسید و ذکر آن غیر باین قسم کردہ شد عیبے ندارد۔ **اقول** این تحریر سزاوار تشہیر کہ نتیجہ تحقیق مجتہد عدیم النظیر است ماشاء اللہ بر فضائل علمیہ و کمالات عقلیہ او عموماً و بر نحو دانی مجتہد زمانی خصوصاً حجتے است روشن و دلیلے مبرہن چو مجتہد شیعیان در علم و حکمت فہم و فراست چنین پایگاہے رفیع دارد از سخندانی و سخن فہمی متعلمانش چہ گفتہ آید۔

ایہا الناظرین! اعالی فہم مجتہد در تفسیر القرآن ہم ید طولے دارد چنانچہ آیہ کریمہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم را بر حیات مسیح و صعودہ بجسدہ العنصری والقاء شبہ بر دیگرے نص قطعی مے پندارد حالانکہ در آیہ کریمہ موصوفہ ازین خرافات را مدخلے نیست۔

الغرض توضیح بیان اول آیہ کریمہ موصوفہ را معہ سیاق عبارت نقل میکنم وہی ہذا۔

وقولہم انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول اللّٰہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم۔

باز میگویم کہ آنچہ مجتہد علیہ ما علیہ بطریق اشکال نوشتہ کہ اگر اسناد آن (یعنی شبہ) بطرف مسیح باشد درست نمیشود زیرا کہ وے مشبہ بہ است ہنوز آنقدر اشکال نیست

ناظرین باید بخاطر دارند کہ ضمیر واحد غائب کہ در شبہ است مرجعش ہمان اسم مسیح بن مریم است کہ در سابق موجود چنانچہ مرجع ضمیر واحد غائب ما صلبوہ نیز اسم مسیح بن مریم است پس بعد از بر تربر حال از مجتہد لاہوری ترجمہ بایں وجہ نبایستی بکشاید کہ بیچارہ با وجود تدبر و تفصیل فہم اسم مسیح بن مریم را مرجع ضمیر شبہ نتوانست قرار داد ناچار قدم کورانہ در راہ تحریف قرآن نہاد۔ بوجوہ مذکورہ بالا ما تسلیم نداریم کہ اسناد شبہ بطرف مسیح و صرف بطرف مسیح درست میشود زیرا کہ وے مشبہ نیست چنانچہ مجتہد پنداشتہ بلکہ مشبہ است کہ پیش ازین اشارت بدان رفتہ پس معنی آیۃ زیر بحث این است کہ مشبہ بالمقتول والمصلوب شد آن مسیح برائے ہلاک تاب چنانچہ ایشان گمان بردند کہ مسیح بمرد۔

الحاصل اسناد شبہ بطرف غیر مسیح ہرگز درست نمیشود زیرا کہ ذکر شخصے دیگر در ماقبل نیست کہ ضمیر عاید بطرف آن باشد و نہ از آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ نشانی ازان توان داد۔ و اما آنچہ مجتہد زادہ بتقلید پیر خود گفتہ بسند تسوئے جار و مجرور لہم است پس اطلاق چون قول حیل الیہ باشد پس معنی فقرہ مذکورہ چنان میشود و لکن شبہ لہم یعنی وقع لہم التشبہ،، مدعائے ما را نفرے نمیرساند بلکہ مجتہد علیہ ما علیہ را در روز سیاہ مے نشاند چہ اگر معنی شبہ لہم وقع لہم التشبہ باشد پس شیرازہ جمعیت روایات منقولہ مجتہد در بارہ القاء شبہ از ہم پاشد و بنائے فاسد علی الفاسد با خاک برابر باشد۔ و آنچہ سید الطائفہ اثنا عشریہ در تحریر آوردہ کہ " میتوانند کہ ضمیر آن (یعنی شبہ) راجع بطرف مقتول باشد زیرا کہ فقرہ وما قتلوہ دلالت دارد کہ قتل ضرور بر غیرے بوقوع رسید و ذکر آن غیر باین قسم کردہ شد عیبے ندارد،، از عجائب افاضات و غرائب افادات است۔

اخوانانی الدین! بیچارہ مجتہد شیعیان باین مبلغ علم و مایہ دانش آستین ہمت بر مخالفت جماعت احمدیہ بستہ است و نامہ اعمال خود سیاہ کردہ سعندہ ساست۔ از خوش فہمی مجتہد زمان و علامہ دوران چشم بد دور داد مینویسد کہ فقرہ وما قتلوہ دلالت دارد کہ قتل ضرور بر غیرے بوقوع رسید،، خدا کسے ازین گرفتار اوہام و سزاوار ملام بپرسد کہ فقرہ ما قتلوہ کہ بر نفی قتل مسیح دلالت دارد دیگر چہ طور و چہ قسم دلالت دارد بر اینکہ قتل شخصے دیگر ضرور بوقوع رسید آیا اگر بگویم کہ زید کشتہ نشد پس این فقرہ ضرور تا دلالت دارد بر اینکہ خالد کشتہ شد حاشا وکلا۔ پس فکر مجتہد لاہوری باین قسم کردہ شد عیبے ندارد۔

راقم سید صادق حسین صادق مختار عدالت سکرٹری انجمن احمدیہ۔ سابق ایڈیٹر و پروپرائیٹر رسالہ صبح صادق و اخبار مظہر الحق اٹاوہ۔

المشتہر محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور

کم خرچ بالا نشین

المشتہر محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور سکاکوری

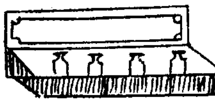

اعلیٰ درجہ کا مصفی اور مقوی سارساپریلا یعنی عجیب و غریب چہار جوہر - طلسمی اور حکمی مصفیات خون اور مقویات بدن کا مجموعہ ہے۔ ایک بکس چہار جوہر کی چار رون شیشی کو بعد ازان بگڑے ہوئے خون کو نہایت صاف کر کے تمام جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور دوسرے ہر ایک ہر طرح کی طاقت بخشتی ہیں چار سو چار دوا ؤن کا ست اور جوہر فی شیشی ۸ خوراک چار شیشیون مین ۳۲ خوراک جو ۳۲ روز کی استعمال مین مرد اور عورت لڑکے اور بوڑھے سب کو تمام عمر کیلئے صحیح و سالم اور جسمت دچالاک بنا دیتا ہے۔ شیشی نمبر ایک جس میں عشبہ وغیرہ شیشی نمبر ۲ جوہر چراینہ وغیرہ شیشی نمبر ۳ جوہر شاہترہ وغیرہ۔ شیشی نمبر ۴ جوب چینی کا جوہر وغیرہ۔ چہار جوہر اپنے استعمال کنندہ کو ہیضہ۔ طاعون۔ کہانسی۔ بخار۔ پیچش و اسہال سے ہمیشہ محفوظ رکھتا ہے۔ آتشک۔ سوزاک۔ گنٹھیہ۔ خارش۔ داد۔ اگوت۔ پھوڑا پھنسی سفید داغ۔ جذام۔ کوڑہ۔ ناسور۔ گنٹھ مالا۔ بواسیر۔ تلی۔ سپرز۔ گنج۔ سوکنڈی وغیرہ کے فسادات کو ہمیشہ کیلئے صاف کر دیتا ہے۔ ۳۲ خوراک کی چار شیشیاں ایک ٹین کے بکس میں مقفل کر کے معہ کنجی اور کاغذ طریق استعمال خریداران کو دیجاتی ہیں۔ قیمت فی بکس ۱۲ روپیہ۔ پیکنگ و محصول ڈاک ایک روپیہ چہار آنہ **اکسیر حیات یعنی نمک نباتات** - متعدد جڑی بوٹی اور تمام مفید دواؤن اور میووں کا ست اور جوہر سے کیمیاوی طور پر ترکیب دیکر بڑی محنت اور جانفشانی سے یہ نمک تیار کیا گیا ہے۔ اول درجہ کا مقوی معدہ ہاضم غذا دافع قبض و ریاح و بیحد ہو کہ بیدا کرنیوالا اور خون صالح پیدا کر کے از سر نو طاقت بخشنے والا اور کتنے ہی دنون کا پرانا طحال اور بخار یا ورم جگر ہو بہت جلد دفع کر کے صحت و تندرستی کا ہمیشہ قائم رکھنے والا مرد اور عورت دونون میں توالد و تناسل کا مادہ پیدا کرنیوالا ہے۔ بے اولادون اور بانجھ عورتونکو ایک پوری بوتل استعمال کر کے فضل خدا کا امیدوار رہنا چاہئے۔ قیمت فی شیشی ۴۸ خوراک ایک روپیہ۔ پیکنگ و محصولڈاک ۶/ و قیمت دو شیشی عہ/ و تین شیشی عہ و چار شیشی ہے/ ۶ شیشی للعہ پیکنگ و محصولڈاک وغیرہ علاوہ قیمت فی بوتل جسمین ۵۱۲ خوراک یعنی آٹھ شیشی تک رہتا ہے۔ پانچ روپیہ محصولڈاک و پیکنگ عہ/ ہزارہا آدمیون نے کامل فائدہ حاصل کیا ہے آپ بھی تجربہ کیجئے اور فائدہ اٹھائیے۔ اسے معمولی نمک نہ سمجھئے۔ یہ نمک امراض ذیل مین بھی فائدہ بخشتا ہے۔ دائمی قبض یعنی پیٹ مین درد اور نفخ ہونا۔ کمی اشتہا یعنی بھوک کا نہ معلوم ہونا۔ طحال یعنی تاپ تلی۔ ضعف معدہ یعنی غذا کا بخوبی ہضم نہ ہونا۔ اور بار بار پاخانہ ہونا۔ وبائی امراض مثل ہیضہ و تخمہ۔ پیچش و اسہال درد گردہ۔ درد قولنج درد کمر۔ وجع مفاصل یعنی گنٹھیہ۔ درد سر کہانسی و دمہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف بصارت۔ کمی باہ یعنی نامردی۔ جریان یعنی دھات جاتی ہوکر بہنا۔ سوداوی امراض مثل آتشک سوزاک اور جلدی امراض مثل خارشت و داد و پھوڑے سفید داغ اور عورتون کے خون اجرائے ماہواری سوبادگولہ وغیرہ کو بھی فائدہ بخشتا ہے۔ بچون کے دانت نکلنے کی حالت مین نہایت ہی مفید ہے دل اور دماغ کو قوت اور فرحت بخشتا ہے طبیعت کو خوش اور بشاش رکھتا ہے فکر اور درد کو دفع کرتا ہے۔ خاصکر معدہ اور تلی کی تمام خرابیونکو دور کر کے اسکی اصلی قوت اور حرارت کا محافظ رہتا ہے ہیضہ اور طاعون کے زمانہ مین اسکا استعمال اکسیر کا کام دیتا ہے۔ اگر احتیاط اور التزام کیساتھ ایک پوری بوتل اس نمک کی استعمال کیجائے۔ تو قریب ڈھائی سیر کے تازہ اور صاف نیا خون اور گوشت عموماً پیدا ہو سکتا ہے۔ جس سے ہر طرح کی نئی طاقت اور قوت یقیناً پیدا ہوگی۔ یہ امر مسلم ہے کہ اکثر بیماریان معدہ کی خرابی کے سبب پیدا ہوتی ہین۔ اسلئے اسکا نام اکسیر حیات رکھا گیا۔ کیونکہ پوری ایک بوتل کے استعمال کرنے سے معدہ مین انتہا درجہ کی قوت ہاضمہ پیدا ہوتی ہے۔ کیسی ہی سستی اور کمزوری اور لاغری ہو۔ فوراً دفع ہو کر انسان ہو نہار تازہ ہو جاتا ہے۔ اور ایک نیا رنگ و روپ پیدا ہوتا ہے گویا از سر نو زندگانی حاصل کرتا ہے **طاقت پیدا کرنیکی عمدہ دوا یعنی معجون تقویت** - یہ دوا سرے پیر تک ہر طرح کی نئی طاقت پیدا کر کے انسانکو ہمیشہ تندرست رکھتی ہے اور دل اور دماغ اور گردہ یعنی اعضائے رئیسہ کی تقویت کیلئے اکسیر ہے۔ فسادات نزلہ و زکام کو قطعاً بند کر کے دل اور دماغ یعنی اول درجہ کی طاقت پیدا کرتی ہے ترقی بصارت و حافظہ و ذکاوت کیلئے سریع التاثیر ہے۔ قیمت فی بکس جسمین ۴۰ خوراک دوا رہتی ہے۔ پانچ روپیہ۔ پیکنگ و محصولڈاک ۱۲/ **گنٹھیہ کی اکسیر دوائی یعنی روغن اوجاع** - کیسی ہی سخت تکلیف گنٹھیہ یا عرق النساء یا درد کمر یا درد شانہ ہو چند روز اس تیل کی مالش سے درد اور ورم اور تمام تکلیفات بالکل دفع ہو جاتی ہیں۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔ پیکنگ و محصولڈاک ۱۰/ **آنکھون کیلئے نئی روشنی یعنی سرمہ نوری** - اصلی اسپاد اور ایک سو مفید و مقوی بصر ادویات و محلول جواہرات سے یہ سرمہ تیار کیا جاتا ہے۔ جالا۔ مالا۔ پھولا۔ دھند۔ غبار۔ ناخونہ رتوندی۔ پڑوال۔ کھجلی۔ پانی بہنا۔ سرخی چشم۔ درد و کھٹک وغیرہ غرض آنکھونکی کل بیماریان دفع کر کے آنکھوں میں نوجوانون کیطرح نئی روشنی از سر نو پیدا کرتا ہے چند روز کے استعمال سے آنکھونکی روشنی کو تمام عمر کیلئے قائم کر دیتا ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ پیکنگ و محصولڈاک عہ/ **دانتونکی صفائی اور مضبوطی کیلئے اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان و خوشبودار منجن** دانت اور آنکھین بہین دو دو سے زندگی کا مزہ ہے۔ اگر انمین کوئی خرابی ہو۔ تو پھر زندگی کا لطف نہین اسلئے ہر شخص پر انکی محنت اور حفاظت نہایت ضروری اور لازمی ہے۔ اس منجن کو آپ چند روز ملیئے۔ پھر اپنے دانتونکی صفائی اور مضبوطی دیکھئے۔ کیسا ہی درد ہو فوراً دفع ہو جائیگا۔ اور تمام دانت موتی کیطرح چمکنے لگین گے۔ دانتونکو ٹوٹنے ہلنے اور مسوڑھون کے ورم اور فساد خون و بدبو دہن اور منہ و زبان کے چھالوں کو دفع کرنیکے لئے یہ منجن اکسیر ہے۔ قیمت فی بکس ۸/ آنہ۔ پیکنگ و محصولڈاک ۵/ - علاوہ ازین آتشک سوزاک جریان پیچش اسہال کہانسی دمہ۔ بواسیر۔ ریگ مثانہ۔ طحال۔ خارشت۔ اختلاج قلب۔ سفید داغ۔ داد۔ بیرون کی دوا۔ زخم پھوڑے کیلئے مرہم اور بیز مخصوص عورتون کیلئے ہر مرض کی دوائین اس دواخانہ مین موجود ہین جنکا تجربہ عرصہ دراز سے تمام ہندوستان مین نہایت کامیابی کیساتھ ہو رہا ہے دو پیسہ کا ایک ٹکٹ بھیجکر بڑی فہرست اس دواخانہ کی منگاکر ملاحظہ فرمایئے جسمین کل دواؤنکی تفصیل حالات معہ طریق استعمال و سرٹیفکیٹ وغیرہ کے درج ہین۔ آپ اپنا نام اور پتہ اور ڈاکخانہ خوب صاف لکھئے اور اگر ریلوے سٹیشن قریب ہو تو اسکو بھی لکھئے ہمارا پتہ یہ ہے

شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال متیا گنج شہر بنارس - نوٹ ہم کو مندرجہ بالا دواؤنکی فروخت کیلئے ہندوستان میں ہر جگہ ایجنٹونکی ضرورت ہے ہوشیار ایجنٹ خط بھیجکر طے کرین

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج مین قدیم ہے۔ بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ کثرت سے ہو گئے بلحاظ قدامت اب اسے ترقی دیگئی ہے اور عطر تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے طیار کئے جاتے ہین خوش معاملگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کرین
راقم محمد عبد اللہ سعد اللہ تاجران عطر قنوج

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو بدگمانی سے بچانے کیواسطے صرف ایک عمدہ ذریعہ ہے کہ ہر ایک دوا کا نمونہ کارڈ آنیپر مفت بھیجا جائے (سونے چاندی کی گولیان) جو اعلیٰ درجہ کی مقوی دل و دماغ و معدہ و باہ۔ اور مصفی خون ہین اور جوان اور بوڑھون کیلئے مفید اور بچپن کی بے اعتدالیون کیواسطے اکسیر ہین قیمت جو بکس عہ (نخل مراد) یہ ایک نہایت نفیس عمدہ قسم کی مٹھائی ہے جو کہ مشک و عنبر مقویات ادویات و میوہ جات سے مخلوط کر کے تیار کیگئی ہے حلق سے اترتے ہی اپنا اثر دکھانا شروع کرتی ہے اور رقت و جریان و سرعت احتلام وغیرہ کو دور کر کے جسمت و چالاک بنادیتی ہے اور مقوی دل و دماغ و معدہ و جگر ہے ان اعضا ءکو تقویت دیکر خون صالح پیدا کرتی ہے واسطے آزمایش بکس خورد بارہ خوراک ۱۲/ بکس اوسط ۴ خوراک عہ/ بکس کلان جو ایک دن کو کافی ہے عہ/
المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی۔

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنیسے روانہ ہوگی۔
ناگر تیل - یہ تیل ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالونکو سفید ہونیسے روکتا ہے۔ نزلہ آنکھون و درد سر وغیرہ کیلئے مفید ہے قیمت فی شیشی ۸/ محصولڈاک بذمہ خریدار
المشتہر منیجر کارخانہ فرحت افزا نسیم قنوج

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریۃ

الحکم

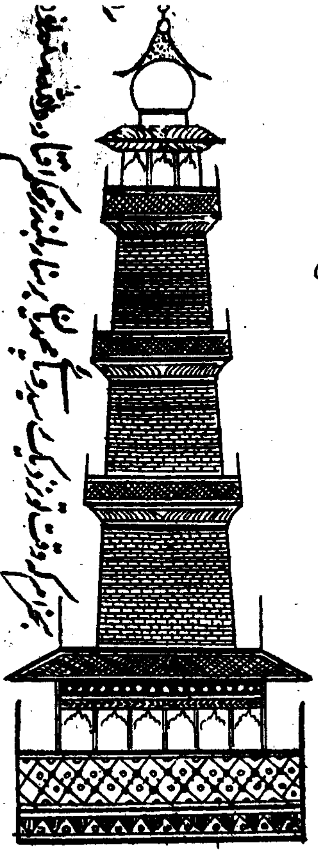

چہ گویم با تو گر آئی جہاد ر قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عـہ (۳) ہندوستان سے باہر کے غیر مذاہب والوں سے ۔۔ (۴) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۔۔

فہرست مضامین

(۱) ایک ضروری اور نہایت ہی ضروری گذارش صفحہ ۱
(۲) سید امیر علی شاہ صاحب کے الہامات و مکاشفات ۱ و ۲
(۳) دار الامان کا ہفتہ ؍؍
(۴) سلسلہ عالیہ احمدیہ اخبارات میں ؍؍
(۵) ناظرین سے پانچ منٹ صفحہ ۳
(۶) علمائے اسلام کی خدمت میں عرض ؍؍
(۷) الوصیت اور نیچر قولا د ؍؍
(۸) سردار محمد ابراہیم صاحب کے نام خط صفحہ ۴
(۹) دشمنوں میں پھوٹ صفحہ ۴ و ۵
(۱۰) علمی و انتخابی مضامین صفحہ ۵ و ۶
(۱۱) ملفوظات و حالات حضرت امام الزمان علیہ السلام ۷
(۱۲) قصیدہ صفحہ ۷
(۱۳) مولوی ثناء اللہ امرتسری کی پردہ دری ۷ و ۸ و ۹
(۱۴) ایک لطیف استفتاء اور اسکا جواب ۹ و ۱۰ و ۱۱
(۱۵) مذہبی دنیا پر سرسری نظر صفحہ ۱۱
(۱۶) اشتہارات ؍؍ ۱۲
(۱۷) نصرۃ الحق صفحہ ۱۳ و ۱۴

نمبر ۸ | دار الامان قادیان مورخہ ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء مطابق ۳ محرم سنہ ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

ایک ضروری اور نہایت ضروری گذارش

ایک بار ضرور پڑھ لیں

الحکم کا ہر خریدار ازراہ کرم میری اس گذارش کو ایک مرتبہ ضرور پڑھے کیونکہ اس پر عمل کرنے سے بہت سا وقت اور خط و کتابت کا صرف بچ رہے گا۔

۱۔ میں نے بارہا الحکم کے ذریعہ اپنے کرمفرما ناظرین کو توجہ دلائی ہے کہ وہ اپنی ہر قسم کی خط و کتابت میں جو اخبار کے متعلق ہو اپنی خریداری کا نمبر رجسٹر درج کر دیا کریں مگر اکثر اسکی پروا نہیں کیجاتی اسلئے آئندہ کے لئے یہ بخوبی یاد رکھیں کہ جس خریدار کے خط پر نمبر رجسٹر خریداری درج نہ ہوگا۔ مطبع اسکی تعمیل نہ کرنے پر مورد الزام نہ ٹھیرایا جاوے۔ مطبع معذور ہوگا کہ اسکی تعمیل نہ کرے۔ یہ یاد رہے کہ رجسٹرڈ ایل ۔۔ کے لکھنے کی حاجت نہیں بلکہ وہ نمبر دینا چاہئے جو چٹ پر نام کے ساتھ چھپا ہوا ہے۔

۲۔ ناظرین الحکم کو معاملہ کی غلط فہمیوں سے بچانے اور مطبع کو ان مشکلات اور حساب کی سہولت اور درستی کی خاطر یہ مناسب سمجھا گیا ہے کہ جس خریدار کی نسبت مطبع ذاتی طور پر اس کی خوش معاملگی سے واقف ہو اور پسند کرے تو قیمت پیشگی وصول نہ ہوگی اس کا نام رجسٹر خریداران سے خارج کر دیا جاوے۔ پس جن صاحبان کے ذمہ بقایا سابقہ ہے یا اس سال کا چندہ باقی ہے اگر وہ کوئی اطلاع اس امر کی نہ دیں گے کہ فلاں وقت انکی قیمت وصول کی جاوے تو مطبع ہر وقت بذریعہ وی پی اپنے قیمت وصول کرنیکا مجاز ہوگا پھر وہ اگر انکار کریں گے تو ہرجانہ وی پی ان سے لیا جاوے گا اور اخبار ان کے نام بند کر دیا جاوے گا۔ اس لئے مطبع کی طرف سے وی پی جاری ہو رہے ہیں لیکن واپس کنندوں کے اخراج نام کا عملدرآمد یکم اپریل سے ہوگا۔ اس کے سوا کسی دوسری اطلاع کی ضرورت نہ ہوگی جس صاحب کو حساب میں کوئی شبہ ہو وہ وی پی بامانت رکھ کر فیصلہ کر سکتا ہے۔

۳۔ مطبع کی جدید الطبع کتابوں کے لئے بالخصوص اس بنا پر کہ اکثر خریداروں نے بارہا خواہش کی تھی کہ ان کے نام ہر شائع شدہ کتاب بذریعہ قیمت طلب بھیجی جاوے؛ یہ انتظام کیا گیا ہے کہ چونکہ ہر کتاب عموماً اس قدر چھاپی جاوے گی جسقدر اس کے خریدار ہوں گے بعض صورتوں میں کچھ زائد چھپیگی اسلئے جو صاحب اس سلسلہ میں شریک ہونا چاہیں وہ بڑی خوشی سے اطلاع دیدیں تاکہ ان کی سہل انگاری سے مطبع ان کو خریدار سمجھے اور پھر وہ کتاب واپس کریں یا مطبع پر اعتراض ۔ جن احباب نے آج تک اطلاع دیدی ہے ان کے نام کے سامنے یہ نوٹ کر لیا ہے۔

۴۔ تفسیر القرآن ماہواری سلسلے کے تین نمبر شائع ہو چکے ہیں اور ان خریداروں کے نام جو پہلے سے درج رجسٹر تھے ۱۳ ؍ کا وی پی بھیجا گیا ہے بعض نے بجائیکہ پہلے دو نمبر ان کو پہنچے ہوئے ہیں یہ وی پی پیکٹ واپس کیا ہے وہ براہ کرم ۸؍ پہلے دو نمبروں کی قیمت از خود بھیجدیں۔ جن احباب نے قیمت سالانہ دی ہوئی ہے ان کی نسبت اس ماہوار سلسلہ میں وضع ہوگی۔ چونکہ فروری کی اشاعت سے تقطیع بدل دی ہے اور دوسری جلد شروع ہوگی درستی حساب کے لئے پچھلا حساب صاف کر دیا گیا ہے۔

۵۔ بارہا اطلاع دی گئی ہے کہ تفسیر القرآن کے دوسرے پارہ کے اگر اوراق باقی کسی شخص کو نہیں پہنچے وہ منگوا لے۔ آخری اطلاع دی جاتی ہے کہ آخیر مارچ ۱۹۰۵ء کے بعد پھر کوئی شخص اعتراض کریگا کہ مجھے نہیں ملے تو مطبع ذمہ وار نہ ہوگا۔ (بشرطیکہ وہ الحکم کا خریدار نہو) اپنی طرف سے میں اوراق سب کو دیدیتا ہوں۔

۶۔ اخبار کی عدم رسی کی شکایت اس ہفتہ کے اندر آوے جس ہفتہ کا اخبار ہے اس کے بعد یہ عذر قابل سماعت نہ ہوگا۔ اور اگر متواتر کسی کو دو یا ر نمبر نہ پہونچیں تو براہ راست اپنے ڈاکخانہ کے اعلیٰ افسر کو شکایت کرے۔

۷۔ اخبار یا اس کے کارخانہ کے متعلق ہر قسم کی خط و کتابت محمد یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک الحکم قادیان کے نام سے ہو۔ اور اخبار کی قیمت کے ہمراہ دوسرے فنڈز کی رقوم ہرگز نہ بھیجی جاویں بعض اوقات حساب میں غلطیاں واقع ہو جاتی ہیں خصوصاً ایسی حالت میں کہ کوئی خط اور تفصیل ساتھ نہ ہو۔

خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادیان

اطلاع۔ افریقہ سے کسی شخص کا ایک روپیہ دفتر الحکم میں کسی کتاب کیلئے اگست گذشتہ میں بھیجا جانا ظاہر کیا گیا ہے مگر اس خط پر کوئی پتہ پڑھا نہیں جاتا وہ صاحب اطلاع دیں یعنے اپنا مفصل پتہ اور نام کتاب لکھیں۔

ایڈیٹر۔

الحکم [illegible] قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا۔

www.aaiil.org

سیدنا امیر علیشاہ صاحب کے الہامات و مکاشفات

۲۸ جنوری ۱۹۰۵ء۔ ایک رویا میں دیکھا کہ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ ہر فرد بشر بہت ہی گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا پر زور دیتا ہے۔ اسوقت یہ دعا کی انت ولی فی الدنیا والاخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصلحین۔ اس کے بعد بیدار ہو کر بعد تہجد درود شریف پڑھتے ہوئے دیکھا کہ حضرت حجۃ اللہ کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار ہے۔ الہام ہوا۔ قالوا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔ پھر صدیق اکبرؓ نے فرمایا واذکروا اللہ ذکرا کثیرا

---

۲۹ جنوری ۱۹۰۵ء۔ درود شریف بعد تہجد پڑھتے ہوئے غنودگی میں آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت امام الزمان کے بیت الذکر میں آپ سے باتیں کرتے ہوئے پایا۔ اتنے میں غیب سے آواز آئی کہ یا خیر البشر تجلیات الہیہ کا ظہور جلوہ فرما دربار ہونیوالا ہے۔ ظہور ہوا۔ میری التجا پر آواز آئی۔ گر بگیدم از سوئے طلب کوئے من آئی۔
صد قدم از سوئے طلب کوئے تو آیم۔
اس کے بعد الہام ہوا۔ ربنا انزل علینا نورا مبینا۔

---

۳۰ جنوری ۱۹۰۵ء معمولاً دربار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت الدعا میں دیکھا۔ خاتم الاولیا حضرت مسیح موعودؑ نے اتقا و طہارت پر تقریر فرمائی اور ان اللہ یحب المتقین سے استدلال کیا۔ بعد نماز فجر مسجد سے مکان کو آتے ہوئے الہام ہوا۔ رب لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین

---

۳۱ جنوری ۱۹۰۵ء۔ ایک عجیب رویا کے بعد بیدار ہو کر تہجد پڑھ کر درود شریف پڑھ رہا تھا کہ بیت الدعا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا الہام ہوا کہ وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد۔ اس کے بعد بزبان حضرت صدیق اکبرؓ الہام ہوا۔ اولئک علی ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون۔

یکم فروری ۱۹۰۵ء

رویا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلند پہاڑ پر دیکھا حضرت حجۃ اللہ بھی وہاں پہونچے۔ اور تقویٰ و طہارت پر آپ نے وعظ فرمایا۔

۲ فروری ۱۹۰۵ء۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت الدعا میں پایا اور الہام ہوا۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

۳ فروری ۱۹۰۵ء۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد اقصےٰ میں دیکھا۔ حضرت حجۃ اللہ کے سلام کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علیکم السلام اے مامور من اللہ۔ پھر دیکھا کہ تجلیات الہیہ کا ظہور ہوا تو میں سجدہ میں گر گیا الہام ہوا۔ فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا

۴ فروری ۱۹۰۵ء۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے بعد یہ الہام ہوا۔ والذین لا یشھدون الزور واذا مروا باللغو مروا کراما۔

۵ فروری ۱۹۰۵ء۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے بعد یہ الہام ہوا۔ ومن تاب وعمل صالحا فانہ یتوب الی اللہ متابا۔ پھر یہ الہام ہوا۔ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون

۶ فروری ۱۹۰۵ء۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تقویٰ اور صحبت صادقین پر وعظ کرتے دیکھا۔ جس سے بہت متاثر ہوا۔ بیدار ہوا تو زبان پر واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین

۷ فروری ۱۹۰۵ء۔ بدستور سابق زیارت آنحضرت سے مشرف ہوا۔ اور یہ دعا کرتا بیدار ہوا۔ اللھم اکرمنی بالعلم والعلم والعقل والفھم۔

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت قدرے ناسازی ہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کتاب نصرۃ الحق کی تصنیف میں عموماً مصروف رہے۔ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کچھ خاص سنت اللہ ہے کہ جب کبھی کوئی تصنیف شروع ہوتی ہے تو عموماً آپ کی طبیعت نصیب اعدا ناساز ہوتی ہے اور اسی ناسازی طبیعت میں وہ حقایق و معارف اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں کہ جو پہلے دیکھے یا سنے نہیں ہوتے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور تعلق کا جو حضرت حجۃ اللہ سے ہے پتہ لگتا ہے اور تائید الٰہی کا ثبوت ملتا ہے نا عاقبت اندیش مخالف اس حال کو دیکھ نہیں سکتے لیکن یہاں کے رہنے والے ان حالات کو مشاہدہ کرتے اور ایمان میں ترقی اور لذت پاتے ہیں۔

خاندان رسالت خدا کے فضل و کرم سے بخیریت ہے

۲۔ بزرگان ملت بھی خدا کے فضل و کرم سے تندرست اور خدمت دین میں مصروف ہیں حضرت حکیم الامۃ کی صحت الہام الٰہی کے بعد یوماً فیوماً ترقی پر ہے اللھم زد فزد آمین۔

۳۔ مولوی سید محمد احسن صاحب بدستور امروہہ میں تشریف رکھتے ہیں۔

۴۔ موسم کی حالت بدستور سابق ہے البتہ شدت سردی اور خنکی اب نہیں رہی جو موسم کی طبعی حالت کے موافق کم ہونی چاہیے تھی تاہم ان ایام کی معمولی سردی کے بالمقابل سردی زیادہ ہے۔ ۷ اور ۸ مارچ ۱۹۰۵ء کو اچھی بلکہ بہت بارش ہوئی اولے بھی پڑے۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے

۵۔ دار الامان میں موسمی عوارض کے ساتھ پلیگ کی چند واردا تیں بھی ہوئی ہیں اس مرتبہ بچے عموماً پلیگ سے ہلاک ہوئے ہیں۔ غیر معمولی سردی بھی ان وارداتوں کے اسباب میں معلوم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم کرے اور ہم سب کو توفیق دے کہ حضرت حجۃ الاسلام کی وصایا اور نصایح پر عمل کرنے کے قابل ہوں۔ اور اسطرح اس زہر کا تریاق بہم پہونچا سکیں آمین

۶۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کا خرچ سال رواں کے لئے سات ہزار چھ سو روپیہ تخمینہ ہوا ہے جسکی ذمہ دار اخلاقی طور پر احمدی قوم ہے اور انشاء اللہ العزیز امید کیجاتی ہے کہ وہ اپنے سکول کی موجودہ حیثیت اور وقعت کو قایم رکھنے کی طرف پوری توجہ کریگی۔

درخواست دعا

مولوی غلام قادر صاحب ملسیان ضلع جالندھر سے اور پیر برکت علی صاحب موضع ٹل ضلع گجرات سے لکھتے ہیں کہ ان کے گاؤں میں پلیگ ہے احباب اپنی جماعت کی حفاظت کیلئے دعا کریں

سلسلہ عالیہ احمدیہ اخبارات میں

ایک بے لوث رائے

معزز ہمعصر اردو اخبار لاہور نے اپنی ۵ مارچ ۱۹۰۵ء کی تازہ ترین اشاعت میں حضرت اقدس کے کرشن اوتار ہونے پر ایک مختصر معنی خیز بحث کی ہے، جو ہمعصر موصوف کی نیک نیتی بے تعصبی اور ملکی خیر سگالی کی ایک دلیل ہو سکتی ہے میں ناظرین الحکم کے فایدہ کیلئے بلا کم و کاست چھاپ دیتا ہوں۔

ایک نیک تحریک

اگرچہ ہمارے دیکھنے میں تو نہیں آیا۔ مگر ایک لوکل اخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب مرزا قادیانی کیطرف سے ایک طول طویل اشتہار پچھلے دنون لاہور کے دیواروں پر چسپان کیا گیا تھا۔ جس میں کرشن جی کے نبی ہونے پر زور دیا گیا تھا۔ اور اپنے اس دعوے کا ثبوت قرآن مجید میں سے دیا تھا۔ ہمیں نہایت ہی مسرت ہوئی نہ اس وجہ سے کہ ایک ایسے بزرگ کی بزرگی کا ثبوت قرآن مجید میں سے دیا جاتا ہے۔ اور اہل اسلام کے ایک معتقد گروہ کا لیڈر اس دعوے کو پیش کرتا ہے جسے ہندو لوگ نہایت ہی تعظیم و تکریم کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ بلکہ اس سبب سے کہ ہندو مسلمانوں کے درمیان رشتہ اتحاد مضبوط ہونے کو ہے۔ اس سے پیشتر گورو نانک جی مہاراج کی مثال اس بارہ میں پیش کی جایا کرتی تھی۔ کہ انہیں اہل اسلام بھی اسی عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ جیسا تقدیر ہے کہ ہندو اور سکھ یاد کرتے ہیں۔ مگر اب یہ دوسری مثال بڑی بڑی خوش آیند امیدوں کا منہ دکھاتی ہے۔ اگرچہ بعض کوتاہ اندیش اخبار نویس جناب مرزا صاحب کے اس اشتہار پر انہیں* طعنے دے رہے ہیں۔ اور ان کے منہ آکر جو منہ میں آتا ہے نکال دیتے ہیں۔ مگر ہم تو ان کی تعریف کئے بغیر نہ رہیں گے کہ انہوں نے خواہ کسی خیال سے ایک ایسے میدان میں ہندو مسلمانوں کو قدم رکھنے کی ترغیب دی ہے۔ جو انجام میں نہایت ہی مفید نتائج کا باعث ہیگا۔ ہمیں یقین ہے کہ جب اہل اسلام ہندوؤں کے بزرگوں کو عزت کی نظر سے دیکھیں گے۔ تو ہندوؤں کو دیوانے کتے نے تو نہیں کاٹا۔ کہ خواہ مخواہ اہل اسلام کے بزرگوں کی شان میں خرافات بکیں۔ اور جب اسطرح ایک دوسرے کے پیشواؤں کا وقار اور اعزاز مد نظر رکھے گا۔ تو وہ رنجشیں جو ان دونوں سربرآوردہ قوموں کے درمیان بعض جاہلوں کی وجہ سے پھیلی ہوئی ہیں۔ جلدی مبدل بہ اتحاد ہو جائینگی ہم اس دن کا شوق سے انتظار کر رہے ہیں۔ مگر جبتک دونوں قوموں کے معزز اور مقتدر لیڈر اس بارہ میں تقدس مآب مرزا صاحب سے سبق نہ لیں۔ ہماری آرزو کا پورا ہونا محال نظر آتا ہے۔ کاش! بہی خواہ رہنمایان ملک و قوم اس نکتہ کیطرف جلدی دھیان دیں +

+ فٹ نوٹ۔ اس اشتہار کا مشتہر حضرت اقدس کا ایک مرید ہے۔ ایڈیٹر

www.aaiil.org

ناظرین سے پانچ منٹ

الحکم بذریعہ مشین - میں اس کو بھی خدا تعالیٰ کا فضل خاص سمجھتا ہوں کہ میری مشین کی تجویز پر بہی خواہان الحکم مسرت کی نظر سے دیکھ رہے ہیں - اور ہر طرح سے میری مدد کو آمادہ ہیں خدا تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے میں اب صرف یہ اعانت چاہتا ہوں کہ وہ اگست ۱۹۰۵ء تک مجھے مجوزہ ۸۰۰ خریدار پانچ روپیہ سالانہ دینے والے مہیا کر دیں - اس سے بڑھکر اور اعانت کیا ہوگی الحکم کی تبلیغ اشاعت کا دائرہ وسیع ہوگا - اسکی وقعت پہلے سے زیادہ ہوگی اور اس کے مالی مشکلات میں سہولت پیدا ہو جاویگی انشاء اللہ العزیز - فی الحال میں ذیل میں ان کرمفرماؤں کے اسمائے گرامی درج کرتا ہوں جنہوں نے جدید خریدار بھیجے ہیں - ان خریداروں کا سلسلہ نمبر ا سے شروع ہوتا ہے تاکہ معلوم ہوتا رہے کہ کسقدر خریدار اور ہونے چاہئیں - اگر الحکم کا ہر ایک خریدار ایک ایک ہی خریدار اور بہم پہونچاوے تو ایک ہفتہ میں یہ تعداد پوری ہو سکتی ہے - بہر حال ناظرین الحکم کی عالی ہمتی اور سعی کی ضرورت ہے -

جناب مولوی عزیز بخش صاحب بی اے جو الحکم کے خاص معاون ہیں اور پہلے کئی خریدار الحکم کو دے چکے ہیں اس جدید سلسلہ میں فی الحال ایک (۱) خریدار بھیجتے ہیں -

جناب بابو محمد عثمان صاحب الہ آباد سے ایک (۲) خریدار کے نام الحکم جاری کراتے ہیں -

جناب ابو غلام حیدر صاحب قصور سے ایک (۳) خریدار بھیجتے ہیں -

جناب مولوی عبد الحکیم صاحب پورنیاں (بنگال) سے ایک (۴) خریدار بھیجتے ہیں -

مولوی صاحب بھی الحکم کو کئی خریدار دے چکے ہیں - جزاہم اللہ احسن الجزاء -

مستقل سرمایہ کی تحریک - میرے مکرم و مخدوم ڈاکٹر سید جلال صاحب سالی لینڈ برا سے ایک تجویز و تحریک سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ضرورتوں کیلئے مستقل سرمایہ کے متعلق بھیجتے ہیں - میں مناسب ہوا تو اگلی اشاعت میں اسے چھاپ دوں گا - انشاء اللہ - میری اپنی رائے ہے کہ تجویز بہت ہی قابل قدر اور اکابران ملت کے لئے خاص غور کے لائق ہے -

علمائے اسلام کی خدمت میں عرض

اے علمائے اسلام یہ خاکسار آپ لوگوں سے ایک مسئلہ کی تحقیق چاہتا ہے جس کی نسبت آجکل بہت کچھ بحث مباحثے ہو رہے ہیں اگر آپ اسمیں ضد اور تعصب کو چھوڑ کر محض نیک نیتی اور حق پسندی سے جواب دیں تو کیا عمدہ بات ہے کہ اعانت اسلام سے آپ لوگ خدا کے نزدیک ثواب حاصل کریں اور طالب حق آپکی ذات سے فیضیاب ہو کر اپنی مراد کو پہونچے وہ مسئلہ یہ ہے کہ دنیا میں جو مجوس ہنود وغیرہ قومیں آباد رہ چکیں یا ہیں یہ بھی اہل کتاب کسطرح ابتدا میں کوئی آسمانی کتاب اور رسول رکھتے تھے یا نہیں - اور جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ ہنود و مجوس وغیرہ اقوام کی طرف ابتدا میں رسول آئے ہیں - مگر زیادہ مدت کے گذرنے کے سبب اصل تعلیم جاتی رہی جیسا کہ یہود و نصاریٰ کا حال ہے تو کیا اس قسم کے اعتقاد والے کو شرعاً کافر کہنا جائز ہے یا نہیں پہلی صورت سے دوسرے کا بھی فیصلہ ہو سکتا ہے مگر اس کو اس واسطے زیادہ کیا جاتا ہے کہ کسی حالت میں فتوے کفر کی حقیقت کیا ہے راقم ذیل میں اپنی تسلی کے لئے اس خیال کو بھی ظاہر کر دیتا ہے کہ جو صاحب اس بارہ میں جواب لکھنا چاہیں وہ میری اس تقریر کا لحاظ رکھیں کہ راقم ہر قوم اور ہر مذہب میں رسولوں کا ہونا تسلیم کرتا ہے بموجب آیہ وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر - لہذا مجیب مخالف کو جواب دینے میں اس آیۃ مذکورہ کا خیال رہے نیز شیخ الاسلام شرح صحیح بخاری کتاب الجزیہ میں زیر شرح اس حدیث کے کہ لم یکن عمر اخذ الجزیۃ من المجوس حتی شہد عبد الرحمٰن بن عوف ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اخذہا من مجوس ھجر - اسطرح لکھا ہے بایددانست کہ گرفتن جزیہ از مجوس باعتبار بودن ایشان است از اہل کتاب چنانچہ روایت کردہ آن را شافعی و عبد الرزاق وغیرہ ایشان باسناد حسن از علی رضی اللہ عنہ بودند مجوس از اہل کتاب کہ میخواندند آنرا و اہل علم کہ درس میکردند آنرا پس شراب خورد امیر ایشان و افتاد بر خواہر خود - پس چون صبح کرد طلبید اہل طمع را و بخشش کرد بر ایشان و گفت بود آدم کہ تزویج میکرد اولاد خود دختران خود را پس اطاعت کردند اہل طمع او را و کشت کسے را کہ مخالفت کرد پس محو کردہ شد بر کتاب ایشان و بر دلہائے ایشان پس باقی نماند نزد ایشان چیزے -

ایسا ہی موضح القرآن میں لکھا ہے مجوس آگ پوجتے ہیں اور ایک نبی کا بھی نام لیتے ہیں معلوم نہیں پہلے سے بگڑے ہیں یا سرے سے غلط ہیں - الغرض اس قسم کی نوشتیں اس اعتقاد کی موید ہیں جو خاکسار نے درج کیا اس مسئلہ میں میں غلطی ہے تو واقفان شریعت اسلام پر واجب ہے کہ اپنے دینی بھائی کو اس غلطی سے کسی معقول دلیل کے ساتھ مطلع کیا جاوے اور اگر میں حق پر ہوں تو مجھے کافر کہنے والے بھائی کی ہمدردی فرماویں اور اس مسئلہ کو مدلل بیان کر کے فلاح دارین حاصل کریں -

بذریعہ اخبار البدر یا الحکم قادیان فریقین اس مسئلہ کی تحقیق دیکھ سکتے ہیں جو صاحب اس قسم کے مضمون کو ان اخباروں میں بوجہ غیر احمدی ہونے کے درج نہیں کرا سکتے وہ بذریعہ سراج الاخبار جہلم اپنی تحقیق ظاہر فرماویں -

راقم ایک طالب حق خریدار الحکم ع۹

ایڈیٹر الحکم - اگر اس مسئلہ پر غیر احمدی علماء متانت اور معقولیت سے قلم اٹھائیں اور میرے پاس بغرض اندراج مضمون بھیجدیں گے تو میں اسے مناسب ریمارک کر کے انشاء اللہ درج کر دوں گا -

الوصیت اور پنجہ فولاد

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں جو اشتہار الوصیت کے نام سے شایع ہوا ہے اس پر معزز ہمعصر پنجہ فولاد رقمطراز ہے -

مرزا صاحب قادیانی کو ایک تازہ کشف

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مدعئے مسیحیت و مہدویت نے ۲۳ فروری کے الحکم میں الوصیت کے عنوان سے اپنا ایک تازہ کشف جو انہیں ۲۶ فروری کی رات کو ۴ بجے ہوا ہے لکھا ہے - اس کشف میں کسی نئے دعوے یا کسی کی نسبت کوئی پیشگوئی نہیں ہے بلکہ یہ کشف پند و نصیحت سے بھرا ہوا ہے - مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے - میرے مونہہ پر یہ الہام الہی تھا کہ موتا موتی لگ رہی ہے کہ میں بیدار ہو گیا - مرزا صاحب نے اس کشف کے ضمن میں جو نصیحتیں کی ہیں - وہ ضرور قابل عمل ہیں - آپ لکھتے ہیں - دوستو! ہو اور ہوشیار ہو جاؤ - کہ اس زمانہ کی نسل کیلئے نہایت مصیبت کا وقت آگیا ہے - اب اس دریا سے پار ہونے کے لئے بجز تقوے کے اور کوئی کشتی نہیں - اب دکھ اٹھا کر اور سوز و گداز اختیار کر کے اپنا کفارہ آپ دو اور راستی میں محو ہو کر اپنی قربانی آپ ادا کرو - اور تقوے کی راہ میں پورے زور سے کام لیکر اپنا بوجھ آپ اٹھاؤ - عجب بدبخت وہ لوگ ہیں جو صرف مذہب اس بات کا نام رکھتے ہیں - کہ محض زبان کی چالاکیوں پر سارا دار و مدار ہو اور دل سیاہ اور ناپاک اور دنیا کا کیڑا ہو - یقیناً سمجھو کہ یہ وہ دن آ رہے ہیں کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ایسے سختی کے دن کبھی عام طور پر دنیا میں نہیں آئے - ان چالاک لوگوں کی پیروی مت کرو جن کے دل گندے اور نجاست سے بھرے ہیں - جو دوسروں کو خدا کی طرف بلاتے اور آپ اس سے دور ہیں -

اسی پر معزز اخبار عام لکھتا ہے -

خوف طاعون - بہر حال ہفتہ ہذا میں کل ہندوستان میں ۳۱ ہزار ۵۳ کیس، اور ۲۷ ہزار ۸۳۷ فوتیاں - یہ افاقہ قلیل ہے لیکن قابل شکر ایزد تعالے ہے - ادھر میرزائے قادیانی نقدس مآب سخت خوف دلاتے ہیں اور بذریعہ اشتہارات کے عوام الناس کو ڈراتے ہیں کہ ابھی کیا ہے اور بھی سخت طاعون آنے والا ہے وہ قہر خدا کیسا تباہ کنندہ ہوگا - اور فرماتے ہیں کہ تقوے کرو تقوے کرو تقوے کرو - وہ فرماتے ہیں کہ طاعون پڑنے کی پیشگوئی ۲۶ سال پہلے براہین احمدیہ میں کر دی تھی وہ آج کئی سال سے پوری ہو رہی ہے اور اب کہتے ہیں کہ یہ کیا ہے - یہ تو آنیوالے قہر خدا کے سامنے کچھ بھی نہیں ہے وہ بہت سختی سے نازل ہوگا - اس اعلان کے مضمون پر کچھ کہنا فضول ہے - اس سے یہ مطلب نہیں نکل سکتا ہے کہ تقدس مآب مرزا صاحب اپنے پیروان اور مریدان باوقار کی تعداد کو بڑھانا چاہتے ہیں - مقدمات گذشتہ کے نتیجہ خاطر خواہ پر بھی بہت ناز فخر سمجھا جاوے روا ہے - بعض لوگ اسکو بھی قتل لیکھرام سے کمتر پایہ کا معجزہ نہیں سمجھتے ہیں خصوصاً جبکہ انکو خواہ مخواہ تکلیف دینے والے منصف حاکم نے بھی ٹھوکر کھا ہی کر تسلی کا سبیل پایا تھا وہ حکام بالادست کیطرف سے تھا کہ جسمیں کچھ چون و چرا نہیں ہو سکتی ہے -

سردار محمد ابراہیم خانصاحب کے نام خط

وہ تو شان اپنی دکھا دیتا ہے ہر ایک بات مین
پر اگر دیکھو نہ تجھو تو قصور آنکھون مین ہے

مکرمی جناب خانصاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
آج ۷ ار جنوری کو آپ کا رجسٹرڈ خط پہونچا کیفیت مندرجہ سے آگاہی ہوئی امید ہے کہ آپ بخیریت ہون گے مجھے پختہ امید تھی کہ آپ ۴ ار جنوری کے الحکم کو پڑھکر کسی صحیح نتیجہ پر پہونچ جاوین گے۔ مگر آپ کے عنایت نامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے ایک شغلہ سمجھا ہوا ہے اگر یہی ہارجیت کا خیال دامن گیر رہا تو سوائے تضیع اوقات کے اور کوئی نتیجہ مترتب نہین ہوگا افسوس تو اس بات کا ہے کہ آپ نے میرے بار بار کے لکھنے پر بھی تمسخر ایسے بد طریق کو ترک نہین کیا۔ ہان مین کوشش کرونگا کہ آپ کے خط استہزائیہ مقامات کو بے جواب چھوڑ دون آپنے جو اپنے (رقعہ کے ترجمہ) برداشت کے جواب مین (گلستان) کی حکایت کہ مژدہ پیش نوشیروان عادل برد وگفت کہ فلان دشمن ترا خدا۔۔۔ برداشت۔ گفت ہیچ شنیدی کہ مرا فرو خواہد گذاشت) پڑھکر ایک مزید عرصہ کے بعد کریا کہ دو تین اشعار کی تشریح طلب کی ہے۔ مین نہین سمجھ سکتا کہ آپ ان اشعار کی تشریح سے کیا فائدہ اٹھائین گے اگر بہ نظر تعمق دیکھا جائے تو ان مین سے زیادہ غور کے قابل تو مصرعہ۔ کہ عرش مجید ش بود متکا اور شعر سوار جہانگیر یکران براق۔ کہ بگذشت از قصر نیلی رواق۔ ہی ہے۔ اگر آپ اس قسم کے شعر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کشفی حالت کو ظاہری اور جسمانی گذر ثابت کرنا چاہتے ہین تو پھر آپ کو چاہئے اس استدلال کے مطابق اس بات کو بھی ماننا پڑے گا۔ کہ نوشیروان اور اس کا دشمن بھی اسی دنیوی جسم کے ساتھ آسمان پر زندہ موجود ہین۔ دیگر آپنے لکھنے کو تو لکھدیا کہ میرے رسالہ مین حضرت عیسی علیہ السلام اور امام مہدی آخر الزمان کے جو حوالہ جات درج ہین وہ قرآن اور کتب احادیث کے مطابق ہین۔"
مین یقیناً کہ سکتا ہون کہ آپکے رسالہ مین کوئی بھی ایسی آیت نہین کہ جسمین اسی اسرائیلی اور موسوی مسیح کا دوبارہ آنا بیان کیا گیا ہو اس موقعہ پر اگر آیت وعد اللہ الذین امنو منکم وعملو الصلحت لیستخلفنھم کما استخلف الذین من قبلھم کا حوالہ دیتے تو واقعی ہمین ماننے مین کوئی عذر نہ ہوتا اب مین چاہتا ہون کہ باقی آپکی تحریر کو قولہ اور اقول کے طریق سے بدل دون

قولہ۔ آپ لوگون کے پیر مرزا صاحب قادیانی نے جناب رامچندر جی کرشن جی اور گرو نانک صاحب کو نبی بیان کیا ہے ۔۔۔۔ حالانکہ مذہب موخر الذکر مین شراب خوری وغیرہ الخ

اقول۔ آخر اس اعتراض اور تعجب کی کوئی وجہ بھی تو پیش کرنی چاہیے تھی کیا اہل ہنود کا پیدا کنندہ نعوذ باللہ کوئی اور ہے۔ خان صاحب کا کوئی حق نہین کہ وہ اس قسم کا اعتراض اور تعجب کرین پہلے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کی اسمائے مبارک کی ایک فہرست تو شایع کرین پھر اگر انکی شایع کردہ فہرست مین رامچندر جی وغیرہ کا نام نہ آیا تو اس حالت مین ہم ان کے اعتراض کو وقعت دینے کے قابل ہو سکین گے۔ مجھے تو خطرہ ہے کہ جہان آپنے شراب خوری وغیرہ کا حوالہ دیکر اعتراض کیا ہے وہان آپ نصارے کے موجودہ طریق عبادت کو دیکھکر کہین حضرت عیسے علیہ السلام کی تعلیم اور نبوت پر بھی اعتراض کر دین۔

قولہ۔ اور مرزا صاحب قادیانی نے جو اب لوگون کو دہو کے مین ڈالدیا ہے کہ اگر مین جھوٹے دعاوی پر ہوتا تو اللہ تعالے مجھے اس چوبیس سالہ عرصہ مین زندہ نہ چھوڑتا الخ

اقول۔ مجھے خان صاحب کے اس اعتراض پر صرف افسوس ہی نہین ہوا بلکہ رنج بھی ہوا ہے یہان پر انہون نے آیت ولو تقول علینا بعض الاقاویل الخ کی بھی کچھ پرواہ نہین کی۔ اگر ان کو قرانی معیار پر اطلاع نہین تھی تو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفین کی رات دن کی منصوبہ بازیون کو ہی دیکھکر فیصلہ کر لیتے کہ کیا وجہ ہے کہ باوجود مخالفت شدیدہ کے بھی یہ سلسلہ ایک غیر معمولی ترقی کر رہا ہے مگر ہمارے معترضین کو اتنی بصارت ہی کہان نصیب ہے کہ وہ اس سے دیکھکر منتفع ہو سکین معلوم نہین ایڈیٹر صاحب سراج الاخبار اور اخبار اہلحدیث اس معاملہ مین کیون خاموش ہین کم از کم ایمانداری سے وہ اتنا ہی بتا دین کہ گورداسپوری مقدمات کا انجام الہامات کے مطابق اور راستی پر ہوا ہے یا نہین اگر ان دونون صاحبون کے نزدیک ایک الہام بھی منجانب اللہ نہین تو وہ آیت ولو تقول علینا بعض الاقاویل الخ کے اثر سے کیون بچ رہا۔ مین خانصاحب کو یہ بھی بتا دیتا ہون کہ فرعون اور شداد کے بیہودہ اور متکبرانہ دعاوی کا حوالہ غلط اور سراسر غلط ہے اسلئے کہ ان کا دعوے خدا ساختہ تھا اس پر ہی جو ان کا انجام ہوا وہ آپ سے بھی مخفی پوشیدہ نہ ہوگا۔

قولہ۔ اگر مرزا غلام احمد صاحب سرغنہ جماعت معروف احمدیہ کے راستباز عالم ہوتے تو وہ بھی مانند حکیم صناعی مصنف نام۔۔۔۔۔۔ کے کوئی دینی مسایل اور دینی تعلیم مین یادداشت چھوڑ جاتے نہ کہ صرف حضرت عیسے علیہ السلام کی موت کے دعاوی کے پیچھے پڑے رہتے

اقول۔ خان صاحب کے اس اعتراض سے ان کی اپنی ہی قرآن دانی اور دینی معلومات کی ساری قلعی کھل گئی گویا ان کے نزدیک ابھی دین کی تکمیل نہین ہوئی۔ اگر وہ سچ مچ کسی ترمیم کی آرزو رکھتے ہین تو مولوی عبد اللہ صاحب چکڑالوی کے عقاید اور انکی مرمہ نماز کی طرف اپنی توجہ کو معطوف کرین۔ ہمارے مخالف مولویون مین سے کیا کوئی یہ بتا سکتے ہین کہ جس فرضی مسیح کی ان کو امید لگی ہوئی ہے وہ دوبارہ آکر نام حق ایسے نام اور مضمون کی کوئی کتاب شایع کریگا۔ نہین ہرگز نہین۔ ہان احادیث مین جس مسیح کا ذکر ہے وہ اسوقت موجود ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ منصب کو بخوبی انجام دے رہا ہے جس کا ذکر خیر آپنے بھی اپنے رسالہ کے صفحہ ۲ دو پر کیا ہے یہی وجہ ہے کہ مسیح موعود کو حدیث مین **سلطان القلم** کہا گیا ہے۔
باقی آپ کا یہ اعتراض کہ صرف مسیح کی وفات کے ہی پیچھے پڑے ہوئے ہین کسی پہلو سے بھی ٹھیک نہین مین نے تو یہ کبھی نہ سنا کہ آپنے قرآن کو پڑھتے ہوئے آیات انی متوفیک اور فلما توفیتنی کو چھوڑ کر ناتمام چھوڑ دیا ہو۔
مین امید کرتا ہون کہ آپ آیندہ اپنے اور خاکسار کے قیمتی وقت کا ضرور خیال رکھا کرین گے۔

خاکسار محمد حسین مسافر

اس خط کے متعلق اسقدر ذکر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سردار محمد ابراہیم خانصاحب نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف ایک مختصر پمفلٹ فارسی زبان مین لکھا تھا میرے پاس بھی بھیجا تھا مین اسے آجتک نہین دیکھ سکا۔ میرے مکرم بھائی احمدی مسافر کے ساتھ انکی خط وکتابت ہوئی ہے اور مسافر نے ذیل کا خط لکھا ہے جو ناظرین کی دلچسپی کیلئے چھاپ دینا مناسب سمجھا گیا ہے خصوصاً اس لئے بھی سردار صاحب نے اپنا خط بھی کسی اخبار مین چھپوا دیا ہے

ایڈیٹر

دشمنوں مین پھوٹ

(نمبر ۲)

سب ہین مشتاق زیارت رخ سے الٹو تو نقاب
اک زمانے کو تمہاری حسرت دیدار ہے

مین امرتسر کے مولوی فاضل ایڈیٹر اہلحدیث کو ہمیشہ یہی کہتا رہا کہ آپ حد سے بڑھنا چھوڑ دین اور اپنی فی الواقع غلطیون کو اعتراف کرتے ہوئے اپنی اصلاح کرلین تو بہتر ورنہ آپ کا بظاہر اسلام کا حامی کہلانا اور حقیقت مین اسکی پاک تعلیم پر کاربند نہ ہونا کوئی عمدہ نتیجہ پیدا نہین کریگا لیکن افسوس کہ میری شفیقانہ رائے کی پورے قدر نہ کی گئی خود تو مولوی فاضل صاحب نے بڑی کوشش کی ہے کہ جسطرح ہوسکے وہ ڈھکے ہی رہین مگر مین دیکھتا ہون کہ ان کے ایک منصف مزاج اور دلی دوست مقام آگرہ نے حسب ذیل طریق سے ان کے نقاب کو الٹ دیا ہے امید ہے کہ ناظرین الحدیث آکی زیارت سے مشرف ہوکر ایڈیٹر ہمدرد آگرہ سے شکر گذار ہونگے۔ ایڈیٹر

حشر نگینہ اور اخبار اہلحدیث امرتسر کی کلہ درازی

(منقول از رسالہ ہمدرد اسلام آگرہ)

ناظرین رسالہ ہمدرد اسلام آگرہ کو معلوم ہوگا کہ ہمنے گذشتہ اشاعت ماہ شوال المکرم مین یہ تمنا وخواہش جناب حکیم **محمد مرتضی علیصاحب** نگینوی کے دکوب السفینہ فی مناظرۃ النگینہ پر منصفانہ رائے کا اظہار کیا تھا کہ جسکو منصف مزاج حکیم صاحب موصوف نے بنظر ایمانداری تسلیم فرماکر آیندہ کیلئے احتیاط کا اعتراف کرکے رفع دفع کر دیا تھا مگر لڑاکا **ثناء اللہ** امرتسری کے پیٹ مین حکیم صاحب کا انصاف دیکھکر چوہے قلابازیان کہانے لگے اور بیچارے غریب کا پیٹ پہولکر کپہ ہوگیا اور باد مخالف یا مخالفت کا گولہ با دفر کیطرح انتڑیون مین گھومنے لگا ہر چند روکا مگر رک نہ سکا۔ بات کبھی تو ایسی جیسے گدھے کی لات۔ آواز نکالی تو ایسی جیسے سارا جہان نہین تو کم از کم ان کا سطح تو ضرور ہے طاعون حق کا گھر بنائے۔ بات کیا بجز اس کے اور کچھ نہین ہے کہ کڑوا کریلا اور نیم چڑھا نیم پر پڑے نہ لکھے نام محمد فاضل سنین نہین **مولوی فاضل**۔ اب سنئے حضرت فاضل امرتسری کی فضیلت اور ایمانداری۔ آپ اخبار اہلحدیث ۲۰ جنوری ۱۹۰۵ء صفحہ ۸ کالم (۱)

مین رسالہ ہمدرد اسلام کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہین۔

اہلحدیث۔ رسالہ ہمدرد اسلام آگرہ کے اڈیٹر صاحب نے اسلامی ہمدردی کا ثبوت دینے کو مباحثہ مذکورہ (یعنی مباحثہ نگینہ) پر چند اعتراض نمبر ۱ جلد ۹ مین کئے ہین۔

رسالہ ہمدرد اسلام۔ واہ جی اڈیٹر کا امرتسری آپ کے معترضہ کہنا کیا ہی کہنے مین کیا خوب۔ اسلامی ہمدردی تو شاید اسی کا نام ہوگا کہ آپ اور آپ کا مطیع الہحدیث جو کچھ بھی غلطی کرے مگر اس کو حق اور ناحق مان ہی لیا جائے اگر کہین بدقسمتی سے ذرا بھی اوسمین شک لایا تو فوراً اسی وقت دائرہ اسلام اور ہمدردی سے باہر آیا۔ کیونکہ اب دنیا مین سوائے آپ کے اور اسلام کا ہمدرد باقی ہی کون ہے معاف کیجیے یہ آپ ہی کا کام ہے دیکھو ہم ایسے ہمدرد اسلام نہین ہین کہ آپ کی ایسی فحش اور بیجا غلطیونکو بھی مان ہی لیا کرین یہ تھوڑا ہے کہ جو آپ باوجود اپنی اس موجودہ اور غیر قابل لیاقت کے دو ایک جگہ مباحثہ مین مقدمۃ الجیش بنگئے بوجہ اس کے کہ فریق ثانی بھی ماشاءاللہ آپ ہی جیسے کمزور لیاقت کا تہا اوسا بنجانب خاموش رہے ورنہ آپ کی لیاقت اور ناحق کی زبان زوری صاف اس امر کا ثبوت دے رہی ہے کہ آپ مین ہرگز ہرگز ایسی لیاقت نہین ہے کہ جو اہل اسلام آپ جیسے لڑاکا شخص کو کسی مہذب کمیٹی یا جلسہ مین گویائی یا شرکت کا بھی حق دین۔ کیونکہ آپ کی خانہ جنگی اور فرقہ اضافہ کے دل آزاری اور آپکے کفر کا فتوے صاف مسلمانونکو آئندہ اس امر سے روک رہا ہے کہ آپ کسی مباحثہ مین مقدمۃ الجیش بنین۔ اگر آپ طالب ہونگے تو ہم اس کے کافی وجوہات اور آپکی بیجا غلطیان بھی نشان دے دے کر بتلاوینگے کیونکہ آپ کی لیاقت اور علمیت گولرکے پیٹ جیسی مثال رکھتی ہے جسکو ہم ہی خوب جانتے ہین۔

اہلحدیث۔ گو وہ اصل مضمون مناظرہ کے متعلق نہین ہین تاہم چونکہ انہون نے ان اعتراضات کو شایع کردیا ہے اور جواب ان کا یہی ہو سکتا ہے اس لئے ان کی غلط فہمی رفع کرنے اور پبلک کو اصل حال سے اطلاع دینے کے لئے جواب لکھا جاتا ہے

رسالہ ہمدرد اسلام۔ اگر آپ کا ایسا منشا ہے کہ ہم آپ کے مباحثہ نگینہ کی اندرونی غلطیون سے بھی آپ کو مطلع کرین تو آئیے بسم اللہ۔ ورنہ ہم نے تو دراصل پوشیدہ غلطیونکو پوشیدہ ہی رکھکر ظاہری لباس کی غیر موزونیت پر اپنی منصفانہ رائے کا اظہار کیا تہا مگر اب معلوم ہوتا ہے کہ آپ اصل مضمون کے متعلق بھی کچھہ کلمات حق سننا چاہتے ہین اس لئے اگر آپ اجازت دین تو ہم طیار ہین مگر آپ کا یہ کہنا کہ "ہمنے ان اعتراضات کو شایع کردیا ہے اسلئے انکی غلط فہمی رفع کرنے اور پبلک کو اصل حال سے اطلاع دینے کیلئے جواب لکھا جاتا ہے" صریح اس امر کی شہادت دیتا ہے کہ ہم آپکے شجرہ علم کی اصل حقیقت بیان کرین اور آپ کی دنیا سازی اور ٹکے کمانے کے حیلے پبلک پر ظاہر کرین آپ اپنی اندرونی غلط فہمی کی تو اصلاح کر ہی نہین سکتے دوسرو کی غلط فہمی کی تو اصلاح کر ہی نہین سکتے دوسرونکی حق فہمی کو غلط فہمی ثابت کرنا تو ذرا ٹیڑہی کہیر ہے اور آپ پبلک کو اصل حال سے کیا اطلاع دے سکتے ہین جبکہ خود آپ ہی کو اپنی غلطیونکا سو ملکی علم نہین ہے۔ او خویشتن گم است کرا رہبری کند

باقی بشرط ضرورت

علاشایہ فاش مراد ہوگی۔ ایڈیٹر الحکم

علمی اور انتخابی مضامین

کبھی کبھی ایسے علمی اور دلچسپ مضمون دوسرے معاصرون سے منتخب ہو کر الحکم کے کالمون مین چھپ جانے بھی ضروری ہین خصوصاً ایسے مضامین جنسے اسلام اور اہل اسلام کی عظمت کا پتہ لگتا ہو سندرجہ ذیل مضمون معزز معاصر دلگداز سے لیا جاتا ہے قدیم

علم کیمیا

یہ خیال کرکے ہم بار ہا شرمائے ہین اور بہت شرمائے ہین کہ ہماری موجودہ کیمیاگری ایک بے بنیاد ہوس اور ایک نہ پورا ہونیوالی آرزو ہے جو شوق ہمین بالیقین اس کی طرف متوجہ کرتا ہے وہ ارمان بن کے ہمیشہ ہمارے کیمیاگرون کے دل ہی مین رہا اور رہے گا۔ اور جو یاس ہمین اس وہی آرزو کی طرف متوجہ کیا کرتی ہے وہ کبھی بجھنے والی نہین۔

کیمیاگری کے خبط مین ہمارے سردارون دولتمند اور بزرگ مبتلا ہین۔ انکی محنتون نے جسطرح ہمیشہ ایک ناوک کسر رکھی ویسے ہی انکی کوششون نے انہین زندگی بھر کے لئے دین و دنیا دونون سے کھویا۔ ہم صدہا واقعات سن چکے اور سنتے رہتے ہین کہ کیمیاگری کے فریب مین بعض کے لوگ کیسے کیسے بیوقوف بنے۔ اور انہون نے کیسے کیسے نقصان اٹھائے۔ مگر افسوس اس ہوس مین ایک شمہ برابر بھی کمی نہ ہوئی اور اس مرض استسقا والون کی پیاس کبھی بجھنے کو نہ آئی۔

مگر سوال یہ ہے کہ کیا ہمارے کیمیاگر ہمیشہ ہی اور ایسے ہی تھے یا کبھی ان کی حالت اس سے اچھی اور بہتر بھی؟ اگر اس کا جواب یہ ہے کہ ان کی ہمیشہ یہی حالت تھی تو ہم ندامت کے دریا سے نہین نکل سکتے۔ اور دنیا کی ترقی یافتہ قومون کے سامنے سر نہین اٹھا سکتے۔ لیکن اگر اس کا جواب یہ ہو کہ نہین ہماری یہ بھی موجودہ ادبار نصیبی کا ایک نمونہ ہے کہ کیمیاگری کی یہ حالت ہو رہی ہے۔ ورنہ ہمارے پرانے کیمیاگر کمسٹری کے اصل منافع کو سمجھے ہوئے تھے اور انہون نے اس فن سے بہت کچھ صحیح نتائج حاصل کئے تھے تو البتہ ہم کچھ نظر اٹھا سکین گے۔

کیمیاگری ہماری موجودہ اصطلاح مین اس چیز سے عبارت ہے کہ کسی کو سونا یا چاندی بنانے کا نسخہ ہاتھ آجائے۔ جو ایک عنقا ہے جسنے اپنی وہمی ہستی پر ایک عالم کو گرویدہ بنالیا ہے۔ ہوس اسکے پرون کے سایہ مین پرورش پاتی ہے۔ اور طمع اس کے خیال کی پرستش کراتی ہے۔ یہی لفظ یورپ کے ملکون مین بھی ہے جسکا حلیہ مغربی لباس پہن کے "کمسٹری" ہوگیا ہے۔ اور اس سے مراد ترقی کرنیوالی قومون مین وہ فن ہے جو انسان کو مختلف اشیا کو لا کے اور ان کے اجزا کو نئی نئی ترکیبون سے مرکب کرکے نئی خاصیتون اور نئے تجربون کا پتہ لگانے مین مدد دیتا ہے۔ اس کی ابتدا اس سے پڑی کہ مختلف پتیون کے عرقون کو باہم ملا کے نئے ملبی مزاج پیدا کئے جائین۔ اور ترقی کے بعد یہ ہوا کہ دھاتون کا امتزاج کرکے نئے خواص دریافت کئے جانے لگے۔

یورپ نے اس مفید اور ضروری فن سے ایسے فایدے اٹھائے جو آج ساری دنیا مین نظر آرہے ہین۔ بھاپ اور برق کی سحر نما قوتین۔ تار برقی۔ ریل جہاز رانی۔ اور بہت سی کلین۔ سچ پوچھئے تو سب اسی کی برکتین ہین۔ اور اسی فن کے ذریعے سے انسان نے محسوس طریقے پر اپنے آپ کو اشرف المخلوقات ثابت کیا ہے۔ غرض یورپ نے تو اس مفید فن سے ایسی ایسی برکتین حاصل کین۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے کیمیاگرون نے کیا کمال دکھایا۔ وہ اسی نقطہ پر رہے جس پر تھے۔ سونا اور چاندی بنانے کی ہوس مین عمرین تو عمرین قرن اور صدیان صرف کردین۔ اور فن مین ایک انچ بھی قدم آگے نہ بڑھا سکے۔ بلکہ فضول تضیع اوقات کا نتیجہ یہ نکل آیا کہ روز بروز بجائے آگے بڑھنے کے اور پیچھے ہٹتے گئے تنزل ہی نہین وقت اور عمر عزیز کے ساتھ انہون نے اپنے اخلاق بھی کھو دیئے فقیری کا نام لیا۔ اور خرقہ مشایخی کو مکاری و کیادی کا جامہ بنایا۔ ظاہری صورت بے پروا اور قانع لوگون کی بنائی اور دل مین بندۂ ہوا و ہوس ہوگئے۔ اور اس سے بھی بڑھ کے یہ کیا کہ انتہا کے جعلساز۔ مکار۔ ڈاکو۔ لوٹیرے اور اول درجہ کے بدمعاش ثابت ہوئے۔ یہ ہے وہ کیمیاگری جس پر ہمارے ملک۔ ہماری قوم ہمارے بزرگون۔ اور ہمارے ولیون کو ناز ہے۔ اور جب یہ حال ہے تو بھلا کیمیا کا نام آتے ہی ہم کیون نہ شرمائین؟ اور یہ ریاکاری کی فقیری ہمین کیون دریائے ندامت مین نہ غرق کرے!

اس کو ہم مانتے ہین کہ کیمیاگری کے فن مین سوا اس عہد کے کبھی ترقی نہین ہوئی تھی۔ اور جو کرامات و معجزات یورپ والون نے اس فن کے ذریعے سے دکھا دیے ہین کوئی قوم نہین دکھا سکی تھی۔ مگر افسوس تو یہ ہے۔ اور ندامت تو اس بات کی ہے کہ اورون نے اگر ترقی نہین کی تو بدنامی بھی نہین اٹھائی۔ اور ہم نے یہ کیا کہ اپنے اصلی ہنرون اور دیگر اخلاقی کمالون کو بھی اس فن مین پڑکے اور کیمیاگری کا نام لے کے کھو دیا۔ اور جہان تک پتہ لگایا جاسکتا ہے ہم اس بارۂ خاص مین ہم منفرد ہین۔

کیا ہم ہمیشہ ایسے ہی بدنام تھے؟ اور ہماری کیمیاگری ہمیشہ سے ایسی ہی تھی؟ مین سمجھتا ہون کہ نہین۔ ہم نے کبھی اس فن سے اچھے فائدے بھی اٹھائے تھے۔ اور گو اس حد تک عروج کمال پر نہین پہونچا سکے مگر کچھ نہ کچھ ضرور دکھایا۔ تاریخین گواہ ہین کہ کاغذ کو ہمین نے بنا کے دنیا مین پہیلایا ہم سے پہلے کاغذ نہ تہا۔ اور تہا تو دنیا کے کسی ایسے کونے مین چھپا ہوا تہا جہاں تک کسی کی نظر نہ پہونچ سکتی تھی۔ گریک فایر (آتش یونان) جو لڑائیون مین نہایت خوفناک کام دیا کرتی تھی گو ہمین یونانیون سے حاصل ہوئی مگر ہم نے اس مین اتنا کمال پیدا کرلیا کہ جس مخالف فوج مین گریک فائر کا استعمال نظر آتا تو یہ بھی باور کرلیا جاتا کہ اسمین کوئی مسلمان ضرور موجود ہے۔ ورنہ وہ لوگ گریک فائر سے کام ہی نہ لے سکتے۔ بارود کا استعمال سب سے پہلے ہمین نے کیا اور ہمارے ہی پیشرو ہاتھون سے وہ یورپ کو ملی اور اسی سلسلے مین یورپ والون نے توپ اور بندوق کے بنانے مین ہماری ہی شاگردی کرکے یہ کمالات حاصل کئے ہین اس وقت سے تین ہی چار صدی پہلے ہماری بنائی ہوئی توپون کا مقابلہ دنیا کی کسی قوم کی توپین نہ کرسکتی تہین۔ اور اسلام نے منجنیقون اور توپون کے بنانے کے جو کارخانے ہندوستان سے لیکے بلغاریہ کے علاقے تک قایم رکھے تھے

www.aaiil.org

ان کا نام تب توپون اور منجنیقون کے عمدہ ہونیکی سند تہا۔ بیشک ہم کو نہ کبہی ایسی اعلے بادرت ایسی زبردست اور جلد کام دینے والی توپین اور بندوقین۔ اور نہ اس صفائی و خوبی کے جہاز بنانا نصیب ہوئے جیسے کہ مغرب کے موجود کارخانے تیار ہے مین۔ ہم کو بھاپ اور برق کی قوتون کا بہی پتہ نہین لگا تہا۔ لیکن اس سے انکار نہین کیا جا سکتا کہ یہ جدید۔ عالی شان۔ سبک اور پر رعب عمارت اسی بنیاد پر قایم کی گئی ہے جو ہمارے ہاتہہ سے پڑی تہی۔ اور یہ سارے برکتین ہماری ہی کیمیاگری اور ہماری ہی ٹکنیکل ہنرمندی کی بدولت ہین۔

اپنی موجودہ اور گزشتہ حالت کا اندازہ کرنے اور کرانے کے لئے ہم موجودہ مسلمان مہوسون کے مقابل مین چہٹی صدی ہجری کے ایک مسلمان مہوس کا واقعہ پیش کرتے ہین جس نے چاندی سونا بنانے کے جنون کے عوض دنیا کو ایک حیرت انگیز کمال دکہا دیا تہا۔

۵۸۶ھ مین شام کے ساحلی شہر عکہ پر یورپ کے صلیبیون کی سخت یورش تہی۔ شہر عکہ کے اندر مسلمان تھے۔ ان کو نیز خشکی کیطرف سے اور نیز دریا کی طرف سے فرانس۔ جرمن اور انگلستان کے نایٹ گہیرے ہوئے تھے۔ سمندر کی طرف سے ہزارہا جہاز بیرونی آمد و رفت کو روکے ہوئے تہے اور خشکی مین تینون جانب ہزارہا رسالے اور دستے محاصرہ کئے ہوئے تہے۔ ان محاصرہ کرنے والون فرنگیون کو صلاح الدین اعظم نے فتح کرنے گہیر لیا تھا۔ اور محاصرہ کرنے والے بلحاظ خشکی کی طرف سے محصور تہے گو ان کا دریائی راستہ نہین روکا جا سکتا تہا۔

فرنگیون نے شہر پر قبضہ کرنے کی صدہا تدبیرین کین۔ مگر تین سال تک کوئی زور نہ چل سکا۔ اس لئے کہ عکہ کے اندر جو مسلمان تہے وہ بہی اس مستعدی سے لڑ رہے تہے اور حملہ آورون کی تمام کوششون کو اسطرح بیکار کر دیتے تہے کہ کسی طرح زور نہ چل سکتا تہا۔ فرنگیون نے آخر عاجز آ کے لکڑی کے تین برج بنائے جو ساتہہ ساتہہ گز اونچے تہے۔ اور ہر ایک مین پانچ درجے یعنے پانچ منزلین رکہی گئی تہین۔ ان کے لئے نہایت ہی اعلے درجہ کی لکڑی بعض جزیرون مین سے جہازون پر لاد کے لائی گئی تہی۔ مگر چونکہ لکڑی کی تمام چیزین گریک فایر کے ذریعے سے جلا دیجاتی تہین۔ اور مسلمانان عکہ شہر پناہ پر سے مسلسل اس آگ لگانے والے مادے کی پچکاریان برسایا کرتے تہے لہذا اس کی مضرت سے بچانے کیلئے یہ تدبیر کی گئی تہی کہ ان برجون پر اوپر سے نیچے تک چمڑا منڈہ دیا گیا تہا۔ اور پہر چمڑے پر پہر مٹی اور دیگر اجزا سے لا کے ایک ایسا مسالہ لگا دیا گیا تہا۔ اور ایسا روغن پہیر دیا گیا تہا کہ ہزار پچکاریان ماری جائین برجون پر کچہہ اثر نہ ہوتا۔ آگ ان پر اثر ہی نہ کرتی تہی۔

یہ برج جب پہیون کے ذریعے سے لڑہکا کے اور کہینچ کہانچ کے عکہ کی شہر پناہ کے قریب لائے گئے تو ان کی بالائی منزلین شہر پناہ سے اونچی تہین۔ فرنگیون نے جب ان پر چڑہ کے آگ اور تیر برسانا شروع کئے تو مسلمانون نے حسب عادت آتش بار پچکاریان مارنا شروع کین اور جب خلاف امید نظر آیا کہ ان پر آگ اثر کرتی ہی نہین تو ہر طرف ایک تہلکہ پڑ گیا۔ اور اہل شہر بالکل مایوس ہو گئے۔ ایک شخص دریا مین کود کے اور فرنگیون کی نظر سے بچ کے تیرتا ہوا صلاح الدین کے پاس گیا۔ اور اسے اطلاع کی۔ صلاح الدین نے باہر سے دباؤ ڈالنا شروع کیا۔ فرنگیون کی تعداد اس قدر تہی کہ انہون نے بالکل پروا نہین کی۔ فوج کے دو حصے کر دیئے۔ ایک شہر پر یورش کر رہا تہا اور دوسرا صلاح الدین سے لڑ رہا تہا۔ آٹہہ دن تک لگاتار شب و روز سخت لڑائی رہی۔ ہزارہا خلقت کٹ گئی۔ مگر حالت یہی تہی کہ شہر ساعت بہ ساعت کمزور ہوتا جاتا تھا۔ اور سب کو یقین تھا کہ عنقریب فرنگی اندر گہس پڑین گے اور تمام زن و مرد قتل ہو جائین گے۔ ترکی افسر قراقوش جو شہر عکہ کا حاکم تہا اور فرنگیون سے لڑ رہا تھا مایوسی کے غیظ و غضب مین تہا۔ اور گویا موت کا منتظر تہا اس کی یہ حالت ہو رہی تہی کہ اس سے کوئی بات بہی کرتا تو کاٹ کہاتا۔ اور خیال کرتا کہ اب سب تدبیرین بیکار ہین۔ یہ برج جو قہر خدا کی طرح نازل ہوئے ہین سب کو ہلاک کر ڈالین گے۔

ایسی مایوسی و بیکسی کی حالت مین دمشق کا ایک مسلمان کیمیاگر نمودار ہوا جو اتفاقاً شہر عکہ کے اندر موجود تھا۔ اس کو ہمیشہ سے اس بات کا شوق تہا کہ کبریتی مادون کی قوت کا پتہ لگائے۔ اور دریافت کرے کہ آگ کی قوت کہانتک اور کن طریقون سے بڑہ سکتی ہے اس نے اپنی زندگی اسی شغلے مین بسر کی تہی۔ لوگ اسے الزام دیا کرتے تہے کہ کیون تضیع اوقات کرتے ہو۔ اور اس محنت کا کیا نتیجہ ہے۔ مگر وہ اپنے ذاتی شوق سے اس دھن مین لگا رہا۔ عکہ مین مسلمانون کو اور تمام اہل شہر کو نہایت ہی پریشان و مضطرب الحال دیکہا تو بطور خود ایک نسخہ تجویز کیا جس کے ذریعے سے آگ کا اثر زیادہ مشتعل کیا جائے اور اس کا عمل ان چیزون مین بہی ظاہر ہو سکے جو دیر مین اثر پذیر ہوتی ہین یا نہین اثر پذیر ہو سکتی ہین۔ یہ مسالہ تیار ہو گیا تو وہ امیر قراقوش کے پاس آیا۔ اور کہا جو شخص منجنیقون کے چلانے کا مہتمم ہے اُسے یہ حکم دیجئے کہ ان برجون مین سے کسی برج کے سامنے جو منجنیق قایم ہو وہ چیز پہینکے مارے جسے مین بتاؤن۔ اور امید ہے کہ میری تدبیر پر اگر عمل کیا گیا تو مین ان برجون کو جلا کے خاک کر دون گا۔ قراقوش مایوسیون کے ہجوم سے جہنجہلایا ہوا بیٹہا تھا اور جہنجہلا اٹہا۔ کہا "بڑے بڑے لوگ تو اپنی تدبیرون مین عاجز آ گئے تم کیا بنا لوگے؟" حاضرین مین سے کسی نے کہا۔ "آخر اس شخص کی تدبیر پر عمل کرنے مین کیا مضایقہ ہے؟ شاید اسی شخص کی بدولت خدا ہماری مدد کرے۔" اس سفارش پر قراقوش نے حکم دیدیا کہ اس شخص کی تدبیر پر عمل کیا جائے۔

اس شخص نے پہلے تو پتیلیون مین بہر بہر کے منجنیقون کے ذریعے سے ایک ایسا روغن ان برجون پر برسایا جس سے سوا ان برجون کے تر ہو جانے اور اوپر سے نیچے تک بہیگ جانے کے اور کوئی نتیجہ ظاہر نہین ہوا فرنگی جو ان برجون پر چڑہے ہوئے تہے اور شہر پر یورش کر رہے تھے اس بے سود کوشش پر قہقہے اڑانے لگے جب کوئی پتیلی آ کے گرتی اور اس سے انہین کوئی نقصان نہ پہونچتا تو اچکنے پہاندنے اور ناچنے کودنے لگتے تہے۔ شہر والون کا منہہ چڑہاتے اور ساعت بہ ساعت مسلمانون کی زیادہ توہین و تذلیل کرتے۔ وہ تو اسی مسخرے پن مین مشغول اور غافل ہے اور اس گمنام مہوس نے نہایت متانت و خاموشی کے ساتہہ برج کے ہر حصہ مین اس مسالے کو پہونچا دیا۔ جس کو اس نے اپنی آیندہ کارروائی کا استر یا ضامن قرار دیا تہا۔ اس غرض مین جب اسے پوری کامیابی ہو گئی تو اب اس نے معمولی روغن نفت یعنی آتش یونان کی ایک پچکاری ماری۔ اس کے پڑتے ہی برج مشتعل ہو گیا۔ فرنگی گہبرائے اور ادہر فصیل پر سے آتشین پچکاریان پیہم برسنے لگین۔ چند ہی ساعت مین سارے برج پر آتش بہڑک رہی تہی۔ فرنگیون نے بہاگنے اور اترنے کی بے انتہا کوشش کی مگر آگ اسقدر جلد بہڑکی اور پہیلی کہ کسی کو بہاگنے کا موقع نہ ملا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ برج مع تمام ان لوگون کے جو اسمین تہے جل کے خاک ہو گیا۔ ساتہہ ہی یہ کارروائی دوسرے برجون پر شروع کر دی گئی۔ مگر پہلے تجربے نے مسیحیون کو اتنا ہوشیار کر دیا تہا کہ دوسرے دو برجون پر جیسے ہی یہ روغن برسایا جانے لگا۔ سب آتشین بہاگ کہڑے ہوئے اور وہ باقیماندہ برج بہی جل کے خاک ہو گئے۔

جسدن ان برجون کے جلانیکا واقعہ پیش آیا ہے وہ دن مسلمانون اور فرنگیون دونون کی نظرون مین نہایت ہی دلچسپ اور اہم تہا۔ اور اس عظیم الشان محاصرے کی ساری تاریخ مین کوئی دن اس قدر دلچسپ نہین ثابت ہوا تہا جسقدر یہ دن ثابت ہوا۔ اس دمشقی مہوس و دمشقی پر یا تو زندگی بہر اعتراضات اور نکتہ چینیون کی بھرمار ہوتی رہی تہی یا آج سارے شہر عکہ مین ہر زن و مرد اور ہر بوڑہے بچے کی زبان پر اسی کا نام تہا۔ اور اس کا نام ایسا عزیز تہا جیسا عزیز کہ اس نازک گہڑی مین شاید کسی کا نام بہی نہ ہوگا۔ سلطان صلاح الدین قلعہ والون کی ہمدردی و حمایت کے لئے اپنی جان لڑائے دیتا تہا۔ مگر اسکی رحمدلی و فیاضی سے بہی ایسی مدد کی امید نہین کیجا سکتی تہی جیسی کہ اس شخص کے ہاتہہ سے ملی۔ لوگ مسلمان تہے ورنہ اس کی قدر کی پرستش کرتے۔

چندروز بعد یہ شخص سلطان صلاح الدین کیخدمت مین پیش کیا گیا۔ صلاح الدین نے اسکی نہایت ہی قدر و منزلت کی۔ اپنی احسان مندی ظاہر کی۔ اور اسے بہت کچہہ انعام و اکرام اور علاقہ و جاگیر دینے کا ارادہ کیا۔ مگر اس نے کوئی معاوضہ لینے سے قطعی انکار کیا۔ اور کہا مینے جو کچہہ کیا ہے صرف دین کی خدمت کیلئے اور خالصتہً لوجہ اللہ کیا ہے۔ مین اپنی اس کوشش کا معاوضہ آپ سے نہین بلکہ خدا سے لون گا۔

غرض یہ تہا ہمارا وہ چہٹی صدی کا مہوس جس نے قوم کو۔ مذہب کو اور وطن کو اپنی لیاقت سے فایدہ پہونچایا۔ اور ایک ہمارے آجکل کے مہوس ہین جنکی فضول محنتون اور بے نتیجہ کوششون کی محرک صرف یہ ہوس ہے کہ سونا اور چاندی بنالین۔ اسیطرح اسی دلگداز کے صفحون پر ہم اپنے ایک قدیم عالم ابن ابی الصلت کی ٹکنیکل لیاقت کا تذکرہ کر چکے ہین پس فرق تہا تو اسقدر کہ اس زمانے مین ایسے کمالات کی قدر سلطنت کرتی ہے اور اصول کے ساتہہ کرتی ہے۔ نیز خود یورپ کو ایسے کمالات سے فایدہ اٹہانے کے اصول معلوم ہو گئے ہین۔ اور ان دلون یہ چیز نہ تہی۔ اور یہی سبب تہا کہ گذشتہ عہد مین ان فنون کو ترقی نہ ہو سکی۔ اور جو ایک آدہ صاحب کمال پیدا ہو گیا اس کا کمال اسی کی موت کے ساتہہ فنا ہو کے رہ گیا۔

ملفوظات و حالات حضرت امام الزمان علیہ السلام

۱۹ فروری ۱۹۰۵ء

آجکا دن اپنے شان میں ایک مبارک دن تھا کیونکہ [illegible]۔ اس کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مغرب اور عشاء کے درمیان مجلس فرمائی اور جو رسالہ دربارہ [illegible] تصنیف فرما رہے ہیں اس کے مجوزہ مضامین کا مختصر تذکرہ فرمایا۔

اس کے بعد ایک صاحب نے دریافت کیا۔ کہ ایک شخص اپنی منکوحہ سے مہر بخشوانا چاہتا تھا مگر وہ عورت کہتی تھی تو اپنی نصف نیکیاں مجھے دیدے تو بخشدوں۔ خاوند کہتا رہا کہ میرے پاس حسنات بہت کم ہیں بلکہ بالکل ہی نہیں ہیں۔ اب وہ عورت مرگئی ہے۔ خاوند کیا کرے۔ حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ اسے چاہیئے کہ اس کا مہر اس کے وارثوں کو دیدے۔ اگر اسکی اولاد ہے تو وہ بھی وارثوں سے ہے شرعی حصے لے سکتی ہے اور علی ہذا القیاس خاوند بھی لے سکتا ہے۔

لطیفہ۔ حضرت مولوی نور الدین صاحب نے اثناء گفتگو میں ذکر کیا کہ یہ ایک لطیف بات ہے کہ جسقدر مجدد گذرے ہیں ان کے نام محمد یا احمد کی جزو ضرور ہوتی رہی ہے۔ قسطنطنیہ میں عجیب قسم کے نام لوگوں کے ہوتے ہیں مگر وہ مہدی جس نے قسطنطنیہ کو فتح کیا تھا اس کے نام میں بھی محمد کا لفظ تھا۔

معجزات میں افراط و تفریط موجودہ زمانہ کے حالات پر ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک گروہ تو معجزات سے قطعی منکر ہے جیسے کہ نیچری اور آریہ وغیرہ اس نے تفریط کا پہلو اختیار کیا ہے اور ایک گروہ وہ ہے جو کہ افراط کی طرف چلا گیا ہے جیسے کہ بعض لوگ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے معجزات بیان کیا کرتے ہیں کہ ۱۲ برس کی ڈوبی ہوئی کشتی نکالی اور حضرت عزرائیل کے ہاتھ سے آسمان پر جاکر قبض شدہ ارواح چھین لیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ دونوں فریقوں نے معجزہ کی حقیقت کو نہ سمجھا ہے۔ معجزے سے مراد فرقان ہے جو حق اور باطل میں تمیز کرکے دکھا دے اور خدا کی ہستی پر شاہد ناطق ہو۔

۲۰ فروری ۱۹۰۵ء

ہدایت اور ضلالت خدا کے ہاتھ میں ہے مغرب کی نماز کے بعد حضور علیہ السلام نے عشاء کی نماز سے کچھ پیشتر تشریف لاکر مجلس فرمائی۔ خدا تعالیٰ کے احسانات اور انعامات کا تذکرہ رہا۔

بعض کفار کی حالت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل انسان کے شامل حال نہ ہو تب تک اسے ہدایت کی راہ نصیب نہیں ہوتی۔ بعض لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ موت تک کفر ہی پر راضی رہتے ہیں اور کبھی ان کے دل میں یہ خیال نہیں گذرتا کہ ہم غلطی پر ہیں حتٰے کہ اسی میں مرجاتے ہیں۔

اس پر حضرت مولوی عبد الکریم صاحب نے بیان فرمایا کہ چند یوم ہوئے ایک دوست بیان کرتے تھے کہ ان کے گاؤں کی آبادی ۴۰۰ باشندوں کی تھی طاعون جو پڑی تو سب کے سب ہلاک ہوگئے صرف ۱۴ شخص بچے۔ اور انہیں سے بھی صرف ۹ کس تندرست تھے اور باقی کچھ نہ کچھ مریض ہی تھے۔ ان ۹ میں انکا چچا بھی تھا ان کے دل میں آیا کہ اسقدر عبرت ناک حادثہ موت کا جو کہ گاؤں میں گذرا ہے ممکن ہے کہ چچا کا دل رقیق ہوا ہو۔ چاہیئے کہ چلکر تبلیغ کر آویں شاید ہدایت نصیب ہو۔ باوجود اس کے کہ لوگوں نے اس طاعون زدہ گاؤں میں جانے سے روکا مگر تبلیغ حق کے جوش میں وہ چلے گئے اور جاکر اپنے چچا کو اس سلسلہ کی صداقت کی نسبت سمجھایا چچا نے یہ جواب دیا کہ اگر یہ طاعون مرزے کی مخالفت کی وجہ سے ہے تو مجھے خوشی سے اس سے مرجانا قبول ہے بیشک مجھے طاعون ہو۔ انجام یہ ہوا کہ وہ اور اس کا تمام اہل و عیال تباہ اور ہلاک ہوگیا مگر مخالفت پر برابر آمادہ رہا اور مرتے دم تک نہ مانا۔

۲۱ فروری ۱۹۰۵ء

مغرب اور عشاء کے مابین حسب دستور قریباً ایک گھنٹہ کے حضور نے مجلس فرمائی۔ اول رسالہ زیر تصنیف کا ذکر رہا۔

فارغ نشینی اچھی نہیں فرمایا کہ اول بوجہ ملالت طبع کے فارغ نشینی رہی اب خدا نے کچھ صحت عطا فرمائی ہے تو قلم میں بھی قوت آگئی ہے اگر خدا تعالیٰ صحت رکھے تو فارغ نشینی اچھی نہیں ہے۔ بندہ اگر خدمت ہی کرتا رہے تو خوب ہے۔

دہریت کا علاج نبوت ہے فرمایا کہ دہریہ پن کو اگر کوئی شے جلا سکتی ہے تو وہ صرف انبیاء کا وجود ہے ورنہ عقلی دلائل سے وہاں کچھ نہیں بنتا۔ کیونکہ عقل کی حد ہے تو بیشتر گذر کرکے وہ ہیچ بنتا ہے پھر عقل کی پیش اس کے آگے کب چلتی ہے

خدا نمائی کی ضرورت فرمایا کہ آجکل خدا نمائی کی بڑی ضرورت ہے دراصل اگر دیکھا جاوے تو خدا کی ہستی سے انکار ہو رہا ہے بہت لوگوں کو یہ خیال ہے کہ کیا ہم خدا کی ہستی کے قائل نہیں ہیں وہ اپنے زعم میں سمجھتے ہیں کہ خدا کو وہ مانتے ہیں لیکن ذرا غور سے ایک قدم رکھیں تو ان کو معلوم ہو کہ وہ درحقیقت قائل نہیں ہیں کیونکہ اور اشیاء کے وجود کے قائل ہونے سے جو حرکات اور افعال ان سے صادر ہوتے ہیں۔ وہ خدا کے وجود کے قائل ہونے سے کیوں صادر نہیں ہوتے۔ مثلاً جبکہ وہ سم الفار سے واقف ہے کہ اس کے کھانے سے آدمی مرجاتا ہے تو وہ اس کے نزدیک نہیں جاتا۔ اور نہیں کھاتا۔ کیونکہ اسے یقین ہے کہ میں اگر کھالوں گا تو مرجاؤں گا۔ پس اگر خدا کی ہستی پر بھی یقین ہوتا تو وہ اسے مالک خالق اور قادر جانکر نافرمانی کیوں کرتا۔ پس ظاہر ہے کہ بڑا ضروری مسئلہ ہستی باری تعالیٰ کا ہے اور قابل قدر وہی مذہب ہو سکتا ہے جو کہ اسے نئے نئے لباس میں پیش کرتا رہے تاکہ دلوں پر اثر پڑ سکے۔ دراصل یہ مسئلہ ام المسائل ہے اور اسلام اور غیر مذاہب میں ایک فرقان ہے عیسائیوں نے بھی فرقان کا دعوے کیا ہے کہ انجیل نے ایماندار کی فلاں فلاں علامت قرار دی ہے مگر اب وہ کسی میں بھی پائی نہیں جاتیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں ایمان کا نام و نشان نہیں۔ مگر اسلام میں فرقان کی سب علامات موجود ہیں۔

براہین احمدیہ عہد عتیق ہے جو براہین احمدیہ کا حصہ چھپ چکا ہے۔ اس کا ذکر چلا۔ فرمایا کہ اسمیں خدا کی حکمت تھی۔ ورنہ اگر وہ چاہتا تو سب ہم لکھتے ہی رہتے۔ لیکن خدا نے اب اول حصہ کو منقطع کرکے بائبل کے عہد عتیق کی طرح الگ کر دیا ہے۔ کیونکہ جو پیشگوئیاں اسمیں درج ہیں وہ اب اس اثناء میں پوری ہو رہی ہیں۔ اور جو حصہ اس کا طبع ہوگا وہ عہد جدید ہوگا جسمیں سابقہ حصہ کے حوالے ہوں گے۔ کہ خدا نے یوں فرمایا تھا اور وہ اس طرح پورا ہو کر رہا۔

تناقض سچائی کی دلیل ہے براہین میں ہم نے لکھا ہے۔ کہ حضرت مسیح آسمان سے آوینگے اس پر لوگوں نے اعتراض کئے کہ تناقض ہے وہ یہ نہیں دیکھتے اسی براہین میں ہم نے تمام الہامات درج کئے ہیں جنمیں ہمارا نام مسیح رکھا گیا ہے اور پھر صرف نام ہی نہیں۔ بلکہ جو کام مسیح نے آکر کرنا ہے اس کی نسبت بھی الہامات میری نسبت درج ہیں پس یہ تناقض تو سچائی کی دلیل ہے۔ کیونکہ اگر بناوٹ ہوتی تو تناقض نہ جمع کیا جاتا۔ کم بختوں کی نظر انسان کی تعلی پر تو پڑتی ہے اور خدا کے کلام پر جو اسمیں درج ہے نہیں پڑتی۔ (البدر)

آہ اس جانبری کی توقع محال ہے — امسال بچ گئے تو پھر آئندہ سال ہے
اپنی سیہ کاریوں کا کرکے اعتراف — اس درگہ خدا پہ کرو تو خطا معاف
یہ نسخہ اس مرض کا مجرب علاج ہے — اسکی دوا کی نہیں احتیاج ہے
یارب کسی بزرگ عزیزان حزین مباد — دوری ز دوستان تو با کس [illegible] مباد
درہم مشو ز تندی و تلخی این کلام

قصیدہ

(از مولوی وزیر الدین صاحب ہیڈ ماسٹر [illegible])

اے لوگو جس نے اپنے تئیں یا چھپایا ہے — اکرم تو دلمیں سوچو کہ کیا اسکی شان ہے
کیسا وہ ذوالجلال ہے شاہوں کا بادشاہ — ہے جسکی کبریائی پہ ہر ایک شے گواہ
سورج کو دیکھو چاند کو اور آسمان کو — بادل ہوا زمین کو ستاروں کی شان کو
اک کن سے جسنے کردیا یہ سب ہے اسکا — اس کبریا کا سوچو کہ کیا کچھ ہے اقتدار
پھر جس سے ایسا پاک خدا گفتگو کرے — سوچو کہ اسکا رتبہ کیا ہوگا [illegible]
اک شاہ جس سے کرتا ہے خوش ہو کوئی کلام — دنیا ادب سے کرتی ہے [illegible]
پھر وہ شہ شہاں کہ خدا جسکا نام ہے — [illegible]
جس شخص سے ملاطفہ کرے ہم کلام ہو — کیوں عرش پر نہ فرش سے اسکا مقام ہو
کیوں اسکے سامنے شہ جبریل سر نہ دہرا — تاج سر شہاں نہ ہو کیوں اسکی خاک پا
اس مرتبہ سے بڑھ کے بھی ہے کوئی عزت — ہاں بلکہ بندہ مولیٰ سے عزت مکالمہ
یہ مرتبہ کمال بشر کا مقام ہے — اسپر تمام رتبوں کا اختتام ہے
جن پاک باز بندوں کو یہ مرتبہ ملا — کہتی ہے انکو سیکھے زمانہ نبی انبیاء
پھر فخر کائنات کا جب دور ہو گیا — یہ مرتبہ حضور کے خدام کو ملا
یہ وہ بزرگ گذرے کہ جن کے قدوم سے — دنیا نے فیض پایا لدنی علوم سے
کرتے ہیں فخر جنکی غلامی پہ بادشاہ — کحل البصر سمجھتے ہیں لوگ انکی خاک راہ
پر ہائے ہمارا زمانہ عجیب ہے — بد قسمتی کا مارا ہوا بد نصیب ہے
پایا ہے آج جسنے خدا سے یہ مرتبہ — اسکی طرف کسی کو توجہ نہیں ذرہ
اس مرتبہ کی شرف سے پایا ہے جو کہ ہو — گویا کہ اسکا نام بھی لینا فضول ہے
کرتا ہے آج جس سے وہ ذوالکبریا کلام — کہتے ہیں اسکو جھوٹا ہے سب بے لگام
وحی حق کا بندہ حق سناتا ہے ملہمات — کمبخت لوگ اسکو سمجھتے ہیں واہیات
الہام معجزات و خوارق و کاشفات — ہیں جانتے کہ [illegible]
پر جسکو آج حق نے یہ چاروں عطا کئے — بد قسمتوں کو سوجھتے سب وہم [illegible]
پھر اسپر بڑھ کے کیا ہو نشان [illegible] — اک دوست خدا کو سمجھتے ہیں [illegible]
[illegible] — یوں دور دور میں ہی بکتے ہیں [illegible]
قرب ہے یہ نصیب ہیں ناخوش ہیں دور سے — چمگادڑوں کو شکوہ ہے سورج کے نور سے
زندہ دلی کو مانا ہے انکو بس گران — مردوں کو [illegible]
جو دنیا کہ سب ہیں پہلے گذر گئے — انکی کہ راستوں میں [illegible]
پر جسکو حق نے بھیجا ہے خاص انکے واسطے — یہ دو قدم بھی چلتے نہیں اس کے راستے
محروم اسکی وعظ سے ہیں اور کلام سے — مستغنی المزاج ہیں حق کی پیام سے
یہ چاہتے ہیں دنیا کوئی تابع خیال — اسواسطے خلاف ہیں [illegible]
ہے ایسا ان کو پسندیدہ خدا — فرعونوں کی فوج میں موسیٰ ہے گھر گیا
آخر عصائے موسوی حرکت میں آگیا — فرعونیوں کی قوم کو رستہ بتا گیا
حق اپنے دوستوں کی مدد کرتا ہے مدد — اور انکے دشمنوں کو دکھاتا ہے روز بد
قرآن کو پڑھ کے دیکھو کہ جتنے انبیاء — سب کے مخالفوں پہ پڑی آن کے بلا
سو اب بھی اس خدا نے یہی انتظام [illegible] — بھیجی ہے وہ بلا کہ [illegible]
لیکن اس بلا کو کہتی ہیں طاعون [illegible] — لاکن نہیں سمجھتی کہ ہے اس سے کیا غرض
اس سے غرض یہی ہے کہ دنیا [illegible] — اک دوست خدا کی [illegible]
جو ہیں [illegible] اسپر بلا سے ہیں — طاعون کے لباس میں وہ [illegible]
منظور ہے گر [illegible] — خدمت میں اسکی [illegible]
پھر یہ دعا کرو کہ اے خالق جہان — [illegible]
[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]
[illegible] گفتمت ای خواجہ والسلام

www.aaiil.org

مولوی ثناء اللہ امرتسری کی پردہ دری

نمبر سوم

گفتہ ندارد کسے با تو کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

صوفی عبد الحق غزنوی کے مباہلہ کے بعد اگر غزنوی جرگہ اور ان کی ذریت حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت میں حق پر تھے تو یقیناً چاہیے تھا کہ یہ سلسلہ نیست و نابود ہو جاتا اور کوئی اس کا نام بھی لینے والا نہ ہوتا مگر کیا **مولوی فاضل صاحب دیانت داری** اور انصاف سے کہنے کا حوصلہ کریں گے؟ کہ لاریب غزنوی گروہ اور ان کے ہم خیال اپنے مقاصد اور اغراض میں محض **نامراد** رہے اور یہ سلسلہ جو اس وقت محض ایک بیج کی طرح تھا ایک زبردست درخت ہو گیا جس کے سایہ تلے آج **تین لاکھ** سے زیادہ سعادت مند آرام پاتے ہیں۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ **مولوی فاضل ایڈیٹر** کس طرح دنیا کی آنکھ میں دھول ڈال کر دن کو رات بنانا چاہتے ہیں اور **مباہلہ** کے متمیز اور روشن نشان کو مٹانے کی بیہودہ سعی کرتے ہیں۔ **مباہلہ** کا صریح اثر تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ غزنوی گروہ خصوصاً **عبد الحق** کی قبولیت بڑھ جاتی اور ایک دنیا اسکی طرف رجوع کرکے اسکی عزت افزائی کرتی مگر آپ خود ایمان سے کہیں کہ اس مباہلہ کے بعد کس قدر عزت اور قبولیت صوفی عبد الحق کو ہوئی۔

ہاں مجھے اس امر کا اعتراف ہے نہ صرف مجھکو بلکہ ایک عالم کو اقرار ہے کہ چند خاص قسم کی عزتیں عبد الحق صاحب کو مباہلہ کے بعد ملیں لیکن میں یقین کرتا ہوں کہ عبد الحق ایسا نادان نہیں ہے جو ان عزتوں پر کوئی ناز کرے۔

مثلاً مباہلہ کے بعد پہلی برکت آپ کو یہ ملی کہ اپنے بھائی کے مرنے کے بعد اسکی بیوہ سے شادی کی اور بدقسمتی سے شیخ چلی کیطرح خیال کر بیٹھے کہ اس کے بطن سے بیٹا پیدا ہوگا مگر نہیں معلوم وہ بیٹا کدھر چلا گیا اور صوفی صاحب کو داغ ندامت دے گیا۔

شاید مولوی فاضل صاحب اسی کو انکی قبولیت اور عزت کا باعث سمجھتے ہوں۔ اگرچہ اثر مباہلہ ہے تو بیشک میں مانتا ہوں۔

اسکے بالمقابل حضرت حجۃ اللہ پر صوفی عبد الحق اور اس کے اعوان و انصار کی بد دعاوں کا یہ اثر ہوا کہ خدا تعالیٰ نے **دو موعود لڑکے** (یعنی جن کی نسبت قبل از وقت پیشگوئی کی گئی تھی) پیشگوئیوں کے موافق عطا فرمائے۔ خصوصاً **پسر چہارم یعنی صاحبزادہ مبارک احمد** صاحب کی پیشگوئی تو دوہری پیشگوئی تھی کیونکہ اس میں یہ بھی ضروری تھا کہ چوتھے لڑکے کے پیدا ہونے تک عبد الحق بھی زندہ رہے گا۔ پس عبد الحق پر تو یہ اثر ہوا کہ باوصفیکہ خدا جانے کس محنت و دقت سے بھائی کی **بیوہ سے شادی** کی اور اولاد نرینہ کی پیشگوئی کر دی جسکے بجائے مردہ چوہا بھی پیدا نہ ہوا اور ادھر خدا تعالیٰ نے ہر قسم کی ذکور و اناث اولاد عطا فرمائی یہ اثر تو اولاد پر ہوا ہے لیکن مولوی فاضل ایسے دانشمند کے نزدیک یہ امر بھی شاید صوفی عبد الحق ہی کی عزت کا موجب ہوا ہوگا

دوم۔ اس مباہلہ کے بعد چاہیے تو یہ تھا کہ ایک بھی نشان حضرت اقدس کی تائید میں ظاہر نہ ہوتا مگر خدا تعالیٰ نے نشانات کی کچھ ایسی بارش شروع کی کہ لا انتہا نشانات ظاہر ہونے لگے منجملہ ان کے وہ زبردست نشان تھا جو **کسوف خسوف** کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اور حضرت حجۃ اللہ کی مہدویت پر گواہ ٹھیرا۔ اس سے بڑھ کر آسمانی تائید کیا ہوگی کیا یہ بھی اثر مباہلہ نہ تھا؟ اور کیا یہ بھی صوفی عبد الحق غزنوی ہی کی عزت افزائی کا موجب تھا۔

سوم۔ مباہلہ کے بعد قرآن کریم کے حقائق و معارف کا خارق عادت نشان کسکو دیا گیا؟ کیا عبد الحق کو یا مسیح موعود کو؟ ذرا اس فہرست کو تو پیش کرو جو عبد الحق یا اس کے امثال و اقران کی طرف سے عربی زبان میں قرآن کریم کے حقائق و معارف پر مشتمل کتابیں شائع ہوئی ہیں نہیں تو پھر اپنی ندامت کا خود اندازہ کرو۔

چہارم۔ کس کی جماعت کو اللہ تعالیٰ نے بڑھایا اور اسکو منتشر کیا اس کا جواب بھی آپ خود ہی دیدیں

پنجم۔ کیا یہ اسی مباہلہ کا اثر نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی طرف اللہ تعالیٰ نے ایک دنیا کو رجوع کر دیا۔ جنھوں نے لاکھوں روپیہ آپ کے پاک مقاصد کے لیے پیش کیا عبد الحق کو اسکے مقابل کیا ملا۔ قادیان کے مختلف شعبوں میں جو اس پاک سلسلہ کی خدمت میں جاری ہیں قریباً پانچہزار روپیہ ماہوار خرچ ہو رہا ہے جو اسی احمدی جماعت کیطرف سے آرہا ہے۔

غرض ایک دو نہیں صدہا برکات ہیں جو اس مباہلہ کے بعد **جری اللہ** کو ملی ہیں اور فریق مخالف کو بجز ندامت کے اور کچھ نہیں ملا۔

میں کم از کم **ایک سو برکت** ظاہر کرنے کو آمادہ ہوں اگر مولوی فاضل نیک نیتی کے ساتھ ماننے کو طیار ہو۔ مباہلہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے مرسل کی عجیب عجیب تائیدیں فرمائی ہیں۔ اور روز روشن کی طرح اسکی سچائی کو بڑی زبردست پیشگوئیوں کے پورا کرنے سے ظاہر کیا ہے مگر آنکھ کے اندھوں اور دل کے محجوب مخالفوں کو کوئی کیا دکھا سکے ان سب باتوں کو الگ رکھ کر میں مولوی فاضل صاحب سے پوچھتا ہوں کہ

کیا غزنوی اور ان کے اعوان و انصار یہ چاہتے تھے کہ یہ سلسلہ اسقدر ترقی کرے؟

یقیناً ماننا پڑے گا کہ ہرگز نہیں پھر اب یہ ایک **فیکٹ** (امر واقعہ) اور ٹروتھ (صداقت) ہے کہ اس سلسلہ نے ان بارہ سال میں وہ ترقی کی جسکی نظیر دکھانی ناممکن ہے پھر اس سے بڑھ کر اور مباہلہ کا اثر آپ کیا چاہتے ہیں؟ ✝

"رہی یہ بات جسپر آپ کا بہت بڑا زور ہے کہ آتھم کی پیشگوئی پر آپ کی وہ درگت ہوئی کہ خدا دشمن کی بھی نہ کرے دوم فوجداری مقدمہ میں دو سال تک کمرہ عدالت میں چار چار گھنٹے حاضری سے ناک میں دم آیا ہزارہا روپیہ کا خرچہ ہوا" اے نادان! میرا تو یہ خیال تھا کہ مولویت اور اسپر **فضیلت** کی دُم نے تیرے خیالات میں بلند پروازگی اور ذہن میں رسا قوت پیدا کی ہوگی اور مولوی کہلا کر سُنن انبیاء سے تو ناواقف نہ ہوگا مگر میرا خیال تیرے اس **استدلال** کو پڑھ کر بدل گیا ہے۔

سُنن انبیاء سے ناواقف کے سوا کون اس قسم کا اعتراض کر سکتا ہے۔ اگر حضرت مسیح موعودؑ کا فوجداری مقدمہ میں کمرہ عدالت میں پیش ہونا اور دو دو چار چار گھنٹے کھڑا رہنا ان کی شان رسالت کے منافی ہے تو مولوی فاضل صاحب! مجھے شبہ ہوتا ہے خود حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کی نسبت تو آپ کا عقیدہ بہت ہی مبتذل ہوگا جسے آئے دن عدالتوں میں جواب دہی کرنی پڑتی اور آخری نظارہ تو نہایت ہی خطرناک اور قابل رحم تھا کہ ظالم یہودیوں نے اُسکے مُنہ پر تھوکا اور سر پر **کانٹوں کا تاج رکھدیا**۔ شاید آپ انھیں نبی تسلیم نہیں کرتے ہونگے؟

مجھے اندیشہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جو اپنی قوم کو فرعون کی غلامی سے نجات دلا کر نکلے تھے راستہ میں انھوں نے جس قدر تکالیف اُٹھائیں وہ یقیناً آپ کے اس بیہودہ خیال کے موافق انھیں منصب رسالت سے معزول کرنے والی ہوں گی۔

ایسا ہی حضرت **یوسف علیہ السلام** کا زندان میں رہنا آپ کے نزدیک انکی پاکیزہ لائف پر ایک داغ ہوگا؟

میں دور کی باتیں کیوں پوچھوں خود حضرت **سید الانبیاء ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم** کا طائف کے بدمعاشوں اور اوباشوں سے اینٹیں کھانا اور کفار مکہ کے ہاتھوں مشکلات میں مبتلا ہو کر ہجرت کرنا بھی آپ کے نزدیک آپ کی پاک رسالت پر (جو دو اور دو چار کی طرح یقینی اور واضح ہے) داغ ہوگا؟

مولوی فاضل صاحب! آپ کی اس واقفیت اور طرز استدلال پر میں ہی نہیں اسلامی دنیا تھوک دیگی جو انبیاء علیہم السلام کی کسر شان کا موجب ہے۔ یہی وہ راز ہے جو **خدا کے ولی کی مخالفت** سلب ایمان ہو جانے کا ہے۔

دیکھ! تو نے خدا کے **جری** پر ان مشکلات پر جو ماموریت کی شان کے لازم حال ہیں اعتراض کیا اور تیرے اس اعتراض کا نشانہ کل انبیاء علیہم السلام کی **پاک جماعت** ہوئی افسوس!! اور پھر افسوس!!

مولوی فاضل صاحب! جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار صحابہ کے خون کے دریا بہتے تھے اور خود رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دندان مبارک بھی شہید ہوئے تو کیا وہ اس سے آپ کی ناکامی (معاذ اللہ) نتیجہ ہو سکتی تھی؟

اگر کوئی ایسا خیال کرتا ہے تو یقیناً مسلمان کہلا کر وہ سخت گستاخ اور بے ادب ہے پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا سارا دن لڑائیوں میں کھڑے رہنا اور صدمات جنگ برداشت کرنا اور صحابہ کے خون بہا دینا آپکی رسالت پر بدنما اثر پیدا نہیں کرتا اور ہرگز نہیں کرتا تو حضرت مسیح موعودؑ کا فوجداری مقدمہ میں دو سال اور دو چار گھنٹے کیا سارا دن کھڑے رہنا بھی آپ کی رسالت پر بدنما اثر پیدا نہیں کرتا بلکہ آپ کی سچائی کا زبردست **گواہ** ہے کیونکہ مقدمہ کے ذریعہ

✝ اور جو ایمان ہی نہ ہو تو کلہ سے کہیں؟ - منافق

✝ شاید یہ چاہتے ہیں کہ وہ لنگڑا لولہ مجذوم مبروص اپاہج ہو جائے اور سامری کیطرح لامساس کہتا پھرے اور لوگ ہر طرف سے دھتکاریں اور دھکے دیں۔ - لعنت

www.aaiil.org

ہر قسم کے مخالفوں نے یہاں تک کہ آپ نے بھی ہر قسم کا زور لگایا اور خدا کے موعود سلسلہ کو تباہ کرنا چاہا مگر آخر وہ

کامیاب ہوا اور اس طرح کامیاب ہوا جس طرح انبیاء علیہم السلام ہوتے ہیں ہاں اسی طرح جس طرح خدا تعالیٰ نے قبل از وقت خبر دی تھی

یہ تو عظیم الشان پیشگوئی اور نشان تھا جو پورا ہوا۔ اور یہی تیرے نزدیک محل اعتراض ہے۔ سچ ہے ؎

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیب است

اگر خدا تعالیٰ کا انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہ قانون اور دستور نہیں تو مولوی فاضل صاحب! کیا قرآن شریف میں اَلْعَاقِبَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ بے محل بیان ہوا ہے؟

آپ کے اس طرز استدلال نے آپ کی قرآن دانی۔ حدیث فہمی سب پر پانی پھیر دیا اور معلوم ہوا کہ آپ کورے کے کورے ہیں اور سنن اللہ سے محض نابلد اور ناآشنا ہیں آتھم کی پیشگوئی پر بھی آپ کے اعتراض کی یہی حقیقت ہے۔ میں اس مفصل آپ کی علمی پردہ دری الہامات مرزا کے جواب میں ان شاء اللہ تعالیٰ کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں اسی میں آپ کے کل اعتراضات پر چونکہ مفصل بحث ہوگی۔ یہاں کچھ ضرورت نہیں۔

اب میں انصاف پسند ناظرین سے پوچھتا ہوں کہ وہ دیانت اور تقویٰ سے بتائیں کہ کیا مولوی فاضل صاحب مباہلہ کے لیے آئے؟ کیا غزنوی عبد الحق کا مباہلہ اسی کے لیے ذلت کا باعث اور ناکامی کا موجب نہیں ٹھیرا؟ اور کیا مولوی ثناء اللہ کے اعتراض مقدمہ سے اس کی علمی پردہ دری نہیں ہوئی؟

اب صرف اس کا قادیان آنا ایک امر ہے جس پر بحث کرنی چاہیے مگر میں اپنے اخبار میں انھیں ایام میں جب وہ یہاں آئے تھے بحث کر چکا ہوں اس لیے اعادہ کی ضرورت نہیں ہاں اس پر بھی مفصل بحث اس کتاب میں کروں گا وباللہ التوفیق

میں سمجھتا ہوں کہ مباہلہ کے متعلق میں کافی بحث کر چکا ہوں اور ثابت کر چکا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب تو کجا کوئی بھی مخالف کبھی مباہلہ کے لیے نہیں آیا بلکہ بجز غلام دستگیر کے کسی سے اتنی جرأت بھی نہیں ہو سکی کہ کسی اشتہار کے ذریعہ اتنا ہی شائع کر دیتا کہ

میں مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود اور مہدی مسعود کے مدعی کو کاذب سمجھتا ہوں اور اپنے آپ کو حق پر بیقین کرتا ہوں پس اے اللہ ہم دونوں میں سے جو کاذب ہے اسے صادق کی زندگی میں اس دنیا سے اٹھا لے پھر صادق کی زندگی اور کاذب کی موت جب کبھی ہوتی تو خود فیصلہ کر دیتی کہ کون سچا ہے۔

جہاں تک میں نے مولوی فاضل صاحب کی تحریروں کو پڑھا ہے میں نے تو کبھی کوئی ایسی تحریر نہیں پڑھی جس شخص کو ایسی عام دعا کی بھی جرأت نہ ہو کہ وہ شائع کر سکے تو اس کا یہ دعویٰ کرنا کہ میں مباہلہ کے لیے طیار ہوا تھا وغیرہ سراسر لاف و گزاف ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ صاف اور سارے الفاظ میں ایسی دعا کے شائع کرنے کی اب بھی کسی کو جرأت نہیں خواہ مولوی ثناء اللہ صاحب ہوں یا احمد اللہ صاحب۔

سردست ایک ہفتہ کے لیے میں مولوی ثناء اللہ صاحب سے رخصت ہوتا ہوں اور اگلی اشاعت میں ان شاء اللہ العزیز میں ان کے اس نوٹ پر نظر کروں گا جو انھوں نے مقدمات کے متعلق لکھا ہے خدا تعالیٰ انھیں ہدایت دے۔ آمین +

ایک لطیف استفتا اور اسکا جواب

چند روز سے ایک نووارد نوجوان مولوی شمس الدین احمد سید مقبول حسین ہمٰکوصل حنفی قادری رزاقی بلگرامی دار الامان میں وارد ہیں وہ اپنے وطن بلگرام (جو ایک مشہور اور مردم خیز قصبہ ہے) سے کسی تقریب پر دہلی تشریف لائے تھے وہاں سے آگرہ پہونچے اور میرے مخدوم و مکرم ڈاکٹر الحافظ خلیفہ رشید الدین صاحب پروفیسر میڈیکل کالج آگرہ سے ان کی ملاقات ہوئی ڈاکٹر صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک رخشندہ گوہر ہیں۔ انھوں نے آپ کو قادیان آنے کی تحریک کی چنانچہ سید صاحب امرتسر ہوتے ہوئے اور وہاں کے علماء سے ملتے ملاتے آخر قادیان پہونچے۔

آپ نے چند اختلافی مسائل جزیہ حضرت حکیم الامۃ کے حضور لکھ کر بغرض جواب پیش کیے حضرت ممدوح نے ان مسائل کا جو جواب دیا وہ فائدہ عام کی خاطر میں ذیل میں مع اصل سوالات کے چھاپ دیتا ہوں۔ سید صاحب کی یہ محنت الدال علی الخیر کفاعلہ کی مصداق ہے۔

ایسے اجنبی اور سلسلہ سے الگ بہت کم لوگ یہاں آتے ہیں جو یہاں آ کر حضرت اقدس یا بزرگان ملت سے استفادہ کرنے کی سعی کریں اور اپنے سفر کو وسعت معلومات اور نیا دلی خیالات کا صحیح ذریعہ قرار دیں بہرحال وہ دلچسپ خط و کتابت یہ ہے

(ایڈیٹر)

ہو الرزاق الواحد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم

ما قولکم رحمہم اللہ تعالے

اندریں مسائل ذیل

(۱) رفع یدین کرنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو اس کے واسطے حوالہ کتب احادیث وعبارت درکار ہے۔

(۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم بالجہر قبل الحمد و دیگر سورۃ کے پڑھنا اور آمین بالجہر کہنا کس حدیث سے ثابت ہے۔

(۳) مقتدیوں کو پنجوقتہ امام کے پیچھے الحمد پڑھنا چاہیے یا صرف عصر اور ظہر کے وقت اور ہر ایک کے جواز کی صورت میں دلیل درکار ہے۔ اسی طرح سوائے سورۂ فاتحہ کے اور سورۃ بھی بعد سورۂ فاتحہ کے مثل امام کے پنجوقتہ یا صرف ظہر اور عصر کے وقت پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(۴) نماز میں ہاتھ کہاں پر باندھنا چاہیے

(۵) دعا کو امام کا بالجہر نماز کے اندر مانگنا درست ہے یا نہیں اگر ہے تو کیونکر۔

(۶) تکبیر جو نماز کے وقت کہی جاتی ہے اس میں کیا کیا کہنا چاہیے اور کے کے مرتبہ۔ اور اس کے لیے بھی حوالہ درکار ہے۔

(۷) خطبہ جمعہ یا عیدین محض عربی میں ہونا چاہیے یا جس زبان میں چاہے پڑھے اور اس میں اشعار عربی فارسی یا اردو وغیرہ کے پڑھنا درست ہے یا نہیں۔ اور خطبہ میں کیا کیا شرائط ہیں۔

(۸) اذان پنجوقتہ مسجد کے اندر دینا چاہیے یا باہر مسجد کے اور بالخصوص وہ اذان جو خطیب کے خطبہ پڑھنے کے وقت دی جاتی ہے کہاں پر دینا چاہیے۔ ہر حالت میں حوالہ و دلیل درکار ہے۔

(۹) اذان ہونے کے بعد جو دعا مانگی جاتی ہے وہ ہاتھ اٹھا کر مانگنا چاہیے یا بغیر ہاتھ اٹھائے۔

(۱۰) امام کو مسجد میں محراب کے اندر یا کمر کی کے اندر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں اگر ہے تو کس دلیل سے۔

(۱۱) نماز جمعہ کیا جہاں چار پانچ یا اس سے کچھ کم زائد مسلمان ہوں جائز ہے اور آیا اس کے واسطے مصر اور غیر مصر کی شرط ثابت بالکتاب والسنۃ ہے یا نہیں اور مصر کی کیا تعریف ہے۔

(۱۲) لباس میں مسلمانوں کو کیا استعمال کرنا چاہیے یا جو لباس چاہے استعمال کرے خواہ وہ کوٹ پتلون کیوں نہ ہو۔ یا کیا۔

(۱۳) اب کسی خاندان میں مثل قادریہ چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ کے کسی کا مرید ہونا درست ہے یا نہیں (یعنی سوائے سلسلہ احمدیہ قادیانیہ کے۔)

(۱۴) اب ہندوستان میں کن کن علماء کو عالم سمجھنا چاہیے اور ان کے فتاوے پر پابند ہونا چاہیے منجملہ ان کے چند کے نام تحریر فرمائیے (یعنی سوائے ان عالموں کے جو سلسلہ احمدیہ قادیانیہ میں داخل ہو گئے ہیں اور دیگر علماء کو ماننا چاہیے یا نہیں خواہ وہ کسی خاندان کے ہوں)

(۱۵) سماع کسی طرح پر جائز ہے یا نہیں۔ اور اس کا مزامیر کے ساتھ سننا کیسا ہے اور مزامیر کے ساتھ سننے والے کے واسطے کیا حکم ہے۔ اور اس کے واسطے حوالہ و دلیل درکار ہے۔

(۱۶) کسی وظیفہ کا مثل حزب البحر۔ حزب الاعظم۔ دلائل الخیرات۔ قصیدہ بردہ۔ دعاء سیفی وغیرہ کا پڑھنا کیسا ہے۔

(۱۷) تعویذات جو آیت قرآنی وغیرہ کے ہوں ان کا کچھ اثر ہوتا ہے یا نہیں۔

(۱۸) کسی بزرگ ولی اللہ کے مزار پر جانا کیسا ہے۔

(۱۹) موزوں پر مسح کرنا جائز ہے یا نہیں اور بالخصوص بالکل سوتی موزوں پر خواہ مہین ہوں۔ یا موٹے ڈبل۔ اسکے واسطے بھی حوالہ کی ضرورت ہے۔

(۲۰) مثنوی شریف حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ و دیوان حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ یہ کیسی کتابیں ہیں۔

(۲۱) کیا یہ صحیح ہے کہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم مبارک سب اولیاء اللہ کے گردنوں پر رکھا اور رہے۔

(۲۲) فاتحہ تیجہ وغیرہ اور مولود شریف یا گیارھویں یا عرس کرنا کیسا ہے۔

(۲۳) کتاب تذکرۃ الاولیا حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی اور اخبار الاخیار حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ القوی کی اور احیاء العلوم مستند کتب ہیں یا نہیں۔

(۲۴) مدینہ طیبہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً و تکریماً کو یثرب کے لقب سے استعمال کرنا کیسا ہے۔

(۲۵) دلائل الخیرات کے پڑھنے کے واسطے اجازت وغیرہ کی ضرورت ہے یا نہیں۔

(۲۶) سوائے مسلمانوں کے اور غیر مذہب کے لوگوں کو سلام کرنا کیسا ہے اور اگر وہ خود سلام کریں تو ان کو کن الفاظ میں جواب دینا چاہیے۔

(۲۷) ابہام کو بوسہ دینا اُس وقت جب حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی زبان یا اور کسی وقت لیا جاوے اور مولود شریف میں قیام کرنا کیسا ہے۔

اُمید ہے کہ ان سب سوالوں کا جواب مفصل و مدلل بحوالہ قرآن و حدیث و کتب فقہ و اقوال فقہا تحریر فرمائیں کہ تسکین ہو۔ فقط بینوا و توجروا۔

ملتمس آوارہ دشت گمنامی عبدہ شمس الدین احمد سید مقبول حسین و صل حنفی قادری رزاقی بلگرامی عاملہ اللہ تعالےٰ بلطفہ السامی و غفر اللہ تعالیٰ ذنوبہ بجاہ نبیہ التہامی۔
مقام قادیان ضلع گورداسپور

نورالدین ۵ مارچ ۱۹۰۵ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بجواب گرامی نامہ عرض ہے۔ ان مسائل جزئیہ میں میری اپنی تحقیق یہ ہے کہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کا جو مجموعہ عمل درآمد میں ضرور ہے مثلاً موطا۔ بخاری اور زیادہ سے زیادہ صحیح مسلم و ابوداؤد۔ ایک مومن متقی کے لیے جیسی اس کی استعداد ہو سہل الحصول ہے۔ اُسسے زیادہ ایک ہوس ہے۔ عملی حصہ میں اس کی ضرورت نہیں۔ ہاں عقائد و اصول کی باتوں پر اور طریقہ سے توجہ کرنی چاہیے جو غالباً بلکہ یقیناً اسی قرآن کریم اور صحیحین بلکہ صحیح بخاری سے حاصل ہو سکتا ہے۔

مکرم بندہ! ان مسائل جزئیہ میں علماء کا اختلاف ہے جن کو آپنے دریافت فرمایا پس جو امر میرے نزدیک ان مسائل میں محقق ہے اُسکو میںنے بیان کر دیا ہے۔ اور ایسے مسائل میں زیادہ کدوکاوش کی ایک متقی عامل کو ضرورت نہیں۔

ان مسائل میں سے مثلاً رفع یدین ہے روایتاً رفع یدین کرنا قوی ہے۔ اسکے مقابل کے دلائل میرے نزدیک وہ قوت نہیں رکھتے جو رفع یدین کے دلائل بالمقابل شوکت رکھتے ہیں۔ مگر مخالف دلائل ہیں ضرور ان کا انکار نہیں ہو سکتا۔

ہاں الحمد شریف خلف الامام میں جیسے خصوصیت سے پڑھنا ثابت ہے نہ پڑھنا فاتحہ کا خصوصیت سے ثابت نہیں پس پڑھنا بڑی ترجیح رکھتا ہے اور نماز میں ہاتھ سینہ پر کی روایت صحیح ہے اور تحت سینہ کی ضعیف اور بعض مسائل تو ایسے ہیں کہ مخالف پر دلیل ہی نہیں۔ مثلاً اذان عند الخطبہ امام کے سامنے چاہیے۔ جمعہ کی شرائط۔ بیعت خاندانہائے خاصہ (چشتیہ سہروردیہ وغیرہ وغیرہ) اور بعض مسائل پر سوائے فطرۃ سلیمہ کون تمیز کراوے۔ مثلاً علماء میں قابل فتویٰ کون کون ہے۔

بعض مسائل اس قسم کے ہیں کہ جب قوم میں تنزل و ادبار شروع ہوتا ہے اور ہر ایک فرد اپنی اپنی ابتلاؤں میں حیران و پریشان ہو جاتا ہے تو الغریق یتشبث بکل حشیش۔ کبھی بت پرستوں کے مزاروں کو حاجت روائی کا ذریعہ بناتا ہے اور کبھی حزبوں سیفیوں کو کہیں مریدوں کو تعویذ گنڈے بنا دیتا ہے کہ آخر کچھ تو ملے اسی طرح فاتحہ تیجہ روٹی کو ذرائع ہیں اس قوم کے لیے جو تباہ ہو گئی ہے اور رسم رہی ہے اور روح اسکے اندر سے وحدۃ کی روح نکل گئی۔

بوسے بزرگوں کے ہاتھ پر دینے کی ضرورت اُسوقت ایجاد ہوئی جب پیروں میں حقیقی قوت نہ رہی۔؟

جناب من! یاد رکھیں کہ اختلاف کی دو قسمیں ہیں۔ ایک اختلاف تضاد اور دوسرا اختلاف انواع احادیث صحیحہ میں اور دلائل قویہ میں۔ اختلاف انواع تو ہوتا ہے مگر اختلاف تضاد نہیں ہوا کرتا مثلاً کوئی نہیں دکھا سکتا کہ قرآن کریم میں ایک دفعہ تو حکم ہوا ہو کہ فلاں خاص کام ضرور کرو پھر دوسرے وقت کہا گیا ہو کہ فلاں کام ہرگز نہ کرنا۔ عام طور پر احادیث میں حکم ہو کہ فلاں کام ہر شخص ضرور کرے اور پھر کہا گیا ہو کہ کوئی کبھی یہ کام نہ کرے اور یہ کیا اختلاف ہے کہ عشاء میں حضرت نبی کریمؐ نے وَالشمس اور والتین پڑھی۔ اور ایک شخص روایت کرتا ہے کہ انا انزلنا اور واللیل پڑھی کیونکہ مسنون بار بار عشاء کی نماز پڑھی اور اسمیں کبھی کبھی کوئی سورۃ پڑھی اور کبھی کوئی سورۃ۔

جناب من! یہ طریق ہزاروں مسائل کو حل کر دیتا ہے۔ اور بعض مسائل تو خواہ مخواہ لوگوں نے مسائل شرعیہ بنا لیے ہیں حالانکہ وہ ہرگز شرعی مسائل نہیں۔ بلکہ یوں ہی غیر ضروری امور ہیں جنکو شرعاً نفیاً و اثباتاً کوئی تعلق نہیں۔

الجواب

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام الی الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی یکونا بحذو منکبیہ ثم یکبر فاذا اراد ان یرکع رفعہما مثل ذلک و اذا رفع راسہ من الرکوع رفعہما کذلک۔ وقال سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد۔ متفق علیہ (بخاری ومسلم) فما زالت تلک صلوٰتہ حتی لقی اللہ۔ اخرجہ البیہقی

پس جواز رفع یدین میں کوئی کلام نہیں گو ابن مسعود سے عدم رفع بھی منقول ہے۔

(۲) الحمد شریف کے پہلے بسم اللہ کے متعلق اور اور سورہ کے متعلق عرض ہے۔
عن انس بن مالک قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ابی بکر و عمر و عثمان فلم اسمع احداً منہم یقرأ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ رواہ احمد ومسلم۔ عن عبد اللہ بن مغفل اذا انت قرأت فقل الحمد للہ رب العالمین رواہ الخمسۃ الا ابا داؤد۔ و عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزلت علی انفا سورۃ فقرأ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم انا اعطینٰک الکوثر رواہ احمد ومسلم والنسائی فکانوا لا یجہرون رواہ ابن حبان وکانوا یسرون رواہ ابن خزیمۃ و ذکر البیہقی فی الخلافیات انہ اجتمع آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الجہر ببسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۳) عن عبادۃ ابن الصامت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب رواہ الجماعۃ وعنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال انی اراکم تقرؤن ورآء امامکم قال قلنا یا رسول اللہ ای واللہ قال لا تفعلوا الا بام القرآن فانہ لا صلوٰۃ لمن لم یقرء بہا رواہ ابوداؤد و الترمذی۔

(۴) عن وائل بن حجر قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسریٰ علی صدرہ رواہ ابن خزیمۃ و صححہ۔ و عن علی رضی اللہ عنہ قال ان من السنۃ فی الصلوٰۃ وضع الاکف علی الاکف تحت السرۃ رواہ احمد و ابوداؤد و فی اسنادہ عبد الرحمٰن بن اسحٰق الکوفی قال ابوداؤد سمعت احمد بن حنبل یضعفہ و فی الکبیری شرح منیۃ المصلی انہ مجمع علی ضعفہ۔

(۵) عن ابن عمر انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا

(محمد جان)

ترفع راسه من الرکوع فی الرکعة الاخرة من الفجر اللهم العن فلانا وفلانا بعد ما یقول سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد فانزل الله لیس لك من الامر شیء الی قوله فانهم ظالمون رواه البخاری و عن انس قال کان القنوت فی المغرب والفجر رواه البخاری۔

(۶) عن انس قال امر بلال ان یشفع الاذان ولو یتر الا قامة الا الاقامة رواه الجماعة۔

(۷) خطبہ وعظ جس طرح مخاطب لوگ سمجھیں خطبہ نثر پر بولا جاتا ہے نہ اشعار پر۔

(۸) اذن بلال فی الصبح متفق علیہ۔ وعن ابی سعید اذا کنت فی غنمك او بادیتك فارفع صوتك بالنداء رواه البخاری۔ خطبہ کی اذان اصل اذان ہے جہاں ہمیشہ مؤذن اذان دیتا ہے وہاں جمعہ کی اذان خطبہ سے پہلے کوئی خصوصیت مکانی نہیں رکھتی

(۹) دُعا بعد الاذان میں خصوصیت کے ساتھ ہاتھ اُٹھانا ثابت نہیں اور نہ معمول ہے اسلام میں۔

([illegible]) امام کے لیے ممانعت شرعاً ثابت نہیں کہ فلاں جگہ کھڑا نہ ہو۔

(۱۱) نماز جمعہ کے لیے تعداد مقتدیوں کے متعلق اور مصر وغیرہ کی شرط احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں پس ایجاب شرائط شرع ہے۔

(۱۲) لباس میں رجال کو تشبہ بالنساء اور نساء کو تشبہ بالرجال جائز نہیں اور رجال میں حریر ممنوع ہے۔ اسی طرح معصفر اور عورتوں کے لیے بہت باریک لباس ممنوع ہے عن ابی هریرة ان النبی صلی الله علیه وسلم لعن الرجل یلبس لبس المرأة والمرأة تلبس لبس الرجل رواه احمد۔ عن عمر قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول لا تلبسوا الحریر۔ متفق علیه عن علی قال نهانی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن لباس المعصفر رواه مسلم۔ عن اسامة کسوت القبطیة امراتی فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم مرها ان تجعل تحتها غلالة فانی اخاف ان تصف حجم عظامها رواه احمد۔

ہاں ثوب شہرت ممنوع ہے عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من لبس ثوب شهرة فی الدنیا البسه الله ثوب مذلة یوم القیٰمة رواه احمد وابوداؤد۔

(۱۳) افلت شمس الاوابین۔

(۱۴) فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون وهو اعلم بمن اتقی

(۱۵) من حسن اسلام المرء ترکه ما لا یعنیه ولا بد ان یکون الرجل فعالاً لا قولاً۔

(۱۶) فی الاستغفار ولا حول۔ والصلوٰة والسلام علی النبی و الحمد والقرآن وادعیتنا لحدیث کفایة

(۱۷) ومن التعاویذ فی المعوذتین کفایة

(۱۸) الاتن ورودها عام فی جمیع القبور۔

(۱۹) عن جریر انه بال ثم توضأ ومسح علی خفیه ثم قال رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم بال ثم توضأ ومسح علی خفیه متفق علیه۔ عن المغیرة ابن شعبة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم توضأ ومسح علی الجوربین والنعلین صححه الترمذی

(۲۰) مثنوی اور دیوان حافظ عمدہ نظم ہے۔ صاحب مثنوی صوفی و فلسفی ہیں۔

(۲۱) سید عبد القادر الجیلی عمائد اولیا دہر سے ہیں قدمی علی رقبة کل ولی شاید ان کا قول ہو اور اپنے زمانہ کے اولیاء پر ان کو فضیلت ہو

(۲۲) من حسن الاسلام المرء ترکه ما لا یعنیه۔ واتباع محمد صلی الله علیه وسلم هو الدین۔

(۲۳) تاریخی کتابیں میں نے آج تک ایسی نہیں دیکھیں کہ اُن میں قوی و ضعیف صحیح و غلط سب کچھ ہی نہ ہو۔

(۲۴) مدینہ طیبہ کو یثرب کہنا شرعاً جائز نہیں

(۲۵) دلائل الخیرات سے بہتر وہ صلوٰۃ و سلام ہے جو نماز میں ہے اور اجازت الٰہی صلوٰۃ و سلام کے لیے ہو چکی ہے دلائل الخیرات اجازت کی محتاج نہیں اور نہ یہ اجازت کوئی چیز ہے

(۲۶) مسلمانوں اور حضرت ابو الملّت ابراہیم علیہ السلام نے کفار کو اندا رسلام فرمایا ہے سلام علیکم لا نبتغی الجاهلین اور فرمایا ہے سلام علیك ساستغفر لك ربی

(۲۷) بوسہ ابہام اور مولود میں قیام احادیث صحیحہ سے ہرگز ثابت نہیں فقط

نور الدین

المجیب اجاب عندی بالصواب فقد اجاد واصاب

برہان الدین عفی اللہ عنہ جہلمی

مقام قادیان

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

یادگار کرامت

آریہ سماج کی تاریخ میں پنڈت لیکھرام مقتول کی یادگار قایم رکھنے کیلئے ۶ مارچ کے دن ہر سال ہر مقام پر جہاں آریہ سماج ہے کم از کم ایک مختصر سا جلسہ کیا جاتا ہے اور مستقل طور پر آریہ مسافر میگزین کے ذریعہ اسکی یادگار کو قایم کیا گیا ہے۔ آریہ سماج اپنے مذاق پر اس یادگار کے ذریعہ آریہ سماج کے نوجوانوں کے دل میں جس قسم کے لٹریچر کا مذاق پیدا کرنا چاہتی ہے مجھے ضرورت نہیں کہ اسپر کچھ لکھوں۔ البتہ مجھے اپنے نقطۂ خیال سے اس امر کا اظہار مقصود ہے کہ یہ یادگار دراصل خدا تعالیٰ نے اس عظیم الشان پیشگوئی کی قایم فرمائی ہے جو فروری ۹۳ء میں خدا تعالیٰ کے مامور و موعود نے بڑے پرزور الفاظ میں کی تھی۔ اور فرمایا تھا کہ

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمد

اب یہ کرامت آریہ سماج نے بجائے خود مستقل یادگار کے طور پر تازہ کر رکھی ہے یہ خدائی کرشمہ ہے جسے ہر کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ ع

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی ماسٹر آتما رام صاحب ایڈیٹر ہنسکاری کا آریہ سماج کو بہت ہی مشکور ہونا چاہیے جنہوں نے سالہا سال کی دیدہ ریزی اور غور و فکر کے بعد یہ لطیف نکتہ پیدا کیا ہے کہ قرآن شریف میں الٓمّٓ کے اندر وید کا لفظ اوم پوشیدہ ہے وید یہ تعلیم کی تاریخ دنیا میں عرب اور آدم کے الفاظ کو سنسکرت بنانے کی بڑی کوشش کی تھی مگر جو کمال ماسٹر آتما رام صاحب کو سوجھا ہے وہ پنڈت دیانند صاحب کے دماغ میں بھی نہیں سمایا۔ ماسٹر آتما رام صاحب کو چند روز ہوئے یہی اوم بائیبل میں نظر آیا تھا۔ اور اب قرآن شریف میں۔ تعجب خیز یہ امر ہے کہ ماسٹر صاحب الٓمّٓ سے اوم محض اس لئے مراد لیتے ہیں کہ مختلف مفسروں نے اس کے مختلف معنے کئے ہیں۔ مگر یہ نہ بتایا کہ لفظ اوم کے معانی سے الٓمّٓ کے معانی میں مطابقت کیونکر ہے؟ اور علم اللسان کے کس قاعدہ کے ماتحت سنسکرت کا واؤ ل سے بدل جاتا ہے کم از کم اسکی تو چند نظائر ہونی چاہیے تھیں۔ اور پیران سب معترضین کا نام لیکر ماسٹر صاحب کو لعنت بھیجنی چاہیے جنہوں نے الٓمّٓ پر اعتراض کیا ہے۔ اگر یہی طریق ویدک سچائی کا ہے تو مجھے امید ہے کہ ماسٹر صاحب سعدی کی بوستان اور میر حسن کی مثنوی کے ہر ایک مصرعہ سے اوم نکالکر دکھائیں گے۔

پرکاش اب کیا کہیگا! جدید معصر پرکاش نے اہلحدیث کے اعتراض متعلقہ کرشن منتی پر اصرار کرنا چاہا تھا کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے ہنکا جواب کیا دیا جاتا ہے اب جبکہ الحکم کی کئی گذشتہ اشاعتوں میں حضرت کرشن علیہ السلام کے متعلق تحریری ثبوت پیش کیا گیا ہے کہ ہم ہمیشہ سے آپ کو واجب التعظیم بزرگ سمجھتے رہے ہیں تو اسے کم از کم اپنی غلطی کی اصلاح کر لینی چاہیے

پراٹسٹنٹ مذہب نے پرانی مسیحیت کے اس عقیدے پر بڑے بڑے اعتراض کئے کہ کسی زمین کے ساتھ خدا کو کوئی خاص تعلق ہوتا ہے، صلیبی تاریخ کے ہر انگریز مورخ نے اپنی تاریخ اسی اعتراض سے شروع کی ہے۔ مذہب نے تو یہ مساوات قایم کی ہے۔ مگر یورپ کی قومی شرافت اب اخلاق و مذہب کی ان تمام بندشوں کو توڑ تاڑ کے ساری دنیا کے اخلاق کو پامال کرکے مٹائے دیتی ہے۔ یورپی قوم جو عقیدہ رکھتی ہے کہ خدا کو ہر زمین سے یکساں تعلق ہے۔ اس مشرق کو تاریک بتاتی ہے جسکی یہی حالت یہ ہے کہ اگر آفتاب نکلا ہے تو یہیں سے نکلا ہے۔

اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصفیٰ سارسا پریلا یعنی عجیب و غریب چار جوہر

شیشی کی دوائیں بگڑے ہوئے خون کو نہایت صاف کر کے نہایت جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور سب سے بہتر یک ہر طرح کی طاقت بخشتی ہیں۔ طلسمی اور حکمی مصفیات خون اور مقویات بدن کا مجموعہ ہر ایک بکس چار جوہر کے چار دون شیشیوں میں ۴۸ خوراک جو ۴۸ روز کے استعمال میں مرد اور عورت لڑکے اور بوڑھے سب کو تمام کیلئے صحیح و سالم اور تندرست بنا دیتا ہے۔ شیشی نمبر ۱ جوہر عشبہ شیشی نمبر ۲ جوہر چرایتہ شیشی نمبر ۳ جوہر شاہترہ شیشی نمبر ۴ جوہر چوب چینی کا جوہر وغیرہ۔ چار جوہر پینے سے جذام، کوڑھ، ناسور، گٹھیا، بواسیر، آتشک، سوزاک، خارش، داد، کھانسی، بخار وغیرہ کے فسادات کو ہمیشہ کیلئے صاف کر دیتا ہے۔ ۴۸ خوراک کی چاروں شیشیاں ایک ہی بکس میں۔ قیمت فی بکس تین روپیہ آٹھ آنہ۔ پیکنگ و محصولڈاک علاوہ۔

اکسیر حیات یعنی نمک نباتات

متعدد جڑی بوٹی اور تمام مفید دواؤں اور سو دواؤں کے ست اور جوہر سے کیمیاوی طور پر ترکیب دیکر بڑی محنت اور جانفشانی سے یہ نمک تیار کیا گیا ہے۔ اول درجہ کا مقوی معدہ ہاضم غذا اور دافع قبض و ریاح ہے ... اور خون صالح پیدا کرتا ہے۔ صحت و تندرستی کا ہمیشہ قائم رکھنے والا ... اور باقاعدہ ہونا طحال یعنی تلی، ضعف معدہ یعنی غذا کا بخوبی ہضم نہ ہونا۔ اور بار بار پیاس، قولنج، درد سر، کھانسی، دمہ، ضعف دماغ، ضعف بصارت، کمی باہ یعنی نامردی، جریان، ماہواری، درد گردہ، بواسیر وغیرہ کو بھی فائدہ بخشتا ہے۔ بچوں کے دانت نکلنے کی حالت میں نہایت ہی مفید ہے۔ دل اور دماغ کو قوت اور فرحت بخشتا ہے۔ طبیعت کو خوش اور بشاش رکھتا ہے۔ فکر اور تردد کو دفع کرتا ہے ... خون اور گوشت پیدا ہو سکتا ہے جس سے ہر طرح کی نئی طاقت اور قوت یقیناً پیدا ہوگی۔ یہ امر مسلم ہے کہ اکثر بیماریاں معدہ کی خرابی کے سبب سے پیدا ہوتی ہیں۔ اسلئے اسکا نام اکسیر حیات رکھا گیا ہے ...

طاقت پیدا کرنے کی عمدہ دوا یعنی معجون تقویت

یہ دوا سب سے بہتر یک ہر طرح کی نئی طاقت پیدا کر کے انسان کو ہمیشہ تندرست رکھتی ہے اور دل اور دماغ اور گردہ یعنی اعضائے رئیسہ کی تقویت کیلئے اکسیر ہے ... بصارت و حافظہ و ذکاوت کیلئے سریع الاثر ہے۔ قیمت فی بکس جس میں ۳۰ بکس دوا رہتی ہے پانچ روپیہ۔ پیکنگ و محصولڈاک علاوہ۔

گٹھیا کی اکسیر دوائی یعنی روغن اوجاع

کیسی ہی سخت تکلیف دہ گٹھیا، عرق النسا، یا درد کمر، یا درد شانہ ہو چند روز اس تیل کی مالش سے درد اور ورم اور تمام تکلیفات بالکل دفع ہو جاتی ہیں۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔ پیکنگ و محصولڈاک علاوہ۔

آنکھوں کیلئے نئی روشنی یعنی سرمہ نوری

اصلی ممیرا اور ایک سو مفید و مقوی بصر ادویات و محلول جواہرات سے یہ سرمہ تیار کیا جاتا ہے۔ جالا، پھولا، دھند، غبار، ناخونہ، رتوندی، پڑوال، سرخی چشم، درد، کمزوری وغیرہ۔ غرض آنکھوں کی کل بیماریاں دفع کر کے آنکھوں میں نوجوانوں کی طرح نئی روشنی از سر نو پیدا کرتا ہے ... قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔ پیکنگ و محصولڈاک علاوہ۔

دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کیلئے اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان و خوشبودار منجن

دانت اور آنکھیں ایسی دو چیزیں ہیں کہ انکے بغیر زندگی کا مزہ نہیں۔ اسلئے ہر شخص پر انکی داشت اور حفاظت نہایت ضروری اور لازمی ہے۔ اس منجن کو آپ چند روز ملنے سے دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کو دیکھئے۔ کیسا ہی درد ہو فوراً دفع ہو جائیگا اور تمام دانت موتی کی طرح چمکنے لگیں گے۔ دانتوں کے ورم اور درد اور خون و پیپ، دہن اور منہ و زبان کے ناسور کے دفعیہ کیلئے بے نظیر ہے۔ قیمت فی بکس ... پیکنگ و محصولڈاک علاوہ۔

ازیں آتشک، سوزاک، جریان، اسہال، بواسیر، ملیریا، طحال، خارش، اختلاج قلب، سفید داغ، داد، بہرہ پن کی دوا، زخم پھوڑے کیلئے مرہم، اور نیز مخصوص عورتوں کیلئے ہر مرض کی دوائیں اس دواخانہ میں موجود ہیں جن کا تجربہ عرصہ دراز سے تمام ہندوستان میں نہایت کامیابی سے ہو رہا ہے۔ دو پیسہ کا ایک ڈاک ٹکٹ بھیجکر بڑی فہرست اس دواخانہ کی منگا کر ملاحظہ فرمائیے جسمیں کل دواؤں کی تفصیل حالات و طریق استعمال و سرٹیفکٹ وغیرہ کے درج ہیں۔ آپ اپنا نام اور پتہ و نام ڈاکخانہ خوب صاف لکھئے اور اگر ریلوے سٹیشن قریب ہو تو اس کو بھی لکھئے۔

نوٹ۔ ہمارا پتہ یہ ہے: شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم سید محمد علی مال شیخ شہر بنارس

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے۔ بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ کثرت سے ہو گئے۔ بلحاظ قدامت اب بھی ترقی دی گئی ہے اور عطر، تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے طیار کئے جاتے ہیں اور خوش معاملگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے۔ شائقین بطور نمونہ فہرست طلب کریں۔

راقم محمد عبد الصمد سعد اللہ تاجران عطر قنوج

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو بدگمانی سے بچانے کیواسطے صرف ایک عمدہ ذریعہ ہے کہ ہر ایک دوا کا نمونہ کارڈ آنے پر مفت بھیجا جاوے۔ کرسنے جاندی کی گولیاں جو اعلیٰ درجہ کی مقوی دل و دماغ و معدہ و باہ اور مصفیٰ خون ہیں اور جوان اور بوڑھوں کیلئے مفید ہیں۔ اعتبار کیواسطے اکسیر میں قیمت حبوب کا بکس ۳ (مخل مراد) یہ ایک نہایت نفیس عمدہ قسم کی مٹھائی ہے ... ہے خلوص سے تیار کیگئی جو حلق سے اترتے ہی اپنا اثر دکھانا شروع کرتی ہے اور رقت و جریان و احتلام وغیرہ کو دور کر کے چست و چالاک بنا دیتی ہے اور مقوی دل و دماغ و معدہ وغیرہ ان اعضاؤں کو تقویت دیکر خون صالح پیدا کرتی ہے۔ اسلئے ... فی بکس ۱ خوراک ... عہ

المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

ایک نظر ادہر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے۔ مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی۔ اگر تیل۔ یہ تیل ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے نزلہ آنکھ درد سر وغیرہ کیلئے مفید ہے۔ قیمت فی شیشی ... محصولڈاک

المشتہر منیجر کارخانہ فرحت افزا نسیم قنوج

الفضل احمدیہ پریس قادیان میں ... شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر مالک کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ال نمبر ۷۷

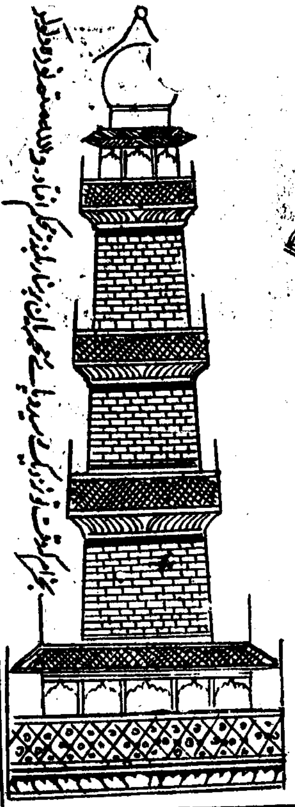

ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

انہ اوی القریہ

الحکم

دوا مینی شفا بینی غرض دارالامان بینی	چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عـ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

نمبر ۹ | دارالامان قادیان مورخہ ۱۷ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء مطابق ۱۰ محرم سنہ ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

(۱) اطلاع ضروری ۔ اصلاح صفحہ اول
(۲) دشمنوں میں پھوٹ " ۲ و ۳
(۳) مولوی ثناء اللہ کی پردہ دری " ۳ و ۴
(۴) سید ظہور حسن سجادہ نشین بٹالہ کی رائے " ۴
(۵) جلسۃ الوداع کی تقریب پر حضرت حجۃ اللہ کی تقریر ۵ و ۶
(۶) مراسلت صفحہ ۷
(۷) سید امیر علی شاہ صاحب کے الہامات " ۷ و ۸
(۸) دارالامان کا ہفتہ " ۸
(۹) تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام " ۹
(۱۰) مختصر نوٹ اور نکات " "
(۱۱) ایک نیا دعوے " ۱۰ و ۱۱
(۱۲) سلسلہ عالیہ احمدیہ اخبارات میں " ۱۱ و ۱۲
(۱۳) مذہبی دنیا پر سرسری نظر " ۱۲ و ۱۳
(۱۴) سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ضرورتوں کے لئے مستقل سرمایہ چاہیئے؟ صفحہ ۱۳
(۱۵) اشتہارات " ۱۴

اطلاع ضروری

تفسیر القرآن جلد دوم (جو سورۃ آل عمران سے شروع ہوئی ہے) کا پہلا اور دوسرا نمبر لکھا جا رہا ہے جو انشاء اللہ العزیز جلد تیار ہو جاوے گا۔ اس امر کی پابندی کسیقدر مشکل معلوم ہوتی ہے کہ سال میں تین یا چار سیپارے پورے کئے جاویں کیونکہ قرآن کریم کے حقائق کو بیان کرتے وقت اس کشف حقائق کے زمانہ میں میرے نزدیک یہ برا معلوم ہوتا ہے کہ ایک مضمون کا گلا گھونٹ کر ختم کیا جاوے۔ اسلئے میں نے اس جلد میں اس امر کی پروا نہیں کرنی چاہی کہ کسقدر حصہ قرآن کریم کا آتا ہے بلکہ جہانتک ایک آیت یا لفظ کے متعلق مجھے ضروری مواد مل سکا ہے میں نے اس کے جمع کرنے کی کوشش کی ہے ہر چند میں کوشش کرونگا کہ جسقدر زیادہ حصہ بیان ہو سکے بیان کر دیا جاوے۔ لیکن چونکہ سورہ آل عمران بجائے خود ہمارے مخالفوں اور ہمارے درمیان ایک فیصلہ کن سورہ ہے اور اس میں اکثر مضامین بہت بحث طلب ہیں اسلئے بھی کسیقدر وضاحت سے کلام کرنا پڑیگا۔

اصلاح

تفسیر القرآن جلد اول کے نمبر سوم کے صفحہ دوم پر رکوع ۳۵ کے بالمقابل جو ترجمہ دیا گیا ہے اس میں ایک غلطی رہگئی ہے اس لئے جن صاحبوں کے پاس وہ نمبر پہونچ چکا ہے وہ درست کرلیں۔

یا ایہا الذین آمنوا لا تبطلوا صدقاتکم

الآیۃ کا ترجمہ رہگیا ہے جو یہ ہے

ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتلانے یا ایذا رسانی سے اس شخص کی طرح اکارت نہ کرو جو اپنا مال لوگوں کو دکھانے کیلئے صرف کرتا ہے اور اللہ تعالےٰ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتا اسکی مثال اس چکنے پتھر کی سی ہے جس پر کچھ مٹی پڑی ہوا اور اس پر زور کا مینہ برسے اور اسکو صاف سل چھوڑ دے۔ جو کچھ انہوں نے کمایا اس میں سے وہ کسی چیز کی قدرت نہیں رکھتے اور کافر جو کام کر رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے نہیں یا اللہ کافروں کو بامراد نہیں کرتا۔

اس ترجمہ کی بجائے اس رکوع کی آخری آیت کا ترجمہ جو ترجمہ والے کالم کی سطر دس سے لیکر سولہ تک ہے درج ہوگیا ہے۔ ناظرین اصلاح کرلیں جلد دوم کے نمبر اول و دوم کے اصلاحی سلپ چھاپ کر بھیجدونگا انشاء اللہ۔ یہ غلطی چوہدری نصر اللہ خانصاحب پلیڈر سیالکوٹ نے مجھے بتائی ہے اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر دے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر کے معزز ناظرین کس غور اور مزے سے اسکو پڑھتے ہیں۔ خاکسار ایڈیٹر الحکم و تفسیر القرآن

انا للہ وانا الیہ راجعون

کپورتھلہ سے نہایت افسوسناک خبر ملی ہے کہ میرے مکرم مخدوم مرحوم بھائی محمد خانصاحب کے دوسرے بیٹے عبدالحمید صاحب جو عرصہ سے بیمار چلے آتے تھے ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء کو اس جہان سے رخصت ہوگئے۔ مرحوم ایک سعید جوان تھا۔ مرحوم باپ کیطرح آنکھوں میں حیا مروت اور کم گوئی کی عادت تھی۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل و رحمت کے سایہ میں جگہ دے اور اس کے محزون بھائی منشی عبدالمجید خان صاحب اور بیتاب والدہ کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔ اسکی موت کے متعلق مفتی فضل الرحمان صاحب کی ذیل کی چٹھی چھاپنے کو بھیجی ہے۔ ایڈیٹر

یہ دار فنا کیا کہوں حسرت کا مکان ہے
سرمایۂ آرام بقا اسمیں کہاں ہے

خورشید خوشی کا جو کہیں جلوہ نما ہو
تو الفور وہیں ابر تحیر میں نہاں ہے

بہت کم احباب ایسے ہونگے جو ہمارے مکرم و معظم بھائی میاں محمد خانصاحب مرحوم ساکن کپورتھلہ کے نام سے ناواقف ہونگے۔ خانصاحب مرحوم حضرت اقدس مسیح موعود کے بڑے جان نثار اور سچے خادم اور مخلص مرید تھے ابھی تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ خانصاحب نے عین عالم شباب میں اس دنیائے ناپائدار کو خیرباد کہکر جاودانی کا رستہ لیا ہے خانصاحب مرحوم یکتائے روزگار تھے اور دنیا میں حضرت مسیح علیہ السلام کی اتباع کا کامل نمونہ تھے اونکی وفات پر حضور علیہ السلام کو الہام ہوا تھا کہ (اولاد سے ملائم سلوک کیا جاویگا) جسکا پورا ہوتے ہوئے بھی اپنی آنکھوں نے دیکھ لیا اور اسکا زندہ ثبوت اون کے فرزند رشید میاں عبدالمجید خان صاحب سلمہ ربی موجود ہیں۔ اور اپنے والد مرحوم کے عہدہ پر ممتاز ہیں ابھی خانصاحب مرحوم کی جدائی کا غم ہمارے سینہ پر تازہ ہی تازہ تھا کہ آج اون کے دوسرے فرزند رشید میاں عبدالحمید خان جو میاں عبدالمجید خانصاحب سے دو سال چھوٹے تھے اور اپنے والد مرحوم کے قدم بقدم چلتے تھے۔ ٹھیک ۲ بجے بعد دوپہر اس جہان فانی کو چھوڑ کر اپنے والد مرحوم کے پہلو بہ پہلو جا لیٹے یہ صدمہ کچھ تھوڑا نہیں خصوصاً انکی والدہ کیلئے بہت ہی سخت صدمہ ہے میں اپنے احمدی احباب کی خدمت میں دوباتوں کی بادب التجا کرتا ہوں کہ اول تو وہ سب بھائی اپنے اپنے شہر میں اس مرحوم کا جنازہ پڑھیں اور دعا مغفرت کریں۔ دوم وہ اپنی تسلی دعاؤں میں انکی والدہ کیلئے دعا کریں کہ مولا کریم انکو صبر کی توفیق دیوے۔ کیونکہ یہ صدمہ ان کیواسطے ناقابل برداشت ہے۔

www.aaiil.org

دشمنوں میں پھوٹ

(نمبر ۳)

(مولوی ثناء اللہ صاحب کے روحانی باپ کی سنو)

ناظرین الحکم مولوی ثناء اللہ صاحب کے روحانی باپ کے جلوے سے امید ہے حیران ہونگے اس لئے کہ اس عقدہ کا حل عنقریب ذیل کا مضمون پڑھنے سے ہو جائیگا۔

روحانی باپ کی اصطلاح خود ہمنے وضع نہین کی بلکہ مولوی فاضل صاحب کے روحانی باپ نے خود اپنے لئے یہی نام تجویز کیا ہے البتہ علا ہمنے ڈالدیا ہے اس لئے کہ اس تحریر سے مولوی صاحب کا روحانی باپ ہی معلوم ہوتا ہے اور اس سلسلہ مین شاید کسی بزرگون کو یہ فخر حاصل ہو۔ اب مین کسی لمبی تمہید کے بغیر نفس مضمون کو درج کردیتا ہون۔ ہان اتنا کہنا ضروری ہے کہ یہ روحانی باپ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ ہین جنکو خود مولوی ثناء اللہ صاحب نے لاٹ مولوی اور اونریبل کا خطاب دیا ہے۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نصیحت نامہ

نالائق

الٹی میٹم

(آخری پیام جنگ)

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تر دارند
جوانان سعادتمند پند پیر دانا را
اگر صلح خواہی نخواہیم جنگ
و اگر جنگ جوئی نہ بینی درنگ

میرے عزیز ابوالوفا! خداتعالی تم کو شمہ وفا عطا کرے اور تمہاری کنیت کو اسم بامسمی کرے۔ میری تمہاری جو نسبت روحانی ہے تمکو بخوبی معلوم ہے جو احباب جانبین نہین جانتے ان کو (اس غرض سے کہ وہ اس نصیحت نامہ کو واقعی نصیحت سمجھین اور مجھے تمہارا سچا اور خیرخواہ اور دلی خیرخواہ یقین کرکے تمکو اس نصیحت کی قبولیت کا مشورہ دین) جتاتا ہون کہ تم حافظ عبدالمنان صاحب محدث وزیرآبادی کے فن حدیث مین شاگرد ہون اور وہ اس ناتوان عاجز سے نسبت تلمذ رکھتے ہین اس وجہ سے مین بالواسطہ تمہارا استاد اور روحانی باپ ہون اور تم میرے شاگرد اور روحانی فرزند۔ اسی علاقہ پدری اور پسری نے مجھے آمادہ کیا تہا کہ مین تمہاری تفسیر عربی کو مخالف سنت صریحہ و آثار سلفیہ و موافق خیالات فرقہ نیچریہ و معتزلہ پاکر دو تین مجلس مین پرائیویٹ طور پر تم کو سمجھایا اور بطور مثال تفسیر آیت کوثر کی غلطی کو (جسمین تم نے حدیث صحیح کا خلاف کیا ہے) پیش کیا تمنے اس غلطی کو تسلیم نہ کیا اور میری نصیحت کا مقابلہ جدل اور پھر میری ناصحانہ تقریرون کے جواب مین (نہین نہین مین بہول گیا اپنے ہی اصول مسلمہ و محررہ بقلم خود کے رد مین) رسالہ آیات متشابہات شایع کردیا اور اس مین آنحضرت کی حدیث کو جو بتصریح و تنصیص نبوی مفسر آیت کوثر ہے منشر قرآن ہونیسے صاف انکار درج کیا۔ مینے پہر بہی اسی شفقت پدری کے تقاضہ سے تمہارے اس رسالہ آیات متشابہات کا رد شایع نہ کیا اور اس ارادہ اور امید مین رہا کہ اس رسالہ کے اغلاط تمکو پرائیویٹ طور پر سمجھاؤنگا اور حکمت و محبت سے تمکو راہ راست پر لاؤنگا۔ ان ہی دنون غزنوی صاحبون نے تمہاری تفسیر عربی کے اغلاط کے بیان مین ایک رسالہ اربعین طبع کیا اور وہ رسالہ میرے پاس لائے اور اسپر میرے دستخط کرانے چاہے۔ مینے ایک تو اس وجہ سے کہ مجھے اس رسالہ کے طرز استدلال و نتایج سے کل اتفاق نہ تہا گو نفس مسایل سے اتفاق تہا۔ دوسرے اسی شفقت پدری کے تقاضے سے دستخط کرنیسے انکار کیا اور یہ چاہا کہ پرائیویٹ طور پر تمہاری غلطیان تمکو بتائی جاوین اور اس رسالہ کی اشاعت عمل مین نہ آوے اور رسالہ اربعین کے متعلق ایک جداگانہ مضمون لکھکر ان لوگون کو دیدیا اور تاکید سے کہدیا کہ وہ مضمون رسالہ اربعین مین درج کرکے شایع نہ کیا جاوے بلکہ یہ بہی ان سے کہا اور تسلیم کرالیا کہ وہ اس رسالہ کو شایع نہ کرین جبتک کہ پرائیویٹ طور پر ان اغلاط کی نسبت میرا تمہارا فیصلہ نہ ہوجاوے چنانچہ ان سے تو مین نے یہ امر تسلیم کرالیا۔ اور ادہر تمسے یہ وعدہ کیا کہ تمہاری تفسیر کی یہ غلطیان جو اربعین مین بیان کیگئی ہین اپنے طرز پر مدلل کرکے چار چار کرکے تم کو دکہاؤنگا۔ یہانتک کہ چالیس کی چالیس پوری ہوجاوین اور اس وعدہ کے مطابق چار غلطیان اپنی طرز پر مدلل کرکے تمہارے پاس بہیج بہی دین مگر اے عزیز تمنے عرصہ تقریبا دو ماہ تک ان چار غلطیون کی تسلیم یا عدم تسلیم سے اطلاع نہ دی یہانتک کہ پہلے تمکو شہادت کے مقدمہ گورداسپور مین پہر مناظرہ نگینہ مین مصروفیت ہوگئی اور اس طوالت عہد کی وجہ سے غزنوی صاحبون کیطرف سے رسالہ کی اشاعت عمل مین آئی جس سے مجھے کمال رنج ہوا اور دونون جانب کے اعیان پر اظہار رنج و افسوس کیا کسیقدر ان لوگون پر جنہون نے رسالہ کی اشاعت پر جلدی کی اور زیادہ تر تمپر کہ تمنے میرے چار اغلاط کا جواب دیکر باقی اغلاط کی نسبت پرائیویٹ صفائی کیون نہ کرلی۔ بایں ہمہ مینے صفائی اور اتفاق فریقین کی ایک یہ صورت تجویز کی کہ تم اس مضمون کی ایک تحریر شایع کردو کہ میری تفسیر عربی مین جو احادیث صحیحہ سے مخالفت ہوئی ہے اس سے مین رجوع کرتا ہون تفسیر کے دوسرے اڈیشن (طبع ثانی) مین ان احادیث کو داخل تفسیر کرونگا اور جو بعض بعض مقامات مین تفسیر معتزلہ وغیرہ سے میری رائے کا اتفاق ہوگیا ہے وہ محض توارد سے ہوا نہ بقصد توافق اہل بدعت مین اہل بدعت کو گمراہ جانتا ہون اور ان کے اتفاق کو پسند نہین کرتا۔ اس تحریر سے وہ فتوے علماء وقت کے جو تمپر لگائے گئے ہین تمہارے حق مین رہینگے اور وہ خود بخود تمہاری نسبت کالعدم ہوجاینگے اور اس امر کی ضرورت باقی نہ رہے گی کہ تم اربعین کا جواب لکہو اور بمقابل اربعین اس کو شایع کرو مگر تمنے میری اس تجویز کو نہ مانا اور جواب اربعین مین رسالہ الکلام المبین لکہہ ہی ڈالا اور چہاپ دیا اور اسکی اشاعت کا ارادہ مصمم کرلیا۔ اسپر میری شفقت پدری نے پہر جوش مارا اور تم کو مینے کہلا بہیجا کہ وہ رسالہ الکلام المبین اشاعت سے پہلے مجہے دکہلادو اگر جوابات صحیح ہوئے اور اغلاط اربعین غلط نکلین تو سب سے پہلے مین اپنے فتوے سے رجوع کرونگا اور فتوے سے تمہاری برات کا بیڑا بہی اٹہاؤنگا۔ پہر مینے وہ رسالہ دیکہا تو مجہے وہ عذر بدتر از گناہ معلوم ہوا۔ پہر بہی مینے اس شفقت پدرانہ کے تقاضے سے اس رسالہ کو پبلکی (عام طور پر) رد کرنا نہ چاہا اور اس کے سوال مندرجہ ص ۱۰۸ کا شرطی جواب لکہکر تمہارے سامنے پیش کیا جسکی نقل ذیل مین کیجاتی ہے۔

الجواب

اہلحدیث واہلسنت ہونیکا مناط صرف کتب اہلحدیث سے استدلال نہین ہے یہ استدلال تو غیر اہلحدیث حنفیہ شیعہ وغیرہ بہی کرتے ہین بلکہ مناط اہلحدیث اہلسنت ہونیکا اہلحدیث و اہلسنت کے اصول کی پابندی ہے جسکی تفصیل ہمارے مضمون "اہلحدیث اور ان کا مذہب اور ان کے شناخت کی علامت" مین ہوچکی ہے اور غیر اہلحدیث کے اصول و اشخاص سے تبری چنانچہ آیت فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ کا مفاد ہے۔ بناءً علیہ اہلحدیث زمانہ حال جن سے سوال ہے باوجود اختلافات جزئیہ اہلحدیث مین اور مصنف تفسیر القرآن بکلام الرحمن بہی اگر اصول اہلحدیث و اہلسنت کا پابند ہے اور مخالفین مذہب اہلسنت و اہلحدیث (نیچریہ معتزلہ وغیرہ) سے تبری اختیار کرے اور برملا ان کو گمراہ کہے اور جہان جہان اسکی تفسیر مین نیچریہ و معتزلہ سے اس کا توافق ہوگیا ہے اسکی نسبت صاف یہ ظاہر کردے کہ یہ توافق محض توارد ہے اور نتیجہ فہم و اجتہاد ان گمراہونکی موافقت اسکو پیش نظر نہین ہے۔ اور ان مقامات مین جہان بپابندی اصول اہلحدیث ان گمراہون کی مخالفت ضروری معلوم ہوا ان مقامات مین وہ ان گمراہون کی مخالفت کیلئے تیار ہے تو وہ بہی خاصہ اہلسنت و اہلحدیث ہے اور جو اسکی نسبت توافق اہل بدعت کی نظر سے فتوے نیچریت و اعتزال لگایا گیا ہے وہ رفع ہوجائے گا۔ فان لازم المذهب ليس بمذهب

اس جواب مین چونکہ ایک ایسی شرط تھی جسکا تم رسالہ الکلام المبین اور آیات متشابہات مین خلاف کرچکے تہے اور اپنے عمل و اعتقاد سے رجوع کرنا تمہارے لئے ایک مشکل امر تہا۔ لہذا تمنے اس جواب کو نہ لیا اور یہ کہا کہ میرے سوال کا قطعی جواب دو اور جو میری حالت رسالہ الکلام المبین سے تم کو معلوم اور ثابت ہوتی ہے اس کو پیش نظر رکہکر بتاؤ کہ مین اہلحدیث ہون یا نہین۔ اس کے جواب مین تم کو زبانی کہا گیا کہ قطعی جواب مین تمہارا نقصان ہوگا اور وہ تمہارے مدعا کے خلاف نکلیگا۔ اور یہ بہی تمکو زبانی کہا گیا کہ الزامات و اعتراضات اربعین کے پانچ حصے ہین۔

اول۔ یہ الزام کہ تم دیدار الہی و معجزات و کرامات وغیرہ کے منکر ہو۔

دوم۔ یہ کہ تمنے اس تفسیر مین کل مسلمانون کا خلاف کیا ہے۔

سوم۔ یہ کہ اس تفسیر مین تمام مفسرین کا خلاف کیا ہے۔

چہارم۔ یہ کہ تمنے بہت جگہ تفسیر حدیث صحیح نبوی کو چہوڑ

پنجم۔ یہ کہ تمنے معتزلہ وغیرہ اہل بدعت کا اتباع کیا ہے۔

www.aaiil.org

سو منجملہ ان الزامات کے پہلے تین الزامات سے تم چھوٹ گئے اور الکلام المبین میں ان کا جواب ادا ہوا **مگر چوتھے اور پانچویں الزام** سے تم بری نہیں ہوئے گو حدیث کو تم نے دلی زبان سے مان لیا ہے مگر بعض احادیث کا مفسر قرآن ہونا تسلیم نہیں کیا اور اقوال معتزلہ وغیرہ سے تبری و بیزاری کا اظہار ہی نہیں کیا۔ بلکہ ان کے اقوال سے تمسک کو جائز رکھا اور ایک جگہ الکلام المبین میں ابو مسلم جاحظ معتزلی کو برا کہنے سے تم نے منع کر دیا ہے۔

اس گفتگو کے بعد خاکسار نے تمہارے سوال مندرجہ نمبر ۱۱۸ الکلام المبین کا مفصل جواب جس کا آٹھ روز میں لکھ دینے کا وعدہ تھا تیار کیا اور تمہارے سکرٹری یا خلیفہ میاں حبیب اللہ صاحب سوداگر پشمینہ کے نام خط لکھا کہ جواب تیار ہے۔ اول سے آخر تک سنکر لیلو۔ اور اگر اس جواب کے قبول کرنے میں عذر ہو تو کسی کو منصف قرار دو۔ **میرا یہ خط** پڑھکر تم اور تمہارے سکرٹری میاں حبیب اللہ دونوں سمجھ گئے کہ یہ جواب ضرور تمہارے مخالف ہوگا جیسا کہ پہلے کہا گیا تھا اور مجھ سے سلسلہ خط و کتابت بند کر دیا اسکی شکایت سکرٹری مذکور کو لکھی گئی تو انہوں نے ایک خط اس مضمون کا تحریر کیا۔

"مولنا میں نے جواب دینا اس لئے ترک کر دیا کہ آپ نے سخت ذلیل کرایا۔ ایک وعدہ امرتسر اسٹیشن پر کیا تھا کہ ۱۵ اگست کو دس بجے دن کے جواب دوں گا (یعنی رسالہ کلام المبین کے سوال نمبر ۱۱۸ کا) وہ غلط ہوا پھر روانگی کے وقت آٹھ روز تک جواب دینے کا وعدہ کیا وہ بھی غلط نکلا آٹھ روز کے بعد ایک شرط کی پخ لگا دی (وہی شرط کہ جواب سن لو اس کے قبول کرنے میں عذر ہو تو کسی کو منصف کرلو۔ عزیز من یہ وہی شرط ہے جسکے واسطے تم لوگ مولوی عبد الجبار صاحب کی خدمت میں دو دفعہ منت گذارش کر چکے تھے) پھر یہ غضب ہے کہ زبانی تو آپ نے کہدیا کہ اربعین کا جواب ہوگیا مگر فریق ثانی کو اور کچھ لکھدیا اسلئے میں تو علماء کرام سے سیر ہو گیا براہ مہربانی مجھے اپنے ہی حال پہ چھوڑ دیں۔ اس معاملہ میں مجھ سے خطاب نہ کیا کریں"۔ احقر حبیب اللہ از امرتسر

اور یہ خط تمہارے سکرٹری کا آیا ادہر تمہارے دوسرے سکرٹری[*] کا اشتہار بعنوان **لو فیصلہ ہو گیا** شایع و مشتہر ہوا جسمیں یہ درج ہے کہ فلاں فلاں عالم (دوازدہ اماموں) نے تمہارا اہلحدیث ہونا اور تمہاری تفسیر کا دل خوش کن ہونا مان لیا ہے اور اسمیں میرا نام بھی درج کر کے میرا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے کلام المبین کو کافی جواب اربعین ہونا اور اغراض اربعین سے جھوٹ جانا تسلیم کر لیا ہے جسکو دیکھکر میرے بدن پر **غضب و رنج سے رعشہ** طاری ہو گیا۔ تمہارے اور تمہارے سکرٹریوں کی ایسی باتوں کو تو میں مدت سے سنتا اور سہارتا چلا آتا ہوں۔ اس **غضب و رنج** کا موجب ان علماء کے وہ کلمات ہیں جو اس اشتہار میں ان سے نقل کئے گئے ہیں۔

ان حضرات میں جن کے تمہارے اشتہار میں نام درج ہیں ایسے لوگ بھی ہیں جن کو میں واقعی عالم اور اہلحدیث جانتا ہوں مگر انکی طرف سے تمہاری تفسیر کی تحسین اور تمہارے اہلحدیث ہونیکی تسلیم دیکھکر اگر واقعی انہوں نے کی ہو مجھے ان کو ضرور یہ مثل سنانی پڑے گی کہ **چندیں مدت خدائی کردی و ہنوز گاؤ خر را نہ شناختی** اور یہ بات کہنی پڑے گی کہ آپ صاحبوں نے بخاری و مسلم کتب صحاح بیسیوں دفعہ پڑھیں و پڑھائی ہونگی مگر افسوس کہ آپ صاحبوں کو اب تک یہ معلوم نہ ہوا کہ اہلحدیث کہتے کسکو ہیں اور اہلسنت و اہلحدیث کی تعریف کیا ہے۔ آپ صاحبوں نے الکلام المبین کی فصل اول و دوم و سوم کو بھی ملاحظہ کیا ہوگا۔ پس اگر آپ اہلحدیث و اہلسنت کے معنے جانتے ہوتے تو اس رسالہ کی فصل اول و دوم و سوم کو پڑھکر مولف رسالہ کو ہرگز ہرگز اہلسنت و اہلحدیث نہ کہتے۔

اے عزیز! اب چونکہ **تمہاری طرف** سے یہ معاملہ **شروع** ہوا ہے کہ تم نے مجھسے کلام و خطاب ترک کر کے اس اشتہار میں میری نسبت یہ چھاپ دیا کہ میں نے الکلام المبین کو **کافی جواب** اربعین تسلیم کیا ہے اور اس کے الزامات سے تمہارا چھوٹ جانا مان لیا ہے جس پر **مثل دروغ گویم بر روئے تو** پوری صادق آتی ہے کیونکہ اسمیں ایک حصہ میری تقریر کا لیلیا اور باقی حصوں کو جن میں تمہارے رسالہ الکلام المبین پر **سخت زد** تھی کہ اسمیں حدیث نبوی کے مفسر قرآن ہونیسے انکار پایا جاتا ہے اور معتزلہ وغیرہ اہلبدعت سے تبری و تحاشا کا اظہار نہیں بلکہ ان کے اتباع کی ترغیب پائیجاتی ہے اور اس سے تمہارے اہلحدیث ہونے کی نفی نکلتی تھی چھوڑ دیا اور نقل کلام میں **سرقہ** کیا لہذا مجھے یہ حق حاصل ہو گیا کہ میں بھی بالکل قلم اٹھاؤں اور بذریعہ اشتہار تمہاری خبر لوں۔ اور تمہارے سکرٹریوں کی غلط بیانی ظاہر کروں **مگر** پھر بھی میں اپنے اصول کو نہیں چھوڑتا اور شفقت پدرانہ کے تقاضے سے تمکو اور تمہارے ہمخیال علماء کو جو تمہارا رسالہ الکلام المبین کو پڑھکر تمکو اہلحدیث لکھ چکے ہیں اور تمہاری تفسیر کی تحسین و تصویب کر چکے ہیں صرف اتنا کہنا کافی سمجھتا ہوں کہ **تم اور وہ لوگ** میرے اس جواب کو جو میں نے **تمہارے سوال** مندرجہ ص۱۱۸ الکلام المبین کو دیا ہے پرائیویٹ طور پر مجھ سے طلب کر کے مطالعہ فرماویں اور نیز میرے مضمون "اہلحدیث اور ان کا مذہب اور انکی شناخت کی علامت" کو جو نمبر ۵ جلد ۲۱ اشاعت السنہ میں درج ہوا ہے ملاحظہ کریں۔

اس جواب اور اس مضمون کو پڑھکر تم سب لوگوں کی تسلی ہو گئی اور تم سب نے اپنی غلطی مان لی تو مجھے اس جواب کو پبلک طور پر شائع کرنیکی حاجت نہ رہے گی۔ اور اگر تمہاری اور تمہارے ہمخیال علماء کی اس جواب اور اس مضمون کو دیکھکر تسلی نہ ہوئی تو پھر ناچار خاکسار اس جواب کا **اظہار و اشتہار پبلک** میں کرے گا اور یہ ثابت کر دکھائے گا کہ تفسیر القرآن و رسالہ آیات متشابہات و رسالہ الکلام المبین کا **مصنف اہلحدیث نہیں** ہے اور یہ کتابیں **اسلام کو نقصان پہونچانے** والی ہیں +

راقم

ابو سعید محمد حسین

حاشیہ[*] ہمنے آپکے جتنے مضمون کی شہادت دی ہے اتنے حصہ کو آپ نے بھی تسلیم کیا ہے باقی گفتگو جو آپ نے تحریر کی مصنف کلام المبین کہتا ہے کہ وہ اربعین کے متعلق نہ تھی آپ جانیں وہ جانے ہمارا کیا قصور۔ احقر حبیب اللہ۔ حکیم محمد دین

خاکسار کہتا ہے مصنف کلام المبین کو میری کلام کے متعلق کچھ لکھنے کا کیا حق تھا پھر آپ نے میری کلام کو کیوں پورا نقل نہ کیا۔ **ابو سعید**

ہٰذا حکیم محمد الدین۔

مولوی ثناء اللہ کی پردہ دری

(نمبر چہارم)

نگفتہ ندارد کسے با تو کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

قادیانی مقدمات

کرشن پنتھی۔ اور مباہلہ ثناء اللہ کے متعلق الحکم کی گذشتہ اشاعتوں میں میں بحث کر چکا ہوں اب اس آرٹیکل پر نظر کرنی چاہتا ہوں جو ۲۴ فروری ۱۹۰۵ء کے اہلحدیث میں مولوی فاضل نے قادیانی مقدمات کے عنوان سے شائع کیا ہے۔ مولوی فاضل کو تو اس سے کچھ فائدہ ہو یا نہو لیکن خدا تعالے کے فضل و کرم سے امید ہے کہ سمجھدار اور سعید الفطرت لوگ ضرور فائدہ اٹھائیں گے۔

مولوی فاضل صاحب لکھتے ہیں

"جب سے قادیانی کرشن کا جرمانہ معاف[1] ہوا ہے قادیانی اخباروں نے وہ وہ اودہم مچا رکھی ہے کہ الامان کیوں نہو؟ اسلئے کہ مقدمات کے متعلق کرشن جی نے کہیں کہا تہا کہ میں صاف نکل جاؤنگا۔ .... حالانکہ اگر انہیں حیا ہوتی تو کبھی ایسی بیہودہ سرائی کا نام ہی نہ لیتے اول تو اس لئے کہ جس مقدمہ سے یہ سارا سلسلہ چلا وہ خود کرشن جی[2] کی طرف سے مولوی کرم الدین صاحب پر اٹھایا گیا تہا جسکے بعد مولوی صاحب نے بغرض[3] مدافعت دعوی کیا تہا جس میں مولویصاحب موصوف مدت سے بری ہو چکے تھے اور کرشن جی خود بدولت قریب دو سال عدالت میں ملزم بلکہ مجرم بنے پھر سینکڑوں نہیں ہزاروں کا خرچہ خرچ اٹھا کر اپیل میں کہیں جا کر مولوی صاحب کے برتبہ ہوئے **یعنی جرمانہ معاف**[4] ہوا تو بتلاؤ اس مجموعی کارروائی میں کون خائب و خاسر رہا وہی جسنے ابتداء میں یہ بات اٹھائی ؟"

مخروج اہلحدیث (کیونکہ علماء نے مولوی ثناء اللہ صاحبکو اہلحدیث سے بذریعہ فتویٰ خارج کر دیا ہے) مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہلحدیث کے اعتراض متعلق مقدمہ کا یہ پہلا حصہ ہے۔ جسمیں میں نے حرف

www.aaiil.org

ایک دو سطروں کے سوا (جو ان کی معمولی شوخ بازی اور ادا نمائی کا نمونہ نہیں) پورا نقل کر دیا ہے۔ اسلئے اگر وہ دیانت داری سے کام لیں تو جواب الجواب دیتے وقت میرے کل جواب کو درج کرنا انکا فرض ہے۔

مولوی فاضل صاحب۔ جواب دینے سے پہلے میں قرآن کریم میں سے لعنت اللہ علے الکاذبین پڑھتا ہوں۔ اور پھر امید کرتا ہوں کہ آپ اپنے اس فقرہ کو کہ اگر انہیں حیا ہوتی تو کبھی ایسی بیہودہ سرائی کا نام بھی نہ لیتے" کو خوب یاد رکھیں گے کیونکہ کم از کم آپ کے حیا و شرم کا ثبوت بھی تو اسی معیار پر ہوگا۔

ناظرین! باحیا ابوالوفا نے پوری وفاداری اور حیا پروری سے کام لیکر ان چند سطروں میں **پانچ جھوٹ** بولے ہیں۔ لیکن ناظرین اہلحدیث کو ان سے ان پانچ جھوٹوں کی بنا پر فتویٰ لینے سے پرہیز نہیں کرنا چاہئے کیونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے ۱۹ اگست ۱۹۰۴ء کو مولوی کرم الدین کے مقدمہ میں صاف لکھوا دیا ہے **میں جھوٹے آدمی سے جو دنیاوی کام میں جھوٹ بولا ہو فتویٰ لونگا۔**

قابل فتویٰ ہونا لیاقت پر منحصر ہے خواہ وہ دنیاوی کاموں میں **کتنا ہی جھوٹ بولا ہو**"

مولوی **ابوالوفا** صاحب نے جو یہ پانچ جھوٹ بولے ہیں ہرچند وہ ان کے اُن تین جھوٹوں کے موقع پر نہیں جہاں جھوٹ بولنا جائز ہے (دیکھو بیان مذکور) تاہم انہوں نے موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا اور جہلاء کو غلط فہمی میں ڈالنے کے لئے اس راہ کو اختیار کیا ہے۔

مولویصاحب! ذرا اسی شرم و حیا سے (جسکے یاد رکھنے کے لئے میں نے پہلے عرض کیا تھا) بتائیں کہ کس فیصلہ میں لکھا ہوا ہے کہ **جرمانہ معاف ہوا**۔ اگر آپ نہ دکھائیں اور ہرگز نہ دکھا سکیں گے تو پھر سچے دل سے پڑھو **لعنت اللہ علے الکاذبین۔**

یہ ایک خطرناک مغالطہ ہے جو مولوی ثناء اللہ صاحب دے رہے ہیں۔ خلق کی اگر انہیں پروا نہیں تو خالق کی تو پروا کریں اور کچھ تو شرم و حیا سے کام لیں۔ جرمانہ **کا معاف ہونا** اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ وہ شخص جس پر جرمانہ ہو قانوناً مجرم ہو کر قابل سزا ٹھہر جاوے لیکن عدالت محض رحم کی بنا پر اسکی سزا جرمانہ **معاف کر دے۔** مگر کیا مولوی ثناء اللہ صاحب دعویٰ کر سکتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ کا معاملہ اسی قسم کا ہے۔ صاحب سشن جج بہادر کا فیصلہ شائع ہو چکا ہے اسمیں صاف طور پر حضرت اقدس کو بری ٹھہرایا گیا ہے

اور جرمانہ واپس کیا گیا ہے پھر شائع شدہ فیصلہ کے بعد ایسی غلطی جو بیہودہ اور رنجدہ ہونیکے علاوہ پبلک کو گمراہ کرنے والی غلطی ہے میں نہیں جانتا مولوی فاضل ایڈیٹر نے کیوں کھائی ہے؟

کاش! "**اگر انہیں ذرا بھی حیا ہوتی تو ایسی بیہودہ سرائی کا نام بھی نہ لیتے**" مولوی فاضل صاحب! عطائے تو بلقائے تو۔

یہ کہنا کسی حال میں درست نہ ہوگا کہ انہوں نے اصل فیصلہ پڑھا یا نہیں۔ اسلئے کہ اول وہ فیصلہ خود انکے اپنے ہیڈکوارٹر امرتسر میں ہوا۔ دوم اخبارات الحکم۔ البدر۔ میگزین کے ذریعہ شائع ہو کر انکے پاس پہونچا۔ اسکو پڑھ لینے کے بعد **جرمانہ کا معاف** ہونا قرار دینا یا تو پبلک کو مغالطہ میں ڈالنا ہے یا مولوی صاحب کو **معافی جرمانہ اور واپسی جرمانہ** میں تمیز نہیں ہے جو غالباً انکی شان فضیلت کے خلاف ہے۔

معافی جرمانہ کا سوال تو طے ہوا۔ مولوی صاحب **حیا** سے کام لیں گے تو اپنی اس غلطی کا اعتراف **کرینگے** ورنہ اسکی بے سود تردید کرینگے۔

دوسرا جھوٹ جو مولویصاحب نے اس تحریر میں شائع کیا ہے یہ ہے۔

"کہ جس مقدمہ سے یہ سارا سلسلہ
چلا وہ خود مرزا صاحب ہی کی طرف سے مولوی
کرم الدین صاحب پر اٹھایا گیا تھا"

اسکے جواب میں میں لعنت اللہ علے الکاذبین کے سوا کیا کہوں + ساری دنیا واقف اور آگاہ ہے کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعودؑ کی طرف سے کوئی استغاثہ مولوی کرم الدین تو کجا کسی شخص کے خلاف **آجتک نہیں کیا گیا** یہی تو کمال **شفقت** اور رحمت ہے ورنہ اگر یہ وجود پاک قانونی حقوق سے فائدہ اٹھاتا تو میں سچ کہتا ہوں کہ مولوی فاضل صاحب! بڑے بڑے فاضل (بخیال خویش) درست ہو جاتے اور وہ بازاری بولیاں جو اسکے اور اس کی جماعت کے خلاف بولی جا رہی ہیں۔ رُک جاتیں! مارٹن کلارک جیسے مقدمہ میں یاد صفیکہ عدالت نے خود کہا کہ آپ کو نالش کرنے کا حق ہے مقدمہ نہ کیا۔ **وہ تو ایسا عظیم الاخلاق انسان ہے کہ ہوئی ہوئی ڈگری تک کے معاف کر دینے سے بھی دریغ نہیں کرتا اور وہ بھی اپنے مخالفوں کو** دشنام دہی سے

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

پھر یہ کہنا کہ کرم الدین کے خلاف انہوں نے کوئی مقدمہ کیا کیسا کھلا جھوٹ ہے۔

آہ! **اگر ذرا بھی حیا ہوتی تو ایسی بیہودہ سرائی** **کا نام بھی نہ لیتے**"

کرم الدین کے ساتھ کوئی ذاتی دشمنی اور کینہ نہ تھا محض حق کی حمایت اور اظہار کے لئے آپکے بعض خدام کو در عدالت تک جانا پڑا۔ اور آخر جس غرض کے لئے وہ گئے تھے خدا کے فضل و کرم سے اسمیں وہ پورے کامیاب ہو گئے۔

مولوی فاضل! اگر مولوی کرم الدین کا اپنا بیان ہی کبھی پڑھ لیتا تو وہ یہ ہرگز نہ کہتا کہ مولوی کرم الدین نے بغرض مدافعت دعویٰ کیا تھا۔ کیونکہ مولوی کرم الدین نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اسکا دعویٰ بغرض مدافعت نہیں تھا بلکہ میرا (ایڈیٹر الحکم) دعویٰ بغرض مدافعت ہے (قطع نظر اسکے کہ صحیح ہے یا غیر صحیح)

بہر حال

حضرت اقدس کیطرف سے کوئی دعویٰ کرم الدین کے خلاف دائر نہیں کیا گیا تھا۔ اگر مولوی فاضل صاحب کی اس فقرہ سے وہ دعاوی جو حکیم فضل الدین صاحب اور خاکسار ایڈیٹر الحکم کیطرف سے مولوی کرم الدین کے خلاف کئے گئے تھے مراد ہیں تو میں نہایت ادب سے عرض کرونگا کہ

"**اگر انہیں حیا ہوتی تو کبھی ایسی بیہودہ سرائی کا نام بھی نہ لیتے**"

کیونکہ اس سے بڑھ کر پردہ دری کیا ہوگا؟ مولوی فاضل صاحب! ایمان اور راستبازی ہاں حیا اور **انصاف** سے بتانا کہ کیا میرے مقدمہ میں مولوی کرم الدین صاحب بری ہو گئے ہیں؟ اور حضرت اقدسؑ کے مقدمہ سے کتنا عرصہ پہلے بری ہوئے تھے؟ یہ سوال اس لئے کیا گیا ہے کہ آپ نے لکھا ہے **مدت سے بری ہو چکے تھے۔**

پبلک کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کی آپ تو بڑی کوشش کرتے ہیں مگر کامیاب نہیں ہو سکتے۔

رہا حکیم فضل الدین صاحب کا مقدمہ اس کا تو اگر آپ ذکر ہی نہ کرتے تو اچھا ہوتا غالباً آپ نے اس کا فیصلہ نہیں پڑھا ہوگا۔ ورنہ ایسی جرأت اور دلیری آپ نہ کرتے کیونکہ وہ **مقدمہ** تو بڑے بڑے امور پر روشنی ڈالنے والا ثابت ہوا ہے۔ اس لحاظ سے کہ پورے طور پر یہ امر سمجھ میں آجاوے کہ اس مقدمہ میں کون کامیاب ہوا اور کون ناکام کیقدر تفصیلی بحث بکار ہے۔

(باقی پانچویں نمبر میں)

سید ظہور حسن سجادہ نشین بٹالہ کی رائے

سید ظہور حسن صاحب سجادہ نشین بٹالہ کی ایک رائے اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق مجھے اتفاق سے مل گئی ہے میں چاہتا ہوں کہ اسے شائع کر دوں تاکہ ان کے دوست احباب اور ان کے مرید غور کریں کیا عجب کہ کسی کی سعادت اسکی رہنمائی کرے اور اسے اس چشمہ ہدایت و رشد تک لے آئے۔ یاد رہے کہ شیخ عبد الرحمٰن ایک نومسلم ہے جو موضع بوتر کا رہنے والا ہے وہ ۲۲۔ جمادی الاوّل ۱۳۱۷ ہجری کو بٹالہ جاکر سجادہ نشین موصوف کے ہاتھ پر مسلمان ہوا تھا۔ اسکے ساتھ ہی انکی اہلیہ بھی مسلمان ہوئی تھی۔ اسوقت سجادہ نشین صاحب نے جو سرٹیفکٹ شیخ صاحب مذکور کو دیا اس میں حضرت اقدس کے متعلق بھی ضمناً رائے دیدی۔ جسکو میں ذیل میں درج کرتا ہوں۔

اما بعد بدانکہ اہل اسلام ہویدا باد کہ اندرین آوان سعید و زمان حمید سردار سنت سنگہ معہ اہلیہ خویش بہ برکت صحبت **جناب مرزا غلام احمد صاحب سلمہ اللہ کہ شخصے وحید عصر است** نور ایمان در قلب خویش طلب او تافت۔

نبی بخش پٹواری ساعی شد کہ فقیر حسب معمول مشایخ خویش رحمہم اللہ کلمہ شہادت آن سردار رشید را تلقین کند اگرچہ برائے حصول این سعادت **مرزا غلام احمد ہزار درجہ از من اولیٰ بود**"

اس لئے سرٹیفکٹ میں سے اسقدر حصہ اس قابل تھا کہ میں اسے بطور ایک شہادت کے شائع کر دیتا ناظرین غور کریں کہ سجادہ نشین موصوف تسلیم کرتا ہے کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد صاحب **شخصے وحید عصر است** - یعنی یہہ ایسے باخدا بزرگ ہیں کہ ان کی نظیر اسوقت موجود نہیں ہے اور دوسری جگہ صاف لفظوں میں اعتراف ہے کہ وہ مجھ سے ہزار درجہ بہتر ہیں۔

کوئی شخص اگر یہہ خیال کرے کہ یہہ صرف کسر نفسی کے طور پر کہا ہے تو مجھے تعجب ہوگا کہ اپنی کسر نفسی ہی سہی لیکن حضرت اقدس کے مدارج علیا کو تو تسلیم کیا ہے۔ اور پھر ایسی حالت میں کہ شخص مذکور بٹالہ جاکر مسلمان ہوا تھا بٹالہ میں بھی تو اور مولوی موجود تھے مگر کسی کی نسبت اس قسم کے الفاظ انہوں نے نہیں لکھے یہہ ایک شہادت ہے جس سے کم از کم سید ظہور الحسن صاحب کے مرید فایدہ اٹھا سکتے ہیں۔ خدا کرے کہ انکو غور کرنے کی توفیق رفیق حال ہو۔ **آمین۔**

www.aaiil.org

جلسۂ الوداع کی تقریب پر حضرت حجۃ اللہ کی تقریر

ابتداً اکثر احباب کی ... اور خواہش کی باعث یہہ خیال تہا کہ جلسۃ الوداع کی ایک مختصر سی رپورٹ یکجائی صورت میں ... لیکن جبکہ وہ مقصد بہی ... دوسرے وقت پر جا پڑے ... ملتوی ہو گیا تو اس رپورٹ کی اشاعت کی بہی کوئی صورت نہ ہوئی۔ اسپر مین نے اس جلسہ کی تقریرون کو وقتاً فوقتاً الحکم مین چہاپ دیا۔ چنانچہ حضرت حکیم الامۃ اور مخدوم الملۃ کی تقریرین گذشتہ سال مین چہاپ چکا ہون حضرت اقدس کی تقریر بہی چہاپنی شروع کی تہی مگر اسکے ایک دو نمبر نکل کر کسی وجہ سے وہ معرض التوا مین آگئی۔ اب جبکہ موقع اور گنجایش ہے مین چاہتا ہون کہ اسکو مکمل کر دون۔ اور اس لحاظ سے کہ وہ سلسلہ درست رہے اور پڑہنے والے کو فائدہ پہونچے وہ تہوڑا سا حصہ جو شائع ہو گیا تہا اسے بہی پہر درج کرتا ہون تاکہ سلسلہ درست رہے اور سال گذشتہ کے الحکم کے اوراق پلٹنے نہ پڑین اب انشاء اللہ ہر اشاعت مین تا وقتیکہ ختم نہ ہو جاوے حتی الوسع شائع ہوگی وباللہ التوفیق۔ ایڈیٹر۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب سے زندہ اُتر آنے اور اس حادثہ سے بچ جانے کا قرآن شریف مین صحیح اور یقینی علم دیا گیا ہے مگر افسوس ہے کہ پچہلے ہزار برس مین جہان اسلام پر اور بہت سی آفتین آئین وہان یہہ مسئلہ بہی تاریکی مین پڑ گیا اور مسلمانون مین بدقسمتی سے یہ خیال راسخ ہو گیا کہ حضرت مسیح زندہ آسمان پر اُٹہائے گئے ہین اور وہ قیامت کے قریب آسمان سے اُترین گے مگر اس چودہوین صدی اللہ تعالیٰ نے مجہے مامور کرکے بہیجا تاکہ مین اندرونی طور پر جو غلطیان مسلمانون مین پیدا ہو گئی ہین انکو دور کرون اور اسلام کی حقیقت دنیا پر ظاہر کرون۔ اور بیرونی طور پر جو اعتراضات اسلام پر کئے جاتے ہین ان کا جواب دون اور دوسرے مذاہب باطلہ کی حقیقت کہول کر دکہاؤن خصوصیت کے ساتہہ وہ مذہب جو صلیبی مذہب ہے یعنی عیسائی مذہب اسکی غلط اعتقادات کا استیصال کرون جو انسان کے لئے خطرناک زہر ہین۔ اور انسان کی روحانی قوتون کے نشو و نما اور ترقیون کیلئے ایک روک ہین منجملہ انکے ایک یہی مسئلہ ہے جو مسیح کے آسمان پر جانے کے متعلق ہے۔ اور حسن بدقسمتی کہ بعض مسلمان بہی ان کے شریک ہو گئے ہین۔ اسی ایک مسئلہ پر عیسائیت کا دارومدار ہے کیونکہ عیسائیت کی نجات کا مدار اسی صلیب پر ہے ان کا عقیدہ ہے کہ مسیح ہمارے لئے مصلوب ہوا۔ اور پہر وہ زندہ ہو کر آسمان پر چلا گیا جو گویا اس کی خدائی کی دلیل ہے۔

جن مسلمانون نے اپنی غلطی سے ان لوگون کا ساتہہ دیا ہے وہ یہ تو نہین مانتے کہ مسیح صلیب پر مر گیا مگر وہ اتنا ضرور مانتے ہین کہ وہ آسمان پر اُٹہایا گیا ہے۔ لیکن جو حقیقت اللہ تعالیٰ نے مجہہ پر کہولی ہے وہ یہ ہے کہ مسیح ابن مریم اپنے ہمعصر یہودیون کے ہاتہون سخت ستایا گیا جسطرح پر راستباز اپنے زمانہ مین نادان مخالفون کے ہاتہون ستائے جاتے ہین۔ اور آخر ان یہودیون نے اپنی منصوبہ بازی اور شرارتون سے یہ کوشش کی کہ کسیطرح پر ان کا خاتمہ کر دین اور ان کو مصلوب کرا دین۔ بظاہر وہ اپنی ان تجاویز مین کامیاب ہو گئے کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم کو صلیب پر چڑہائے جانے کا حکم دیا گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے جو اپنے راستبازون اور ماموروں کو کبہی ضائع نہین کرتا۔ ان کو اس لعنت سے جو صلیب کی موت کے ساتہہ وابستہ ہی بچا لیا۔ اور ایسے اسباب پیدا کر دیئے کہ وہ اس صلیب سے زندہ اُتر آئے اس امر کے ثبوت کیلئے بہت سے دلائل ہین جو خاص انجیل ہی سے ملتے ہین۔ لیکن اسوقت اسکا بیان کرنا میری غرض نہین۔ ان واقعات کو جو صلیب کے واقعات ہین انجیل مین پڑہنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ مسیح ابن مریم صلیب سے زندہ اُتر آئے۔ اور پہر یہ خیال کرکے کہ اس ملک مین ان کے بہت سے دشمن ہین اور دشمن بہی دشمن جان۔ اور جیسا کہ وہ پہلے کہہ چکے تہے کہ نبی بے عزت نہین ہوتا مگر اپنے وطن مین جس سے انکی ہجرت کا پتہ ملتا تہا انہون نے ارادہ کر لیا کہ اس ملک کو چہوڑ دین۔ اور اپنے فرض رسالت کو پورا کرنے کیلئے وہ بنی اسرائیل کی گم شدہ بہیڑون کی تلاش مین نکلے اور نصیبین کیطرف سے ہوتے ہوئے افغانستان کے راستہ کشمیر مین آکر بنی اسرائیل کو جو کشمیر مین موجود تہے تبلیغ کرتے رہے اور ان کی اصلاح کی . . . . اور آخر انہین ہی وفات پائی۔ یہہ امر ہے جو مجہہ پر کہولا گیا ہے۔ اس ایک مسئلہ سے عیسائیت کا ستون ہی ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ جب صلیب پر مسیح کی موت ہی نہین ہوئی اور وہ تین دن کے بعد زندہ ہو کر آسمان پر ہی نہین گئے تو الوہیت اور کفارہ کی عمارت تو بیخ دنیا سے گر جاتی اور مسلمانون کا غلط خیال (جس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین ہوتی تہی کہ وہ زندہ آسمان پر چلے گئے ہین اور پہر نازل ہونگے حالانکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا پرانا نبی نہین آسکتا جسکی نبوت پر آپ کی مہر نہو) بہی دور ہو گیا اور قرآن شریف کی اصل اور پاک تعلیم سچی ثابت ہو گئی کیونکہ قرآن شریف مین تو مسیح علیہ السلام کا صاف اقرار فلما توفیتنی کا موجود ہے جس سے کوئی انکار نہین کر سکتا۔

یہی وجہ ہے کہ ہم وفات مسیح کے مسئلہ پر زیادہ زور دیتے ہین کیونکہ انکی موت کے ساتہہ عیسائی مذہب کی بہی موت ہے۔ اسی غرض سے مینے کتاب مسیح ہندوستان مین لکہنی شروع کی ہے۔ اور اس کتاب کے بعض مطالب کی تکمیل کے لئے مینے مناسب سمجہا ہے کہ اپنی جماعت مین سے چند آدمیون کو بہیجون جو ان علاقہ جات مین جا کر ان آثار کا پتہ لاوین جن کا وہان موجود ہونا بتایا جاتا ہے چنانچہ اس غرض کو مدنظر رکہکر ہم نے یہ جلسہ کیا ہے تاکہ ان دوستون کو رخصت کرنے سے پہلے ہم سب ملکر ان کے لئے دعائین کرین کہ وہ خیر و عافیت کے ساتہہ اس مبارک سفر کے لئے رخصت ہون اور کامیاب ہو کر واپس آئین۔

اگرچہ مین یقین رکہتا ہون کہ یہ سفر جو تجویز کیا گیا ہے اگر نہ بہی کیا جاتا تو بہی خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اسقدر شواہد اور دلائل ہمکو اس امر کے لئے دیدیئے ہین جنکو مخالف کا قلم اور زبان توڑ نہین سکتی۔ لیکن مومن ہمیشہ ترقیات کی خواہش کرتا ہے اور وہ زیادہ سے زیادہ حقایق اور معارف کا بہوکا پیاسا ہوتا ہے کبہی ان سے سیر نہین ہوتا اسلئے ہماری بہی یہی خواہش ہے کہ جسقدر ثبوت اور دلائل اور ملسکین وہ اچہا ہے اسی مقصد کیلئے یہ تقریب پیش آئی ہے کہ ہم اپنے دوستون کو نصیبین کیطرف بہیجتے ہین۔ جس کے متعلق ہمین پتہ ملا ہے کہ وہان کے حاکم نے حضرت مسیح کو (جبکہ وہ اپنی ناشکر گزار قوم کے ہاتہہ سے تکلیفین اٹہا رہے ہین) لکہا تہا کہ آپ میرے پاس چلے آئین۔ اور واقعہ صلیب کے بچ جانے کے بعد اس مقام پر پہونچکر انہون نے بدقسمت قوم کے ہاتہہ سے نجات پائی سو وہان کے حاکم نے یہ بہی لکہا تہا کہ اگر آپ میرے پاس آجائینگے تو آپکی خدمت کی سعادت حاصل کرونگا اور مین بیمار ہون میرے لئے دعا بہی کرین اگرچہ یہ ایک انگریزی کتاب سے ہمین معلوم ہوا ہے لیکن مین دیکہتا ہون کہ روضۃ الصفا جو ایک اسلامی تاریخ ہے اس قسم کا مفہوم اس سے بہی پایا جاتا ہے اس لئے یہ یقین ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام نصیبین مین ضرور آئے اور اسی راستہ سے وہ ہندوستان کو چلے آئے ہین۔ سارا علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے۔ لیکن ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ اس سفر مین انشاء اللہ حقیقت کہل جائیگی اور اصل معاملہ صاف ہو جائیگا۔ ممکن ہے کہ اس سفر مین ایسی تحریرین پیش ہو جاوین یا ایسے کتبے نکل آوین جو مسیح علیہ السلام کے اس سفر کے متعلق بعض امور پر روشنی ڈالنے والے ہون یا حواریون مین سے کسی کی قبر کا کوئی پتہ چل جاوے۔ یا اور اس قسم کے بعض امور نکل آوین جو ہمارے اس مقصد مین مؤید ثابت ہو سکین۔ اسلئے مین نے اپنی جماعت مین سے تین آدمیون کو اس سفر کیلئے طیار کیا ہے۔ ان کے لئے ایک عربی تصنیف بہی مین کرنی چاہتا ہون جو بطور تبلیغ کے ہو اور جہان جہان وہ جاوین اس کو تقسیم کرتے رہین اسطرح پر اس سفر سے یہ بہی فائدہ ہوگا کہ ہمارے سلسلہ کی اشاعت بہی ہوتی جاوے گی۔ اور مین خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہون کہ اس نے مجہے ایک مخلص اور وفادار جماعت عطا کی ہے مین دیکہتا ہون کہ جس کام اور مقصد کیلئے مین ان کو بلاتا ہون نہایت تیزی اور جوش کے ساتہہ ایک دوسرے سے پہلے اپنی ہمت اور توفیق کے موافق آگے بڑہتا ہے اور مین دیکہتا ہون کہ ان مین ایک صدق اور اخلاص پایا جاتا ہے میری طرف سے کسی امر کا اشارہ ہوتا ہے اور وہ تعمیل کے لئے طیار۔ حقیقت مین کوئی قوم اور جماعت طیار نہین ہو سکتی جبتک اس مین اپنے امام کی اطاعت اور اتباع کیواسطے اس قسم کا جوش اور اخلاص اور وفا کا مادہ نہ ہو۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو جو مشکلات اور مصائب اُٹہانے پڑے ان کے عوارض اور اسباب مین سے جماعت کی کمزوری اور بے دلی بہی تہی۔ چنانچہ جب ان کو گرفتار کیا گیا تو پطرس جیسے اعظم الحوارین نے اپنے آقا اور مرشد کے سامنے انکار کر دیا۔ اور نہ صرف انکار کیا بلکہ تین مرتبہ لعنت بہی بہیج دی اور اکثر ان کو چہوڑ کر بہاگ گئے۔ اسکے برخلاف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے وہ صدق و وفا کا نمونہ دکہایا جسکی نظیر دنیا کی تاریخ مین نہین ملتی۔ انہون نے آپ کی خاطر ہر قسم کا دکہہ اٹہانا سہل سمجہا یہانتک کہ عزیز وطن چہوڑ دیا اپنے املاک و اسباب اور احباب سے الگ ہو گئے اور بالآخر آپ کی خاطر جان تک دینے سے تامل اور افسوس نہین کیا۔ یہی صدق اور وفا تہی جس نے انکو آخر کار بامراد کیا۔ اسی طرح مین اب دیکہتا ہون کہ اللہ تعالیٰ نے میری جماعت کو بہی اسکی قدر اور مرتبہ کے موافق ایک جوش بخشا ہے اور وہ وفاداری اور صدق کا نمونہ دکہاتی ہین جس دن سے مینے نصیبین کیطرف ایک جماعت کے بہیجنے کا ارادہ کیا ہے۔ ہر ایک شخص کوشش کرتا ہے کہ اس خدمت پر مین مامور کیا جاؤن اور دوسرے کو رشک کی نگاہ سے دیکہتا ہے۔ اور آرزو کرتا ہے کہ اس کی جگہ اگر مجہے بہیجا جاوے تو میری بڑی ہی خوش قسمتی ہے بہت سے احباب نے اس سفر پر جانے کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا مین ان درخواستون سے پہلے مرزا خدا بخش صاحب کو اس سفر کے واسطے منتخب کر چکا تہا اور مولوی قطب الدین اور میان جمال الدین کو ان کے ساتہہ جانے کے واسطے تجویز کر لیا تہا۔ اسواسطے مجہے ان احباب کی درخواستین کو واپس کر دینا پڑا تاہم مین جانتا ہون کہ وہ لوگ جنہون

www.aaiil.org

نے بعید کامل اور سچے اخلاص کے ساتھ اپنے آپ کو اس خدمت کے لئے پیش کیا ہے اللہ تعالیٰ ان کی پاک نیتوں کے ثواب کو ضائع نہیں کریگا اور وہ اپنے اخلاص کے موافق اجر پائینگے۔

دور دراز بلاد اور ممالک غیر کا سفر آسان نہیں ہے اگرچہ یہ سچ ہے کہ اسوقت سفر آسان ہوگئے ہیں لیکن پھر بھی یہ کسکو علم ہوسکتا ہے کہ اس سفر سے کون زندہ آئیگا۔ چھوٹے چھوٹے بچے اور بیویوں اور دوسرے عزیزوں اور رشتہ داروں کو چھوڑکر جانا کوئی سہل بات نہیں اپنے کاروبار اور معاملات کو ابتری اور پریشانی کی حالت میں چھوڑکر ان لوگوں نے اس سفر کو اختیار کیا ہے اور انشراح صدر سے اختیار کیا ہے جس کے لئے میں یقین رکھتا ہوں کہ بڑا ثواب ہے ایک تو سفر کا ثواب ہے کیونکہ یہ سفر محض خدا تعالیٰ کی عظمت اور توحید کے اظہار کے واسطے ہے۔ دوسرے اس سفر میں جو مشقتیں اور تکالیف ان لوگوں کو اٹھانی پڑینگی ان کا ثواب بھی ہے اللہ تعالیٰ کسی کی نیکی کو ضائع نہیں کرتا جبکہ من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ کے موافق وہ کسی کی ذرہ بھر نیکی کے اجر کو بھی ضائع نہیں کرتا تو اتنا بڑا سفر جو اپنے اندر ہجرت کا نمونہ رکھتا ہے اس کا اجر کبھی ضائع ہوسکتا ہے ؟ ہرگز نہیں۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ صدق اور اخلاص ہو اور دوسرے اغراض شہرت و نمود کے نہوں۔ اور میں جانتا ہوں کہ بر و بحر کے شدائد و مصائب کو برداشت کرنا اور ایک موت کا قبول کر لینا بجز صدق کے نہیں ہوسکتا۔

بہت سے بھائی ان کے لئے دعائیں کرتے رہیں گے اور میں بھی اون کے واسطے دعاؤں میں مصروف رہونگا کہ اللہ تعالیٰ انکو اس مقصد میں کامیاب کرے اور خیر و عافیت سے واپس لادے اور سچ تو یہ ہے کہ ملائکہ بھی ان کے واسطے دعائیں کرینگے اور وہ ان کے ساتھ ہونگے۔

اب میں یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اس موقع پر ہماری جماعت نے دو قسم کی مروت اور ہمت دکھائی ہے ایک تو یہ گروہ ہے جنہوں نے سفر اختیار کیا ہے اور اپنے آپکو سفر کے خطرات میں ڈالا ہے اور ان مصائب و شدائد کی برداشت کرنیکو تیار ہوگئے ہیں جو ہر راہ میں انہیں پیش آئینگی دوسرا وہ گروہ ہے جنہوں نے سیر چشمی سے اس غرض و مقاصد میں ہمیشہ دل کھول کر چندے دئے ہیں میں کچھ ضرورت نہیں سمجھتا کہ تفصیل کروں کیونکہ ہر شخص کم و بیش اپنی استطاعت اور مقدرت کے موافق حصہ لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ کس اخلاص اور وفاداری سے ان چندوں میں شریک ہوتے ہیں میں یہ خوب جانتا ہوں کہ ہماری جماعت نے وہ صدق اور وفا دکھایا ہے جو صحابہ ساعۃ العسرۃ میں دکھاتے تھے اگرچہ اشتہار میں میں نے چند دوستوں کے نام لکھے ہیں جنہوں نے اپنی صدق و ہمت کا نمونہ دکھایا ہے لیکن اس سے یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ میں دوسروں سے بے خبر ہوں یا ان کی خدمات کو قابل قدر نہیں سمجھتا ؟ میں خوب جانتا ہوں کہ کون سرگرمی اور اخلاص کے ساتھ میری راہ میں دوڑتا ہے میں چونکہ بیمار رہا اور ابھی تک طبیعت ناساز ہے اس لئے میں پوری تفصیل نہیں دے سکا اور نہ مختصر سے اشتہار میں اتنی تفصیل ہو سکتی تھی۔ پس جن لوگوں کے نام درج نہیں ہوئے انکو افسوس نہیں کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ ان کے صدق اور اخلاص کو خوب جانتا ہے اگر کوئی شخص اس غرض کے لئے چندہ دیتا ہے یا ہماری دینی ضروریات میں شریک ہوتا ہے کہ اوسکا نام شائع کیا جاوے تو یقیناً سمجھو کہ وہ دنیا کی شہرت اور نام و نمود کا خواہشمند ہے۔ لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے اس راہ میں قدم رکھتا ہے اور خدمت دین کے لئے کمربستہ ہوتا ہے اسکو اس بات کی کچھ بھی پروا نہیں ہوتی۔ دنیا کے نام کی کچھ حقیقت اور اثر اپنے اندر نہیں رکھتے ہیں نام وہی بہتر ہوتے ہیں جو آسمان پر لکھے جاویں کاغذات کا کیا اثر ہے ایک دن ہوتے ہیں اور ایک وقت ضائع ہو جاتے ہیں لیکن جو کچھ آسمان پر لکھا جاتا ہے وہ کبھی محو نہیں ہوسکتا۔ اسکا اثر ابدالآباد تک ہوتا ہے۔ میرے بہت سے مخلص احباب ایسے ہیں جن کو تم میں سے شاید بہت کم جانتے ہوں لیکن انہوں نے ہمیشہ میرا ساتھ دیا ہے۔ مثلاً میں نظیر کے طور پر کہتا ہوں کہ مرزا یوسف بیگ صاحب میری بہت ہی مخلص اور صادق دوست ہیں میں نے انکا ذکر اسواسطے کیا ہے کہ اس طرح پر بھائیوں میں باہم تعارف بڑھتا ہے اور محبت پیدا ہوتی ہے مرزا صاحب اسوقت سے میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں جبکہ میں گوشہ نشینی کی زندگی بسر کر رہا تھا میں دیکھتا ہوں کہ ان کا دل محبت اور اخلاص سے بھرا ہوا ہے۔ اور وہ ہر وقت سلسلہ کی خدمت کیلئے اپنے اندر ایک جوش رکھتے ہیں ایسا ہی اور بہت سے عزیز دوست ہیں اور سب اپنے اپنے ایمان اور معرفت کے موافق اخلاص اور جوش محبت سے لبریز ہیں۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ اعمال کی توفیق رفتہ رفتہ ملتی ہے لیکن اسمیں کوئی شک نہیں کہ جب ایمان قوی ہوتا ہے اسیقدر اعمال میں بھی قوت آتی ہے یہانتک کہ اگر یہ قوت ایمانی پورے طور پر نشو و نما پا جاوے تو پھر ایسا مومن شہید کے مقام پر ہوتا ہے۔ کیونکہ کوئی امر اس کے سد راہ نہیں ہوسکتا وہ اپنی عزیز جان تک دینے میں بھی تامل اور دریغ نہ کریگا۔

میں نے کئی دفعہ اس سے پہلے بھی بیان کیا ہے اور اب بھی اسکا بیان کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہے اسلئے میں پھر کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جو انبیاء علیہم السلام کو بھیجتا ہے اور آخر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس نے دنیا کی ہدایت کے واسطے بھیجا اور قرآن مجید کو نازل فرمایا تو اس کی غرض کیا تھی ؟ ہر شخص جو کام کرتا ہے اسکی کوئی نہ کوئی غرض ہوتی ہے ایسا خیال کرنا کہ قرآن شریف کے نازل کرنے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجنے سے اللہ تعالیٰ کی کوئی غرض اور مقصد نہیں ہے کمال درجہ کی گستاخی اور بے ادبی ہے کیونکہ اس میں (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کی طرف ایک فعل عبث کو منسوب کیا جائیگا۔ اور حالانکہ اوسکی ذات پاک ہے (سبحانہ و تعالیٰ شانہ) پس یاد رکھو کہ کتاب مجید کے بھیجنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا ہے کہ دنیا پر عظیم الشان رحمت کا نمونہ دکھاوے۔ جیسے فرمایا ما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین اور ایسا ہی قرآن مجید کے بھیجنے کی غرض بتائی کہ ھدی للمتقین۔ یہ ایسی عظیم الشان اغراض ہیں کہ انکی نظیر نہیں پائی جاسکتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ جیسے تمام کمالات متفرقہ جو انبیاء علیہم السلام میں تھے وہ رسول اللہ علیہ وسلم کے وجود میں جمع کر دئے۔ اور تمام خوبیاں اور کمالات جو متفرق کتابوں میں تھے وہ قرآن شریف میں جمع کر دئے۔ اور ایسا ہی جسقدر کمالات تمام امتوں میں تھے وہ اس امت میں جمع کر دئے پس خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم ان کمالات کو پالیں۔ اور یہ بات بھی بھولنی نہیں چاہئے کہ جیسے وہ عظیم الشان کمالات ہم کو دینا چاہتا ہے اسکے موافق ہمیں قوی بھی عطا کئے ہیں۔ کیونکہ اگر اس کے موافق قوی نہ دئے جاتے تو پھر ہم ان کمالات کو کسی صورت سے حاصل یا ہی نہیں سکتے تھے اسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص ایک گروہ کی دعوت کرے تو ضرور ہے کہ وہ اس گروہ کے موافق کھانا طیار کرے اور اسی کے موافق ایک مکان ہو یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ دعوت تو ایک ہزار آدمی کی کردے اور ان کے بٹھانیکے واسطے ایک چھوٹی سی کٹیا بنادے نہیں بلکہ وہ اس تعداد کا پورا لحاظ رکھے گا۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ کی کتاب بھی ایک دعوت اور ضیافت ہے جسکے لئے کل دنیا کو بلایا گیا ہے۔ اس دعوت کیلئے خدا تعالیٰ نے جو مکان طیار کیا ہے وہ قوی ہیں جو ان لوگوں کو دئے گئے ہیں قوی کے بغیر کوئی کام نہیں ہوسکتا اب اگر بیل گدھے یا کسی اور جانور کے سامنے قرآن کریم کی تعلیم کو پیش کریں۔ وہ نہیں سمجھ سکتے۔ اسلئے کہ ان میں وہ قوی نہیں ہیں جو قرآن کریم کی تعلیم کو برداشت کرسکیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمکو وہ قوی دئے ہیں اور ہم اون سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ نبی دیا جو خاتم المومنین خاتم العارفین اور خاتم النبیین ہے۔ اور اسیطرح وہ کتاب اسپر نازل کی جو جامع الکتب اور خاتم الکتب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتم النبیین ہیں اور آپ پر نبوت ختم ہوگئی تو یہ نبوت اسطرح پر ختم نہیں ہوئی جیسے کوئی گلا گھونٹ کر ختم کردے۔ ایسا ختم قابل فخر نہیں ہوتا۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ طبعی طور پر آپ پر کمالات نبوت ختم ہوگئے۔ یعنی وہ تمام کمالات متفرقہ جو آدم سے لیکر مسیح ابن مریم تک نبیوں کو دئے گئے تھے کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی وہ سب کے سب آنحضرت صلعم میں جمع کر دئے گئے۔ اور اسطرح پر آپ طبعاً خاتم النبیین ٹھیرے۔ اور ایسا ہی وہ جمیع تعلیمات۔ وصایا اور معارف جو مختلف کتابوں میں چلے آتے ہیں۔ وہ قرآن شریف پر آکر ختم ہوگئے۔ اور قرآن شریف خاتم الکتب ٹھیرا۔

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افتراء عظیم ہے۔ ہم جس قوت یقین معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی وہ نہیں مانتے اور انکا ایسا ظرف ہی نہیں ہے وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں ہے سمجھتے ہی نہیں ہیں انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے اور اسکی حقیقت سے بے خبر ہیں وہ نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے اور اسپر ایمان لانیکا مفہوم کیا ؟ مگر ہم بصیرت تام سے (جسکو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھولدیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کرسکتا بجز ان لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں۔ دنیا کی مثالوں میں سے ہم ختم نبوت کی مثال اسطرح پر دیکھتے ہیں کہ جیسے چاند ہلال سے شروع ہوتا ہے اور چودھویں تاریخ پر آکر اسکا کمال ہو جاتا ہے جبکہ اسکو بدر کہا جاتا ہے اسیطرح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر آکر کمالات نبوت ختم ہوگئے۔ جو یہ مذہب رکھتے ہیں کہ نبوت زبردستی ختم ہوگئی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یونس بن متی پر بھی ترجیح نہیں دینی چاہئے۔ انہوں نے اس حقیقت کو سمجھا ہی نہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خصائص اور کمالات کا کوئی علم ہی انکو نہیں باوجود اس کمزوری فہم اور کمی علم کے ہمکو کہتے ہیں کہ ہم ختم نبوت کے منکر ہیں ؟ میں ایسے مریضوں کو کیا کہوں اور انپر کیا افسوس کروں اگر ان کی یہ حالت نہ ہوگئی ہوتی اور حقیقت اسلام ان میں سے دور نہ جا پڑی ہوتی تو پھر میرے آنیکی ضرورت کیا تھی ؟ ان لوگوں کی ایمانی حالتیں بہت کمزور ہوگئی ہیں اور وہ اسلام کے مفہوم اور مقصد سے محض ناواقف ہیں ورنہ کوئی وجہ نہیں ہوسکتی تھی کہ وہ اہل حق کی عداوت کرتے جسکا نتیجہ کافر بنا دیتا ہے۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم میں کونسی بات اسلام کے خلاف ہے ہم لا الہ الا اللہ کہتے ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور روزے کے دنوں میں روزے بھی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ بھی دیتے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ یہ تمام اعمال اعمال صالحہ کے رنگ میں نہیں ہیں بلکہ محض ایک پوست کی طرح ہیں جنمیں مغز نہیں ہے۔ ورنہ اگر

جو یہ اعمال صالحہ ہیں تو پھر ان کے پاک نتائج کیوں پیدا نہیں ہوتے ؟ اعمال صالحہ تو تب ہوسکتے ہیں کہ وہ ہر قسم کے فساد اور ملاوٹ سے پاک ہوں۔ لیکن انمیں یہ باتیں کہاں ہیں ؟ میں کبھی یقین نہیں کرسکتا کہ ایک مومن متقی ہو اور اعمال صالحہ کرنے والا ہو اور وہ اہل حق کا دشمن ہو حالانکہ یہ لوگ ہمکو ... اور دہریہ کہتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے۔ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا کہ مجھکو اللہ تعالیٰ نے مامور کرکے بھیجا ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی عظمت کچھ بھی ان کے دل میں ہوتی تو وہ انکار نہ کرتے اور اس سے ڈر جاتے اگر ایسا نہ ہو ہم خدا تعالیٰ کے نام کی...

www.aaiil.org

۱۰ فروری ۱۹۰۵ء - دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حجۃ الاسلام سے فرمایا نصر من اللہ و فتح قریب و بشر المومنین۔

۱۱ فروری ۱۹۰۵ء - اللہ تعالیٰ کی تجلیات سے بہرہ ور ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور الہام ہوا۔ ففروا الی اللّٰہ۔

۱۲ فروری ۱۹۰۵ء تجلیات الٰہیہ کا عجیب مشاہدہ کیا درد شکم سے سخت بیمار تھا پھر زبان سے نکلا

از درد بیقرارم فریادرس الٰہی
خود را بتو سپارم فریادرس الٰہی

اسی پر درد جاتا رہا۔

۱۴ فروری ۱۹۰۵ء - الہام ہوا۔ ما یلقّٰھا و ما یلقّٰھا الا ذو حظ عظیم۔

۱۵ فروری ۱۹۰۵ء - دربار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زبانی اپنے قادیان آجانے کی مبارکباد سنی۔ اور صدیق اکبر نے فرمایا۔ خوش باش و برو بہ مقدم امور من اللہ

۱۶ فروری ۱۹۰۵ء - بیت الحرام میں نماز پڑھی اور الہام ہوا۔ من یعتصم باللہ فقد ھدی الٰی صراط مستقیم پھر الہام ہوا۔ واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعًا

۱۷ فروری ۱۹۰۵ء - الہام ہوا۔ فلنولینّک قبلۃ ترضٰھا فول وجھک شطر المسجد الحرام۔

۱۸ فروری ۱۹۰۵ء - مکہ معظمہ کا سفر بذریعہ جہاز طے کیا۔ الہام ہوا۔ وجاء اھل المدینۃ یستبشرون۔

۱۹ فروری ۱۹۰۵ء - بیت اللہ میں نماز پڑھی۔ امام نے سورۃ جمعہ پڑھی۔ الہام ہوا۔ اولٰئک علٰی ھدی من ربھم و اولٰئک ھم المفلحون۔

۲۱ فروری ۱۹۰۵ء حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مصافحہ کیا اور انہوں نے پیار کیا۔

۲۲ فروری ۱۹۰۵ء - تجلیات الٰہیہ کا مشاہدہ کیا الہام ہوا۔ والقیت علیک محبۃ منی ولتصنع علٰی عینی۔

۲۳ فروری ۱۹۰۵ء - رویا میں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اپنے قادیان میں مرنے اور دفن ہونے کی آرزو پیش کی اسی پر الہام ہوا ما من دابۃ فی الارض الا علی اللّٰہ رزقھا و یعلم مستقرھا ومستودعھا پھر الہام ہوا فسبح بحمد ربک وکن من السّٰجدین واعبد ربک حتی یاتیک الیقین

۲۴ فروری ۱۹۰۵ء خیال ہوا کہ کیا میری نماز حسب فرمودہ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتی ہے؟ اسی پر الہام ہوا۔ فاذکروا اللّٰہ کما علمکم ما لم تکونوا تعلمون

۲۵ فروری ۱۹۰۵ء - الہام ہوا تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم ثم تلین جلودھم وقلوبھم الٰی ذکر اللّٰہ ذٰلک ھدی اللّٰہ یھدی من یشاء بہ اس کے بعد الہام ۲۰/۱۱ فروری کا تکرار ہوا۔

۲۶ فروری ۱۹۰۵ء - الہامات نزول ہوئے۔ اما بنعمۃ ربک فحدث۔ و ما یلقّٰھا الا ذو حظ عظیم واذکروا اللّٰہ ذکرًا کثیرًا۔

۲۷ فروری ۱۹۰۵ء - الہام ہوا۔ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدٰی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساءت مصیرا

۲۸ فروری - جو اذکر ہیں ملائک بڑا رؤف الرحیم

دارالامان کا ہفتہ

۱ - اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت اچھی ہے۔ نصرۃ الحق کی تصنیف اور طبع کا کام بسرعت ہو رہا ہے۔

۲ - خاندان رسالت کے تمام ممبر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے تندرست ہیں بزرگان ملت کی صحت قوم کی خوشی اور اللہ تعالیٰ کے شکر کا موجب ہو رہی ہیں

۳ - موسمی حالت میں بجز اس کے کہ طبعی طور پر سردی کم ہوگئی ہے کوئی نمایاں تبدیلی نظر نہیں آتی ہے۔ ہر دوسرے تیسرے ابر محیط آسمان رہتا ہے۔ موسم کی اس غیر طبعی حالت کی وجہ سے بیماری کی آگ سلگ رہی ہے۔ کوئی نہ کوئی کیس ہو جاتا ہے۔

۴ - ۱۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو میرے مکرم بھائی بابو محمد افضل صاحب کا بڑا بچہ عبد اللہ کئی روز کے متواتر بخار سے انتقال کر گیا انا للہ وانا الیہ راجعون معصوم مرحوم ایک ہونہار اور ذہین بچہ تھا۔ اسکی عمر کے لحاظ سے اسمیں غیر معمولی مستعدی اور ہوشیاری پائی جاتی تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ کی یہی مرضی تھی جو ظاہر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو عالم ثانی میں ہمارے لئے فرط بنائے اور اس کے محزون والدین کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرماوے۔

۵ - ۱۲ مارچ ۱۹۰۵ء عالی جناب لالہ موتی لال صاحب تحصیلدار بٹالہ بتقریب دورہ بٹالہ کو واپس ہوتے ہوئے یہاں تشریف لائے۔ ہمینے جو الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں قادیان کے نوٹیفائڈ ایریا قرار دیجانے کے متعلق اور سڑک بٹالہ تا قادیان کی شکستہ حالت کی طرف آپ کو توجہ دلائی تھی اسپر آپ نے پورا نوٹس لیا ہے۔ سڑک کیلئے آپ نے باقاعدہ رپورٹ کی ہے اور نوٹیفائڈ ایریا قرار دئے جانے کے متعلق باشندگان کے بیانات قلمبند کر کے آپ لے گئے ہیں اور ایک زوردار رپورٹ کرنا چاہتے ہیں لالہ موتی لال صاحب ایک مشہور خوش اخلاق اور رعایا کی بہی خواہی کیلئے خود ہر تکلیف برداشت کر لینے والا افسر ہیں یہی وجہ ہے کہ بٹالہ کی تحصیل آپ کی موجودگی پر بہت ہی نازاں اور خوش ہے۔ اگرچہ سنا جاتا ہے کہ آپ عنقریب ترقی پا کر ڈپٹی ہونے والے ہیں لیکن ضلع گورداسپور کی کیسی خوش قسمتی ہو اگر وہ اس ضلع میں ایسی ترقی پائیں۔ بہر حال قادیان کی آبادی اس کے باشندوں کی حالت خصوصًا سلسلہ عالیہ احمدیہ کی وجہ ترقی اس امر کی بزور داعی ہیں کہ اس کو نوٹیفائڈ ایریا قرار دیا جاوے اور سڑک کے پختہ کرنے کا انتظام ہو مجھے امید ہے کہ تحصیلدار صاحب کی توجہ بہت جلد قادیان کے رہنے والوں کو شکر گذار بنائیگی

۶ - ۱۱ مارچ کی رات کو بیان کیا جاتا ہے کہ ایک کنواری ہندو لڑکی بعض شریر اور قابل اعتراض چال چلن رکھنے والے بالجبر اٹھا لے گئے۔ اور اسے عبس بیجا میں رکھکر اس کی عصمت پر بالجبر حملہ کرنا چاہا وارثون سے معلوم ہوا ہے کہ باضابطہ مقدمہ چلایا ہے۔ ایسے شریر بدمعاشون کا قرار واقعی انتظام اگر نہ کیا گیا تو خطرہ کے بڑھجانے کا اندیشہ ہے۔ کیا ہمارے ضلع کے نیکدل ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر خاص نوٹس نہ لین گے۔ ابھی جتنے منہ اتنی باتین ہیں مفصل پتہ لگا تو پھر اصلیت ظاہر کرینگے

ولادت

میرے مکرم بھائی مفتی فضل الرحمان صاحب کے ہان خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ۱۴ مارچ ۱۹۰۵ء کو فرزند عطا کیا۔ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے اور اسے خادم دین بنا کر ملک اور قوم کیلئے مفید ٹھہرائے اور وہ نافع الناس وجود ہو آمین۔

مین صدق دل سے مفتی صاحب کو مبارکباد دیتا ہون۔

محمد علی صاحب احمدی سڑوعہ سے تحریر کرتے ہین کہ ان کا بھائی علی احمد وبیرنری سکول اجمیر مین پڑھتا ہے ان کے امتحان مین کامیابی کی دعا فرماوین۔ جو کہ ۲۲ مارچ کو ہونا ہے۔

مشتہرین کا صفحہ شائع نہیں ہو سکا۔
ایڈیٹر

عذر گناہ بدتر از گناہ

نمبر اول

اکنون ہزار عذر بیاری گناہ را
مرشوے کردہ را نبود زیب دختری

الحکم کی گذشتہ اشاعتون مین مولوی **ابو الوفا** امرتسری کے اعتراضون کی حقیقت نمائی کیلئے ایک مسلسل آرٹیکل شایع ہوا ہے۔ مجھے خیال اور امید تھی کہ اگر مولوی فاضل صاحب کا **کانشنس** بالکل مردہ اور مسخ نہیں ہوگیا تو وہ اپنے غلط۔ بیہودہ اور لاطایل اعتراضات کو واپس لین گے۔ اور آئندہ لب کشائی نہ کرینگے مگر میرا قیاس اسوقت تک صحیح ثابت نہیں ہوا۔ ضد اور تعصب کا برا ہو کہ یہ صداقت کا دشمن ہے

مولوی فاضل صاحب نے ان مضامین پر پورے ایک مہینے کی غور اور فکر کے بعد ۱۰ مارچ ۱۹۰۵ء کے اہلحدیث مین قلم اٹھایا ہے جس سے ان مضامین کی وقعت اور قوت کا پتہ مل سکتا ہے۔ لیکن مین افسوس سے ظاہر کرتا ہون کہ مولوی صاحب نے جو کچھ اب لکھا ہے وہ

عذر گناہ بدتر از گناہ

کا صحیح مصداق ہے اس لئے مین اس عنوان کے نیچے ان کے ان مضامین کی پڑتال کرونگا سب سے اول مولوی **ابو الوفا** صاحب نے یہ چالاکی کی ہے کہ میرے مضمون کا ایک بھی فقرہ جواب دینے سے پہلے نقل نہین کیا مین یقینًا کہہ سکتا ہون کہ اگر وہ میرے مضامین کو پورا درج کر دیتے تو اہلحدیث کے ناظرین پر حقیقت کھل جاتی اور بدون کسی مزید تحریر کے فیصلہ ہو جاتا۔ اب بھی اگر وہ الحکم کے جوابی مضامین کو بالمقابل درج کردین تو انکی **دیانت داری اور انصاف پسندی** کا یہی اقتضا ہونا چاہیئے مینے جب ان کے کسی مضمون پر لکھا ہے تو ان کے اغراض کو اول نقل کر دیا ہے مگر **ابو الوفا** صاحب اس عمل کو اپنا دشمن اور پردہ در سمجھکر اس سے بچتے ہین یا بھاگتے ہین۔

اسکے بعد مین انشاء اللہ العزیز دکہاؤنگا کہ مولوی ثناء اللہ کا اعتراض کیا تھا؟ اس کا جواب کیا دیا گیا اسپر فاضل صاحب ایک مہینے کے بعد کیا کہتے ہین۔ اور یہ سب بطور خلاصہ ہوگا اور سلسلہ

www.aaiil.org

تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جو کہ آپ نے ۱۰ مارچ کی شب کو فرمائی

وحی اور کشف میں فرق اور کشف غیر مسلم کو بھی ہو سکتا ہے

ایک صاحب نے عرض کی کہ ایک عرصہ سے میرے دل میں خواہش ہے کہ کشف کی عادت طاری ہو۔ اور اگرچہ میں اپنے علم کے رو سے جانتا ہوں کہ اس کا حاصل ہونا کوئی کمالات میں سے نہیں ہے کیونکہ اس کا خیال ہرگز دور نہیں ہوتا۔ اس کے لیے کچھ شغل عنایت فرماویں۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔

کہ اس کا تعلق مجاہدات اور ریاضات سے ہے لیکن اب آپ کی عمر اس کے متحمل نظر نہیں آتی۔ عالم شباب میں ایسے مجاہدات اور ریاضات انسان کر سکتا ہے جس سے اس پر یہ حالت جلد طاری ہو۔ پیرانہ سالی میں قوائے ضعیف ہو جاتے ہیں معدہ کام کرنے سے رہ جاتا ہے۔ اس لئے مجاہدات میں استقامت حاصل نہیں ہوتی۔ آپ کے مناسب حال اگر کوئی مجاہدہ ہے۔ تو میری رائے میں یہ ہے کہ خلوت کے درمیان ذکر الٰہی اور توجہ الی اللہ کی کثرت کریں۔ غیر اللہ کو قطع کرنا اور اللہ تعالیٰ کو اس کا مسکن بنا لینا آسان بات نہیں ہے۔ یہی بڑا مجاہدہ ہے۔ بیہودہ مجلسوں اور قیل و قال سے الگ رہے۔ اور غفلت کے پردہ کو جو کہ انسان کی زندگی پر پڑے ہوئے ہیں انکو دور کرنے کی کوشش کریں۔ پیرانہ سالی کے لحاظ سے یہ عمدہ مجاہدہ ہے جس سے تزکیہ نفس ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اب اس عمر میں نوافل اور روزے وغیرہ کی برداشت مشکل ہے۔ اس مطلب میں اس شعر میں خوب بیان ہے

لب ببند و گوش بند و چشم بند
گر نہ بینی نور حق بر ما بخند

کہ انسان اپنی زبان کو اور کانوں اور آنکھوں کو اپنے قابو میں ایسا کرنے کہ سوائے رضائے حق کے ان سے کوئی فعل صادر نہ ہو۔ انسانی زندگی میں جو بے اعتدالی ہوتی ہے اسے اعتدال پر لانا بڑا کام ہے۔ اب اس وقت بھی مناسب حال ہے کہ خلوت بہت ہو اور ذکر الٰہی سے قلب غافل نہ ہو۔ اگر انسان اسکی مداومت اختیار کرے تو آخرکار قلب موثر ہو جاتا ہے۔ اور ایک تبدیلی انسان اپنے اندر رکھتا ہے۔

کشف رویا کا اعلیٰ درجہ ہے کشف کیا ہے یہ رویا کا ایک اعلیٰ مقام اور مرتبہ ہے۔ اسکی ابتدائی حالت کہ جس میں غیبت حس ہوتی ہے۔ صرف اس کو خواب (رویا) کہتے ہیں جسم بالکل معطل بیکار ہوتا ہے اور حواس کا ظاہری فعل بالکل ساکت ہوتا ہے۔ لیکن کشف میں دوسرے حواس کی غیبت نہیں ہوتی بیداری کے عالم میں انسان وہ کچھ دیکھتا ہے جو کہ نیند کی حالت میں حواس کے معطل ہونے کے عالم میں دیکھتا تھا۔ کشف سے کہتے ہیں کہ انسان پر بیداری کے عالم میں ایک ایسی ربودگی طاری ہو کہ وہ سب کچھ جانتا بھی ہو۔ اور حواس خمسہ اس کے کام بھی کر رہے ہوں اور ایک ایسی ہوا چلے کہ نئے حواس اسے ملجاویں جن سے وہ عالم غیب کے نظارے دیکھ لے وہ حواس مختلف طور سے ملتے ہیں کبھی بصر میں کبھی شنائی۔ سونگھنے میں کبھی کبھی ان شامہ میں اسطرح جیسے کہ حضرت یوسف کے والد نے کہا کہ انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون (کہ مجھے یوسف کی خوشبو آتی ہے اگر تم یہ نہ کہو کہ بوڑھا بہک گیا) اس سے مراد وہی نئے حواس ہیں جو کہ یعقوبؑ کو اسوقت حاصل ہوئی۔ اور انہوں نے معلوم کیا کہ یوسف زندہ موجود ہے اور ملنے والا ہے اس خوشبو کو دوسرے پاس والے نہ سونگھ سکے کیونکہ ان کو وہ حواس نہ ملے تھے جو کہ یعقوبؑ کو ملے۔ جیسے گڑ سے شکر بنتی ہے اور شکر سے کھانڈ اور کھانڈ سے اور دوسری شیرینیاں لطیف در لطیف بنتی ہیں ایسے ہی رویا کی حالت ترقی کرتی کرتی کشف کا رنگ اختیار کرتی ہے۔ اور جب وہ بہت صفائی پر آجاوے تو اس کا نام کشف ہوتا ہے۔

کشف اور وحی میں فرق لیکن وحی ایسی شے ہے جو کہ اس سے بدرجہا بڑھکر صاف ہے۔ اور اس کے حاصل ہونے کیلئے مسلمان ہونا ضروری ہے کشف تو ایک ہندو کو بھی ہو سکتا ہے بلکہ ایک دہریہ بھی جو خدا کو نہ مانتا ہو وہ بھی اسمیں کچھ نہ کچھ کمال حاصل کر لیتا ہے لیکن وحی سوائے مسلمان کے دوسرے کو نہیں ہو سکتی یہ اسی امت کا حصہ ہے کیونکہ کشف تو ایک فطرتی خاصہ انسان کا ہے۔ اور ریاضت سے یہ حاصل ہو سکتا ہے۔ خواہ کوئی کرے۔ کیونکہ فطرتی امر ہے جیسے جیسے کوئی اسمیں مشق اور محنت کریگا۔ ویسے ویسے اس پر اسکی حالتیں طاری ہونگی۔ اور ہر نیک و بد کو رویا کا ہونا اس امر پر دلیل ہے۔ دیکھا ہوگا کہ سچی خوابیں بعض فاسق و فاجر لوگوں کو بھی آجاتی ہیں پس جیسے ان کو سچی خوابیں آتی ہیں ویسے ہی زیادہ مشق سے کشف بھی ان کو ہو سکتے ہیں حتےٰ کہ حیوان بھی صاحب کشف ہو سکتا ہے۔ لیکن الہام یعنے وحی الٰہی ایسی شے ہے کہ جب تک خدا سے پوری صلح نہ ہو اور اس کی اطاعت کیلئے اس نے گردن نہ رکھدی ہو تب تک وہ کسیکو حاصل نہیں ہو سکتی۔ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون۔ یہ اسی امر کی طرف اشارہ ہے نزول وحی کا صرف ان کے ساتھ وابستہ ہے جو کہ خدا کی راہ میں مستقیم ہیں۔ اور وہ صرف مسلمان ہی ہیں۔ وحی ہی وہ شے ہے کہ جس سے انا الموجود کی آواز کان میں آکر ہر ایک شک و شبہ سے ایمان کو نجات دیتی ہے اور بغیر جس کے مرتبہ یقین کامل کا انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا لیکن کشف میں یہ آواز کبھی نہیں سنائی دیتی اور یہی وجہ ہے کہ صاحب کشف ایک دہریہ بھی ہو سکتا ہے لیکن صاحب وحی کبھی دہریہ نہیں ہوگا۔

اس مقام پر حضرت نورالدین صاحب حکیم الامت نے عرض کی کہ حضور سائل کا منشاء یہ ہے کہ یہ خواہش کسطرح دل سے دور ہو جاوے۔ خدا کے برگزیدہ اور محبوبؑ نے فرمایا کہ ان کے دل میں کشف کی جو عظمت بیٹھی ہوئی ہے جبتک وہ نہ دور ہوگی۔ تو علاج کیسے ہوگا۔ اسی لئے تو میں فرق بیان کر رہا ہوں۔ ہمارے ہاں ایک چوڑھی (خاکروبہ) آتی ہے۔ وہ بھی سچی خوابوں کا ایک سلسلہ بیان کیا کرتی ہے لیکن اس سے اس کا عنداللہ مقرب ہونا یا صاحب کرامت ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ ہاں یہ ضرور ہے۔ کہ ایک مسلمان کا کشف جسقدر صاف ہوگا۔ اسقدر غیر مسلم کا ہرگز صاف نہ ہوگا کیونکہ خدا تعالیٰ ایک مسلم اور غیر مسلم میں تمیز رکھتا ہے اور فرماتا ہے قد افلح من زکّٰھا لیکن وحی کو کشف نہیں پا سکتا یہ وحی کی ہی قدر ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے ارادہ سے اس کیلئے ایک شخص کو انتخاب کرتا ہے اور شرف مکالمہ بخشتا ہے اور ہر میدان میں اسکا حافظ و ناصر ہوتا ہے۔ اور صاحب وحی کے تعلقات دن بدن خدا سے قائم ہوتے اور بڑھتے جاتے ہیں۔ اور ایمان میں غیر معمولی ترقی پذیر شاہد کرتا ہے (البدر)

مختصر نوٹ اور نکات

حقیقی توحید جس کا اقرار ہم سے خدا تعالیٰ چاہتا ہے اور جس کے اقرار سے نجات وابستہ ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے خواہ بت ہو خواہ انسان ہو خواہ سورج ہو یا چاند ہو یا اپنا نفس یا اپنی تدبیر اور مکر اور فریب ہو منزہ سمجھنا اور اس کے مقابل کوئی قادر تجویز نہ کرنا کوئی رازق نہ ماننا کوئی معز اور مذل خیال نہ کرنا کوئی ناصر اور مددگار قرار نہ دینا اور دوسرے یہ کہ اپنی محبت اس سے خاص کرنا اپنی عبادت اسی سے خاص کرنا اپنا تذلل اس سے خاص کرنا۔ اپنی امیدیں اسی سے خاص کرنا۔ اپنا خوف اسی سے خاص کرنا پس کوئی توحید بغیر ان تین قسم کی تخصیص کے کامل نہیں ہو سکتی اول ذات کے لحاظ سے توحید یعنے یہ کہ اس کے وجود کے مقابل پر تمام موجودات کو معدوم کی طرح سمجھنا اور تمام کو ہالکۃ الذات اور باطلۃ الحقیقت خیال کرنا۔ دوم صفات کے لحاظ سے توحید یعنے یہ کہ ربوبیت اور الوہیت کی صفات بجز ذات باری کسی میں قرار نہ دینا اور جو بظاہر رب الانواع یا فیض رسان نظر آتے ہیں یہ اس کے ہاتھ کا ایک نظام یقین کرنا سوم اپنی محبت اور صدق اور صفا کے لحاظ سے توحید یعنے محبت وغیرہ شعار عبودیت میں دوسرے کو خدا تعالیٰ کا شریک گردا ننا اور اسی میں کھوئے جانا۔

جس شخص کی فطرت سلیم اور عقل درست ہو وہ کیسے چند روزہ لذائذ اور حظوظ نفسانی میں مبتلا ہو کر اپنے رب کریم سے غافل اور کسطرح اپنی ناچیز طاقتوں اور قابلیتوں کو اپنے واسطے کافی سمجھ کر مولائے حقیقی کی عبادت اور استعانت کی لاپروا اور کیسے ہزار در ہزارہا ظاہری عبرتوں اور آسمانی نصیحتوں کے درمیان بیخبر اور جاہل رہ سکتا ہے یہ تمام بدمستی اور غفلت اسی بدفہمی کا نتیجہ ہے جسکو رب العالمین بدکاروں کی نسبت اسطرح ظاہر فرماتا ہے ام حسب الذین یعملون السیات ان یسبقونا یعنے کیا بدکاروں کا یہ گمان ہے کہ وہ ہم پر سبقت لے جائیں گے۔

اگر انسان بدفہم ہو تو ایمانی اصول سے اسکی اصلاح ہو سکتی ہے جو شخص خدا تعالیٰ کو اپنا سچا مولیٰ سچا مددگار سچا خیر خواہ سچا ہادی اور حساب اعمال کو واقعی اور صحیح مانتا ہے وہ اس ایمان کے نیچے نامعلوم طور پر بہت کچھ ترقیات کر سکتا ہے بشرطیکہ اپنے اعمال کو

ایک نیا دعوٰے

اگرچہ حضرت سلیمان کا یہہ قول ہے کہ آفتاب کے نیچے کوئی شے نہیں لیکن جب کوئی شے وجود مین آتی یا کوئی نئی بات ہوتی ہے تو لوگ مجازاً آکہہ ہی دیتے ہیں کہ یہ ایک نئی شے یا نئی بات ہے ایک نئی شے یا نئی طاقت کے اظہار یا نئے دعوےٰ کے پیش کرنے سے پہلے صدہا لوگ اون دعاوی یا اون اظہارات کی تائید مین ہوتے ہین اور خود اون کے اپنے دلون مین بہی بعض اوقات ایسے خیالات اٹہتے ہین لیکن جب کسی خاص آدمی کی جانب سے اونکا اظہار یا اعلان کیا جاتا ہے تو اکثر لوگ اوسکی مخالفت پر آمادہ ہو جاتے ہین چند ہی ایسے جری نکلتے ہین جو حق الامر کی جہت سے تصدیق کرتے ہون بشرطیکہ وہ حق الامر ہو بہی۔ بہت دفعہ ایسا انکار یا اعتراض صرف اسواسطے کیا جاتا ہے کہ ایسا خیال یا ایسا دعویٰ یا انکشاف کسی ایسے آدمی کی جانب سے یا ایسے آدمی کے مونہہ سے ہوا ہے جسے انکار کرنے والے کسی اور وجہہ سے پسند نہین کرتے ہیں لوگون کی طبیعتون مین عموماً نسبتی معیار کی مقدار یا وزن بہت کچھہ ہوتا ہے لوگ یہ سوچا کرتے ہین کہ اگر یہ بات فلان شخص کہہ دیتا یا فلان کے مونہہ سے نکلتی تو ضرور قابل یقین کرنے کے ہتی لیکن چونکہ یہ فلان کے مونہہ سے نکلی ہے اس واسطے قابل تسلیم کرنے کے نہین ہے اکثر اختلافات کی وجہہ یہی **نسبتی معیار** ہے

جب سے مرزا صاحب نے **مہاراج کرشن** کے اوصاف مین آنے کا دعوےٰ کیا ہے اکثر مسلمانون مین ایک گبہراہٹ سی پیدا ہوگئی ہے بعض لوگ اسے ایک شائستہ نکتہ چینی کی نگاہون سے دیکھتے ہین اور اسپر غور کرتے ہین اور بعض کے نزدیک یہہ بہی ایک تازہ مشغلہ ہوگیا ہے۔

جو لوگ قبل از اعلان اس دعوے کے اسی مین تعلیم قرآن کی خوبی بتلاتے تہے وہ بہی اوس نسبتی معیار کی تاثیر سے اسکے مخالف اور نکتہ چین ہوگئے ہین اگر مرزا صاحب کے مونہہ سے یہہ کلمات نہ نکلتے تو شاید ابہی ایک اور عرصہ تک بہی اس مشرب کے قائل رہتے جس کا مرزا صاحب نے اعلان کیا ہے بہت لوگ اس امر کے قائل ہین کہ قرآن مجید، آنحضرت ہر ملک اور ہر قوم مین ایک ہادی، **ایک برگزیدہ آنے** کے معترف مین قائل ہی نہین تہے بلکہ اسپر مصر بہی۔ تہے خدا کی شان مرزا صاحب کے مونہہ سے نکلتے ہی وہ تمام دلیلین گندہ اور بوسیدہ ہوگئین یہانتک کہ قرآن مجید مین یہہ تعلیم ہی نہ رہی۔ **مرزا مظہر جان** جانان اور خدا جانے اور کس کس کے سقولے اس تعلیم کی تائید مین بیان کئے جاتے تہے اور اون پر یہہ تائید نصوص اور احادیث زور دیا جاتا تہا وہ سب کے سب صرف اس خاطر ردی کے دفتر مین چلے گئے کہ مرزا صاحب کے مونہہ سے اسکی تصدیق ہوتی ہے ایک ضدی شخص کہا کرتا تہا کہ فلان شخص جو کچھہ کہتا ہے وہ ہے تو برحق اور درست **مگر چونکہ وہ کہتا ہے** اسواسطے برحق نہین ہے یہی حال اس مسئلہ کا ہوا ہے سیالکوٹ یا لاہور کے جلسہ تک تو اسپر اچھے اچھے عالمون کا اعتقاد بالیقین تہا اور یہہ بہی خوبی ہائے قرآنی مین داخل تہا مگر جب سے مرزا صاحب کے مونہہ سے نکل گیا بس اوس سب صداقت پر پانی پہر گیا مین نہین جانتا مسلمانون کی ایسی صداقتون کا دراصل وجود کیا ہے اور یہہ کیسی خوفناک اخلاقی جرأت ہے سچائی اور حق پرستی تو اس مین تہی کہ جو لوگ اس مسئلہ کے پیشتر سے ہی قائل اور مصدق تہے وہ ڈنکے کی چوٹ کہہ اٹہتے کہ جو کچھہ مرزا صاحب نے کہا ہے وہ درست تو ہے لیکن یہ درست نہین کہ مرزا صاحب ان کرشنی اوصاف کے متصف ہین اس مین نہ تو مرزا صاحب کی تصدیق ہوتی تہی اور نہ اون کا ترسد یہہ **ایک حق بات تہی** افسوس ہمارے علماء کرام کی طبیعتون مین کسقدر ضد اور ہٹ ہے اب اسپر اڑے جاتے ہین کہ چونکہ یہہ خیال مرزا صاحب کی زبانی معرض اظہار مین آیا ہے اسواسطے وہ سرے سے ہی غلط ہے۔

اگر میری رائے پوچہو تو جو کچھہ مرزا صاحب نے کہا ہے یہہ بحث الگ رکہکر کہ وہ خود بہی اس کے متصف ہین یا نہین اوس قرآنی تعلیم پر نئے یا عملی الفاظ مین روشنی ڈالی ہے جو شروع سے قرآنی مفہوم تسلیم ہوتا آیا ہے **میرزا مظہر جان جانان** مرحوم نے صدیون سے یہ مانا ہوا تہا۔ مین کہتا ہون ان سوالات کا کیا جواب ہوسکتا ہے۔

”کیا ہندوستان مین کوئی قوم رہتی تہی“

”وہ اوس خدا کی خدائی سے باہر تہی جو عرب یا شام کا خدا تہا۔“

”کیا عرب و شام سے کوئی نبی یا مرسل ہند مین آیا تہا۔“

”کیا خدا پر ان لوگون کی ہدایت ضروری نہ تہی۔“

”کیا ان کی ہدایت کے واسطے کوئی نبی بہیجا گیا۔“

”اگر نہین بہیجا گیا تو کیون۔“

”جن ملکون مین بہیجا گیا اون مین خدا کے نزدیک کیا کچھہ فوقیت تہی“

”کیا یہ لوگ اس حالت مین خدا کے سامنے جوابدہ ہوسکتے ہین۔“

”کیا اس حالت مین ان کا کوئی قصور ہے“

”کیا قرآن مجید مین کل انبیاء کا ذکر نام بنام آگیا ہے“

”کیا قرآن مجید مین یہ آگیا ہے کہ ہندوستان مین کوئی نبی نہین بہیجا گیا تہا“

”میرزا صاحب پر مسخری کرنے سے ہمارے علمائے کرام پہلے ان سوالات کا جواب پیدا کرلین اور پہر گفتگو کرین یون اعتراض کون نہین کرسکتا ہے۔

اگر اس دعوے کا دوسرا رُخ دیکہین تو اس قرآن کی اوس صداقت اور خدا کی اوس رحمانیت کا ثبوت ملتا ہے جو کسی دوسری آسمانی کتاب مین نہین پائی جاتی ہے اور اس سے ایک ہوشمند سوچ سکتا ہے کہ قرآن اور وہ ذات اقدس جسپر قرآن نازل ہوا کہان تک سرچشمۂ انصاف اور سرچشمہ حق پسندی تہے یہہ ثابت اور یہہ ظاہر ہے۔ کہ چونکہ قرآن اور قرآن کا لانے والا سب سے پیچہے آیا تہا اس واسطے کل پہلی قومین اور کل مذاہب اوسکے حاسد اور دشمن تہے اور ایسا ہونا لازمی تہا کون کسی بعد مین آنے والے کو پسند کرتا ہے مگر قرآن اور اوسکے لانے والے نے ان سب عداوتون اور تضاد کو بالائے طاق رکہکر اعلان حق سے چشم پوشی اور سکوت نہ کیا جس جس ملک اور جس جس قوم کا جو کچھہ حق واجبی تہا اوسکے دینے یا اقرار سے ہرگز دریغ نہ کیا **حق بہ حقدار باید رسانید** سچ کر دکہایا۔ ایک کتاب انجیل بہی ہے جس مین حضرت مسیح کہتے ہین جو مجہہ سے **پہلے آنے والے ہین سب چور اور بٹمار تہے**“ اور ایک قرآن اور محمدؐ ہے جو صریح الفاظ مین اپنے سے پہلے آنے والے بزرگون کی دلائل سے تصدیق کرتا ہے کیا کوئی ایسی دوسری آسمانی کتاب بہی ہے کیا کوئی ایسا دوسرا صحیفہ بہی ہے جو اس انصاف اور اس بے تعلقی سے واقعات پر روشنی ڈال رہا ہو دید سے کیا ثابت ہوسکتا ہے اور انجیل کیا تصدیق کرسکتی ہے قرآن ہی ایک ایسی جامع اور اتم شہادت ہے جو ان واقعات کی تصدیق کرتی ہے کون ہین وہ کم اندیش جو قرآن کو اور اوس کے بانی کو نعوذ باللہ بُرا کہتے ہین کون ہین وہ لوگ جو اوس کی شان اعلےٰ مین گستاخی کرتے ہین کون ہین وہ جو اس بے رو رعایت شہادت پر یقین نہین کرتے یہہ قول حکم اور کس کتاب مین لکہا پاتے ہین اور یہہ انصاف اور کس آسمانی صحیفہ مین ادا کیا گیا ہے۔

اگر انصاف کوئی شے ہے تو ضرور ماننا ہی پڑیگا کہ قرآن اور اوس کا لانیوالا انصاف کا حامی اور صداقت کا عاشق تہا وہ سب سے پیچہے آیا اور اُسے سب نے دشمن اور اجنبی جانا لیکن اوس نے انصاف اور حق پرستی ہاتہہ سے نہ دی۔

اگر اسوقت کے مسلمان محمدؐ کے زمانہ مقدس مین ہوتے تو ضرور اون کی خدمت مین عرض کرتے ہندوستانی اوتارون اور نبیون کی تصدیق کرنی سے ہماری مسلمانی مین فرق اور انقلاب آنیکا اندیشہ ہے اسواسطے اب خاموش رہین اور شاید بعض نعوذ باللہ اوس ذات اقدس اور مخزن انصاف سے روگردان ہی ہو جاتے ہائے افسوس جو باتین قرآن کی عظمت کی ہین اوس سے صریح انکار کیا جاتا ہے اور انہین صرف اسوجہہ سے جہٹلایا جاتا ہے کہ وہ مرزا صاحب کی زبان سے نکلی ہین **دوستو۔ عزیزو۔** میرزا صاحب خدا کو واحد مانتے ہین اور آنحضرت کی رسالت اور جلالت کے قائل اور معترف ہین آؤ اوس سے بہی انکار کرین اگر میرزا ایک خدا کہتا ہے تو ہم دو کہین اگر وہ دو کہتا ہے تو ہم چار کے قائل ہو جاوین چونکہ مرزا صاحب اتنک **رسالت محمدی کے دلدادہ ہین** اسواسطے لازمی ہے کہ ہم صرف نسبتی معیار کی پابندی سے نعوذ باللہ آنحضرت کی رسالت سے بہی اعراض کرین۔

مین نہین کہتا تم مرزا صاحب کے دعاوی کی بلا پوچہے سمجہے تائید یا تصدیق کرو مین تو یہ کہتا ہون کہ اگر مرزا صاحب کی زبان سے کوئی صداقت نکلتی ہے تو اوس سے کیون انکار کیا جاوے یہہ طرز عمل خود صداقت کے خلاف نہین ہے جب مرزا صاحب نے جمعہ کی تعطیل کا جہگڑا چہیڑا تو اکثر حضرات نے اس نیک تجویز سے صرف اس واسطے انکار کردیا کہ وہ مرزا صاحب کے مونہہ سے نکلی ہے مین نے اپنے ایک انکاری دوست کو کہا کہ چونکہ مرزا صاحب **جمعہ کی تائید** کرتے ہین اسواسطے آؤ ہم جمعہ سے ہی منکر ہو جاوین۔

سلیم طریق تو یہ ہے کہ ہمارے علماء خواہ سنی ہون خواہ شیعہ اور خواہ نیچری اور خواہ احمدی اور خواہ صوفی منش جو سچی بلا اختلاف بات ہو اوسکی تصدیق کرین خواہ کسی مونہہ سے سرزد ہو اور نکلے اگر یہ طریق عمل اختیار کیا جاوے تو اسقدر جہگڑے بکہیڑے نہ رہین **نسبتی معیار** ہر جگہ اور ہر موقعہ پر کام نہین دے سکتا صداقت اور حق پرستی ہی ہر موقعہ پر کام دینے کے قابل ہے مسیح کی **وفات** کی نسبت ہی نہین بلکہ مسیح کی تولید کی نسبت بہی جب سر سید مرحوم نے اپنے خیالات کا اظہار کیا تہا تو اسقدر شور شر نہین تہا اب مرزا صاحب کے مونہہ سے جو یہ بات نکلی تو قیامت آگئی اور اب بہی جب سر سید کا نام

برجا

www.aaiil.org

ان مسائل کی نسبت لیا جاتا ہے تو علماء خاموش ہو جاتے ہین وہ جوش نہین باقی رہتا مگر جب مرزا صاحب کے اس اجتہاد کا ذکر آتا ہے تو خون خوار ہو جاتے ہین کیا یہ طریق عمل **انصاف کا حامی ہے** فرق تو کوئی نہیں سرسید مرحوم وفات مسیح کے قائل ہوکر ساتھہ ہی یہ بھی کہتے تھے کہ وہ **یوسف کا لڑکا** تہا اور ایسا ہو نہین سکتا کہ وہ بن باپ ہو اور مرزا صاحب یہہ کہتے ہین کہ وہ مرا تو ضرور ہے لیکن خدا کی قدرت سے بلا باپ پیدا ہوا تہا اور ادہر سے یہ اضافہ ہو گیا کہ مین ہی حضرت **مسیح کے اوصاف مین آیا ہون** اور حضرت صلعم کا غلام ہون **اور سرسید یہہ بھی** کہتے تہے کہ مسیح نے پہر کب آنا ہے یہہ ایک خلاف قیاس مسئلہ ہے مرزا صاحب نے آنے کی تو تصدیق کی مگر اس طرح پر کہ وہ آسمان سے نہین اترے گا اور نہ آسمان مین اوس کے واسطے کوئی نردبان لگایا جاوے گا بلکہ اوس کے اوصاف مین کوئی اور شخص آویگا اور اس زمانہ مین اون اوصاف مین ـ مین آیا ہون ـ غور کرو ان دونون تاویلون میں کسقدر فرق ہے جو لوگ مسیح کا اوس جسمانی حالت مین آنا بیان کرتے ہین جواب تک آسمان پر ہی امانت رکہی ہوئی ہے وہ پہلے اسکو ثابت تو کرین زمین کے ساکن ہونے آسمان کے حد نظر ہونے ـ معراج کی تاویلین تو کی گئین یہان کوئی تاویل نہ چلی بہلا ایک جسم کا اسقدر مدت کے بعد آسمان بصدا امانت اترنا یا نازل ہونا بمقابلہ اس تاویل کے کہ مین مسیح کے اوصاف یا خصائل بن کر آیا ہون ـ کہان تک قابل یقین ہو سکتا ہے یہہ مسئلہ بہت زیادہ تر بحث کے قابل ہوتا جب مرزا صاحب یہہ کہتے کہ مین اوسی کالبد مین آیا ہون جس میں مسیح سولی دیا گیا تہا اور ابہی آسمان سے بذریعہ ایک طلائی نردبان کے معہ ایک جماعت فرشتون یا ملایک کے ایک پہاڑ کی چوٹی پر نازل ہوا ہون ـ

بہلا اسکا فیصلہ تو کرو کہ ان دونون میں سے کونسا سوال زیادہ تر پیچدار یا قابل غور ہے ـ

،، مین اوسی جسم اور اوسی کالبد مین آیا ہون جو ولادت کے وقت مجھے عطا ہوا تہا اور جسکا مین ایک زمانہ مین صلیب بہی دیا گیا تہا مین ایک خاص عرصہ تک آسمان پر بصدا امانت رہا ـ اور ابہی ابہی زمین پر آیا ہون اور مین دمشق کی مسجد مین اترا تہا اور مجھے نازل ہوتے سب نے دیکہا ہے ـ

،، مین مسیح کے اوصاف سے متصف ہو کر اور اوس کے خصائل کا حصہ لیکر آیا ہون تاکہ تمہین ہدایت کرون اور مین نے یہہ درجہ اوس مرد خدا محمد عربی کی معرفت یا اقتدا سے حاصل کیا ہے جو کل دنیا کا ہادی ہے اور جس نے مسیح کے آنے کی پیشین گوئی کی تہی ـ ان دونون سوالون پر غور کرتے ـ پہلے یہہ سوچنا ہی لازمی ہے کہ کیا اس دنیا مین اوس کے شروع سے لیکر اب تک پہلی حالتین زیادہ تر وقوع مین آتی رہتی ہین یا مابعد کی صورت یقینی ہے ان سوالون کے ساتھہ ہی ان باتون پر بہی غور کی جاوے ـ

،، اگر واقعی مسیح مر گیا ہوتا اور آسمان پر نہ اٹھایا گیا ہوتا ـ ،،

،، اگر واقعی مسیح نے آنحضرت صلعم کے بعد دنیا مین آسمان سے نہ اترنا ہوتا ،، تو کیا اسلام صداقت سے گر جاتا اور دوسرا ایمان لانا کفر اور ارتداد ہوتا ـ

جب اوصافی یا خصائلی صورت مین دنیا اس قدر معترض ہوتی ہے تو معلوم نہین جب حضرت مسیح سچ مچ **(بقول بعض علماء کے)** دمشق کی مسجد سے نازل ہون گے تو شاید کوئی بہی اون پر یقین نہین کریگا کیونکہ زمانہ اس وقت تک بہت کچہہ ترقی کر چکا ہوگا واقعی اوس وقت حضرت مسیح کے واسطے ایک بڑی ہی دقت کا سامنا ہوگا ـ

جب یہ نہین مانا جاتا کہ ایک شخص مین فضایل یا خصائل کے اعتبار سے ایک گزشتہ شخص کی زندگی آسکتی ہے تو جسمانی اعتبارات سے کیونکر تسلیم کیا جاوے گا یہی اسباب ہین جو اس مسئلہ کی نزاکت پر روشنی ڈالتے ہین اور اخیر پر کہنا پڑتا ہے کہ سو بہ ہر صورت مین کوئی جسم آسمان سے نہین اتریگا اور نہ ہی اس کی ضرورت ہے اور اگر کوئی آیا بہی تو خصائل کے اعتبار سے ہی آوے گا اور سنت اللہ بہی یون ہی ہے حضرت مسیح مین کیا فضیلت ہے کہ خواہ مخواہ مکرر زندگانی کا وارث بنایا جاوے یہہ گورنمنٹ انگلشیہ تو نہین ہے کہ لارڈ کرزن کو دوبارہ ہندوستان کا گورنر جنرل کر کے بہیجدیوے خدائی گورنمنٹ کے قوانین اٹل اور برجستہ ہین ایک دوسرے کے صفات مین تو لوگ آتے رہتے ہین اور ایک مثال دوسرے سے دیجاتی ہے لیکن جسمانی اعتبار سے آنا مشکل ہے ـ اور اگر مانا بہی جاوے تو یہ سوال ہوتا ہے کہ اس کی ضرورت ہی کیا ہے مسیح کی عظمت اور جبروت جسم کے اعتبار سے تو نہ تہی اور نہ ہے اوس کے جسم سے اور صدہا جسم سڈول اور خوبصورت ہون گے ـ کسی فلاسفر اور حکیم کی عظمت ہمیشہ خصائل اور برکات کے اعتبار سے ہوتی ہے قرآن کی عظمت تو اکثر معانی اور تعلیمات کے اعتبار سے مانی جاتی ہے گو الفاظ مین بہی تقدیس اور فصاحت و بلاغت ہے مگر نرے الفاظ ہی کام کے نہین ہین قرآن کی طرح انبیاء کی برکت بہی روحانیات اور تعلیمات کی جہت سے ہے ـ

اور فضائل یا خصائل کی جہت سے اعادہ جسم کی کوئی ضرورت نہین معلوم ہوتی ـ

ہماری رائے مین مرزا صاحب کے اس دعوے کے متعلق تو اب صرف یہ بحث باقی رہنی چاہئے کہ ـ

،، آیا وہ بلحاظ صفات یا فضائل یا خصائل کے مسیح ہین ـ ،،

،، آیا ایسے اوصافی وجود کی اس زمانہ مین ضرورت تہی یا ہے ـ

،، ایسے اوصافی وجود کا ہونا ممکنات سے ہے یا نہیں ـ

،، مجدد جو ہوتے رہے ہین وہ اوصافی وجود مین داخل ہین یا نہین ـ

،، العلماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کی کسی شق اوصافی وجود کی تشریح ہوتی ہے یا نہین ـ

،، مرزا صاحب کیون اوصافی وجود کے سلسلہ مین شمار نہین ہو سکتے ـ

اب مکرر سہ کرر مسیح کی ممات حیات کا جہگڑا کچہہ بے موقع سا ہے جو لوگ مرزا صاحب کے مریدین وہ بہی اس سے انکاری نہین اور جو سرسید کے معتقد ہین وہ بہی اس کے اور جو لوگ مذہب سے ذرا دور ہین وہ پہلے سے ہی ایسے مسائل سے گریز کر چکے ہین جو لوگ ابتک مانتے ہین اور ابتک اس پر یقین رکہتے ہین یقین رکہین بحث سے اور لوگ بہی **متذبذب ہوتے جاتے ہین** ـ مسلمان تو کجا عیسائی بہی دن بدن مسیحی تعلیمات سے روگردان ہین **مسٹر محمود مرحوم کہا کرتے تھے** اگر قرآن مجید مین مسیح کی تصدیق نہ ہوتی تو مین انہیں نبی ہی نہ مانتا **مسیح کی نسبت زمانہ** اور جمہور زمانہ کی رائین بہت ہی مختلف ہو گئی ہین ـ یہہ سب قصے کہانیان ہین سچا اسلام مانو ـ

راقم الحق م ؔ

اطلاع: ـ جن خریداران الحکم نے ابہی تک سالگزشتہ کا بقایا بہی ارسال نہین کیا ہے وہ مہربانی کر کے بہت جلد اپنے حساب صاف کر دین مطبع کو اس لحاظ سے کہ وہ چہاپنے دالی مشین کا انتظام کر رہا ہے روپیہ کی بہت بڑی ضرورت ہے ـ اور اس کا پورا ہونا موقوف تو خدا کے فضل و کرم ہی پر ہے لیکن بلحاظ تدابیر و اسباب خریداران پر اسکا بہت بڑا مدار ہے ـ ایڈیٹر ـ

سلسلہ عالیہ احمدیہ اخبارات مین

ریاض الاخبار گورکہپور جو ہفتہ مین دو بار شایع ہوتا ہے اخباری دنیا مین مسلم ممتاز پرچہ ہے اسکی رایون کو عموماً عزت کی نظر سے دیکہا جاتا ہے مین دیکہتا ہون کہ اس معزز اخبار نے جب کبہی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق اظہار رائے کیا ہے تو وہ ہر چند اس سلسلہ مین داخل نہین ہے لیکن اپنی رائے نہایت بے تعصبی سے دی ہے ـ عبد اللہ احسن الجزائر

اپنی ۸ مارچ ۱۹۰۵ء کی اشاعت مین معزز ہمعصر مسئلہ جہاد پر لکہتے ہوئے رقمطراز ہے ـ

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ابہی چند روز ہوئے مسئلہ جہاد کے متعلق نہایت عمدہ آرٹیکل لکہا ہے ـ اور انہون نے ثابت کیا ہے کہ ایسی آزاد گورنمنٹ دنیا مین کہان ہو سکتی ہے سب جانتے ہین کہ مین مدعی **مسیح موعود** ہون اور ہمیشہ پادریون سے بحث ہوا کرتی ہے یہانتک کہ خون کے مقدمہ مین پہانسا گیا مگر باوجود اس کے کہ جج پادری تہا اور مستغیث سے پہلے ایڈیٹر لفٹنٹ گورنر کے خیالات پادریانہ تہے دوسرا فیصلہ کرنیوالا انگریز تہا ـ مگر مجھے بچا دیا ـ اور اسیطرح جسقدر مقدمے مجھ پر دائر کئے گئے مین سب مین مین بری کیا گیا اگر ذرا بہی تعصب ہوتا تو یہ لوگ مجھے کبہی نہ چہوڑتے ـ

مرزا صاحب کے ان خیالات کو اگر دیکہنا ہو تو الحکم قادیان دیکہنا چاہئے جو آپ کا آرگن ہے اور اخباری حیثیت سے بہی وہ برا نہین ہے ـ

ایمان مین عقل کو دخل نہین اس عنوان سے ایک مراسلت معزز ہمعصر **پرکاش** کی ۱۸ فروری ۱۹۰۵ء کی اشاعت مین شایع ہوئی ہے راقم کا نام صرف لکشمیر دیا ہے ـ ہر چند اس چٹہی کے بعض حصے قابل اصلاح ہین خصوصاً **یوزاسف اور یوزاسف** کی تحقیقات تاہم مین فی الحال اس سوال کو چہوڑ کر ایک خاص غرض کے لئے اس چٹہی کو شایع کرتا ہون اور وہ یہ ہے کہ اس مین **الہام کی ضرورت** اور موجودہ زمانہ مین اس مسئلہ پر پوری روشنی ڈالنے والے امام کا ذکر کیا گیا ہے اور سیرا یون کے اخبار مین کم از کم ایک غیر مسلمان کی قلم سے ـ

www.aaiil.org

ان مسلمانوں کیلئے بھی یہ مضمون عبرت بخش ہے جو باوجود مسلمان کہلانے کے الہام پر مہر لگا چکے ہیں۔ بہرحال امید ہے کہ یہ مضمون دلچسپی سے پڑھا جاوے گا۔ آیندہ کسی اشاعت میں انشاء اللہ میں اس پر کوئی اصلاحی نوٹ لکھنے کی کوشش کروں گا۔

ایمان میں عقل کو دخل نہیں

ایمان کا خاصہ ہے کہ وہ بالغیب ہو یعنے الہام پر مبنی ہو۔ الہام علام الغیوب (سروانتریامی) سے غیب کی باتوں کا علم حاصل کرنے کو کہتے ہیں عقل بھی پیش بینی کرتی اور قیاسات دوڑاتی ہے مگر اسکی پیش بینی وغیرہ بربنار واقعات موجودہ و وسایل معلوم ہوتی ہے۔ اور یہ ہمیشہ از قسم تدبیر ہوتی ہے مگر الہام کا حال ایسا نہیں اور وہ ہمیشہ از قسم تقدیر ہوتا ہے۔

میں اس مضمون کو اپنے دوستوں ہی کی زبان پر پیش کرتا ہوں پیش بینی جو منش اپنی بدھی و دوارا قیاس کرتے ہیں ویسی نہیں ہوتی جیسی یوگی جن اپنے یوگ دوارا انوبھو ردمحسوس کرتے ہیں۔

تمام کتب مذہبی خواہ وہ کسی مذہب سے علاقہ کیوں نہ رکھتی ہوں الہام کے تذکرہ سے بھرپور ہیں بودہ ازم جو اپنے ناستک پن میں مشہور ہو چکا ہے وہ بھی اس سے خالی نہیں چنانچہ میں نے ایک کتاب بودہ ازم کی تعلیم کے متعلق پڑھی ہے جس کا نام بوزاسف وبلوہر ہے اور جس کا ترجمہ قریباً آٹھ نو سو برس سے عربی زبان میں ہو چکا ہے اور جس میں بوزاسف نامی ایک ہندی شہزادے کا حال درج ہے جسمیں بلوہر نامی ایک بودھ سادھو سے جن کی تعلیم حاصل کی تھی اور جس کی نسبت مہاتما بودہ نے کئی سو برس پیشتر سے بربنار الہام پیشگوئی کر رکھی تھی یہ وہی شخص ہے جس کا مدفن سری نگر کشمیر میں خیال کیا جاتا ہے اور جو مرزا صاحب کی تحقیق کے موافق مسیح صاحب انجیل کا مدفن ہے شاید مرزا قادیانی صاحب موصوف نے بوزاسف کی یائے موحدہ کو یائے تحتانی خیال کیا ہو اور بجائے بوزاسف کے یوزاسف پڑھا ہو اور چونکہ اس کتاب کی تماثیل بہت کچھ انجیل مقدس کی تماثیل سے ملتی جلتی ہیں۔ یہانتک کہ کئی جگہ بعینہ وہی ہیں لہذا انہوں نے خیال کیا ہو کہ اس کتاب میں جس شخص کا احوال درج ہے شاید وہ مسیح صاحب انجیل ہی ہو۔

تمام مذاہب کے مذہبی لیڈر تمام کوشاں رہتے ہیں کہ ان کو اپنے مذہب کے لوگ دوسرے مذاہب کی کتب مذہبی اور ملہمان سے متنفر رہیں اور نفرت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ خود اپنے مذہب کی کتب مذہبی اور ملہمان سے بھی جو دیگر مذاہب کی کتب مذہبی اور ملہمان کی سی ہوتی ہیں بیخبر رہتے ہیں یا متنفر ہو جاتے ہیں بس اسطرح سے الہام کے بڑے بڑے ذخیرہ قفل بندی کیمات میں پائے جاتے ہیں مگر مزہ کی بات ہے کہ دنیا بھر کی کتب تواریخ بھی اس الہامی سایہ سے بچی ہوئی معلوم نہیں دیتیں چنانچہ سبکتگین والد محمود غزنوی کو اپنی بادشاہت کی خبر ایک فرشتے کی معرفت اور ساہوجی والد سیواجی مرہٹوں کی بادشاہت کی خبر ایک دیوی کی معرفت پیشتر سے لگ چکے تھے اور ایسا ہی کتب تواریخ کے دیکھنے والوں پر مخفی نہیں کہ کتنے ہی واقعات عالم کا علم بغیر کسی عقلی پیش بینی کے محض بذریعہ الہام پیشتر سے معلوم ہو چکا تھا۔ کتب مذہبی اور کتب تواریخ کو چھوڑ کر خود ہماری اپنی حالت یہ ہے کہ بارہا ہمکو کوئی بات پیش از وقت یا غیب کی خواب وغیرہ کے ذریعہ معلوم ہو جاتی ہے جسمیں عقلی پیش بینی کی بو باس تک نہیں ہوتی۔ اکثر ہمارے خواب اپنے امتحانات کے نتائج کی نسبت ٹھیک پائے گئے ہیں نہ صرف پاس اور فیل ہونے کا ہی پتہ درست ہی بلکہ نمبروں تک درست ہوتے ہیں۔ اور وہی ہوتے ہیں جو خواب میں دیکھے تھے۔

فی زمانہ مرزا صاحب قادیانی نے اس مضمون پر اچھی طرح سے روشنی ڈالی ہے گو اکثر لوگ ان کے دعاوی وغیرہ کی وجہ سے متعصب ہو کر اس خاص مضمون کی عظمت اور حقیقت محسوس کرنے سے بھی عاری ہو گئے ہیں مگر اس باہمت شخص کی کوششوں نے اس خاص مضمون کو جسے فی الحقیقت قوت ایمان نشو و نما پاتی ہے سورج کی روشنی میں رکھدیا ہے جسمیں اب کوئی جگہ غلط فہمی کی باقی نہیں رہی۔

اب اس سرگرم طبیعت کے پیرمرد کا میلان خاطر کرشن جی کیطرف پایا جاتا ہے۔ اپنے زمانہ میں شجاعت وغیرہ اوصاف جس سے متصف ہونے کے علاوہ پورن یوگی تھے۔ بس اگر مرزا صاحب موصوف نے یوگ کا رستہ پالیا تو گویا انہوں نے وہ رستہ پالیا جس سے تمام انبیاء علیہ السلام علام الغیوب (سروانتریامی) سے الہام پایا کرتے تھے یا جس رستے سے تمام یوگی جن اپنے پیارے سروانتریامی (علام الغیوب) کی بارگاہ اعلیٰ میں شرف حضوری حاصل کرتے تھے اسی مطلب کو ادا کرنے کیلئے کسی شاعر نے کہا ہے ؎

ہر جگہ موجود ہے پر وہ نظر آتا نہیں
یوگ سادہن کے بنا اسکو کوئی پاتا نہیں

یہ وہ راہ ہے جس کے متعلق فی زمانہ تھیوسوفیکل سوسائٹی نے دلایل عقلیہ سے کام لیا ہے اور دنیا میں اسکو شہرت دی ہے جس کیلئے سب لوگ سوسائٹی موصوفہ کی مشکور پائے جاتے ہیں مگر چونکہ یہ راہ ریاضت طلب ہے لہذا مجھے مرزا صاحب سے گو وہ عمر رسیدہ ہیں اور ان کے باہمت اور باوفا رفیقوں سے امید ہے کہ وہ اس پراکٹیکل سائینس (یوگ ودیا) کے متعلق قواعد پر کاربند ہو سکیں کیونکہ انکی اپنی صوم و صلوٰۃ کے متعلق فرایض ادا ہونے ممکن نہیں جب تک وہ ان یم نیموں کو پالن نہ کریں جو مہرشی پتنجلی جی نے اپنی یوگ سوتروں میں بیان کئے ہیں۔

ہے پر ماتما تو اس شخص کی عمر کو دراز کر اور اسکی صحت اور ہمت کو برقرار رکھ اور توفیق بخش کہ وہ تیرے اور تیرے عاجز بندوں کے درمیان رہ سکے اور اس رسم کا دروازہ کھول سکے جو عرصہ سے بند ہو چکا ہے۔ ہم نے پرماتما سے مونہہ موڑا اور پرماتما نے بھی بظاہر ہم سے مونہہ موڑ لیا عرصہ تک ہمارا نام اپنی زبان پر نہ لائے لیکن لم نقصص وغیرہ اشاروں سے ان کی اس بے پایاں محبت کا پتہ چلتا ہے جو وہ اپنے بندوں کے ساتھ رکھتے ہیں آخر انہوں نے بھی ہمیں یاد کیا۔ اب جبکہ وہ آپ آئے ہیں۔ ہمیں بھی ان سے اٹھکر ملنا چاہیئے۔ (راقم لکشبیر)

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

آریہ سماج کا طریق تبلیغ معزز ریاض الاخبار لکھتا ہے "آریہ سماج کے واعظوں اور ریفارمروں کا طرز استدلال ایسا ناگوار ہوتا ہے جسکو نہ کہ مسلمان ہی نہیں بلکہ ہندو بھی نفرت کرتے ہیں ہم کبھی ان بحثوں کو پسند نہیں کرتے مگر ملک کے ایک گروہ میں سخت کلامی اور بدزبانی کو دیکھکر افسوس آتا ہے

ہمکو امید ہے کہ ہمارے معزز ہمعصر آریا گزٹ اور اپنے گروہ کو اس بات پر آمادہ کریں گے کہ وہ تلخ و درشت الفاظ کی جگہ شیریں بیانی سے کام لیا کریں گے" آریہ سماجی کی درشتی اور تلخ بیانی کا ایک زبردست ثبوت یہی ہے کہ خود آریہ سماج کے سمجھدار لوگ اس سختی کو محسوس کرنے لگے ہیں۔ اور متعدد عدالتی فیصلوں نے اس پر اور بھی مہر کر دی ہے۔

پرکاش کی رائے ہمعصر پرکاش جو آریہ سماج کا لبرل اخبار کہلاتا ہے اس نے اپنی ۴ مارچ ۱۹۰۵ء کی اشاعت میں آریہ مسافر کے طرز تحریر پر یوں رائے زنی کی ہے "جہاں آریہ مسافر سے گزٹ نے ہمیں بہت سے فواید پہنچائے ہیں وہاں افسوس ہے کہ ایک نقصان بھی پہنچایا ہے اور وہ یہ کہ اسلامی رسالوں کے ایڈیٹروں کیطرح ہمارے ایڈیٹر صاحب کی تحریر میں بھی کچھ سختی آگئی ہے جو اس کے شایاں نہیں۔"

پرکاش کا یہ کہنا کہ اسلامی رسالوں کے ایڈیٹروں کیطرح یہ صرف جنبہ داری ہے ورنہ اسلامی رسالوں کا لٹریچر ایسا دلشکن اور قابل نفرت نہیں جیسا آریہ مسافر اور اسکی یادگار آریہ مسافر کا ہے۔ مسلمانوں نے اگر کچھ لکھا ہے تو محض ڈیفنس کے طور پر ہے۔ بہرحال خوشی کی بات ہے کہ آریہ سماج محسوس کرنے لگی ہے کہ اس کے مذہبی مناظرہ کے لٹریچر میں اصلاح کی ضرورت ہے اور بہت بڑی ضرورت ہے۔

عداوت کیسا اندھا بنا تی ہے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عداوت نے مخالفوں کے دل و دماغ کو ایسا تاریک کیا ہے کہ وہ قطع نظر اس کے کہ جو بات اس کے منہ سے نکلتی ہے وہ کیسی ہی مسلّم اور صحیح ہو اس کی مخالفت کرنا ضروری سمجھتے ہیں اور اگر دوسروں کے مونہہ سے وہی باتیں نکلیں تو وہ خوبیاں ہی سمجھی جاتی ہیں۔ بہرحال میں جب حضرت حجۃ اللہ کے منہ سے نکلی ہوئی صداقتوں کو مخالفوں کے منہ سے بھی کسی رنگ تسلیم میں سنتا ہوں تو بڑی ہی خوشی ہوتی ہے۔ حضرت باوا نانک صاحب اور سری کرشن جی مہاراج اور دوسرے اکابران ہند کی نسبت حضرت حجۃ اللہ نے جو یقینی امور جنسے دنیا ناواقف تھی ظاہر فرمائے ہیں یا مسیح کی قبر ہند کے متعلق جو تحقیقات فرمائی ہے وہ ایک عجیب رنگ میں اشاعت پا رہی ہے۔

شیخ محمد اقبال صاحب ایم۔ اے ایک اچھے شاعر ہیں وہ بذاتہ اس سلسلہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتے انہوں نے اپنی ایک نظم شایع کرائی ہے جسپر خود ہی انہوں نے نوٹ بھی

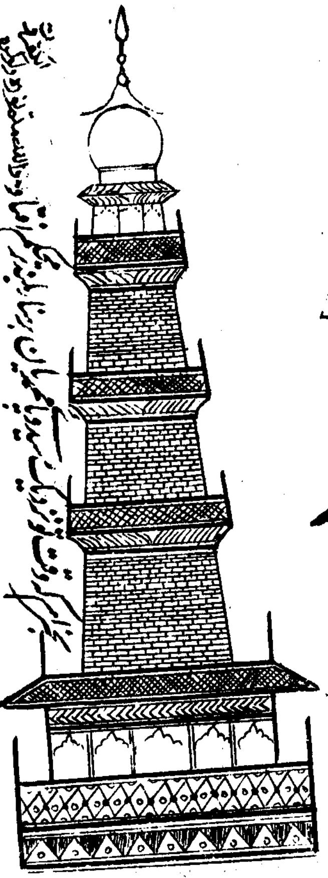

رجسٹرڈ ایل نمبر ۔۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ آوی القریۃ

الحکم

چہ گویم با تو گرائی جہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت پیشگی سالانہ } (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان کے باہر سے
(۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

نمبر ۱ | دار الامان قادیان مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء مطابق ۷ محرم ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

(۱) بابو محمد افضل ایڈیٹر البدر کی وفات صفحہ ۱
(۲) ضروری اطلاع ″ ″
(۳) ڈپٹی انسپکٹر کانپور کا احسان پولیس پر صفحہ ۲
(۴) تازہ الہامات صفحہ ۲ (۵) دار الامان کا ہفتہ ″ ″
(۶) ناظرین سے چند منٹ ″ ″ ″
(۷) تفسیر القرآن من مسیح الزمان ص ۳ تا ۴
(۸) جلسۃ الوداع کی تقریب پر حضرت حجۃ اللہ کی تقریر ص ۵
(۹) تحقیقات مسئلہ عزاداری حسین ص ۶
(۱۰) عجیب رویا ص ۷ (۱۱) حضرت صدیق کی وصیت ص ۷
(۱۲) دشمنوں کی پھوٹ ص ۷ و ۸
(۱۳) ابھی کوئی کسر باقی ہے ص ۸
(۱۴) نصرۃ الحق ص ۹ و ۱۰
(۱۵) الوصیت اور پیسہ اخبار ص ۱۱
(۱۶) رسید زر امداد مدرسہ ص ۱۱
اشتہارات ص ۱۲

بابو محمد افضل ایڈیٹر البدر کی وفات

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں جب شیخ عبد اللہ مرحوم کی خبر وفات درج کی تھی اسوقت مجھے یا کسی اور کو وہم و گمان بھی نہ تھا کہ الحکم کا اگلا نمبر خود بابو محمد افضل صاحب کی عبرتناک موت کی خبر کا اعلان کرنے والا ہوگا۔ لیکن مقادیر الٰہی سے کون مقابلہ کر سکتا ہے اور عاجز انسان کو کیا معلوم ہے کہ کب اسے اس جہان سے پیام کوچ آ پہنچیگا بابو محمد افضل صاحب اپنے بچے عبد اللہ کو دفن کرنے کے تیسرے دن بعد بخار سے بیمار ہوئے اور دوسرے دن ہی یہ بخار نمونیا کے رنگ میں تبدیل ہو گیا۔ اور طاعونی تپ ثابت ہوا۔ اور آخر ۲۱ مارچ ۱۹۰۵ء کو عصر کے قریب وہ اس جہان سے رخصت ہوگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

بابو افضل صاحب کے ساتھ مجھے طالبعلمی کے زمانہ سے واقفیت تھی میں ان کے اور وہ میرے علمی اور مذہبی مذاق سے بہت کچھ واقف تھے۔ پھر اس سلسلہ میں داخل ہونے پر تو تعلقات اور بھی بڑھ گئے تھے وہ صبر اور استقامت کے ایک اچھے نمونہ تھے جن مشکلات اور مصائب کے درمیان سے گذر کر وہ البدر کے کاروبار کو چلا رہے تھے ہر شخص کا کام نہیں کہ ان ابتلاؤں میں ثابت قدم رہ سکے۔

مرحوم ایک لڑکا اور چار لڑکیاں یتیم اور دو عورتیں بیوہ چھوڑ مرا ہے اسکی ناگہانی موت ہم لوگوں کے لئے ایک سبق اور عبرت ہے۔ اسکی عمر کچھ بہت بڑی نہ تھی چھتیس سینتیس برس کا ایک خوشرو جوان تھا۔ آخر دم تک وہ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت پر ایمان رکھتا تھا۔

مرنے سے دو دن پہلے مجھے کہلا بھیجا کہ میں الحکم میں انکی بیماری کی خبر شائع کردوں اور احباب سے دعا کی درخواست کردوں اور منتظر ناظرین البدر کو اطلاع دوں کہ انکی بیماری کے باعث البدر شایع نہ ہوگا۔ لیکن کون کہہ سکتا تھا کہ یہ اطلاع آخری اطلاع ہوگی۔ سردست میں نہیں کہہ سکتا کہ اخبار اور کارخانہ البدر کی کیا صورت ہوگی غالباً اکابران امت ضروری غور و فکر اور مشورہ کے بعد اس امر پر کوئی تحریر شایع کردیں گے کیونکہ جن لوگوں کی پیشگی رقوم مطبع میں آچکی ہیں یا اور جن لوگوں کا لین دین مطبع سے ہوگا انکے لئے کچھ نہ کچھ فیصلہ کرنا ضروری ہوگا۔ اسلئے ناظرین البدر اس تحریر کا انتظار کریں۔ سردست التجا ہے کہ ہر مقام کی احمدی جماعت مرحوم افضل کے لئے نماز جنازہ غایب پڑھے اور دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

ضروری اطلاع

شاہجہانپور سے حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ کی خدمت میں کسی بزرگ نے چند سوالات بھیجے تھے۔ چونکہ کثرت کے ساتھ خطوط آتے ہیں اسلئے جلد حکیم الامت ان کے جواب کیطرف توجہ نفرما سکے آج ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء کو جو آپنے ان سوالات کو تلاش کیا تو بچونکہ دستبرد سے وہ کاغذ ادھر ادھر ہو گئے اور تلاش پر ملے نہیں تاہم حضرت حکیم الامت نے اجمالی طور پر ان سوالات کا جواب جو زبانی یاد رہا لکھدیا مگر اب مشکل یہ معلوم ہوئی کہ پتہ معلوم نہیں لیکن صاحب موصوف نے اپنے خط میں ذکر کیا تھا کہ الحکم میں انکا جواب شایع ہو جاوے اور وہ الحکم پڑھتے ہیں اسلئے بذریعہ الحکم صاحب موصوف کی خدمت میں عرض ہے کہ انکے خط کا وہ اجمالی جواب منشی مختار احمد صاحب مختار احمدی محلہ بہادر گنج شاہجہانپور کے نام بھیجا گیا ہے انسے لے لیں اور مفصل جواب انشاء اللہ جسقدر جلد ممکن ہوگا الحکم میں چھاپا جائیگا صاحب موصوف اپنے سوالات لکھکر ایڈیٹر الحکم

www.aaiil.org

ڈپٹی انسپکٹر کاہنووان کا احسان

پولیس پر

مجہے یہ معلوم کرکے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ شیخ محمد شریف صاحب ڈپٹی انسپکٹر کاہنووان نے حال ہی میں عجیب و غریب کارروائی کی ہے جو پولیس کے دیسی عہدہ داروں پر احسان ہے اور اگر پولیس آفیسرز اس کارروائی سے سبق حاصل کریں تو پولیس کے دامن سے رشوت ستانی کا داغ ایک حد تک دور ہو سکتا ہے میں اس واقعہ کو تفصیل سے پہر لکہونگا۔ سردست مختصر ذکر کرتا ہون موضع کالا بالا تہانہ کاہنووان مین ایک میراسی لڑکے پر ایک الزام لگایا گیا شیخ محمد شریف صاحب تفتیش کیلئے موقع پر گئے کارروائی کر چکنے کے بعد انہون نے ایک عجیب انداز سے اس لڑکے کی مان سے کہا کہ کچہہ ہمین بھی تو دلا دینا تہا (انکی غرض یہ تھی کہ لوگ ڈپٹی انسپکٹرون کے نام سے رشوت لیتے ہین اور انہین مفت مین بدنام کرتے مین اور وہ اس بہید کو معلوم کرنا چاہتے تھے) اسپر اس غریب عورت نے کہا کہ ابھی میںنے تو عـ روپیہ دیئے ہین فلان فلان شخص سے قرض لیکر چنانچہ انہون نے فوراً ایک ساہوکار کی بہی منگوائی تو اسمین اس تاریخ کو اسیقدر رقم جو وہ بیان کرتی تھی درج تھی شیخ محمد شریف صاحب نے اسپر اپنے دستخط کر کے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے ہان رپورٹ کی ہے اب اگر اس واقعہ کی تفتیش وہ اپنی خداداد فراست اور عقل سے نکرتے تو یہ راز مخفی رہتا اور کل کو بعض شورہ پشت لوگ ایک شریف ڈپٹی انسپکٹر کو بدنام کرتے۔ خصوصاً ایسے کہ وہ مسلمان ہے، مین امید کرتا ہون کہ افسران بالادست شیخ محمد شریف صاحب کی اس کارروائی پر قابل قدر نوٹس لین گے اور اس قسم کے مجرمون کو قرار واقعی سزا دیکر آیندہ کیلئے ایسی شرارتون کا سدباب کر دین گے۔ یہ ایسی قابل قدر کارروائی ہے جو شاید کسی پولیس آفیسر کو آجتک نہین سوجہی میری رائے مین شیخ محمد شریف صاحب محکمہ پولیس کے بھی خاص شکر گذاری کے مستحق ہین۔ اور قابل قدر ہین۔ (مفصل پہر)

تازہ الہامات

۲۶ر فروری ۱۹۰۵ء رویا مین دیکہا کہ دردناک دلوزنے عجیب طرح شور قیامت برپا ہے اور سنا،

یہ الہام ہوا۔ **موتا موتی لگ رہی ہے۔**

۳- مارچ ۱۹۰۵ء کوئی شخص ہے اس سے مین کہتا ہون کہ تم حساب کر لو مگر وہ نہین کرتا۔ اتنے مین ایک شخص آیا اور اس نے ایک مٹہی بہر کر روپے مجہے دیئے مین اس کے بعد ایک اور شخص آیا جو الٰہی بخش کیطرح ہے مگر انسان نہین بلکہ فرشتہ معلوم ہوتا ہے اس نے دونو ہاتہہ روپون کے بہر کر میری جہولی مین ڈالدیئے مین تو وہ اسقدر ہوگئے مین کہ مین انکو گن نہین سکتا۔ پہر مین نے اس کا نام پوچہا تو اسنے کہا میرا کوئی نام نہین۔ دوبارہ دریافت کرنے پر کہا کہ میرا نام ہے **ٹیچی**۔ مین نے بہت سا مال دیکہکر دل مین کہا کہ فلان حاجتمند کو کچہہ دونگا اور ایک حاجتمند دکہایا گیا خستہ حال قابل رحم۔

۶ مارچ ۱۹۰۵ء۔ تہوڑی سی غنودگی ہوئی تو دیکہتا ہون کہ یہ مکان جواب بن رہا ہے (جسکا اشتہار کشتی نوح مین دیا تہا) سامنے آگیا ہے اسپر ایک معمار بیٹہا ہے اس نے کہا مبارک مین نے کہا خیر مبارک۔

۱۸ر مارچ ۱۹۰۵ء وہ سنتا ہے اور دیکہتا ہے۔

۱۹ مارچ ۱۹۰۵ء لا تایئسوا من روح اللّٰہ

ایک عربی الہام تہا الفاظ مجہے یاد نہین رہے حاصل مطلب یہ ہے

(مکذبون کو نشان دکہایا جاویگا)

۲۰ر مارچ ۱۹۰۵ء شکار مرگ

یہ الہام ظہر اور عصر کے درمیان ہوا تہا جو بابو محمد افضل صاحب کی وفات کے متعلق معلوم ہوتا ہے (ایڈیٹر)

رویا و کشوف سید امیر علی شاہ صاحب ملہم سیالکوٹی

یکم مارچ ۱۹۰۵ء رویا مین خضر علیہ السلام کی معیت مین مکہ شریف جاکر نماز پڑہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ الہام ہوا فسبح بحمد ربك واستغفرہ انہ کان توابا پہر شیطان کے فریب سے بچنے کی ہدایت ہوئی اور الہام ہوا کان الشیطان للانسان خذولا

اس کے بعد الہام ہوا کونوا مع الصادقین زان بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا یہ مامور من اللہ مسیح موعود صادق ہے اسکی تقلید عین فرض ہے۔

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جمیع ممبران خاندان رسالت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اچہے ہین صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد امتحان انٹرنس مین شمولیت کے لئے امرتسر تشریف لیگئے ہین۔ اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو آمین

۲- موسم مین تبدیلی ہو چلی ہے طاعون کی چہیڑ چہاڑ بدستور جاری ہے گو خفیف ہے اللہ تعالیٰ عاجز مخلوق پر رحم فرماوے آمین۔

۳- تعلیم الاسلام کالج کے طالب علمون کو امتحان کے لئے رخصت ہوتے وقت حضرت حکیم الامۃ نے مندرجہ ذیل نصایح فرمائین۔

۱- قرآن شریف کم از کم پانچ آیت ہی سہی ہر روز ضرور ضرور پڑہو خواہ کہین ہو اور جسقدر پڑہو اسپر تدبر کرو۔ فکر کرو۔ اور پہر عمل کی سعی کرو۔

۲- ہر روز سورۃ فاتحہ سوچکر نمازون کے علاوہ بطور دعا کے پڑہو۔ استغفار کثرت سے پڑہو اور اسکا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پچہلے گناہون اور کمزوریون کے بدنتایج سے محفوظ رکہے۔ پہر معوذتین بھی پڑہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑہو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلاح کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج مین ترقی ہو۔ آپ کے دین کا بول بالا ہو۔ اور ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاٰخرۃ حسنۃ کی دعا بہی مانگو مجہے اس دعا کے پڑہنے کیلئے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تہا۔

۳- بزرگان ملت کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت عمدہ ہے الہم زد فزد وہ خدمت دین مین مصروف ہین۔

۴- ۲۱ مارچ کو برادرم محمد افضل ایڈیٹر البدر نے وفات پائی انا للہ وانا الیہ راجعون

۵- ضلع منٹگمری۔ ہوشیارپور۔ جالندہر اور لاہور سے اکثر احباب دارالامان حاضر ہوئے خواجہ کمال الدین صاحب اور میان معراج الدین صاحب ڈاکٹر محمد حسین صاحب لاہور سے تشریف لائے۔ اور واپس تشریف لیگئے۔

۶- مدرسہ تعلیم الاسلام یکم اپریل ۱۹۰۵ء تک کیلئے بند کیا گیا۔

ناظرین سے چند منٹ

توسیع اشاعت الحکم

ہفتہ گذشتہ و زیر اشاعت مین مندرجہ ذیل احباب نے توسیع اشاعت الحکم کے کام مین ثواب حاصل کیا۔

۱- جناب منشی نواب خانصاحب تحصیلدار- (۵)
۲- مولوی عبد الحکیم صاحب پورنیان (۶)
۳- منشی محمد حسین خانصاحب ظفروال (۷)
۴- حکیم فضل الدین صاحب قادیان (۸)
۵- میان رحمت اللہ صاحب بنگہ (۹)
۶- منشی امام بخش صاحب مدرس چک ۳۲ (۱۰)
۷- منشی عبد العزیز صاحب سکنڈ ماسٹر سنکترہ (۱۱)
۸- بابو عبد الحق صاحب سب پوسٹماسٹر سنکترہ (۱۲)
۹- بابو غلام حیدر صاحب قصور (۱۳)
۱۰- میان محمد یوسف احمدی پشاور (۱۴)
۱۱- شیخ عبد الرشید صاحب میرٹہہ (۱۵ و ۱۶)
۱۲- محمد شفیع احمدی لودہانہ (۱۷)

علاوہ بریں ۲۴ر مارچ تک ۱۰ خریداران نے درخواست پر زمرہ خریداران الحکم مین داخل ہوئے اگرچہ یہ رفتار بہت سست ہے تاہم سرپرستان الحکم اس سلسلہ مین کام کرنے کیلئے بیدار ہوئے ہین جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

میری مجوزہ تعداد خریداران ۵۰۰ مین سے ابہی ۱۷ خریدار ہی آئے ہین ناظرین الحکم توجہ کرین۔

خریداران الحکم کا تبادلہ۔ ہفتہ زیر اشاعت مین صرف بابو عبد السبحان صاحب محکمہ نہر پٹیالہ سے سیالکوٹ مین تبدیل ہوئے اب انکا پتہ دویم ڈویژن نہر چناب سیالکوٹ ہے۔

تفسیر القرآن کی تبدیل تقطیع۔ تفسیر القرآن ماہوار سلسلہ کی تبدیلی تقطیع کی خبر الحکم مین عرصہ سے شایع ہو چکی ہے آجتک صرف تین صاحبون نے (حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور، چودہری مولا بخش صاحب سیالکوٹ مولوی محمد صاحب مزنگ) اختلاف رائے ظاہر فرمایا ہے۔ افسوس ہے مین کثرت کے مقابلہ مین تین بزرگون کی رائے پر عمل کرنے سے معذور ہون علاوہ بریں سردست چہپائی اور کتابت کے مزید اخراجات جو سابقہ تقطیع کی صورت مین پڑین انکے لئے گنجایش نہین، سورۃ البقرہ اس تقطیع پر ختم ہو چکی ہے اب سورۃ آل عمران یا جلد دوم اس سے کسیقدر کم سائز پر ہوگی انشاء اللہ

مولوی ثناء اللہ کی پردہ دری مضامین کے

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

ناظرین الحکم کو معلوم ہے کہ اس سے پیشتر سال گذشتہ مین مینے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تعلیم کو یکجا کرکے الحکم کے کالمون مین شایع کردیا تہا۔ اور جہان جہان مجہے اعلیٰ حضرت کی تعلیم مل سکی کتابون۔ اشتہارون وغیرہ سے اقتباس کی گئی اب مین چاہتا ہون کہ آپ کی تفسیر القرآن کو یکجا کردون۔ امید ہے کہ یہ طریق بہی ناظرین الحکم کے لئے دلچسپ ہونے کے علاوہ مفید ہوگا اور حضرت اقدس کی لایف لکہنے والے کو انشاء اللہ ایک مفید مدد دینے والا ثابت ہوگا اللہ تعالیٰ مجہے توفیق دے کہ مین اسے نبہا سکون۔ وباللہ التوفیق۔

ایڈیٹر

سورۃ الفاتحہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین

اس سورۃ کی تفسیر مین کسیقدر بطور نمونہ اس سورۃ کے معارف وحقایق مذکور ذیل مین لکہے جاتے ہین بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ آیت سورۃ ممدوحہ کی آیتون مین سے پہلی آیت ہے اور قرآن شریف کی دوسری سورتون پر بہی لکہی گئی ہے اور ایک اور جگہہ بہی قرآن شریف مین یہ آیت آئی ہے اور جسقدر تکرار اس آیت کا قرآن شریف مین بکثرت پایا جاتا ہے اور کسی آیت مین اسقدر تکرار نہین پایا جاتا اور چونکہ اسلام مین یہ سنت ٹہر گئی ہے کہ ہر یک کام کی ابتدا مین جسمین خیر اور برکت مطلوب ہو بطریق تبرک اور استمداد اس آیت کو پڑہ لیتے ہین اس لئے یہ آیت دشمنون اور دوستون اور چہوٹون اور بڑون مین شہرت پاگئی ہے یہانتک کہ اگر کوئی شخص تمام قرآنی آیات سے بکلی بےتعلق ہو تب بہی امید قوی ہے کہ اس آیت سے ہرگز اسکو بےخبری نہین ہوگی۔

اب یہ آیت جن کامل صداقتون پر مشتمل ہے ان کو بہی سن لینا چاہیئے سو منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ اصل مطلب اس آیت کے نزول سے یہ ہے کہ تا عاجز اور بےخبر بندون کو اس نکتہ معرفت کی تعلیم سکہائے کہ ذات واجب الوجود کا اسم اعظم جو اللہ ہے کہ جو اصطلاح قرآنی ربانی کے رو سے ذات مستجمع جمیع صفات کاملہ اور منزہ عن جمیع رذایل اور معبود برحق اور واحد لاشریک اور مبدء جمیع فیوض پر بولا جاتا ہے اس اسم اعظم کی بہت سی صفات مین سے جو دو صفتین بسم اللہ مین بیان کیگئی ہین یعنے صفت رحمانیت و رحیمیت انہین دو صفتون کے تقاضا سے کلام الٰہی کا نزول اور اسکے انوار و برکات کا صدور ہے۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ خدا کے پاک کلام کا دنیا مین اترنا اور بندون کو اس سے مطلع کیا جانا یہ صفت رحمانیت کا تقاضا ہے کیونکہ صفت رحمانیت کی کیفیت (جیسا کہ آگے بہی تفصیل سے لکہا جائیگا) یہ ہے کہ وہ صفت بغیر سبقت عمل کسی عامل کے محض جود اور بخشش الٰہی کے جوش سے ظہور مین آتی ہے جیسا خدا نے سورج اور چاند اور پانی اور ہوا وغیرہ کو بندون کی بہلائی کیلئے پیدا کیا ہے یہ تمام جود اور بخشش صفت رحمانیت کی رو سے ہی اور کوئی شخص دعوے نہین کرسکتا کہ یہ چیزین میرے کسی عمل کی پاداش مین بنائی گئی ہین اسیطرح خدا کا کلام بہی کہ جو بندون کی اصلاح اور رہنمائی کے لئے اترا وہ بہی اس صفت کے سبب اترا ہے اور کوئی ایسا متنفس نہین کہ یہ دعوے کرسکے کہ میرے کسی عمل یا مجاہدہ یا کسی پاک باطنی کے اجر مین خدا کا پاک کلام کہ جو اسکی شریعت پر مشتمل ہے نازل ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ اگرچہ طہارت اور پاک باطنی کا دم مارنیوالے اور زہد اور عبادت مین زندگی بسر کرنیوالے اب تک ہزارون لوگ گذرے ہین لیکن خدا کا پاک اور کامل کلام کہ جو اس کے فرائض اور احکام کو دنیا مین لایا اور اس کے ارادون سے خلق اللہ کو مطلع کیا انہین خاص وقتون مین نازل ہوا ہے کہ جب اس کے نازل ہونے کی ضرورت تہی ہان یہ ضرور ہے کہ خدا کا پاک کلام انہین لوگون پر نازل ہو کہ جو تقدس اور پاک باطنی مین اعلیٰ درجہ رکہتے ہون کیونکہ پاک کو پلید سے کچہ میل اور مناسبت نہین لیکن یہ ہرگز ضرور نہین کہ ہر جگہ تقدس اور پاک باطنی کلام الٰہی کے نازل ہونے کو مستلزم ہو بلکہ خدا تعالیٰ کی حقانی شریعت اور تعلیم کا نازل ہونا ضروریات حقہ سے وابستہ ہے پس جس جگہ ضرورات حقہ پیدا ہوگئین اور زمانہ کی اصلاح کیلئے واجب معلوم ہوا کہ کلام الٰہی نازل ہو اسی زمانہ مین خدا تعالیٰ نے جو حکیم مطلق ہے اپنے کلام کو نازل کیا اور کسی دوسرے زمانہ مین گو لاکہون آدمی تقویٰ اور طہارت کی صفت سے متصف ہون اور گو کیسے ہی تقدس اور پاک باطنی رکہتے ہون انپر خدا کا وہ کامل کلام ہرگز نازل نہین ہوتا کہ جو شریعت حقانی پر مشتمل ہو ہان مکالمات و مخاطبات حضرت احدیت کے بعض پاک باطنون سے ہوجاتے ہین اور وہ بہی اسوقت کہ جب حکمت الٰہیہ کے نزدیک ان مکالمات اور مخاطبات کے لئے کوئی ضرورت حقہ پیدا ہوا اور ان دونون طور کی ضرورتون مین فرق یہ ہے کہ شریعت حقانی کا نازل ہونا اس ضرورت کے وقت پیش آتا ہے کہ جب دنیا کے لوگ باعث ضلالت اور گمراہی کے جادہ استقامت سے منحرف ہوگئے ہون اور ان کے راہ راست پر لانے کیلئے ایک نئی شریعت کی حاجت ہو کہ جو انکی آفات موجودہ کا بخوبی تدارک کرسکے اور انکی تاریکی اور ظلمت کو اپنے کامل اور شافی بیان کے نور سے بکلی اٹہا سکے اور جس طور کا علاج حالت فاسدہ زمانہ کے لئے درکار ہے وہ علاج اپنے پر زور بیان سے کرسکے لیکن جو مکالمات و مخاطبات اولیاء اللہ کے ساتہ ہوتے ہین ان کے لئے غالباً اس ضرورت عظمیٰ کا پیش آنا ضروری نہین بلکہ بسا اوقات صرف اسقدر ان مکالمات سے مطلب ہوتا ہے کہ تا ولی کے نفس کو کسی مصیبت اور محنت کے وقت صبر اور استقامت کا لباس سے متحلی کیا جائے یا کسی غم اور حزن کے غلبہ مین کوئی بشارت اسکو دیجائے مگر وہ کامل اور پاک کلام خدائے تعالیٰ کا کہ جو نبیون اور رسولون پر نازل ہوتا ہے وہ جیسا کہ ہم نے ابہی بیان کیا ہے اس ضرورت حقہ کے پیش آنے پر نزول فرماتا ہے کہ جب خلق اللہ کو اس کے نزول کی بشدت حاجت ہو غرض کلام الٰہی کے نازل ہونے کا اصل موجب ضرورت حقہ ہی جیسا کہ تم دیکہتے ہو کہ جب تمام رات کا اندہیرا ہوجاتا ہے اور کچہ نور باقی نہین رہتا تو اسوقت تم سمجہ جاتے ہو کہ اب ماہ نو کی آمد نزدیک ہے اسیطرح جب گمراہی کی ظلمت سخت طور پر دنیا پر غالب آجاتی ہے تو عقل سلیم اس روحانی چاند کے نکلنے کو بہت نزدیک سمجہتی ہے ایسا ہی جب امساک باران سے لوگون کا حال تباہ ہوجاتا ہے تو اسوقت عقلمند لوگ باران رحمت کا نازل ہونا بہت قریب خیال کرتے ہین اور جیسا کہ خدا نے اپنے جسمانی قانون مین بہی بعض مہینے برسات کیلئے مقرر کر رکہے ہین یعنے وہ مہینے جنہین فی الحقیقت مخلوق اللہ کو بارش کی ضرورت ہوتی ہے اور ان مہینون سے جو مہینہ برستا ہے اس سے یہ نتیجہ نہین نکالا جاتا کہ خاص ان مہینون مین لوگ زیادہ نیکی کرتے ہین اور دوسرے مہینون مین فسق و فجور مین مبتلا رہتے ہین بلکہ یہ سمجہا جاتا ہے کہ یہ وہ مہینے ہین جنہین زمیندارون کو بارش کی ضرورت ہے اور جنہین بارش کا ہونا تمام سال کی سرسبزی کا موجب ہے ایسا ہی کلام الٰہی کا نزول فرمانا کسی شخص کی طہارت اور تقویٰ کے صفت سے نہین ہے یعنے علت موجبہ اس کلام کے نزول کی نہین ہوسکتی کہ کوئی شخص غایت درجہ کا مقدس اور پاک باطن تہا یا راستی کا بہوکا اور پیاسا تہا بلکہ جیسا کہ ہم کئی دفعہ لکہہ چکے ہین کتب آسمانی کے نزول کا اصلی موجب ضرورت حقہ ہے یعنے وہ ظلمت اور تاریکی کہ جو دنیا پر طاری ہوکر ایک آسمانی نور کو چاہتی ہے کہ تا وہ نور نازل ہوکر اس تاریکی کو دور کرے اور اسی کی طرف ایک لطیف اشارہ ہے کہ جو خدا تعالیٰ نے اپنے پاک کلام مین فرمایا ہے انا انزلناہ فی لیلۃ القدر یہ لیلۃ القدر اگرچہ اپنے مشہور معنون کے رو سے ایک بزرگ رات ہے لیکن قرآنی اشارات سے یہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی ظلمانی حالت بہی اپنی پوشیدہ خوبیون مین لیلۃ القدر کا ہی حکم رکہتی ہے اور اس ظلمانی حالت کے دنون مین صدق اور صبر اور زہد اور عبادت خدا کے نزدیک بڑا قدر رکہتا ہے اور وہی ظلمانی حالت تہی کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت کے وقت اپنے کمال کو پہونچ کر ایک عظیم الشان نور کے نزول کو چاہتی تہی اور اسی ظلمانی حالت کو دیکہ کر اور ظلمت زدہ بندون پر رحم کرکے صفت رحمانیت نے جوش مارا اور آسمانی برکتین زمین کی طرف متوجہ ہوئین سو وہ ظلمانی حالت دنیا کیلئے مبارک ہوگئی اور دنیا نے اس سے ایک عظیم الشان رحمت کا حصہ پایا کہ ایک کامل انسان اور سید الرسل کہ جسکا کوئی ثانی پیدا نہ ہوا اور نہ ہوگا دنیا کی ہدایت کیلئے آیا اور دنیا کیلئے اس روشن کتاب کو لایا جسکی نظیر کسی آنکہ نے نہین دیکہی پس یہ خدا کی کامل رحمانیت کی ایک بزرگ تجلی تہی کہ جو اس نے ظلمت اور تاریکی کے وقت ایسا عظیم الشان نور نازل کیا کہ جس کا نام فرقان ہے جو حق اور باطل مین فرق کرتا ہے جسنے حق کو موجود اور باطل کو نابود کرکے دکہلا دیا وہ اسوقت زمین پر نازل ہوا جب زمین ایک موت روحانی کے ساتہ مرچکی تہی اور بر اور بحر مین ایک بہاری فساد واقع ہوچکا تہا پس اس نے نزول فرماکر وہ کام کر دکہلایا جسکی طرف اللہ تعالیٰ نے آپ اشارہ فرماکر کہا ہے اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتھا یعنے زمین مرگئی تہی اب خدا اسکو نئے سرے زندہ کرتا ہے اب اس بات کو

بخوبی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ نزول قرآن شریف کا کہ جو زمین کے زندہ کرنے کیلئے ہوا یہ صفت رحمانیت کے جوش سے ہوا وہی صفت ہے کہ جو کبھی جسمانی طور پر جوش مار کر قحط زدوں کی خبر لیتی ہے اور باران رحمت خشک زمین پر برساتی ہے اور وہی صفت کبھی روحانی طور پر جوش مار کر ان بھوکوں اور پیاسوں کی حالت پر رحم کرتی ہے کہ جو ضلالت اور گمراہی کی موت تک پہنچ جاتے ہیں اور حق اور صداقت کی غذا کہ جو روحانی زندگی کا موجب ہے ان کے پاس نہیں رہتی پس رحمان مطلق جیسا جسم کی غذا کو اسکی حاجت کے وقت عطا فرماتا ہے ایسا ہی وہ اپنی رحمت کاملہ کے تقاضا سے روحانی غذا کو بھی ضرورت حقہ کے وقت مہیا کر دیتا ہے لیکن یہ بات درست ہے کہ خدا کا کلام انہیں برگزیدہ لوگوں پر نازل ہوتا ہے جنسے خدا راضی ہے اور انہیں سے وہ مکالمات اور مخاطبات کرتا ہے جن سے وہ خوش ہے مگر یہ بات ہرگز درست نہیں کہ جن سے خدا راضی اور خوش ہو انپر خواہ نخواہ بغیر کسی ضرورت حقہ کے کتاب آسمانی نازل ہو جایا کرے یا خداتعالیٰ ان سے یونہی بلا ضرورت حقہ کسی کی طہارت لازمی کی وجہ سے لازمی اور دائمی طور پر اس سے ہر وقت باتیں کرتا رہے بلکہ خدا کا کلام اسی وقت نازل ہوتا ہے جب فی الحقیقت اس کے نزول کی ضرورت پیش آجاوے اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ وحی اللہ کے نزول کا اصل موجب خداتعالیٰ کی رحمانیت ہے کسی عامل کا عمل نہیں اور یہ ایک بزرگ صداقت ہے جس سے ہمارے مخالف برہمو وغیرہ بے خبر ہیں۔

پھر بعد اس کے سمجھنا چاہئے کہ کسی فرد انسانی کا کلام الٰہی کے فیض سے فی الحقیقت مستفیض ہو جانا اور اسکی برکات اور انوار سے متمتع ہو کر منزل مقصود تک پہنچنا اور اپنی سعی اور کوشش کے ثمرہ کو حاصل کرنا یہ صفت رحیمیت کی تائید سے وقوع میں آتا ہے اور اسی جہت سے خداتعالیٰ نے بعد ذکر صفت رحمانیت کی صفت رحیمیت کو بیان فرمایا تا معلوم ہو کہ کلام الٰہی کی تاثیریں جو نفوس انسانیہ میں ہوتی ہیں یہ صفت رحیمیت کا اثر ہے جسقدر کوئی اغراض صوری و معنوی سے پاک ہو جاتا ہے جسقدر کسی کے دل میں خلوص اور صدق پیدا ہوتا ہے جسقدر کوئی جدوجہد سے متابعت اختیار کرتا ہے اسیقدر کلام الٰہی کی تاثیر اس کے دل پر ہوتی ہے اور اسیقدر وہ اس کے انوار سے متمتع ہوتا ہے اور علامات خاصہ مقبولان الٰہی کی اس میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ دوسری صداقت جو کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم میں مودع ہے یہ ہے کہ یہ آیت قرآن شریف کے شروع کرنے کے لئے نازل ہوئی ہے اور اس کے پڑھنے سے مدعا یہ ہے کہ تا اس مستجمع جمیع صفات کاملہ سے مدد طلب کیا جائے جسکی صفتوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ رحمان ہے اور طالب حق کیلئے محض تفضل اور احسان سے اسباب خیر اور برکت اور رشد کے پیدا کر دیتا ہے اور دوسری صفت یہ ہے کہ وہ رحیم ہے یعنی سعی اور کوشش کرنیوالوں کی کوششوں کو ضائع نہیں کرتا بلکہ ان کے جد و جہد پر ثمرات حسنہ مترتب کرتا ہے اور انکی محنت کا پھل ان کو عطا فرماتا ہے اور یہ دونوں صفتیں [illegible] اور رحیمیت الٰہی [illegible] کوئی کام دنیا کا ہو یا دین کا انجام کو پہنچ ہی نہیں سکتا اور اگر غور کر کے دیکھو تو ظاہر ہوگا کہ دنیا کی تمام مہمات کے انجام دینے کیلئے [illegible] اور ہر ایک [illegible] کلام [illegible] وقت [illegible] پیدا ہی نہیں ہوا [illegible] لئے اپنے [illegible] طاقت سے [illegible] سے ہرگز حاصل [illegible] کسی عمل کی [illegible] بلکہ تفضل اور احسان الٰہی [illegible] ہیں جیسے نبیوں کا آنا اور ان کا نازل ہونا [illegible] کا ہونا سورج اور چاند اور ہوا اور بادل وغیرہ کا اپنے اپنے کاموں میں لگے رہنا اور خود انسان کا طرح طرح کی قوتوں اور طاقتوں کے ساتھ مشرف ہو کر اس دنیا میں آنا اور تندرستی اور امن اور فرصت اور ایک کافی مدت تک عمر پانا یہ وہ سب امور ہیں کہ جو صفت رحمانیت کے تقاضا سے ظہور میں آتے ہیں اسی طرح خدا کی رحیمیت تب ظہور کرتی ہے کہ جب انسان سب توفیقوں کو پا کر خداداد قوتوں کو کسی فعل کے انجام کے لئے حرکت دیتا ہے اور جہاں تک اپنا زور اور طاقت اور قوت ہے خرچ کرتا ہے تو اس وقت عادت الٰہیہ اس طرح پر جاری ہے کہ وہ اسکی کوششوں کو ضائع نہیں ہونے دیتا بلکہ ان کوششوں پر ثمرات حسنہ مترتب کرتا ہے پس یہ اسکی سراسر رحیمیت ہے کہ جو انسان کی مردہ محنتوں میں جان ڈالتی ہے اب جاننا چاہئے

کہ آیت ممدوحہ کی تعلیم سے مطلب یہ ہے کہ قرآن شریف کے شروع کرنے کے وقت اللہ تعالیٰ کی ذات جامع صفات کاملہ کی رحمانیت اور رحیمیت سے استمداد اور برکت طلب کی جائے صفت رحمانیت سے برکت طلب کرنا اس غرض سے ہے کہ تا وہ ذات کامل اپنی رحمانیت کی وجہ سے ان سب اسباب کو محض لطف اور احسان سے میسر کر دے کہ جو کلام الٰہی کی متابعت میں جد و جہد کرنے سے پہلے درکار ہیں جیسے عمر کا وفا کرنا فرصت اور فراغت کا حاصل ہونا وقت صفا میسر آجانا طاقتوں اور قوتوں کا قائم ہونا کوئی ایسا امر پیش نہ آجانا کہ جو آسایش اور امن میں خلل ڈالے کوئی ایسا مانع نہ آپڑنا کہ جو دل کو متوجہ ہونے سے روک دے غرض ہر طرح سے توفیق عطا کئے جانا یہ سب امور صفت رحمانیت سے حاصل ہوتے ہیں اور صفت رحیمیت سے برکت طلب کرنا اس غرض سے ہے کہ تا وہ ذات کامل اپنی رحیمیت کی وجہ سے انسان کی کوششوں پر ثمرات حسنہ مترتب کرے اور انسان کی محنتوں کو ضائع ہونے سے بچاوے اور اس کی سعی اور جد و جہد کے بعد اس کے کام میں برکت ڈالے پس اسطور پر خداتعالیٰ کی دونوں صفتوں [illegible] سے کلام الٰہی کے شروع کرنے کے وقت [illegible] ان کلام [illegible] نہایت [illegible] انسان کو توفیق [illegible] اور اپنے [illegible] اور بیخبری اور [illegible] اور عاجزی اور خواری پر یقین کامل ہو کر [illegible] کی عظمت اور جلال پر نظر جا ٹھہرتی ہے اور اپنے تئیں بکلی مفلس اور [illegible] اور ناچیز سمجھکر خداوند قادر مطلق سے اسکی رحمانیت اور رحیمیت کی برکتیں طلب کرتا ہے اور اگرچہ خداتعالیٰ کی یہ صفتیں خود بخود اپنے کام میں لگی ہوئی ہیں مگر اس حکیم مطلق نے قدیم سے انسان کے لئے یہ قانون قدرت مقرر کر دیا ہے کہ اسکی دعا اور استمداد کو کامیابی میں بہت سا دخل ہے جو لوگ اپنی مہمات میں دلی صدق سے دعا مانگتے ہیں اور انکی دعا پورے اخلاص تک پہنچ جاتی ہے تو ضرور فیضان الٰہی ان کی مشکل کشائی کی طرف توجہ کرتا ہے ہر ایک انسان جو اپنی کمزوریوں پر نگاہ کرتا ہے اور اپنے قصوروں کو دیکھتا ہے وہ کسی کام کو آزادی اور خود بینی سے تا تہ نہیں ڈالتا بلکہ یہی عبودیت اسکو یہ سمجھاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کہ جو متصرف مطلق ہے اس سے مدد طلب کرنی چاہئے یہی عبودیت کا جوش ہر ایک ایسے دل میں پایا جاتا ہے کہ جو اپنی فطرتی سادگی پر قائم ہے اور

اپنی کمزوری پر اطلاع رکھتا ہے پس صادق آدمی جس کے روح میں کسی قسم کے غرور اور عجب نے جگہ نہیں پکڑی اور جو اپنے کمزور اور ہیچ اور بے حقیقت وجود پر خوب واقف ہے اور اپنے تئیں کسی کام کے انجام دینے کے لائق نہیں پاتا اور اپنے نفس میں کچھ قوت اور طاقت نہیں دیکھتا جب کسی کام کو شروع کرتا ہے تو بلا تصنع اسکی کمزور روح آسمانی قوت کی خواستگار ہوتی ہے اور ہر وقت اسکو خدا کی مقتدر ہستی اپنے سارے کمال و جلال کے ساتھ نظر آتی ہے اور اسکی رحمانیت اور رحیمیت ہر یک کام کے انجام کیلئے مدار دکھلائی دیتی ہے پس وہ بلا ساختہ اپنا ناقص اور ناکارہ زور ظاہر کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم کی دعا سے امداد الٰہی چاہتا ہے پس اس انکسار اور فروتنی کی وجہ سے اس لائق ہو جاتا ہے کہ خدا کی قوت سے قوت اور خدا کی طاقت سے طاقت اور خدا کے علم سے علم پاوے اور اپنی مرادات میں کامیابی حاصل کرے اس بات کے ثبوت کیواسطے کسی منطقی یا فلسفی کے دلائل پر تکلف درکار نہیں ہیں بلکہ ہر یک انسان کے روح میں اس کے سمجھنے کی استعداد موجود ہے اور عارف صادق کے اپنے ذاتی تجارب اسکی صحت پر بہ تواتر یہ شہادت دیتے ہیں۔ بندہ کا خدا سے امداد چاہنا کوئی ایسا امر نہیں ہے جو صرف بیہودہ اور بناوٹ ہو یا جو صرف بے اصل خیالات پر مبنی ہو اور کوئی معقول نتیجہ اس پر مترتب نہ ہو بلکہ خداوند کریم کہ جو فی الحقیقت قیوم عالم ہے اور جس کے سہارے پر سچ مچ اس عالم کی کشتی چل رہی ہے اسکی عادت قدیمہ کے رو سے یہ صداقت قدیم سے چلی آتی ہے کہ جو لوگ اپنے تئیں حقیر اور ذلیل سمجھکر اپنے کاموں میں اسکا سہارا طلب کرتے ہیں اور اس کے نام سے اپنے کاموں کو شروع کرتے ہیں تو وہ ان کو اپنا سہارا دیتا ہے۔ جب وہ ٹھیک ٹھیک اپنی عاجزی اور عبودیت پر روبخدا ہو جاتے ہیں تو اسکی تائیدیں ان کے شامل حال ہو جاتی ہیں غرض ہر یک شاندار کام کے شروع میں اس مبدء فیوض کے نام سے مدد چاہنا کہ جو رحمان و رحیم ہے ایک نہایت ادب اور عبودیت اور نیستی اور فقر کا طریقہ ہے اور ایسا ضروری طریقہ ہے کہ جس سے توحید فی الاعمال کا پہلا زینہ شروع ہوتا ہے جس کے التزام سے انسان بچوں کی سی عاجزی اختیار کر کے ان نخوتوں سے پاک ہو جاتا ہے کہ جو دنیا کے مغرور دانشمندوں کے دلوں میں بھری ہوتی ہیں۔

www.aaiil.org

جلسۃ الوداع کی تقریب پر حضرت حجۃ اللہ کی تقریر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

بہت لوگ **انکار اولیاء اللہ** کو معمولی بات سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ اس سے کیا بگڑتا ہے ؟ مگر حقیقت یہ ہے کہ اولیاء اللہ کا انکار سلب ایمان کا موجب ہوتا ہے۔ جو شخص اس معاملہ مین غور کریگا اسے اچھی طرح نظر آجائیگا بلکہ ایسے طور پر نظر آجائیگا جیسے شیشے مین کوئی شکل دیکھہ لیتا ہے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ سلب ایمان دو طرح پر ہوتا ہے۔ ایک تو انبیاء علیہم السلام کے انکار سے۔ اس سے تو کوئی بھی انکار نہین کرسکتا۔ اور یہ مسلم بات ہے دوسرا اولیاء اللہ اور مامورین کے انکار سے سلب ایمان ہوتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے انکار سے سلب ایمان تو بالکل واضح امر ہے اور سب مانتے ہین لیکن پھر بھی یاد رکھنا چاہئے کہ انبیاء علیہم السلام کے انکار سے سلب ایمان اس لئے ہوتا ہے کہ **نبی** کہتے ہین ہم خدا کی طرف سے آئے ہین اور خدا فرماتا ہے کہ جو کچھہ یہ کہتے ہین یہ میرا قول ہے۔ یہ میرا نبی ہے اس پر ایمان لاؤ۔ میری کتاب کو مانو۔ اور میرے احکام پر عمل کرو۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی کتاب پر ایمان نہین لاتا۔ اور ان وصایا اور حدود پر جو اسمین بیان کئے گئے ہین عمل نہین کرتا ہے وہ انکا منکر ہوکر کافر ہو جاتا ہے۔

لیکن وہ صورت جس سے اولیاء اللہ کے انکار سے **سلب ایمان** ہوتا ہے اور ہے ایک حدیث مین آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

من عادی ولیا فاذنتہ للحرب

یعنے جو شخص میرے ولی کے ساتھہ دشمنی کرتا ہے وہ گویا میرے ساتھہ جنگ کرنیکو طیار ہوتا ہے۔

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی شخص کسی سے محبت کرتا ہو ایسی محبت جیسے کوئی اپنی اولاد سے کرتا ہے اور ایک اور شخص بار بار کہے کہ یہ مرجاوے یا اور اسی قسم کی دل آزاری کی باتین کرے اور اسے تکلیف دے تو وہ شخص اس سے کیونکر خوش ہوسکتا ہے ! اور وہ باپ جسکے بچے کے لئے کوئی بد دعائین کررہا ہے یا رنجدہ کلمات اسکے حق مین کہہ رہا ہے ایسے شخص سے کب محبت کرسکتا ہے ؟ اسیطرح پر **اولیاء اللہ بھی اطفال اللہ** کا رنگ رکھتے ہین کیونکہ انہون نے جسمانی بلوغ کا چولا اتار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے آغوش رحمت مین پرورش پاتے ہین وہ اُن کا متولی متکفل اور ان کے لئے غیرت رکھنے والا ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص (خواہ وہ کیسا ہی نماز روزہ رکھنے والا ہو) انکی مخالفت کرتا ہے اور ان کے دکھہ دینے پر کمربستہ ہوتا ہے تو اس نفس کی غیرت جوش مارتی ہے اور ان کا کرشیالون پر اس کا غضب بھڑکتا ہے۔ اسلئے کہ انہون نے اس کے ایک محبوب کو دکھہ دینا چاہا ہے پھر نہ وہ نماز کام آتی ہے نہ روزہ کیونکہ نماز اور روزہ کے ذریعہ سے اسی ذات کو خوش کرنا تھا جسکو ایک دوسرے فعل سے ناراض کرلیا ہے پھر وہ رحمت کا مقام کیونکر ملے جبتک غضب الٰہی دور نہ ہو اور وہ نادان ان اسباب غضب سے ناواقف ہوتا ہے بلکہ الٹا نماز روزہ پر اسے ایک ناز اور گھمنڈ ہوتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا غضب دن بدن بڑہتا جاتا ہے اور وہ بجائے اس کے قرب حاصل کرنے کے دن بدن اللہ تعالیٰ سے دور ہٹتا جاتا ہے ...... یہانتک کہ بالکل راندۂ درگاہ ہو جاتا ہے۔ اسطرح پر وہ شخص جو بالکل فنا کی حالت مین ہے اور آستانہ الوہیت پر گرا ہوا ہے اور آغوش ربوبیت مین پرورش پا رہا ہے اور خدا تعالیٰ کی رحمت نے اسے ڈھانپ لیا ہے یہانتک کہ اس کا بات کرنا خدا کا بات کرنا ہوتا ہے اس کا دوست خدا کا دوست اور اس کا دشمن خدا کا دشمن ہو جاتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کا دشمن رہ کر کوئی شخص مومن کامل کیونکر ہو سکتا ہے ؟ اسطرح پر اس کا ایمان سلب ہو جاتا ہے اور اسے مغضوب علیہم مین سے بنا دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے ماموروں اور اولیاء اللہ کی مخالفت اور انکو ایذا رسانی کبھی اچھا پھل نہین دے سکتی۔ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ مین انکو ستاکر اور دکھہ دیکر بھی آرام پاسکتا ہون وہ سخت غلطی کرتا ہے اور نفس اسکو دھوکہ دے رہا ہے۔

دوسری وجہ **سلب ایمان** کی یہ ہوتی ہے کہ **ولی اللہ** خدا کے مقرب ہوتے ہین کیونکہ **ولی** کے معنے قریب کے ہین یہ لوگ گویا اللہ تعالیٰ کو سامنے دیکھتے ہین اور دوسرے لوگ ایک محجوب کی طرح ہوتے ہین جن کے سامنے ایک دیوار حائل ہو۔ اب یہ دونون برابر کیونکر ہوسکتے ہین کیونکہ ایک تو ان مین سے ایسا ہے کہ جس کے سامنے کوئی پردہ ہی نہین ہے خدا تعالیٰ نے اسکو آنکھین دیدی ہین اور ایک بصیرت ایسی عطا کی گئی ہے اسلئے اسکا ہر قول و فعل علے وجہ البصیرت ہے۔ اعمی کیطرح نہین جو ٹھوکرین کہاتا پھرے اور ٹکرین مارتا ہو بلکہ اسکے دل پر تو خدا تعالیٰ کا نزول ہوتا ہے اور ہر قدم پر وہی اسکا رہنما اور متکفل بن جاتا ہے شیطان کی شرارت کی تاریکی اسکے نزدیک نہین آسکتی بلکہ وہ ظلمت جلکر بھسم ہوجاتی ہے۔ پھر سب کچھہ نظر آتا ہے۔ وہ جو کچھہ بیان کرتا ہے وہ حقایق و معارف ہوتے ہین وہ جو احادیث کی تاویل کرتا ہے وہ صحیح ہوتی ہے کیونکہ وہ براہ راست ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سُن لیتا ہے۔ اور اسکی اپنی روایت ہوتی ہے اور دوسرے لوگون کو ۱۳ سو برس کے وسائط سے کہنا پڑتا ہے جو کچھہ کہنا پڑتا ہے۔ پھر ان دونون کو باہم کیا نسبت ؟

اسکا سارا ذخیرہ پاک معارف اور نور ہوتے ہین۔ لیکن جو اس سے عداوت کرتا ہے وہ اسکی ہر بات کی تکذیب کرتا ہے۔ اور گویا وہ یہ شرط کر لیتا ہے کہ ہر نکتہ معرفت کا انکار کریگا۔ اور اسطرح پر وہ ہر بات کا انکار کرتا رہتا ہے اور اسکی ایمانی عرفانی دیوار کی اینٹین گرنی شروع ہو جاتی ہین۔

جب ایک شخص صراط مستقیم بتا رہا ہے اور معارف اور حقایق کھول کھول کر بیان کرتا ہے اور دوسرا اسکی تکذیب کرتا ہے۔ اس مقابلہ مین انجام کار نتیجہ کیا ہوگا ؟ یہی کہ وہ قرآن شریف کے عقاید کے مجموعہ کی تکذیب کرتا ہے کرنے لگیگا۔ اور اسی لئے وہ خدا تعالیٰ کا ہی منکر ہو جاتا ہے اور **سلب ایمان** کا باعث بنتا ہے۔

غرض اسمین کوئی شک نہین ہے کہ اولیاء اللہ کے انکار سے سلب ایمان ہو جاتا ہے۔ اسواسطے ہمیشہ اولیاء اللہ کے انکار سے بچنا چاہئے یہودیون پر جو آفت آئی اور وہ مغضوب ہوئے اسکی بڑی بھاری وجہ یہی تھی کہ وہ خدا تعالیٰ کے ماموروں اور مرسلین سے انکار کرتے رہے اور ہمیشہ انکی مخالفت اور ایذا رسانی مین حصہ لیتے رہے اس کا انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا غضب ان پر نازل ہوا۔

پھر مین اپنے پہلے کلام کیطرف رجوع کرکے کہتا ہون کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا یہ بھی ایک پہلو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس امت مین بڑی بڑی استعدادین رکھدی ہین یہانتک کہ علماء امتی کالانبیاء بنی اسرائیل بھی حدیث مین آیا ہے اگرچہ محدثین کو اسپر جرح ہو سکر ہمارا نور قلب اس حدیث کو صحیح قرار دیتا ہے اور ہم بدون چون و چرا اسکو تسلیم کرتے ہین۔ اور بذریعہ کشف بھی کسی نے اس حدیث کا انکار نہین کیا بلکہ اگر کی ہے تو تصدیق ہی کی ہے اس حدیث کے یہ معنے نہین کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیون جیسے ہین۔ لیکن علماء کے لفظ سے دھوکہ نہین کہانا چاہئے یہ لوگ الفاظ پر اڑے ہوئے ہین اور ان کے معانی کی تہ تک نہین پہونچتے۔ ......

...... یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ قرآن شریف کی تفسیر مین آگے نہین چلتے۔

عالم ربانی سے یہ مراد نہین ہوتی کہ وہ صرف و نحو یا منطق مین بے مثل ہو۔ بلکہ عالم ربانی سے مراد وہ شخص ہوتا ہے جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور اسکی زبان بیہودہ نہ چلے مگر آج یہ زمانہ ایسا آگیا ہے کہ مردہ شو تک بھی اپنے آپکو علماء کہلاتے ہین۔ اور اس لفظ کو ذات مین داخل کرلیا ہے اسطرح پر اس لفظ کی بڑی تحقیر ہوئی ہے اور خدا تعالیٰ کے منشاء اور مقصد کے خلاف اسکا مفہوم لیا گیا ہے۔ ورنہ قرآن شریف مین تو علماء کی یہ صفت بیان کی گئی ہے

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یعنے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے اللہ تعالیٰ کے وہ بندے ہین جو **علماء** ہین۔ اب یہ دیکھنا ضروری ہوگا کہ جن لوگون مین یہ صفات خوف و خشیت اور تقوی اللہ کی نپائے جاوین وہ ہرگز ہرگز اس خطاب پکارے جانے کی قابل نہین ہین۔

اصل مین علماء عالم کی جمع ہے اور اس چیز کو کہتے ہین جو یقینی اور قطعی ہو اور سچا علم قرآن کریم سے ملتا ہے نہ یونانیون کے فلسفہ سے ملتا ہے۔ نہ حال کے انگلستانی فلسفہ سے بلکہ یہ سچا ایمانی فلسفہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اور مومن کا معراج اور کمال یہی ہے کہ وہ علماء کے درجہ پر پہونچے۔ اور وہ حق الیقین کا مقام اسے حاصل ہو جو علم کا انتہائی درجہ ہے۔ لیکن جو شخص علوم حقہ سے بہرہ ور نہین ہین اور معرفت اور بصیرت کی راہین انپر کھلی ہوئی نہین ہین وہ خود عالم کہلائین۔ مگر علم کی خوبیون اور صفات سے بالکل بے بہرہ ہین اور وہ روشنی اور نور جو حقیقی علم سے ملتا ہے انمین پایا نہین جاتا۔ بلکہ ایسے لوگ سراسر خسارہ اور نقصان مین ہین یہ اپنی آخرت دخان اور تاریکی سے بھر لیتے ہین انہین کے حق مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **من کان فی ھذہٖ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی**۔ جو اس دنیا مین اندھا ہوتا ہے وہ آخرت مین بھی اندھا اٹھایا جاویگا جسکو یہان علم و بصیرت اور معرفت نہین دیگئی اسے وہان کیا علم ملیگا۔ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے والی آنکھہ اسی دنیا سے لیجانی پڑتی ہے۔ جو یہان ایسی آنکھہ پیدا نہین کرتا اسے یہ توقع نہین رکھنی چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھے گا۔

لیکن جن لوگون کو سچی معرفت اور بصیرت دیجاتی ہے اور وہ علم جسکا نتیجہ خشیۃ اللہ ہے عطا کیا جاتا ہے وہ وہ ہین جنکو اس حدیث مین انبیاء بنی اسرائیل سے تشبیہ دیگئی ہے۔ اور یہ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے سچے علوم کا منبع اور سرچشمہ قرآن شریف اس امت کو دیا ہے جو شخص ان حقایق و معارف کو پا لیتا ہے جو قرآن شریف مین بیان کئے گئے ہین اور جو حقیقی تقویٰ اور خشیۃ اللہ سے حاصل ہوتے ہین اسی وہ علم ملتا ہے جو اسکو انبیاء بنی اسرائیل کا مثیل بنا دیتا ہے۔

ہان یہ بات بالکل سچ ہے کہ ایک شخص کو جو ہتھیار دیا گیا ہے اگر وہ اس سے کام نہ لے تو یہ اسکا اپنا قصور ہے نہ کہ اس ہتھیار کا۔

اسوقت دنیا کی یہی حالت ہو رہی ہے مسلمانون نے باوجودیکہ قرآن شریف جیسی بے مثل نعمت ان کے پاس تھی جو انکو ہر گمراہی سے نجات بخشتی اور ہر تاریکی سے نکالتی ہے لیکن انہون نے اسکو چھوڑ دیا اور اسکی پاک تعلیمون کی پروا نہین کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اسلام سے بالکل دور جا پڑے ہین یہانتک کہ اب اگر حقیقی اسلام ان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو چونکہ وہ اس سے بکلی بیخبر اور غافل ہین اسلئے حقیقی مومن کو بھی کافر کہہ دیتے ہین۔ (باقی دارد)

تحقیقات مسئلہ عزاداری حسین

سلسلہ کیلئے دیکھو الحکم مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۰۵ء

بازتعجب است باین دلیل بیہودہ مولوی اگر بالمقابل این دلیل اہل ہنود بگویند کہ رسم دوسہرہ و ہولی بدولت مذہب اہل ہنود را زیادہ میکنیم چہ جواب خواہی گفت۔ القصہ باید کہ این اعتراض را جواب معقول دادہ شود تا نزد اہل حق تسلیم کردہ آید و بثبوت رسد کہ در زمانہ خود نبی اللہ و در عہد فیض ... و ... ولی اللہ و در زمانہ دیگر آئمہ ہدیٰ این سنت تعزیہ داری معروف استمرار چنانچہ گفتہ جاری بود از حیثیت فی الحال ہم در مومنین مخلصین ہمان سنت رسول دائمہ مسند اول است و تا این سخنہا بثبوت نرسند سنت مولد بودن گریہ وغیرہ سخنیست وہی کہ نزد اہل علم قابل قبول نیست فتدبر۔

از کتب سیر و تواریخ ثابت میشود کہ معزالدولہ دیلمی در بغداد اولاً بنائے ماتم داری نہادہ مجلس علیحدہ پوری قائم کردہ بود ایرانیان از وے تقلید کردند و علم ہائے را اول ... ہمان معزالدولہ نہادہ بود۔ در خاندان عباسیہ اداول لباس سیاہ رائج بود و در عروج خاندان صفویہ این ہمہ بدعات ... از دیار ... حتی اینکہ شبیہ شمر ... و ... امام حسین درسکینہ ہمہ ساختند و اکثر اوقات در ایام محرم ... قتل و مقاتلہ واقع ... صحیح ... شہیدم ... عشرہ محرم فی الحال ہم ... دو دست قتل تا حق واقع میشود ... شایع رسیدہ کہ مردم ایران فی الحال ہم ... کرونا معلوم نیست کہ این خبر تا کجا صحیح و قابل اعتبار است۔

خلاصہ اینکہ امیر تیمور در ہندوستان موجد عزاداری بود و از ملایان عراق و شام فتویٰ جواز عزاداری گرفتہ بود و بعد از ان اولاد دکن و حیدرآباد و پابند طریق در رسم عزاداری ایرانیان شدند خاندان قطب شاہ در گولکنڈہ حیدرآباد در عشرہ محرم علم ہائے خورد میساختند کہ در طول یک گز یا دو گز مے بودند و آن علم ہائے را مردم آن اطراف زیارت میکردند نذر و نیاز آن علم ہائے می آوردند گرہ ہائے مطالب و حاجات آن علم ہائے میبستند برائے نفضار حوائج عرایض بآن علم ہائے میبستند۔ چنانچہ

وبعض از علما ئے مذکور می خواستند این ابتداء احداث بدعات بود و حالا در اکناف عالم خصوصاً در تمام ہندوستان این بدعات شیوع یافتہ ہزار ہا تابوت و تعزیہ و علم ہا و گہوارہ ہا مردم ہر سال می سازند و ہزار ہا بلکہ لکھو کہا روپیہ در طیاری این تابوت ہا بہ تبذیر صرف میشود و تا الیوم روز بروز احداث این بدعات رنگ تازہ دارند و ما یقدر ازدیاد پذیرفتہ کہ الامان والحفیظ۔ من خود در شہر کلکتہ با امام بارہ خضر پور کہ فی الحال در تحت ولایت اولاد واجد علی شاہ است رفتہ از ملا حسن کہ پیش امام و منتظم امام بارہ بود و صد روپیہ ماہوار تنخواہ از سرکار داشت و از کربلا و عتبات گشتہ آمدہ بود بعضے حالات دریافت کردم بیچارہ دران ایام خیلے بیمار بود و ارادہ داشت کہ ملازمت را گذاشتہ ... بعد دریافت اظہار کرد کہ از دو وجہ ارادہ ترک ملازمت دارم اول اینکہ ہزار ہا روپیہ در عشرہ محرم و تمامے ایام سال خرج بارہ است و ہمہ اخراجات بدون تصدیق من سرکار بہا درا دخزانہ عامرہ برآمد ... کنند و چون روپیہ برآمد میشود اولاد واجد علی شاہ یعنی شاہزادگان زیادہ از نصف روپیہ ... در ... و ... بکار ... و ... باقی نصف ہم ... شاہزادگان خود غرض ... دست و پائے زنند ... خرچ ... و بال این ہمہ مصرف ... من ... بتصدیق من برآمدہ میشود ... برداشتن تعزیہ ہائے ... دیوقی ... میزنند ... و ... ہمراہ تابوت ہائے این ... و ... با اہل ہنود خیلے گناہ دارد و ہیچ فرق ... در افعال و اعمال ہنود ... و ... ادا ... اثر صحبت ... چنین ملازمت ... است ... تشیع ... گویند ... است واز وقت بادشاہ ... بادشاہ را بند نمی کنیم ... بخود ... وسط در شہر کلکتہ امام بارہ ہائی کربلائے واقع است و در روز عید فطر ۱۹۰۳ء فقیر را نیز دران جا اتفاق نماز افتاد قریب بہ ہزار مردم اہل التشیع از برائے نماز عید حاضر بودند ما خیلے تعجب کرد بیچہزار نفر امامیہ یک شخص نبود کہ امام نماز شود آخر قریب یک بجہ روز ملا محمود نام شخصے را کہ ہر دو پا مفلوج بود دو نفر کرسی نشاندہ آوردند چون از ہر دو پا مفلوج بود و ... نتوانست کہ بایستد

دادو نشستہ پیش امامی کرد طرفہ اینکہ در فارسی گفت نیت فرادا کنید۔ و این سخن اورا غالب مردم نفہمیدند تا نماز مفلوج با تمام رسید ہمہ مردم با و مصافحہ مے کردند و بطرف او طاقی میرفتند حقیر نابلا بود تامے ایشان کردم دیدم در او طاق تصویر قلمی بزرگ بر کاغذ بزرگے کشیدہ اند و بر دیوار ثبت است۔ پرسیدم این چہ تصویر است گفتند امام حسین علیہ السلام است و بر اسپ سوار است روئے اسپ تصویر حرملہ نقش کردہ اند تیر و کمان در دست دارد۔ و در دست حسین تصویر علی اصغر کشیدہ اند ہر کسے مے آید و بر تصویر حسین و علی اصغر دست مالیدہ بر روئے خود میکشد و گریہ میکند و بر تصویر حرملہ تف ہائے انداز و دست بر وزدہ تصویر را مخاطب کردہ میگوید اے ملعون این چہ کار کردی۔ اہلسنت طریقہ عبادت و طرز عزاداری مومنین تدبر باید کرد کہ ابتداء از شبیہ ہائے چہ مراد داشتہ بودند و الحال ہمراہ ایشان چہ سلوک و عمل مے کنند گویا نقل را اصل پنداشتہ در طریق عبادت شامل ساختہ اند۔ آخر اہل اسلام را لازم است کہ فکر کنند و علما را واجب است کہ منع کنند و مولوی صاحب معظم ... فرمایند مقدمہ واجب واجب است مگر این نمے گویند کہ مقدمہ بدعت بدعت است آخر این طریق و طرز عمل کہ منجر بہ بدعت و شرک است چرا بدعت نباشد و ظاہر است کہ در خیر القرون از عمل اہلبیت و صحابہ این سخن ہا ثابت نیست اگر علما فتویٰ جائز و ناجائز بنے دارند مردم عامی ہمراہ شبیہا ... داخل و حمد و علم این کار ہا ... کردند۔ آخر ... مولوی از خدا بترس و دیگر ... کو سفند ... لال و علم ... مے کنند و مردم مومن بطریق نذر اکل ... لال است خوردن آن (وما ذبح علی النصب) (وما اہل بہ لغیر اللہ) حیف است کہ این طرز عمل را مستحب و کدیا مقدمہ مستحب مولد قرار دہیم و از محدثات تازہ و بدعات جدید اغماض کنیم۔

وآنچہ مولوی صاحب در باب حمل رسول و عایشہ در ایام حج اشارہ کردہ تعجب است اگر کسے بر کند باید دیگری ہم بکند باز حجت کردن باین عمل شان کہ نہ در فرایض و نہ در واجبات و نہ در مستحبات و نہ در ارکان حج داخل است کار اہل عقل نیست تا طرز عمل خود را مستحب مولد قرار دہید و معلوم نیست کہ ہیچ یکے از اہل علم محمل کشیدن را از ارکان یا سنن حج شمار کنند وآنچہ مولوی صاحب بطریق حملہ معترضہ اشارہ بہ جنگ جمل کردہ۔ بلے ما سیدانیم کہ حضرت صدیقہ بر شتر سوار شدہ کار زار کرد و علی مرتضیٰ علیہ السلام باجماع امت امام زمانش بود و ما گمان نبریم

سیدانم کہ حضرت صدیقہ بنص قرآنی مادر علی مرتضیٰ علیہ السلام بود (وازواجہ امہاتہم) و حق مادر عاقلان مے دانند۔ الحق کہ جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ چسان رعایت حق مادر خود نگہداشت و حق رسول را چسان محافظت کرد اگر دشمنان صدیقہ از آتش حسد بسوزند چہ عجب مگر آنچہ امیر المومنین علی علیہ السلام با وے سلوک و رعایت کرد اظہر من الشمس است طرز عمل و سلوک علی مرتضیٰ تا قیامت از برائے سیاہ روی دشمنان حضرت صدیقہ کافیست و حاجت بدلیل خارجے ندارد فتفہم۔

این بود جواب الزامے اما جواب تحقیقے اینست کہ از چنین مناقشات طوایف مومنین خداوند عالم در کتاب مجید خویش خود خبر دادہ است از ابتدا آیت تا آخر تلاوت کن۔

وان طائفتان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینہما فان بغت احدٰہما علی الاخرٰی فقاتلوا التی تبغی حتی تفیٓء الی امر اللہ فان فاءت فاصلحوا بینہما بالعدل واقسطوا ان اللہ یحب المقسطین الخ (پ الحجرات)

اہلسنت آنچہ خداوند عالم در کتاب مجید خویش از مناقشہ مومنین قبل از وقوع آن خبر دادہ است و ہر دو طایفہ را از مومنین شمردہ پس از ہر دو طایفہ عایشہ و علی طایفہ عمل و معاویہ اشارۃ النص واقع است۔

پس اگر عاقل ہستی از برائے تو اشارہ کافی است۔ فتدبر۔

باقی آنچہ مولوی صاحب آیہ انفسنا و انفسکم در بحث آوردہ این لطائف الحیل از برائے کسے موجب اشتباہ گردد کہ از قرآن و تعلیمش غافل باشد۔ الحمد کسے کہ تدبر فی القرآن دستور العمل دارد باین گنہ منا جو فروشی از قدم استقلال نمے شود و در قرآن کریم ہر روز مے خوانیم۔ ولا تخرجوا انفسکم من دیارکم ثم انتم ھٰؤلاء تقتلون انفسکم۔

جعل لکم من انفسکم ازواجا۔

ولا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما۔

ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب۔

فسلموا علی انفسکم

اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم

لقد جاءکم رسول من انفسکم۔ فتفہم

(باقی آئندہ)

www.aaiil.org

عُجب و ریا

حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "خبردار شرک اصغر کے پاس نہ پھٹکنا" لوگوں نے عرض کیا "یارسول اللہ شرک اصغر کیا چیز ہے؟" ارشاد ہو "ریاکاری"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "تین چیزیں ہلاک کرنیوالی ہیں (۱) حرص جو انسان کو اپنے قابو میں کرلے (۲) ہوس جس کا انسان بندہ بن جائے۔ اور (۳) غرور جو انسان کو اپنے اوپر ہو" حدیث میں آیا ہے کہ عبادت پر غرور کرنے سے یہ اچھا ہے کہ انسان عبادت ہی نہ کرے" بعض علماء کا قول ہے کہ "رونے والا جسے اپنے گناہ کا اقرار ہو اوس ہنسنے والے سے اچھا ہے جو اپنی عبادت پر گھمنڈ رکھتا ہو" یہ بھی عشوا کا خیال ہے کہ "وہ برائی جو تجھ میں داغ لگادے اوس بھلائی سے اچھی ہے جس پر تجھ کو ناز ہو"

حسن بصری فرماتے ہیں "جو انسان جلوت میں اپنی مذمت کرے تو خلوت میں گویا آپ اپنی تعریف ہوتی ہے" حکما کہتے ہیں کہ جس نے اپنے نفس کے عیوب ظاہر کردیئے اس نے اسے پاک و صاف کردیا"

ثابت بنانی کہتے ہیں "میں ایک مرتبہ داؤد کے پاس گیا۔ تو انہوں نے پوچھا کہاں آئے؟ عرض کیا "آپ کی زیارت کو" بولے "میں کون ہوں جس کی زیارت کو کوئی آئے۔ مجھے زاہدوں میں سمجھتے ہو؟ خدا کی قسم نہیں۔ عابدوں میں خیال کرتے ہو۔ بخدا نہیں" پھر اپنے نفس کی طرف خطاب کرکے اسے زجر و توبیخ کرنے لگے اور فرمایا "جوانی میں تو بدکار رہا۔ اب بڑھا ہوا تو ریاکار ہوگیا۔ اور خدا کی قسم ریاکار بدکار سے بدتر ہے"

دو عابدوں سے باہم ملاقات ہوئی۔ ایک نے دوسرے سے کہا "خدا کی قسم مجھے تم سے محبت ہے اور خالصتہً لوجہ اللہ محبت" اُس نے جواب دیا "لیکن اگر تم میری اندرونی حالت سے واقف ہوتے تو خدا کی قسم میرے دشمن ہوجاتے اور وہ دشمنی بھی خالصتہً لوجہ اللہ ہوتی"

جناب معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے پوچھا "تمہاری قوم کا سردار کون ہے؟" کہا [illegible] "میں خود ہوں" کہا "اگر تم حقیقتاً سردار ہوتے تو اپنی زبان سے نہ کہتے" [illegible]

نماز پڑھی اور بہت اختصار کے ساتھ۔ لوگوں نے کہا "آپ ہی مختصر نماز پڑھتے ہیں" جواب دیا "ہاں اس میں ریا کا بہت کم میل ہے"

ریاکاری کی شان ہی عجیب ہوتی ہے۔ ایک شخص نے بہت ٹھہر ٹھہر کے نماز پڑھی کسی نے کہا "آپ نے کیسی اچھی نماز پڑھی ہے!" جواب دیا "اور لطف یہ کہ میں روزے سے بھی ہوں"

یہی حال طاہر بن حسین کا بھی ہوا۔ ابو عبداللہ مروزی نے اس سے پوچھا "آپ کو عراق میں آئے کتنا زمانہ ہوا؟" کہا "بیس سال۔ اور تیس برس سے میں بلاناغہ روزے رکھا کرتا ہوں" ابو عبداللہ نے کہا "میں نے تو ایک ہی بات پوچھی تھی"

اسی سبب سے لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو وصیت کی تھی کہ "ایک چیز سے ضرور پرہیز کرنا" پوچھا کس چیز سے؟ کہا "اس بات سے کہ دل میں تو فسق و فجور ہو مگر لوگوں کو یہ دکھاؤ کہ خدا سے ڈرتے ہو"

اور حضرت رسالت مآب امت دامی یا رسول اللہ ارشاد فرماتے ہیں "جو شخص اپنے باطن کو سنوارتا ہے اللہ اُس کے ظاہر کو بھی سنوار دیتا ہے" اور یہ بھی ارشادات نبوت میں سے ہے "جو انسان اپنے باطن کو جیسا رکھتا ہے ویسی ہی چادر خدا بھی اوسے اوڑھا دیا کرتا ہے۔ اگر چھپا باطن ہوا تو اچھی چادر اور برا ہوا تو بری چادر"

حضرت صدیقؓ کی وصیت

سیدنا امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جس وقت مرض موت میں مبتلا تھے اور بستر پر لیٹے ہوئے تھے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ وصیت فرمائی تھی۔ جو ہر مسلمان کے لئے ذریعہ نجات ہوسکتی ہے۔ آپ نے فرمایا:- "میری وصیت یہ ہے کہ اللہ جل شانہ سے ڈرتے رہنا۔ اللہ کے لئے بعض اعمال رات کو کئے جاتے ہیں جنہیں وہ دن کو نہیں قبول کرتا۔ اور بعض اعمال دن کو کئے جاتے ہیں جنہیں وہ رات کو نہیں قبول کرتا۔ اور جب تک انسان اپنے فرائض کو نہ ادا کرے اس کی نفل عبادتیں نہیں مقبول ہوتیں۔ بلکہ اس کا پلہ بھاری ہے جس کا پلہ پیروی حق اور ناگوار ہونے پر بھی حق کے اختیار کرنے کے باعث قیامت کے دن بھاری ہو۔ اور پلہ اُس کا ہلکا ہے جس کا پلہ قیامت کے دن اس سبب سے کہ وہ دنیا میں [illegible] [illegible] اللہ جل شانہ نے [illegible] میں ان کے اچھے اعمال بتائے [illegible] گذر گئی ہے

میں نے جو اون کا حال سنا تو دل میں ڈرا کہ "ان لوگوں میں میرا شمار نہ ہوگا" اور دوزخیوں کے تذکرہ میں اللہ جل شانہ نے اون کے بدترین اعمال بتائے ہیں اور اون کی نیکیوں سے سکوت کیا ہے۔ جب مینے اون کا حال سنا تو دل میں کہا کہ "ان سے تو میں اچھا ہوں" خداوند تعالےٰ نے آیۂ رحمت کے ساتھ آیۂ عذاب بیان کی ہے۔ تاکہ بندہ کے دل میں شوق بھی پیدا ہو اور اس سے ڈرتا بھی رہے اور سوا اوس چیز کے جسکا مستحق ہو اور کسی چیز کی اوس سے تمنا نہ کرے۔ میری اس وصیت کو اگر تم نے یاد رکھا تو کوئی غائب چیز تمہیں موت سے زیادہ عزیز نہ ہوگی۔ جو آنے ہی کی ہے۔ اور اگر یہ وصیت بھلا دی تو کوئی غائب چیز تمہاری نظر میں موت سے زیادہ ناگوار نہ ہوگی۔ اور تم اوسے روک نہ سکوگے"

(العرفان)

دشمنوں میں پھوٹ

نمبر ۴

مولوی ثناء اللہ صاحب کے روحانی باپ کا جھگڑا

ابو الوفاء کی بے وفائی

برعکس نہند نام زنگی کافور

ناظرین! اخوان دین! مضمون نصیحت نامہ کو پڑھکر آپ صاحبوں پر میری نیک نیتی اور نیز عزیز امرتسری کی خیرخواہی کا یقین ہوا ہوگا۔ اس خیرخواہی کے مقابلہ میں اس بیوفا نے جو بیوفائی ظہور میں آئی کہ اس نے جوابات اربعین میں رسالہ الکلام المبین شائع کیا تو اس میں شمولیت اربعین کو ملحوظ کر اس اشاعت اربعین میں عاجز کو اپنا نشانہ بنایا اور سب سے زیادہ اس ناتوان پر غصہ نکالا۔ خاکسار کے رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۱ سے مضمون اہل حدیث میں تا اتفاق نقل کیا اور اسکی عبارت کے ضمن میں برکت (خط وحدانی) لگا کر انہیں کمال طعن و توہین۔ و گستاخی و بے ادبی سے خاکسار کا مقابلہ کیا اور بہت شوخیاں [illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] یہ مضمون پڑھکر سب نے دکھا دیا۔ باوجودیکہ اس نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۱ میں صاف اعتراف کیا اور کہا آپ (خاکسار) اشاعت اس تحریر پر راضی نہ تھے۔ لا یہ تحریر ان کی مرضی کے خلاف خلاف معاہدہ چھاپ دیا

گئی ہے جسکا ان کو سخت رنج ہے۔ اور صفحہ ۲ میں کہا ہے جو تھے بزرگ اس تحریک (باہمی صفائی اور مصالحت اشاعت اربعین) کے محرک مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ہیں باوجود خفگی اور دباؤ کے آپ ہرگز نہ چاہتے تھے کہ اربعین شائع ہو۔ پھر اسکی بابت میں میرے ایک کارڈ کی عبارت نقل کی اور پھر کہا کہ اس خط کے علاوہ مولوی صاحب موصوف نے مولوی کرم الدین صاحب جہلمی اور مولوی نور محمد صاحب امرتسری کے روبرو کہا کہ میں اربعین کو شائع نہ ہونے دونگا۔ اس تحریر اور تقریر سے مولویصاحب کا دلی منشا معلوم ہوتا ہے کہ مولویصاحب اس اختلاف کو باہمی طے کرنا چاہتے تھے۔ مگر افسوس کہ خاندان غزنویہ نے کسی مصالح قوم کی نہ سنی۔ اور (صفحہ ۵) میں کہا ہے کہ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب نے کہا میرے منشا کے خلاف کارروائی ہوئی ہے۔ میں اس کے چھپنے کا مخالف تھا مگر خاندان غزنویہ نے میری نہ سنی۔ ایک جگہ اس رسالہ میں میرا یہ قول نقل کیا ہے کہ چھپنے پر بندوق (تحریر مندرجہ اربعین) ڈرانے کے واسطے بھری تھی کسی نے چلا دی میں نے نہیں چلائی پھر ان اعترافات کے ساتھ صفحہ ۱۱ میں صرف یہ لکھکر کہ چونکہ یہ تحریر شائع شدہ ہے اس لئے اس کا جواب دینا ضروری ہے۔ مجھے اپنا مخاطب بنالیا۔ اور بہت بری طرح مجھ سے خطاب کیا۔ میں اس شوخی اور گستاخی عزیز مذکور کا اپیل اعیان اہلحدیث خصوصاً مولوی محمد عبداللہ صاحب غزنوی مولوی عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی مولوی شمس الحق صاحب ڈیانوی۔ مولوی ابو یحییٰ صاحب شاہجہانپوری کی خدمات میں پیش کرتا ہوں۔ اور ان سے داد انصاف چاہتا ہوں کہ کیا اس خیرخواہی کا (جو آنجناب اس عزیز کے حق میں کی ہے) یہی صلہ تھا کہ اس شوخ لڑکے نے اپنے بوڑھے روحانی باپ سے بیوفائی کی اور اسکو اربعین کا غیر مصدق اور اسکی اشاعت کا مانع و عائق جان کر اور پھر غیر کے فعل (اشاعت تحریر خاکسار) پر اسکی توہین کی۔ اب اگر کوئی کہے کہ تم نے ایسی تحریر ہی کیوں کی جسکی غیرنے اشاعت کردی تو اس کا جواب وہ عزیز خود ہی دے چکا ہے کہ اسکو ڈرانے اور دھمکانے کو اور اس سے توافق یا ہدایت چھوڑنے اور اتباع [illegible] کرانے کو ہے کہ وارد ہوئے تاکہ اسکی دفع [illegible] [illegible] آجتک اسکی خیرخواہی دلجوئی ذہن میں [illegible] آتی رہی۔ [illegible] جو رگ زن کہ جراحت [illegible] اس پر اگر عزیز شوخ یہ سوال کرے کہ [illegible] ڈرانے اور دھمکانے کیلئے جو تم نے [illegible] ہے حق اور دل سے کہا ہے یا ناحق کہکر ڈرایا

اور دہمکایا ہے تو اس کا جواب یہ ہے۔ الحق و الحق الحق اقول وعلی الحق التکلمت وبہ اصول۔ مین نے جوکچہہ اپنی تحریر مین بیان کیا ہے وہ بقول مولوی کرم الدین صاحب جہلمی بصفحہ ۱۳ الکلام المبین قافیہ بندی فضول نہین ہے۔ بلکہ سراسر حق لایق تلقی بالقبول ہے۔ مولوی کرم الدین صاحب ہی کو تم منصف مان لو یا سنئے۔ رسالہ الکلام المبین مصدقین محدثین بنگال و ترہت و رود سلکسندہ و پنجاب مین سے کسی محدث کو منصف تسلیم کر لو پہر اگر میرے تحریری یا تقریری بیان و دلایل کو سنکر منصف نے مان لیا کہ جوکچہہ مینے اس تحریر مین کہاہے وہ لایق حق تلقی بالقبول ہے تو تم نے اپنی شوخی و گستاخی کو واپس لے لینا ورنہ مین تمہارا لوہا مان لونگا اور استاذ ہوکر شاگردی کا اقبال کرونگا تمہارے جیسے مخور لیا اس سے بڑہکر کونسی دولت ملسکتی ہے۔ اسپر اگر وہ شوخ عزیز یہ سوال کرے کہ بنگال اور ترہت و پنجاب وغیرہ بلاد کے محدثین نے تو فیصلہ کر دیا اور مجہے بحرتون مین داخل اور اہلحدیث سے خارج کرنیکو غلط اور بالکل غلط قرار دیا ہے۔ چنانچہ ان حضرات کی تقریظات الکلام المبین مین درج ہوچکی ہین اس سے زیادہ کوئی منصف کیا کریگا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ فیصلہ کرنیوالون مین بعض حضرات تو ایسے ہین جن کو یہ خاکسار ہیچکار عالم۔ محدث نہین مانتا اور ان کے فیصلہ و تعریف کو اس بیت صائب کا مصداق جانتاہے۔ ؎ صائب دو چیز میشکند قدر شعر را تعریف ناشناس و سکوت قدر شناس۔ لہذا انکی تقریظات کو مینے ان کے نام ہی دیکہکر کان لم یکن سمجہا اور سرسری نظر سے بہی انکو نہ دیکہا۔ اور بعض حضرات نے جو واقعی اہل علم و اہلحدیث ہین تمہاری تفسیر کے صرف بعض مقامات کو دیکہکر صرف حسن ظنی سے نہ تحقیق و تدقیق و تعمیق نظر سے اس تفسیر اور تمہاری تعریف مین کچہہ لکہدیا اور ؎ تو مرا حاجی بگو ئم من ترا۔ پر عمل کیاہے۔ پہر جب انہون نے اربعین کی اعتراضات و تعقبات کو دیکہا تو اپنی تقریظات و تعریفات سے رجوع کرلیا۔ چنانچہ اس مضمون کی ان کی تقریظات و تحریرات اربعین مین درج ہین اور بعض کے خطوط ہمارے پاس آچکے ہین۔ تم نے عام مسلمانون کو اور خاصکر فرقہ اہلحدیث بے علمون کو دہوکا دیاہے کہ انکی تقریظات منسوخ مرجوع عنہا کو درج کلام المبین کردیا اور یہ جتایا کہ اب تک انکی خیالات میری تفسیر کی تعریف مین ہین اور وعید لیس منا من غشنا اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین سے

اندیشہ نہ کیا۔ اور بعض حضرات نے جو اربعین اور الکلام المبین کو دیکہنے کے بعد تم کو فرقہ اہلحدیث سے خارج کرنے اور نیچریون مین داخل کرنے کو غلط کہاہے انہون نے یکطرفہ فیصلہ کیاہے اور تم کو تہاہیش قاضی روی راضی آلی کا مصداق بنایا ان کو لازم تہا کہ مجہہ سے میرے فتوی کی تعلیل و دلایل پوچہتے نہ یہ کہ گہر مین بیٹہے مجہہ پر یہ حکم لگاتے کہ جوکچہہ مینے کہا غلط کہاہے اور بالکل غلط کہاہے۔ فتوی مین دلایل پورے نہین لکہے جاتے خصوصًا اس فتوے مین جسکی اشاعت مفتی کو منظور نہ ہو اور وہ باعتراف صرف تمہارے دہمکانے اور ڈرانے کیلئے لکہا گیا ہو۔ مہذا ان حضرات عالمین نے تمہارے رسالہ الکلام المبین کی فصل اول و دوم و سوم جنکی زیادہ تفصیل تمہاری رسالہ آیات متشابہات کی فصل اول و دوم و سوم مین ہوئی ہے غور سے نہین پڑہا۔ آیندہ وہ ان دونو رسالہ کی فصول ثلاثہ کو غور سے پڑہین گے یا میرے بیان و دلایل جو مین ان کو فصول کے متعلق ان کے سامنے تحریر یا تقریر مین لاونگا غور سے سننگے یا پڑہین گے تو انشاء اللہ تعالی وہ ایک منٹ مین میرے ہمصفیر ہوجائین گے۔ اور تمہارے خارج از اہل سنت و اہلحدیث ہونیکا دل و جان سے اقرار کرینگے۔ وہ مجہہ سے بخوبی واقف ہین۔ مین ان سے اچہی طرح واقفیت اور دوستی رکہتا ہون۔ جب مین اور وہ ایک دوسرے کے سنین گے تو ایک ہوجائین گے۔ اور ان ابیات

من تو شدی من تو شدم تو تن شدی من جان شدم
تاکس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری
جذبہ وصل بحدیست میان من و تو
کہ رقیب آمد و نشناخت نشان من و تو

توھم و ایاہ شیئا بنیل مزارہ
فھم یسعی بیننا بالتباعد
فعانقتہ حتی اتحدنا تعانقا
فلما اتی ما رای غیر واحد

کے مصداق ہو جائین گے۔ مین ابہی اپنی تحریر مذکور کے دلایل کہتا اور تمہارے حامیون اور پبلک اہلحدیث پر ظاہر کردیتا کہ تم اہلحدیث نہین ہو۔ مگر مین اسی رشتہ پدری پسری کا لحاظ کرتا ہون۔ اور پبلکی مباحثہ کرکے تمہارا اہل حدیث ہونا بیلانسبر مدلل نہین کرتا کیونکہ اب تک مین امید رکہتا ہون کہ ؎ مردے از غیب برون آید و کارے بکند کوئی مصلح قوم خصوصًا محدثین مصدقین الکلام المبین سے تم کو پرائیویٹ فیصلہ کی طرف بلادے اور تم سے تمہاری تندی و شوخی جو جوانی کے لوازم سے ہے۔ ؎ کائیں سے گر سوخ زخم بر سنگ گہ نالہ غم مخم ساقیا مرنج از من عالم جوانی است + اور اگر تم نے اس تجویز کو نہ مانا اور کسی اور نے بہی جماعت

اہلحدیث سے تمہارا اتحاد قایم رکہنے واسطے اپنا وقت خرچ نہ کیا تو پہر تم ہو اور مین ہون اور رسالہ اشاعۃ السنہ ہے اور تمہاری تحریرات ہین اشاعۃ السنہ سے تم بخوبی واقف ہو اور اسکی لاتہہ سالہا سال سے تم دیکہتے اور سنتے چلے آئے ہو۔ آجتک کون اس کے مقابلہ مین عہدہ برا ہوا اور اور کون اس کا مخالف ایسا گذرا ہے جسکو اس نے اپنے جواب سے ساکت نہین کرادیا۔ تم تو ابہی بچے ہو اور کے آمدی و کے پیر شدی کی مصداق ہو وہ ایک دو سیدانون مین تمہاری جوکڑی بہلادیگا اور تمہاری انشاء پردازی اور شعر بازی چہوڑا دیگا۔ بہتر ہے کہ تم اشاعۃ السنہ کو اپنا مد مقابل نہ بناؤ اور اپنے آپ ایک مسلم روزگار استاذ کا یہ شعر سناؤ ؎

ہرکہ با فولا بازو پنجہ کرد
ساعد سیمین خود را رنجہ کرد

آیندہ اختیار۔ ماعلینا الا البلاغ
راقم ابو سعید محمد حسین

ابہی کوئی کسر باقی ہے؟

ہمارے قدیمی عیسائی دوست جنکو مرزا صاحب نے بالخصوص سیدہا کر چہوڑا ہے۔ اور ان کو ایک کثیر عرصہ کیلئے جواب دینے کیلئے زیر بار کر رکہا ہے کبہی نہ کبہی ادہر ادہر سے فضول اعتراض اہل اسلام پر ایک آدہ کر ہی چہوڑتے ہین۔ یہ ایک دوسری بات ہے مگر ان کے پیش کردہ اعتراضات خواہ سراسری غلط ہون۔

حال مین صدائے بشیر جسکو تعصب نے بری طرح تنگ کیاہے۔ خود ہی ایک بات کو غیر مسلم مان کر اعتراض کرنے کے بغیر نہین رہسکا۔ لکہتاہے۔ کہ "محمدیون نے غوث اعظم محی الدین کے فارسی دیوان کی ہر غزل پر لکہاہے۔ کہ اتنے بار پڑہنے سے فلان حاجت رفع ہوتی ہے۔ فلان غزل دن مین سو مرتبہ پڑہنے سے گناہون سے خلاصی ہوتی ہے۔ الخ۔ پہر آگے چل کر خود ہی رقمطراز ہے۔ کہ "مگر اس کا ذکر نہ قرآن مین نہ حدیث مین تذکرہ"۔ "یہ تو صرف تمنائین ہین"

جب آپ کو معلوم تہا کہ اس کا ذکر قرآن کریم مین نہین ہے تو پہر آپ نے ایک بات کو خود ہی غیر مسلم مان کر پیش کرنے کی تکلیف کیون گوارا کی معلوم ہوگیا کہ آپ کے اندر تعصب کا جوش جو

داخل ہو گیا تہا۔ وہ آخر کسیطرح تو نکلنا ہی تہا۔ پہر یہ فرمایئے کہ حضرت پیر صاحب کا کونسا دیوان ہے۔ جسکی فارسی غزلون پر یہ لکہاہے۔ انکی تو زبان ہی عربی تہی یہ آپ کا سفید جہوٹ تار عنکبوت سے زیادہ وقعت نہین رکہتا۔

مگر در اصل یہ بات ہے۔ کہ تم لوگ بہی اپنی قلعی کہلوائے بغیر بہی نہین رہسکتے۔

لیجئے سنئے۔ آپ کے یسوع کی پیدایش متی باب (۱) ۱۸۔۱۹۔ یوسف کی پیدایش یون ہوئی۔ کہ جب اسکی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتہہ ہوئی ان کے اکٹہے ہونے سے پہلے وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی تب اس کے شوہر یوسف نے جو راستباز تہا۔ اور نہ چاہا کہ اسے تشہیر کرے"۔ کیا خوب۔

کہئے آپکے یسوع کی پیدایش کسطرح سے ہوئی روح القدس بغیر مجامعت کے ہی داخل ہوگیا تہا۔

(معاذ اللہ) ذرا اسکی تفسیر کردیجئے۔ اپنے تو اریون نے بڑہکر قدم مارا۔ وہ تو ہہلانیوگ کے قایل ہین مگر یہان معاملہ ہی دگرگون ہے۔ اور اسیطرح یہ کہتے ہین۔ کہ شوہر اس کا راست باز تہا۔ الخ مہربان کیسی راست بازی۔ اگر اسی کا نام راست بازی ہے تو بس ؎

گر ہمین مکتب است این ملا
کار طفلان تمام خواہد شد

ہم نہین سمجہتے کہ یہ کیا فلاسفی ہے۔ کہ بیوی حاملہ ہوا ہے اور وہ تشہیر نہ کرنیکے باعث راست باز کے نام سے نامزد کیا جاوے۔ ذرا اسکی تشریح کردیجئے۔ کہ روح القدس سے کیا مراد ہے۔ خدا کو روح القدس کہا جاتاہے یا کسی اور کو۔ اگر خدا تہا۔ تو رحم کے اندر حیض کا خون کسطرح کہاتا رہا (معاذ اللہ) وہ تو کہانے پینے سے مبرا ہے افسوس ہے کہ اس روز روشن اور مہذب زمانہ مین تم نہین سمجہ سکتی۔ کہ ایک عورت جو شادی سے پہلے دوشیزگی کے ایام مین حاملہ ہو جائے۔ کیا اسمین روح القدس آگیا۔ ہرگز نہین۔ ہم نہین جانتے۔ کہ تمہاری عقل پر یہ کیا پردہ پڑگیا ہے۔ اور تم اس بات پر کیون غور نہین کرتے۔

اگر آپ نے روح القدس کے متعلق کچہہ ارقام فرمایا تو ہم آپکو سمجہادینگے کہ جب حضرت عیسی کو تم یسوع کے نام سے پکارتے ہو۔ وہ اور تہے۔ اور یسوع اور ہے مزید بران تم ایسے یسوع کی نسبت شفاعت کا بہروسہ رکہتے ہو۔ جو خود اپنی جان نہ بچا سکا۔ اور سولی دیا

[illegible]

الوصیت اور پیسہ اخبار

بترسید از خدائے بے نیاز و سخت قہارے
نمے بینم کہ بد بیند خدا ترسے نکوکارے

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا **الوصیت** نام اشتہار دفتر پیسہ اخبار میں بھی بھیجدیا تھا۔ غرض یہ تھی کہ وہ اسے شائع کردے تاکہ کسی سعادت مند کو فائدہ پہونچے۔

پیسہ اخبار (جسکی عادت اور سرشت میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف نیش زنی کرنا ہے اور ہر ایک بات جو اس سلسلہ کی طرف سے کہی جاوے اسکو برے پیرایہ اور استہزا میں اڑانے کی کوشش کرنا اس کا مقصد ہوتا ہے) اس وصیت کو درج کرنیسے تو رہا الٹا اسپر اعتراض کرتا ہے؟ میں اسکے اعتراض کی حقیقت خدا تعالےٰ کے فضل اور تائید سے کہول کر دکہاتا ہوں کہ یہہ کس قسم کے **مسلمان ہیں؟** ان کو دعویٰ تو مسلمانوں کی بہی خواہی اور لیڈری کا ہے مگر یہہ شعار اسلام اور سنن اللہ سے محض ناواقف ہیں۔ میں پہلے اس کا اعتراض اسی کے لفظوں میں درج کرتا ہوں اور پھر اسپر ریمارک کرونگا۔

طاعون کی ترقی "طاعون کی اموات میں جو عارضی کمی ہوئی تہی اب پھر وہ ترقی سے بدل گئی ہے ....

مرزا صاحب قادیانی نے پھر اپنا معمولی طاعونی اشتہار جاری کیا ہے کیا وہ اس امر پر بہی کچھہ روشنی ڈال سکتے ہیں؟ کہ اگر طاعون محض ہماری شامت اعمال کا نتیجہ ہے تو خاص خاص موسموں میں کیوں زیادہ ترقی اور تنزل کرتی ہے۔ کیا جنوری دسمبر اور جون جولائی میں جبکہ جاڑے یا گرمی کی شدت ہوتی ہے انسان گناہ کم کیا کرتے ہیں اور معتدل موسم میں گناہگاری بڑہ جاتی ہے یا غریب اور مفلس لوگ دولتمندوں کی نسبت گناہ زیادہ کیا کرتے ہیں کیونکہ اس وبا سے زیادہ غریب لوگ مرتے ہیں" یہہ ریمارک ہے جو استہزا کے رنگ میں ایڈیٹر پیسہ اخبار نے کیا ہے۔

میں اسپر کچھہ لکھنے سے پہلے پیسہ اخبار کے نائب ایڈیٹر صاحب کو دیکھنے کی صلاح دیتا ہوں اور انکی پیسہ اخبار کے کچھہ اقتباس دکہاتا ہوں۔ شاید انہیں اپنے سوال کا کچھہ جواب نظر آوے اسکے بعد اسپر ایک اور پہلو سے نظر کرونگا۔ انشاء اللہ العزیز۔

روزانہ پیسہ اخبار ۲۴ جنوری ۱۹۰۵ء صفحہ ۳ کالم ۵ میں عبدالرحیم پنشنر منگلور کا مراسلہ بغیر کسی مخالفت کے شائع کیا ہے جس میں لکہا ہے۔

(۱) "مرض طاعون کے علاج میں طبیب اور ڈاکٹر مجبور ہیں گورنمنٹ نے لاکہوں روپیہ خرچ کردیا یہہ بلا دفع نہوئی۔ **وبائی مرض قہر خدا ہوتا ہے اور اسی کے رحم سے دور ہوسکتا ہے** اب مخلوق کو اپنے مالک حقیقی سے رجوع لانا چاہئیے"

(۲) روزانہ پیسہ ۸ جون ۱۹۰۴ء **طاعون اور موسم**۔ طاعون کی سب سے بڑی پیچیدگی یہہ ہے کہ اس کے متعلق جو پیشگوئی آج بڑے وثوق سے پیش کیجاتی ہے کل تجربہ اسکو غلط ثابت کردیتا ہے اتبک یہ خیال کیا جاتا تہا۔ کہ طاعون گرمی میں معدوم ہوجاتی ہے اور اپریل کے آغاز میں یا زیادہ سے زیادہ مئی کے خاتمہ تک اسکا بہی خاتمہ ہوتا جاتا ہے سات سالہ تجربہ اس خیال کی تصدیق کے لئے کافی تہا۔ لیکن اب کے اس خیال کی سچائی بہی مشتبہ ہوگئی ہے"۔

"افسوس ہے کہ گورنمنٹ کی دیکہا دیکہی اطباء اور ڈاکٹر صاحبان بہی نوع انسان کی دشمن طاعون کی خوف سے لاپرواہ ہوگئے ہیں اور آجتک کسی شخص نے اس اہم سوال پر بحث نہیں کی کہ طاعون خصوصیت سے پنجاب میں کیوں نشو ونما پاتی ہے؟ حالانکہ یہاں کی آب وہوا کسی اور صوبہ سے بری نہیں اور نہ کوئی یہہ کہہ سکتا ہے کہ اسکے باشندے کسی اور صوبہ کے باشندوں سے کم صفائی پسند ہیں"

سردست یسقدر اقتباس کافی ہے پیسہ اخبار اگر اس کا ضمیر مر نہیں گیا اور اس میں خدا کا خوف اور انصاف کا مادہ موجود ہے اپنی ان تحریروں کو پڑہے تو اسے جواب نظر آجائیگا۔

جس حال میں وہ پنجاب کی آب وہوا کو دوسرے صوبوں کی نسبت بری اور یہاں کے باشندوں کو کم صفائی پسند نہیں سمجہتا پہر پنجاب میں طاعون کا زیادہ زور اور شدید ہونا بتاتا ہے کہ کوئی اور سبب ہے۔

پیسہ اخبار کو **الوصیت** کا اشتہار پڑہ کر ڈر جانا چاہیئے تہا اور اپنے ناظرین کو ان ہدایتوں کی پابندی کی طرف توجہ دلانی چاہیئے تہی جو اسمیں مندرج ہیں مگر افسوس کہ وہ مفید اور قابل تسلیم ہدایتوں کو چہوڑ کر اعتراض ہی کرنے کی طرف متوجہ ہوا۔

ہاں پیسہ اخبار کو اختیار تہا کہ وہ یہہ ظاہر کرتا کہ طاعون کے متعلق کوئی پیشگوئی حضرت مسیح موعود نے نہیں کی یا وہ پوری نہیں ہوئی۔ بشرطیکہ ایسا ہوتا

پیسہ اخبار جب اپنے ریمارک مندرجہ ۸ جون ۱۹۰۴ء کی کوئی وجہ ظاہر کردیگا تو انشاء اللہ العزیز اسکے اس اعتراض کا جو الوصیت پر اسنے کیا ہے میں کافی جواب دینے کی کوشش کرونگا۔

تاہم اسقدر اب بہی کہنا چاہتا ہوں کہ اسمیں کچھہ شک نہیں کہ طاعون شامت اعمال کا نتیجہ ہے اور ہر ایک عذاب الٰہی شامت اعمال ہی سے پیدا ہوتا ہے لیکن اس میں بہی کوئی کلام نہیں کہ وہ **اسباب عادیہ** سے وابستہ ہوتا ہے اور یہ اور بہی دلیل اس **قہر الٰہی** کی عظمت کی ہوتی ہے۔ میں اس مضمون پر انشاء اللہ جداگانہ لکہونگا۔

پیسہ اخبار انبیاء علیہم السلام کی لائف اور سیرۃ پر اگر غور کرلیتا تو شاید اس قسم کا بیہودہ اعتراض نکرتا۔ سنت اللہ اسی طرح پر واقع ہے کہ عذاب الٰہی پہلے چہوٹے اور ادنےٰ درجہ کی مخلوق سے شروع ہوتا ہے غرض یہہ ہوتی ہے کہ تا دوسرے لوگ عبرت اختیار کریں۔ دیکہو طاعون ہی ہے اسکی ابتدا حشرات الارض یعنی زمین کے کیڑوں سے ہوتی ہے پہلے جو ہے مرتے ہیں پہر ترقی کرکے انسانوں میں آتی کیا یہ اس امر کا ثبوت نہیں ہے کہ طبقہ انسان میں جو لوگ حشرات الارض کے درجہ میں ہیں اول طاعون انہیں ہی پڑنی چاہیئے یعنی اول عام اور ادنےٰ درجہ کے لوگ اسکا شکار ہوں۔ اور پہر آہستہ آہستہ ترقی کرکے بڑے بڑے اشرار پر حملہ کرے۔

دیکہو جب کہیں آگ لگتی ہے تو کیا پہلے بڑے بڑے شہتیر جلتے ہیں یا خس وخاشاک اور چہوٹی چہوٹی لکڑیاں۔ پس یہ ایک سنت اللہ ہے جس سے پیسہ اخبار ناواقف ہے۔

اور باوجود ناواقفی کے بیباکی سے اعتراض کرتا ہے افسوس یہ وقت تہا کہ لوگ استہزا اور انکار سے باز آجاتے اور خدا تعالےٰ کے ساتہہ صلح کرنے والے ٹہیرتے مگر تعجب ہے کہ باوجود اسقدر غضب الٰہی کو بہڑکتے ہوئے دیکہہ کر بہی بیباکی کم نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہی رحم کرے اور انکو سمجہائے۔

رسید آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۲۴ فروری ۱۹۰۵ء

مولوی محمد فضل چنگوی قادیان ۱۲ چندہ مدرسہ۔
میاں احمد الدین چک سکندر تحصیل کہاریاں۔ للعہ قربانی فنڈ۔
منشی عبدالعزیز صاحب پٹواری سیکہواں۔ عالہ وظیفہ فیشن
منشی نادر خان صاحب انسپکٹر پولیس مشرقی افریقہ سے مدرسہ
جماعت احمدیہ (بقیہ) دریام کملانہ جہنگ معرفت میاں نور احمد صاحب۔ عـــہ مدرسہ

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن پنڈی گہیب۔ صہ مدرسہ عید وکہال۔
منشی مہر الدین صاحب گرداور نہر یا نمبردار ضلع ملتان ملتان۔ عـــہ مدرسہ
ایضاً ۔۔ عصہ یتیم فنڈ۔
منشی نواب الدین صاحب کلرک مس کوٹ پلٹن ۲۴ ڈیرہ غازیخان۔ عـــہ قربانی فنڈ
مرزا حاکم بیگ صاحب جلال پور جٹاں ضلع گجرات عـــہ

۲۵۔ فروری ۱۹۰۵ء

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن پنڈی گہیب۔ عـــہ شفاخانہ۔
میاں برکت علی برادر ڈاکٹر رحمت علی صاحب مرحوم عـــہ قربانی فنڈ
ڈاکٹر غلام غوث صاحب وٹرنری اسسٹنٹ گجرانوالہ عـــہ شفاخانہ

۲۷ فروری ۱۹۰۵ء

حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور شفاخانہ للعہ
حکیم محمد اکرم سامانہ پٹیالہ جماعت (سامانہ) عـــہ بابت مدرسہ
ایضاً ۔۔ عـــہ قربانی فنڈ۔
حکیم محمد الدین صاحب گجرانوالہ۔ عـــہ شفاخانہ عـــہ قربانی کہال
حافظ نور محمد صاحب جماعت (فیض اللہ چک) عـــہ
میر محمد رشید صاحب قادیان چندہ فروری و مارچ ۱۹۰۵ء
محمد عبداللہ خان ماچہی واڑہ ضلع لدہیانہ عـــہ چندہ مدرسہ
حافظ فتح الدین صاحب نمبردار مرار ڈاکخانہ دیال پور ضلع جالندہر۔ عـــہ اعانت
ایضاً عـــہ قربانی
مولوی فضل الدین صاحب و میاں غلام رسول صاحب خوشاب ضلع شاہ پور۔ عـــہ
جماعت شملہ معرفت بابو برکت علی صاحب کلرک عـــہ
جماعت چنیوٹ معرفت میاں عطا محمد وغیرہ عید فنڈ عـــہ
میاں نور احمد صاحب احمدی اکولہ سے چندہ مدرسہ
سید تاج شاہ و مقبول شاہ موضع ڈہل کسکا ضلع گجرات عـــہ مدرسہ۔
میاں رحمت اللہ احمدی موضع بنگہ للعہ مدرسہ عـــہ مساکین عـــہ
میاں عبداللہ خان نمبردار سیلو ضلع لائلپور عـــہ عید فنڈ
جماعت امرتسر معرفت ڈاکٹر عباد اللہ صاحب عـــہ عید فنڈ
حکیم ابو عبدالغنی صاحب صالح محمد سیال سکنہ سیلو لپور عـــہ (عـــہ مدرسہ عـــہ عید)

۲۸۔ فروری ۱۹۰۵ء

جماعت سیالکوٹ معرفت میر حامد شاہ صاحب قربانی کہال وغیرہ ما ۱۳
مرزا ظہور علی صاحب شاہ جہانپور (قیمت لوہات) عـــہ امداد مدرسہ

یکم مارچ ۱۹۰۵ء

ڈاکٹر رحمت اللہ صاحب ڈسپنسری اسسٹنٹ افریقہ عـــہ شفاخانہ

(عـــہ قربانی مدرسہ عـــہ)

www.aaiil.org

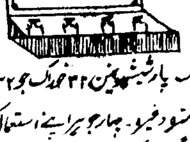

اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصفی سارسا پریلا یعنی عجیب و غریب چہار جوہر طلسمی او حکمی مصفیات خون اور مقویات بدن کا مجموعہ

ہر ایک بکس چہار جوہر کے چار شیشی کی دوائین بگڑے ہوئے خون کو نہایت صاف کر کے تمام جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور سر سے پیر تک ہر طرح کی طاقت بخشتی ہیں چار سو چار دوا و بکاست او جوہر...

خوراک یا پارشیشیون میں ۳۲ خوراک جو ۳۲ روز کے استعمال میں مرد اور عورت لڑکے اور بوڑھے سب کو تمام عمر کیلئے صحیح و سالم او رچست و چالاک بنا دیتا ہے ۔ شیشی نمبر ۱ جوہر عشبہ وغیرہ۔ شیشی نمبر ۲ جوہر چرایتہ وغیرہ شیشی نمبر ۳

جوہر شاہتری وغیرہ۔ چار جوہر ہر ایک استعمال کنندہ کو ہمیشہ طاعون۔ بکھ لنی۔ بخار و ہیضہ و اسہال سے ہمیشہ محفوظ رکھتا ہے۔ آتشک سوزاک گٹھیا خارشت داد۔ انگوٹ پھوڑا پھنسی سفید داغ۔ جذام۔ کوڑھ۔ ناسور گٹھیا بالا بواسیر

... ۳۲ خوراک کی چاروں شیشیاں ایک بکس میں مقفل کر کے معہ کتاب طریق استعمال کے خریداروں کو دیجاتی ہیں قیمت فی بکس آٹھ روپیہ

اکسیر حیات یعنی نمک نباتات ...

[illegible]

طاقت پیدا کرنے کی عمدہ دوا یعنی معجون التقویت ...

[illegible]

**منہ سے کی اکسیر دوائی یعنی روغن ... **

آنکھوں کیلئے نئی روشنی یعنی سرمہ نوری ...

دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کیلئے اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان خوشبودار منجن ...

[illegible]

اور سوتے ہیں ورم اور درد اور بدبو کو دور کرتا ہے ... قیمت فی ... محصولڈاک ۵ ر علاوہ ازین آتشک سوزاک جریان بخش۔ اسہال کھانسی دمہ۔ بواسیر

طحال خارشت۔ اختلاج قلب۔ سفید داغ۔ داد۔ بہرے پن کی دوا۔ زخم پھوڑے کیلئے مرہم۔ ... ہر مرض کی دوائین اس دواخانہ میں موجود ہیں جنکا تجربہ عرصہ دراز سے تمام ہندوستان میں نہایت کامیابی

سے ہو رہا ہے۔ ... مفصل فہرست اس دواخانہ کی ... جسمین کل دواؤن کی تفصیل حالات معہ طریق استعمال ... اپنا نام اور پتہ تمام ڈاکخانہ خوب صاف لکھئے

اور اگر ریلوے سٹیشن قریب ہو تو اسکو بھی لکھیں **ہمارا پتہ یہ ہے شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال سقیگنج شہر بنارس۔ نوٹ** ہمکو مندرجہ بالا دواؤن کی فروخت کیلئے ہر جگہ ایجنٹوں کی ضرورت

کارخانہ احمدی تجارت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے۔ بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ کثرت سے ہو گئے۔ بلحاظ قدامت سے شہرت دیکھی ہے اور عطر و تیل وغیرہ لوازمات تیار کئے جانے میں اور خوش معاملگی سے کارخانہ نیکنام رہا ہے شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں

راقم محمد عبد اللہ سعد اللہ تاجران عطر قنوج

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو بدگمانی سے بچانے کے واسطے صرف ایک عمدہ ذریعہ ہے کہ ہر ایک دوا کا نمونہ کارڈ آنے پر مفت بھیجا جاوے (سونے چاندی کی گولیاں) ...

اکسیر قیمت جوب کا بکس عا (نخل مراد) یہ ایک نہایت نفیس عمدہ قسم کی مٹھائی ہے جو کہ مشک عنبر مقویات ادویات و میوہ جات سے خلوط کر کے تیار کیگئی ہے حلق سے اترنے سے اپنا اثر دکھانا شروع کرتی ہے اور رقت و جریان اور سرعت احتلام وغیرہ کو دور کر کے چست و چالاک بنا دیتی ہے اور مقوی دل و دماغ و معدہ و جگر اور ان اعضا کو تقویت دیکر خون صالح پیدا کرتی ہے ... ایک بکس کلاں جو ایک آدمی کو کافی ہے۔ عہ

المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہو گی۔ ناگر تیل یہ تیل ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے۔ نزلہ آنکھوں درد سر وغیرہ کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ... محصولڈاک ذمہ خریدار

المشتہر منیجر کارخانہ فرحت افزا نسیم قنوج

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر مالک کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

چہ گویم باتو گرائی چہا درقادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت پیشگی سالانہ (۱) عوام سے ۵ روپیہ (۲) خواص و معاونین سے عـــہ (۳) ہندوستان باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ روپیہ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲ عــہ

فہرست مضامین

(۱) دارالامان کا ہفتہ صفحہ اول
(۲) سید امیر علیشاہ صاحب ملہم سیالکوٹی کے الہامات ؍؍
(۳) افضل مرحوم کی آخری تحریر صفحہ ۲
(۴) تفسیر القرآن من مسیح الزمان صفحہ ۳ و ۴
(۵) حضرت حجۃ اللہ کی تقریر جلسۃ الوداع کی تقریب ۵ و ۶
(۶) عذر گناہ بد تر از گناہ صفحہ ۷
(۷) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک خط سعادہ اور شقاوت میں سچا فیصلہ کرنیوالا صفحہ ۸ و ۹
(۹) ایک مناسب درخواست اور تحریک ۹ و ۱۰
(۱۰) تربیت اولاد پر حکیم الامتہ صفحہ ۱۰
(۱۱) مذہبی دنیا پر سرسری نظر ؍؍ ۱۱
(۱۲) ایک سجادہ نشین کی پیشگوئی ؍؍ ؍؍
(۱۳) ناظرین سے پانچ منٹ ؍؍ ۱۲
(۱۴) شرف ہندوستان ؍؍ ؍؍
(۱۵) رسید زر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ؍؍ ؍؍
(۱۶) تحقیقات مسئلہ عزاداری حسین ؍؍ ۱۳
(۱۷) اشتہارات ؍؍ ۱۴

نمبر (۱۱) دارالامان قادیان مورخہ ۳۱- مارچ ۱۹۰۵ء مطابق ۲۴ محرم ۱۳۲۳ھ جلد (۹)

دارالامان کا ہفتہ

۱- الحمد للہ کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت ہفتہ زیر اشاعت میں بہت اچھی رہی خاندان رسالت اور اہل دار خدا کے فضل و کرم سے بہت اچھی طرح میں۔

حضرت اقدس نصرۃ الحق لکھ رہے ہیں اور صاحبزادہ منظور محمد صاحب اسے چھپوا رہے ہیں ۳ جزو کے قریب چھپ چکی ہے۔

۲- بزرگان امت بھی خدا کے فضل سے اچھے ہیں حضرت حکیم الامتہ کی صحت رو بہ ترقی ہے اعلیٰ حضرت کی شفقت اور دلی ہمدردی کا کیسا عجب نمونہ ہے کہ حضرت اقدسؑ التزاماً ہر روز خود حکیم الامتہ کیلئے دوائی طیار کرکے بھیجتے ہیں حکیم الامتہ کا حسن اعتقاد بھی ہمارے لئے قابل نمونہ ہے فرماتے تھے کہ حضرت اقدسؑ نے ایک پیالی دوائی کیلئے بھیجی اور فرمایا کہ اسی میں دوا پیا کرو۔ میں بہت ہی پسند کرتا اور عزیز رکھتا تھا کہ اسی پیالی میں دوا پیا کروں کیونکہ حضرت امام حجۃ اللہ سلام نے فرمایا تھا

مگر افسوس وہ پیالی ٹوٹ گئی

۳- ۲۹ مارچ ۱۹۰۵ء کو اعلیٰ حضرت کو جبکہ آپ دعا کر رہے تھے الہام ہوا۔

سلاماً سلاماً

۴- بڑی خوشی کی بات ہے کہ بابو محمد افضل صاحب ایڈیٹر البدر کی موت اخبار کے لئے موت کا باعث نہیں ہوئی۔ بلکہ خوش قسمتی سے اخبار کیلئے میرے مکرم بھائی مفتی محمد صادق صاحب سابق ہیڈماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام کی خدمات بہم پہونچائی گئی ہیں حضرت اقدس علیہ السلام نے بھی اس انتخاب کو پسند فرمایا ہے فی الحقیقت مفتی صاحب ایسا متقی صاحبدل ایڈیٹر البدر کیلئے اگر ملنا ممکن نہ تھا تو محال ضرور تھا۔ میں امید کرتا ہوں کہ سرپرستان البدر پوری ہمت اور سعی اسکے قیام کیلئے دکھائیں گے۔ خدا کرے کہ مفتی صاحب کی خدمات قوم کیلئے مفید اور بابرکت ہوں آمین۔

بہت جلد امید کیجاتی ہے کہ اخبار نئے اہتمام اور نئی شان سے نکلے۔ اسلئے ناظرین گھبرائیں نہیں۔

۵- ڈاکٹر برخوردار خان عیسائی کے سوالات کا جواب انشاء اللہ العزیز الحکم کی اگلی اشاعت میں درج ہوگا۔

۶- مدرسہ تعلیم الاسلام یکم اپریل ۱۹۰۵ء سے کھل جائیگا اور شیخ عبدالحق صاحب بی۔اے مفتی محمد صادق صاحب کی جگہ سکنڈ ماسٹر ہوکر آئیں گے شیخ صاحب کا انتخاب اس عہدہ کے لئے بہت ہی موزون اور پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جائیگا۔

اطلاع

۱- یکم اپریل ۱۹۰۵ء سے وہ چٹھیاں جو آدہ آنہ کے لفافہ میں جاتی تھیں ان کا وزن بجائے ۶ ماشہ کے ۹ ماشہ کیا گیا ہے گویا پہلے کی نسبت ڈیوڑ ہے وزن کی چٹھی جا سکا کرے گی۔

۲- یکم اپریل سے اگر کسی ٹکٹ پر (جو کارڈ یا پیکٹ وغیرہ پر لگایا جاوے گا) کوئی لکیر وغیرہ ڈالی جاوے گی تو وہ ردی ہو کر بیرنگ ہو جاوے گا۔ اسلئے سب صاحب خط و کتابت میں اس امر کی احتیاط کریں۔

سید امیر علیشاہ صاحب ملہم سیالکوٹی کے الہامات

سید صاحب کو جب سے الہامات کا سلسلہ شروع ہوا ہے انہوں نے التزام کر رکھا ہے کہ وہ باقاعدہ حضرت حجۃ اللہ کی ملاحظہ کیلئے انکو تحریری پیش کر دیا کرتے ہیں

۱۷ مارچ ۱۹۰۵ء۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مکہ معظمہ میں ہوئی۔ تجلیات الہیہ کا ظہور دیکھا۔ تو سجدہ میں گر کر دعا کی ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عیداً لاولنا و آخرنا و آیۃ منک وارزقنا وانت خیر الرازقین۔ پھر دوگانہ نماز ادا کرکے عرض کرتا ہوں انزل علینا نوراً مبیناً۔ پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب زمانہ کی حالت بہت ہی نازک ہے۔ ہمیں جو تزکیہ نفس کرکے استغفار کی مداومت کریگا اور قال اللہ قال الرسول پر دل سے پابند رہیگا وہ اس روحانی منزل کو طے کر سکیگا اتباع رسول از ضروری و ابدی است محال است سعدی کہ راہ صفا ٭ توان رفت جز در پے مصطفےٰ اتنے میں ایک مست نے کہا۔ گلاں نال سہراوین دنیا کین رب نہ ریجھے سدِھے اوتھے دوین جہانین ہنگت کری سوچیے۔

۲۰ مارچ ۱۹۰۵ء۔ حضرت امام غزالی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ایک باغ میں ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ امام مامور من اللہ خلیفۃ اللہ کے ہمراہ بیت اللہ کو چلئے چنانچہ وہاں

www.aaiil.org

افضل مرحوم کی آخری تحریر

ذیل میں میں اپنے ناظرین کو تحریک دعا کے لئے افضل مرحوم کی ایک آخری تحریر شائع کرتا ہوں یہہ تحریر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک تقریر ہے جو اس نے صاف کی تہی + اس تحریر کو شائع کرتے ہوئے میں اپنی ایک رویا کو بھی درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو ۲۵ اور ۲۶ مارچ کی درمیانی رات کو مینے دیکھی میں کیا دیکھتا ہوں کہ مرحوم افضل کو میں کہیں سے ڈھونڈ کر لایا ہوں - اس اثنا میں ایک شخص محمد اعظم نام جو یہاں قادیان میں خوشنویس ہے ملا ہے اور مجھے وہ کہتا ہے کہ ایڈیٹر بہی کمال کرتے ہیں ایک گم شدہ انسان کو بہی ڈھونڈ نکالا ہے - مین نے افضل کو دامن سے پکڑا اور مجھ پر بہت رقت طاری ہوگئی اور آنسو جاری ہوگئے مینے کہا "یار تیرے مرنے سے مجھے بہت افسوس ہوا ہے تو زندہ تہا آزمانہ ہی بنالیا کرتا تہا" اسپر اسنے کچھ تبسم سا کیا پھر مینے پوچھا کہ اچھا تم مر تو گئے مگر یہ بہی معلوم کیا کہ اسقدر جلد تمہارے مرنے میں کیا سر تہا اس کا جواب اس نے مجھے یہ دیا کہ ہان مینے معلوم کیا ہے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ **تینوں مخلصی دینا منظور تھا**"

پھر مینے پوچھا کہ اچھا اب تمہارا کیا شغل ہے اس کے جواب میں اسنے کہا کہ کچھ شغل نہیں ایک حجرہ مل گیا ہے دعا کرتا رہتا ہوں اسپر مینے کہا اچھا اب جبکہ تم دعا ہی کرتے رہتے ہو تو مینے ایک امتحان دینا ہے میرے لئے دعا کرو کہ میں اس میں پاس ہو جاؤں مجھے اس نے انشراح صدر سے جواب دیا ہاں میں ضرور دعا کرونگا -

اسکے بعد میں بیدار ہوگیا - اس رویا سے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالے نے اسکو **نجات** عطا فرمائی ہے - اور اس کا خاتمہ بالخیر ہوا - واللہ اعلم بالصواب -

(ایڈیٹر)

تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جناب حافظ غلام رسول صاحب مدرس وزیر آبادی ایک اپنے واجب التعظیم صاحب کو قادیان میں معالجہ کے لئے لائے تہے اور چونکہ انکو حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کی نسبت کچھ شکوک و شبہات تہے اسلئے حافظ صاحب موصوف نے حضرت اقدس کیخدمت میں اونکے حل کرنیکے لئے عرض کی اسپر حضور علیہ السلام نے ایک ذیل کی مختصر تقریر فرمائی جس سے اون کے شکوک کا اکثر حصہ رفع ہوگیا اور بجائے نفرت کے دلمیں محبت پیدا ہوگئی -

مسئلہ نبوت مجھے ان لوگوں کے اعتراضوں پر تعجب آتا ہے کہ اعتراض کرتے وقت وہ قرآن شریف کی تعلیم اور اسلام کی عظمت اور پاک تاثیرات کو بالکل جواب دیدیتے ہیں - ایک روحانیت ہی ایسی شے ہے کہ جو خاصہ اسلام ہے اور کسی دوسرے مذہب میں نہیں ملتی پس اگر شریعت میں روحانیت ہی نہ رہی تو پھر سوائے اساطیر کے اور کیا باقی رہا - جو اہل دل ہیں وہ تو سمجھتے ہیں مگر جو کودن ہیں وہ ان رموز سے بالکل ناواقف ہیں - جسکو خدا تعالے نے قلب سلیم عطا کیا ہے اور وہ دینی ضرورتوں سے واقفیت رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ سلسلہ الہام و وحی کبہی بند نہیں ہوتا ہاں ایسی وحی جو بجبر قرآن کے کوئی نئی شریعت تجویز کرتی ہے وہ بالکل بند ہو اور جو کوئی اسکا مدعی ہو بلا شک و شبہ کافر ہے ہمارا ایمان ہے کہ وہ نبوت ختم ہوگئی لیکن مکالمات و مخاطبات ایسے جس سے ایمان کو ترقی ہوتی ہے وہ جاری ہیں اور رہینگے کیونکہ اگر آواز کا سلسلہ ہی بند ہو جاوے تو پھر یقین کامل کا طریق کوئی نہیں ہتا ایک بند مکان میں اگر آوازیں مارتے رہو اور کوئی جواب نہ آوے تو آخر یہی کہوگے کہ اس میں کوئی نہیں - پس اسی طرح اگر خدا سے کوئی آواز نہ آوے تو اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ وہ ہے بھی - پھر ہم پوچھتے ہیں کہ اگر یہہ سلسلہ الہام اور وحی کا بند ہوگیا ہوا ہے تو اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کو نماز میں تکرار کرنے کا فائدہ کیا ہے - کیونکہ منعم علیہ گروہ میں تو انبیاء بہی ہیں اور دوسرے صلحاء وغیرہ جنپر خدا نے انعام وحی کیا تہا اور وہ ثواب ہوتی نہیں تو پھر اس دعا کا کیا فائدہ - یہ تو ظاہر ہے کہ انبیاء اور رسل پر انعام الٰہی مال و دولت کے رنگ میں نہیں ہوتے اور نہ وہ ان باتوں کے لئے دنیا میں آتے ہیں بلکہ اسکے برعکس فقر و فاقہ کو پسند کرتے ہیں تو آخر پھر ماننا پڑیگا کہ صرف مکالمات اور مخاطبات الٰہی کا انعام ہی اونپر تھا اور قرآن شریف سے بھی یہی ظاہر ہے تو اب اوسکا سلسلہ منقطع کرنا کسقدر کفر کی بات ہے - علاوہ اسکے ہمیں باوجود اس ایمان کے کہ یہہ امت خیر الامت ہے یہہ بہی ماننا پڑیگا کہ بنی اسرائیل کی عورتیں اس امت کے مردوں سے بدرجہا اچھی ٹہیریں کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کی ماں سے خدا تعالے نے کلام کی اور اسکو وحی کی پھر بتلاؤ کہ جب اس امت کے رجال اسرائیلی امت کی عورتوں کی مانند بہی نہ ہوئے حالانکہ بڑھکر ہونے چاہئیں تو اسکا نام **خیر الامت** کی جگہ **شر الامت** ہوا یا کہ نہیں اور یہہ کفر ہے یا کہ نہیں -

ایمان کا ستون تو یقین ہے اور وہ وحی اور الہام سے حاصل ہوتا ہے پھر جب وحی نہ رہی اور صرف باتیں اور قصے ہی رہ گئے اور آسمانی اور روحانی امور بالکل نہ رہے تو رہا کیا - قاعدہ کی بات ہے کہ انسان کے ہاتھ میں جب تک کسی بات کی نظیر (نمونہ) نہ رہے تو رفتہ رفتہ وہ اوس سے منکر ہو جاتا ہے اسی لئے خدا تعالے نے اسلام میں یہہ انتظام کیا ہے کہ اسمیں صاحب الہام و وحی ہوتے رہتے ہیں تا کہ ان نمونوں کو دیکھکر شجر ایمان ویقین ہمیشہ تر و تازہ رہے - ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون کے یہہ معنے ہیں کہ جن و انسان کو اسلئے پیدا کیا کہ وہ معرفت الٰہی حاصل کریں اب جب کہ آواز ہی خدا کی طرف سے نہ آئی تو پہر معرفت کیا ہوئی اور انسان خلقت سے جو اصل مطلب تہا وہ پورا نہ ہوا - آنحضرۃ صلعم کی بعثت کی بہی بڑی علت غائی یہی تہی کہ معرفت تامہ حاصل ہو - پہر ہم کہتے ہیں کہ مکالمہ اور مخاطبہ الٰہی کا ایسا مسئلہ ہے کہ کل اکابروں کا اس سے اتفاق ہے سید عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ بہی یہی کہتے ہیں ذرا فتوح الغیب کو دیکھو پھر اوس حدیث کے کیا معنے ہوئے کہ میں اپنے بندے کی زبان ہو جاتا ہوں -

الہام رحمانی اور شیطانی میں تمیز کی ضرورت بعض لوگ یہہ اعتراض پیش کرتے ہیں کہ الہام شیطانی بہی ہوتا ہے اور رحمانی بہی مگر ہم کہتے ہیں کہ آخر کوئی تمیز بہی ہے یا نہیں - اگر کلام رحمانی اور شیطانی میں کوئی تمیز نہ رکہیں گے تو پہر وہ بتلادیں کہ رحمان کی عزت کیا ہوئی - کیا اون کے نزدیک رحمان اور شیطان میں کوئی فرق ہے یا کہ مساوات ہے اگر فرق ہے تو دونوں کے کلام میں کیوں فرق تسلیم نہیں کرتے - حالانکہ دیکھتے ہیں کہ دنیا میں مختلف مدارج کے لوگوں کے کلام میں ایک فرق بین ہوتا ہے تو کیا خالق کی کلام مخلوق کی کلام سے بہی اسدرجہ گری ہوئی ہوگی کہ اوسمیں کوئی تمیز نہ ہوگی - یہی وجہ ہے نہ ہمارا اور کسی اور اکابر دین کا یہ مذہب ہوا ہے کہ رحمانی اور شیطانی الہام ایک ہی صورت رکھتے ہیں اگر اس امت میں مامورین و مرسلین نہ آویں تو بتلاؤ کہ اس میں اور دوسری امتوں میں فرق کیا ہوا جس طریق سے ہم ملتے ہیں اوس طریق سے عظمت قرآن شریف کی اور خاتم الانبیاء کی ظاہر ہوتی ہے تعجب کی بات ہے کہ حضرت موسیٰ کی شریعت پر عمل در آمد کے لئے تو نبی اور رسول مبعوث ہوں مگر آنحضرت صلعم کی شریعت ایسی ہوئی کہ کوئی نبی اور رسول اوسپر عمل در آمد کے لئے نہ آوے -

یاد رکھو کہ جس دین میں روحانیت نہ رہے تو وہ قابل جلانے کے ہوتا ہے - اسکی مثال ایسی ہے جیسے باغ میں ایک درخت ہو اور وہ بالکل خشک ہوگیا ہو نہ کوئی پہل دیتا ہے نہ اوسکا سایہ ہے نہ کوئی پہول ہی نکلتا ہے تو آخر باغبان سوائے اسکے اور کیا کریگا کہ اوسے کاٹ کر جلادے کیونکہ اب تو وہ حطب ہے نہ کہ شجر - اور ہمیں ان لوگوں کی باتوں کی پرواہ کیا ہے جو کاروبار آسمانی ہوتا ہے وہ ہوکر رہتا ہے - فقط -

جادو والا مکان ایک شخص نے دریافت کیا کہ ایک مکان میں جانا چاہتا ہوں مگر لوگ کہتے ہیں کہ اس میں جنات ہوتے ہیں اور جادو کا اثر ہے آپنے فرمایا کہ مومن کے پاس جن اور شیطان نہیں آتا -

نہ شہادت نہ جرم ایک شخص نے بیان کیا کہ ایک احمدی بہائی سرحد پر مارے گئے ہیں وہ فوج میں نوکر تہے اور سرحدی لوگ جب اون کے افسر کو قتل کرنے آئے تو وہ پہرہ دے رہا تہا اس لئے اون لوگوں نے اوّل اوسے قتل کیا کیا وہ شہید ہے یا کہ نہیں - آپنے فرمایا کہ شہادت تو اوس موت کا نام ہے جو کہ دین کے لئے ہو باقی اغراض نفسانی کے لئے جو انسان جد و جہد کرتا ہے اور اوس میں کامیاب اور ناکام بہی ہوتا ہے بعض وقت جان بہی جاتی ہے اس لئے اس کو نہ ہم شہادت کہتے ہیں اور نہ کوئی گناہ قرار دیتے ہیں -

---

معزز ہمعصر اردو اخبار الوصیت پر لکہتا ہے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کیطرف سے "الوصیت" کے عنوان سے حال ہی میں ایک اشتہار شائع ہوا ہے - جس میں دل سوزی کے ساتھ خلق خدا کو رجوع الی اللہ کے لئے ترغیب دلائی گئی ہے - ورنہ خدائی غضب کے نازل ہونیکا اندیشہ ظاہر کیا ہے -

ایڈیٹر پیسہ اخبار غور سے پڑہے اور سبق لے -

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اور پھر اپنی کمزوری اور امداد الٰہی پر یقین کامل کر کے اس معرفت سے حصہ پالیتا ہے کہ جو خاکر اہل اللہ کو دیجاتی ہے اور بلاشبہ جسقدر انسان اس طریقہ کو لازم پکڑتا ہے جسقدر اس پر عمل کرنا اپنا فرض ٹھہرالیتا ہے جسقدر اسکے چھوڑنے میں اپنی ہلاکت دیکھتا ہے اسیقدر اسکی توحید صاف ہوتی ہے اور اسیقدر عجب اور خود بینی کی آلایشوں سے پاک ہوجاتا ہے اور اسیقدر تکلف اور بناوٹ کی سیاہی اس کے چہرہ پر سے اٹھ جاتی ہے اور سادگی اور بھولا پن کا نور اس کے مونہہ پر چمکنے لگتا ہے پس یہ وہ صداقت ہے کہ جو رفتہ رفتہ انسان کو فنافی اللہ کے مرتبہ تک پہنچاتی ہے یہانتک کہ وہ دیکھتا ہے کہ میرا کچھ بھی اپنا نہیں بلکہ سب کچھ میں خدا سے پاتا ہوں۔ جہاں کہیں یہ طریق کسی نے اختیار کیا دہیں توحید کی خوشبو پہلی دفعہ میں ہی اسکو پہنچنے لگتی ہے اور دل اور دماغ کا معطر ہونا شروع ہوتا جاتا ہے بشرطیکہ قوت شامہ میں کچھ فساد نہ ہو غرض اس صداقت کے التزام میں طالب صادق کو اپنے ہیچ اور بے حقیقت ہونے کا اقرار کرنا پڑتا ہے اور اللہ جل شانہ کے متصرف مطلق اور مبدء فیوض ہونے پر شہادت دینی پڑتی ہے اور یہ دونوں ایسے امر ہیں کہ جو حق کے طالبوں کا مقصود ہے اور مرتبہ فنا کے حاصل کرنے کیلئے ایک ضروری شرط ہے اس ضروری شرط کے سمجھنے کیلئے یہی مثال کافی ہے کہ بارش اگرچہ عالمگیر ہو مگر تاہم اسپر پڑتی ہے کہ جو بارش کے موقعہ پر آکھڑا ہوتا ہے اسیطرح جو لوگ طلب کرتے ہیں وہی پاتے ہیں اور جو ڈھونڈتے ہیں انہیں کو ملتا ہے۔ جو لوگ کسی کام کے شروع کرنے کے وقت اپنے ہنر یا عقل یا طاقت پر بھروسا رکھتے ہیں اور خدا تعالیٰ پر بھروسہ نہیں رکھتے وہ اس ذات قادر مطلق کا کہ جو اپنی قیومی کے ساتھہ تمام عالم پر محیط ہے کچھ قدر شناخت نہیں کرتے اور انکا ایمان اس خشک ٹہنی کیطرح ہوتا ہے کہ جسکو اپنے شاداب اور سرسبز درخت سے کچھ علاقہ نہیں رہا اور جو ایسی خشک ہوگئی ہے کہ اپنے درخت کی تازگی اور پھول اور پھل سے

کچھ بھی حصہ حاصل نہیں کر سکتے صرف ظاہری جوڑ ہے جو ذراسی جنبش ہوا سے یا کسی اور شخص کے ہلانے سے ٹوٹ سکتا ہے پس ایسا ہی خشک فلسفیوں کا ایمان ہے کہ جو قیوم عالم کے سہارے پر نظر نہیں رکھتے اور اس مبدء فیوض کو جسکا نام اللہ ہے ہر یک طرفۃ العین کے لئے اور ہر حال میں اپنا محتاج الیہ قرار نہیں دیتے پس یہ لوگ حقیقی توحید سے ایسے دور پڑے ہوئے ہیں جیسے نور سے ظلمت دور ہے انہیں یہ سمجھ ہی نہیں کہ اپنے تئیں ہیچ اور لاشیء سمجھ کر قادر مطلق کی طاقت عظمٰی کے نیچے آپڑنا عبودیت کے مراتب کی آخری حد ہے اور توحید کا انتہائی مقام ہے جس سے فنا اتم کا چشمہ جوش مارتا ہے اور انسان اپنے نفس اور اس کے ارادوں سے بالکل کھویا جاتا ہے اور سچے دل سے خدا کے تصرف پر ایمان لاتا ہے۔ اس جگہ ان خشک فلسفیوں کے اس مقولہ کو بھی کچھ چیز نہیں سمجھنا چاہیے کہ جو کہتے ہیں کہ کسی کام کے شروع کرنے میں استمداد الٰہی کی کیا حاجت ہے خدا نے ہماری فطرت میں پہلے سے طاقتیں ڈال رکھی ہیں پس ان طاقتوں کے ہوتے ہوئے پھر دوبارہ خدا سے طاقت مانگنا تحصیل حاصل ہے۔ کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ بیشک یہ بات سچ ہے کہ خدا تعالیٰ نے بعض افعال کے بجالانے کیلئے کچھ کچھ ہمکو طاقتیں بھی دی ہیں مگر پھر بھی اس قیوم عالم کی حکومت ہمارے سر پر سے دور نہیں ہوئی اور وہ ہم سے الگ نہیں ہوا اور اپنے سہارے سے ہمکو جدا کرنا نہیں چاہا اور اپنے فیوض غیر متناہی سے ہم کو محروم کرنا روا نہیں رکھا کہ جو کچھ ہم کو اس نے دیا ہے وہ ایک امر محدود ہے اور جو کچھ اس سے مانگا جاتا ہے اسکی نہایت نہیں علاوہ اس کے جو کام ہماری طاقت سے باہر ہیں ان کے حاصل کرنے کیلئے کچھ بھی ہمکو طاقت نہیں دی گئی اب اگر غور کر کے دیکھو اور ذرا پوری فلسفیت کو کام میں لاؤ تو ظاہر ہوگا کہ کامل طور پر کوئی بھی طاقت ہمکو حاصل نہیں مثلاً ہماری بدنی طاقتیں ہماری تندرستی پر موقوف ہیں اور ہماری تندرستی بہت سے ایسے اسباب پر موقوف ہے کہ کچھ ان میں سے سماوی اور کچھ ارضی ہیں اور وہ سب کی سب ہماری طاقت سے بالکل باہر ہیں اور یہ تو ہم نے ایک موٹی سی بات عام لوگوں کی سمجھ کے موافق کہی ہے لیکن جسقدر درحقیقت وہ قیوم عالم اپنی علت العلل ہونے کی وجہ سے ہمارے ظاہر اور ہمارے باطن اور ہمارے اول اور ہمارے آخر اور ہمارے فوق اور ہمارے تحت اور ہمارے یمین اور ہمارے یسار اور ہمارے

دل اور ہماری جان اور ہمارے روح کی تمام طاقتوں پر احاطہ کر رہا ہے وہ ایک ایسا مسئلہ دقیق ہے جسکی کنہ تک عقول بشریہ پہنچ ہی نہیں سکتیں اور اس کے سمجھانے کی اسجگہ ضرورت بھی نہیں کیونکہ جسقدر ہم نے اوپر لکھا ہے وہی مخالف کے الزام اور افحام کیلئے کافی ہے غرض قیوم عالم کے فیوض حاصل کرنے کا یہی طریق ہے کہ اپنی ساری قوت اور زور اور طاقت سے اپنا بچاؤ طلب کیا جائے اور یہ طریق کچھ نیا طریق نہیں ہے بلکہ یہ وہی طریق ہے جو قدیم سے بنی آدم کی فطرت کے ساتھ لگا چلا آتا ہے جو شخص عبودیت کے طریقہ پر چلنا چاہتا ہے وہ اسی طریق کو اختیار کرتا ہے اور جو شخص خدا کے فیوض کا طالب ہے وہ اسی راستی پر قدم مارتا ہے اور جو شخص مورد رحمت ہونا چاہتا ہے وہ انہیں قوانین قدیمہ کی تعمیل کرتا ہے یہ قوانین کچھ نئے نہیں ہیں۔ عیسائیوں کے خدا کی طرح کچھ متحدث بات نہیں بلکہ خدا کا یہ ایک قانون محکم ہے کہ جو قدیم سے بندھا ہوا چلا آتا ہے اور سنت اللہ ہے کہ جو ہمیشہ سے جاری ہے جسکی سچائی کثرت تجارب سے ہر ایک طالب صادق پر روشن ہے اور کیونکر روشن نہو ہر عاقل سمجھ سکتا ہے کہ ہم لوگ کس حالت ضعف اور ناتوانی میں پڑے ہوئے ہیں اور بغیر خدا کی مدد کے کیسے نکمے اور ناکارہ ہیں اگر ایک ذات متصرف مطلق ہر لحظہ اور ہر دم ہماری خبرگیران نہ ہو اور پھر اس کی رحمانیت اور رحیمیت ہماری کارسازی نہ کرے تو ہمارے سارے کام تباہ ہو جائیں بلکہ ہم آپ ہی فنا کا راستہ لیں پس اپنے کاموں کو خصوصاً آسمانی کتاب کو کہ جو سب امور عظمیہ سے ادق اور الطف ہے خداوند قادر مطلق کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے بہ نیت تبرک و استمداد شروع کرنا ایک ایسی بدیہی صداقت ہے کہ بلا اختیار ہم اسکی طرف کھنچے جاتے ہیں کیونکہ فی الحقیقۃ ہر ایک برکت اسی راستے آتی ہے کہ وہ ذات جو متصرف مطلق اور علت العلل اور تمام فیوض کا مبدء ہے جس کا نام قرآن شریف کی اصطلاح میں اللہ ہے خود متوجہ ہو کر اول اپنی صفت رحمانیت کو ظاہر کرے اور جو کچھ قبل از سعی درکار ہے اس کو محض اپنے تفضل اور احسان سے بغیر توسط عمل کے ظہور میں لاوے پھر جب وہ صفت رحمانیت کی اپنے کام کو بہ تمام و کمال کر چکی اور انسان توفیق پاکر اپنی قوتوں کے ذریعہ سے محنت اور کوشش کا حق بجالاوے تو پھر دوسرا کام

اللہ تعالیٰ کا یہ ہے کہ اپنی صفت رحیمیت کو ظاہر کرے اور جو کچھ بندہ نے محنت اور کوشش کی ہے اسپر نیک ثمرہ مترتب کرے اور اسکی محنتوں کو ضایع ہونے سے بچاکر گوہر مراد عطا فرماوے اسی صفت ثانی کی رو سے کہا گیا ہے کہ جو ڈھونڈتا ہے پاتا ہے جو مانگتا ہے اسکو دیا جاتا ہے جو کھٹکھٹاتا ہے اس کے واسطے کھولا جاتا ہے یعنے خدا تعالیٰ اپنی صفت رحیمیت سے کسی کی محنت اور کوشش کو ضایع ہونے نہیں دیتا اور آخر جوئندہ یابندہ ہو جاتا ہے غرض یہ صداقتیں ایسی بین الظہور ہیں کہ ہر یک شخص خود تجربہ کر کے انکی سچائی کو شناخت کر سکتا ہے اور کوئی انسان ایسا نہیں کہ بشرطیکہ کسیقدر عقلمندی کے یہ بدیہی صداقتیں اسپر چھپی رہیں ہاں یہ بات ان عام لوگوں پر نہیں کھلتی کہ جو دلوں کی سختی اور غفلت کی وجہ سے صرف اسباب معتادہ پر انکی نظر ٹھہری رہتی ہے اور جو ذات متصرف فی الاسباب ہے اس کے تصرفات لطیفہ پر انکو علم حاصل نہیں ہوتا اور نہ انکی عقل اسقدر وسیع ہوتی ہے کہ جو اس بات کو سوچ لیں کہ ہزارہا بلکہ بیشمار ایسے اسباب سماوی اور ارضی انسان کے ہر یک جسم کی آرایش کیلئے درکار ہیں جنکا بہم پہنچانا ہرگز انسان کے اختیار اور قدرت میں نہیں بلکہ ایک ہی ذات جامع صفات کاملہ ہے کہ جو تمام اسباب کو آسمانوں کے اوپر سے زمینوں کے نیچے تک پیدا کرتا ہے اور ان پر بطور تصرف اور قدرت رکھتا ہے مگر جو لوگ عقلمند ہیں وہ اس بات کو بلاتردد بلکہ بدیہی طور پر سمجھتے ہیں اور جو ان سے بھی اعلیٰ اور صاحب تجربہ ہیں وہ اس مسئلہ میں حق الیقین کے مرتبہ تک پہونچے ہوئے ہیں لیکن یہ شبہ کرنا کہ یہ استعانت بعض اوقات کیوں بے فایدہ اور غیر مفید ہوتی ہے اور کیوں خدا کی رحمانیت و رحیمیت ہر یک وقت استعانت میں تجلی نہیں فرماتی پس یہ شبہ صرف ایک صداقت کی غلط فہمی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ ان دعاؤں کو کہ جو خلوص کے ساتھہ کیجائیں ضرور سنتا ہے اور جسطرح مناسب ہو مدد چاہنے والوں کیلئے مدد بھی کرتا ہے مگر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کی استمداد اور دعاؤں میں خلوص نہیں ہوتا نہ انسان دلی عاجزی کے ساتھہ امداد الٰہی چاہتا ہے اور نہ اسکی روحانی حالت درست

www.aaiil.org

ہوتی ہے بلکہ اس کے ہونٹوں میں دعا اور اس کے دل میں غفلت یا ریا ہوتی ہے یا کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ خدا اسکی دعا کو سن تو لیتا ہے اور اس کے لئے جو کچھ اپنی حکمت کاملہ کے رو سے مناسب اور اصلح دیکھتا ہے عطا بھی فرماتا ہے لیکن نادان انسان خدا کی ان الطاف خفیہ کو شناخت نہیں کرتا اور بباعث اپنے جہل اور بیخبری کے شکوہ اور شکایت شروع کر دیتا ہے اور اس آیت کے مضمون کو نہیں سمجھتا عسیٰ ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم وعسیٰ ان تحبوا شیئا وھو شر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون یعنے یہ ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو بری سمجھو اور وہ اصل میں تمہارے لئے اچھی ہو اور خدا چیزوں کی اصل حقیقت کو جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اب ہماری اس تمام تقریر سے واضح ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ایک عالیشان صداقت ہے جس میں حقیقی توحید اور عبودیت اور خلوص میں ترقی کرنے کا نہایت عمدہ سامان موجود ہے جسکی نظیر کسی اور کتاب میں نہیں پائی جاتی اور اگر کسی کے زعم میں پائی جاتی ہے تو وہ اس صداقت کو معہ تمام دوسری صداقتوں کے جو ہم نیچے لکھتے ہیں نکالکر پیش کرے۔

اس جگہ بعض کوتہ اندیش اور نادان دشمنوں نے ایک اعتراض بھی بسم اللہ کی بلاغت پر کیا ہے ان معترضین میں سے ایک صاحب تو پادری عماد الدین نام ہیں جس نے اپنی کتاب ہدایت المسلمین میں اعتراض مندرجہ ذیل لکھا ہے دوسرے صاحب باوا نرائن سنگھ نام وکیل امرتسری ہیں جنہوں نے پادری کے اعتراض کو سچ سمجھکر اپنے دلی عناد کے تقاضا کی وجہ سے وہی لوچ اعتراض اپنے رسالہ ودیا پرکاش میں درج کر دیا ہے سو ہم اس اعتراض کو معہ جواب اس کے لکھنا مناسب سمجھتے ہیں تا منصفین کو معلوم ہو کہ فرط تعصب نے ہمارے مخالفین کو کس درجہ کی کور باطنی اور نابینائی تک پہنچا دیا ہے کہ جو نہایت درجہ کی روشنی ہے اور وہ ان کو تاریکی دکھائی دیتی ہے اور جو اعلیٰ درجہ کی خوشبو ہے وہ اسکو بدبو تصور کرتے ہیں سو اب جاننا چاہیے کہ جو اعتراض بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی بلاغت پر مذکورہ بالا لوگوں نے کیا ہے وہ یہ ہے کہ الرحمٰن الرحیم جو بسم اللہ میں واقع ہے یہ فصیح طرز پر نہیں اگر رحیم الرحمٰن ہوتا تو فصیح اور صحیح طرز تھی کیونکہ رحمٰن نام رحمان باعتبار اس رحمت کے ہے کہ جو اکثر اور عام ہے اور رحیم کا لفظ بہ نسبت رحمان کے اس رحمت کیلئے آتا ہے کہ جو قلیل اور خاص ہے اور بلاغت کا کام یہ ہے کہ قلت سے کثرت کی طرف انتقال ہو نہ یہ کہ کثرت سے قلت کی طرف یہ اعتراض ہے کہ ان دونوں صاحبوں نے اپنی آنکھیں بند کر کے اس کلام پر کیا ہے جس کلام کی بلاغت کو عرب کے تمام اہل زبان جنمیں بڑے بڑے شاعر بھی تھے باوجود سخت مخالفت کے تسلیم کر چکے ہیں بلکہ بڑے بڑے معاند اس کلام کی شان اعظم سے نہایت درجہ تعجب میں پڑ گئے اور اکثر ان میں سے کہ جو فصیح اور بلیغ کلام کے اسلوب کو بخوبی جاننے پہچاننے والے اور مذاق سخن سے عارف اور باانصاف تھے وہ طرز قرآنی کو طاقت انسانی سے باہر دیکھکر ایک معجزہ عظیم یقین کر کے ایمان لائے جنکی شہادتیں جا بجا قرآن شریف میں درج ہیں اور جو لوگ سخت کور باطن تھے اگرچہ وہ ایمان نہ لائے مگر سراسیمگی اور حیرانی کی حالت میں انکو بھی کہنا پڑا کہ یہ سحر عظیم ہے جس کا مقابلہ نہیں ہو سکتا چنانچہ ان کا یہ بیان بھی قرآن مجید کے کئی مقام میں موجود ہے اب اسی کلام معجز نظام پر ایسے لوگ اعتراض کرنے لگے جن میں سے ایک تو وہ شخص ہے جسکو دو سطریں عربی کی بھی صحیح اور بلیغ طور پر لکھنے کا ملکہ نہیں اور اگر کسی اہل زبان سے بات چیت کرنے کا اتفاق ہو تو بجز ٹوٹے پھوٹے اور بے ربط اور غلط فقروں کے کچھ بول نہ سکے اور اگر کسی کو شک ہو تو امتحان کر کے دیکھ لے اور دوسرا وہ شخص ہے جو علم عربی سے بکلی بے بہرہ بلکہ فارسی بھی اچھی طرح نہیں جانتا اور یہ افسوس کہ عیسائی قوم اندر کو یہ بھی خبر نہیں کہ یورپ کے اہل علم جو بڑے بزرگ اور مشہور جنکا یورپ صاحب انگریزی وان نے ذکر کیا ہے وہ خود قرآن شریف کے اعلیٰ درجہ کی بلاغت کے قائل ہیں اور پھر ان کو زیادہ تر اس بات پر غور کرنی چاہیئے کہ جب ایک کتاب جو خود ایک اہل زبان پر ہی نازل ہوئی ہے اور اعلیٰ کمال بلاغت پر تمام اہل زبان بلکہ سبعہ معلقہ کے شعراء جیسے اتفاق کر چکے ہیں تو کیا ایسا مسلم الثبوت کلام کسی نادان اجنبی و ژولیدہ زبان والے کے انکار سے جو کہ لیاقت فن سخن سے محض بے نصیب اور علوم عربیہ سے بالکل بے بہرہ بلکہ کسی ادنیٰ عربی آدمی کے مقابلہ پر بولنے سے عاجز ہے قابل اعتراض ٹھہر سکتا ہے بلکہ ایسے لوگ جو اپنی حیثیت سے بڑھکر بات کرتے ہیں خود اپنی نادانی دکھلاتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ اہل زبان کی شہادت کے برخلاف اور بڑے بڑے نامی شاعروں کی گواہی کے مخالف کوئی نکتہ چینی کرنا حقیقت میں اپنی جہالت اور خرفطرتی دکھانا ہے بھلا عماد الدین پادری کسی عربی آدمی کے مقابلہ پر کسی دینی یا دنیوی معاملہ میں ذرا ایک آدہ گھنٹہ تک ہم کو بولکر تو دکھاوے تا اول یہی لوگوں پر کھلے کہ اسکو سیدھی سادی اور بامحاورہ اہل عرب کے مذاق پر بات چیت کرنی آتی ہے یا نہیں کیونکہ ہمکو یقین ہے کہ اس کو ہرگز نہیں آتی اور ہم بہ یقین تمام جانتے ہیں کہ اگر ہم کسی عربی آدمی کو اس کے سامنے بولنے کیلئے پیش کریں تو وہ عربوں کیطرح اور ان کے مذاق پر ایک چھوٹا سا قصہ بھی بیان نہ کر سکے اور جہالت کے کیچڑ میں پھنسا رہ جائے اور اگر شک ہے تو اس کی قسمت کہ آزما کر دیکھ لے اور ہم خود اسباب کے ذمہ دار ہیں کہ اگر پادری عماد الدین صاحب ہم سے درخواست کریں تو ہم کوئی عربی آدمی بہم پہنچا کر کسی مقررہ تاریخ پر ایک جلسہ کرینگے جسمیں چند لائق ہندو ہونگے اور چند مولوی مسلمان بھی ہونگے اور عماد الدین صاحب پر لازم ہوگا کہ وہ بھی چند عیسائی بھائی اپنے ساتھ لے آدیں اور پھر سب حاضرین کے روبرو اول عماد الدین صاحب کوئی قصہ جو اسیوقت اُنکو بتلایا جاویگا عربی زبان میں بیان کریں اور پھر وہی قصہ وہ عربی صاحب کو کہ مقابل پر حاضر ہونگے اپنی زبان میں بیان فرماویں پھر اگر منصفوں نے یہ رائے دیدی کہ عماد الدین صاحب نے ٹھیک ٹھیک عربوں کے مذاق پر عمدہ اور لطیف تقریر کی ہے تو ہم تسلیم کر لینگے کہ ان کا اہل زبان پر نکتہ چینی کرنا کچھ تعجب نہیں بلکہ اسیوقت پچاس روپیہ نقد بطور انعام ان کو دیئے جاوینگے لیکن اگر اسوقت عماد الدین صاحب بجائے فصیح اور بلیغ تقریر کے اپنے ژولیدہ اور غلط بیان کی بدبو پھیلانے لگے یا اپنی رسوائی اور نالیاقتی سے ڈر کر کسی اخبار کے ذریعہ سے یہ اطلاع بھی نہ دی کہ میں ایسے مقابلہ کیلئے حاضر ہوں تو ہم بجز اس کے کہ لعنت اللہ علی الکاذبین کہیں اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اگر عماد الدین صاحب تولد ثانی بھی پاویں تب بھی وہ کسی اہل زبان کا مقابلہ نہیں کر سکتے پھر جس حالت میں وہ عربوں کے سامنے بھی بول نہیں سکتے اور فی الفور گونگا بننے کیلئے طیار ہیں تو پھر ان عیسائیوں اور آریوں کی ایسی سمجھ پر ہزار حیف اور ہزار لعنت ہے کہ جو ایسے نادان کی تالیف پر اعتماد کر کے اس بے مثل کتاب کی بلاغت پر اعتراض کرتے ہیں کہ سید العرب پر نازل ہو کر عرب کے تمام فصیحوں اور بلیغوں سے اپنی عظمت شان کا اقرار کرایا اور جس کے نازل ہونے سے سبعہ معلقہ مکہ کے دروازہ پر سے اتار اگیا اور معلقہ مذکورہ کے شاعروں میں سے جو شاعر اسوقت بقید حیات تہا وہ بلا توقف اس کتاب پر ایمان لایا پھر دوسرا افسوس یہ کہ اس نادان عیسائی کو اب تک یہ بھی خبر نہیں کہ بلاغت حقیقی اس امر میں محدود نہیں کہ قلیل کو کثیر پر ہر جگہ اور ہر محل میں خواہ نخواہ مقدم رکھا جاوے بلکہ اصل قاعدہ بلاغت کا یہ ہے کہ اپنے کلام کو واقعی صورت اور مناسب وقت کا آئینہ بنایا جاوے سو اسجگہ بھی رحمان کو رحیم پر مقدم کرنے میں کلام کو واقعی صورت اور ترتیب کا آئینہ بنایا گیا ہے چنانچہ اس ترتیب طبعی کا مفصل ذکر ابھی سورۃ فاتحہ کی آئندہ آیتوں میں آویگا اور اب ہم سورۃ ممدوحہ کی دوسری آیتوں کو تفصیل سے لکھتے ہیں اور وہ یہ ہے۔ الحمد للہ تمام محامد اس ذات معبود برحق مستجمع جمیع صفات کاملہ کو ثابت ہیں جسکا نام اللہ ہے۔ ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں کہ قرآن شریف کی اصطلاح میں اللہ اس ذات کامل کا نام ہے کہ جو معبود برحق مستجمع جمیع صفات کاملہ اور تمام رزائل سے منزہ اور واحد لا شریک اور مبدء جمیع فیوض ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک قرآن شریف میں اپنے نام اللہ کو تمام دوسرے اسماء و صفات کا موصوف ٹھہرایا ہے اور کسی جگہ کسی دوسرے اسم کو یہ رتبہ نہیں دیا پس اللہ کے اسم کو بوجہ موصوفیت تامہ ان تمام صفتوں پر دلالت ہے جنکا وہ موصوف ہے اور چونکہ وہ جمیع اسماء اور صفات کا موصوف ہے اس لئے اس کا مفہوم یہ ہوا کہ وہ جمیع صفات کاملہ پر مشتمل ہے پس خلاصہ مطلب الحمد للہ کا یہ نکلا کہ تمام اقسام حمد کے کیا باعتبار ظاہر کے اور کیا باعتبار باطن کے اور کیا باعتبار ذاتی کمالات کے اور کیا باعتبار قدرتی عجائبات کے اللہ سے مخصوص ہیں اور اسمیں کوئی دوسرا شریک نہیں اور نیز جسقدر محامد صحیحہ اور کمالات تامہ کو عقل کسی عاقل کی سوچ سکتی ہے یا فکر کسی متفکر کا ذہن میں لا سکتا ہے وہ سب خوبیاں اللہ تعالیٰ میں موجود ہیں اور کوئی ایسی خوبی نہیں کہ عقل اس خوبی کے امکان پر شہادت دے

(باقی ہے)

حضرت حجۃ اللہ کی تقریر جلسۃ الوداع کی تقریب پر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

بہت سے لوگ ہیں جو امیرانہ اور عیاشانہ حالات زندگی رکھتے ہیں اور وہ دنیا کا فخر، دنیا کی عزت اور املاک و دولت چاہتے ہیں اس قسم کی آرزوؤں اور تمناؤں اور ان کے پورا کرنے کی تدبیروں اور تجویزوں میں ہی اپنی عمر کھو بیٹھتے ہیں انکی آرزوؤں کی انتہا نہیں ہوتی کہ پیغام موت آجاتا ہے اب ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے قویٰ تو دیئے تھے انہیں قویٰ سے اگر کام لیتے تو حق کو پا لیتے اللہ تعالیٰ نے تو بخل نہیں کیا مگر انہوں نے قویٰ سے کام نہ لیا۔ یہ انکی اپنی بدبختی ہے نیک بخت اور مبارک ہے وہ شخص جو ان قویٰ سے کام لے بہت سے آدمی ایسے بھی ہیں کہ جب ان کو کہا جاتا ہے کہ تم خدا تعالیٰ سے ڈرو اور اسکے اوامر کی پابندی کرو اور نواہی سے پرہیز کرو تو وہ کہدیتے ہیں کہ ہم نے کیا ولی بننا ہے اس قسم کا کلمہ میرے نزدیک کفر ہے یہ خدا تعالیٰ پر بدگمانی ہے۔ خدا تعالیٰ کے حضور کیا کمی ہے وہ کوئی سرکار کی محدود نوکریاں تو نہیں ہیں جو ختم ہو جائیں۔ بلکہ جو کوئی خدا تعالیٰ کے ساتھ سچے تعلقات پیدا کرلے وہ ان فیوض سے بہرہ ور ہو سکتا ہے جو پہلے راستبازوں کو دیئے گئے ہیں۔

بر کریمان کارہا دشوار نیست۔

خدا نے جو ان کا نام ولی رکھا ہے تو کیا ولی بننا خدا تعالیٰ کے نزدیک مشکل ہو سکتا ہے بلکہ بہت ہی سہل ہے ہاں اسکے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ راستی سے قدم رکھنے والا ہو اور اسکی راہ میں صبر و استقلال اور وفاداری کے ساتھ چلنے والا ہو۔ کوئی دکھ اور کوئی تکلیف اور مصیبت اس کے قدم کو ڈگمگا نہ سکے جب انسان خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرتا ہے اور ان باتوں سے الگ ہو جاتا ہے جو خدا تعالیٰ کی نارضامندی کا موجب ہوتی ہیں بلکہ پاکیزگی اور طہارت اختیار کرتا ہے اور گندی باتوں سے پرہیز کرتا ہے تو خدا تعالیٰ بھی اس سے ایک تعلق پیدا کر لیتا ہے اور اس کے قریب ہو جاتا ہے لیکن اگر کوئی خدا تعالیٰ سے دور ہوتا جاوے اور گندگی سے نکلنے کی کوشش نہ کرے تو پھر خدا تعالیٰ بھی اسکی پروا نہیں کرتا جیسے فرمایا ہے۔

فلما زاغوا ازاغ اللہ قلوبہم۔

ہماری جماعت کو چاہیئے کہ ہمت نہ ہار بیٹھے یہ بڑی مشکلات نہیں ہیں میں تمہیں یقیناً کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے ہمارے مشکلات آسان کر دیئے ہیں کیونکہ ہمارے سلوک کی راہیں اور ہیں۔ ہمارے ہاں یہ حالت نہیں ہے کہ کریں چلہ کشیاں یا ناخن بڑھائیں یا پانی میں کھڑے رہیں اور چلہ کشیاں کریں۔ یا ہاتھ خشک کریں اور جانگلے کر صورتیں مسخ ہو جائیں ان امور کو کے اختیار کرنے سے وہ لوگ بخیال خویش باخدا ہونا چاہتے ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ خدا تو کیا ملنا ہے انسانیت بھی جاتی رہتی ہے۔ مگر ہمارے سلوک کا یہ طریق نہیں ہے بلکہ اسلام نے بہت ہی آسان راہ رکھی ہے اور وہ کشادہ راہ ہے جسکا ذکر اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے اھدنا الصراط المستقیم۔ اب اللہ تعالیٰ نے جو یہ دعا سکھائی ہے تو اس طور پر نہیں کہ دعا تو سکھا دی لیکن سامان کچھ نہیں۔ بلکہ جہاں دعا سکھائی ہے وہاں سب کچھ موجود ہے چنانچہ اگلی سورت میں اس قبولیت کا اشارہ ہے جہاں فرمایا ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین۔ یہ ایسی دعوت ہے کہ دعوت کا سامان پہلے سے طیار ہے۔

غرض یہ قویٰ جو انسان کو دیئے گئے ہیں اگر وہ ان سے کام لے تو یقیناً ولی ہو سکتا ہے۔

میں یقیناً کہتا ہوں کہ اس امت میں بڑی قوت کے لوگ آتے ہیں وہ نور اور صدق اور وفا کے لوگ آتے ہیں کوئی شخص اپنے آپ کو محروم کیوں سمجھے؟ کیا خدا تعالیٰ نے کوئی فہرست شایع کر دی ہے جو یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ ہمیں حصہ نہیں ملے گا۔ خدا تعالیٰ بڑا کریم ہے۔ اسکی کریمی کا بڑا گہرا سمندر ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا اور کوئی تلاش کرنیوالا اور طلب کرنیوالا محروم نہیں رہتا اسلئے تمہیں چاہیئے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعا مانگو اور اسکے فضل کو طلب کرو۔ ہر ایک نماز میں دعا کیلئے کئی موقعے ہیں رکوع۔ قیام۔ قعدہ سجدہ وغیرہ۔ آٹھ پہر دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھی جاتی ہے۔ فجر ظہر عصر مغرب عشاء اور اس پر ترقی کرکے اشراق اور تہجد کی نمازیں ہیں۔ یہ سب دعا ہی کیلئے موقعے ہیں۔ اصل غرض اور مغز نماز کا دعا ہی ہے اور دعا خدا تعالیٰ کے قانون قدرت کے موافق ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب بچہ روتا ہوتا ہے اور اضطراب ظاہر کرتا ہے تو ماں کس قدر بے قرار ہو کر اسکو دودھ دیتی ہے الوہیت اور عبودیت میں اسی قسم کا ایک تعلق ہے جس کو ہر شخص سمجھ نہیں سکتا جب انسان خدا تعالیٰ کے دروازہ پر گرتا ہے اور نہایت عاجزی اور خشوع و خضوع کیساتھ گرتا ہے اور اپنے حالات کو پیش کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجات کو مانگتا ہے تو الوہیت کا کرم جوش میں آتا ہے اور اسپر رحم کیا جاتا ہے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کا دودھ بھی ایک گریہ کو چاہتا ہے اس لئے اسکے حضور رونے والی آنکھ پیش کرنی چاہیئے۔ یہ خیال غلط اور باطل ہے جو کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے حضور رونے دھونے سے کچھ نہیں ملتا ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اسکے صفات قدرت و تصرف پر ایمان نہیں لاتے ہیں اگر وہ حقیقی ایمان پیدا کرتے تو یہ کبھی نہ کہتے جب کبھی کوئی خدا تعالیٰ کے حضور آیا ہے اور اس نے سچی توبہ کے ساتھ رجوع کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اسپر اپنا فضل کیا ہے۔ یہ بالکل سچ ہے جو کسی نے کہا ہے۔ ؎

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نکرد
اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

خدا تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ تم اسکے حضور پاک دل لیکر آجاؤ۔ صرف اتنی شرط ہے کہ اسکے مناسب حال اپنے آپکو بناؤ اور وہ سچی تبدیلی ہے اگرچہ خدا تعالیٰ میں عجیب در عجیب قدرتیں ہیں اور انہیں لا انتہا فضل و برکات ہیں مگر انکے دیکھنے اور پانے کیلئے محبت کی آنکھ پیدا کرو۔ اگر سچی محبت ہو تو خدا تعالیٰ بہت دعائیں سنتا ہے اور تائید کرتا ہے لیکن شرط یہی ہے کہ محبت اور اخلاص خدا تعالیٰ سے ہو محبت ایک ایسی شے ہے کہ انسان کی سفلی زندگی کو جلا کر اسے ایک نیا اور مصفا انسان بنا دیتی ہے پھر وہ وہ دیکھتا ہے جو پہلے نہیں دیکھتا تھا اور وہ سنتا ہے جو پہلے نہیں سنتا تھا غرض خدا تعالیٰ نے جو کچھ بے حد فضل و کرم کا انسان کیلئے طیار کیا ہے۔ اس کے حاصل کرنے اور فایدہ اٹھانے کیلئے استعدادیں بھی عطا کی ہیں اگر وہ استعدادیں تو عطا کرتا لیکن سامان نہ ہوتا تب بھی ایک نقص تھا اور یا سامان تو ہوتا لیکن استعدادیں نہ ہوتیں مگر نہیں یہ بات نہیں ہے استعداد بھی دی اور سامان بھی مہیا کیا جس طرح ایکطرف روٹی کا سامان ہوا دوسری طرف آنکھ زبان۔ دانت اور معدہ دیا اور جگر اور امعا کو کام میں لگا دیا۔ اور ان تمام کاموں کا مدار غذا پر رکھ دیا اگر اندر کچھ نہ جائیگا تو دل میں خون کہاں سے آئیگا۔ کیلوس کہاں سے بنے گا۔

اسیطرح یہ ہے اول اسنے یہ فضل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام ایسا مکمل دین دے کر بھیجا اور آپکو خاتم النبیین ٹھیرایا اور قرآن شریف ایسی کامل اور خاتم الکتب کتاب عطا فرمائی اور اب قیامت تک نہ کوئی کتاب آئیگی اور نہ کوئی نئی شریعت لیکر آئیگا۔ پھر جو قویٰ سوچ اور فکر کے ہیں انسے اگر ہم کام نہ لیں اور خدا تعالیٰ کیطرف قدم نہ اٹھائیں تو کسقدر سستی اور کاہلی اور ناشکری ہے۔ غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے اس پہلی ہی سورۃ میں ہمارے لئے کسقدر مبسوط طریق پر فضل کی راہ بتا دی ہے اس سورۃ میں جسکا نام خاتم الکتاب اور ام الکتاب بھی ہے، صاف طور پر بتا دیا ہے کہ انسانی زندگی کا کیا مقصد ہے اور اسکے حصول کی کیا راہ ہے۔ **ایاک نعبد** گویا انسانی فطرت کا اصل تقاضا اور منشا ہے اور وہ **ایاک نستعین** کے بغیر پورا نہیں ہوتا ہے لیکن **ایاک نعبد** کو **ایاک نستعین** پر مقدم کرکے یہ بتایا ہے کہ پہلے ضروری ہے کہ جہانتک انسان کی اپنی طاقت، ہمت اور سمجھ میں ہو خدا تعالیٰ کی رضامندی کی راہوں کے اختیار کرنے میں سعی اور مجاہدہ کرے اور خدا تعالیٰ کی عطا کردہ قوتوں سے پورا کام لے اور اسکے بعد پھر خدا تعالیٰ سے اسکی تکمیل اور نتیجہ خیز ہونے کیلئے دعا کرے۔

انسانی زندگی کا مقصد اور غرض صراط مستقیم پر چلنا اور اسکی طلب ہے جسکو اس سورۃ میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم۔ یا اللہ ہمکو سیدھی راہ دکھا ان لوگوں کی جن پر تیرا انعام ہوا۔ یہ وہ دعا ہے جو ہر وقت ہر نماز اور ہر رکعت میں مانگی جاتی ہے۔ اسقدر اسکا تکرار ہی اسکی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ ہماری جماعت یاد رکھے کہ یہ معمولی سی بات نہیں ہے۔ اور صرف زبان طوطے کیطرح ان الفاظ کا رٹ دینا اصل مقصود نہیں ہے بلکہ یہ انسان کو انسان کامل بنانے کا ایک کارگر اور خطا نہ کرنیوالا نسخہ ہے جسے ہر وقت نصب العین رکھنا چاہیئے اور تعویذ کیطرح مدنظر۔ اس آیت میں چار قسم کے کمالات کے حاصل کرنے کی التجا ہے۔ اگر یہ ان چار قسم کے کمالات کو حاصل کریگا تو گویا دعا مانگنے اور خلق انسانی کے حق کو ادا کرے گا اور ان استعدادوں اور قویٰ کے بھی کام میں لانے کا حق ادا ہو جائیگا جو اسکو دیگئی ہیں

اس بات کو کبھی بھولنا نہیں چاہیئے کہ قرآن شریف

www.aaiil.org

کے بعض حصے دوسرے کی تفسیر اور شرح ہوتے ہیں۔ ایک جگہ ایک امر بطریق اجمال بیان کیا جاتا ہے اور دوسری جگہ وہی امر کھولکر بیان کر دیا گیا ہے گویا دوسرا پہلے کی تفسیر ہے۔ پس ایک جگہ تو یہ فرمایا۔ صراط الذین انعمت علیھم۔ تو یہ بطریق اجمال ہے لیکن دوسرے مقام پر منعم علیہم کی خود ہی تفسیر کر دی ہے من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین منعم علیہ چار قسم کے لوگ ہوتے ہیں نبی۔ صدیق۔ شہداء و صالح۔ انبیاء علیہم السلام میں چاروں شانیں جمع ہوتی ہیں کیونکہ یہ اعلیٰ کمال ہے۔ ہر ایک انسان کا یہ فرض ہے کہ وہ ان کمالات کو حاصل کرنے کیلئے جہاں مجاہدہ صحیحہ کی ضرورت ہے اس طریق پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے دکھایا ہے کوشش کرے۔

میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ بہت سے لوگ ہیں جو اپنے تراشے ہوئے وظایف اور اوراد کے ذریعہ سے ان کمالات کو حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ جو طریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار نہیں کیا وہ محض فضول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر منعم علیہ کی راہ کا سچا تجربہ کار اور کون ہو سکتا ہے جنپر نبوت کے ہی سارے کمالات ختم ہو گئے۔ آپ نے جو راہ اختیار کیا ہے وہ بہت ہی صحیح اور قریب ہے۔ اس راہ کو چھوڑ کر اور ایجاد کرنا خواہ وہ بظاہر کتنا ہی خوش کرنے والا معلوم ہوتا ہو میری رائے میں ہلاکت ہے اور خدا تعالیٰ نے مجھپر ایسا ہی ظاہر کیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اتباع سے خدا ملتا ہے اور آپ کے اتباع کو چھوڑ کر خواہ کوئی ساری عمر ٹکریں مارتا رہے گوہر مقصود اس کے ہاتھ میں نہیں آ سکتا چنانچہ سعدی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی ضرورت بتاتا ہے۔

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفیٰ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ کو تو چھوڑ دیتے ہیں دیکھتا ہوں کہ قسم قسم کے وظیفے لوگوں نے ایجاد کر لئے ہیں الٹے سیدھے لٹکتے ہیں اور جوگیوں کیطرح راہبانہ طریقے اختیار کئے جاتے ہیں لیکن یہ سب بے فایدہ ہیں انبیاء علیہم السلام کی یہ سنت نہیں کہ وہ الٹے سیدھے لٹکتے رہیں یا نفی اثبات کے ذکر کریں اور ارّہ کے ذکر کریں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آن لئے اللہ تعالیٰ نے اسوہ حسنہ فرمایا۔

وَلَکُمْ فِی رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلو ایک ذرہ بھی ادھر یا ادھر ہونیکی کوشش نہ کرو۔ **غرض** منعم علیہم لوگوں میں جو کمالات ہیں اور صراط الذین انعمت علیھم میں جسکی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے ان کو حاصل کرنا ہر انسان کا اصل مقصد ہے اور ہماری جماعت کو خصوصیت سے اسطرف متوجہ ہونا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کے قائم کرنے سے یہی چاہا ہے کہ وہ ایسی جماعت تیار کرے جیسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کی تھی تا کہ اس آخری زمانہ میں یہ جماعت قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور عظمت پر بطور گواہ ٹھہرے۔

ان کمالات میں سے جو منعم علیہم کو دیئے جاتے ہیں پہلا کمال نبوت کا **کمال** ہے جو بہت ہی عالی مقام پر واقع ہے ہمیں افسوس ہے کہ وہ الفاظ نہیں ملتے جنمیں اس کمال کی حقیقت بیان کر سکیں یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جسقدر کوئی چیز اعلیٰ ہو اس کے بیان کرنے کے واسطے اسیقدر الفاظ کمزور ہوتے ہیں اور نبوت تو ایسا مقام ہے کہ **انسان** کیلئے اس سے برہکر اور کوئی درجہ اور مرتبہ نہیں ہے تو پھر یہ کیونکر بیان ہو سکے مختصر اور ناکافی طور پر ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ انسان جب سفلی زندگی کو چھوڑ دیتا ہے اور بالکل سانپ کی کینچلی کیطرح اس زندگی سے الگ ہو جاتا ہے اسوقت اسکی حالت اور ہو جاتی ہے وہ بظاہر اسی زمین پر چلتا پھرتا کھاتا پیتا ہے اسپر قانون قدرت کا ویسا ہی اثر ہوتا ہے جیسا دوسرے لوگوں پر لیکن باوجود اس کے بھی وہ اس دنیا سے الگ ہوتا ہے وہ ترقی کرتے کرتے اس مقام پر جا پہونچتا ہے جو **نقطہ نبوت** کہلاتا ہے اور جہاں وہ خدا تعالیٰ سے مکالمہ کرتا ہے۔ یہ مکالمہ یوں شروع ہوتا ہے کہ جب وہ نفس اور اس کے تعلقات سے الگ ہو جاتا ہے تو پھر اسکا تعلق اللہ تعالیٰ ہی سے ہوتا ہے اور اسی سے وہ مکالمہ کرتا ہے۔ انسان کی حالت ایسی واقع ہوئی ہے کہ یہ کبھی نکما اور بیکار نہیں رہتا ہے۔ اور نفس کلام سے بھی کبھی فارغ نہیں ہوتا ہے نفس اور شیطان سے ہی اسکا مکالمہ شروع رہتا ہے اگر کوئی اور بات کرنے والا نہو۔ بعض اوقات لوگ دیکھتے ہیں کہ وہ بالکل **خاموش** رہتا ہے لیکن درحقیقت وہ خاموش نہیں ہوتا اسکا سلسلہ کلام اپنے نفس سے شروع ہوتا ہے اور بعض اوقات وہ بہت ہی لمبا ہوتا ہے اور شیطانی رنگ میں آپے خود لمبا کرتا ہے اور بے شرمی سے اسے لمبا ہونے دیتا ہے۔ یہ سلسلہ کلام کبھی خیالی فسق کے رنگ میں ہوتا ہے اور کبھی بیہودہ اور جھوٹی تمناؤں کے رنگ میں اور اس سے وہ کبھی فارغ نہیں رہتا جبتک کہ اس سفلی زندگی کو چھوڑ نہ دے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ اس قسم کے خطرات اور خیالات کا سلسلہ جو لمبا ہونے نہیں دیتا اور ایک معمولی خیال کیطرح آکر دل سے محو ہو جاتے ہیں وہ معاف ہیں لیکن جب اس سلسلہ کو لمبا کرتا ہے اور اسپر **عزیمت** کرتا ہے تو وہ گناہ ہیں۔ اور انکی جواب دہی کرنی پڑے گی۔ (باقی آئندہ)

عذر گناہ بدتر از گناہ

اکنون ہزار عذر بیاری گناہ را
مرشوئے کردہ را نبود زیب دختری

(نمبر دوم)

مولوی ثناء اللہ صاحب نے میرے مضامین کے جواب میں جو طریق اختیار کیا ہے اسکی مجھے ہرگز توقع نہ تھی میں سمجھتا تھا کہ ایک مولوی بلکہ مولوی فاضل کہلانے والا انسان **حق گوئی** کیلئے ضرورت جرأت کریگا مگر میری امید اور قیاس کے خلاف نتیجہ نکلا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے حق پوشی کیلئے وہ کوشش کی ہے جسکی نظیر بہت کم ملیگی۔ دیانت داری اور انصاف کا تقاضا یہ تہا کہ وہ میرے جوابی مضامین کو اہلحدیث میں چھاپ دیتے اور پبلک کے فیصلہ کیلئے چھوڑ دیتے یا اگر جواب ہی دینا تہا تو کم از کم میرے مضمون کو درج تو کر دیا جاتا۔ اس قسم کی چالاکیوں کا راز اب مجھے طشت از بام کرنا پڑا۔ مولوی صاحب اب اگر **انصاف** اور حیا کو ہاتھ سے دے نہیں بیٹھے تو اصل مضامین کو درج کریں اور پھر اپنے ہی خریداروں سے فیصلہ پوچھ لیں کہ **شاہت الوجوہ** کا مصداق کون ہے۔

ایک اور چالاکی ابو الوفا صاحب نے یہ کی ہے کہ بجائے جواب الجواب لکھنے کے نئے اعتراضوں کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ مگر وہ انشاء اللہ العزیز دیکھ لیں گے کہ آخر انہیں تہک جانا پڑیگا میں اب سلسلہ وار انکی ان ابلہ فریبیوں اور چالاکیوں کو طشت از بام کرتا ہوں۔

پہلی ابلہ فریبی۔ ۲۷ جنوری ۱۹۱۵ء کے اہلحدیث میں جو لیڈر **کرشن منتہی اعتراض** کے جواب میں لکھا تہا۔ اسکا جواب میں نے ۱۰ فروری کے الحکم میں مفصل دیا ہے۔ لیکن اس کا جواب الجواب جو ۱۰ مارچ ۱۹۱۵ء کے اہلحدیث میں لکھا ہے۔ اس کا ایک پیرگراف بھی پورا اس جواب الجواب میں نہیں درج کیا۔ اور نہ کسی امر کا کوئی جواب دیا

اس کا ثبوت

۱۔ ۱۰ فروری کے الحکم میں **ھو سمٰکم المسلمین** سے استدلال کر کے **اہلحدیث** نام کی سند پوچھی تھی۔ کہ قرآن کریم کی کس آیت سے مستنبط کیا ہے؟ اس کا جواب آجتک نہیں دیا۔ ۲۷ جنوری کے لیڈر میں بھی کوئی آیت پیش کی اور اب ۱۰ مارچ کے اہلحدیث میں نہیں دیسکا۔

۲۔ **اہلحدیث** کی جو ترکیب اور معنے ۲۷ جنوری کے اہلحدیث میں بیان کئے تھے اس کے مطابق میں نے لکھا تہا کہ ان معنوں کے لحاظ سے تم سچے اہلحدیث نہیں بلکہ ہم ہیں۔ چنانچہ میرے لفظ یہ ہیں ”میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اہلحدیث سے وہی مراد ہے جو آپ نے پیش کی ہے تو اسکے صحیح اور سچے مصداق ہم ہیں نہ آپ“ اس کے بعد میں نے انپر چند سوال کئے تھے جو ان کے اہلحدیث نہ ہونیکو ثابت کرتے تھے۔ ان کا کوئی جواب ۱۰ مارچ کے اہلحدیث میں نہیں دیا۔ جس سے یہ پایا جاتا ہے کہ یا تو مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنا اہلحدیث نہونا تسلیم کر لیا ہے اور یا خدا تعالیٰ نے انہیں ان امور کے تسلیم کر لینے کی توفیق دی ہے۔

دوسری ابلہ فریبی۔ ۲۷ جنوری کے اہلحدیث میں **اہلحدیث** کے معنے یہ لکھے ہیں ”پیغمبر علیہ السلام کے قول و فعل پر عمل کرنے والے“ لیکن اب ۱۰ مارچ ۱۹۱۵ء میں اسکا خلاصہ یہ بتایا ہے۔

”ہم اہلحدیث ہیں کیونکہ اہلحدیث کے معنے ہیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات پر بلا واسطہ کسی درمیانی شخص کے عمل کرنیوالے“

ان دونوں تفسیروں میں جو فرق ہے اس سے مولوی ثناء اللہ صاحب کے اصل مذہب کا پتہ لگتا ہے۔ اور اس فتویٰ کی تصدیق ہو جاتی ہے جو اس سے ۱۰ مارچ انزا اہلحدیث وابستہ ہونے پر شائع کیا گیا ہے **کلمات طیبات پر بلا واسطہ کسی درمیانی شخص کے عمل** ہی ناممکن ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب ہرگز ہرگز دعویٰ نہیں کر سکتا کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم سے کلمات طیبات بلا واسطہ اس تک پہنچے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ احادیث سے بھی منکر ہے۔ کوئی ایسی حدیث اسے نہیں ملی جسمیں کسی دوسرے شخص کا واسطہ نہو۔ یہ ذومعنی فقرہ اسنے اس اصل کو چھپانے کیلئے لکھا ہے مگر یہ اعتقادی مذہب چھپ نہیں سکتا۔ اگر وہ اہلحدیث کی راہ سے یہ کہے کہ اس سے مراد عرفی تقلید ہے تو یہ بھی غلط ہے۔ مجرد اہلحدیث نام ہی مشہور اہلحدیث لوگوں نے اپنے نام کے ساتھ نہیں رکھا۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ کا مقبول روحانی مصنف اور شیخ الکل اور لائٹ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی اپنی اس تازہ تحریر میں جو اس نے اپنے روحانی فرزند ثناء اللہ کی تنبیہ کیلئے لکھی ہے وہ **اہلسنت والجماعت** پورا نام تجویز کرتا ہے۔ لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب **سنت صحیحہ** کو چھوڑتے ہیں۔ جس کا ۱۰ مارچ کے اہلحدیث میں ذکر تک نہیں۔ **اہلسنت اہلحدیث** کیلئے یہ ایک قابلقدر مقام ہے۔ کیونکہ یہاں صرف مولوی ثناء اللہ صاحب نے کلمات کو ہی لیا ہے اور وہ بھی بلا واسطہ فعل چھوڑ دیا ہے گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے **اسوہ حسنہ** کا ترک کیا ہے۔ اور اسکا بہتر ثبوت یہ ہے کہ ۱۰ فروری کے الحکم میں میںنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا **ایک فعل** پیش کیا تھا جو انپر زد تھی پس اس نے بچنے کیلئے ترک نقل ہی کر دیا۔ **چلو چھٹی ہوئی۔**

تیسری ابلہ فریبی۔ حضرت کرشن علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ۲۷ جنوری ۱۹۰۵ء کے اہلحدیث میں ان الفاظ میں مجھ سے سوال کیا گیا تھا

"آخر میں ہم اپنے دوست الحکم کے ایڈیٹر سے ایک بات پوچھتے ہیں امید ہے کہ وہ ایمانداری سے اس کا جواب دیں گے راستبازی سے بتلاؤ کہ مرزا جی نے جسوقت سیالکوٹ میں کرشن جی کا اوتار لیا ہے اور اس دعوی کو ظاہر کیا ہے اس سے ایک منٹ پہلے تمہارا کرشن کی نسبت کیا خیال تھا؟ وہی جو ہندوؤں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ عورتوں کے کپڑے لیکر درختوں پر چڑھ جاتا تھا اور ان کو برہنہ دیکھا کرتا تھا"

میںنے اس کا جو کچھ جواب دیا ہے اسے **بلحق** ناظرین کیلئے الحکم ۱۰ فروری سے یہاں نقل کر دیتا ہوں

میں تو **مولوی فاضل ایڈیٹر** کو نہایت ایمانداری اور راستبازی سے اس کا جواب انشاء اللہ تعالیٰ ابھی دونگا مگر کیا میرے ہمعصر مولوی فاضل صاحب **ایمانداری** اور راستبازی سے قبول کر لیں گے؟

حضرت کرشن جی علیہ السلام کی ذات پاک پر جو حملہ مولوی فاضل ایڈیٹر نے کیا ہے وہ نہایت ہی گندہ حملہ ہے اور بزرگوں کی شان میں ایسی گستاخی اور بیباکی مسلمان مومن کا کام نہیں ہے مجھے تعجب ہے کہ مولوی فاضل نے کیوں ایسی جرأت کی۔

اس سوال کو چھوڑ کر میں اب انکے سوال کا جواب دیتا ہوں لیجئے مولوی فاضل صاحب سنیئے اور اگر خداترسی ہے اور مر کر خدا کے حضور جانے پر ایمان ہے تو اسکو قبول فرمایئے اگر آپنے اس اعتراض کو واپس لے لیا اور اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا تو میں سمجھونگا کہ ابھی تک آپ میں مادہ حیا والنصاف بالکل مفقود نہیں ہو گیا۔

میں حضرت **کرشن** علیہ السلام کو اپنے سید و مولیٰ امام ہمام علیہ السلام کی تعلیم کے موافق ایک منٹ پہلے تو کجا برسوں پہلے سے راستباز خدا تعالیٰ کا مقرب اور برگزیدہ یقین کرتا تھا کبھی بھی میںنے اس ناپاک اعتراض کا حضرت **کرشن** کو مصداق نہیں سمجھا جس کا آپ حوالہ دیتے ہیں۔

دیکھو! میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت **کرشن** کو راستباز اور **مقرب** بارگاہ الٰہی سمجھتا تھا اور محض حضرت اقدس کی تعلیم کے موافق چونکہ آپ میں بدظنی کا مادہ زیادہ ہے اور استہزا اور ٹھٹھا آپ کی تحریروں میں عام ہے اسلئے میں اس امر کا ثبوت تحریری دیتا ہوں۔ سیالکوٹ سے پہلے ۳ ستمبر ۱۹۰۴ء کو جو لیکچر لاہور میں ہوا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ وہ سیالکوٹ کے لیکچر سے دو ماہ پہلے تھا اور اسمیں حضرت اقدس نے حضرت کرشن کی تعریف کی تھی اور صاف فرمایا تھا کہ

"کہ خدا تعالیٰ نے مجھپر ایسا ہی ظاہر کیا ہے کہ راجہ رامچندر اور راجہ کرشن جی خدا تعالیٰ کے راستباز بندے تھے اور اس سے سچا تعلق رکھتے تھے میں اس شخص سے بیزار ہوں جو انکی نندیا یا توہین کرتا ہے۔ پھر فرمایا جس شخص کا یہ مذہب ہو کہ وہ راستباز نہ تھے وہ قرآن شریف کے خلاف کہتا ہے کیونکہ اسمیں آیا ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ"

آپکے ایک منٹ پیشتر کے متعلق میری رائے متعلق حضرت کرشن کا جواب اگرچہ یہی کافی تھا مگر میں اس سے بھی بہت عرصہ پہلے کی رائے آپکو دکھانا چاہتا ہوں۔

مجھے امید ہے کہ رسالہ سناتن دھرم جو ۸ مارچ ۱۹۰۳ء کو شایع ہوا اور اس لاہوری لیکچر سے قریباً دو سال پہلے کا ہے آپ نے پڑھا ہو گا اسکے صفحہ ۸ پر اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں لکھا ہے

"اور یہ تو سچ ہے کہ راجہ رامچندر اور راجہ کرشن درحقیقت پرمیشر نہیں تھے مگر اسمیں کیا شک ہے کہ وہ دونوں بزرگ خدا رسیدہ اور اوتار تھے خدا کی نورانی تجلی انپر اتری تھی اسلئے وہ اوتار کہلائے"

کیوں مولوی فاضل صاحب! اب آپکی راستبازی ایمانداری اور انصاف آپکے لئے کیا حکم دیتا ہے۔ اگر ابھی کسر ہو تو میں ایک اور حوالہ دے دیتا ہوں شاید آپ کو سبق ملجاوے نسیم دعوت نام کتاب ہے جو فروری ۱۹۰۳ء کو اعلیٰ حضرت نے شایع کی تھی اسکے صفحہ ۴۲ پر راجہ رامچندر اور کرشن جی کے متعلق لکھا ہے "اور وہ اس طریق کو بھول گئے جو طریق راجہ رامچندر اور راجہ کرشن نے اختیار کیا تھا جنپر انکی راستبازی کی وجہ سے خدا ظاہر ہوا"

اب منصف مزاج ناظرین خداترس دل لیکر بتائیں کہ کیا مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس اعتراض کا کوئی حصہ بھی قابل جواب باقی چھوڑا گیا ہے؟ یقیناً وہ کہیں گے کہ ہرگز نہیں۔ مگر معزز ناظرین میںنے جو لکھا تھا کہ کیا میرے ہمعصر **مولوی فاضل صاحب** ایمانداری اور راستبازی سے قبول کر لیں گے؟" اس کے جواب میں مولوی فاضل صاحب نے وہی سر ہلا دیا کہ **میں نہ مانوں گا۔**

۱۰ مارچ کے جواب الجواب میں مجھے مولوی فاضل صاحب الزام دیتے ہیں

"بہت خوب بندہ خدا کہتے ہوئے کچھ شرم کیا ہے کہ کیا کر رہے ہیں مخالف کی مراد کو نہ سمجھنا اور جواب دینے کی کوشش کرنا بالکل دہر میاں کی سی کارروائی ہے"

مولوی صاحب! کیا اب میں آپ ہی کے الفاظ میں آپ سے نہ کہوں

"بندہ خدا کہتے ہوئے کچھ شرم چاہیے کہ کیا کہہ رہے ہیں!"

وان لم تستحی فاصنع ما شئت

آپ کی حیا و شرم کا فیصلہ میں آپ کے ناظرین پر چھوڑ دیتا ہوں آپ اپنا ہی اعتراض اور میرا جواب اہلحدیث میں پورا چھاپ دیں پھر ناظرین اہلحدیث کو شرم نہ کرنیوالے کا پتہ خود دل بتا دے گا۔

اس لاجواب جواب پر جواب الجواب میں مولوی فاضل صاحب لکھتے ہیں کہ

"ہماری غرض بھی تو اتنی ہی تھی کہ جو کچھ تمہارے کرشن جی کی نسبت اعتقاد بدلا ہے وہ قادیانی کاہن ہی کے کہنے سے بدلا ہے ایک منٹ پہلے ہوا یا ایک سال پہلے تو آخر ثبوت اسکی صلاحیت بلکہ نبوت اور رسالت کا تمہارے پاس بجز اسکے تو کچھ نہیں کہ خود مدعی کے منہ سے نکلا ہے"

ناظرین۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس جواب پر خوب نظر کریں اس تحریر سے انکی ساری حقیقت کھلتی ہے **علمی** بھی اور **عملی** بھی۔ اور میں خدا کے فضل سے دعویٰ سے کہتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب میری اس تحریر کا ہرگز ہرگز کافی جواب نہیں دے سکیں گے اور قرآن کریم کے الفاظ میں انہیں چیلنج کرتا ہوں

وادعوا شهداءكم من دون الله ان كنتم صادقين

میںنے ۱۰ فروری کے الحکم ہی میں صاف الفاظ میں لکھا تھا

"میں حضرت کرشن علیہ السلام کو اپنے سید و مولیٰ امام ہمام علیہ السلام کی تعلیم کے موافق ایک منٹ پہلے تو کجا برسوں پہلے سے راستباز خدا تعالیٰ کا مقرب اور برگزیدہ یقین کرتا تھا"

اسمیں کوئی پیچیدہ جملہ نہیں۔ مجھے اور کل احمدیوں کو اس امر پر فخر اور ناز ہے کہ **لم نقصص** کے ماتحت برگزیدوں میں سے کرشن علیہ السلام کی سچائی کی خبر حضرت امام کے ذریعہ ملی۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب ایمانداری اور خداترسی سے مجھے حضرت آدم حضرت موسیٰ۔ حضرت عیسیٰ۔ حضرت نوح۔ حضرت ابراہیم وغیرہم انبیاء علیہم السلام جنکا ذکر قرآن مجید نے کیا ہے انکی نبوت اور رسالت کا **ثبوت قرآن شریف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کو چھوڑ کر بیان کریں جو ثبوت وہ پیش کرینگے اسی بنا پر میں حضرت کرشن کی راستبازی اور اصطفا کا ثبوت دونگا!** کیا مولوی ثناء اللہ صاحب نے محض اس بنا پر ہی انکو راستباز تسلیم نہیں کیا کہ قرآن کریم نے انکی تصدیق کی ہے؟ وہ خارجی ثبوت کیا رکھتے ہیں ذرا پیش تو کریں۔ اگر کوئی خارجی ثبوت ان کے ہاتھ میں نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو معلوم ہوا مولوی صاحب ان انبیاء علیہم السلام کے وجود سے بھی منکر ہونگے۔

اے نادان مولوی! کیا اس واقفیت پر تو قرآن شریف کی تفسیر لکھنے کا مدعی اور ہمچو ما دیگرے نیست کے دعوے کرتا ہے تو اتنا نہیں جانتا کہ ناراستباز راستبازوں کی تصدیق کیا کرتے ہیں پہلا کام انکا یہی ہوتا ہے + (باقی آئندہ)

www.aaiil.org

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک خط جو سعادۃ اور شقاوۃ میں سچا فیصلہ کرنے والا ہے

قبل اس کے کہ میں اس خط کو نقل کروں چند باتیں بطور تمہید کے لکھنی ضروری سمجھتا ہوں ممکن ہے کہ بعض کمزور اور سنن الٰہیہ سے ناواقف دل اعتراض کریں کہ ایسا خط شائع کرنا کیوں ضروری سمجھا گیا بلکہ اس کا اخفا بہتر تھا۔ مگر میرا یہ مذہب نہیں۔ مجھے ہر امر میں قرآن شریف کے اسوہ کی پیروی کرنا بہت پیارا معلوم ہوتا ہے۔ خدا کی حکیم کتاب نے بعض واقعات اور امور کو اپنے اندر لیا ہے جن کے وجود اور قیام سے مومنین کے لیے عجیب فوائد اور مصالح کی بنیادیں پڑی ہیں۔ اگرچہ حقائق ناشناس بہت ہتوں نے ان ہی پر حکمت باتوں کو ہدف اعتراض بنایا۔ اسی طرح ضروری ہے کہ مامور من اللہ کی ہر مہتم بالشان اور پر حکمت بات اور واقعہ کو مکتوب کیا جاوے اور محفوظ رکھا جاوے۔ خدا تعالیٰ اور اسکے نبیوں اور مصلحوں نے کبھی نکتہ چینوں اور ان کی یاوہ گوئیوں کی پروا نہیں کی مصلحت عامہ کی غرض کو ملحوظ رکھکر فرمایا جو کچھ فرمایا اور اپنے ہرگز پیروں اور خلیفوں کو اُسپر چلایا جسطرح چاہا۔ نکتہ چیں زبانوں نے بڑی بڑی تیزیاں دکھائیں اور معترض قلموں نے حد سے زیادہ ریزہ کاریاں کیں مگر آخر کار زبانیں کٹ گئیں اور قلم گھس گئے یا یوں سمجھلو کہ زبانوں نے خاک چاٹ کر اپنی ہرزہ سرائی کا اعتراف کیا اور قلموں نے ناک رگڑ کر اُسی کو حق تسلیم کیا جسپر سرکشی اور شتابکاری سے حرف رکھا اور زہر اُگلا تھا۔ اللّٰہُ اَکبر کیا ہی سچی اور پر شوکت بات ہمارے رب علیم کی ہے

نٓ۔ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝

اس خط میں جو عنقریب پڑھنے میں آئے گا ہمارے ایک دوست کے اعتراض کا جواب ہے جو اُس نے حضرت حجۃ اللہ نبی اللہ علیہ السلام کے مصارف پر کیا۔ اس نے سادگی اور نیک نیتی سے چند دوستوں کی زبان بنکر ایسی جرأت کی ہم جانتے ہیں اور بصیرت اور تجربہ سے یقین رکھتے ہیں کہ سادگی اور ناواقفیت کبھی کبھی ایسے امر کا ارتکاب کرتی ہے اور دل کا اقدام رنگ اگر اعتراض سے برف کی طرح سفید اور پاک ہوتا ہے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ ایسے وسوسوں کی جڑ ناواقفیت حقائق اسلام اور نادانی سے ہوتی ہے۔ ہر معرفت اور لذیذ ایمان خدا تعالیٰ کے مامور کے ساتھ ایک نور ہوتا ہے جسکے سامنے وساوس اور اوہام کی تاریکی کبھی ٹھہر نہیں سکتی قرآن کریم کے پڑھنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بھی ایسے لوگ تھے جو کسی پر حکمت قول یا فعل کے نہ سمجھنے کے سبب سے کسی وقت گھبرا اٹھے اور شتابکاری سے زبان اعتراض کھول دیتے مگر ان کی نیک نیتی اور پاکیزہ فطرتی شفیع بنکر انھیں عنداللہ اور عندالرسول معذور ٹھیراتی۔ مگر ہم اس امر کو بڑے فخر اور ناز سے ظاہر کرتے ہیں کہ لمبی معیت اور صحبت کا شرف حاصل کرنے والے صدیقوں سے ایسی حرکت کبھی ظہور میں نہیں آئی۔ خدا تعالیٰ کی حکیم کتاب سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے کبھی پسند نہیں کیا کہ اُس کے خلیفہ اور مامور کی کسی بات اور فعل پر اعتراض کیا جاوے اور نہ ہی فطرت سلیم اسے روا رکھتی اور اس مد میں اسکی گنجایش دیکھتی ہے اس پر حکمت امر کے اظہار کے لیے ہمارے نبی کریم کو (صلی اللہ علیہ وسلم) امین فرمایا ہے۔ درحقیقت بات بھی یوں ہی ہے۔ ایک شخص اگر حقیر دنیاوی ناچیز اور فانی امانتوں یعنی چاندی سونے اور تانبے کے چندوں کا سچا محل اور امین نہیں تو کیونکر فطرت سلیم اور عقل مستقیم اجازت دے سکتی ہے کہ ایمان۔ دل اور جان کی بیش قیمت امانتیں اُسکے سپرد کی جائیں اور اپنی تمام محبوبات اور شہوات پر اُس کی رضا کو مقدم رکھا جاوے۔ خلیفۃ اللہ کیا ہے خدا کی ایک کل۔ یا مردہ بدست زندہ۔ وہی جس کا سچا نقشہ اس آیت نے دکھایا۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ بتاؤ اُسے کیا کہو گے جس کا جینا مرنا عبادت وغیرہ سب خدا کے لیے ہوگیا۔ وہ تو اپنے آپ سے مر گیا اور خدا میں اور اُس کے ساتھ زندہ ہوگیا۔ اب اُسکی نہ اپنی کوئی خواہش ہے اور نہ اپنا کوئی ارادہ اور اختیار ہے۔ یہ مقام بڑا اعلیٰ اور یہ منصب بڑا عظیم الشان ہے اس کا سمجھنا خدا کے فضل پر موقوف ہے۔ اسی مقام شریف کی طرف اشارہ کرتی ہے یہ آیت فَلَا وَرَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ جس سعید اور مبارک قوم نے اس امر الٰہی پر عمل کیا۔ ان کی قوت معرفت کا کوئی اندازہ کر سکتا ہے میں دونوں پر قربان ہوں۔ اُس مبارک اور برگزیدہ جماعت پر جو ایسا خدا میں کھویا گیا کہ اُس کا اپنا کچھ نہ رہا یہاں تک کہ خدا کبھی گواہی دے اُٹھا کہ اب یہ سارا میرا اور میرے لیے ہے تم اسکے پیچھے ہو جاؤ میں تمہیں پیار کروں گا اور اُنہوں نے بھی پوری بصیرت اور کامل یقین سے اسے ایسا سمجھا اور موت تک اس ایمان پر قائم رہے۔ خدا نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ کے پیرایہ میں جیسے کہ اُس کی عادت قرآن شریف میں ہے الخ‌ اس آیت سے (هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَیْرِ حِسَابٍ) ایک سر بتایا۔ اُنھوں نے سمجھا اور خوب سمجھا۔ جَزَاهُمُ اللّٰهُ عَنَّا وَعَنِ الْاِسْلَامِ خَیْرًا۔ کیسی صاف بات اور عجیب بات ہے۔ خدا تعالیٰ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اور اُس کے ضمن میں ہمارے سید و مولیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حضرت سلیمان کی طرح بلکہ اُن سے بڑھ کر بادشاہ ہونے والے تھے فرماتا ہے کہ یہ جو کچھ ہمنے تجھے دیا ہے ہماری عطا ہے اس میں مخلوق کا دخل نہیں کہ کوئی تجھپر اعتراض کرنے کا حق رکھ سکے سو تو خواہ لوگوں کو بخشدے یا اپنے پاس رکھ اس کا کوئی حساب کتاب نہیں۔ اللہ اکبر کیسی فطرۃ صحیحہ کی مطابقت ہے حضرت مسیح موعود نے بھی بے اختیار جواب میں یہی رنگ اختیار کیا ہے۔ ایسی ہی تعلیم کا اثر اور معجزانہ اثر تھا کہ کبھی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور سے آدمی کی ذری سی بات پر ایک وادی بکریوں کی عطا کر دی تو کوئی بھی معترض نہ ہوا کہ یہ بے محل اسراف ہے اس لیے کہ وہ آپ کو خدائے حکیم کا حکیم رسول مانتے تھے۔

میں بڑے فخر سے کہتا ہوں کہ اس ایمان کی جو ہمارے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے دکھایا کوئی نظیر کسی زمانہ میں پائی نہیں جاتی۔ نہ بنی اسرائیل میں اسلیے کہ توریت اُن کے شکوہ سے یوں پُر ہے جیسے ایک آبلہ پانی سے یا ایک سڑا ہوا پھوڑا بدبودار پیپ سے۔ وہ بار بار اپنے نبی حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو نکتہ چینیاں اور شرارتوں سے ایذا دیتے۔ نہ عیسویوں میں اس لیے کہ ان کی قوت معرفت اور محبت اُن کے آخری فعل سے خوب ظاہر ہوتی ہے جو اُنھوں نے اپنے آقا کے ساتھ اُس نازک گھڑی میں دکھائی جبکہ بیگانوں کی آنکھیں بھی خون رو دیتی ہیں۔

آج اس مادہ پرست دنیا میں جس میں ایک ایک فرد بے قید حریت کی بدبودار ہوا سے بالشتوں اوپر چڑھا ہوا ہے ایسے ایمان کی کیفیت کا سمجھنا آسان بات نہیں کہ ایک شخص کی ہر بات اور ہر فعل کو خدا کی بات اور فعل مانا جاوے اور خواہ اُس کا کوئی قول یا فعل سمجھ میں آوے یا نہ آوے اُسے واجب العمل سمجھا جاوے۔ مگر فلاح اسی میں ہے اور قوم اسی طرح بنتی ہے۔ اسلام نے اسی اصل محکم پر ایک قوم بنا کر دکھائی ہے آج کے سرکش اور بیباک لوگ جن کا جھوٹا نام آزاد اور مہذب ہے اُن کی جاہلیت کے زمانہ سے بڑھ کر بیباک نہیں۔ یہ ہندوستان کی تاریک اور پامال مٹی کے فرزند۔ خدا سے مہجور اور بے نور ان میں حوصلہ ہی کیا اور ان پدیوں کا شور ہی کیا وہ صحرائے عرب کے آزاد فرزند۔ بات کی تیز پر کٹ مرنے والے ابلیس کی طرح کسی کے آگے کبھی سر تسلیم نہ جھکانے والے کیسے ایک شخص کے آگے سربسجود ہوئے اور اس سے وہ کچھ پایا جو نہ موسائیوں نے حضرت موسیٰؑ کی پیروی سے پایا اور نہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کی پیروی سے مبارک وہ جنھیں یہ ایمان اور عرفان عطا ہو۔

وہ خط یہ ہے

محبی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ میں ایک مدت سے بیماریوں میں رہا اور اب بھی اُن کا بقیہ باقی ہے میں چاہتا تھا کہ اپنے ہاتھ سے جواب لکھوں مگر بباعث بیماری کے لکھ نہ سکا۔

آپکے پہلے خط کا ماحصل جسقدر مجکو یاد ہے یہ ہے کہ میری نسبت آپنے ...... کی جماعت کیطرف سے یہ پیغام پہنچایا تھا کہ روپیہ کے خرچ میں بہت اسراف ہوتا ہے۔ آپ اپنے پاس روپیہ جمع نہ رکھیں اور یہ روپیہ

(مہر الدین)

www.aaiil.org

نیک نیتی کے سپرد ہو جو حسب ضرورت خرچ کیا کریں۔ اور یہ بھی ذکر تھا کہ اسی روپیہ میں سے بانٹ کے چند خدمتگار بھی روٹیاں کھاتے ہیں اور ایسا ہی اور کئی قسم کے اسراف کی طرف اشارہ تھا جنکو میں سمجھتا ہوں۔ آپ نے اپنی نیک نیتی سے جو کچھ لکھا بہتر لکھا۔ میں ضروری نہیں سمجھتا کہ ہر ایک کا رد لکھوں۔ میں آپ کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں جس کی قسم کو پورا کرنا مومن کا فرض ہے اور اسکے خلاف ورزی معصیت ہے کہ آپ .... کی تمام جماعت کو اور خصوصاً ایسے صاحبوں کو جن کے دلوں میں یہ اعتراض پیدا ہوا ہے بہت صفائی سے اور کھول کر سمجھا دیں کہ اسکے بعد ہم .... کا چندہ بکلی بند کرتے ہیں اور اُنپر حرام ہے اور قطعاً حرام ہے اور مثل گوشت خنزیر ہے کہ ہمارے کسی سلسلہ کی مدد کے لیے اپنی تمام زندگی تک ایک حبہ بھی بھیجیں۔ ایسا ہی ہر شخص جو ایسے اعتراض دلمیں مخفی رکھتا ہے اسکو بھی ہم یہی قسم دیتے ہیں۔

یہ کام خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جسطرح وہ میرے دلمیں ڈالتا ہے خواہ وہ کام لوگوں کی نظر میں صحیح ہے یا غیر صحیح درست ہے یا غلط میں اسطرح کرتا ہوں لیکن جو شخص کچھ مدد دیکر مجھے اسراف کا طعنہ دیتا ہے وہ میرے پر حملہ کرتا ہے ایسا حملہ قابل برداشت نہیں۔ اصل تو یہ ہے کہ مجھے کسیکی بھی پروا نہیں۔ اگر تمام جماعت کے لوگ متفق ہو کر چندہ بند کر دیں یا مجھ سے منحرف ہو جائیں **تو وہ جس نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے وہ اور جماعت ان سے بہتر پیدا کر دیگا جو صدق اور اخلاص رکھتی ہو گی** جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے **ینصرک اللّٰہ من عندہ۔ ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء** یعنی خدا تیری اپنے پاس سے مدد کریگا۔ تیری وہ مرد مدد کرینگے جن کے دلوں میں ہم آپ وحی کرینگے اور الہام کرینگے۔ پس اس کے بعد میں ایسے لوگوں کو ایک حبہ کے برابر بھی کیڑے کیطرح بھی نہیں سمجھتا جن کے دلوں میں **بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں** اور کیا وجہ کہ انھیں جبکہ میں ایسے خشک دل لوگوں کو چندہ کے لیے مجبور نہیں کرتا جن کا ایمان ہنوز ناتمام ہے۔ مجھے وہ لوگ چندہ بھیجتے ہیں جو اپنے سچے دل سے **مجھے خلیفۃ اللہ سمجھتے ہیں** اور میرے تمام کاروبار خواہ انکو سمجھیں یا نہ سمجھیں اُن پر ایمان لاتے اور ان پر اعتراض کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔ میں تاجر نہیں کہ کوئی حساب رکھوں۔ میں کسی کمیٹی کا خزانچی نہیں کہ کسیکو حساب دوں۔ میں بلند آواز سے کہتا ہوں کہ ہر ایک شخص جو ایک ذرہ بھی میری نسبت اور میرے مصارف کی نسبت اعتراض دلمیں رکھتا ہے اُسپر حرام ہے کہ ایک کوڑی میری طرف بھیجے۔ مجھے کسیکی پروا نہیں جبکہ خدا مجھے بکثرت کہتا ہے گویا ہر روز کہتا ہے کہ میں ہی بھیجتا ہوں جو آتا ہے اور کبھی میرے مصارف پر وہ اعتراض نہیں کرتا تو دوسرا کون ہے جو مجھپر اعتراض کرے۔ ایسا اعتراض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی تقسیم اموال غنیمت کے وقت کیا گیا تھا۔ سو میں آپکو دوبارہ لکھتا ہوں کہ آیندہ سبکو کہدیں کہ تمکو اُس خدا کی قسم ہے جسنے تمھیں پیدا کیا اور ایسا ہی ہر ایک جو اس خیال میں انکا شریک ہے کہ ایک حبہ بھی میری طرف کسی سلسلہ کے لیے کبھی اپنی عمر تک ارسال نہ کریں پھر دیکھیں کہ ہمارا کیا حرج ہوا۔ اب قسم کے بعد میرے پاس نہیں کہ اور لکھوں

خاکسار مرزا غلام احمد

اگرچہ خط اس قابل ہے کہ کھول کھول کر اُن فوائد اور مصالح کو بیان کیا جاوے جو اس سے مستنبط ہوتے ہیں مگر مجھے یقین ہے کہ رشید اور سعید دل خود ہی مستفید ہو جائینگے۔ اس سے استفادہ اور عدم استفادہ کو خدا تعالیٰ کی مشیت اور قلوب کی سعادۃ اور شقاوۃ کے حوالہ کر کے آخر میں چند باتیں گذارش کرنی مناسب سمجھتا ہوں۔ جیسے اُن صحابہ سے ہمیں دین کا بہت سا حصہ پہنچا ہے جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور آپکے اندرونی اور بیرونی واقعات اور احوال پر پورے واقف ہوئے آپ کی سچائی اور سیرۃ کے گواہ ٹھہر گئے۔ میرے دل میں بڑے زور سے یہ آرزو رہتی ہے کہ وہ لوگ جو اسرار نبوۃ اور مصالح ماموریت کی نسبت کوئی شبہ یا وسوسہ دل میں رکھتے ہیں خواہ وہ مخالف ہیں اور خواہ سادہ ناواقف ہوں اور نیک نیتی سے کسی امر کی سچائی اور اصلیت پر آگاہ ہونا چاہتے ہوں وہ اُسی منہاج اول کے موافق اُن لوگوں کی طرف رجوع کریں جنھیں اللہ تعالیٰ نے رحمانیت سے حضرت موعود علیہ السلام کا شرف صحبت اور فخر معیت بخشا ہے۔ پھر اُنکی گواہی پر اُسی طرح ایمان لاویں جسطرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق صحابہ کی گواہی پر ایمان لائے ہیں۔ اور درحقیقت اس سے چارہ نہیں اور حق بھی اسی میں ہے۔ سنۃ اللہ اسی طرح پر واقع ہوئی ہے کہ جزوی و کلی حالات سے واقف وہی ہوتے ہیں جو محبت اور صدق اور حسن ظن سے مدۃ دراز تک مامور کی صحبت میں رہتے ہیں۔ مخالف اور عدو کو کہاں نصیب ہوتا اور موقعہ ملتا ہے کہ وہ راستبازوں کی صحبت میں رہے۔ آخر وہی احباب اور اصحاب مامور کی صداقت اور صدق کے گواہ ٹھہرتے ہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ مامور کی نسبت اُس کے مخالفوں کی گواہی کو کبھی کسی زمانہ میں قابل اعتماد سمجھا گیا ہو۔ فطرت سلیم بھی فتویٰ دیتی ہے۔ مگر تعجب ہے ایک یورپین پادری ولیم میور پر جو اسبات کا پیاسا ہے کہ کیوں ابوجہل اور اُس کی پارٹی کی گواہی حضرۃ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت قبول نہیں کیجاتی تعجب یہ ہے کہ یسوع کی نسبت اُن کے ہمعصر اور ہم قوم بنی اسرائیل کی گواہی منظور نہیں کرتا۔ اس سے کچھ کم تعجب ہے مجھے شیعوں کے مقتدا اور مایہ ناز یا غارت کن ایمان علامہ حلی پر ہے جو ابوبکر صدیق (علیہ السلام) کے مقابل مسلیمہ کذاب اور حضرت عمر فاروق (علیہ السلام) کے مقابل اُس خبیث قاتل کی جنبہ داری کرتا اور اُن کی گواہی کو حق اور ان کے فعل کو موزون کہتا ہے۔ پھر مجھے کچھ تعجب اس زمانہ کے مولویوں اور اُن کے ممیش فطرت مقلدوں پر نہیں جو اُن آباء کے نقش قدم پر چلکر حضرت موعود کے مخالفوں کی گواہی لیتے ہیں اور اصحاب کے بیان کو کفر سمجھتے ہیں۔

کیا یہ تاسف اور تعجب کی بات نہیں کہ دور اور مہجور دشمنوں کو جنھیں کبھی بھی مامور کی صحبت میں رہنا نہیں ملا۔ حضرت مامور کی وہ باتیں نظر آجاتی ہیں جو خلوت اور جلوت کے حالات کے واقفوں کو معلوم نہیں ہوتی۔ موم کی جیسی نرمی اور بھیانک تصویر وہ کھینچتے ہیں درحقیقت اگر وہ شکل اور وہی ہیئت کسی کی ہو تو اُس سے تو پاس والے ہزاروں کوس دور بھاگیں چہ جائیکہ اس کے قرب و معیت کو رات دن خدا تعالیٰ سے اپنی نمازوں میں مانگیں۔ وہ جو خدا تعالیٰ کے لیے ہر محبوب و مالوف شے سے ہجرۃ کر کے اس کے قدموں میں زندگی بسر کرنا خدا تعالیٰ کی رضا کا موجب یقین کرتے ہیں کیا وہ اُس تصویر پر جان اور مال قربان کرتے ہیں جسے دشمنوں نے اپنی پرشقاوۃ البموں میں رکھا ہوا ہے۔ نہیں نہیں اصلی تصویر وہی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اصحاب پر منکشف ہوتی ہے۔ اسی دلربا پر جذب تصویر کی کشش سے وہ اپنے جگر کے ٹکڑوں کو اُس کے قدموں پر نثار کرتے اور اُسپر خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں کہ اُنھیں یہ توفیق ملی۔ آخر میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ان چند سطروں میں برکت ڈالدے اور بہت سے دل اسسے فائدہ حاصل کریں۔

خاکسار عبد الکریم۔ قادیان ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء

ایک مناسب درخواست اور تحریک

کسی قوم میں ملیت اور وحدۃ پیدا کرنے کے اسباب میں سے یہ بھی ہے کہ اس قوم کے افراد باہم رشتہ داریاں قایم کر کے اس **اخوۃ** کا عملی ثبوت دیں جو کسی امام و مامور کے ماتحت ہو کر وہ پیدا کرنا چاہتے ہیں یہ ایسی زبردست ضرورۃ ہے کہ خود حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اسکو محسوس کیا اور ایک اشتہار ۷ جون ۱۸۹۸ء کو شائع کیا جس میں آپ نے تحریر فرمایا کہ چونکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم اور اسکی عنایات سے ہماری جماعت میں بہت ترقی ہو رہی ہے۔ اسلیے قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ ان کے باہمی اتحاد بڑھانے کے لیے اور نیز ان کو اہل اقارب کے بد اثر سے بچانے کے لیے لڑکیوں اور لڑکوں کے نکاحوں کے بارہ میں کوئی احسن انتظام کیا جاوے یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ مخالف مولویوں کے زیر سایہ ہو کر تعصب اور عناد اور بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہنچ گئے ہیں اُنسے ہماری جماعت کے لیے رشتے غیر ممکن ہو گئے ہیں جب تک کہ وہ توبہ کر کے اس جماعت میں داخل نہ ہوں اور اب یہ جماعت کسی بات میں اُنکی محتاج نہیں مال میں دولت میں علم میں فضیلت میں

www.aaiil.org

خدا تعالیٰ پرہیزگاری میں صدق اور راستی میں شغف رکھنے والے اس جماعت میں بکثرت موجود ہیں اور ہر ایک اسلامی قوم کے لوگ اس جماعت میں پائے جاتے ہیں تو پھر اس صورت میں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت تعلق پیدا کرے جو ہمیں کافر کہتے اور ہمارا نام دجال رکھتے یا خود تو نہیں مگر ایسے لوگوں کے ثنا خواں اور تابع ہیں۔

یاد رہے کہ جو شخص ایسے لوگوں کو چھوڑ نہیں سکتا وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں جب تک پاکی اور سچائی کے لیے ایک بھائی بھائی کو نہیں چھوڑے گا اور ایک باپ بیٹے سے علیحدہ نہیں ہوگا تب تک وہ ہم میں سے نہیں الآخرہ"

یہ حضرت حجۃ اللہ کا ارشاد ہے جو اس اشتہار میں شائع ہوا تھا۔ قوم کو قوت دینے کے لیے یہ ضروری اور کارگر نسخہ ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک ہم لوگ ان امور کی جانب اور ستھرا سنت میں بہت کمزوریاں ظاہر دیکھتے ہیں۔ اکابران امت مثل حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب و حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب ایسے امور میں ایک بہترین نمونہ اور ستھیر کا کام دینے کو خدا کے فضل سے موجود ہیں۔ لیکن ابھی تک پرانی رسوم میں ہم گرفتار ہیں سو اصل معیار تقویٰ یا طہارت کو چھوڑ کر خوبصورت اور ہڈی کی تلاش ہمارے سامنے رہتی ہے۔ اور دولتمند اور مفلس کا سوال ہمارے پیش نظر۔

الحکم میں پچھلے دنوں شیخ غلام احمد صاحب نو مسلم اور میاں رحمت اللہ صاحب سنبری کی دختر نیک اختر کے متعلق شادی کی درخواست کے متعلق جو نوٹ شائع کیے تھے لیکن مجھے تعجب ہوا کہ ان پر توجہ نہیں ہوئی حالانکہ شیخ صاحب ایک شریف ہندو خاندان کی یادگار ہیں اور محض خدا کے لیے اپنی برادری سے الگ ہوئے ہیں اور پھر محض خدا تعالیٰ کی رضا کے لیے حضرۃ اقدس کی صحبت میں رہنے کے لیے یہاں دارالامان میں رہتے اور اپنی قوت بازو سے اپنی ضروریات کے لیے سامان بہم پہنچاتے ہیں مگر محض اس خیال سے کہ وہ نو مسلم ہیں شاید کسی بزرگ کو توجہ نہیں ہوئی۔ اسی طرح میاں رحمت اللہ صاحب جہاں تک میں ذاتی طور سے واقف ہوں ایک شریف زمیندار تجارت پیشہ ہیں اور معقول آمدنی رکھتے ہیں لیکن سنبری کا پیشہ شاید ان کے لیے کسی بھائی کو تعلق پیدا کرنے سے مانع ہوتا ہے۔ خدا کرے میرا قیاس غلط اور محض غلط ہو لیکن اگر یہ راست ہو تو بہت افسوسناک امر ہے۔ قومی ضرورتیں قوم ہی میں پیش ہونگی اور قوم ہی کو ان کا انتظام کرنا پڑے گا۔ میری رائے میں مولانا مولوی نور الدین صاحب اور مولانا مولوی عبدالکریم صاحب افراد قوم کو ایسے مشوروں کے لیے بہترین مشیر ہو سکتے ہیں اگر قوم فائدہ اٹھانا چاہے۔

اس تحریک کی تمہید ایک اپنے بھائی کی درخواست پر لکھنے کی ضرورت پڑی۔ جنھوں نے اس ضرورت کے لیے مجھے خط لکھا ہے اور اخبار کے ذریعہ فائدہ اٹھانا چاہا ہے ان کی درخواست بہت مناسب اور ضروری ہے اسلیے میں اپنے الفاظ میں اسے درج کر دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ کوئی سعید بھائی جس کو خدا تعالیٰ نے ایسا تعلق پیدا کرنے کے لیے موقع دیا ہو اس موقع کو ہاتھ سے نہ دیگا۔ خصوصاً ضلع ہوشیارپور اور جالندھر میں ہمارے احمدی راجپوت بھائی اچھا موقع رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر ممتاز علی خان صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ میانمیر جو پچھلے دنوں سمالی لینڈ کی مہم سے واپس آئے ہیں اور جن کے درجہ اول میں مستقل کیے جانے کی سفارشیں ان کے افسران اعلیٰ نے کی ہیں ایک شریف راجپوت بھٹی خاندان کے ہیں جو کوٹ بھٹیاں ضلع گورداسپور کے باشندہ ہیں ان کی عمر اسوقت ۲۸ سال کی ہے اور ۸۰ ماہوار تنخواہ پاتے ہیں اپنے والدین کے گھر اکلوتے لڑکے ہیں اور اکسو چار گھماؤں اراضی کے واحد وارث ہیں یہ ظاہر ہے کہ ایک لائق۔ شریف خاندانی اور پھر خدا کے فضل سے معقول حیثیت لڑکا ملنا آسان نہیں ہوتا اسلیے ایسے رشتہ داروں کیلیے ایسی تقریب کیلیے اکثر لوگ فخر کے ساتھ خواہشمند ہیں مگر وہ صرف اپنی جماعت میں ایسا تعلق کرنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کی پہلی بیوی بھی ہے مگر وہ عارضہ سل میں مبتلا ہے اور اس کی حالت نازک ہے اس بنا پر وہ چاہتے ہیں کہ اپنی جماعت میں ایسا تعلق پیدا کریں۔ ڈاکٹر صاحب چاہتے ہیں کہ لڑکی مغل یا راجپوت یا پٹھان قوم سے ہو۔ عمر میں ۱۵ یا ۱۶ سال سے کم نہ ہو ما طاب لکم کے ماتحت حسن خلق و خُلق رکھتی ہو۔ صحیح البدن ہو۔ خاندان میں کوئی متعدی مرض نہ ہو۔ خندہ پیشانی بلند اقبال ہو اس کے بہن چار بھائی ہوں۔ مستورات کی ضروریات اور فرائض خانہ داری سینا پرونا وغیرہ سے واقف ہو۔

ضروری تعلیم سے واقف ہو۔ قرآن مجید کا ترجمہ اور دوسری مذہبی کتب اردو زبان میں پڑھ سکتی ہو تو بہت ہی بہتر ہے۔

جو صاحب ڈاکٹر صاحب سے اس معاملہ کے متعلق خط و کتابت کرنا چاہیں وہ ڈاکٹر ممتاز علیخان صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ میانمیر کے پتہ سے خط و کتابت کر سکتے ہیں۔

تربیت اولاد پر حکیم الامۃ

۲۹ مارچ ۱۹۰۵ء کو قریب شام مجھے حضرت حکیم الامۃ کے حضور شرف ملازمت حاصل تھا باتوں ہی باتوں میں اس بات پر ذکر آگیا کہ آپ عبدالحی کو بہت آزاد رکھتے ہیں اور اسکو کبھی تنبیہ نہیں کرتے۔

فرمایا۔ میں اسکو مناسب تنبیہ تو کرتا ہوں اور ایسے طرز پر کہ اسے ذرا بھی ناگوار نہیں ہوتا اور وہ اصلاح کر لیتا ہے لیکن بچوں کو مارنا پیٹنا یہ میں بالکل نامناسب سمجھتا ہوں اسکے مندرجہ ذیل وجوہ ہیں جو میں اسکو کھلا چھوڑ دیتا ہوں

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اکرموا اولادکم یعنی اپنی اولاد کی تکریم کرو اس لیے اس حدیث پر عمل کرنا ضروری ہے۔

(۲) صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سیرۃ میں دیکھتا ہوں کہ انھوں نے بچوں کو زد و کوب سے پرورش نہیں کیا

(۳) پھر میں یہاں تک بھی پاتا ہوں کہ عہد رسالت میں بچوں کو ہرگز نہیں مارا جاتا تھا۔

(۴) جبکہ شریعت اور خدا تعالیٰ نے انکو ابھی مکلف نہیں کیا تو ہم کون ہیں جو مکلف کر سکیں۔

(۵) عبدالحی اللہ تعالیٰ کی ایک آیۃ ہے حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کی ایک پیشگوئی کے موافق پیدا ہوا ہے۔ آیۃ اللہ کی بے حرمتی اچھی نہیں۔

(۶) خود حضرت اقدس علیہ السلام کو میں دیکھتا ہوں کہ وہ بچوں کو زجر و توبیخ نہیں کرتے۔ میں نے خود سنا ہے کہ جب کبھی ام المومنین نے کسی بچہ کی کوئی شکایت کی ہو تو فرمایا ہے "کہ میں دیکھتا ہوں کہ اسکی فطرۃ اس سے کیا کراتی ہے میں دعا کروں گا"

(۷) اولاد کے لیے دعائیں کرنی چاہییں کہ وہ نیک ہو تاکہ ہمارے لیے دعائیں کرنیوالی ہو لیکن اگر شروع ہی سے ہم ان کے دل میں اپنے لیے بغض پیدا کر لیں گے تو وہ دعائیں کرنیوالی ہوگی یا بد دعا کرنے والی۔

(۸) میری اور میرے بھائی بہنوں کی تربیت کبھی اس رنگ سے نہیں ہوئی میرے والدین ہم سب پر اور مجھ پر بہت ہی بڑی عنایت اور شفقت کیا کرتے تھے۔ ہماری تعلیم کے لیے وہ کبھی بڑی سے بڑے خرچ کیلیے بھی آزردہ خاطر نہ ہوتے تھے بلکہ بڑی خوشی سے ادا کرتے تھے میں نے کبھی اپنے والد یا والدہ ماجدہ سے کوئی گالی بچوں کو نہیں سنی بلکہ والدہ صاحبہ جنسے ہزاروں لڑکیوں اور لڑکوں نے قرآن شریف پڑھا ہے وہ اگر کسیکو گالی دیتی تھیں تو وہ یہ گالی دیتی تھیں محروم نہ جاویں۔

(۹) جب ہم خود باوجود یکہ اسقدر عمر ہوگئی ہے اور بہت کچھ پڑھا اور پڑھایا ہے) بھی غلطی کر بیٹھتے ہیں تو جنکو کچھ بھی واقفیت اور علم نہیں اگر غلطی کر بیٹھیں تو اسپر اسقدر غصہ اور غضب کیوں ہو۔

(۱۰) غلطیوں اور فروگذاشتوں پر دعا کرنی چاہیے حضرۃ اقدس علیہ السلام گھر میں ایکدفعہ فرما رہے تھے کہ لوگ جو کسی پر ناراض ہوتے ہیں مجھے حیرت ہے کہ وہ ناراض ہوتے ہیں کیا انھوں نے اسکے واسطے چالیس دن رو کر دعا بھی کی ہے اگر چالیس دن رو کر دعا کرے اور پھر بھی اسکی اصلاح نہ ہو۔ تو البتہ اسے ناراض ہونے کا موقعہ ہے۔

استفتا اور اُن کے جواب

(از حکیم الامۃ)

(۱) قبرستان کے لیے جو زمین وقف کی جاوے اس میں اگر کوئی شخص مسجد بناوے اور پھر اس مسجد کو پیچھے کیجانب محراب و منبر وغیرہ توڑ کر مال زکوۃ سے بنا سکتا ہے یا نہیں

الجواب مسجد کو پیچھے کیجانب یعنی قبلہ رخ ہٹانے کی ممانعت شرع اسلام سے ثابت نہیں بلکہ مسجد مکہ اور مسجد نبوی بھی ہر طرف سے بڑھائی گئی ہے۔ منبر محراب توڑنے کی ممانعت بھی ہمیں ثابت نہیں قبرستان کو مسجد بنانا یا وقف کے خلاف ورزی کرنا تو ممنوع ہے مگر ہمیں بھی غور طلب یہ امر ہے کہ مسجد نبوی بھی جس مقام پر بنائی گئی ہے وہ بھی قبرستان تھا۔

مصرف زکوۃ میں مسجد کا بنانا ہرگز نہیں ہو سکتا لا تصرف الزکوۃ الی بناء المسجد و قنطرۃ و اصلاح طرق و نحوھا (عینی شرح کنز)

قرآن کریم۔ احادیث صحیحہ اور آثار سے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ زکوۃ سے مسجدیں بنائی گئی ہوں

(۲) سورہ بنی اسرائیل کے شروع میں جو وعدہ پر دو دفعہ کے وقت آئے وہ کب آئے تھے اور مسلمانوں پر کب۔

الجواب قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ بیشک بنی اسرائیل کی طرح مسلمانوں پر بھی یہ دو خطرناک وقت آئینگے بنی اسرائیل پر پہلی آفت حضرۃ داؤد و سلیمان کے عہد سلطنت کے بعد میں پڑی جبکہ بابل کے بادشاہ اور مشرق کے لوگ انکو قید کر کے لیگئے مسلمانوں پر یہ تباہی کا وقت عباسیوں کی سلطنت میں آیا جبکہ ہلاکو اور اسکی قوم نے انکی سلطنت کو بیخ سے کاٹ ڈالا یہ تو وعد اولھما کی تفسیر ہوئی دوسری دفعہ بنی اسرائیل پر مسیح کے وقت میں بڑی تباہی آئی جو مسیح کی مخالفت کا نتیجہ تھا اور آپکی مخالفت ہی اسکا باعث ہوئی۔

مسلمانوں کیلیے بھی یہ دو وقت سخت خطرناک ہیں ایک وقت تو ان پر عباسیوں کے عہد میں آچکا ہے اب دوسرا وقت جو مسیح موعود کی مخالفت کا نتیجہ ہوگا وہ اسکی پوری مخالفت پر موقوف تھا جبکا زمانہ مسیح موسوی کیطرح اسکے بعد ہی مخالفت کا مزہ چکھا وہ یہ دو زمانے جو مسلمانوں پر آنے تھے ایک زمانہ ہم پہلے دیکھ چکے ہیں اور دوسرا آرہا ہے پھر جسطرح بنی اسرائیل پر مختلف تباہیاں آئی ہیں ایسے ہی مسلمانوں کو مختلف تباہیاں ان الفاظ میں بتائی گئی ہیں خسف بالمشرق و خسف بالمغرب و خسف فی

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

ستیارتھ پرکاش کی اغلاط

سکرٹری سناتن دہرم کمار سبہا لاہور نے آریہ سماج کو چیلنج دیا کہ ستیارتھ پرکاش میں ۸۰ فیصدی غلطیاں ہیں اگر اسمیں آپ کو شک ہو تو شاستر ارتھ کر لو۔ اسناتن دہرم کمار سبہا لاہور آریہ سماج پر احسان کرے گی اگر ان غلطیوں کو شائع کر دے۔

سوامی دیانند ناستک مشہور تھے

آریوں کے مہاتما

سرغنہ بالو منشی رام صاحب ۲۸ پھاگن کے پرچارک میں اپنی زندگی کے نشیب و فراز لکھتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ "کاشی میں انہیں دنوں مشہور ہوا کہ ایک بڑا ناستک آیا ہے جو دن کو مشعل اپنے دونوں طرف جلائے رکھتا ہے اوسکے جادو کے تیج کی جو پنڈت روبرو جاتا ہے دب جاتا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ ماتا جی ہمیں ان دنوں نہیں جانے دیتی تہیں۔ مبادا ہم دونوں بھائی اس جادوگر کے پیچھے میں نہ پھنس جاویں۔ گو جیون چرتر میں اوسوقت سوامی دیانند کا کاشی میں جانا درج نہیں۔ لیکن پتا جی سے معلوم ہوا تہا کہ وہ شہرت سوامی دیانند کی تہی"۔ بالو منشی رام جی ملاحظہ فرمائیے کہ جن سوامی دیانند کو آپ اپنا گرو خیال کرتے ہیں اُن کو آپکے پتا اور ماتا اور اہل کاشی ناستک اور جادوگر خیال کرتے تھے۔ اس موقع پر تو وہی مثل صادق آتی ہے۔ باپ نے ماری مینڈکی اور بیٹا تیرانداز۔ (سناتن دہرم گزٹ)

مدراس کے عیسائی

لالہ لاجپت رائے صاحب لیڈر نے اپنے سفر جنوبی ہندوستان پر لیکچر دیتے ہوئے مدراس کے عیسائیوں کا مندرجہ ذیل حال بیان کیا ہے۔

باوجود اس کے کہ میں جغرافیہ سے ناواقف نہ تہا تاہم بعض بعض مقامات کی نسبت مجھے بالکل علم نہیں تہا کہ وہ ساحل ملابار پر واقع ہیں یا ساحل کارومنڈل پر۔ مدراس کا علاقہ بمبئی سے اُدھر ۲۰۰ میل سے شروع ہوتا ہے۔ جہاز کا سفر نسبتاً ریل سے سستا ہوتا ہے۔ ریل چکر کہا کر جاتی ہے۔ مدراس میں میں نے جو پہلا شہر دیکہا وہ منگلور تہا۔ یہاں عیسائیوں کی آبادی بہت ہے۔ گرجا گھر بیشمار ہیں کرسچن کالج کا چرچ بہت بڑا ہے اسکے تمام در و دیواروں پر انجیل کے قصّے اور کہانیوں کے متعلق تصاویر نقش ہیں اور ان واقعات و تلمیحات کے اظہار کے لئے کہیں کہیں انجیل کی آئتیں بھی نیچے لکھدی گئی ہیں۔ ان کے خوبصورت ہونے میں کوئی شک نہیں ہے دکھن میں کتہلک عقاید کا رواج بہت ہے۔ پروٹسٹنٹ چرچ کے پیرو صرف خال خال نظر آئیں گے۔ رومن کتہلک چرچ کے مسیحیوں کا طرز پرستش ہندوں سے بہت ملتا ہے دن کے وقت گرجاؤں میں بتیاں جلائی جاتی ہیں۔ اور پورانک ہندوؤں کی طرح عیسائی بہی مورتوں کے سامنے سر جہکاتے اور ڈنڈوت کرتے ہیں۔ عیسیٰ کی مورتی کے سامنے دو زانو ہوکر اور مسیحی طریق کے سنتوں کے سامنے ایک زانو ہوکر سر جہکاتے ہیں یا کہڑی ہوکر ہاتہ جوڑتے ہیں۔ چرچ میں بہت جگہ پوتر جلی دیوار و منبر رکہا رہتا ہے جو اوسکے چہینٹے اپنے سروں پر ڈالتے ہیں۔ ہندوں کی طرح چرچ میں جوتا نہیں لے جاتے۔ بعض مورتوں کے نیچے لکہا ہوا ہے کہ اگر یہاں سجدہ کیا جائے یا اس کے سامنے بیٹہکر پوجا کی جائے تو سو رعائتیں ملیں گی۔ وعلی ہذا القیاس۔ دیسی عیسائیوں کو ہندوں سے تمیز کرنا بہت مشکل ہے۔ اون کی طرز معاشرت ایک سی ہے ہندوں کی طرح یگیوپویت پہنتے ہیں۔ ذات پات کا خیال ویسا ہی دامنگیر ہے۔ عام پوشش دہوتی اور کوٹ ہے۔ ان میں بھی جوتا پہننے کا رواج نہیں ہے۔ بعض بعض دوسروں کے ہاتہ کا چہوا ہوا کہانا بہی نہیں کہاتے۔ گاۓ اور سور کا گوشت تو قطعی حرام سمجہ لیا گیا ہے لیکن بہت آدمی ایسے نکلیں گے جو بالکل گوشت کے استعمال سے پرہیز کرتے ہیں۔ تیوہاروں کے دن تو بالخصوص اس سے ذرا بہی سروکار نہیں رکہتے۔ ایسی حالت میں ہندو و عیسائیوں میں فرق اجنبی کے لئے غور اور دقّت کا مضمون بن جاتا ہے۔ مذہبی فرق صرف اسقدر ہے کہ ہندو رام کرشن وغیرہ کی مورتیں پوجتے ہیں یہ عیسیٰ مریم اور سنتوں کی مورتوں کی پرستش کرتے ہیں۔ نئے تہذیب کے علامات بہت کم نظر آتے ہیں۔ رسم و رواج بالکل ہندوں کی طرح ہیں۔ جس طرح ہندوؤں کے ہاں مرنے کے وقت کی خیرات مہا برہمن لیتے ہیں ویسے ہی پادریوں کے ساتہ سلوک کیا جاتا ہے۔ برہمنوں کے ٹیکس کی طرح پادری بہی ان سے مذہبی معاوضہ وصول کیا کرتے ہیں سند و تقاریب کیطرح اوقات مقررہ پر مذہبی رسم ادا کئے جاتے ہیں۔ مجھے یہ کیفیت دیکہکر سخت تعجب ہوا میں نے ایک عیسائی سے پوچہا۔ کیا تم آواگون مانتے ہو؟ اوس نے جواب دیا کیوں نہیں؟ سوائے مورتیوں کے تبدیل کر لینے کے اور وہاں کوئی فرق نہیں ہے۔ اگر آریہ سماج کے چند حامی وہاں جاکر کام کرنا چاہیں تو ان کو بہ آسانی جلد واپس لا سکتے ہیں۔ جو سوشیل دقتیں یہاں ہیں وہ وہاں نہیں ہیں۔ یہاں کے عیسائی تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندوں سے بالکل تعلق نہیں رکہتے۔ مگر مدراسی کرسچین کی کیفیت جداگانہ ہے۔ رسومات وغیرہ سب بدستور ہیں سوشیل رواج میں مطلق فرق نہیں آیا ہے صرف اتنا کام ہے کہ بائبل کی جگہ وید ان کے ہاتہ میں دیدیا جائے اور عیسیٰ کی جگہ پرماتما کا اشلوک سکہا یا جائے۔ اون کا عام لباس جیسا میں نے پہلے عرض کیا ہے دہوتی۔ چہوٹا قمیض بنیان اور گلے میں دوپٹہ ہے۔ بعض بعض دہوتی کے سوا بدن پر کوئی کپڑا نہیں پہنتے۔ حتیٰ کہ طالب علم بھی اکثر ایسے ہی رہتے ہیں۔ ایک موقعہ پر ایک میٹنگ منعقد تھی۔ اوس میں پانچسو آدمی شریک تھے سب سر اور پاؤں ننگے تھے میں چند معزز آدمیوں کو اسی وضع میں دیکہکر سمجہا برہمن ہونگے مگر بعد میں گرجا گھر میں شریک ہوتے ہوئے دیکہکر معلوم ہوا وہ عیسائی تھے۔ مشرقی ممالک میں جو مسیحی پادری ہندو کے بہکانے کیلئے آئے تھے اونکو جیسوٹ JESUITS کہتے ہیں سینٹ زیویر ST: XAVIER ان سب کا پیشرو تہا۔ ان لوگوں نے عجیب طریق پر کام کیا بالعوض اسکے کہ کسی قسم کی مذہبی تردید کرتے بائبل کو سنسکرت میں ترجمہ کر کے پانچویں وید کے نام سے ان کے ہاتہ میں دیا۔ اور سنسکرت کے مدارس قایم کر دئے عیسائی تو ضرور بنا لیا مگر یگیوپویت وغیرہ قومی رواج کو صدمہ نہیں پہونچایا۔

ایک سجّادہ نشین کی پیشگوئی

(۲۵ مارچ ۱۹۰۵ء)

عصر کی نماز کے پیشتر حضرۃ حجۃ اللہ علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے حضور صاحبزادہ سراج الحق صاحب نعمانی نے اپنے بڑے بہائی شاہ خلیل الرحمٰن صاحب سجادہ نشین سرسادہ کا خط سنایا جسمیں انہوں نے حضرت حجۃ اللہ علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی نسبت بطور پیشگوئی لکہا تہا کہ وہ جلد فوت ہو جائینگے اور انکی سلسلہ کا خاتمہ ہو جائیگا۔ اور یہ بھی لکہا تہا کہ میں کشف قبور کر سکتا ہوں اور کرا سکتا ہوں اگر مرزا صاحب سچے ہیں تو وہ بہی مجھے کشف قبور کر کے دکہائیں وغیرہ (ملخصاً)۔

حضرت اقدس نے سرسری طور پر اس کارڈ کو سن لیا پہر نماز عصر ادا فرمائی۔ بعد نماز عصر کوئی ایسی تحریک آیا پہنچی کہ آپ نے صاحبزادہ سراج الحق صاحب کو دین مسجد ہی میں بلایا اور فرمایا کہ جسکا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

آپ انکو اپنی طرف سے ایک خط لکہدو کہ یہ پیشگوئی جو آپنے کی ہے اسمیں تو برسوں کی مراد بر آئی میں یہی چاہتا تہا کیونکہ اس سے سچائی کا فیصلہ ہو جاتا ہے لیکن مہربانی کر کے اتنی تصریح کر دو کہ کیا وہ (مرزا صاحب) آپ سے پہلے فوت ہو نگے یا پیچھے۔ تاکہ پہر اس پیشگوئی کو آپکی کرامت قرار دیکر شائع کر دیا جاوے جب یہ پیشگوئی پوری ہو گی اسوقت دنیا دیکہ لیگی

پس آپ اب ہرگز دیر نہ کریں بہت جلد اس امر کو لکہ بہیجیں اور کشف قبور کا معاملہ تو بالکل بیہودہ امر ہے جو شخص **زندہ خدا** سے کلام کرتا ہے اور اسکی تازہ بتازہ وحی اسپر آتی ہے اور اسکے ہزاروں نہیں لاکہوں ثبوت بہی موجود ہیں۔ اسکو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ مردوں سے کلام کرے اور مردوں کی تلاش کرے۔ اور اس امر کا ثبوت ہی کیا ہے کہ فلاں مردہ سے کلام کیا ہے یہاں تو لاکہوں ثبوت موجود ہیں۔ ایک کارڈ ڈاک ایک آدمی اور ایک ایک روپیہ جواب آتا ہے وہ خدا کا ایک زبردست نشان ہے کیونکہ ایک عرصہ دراز پیشتر خدا تعالیٰ نے فرمایا تہا کہ یاتون من کل فج عمیق و یاتیک من کل فج عمیق اور ایسے وقت فرمایا تہا کہ کوئی شخص بہی مجھے نہ جانتا تھا اب یہ پیشگوئی کیسے زور شور سے پوری ہو رہی ہے کیا اسکی کوئی نظیر بہی ہے؟ غرض ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ ہم **زندہ خدا کو چہوڑ کر مردوں کو تلاش کریں؟**

ایڈیٹر الحکم - فی الحقیقت اگر شاہ **خلیل الرحمٰن صاحب** اپنی اس پیشگوئی میں سچے ہیں اور خدا تعالیٰ سے انہوں نے خبر اور علم پاکر ایسا لکہا ہے تو انہیں مردانہ وار اس میدان میں قدم رکہنا چاہیئے اور خدا تعالیٰ کی قسم کہا کر اس پیشگوئی کو شائع کرنا چاہیئے ایسا کرنے سے وہ تمام سجادہ نشینوں کی جو اس سلسلہ کے مخالف ہیں **عزت** رکہ لینگے۔ کیونکہ آجتک کسی بہی صوفی اور گدی نشین کو یہ حوصلہ نہیں ہوا ہے کہ وہ اس قسم کی پیشگوئی کرتا اور خدا تعالیٰ کے ساتہ اپنے **زندہ تعلقات** اور اپنی قبولیت دعا کا ثبوت دیتا۔ پیشگوئی کرنا تو بہت بڑی بات ہے بجز غلام دستگیر قصوری کوئی ایسا ہی مرد میدان نہیں پایا جو خدا تعالیٰ کی قسم کہا کر لکہتا اور ایسی دعا شائع کر دیتا کہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کہا کر کہتا ہوں کہ مرزا غلام احمد صاحب اپنے دعاوی میں کذاب ہے اور مفتری علے اللہ ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ اگر میں اپنے دعویٰ میں کذاب اور مفتری ہوں اور مرزا غلام احمد صاحب سچے ہیں تو تو کاذب کو صادق کے سامنے موت دیکر فیصلہ کر دے۔

ناظرین کے ساتھ پانچ منٹ

عفو تقصیر۔ خواجہ کرم داد صاحب جموں لکھتے ہیں کہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں اسلئے بذریعہ الحکم میں سب صاحبان سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر کسی کو مجھ سے کوئی رنج ہو تو للہ معاف فرماویں اور میرے لئے خاتمہ بالخیر کی دعا کریں۔

یادداشت۔ ۷ مارچ ۱۹۰۵ء کا ۱۳ و ۱۴ صفحہ شائع نہیں ہوا تھا چنانچہ اسی نمبر میں اشارہ کیا گیا ہے پھر بھی بعض احباب طلب کرتے ہیں۔ اسلئے اس اطلاع کو کافی سمجھا جاوے۔

توسیع اشاعت الحکم۔ خدا کا شکر ہے کہ ناظرین الحکم بیدار ہو چلے ہیں۔ پشین کیلئے سرمایہ ہم پہونچانے والی تحریک پر عملدرآمد شروع ہے۔ چنانچہ منشی عالم شیر صاحب سارجنٹ جو الحکم کے سچے فدائی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مخلص فرد ہیں۔ اور الحکم کو اس سے پہلے قریباً ایک درجن خریدار دے چکے ہیں ۲۹ مارچ ۱۹۰۵ء کو پانچ اور خریدار بھیجے ہیں۔ اب اس سلسلہ میں نمبر خریداران جدید یوں ہے۔ ۱ منشی عالم شیر صاحب (۱۸-۲۲) پانچ خریدار (۲) منشی محمد حسین صاحب سافر منگ (۲۳) ۳۔ چودہری محمد حسین صاحب ظفروال (۲۴) پہلے بھی بہت سے خریدار دے چکے ہیں میں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر چودہری محمد حسین منشی عالم شیر اور مولوی عبدالحکیم صاحب پورنیاں جیسے عالی ہمت اور سعی کرنیوالے الحکم کے ایکسو خریدار بھی ہوں تو الحکم کی اشاعت دنوں میں کئی ہزار ہو جاوے حالانکہ ان مندرجہ بالا اصحاب سے بہت بڑھکر باوسوخ اور اہل ثروت ناظرین الحکم کے ہیں۔ مگر وہ توجہ نہیں کرتے۔ ۴۔ مولوی عبدالخالق صاحب مظفرنگر (۲۵)

۲۔ علاوہ بریں ۲ جدید خریدار اس ہفتہ میں اپنی درخواست پر زمرہ ناظرین الحکم میں شامل ہوئے۔ گویا اس ہفتہ کی رپورٹ یہ ہے کہ ۱۱ خریدار جدید ہوئے۔

تفسیر القرآن۔ تفسیر القرآن جلد دوم کا پہلا اور دوسرا نمبر چھپنا شروع ہو گیا ہے الحمدللہ علیٰ ذالک اسکی پسندیدگی اور تمولیت کے خطوط آرہے ہیں اور غیر احمدی لوگوں نے بھی پسندکر کے اس کا پورا سٹ مانگا ہے۔

دو روپیہ فنڈ۔ الحکم میں بیننے خریداران الحکم سے مدرسہ تعلیم الاسلام کی امداد کیلئے حضرت مخدوم الملتہ مولوی عبدالکریم صاحب کی دو ہزار کی اپیل پر دو دو روپیہ کی خریداری مانگا تھا خوشی کی بات ہے کہ اکثر احباب نے اس نیک کام میں شمولیت کا فخر حاصل کیا ہے۔

افضل مرحوم کی تعزیت۔ اکثر احباب نے مرحوم افضل کی تعزیت کے خطوط میرے پاس بھیجے ہیں جزاہ اللہ ۔ احسن الجزاء بعض احباب نے اپنے خطوط تعزیت کی اندراج کی خواہش بھی کی ہے افسوس کہ میں ہر ایک خط درج نہیں کرسکتا

شکر گزاری۔ سرپرستان الحکم میں کہ جن کے نام بقایا بابتہ پیشگی ۱۹۰۵ء کے وی پی جاری ہو رہے ہیں جنہوں نے وی پی وصول فرماکر مجھے مدد دی ہے میں انکی برمحل امداد کے لئے شکر گزار ہوں۔

شرف ہندوستان

(از پروفیسر اقبال)

چشتی[1] نے جس زمین پر پیغام حق سنایا
نانک نے جس چمن میں وحدت کا گیت گایا
تاتاریوں نے جس کو اپنا وطن بنایا
جس نے حجازیوں سے دشت عرب چھڑایا
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

یونانیوں کو جس نے حیران کر دیا تھا
سارے جہاں کو جس نے علم و ہنر دیا تھا
مٹی کو جسکی حق نے زر کا اثر دیا تھا
ترکوں کا جس نے دامن ہیروں سے بھر دیا تھا
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

ٹوٹے تھے جو ستارے فارس[1] کے آسمان سے
پھر تاب دیکے جسنے چمکائے کہکشاں سے
وحدت کی لے[2] سنی تھی دنیا نے جس مکان سے
میرعرب[3] کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

بندے کلیم جس کے پربت جہاں کے سینا
نوح[4] نبی کا ٹھیرا آکر جہاں سفینا
رفعت ہے جس زمین کی بام فلک کا زینا
جنت کی زندگی ہے جسکی فضا میں جینا
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

گوتم کا جو وطن ہے جاپان کا حرم ہے
عیسیٰ کے عاشقوں کا چھوٹا یروشلم[5] ہے
مدفون جس زمین میں اسلام کا حشم ہے
ہر پھول جس چمن کا فردوس ہے ارم ہے
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

[1] یعنی پارسی قوم۔
[2] کرشن جی کی بانسری کیطرف اشارہ ہے۔
[3] جناب سرور کائنات کی حدیث ہے "مجھکو ہندوستان کی طرف سے ٹھنڈی ہوا آتی ہے۔"
[4] ہمالہ کی چوٹی اب تک ناؤ بندھن کہلاتی ہے۔
[5] سینٹ ٹامس (حضرت مسیح کا ایک شاگرد جو عیسائی مذہب کی تلقین کیلئے سب سے پہلے ہندوستان میں آیا) کی قبر مدراس میں ہے۔ ہندوستان میں بعض کی خیال میں حضرت مسیح علیہ السلام بھی کشمیر میں مدفون ہیں۔

رسید زر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

آمدنی ۳ مارچ ۱۹۰۵ء

(۱) جماعت کھاریاں ضلع گجرات معرفت منشی ولیداد خان عرایض نویس ۔۔۔ قربانی فنڈ
(۲) جماعت پوریالوالی ڈاکخانہ کھاریان معرفت سلطان زمیندار ۔۔۔ قربانی فنڈ
(۳) مولوی محمد فضل صاحب چنگوی قادیان ۔۔۔ چندہ
(۴) حکیم فضل الدین صاحب قادیان ۔۔۔ مدرسہ
(۵) جماعت لاہور معرفت حکیم محمد حسین قریشی ۔۔۔ مدرسہ

میزان ۔۔۔

آمدنی ۴ مارچ ۱۹۰۵ء

(۱) منشی عبدالعزیز صاحب ٹیلر ماسٹر متھرا ۔۔۔ مدرسہ
(۲) ״ ۔۔۔ عید فنڈ
(۳) ״ ۔۔۔ قربانی فنڈ
(۴) منشی یونس بیگ صاحب پٹواری سکیت کوٹ ۔۔۔ مدرسہ
(۵) منشی صفدر حسین صاحب مہتمم صیغہ تعمیرات حیدرآباد دکن ۔۔۔ قربانی فنڈ
(۶) سید محمد شاہ سکہ ڈرن رائیڈر رسالہ ۲۰ ترپ نوشہرہ ۔۔۔ مدرسہ
(۷) سید سلطان شاہ صاحب گنگا متھرا ریلوے چہال وارسنیٹ باجیر سپاڑ ۔۔۔ مدرسہ
(۸) منشی گلاب خانصاحب سب پوسٹماسٹر راولپنڈی ۔۔۔ مدرسہ
(۹) منشی رستم علیصاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ ۔۔۔ ״
(۱۰) ایضاً ۔۔۔ عید فنڈ و قربانی فنڈ
(۱۱) ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور ۔۔۔ شفاخانہ
(۱۲) منشی محمد اسمٰعیل صاحب ٹیلر ماسٹر ۳ رائفل برگیڈ کیمپ عدن ۔۔۔ مدرسہ
(۱۳) ماسٹر فقیر اللہ صاحب ٹیچر قادیان ۔۔۔ عید فنڈ
(۱۴) معرفت ماسٹر ہدایت اللہ صاحب جہلم (جماعت جہلم) ۔۔۔ عید الضحیٰ
(۱۵) ״ ایضاً جماعت جہلم ۔۔۔ کھال قربانی
(۱۶) میاں احمد حسین صاحب فریدآبادی رفیق اہلکار سرسہ ۔۔۔ مدرسہ
(۱۷) میاں اللہ دتا صاحب زمیندار سکنہ میانوالی ڈاکخانہ کلو مہاران تحصیل ۔۔۔ مدرسہ

میزان ۔۔۔

۵ مارچ ۱۹۰۵ء

(۱) بابو برکت علی صاحب احمدی کلرک محکمہ انہار سرگودہ ڈویژن سرگودہ ضلع شاہپور ۔۔۔ عید فنڈ
(۲) حافظ رحمن دین صاحب قادیان بابت میاں برکت علی صاحب برادر خود ۔۔۔ مدرسہ
(۳) سید ماسٹر صاحب مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام نصیر مدرسہ فروری ۱۹۰۵ء ۔۔۔
(۴) ایضاً ۔۔۔ فیس بورڈنگ نومبر ۱۹۰۵ء
(۵) ایضاً ۔۔۔ فیس بورڈنگ دسمبر ۱۹۰۴ء
(۶) میاں عبداللہ خانصاحب سکنہ ضلع راولپنڈی ۔۔۔ مدرسہ
(۷) میاں مسیح اللہ صاحب ملازم بورڈنگ ۔۔۔ مدرسہ

میزان ۔۔۔

۶ مارچ ۱۹۰۵ء

(۱) جماعت موضع بہنی معرفت مولوی سکندر علیصاحب ۔۔۔
(۲) منشی عبدالعظیم پٹواری حلقہ سلانکی ڈاکخانہ مبارکپور ۔۔۔ رستم فنڈ
(۳) ایضاً ۔۔۔ مدرسہ
(۴) منشی غلام محمد صاحب محرر لنگر قادیان ۔۔۔ عید فنڈ
(۵) منشی برکت علیصاحب محرر البدر قادیان ۔۔۔ چندہ بورڈنگ

میزان ۔۔۔

۷ مارچ ۱۹۰۵ء

(۱) چودہری غلام سرور خانصاحب فائرنگلو ڈیرہ اسمٰعیلخان ۔۔۔ چندہ بورڈنگ
(۲) سید فرزند حسین صاحب نقشہ نویس چندہ سالانہ ۔۔۔ مدرسہ
(۳) جماعت پشاور معرفت مولوی غلام حسن صاحب ۔۔۔ چندہ بورڈنگ
(۴) منشی نورالدین صاحب احمدی نقشہ نویس پی ڈبلیو ڈی ۔۔۔ عید فنڈ
(۵) سید غلام شاہ صاحب موضع مونگ ڈاکخانہ کھاریاں ۔۔۔ قربانی فنڈ
(۶) حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی ۔۔۔ عید فنڈ
(۷) مولوی غلام امام صاحب پاکسانی پور آسام ۔۔۔ عید فنڈ
(۸) میاں جان محمد صاحب مدرس ایم بی سکول سکنہ سیالکوٹ ۔۔۔ مدرسہ
(۹) ایضاً ۔۔۔ عید فنڈ
(۱۰) ایضاً ۔۔۔ مسکین یتامیٰ

میزان ۔۔۔

۸ مارچ ۱۹۰۵ء

(۱) ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ راولپنڈی ۔۔۔ شفاخانہ
(۲) منشی محمد بخش صاحب پٹواری نہر انعیات ستری کوٹ ۔۔۔ قیمت کھال
(۳) سید قاضی غلام حسین صاحب ڈسپنسری اسسٹنٹ ۔۔۔ شفاخانہ
(۴) جماعت احمدیہ دہلی معرفت منشی قاسم علی مہتمم خادم دہلی ۔۔۔ مدرسہ
(۵) ایضاً ۔۔۔ عید فنڈ
(۶) ایضاً ۔۔۔ کھال قربانی
(۷) ایضاً (امداد دواخانہ عید فنڈ مدرسہ) ۔۔۔
(۸) ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن شاہپور ۔۔۔ شفاخانہ
(۹) ایضاً ۔۔۔ برائے مدرسہ
(۱۰) ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن ۔۔۔ شفاخانہ
(۱۱) میاں عبدالواحد صاحب خانساماں بنارس ۔۔۔ مدرسہ
(۱۲) چوہدری بشارت علی صاحب سب پوسٹماسٹر لوہارو ۔۔۔ مدرسہ
(۱۳) ڈاکٹر ستار شاہ صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ ۔۔۔ امداد مدرسہ
(۱۴) مولوی غلام رسول صاحب معرفت ڈاکٹر ستار شاہ صاحب ۔۔۔ مدرسہ
(۱۵) مولوی محمد الدین صاحب ۔۔۔ ״ مدرسہ
(۱۶) سید حسین علیشاہ صاحب ۔۔۔ ״ مدرسہ
(۱۷) میاں امام الدین صاحب ۔۔۔ ״ مدرسہ
(۱۸) میاں عبداللہ احمدی نمبردار ستوکے تحصیل قصور ضلع لاہور ۔۔۔ مدرسہ
(۱۹) سید غلام حسین شاہ صاحب ڈسپنسری اسسٹنٹ ۔۔۔ مدرسہ

میزان ۔۔۔

www.aaiil.org

تحقیقات مسئلہ عزاداری حسین

گذشتہ اشاعت سے آگے

مبحث دیگر۔ امام زین العابدین علیہ السلام کہ وارث امام حسین و وارث تمام شہدا و مقتولین بودگاہے اینچنین تعزیہ داری کہ فی الحال در مومنین ہند و شام و عراق و حجاز و ایران و عرب جاریست۔ بنا نہادہ است یا گرفتہ است ابقول مولوی صاحب امر تعزیہ مودن مصیبت در ہر ایام مثلاً ماتم کدہ مخصوص بنا نہادہ بود سال بسال آنرا سیاہ پوش میکرد قندیلہا آویزان میکرد۔ فانوس و شمع ہائے کافوری مے افروخت نقادیر بر دیوارہائے ماتم سرا ثبت میکرد شمشیرہائے مے آویخت ممبر سیاہ پوش مے نہاد گلہائے بران ممبر مے نہاد علمہا از چوب خشک ساختہ بود یا ہمان علم عباس راکہ با خود داشت می کشید یا عمامہ و لباسہائے حسین راکہ پارہ پارہ شدہ بود مے کشید۔ مال و اسباب اہلبیت کہ بتاراج رفتہ بود دوبارہ بایشان رد کردہ بودند می کشید و بر مردم نشان مے داد شالہائے سیاہ و سرخ و سبز بر علم مے بست یک نارنج ہم بر سنانش مے نہاد۔ و لال میکشید و درا با عراق ہائے سرخ و سبز مزین مے کرد بر قاش این دستار بقدرے نہاد و شمشیر با او حمایل میکرد۔ لشب دہم علم میکشید و در اشب احیار نام نہادہ بود۔ تمام شب علم را گردش مے داد اصحاب و مومنین موجود زیر سایہ علم سینہ زنی میکردند زیر قدمہائے دلدل و علم گوسفندہائے ذبح میکرد۔ زنان و مردان جمع شدہ شالہائے علم و ممبر سیاہ را بوسہ مے دادند آخر در آنوقت کشالہائے و علمہا و لباسہائے اصلے موجود بودند سزاوار تر بودند کہ از انہا تبرک و تیمن جستہ شود بوسہائے دادہ شود آنہا را دیدہ گریہ کردہ شود۔ دستہائے حسین و شہدا با ان لباسہائے و اشیار رسیدہ بود خون اصلے و تیرہائے و سوراخہائے و جراحات شمشیر با ان لباسہائے اصلاً منقش و آشکارا بود۔ مے بایست کہ مردان از علمہائے و ممبرہا حاجات خود طلب کردند سے طفلہائے خود را زیر علم و ممبر سجدہ مے انداختند مے۔ القصہ باید کہ ثبوت رسد کہ دران حین ہم زنان مومنہ از برائے مرادہائے خود بیضہائے مصنوعی از ماتم سراہائے مے بردند مثلاً اینکہ ماتم حسین اگر مرا فرزند نرینہ عطا کنند بجائے این بیضہ مصنوعی

بیضہ ذہب و فضہ و جبیل نذر سازم برائے امام زین العابدین یا پسر ش در سال آئندہ در ین ماتم کدہ فراہم آوردہ یا زنان و مردان بیک بار ایستادہ پیش ممبر و علم و شمع ہائے کافوری در دست روشن میکردند۔ خود امام کہ ماتم دار بود در مردان و حضرات مخدرہ در زنان مے نشستند روپیہ و دلیل بطور نذر از مردان و زنان اخذ میکردند پیش ممبر و علم ہمہ ایشان را در سجدہ می انداختند گویا شہادت پدر و برادر خود را وجہ مناسب و ذرائع حصول منفعت خود ساختہ بودند تعزیہائے از چوب و کاغذ و دیگر چیزہائے می ساختند سر انکہ روپیہ در تہذیب صرف میکردند یکجائے را کربلا ذی نام نہادہ ہمہ تعزیہ ہا را در انجا مدفون میکردند شاہ ہر سال کربلائے رسیدہ می رفتند و این ہمہ عملہائے و کارہائے کہ ذکر کردیم در انجا میکردند۔ اشخاص چندرا بنام سکینہ و یزید و شمر و حرملہ و حسین نام نزدے کردند۔ اگر بگویند ظالمان نگذاشتند ما گوئیم غلط در مصر فاطمئین سلطنت داشتند در مدینہ ہم الہ برائے حدی خلافت داشتند باز چرا این عمل ہائے در زمانہ آئمہ اہلبیت بعمل نیا وردند باید کہ نشان دادہ شود باین عملہائے امام زمان فتوی دادہ است۔ باز باید کہ ثابت شود کہ در زمان امام زین العابدین در ماتم سرا ہائے مرد و زن جمع شدہ قید ستر و پردہ را بالائے طاق مے گذاشتند ہدایت نص بعد کہ ارشاد خداوند یست از میان مرتفع می شد یا رانہ و دوستانہ و اشنائی صدہا زنان ذو قرآن دو سینہ دہم در ین ایام عشرہ محرم بوقوع می آمد گویا بہر قسم بدعات ناروا در عشرہ محرم بعمل آوردہ میشد۔ حرمت ماہ محرم را علانیہ مے کردند ہمچنانکہ فی الحال در مومنین مخلصین جاریست پس تعجب است کہ کدام صاحب ملت حقہ این بدعات را روا وا ر باشند و اینہا را مقدمہ سنت یا مقدمہ سنت موکد قرار دہد۔ **العیاذ باللہ من ہذا الاعتقاد۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا**۔ از علمار تشیع سوال داریم کہ آیا این تمام امورات از امام زین العابدین علیہ السلام سرزدہ اند یا امام معصوم بعمل آوردہ اند کہ آخر امام معصوم کہ قتل پدر خویش و شہید شدن دیگر اعزہ و اقارب برویت العین دیدہ بود و خود ش ہم مصائب بسیار کشیدہ بود۔ سزاوار تر بود کہ این مستحبات را بعمل آوردے زیرا کہ مولانا صاحب این اصول قائم کردہ اند کہ مقدمہ واجب واجب و مقدمہ سنت سنت است۔ (یعنی گریہ کردن) لازم بود کہ امام معصوم این ہمہ مستحبات را بعمل آوردہ باشد تا سنت بودن افعال معلوم

استمرار ثابت شود۔ در زمانہ زین العابدین و امام محمد باقر چوب ہم موجود بود۔ لباس ہم موجود بود باز چرا شبیہ علم و دلدل و ممبر نساختند بلکہ معلوم است کہ دلدل اصلی حسین و شالہائے و لباسہائے و عمامہ ہمہ موجود بود باز چرا امام معصوم از برائے شبیہ و نشان آنہا را نکشیدند آخر ہر کسے در مدینہ از برائے تعزیہ پیش امام مے آمد باز چرا امام لباسہائے را از برائے تبرک و تیمن یا شبیہ بایشان نشان نداد۔ در ماتم سراہائے مردم کشمیرے دیدہ شد کہ بر وقت معرکہ گفتن دستار شخصے ابرے دارند و نشان مے دہند کہ مثلاً اینطور حسین را بر نیزہ سوار کردند گویا معرکہ قولی را از حرکت و عمل فعلے موثر و واضح ترے کنند پس پیش امام ہم کسے آمدہ پرسیدہ باشد کہ یا امام حسین را چسان بر نیزہ کردند و امام معصوم دستار خود را بدست گرفتہ تبیین فعلے کردہ باشد۔ علی ہذا دلدل حسین و علم عباس را از برائے نشان کشیدہ باشد۔ اگر گویند آنوقت ضرورت داعی نبود۔ ما گوئیم این وقت ہم از برائے محبین حسین حاجت باین نقلہائے فرضے نیست مگر از برائے کسے کہ بدروغ محبت دارد و البتہ وضع و شبیہ را این مردم جاہل خوش دارند اگر گفتہ شود این ہمہ شبیہہائے سامان و ذرائع گریہ است ما گوئیم پیش امام ہم مردم جمع مے شدند از برائے گریہ چہ سامان کردہ بود ہمان سامان بعمل آرید۔

اگر امام معصوم از برائے گریہ ہیچ سامان نکرد شما ہم بگذارید و تا سے بفعل امام کنید۔

سوال دیگر۔ امام زین العابدین علیہ السلام صابر و شاکر بود یا نہ و گریہ وفات از برائے اعزہ و اقارب خود میکرد یا از خوف خدا گریہ میکرد۔ اگر صابر و شاکر بود در باید کہ امام باین صفت متصف باشد پس گریہ کردن منافی صبر و شکر است **ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال** این شہادت خداوندیست کہ خداوند عالم صالحین امت رسول را کہ دم از محبت وے زنند در ابتلاہا ربیاز باید اگر امام زین العابدین از صلحار امت و دوستان خدا بود باید کہ باین ابتلاہا انداختہ شدہ باشد ہمچنانکہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام را خداوند عالم در ذبح ولد خود اسماعیل و در ادائے دیگر امور آزمودہ (و اذ ابتلی ابراھیم ربہ بکلمات الخ) پس اگر بگویند کہ حضرت زین العابدین را در ین ابتلاہا آزمودہ شد و صبر و شکر ورزید صحیح است

و آنوقت ثابت میشود کہ قبول کنیم گریہ بر حسین نکرد جزع و فزع بنا نکرد و شکایت بمردم نکرد۔ بلکہ در مصائب دارندہ مردانہ وار قدم استقلال فرا پیش مے نہاد و حمد الہٰی بجا مے آورد و اگر گریست از خوف خدا گریست نہ از برائے حسین یا دیگر اعزہ و اقارب فتدبر۔

اہل تشیع گویند چہل سال از برائے شہادۃ حسین گریہ کرد۔ (**انک ھذا بھتانا عظیم**) آیہ کلام مجید چہ ہدایت مے فرماید پس نقل امام زین العابدین اما اگر در وقت مصائب زار زار گریستہ باشد چہ فرق دارد باگریہ ما یان کہ از برائے پدر و برادر و اعزہ خویش گریہ مے کنیم و ظاہر است کہ امام معصوم را این آیہ و آنی ہدایہ معلوم بود و می دانست کہ ما از دوستان خدائیم و ہر کہ دوست خدا باشد مطابق این حکمش در ابتلاہا انداختہ میشود و ما را باید کہ در ین ابتلاہا صبر و شکر ورزیم تا محقق رحمت او شویم (**اولئک علیھم صلوات من ربھم و رحمۃ**) نہ اینکہ در مصائب خود وار دہ گریہ و بکا کنیم و مومنان را امر بصبر فرمائیم۔ فتدبروا یا اولی العلماء۔ القصہ از برائے یک فعل مسنون کہ آنہم بہ ثبوت نہ رسید بل ظن محض است اینقدر محرمات و فواحشات و منکرات یا ثمر را در پس پشت انداختن کار اہل علم نیست۔ اللہم احفظنا من شرورہ البدعات۔ (باقی آیندہ)

خاکسار نذر علی از صوبے۔

درخواست دعا

مندرجہ ذیل احباب دعا کی درخواست کرتے ہیں

۱۔ مولوی شرف الدین احمد صاحب بھاگلپوری۔ انکا لڑکا دیوانہ ہوگیا ہے اسکے لئے ناظرین الحکم دعا کریں۔

۲۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

ڈیر اڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مفصلہ ذیل سطور کو اپنے قیمتی اخبار الحکم کے کسی کالم کے گوشہ میں جگہ دیکر مشکور فرماویں۔

درخواست برائے دعا

میرا امتحان شروع ہے۔ لہذا نہایت مودبانہ و عاجزانہ درخواست ہے۔ کہ تمام احباب احمدیہ ایک روز اس عاجز کی کامیابی کے لئے للہ دعا فرماویں۔ والسلام۔ خاکسار حسن علی احمدی۔ خریدار اخبار الحکم ۹۶۳ سٹوڈنٹ سائینٹیفک اسسٹنٹ کلاس لاہور۔ احاطہ چانن مل۔ انارکلی ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء

www.aaiil.org

[illegible]

اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصفی سارسا پریلا یعنی عجیب و غریب چہار جوہر ـ ملسی اور حکمی مصفیات خون اور مقویات بدن کا مجموعہ ہر ایک بکس چہار جوہر کے چار دن شیشی کی دوا میں تجربہ ہوئے خون کو نہایت صاف کرکے تمام جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور سر سے پیر تک ہر طرح کی طاقت بخشتی ہیں چار سو چار دوا کا ست اور جوہر فی شیشی ہر خوراک چار شیشیوں میں ۳۲ خوراک جو ۳۲ روز کے استعمال میں مرد اور عورت لڑکے اور بوڑھے سب کو تمام عمر کیلئے صحیح و سالم اور چست و چالاک بنا دیتا ہے۔ شیشی نمبر ۱ جوہر عشبہ وغیرہ شیشی نمبر ۲ جوہر جرائتہ وغیرہ شیشی نمبر ۳ جوہر شاہترہ وغیرہ ۔ چہار جوہر ہے استعمال کنندہ کو ہیضہ طاعون کھانسی بخار پرانا اسہال سے ہمیشہ محفوظ رکھتا ہے۔ آتشک سوزاک کھجلی خارشت داد اگوت پھوڑا پھنسی سفید داغ جذام کوڑھ ناسور گنٹھیا الا نواسیر گنج سوء مضمی وغیرہ کے فسادات کو ہمیشہ کیلئے صاف کر دیتا ہے۔ ۳۲ خوراک کی چار دن شیشیاں ایک ہی بکس میں مقفل کرکے ... استعمال کی ... قیمت فی بکس ... روپیہ ... محصولڈاک ایک روپیہ چار آنہ۔

اکسیر حیات یعنی نمک نباتات ـ متعدد جڑی بوٹی اور تمام مفید دواؤں اور میوؤں کے ست اور جوہر سے کیمیاوی طور پر ترکیب دیکر بڑی محنت اور جانفشانی سے یہ نمک تیار کیا گیا ہے۔ اول درجہ کا مقوی معدہ ہاضم غذا و دافع قبض و ریاح وغیرہ ... اور خون صالح پیدا کرکے ... طاقت بخشنے والا اور کمزوری دلوں کا پرانا طحال دور ... جگر ... صحت و تندرستی کا ہمیشہ قائم رکھنے والا مرد اور عورت دونوں میں تولد اور تناسل کا مادہ پیدا کرنیوالا ہے ... ایک پوری بوتل استعمال کرکے فضل خدا کا امیدوار رہنا چاہئے۔ قیمت فی شیشی ... خوراک ایک روپیہ محصولڈاک ... ہزارہا آدمیوں نے کامل فائدہ حاصل کیا ہے۔ آپ بھی تجربہ کیجئے اور فائدہ اٹھائیے۔ اسے معمولی نمک نہ سمجھئے یہ نمک امراض ذیل میں حکمی فائدہ بخشتا ہے۔ دائمی قبض بدہضمی پیٹ میں درد اور نفخ ہونا کمی اشتہا یعنی بھوک نہ معلوم ہونا۔ طحال یعنی تاپ تلی ضعف معدہ یعنی غذا کا بخوبی ہضم نہ ہونا اور بار بار پاخانہ ہونا ... اسہال ... درد گردہ ... درد جگر ... کھانسی ... ضعف بصارت ... نامردی جریان ... خارشت و داد سفید داغ اور عورتوں کے خون اجرائے ... بخشتا ہے۔ بچوں کو دانت نکلنے کی حالت میں نہایت ہی مفید ہے ... طبیعت کو خوش اور بشاش رکھتا ہے۔ ... ہیضہ اور طاعون کے زمانہ میں اس کا استعمال اکسیر کا کام دیتا ہے ... اور گوشت عموماً پیدا ہو سکتا ہے ... یہ امر مسلم ہے کہ اکثر بیماریاں معدہ کی خرابی کے سبب سے پیدا ہوتی ہیں ... سے معدہ میں ... پیدا ہوتی ہے کہ ... گویا از سر نو زندگانی حاصل کرتا ہے۔

طاقت پیدا کرنے کی عمدہ دوا یعنی معجون تقویت ـ یہ دوا سر سے پیر تک ہر طرح کی نئی طاقت پیدا کرکے انسان کو ہمیشہ تندرست رکھتی ہے اور دل اور دماغ اور گردہ یعنی اعضاء رئیسہ کی تقویت اعلیٰ اکسیر ہے ... قیمت فی بکس ... خوراک ... محصولڈاک ...

روغن اوجاع ـ کیسی ہی سخت تکلیف دہ گنٹھیا یا عرق النساء یا درد کمر یا درد شانہ ہو چند روز اس تیل کی مالش سے درد اور ورم اور تمام تکلیفات بالکل دفع ہو جاتی ہیں قیمت فی شیشی ... محصولڈاک ...

آنکھوں کیلئے کی روشنی یعنی سرمہ نوری ـ اصلی ممیرا اور ایک سو مفید مقوی بصر ادویات و محلول جواہرات سے یہ سرمہ تیار کیا جاتا ہے ... دھند غبار ... رتوندی ... پڑبال ... وغیرہ ... آنکھوں کی کل بیماریاں دفع کرکے آنکھوں میں نوجوانی کی روشنی پیدا کرتا ہے ... قیمت فی شیشی ایک روپیہ ... محصولڈاک ...

دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کے لئے اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان و خوشبودار منجن ـ دانت اور آنکھ نہیں دونوں ہیں تو زندگی کا مزہ ہے ... اور حفاظت نہایت ضروری اور لازمی ہے۔ اس منجن کو آپ چند روز لگا کر دیکھئے ... دانت موتی کی طرح چمکنے لگیں گے ... ورم اور درد اور بدبو ... قیمت فی شیشی ... محصولڈاک ...

... کلانی ... بواسیر ... اسہال ... جریان ... سوزاک آتشک ... سفید داغ ... وغیرہ ... تمام ہندوستان میں نہایت کامیابی کے ساتھ ہو رہا ہے۔ دو پیسہ کا ایک ڈاک ٹکٹ بھیجکر بڑی فہرست اس دواخانہ کی منگا کر ملاحظہ فرمائیے جسمیں کل دواؤں کی تفصیل حالات مع طریق استعمال و سرٹیفکٹ وغیرہ کے درج ہیں آپ اپنا نام اور پتہ نام ڈاکخانہ خوب صاف لکھئے اور اگر ریلوے سٹیشن قریب ہو تو اس بھی لکھئے۔ **ہمارا پتہ یہ ہے شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل حال مقیم گنج شہر بنارس** ـ نوٹ: ہماری مندرجہ بالا دواؤں کی فروخت کیلئے ہندوستان میں ہر جگہ ایجنٹوں کی ...

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم سے ہے۔ بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ کثرت سے ہوگئے۔ بلحاظ قدامت اسکے ترقی دیگئی ہے اور عطر و تیل و غیر لوازمات صفائی سے تیار کئے جاتے ہیں اور خوش سلیقگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے۔ شائقین بطور نمونہ ... طلب کریں

المشتہر عبداللہ سعداللہ تاجران عطر قنوج

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو بدنامی سے بچانے کو ... صرف ایک عمدہ ذریعہ ہے کہ ہر ایک دوا کا نمونہ کارڈ آنیپر مفت بھیجا جاوے سونے چاندی کی جان جو اعلیٰ درجہ کی مقوی دل و دماغ و معدہ و باہ اور مصفی خون ہیں اور جوان اور بوڑھوں کیلئے سفید اور جس کی ... اکسیر میں قیمت جو کا بکس ۶ (محصول مزاد) یہ ایک نہایت نفیس عمدہ قسم کی ... ہے جو کہ مشک عنبر مقویات اور دیگر ... مخلوط کرکے تیار کی گئی ہے ... اور رقت و جریان اور سرعت احتلام وغیرہ کو دور کرکے چست و چالاک بنا دیتی ہے اور مقوی دل و دماغ و معدہ و جگر ہے ان اعضاء کو تقویت دیکر خون صالح پیدا کرنے کے واسطے ... بکس ... خوراک ... اوسط ... خوراک ... بکس کلاں ... کافی ہو گا۔

المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسن مالکان کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنیسے روانہ ہوگی ... تیل ... کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالوں کو سفید ہونیسے روکتا ہے۔ نزلہ آنکھوں درد سر وغیرہ کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ... محصولڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر منیجر کارخانہ فرحت افزا النسیم قنوج

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالک کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

اِنَّهٗ اٰوَى الْقَرْيَةَ

الحکم

چہ گویم با تو از آئی چہا در قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان کے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ہے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں کو عہ

فہرست مضامین

۱۔ منار کے لئے چندہ صفحہ اول
۲۔ خوفناک زلزلہ کے متعلق خبرین اور اطلاعین ״
۳۔ مختلف شہرون سے زلزلہ کی خبرین صفحہ ۱ و ۲
۴۔ الانذار ״ ۲
۵۔ تفسیر القرآن من مسیح الزمان صفحہ ۳ و ۴
۶۔ حضرت حجۃ اللہ کی تقریر جلسۃ الوداع کی تقریب پر صفحہ ۵
۷۔ خطبہ عید الضحیٰ ״ ۶
۸۔ چند سوالون کے جواب ״ ۷
۹۔ الدعوت ״ ۸
۱۰۔ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ״ ۹ تا ۱۱
۱۱۔ دار الامان کا ہفتہ ״ ۱۲
۱۲۔ حضرت اقدس کے رویا کشوف الہامات ״ ״
۱۳۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالفوں کا آخری جواب ״ ״
۱۴۔ ثواب کا کام صفحہ ۱۲ قربانی کرد ״ ״
۱۵۔ فہرست مضامین کتاب مراۃ الجہاد ״ ۱۳
۱۶۔ اشتہارات ״ ۱۴

نمبر ۱۲ | دار الامان قادیان مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۵ء مطابق ۴ صفر سنہ ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

منار کے لئے چندہ

چونہ اور دیگر ضروری اسباب اور سامان جمع ہو گئے ہیں۔ کام شروع ہونیوالا ہے آج حضرت اقدس امام مطاع علیہ السلام نے فرمایا کہ چندہ کیلئے خاص تحریک کرنی چاہئے۔ اسوقت کم از کم پانچہزار روپے کی ضرورت ہے۔ فرمایا ہر شخص نہیں تو پانچہزار آدمی جماعت میں ایک ایک روپیہ دیں تو بہت جلد یہ سالی اتنی رقم جمع ہو سکتی ہے۔ از بسکہ یہ دن الٰہی تحریکات کے اور صدقات کے ایام ہیں امید ہے کہ ہمارے بھائی جلد توجہ فرما کر اس کار خیر کی روکوں کے دور کرنے کا ثواب حاصل کرینگے شہرون کی جماعت اپنے شہر ہی پر اکتفا نہ کرین بلکہ جن جن دیہات میں انکے علم میں احمدی ہیں انہیں بھی اطلاع دیں اسلئے کہ بہت سے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رضوان حاصل کرنے کا موقعہ مل جائے۔ امید ہے کہ اس اطلاع اور اعلام کے بعد ہر بھائی خاص توجہ اور جوش سے بڑھکر قدم اٹھائیں گے۔ والسلام

خاکسار عبد الکریم۔ ۸ اپریل

خوفناک زلزلہ کے متعلق خبرین اور اطلاعین

ہندوستان میں زلزلہ۔ ۴۔ اپریل کو ۶ بجے ۲ منٹ صبح کے وقت شملہ میں سخت زلزلہ محسوس ہوا۔ مگر جہانتک معلوم ہو سکا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ ۶ بجے ۷ منٹ صبح راولپنڈی میں نہایت سخت زلزلہ محسوس ہوا اور تقریباً ۱۵ سیکنڈ تک رہا جہانتک خیال کیا جاتا ہے۔ اس کے سبب سے چیزیں پانچ پانچ انچ تک حرکت کرتی تھیں۔ زلزلہ کی رفتار شمال مغرب سے جنوب مغرب کی طرف تھی کچھ نقصان نہیں ہوا۔

بعد کی خبر: شملہ پر زلزلہ سے سخت نقصان پہنچا۔

شمالی ہند میں زلزلہ: (شملہ) ۴۔ اپریل کو چھ بجکر ۵ منٹ صبح کے شملہ میں زلزلہ کا نہایت سخت صدمہ محسوس ہوا۔ اس سے زیادہ خطرناک زلزلہ ابتک نہ آیا تھا حرکت تین منٹ تک محسوس ہوتی رہی۔ جس سے کرائسٹ چرچ اور دیگر عمارات کو سخت نقصان پہنچا۔ کئی دودکش گرگئے اور بازار میں کئی مکانات کے گرجانے کی رپورٹ ہوئی ہے۔ گرینڈ ہوٹل کو صدمہ پہونچا۔ اس کا ایک ملازم بال بال بچا۔ اس کے بعد متعدد خفیف زلزلے آئے۔ ان میں سے آخری ۷ بجکر ۴۰ منٹ پر محسوس ہوا۔

مسوری۔ ۴۔ اپریل۔ آج چھ بجکر ۷ منٹ صبح کے ایک نہایت خوفناک اور پرزور زلزلہ یہان آیا۔ نقصان ہنوز معلوم نہیں ہوا۔ رخ مشرق سے مغرب کیجانب تھا۔ پہلا اور سخت ترین صدمہ تقریباً تین منٹ تک محسوس ہوتا رہا۔ چار یا پانچ متمیز صدمے محسوس ہوئے۔

پٹیالہ ۴۔ اپریل:۔ ۶ بجکر پانچ منٹ صبح کے سخت زلزلہ آیا۔ جو کئی منٹ تک رہا۔ نصف گھنٹہ بعد تک چھوٹے چھوٹے صدمے محسوس ہوتے رہے۔

پٹھانکوٹ:۔ کہتے ہیں کہ دہرم سالہ کا سٹیشن زلزلہ سے برباد ہو گیا ہے۔ تمام مکانات زمین کے ہم سطح ہو گئے ہیں۔ جنکے گرنے سے بعض یورپین اور بہت سے دیسی تلف ہوئے۔ لیڈیاں اور بچے کھلی ہوا میں سوتے ہیں۔ غذا میسر نہیں آتی۔

ڈیرہ دون:۔ ساڑھے چھ بجے صبح کے خوفناک زلزلہ آیا اس کا رخ بظاہر مشرق سے مغرب کی جانب تھا۔ اس کے چھ صدمے محسوس ہوئے۔ پہلا نہایت سخت تھا۔ جو پورے پانچ منٹ تک رہا۔ مکانات اور درخت بید کی طرح ہل رہے تھے۔ رومن کیتھولک گرجا بالکل برباد ہو گیا۔ اور کئی مکانات کثرت شکست وریخت سے ناقابل رہائش ہو گئے بعض دیسیوں کے ہلاک ہونے کی رپورٹ ہوئی ہے۔

امرت سر: آج صبح زلزلہ کے سخت صدمات محسوس ہوتے رہے جس سے شہر میں بہت وسیع نقصان ہوا۔ ریلوے سٹیشن کا ایک حصہ منہدم ہو گیا اور مشن چرچ کا گھنٹہ گھر گر گیا۔ صدہا اشخاص مکانوں کو چھوڑ کر کھلے میدانوں مثلاً باغ سنت سنگھ مضافات۔ تالاب ٹنڈا وغیرہ میں چلے گئے۔ نقصان کا اندازہ کئی لاکھ روپے اور متعدد جانوں کا کیا جاتا ہے۔ امرتسر سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر ترن تارن میں بھی زلزلہ آیا۔ جہاں نو آدمی ہلاک اور ۶ مجروح ہوئے۔

مختلف شہروں سے زلزلہ کی خبرین

(نامہ نگاروں پیسہ اخبار سے)

کوہ مری لوٹو۔ (۴۔ اپریل) آج صبح چھ بجکر ۷ منٹ پر یہان زلزلہ اس زور شور سے آیا کہ اکثر مکانات کی چھتیں گر پڑیں۔ اور اکثر میں دراڑیں پڑ گئیں۔ چنانچہ جنرل ہاسپٹل کا ایک حصہ گر پڑا اور ہیڈ کوارٹر کی ایک بارک کی ایک چھت گر پڑی۔ اور دیواریں کئی بارکوں کی شکستہ ہو گئیں۔ اور دراڑیں پڑ گئیں۔ سنا گیا ہے کہ ریاست کوہار میں اکثر مکانات گر پڑے اور بہت سے جانور اور چند جانوں کا نقصان ہوا (راقم محمد شرف نمان)

امرتسر۔ (۴۔ اپریل) خدا نے آج تو بچا لیا۔ اس کا فضل اور کرم رہا۔ ورنہ زندگی کی کوئی امید نہ تھی۔ مکان کے اوپر کی منزل اور بہت سے مکان میرے اور نیز لوگوں کے بالکل خراب ہو گئے۔ میں اسوقت باغیچہ میں مع عیال چلا گیا تھا۔ اب ۳ بجے آیا ہوں

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اوس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اوسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اوسکی سچائی ظاہر کر دیگا

الانذار

(غور سے پڑہو کہ خدا تعالیٰ کی وحی ہے)

آج رات تین بجے کے قریب خدا تعالیٰ کی پاک وحی مجھپر نازل ہوئی جو ذیل مین لکھی جاتی ہے۔ تازہ نشان تازہ نشان کا دہکا زلزلۃ الساعۃ قوا انفسکم ان اللہ مع الابرار دنی منک الفضل جاء الحق و زھق الباطل۔ ترجمہ یعنی خدا ایک تازہ نشان دکہائیگا مخلوق کو اس نشان کا ایک دہکا لگیگا وہ قیامت کا زلزلہ ہوگا مجھے علم نہین دیا گیا کہ زلزلہ سے مراد زلزلہ ہی یا کوئی اور شدت ہے جو دنیا پر آئیگی جسکو قیامت کہہ سکینگے اور مجھے علم نہین دیا گیا کہ ایسا حادثہ کب آئیگا اور مجھے علم نہین کہ وہ چند دن یا چند ہفتون تک ظاہر ہوگا یا خدا تعالیٰ اسکو چند مہینون یا چند سال کے بعد ظاہر فرمائیگا۔ بہرحال وہ حادثہ زلزلہ ہو یا کچھ اور ہو قریب ہو یا بعید ہو پہلے سے بہت خطرناک ہے سخت خطرناک ہے۔ اگر ہمدردی مخلوق مجھے مجبور نہ کرتی تو مین بیان نہ کرتا۔ وہ پہلی پیشگوئی جو مینے الحکم اور البدر مین حادثہ سے پانچ ماہ پہلے ملک مین شایع کر کے خبر دی تہی کہ ملک مین بڑی تباہی پیدا ہوگی اور شور قیامت برپا ہوگا اور یکدفعہ موتا موتی ظہور مین آجائیگی دیکہو وہ نشان کیسا پورا ہوا۔ اور جیسا کہ مینے ابہی لکہا ہے پیشگوئی مذکورہ اخبار الحکم اور البدر مین اس زلزلہ سے قریباً ۵ ماہ پہلے شایع کر دی گئی تہی اور پیشگوئی یہ ہے عفت الدیار محلہا و مقامہا یعنی بہت سی مخلوق کو مٹا دینے والی تباہی آئیگی جس سے مکانات بے نشان ہو جائینگے اون گہرون اور مکانو نکا پتہ نہ ملیگا کہ کہان تہے۔ دیکہو کیسی صفائی سے یہ خدا کی باتین پوری ہوگئین اگر تم عربی دان نہین ہو تو عربی دانون سے پوچہہ لو کہ اس وحی الٰہی کے کیا معنی ہین؟ کہ عفت الدیار محلہا و مقامہا اے عزیزو اسکے یہی معنی ہین کہ محلون اور مقاموں کا نام و نشان نہین رہیگا طاعون تو صرف صاحب خانہ کو لیتی ہے مگر جس حادثہ کی اس وحی الٰہی مین خبر دیگئی تہی اس کے تو یہ معنے ہین کہ نہ خانہ رہیگا اور نہ صاحب خانہ سو خدا تعالیٰ کا فرمودہ جس طرح کہ اور جس صفائی سے پورا ہو گیا آپ صاحبونکو معلوم ہی۔ اسکی نسبت اشتہار الوصیت مین بہی خبر دیگئی تہی وہ جو ہونا تہا سو ہوا۔ مگر اسکے بعد جو آنیوالا حادثہ ہے وہ بہت بڑہکر ہے۔ خدا تعالیٰ لوگونپر رحم کرے انکو تقویٰ اور نیک عملون کا خیال آجاوے۔ بقیہ ترجمہ عربی وحی کا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نیکی کر کے اپنے تئین بچالو تا بچ سکے تو وہ ہولناک دن آوے جو ایکدم مین تباہ کر دیگا اور فرماتا ہے کہ خدا انکے ساتھہ ہے جو نیکی کرتے ہین اور بدی سے بچتے ہین اور پہر مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میرا فضل تیرے نزدیک آگیا یعنی وہ وقت آگیا کہ تو کامل طور پر شناخت کیا جاوے اور باطل بہاگ گیا۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ جو کچہہ نشان ظاہر ہوا اور ہوگا اس سے یہ غرض ہے کہ لوگ بدی سے باز آوین اور اس خدا کے فرستادہ کو جو انکے درمیان ہے شناخت کرین۔ پس اے عزیزو! جلد سراپا نیکی کے پیکر ہوکر بکرے جانیکا دن نزدیک ہے ہر ایک جو شرک کو نہین چہوڑتا وہ پکڑا جائیگا ہر ایک جو فسق و فجور مین مبتلا ہے وہ پکڑا جاویگا ہر ایک جو دنیا پرستی حد سے گذر گیا ہے اور دنیا کے غمون مین مبتلا ہے وہ پکڑا جائیگا ہر ایک جو خدا کے وجود سے منکر ہے وہ پکڑا جاویگا ہر ایک جو خدا کے مقدس نبیون اور رسولون اور مرسلون کو بدزبانی یاد کرتا ہے اور باز نہین آتا وہ پکڑا جائیگا۔ دیکہو! آج مینے بتلا دیا زمین بہی سنتی ہے اور آسمان بہی کہ ہر ایک جو راستی کو چہوڑ کر شرارت پر آمادہ ہوگا اور ہر ایک جو زمین کو اپنی بدیون سے ناپاک کریگا وہ پکڑا جائیگا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ قریب ہے جو میرا قہر زمین پر اترے کیونکہ زمین پاپ اور گناہ سے بہر گئی ہے پس اٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ کہ وہ آخری وقت قریب ہے جسکی پہلی کتابون مین خبر دی ہے مجھے اس ذات کی قسم ہے جسنے مجھے بہیجا ہے کہ یہ سب باتین اسکی طرف سے ہین میری طرف سے نہین ہین کاش یہ باتین نیک ظنی سے دیکہی جاوین! کاش کہ مین انکی نظر مین کاذب ٹہرتا! تا دنیا ہلاکت سے بچ جاتی۔ یہ میری تحریر معمولی تحریر نہین۔ دلی ہمدردی سے بہرے ہوئے نعرے ہین۔ اگر اپنے اندر تبدیلی کرو اور ہر ایک بدی سے اپنے تئین بچالوگے تو بچ جاؤگے کیونکہ خدا حلیم ہے جیسا کہ وہ قہار بہی ہے اور تم مین سے اگر ایک حصہ بہی اصلاح پذیر ہوگا تب بہی رحم کیا جائیگا ورنہ وہ دن آتا ہے کہ انسانونکو دیوانہ کر دیگا نادان بدقسمت کہیگا کہ یہ باتین جہوٹ مین لیکن وہ کیون اسقدر سوتا ہے آفتاب تو نکلنے کو ہے۔ جب خدا تعالیٰ اس وحی کے الفاظ میرے پر نازل کر چکا تو ایک روح کی آواز میرے کان مین پڑی جو کوئی ناپاک روح تہی اور مینے اسکو یہ کہتے سنا کہ مین سوتی سوتی جہنم مین پڑ گیا انسان کا کیا حرج ہے کہ اگر وہ فسق و فجور کو چہوڑ دے کونسا اسمین اسکا نقصان ہے اگر وہ مخلوق پرستی نہ کرے آگ لگ چکی ہے اٹھو اور اس آگ کو اپنے آنسوؤن سے بجہاؤ بنی اسرائیل مین جو شخص گناہ کرتا تہا اسکو حکم ہوتا تہا کہ اپنے تئین قتل کر دے بس گو یہ حکم ہمارے لئے نہین ہے مگر یہ تو ضرور چاہئے کہ اسقدر توبہ استغفار کرو کہ گویا مر ہی جاؤ تا وہ حلیم خدا تم پر رحم کرے۔ آمین۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

راقم

خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی ۸ - اپریل ۱۹۰۵ء

آپ کی نام تار روانہ کیا کہ خیر خیریت کی مگر تار کے دفتر مین اسقدر تارین کہ کل آپ کو نہ ملیگی۔ اور انہون نے کہا کہ ہم رات کو تارین گے۔ اسلئے جو ایسی خبر خیریت سے مطلع فرماوین۔ ہوش اسوقت تک درست نہین ہین۔ خدا خدا ہو رہا ہے۔ خداوند تعالیٰ رحم کرے ہمارے اعمال کی شامت ہے۔ (راقم الیف ڈی)

پٹیالہ۔ آج ۴۔ اپریل کو بوقت صبح ایک سخت زلزلہ آیا جو تقریباً ۲ منٹ تک بزور رہا۔ اور پہر تین دفعہ کچھہ دیر کے بعد آیا کئی مکانات کا نقصان ہوا۔ مگر خدا کے فضل سے جان کا کوئی نقصان نہین ہوا۔ (مختار بن خلف ارشاد بنی وکیل)

جہلم:- آج ۴۔ اپریل کو مین سوا چہہ بجے صبح کے جہلم مین ایسا سخت زلزلہ محسوس ہوا کہ غالباً ایسا بہت کم دیکھنے مین آیا ہوگا۔ گہڑی موجود تہی برابر پانچ منٹ تک زمین جنبش مین رہی۔ تازہ بنے ہوئے اور خام مکانات مین کہین کہین شگاف بہی آگئے ہین۔ درختون کا جہومنا ایک ایسا نظارہ تہا کہ گویا زور کی باد صرصر چل رہی ہے۔ خدا ہر ایک بلا سے پناہ مین رکہے۔ (فتح علی کاتب)

دہلی۔ آج ۴۔ اپریل بروز سہ شنبہ بوقت ۶ ½ بجے صبح نہایت زور کے ساتہہ زلزلہ محسوس ہوا بعض مکانات منہدم ہوگئے۔ لال قلعہ کی لاہوری دروازہ کی برجی جہنڈے کے قریب کی اسی صدمہ سے گر گئی۔ (مہتمم کتبخانہ سلطان التجارت دہلی)

ایضاً۔ آج ۴۔ اپریل بروز سہ شنبہ کو بوقت ۶ بجے بہت سخت زلزلہ آیا۔ تمام مکانات ہلگئے۔ متصل کشمیری دروازہ چند دوکانات کی چہتیں منہدم ہوگئے۔ اور سردی بہر عود کر آئی۔ بیماری طاعون بہی ہو چلی ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے (رفیق احمد طالب علم مدرسہ طبیہ دہلی)

فاضلکا ضلع فیروزپور: آج ۴۔ اپریل علی الصبح ۶ بجے ۵ منٹ پر یہان سخت زلزلہ آیا اور ۲ منٹ تک محسوس ہوتا رہا۔ (حکیم محمد شریف)

گوجرانوالہ۔ ۴۔ اپریل۔ آج صبح ۶ بجے ۵ منٹ پر اسقدر سخت زلزلہ آیا کہ اس نے سخت سی سخت عمارات اور سنگین سی سنگین ستونون کو بہی ہلا دیا۔ شہر بہر مین بہت سے مکانات کو نقصان پہونچا۔ جامع مسجد کی حوض کا پانی پہلے جہکولے سے جو مغرب سے مشرق کیطرف تہا بہت سا نکل گیا۔ پہر دوسرے جہکولے سے جو مشرق کو مغرب کیطرف تہا پانی نکل گیا۔ پہلا حملہ بہت سخت تہا جو دو منٹ تک برابر رہا۔ بعد ازان تین چار مرتبہ اور بہی خفیف خفیف

صدمات محسوس ہوتے رہے جو پونے سات بجے دن تک رہے۔ (حامد علی)

قادیان (ضلع گورداسپور) آج ۴۔ اپریل کو یہان خطرناک زلزلہ آیا۔ الحمد للہ کوئی نقصان شدید نہین ہوا

کیتہل (ضلع کرنال) ۴۔ اپریل کو بوقت ۶ بجے صبح دو منٹ تک ایسا سخت زلزلہ آیا کہ کل عمارات شہر شق ہوگئین۔ اور کئی ایک مکان گر گئے۔ رام جیداس حلوائی کی لڑکی جسکی عمر ۹ یا ۱۰ برس کی تہی دو منزلہ مکان گرنے سے سوتی ہوئی دب کر مر گئی۔ تحصیل تہانہ۔ پرانا قلعہ۔ کوٹھی جو رئیس مرحوم والئے کیتہل کے بہائی اودے سنگہہ صاحب کی تعمیر کردہ تہی اور جسکے آسار دو دو گز کے تہے اور جسکی پختگی بانی ہوئی اور قابل تعریف تہی جا بجا سے پہٹ گئی اور کچہہ تعمیر گر بہی گئی چوہدری سر رام صاحب نائب تحصیلدار معہ عیال بال بچے جس مکان مین وہ تہے بالکل شق ہوکر گر گیا (سید افتخار حسین)

سیالکوٹ:- آج مورخہ ۴۔ اپریل بوقت ۶ بجے پر ۷ منٹ علی الصباح۔ بروز منگل جہاؤنی سیالکوٹ مین اسقدر زلزلہ آیا کہ تمام مکانات اور کوٹہیان شہر کی ہل گئین۔ بلکہ چند مکانوں کی دیوار دن کے تختون پر سے رکہے ہوئے برتن و اشیاء وغیرہ گر گئے۔ جن کے گرنے سے ایک خوف سا دل مین چہا گیا۔ اور تمام مخلوقات اپنے اپنے مکانات چہوڑ کر باہر ہوگئی۔ اور گوروں کی بارکون کی چہت ایسے گری کہ اسکی آواز تمام شہر کے لوگون نے سنی۔ یہان کے لوگ بیان کرتے ہین کہ سیالکوٹ مین آجتک ایسا زلزلہ کبہی نہین ہوا تہا۔ سردی ہی ابہی تک پیچہا نہین چہوڑتی۔ ابہی گہر سے چلا آتا ہون دیکہتا گیا ہون کہ گورہ ہسپتال سے جو شہر سے قریب ½ میل کی اونچائی پر ایک بلند پہاڑ پر واقع ہے جس مین سرکار کے ہزارہا روپے صرف ہوگئے ہونگے چارون طرف سے دیوارین گر گئین۔ ہزارہا من ڈہیر پتہرون کے ہوگئے جو بیچ کے کمرے تہے انکی چند جگہہ سے دیوارین شق ہوگئین۔ مگر بہار گوروں کا کمرہ شکر ہے کہ نہ گرا۔ البتہ مزدورون کا چہہ سات ماہ کا کام نکل آیا ہے (غلام محمد)

جمون:- (۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء) آج صبح ٹہیک بوقت طلوع آفتاب یہان سخت زلزلہ ہوا۔ قریب دو منٹ رہا۔ اکثر مکانات پختہ و خام شق ہوگئے سب لوگ مکانات سے باہر نکل گئے تہے۔ زمین سخت جنبش مین آئی جیسے سمندر کی لہرین۔ جہاؤنی متصل جوگی دروازہ کی بارکون کو بہت نقصان پہونچا۔ مگر جانین بچ گئین۔ ۱۹ مارچ بروز بدھ ایک پیپل کے درخت پر متصل مندر رگہوناتہہ جی بجلی گری تہی وقت ۳ بجے بعد دوپہر تہا سخت غبار چہا گیا تہا۔ (نامہ نگار)

www.aaiil.org

تفسیر القرآن حضرت مسیح الزمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

مگر اللہ تعالیٰ بہ نسبت انسان کیطرح اس خوبی سے محروم ہو بلکہ کسی عاقل کی عقل ایسی خوبی پیش نہیں کر سکتی کہ جو خدا میں نہ پائی جائے جہانتک انسان زیادہ سے زیادہ خوبیاں سوچ سکتا ہے وہ سب اُس میں موجود ہیں اور اسکو اپنی ذات اور صفات اور محامد میں من کل الوجوہ کمال حاصل ہے اور رذایل سے بکلی منزہ ہے اب دیکھو یہ ایسی صداقت ہے جس سے سچا اور جھوٹا مذہب ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ تمام مذہبوں پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ بجز اسلام دنیا میں کوئی بھی ایسا مذہب نہیں ہے کہ جو خدا تعالیٰ کو جمیع رذایل سے منزہ اور تمام محامد کاملہ سے متصف سمجھتا ہو عام ہندو اپنے دیوتاؤں کو کارخانہ ربوبیت میں شریک سمجھتے ہیں اور خدا کے کاموں میں ان کو مستقل طور پر دخیل قرار دیتے ہیں بلکہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ خدا کے ارادوں کو بدلنے والے اور اسکی تقدیروں کو زیر و زبر کرنیوالے ہیں اور نیز ہندو لوگ کئی انسانوں اور دوسرے جانوروں کی نسبت بلکہ بعض ناپاک اور نجاست خوار حیوانات یعنے خنزیر وغیرہ کی نسبت یہ خیال کرتے ہیں کہ کسی زمانہ میں انکا پرمیشر ایسی ایسی جونوں میں تولد پاکر ان تمام آلائشوں اور آلودگیوں سے ملوث ہوتا رہا ہے کہ جو ان چیزوں کے عاید حال ہیں اور نیز انہیں چیزوں کی طرح بھوک اور پیاس اور درد اور دکھ اور خوف اور غم اور بیماری اور موت اور ذلت اور رسوائی اور عاجزی اور ناتوانی کی آفات میں گرفتار ہوتا رہا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ تمام عقاید خدا تعالیٰ کی خوبیوں میں بٹہ لگاتے ہیں اور اس کے ازلی و ابدی جاہ و جلال کو گھٹاتے ہیں۔ اور آریہ سماج والے جو ان کے مذہب سے نکلے ہیں جنکا یہ گمان ہے کہ وہ سچے ویدکی لکیر پر چلتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کو خالقیت سے ہی جواب دیتے ہیں اور تمام روحوں کو مثل ذات کامل کیطرح غیر مخلوق اور واجب الوجود اور موجود بوجود حقیقی قرار دیتے ہیں حالانکہ عقل سلیم خدا تعالیٰ کی نسبت صریح یہ نقص سمجھتی ہے کہ وہ دنیا کا مالک کہلا کر پھر کسی چیز کا رب اور خالق نہ ہو اور دنیا کی زندگی اس کے سہارے سے نہیں بلکہ اپنے ذاتی وجوب کی رو سے ہو اور جب عقل سلیم کے آگے یہ دونوں سوال پیش کئے جائیں کہ کیا خداوند قادر مطلق کے محامد تامہ کے

لئے یہ بات اصلح اور انسب ہے کہ وہ آپ ہی اپنی قدرت کاملہ سے تمام موجودات کو منصہ ظہور میں لاکر ان سب کا رب اور خالق ہو اور تمام کائنات کا سلسلہ اس کی ربوبیت تک ختم ہوتا ہو اور خالقیت کی صفت اور قدرت اسکی ذات کامل میں موجود ہو اور پیدائش اور موت کے نقصان سے پاک ہو یا یہ باتیں اسکی شان کے لائق ہیں کہ جسقدر مخلوقات اس کے قبضہ و تصرف میں ہیں یہ چیزیں اسکی مخلوق نہیں ہیں اور نہ اس کے سہارے سے اپنا وجود رکھتی ہیں اور نہ اپنے وجود اور بقا میں اسکی محتاج ہیں اور نہ وہ انکا خالق اور رب ہے اور نہ خالقیت کی صفت اور قدرت اسمیں پائی جاتی ہے اور نہ پیدائش اور موت کے نقصان سے پاک ہی تو ہرگز عقل یہ فتویٰ نہیں دیتی کہ وہ جو دنیا کا مالک ہے وہ دنیا کا پیدا کنندہ نہیں اور ہزاروں پر حکمت صنعتیں کہ جو روحوں اور جسموں میں پائی جاتی ہیں وہ خود بخود ہیں اور ان کا بنانے والا کوئی نہیں اور خدا جو ان سب چیزوں کا مالک کہلاتا ہے وہ فرضی طور پر مالک ہے اور نہ یہ فتویٰ دیتی ہے کہ اسکو پیدا کرنے سے عاجز سمجھا جاوے یا ناطاقت اور ناقص ٹھہرایا جاوے یا پلیدی اور نجاست خواری کی نالائق اور قبیح عادت کو اسکی طرف منسوب کیا جائے یا موت اور درد اور دکھ اور بیماری اور جہالت کا اسپر روا رکھا جائے بلکہ صاف یہ شہادت دیتی ہے کہ خدا تعالیٰ ان تمام رذیلتوں اور نقصانوں سے پاک ہونا چاہئے اور اسمیں کمال تام چاہئے اور کمال تام قدرت تام سے مشروط ہے اور جب خدا تعالیٰ میں قدرت تام نہ رہی اور نہ وہ کسی دوسری چیز کو پیدا کر سکا اور نہ اپنی ذات کو ہر یک قسم کے نقصان اور عیب سے بچا سکا تو اسمیں کمال تام بھی نہ رہا اور جب کمال تام نہ رہا تو محامد کاملہ سے وہ بے نصیب رہا۔

یہ ہندوؤں اور آریوں کا حال ہے اور جو کچھ عیسائی لوگ خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر کر رہے ہیں وہ ایک ایسا امر ہے کہ صرف ایک ہی سوال سے نادان انسان سمجھ سکتا ہے یعنے اگر کسی دانا سے پوچھا جاوے کہ کیا اس ذات کامل اور قدیم اور غنی اور بے نیاز کی نسبت جائز ہے کہ باوجود اس کے کہ وہ اپنے تمام عظیم الشان کاموں میں جو قدیم سے وہ کرتا رہا ہے آپ ہی کافی ہو۔ آپ ہی بغیر حاجت کسی باپ یا بیٹے کے تمام دنیا کو پیدا کیا ہو اور آپ ہی تمام روحوں اور جسموں کو وہ قوتیں بخشی ہوں جنکی انہیں حاجت ہے اور آپ ہی تمام کائنات کا حافظ اور قیوم اور مدبر ہو بلکہ ان کے وجود سے پہلے جو کچھ انکو زندگی کیلئے درکار تھا وہ سب اپنی صفت رحمانیت سے ظہور میں لایا اور بغیر انتظار عمل کسی عامل کے سورج

اور چاند اور بیشمار ستارے اور زمین ہزارہا نعمتیں جو زمین پر پائی جاتی ہیں محض اپنے فضل و کرم سے انسانوں کیلئے پیدا کی ہوں اور ان سب کاموں میں کسی بیٹے کا محتاج نہ ہوا ہو لیکن پھر وہی کامل خدا آخری زمانہ میں اپنا تمام جلال اور اقتدار کالعدم کر کے مغفرت اور نجات دینے کیلئے بیٹے کا محتاج ہو جائے اور پھر بیٹا بھی ایسا ناقص بیٹا جسکو باپ سے کچھ بھی مناسبت نہیں جس نے باپ کی طرح نہ کوئی گوشہ آسمان کا اور نہ کوئی قطعہ زمین کا پیدا کیا جس سے اسکی الوہیت ثابت ہو بلکہ مرقس کے ۸ باب ۱۲۔ آیت میں اسکی عاجزانہ حالت کو اسطرح بیان کیا ہے کہ اس نے اپنے دل سے آہ کھینچکر کہا کہ اس زمانہ کے لوگ کیوں نشان چاہتے ہیں میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس زمانہ کے لوگوں کو کوئی نشان دیا نہ جائیگا اور اس کے مصلوب ہونیکے وقت بھی یہودیوں نے کہا کہ اگر وہ اب ہمارے روبرو زندہ ہو جائے تو ہم ایمان لائینگے لیکن اس نے انکو زندہ ہوکر نہ دکھایا اور اپنی خدائی اور قدرت کاملہ کا ایک ذرہ ثبوت نہ دیا اگر بعض معجزات بھی دکھلائے کہ اس سے پہلے اور نبی بکثرت دکھلا چکے تھے بلکہ اسی زمانہ میں ایک حوض کے پانی سے بھی ایسے ہی عجائبات ظہور میں آتے تھے (دیکھو باب پنجم انجیل یوحنا) غرض وہ اپنے خدا ہونیکا کوئی نشان دکھلا نہ سکا جیسا کہ آیت مذکورہ بالا میں خود اس کا اقرار موجود ہے بلکہ ایک ضعیفہ عاجزہ کے پیٹ سے تولد پاکر (بقول عیسائیوں) وہ ذلت اور رسوائی اور ناتوانی اور خواری عمر بھر دیکھی کہ جو انسانوں میں سے وہ انسان دیکھتے ہیں کہ جو بدقسمت اور بدنصیب کہلاتے ہیں اور پھر مدت تک ظلمت خانہ رحم میں قیدی رہ کر اور اس ناپاک راہ سے کہ جو پیشاب کی بدررو ہے پیدا ہو کر ہر یک قسم کی آلودہ حالت کو اپنے اوپر وارد کر لیا اور بشری آلودگیوں اور نقصانوں میں سے کوئی ایسی آلودگی باقی نہ رہی جس سے وہ بیٹا باپ کا بدنام کنندہ ملوث نہ ہوا اور پھر اس نے اپنی جہالت اور بے علمی اور بے قدرتی اور نیز اپنے نیک نہ ہونیکا اپنی کتاب میں آپ ہی اقرار کر لیا اور پھر در صورتیکہ وہ عاجز بندہ کہ خواہ نخواہ خدا کا بیٹا قرار دیا گیا بعض بزرگ نبیوں سے فضائل علمی و عملی میں کم بھی تھا اور اسکی تعلیم بھی ایک ناقص تعلیم تھی کہ جو موسیٰ کی شریعت کی ایک فرع تھی تو پھر کیونکر جائز ہے کہ خداوند تعالیٰ مطلق اور ازلی اور ابدی پر یہ تہمتان باندھا جاوے کہ وہ ہمیشہ اپنی ذات میں کامل اور غنی اور تام مطلق رہکر آخر کار ایسے ناقص بیٹے کا

محتاج ہو گیا اور اپنے سارے جلال اور بزرگی کو بیکبارگی کھو دیا میں ہرگز باور نہیں کرتا کہ کوئی دانا اس ذات کامل کی نسبت کہ جو مستجمع جمیع صفات کاملہ ہے ایسی ایسی ذلتیں جائز رکھے اور ظاہر ہے کہ اگر ابن مریم کے واقعات کو فضول اور بیہودہ تعریفوں سے الگ کر لیا جائے تو انجیلوں سے اس کے واقعی حالات کا یہی خلاصہ نکلتا ہے کہ وہ ایک عاجز اور ضعیف اور ناقص بندہ یعنے جیسے کہ بندے ہوا کرتے ہیں اور حضرت موسیٰ کے ماتحت نبیوں میں سے ایک نبی تھا اور اس بزرگ اور عظیم الشان رسول کا ایک تابع اور پس رو تھا اور خود اس بزرگی کو ہرگز نہیں پہنچا تھا یعنے اس کی تعلیم ایک اعلیٰ تعلیم کی فرع تھی مستقل تعلیم نہ تھی اور وہ خود انجیلوں میں اقرار کرتا ہے کہ میں نہ نیک ہوں اور نہ عالم الغیب ہوں نہ قادر ہوں بلکہ ایک بندہ عاجز ہوں اور انجیل کے بیان سے ظاہر ہے کہ اس نے گرفتار ہونے سے پہلے کئی دفعہ رات کے وقت اپنے بچاؤ کیلئے دعا کی اور چاہتا تھا کہ دعا اسکی قبول ہو جائے مگر اسکی وہ دعا قبول نہ ہوئی اور نیز جیسے عاجز بندے آزمائے جاتے ہیں وہ شیطان سے آزمایا گیا پس اس سے ظاہر ہے کہ وہ سراسر عاجز ہی عاجز تھا مخرج معلوم کی راہ سے جو پلیدی اور ناپاکی کا مبرز ہے تولد پاکر مدت تک بھوک اور پیاس اور درد اور بیماری کا دکھ اٹھاتا رہا ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ وہ بھوک کے دکھ سے ایک انجیر کے نیچے گیا مگر چونکہ انجیر پھلوں سے خالی پڑی ہوئی تھی اسلئے محروم رہا اور یہ بھی نہ ہو سکا کہ دو چار انجیریں اپنے کھانے کیلئے پیدا کر لیتا غرض ایک مدت تک ایسی ایسی آلودگیوں میں رہکر اور ایسے ایسے دکھ اٹھاکر باقرار عیسائیوں کے مرگیا اور اس جہان سے اٹھایا گیا اب ہم پوچھتے ہیں کہ کیا خداوند قادر مطلق کی ذات میں ایسی ہی صفات ناقصہ ہونی چاہئے کیا وہ اسی سے قدوس اور ذوالجلال کہلاتا ہے کہ وہ ایسے عیبوں اور نقصانوں سے بھرا ہوا ہے اور کیا ممکن ہے کہ ایک ہی ماں یعنے مریم کے پیٹ میں سے پانچ بچے پیدا ہو کر ایک بچہ خدا کا بیٹا بلکہ خدا بن گیا اور چار باقی جو رہے ان بچاروں کو خدائی سے کچھ بھی حصہ نہ ملا بلکہ قیاس یہ چاہتا تھا کہ جبکہ کسی مخلوق کے پیٹ سے خدا بھی پیدا ہو سکتا ہے یہ نہیں کہ ہمیشہ آدمی سے آدمی اور گدہی سے گدہا پیدا ہو تو جہاں کہیں کسی عورت کے پیٹ سے خدا پیدا ہو تو پھر اس پیٹ سے کوئی مخلوق پیدا نہ ہو

www.aaiil.org

جسقدر بچے پیدا ہوتے جاتے ہین وہ سب خدا ہی ہوتے اور پاک جسم مخلوق کی شرکت سے منزہ رہے اور فقط خداؤن ہی کے پیدا ہونے کی ایک کان ہوتے قیاس متذکرہ بالا کے رو سے لازم تھا کہ حضرت مسیح کے دوسرے بہائی اور بہن بھی کچھہ نہ کچھہ خدائی مین سے بخرہ پاتے اور ان پانچون حضرات کی والدہ کو تو رب الارباب ہی کہلانا چاہیئے کیونکہ یہ پانچون حضرات روحانی اور جسمانی توتون مین اسی سے فیضیاب ہین عیسائیون نے ابن مریم کی بیجا تعریفون مین بہت سا افترا بھی کیا مگر پہر بھی اسکے نقصانون کو چہپا نہ سکے اور اسکی آلودگیون کا آپ اقرار کر کے پہر خواہ نخواہ اسکو خدا تعالیٰ کا بیٹا قرار دیا یون تو عیسائی اور یہودی اپنی عجیب کتابون کے رو سے سب خدا کے بیٹے ہی ہین بلکہ ایک پیچ رو سے آپ ہی خدا ہین مگر ہم دیکہتے ہین کہ بدقسمت والے اپنے افترا اور اختراع مین اپنے ہیچے رہے کیونکہ انہون نے بندہ کو خدا ٹہرا کر پہر ہرگز اسکی لئے یہ تجویز نہین کیا کہ اس نے پلیدی اور ناپاکی کی راہ سے تولد پایا تھا یا کسی قسم کی نجاست کہائی تھی بلکہ ان کا بدہو کی نسبت یہ اعتقاد ہے کہ وہ مونہہ کے راستہ سے پیدا ہوا تھا پر افسوس عیسائیون نے بہت سی جعلسازیان تو کین مگر یہ جعلسازی نہ سوجھی کہ مسیح کو بھی مونہہ کے راستہ سے ہی پیدا کرتے اور اپنے خدا کو پیشاب اور پلیدی سے بچاتے اور نہ یہ سوجھی کہ موت جو حقیقت الوہیت سے بکلی منافی ہے اسپر دارد نہ کرتے اور نہ یہ خیال آیا کہ جہان مریم کے بیٹے نے انجیلون مین اقرار کیا ہے کہ مین نہ نیک ہون اور نہ دانا مطلق ہون نہ خود بخود آیا ہون نہ عالم الغیب ہون نہ قادر ہون نہ دعا کی قبولیت میرے ہاتھہ مین ہے مین صرف ایک عاجز بندہ اور مسکین آدم زاد ہون کہ جو ایک مالک رب العلمین کا بہیجا ہوا آیا ہون ان سب مقامون کو انجیل سے نکال ڈالنا چاہیئے اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو عظیم الشان صداقت الحمد للہ کے مضمون مین ہے وہ بجز پاک اور مقدس مذہب اسلام کے کسی دوسرے مذہب مین ہرگز پائی نہین جاتی لیکن اگر برہمو لوگ کہین کہ صداقت مذکورہ بالا کے ہم قائل ہین تو جاننا چاہیئے کہ وہ بھی اپنے اس بیان مین جہوٹے ہین کیونکہ ہم اسی مضمون مین لکہہ چکے ہین کہ برہمو لوگ خدا تعالیٰ کے لئے گونگا اور غیر متکلم ہونا اور نطق پر ہرگز قادر نہ ہونا اور اپنے علوم کے القا اور الہام سے عاجز ہونا تجویز کرتے ہین اور جو حقیقی اور کامل تعریفین ذاتی مین صفات کاملہ ہونی چاہیئے ان صفات سے ان کو خالی

سمجھتے ہین بلکہ اسقدر ایمان بھی انہین نصیب نہین کہ وہ خدا تعالیٰ کی نسبت یہ اعتقاد رکہین کہ اپنی ہستی اور الوہیت کو اس نے اپنے ارادے اور اختیار سے دنیا مین ظاہر کیا ہے برخلاف اس کے وہ تو یہ کہتے ہین کہ خدا تعالیٰ ایک مردہ یا ایک پتھر کیطرح کسی گوشہ گمنامی مین پڑا ہوا تھا عقلمندون نے آپ محنتین کر کے اس کے وجود کا پتہ لگایا اور اسکی خدائی کو دنیا مین مشہور کیا پس ظاہر ہے کہ وہ بھی مثل اپنے اور بہائیون کے محامد کاملہ حضرت احدیت سے منکر ہین بلکہ جن تعریفون سے اسکو یاد کرنا چاہیئے وہ تمام تعریفین اپنے نفس کیطرف منسوب کرتے ہین

رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین اس جگہہ سورۃ فاتحہ مین اللہ تعالیٰ نے اپنی چار صفتین بیان فرمائین یعنے رب العلمین رحمان رحیم مالک یوم الدین اور ان چہار صفتون مین سے رب العلمین کو سب سے مقدم رکہا اور پہر بعد اس کے صفت رحمان کو ذکر کیا پہر صفت رحیم کو بیان فرمایا پہر سب کے اخیر صفت مالک یوم الدین کو لائے پس سمجہنا چاہیئے کہ یہ ترتیب خدا تعالیٰ نے کیون اختیار کی اسمین نکتہ یہ ہے کہ ان صفات اربعہ کی ترتیب طبعی یہی ہے اور اپنی واقعی صورت مین اسی ترتیب سے یہ صفتین ظہور پذیر ہوتی ہین اسکی تفصیل یہ ہے کہ دنیا پر خدا کا چار طور پر فیضان پایا جاتا ہے جو غور کرنے سے ہریک عاقل اسکو سمجہہ سکتا ہے پہلا فیضان **فیضان اعم** ہے یہ وہ فیضان مطلق ہے کہ جو بلا تمیز ذی روح و غیر ذی روح افلاک سے لیکر خاک تک تمام چیزون پر علی الاتصال جاری ہے اور ہر ایک چیز کا عدم سے صورت وجود پکڑنا اور پہر وجود کا حد کمال تک پہنچنا اسی فیضان کے ذریعہ سے ہے اور کوئی چیز جاندار ہو یا غیر جاندار اس سے باہر نہین اسی سے وجود تمام ارواح و اجسام ظہور پذیر ہوا اور ہوتا ہے اور ہریک چیز نے پرورش پائی اور پاتی ہے یہی فیضان تمام کائنات کی جان ہے اگر ایک لحظہ منقطع ہو جائے تو تمام عالم نابود ہو جائے اور اگر نہ ہو تو مخلوقات مین سے کچہہ بھی نہ ہوتا اس کا نام قرآن شریف مین ربوبیت ہے اور اسی کے رو سے خدا کا نام رب العلمین ہے جیسا کہ اس نے دوسری جگہہ بھی فرمایا ہے وہو رب کل شئ الجزو نمبر ۸ یعنی خدا ہر ایک چیز کا رب ہے اور کوئی چیز عالم کی چیزون مین سے اسکی ربوبیت مین سے باہر نہین سو خدا نے سورۃ فاتحہ مین سب صفات فیضانی مین سے پہلے صفت رب العلمین کو بیان فرمایا اور کہا الحمد للہ رب العلمین یہ اسلئے کہا کہ سب فیضانی

صفتون مین سے تقدم طبعی صفت ربوبیت کو حاصل ہے یعنے ظہور کے رو سے بھی صفت مقدم الظہور اور تمام صفات فیضانی سے اعم ہے کیونکہ ہریک چیز پر خواہ جاندار ہو خواہ غیر جاندار مشتمل ہے پہر دوسرا قسم فیضان کا جو دوسرے مرتبہ پر واقع ہے **فیضان عام** ہے اسمین اور فیضان اعم مین یہ فرق ہے کہ فیضان اعم تو ایک عام ربوبیت ہے جسکے ذریعہ سے کل کائنات کا ظہور اور وجود ہے اور یہ فیضان جسکا نام فیضان عام ہے یہ ایک خاص عنایت ازلیہ ہے جو جانداروں کے حال پر مبذول ہے یعنے ذی روح چیزونکی طرف حضرت باری کی جو ایک خاص توجہ ہے اس کا نام فیضان عام ہے اور اس فیضان کی یہ تعریف ہے کہ یہ بلا استحقاق اور بغیر اس کے کہ کسی کا کچھہ حق ہو سب ذی روحون پر حسب حاجت ان کے جاری ہے کسی کے عمل کا پاداش نہین اور اسی فیضان کی برکت سے ہریک جاندار جیتا جاگتا کہاتا پیتا اور آفات سے محفوظ اور ضروریات سے متمتع نظر آتا ہے اور ہریک ذی روح کیلئے تمام اسباب زندگی کے جو اسکے لئے یا اسکے نوع کے بقا کے لئے مطلوب ہین میسر نظر آتے ہین اور یہ سب آثار اسی فیضان کے ہین کہ جو کچھہ روحون کو جسمانی تربیت کیلئے درکار ہے سب کچھہ دیا گیا ہے اور ایسا ہی جن روحون کو علاوہ جسمانی تربیت کے روحانی تربیت کی بھی ضرورت ہے یعنے روحانی ترقی کی استعداد رکھتے ہین ان کیلئے قدیم سے عین ضرورتون کے وقتون مین کلام الہٰی نازل ہوتا رہا ہے۔ غرض اسی فیضان رحمانیت کے ذریعہ سے انسان اپنی کروڑہا ضروریات پر کامیاب ہے سکونت کیلئے سطح زمین روشنی کیلئے چاند اور سورج دم لینے کیلئے ہوا پینے کیلئے پانی کہانے کیلئے انواع اقسام کے رزق اور علاج امراض کیلئے لاکہون طرح کی ادویہ اور پوشاک کیلئے طرح طرح کی پوشیدنی چیزین اور ہدایت پانے کیلئے صحف ربانی موجود ہین اور کوئی یہ دعوی نہین کر سکتا کہ یہ تمام چیزین میرے عملون کی برکت سے پیدا ہوگئی ہین اور مین نے ہی کسی پہلے جنم مین کوئی نیک عمل کیا تھا جسکی پاداش مین یہ بیشمار نعمتین خدا نے بنی آدم کو عنایت کین پس ثابت ہے کہ یہ فیضان جو ہزارہا طور پر ذی روحون کے آرام کیلئے ظہور پذیر ہو رہا ہے یہ عطیہ بلا استحقاق ہے جو کسی عمل کے عوض مین نہین فقط ربانی رحمت کا ایک جوش ہے تاہر ایک

جاندار اپنے فطرتی مطلوب کو پہنچ جائے اور جو کچہہ اسکی فطرت مین حاجتین ڈالی گئین وہ پوری ہو جائین پس اس فیضان مین عنایت ازلیہ کا کام یہ ہے کہ انسان اور جمیع حیوانات کی ضروریات کا تعہد کرے اور انکی بایست اور نہ بایست کی خبر رکھے تا وہ ضایع نہ ہو جائین اور انکی استعدادین خیر کتمان مین نہ رہین اور اس صفت فیضانی کا خدا تعالیٰ کی ذات مین پایا جانا قانون قدرت کے ملاحظہ سے نہایت بدیہی طور پر ثابت ہو رہا ہے کیونکہ کسی عاقل کو اسمین کلام نہین کہ جو کچہہ چاند اور سورج اور زمین اور عناصر وغیرہ ضروریات دنیا مین پائیجاتی ہین جنپر تمام ذی روحون کی زندگی کا مدار ہے اسی فیضان کے اثر سے ظہور پذیر ہین اور ہریک متنفس بلا تمیز انسان و حیوان و مومن و کافر و نیکو و بد حسب حاجت اپنے ان فیوض مذکورہ بالا سے مستفیض ہو رہا ہے اور کوئی ذی روح اس سے محروم نہین اور اس فیضان کا نام قرآن شریف مین **رحمانیت** ہے اور اسی کے رو سے خدا کا نام سورۃ فاتحہ مین بعد صفت رب العلمین رحمٰن آیا ہے جیسا کہ فرمایا الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن اور اسی صفت کی طرف قرآن شریف کے کئی ایک اور مقامات مین بھی اشارہ فرمایا گیا ہے چنانچہ منجملہ ان کے یہ ہے۔ واذا قیل لہم اسجدوا للرحمن قالوا وما الرحمن انسجد لما تامرنا وزادہم نفورا تبارک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیہا سراجا وقمرا منیرا وہو الذی جعل اللیل والنہار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ہونا واذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاما یعنے جب کافرون اور بد دینون اور دہریون کو کہا جاتا ہے کہ تم رحمان کو سجدہ کرو تو وہ رحمان کے نام سے متنفر ہو کر بطور انکار سوال کرتے ہین کہ رحمان کیا چیز ہے پہر بطور جواب فرمایا کہ رحمان وہ ذات کثیر البرکت اور مصدر خیرات دائمی ہے جسنے آسمان مین برج بنائے برجون مین آفتاب اور چاند کو رکہا جو کہ عامہ مخلوقات کو بغیر تفریق کافر و مومن کے روشنی پہنچاتے ہین اسی رحمان نے تمہارے لئے یعنے تمام بنی آدم کیلئے دن اور رات بنائی جو کہ ایک دوسرے کے بعد دورہ کرتے رہتے ہین تا جو شخص طالب معرفت ہو وہ ان دقائق حکمت سے فایدہ اٹہاوے اور جہل اور غفلت کے پردہ

حضرت حجۃ اللہ کی تقریر جلسۃ الوداع کی تقریب پر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

جب ان خیالات کو جو انسان کے دل مین پیدا ہوتے مین وہ دور کرتا ہے اور ان کو لمبا ہونے نہین دیتا تو کچھ شک نہین کہ وہ معافی کے قابل ہین لیکن جب اسکے سلسلہ کی درازی مین ایک لذت پاتا ہے اور اسکو بڑہاتا جاتا ہے پہر وہ قابل مواخذہ ہو جاتے مین کیونکہ انمین عزیمت شامل ہو جاتی ہے۔

جیسا کہ پہلے ہی بیان کیا ہے اس بات کو خوب یاد رکھو کہ کلام نفسی دو قسم کا ہوتا ہے کبھی شیطانی جو خیالی فسق و فجور کے سلسلہ مین چلا جاتا ہے اور آرزوؤن کا ایک لمبا سلسلہ ہوتا ہے۔ جبتک ان دونون سلسلون مین انسان پھنسا ہوا ہے شیطان دخل کا اسے اندیشہ ہے اور ممکن ہے کہ وہ نقصان اٹھاوے اور شیطان اسے زخمی کرے۔ مثلاً کبھی کوئی منصوبہ ہی باندہتا ہے کہ فلان شخص میری فلان غرض اور مقصد مین بڑا مخل ہے اسکو مارا جاوے اس نے مجھے تو کہا ہے اسکا بدلہ لیا جاوے اس کی ناک کاٹنی چاہیئے۔ اس قسم کے منصوبے اور ادہیڑبن مین لگا رہتا ہے یہ مریض سخت خطرناک حالت مین ہے۔ وہ نہین سمجھتا کہ نفس کا مین کیا نقصان کر رہا ہون اور اس سے میری اخلاقی اور روحانی قوتون پر کس قسم کا برا اثر پڑ رہا ہے اس قسم کے خیالات سے ہمیشہ بچنا چاہیئے جب کبھی کوئی ایسا بیہودہ سلسلہ شروع ہو فوراً اسکے دفع کرنیکی کوشش کرو۔ استغفار پڑہو۔ لاحول کے ذریعہ خدا سے مدد اور توفیق چاہو۔ اور خدا تعالیٰ کی کتاب کے پڑہنے مین آپ کو مصروف کردو۔ اور یہ سمجھ لو کہ اس سلسلہ سے فایدہ کچھ نہین نقصان ہی نقصان ہے۔ اگر کوئی دشمن مر بھی جاوے تو کیا اور زندہ رہے تو کیا نفع و نقصان کا پہونچانا یہ خدا تعالیٰ کے قبضہ و اختیار مین ہے کوئی شخص کسی کو کوئی گزند نہین پہونچا سکتا۔

سعدی نے گلستان مین ایک حکایت لکھی ہے کہ نوشیروان کے پاس کوئی شخص خوشخبری لیکر گیا کہ تیرا فلان دشمن مارا گیا ہے اور اسکا ملک اور قلعہ ہمارے قبضہ مین آگیا ہے نوشیروان نے اسکا کیا اچھا جواب دیا۔

مرا بمرگ عدو جائے شادمانی نیست
کہ زندگانی ما نیز جاودانی نیست

پس آدمی غور کرے کہ اس قسم کے منصوبون اور ادہیڑبن سے کیا فایدہ اور کیا خوشی یہ سلسلہ تو بہت ہی خطرناک ہے اور اسکا علاج ہے توبہ، استغفار، لاحول اور خدا کی کتاب کا مطالعہ۔ بیکاری اور بے شغلی مین اس قسم کا سلسلہ بہت لمبا ہوتا ہے۔

دوسری قسم کلام نفس کی امانی سلسلے کو لمبا کرتے رہنا ہے یہ سلسلہ بھی چونکہ بیجا خواہشون کو پیدا کرتا ہے اور طمع۔ حسد۔ خود غرضی کے امراض اس سے پیدا ہوتے ہین اسلیئے یونہی یہ سلسلہ پیدا ہو اسکی صف فوراً لپیٹ دو۔ یعنے یہ تقسیم کلام نفس کی ہے اور یہ دونو انجام کار انسان کو ہلاک کر دیتے ہین۔

لیکن نبی ان دونون قسم کے سلسلہ کلام سے پاک ہوتا ہے نبوت کیا ہے یہ ایک جوہر خداداد ہے اگر کسب سے ہوتا تو سب نبی ہو جاتے انکی فطرت ہی اس قسم کی نہین ہوتی کہ وہ ان بیجا سلسلہ کلام مین مبتلا ہون۔ وہ نفسی کلام کرتے ہی نہین دوسرے لوگون مین تو یہ حال ہوتا ہے کہ وہ ان سلسلون مین کچھ ایسے مبتلا ہوتے مین کہ خدا کا خانہ ہی خالی رہتا ہے لیکن نبی ان دونون سلسلون سے الگ ہو کر خدا مین کچھ ایسے گم ہوتے مین اور اس کے مخاطبہ مکالمہ مین ایسے محو ہوتے ہین کہ ان سلسلون کیلیئے انکے دل و دماغ مین سمائی اور گنجایش ہی نہین ہوتی۔ بلکہ خدا ہی کا سلسلہ کلام رہجاتا ہے چونکہ وہی حصہ باقی ہوتا ہے اسلیئے خدا انسے کلام کرتا ہے اور وہ خدا کو مخاطب کرتے رہتے مین تنہائی اور بیکاری مین بھی جب ایسے خیالات کا سلسلہ ایک انسان کے اندر پیدا ہوتا ہے اسوقت اگر نبی کو بھی ویسی ہی حالت مین دیکھو تو شاید غلطی اور ناواقفی سے یہ سمجھ لو کہ اب اس کا سلسلہ تو خدا سے کلام کا نہوگا؟ مگر نہین وہ ہر وقت خدا ہی سے باتین کرتا ہے کہ اے خدا مین تجھ سے پیار کرتا ہون اور تیری رضا کا طالب ہون مجھ پر ایسا فضل کر کہ مین اس نقطہ اور مقام تک پہونچ جاؤن جو تیری رضا کا مقام ہے۔ مجھے ایسے اعمال کی توفیق دے جو تیری نظر مین پسندیدہ ہون دنیا کی آنکھ کھول کہ وہ تجھے پہچانے اور تیرے آستانہ پر گرے۔ یہ اسکے خیالات ہوتے مین اور یہ اسکی آرزو مین۔ اسمین ایسا محو اور فنا ہوتا ہے کہ دوسرا اسکو شناخت نہین کر سکتا۔ وہ اس سلسلہ کو ذوق کے ساتھ دراز کرتا ہے اور پہر اسمین اس مقام تک پہونچ جاتا ہے کہ اس کا دل پگہل جاتا ہے اور اسکی روح بہ نکلتی ہے وہ پورے زور اور طاقت کے ساتھ آستانہ الوہیت پر گرتی اور انت ربی انت ربی کہکر پکارتی ہے تب اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحم جوش مین آتا ہے اور وہ اسکو مخاطب کرتا اور اپنے کلام سے اسکو جواب دیتا ہے۔

یہ ایسا لذیذ سلسلہ ہے کہ ہر شخص اسکو سمجھ نہین سکتا اور یہ لذت ایسی ہے کہ الفاظ اسکو ادا نہین کر سکتے۔ پس وہ بار بار عاشق کیطرح باب ربوبیت ہی کو کھٹکھٹاتا رہتا ہے اور وہان ہی اپنے لیئے راحت و آرام پاتا ہے۔ وہ دنیا مین ہوتا ہے لیکن دنیا سے الگ ہوتا ہے۔ وہ دنیا کی کسی چیز کا آرزومند نہین ہوتا لیکن دنیا اسکی خادم ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ اس کے قدمون پر دنیا کو لا ڈالتا ہے۔

یہ ہے مختصر حقیقت نبوت کے مقام کی۔ یہان کلام نفسی کے دونو سلسلے بھسم ہو جاتے مین اور تیسرا سلسلہ شروع ہوتا ہے جسکا مبدا اور منتہا خدا ہی ہوتا ہے اسوقت وہ خدا تعالیٰ کے کلام کو جذب کرتا ہے جسمین اس قسم کے دخان اور اضغاث۔ احلام نہین ہوتے جو نفسی کلام مین ہوتے مین بلکہ وہ دنیا سے انقطاع کلی کیئے ہوئے ہوتا ہے جیسے ایک نفسانی خواہشونکا اسیر اعلیٰ درجہ کا محبوبہ سے تعلق پیدا کر کے ہمہ گوش ہو کر تصور کرتا ہے اور ایسے نفسانی لذات کا معراج پاتا ہے اور قطعاً نہین چاہتے کہ کسی دوسرے کو ملین۔ اسیطرح نبی خدا تعالیٰ سے اپنے تعلقات کو پیا تک پہونچاتا ہے کہ وہ اس تنہائی اور خلوت مین کسی دوسرے کا دخل ہرگز پسند نہین کرتے وہ اپنے محبوب سے ہمکلام ہوتا ہے اور اسی مین لذت و راحت پاتے مین۔ وہ الی الدم کیلیئے بھی اس خلوت کو چھوڑنا پسند نہین کرتے لیکن خدا تعالیٰ انہین دنیا کے سامنے لاتا ہے تاکہ وہ دنیا کی اصلاح کرین اور خدا نما آئینہ ٹھہرین۔ نبی طبعاً ایک لذت اور کیفیت پاتا ہے اور اسے خدا تعالیٰ ہی مین چاہتا ہے اس سے زیادہ مین اس کیفیت کو بیان نہین کر سکتا اگرچہ دل اس لذت سے بھرا ہوا ہے اگرچہ اس ذکر کی درازی اور بھی لذت بخش ہے مگر وہ الفاظ کہان سے لاؤن جسمین مین اسکو ظاہر کر سکون۔

بعض نادان لوگون کو یہ شبہ ہوتا ہے کہ جبکہ انبیاء علیہم السلام ایسے فانی اللہ ہوتے مین اور دنیا اور اسکی لذتون سے دور رہتے مین پہر اسکی کیا وجہ ہے کہ وہ بیویان اور بچے بھی رکھتے مین۔ یہ لوگ اتنا نہین سمجھتے کہ ایک شخص تو ان باتونکا اسیر اور ان فانی لذتون مین فنا ہو جاتا ہے مگر یہ گروہ ان باتون سے پاک ہوتا ہے یہ چیزین ان کیلیئے محض خادم کے طور پر ہوتی مین اور اس کے علاوہ انبیاء علیہم السلام ہر قسم کی اصلاح کیلیئے آتے مین پس اگر وہ بیوی بچے نہ رکھتے ہون تو اس پہلو مین تکمیل اصلاح کیونکر ہوتی۔ اسی لیئے مین کہتا ہون کہ عیسائی لوگ معاشرت کے متعلق مسیح کا کیا نمونہ پیش کر سکتے مین؟ کچھ بھی نہین۔ جب وہ اس راہ سے ناواقف مین اور ان مدارج سے بے خبر مین وہ کیا اصلاح کریگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی کمال ہے کہ ہر پہلو مین آپکا نمونہ کامل ہے۔ دنیا اور اسکی چیزین انبیاء علیہ السلام پر کوئی اثر نہین ڈالتی مین وہ فانی لذتونکی کچھ بھی پرواہ نہین کرتے۔ بلکہ ان کا دل خدا تعالیٰ کیطرف دریا کی ایک تیز دہاری کیطرح جو پہاڑ سے گرتی ہے بہتا ہے اور اسکی رو مین سب خس و خاشاک بہ جاتا ہے۔

غرض انبیاء علیہم السلام ان چیزون کے غلام نہین ہوتے بلکہ یہ چیزین ان کیلیئے بطور خادم ہوتی مین اور انکی اعلیٰ درجہ کے اخلاقی کمالات کا نمونہ انکے اس ذکر اور ذوق مین جو خدا تعالیٰ کے تصور اور محویت مین انہین ملتا ہے انسے کچھ بھی پیدا نہین ہوتا۔ وہ کچھ ایسے محو اور فنا ہوتے مین کہ دنیا سے بالکل الگ ہوتے مین جب اس قسم کی ربودگی ہوتی ہے تو پہر خدا تعالیٰ کیطرف سے آوازین آنے لگتی مین۔ اور مکالمات ہونے مین یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جو جذب کی قوت لیکر نکلتی ہے وہ دوسرے کو جذب کرتی ہے۔ اس جذب مین اسقدر قوت ہوتی ہے کہ دنیا اور مافیہا کی ساری باتین اسمین بھسم ہو جاتی مین اور وہ خدا تعالیٰ کے فضل اور فیض کو اپنی طرف کھینچنے لگتی ہے۔ اور اسی سلسلہ کو باقی تمام سلسلون پر تقدم اور فوق ہو جاتا ہے۔ لیکن اسکے لیئے مجاہدہ صحیحہ کی ضرورت ہے اس کے بغیر یہ راہ نہین کھلتی جیسا کہ فرمایا ہے۔

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا

اور اسی کیطرف اشارہ ہے ایاک نعبد مین اگرچہ ایاک نعبد کو ایاک نستعین پر تقدم ہے لیکن پہر بھی اگر غور کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی رحمانیت نے سبقت کی ہوئی ہے ایاک نعبد بھی کسی قوت نے کہلوایا ہے اور وہ قوت جو پوشیدہ ہی پوشیدہ ایاک نعبد کا اقرار کراتی ہے کہان سے آئی کیا خدا تعالیٰ نے ہی وہ عطا نہین فرمائی ہے؟ بیشک وہ خدا تعالیٰ کا ہی عطیہ ہے جو اس نے محض رحمانیت سے عطا فرمائی ہے۔ اسکی تحریک اور توفیق سے یہ ایاک نعبد ہی کہتا ہے اس پہلو سے اگر غور کرین تو اسکو تاخر ہے اور دوسرے پہلو سے اسکو تقدم ہے یعنے جب یہ قوت اسکو اسبات کی طرف لاتی ہے تو یہ تاخر ہوگیا اور بصورت اول تقدم اسیطرح یہ سلسلہ نبوت کی فلاسفی کا خلاصہ یا مفہوم ہے۔

باقی آئیندہ

www.aaiil.org

خطبہ عید الضحیٰ

(سلسلے کیلئے نمبر ۱۲ صفحہ ۷ دیکھو)

یہودیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور وحی پر ایمان لانے سے جو چیز مانع ہوئی۔ وہ ہی تکبر علم تہا فرحوا بما عندھم من العلم انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ ہمارے پاس ہدایت کا کافی ذریعہ ہے صحف انبیاء اور صحف ابراہیم و موسیٰ ہمارے پاس ہیں ہم خدا تعالیٰ کی قوم کہلاتے ہیں نحن ابناء اللہ و احباءہ کہکر انکار کر دیا کہ ہم عربی آدمی کی کیا پروا کر سکتے ہیں۔ اس تکبر اور خود پسندی نے انہیں محروم کر دیا اور وہ اس رحمۃ للعالمین کے ماننے سے انکار کر بیٹھے جس سے حقیقی توحید کا مصفّیٰ اور شیرین چشمہ جاری ہوا

غرض

محرومی کا سب سے پہلا اور بڑا ذریعہ ابیٰ (انکار) ہے اور پھر تکبر ہے آہ! اس سے بڑھکر کسی شخص کی بدنصیبی اور کیا ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے ایک ہادی معلم اور مزکی کو معزز بنا کر بھیجتا ہے اور یہ اسکا ساتھ نہیں دیسکتا اور ان فیضانوں اور برکات سے جو اسکی معیت اور صحبت سے ملنے والے تھے محروم رہجاتا ہے۔ فرمانبرداری ہان خدا کی فرمانبرداری ایسی راحت بخش اور زندہ جاوید بنانے والی دولت ہے کہ جس نے آجتک اور ابد الاباد تک ابراہیم کو زندہ رکہا ہے آج ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار تم ہر ایک گھر میں دیکھ سکتے ہو ایک غریب سے غریب آدمی بھی قربانی کا گوشت کھاتا ہے جو اسکی یادگار کو تازہ رکھتا ہے۔ یہ قربانی بتاتی ہے کہ ابراہیم نے اپنی جان اور مال تک بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں دریغ نہیں کیا۔ پس جبتک انسان ابراہیمی رنگ اختیار نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے عزیز مال اور جان تک کو جو دراصل اسکا ہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ ہی کا ہے نثار کر دینے کیلئے شرح صدر سے طیار نہیں ہو جاتا۔ اسوقت تک وہ ان برکات اور فیضانوں کو پا نہیں سکتا جو ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملے۔

خدا تعالیٰ کے مامورین و مرسلین کا انکار سلب ایمان کا موجب ہو جاتا ہے۔ یہ انکار بہت ہی خطرناک چیز ہے اس لئے ہمیشہ اس سے بچو۔ اپنی عقل اپنی تدبیر اور رائے اپنے علم و تجربہ کو خدا کے راستبازوں کے سامنے ہیچ سمجھ لو۔ اور بالکل خالی ہو جاؤ تب وہ تم میں راستبازی، اور حقیقی علوم کی روح پھونک دیگا۔

یہ ابیٰ مخفی رنگ میں انسان کے اندر ہوتا ہے۔ کبھی زبان سے اقرار کرتا ہے لیکن دل اسکے ساتھ متفق نہیں ہوتا جسکا نتیجہ نفاق ہوتا ہے اور یہ نفاق آخرکار کفر تک بھی لیجاتا ہے۔ اسلئے دل اور زبان کو ایک کرنے کے لئے کوشش کرو۔ اور خدا تعالیٰ سے توفیق اور فضل چاہو۔ بعض لوگوں کے لئے ان کا مال و دولت۔ خدمت گزاری اور نیکی کا خیال ہی اس امر سے روک دیتا اور ان کے لئے سد راہ ہو جاتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں اسکی کیا ضرورت ہے۔ اگر ضرورت نہ تھی تو خدا تعالیٰ نے اسکو نازل کیوں فرمایا وہ اسپر نہیں خدا تعالیٰ کے فعل و فضل پر ہنسی کرتے اور اس کے پر حکمت فعل کو لغو (معاذ اللہ) ٹھہراتے ہیں۔ اسلئے ہمارے دوستوں کو چاہیے کہ وہ نفس اور شیطان کے اس دہوکے سے ہمیشہ بچیں اپنی کسی بات پر تکبر نہ ہو کیونکہ وہی تکبر کبھی کسی اور رنگ و صورت میں انکار کا باعث ہو جاویگا یہ بہرحال زہر ہے اس سے مطمئن ہو رہنا عقلمندی نہیں ہے۔

بعض نادان۔ ناحق شناس۔ ماموروں اور مرسلوں کے آنے پر یہ کہہ اٹھتے ہیں کہ

لن نؤمن حتی نؤتی مثل ما اوتی رسلنا

یعنے اسوقت تک ہم ایمان نہیں لائینگے جبتک ہم کو بھی وہی فیض اور فضل نہ دیا جاوے جو رسولوں کو دیا گیا ہے۔ یہ بھی محرومی کا بڑا بھاری ذریعہ ہے جو لوگ ایمان کو مشروط کرتے ہیں وہ محروم رہجاتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی پروا نہیں کرتا۔ ہان خدا تعالیٰ کسی کو خالی نہیں چھوڑتا جو اسکی راہ میں صدق و ثبات سے قدم رکھتا ہے وہ بھی اس قسم انعامات سے بہرہ وافر لیتا ہے۔ جیسے فرمایا الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ جن لوگوں نے اپنے قول و فعل سے بتایا کہ ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے پھر انہوں نے اسپر استقامت دکھائی انپر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول ملائکہ سے پہلے دو باتیں ضروری ہیں ربنا اللہ کا اقرار اور اسپر صدق و ثبات اور اظہار استقامت۔

ایک نادان سنت اللہ سے ناواقف ان مراحل کو تو طے نہیں کرتا۔ اور امید رکھتا ہے اس مقام پر پہونچنے کی جو ان کے بعد واقع ہے۔ یہ کیسی غلطی اور نادانی ہے اس قسم کے شیطانی وسوسوں سے بھی الگ رہنا چاہیئے خدا تعالیٰ کی راہ میں استقامت اور عجز کے ساتھ قدم اٹھاؤ۔ قویٰ سے کام لو۔ اسکی مدد طلب کرو۔ پھر یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے کہ تم بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے وارث ہو جاؤ۔ اور حقیقی رویا اور الہام سے حصہ پاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے ہان تو کسی بات کی کمی نہیں

للہ خزائن السموات والارض وما ننزلہ الا بقدر معلوم

پھر سوال ہوتا ہے کہ اس قسم کے اوہام شیطانی اور وسوسوں سے بچنے کا کیا طریق ہے؟ اس کا طریق یہی ہے کہ کثرت کے ساتھ استغفار پڑھو۔ استغفار سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ طوطے کی طرح ایک لفظ رٹتے رہو بلکہ اصل غرض یہ ہے کہ استغفار کے مفہوم اور مطلب کو ملحوظ رکھکر خدا تعالیٰ سے مدد چاہو۔ اور وہ یہ ہے کہ جو انسانی کمزوریاں صادر ہو چکی ہیں اللہ تعالیٰ ان کے بد نتائج سے محفوظ رکھے اور آیندہ کیلئے ان کمزوریوں کو دور کرے اور ان جوشوں کو جو ہلاک کرنیوالے ہوتے ہیں دبائے رکھے۔ پھر لاحول پڑھتے رہو دعائیں کام لے۔ اور جہانتک ممکن ہو راستبازوں کی صحبت میں رہے اگر اس نسخہ پر عمل کروگے تو میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یقین رکھتا ہوں کہ وہ تمہیں محروم نکریگا۔

پھر محرومی کا ایک اور سبب بھی ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ بعض اوقات انسان مشکلات اور مصائب کے وقت اللہ تعالیٰ سے کوئی وعدہ کر لیتا ہے کہ یا اللہ اگر میرا فلان کام ہو جاوے اور فلان دکھ سے مجھے رہائی اور نجات ہو تو میں یہ فرمانبرداری کا کام کرونگا۔ اللہ تعالیٰ اسے ان مشکلات سے نجات دیتا ہے لیکن وہ اپنے وعدوں کو بھول جاتا ہے اسکا نتیجہ پھر خطرناک ہوتا اور اسے محروم کر دیتا ہے میرے نزدیک اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرنے کے برابر ہی وہ معاہدہ ہے جو انسان اپنے امام و مرشد کے ہاتھ پر کرتا ہے جیساکہ ہمنے کیا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرونگا کہنے کو یہ ایک چہوٹا سا فقرہ ہے لیکن اسکے معانی پر غور کرو کہ کسقدر وسیع ہیں حی علی الصلوٰۃ کی آواز آتی ہے اور یہ سنتا ہے لیکن دیکھتا ہے کہ بہت سے ضروری کام کرنے کو ہیں اور اپنے اگر ذراسی بھی لاپروائی کی تو حرج ہوگا۔ اسلئے فرض تنہائی ہی میں ادا کر لونگا۔ یہ خیالات دل میں اٹھکر ہیں دوسری طرف حی کا لفظ بتاتا ہے کہ جلدی کرو۔ اور ادہر معاہدہ یہ کیا ہوا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔

اب اگر اللہ تعالیٰ کی عبادت مقدم کرتا اور حی علی الصلوٰۃ کی آواز پر مسجد کو چلتا ہے تو بیشک اس معاہدہ کو پورا کرنیوالا ٹھہرتا ہے لیکن اگر تساہل کرتا ہے تو اس معاہدہ کو توڑتا ہے اسیطرح دنیا کے ہر کاروبار میں اس قسم کے امتحان اور مشکلات پیش آتے ہیں ایکطرف بیوی بچوں کیلئے خرچ کی ضرورت ہے اور پھر قرآن کریم میں پڑھتا ہے لاتسرفوا اور ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین۔ اور ایکطرف دین مال و عزت اور جان خرچ کرانی چاہتا ہے اسوقت اپنی اندرونہ کا معاینہ کرے اور اپنے فعل سے دکھائے کہ کیا دین کو مقدم کرتا ہے یا دنیا کو

غرض

ہر حکم الٰہی میں اسکو سوچنا پڑتا ہے کہ دین کو مقدم کرتا ہوں یا دنیا کو کسی تقریر اور چالاکی سے کام نہ رہا ہوں یا سچے اخلاص سے اپنے ہر قول اور فعل کو پڑتال کرے کہ کیا واقعی خدا تعالیٰ کیلئے ہے یا دنیوی اغراض اور مقاصد پیش نظر ہیں پس اپنے اس بڑے عظیم الشان معاہدہ کو ہمیشہ پیش نظر رکھو یہ معاہدہ تم نے کسی معمولی انسان کے ہاتھ پر نہیں کیا خدا تعالیٰ کے مرسل مسیح و مہدی کے ہاتھ پر کیا ہے اور میں تو یقین سے کہتا ہوں کہ خدا کے مرسل ہی نہیں خدا کے ہاتھ پر کیا ہے

کیونکہ ید اللہ فوق ایدیھم آیا ہے۔

دیکھو اور اپنے حالات کو خود مطالعہ کرو کہ کیا جسقدر تڑپ کوشش اور اضطراب دنیوی اور ادنیٰ ضروریات کیلئے دل میں ہے کم از کم اتنا ہی سہی وہ دینی ضروریات کیلئے بھی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو پھر دین کو دنیا پر مقدم تو کہاں برابری بھی نصیب نہ ہوئی۔ ایسی صورت میں وہ معاہدہ جو امام کے ہاتھ پر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ پر کیا ہے کہاں پورا کیا میںنے خود تجربہ کیا ہے ہزارہا خطوط میرے پاس آتے ہیں جنمیں ظاہری بیماریوں کے ہاتھ سے نالان لوگوں نے جو جو اضطراب ظاہر کیا ہے میں اسے دیکھتا ہوں لیکن مجھے حیرانی ہوتی ہے کہ وہ ظاہری بیماریوں کیلئے تو اسقدر گھبراہٹ ظاہر کرتے ہیں مگر باطنی اور اندرونی بیماریوں کیلئے انہیں کوئی تڑپ نہیں باطنی بیماریاں کیا ہوتی ہیں یہی بدظنی منصوبہ بازی تکبر۔ دوسرے کی تحقیر غیبت اور اور اس قسم کی بدذاتیاں اور شرارتیں شرک۔ ماموروں کا انکار وغیرہ۔ ان امراض کا وہ کچھ بھی فکر نہیں کرتے اور معالج کی تلاش انہیں نہیں ہوتی میں جب ان بیماریوں کے خطوط پڑہتا ہوں تو حیرت ہوتی ہے کہ کیوں یہ اپنے روحانی امراض کا فکر نہیں کرتے۔

باقی آیندہ

چند سوالون کے جواب

الحکم کی گذشتہ اشاعت مین جن شاہجہانپوری سوالون کے جواب کا ذکر کیا گیا تھا۔ انکا جواب حضرت حکیم الامتہ کے ارشاد کی بنا پر جو مینے لکھا ہے اور حضرت موصوف کو دکھا لیا گیا ہے شائع کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر۔

سوال اول - دنیا کی عمر سات ہزار سال کی ہے اسکا ثبوت کیا ہے؟

جواب - اس سوال کے جواب مین سب سے اول تو ہم یہ کہتے ہین کہ جب ہم دنیا کی عمر سات ہزار سال بیان کرتے ہین تو اس سے ہماری مراد دنیا کی وہ عمر ہے جو ہمارے آدم صفی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سے لیکر آدم ثانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت اور اختتام دنیا تک سمجھی جاتی ہے اس سے یہہ مراد ہرگز نہین ہے کہ خدا تعالیٰ نے سات ہزار برس سے ہی **خالق** ہے - بلکہ ہمارا اعتقاد ہے (اور ایسا ہی قرآن کریم اور احادیث صحیحہ اور اکابران اُمت کے ملفوظات سے معلوم ہوتا ہے) کہ ہمارے آدم سے بھی پہلے لاکھون لاکھ آدم گذر چکے ہین اس سوال پر بحث کرنا اسوقت چونکہ ملحوظ خاطر نہین اسلئے اسکو یہین چھوڑ کر اب اس حصّہ کیطرف توجہ کرتے ہین کہ کیا یہہ واقعی امر ہے کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال کی ہے؟ اس کے جواب کے ہم تین حصّے کرینگے - **اوّل** قرآن شریف سے اسکا ثبوت دینگے پھر احادیث نبی کریم اور اکابران ملت کی تحریرون سے - اور تیسرے حصّہ مین آجکل کی تحقیقات کی روسے اسپر کچھہ عرض کرین گے - پہلا حصّہ - قرآن کریم کی اس کا ثبوت -

قرآن کریم سے اسکا ثبوت دینے وقت یہ امر قابل اظہار ہے کہ قرآن کریم چونکہ کوئی ایسی کتاب نہین جسکی غرض **مادیات** پر بحث ہو بلکہ وہ **ہدی للمتقین** ہے اسلئے اس نے عمر دنیا کے متعلق جو بحث کرنی چاہی ہے اوس کی غرض جیالوجی کے باریک مسائل کی تعلیم نہین بلکہ وہ اس راز کے انکشاف مین ایک عظیم الشان **مجدد** اور **مامور** کی پیشگوئی کرنی چاہتا ہے اور اسکا **زمانہ** اور اس زمانہ کے نشانات کو بیان کرنا اسکا مقصد اصلی ہے - وہ مجدد اور **مامور الف ششم** یا دنیا کے آخری ہزار مین آنیوالا تھا - اور اسکے زمانہ کو آخری زمانہ قرار دیا ہے - ازینوجہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال کی ہے -

قرآن کریم اور سات کا عدد

یہہ بات بھی بحضور دل یاد رکھنی چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کی کتابون اور خاتم الکتب قرآن مجید مین بعد اعداد خاص مناسبت رکھا کرتے ہین منجملہ انکے سات و ۷۰ و ۷۰۰ و سات ہزار کے اعداد بہت بڑی خصوصیت رکھتے ہین انہین مین سے یہ **سات ہزار** کا ایک عدد ہے سات کے **عدد** کو جو خصوصیتین ہین انمین سے بعض حسب ذیل ہین -

۱ - قرآن کریم سات مختلف مذاہب سے بحث کرتا ہے -

(الف) دہریون یعنی منکران ذات باری سے -
(ب) منکران نبوت برہموؤن سے -
(ج) یہود - نصارٰی - بت پرست - مجوس - منافق

۲ - قرآن کریم سات عظیم الشان عقاید حقہ کا بیان کرتا ہے -

(الف) خدا تعالیٰ کی ہستی - ذات - صفات - اسماء اور افعال کی لطیف بحث -
(ب) ملائکہ کے وجود انکے افعال و صفات کی فلاسفی
(ج) کتب الٰہیہ کا دلچسپ تذکرہ -
(د) رسالت کی ضرورت اور ایمان بالرسل کی بحث
(ہ) تقدیر - یعنے ان اندازون پر فلسفیانہ بحث جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کئے ہین -
(و) ختم نبوت کی بحث -
(ی) اعمال صالحہ و سیئہ پر جزا و سزا کے متعلق -

۳ - قرآن کریم سات اعمال صالحہ کا ذکر فرماتا ہے -
(۱) اقرار (۲) نماز (۳) زکوٰۃ (۴) روزہ (۵) حج (۶) اخلاق فاضلہ - اور رذائل -

۴ - سات ہی نتائج حسنہ واسطے پیش کرتا ہے (۱) صحت جسمانی - (۲) جسمانی آرام (۳) روحانی آرام (۴) قبر مین آرام (۵) حشر مین آرام (۶) صراط پر آرام (۷) جنت پر آرام -

ایسا ہی اور بہت سے امور ہین محض مثال کے طور پر یہ چند دکھا دیئے ہیں -

غرض اس نہج پر سات ہزار کا عدد ایک ایسا عدد ہے جسکو الٰہی کتابون کے ساتھ ایک مناسبت ہے اب مین قرآن سے وہ ثبوت پیش کرنا چاہتا ہون جو اس دنیا کے سات ہزار سال کے متعلق ہے -

قرآن کریم مین زمین و آسمان کے چھ دن کے اندر بنانے اور پھر خلق آدم کا ذکر کرنے کے اندر ایک روحانی سر موجود ہے اور وہ یہہ ہے کہ تمام اشیاء کی تکمیل کیلئے ایک ستہ ضروریہ اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے اور یہ اشارہ تھا روحانی نظام کی تکمیل کیطرف جبکہ حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے آخر ہزار ششم وہ آخری حصہ اس دنیا کا ہوا - جس سے ہر ایک روحانی اور جسمانی تکمیل وابستہ ہے کیونکہ خدائی کارخانہ قدرت مین چھٹے دن اور چھٹے ہزار کو الٰہی فعل کی تکمیل کے لئے قدیم سے مقرر فرمایا گیا ہے - مثلاً حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام چھٹے دن مین یعنی بروز جمعہ دن کے اخیر حصہ مین پیدا ہوئے یعنی آپ کے وجود کا تمام و کمال پیرایہ چھٹے دن ظاہر ہوا گو خمیر آدم کا آہستہ آہستہ طیار ہو رہا تھا اور جمادی نباتی حیوانی پیدائشون کے ساتھ ہی شریک تھا لیکن کمال خلقت کا دن چھٹا تھا - یہی سر ہے جو قرآن شریف بھی گو نجماً نجماً نازل ہو رہا تھا مگر اوس کا کامل وجود بھی چھٹے دن ہی بروز جمعہ اپنے کمال کو پہونچا اور آیت **الیوم اکملت لکم دینکم** نازل ہوئی ایسا ہی انسانی نطفہ بھی اپنے تغیرات کے چھٹے مرتبہ پر ہی خلقت بشری سے پورا حصہ پاتا ہے جسکی طرف **ثم انشأناہ خلقاً آخر** مین اشارہ ہے اور وہ مراتب ستہ یہ ہین (۱) نطفہ (۲) علقہ (۳) مضغہ (۴) عظام (۵) لحم محیط عظام (۶) خلق آخر یہ ایک قانون قدرت ہے جس سے کوئی شخص بھی ہرچند وہ مذہب سے واسطہ نرکھتا ہو لیکن علم دوست ہو اسے ماننا پڑتا ہے - پس اس قانون قدرت سے جو روز ششم اور مرتبہ ششم کی نسبت معلوم ہو چکا ہے ماننا پڑتا ہے کہ دنیا کی عمر کا ہزار ششم بھی یعنی اس کا آخری حصہ بھی عظیم الشان حصہ ہے اور وہ بالطبع کسی آدم کی خلق کو چاہتا ہے - ان لوگون کے لئے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے واقفیت رکھتے ہین اور علمی مذاق سے آشنا ہین یہ لطیفہ بہت کچھہ مسرت بخش ہے کیونکہ اس سلسلہ کے امام کو خدا تعالیٰ نے اسی مناسبت کیوجہ سے براہین احمدیہ مین آدم کہا **اردت ان استخلف فخلقت آدم** ہمکو اس مقام پر اس مضمون پر بحث نہین کرنی بلکہ اصل مضمون عمر دنیا کی متعلق ہے لیکن ہم پہلے لکھہ چکے ہین کہ **عمر عالم** کا مسئلہ قرآن کریم نے محض اس بنا پر حل کیا ہے کہ آخری زمانہ مین ایک عظیم الشان مصلح آنیوالا تھا - ورنہ جیسا ہم پہلے بیان کر آئے ہین قرآن شریف کی غرض کچھ اور ہے عمر دنیا یعنے دور آدم کا زمانہ سات ہزار سال جو قرار دیا گیا ہے اسکے ثبوت کے لئے اولاً **عالم کبیر کی خلقت کا بیان ہے** **ھو الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام** پھر انسان (جو عالم صغیر ہے) کی خلقت کیلئے چھ مراتب بیان کئے - گویا وہ پیدائش بھی چھ دنین ہوئی - اور ایک دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک قرآن کریم سے ثابت ہے کہ ہزار سال کا ہوتا ہے **ان یوماً عند ربک کالف سنۃ مما تعدون** اسپر شہادت ہے - اب اس چھ ہزار سال کے بعد جو آخری ہزار ہے وہ زمانہ مسیح موعود کا زمانہ ہے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو **عصر** کا زمانہ قرار دیا ہے، جیسا کہ قرآن شریف مین بھی والعصر ان الانسان لفی خسر فرمایا ہے - اس سورۃ کی اعداد سے بحساب ابجد معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام کے مبارک عصر تک جو عہد نبوت ہے یعنی تیس برس کا تمام و کمال زمانہ یہ کل مت زمانہ کی ساتھ ملا کر ۴۷۳۹ برس دور آدم سے آنحضرت صلعم کے روز وفات تک قمری حساب سے ہوتی ہین اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم الف خامس مین مبعوث ہوئے -

ایک علمی نکتہ اس مقام پر اس نکتہ کا بیان نکرنا خطرناک فروگذاشت ہے کہ الف **خامس** مریخ ستارہ کیطرف منسوب ہے یہی وجہ تھی کہ جو آنحضرت صلعم کو ان مفسدون کی قتل اور سزا بالسیف کا حکم ہوا جنہون نے مسلمانونکو قتل کیا اور قتل کرنا چاہا اور یہی خدا تعالیٰ کی اذن اور حکم سے مریخ کا حکم ہے لیکن آنحضرت صلعم کی ایک بعثت ثانی بھی ہے جو مہدی کے رنگ مین احادیث سے ثابت ہے، وہ ہزار ششم مین مقرر کیگئی ہے - اور وہ اسم احمد کی تجلی ہوگی جو جمالی اسم ہے وہ ستارہ مشتری کی تاثیر کے نیچے ہے جو ماموریں کو خونریزی سے منع کرتا اور عقل و دانش اور مامور استدلال کو بڑھاتا ہے - **پس الف سادس یا چھٹا ہزار** ایک کامل ظہور اور بروز کو چاہتا تھا اور آدم چونکہ جلالی اور جمالی صفات کا مظہر تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی ہر دو صفات کے مظہر اتم تھے مگر آپ کا ظہور **جلال الف** پنجم پر ہوا اور ظہور جمال کیلئے الف سادس مقرر ہوا تھا - جو بروزی رنگ مین ہونے والا تھا - اسلئے **مہدی** کا نام آنحضرت نے اپنا ہی نام ٹھہرایا -

اس ظہور ثانی کیلئے آیت و آخرین منھم لما یلحقوا بھم بھی اشارہ کرتی ہے اور تمام مفسرین نے بالاتفاق اسکو تسلیم کیا ہے کہ **مسیح موعود** کے زمانہ سے متعلق ہے پھر قرآن شریف کی ایک اور آیت ھو الذی ارسل رسولہ **بالھدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ** ہے جو مسیح موعود کے زمانہ سے وابستہ ہے - اور **مسیح موعود** کا زمانہ آیت استخلاف کے ماتحت رکھکر چھٹا ہزار ہی قرار پاتا ہے کیونکہ بائبل کے حساب کے موافق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک ۴۶۳۶ برس ہوتے ہین - اور شیل مسیحی کی بشارت کے موافق آپکے بعد چودہوین صدی مین مسیح موعود آنا چاہیئے جو چھٹے ہزار کو ظاہر کرتا ہے -

پس جب ہم آیت **استخلاف** اور ہو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ اور و آخرین منھم لما یلحقوا بھم کو ملاتے ہین تو چھٹے ہزار پر مسیح موعود کی بعثت قرار پاتی ہے جو بالکل صحیح ہے اور پھر اسکے ساتھ آیت الیوم اکملت لکم دینکم مین تکمیل کے دو شعبے **تکمیل** ہدایت اور تکمیل اشاعت ہدایت کو ملا دین تو اور بھی یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ تکمیل اشاعت ہدایت کا وہی زمانہ ہے جو لیظہرہ علی الدین کلہ کا زمانہ ہے - پس یہ ساری آیات مجموعی طور پر **الف سادس** کا پتہ دیتی ہین - اور یہ اشارہ تکمیل **آدم** مین پہلے سے مرکوز ہے جو چھٹے دن ہوا -

(باقی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اوسے قبول نہ کیا لیکن خدا اوسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملون سے اوسکی سچائی ظاہر کر دیگا

الدعوت

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین | شد ظہور وعدہ ہائے انبیاء و مرسلین
تا بکے جنگ و نبرد و کارزارت با خدا؟ | اے سیہ باطن! بترس از خشم رب العالمین

چونکہ میرا کام دعوت اور تبلیغ ہے اسلئے مین دوبارہ ظاہر کرتا ہون اور مین قسم حضرت احدیت جلشانہ کی کھا کر کہتا ہون کہ میرے پر خدا نے اپنی وحی کے ذریعہ سے ظاہر فرمایا ہے کہ میرا غضب زمین پر بھڑکا ہے کیونکہ اس زمانہ مین اکثر لوگ معصیت اور دنیا پرستی مین ایسے غرق ہوگئے ہین کہ خدا تعالیٰ پر بھی ایمان نہین رہا اور وہ جو اسکی طرف سے اصلاح خلق کیلئے بھیجا گیا ہے اس سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے اور یہ ٹھٹھا اور لعن طعن حد سے گذر گیا ہے پس خدا فرماتا ہے کہ مین انسے جنگ کرونگا* اور میرے وہ حملے ان پر ہونگے جو انکے خیال و گمان مین نہین کیونکہ انہون نے جھوٹ سے اسقدر دوستی کی کہ سچائی کو اپنے پاؤن کے نیچے پامال کرنا چاہا پس خدا فرماتا ہے کہ مینے اب ارادہ کیا ہے کہ اپنے غریب گروہ کو ان درندون کے حملون سے بچاؤن اور سچائی کی حمایت مین کئی نشان ظاہر کرون اور وہ فرماتا ہے کہ دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اوسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اوسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملون سے اوسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ پس تم سوچ کر دیکھو کہ یہ کیسے دن ہین؟ جو تم دیکھ رہے ہو سچ کہو کہ کیا کبھی تمہارے باپ دادون نے سنا تھا کہ جس زور سے اب ملک کو طاعون کھا رہی ہے کبھی پہلے بھی ایسا زور ہوا تھا اور جسطرح ابھی ۴- اپریل ۱۹۰۵ء کو ایک شدید زلزلہ نے تمہارے دلون کو ہلا دیا اور عام نقصان پہونچا دیا اور لوگون کو دیوانہ سا کر دیا کبھی پہلے بھی تم نے یا تمہارے بزرگون نے اس ملک مین دیکھا تھا؟ اور یاد رکھو کہ یہ تمام واقعات صرف تکلف اور بناوٹ سے پیشگوئیان قرار نہین دیئے گئے بلکہ سالہا سال اونکے وجود سے پہلے براہین احمدیہ مین خبر دیگئی تھی اور ایسا ہی دوسری کتابون مین جو میری تالیف ہین یہ خبرین شائع ہو چکی ہین اور یہ تو پرانی مین ممکن ہے کہ اکثر لوگون کو بھول گئی ہونگی کیونکہ غفلت اور عداوت اور بدظنی یہ تینون جسجگہ اکٹھی ہو جائین وہان حافظہ کب درست رہ سکتا ہے خدا ایسے وعدے بھی ایمانداری سے ہی یاد رہتے ہین ورنہ جس شخص کا دل ایمان سے خالی ہو وہ ہزار نشانون کو بھی آنکھون سے دیکھکر ایسا دل سے اتار دیتا ہے جیسا کہ ایک تنکا توڑ کر پھینک دیا جائے۔ غرض مین اسوقت پرانی پیشگوئیون پر اکتفا نہین کرتا بلکہ مین ان پیشگوئیون کو پیش کرتا ہون جنکی شائع کئے جانے پر قریباً ایک مہینہ گذرا ہے دیکھو میرا اشتہار الوصیت جسکو مینے ۲۷ فروری ۱۹۰۵ء کو شائع کیا تھا یہی اشتہار الحکم نمبر ۷ جلد ۹ کے صفحہ ۱۱ پر ۲۸ فروری ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا اور پھر دوبارہ الحکم مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۲ کالم ۲ مین شائع ہوا ہے ان پیشگوئیون مین سے ایک خبر کے الفاظ یہ ہین کہ ۲۶ فروری ۱۹۰۵ء کی رات کو جسکی صبح کو ۲۷ فروری ۱۹۰۵ء تھی مینے بطور کشف دیکھا کہ درد ناک موتون سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے میرے مونہہ پر یہ الہام الہٰی تھا کہ موتا موتی لگ رہی ہے** اور مجھے دکھایا گیا کہ ملک عذاب الہٰی سے مٹ جانیکو ہے نہ مستقل سکونت ان کی جگہ رہیگی نہ عارضی سکونت کے مقام ہونگے اور عارضی سکونت کامونپر آفت آئیگی اور پھر مارچ کے مہینہ مین خدا تعالیٰ نے اپنی پاک وحی سے میرے پر ظاہر کیا کہ مکذبون کو ایک نشان دکھایا جائیگا۔ اور یہ پیشگوئی بھی اوسی الحکم ۲۴ مارچ مین شائع ہو چکی ہے۔ اب اے عزیزو! سوچ کر کہ کیا یہ زلزلہ جو ۴- اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کو اس ملک مین ظاہر ہوا وہی نشان نہین ہے؟ جسکی خدا نے پہلے سے خبر دی ہے۔ دیکھو کتابون مین لکھا گیا تھا کہ مہدی موعود کے زمانہ مین رمضان مین کسوف خسوف ہوگا اور مسیح موعود کی نسبت نو عیسائی صاحبون کی انجیل مین ہے کہ مسیح کے وقت مین مری پڑیگی یعنی طاعون۔ اور ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ پر چڑھائی کریگا اور سخت زلزلے آئینگے پس تمنے ان تمام علامتون کو اپنی آنکھون سے دیکھ لیا پھر جبکہ تمام نشان ظاہر ہو چکے ہین اور ان دونون منصبون کا مدعی مین ہون جو تم مین اسوقت پچیس سال سے موجود ہون پس میرے بعد کس کا انتظار کروگے؟ ان تمام علامتون کا مصداق تو وہ ہے جو ان نشانون کے ظہور کے وقت موجود ہے نہ وہ کہ جسکا ابھی دنیا مین نام و نشان نہین یہ عجب سخت دلی ہے جو سمجھ مین نہین آتی جبکہ میرے دعوے کے ساتھ سب نشان ظاہر ہو چکے اور میری مخالفت مین کوششین بھی ہو کر انہین نامرادی اور ناکامی رہی مگر پھر بھی انتظار کسی اور کی ہے؟ ہان یہ سچ ہے کہ مین نہ جسمانی طور پر آسمان سے اترا ہون اور نہ مین دنیا مین جنگ اور خونریزی کرنے کے لئے آیا ہون مگر مین خدا کی طرف سے ہون مین یہ پیشگوئی کرتا ہون کہ میرے بعد قیامت تک کوئی ایسا مہدی نہین آئیگا جو جنگ اور خونریزی سے دنیا مین ہنگامہ برپا کرے اور خدا کی طرف سے ہو اور نہ کوئی ایسا مسیح آئیگا جو کسی وقت آسمان سے اتریگا ان دونون سے ہاتھ دھو لو یہ سب حسرتین ہین۔ جو اس زمانہ کے تمام لوگ قبر مین لیجائینگے نہ کوئی مسیح اتریگا۔ اور نہ کوئی خونی مہدی ظاہر ہوگا جو شخص آنا تھا وہ آچکا وہ مین ہی ہون جس سے خدا کا وعدہ پورا ہوا جو شخص مجھے قبول نہین کرتا وہ خدا سے لڑتا ہے کہ تو نے کیون ایسا کیا حالانکہ ایسی غلطیان یہود سے بھی ہوتی رہی ہین اور ان کے علماء بھی پیشگوئیون کے سمجھنے مین ٹھوکر کہاتے رہے ہین کہ کچھ سمجھا اور آخر ظاہر ہو گیا کچھ۔ عزیزو! شرم اور حیا کرو کہ خدا کے دن آگئے اور آسمان تمہین وہ کرشمے دکھا رہا ہے جنکی تمہارے آباؤ اجداد کو خبر نہ تھی مبارک وہ جو میرے بارے مین ٹھوکر نہ کہاوین۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

المشتہر

خاکسار مرزا غلام احمد ۵ اپریل ۱۹۰۵ء

* جنگ سے مراد انسانی جنگ نہین ہے بلکہ فرشتون کا جنگ اور قضاء و قدر کا جنگ۔ منہ ** ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ مارچ ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۱۳۰ پر بھی یہ الہام شائع ہو چکا ہے۔ منہ

www.aaiil.org

اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ

بنگر اے قوم نشان ہائے خداوند قدیر
چشم بکشا کہ بچشم نشانی است کبیر

۴-اپریل ۱۹۰۵ء کی صبحکو ایک ایسا عظیم الشان نشان خدا کے برگزیدہ مہدی و مسیح کی تائید اور صداقت مین ظاہر ہوا ہے جو صدیوں سے اہل دنیا نے نہ دیکھا ہوگا۔

میرا یہ کلام مبالغہ اور تاریخ سے بے خبری پر دلالت نہین کرتا بلکہ جیسا کہ مین واقعات کی بنا پر دکھاؤنگا- حق اور حقیقت پر مبنی ہے یہہ ایک **فیکٹ** (امر واقعہ) اور ٹروتھ (صداقت) ہے جس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا مگر وہی جو خداتعالےٰ کے سنن سے ناواقف ہے

اس امر کو سمجھنے کے لیئے یہ یاد رکہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی قدیم سے یہی سنت چلی آتی ہے کہ جب کوئی مامور اور مرسل دنیا مین اصلاح خلق کے لیئے آتا ہے تو اس کے ساتہہ ہی طبیعتون مین بیداری کی حالت پیدا کرنے کے لیئے اور بظاہر ان بداعمالیون کی پاداش اور عقوبت کے لیئے جن کی کثرت اس مامور کی بعثت کا موجب اور باعث ہوتی ہے خداتعالےٰ مختلف رنگون مین عذاب الٰہی نازل کرتا ہے- اس عذاب کے نزول مین ایک یہ بھی فائدہ ہوتا ہے کہ چونکہ خداتعالےٰ کا مامور اور اس کی جماعت بھی انہین **اسباب عادیہ** اور قوانین قدرتیہ کے ماتحت ہوتے ہین جو دوسرون پر حکومت کرتے یا اثر ڈالتے ہین اسلیئے خداتعالیٰ مامور اور اسکی قوم کے ساتہہ خاص نشان رحمت ظاہر کرتا ہے جو دوسرون پر حجت اور مخلص مومنین کے ازدیاد ایمان کا باعث ہوجاتا ہے سنت اللہ سے ناواقف اور ماموروں کی سیرۃ پر نگاہ نکرنے والی قوم ان باتون کو سن کر ہنسی اور بیباکی اور شوخی مین ترقی کرتی ہے لیکن خداتعالیٰ کے مامور کو ماننے والے اور اسپر ایمان لانے والے ان عذابون اور عتابون کو ایک نیا ایمان عطا کرنے والے ملائکہ اور تضرع کی حالت پیدا کرنے والے الارحم سمجھتے ہین- چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم مین ماموروں کے ارسال اور نزول عذاب کے متعلق فرمایا ہے وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اهلها بالباساء والضراء لعلهم يضرعون اور دوسری جگہ فرمایا ہے- وما کنا معذبین حتے نبعث رسولا-

یعنی جب کوئی نبی اور رسول مامور اور مبعوث ہوتا ہے تو اوس کے ساتہہ عذاب بہی آتا ہے- پس عذاب الٰہی اور خدا کے مامور و مرسل کی بعثت ایک پہلو سے لازم و ملزوم امر ہین سو انشمند اور صاحبدل وہ انسان ہوتا ہے کہ اگر وہ کم از کم مامور کی بعثت اور اسکی اول دعوت پر کسی وجہ سے قبول کرنے کی توفیق نپاسکے تو جب آسمان کی حالت بدلی ہوئی دیکھے تو خدا کے خوف سے ڈرجاوے + مگر تہوڑے ہوتے ہین جو عبرت حاصل کرتے ہین

اسکے نمونے ہر زمانہ مین جب خدا کے مامور آتے رہے ہین دیکھے گئے ہین اور خداتعالیٰ کی مجید کتاب ان امور پر پوری روشنی ڈالتی ہے اسوقت چونکہ خدا کے فضل سے پھر ایک **مامور** دنیا مین آیا ہے اور جیسا کہ پہلے سے مقدر تہا اور نبیون اور رسولون کی معرفت وعدہ دیا جاچکا تہا اسکے سارے نشان ظاہر ہوچکے اور ہورہے ہین تیئس برس کے قریب زمانہ گذرتا ہے کہ جب اس نے خداتعالےٰ کیطرف سے وحی اور اطلاع پاکر اپنی کتاب **براہین احمدیہ** مین یہ الہام شائع کیا تہا جسپر [illegible] سال کا زمانہ گذرتا ہے-

دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملون سے اس کی سچائی ظاہر کردے گا-

جب اسے یہ وحی ہوئی اسوقت وہ نہین جانتا تہا کہ وہ زور آور حملے کونسے ہین اسے ہرگز معلوم نہ تہا- کہ وہ دنیا مین ایک رسول اور **مامور** کی حیثیت سے آیا ہے ہان وہ یہ جانتا تہا اور ایمان لاتا تہا کہ یہہ خداتعالےٰ کی **وحی** ہے اور اسپر اتری ہے اور اسکے متعلق ہے- اس **وحی** کو اسنے مختلف اوقات اور مختلف تصنیفات مین اپنی تائید مین پیش کیا- جب ۱۸۸۸ء مین اسنے خداتعالےٰ سے مامور ہوکر بیعت کا اعلان شائع کیا تو اس مین یہ الہام شائع کیا-

واصنع الفلك باعيننا ووحينا ولا تخاطبنى فى الذين ظلموا انهم مغرقون-

خداتعالیٰ کی مجید کتاب سے معلوم ہوتا تہا کہ یہہ وحی حضرت نوح علیہ السلام کو ہوئی تہی- اور انکے وقت مین جو خطرناک **طوفان** آیا- یہہ وحی اسکی خبر دیتی اور مخلوق کے غرق ہونے کی پیشگوئی کرتی تہی- خدا کا یہہ مامور بجائے خود سمجھتا تہا کہ دنیا پر کوئی عذاب شدید آنے والا ہے **اور دنیا مین ایک نذیر آیا**- والا الہام بہی تائید کرتا تہا- اور اس **وحی بیعت** سے یہہ بہی معلوم ہوتا تہا کہ خدا کا یہہ **مامور نوح** کا بہی مثیل ہے- لیکن ابہی تک اہل عصر ناواقف تہے کہ کیا ہونے والا ہے- یہانتک کہ خداتعالیٰ نے اپنی کہلی کہلی وحی کے ذریعہ آپ پر ظاہر کردیا کہ آنیوالا **موعود مسیح تو ہی ہے** اب اسکے بعد دنیا کی کتاب مین ایک نیا زمانہ شروع ہوا ہے- ہر طرف سے شور مخالفت بلند ہوا- اور جو جس سے ہوسکا- اسنے اسکی مخالفت مین کیا اور اپنی ناکامی اور نامرادی کو خوب ہی دیکہا + مگر بل بے بے حیائی کہ اسقدر نامرادیون اور ناکامیون پر بہی شوخی اور شرارت بڑہتی گئی مین اسوقت کوئی تاریخ لکہنے نہین بیٹہا مجھے صرف عام واقعات کو یاد دلانا ہے جون جون مخالفت بڑہتی گئی شوخی اور شرارت مین ترقی ہوئی خدا کی غیرت بہی جوش زن ہوتی گئی- جب امن کے نشانون سے لاپروائی کی گئی تو آخر سنت اللہ کے موافق وہ نشان ظاہر ہونے لگے جو عذاب کے نشان تہے- چنانچہ سب سے پہلا نشان اور خدا کا زور آور حملہ **طاعون** کے رنگ مین ظاہر ہوا طاعون کی ذریعہ جو کچہہ حالت ملک اور اہل ملک کی ہوئی ہے وہ کسی بیان کی محتاج نہین رہی مگر افسوس جب اس عذاب الٰہی کی اس دردمند قوم نے اہل ملک کو خبر دی تو ابنائے ملک نے اسکو بہی ہنسی اور ٹہٹہون مین اڑایا اور اسکی کچہہ پروا نکی یہانتک کہ ملک تباہ ہوگیا ہے اور یتیمون اور بیواؤن کی تعداد بڑہ رہی ہے-

اب مین چاہتا ہون کہ ناظرین کے سامنے ایک ور امر واقعی پیش کردن شاید کسی سعید الفطرت کو فائدہ ہو- براہین احمدیہ مین خداتعالیٰ نے کہلے طور پر **زور آور حملون** کا ذکر کیا- اور پہر **نوح** نام رکہا اور کشتی بنانے کا حکمدیا اور ایک غرق ہونے والی قوم کا نشان بتایا- اور اسی براہین مین **مسیح ابن مریم** بہی ٹہیرایا- اب اگر یہہ انسانی منصوبہ اور خیالی باتین نہین- تو قطع نظر اسکے کہ مفتری علے اللہ فوز اور فلاح کا وارث نہین ہوتا عام طور پر بہی کسی منصوبہ باز کی نظیر نہین مل سکتی جو اسقدر عرصہ دراز پہلے خبر دے اور وہ واقعات اسکی زندگی مین پورے ہون- یہہ ناممکن ہے کہ جب تک کوئی خدا کیطرف سے نہو- اور صادق نہو- انجیل؛ جب ہم دیکہتے ہین تو ان واقعات پر اور بہی بڑی روشنی پڑتی ہے- چنانچہ مسیح نے اپنی دوبارہ آمد کے جو نشان بتائے ہین- ان پر غور کرو تو عجیب عجیب باتین معلوم ہوتی ہین چنانچہ مسیح نے اپنے دوبارہ آنیکا نشان یہہ بتلایا ہے کہ ان دنون مین فوراً سورج اندہیرہ ہوجائیگا- اور چاند اپنی روشنی نہین دیگا اور ستارے آسمان سے گرجائین گے اور آسمان کی قوتین ہل جائین گی تب ابن آدم کا نشان آسمان پر ظاہر ہوگا اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتہہ آسمان کے بادلون پر آتے دیکہین گے اور وہ نرسنگے کے بڑے شور کے ساتہہ اپنے فرشتون کو بہیجے گا اور وے اوسکے برگزیدون کو چارون طرف سے آسمان کی اس حد سے اس حد تک جمع کرینگے جب تم یہ سب کچہہ دیکہو تو جانو کہ وہ نزدیک بلکہ دروازہ پر ہے مین تمہین سچ کہتا ہون کہ جب تک یہ سب کچہہ ہونہ لے اس زمانہ کے لوگ گذر نہ جائینگے آسمان و زمین ٹل جائینگی پر میری باتین ہرگز نہ ٹلین گی لیکن اوس دن اور اوس گہڑی کو میرے باپ کے سوا آسمان کے فرشتون تک کوئی نہین جانتا جیسا نوح کے دنون مین ہوا ویسا ہی ابن آدم کا آنا بہی ہوگا کیونکہ جس طرح ان دنون مین طوفان کے پہلے کہاتے پیتے بیاہ کرتے بیاہے جاتے تہے اس دن تک کہ نوح کشتی پر چڑہا اور نہ جانتے تہے جبتک کہ طوفان آیا اور اُن سب کو لے گیا اسطرح ابن آدم کا آنا بہی ہوگا یعنی جسطرح کہ نوح کی کشتی بنانے سے پہلے لوگ امن اور آرام سے بستے تہے کوئی ارضی یا سماوی حادثہ اونپر وارد نہ تہا اسی طرح ابن آدم یعنی مسیح بہی لوگون کے آرام اور خوشحالی کے وقت مین آئیگا اوس کے آنے سے پہلے کسی قسم کا حادثہ لوگو نپر نازل نہین ہوگا بلکہ معمولی طور پر امن اور راحت سے دنیا اپنے اپنے کامون مین مشغول ہوگی- دیکہو متی باب ۲۴-

حضرت مسیح کے اس بیان مین بظاہر صورت جسقدر تناقض ہے ناظرین نے سمجھ لیا ہوگا کیونکہ اونہون نے اپنے اترنے سے پہلے اس امر کو ضروری ٹہیرایا ہے کہ سورج اندہیرا ہوجائے اور چاند روشنی نہ دیوے اور ستارے آسمان کے زمین پر گرجائین سو ان علامات کو اگر ظاہر پر حمل کیا جائے تو یہ معنی بدیہی البطلان ہین کیونکہ جس وقت سورج اندہیرا ہوگیا اور چاند کی روشنی جاتی رہی تو پہر دنیا کیونکر نوح کے زمانہ کی طرح امن سے آباد رہ سکتی ہے بہلا یہ بہی جانے دو شاید دنیا سخت مصیبت کے ساتہہ گذارہ کرسکے لیکن زمین پر ستارون کے گرنے سے کیا زمین کے باشندون مین سے کوئی باقی رہ سکتا ہے سچ تو یہ ہے کہ اگر آسمان کا ایک ہی ستارہ زمین پر گرے تو تمام دنیا کے ہلاک کرنیکے لیئے کافی ہے کیونکہ کوئی ستارہ عرض طول مین زمین کے [illegible] سے کم نہین ہے ایک ستارہ گرکر زمین کی تمام آبادی کو دبا سکتا ہے چہ جائیکہ تمام ستارے زمین پر گرین اور ان کے گرنے سے ایک آدمی کو بہی

www.aaiil.org

آسیب نہ پہونچے بلکہ حضرت نوح کے زمانہ کی طرح مسیح کے اُترنے سے پہلے امن اور جمعیت سے آباد ہوں اور مسیح کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں۔

سوائے حق کے طالبو یقیناً سمجھو کہ یہ سب استعارات ہیں حقیقت پر ہرگز محمول نہیں حضرت مسیح کا مطلب صرف اتنا ہے کہ وہ دین کے لئے ایک تاریکی کا زمانہ ہوگا اور ایسی ضلالت کی تاریکی ہوگی کہ اوسوقت نہ آفتاب کی روشنی سے جو رسول مقبول اور اوسکی شریعت اور اُسکی کتاب ہے لوگ آنکھیں کہولیں گے کیونکہ اون کے نفسانی حجابوں کیوجہ سے آفتاب شریعت اُنکے لئے اندھیرا ہو جائیگا اور ماہتاب بہی انہیں روشنی نہیں دیگا یعنی اولیا کے وجود سے بہی انہیں کچھہ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ بیدینی کے بڑھ جانے سے مردان خدا کی محبت بہی اُنکے دلوں میں نہیں رہے گی اور آسمان کے ستارے گرینگے یعنی حقانی علماء فوت ہو جائینگے اور آسمان کی قوتیں ہل جائیں گی یعنی آسمان اوپر کیطرف کسی کو کہینچ نہیں سکے گا۔ دن بدن لوگ زمین کیطرف کہینچے چلے جائیں گے اوسوقت نہ لڑائیاں ہوں گی اور نہ عامہ خلایق کے امن اور عافیت میں خلل ہوگا بلکہ نوح کی زمانہ کیطرح ایک امن بخش گورنمنٹ کے تحت میں* وہ لوگ زندگی بسر کرتے ہوں گے جن میں مسیح موعود نازل ہوگا یاد رکہنا چاہیئے کہ حضرت نوح کا زمانہ باعتبار اپنی معاشرت کے اصولوں کے نہایت امن کا زمانہ تہا لوگ اپنی لمبی لمبی عمروں کو نہایت آسائش اور امن خیر و عافیت سے بسر کر رہے تہے اسی وجہ سے لوگ سخت درجہ کے غافل ہو گئے تہے معلوم نہیں کہ اُسوقت کوئی شخصی سلطنت تہی یا جمہوری اتفاق سے اس درجہ پر عامہ خلایق کیلئے ہر طرح سے آسودگی پیدا ہو گئی تہی بہر حال اوس زمانہ کے لوگ آرام پانے میں اور امن اور عافیت میں زندگی بسر کرنے میں اس زمانہ کے اون لوگوں سے بہت مشابہ ہیں جو گورنمنٹ برطانیہ کے سایۂ عاطفت کے نیچے زندگی بسر کرتے ہیں گورنمنٹ کی طرف سے جسقدر اسباب آرام اور امن اور خوشحالی کے رعیت کے لئے مہیا کئے گئے ہیں اونکا شمار کرنا مشکل ہے گویا انکی اس زندگی کو ایک نمونہ بہشت کا بنا دیا گیا ہے لیکن غایت درجہ کے آرام پانے

*حاشیہ: میرا یہ دعوی ہے کہ تمام دنیا میں گورنمنٹ برطانیہ کی طرح کوئی دوسری ایسی گورنمنٹ نہیں جس نے زمین پر ایسا امن قایم کیا ہو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کچھہ ہم پوری آزادی سے اس گورنمنٹ کے تحت میں اشاعت حق کر سکتے ہیں یہ خدمت ہم مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں بیٹھکر بھی ہرگز بجا نہیں لاسکتے اگر یہ امن اور آزادی اور بے تعصبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت عیسائیوں میں ہوتی تو وہ لوگ ہرگز تلوار سے ہلاک نہ کئے جاتے۔

سے اور نہایت درجہ کے امن کیوجہ سے یہ آفت دلوں میں پیدا ہو گئی ہے کہ دنیا کی زندگی نہایت شیرین معلوم ہو کر دن بدن اسکی محبت دلوں میں بڑہتی جاتی ہے جسطرف نظر ڈال کر دیکھو یہی خواہش جوش مار رہی ہے کہ دنیا کی یہ مراد حاصل ہو جائے اور بباعث اس بہشتی جانے کے دنیا کی ہر یک چیز کا قدر بڑہتا جاتا ہے وہ مزروعہ زمین جسکو سکہوں کے عہد میں کوئی مفت بہی نہیں لے سکتا تہا لاکہوں روپیوں پر فروخت ہو رہی ہے اور یہانتک معاش کی راہیں کہل گئی ہیں کہ لوگ نجاست اور ہڈیوں کی فروخت سے وہ فواید حاصل کرتے ہیں کہ اس سے پہلے زمانوں میں اعلے درجہ کے غلوں کی فروخت میں وہ فوائد حاصل نہیں ہو سکتے تہے اور نہ صرف یہی آرام کی صورتیں ہیں بلکہ نظر اُٹہا کر دیکہو تو تمام اسباب معاشرت و حاجات سفر و حضر کے متعلق وہ آرام کی سبیلیں نکل آئی ہیں جو اس سے پہلے وقتوں میں شاید کسی نے خواب میں بہی نہ دیکھی ہوں گی پس اس مبارک گورنمنٹ کے زمانہ کو اگر اُس امن کے زمانہ سے مشابہت دیں جو حضرت نوح کے وقت میں تہا تو یہ زمانہ بلا وجہ اُسکا مثیل غالب ہوگا۔

اب غور کرو کہ کسطرح پر اس زمانہ کو نوح کا سا زمانہ قرار دیا اور ادہر حضرت حجۃ اللہ کو نوح کہا گیا پہر ملک اور قوم کی مذہبی اور دینی حالت کو ظاہر کیا اور اگر عام طور پر بہی اسکا مفہوم لیا جا دے تو کسوف خسوف اور ستاروں کے ٹوٹنے سے بہی یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ پھر اسی انجیل کے اسی ۲۴ باب میں بتایا ہے کہ قوم پر قوم اور بادشاہت پر بادشاہت **چڑہائی کرے گی اور جگہ جگہ مری اور کال پڑیں گے اور بہونچال آئیں گے۔**

اگر یہ باتیں اپنے اندر کوئی حقیقت نہ رکہتی تہیں اور معمولی آفتیں تہیں تو کیوں یہ پیشگوئی قرار دی گئیں۔ ہر چند یہ باتیں عام ہیں لیکن انکی اصلیت میں ایک خصوصیت ہے اب اسوقت ہر قسم کے نشان پورے ہو رہے ہیں اور دنیا دیکھہ رہی ہے۔ خدا کے موعود مسیح نے ہر راہ سے ان لوگوں کو سمجہایا مگر اکثروں نے اسکی باتوں کو ٹہٹھوں میں اڑایا اور اسپر ہنسی کی یہانتک **بد زبانی اور لعن طعن** میں ترقی کی کہ زمین اس لعنتی نسل کو زیادہ دیر تک اپنی پشت پر رکہنے کے ناقابل ثابت ہوئی۔

اور آخر خداوند تعالے کا دوسرا **حملہ جو عظیم الشان نشان** ہے ۴- اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کو ایک خطرناک **زلزلہ کی صورت میں نمودار ہوا اور یوں خدا کا وعدہ** پورا ہوا

اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ

۳- اپریل کی شام تک کسی کو بہی کوئی خبر نہ تہی کہ ۴ اپریل کی صبح بے شمار انسانوں کو نیست و نابود کر دے گی اور لاکہوں لاکہہ مکانات تباہ ہو جائیں گے۔ اور یوں خدا تعالے کی وحی بہی (جو اسے تہوڑا ہی عرصہ پہلے شائع کی تہی) پوری ہو جائیگی۔

عفت الدیار محلہا و مقامہا

جسوقت یہ پیشگوئی شائع ہوئی معمول کے موافق جلد باز اور بے باک لوگوں نے اسپر ہنسی اڑائی اور شوخیاں کیں۔ خدا تعالے کی یہہ وحی الحکم نمبر ۱۸- جلد ۸ کے صفحہ ۹ پر ۳۱- مئی ۱۹۰۴ء کو شائع کی گئی تہی۔ پہر اسی تاریخ کے الحکم میں خدا تعالے کی یہ وحی بہی شائع ہوئی۔

سلام علیکم طبتم

جو بظاہر صاف بتاتی ہے کہ جب ایسی حالت اور آفت پیدا ہوگی اوسوقت تمپر سلامتی ہوگی ایسا ہی اس سے پہلے ۲۸- اپریل ۱۹۰۴ء کو ایک الہام ہوا جو انہیں ایام میں میں نے الحکم میں چہاپ دیا تہا۔

امن است در مکان محبت سرائے ما

ان وجہوں پر نظر کرو۔ اگر کوئی خطرناک وقت آنیوالا نہ تہا تو نوح کی طرح کشتی بنانے کا حکم کیوں ہوا۔ اور پہر یہہ کیوں فرمایا کہ **سلام علیکم طبتم** پہر۔ امن است در مکان محبت سرائے ما۔ یہہ ساری باتیں کسی آنیوالے خطرہ کو ظاہر کر رہی ہیں۔ جو معمولی خطرہ نہیں ہوگا۔ پہر خود اسی سال میں اس خوفناک زلزلہ سے پہلے ۲۷- فروری ۱۹۰۵ء کو دکہایا گیا کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے اور ساتھہ ہی یہ الہام ہوا **موتا موتی لگ رہی ہے** اور پہر ۱۹- مارچ ۱۹۰۵ء کو الہام ہوا کہ **مکذبوں کو ایک نشان دکہایا جائیگا** اور ایسا ہی ۹- جنوری کا کشف اور الہام جو ۱۴- جنوری ۱۹۰۵ء کے الحکم میں چہپا ہے

ایک چونکا دینے والی خبر

ان سب پیشگوئیوں کو یکجا جمع کرو۔ اور دیکہو کہ کیا یہ کیسی معمولی واقعہ کی خبر دے رہی ہیں یا کسی عظیم الشان امر کی۔ اور وہ امر بہی ایسا امر نہیں جو خوشی کا ہو بلکہ خطرناک ہے اور اس میں خود حضرت **مسیح موعود کی ہر طرح سے سلامتی ہے۔** یہ ساری باتیں قبل از وقت شائع ہوئیں۔ یہانتک کہ وہ موعود گہڑی آ پہونچی۔ اس سے پانچ روز پیشتر پہر اللہ تعالے نے بطور بشارت القا فرمایا

سلاما سلاما

یہہ الہام ۳۱- مارچ ۱۹۰۵ء کو الحکم کے صفحہ اول پر شائع ہوا۔ اب غور کن طبیعت اور انصاف پسند دل لیکر خدا کے لئے سوچو کہ کیا کوئی مفتری منصوبہ باز ایسی پیشگوئیاں کر سکتا ہے پہر ایسی پیشگوئیاں جو اسکے دست تصرف اور حیطہ قدرت سے باہر ایک ہی قانون قدرت کے نیچے جس میں وہ اور اسکے مخالف سب موجود ہیں اور اس میں اپنی سلامتی کا زور سے دعوے کرتا ہے۔

سوچو اور ان آیات اللہ کو بے قدری کی نگاہ سے مت دیکہو اور ہنسی میں مت اڑاؤ۔ خدا تعالے نے یہ نشانات عبرت کے لئے ظاہر کئے ہیں لیکن اسپر بہی تم ہنسی کرتے اور انکو ٹہٹہے میں اُڑاتے ہو۔

اے بدقسمت! لوگو! تم کہاں گرے! کونسی چہپی ہوئی بدکاریاں اور بد اعمالیاں تہیں جو تمہیں پیش آگئیں تم نے نشان پر نشان دیکہے مگر تم نے انہیں مشکوک کرنا چاہا اور لوگوں کو بدظن کرنے کی کوشش کی تمہیں رحمت اور فضل کے نشان دیئے گئے تم نے انہیں کافی نہ سمجہا اور **خدا کے زور اور حملوں سے اسکی تذیر کی سچائی کی آزمایش** چاہی!

او! اگر تم میں ذرہ بہی نیکی ہوتی تو خدا تمہیں ضائع نہ کرتا ابہی کچھہ وقت باقی ہے اگرچہ تم بہت سا ثواب کہو چکے لیکن در توبہ باز ہے باز آجاؤ! کیا تم خدا تعالے سے اس بیوقوف کی طرح لڑوگے جو زور آور کے آگے سے ہٹ نہیں جاتا یہانتک کہ مارے پیسا جاتا اور کچلا جاتا ہے یہانتک کہ ہڈیاں چور ہو کر اور وہ ادہ موا ہو کر زمین پر گرتا اور پہر درد دوں سے بیتاب ہو کر کراہتا ہے۔ دیکہو! یہودیوں نے خدا تعالے سے جنگ کی اسکے برگزیدہ مسیح کو انہوں نے قبول نہ کیا بلکہ اسکی اذیت رسانی میں انہوں نے مشورے کئے انہوں نے کیا پہل پایا تم اس جنگ سے کیا لوگے؟

دیکہو! میں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا کے مسیح سے وہ تمام نشان اور کام ظاہر ہو رہے ہیں۔ جو خدا کے مرسلوں اور تائید یافتہ بندوں سے ہوا کرتے ہیں تم ان نشانات کو دیکہکر بہی اپنے آپ کو دانستہ ہلاکت میں نہ ڈالو! بدظنیاں چہوڑ دو بدگمانیوں سے باز آجاؤ! انکا انجام اچہا نہیں۔ **خدا تعالے کے برگزیدہ مرسل کی توہین سے آسمان سرخ ہو رہا ہے اور تم نہیں دیکہتے۔ فرشتوں کی آنکہوں سے خون ٹپک رہا ہے اور تمہیں نظر نہیں آتا۔ خدا تعالے اپنے جلال میں ہے اپنے بندے کے لئے اسکی غیرت جوش زن ہے اور در و دیوار حجر و شجر لرزہ میں۔** اس جوش اور لرزہ کو اب بچوں تک نے بہی دیکہہ لیا مگر آہ! تم دیکہنے والے نہ ہوئے۔ کہاں ہے وہ عقل جو سمجہہ سکتی

*اگر یہ امن اور آزادی اور بے تعصبی اسوقت کے قیصر اور کسریٰ کی گورنمنٹوں میں ہوتی تو وہ بادشاہتیں اب تک قائم رہتیں۔ منہ

www.aaiil.org

کہان ہین وہ آنکہین جو وقتون کو پہچانتی ہین آسمان پر ایک حکم لکہا گیا کیا تم اس سے ناراض ہو؟ کیا تم رب العزت سے پوچہو گے کہ تو نے ایسا کیون کیا؟ اے نادان انسان باز آجا کہ

صاعقہ کے سامنے کہڑا ہونا تیرے لئے اچہا نہین

خدا کا مامور تم کو ایک عرصہ پہلے یہہ الہام سنا چکا ہے **انی انا الصاعقہ** پس خدا سے ڈر جاؤ اور اسکے **جلال** کے سامنے سجدہ کرو۔

غرض

ان سب واقعات کو یکجا جمع کر کے غور کرو اور خدا کے مامور و مرسل کی توہین سے باز آجاؤ۔

اب مین مختصر طور پر اس زلزلہ کے متعلق ذکر کرتا ہون جسکے متعلق یہ آرٹکل لکہا گیا ہے۔ سن خدا تعالے کا یہہ **نشان** عظیم الشان قہری نشان اور زور آور حملہ تہا۔

۳ اپریل کی شام تک کسی متنفس کو یہہ خبر نہ تہی کہ کل صبح کیا ہونے والا ہے۔ سرکاری محکمہ علم ہیئت نے بہی کوئی پیشگوئی اس زلزلہ کے متعلق نہ کی تہی عام نجومیون اور پنڈتون کی پتر بان اور قیافہ دانیان بہی ختم ہو چکی تہین اور کسی نے کوئی خبر اسکے متعلق قبل از وقت شائع نہین کی تہی جس سے اس نشان کی اور بہی **عزت** اور **عظمت** بڑہ جاتی ہے۔ کیونکہ اگر ایسی اطلاعین شائع ہو چکی ہوتین تو **مخالف** ہان بد اندیش مخالف کہہ اٹہتے کہ یہہ کوئی نشان نہین ہے یہہ تو نجومیون نے بہی کہدیا تہا۔

مگر خدا تعالے کی **قدرت** اور **تصرف** کو مشاہدہ کرو کہ سب کی زبانین گنگ ہو گئین اور ساری حسابدان اور اسٹرالوجر خاموش رہ گئے۔ اور ٹہیک اسی طرح جیسا کہ خود حضرت مسیح نے کہا تہا کہ اس دن اور اس گہڑی کو میرے باپ کے سوا آسمان کے فرشتون تک کوئی نہین جانتا جیسا نوح کے دنون مین ہوا ویسا ہی ابن آدم کا آنا بہی ہوگا کہ جسطرح ان دنون مین طوفان کے آگے کہاتے پیتے بیاہ کرتے بیاہے جاتے تہے اس دن تک کہ نوح کشتی مین چڑہا اور نہ جانتے تہے جبتک کہ طوفان آیا۔"

لاعلمی کا پورا اثر رہا۔ اور جیسا کہ خدا تعالے کی مجید کتاب نے پہلے سے بتایا ہوا تہا کہ خدا کے عذاب ایسے وقت آجاتے ہین کہ لوگ بخیال خویش مست ہوتے ہین اور انہین کوئی وہم و گمان بہی نہین ہوتا۔ کہ یکایک عذاب الٰہی آ پکڑتا ہے جیسا کہ اس نے فرمایا ہے

وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اہلہا بالباساء والضراء لعلہم یضرعون ثم بدلنا مکان السیئۃ الحسنۃ حتی عفوا وقالوا قد مس اٰباءنا الضراء والسراء فاخذنہم بغتۃ وہم لا یشعرون ۰ - سورہ اعراف رکوع

اسی طرح یہہ عذاب الٰہی نازل ہوا کسی کو اس کے آنیکا سان و گمان بہی نہ تہا۔ اور لوگ آرام سے سو رہے تہے یا بسترون سے اُٹہ رہے تہے۔ اور وہ قرآن کریم کی اس آیت سے بے خبر ہو رہے تہے۔

افامن اہل القریٰ ان یاتیہم باسنا بیاتا وہم نائمون۔

یعنی کیا بستی والے اس بات سے امن مین آگئے تہے کہ ہمارا عذاب انپر رات کو آجاوے اور وہ سوتے ہی ہون۔

اسی مضمون کو قرآن مجید نے دوسرے موقع پر اسی سورہ اعراف مین یون فرمایا ہے۔

وکم من قریۃ اہلکنٰہا فجاءہا باسنا بیاتا او ہم قائلون۔

ان آیات مین جو جو اوقات عذاب الٰہی کے بیان کئے ہین انہین انہین اوقات پر یہ عذاب زلزلہ نمودار ہوا۔

غرض خدا تعالے کی سنت کے موافق قریبًا سوا چہہ بجے صبح کے یہ عذاب نازل ہوا اوس وقت کے حالات کا بیان کرنا نہ کسی نازک خیال شاعر کا کام ہے اور نہ کوئی دقیقہ رس مصور ہی اس ہیبت کو دکہا سکتا ہے ہر چند اس زمانہ مین **نظارہائے روان** (رننگ ویوز) کی تصویرین لینے کے سامان ایجاد ہوئے ہین مگر مین دعوے سے کہتا ہون کہ کسی قلم کی گلکاری یہان کام نہین دے سکتی۔

ابہی کچہہ لوگ بسترون سے اٹہے تہے بعض سست اور نیند کے مزے لینے والے خواب راحت مین پڑے ہوئے تہے کہ یکایک ایک دہکا لگا۔ اور زمین کے نیچے خطرناک گونج پیدا ہوئی جو اس سے پہلے نہ کانون نے سنی نہ دہم مین گذری تہی۔ اس دہکے کے ساتہ ہی **جلال** الٰہی کی ہیبت سے در و دیوار حجر و شجر پر ایک **لرزہ** پیدا ہو گیا اور

خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ

کا پورا نظارہ نظر آنے لگا۔ اور خدا تعالیٰ کی **قہری تجلی** نے قلوب پر وہ اثر ڈالا جو کسی وقت **رب ارنی** کہنے والے کو **انظر الی الجبل** کے نظارہ مین نظر آئی ہوگی۔ مین اپنے نفس اور حالت پر لحاظ کر کے کہتا ہون کہ اسوقت قریبًا ہر شخص کی یہ حالت ہو رہی تہی کہ وہ سراسیمہ اور دیوانا سا ہو گیا تہا۔ اور کچہہ سمجہہ مین نہ آتا تہا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے معلوم نہین **قلوب** پر کیسا فوری اور مقناطیسی اثر پڑا کہ بے اختیار

رب ارحم رب ارحم

زبان سے نکلتا تہا اگر کچہہ نکلتا تہا۔ بچون۔ جوانون عورتون۔ بوڑہون کے آہ و بکا اور شور و شیون نے اس خوفناک نظارہ کو اور بہی بہیانک کر دیا تہا۔ میرے دفتر کے پاس ہی ایک ڈہاب ہے جو قادیان کے ایک بڑے حصہ کو محیط ہے اس مین اسوقت اگرچہ بہت تہوڑا پانی ہے مگر اسوقت اس **قہری تجلی** کے نیچے آکر وہ پانی گز دو گز اوپر اوچہلتا تہا اور اس مین اسقدر شور پیدا ہو رہا تہا جیسے بہت بلند کراڑا سے گرنے کی وجہ سے ہو سارا پانی دودہ کی طرح بلویا جاتا تہا۔ درختون کا نظارہ اور بہی مہیب تہا اسی ڈہاب کے کنارے چند بوہڑ کے بڑے بڑے درخت ہین جو کہڑکی مین سے دکہائی دیتے تہے اسوقت وہ گہاس کی طرح لرزتے اور شاخین زمین پر سجدہ کرتی تہین۔

غرض جدہر نظر اٹہاؤ۔ جدہر دیکہو یہہ قہری تجلی اپنا اثر لئے ہوئے تہی۔ مجہے صحیح اور سچی ہان چشم دید روایت پر خبر ملی ہے کہ اسوقت جبکہ زلزلہ کا پہلا جہوکا آیا **خدا کا برگزیدہ اور معطر کیا ہوا مسیح** جسکی تائید اور تصدیق کے لئے یہ خدا کا زور آور حملہ ظاہر ہوا تہا۔ اپنی **موجودہ تصنیف براہین احمدیہ حصہ پنجم** مین اس الہام **دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا** - الآخرہ پر قلم اٹہانے کو تہا کہ اس زور آور **حملے** کا ظہور ہوا۔ وہ اس **آیۃ اللہ** کو دیکہتے ہی فی الفور **سجدہ مین گر پڑا**۔

اور اس زور سے **یا حی یا قیوم استغیث برحمتک یا ارحم الراحمین** پکارتا تہا کہ اسکی آواز دور دور سنائی دیتی تہی۔ اور پاس والون کے دلون پر خاص اثر پیدا کر رہی تہی اور یہ قہری تجلی اپنے پورے جوش اور جلال مین بہی زبان حال سے اپنے مسیح کے استغاثہ کا جواب یون دے رہی تہی

امن است درمکان محبت سرا ما

اور

کبہی **سلامًا سلامًا** کی آواز در و دیوار سے نکلتی اور ملائکہ **سلام علیکم طبتم** کہتے اور **سلامت برتو اے مرد سلامت** کی بشارت ملتی تہی۔

یہ باتین لفاظی کے رنگ مین نہین ہین بلکہ واقعات کی بنا پر ہین اور جو آج بہی **زندہ شہادت** کے لئے موجود ہین۔ چنانچہ خدا تعالے نے اپنے ان وعدون کے موافق اپنے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اسکی پاک جماعت کو اس صدمہ سے بالکل محفوظ رکہا کسی قسم کا کوئی خفیف سا نقصان بہی نہین ہوا والحمد للہ علے ذالک۔

خدا تعالیٰ کی یہ **قہری تجلی** تین منٹ تک تو پورے زور سے رہی یہان زلزلہ کا رخ اولًا شرقًا غربًا اور پہر شمالًا جنوبًا محسوس ہوا۔ اسکے بعد دن کے مختلف اوقات مین زلزلہ محسوس ہوتا رہا۔ بلکہ ۹ اپریل ۱۹۰۵ء تک جبتک مین یہ مضمون لکہہ رہا ہون دن رات کے بعض حصون مین ہر روز محسوس ہوتا رہا۔ اور کل کی خبر نہین۔

اب مین ناظرین الحکم کو ایک اور بات سنانی چاہتا ہون جو ہمارے ازدیاد ایمان اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی زبردست دلیل ہے۔

اور وہ یہ ہے کہ جب اس قہری تجلی سے زمین اور اہل زمین نے کسیقدر سکون کیا تو آپ اہل دار کو لیکر باغ مین تشریف لیگئے۔ آپکو اسقدر گہبراہٹ اور خوف تہا کہ آپ کا رنگ زرد ہو گیا تہا مین خوب جانتا ہون کہ بیباک لوگ اس گہبراہٹ پر اعتراض کرین گے مگر معزز ناظرین یہہ ایک بین **ثبوت** ہے حضرت اقدس کی سچائی کا۔ ہر کہ عارف تر باشد خائف تر باشد۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ شہادت دیتی ہے کہ جب کبہی آندہی آتی تو آپ کا چہرہ زرد ہو جاتا اور اسقدر گہبراہٹ آپ پر طاری ہوتی کہ کبہی اندر اور کبہی باہر جاتے۔ دریافت کرنے پر اس سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا اسکا مفہوم اور منشا یہہ ہے کہ کیا عجب اس شکل مین عذاب الٰہی ہو۔ پہلی قومین ایسے عذابون سے تباہ ہو چکی ہین۔ اب یہ امر کسقدر آپ کی بصیرت اور معرفت اور خدا تعالے کے غناء ذاتی پر ایمان کو ظاہر کرتا ہے انبیاء علیہم السلام کی ذات ہمیشہ ایسی ہی ترسان ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ کی **قہری تجلیون** سے ایسے لرزان ہوتے ہین کہ بے باک اور شوخ لوگون کی نگاہ مین شاید ان سے بڑہ کر کوئی **بزدل** نہو مگر ایسی کور فطرتین انکی شجاعت اور شوکت کا اندازہ کرنے مین غلطی کہاتی ہین خدا تعالیٰ کے عذاب اور قہر کا شوخی سے مقابلہ کرنا بڑی حماقت اور نادانی ہے انبیاء علیہم السلام کی شجاعت کا اندازہ کرنے کا وہ مقام ہوتا ہے کہ جب چارونطرف سے مخالفت کا آہنی تنور انکے لئے گرم کیا جاتا ہے + اور ہر طرف سے مصائب اور مشکلات کے پہاڑ انپر گرانے کی سعی کی جاتی اور ہر قسم کے ستم انپر توڑے جاتے ہین مگر وہ ایسے **کوہ وقار** ہوتے ہین کہ کوئی مصیبت دکہہ تکلیف انہین اپنی جگہ سے ہلا نہین سکتی۔ وہ اپنی تبلیغ رسالت مین سست نہین ہوتے اور نہین رکتے۔ وہ مقام ہے انکی **شجاعت** کے نظارہ کا اور یہ مقام ہے انکی **بصیرت** اور **معرفت** اور **تبتل الی اللہ** کے نظارہ کا۔

غرض حضرت اقدس باغ مین تشریف لے گئے ہین اور ابہی تک باغ ہی مین ہین + بڑی بڑی عمر کے لوگ

[illegible]

سلہ ۱۰ اپریل کا نوٹ صفحہ ۱۲ پر دیکھو)

www.aaiil.org

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کے فضل و کرم سے اہل بیت اور اہل دارمسیح تندرست ہیں اور خدا تعالیٰ کے اس عظیم الشان نشان پر جو ۴- اپریل کو ظاہر ہوا سجدات شکر بجالاتے اور اسکی حمد کرتے ہیں۔

۲- **نصرۃ الحق** نام کتاب جو حضرت اقدس لکھ رہے تھے اب اس کا نام **براہین احمدیہ حصہ پنجم** رکھا گیا ہے۔ اور وہ چھپ رہی ہے۔

۳- ۵- اپریل کو اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ نے اس نشان کے پورا ہونے پر **الدعوت** نام ایک اشتہار شایع کیا جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خادم کارخانہ **الحکم** کی طرف سے بطور خاص پرچہ الحکم ۶- اپریل کو شایع ہو گیا۔ پھر ۸- اپریل ۱۹۰۵ء کو ایک عظیم الشان نکین منذر پیشگوئی پر مشتمل ایک اور اشتہار اعلیٰ حضرت نے دیا جو اسی روز کارخانہ الحکم نے خدا کے محض فضل سے شایع کیا جو الانذار کے عنوان سے الحکم میں درج ہے۔ اعلیٰ حضرت کا منشا ہے کہ یہ **اشتہار کثرت سے شایع ہوں** اسلئے ہر جگہ ہر ایک احمدی جماعت اسے چھپوا کر شایع کر دے۔

کارخانہ دفتر الحکم کی طرف سے جو اشتہار شایع ہوتے ہیں وہ حصہ رسدی کے طور پر بھیجے جاسکتے ہیں اور بھیجے جاتے ہیں۔ اشتہارات کی کثرت اشاعت کا سوال قومی سوال ہے اور قوم کے حل کرنے کے قابل۔ حضرت اقدس یہ چاہتے ہیں کہ ایسے اشتہارات بہت کثرت سے شایع ہوں اور ہر ہندو مسلمان عیسائی کے ہاتھ میں پہونچ جاویں شاید کسی سلیم الفطرت کو فایدہ ہو۔

۴- بزرگان ملت کی تمنت خدا کے فضل سے عمدہ ہے اور وہ سب حضرت اقدس کے ساتھ باغ میں ہیں۔

۵- یکم اپریل سے مدرسہ تعلیم الاسلام بند کیا گیا ہے۔ قادیان میں بیماری سے امن ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

۶- زلزلہ سے کوئی خفیف سا نقصان بھی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مکانات وغیرہ کو نہیں ہوا بلکہ سلسلہ عالیہ کو فایدہ ہوا ہے کیونکہ اس کے امام کی سچائی کا ثبوت ملا اور ہمارے ایمان تازہ ہوئے۔

اطلاع

زلزلہ کے اہم مضمون کی وجہ سے ڈائری نہیں دی جاسکی لکھی ہوئی کا بیان رد کی گئیں اور **نصرۃ الحق** کا ضمیمہ چھپا ہوا ملتوی کرنا پڑا۔ ایسا ہی دوسرے مضامین بھی نہیں آسکے۔

حضرت اقدسؑ کے رؤیا کشوف الہامات

۲۶ مارچ ۱۹۰۵ء۔ چودھری رستم علی۔

یکم اپریل ۱۹۰۵ء۔ رات کے وقت نزول وحی ہوا۔
محونا نار جھنم۔ ہم نے جہنم کی آگ کو محو کیا۔ فرمایا اجتہادی طور پر ایسا خیال آتا ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ اب قریباً طاعون کو دنیا سے اٹھانے والا ہے۔ واللہ اعلم۔ یا کہ اس کا زور گھٹانے والا ہے۔

۲- اپریل ۱۹۰۵ء۔ موت دروازہ پر کھڑی ہے۔

۳- اپریل ۱۹۰۵ء۔ رؤیا۔ دیکھا کہ مرزا نظام الدین کے مکان پر مرزا سلطان احمد کھڑا ہے۔ اور سب لباس سر تا پا سیاہ ہے ایسی گاڑھی سیاہی کہ دیکھی نہیں جاتی۔ اسیوقت معلوم ہوا کہ ایک فرشتہ ہے جو سلطان احمد کا لباس پہنکر کھڑا ہے اسوقت میں نے گھر میں مخاطب ہو کر کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے تب دو فرشتے اور ظاہر ہو گئے اور میں کرسیاں معلوم ہوئیں انپر وہ تینوں فرشتے بیٹھ گئے اور بہت تیز قلم سے کچھ لکھنا شروع کیا جسکی تیز آواز سنائی دیتی تھی۔ انکے اس طرز کے لکھنے میں ایک رعب تھا۔ میں پاس کھڑا ہوں (کہ بیداری ہو گئی)۔

اسی وقت حضرت اقدس نے یہ خواب سنایا اور فرمایا کہ کوئی ہیبتناک نشان ہونیوالا ہے۔ اسکی تعبیر یوں ہے کہ سلطان احمد سے مراد ایسے دلائل اور براہین ہیں جو دلوں پر تسلط کرتے اور دلوں کو پکڑ لیتے ہیں اور نظام الدین سے مراد ایسا نشان ہے جس سے دین اسلام کی صلاحیت ہوگی اور اسکا نظام درست ہو جائیگا سیاہ کپڑے ظاہر کرتے ہیں کہ اب کوئی ڈرانیوالا نشان ظاہر ہونیوالا ہے اور یہ جو کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے اس سے مراد ہے کہ یہ ہماری دعاؤں کا نتیجہ ہے کیونکہ نتیجہ بیٹے کو بھی کہتے ہیں۔

۵- اپریل ۱۹۰۵ء۔ کشف۔ **عن بنی اسرائیل**۔ فرمایا بنی اسرائیل سے مراد وہ قوم ہے جسپر اس قسم کے واقعات تکلیف دہ ہوئے ہوں جیسے کہ بنی اسرائیل پر فرعون کے زمانہ میں ہوئے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری جماعت بنی اسرائیل سے مشابہ ہے وہ لوگ جو انپر بیجا ظالمانہ حملہ کرتے ہیں انکو خدا تعالیٰ نے فرعون سے مشابہت دی ہے اور پیشگوئی کا ماحصل مطلب یہ ہے کہ ایسے بیجا حملہ کرنیوالے لوگ دور دئے جائینگے اور ایسے نشان ظاہر ہونگے کہ انکی باتوں کا لوگوں کے دلوں پر کچھ اثر نہیں ہوگا۔

۶- اپریل ۱۹۰۵ء۔ لوگ روح کہتی ہے ہم نے وہ جہان چھوڑ دیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی آدمی ہم سے تعلق دوستی یا دشمنی رکھنے والا اس جہان سے گذر جائیگا۔

۸- اپریل ۱۹۰۵ء۔ **تازہ نشان تازہ نشان کا دھکا زلزلۃ الساعۃ قوا انفسکم ان اللہ مع الابرار دنی منک الفضل جاء الحق و زھق الباطل**۔ (اسکے متعلق مفصل مضمون صفحہ ۲ پر الانذار کے عنوان کے نیچے ہے۔ ایڈیٹر)

۹- اپریل ۱۹۰۵ء۔ ۸ اور ۹ اپریل کی درمیانی رات کو ۱۲ بجے کے قریب ہوا اور ۲ بجے ظہر و عصر کی نماز سے پہلے سنایا۔ ۲۴

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالفوں کا آخری جواب

آج ۹- اپریل کو ظہر اور عصر کی نماز سے پہلے جو جمع کی گئی تھی اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور مخالفوں کی نکتہ چینیوں اور اعتراضوں کا ذکر کیا گیا کہ وہ کس طرح پر درندگی سے حملے کرتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں یہہ ذکر اسوقت آیا جبکہ آپ خدا تعالیٰ کی وہ تازہ وحی جو دوسری جگہ درج ہے سنا چکے تھے مخالفوں کے اس ذکر میں **اہلحدیث** کے مضامین اور لاہور کے ڈیلی ٹائمز اور ست دھرم پرچارک وغیرہ کے اعتراضات کا ذکر کیا گیا۔

اسپر آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اب ان سب کو تفویض الی اللہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کی یہہ وحی بتاتی ہے کہ وہ آپ فیصلہ کرنیوالا ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس فعل میں اپنا دخل بھی معصیت ہے وہ خود احکم الحاکمین ہے۔ تمہارے قلم میں اتنا زور نہیں ہوگا جو خدا تعالیٰ کے فعل میں ہوگا۔ اسنے ہم پر ظاہر کیا ہے کہ وہ خود ہی ایک فیصلہ کریگا اور ہم اسی کے فیصلہ کے منتظر ہیں۔ مجھے اسی لئے اسنے فرمایا **فاصبر کما صبر اولوا العزم** انبیاء علیہم السلام کو ایسا ہی کرنا پڑتا ہے آخر انکے صبر کا انجام عجیب ہوتا ہے اب یقیناً سمجھو کہ وہ وقت بہت ہی قریب آگیا ہے جو جسقدر زیادہ یقین کریگا اسی قدر اسکا ایمان بڑھیگا۔ خدا تعالیٰ پہلے سے مجھے فرما چکا ہے

قرب اجلک المقدر ولا یبقی لک من المخزیات ذکرا

غرض اللہ تعالیٰ اس جماعت کو اپنے وجود پر روشن اور تازہ ایمان دینا چاہتا ہے میں یہی دعا کرتا رہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ انکو ہر قسم کی آفات سے محفوظ رکھہ لیوے"

خدا کے مامور و مہدی کی زبان سے یہہ باتیں سن لینے کے بعد گناہ ہے کہ میں کسی مخالف کے جواب پر قلم اٹھاؤں۔ پس اہلحدیث ہو یا کوئی اور اخبار جو اس سلسلہ پر اعتراض کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے مہدی اور مسیح کی توہین کرنا اور بیباکی اور شوخی کے ساتھہ گالیاں دینے میں اپنی کامیابی سمجھتا ہے وہ جسقدر گالیاں دینی چاہتا ہے دیتا رہے میں اس کو مخاطب نہیں کرونگا۔ اور خدا تعالیٰ کے فیصلہ پر نظر رکھونگا **آج سے یہہ سلسلہ الحکم میں بند کیا جاتا ہے** اور خدائی فیصلہ کا انتظار **فانتظروا انی معکم من المنتظرین**

ثواب کا کام

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جدید اشتہار لکھنا چاہا ہے جسکو وہ کثرت کے ساتھہ شایع کرنا چاہتے ہیں + سولہ ہزار اشتہار کارخانہ الحکم اپنے خرچ سے چھپوائیگا جس میں چھپوائی کا خرچ اسکا ہوگا اس موقع پر جو لوگ اس ثواب میں شریک ہونا چاہیں وہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کو اطلاع دیں یہہ اشتہار ایک خاص آدمی کے ذریعہ ہندوستان بھر میں شایع ہوگا۔ پس یہ وقت ہے کہ مجاہدہ میں احمدی جماعت شریک ہو جاوے +

قربانی کرو

دارالامان میں ایک معصوم بچہ کو بذریعہ خواب بتایا گیا ہے کہ آنیوالے خوفناک نشان کے ظہور سے پہلے جو معلوم نہیں کب آئے اور کس رنگ میں ہر احمدی قربانی کرے تو وہ بچایا جائیگا۔

اس رنگ کے اور بھی رویا بعض لوگوں کو ہوئے ہیں۔ چونکہ یہ دن بہرحال صدقات اور خیرات کے ہیں اسلئے ہر شخص اگر مقدرت رکھتا ہے **قربانی کردے**۔ خود اعلیٰ حضرت نے آج ۹ اپریل ۱۹۰۵ء کو **نو بکری** قربانی کر دیئے ہیں۔

سلہ حضرت اقدس کا نام خدا تعالیٰ نے موسیٰ بھی رکھا ہے اور براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۵ میں جہاں دنیا میں ایک نذیر آیا والی پیشگوئی ہے اسکے ساتھہ ہی وہ الہام درج ہے جسکا اس عبارت میں میں نے اشارہ کیا ہے اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ براہین کا وہ مقام نقل کر دیا جاوے۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤنگا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھہ کو اٹھاؤنگا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نکیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ الفتنۃ ھٰہنا فاصبر کما صبر اولوا العزم۔ اس جگہ ایک فتنہ ہے سو اولوالعزم

مرآۃ الجہاد

مندرجہ بالا عنوان کتاب جو ایک عرصہ سے کار خانہ الحکم میں چھپ رہی تھی آخر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے چھپ کر تیار ہو گئی ہے۔

میں بڑی جرأت سے کہتا ہوں کہ اس مضمون پر آجتک ایسی مجیب اور مبسوط کتاب نہیں لکھی گئی مسئلہ جہاد کی حقیقت کو کما حقہٗ بیان نہیں کیا بلکہ [illegible] کی کتاب حقیقت جہاد کا دندان شکن جواب بھی دیا گیا ہے یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر مسلمان کے ہاتھ میں ہونی چاہئے بہر حال ہر احمدی کے گھر میں ضرور ہونی چاہئے اس امر کا اندازہ کرنے کیلئے کہ کتاب کس پایہ کی ہے میں مختصر سی فہرست مضامین کی ذیل میں دیتا ہوں کتاب تین سو سے زیادہ صفحہ پر ختم ہوئی ہے [illegible] کی چھپائی وغیرہ میں لٹے مصنف نے کوسوں سے فاصلہ پر تھا بہت خرچ آگیا ہے باوجود ان باتوں کے قیمت صرف عمر رکھی گئی ہے محصولڈاک اس کے علاوہ ہوگا دفتر الحکم میں درخواست کرنیسے ملیگی یا مصنف کے نام بہا ؤ الدین ضلع گجرات سٹیشن مسٹر سید خلافت حسین ہیڈ ماسٹر سید وزارت حسین احمدی کے پتہ پر درخواست

فہرست یہ ہے

مضامین	صفحات
دیباچہ ا تا ۹ + حمد و ثنا ا تا ۶	
زمانہ بعثت آنحضرت میں اور اس سے قبل کوئی قوم مختلف قوموں کے باہمی فرائض کا لحاظ نہیں کرتی تھی بلکہ جانتی بھی نہ تھی۔	۱
یہود بھی ان فرائض کو نہیں سمجھتے تھے۔	۱
آریہ ورت بھی اس اخلاق سے بے بہرہ تھی۔	۱ و ۲
دین مسیحی نے بھی ان خیالات کو تغیر نہ کیا۔	۲
اسلام نے اس کے خلاف تعلیم فرمائی اور مغلوب قوموں کو ان شرایط سے بری کر دیا جو ابتدائے خلقت عالم سے فاتح مفتوحین پر قائم کئے تھے۔	۲ و ۳
گو اسلام فطرتی قویٰ میں انتقامی طاقتوں کو مد نظر رکھ کر "ولولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض لفسدت الارض" کے سچے فلاسفی کے مطابق جنگ کی بھی اجازت دیتا ہے مگر ساتھ ساتھ اخلاق شریعت کی تکمیل بھی کرتا ہے۔	۳ و ۴
ہر قسم کی مذہبی آزادی اور دوسرے حقوق غیر مذہب والوں کو دیئے گئے۔	۴ و ۵
خدا کی شناخت اور اوسکی صفات کی پہچان میں سب قومیں سرگردان ہیں۔	۵ و ۶
آریوں کی مانے ہوئے صفات خداوندی کی رد میں ایک نظم	۶
وجہ تالیف کتاب	۷
"رسالہ جہاد" میں جسکا یہ جواب ہے کیا کیا ہے کیا وید میں جنگ کی تاکید اور ویدک منی لعنتوں کے استیصال اور خطرناک سزاؤں سے معمور نہیں۔	۷ و ۸
بادشاہان اسلام کی چال چلن کا اسلام ذمہ دار نہیں ہو سکتا۔	۸ و ۹
اسلام صرف بانی اسلام اور اس کے [illegible] کے افعال کا ذمہ دار ہے۔	۹
اس کتاب کی تصنیف کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ "رسالہ جہاد" اور اس قسم کی کتابوں سے ملک ان وامان میں خلل آنیکا احتمال ہے جسکو گورنمنٹ انسداد کیلئے آنے دیگی۔	۸
باب اول۔ تحقیق جبر و اکراہ۔	۹ و ۱۰
اسلام کے معنی اور اسلام و ایمان کی تعریف ثابت کرتی ہے کہ دین اسلام میں جبر ناممکن ہے۔	۱۰ تا ۱۵
قرآن کریم کی وہ کئی درجن آیتیں جو جبر و اکراہ دین میں لاکھیں ثابت نفی و ابطال کرتی ہیں	۱۰ و ۱۱
مخالفین کی یہ بحث کہ اس قسم کی تعلیمیں صرف کی زندگی تک محدود ہیں۔ غلط ہے۔	۱۱ تا ۱۳
اسلام اور بانی اسلام اور خلفائے راشدین کے عمل سے بھی صاف آشکار ہے کہ دین اسلام میں آنے کیلئے جبر و اکراہ کو دخل نہیں۔	۱۳ و ۱۴
جزیہ کی حقیقت۔	۱۴
جزیہ لفظ فارسی گزیہ کا معرب ہے اور نوشیروان نے اوسکو اپنی رعایا پر مقرر کیا تھا۔	۱۴ و ۱۵
جزیہ قتل کا بچاؤ نہیں تھا بلکہ محافظت کا معاوضہ تھا اور جزیہ دنیا کی محبت والی کو اسلام سے مانع ہے۔	۱۵
اگر اسلام کو اپنی اشاعت کیلئے سوا تلوار کے اور کوئی چارہ نہ تھا تو پہلے مسلمان جنکی تلوار سے اسلام کا پھیلنا بنایا جاتا ہے کس تلوار سے مسلمان ہوئے تھے	۱۵
باب دوئم جہاد	۱۶ تا ۲۷
لفظ جہاد اور جدوجہد کی بحث	۱۶ و ۱۷
اسلام کو جہاد (یعنی جدوجہد) کی کیوں ضرورت پڑی اور جہاد کیا چیز ہے۔	۱۷ تا ۲۶
جب کوئی نبی یا رسول مبعوث ہوتا ہے تو لوگ اسکی مخالف ہو جاتے ہیں اور اسکے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتے ہیں۔	۱۷ و ۱۸
ایسا ہی آنحضرت کی بعثت کے وقت بھی ہوا مشرکین کے ظلم و زیادتی کی وجہ سے مسلمان مجبور ہو کر افریقہ کو ہجرت کر گئے۔	۱۸ و ۱۹
مگر آنحضرت ٹھہرے رہے اور تبلیغ جاری رہی۔ سیدھی تعلیم جلد گھر گھر اثر کرنے لگی۔	۱۹
اسپر مخالفوں کی طرف سے تشدد زیادہ ہو گیا اور ناچار بقیہ مسلمان حبش کو بھاگ گئے۔	۱۹ و ۲۰
مشرکین انکی گرفتاری کیلئے حبش تک گئے مگر ناکام واپس آئے اسلئے ایذا رسانی میں اور بھی ترقی ہو گئی۔	۲۰
آنحضرت پر سجدہ میں اونٹنی کا بچہ دان ڈالا گیا	۲۰
آپ تبلیغ کیلئے طایف تشریف لیگئے مگر وہاں کے لوگوں نے آپکو اور آپکے خادم کو سخت زخمی کیا۔	۲۰ و ۲۱
پھر آپنے موسم حج میں وعظ کہنا شروع کیا اور اکثر اہل مدینہ زائرین بیت اللہ مسلمان ہو گئے اور مظلوم مسلمانوں کو جائے پناہ مل گئی۔	۲۱
مکہ کی مصائب کی مثالیں۔	۲۱ تا ۲۳
ان کل مصیبتوں پر بھی اسلام گھر گھر پھیلتا جاتا تھا مگر ساتھ ساتھ مخالفوں کے بغض و حسد کی آگ بھی تیز ہوتی جاتی تھی	۲۳
جب کسیطرح اسلام کی ترقی میں فرق نہ آیا تو مخالفوں نے آنحضرت ہی کو شہید کر ڈالنا چاہا	۲۳
آپ الہام الہی کے مخبر سے اطلاع پا کر مع حضرت ابوبکر مدینہ کو چلے گئے۔	۲۳ و ۲۴
آپ کی گرفتاری کیلئے سو اونٹ کا انعامی اشتہار دیا گیا۔	۲۴
آپ مدینہ کو پہنچے اور بڑے اعزاز و اکرام سے قبول کئے گئے۔	۲۴
اہل مکہ اور بھی جھنجھلائے اور مدینہ پر حملہ کی فکر میں ہوئے	۲۴
مکہ میں جو مسلمان رہ گئے تھے انپر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔	۲۴
کفار مکہ کو مدینہ کے نو مسلموں سے بھی سخت دشمنی ہو گئی تھی۔	۲۴
سب سے پہلے ابوجہل دو سو آدمیوں کے ساتھ چھاپا مارنے کیلئے روانہ ہوا جس پر آنحضرت نے پہلا سریہ ابوعبیدہ جراح کی ماتحتی میں بھیجا۔	۲۴
غرضکہ جب مخالفوں کی بیرحمی اور زیادتی انتہا کو پہنچ گئی اور دوسری جگہ بھاگ جانے پر بھی وہ ظلم سے باز نہ آئے تو احکام جنگ نازل ہوئے اور مقابلہ کیلئے تلوار کے جواب میں تلوار سے کام لیا گیا۔	۲۴ تا ۲۶
یہی جہاد ہے جو ہرگز انسانی اخلاق انسانی نیکی اور انسانی دفاع کے خلاف نہیں اور نہ اس سے مذہب کا زبر قبول کرانا سمجھا جا سکتا	۲۶
اسلام اپنے آپ کو معدوم کر دیتا یہ عقل کی بات نہیں تھی جہاد قومی درد کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے	۲۷
باب سوئم۔ صلح اور معاہدہ کی حالت میں مذہب کی آزادی۔	۲۷ تا ۳۲
اسلام نے غیر مذہب والوں سے صلح اور معاہدہ کی اجازت دی اور اسپر قایم رہنے کی تاکید فرمائی اور آنحضرت اور آپ کے خلفائے راشدین نے اسپر عمل کیا جو دلیل اس بات کی ہے کہ مذہبی آزادی میں خلل ڈالنا ہرگز منظور نہ تھا	۲۸ تا ۳۰
اس کے مقابلہ میں وید کی تعلیم۔	۳۰ و ۳۱
غیر مذہب والے معاہدہ اور مسلمانوں کا قصاص نک میں مساوی حق قرار پایا۔	۲۸ و ۲۹
عین لڑائی کے وقت مخالفوں کو امن دینے کا حکم۔	۲۹ و ۳۰

مرا برف بارید بر برگ زاغ
نشاید چو بلبل تماشائے باغ

واقعی بڑھاپا دنیاوی خوشیوں کا خاتمہ ہے۔ اور خاصکر جن کی اولاد نہ ہو انکا بڑھاپا تو غضب ڈھاتا ہے۔ آپ بھی اگر مایوسی کی حد تک پہنچ گئے ہوں۔ تو مفصلہ ذیل غور سے پڑھیں۔

شاہی خضاب۔ مثل تیل بذریعہ پنسل کے لگایا جاتا ہے۔ بالوں کو دو منٹ میں سیاہ سیخود کر دیتا ہے۔ نہ جلد پر داغ دیتا ہے اور نہ بالوں کو سخت کرتا ہے قیمت دو روپے

روح افزا۔ نامردی سستی۔ لاولدی ضعف باہ و دماغ جریان وغیرہ کیواسطے اکسیر ہے۔ پیر کو نوجوان اور نوجوان کو [illegible] قیمت تین روپے فی شیشی۔

روح النسا۔ حیض بقاعدہ کم یا زیادہ دیر بعد یا جلدی تکلیف سے یا بالکل نہ آوے۔ سفید پانی آتا ہو لا ولد ہو یا ہسٹیریا ہو۔ غرضیکہ عورتوں کی سب بیماریوں کے واسطے مجرب ہے۔ قیمت تین روپیہ فی شیشی۔

فرانسیسی گلگونہ۔ چہرہ کی جھائیاں چھائیاں سیاہ داغ دکیل وغیرہ دور کرکے خوبصورت و اعلا بناتا ہے خوبصورتی کے واسطے لازمی ہے قیمت ایک روپیہ۔

گولیاں وروغن۔ انکے استعمال سے بال ہمیشہ سیاہ رہتے ہیں اگر کچھ سفید ہو گئے ہوں تو بھی سیاہ ہو جاتے ہیں اور بدستور رہتے ہیں

بال اڑانیکا تیل۔ بلا کسی تکلیف و خارش دو منٹ میں نازک سے نازک جگہ کے بال بھی دور ہوں۔ قیمت ۸ آنہ فی شیشی

سرمہ ممیرا۔ دھند غبار۔ لالی۔ پڑبال۔ پانی جانا۔ وغیرہ موتیابند کیواسطے اکسیر ہے قیمت دو روپے فی تولہ۔

بواسیر۔ خونی بادی جدی یا آتشک سے ہو گئے ہوں، تو بلا تکلیف گم۔ قیمت دو روپے۔

دمہ۔ کیسا ہی پرانا و سخت دمہ ہو۔ خواہ پھیپھڑے خراب ہو گئے ہوں۔ شرطیہ شفا ہو۔ قیمت تین روپے۔

دوائی آتشک مجرب و اکسیر قیمت تین روپے

دوائی سوزاک تیر بہدف تین روپے۔

خط و کتابت کا پتہ

ڈاکٹر ملک سنگھ ایم اے بکرم ہسپتال فیروز پور شہر پنجاب

[illegible]

اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصفی سارساپریلا یعنی عجیب و غریب چہار جوہر طلسمی جو بہترین مصفیات خون اور مقویات بدن کا مجموعہ ہے ایک بکس جس کا ہر ایک جوہر کے چاروں شیشیوں کی دوائیں مگر جسمے ہو
خون کو نہایت صاف کرکے تمام جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کر دیتا ہے اور سر سے پیر تک ہر عضو کی طاقت بخشتی ہیں چار سو چار دوا کی مکاسات اور جوہر فی شیشی ۸ خوراک چار شیشیوں میں ۳۲ خوراک جو ۳۲
روز کے استعمال میں مرد اور عورت لڑکے اور بوڑھے سبکو تمام عمر کیلئے صحیح و سالم اور چست و چالاک بنا دیتا ہے۔ تفصیل شیشہ نمبر ۱ جوہر عشبہ وغیرہ تحلیلی نمبر ۲ جوہر ہڑ اپتیہ وغیرہ شیشی نمبر ۳ جوہر شاہترہ وغیرہ شیشی نمبر ۴ جوب چینی وغیرہ بیجا
جوہر ہینہ استعمال کنندہ کو ہمیشہ طاعون، کھانسی، بخار، ہیضہ، دستوں، اسہال کی بیماری سے محفوظ رکھتا ہے۔ آتشک، سوزاک، کھجلی، خارشت، داد، گرمی، پھوڑا پھنسی، سفید داغ، جذام، کوڑھ، ناسور، سلا، بواسیر، بواسیر، گنج، سوکھنڈی وغیرہ کے فساد
کو ہمیشہ کیلئے صاف کر دیتا ہے ۳۲ خوراک کی چاروں شیشیاں ایک ٹین کے بکس میں مقفل کرکے ساتھ ہی کاغذ طریق استعمال کی خریداروں کو دیجاتی ہیں قیمت فی بکس عہ۔ ویلیو پیکنگ و محصولڈاک ۸۔ یہ چہار گانہ اکسیر حیات یعنی نمک سلیمانی
معدہ وغیرہ کی بوٹی اور تمام مفید دواؤں اور میووں کے ست وجوہر سے کیمیاوی طور پر ترکیب دیکر بڑی محنت اور جانفشانی سے یہ نمک تیار کیا گیا ہے۔ اول درجہ کا مقوی معدہ ہاضم غذا اور دافع قبض و ریاح وغیرہ ہو کر بیمار کو نیا اور خون
صالح پیدا کرکے اکسیر طاقت بخشنے والا اور کھانسی دونوں کا پورا اطمینان در بخار یا ورم جگر بہت جلد دفع کرکے صحت و تندرستی کا ہمیشہ قائم رکھنے والا مرد اور عورت دونوں میں توالد و تناسل کا مادہ پیدا کرنیوالا ہے۔ بے اولادوں
اور بانجھ عورتوں کو ایک پوری بوتل اس نمک کی استعمال کرکے فضل خدا کا امیدوار رہنا چاہئے۔ قیمت فی شیشی ۴۸ خوراک ایک روپیہ محصولڈاک و پیکنگ عہ ہزار ہا آدمیوں نے کامل فائدہ حاصل کیا ہے۔ آپ بھی تجربہ کیجئے اور
فائدہ اٹھائیے۔ یہ معمولی نمک نہیں بھی یہ نمک امراض ذیل میں فائدہ بخشتا ہے۔ درد کی قبض، بدہضمی، پیٹ میں درد اور نفخ ہونا، کمی اشتہا یعنی بھوک نہ معلوم ہونا، طحال یعنی تاپ تلی۔ ضعف معدہ یعنی غذا کا تحلیل نہ
نہ ہونا اور بار بار پاخانہ ہونا وبائی امراض مثل ہیضہ و تخمہ، پیچش، اسہال، درد گردہ، درد قولنج، درد کمر، وجع مفاصل یعنی گٹھیا، درد سر، کھانسی، دمہ، ضعف دماغ، ضعف بصارت، کمی باہ یعنی نامردی، جریان سے
حالت بتلی ہو کر بہنا، سوداوی امراض مثل کنکاک، سوزاک، اور جلدی امراض مثل خارشت، داد، سفید داغ اور عورتوں کے خون اجرائے ماہواری، درد اور گولہ وغیرہ کو اعلیٰ فائدہ بخشتا ہے۔ بچوں کے دانت نکلنے کی حالت میں
نہایت ہی مفید ہے دل اور دماغ کو قوت اور فرحت بخشتا ہے طبیعت کو خوش اور بشاش رکھتا ہے زکام اور تردد کو دفع کرتا ہے خاص کر معدہ اور جگر کی تمام خرابیوں کو دور کرکے اصلی قوت اور حرارت کا محافظ رہتا ہے۔ بلکہ
اور طاعون کے زمانہ میں اسکا استعمال اکسیر کا کام دیتا ہے۔ اگر احتیاط اور التزام کے ساتھ کم از کم پوری بوتل اس نمک کی استعمال کیجائے تو قریب دو ماہ کی سیر کے تازہ اور نیا خون اور گوشت عموماً پیدا ہو سکتا ہے جس سے ہر ایک
نئی طاقت اور قوت یقیناً پیدا ہوگی۔ یہ امر مسلم ہے کہ اکثر بیماریاں معدہ کی خرابی کے سبب سے پیدا ہوتی ہیں [illegible]
[illegible] طاقت پیدا کرنیکی عمدہ دوائیں یعنی کچون معجون
یہ دوسرے پیرک ہر طرح کی نئی طاقت پیدا کرکے انسان کو ہمیشہ تندرست رکھتی ہے اور دل اور دماغ اور گردہ وغیرہ اعضائے رئیسہ کی تقویت کیلئے اکسیر ہے۔ فسادات نزلہ و زکام کو قطعاً بند کرکے دل و دماغ میں اور جگر کی طاقت
پیدا کرتی ہے۔ ترقی بصارت و حافظہ و ذکاوت کیلئے سریع الاثر ہے قیمت فی بکس جسمیں ۲۰ خوراک دوا رہتی ہے۔ ۱۲ ویلیو پیکنگ و محصولڈاک ۔ گٹھیا کی اکسیر دوائی یعنی روغن اوجاع کیسی ہی سخت
تکلیف وہ گٹھیا یا عرق النسا یا درد کمر یا درد شانہ ہو چند روز اس تیل کی مالش سے درد اور ورم اور تمام تکلیفات بالکل دفع ہو جاتی ہیں۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ پیکنگ و محصولڈاک ۔ آنکھوں کیلئے نئی روشنی یعنی
سرمہ نوری۔ اصلی ممیرا اور اکسیر مفید و مقوی بصر ادویات و مجلا جواہرات سے یہ سرمہ تیار کیا گیا ہے۔ جالا، پھولا، دھند، غبار، ناخونہ، رتوندی، پڑبال، کھجلی، پانی بہنا، سرخی چشم، درد وغیرہ غرض آنکھوں کی کل بیماریاں
دفع کرکے آنکھوں میں نوجوان کیطرح نئی روشنی اکسیر پیدا کرتا ہے۔ چند روز کے استعمال سے آنکھوں کی روشنی کو تمام عمر کیلئے قائم کر دیتا ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ پیکنگ و محصولڈاک ۔ دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کیلئے اعلیٰ درجہ کا
مقوی دندان و خوشبودار منجن۔ دانت اور آنکھ انسان دونوں سے زندگی کا مزہ ہے اگر ان میں کوئی خرابی آئی تو پھر زندگی کا لطف نہیں اسلئے ہر شخص کو دانت کی حفاظت نہایت ضروری اور لازمی ہے اس منجن کو
چند روز ملنے سے دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کو دیکھئے کیسا ہی درد ہو فوراً رفع ہو جائیگا اور تمام دانت موتی کیطرح چمکنے لگیں گے۔ دانتوں کے کیڑے اور مسوڑھوں کے ورم اور درد اور بدبوئے دہن اور ہونٹھ و زبان کے خاتمہ
کے دفعیہ کیلئے یہ منجن اکسیر ہے قیمت فی بکس ۔ پیکنگ و محصولڈاک ۔ علاوہ ازین آتشک، سوزاک، جریان، پیچش، اسہال، کھانسی، دمہ، بواسیر، رنگ نشانہ، طحال، خارشت، اختلاج قلب، سفید داغ، داد، ہر ایک
کی دوا اور مرہم پھوڑے کیلئے مرہم اور نیز مخصوص عورتوں کیلئے ہر مرض کی دوائیں اس دوا خانہ میں موجود ہیں جنکا تجربہ عرصہ دراز سے تمام ہندوستان میں نہایت کامیابی کے ساتھ ہو رہا ہے۔ دو پیسہ کا ایک ٹکٹ بھیجکر بڑی فہرست
اس دوا خانہ کی منگا کر ملاحظہ فرمائیے جسمیں کل دواؤں کی تفصیل حالات معہ طریق استعمال و سرٹیفکٹ وغیرہ کے درج ہیں آپ اپنا نام اور پتہ تمام ڈاکخانہ خوب صاف لکھئے اور اگر ریلوے سٹیشن قریب ہو تو اسکو بھی لکھئے
ہمارا پتہ یہ ہے۔ شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل حال مقیم گنج شہر بنارس۔ نوٹ ہمکو مندرجہ بالا دواؤں کے فروخت کیلئے ہندوستان میں ہر جگہ ایجنٹوں کی ضرورت ہے جو صاحب چاہیں خط و کتابت کریں

کارخانہ احمدی کاحت و عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے۔ بلحاظ تغیرات زمانہ ہر کارخانہ کثرت سے ہو گئے۔ بلحاظ قدامت اب اسے ترقی دیگئی ہے اور عطر و تیل وغیرہ لوازمات صفائی تیار کئے جاتے ہیں اور خوش معاملگی سے کار انجام دیتا ہے شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں
راقم محمد عبد اللہ سعد اللہ تاجران عطر قنوج

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو بدگمانی سے بچانے کیواسطے صرف ایک عمدہ ذریعہ کہ ہر ایک دوا کا نمونہ کارخانہ نے مفت بھیجا جاوے (سونے چاندی کی گولیاں) جو اعلیٰ درجہ کی مقوی دل و دماغ و معدہ و باہ اور مصفی خون ہیں اور جوان اور بوڑھوں کیلئے مفید اور بچوں کیلئے اکسیر ہیں قیمت جوب کا بکس عہ (نخل مراد) یہ ایک نہایت نفیس عمدہ قسم کی مٹھائی ہے جو کہ مشک و عنبر مقویات ادویات و میوہ جات سے مملو کرکے تیار کیگئی جو حلق سے اترتے ہی اپنا اثر دکھانا شروع کرتی ہے اور رقت و سریان اور سرعت انزال وغیرہ کو دور کرکے چست و چالاک بنا دیتی ہے اور مقوی دل و دماغ و معدہ و جگر ہے ان اعضا کو تقویت دیکر خون صالح پیدا کرتی ہے واسطے آزمائش بکس خورد بارہ خوراک ۱ اور بکس اوسط ۲۰ خوراک عہ بکس کلاں جو ایک آدمی کو کافی ہے عہ
المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی۔

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنیسے روانہ ہوگی۔ اگر تیل سے ہمارے کارخانہ کا عطر گلاب کو سفید ہونے سے روکتا ہے نزلہ آنکھوں درد سر وغیرہ کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ۸ محصولڈاک بذمہ خریدار۔
المشتہر منیجر کارخانہ فرحت افزا نسیم قنوج

الور احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

انی ۲وی القریہ

الحکم

چو کریم بانگ گرای بیادر قادیان بنی | روا بنی شفا بنی غرض دارالامان بنی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

(قیمت پیشگی سالانہ) (۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۶ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عا ۱۲

فہرست مضامین

(۱) استفسار اور ان کے جواب صفحہ اول
(۲) گلدستہ یعنی بزرگان ملت کی کلام گوناگون پھول ۲
۳۔ تفسیر القرآن من مسیح الزمان صفحہ ۳ و ۴
۴۔ حضرت حجۃ اللہ کی تقریر جلسۃ الوداع کی تقریب ۵
۵۔ حضرت مسیح الزمان کی ڈائری صفحہ ۶
۶۔ حسن معاشرت پر اعلحضرت حجۃ اللہ کا ایک خط ״
۷۔ قہری نشان زلزلہ پر اخبار کیا کہتے ہیں ۷ و ۸
۸۔ نشان زلزلہ کے خطوط صفحہ ۹ و ۱۰
۹۔ کفر توڑا خدا خدا کر کے ״ ۱۱
۱۰۔ اپنے مطلب کی نظم ״ ״
۱۱۔ دارالامان کا ہفتہ۔ تازہ الہامات و کشوف ״ ۱۲
۱۲۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبریں ״ ״
۱۳۔ ایک عام جواب صفحہ ۱۱ (۱۴) ایک لوکل تفتیش ״ ״
۱۵۔ تبلیغ حق صفحہ ۱۳۔ (۱۶) اشتہار ۱۳ ״
۱۷۔ رسید زر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ״ ۱۴
۱۸۔ اشتہارات ״ ۱۴

نمبر ۱۳ | دارالامان قادیان مورخہ ۱۷۔ اپریل ۱۹۰۵ء مطابق ۱۱۔ صفر ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

استفسار اور انکے جواب

(از حکیم الامت)

استفسارات

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جناب کا طریق عمل در بارہ سورۃ فاتحہ خلف الامام آمین بالجہر رفع یدین کیا ہے۔

۲۔ نماز شام میں اکثر لوگ تیسری رکعت کے رکوع کے بعد دعائے رفع طاعون پڑھا کرتے ہیں اسطرح کہ امام باواز بلند پڑھتا رہتا ہے اور مقتدی باواز بلند آمین پکارتے ہیں کیا یہ امر بموجب حدیث شریف درست ہے۔

۳۔ دوبارہ طاعون میں مسلمان کی موت شہادت ہے یا کیا

۴۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مریدوں کو غیر مسلمانوں کے ساتھ مل کر باجماعت نماز ادا کرنی چاہئیے یا نہیں۔

راقم مہرالدین مدرس مدرسہ سیالونڈ ڈاکخانہ خاص سیالونڈ ضلع امرتسر

جوابات

۱۔ سورۃ فاتحہ خلف الامام کو ہم فرض سمجھتے ہیں ضروری پڑھنی چاہئیے۔ میں بھی پڑھتا ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی پڑھتے ہیں آمین بالجہر کو ہم پسند کرتے ہیں لیکن یہ موقوف ہے انسان کے دلی جوش پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ جب تعلقات شدید ہوں دل میں دعا کے لئے جوش۔ اضطراب اور کرب ہو تو بے اختیار انسان چلا اٹھتا ہے۔ اگرچہ خدا تعالیٰ کے مامور اور مرسل ایسی اضطراری حرکات سے مستثنے ہوتے ہیں انکے دل میں جوش۔ اضطراب۔ تذلل۔ انکسار سب کچھ ہوتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے حضور رو تے جاتے ہیں لیکن پاس والا معلوم نہیں کر سکتا۔ ہم بھی بالجہر کرتے ہیں کبھی نہیں بھی نماز دونو طرح ہو جاتی ہے مگر سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے پر نماز نہیں ہوتی۔ رفع یدین کو روایتاً قوی جانتے ہیں عملاً ترک بھی ثابت ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے کی بھی ہے۔ اور عام طور پر نہیں کرتے ہیں۔ اور دونوں حالتوں میں نماز کا ہو جانا مانتے ہیں

۲۔ اس طریق پر دعا مانگنا درست ہے اور نزول حوادث کے وقت ثابت ہے۔

۳۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن کی موت شہادت ہے لیکن ایمان ایک ایسی شے ہے کہ اس کا پورا اور اصل حال اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ یعنے اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ کون مومن ہے کون نہیں

۴۔ غیر مسلمان کے ساتھ تو کسی کو بھی نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اگر آپ کی مراد یہ ہے کہ ایک احمدی کو غیر احمدی کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں تو یاد رکھو کہ اگر احمدی امام ہو تو اسکے مقتدی خواہ غیر احمدی ہوں یا احمدی ایک احمدی انہیں شامل ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے لیکن اگر امام غیر احمدی ہو تو ایک احمدی کو اسکے پیچھے نماز پڑھنی نہیں چاہئیے۔ اسکے متعلق خود حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحفہ گولڑیہ میں یہ عبارت لکھی ہے۔

اس کلام الٰہی سے ظاہر ہے کہ تکفیر کرنیوالے اور تکذیب کی راہ اختیار کرنے والے ہلاک شدہ قوم ہے اس لئے وہ اس لائق نہیں ہیں کہ میری جماعت میں سے کوئی شخص انکے پیچھے نماز پڑھے کیا زندہ مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے پس یاد رکھو کہ جیسا خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہئیے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ یعنے جب مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعوے اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑیگا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا پس تم ایسا ہی کرو کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو۔ جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤگے پس جانو کہ وہ مجھ میں سے نہیں کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں عزت سے نہیں دیکھتا اس لئے آسمان پر اسکی عزت نہیں۔

مراۃ الجہاد

یہ عجیب و غریب کتاب مسئلہ جہاد کی حقیقت پر سید وزارت حسین صاحب احمدی نے لکھی ہے جسمیں پنڈت لیکھرام کے رسالہ جہاد کا مفصل جواب بھی پایا یہ کتاب اس مضمون پر جامع اور مبسوط ہے تین سو سے زیادہ صفحہ ہیں پہلی جلد شایع ہو گئی ہے قیمت عیہ ۱۲ علاوہ محصول ہے دفتر الحکم یا سید وزارت حسین احمدی اوورسیر ڈاکخانہ کھجرہ ضلع مونگیر کے نام درخواست

(یعنے بزرگان ملت کے کلام گوناگون پھول)

(مخدوم الملتہ سے)

ظہر کی نماز سے پہلے حضرت مخدوم الملتہ مولوی عبدالکریم صاحب کی صحبت مین مجھے حاضر ہونے کی عزت حاصل تھی۔ فرمایا "ان کیفیات کو جو ہم خدا کے مسیح کی حالت مین دیکھتے ہین کیونکر کسیکو دکھا سکین مجھے کہتے تھے کہ لوگ کہین گے کہ ہم نے ڈر کر مکان چھوڑ دیا ہے اور طاعون کے خوف سے بھاگ گئے ہین۔ خدا تعالیٰ کے عذاب اور غضب کے سامنے دلیری سے کھڑا ہونا اور اس کا مقابلہ کرنا یہ تو بے باک دہریہ کا کام ہے خدا کے قہر کا مقابلہ کرنا یہ بہادری نہین ہے مومن ایسی بہادری پر لعنت بھیجتا ہے۔ مومن کا دل تو چڑیا کی طرح ہونا چاہئے جو ہر وقت ڈرتا اور خوف کھاتا ہے۔ ہان یہ بالکل غلط ہے کہ ہم طاعون کی وجہ سے نکلے ہین۔ طاعون تو اگر اس شدت سے بھی پھیل جاتی کہ ہمارے اردگرد کیڑون کیطرح لوگ مرنے لگتے تو مین خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ الدار سے نکلنا مین معصیت سمجھتا تھا کیونکہ اسطرح خدا تعالیٰ کے اس نشان کی بے حرمتی تھی۔ مگر اب جو ہم نکلے ہین تو یہ خدا تعالیٰ کا ایک اور غضب ہے جو دنیا پر نازل ہوا ہے۔ الدار کی حفاظت کا وعدہ طاعون کے ساتھ ہے۔ ہم اسکی غناء ذاتی سے ڈرتے ہین۔ اور مومن کو ڈرنا چاہئے۔ اب ہم کو خدا تعالیٰ نے خود نکالا ہے معلوم نہین اسمین کیا سر ہے،،

معلوم ہوتا ہے حضرت اقدس کوئی اشتہار لکھ رہے ہین فرمایا کہ کسقدر جوش اعلاء کلمتہ اللہ نے اس پاک وجود کو دیا گیا ہے یہی اسکی سچائی کی دلیل ہے۔ مخلوق پر اتمام حجت کرنے کو ہر وقت آمادہ رہتا ہے اور شفقت اسقدر ہے کہ اپنی جان پر تکلیفین برداشت کرتا ہے مگر دوسرون کے آرام اور بھلائی کو پسند کرتا ہے،،

مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے بیان کیا کہ زلزلے تھے جسقدر نشانات اثبات ظاہر ہوئے ہین ابتک جملون کا لفظ صادق نہین آتا جو اس الہام مین آیا ہے دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملون سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا اب اس الہام کے موافق تو ضروری نشان ہین جنپر حملون کا لفظ بولا جاتا ہے ایک طاعون دوسرا زلزلہ۔ لیکن ہماری فراست کہتی ہے کہ ابھی کوئی اور حملہ بھی ہے۔

خاکسار ایڈیٹر نے عرض کیا کہ اس قہری تجلی کو دیکھکر حضرت مسیح موعود کی عظمت پیدا ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کو اس پاک وجود کی کسقدر قدر منظور ہے۔ اسکے لئے وہ ایک عالم کو تہ و بالا کر دینا بھی پسند کرتا ہے اسپر فرمایا کہ اسمین کیا شک ہے دراصل خدا تعالیٰ کو توانی توحید منظور ہے اور اس سے ذوق لیتا ہے پھر جس وجود کو توحید کا سچا مظہر اور مؤید دیکھتا ہے اس کیلئے اپنے سارے نظام کو تہ و بالا کر دینا بھی پسند کرتا ہے۔ مگر افسوس ہے اہل دنیا اس فلسفہ سے ناواقف ہین۔

فرمایا جو لوگ دور رہتے ہین ان کو ہم اس بولتی ہوئی تصویر سے جو سبق لیتے ہین کیطرح سنا سکتے ہین۔ زیادہ سے زیادہ کلام اور قال سنا سکتے ہین مگر یہ حال کیونکر دکھائین۔ اسلئے معیت بھی بڑی ضروری شے ہے اسکے حرکات و سکنات مین جو علم بھرا ہوا ہے وہ تو دیکھنے ہی سے آسکتا ہے۔

مکرمی سید امیر علی شاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر سیالکوٹ (جو ایک پرانے مخلص اور رشید نوجوان مین اور حضرت اقدس کی محبت مین گداز ہوئے ہوئے ہین) نے حضرت اقدس کیلئے ایک لکھنے کا ڈیسک خاص ہدایت پر طیار کرایا ہے وہ پیش کیا۔ اس کا ذکر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی مجلس مین بھی آگیا شاہ صاحب کو مولوی صاحب ممدوح سے بھی خاص انس ہے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ ایک آپ کیلئے بھی تیار کراؤن آپ کو بھی لکھنے پڑھنے کیلئے کاغذات کے رکھنے کے واسطے ضرورت ہے۔ اسپر فرمایا

آنچہ ما در کار داریم اکثرے درکار نیست

مینے اپنی ضرورتون کو بہت ہی کم کر دیا ہے مین جب کسی چیز کو لیتا ہون یا کسی دوست کو لکھتا ہون تو پہلے اپنے اندر معاینہ کرتا ہون کہ کیا واقعی مجھے اس کی ضرورت ہے یا محض لالچ ہے جبتک مین واقعی ضرورت محسوس نکرلون مین ہرگز ہرگز اسکے لینے کی جرأت اور آرزو نہین کرتا اور جب سے مینے حضرت سے سنا ہے کہ دو ہی طرح آرزوئین پوری ہو سکتی ہین یا تو خدا تعالیٰ اپنے فضل سے پورا کر دے یا وہ آرزو ہی نہ رہے تب سے مین اب اس امر کیطرف متوجہ رہتا ہون کہ بہت آرزوئین ہی پیدا نہون۔

"حکیم الامت سے"

۱۰ اپریل ۱۹۰۵ء کو جو اشتہار الدعوت نام شایع ہوا اسکا مسودہ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب پڑھ رہے تھے جب اس مقام پر پہونچے کہ ہم نے ان تمام علامتون کو اپنی آنکھون سے دیکھ لیا تو حضرت حکیم الامت بے اختیار ہو کر سجدے مین گر پڑے خاکسار ایڈیٹر ان کے بالکل قریب تھا اور وہ ان باتون کو باریک نظر سے دیکھنے کا عادی ہے اس نے دیکھا کہ حکیم الامت دیر تک سجدے مین پڑے رہے اور جب سر اٹھایا چہرہ زرد ہو گیا تھا جس سے معلوم ہوا کہ ہیبت و جبروت الٰہی اسپر غالب تھی اسکی بے نیازی پر ایمان تھا اور اس کے فضل پر سجدہ شکر۔ پھر جب مولوی عبدالکریم صاحب اس مقام پر پہونچے کہ ہان یہ سچ ہے کہ مین جسمانی طور پر آسمان سے اترا ہون اور نہ مین دنیا مین جنگ اور خونریزی کرنے کیلئے آیا ہون بلکہ صلح کیلئے آیا ہون مگر مین خدا کیطرف سے ہون تو علی الفاظ پر آپ نے پھر ایک لمبا سجدہ کیا۔ جو معلوم ہوتا تھا کہ اس توفیق کا شکریہ تھی جو خدا تعالیٰ نے حضرت امام علیہ السلام کی شناخت کی عطا کی۔ اور اسے ہمارے زمانہ مین بھیجا۔ والحمد للہ علےٰ ذالک۔ اشتہار پڑھکر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب بھی ایک لمبے سجدہ مین گر پڑے جس سے مینے اندازہ کیا کہ کیسے پاک قلوب مین جو تاثرات مین یکرنگی رکھتے ہین

اللھم اجعلنا منھم۔ آمین

جوالامکھی کے تباہ ہونے کا ایک خط آیا۔ اسپر مجھے فرمایا کہ مجھے آج بہت بڑی خوشی ہوئی ہے اور مین دیر تک خدا کی حمد کرتا رہا اور سجدات شکر بجا لایا۔ میرا دل عجیب جوش سے بھرا ہوا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی توحید کے قایم ہونے کے واسطے یہ مبارک فال ہے یہ بت ایسا بت تھا جس کیلئے دلائل بیان کئے جاتے تھے مجھے کامل یقین ہو گیا ہے عفت الدیار محلھا و مقامھا مین الدیار سے مراد یہی کانگڑہ کی ویلی ہے۔ یہ بڑا بھاری شرک کا مندر تھا۔ خدا تعالیٰ نے اسے تباہ کر دیا ہے۔ اسپر ایک لیڈنگ آرٹیکل لکھو۔ مینے عرض کی کہ جناب ہی لکھین کیونکہ خدا تعالیٰ نے آپ کو خاص ذوق عطا فرمایا ہے۔ فرمایا نہین تم لکھو۔ اسپر پھر مین نے عرض کی کہ مین چاہتا ہون کہ خواہ جناب چند سطر ہی لکھ دین انمین برکت ہوگی۔ اسپر مین ختم کر دونگا۔ چنانچہ آج دوسری جگہ جو لیڈر کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے کے عنوان سے مینے لکھا ہے وہ حضرت حکیم الامتہ کی اسی تحریک کا نتیجہ ہے آپ نے چند سطور مجھے لکھدین اور حضرت امام کے حضور بھی سنا کر یہی کہا کہ تم اسے مکمل کر لو۔ اور حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ایسا ہی فرمایا مین نے تعمیلاً ارشاد اس لیڈر کو لکھا ہے اسمین قبولیت اور برکت رکھدینا خدا تعالیٰ کا فضل اور فعل ہوگا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یاحی یاقیوم لا الٰہ الا انت۔ نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم وآلہ مع التسلیم۔ اما بعد غور کرو۔ شرک ہی ایک ایسی بری بلا ہے جسکی نسبت الٰہی ارشاد ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ۔ اور شرک ہی ہے جسکو کہا گیا ہے۔ کہ لاعلمی اور جہالت پر اسکی بنا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان جاھداک علےٰ ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم۔ اور فرمایا لا تقف ما لیس لک بہ علم۔ اور شرک ہی ہے جو ظلم عظیم ہے۔ جیسے فرمایا ان الشرک لظلم عظیم۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ دنیا عبرت حاصل کرنیکا مقام ہے۔ یوم الفصل نہین۔ اس مختصر تمہید کے بعد سوچو۔ کہ شرک کے دلائل کو ہمیشہ نسیج العنکبوت ہوا کرتے ہین مگر عوام مظاہر قدرۃ مین اعجوبہ کے ایسے گرویدہ ہوجاتے کہ کوئی عمدہ دلیل انکے لئے کارگر نہین ہو سکتی دیکھو جوالامکھی کا پہاڑ پنجاب بلکہ ہندوستان اور کشمیر مین اپنے اعجوبہ کے باعث ایک عظیم الشان معبد تھا اور طاعون کے دنون مین لوگ اس ملک کو امن یقین کرتے تھے اور صلیب پرست گو اس خیال سے نہین الا عمدہ آب و ہوا کیلئے وہان بہت ہی جمع تھے۔ اور [illegible] دی مخلوق کیلئے مادیات ہی معبود ہین۔ وہان زلزلہ آیا اور اسی اعجوبہ کو آیا

+ بزرگان ملت باغ مین ہین اس مناسبت سے ان کے کلام کا گلدستہ بنا کر پیش کرتا ہون ایڈیٹر

تفسیر القرآن از مسیح الزمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

رحمان کے حقیقی پرستار وہ لوگ ہین جو زمین پر بردباری سے چلتے ہین اور جب جاہل لوگ اُنسے سخت کلامی سے پیش آئین تو سلامتی اور رحمت کے لفظون سے ان کا معاوضہ کرتے ہین یعنے بجائے سختی کے نرمی اور بجائے گالی کے دعا دیتے ہین اور تشبہ باخلاق رحمانی کرتے ہین کیونکہ رحمان بھی بغیر تفریق نیک و بد کے اپنے سب بندون کو سورج اور چاند اور زمین اور دوسری بیشمار نعمتون سے فائدہ پہنچاتا ہے۔ پس ان آیات مین خدا تعالےٰ نے اچھی طرح کہولدیا کہ رحمان کا لفظ ان معنون کرکے خدا پر بولا جاتا ہے کہ اسکی رحمت وسیع عام طور پر ہر ایک برے بھلے پر محیط ہو رہی ہے جیسا ایک جگہہ اور بھی اسی رحمت عام کیطرف اشارہ فرمایا ہے عذابی اصیب بہ من اشاء ورحمتی وسعت کل شیء یعنے مین اپنا عذاب جسکو لایق اس کے دیکھتا ہون پہنچاتا ہون اور میری رحمت نے ہر ایک چیز کو گھیر رکھا ہے اور ہر ایک اور سورۃ مین فرمایا۔ قل من یکلوءکم باللیل والنہار من الرحمن یعنے ان کافرون اور نافرمانون کو کہہ کہ اگر خدا مین صفت رحمانیت کی نہ ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ تم اسکے عذاب سے محفوظ رہ سکتے یعنے اسی کی رحمانیت کا اثر ہے کہ وہ کافرون اور بے ایمانون کو مہلت دیتا ہے اور جلد تر نہین پکڑتا پھر ایک اور جگہہ اسی رحمانیت کی طرف اشارہ فرمایا ہے اولم یروا الی الطیر فوقہم صافات ویقبضن ما یمسکہن الا الرحمن الجزو نمبر ۲۹ یعنے کیا ان لوگون نے اپنے سرون پر پرندون کو اڑتے ہوئے نہین دیکہا کہ کبھی وہ بازو کھلے ہوئے ہوتے ہین اور کبھی سمیٹ لیتے ہین رحمٰن ہی ہے کہ انکو گرنے سے تھام رکہتا ہے یعنے فیضان رحمانیت ایسا عام ذی روحون پر محیط ہو رہا ہے کہ پرندے بھی جو ایک پیسہ کے دو تین ملسکتے ہین وہ بھی اس فیضان کے وسیع دریا مین خوشی اور سرور سے تیر رہے ہین۔ اور چونکہ ربوبیت کے بعد اسی فیضان کا مرتبہ ہے اس جہت سے اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ مین رب العٰلمین کی صفت بیان فرماکر پھر اس کے رحمان ہونے کی صفت بیان فرمائی تا ترتیب طبعی انکی ملحوظ رہے۔ تیسری قسم فیضان کی

فیضان خاص ہے اسمین اور فیضان عام مین یہ فرق ہے کہ فیضان عام مین مستفیض پر لازم نہین کہ حصول فیض کے لئے اپنی حالت کو نیک بناوے اور اپنے نفس کو حجب ظلمانیہ سے باہر نکالے یا کسی قسم کا مجاہدہ اور کوشش کرے بلکہ اس فیضان مین جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہین خدا تعالےٰ آپ ہی ہر ایک ذی روح کو اسکی ضروریات جن کا وہ حسب فطرت محتاج ہے عنایت فرماتا ہے اور بن مانگے اور بغیر کسی کوشش کے مہیا کر دیتا ہے لیکن فیضان خاص مین جہد اور کوشش اور تزکیہ قلب اور دعا اور تضرع اور توجہ الی اللہ اور دوسرا ہر طرح کا مجاہدہ جیسا کہ موقع ہو شرط ہے اور اس فیضان کو وہی پاتا ہے جو ڈھونڈتا ہے اور اسی پر وارد ہوتا ہے جو اس کے لئے محنت کرتا ہے اور اس فیضان کا وجود بھی ملاحظہ قانون قدرت سے ثابت ہے کیونکہ یہ بات نہایت بدیہی ہے کہ خدا کی راہ مین سعی کرنیوالے اور غافل رہنے والے دونو برابر نہین ہو سکتے بلاشبہ جو لوگ دل کی سچائی سے خدا کی راہ مین کوشش کرتے ہین اور ہر ایک تاریکی اور فساد سے کنارہ کش ہو جاتے ہین ایک خاص رحمت ان کے شامل حال ہو جاتی ہے اس فیضان کے رو سے خدا تعالیٰ کا نام قرآن شریف مین رحیم ہے اور یہ مرتبہ صفت رحیمیت کا بوجہ خاص ہونے اور مشروط بشرائط ہونے کے مرتبہ صفت رحمانیت سے متوخر ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اول صفت رحمانیت ظہور مین آئی ہے پھر بعد اس کے صفت رحیمیت ظہور پذیر ہوئی پس اس ترتیب طبعی کے لحاظ سے سورۃ فاتحہ مین صفت رحیمیت کو صفت رحمانیت کے بعد مین ذکر فرمایا اور کہا الرحمٰن الرحیم اور صفت رحیمیت کے بیان مین کئی مقامات قرآن شریف مین ذکر موجود ہے جیسا ایک جگہہ فرمایا ہے وکان بالمومنین رحیما یعنے خدا کی رحیمیت صرف ایماندارون سے خاص ہے جس سے کافر کو یعنے بے ایمان اور سرکش کو حصہ نہین۔

اس جگہہ دیکہنا چاہئے کہ خدا نے کیسی صفت رحیمیت کو مومن کے ساتہہ خاص کر دیا لیکن رحمانیت کو کسی جگہہ مومنین کے ساتہہ خاص نہین کیا اور کسی جگہہ یہ نہین فرمایا کہ کان بالمومنین رحمانا بلکہ جو مومنین سے رحمت خاص متعلق ہے ہر جگہہ اسکو رحیمیت کی صفت سے ذکر کیا ہے پھر دوسری جگہہ فرمایا ہے ان رحمت اللہ قریب من المحسنین یعنے رحیمیت الٰہی انہین لوگون سے قریب ہے جو نیکوکار ہین پھر ایک اور جگہہ فرمایا ہے ان الذین اٰمنوا والذین ہاجروا وجاہدوا فی سبیل اللہ اولٰئک یرجون رحمت اللہ واللہ غفور رحیم ط یعنے جو لوگ ایمان لائے اور خدا کے لئے وطنون سے یا نفس پرستیون سے جدائی اختیار کی اور خدا کی راہ مین کوشش کی وہ خدا کی رحیمیت کے امیدوار ہین اور خدا غفور اور رحیم ہے یعنے اسکا فیضان رحیمیت ضرور ان لوگون کے شامل حال ہوتا ہے کہ جو اس کے مستحق ہین کوئی ایسا نہین جسنے اسکو طلب کیا اور نہ پایا۔

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد
اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

چوتہا قسم فیضان کا **فیضان اخص** ہے یہ وہ فیضان ہے کہ جو صرف محنت اور سعی پر مترتب نہین ہو سکتا بلکہ اس کے ظہور اور بروز کے لئے اول شرط یہ ہے کہ یہ عالم اسباب کہ جو ایک تنگ و تاریک جگہہ ہے بکلی معدوم اور منعدم ہو جائے اور قدرت کاملہ حضرت احدیت کے بغیر آمیزش اسباب معتادہ کے برہنہ طور پر اپنا کامل چمکارا دکہلاوے کیونکہ اس آخری فیضان مین کہ جو تمام فیوض کا خاتمہ ہے جو کچھہ پہلے فیضانون کی نسبت عند العقل زیادتی اور کمالیت متصور ہو سکتی ہے وہ یہی ہے کہ یہ فیضان نہایت منکشف اور صاف طور پر ہو اور کوئی اشتباہ اور خفا اور نقص باقی نہ رہے۔ یعنے نہ مفیض کے بالارادہ فیضان مین کوئی شبہ رہ جائے اور نہ فیضان کے حقیقی فیضان اور رحمت خالصہ اور کاملہ ہونے مین کچھہ جائے کلام ہو بلکہ جس مالک قدیم کی طرف سے فیض ہوا ہے اسکی فیاضی اور جزا دہی روز روشن کیطرح کہل جائے اور شخص فیضیاب کو بطور حق الیقین یہ امر مشہود اور محسوس ہو کہ حقیقت مین وہ مالک الملک ہی اپنے ارادہ اور توجہ اور قدرت خاص سے ایک نعمت عظمیٰ اور لذت کبریٰ اسکو عطا کر رہا ہے اور حقیقت مین اسکو اپنے اعمال صالحہ کی ایک کامل اور دائمی جزا کہ جو نہایت اصفیٰ اور نہایت اعلیٰ اور نہایت مرغوب اور نہایت محبوب ہے مل رہی ہے کسی قسم کا امتحان اور ابتلا نہین ہے اور ایسے فیضان اکمل اور اتم اور اقویٰ اور اعلیٰ اور اجلیٰ سے متمتع ہونا اس بات پر موقوف ہے کہ بندہ اس عالم ناقص اور مکدر اور کثیف اور تنگ اور منقبض اور ناپایدار اور مشتبہ الحال سے دوسرے عالم کیطرف انتقال کرے کیونکہ یہ فیضان تجلیات عظمیٰ کا مظہر ہے جسمین شرط ہے کہ محسن حقیقی کا جمال بطور عریان اور بمرتبہ حق الیقین مشہود ہو اور کوئی مرتبہ شہود اور ظہور اور یقین کا باقی نہ رہجائے اور کوئی پردہ اسباب معتادہ کا درمیان نہ ہو اور ہر یک دقیقہ معرفت تامہ کا کمن قوت سے حیز فعل مین آجاوے اور نیز فیضان بھی ایسا منکشف اور معلوم الحقیقت ہو کہ اسکی نسبت خدا نے یہ ظاہر کر دیا ہو کہ وہ ہر ایک امتحان اور ابتلا کی کدورت سے پاک ہے اور نیز اس فیضان مین وہ اعلیٰ اور اکمل درجہ کی لذتین ہون جنکی پاک اور کامل کیفیت انسان کے دل اور روح اور ظاہر اور باطن اور جسم اور جان اور ہر یک روحانی اور بدنی قوت پر ایسا اکمل اور اتم احاطہ رکھتی ہو کہ جس پر عقلاً اور خیالاً اور وہماً زیادت متصور نہ ہو اور یہ عالم کہ جو ناقص الحقیقت اور مکدر الصورت اور ہالکۃ الذات اور مشتبہ الکیفیت اور ضیق الظرف ہے ان تجلیات عظمیٰ اور انوار اصفیٰ اور عطیات دائمی کی برداشت نہین کر سکتا اور وہ اشعہ تامہ کاملہ دائمہ اسمین سما نہین سکتے بلکہ اس کے ظہور کیلئے ایک دوسرا عالم درکار ہے کہ جو اسباب معتادہ کی ظلمت سے بکلی پاک اور منزہ اور ذات واحد قہار کی اقتدار کامل اور خالص کا مظہر ہے۔

ہان اس فیضان اخص سے ان کامل انسانون کو اسی زندگی مین کچھہ حظ پہنچتا ہے کہ جو سچائی کی راہ پر کامل طور پر قدم مارتے ہین اور اپنے نفس کے ارادون اور خواہشون سے الگ ہو کر بکلی خدا کی طرف جہک جاتے ہین کیونکہ وہ مرنے سے پہلے مرتے ہین اور اگرچہ بظاہر صورت اس عالم مین ہین لیکن درحقیقت وہ دوسرے عالم مین سکونت رکہتے ہین پس چونکہ وہ اپنے دل کو اس دنیا کے اسباب سے منقطع کر لیتے ہین اور عادات بشریت کو توڑ کر اور یکبارگی غیر اللہ سے مونہہ پھیر کر وہ طریق جو خارق عادت ہے اختیار کر لیتے ہین اس لئے خداوند کریم بھی ان کے ساتہہ ایسا ہی معاملہ کرتا ہے اور بطور خارق عادت ان پر اپنے وہ انوار خاصہ ظاہر کرتا ہے کہ جو دوسرون پر بجز موت کے ظاہر نہین ہو سکتے غرض بباعث امور متذکرہ بالا وہ اس عالم مین بھی فیضان اخص کے نور سے کچھہ حصہ پالیتے ہین اور یہ فیضان ہر یک فیض سے خاص تر اور خاتمہ تمام فیضانون کا ہے اور اسکو پانے والا سعادت عظمیٰ کو پہونچ جاتا ہے اور خوشحالی دائمی کو پالیتا ہے کہ جو تمام خوشیون کا سرچشمہ ہے اور جو شخص اس سے محروم رہا وہ ہمیشہ کے دوزخ مین پڑا۔ اس فیضان کے بدستے

www.aaiil.org

خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اپنا نام مالکِ یوم الدین بیان فرمایا ہے دین کے لفظ پر الف لام ہونے سے یہ غرض ہے کہ تا یہ معنے ظاہر ہوں کہ جزا سے مراد وہ کامل جزا ہے جسکی تفصیل قرآن مجید میں مندرج ہے اور وہ کامل جزا بجز تجلی مالکیت تامہ کے جو بدرمیان اسباب کو مستلزم ہے ظہور میں نہیں آسکتی چنانچہ اسی کی طرف دوسری جگہ بھی اشارہ فرما کر کہا ہے لمن الملک الیوم للہ الواحد القھار یعنے اُس دن ربوبیت الٰہیہ بغیر توسط اسباب عادیہ کے اپنی تجلی آپ دکھائیگی اور یہی مشہود اور محسوس ہوگا کہ بجز قوت عظمیٰ اور قدرت کاملہ حضرت باری تعالیٰ کے اور سب ہیچ ہیں تب سارا [illegible] اور سب جزا اور سزا دانش بنظر صاف [illegible] خدائی لیلۃ [illegible] سے دکھلائی دیگا اور [illegible] درمیان نہیں رہیگا اور [illegible] کسی قسم کے شک [illegible] کی گنجائش نہیں رہیگی تب جنہوں نے [illegible] کیا [illegible] ہے اپنے تئیں منقطع کر لیا تھا وہ اپنے تئیں [illegible] ایک کامل سعادت میں دیکھینگے کہ جو ان کے جسم اور جان اور ظاہر اور باطن پر محیط ہوجائیگی اور [illegible] کی حصہ وجود ان کے کا ایسا نہیں ہوگا کہ [illegible] اس سعادت عظمیٰ کے پانے سے بے نصیب [illegible] ہو اور اس جگہ مالکِ یوم الدین کے لفظ میں یہ بھی [illegible] اشارہ ہے کہ اس روز راحت یا عذاب اور لذت [illegible] یا درد جو کچھ بنی آدم کو پہنچیگا اس کا اصل موجب [illegible] خدا تعالیٰ کی ذات ہوگی اور مالک امر مجازات کا حقیقی طور پر وہی ہوگا یعنے اسی کا وصل [illegible] یا فصل سعادت ابدی یا شقاوت ابدی کا موجب ٹھیریگا اس طرح پر کہ جو لوگ اسکی ذات پر ایمان لائے تھے اور توحید اختیار کی تھی اور اسکی خالص محبت سے اپنے دلوں کو رنگین کر لیا تھا انپر انوار رحمت اس ذات کامل کے صاف اور آشکارا طور پر نازل ہونگے اور جنکو ایمان اور محبت الٰہیہ حاصل نہیں ہوئی وہ اس لذت اور راحت سے محروم رہینگے اور عذاب الیم میں مبتلا ہو جائیں گے۔ یہ فیوض اربعہ میں جنکو ہم نے تفصیل وار لکھدیا ہے اب ظاہر ہے کہ صفت رحمان کو صفت رحیم پر مقدم رکھنا نہایت ضروری اور مقتضائے بلاغت کاملہ ہے کیونکہ صحیفۂ قدرت پر جب نظر ڈالی جائے تو پہلے پہل خدا تعالیٰ کی عام ربوبیت پر نظر پڑتی ہے پھر اسکی رحمانیت پر پھر اسکی رحیمیت پر پھر اوسکے مالکِ یوم الدین ہونے پر اور کمال بلاغت اسی کا نام ہے

کہ جو صحیفۂ فطرت میں ترتیب ہو وہی ترتیب صحیفۂ الہام میں بھی ملحوظ رہے کیونکہ کلام میں ترتیب تدریجی کو منقلب کرنا گویا قانونِ قدرت کو منقلب کرنا ہے اور نظام طبعی کو اٹھا دینا ہی کلام بلیغ کیلئے یہ نہایت ضروری ہے کہ نظام کلام کا نظام طبعی کے ایسا مطابق ہو کہ گویا اسکی عکسی تصویر ہو اور جو امر طبعًا اور وقوعًا مقدم ہو اسکو وضعًا بھی مقدم رکھا جائے سو آیت موصوفہ میں یہ اعلیٰ درجہ کی بلاغت ہے کہ باوجود کمال فصاحت اور خوش بیانی کے واقعی ترتیب کا نقشہ کھینچکر دکھلا دیا ہے اور وہی طرز بیان اختیار کی ہے جو کہ ہر ایک صاحب نظر کو نظام عالم میں بدیہی طور پر نظر آرہی ہے کیا یہ نہایت سیدھا راستہ نہیں ہے کہ جس ترتیب سے خدا کی صحیفۂ فطرت میں واقع ہیں اسی ترتیب سے صحیفۂ الہام میں بھی واقعہ ہوں سو ایسی عمدہ اور پر حکمت ترتیب پر اعتراض کرنا حقیقت میں انہیں اندھوں کا کام ہے جنکی بصیرت اور بصارت دونوں یکبارگی جاتی رہی ہیں۔ ع

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر

اب ہم پھر تقریر کو دوہرا کر اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ جو کچھہ خدا تعالیٰ نے سورۃ ممدوحہ میں رب العالمین کی صفت سے لیکر مالکِ یوم الدین تک بیان فرمایا ہے یہ حسب تصریحات قرآن شریف میں چار عالیشان صداقتیں ہیں جنکا اس جگہ کہولکر بیان کرنا قرین مصلحت ہے۔ پہلی صداقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ رب العالمین ہے یعنے عالم کے اشیاء میں سے جو کچھہ موجود ہے سب کا رب اور مالک خدا ہے اور جو کچھہ عالم میں نمودار ہو چکا ہے اور دیکھا جاتا ہے یا ٹٹولا جاتا ہے یا عقل اسپر محیط ہو سکتی ہے وہ سب چیزیں مخلوق ہی ہیں اور ہستی حقیقی بجز ایک ذات حضرت باری تعالیٰ کے اور کسی چیز کے لئے حاصل نہیں غرض عالم بجمیع اجزائہ مخلوق اور خدا کی پیدایش ہے اور کوئی چیز اجزاء عالم میں سے ایسی نہیں کہ جو خدا کی پیدایش نہ ہو اور خدا تعالیٰ اپنی ربوبیت تامہ کے ساتھہ عالم کے ذرہ ذرہ پر متصرف اور حکمران ہے اور اسکی ربوبیت ہر وقت کام میں لگی ہوئی ہے یہ نہیں کہ خدا تعالیٰ دنیا کو بنا کر اس کے انتظام سے الگ ہو بیٹھا ہو اور اسے نیچر کے قاعدہ کے ایسا سپرد کیا ہے کہ خود کسی کام میں دخل بھی نہیں دیتا اور جیسے کوئی کل بعد بنائے جانے کے پھر بنانیوالے سے بے علاقہ ہو جاتی ہے ایسا ہی مصنوعات

صانع حقیقی سے بے علاقہ ہیں بلکہ وہ رب العالمین اپنی ربوبیت تامہ کی آب پاشی ہر وقت برابر تمام عالم پر کر رہا ہے اور اسکی ربوبیت کا مینہہ بالاتصال تمام عالم پر نازل ہو رہا ہے اور کوئی ایسا وقت نہیں کہ اس کے رشح فیض سے خالی ہو بلکہ عالم کے بنانے کے بعد بھی اس مبدا فیوض کی فی الحقیقت بلا ایک ذرہ تفاوت کے ایسی ہی حاجت ہے کہ گویا ابھی تک اس نے کچھہ بھی نہیں بنایا اور جیسا دنیا اپنے وجود اور نمود کیلئے اسکی ربوبیت کی محتاج تھی ایسا ہی اپنے بقا اور قیام کیلئے اسکی ربوبیت کی حاجتمند ہے وہی ہے جو ہر دم دنیا کو سنبھالے ہوئے ہے اور دنیا کا ہر ذرہ اسی سے تر و تازہ ہے اور وہ اپنی مرضی اور ارادہ کے موافق ہر چیز کی ربوبیت کر رہا ہے یہ نہیں کہ بلا ارادہ کسی شے کی ربوبیت کا موجب ہو غرض آیات قرآنی کے رو سے جنکا خلاصہ ہم بیان کر رہے ہیں اس صداقت کا یہ منشاء ہے کہ ہر ایک چیز کہ جو عالم میں پائی جاتی ہے وہ مخلوق ہے اور اپنے تمام کمالات اور اپنے تمام حالات اور اپنے تمام اوقات میں خدا تعالیٰ کی ربوبیت کی محتاج ہے اور کوئی روحانی یا جسمانی ایسا کمال نہیں ہے جسکو کوئی مخلوق خود بخود اور بغیر ارادہ خاص اس متصرف مطلق کے حاصل کر سکتا ہو۔ اور نیز حسب توضیح اسی کلام پاک کے اس صداقت اور ایسا ہی دوسری صداقتوں میں یہ معنے بھی ملحوظ ہیں کہ رب العالمین وغیرہ صفتیں جو خدا تعالیٰ میں پائی جاتی ہیں یہ اسی کی ذات واحد لاشریک سے خاص ہیں اور کوئی دوسرا انمیں شریک نہیں جیسا کہ اس سورۃ کے پہلے فقرہ میں یعنے الحمد للہ میں یہ بیان ہو چکا ہے کہ تمام محامد خدا ہی سے خاص ہیں۔ دوسری صداقت رحمان ہے کہ جو بعد رب العالمین بیان فرمایا گیا اور رحمن کے معنے جیسا کہ ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں یہ ہیں کہ جسقدر جاندار ہیں خواہ ذی شعور اور خواہ غیر ذی شعور اور خواہ نیک اور خواہ بد ان سب کے قیام اور بقاء وجود اور بقاء نوع کیلئے اور انکی تکمیل کیلئے خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت عامہ کے رو سے ہر ایک قسم کے اسباب مطلوبہ میسر کر دیئے ہیں اور ہمیشہ میسر کرتا رہتا ہے اور یہ عطیہ محض ہے کہ جو کسی عامل کے عمل پر موقوف نہیں۔ تیسری صداقت رحیم ہے کہ جو بعد رحمن کے مذکور ہے جسکے معنے یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ سعی کرنیوالوں کی سعی پر بمقتضائے رحمت خاصہ ثمرات حسنہ مترتب کرتا ہے توبہ

کرنیوالوں کے گناہ بخشتا ہے مانگنے والوں کو دیتا ہے کھٹکھٹانے والوں کیلئے کھولتا ہے۔ چوتھی صداقت جو سورۃ فاتحہ میں مندرج ہے مالکِ یوم الدین ہے یعنے کمال کامل جزا سزا کہ جو ہر ایک قسم کے امتحان و ابتلا اور توسط اسباب غفلت افزا سے منزہ ہے اور ہر ایک کدورت اور کثافت اور شک اور شبہ اور نقصان سے پاک ہے اور تجلیات عظمیٰ کا مظہر ہے اس کا مالک بھی وہی اللہ قادر مطلق ہے اور وہ اس بات سے ہرگز عاجز نہیں کہ اپنی کامل جزا کو جو دن کیطرح روشن ہے ظہور میں لاوے اور اس صداقت عظمیٰ کے ظاہر کرنے سے حضرت احدیت کا یہ مطلب ہے کہ تا ہر ایک نفس پر بطور حق الیقین امور مفصلہ ذیل کھل جائیں۔ اول یہ امر کہ جزا سزا ایک واقعی اور یقینی امر ہے کہ جو مالکِ حقیقی کی طرف سے اور اسی کے ارادۂ خاص سے بندوں پر وارد ہوتا ہے اور ایسا کھل جانا دنیا میں ممکن نہیں کیونکہ اس عالم میں یہ بات عام لوگوں پر ظاہر نہیں ہوتی کہ جو کچھہ خیر و شر و راحت و رنج پہنچ رہا ہے وہ کیوں پہنچ رہا ہے اور کس کے حکم و اختیار سے پہنچ رہا ہے اور کسی کو ان میں سے یہ آواز نہیں آتی کہ وہ اپنی جزا پا رہا ہے اور کسی پر بطور شہود و محسوس منکشف نہیں ہوتا کہ جو کچھہ وہ بھگت رہا ہے حقیقت میں وہ اس کے عملوں کا بدلہ ہے۔ دوسرے اس صداقت میں اس امر کا کھلنا مطلوب ہے کہ اسباب عادیہ کچھہ چیز نہیں ہیں اور فاعل حقیقی خدا ہے اور وہی ایک قوت عظمیٰ ہے کہ جو جمیع فیوض کا مبدا اور ہر ایک جزا سزا کا مالک ہے۔ تیسرے اس صداقت میں اس بات کا ظاہر کرنا مطلوب ہے کہ سعادت عظمیٰ اور شقاوت عظمیٰ کیا چیز ہے یعنے سعادت عظمیٰ وہ نور عظیم کی حالت ہے کہ جب لذت اور سرور اور لذت اور راحت انسان کے تمام ظاہر و باطن اور تن اور جان پر محیط ہو جاوے اور کوئی عضو اور قوت اس سے باہر نہ رہے اور شقاوت عظمیٰ وہ عذاب الیم ہے کہ جو باعث نافرمانی اور ناپاکی اور بعد اور دوری کے دلوں سے مشتعل ہو کر بدنوں پر مستولی ہوجاوے اور تمام وجود فی النار والسقر معلوم ہو۔ اور یہ تجلیات عظمیٰ اس عالم میں ظاہر نہیں ہو سکتیں۔

باقی آئندہ

حضرت حجۃ اللہ کی تقریر جلسۃ الوداع کی تقریب پر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یہہ تو ممکن ہے کہ ہزاروں ہزار انسان ملہم ہونیکا دعویٰ کریں اور اثبات نبوت اور کلام الٰہی کی حجت قائم کرنیکے واسطے یہ ضروری امر ہے مگر امر نبوت میں مقصود بالذات ایک اور امر ہوتا ہے جو خاص نبیوں سے مخصوص ہوتا ہے۔ اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی شئے آتی ہے تو اسکے لوازم اسکے ساتہہ ہوتے ہیں یہ نہیں کہ وہ لوازم سے الگ ہو مثلاً جب کہانا آئیگا تو اسکے لوازم ساتہہ ہی ہونگے ہر قسم کے برتن۔ پانی یہانتک کہ خلال بہی دیدیں گے۔ اسیطرح پر لوازمات نبوت اسکے ساتہہ ہوتی ہیں اور منجملہ انکے ایک یہ بہی ہے کہ کلام نفسانی کا سلسلہ بالکل ختم ہو جاتا ہے اور یہ امر اصل کیفیت کے لوازم میں سے ہے اور اسکے آثار و علامات کی دلیل وہ پیشگوئیاں ہوتی ہیں جو خدا تعالےٰ انہیں عطا کرتا ہے۔

یہہ بہی یاد رکہو کہ نبیوں کا ایک اور نام آسمان پر ہوتا ہے جس سے دوسرے لوگ آشنا بہی نہیں ہوتے اور بعض وقت جب وہ آسمانی نام دنیا میں پیش ہوتا ہے تو لوگوں کو ٹہوکر لگ جاتی ہے مثلاً میرے ہی معاملہ میں خدا نے میرا نام مسیح ابن مریم بہی رکہا ہے۔ بعض نادان اعتراض کرتے ہیں کہ تمہارا نام تو غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام ایڈیٹر) ہے + وہ اس راز کو سمجہہ نہیں سکتے یہ اسرار نبوت میں سے ایک بات ہے +

غرض

جب دونو قسم کے جہوٹے مکالمے ختم ہو جاتے ہیں تو پہر دل بولتا ہے ہر وقت بولتا رہتا ہے۔ حرکت کرتا ہے تب بہی اس سے آواز آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہزاروں ہزار لوگ اسکے پاس اور اور قسم کی باتوں میں مشغول ہوں یہ اپنے اس سلسلہ میں لذت پاتا ہے۔ اور اپنے محبوب سے کلام کرنے میں مصروف ہوتا ہے یہی وجہ انکی جمعیت قلب کی ہوتی ہے کوئی شور و شر اسکو پراگندہ نہیں کر سکتا۔ عام طور پر ایک عاشق چاہتا ہے کہ وہ اپنے معشوق اور محبوب کے حسن و جمال پر پوری اطلاع پاوے اور ہر وقت اس سے کلام کریں مگر یہہ سب کچہہ ۔۔۔ ہے اور یہ خواہشیں ذلیل ہیں مگر خدا تعالےٰ کے ساتہہ محبت کرنے والا اور اسکے عشق میں گم شدہ قوم ۔۔۔ ان کی ان جہوٹے اور فانی عاشقوں کے عشق سے کہیں بڑہ کر اپنے اندر جوش رکہتے ہیں۔ کیونکہ وہ خدا وہ ہے جو جہکنے والوں کی طرف جہکتا ہے یہانتک کہ اس سے زیادہ توجہ کرتا ہے خدا کی طرف آنیوالا اگر معمولی چال سے چلتا ہے تو اللہ تعالےٰ اسکی طرف دوڑ کر آتا ہے + پس ایسے خدا کی طرف جسکی توجہ ہو جاوے اور وہ اس کی محبت میں کہو یا جاوے وہ محبت اور عشق الٰہی کی آگ ان امانی اور نفسانی خیالات کو جلا دیتی ہے پہر انکے اندر روح ناطق ہو جاتی ہے اور پاک نطق جو ادہر سے شروع ہوتا ہے وہ خدا تعالےٰ کا نطق ہوتا ہے دوسرے رنگ میں یہہ بہی کہہ سکتے ہیں کہ یہہ دعا کرتا ہے اور اللہ تعالےٰ اسکو جواب دیتا ہے +

پس یہ ایک کمال نبوت ہے اور انعمت علیہم میں کہا گیا ہے۔ اسلئے جب انسان اِہْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی دعا مانگے تو اس کے ساتہہ ہی یہ امر پیش نظر رہے کہ اس کمال نبوت کو حاصل کرے۔

پہر دوسرا کمال صدیقوں کا کمال ہے صدیق مبالغہ کا صیغہ ہے۔ یعنے جو بالکل راستبازی میں فنا شدہ ہو۔ اور کمال درجہ کا پابند راستبازی اور عاشق صادق ہو۔ اس وقت وہ صدیق کہلاتا ہے۔ یہ ایک ایسا مقام ہے جب ایک شخص اس درجہ پر پہنچتا ہے تو وہ ہر قسم کی صداقتوں اور راستبازیوں کا مجموعہ اور انکو کشش کرنیوالا ہو جاتا ہے جسطرح پر آتشی شیشہ سورج کی شعاعوں کو اپنے اوپر جمع کر لیتا ہے اسیطرح پر صدیق کمالات صداقت کا جذب کرنے والا ہوتا ہے۔ بقول شخصے۔

زر زر کشد در جہان گنج گنج

جب ایک شے بہت بڑا ذخیرہ پیدا کر لیتی ہے تو وہ اسی قسم کی اشیاء کو جذب کرنیکی قوت اسمیں پیدا ہو جاتی ہے۔

صدیق کے کمال کے حصول کا فلسفہ یہہ ہے کہ جب وہ اپنی کمزوری اور ناداری کو دیکہہ کر اپنی طاقت اور حیثیت کے موافق اِيَّاكَ نَعْبُدُ کہتا ہے اور صدق اختیار کرتا اور جہوٹ کو ترک کر دیتا ہے اور ہر قسم کے رجس اور پلیدی سے جو جہوٹ کے ساتہہ وابستہ ہوتی ہے دور بہاگتا ہے اور عہد کر لیتا ہے کہ کبہی جہوٹ نہ بولونگا نہ جہوٹی گواہی دونگا۔ اور جذبہ نفسانی کے رنگ میں کوئی جہوٹا کلام نہ کرونگا۔ نہ لغو طور پر نہ کسب خیر کے لئے نہ دفع شر کے لئے یعنے کسی رنگ اور حالت میں بہی جہوٹ کو اختیار نہیں کرونگا۔ جب اس حد تک وعدہ کرتا ہے تو گویا اِيَّاكَ نَعْبُدُ پر وہ ایک خاص عمل کرتا ہے اور وہ عمل اعلےٰ درجہ کی عبادت ہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ سے آگے اِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ہے خواہ یہ اسکے موںہہ سے نکلے یا نہ نکلے لیکن اللہ تعالےٰ جو مبدء الفیوض اور صدق اور راستی کا چشمہ ہے اسکو ضرور مدد دیگا اور صداقت کے اعلےٰ اصول اور حقایق اسپر کہولدیگا جیسے یہ قاعدہ کی بات ہے کہ کوئی تاجر جو اچہے اصولوں پر چلتا ہے اور راستبازی اور دیانتداری کو ہاتہہ سے نہیں دیتا اگرچہ وہ ایک پیسہ سے تجارت کرے اللہ تعالےٰ اسے ایک پیسہ کے لاکہوں لاکہہ روپیہ دیتا ہے۔

اسیطرح پر جب عام طور پر انسان راستی اور راستبازی سے محبت کرتا ہے اور صدق کو اپنا شعار بنا لیتا ہے تو وہی راستی اس عظیم الشان صدق کو کہینچ لاتی ہے جو خدا تعالےٰ کو دکہا دیتی ہے۔ اور وہ صدق مجسم قرآن کریم ہے اور وہ صدق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے ایسا ہی خدا تعالےٰ کے مامور و مرسل حق اور صدق ہوتے ہیں پس وہ اس صدق تک پہونچ جاتے ہیں تب اون کی آنکہہ کہلتی ہے اور ایک خاص بصیرت ملتی ہے جس سے معارف قرآنی کہلنے لگتے ہیں +

میں اسبات کے ماننے کے واسطے کبہی طیار نہیں ہوں کہ وہ شخص جو صدق سے محبت نہیں رکہتا اور راستبازی کو اپنا شعار نہیں بناتا وہ قرآن کریم کے معارف کو سمجہہ بہی سکے اسواسطے کہ اسکے قلب کو مناسبت ہی نہیں یہ تو صدق کا چشمہ ہے اس سے وہی پی سکتا ہے جس کو صدق سے محبت ہو۔

اور پہر یہ بہی یاد رکہنا چاہئے کہ معارف قرآنی صرف اسی بات کا نام نہیں کہ کبہی کسی نے کوئی نکتہ بیان کر دیا اسکی تو وہی مثال ہے

گاہ باشد کہ کودکے نادان
بغلط بر ہدف زند تیرے

نہیں قرآنی حقائق اور معارف کے بیان کرنے کے لئے قلب کو مناسبت اور کشش اور تعلق حق اور صدق سے ہو جاتا ہے پہر یہانتک اس میں ترقی اور کمال ہو جاتا ہے کہ وہ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ کا مصداق ہوتا ہے۔

اسکی نگاہ جب پڑتی ہے صدق پر ہی پڑتی ہے اسکو ایک خاص قوت اور امتیازی طاقت دی جاتی ہے جس سے وہ حق و باطل میں فی الفور امتیاز کر لیتا ہے۔ یہانتک کہ اسکے دل میں ایک قوت آجاتی ہے جو ایسی تیز حس ہوتی ہے کہ اسے دور سے ہی باطل کی بو آجاتی ہے یہی وہ سر ہے جو لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ میں رکہا گیا ہے۔ حقیقت میں جب تک انسان جہوٹ کو ترک نہیں کرتا وہ مطہر نہیں ہو سکتا۔ نابکار دنیادار کہتے ہیں کہ جہوٹ کے بغیر گذارہ نہیں ہوتا۔ یہہ ایک بیہودہ گوئی ہے اگر سچ سے گذارہ نہیں ہو سکتا تو جہوٹ سے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ افسوس ہے کہ یہ بدبخت خدا کی قدر نہیں کرتے وہ نہیں جانتے کہ خدا تعالےٰ کے فضل کے بدوں گذارہ نہیں ہو سکتا۔ وہ اپنا معبود اور مشکل کشا جہوٹ کی نجاست کو سمجہتے ہیں۔ اسی لئے خدا تعالےٰ نے جہوٹ کو بتوں کی نجاست کے ساتہہ وابستہ کرکے قرآن کریم میں بیان کیا ہے۔ یقیناً سمجہو کہ ہم ایک قدم کیا ایک سانس بہی خدا کے فضل کے بغیر نہیں لے سکتے۔ ہمارے جسم میں کیا کیا قوے ہیں لیکن کیا ہم اپنی طاقت سے کیا کر سکتے ہیں؟ کچہہ بہی نہیں۔

جو لوگ اپنی قوت بازو پر بہروسہ کرتے ہیں اور خدا تعالےٰ کو چہوڑتے ہیں انکا انجام اچہا نہیں ہوتا۔ اسکے یہہ معنے نہیں ہیں کہ ہاتہہ پیر توڑ کر بیٹہہ رہنے کا نام خدا پر بہروسہ ہے اسباب سے کام لینا اور خدا تعالےٰ کے عطا کردہ قوےٰ کو کام میں لگانا یہہ بہی خدا تعالےٰ کی قدر ہے جو لوگ ان قوےٰ سے کام نہیں لیتے اور منہ سے کہتے ہیں کہ ہم خدا پر بہروسہ کرتے ہیں وہ بہی جہوٹے ہیں وہ خدا تعالےٰ کی قدر نہیں کرتے خدا تعالےٰ کو آزماتے ہیں۔ اور اس کی عطا کی ہوئی قوتوں اور طاقتوں کو لغو قرار دیتے ہیں اور اسطرح پر اسکے حضور شوخی اور گستاخی کرتے ہیں۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ کے مفہوم سے دور جا پڑتے ہیں اسپر عمل نہیں کرتے اور اِيَّاكَ نَسْتَعِينُ کا ظہور چاہتے ہیں۔ یہہ مناسب نہیں جہاں تک ممکن اور طاقت ہو رعایت اسباب کرے لیکن ان اسباب کو اپنا معبود اور مشکل کشا قرار نہ دے بلکہ کام لیکر پہر تفویض الی اللہ کرے اور اسبات پر سجدات شکر بجالائے کہ اسی خدا نے وہ قوےٰ اور طاقتیں اسکو عطا فرمائی ہیں۔

(باقی آئندہ)

www.aaiil.org

حضرت مسیح الزمان کی ڈائری

قبل ظہر (۲۷ مارچ)

ظہر کی اذان ہو چکنے کے بعد اعلیٰ حضرت تشریف لائے۔ باہر سے آئے ہوئے مہمانوں نے شرف زیارت پایا۔ ازان بعد حضرت مخدوم الملت مولوی عبد الکریم صاحب نے بابو عطاء الٰہی صاحب سٹیشن ماسٹر کی طرف سے حصول اجازت کے لئے عرض کیا۔ آپ نے بابو عطاء الٰہی صاحب کو بلا کر فرمایا۔

"مئی جون۔ جولائی وغیرہ مہینوں میں کوئی موقع یہاں رہنے کے لئے نکالنا چاہئے۔ آئندہ جب رخصت لو تو ان مہینوں کو مدنظر رکھ لینا۔"

اسکے بعد حضرت مخدوم الملت نے عرض کیا کہ میں نے حضور کا وہ خط اخبار میں شائع کرنے کو دیدیا ہے اور اسپر ایک مضمون بھی لکھدیا ہے (یہ اس خط کی طرف اشارہ ہے جو نمبر ۱۱ جلد ۹ صفحہ ۹ پر درج ہے) فرمایا بہت اچھا کیا۔

ایک شخص نے اپنے مشکلات کے لئے عرض کی فرمایا استغفار کثرت سے پڑھا کرو۔ اور نمازوں میں یا حی یا قیوم برحمتک استغیث یا ارحم الراحمین پڑھو۔

پھر اس نے عرض کیا کہ استغفار کتنی مرتبہ پڑھوں فرمایا کوئی تعداد نہیں کثرت سے پڑھو یہانتک کہ ذوق پیدا ہو جاوے اور استغفار کو منتر کی طرح نہ پڑھو بلکہ سمجھکر پڑھو خواہ اپنی زبان میں ہی ہو اسکے معنے یہ ہیں کہ اے اللہ مجھے گناہوں کے برے نتیجوں سے محفوظ رکھ اور آئندہ گناہوں سے بچا

ازان بعد خاکسار ایڈیٹر الحکم نے مولوی مشرف الدین احمد صاحب کے صاحبزادہ کے لئے دعا کے واسطے عرض کیا۔ فرمایا انکا خط بھی آیا ہے۔ انکو لکھدو کہ یاد دلاتے رہیں۔ اور پھر وہ خواب بیان کیا جو کسی دوسری جگہ درج ہو چکا ہے۔

اسکے بعد آپنے نماز با جماعت ادا کی۔ اور معمول کے موافق تشریف لے گئے۔ (حضرت اقدس ظہر کی سنتیں عموماً گھر جاکر پڑھا کرتے ہیں ایڈیٹر)

مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے بیان کیا کہ کل جب میں اٹھا تو میری زبان پر یہ جاری تھا جو حضور کا الہام ہے آگ سے ہمیں مت ڈرا آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔ اسپر حضرت اقدس نے فرمایا کہ کل مجھے الہام ہوا تھا چودھری رستم علی اسکے ساتھ اور کچھ نہیں تھا۔

قبل ظہر (یکم اپریل ۱۹۰۵ء)

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ظہر سے پیشتر تھوڑی دیر مجلس فرمائی۔

فرمایا کہ "عصر کے بعد میری طبیعت خراب ہو جاتی ہے میں اسلئے شام کو آ نہیں سکتا"

مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ کو کثرت پیشاب کی دو تین دن سے پھر شکایت ہوگئی ہے اور آج اعلیٰ حضرت نے ان کا قارورہ منگوا کر دیکھا تھا جو کثیر مقدار میں تھا اس کے متعلق مولوی عبد الکریم صاحب کو مخاطب کرکے جو کچھ فرمایا اس سے آپکی کمال شفقت اور ہمدردی کا ثبوت ملتا ہے اسلئے میں خلاصۃً اسے اپنے الفاظ میں درج کرتا ہوں۔

فرمایا میں آپ کا پیشاب دیکھکر بہت حیران ہوگیا مینے تو اسکے بعد دعا ہی شروع کردی اور انشاء اللہ بہت دعا کرونگا مجھے چونکہ خود کثرت پیشاب کی شکایت ہے میں جانتا ہوں کہ کسقدر تکلیف ہوتی ہے دل گھٹتا ہے اور پنڈلیوں میں درد ہونے لگتا ہے بہت بے چینی اور گھبراہٹ ہو جاتی ہے مینے ارادہ کیا ہے کہ اس رسالہ کو ختم کر لینے کے بعد کچھ دنوں تک صرف دعا ہی میں لگا رہونگا۔

مینے جو گولی آپ کو بنا کر دی تھی وہ مفید ثابت ہوئی تھی آپ اسکا استعمال کریں میں اور بھیجونگا اور ختم ہونے پر اور دوا طیار ہو سکتی ہے۔ آپ دودہ کثرت سے پئیں وہ اس مرض میں بہت مفید ہے اور میں انشاء اللہ بہت دعا کرونگا۔

آپکے اس پیشاب کو دیکھکر مجھے تو حیرت ہی ہوئی کہ آپ کسطرح التزام کے ساتھ نمازوں میں آتے ہیں اور آپ کی آواز سے بھی معلوم نہیں ہوتا کہ آپکو شکایت ہے۔

اسپر حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے فرمایا کہ حضور کی دعا ہی جو اس ہمت اور استقلال سے میں حاضر ہوتا ہوں۔ ورنہ بعض اوقات قریب بغش ہو جاتا ہوں

پھر حضرت اقدس نے فرمایا کہ میں بہت دعا کرونگا مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضور کی عافیت ہو جاوے۔ فرمایا عافیت ہو ہی جاتی ہے جب میں آپکے لئے دعا کرونگا حدیث میں آیا ہے من کان فی عون اخیہ کان اللہ فی عونہ جو اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکا مددگار ہو جاتا ہے

اس کے بعد فرمایا کل الہام ہوا تھا۔ محموم نار جہنم اللہ تعالیٰ کے کلام میں یہ عجیب بات ہوتی ہے کہ بعض اوقات صرفی نحوی ایسی ترکیب پر اعتراض کرا اٹھتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ ان کے ماتحت تو نہیں ہے۔ طاعون کو بھی نار جہنم کہا ہے پہلے بھی ایک الہام ہوا تھا یاتی علی جھنم زمان لیس فیھا احد اس کے بعد آپنے نماز ظہر جماعت کے ساتھ معمول کیموافق ادا کی اور آپ تشریف لیگئے

"حسن معاشرت پر اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ کا ایک خط"

ذیل میں اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک خط میں درج کرتا ہوں۔ یہ خط برادرم سید خصیلت علی شاہ صاحب غفر اللہ لہ کے نام ہے۔ افسوس کہ اس پر تاریخ نہیں۔ یہ خط انشاء اللہ ہماری جماعت کے اکثر افراد کیلئے نہایت ہی مفید اور بابرکت ہوگا مینے بارہا توجہ دلائی ہے کہ جس شخص کے پاس حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرامت نامجات ہوں وہ میرے پاس اصل یا نقل ضرور بھیجدیں کیونکہ میں مکتوبات احمدیہ مرتب کر رہا ہوں اور اسطرح وہ والا نامے نہ صرف یکجا محفوظ ہو جائینگے بلکہ بہتوں کے نفع کا موجب ہوں گے ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی

محبی اخویم سید خصیلت علی شاہ صاحب سلمہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ آپکا عنایتنامہ چندروز ہوئے کہ پہنچا تھا مجھکو معلوم نہیں کہ میں نے جواب لکھدیا تھا یا نہیں غالباً یہی خیال ہے کہ جواب لکھدیا گیا تھا۔ اب باعث تکلیف دہی یہ ہے کہ میں نے بعض آپکے سچے دوستوں کی زبانی جو در حقیقت آپ سے تعلق اخلاص اور محبت اور حسن ظن رکھتے ہیں سنا ہے کہ امور معاشرت میں جو بیویوں اور اہل خانہ سے کرنی چاہئے کسیقدر آپ شدت رکھتے ہیں یعنے غیظ و غضب کے استعمال میں بعض اوقات اعتدال کا اندازہ ملحوظ نہیں رہتا۔ میں نے اس شکایت کو تعجب کی نظر سے نہیں دیکھا کیونکہ اول تو بیان کرنیوالے آپ کی تمام صفات حمیدہ کے قائل اور دلی محبت آپسے رکھتے ہیں اور دوسری چونکہ مردوں کو عورتوں پر ایک گونہ حکومت قسام ازلی نے دے رکھی ہے اور ذرہ ذرہ سی باتوں میں تادیب کی نیت سے یا غیرت کے تقاضا سے وہ اپنی حکومت کو استعمال کرنا چاہتے ہیں مگر چونکہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے عورت کے ساتھ معاشرت کے بارے میں نہایت حلم اور برداشت کی تاکید کی ہے اسلئے مینے ضروری سمجھا کہ آپ جیسے رشید اور سعید کو اس تاکید سے کسیقدر اطلاع کروں۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے عاشروھن بالمعروف یعنے اپنی بیویوں سے تم ایسے معاشرت کرو جسمیں کوئی امر خلاف اخلاق معروفہ کے نہ ہو اور کوئی وحشیانہ حالت نہ ہو بلکہ انکو اس مسافر خانہ میں اپنا ایک دلی رفیق سمجھو اور احسان کے ساتھ معاشرت کرو۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خیرکم خیرکم باھلہ یعنے تم میں سے بہتر وہ انسان ہے جو بیوی سے نیکی سے پیش آوے۔ اور حسن معاشرت کے لئے اسقدر تاکید ہے کہ میں اس خط میں لکھ نہیں سکتا۔ عزیز من انسان کی بیوی ایک مسکین اور ضعیف ہے جسکو خدا نے اس کے حوالہ کر دیا اور وہ دیکھتا ہے کہ ہر ایک انسان اس سے کیا معاملہ کرتا ہے نرمی برتنی چاہئے اور ہر ایک وقت دل میں یہ خیال کرنا چاہئے کہ میری بیوی ایک مہمان عزیز ہے جسکو خدا تعالیٰ نے میرے سپرد کیا ہے اور وہ دیکھ رہا ہے کہ میں کیونکر شرائط مہمانداری بجا لاتا ہوں اور میں ایک خدا کا بندہ ہوں اور یہ بھی ایک خدا کی بندی ہے مجھے اس پر کونسی زیادتی ہے۔ خونخوار انسان نہیں بننا چاہئے بیویوں پر رحم کرنا چاہئے اور انکو دین سکھلانا چاہئے۔ در حقیقت میرا یہی عقیدہ ہے کہ انسان کے اخلاق کے امتحان کا پہلا موقعہ اسکی بیوی ہے میں جب کبھی اتفاقاً ایک ذرہ درشتی اپنی بیوی سے کروں تو میرا بدن کانپ جاتا ہے کہ ایک شخص کو خدا نے صدہا کوس سے میرے حوالہ کیا ہے شاید معصیت ہوگی کہ مجھ سے ایسا ہوا تب میں ان کو کہتا ہوں کہ تم اپنی نماز میں میرے لئے دعا کرو کہ اگر یہ امر خلاف مرضی حق تعالےٰ ہے تو مجھے معاف فرماویں اور میں بہت ڈرتا ہوں کہ ہم کسی ظالمانہ حرکت میں مبتلا نہ ہو جائیں سو میں امید رکھتا ہوں کہ آپ بھی ایسا ہی کریں گے ہمارے سید و مولیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسقدر اپنی بیویوں سے حلم کرتے تھے۔ زیادہ کیا لکھوں۔ والسلام

خاکسار غلام احمد

پہلی سہ ماہی گذر چکی ہے معاونین توجہ کریں وی پی جاری ہو رہے ہیں وصول فرماویں

قہری نشان زلزلہ پر اخبار کیا کہتے ہیں

چونکہ زلزلہ کا ایک عظیم الشان قہری نشان ظاہر ہوا ہے اسلئے اس کے متعلق جو کچھ اخبارات کی رائیں ہیں وہ یکجا ہول نمبر دری میں۔ ایڈیٹر۔

قرب قیامت سورج کا بے نور ہو جانا ہری کا پھیلنا قحط کا آنا ندیون سے فصلون کا برباد ہونا ایک بادشاہ کا دوسری بادشاہت پر فوج کشی کرنا یہ تمام باتین جو آجکل پے درپے ظہور مین آ رہی ہین قیامت کی ان چھوٹی چھوٹی نشانیون مین سے ہین جنکی پیشین گوئی کی جا چکی ہے۔ ان نشانیون کے علاوہ آندہیون اور بگولون کی موجودگی اور سخت خوفناک زلزلون کی آمد سے اس بات کا یقین ہوتا جاتا ہے کہ قیامت جو ہر چند کہ ہر ساعت کی گذر پر نزدیک ہی ہوتی جاتی تھی۔ اب وہ بہت ہی قریب آگئی ہے۔ اور ۴۔ اپریل کا زلزلہ اس خوفناک منظر کی شہادت دے رہا ہے۔ جو قرب قیامت کی آیندہ خوفناک نشانیون کے ظاہر ہونے پر دنیا کو دیکھنا پڑیگا یہ دل دہلانیوالا بربادکن زلزلہ چھ اور ۱/۴ ۶ بجے کے درمیان شملہ۔ منصوری۔ ڈلہوزی۔ ڈیرہ دون، مری، دہرم سالہ۔ پٹیالہ۔ مالیرکوٹلہ۔ کرم آباد۔ وزیر آباد۔ مدراس۔ جالندھر۔ فیروزپور۔ سیالکوٹ۔ طالب پور ضلع گورداسپور۔ اور تقریباً سوبجات متحدہ کے ہر مقام پر محسوس ہوا۔ بعض مقامات مین سہ پہر اور رات کو بھی متواتر زلزلے آئے۔ چنانچہ منصوری اور طالب پور مین ۳ ڈیرہ دون ۴۔ وزیر آباد ۷۔ اور پٹیالہ مین ۱۲ مرتبہ زلزلہ آیا۔ مگر مین پہلا زلزلہ جو ۶ اور سوا چھ بجے کے درمیان آیا وہ نہایت سخت زلزلہ تھا جن مقامات مین زیادہ نقصان ہوا۔ انمین شملہ منصوری۔ لاہور، امرتسر۔ اور دہرم سالہ ہین۔ لاہور مین وزیر خان کی مسجد کی مینار شق ہو گئی۔ سنہری مسجد کے طلائی گنبد گر گئے دفتر پیسہ اخبار کے دروازہ کی برجیان اور دفتر کے سامنے برآمدہ کی چھت گر گئی۔ شاہی مسجد کی بیرونی ڈیوڑھی کے اوپر کی چھت مین شگاف آگیا۔ اسلامیہ بورڈنگ ہوس کی چھت کا ایک حصہ گر گیا ٹاون ہال۔ لارنس ہال منٹگمری ہال۔ نیا ڈاکخانہ۔ ریلوے مسافرخانہ ڈلٹ ہرکو سخت نقصان۔ صدہا مکان گر گئے بہت سے آدمی ضائع ہوئے جنکی تعداد عام طور پر دو سو سے زیادہ مگر سرکاری رپورٹ سے صرف ۵۵ معلوم ہوئی ہے ہم کو صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر نے شہر مین دورہ کیا۔ اور ۵ کو خود صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر ملاحظہ کیلئے شہر مین تشریف لے گئے۔ امرتسر مین علاوہ اتلاف جان کئی لاکھ روپیہ کا نقصان ہوا۔ شملہ منصوری۔ ڈیرہ دون مین بھی بہت مکانات گر گئے کئی آدمی ضائع ہوئے۔ اکثر معابد بھی منہدم ہو گئے۔ مگر سب سے زیادہ ہیبتناک منظر دہرم سالہ کا تھا۔ جہان شہر اور صدر کے بیشمار مکان گر گئے بازار کی تمام دکانین مسمار ہو گئین۔ صدہا۔ دیسی اور بیسیون یورپین مر گئے اتلاف جان کا تخمینہ ۸۰ فیصدی خیال کیا جاتا ہے۔ بربادی کی نوبت یہانتک پہنچ گئی ہے کہ بسر اوقات کیلئے رسد کو مکان اور ضروریات زندگی کا دستیاب ہونا مشکل ہو رہا ہے۔ صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر نے تاریخ لاہور سے پٹھان کوٹ کو بذریعہ اسپیشل ٹرین کچھ ذخیرہ جنس خوراک، ادویات اور ڈاکٹرون کو روانہ کیا ہے مسٹر آرای ینگ ہسبنڈ قائم مقام کمشنر لاہور اور مسٹر سنہری اینڈرسن کمشنر جالندھر اس خوفناک منظر کو دیکھنے گئے ہین۔ اور سفر مینا کی ایک جماعت سڑکون کو صاف کرنے کیلئے تعینات کی گئی ہے۔

زلزلہ کی مندکرہ بالا آفت کے علاوہ ۹ مارچ کو قریب دو بجے دن کے موضع چن تحصیل کہاریان ضلع گجرات پنجاب مین ایک ایسا خوفناک بگولا آیا جسکی مثال موجودہ نسل نے دیکھی نہ سنی۔ اس بگولہ کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ ایک ستون جو چار پانچ قدم کے دور مین ہو گا مشرق کیجانب سے ظاہر ہوا اور گاؤن کے نصف جنوبی حصہ کو اور ڈاکخانہ کا کمین بنگلے یا بعض دیوارین قائم رہین اور بعض گر گئین۔ گاؤن کی مسجد کے دو مینار اور گرد دو میل کے فاصلہ پر گوشہ شمال سے ایک بستی مین جا پڑے موضع ...وال تحصیل کہاریان مین بھی انہین دنون بعینہ اسیطرح کا ایک بگولا گاؤن والون کے دیکھتے دیکھتے گھر مین داخل ہوا اور مین چار گھر زمین گشت کرنے جاتے ہوئے ایک گھر کی چھت کو اڑا لے گیا۔

۴۔ اپریل کو بروز منگل امرتسر کی شمالی طرف سے ایک بگولا نمودار ہوا۔ جو ۵۰ فٹ بلندی تک ایک مدور ستون معلوم ہوتا تھا۔ اس بگولا مین دھوبیون کے بہت سے کپڑے جنکو انہون نے خشک ہونے کیلئے پھیلا رکھا تھا مثل پتنگ آسمان مین اڑتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ بعض مکانات کو سخت نقصان پہنچا اسان بگولہ نے صرف موضع ...وال مین ایک آدمی ضائع ہوا ہے۔ زمیندار

عظیم خوفناک زلزلہ بیشمار نقصان جان و مال

۴۔ اپریل کو چھ بجے صبح کے ایک شدید اور مہیب زلزلہ لاہور مین آیا۔ لاہور مین بوڑھے سے بوڑھے آدمی بیان کرتے ہین کہ ایسا سخت زلزلہ انہون نے اپنی عمر مین کبھی نہین دیکھا گو ان سطور کے قلمبند کرنے کے وقت تک کئی عمارت کے نقصان کی مقدار صحیح نہین ہوئی تاہم بعض کی شکست و ریخت کو پیسہ اخبار کے رپورٹر اور ملازم دیکھ چکے ہین۔ بلکہ مرزا علی حسین صاحب (جو پیسہ اخبار کے ایک اسسٹنٹ ایڈیٹر ہین) کے چار عزیز موچی دروازہ کے اندر ایک کوچہ مین مکان کے گرنے سے دب کر مر گئے ہین۔ اور وہ بیچارے انکی تجہیز و تکفین مین مصروف ہین نصف سے زیادہ ملازمان کارخانہ بھی غیر حاضر ہین۔ دکٹوریہ گرلز سکول لاہور مین جو راجہ نونہال سنگھ کی حویلی مین واقع ہے کچھ مکانات گر گئے ہین۔ اور شاید ایک آدمی دب کر مر گیا ہے۔ اور کچھ زخمی ہوئے ہین۔ ٹاون ہال لاہور جو ایک نہایت مضبوط عمارت تھی سب کی سب پاش پاش ہو گئی ہے۔ ریلوے سٹیشن لاہور کے کچھ حصہ کو صدمہ پہنچنے مین بڑے بڑے شگاف آ جانے کی خبر ملی ہے میو ہسپتال اور عظیم الشان ... ڈالی : مین بڑے بڑے شگاف آ جانے کی خبر ہے۔ مارکٹ یعنی پورانا عجائب گھر اور کئی ایک سرکاری اور پرائیوٹ عمارات کو صدمہ پہنچا ہے۔ اور دیوار دن مین شگاف آگئے ہین، اور ابھی نقصان کی خبرین آ رہی ہین۔ یہ تو باہر کی کیفیت ہے۔ کارخانہ پیسہ اخبار کے نقصان کا احوال سنئے۔ عالیشان داخلہ کے دروازہ پر جو دو بڑی اور کئی چھوٹی شاندار برجیان تیسری منزل پر تھین سب گر گئین اندر کی عمارت کی تیسری منزل کے کچھ بیرون کی دیوارین گرنے کے صدمہ سے دو چھتون کے کچھ حصے ٹوٹ گئے اور کئی ایک دوسری دیوارون کو شگاف آ گئے۔ جو بہت سا نقصان ہے مگر خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ بہت سا مکان محفوظ رہا ہے۔ اور کارخانہ کے کارکنان مین سے کسی جان کا نقصان نہین ہوا۔ بحالیکہ نیازمند ایڈیٹر پیسہ اخبار معہ اہل و عیال اسی مکان کے ایک حصہ مین مقیم ہے۔ یہ کہنا عبث ہے کہ زلزلہ کے وقت ناچیز انسان کی کیا حقیقت تھی۔ یون تو شہر کا کوئی اور محلہ ایسا نہ ہو گا۔ جہان اس تصادم سے شکست و ریخت کی نوبت نہ آئی ہو۔ مگر کشمیری دروازہ۔ موچی دروازہ۔ وچھو والی۔ چنگڑ محلہ۔ لنڈا بازار۔ سٹیشن۔ ڈبی بازار۔ اور جوڑے موری مین بہت نقصان ہوا۔ ریل کے کارخانہ کی دیوارین پھٹ گئین۔ اور آہنی شہتیر اپنی جگہ سے ہل کر چھت کا ایک حصہ ٹیڑھا ہو گیا۔ بائسکل شاپ تمام پھٹ کر ناکارہ ہو گیا۔ ریلوے سٹیشن کے وہ کمرے جنمین ڈی۔ ٹی۔ ایس کا دفتر تھا گر گیا۔ اور نئے پلیٹ فارم پر جو شمال کی طرف ہے اسکی ڈیوڑھی گر گئی اور ریفریشمنٹ روم کو صدمہ پہنچا سنہری مسجد کے دونوں میناروں کے گنبد گر پڑے۔ موچی دروازہ مین مشہور پتھرون والی حویلی پھٹ گئی۔ منشی محمد بخش صاحب سوداگر اسٹریلیا کا عالیشان مکان جو چند سال ہوئے انہون نے بنوایا تھا اوپر سے پھٹ گیا۔ مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر کے مکان کے پاس سید نتھے شاہ کا مکان گر گیا تمام کنبہ نیچے دب گیا۔ ۷ آدمیون سے ۳ بچے باقی مر گئے۔ دائی سولی کی گلی مین بابو جودہا مل دہلی والہ کا مکان گر گیا۔ گھر کے کئی آدمی دب گئے۔ اور ایک نو دس سال کی لڑکی اور ایک عورت مر گئی۔ وچھو والی مین متصل استہان بھیرون لالہ سندر داس مہتہ کا مکان گر گیا گھر کے کئی آدمی دب گئے۔ چند ستے ہوئے نکالے گئے اور چند مر گئے۔ یہ بھی سنا گیا ہے کہ جلو کے سٹیشن کے پاس مسافر گاڑی الٹ گئی۔ مگر تصدیق طلب ہے۔ ریلوے شیڈ مین بھی بہت سی گاڑیان آپسمین ٹکرا گئین۔ لوکو ورکشاپ کے مہتمم نے تمام کاریگرون کو دو گھنٹہ کی چھٹی اس غرض سے عطا فرمائی کردہ اپنے گھرون اور بال بچون کی جا کر خبر لین۔ جو لوگ قیامت کو ہزل اور ان یقینی واقعات کو لغو سمجھتے ہین ان کیلئے یہ زلزلہ نمونہ خبردار ہے تھا اس روز دو پہر تک ۲ دفعہ زلزلہ محسوس ہوا۔ ایک تو ۶ بجے ۱۳ اور سخت ہولناک پہلا زلزلہ جو چھ بجکر ۸ منٹ پر آیا تھا۔ دوسرا خفیف جھوکا ۱/۲ ۷ بجے اور تیسرا ہلکا ۱۱ بجے محسوس ہوا۔ تیسرے پہر رات کو اور دوسرے روز بھی خفیف صدمے محسوس ہوتے رہے۔ ہلکا ۱۱ بجے محسوس ہوا۔ مینار مسجد سردار خان مزنگ کا ایک حصہ گرا مسجد وزیر خان کے شمال مغربی مینار کی چھتری کو صدمہ پہنچا۔ ڈاکخانہ کو کچھ نقصان پہنچا۔ ٹاون ہال کا نقصان شدید ہے۔

(پیسہ اخبار)

ایک بھاری زلزلہ

۴ ماہ حال کو صبح کو ۶ بجکر ۱۰ منٹ پر لاہور مین ایک بھاری زلزلہ جس سے نقصان عظیم واقع ہوا۔ بیسیون گھر مسمار ہو گئے۔ اور بیسیون قیمتی جانین تلف ہو گئین۔ سرکاری عمارتون کو بھی بہت نقصان پہنچا ہے۔ پورے نقصان کی مقدار تو اسوقت تبلائی نہین جا سکتی۔ لیکن اتنا کہا جا سکتا ہے کہ لاہور مین شائد ہی کوئی مکان ہو گا جسمین چھوٹے یا بڑے مکان کو شگاف نہین ہو گئے ہر بڑے بوڑھون کا خیال ہے۔ کہ ایسا سخت بھونچال اس سے پہلے کبھی نہین آیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالی نے جو پہاڑ وغیرہ زمین پر گاڑ رکھی ہین وہ مضبوطی سے نہین گاڑی ہین۔ کیونکہ باوجود پہاڑون کے ہونے زمین ہلگئی۔ بلاشبہ یہ اس خالق کائنات کی دانائی پر حرف ہے خیر کچھ ہو انسان اس بھونچال سے نہایت قیمتی سبق سیکھ سکتا ہے۔ ہمین یہ معلوم ہو گیا کہ ایشور کی طاقت کتنی بعید ہے۔ جب ہوا جو کہ بلاشبہ اسکے قبضہ مین ہے اسقدر طاقت رکھتی ہے کہ پرتھوی کو جڑون سے ہلا سکتی ہے۔ تو سوچو کہ ایشور کی طاقت کسقدر ہے۔ دوسرا سبق یہ ملتا ہے۔ کہ انسان کی زندگی بڑی ناپائدار ہے۔ اسکو آجکا کام کل پر کبھی نہین چھوڑنا چاہیئے۔ کیونکہ کون کہہ سکتا ہے کہ کل وہ زندہ ہو گا۔ ۴ اپریل کا دن عملی حالت میں طلوع ہوا تھا۔ آسمان صاف تھا کسی مصیبت کا خیال تک بھی نہ تھا لیکن یکایک ایسا زلزلہ آیا کہ بیسیون ہونہار جانو کو ساتھ لیگیا۔ کئی گھر ویران ہو گئے لیکن مشکل تو یہ ہے کہ یہ باتین اپنا اثر دیرپا نہین رکھتین۔ وقوعہ کے وقت پر تو سب کچھ سیکھ دیا جاتا ہے لیکن وقت گذرنے پر سب کچھ بھول جاتا ہے اس واسطے ایشور پر وشواش لانے کی ضرورت ہے۔ جب تک اس پر وشواش نہین لایا جاتا۔ کچھ فائدہ متصور نہین۔

(پرکاش)

www.aaiil.org

بھونچال

چوتھی اپریل ۱۹۰۵ء منگل کے دن کی ہولناک صبح مدتوں یاد رہے گی۔ چھ بجکر دس منٹ گذرے تھے، اور بہتیرے لوگ اپنے بستروں پر نیم خوابی میں انگڑائیاں لے رہے تھے، اور بہتیرے زندہ دل عبادت الٰہی میں مصروف تھے، کہ شمال کی جانب ایک غیر معمولی آواز گڑگڑاہٹ کی سی سنائی دی۔ جن لوگوں کے مکانات لب سڑک واقع تھے، اُن سب نے اُسے گاڑیوں کے گذرنے کی آواز سمجھا۔ مگر درحقیقت وہ گاڑیوں کی آواز نہ تھی۔ بلکہ وہ جوش زمین کا خروشور تھا جو لہریں مارتا، اور زلزلہ کی آمد کی خبر دیتا لیٹن ڈوری بطرح چلا آتا تھا، اس کا آنا تھا، کہ چند سکینڈ کے بعد آناً فاناً ہی زلزلہ کی وہ شدید حرکت محسوس ہوئی، کہ الاماں!!! اونچے اونچے مکانات بالاخانے۔ گنبد۔ کلس، مینار۔ چھتیں۔ برجیاں۔ چمنیاں غرض سارا شہر اپنی کل کائنات سمیت یوں جھٹکے کھا رہا تھا۔ جیسے کوئی شخص بیری پر چڑھ کر بیر جھاڑنے کیلئے اُسکو زور سے جھٹکا دیتا ہے۔ جن لوگوں کے ایک منزلہ مکان تھے وہ تو بے حواس ہو کر گھروں سے نکل پڑے کہ کہیں چھتوں کے نیچے آکر نہ دب جائیں۔ مگر جو لوگ دوسری تیسری منزل کی چھتوں پر تھے، اون کے مکان ہنڈولے کیطرح ڈول رہے تھے، اونکی کیفیت دل کا خیال کرو کبھی وہ ہنڈولا دائیں ہاتھ کو جھکتا تھا کبھی بائیں کو بچوں کا سہمنا ماؤں کا رونا گنہگار انسان کا اللہ کے حضور میں گڑگڑانا، کلمہ پڑھنا خلقت کا شور و غل پرندوں کا گھبرا کر اُڑنا دو ڈھائی منٹ میں خواب ہولناک کیطرح سب کچھ ہو گذرا اس دو ڈھائی منٹ میں بھی بے انتہا تباہی اور بربادی ظہور میں آئی شہر کے بے تعداد مکانات گر پڑے دیواریں شق ہو گئیں چھتیں بیٹھ گئیں سرکاری عمارات اور دفاتر کو سخت صدمہ پہونچا۔ ریل کے اسٹیشن کے بعض کمروں اور لاہور کے جدید عالیشان ٹاؤن ہال کے ایک حصہ کا وہ حال ہوا کہ جسے کھنڈرات کہنا بالکل بجا ہے لڑکیوں کے وکٹوریہ گرلز اسکول کی عالیشان عمارت کو بھی ایسا سخت صدمہ پہونچا کہ وہ آئندہ کام کے قابل نہیں رہی۔ لاہور کی مشہور سنہری مسجد کے سربلند میناروں کی دو برجیاں بھی سربسجود ہوئیں۔ جان کا نقصان بھی کچھ کم نہیں ہوا۔ ٹھیک اندازہ تو ابھی معلوم نہیں ہوا مگر جن جن مکانات کی چھتیں بیٹھیں، وہاں عموماً آدمی بال اور عورتیں، مرد، بچے، جانور، غرض جو چھتوں کے نیچے آ گئے، وہ نیچے ہی رہے۔

چلتی چاکی دیکھ کے دیا کبیرا رو
دو پاٹن کے بیچ آ ثابت گیا نہ کو

زلزلہ کی حرکت شمال سے جنوب کو تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ زلزلہ کوہ ہمالیہ کے کسی آتش خیز مرکز سے جنوب کو یا شاید چاروں طرف پھیلا۔ دو منٹ تک دم بدم زلزلہ کا زور بڑھتا گیا، اور اگر ایک آدھ منٹ تک دو ایک جھٹکے ایسے اور لگتے تو لاہور سب ویران ہو جاتا۔ ۱۵ منٹ بعد پھر ایک خفیف سی جنبش ہوئی، اور چند گھنٹے کے بعد تیسری دفعہ پھر زمین نے سانس سا لیا۔

تمام شہر ایک نمونہ قیامت بن گیا، اور لاہور میں یہ دن رونے دھونے، تجہیز، تکفین، تعزیت، عیادت، عزیزوں کی خیریت دریافت کرنے کے خطوط لکھنے، اور تار دینے میں گذرا۔ تار گھر میں خلائق کا وہ ہجوم تھا، جیسا کسی میلہ میں ریل کے ٹکٹ گھر پر ہوا کرتا ہے۔ لاہور کے بڑے بڑے عمر رسیدہ جو تقریباً ایک ایک صدی دیکھے ہوئے ہیں، کہتے ہیں کہ ہماری یاد میں کبھی ایسا زلزلہ نہیں آیا۔

لاہور میں جو تار خبریں باہر سے پہنچی ہیں، اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ زلزلہ ہندوستان کے دیگر مقامات میں بھی اسیطرح محسوس ہوا ہے مگر خوش قسمتی سے سب جگہ اس شدت تک نوبت نہیں پہونچی۔ البتہ کوہ دہرم سالہ میں اس سے مکانات کی بربادی اور ہلاکت بہت ہی زیادہ ظہور میں آئی۔ وہاں بہت سے صاحب لوگ اور میمیں بھی ہلاک ہوئیں، اور تمام بازار برباد ہو کر بالکل تودہ خاک بن گیا۔

اللہ کی قدرت کے اس خوفناک نظارہ کو آدمی نظر عبرت سے دیکھے، اور سوچے، کہ انسان کی ہستی کیسی بے ثبات ہے، اور یہ دنیا کیسی بے بنیاد اور قادر مطلق کو ہر وقت کل کائنات زمین و آسمان پر کیسا زبردست اقتدار حاصل ہے، کہ وہ کل کرۂ زمین کو مع دریاؤں، پہاڑوں سمندروں کے یوں اُچھال سکتا ہے، جس طرح اسکول کا بچہ کسی گیند کو اچھالتا ہے۔ اس خلاق عالم اور رب العالمین کو کبھی نہیں بھولنا چاہئے۔ وہ کیسے خوش قسمت لوگ تھے، جو اس زلزلہ سے پہلے نمازوں سے فارغ ہو کر تلاوت کلام الٰہی میں مصروف تھے۔ موت کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ حکم الٰہی کو کبھی نہیں بھولنا چاہئے اور سفر آخرت کے لئے ہمیشہ کمر بستہ رہنا اور ہلکی پھلکی گٹھڑی بغل میں رہنی چاہئے۔ فسبحان الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ؕ

(تہذیب النسواں)

قہرناک زلزلہ
قیامت کا نمونہ

۴-اپریل کے زلزلہ کی خبر نہایت اختصار کے ساتھ پچھلے پرچہ میں لکھ چکے ہیں۔ اب چاہتے ہیں کہ اس کی کیفیت ذرا تفصیل سے ہدیۂ ناظرین کریں لیکن جب وہ حالت عالم خیال میں پیش نظر آتی ہے۔ واللہ ایک بدحواسی اور سہمناکی سی چھا جاتی ہے۔ بدن میں لرزہ پڑ جاتا ہے۔ ہاتھ پاؤں عرق آلود ہو جاتے ہیں اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا لکھیں اور کیا کریں صبح کا وقت تھا چھ بجکر کچھ منٹ گذر چکے تھے لوگ اکثر ابھی خواب راحت میں پڑے انگڑا رہے تھے اور جو بیدار ہو چکے تھے اور یاد الٰہی یا دنیوی کاروبار میں مصروف تھے انکے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ چند لمحہ کے اندر اندر غضب الٰہی کا ایک پرہیبت نمونہ نظر آنیوالا ہے۔ غرض خلقت اپنی معمولی حالت میں اور بے کھٹکے تھی کہ یکایک مکانوں کی دیواریں لرزنی شروع ہوئیں۔ حرکت لحظہ بلحظہ بڑھتی جاتی تھی حتی کہ سکنڈوں میں عمارات کی چھتیں اور در و دیوار اسطرح زور شور سے کانپنے اور جنبش کرنے لگے جیسے کوئی کشتی ایک بحر مواج کے تلاطم میں جھکولے کھاتی اور ڈگمگاتی ہو۔ ہر جھکولے پر یہی گمان ہوتا تھا کہ اب خاتمہ ہوا۔ اونچی اونچی عمارتیں ہوا میں اسطرح جھونٹے لے رہی تھیں جیسے کسی درخت کی ٹہنی پر آشیانہ طائر ہوا کے جھونکے سے جھولتا ہو۔ خلقت اکثر اس غضبناک اور پرجلال قہر الٰہی سے خوف کھا کر گھروں سے نکل بھاگی۔ زن و مرد۔ پیر و جوان ہر ایک کے چہرہ پر سخت سراسیمگی۔ بدحواسی۔ مایوسی اور تشویش پڑی برستی تھی۔ حقیقت میں اسوقت کا صحیح سین کھینچنا محال معلوم ہوتا ہے۔ بغیر دیکھے ایسی حالت کا ٹھیک ٹھیک اندازہ ہو نہیں سکتا مگر جنہوں نے اب تک وہ سماں نہیں دیکھا خدا آئندہ بھی کبھی نہ دکھائے۔ نہ ہماری آنکھیں دوبارہ ایسا منظر دیکھیں۔ بالجملہ یہ زلزلہ اسدرجہ ہولناک و مہیب تھا کہ اسے قیامت صغریٰ کہنا کچھ مبالغہ نہ ہوگا۔ بلکہ جس وقت وہ اپنی پوری شدت پر خدائے قہار کا جلال ظاہر کر رہا تھا اسوقت تو لوگوں کو عموماً یہی یقین آگیا تھا کہ بس قیامت آہی گئی۔ خاص و عام کی زبان پر توبہ و استغفار کے کلمات جاری تھے جو شاید بیسیوں برسوں بھی خدا کا نام نہ لیتے ہونگے وہ بھی اس تہلکہ سے خائف ہو کر اللہ اللہ اور رام رام ہی پکار رہے تھے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کی ہولناک گھڑی کے جو آثار بیان فرمائے ہیں انکا معمولی خاکہ کھینچ ہی اس زلزلہ نے خلق میں انتہا درجہ سراسیمگی اور افراتفری ڈالدی۔ پھر روز محشر جو نفسی نفسی ہوگی اسکا کیا ٹھکانا ہے۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا۔ فی الواقع اسمیں ذرا شک نہیں کہ خدائے قادر یہ قہری نشانات محض ہم گنہگاروں کی بداعمالی اور غفلت شعاری سے ناراض ہو کر دکھلاتا ہے اور جبتک کہ بندے اس کی رضاجوئی پر سے اپنی نفسانی خواہشات کو قربان نکردیں جبتک تن آسانی اور تعیش کو قطعی ترک نکردیں جبتک اپنے خلوت خانوں کو عبادتگاہیں نہ بنالیں۔ خلاصہ یہ کہ جبتک وہ اپنی شبانہ روز زندگی میں ایک پاک تبدیلی نکریں شاید اسکا غضب اسی طرح مختلف صورتوں میں پھوٹ کر نکلتا رہیگا۔ (اوِدھ پنچ)

بھونچال

یہ نام ہی ایسا ہے کہ جس کے سنتے ہی بدن تھرا جاتا ہے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں روتے ہوئے معصوم بچے بھی اس نام کو سنتے ہی خاموش ہو جاتے ہیں۔ جہاں آنحضرت کا نام آیا وہاں درختوں کے گرنے عمارات کے صفاچٹ و جانوں کے ضائع ہونیکا پہلے ذکر آیا۔ غرضیکہ اون کے اوصاف دنیا کو حیران کرنے والے۔ زندوں کو مردہ۔ تندرستوں کو بیمار بے خوف کو باخوف بنانیوالی ہیں مختصر الفاظ میں اگر اسکو عزرائیل کا بھائی کہا جائے تو بُرا نہ ہوگا۔

۴-اپریل کی صبح ہندوستان اور دنیا کے بعض حصوں کو نہیں بھولیگی۔ اور جہاں سنہری حروف میں جاپانی بہادری کا ذکر لکھا جائیگا۔ وہاں ہی اس کمبخت کی ملوک کا تذکرہ بھی آئیگا خواہ کتابوں کو اُلٹ دو۔ ورق گردانی میں تضیع اوقات کر دو سو برس سے زیادہ عمر کے بوڑھوں سے دریافت کر لو پھر ایسے ہولناک زلزلہ کی حکایت پڑھا کیا سنو گے بھی نہیں جس شد و مد سے عالم حباب کی فوج کو ہمراہ لیکر ۴-اپریل کی صبح کو آیا۔ ایسی سختی تیزی سے کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھا ہوگا۔ وہ قیامت کا سماں وہ ہولناک سین جب آنکھوں کے آگے آتا ہے تو جان ہوا ہو جاتی ہے۔ باپ نے بیٹا نہیں سنبھالا۔ عورت نے خاوند کی پرواہ نہیں کی۔

بھونچال کے بعد تعلیم یافتہ پارٹی اس طرف مائل ہو گئی ہے کہ بھونچال کے آثار پہلے ہی سے دکھائی دے رہے تھے مگر نیٹفک میں خبر نہیں کیوں خاموش رہے۔ اور کیوں انہوں نے دنیا کو بیدار نہیں کیا۔

اونکا قول ہے

کہ برابر ایک ہفتہ سے گرد و غبار آلود آسمان دکھائی دیتا تھا۔ سورج کے درشن نہیں ہوتے تھے۔ جب صبح اٹھو تو ایک عجیب قسم کی مٹی جو ہندوستان اور پنجاب کے تختہ کی معلوم ہوتی تھی۔ کوچوں سڑکوں کھیتوں میں پڑی ہوئی دکھائی دیتی تھی۔ وہ مٹی اوس آتش فشاں پہاڑ کی تھی جس کے پھٹنے کا اوسوقت بہت نزدیک موقعہ تھا یا یوں کہو۔ کہ جس کے پھٹنے سے ہزاروں گھر تباہ ہو گئے سینکڑوں خانہ برباد ہوئے ہندو کہتے ہیں کہ جب دنیا کا پیالہ گناہوں سے لبریز ہو جاتا ہے

نشان زلزلہ کے خطوط

زلزلہ کے متعلق چاروں طرف سے ایک شور قیامت کی صدا آرہی ہے۔ شملہ سے خبر آئی ہے کہ بہت سی سرکاری کوٹھیاں یہاں تک گورنمنٹ ہوس اور دیگر دفاتر کو سخت نقصان پہونچا ہے بھاگسو پہاڑی سے نی ٹیریم کے متعلق خبر ہے۔ کہ بالکل دب گیا ہے۔ اور اس کے ارد گرد کے پہاڑوں کے متعلق مولوی قایم الدین صاحب مدرس مدرسہ نورپور نے جو خط ہمارے پاس بھیجا ہے اوسکی نقل ہم ذیل مین درج کرتے ہین۔

(۱) جناب۔ تسلیم۔ یہان زلزلہ ساڑھے چھ بجے دن کے ۵ منٹ ہوا۔ لیکن نقصان بالکل نہین ہوا۔ پالم پور کانگڑہ۔ دہرمسالہ۔ ریلو چڑی شاہپور مین جانور کا ازحد نقصان ہوا۔ اور شاذونادر گہر بچا۔ اندازہ کیا جاتا ہے۔ کہ دس فیصدی آدمی ان قصبون مین سلامت رہے ہین اور ڈاک ان شہر مذکورہ بالا کی بند ہین اور تارین ٹوٹ گئی ہوئی ہین - ۵ - اپریل ۱۹۰۵ء

(قایم الدین مدرس نورپور)

(۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلے علی رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ ۔

اب تک تو خدا کے فضل سے خیریت سے ہون آگے اوس کی مرضی پہلے تو طاعون سے ہی پناہ مانگتے تھے اب ایسی وارداتین ہوری ہین۔ کہ اس کو بہی لوگ بہول گئے۔ پرسون میرے مکان کے پاس ہی ایک مکان ہے اوسکو آگ لگی۔ اسقدر دہوان آتا تہا کہ دم بند ہونے لگا۔ جب شعلے بلند ہوئے۔ تو اتنی گرمی کہ بیٹھا نہ جاتا تہا یہی خطرہ تہا۔ کہ اب ہمارے گہر تک پہنچی کہ پہنچی۔ اسباب اٹھانے کے فکر مین ہی تہا کہ آگ بجھانے والے انجن آگئے۔ خدا خدا کر کے دوپہر سے لیکر شام تک وہ آگ کہین فرو ہوئی۔ آج اور ایک قہر شہر پر نازل ہوا۔ صبح کی نماز پڑھ کر پلنگ پر لیٹا ہوا کتاب دیکھ رہا تہا کہ یکایک چارپائی ہلنی شروع ہوئی مین سمجھا کہ معمولی زلزلہ ہے کوٹھے پر جا چڑہا۔ کہ اتنے مین ایک دم سے اس زور سے جہکولے آنے شروع ہوئے کہ خدا کی پناہ۔ پیر زمین پر نہین ٹکتا تہا مکان اس طرح سامنے ہلتے تہے۔ جس طرح بایوگراف مین جدہر نظر اٹھا کر دیکھو۔ کہین پاخانہ کہین دیوار کہین کٹہرا کہین چہت کسیکو نہ دکہا دے۔ سر دست یہی خیال تہا۔ کہ اب مین بہی کوٹھے سمیت زمین پر۔ مکان وغیرہ اٹرنے سے ایسی مٹی اڑی۔ کہ ہاتھ کو ہاتھ دکہائی نہ دیتا تہا اور گرد کے مارے سانس رکتا تہا۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن اوپر رہون تو نیچے گرنے کا خوف نیچے جاؤن تو مکانو کے نیچے دبنے کا ڈر۔ غرض عقل ماری ہوئی تہی۔ جب ذرا تہما۔ تو مین تو کپڑے پہن کالج بہاگا۔ وہان جتنے اعلیٰ قسم کے کرایہ پر دینے والے کمرے ہسپتال کے تہے۔ سب شق۔ جو مریض کہ کروٹ بدل نہین سکتے تہے وہ جان کے ڈر کے مارے باہر دوڑے ہوئے نکل آئے۔ غرض بہت سی جگہ دراڑین پڑگئین اتنے مین زخمی آنے شروع ہوئے کسی کا سر پہٹ گیا تہا کسی کا ہاتھ۔۔ کسی کا پیر ٹوٹ گیا تہا۔ غرض کچھ نہ پوچھو۔ ہسپتال مین ایک میلہ لگ گیا تہا۔ ایک بیمار تو آتے ہی جان بحق ہوا۔ ہمارے کھڑے کھڑے ایک اور چھوٹا سا جھونکا آیا۔ شہر کا یہہ حال ہے کہ بہت سے لوگ مرگئے کسی نئے بچے دب گئے۔ ایک سارا کنبہ ہی مکان کے نیچے آگیا۔ بعض جگہ جہان گلیان تنگ تہین۔ وہان مقابل کے مکان بالکل مل گئے۔ سنہری مسجد کے دونون منارے زمین پر۔ شاہی مسجد کو بہی کچھہ نقصان پہنچا ٹاون ہال زمین سے پیوستہ ہوگیا۔ سٹیشن کا بہت سا حصہ غارت ہوگیا۔ غرض کوئی گلی یا بازار نہین ہے۔ جہان کوئی مکان نہ گرے ہون اور شاید کوئی مکان ہی شہر مین ہو جس مین کئی جگہ شق اور دراڑین نہ پڑ گئی ہون۔ اگر آدہا منٹ بہی اور رہتا۔ تو سارا شہر صاف ہو جاتا۔

اب بہی یہہ حال ہے کہ معمولی سا زلزلہ آجائے تو سینکڑون مکان گرنے کو طیار کہڑے ہین۔ دفتر محکمہ ہیئت سے یہ اطلاع نکلی ہے۔ کہ چار روز تک پھر خطرہ ہے اور اتبک دو تین دفعہ آہستہ آہستہ برابر حرکت معلوم ہوتی رہی ہے۔ لوگ بے مکان پھر رہے ہین۔ مکان نہین ملتا۔ مزدور ایک روپیہ دہاڑی پر لگ رہے ہین۔ سب پر عجب ایک حالت وارد ہورہی ہے۔ لوگون بچون۔ جوانون بڈھون کے بیچتے بن بن کر یا ستار یا غفار اللہ سائل الجنتہار۔ اسین بندے گنہگار سے کہتے ہوئے گلی کوچے مین پہر رہے ہین۔ غرض ایک قیامت کا نمونہ تہا۔ جو آج صبح نظر کے سامنے سے گزرا۔ اور کئی لوگون نے سمجھا کہ واقعی قیامت ہی آگئی اور جو مرگئے اُن کے لئے تو سچ مچ گویا قیامت والی ہی آنا فانا موت تہی۔ شملہ۔ دہلی کشمیر وغیرہ سے تارین آرہی ہین کہ وہان بہی سخت زلزلہ ہوا ہے۔ امید ہے۔ کہ قادیان مین بہی ضرور ہوا ہوگا۔ کیونکہ ایک عالمگیر طوفان تہا۔ فی الفور لکھو کہ وہان تو خیریت رہی (الحمدللہ یہان خیریت رہی۔ ایڈیٹر) رات کے ۱۲ بجے پھر زلزلہ آنے کی خبر ہے۔ بعض دفتر آج اسواسطے بند ہوگئے۔ کہ لوگ اپنا اپنا بندوبست گہر وغیرہ کا کرین۔ غرض وہ افراتفری ہے کہ ہر شخص اپنی جان کی فکر مین لگا ہوا ہے۔

یہانتک کہ ہمارا ایک ہمجماعت دہریہ تہا جب سب اس کے ساتھہ والے خدا کا نام لینے لگے تو وہ بہی رام رام وغیرہ کرنے لگا۔ جب زلزلہ بند ہوگیا۔ تو کہنے لگا کہ بڑی غلطی ہوئی کہ جان کے خوف سے میرے دلمین بہی خدا کا خیال پیدا ہوگیا۔ یہ مینے غلطی کی اور میری کمزوری ظاہر ہوگئی ورنہ مجھے اسوقت خدا کا نام لینا تو درکنار خدا خدا کہنے والون پر ہنسنا چاہیئے تہا۔ امرتسر مین سنا ہے کہ اسٹیشن کو بہت صدمہ پہونچا ہے ابھی مفصل کیفیت معلوم نہین ہوئی تم خود اخبارون مین دیکھہ لینا بڈھے بڈھے لوگ کہتے ہین کہ ہم نے اپنی عمر مین ایسا زلزلہ نہ دیکھا تہا۔

۴ - اپریل ۱۹۰۵ء محمد اسمٰعیل میڈیکل کالج لاہور

(۳) - بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیدی و مولائی طبیب روحانی اسلمکم اللہ تعالےٰ

السلام علیکم - یہان پرسون سخت زلزلہ آیا۔ قریبًا تمام مکانات کو کم و بیش صدمہ پہونچا۔ سرکاری مکانات کو بہت صدمہ پہونچا ہے منٹگمری ہال۔ ٹاؤن ہال۔ سٹیشن ریل۔ مارکٹ۔ لائبیری۔ انکو بہت نقصان پہونچا ہے۔ سٹیشن کے جنوبی طرف دفتر اور ویٹنگ روم سب گرگئے ٹاؤن ہال کی چہتین گرگئین۔ اور منٹگمری کی بہی چہتین گرین۔ اور شاہی مسجد کے مناروں کے پتھر گرے اور سنہری مسجد کے مناروں کے سر گر پڑے اسطرح بہت نقصان ہوا ہے۔ بہت سے مکان گرے اور اکثر شق ہوگئے۔ کسیقدر جانین بہی ضائع ہوئین۔ اسوقت تو محض لاہور مین ہی یہ زلزلہ نمونہ محشر سمجھا گیا مگر بعد مین۔ انبالہ۔ سوری۔ دہلی۔ لودہیانہ۔ کوٹلہ۔ جالندہر۔ امرتسر دہرمسالہ اور راولپنڈی وغیرہ سے خبرین اسی طرح سخت زلزلکی آئین ہین سنا ہے کہ دہرمسالہ تمام کا تمام زمین سے مل گیا۔ اور بہت سی جانین ضائع ہوئی ہین بلکہ ایک روایت ہے کہ صرف پانچ آدمی بچے ہین اسلئے سخت تشویش دل مین پیدا ہوئی۔ کل حضور کی خدمت مین ایک تار بہی دیا تہا جو غالبًا پہونچا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت مین رکہے۔ امید کہ حضور معہ اہل و عیال اپنی خیریت سے مطلع فرمائیں تاکہ تشویش دور ہو۔ سخت تردد ہو رہا ہے یہہ زلزلہ تمام ملک مین سخت ہوا ہے۔ اور سب جگہ سے زیادہ دہرم سالہ مین کہ جہان قریبًا ایک بہی مکان سلامت نہین رہا۔ سب گر کر زمین کے ساتھہ ہموار ہوگئے ہین سول مین لکہا تہا کہ یورپین عورتین اور بچے باہر میدان مین سوتے ہین۔ درخت تک اکہڑ گئے۔ سب جگہ جان اور مال کا نقصان ہوا ہے۔ راولپنڈی سے سوری تک یعنی کوئی . . . میل تک شرقًا غربًا اور مدراس تک جنوب تک اس زلزلہ کی خبرین آئی ہین۔ ابہی اور جگہ کی خبر آئی نہین۔ نہایت ہی تنگ زمانہ آگیا۔ اور کوئی جگہ امن کی نہین رہی مگر ہائے افسوس ہماری غفلت وہی ہے سابق استدعاء۔ دعا۔

راقم محمد علی خان

لاہور فیروزپور روڈ ۶ اپریل ۱۹۰۵ء

(۴) بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مخدوم مکرم بندہ جناب ماسٹر صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ۔

افسوس۔ کل کیسا ہی لوگون کو صدمہ دکہانے والا وقت تہا۔ اور منگل کی صبح کیسا ہولناک اور مصیبت کا نظارہ اپنے ہمراہ لئے ہوئے آئی۔ جبکہ بعض تو ابہی اپنے بستر پر پڑے ہوئے سو رہے تہے اور بعض نماز فجر ادا کر رہے تہے۔ کہ اچانک خطرناک سخت دہشت ناک اور نہایت ہی ہولناک بہونچال نے انکو آگہیرا۔ اس ہولناک نظارہ کا نہ ہی تو فوٹو کبہی جا سکتا ہے۔ اور نہ ہی بیان ہو سکتا ہے اس کا بیان کرنا مین اس فقرے مین کافی سمجھتا ہون کہ جس قدر اس بار موسم سرما مین غیر معمولی سردی پڑی تہی ویسے ہی اس دفعہ غیر معمولی بہونچال آیا ہے۔ سردی کیطرح اکثر لوگ یہی بیان کرتے ہین کہ ایسا بہونچال نہ کبہی سنا اور نہ دیکہا۔

www.aaiil.org

مین فجر کی نماز کے لئے وضو کر رہا تھا۔ اور ہاتھ دہونے کے بعد کلی کرتا تہا کہ زمین مین دہمک سی محسوس ہوئی۔ مین نے خیال کیا کہ کسی چلنے والے کا پاؤن کسی دہمک چہت کے ذریعہ محسوس ہوئی۔ لیکن اسکے بعد فوراً ہی سخت خطرناک حالت ہوگئی۔ کہ سارا کا سارا مکان ایک پتنگ کی طرح کانپنے لگ گیا۔ اور مین حواس باختہ سا ہوگیا مین نے اس سے پہلے اپنی آنکہون کبہی بہونچال آتا نہ دیکہا تہا۔ یہہ پہلا ہی موقع تہا مینے پہلے تو کلمہ شریف اور استغفار پڑہنا شروع کیا اور سمجہہ گیا کہ بہونچال ہے۔ اور اس کے بعد دونون ہاتہہ اُٹہا کر باواز بلند یہی کہتا رہا کہ ہمارے رب ہم پر رحم کر۔ ہماری توبہ۔ قریباً یہ کوئی ۶ ۱/۲ بجے کا وقت تہا۔ مکان سب کے سب کانپ رہے تہے اور خطرناک شور شہتیرون مین برپا تہا۔ کسی کو اپنے بچنے کا پورا یقین نہ تہا۔ سب خیال کرتے تہے کہ بس اب مکان گرا۔ اور مرے۔ افسوس کہ شہر مین گاؤن کی طرح کوئی ایسا موقع نہین ہے۔ کہ ایسے خطرناک موقع کے وقت اپنے مکان سے نکل کر باہر کہلے صحن یا میدان مین ہو جاوے اگر اپنے مکان سے باہر نکلے۔ تو دوسرے چارون طرف بلند مکان ہین انکے گرنے سے دب جانے کا اندیشہ ہے اور ایسے سخت خطرناک حادثہ سے مبتلا ہو جانے سے بسا اوقات انسان کو مفر کی کوئی تدبیر ہی نہین سوجہتی ہے۔ اور جو سوجہی بہی تو اختتام وقت پر۔ سچ تو یہ ہے کہ مجہے تو کچہہ پتہ نہین کہ کتنے منٹ تک رہا لیکن لوگ بیان کرتے ہین۔ کہ قریب دو منٹ کے رہا۔ اور بعض لوگ تو قریب سات آٹہہ منٹ کے بیان کرتے ہین۔ لیکن یہ مبالغہ ہے۔

بڑے بڑے عالیشان مکان پہٹ گئے گر پڑے اور چکنا چور ہوگئے۔ قریباً سب مکان کی بنیادین ہل گئین۔ کوئی مکان پختہ سے پختہ بہی ایسا نہ ہوگا۔ کہ جس مین کوئی دراڑ نہ آئی ہو۔ جو مکان پہٹ گئے اور چہتین چر گئین اور دراڑ آگئے۔ ان کا تو کوئی شمار ہی نہین اور جو گر گئے وہ بہی بے گنت ہین۔ عالیشان دفترون کی عمارتیں گر گئین۔ ڈی۔ پی۔ ایس کا دفتر گر گیا۔ ورکس شاپ اور ٹون ہال اور لارنس ہال اور سنہری مسجد کے دونو مغربی منار گر گئے لاٹ صاحب کا دفتر فینانشل کا دفتر پہٹ گئے بہت سے لوگ مکان کے نیچے آکر مر گئے۔ اور بہت سے زخمی ہوئے۔ شہر مین جو مکان گرے انکا تو کوئی شمار ہی نہین۔ بعض لوگ بیان کرتے ہین کہ زیادہ آدمی مرے ہین۔ لیکن پختہ بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ پچیس آدمی مرے ہین۔ اور جو زخمی ہوئے ہین۔ وہ ان کے علاوہ۔ وزیر خان کی مسجد کے منار سنا ہی کہ جہک گئے ہین۔ مینے خود اپنی آنکہون ابہی تک نہین دیکہے مگر یہ سننا پختہ بات ہے۔ سنا ہے کہ شملہ کا پہاڑ گر گیا ہے اور ایک چیف کورٹ کے مترجم نے کل مجہے بتایا تہا۔ کہ مینے سنا ہے کہ ڈپٹی کمشنر کو تار آیا ہے۔ کہ سری نگر تباہ ہوگیا۔

الغرض خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہمارے رب نے ہمین بالکل محفوظ رکہا۔ اور ہر ایک قسم کی تکلیف سے بچایا اور مکان کو بہی ہر ایک طرح سے محفوظ رکہا۔ کل جہانتک خبر ملی ہے لاہور کی جماعت احمدیہ مین بہی ہر ایک طرح سے خداوند کریم کے فضل و کرم سے خیریت ہے۔ اور سب میرے احمدی احباب بخیریت ہین۔ باہر کے اور قادیان کے ہمارے احمدی بہائیون کے لئے خیال ہے کہ خدا نے انکو بہی اپنی حفاظت خاص مین رکہا ہو۔ آپ مہربانی فرما کر حضور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اپنی اور اپنے بچون کی اور ہمارے قادیان کے دوسرے احمدی احباب کی خیر خیریت سے ہمین مطلع فرمائین۔ تاکہ تسلی ہو۔ اگر ہو سکے تو حضور کی خدمت مبارک مین میرا یہ خط پڑہ کر سنا دیا جائے۔ تاکہ آپ ہماری حالت پر رحم فرما کر ہمارے لئے اور زیادہ فرمادین۔ اپنی خیر خیریت مجہے ضرور پہونچادین۔ امید ہے کہ قطعہ دعا الہامیہ کا ضرور پہونچا ہوگا۔ والسلام۔ خاکسار محمد نصیب احمدی از لاہور۔ ۵ اپریل ۱۹۰۵ء

(۵)۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلے علے رسولہ الکریم

جناب مسیح موعود و مہدی معہود و حجۃ اللہ علے الارض دام ظلکم۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ماہ مئی ۱۹۰۲ء ہر رنگ مین پورا ہو رہا ہے۔ اگر کوئی منکر تعصب اور ہٹ دہرمی کو چہوڑ کر اس ایک ہی الہام پر غور کرے۔ تو وہ حضور پر قربان ہونے کو طیار ہو جاوے۔

عفت الدیار محلہا و مقامہا۔

یعنی یہ ملک عذاب الٰہی سے مٹ جانیکو ہے نہ مستقل سکونت امن کی جگہ رہے گی اور نہ عارضی سکونت امن کی جگہ۔ یہ الہامی پیشگوئی عزوجل ہر رنگ مین پورا کر رہا ہے۔

(۱) پلیگ سے لوگ تباہ ہوتے تہے۔ اب کی تعداد اموات بتا رہی ہے کہ پچہلے سالون سے تعداد کسقدر بڑہکر ہے۔

(۲) لوگ امن کے واسطے گہرون سے باہر نکلا کرتے تہے۔ سو اس سال اس الہامی پیشگوئی کے پورا کرنے کے واسطے جاڑا اس کثرت سے پڑا۔ کہ گہرون سے باہر نکلے ہوئے لوگون کو سخت سردی سبب پہر واپس گہرون مین واپس آنا پڑا یہ اثر آدمیون تک ہی محسوس نہین رہا۔ بلکہ درختون تک کورے نے جہلس دیا۔ اور پرندون اور درندون کے رہنے کی جگہ نہ رہی۔ ہمارے ضلع میں آم کی فصل کثرت سے ہوئی تہی۔ جس فصل پر لوگون کی آمدنی کا بہت مدار تہا۔ اُن پر یہ اثر ہوا کہ اکثر آم تو جڑ تک سوکہ گئے۔ اور جو زیادہ عمر کے تہے انکو کئی سال تک فصل کے ناقابل بنا دیا۔

(۳) مورخہ ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کو عذاب بہونچال کی شکل مین اس الہامی پیشگوئی کو سچا کرنے کو نازل ہوا۔ جس نے محلون اور مکانون اور ہر قسم کی چیزون کو تباہ کر دیا۔ ہر طرف سے متوحش خبرین آرہی ہین۔ پہاڑی لوگ پلیگ سے بچے ہوئے تہے۔ اب بہونچال نے کانگڑہ اور بہاگسو وغیرہ کو بہی تباہ کر دیا۔

غرض کہ اس الہامی پیشگوئی نے مستقل اور عارضی کوئی جگہ بہی آرام کے قابل نہین چہوڑی۔

آخر مین فدوی کی التماس ہے۔ کہ حضور کمترین کے حق مین دعا کرین۔ کہ اللہ جلشانہ فدوی کی کمزوریان دور کرے۔ اور حضور کے اقرار بیعت مین سچا ثابت کرے۔

کمترین غلام نبی احمدی مدرس دوم مدرسہ پور ہیران متصل ضلع ہوشیارپور ۶ اپریل ۱۹۰۵ء

۶۔ برخوردار۔ السلام علیکم۔ ایک کارڈ مین کچہہ حالات زلزلہ لکہہ چکا ہون۔ اب کسیقدر تفصیل کے ساتہہ لکہتا ہون۔ تحصیل کانگڑہ کا کل علاقہ اور تحصیل پالم پور کا کل علاقہ تحصیل ڈیرہ گوپی پور کا ایک حصہ اور تحصیل ہمیرپور کا اوس کے ساتہہ ملتا ہوا حصہ بالکل تباہ ہوگیا ہے۔ اس ضلع مین قیامت برپا ہوگئی ہے۔ میرے مکان کو بعض جگہ درزین آگئین لیکن بفضل خداوند کریم مین عبدالحمید خان۔ غلام نبی ہم تینون بخیریت ہین ضلع کا صدر مقام دہرم سالہ یا بہاگسو ہے۔ جیسے ضلع کانگڑہ بولا جاتا ہے ورنہ کانگڑہ سے دس بارہ میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے۔ دہرم سالہ مین سوائے خزانہ کے کوئی مکان نہین بچا۔ ڈاکخانہ تارگہر سب تباہ ہوگئے۔ اوسی روز سے ڈاک کی آمد و رفت دہرم سالہ و کانگڑہ بند ہے۔ یورپین افسران سول۔ مسٹر سوائی صاحب افسر مال و مسٹر ینگ مہتمم خزانہ و ڈسٹرکٹ جج (جس نے ۳ اپریل کو چارج لیا) طعمہ نہنگ اجل ہوئے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر دورہ پر تہے۔ اسلئے بچ گئے۔ اونکی میم معہ دو بچون کے راہی ملک عدم ہوئی۔ فوجی انگریزون مین سے ہی شاید ایک آدہ بچا ہوگا۔ فوج کے سپاہیون کا بڑا نقصان ہوا۔ جو جانین باقی بچ گئی ہین وہ بہوکون مرتی ہین کانگڑہ کا تحصیلدار۔ اور نائب تحصیلدار اپنے اہل عیال سمیت دبکر مر گئے۔ نائب تحصیلدار نے اپنے بہائی کا کنبہ بہی یہان منگایا ہوا تہا۔ اون کے گہر مین ایک معروف خادمہ کے سوائی کوئی نہین بچا۔ نائب تحصیلدار پالم پور کے دو لڑکے مر گئے۔ خود بال بال بچ گئے۔ خاص کانگڑہ مین دیوی کا مندر بیخ و بن سے اوکہڑ کر معدوم ہوگیا تحصیل پالم پور۔ تحصیل کانگڑہ۔ علاقہ چنگر تحصیل ڈیرہ گوپی پور اور اوس کے ساتہہ کے ملتے ہوئے علاقہ تحصیل ہمیرپور مین شاذ و نادر کوئی گہر رہ گیا ہوگا جو نہ گرا ہو۔ ہزارون خاندان بالکل تباہ ہوگئے۔ ہر طرف لاشین ہی لاشین ہین۔ قصبہ جوالا مکہی مین بہت نقصان ہوا۔ مندر کی ڈیوڑہی گر گئی۔ اور کچہہ حصہ مندر کو بہی نقصان پہونچا مندر کے قریب ایک نالہ تہا جسکے پل پر سے گذر کر جاتری لوگ مندر مین داخل ہوتے تہے۔ وہ پل بہی گر گیا اور قصبہ کے باشندون کے علاوہ دور دراز حصہ ملک سے آئے ہوئے جاتری لوگ مکانات کے نیچے دبکر مر گئے۔ مگر اس بیوفا عورت ذات سے اونکی کچہہ امداد نہ ہو سکی اس ضلع کے لوگ فخر کیا کرتے تہے کہ اس ضلع مین طاعون داخل نہین ہوتی۔ یہہ ضلع بالکل محفوظ ہے حالانکہ طاعون زدہ علاقون سے لوگ جوالا مکہی و کانگڑہ والی دیویون کی پرستش کو آتے ہین۔ کوئی کہتا تہا کہ یہ کانگڑہ والی دیوی کی مہربانی ہے۔ کوئی کہتا تہا کہ لالان والی دیوی کی طفیل سے ہے۔ کوئی باقی دیویون کا سبب بتاتا تہا۔ اور بعض نئے خیالات کے لوگ مگر معدودے چند یہ کہتے تہے کہ آب و ہوا اچہی ہے اور آبادی متفرق طور پر ہے اسلئے طاعون کا اثر نہین ہوتا۔ مگر یہ سب کی سب ہٹ دہرمی تہی اور ایسا عبرت

راقم عبدالعزیز۔ از ڈیرہ گوپی پور ضلع کانگڑہ - ۸- اپریل ۱۹۰۵ء

www.aaiil.org

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

قرآن کریم پر تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی متفق علیہ تعلیم جسکی اشاعت کیلئے وہ مبعوث ہوتے ہیں ہمیشہ یہ رہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کو جو تمام قسم کی ذہنی، اخلاقی اور روحانی ترقیوں کی جڑ ہے قایم کریں۔ اور انکی بعثت ہمیشہ ایسے وقت میں ہوتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی توحید دنیا سے گم ہو جاتی ہے اسوقت اللہ تعالیٰ ایک شخص کو جو اپنے وقت کا آدم ٹھیرتا ہے پیدا کرتا ہے جو اس گمشدہ خدا کو پھر دکھا دیتا ہے اور پکار کر کہتا ہے

آن خدائے کہ از و اہل جہان بیخبر اند
بر من او جلوہ نمود است گر اہلی بپذیر

مامور کا وجود **خدا نما** اور اسکی مجلس **خدا نما** مجلس ہوتی ہے لیکن یہ بھی سنت اللہ ہے کہ جب کوئی ایسا مامور دنیا میں آتا ہے تو چونکہ دنیا کی **اخلاقی۔ روحانی** حالت مسخ ہو چکی ہوتی ہے اسلئے وہ صبر اور غور کے ساتھ اسکی باتوں کو سننے کی بجائے اسپر ہنسی کرتے اور ٹھٹھے مارتے ہیں جیسا کہ خود خدا تعالیٰ کی مجید کتاب شہادت دیتی ہے

یاحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن

پس یہی استہزا شوخی اور شرارت اللہ تعالیٰ کے غضب کو برانگیختہ کرنے والی ہوتی ہے اور پھر دنیا پر کسی نہ کسی رنگ میں عذاب الٰہی شروع ہو جاتا ہے اور وہ بہتوں کو تباہ کر دیتا ہے۔ اس امر کو بخوبی یاد رکھنا چاہیئے کہ نرا انکار جو محض سادگی اور لاعلمی سے ہو خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکانے والا نہیں ہوتا بلکہ **ایات اللہ** کے نزول اور اتمام حجت کے بعد شوخی اور شرارت مامور کی تبلیغ پر استہزا **ایات اللہ** کی تحقیر غضب الٰہی کے بھڑکانے کا موجب ہوتے ہیں۔ اور اسکے ساتھ وہ اسباب اور مواد جمع ہو جاتے ہیں جنکا لازمی نتیجہ غضب الٰہی ہوتا ہے اسی سنت اور قاعدہ کے موافق اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کا مامور آیا ہے اسکو مبعوث ہوئے مارچ ۱۸۸۸ء سے لیکر مارچ ۱۹۰۵ء تک سترہ سال ہو چکے اس عرصہ میں مختلف رنگوں اور ذریعوں سے اس نے ملک پر اتمام حجت کی اور دنیا کو ایک خدا کی طرف بلایا مجھے ضرورت نہیں کہ اس ملک کی اخلاقی اور روحانی حالت پر بحث کروں۔ یہ یقینی اور مسلم امر ہے کہ **انڈیا** میں خصوصیت کے ساتھ خدا پرستی کا نام و نشان مٹ چکا تھا اور اللہ تعالیٰ کو دنیا بھول گئی تھی۔ اسکی جگہ مشیاء مصنوعات نے لے لی تھی۔ اور سلطنت کی طرف سے **امن** اور ہر قسم کی آسایش اور عیش کے سامانوں کی افزونی نے لوگوں کو دلیر اور بیباک بنا دیا تھا۔ خدا تعالیٰ کی حدود کو توڑ دینا ایک معمولی امر سمجھ لیا گیا تھا اور فسق و فجور نے یہانتک ترقی کی کہ اسکی تشریح کرتے ہوئے بھی مجھے شرم آتی ہے۔ ملک کے اخلاقی مذاق کو بگاڑنے کے واسطے ہزاروں ہزار مخرب اخلاق ناولوں کا ذخیرہ طیار کیا گیا۔ اور اخبارات کے لٹریچر کو گندے اور ناپاک لطیفوں سے متعفن بنایا گیا۔ عیاشی اور اوباشی کی ترقی کیلئے جسقدر اشتہارات ادویات کے نکل رہے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں غرض ہر طرح سے ملک کی حالت زبون اور ناپاک ہو رہی تھی۔ ایسی حالت بالطبع تقاضا کرتی تھی کہ خدا تعالیٰ کی قہری تجلی نازل ہو کر اس لعنتی نسل کو دنیا سے مفقود کر دے چنانچہ خدا تعالیٰ کے اس مامور نے براہین احمدیہ کے زمانہ سے لیکر اب تک اس نسل کو ڈرایا مگر اس سے فایدہ اٹھانے والے بہت ہی کم نکلے۔ اور اسکی ان باتوں کو خیالی ڈھکوسلے قرار دیا (استغفر اللہ) سب سے اہم **امر** جو اس کی بعثت کا قرار دیا گیا تھا وہ **کسر صلیب** ہے یعنے مخلوق پرستی اور مردہ پرستی کو کچل ڈالنا۔ صلیبی مذہب کی شان و شوکت کے آگے باقی تمام مذاہب باطلہ ہیچ ہیں اسلئے اسکا ذکر کیا گیا۔ یہی وجہ تھی کہ ابتدائے ماموریت کے ایام میں جبکہ وہ ابھی گوشہ گمنامی میں پڑا ہوا تھا اسے یہ الہام ہوا تھا۔

حان ان یعان التوحید یا ابنا الفارس

یہ الہام صریح دلالت کرتا ہے کہ **توحید** کے قائم کرنے کی ازبس ضرورت ہے اور پھر اسی مناسبت اور ربط کلام کی وجہ سے اس مامور کو کہا گیا۔

انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی

نادانوں نے اس قسم کے الہامات پر اعتراض کئے اور انکو مشکوک کرنے کی کوشش کی حالانکہ اگر وہ ملک کی حالت پر اجماعی نظر کرتے تو انہیں یقین آ جاتا کہ لاریب اسوقت

آدم توحید

کے پیدا ہونے کی سخت ضرورت ہے مگر زمانہ کے امن اور عیاشی کے نشہ نے آنکھوں کو بند کر رکھا تھا اور دل و دماغ تاریک ہو چکے تھے۔ وہ ان خوبیوں پر نظر نہ کر سکے اور نہ اسکی باتوں کو سمجھ سکے۔ آخر جب خدا تعالیٰ کی **توحید** پر سخت حملے کئے گئے اور اس وجود کو جو خدائے وحید و فرید کو اپنی توحید اور عرش کیطرح عزیز تھا دکھ دیا گیا۔ تو خدا تعالیٰ نے اپنے وعدے کے موافق طاعون کے سوا دوسری قہری تجلی **زلزلہ** کی نازل کی۔ اور اس نے اس **بت** کو جو **انڈیا** بھر میں زیادہ **ممتاز** سمجھا جاتا تھا کچل ڈالا۔ یہ **بت جوالا مکھی کا بت** ہے۔ میں جب اس مقام پر پہنچا۔ تو ناگاہ میری طبیعت سورۃ حجر کی ان آیات کی طرف متوجہ ہوگئی۔

ولقد کذب اصحب الحجر المرسلین ۝ واتینٰھم ایاتنا فکانوا عنھا معرضین ۝ وکانوا ینحتون من الجبال بیوتا امنین ۝ فاخذتھم الصیحۃ مصبحین ۝ فما اغنی عنھم ما کانوا یکسبون

ان آیات پر ٹھنڈے دل سے غور کرو اور سوچو کہ حی و قیوم خدا کے زندہ کلام کی اسوقت بھی زندہ شہادت موجود ہیں۔ جاؤ **کانگڑہ ویلی** کا نظارہ کرو اور دیکھو کہ ایک **خوفناک اور بھیانک منظر** ہے۔ وہ کانگڑہ کے پہاڑ جو راحت افزا اور پنجاب و ہند کا ایک مرجع سمجھے جاتے تھے۔ جہاں مختلف اغراض اور مفاد کی خاطر ایک دنیا آباد تھی۔ مگر آج وہاں لاشوں کے تعفن سے دماغ پراگندہ ہو رہا ہے یہاں خبروں سے جو ان مقامات سے آئی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ کانگڑہ۔ بھاگسو۔ سجانپور۔ پالم پور۔ ریکھو وغیرہ وغیرہ مقامات بالکل تباہ ہو گئے ہیں اور اسطرح پر خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل کی وہ پیشگوئی جو اس نے **عفت الدیار محلھا ومقامھا** کے رنگ میں کی تھی پوری ہوگئی۔ یہ ممکن ہے کہ ابھی کسی اور رنگ میں یا اس سے بھی بڑھکر **قہری تجلی** کے ذریعہ کوئی اور مقامات جو خدا تعالیٰ کے علم میں ہوں تباہ ہونے والے ہوں لیکن اسمیں کوئی کلام نہیں کہ اسوقت بڑی صفائی کے ساتھ یہ پیشگوئی پوری ہوئی ہے۔ وہ خطوط جو ان مقامات سے آئے ہیں گو ہم انکی اشاعت بھی ملاحظہ کریں گے۔ سردست میں اسپر اس آرٹکل کو ختم کرتا ہوں کہ کانگڑہ کی ویلی۔ اور جوالا مکھی کے پہاڑ اور اس کے اردگرد کی تباہی ایک عظیم الشان نشان ہے ان لوگوں کیلئے جو چشم **عبرت** سے دیکھ سکتے ہیں۔ یہ مقامات تباہ شدہ در و دیوار زبان حال سے دیکھنے والوں کو یہ کہہ رہے ہیں دیکھو! مجھے جو دید عبرت نگاہ ہو اور وہ سڑی ہوئی لاشیں جو مٹی کے ڈھیروں کے نیچے سے نکل رہی ہیں اپنی حالت دکھا کر انسانی ہستی کے انجام کو دکھاتی ہیں اور دیکھنے والوں کو کہتی ہیں۔

روزگار م شد بنا دانی
من نکردم شما حذر بکنید

غرض

یہ **بت خانہ** اور اس کے بت اوندھے گر پڑے اور ان بتوں کے گرنے پر خدا کے جری کو یہ وحی ہوئی **جاء الحق وزھق الباطل** ٹھیک اسیطرح جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن یہ آیت پڑھی تھی جبکہ وہ بت جو بیت اللہ میں رکھے ہوئے تھے توڑے گئے۔ آج احمد **قادیانی** کے منہ پر خدا کی اس وحی کا پھر نزول ہوا۔ مبارک وہ جو اس سے فائدہ اٹھائیں۔ (باقی پھر)

اپنے مطالب کی نظم

یہ بات کیا ہے زمانہ کو کیوں ابال آیا
مزاج اس کا کیا ہے کیوں برسر جلال آیا
یہ بیٹھے بیٹھے ہے قوموں کو کیا خیال آیا
کہ یک بیک ہے طبایع میں اشتعال آیا
پڑا ہے آ کے زمین پر یہ زلزلہ کیسا
ہوا ہے ہند میں یہ شور اک بپا کیسا
زمین پڑھتی ہے شاید کہ سورہ زلزال
نکال پھینکے گی اپنے سبھی یہ کیا اثقال
یہ لوگ کر رہے آپس میں کیا ہیں قیل و قال
تبار ہے ہیں یہ سینوں کے کیا چھپے احوال
یہ وقت آیا ہے لوگوں کی آزمائش کا
کھلے گا بھید ہر ایک قوم کی رہائش کا!
خدا نے لوگوں پہ کیا ابتلا یہ ڈالا ہے
وہ حکم دیوے جو چاہے کہ حکم والا ہے
اسی نے امر سے اپنے جہان سنبھالا ہے
اسی کا بول زمین پر اسی کا بالا ہے
خدا کا قول ہی آخر کو پورا ہونا ہے
کسی نے پانا ہے یاں پر کسی نے کھونا ہے

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے خیریت سے ہیں اور باغ میں مقیم ہیں آپ کے اہل بیت بھی خوش و خرم ہیں حضرت حجۃ اللہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کی تالیف میں مصروف ہیں۔

۲۔ آپ نے الانذار نام اشتہار کے بعد تیسرے اشتہار کا ارادہ فرمایا ہوا ہے جس کے متعلق الحکم کی گذشتہ اشاعت میں میں نے ذکر کیا تھا۔ حضرت اقدس فرماتے تھے کہ میں انتظار کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کچھ اور اس کے متعلق ظاہر کر دے تو وہ بھی اسی اشتہار میں آجاوے۔

۳۔ بزرگان ملت بھی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے خدمتِ دین میں مصروف ہیں حضرت حکیم الامۃ کا حلقہ درس اس باغ میں ہوتا ہے مریضوں کو بھی دیکھتے کبھی شفا خانہ بھی تشریف لے آتے ہیں۔

یہ سب قافلہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ باغ ہی میں خیمہ زن ہے۔

۴۔ قادیان کی موسمی حالت اب خدا تعالیٰ کے کرم سے بہت اچھی ہے طاعون کی شکایت فرسا نہیں رہی۔ گذشتہ سال انہیں ایام میں جبکہ روزانہ اموات کی تعداد بیس تیس تھی سال رواں کے انہیں ایام میں بالکل امن ہے۔

۵۔ مدرسہ تعلیم الاسلام بھی باغ ہی میں درختوں کے سایہ میں جاری ہے۔

تازہ الہامات و کشوف

۱۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء۔ رویا میں دیکھا کہ میں قادیان کے بازار میں جا رہا ہوں اور گاڑی میں بیٹھا ہوں ایسی گاڑی ہے جیسے ریل گاڑی۔ دیکھا کہ زلزلہ آیا ہے مگر اس زلزلہ سے ہمیں نقصان کچھ نہیں ہوا

۱۵۔ اپریل ۱۹۰۵ء قبل ظہر تھوڑی سی ربودگی اور غنودگی ہو کر یہ الہام ہوا۔

انی مع الافواج اتیک بغتۃ

۱۰۔ اپریل ۱۹۰۵ء۔ (۱) ان فرعون وھامان وجنودھما کانوا خاطئین

(۲) قل عندی شہادۃ من اللہ فھل انتم مومنون۔ (۳) کففت عن بنی اسرائیل۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبریں

ہر مقام کی احمدی جماعت اپنا فرض سمجھے کہ وہ اپنے ہاں سے اہم اور قابل اشاعت امور دفتر الحکم میں بھیجا کرے۔ ایڈیٹر

چودھری مولا بخش صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ اطلاع دیتے ہیں الانذار ایسے عجیب موقعہ پر انہیں ملا جبکہ ایک دعوت کی تقریب پر مجمع احباب تھا۔ جہاں اشتہار سنایا گیا اور معاً اشتہار مذکور اشاعت مزید کیلئے چھپنے کو دیدیا گیا۔

سید حامد شاہ صاحب جو سیالکوٹ کی جماعت کے گوہر تابان ہیں اور سیرۃ الانبیاء کا ایک نمونہ ہیں عہدہ سپرنٹنڈنٹی ضلع پر مامور ہوئے۔ میں صدق دل سے انہیں مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ وہ ملک اور قوم کی خدمت میں حصہ وافر لیں

بنوڑ ریاست پٹیالہ کی جماعت اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی ہے

بڑی خوشی اور خدا تعالیٰ کے شکر و ستائش کے ساتھ ظاہر کیا جاتا ہے کہ بابو گلاب خان صاحب اور سیر دہرم سالہ اور منشی برکت علی صاحب نقشہ نویس اور دوسرے احمدی احباب جو دہرم سالہ میں زلزلہ کی وجہ سے دب گئے تھے محض خدا کے فضل سے زندہ سلامت نکل آئے اور حضرت اقدس کے الہام کففت عن بنی اسرائیل کو ایک رنگ میں پورا کرنیوالے ٹھہرے۔ ایسا ہی منشی وزیر الدین صاحب ہیڈ ماسٹر سجانپور ریترہ بھی بچ گئے۔ والحمد للہ علی ذالک امید ہے یہ احباب نئی زندگی پا کر کوئی خاص قربانی کرینگے اور اس شکر گذاری میں اپنے خادم الحکم کی توسیع اشاعت کا ذریعہ ہو کر نافع الناس ٹھہرینگے

الحکم کی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ العزیز امید کیجاتی ہے کہ حضرت اقدس باغ میں ایک عجیب مضمون ہوگا

خدا تعالیٰ نے میرے مکرم مخدوم منشی حسین بخش صاحب تحصیلدار پنڈی گھیب پر بڑا ہی فضل کیا ہے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے قایم کردہ سلسلہ کو شناخت کیا اور امام الوقت کے ساتھ سچا پیوند حاصل کیا۔ خدا تعالیٰ ان کیلئے یہ تعلق ہر قسم کی برکات اور فیوض کا ذریعہ بنائے۔ اور جسمانی اور روحانی صحت عطا کرے۔ مجھے امید ہے کہ سلسلہ احمدیہ کی شمولیت ان کے وجود کو ان کے عہدہ کے لحاظ سے پہلے سے زیادہ مفید اور بابرکت بنائیگی خدا کرے ایسا ہی ہو۔

اشتہارات اور انکی کثرت اشاعت

جب اشتہار چھپ کر شایع ہو جاتا ہے تو اکثر جگہ کی جماعتیں لکھتی ہیں کہ ہمارے لئے اسقدر اشتہار چھپوا کر بھیجو۔ جسکے لئے الگ انتظام کرنا پڑتا ہے۔ پس تمام جگہ کی احمدی جماعتیں یا ایسے بزرگ جو اپنے خرچ سے اشتہار چھپوانا چاہیں یاد رکھیں کہ اگر وہ ایک مستقل یادداشت دفتر الحکم میں بھیجدیں کہ ان کیلئے اس اس قدر اشتہار چھاپ کر بھیجا جایا کرے تو فوراً اشتہار چھپنے کیساتھ ہی انکو بھیجا جا سکتا ہے۔ ایسے تمام اشتہارات دفتر الحکم سستے نرخ پر انکو بہم پہونچائیگا چار سو سے اندر تعداد کیلئے ۱۲ فیصدی اور چار سو صرف چار میں آٹھ سو للعہ میں اب تینوں اشتہار الوصیت الدعوت اور الانذار اکٹھے ایک ہی تختہ پر میں نے طیار کرائے ہیں چونکہ اس اشتہار کی کتابت میں زیادہ دقت اور اجرت صرف ہوئی ہے اسلئے یہ تینوں اشتہار ایک تختہ پر چار سو کے اندر ایک روپیہ فیصد اور چار سو سے میں اور ۸۰۰ چھ روپیہ میں بھیجے جائیں گے۔ محصولڈاک اسکے سوا ہوگا۔ جو صاحب منگوانا چاہیں اسوقت اطلاع دیں اور آئندہ کیلئے مستقل طور پر یادداشت لکھوا دیں۔ ایڈیٹر الحکم

ایک عام جواب

اکثر احباب نے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باغ میں تشریف لیجانے اور الانذار کے پڑھنے کے بعد مجھ سے دریافت کیا ہے کہ کیا وہ لوگ جو دو منزلہ یا سہ منزلہ مکانوں میں رہتے ہیں وہ باہر میدانوں میں چلے جاویں؟ میں نے اس سوال کو جمعہ کی نماز سے پیشتر ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو مکرمی چودھری مولا بخش صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے خط کے حوالے سے پیش کیا۔ اسپر آپ نے فرمایا کہ

"جن لوگوں کو آسانی کیساتھ میدانوں میں رہنے کا سامان میسر آسکتا ہے مناسب ہے کہ وہ کچھ دنوں کیلئے کھلے میدانوں میں چلے جاویں"

دیہات کے رہنے والوں کیلئے یہ ضروری نہیں انکے مکان عموماً کچے اور یک منزلہ اور کھلے صحن والے ہوتے ہیں وہ اپنے صحنوں میں رہیں۔ اور یہاں دارالامان میں بھی خاکسار ایڈیٹر کو جس کے مکان کا صحن خدا کے فضل سے بہت وسیع اور فراخ ہے مکان ہی میں رہنے کی اجازت ہے لیکن حزم اور احتیاط ان لوگوں کیلئے ہے جو بہت بلند مکانوں میں رہتے ہیں۔ اور اصل تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے معاملہ صاف ہو۔ انسان نافع الناس بننے کی سعی کرے حدود اللہ کی حفاظت کرے تب ہی کچھ کام بنتا ہے۔ اسی صورت میں عذاب الٰہی کے خطرناک طوفان میں بھی وہ بچایا جاتا ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے دہرم سالہ اور سجانپور کی جماعتوں کو بچا لیا اور وہ مکانوں کے نیچے دب کر بھی زندہ نکلے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک

ایک لوکل تفتیش

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں جو ایک لڑکی کے بھگائے جانیکی خبر لکھی گئی تھی اسکا باقاعدہ مقدمہ دایر ہو کر منشی سندی خان صاحب سپرنٹنڈنٹ درجہ اول بٹالہ نے تفتیش کی منشی سندی خانصاحب ایک نہایت دیندار اور شریف مزاج انسان ہیں پولیس کے محکمہ میں ایک معزز عہدہ پر ہو کر انہیں تکبر اور تندی نام کو نہیں اس مقدمہ کی تفتیش انہوں نے نہایت دیانتداری اور شرافت سے کی عین موقع پر جا کر پورے حالات سمجھنے کی کوشش کی۔ میں خود بھی انکے ساتھ شامل تفتیش تھا اسلئے میں کہہ سکتا ہوں کہ انہوں نے جہانتک خدا نے انہیں سمجھ اور تجربہ دیا ہے اس مقدمہ کی تہ تک پہونچنے کی سعی کی ہے۔ امید کیجاتی ہے کہ انکی رپورٹ مقدمہ کی اصلیت پر پوری روشنی ڈالے گی۔ لڑکی نے نہایت جرأت اور دلیری کیساتھ اپنا بیان دیا اور واقعہ بتایا۔ گو میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسکو موقع کی شہادتوں نے کہانتک مدد دی۔ کیونکہ مقدمہ کی نوعیت پر رائے زنی کرنا ایسی حالت میں جبکہ وہ عدالت میں دایر ہے میرا کام نہیں ہے۔ لیکن مجھے یہ معلوم کر کے نہایت افسوس ہوا جبکہ اس مقدمہ کی تہ میں نہایت شرمناک حالات ملزموں نے ظاہر کئے۔ دو ملزموں کی خلاف تو کوئی شہادت نہ لڑکی کے اپنے بیان سے اور نہ کسی اور گواہ کی شہادت سے پائی ہی نہیں جاتی۔ ان کے خلاف سماعی شہادتیں ہیں مجھے سخت افسوس ہے کہ اس قسم کے مقدمے پیدا ہوتے ہیں اور طوفان بے تمیزی برپا کیا جاتا ہے۔ اگر عدالت میں رجوع کرنے کی بجائے قومی اثر سے شرارتوں کا دروازہ بند کیا جاوے تو بہت ہی اچھا ہو۔ مگر ایسا نہیں کیا جاتا۔ منشی سندی خانصاحب نے ۱۲ اپریل مقرر کر کے مستغیث کو اطلاع دیدی ہے دیکھیں اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے انہیں ایام میں اس لڑکی کی شادی بھی ہونیوالی ہے مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں یہ مقدمہ قادیان میں ایک عداوت

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

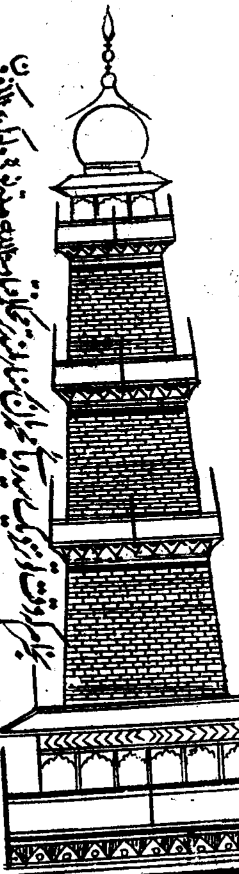

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

دوا مینی شفا مینی غرض دار الامان مینی	چہ کریم بانو گرائی چیادر تادیان مینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت پیشگی سالانہ (۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے عه (۳) ہندوستان باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

نمبر ۱۴ | دار الامان قادیان مورخہ ۲۴- اپریل ۱۹۰۵ء مطابق ۱۸ صفر ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

دار الامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰحضرت قدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے جمیع متعلقین بزرگان ملت خدا کے فضل و کرم سے خیریت سے ہیں اور باغ ہی میں موجود ہیں۔ ۲- دار الامان میں امن ہے تعلیم الاسلام کالج کی امتحان ایف اے میں شریک ہونیوالے طالبعلموں میں سے تین کامیاب ہوکر جو بہت نتیجہ ہے الحمد للہ علیٰ ذالک

۳- لاہور، جموں، ایل پور ضلع ہوشیارپور، کپورتھلہ، ہنوارہ ضلع لودہانہ، گوالیار اور مظفرنگر نارووال کے حصول زیارت کیلئے احباب تشریف لائے۔ اور مظفرنگر کی جماعت داخل بیعت ہوئی۔

۴- اس ہفتہ کے تازہ الہامات یہ ہیں۔

۱۸- اپریل ۱۹۰۵ء۔ دیکھا کہ زور سے اللہ اکبر اللہ اکبر (ساری اذان کہہ رہا ہوں) ایک اونچے درخت پر ایک آدمی بیٹھا ہے وہ بھی یہی کلمات بول رہا ہے۔ اسکے بعد میں نے باواز بلند درود شریف پڑہنا شروع کیا اور اسکے بعد وہ آدمی نیچے اتر آیا اور اس نے کہا کہ سید محمد علیشاہ آگئے ہیں اس کے بعد کیا دیکھتا ہوں۔ کہ بڑے زور سے زلزلہ آیا ہے اور زمین اسطرح اڑ رہی ہے جسطرح روئی دہنی جاتی ہے اسکے بعد یہ وحی نازل ہوئی ہے سر رہ پر تمہارا وہ جو ہے مولا کریم

اطلاع

میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایماسے النداء من وحی السماء کے عنوان سے شایع ہونے والا اشتہار چھپوا کر شایع کرنے کیلئے ۱۹- اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کو چلا گیا تھا۔ لاہور جاکر مجھے اخبار کے ایڈٹ کرنے کی فرصت بالکل نہیں مل سکی ایک دن کچھ تھوڑا سا وقت ملا تھا جسمیں لاہور میں میرے دو تین دن والا مضمون لکھنا شروع کیا تھا ۲۴ کو بعد دوپہر میں واپس آیا تو جمع شدہ ڈاک کا ایک پشتارہ ملا جسکو ابھی تک میں پڑھ بھی نہیں سکا۔ بعض خطوط کی تعمیل تو دفتر سے ہو گئی لیکن جن خطوط کا جواب میری ذات یا ہدایت دینے پر منحصر تھا انکا جواب نہیں دیا گیا اسلئے میں اپنے ناظرین کی خدمت میں ادب سے التماس کرتا ہوں کہ جن احباب کے خطوط کے جواب ابھی نہیں دیئے گئے وہ مجھے معذور سمجھیں اور یہی وجہ اخبار کے بدیر شایع ہونے کی بھی ہے۔ ایڈیٹر

مذہبی استفسارات کا سلسلہ بہت وسیع ہو چلا ہے اور مفید بھی بہت ثابت ہوا ہے اسلئے آیندہ کیلئے یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ اخبار کے ذریعہ جو جوابات شایع ہوں گے وہ نمبروار اور ترتیب وصولی استفسارات پر شایع ہوں گے اگر کوئی صاحب جلد جواب لینا چاہیں تو وہ اپنے استفسار کے ساتھ آدہ آنہ کا ٹکٹ بھیجدیا کریں۔ ایڈیٹر

برادرم بابو محمد افضل مرحوم

بعض اخبارات نے جن کو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے نہایت شدید بغض اور عناد ہے برادرم بابو محمد افضل صاحب مرحوم کی رحلت پر نہایت بیہودہ بکواس کی ہے جس سے بعض احمدی احباب کو مجھ سے استفسار کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے میں ان اخبارات پر تو کیا افسوس کروں کیونکہ وہ تو

نیش عقرب نہ از پئے کین است
مقتضائے طبیعتش این است

کے مصداق ہیں لیکن مجھے اپنے ان احمدی بھائیوں پر افسوس ہے جنہوں نے مرحوم مغفور افضل کی وفات کے متعلق ان اخبارات کی بنا پر استفسار کرنے شروع کردیئے۔ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ لوگ سلسلہ عالیہ کے خلاف بیہودہ اور رنجدہ خبریں شایع کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں پھر وہ کیوں انکی باتوں پر اعتبار کرتے ہیں یہ نقص اور خرابی کیوں ہے؟ صرف اسلئے کہ کثرت کے ساتھ احمدی احباب اپنے اخبارات کو نہیں پڑہتے جن کے ذریعہ انہیں دار الامان کے صحیح واقعات ہمیشہ پہونچائے جاتے ہیں اگر وہ اپنے اخبار پڑہیں تو ایسے وسوسے ان کے دل میں خلل انداز نہ ہوں۔ یاد رکھو یہ ضروری بات ہے کہ ان وسوسوں سے رہائی پانے کیلئے اخبارات کو پڑہیں میں بابو محمد افضل صاحب مرحوم کی وفات کی خبر لکھ چکا ہوں یہ محض جھوٹ اور افترا ہے کہ اس مرحوم کی مرض الموت میں کوئی پاس نہ تھا اور "وہ پانی پانی کرتا مر گیا" مرحوم کے آخیر دم تک متعلقین نے اور دوسرے احمدیوں نے جہاں تک جس سے ممکن ہو سکا پوری خبرگیری کی۔ اور اس نے نہایت اطمینان اور صبر کے ساتھ اپنی جان خدا تعالیٰ کو سونپی۔ اخیر وقت تک وہ نہایت صفائی کے ساتھ حضرت حجۃ اللہ کی مسیحیت و مہدویت پر ایمان رکھتا تھا۔ یہ بھی محض افترا ہے کہ تین دن تک مرحوم کا جنازہ نہیں پڑھا گیا۔ اسی دن مرحوم قبل از عشاء دفن ہوا اور بعد عشاء سب احمدیوں کی نے مرحوم کا جنازہ مسجد مبارک میں پڑھا۔ ہاں یہ بالکل سچ ہے کہ مرحوم طاعون سے شہید ہوا۔ اور اس پر اعتراض کرنا سلیم الفطرت کا کام نہیں۔

بعض مختصر استفسار اور انکے جواب

۱- (کریم بخش از سکندرپور) قربانی جس کا ذکر الحکم میں ہے کسطرح دینی چاہیئے۔

جواب۔ یہ قربانی بطور صدقہ کے ہر شخص جو مقدرت اور استطاعت رکھتا ہے لن ینال اللّٰہ لحومہا ولا دماءہا ولکن ینالہ التقوی کو مد نظر رکھکر بکرا۔ بکری یا بھیڑی ذبح کرکے اسکا گوشت مساکین میں تقسیم کرے چمڑا فروخت کرکے تعلیم الاسلام سکول قادیان کے مساکین فنڈ میں قیمت بھیجدے

۲- اگر ایک احمدی امام ہو اور مقتدی غیر احمدی ہوں تو کیا وہ فجر یا مغرب کی نماز میں باواز بلند دعا مانگے یا نہ مانگے

جواب۔ فجر یا مغرب کی نماز میں باواز بلند دعا مانگنا فرض تو ہے نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی التزام ثابت نہیں اور یہاں بھی التزاماً ایسا نہیں کیا جاتا گو کثرت کے ساتھ دعائیں مانگی جاتی ہیں۔

تاہم اگر کوئی احمدی امام مقتدیوں کے تنفر کے خیال سے دعا سے رکتا ہے تو یہ اسکی کمزوری ہے مومن اللہ تعالیٰ کو مقدم رکھتا ہے۔ دعا کا مانگنا اور باواز بلند مانگنا یہ سچے جوش اور تحریک قلب پر موقوف ہے جب ایسا جوش پیدا ہوا اور دل بے اختیار

نوٹ۔ بعض مضامین میری غیر حاضری کی وجہ سے درج نہیں ہو سکے۔ ایڈیٹر

www.aaiil.org

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقریر جہلم پر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید کے بغیر انسان کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ جب انسان خدا تعالیٰ کی طرف کھینچا جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ میں فنا ہو جاتا ہے تو اس سے وہ کام سرزد ہوتے ہیں جو خدائی کام کہلاتے ہیں۔ اس پر الٰہی انوار ظاہر ہونے لگتے ہیں۔

انسانی کمزوری کا تو کچھ ٹھکانا نہیں ہے وہ ایک قدم بھی خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید کے بغیر نہیں چل سکتا۔ میں تو یہاں تک یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے مدد نہ ملے تو وہ رفع حاجت کے بعد ازار بند تک بھی باندھنے کی طاقت نہیں رکھ سکتا۔ طبیبوں نے ایک مرض لکھی ہے کہ انسان چھینک کے ساتھ ہی ہلاک ہو جاتا ہے۔ یقیناً یاد رکھو کہ انسان کمزوریوں کا مجموعہ ہے اور اسی لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے

خلق الانسان ضعیفا

اس کا اپنا تو کچھ بھی نہیں سر سے پاؤں تک اتنے اعضا نہیں جسقدر امراض اس کو لاحق ہوتے ہیں پھر جب وہ اسقدر کمزوریوں کا نشانہ اور مجموعہ ہے تو اس کے لئے امن اور عافیت کی یہی سبیل ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ اس کا معاملہ صاف ہو اور وہ اس کا سچا اور مخلص بندہ بنے۔ اور اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ **صدق** کو اختیار کرے جسمانی نظام کی کل بھی **صدق** ہی ہے جو شخص صدق کو چھوڑتے ہیں اور خیانت کرکے جرایم کو پناہ میں لانے والی سپر کذب کو خیال کرتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں۔ آنی اور عارضی طور پر شاید کوئی فائدہ انسان سمجھ لے لیکن فی الحقیقت **کذب** اختیار کرنے سے انسان کا **دل تاریک** ہو جاتا ہے اور اندر ہی اندر اسے ایک دیمک لگ جاتی ہے۔ ایک جھوٹ کے لئے پھر اسے بہت سے جھوٹ تراشنے پڑتے ہیں۔ کیونکہ اس جھوٹ کو سچائی کا رنگ دینا ہوتا ہے پس اسیطرح اندر ہی اندر اس کے اخلاقی اور روحانی قوی زائل ہو جاتے ہیں اور پھر اسے یہاں تک جرأت اور دلیری ہو جاتی ہے کہ خدا تعالیٰ پر بھی افترا کر لیتا اور خدا کے مرسلوں اور ماموروں کی تکذیب بھی کر دیتا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ **اظلم** ٹھہرتا ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے

ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا او كذب بآياته

یعنی اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ اور افترا باندھے یا اس کی آیات کی تکذیب کرے

یقیناً یاد رکھو کہ یہ جھوٹ بہت بری بلا ہے انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا جھوٹ کا خطرناک نتیجہ ہوگا کہ انسان خدا تعالیٰ کے مرسلوں اور اس کی آیات کی تکذیب کرکے سزا کا مستحق ہو جاتا ہے۔ پس **صدق** اختیار کرو۔

سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں درج ہے کہ جب وہ اپنے گھر سے طلب علم کے لئے نکلے تو آپکی والدہ صاحبہ نے ان کے حصہ کی اسّی اشرفیاں آپکی بغل کے نیچے پیراہن میں سی دیں اور یہ نصیحت کی کہ بیٹا جھوٹ نہ بولنا۔ سید عبدالقادر جب رخصت ہوئے تو پہلی ہی منزل میں ایک جنگل میں سے آپکا گذر ہوا جہاں چوروں اور قزاقوں کا ایک بڑا قافلہ رہتا تھا چوروں کا ایک گروہ آپکو ملا۔ انہوں نے آپکو پکڑ کر پوچھا کہ تمہارے پاس کیا ہے؟ انہوں نے دیکھا کہ یہ تو پہلی ہی منزل میں امتحان پیش آیا۔ والدہ کی آخری نصیحت پر غور کی اور کہا کہ میرے پاس اسّی اشرفیاں ہیں جو میری بغل کے نیچے میری والدہ نے سی دی ہیں۔ وہ چور یہ سن کر سخت حیران ہوئے کہ یہ فقیر کیا کہتا ہے ایسا راستباز ہم نے کبھی نہیں دیکھا وہ انہیں پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے گئے اور سارا قصہ بیان کیا۔ اس نے جب سوال کیا تب بھی سید عبدالقادر جیلانی نے وہی جواب دیا۔ آخر جب ان کے پیراہن کے اس حصہ کو پھاڑ کر دیکھا گیا تو واقعی اس میں اسّی اشرفیاں تھیں۔ ان سب کو حیرانی ہوئی اور اس سردار نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے اس پر سید عبدالقادر جیلانی نے اپنی والدہ کی نصیحت کا ذکر کیا اور کہا کہ میں طلب دین کیلئے چلا ہوں اگر پہلی ہی منزل پر جھوٹ بولتا تو دین کیا حاصل کرتا اسلئے میں نے سچ کو نہیں چھوڑا۔ جب انہوں نے یہ بیان کیا تو وہ سردار چیخیں مار کر رو پڑا اور آپ کے قدموں پر گر گیا اور اپنے گناہوں سے توبہ کی کہتے ہیں کہ پہلا مرید آپ کا وہی ہوا تھا۔ غرض **صدق** ایسی شے ہے جو انسان کو مشکل سے مشکل اوقات میں بھی نجات دیتا ہے۔ سعدی نے سچ کہا ہے کہ کس ندیدم کہ گم شد از راہ راست

پس جسقدر انسان صدق کو اختیار کرتا ہے اور صدق سے محبت کرتا ہے اسیقدر اس کے دل میں خدا کے کلام اور نبیوں کی محبت اور معرفت پیدا ہوتی ہے کیونکہ وہ تمام راستبازوں کے نمونے اور چشمے ہوتے ہیں گویا **کونوا مع الصادقین** کا ارشاد اسی اصول پر ہے۔

مختصر یہ کہ دوسرا کمال **العصمت علیہم** میں صدیقوں کا کمال ہے۔ اس کمال کے حاصل ہونے پر قرآن شریف کے حقایق اور معارف کھلتے ہیں + لیکن یہ فضل اور فیض بھی الٰہی تائید سے آتا ہے۔ ہمارا تو یہ مذہب ہے کہ خدا تعالیٰ کی تائید اور فضل کے بغیر ایک انگلی کا ہلانا بھی مشکل ہے۔ ہاں یہ انسان کا فرض ہے کہ سعی اور مجاہدہ کرے جہاں تک اس سے ممکن ہے اور اسکی توفیق بھی خدا تعالیٰ ہی سے چاہے۔ کبھی اس سے مایوس نہ ہو کیونکہ مومن کبھی مایوس نہیں ہوتا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے خود بھی فرمایا۔

لا ييئس من روح الله الا القوم الكافرون

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کافر ناامید ہوتے ہیں۔ ناامیدی بہت ہی بری چیز ہے اصل میں ناامید وہ ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ پر بدظنی کرتا ہے یہ خوب یاد رکھو کہ ساری خرابیاں اور برائیاں بدظنی سے پیدا ہوتی ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس سے بہت منع کیا ہے اور فرمایا

ان بعض الظن اثم

اگر مولوی ہم سے بدظنی نہ کرتے اور صدق اور استقلال کے ساتھ آکر ہماری باتیں سنتے ہماری کتابیں پڑھتے اور ہمارے پاس رہکر ہمارے حالات کا مشاہدہ کرتے تو وہ الزام جو ہم پر لگاتے ہیں نہ لگاتے۔ لیکن جب انہوں نے خدا تعالیٰ کے اس ارشاد کی عظمت نہ کی اور اس پر کاربند نہ ہوئے تو اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مجھ پر بدظنی کی اور میری جماعت پر بھی بدظنی کی اور جھوٹے الزام اور اتہام لگانے شروع کر دیئے۔ یہاں تک کہ بعض نے بڑی بیباکی سے لکھدیا کہ یہ تو دہریوں کا گروہ ہے نمازیں نہیں پڑھتے روزے نہیں رکھتے وغیرہ وغیرہ۔ اب اگر وہ اس بدظنی سے بچتے تو ان کو جھوٹ کی لعنت کے نیچے نہ آنا پڑتا وہ اس سے بچ جاتے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ بدظنی بہت ہی بری بلا ہے۔ انسان کے ایمان کو تباہ کر دیتی ہے اور صدق اور راستی سے دور پھینک دیتی ہے دوستوں کو دشمن بنا دیتی ہے **صدیقوں** کے کمال کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان **بدظنی** سے بہت ہی بچے اور اگر کسی کی نسبت کوئی سوء ظن پیدا ہو تو کثرت کے ساتھ استغفار کرے اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کرے تاکہ اس **معصیت** اور اس کے برے نتیجے سے بچ جاوے جو اس بدظنی کے پیچھے آنیوالا ہے۔ اس کو کبھی معمولی چیز نہیں سمجھنا چاہیئے۔ یہ بہت ہی خطرناک بیماری ہے جس سے انسان بہت جلد ہلاک ہو جاتا ہے۔

(باقی آئندہ)

اطلاع ضروری

(۱) جن صاحبان کے ذمہ بقایا سابقہ یا سال رواں کا چندہ باقی ہے۔ اگر وہ اطلاع اس امر کی دینگے کہ فلاں وقت انسے قیمت وصول کیجاوے تو کارخانہ کو اختیار ہے کہ جب چاہے انسے بذریعہ وی پی کی قیمت وصول کرے۔ پھر بھی اگر انکار کرینگے تو انسے ہرجانہ وی پی لیا جاویگا۔ اسلئے مطبع کیطرف سے وی پی ارسال ہو رہے ہیں جس صاحب کو حساب میں شبہ ہو۔ وی پی بہدایات لکھکر بذریعہ خط و کتابت فیصلہ کر سکتا ہے۔

(۲) بارہا الحکم کے ذریعہ اپنے کرمفرما ناظرین کو توجہ دلائی ہے کہ وہ خط و کتابت میں جو اخبار کے متعلق ہو اپنی خریداری کا نمبر ضرور لکھدیا کریں مگر اکثر اسکی پروا نہیں کرتے۔ اسلئے آئندہ کیلئے ضرور یاد رکھیں کہ جس خریدار کی خط پر نمبر رجسٹر خریداری درج نہ ہوگا مطبع اسکی تعمیل کرنے پر مجبور (والسلام) نہ سمجھا جاوے۔

منیجر الحکم

www.aaiil.org

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

کیونکہ اس تنگ اور منقبض اور مکدر عالم کو جو روپوش اسباب ہو کر ایک ناقص حالت میں پڑا ہے انکی ظہور کی برداشت نہیں بلکہ اس عالم پر ابتلا اور آزمایش غالب ہے اور اسکی راحت اور رنج دونوں ناپایدار اور ناقص ہیں اور نیز اس عالم میں جو کچھ انسان پر وارد ہوتا ہے وہ زیر پردہ اسباب ہے جس سے مالک الجزا کا چہرہ محجوب اور مکتوم ہو رہا ہے اسلئے یہ خالص اور کامل اور منکشف طور پر یوم الدین یعنے یوم الجزا وہ عالم ہوگا کہ جو اس عالم کے ختم ہونیکے بعد آویگا اور وہی عالم تجلیات عظمے کا مظہر اور جلال اور جمال کے پوری ظہور کی جگہ ہے اور چونکہ یہ عالم دنیوی اپنی اصل وضع کے رو سے دار الجزا نہیں بلکہ دار الابتلا ہے اس لئے جو کچھ عسر و یسر وراحت و تکلیف اور غم اور خوشی اس عالم میں لوگوں پر وارد ہوتی ہے اس کو خدا تعالی کے لطف یا قہر پر دلالت قطعی نہیں مثلاً کسی کا دولتمند ہو جانا اس بات پر دلالت قطعی نہیں کرتا کہ خدا تعالی اس پر خوش ہے اور نہ کسیکا مفلس اور نادار ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خدا تعالی اس پر ناراض ہے بلکہ یہ دونوں طور کے ابتلا ہیں تا دولتمند کو اسکی دولت میں اور مفلس کو اسکی مفلسی میں جانچا جائے۔ یہ چار صداقتیں ہیں جنکا قرآن شریف میں مفصل بیان موجود ہے اور قرآن شریف کے پڑہنے سے معلوم ہوگا کہ ان صداقتوں کی تفصیل میں آیات قرآنی ایک دریا کیطرح بہتی ہوئی چلی جاتی ہیں اور اگر ہم اس جگہ مفصل طور پر ان تمام آیات کو لکھتے تو بہت سے اجزا کتاب کے اسمیں خرچ ہو جاتے سو ہم نے اس نظر سے کہ انشاء اللہ عنقریب براہین قرآن کے موقعہ پر وہ تمام آیات بتفصیل لکھے جائیں گے ان تمہیدی مباحث میں صرف سورۃ فاتحہ کے قل و دل کلمات پر کفایت کی۔

اب بعد اس کے ہم بیان کرنا چاہتے ہیں کہ یہ چاروں صداقتیں کہ جو میں الثبوت اور بدیہی الصدق ہیں ایسے بے نظیر اور اعلے درجہ کے ہیں کہ یہ بات دلایل قطعیہ سے ثابت ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور فرمانے کے وقت یہ چاروں صداقتیں دنیا سے گم ہو چکی تہیں اور کوئی قوم پردہ زمین پر ایسی موجود نہیں تھی کہ جو بغیر آمیزش افراط یا تفریط کے ان صداقتوں کی پابند ہو پہر جب قرآن شریف نازل ہوا تو اس کلام مقدس نے نئے سرے ان گمشدہ صداقتوں کو زاویہ گمنامی سے باہر نکالا اور گمراہوں کو ان کے حقانی وجود سے اطلاع دی اور دنیا میں انکو پہیلایا اور ایک عالم کو انکی نور سے منور کیا لیکن اس بات کے ثبوت کیلئے کہ کیونکہ تمام قومیں ان صداقتوں سے بیخبر اور ناواقف محض تہیں یہی ایک کافی دلیل ہے کہ اب بہی دنیا میں کوئی قوم بجز دین حق اسلام کی ٹہیک ٹہیک اور کامل طور پر ان صداقتوں پر قایم نہیں اور جو شخص کسی ایسی قوم کے وجود کا دعوے کرے تو بار ثبوت اسی کے ذمہ ہے ماسوا اسکی قرآنی شہادت کہ جو ہر ایک دوست و دشمن میں شایع ہونے کی وجہ سے ہر یک مخاصم پر حجت ہے اسبات کیلئے ثبوت کافی ہے اور وہ شہادتیں جا بجا فرقان مجید میں بکثرت موجود ہیں۔ اور خود کسی تاریخ دان اور واقف حقیقت کو اس سے بیخبری نہیں ہوگی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت تک ہر یک قوم کی ضلالت اور گمراہی کمال کے درجہ تک پہنچ چکی تہی اور کسی صداقت پر کامل طور پر ان کا قیام نہیں رہا تہا چنانچہ اگر اول یہودیوں ہی کے حال پر نظر کریں تو ظاہر ہوگا کہ ان کو خدا تعالی کی ربوبیت تامہ میں بہت سے شک اور شبہات پیدا ہو گئے تہے اور انہوں نے ایک ذات رب العالمین پر کفایت نہ کرکے صدہا ارباب متفرقہ اپنے لئے بنا رکہے تہے یعنے مخلوق پرستی اور دیوتا پرستی کا نہایت درجہ ان میں بازار گرم تہا جیسا کہ خود اللہ تعالے نے ان کا یہ حال قرآن شریف میں بیان کرکے فرمایا ہے۔

اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ۔ یعنے یہودیوں نے اپنے مولویوں اور درویشوں کو کہ جو مخلوق اور غیر خدا ہیں اپنے رب اور قاضی الحاجات ٹہرا رکہے ہیں اور نیز اکثر دنکا یہودیوں میں سے بعض نیچریوں کیطرح اعتقاد ہو گیا تہا کہ انتظام دنیا کا قوانین منضبطہ متعینہ پر چل رہا ہے اور اس قانون میں مختارانہ تصرف کرنیسے خدا تعالی قاصر اور عاجز ہے گویا اس کے دونوں ہاتہہ بندہے ہوئے ہیں نہ اس قاعدہ کے برخلاف کچہہ ایجاد کر سکتا ہے اور نہ فنا کر سکتا ہے بلکہ جب سے کہ اس نے اس عالم کا ایک خاص طور پر شیرازہ باندہا اس کی پیدایش سے فراغت پائی ہے تب سے یہ کل اپنے ہی پرزوں کی صلاحیت کیوجہ سے خود بخود چل رہی ہے اور رب العالمین کسی قسم کا تصرف اور دخل اس کے چلنے میں نہیں رکہتا اور نہ اسکو اختیار ہے کہ اپنی مرضی کے موافق اور اپنی خوشنودی یا ناخوشنودی کے رو سے اپنی ربوبیت کو بہ تفاوت مراتب ظاہر کرے یا اپنے ارادہ خاص سے کسی طور کا تغیر اور تبدل کرے بلکہ یہودی لوگ خدا تعالی کو جسمانی اور مجسم قرار دیکر عالم جسمانی کیطرح اور اس کا ایک جز سمجہتے ہیں اور انکی نظر ناقص میں یہ سمایا ہوا ہے کہ بہت سی باتیں کہ جو مخلوق پر جائز ہیں وہ خدا پر بہی جایز ہیں اور اسکو من کل الوجوہ منزہ خیال نہیں کرتے اور انکی توریت میں جو محرف اور مبدل ہے خدا تعالی کی نسبت کئی طور کی بے ادبیاں پائی جاتی ہیں چنانچہ پیدایش کے ۳۲ باب میں لکہا ہے کہ خدا تعالی یعقوب سے تمام رات کشتی لڑتا رہا اور اس پر غالب نہ ہوا اسیطرح برخلاف اس اصول کے کہ خدا تعالے ہر یک مافی العالم کا رب ہے بعض مردوں کو انہوں نے خدا کے بیٹے قرار دے رکہا ہے اور کسی جگہ عورتوں کو خدا کی بیٹیاں لکہا گیا ہے اور کسی جگہ بائبل میں یہ بہی فرما دیا ہے کہ تم سب خدا ہی ہو اور مسیح تو یہ ہے کہ عیسائیوں نے معلوم کیا کہ بائبل کی تعلیم بہت سے لوگوں کو خدا کے بیٹے اور خدا کی بیٹیاں بلکہ خدا ہی بناتی ہے تو انہوں نے کہا کہ آؤ ہم بہی اپنے ابن مریم کو انہیں میں داخل کریں تا وہ دوسرے بیٹوں سے کم نہ رہجائے اسی جہت سے خدا تعالے نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ عیسائیوں نے ابن مریم کو ابن اللہ بنا کر کوئی نئی بات نہیں نکالی بلکہ پہلے بے ایمانوں اور مشرکوں کے قدم پر قدم مارا ہے غرض حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہودیوں کی یہ حالت تہی کہ مخلوق پرستی بدرجہ غایت انپر غالب آگئی تہی اور عقاید حقہ سے بہت دور جا پڑی تہی یہاں تک کہ بعض انکے ہندوں کیطرح تناسخ کے بہی قایل تہے اور بعض جزا سزا کے قطعاً منکر تہے اور بعض مجازات کو صرف دنیا میں محصور سمجہتے تہے اور قیامت کے قایل نہ تہے اور بعض یونانیوں کے نقش قدم پر چلکر مادہ اور روحوں کو قدیم اور غیر مخلوق خیال کرتے تہے اور بعض دہریوں کیطرح روح کو فانی سمجہتے تہے اور بعض کا فلسفیوں کیطرح یہ مذہب تہا کہ خدا تعالے رب العالمین اور مدبر بالارادہ نہیں ہے غرض مجذوم کے بدن کیطرح تمام خیالات ان کے فاسد ہو گئے تہے اور خدا تعالی کی صفات کاملہ ربوبیت و رحمانیت و رحیمیت اور مالک یوم الدین ہونے پر اعتقاد نہیں رکہتے تہے۔ نہ ان صفتوں کو اسکی ذات سے مخصوص سمجہتے تہے اور نہ ان صفتوں کا کامل طور پر خدا تعالے میں پایا جانا یقین رکہتے تہے بلکہ بہت سی بدگمانیاں اور بے ایمانیاں اور آلودگیاں ان کے اعتقادوں میں بہر گئی تہیں اور توریت کی تعلیم کو انہوں نے نہایت بدشکل چیز کرکے بنا کر شرک اور بدی کی بدبو کو پہیلانا شروع کر رکہا تہا۔ پس وہ لوگ خدا تعالی کو جسمانی اور جسم قرار دینے میں اور اسکی ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت وغیرہ صفات کو معطل جاننے میں اور ان صفتوں میں دوسری چیزوں کو شریک گرداننے میں اکثر مشرکین کے پیشو اور سابقین اولین میں سے ہیں۔

یہ تو یہودیوں کا حال ہوا مگر افسوس کہ عیسائیوں نے تہوڑے ہی دنوں میں اُن سے بدتر اپنا حال بنالیا اور مذکورہ بالا صداقتوں میں سے کسی صداقت پر قایم نہ رہے اور جو خدا کی صفات کاملہ تہی وہ سب ابن مریم کو عطا کی اور ان کے مذہب کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا تعالے جمیع مافی العالم کا رب نہیں ہے بلکہ مسیح اسکی ربوبیت سے باہر ہے بلکہ مسیح آپ ہی رب ہے اور جو کچہہ عالم میں پیدا ہوا وہ بزعم باطل اُن کے بطور قاعدہ کلیہ مخلوق اور حادث نہیں بلکہ ابن مریم عالم کے اندر حدوث پاکر اور صحیح مخلوق ہو کر پہر غیر مخلوق اور خدا کے برابر بلکہ آپ ہی خدا ہے اور اسکی عجیب ذات میں ایک ایسا اعجوبہ ہے کہ باوجود حادث ہونے کے قدیم ہے اور باوجود اس کے کہ خود اپنے اقرار سے ایک واجب الوجود کے ماتحت اور اوسکا محکوم ہے مگر پہر بہی آپ ہی واجب الوجود اور آزاد مطلق اور کسی کا ماتحت نہیں اور باوجود اس کے کہ خود اپنے اقرار سے عاجز اور ناتوان ہے مگر پہر بہی عیسائیوں کی بنا بر زعم میں قادر مطلق ہے اور عاجز نہیں۔ اور باوجود اس کے کہ خود اپنے اقرار سے امور غیبیہ کے بارہ میں نادان محض ہے یہانتک کہ قیامت کی بہی خبر نہیں کہ کب آئیگی مگر پہر بہی نصرانیوں کے خوش عقیدہ کے رو سے عالم الغیب ہے۔ اور باوجود اس کے کہ خود اپنے اقرار سے اور نیز صحف انبیاء کی گواہی سے ایک مسکین بندہ ہے مگر پہر بہی حضرات مسیحیوں کی نظر میں خدا ہے۔ اور باوجود اس کے کہ خود اپنے اقرار سے نیک اور بیگناہ نہیں ہے مگر پہر بہی عیسائیوں کے خیال میں نیک اور بے گناہ ہے غرض عیسائی قوم بہی ایک عجیب قوم ہے جنہوں نے ضدین کو

www.aaiil.org

جمع کر دکھایا اور تناقض کو جائز سمجھ لیا اور اگر ان کے اعتقاد کے قائم ہونے سے مسیح کا دروغ گو ہونا لازم آیا مگر انہوں نے اپنے اعتقاد کو نہ چھوڑا ایک ذلیل اور عاجز اور ناچیز بندہ کو رب العالمین قرار دیا اور رب العالمین پر ہر طرح کی ذلت اور موت اور درد اور دکھ اور تجسم اور حلول اور تغیر اور تبدل اور حدوث اور تولد کو روا رکھا ہے نادانوں نے خدا کو بھی ایک کھیل بنا لیا ہے عیسائیوں نے کیا جیسے ان سے پہلے کئی عاجز بندے خدا قرار دیئے گئے ہیں کوئی کہتا ہے رام چندر خدا ہے کوئی کہتا ہے نہیں کرشن کی خدائی اُس سے فزون تر ہے اسیطرح کوئی بدھ کو کوئی کسیکو خدا ٹھہراتا ہے ایسا ہی آخری زمانہ کے ان سادہ لوحوں نے بھی پہلے مشرکوں کی ریس کر کے ابن مریم کو بھی خدا اور خدا کا فرزند ٹھہرا لیا غرض عیسائی لوگ نہ خداوند حقیقی کو رب العالمین سمجھتے ہیں نہ اُسے رحمان اور رحیم خیال کرتے ہیں اور نہ جزا سزا اس کے ہاتھ میں یقین رکھتے ہیں بلکہ اُن کے گمان میں حقیقی خدا کے وجود سے زمین اور آسمان خالی پڑا ہوا ہے اور جو کچھ ہے ابن مریم ہی ہے اگر رب ہے تو وہی ہے اگر رحیم ہے تو وہی ہے اگر مالک یوم الدین ہے تو وہی ہے ایسا ہی عام ہندو اور آریا بھی ان صداقتوں سے منحرف ہیں کیونکہ انہیں سے جو آریہ ہیں وہ تو خدا تعالیٰ کو خالق ہی نہیں سمجھتے اور اپنی روحوں کا رب اسکو قرار نہیں دیتے اور جو ان میں سے بت پرست ہیں وہ صفت ربوبیت کو اُس رب العالمین سے خاص نہیں سمجھتے اور تینتیس کروڑ دیوتا ربوبیت کے کاروبار میں خدا تعالےٰ کا شریک ٹھہراتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں اور یہ ہر دو فریق خدا تعالیٰ کی رحمانیت کے بھی انکاری ہیں اور اپنے وید کے رو سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ رحمانیت کی صفت ہرگز خدا تعالیٰ میں نہیں پائی جاتی اور جو کچھ دنیا کیلئے خدا نے بنایا ہے یہ خود دنیا کے نیک عملوں کیوجہ سے خدا کو بنانا پڑا اور نہ پرمیشر خود اپنے ارادہ سے کسی سے نیکی نہیں کرسکتا اور نہ کبھی کی۔ اسیطرح خدا تعالیٰ کو کامل طور پر رحیم بھی نہیں سمجھتے کیونکہ ان لوگوں کا اعتقاد ہے کہ کوئی گنہگار خواہ کیسا ہی سچے دل سے توبہ کرے اور خواہ وہ سالہا سال تضرع اور زاری اور اعمال صالح میں مشغول رہے خدا اس کے گناہوں کو جو اس سے صادر ہو چکے ہیں ہرگز نہیں بخشیگا جبتک وہ کئی لاکھ جونوں کو بھگت کر اپنی سزا نہ پاوے۔ جب ہی کسی نے ایک گناہ کیا پھر نہ دلی توبہ کام آوے نہ بندگی نہ خوف الٰہی نہ عشق الٰہی نہ اور کوئی عمل صالح گویا وہ جیتے جی ہی مرگیا اور خدا تعالیٰ کی رحیمیت سے بکلی ناامید ہو گیا علیٰ ہذا القیاس یہ لوگ یوم الجزا پر جسکے رو سے خدا تعالیٰ مالک یوم الدین کہلاتا ہے صحیح طور پر ایمان نہیں رکھتے اور جن طریقوں متذکرہ بالا کے رو سے انسان اپنی سعادت عظمیٰ تک پہنچتا ہے یا شقاوت عظمیٰ میں پڑتا ہے اُس کامل سعادت اور شقاوت کے ظہور سے انکاری ہیں اور نجات اُخروی کو صرف ایک خیالی اور وہمی طور پر سمجھ رہے ہیں بلکہ وہ نجاتِ ابدی کے قائل ہی نہیں ہیں اور اُنکا مقولہ ہے کہ انسان کو ہمیشہ کیلئے نہ اس جگہ آرام ہے اور نہ اس جگہ اور نیز انکے زعم باطل میں دنیا بھی آخرت کیطرح ایک کامل دارالجزا ہے جسکو دنیا میں بہت سی دولت دیگئی وہ اس کے نیک عملوں کے عوض میں کہ جو کسی پہلے جنم میں اس نے کئے ہونگے دی گئی ہے اور وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اسی دنیا میں اپنے نفس امارہ کی خواہشوں کے پورا کرنے میں اُس دولت کو خرچ کرے لیکن ظاہر ہے کہ اسی جہان میں خدا تعالیٰ کا کسی کو اس غرض سے دولت دنیا کہ وہ اُس دولت کو فی الحقیقت اپنے اعمال کی جزا سمجھ کر کھانے پینے اور ہر طرح کی عیاشی کے لئے آلہ بناوے یہ ایک ایسا ناجائز فعل ہے کہ جسکو خدا تعالیٰ کیطرف نسبت کرنا نہایت درجہ کی بے ادبی ہے کیونکہ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ گویا ہندوؤں کا پرمیشر آپ ہی لوگوں کو بدفعلی اور پلیدی میں ڈالنا چاہتا ہے اور قبل اسکے جو ان کا نفس پاک ہو نفسانی لذات کے وسیع دروازے اُنپر کھولتا ہے اور پہلے جنموں کے نیک عملوں کا اجر ان کو یہ دیتا ہے کہ پچھلے جنم میں وہ ہر طرح کے اسباب تنعم پاکر اور نفس امارہ کے پورے پورے تابع بنکر پھر تحت الثریٰ میں جا پڑیں اور ظاہر ہے کہ جس شخص کے خیال میں یہ بھرا ہوا ہے کہ میرے ہاتھ میں جسقدر دولت اور مال اور حشمت اور حکومت ہے یہ میرے ہی اعمال سابقہ کا بدلہ ہے وہ کیا کچھ نفس امارہ کی پیروی نہیں کریگا لیکن اگر وہ یہ سمجھتا کہ دنیا دارالجزا نہیں ہے بلکہ دارالابتلا ہے اور جو کچھ مجھ کو دیا گیا ہے وہ بطور ابتلا اور آزمائش کے دیا گیا ہے تا یہ ظاہر کیا جاوے کہ میں کس طور پر اسمیں تصرف کرتا ہوں کوئی ایسی شے نہیں ہے جو میری ملکیت یا میرا حق ہو تو ایسا سمجھنے سے وہ اپنی نجات اس بات میں دیکھتا کہ اپنا تمام مال نیک مصارف میں خرچ کرے اور نیز وہ نہایت درجہ کا شکر بھی کرتا کیونکہ وہی شخص دلی اخلاص اور محبت سے شکر کرسکتا ہے کہ جو سمجھتا ہے کہ میں نے مفت پایا اور بغیر کسی استحقاق کے مجھ کو ملا ہے غرض آریا لوگوں کے نزدیک خدا تعالیٰ نہ رب العالمین ہے نہ رحمان نہ رحیم اور نہ ابدی اور دائمی اور کامل جزا دینے پر قادر ہے۔

اب ہم یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ برہمو سماج والوں کا معارف مذکورہ بالا کی نسبت کیا حال ہے، یعنے وہ ہر چہار صداقتیں کہ جو ابھی مذکور ہوئی ہیں برہمو لوگ ان پر ثابت قدم ہیں یا نہیں سو واضح ہو کہ برہمو لوگ ان چاروں صداقتوں پر جیسا کہ چاہیئے ثبات اور قیام نہیں رکھتے بلکہ ان معارفِ عالیہ کے کامل مفہوم پر ان کو اطلاع ہی نہیں۔ اول خدا کا رب العالمین ہونا کہ جو ربوبیت تامہ سے مراد ہے برہمو لوگوں کی سمجھ اور عقل سے ابتک چھپا ہوا ہے اور وہ لوگ ربوبیت الٰہیہ کا دنیا پر اس سے زیادہ اثر نہیں سمجھتے کہ اُسنے کسی وقت یہ تمام عالم معہ اسکی تمام قوتوں اور طاقتوں کے پیدا کیا ہے لیکن اب وہ تمام قوتیں اور طاقتیں مستقل طور پر اپنے اپنے کام میں لگی ہوئی ہیں اور خدا تعالےٰ کو قدرت نہیں ہے کہ انمیں کچھ تصرف کرے یا کچھ تغیر اور تبدل ظہور میں لاوے اور ان کے زعم باطل میں قوانینِ نیچریہ کی مستحکم اور پائیدار بنیاد نے قادر مطلق کو معطل اور بیکار کسیطرح کر دیا ہے اور ان میں تصرف کرنے کیلئے کوئی راہ اسپر کھلا نہیں اور ایسی کوئی بھی تدبیر اسکو یاد نہیں جس سے وہ مثلاً کسی مادہ حار کو اسکی تاثیر حرارت سے روک سکے یا کسی مادہ بارد کو اسکی برودت کے اثروں سے بند کر سکے یا آگ میں اسکی خاصیت احراق کی ظاہر نہ ہونے دے اور اگر اسکو کوئی تدبیر یاد بھی ہے تو صرف انہیں حدود تک جن پر علم انسان کا محیط ہے اس سے زیادہ نہیں یعنے جو کچھ محدود اور محصور طور پر کوائف و خواص عالم کے متعلق انسان نے دریافت کیا ہے اور جو کچھ تا دم حال بشری تجارب کے احاطہ میں آچکا ہے یہیں تک خدائی قدرتوں کی حد بست ہے اور اس سے بڑھکر قدرتِ تامہ اور ربوبیت عامہ کوئی کام نہیں کرسکتی گویا خدا کی قدرتیں اور حکمتیں بھی تمامی یہی ہیں جنکو انسان دریافت کر چکا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ اعتقاد ربوبیت تامہ اور قدرت کاملہ کے مفہوم سے بکلی منافی ہے کیونکہ ربوبیت تامہ اور قدرت کاملہ وہ ہے کہ جو اس ذات غیر محدود کیطرح غیر محدود ہے اور کوئی انسانی قاعدہ اور قانون اُسپر احاطہ نہیں کرسکتا۔

نہیں محصور ہرگز راستہ قدرت تمامی کا
خدائی قدرتوں کا حصر دعوے ہے خدائی کا

جاننا چاہیئے کہ جو امر غیر محدود اور غیر محصور ہے وہ کسی قانون کے اندر آہی نہیں سکتا کیونکہ جو چیز اول سے آخر تک قواعد معلومہ مفہومہ کے سلسلہ کے اندر داخل ہو اور کوئی جز اسکا اس سلسلہ سے باہر نہ ہو اور نہ غیر معلوم اور نامفہوم ہو تو وہ چیز محدود ہوتی ہے اب اگر خدا تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور ربوبیت تامہ کو قوانین محدودہ محصورہ میں ہی منحصر سمجھا جائے تو جس چیز کو غیر محدود تسلیم کیا گیا ہے اس کا محدود ہونا لازم آجائیگا پس برہمو سماج والوں کی یہ بھاری غلطی ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کی غیر متناہی قدرتوں اور ربوبیتوں کو اپنے تنگ اور منقبض تجارب کے دائرہ میں گھسیڑنا چاہتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ جو امور ایک قانون مشخص مقرر کے نیچے آجائیں ان کا مفہوم محدود ہونے کو لازم پڑا ہوا ہے اور جو حکمتیں اور قدرتیں ذات غیر محدود میں پائی جاتی ہیں ان کا غیر محدود ہونا واجب ہے۔ کیا کوئی دانا کہہ سکتا ہے کہ اس ذات قادر مطلق کو اس اس طور پر بنانا یاد ہے اور اس سے زیادہ نہیں کیا اسکی غیر متناہی قدرتیں انسانی قیاس کے پیمانہ سے وزن کیجا سکتی ہیں یا اسکی قادرانہ یا غیر متناہی حکمتیں تصرف فی العالم سے کسی وقت عاجز ہو سکتی ہیں بلاشبہ اس کا پرزور ہاتھ ذرہ ذرہ پر قابض ہے اور کسی مخلوق کا قیام اور بقا اپنی مستحکم تدابیر کے موجب سے نہیں بلکہ اسی کے سہارے اور آسرے سے ہے اور اسکی ربانی طاقتوں کے آگے بے شمار میدان قدرتوں کے پڑے ہیں نہ اندرونی طور پر کسی جگہ انتہا ہے اور نہ بیرونی طور پر کوئی کنارہ ہے جسطرح یہ ممکن ہے کہ خدا تعالےٰ ایک مشتعل آگ کی تیزی فرو کرنے کے لئے خارج میں کوئی ایسے اسباب پیدا کرے جن سے اُس آگ کی تیزی جاتی رہے اسیطرح یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ اُس آگ کی خاصیت احراق دور کرنے کیلئے اسی کے وجود میں کوئی ایسے اسباب پیدا کر دے جس سے خاصیت احراق دور ہو جائے کیونکہ اسکی غیر متناہی حکمتوں اور قدرتوں کے آگے کوئی آن ہونی نہیں۔

(باقی آئندہ)

www.aaiil.org

النداء من وحی السماء

یعنی

ایک زلزلہ عظیمہ کی نسبت پیشگوئی بار دوم*

(وحی الٰہی سے)

سونے والو جلد جاگو یہ نہ وقت خواب ہے
جو خبر دی وحیٔ حق نے اس سے دل بیتاب ہے
زلزلہ سے دیکھتا ہوں میں زمین زیر و زبر
وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے
ہے سر رہ پر کھڑا نیکوں کی وہ مولیٰ کریم
نیک کو کچھ غم نہیں گو سخت گرداب ہے
کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے
حیلے سب جاتے رہے اک حضرت تواب ہے

۹ اپریل ۱۹۰۵ء کو پھر خدا تعالیٰ نے مجھے ایک زلزلہ کی خبر دی ہے جو نمونہ قیامت اور ہوش ربا ہوگا چونکہ دو مرتبہ مکرر طور پر اس علیم مطلق نے اس آیندہ واقعہ پر مجھے مطلع فرمایا ہے اس لئے میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ عظیم الشان حادثہ جو محشر کے حادثہ کو یاد دلاوے گا دور نہیں ہے مجھے خدا عزوجل نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ دونو زلزلے تیری سچائی ظاہر کرنے کے لئے دو نشان ہیں انہی نشانوں کی طرح جو موسیٰ نے فرعون کے سامنے دکھلائے تھے اور اس نشان کیطرح جو نوحؑ نے اپنی قوم کو دکھلایا تھا اور یاد رہے کہ ان نشانوں کے بعد بھی بس نہیں ہے بلکہ کئی نشان ایک دوسرے کے بعد ظاہر ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ انسان کی آنکھ کھلے گی اور حیرت زدہ ہو کر کہے گا کہ یہ کیا ہوا چاہتا ہے ہر ایک دن سخت اور پہلے سے بدتر آئیگا۔ خدا فرماتا ہے کہ میں حیرت ناک کام دکھلاؤنگا اور بس نہیں کرونگا جبتک کہ لوگ اپنے دلوں کی اصلاح نہ کریں اور جسطرح یوسفؑ نبی کے وقت میں ہوا کہ سخت کال پڑا یہاں تک کہ کہانے کے لئے درختوں کے پتے بھی نہ رہے اسیطرح ایک آفت کا سامنا موجود ہوگا اور جیسا کہ یوسف نے اناج کے ذخیرہ سے لوگوں کی جان بچائی اسی طرح جان بچانے کے لئے خدا نے اسجگہ بھی مجھے ایک روحانی غذا کا مہتمم بنایا ہے جو شخص اس غذا کو سچے دل سے پورے وزن کے ساتھ کھائیگا میں یقین رکھتا ہوں کہ ضرور اسپر رحم کیا جاویگا۔

بعض نادان کہتے ہیں کہ پھر کئی لوگ احمدی جماعت میں سے طاعون سے کیوں مر گئے؟ پس یاد رہے کہ اب تک ایک فرد بھی ہماری جماعت میں سے طاعون یا زلزلہ سے نہیں مرا جس نے عملی حالت کو محبت کامل اور قوت ایمان اور پوری صدق و صفا اور دین کو مقدم رکھنے کے ساتھ جمع کیا ہو اور جسکو پہلے ان علامات کے ساتھ شناخت کرلیا ہو یا جسکو اس کے اس مرتبہ کی خبر دیگئی ہو۔ چونکہ لاکھوں انسان اس جماعت میں داخل ہیں اور ابھی تازہ ہیں جو ایک بچہ کیطرح کمزور ہیں اور ایسے بھی ہیں جو کسی ابتلا کے وقت ثابت قدم بھی نہیں رہ سکتے اور ایسے بھی ہیں جو تھوڑے سے امتحان میں پڑکر مرتد ہونے کو طیار ہوتے ہیں اور ایسے بھی ہیں جو یہ اقرار کرکے جھوٹ بولتے ہیں جو ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کرلیا ہے حالانکہ ابھی وہ دنیا کے گند میں پڑے ہیں ہرگز دین کو دنیا پر مقدم نہیں کیا دن رات مردار دنیا میں مبتلا اور اسی غم و ہم میں گرفتار ہیں اور انکی عملی حالت اسی پر گواہی دے رہی ہے کہ انہوں نے دین کو دنیا پر مقدم نہیں کیا ہرگز نہیں کیا لیکن امید رکھتا ہون کہ آہستہ آہستہ روحانی ترقی کرینگے بغرض ممکن نہیں اور بالکل ممکن نہیں کہ جس شرط پر میں گروہ کو بیعت میں داخل کرتا ہوں اور جس راہ پر میں چلانا چاہتا ہون اسپر مضبوط پنجہ مار کر پھر بھی کوئی شخص مورد عذاب الٰہی ہو ہاں کمزوری کی حالت میں ان کیلئے طاعون سے فوت ہونا ایک شہادت ہے جو گناہ سے صاف کرکے انکو بہشت میں پہنچائے گی اور یہی خبر خدا نے مجھے دی تھی جس کو میں نے عام طور پر شایع کردیا تھا مگر لوگون نے حسب عادت اس الہام میں تحریف کرکے اپنی طرف سے یہ شایع کیا کہ گویا میرا یہ دعویٰ ہے کہ کوئی مرید میرا گو اسکی عملی یا ایمانی حالت کیسی ہی ہو طاعون سے نہیں مرے گا تعجب ہے کہ ہمارے مخالف لوگوں میں افترا کی عادت کسقدر بڑھ گئی ہے اصل الہام یہ تھا جس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ خدا تعالیٰ ہر ایک کامل الایمان اور کامل العمل کو جو ہماری جماعت میں سے ہوگا طاعون کی موت سے بچائیگا۔ اور وہ یہ ہے۔

الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم اولئک لہم الامن وہم مہتدون

یعنی جن لوگوں نے مجھے قبول کیا اور مجھپر ایمان لائے اور اپنے ایمان کو کسی ظلم اور قصور اور کسی نوع کی ایمانی یا عملی تاریکی یا نقص کے ساتھ مخلوط نہیں کیا وہ طاعون کے حملہ سے امن میں رہیں گے

پس وحی الٰہی سے کہاں یہ ثابت ہے کہ جو لوگ اپنے اندر کچھ نقص اور ظلم رکھتے ہیں یا کوئی ایمانی کمزوری ہے وہ بھی اس وعدہ الٰہی کے نیچے داخل ہیں نعوذ باللہ من سوء الفہم و افراط الوہم میں ایسے چند لوگوں کو بھی جانتا ہوں جو پہلے اس جماعت میں داخل ہوئے تھے اور پھر مرتد ہوگئے اگر وہ اس جماعت میں رہکر طاعون سے مر جاتے تو جلد باز اور ناواقف یہی کہتے کہ دیکھو اس جماعت کے یہ لوگ تھے جو طاعون سے مر گئے حالانکہ ان کے اندر ایک خبیث مادہ تھا جسکو خدا جانتا تھا اور لوگ نہیں جانتے تھے اور وہ اس پھوڑے کیطرح تھے جو اوپر سے بہت چمکتا ہو اور اندر بجز پیپ کے اور کچھ نہ ہو۔ لیکن خدا تعالیٰ نے مجھے یہ خبر دے رکھی ہے کہ طاعون اس جماعت کی تعداد کو بڑھائیگی اور دوسرے مسلمانوں کی تعداد کو گھٹائیگی سو آخر پر دیکھ لینا چاہیئے کہ یہ پیشگوئی سچی نکلی یا جھوٹی میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ظلم کے سبب سے جو کیا گیا اور طاعون کے نشان کو دیکھکر لوگ سمجھے سے پیش آئے یہ دوسرا نشان زلزلہ کا ظاہر ہوا جسکی خبر آج سے قریباً ایک برس پہلے اخبار الحکم اور البدر میں شایع کیگئی تھی اور پہلے اشتہار میں لکھا گیا جو زلزلہ سے پانچ مہینے پہلے الہام عفت الدیار محلہا و مقامہا ہوا تھا۔ وہ مطلع سے لکھا گیا تھا بلکہ مئی ۱۹۰۴ء میں ان دونوں اخباروں میں خوفناک زلزلہ کی خبر شایع کیگئی تھی ساتھ اس کے یہی الہام تھا کہ زلزلہ کا دھکا* اور عربی میں مذکورہ بالا الہام کا مفہوم یہ تھا کہ اس زلزلہ سے مکانات جو بطور سرائے کے ہونگے یا جو مستقل طور پر سکونت کے مکانات ہوں گے وہ حادثہ زلزلہ سے نابود ہوجائیں گے ان کا نام و نشان نہ رہیگا اور یہی اشتہار الوصیت میں زلزلہ سے پہلے شایع کیا گیا تھا کہ موتا موتی لگ رہی ہے کا واقعہ آنیوالا ہے جس سے شور قیامت برپا ہوگا غرض اے ناظرین آپ صاحبان بچشم خود دیکھ چکے ہیں کہ وہ پیشگوئی جو مئی ۱۹۰۴ء میں الحکم اور البدر میں شدید زلزلے کے بارے میں آجکی تاریخ سے ایک برس پہلے شایع کی تھی وہ کس زور سے پوری ہوئی۔ اور جو سخت حادثے کانگڑہ اور بھاگسو اور پالم پور اور دھرمسالہ اور تیرہ اور کلو اور منڈی وغیرہ میں واقع ہوئے انکی تفصیل کی اسجگہ حاجت نہیں یہ ایک ایسی پیشگوئی تھی جس سے دلوں پر بہت اثر ہونا چاہیئے تھا مگر میں نے سنا ہے کہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاہور اور امرتسر میں اسپر بھی بہت سا ٹھٹھا کیا گیا خاص کر پیسہ اخبار کے ایڈیٹر نے ہر ٹھٹھے سے بہت سا حصہ لیا اور رد کے طور پر لکھا کہ ایسے زلزلے ہمیشہ آتے ہیں اور جاپان میں بہت زلزلے آتے ہیں اس شخص نے دیدہ و دانستہ سچائی کا خون کرنا چاہا ہے یہ تو سچ ہے کہ دنیا میں یہ نئی بات نہیں نوح کے طوفان تک کا بھی پہلے ایک نمونہ گذر چکا ہے مگر خدا تعالیٰ جب کسی ایسے شدید حادثہ کی قبل از وقت خبر دے جو اس ملک کے رہنے والے اسکو ایک معمولی بات نہ سمجھتے ہوں اور رایک انہونی خیال کرتے ہوں اور اپنے ان کے باپ دادوں نے اسکی نظیر نہ دیکھی ہو اور ایسا امر ان کے ملک میں ظاہر ہو جو ان کے خیال و گمان میں بھی نہ ہو اور پھر وہ امر واقع ہوجاوے اور وہ پیشگوئی پوری ہو جاوے تو پھر بھی اسکو معمولی بات سمجھنا اگر بددیانتی نہیں تو اور کیا ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اس درجہ کا تعصب رکھنے والے اور دانستہ حق کو چھپانیوالے دنیا میں بہت کم ہوں گے شاید ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار اس اپنی سیرت میں لاہور میں ایک ہی ہوں یا چند آدمی جو انگلیوں پر شمار ہوسکتے ہیں ان کے ہم مشرب ہوں

بہر حال

جبکہ پہلی پیشگوئی کو ڈرنے والے دل کے ساتھ نہیں دیکھا گیا اور مجھکو بقول پیسہ اخبار ایک دوکاندار یا افترا کے کاموں کا تاجر قرار دیا گیا ہے تو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اب دوسرا نشان دکھاوے تا ماننے والوں پر اس کا رحم ہو اور تا توبہ کرنے والے توبہ کرلیں اور تا وہ لوگ جو کئی منزلوں کی چھتوں کے نیچے سوتے ہیں وہ کسی اور جگہ ڈیرے لگا دیں اس وقت بجز توبہ اور کیا علاج ہے۔ اس آنیوالے حادثہ کیلئے کوئی ٹیکا بھی تجویز نہیں ہوسکتا جس سے تسلی ہو۔ پس میں محض خیر خواہی مخلوق کیلئے ہمدردی سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ یہ اشتہار شایع کرتا ہوں کہ جہانتک ممکن ہو اپنی اصلاح کرنی چاہیئے۔ کم سے کم ظلم اور تعدی اور فسق و فجور اور

*نوٹ۔ زلزلہ شدہ کی نسبت ان دونوں اخبارات میں زلزلہ سے بہت قدم پہلے یہ الہام بھی شایع ہوچکا ہے کہ چونکا دینے والی خبر۔ اور اس زلزلہ کی نسبت براہین احمدیہ اور سبز اشتہار میں یہ وحی شایع ہوچکی ہے۔ واصنع الفلک باعیننا ووحینا ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انہم مغرقون۔ یعنی ہمارے روبرو اور ہمارے اشارہ سے کشتی طیار کر۔ اور ان لوگوں کے بارے میں جو ظالم ہیں مجھ سے بات نہ کر کہ میں ان سب کو غرق کرونگا۔ منہ

*... بھی ایک پیشگوئی ہے اور جو زلزلہ ہو چکا ہے اسکی یہی پیشگوئی ہے جو قرآن شریف کی صداقت کا ایک نشان ہے۔ یہ پیشگوئی زلزلہ کی ۹ اپریل ۱۹۰۵ء کی وحی الٰہی کی بنا پر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خطرناک زلزلہ صرف ایک نہیں۔ غالباً اس کے ساتھ ...

www.aaiil.org

... سے دلکش ہو جاتا ہے بہتر ہے کہ ہر ایک شخص اپنا مذہب رکھے اور اگر قربانی بھی کرے تو بہتر ہو۔ اور ٹھٹھے والی مجلسوں سے الگ ہو جائے یاد رہے کہ اگر کسی کا مذہب اور عقیدہ ناراستی پر ہے مگر وہ ٹھٹھے کرنے والی مجلسوں میں نہیں بیٹھتا اور بدزبانی کرنیوالوں کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتا اور فسق و فجور اور ظلم و تعدی اور ہر ایک قسم کی شرارتوں سے اور جھوٹی گواہیوں اور ناحق کے خون اور چوری سے دستکش ہے اور غربت اور مسکینی اور شرافت سے گذارہ کرتا ہے وہ اگرچہ باعث اپنی مذہبی غلطی کے روز آخرت میں مواخذہ کے لایق ہوگا مگر دنیا میں خدا تعالیٰ جو کریم و رحیم ہے دوسروں کی نسبت اس پر رحم کریگا بشرطیکہ شریر جماعتوں کے ساتھ اس کا پیوند اور تعلق نہ ہو۔ خوب یاد رکھو کہ جن قوموں کو خدا تعالیٰ نے اس سے پہلے عذاب میں مبتلا کیا تھا جیسا کہ نوح کی قوم اور فرعون کی قوم اور لوط کی قوم وہ اس لئے ہلاک نہیں کیگئی تھیں کہ محض مذہبی اختلاف درمیان تھا بلکہ وہ اپنی شوخیوں اور شرارتوں کیوجہ سے ہلاک کیگئی تھیں نوح کی قوم نے نہ صرف حضرت نوح کو مفتری سمجھا بلکہ دن رات ٹھٹھا ہنسی انکا پیشہ ہو گیا اور فرعون اور اسکی قوم نے پہلے سے زیادہ بنی اسرائیل پر ظلم کرنا شروع کیا اور لوط کی قوم نے فسق و فجور میں جہتک نوبت پہنچائی اور جب انکو سمجھایا گیا تو لوط اور اس کے اصحاب کی نسبت انہوں نے اپنے رفیقوں کو وہ کہا جو قرآن شریف میں درج ہے اور وہ یہ ہے

اخرجوھم من قریتکم انھم اناس یتطھرون یعنی ان لوگوں کو اپنے گاؤں سے باہر نکالو یہ تو طہارت اور تقوے میں بھرتے ہیں یعنے ہمارے مخالف ہیں اور باتیں لوگوں کو سکھاتے ہیں پس خدا کا غضب انہیں تو موں پر بھڑکا۔ اور ان کو صفحہ زمین سے ناپدید کر دیا

* درحقیقت اس زمانہ میں اس عادت اللہ کی مثال ڈپٹی عبد اللہ آتھم اور پنڈت لیکھرام ہیں۔ عبد اللہ آتھم پیشگوئی کو سنکر کوئی شوخی نہیں دکھلائی تھی بلکہ روتا رہا۔ اسلئے خدا نے جو رحیم و کریم خدا ہے اسکی میعاد میں تاخیر ڈالدی۔ جیسا کہ پہلے الہام میں اسکا وعدہ تھا مگر لیکھرام نے شوخی دکھلائی۔ اور پیشگوئی کو سنکر بدزبانی میں بڑھ گیا اور مجلس میں گالیاں دینا اپنا شیوہ اختیار کر لیا۔ اس لئے غیور خدا نے اسکی اصلی میعاد بھی پوری نہ ہونے دی۔ اور ابھی پانچ ہی برس گذرے تھے جو اپنی سزا کو پہنچ گیا۔ اور وہی زبان کی چھری دوسرے رنگ میں اسکو لگ گئی۔ منہ

پس کیا تم ان لوگوں سے زیادہ سخت ہو۔ یا تمہار پاس خدا تعالیٰ سے مقابلہ کا کچھ سامان موجود ہے اور انکے پاس موجود نہ تھا۔ اور یا تم عذاب سے بری کئے گئے ہو۔ اور یا خدا تعالیٰ میں اب وہ عذاب دینے کی قوت نہیں جو پہلے تھی۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ آنیوالے نشان کے بعد جو مجھکو قبول کریگا اس کا ایمان قابل عزت نہیں۔ جنکے کان ہیں سنیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ میرا غضب زمین پر بھڑکا ہے کیونکہ زمین والوں نے میری طرف سے منہ پھیر لیا ہے۔ پس جب ایک انسانی سلطنت عدول حکمی سے ناراض ہو جاتی ہے۔ اور ہولناک سزا دیتی ہے پھر خدا کا غضب کیسا ہوگا۔ پس توبہ کرو۔ کہ دن نزدیک ہیں۔ اور اس بارے میں جو عربی میں مجھے وحی الٰہی ہوئی ہے اس جگہ میں اسکو مع ترجمہ لکھکر اس اشتہار کو ...... ختم کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔

بخور آنچہ ترا بخورانم۔

لک درجۃ فی السماء وفی الذین ھم یبصرون۔

نزلت لک۔

لک نری آیات ونھدم ما یعمرون

قل عندی شھادۃ من اللہ فھل انتم مومنون۔ کففت عن بنی اسرائیل

ان فرعون وھامان وجنودھما کانوا خاطئین۔ انی مع الافواج اتیک بغتۃ

یعنے جو کچھ میں تجھے کھلاتا ہوں۔ وہ کھا۔ تیرا آسمان پر ایک درجہ ہے۔ اور نیز انمیں ایک درجہ ہے۔ جو آنکھیں رکھتے ہیں اور دیکھتے ہیں اور میں تیرے لئے زمین پر اتروں گا۔ تا اپنے نشان دکھلاؤں۔ ہم تیرے لئے زلزلہ کا نشان دکھلائیں گے۔ اور وہ عمارتیں جنکو غافل انسان بناتے ہیں۔ یا آیندہ بنائیں گے۔ گرا دینگے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک زلزلہ نہیں بلکہ کئی زلزلے ہوں گے جو عمارتوں کو وقتاً فوقتاً گراتے رہینگے*۔ اور پھر فرمایا ہے کہ میں تیری جماعت کے لوگوں کو جو مخلص ہیں اور ہیبتوں کا حلم رکھتے ہیں بچاؤنگا اس وحی میں خدا تعالیٰ نے مجھے اسرائیل قرار دیا اور مخلص لوگوں کو میرے بیٹے اسلئے چیدہ بنی اسرائیل ٹھہرے۔ اور پھر فرمایا کہ میں آخر کو ظاہر کرونگا کہ فرعون یعنے وہ لوگ جو فرعون کی خصلت رکھتے ہیں اور ان کے ساتھ کے لوگ جو ان کا لشکر ہیں یہ سب خطا پر تھے اور پھر فرمایا کہ میں اپنی تمام فوجوں کے ساتھ یعنے فرشتوں کے ساتھ نشانوں کو دکھلانے کیلئے ناگہانی طور پر تیرے پاس آؤنگا۔ یعنے اسوقت جب اکثر لوگ بے خبر ہوں گے اور ہنسی اور ٹھٹھے میں مشغول ہوں گے اور بالکل اس کام سے بے خبر ہوں گے۔ تب میں اس نشان کو ظاہر کرونگا کہ جس سے زمین کانپ اٹھے گی تب وہ روز دنیا کے لئے ایک ماتم کا دن ہوگا۔ مبارک وہ جو ڈریں اور قبل اس کے جو خدا کے غضب کا دن آوے توبہ سے اسکو راضی کرلیں کیونکہ وہ حلیم اور کریم اور غفور اور تواب ہے جیسا کہ وہ شدید العقاب بھی ہے

یاد رہے کہ ان دونوں زلزلوں کا ذکر میری کتاب براہین احمدیہ میں بھی موجود ہے جو آج سے پچیس برس پہلے اکثر ممالک میں شایع کی گئی تھی اگرچہ اسوقت تک اس خارق عادت بات کیطرف ذہن منتقل نہو سکا۔ لیکن اب ان پیشگوئیوں پر نظر ڈالنے سے بدیہی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ آیندہ آنے والے زلزلوں کی نسبت پیشگوئیاں تھیں جو اسوقت نظر سے مخفی رہ گئیں چنانچہ پہلی پیشگوئی انمیں سے براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۶ میں موجود ہے جسکی عبارت یہ ہے۔

فبرأہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیھا الیس اللہ بکاف عبدہ فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا واللہ موھن کید الکافرین

یعنے خدا اپنے اس بندہ کو ان تہمتوں اور بہتانوں سے بری کریگا جو اسپر لگائے جاوینگے وہ خود اپنے بندہ کیلئے کافی ہے پس جب خدا پہاڑ پر تجلی کریگا تو اسکو پارہ پارہ کر دیگا اور جو کچھ مخالف لوگ ناحق کے الزاموں میں مبتلا کرنا چاہیں گے ان کے سب کمر سست کر دیگا۔ اب چونکہ انہیں دنوں میں مخالف لوگ طرح طرح کی تہمتیں لگانے میں حد سے بڑھ گئے ہیں اور اسی زمانہ میں خدا تعالیٰ نے زلزلہ شدیدہ کی مجھے ایک برس پہلے خبر دی چنانچہ مطابق اسکے پہاڑوں پر زلزلہ سے سخت آفت آئی۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ اسجگہ پہاڑوں کے پارہ پارہ کرنیسے مراد یہ زلزلہ تھا جسکی الحکم وغیرہ میں ایک برس پہلے خبر دیگئی۔ دوسری پیشگوئی براہین احمدیہ میں زلزلہ کے بارے میں یہ ہے۔

کہ میں اپنی چمکار دکھاؤنگا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھکو اٹھاؤنگا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔

الفتنۃ ھھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم۔ اسجگہ ایک فتنہ ہے سو اولوالعزم نبیوں کیطرح صبر کر۔ فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا۔ جب خدا مشکلات کے پہاڑ پر تجلی کریگا تو انہیں پاش پاش کر دیگا۔ قوۃ الرحمان لعبید اللہ الصمد۔

عربی کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ ان دنوں میں تیرے پر ایک فتنہ برپا کیا جاویگا پس خدا تجھے بری کرنے کیلئے ایک نشان دکھائیگا اور وہ یہ ہے کہ پہاڑ پر اسکی تجلی ہوگی وہ پہاڑ کو پارہ پارہ کر دیگا یہ خدا کی قوت سے ہوگا تا وہ اپنے بندہ کیلئے نشان دکھاوے دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۷ اور پھر رسالہ آمین میں جو مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر ۱۹۰۱ء میں شایع ہوا تھا یہی خبر نظم میں دیگئی تھی۔ اور وہ شعر یہ ہیں۔

کرو توبہ کہ تا ہو جائے رحمت
دکھاؤ جلد تر صدق و انابت
کھڑی ہے سر پہ ایسی ایک ساعت
کہ یاد آجائیگی جس سے قیامت
مجھے یہ بات مولیٰ نے بتادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

اب سنو اے عزیزو! کہ آج میں نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا*** اب چاہو ٹھٹھا کرو اور گالیاں دو تہمتیں لگاؤ اور مفتری نام رکھو اور چاہو تو قبول کرو۔ میں نے قبل از وقت بتادیا۔ اے بدقسمتو تم آنے والے عذاب سے بھاگ نہیں سکتے خدا برحق ہے اور اس کے وعدے برحق۔

والسلام علی من اتبع الہدیٰ

خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی

۱۸ اپریل ۱۹۰۵ء

*** پہلے اکثر مسلمان جو اپنی غلط فہمی سے حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اتار رہے تھے وہ بات صحیح تھی۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح ہو کر آنیوالا نبی راقم تھا۔ لیکن ان لوگوں کا کچھ قصور نہیں کیونکہ قبل از وقوع کسی پیشگوئی کے سمجھنے کرنے میں عوام تو الگ بعض اوقات انبیاء بھی اجتہادی غلطی کر بیٹھتے ہیں۔ گو بعد اس کے پیشگوئی کے وقوع کے وقت معنی کھل جاتے ہیں۔ منہ

* یہ فقرہ روحانی اور ظاہری دونوں معنی رکھتا ہے۔ اسکے یہ بھی معنے ہیں کہ بداندیشیوں اور منصوبوں کی ... ہے جو وقت سے پہلے عذابوں کے آنے کی خبر دے رہا ہے پس سوچو دنیا میں ... تا کہ نجات پاؤ۔ منہ

www.aaiil.org

میرے لاہور میں دو تین دن

الحکم کے ناظرین کیلئے مندرجہ بالا عنوان بالکل نرالا ہے اور شاید سرسری نظر سے بعض بزرگ بھی خیال کریں کہ ایڈیٹر الحکم کا لاہور جانا اور وہاں دو تین دن رہنا کونسی ایسی نرالی اور انوکھی بات تھی جس پر اسے ایک قومی اخبار کے قیمتی کالم لینے کی ضرورت پڑی لیکن میں ایسے محترم احباب کی خدمت میں با ادب یہ عرض کرونگا کہ وہ اسے پڑھ لینے کے بعد جو چاہیں کہیں۔ ایڈیٹر

بظاہر میرا لاہور جانا اور وہاں دو تین روز قیام کرنا میرے لئے کوئی نئی بات نہ تھی۔ لیکن اس مرتبہ میرا لاہور جانا فی الحقیقت ایک نئی بات تھی اور لاہور کی حالت بھی میرے لئے بالکل پہلے سے نرالی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ میں اپنے اس سفر کی کچھ باتیں ناظرین کو سنانی چاہی ہیں۔ اور لاہور ہی میں بیٹھ کر مجھے یہ لکھنی پڑی ہیں۔

الحکم کے ناظرین اس امر سے ناواقف نہیں کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے **زلزلہ** کے عظیم الشان اور ہیبت ناک نشان کے ظاہر ہونے کے بعد ایک اور زور آور **حملے** کے اعلان کا ارادہ فرمایا تھا جو خدا تعالیٰ نے اپنی پاک وحی کے ذریعہ آپ پر ظاہر فرمایا تھا۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام چاہتے تھے کہ وہ اعلان اسقدر کثرت سے شایع ہو کہ قریباً ہر شخص کو اس سے پہلے کہ وہ عذاب نازل ہو خبر ہو جاوے۔ اس اشتہار کا سردست سولہ ہزار چھپوانا تجویز ہوا تھا۔ اعلیٰ حضرت اللہ تعالیٰ کی طرف سے مزید اطلاع کے سننے کے منتظر تھے تاکہ مکمل طور پر اعلان کیا جاوے لیکن غالباً الحکم کے ناظرین کے لئے یہ بات ضرور ایمان کے بڑھانے والی ہوگی جب وہ یہ معلوم کریں گے کہ حضرت اقدس نے آخر یہ سوچا کہ مبادا اس امر میں ابھی کوئی تاخیر ہو اور ہم اس تبلیغ کے کام میں آیندہ وحی کا انتظار کریں اور خدا تعالیٰ کا عذاب نازل ہو جاوے اور دنیا تباہ ہو جاوے اسلئے بہتر ہے کہ جسقدر اطلاع ہم کو مل چکی ہے وہ لوگوں کے کان تک پہونچائی جاوے شاید کوئی سعادت مند فایدہ اٹھاوے۔

اللہ! اللہ!! کس قدر **رحم** اور شفقت علی خلق اللہ آپ کی فطرت میں موجود ہے اور کسقدر جوش تبلیغ حق کیلئے آپ کے دل میں بھرا ہوا ہے۔ ولیہ درمن قال

حلم است زآسمان بزمین میرسانمش
گر بشنوم نگویمش آنرا کجا برم

تبلیغ کے لئے اسقدر جوش اور خدا تعالیٰ کے دین کے لئے غیرت کبھی کاذب کو دی ہی نہیں جاتی اور تصنع اور تکلف میں استقلال اور دیرپائی ہو نہیں سکتی۔ **فاصدع بما تؤمر** جو ایک عرصہ دراز پہلے کا الہام حضرت مسیح موعود کو ہو چکا ہے اسکی سچائی میں ان لوگوں کو جو قادیان سے دور رہتے ہیں کیونکر دکھاؤں۔ افسوس یہ ہے کہ الفاظ اس کیفیت کا مرقع نہیں دکھا سکتے جو آپ کی حالت اور ہیئت سے پائی جاتی ہے۔

۱۷۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو ظہر کی نماز ادا کرنے سے پہلے آپ نے آکر ذکر کیا کہ "میں چاہتا ہوں وہ اشتہار جلد شایع ہو جاوے اور اس حادثہ سے پہلے لوگوں کو خبر ہو جاوے" حضرت اس قسم کا ذکر کر رہے تھے کہ خاکسار ایڈیٹر الحکم بھی پہونچ گیا۔ آپ نے ذرہ نوازی کی اور اسے خطاب کرکے فرمایا "میں نے وہ اشتہار لکھنا شروع کر دیا ہے اور آج ختم کر دونگا۔ اسواسطے وہ بہت جلد شایع ہونا چاہئے" جس پر میں نے عرض کیا کہ حضور جلدی ہو جاویگا۔ اس کے بعد حضور نے آپ ہی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک ادنیٰ خادم ایڈیٹر **الحکم** کو ہی لاہور پہونچ کر اس اشتہار کی طبع اور تقسیم کے کام کے لئے منتخب فرمایا۔ میں اپنی خوبی طالع اور بیداری بخت پر جسقدر ناز کروں وہ کم ہے اس لئے کہ خدا تعالیٰ کے اپنے ہاتھ سے معطر کئے ہوئے مسیح اور برگزیدہ رسول نے اسے اپنے کام کے لئے **منتخب** کیا اور اہل سمجھا جو اسکی تبلیغ کو دنیا

کے کناروں تک پہونچانے کا ذریعہ ہے۔

میرے دل کا حال نہ پوچھو کہ وہ **مسرت** اور **خوشی** سے بھرا ہوا تھا اور اندر ہی اندر میں خدا تعالیٰ کا شکر کرتا تھا اور میرے سر میں وہ صدا گونج رہی تھی جو آج سے قریباً دس سال پیشتر الحکم کے وجود سے بھی پہلے گونجی تھی

لاجرم قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

اس کے بعد حضرت حجۃ اللہ نے نماز ادا کی اور بعد نماز اس اشتہار کو لکھنا شروع کیا۔

۱۸ کو علی الصباح ہی میں نے در دولت پر جاکر بذریعہ عریضہ اشتہار کے متعلق دریافت کیا۔ تو آپ نے کہلا بھیجا کہ "بیٹھ جاؤ میں لکھ رہا ہوں ابھی مکمل کرکے دیتا ہوں" میں کوئی ادھ گھنٹہ بیٹھا ہونگا جو خود حضرت تشریف لے آئے۔ وہ وقت میرے لئے عجب سعادت کا وقت تھا میں تھا اور **میرا محبوب و مولا آقا** آپ ایک روش پر ٹہل رہے تھے اور میں بھی ساتھ ہی ساتھ اپنی **بیداری بخت** پر الحمد للہ کہتا تھا مجھے فرمایا

"میرا اصل منشاء یہ ہے کہ بہت ہی جلد لوگوں کو اس عذاب سے جو آنیوالا ہے خبر ہو جاوے تاکہ انہیں جو سعید ہیں تبدیلی کا موقع ملجاوے۔ میں دیکھتا ہوں کہ سخت عذاب آنے والا ہے رات بھی مجھے ایک شدید زلزلہ دکھایا گیا ہے ایسا زلزلہ کہ جس سے زمین روئی کے گالوں کیطرح اڑتی نظر آئی۔ خدا کا شکر ہے کہ اوسنے ہمیں کچھ ضرر نہیں پہونچایا۔ مگر میں نے سخت زلزلہ دیکھا ہے اسلئے میں چاہتا ہوں کہ جسقدر جلد ممکن ہو یہ اشتہار شایع ہو جاوے اور اس کیلئے بہتر ہے کہ آپ لاہور چلے جاویں اور اسکو وہاں ہی چھپواکر شایع کریں ایک فہرست میں خود بنا کر دونگا جن کو تقسیم کیا جاوے ہاں یہ ضرور کیا جاوے کہ اسکی کاپی پہلے لکھوا کر مجھے دکھلائی جاوے تاکہ میں اسے درست کردوں۔"

پھر پوچھا کہ کس وقت تک کاپی طیار ہو سکتی ہے میں نے عرض کی کہ ظہر تک امید ہے انشاء اللہ ہو جائیگی۔ جس پر آپ نے اظہار خوشنودی فرمایا اور اشتہار مجھے دیکر آپ تشریف لیگئے۔

اس بات کی تفصیل کی ضرورت نہیں کہ وہ اشتہار کس طرح ظہر تک طیار ہوا۔ بہرحال ظہر تک کاپی طیار ہو گئی حضرت نے اصلاح فرمادی اور درست ہونے کے لئے دی + اس کے بعد ایک اور امر ہے جس کو میں ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ مغرب کی نماز کے قریب میں حضرت مولانا المکرم مولوی محمد علی صاحب سے اشتہار کی اشاعت اور اسکے اخراجات کے متعلق مشورہ کر رہا تھا اور آخر وہ تجویز ہوئی۔ جو بذریعہ کارڈ مولوی صاحب موصوف نے احباب متعلقین کو لکھی ہے۔ مغرب کی نماز پڑھ چکنے کے بعد میں نے پھر اطلاع دیدی کہ صبح میں لاہور جاؤنگا فہرست دی جاوے فرمایا میں فہرست بھیجونگا **اگر کاپیاں درست ہو چکی ہیں تو مجھے پھر دکھاؤ۔ اور یہ بھی بتاؤ کہ اسپر کسقدر خرچ آئیگا**

یہ فقرہ جو جلی قلم سے لکھا گیا ہے میں اسپر ناظرین کو توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ یہ وہ وقت تھا کہ ہر شخص بالطبع آرام کرنا چاہتا ہے اگر صبح کو بھی آپ کاپیاں دیکھنے کا منشاء ظاہر فرماتے تو بھی کوئی بڑی بات نہ تھی۔ وہ لوگ جو قرآن شریف پر نظر کرتے ہوئے دو کاندار یا تاجر کہتے ہیں وہ اس مستعدی اور جوش کا اندازہ کریں اور سچ تو یہ ہے کہ وہ اندازہ کر ہی نہیں سکتے۔

بدل دردے کہ دارم از برائے طالباں حق
نمے گردد بیاں آں درد از تقریر کوتاہم

آپ نے آرام کو چھوڑ کر کاپیوں کو منگوا کر پھر پڑھنا شروع کیا۔ موسم کی یہ حالت باغ میں مچھر اور پتنگے بیٹھنے نہیں دیتے مگر یہ خدا کا **نور اور جری** لالٹین جلائے نوع انسان کے درد سے بھرا ہوا دل پہلو میں لئے بیٹھا ہے اسوقت کی دوڑ دھوپ میں بے اختیار مجھے سرور ہوتا تھا اور میں یہ شعر پڑھتا تھا

دریاب گر عاقلی بشتاب گر صاحبدلی
شاید کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را

الغرض کاپیاں پڑھکر آپ نے مجھے واپس فرمائیں۔ اور میں تہیہ سفر کے لئے واپس گھر آیا اور ۱۹۔ کی صبح کو ۳ بجے کے قریب دارالامان سے لاہور کو روانہ ہوا۔

(راستہ اور لاہور کے دلچسپ حالات سننے کے لئے ناظرین اگلی اشاعت کا انتظار کریں)

باقی آیندہ

+ فٹ نوٹ۔ یہ آپ کا اخلاقی معجزہ ہے اور تہذیب کلام کا نمونہ ہے کہ آپ ادنیٰ سے ادنیٰ غلام کو بھی تو سے خطاب نہیں کرتے۔ ایڈیٹر

www.aaiil.org

نشان زلزلہ پر اخبار کیا کہتے ہیں

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

لاہور میں قیامت خیز زلزلہ

ایسے زمانہ میں جبکہ انسانوں میں خود غرضی عیاشی اور بدکاری کا زور ہو اور ایک انسان دوسرے انسان کا خون پینا اپنے خیال میں کوئی گناہ نہ سمجھتا ہو بلکہ ریاکاروں اور خود غرضوں کو ہوشیاری و دانائی کے خطاب لوگوں کیطرف سے دیئے جاتے ہوں ۔ اور ایمانداری ، راستبازی خدا پرستی کا صرف نام ہی رہگیا ہو ۔ خدائی جلال کا کرشمہ نظر آنا صاف طور پر بتلا رہا ہے ۔ کہ ہمارے گناہوں کی حد گذر چکی ہے ۔ اور وقت آگیا ہے کہ سارے انسان گناہوں سے توبہ کریں اور راستی و حق پرستی کو اپنی زندگی کا مقصد بنا دیں ۔

۴ - اپریل کی صبح کو بوقت ۶ بجے ۹ منٹ جبکہ بہت سے غافل انسان بستروں پر پڑے اونگھ رہے تھے اور چند خدا کے بندے معبود حقیقی کی بارگاہ میں بعجز و نیاز سربسجود دیکھتے کہ یکایک خفیف سا زلزلہ محسوس ہوا ہر شخص نے سمجھا کہ معمولی زلزلہ ہے ابھی ختم ہو جاویگا کہ فوراً زلزلے نے خطرناک روش اور صورت اختیار کی ۔ بڑے بڑے مکانات مثل بید لرزنے لگے ۔ دروازے آپس میں ٹکرانے لگے ۔ چھتوں اور دیواروں سے دل ہلا دینے والی کڑکڑاہٹ کی آواز نکلنے لگی ۔ جو جہاں تہا ششدر و حیران رہگیا ۔ عورتیں اور بچے زور سے چیخنے چلانے لگے ۔ ہر شخص اپنی اپنی جان کے فکر میں پڑگیا ۔ بہت سے لوگ معہ اپنی بیوی اور بچوں کے گہروں سے نکل باہر میدانوں میں کھڑے ہوئے زلزلے کے دو زبردست جھٹکے ایسے سخت اور غضبناک تھے کہ بڑی بڑی مضبوط عمارتیں پاش پاش ہونے پر تیار ہو گئیں ۔ چڑیاں اور دوسرے جانور اپنے گھونسلوں کو چھوڑ کر آسمان پر اڑنے لگے ۔ چلتی ہوئی بیل گاڑیاں ادہر ادہر ہلنے کھلنے لگیں ۔ اگر ایک جھٹکا اور ہو جاتا تو سارا لاہور معہ انسانوں و حیوانوں کے برباد و تباہ ہو جاتا ۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ اس نے قیامت خیز زلزلہ کو بند ہو جانے کا حکم دیدیا ۔ اس ہیبتناک موقعہ پر تمام ہندو مسلمانوں کی زبان سے ہر رام ، العظمۃ للہ اور "توبہ ہے توبہ ہے" کے کلمات نکل رہے تھے ۔ یہ زلزلہ بمشکل ۲ منٹ رہا ہوگا ۔ مگر شہر لاہور میں سینکڑوں پختہ مکانات مسمار ہو گئے کوبلی بازار میں مکانات کے علاوہ سنہری مسجد کے دو مینار گر گئے ۔ وزیر خان کی مسجد کے ایک حصہ کو بھی نقصان پہنچا ۔ ہندو مسلمانوں کے ۲۴ زن و مرد و بچوں کے ہلاک ہونے کی خبر کوتوالی لاہور میں پہونچی ۔ زلزلہ تھم جانے کے بعد تمام لوگ حیرت زدہ و دیوانہ وار اپنے عزیزوں بلکہ ناواقف اشخاص سے خیر و عافیت دریافت کرتے پھرتے تھے اور جن جن مقامات کو نقصان پہونچنے کی خبر ملی وہاں بہاگے چلے جاتے تھے ۔ ریلوے اسٹیشن لاہور کے فسٹ کلاس ریفرشمنٹ روم اور ڈسٹرکٹ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ کے دفتر کو سخت صدمہ پہونچا اور دونوں عمارتوں کی چھتیں گر پڑیں گرجوں مندروں اور بڑے چھوٹے قریباً تمام مکانات کو ضرر پہونچا ہے ۔ میونسپل کمیٹی کا ٹاؤن ہال قریب قریب کے بالکل ناکارہ ہو گیا ۔ چھت گر کر نیچے آپڑی ۔ مارکیٹ کی دیواریں پھٹ گئیں ۔ کمرشل بلڈنگ کے قریب پرانی انارکلی میں ایک بڑی عمارت کو سخت صدمہ پہنچا ۔ انارکلی تہانہ کی ڈیوڑھی پھٹ گئی ۔ مگر شکر ہے بالکل ڈھیر نہیں ہوئی ۔ ورنہ حوالات کے اندر جو دو اسامیاں تہیں ہلاک ہو جاتیں ۔ الائنس بنک شملہ کے مقابل سلیم بلڈنگ کو جو مستری محمد بخش کی ملکیت ہے کئی مقامات پر نقصان پہونچا ۔ انارکلی بازار میں ایک حلوائی کی دوکان کی چھت گر پڑی ۔ موری دروازہ کے باہر اور پنجاب نیشنل بنک کے متصل چار پانچ جھلکیں تہ و بالا ہو گئیں جس سے ایک بازاری عورت کی کمر ٹوٹ گئی ۔ اور اسکے ساتھی کے سر کو ضرر پہونچیں شہر میں ۲۴ آدمیوں کے علاوہ اور بھی کئی جانوں کا نقصان سنا جاتا ہے ۔ جو گمیں تو سینکڑوں آدمیوں کو لگیں لاہور کے مشہور کارخانہ پیسہ اخبار کی عالی شان عمارت کو بھی کئی جگہ سے سخت نقصان پہونچا ۔ شکر ہے کہ ابھی کارخانہ کھلا نہیں تہا ۔ ورنہ ممکن تھا کہ کئی آدمیوں کی جانوں کا نقصان ہوتا ۔

(پولیس اینڈ وکیٹ)

قیامت خیز زلزلہ

۴ - اپریل بروز منگل علی الصباح قریباً سوا چھ بجے ایسا سخت زلزلہ آیا کہ الاماں ۔ دفعۃً مکان گرنے شروع ہو گئے ۔ ہندو ہر رام ہر رام اور مسلمان یا اللہ خیر یا اللہ خیر پکارنے لگے ۔ اور بموجب ارشاد آنحضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کہ جب قیامت آئیگی کوئی نفس کسی نفس کو نہیں بچا سکیگا ۔ واقعی اسکی نظیر ان تین بیتوں میں پائی گئی کہ باپ بیٹے کو اور بیٹا ماں باپ کو نہیں بلا سکا ۔ بس یہی معلوم تہا کہ اب ہی گئے اور اب ہی گئے ۔ اور اسپر خطرناک توقعہ کہ وہ مکان آپڑا یہ آپڑا ۔ دھڑم دھڑم ۔ توبہ ۔ جب وہ وقت یاد آتا ہے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ۔ دل کانپ کانپ اوٹھتا ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اب ہی پہونچا ہی آیا ہوا ہے ۔ ذرا سی ہوا کے چلنے سے جان سہم جاتی ہے ۔ افسوس کہ وہ لوگ جو عمارت بنانے کیلئے بنیاد رکھنے کے وقت کسی غریب کی زمین ایک ادہ گز غصب کر جایا کرتے ہیں ۔ اسوقت پکار رہے تھے کہ یہ مکان کوئی سمبہال لے اور ہمیں نکال کر ایسی جگہ پہونچا دے جہاں امن ہو ۔ گویا اسوقت مکان سے بھی بیزار تھے مگر سوائے اس مالک کے کون بچا سکتا تہا ۔ اللہ کی قدرت کہ بڑی بڑی پختہ عمارتیں اور عالیشان مکانات جو سالہا سال سے ہر ایک قسم کے صدمات سے محفوظ رہتے چشم زدن میں گر پڑے ۔ جو بچے رہے وہ پھٹ گئے کوئی ہی ایک آدھ شاید ایسا مکان نکلیگا جو آفت ناگہانی سے بچا ہو ۔ ورنہ تمام مکانات پھٹے پڑے ہیں ۔ بڑی بڑی عالیشان یورپین کی کوٹھیاں پھٹ گئیں ریلوے اسٹیشن امرتسر کا بیرونی حصہ گر گیا ۔ خیر الدین کی مسجد کے منار آپڑے ۔ گھنٹہ گھر کا اوپر کا حصہ قریباً دو گز نیچے آپڑا ۔ علاوہ اسکے بہت سی جانیں بھی اسکی بھینٹ چڑھ گئیں ۔ اور یہ ہولناک زلزلہ صرف امرتسر ہی پر نازل نہیں ہوا ۔ بلکہ تمام پنجاب ہندوستان میں سے کوئی بھی شہر اس سے بچ نہیں سکا ۔ لاہور میں بڑا سخت نقصان ہوا ۔ بادشاہی مسجد تک کے منار جو قریباً چار ساڑہے چار سو سال سے باامن کھڑے تھے ۔ اور اس اثنا میں سینکڑوں زلزلے اندہیاں دیکھ چکے تھے ۔ نہ بچ سکے ۔ سنہری مسجد کا بڑا نقصان ہوا ۔ ریل کے کارخانہ کی دیواریں پہٹ گئیں ۔ اور آہنی شہتیر اپنی جگہ سے ہلکر چہت کا ایک حصہ ٹیڑہا ہو گیا ۔ بانکر شاپ تمام پہٹ کر ناکارہ ہو گیا ۔ ریلوے اسٹیشن کے اکثر کمرے گر گئے ۔ ریفریشمنٹ کو سخت صدمہ پہنچا ۔ نیا پلیٹ فارم جو شمال کیطرف ہے اسکی ڈیوڑھی گر گئی ۔ مسجد وزیر خان کے شمالغربی مینار کو صدمہ پہونچا ۔ ڈاکخانہ ٹون ہال کو شدید نقصان پہونچا ۔ اکثر جانیں تباہ ہوئیں ۔ لودہیانہ میں بھی اسی قسم کا زلزلہ آیا ۔ یہی حالت سیالکوٹ کی ہوئی ۔ مدراس میں بھی سخت نقصان ہوا ۔ شملہ میں ۳ منٹ تک دورہا ۔ کرائسٹ چرچ کا گرجہ نیز گرینڈ ہوٹل کی عمارت بھی خستہ ہو گئی ۔ جان و مال کا بہت نقصان ہوا ۔ کوہ مسوری پر بھی ۳ منٹ میں سخت تباہی آئی مال وجان کے نقصان کا ابھی اندازہ نہیں لگا ۔ توبہ ۔ پٹیالے میں مارے زلزلے کے لوگ گھبرا گئے ۔ عمارتیں مسمار جانیں تباہ ۔ ترنتارن ضلع امرتسر میں سخت نقصان ہوا بہت سی جانیں بنگلے کے نیچے آکر دب کر مر گئے ۔ پٹھانکوٹ میں نہایت سخت زلزلہ آیا ۔ دہرم سالہ کا تمام سٹیشن بھی برباد ۔ سخت کہرام مچا ہوا ہے ۔ لاہور میں تین سولین ایک انگلو انڈین بھی دب کر مر گئے میم صاحبات و بچوں کا بھی سخت نقصان ہے ۔ ٹبالہ میں بھی سخت زلزلہ آیا ۔ تمام مکانات مسمار ہو گئے ایک جہونکے کے ساتھ ہلگئے اور دوسرے دہم آپڑے تیسری جہونکے نے لوگوں کی ملک الموت سے جان آئینیں کر دیں ۔ غرضیکہ فیروزپور ۔ ملتان جالندہر کپورتھلہ ۔ حصار ۔ ہانسی منٹگمری وغیرہ جدہر دیکھو یہی حال پکار رہے جو میں تحریر کر رہا ہوں جسقدر مختلف ضلعوں سے خطوط آئے ہیں کسی میں بھی یہ نہیں لکہا ہوا کہ ہمارے ہاں کچہ کم زلزلہ آیا ہے ۔ یہی تحریر ہے کہ ہمارے شہر کا فلاں فلاں حصہ مسمار ہو گیا ہے ۔ اتنے آدمی مر گئے ہیں الاماں ۔ سب سے زیادہ اثر اسکا سرینگر اور ڈیرہ دون اور دہرم سالہ و کانگڑہ پر پڑا ۔ یعنے بھاگسو چھاؤنی پر جو قریباً پانچسو کے سوار مقیم تھے بسبب پہٹ جانے پہاڑ کے قریباً تین سو کے مر گئے ۔ جو بچے وہ سہکتے ہیں ۔ علاوہ ان کے اور بہت سا نقصان ہوا ۔ ڈیرہ دون کی یہ حالت ہے کہ اسقدر مکانات گرے اور لوگ نیچے دب کر مر گئے ہیں کہ کوئی لاش اٹہانیوالا میسر نہیں آتا ۔ حضور گورنمنٹ صاحب تشریف فرما ہیں اور آپنے حکم دیا ہے کہ نہایت آرام کیساتہ لاشیں نکالی جاویں اور دفنائی جلائی جاویں ۔ یہی حال سرینگر کا سننے میں آیا ہے ۔ بلکہ ایک تار سے اسقدر پتہ لگا ہے کہ کشمیر تباہ ہوئی پڑی ہے تار سے واضح ہوا ہے کہ کشمیر میں ایک دن پہلے یعنے ۳ ۔ اپریل پیروار کو ۱۲ بجے دن کے زلزلہ آنا شروع ہوا ۔ اور ۴ ۔ اپریل کو صبح کے ۶ بجے تباہی آئی ۔ اللہ اپنا فضل کرے ۔ یہ سب ہماری شامت اعمال کا نتیجہ ہے ۔ کہ بیماری آئی تو ایسی کہ ادہر آدمی بیمار ہوا ۔ ادہر چلتا ہوا ۔ اگر کوئی بہوٹے سے خبر پرسی کو آگیا ۔ تو وہ بھی دم میں چت ۔ سردی ایسی پڑی کہ اسکی نظیر پیشتر کئی سالوں میں نظر نہیں آتی اب اگر پہونچا آیا تو ایسا کہ خدا کی پناہ ۔ دنیا کے تباہ ہونے میں کوئی کسر باقی نہ تھی ۔ وہ لوگ جو کہا کرتے تھے کہ خدا کیا ہے ۔ یہ سب زمانہ کی ٹاٹ ہے ۔ بے اختیار حواس باختہ پناہ مانگتے تھے ۔ اور اپنے کئے پر پچھتا رہے تھے ۔ بعض کا قول ہے کہ رات کے ۳ بجے ہی زلزلہ محسوس ہو رہا تہا ۔ سوا چھ بجے کے بعد ۱۰ بجے تک تھوڑے تھوڑے عرصوں بعد زلزلہ آتا رہا ۔ زمین کی رفتار بھی بہت تیز تھی پھر کوئی الحمہ ۱۱ بجے پھر دو بجے پھر رات ۱۱ بجے پھر ½ ۱۱ پھر دو بجے پھر ہ کو علی الصباح ۶ بجے زلزلہ آیا ۔ لوگ پہلے دن شہر سے باہر جا کر توبہ استغفار کرتے رہے ۔ بلکہ رات کو بھی اکثر دروازوں کے باہر اور باغات میں لوگوں نے آرام کیا ۔ ہندو مسلمانوں نے خیرات حد سے بڑھکر کی ۔ مسلمان لوگوں نے باہر جا کر ننگے سر نفل ادا کئے اور سربسجود ہو کر گڑگڑاتے رہے ۔ ۶ کی رات کو مسلمانوں کا ایک جم غفیر

مجمع تسبیح و تقدیس بازارون مین کرتا پہرا خدا کی قدرت کہ ابھی زلزلہ کا خوف لوگون کے دلون سے دور نہین ہوا تہا۔ کہ آسمان ابر آلود ہو گیا اور ۶ کی رات کو ۱۱ بجے کے قریب بارش ہوئی۔ بوندین کنکرون کیطرح پڑین۔ لوگ پکار رہے تہے۔ کہ اگر ایک آدھ گھنٹہ بھی بارش ہوئی تو بس پہر خیر نہین کیونکہ شہر تو پہلے ہی بیٹھا پڑا ہے۔ اب بارش سے تباہ ہو جائیگا۔ مگر اس ارحم الراحمین نے اپنے بے بہا فضل کرم سے بچا لیا۔ اگلے دن شیخ محمد جمیل صاحب و دیگر روساء نے منادی کرادی کہ آج جمعہ کی نماز تمام لوگ عیدگاہ مین پڑھین۔ جسپر مسلمان بڑی خوشی سے گئے اور نماز ادا کی خلقت کا ہجوم اسقدر تھا۔ کہ کبھی عید کے دن بھی اتنے لوگ نہین دیکھے گئے۔ مزید بران شہر کی سب تمام مسجدین معمول سے زیادہ لبریز تہین۔ بہت سے ایسے نماز مین شامل تہے۔ جو کبھی عید کی نماز پر بھی شریک نہ ہوئے تھے سچ پوچھو تو خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا ثبوت دیا ہے اور دنیا کو دوسری بار پیدا کیا ہے ورنہ کس امید تھی کہ اب پہر کوئی کام کر سکین گے۔ الغرض دریافت طلب [illegible] یہ ہے کہ اس زلزلہ کا کیا باعث ہے۔ اول تو یہ کہ آج دنیا پر اسقدر ظلم اور زنا۔ جہوٹ۔ بدی۔ فریب دغا۔ عداوت۔ حسد وغیرہ پہیل گئے ہین۔ جو محتاج بیان نہین۔ اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جسقدر جرم سخت ہوتا ہے۔ اسیقدر سزا بھی زیادہ ہوتی ہے۔ جیسا کہ کسی مجرم کی نسبت کہا جاوے۔ کہ اسکا سر تلوار سے کاٹ دو۔ تو اگرچہ اسکا سر تلوار سے کٹیگا مگر اسکے سر اوترنے کا موجب اسکا جرم ہے۔ اسیطرح اگرچہ یہ زلزلہ تباہ کن تہا۔ مگر دراصل تباہی لانے والے ہمارے فعل ہین۔ اب یہ کہ زلزلہ کسطرح آتا ہے اسکا بیان اگرچہ مولانا مولوی احمد الدین صاحب سامانہ کے مضمون حرکت زمین مین مفصل آپکی نظر سے گذریگا لیکن مین مختصر عرض کئے دیتا ہون۔ زمین کے اندر بیشمار آگ ہے جو پہاڑون کے ذریعہ سے دبی ہوئی ہے وہ چاہتی ہے کہ نکلے اور سورج سے ٹکرائے۔ مگر قانون قدرت نے اُسے بند کر رکہا ہے۔ جب وہ کسیطرف کو نکلتی ہے۔ اور سامنے سے پانی ملتا ہے تو ایک سٹیم پیدا ہو جاتا ہے۔ تو ایک عجیب قسم کا حادثہ وقوع مین آتا ہے کیونکہ پانی تو چاہتا ہے کہ اُسے بجہا دے اور وہ چاہتی ہے۔ کہ اسے جلا دے پس جسوقت ان دونون کا آپس مین مدبھیڑ ہوتا ہے۔ تو لوگون کے لئے قیامت کا نمونہ پیش ہو جاتا ہے کیونکہ اس موقعہ پر زمین کا پہٹ جانا بعید نہین ہوتا وغیرہ وغیرہ۔ یہ جو افواہ پہیل رہی ہے کہ ریلوے گاڑی کا فلان فلان مقام پر نقصان ہوا۔ ابھی تک پختہ طور سے معلوم نہین ہوا۔ خدا کرے خیر ہی ہو۔ آج ایک مولوی صاحب نے دوران وعظ مین جمعہ کے وقت فرمایا کہ بعض ایک کمبختون نے فطرت کے خلاف زنا کیا ہے یعنی امرت سر کے کسی حصہ مین۔ بیٹی باپ۔ اور بہن بہائی نے زنا کیا مگر یہ خبر پایہ ثبوت کو نہین پہونچی۔ کون بدبخت حواس قایم رکہکر ایسے آزادی کے زمانہ مین ایسے فعل شنیع کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ خیر جیسی ہو جتنے مونہہ اتنی باتین۔ دراصل تو جو کچھ دنیا پر قہر الہی طرح طرح نازل ہو رہا ہے۔ ہماری ہی بد عملی کا موجب ہے۔ آج جسقدر لوگ توبہ استغفار کر رہے ہین اگر اسیطرح ایک عرصہ تک عجز والحاح سے فریاد و پکار کرتے رہین تو وہ احکم الحاکمین باقی شکایتون کو بھی دفع کر سکتا ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہ انکساری وعاجزی صرف چار گہڑی کیلئے ہے۔ پہر وہی حرص وہوس و دغا فریب اور لوگ ایسے نازک موقعہ پر عوام الناس کو بارگاہ ایزدی مین رونا اور اپنی تقصیرونکا معافی مانگنا بہتر ہے (ضیاء الاسلام)

قیامت کا نمونہ

۴- اپریل کو سورج کے نکلتے ہی قیامت کا نمونہ قایم ہوا۔ زلزلہ اسقدر زور سے آیا کہ الامان والحفیظ قریباً ۲½ منٹ زور دکہلا کر رہا ہوا۔ پہر بھی تمام روز اور شب برابر ۶ کی صبح تک کئی دفعہ مرات کرات آتا رہا امرت سر لاہور مین پختہ مکانات قریباً سب پہٹ گئے کئی ایک آدمیون کا بھی نقصان ہوا۔ حمل بھی ضایع ہوئے۔ لوگ دیوانہ وار رہتے تھے۔ دماغون سے عقل چہرون سے خون اُڑ چکا تہا۔ مکانون سے نکل نکل میدانون کو بہاگ رہے تھے۔ غرض قرآن شریف مین جو نمونہ قیامت کا بتلایا گیا ہے تذہل کل مرضعۃ عما ارضعت وتضع کل ذات حمل حملها وتری الناس سکاری وما ہم بسکاری ولکن عذاب اللہ شدید۔ آیت موصوفہ کے تمام اجزا کا نمونہ تہا۔ کشمیر سے اسکی رفتار شروع ہونے کی خبر آئی ہے اور یہ بھی خبر آئی ہے کہ کشمیر مین بہت تباہی ہوئی ہے۔ امرت سر کی بڑی مسجد شیخ خیر الدین مرحوم کے تین منارے گر گئے اور چہت پہٹ گئی۔ لاہور کی سنہری مسجد کو بھی نقصان پہونچا اور بھی کئی ایک مسجدون کے منار گرے۔ امرت سر کے گہنٹہ گہر کو بھی صدمہ پہونچا۔ آٹھ پہر لوگون کے ہوش بحال نہین ہوئے امرت سر مین سو سال سے زاید عمر کے لوگ کہتے ہین کہ ہم نے ایسا زلزلہ دیکہا نہ سنا۔ دیکہین اہل ملک عموماً مسلمان خصوصاً اس نشان الہی سے کیا عبرت پاتے ہین۔ بندے ذوالجلال کی عظمت اور جلالت کو کہان تک دلون مین جگہ دیتے ہین۔ اللھم لا تقتلنا بغضبک ولا تھلکنا بعذابک وعافنا قبل ذالک۔ (اہلحدیث)

ہولناک زلزلہ

۴- اپریل کی صبح کا زلزلہ جو ۱ منٹ اوپر چھ بجے شروع ہوا۔ ملک کے ہر ایک حصہ مین تباہی بخش ثابت ہوا ہے۔ شمالی ہند کے بڑے بڑے شہرون کی عظیم عمارتین یا تو چکنا چور ہو گئی ہین یا انکو سخت صدمہ پہنچا ہے سرکاری اور پرائیویٹ عمارتون مین شگاف ہو گئے ہین۔ اور اکثر عمارتین پاش پاش ہو کر خطرناک حالت مین کہڑی ہین۔ ہر ایک حصہ ملک مین زلزلہ قریباً ایک ہی وقت محسوس ہوا۔ اور یہ زلزلہ کی تیزی رفتار کے لحاظ سے حیرت انگیز بات ہے کوئی زندہ شخص پنجاب بہر مین اس زلزلہ کی نظیر کا ذکر نہین کرتا۔ ہر جگہ اس زلزلہ کی آمد ایک ہی تہی گویا کہ بادل گرج رہی۔ یا ہزارون توپون کے ایک ہی بار منہہ کہولدیئے گئے تھے۔ سخت احساس کا دورہ قریباً ڈیڑھ منٹ تک قیاس کیا گیا ہے۔ اسکی جنبش سے چھتون نے دیوارین چہوڑ دین۔ شہتیر دیوارون سے نکل گئے۔ اور بلند عمارتین سرنگون ہو گئین۔ تمام منظر تہر تہر کانپ رہا تھا۔ اور جانون اور مکانون کی سلامتی سخت خطرے مین ہو رہی تہی۔ ایک کی اور سخت جہکولا سارے نظر آنے والے کہیل کی صورت کا نقشہ بدل دینے کو کافی تھا۔

امرت سر مین صدمہ سے شاید ہی کوئی مکان بچا ہو۔ بڑی بڑی عمارتون کو عموماً زیادہ صدمہ پہونچا ہے۔ زرا آندہی کی کیفیت بہونچال کی نسبت بھی صحیح ثابت ہوئی ہے۔ جسطرح آندہی مین تناور درختون کو جو ہوا کی تندی کا مقابلہ کرنا چاہتے ہین زبردست عنصر کے سامنے سربسجود ہونا پڑتا ہے۔ اور نرم پودے جو پہلے ہی سر نیاز خم کر دیتے ہین۔ صدمہ سے محفوظ رہتے ہین۔ اسیطرح اس ہولناک زلزلہ نے بالعموم گرانڈیل اور مضبوط عمارتون کے انجر پنجر ڈہیلے کر دیئے ہین۔ اور ہلکی عمارتون کو نسبتاً کم صدمہ پہنچا ہے۔ اور بے حقیقت کچی عمارتین بالکل محفوظ رہی ہین۔ گھنٹہ گھر امرتسر کا کسیقدر بالائی حصہ زمین پر آ رہا۔ ٹون ہال اور کوتوالی کی عمارت کو صدمہ پہنچا ہے۔ سٹیشن کا بیرونی حصہ ٹوٹ گیا۔ شیخ خیر الدین کی مسجد کے تین منار زمین پر آ رہے۔ گرجا گہرون کو سخت صدمہ پہنچا۔ دفتر ضلع کے ایک حصہ کی چہت سلامی سطح کی شکل مین ہو گئی ہے نئی پرانی عمارتون اور کوٹھیون مین سے کوئی بہی صدمہ سے بچ نہین سکی۔ شہر مین عمارتون کو صدمہ پہنچنے سے بہت کی حالت خطرناک ہو رہی ہے۔ ۴- اپریل کی صبح کے بعد دوسرے دن ۵- اپریل ۳ بجے صبح تک کم از کم دس دفعہ زلزلہ محسوس ہوا۔ لوگ اتنے ہراسان اور خوف زدہ ہو رہے تھے کہ باشندون کی ایک کثیر تعداد نے گہر چہوڑ کر میدانون مین اور شہر کے باہر پناہ لی۔ خطرناک مکان گرائے جا رہے ہین۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر جو اس دن باہر گئے ہوئے تھے واپس آ گئے ہین۔ اور سرگرمی سے انتظام مین مصروف ہین۔ مکانون کے گرنیسے جانون کا بہی نقصان ہوا ہے۔ جنکی تعداد ۹ سے ۲۵ تک بیان کیجاتی ہے۔ ۷ سے ایک سو آدمیون تک کو سخت چوٹین پہنچنا ظاہر کیا جاتا ہے۔

لاہور مین بہی بڑی بڑی عمارتون کو صدمہ پہنچا۔ وزیر خان کی مسجد۔ شاہی مسجد۔ سنہری مسجد۔ ٹون ہال۔ منٹگمری ہال اور دوسری عمارتون نے سخت صدمہ برداشت کیا ہے۔ شملہ۔ مسوری۔ پٹیالہ۔ جالندہر وغیرہ سے اسی قسم کی تارین موصول ہوئی ہین۔ سب سے زیادہ مصیبت دہرم سالہ (کانگڑہ) پر پڑنے کی خبر آئی ہے۔ سارے مکانات زمین کے برابر ہو گئے ہین۔ اور دیسی اور یورپین جانون کی کثیر تعداد ضایع ہو گئی ہے۔ عموماً بڑے بڑے فوجی۔ سول اور انجنیئرنگ افسر جو سٹیشن پر موجود تھے۔ جان بحق ہوئے ہین باقیماندہ زخمی اور صدمہ رسیدہ جانین کہلے میدان مین پڑی ہین۔ اور علاج اور خوراک کی محتاج ہین۔ صاحب کمشنر بہادر لاہور ڈویژن کے سپیشل ٹرین مین خاص امداد کو بہیجے جانے کی خبر ہے۔ کشمیر مین اس زلزلہ سے سخت تباہی آئی ہے۔ لیکن چونکہ تارین ٹوٹ گئی ہین۔ اسلئے ابہی تفصیل موصول نہین ہوئی۔

ترنتارن مین ایک بنگلہ گر گیا۔ دربار صاحب ترنتارن کی چہت کو صدمہ پہنچا۔ یہان ۹ جانین ضایع ہوئی ہین اور ۷ آدمی زخمی ہوئے۔ ہر حصہ ملک سے پرائیویٹ تارین تباہی کی تصدیق کرتی ہین اور ابہی تفصیل کا انتظار ہر آن ہے۔

اس مہیب زلزلہ کا خیال کر کے ایک خیال ضرور مضبوط ہو جاتا ہے۔ کہ نیچر ہند و ہندوستان کو نہایت درجون سے گذار رہی ہے۔ یہان قحط پڑتے ہین جسمین لاکہون جانین ضایع ہو جاتی ہین یہان طاعون ہے۔ جو لاکہون جانون کو ختم کئے جاتا ہے۔ یہان ابہی تہوڑے ہی دن ہوئے بے مثال اور سخت موسم سرما موجود تہا۔ اور اب ایک ایسے سخت بہونچال سے ملک کو مقابلہ کرنا پڑا ہے کہ جس نے ہزارون جانون کو قتل اور زخمی کرنے کے علاوہ کروڑون۔ اربون کی جایداد تباہ کر دی ہے۔

پیلک [illegible]

www.aaiil.org

زلزلہ کے خطوط

نمبر ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت اقدس

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

امابعد گذارش آنکہ۔ آج تقریباً چھ بجے صبح کے امرتسر میں سخت زلزلہ محسوس ہوا۔ غالباً کوئی ایسا مکان ہوگا جو شکست وریخت سے بچ رہا ہو۔ ساڑھے دس بجے تک تقریباً ۸ زلزلے آئے لیکن ان سب میں پہلا زلزلہ ایسا سخت تھا کہ الاماں۔ میں چونکہ شہر کے ایک غربی پہلو میں رہتا ہوں اس لحاظ سے میرے جیسے شخص کیلئے ایسے حادثے کا فوٹو کھینچنا ایسے شہر میں محال ہے۔ لیکن تاہم ایسی ناگہانی حیرانی اور پریشانی میں جو کچھ مجھکو محسوس ہوا وہ سخت عبرت کے لائق ہے۔ میں صبح کی نماز سے فراغت پاکر بالاخانے میں ہی قرآن شریف پڑھ رہا تھا کہ زلزلے کی دو متواتر جنبشیں معلوم ہوئیں۔ میں مضطربانہ باہر نکل آیا۔ اور مکان سے نیچے جانے والی صحن کی سیڑھیوں کے بالائی سرے پر کھڑا ہو نیکو ہی تھا کہ نہایت شدت سے زلزلہ شروع ہوگیا۔ مکان اس کشتی کیطرح ہوگیا جو سمندر میں سخت طوفان میں ہچکولے کھا رہی ہے۔ مکان کبھی ایک پہلو پر جھکتا تھا کبھی دوسرے پر۔ سارے شہر میں ایکدم شور مچ گیا۔ اور تمام کوچہ و بازار میں دوڑا دوڑ اور بھاگو بھاگ کا کہرام مچ گیا۔ میں بت کیطرح حیران پاؤں نہیں جمتا نہیں۔ ادھر زنان خانہ میں توبہ و استغفار کا نعرہ بلند ہو رہا ہے اور ہر ایک منزل میں گھر کے نوجوان بڑے اضطراب اور گھبراہٹ میں یارب یارب یا اللہ یا اللہ پکارتے ہوئے دروازے سے باہر کیطرف مایوسانہ میری طرف دیکھ رہے ہیں کہ کیا کریں میں ان سب کے درمیان ترسان و لرزان اپنی کشتی کی سلامتی کیواسطے اپنے مالک سے دعائیں مانگتا جاتا ہوں اور نوجوانوں کو کہتا ہوں کہ مکان کے باہر بھاگ جاؤ۔ اور اپنی جان بچاؤ۔ ادھر زنانوں کو کہتا ہوں کہ مکان چھوڑ دو۔ اور مکان کے سامنے کی پچھلی چھت پر جسطرح ہوسکے ہو بچ جاؤ۔ کسی نے کہا وہاں پردہ کیونکر ہو۔ بچوں کی نانی نے کہا کہ جانیں بچ رہیں گی تو سب کچھ ہے۔ نوجوان تو اشارہ پاتے ہی مکان کے باہر ہوگئے لیکن ننھے بچے خواب شیریں کی تلخکامی سے

لوگوں کا کچھ ارادہ معلوم ہوتا ہے کہ رات کو مکانات کے باہر شب باش ہوں۔

ناواقف ابھی بستروں میں سو رہے تھے۔ اور یہ اموت یاد دلانے والا وقت تھا نہ مکان سے باہر ہونے کو ہوئے۔ ان بچوں کا جگانا اور بھگانا مشکل ہوگیا۔ ادھر میں ان لوگوں کو ڈانٹ رہا ہوں کہ جسقدر جلد ممکن ہو بچوں کو گھسیٹ کر لے بھاگو ادھر مکان کے ہچکولے اور چھت کی لرزش پاؤں نہیں جمنے دیتی تھی غرض افتاں و خیزاں یہ ناتوان گروہ بصد مشکل مکان کے باہر ہوا۔ شہر کیطرف دیکھتا ہوں تو شور و فغان نالہ و فریاد کی پکار چاروں طرف سے کانوں کو بدحواس کر رہی ہے لوگ دوڑا دوڑ ڈھاب کی خالی زمین میں ٹھہر رہی ہے یا جوق درجوق شہر کے باہر ریڈ کیطرف بھاگ رہے ہیں۔ مکانوں کے چھجے اور منڈیریں تڑاخ پڑاخ سیٹ کر نیچے گر رہے ہیں یا دیواروں کے ہوئے کے پٹاخے چل رہے ہیں اور گرد و غبار کے بگولے ہوا میں معلق نظر آرہے ہیں۔ یاالٰہی یہ زلزلہ ہے یا صبح قیامت ہے۔ مکان گورستان معلوم ہوتے ہیں اور کہیں مردوں کی تصویر میں نفسی نفسی کا عالم ہے۔ مجھکو تو یقین ہے کہ اسوقت دہریوں کو بھی اس اعلیٰ اور برتر ہستی کا یقین آگیا ہوگا۔ جو مکانات سالہا سال سے آسائش کا ذریعہ تھے ان کے اندر مصائب کا پہاڑ ہوگئے۔ اسوقت یہی معلوم ہو رہا تھا کہ اب جانوں کا خاتمہ ہے۔ مگر جب یہ درد و الم حد سے گذر گیا تو اوس شافی مطلق نے زمین اور اہل زمین اور اہل زمین کی تسکین بخشی اور جان میں جان آئی۔ سنا جاتا ہے کہ تقریباً ۱۰ آدمی دب کر مر گئے۔ اور چوٹ کے صدمات سے بہت لوگ مجروح ہوئے۔ نسبتاً جو مکان کچے نسبت اور کمزور تھے وہ بہ نسبت اونکے پختہ اور مضبوط تھے اچھے رہے۔ یہ بھی سنا گیا ہے کہ کئی دیواریں ایکدوسری کی متوازی ٹکرکھا کر ٹوٹ گئیں۔ یہ بھی سنا ہے کہ دربار صاحب کے تالاب کا پانی پر دیکھنے مقام سے تین سیڑھی نیچے تھا لیکن جب زلزلہ کے باعث سے پانی اچھلتا تھا تو پر دیکھنے کے مقام پر ایک ایک فٹ پانی ہو جاتا تھا۔ کوشش ہو رہی ہے کہ مسلمان پریڈ میں جاکر نفل پڑھیں۔ اور ہندو اپنے اپنے مقامات پر پوجا پاٹ میں مصروف ہوں۔

حضور میرے اور میرے بال بچوں کیواسطے دعا فرماویں کہ وہ ارحم الراحمین ہمکو صراط مستقیم کی ہدایت کرے۔ اور عاجز کی کشتی کو دنیا کی تیز و تند موجوں سے محفوظ رکھے۔ ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔

خاکسار کرم الٰہی اسسٹنٹ شفاخانہ ڈھاب کھٹیکان امرتسر مورخہ ۴ اپریل ۱۹۰۵ء

نوٹ۔ دس بجے کے بعد بھی چند خفیف زلزلے محسوس ہوئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مشفقی و محبی جناب بھائی صاحب دام اقبالہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بندہ خیریت سے گھر تو پہونچ گیا تھا۔ مگر دوسرے دن چار تاریخ صبح چھ بجے ایسا خطرناک زلزلہ آیا۔ کہ ہمارے دل کھینچے کو طیار تھے۔ ہمارے گھر میں خدا کے فضل سے بالکل آرام ہے۔ شہر میں بہت سے مکانات گرگئی ہیں جو زمین پھٹ گئی ہے وہ میں نے بچشم خود دیکھی ہے۔ ایک گاؤں جوادا کی یہاں سے پانچ کوس کے فاصلہ پر ہے۔ وہاں تمام مکانات ملیامیٹ ہوگئے ہیں۔ اور چارسو کے قریب آدمی فنا ہوگئے ہیں۔ باقی کا پتہ نہیں۔ ایک جگہ سوجانپور دس کوس کے فاصلہ پر ہے۔ وہاں ایک مکان بھی نہیں رہا سب زمین کے برابر ہوگئے ہیں تقریباً تین سو کے قریب آدمی فنا ہوگئے۔ آٹا چاول نہیں ملتا۔ لوگ فاقے مر رہے ہیں۔ چند آدمی باقی ہیں۔ ایک جگہ پالم پور یہاں سے تیس کوس کے فاصلے پر ہے وہاں مدرسہ۔ بورڈنگ۔ تحصیل۔ تھانہ۔ ہسپتال۔ کوٹھیاں شہر کی عمارتیں اسطرح غرق ہوئی ہیں۔ کہ گویا وہاں کبھی آبادی بھی نہ تھی۔ وہاں کا ہیڈ ماسٹر بھی مکان کے نیچے دب گیا تھا مگر لڑکوں نے نکال لیا۔ مدرسہ کے چودہ لڑکے دب کر مرگئے ہیں شہر میں دس پندرہ آدمیوں کے سوا اور کسی کا پتہ نہیں۔ پولیس کا پہرہ ہر وقت لگا رہتا ہے۔ غرضیکہ میں کیا لکھوں قیامت برپا ہے۔ ہائے ہو کا شور ہر طرف سے کان میں پڑتا ہے ۲½ منٹ تک زلزلہ اسطرح رہا کہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین الٹ کر ہمارے سر پر آپڑیگی۔ میں تو پہلے گھر سے باہر نکل گیا تھا۔ مگر شکر خدا کہ ہمارا مکان گرا نہیں۔ حضرت صاحب کا الہام "موتا موتی لگ رہی ہے" خوب پورا ہوا ہے۔ مختصر الفاظ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ پہاڑی علاقہ بالکل ویران ہوگیا ہے مفصل پھر لکھونگا۔

الراقم طفیل حسین از نادون ضلع کانگڑہ

بحضور جناب حضرت اقدس صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضور بھاگسو کی بربادی کی عجیب حالت ہے۔ ہمارے محکمہ کے بابو وہاں پر موجود تھے۔ کہتے ہیں کہ جب تمام مکانات گر چکے۔ تو ایک دو آدمی نے آکر ہمکو زمین یعنے مکان کے نیچے سے آکر نکالا۔ بیان کرتے ہیں وہاں پر ایک چھوٹی سی نہر چلتی ہے یعنے کل پانی نہر اور نلکوں کا خون ہوگیا ہوا تھا۔ ہندوؤں کی لالا جی والی کا مندر وغیرہ سب کا سب فناہ ہوگیا ہے حضرت جی جو مکان ہندوؤں کی پوجا کے اس ملک میں تھے فناہ ہو چکے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ زلزلہ صرف بتوں کی بربادی کے واسطے ہی کیا۔

مگر ہماری گورنمنٹ عادل کو بھی بہت نقصان پہونچا کر کانگڑہ۔ بھاگسو دہرم سالہ۔ پالم پور نادون والیو و لگروٹہ وغیرہ میں اسقدر نقصان آدمیوں اور مکانوں کا ہوا ہے جسکو بالعدار بیان نہیں کرسکتا

مرسلہ نیاز احمدی عبدالکریم ہڈگارڈ از کیمپ ڈاکخانہ نورپور ضلع کانگڑہ۔

عزیز نوازا۔ السلام علیکم۔ میں زلزلہ کے مختصر حالات ایک کارڈ میں لکھ چکا ہوں۔ اب مفصل لکھتا ہوں جس روز زلزلہ آیا میں دورہ میں تھا۔ ایک قصوری والیسی کا حکم پہونچنے پر کل شام کو واپس آگیا ہوں برخوردار عبدالحمید خان اور غلام نبی ڈیرہ پر تھے ہم تینوں بفضل خدا خیریت سے ہیں۔ اور ڈیرہ میں عام طور پر خیریت گذری۔ خداوند کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہم تینوں بخیریت زندہ موجود ہیں ورنہ اور لوگوں کے مقابلہ پر ہمارا کیا خاص حق تھا۔ اس ضلع کی حالت ناگفتہ بہ ہے تحصیل کانگڑہ تحصیل پالم پور سارا اور ایک حصہ تحصیل ہمیر پور و ڈیرہ کا بالکل تباہ ہوگیا ہے کلو و لاہول چونکہ الگ حصہ ضلع میں اسلئے وہاں کی اسوقت تک کوئی معتبر خبر معلوم نہیں ہوئی۔ اور معلوم بھی کسطرح ہو ڈاک و تار اوسی روز سے بند ہے۔ ڈیرہ گوپی سے آگے ڈاک کا اسوقت تک کوئی انتظام نہیں ہوا۔ نہ معلوم کلو و لاہول و ریاست چمبہ وغیرہ میں جو یہاں سے بھی زیادہ پہاڑی علاقہ ہے کیا کچھ تباہی ہوئی ہوگی یہاں سے حالات معلوم کرکے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ ہزاروں خاندان بالکل تباہ ہوگئے۔ لاکھوں گھر ایک چشم زدن میں سطح زمین پر آرہے۔ دہرم سالہ یعنے بھاگسو میں کچھ حصہ مکان خزانہ کے سوائے باقی ایک جھونپڑہ بھی نہیں بچا۔ یورپین افسران مسٹر یورنے سپرنٹنڈنٹ مہتمم خزانہ ڈسٹرکٹ جج (جس نے ایک دن پہلے چارج لیا تھا) مرگئے۔ چند یورپین فوجی افسران بھی طعمہ اجل ہوئے سیکڑوں فوجی سپاہی مرگئے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر جو بڑی خواہش سے سر ضلع پسند کرکے سیالکوٹ سے تبدیل ہوکر آئے تھے اور اپنی بیوی اور بچوں کو کانگڑہ میں چھوڑ کر دورہ میں چلے گئے تھے خود تو بچ گئے مگر بیوی و بچے دب کر مرگئے۔ علاقہ پالم پور میں شاذ و نادر کوئی گھر بچ گیا ہوگا جو گرا نہ ہو۔ یہی حال تحصیل کانگڑہ و علاقہ جگہ تحصیل ڈیرہ و کچھ حصہ تحصیل ہمیر پور کا ہے

٭ ڈاکخانہ و تار گھر سوائے ایک دو کلرک کے کوئی نہیں بچا۔ ڈاک بے پار روانہ کرے تو کون کرے اور یہی حال تار کا ہے۔

[illegible]

اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصفّےٰ سارسا پریلا یعنے عجیب و غریب چار جوہر ۔ طلسمی اور حکمی مصفیات خون اور مقویات بدن کا مجموعہ ایک بکس چار جوہر کے چاروں شیشی کی دوائیں گردے

خون کو نہایت صاف کر کے تمام جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور سر سے پیر تک ہر طرح کی طاقت بخشنے میں چار سو چارہ دوا و کمالات اور جوہر فی شیشی ۸ خوراک چار شیشیوں میں ۳۲ خوراک

جو ۳۲ روز کے استعمال میں مرد اور عورت لڑکے اور بوڑھے سب کو تمام عمر کیلئے صحیح و سالم اور تندرست و چالاک بنا دیتا ہے ۔ شیشی نمبر ۱ جوہر عنبر وغیرہ شیشی نمبر ۲ جوہر حرارتیہ وغیرہ شیشی نمبر ۳ جوہر شاہترہ وغیرہ شیشی نمبر ۴ جوہر چینی وغیرہ

[illegible]

کارخانہ احمدی راحت و عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے ۔ بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ کثرت سے ہو گئے ۔ بلحاظ قدامت اب سے ترقی دیگئی ہے ۔ اور عطور تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے تیار کئے جاتے ہیں اور خوش معاملگی سے کارخانہ انجام دیا جاتا ہے ۔ یقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں ۔

راقم محمد عبد اللہ سعد اللہ تاجران عطر قنوج

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو ہر کام کی سچائی کیلئے صرف ایک عمدہ ذریعہ ہے کہ ہر ایک دوا کا نمونہ کا رڈ آنے پر مفت بھیجا جاوے (سونے چاندی کی گولیاں) جو اعلیٰ درجہ کی مقوی دل و دماغ و معدہ و باہ اور مصفی خون میں ۔ جوان اور بوڑھوں کیلئے مفید اور حسن کی بے اعتدالیوں کیلئے اکسیر میں قیمت حبوب کا بکس عا (نخل مراد) یہ ایک نہایت نفیس عمدہ قسم کی مٹھائی ہے جو کہ مشک و عنبر مقویات اور دیگر میوہ جات مخلوط کر کے تیار کیگئی ہے جو کھانے کے ساتھ اپنا اثر دکھانا شروع کرتی ہے اور قوت و جریان و رقت احتلام وغیرہ کو دور کر کے چست و چالاک بنا دیتی ہے اور مقوی دل و دماغ و معدہ و جگر ہے ان اعضاؤں کو تقویت دیکر خون صالح پیدا کرتی ہے واسطے آزمائش بکس خورد ۲ خوراک ۱۰ ر بکس اوسط ۲۰ خوراک عہ بکس کلاں جو ایک دہی کو کافی ہے عا

المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ ببب گڈھ ضلع دہلی

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی ۔

نائٹ آئل یہ تیل ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے ۔ نزلہ ۔ آنکھوں درد سر وغیرہ کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ۸ محصولڈاک بذمہ خریدار ۔

المشتہر منیجر کارخانہ فرحت افزا نسیم قنوج

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالک کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا ۔

www.aaiil.org

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

إنه آوى القرية

الحکم

چو گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت پیشگی سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ... (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ۱۲ آنہ

نمبر ۱۵	دار الامان قادیان مورخہ ۳۰ - اپریل ۱۹۰۵ء مطابق ۲۴ صفر ۱۳۲۳	جلد ۹

فہرست مضامین

دار الامان کا ہفتہ ، استفسار اور انکے جواب ص ۱
تازہ الہامات ، رویا اور کشوف "
حضرت مسیح موعود اخوت پر صفحہ ۲
تفسیر القرآن من مسیح الزمان " ۳ و ۴
تحریک ۔ ص ۵ مواعظ صدیق اکبر " ۵
ڈاکٹر برخوردار خان عیسائی کے سوال کا جواب " ۶ و ۷
سیرۃ المہدی کا ایک ورق " ۷
لاہور مین میرے دو تین دن " ۸ و ۹
البلاغ ص ۹
اصحاب رسول اللہ صلعم کی مراسلت ص ۱۰
عجیب و غریب خطوط ص ۱۰
قہری نشان زلزلہ پر اخبار کیا کہتے ہین ص ۱۰ و ۱۱
نشان زلزلہ کے خطوط ص ۱۲
حضرت اقدس کے شب و روز ص ۱۳
رسید زر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ص ۱۳
اشتہار ص ۱۳
اشتہارات ص ۱۴

دار الامان کا ہفتہ

۱ - اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپکے اہلبیت اور بزرگان ملت سب کے سب باغ مین ہین اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے تندرست اور اعلائے کلمۃ الاسلام مین مصروف (اللهم انصر من نصر دين محمد صلى الله عليه وسلم واجعلنا منهم آمين)

۲ - عالی جناب نواب محمد علیخان صاحب رئیس مالیرکوٹلہ جو کئی ماہ سے اپنے بعض ذاتی کاروبار کے لئے لاہور تشریف لے گئے ہوئے تھے ۲۷ - اپریل کی شام کو خیر و عافیت سے دار الامان واپس پہونچے اور باغ کے مغربی جانب ایک دوسرے باغیچہ مین خیمہ زن ہین ۔

۳ - میان عالم علی کنسٹیبل متعینہ قادیان آجکل نہایت مستعدی سے حفاظت قصبہ کر رہا ہے کیونکہ اکثر حصہ باہر نکلا ہوا ہے اور وہ کبھی مختلف حصون مین ساری رات اِدھر اُدھر بھاگنا پڑتا ہے ۔ غرض ہر طرح سے تسلی بخش انتظام ہو رہا ہے اور ایسے وقت مین یہ نہایت قابل قدر ہے ۔

استفسار اور ان کے جواب

سوالات

(۱) سجدے اور رکوع مین قرآنی دعائین مانگنا یا سورۃ فاتحہ پڑھنا درست ہے یا نہین ۔ اگر نہین تو وجہ بھی جناب امید ہے تحریر فرمائین گے ۔

(۲) روزہ بغیر سحری رکھنا یعنے آٹھ پہری روزہ رکھنا برائے تزکیہ نفس درست ہے ؟

(۳) نماز مین آنکھین بند کرنا کیا مکروہ ہے ؟ اور نماز مین چادر جو اوڑہی ہوئی ہو اسکا لٹکنا اور زمین پر پڑنا بھی کیا مکروہ ہے ؟

فاما الجواب

۱ - سجدہ اور رکوع مین قرآنی دعائین مانگنا یا سورۃ فاتحہ پڑھنا ہرگز جائز نہین ہے تیرہ صدیون سے اسلام کا تعامل بتاتا ہے کہ رکوع ۔ سجود مین قرآن کریم نہین پڑھا جاتا پھر اب اسکی کیا ضرورت پیش آئی ۔

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

سجدہ اور رکوع مین قرآن کیون نہین پڑھا جاتا ؟ یہ ایک باریک سِر ہے ہر شخص شاید اسکو نہ سمجھ سکے تاہم مختصر طور پر یاد رکھنا چاہیئے ۔ کہ قرآن کریم ملک العلام اور حی و قیوم خدا کا کلام ہے ۔ شاہی کلام اور فرمان ہمیشہ کھڑے ہو کر پڑھا جاتا ہے خصوصاً دربار شاہی مین سجدہ عبودیت اور ذلت کا مقام ہے اس موقع پر کلام الٰہی نہین پڑھنا چاہیئے ۔ اس لئے عبودیت کے رنگ مین دعا ہو ۔ اپنی زبان مین بیشک دعائین کرو ۔

۲ - اللہ تعالیٰ کے حدود کو قائم رکھنا بڑا ضروری ہے ہر ایک نیکی کا کام اسیوقت نیکی کا کام ہو سکتا ہے جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرمودہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل درآمد کے موافق ہو ۔ روزہ بغیر سحری کے رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عام لوگون کیلئے پسند نہین فرمایا دین یسر ہے يريد الله بكم اليسر خصوصیت کے ساتھ روزہ ہی کے ذکر مین آیا ہے ۔

۳ و ۴ - نماز مین آنکھین بند کرنا مکروہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھلی رکھتے تھے ہو من کو چست ہونا چاہیئے ۔ مومن ڈھیلا ڈھالا نہین ہوتا فقہا نے منع کیا ہے ۔

تازہ الہامات ، رویا اور کشوف

۲۸ - اپریل ۱۹۰۵ء ۔ رویا مین دیکھا کہ ایک سفید کپڑا ہے اس پر کسی نے ایک انگشتری رکھدی ہے ۔ اس کے بعد الہامات ذیل ہوئے ۔ فتح نمایان ہماری فتح ۔ صدقت الرؤيا ۔ إني مع الأفواج آتيك بغتة ۔

۲۹ - اپریل ۱۹۰۵ء ۔ رات دو بجنے مین سات منٹ باقی تھے کہ مینے دیکھا کہ یکایک زمین ہلنی شروع ہوئی ۔ پھر ایک زور کا دھکا لگا ۔ مینے رویا ہی مین گھر والون کو (حضرت ام المؤمنین سے مراد ہے ۔ ایڈیٹر) کہا کہ اٹھو زلزلہ آیا ہے اور یہ بھی کہا کہ مبارک کو لیلو اسی حالت رویا مین یہ بھی خیال آیا کہ شاستری کی پیشگوئی غلط نکلی ۔

(اسپر حضرت اقدس نے اشتہار جو البلاغ کے نام سے مینے چھاپا ہے شایع فرمایا ۔ ایڈیٹر)

۳۰ - اپریل ۱۹۰۵ء ۔ رویا مین دیکھا کہ ایک اشتہار ہے اسپر لکھا ہوا تھا المبارک پھر بطور وحی یہ زبان پر جاری ہوا ۔ بركة زائدة على هذا الرجل یعنے ایک زیادہ برکت ہے اس جل پر ۔

(اعلیٰ حضرت نے جب یہ رویا سنایا تو مینے عرض کیا کہ کل جو رویا ہوئی تھی کہ حضور نے فرمایا کہ مبارک کو لے لو یہ اسکی تائید کرتا ہے فرمایا "بہت صحیح بات ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رویا ان تمام امور کے نتیجہ کی خبر دیتی ہے" ایڈیٹر)

ہز آنر نواب لاٹ صاحب کے دفتر سے مندرجہ ذیل اطلاعین موصول ہوئی ہین ۔

(۱) تا صدور مزید احکام ضلع کانگڑہ کا صدر مقام نور پور تحصیل نور پور ضلع کانگڑہ کو تبدیل کیا گیا ۔ (۲) ...

تصحیح ۔ صفحہ ۱ کے بعد صفحہ ۲ پڑھا جاوے پھر صفحہ ۱۱ پڑھو ۔

www.aaiil.org

حضرت مسیح موعودؑ اخوت پر

*

۲۲ - اپریل ۱۹۰۵ء کو بعد نماز جمعہ اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مندرجہ ذیل تقریر باہم ہمدردی اور حقوق اخوت پر فرمائی۔ ایڈیٹر

مین صرف اسقدر بیان کرنا ضروری سمجہتا ہون کہ ہماری اس جماعت کو ایک قسم کا دہوکا لگا ہوا ہے شائید اچھی طرح میری باتون پر غور نہین کی اور وہ غلطی اور دہوکا یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ہماری جماعت مین سے طاعون سے فوت ہوجاوے تو اسقدر بے رحمی اور سرد مہری سے پیش آتے مین کہ جنازہ اٹھانے والا بہی نہین ملتا۔ درحقیقت جیسا کہ قاضی امیر حسین صاحب نے لکہا ہے یہ معصیت تو ماتم سے بہی بڑہکر ہے۔ یاد رکہو تم مین اسوقت دو اخوتین جمع ہو چکی ہین ایک تو اسلامی اخوت اور دوسری اس سلسلہ کی اخوت ہے پہر ان دو اخوتون کے ہوتے ہوئے گریز اور سرد مہری ہو تو یہ سخت قابل اعتراض امر ہے مین سمجہتا ہون کہ اگر ایسے مسافر اپنے گہرون مین ہوتے تو وہ جو خارج از مذہب سمجہتے مین اورکافر کہتے ہین انہین بہی اس قسم کی سرد مہری نہ ہوتی لیکن یہ سرد مہری کیون ہوئی ہے؟ دو باتون کا لحاظ نہین رکہا جاتا

افراط اور تفریط

کا۔ اگر افراط اور تفریط کو چہوڑکر اعتدال سے کام لیا جاوے تو ایسی شکایت پیدا نہو جبکہ **تواصوا بالحق وتواصوا بالمرحمۃ** کا حکم ہے تو پہر ایسے مردون سے گریز کیون کیا جاوے۔ اگر کسی کے مکان کو آگ لگ جاوے اور وہ پکار فریاد کرے تو جیسے یہ گناہ ہے کہ شخص اس خیال سے کہ مین نہ جل جاؤن اس مکان کو اور اس مین رہنے والون کو جلنے دے اور جاکر آگ بجہانے مین مدد نہ دے ویسے ہی یہ بہی معصیت ہے کہ ایسی بے احتیاطی سے اس مین کود پڑے کہ خود جل جاوے۔ ایسے موقع پر احتیاط مناسب کے ساتہ ضروری ہے کہ آگ بجہانے مین اسکی مدد کرے۔

پس اسی طریق پر یہان بہی سلوک ہونا چاہئے اللہ تعالیٰ نے جابجا رحم کی تعلیم دی ہے یہی اخوت اسلامی کا منشا ہے اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ تمام مسلمان مومن آپس مین بہائی مین۔ ایسی صورت مین کہ تم مین اسلامی اخوت قائم ہو اور پہر اس سلسلہ مین ہونے کی وجہ سے دوسری اخوت بہی ساتہ ہو یہ بڑی غلطی ہوگی کہ کوئی شخص مصیبت مین گرفتار ہو۔ اور قضا و قدر سے ماتم پیش آجاوے تو دوسرا تجہیز و تکفین مین بہی اسکا شریک نہ ہو۔ ہرگز ہرگز اللہ تعالیٰ کا یہ منشا نہین ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جنگ مین شہید ہوتے یا مجروح ہوجاتے تو مین یقین نہین رکہتا کہ صحابہ انہین چہوڑکر چلے جاتے ہون یا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اس بات پر راضی ہوجاتے کہ وہ ان کو چہوڑکر چلے جاوین۔

مین سمجہتا ہون کہ ایسی وار داتون کے وقت ہمدردی بہی ہوسکتی ہے اور احتیاط مناسب بہی عمل مین لائی جاسکتی ہے۔ اول تو کتاب اللہ سے یہ مسئلہ ملتا ہی نہین کہ کوئی مرض لازمی طور پر دوسرے کو لگ بہی جاتی ہے ہان جسقدر تجارب سے معلوم ہوتا ہے اس کے لئے بہی نص قرآنی سے احتیاط مناسب کا پتہ لگتا ہے۔ جہان ایسا مرض دباکا ہو کہ وہ شدت سے پہیلی ہوئی ہو وہان احتیاط کرے۔ لیکن اس کے بہی یہ معنی نہین کہ ہمدردی ہی چہوڑ دے۔ خدا تعالیٰ کا ہرگز یہ منشا نہین ہے کہ انسان ایک میت سے اسقدر بعد اختیار کرے کہ میت کی ذلت ہو اور پہر اس کے ساتہ ساری جماعت کی ذلت ہو۔ آیندہ خوب یاد رکہو کہ ہرگز اس بات کو نہین کرنا چاہئے۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے تمہین باہم بہائی بنا دیا ہے پہر **نفرت** اور **بعد** کیون ہے۔ اگر وہ بہی مرگیا تو اسکی بہی کوئی خبر نہ لیگا۔ اور اسطرح پہر اخوت کے حقوق تلف ہوجائین گے۔

خدا تعالیٰ نے دو ہی قسم کے حقوق رکہے مین **حقوق اللہ** اور **حقوق العباد**۔ جو شخص حقوق العباد کی پروا نہین کرتا وہ آخر حقوق اللہ کو بہی چہوڑ دیتا ہے کیونکہ **حقوق العباد** کا لحاظ رکہنا یہ بہی تو امر الٰہی ہے جو حقوق اللہ کے نیچے ہے۔

یہ خوب یاد رکہو کہ اللہ تعالیٰ پر **توکل** بہی کوئی چیز ہے یہ مت سمجہو کہ تم نری پرہیزون سے بچ سکتے ہو۔ جبتک خدا تعالیٰ کے ساتہ سچا تعلق نہو اور انسان اپنے آپ کو کارآمد انسان نہ بنالے اس وقت تک اللہ تعالیٰ اسکی کچہ پروا نہین کرتا خواہ وہ ہزار بہاگتا پہرے۔ کیا وہ لوگ جو طاعون مین مبتلا ہوتے مین۔ وہ پرہیز نہین کرتے؟ مینے سنا ہے کہ لاہور مین نواب صاحب کے قریب ہی ایک انگریز رہتا تہا وہ مبتلا ہوگیا۔ حالانکہ یہ لوگ تو بڑے پرہیز کرنے والے ہوتے مین۔ ہزار پرہیز کچہ چیز نہین جبتک خدا تعالیٰ کے ساتہ سچا تعلق نہو۔ پس آیندہ کیلئے یاد رکہو کہ **حقوق اخوت** کو ہرگز نہ چہوڑو۔ ورنہ حقوق اللہ بہی نہ رہین گے۔ خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ طاعون کا سلسلہ جو مرکز پنجاب ہوگیا ہے کب تک جاری رہے لیکن مجہے یہی بتایا گیا ہے۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم اللہ تعالیٰ کبہی حالت قوم مین تبدیلی نکریگا جب تک لوگ دلون کی تبدیلی نہ کرین گے۔ ان باتون کو سن کر یون تو ہر شخص جواب دیے کو طیار ہوجاتا ہے کہ ہم نماز پڑہتے مین استغفار بہی کرتے مین پہر کیون مصائب اور ابتلا آجاتے مین اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی باتون کو جو سمجہ لے وہی سعید ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا منشا کچہ اور ہوتا ہے اور سمجہا کچہ اور جاتا ہے اور پہر اپنی عقل اور عمل کے پیمانہ سے اسے ماپا جاتا ہے۔ یہ ٹہیک نہین ہر چیز جب اپنے مقررہ وزن سے کم استعمال کی جاوے تو وہ فائدہ نہین ہوتا جو اسمین رکہا گیا ہے۔ مثلاً ایک دوائی جو تولہ کہانی چاہئے اگر تولہ کی بجائے ایک بوند استعمال کیجاوے تو اس سے کیا فائدہ ہوگا اور اگر روٹی کی بجائے کوئی ایک دانہ کہالے تو کیا وہ سیری کا باعث ہوسکے گا اور پانی کے پیالے کی بجائے ایک قطرہ سیراب کرسکے گا؟ ہرگز نہین۔ یہی حال اعمال کا ہے جبتک وہ اپنے پیمانہ پر نہون وہ اوپر نہین جاتے مین۔ یہ سنت اللہ ہے جسکو ہم بدل نہین سکتے پس یہ بالکل خطا ہے کہ اسی ایک امر کو پلے باندہ لو کہ طاعون والے سے پرہیز کرین تو طاعون نہوگا۔ پرہیز کرو جہانتک مناسب ہے لیکن اس پرہیز سے باہمی اخوت اور ہمدردی نہ اٹہ جاوے اور اس کے ساتہ ہی خدا تعالیٰ کے ساتہ سچا تعلق پیدا کرو۔ یاد رکہو کہ مردہ کی تجہیز و تکفین مین مدد دینا اور اپنے بہائی کی ہمدردی کرنا صدقات خیرات کیطرح ہی ہے یہ بہی ایک قسم کی خیرات ہے اور یہ حق العباد کا ہے جو فرض ہے جیسے خدا تعالیٰ نے صوم و صلوٰۃ اپنے لئے فرض کیا ہے اسیطرح اسکو بہی فرض ٹہیرایا ہے کہ حقوق العباد کی حفاظت ہو۔ پس ہمارا کبہی یہ مطلب نہین ہے کہ احتیاط کرتے کرتے اخوت ہی کو چہوڑ دیا جاوے۔ ایک شخص مسلمان ہو اور پہر سلسلہ مین داخل ہو اور اسکو یون چہوڑ دیا جاوے جیسا کہ کتے کو یہ بڑی غلطی ہے جس زندگی مین اخوت اور ہمدردی ہی نہو وہ کیا زندگی ہے۔

پس ایسے موقع پر یاد رکہو کہ اگر کوئی ایسا واقعہ ہوجاوے تو ہمدردی کے حقوق فوت نہ ہونے پاوین ہان مناسب احتیاط بہی کرو۔ مثلاً ایک شخص طاعون زدہ کا لباس پہن لے یا اسکا پس خوردہ کہالے تو اندیشہ ہے کہ وہ مبتلا ہوجاوے لیکن ہمدردی یہ نہین چاہتی کہ تم ایسا کرو۔ احتیاط کی رعایت رکہکر اسکی خبرگیری کرو۔ اور پہر جو زیادہ وہم رکہتا ہو وہ غسل کرکے صاف کپڑے بدل لے۔ جو شخص ہمدردی کو چہوڑتا ہے وہ دین کو چہوڑتا ہے۔ قرآن شریف فرماتا ہے

من قتل نفسا بغیر نفس او فساد الآیۃ

یعنی جو شخص کسی نفس کو بلا وجہ قتل کردیتا ہے وہ گویا ساری دنیا کو قتل کرتا ہے ایسا ہی مین کہتا ہون کہ اگر کسی شخص نے اپنے بہائی کے ساتہ ہمدردی نہین کی تو اس نے ساری دنیا کے ساتہ ہمدردی نہین کی۔ زندگی سے اسقدر پیار نکرو کہ ایمان ہی جاتا رہے حقوق اخوت کو کبہی نہ چہوڑو۔ وہ لوگ بہی تو لڑے مین جو دین کے لئے شہید ہوئے مین۔ کیا تم مین سے کوئی اس بات پر راضی ہے کہ وہ بیمار ہو اور کوئی اسے پانی تک نہ دینے جاوے۔

خوفناک وہ بات ہوتی ہے جو تجربہ سے صحیح ثابت ہو بعض لوگ ایسے مین جنہون نے صدہا طاعون سے مرے ہوئے مردون کو غسل دیا ہے اور انہین کچہ نہین ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے فرمایا ہے کہ یہ غلط ہے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جاتی ہے وبائی ایام مین اتنا لحاظ کرے کہ ابتدائی حالت ہو تو وہان سے نکل جاوے لیکن زور شور ہو تو مت بہاگے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹون کو کہا تہا کہ تم ابواب متفرقہ سے داخل ہونا اس لحاظ سے کہ مبادا کوئی جاسوس سمجہ کر پکڑ نہ لے احتیاط تو ہوئی لیکن قضا و قدر کے معاملہ کو کوئی روک نہ سکا۔ وہ ابواب متفرقہ سے داخل ہوئے لیکن پکڑے گئے۔ پس یاد رکہو کہ سارے فضل ایمان کے ساتہہ مین۔ ایمان کو مضبوط کرو قطع حقوق معصیت ہے اور انسان کی زندگی ہمیشہ کے لئے نہین ہے ایسا پرہیز اور تبعد جو ظاہر ہوا ہے وہ عقل اور انصاف کے رو سے صحیح نہین ہے ایسے امور سے اپنے آپ کو بچاؤ جو تجربہ مین مضر ثابت ہوئے مین۔

یہ جماعت جسکو خدا تعالیٰ نمونہ بنانا چاہتا ہے اگر اسکا بہی یہی حال ہوا کہ انہین اخوت اور ہمدردی نہ ہو تو بڑی خرابی ہوگی مین دوسرا پہلو نہ بیان کرتا لیکن مجہے چونکہ سب سے ہمدردی ہے اسلئے اسے بہی مینے بیان کرنا ضروری سمجہا۔ یعنے جس کے واقعہ ہوجاوے اسکے ساتہہ بہی اور جو بچے تو مین انکے ساتہہ بہی۔

افسوس ہے مین خود نہین آسکا۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ عصر کے بعد مجہے چکر آتا ہے اور مجہے خبر تک نہین ہوئی جبتک انہون نے نہین لکہا۔ بہرحال باہم ہمدردی ہو اور مین دعا کرتا ہون کہ **اللہ تعالیٰ ہماری جماعت سے اس طاعون کو اٹہالے**۔ آمین۔

www.aaiil.org

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

گذشتہ اشاعت سے آگے

اور جب ہم اوسکی حکمتون اور قدرتون کو غیر متناہی مان چکے تو ہمپر یہ بھی فرض ہے کہ ہم اس بات کو بھی مان لین کہ اوسکی تمام حکمتون اور قدرتون پر ہمکو علم حاصل ہونا ممتنع اور محال ہے سو ہم اوسکی ناپیدا کنار حکمتون اور قدرتون کے لئے کوئی قانون نہین بنا سکتے اور جس چیز کی حدود ہمین معلوم ہی نہین اُسکی پیمایش کرنے سے ہم عاجز ہین ہم بنی آدم کی دنیا کا نہایت ہی تنگ اور چھوٹا سا دائرہ ہے اور پھر اوس دائرہ کا بھی پورا پورا ہمین علم حاصل نہین پس اس صورت مین ہماری نہایت ہی کم ظرفی اور سفاہت ہے کہ ہم اس قلیل پیمانہ سے خدا تعالےٰ کی غیر محدود حکمتون اور قدرتون کو ناپنے لگین غرض خداء تعالےٰ کی ربوبیت تامہ اور قدرتِ کاملہ کہ جو ذرہ ذرہ کے وجود اور بقا کے لئے ہر دم اور ہر لحظہ آبپاشی کر رہی ہے اور جس کے عمیق در عمیق تصرفات تعداد اور شمار سے باہر ہین اُس ربوبیت تامہ سے برہمو سماج والے منکر ہین ماسوا اسکے برہمو سماج والے ربوبیت الہیہ کو روحانی طور پر بھی تام اور کامل نہین سمجھتے اور خدا تعالےٰ کو اس قدرت سے عاجز اور درماندہ خیال کرتے ہین کہ وہ اپنی ربوبیت تامہ کے تقاضا سے اپنا روشن اور لاریب فیہ کلام انسان کی ہدایت کے لئے نازل کرتا۔

اسی طرح وہ خدا تعالےٰ کی رحمانیت پر بھی کامل طور پر ایمان نہین لاتے کیونکہ کامل رحمانیت یہ ہے کہ جسطرح خدا تعالےٰ نے ابدان کی تکمیل اور تربیت کے لئے تمام اسباب اپنے خاص دستِ قدرت سے ظاہر فرمائے ہین اور اس چند روزہ جسمانی آسایش کے لئے سورج اور چاند اور ہوا اور بادل وغیرہ صدہا چیزین اپنے ہاتھ سے بنا دی ہین اسی طرح اُس نے روحانی تکمیل اور تربیت کے لئے اور اوس عالم کی آسایش کے لئے جس کی شقاوت اور سعادتِ ابدی اور دائمی ہے روحانی نور یعنی اپنا پاک اور روشن کلام دنیا کے انجام کے لئے بھیجا ہو اور جس علم کی مستعد روحون کو ضرورت ہے وہ سب علم آپ عطا فرمایا ہو اور جن شکوک اور شبہات مین اُنکی ہلاکت ہے ان سب شکوک سے آپ نجات بخشی ہو لیکن اس کامل رحمانیت کو برہمو سماج والے تسلیم نہین کرتے اور اون کے زعم مین گو خدا نے انسان کے جسم پر کرنیکے لئے سامان جسمانی مدد کی اور کوئی دقیقہ تائید کا

اُٹھا نہ رکھا مگر وہ مدد روحانی تربیت مین نہ کر سکا۔ گویا خدا نے روحانی تربیت کے بارے مین جو اصلی اور حقیقی تربیت تہی دانستہ دریغ کیا اور اوس کے لئے ایسے زبردست اور قوی اور خاص اسباب نہ کئے جیسے اُسنے بدنی تربیت کے لئے پیدا کئے بلکہ انسان کو صرف اُسی کی عقل ناقص کے ہاتہ مین چھوڑ دیا اور کوئی ایسا کامل نور اپنی طرف سے اس کی عقل کی امداد کے لئے پیدا نہ کیا جس سے عقل کی پرغبار آنکھ روشن ہو کر سیدہا راستہ اختیار کرتی اور سہو اور غلطی کے مہلک خطرات سے بچ جاتی۔ اسی طرح برہمو سماج والے خدا تعالےٰ کی رحیمیت پر بھی کامل طور پر ایمان نہین رکھتے کیونکہ کامل رحیمیت یہ ہے کہ خدا تعالےٰ مستعد روحون کو اون کے فطرتی جوشون کے مطابق اور اون کے پرجوش اخلاص کے اندازہ پر اور اونکے صدق سے بہری ہوئی کوششون کے مقدار پر معارف صافیہ غیر محجوبہ سے اون کو ملبب کرے اور جسقدر وہ اپنے دلون کو کہولین اُسیقدر اُنکے لئے آسمانی دروازے کہولے جائین اور جسقدر اُنکی پیاس بڑہتی جائے اُسیقدر اونکو پانی بہی دیا جائے یہانتک کہ وہ حق الیقین کے شربت خوشگوار سے سیراب ہو جائین اور شک اور شبہ کی موت سے بکلی نجات حاصل ہو لیکن برہمو سماج والے اس صداقت سے انکاری ہین اور بقول اون کے انسان کچہ ایسا بدقسمت ہے کہ گو کیسا ہی دلبر حقیقی کے وصال کے لئے تڑپا کرے اور گو اوسکی آنکہون سے دریا بہ نکلے اور گو اوس یار عزیز کے لئے خاک مین ملجائے مگر وہ ہرگز نہ ملے۔ اور اونکے نزدیک وہ کچہ ایسا سخت دل ہے کہ جسکو اپنے طالبون پر رحم ہی نہین اور اپنے خاص نشانون سے ڈہونڈنے والون کو تسلی نہین بخشتا اور اپنے دلبرانہ تجلیات سے دردمندون کا کچہہ علاج نہین کرتا بلکہ اون کو انہین کے خیالات مین آوارہ چھوڑتا ہے اور اس سے زیادہ اونکو کچہہ بھی معرفت عطا نہین کرتا کہ صرف اپنی اٹکلین دوڑایا کرین اور اُنہین اٹکلون مین ہی ساری عمر کہو کر اپنی ظلمانی حالت مین ہی مر جائین مگر کیا یہ سچ ہے کہ خداوند کریم ایسا ہی سخت دل ہے یا ایسا ہی بے رحم اور بخیل ہے یا ایسا کمزور اور ناتوان ہے کہ ڈہونڈنے والون کو سراسیمہ اور حیران چھوڑتا ہے اور کہٹکہٹانے والون پر اپنا دروازہ بند رکھتا ہے اور جو صدق سے اوسکی طرف دوڑتے ہین اونکی کمزوری پر رحم نہین کرتا اور اون کا ہاتہ نہین پکڑتا اور اُن سچے طالبون کو گڑہے مین گرنے دیتا ہے اور خود لطف فرما کر چند قدم آگے نہین آتا اور اپنے جلوہ خاص سے مشکلات کے لمبے قصے کو کوتاہ نہین کرتا سبحانہ وتعالیٰ عما یصفون اسی طرح برہمو سماج والے

خدا تعالےٰ کے مالک یوم الدین ہونے سے بہی بیخبر ہین کیونکہ یوم الجزاء کے مالک ہونے کی حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ملکیت تامہ کہ جو تجلیات عظمیٰ پر موقوف ہے ظہور مین آکر پہر اوس ملکیت تامہ کی شان کے موافق پوری پوری جزا بندون کو دیجائے یعنی اول اوس مالک حقیقی کی ملکیت تامہ کا ثبوت ایسے کامل الظہور مرتبہ پر ہو جائے کہ تمام اسباب معتادہ بکلی درمیان سے اُٹہہ جائین اور زید و عمر کا دخل درمیان نہ رہے اور مالک واحد قہار کا وجود عریان طور پر نظر آوے اور جب یہ معرفت کاملہ اپنا جلوہ دکہا چکی تو پہر جزا بہی بطور کامل ظہور مین آوے یعنی من حیث الورود بہی کامل ہو اور من حیث الوجود بہی۔ من حیث الورود اسطرح کہ ہر یک جزا پاب کو جزا کے وارد ہونے کے ساتہہ ہی یہ بات معلوم اور متحقق ہو کہ یہ فی الحقیقت اُسکے اعمال کی جزا ہے اور نیز یہ بہی متحقق ہو کہ اس جزا کا وارد کنندہ فی الحقیقت کریم ہی ہے جو رب العالمین ہے کوئی دوسرا نہین اور ان دونون باتون مین ایسا تحقق ہو کہ کوئی اشتباہ درمیان نہ رہ جائے۔ اور من حیث الوجود اس طرح پر کامل ہو کہ انسان کے دل اور روح اور ظاہر اور باطن اور جسم اور جان اور ہر یک روحانی اور بدنی قوت پر ایک دائرہ کیطرح محیط ہو جائے اور نیز دائمی اور لازوال اور غیر منقطع ہو تا وہ شخص جو نیکیون مین سبقت لے گیا ہے اپنی اوس سعادت عظمیٰ کو کہ جو تمام سعادتون کا انتہائی مرتبہ ہے اور وہ شخص کہ جو بدیون مین سبقت لے گیا ہے اپنی اوس شقاوت عظمیٰ کو کہ جو تمام شقاوتون کی آخری حد ہے پہونچ جائے اور تا ہر یک فریق اس اعلےٰ درجہ کے مکافات کو پالے جو اوس کے لئے ممکن ہے یعنی اوس کامل اور دائمی مکافات کو پالے کہ جو اس عالم بے بقا اور زوال پذیر مین جس کا تمام رنج و راحت موت کے ساتہ ختم ہو جاتا ہے بمنصہ ظہور نہین آسکتی بلکہ اوس کے کامل ظہور کے لئے مالک حقیقی نے اپنے لطف کامل اور قہر عظم کے دکہلانے کی غرض سے یعنی جمالی و جلالی صفتون کی پوری پوری تجلی ظاہر کرنے کے قصد سے ایک اور عالم جو ابدی اور لازوال ہے مقرر کر رکہا ہے تا خدا تعالےٰ مین جو صفت مجازات ہے جسکا کامل طور پر اس منقبض اور فانی عالم مین ظہور نہین ہو سکتا وہ اس ابدی اور وسیع عالم مین ظہور پذیر ہو جائے اور تا اون تجلیات تامہ اور کاملہ سے انسان اوس اعلےٰ درجہ کے شہود تام تک بہی پہونچ جائے کہ جو اوس کی بشری طاقتون کے لئے خدا امکان مین داخل ہے تو چونکہ اسی اعلےٰ

درجہ کی مکافات عند العقل اسی مین منحصر ہے کہ جو امر بطور جزا وارد ہے وہ انسان کے ظاہر و باطن جو جسم و جان ہے پر بتمام و کمال دائمی و لازمی طور پر محیط ہو جائے اور نیز اعلےٰ درجہ کا یقین مالک حقیقی کے وجود کی نسبت اسی بات پر موقوف ہے کہ وہ مالک حقیقی اسباب معتادہ کو بکلی نیست و نابود کر کے عریان ظہور پر جلوہ گر ہو اسلئے یہ صداقت قصویٰ جس سے مطلب انتہائی معرفت اور انتہائی مکافات ہے تب ہی متحقق ہوگی کہ جب وہ تمام باتین مذکورہ بالا متحقق ہو جائین کہ عند العقل اوسکی تعریف مین داخل ہین کیونکہ انتہائی معرفت بجز اسکے عند العقل ممکن نہین کہ مالک حقیقی کا جمال بطور حق الیقین مشہود ہو یعنی ظہور اور بروز تام ہو جسپر زیادت متصور نہ ہو علیٰ ہذا القیاس انتہائی مکافات بہی بجز اسکے عند العقل غیر ممکن ہے کہ جیسے جسم اور جان دونون دنیا کی زندگی مین ملکر فرمانبردار یا نافرمان اور سرکش تہی ایسا ہی مکافات کے وقت وہ دونون مورد انعام ہون یا دونون سزا مین پکڑے جائین اور مکافات کاملہ کا بحر مواج یکسان ظاہر و باطن پر اپنے احاطہ تام سے محیط اور مشتمل ہو جائے لیکن برہمو سماج والے اس صداقت سے ہی انکاری ہین بلکہ اس صداقت قصویٰ کا وجود اون کے نزدیک متحقق ہی نہین اور بزعم اون کے انسان کی قسمت مین نہ انتہائی معرفت کا پانا مقدر ہے نہ انتہائی مکافات کا۔ اور مکافات اون کے نزدیک فقط ایک خیالی پلاؤ ہے جو صرف اپنے ہی بے بنیاد تصورات سے پکایا جائیگا نہ حقیقی طور پر کوئی جزا خدا تعالےٰ کیطرف سی بندون پر وارد ہوگی نہ کوئی سزا بلکہ خود تراشیدہ خیالات ہی خوشحالی یا بدحالی کے موجب ہو جائینگے اور کوئی ایسا ظاہری و باطنی امر نہین ہوگا کہ جو خاص خدا تعالےٰ کے ارادے سے نیک بندو نپر بصورت نعمت اور بد بندون پر بصورت عذاب اوتریگا پس اون کا یہ مذہب نہین ہے کہ امر مجازات کا خدا مالک ہے اور وہی اپنے نیک بندون پر اپنے خاص ارادہ سے خوشحالی اور لذت دائمی کا فیضان کریگا جس لذت کاملہ کو سعید لوگ نہ صرف باطنی طور پر بلکہ صورۃً مشہود اور محسوس بھی مشاہدہ کرینگے اور قوی انسانیہ مین سے کوئی قوت

www.aaiil.org

ظاہری ہو یا باطنی اپنے مناسب حال لذت
اٹھانے سے محروم نہیں رہیگی اور جسم اور جان
دونوں راتِ یلعذاب ام خروی میں بھی جسمی
کر صورت ہو شریک ہو جائینگے غرض برہمو سماج
والوں کا اعتقاد بالکل اس صداقت کے برخلاف
اور اسکے مفہوم کامل کی منافی ہے یہانتک
کہ وہ اپنی کور باطنی سے نجات اُخروی کے
جسمانی سامان کو کہ جو ظاہری قوتوں کے مناسب
حال سعادت عظمیٰ کی تکمیل کے لئے قرآن شریف
میں بیان کیا گیا ہے اور اسی طرح عذاب اخروی
کے جسمانی سامان کو کہ جو ظاہری قوتوں کے
مناسب حال شقاوت عظمیٰ کی تکمیل کے لئے
فرقان مجید میں مندرج ہے مورد اعتراض سمجھتے
ہیں مگر ایسی سمجھ پر پتھر پڑیں کہ جو ایک بدیہی اور
کامل صداقت کو عیب کی صورت میں تصور
کیا جائے افسوس یہہ لوگ کیوں نہیں سمجھتے
کہ سعادت عظمیٰ یا شقاوت عظمیٰ کے پانے کے
لئے یہی ایک طریق ہے کہ خدا تعالیٰ توجہ خاص
فرماکر امر مکافات کو کامل طور پر نازل ہونے کے
یہی معنے ہیں کہ وہ مکافات تمام ظاہر و باطن
پر مستولی ہو جائے اور کوئی ایسی ظاہری یا باطنی
قوت باقی نہ رہے جسکو اُس مکافات سے حصہ
نہ پہونچا ہو یہہ وہی مکافات عظیمہ کا انتہائی
مرتبہ ہے جسکو فرقان مجید نے دوسرے لفظوں
میں بہشت اور دوزخ کے نام سے تعبیر کیا ہے
اور اپنی کامل اور روشن کتاب میں بتلا دیا ہے
کہ وہ بہشت اور دوزخ روحانی اور جسمانی
دونوں قسم کے مکافات پر کامل طور پر مشتمل ہے
اور ان دونوں قسموں کو کتاب ممدوح نے
مفصل طور پر بیان فرما دیا ہے اور سعادت
عظمیٰ اور شقاوت عظمیٰ کی حقیقت کو بخوبی
کھولدیا ہے مگر جیسا کہ ہم ابھی بیان کرچکے ہیں
اس صداقت قصویٰ اور نیز دوسری گذشتہ
بالا صداقتوں سے برہمو سماج والے ناآشنا
محض ہیں۔

چھٹی صداقت جو سورۃ فاتحہ میں مندرج
ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین ہے
جسکے معنے یہہ ہیں کہ اے صاحب صفات کاملہ
اور مبدء فیوض اربعہ ہم تیری ہی پرستش کرتے ہیں
اور پرستش وغیرہ ضرورتوں اور حاجتوں میں مدد
بھی تجھہ سے ہی چاہتے ہیں یعنی خالصاً معبود
ہمارا تو ہی ہے اور نیز تیرے تک پہونچنے کے لئے
کوئی اور دیوتا ہم اپنا ذریعہ قرار نہیں دیتے نہ
کسی انسان کو نہ کسی بت کو نہ اپنی عقل اور
علم کو کچھہ حقیقت سمجھتے ہیں اور ہر بات میں تیری
ذات قادر مطلق سے مدد چاہتے ہیں۔ یہہ صداقت
بھی ہمارے مخالفین کی نظر سے چھپی ہوئی ہے
چنانچہ ظاہر ہے کہ بُت پرست لوگ بجز ذات
واحد خدا تعالیٰ کے اور اور چیزوں کی پرستش
کرتے ہیں اور آریہ سماج والے اپنی روحانی طاقتوں
کو غیر مخلوق سمجھہ کر انکے زور سے مکتی حاصل کرنا چاہتے
ہیں۔ برہمو سماج والے الہام کی روشنی سے منہہ
پھیر کر اپنی عقل کو ایک دیوی قرار دے بیٹھے ہیں
جو کہ انکے زعم باطل میں خدا تک پہونچانے میں اقتدار
کلی رکھتی ہے اور سب الٰہی اسرار پر محیط اور متصرف
ہے سو وہ لوگ بجائے خدا کے پرستش اور استمداد
کے اسی سے ایاک نستعین کا خطاب کرتے
ہیں اور شرک خفی میں گرفتار اور مبتلا ہیں اور جب منع
کیا جائے تو کہتے ہیں کہ عقل عطیات الٰہیہ سے ہے
اور اسی غرض سے دی گئی ہے کہ انسان اپنی معاش
اور مہمات میں اوسکو استعمال میں لاوے لیکن عطیہ
الٰہیہ کا استعمال میں لانا شرک نہیں ہو سکتا سو واضح
ہو کہ یہہ انکی غلطی ہے اور بار بار یہہ امر معرض بیان میں
آچکا ہے کہ جس یقین کامل اور جن معلومات عقیدہ پر ہماری
نجات موقوف ہے اون مقاصد عالیہ کے حصول
کے لئے عقل ذریعہ نہیں ہو سکتی ہاں اون معارف
کے حاصل کرنے کے بعد انکی صداقت اور سچائی
کو سمجھہ سکتی ہے لیکن وہ انکشاف صحیح اور کامل فقط
اُس پاک اور صاف روشنی سے ہوتا ہے کہ جو خدائے
تعالیٰ کی ذات میں موجود ہے اور عقل کی دودآمیز
اور ناقص روشنی جو انسان میں موجود ہے اُس جگہ
عاجز ہے سو شرک اسطرح لازم آتا ہے کہ برہمو سماج
والے خدا کے اوس روشن کلام سے کہ جو انکشاف
صحیح اور کامل کا مدار ہے منہہ پھیر کر اور اوس سے
بکلی بے نیازی ظاہر کرکے اپنی ہی عقل ناقص کو
رہبر مطلق ٹھیراتے ہیں اور بنانے کا رہنما نے ہیں سو
انکا دل ہمارا اس ہو کر اُنہیں پڑا ہوا ہے کہ جس منزل
عالی تک الٰہی قوتیں اور ربانی تجلیات پہونچا سکتے
ہیں اُس منزل تک انکی اپنی ہی عقل پہنچا دیگی ایسا ظاہر
ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کیا شرک ہوگا کہ اپنی عقل کی قوت
کو ربانی طاقت کے مساوی سمجھا اوس سے مدد طلب
کرتے ہیں سو دیکھئے وہی بات سچ نکلی یا نہیں کہ وہ
بجائے خدا کے عقل سے ایاک نستعین پکار
رہے ہیں۔ عیسائیوں کا حال بیان کرنا کچھہ ضرورت
ہی نہیں سب لوگ جانتے ہیں کہ حضرات عیسائی
بجائے اسکے کہ خدا وند تعالیٰ کی خالص طور پر پرستش
کریں مسیح کی پرستش میں مشغول ہیں اور بجائے اس
کے کہ اپنے کاروبار میں خدا سے مدد چاہیں مسیح سے
مدد مانگتے رہتے ہیں اور انکی زبانوں پر ہر وقت
ربّنا المسیح ربّنا المسیح جاری ہے۔
سو وہ لوگ مضمون ایاک نعبد و ایاک نستعین
پر عمل کرنے سے محروم اور راندہ درگاہ الٰہی ہیں ساتویں
صداقت جو سورۃ فاتحہ میں درج ہے اھدنا الصراط
المستقیم ہے جسکے معنے یہہ ہیں کہ ہمکو وہ راستہ دکھلا
اور اوس راہ پر ہمکو ثابت اور قائم کر کہ جو سیدھا ہے
جس میں کسی نوع کی کجی نہیں۔ اس صداقت کی تفصیل
یہہ ہے کہ انسان کی حقیقی دعا یہی ہے کہ وہ خدا تک پہنچنے
کا سیدھا راستہ طلب کرے کیونکہ ہر ایک مطلوب کے حاصل
کرنے کے لئے طبعی قاعدہ یہہ ہے کہ اون وسائل کو حاصل
کیا جائے جن کے ذریعہ سے وہ مطلب ملتا ہے
اور خدا نے ہر ایک امر کی تحصیل کے لئے یہی قانون
قدرت ٹھیرا رکھا ہے کہ جو اوس کے حصول کے وسائل
ہیں وہ حاصل کئے جائیں اور جن راہوں پر چلنے
سے وہ مطلب مل سکتا ہے وہ راہیں اختیار کی
جائیں اور جب انسان صراط مستقیم پر ٹھیک ٹھیک
قدم مارے اور جو حصول مطلب کی راہیں ہیں انپر
چنا اختیار کرے تو پھر مطلب خود بخود حاصل
ہو جاتا ہے لیکن ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اون
راہوں کے چھوڑ دینے سے جو کسی مطلب کے حصول
کے لئے بطور وسایل کے ہیں یونہی مطلب حاصل ہو
جائے بلکہ قدیم سے یہی قانون قدرت بندھا ہوا
چلا آتا ہے کہ ہر ایک مقصد کے حصول کے لئے
ایک مقرری طریق ہے جبتک انسان اوس طریق
مقررہ پر قدم نہیں مارتا تب تک وہ امر اوسکو حاصل
نہیں ہوتا پس وہ شئے جسکو محنت اور کوشش اور
دعا اور تضرع سے حاصل کرنا چاہئے صراط مستقیم
ہے جو شخص صراط مستقیم کی طلب میں کوشش نہیں
کرتا اور نہ اوسکی کچھہ پروا رکھتا ہے وہ خدا کے نزدیک
ایک بیہودہ آدمی ہے اور اگر وہ خدا سے بہشت اور
عالم ثانی کی راحتوں کا طالب ہو تو حکمت الٰہی اوسکو
یہی جواب دیتی ہے کہ اے نادان اول صراط مستقیم
کو طلب کر پھر یہہ سب کچھہ تجھے آسانی سے ملجائیگا
سو سب دعاؤں سے مقدم دعا جسکی طالب حق
کو اشد ضرورت ہے طلب صراط مستقیم ہے۔ اب
ظاہر ہے کہ ہمارے مخالفین اس صداقت پر قدم
مارنے سے بھی محروم ہیں عیسائی لوگ تو اپنی ہر
دعا میں روٹی ہی مانگا کرتے ہیں اور اگر کبھی بکر
اور بیٹھہ کر بھی گرجا میں آویں پھر بھی جو طوطا
اپنے تئیں بہو کے ظاہر کر کے روٹی مانگتے رہتے
ہیں گویا اون کا مطلوب اعظم روٹی ہی ہے۔
دلیس۔ آریہ سماج والے اور دوسرے اُنکے
بُت پرست بھائی اپنی دعاؤں میں جنم مرن سے
بچنے کے لئے یعنی اواگون سے جو اون کے زعم باطل
میں ٹھیک اور درست ہے طرح طرح کے شلوک
پڑھا کرتے ہیں اور صراط مستقیم کو خدا سے نہیں مانگتے
علاوہ اسکے اللہ تعالیٰ نے تو اسجگہ جمع کا لفظ
بیان کرکے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ
کوئی انسان ہدایت طلب کرنے اور انعام الٰہی پانے
سے ممنوع نہیں ہے مگر بموجب اصول آریہ سماج
کے ہدایت طلب کرنا گنہگار کے لئے ناجائز ہے
اور خدا اوسکو ضرور سزا دیگا اور ہدایت پانا نہ پانا اوسکے
لئے برابر ہے۔ برہمو سماج والوں کا دعاؤں پر
کچھہ ایسا اعتقاد ہی نہیں وہ ہر وقت اپنی عقل کے
گھمنڈ میں رہتے ہیں اور نیز اونکا یہی مقولہ ہے
کہ کسی خاص دعا کو بندگی اور عبادت کے لئے
خاص کرنا ضروری نہیں انسان کو اختیار ہے
جو چاہئے دعا مانگے مگر یہہ اون کی سراسر نادانی ہے
اور ظاہر ہے کہ اگرچہ جزوی حاجات صدہا انسان
کو لگی ہوئی ہیں مگر حاجت اعظم جسکا دن رات
اور ہر ایک دم فکر کرنا چاہئے صرف ایک ہی ہے
یعنی یہہ کہ انسان اون طرح طرح کے حجب ظلمانیہ
سے نجات پاکر معرفت کامل کے درجہ تک پہونچ
جائے اور کسی طرح کی نابینائی اور کور باطنی اور
بے مہری اور بے وفائی باقی نہ رہے بلکہ خدا کو کامل
طور پر شناخت کرکے اور اوس کی خالص محبت
سے پر ہو کر مرتبہ وصال الٰہی جس اوس کی سعادت
تامہ ہے پالیوے یہی ایک دعا ہے جس کی
انسان کو سخت حاجت ہے اور جس پر اوس کی
ساری سعادت موقوف ہے سو اوس کے
حصول کا سیدھا راستہ یہی ہے کہ اھدنا الصراط
المستقیم کہے کیونکہ انسان کے لئے ہر ایک
مطلب کے پانے کا یہی ایک طریق ہے کہ جن راہوں
پر چلنے سے وہ مطلب حاصل ہوتا ہے ان
راہوں پر مضبوطی سے قدم مارے اور وہی
راستہ اختیار کرے کہ جو سیدھا منزل مقصود
تک پہونچاتا ہے اور بے راہیوں کو چھوڑ دے
اور یہہ بات نہایت بدیہی ہے کہ ہر شئے کے
حصول کے لئے خدا نے اپنے قانون قدرت میں
صرف ایک ہی راستہ ایسا رکھا ہے جسکو سیدھا
کہنا چاہئے اور جبتک ٹھیک ٹھیک وہی
راستہ اختیار نہ کیا جائے ممکن نہیں کہ وہ
چیز حاصل ہو سکے جسطرح خدا کے تمام قواعد
قدیم سے مقرر اور منضبط ہیں ایسا ہی نجات اور
سعادت اُخروی کی تحصیل کے لئے ایک خاص
طریق مقرر ہے جو مستقیم اور سیدھا ہے سو
دعا میں وضع استقامت یہی ہے کہ اوسی
طریق مستقیم کو خدا سے مانگا جائے۔ آٹھویں
اور نویں اور دسویں صداقت جو سورۃ
فاتحہ میں درج ہے صراط الذین انعمت
علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین ہے۔

(باقی)

www.aaiil.org

تحریک

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر دو اشتہار بعنوان الدعوت و الانذار پڑھکر جو کچھ میرے قلب کی کیفیت ہوئی۔ وہ تو ایک وجدانی بات ہے جسکا اظہار مجھے مقصود نہیں صرف اپنے احمدی بھائیوں کو اس فقرے کی طرف (جو اسی اخبار میں کسی دوسری جگہ مطبوع ہے) توجہ دلانا مطلوب ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہندو عیسائی وغیرہ مذاہب کے لوگوں میں ان اشتہارات کی اچھی طرح اشاعت ہونی چاہیئے؟

اب میری عرض یہ ہے کہ شہروں میں تو پریس اور تعلیم و تعلم کا چرچا ہونے کے باعث حضرت اقدس کے ارشاد کی تبلیغ فوراً ہو سکتی ہے۔ بلکہ مجھے تو یہانتک امید ہے کہ اگر اشتہارات علحدہ طور سے چھپوا کر بھی تقسیم کیئے جائیں۔ تو بھی بذریعہ اخبارات و دیگر ذرائع یہ کام بوجہ احسن ہو سکتا ہے۔ لیکن کیا ان دیہات کا بھی خیال آپ صاحبان کو ہے یا نہیں۔ جہاں اس قسم کا کوئی ذریعہ نہیں اسلیئے وہ ان اشتہاروں سے بالکل بیخبر رہتے ہیں۔ حالانکہ وہ اس بشری کے بلحاظ سادگی کے شہری بھائیوں سے زیادہ مستحق ہیں۔

میں دیکھتا ہوں کہ بعض ملانوں اور گدی نشینوں کی کارستانیوں سے سلسلہ عالیہ احمدیہ دیہات میں نہایت بدنام ہو رہا ہے اور ایسے عقاید و اعمال انکی طرف منسوب کیئے جاتے ہیں۔ جو ہمارے وہم و خیال میں بھی نہیں گذرے۔ اب ان عقاید و اعمال کے رو سے اگر سادہ مزاج دیہاتی ان پڑھ زمیندار ہمیں یا ہمارے امام ہمام علیہ السلام کو برا بھلا کہے۔ تو میرے خیال میں وہ اسوقت تک معذور ہے جبتک کہ اسپر اتمام حجت نہ ہو اور کھول کھول کر اسکے سامنے اپنے عقیدوں کو بیان نہ کر دیا جائے۔

مگر مشکل تو یہ ہے کہ ہمارے کہے کا بھی ان کو اعتبار نہیں آتا کیونکہ متواتر ان سے وہ ایسی ایسی باتیں سنتے رہتے ہیں جن سے بدگمانی و غلط فہمی کی انتہا ہو جاتی ہے۔ ابھی تھوڑے دلوں کی بات ہے کہ ایک شخص احمدیوں سے اپنا سخت تنفر ظاہر کر رہا تھا۔ اور ان کو گالیاں دینا ثواب کا کام سمجھتا تھا۔ میں نے پوچھا۔ مرزائیوں کو اتنا برا سمجھنے کی کیا وجہ ہے۔ اس نے کہا وہ لوگ کلمہ چھوڑ بیٹھے ہیں لا الہ الا اللہ مرزا رسول اللہ پڑھتے ہیں اور اسکے علاوہ محرمات کا چنداں لحاظ نہیں۔ خود ان کا امام کہتا ہے میں (معاذ اللہ) خدا کا باپ ہوں۔ وغیر ذلک۔ پوچھا گیا کہ تمہیں کسطرح معلوم ہوا؟ تو اس نے ایسے ایسے بتانے والوں کے نام لیئے جو بیچ بیچ قرب و جوار میں اپنے زہد و علم و تقوے کے باعث رجوع خلایق ہیں۔ مجھے افسوس آیا کہ ان لوگوں نے اپنی دکانوں کو چلانے کیواسطے کسقدر جھوٹ کی نجاست پر منہ مارنا شروع کیا ہے اصل بات یہ ہے کہ جب انہیں معلوم ہوا کہ مسیح کی وفات وغیرہ اصول اسلام میں داخل نہیں۔ اور صرف اس مسئلہ کے پھیلانے سے عام دیہاتی لوگوں کو فرقہ احمدیہ سے نفرت نہیں ہو سکتی اسلیئے انہوں نے خود بہتان باندھنے شروع کیئے۔ تاکہ اس طرف متوجہ ہونے سے باز رہیں اور ہماری آمدنیوں میں فرق نہ پڑے۔

اس سے بڑھ کر مشکل یہ تھی (جو کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے حل ہو رہی ہے) کہ نازک علمی مسائل دیہاتی جہال کی سمجھ میں آنے بہت دشوار ہیں وہ تو ایک سبق ہی پڑھے ہوئے ہیں انا وجدنا آباءنا علیٰ امۃ وانا علیٰ اثارھم مقتدون۔

پس جبتک قہری نشان پے در پے ظاہر نہ ہوتے۔ جوق در جوق لوگوں کا متوجہ ہونا قرین قیاس نہیں تھا سو طاعون کے متواتر حملوں نے کسیقدر خواب غفلت سے بیدار کر دیا ہے۔ اب خوفناک زلزلہ کے دھکے نے دلوں کو ہلانے میں کچھ کسر باقی نہیں رکھی۔ اب صرف ایک تحریک کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ اشتہار الوصیت۔ الدعوت الانذار لاکھوں کی تعداد میں چھپوائے جائیں اور ایسا انتظام ہو کہ ہر گاؤں میں دو دو چار چار اشتہار اپنے احمدی بھائیوں کی معرفت تقسیم کرائے جائیں اگر ہمارے احمدی بھائی ہمت کریں تو کچھ بڑی بات نہیں میں اپنے ضلع کیلئے تو جناب خانصاحب مکرم منشی محمد نواب خان سلمہ الرحمان و شیخ الٰہی بخش تاجر کتب۔ مولوی محمد فضل الدین صاحب کھاریاں مولوی امام الدین صاحب گولیکی وغیرہ بزرگوں کو تحریک کرتا ہوں کہ چندہ جمع کر کے یہ تینوں اشتہار خوشخط چھپوا لیں اور پھر ایسا انتظام کریں کہ ہر گاؤں میں ایک ایک اشتہار پہنچ جائے۔ اس سے نہ صرف ہم اپنے فرض سے سبکدوش ہوں گے بلکہ عند اللہ بھی ماجور ٹھہریں گے اسیطرح ہر ضلع کی جماعت کے اصحاب اہتمام کر کے سعادت دارین حاصل کر سکتے ہیں ان ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں جو تحریک کی گئی ہے امید ہے قبولیت کا شرف حاصل کرے گی۔

(وہی احمدی گجراتی از گولیکی)

مواعظ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حضرت امیر المومنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وہ مواعظ و نصائح جو وقتاً فوقتاً آپنے اپنے زمانہ خلافت میں فرمائے کتاب ازالۃ الخفا تصنیف حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی سے نقل کئے جاتے ہیں۔

(۱) عبد اللہ بن حکیم سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے ایک روز اپنے خطبہ میں فرمایا کہ اے لوگو میں تمہیں وصیت کرتا ہوں خدا سے ڈرنے کی اور اس بات کی کہ تم خدا کی تعریف کرو جو اوسکے سزاوار ہو اور خدا سے امید و خوف دونوں رکھو اور دعا کرتے وقت گڑگڑایا کرو دیکھو اللہ نے حضرت زکریا اور انکے گھر والوں کی اس بات پر تعریف فرمائی ہے فرمایا ہے کہ انہم کانوا یسارعون فی الخیرات ویدعوننا رغبا ورھبا وکانوا لنا خاشعین (ترجمہ بیشک وہ لوگ نیکی میں جلدی کرتے تھے اور ہمیں امیدوار خوف کیساتھ پکارتے تھے اور ہمارے سامنے گڑگڑاتے تھے) اے خدا کے بندو اللہ نے تمہاری جانیں اپنے حقوق میں رہن کر دی ہیں۔ اور اس بات پر تم سے عہد لیا ہے اور خدا نے تم سے ایک قلیل اور فانی چیز لیکر ایک کثیر اور باقی چیز کے دینے کا وعدہ فرمایا ہے اور یہ خدا کی کتاب تمہارے پاس موجود ہے جسکے عجائب کبھی فنا نہ ہونگے اور اسکی روشنی کبھی نہ بجھیگی لہذا تم اسکے قول کی تصدیق کرو اور اسکی کتاب سے نصیحت حاصل کرو اور تاریک دلوں کیلئے اس سے روشنی حاصل کرو خدا نے تمہیں عبادت کیلئے پیدا کیا ہے اور تمہارے اوپر لکھنے والے فرشتوں کو مقرر فرمایا ہے جو کچھ تم کرتے ہو ان فرشتوں کو معلوم ہو جاتا ہے۔ پھر اے خدا کے بندو صبح شام میں تمہاری موت آنیوالی ہے جسکا تمہیں علم نہیں پس اگر تم سے ہو سکے کہ جس وقت تمہیں موت آئے اسوقت تم خدا کے کام میں ہو تو ایسا کرو۔ اور اس بات کی توفیق خدا ہی کیطرف سے ہوتی ہے لہذا اپنی زندگی کی مہلت میں موت آنے سے پہلے جسقدر نیکیاں تمکو کرنا ہیں کرلو۔

۲۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ ایکمرتبہ حضرت ابو بکر صدیق نے اپنے خطبہ میں انسان کی ابتدائے پیدائش کی کیفیت بیان فرمائی اس ضمن میں بیان کیا کہ آدمی پیشاب کے مقام سے دو مرتبہ نکلتا ہے (ایکمرتبہ بوقت استقرار حمل باپ کے عضو سے دوسری مرتبہ وقت ولادت ماں کے عضو سے) اس بیان کا وہ اثر ہوا کہ ہم میں سے ہر شخص اپنے آپکو ناپاک سمجھنے لگا حضرت محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ یہ خطبہ تکبر نفس کا عمدہ علاج ہے مگر یہ بیان مؤثر کسکو۔

۳۔ ایکمرتبہ حضرت ابو بکر صدیق نے دنیا کی ناپائداری کا نقشہ لوگوں کی نظروں میں کھینچا) خطبہ میں فرمایا کہ وہ حسین صبیح جنکو اپنی جوانی پر ناز تھا کہاں گئے وہ بادشاہ جنہوں نے شہر آباد کیئے تھے اور قلعے بنائے تھے کہاں گئے وہ بہادر لوگ کہاں ہیں جو میدان جنگ میں غالب رہا کرتے تھے زمانہ نے انکو ملا دیا اور اب وہ قبروں کے تاریک گوشوں میں پڑے ہوئے ہیں فریادرس...

۴۔ ایکمرتبہ حضرت ابو بکر صدیق اپنی زبان کو پکڑے ہوئے کھینچ رہے تھے اسی اثنا میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگئے انہوں نے کہا کہ یا خلیفہ رسول اللہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں فرمایا کہ اسنے مجھے بڑی سخت سخت مہلکوں میں ڈالا ہے بیشک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بدن کا ہر عضو زبان کی تیزی کی شکایت کرتا ہے۔

۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اپنی وفات سے ایک برس پہلے حضرت ابو بکر صدیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ پر کھڑے ہوئے اور کہا کہ پچھلے سال گرمیوں میں میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا یہ کہکر رونے لگے پھر کہا پارسال گرمیوں میں میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا یہ کہکر پھر رونے لگے پھر کہا کہ پارسال گرمیوں میں میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ فرماتے تھے خدا سے صحت تندرستی اور گناہوں کے بخشنے اور بخشش کی درخواست کرو اور باہم بغض و عداوت نہ رکھو اور حسد نہ کرو اور اے خدا کے بندو سب آپس میں بھائی بھائی ہوکے رہو جیسا تمہیں خدا نے حکم دیا ہے۔

۶۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت عمر سے فرمایا کہ ہمارے ہمراہ ام ایمن کے پاس چلو تاکہ ہم انکی زیارت کریں جسطرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم انکی دیکھنے کو تشریف لیجایا کرتے تھے چنانچہ یہ دونوں جب انکے پاس پہنچے تو وہ رو رہی تھیں ان دونوں نے انہیں سمجھایا اور کہا کہ تم کیوں روتی ہو جو کچھ اللہ کے ہاں ہے وہ اسکے رسول کیلئے بہتر ہے راوی کہتا ہے کہ ام ایمن نے کہا کہ میں اس سبب سے نہیں روتی کہ میں اس بات کو جانتی نہیں ہوں کہ جو کچھ اللہ کے ہاں ہے وہ اسکے رسول کیلئے بہتر ہے بلکہ میں صرف اسی وجہ سے روتی ہوں کہ وحی کا آنا موقوف ہو گیا اس بات کو سنکے ان دونوں کا دل بھی بھر آیا اور وہ بھی ان کے ساتھ رونے لگے۔

۷۔ ایکمرتبہ حضرت ابو بکر صدیق نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ خبردار کوئی مسلمان کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھے کیونکہ کم درجے کا مسلمان بھی اللہ کے نزدیک بڑا رتبہ رکھتا ہے۔

۸۔ جب حضرت ابو بکر صدیق نے ملک شام کیطرف جہاد کرنے کیلئے لشکر بھیجا تو حضرت ابو بکر صدیق کا خطبہ پڑھا ہمیں بیان فرمایا کہ تم لوگ خوش ہو جاؤ اسلئے کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کام حد کمال کو پہونچیگا یہانتک کہ تم لوگ روٹی اور روغن زیتون سے سیر ہو جاؤ گے۔

یہ بشارت تھی فتح شام کی کہ وہاں روغن زیتون بہت پیدا ہوتا ہے۔

۹۔ حضرت ابو بکر صدیق نے اپنے ایک خطبہ میں یہ بھی فرمایا

www.aaiil.org

ڈاکٹر برخوردار خان عیسائی کے سوالون کا جواب

کوئٹہ سے میرے ایک محترم بہائی نے ڈاکٹر برخوردار خان عیسائی کی ایک تحریر میرے پاس اس غرض سے بہیجی ہے کہ مین اسکو مع اسکے جواب کے الحکم مین چہاپ دون۔ یہہ تحریر میرے پاس دیر سے آئی ہوئی ہے لیکن مین بعض اہم امور مین مصروف ہونیکی وجہ سے اسپر توجہ نہ کرسکا۔ لیکن آج مجہے موقع ملا ہے کہ اسکو مع اسکے جواب کے چہاپ دون۔ بحولہ وبقوتہ تعالیٰ۔ ایڈیٹر

سوال

بخدمت جمیع علماء ملت محمدیہ بذریعہ عالمشیر خان التماس کہ موافق عقائد اصول فرق محمدیان قرآن منزل من اللہ ہے اور بدلائل و اسنادات قرآن صاف ظاہر ہے کہ محمد صاحب تسلط شیطان سے محفوظ کیا گیا تہا۔ **اوّل** بوقت تلاوت قرآن پناہ مانگنا ساتہہ اللہ کے شیطان راندہ ہوئے سے محمد صاحب پر فرض تہا پارہ ۱۴ سورہ نحل رکوع ۱۳+۱۰۰ پس رسول ہوکر ترک فرض نہین کرسکتا اور بعد تعمیل حکم تسلط شیطان سے محفوظ۔

دوسرا جو متوکل بخدا اور ایماندار ہین اونپر تسلط شیطان نہین ہے۔ اِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ اور بہ نسبت ایمانداران و متوکلان بخدا پیروان اپنے کے محمد صاحب زیادہ تر ایماندار اور متوکل بخدا کہا جائیگا اسواسطے اوسپر ہرگز تسلط شیطانی ہو نہین سکتا۔

تیسرا تسلط شیطان کا مشرکون پر اور جو شیطان کے ساتہہ مودت رکہتے ہین ہوتا ہے اِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُم بِهِ مُشْرِكُونَ پس جبکہ محمد صاحب نہ مشرک اور نہ شیطان کے ساتہہ مودت رکہتا ہے تو یہہ بہرصورت محفوظ ہوئے۔

چوتہا حفاظت اور نگہبانی ابلاغ کے واسطے جماعت فرشتون کی پس و پیش رہتی تہی پارہ ۲۹ سورہ جن رکوع ۲ باوجود اتنی حفاظت کے اگر پیغامون مین زیر بالائی ہو یا شیطان مداخلت کرے تو حاضر رہنا اور حفاظت کرنا فرشتون کا سراسر بیجا اور بیفائدہ ہوا۔

پانچوان۔ سورہ والنجم کی تمہید مین محمد صاحب کی خدا نے بڑی زور شور سے قسم کہا کر فرمایا کہ محمد صاحب گمراہ نہین ہوا جو کچہہ بولتا ہے ہوائے نفس سے نہین بلکہ وحی کی رو سے بولتا ہے اور اوسکو شدید القویٰ نے سکہلایا ہے اس موقعہ پر بہی شیطان کا تسلط کرنا بجائے خود ملکتا نہین ہوسکتا۔ اور مفسر تفسیر معالم التنزیل متفق الرائے ابن عباس او محمد بن کعب القرظی وغیرہما من المفسرین بخلاف آیات قرآنی مذکورہ بالا تفسیر کیا۔ قولہ۔ فکان یوم فی مجلس القریش فانزل اللہ تعالیٰ سورۃ والنجم فقرءھا رسول اللہ و حتے بلغ قولہ افرأیتم اللات والعزی ومنات الثالثۃ الاخری القی الشیطان علے لسانہ بما کان یحدث بہ نفسہ و تیمناہ تلک الغرانیق العلی و ان شفاعتہن لترجی فلما سمعت قریش ذالک فرحوا بہ۔ مفسرین لکہتے ہین کہ بروز نزول سورہ والنجم جسوقت محمد صاحب پڑہنے لگا تو موافق صلاح نفس اور خواہش محمد صاحب کے شیطان نے اوسکی زبان پر کلمات تعریف بتون کے القاء کردئے اور قریش سنکر خوش ہوئے یہہ عجب حیرت انگیز تفسیر ہے کیونکہ جب صلاح نفس اور خواہش محمد صاحب کی پہلے سے تہی تو القا کرنا شیطان کا کیا معنی رکہتا ہے۔ یعنی جو اہل ادانی اسباب کو جانتے ہین کہ جو کچہہ دل مین ہوتا ہے وہ زبان پر آتا ہے ہان اگر صلاح نفس اور خواہش دلی کو مشورہ شیطانی کہا جاوے تو البتہ جاے دارد۔ اور وہ صلاح نفس اور تمناء دلی یہہ معنے رکہتی ہین کہ بتون کی تعریف کرنے سے مشرکان عرب خوش ہوکر مطیع ہوجاوینگے لیکن اونہون نے بخلاف اوس کے یہہ سمجہا ہوگا کہ پہر محمد صاحب نے پیروی اباء اجداد اپنے کی قبول کرلی اسواسطے خوش ہوئے ہونگے اور جب موافق صلاح نفس اور مشورہ مجوزہ کے مطلب برآری نہ ہوئی تو ضرور باعث رنج خاطر ہوا ہوگا اور منسوخ کرنا اوس آیت کا بہی لازم آیا۔ اب مضمون مفسرون کا اور آیات قرآنی مذکورہ بالا جن سے محمد صاحب کا محفوظ رہنا تسلط شیطان کے سے پایا جاتا ہے میزان عقل مین وزن کیا گیا تو قرآن کا مضمون مفسرون کی تفسیر اور تشریح سے زیادہ معتبر ہے پس تفسیر کرنا اونکا سراسر غلط بلکہ الزام اور افترا ہے کیونکہ اگر تفسیر کرنا اونکا صحیح ہو تو قرآن کو منزل من اللہ کہنا باطل بلکہ خود ساختہ کلام انسان کہا جائیگا اور وعدہ الٰہی محفوظ ہونے تسلط شیطان سے محض پیغمبر بنکر حاضرین کی تسلی کرتے تہے ورنہ یہ بات بے بنیاد تہی۔ لیکن جب مضمون آیت قرآن جسکا مفسرون نے تفسیر کیا بنظر غور دیکہا۔ تو فی الحق قول مفسرون کا صحیح اور درست ہے پارہ ۱۷ سورہ حج رکوع ۷+۱۵۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ۔ اپنی بات کی درستی کیواسطے اودون پر الزام لگایا ورنہ کسی پیغمبر نے ایسا تمنا نہین کیا اور کلمات تعریف بتون کے شیطان نے اونکی زبان پر القا نہین کئے الا محمد صاحب نے۔ اور نیز قرآن سے یہہ بہی صاف ظاہر ہوا کہ جو مضمون بصلاح نفس اور تمناء دلی رسولؐ کے ہو اوسمین القا شیطانی ضرور ہوجاتا ہے اور جب القا شیطانی ہوا تو تعمیل کرنا اوسکا داخلی گناہ اور صدور گناہ باعث ناراضگی خدا چنانچہ وہ آیت جسمین تعریف بتون کی تہی منسوخ کی گئی۔ اور دوسری جگہ قرآن مین فرمایا کہ جو منسوخ کرتے ہین ہم آیات کو یا بہلا دیتے ہین ہم لاتے ہین ہم بہتر اوس سے یا مانند اوسکے پارہ اول سورہ بقر رکوع ۱۳-۱۰۰ مَا نَنسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ بہلا دینا تو خدا کی ذات کا خاصہ نہین کیونکہ جسمین سہو اور نسیان ہے وہ خدا نہین اور آیت منسوخ شدہ کے مانند یا بہتر اوس سے لانیکا یہہ معنی ہوگا کہ جسوقت محمد صاحب نے القا کردیا کہ وہ بلند پرواز اور صاحب شفاعت ہین۔ وہ آیت تو منسوخ ہوگئی پس اوس سے بہتر یہ آیت نازل ہوئی کہ جس مین رضا اور پسندی محمد صاحب کی تہی یعنی بابت اور بتخانہ سجدہ گاہ محمد صاحب اور جمیع امت محمدیہ کا ہوگیا۔ پارہ ۲ سورہ بقر رکوع ۱۷+۱۳۵ قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ۔ اور تا زمان فتح مکہ بموجودگی جملہ بتون کے محمد صاحب اور جمیع امت محمدیہ اونکا سجدہ کرتے رہے اور بعد فتح مکہ کے اور تو سب معبود نکالے گئے لیکن ایک حجر الاسود منجملہ اون خداؤن کے رکہکر واحد پرستی معروف کی گئی۔ لہذا عرض رسان ہون کہ وہ آیت جسمین خواہش نفس اور تمنا تعریف بتون کی تہی منسوخ ہوگئی۔ اور جب بموجودگی اون سب بتون کے اون بتخانہ کا سجدہ کرنا محمد صاحب نے پسند کیا تہا اسی کو بہی تمناء دلی کہا جائیگا تو ضرور القا شیطانی ہوا اور اگر القا شیطانی کہنا ناجائز ہو تو اوس کے ثبوت مین سند پختہ سے مطلع فرماوین۔

رقیمہ برخوردار خان مشن ہسپتال کوئٹہ

فاما الجواب

:- ڈاکٹر برخوردار خان صاحب کا سوال ہی انکے اعتراض کی تردید کے لئے کافی ہے تاہم مین اسپر کسیقدر بسط سے کلام کرنا چاہتا ہون۔

لاریب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بدرجہ اولیٰ شیطانی تسلط سے پاک ہین آپ کی تو شان ہی ارفع اور اعلےٰ ہے شیطان کا تسلط قرآن کریم کے رد سے کسی پر بہی نہین جیسا کہ خود خدا تعالےٰ کی مجید کتاب فرماتی ہے۔ ان عبادی لیس لک علیہم سلطان یعنی اے شیطان میرے بندون پر تجہے ہرگز تسلط حاصل نہین۔ ہان مین انجیل کا ذکر ہرگز نہین کرتا۔ کیونکہ انجیل کی رو سے تو یسوع پر بہی جو ایک نادان قوم نے خدا بنا لیا ہے) شیطان کا بہت بڑا تسلط ہے وہ یسوع کو اپنے ساتہہ لے گیا۔ یسوع نے اسکی پیروی کی اور چالیس دن تک وہ بُس القرین یسوع کو لئے پہرتا رہا۔ اگر ڈاکٹر برخوردار خان صاحب انکار کرین تو مین انہین مفصل بتا سکتا ہون۔ غرض قرآن کریم کی رو سے شیطان کا کسی پر بہی تسلط نہین + اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام انسان کو دعاؤن سے کام لینے کی تاکید کرتا ہے برخلاف اسکے یسوع ناصری کا پیرو بجز آج کی روٹی کے اور کچہہ مانگتا ہی نہین۔

بہرحال

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لاریب شیطانی تسلط سے بالکل پاک اور معصوم ہین بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے کہ میرا شیطان مسلمان ہوگیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو کچہہ قرآن مجید نے فرمایا وہ سراسر حق اور صحیح ہے۔ یہہ امر کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بتون کی تعریف کی اور وہ القاء شیطانی تہا محض اتہام اور سراسر باطل ہے نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بتون کی تعریف کی اور نہ اس کا کوئی ثبوت قرآن مجید مین ہے نہ حدیث کے اعلےٰ طبقہ مین۔ اگر کسی مفسر کا قول ہمیشہ حجت ہوسکتا ہے تو کیا برخوردار خان انجیل مین مفسرین کے اقوال ماننے کو امادہ ہین۔ تعجب کی بات ہے کہ برخوردار خان قرآن شریف کی بنا پر اعتراض کرنا چاہتا ہے لیکن اسے اتنا بہی علم نہین ہے کہ سارا قرآن شریف بتون اور بتون کی پرستش کی مذمت سے بہرا ہوا ہے۔ قرآن شریف کی توحید تو مخالف سے مخالف پادریون اور دشمنون نے بہی تسلیم کی ہے + یہی اعتراض پنڈت لیکہرام آریہ مقتول نے بہی کیا تہا اسکا جواب جو بہت ہی صحیح اور لاجواب ہے حضرت حکیم الامتہ نے تصدیق مین دیا ہے۔ جسکو مین یہان درج کردیتا ہون۔

مکذب نے صفحہ نمبر ۲ تکذیب مین سورہ نجم کے حوالہ سے یہہ **لغو فقرہ** تلک الغرانیق العلی وان شفاعتہن لترتجی۔ اعتراض کرنے کو لکہا ہے **اسلام** کے مختلف فرقے دنیا مین موجود ہین سب کے پاس **قرآن** ہے مگر تعجب ہے کسی مین یہہ موجود نہین اور ہو کیسے **قرآن کریم** کی شان اس سے اعلےٰ وارفع ہے کہ اس مجموعہ توحید مین ایسا

(باقی)

www.aaiil.org

مشرکانہ مضمون ہوا ب حقیقت میں قرآن پر کوئی اعتراض نہ رہا۔

مکذب فٹ نوٹ میں۔ " مفصل حال اسکا معالم جلالین بیضاوی معتمد میں ذکر ہے "

مصدق نے ان تفاسیر کیطرف رجوع کیا مگر ان میں یہہ لکھا پایا جو ناظرین کے عرض خدمت ہے **بیضاوی** نے اس واہی قصہ کو کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فقرہ تلك الغرانیق العلے الخ پڑھا تہا لکہکر کہا ہے وھو مردود عند المحققین اور یہی بات معالم کے حاشیہ پر مرقوم ہے - تفسیر **فتح البیان** میں لکہا ہے تلك الغرانیق کی نسبت یہ کہنا کہ رسول اللہ نے سورہ نجم میں اسکو پڑھا - **صحیح نہین** چنانچہ کہتے ہین لم یصح شئ من ھذا ولا ثبت بوجہ من الوجوہ ومع عدم صحتہ بل بطلانہ فقد دفعہ المحققون بکتاب اللہ سبحانہ۔

حیث قال اللہ تعالے ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین۔

وقولہ تعالے وما ینطق عن الھوی۔

وقولہ تعالی ولولا ان ثبتنٰك لقد كدت تركن الیھم فنفی المقاربۃ للرکون فضلا عن الرکون۔

قال البزار - ھذا حدیث لا نعلمہ یروی عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم باسناد متصل +

قال البیھقی ھذہ القصۃ غیر ثابتۃ من جھۃ النقل ثم اخذ یتکلم ان رواۃ ھذہ القصۃ مطعونون فیھم +

قال امام الائمۃ ابن خزیمۃ ان ھذہ القصۃ من وضع الزنادقۃ +

قال الرازی ھذہ القصۃ باطلۃ موضوعۃ لا یجوز القول بھا +

قال اللہ تعالے وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی +

وقال اللہ تعالے سنقرئك فلا تنسی۔

ولا شك ان من جوز علی الرسول تعظیم الاوثان فقد کفر لان من المعلوم بالضرورۃ ان اعظم سعیہ کان فی نفی الاوثان +

قال ابن کثیر فی تفسیرہ ان جمیع الروایات فی ھذا الباب اما مرسلۃ او منقطعۃ لا تقوم الحجۃ الشئ منھا - ثم قال فقد عرفناك انھا جمیعھا لا تقوم بھا الحجۃ لانہ لم یروھا احد من اھل الصحۃ ولا اسندھا ثقۃ بسند صحیح او سلیم متصل -

(فتح البیان مختصرا)

وقال فی الکبیر روی عن محمد بن اسحاق بن خزیمۃ انہ سئل عن ھذہ القصۃ فقال ھذا وضع من الزنادقۃ وصنف فیہ کتابا۔

غرض

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر تو یہ اعتراض ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتا البتہ یسوع جنکا ذکر انجیل میں ہے اسپر یہہ اعتراض بڑی صفائی سے ہوسکتا ہے کہ اسنے

سلہ اس قسم کی کوئی بات ہی کسی وجہ سے ثابت اور صحیح نہین ہوئی - اگرچہ خود ہی اسکی عدم صحت اور اسکا بطلان ظاہر ہے - مگر محققین کہتے ہین کہ اللہ تعالے کی کتاب ہی تو اسے رد کررہی ہے چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے اگر یہ (نبی) ہماری نسبت کوئی جہوٹی بات لگاتا تو ہم اسکا دہنا ہاتہ پکڑتے پہر ہم اسکی رگ حیات کو کاٹ ڈالتے - اور اللہ تعالے فرماتا ہے - یہ نبی اپنی طرف سے نہین بولتا - اور اللہ تعالے فرماتا ہے - اگر ہم تجہکو مضبوط نہ رکہتے تو تو ان کی جانب قریب تہا کہ مائل ہوجاتا - اب یہ آیت مقاربت میلان کی ہی نفی کرتی ہے چہ جائیکہ انجناب کا میلان ان کی جانب ہوتا - بزار کہتے ہین ہم نہین جانتے کہ کسی نے اس حدیث کو متصل اسناد سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہو - بیہقی کہتے ہین - یہ قصہ نقل کے قانون کے لحاظ سے ثابت نہین ہوا - پہر بیہقی نے یہ کلام کیا ہے کہ اس قصہ کے راویوں مین طعن کیا گیا ہے - امام الائمہ ابن خزیمہ کہتے ہین کہ اس قصہ کو زندیقوں نے وضع کیا ہے + امام رازی کہتے ہین - یہ قصہ جہوٹا بناوٹی ہے اسکا ماننا ناجائز ہے کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ یہ نبی اپنی طرف سے کچہہ نہین بولتا یہ تو وہی کہتا ہے جو اسکے دلمین وحی کی جاتی ہے اور اللہ تعالی فرماتا ہے عنقریب ہم تجہے قرآن پڑہاتے ہین - پہر تو اوسے فراموش نہ کریگا - جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہہ کہنا روا رکہے کہ آپنے بتون کی تعظیم کی ایسا شخص بے شک کافر ہے - اسلئے کہ یہ واضح ہوچکا ہے کہ انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بڑی بہاری کوشش بتون کا نابود کرنا تہا - ابن کثیر اپنی تفسیر مین کہتے ہین کہ اس باب مین جتنی روایتین ہین یا تو مرسل ہین یا منقطع ہین اور ایسی روایتین حجت نہین ہوا کرتین - پہر امام صاحب فرماتے ہین - ہم تجہے سمجہا چکے ہین - کہ یہ تمام روایتین حجت پکڑنے کے قابل نہین ہین کیونکہ اہل صحت مین سے کسی نے انہین روایت نہین کیا اور نہ کسی ثقہ نے سند صحیح یا سلیم متصل سے انہین اسناد کیا - اور امام صاحب تفسیر کبیر مین کہتے ہین - محمد بن اسحاق بن خزیمہ سے روایت ہے کہ اوسے اس قصہ کی بابت سوال کیا گیا - اس نے جواب دیا کہ زندیقوں نے اسے گہڑا ہے - اور اوس نے اس بارہ مین ایک مستقل کتاب تصنیف کی ہے +

چالیس دن تک جس القرین شیطان کے ساتہہ رہکر زندگی بسر کی۔

بہ بین تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

اور آیت **ما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی** الآیۃ سے جو یہ مفہوم پیدا کیا ہے کہ نبیون یا رسولون کی تمنی میں شیطان القا کردیتا ہے اسکو مردہ پرست عیسائی کب سمجہ سکتا ہے -

اسکا یہ مطلب نہین ہے کہ جو الہامات اور وحی نبیون کو ہوتی ہے وہ انکے اپنے خیالات یا تمنی کا نتیجہ ہوتا ہے بلکہ یہ آیت تو ایک عظیم الشان سر نبوت کو بیان کرتی ہے - اسکا خلاصہ مطلب یہہ ہے کہ جب کوئی نبی یا رسول آتا ہے تو اوس کی خواہش اور آرزو اصلاح ملک و قوم ہوتی ہے اسکی تمنی بجز اسکے نہین ہوسکتی کہ وہ فسق و فجور کے گڑہے مین پڑے ہوئے شریرون کو نکال کر خدائے قدوس کے آستانہ پر جہکادین مگر شریر اور ناپاک لوگ جو شیطان کا مظہر ہوتے ہین اسکی راہ مین روکین ڈالتے ہین اور اسکی تبلیغ کو بند کرنا چاہتے ہین لوگون کو ہر طرح اس سے دور رکہنے کی سعی کرتے ہین - لیکن انجام کیا ہوتا ہے **فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان** شیطان اور اسکے مظاہر ناکام اور نامراد رہتے ہین اور خدا تعالے کے مامور و مرسل آخر کامیاب ہوتے ہین -

دور کی باتین شاید آپ سمجہ نہ سکین آج بہی دنیا مین خدا تعالے کا ایک مامور اور مرسل موجود ہے اسکی تمنی یہہ ہے کہ وہ **مردہ پرست** نصرانیت کے عقاید کو دور کرے اور حی و قیوم خدا کے حضور سب کو جہکاوے - لیکن خبیث شیطان چاہتا ہے کہ اسے اس مقصد مین کامیابی نہ ہو - وہ اپنے مظاہر کے ذریعہ اسکی راہ مین روکین ڈال رہا ہے مختلف طرز و طرق پر اسے دکہہ دیا جاتا اور ستایا جاتا ہے اسکی جماعت پر افترا باندہے جاتے -

جب دلائل و حجج مین عاجز آجاتے ہین تو مقدمات اور جہوٹی مخبریون سے اسے گزند پہونچانا چاہتے ہین لیکن شیطان اور اسکا لشکر دیکہہ لیگا کہ **انجام کار فتح اسی مامور کی ہے** توحید کا جہنڈا گڑیگا اور مردہ پرست نصرانی استخوان پرستی سے باز آکر حی و قیوم خدا کو اپنا اکیلا اور یکتا خدا سمجہین گے -

اس آیت کا مطلب اور مفہوم تو یہ ہے - لیکن نادان انسان جو خدا پرستی کی راہون کو چہوڑ کر شیطانی خیالات کا اسیر ہوکر اندہیرے مین چلتا ہے - وہ اپنے نفس کا غلام ہوکر اولٹے معنے کرتا ہے -

(باقی آئندہ)

سیرۃ المہدی کا ایک ورق

ماموروں کی زندگی معمولی زندگی نہین ہوا کرتی بلکہ انکی ہر حرکت و سکون میں ان و ادا اپنے اندر ایک بیش قیمت اخلاقی روحانی سبق رکہا کرتی ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو خدا تعالے کی مجید کتاب ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اور قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ نفرماتی - لیکن بہت ہی تہوڑے ہوتے ہین وہ لوگ جو ایک باریک نظر اور قلب سلیم سے ماموری ہر حالت و ادا کو دیکہنے کے عادی ہوتے ہین جب سے کہ مجہے اللہ تعالے نے دار الامان مین رہنے کا فخر بخشا ہے اعلے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی پاک لائف پر غور کرنے اور اسے مرتب کرنے کا ایک جوش اور شوق دے رکہا ہے اور میرے اکثر احباب جانتے ہین کہ مین اس پاک لائف کے مواد جمع کرتا رہتا ہون انہین سے بعض باتین آج اپنے ناظرین کو سنانی چاہتا ہون۔

دنیوی مقاصد پیش نظر نہین

اعلے حضرت کے منجانب اللہ ہونے کے دوسرے دلائل و براہین مین سے آپ کی عملی زندگی کا وہ حصہ بہی عجیب ہے جو آپ اندرون خانہ مین گذارتے ہین - آؤ! مین تمہین آپ کی ایک اندرون خانہ مجلس کے حالات سناؤن + یہہ وقت بالکل علیحدگی کا ہے جو انسان کی حالت پر پوری روشنی ڈالنے والا ہوتا ہے - صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب **امتحان انٹرینس** دیکر امرتسر سے واپس آئے ہین - آپ کے متعلق سلسلہ کلام شروع ہوا - کسی نے کہا **میاں صاحب** بہت دبلے ہوگئے ہین دوسرے نے کہا - انکو اپنی **کمزوری** کا خیال کرکے سخت فکر لگی ہوئی ہے کہ ایسا نہو فیل ہوجاؤن -

اسپر حضرت میاں صاحب سے کسی بہت ہی پیار کرنے والے نے کہا کہ آپ **دعا کرین یہہ پاس ہوجاوین** - اسپر اعلے حضرت حجۃ اللہ نے جو کچہہ فرمایا وہ آب زر سے بہی لکہا جاوے تو اسکی پوری قدر نہین ہوسکتی - یہ فقرات آپ کی اندرونی حالت کا راز ظاہر کئے دیتے ہین اور آپ کی پاک **سیرۃ** کو عیان کرکے دکہاتے ہین -

فرمایا ہمین تو ایسی باتون کیطرف توجہ کرنے سے کراہت پیدا ہوتی ہے - ہم

باتوں کے لئے دعا نہیں کرتے۔ ہمکو نہ نوکریوں کی ضرورت ہے اور نہ ہمارا یہ منشاء ہے کہ امتحان اس غرض سے پاس کئے جاویں ہاں اتنی بات ہے کہ یہ علوم متعارفہ میں کسیقدر دستگاہ پیدا کرلیں جو خدمت دین میں کام آئے پاس فیل سے تعلق نہیں اور نہ کوئی غرض"۔

ان فقرات پر غور کرو کہ کیا کسی دنیا دار دنیا طلب کے منہ سے نکل سکتے ہیں ایسی حالت اور ایسے وقت میں جبکہ وہ اپنی بیوی بچوں میں بیٹھا ہوا ہے۔ مریدین اور مخلصین کی کوئی کثیر جماعت اسکے اردگرد نہیں ہے۔ اس سے بڑھکر آپ کی سچائی اور صدق دعویٰ پر کس دلیل کی ضرورت ہے کہ برخلاف ابناء دنیا کے جو اپنے بیٹوں کے لئے ایسی امتحانی منزلوں کے طے کرانے کے لئے کسقدر اضطراب اور قلق ظاہر کرتے ہیں اور اسکے لئے ہر قسم کے جائز و ناجائز وسائل تک کے استعمال کرنے سے بھی نہیں ڈرتے۔

حضرت اقدس اپنے بیٹے کی نسبت اس رنگ کی دعا سے بھی کراہت کرتے ہیں یہ واقعہ تو آپ کی زندگی میں اسی سال اور پچھلے ہی مہینے کا ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی کم فہم اپنی بدنفسی سے یہ کہہ اٹھے کہ اسوقت چونکہ مخلصین کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے اور کسی قسم کی کوئی حاجت اور پروا نہیں اسلئے ایسا فرمایا۔ لیکن میں ایک بہت ہی پرانا واقعہ ناظرین کو سناتا ہوں جبکہ نہ یہ سلسلہ تھا اور نہ اسقدر خدام گرد وپیش موجود تھے بلکہ تنہائی کی زندگی آپ بسر کررہے تھے اور گوشہ گمنامی میں اپنے محبوب و مولا سے راز و نیاز کی باتیں کیا کرتے تھے۔

اسوقت جناب خانصاحب مرزا سلطان احمد صاحب حال افسر مال میانوالی جو اعلیٰ حضرتؑ کے سب سے بڑے صاحبزادے ہیں امتحان تحصیلداری میں شریک ہوئے۔ انہوں نے دعا کی درخواست کی۔ عصر کی نماز کا وقت تھا۔ آپ وضو کر رہے تھے اسوقت مرزا سلطان احمد صاحب کا عریضہ ملا۔ آپ نے وضو کرکے اسے دیکھا اور نہایت نفرت اور کراہت کے ساتھ اسے چاک کرکے پھینکدیا اور فرمایا میں ایسی باتوں کے لئے دعا نہیں کرتا۔ مجھے ایسے امور کے لئے دعا کرنے سے نفرت آتی ہے۔ اسکے بعد معاً آپ کو الہام ہوا کہ پاس ہوجائیگا۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل تھا +

غرض جہانتک آپکی پاک لائف میں نظر کرتے جاویں اس قسم کے ہزاروں واقعات ملیں گے۔

مخدوم الملۃ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے روایت فرماتے ہیں کہ میاں محمود والا واقعہ سن کر میرے دل میں آپ کے مستجاب اللہ ہونے کی نسبت اور بھی زیادہ مضبوط ایمان پیدا ہوگیا اسلئے کہ جیسا میں ہر موقعہ پر دیکھتا ہوں اس موقعہ پر بھی وہی تجربہ سچا ثابت ہوا۔ کہ حضرت اقدس کے پیش نظر دین اور اعلاء دین ہی ہے محض دنیا کی طرف نہ کبھی توجہ ہوئی ہے اور نہ متوجہ ہونا پسند کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک دن فرمایا کہ

"جب کوئی شخص محض دنیا کے لئے درخواست کرتا ہے طبیعت میں بہت کراہت پیدا ہوتی لیکن جب کسی کی درخواست خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہے یا کوئی شخص کسی ابتلا میں محض دین کی خاطر مبتلا ہوتا اور ستایا جاتا ہے اسوقت دعا کے لئے بے اختیار تحریک پیدا ہوتی ہے۔"

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام آج کل باغ میں ہیں آپ کے ساتھ بعض خاص خدام اور بزرگان ملت بھی ہیں ایک خادمہ کی روایت پر مجھے معلوم ہوا کہ جب آندھی یا بارش کے سامان نظر آتے ہیں تو حضرت اقدس بہت دعا کرتے اور گھبراتے ہیں اور کہتے ہیں یا اللہ تو اپنا رحم اور فضل کر تیرے یہ عاجز بندے یہاں بے سروسامان ہیں۔ (یہ آپ کے کلمات کا مفہوم ہے ایڈیٹر) یہ واقعہ نہ صرف اعلیٰ حضرت کی کمال معرفت کا ثبوت ہے بلکہ اس سے آپکی اس دلی ہمدردی اور محبت کا بھی پتہ لگتا ہے جو آپ کو نوع انسان سے عموماً اور اپنے مخلص احباب سے خصوصاً ہے کہ انکے لئے وہ کسقدر بیتاب اور بیقرار رہتا ہے اپنے آرام کو بھی انپر قربان کرتا ہے یہ ایثار ماموروں کے سوا دوسروں کو نہیں دیا جاتا۔ اور اسکے سوا اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ماسوی اللہ سے آپ کسقدر بیزار اور الگ ہیں حقیقی ماوا اور ملجاء اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کو سمجھتے ہیں اور دعاؤں پر آپ کو بہت بھروسہ ہے۔

حضرت ام المومنین کو کیا فرمایا

گھر میں بھی تبلیغ کا سلسلہ بدستور جاری رہتا ہے ایک روز حضرت ام المومنین کو مخاطب کرکے فرمایا!

دیکھو! نوکروں پر سختی بالکل نہیں ہونی چاہئے۔ انکو جو کچھ سمجھانا ہو نرمی سے سمجھا دیا کرو۔ اور ان کے واسطے دعا کیا کرو۔ اگر انکو ملامت کرو تو استغفار کرو کہ خدا انہیں ہدایت دے۔ نیکی دے۔ سمجھ دے۔ ایسا ہی بچوں کی اگر کسی حرکت سے ناراض ہو جاؤ تو انکو بھی جھڑکو نہیں انکے لئے دعا کرو۔ اور اسی قسم کے دعائیہ کلمات سے سمجھاؤ۔

خدا تعالیٰ کے غضب کے دن آئے ہوئے ہیں وہ کسی کی پروا نہیں کرتا۔ جہانتک ہوسکے خدا کی مخلوق پر رحم کرو تاکہ اللہ تعالیٰ تم پر بھی رحم کرے۔

مندرجہ بالا بعض واقعات شمہ از شمائل آنحضرتؐ ہیں۔ انپر غور کرو اور وہ مفید نتائج اور سبق جو ان سے مل سکتے ہیں حاصل کرو۔ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ان سے فائدہ اٹھانے والا دل و دماغ عطا کرے اور توفیق دے۔ آمین۔

لاہور میں میرے دو تین دن

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

بٹالہ سے لاہور

بٹالہ سے جس کمرہ میں میں سوار ہوا تھا اس کمرہ میں چند اور شریف آدمی بھی تھے جن میں سے ایک خاص رنگو سے آیا تھا جہاں کا راجہ خاندان بالکل تباہ و برباد ہوگیا تھا۔ جو درد انگیز اور بھیانک حالات انہوں نے بیان کئے وہ اس سے کچھ بھی کم نہ تھے جو ناظرین پڑھ چکے ہیں۔ بلکہ وہاں کی بربادی اور تباہی کے اور بھی خوفناک منظر دکھاتے تھے۔ وہ یہ بیان ہی کر رہے تھے کہ ایک جنٹلمین بول اٹھے۔

"سنا ہے مرزا قادیانی نے ایک اور زلزلہ کی پیشگوئی کی ہے۔"

اسپر ایک دوسرے صاحب بول اٹھے "کیا انہوں نے پہلے زلزلہ کی بھی پیشگوئی کی تھی؟"

اسوقت تک کسی کو بجز ایک کے (جو کسی زمانہ میں میرے اوستاد تھے اور آجکل ملتان میں ڈسٹرکٹ انسپکٹر ہیں) معلوم نہ تھا کہ میں قادیان رہا کرتا ہوں اور خدا کے محض کرم سے اسی آستانہ علیا کا ایک ادنےٰ خادم ہوں۔ میں نے اپنے فرض کے خلاف سمجھا کہ خاموش رہوں چنانچہ میں نے اس دوسرے صاحب کو مخاطب کرکے کہا کہ ہاں پیشگوئی کی تھی میرا یہ کہنا تھا کہ سب کے کان کھڑے ہوگئے۔ اور ادہر ادہر سے آوازیں آنے لگیں۔

کیا آپ قادیانی ہیں

جسکا جواب میں نے اس مفہوم کے لحاظ سے جو اس سوال کے اندر مرکوز ہے اثبات میں دیا۔ پھر دوسرا سوال یہ ہوا۔

سائل - کیوں صاحب یہ زلزلہ کی پیشگوئی کب کی تھی؟ اگر پہلے سے خبر دی تھی تو اسقدر مخلوق کیوں تباہ ہوئی۔

میں - جناب یہ پیشگوئی اوّل اوّل آج سے قریباً پچیس برس پہلے ملک میں شائع ہوئی تھی۔ پھر ایک سال کے قریب عرصہ گذرتا ہے خدا تعالیٰ نے اس قہری نشان سے دنیا کو اپنے صادق بندے کے ذریعہ آگاہ کیا اور پھر زلزلہ آنے سے چند روز پیشتر بھی اطلاع دی گئی تھی۔ یہ تو آپ کے سوال کے پہلے جزو کا جواب ہے دوسرے حصہ کے متعلق یہ گذارش ہے کہ مخلوق کیوں تباہ ہوئی؟ اسکا جواب خدا تعالیٰ کی مجید کتاب سے ملتا ہے

بما کسبت ایدیہم

انہوں نے خدا تعالیٰ کے اس الارم اور اطلاع کی کچھ پروا نہ کی۔ اطلاع دینے والے پر ہنسی ٹھٹھا کیا۔ اسکی نصائح کو خود غرضی پر محمول کیا۔ شوخی و شرارت میں پہلے سے زیادہ بڑھ گئے۔ کوئی تبدیلی نہ کی۔ آخر خدا کے عذاب نے انہیں پاش پاش کردیا۔ اور اسپر بھی ابھی شوخی کم نہیں ہوئی۔ بلکہ بڑھی ہے اسلئے خدا تعالیٰ نے اپنے بندہ کے ذریعہ پھر آگاہ کیا ہے کہ عذاب الٰہی آنیوالا ہے۔

سائل - یہ عذاب کب آئیگا۔

میں - جسطرح خدا کے آیا کرتے ہیں۔ بغتۃً ہی آئیگا یعنی یکا یک۔ اچانک۔ بےخبری میں۔

سائل - اگر بےخبری میں آئیگا تو ایسی اطلاع سے مخلوق کو کیا فائدہ ہوگا۔

میں - مخلوق کو یہ فائدہ ہوگا کہ جو ان میں سلیم الفطرت اور رشید ہیں وہ اپنے اندر مستقل تبدیلی کر لینگے۔ اور جو شرارت اور شوخی میں ترقی کرینگے اور اپنے جرائم کو پاداش کی حد تک پہونچا دینگے وہ اس عذاب سے پارہ پارہ ہوکر دوسروں کے لئے موجب عبرت ٹھیریں گے۔

سائل - میرا مطلب یہ ہے کہ اس عذاب کی کوئی تاریخ بھی مقرر ہے۔

میں - ہاں خدا تعالیٰ کے حضور تو مقرر ہے اسی لئے اس الہام اور پیشگوئی میں جو اسکے متعلق ہوئی ہے اس کا نام الساعۃ رکھا ہے

مگر دنیا کو اس الساعۃ کا علم نہیں دیا گیا۔

سائل ۔ تو کیا مرزا صاحب کو بھی اسکا علم نہیں دیا گیا۔

مین ۔ جہانتک میرا علم ہے مرزا صاحب کو بھی اسکا علم نہیں دیا گیا۔

سائل ۔ تو یہ تو کوئی پیشگوئی نہ ہوئی جبکہ خود پیشگوئی کرنے والا ملہم ہی نہیں بتا سکتا کہ کب عذاب آئے گا۔

مین ۔ مجھے آپ کے منہ سے یہ اعتراض سنکر بہت افسوس ہوا اگر کوئی ہندو یا دہریہ اسپر اعتراض کرتا تو مین اوسکو کسی دوسرے رنگ مین جواب دیتا۔ لیکن ایک شخص جو مسلمان کہلاتا ہے قرآن مجید اور انبیاء علیہم السلام پر ایمان لاتا ہے وہ ایسا اعتراض کیون کرتا ہے؟ اگر آپکا یہہ اعتراض صحیح ہے اور کسی نبی اور ملہم کے لئے یہہ **فرض** ہے کہ اس کی کوئی ایسی پیشگوئی تسلیم نہ کی جاوے گی تو پھر شاید آپ کو سارے نبیون کی نبوت سے انکار کرنا پڑیگا۔ مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ آپ سلسلہ نبوت سے اگر کچھ بھی واقف ہوتے تو کبھی ایسا اعتراض نکرتے۔

سائل ۔ قرآن مجید ایسی بودی پیشگوئیان نہین کرتا جو بے سرو پا ہون اور نہ نبیون کی شان ہے کہ وہ مبہم اور مجمل پیشگوئی کرین۔

مین ۔ اگر قرآن شریف یا نبیون کے کلام مین ایسی پیشگوئیان موجود ہون تو پھر آپ کیا کہین گے؟

سائل ۔ مین پھر مرزا صاحب کی اس پیشگوئی پر بھی نظر کرونگا۔

مین ۔ نظر کرنے کے کیا معنی آپ کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ یہہ پیشگوئی بھی اسی چشمہ سے آئی ہے۔

سائل ۔ اچھا آپ کوئی ایسی پیشگوئی بتائین تو سہی

مین ۔ کوئی کیا مین تو بطور قاعدہ کلیہ آپکو بتاتا ہون کہ انذاری پیشگوئیان خصوصاً اور عموماً ساری ہی پیشگوئیان اس رنگ کی ہوتی ہین ۔ ہان بعض ایسی بھی ہوتی ہین جس مین وقت بھی بتا دیا جاتا ہے دیکھو حضرت مسیح نے صاف طور پر اقرار کیا کہ **اس گھڑی کو باپ کے سوا کوئی نہین جانتا** حالانکہ وہ اس گھڑی سے مخلوق کو ڈراتے تھے ۔ پھر قرآن مجید صاف طور پر لا ادری اقریب ام بعید بتاتا ہے جو اس زلزلہ والی پیشگوئی کی ایسی لاجواب نظیر ہے کہ آپ اس کا ہرگز جواب نہین دے سکین گے ۔ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طوفان کے آنے کی خبر دی اور اوسوقت تک کہ نوح کشتی مین سوار ہوا کسی کو علم نہ تھا کہ طوفان آنیوالا ہے بلکہ قرآن شریف بڑے واضح طور پر بتاتا ہے کہ وہ لوگ

نوح علیہ السلام پر ہنسی کرتے جب اسے دیکھتے کہ وہ کشتی بنا رہا ہے بجا لیکہ طوفانی موسم کے کوئی آثار اور علامات نہین ہین ۔ اگر کوئی وقت خاص دیا گیا تھا یا علامات کو دیکھ قیافہ اور فراست سے کہا گیا تھا تو پھر ان لوگون کی ہنسی کے کیا معنے ۔ پیشگوئی کے سائنس اور فلسفہ سے بھی آپ ناواقف ہین اور سنن انبیاء سے بھی بے خبر ہیں یہی وجہ ہے جو مرزا صاحب پر اعتراض کرتے ہوئے لوگ غلطی اور نادانی سے وہ وہی اعتراض کرتے ہین جو ہر زمانہ مین نبیون پر کئے گئے ۔ اور ہم تو اسی وجہ سے تمام معترضین کو جو مسلمان کہلاتے ہین چیلنج کرتے ہین کہ وہ کوئی ایسا اعتراض حضرت مرزا صاحب پر کرکے دکھائین جو پہلے کسی نبی اور راستباز پر نکیا گیا ہو۔

مینے جسوقت یہہ جواب دیا سائل پر خدا کی قدرت کچھ ایسا رعب چھا گیا کہ **فبهت الذي كفر** کا پورا نمونہ مجھے نظر آیا ۔ اس سے اور تو کچھ بن نہ آیا آتھم کی پیشگوئی لے بیٹھا ۔ لیکن جب مینے اسے یہہ کہا کہ آپ نے وہ پیشگوئی ہرگز نہین پڑھی تو کہا تو یہ کہا کہ آپ ناراض ہوتے ہین ۔ مگر مین نہین سمجھتا اور غالباً میرے ناظرین بھی اس تقریر سے نہ سمجھین گے کہ اس مین ناراضی کی کونسی بات ہے۔

اس قسم کی باتون مین امرتسر سے نکلنے گاڑی کے آنے مین کچھ دیر تھی ہم سب اتر کر دوسرے پلیٹ فارم پر آ گئے محض اس خیال سے کہ پہلی ٹرین مین جو میل ٹرین تھی سوار ہو کر چلے جاوین پھر وہ میرے ساتھ ایک کمرہ مین نہین بیٹھے۔

امرتسر کے پلیٹ فارم پر میری ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب سے ملاقات ہوئی اور خدا تعالیٰ کے اس عجیب قہری نشان پر کچھ باتین ہوتی رہین ڈاکٹر صاحب نے اثنائے گفتگو مین فرمایا کہ خسرو کے ایک شعر مین کسی قدر تصرف کیا جاوے تو وہ اس نشان پر عجیب صادق آتا ہے اور اسے یون پڑھا جاوے۔

دبدبۂ عیسوی شد بلند
زلزلہ بر کوہ جوالا فگند

(باقی آیندہ)

ہز آنر لاٹ صاحب پنجاب کے دفتر سے مندرجہ ذیل اطلاعین دفتر الحکم مین موصول ہوئی ہین:

۱ ۔ مالکان جائداد واقعہ دہرم سالہ سے نہایت تاکید سے یہ درخواست کی جاتی ہے کہ وہ فوراً اسجگہ کے حکام کو اطلاع دین کہ انکا مال و متاع کس مقام پر اور کسکی تحویل مین رکھا جاوے۔

۲ ۔ آنریبل مسٹر اے اینڈرسن صاحب مرحوم سی۔ ای۔ کی جگہ مسٹر گارڈن واکر صاحب سی۔ ایس۔ آئی کمشنر قسمت دہلی قایم مقام فنانشل کمشنر پنجاب مقرر ہوئے ۔ ڈبلیو ایم فنشن صاحب ڈپٹی کمشنر جالندھر گارڈن واکر صاحب کی جگہ اور ایم۔ ایل ڈیرنگ صاحب بجائے فنشن صاحب قایم مقامی کرینگے حکم

لاہور مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۰۵ء دستخط ایل ڈبلیو مین قایم مقام چیف سیکرٹری سول سیکریٹریٹ ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بلاغ لقوم عابدین

دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسکو قبول کریگا اور بڑے زور آور حملون سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا

البلاغ

یعنے

زلزلہ کی خبر بار سوم

آج ۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء کو پھر خدا تعالیٰ نے مجھے دوسری مرتبہ کے زلزلہ شدیدہ کی نسبت اطلاع دی ہے سو مین محض ہمدردی مخلوق کے لئے عام طور پر دنیا کو اطلاع دیتا ہون کہ یہ بات آسمان پر قرار پا چکی ہے کہ شدید آفت سخت تباہی ڈالنے والی دنیا پر آویگی جسکا نام خدا تعالیٰ نے بار بار زلزلہ رکھا ہے مین نہین جانتا کہ وہ قریب ہے یا کچھ دنون کے بعد خدا تعالیٰ اس کو ظاہر فرمادیگا مگر بار بار خبر دینے سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ بہت دور نہین ہے ۔ یہ خدا تعالیٰ کی خبر اور اسکی خاص وحی ہے جو عالم الاسرار ہے اس کے مقابل پر جو لوگ یہ شایع کر رہے ہین کہ کوئی سخت زلزلہ آنیوالا نہین ہے وہ اگر نجوم مین یا کسی اور علمی طریق سے اٹکلین دوڑاتے مین وہ جھوٹے ہین اور لوگون کو دہوکہ دیتے ہین درحقیقت یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ وہ زلزلہ اس ملک پر آنے والا ہے جو پہلے کسی آنکھ نے نہین دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل مین گذرا ۔ بجز توبہ اور دل کے پاک کرنے کے کوئی اس کا علاج نہین ۔ کوئی ہے جو ہماری اس بات پر ایمان لائے؟ اور کوئی ہے جو اس آواز کو دل لگا کر سنے؟ یہ بھی ملک کی بد قسمتی ہے جو خدا کے کلام کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتے ہین اور ان کے دل ڈرتے نہین ۔ خدا فرماتا ہے کہ **مین چھپ کر آؤنگا مین اپنی فوجون کے ساتھ اس وقت آؤنگا کہ کسی کو گمان بھی نہ ہوگا کہ ایسا حادثہ ہونے والا ہے** غالباً وہ صبح کا وقت ہوگا یا کچھ حصہ رات مین سے یا ایسا وقت ہوگا جو اس سے قریب ہے پس اے عزیزو! تم خدا تعالیٰ کی وحی پر ایمان لاتے ہوشیار ہو جاؤ اور اپنی توبہ کے جامہ کو خوب پاک اور صاف کرو کہ خدا تعالیٰ کا غضب آسمان پر بھڑکا ہے وہ چاہتا ہے کہ دنیا کو اپنا چہرہ دکھاوے ۔ بجز توبہ کے کوئی پناہ نہین ۔ ہلاک ہو گئے وہ لوگ جن کا کام ٹھٹھا اور ہنسی ہے جو گناہ اور معصیت سے باز نہین آتے اور ان کی مجلسین ناپاکی اور غفلت سے بھری ہوئی ہین اور ان کی زبانین مردار سے بدتر ہین وہ بار بار کی شوخیون سے خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکاتے ہین وہ دلون کے اندھے ہین اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس روز مین ان پر رحم کرونگا جن کے دل مجھ سے ترسان اور ہراسان مین جو نہ بدی کرتے ہین اور نہ بدی کی مجلسون مین بیٹھتے ہین ۔ اور خدا نے یہ بھی فرمایا کہ اس روز تیرے لئے فتح نمایان ہوگی کیونکہ خدا اس روز وہ سب کچھ دکھلائیگا جو قبل از وقت دنیا کو سنایا گیا ۔ خوش قسمت وہ جو اب بھی سمجھ جائے ۔ یاد رہے کہ خدا کا غیب نہایت عمیق در عمیق ہوتا ہے بجز ان خدا کے مرسلون کے جو جناب الٰہی مین برگزیدہ ہوتے ہین اور کسی پر نہین کھلتا اور کسی کو اس خالص غیب سے اطلاع نہین دیجاتی پس مجھے خدا تعالیٰ نے اطلاع دی ہے تا وہ جو خدا تعالیٰ کو شناخت نہین کرتے اور نہ مجھکو انکو پتہ لگجائے ۔ مین محض ہمدردی کی راہ سے یہ بھی کہتا ہون کہ اگر لوگ بڑے بڑے مکانون سے جو دو منزلہ سہ منزلہ ہین اجتناب کرین تو اسمین رعایت ظاہر ہے آیندہ ان کا اختیار ۔ والسلام۔

المشتہر

میرزا غلام احمد قادیانی۔ ۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء بروز شنبہ

اصحاب رسول اللہ صلعم کی مراسلت

تعلیمات نبوت نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نفوس کو ایسا پاک وصاف کر دیا تھا کہ ان کے دنیاوی تعلقات بھی پند و نصیحت سے خالی نہ ہوتے تھے۔ چنانچہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ابو درداء رضی اللہ عنہ کو ایک خط بھیجا تھا جسکا مضمون حسب ذیل تھا۔

"بعد حمد و نعت کے معلوم ہو۔ تمہارا جو مقصد ہے وہ اس وقت تک ہرگز نہ حاصل ہوگا جب تک تم اُن چیزوں کو نہ چھوڑ دو جن کی طرف نفس راغب ہو۔ اور جن چیزوں کی تمہیں آرزو ہو وہ اس وقت تک ہرگز ہاتھ نہ آئیں گی جب تک ناگوار چیزوں پر صبر نہ کرو۔ لہذا چاہیئے کہ تم لب ہلاؤ تو ذکر الٰہی کیلئے ہو۔ خاموش ہو تو امور خیر میں خوض کرتے ہو اور کسی چیز کو دیکھو تو نگاہ عبرت سے۔ خوب جان لو کہ دنیا ہمیشہ کھاتی رہتی ہے۔ اسکی یہ رونق بدل کے کچھ اور ہو جائے گی اسلئے اس دنیا پر غرہ نہ کرنا اور مسجد تمہارا گھر ہو۔ والسلام"

اس کے جواب میں ابو درداء رضی اللہ عنہ نے یہ تحریر فرمایا کہ "سلام علیک۔ اس کے بعد میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ جل شانہ سے ڈرتے رہنا۔ اور بیماری کے خیال سے صحت کو۔ بڑھاپے کے خیال سے جوانی کو۔ عدیم الفرصتی کے خیال سے فرصت کو۔ موت کے خیال سے زندگی کو۔ اور ظلم کے خیال سے دوستی کو غنیمت سمجھنا اور اس زندگی غیر فانی کو یاد رکھو جو دو مقاموں میں سے ایک میں ضرور ہوگی۔ یا تو جنت میں اور یا دوزخ میں۔ تم نہیں جانتے کہ ان مقاموں میں سے کہاں جاؤ گے؟"

اسیطرح ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عامر بن عبد القیس کو لکھا تھا: "بعد سلام معلوم ہو کہ مینے تم سے ایک بات کا معاہدہ لیا تھا مگر مجھے خبر ہوئی ہے کہ تم نے اس کے خلاف کیا۔ لہذا اگر تم اپنے عہد پر قائم ہو تو خدا سے ڈرتے رہو۔ اور اس پر قائم رہو۔ اور اگر یہ خبر جو مجھے ہوئی صحیح ہے تو بھی خدا سے ڈرو اور پھر اپنے عہد کے پابند ہو جاؤ۔"

سبحان اللہ! کیا صفائی تھی! اور کیا پاک باطنی تھی! بے شک یہی فرض ہر بھائی کا بھائی کے ساتھ اور ہر مسلمان کا مسلمان کے ساتھ ہے مگر اس کو کتنے نباہتے ہیں؟

مگر اس کا کیا علاج کر

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

[illegible]

عجیب وغریب خطوط

(اپنی انگلش بہو کے نام ایک احمدی خاتون کا خط اور اس کا جواب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۳ اپریل ۱۹۰۵ء از موضع اودرین

عزیزہ ایلیس سلمہا! جیتی رہو، خدا تم کو سلامت رکھے! یہاں آپا کو آجکل حسنہ سلمہا کے پردہ میں رہنے کی بڑی فکر ہے اور اسی وجہ سے رنج بھی ہیں۔

پیاری ایلیس! اسمیں کوئی شک نہیں کہ ابھی پیاری حسنہ کو پردہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ کبھی ایسے پردہ کی ضرورت ہے جیسا کہ ہندوستان میں رائج ہے۔ مگر ہاں، ابھی سے اگر حسنہ کو پردہ کی عادت نہ ڈالی جائیگی تو پھر آئندہ بہت مشکل ہو جائیگا، اور اس بیچاری کو بھی ناگوار معلوم ہوگا۔

پیاری ایلیس، اسلام عورتوں کو باہر نکلنے سے منع نہیں کرتا، اور ضرورتاً غیر مردوں سے بھی بات چیت کرنے سے نہیں روکتا۔ عورتیں باہر جا سکتی ہیں مگر اسطرح کہ سوا ہتھیلیوں اور آنکھ، ناک اور منہ کے کوئی زینت کا مقام کھلا نہ رہے۔ یعنی باہر جاتے وقت ایک ایسا لباس زیب تن ہو کہ جو کل بناؤ سنگار خوبصورتی کے لباس اور چیزوں کو بال سے لیکر پاؤں تک ڈھانک لے تاکہ خواہ مخواہ مردوں کے دل اسکی طرف منتقل نہ ہو جایا کریں۔ ہاں، آنکھ، ناک، اور منہ کھلا نہ رہے تو وہ آرام سے نکل نہیں سکتی، اسلئے ان کے کھلے رکھنے کی اجازت ہے۔ اور غیر مردوں سے بلا ضرورت نہ ملے بیبیوں کی مجلس الگ ہو اور مردوں کی الگ۔ ہاں ضرورتاً ملنے کو منع بھی نہیں کرتا، مگر اسیطرح جسطرح کہ باہر نکلنے کا حکم ہے۔ بس یہی اسلامی پردہ ہے۔ اگر اسکا انتظام تم حسنہ کے ساتھ رکھو تو ہم لوگوں کو بڑی خوشی ہو۔

پیاری ایلیس! تم ہی انصاف کرو کہ عورتوں اور مردوں کی آزادانہ میل جول سے کہاں تک خرابی کا احتمال ہے؟ یہ کیا رسم ہے کہ عورتیں بن سنوار کر اپنی خوبصورتی کو دوبالا کر کے غیر مردوں سے اپنی خوبصورتی کی تعریف سننے کیلئے مردوں کی مجلسوں میں شریک ہوتی ہیں؟ کیا ہمارا، یا شوہر ہماری خوبصورتی اور ہمارے لباسوں کی تعریف کرنے کیلئے کافی نہیں جو ہم دوسروں کی قابل نفرت تعریف سننے کیلئے جائیں۔ اگر کسی مجلس میں جانے سے حقیقتاً فائدہ ہے تو جاؤ، اسلام منع نہیں کرتا، مگر اسطرح جاؤ کہ کوئی زینت کا مقام ظاہر نہ رہے، اور عورتیں ایک طرف بیٹھیں اور مرد ایک طرف ہوں پر ایک ایسا سادہ لباس ہو کہ سب خوبصورتیوں، کشش انگیز لباسوں اور بناؤ سنگار کو چھپالے۔ اسمیں کسی کا نقصان ہی کیا ہے؟ ہاں، اُن کا نقصان ضرور ہے جو اپنی خوبصورتی اور اپنے لباس کے بعض کو نہ معلوم کس خیال سے اپنے پیارے خاوندوں کے سوا غیر مردوں سے سننا چاہتی ہیں۔

ایلیس پیاری! خدا کیلئے ایسے خیالوں سے پیاری حسنہ کو بچاؤ! اور بچانے کی کوئی تدبیر نہیں سوا اس کے کہ غیر مردوں، نالایق لونڈوں سے خلا ملا نہ ہونے دو، اور اگر کہیں جائے بھی تو اسطرح کہ کوئی خوبصورتی کی چیز ظاہر نہ ہو، ایک سادہ لباس سے سب کچھ چھپا ہے۔ ان نصیحتوں کو مانو اور جواب جلد دو۔ فقط۔

عاجزہ تمہاری اماں

جواب

مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۵ء از شہر بھاگلپور

اماجان! آپ کا خط آیا ہم آنکھوں سے لگایا۔ میں نے آپ کے خط کو بہت غور سے پڑھوا پڑھوا کر سنا، اور اس نتیجہ پر پہونچی کہ آپکا لکھنا محض صحیح ہے۔ ایک حد تک ہم لوگوں میں کمزوری ضرور ہے، اور میں آپ کی نصیحتوں پر عمل کر کے حسنہ کے ساتھ ان باتوں کا بہت اچھی طرح خیال رکھونگی۔ آپ تردد نہ فرمائیں۔ اور یہاں ہر طرح خیریت ہے۔ فقط۔ عاجزہ آپکی پیاری ایلیس۔

قہری نشان زلزلہ پر اخبار کیا کہتے ہیں

بربادی زلزلہ کی مزید کیفیت

سول اینڈ ملٹری گزٹ لکھتا ہے:۔ بربادی زلزلہ کے مزید حالات اتلاف نفوس کے سابقہ تخمینہ میں کسی قسم کی تخفیف کرتے ہوئے معلوم نہیں ہوتے بلکہ بربادی کی ہولناک تصویر کو زیادہ روشن کرتے ہیں البتہ ساتویں گورکھا رجمنٹ کے نقصانات کے اندازہ کو کم کرتے ہیں۔ اگرچہ لاہور میں براہ راست صحیح اور معتبر اطلاع نہیں پہنچی ہے۔ مگر ساتویں گورکھا کی چار کمپنیوں کے نقصان کا پہلا تخمینہ سرسری طور پر کیا گیا تھا۔ مگر شملہ سے جو تار آیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۸۰ سپاہی مرگئے۔ ۱۰ گم ہیں اور ۱۱ زخمی ہوئے۔ کشمیر کی بابت معتبر ذرائع سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں عموماً بہت زیادہ نقصان ہوا ہے۔ اسکے متعلق ایک صاحب چشمدید حالات لاہور میں معلوم ہوئے ہیں اور کچھ خطوط بھی سرینگر سے مل گئے ہیں مگر اور مقامات کی خبریں کم تسلی بخش ہیں۔ پالم پور برباد ہو گیا ہے۔ اور صرف کھنڈرات کا ڈھیر ہی ڈھیر دکھائی دیتا ہے۔ ضلع کا سلسلہ تار اور ڈاک ٹوٹ گیا اور تار اور ڈاک کی آمد و رفت بند ہو گئی۔ دہرم سالہ سے اور فہرست آئی ہے جو یورپین مردوں کی ہے۔ مسس کوپ لینڈ گوپال پور کے باغات چائے کی مالکہ۔ مسز گبسن جیسا کے باغات چائے کی مالک مسس ایسے۔ ایک ڈاکٹر جو مرحوم مسس نیوٹن کی ہمشیرہ تھی۔ اور مسٹر سپل کے ایک بچے کے مرجانے کی خبر ہے۔ مسٹر سپل سلیٹ کی کان کے منتظم ہیں۔ یہ کیفیت یورپینوں کی ہے۔ مگر دیسیوں کی بربادی احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ امدادی پارٹیاں اپنا کام تیزی کے ساتھ کر رہی ہیں اور دبے ہوئے مردوں کو نکال رہی ہیں۔ انبالہ اور میانمیر سے پایونیر فوج کے دستے اور ان کی کمک کے دستے پہنچ رہے ہیں۔

دہرم سالہ نے سلسلہ تار برقی قائم کر دیا ہے اور پچھلے اتوار کو کرنل [illegible] کمشنر حفظان صحت دہرم سالہ کو روانہ ہو گئے تھے۔ ایک نامہ نگار دہرم سالہ کے بازاروں کی خوفناک حالت کی کیفیت لکھتا ہے جو زلزلہ کے دوسرے دن نظر آ رہی تھی۔ بچے کھچے آدمی سردی سے کانپتے ہوئے برباد مکانوں کے کھنڈرات میں جمع ہو کر آگ تاپ رہے تھے جو مکانوں کی چھتوں کی لکڑیاں جلا کر سردی سے محفوظ ہونے کی کوشش کر رہے تھے اور فاصلے پر مردے جل رہے تھے۔ اور زندہ آدمی خائف تھے کہ زمین اپنا مونہہ کھولکر ہم کو ہڑپ نہ کرے۔ شملہ کی تار خبروں سے واضح ہوتا ہے کہ وایسریگل لاج کو بہت زیادہ صدمہ پہنچا ہے حالانکہ پہلے اسقدر نقصان کا اندازہ نہ کیا گیا تھا۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ شملہ کالکا ریلوے کو کوئی صدمہ نہیں پہونچا۔ اور شملہ و کالکا کی درمیانی چھاونیوں میں زلزلہ بہت کم محسوس ہوا اسلئے انہوں نے رپورٹ کرنے کی پرواہ تک نہیں کی۔ پایونیر لکھتا ہے کہ پچیس سال پہلے نینی تال میں دامن کوہ کا ایک حصہ گرنے سے جو نقصان جان انگریزوں کا ہوا تھا اسکے قریب قریب اب

([illegible])

www.aaiil.org

نشانِ زلزلہ کے خطوط

نظارۂ ہولناک ۴ ۔ اپریل ۱۹۰۵ء مطابق ۲۳ پربزشنہ چیت سمت ۱۹۶۱ بکرم مطابق ۲۸ ۔ ماہ محرم سنہ ۱۳۲۳ ھجری کی صبح صادق اپنی معمولی آب و تاب سے اس جہانِ فانی پر چمکی کسی کو کیا معلوم تھا کہ بچشم زدن و بطرفۃ العین کیا ہوگا اللہ ری تیری شان کبریائی کا بجز ذات پاک کسکو علم ہو سکتا ہے ۔

قریباً چھ بجے کے وقت جبکہ میں سڑک پر بجانب جنگل برائے رفع حاجات جا رہا تھا کیا دیکھا کہ مشرق کیطرف سے شرشر کی آواز سنائی دے اور ایک گرد و غبار کی دیوار بڑے زور شور سے آرہی ہے سمجھا کہ یہ معمولی طوفان ہے اور کم از ایک سکنڈ وہ دیوار مجھ پر سے گذر گئی اور مجھے ایسا دھکا لگا یا کہ میں زمین پر گر پڑا آناً فاناً متصل کے مکانات گر گئے دھما دھم کی آوازیں سنائی دیں ۔ اور طرفین میں سناٹے کا عالم چھا گیا میں جب گر پڑا تو چار دن شانے چت لیٹ گیا کیا محسوس کر رہا ہوں کہ کسرہ ارضی اسطرح پرواز کر رہا ہے جسطرح کوئی شخص چارپائی پر لیٹا ہوا چارپائی کو زور سے ہستی سے محسوس کرتا ہے ۔ کوئی دو منٹ تو ایسا سماں سمر بلرزار ا خواستی گم رست کرا زمین بلند ۔ وہ وقت کیا تھا گویا قیامت تھی ۔ والدین کو اپنی اولاد اور بچگان کو اپنے والدین کا نہ سوجھی ۔ پیارے سے پیارے کو نہ جان سکتا تھا ۔ کہ کہاں وہ ہے اور کہاں میں ہوں جب یہ آفت گذر گئی تو چاروں طرف سے آہ و زاری کے نعرے بلند ہوئے کیا دکھائی دیا ۔ کہ تمام بازار مکانات کوٹھیات اپنی بنیادوں سے اکھڑ کر خاک ہو گئے ۔ ہزاروں مرد زن و بچے و بوڑھے ان کے بوجھ کے نیچے دب گئے ۔ کوئی کوئی شخص جو صبحدم اٹھ چکا تھا با آواز بلند پکار رہا تھا کہ نکلو بھاگو بھاگو وہ گرا یہ گرا بعض ... وزان جنکو خداوند تعالیٰ نے رکھنا تھا صحیح سلامت برآمد ہوئے ۔ سینکڑوں سخت مجروح و زخمی ہوئے ۔ سینکڑوں دب کر مر گئے ۔ کئی نعشیں کئی کئی روز تک برآمد ہوئیں جبتک کہ مکھی نے اسکا سبب بہمن سے دیگر اشخاص کو آگاہ نہ کر دیا ۔ وہ ... انگیز نظارہ وہ ہیبتناک سین ۔ وہ خوفناک وقت کہ ایسا ڈراتا تھا گویا کہ قہر الٰہی بصورت جسم مثل انسان ہو کر جہاں نشان و عجب و کبر و شوکت بتیجگاہ سے باہم گفتگو ہے گستاخی جاہ کل کو دیکھا ۔ نہ اسکی وہ زکت نہ اسکی وہ کج ہزار ہا خانجات سے کوئی بھی ایسا نہ رہا کہ جو خاک میں نہ ملگیا ہو لوگوں کے ہزار ہا روپیہ کا مال لکھو کھا روپیہ کا اسباب چاندی و سونا و زرکشی پارچات مٹی میں

اسطرح ملا ہوا ہے ۔ اگر کسی کے پاس تھا بھی نہیں نیز اپنے مردہ خویش و اقربا کو لوگ کفن و دفن کر کے بعد گھر کے پاس آتے ہیں کوئی جنس نہیں پاتے نہ کسی ہمسایہ سے بامید حصول طلب کر سکتے ہیں ایسے وقت میں خلق اللہ حیران و پریشان ہو رہی تھی ۔ کہ کیا کریں ۔ پیارے پیارے بچے رو رو کر اپنے والدین سے روٹی طلب کر رہے ہیں اور لوگ بیچارے سخت ششدر ہیں کہ کیا کریں بعض بعض تو جنس وغیرہ نکالنے میں کامیاب ہوئے اور ہزاروں آدمی بھوکے پیاسے ایسی بیاکل ہوئے ہوئے سرگردان دیوانہ وار دیکھ رہے ہیں ۔ کہ کہاں جائیں اور کدھر ڈھونڈیں ۔

اندریں وقت مسافر لوگ جو دو چار پانچ سات کوس سے آئے ہوئے وہاں سے گذر رہے ہیں یہ بیان کرتے ہوئے سنائی دیتے ہیں ۔ کہ ایسی ہی تباہی ہر جگہ ہے ۔ ہم اپنے گھروں کے مردوں کو نکالتے چلے ہوئے ہیں ۔ جب تک آفت سے چھوٹ کر اس بھوک کا سامنا ہو رہا ہے تو لوگ الامان الامان پکار رہے ہیں ۔ کہ اتنے میں خداوند کریم اپنے بندگان کو اپنی قدرت کا کرشمہ دکھا کر اپنی صفت رحیم و کریم کو ظہور میں لاتا ہے وہ کیا کہ ایک منادی با آواز بلند کہ رہا ہے کہ سنو بندگان خدا اپنے مصیبت کے وقت جس کے پاس آٹا چاول دال نمک وغیرہ اشیاء خوردنی نہیں رہے یا پارچہ کفن کی ضرورت ہے وہ شیخ عمر بخش نگرزئی بہوارنہ بزاز کے پاس جاوے اور اس نے جنس کی بوری کو کھول دیا ہے عوام الناس خلق اللہ کو مفت جنس تقسیم کر رہا ہے ۔ آخر کہ بندگان تعالیٰ کی مایوسی بصورت امید تبدیل ہوتی ہے اور ہر کوئی اپنی اپنی ضروریات کے رفع کے واسطے شیخ عمر بخش کی دوکان پر جاتا ہے اور بامراد واپس آتا ہے ۔

یہ امر مبالغہ نہیں ہے کہ شیخ عمر بخش نے سینکڑوں من دال اور سینکڑوں روپیہ کا کفن مفت تقسیم کیا ۔ ایسے شہر خوشحال میں شیخ کی دوکان پر گویا میلہ لگ گیا یہاں تک ہی نہیں بلکہ شیخ نے خود ہر ایک غریب و فقیر عاجز و مسکین و امیر وزیر کے گھر پر جا کر دست بستہ کہا کہ جس چیز کی ضرورت ہو حاضر ہوں حکم کرو حالانکہ شیخ بمعہ اپنی بیوی کے خود بھی دب گیا تھا ۔ مگر الحمد للہ و المنۃ کہ وہ صحیح و سالم نکل آیا جب کوئی شخص کوئی معمولی کنواں یا باولی یا سرائے یا دہرم شالہ طیار کرتا ہے تو سرکار دولتمدار کی طرف سے خوشنودی مزاج عطا ہوتی ہے ۔ کیا ایسے نیک مرد شیخ کی اپنے مصیبت کے وقت کی مدد بندگان تعالیٰ کو ہماری مہربان گورنمنٹ اپنے عواطف سلطانی میں نہ لاوے گی ۔ ہمیں کامل امید ہے کہ ہماری داد رس گورنمنٹ اسپر ضرور خیال فرماوے گی اور شیخ عمر بخش بزاز بہوارنہ کو اوسکی جوانمردی کا پورا پورا صلہ عطا فرماوے گی

راقم بھگوان داس بیچے گرداور قانون گو بہوارنہ ضلع کانگڑہ

پیارے سید ۔ سلام مسنون ۔ ۱۷ ۔ اپریل ۱۹۰۵ء کا مہربانی نامہ کل یہاں مجھے ملا ۔ یاد آوری کا شکریہ ہے ۔ پیارے سید کیا پوچھتے ہو اس ۴ ۔ اپریل کے زلزلہ کی تباہی سب سے زیادہ مجھے برداشت کرنی پڑی ہے جبکا کنبہ کا کنبہ ایک چشم زدن میں پختہ مکانات اور قلعہ میں جانیسے ہلاک ہوا افسوس کہ کنبہ بھر سے ایک بدقسمت میں اور میری خورد سال لڑکی باقی ہیں ۳۲ آدمی کی ہلاکت جسمیں شفیق ماں عزیز بھائی پیاری بیوی بچے بھتیجے بھانجے شامل ہیں سب نے اپنی ... اور دوامی مفارقت سے مجھے سخت رنج پہونچایا ۔ اچھا خدا کی مرضی مشیت ایزدی سے چارہ نہیں ۔ دعا فرماویں کہ مرحومان کو مغفرت اور مجھے توفیق صبر دیوے ۔ میں ۱۱ ۔ اپریل ۱۹۰۵ء سے تین ماہ کی رخصت پر ہوں اور آجکل خانہ بدوشانہ زندگی بسر کر رہا ہوں ۔ جملہ صاحبان حال پرس کی خدمتمیں میرا سلام عرض کریں اور حالات سے مسرور فرماویں محمد ولی اللہ خان محزون ۔ مقام ریلو ضلع کانگڑہ ۔ ۲۳ ۔ اپریل ۱۹۰۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

مکرمی و معظمی جناب والد ماجد صاحب دام اقبالہ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ میں بخیریت نادون میں پہونچ گیا ہوں ۔ مگر دوسرے دن چار تاریخ کو ایسا خوفناک زلزلہ آیا ۔ کہ الامان ۔ نادون میں چند مکان گرے ہیں مگر جانوں کا نقصان نہیں ہوا ۔ مگر سوجانپور کانگڑہ خاص دہرم سالہ اور پالم پور منڈی میں غضب ہو گیا ۔ سوجانپور کا مدرسہ اور مکانات تمام خاک میں مل گئے ایک جھونپڑی بھی کھڑی نظر نہیں آتی ۔ مولوی وزیر الدین صاحب بچ گئے ہیں ۔ کانگڑہ میں تقریباً ۳۰۰ کے آدمی ہلاک ہو گئے ۔ کانگڑہ کی تباہی عبرتناک ہے ۔ ۶ ہزار کی آبادی میں سے بمشکل ایک ہزار آدمی نظر آتے ہیں باقی سب مکانوں کے نیچے دب کر مر گئے ۔ مدرسہ کانگڑہ میں صرف دو استاد بچے اور ... لڑکوں میں سے ۲۵ لڑکے زندہ رہے باقی دب کر مر گئے ۔ بہت سے انگریز بھی شکار مرگ ہوئے ۔ بھاگسو میں ایک گورکھوں کی پلٹن پانچ سو آدمیوں کی سب کی سب غارت ہو گئی ایک متنفس بھی نہ بچا ۔ اب ان جگہوں کی یہ حالت ہے کہ "کان لم یغنو فیہا" ۔ روٹی کپڑا نہیں ملتا ۔ فاقہ مر رہے ہیں ۔ اور اب تک متواتر زلزلے آرہے ہیں ۔ معلوم نہیں کیا ہوگا ۔

طفیل حسین از نادون

نقل چٹھیات لالہ ملک راج جی بھلہ

پیارے لاجپت رائے جی ۔ میں یہاں پہنچ گیا ۔ راستہ میں جو قصبے شاہ پور سے یہاں تک تھے سب برباد ہو گئے ہیں ہر ایک جگہ سرکار کے سارے مکان گر گئے ہیں اور اسطرح سے کہ کسی کام کی چیز نہ رہی گر لائق نہیں ۔ دیواریں گر گرا نیٹ سے اینٹ جدا ہو گئی ہیں اور چھتوں کی کڑیاں بھی الگ الگ پڑی ہیں ۔ جو کچھ میں نے دیکھا ہے اسکا لکھنا قلم کی طاقت سے باہر ہے ۔ آپ یہ سمجھ لیں کہ بربادی کمل ہے ۔ سنا ہے کہ دہرم سالہ کے سوائے کانگڑہ ۔ پالم پور ۔ جوالا مکھی منڈی ۔ سوکیت ۔ کلو ۔ بیج ناتھ وغیرہ سب تباہ ہو گئے ہیں ۔ چھوٹے اور بڑے مکانات کوئی بھی نہیں بچے ۔ دہرم سالہ میں کچھ لاشیں ہیں ۔ ان کے رشتہ داروں نے جلا دی ہیں ۔ باقی فوج کے آدمی کل سے نکال رہے ہیں بعض اب ہی نکلی نہیں معلوم ہوتیں ۔ راستہ میں بعض جگہ بوا سخت تھی کہ میرے خیال میں وہاں حیوانی اور انسانی لاشیں سڑ رہی ہونگی ۔ جائداد کے متعلق تو کسی کو فکر ہی نہیں ابھی تک لوگ چپ چاپ ہیں اور کریں تو کیا کریں ۔ تسلی میسر نہیں ۔ ۱۱ ۔ اپریل ۱۹۰۵ء

(۲)

پیارے لاجپت رائے جی ۔ میں آج کانگڑہ سے پہنچ گیا راستے کے جو جو گاؤں ملے میں نے قریباً سب دیکھے انمیں کمل بربادی ہے ۔ بہت سے دکھ اور مصیبت والے کیس دیکھے ہیں ۔ مثلاً ایک شخص بندہ بنی رام دہرم سالہ میں تھا ۔ ان کا سارا کنبہ مر گیا صرف دو لڑکیاں باقی رہیں ۔ ایک اور شخص کا سات آدمیوں میں سے ایک لڑکا باقی ہے سڑک پر ایک اندھا بوڑھا مانگ رہا تھا ۔ اس نے بتایا کہ اپنے کنبے میں سے وہ اور اسکی بڑھیا بیوی بچے ہیں اور کوئی نہیں بچا ۔ پاس ایک بھاری مکان تھے کہ ... تھے وہ اسکا تھا ۔ ایک بوڑھا کھتری دیکھا جسکا اکلوتا بیٹا مر گیا تھا ۔ اس نے بتایا کہ اس کے ۲۲ مکان تھے سب کے سب گر گئے ہیں ۔ دہرم سالہ میں جو کچھ سنا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لیڈر سب سے پہلے بھاگ گئے ۔ ایک صاحب نے جو اعلےٰ تعلیم یافتہ اور ایم ۔ اے کی ڈگری حاصل کئے ہوئے ہیں مکان میں دبا ہوا لڑکا چھوڑ کر میدان کا راستہ لیا ۔ کہتے ہیں کہ بعض مکانوں کے اندر سے دو دو تین تین دن تک آوازیں آتی رہیں لیکن آبادی کے اوسان خطا ہو گئے تھے مدد نہیں پہنچ سکی ۔ اگر ہمارے دوست جنکا اوپر ذکر کیا ہے ہمت باندھ کر کام کرتے تو ایک بڑی بھاری تعداد آدمیوں کی زندہ نکل آتی ۔ کانگڑہ اور بھون میں تو اس سے بھی زیادہ خراب حال ہوا ہے ۔ کہتے ہیں کہ چار چار پانچ دن تک برابر آوازیں آتی رہیں چھٹے دن ایک عورت زندہ نکلی ۔

نوٹ ۔ میرے مکرم سید میر علی شاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر نے جناب طفیل اسد خان صاحب ڈپٹی انسپکٹر کو راجہ بھلی لوہے کے آدیکن میں کو اس مصیبت پر تعزیت کا خط لکھا تھا جسکا جواب راجہ صاحب نے یہ دیا اللہ تعالیٰ انپر اپنا رحم کرے اور اس مصیبت میں انہیں صبر جمیل دے آمین ۔ ایڈیٹر

www.aaiil.org

دہرم سالہ اور پالم پور وغیرہ میں ہوا ہے ۔

ہیبت ناک زلزلہ

ماہ رواں کی چوتھی تاریخ کو صبح چھ بجے پر دس منٹ کے وقت لاہور میں جس زور سے زلزلہ کا اثر محسوس ہوا۔ اور جس نے سینکڑوں مکانوں کو مسمار کر کے ہزارہا روحوں کو خطرناک اسیر کر دینے کے علاوہ جسقدر جانوں کا نقصان کیا۔ وہ لوگوں کو دریافت ہونے والا نہیں ہے۔ اس نقصان جان و مال کی لاہور ہی تک خصوصیت نہیں رہی۔ بلکہ ہندوستان کے ہر گوشے گوشے سے اس خدائی قہر کے ہاتھوں خلقت کے عذاب میں مبتلا ہونے کی خبروں پر خبریں موصول ہو رہی ہیں۔ وہ وقت یاد آکر جب لاہور کی عالیشان اور سر بفلک عمارتیں سنگ لرزاں بنی ہوئی نظر آتی تھیں۔ بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تین چار منٹ تک درختوں کی یہ حالت دکھائی دیتی تھی۔ گویا انہیں تپ لرزہ نے آگھیرا ہے۔ اور وہ پڑے کانپ رہے ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ بڑے بڑے منکروں تک کے منہ سے توبہ! توبہ!! کے الفاظ نکل رہے تھے۔ فی الواقع وہ حالت ایسی ہی خطرناک تھی کہ خدائی شان جلال کے سامنے کسی کو دم مارنے کی مجال نہ تھی۔ زلزلہ کی رفتار شمال مغرب سے جنوب مشرق کیطرف بتائی جاتی ہے۔ بڑے بڑے بوڑھے کہتے ہیں۔ کہ انہوں نے ایسا زلزلہ دیکھنا تو درکنار عمر بھر میں سنا تک نہیں۔ اس میں مبالغہ نہیں وہ بالکل سچ کہتے ہیں۔ لاہور کے قلعے کو تعمیر ہوئے خدا جانے کتنی صدیاں گذری ہیں اور اس عرصہ میں اس نے کتنی آندھیاں کسقدر طوفان اور کتنے زلزلے دیکھے ہونگے مگر اسے خبر تک نہ ہوئی تھی۔ اس زلزلے نے اسکی بھی بنیادوں کو ہلا دیا تھا۔ دیگران چہ رسد۔ کوئی سرکاری عمارت ایسی نہیں رہی جسے کچھ نہ کچھ صدمہ نہ پہنچا ہو۔ رہی غریبوں کی حالت تو ناقابل بیان ہو گئی ہے۔ مگر یہاں پر اس زلزلہ کے تذکرہ سے ہمارا یہ مقصد نہیں ہے کہ ہم ناظرین کو بتائیں۔ کہ یہ زلزلہ ہندوستان کی تاریخ میں ایک قابل یاد واقعہ تصور کیا جائیگا بلکہ "اذا زلزلت الارض زلزالہا" کیطرف توجہ کرانا چاہتے ہیں۔ سورج پر داغوں کے چھا جانے اور اذا الشمس کورت کی طرف اشارہ کرنے نے دنیا کو حیرانی میں ڈال دیا ہے اپریل کا نصف ہونے کو ہے اور ابھی تک سردی کا یہ عالم ہے۔ کہ رضائی اوڑھے بغیر رات نیند نہیں آتی۔ ان کے علاوہ طاعون کی روز افزوں ترقی ہے یہ سب باتیں ایسی نہیں جن سے غور میں طبایع کو نتیجہ نکالنے میں کچھ دقت پیش آئے۔ کہ ہندوستان کی روحانی اور اخلاقی حالت درجۂ اعتدال سے گر چلی ہے جسکی تنبیہ کیلئے قدرت کی طرف سے حیرت انگیز واقعات ظہور میں آ رہے ہیں۔ سائینس ان سب کی وجوہات تک کچھ ہی کیوں نہ بتلائے۔ مگر فطرت کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں۔ کہ ایسے واقعات ہر روز واقع نہیں ہوا کرتے۔ بلکہ ان کے لئے خاص وہی وقت مقرر ہوتے ہیں۔ جب دنیا کے کسی حصہ پر ظلم و فریب بڑھ جائے۔ اور قدرت وہاں کے باشندوں کیلئے تنبیہ کی ضرورت محسوس کرے۔ بہرحال اولی الابصار لوگوں کیلئے عبرت پکڑنے کی جگہ ہے

(اردو اخبار)

۴۔ اپریل کا زلزلہ اور اسکی متعلق ضروری اطلاعات

۱۱۔ اپریل کو پیرس پایہ تخت فرانس کی میونسپل کونسل نے حضور ملک معظم ایڈورڈ ہفتم کی خدمت میں اس زلزلہ سے متعلق ہمدردی کا پیغام بھیجا۔ اسی تاریخ میں ڈیلی ٹیلیگراف کا ایک مراسلہ ٹوکیو دارالخلافہ جاپان سے مظہر ہے کہ وہاں مجلس موسومہ جیجی شمپو نے مصیبت زدگان زلزلہ کی دستگیری کیلئے ایک چندہ کھولا ہے۔ ۱۲۔ اپریل کو ملک معظم نے میونسپل کمیٹی کی اس ہمدردی کا شکریہ بذریعہ تار ادا کیا۔

تازہ ترین تخمینہ ہے کہ تحصیل کانگڑہ میں دس ہزار آدمی مرا ہے اور پالم پور میں تین ہزار لیکن خیال یہ ہے کہ ابھی تک یہ شمار و اعداد زیادہ تر قیاسی و تخمینی ہیں۔ بالکل ٹھیک ٹھیک نہیں۔ دہرم سالہ میں سول نقصان کی کل میزان ۴۲۴ بیان کیگئی ہے۔ سول ملٹری گزٹ کو چیف سکرٹری گورنمنٹ پنجاب سے یہ اطلاع ملی ہے:۔ حضور ویسرائے نے ایک چٹھی ہز آنر لفٹننٹ گورنر بہادر پنجاب کے نام بھیجی ہے۔ جو بغرض اشاعت ارسال کیجاتی ہے سر چارلس ریواز وادی کانگڑہ میں موقعہ پر تشریف لے گئے ہیں تاکہ اصلی حالت بذات خود ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کہ آیا مصیبت زدوں کی امداد بقدر امکان ہو رہی ہے یا نہیں۔ ہز آنر کی عدم موجودگی میں آپ کی ہی ہدایات کے مطابق صوبہ کے معزز انگریز نیز دیسی ممتاز اشخاص کو ترغیب دلائی جا رہی ہے کہ وہ مصیبت زدگان کی امداد کیلئے عام چندہ وغیرہ کی غرض سے ایک جنرل کمیٹی میں شامل ہوں۔ ہز آنر کے لاہور واپس آتے ہی اس کام کے واسطے ایک جلسہ عام منعقد کیا جائیگا۔

ہز اکسلنسی کی چٹھی کا مفہوم یہ ہے:۔

مائی ڈیر سر چارلس۔ ہر تازہ اطلاع سے وادی کانگڑہ میں بیش از بیش ہی تباہی کا پتہ لگتا ہے قطع نظر اس کے کہ نقصان جان ٹھیک ٹھیک کسقدر ہوا ہے۔ ہزارہا آدمی مبتلائے مصیبت تو بالیقین ہو گئے ہونگے۔ پس مجھے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان کیلئے امدادی چندہ کی فہرست کھولنے میں اب ہمیں ڈھیل نہ کرنی چاہئے۔ آپکی گورنمنٹ ہر ایک ممکن ذریعہ سے ان لوگوں کی دستگیری کر رہی ہے اور زراعت پیشہ گروہ کو بھی بعد ازین جسقدر گورنمنٹ سے ہو سکی امداد خاص پہنچائیگی لیکن بہت سا نقصان مکانوں وغیرہ کی تباہی سے جو ہوا ہے اسکی تلافی سرکاری اعانت سے کیا ہو سکتی ہے صرف پرائیوٹ فیاضی سے ہی اسکا علاج جلد تر اور زیادہ کارگر ہو سکتا ہے۔" یہ فرما کر لارڈ کرزن بہادر نے فہرست چندہ کے کھولنے کی رائے دی، اور دس ہزار روپیہ خود بھی اس کار خیر میں مرحمت فرماتے ہوئے ظاہر کیا ہے کہ "میرے خیال میں چندہ کی فراہمی و تقسیم کا مرکز لاہور میں ہونا چاہئے"۔ پھر فرماتے ہیں "مجھے بھروسہ ہے کہ آپ وہاں (لاہور میں) یا جہاں کہیں مناسب ہو بلا توقف اسکے متعلق کارروائی شروع کریں گے۔ جو مصیبت زدوں کی امداد کیلئے ہمیشہ تیار رہتے ہیں یہ مصیبت دیسیوں اور یوروپینوں پر یکساں پڑی ہے۔ لہذا مجھے یقین ہے کہ دونوں گروہ اس کار خیر میں بخوشی شامل ہوں گے۔ چونکہ لیڈی کرزن ہی زلزلہ کی تباہی سے بال بال بچی ہیں۔ اسواسطے میں سمجھتا ہوں کہ مجھے شاید اس بارہ میں آپ کو مخاطب کرنیکا زیادہ حق ہے"۔ الخ

لارڈ کرزن بہادر کی چٹھی سے پایا جاتا ہے کہ آپ اس ناگہانی آفت و مصیبت کے نتائج سے بہت متاثر ہوئے ہیں۔ حتی کہ آپ نے دس ہزار روپیہ مصیبت زدوں کی امداد میں جیب خاص سے بھی مرحمت فرمایا ہے۔ علی ہذا سر چارلس بہادر بالقابہ کو بھی اس حادثہ اور لوگوں کی بربادی و مصائب کا یہانتک خیال پیدا ہوا کہ ہز آنر نے باوجود ساری تیاری کر چکنے کے اپنی روانگی ولایت بھی ملتوی کر دی۔ ہز اکسلنسی اور ہز آنر کی یہ شفقت شاہانہ بلاشبہ نہایت شکرگزاری و ستائش کے لائق ہے۔

اس زلزلہ کی مصیبت کوئی معمولی واقعہ نہیں کہ جسکا چرچہ دو چار روز حدود ملک ہی کے اندر ہو کر رہ جاتا۔ بلکہ اسکی افسوسناک خبر قریب قریب تمام ممالک غیر میں پہنچ گئی [illegible] ہمدردی و اظہار افسوس کے پیغام پہنچے ہیں۔ جنمیں سے چند کا ہم قبل ازین ذکر کر چکے ہیں ۱۱۔ اپریل کی تار خبر ڈان میں ہم دیکھتے ہیں کہ اسی متعلق ایک ٹیلیگرام لارڈ ولیڈ کی زار پرنس کا بھی آیا ہے اور ایک لارڈ ملنر بہادر ہائی کمشنر جنوبی افریقہ کا۔

شملہ سے ۱۱۔ اپریل کی تار خبر ہے کہ لفٹننٹ گورنر بہادر پنجاب کے ساتھ صرف ان کے پرائیوٹ سکرٹری آئے تھے۔ انڈر سکرٹری صاحب لاہور سے بذریعہ سپیشل ٹرین بعد میں پہنچے۔ ہز آنر بذریعہ ٹانگہ سیدھے پٹھانکوٹ کے رستہ آئے ہیں۔ صاحب کمشنر قسمت جالندھر بھی ان سے جا ملے ہیں۔ انہوں نے بھی ڈیرے وہیں ڈالے ہوئے ہیں اسی کیمپ سے تمام علاقہ کی خبریں عام طور پر آتی جاتی ہیں۔ شملہ میں تو ایک تار گھر کھولدیا گیا ہے جسکا پہلے بھی ذکر آچکا ہے۔ اور دہرم سالہ سے چھوٹے موٹے پیغام بذریعہ ہیلوگراف آتے جاتے ہیں۔ میجر جنرل کچنر اور کرنیل ملاپ جو فوجی انتظام و اہتمام سے متعلق دہرم سالہ میں آئے ہوئے تھے وہ اپنا کام کرکے لاہور واپس چلے گئے ہیں دوپہر کو رستہ میں بنگلہ کوٹلہ پر وہ سر چارلس ریواز کو ملے تھے۔

مسٹر ٹیگ سپرنٹنڈنٹ ۱۱۔ اپریل کو دہرم سالہ سے اترے۔ ان کے بیان سے پایا جاتا ہے کہ وہاں لاشوں کے کھود کر نکالنے کا کام سرگرمی ہو رہا ہے۔ اور یقین کیا گیا ہے کہ دہرم سالہ میں تو قریباً تمام لاشیں نکال لیگئی ہیں گو ممکن ہے کہ معدودے چند ابھی تک ملبہ کے نیچے تباہ تودوں میں دبی پڑی ہوں۔ بازار کے ویرانہ میں ایک گھر سے ایک شخص کھود کر ایسا زندہ نکالا گیا جو پانچ دن تک ملبے کے نیچے دبا رہا مگر خدا کی شان کہ مرا نہیں۔ سامان رسد باافراط ہے۔ کیونکہ وہ پٹھانکوٹ سے اونٹوں اور خچروں کے ذریعہ دبادب پہنچ رہا ہے۔ آٹے اور دیگر خوردنی ضروریات کا ایک معقول ذخیرہ ہر وقت تیار اور محفوظ رہتا ہے کہ نہیں معلوم کہ کب اور کتنی ضرورت پڑ جائے۔ لوگ جو زلزلہ کے خوف سے دیوانہ وار اپنے گھروں کو چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اب ہر جگہ اپنے گاؤں کو واپس آ گئے ہیں۔ بنیوں نے بھی اپنی دوکانیں جنہیں زیادہ ضرر نہیں پہنچا تھا۔ آنکر کھولدی ہیں۔ قصبہ کانگڑہ میں تمام مانگنے والوں کو خوراک تقسیم کی گئی ہے۔

(باقی آئندہ)

www.aaiil.org

حضرت اقدس کے شب و روز

غالباً ناظرین الحکم کیلئے یہ معلوم کرنا بہت ہی عجیب اور مفید ہوگا کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوقات شب و روز آجکل کس طرح گذر رہے ہیں۔

حضرت اقدس خدا تعالیٰ کی متواتر وحیوں کی وجہ سے جو آنیوالی آفت زلزلہ کی خبریں دے رہی ہیں بہت بڑا حصہ دعاؤں میں گذارتے ہیں اور غالباً اسی امر خدا تعالیٰ کی بے نیازی اور صمدیت پر پورا اور کامل ایمان رکھتے ہوئے اسکی حفاظت اور پناہ چاہتے ہیں۔ جس حال میں وہ وجود پاک جو اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کے وجود کا زندہ ثبوت اور آئینہ ہے جو اسکی توحید کے قائم کرنے کیلئے مخصوص کیا گیا ہے باوجود ان وعدوں کے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات سے کر رکھے ہیں اسقدر ترسان اور لرزان ہے پھر ہم اگر بے باکی سے خدانخواستہ اپنے اوقات بسر کریں تو ہم سے زیادہ خطاکار کون ہوگا؟

۲- اعلیٰ حضرت دعا کیلئے ہمیشہ بیت الدعا الگ رکھتے ہیں بلکہ میں نے خود اپنے کانوں سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ صحابہ بھی بیت الدعا رکھتے تھے ہر شخص کو بیت الدعا رکھنا چاہیے جہاں وہ اوقات مقررہ پر کچھ وقت دعا میں گذارا کرے۔ باغ میں چلے جانے کے باعث آپ کے اس معمول دعا میں کوئی فرق نہیں آیا۔ پھر بھی آپ نے ایک خاص خیمہ الگ بیت الدعا بنانے کی غرض سے حال میں منگوائی ہے جہاں آپ خصوصیت کے ساتھ اپنی جماعت کے لئے دعائیں کریں گے اور ایک یہی دعا آپ کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس جماعت میں سے طاعون کو اٹھا دے۔

۳- پھر حضرت اقدس کے اوقات میں سے ایک حصہ اندرون خانہ میں تبلیغ اور انذار کا ہے آپ ام المومنین اپنی اولاد اور دوسری عورتوں یا بچوں کو جو سمجھدار ہیں جنکو حضرت اقدس کے ہمراہ رہنے کا موقع حاصل ہے ہر روز تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ جب کوئی تازہ وحی یا کشف ہوتا ہے آپ سب سے اول گھر والوں کو سناتے اور مناسب موقع وعظ فرماتے ہیں۔

۴- براہین احمدیہ حصہ پنجم کی تصنیف میں وہ وقت گذرتا ہے جو مندرجہ بالا اوقات سے اور نمازوں کی ادائیگی سے بچتا ہے۔ اسی میں ضروریات روزمرہ بھی شامل ہیں۔ ۷۰ سال کی عمر میں اسقدر مصروفیت اور وہ بھی محض خدا تعالیٰ کی توحید اور اعلائے کلمۃ الاسلام میں بجز خدا کے مامور و مرسل کے دوسرے کی زندگی میں

تعلقاً نہیں پائی جا سکتی۔ عصر کی نماز کے بعد عموماً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت اچھی نہیں رہتی چکر آنے لگتے ہیں اسلئے مغرب اور عشاء کی نماز میں باہر تشریف نہیں لا سکتے بلکہ اندر ہی نماز پڑھتے ہیں اور وہ بھی عموماً باجماعت۔ ناظرین سنکر حیران ہونگے کہ ایسے موقع پر حضرت اقدس کسی نہ کسی لڑکے کو ہی ساتھ ملا لیتے ہیں اور نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔

۵- باہر کی زندگی بھی انہیں امور خیر سے لبریز ہے۔ نمازوں میں شریک ہونے کیلئے تشریف لاتے ہیں۔ علی العموم نماز سے اول اور بعد کچھ نہ کچھ کسی ذکر اور سلسلہ کلام میں تبلیغ کرتے ہیں۔ آپ کی تبلیغ کا عام موضوع اور منشاء کیا ہوتا ہے؟ خدا تعالیٰ کے وعدوں پر وثوق۔ ایمان خدا کی وحی پر پورا یقین۔ اپنی کامیابی اور الٰہی نصرتوں کی بشارت خدا تعالیٰ پر پوری امید۔ خدام کو توبہ و استغفار کا وعظ مغرورانہ زندگی سے بچنے کی ہدایت نمازوں کی پابندی اور تہجد کے التزام کی تعلیم باہم ہمدردی اور مواسات کا سبق مخالفوں کی تحریروں اور دلکھ دینے والی کارروائیوں پر صبر کی تلقین اور تفویض الی اللہ اور تسلیم کی نصیحت۔

۶- پھر باہر کی زندگی کے اوقات میں مبایعین کی بیعت لینا۔ مہمانوں سے ملاقات اور مہمانداری کے لوازم اور شرائط کو ملحوظ خاطر رکھنا۔

یہ ہے مختصر سا نقشہ آپکے معمولات کا۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ کوئی دم بھی اس کریم النفس انسان کا تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ کے بغیر گذرتا ہے؟ اللھم اید الاسلام والمسلمین بالامام الحکم العادل۔ آمین

ریمارک

تہذیب النسوان لاہور یہ اپنے نام کا اکیلا اخبار ہے جو ایک شریف خاتون کی ایڈیٹری میں مستورات کے فائدہ کیلئے لاہور رفاہ عام پریس سے شائع ہوتا ہے اسکو جاری ہوئے قریباً آٹھ سال ہوئے ہیں میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ یہ اخبار مستورات کیلئے نہایت بیش قیمت اور مفید اخبار ہے۔ اگرچہ اسمیں بہت کچھ اصلاح کی گنجائش بھی ہے تاہم موجودہ حالت کسی صورت میں مستورات کیلئے فائدہ سے خالی نہیں جب یہ اخبار جاری ہوا تو آٹھ صفحہ کا تھا پھر رفتہ رفتہ اسکو مفید تر بنانے کیلئے منیجر صاحب نے اسکے چار صفحے اور بڑھا دیے لیکن ۸ اپریل ۱۹۰۵ء سے یہ اخبار مستقل طور پر پورے سولہ صفحوں پر شائع ہونے لگا ہے اور اسطرح اسکا حجم دو چند ہو گیا ہے اور قیمت میں کوئی اضافہ نہیں ہے وہ بدستور تین روپے سالانہ ہی ہے۔ میری رائے میں عورتوں کی تعلیم کے حامیوں کا فرض ہے کہ اس اخبار کی اشاعت میں خاص طور پر مددویں بلکہ سررشتہ تعلیم کے قابل ڈائرکٹر صاحب بہادر سے امید ہونی چاہیے کہ وہ سررشتہ تعلیم کیطرف سے بھی اخبار کی ایڈیٹرہ اور اسکی منیجر کی حوصلہ افزائی کریں گے۔

رسید زر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۱۸ مارچ ۱۹۰۵ء

۱- منشی شیر خانصاحب پٹواری نہر ملک ڈاکخانہ مرید کے (فصل الٰہی) مدرسہ — ۲عمہ
۲- بابو نور الدین صاحب کلرک مس کو شاہین ۲۲ ڈیرہ غازیخان — ۱۲
۳- میاں اسمٰعیل صاحب کشمیری بازار بمبئی چندہ مدرسہ — ۱۲
۴- مولوی احمد حسن صاحب مدرس سید شاملی (ماہواری چندہ) — ۲
۵- منشی نظام الدین صاحب سب پوسٹ ماسٹر فتحگڑھ ضلع گورداسپور ماہواری چندہ — ۴
۶- منشی محمد عثمان خانصاحب ہیڈ ڈرافسمین الہ آباد — ۲عمہ
۷- شیخ نیاز احمد صاحب وزیرآباد — ۲
۸- جماعت راولپنڈی معرفت محمد اکرم صاحب عیدفنڈ قربانی
۹- میاں محمد حسین صاحب و میاں نتھا صاحب معرفت پرہوکر جہلم قربانی

۱۹ مارچ ۱۹۰۵ء

۱- جماعت اسعد معرفت سکرٹری انجمن حمایت اسلام کا گھولہ آمد

۲۰ مارچ ۱۹۰۵ء

۱- شیخ نبی بخش صاحب بازار کلاں راولپنڈی (مدرسہ)
۲- میاں الٰہی بخش و کریم بخش تاجران کتب گجرات (عید فنڈ)

۲۱ مارچ ۱۹۰۵ء

۱- مولوی عبدالہادی ماچھی واڑہ (لدھیانہ)
۲- قاضی شاہدین صاحب نمبردار بابت جماعت مال پور ضلع ہوشیارپور
۳- میر حامد شاہ صاحب بابت جماعت سیالکوٹ

۲۲ مارچ ۱۹۰۵ء

۱- میاں رحمت علی صاحب ساکن ملکانہ ضلع منٹگمری
۲- میاں اعظم سرگانہ باگڑ ڈاکخانہ سرائے سدھو ملتان
۳- حافظ نبی بخش صاحب پٹواری نہر ملکانہ ضلع منٹگمری
۴- جماعت سیالکوٹ معرفت میر حامد علیشاہ صاحب
۵- میاں محمد صاحب چنیوٹ ضلع جھنگ
۶- منشی عطاء الٰہی صاحب سٹیشن ماسٹر لاہور

۲۳ مارچ ۱۹۰۵ء

۱- میر حسین علی صاحب سنڈ کلرک تربت حیدری ایران
۲- میاں احمد الدین صاحب کمپونڈر تربت حیدری ایران
۳- منشی محمد تقی صاحب احمدی مدرس اول ریاضی سرہند پٹیالہ

۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء

۱- میاں مسیح اللہ صاحب ملازم بورڈنگ ہوس قادیان
۲- منشی محمد یوسف صاحب اپیل نویس مردان ضلع پشاور بابت جماعت مردان
۳- میاں فضل الدین صاحب سکنہ لوہ چپ ڈاکخانہ قادیان
۴- مولوی قطب الدین صاحب قادیان ماہ الاول
۵- ڈاکٹر سید ستار شاہ صاحب رعیہ ضلع سیالکوٹ
۶- جماعت گجرات معرفت منشی احمد الدین صاحب

۲۵ مارچ ۱۹۰۵ء

۱- جماعت شملہ معرفت بابو برکت علی صاحب کلرک شملہ

۲۷ مارچ ۱۹۰۵ء

۱- مولوی محمد اکرم صاحب بمکان کرم الٰہی بخش صاحب راولپنڈی
۲- منشی گلزار محمد صاحب پوسٹ ماسٹر گڈھ شنکر
۳- چوہدری عزیز بخش صاحب گڈھ شنکر
۴- مسماۃ زینب بی بی 〃
۵- منشی غنی خانصاحب کمپونڈر 〃
۶- چوہدری غلام نبی خانصاحب 〃
۷- چوہدری نبی بخش صاحب 〃
۸- چوہدری سندے خانصاحب 〃

۲۸ مارچ ۱۹۰۵ء

۱- منشی فخر الدین صاحب گھوگھیاٹ (میانی)
۲- میاں چراغ الدین صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر سیالکوٹ
۳- منشی برکت علی خانصاحب محرر دفتر الحکم قادیان
۴- منشی گلاب الدین صاحب رہتاس ضلع جہلم
۵- منشی عبدالمجید خانصاحب پٹواری موضع کیوڑ ضلع حصار
۶- منشی نذیر الدین صاحب بہامون ملک برجاٹ

مراہرف باربد بر بر زاغ
نشاید چو بلبل تماشائے باغ

واقعی بڑھاپا دنیاوی خوشیوں کا خاتمہ ہے۔ اور خاص کر جن کے اولاد نہ ہو ان کا بڑھاپا تو غضب ہوتا ہے آپ بھی اگر بڑھاپے کی حد تک پہنچ گئے ہیں تو مفصلہ ذیل غور سے پڑھیں۔

نخاسی خضاب شل تیل صبح کو لگایا جاتا ہے بالوں کو دو منٹ میں سیاہ سیاہ کر دیتا ہے۔ نہ جلد پر داغ دیتا ہے اور نہ بالوں کو سخت کرتا ہے قیمت دو روپے۔

روح افزا نامردی سستی لاولدی ضعف باہ و دماغ جریان وغیرہ کو دور کرنے کیواسطے اکسیر ہے پیر کو نوجوان اور نوجوان کو مثل پہلوان بناتا ہے قیمت تین روپے فی شیشی۔

روح النساء حیض کا بند ہونا کم یا زیادہ دیر بعد یا جلدی تکلیف سے یا بالکل نہ آوے۔ سفید پانی آوے لاولدی ہو یا دورہ سوزش ہو۔ غرضیکہ عورتوں کی سب بیماریوں کے واسطے مجرب ہے قیمت تین روپے فی شیشی۔

قمر النسیم گلگونہ چہرہ سے جھریاں چھائیاں سیاہ داغ وکیل وغیرہ دور کرکے خوبصورت و اجلا بناتا ہے۔ خوبصورتی کے واسطے لازمی ہے قیمت ایک روپیہ۔

گولیاں و روغن انکا استعمال بال ہمیشہ سیاہ رہتے ہیں اگر سفید ہو گئے ہوں تو بھی سیاہ ہو جاتے ہیں اور پھر ہمیشہ سیاہ رہتے ہیں قیمت دو روپے۔

بال اڑانیکا عمل بوکتی تکلیف و خارش دو منٹ میں نازک سے نازک جگہ کے بال بھی دور ہوں۔ قیمت ۸ر فی شیشی۔

سرمہ ممیرا دھند غبار ی۔ لالی۔ پڑوال پانی جانا و ابتدائی موتیا بند کیواسطے اکسیر ہے قیمت دو روپے فی تولہ۔

بواسیر خونی بادی۔ جدی یا آتشک سے ہو مستاگر ہوں تو بلا تکلیف گم قیمت دو روپے۔

دمہ کیسا ہی پرانا و سخت دمہ ہو خواہ پھیپھڑے خراب ہوگئے ہوں بشرطیکہ شفا ہو قیمت تین روپے۔

دوائی آتشک مجرب و اکسیر قیمت تین روپے۔ دوائی سوزاک تین روپے۔ خط و کتابت کا پتہ۔

ڈاکٹر الیگزنڈر اینڈ کو۔ کرم سپتال فیروزپور پنجاب

[illegible]

اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصفّے سارسا پریلا یعنی عجیب و غریب چار جوہر

طلسمی اور حکمی مصفیات خون اور مقویات بدن کا مجموعہ ہر ایک بکس چار جوہر کے چاروں شیشیوں کی دوا میں بگڑے ہوئے خون کو نہایت صاف کر کے تمام جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور سر سے پیر تک ہر طرح کی طاقت بخشتی ہیں چار سو چار دواؤں کا ست اور جوہر فی شیشی ۸ خوراک ۴ شیشیوں میں ۳۲ خوراک جو ۳۲ روز کے استعمال میں مرد اور عورت لڑکے اور بوڑھے سب کو تمام عمر کیلئے صحیح و سالم اور چست و چالاک بنا دیتا ہے شیشی نمبر ۱ جوہر عشبہ وغیرہ شیشی نمبر ۲ جوہر چرائتہ وغیرہ شیشی ۳ جوہر شاہترہ وغیرہ شیشی نمبر ۴ جوہر چوب چینی وغیرہ۔ چار جوہر اپنے استعمال کنندہ کو ہیضہ طاعون کھانسی بخار بخیش و اسہال سے ہمیشہ محفوظ رکھتا ہے۔ آتشک سوزاک گٹھیا خارش۔ داد۔ گلوت پھوڑا پھنسی سفید داغ۔ جذام کوڑھ۔ ناسور۔ گٹھیہ بالا۔ بواسیر۔ نواسیر۔ گنج۔ سوگمندی وغیرہ کے فسادات کو ہمیشہ کیلئے صاف کر دیتا ہے ۳۲ خوراک کی چاروں شیشیاں ایک ہی بکس میں مقفل کر کے مع کنجی و کاغذ ترکیب استعمال کے خریداروں کو دیجاتی ہیں قیمت فی بکس تھوڑا روپیہ پیکنگ و محصولڈاک ایک روپیہ ۸ آنہ

اکسیر حیات یعنی نمک نباتات

متعدد جڑی بوٹی اور تمام مفید دواؤں اور میووں کے ست اور جوہر سے کیمیاوی طور پر ترکیب دیکر بڑی محنت اور جانفشانی سے یہ نمک تیار کیا گیا ہے اول درجہ کا مقوی معدہ و ہاضم غذا اور دافع قبض و ریاح و بیچی ہو کو پیدا کرنیوالا اور خون صالح پیدا کرکے از سر نو طاقت بخشنے والا اور کتنے ہی دنوں کا پرانا طحال و بخار یا ورم جگر ہو بہت جلد دفع کرکے صحت و تندرستی کا ہمیشہ قائم رکھنے والا مرد اور عورت دونوں میں توالد اور تناسل کا مادہ پیدا کرنیوالا ہے بے اولادوں اور بانجھ عورتوں کو ایک پوری بوتل استعمال کرکے فضل خدا کا امیدوار رہنا چاہئیے قیمت فی شیشی ۳۲ خوراک ایک روپیہ پیکنگ و محصولڈاک عمہ ہزاروں آدمیوں نے کامل فائدہ حاصل کیا ہے آپ بھی تجربہ کیجئے اور فائدہ اٹھائیے۔ اسے معمولی نمک سمجھئے یہ تمام امراض ذیل میں حکمی فائدہ بخشتا ہے۔ دائمی قبض۔ بدہضمی۔ پیٹ میں درد اور نفخ ہونا کمی اشتہا یعنی بھوک نہ معلوم ہونا طحال یعنی تاپ تلی۔ ضعف معدہ یعنی غذا کا بخوبی ہضم نہ ہونا اور بار بار پاخانہ ہونا۔ وبائی امراض مثل ہیضہ و تخمہ بخش اسہال۔ درد گردہ۔ درد قولنج۔ درد کمر۔ وجع مفاصل یعنی گٹھیہ درد سر کھانسی دمہ ضعف دماغ ضعف بصارت۔ لیکوریا یعنی مردی جریان یعنے دھات نکل جانا۔ سوداوی امراض مثل آتشک و سوزاک۔ اور جلدی امراض مثل خارش داد سفید داغ اور عورتوں کے خون اجرائے ماہواری۔ وباؤں کو ہر عمر کو فائدہ بخشتا ہے بچوں کے دانت نکلنے کی حالت میں نہایت ہی مفید ہے دل اور دماغ کو قوت اور فرحت بخشتا ہے طبیعت کو خوش اور بشاش رکھتا ہے فکر اور تردد کو دفع کرتا ہے خاصکر معدہ اور جگر کی تمام خرابیوں کو دور کرکے اصلی حرارت کا محافظ رہتا ہے ہیضہ اور طاعون کے زمانہ میں اسکا استعمال اکسیر کا کام دیتا ہے۔ اگر احتیاط اور التزام کیساتھ ایک پوری بوتل اس نمک کی استعمال کیجائے تو قریب ڈھائی سیر کے تازہ اور نیا خون اور عمدہ گوشت عموماً پیدا ہو سکتا ہے جس سے ہر طرح کی نئی طاقت اور قوت یقیناً پیدا ہوگی۔ یہ امر مسلّم ہے کہ اکثر بیماریاں معدہ کی خرابی کے سبب سے پیدا ہوتی ہیں اسلئے اسکا نام اکسیر حیات رکھا گیا ہے کیونکہ پوری ایک بوتل کے استعمال سے معدہ میں انتہا درجہ کی قوت لاضمہ پیدا ہوتی ہے کیسی ہی سستی اور کمزوری اور لاغری ہو فوراً دفع ہو کر انسان موٹا اور تازہ ہو جاتا ہے اور ایک نیا رنگ و روپ پیدا ہوتا ہے۔ گویا از سر نو زندگانی حاصل کرتا ہے

طاقت پیدا کرنیکی عمدہ دوا یعنی معجون مقوی

یہ دوا سر سے پیر تک ہر طرح کی نئی طاقت پیدا کرکے انسان کو ہمیشہ تندرست رکھتی ہے۔ دل و دماغ اور گردہ یعنی اعضائے رئیسہ کی تقویت کیلئے اکسیر ہے نسادات نزلہ و زکام کو قطعاً بند کرکے دل اور دماغ میں دلیری اور جبلی قوت پیدا کرتی ہے ترقی بصارت و حافظہ و ذکاوت کیلئے سریع التاثیر ہے قیمت فی بکس جسمیں ۲۰ خوراک دوا رہتی ہے۔ پانچ روپیہ پیکنگ و محصولڈاک ۴ر

گٹھیہ کی اکسیر دوائی یعنی روغن اوجاع

کیسا ہی سخت تکلیف دہ گٹھیا یعنی درد یا ورم کمر یا رانوں یا شانہ ہو چند روز اس تیل کی مالش سے درد اور ورم اور تمام تکلیفات بالکل دفع ہو جاتی ہیں قیمت فی شیشی ایک روپیہ پیکنگ و محصولڈاک ۶ر

آنکھوں کیلئے نئی روشنی یعنی سرمہ نوری

اصلی ممیرا اور اکسیر مقوی بصر ادویات و مخلول جواہرات سے یہ سرمہ تیار کیا جاتا ہے۔ جالا۔ ماڑا۔ پھولی۔ دھند۔ غبار۔ ناخونہ۔ رتوندی۔ پڑبال۔ کھجلی۔ پانی بہنا۔ سرخی چشم۔ درد۔ ککرے۔ سبزہ۔ ترمے۔ آنکھوں کی کل بیماریاں دفع کرکے آنکھوں میں نوجوان کیطرح نئی روشنی از سر نو پیدا کرتا ہے چند روز کے استعمال سے آنکھوں کی روشنی کو تمام عمر کیلئے قائم کر دیتا ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ پیکنگ و محصولڈاک ۵ر

خوشبودار منجن۔ دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کیلئے اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان

دانت اور آنکھ انہیں دونوں سے زندگی کا مزہ ہے اگر ان میں کوئی خرابی آئی تو پھر زندگی کا لطف ہی کیا۔ دانتوں کو ہمیشہ موتی کیطرح چمکیلے رکھنے کیلئے یہ منجن ہے انکی دانشت اور حفاظت نہایت ضروری اور لازمی ہے اس منجن کو آپ چند روز ملئے پھر دیکھئے دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کو دیکھئے۔ کیسا ہی درد ہو فوراً دفع ہو جائیگا اور تمام دانت موتی کیطرح چمکنے لگیں گے۔ دانتوں کے کوڑے پن اور مسوڑھے کے ورم اور درد اور بدبوئے دہن اور مونھ و زبان کے تنانور کے واسطے یہ منجن اکسیر ہے قیمت فی بکس آٹھ آنہ پیکنگ و محصولڈاک ۵ر علاوہ ازیں آتشک و سوزاک۔ جریان۔ بخیش اسہال۔ کھانسی۔ دمہ۔ بواسیر۔ ریگ۔ مثانہ۔ طحال۔ خارشت۔ اختلاج قلب۔ سفید داغ۔ داد۔ بہرہ پن کی دوا زخم پھوڑے کیلئے مرہم اور نیز مخصوص عورتوں کیلئے ہر مرض کی دوا میں اس دوا خانہ میں موجود ہیں جنکا تجربہ عرصہ دراز سے تمام ہندوستان میں نہایت کامیابی کیساتھ ہو رہا ہے دو پیسہ کا ایک ٹکٹ بھیجکر بڑی فہرست اس دوا خانہ کی منگا کر ملاحظہ فرمائیے جسمیں کل دواؤں کی تفصیل حالات مع طریق استعمال و سرٹیفکٹ وغیرہ کے درج ہیں آپ اپنا نام اور پتہ نام ڈاکخانہ خوب صاف لکھئے اور اگر ریلوے سٹیشن قریب ہو تو اسکو بھی لکھئے ہمارا پتہ یہ ہے شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال مقیم چوک شہر بنارس۔ نوٹ ہمکو مندرجہ بالا دواؤں کے فروخت کیلئے ہندوستان میں ہر جگہ ایجنٹوں کی ضرورت

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے۔ بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ کثرت سے ہو گئے۔ بلحاظ قدامت اب سے ترقی دکھی ہے اور عطر و تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے تیار کئے جاتے ہیں اور خوش معاملگی سے کارخانہ مشہور ہے نمونہ بھی طلب کریں۔

راقم محمد عبد الصمد اسعد اللہ تاجران عطر قنوج

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو بدگمانی سے بچانے کے واسطے کار روائی برغبت تقسیم کیا جاتا ہے (سونے چاندی کی گولیاں) جو اعلیٰ درجہ کی مقوی دل و دماغ و معدہ و باہ اور مصفی خون لکھیں اور جوان اور بوڑھوں کیلئے مفید اور بچوں کی بے اعتدالیوں کیلئے اکسیر ہیں قیمت ۔۔۔ (دخل مراد) یہ ایک نہایت نفیس عمدہ قسم کی مٹھائی ہے جو کہ مشک و عنبر مقویات ادویات و مسوعات مخلوط کرکے تیار کیگئی ہے جو حلق سے اترنے سے اپنا اثر دکھانا شروع کرتی ہے اور رقت و جریان اور رعت احتلام وغیرہ کو دور کرکے چست و چالاک بنا دیتی ہے اور مقوی دل و دماغ و معدہ و جگر ہے ان اعضاؤں کو تقویت دیکر خون صالح پیدا کرتی ہے آزمائش کیلئے بکس خورد بارہ خوراک ۱ر بکس اوسط ۲۰ خوراک عہ بکس کلاں جو ایک دہلی کو کافی ہے عا

المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے پر روانہ ہوگی ان کے علاوہ تیل ہمارے کارخانہ نے ایجاد کیا ہے بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے سر اور آنکھوں کو درد سر وغیرہ کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی

المشتہر منیجر کارخانہ فرحت افزا نسیم قنوج

انوار احمدیہ پریس میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالک کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

www.aaiil.org

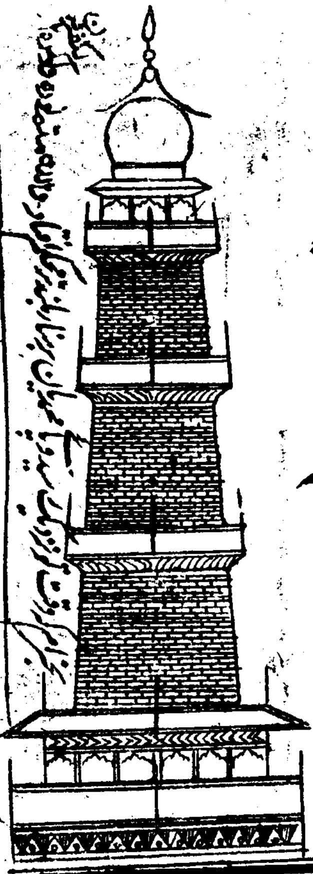

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اُمّہ ادوی القریہ

الحکم

دوا میں شفا میں غرض دارالامان میں	چو گوہم باز گرائی جا در قادیان میں

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے عہ (۲) خواص و معاونین سے عہ ۵ ہندوستان سے باہر سے (۳) غیر صاحب والوں سے ہے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ کم آمدنی والوں سے ع ۱۲

جلد ۹	۱۳۲۳ھ	دارالامان قادیان مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۵ء مطابق ۴ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۳ھ	نمبر ۱۶

فہرست مضامین

۱۔ مرآۃ الجہاد اور سرحد افغانستان صفحہ اول
۲۔ محکمہ بندوبست کیلئے خوشخبری ″ ″
۳۔ دارالامان کا ہفتہ ″ ″
۴۔ حضرت حجۃ اللہ کی تقریر جلسہ الوداع کی تقریب پر صہ ۲
۵۔ تفسیر القرآن من مسیح الزمان صہ ۳-۴
۶۔ خطبہ عید الضحٰی صہ ۵
۷۔ زلزلہ کی پیشگوئی اور پیسہ اخبار ″ ۶-۷
۸۔ وطن کیلئے تو خاموشی ہی بہتر تھی ″ ۸
۹۔ تحقیقات مسئلہ عزاداری حسین ″ ۹
۱۰۔ قہری نشان زلزلہ پر اخبار کیا کہتے ہیں ″ ۱۰
۱۱۔ مختلف نوٹ ۱۰
۱۲۔ اسلامی تمدن و سیاسیہ صہ ۱۱-۱۲-۱۳
۱۳۔ رسید زر اعانت مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان صہ ۱۳
۱۴۔ اشتہار ″ ۱۳
۱۵۔ اشتہارات ۱۴

مرآۃ الجہاد اور سرحد افغانستان

ناظرین الحکم آپکو معلوم ہو چکا ہے کہ وزارت حسین صاحب احمدی نے ابھی ابھی ایک کتاب موسومہ بہ مرآۃ الجہاد شایع کی ہے۔ تم میں سے جن لوگون نے اس کتاب کو مطالعہ کیا ہوگا وہ تو دیکھ چکے ہونگے کہ مصنف نے کسقدر عرق ریزی کی ہے، اور کس سطرح مسئلہ جہاد کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی ہے، اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی پالیٹیکل تعلقات کو یہ کتاب ایسی خوبی اور سادگی کے طریقہ سے ظاہر کرتی ہے کہ کسی اور طریقہ سے ممکن نہیں۔ مگر اسوقت ہم کچھ اور لکھنا نہیں چاہتے بلکہ صرف یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ مصنف سلمہ الرحمٰن نے اپنی تصنیف کے اصل مقصد کے مطابق سرحدی جرگون کے دلونسے مسئلہ جہاد کی غلط فہمیون اور خونخواری کے مٹانے کیلئے کابلی سوداگرون مین اس کتاب کو تقسیم کرنا شروع کردیا ہے، جسکا اثر گورنمنٹ برطانیہ اور مسلمانون کیلئے بہت اچھا ہوگا اور چونکہ یہ کتاب مخالفین اسلام کے مقابل مین لکھی گئی ہے اسلئے اسکا ایک خاص اثر ہوگا۔ مگر میری التجا یہ ہے کہ قوم و ملک اور گورنمنٹ برطانیہ کے خیر خواہون کو چاہئے کہ اس کام مین مصنف موصوف کا ہاتھ بٹائین، اور بعض ورثا امین! ۳۳۶ صفحہ کی کتاب اور قیمت صرف عہ ہے دفتر الحکم اور مصنف کے پاس موضع اوریں ڈاکخانہ کمبرہ ضلع کھونگیر بنگال سے ملسکتی ہے۔

الملتجی ایک خیر خواہ۔

محکمہ بندوبست کیلئے خوشخبری

پٹوار گزٹ! پٹوار گزٹ! پٹوار گزٹ

اخبار پنجہ فولاد کے ناظرین کا ایک بڑا حصہ مال اور نہر سے متعلق ہے۔ محرران منشی، امین، خیلدار، پٹواریان مال و نہر، نائب تحصیلدار، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ، تحصیلدار، افسران مال، ڈپٹی کلکٹر نہر، مہتمم بندوبست غرض مال اور نہر کے ہر قسم کے عہدہ دارون تک اس اخبار کی رسائی ہے۔ پنجہ فولاد تاریخ اجرا سے لیکر محکمہ مال اور نہر کا سچا مدد گار ثابت ہو رہا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اخبار پنجہ فولاد جس پٹواری یا امین یا کسی اور بندوبستی غلام نے ایکدفعہ دیکھا ہے، بغیر خریداری کے نہین رہ سکا۔ اب محکمہ بندوبست کے ہمدردان اور عام خیر خواہون کے اصرار سے ارادہ کیا گیا ہے۔ کہ شروع ماہ جون سے اخبار پنجہ فولاد کے ہمراہ چار صفحون کا ایک ضمیمہ بنام پٹوار گزٹ ہر ہفتہ شایع کیا جایا کرے جسمین محکمہ مال اور نہر کی خبرین افسرون اور عام عہدہ دارون کے تغیر و تبدل، تنزلی و ترقی، موقوفی و بحالی، اور انعامات وغیرہ کے حالات معہ انتخاب پنجاب گورنمنٹ گزٹ شایع ہوا کرین۔ اور اس امر کی کوشش کیجائے۔ کہ پٹوار یون کی شبانہ روز محنت سراہی تنخواہ کی تکلیف کمی تنخواہ کی شکایت حکام بالا پر ظاہر کرکے ان کے حقوق پر توجہ دلائی جائے۔ اخبار کی سالانہ قیمت تین روپیہ ہے اور ہر پیشگی قیمت دینے والے کو عمدہ کے ناول مفت ملتے ہین۔ پٹوار گزٹ کے جاری ہونے اور اخراجات کی زیادتی کیوجہ سے چاہئے تو یہ تھا کہ قیمت بڑھا دیجاتی یا کم از کم مقررہ قیمت مین بھی کمی نہ کیجاتی۔ مگر محض غریب پٹوار یون کے خاطر اخبار کی قیمت مین مدد کی اور رعایت کر دیجاتی ہے۔ یعنے اگر آپ اخیر مئی سے پہلے پہلے درخواست بھیجدینگے۔ تو ہمارے بن جاوینگے، اور ناول بھی مفت نذر ہونگے امید ہے کہ اہلکاران مال و نہر اس موقع سے فائدہ اٹھاکر باعث ترقی کا ہوگا۔ جو درحقیقت ان کی اپنی ترقی ہے۔

المشتہر
منیجر اخبار پنجہ فولاد و پٹوار گزٹ نولکھا لاہور

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپکے اہل بیت۔ بزرگان ملت سب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہین اور علیٰ قدر مراتب خدمت دین ہو رہی تبلیغ مین مصروف ہین۔

۲۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے امتحان انٹرنس مین ۳ طالبعلم بفضلہ تعالیٰ پاس ہوئے۔ امسال جبکہ ۳۲۰۰ طالبعلمون مین ۳۰۰ طالبعلمونکا کامیاب ہونا بتایا جاتا ہے، نتیجہ خاطر خواہ ہے۔

۳۔ ہفتہ زیر اشاعت کے الہامات و کشوف درج ذیل ہین:

۲۴۔ اپریل کو جو درج ہونے سے رہگیا تھا۔ رؤیا۔ ہوا کہ مین رات کو اٹھا ہون پہلے بشیر احمد شریف احمد ملے پھر مین آگے جاتا ہون کہ پہرے والون کو دیکھون تو مین کہتا ہون۔ یا کوئی کہتا ہے۔ کہ اُس کے آگے فرشتے پہرہ دے رہے ہین۔

رؤیا۔ دیکھا کہ زلزلہ آیا ہے۔

۳ مئی ۱۹۰۵ء۔ مارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمٰی۔ فرمایا اس سے اشارہ ان اشتہارات کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ جو حال مین شایع ہو رہے ہین۔

رؤیا صبح کے وقت لکھا ہوا دکھایا گیا۔ ۲ نادر شاہ کہان گیا۔

۹ مئی ۱۹۰۵ء الہام (۱) لیسنونک احق ھو قل ای

www.aaiil.org

حضرت حجۃ اللہ کی تقریر جلسۃ الوداع کی تقریب پر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

غرض

بدظنی انسان کو تباہ کر دیتی ہے یہان تک کہ جب دوزخی جہنم مین ڈالے جاوینگے تو اللہ تعالیٰ ان کو یہی فرمائیگا کہ تمہارا یہ گناہ ہے کہ تم نے اللہ تعالیٰ سے بدظنی کی بعض لوگ اس قسم کے بھی مین جو یہ سمجھتے مین کہ اللہ تعالیٰ خطاکارون کو معاف کر دیگا اور نیکوکارون کو عذاب کریگا۔ یہ بھی خدا تعالیٰ پر بدظنی ہے اسلئے کہ اسکی صفت عدل کے خلاف کرتا ہے اور نیکی اور اس کے نتائج کو جو قرآن شریف مین اوس نے مقرر فرمائے ہین بالکل ضایع کر دینا اور بے سود ٹھہراتا ہے۔ پس یاد رکھو کہ بدظنی کا انجام جہنم ہے اس کو معمولی مرض نہ سمجھو بدظنی سے نا امیدی اور نا امیدی سے جرایم اور جرایم سے جہنم ملتا ہے۔ اور یہ صدق کی جڑ کاٹنے والی چیز ہے۔ اس لئے تم اس سے بچو اور صدق کے کمالات کو حاصل کرنے کیلئے دعائین کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کا خطاب دیا ہے تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ آپ مین کیا کیا کمالات تھے۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اس چیز کی وجہ سے ہے جو اس کے دل کے اندر ہے اور حقیقت مین ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو صدق دکہایا ہے اسکی نظیر ملنی مشکل ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ہر زمانہ مین جو شخص صدیق کے کمالات حاصل کرنے کی خواہش کرے اسے ضروری ہے کہ ابوبکری خصلت اور فطرت کو اپنے اندر پیدا کرنے کیلئے جہانتک ممکن ہے مجاہدہ کرے اور پھر جہانتک ہوسکے دعا کرے جبتک ابوبکری فطرت کا سایہ اپنے اوپر ڈال نہین لیتا اور اسی رنگ مین رنگین نہین ہوجاتا وہ کمالات حاصل نہین ہوسکتے۔ ابوبکری فطرت کیا تھی؟ اسپر مفصل بحث اور کلام کا یہ موقع نہین کیونکہ بہت عرصہ اس کے بیان کیلئے درکار ہے مختصر طور پر مین ایک واقعہ بیان کرتا ہون کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار نبوت فرمایا۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ شام کی طرف گئے ہوئے تھے جب واپس آئے تو ابھی راستہ ہی مین تھے کہ ایک شخص ان سے ملا۔ اس سے مکہ کے حالات پوچھے اور کہا کہ کوئی تازہ خبر سناؤ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب انسان سفر سے واپس آتا ہے تو اگر کوئی اہل وطن ملجاوے تو اس سے وطن کے حالات پوچھتا ہے اس نے کہا کہ نئی بات یہ ہے کہ تیرے دوست محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پیغمبری کا دعوے کیا ہے آپ نے سنتے ہی کہا اگر اس نے یہ دعوے کیا ہے تو بیشک وہ سچا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ پر کسقدر حسن ظن تھا معجزے کی بھی ضرورت نہین سمجھی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ معجزہ وہ شخص مانگتا ہے جو حالات سے واقف نہ ہو اور جہان غیریت ہو اور وہ تسلی پانے کیلئے کہتا ہو۔

لیکن جسکو انکار ہی نہین ہے۔ اسکو معجزہ کی کیا ضرورت۔ غرض حضرت ابوبکر صدیق راستہ ہی مین سنکر ایمان لے آئے اور جب مکہ پہونچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہو کر دریافت کیا کہ کیا آپ نے نبوت کا دعوے کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہان درست ہے۔ اسپر حضرت ابوبکر صدیق نے کہا کہ آپ گواہ رہین مین آپ کا پہلا مصدق ہون لیکن یہ صرف قول ہی قول نہ تھا بلکہ اپنے فعل کے ساتھ اسکو مطابق کر کے دکھایا اور ایسا مطابق کیا کہ اخیر دم تک اسے نبہایا اور بعد مرنے کے بھی ساتھ نہ چھوڑا حقیقت مین اس امر کی بہت بڑی ضرورت ہے کہ انسان کا قول اور فعل باہم ایک مطابقت رکھتے ہون اگر انمین مطابقت نہین تو کچھ بھی نہین اسی اللہ تعالیٰ قرآن شریف مین فرماتا ہے اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم یعنے تم لوگون کو تو نیکی کا امر کرتے ہو۔ مگر اپنے آپ کو اس امر نیکی کا مخاطب نہین بناتے بلکہ بھول جاتے ہو۔ اور پھر دوسری جگہ فرمایا لم تقولون ما لا تفعلون مومن کو دورنگی اختیار نہین کرنی چاہئے۔ یہ بزدلی اور نفاق اس سے ہمیشہ دور ہوتا ہے ہمیشہ اپنے قول و فعل کو درست رکھو اور انمین مطابقت دکھاؤ۔ جب صحابہ نے اپنی زندگیون مین دکھایا تم بھی ان کے نقش قدم پر چل کر اپنے صدق اور وفا کے نمونے دکھاؤ۔ حضرت ابوبکر صدیق کے نمونے کو ہمیشہ سامنے رکھو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس زمانہ پر غور کرو جب ہر طرف سے قریش شرارت پر تلے ہوئے تھے اور کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ کیا وہ زمانہ بڑے ابتلا ابتلا کا زمانہ تھا آج جسقدر تم بیٹھے ہوئے ہو اپنی اپنی جگہ سوچو کہ اگر اس قسم کا کوئی ابتلا آجاوے تو کون ہے جو ساتھ دے۔ یا مثلاً گورنمنٹ ہی کیطرف سے یہ تفتیش شروع ہو کہ کس کس نے اس شخص کی بیعت کی ہے تو کتنے ہون گے جو دلیری کے ساتھ کہدین کہ ہم سابعین مین داخل ہین مین جانتا ہون کہ بعضون کے ہاتھ پاؤن سن ہوجاوین انہین فوراً اپنی جایدادون اور رشتہ دارون کے خیالات آجاوینگے کہ ہمین یہ چھوڑنے پڑینگے مشکلات کے وقت ساتھ دینا ہمیشہ کامل الایمان لوگون کا کام ہوتا ہے۔ تو اس زمانہ مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سخت ابتلا کا زمانہ تھا اور آپکے قتل کے منصوبے ہو رہے تھے حضرت ابوبکر صدیق نے وہ حق رفاقت ادا کیا کہ اسکی نظیر دنیا مین پائی نہیں جاتی۔ یہ طاقت اور قوت بجز ایمان کے نہین آتی۔ جبتک عملی طور پر انسان ایمان کو اپنے اندر داخل نکرے کچھ نہین بنتا بہانہ سازی اسوقت تک دور ہی نہین ہوتی۔ عملی طور پر جب آگ لگی ہوئی ہو تو ثابت قدم نکلنے والے تھوڑے ہی ہوتے مین حضرت مسیح کے حواری اس آخری گھڑی مین جو مصیبت کی گھڑی تھی ان کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور بعض نے سامنے ہی لعنت بھی کر دی۔

حقیقت مین یہ بڑی عبرت کا مقام ہے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر ایک وقت آیا تھا کہ مسلم نے ۷۰ ہزار آدمیون کے ساتھ نماز پڑہی اور عہد لیا کسی نے آکر یزید کی خبر دی سب کے سب چھوڑ بھاگے۔ اس قسم کے واقعات ڈراتے ہین۔ اپنے ایمان کا وزن کرو عمل ایمان کا زیور ہے اگر عملی حالت درست نہین ہے تو حقیقت مین ایمان ہی نہین ہے۔ مومن حسین ہوتا ہے جیسے ایک خوبصورت کو معمولی اور ہلکا سا کڑا بھی پہنا دیا جاوے تو اسے زیادہ خوبصورت بنا دیتا ہے اسیطرح ایماندار کو عمل اور بھی خوبصورت دکھاتا ہے اور اگر بدعمل ہے تو کچھ بھی نہین۔ حقیقی ایمان جب انسان کے اندر پیدا ہوتا ہے تو اعمال مین ایک لذت پیدا ہوجاتی ہے اسکی معرفت کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ وہ نماز پڑہتا ہے جو نماز پڑہنے کا حق ہے گناہون سے اسے بیزاری پیدا ہوتی ہے ناپاک مجلسون سے نفرت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی عظمت اور جلال کے ظاہر کرنے کے واسطے اپنے دل مین ایک جوش اور تڑپ دیکھتا ہے وہی ایمان اسے مسیح کیطرح صلیب پر چڑہانے سے نہین روکتا وہ خدا کے لئے اور خدا ہی کے لئے ابراہیم کی طرح آگ مین بھی پڑجانے پر راضی ہوتا ہے جب وہ اپنی رضا کو رضاء الہی کے ماتحت کر دیتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ جو علیم بذات الصدور ہے اس کا محافظ اور نگران ہوجاتا ہے وہ صلیب پر سے بھی زندہ اتار لیتا ہے اور آگ مین سے بھی صحیح سلامت نکال لیتا ہے۔ ان عجایبات کو وہی دیکھتے ہین جو خدا تعالیٰ پر پورا ایمان لاتے ہین۔ غرض ابوبکر صدیق کا صدق اس آگ کے وقت ظاہر ہوا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محاصرہ کیا گیا گو بعض کی رائے اخراج کی بھی تھی لیکن اصل مقصد قتل ہی تھا ایسی حالت مین حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے صدق و وفا کا وہ نمونہ دکہایا جو ابدالاباد کیلئے نمونہ رہیگا۔ اس مصیبت کی گھڑی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ انتخاب ہی حضرت صدیق کی فضیلت اور اعلیٰ وفاداری کی ایک زبردست دلیل ہے۔ دیکھو اگر وایسرائے ہند کسی شخص کو کسی خاص کام کیلئے انتخاب کرے تو وہ رائے بہتر اور صائب ہوگی یا ایک چوکیدار کی۔ ماننا پڑیگا کہ وایسرائے کا انتخاب بہرحال موزون اور مناسب ہوگا کیونکہ جس حال مین سلطنت کی طرف سے وہ نائب السلطنت مقرر کیا گیا ہے تو اسکی وفاداری فراست اور تجربہ کاری پر سلطنت نے اعتماد کیا ہے تب زمام سلطنت اس کے ہاتھ مین دی ہے۔ پھر اسکی صائب تدبیری اور معاملہ فہمی کو پس پشت ڈال کر ایک چوکیدار کے انتخاب اور رائے کو صحیح سمجھ لیا جاوے یہ نامناسب امر ہے۔ اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب تھا اس وقت آپ کے پاس ۷۰، ۸۰ صحابہ موجود تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آپ کے پاس ہی تھے مگر آپ نے ان سب مین سے حضرت ابوبکر ہی کو منتخب کیا۔ اسمین سر کیا ہے؟ بات یہ ہے کہ نبی خدا تعالیٰ کی آنکھ سے دیکھتا ہے اس کا فہم خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کشف اور الہام سے بتا دیا تھا کہ اس کام کے لئے سب سے بہتر اور موزون حضرت ابوبکر صدیق ہی ہین۔

باقی آیندہ

بقایا دار احباب توجہ کرین۔ وی پی جاری ہو رہے ہین

www.aaiil.org

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

گذشتہ اشاعت سے آگے

جسکے یہ معنے ہین کہ ہم کو اون سالکین کا راستہ بتلا جنہون نے ایسی راہین اختیار کین کہ جن سے اُن پر تیرا انعام وارد ہوا اور اون لوگون کی راہون سے بچا جنہون نے لاپروائی سے سیدھی راہ پر قدم مارنے کے لئے کوشش نہ کی اور اس باعث سے تیری تائید سے محروم رہ کر گمراہ رہے یہ تین صداقتین ہین جن کی تفصیل یہہ ہے - کہ بنی آدم اپنے اقوال اور افعال اور اعمال اور نیات کی رو سے تین قسم کے ہوتے ہین بعض سچے دل سے خدا کے طالب ہوتے ہین اور صدق اور عاجزی سے خدا کیطرف رجوع کرتے ہین پس خدا بھی اونکا طالب ہو جاتا ہے - اور رحمت اور انعام کے ساتھہ اُن پر رجوع کرتا ہے اس حالت کا نام انعام الٰہی ہے اسی کی طرف آیت ممدوحہ مین اشارہ فرمایا اور کہا صراط الذین انعمت علیھم یعنے وہ لوگ ایسا صفا اور سیدہا راستہ اختیار کرتے ہین جس سے فیضان رحمت الٰہی کے مستحق ٹہر جاتے ہین اور باعث اسکے کہ اُن مین اور خدا مین کوئی حجاب باقی نہین رہتا اور بالکل رحمت الٰہی کے محاذی آپڑتے ہین اس جہت سے انوار فیضان الٰہی کے اُن پر وارد ہوتے ہین - دوسری قسم وہ لوگ ہین کہ جو دیدہ و دانستہ مخالفت کا طریق اختیار کر لیتے ہین اور دشمنون کی طرح خدا سے مونہہ پھیر لیتے ہین سو خدا بھی اُن سے مونہہ پھیر لیتا ہے اور رحمت کے ساتھہ اُن پر رجوع نہین کرتا اس کا باعث یہی ہوتا ہے کہ وہ عداوت اور بیزاری اور غضب اور غیظ اور نارضامندی جو خدا کی نسبت اُنکے دلون مین چھپی ہوئی ہوتی ہے وہی اون مین اور خدا مین حجاب ہو جاتی ہے اس حالت کا نام غضب الٰہی ہے اسی کی طرف خدا تعالےٰ نے ارشاد فرما کر کہا غیر المغضوب علیھم - تیسری قسم کے وہ لوگ ہین جو خدا سے لاپرواہ رہتے ہین اور سعی اور کوشش سے اُسکو طلب نہین کرتے خدا بھی اون کے ساتھہ لاپرواہی کرتا ہے اور اون کو اپنا راستہ نہین دکھلاتا کیونکہ وہ لوگ راستہ طلب کرنے مین آپ سستی کرتے ہین اور اپنے تئین اُس فیض کے لائق نہین بناتے کہ جو خدا کی قانون قدیم مین محنت اور کوشش کرنیوالون کے لئے مقرر ہے اس حالت کا نام ضلال الٰہی ہے جسکے یہ معنے ہین کہ خدا نے اونکو گمراہ کیا یعنے جبکہ اونہون نے ہدایت پانے کے طریقون کو بجد وجہد طلب نہ کیا تو خدا نے بھی بہ پابندی اپنے قانون قدیم کے اُن کو ہدایت بھی نہ دی اور اپنی تائید سے محروم رکھا اسی کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا ولا الضالین غرض ماحصل اور خلاصہ ان تینون صداقتون کا یہہ ہے کہ جیسے انسان کی خدا کے ساتھہ تین حالتین ہین ایسا ہی خدا بھی ہر یک حالت کے موافق اونکے ساتھہ جدا جدا معاملہ کرتا ہے جو لوگ اوسپر راضی ہوتے ہین اور دلی محبت اور صدق سے اسکے خواہان ہو جاتے ہین خدا بھی اُنپر راضی ہو جاتا ہے اور اپنی رضامندی کے انوار اونپر نازل کرتا ہے اور جو لوگ اُس سے مونہہ پھیر لیتے ہین اور عمداً مخالفت اختیار کرتے ہین خدا بھی مخالف کی طرح اون سے معاملہ کرتا ہے اور جو لوگ اوسکی طلب مین سستی اور لاپروائی کرتے ہین خدا بھی اون سے لاپروائی کرتا ہے اور اونکو گمراہی مین چھوڑ دیتا ہے غرض جس طرح آئینہ مین انسان کو وہی شکل نظر آتی ہے جو حقیقت مین شکل رکہتا ہے اسی طرح حضرت احدیت کہ جو ہر یک کدورت سے مصفّی اور پاک ہے محبت والون کے ساتھہ محبت رکھتا ہے غضب والون پر غضبناک ہے لاپروائی کے ساتھہ لاپروائی رکھنے والون سے رک جاتا ہے اور جھکنے والون کیطرف جھکتا ہے چاہنے والون کو چاہتا ہے اور نفرت کرنے والون سے نفرت کرتا ہے اور جس طرح آئینہ کے سامنے جو انداز اپنا بناؤ گے وہی انداز آئینہ مین بھی نظر آئیگا ایسا ہی خداوند تعالےٰ کے روبرو جس انداز سے کوئی چلتا ہے وہی انداز خدا کیطرف سے اُسکے لئے موجود ہے اور جن لباسون کو بندہ اپنے لئے آپ اختیار کر لیتا ہے وہی تخم بویا ہوا اُسکا اوسکو دیا جاتا ہے جب انسان ہر یک طرح کے حجابون اور کدورتون اور آلائشون سے اپنے دلکو پاک کر لیتا ہے اور صحن سینہ اُسکے کا مواد ردیہ ماسوائے اللہ سے بالکل خالی ہو جاتا ہے تو اوس کی ایسی مثال ہوتی ہے جیسے کوئی اپنے مکان کا دروازہ جو آفتاب کی طرف ہے کہول دیتا ہے اور سورج کی کرنین اُسکے گھر کے اندر چلی آتی ہین لیکن جب بندہ ناراستی اور دروغ اور طرح طرح کی آلائشون کو آپ اختیار کر لیتا ہے اور خدا کو غیر چیز کیطرح خیال کر کے چھوڑ دیتا ہے تو اوسکی ایسی مثال ہوتی ہے جیسے کوئی روشنی کو ناپسند کر کے اور اوس سے بغض رکھکر اپنے گھر کے تمام دروازے بند کر دے تا ایسا نہ ہو کہ کسی طرف سے آفتاب کی شعاعین اوسکے گھر کے اندر آجائین - اور جب انسان بباعث جذبات نفسانی یا ننگ و ناموس یا تقلید قوم وغیرہ طرح طرح کی غلطیون اور آلائشون مین گرفتار ہو اور سستی اور تکاسل اور لاپرواہی سے اون آلائشون سے پاک ہونے کے لئے کچھہ سعی اور کوشش نہ کرے تو اوسکی ایسی مثال ہوتی ہے جیسے کوئی اپنے گھر کے دروازون کو بند پاوے اور تمام گھر مین اندھیرا بھرا ہوا دیکھے اور پھر اوٹھکر دروازون کو نہ کھولے اور ہاتھہ پاؤن توڑ کر بیٹھا رہے اور دل مین یہ کہے کہ اب اسوقت کون اوٹھے اور کون اتنی تکلیف اوٹھاوے یہ تینون مثالین اون تینون حالتون کی ہین جو انسان کے اپنے ہی فعل یا اپنی ہی سستی سے پیدا ہو جاتی ہین جن مین سے پہلی حالت کا نام حسب تصریح گذشتہ کے انعام الٰہی اور دوسری حالت کا نام غضب الٰہی - اور تیسری حالت کا نام اضلال الٰہی - ان تینون صداقتون سے ہی ہمارے مخالفین بے خبر ہین کیونکہ برہمو سماج والون کو اوس صداقت سے بالکل اطلاع نہین ہے جسکے رو سے خدا تعالےٰ سرکش اور غضبناک بندون کے ساتھہ غضبناک کا معاملہ کرتا ہے چنانچہ برہمو صاحبون مین سے ایک صاحب نے اس بارہ مین انہین دنون مین ایک رسالہ بھی لکھا ہے جس مین صاحب موصوف خدا کی کتابون پر یہہ اعتراض کرتے ہین کہ اون مین غضب کی صفت خدا تعالےٰ کیطرف کیونکر منسوب کی گئی ہے کیا خدا ہماری لغزشون پر چڑتا ہے اب ظاہر ہے کہ اگر صاحب راقم کو اس صداقت کی کچھہ بھی خبر ہوتی تو کیون وہ ناحق اپنی اوقات ضائع کر کے ایک ایسا رسالہ چھپواتے جس سے اون کی کم فہمی ہر یک پر کھل گئی ہے اور اون کو باوجود دعوی عقل کے یہ بات سمجھہ نہ آئی کہ خدا کا غضب بندہ کی حالت کا ایک عکس ہے جب انسان کسی مخالفانہ شر سے محجوب ہو جائے اور خدا سے دوسری طرف منہ پھیر لے تو کیا وہ اس لائق رہ سکتا ہے کہ جو سچے محبون اور وفادارون پر فیضان رحمت ہوتا ہے اوسپر بھی وہی فیضان رحمت ہو جائے ہرگز نہین بلکہ خدا کا قانون قدیم جو ابتداء سے چلا آیا ہے جسکو ہمیشہ راست باز اور صادق آدمی تجربہ کرتے رہے ہین اور اب بھی صحیح تجارب سے اوسکی سچائیون کو مشاہدہ کرتے ہین وہ یہی قانون ہے کہ جو شخص ظلماتی حجابون سے نکلکر سیدہا خدا تعالےٰ کیطرف اپنے روح کا مونہہ پھیر کر اوسکے آستانہ پر گر پڑتا ہے اوسی پر فیضان رحمت خاصہ ایزدی کا ہوتا ہے اور جو شخص اس طریق کے برخلاف کوئی دوسرا طریق اختیار کر لیتا ہے تو بالضرور جو امر رحمت کے برخلاف ہے یعنی غضب الٰہی اوسپر وارد ہو جاتا ہے اور غضب کی اصل حقیقت یہی ہے کہ جب ایک شخص اوس طریق مستقیم کو چھوڑ دیتا ہے کہ جو قانون الٰہی مین افاضۂ رحمت الٰہی کا طریق ہے تو فیضان رحمت سے محروم رہ جاتا ہے اسی محرومی کی حالت کا نام غضب الٰہی ہے اور چونکہ انسان کی زندگی اور آرام اور راحت خدا کے فیض سے ہی ہے اس جہت سے جو لوگ فیضان رحمت کے طریق کو چھوڑ دیتے ہین وہ خدا کیطرف سے اسی جہان مین طرح طرح کے عذابون مین مبتلا ہو جاتا ہے کیونکہ جس کے شامل حال رحمت الٰہی نہین ہے ضرور ہے کہ انواع اقسام کے عذاب روحانی و بدنی اوسکی طرف مونہہ کرین اور چونکہ خدا کے قانون مین یہی انتظام مقرر ہے کہ رحمت خاصہ اونہین کے شامل حال ہوتی ہے کہ جو رحمت کے طریق کو یعنی دعا اور توحید کو یاد کرتے ہین اس باعث سے جو لوگ اس طریق کو چھوڑ دیتے ہین وہ طرح طرح کی آفات مین گرفتار ہو جاتے ہین اسی کی طرف اللہ تعالےٰ نے اشارہ فرمایا ہے قل ما یعبأ بکم ربی لولا دعاؤکم - واللہ غنی عن العلمین یعنی انکو کہدے کہ میرا خدا تمہاری پروا کیا رکھتا ہے اگر تم دعا نکرو اور اوس کے فیضان کے خواہاں نہ ہو خدا کو تو کسی کی زندگی اور وجود کی حاجت نہین وہ تو بے نیاز مطلق ہے اور آریہ سماج والے اور عیسائی بھی ان تینون صداقتون مین سے پہلے اور تیسری صداقت سے بیخبر ہین کوئی اون مین سے یہ اعتراض کرتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے سب لوگون کو کیون ہدایت نہین دیتا اور کوئی یہ اعتراض کر رہا ہے کہ خدا مین صفت اضلال کیونکر پائی جاتی ہے جو لوگ خدا تعالےٰ کی ہدایت کی نسبت معترض ہین وہ یہ نہین سوچتے کہ ہدایت الٰہی انہین کے شامل حال ہوتی ہے کہ جو ہدایت پانے کے لئے کوشش کرتے ہین اور اون راہون پر چلتے ہین جن راہون پر چلنا فیضان رحمت کے لئے ضروری ہے اور جو لوگ اضلال الٰہی کی نسبت معترض ہین اُنکو یہہ خیال نہین آتا کہ خدا تعالےٰ اپنے قواعد مقررہ کے ساتھہ ہر یک انسان سے مناسب حال معاملہ کرتا ہے اور جو شخص سستی اور تکاسل سے اوسکے لئے کوشش کرنا چھوڑ دیتا ہے ایسے لوگون کی بارے مین قدیم سے اوسکا یہی قاعدہ مقرر ہے کہ وہ اپنی تائید سے اونکو محروم رکھتا ہے اور اونہین کو اپنی راہین دکھلاتا ہے جو اون راہون کے لئے بدل و جان سعی کرتے ہین بھلا یہ کیونکر ہو سکے کہ جو شخص نہایت لاپروائی سے سستی کر رہا ہے وہ ایسا ہی خدا کے فیض سے مستفیض ہو جائے جیسے وہ شخص کہ جو تمام عقل اور تمام زور اور تمام اخلاص سے اوسکو ڈھونڈتا ہے اسی طرف ایک دوسرے مقام مین بھی اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے -

www.aaiil.org

اور وہ یہ ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یعنی جو لوگ ہماری راہ مین کوشش کرتے ہین ہم اُنکو بالضرور اپنی راہین دکہلا دیا کرتے ہین۔ اب دیکھنا چاہئے کہ یہہ دس صداقتین جو سورۂ فاتحہ مین درج ہین کسقدر عالی اور بے نظیر صداقتین ہین جنکے دریافت کرنے سے ہمارے تمام مخالفین قاصر رہے اور پھر دیکھنا چاہئے کہ کس اعجاز اور لطافت سے اقل قلیل عبارت مین اونکو خدا تعالے نے بھر دیا ہے اور پہر اس طرف خیال کرنا چاہئے کہ علاوہ ان سچائیون کے اور کمال اعجاز کے دوسرے کیا کیا لطایف ہین جو اس سورۂ مبارکہ مین بھرے ہوے ہین اگر ہم اسجگہ اُن سب لطایف کو بیان کرین تو یہ مضمون ایک دفتر بن جائیگا صرف چند لطیفہ بطور نمونہ بیان کئے جاتے ہین اول یہہ لطیفہ ہے کہ خدا تعالے نے اس سورۂ فاتحہ مین دعا کرنے کا ایسا طریقہ حسنہ بتلایا ہے جس سے خوبتر طریقہ پیدا ہونا ممکن نہین اور جس مین وہ تمام اُمور جمع ہین جو دعا مین دلی جوش پیدا کرنے کے لئے نہایت ضروری ہین تفصیل اسکی یہ ہے کہ قبولیت دعا کے لئے ضرور ہے کہ اُس مین ایک جوش ہو کیونکہ جس دعا مین جوش نہو وہ صرف لفظی بڑبڑ ہے حقیقی دعا نہین مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ دعا مین جوش پیدا ہونا ہر ایک وقت انسان کے اختیار مین نہین بلکہ انسان کے لئے اشد ضرورت ہے کہ دعا کرنے کیوقت جو اُمور دلی جوش کے محرک ہین وہ اُسکے خیال مین حاضر ہون اور یہ بات ہر یک عاقل پر روشن ہے کہ دلی جوش پیدا کرنے والی صرف دو ہی چیزین ہین ایک خدا کو کامل اور قادر اور جامع صفات کاملہ خیال کر کے اوسکی رحمتون اور کرمون کو ابتداء سے انتہا تک اپنے وجود اور بقا کے لئے ضروری دیکھنا اور تمام فیوض کا مبدء اوسی کو خیال کرنا۔ دوسرے اپنے تئین اور اپنے تمام ہمجنسون کو عاجز اور مفلس اور خدا کی مدد کا محتاج یقین کرنا یہی دو امر ہین جن سے دعاؤن مین جوش پیدا ہوتا ہے اور جو جوش دلانے کے لئے کامل ذریعہ ہین وجہ یہ کہ انسان کی دعاء مین تب ہی جوش پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ اپنے تئین سراسر ضعیف اور ناتوان اور مدد الٰہی کا محتاج دیکھتا ہے اور خدا کی نسبت نہایت قوی اعتقاد سے یہ یقین رکھتا ہے کہ وہ بغایت درجہ کامل القدرت اور رب العالمین اور رحمان اور رحیم اور مالک امر مجازات ہے اور جو کچھ انسانی

حاجتین ہین سب کا پورا کرنا اوسی کے ہاتھ مین ہے سو سورۃ فاتحہ کے ابتدا مین جو اللہ تعالے کی نسبت بیان فرمایا گیا ہے کہ وہی ایک ذات ہے کہ جو تمام محامد کاملہ سے متصف اور تمام خوبیون کی جامع ہے اور وہی ایک ذات ہے جو تمام عالمون کی رب اور تمام رحمتون کا چشمہ اور سب کو اون کے عملون کا بدلہ دینے والی ہے پس ان صفات کے بیان کرنے سے اللہ تعالے نے بخوبی ظاہر فرمادیا کہ سب قدرت اوسی کے ہاتھ مین ہے اور ہر یک فیض اوسی کی طرف سے ہے اور اپنی اسقدر عظمت بیان کی کہ دنیا اور آخرت کے کامون کا قاضی الحاجات اور ہر یک چیز کا علت العلل اور ہر یک فیض کا مبدء اپنی ذات کو ٹھیرایا جس مین یہ بھی اشارہ فرمادیا ہے کہ اوس کی ذات کے بغیر اور اُس کی رحمت کے بدون کسی زندہ کی زندگی اور آرام اور راحت ممکن نہین اور پھر بندہ کو تذلل کی تعلیم دی اور فرمایا ایاک نعبد و ایاک نستعین اسکے یہ معنے ہین کہ اے مبدء تمام فیوض ہم تیری ہی پرستش کرتے ہین اور تجھہ سے ہی مدد مانگتے ہین یعنی ہم عاجز ہین آپ سے کچھہ بھی نہین کر سکتے جب تک تیری توفیق اور تائید شامل حال نہو۔ پس خدا تعالے نے دعا مین جوش دلانے کے لئے دو محرک بیان فرمائے ایک اپنی عظمت اور رحمت شاملہ دوسرے بندون کا عاجز اور ذلیل ہونا اب جاننا چاہئے کہ یہی دو محرک ہین جنکا دعا کے وقت خیال مین لانا دعا کرنے والون کے لئے نہایت ضروری ہے جو لوگ دعا کی کیفیت سے کسی قدر چاشنی حاصل رکھتے ہین اونہین خوب معلوم ہے کہ بغیر پیش ہونے ان دونون محرکون کی دعا ہو ہی نہین سکتی اور بجز اون کے آتش شوق الٰہی دعا میں اپنے شعلون کو بلند نہین کرتے یہ بات نہایت ظاہر ہے کہ جو شخص خدا کی عظمت اور رحمت اور قدرت کاملہ کو یاد نہین رکھتا وہ کسی طرح سے خدا کی طرف رجوع نہین کر سکتا اور جو شخص اپنی عاجزی اور درماندگی اور مسکینی کا اقراری نہین اوس روح اوس مولا کریم کی طرف ہرگز جھک نہین سکتی غرض یہ ایسی صداقت ہے جسکے سمجھنے کے لئے عمیق فلسفہ درکار نہین بلکہ جب خدا کی عظمت اور اپنی ذلت اور عاجزی اور متحقق طور پر دل مین منقش ہو تو وہ حالت خاصہ خود انسان کو سمجھا دیتی ہے کہ خالص دعا کرنے کا وہی ذریعہ ہے سچے پرستار خوب سمجھتے ہین کہ حقیقت مین انہین دو چیزون کا تصور دعا کے لئے ضروری ہے یعنی اول اسبات کا تصور کہ خدا تعالے ہر یک قسم کی ربوبیت اور پرورش اور رحمت اور بدلہ دینے پر قادر ہے اور اوس کی یہ صفات کاملہ ہمیشہ

اپنے کام مین لگی ہوئی ہین دوسرے اسبات کا تصور کہ انسان بغیر توفیق اور تائید الٰہی کے کسی چیز کو حاصل نہین کر سکتا۔ اور بلاشبہ یہ دونون تصور ایسے ہین کہ جب دعا کرنے کے وقت دل مین جم جاتے ہین۔ تو یکایک انسان کی حالت کو ایسا تبدیل کر دیتے ہین کہ ایک متکبر اون سے متاثر ہو کر روتا ہوا زمین پر گر پڑتا ہے اور ایک گردن کش سخت دل کے آنسو جاری ہو جاتے ہین یہی کل ہے جس سے ایک غافل مردہ مین جان پڑ جاتی ہے انہین دو باتون کے تصور سے ہر یک دل دعا کرنے کیطرف کھینچا جاتا ہے غرض یہی وہ روحانی وسیلہ ہے جس سے انسان کی روح رو بخدا ہوتی ہے اور اپنی کمزوری اور امداد ربانی پر نظر پڑتی ہے اسی کے ذریعہ سے انسان ایک ایسے عالم بیخودی مین پہونچ جاتا ہے جہان اپنی مقدر ہستی کا نشان باقی نہین رہتا اور صرف ایک ذات عظمی کا جلال چمکتا ہوا نظر آتا ہے اور وہی ذات رحمت کل اور ہر یک ہستی کا ستون اور ہر یک درد کا چارا اور ہر یک فیض کا مبدء دکھائی دیتی ہے آخر اس سے ایک صورت فنا فی اللہ کے ظہور پذیر ہو جاتی ہے جس کے ظہور سے نہ انسان مخلوق کیطرف مائل رہتا ہے نہ اپنے نفس کیطرف نہ اپنی ارادہ کیطرف اور بالکل خدا کی محبت مین کھویا جاتا ہے اور اوس ہستی حقیقی کی شہود سے اپنی اور دوسری مخلوق چیزون کی ہستی کا عدم معلوم ہوتی ہے اس حالت کا نام خدا تعالے نے صراط مستقیم رکھا ہے جس کی طلب کے لئے بندہ کو تعلیم فرمایا اور کہا اہدنا الصراط المستقیم یعنی وہ راستہ فنا اور توحید اور محبت الٰہی کا جو آیات مذکورہ بالا سے مفہوم ہو رہا ہے وہ ہمین عطا فرما اور اپنے غیر سے بکلی منقطع کر خلاصہ یہ کہ خدا تعالے نے دعا مین جوش پیدا کرنے کے لئے وہ اسباب حقہ انسان کو عطا فرمائے کہ جو اسقدر دلی جوش پیدا کرتے ہین کہ دعا کرنے والے کو خودی کے عالم سے بیخودی اور نیستی کی عالم مین پہنچا دیتے ہین اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ بات ہرگز نہین کہ سورت فاتحہ دعا کی کئی طریقون مین سے ہدایت مانگنے کا ایک طریقہ ہے جس پر جوش دل سے دعا کا صادر ہونا موقوف ہے اور جسپر طبیعت انسانی بمقتضا اپنی فطرتی تقاضا کے چلنا چاہتی ہے حقیقت یہ ہے کہ جیسے خدا نے دوسرے امور مین قواعد مقررہ ٹھہرا رکھے ہین ایسا ہی دعا کے لئے بھی ایک قاعدہ خاص ہے اور وہ قاعدہ وہی محرک ہین جو سورت فاتحہ مین لکھے گئے ہین اور ممکن نہین کہ جبتک وہ دونون محرک کسی کے خیال مین نہون

تب تک اوس کی دعا مین جوش پیدا ہو سکے سو طبعی راستہ دعا مانگنے کا وہی ہے جو سورۃ فاتحہ مین ذکر ہو چکا پس سورہ ممدوحہ کے لطائف مین سے یہ ایک نہایت عمدہ لطیفہ ہے کہ دعا کو معہ محرکات اوس کے کے بیان کیا ہے۔ فتدبر۔

پھر ایک دوسرا لطیفہ اس سورۃ مین یہ ہے کہ ہدایت کے قبول کرنے کے لئے پورے اسباب ترغیب بیان فرمائے ہین کیونکہ ترغیب کامل جو معقول طور پر دیجائے ایک زبردست کشش ہے اور حصر عقلی کے روسے ترغیب کامل اس ترغیب کا نام ہے جسمین تین چیزین موجود ہون ایک یہ کہ جس شئے کیطرف ترغیب دینا منظور ہو اوس کی ذاتی خوبی بیان کی جائے سو اس جز کو اس آیت مین بیان فرمایا ہے اہدنا الصراط المستقیم یعنی ہم کو وہ راستہ بتلا جو اپنی ذات مین صفت استقامت اور راستی سے موصوف ہے جس مین ذرا کجی نہین سو اس آیت مین ذاتی خوبی اوس راستہ کی بیان فرما کر اوس کے حصول کے لئے ترغیب دی۔ دوسری جز ترغیب کی یہ ہے کہ جس شئے کیطرف ترغیب دینا منظور ہو تو اوس شئے کے فوائد بیان کئے جائین سو اس جز کو اس آیت مین بیان فرمایا صراط الذین انعمت علیھم یعنی اوس راستہ پر ہمکو چلا جسپر چلنے سے پہلے سالکون پر انعام اور کرم ہو چکا ہے سو اس آیت مین راستہ چلنے والون کا کامیاب ہونا ذکر فرما کر اُس راستہ کا شوق دلایا۔ تیسری جز ترغیب کی یہ ہے کہ جس شئے کیطرف ترغیب دینا منظور ہو اُس شئے کے چھوڑنے والون کی خرابی اور بدحالی بیان کیجائے سو اس جز کو اس آیت مین بیان فرمایا غیر المغضوب علیھم ولا الضالین یعنی اون لوگون کی راہون سے بچا جنہون نے صراط مستقیم کو چھوڑا اور دوسری راہین اختیار کین اور غضب الٰہی مین پڑے اور گمراہ ہوئے سو اس آیت مین اُس سیدہا راستہ چھوڑنے پر جو ضرر مرتب ہوتا ہے اُس سے آگاہ کیا غرض سورۃ فاتحہ مین ترغیب کی تینون جزون کو لطیف طور پر بیان کیا ذاتی خوبی بھی بیان کی فوائد بھی بیان کئے اور پہر اوس راہ کے چھوڑنے والی کی ناکامی اور بدحالی بھی بیان فرمائی تا ذاتی خوبی کو سنکر طبائع سلیمہ اوس کی طرف میل کرین اور فوائد پر اطلاع پا کر جو لوگ فوائد کے خواہان ہین اون کے دلون مین شوق پیدا ہو اور ترک کرنے کی خرابیان معلوم کر کے اوس وبال سے ڈرین جو ترک کرنے پر عاید حال ہوگا۔ (باقی آئندہ)

خطبہ عید الضحیٰ

(گذشتہ سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم نمبر ۱۵)

نفس کو کبھی توکل اور صبر کے مسائل پیش کر دیتا ہے لیکن جب ظاہری بیماریاں آکر غلبہ کرتی ہین تو یہہ سب کچھہ بھول جاتا ہے اور تردد کرتا ہے لیکن جب روحانی بیماریون کا ذکر ہو تو توکل کا نام لے دیتا ہے یہہ کیسی غلطی اور فروگذاشت ہے ان دونون نظامون کو مختلف پیمانون اور نظرون سے دیکھتا ہے۔ یعنی باطنی اور روحانی امور مین تو کہدیتا ہے کہ اللہ تعالے رحیم و کریم ہے اور ظاہری امور مین اسکا نام شدید البطش رکھتا ہے۔ یہہ نادانی اور غلطی ہے خداتعالے نے دونوں امور مین اپنی صفات کی یکسان جلوہ نمائی کرتا ہے۔ پس جو لوگ امور دنیا مین تو سر توڑ کوششین کرتے ہین اور اسکو اپنی زندگی کا اصل مقصد اور منشاء اعظم سمجھتے ہین اور دین کو بالکل چھوڑتے ہین وہ غلطی کرتے ہین خداتعالے کی عظمت اور اسکی **صفات** پر غور نہین کرتے ہین اسلم کے معنے تو یہہ تھے کہ فرمانبردار ہو جاؤ۔ اور فرمانبرداری رہو۔ پھر وجہ کیا ہے کہ مامور کے ہاتھہ پر خدا کا ہاتھہ کہلاتا ہے یہہ وعدہ کرکے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ اس وعدہ کا کچھہ بھی پاس نہو۔ ہمارے امام (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کسقدر چھوٹے لفظ سے کام لیتے ہین اور وہ کسقدر وسیع ہے۔ یہہ زمانہ **الفاظ** کا ہے چنانچہ بڑی بڑی لمبی تقریرین لوگ کرتے ہین لیکن جب انکے معانی اور مطالب پر نظر کرو تو بہت ہی چھوٹے اور تھوڑے۔ لیکن برخلاف اسکے ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت ہی مختصر الفاظ اختیار کئے مگر انکا مفہوم اور منشاء بہت ہی وسیع اور محیط ہے۔

مثلاً الفاظ بیعت مین سے ایک یہ جملہ بھی ہے جہانتک **میری طاقت اور سمجھہ ہے گناہون سے بچتا رہونگا**۔ بظاہر یہہ ایک موٹی اور چھوٹی سی بات ہے لیکن غور کرو اسکا مفہوم کسقدر وسیع ہے ایسا اقرار کرنے والے کو یہہ الفاظ کیسا محتاط بنا دیتے ہین کہ وہ اپنے ہر قول و فعل مین ہر حرکت و سکون مین ہر آن ہر کو مدنظر رکھے کہ کیا میرا یہہ قول و فعل یہہ حرکت و سکون اللہ تعالے کے کسی حکم کی خلاف ورزی تو نہین ہے اور گناہ کے کسی شعبہ مین تو داخل نہین؟ جب انسان ان امور پر نظر کرتا ہے اور خداتعالے کی اطاعت اور رضاجوئی اپنا مقصد بنا لیتا ہے تو خداتعالے خود اسکی مدد فرماتا ہے اور اسکی مشکلات کو آسان کر دیتا ہے۔ یقیناً یاد رکھو **فرمانبرداری بڑی دولت ہے**۔ یہی دولت ابراہیم کو ملی جسنے اسکو اسقدر معظم و مکرم بنا دیا۔

خداتعالے نے اس قوم کو بھی جنہوں نے فرمانبرداری پر ناز کیا ہوتے ہین مگر تھوڑے ہین جو اس راز کو سمجھتے ہین۔

اسوقت خداتعالے پھر ایک قوم کو معزز بنانا چاہتا ہے اور اسپر اپنا فضل کرنا چاہتا ہے لیکن اسکے لئے بھی وہی شرط اور امتحان ہے جو ابراہیم علیہ السلام کے لئے تھا وہ کیا؟

سچی اطاعت اور پوری فرمانبرداری

اسکو اپنا شعار بناؤ اور خداتعالے کی رضا کو اپنی رضا پر مقدم کرلو۔ دین کو دنیا پر اپنے عمل اور چلن سے مقدم کرکے دکھاؤ۔ پھر خداتعالے کی نصرتین تمہارے ساتھہ ہونگی اسکے فضلون کے وارث تم ہوگے۔

یاد رکھو خداتعالے کے فضل سے انسان کے محروم ہونے کی ایک یہ بھی وجہ ہوتی ہے کہ وہ بعض اوقات اللہ تعالے سے کچھہ وعدے کرتا ہے لیکن جب ان وعدون کے ایفاء کا وقت آتا ہے تو ایفا نہین کرتا ایسا شخص منافق مرتا ہے چنانچہ خداتعالے فرماتا ہے

فعاقبہم نفاقاً فی قلوبہم یوم یلقونہ بما اخلفوا اللہ ما وعدوہ

اس سے ہمیشہ بچتے رہو۔ انسان مشکلات اور مصائب مین مبتلا ہوتا ہے اسوقت وہ اللہ تعالے ہی کو اپنا ملجاو ماوا تصور کرتا ہے اور فی الحقیقت وہی حقیقی پناہ ہے اسوقت وہ اس سے وعدے کرتا ہے پس تم پر مشکلات آئینگی اور آتی ہین تم بہت وعدے خداتعالے سے نکرو۔ اور کرو تو ایفاء کرو ایسا نہو کہ ایفاء نکرنے کا وبال تم پر آئے اور خاتمہ نفاق پر ہو۔ (خدا ہم کو محفوظ رکھے آمین)

اور ہم کو بہت بڑا خطرہ ہے کیونکہ ہم سب ایک عظیم الشان وعدہ کر چکے ہین کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھین گے اور جہانتک طاقت اور سمجھہ ہے گناہون سے بچتے رہین گے اس وعدہ کو ایفاء کرنے کی پوری کوشش کرو۔ اور پھر خداتعالے ہی سے توفیق اور مدد چاہو کیونکہ وہ مانگنے والون کو ضائع نہین کرتا بلکہ اونکی دعائین سنتا ہے اور قبول کرتا ہے۔

پھر ایک اور عیب بتایا ہے عیب ہی انسان کو محروم کر دیتا ہے اور منافق بنا دیتا ہے وہ جھوٹ بولنا ہے۔ عام جھوٹ بولنا تو وہ ہی ہے جو ایک حدیث مین آیا ہے کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع

یعنی یہہ بھی جھوٹ ہی ہے کہ انسان جو کچھہ سنے بلا سوچے سمجھے اسے بیان کر دے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشاد مین بڑی بڑی برائیون سے روکنے کا نسخہ بتایا گیا ہے۔ خود داری سکھائی ہے اور سخن سازی سے بچایا ہے۔ یہ عام قاعدہ ہو رہا ہے کہ دو تین آدمی جب مل کر بیٹھتے ہین تو کہتے ہین کہ آؤ ذرا مجلس گرم کرین وہ مجلس گرم کرنا کیا ہوتا ہے کسی کی تحقیر شروع کر دی۔ کسی کے لباس پر کسی کی زبان پر کسی کے قد و قامت پر کسی کے علم و عقل پر غرض مختلف پہلوؤن پر نکتہ چینی اور ہنسی اڑانا شروع کیا۔ اور بڑھتے بڑھتے یہہ ناپاک اور بیہودہ سلسلہ کلام۔ مذمت۔ غیبت۔ اور دروغ گوئی تک جا پہونچا۔ پس تمہین مناسب ہے کہ ایسی مجلسون کو ترک کر دو۔ جہان سے تم بغیر لعنت کے اور کچھہ لیکر نہ اٹھو خداتعالے نے اس لئے فرمایا ہے

کونوا مع الصادقین

صادقون کے ساتھہ رہو۔ کیونکہ وہان تو بجز صدق اور کوئی بات ہی نہ ہوگی۔ ایسی تمام مجلسون سے الگ ہو جاؤ جہان اللہ تعالے اور اسکے رسول کا ذکر نہین ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ سوءظن بہت بری چیز ہے اس سے بہت بری خرابیان پیدا ہوتی ہین۔ غیبت اور دروغ گوئی یہہ بھی سوءظن سے پیدا ہوتی ہین اسواسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا

ایاک والظن فان الظن اکذب الحدیث

سوءظن سے انسان بہت جھوٹا ہو جاتا ہے اور ظنون بجائے خود بھی جھوٹے ہوتے ہین۔ مینے دیکھا ہے کہ اس جھوٹ اور بدظنی سے بڑی ٹھوکرین لگتی ہین اور انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس سے بچو! پھر بچو!! اور پھر بچو!!! اس معاملہ مین عورتون اور مردون مین ایک تفاوت ہے اور انکے مراتب مختلف ہین۔ عام طور پر عورتین ناقصات العقل والدین کہلاتی ہین۔ ایک عظیم الشان عورت کے متعلق خداتعالے نے قرآن شریف مین ذکر کیا ہے مین کھولکر بتا دون حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بعض نے سوءظنی کی۔ اسپر اللہ تعالے نے حضرت عائشہ صدیقہ کی تطہیر فرمائی اور ان بدظنی کرنے والون کے لئے حکم آیا۔

لولا اذ سمعتموہ

یعنی جب عائشہ صدیقہ کی بنسبت کوئی بات تم نے سنی تھی تو کیون تمنے سنتے ہی نہ کہا کہ یہ بات تو منہ سے نکالنے ہی کے قابل نہین بلکہ تم یہہ کہتے سبحانک پاک ذات تو اللہ تعالے ہی کی ہے مگر

ھذا بہتان عظیم

یہہ تو بہت ہی بڑا بہتان ہے۔ پھر اللہ تعالے فرماتا ہے یعظکم۔ اللہ تعالے تمہین وعظ کرتا ہے کہ ایسا پھر نہ کرنا۔ یہہ ابد کے لئے حکم ہے کہ جب کسی کی نسبت کوئی ایسی بات نہو تو کہدو کہ **بہتان** ہے۔ بدظنی کرنی شروع نکردو۔ پھر یہہ بھی فرمایا ہے کہ جو لوگ اس قسم کی بلاؤن مین گرفتار ہوتے ہین۔ یعنی دوسرے کو متہم کرتے ہین وہ ہرگز نہین مرتے جب تک خود اس اتہام کا شکار نہ ہولین۔ اسلئے یہ بڑے ہی خوف اور خطرے کا مقام ہے۔ افسوس ہے لوگ ان باتون کو معمولی سمجھتے ہین۔ حالانکہ یہ بہت ہی ضروری امور ہین۔ جہانتک تم سے ہو سکے سعی کرو۔ اور خداتعالے سے توفیق مانگو کہ وہ تمہین سوءظنی سے محفوظ رکھے پھر اسکے بدنتائج غیبت۔ دروغگوئی۔ دوسرے کی تحقیر۔ بہتان وغیرہ سے بچائے۔

غرض

خداتعالے کے مامورون اور ان فیوضات و برکات سے محروم رکھنے کے اسباب مختصر طور پر یہہ ہین۔ اول۔ تکبر اللہ تعالے کے ساتھہ وعدہ اور پھر اسکی خلاف ورزی پھر جھوٹ۔ دیکھو تم جو احمدی کہلاتے ہو تمہاری ذمہ داری بہت بڑی ہوئی ہے تم نے وعدہ کیا ہے کہ **دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا**۔ تمہین ہر وقت یہ وعدہ نصب العین رہنا چاہئے۔ کیسی عہد خلافی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا وعدہ ہو اور پھر سنتے ہی سوءظنی پیدا ہو۔ اس کی ذرا بھی پروا نہو کہ ان الظن اکذب الحدیث۔ مین سچ کہتا ہون کہ اگر اللہ تعالے کا فضل دستگیری نہ کرے تو ایسے لوگ جو سوءظنی کے مرض مین گرفتار ہین وہ خود ان سوءظنیون کا نشانہ ہو کر مرتے ہین۔ پس تم اسے ڈرو۔ اور اپنے اس عہد کا لحاظ کرو جو تم نے خدا کے مامور کے ہاتھہ پر کیا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرونگا انسان چاہتا ہے کہ دنیا مین معزز اور محترم بنے لیکن حقیقی عزت اور سچی تکریم خداتعالے سے آتی ہے وہی ہے جسکی یہ شان ہے تعز من تشاء و تذل من تشاء اور پھر حقیقی عزت انبیاء و رسل اور انکے سچے اتباع کو دی جاتی ہے۔

قل العزۃ للہ ولرسولہ وللمؤمنین جمیعاً

ساری کی ساری عزتین اللہ اور اوس کے رسول کے لئے ہین اور سچے مومنون کے لئے ہین۔ ابراہیم علیہ السلام اسلام کی وجہ سے دنیا مین معزز اور مکرم ہوئے۔ اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین۔ پھر وہ ابراہیم الذی وفی جسنے خداتعالے کے ساتھہ صدق و وفا کا پورا نمونہ دکھایا۔ پھر وہ ابراہیم الذی اتی بقلب سلیم۔ پس اس سے نتیجہ نکال لو کہ اللہ تعالی تم سے کیا چاہتا ہے سچی فرمانبرداری۔ صدق و وفاداری اور قلب سلیم ان باتون کے ساتھہ وہ راضی ہوتا ہے یہی باتین ہین جو اسلام تمکو سکھاتا ہے۔ انہین کے احیاء کے لئے اسوقت خداتعالے نے تم مین اپنا مہدی اور مسیح نازل کیا ہے۔ ایسے دین مین ہو کر محرومی کی اسباب سے بچو ان اسباب کا علم قرآن مجید مین موجود ہے جو قرآن شریف پر تدبر کرنے سے آتا ہے اور اسکے ساتھہ تقوی کی بھی شرط ہے مین سچ کہتا ہون کہ یہ باتین درس تدریس سے نہین آتی ہین یہہ علوم جو قرآن مجید مین بیان ہوئے ہین۔ درس تدریس سے آہی نہین سکتے بلکہ وہ تقوی اور محض تقوی سے ملتے ہین۔ واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ۔ اگر محض درس تدریس سے آسکتے تو پھر قرآن مجید مین مثل الذین حملوا التوراۃ کمثل الحمار کیون ہوتا۔ (باقی آئندہ)

زلزلہ کی پیشگوئی اور پیسہ اخبار

نیش عقرب نہ از پئے کین است
مقتضائے طبیعتش این است

پیسہ اخبار کو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے جو عناد اور تعصب ہے وہ اسکی تحریرون سے ہمیشہ ثابت ہوتا رہا ہے یہی وجہ ہے کہ علی العموم مین اسکی تحریر پر بہت ہی کم نوٹس لیا کرتا ہون اور در اصل اب ضرورت بھی نہین رہی جبکہ اللہ تعالیٰ کے کھلے کھلے تائیدی نشان اسکے صادق موعود کی تصدیق اور تائید مین ظاہر ہو رہے ہین اور آسمان اسکی نصرتون پر جھکا ہوا ہے اور زمین اسکی تائید کے لئے بول رہی ہے با این

حیف بر چشمے کہ اکنون نیز ہم بیدار نیست

زلزلہ کی پیشگوئی جس خوبی اور صفائی سے پوری ہوئی اور خدا تعالےٰ کی اس قہری تجلی نے جو رنگ دکھایا اس کے بعد امید کیجاتی تھی کہ بہت سے شوریدہ سر اپنی اصلاح کر لینگے لیکن مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ پیسہ اخبار بجائے اسکے کہ فائدہ اوٹھاتا بڑی بے باکی کے ساتھ پہلے سے زیادہ شوخ ہو کر حملے کر رہا ہے چنانچہ ۸ مئی ۱۹۰۵ء کی اشاعت مین اس نے ایک نوٹ لکھا ہے کہ "زلزلہ کی پیشگوئیان کرنا جرم قرار دینا چاہیئے" مین نے اس نوٹ کو بالکل خالی الذہن ہو کر پڑھا ہے اور مین بڑی جرأت سے یہ کہنے کو طیار ہون کہ یہ نوٹ پیسہ اخبار کی علمی واقفیت پر پانی پھیرنے والا نہین بلکہ اسکے مذہب اور اعتقاد کی بھی حقیقت کہولتا ہے۔

اگر گورنمنٹ کی قانون بنانے والی کونسل مین ایسے لوگون کی ضرورت ہوتی جو اصول قانون سازی اور قانون سے محض ناواقف اور کورے ہون تو غالباً پیسہ اخبار کے جہان گرد ایڈیٹر منشی محبوب عالم کو اس کونسل مین داخل کرنیکے لئے انکا یہ مضمون ایک اچھی سپارش کا کام دیتا مگر افسوس ہے کہ واضعان قانون کی کونسل مین ایسے آدمیون کی ضرورت نہین اگر پیسہ اخبار کے **مسلمان کہلانے** والے ایڈیٹر کی آنکھ سے دیکھا جاوے اور سابق انبیاء علیہم السلام کے زمانے مین پیسہ اخبار کا ایڈیٹر کسی معزز سرکاری عہدہ پر ہوتا تو مین یقین رکھتا ہون کہ مسٹر محبوب عالم کو یہ فخر سب سے پہلے حاصل ہوتا کہ وہ نبیون کی گرفتاری کا حکم صادر کرنے والا ہے۔

مین اس امر کو آگے چل کر بیان کرونگا کہ نبیون کے انذار اور تخویف مجرمانہ مین کیا فرق ہے سردست مین یہ دکھانا چاہتا ہون کہ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کی فطرت اسپر کیا فتوے دے رہی ہے۔

اگر بنی نوع انسان کو خدائے حی و قیوم کی عبادت کی طرف متوجہ کرنا تخویف مجرمانہ ہے تو کیا اسکا ارتکاب ہر ہر نبی نے کیا ہے؟ لیکن تف ہے اس منہ پر جو کسی نبی کی نسبت ایسا خیال کرے کہ انہون نے تخویف مجرمانہ کی۔

اگر فسق و فجور سے باز رکھنے کا نام تخویف مجرمانہ ہے تو سب نبیون کی یہی تعلیم تھی کیا وہ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کے بیان کے موافق سب کے سب تخویف مجرمانہ کرنیوالے تھے؟ منشی محبوب عالم! دیکھ تو ایک راستباز کی عداوت اور دشمنی کیوجہ سے کسقدر حد سے بڑھ چلا ہے تیرے حملے خدا کے مسیح موعود سے متجاوز ہو کر تمام راستبازون اور برگزیدون پر ہونے لگے مین تو اپنے زہریلے تیر معصوم نبیون پر چلانے لگا ہے اسلئے

آسمان را مے سزد گر سنگ بارد بر زمین

بالکل سچ ہے۔ کیا تو نے نہین پڑہا کہ انی انا النذیر العریان کہنے والا کون تہا؟ تبا اور ذرا کہول کر تبا کہ کیا تیرے نزدیک وہ بھی تخویف مجرمانہ کرنیوالا تہا؟ اے نادان ذرا سوچ کر جواب دے! تو نبیون کی ہتک کرتا اور خدا تعالےٰ کی مجید کتاب کو پس پشت ڈالتا ہے کیا تو نے نہین پڑہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو کیا کہا

انی لکم منہ نذیر مبین

اور پھر خدا تعالیٰ نے فرمایا لتنذر ام القریٰ ومن حولہا کیا یہ **انذار** تیری رائے مین تخویف مجرمانہ تھی؟ اے حق کے دشمن! نبیون اور راستبازون کی تعلیم اور ان کے مقاصد و اغراض سے ناواقف انسان! اپنے گریبان مین منہ ڈال اور اس اپنے اعتراض کو پڑھ اور پھر پڑھ اور پھر پڑھ اور پھر خدا کے راستبازون کی سیرت پر نظر کر۔ شاید تجھے کچھ سبق حاصل ہو۔

اگر نوح، موسیٰ، ہود، لوط، صالح، یونس، مسیح علیہم السلام اور بالآخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی طرف سے نذیر کہلا کر بھی **تخویف مجرمانہ کے مرتکب نہین اور ہرگز نہین** تو مین دعوی سے کہتا ہون کہ **مرزا غلام احمد خدا کا مسیح اور مہدی بھی نذیر کہلا کر تخویف مجرمانہ کا مرتکب نہین ہے اور یقیناً نہین ہے۔**

مین حیران ہوتا ہون کہ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر نے ایسا بیہودہ اعتراض کیون کیا؟ اس اعتراض سے پہلے اگر وہ تخویف مجرمانہ کی تعریف ہی پڑہ لیتا تو اچھا ہوتا۔ پیسہ اخبار اگر قانون کی اصول سے ناواقف تہا اور مین سمجہتا ہون کہ ہے تو کیا اسے اپنی ۱۱ اپریل کی تحریر بھی یاد نہین رہی۔ کہ حضرت مسیح موعود کا ان اشتہارون کے ذریعہ لوگون کو آگاہ کرنیکا منشا کیا ہے؟ سن! مین خود ہی تجھے بتا دیتا ہون کیونکہ مرا یاد و ترا فراموش۔

"البتہ اتنی بات مین مجھے بھی مرزا صاحب سے اتفاق ہے کہ گنہگار بندے توبہ و استغفار کرکے نیکی اور خدا پرستی کیطرف مشغول ہون۔" (روزانہ پیسہ اخبار ۱۱ اپریل ۱۹۰۵ء)

اب انصاف کرو اور اپنے لکھے پر خون کے آنسو بہا کیا حضرت اقدس کی غرض اور منشا صاف طور پر ان الفاظ سے ظاہر نہین ہوتا؟ حضرت اقدس ان اعلانون کے ذریعہ کیا چاہتے ہین؟ یہی کہ مخلوق توبہ و استغفار کرے اور نیکی اور خدا پرستی مین مشغول ہو۔ اب اگر پیسہ اخبار کے دانشمند ایڈیٹر کے مشورہ پر عمل کیا جاوے تو اسکے یہ معنے ہین کہ لوگون کو ایسی دعوت کرنا تخویف مجرمانہ ہے اگرچہ زلزلہ کی پیشگوئی کے اعلان مخلوق کے لئے اور خود گورنمنٹ عالیہ کے لئے ایک ابر رحمت اور برکت ہین۔ اسلئے کہ ان اعلانون کے ذریعہ جسقدر لوگ بھی خدا تعالیٰ کے ساتھ صلح کا سچا عہد باندہ لینگے اور فسق و فجور سے باز آجاوینگے اسیقدر انکی اخلاقی اور مجلسی حالت درست ہو جاویگی اور **اسیقدر جرائم کم ہو جائینگے۔** جو گورنمنٹ کیلئے بیش قیمت امداد ہے۔

پس کیا پیسہ اخبار حضرت اقدس کے برخلاف یہ نہین چاہتا ہے کہ لوگ غافل ہو کر اپنی شرارتون اور فسق و فجور مین لا انتہا ترقی کرین اور اسطرح پر وہ نوع انسان کیلئے خونخوار دشمن اور گورنمنٹ کے لئے ایک دکھ دینے والے فرزند ثابت ہون کیونکہ جبکہ پیسہ اخبار ان اعلانون کی ہنسی اڑا رہا ہے اور حضرت اقدس کو ایسی پیشگوئیون سے روکنے کا مشورہ دیتا ہے تو اسکے معنی اور کیا ہو سکتے ہین؟

یہ کہنا ہرگز درست نہین ہو سکتا کہ خدا تعالیٰ کی قہری تجلیون کو دیکھے اور ایسی پیشگوئیون کے کرنے کے بغیر ہی لوگون کی اصلاح ہو سکتی ہے؟ اگر ایسا ہو سکتا تو کیا پھر پیسہ اخبار کے نزدیک خدا تعالیٰ معاذ اللہ ظالم اور سفاک تہا جو اس نے انبیاء علیہم السلام کے عہد مین زمینون کے تختے الٹ دیئے اور موجودہ نسلین قریباً تباہ کر دین

نہین ہرگز نہین۔ اسکو انصاف ...
اقتضا تھا۔

غرض

اگر کسی نبی کا محض خدا تعالیٰ کے ...
اور اس غرض سے انذار کرنا کہ ...
کی اصلاح کرین ان کے معاملا...
وہ بدمعاشیون اور بدکاریون ...
خدا تعالیٰ کے فرمان بردار بنیں ...
مجرمانہ ہے تو پھر مین نہین کہہ ...
اور صلحکاری کس چیز کا نام ...
پھر پیسہ اخبار لکھتا ہے کہ ایسی ...
غیر ضروری انتشار پھیلتا ہے مجھ...
نہین آتا کہ اس فقرہ کے معنی ...
لوگون کو حفظ ما تقدم کے طور پر ...
جان کی حفاظت کیلئے (علاوہ ان...
کے جوان کے چال چلن کے اندر ...
سعی کرنا غیر ضروری خوف ہے؟ ...
ملکدار کیلئے نعمت! غالباً پیسہ ا...
ہوگا کہ لوگ غیر ضروری بے خوفی ...
مین پڑ کر رندی اور اوباشی ...
کرین خدا تعالیٰ سے رشتہ عبودیت ...
اور اپنی بے باکیون یا داش مین ...
کے پہر آنے والے تغیر کر ہلاک ...
پھر پیسہ اخبار کو موقع ملجاوے کہ ...
پر اعتراض کرے کہ اس نے رعایا ...
نہین کی زخمیون اور مجروحون مین ...
کالون کا سوال اٹھائے؟ جیسا کہ ...
کے مجروحون کے متعلق اسنے لکھا ...
اگر یہ غیر ضروری خوف اور انتشار ...
کے نزدیک گورنمنٹ بھی بیہودہ کار ...
ہے جو طبقات الارض کے ماہرین کی ...
اس سوال کا فیصلہ چاہتی ہے کہ آیندہ ...
کا خطرہ تو نہین اور اس کام کیلئے ...
روپیہ صرف کرنے کو آمادہ ہے اس ...
خاص رپورٹ طیار ہوگی + اس نے ...
کے خیال مین خزانہ ہند پر ایک بیہودہ ...
رکھو چھوڑا ہوگا جو حوادث ارضی ...
کا ایک محاسبہ تجویز کیا۔

اے حق کے دشمن! تیری زبان ...
بھی نہین بچتا نظر آتا۔ تو اہل ملک کو ...
کرنا چاہتا ہے اور گورنمنٹ کو غلط ...
ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر یاد ...
تیری ایسی بیہودہ راؤن کی کچھ بھی ...
نہین اور کوئی بھی اثر نہین۔

اب اس آرٹیکل کو ختم کرنے سے پہلے ...
دکہانا چاہتا ہون کہ حضرت اقدس مسیح ...

www.aaiil.org

کا ان اشتہاروں سے کیا منشا ہے؟
اشتہار الوصیت میں یہ اپنا منشا ظاہر کیا۔
"دوستو! اٹھو اور بیدار ہو جاؤ کہ اس زمانہ کی نسل کیلئے نہایت مصیبت کا وقت آگیا ہے اب اس دریا سے پار ہونے کیلئے بجز تقویٰ کے اور کوئی کشتی نہیں ہوسن خوف کے وقت خدا کی طرف جھکتا ہے کہ بغیر اسکے کوئی امن نہیں سب دکھ اٹھا کر اور سوز و گداز اختیار کرکے اپنا کفارہ آپ دو اور راستی میں محو ہو کر اپنی قربانی آپ ادا کرو اور تقوے کی راہ میں پورے زور سے کام لیکر اپنا بوجھ آپ اٹھاؤ کہ ہمارا خدا بڑا رحیم و کریم ہے کہ رونے والوں پر اسکا غصہ تھم جاتا ہے مگر وہی جو قبل از وقت روتے ہیں۔ نہ مردوں کی لاشوں کو دیکھ کر وہ خوف کرنیوالوں کے سر سے عذاب کی پیشگوئی ٹال سکتا ہے" پس نیکی کرو اور خدا کے رحم کے امیدوار ہو جاؤ۔ خدا تعالیٰ کیطرف پوری قوت کے ساتھ حرکت کرو اور اگر یہ نہیں تو بیمار کی طرح افتان و خیزان اسکی رضا کے دروازہ تک اپنے تئیں پہنچاؤ اور اگر یہ بھی نہیں مردہ کیطرح اپنے اٹھائے جانیکا ذریعہ صدقہ خیرات کی راہ سے پیدا کرو۔ نہایت تنگی کے دن ہیں اور آسمان پر خدا کا غضب بھڑک رہا ہے۔ آج محض زبانی لاف گزاف سے تم پار نہیں ہو سکتے ایسی حالت بناؤ اور ایسی تبدیلی اپنے اندر پیدا کرو اور ایسے تقوی کی راہ پر قدم مارو کہ وہ رحیم و کریم خوش ہو جائے اپنی خلوت گاہوں کو ذکر الٰہی کی جگہ بناؤ اور اپنے دلوں سے ناپاکیوں کے زنگ دور کرو بجائے کمینوں اور بخلوں اور بدزبانیوں سے پرہیز کرو اور قبل اسکے وہ وقت آوے کہ انسانوں کو دیوانا سا بنا دے۔ بیقراری کی دعاؤں سے خود دیوانہ بنجاؤ۔"

پھر الانذار۔ النداء۔ اور البلاغ میں مندرجہ ذیل تبلیغ کی ہے۔
حاصل مطلب یہ ہے کہ جو کچھ نشان ظاہر ہوئے اور ہونگے اس سے یہ غرض ہے کہ لوگ بدی سے باز آویں اور اس خدا کے فرستادہ کو جو ان کے درمیان ہے شناخت کریں۔ پس اے عزیزو! جلد ہر ایک بدی سے پرہیز کرو کہ پکڑے جانیکا دن نزدیک ہے۔ ہر ایک جو شرک کو نہیں چھوڑتا وہ پکڑا جائیگا۔ ہر ایک جو فسق و فجور میں مبتلا ہے وہ پکڑا جائیگا۔ ہر ایک جو دنیا پرستی میں حد سے گذر گیا ہے اور دنیا کے غموں میں مبتلا ہے وہ پکڑا جائیگا۔ ہر ایک جو خدا کے وجود سے منکر ہے وہ پکڑا جائیگا۔ ہر ایک جو خدا کے مقدس نبیوں اور رسولوں کو بدزبانی سے یاد کرتا ہے اور باز نہیں آتا وہ پکڑا جائیگا۔ دیکھو! آج میں نے بتلا دیا زمین بھی سنتی ہے اور آسمان بھی کہ ہر ایک جو راستی کو چھوڑ کر شرارتوں پر آمادہ ہوگا اور ہر ایک جو زمین کو اپنی بدیوں سے ناپاک کریگا وہ پکڑا جائیگا۔

خدا فرماتا ہے کہ قریب ہے جو میرا قہر زمین پر اترے کیونکہ زمین پاپ اور گناہ سے بھر گئی۔ پس اٹھو! اور ہوشیار ہو جاؤ کہ وہ آخری وقت قریب ہے جسکی پہلی کتابوں میں خبر دی تھی مجھے اس ذات کی قسم ہے جسنے مجھے بھیجا ہے کہ یہ سب باتیں اوسکی طرف سے ہیں میری طرف سے نہیں ہیں کاش یہ باتیں نیک ظنی سے دیکھی جاویں۔) (انسان کا کیا حرج ہے کہ اگر فسق و فجور کو چھوڑ دے کونسا اسمین اس کا نقصان ہے اگر وہ مخلوق پرستی نہ کرے۔ آگ لگ چکی ہے۔ اٹھو اور اس آگ کو اپنے آنسوؤں سے بجھاؤ۔ بنی اسرائیل میں جو شخص گناہ کرتا تھا اسکو حکم ہوتا تھا کہ اپنے تئیں قتل کر دے پس گو یہ حکم تمہارے لئے نہیں ہے مگر یہ تو ضرور چاہیے کہ اسقدر توبہ استغفار کرو کہ گویا مر ہی جاؤ تا وہ حلیم خدا تم پر رحم کرے۔ آمین)

پس میں محض خیرخواہی مخلوق کیلئے ہمدردی سے بھرے ہوئے دل کیساتھ یہ اشتہار شائع کرتا ہوں کہ جہانتک ممکن ہو اپنی اصلاح کرلی چاہیے۔ کم از کم ظلم اور تعدی اور فسق و فجور اور ٹھٹھے اور ہنسی ایسے دستکش ہو جانا چاہیے بہتر ہے کہ ہر یک شخص اپنا صدقہ دے اور اگر قربانی بھی کرے تو بہتر ہے۔ اور ٹھٹھے والی مجلسوں سے الگ ہو جائے یاد رہے کہ اگر کسی کا مذہب اور عقیدہ ناراستی پر ہے مگر وہ ٹھٹھے کرنے والی مجلسوں میں نہیں بیٹھتا اور بدزبانی کرنیوالوں کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتا اور فسق و فجور اور ظلم و تعدی اور ایک قسم کی شرارتوں سے اور جھوٹی گواہیوں اور ناحق کے خون اور چوری سے دستکش ہے اور غربت اور مسکینی اور شرافت سے گذارہ کرتا ہے وہ اگرچہ باعث اپنی مذہبی غلطی کے روز آخرت میں مواخذہ کے لائق ہوگا مگر دنیا میں خدا تعالیٰ جو رحیم و کریم ہے دوسروں کی نسبت اسپر رحم کریگا۔)
(بجز توبہ اور دل کے پاک کرنے کے کوئی اسکا علاج نہیں۔ کوئی ہے جو ہماری اس بات پر ایمان لائے اور کوئی ہے جو اس آواز کو دل لگا کر سنے؟ یہ بھی ملک کی بدقسمتی ہے جو خدا کے کلام کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتے ہیں اور ان کے دل ڈرتے نہیں)

(پس اے عزیزو! تم جو خدا تعالیٰ کی وحی پر ایمان لاتے ہو ہشیار ہو جاؤ اور اپنے توبہ کے جامہ کو خوب پاک اور صاف کرو کہ خدا تعالیٰ کا غضب آسمان پر بھڑکا ہے وہ چاہتا ہے کہ دنیا کو اپنا چہرہ دکھاوے بجز توبہ کے کوئی پناہ نہیں۔ ہلاک ہوگئے وہ لوگ جنکا کام ٹھٹھا اور ہنسی ہے جو گناہ اور معصیت سے باز نہیں آتے اور ان کی مجلسیں ناپاکی اور غفلت سے بھری ہوئی ہیں اور انکی زبانیں مردار سے بدتر ہیں۔ وہ بار بار کی شوخیوں سے خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکاتے ہیں۔ وہ دلوں کے اندھے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس روز میں انہیں پر رحم کرونگا جن کے دل مجھ سے ترسان اور ہراسان ہیں جو نہ بدی کرتے ہیں اور نہ بدی کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں)

کوئی سلیم الفطرت اور رشید انسان بتا دے کہ اس کا نام **تخویف مجرمانہ** ہو سکتا ہے یا یہ اعلیٰ درجہ کی **رفاہ عام** ہے۔ لیکن پیسہ اخبار کا ایڈیٹر ضرور اسکو تخویف مجرمانہ ہی کہیگا۔ انتہا آخر میں میں نہایت ادب سے عرض کیا چاہتا ہوں کہ پیسہ اخبار کا یہ طریق فی الحقیقت گورنمنٹ کیلئے قابل توجہ ہے جو اہل ملک کو ایک ایسی راہ پر ڈالنا چاہتا ہے جو امن اور صلحکاری کے خلاف ہے ایک شخص خدا تعالیٰ سے خبر پاکر کہتا ہے کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ ایک آفت آنے والی ہے اسلئے اے اہل ملک تم اپنی اصلاح کرو۔ وفاداری اور صدق سے کام لو۔ باہم کسی قسم کی بدمعاملگی۔ خون۔ چوری وغیرہ جرائم سے باز آؤ۔ خدا تعالیٰ سے معاملہ صاف کرو۔ اب ان ساری باتوں پر اگر کوئی قوم اور ملک عمل کرے تو وہ فرشتوں کی سرزمین ہو اور وہاں کے حکمران کیلئے شکرگذاری کی زندگی بسر کرنے کا موقعہ ملے۔ امن اور صلحکاری سے وہ زمین بھر جاوے لیکن ایک شخص بالمقابل اٹھتا ہے وہ کہتا ہے اسکو رد کرو یہ لوگوں کو ڈراتا ہے یہ جرم ہے صاف سمجھ میں آسکتا ہے کہ ان دونوں میں سے کون **ملک اور قوم کا خیرخواہ** ہے۔ رہی یہ بات کہ ان پیشگوئیوں کی کیا حقیقت ہے صبر کرو تجربہ خود بتا دیگا۔ میں صرف اسقدر کہتا ہوں کہ یہی تعلیم اس روحانی معلم نے ۱۸۹۸ء میں جبکہ ابھی پنجاب میں طاعون شروع ہی ہوئی تھی دی تھی اور کہا تھا کہ یہ آگ تمام ملک میں لگ جانیکو ہے مجھے دکھایا گیا ہے کہ فرشتے اس کے پودے لگا رہے ہیں اسلئے لوگ خدا تعالیٰ کیطرف رجوع کریں اپنے اعمال میں پاک تبدیلی کریں مگر نوع انسان کے دشمن پیسہ اخبار نے سب سے پہلے اس اشتہار پر ہنسی اڑائی اور ٹھٹھا اڑایا لوگوں کو توبہ اور رجوع الی اللہ سے اسطرح روکا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آج پنجاب طاعون کی وجہ سے تباہ ہو چکا ہے اور گورنمنٹ اپنی رعایا کی تباہی پر سخت حیران ہے۔ اسیطرح ایک خطرے سے نہایت نیک نیتی اور پاک غرض کی بنا پر خبر دیگئی ہے کہ لوگ صلاح کریں اور اپنے اندر پاک تبدیلی کریں۔ طاعون کے اشتہار کیطرح اسپر بھی ہنسی اڑائی جاتی اور لوگوں کو گمراہ کیا جاتا ہے جو بہت ہی بری **فال** ہے لیکن اے ہوشمندو! اگر ملک اور قوم کی کچھ بھی ہمدردی تمہارے دل میں ہے تو اسوقت کو غنیمت سمجھو اور اس خبر دینے والے کی باتوں پر شکرگذاری سے عمل کرو وہ تم سے صرف یہ چاہتا ہے کہ تم دنیا میں امن اور **صلحکاری** پھیلانے والے ہو جاؤ۔ اور ہر قسم کی بدیوں سے پاک ہو جاؤ۔
اگر یہ تعلیم بری ہے تو بیشک چھوڑ دو لیکن اگر مفید ہے اور ضرور مفید ہے تو اپنے وطن کے دشمنوں کی باتیں مت سنو۔ وہ تمہیں غفلت میں ڈالنا چاہتے ہیں۔

مرا د ما نصیحت بود کردیم

ریمارک

الہامی دعا | رب کل شیء خادمک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک عجیب تاثیر الہامی دعا ہے اسکو میرے عزیز بھائی منشی محمد نصیب کلرک رفاہ عام پریس لاہور نے نہایت عمدہ کاغذ پر منقش کرکے چھاپا ہے۔ انکی غرض یہ ہے کہ تا فضول اور لغو تصاویر کی بجائے یہ دعا گھروں میں آویزاں کیجاوے اور اسطرح ہر وقت جب اس دعا پر نظر پڑیگی تو یہ کیجائی ہوکر اسپر ایک لذیذ پیدا ہوکر دعا کیلئے جوش پیدا ہوگا۔
اس دعا کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسم اعظم ہونیکا گمان کیا ہے۔ ایک پرچہ کی قیمت **اوہ آنہ** رکھی ہے لیکن مجھ سے منشی محمد نصیب نے زبانی کہا تھا کہ میں تو ملک سے زیادہ خریدنے والے کو ایک پیسہ فی پرچہ کے حساب سے دیدونگا اور پانچسو خریدنے والے کو علاوہ اسکے نہ کہ دونگا۔
سید عبدالحی صاحب عرب نے بھی دو عجیب نقشے تیار کئے ہیں جن میں سے ایک میں حضرت اقدس کی وہ دعائیں جو عربی

وطن کیلئے تو خاموشی ہی بہتر تھی

اخبار وطن کے لائق ایڈیٹر کو آجتک یہ عزت حاصل تھی کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف قلم اٹھائے۔ اور جہانتک مجھے ایڈیٹر صاحب سے ذاتی تعارف اور واقفیت ہے میں جانتا ہوں کہ وہ اس مذاق کو ہمیشہ ناپسند کیا کرتے تھے۔ وطن میں ایسی بحثوں کے اندراج سے انہوں نے احتراز کیا ہے۔ مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اب وہ کیا امور پیش آئے ہیں جو انہوں نے ۵ مئی ۱۹۰۵ء کے وطن میں دو نوٹ لکھے ہیں جو انکی قابلیت پر سخت بدنما داغ ہیں۔ میرا خیال ہے اور خدا کرے یہ سچ ہو کہ مولوی انشاء اللہ خانصاحب کی غیرحاضری میں کسی نائب نے جسکو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ عناد ہو کسی اخبار کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کی ہے بہرحال میں بے لائق دوست کو انکی غلطی پر متنبہ کرتا ہوں۔ امید ہے وہ فائدہ اٹھائیں گے۔

قول۔ "عوام تو کالانعام مشہور ہی تھے جنکو ہم میں سے اجتہاد و امامت بلکہ پیغمبری تک کا دعویٰ ہے انکو بھی جامع المتفرقین بننے کی بجائے جمعیت کو اور زیادہ منتشر اور پراگندہ کرنے میں ہی خوشی حاصل ہوتی ہے"

اقول۔ مجھے وطن کے لائق ایڈیٹر کا یہ اظہار پڑھ کر نہایت ہی تعجب ہوا ہے کہ وہ اتنا نہیں جانتے ہر مصلح اور مامور جب دنیا میں اصلاح کیلئے آیا ہے تو اس کے مخالفوں نے سب سے پہلا خطاب اس کے لئے یہی تجویز کیا ہے کہ وہ لوگوں میں پھوٹ ڈالتا ہے۔ مولوی صاحب کو شاید معلوم ہوگا کہ ابوجہل نے جب بدر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف دعا کی تو منجملہ اور باتوں کے ایک کا مفہوم یہ بھی تھا کہ اس نے **قطع رحم** کیا ہے اور پھوٹ ڈالدی ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام تو صاف لفظوں میں کہتے ہیں کہ میں صلح کرانے نہیں آیا بلکہ آگ لگانے آیا ہوں۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا کے مامور اور مرسل دنیا میں ایک اخوت اور وحدت پیدا کیا کرتے ہیں وہی وحدت قوم میں توسیت پیدا کرتی ہے۔ ہاں یہ ضروری ہوتا ہے کہ اول اول لوگوں کو اختلاف نظر آوے۔ کیونکہ خدا کا مامور **ڈسٹرکشن** اور کانسٹرکشن کے اصولوں پر کام کرتا ہے۔ ناکے خیالی جتھوں کو ہر علی الاعلام توڑتا ہے اور سعادتمندوں کو اپنے الگ کر کے نیکی اور سعادت کی کا ہو نیر منتج کرتا ہے۔ اسکی نظیر موجود ہے **مسیح موعود** نے جسکو آپ قوم کو پراگندہ کرنیوالا کہتے ہیں اسنے ایک ایسی قوم طیار کر دی ہے جو ایک ہی سطح پر بلحاظ عقائد اور اعمال کے کھڑی کی گئی ہے اور کسی قسم کا کوئی فرق ملت میں باقی نہیں رکھا۔ یہ سچی حقیقی اتحاد اور اتفاق جو پیدا ہی نہیں ہو سکتا جبتک قوم کسی مامور کے تحت نہ آوے۔ ورنہ دوسری جگہ جہاں عالم، جاہل امیر و فقیر، شیعہ و سنی خون ہاری وغیرہ کے جھگڑے برپا ہیں کبھی اتفاق ہو سکتا ہے؟ کبھی نہیں۔ پس یہ کہنا کہ وہ جمعیت کے پراگندہ کرنے میں خوش ہوتے ہیں سخت غلطی ہے حقیقی جمعیت اور شیرازہ بندی قوم کی تو وہی کرتے ہیں کیا مولوی انشاء اللہ صاحب یا کسی دوسرے کی مقدرت میں ہے کہ وہ شیعہ سنی مقلد غیرمقلد بدعتی خوارج وغیرہ کے جھگڑوں کو مٹا کر ایک ہی امام کے پیچھے نماز میں کھڑا کرے؟ ہرگز نہیں لیکن اسے اس معجزہ کو دیکھنا ہو تو قادیان آئے اور دیکھے کہ ایک ہی امام کے پیچھے کن لوگوں کو کھڑا کر دیا گیا ہے وہ پہلے کیا کیا تھے انہیں مذہبی اختلافات کی وجہ سے کیا کیا صورتیں اتحاد و اتفاق کی نہیں لیکن اب وہ کیا ہو گئے ہیں!

قول۔ نماز میں آجتک کسی مجتہد نے تفرقہ نہ قائم کی تھی۔ آئمہ سلف کا بالاتفاق یہ فیصلہ تھا کہ کلمہ گو خواہ فاسق ہی ہو اگر پیش امام ہو گیا تو اسکے پیچھے نماز پڑھ لینے میں ہرج نہیں۔ لیکن مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اس ایک باقی ماندہ ذریعہ یگانگت کو بھی پیغمبری جلال میں آکر توڑ دیا۔ آپکا حکم ہے کہ کوئی مرزائی کسی غیرمرزائی کے پیچھے نماز نہ پڑھے اسکی نماز ادا نہ ہوگی۔

اقول۔ یہ دوسرا اعتراض بھی مولوی صاحب کی واقفیت پر ایک بدنما داغ ہے۔ تاہم میں اس پر زیادہ بحث کی حاجت نہیں سمجھتا۔ مولوی صاحب کے نزدیک اگر ہر کلمہ گو کے پیچھے نماز درست ہے تو وہ ان مجتہدوں اور شمس العلماء فضلاء سے دریافت کریں جنہوں نے احمدیوں کو **کافر** قرار دیا۔ اور انکے پیچھے نماز نادرست قرار دی۔ اور ایسے ایسے شدید فتوے دئیے جو آجتک کسی نے بھی نہیں دئیے گئے حالانکہ ہم اسی قبلہ کی طرف نماز پڑھتے اسی طرح نماز پڑھتے۔ کلمہ گو قرآن کریم کو اپنا امام مانتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ رسول اور خاتم النبیین یقین کرتے آپکے حلال کو حلال اور حرام کو حرام قرار دیتے اور آپکے اسوہ حسنہ کے خلاف ایک قدم بھی اٹھانا ہلاکت سمجھتے ہیں ایسی حالت میں ان مجتہدوں اور علماء پر کیا آفت گری جو انہوں نے بقول آپکے یگانگت کو توڑ دیا ہے۔

اگرچہ میرا حق ہے کہ میں آپسے پوچھوں کہ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس مسئلہ پر کسقدر علماء عمل کرتے ہیں اور غیرمقلدوں اور مقلدوں سکے دنگے جھگڑے اور دوسرے فرقوں کی نزاعوں کا انجام کیا ہے لیکن میں اس بحث میں نہ پڑکر صرف اسقدر التماس کرتا ہوں کہ آپ اس مسئلہ کو اجتماعی اور عملی طور پر ہمارے مخالفوں سے ہی صحیح ثابت کرادیں جبکہ نماز ہوی جاتی ہے تو اسمیں انکا کیا حرج ہے کہ وہ ہمارے پیچھے پڑھ لیں۔

اس پہلے نوٹ میں تو یہ دو امر آپ نے پیش کئے ہیں میں مولوی انشاء اللہ خانصاحب پر حسن ظن رکھتا ہوں کہ انکی طبیعت میں ضد اور ہٹ نہیں اگر وہ غور کریں گے تو کیا عجب فائدہ اٹھالیں دوسرے نوٹ میں انہوں نے حضرت اقدس کے زلزلہ کے خوف کیوجہ سے باغ میں چلے جانے پر اعتراض کیا ہے اول تو یہ کہ **استقلال** نبوت کے خلاف ہے دوم اگر خدائی عذاب وارد ہی ہونا ہے تو کیا باغ وکیلے میدان مکانات سے زیادہ محفوظ مامن ثابت ہونگے؟ کیا زمین شق ہو کر مستحق عذاب کو نہیں نگل سکتی۔

یہ اعتراض بھی منہاج نبوت کی ناواقفیت پر مبنی ہیں۔ میں نہیں سمجھتا مولوی انشاء اللہ صاحب **استقلال نبوت** کسکو کہتے ہیں اگر استقلال نبوت سے انکی یہ مراد ہے کہ انبیاء علیہم السلام خدا تعالیٰ کی قہری تجلیوں اور غضب الٰہی کے نمونوں کا مقابلہ کیا کرتے ہیں اور بے باکی سے انہیں دیکھتے ہیں تو اس سے بڑھکر انبیاء علیہم السلام کی سوءادبی اور گستاخی کبھی نہیں ہو سکتی۔ اسکے لئے میں مولوی انشاء اللہ صاحب کو نہایت نیک نیتی سے رائے دیتا ہوں کہ وہ خدا تعالیٰ کی حضور ایسی گستاخی کیلئے توبہ کریں اور کفارہ دیں۔ کیا انہیں معلوم نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک آندھی یا بادل کو دیکھکر کسقدر گھبرایا کرتے اور اندر باہر بے تابی سے نکلتے تھے کیا یہ **استقلال نبوت کے خلاف تھا؟**

یہ ہاتک بھی لکھا ہے کہ جب سابقہ تباہ شدہ قوموں کی بستیوں سے گذرنیکا اتفاق ہوا تو صحابہ کو بھاگ کر نکل جانیکا حکم دیا گیا کیا ان بستیوں میں اسوقت بھی غضب الٰہی آیا ہوا تھا؟ اور یہ استقلال نبوت کے منافی تھا۔ یہ مقام جیسا کہ میں نے نشان زلزلہ کی شرح میں ظاہر کیا ہے انبیاء علیہم السلام کی عبودیت اور معرفت کا مقام ہوتا ہے انکا **استقلال نبوت** اسوقت دیکھا جاتا ہے جب دنیادار مخالفوں کی تکلیف اور مخالفت انکو ادائے فرض تبلیغ سے روک نہیں سکتی اور پھر کیا ایڈیٹر صاحب وطن بتا سکتے ہیں جبکہ خدا تعالیٰ نے آپکے ساتھ فتح و نصرت کے وعدے کئے تھے اور واللہ یعصمک من الناس کا وعدہ بھی تھا پھر آپ ایک خیمہ بند دوزرہیں کیوں پہنا کرتے تھے کیا یہ استقلال نبوت کے خلاف تھا؟ خدا تعالیٰ پر معاذ اللہ آپ کو ایمان نہ تھا؟

آپکے نزدیک تو تجربہ بھی استقلال نبوت کے خلاف ہوگی معاذ اللہ مولوی صاحب کا فرض تھا کہ مسیح موعود پر اعتراض کرنے سے پہلے نبیوں کی پاک لائف پر غور کرتے اور سنت اللہ پر نظر کرتے۔ عذاب الٰہی اگر آپکے تجویز کردہ طریق کے موافق ہی آیا کرتا ہے تو پھر حضرت لوط کو بستی سے نکل جانیکی وحی کیوں ہوئی تھی کیا اس عذاب کے پتھر اور بامور ملائکہ لوط کو اس بستی میں شناخت نہ کر سکتے تھے۔ **طوفان** اگر مخالفوں ہی کے غرق کرنیکو تھا اور بیشک تھا تو پھر کشتی بنانیکی آپکے مذاق پر کیا ضرورت تھی؟ کیا آئی طوفان حضرت نوح اور آپکے مخلصوں کا حساب کر بچا نہ سکتا تھا؟ غرض میں کہانتک آپکو بتاؤں۔ آپ خداترس دل لیکر قرآن کریم پر نظر کریں اور پھر اپنے اس اعتراض کو وزن کر کے دیکھیں کہ وہ کیسا بیہودہ اور ایمان سوز اعتراض ہے میں سمجھتا ہوں کہ آپکے اعتراضات کا کافی جواب دیا جا چکا ہے اور عاقلے را اشارہ بس است

---

۶ مئی ۱۹۰۵ء

قبل ظہر

فرمایا کہ ہم تو زلزلہ کیوقت آرہے تھے کہ باغ میں چلکر دعا کریں اب محض اسوجہ سے ٹھہرے ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو خبر دی ہے اسکے متعلق کچھ اور معلوم ہو جاوے کہ وہ قریب ہے یا دور ہے اگر معلوم ہوا کہ دور ہے تو پھر ایکماہ کے بعد واپس چلے جاویں گے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ زلزلہ ایسے وقت آئیگا کہ کسیکو خبر نہ ہوگی بلکہ لوگ ہماری تکذیب کرچکے ہونگے کہ وہ پیشگوئی جھوٹی نکلی قرآن شریف سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے فلما نسوا ما ذکروا به یہ عادت اللہ ہے کہ ایسے وقت عذاب آتا ہے جب لوگ اسے بالکل بھول جاتے ہیں۔ ایسا ہی ان الہامات سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا چپ کرا دونگا۔ گویا ہر شخص کا دل یقین کریگا کہ ہم نے جھوٹ بولا ہے۔ لعنتہ شاہی منشا، طبقات الارض والے اور جوتشی سب ملکر فیصلہ کر دیں کہ کوئی زلزلہ نہیں آئیگا۔ پھر خدا تعالیٰ کی وحی کی اور بھی عظمت ظاہر ہوگی حقیقت میں اگر وہ بھی یہی رائے دیں کہ زلزلہ آئیگا تو ہماری بات مشتبہ ہو جاتی اور کمزور سمجھی جاتی لیکن اب تو ان لوگوں نے آخر اقرار کر لیا ہے کہ زلزلہ نہیں آئیگا۔

فرمایا۔ اگر اب خدا تعالیٰ چپ رہے تو پھر دہریت ہی سوا کوئی اور مذہب نہ ہوگا اگر اسوقت اسکی چہرہ نمائی کیطرف سے نہیں ہے تو پھر کب ہوگی۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں دعا کی تھی کہ اے اللہ اگر تونے آج اس گروہ کو ہلاک کر دیا تو پھر تیری کبھی عبادت نہ ہوگی یہی دعا آج ہمارے دل سے بھی نکلتی ہے پس یقیناً یاد رکھو کہ اب اگر خدا تعالیٰ دستگیری نہ کرے تو سب ہلاک ہو جائیں۔ اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اگر نہ ہو تو قطع یقین ہو جاتا ہے۔ بچے کو اگر دودھ نہ ملے تو وہ کب تک جئے گا؟ آخر سسک کر مرجائیگا اسیطرح انقطاع وحی کیطرفسے انقطاع امداد ہو تو انسان چونکہ کمزور اور ضعیف ہی ہے ہو سا کر فرمایا۔ خلق الانسان ضعیفا یعنی وہ بھی آخر روحانی طور پر جائیگا۔ اسکی طرف اشارہ کر کے براہین احمدیہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا اصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی

تحقیقات مسئلہ عزاداری

مجکو مکرمی شیخ یعقوب علی صاحب کی وساطت سے ایک کارڈ مرسلہ از بمبئی ملا ہے جسنے اسکو پڑھکر ارادہ کیا ہے کہ میں اسپر کچھ مختصر طور پر لکھوں اس کارڈ کے بھیجنے والے **اسماعیل عبد العلی** صاحب ہیں - وہ تحریر کرتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار کے غم میں روتے تھے وہ اس حدیث نبوی کے مطابق عمل کرتے تھے (من بکا او ابکا و تباکا علی الحسین وجبت لہ الجنۃ) اور محبان اہل بیت بھی اسی حدیث پر عمل کرکے روتے ہیں اور یہ حدیث بہت مشہور و معروف ہے سند کی محتاج نہیں اور کلام مجید میں - **کھٰیٰعص** - کی تفسیر ملاحظہ کرو - **سیف حسینی** معہ **صولت حیدری** مطبوعہ مطبع **یوسفی** منگوا کر مطالعہ کرو - **اب میں** اس سادہ لوح بھائی اور اسکے ہم خیال اشخاص کو متوجہ کرکے عرض کرتا ہوں کہ یہ زمانہ علم اور تحقیقات کا زمانہ ہے - یہاں کھوٹے اور کھرے کی پہچان رکھی گئی ہے ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ غلط سے صحیح اور نقلی سے اصلی کی شناخت اور تمیز نہ ہو سکے - یہہ محک اور پہچان کیا ہے - خود قرآن کریم ہے - کیونکہ احادیث کی نسبت خود رسول اللہ صلعم فرما چکے ہیں کہ انکا محک قرآن کریم ہے - قال النبی قد کثرت علی الکذابون فما یروی لکم فعارضوہ بکتاب اللہ فما وافقہ فخذوہ واعملوہ وما خالفہ فاضربوہ الجدار وانرکوہ - (صفحہ ۲۵۱ تفسیر لاہوری شیعہ) و اخباریکہ معارض ومنافی برہان ومحکم قرآن باشد او موضوع ومختلق متروک العمل وجوباً است ہرچند صحیح الاسناد باشد چہ متون انہا فاسد واز احاد اند واخبار احاد غیر ثابت قاطعو من باب الظنون می باشند وتمسک وعمل بظن جایز نیست (صفحہ ۱۵۶ تفسیر ابو القاسم شیعی)

اے عزیز **عبد العلی** سن اور ہمیں غور کر - ایک طرف قرآن کریم کا صاف اور محکم حکم موجود ہے -

ولنبلونکم بشیٔ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس الخ الذین اذا اصابتھم مصیبۃ الخ - (پ ۲ - س البقرۃ)

کہ مصیبت کے وقت صبر کرو - اے بھائی کیوں اس **امام العابدین** پر شوخ چشمی سی یہہ حرف چلاتا ہے کہ انہنے اپنے باپ کی مصیبت میں ۴۰ سال تک گریہ وبکا کیا اور ایک کچی اور بیہودہ روایت کے سہارے سے محکم قرآن سے انکار کرتا ہے - اب اگر علماء شیعہ میں کچھ بھی انصاف ہے تو ذرہ غور کریں اور حدیث کو کتاب اللہ پر عرض کریں اور دیکھیں کہ یہہ حدیث یا اس جیسی اور احادیث کتاب اللہ کی محک پر کھری ثابت ہوتی ہیں یا نہ -

قرآن کریم کو الحمد سے لیکر والناس تک پڑھو - اور ہمکو ایک آیت ایسی نکالکر بتلاؤ کہ کسی انسان کے مرنے پر رونا موجب ثواب اور دخول جنت ہے - اگرچہ وہ انسان نبی ہو یا نبی زادہ ہو -

مجھکو شیعہ کے اس گروہ کی حالت پر بڑا رحم آتا ہے جو اپنی خوش اعتقادی سے زندہ در گور ہیں وہ کسی علمی اور تحقیقی بات کو اخذ کرنا پسند ہی نہیں کرتے - اللہ تعالیٰ انکو سمجھا دے اور اسی ذات کے سمجھانے سے انسان سمجھ سکتا ہے - بھلا اے عزیز یہ تو بتلا کہ حدیث سند کے لحاظ سے کس پایہ کی ہے اگر اس حدیث کو بسند صحیح وموثق تمنے یا کسی شیعہ عالم نے آنحضرت صلعم تک پہونچا کر ثابت کر دیا تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ ایکسو روپیہ نقد بطور انعام اسکی نذر کرونگا -

دیکھو تمہاری سادگی کس حد تک بڑھی ہوئی ہے - اگر تمکو کوئی کہے کہ (ک) سے مراد کشمیر اور (ی) سے مراد یارقند - اور (ع) سے مراد عربستان اور (ص) سے مراد (صورت) ہے تو تم کیا جواب دوگے -

اچھا ایک اور بات کہتے ہیں بالفرض وہی معنے ہیں جو تم کہتے ہو یا تمہارا بڑا فلاسفی میر باقر داماد کہتا ہے - مگر کیا نسبت ہے - ان حروف **مقطعات** کو اگلی عبارت سے ذکر رحمت ربک عبدہ ذکریا اذ نادی ربہ نداءً خفیا -

ہم کہتے ہیں کہ (ک) سے مراد کرب اور (ھ) سے مراد ہلاکت وغیرہ جو تم کہتے ہو مراد ہیں - مگر واقعہ متعلق اخبار حالات حضرت **یحیٰ** ہے نہ حضرت **حسین** کیونکہ سیاق وسباق اس قصہ پر منطبق ہوتا ہے - (تمہارے **فلاسفر** نے رجماً بالغیب جو کچھ جی میں آیا لکھدیا ہے) ہم تو تمام قرآن میں **حضرت حسین** علیہ السلام کا نام تک نہیں دیکھتے اور تم شیعی تمام قرآن کو انکی شان میں نازل خیال کرتے ہو - دیکھو **زید** کا نام قرآن میں مذکور ہے -

آخر میں میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم کو اور دیگر تمام شیعہ بھائیوں کو فہم قرآن اور سمجھ عطا کرے - اللھم آمین -

خاکسار نذر علی محرر از تحصیل صوابی -

*

تحقیقات مسئلہ عزاداری

*

مبحث دیگر استدلال گریہ در مصائب حسین از کتاب اللہ

علاء لاہوری کہ در تشیع معروف بہ مجتہد سند وسندھ وپنجاب است از قرآن کریم عجب استدلال گریہ حسین کردہ است -

دلیل اوّل مولوی صاحب بلفظہ) -

قولہ تعالیٰ - واتل علیھم نبأ ابنی آدم الخ (بعضے از مفسرین فریقین نوشتہ اند کہ جناب حضرت آدم بر شہادت ہابیل تا آنمدت گریست کہ او تعالیٰ بآنحضرت حضرت شیث عطاء فرمود) چشم بد دور چہ **استدلال** عالمانہ فرمودہ اند - مطلب مولوی صاحب مکرم اینست کہ چون حضرت آدم از برائے پسر خود گریہ کردہ باشد باز مایان چرا از برائے حسین گریہ نکنیم - ازین آیہ شریفہ گریہ کردن حضرت آدم بر فرزند خود ہابیل ہرگز ثابت نمی شود نہ لفظاً ونہ معناً - نہ عبارتاً ونہ اشارۃً آراء **بعضے** مفسرین کہ از منطوق کتاب مجید وفرقان حمید بعد المشرقین داشتہ باشد اگرچہ فخر رازی باشد یا **علامہ** حلّی یا وزیر بلاکو بدرد مانمی خورد ومقتداء ورہنماء ما قرآن کریم است وما را عمل بکتاب اللہ باید کرد نہ بر آراء مفسرین - مفسرین ہم مثل ما انسان بودند اگر خطا کردند ما را نشاید کہ بخطاء شان عمل کنیم این بحث طول دارد ومطلب فوت می شود مختصر اینکہ دعوائے شما در نحن فیہ اینست - **قال المولوی بلفظہ** (قرآن ناطق است کہ انبیاء علیھم السلام در مصائب خود گریستند)

حیف است اے مولوی کہ باین بزرگی در اثبات دعویٰ مے نویسی کہ (**بعضے** از مفسرین فریقین نوشتہ اند) در عبارت دو سطر اینقدر تعارض کجا نطق قرآن وکجا نطق مفسرین شما را لازم بود کہ بگوئید مفسرین نوشتہ اند نہ اینکہ قرآن ناطق است باین الخ - یا اگر می نوشتید کہ در تواریخ نوشتہ است یا در صحیفہ آدم نوشتہ است یا در تورات نوشتہ است البتہ زیبائیش داشت تا بآن تواریخ در حدیث رجوع مے کردیم وحقیقتش بشما عرض می کردیم - مگر مولانا صاحب شما دعویٰ کردید کہ **قرآن ناطق باین سخن** کہ **انبیاء علیھم السلام** الخ ودر اثبات دعوے حوالہ بہ آراء مفسرین می دہید حالا حقیر تمام این واقعہ را از قرآن کریم ہدیہ ناظرین می کند - تا دروغ بے فروغ مولوی صاحب بر اطفال مکتب وعوام وجہلا ہم اظہر من الشمس گردد - وھو ھذا -

واتل علیھم نبأ ابنی آدم بالحق م اذ قربا قرباناً فتقبل من احدھما ولم یتقبل من الآخر قال لاقتلنک قال انما یتقبل اللہ من المتقین ہ لئن بسطت الیّ یدک لتقتلنی ما انا بباسط یدی الیک لاقتلک ج انی اخاف اللہ رب العلمین ہ انی ارید ان تبوأ باثمی واثمک فتکون من اصحاب النار وذلک جزاؤ الظلمین ہ فطوعت لہ نفسہ قتل اخیہ فقتلہ فاصبح من الخاسرین ہ فبعث اللہ غراباً یبحث فی الارض لیریہ کیف یواری سوأۃ اخیہ قال یویلتی اعجزت ان اکون مثل ھذا الغراب فاواری سوأۃ اخی ج فاصبح من النادمین ہ

(پ ۶ - س المائدہ ر ۹)

ما این تمام آیات قرآنی را نوشتیم تا ہر صاحب بصیرت در آیات غور وتدبر نماید کہ کدام جا نوشتہ است کہ حضرت آدم علیہ السلام از برائے پسر خود گریہ کرد در اینقدر قصۂ طولانی یک جاء در ابتداء قصہ نام حضرت آدم مذکور است باقی در تمام قصہ نام آن حضرت ہم مذکور نیست - اگر حضرت آدم از برائے پسر خود گریہ کردہ باشد باید کہ بعد از واقعۂ قتل پسرش مذکور می بود - از طرف خود این الفاظ را کہ قرآن نگفتہ در تفسیرش داخل کردن تحریف معنویست آخر اے صاحب دانش درین قصہ گریہ کردن ... کدام الفاظ قرآن است - پس این ادعا کردن کہ **قرآن ناطق است** کہ انبیاء علیھم السلام در مصائب خود گریستند - ... شوخ چشمی وسوء ادب است با کتاب ... بالفرض اگر حضرت آدم در مصیبت پسرش گریستہ باشد - از برائے ما کے حجت می شود - شاید کہ در شرع خود ماذون ... باشد - ودر **شرع محمدی** امر بصبر فرمودہ اند چنانچہ در تحریرات سابق دریافتی در تمام کتاب اللہ یک آیت قرآنی ہم ممد دعوی مولوی صاحب نیست ودر اکثر جا ہا امر فرمودہ اند کہ در مصائب وارد صبر کنید وتعریف صابرین در ہر جاء مذکور است وانشاء اللہ در مباحث دیگر ذکر خواہیم کرد -

خاکسار

نذر علی از صوابی

تفصیلات زلزلہ پر اخبار کیا کہتے ہیں

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

دیہات اور چھوٹی چھوٹی بستیوں میں مکانوں اور جھونپڑوں کی از سر نو تعمیر و مرمت بھی ہونے لگی ہے مگر دہرم سالہ اور قصبہ کانگڑہ و پالم پور اور جوالا مکھی میں جہاں بالکل تباہی آگئی ہے ابھی ایسا ہونا غیر ممکن ہے۔ لیکن لوگوں میں کسی قدر اطمینان اور دلجمعی بیرمجموعاً سب جگہ پیدا ہوگئی ہے۔ اور ۱۱ اپریل کو زلزلہ کی خفیف خفیف حرکت بھی جو بعد ازان کئی روز تک محسوس ہوتی رہی بند ہوگئی تھی گویا اب قدرتی خطرہ بھی ہٹ گیا ہے اور اس کے ساتھ بدمعاشوں کی لوٹ کھسوٹ کا بھی خاتمہ ہوگیا جو غیر علاقہ سے یا دیہات سے وہیں ادہر ادہر سے نکلکر لوگوں کے مال و اسباب پر جو ہوا پر آگئے ہی خدا کے مارے ہوئے تھے دست درازی کرجاتے تھے۔ اسبارہ میں فوج کی موجودگی اور پولیس کی کمک نے بڑا عمدہ اثر ڈالا ہے۔ اول اول کی جو جمعیت سب سے پہلے وہان پہونچی ۱۹ ویں پنجابی پلٹن کی نصف کمپنی تھی جو جالندہر سے بذریعہ ریل پٹھانکوٹ آئی۔ اور وہان سے ۵۸ میل پیدل چلکر دو روز میں دہرم سالہ پہونچی۔ اور ۳۴ ویں پایونیرز کی ایک ڈبل کمپنی ۱۰ اپریل کو روانہ کانگڑہ ہوئی ہے۔ ایک اور دستہ ۱۲ کو پہونچنے والا تھا۔ یہ سب سنگرپال ہو رکی کارٹ روڈ کانگڑی کی سڑک کی مرمت کررہے ہیں۔ آج ۱۱ کو ایک کمپنی سفر مینا کی سیدھی دریائے بیاس پر بھیجی گئی ہے۔ جہان پالمپور اور شاہپور کی درمیانی پل ٹوٹ گیا ہے۔ اسکی مرمت بڑا ضروری کام ہے کیونکہ دریائے مذکور بہت گہرا ہے اور آجکل بڑی تیزی سے بہ رہا ہے۔

دہرم سالہ میں گورکھا پلٹن نے بازاروں اور کھنڈرات سے لاشین نکالنے کا کام بڑی مستعدی اور عمدگی سے انجام دیا ہے۔ پانچ میڈیکل افسر اور تین نرسین وہان مجروحوں اور بیماروں کی نگرانی و تیمارداری پر مامور ہیں۔ اور ایک مستعد سول میڈیکل سٹاف بازار کے لوگوں کی خدمت میں مصروف ہے۔ ڈاکٹروں کی بہم رسانی کا سب سے بڑا ڈپو کوتوالی بازار میں قائم کیا گیا ہے جہاں سے بقدر ضرورت ہر طرف کو مدد پہنچ رہی ہے۔ وہان میڈیکل افسر اور ہاسپٹل اسسٹنٹ مختلف سنٹروں میں کام کررہے ہیں۔

پولیس کے متعلق خبر ہے کہ ہر تھانہ میں کچھ زاید جوان بہ حکم ڈاکٹر بھیج دیئے گئے ہیں کہ تمام دیہات کا پہرہ دیتے رہیں۔ سو تو کئی رپورٹ کردیا کریں۔ اور جہاں کہیں زخمی لوگوں کو امداد کی ضرورت ہو اسکے متعلق فوراً اطلاع بھیجیں لیکن افسوس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جہرہ میں میں اکثر و بیشتر ایسے ہیں جنکا جانبر ہونا محال ہے۔ بچنے والے وہی ہیں جنکے صرف خفیف خراشیں آئی ہیں۔ یا جن کے چوٹ بالکل لگی ہی نہیں۔ کثرت اموات کا بڑا سبب یہ ہے کہ زلزلہ اکثر جگہ بالکل اچانک آیا اور لوگ کسیطرح اپنی جان بچا نہ سکے۔

مرنیوالوں کی ٹھیک تعداد کے نامکمل رپورٹوں کی بنا پر ابھی تخمینے ہی تیار ہو رہے ہیں۔ لیکن یہ باور کرنے کی قوی وجوہ ہیں کہ تحصیل کانگڑہ اور پالم پور کی نسبت جو اعداد درمیان ہوئے وہ قریباً صحیح ہوں گے۔ اگرچہ کانگڑہ کی ایک رپورٹ میں وہان کا نقصان جان صرف ۳ سو ہی بیان کیا گیا ہے اور ایک اور خبر میں ہزار اور ڈیڑھ ہزار کے درمیان ٹھیک ٹھیک اور تفصیلی حالات دریافت کرنے کی حتی الامکان بہتری کوشش کیجارہی ہے اور ابھی ان کے معلوم ہونے میں چند روز اور لگیں گے یہ تو یقینی طور پر معلوم ہوا ہے کہ دو سپاہی بازار میں منجملہ دو ہزار کے ساڑھے ۳ سو آدمی مرا ہے۔ اور خدا کی شان کہ جہان آس پاس کے بہت سے گاؤن بالکل ہی بچ رہے وہیں چند میل کے اندر اندر بعضے بالکل تباہ و برباد ہوگئے۔ لاٹ صاحب بہادر قصبہ کانگڑہ و دہرم سالہ اور غالباً پالم پور کو بھی ملاحظہ فرمانے تشریف لے جائیں گے۔ کرنیل لمبر کمشنر حفظان صحت ۱۲ اپریل کو شاہپور سے روانہ دہرم سالہ ہونیوالے تھے۔ باوجودیکہ لاہور میں اس تباہی کی خبرہ کی صبح کو پہونچی پر معلوم ہوتا ہے کہ فوجی حکام نے وہان اپنا حیرتناک کارگذاری اور مستعدی دکھلائی ہے۔

شملہ سے ۱۱ اپریل (۱۱ بجے صبح پر ۲۰ منٹ گذرے) تار ہے کہ یہاں دس بجے پر ۴۸ منٹ گذرے پر ایک زلزلہ کا جھٹکا محسوس ہوا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اسکی حرکت برابر بڑھتی ہی جاتی ہے۔

لاہور۔ ۱۰ اپریل پالمپور کی ایک چٹھی سے جو کلو کے کرنیل رنکین نے بھیجی معلوم ہوتا ہے کہ وادی میں اس زلزلہ سے کسی یورپین کو گزند نہیں پہونچا۔ مگر تباہ تحصیل ڈاک بنگلہ اور ڈمبار برج میں البتہ بڑا نقصان ہوا ہے۔ کئی امریکن اور ان کے اہل عیال کے صحیح سلامت ہونیکی خبر ہے جو وہان سے بچکر نکل گئے تھے بعضوں کے خفیف چوٹیں آئیں مگر اب وہ رو بصحت ہیں پالم پور میں ۳ سو دیسی تو بالکل ہی ہلاک ہوگئے۔ اسیطرح دوستو قصبہ سلطانپور میں منڈی اور سکیت میں بھی بڑا نقصان ہوا بتاتے ہیں۔ سفارش کیگئی ہے کہ شملہ سے وہان دواؤن وغیرہ کا ذخیرہ جانا چاہیے۔

صاحب کمشنر جالندہر دہرم سالہ سے ۱۰ کو رپورٹ کرتے ہیں کہ دہرم سالہ میں محکمہ سول کے دیسی کل ۴۴۲ مرے۔ یعنے ۴۲۸ تو بازار کے لوگ اور یورپینوں کے ملازم اور ۱۴ آدمی جیل اور پولیس کے۔ یہ سب نکالکر جلا دیئے گئے یا دفن کردیئے گئے ہیں۔ صاحب بہادر لکھتے ہیں کہ میرے اندازہ سے پالمپور تحصیل میں ۳ ہزار آدمی تلف ہوا ہے۔ کانگڑہ کی تحصیل میں ۱۰ ہزار۔ ایک اور اطلاع آئی ہے کہ دہرم سالہ (کے سول و ملٹری سٹیشنوں) پالمپور۔ کانگڑہ اور جوالا مکھی میں بڑی بڑی جگہوں پر میڈیکل امداد کے سنٹر قایم کردیئے گئے ہیں۔ دیہات کیلئے بھی ڈاکٹروں اور ذخیرہ ادویات وغیرہ کا انتظام ہورہا ہے اور مدد برابر پہونچ رہی ہے۔ راجہ صاحبان نادون۔ گولار۔ اور لبا گراؤن کی تحقیقات ہو رہی ہے کہ آیا کچھ مزید امداد کی ضرورت ہے۔ اور مقامی نیٹو لوگوں سے صاحب کمشنر جالندہر بذات خود پوچھتے ہیں اور خبر گیری کررہے پولیس کو حکم ہوا کہ دیہات میں جاکر دیکھے کہ آیا جہان جہان ڈاکٹری امداد کی ضرورت تھی وہ پہونچ گئی ہے یا نہیں۔ چونکہ پٹھانکوٹ تک آمد و رفت بڑی آسان ہے اسواسطے بہت سے زخمی پنجاب کی طرف بھی اتر آئے ہیں۔ اگر منڈی۔ سکیت کلو میں ضرورت ہوئی تو شملہ سے ڈاکٹر وغیرہ ادہر بھی بھیج دیئے جائیں گے۔

۱۰ اپریل کو صاحب کمشنر جالندہر نے دہرم سالہ سے تار دیا کہ پالمپور تحصیل میں صرف ۳ یورپین ہلاک ہوئے ہیں اور باقی چند کے صرف خفیف چوٹیں لگی ہیں۔ راجہ صاحب منڈی کو کچھ گزند نہیں پہونچا۔ تحصیل پالم پور کے اکثر انگریز اسوقت پالم پور خاص ہی میں خیمہ زن ہیں۔ وہان ڈیرے خیمے اور ضروری میڈیکل سامان پہونچ گیا ہے اور ابھی اور پہونچنے والا ہے۔ کلو کے یوروپینوں کی بابت کوئی اطلاع نہیں ملی۔ مگر مسٹر ملر لکھتے ہیں کہ کلو منڈی اور سکیت میں نقصان جان بہت کم ہوا ہے۔ پالم پور کا سلسلہ تار ۱۰ کو پھر جاری ہوگیا ہوگا مسٹر ملر آئی۔ سی۔ ایس۔ اپنی ایک چٹھی میں بیان کرتے ہیں کہ میں راجہ صاحب منڈی کے ساتھ ۳ اپریل کو دہرم سالہ سے چلا تھا شب درمیان ۳ و ۴ پالم پور میں گزاری ۴ کی صبح کے ۶ بجے یکایک اینٹیں اور چونہ وغیرہ میرے سینہ اور سر پر گرنے لگا جس سے میں بیدار ہوگیا۔ میں اپنے بستر تلے چھپ گیا پھر مکان کی چھت مجھپر آ گری جس سے پلنگ ٹوٹ گیا اور میں دب گیا۔ نوکر نے جب میری چیخ پکار سنی تو وہ دوڑا آیا اور اس نے مجھے بعد دشواری نکالا پھر لوگوں نے جاکر راجہ صاحب کو کمرہ سے نکالا۔ ان کے سر میں خفیف سی خراشیں آئیں۔ کوئی منٹ بعد وہ مکان بالکل ہی مسمار ہوگیا۔

لاہور کے نوبی ڈویژن میں سے دہرم سالہ کی سڑک کو درست کرنے کیلئے ان فوجوں کو حکم ملا تھا جو میاں میر سے پٹھانکوٹ تک بذریعہ ریل گئی ہونگی اور وہان سے دہرم سالہ تک پیدل کوچ کرسکے۔ ایک ڈبل کمپنی ۳۴ ویں پایونیرز کی جو ۸ اپریل کو میاں میر سے چلی گئی ایک اور کمپنی اسی پلٹن کی جو ۹ کو روانہ ہوئی ۳۰ آدمی فوجی سیپرز کے جو ۸ کو گئے ۱۰ اور ایک ڈبل کمپنی ۳۳ ویں پایونیرز کی انبالہ سے بذریعہ ریل جالندہر روانہ کیگئی وہان سے پیدل کوچ کرتی ہوئی ہوشیارپور کے رستہ کانگڑہ پہونچی ہوگی۔ ہوشیارپور کے لوگوں نے بھی کچھ سامان رسد سے لادکر دہرم سالہ و کانگڑہ کو بھیجے ہیں۔ لاہور کے آریوں نے بھی ایسا ہی کیا جسکا ذکر پہلے ذکر آچکا ہے۔ ان کے ۷ ایجنٹ کانگڑہ پہونچ گئے ہیں۔

مختلف نوٹ

اگرچہ دنیا کی مختلف سالی کتابوں پر بڑی محنت صرف کیگئی ہے کتنوڑا جو انڈیا کے قریب بدھ کی یادگار ہے اسمین سات سو سندر ہیں ہر مندر میں سنگ مرمر کی ایک سل ہے جسپر بودہ مذہب کی کل کتاب مقدس کندہ ہے اس کتاب میں دلمتن زیادہ مقطع الفاظ ہیں۔ یہ سنا اور ایک مربع میں ہیں اور بیچ میں بڑا مندر ہے۔

*

ہر ایک روز مبارک ہے۔ ہفتہ کے تمام دنوں کو کسی نہ کسی قوم نے **متبرک** مانا ہے شلاً یونانی پیر کی تعظیم کرتے ہیں ایرانی منگل کو متبرک سمجھتے ہیں اسیریا کے باشندے بدھ پر فدا ہیں مصری جمعرات کی قدر کرتے ہیں مسلمان جمعہ متبرک سمجھتے ہیں اور غریب یہودی سنیچر کو یوم السبت قرار دیتے ہیں۔ عیسائی اتوار کو

*

صرف ہندوستان ہی میں عیسائیوں کو بیجا رعائتیں نہیں دیجاتیں بلکہ اخبار پریس ہانگ کانگ رقمطراز ہے کہ ہانگ کانگ میں بہت سے چینی محض اس خیال سے عیسائی ہوتے جاتے ہیں کہ صوبہ کے مجسٹریٹوں کی اجلاس میں جب عیسائی اور غیر عیسائی فریقین کا مقدمہ پہونچتا ہے تو فیصلہ ہمیشہ عیسائیوں کے موافق دیا جاتا ہے۔

*

طاعون اور زلزلہ میں ایک عجیب فرق اور ایک عجیب مشابہت ہے۔ مشابہت تو یہ ہے کہ دونوں انسانی زندگی کے دشمن ہیں طاعون اور زلزلہ دونوں نے امسال ہزاروں کو بار زندگی سے نجات دی بس تو مشابہت ہے فرق یہ ہے کہ طاعون ان کو شکار کرتی ہے جو نچلی منزل میں رہتے ہیں اور زلزلہ ان لوگوں پر حملہ آور ہوتا ہے جو بالائی منزل

اسلامی تمدن و ہسپانیہ

جس مضمون پر مجھے لکچر دینے کو کہا گیا ہے وہ میرے لئے مدت مدید سے خاص دلچسپی رکھتا ہے میں اپنی تالیفات بالخصوص تاریخ عرب میں اس بحث پر مفصل لکھ چکا ہوں۔ اسلئے مجبوراً بہت سی پرانی باتوں کا اس لکچر میں اعادہ ہوگا تاہم میں کوشش کرونگا کہ یہ اعادہ بھی دلآویزی سے خالی نہ رہے۔ واقعات ہمیشہ وہی رہتے ہیں ہم صرف انکے بیان کرنے کے طرز و انداز کو بدل سکتے ہیں۔

یہ اب عام طور پر تسلیم کیا جانے لگا ہے کہ یورپ کے موجودہ تمدن میں جو بہترین باتیں ہیں وہ درحقیقت بالواسطہ یا بلا واسطہ عربی اثرات کا ہی نتیجہ ہیں مگر عجیب امر ہے کہ اس اعتراف کے باوصف مسلمانوں نے ہسپانیہ میں تہذیب و تمدن کی جو کچھ خدمت کی اسکی نسبت ابھی تک یورپ میں بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ یہ التضاد حیرت انگیز نہیں پرانے تعصبات جلد دور نہیں ہوتے۔ اور صدیوں کی مذہبی و پولیٹیکل عداوت و مخالفت بآسانی کم نہیں ہوتی عام مغالطوں میں سے ایک یہ ہے کہ ہسپانیہ کی فتح مسلمانوں کی اس عام خواہش کا نتیجہ تھی کہ اسلام کو بزور شمشیر پھیلایا جائے۔ معترض یہ سوچنے کی [illegible] سے تکلیف [illegible] کے محرک [illegible] خیالات و اسباب ہوتے رہے ہیں زمانہ حال ہی کیطرف دیکھو۔ فی الواقع شائستہ قومیں تو درکنار روسیوں تک کا یہی دعویٰ ہے کہ وہ پس افتادہ قوموں اور نسلوں کا مہذب و شائستہ بنانے کیلئے انکے مقبوضات کو بڑھا رہے ہیں۔ کانگو میں جو ابلیسانہ ظلم و ستم ہو رہے ہیں وہ دنیا سے پوشیدہ نہیں لیکن بایں ہمہ تمام یورپینوں کا یہی دعویٰ ہے کہ وہ محض اس انسانی فرض کو ادا کرنے کیلئے افریقہ میں تسلط بڑھا رہے ہیں کہ جہالت کو دور کیا جائے۔ اس ایک مثال سے حضرت انسان کے وضع کردہ علم اخلاق کی حقیقت واضح ہو رہی ہے۔ مسلمان بھی ایک مقصد مدنظر رکھتے تھے۔ جو یہ تھا کہ خالص ترین مذہب کو دنیا میں رائج کریں۔ وہ بھی یہ سمجھتے تھے کہ قدرت نے انپر یہ فرض عاید کر دیا ہے کہ وہ دنیا کو بت پرستی کی خرابیوں سے پاک صاف کریں پس اصولاً عربوں کے تسلط کی وسعت اور ہمارے زمانے کی یورپین طاقتوں کی وسعت مقبوضات و دایرہ اثر میں کوئی بڑا فرق نہیں۔ فرق ہے تو یہ کہ مسلمانوں کے عمل بھی انکے زبانی دعوے کے مطابق ہوتے تھے۔ پولیٹیکل اسباب پر غور کیا جائے تو ظاہر ہو جائیگا کہ کیسے ہی اسباب مسلمانوں کے بتدریج ہسپانیہ تک پہونچ جانے کے محرک ہوئے جن اسباب نے انگریزوں کو بنگال سے پنجاب کی شمال مغربی سرحد تک پہونچا دیا ہے فتح شام کے بعد مسلمان اسلئے مصر پر بڑھے کہ رومان حکمرانوں نے شام میں مسلمانوں پر دراندازی شروع کر رکھی تھیں۔ مصر لیا تو رومیوں نے طرابلس الغرب کیطرف سے مسلمانوں کو ستانا شروع کر دیا جسپر مسلمانوں کو مجبوراً تمام شمالی افریقہ پر بھی قبضہ کر لینا پڑا۔ اسلامی قبضہ سے اس سرزمین کا بخت خفتہ بیدار ہو گیا۔ جو علاقہ اسوقت تک گوتھ۔ ونڈال اور رومی اقوام کے باہمی جدال و قتال کا رزمگاہ بن رہا تھا۔ اب ایک پرامن خطہ ہو گیا۔

ہسپانیہ کی حالت اندنوں ناگفتہ بہ تھی حکومت نے ہر اشتکار پر [illegible] محصول باندھ رکھے تھے [illegible] ہر طرح کی صنعت و حرفت کا خاتمہ ہو [illegible] کی زیادہ ستانی سے تنگ آ کر اپنے [illegible] تھے۔ نہ صنعت رہی تھی نہ حرفت۔ زمین بھی [illegible] بنجر ہو گئی تھی۔ اراضی بڑے بڑے [illegible] جیلے دنیا دار اور پادری [illegible]۔ عالیشان [illegible] دن رات رنگ رلیوں اور [illegible] غرق رہتے تھے۔ [illegible] و دہقان ادا کرتے تھے۔ یا ان غلاموں [illegible] جن سے کاشتکاری کا کام [illegible] جیسے کہ [illegible] حبشی غلام [illegible] کام لیا کرتے تھے [illegible] چیز کی ملکیت [illegible] تھے حتیٰ کہ وہ اپنے مالکوں کی بلا اجازت نکاح تک بھی نہ کر سکتے تھے۔ اور اگر کبھی ایسی صورت پیش آتی کہ خاوند ایک مالک کے علاقہ میں رہتا ہو اور بیوی دوسرے مالک کے علاقہ کی باشندہ ہو۔ تو ان کے بچے جو اولاد ہوتی اوسی دونوں علاقوں کے مالک حصہ مساوی تقسیم کر لیتے عیسائیوں کی یہ حالت تھی تو یہودی رعایا سے کیسے نیک سلوک ہو سکتا تھا۔ یہ قوم بکثرت ہسپانیہ میں جا آباد ہوئی تھی۔ اس زمانہ میں بادشاہ۔ پادری اور امرا سب ہر وقت انکا خون چوسنے کی فکر میں رہتے تھے حتیٰ کہ ایک موقعہ پر تنگ آ کر انہوں نے بغاوت کر دی مگر ناکام رہے۔ لاکھوں تہ تیغ ہوئے اور جو بچ رہے ردامی غلامی کا طوق ان کے گلے میں پڑ گیا۔ اسکے مقابل آبنائے کے پار اسلامی مقبوضات میں شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے۔ عدل و انصاف کا دور دورہ تھا اور وہ غریبوں کا ملجا و ماویٰ بن رہے تھے۔ چنانچہ ہزار ہا ہسپانوی بلا تمیز عیسائی و یہودی کے اپنے بادشاہوں اور پشتیوں کی دست بیداد سے لاچار ہو کر پناہ لینے کو اسلامی علاقہ میں چلے آ رہے تھے۔ اندنوں راڈرک ہسپانیہ کا بادشاہ تھا جو وٹیزا کو قتل کر کے تخت پر قابض ہو گیا تھا۔ اس نے جولین گورنر سبطہ کی لڑکی فلورنڈا کی بے حرمتی کی جس سے مشتعل ہو کر مظلوم باپ نے دیگر ہسپانوی بانیان و مذہبیون سمیت عرب والیسرائے سے بالحاح و منت درخواست کی کہ خدا کیلئے ہسپانیہ کو ان ظالموں کے پنجہ سے رہائی دلائی جائے۔ انکی فریاد کو منظور کر کے والیسرائے نے باجازت خلیفہ طارق ابن زیاد کے ماتحت ایک لشکر ہسپانیہ میں بھیج دیا اور اوس نے دو برس کے قلیل عرصہ میں کل جزیرہ نما کو فتح کر لیا۔ طارق کی فوج ۱۲ ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ وہ سب سے اول اس موقعہ پر اترا جو اب تک اسکے نام سے جبرالٹر یعنے جبل طارق کہلاتا ہے۔ ہسپانیہ کی حکمران مسیحی قوم گوتھ کے ایک لشکر نے وہاں اسکا مقابلہ کیا۔ مگر تہ تیغ کر دیا گیا اور طارق روڈرک کے پایہ تخت ٹولیڈو پر سیلاب کیطرح بڑھا چلا گیا۔ ہسپانوی بادشاہ ایک لاکھ فوج لیکر مقابلہ کو آیا۔ [illegible] موجودہ شہر کے شمال میں دریائے گوادی لیٹ کے کنارے زبردست خونریزی ہوئی۔ باوجود قلت تعداد اسلامی لشکر نے ۱۹ جولائی کو ہسپانوی لشکر کو کامل ہزیمت دیکر بھگا دیا اور روڈرک دریا کو عبور کرتے وقت اسمیں غرق ہو گیا۔ اس فتح کا اخلاقی نتیجہ جنگی نتیجہ سے بڑھ کر نکلا۔ ہسپانیوں کو پھر کبھی میدان میں عربوں سے لڑائی کرنے کی ہمت و جرأت نہ ہوئی۔

[illegible] طرز و انداز قوم کی حالت کا آئینہ ہے۔ اگر حکومت [illegible] عادل اور بے تعصب ہو تو جس قوم پر وہ حکمران ہے وہ خاصی ترقی پاتی [illegible] رہا ہے کہ ہسپانیہ کے مسلمان تہذیب [illegible] شائستہ قوم ہے کہ [illegible] اسلامی فتوحات سے سرزمین ہسپانیہ میں اعلیٰ طبقوں [illegible] حقوق و اختیارات کو یک قلم کالعدم کر دیا۔ اور تمام سنگین محاصل [illegible] صنعت و حرفت معدوم اور آبادی کا درمیانی طبقہ تلاش ہو گیا تھا موقوف کئے گئے۔ خود ایک مستند عیسائی کا قول ہے کہ مسیحی حکومت کے زمانہ کے مشکل ترین اصول قواعد محاصل کی جگہ مسلمانوں نے تشخیص محاصل کا ایک برجستہ معقول اور عادلانہ طریقہ قائم کیا تشخیص محاصل کی بجائے انہوں نے زیر کاشت اراضی پر محصول باندھا جو مسلمان اور غیر مسلمان سب کے لئے یکساں تھا معاملہ اراضی کے علاوہ مسلمانوں کیلئے زکوٰۃ کا ٹیکس تھا اور غیر مسلموں کیلئے جزیہ۔ جزیہ بہت ہلکا اور بہر صورت انکم ٹیکس کیطرح ہر شخص کی استطاعت کے حسب حال تھا اور سال میں بارہ ماہوار اقساط سے وصول کیا جاتا تھا۔ راہب عورتیں اور بچے اس سے مستثنیٰ تھے۔ نیز اپاہج۔ اندھے۔ مریض مفلس اور غلام۔ معاملہ زمین کی حیثیت کے مطابق لگایا جاتا تھا بنا بریں زرعی روزگار پر اس کا کبھی برا اثر نہ پڑتا تھا۔ مظلوم و مغضوب یہودیوں کو کامل مذہبی آزادی دیگئی اور عیسائیوں کو اس کے علاوہ یہ مزید رعایت ملی کہ ان کے باہمی تنازعات انہی کی رسم و رواج اور قدیم قوانین کے مطابق انہی کے ہم مذہب جج فیصلہ کرینگے۔ سب سے بڑھکر فایدہ جو اسلامی فتح سے ادنیٰ طبقہ کی آبادی کو پہونچا یہ تھا کہ غلامی کی سختیت مساوات کے درجہ پر کر دیئے گئے۔

اسلامی پیشقدمی پر اکثر عیسائی باشندے شہر و دیہات چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ مگر جب ان کو اس شریفانہ برتاؤ کی خبر پہونچی تو سب بلا تامل واپس آ گئے۔ بلکہ پادری اور راہب بھی بقول مورخ ڈوزی واپس آ کر بطوع و رغبت مسلمانوں کے تابع ہو گئے۔ ایک اور زندہ دل مورخ لکھتا ہے کہ مسلمانوں نے جس خوش اسلوبی سے ہسپانیہ کی حیرت انگیز حکومت کو قائم اور وضع کیا۔ زمانہ سلف کیلئے وہ عجوبہ سے کم نہ تھی۔ جبکہ تمام یورپ وحشیانہ جہالت اور جدال و قتال میں غرق تھا [illegible] ایک حکومت تھی جس نے علم و فضل اور تہذیب و تمدن کی مشعل کو مغربی یورپ میں خوب روشن کر رکھا تھا آجکل کے یورپین یہ نہ سمجھیں کہ مسلمانوں سے پیشتر گوتھ اور ونڈال کی وحشی قوموں کے ٹڈی دل جسطرح جس ملک میں پہونچتے۔ ویسے تباہ و ویران کر دیتے تھے اسیطرح عربوں نے بھی کیا ہوگا ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کے برعکس جیسے انصاف۔ اور جس عقلمندی اور نرمی سے عربوں نے ہسپانیہ پر حکومت کی۔ اوسے نہ پہلے کبھی نصیب ہوئی اور نہ بعد میں۔ چنانچہ یہ ایک معمہ ہے کہ ان عربوں نے حکمرانی اور نظم و نسق کا یہ ملکہ سیکھا کہاں سے کیونکہ وہ صحاری عرب سے نکلکر گویا چشم زدن میں اندلس میں پہونچے تھے مسلسل فتوحات کے سریع سلسلہ کے دوران میں غیر قوموں پر حکومت کر اور انکو قابو میں کر لینے کا ڈھب سیکھنے کیلئے کچھ کبھی مہلت ان کو نہ ملی تھی۔

ہسپانیہ میں جو عرب جا کر آباد ہوئے وہ زیادہ تر ایسے ممالک مثلاً مصر و شام و ایران سے آئے۔ جو زرعی تھے۔ اور ساتھ ہی یہودیوں کیطرح جو عربوں کے بعد جلد وہاں پہونچ گئے تھے۔ عرب تجارت سے بھی خاص لگاؤ رکھتے تھے۔ ان کے اس طبعی میلان کو پیغمبر کی تعلیم سے بھی بہت تقویت پہونچ گئی تھی کیونکہ انہوں نے کسب و محنت کو مذہبی فرض قرار دیدیا تھا۔ بنا برین عربوں نے ہسپانیہ کے طبعی وسایل پیداوار کو نشو و نما دلانیکا کام بے نظیر ہمت و مستعدی سے شروع کر دیا اور تھوڑی مدت میں مسلمانوں کے زیر حکومت اندلس یورپ بھر میں زرخیز ترین اور سب سے خوشحال و مہذب ملک ہو گیا۔ آٹھویں صدی مسیحی کے وسط میں مغربی ایشیا ایک عظیم انقلاب کا منظر بن رہی تھی جسکا اثر دور دور تک پہونچا۔ اموین اسلامی حکومت جمہوری اصول کی تھی بنی امیہ نے اوسکو منسوخ کر کے مطلق العنان سلطنت قایم کی۔ ان بادشاہوں نے قومی نخوت و تکبر اور اسکی وجہ سے دوسری قوموں سے علیحدہ اور کھنچے کھنچے رہنے کی جو پالیسی اختیار کی اوس کا حسب معمول یہ نتیجہ نکلا کہ محکوم اقوام کو حکمران جماعتوں سے ہمدردی نہ رہی۔ اور نامہ ان [illegible]

دال لیجیے راستہ صاف ہو گیا ۔ ۷۵۶ء میں اس اسی بدنصیب خاندان کا ایک فرد بھاگ کر ہسپانیہ جا پہونچا ۔ اور وہاں اس نے ایسی سلطنت کی بنا قائم کی کہ ملک کی درخشندگی تاریخ کسی زمانہ میں نصیب نہوئی ۔ یہ سارا مرحلہ کہ ہسپانیہ کی کمال خوش قسمتی کا زمانہ وہ تہا جو قرطبہ کے اموی خلفا کے زیر فرمان گذرا ۔ اس خاندان کا آٹھواں بادشاہ اندلس کے تمام فرمانرواؤں میں لائق و قابل ترین مانا جاتا ہے اس کے عہد میں سلطنت از سر تا پا خوشحالی کا مخزن تھی ۔ پولیس کا انتظام اور ضبط مکمل تہا ۔ اور سیاح و تاجر شہروں سے کٹھن علاقوں میں بے خوف و خطر گذر سکتے تہے ضروریات زندگی ارزان تھیں عام دہقانوں کا لباس بھی خاصہ قیمتی اور عمدہ ہوتا تہا ۔ دولت سے غریب سے غریب کے پاس بھی سواری کیلئے گھوڑا موجود رہا ۔ عام رعایا کی مرفہ الحالی کی ایسی نظیر دنیا کا کوئی ملک شاید ہی دکھا سکیگا ۔ یہ نقشہ میں نے کھینچا ہے جسمیں صفحہ عرف ایک قدیم مشہور جغرافیہ نویس کا پہنا پورا کے الفاظ کا بعینہ ترجمہ کر دیا ہے جس نے اس زمانہ میں کل ہسپانیہ کی سیر کی اور جو کچھ دیکھا بلا کم و کاست لکھدیا ۔ اور سیر ہو کر شاہ اور ذکر کیا کہ [illegible] ہسپانیہ کا باشندہ [illegible] زرعی [illegible] ۔ [illegible] بادشاہ کی [illegible] تہا وہ نام [illegible] عبدالرحمن کا [illegible] ۔ تمام مورخ متفق ہیں کہ اس [illegible] والے [illegible] دماغی [illegible] اور ملک کی اقتصادی حالت میں ایک حیرت انگیز حوالی ڈالدی ۔ اس نے تمام مذاہب و اقوام کو ملک کا یکسان [illegible] اور محب بنا کر ایک نمایاں قوم و ملت کر دیا ۔ اور کامل مساوات کو اپنی حکومت کا مقدم درس سمجھا ۔ مگر بقول ڈوزی اس شخص نے کام تو حیرت انگیز نہیں جتنا کہ خود وہ شخص ہے ۔ اور اس کی دماغی قوت فراست اور استعداد ذکاوت کا یہ عالم تہا کہ ادنی سے ادنی تفصیلی جزئی امر سے لیکر بلند ترین خیالات و تجاویز تک سب پر اسکی یکسان نظر تھی ۔ اس کامل دانا شخص نے تمام رعایا کو یکجان بنایا اور وحدت قومی کی بنا قائم کی ۔ تمام کاروبار سلطنت کو ایک جنتری میں سے نکالا ۔ بادشاہت کو اس کے اصلی معنوں میں قائم کر دکھایا ۔ دوسری حکومتوں سے اتحاد کر کے دول عالم کے ابین ایک ایسا پولیٹکل موازنہ قائم کیا کہ کسکو اسمیں مخل ہونیکی جرات نہ رہی ۔ تعصب کا نام نہ تہا ۔ ہر ور رسا یہود و مسلم سب اسکی نظر میں ایک سے تھے اور اسکی مجلس شوریٰ میں ہر مذہب کا معتقد موجود تہا ۔ یہ وصف زمانہ وسطی کے کسی فرمانروا میں نہیں ملینگے ۔ بلکہ زمانہ حال کے مدبرون اور بادشاہوں میں سے بھی کم ہی اس معیار میں پورے اترینگے ۔ یہ ایک عیسائی کے الفاظ میں صرف میرے نہیں ۔ کیونکہ یہ خیال گذر جانے کہ میں اپنے ہم مذہب کی تعریف میں مبالغہ کر رہا ہوں ۔

اس نامور کا بیٹا حکم بھی ویسا ہی روشن خیال تہا ۔ مورخ ابن خلدون لکھتا ہے کہ حکم ادب اور علوم و فنون کا عاشق تہا ۔ علم و فن کا ہر شعبہ اسکے عہد میں کمال کو پہونچا ۔ اندلس کی اسلامی حکومت کا اسلوب اور ڈھنگ بتا رہا ہے کہ مسلمانان ہسپانیہ تمدن و شائستگی کے کیسے اعلی درجہ تک پہونچے ہوئے تھے ۔ خلیفہ صدر اعلی اور مرجع کل تہا مگر کاروبار سلطنت کا اعلی انصرام وزرا کے ہاتھ تہا ۔ ہر محکمہ ایک علی افسر کے تفویض تہا ۔ جو کاتب الدولہ کہلاتا تہا ۔ سکرٹری آف سٹیٹ اسکا ٹھیک ترجمہ ہے اس افسر کے ماتحت متعدد منشی ہوتے تھے ۔ یہ افسر وزیر کا خطاب کہتے تھے ۔ لیکن چونکہ خلیفہ کی مجلس شوریٰ کے ممبر بھی وزیر کہلاتے تھے جن وزرا کے ہاتھ میں محکمہ جات سلطنت کا انتظام ہوتا تہا وہ وزیر ذوالوزارتین پکار سے جاتے تھے ۔ اہم معاملات میں ایک کاتب الزمان کا تہا جسکے ذمہ خلیفہ کی [illegible] ۔ [illegible] خیانات کا کام [illegible] ۔ [illegible] عہدہ [illegible] مسلمان [illegible] عیسائی [illegible] ۔ [illegible] سلطنت کے [illegible] مذہب ۔ [illegible] نسلی عہدہ یا منصب [illegible] ۔ [illegible] مذہب والون کیلئے [illegible] میں [illegible] ۔ [illegible] اور عیسائی [illegible] ۔ [illegible] بے تعصبی در مساوات و شائستگی کا دعویٰ کرنیوالی موجودہ سلطنتیں اس قدیم اسلامی سلطنت اور طرز وجود اسلامی حکومت کو سبق و اصول [illegible] میں ۔

دیگر محکمہ جات [illegible] تھے جو صیغہ مال ، صیغہ خارجہ ، صیغہ عدالت عامہ ، [illegible] بحری فوج جو امیر البحر کہلاتی [illegible] ۔ [illegible] صیغہ جدا گانہ تہا جسکا اعلی افسر صاحب الاشغال کہلاتا تہا ۔ ہسپانوی لفظ لکوازل اسکا بگڑا ہوا ہے ۔ پولیس کا محکمہ بھی ایک قائم بالذات صیغہ تھا ۔ اور اس کے وہی فرائض تھے جو موجودہ زمانہ کی پولیس کے ہیں ۔ خفیف جرائم معمولی پولیس کے چالانی مقدمات کی سماعت کیلئے مجسٹریٹ مقرر تھے جو صاحب المدینہ یا القاید کہلاتے تھے ہسپانوی لفظ القیڈ اسکا بگڑا ہوا ہے ۔ یہ مجسٹریٹ جج (قاضی علاقہ) کے زیر ہدایت کار فرما ہوتے تھے ۔ رات کو تنخواہ دار چوکیدار لالٹینیں اور محافظ کتے ساتھ لیکر کوچہ و بازار میں باقاعدہ گشت کرتے تھے ۔ بحری بیڑہ کا اعلی افسر امیر البحر یا امیر بحر کہلاتا تہا ۔ ہسپانوی امیرال اسکی مسخ شدہ شکل ہے ۔ امیرل سے انگریزی میں ایڈمرل ہو گیا ۔ سرکاری کارخانہ جہان آلات حرب تیار ہوتے تھے ۔ دار الصنع کہلاتی تہی ۔ انگریزی لفظ آرسنل اسی سے مشتق ہے ۔ مسلمانان اندلس کی تاریخ کو بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو جائیگا کہ وہ ترقی کے ہر شعبہ اور علم و ہنر کی ہر شاخ میں اپنا نشان چھوڑ گئے ہیں ۔

اموی حکومت کا پایہ تخت قرطبہ تہا ۔ ابتدائی عرب گورنرون نے بھی گو وہاں عالیشان عمارتیں تیار کر کے اسکی رونق و زینت کو بڑھایا ۔ لیکن اسکے اقبال کا زمانہ اصل میں خود ہسپانیہ میں اموی بادشاہت قائم ہونے کے وقت سے شروع ہوا پہلے سے لیکر آخری فرمانروا تک اسکی زیب و زینت کی افزائش کا سلسلہ برابر قائم رہا ۔ سب سے مقدم کام شہر میں پانی لانیکا سمجھا گیا ۔ اسکے متعلق انہوں نے شہر کے ہر حصہ میں پختہ مسقف نہرین اور بلند حوض و تالاب تعمیر کئے ۔ عرب پانی کے عاشق زار تھے ۔ کوئی معمولی سے معمولی محل اور قصر ایسا نہ تھا جسکے ساتھ باغ نہ ہو ۔ اور اسمیں شفاف پانی کی نہرین نہ بہہ رہی ہوں اور فوارے نہ اچھل رہے ہوں آب رسانی کے کامل انتظام کے دوش بدوش تفریح عام کیلئے ہر شہر میں وسیع باغ تیار کئے گئے جسمیں نایاب اور بہترین پہل پھول دینے والے پودے اور درخت لگائے گئے ۔ سڑکوں اور بازاروں کے دو رویہ پیدلوں کیلئے پختہ راستے تہا ۔ یہ دستور پیرس میں چودھوین صدی عیسوی میں [illegible] ۔ [illegible] سولھوین صدی میں شروع ہوا ۔ مگر قرطبہ کے بازار نوین صدی میں ۔ صرف یہی نہیں کہ نہایت ہموار اور پختہ تھے ۔ بلکہ ہر سڑک کے دو رویہ دو سہری سطح سے کسیقدر بلند پختہ راستے بھی ہوتے تھے اندلون قرطبہ کی جو عظمت و شوکت تھی اسکا کچھ اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ انسان دس میل تک عالیشان مکانات کی دو رویہ قطار کے درمیان لیمپوں کی روشنی میں چلا جا سکتا تہا ۔ شہر ۲۴ میل لمبا اور ۶ میل چوڑا تہا ۔ اور یہ تمام رقبہ عالی مکانات محلات مساجد اور باغات سے ڈھنپا ہوا تہا جو دریائے وادی الکبیر کے کنارہ کنارہ چلے گئے تھے فصیل شہر سے باہر مضافات میں بھی اسقدر آبادی تھی کہ وہ ۲۱ حصوں میں منقسم کی گئی تھی ۔ اور سب جگہ کے باشندے یکسان آسودہ و مرفہ الحال تھے ہر محلہ میں وہاں کے باشندوں کی ضرورت کے حسب حال مسجدیں ۔ منڈیاں اور حمام موجود رہتے ۔ آٹھوین صدی سے لیکر پندرھوین صدی تک جو زرعی خوشحالی ہسپانیہ کو حاصل رہی ۔ دنیا کا کوئی ملک اسکی برابری نہیں کر سکتا ۔ مسلمانوں نے زراعت کو علم کے درجہ تک پہونچا دیا ۔ اور حیرت انگیز مستعدی ۔ محنت ۔ لیاقت علم ۔ پختہ و خام نہروں کی تیاری سے ملک کے طبعی وسائل پیداوار کو یہاں تک نشوونما دلایا کہ مورخ و سیاح دیکھکر حیران رہجاتے ۔ انکو اسبات کا بخوبی علم ہو گیا تہا کہ کونسی زمین کس فصل اور جنس کے مناسب حال ہے چنانچہ انہوں نے اس استعداد معلومات اور لیاقت خداداد سے بنجر سے بنجر قطعات کو بھی رشک ارم بنالیا ۔ چاول نیشکر کپاس ۔ زعفران وغیرہ وغیرہ کے علاوہ سینکڑوں اور پہل اور میوے اول اول عربوں نے ہی یورپ میں پہونچائے اور انہوں نے ہی انکی کاشت وہاں شروع کی ۔ ان پہلوں کے نام اگرچہ اسقدر بگڑ گئے ہیں کہ اب بدقت انکی عربی الاصل ہونیکا پتہ چلتا ہے [illegible] عربی الاصل ہونیمیں کلام نہیں ہو سکتا ۔ انگریزی الفاظ اورنج (نارنج) سیفران (زعفران) کاٹن (قطن) اور شوگر (سکر) چند زبردست مثالیں موجود ہیں ۔ ریشمی کیڑے کی پرورش اور ریشمی پارچات کی تیاری اور چینی کی صنعت عربوں ہی نے ہسپانیہ میں رائج کی ۔ اور نیل سے کپڑے رنگنے کے موجد بھی وہی ہیں ۔ کپڑے کو لاکھ سے رنگنے ۔ اور اسپر نقش و نگار بنانے کے فن میں انکو یدطولیٰ حاصل تہا ہسپانیہ سے نکالے جانے پر وہ اس فن کو اپنے ساتھ فاس (مراکو) کو لیگئے ۔ جہاں سے وہ انگلستان پہونچا ۔ اسیوجہ سے اسطرح کا رنگا ہوا چمڑا انگلستان میں مراکو و قرطبہ کہلاتا ہے ۔ مٹی کے روغنی برتن بنانے کے پہلے موجد بھی وہی ہیں عمارت پر پہل بوٹے وار پچی کاری کرنے کی طرز ابتک انہی کے نام سے یورپ میں عربسک کہلاتی ہے جاندار اشیا کی تصویر بنانے کی مخالفت کیوجہ سے مسلمانوں نے پہلے پہل پہل بوٹوں پر اکتفا کیا ۔ پھر عربی حروف کی طرز املا سے فائدہ اٹھا کر خوبصورت کتبے بطور آرائش تیار کرنے شروع کئے ۔ اور رفتہ رفتہ طیور و حوش کی تصویریں بھی بنانے لگ گئے ۔ مگر عربسک کی [illegible] تصویرین صرف خلفا و امرا کے ہی محلوں تک محدود رہیں عام طور پر انکا مسلمانوں کی عمارات میں بالکل رواج نہ ہوا ۔

تہذیب و تمدن کے کئی انسانی لوازمات کیلئے تمام یورپ دراصل عربوں کا ممنون احسان ہے جسمیں جسکا عربی نام ہی کل [illegible] میں رائج ہے عربوں کی اختراع ہے ۔ سوفا جسکا اب ایشیائیوں میں رواج ہی نہیں رہا یورپ میں عربوں کی ہی یادگار ہے ۔ ساٹن کو لیجئے جرمن زبان میں ابتک خالص عربی لفظ اطلس مروج ہے اس قسم کی سینکڑوں مثالیں پیش ہو سکتی ہیں تاہم ایک اور مثال کا ذکر ضروری ہے ۔ یورپین اقوام کا ایک نہایت ہی پیارا نسوانی نام مارگرٹ بھی دراصل عربی لفظ مروارید (موتی) کی کسیقدر بدلی ہوئی شکل میں چلا رہا ہے ۔

خلفا قرطبہ کا یہ اصول تہا کہ علم جتنا عام ہو تہوڑا ہے ۔ بنا برین انکی سلطنت میں مدارس اور کالجوں کا کوئی حد و شمار نہ رہا تہا ۔ بقول ڈوزی ہسپانیہ میں ہر شخص ہسپانیہ میں لکھ پڑھ سکتا تہا ۔ مگر مسیحی یورپ میں پادریوں کی سوائے اعلی درجے کے لوگ بھی محض جاہل ہوتے تہے ۔ ہر بڑے شہر میں متعدد کالج ہوتے تھے ۔ جنکا مجموعہ یونیورسٹی کہلاتا تہا ۔ قرطبہ کی یونیورسٹی بغداد و قاہرہ کی یونیورسٹیوں سے برابری کا دم مارتی تھی اور انگلستان اٹلی و فرانس وغیرہ مسیحی ممالک سے سینکڑوں عیسائی نوجوان وہاں داخل ہو کر مسلمانوں کی فلسفہ اور علم سے بہرہ ور ہوتے تھے ۔ ہر یونیورسٹی ایک ریکٹر (اعلی افسر) کے تابع ہوتی تھی ۔ جو اپنے علاقہ کے نامور ترین علما میں سے بلا لحاظ مذہب و قوم منتخب کیا جاتا تہا ۔ چنانچہ بارہا ان عہدوں پر عیسائی اور یہودی قائم ہوئے عقلمندی دانائی علم ۔ اکابر کا عدل و انصاف ۔ اتقیا کی نیکوکاری و عبادت اور شجاعوں کی ہمت و شجاعت سے ۔

علم و فضل صرف ایک طبقہ پر محدود نہ تہا۔ سلطنت قرطبہ اور اور بعد ازان سلطنت غرناطہ مین بشمار خواتین السی ہوئی ہین اور تعلیم پاکر گذری مین کہ اب تک اس سرزمین کو انکی وجود پر فخر ہے۔ ہسپانیہ کی مسلمان عورتین شعر و سخن ہی مین نہین۔ بلکہ فقہ۔ الٰہیات اور ریاضی مین بہی انمین سے اکثر نے کچہہ کم نام نہ پایا۔ اندلسی مسلمان موسیقی کی بڑی شائق تہے حتی کہ قدیم المعارفین کے مطابق سے سانہہ فن موسیقی مین بہی کمال پیدا کرنیکو ضروری سمجہتے تہے۔ مشہور لوگون یا (ابن باجہ) نامور طبیب فلسفی ریاضی دان اور ماہر علم ہیئت و ہندسہ ہی نہ تہا۔ بلکہ کامل موسیقی دان بہی۔ مصوری و سنگتراشی سے گو مسلمان عموماً متنفر سمجہے گئی مین لیکن خلفائے بغداد کیطرح خلفائے قرطبہ بہی مصوری و نقش نگار کے کم شیدائی تہے حتی کہ ایک بادشاہ تو یہان تک بڑہ گیا کہ اسنے اپنی پیاری بیگم کی سنگین مورت تیار کرا کے محل کے دروازہ پر نصب کرائی۔ اہالی قرطبہ کے شوق علم کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ بقول ابن خلدون شہر مین بیشمار کتب خانے موجود تہے۔ اور خواہ کوئی امیر کیسا ہی بے علم کیون نہو وہ محض اس نمود کیلئے کہ اسکے پاس قیمتی کتب کا بیشمار ذخیرہ موجود ہے۔ کتابین جمع کرتے تہے علماء سے کم سائی نہ رہتا۔ قرطبہ مین اسکے زمانہ عروج مین ۳۸ سو مساجد ۶۲ ہزار محل و قصر۔ دو لاکہہ مکانات عام باشندونکی رہائش کے سات سو حمام۔ اور اسی ہزار دو کانین بیشمار ہوٹلون اور سراؤن کے علاوہ موجود تہین جرمنی تک بہی علم کے شائق وہان دوڑے چلے آتے تہے۔ چنانچہ اس زمانہ کی ایک جرمن راہبہ ہروسوہا کا قول ہے کہ قرطبہ اس دنیا کی زینت ہے۔ اس زمانہ مین قرطبہ کی آبادی دس لاکہہ تہی۔ آج اسمین ۵۳ ہزار خستہ حال انسان آباد ہین۔ قرطبہ علم و ہنر صنعت و تجارت کا ہی مخزن و منبع نہ تہا۔ بلکہ شہامت کا بہی اصل وطن و مولد وہی ہے۔ شہامت گو عربون کے رگ و پے مین ساری اور انکا طبعی خاصہ ہے۔ مگر اسکے ضوابط و قواعد سرزمین ہسپانیہ ہی مین ناصر اور حکم کے عہد مین مرتب ہوئے۔ اور اسی مین اسکو مہذبانہ جلا اور رونق حاصل ہوئی۔ قرطبہ کے بعد غرناطہ نے بہی اس ترکہ کو آخر وقت تک حتی الامکان تمام سنبہالکر رکہا۔ ایک فرنچ مورخ لکہتا ہے۔ کہ شہامانہ خیالات کو اس زمانہ مین نشو و نما ہوئی اور انہی دلون مین انسان کی کمزور جنس (طبقہ اناث) کی ادب احترام اور حفاظت کا شریفانہ خیال شہامت کے فرائض مین شامل ہوا۔ ایک اور عیسائی مورخ لکہتا ہے۔ جب شہامت پر پچہلے دلون یورپ کو اتنا بڑا فخر تہا۔ ناصر حکم اور منصور کے زمانہ مین وہ مسلمانونکا معمولی شعار ہو رہی تہی۔ اندلس ممالک غیر کے شہسوار اسلامی حکومت کی حفظ امان کی عام کفالت کی پناہ مین اسلامی شہسوار دنکے زور آزمائی کرنیکیلئے بےخوف و خطر ہسپانیہ مین پہونچے ہوئے ہون اور معشوقون کے نام پر لڑائی ہو اکیارہ مین داخل ہونیکی قدیم وحشیانہ رسم متروک ہوگئی۔ اور اب شہسوار اپنی معشوقہ کی کوئی نشانی خود یا اپنے گہوڑے پر لگا کے ہو مردانہ وقار کے ساتہہ دنگل مین داخل ہوتے۔ اکثر عرب خواتین بہی جہرو کون مین بیٹہ کر وہان اکے کمالات دیکہتی۔ انکی موجودگی مجالس مین مردونکی حرکات و سکنات کی شائستگی و پاکیزگی پر ایسا نیک اثر ڈالتی کہ اسکا شہرت اسکا کہہ تہا یہی قیاس ہے۔

رسید آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

یکم اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ جماعت احمدیہ سامانہ معرفت مولوی محمد اکرم صاحب للعہ
۲۔ میان عبدالرشید صاحب سنام ریاست پٹیالہ سے
۳۔ جماعت امروہہ معرفت میان عبدالسمیع صاحب سے
۴۔ میان امیر حسین خانصاحب ٹانک کانگ تمبی صہ

۲ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔ جناب خلیفہ نورالدین صاحب جمون
۲۔ چودہری اللہ داد صاحب ہیڈ کلرک قبرستان قادیان ۱۲

۳ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔ میان اللہ دتہ جہجی سان شاہدرہ ضلع لاہور سے
۲۔ چودہری غلام احمد صاحب کریام ضلع جالندہر بابت چندہ کریام
۳۔ بابو علی بخش صاحب سب اوورسیر ٹنگ ڈاکخانہ دیالگڑہ ضلع ... سے
۴۔ ڈاکٹر سید جلال صاحب بربرا افریقہ للعہ
۵۔ شیخ علی محمد صاحب ڈنگہ سے
۶۔ مولوی ابوالحسن صاحب سنگیر و سہہ سے
۷۔ " بابت جماعت مندران للعہ
۸۔ " بابت مولوی جندوڈاتی نرمان

۵ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔ سید ناصر شاہ صاحب سب ڈویژنل آفیسر بسی ریاست جموں
۲۔ میان نیاز اللہ صاحب ملازم ڈپٹی صاحب شاہ ٹانک سام
۳۔ خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر لاہور
۴۔ میان عبداللہ خان ملازم راجہ عطا محمد خانصاحب یادگیر عصہ

۱۰ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔ چودہری رستم علیصاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ صہ
۲۔ منشی مولا بخش صاحب کلرک دفتر ریلوے لاہور عصہ
۳۔ میان غلام رسول صاحب لنگڑ ... جیالوالی گجرات
۴۔ مرزا محمد شفیع صاحب ڈیرہ اسمٰعیل خان صہ

۱۱ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔ منشی محمد حسین صاحب دفتر قانونگوئی ڈسکہ (سیالکوٹ) عصہ
۲۔ ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان دارالامان
۳۔ منشی فتح الدین مدرس مشن سکول جلال پور جٹان

۱۲ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن سینڈیمن عصہ
۲۔ میان سلطان محمد صاحب قادر آباد ضلع ملتان سے
۳۔ مولوی بال الدین صاحب موضع ... ڈاکخانہ ... سے
۴۔ ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان دارالامان

۱۳ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔ میان احمد علی صاحب برادر جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے
۲۔ جماعت لالہ موسیٰ معرفت میان مہر دین صاحب
۳۔ منشی محمد معقول صاحب میر منشی دلکشا لکہنؤ عصہ
۴۔ جماعت نیکہ معرفت میان رحمت اللہ صاحب
۵۔ میان شاہدین صاحب موضع ... ضلع ہوشیارپور

۶۔ حکیم محمد عمر خان صاحب فیروزپور
۷۔ جناب زین الدین محمد ابراہیم صاحب بمبئی
۸۔ منشی عبدالخالق صاحب ڈپٹی انسپکٹر نورالاین بلوچستان سے

۱۱ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔ منشی غلام سرور خانصاحب ٹونگوئی بستی وزیرا اسمٰعیل خان
۲۔ جماعت امرتسر سے
۳۔ ابو سعید صاحب عرب قادیان دارالامان ۵
۴۔ میان چراغ الدین صاحب قادیان ۸
۵۔ مرزا غلام اللہ صاحب احمدی " ۱۰
۶۔ میان رمضان محمد بخش و رحمت علی بیگ "
۷۔ میان شیخ محمد فضل احمد چراغ الدین و محمد "

۱۲ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔ مرزا غلام اللہ صاحب احمدی قادیان
۲۔ شیخ رحمت اللہ صاحب لاہور
۳۔ ناظم علوم الاسلام عصہ
۴۔ منشی غلام محمد صاحب محرر میگزین قادیان ۸
۵۔ منشی حسین بخش صاحب نائب مدرس قانونگوئی ضلع منٹگمری سے
۶۔ میان عنایت اللہ صاحب جماعت جہلیا نوالہ سندہوان للعہ
۷۔ ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

۱۳ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔ حکیم محمد حسین صاحب ملب لڈہ ضلع دہلی سے
۲۔ ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان
۳۔ حاجی رحمت اللہ صاحب راہون
۴۔ عبدالرحیم صاحب محرر کمیٹی منتظمہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان
۵۔ عطار ربی و ڈاکٹر علیصاحب جندہ نوالہ (جنیوٹ) روڈ

(میزان)

۱۴ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان
۲۔ سید امیر علی شاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر سیالکوٹ ۸
۳۔ جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے قادیان
۴۔ حکیم فضل الدین صاحب قادیان
۵۔ میان محمد حسن صاحب دفتر میگزین " عصہ
۶۔ مولوی قطب الدین صاحب حکیم "
۷۔ میان منظور محمد صاحب " سے
۸۔ جناب مفتی محمد صادق صاحب " عصہ
۹۔ جناب مولوی شیر علی صاحب بی اے "
۱۰۔ ڈاکٹر عبداللہ صاحب " عصہ
۱۱۔ میان منظور علی صاحب "
۱۲۔ جناب حضرت حکیم الامۃ صاحب معرفت سکرٹری مدرسہ صہ
۱۳۔ بابو غلام حسن صاحب سٹیشن ماسٹر ٹوبہ ٹیک سنگہ
۱۴۔ منشی عبدالعزیز صاحب سیکہوان

۱۵ اپریل ۱۹۰۵ء (میزان)

۱۔ جمال الدین خیر الدین امام الدین سیکہوان عصہ
۲۔ چودہری حاکم علیصاحب چک پنیار ضلع گجرات

۳۔ جماعت سہارنپور معرفت سید محمد قاسم صاحب سے
۴۔ ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان
۵۔ چودہری غلام قادر صاحب مکرعہ ضلع ہوشیارپور للعہ
۶۔ میان فضل الرحمن صاحب ہیلان ضلع گجرات صہ
۷۔ ڈاکٹر سید جلال صاحب بربرہ افریقہ سے
۸۔ میان حسن علی صاحب حافظ چاپن مل لاہور
۹۔ منشی عبدالعزیز صاحب ٹیلر ماسٹر متہرا
۱۰۔ مولوی محمد فاضل صاحب کبیروالہ
۱۱۔ بابو گلاب خانصاحب پیشماسٹر راولپنڈی عصہ
۱۲۔ شیخ ضیاءالدین صاحب مانسہرہ ۸

میزان

مرا برف باریدہ بر پر زاغ
نشاید چو بلبل تماشائے باغ

واقعی بڑہاپا دنیاوی خوشیون کا خاتمہ ہے۔ اور خصوصاً جبکہ اولاد نہو ان کا بڑہاپا تو غضب ڈہاتا ہے۔ آپ بہی اگر مایوسی کی حد تک پہونچ گئے ہون۔ تو مفصلہ ذیل غور سے پڑہین:۔

شاہی خضاب۔ مثل تیل پہلیل کے لگایا جاتا ہے بالون کو دو منٹ مین سیاہ بہنور کر دیتا ہے۔ نہ جلد پر داغ دیتا ہے اور نہ بالونکو سخت کرتا ہے قیمت دو روپے۔

روح افزا۔ نامردی سستی ملالودی ضعف باہ و دماغ جریان و درد کمر کیواسطے اکسیر ہے۔ پیر کو نوجوان اور نوجوان کو پہلیتن پہلوان بناتا ہے۔ قیمت تین روپے فی شیشی

روح النسا۔ حیض بقاعدہ کم یا زیادہ دیر سے یا جلدی تکلیف سے یا بالکل نہ آوے۔ سفید پانی آوے لا اولادی ہو یا کوئی سوزش ہو غرضیکہ عورتون کی سب بیماریون کے واسطے مجرب ہے۔ قیمت تین روپے فی شیشی۔

فرانسیسی گلگونہ۔ چہرہ کے چہائیان سیاہ داغ وکیل وغیرہ دور کرکے خوبصورت و اجلا بناتا ہے جو خوبصورتی کے واسطے لازمی ہے قیمت ایک روپیہ۔

گولیان و روغن۔ ان کے استعمال سے بال ہمیشہ سیاہ رہتے ہین اگر کچہہ سفید ہوگئے ہون تو بہی سیاہ ہو جاتے ہین اور ہمیشہ

بال اُڑانیکا تیل۔ بغیر کسی تکلیف خارش دو منٹ مین نازک سے نازک جگہ کے بال بہی دور ہون۔ قیمت ۸ فی شیشی۔

سرمہ مسیل۔ دہند غبار۔ لالی پڑبال۔ پانی جانا۔ ابتدائی موتیابند کیواسطے اکسیر ہے۔ قیمت دو روپے فی تولہ

بواسیر خونی۔ بادی جلدی یا آتشک سے ہو سکتے اگر ہلن تو بلا تکلیف گم قیمت دو روپے۔

دمہ۔ کیسا ہی پرانا و سخت دمہ ہو خواہ پہیپہڑے خراب ہوگئے ہون شرطیہ علاج ہو قیمت تین روپے۔ دوائی آتشک مجرب اکسیر قیمت تین روپے۔ دوائی سوزاک تیر بہدف

خط و کتابت کا پتہ۔

ڈاکٹر کیسر سنگہ ایم اے بکرم سید اقبال فیروزپور شہر پنجاب

[illegible]

اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصفے سارسا پریلا یعنی عجیب و غریب چار جوہر — قلمی و احمی مصفیات خون اور بدن کا مجموعہ ہر ایک قسم چار جوہر کی چاروں شیشی کی دوائیں گویا کہ خون کو نہایت صاف کر کے تمام جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور دست سے ہر قسم کی طاقت بخشتی ہیں۔ [illegible]

[illegible]

اکسیر حیات یعنی نمک نباتات [illegible]

[illegible]

علاوہ [illegible]

[illegible]

شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر سٹ مدیکل ہال مقیم گنج شہر بنارس۔ نوٹ [illegible]

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے۔ بلحاظ تعمیرات زمانہ اور کارخانہ کثرت سے ہوگئے بلحاظ قدامت اب بھی ترقی دیکھی ہے اور عطر و تیل وغیرہ لوازمات مفصلہ سے تیار کئے جاتے ہیں اور خوش معاملگی کا انتظام دیکھ کر شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں

راقم

محمد عبد اللہ سعد اللہ تاجران عطر قنوج

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو یہ کمالی ہے کہ [illegible] گولیاں جو اعلیٰ درجہ کی مقوی دل و دماغ [illegible]

[illegible]

المشتہر

حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ لب گدھ ضلع دہلی

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی۔ [illegible] سفید ہونے سے روکتا ہے نزلہ آنکھوں اور دسر وغیرہ کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی [illegible] محصولڈاک بذمہ خریدار

المشتہر

منیجر کارخانہ فرحت افزا نسیم قنوج

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالک کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

إنه آوى القرية

الحکم

جو لوگ باتو گرانی چاہو در قادیان بنی | دوا بنی شفا بنی غرض دار الامان بنی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و سادہ نشین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے عہ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والوں کو نصف عہ

نمبر ۱۷ | دار الامان قادیان مورخہ ۱۷ مئی ۱۹۰۵ء مطابق ۱۱ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

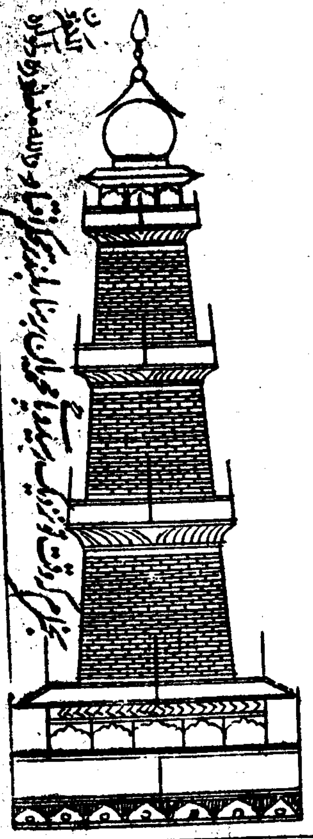

فہرست مضامین

امور منزلیہ صفحہ اول
دار الامان کا ہفتہ - الہامات و کشوف ״
حضرت حجۃ اللہ کی تقریر بعلیت الوداع کی تقریب پر صہ ۲
تفسیر القرآن من مسیح الزمان - صہ ۳ و ۴
تحقیقات مسئلہ عزاداری صہ ۵
خطبہ عید الضحیٰ ۶ ״
برہموں کے بعض دلچسپ حالات صہ ۷ و ۸
التبلیغ ۸ ״
ضروری گذارش لایق توجہ گورنمنٹ ۹ - ۱۰
مدرسہ تعلیم الاسلام اور کالج صہ ۱۰
زلزلہ کی خبریں صہ ۱۱
نصرۃ الحق صہ ۱۱ - ۱۲
رسید زر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان صہ ۱۳
محکمہ بندوبست کیلئے خوشخبری -
اشتہار صہ ۱۳
اشتہارات صہ ۱۴

امور منزلیہ

نیاز مند ایڈیٹر الحکم اپنے محسن مولیٰ کریم کی لا انتہا فضل و کرم میں سے کسی ایک کی بھی شکر گزاری کے قابل نہیں اسکے احسانات اس بحر زخار لاتعد ولاتحصیٰ ہیں + اس سے بڑھکر کیا احسان ہوگا کہ اسنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ کا ایک عظیم الشان کام اپنے فضل سے سپرد کیا جو وہ الحکم کے ذریعہ شان مہدویت کے اظہار میں کر رہا ہے۔ پھر بقائے نوع کی فطری خواہش کے تقاضے کو اس ودود کریم ربنے اولاد عطا فرما کر پورا کیا۔ چنانچہ ۸ مارچ ۱۹۰۵ء کو جبکہ ۲ بجنے میں دو چار منٹ باقی تھے اس اپنے تازہ احسان سے اس عاجز کو بہرہ مند فرمایا یعنے اسکو محض اپنے ہی کرم سے پانچواں بچہ اور میسرا لڑکا عطا فرمایا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔ مولیٰ کریم میں محض ایک ناکارہ اور گمنام شخص تھا تیرے ہی فضل نے مجھے اٹھایا اور مسیح موعود کے قدموں میں لا ڈالا اور پھر جیسے انعام واکرام سے تونے مجھے مالامال کردیا میں تیری نعمتوں کا شکر کس زبان سے کروں + ناظرین الحکم اپنے خادم کی خوشی میں یقیناً شریک ہونگے میں انسے بمنت التجا کرتا ہوں کہ وہ نہایت توجہ اور اخلاص کیساتھ اپنے خادم کے لئے خاص طور پر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس مولود کو میرے لئے میری قوم اور ملک کے لئے مبارک کرے۔ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سچا خادم ہو سچے مسلمانوں کا پورا نمونہ ہو۔ اللہ تعالیٰ خدمت دین اور نوع انسان کی بھلائی میں اسکی عمر دراز کرے وہ نافع الناس وجود ہو اور میرے لئے باقیات الصالحات کا سچا نمونہ آمین

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

میں اپنے مولیٰ کریم کا شکر کرتا ہوں جس نے مجھے ...

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

دار الامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کا خاندان خدا کے فضل وکرم سے ہر طرح خیریت سے ہے۔ اعلیٰ حضرت ابھی تک باغ میں ہی رونق افروز ہیں + براہین احمدیہ کی پانچویں جلد لکھ رہے ہیں اور بہت بڑا حصہ آپکا دعا میں گذرتا ہے۔

۲- بزرگان ملت بھی حضور کے زیر سایہ باغ ہی میں خدا کی یاد اور خدمت دین میں مصروف ہیں۔

۳- ہفتہ زیر اشاعت میں جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن شاہ پور سے جناب مرزا نیاز بیگ صاحب رئیس کلانور سے تشریف لائے اور دو چار روز فیض صحبت حاصل کرکے واپس تشریف لے گئے۔

جناب شیخ طفیل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ سررشتہ چونگی چنیوٹ سے جو اس علاقہ میں ایک سرگرم اور مخلص فرد سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہیں تین ہفتہ کی رخصت لیکر دار الامان وارد ہوئے اور کونوا مع الصادقین پر عمل کرکے فیض اٹھا رہے ہیں ایک بزرگ الہ آباد کے باشندے بنارس سے تشریف لائے ہوئے ہیں۔

بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر جن سے الحکم کے ناظرین خوب واقف ہیں کئی مہینوں کے لئے رخصت لیکر آئے ہیں۔

مکرمی سید امیر علی شاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر واپس چلے گئے۔

۴- مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی امروہہ میں تشریف رکھتے ہیں وہاں جسقدر مخالفت کا بازار گرم ہے اسیقدر فاضل امروہی اور سید آل محمد صاحب تبلیغ کیلئے سرگرم ہیں مولانا اپنی مجالس میں قرآنی حقائق و معارف بیان فرماتے ہیں اور مخالف یصدون عن سبیل اللہ کے مصداق ہوکر لوگوں کو شمولیت سے روکتے اور نامراد رہتے ہیں۔

ہفتہ زیر اشاعت کے تازہ الہامات و کشوف حسب ذیل ہیں۔

الہامات و کشوف

۱۰ مئی ۱۹۰۵ء - کیا عذاب کا معاملہ درست ہے اگر درست ہے تو کس حد تک۔

۱۳ مئی ۱۹۰۵ء - خواب میں دیکھا کہ جیسا ہم ایک عدالت میں ہیں گویا اور ایک مقدمہ پیش ہونے لگتا ہے کہ مجسٹریٹ ایک شخص ہے جو علی احمد نام ہے اور اسکا سررشتہ دار ہمارے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم ہیں اور ہم تینوں ایک ہی جگہ بیٹھے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم گویا مدعی ہیں اور مدعا علیہ کو بلوانا ہے مجسٹریٹ نے سررشتہ دار سے کان میں کچھ کہا جسکو ہم نے بھی سن لیا وہ کہتا ہے کہ عہ طلبانہ داخل کردیں اور فریق ثانی کو بلایا جاوے ہم نے جیب سے عہ دیدے اور فریق مخالف کو طلب کیا گیا۔

۱۴ مئی ۱۹۰۵ء - میاں محمد اسحاق حضرت میر ناصر نواب صاحب کا چھوٹا صاحبزادہ بیمار تھا ڈاکٹر صاحب کی رائے میں حالت اچھی نہ تھی فرمایا میں نے دعا کی اور دعا کی اصل وجہ تو شماتت اعداء تھی ورنہ اولاد ہو یا کوئی اور عزیز موت فوت تو ساتھ ہی ہے غرض جب میں دعا کر رہا تھا تو یہ الہام ہوا ...

اطلاع - بوجہ ایک ضروری ذاتی کام کیلئے ایڈیٹر کا چار دن بٹالہ جانا ہوا اسلئے اخبار دو دن بعد شائع ہوا یہی وجہ ہے کہ ۱۸ کا واقعہ بھی درج کردیا ہے۔ ایڈیٹر۔

www.aaiil.org

حضرت حجۃ اللہ کی تقریر جلسہ ۱۹۰۵ء کی تقریب پر

جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ... اس ساعت عسرت میں آپ کے ساتھ ہوئے ... وقت خطرات آزمایش کا تھا ... جب ... آپ کو ... اور آپ کے سامنے ہی ... جو ہر ایک پوری ... نمونہ دکھایا غرض حضرت ابوبکر صدیق ... ساتھ دیا اور ایک غار میں جسکو غار ثور ... جب شریر کفار جو آپ کی ایذا رسانی ... تلاش کرتے ہوئے اس ... حضرت ابوبکر صدیق نے عرض ... بالکل ... اور اگر ... نگاہ کی تو وہ دیکھ لیگا اور ہم ... اسوقت آپ نے فرمایا

لا تحزن ان اللہ معنا

کچھ غم نہ کھا اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے اس لفظ ... کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق کو اپنے ساتھ ملاتے ہیں یہ فرمایا ان اللہ معنا معنا میں آپ دونوں شریک ہیں ... اور میرے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے ... حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رکھا ہے اور ... حضرت صدیق کو اسوقت دونوں ابتلا میں ہیں کیونکہ یہی وہ مقام ہے جہاں سے یا تو اسلام کی بنیاد پڑنے والی ہے یا خاتمہ ہو جانیوالا ہے دشمن غار پر موجود ہیں اور مختلف قسم کی رائے زنیاں ہو رہی ہیں بعض کہتے ہیں کہ اس غار کی تلاشی کرو کیونکہ نشان پا یہاں تک ہی آکر ختم ہو جاتا ہے لیکن ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ یہاں انسان کا گذر اور دخل کیسے ہوگا۔ مکڑی نے جالا تنا ہوا ہے کبوتر نے انڈے دیئے ہوئے ہیں اس قسم کی باتوں کی آوازیں اندر پہنچ رہی ہیں اور آپ بڑی صفائی سے انکو سن رہے ہیں ایسی حالت میں کہ دشمن آئے ہیں کہ وہ خاتمہ کرنا چاہتے ہیں اور دیوانے کی طرح بڑھے آتے ہیں۔ لیکن آپ کی کمال درجہ شجاعت کو دیکھو کہ دشمن سر پر ہے اور آپ اپنے رفیق صادق صدیق کو فرماتے ہیں

لا تحزن ان اللہ معنا

یہ الفاظ بڑی صفائی کیساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ آپ نے زبان ہی سے فرمایا کیونکہ یہ آواز کو چاہتے ہیں اشارہ سے کام نہیں چلتا۔ باہر دشمن مشورہ کر رہے ہیں اور اندر غار میں خادم و مخدوم بھی باتوں میں لگے ہوئے ہیں۔ اس امر کی پرواہ نہیں کی گئی کہ دشمن آواز سن لیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ پر کمال ایمان اور معرفت کا ثبوت ہے خدا تعالیٰ کے وعدوں پر پورا بھروسہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت کیلئے تو یہ نمونہ کافی ہے ابوبکر صدیق کی شجاعت کیلئے ایک دوسرا گواہ اس واقعہ کے سوا اور بھی ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تلوار کھینچ کر نکلے کہ اگر کوئی کہیگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال کیا ہے تو میں اسے قتل کر دونگا ایسی حالت میں حضرت ابوبکر صدیق نے بڑی جرأت اور دلیری سے کلام کیا اور کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا۔ ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔

یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ تعالیٰ کا ایک رسول ہی ہیں اور آپ سے پہلے جسقدر نبی ہو گذرے ہیں سب نے وفات پائی ہے۔ اس پر وہ جوش فرو ہوا۔ اس کے بعد بادیہ نشین اعراب مرتد ہو گئے۔

ایسے نازک وقت کی حالت کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یوں ظاہر کیا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو چکا ہے اور بعض جھوٹے مدعی نبوت کے ہو گئے ہیں اور بعضوں نے نمازیں چھوڑ دیں اور رنگ بدل گیا ہے ایسی حالت میں اور اس مصیبت میں میرا باپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ اور جانشین ہوا۔ میرے باپ پر ایسے ایسے غم آئے کہ اگر پہاڑ پر پڑتے تو وہ بھی نابود ہو جاتے۔ اب غور کرو کہ مشکلات کے پہاڑ ٹوٹ پڑنے پر بھی ہمت اور حوصلہ کو نہ چھوڑنا کسی معمولی انسان کا کام نہیں یہ استقامت صدق ہی کو چاہتی تھی اور صدیق ہی نے دکھائی ممکن نہ تھا کہ کوئی دوسرا اس خطرہ کو سنبھال سکتا تمام صحابہ اسوقت موجود تھے کسی نے نہ کہا کہ میرا حق ہے وہ دیکھتے تھے کہ ایک آگ لگ چکی ہے اس آگ میں کون پڑے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حالت میں ہاتھ بڑھا کر آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر سب نے یکے بعد دیگرے بیعت کر لی یہ انکا ہی صدق تھا کہ اس فتنہ کو فرو کیا اور ان موذیوں کو ہلاک کیا مسیلمہ کے ساتھ ایک لاکھ آدمی تھا اور اسکے مسائل اباحت کے مسائل تھے لوگ اسکی اباحتی باتوں کو دیکھکر اسکے مذہب میں شامل ہو جاتے تھے لیکن خدا تعالیٰ نے اس مصیبت کو بھی تباہ کیا اور ساری مشکلات کو آسان کر دیا۔

خون مسیح پر ایمان لانا ہی سہل ہوا ہوا ہے کیونکہ اس ایمان لانے سے ایک تو دلی مل جاتی ہے دوسرے اباحت کی زندگی چاہئے تو اللہ اکبر کی آواز سننے کے لئے جھٹکا پڑتا اور اب یہ خیال کہ خون مسیح پر ایمان لا کر ات کو شراب پی کر سو گئے اور جب جی چاہا تھے کوئی باز پرس نہیں کچھ ہنس سکی ایسی حالت میں لوگوں کا رجوع عیسائیت کی طرف ہونا لازمی امر ہے۔ لوگوں کی حالت کچھ اس قسم کی ہو گئی ہے کہ کہتے ہیں

ایہ جہان مٹھا اگلا کس نے ڈٹھا

اس جہان میں بدمعاشیاں کر لو۔ آگے دیکھا جاوے گا اس قسم کے لوگ روکی بے قیدی اور آرام کی زندگی عیسائیت ہی میں پا سکتے ہیں ان کیلئے کوئی ضروری امر نہیں خواہ دس برس تک بھی غسل جنابت نہ کریں۔ پس ان لوگوں کو جو عیسائی ہوئے ہیں دیکھکر تعجب نہیں کرنا چاہیے۔ یہ دہریہ منش جو مرتد ہوئے ہیں اگر عیسائی نہ ہوتے تو باطنی طور پر بھی مرتد ہی تھے چار قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک ازلی کافر جو بے قیدی اور اباحت کی زندگی کو چاہتے ہیں اور تین قسم کے مومن۔ ظالم لنفسہ مقتصد سابق بالخیرات پہلی قسم کے مومن وہ ہیں جو ظالم ہیں یعنے ان پر کچھ جذبات نفس غالب آ جاتے ہیں۔ دوسرے میانہ رو اور تیسرے خیر مجسم

اب ازلی کافر جو نفس کے غلام اور بندے ہیں جنکی غرض و غایت بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ بے قیدی کی زندگی بسر ہو اور روپیہ بھی مل جاوے انکو اسلام سے کیا مناسبت۔ وہ تو عیسائیت کو پسند کریں گے جہاں خواہ تنخواہ بھی مل جاوے اور کسی چیز کی ضرورت نہ رہے گرجا میں گئے تو وہاں بھی محض اس غرض سے کہ بہت سی خوبصورت عورتیں اچھے لباس پہن کر آتی ہیں وہاں بدنظری کیلئے جا بیٹھے۔ غرض اس قسم کی اباحتی زندگی والوں کو اسلام سے کوئی مناسبت ہو ہی نہیں سکتی اس زمانہ میں بھی مسیلمہ نے اباحتی رنگ میں لوگوں کو جمع کر رکھا تھا۔ ایسے وقت میں حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے تو انسان خیال کر سکتا ہے کہ کسقدر مشکلات پیدا ہوئے ہونگے اگر وہ قوی دل نہ ہوتا اور ایمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ اسکے ایمان میں نہ ہوتا تو بہت ہی مشکل پڑتی اور گھبرا جاتا لیکن صدیق نبی کا ہمسایہ تھا آپ کے اخلاق کا اثر اس پر پڑا ہوا تھا اور دل **نور یقین** سے بھرا ہوا تھا اسلئے وہ شجاعت اور استقلال دکھایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسکی نظیر ملنی مشکل ہے **انکی موت اسلام کی زندگی تھی** یہ ایسا مسئلہ ہے کہ اس پر کسی لمبی بحث کی حاجت ہی نہیں اس زمانہ کے حالات پڑھ لو اور پھر جو اسلام کی خدمت ابوبکر نے کی ہے اسکا اندازہ کرو۔ میں سچ کہتا ہوں کہ **ابوبکر صدیق اس اسلام کیلئے آدم ثانی ہیں** میں یقین کہتا ہوں کہ اگر **آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم** کے بعد **ابوبکر صدیق کا وجود نہ ہوتا تو اسلام بھی نہ ہوتا**۔ ابوبکر صدیق کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے اسلام کو دوبارہ قائم کیا۔ اپنی قوت ایمانی کے کل باغیوں کو سزا دی۔ اور امن کو قائم کر دیا اسی طرح جیسے خدا تعالیٰ نے فرمایا اور وعدہ کیا تھا کہ میں سچے خلیفہ پر امن کو قائم کرونگا۔ یہ پیشگوئی حضرت صدیق کی خلافت پر پوری ہوئی اور آسمان نے اور زمین نے عملی طور پر یہ شہادت دیدی۔

پس یہ **صدیق** کی تعریف ہے کہ اس میں صدق اس مرتبہ اور کمال کا ہونا چاہئے۔ نظائر سے مسائل بہت جلد حل ہو جاتے ہیں۔ اگر گذشتہ زمانہ میں اسکی نظیر دیکھی جاوے تو پھر یوسف کا صدق ہے ایسا صدق دکھایا کہ **یوسف صدیق** کہلایا۔ ایک خوبصورت معزز اور جوان عورت جو بڑی بڑی دعوے کرتی ہے تنہائی اور خلوت میں ارتکاب فعل بد چاہتی ہے لیکن آفرین ہے اس **صدیق** پر کہ خدا تعالیٰ کے حدود کو توڑنا پسند نہ کیا اور اسکو بالمقابل ہر قسم کی زینت اور دکھ سہنا انکو آمادہ ہو گیا یہانتک کہ قید کی زندگی بسر کرنی منظور کر لی چنانچہ کہا **رب السجن احب الی مما یدعوننی الیہ** یعنے یوسف نے دعا کی کہ اے رب مجھکو قید پسند ہے بہ نسبت اس کے جسکی طرف وہ مجھے بلاتی ہیں۔ اس سے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاک فطرت اور غیرت نبوت کا کیسا پتہ لگتا ہے کہ دوسرے امر کا ذکر تک نہیں کیا یہ مطلب ہے اسکا نام نہیں لیا یوسف اللہ تعالیٰ کے حسن و احسان کا گرویدہ اور عاشق زار تھا انکی نظر میں اپنے محبوب کے سوا دوسری کوئی بات جچ سکتی نہ تھی وہ ہرگز پسند نہ کرتے تھے کہ حدود اللہ کو توڑیں۔

کہتے ہیں کہ ایک لمبا زمانہ جو ۱۲ برس کے قریب بتایا جاتا ہے وہ جیل میں رہے لیکن اس عرصہ میں کبھی حرف شکایت زبان پر نہ آیا اللہ تعالیٰ اور اسکی تقدیر پر پورے راضی رہے۔ اس عرصہ میں بادشاہ کو کوئی عرضی بھی نہیں دی کہ اسکے معاملہ کو سوچا جاوے یا انہیں رہائی دیجاوے بلکہ کہا جاتا ہے کہ اس اثناء میں عورتوں نے تکالیف کا سلسلہ رکھا دیا کہ کسی طرح وہ پھسل جاویں مگر اس **صدیق** نے اپنا صدق نہ چھوڑا۔ خدا نے انکو صدیق ٹھہرایا یہی صدیق کا ایک مقام ہے کہ دنیا کی کوئی آفت کوئی تکلیف اور ذلت اسے حدود اللہ کے توڑنے پر آمادہ نہیں کر سکتی جسقدر اذیتیں اور بلائیں بڑھتی جاویں وہ اس مقام صدق کو زیادہ مضبوط اور لذیذ پاتی جاتی ہیں خلاصہ یہ کہ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں کہ جب انسان **ایاک نعبد** کہہ کر صدق اور وفاداری کے ساتھ قدم اٹھاتا ہے تو خدا تعالیٰ ایک بڑی نہر صدق کی کھول دیتا ہے جو اسکے قلب پر گر کر ...

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

گذشتہ اشاعت سے آگے

پس یہ بھی ایک کامل لطیفہ ہے جسکا التزام اسصورت مین کیا گیا پھر تیسرا لطیفہ اس سورۃ مین یہ ہے کہ باوجود التزام فصاحت و بلاغت یہہ کمال دکھلایا ہے کہ محامد الہیہ کے ذکر کرنے کے بعد جو فقرات دعا وغیرہ کے بارہ مین لکھے ہین اون کو ایسے عمدہ طور پر بطور لف و نشر مرتب کے بیان کیا ہے - جسکا صفائی سے بیان کرنا باوجود رعایت تمام مدارج فصاحت و بلاغت کے بہت مشکل ہوتا ہے اور جو لوگ سخن مین صاحب مذاق ہین وہ خوب سمجھتے ہین کہ اس قسم کے لف و نشر کیسا نازک اور دقیق کام ہے - اسکی تفصیل یہ ہے کہ خدا تعالے نے اول محامد الہیہ مین فیوض اربعہ کا ذکر فرمایا کہ وہ رب العالمین ہے رحمان ہے رحیم ہے مالک یوم الدین ہے اور پھر بعد اسکے فقرات نعبد اور استعانت اور دُعا اور طلب جزا کو انہین کے ذیل مین اس لطافت سے لکھا ہے کہ جس فقرہ کو کسی قسم فیض سے نہایت مناسبت تھی اُسی کے نیچے وہ فقرہ درج کیا چنانچہ رب العالمین کے مقابلہ پر ایاک نعبد لکھا کیونکہ ربوبیت سے استحقاق عبادت شروع ہوجاتا ہے پس اُسی کے نیچے اور اُسی کے محاذات مین ایاک نعبد کا لکھنا نہایت موزون اور مناسب ہے اور رحمان کے مقابلہ پر ایاک نستعین لکھا کیونکہ بندہ کیلئے اعانت الٰہی جو توفیق عبادت اور ہریک اسکے مطلوب مین ہوتی ہے جس پر اوسکی دنیا اور آخرت کی صلاحیت موقوف ہے یہ اوس کے کسی عمل کا پاداش نہین بلکہ محض صفت رحمانیت کا اثر ہے پس استعانت کو صفت رحمانیت سے بہ شدت مناسبت ہے اور رحیم کے مقابلہ پر اھدنا الصراط المستقیم لکھا کیونکہ دعا ایک مجاہدہ اور کوشش ہے اور کوششون پر جو ثمرہ مترتب ہوتا ہے وہ صفت رحیمیت کا اثر ہے اور مالک یوم الدین کے مقابلہ پر صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین لکھا کیونکہ امر مجازات مالک یوم الدین کے متعلق ہے سو ایسا فقرہ جس مین طلب انعام اور عذاب سے بچنے کی درخواست ہے اوسکے نیچے رکھنا موزون ہے -

چوتھا لطیفہ یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ مجمل طور پر تمام مقاصد قرآن شریف پر مشتمل ہے گویا یہ سورہ مقاصد قرآنیہ کا ایک اعجاز لطیف ہے اسی کی طرف اللہ تعالٰے نے اشارہ فرمایا ہے انا اتیناک سبعا من المثانی والقرآن العظیم یعنے ہم نے تجھے اے رسول سات آیتین سورۃ فاتحہ کی عطا کی ہین جو مجمل طور تمام مقاصد قرآنیہ پر مشتمل ہین اور اون کے مقابلہ پر قرآن عظیم بھی عطا فرمایا ہے جو مفصل طور پر مقاصد دینیہ کو ظاہر کرتا ہے اور اسی جہت سے اس سورہ کا نام ام الکتاب اور سورہ الجامع ہے - ام الکتاب اس جہت سے کہ جمیع مقاصد قرآنیہ اس سے مستخرج ہوتے ہین اور سورۃ الجامع اس جہت سے کہ علوم قرآنیہ کے جمیع انواع پر بصورت اجمالی مشتمل ہے اسی جہت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ جس نے سورۃ فاتحہ کو پڑھا تا گویا اوس نے سارے قرآن کو پڑھ لیا غرض قرآن کریم اور حدیث نبوی سے ثابت ہے کہ سورۃ فاتحہ ممدوحہ ایک آئینہ قرآن نما ہے جس کی تصریح یہ ہے کہ قرآن شریف کے مقاصد مین سے ایک یہ ہے کہ وہ تمام محامد کاملہ باری تعالٰے کو بیان کرتا ہے اور اُسکی ذات کے لئے جو کمال تام حاصل ہے اوسکو بوضاحت بیان فرماتا ہے سو یہ مقصد الحمد للہ مین بطور اجمال آگیا کیونکہ اوس کے یہ معنی ہین کہ تمام محامد کاملہ اللہ کے لئے ثابت ہین جو مستجمع جمیع کمالات اور مستحق جمیع عبادات ہے دوسرا مقصد قرآن شریف کا یہ ہے کہ وہ خدا کا صانع کامل ہونا اور خالق العالمین ہونا ظاہر کرتا ہے اور عالم کے ابتداء کا حال بیان فرماتا ہے اور جو دائرہ عالم مین داخل ہوچکا اوسکو مخلوق ٹھیراتا ہے اور اُن امور کے جو لوگ مخالف ہین اون کا کذب ثابت کرتا ہے سو یہ مقصد رب العالمین مین بطور بطور اجمال آگیا - تیسرا مقصد قرآن شریف کا خدا کا فیضان بلا استحقاق ثابت کرنا اور اوسکی رحمت عامہ کا بیان کرنا ہے سو یہ مقصد لفظ رحمان مین بطور اجمال آگیا - چوتھا مقصد قرآن شریف کا خدا کا وہ فیضان ثابت کرنا ہے جو محنت اور کوشش پر مترتب ہوتا ہے سو یہ مقصد لفظ رحیم مین آگیا - پانچوان مقصد قرآن شریف کا عالم معاد کی حقیقت بیان کرنا ہے سو یہ مقصد مالک یوم الدین مین آگیا - چھٹا مقصد قرآن شریف کا اخلاص اور عبودیت اور تزکیہ نفس عن غیر اللہ اور علاج امراض روحانی اور اصلاح اخلاق رذیہ اور توحید فی العبادت کا بیان کرنا ہے سو یہ مقصد ایاک نعبد مین بطور اجمال آگیا - ساتوان مقصد قرآن شریف کا ہریک کام مین فاعل حقیقی خدا کو ٹھیرانا اور تمام توفیق اور لطف اور نصرت اور ثبات علے الطاعت اور عصمت عن العصیان اور حصول جمیع اسباب خیر اور صلاحیت دنیا و دین اسی کیطرف سے اقرار دینا اور اون تمام امور مین اسی سے مدد چاہنے کے لئے تاکید کرنا سو یہ مقصد ایاک نستعین مین بطور اجمال آگیا - آٹھوان مقصد قرآن شریف کا صراط مستقیم کے دقایق کو بیان کرنا ہے اور پھر اوسکی طلب کے لئے تاکید کرنا کہ دعا اور تضرع سے اوسکو طلب کرین سو یہ مقصد اھدنا الصراط المستقیم مین بطور اجمال کے آگیا - نوان مقصد قرآن شریف کا اون لوگون کا طریق و خلق بیان کرنا ہے جنپر خدا کا انعام و فضل ہوا تا طالبین حق کے دل جمعیت پکڑین سو یہ مقصد صراط الذین انعمت علیھم مین آگیا - دسوان مقصد قرآن شریف کا اُن لوگون کا خلق و طریق بیان کرنا ہے جنپر خدا کا غضب ہوا یا جو راستہ بھولکر انواع اقسام کی بدعتون مین پڑ گئے تا حق کے طالب اُنکی راہون سے ڈرین سو یہ مقصد غیر المغضوب علیھم ولا الضالین مین بطور اجمال آگیا ہے یہہ مقاصد عشرہ ہین جو قرآن شریف مین مندرج ہین - جو تمام صداقتون کا اصل الاصول ہین سو یہ تمام مقاصد سورۃ فاتحہ مین بطور اجمال آگئے -

پانچوان لطیفہ سورہ فاتحہ مین یہ ہے کہ وہ اُس اتم اور اکمل تعلیم پر مشتمل ہے کہ جو طالب حق کے لئے ضروری ہے اور جو ترقیات قربت اور معرفت کے لئے کامل دستور العمل ہے کیونکہ ترقیات قُربت کا شروع اُس نقطہ سے ہے کہ جب سالک اپنے نفس پر ایک موت قبول کرکے اور سختی اور آزارکشی کو روا رکھہ کر اُن تمام نفسانی خواہشون سے خالصًا للہ دست کش ہوجائے کہ جو اوس مین اور اوس کے مولیٰ کریم مین جدائی ڈالتے ہین اور اوسکے موہنہ کو خدا کیطرف سے پھیر کر اپنی نفسانی لذات اور جذبات اور عادات اور خیالات اور ارادات اور نیز مخلوق کیطرف پھیرتے ہین اور اون کے خوفون اور اُمیدون مین گرفتار کرتے ہین اور ترقیات کا اوسط درجہ وہ ہے کہ جو جو ابتدائی درجہ مین نفس کشی کیلئے تکالیف اُٹھائی جاتی ہین اور حالت معتادہ کو چھوڑکر طرح طرح کے دُکھہ سہنے پڑتے ہین وہ سب آلام صورت انعام مین ظاہر ہوجائین اور بجائے مشقت کے لذت اور بجائے رنج کے راحت اور بجائے تنگی کے انشراح اور بشاشت نمودار ہو - اور ترقیات کا اعلےٰ درجہ وہ ہے کہ سالک اسقدر خدا اور اوس کے ارادون اور خواہشون سے اتحاد اور محبت اور یک جہتی پیدا کرے کہ اوسکا تمام اپنا عین و اثر جاتا رہے اور ذات اور صفات الٰہیہ بلا شائبہ ظلمت اور بلا توہم حالیت و محلیت اوسکے وجود آئینہ صفت مین منعکس ہوجائین اور فنا اتم کے آئینہ کے ذریعہ سے جسنے سالک مین اور اوسکی نفسانی خواہشون مین غایت درجہ کا بُعد ڈالدیا ہے انعکاس ربانی ذات اور صفات کا نہایت صفائی سے دکھائی دے - اس تقریر مین کوئی ایسا لفظ نہین ہے جسمین وجودیون یا ویدانتیون باطل خیال کی تائید ہو کیونکہ اُنہون نے خالق اور مخلوق مین جو ابدی امتیاز ہے شناخت نہین کیا اور اپنے کشوف مشتبہ دہوکہ سے کہ جو سلوک ناتمام کی حالت مین اکثر پیش آجاتے ہین یا جو سودا انگیز ریاضتون کا ایک نتیجہ ہوتا ہے سخت مغالطات کے بیچ مین پڑ گئے یا کسی نے سُکر اور بیخودی کی حالت مین جو ایک قسم کا جنون ہے اُس فرق کو نظر سے ساقط کردیا کہ جو خدا کی روح اور انسان کے روح مین باعتبار طاقتون اور قوتون اور کمالات اور تقدسات کے ہے ورنہ ظاہر ہے کہ قادر مطلق کہ جسکے علم قدیم سے ایک ذرہ مخفی نہین اور جس کیطرف کوئی نقصان اور خسران عاید نہین ہو سکتا اور جو ہریک قسم کے جہل اور آلودگی اور ناتوانی اور غم اور حزن اور درد اور رنج اور گرفتاری سے پاک ہے وہ کیونکر اوس چیز کا عین ہوسکتا ہے کہ جو اُن سب بلاؤن مین مبتلا ہے کیا انسان جسکی روحانی ترقیات کے لئے اسقدر حالات منتظرہ ہین جنکا کوئی کنارہ نظر نہین آتا وہ اوس ذات صاحب کمال تام سے مشابہ یا اسکا عین ہوسکتا ہے جسکے لئے کوئی حالت منتظرہ باقی نہین ؟ کیا جس کی ہستی فانی اور جسکی روح مین صریح مخلوقیت کے نقصان پائے جاتے ہین وہ باوجود اپنی تمام آلائشون اور کمزوریون اور ناپاکیون اور عیبون اور نقصانون کے اُس ذات جلیل الصفات سے برابر ہوسکتا ہے جو اپنی خوبیون اور پاک صفتون مین ازلی ابدی طور پر اتم اور اکمل ہے سبحانہ وتعالیٰ عما یصفون - بلکہ اس تیسرے قسم کی ترقی سے ہمارا مطلب یہہ ہے کہ سالک

خدا کی محبت مین ایسا فانی اور مستہلک ہوجاتا ہے اور اسقدر ذات بیچون دبیچگون اپنی تمام صفات کاملہ کے ساتھہ اُس سے قریب ہوجاتی ہے کہ الوہیت کے تجلیات اُس کے نفسانی جذبات پر ایسے غالب آجاتے ہین اور ایسے اوسکو اپنی طرف کھینچ لیتے ہین جو اوسکو اپنے نفسانی جذبات سے بلکہ ہریک سے جو نفسانی جذبات کا تابع ہو مغائرت کلّی اور عداوت ذاتی پیدا ہوجاتی ہے اور اسمین اور قسم دوم کی ترقی مین فرق یہہ ہے کہ گو قسم دوم مین بہی اپنے رب کی مرضی سے موافقت تامہ پیدا ہوجاتی ہے اور اوسکا ایلام بصورت انعام نظر آتا ہے مگر ہنوز اوس مین ایسا تعلق باللہ نہین ہوتا کہ جو ماسوی اللہ کے ساتہہ عداوت ذاتی پیدا ہوجانے کا موجب ہو اور جس سے محبت الٰہی صرف دل کا مقصد ہی نہ رہے بلکہ دل کی سرشت بھی ہوجائے۔ غرض قسم دوم کی ترقی مین خدا سے موافقت تامہ کرنا اور اوس کے غیر سے عداوت رکہنا سالک کا مقصد ہوتا ہے اور اوس مقصد کے حصول سے وہ لذت پاتا ہے لیکن قسم سوم کی ترقی مین خدا سے موافقت تامہ اور اوسکے غیر سے عداوت خود سالک کی سرشت ہوجاتی ہے جس سرشت کو وہ کسی حالت مین چہوڑ نہین سکتا کیونکہ انفکاک الشیئ عن نفسہ محال ہے برخلاف قسم دوم کے کہ اسمین انفکاک جائز ہے اور جب تک ولایت کسی ولی کی قسم سوم تک نہین پہنچتی عارضی ہے اور خطرات سے امن مین نہین وجہہ یہ کہ جب تک انسان کی سرشت مین خدا کی محبت اور اوسکے غیر کی عداوت داخل نہین تب تک کچہہ رگ و ریشہ ظلم کا اسمین باقی ہے کیونکہ اوس نے ربوبیت کو جیسا کہ چاہیئے تہا ادا نہیں کیا اور لقاء تام حاصل کرنے سے ہنوز قاصر ہے لیکن جب اسکی سرشت مین محبت الٰہی اور موافقت باللہ بخوبی داخل ہوگئی یہانتک کہ خدا اُس کے کان ہوگیا جن سے وہ سنتا ہے اور اوسکی آنکہین ہوگیا جن سے وہ دیکھتا ہے اور اوسکا ہاتہہ ہوگیا جس سے وہ پکڑتا ہے اور اوسکا پانو ہوگیا جس سے وہ چلتا ہے۔ تو پھر کوئی ظلم اسمین باقی نہ رہا اور ہریک خطرہ سے امن مین آگیا۔ اسی درجہ کیطرف اشارہ ہے جو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے الذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اُولٰئک لھم الامن وھم مھتدون

اب سمجہنا چاہیئے کہ یہہ ترقیات ثلاثہ کہ جو تمام علوم و معارف کا اصل الاصول بلکہ تمام دین کا لب لباب ہے سورۃ فاتحہ مین بتمامتر خوبی و رعایت ایجاز و خوش اسلوبی بیان کئے گئے ہین۔

چنانچہ پہلی ترقی کہ جو قربت کے میدانون مین چلنے کے لئے اوّل قدم ہے اس آیت مین تعلیم کی گئی ہے جو فرمایا ہے اھدنا الصراط المستقیم کیونکہ ہریک قسم کی کجی اور بے راہی سے باز آکر اور بالکل رو بخدا ہوکر راہ راست کو اختیار کرنا یہہ وہی سخت گھاٹی ہے جسکو دوسرے لفظون مین فنا سے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ امور مالوفہ اور معتادہ کو یکلخت چہوڑ دینا اور نفسانی خواہشون کو جو ایک عمر سے عادت ہوچکی ہے یکدفعہ ترک کرنا اور ہریک ننگ اور ناموس اور عجب اور ریا سے مونہہ پہیر کر اور تمام ماسوا اللہ کو کالعدم سمجہہ کر سیدہا خدا کیطرف رُخ کرلینا حقیقت مین ایک ایسا کام ہے جو موت کے برابر ہے اور یہہ موت روحانی پیدایش کا مدار ہے اور جیسے دانہ جبتک خاک مین نہین ملتا اور اپنی صورت کو نہین چہوڑتا تب تک نیا دانہ وجود مین آنا غیر ممکن ہے اسی طرح روحانی پیدایش کا جسم اس فنا سے طیار ہوتا ہے جون جون بندہ نفس شکست پکڑتا جاتا ہے اور اوسکا فعل اور ارادت اور رو بخلق ہونا فنا ہوتا جاتا ہے تون تون پیدایش روحانی کے اعضا بنتے جاتے ہین یہانتک کہ جب فناء اتم حاصل ہوجاتی ہے تو وجود ثانی کی خلعت عطا کی جاتی ہے اور ثم انشاناہ خلقنا اٰخر کا وقت آجاتا ہے اور چونکہ یہہ فناء اتم بغیر نصرت و توفیق و توجہ خاص قادر مطلق کے ممکن نہین اس لئے یہہ دعا تعلیم کی یعنی اھدنا الصراط المستقیم جسکے یہہ معنے ہین کہ اے خدا ہمکو راہ راست پر قایم کر اور ہریک طور کی کجی اور بے راہی سے نجات بخش اور یہہ کامل استقامت اور راست روی جسکو طلب کرنے کا حکم ہے نہایت سخت کام ہے اور اول دفعہ مین اسکا حملہ سالک پر ایک شیر ببر کیطرح ہے جس کے سامنے موت نظر آتی ہے پس اگر سالک ٹہر گیا اور اوس موت کو قبول کرلیا تو پھر بعد اسکے کوئی اسے سخت موت نہین اور خدا اس سے زیادہ تر کریم ہے کہ پھر اوسکو یہہ جلتا ہوا دوزخ دکہا دے غرض یہہ کامل استقامت وہ فنا ہے کہ جس سے کارخانہ وجود بندہ کو بکلی شکست ہو پہنچتی ہے اور ہوا اور شہوت اور ارادت اور ہریک خودروی کے فعل سے بیکبارگی دست کش ہونا پڑتا ہے اور یہ مرتبہ سیر و سلوک کے مراتب مین سے وہ مرتبہ ہے جس مین انسانی کوششون کا کچہہ دخل ہے اور بشری مجاہدات کی بخوبی پیش رفت ہے اور اسی حد تک اولیاء اللہ کی کوششین اور سالکین کی محنتین ختم ہوجاتی ہین اور پھر بعد اسکے خاص مواہب سماوی ہین جنمین بشری کوششون کو کچہہ دخل نہین بلکہ خود خداتعالےٰ کی طرف سے عجائبات سماوی کی سیر کرانے کے لئے غیبی سواری اور آسمانی براق عطا ہوتا ہے۔

اور دوسری ترقی جو قربت کے میدانون مین چلنے کے لئے دوسرا قدم ہے اس آیت مین تعلیم کی گئی ہے۔ صراط الذین انعمت علیھم یعنی ہمکو اُن لوگون کا راہ دکہلا جن پر تیرا انعام اکرام ہے۔ اس جگہ واضح رہے کہ جو لوگ منعم علیہم ہین اور خدا سے ظاہری و باطنی نعمتین پاتے ہین۔ شدائد سے خالی نہین ہین بلکہ اس دار الابتلا مین ایسی ایسی شدتین اور صعوبتین اُنکو پہونچتی ہین کہ اگر وہ کسی دوسرے کو پہنچتین تو مدد ایمانی اُسکی منقطع ہوجاتی۔ لیکن اس جہت سے اُن کا نام منعم علیہم رکہا گیا ہے کہ وہ بباعث غلبہ محبت آلام کو برنگ انعام دیکہتے ہین اور ہریک رنج یا راحت جو دوست حقیقی کیطرف سے اُنکو پہنچتی ہے بوجہ مستی عشق اُس سے لذّت اُٹہاتے ہین پس یہ ترقی فی القرب کی دوسری قسم ہے جس مین اپنے محبوب کے جمیع افعال سے لذّت آتی ہے اور جو کچہہ اُسکی طرف سے پہنچے انعام ہی انعام نظر آتا ہے اور اصل موجب اس حالت کا ایک محبت کامل اور تعلّق صادق ہوتا ہے جو اپنے محبوب سے ہوجاتا ہے اور یہ ایک موہبت خاص ہوتی ہے جس مین حیلہ و تدبیر کو کچہہ دخل نہین بلکہ خدا ہی کی طرف سے آتی ہے اور جب آتی ہے تو پھر سالک ایک دوسرا رنگ پکڑ لیتا ہے اور تمام بوجہہ اُسکے سر سے اُتارے جاتے ہین اور ہریک ایلام انعام ہی معلوم ہوتا ہے اور شکوہ اور شکایت کا نشان نہین ہوتا پس یہ حالت ایسی ہوتی ہے کہ گویا انسان بعد موت کے زندہ کیا گیا ہے کیونکہ اون تلخیون سے بکلّی نکل آتا ہے جو پہلے درجہ مین تہین جن سے ہریک وقت موت کا سامنا معلوم ہوتا تہا مگر اب چارونطرف سے انعام ہی انعام پاتا ہے اور اسی جہت سے اسکی حالت کے مناسب حال یہی تہا کہ اُسکا نام منعم علیہ رکہا جاتا اور دوسرے لفظون مین اس حالت کا نام بقا ہے کیونکہ سالک اس حالت مین اپنے تئین ایسا پاتا ہے کہ گویا وہ مرا ہوا تہا اور اب زندہ ہوگیا اور اپنے نفس مین بڑی خوشحالی اور انشراح صدر دیکہتا ہے اور بشریت کے انقباض سب دور ہوجاتے ہین اور الوہیت کے مربیانہ انوار نعمت کیطرح برستے ہوئے دکہائی دیتے ہین اسی مرتبہ مین سالک پر ہریک نعمت کا دروازہ کہولا جاتا ہے اور عنایات الٰہیہ کامل طور پر متوجہ ہوتی ہین اور اس مرتبہ کا نام سیر فی اللہ ہے کیونکہ اس مرتبہ مین ربوبیت کے عجائبات سالک پر کہولے جاتے ہین اور جو ربّانی نعمتین دوسرون سے مخفی ہین اُنکا اسکو سیر کرایا جاتا ہے کشوف صادقہ سے متمتع ہوتا ہے اور مخاطبات حضرت احدیت سے سرفرازی پاتا ہے اور عالم ثانی کے باریک بہیدون سے مطلع کیا جاتا ہے اور علوم اور معارف سے وافر حصہ دیا جاتا ہے غرض ظاہری اور باطنی نعمتون سے بہت کچہہ اوسکو عطا کیا جاتا ہے یہانتک کہ وہ اُس درجہ یقین کامل تک پہنچتا ہے کہ گویا امور حقیقی کو بچشم خود دیکہتا ہے سو اس طور کی اطلاع کامل جو اسرار سماوی مین اُسکو بخشے جاتے ہین اسکا نام سیر فی اللہ ہے لیکن یہ وہ مرتبہ ہے جس مین محبت الٰہی انسان کو دی تو جاتی ہے لیکن بطریق طبیعت اوسمین قایم نہین کیجاتی یعنی اُس کی سرشت مین داخل نہین ہوتی بلکہ اوسمین محفوظ ہوتی ہے۔

اور تیسری ترقی جو قربت کے میدانون مین چلنے کے لئے انتہائی قدم ہے اس آیت مین تعلیم کی گئی ہے جو فرمایا ہے۔ غیر المغضوب علیھم و الضالین یہہ وہ مرتبہ ہے جس مین انسان کو خدا کی محبت اور اوس کے غیر کی عداوت سرشت مین داخل ہوجاتی ہے اور بطریق طبیعت اوسمین قیام پکڑتی ہے اور صاحب اس مرتبہ کا اخلاق الٰہیہ سے ایسا ہی بالطبع پیار کرتا ہے کہ جیسے وہ اخلاق احدیت مین محبوب ہین اور محبت ذاتی حضرت خداوند کریم کی اس قدر اُس کے دل مین آمیزش کر جاتی ہے کہ اوس کے دل سے محبت الٰہی کا منفک ہونا مستحیل اور ممتنع ہوتا ہے اور اگر اوس کے دل کو اور اوسکی جان کو بڑے بڑے امتحانون اور ابتلاؤن کے سخت صدمات کے بیچ مین دیکر کوفتہ کیا جائے اور نچوڑا جائے تو بجز محبت الٰہیہ کے اور کچہہ اُسکے دل اور جان سے نہین نکلتا اُسی کے درد سے لذّت پاتا ہے اور اوسی کو واقعی اور حقیقی طور پر اپنا دلارام سمجہتا ہے یہہ وہ مقام ہے جس مین تمام ترقیات قُرب ختم ہوجاتی ہین اور انسان اپنے اس انتہائی کمال کو پہنچ جاتا ہے کہ جو فطرۃ بشری کے لئے مقدّر ہے۔

یہہ لطائف خمسہ ہین کہ جو بطور نمونہ مشتے از خروارے ہم نے لکہے ہین مگر عجائبات معنوی اس صورت مین اور نیز دوسرے حقائق و معارف اسقدر ہین کہ اگر اون کا عشر عشیر بہی لکہا جائے تو اوس کے لکہنے کے لئے ایک بڑی کتاب چاہیئے +

(باقی آئندہ)

تحقیقات مسئلہ عزاداری حسین

دوم۔ قولہ تعالیٰ۔ حکایت یعقوب است۔ وقال یا اسفیٰ علی یوسف وابیضت عیناہ من الحزن فھو کظیم۔ (س یوسف) یعنے یعقوب فریاد وا اسفی واحسرتا وافراقا بر مفارقت یوسف مے زد و سفید شد سیاہی دو چشم او از سبب اندوہ وگریہ بر یوسف۔ ماحصل مطلب اینکہ حضرت یعقوب از برائے پسر خود گریہ کرد پس در مصائب حسین ہم گریہ کردن جائز بل مستحب مؤکد و موجب ثواب و دخول جنت باشد و این آیہ شریفہ دلالت دارد بر جواز گریہ بر مصائب خود و بر غیر خود۔ (قول مولوی)

مولوی صاحب لاہوری در رسالہ خود از اقوال بیضاوی وکشاف بناہ جستہ چنین سفرماید۔ زخشک نشد تراوت اشک در چشم یعقوب از وقت مفارقت تا وقت ملاقات او با یوسف ہشتاد سال۔ الخ) (قول مولوی)

الغرض اصول محققین اسلام اہلسنت کہ ہر چہ از کتاب خدا ثابت شود بچشم وسر باید نہاد وقال رسول است۔ آراء مفسرین کہ از منطوق کتاب مجید وفرقان حمید مخالف باشند بجوے نمے ارزد۔ حاشا وکلا ثم حاشا کہ از مدلول آیہ و متعلقاتش گریہ کردن ثابت شود بجہند دلیل۔ القرآن نفسرہ بعضہ بعضاً + ولا یاتونک بمثل الا جئناک بالحق واحسن تفسیرا۔

دلیل اول اگر حضرت یعقوب گریہ و بکا مے کرد یا بقول مولانا معظم وا اسفا واحسرتا وافراقا مے گفت پس فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون۔ و بجائے دیگر۔ فصبر جمیل عسی اللہ ان یاتینی بہم جمیعاً چہ معنی دارد آیا بخیال مولوی صاحب گریہ کردن بر مصائب وارده واحسرتا وافراقا گفتن منافی صبر وشکر نیست اگر ہشتاد سال کسے در مفارقت پسر خود گریہ کردہ باشد حسرتہا خوردہ باشد تراوت چشمش در مفارقت او خشک نشدہ باشد نزد اہل علم اینچنین شخص را کسے میتواند کہ صابر وشاکر نام نہد۔ جائے شرم است کہ با وجود این ہمہ تابعے کلمہ (فصبر جمیل) بزبان آرد۔ آیا این کلمہ حضرت یعقوب مسانا گفتہ بود بعمل این ممانعت با قرآن باہم اختلاف دارد۔ (ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا)

دلیل دوم۔ معنی یا اسفیٰ علی یوسف واحسرتا وافراقا وا اسفے کردن تصرف است در قرآن عقلا مے دانند کہ معنی یا اسفیٰ اے افسوس است بر یوسف۔ نہ آنچہ مولوی صاحب تحریف معنوی کردہ اند۔ ناظرین این از قرآن کریم۔ چون مولوی صاحب سودائے عزاداری معروف در سر داشت از بحث بروقت معنا کردن الفاظ قرآن کریم گمراہ شد۔ (واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ)۔ فلعلک باخع نفسک علی آثارھم ان لم یومنوا بھذا الحدیث اسفاہ + آیا معنی (اسفا) فریاد وا اسفا واحسرتا وافراقا زدن است و ثابت است کہ حضرت سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم شب و روز فریادہا مے زد + فرجع موسی الی قومہ غضبان اسفاہ اینجا اسفا چہ معنی دارد فریادہا زدن۔ واحسرتا۔ وافراقا۔ واحسینا۔ گفتن آیا حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام بعد رجوع از میقات۔ مطابق تفسیر مولانائے مکرم شب و روز نعرہا مے وا اسفا۔ وافراقا۔ واحسرتا مے زد۔ عجب است باین تفسیر دانی (کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا) (ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولٰئک کان عنہ مسئولا) + دلیل سوم۔ لفظ من الحزن در عبارت قرآنی موجود است نہ لفظ من البکاء پس شرم است کہ معنے حزن بکا کردہ شود۔ طرفہ اینکہ مولانا صاحب مکرم ہمہ جا بکا معروف و متداول اہل تشیع مراد مے گیرند۔ مثلاً واحسینا واعلیا۔ وا رسولا۔ بشمول سینہ زنی مروج۔ مولوی صاحب در ترجمہ رقم کردہ (از سبب اندوہ وگریہ بر یوسف صلعم ۹) پس اگر معنی لفظ من الحزن در ترجمہ (از سبب اندوہ) است پس گریہ معنی کدام لفظ عربیست کہ ترجمہ مولوی صاحب ایزاد کردہ اند۔ الفاظ حزن و بکا ہر دو جداگانہ معنا دارند۔ غور کنید در آیات ذیل۔ (فرجعناک الی امک کی تقر عینھا ولا تحزن) پارہ ۱۶ س طٰہٰ) (فناداھا من تحتھا الا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا) (انما النجوی من الشیطان لیحزن الذین آمنوا) (لا تحزن ان اللہ معنا) (وقالوا الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن) در ہمہ این آیات قرآنی لفظ حزن واقع است واز ہیچ یک ثابت نمی شود کہ معنی حزن بکا معروف مولوی صاحب مراد باشد تا این آیات کتاب اللہ را نظیر آوردیم تا محققین اہل علم و دانش بدانند کہ محاورہ قرآنی در لفظ حزن چیست صاحبان معرفت می دانند کہ خداوند عالم جل و علا می توانست کہ بجائے من الحزن۔ من البکاء ارشاد فرماید تا ہیچکس در اشتباہ نیفتد مگر خداوند علیم وخبیر کہ عالم السر والشہادۃ علیم بذات الصدور علم وقدرتش ازلی وابدی بر ہمہ ماکان ما یکون محیط است میدانست کہ روزے امامیہ باین آیہ استدلال خواہند کرد و ناکام خواہند شد پس کسیکہ اندک تدبر نماید بحقیقت مے رسد کہ سر درین کلمہ چیست کہ بجائے من الحزن۔ من البکاء ارشاد نشد۔ (فتدبروا یا اولی الالباب)

دلیل چہارم۔ در لغت عرب معنی حزن فریادہا زدن ونوحہ کردن ننوشتہ۔ اگر در لغت خاص امامیہ باشد عجب نیست بمفسرین امامیہ ہم معنی لفظ حزن اندوہ وغم کردہ اند۔ مفسر کاشانی در خلاصۃ المنہج زیر تفسیر آیہ (لا تحزن ان اللہ معنا) نوشتہ است۔ چون گفت پیغمبر یار خود را۔ اندوہ مخور۔ علامہ طبری ذیل تفسیر ہمین آیہ نوشتہ لا تحزن اے لا تخف پس معنی لفظ حزن بکا نیست چون گریہ کردن بر مصائب غیر برادران امامیہ در ارث دارند از نحبت در ہر جا سودائے بکا معروف در دماغ شان متخیل است۔

دلیل پنجم۔ بعد از ذکر وابیضت عیناہ من الحزن فھو کظیم واقع است واز این کلمہ مستفاد می شود کہ حضرت یعقوب گریہ نکرد ورنہ کلمہ فھو کظیم بے معنی مے شود۔ والکاظمین الغیظ۔ اذ نادیٰ وھو مکظوم وانذرھم یوم الآزفۃ اذ القلوب لدی الحناجر کاظمین۔) پس معنے کظیم کہ بعد از لفظ حزن واقع است۔ ضبط کنندہ کہ از غم پر باشد واظہار نکند۔ پس اگر حضرت یعقوب علیہ السلام ہشتاد سال گریہ باشد نعرہائے واحسرتا وافراقا زدہ باشد اطلاق کظیم بحالتش کے صادق آید۔ قاعدہ است کہ اگر کسے ضبط گریہ مے کند حزن یا غم واندوہ از دیاد مے پذیرد چون بگرید غم واندوہ برود و دماغ سبک شود دل تخبر شدہ کہ از شدت حزن یا اندوہ اشک از چشم نمے آید۔ پس کظیم یعنے ضبط کنندہ گریہ است واینچنین ضبط گریہ موجب اندوہ یا حزن شدید می شود از ینجہت خداوند علیم وخبیر اندوہ یعقوب را بلفظ حزن تعبیر فرمود۔ و حزن یا اندوہ از امورات قلبیہ داخلیہ اند مثل بکا کہ بر فعل خارجی ظاہری اطلاق مے شود اگر کسے بسیار غمگین و اندوہناک باشد مگر او را ہیچکس نمے گوید کہ گریہ مے کند بلے این صحیح است کہ گاہے غم یا اندوہ منجر بگریہ شود و اعضا و جوارح ظاہری تقلید قلب کنند ولو بجہت اضطراب و بیقراری باشد مگر بطوائے (کلام الملوک ملوک الکلام) قرآن کریم کہ بنہایت درجہ فصاحت وبلاغت واقع است از اظہار لفظ کظیم این حقیقت ثابت می کند کہ حزن حضرت یعقوب منجر و متعدی بگریہ نشدہ ورنہ خداوند علیم در شان او فھو کظیم نمی فرمود۔

دلیل ششم۔ آیا جائز است کہ رب العلمین شخصے را کہ در مدت ہشتاد سال واحسرتا وافراقا وا یوسفا گفتہ جزع وفزع طولانی بنا نہادہ بکا شدید کند بلقب اسرائیل سرفراز سازد۔ چون خداوند عالم حضرت یعقوب را در ابتلا انداخت وآن نبی محترم را در امتحان بایز مود بار او را این لقب عطا فرمودہ وابتلا حضرت یعقوب ہمین مفارقت یوسف بود نہ غیر این پس اگر حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام در مفارقت یوسف صبر واستقلال نگاہ نمے داشت ہرگز بلقب اسرائیل ممتاز نمے شد۔

دلیل ہفتم۔ احوال یعقوب را دیگر اولاد دیدہ گفتند (تاللہ تفتؤا تذکر یوسف) ونگفتند تبکوا یوسف۔ یعنے ہمیشہ یاد خواہی کرد نہ اینکہ مدام از برائے یوسف گریہ خواہی کرد۔

دلیل ہشتم۔ در جواب شان حضرت یعقوب علیہ السلام فرمود۔ (قال انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ) ونگفت شکایت بقراری وگریہ وزاری خود بخدا میکنم بلکہ اینجا ہم لفظ حزنی ارشاد فرمودہ۔ فافہم

دلیل نہم۔ از آیات دیگر مثلاً (واعلم من اللہ ما لا تعلمون۔ فتحسسوا من یوسف واخیہ۔ ولا تایئسوا من روح اللہ۔۔۔ انی لاجد ریح یوسف وغیرہ معلوم می شود کہ حضرت یعقوب را ہرگز یقین کشتہ شدن یوسف علیہ السلام نبود و ہمیشہ متفحص احوال مے بود بلکہ از فقرات عسی اللہ ان یاتینی بھم جمیعاً وتولی عنھم ظاہر است کہ قول ابنائش را کذب صریح مے دانست وامید قوی داشت کہ بہ یوسف و برادرش ملاقات خواہد کرد۔ پس باوجود اینقدر یقینیات کہ داشت آنہا را اہل سنت ہشتاد سال گریہ بر مفارقت یک فرزند خود کردن بعید از عقل ودور از فہم مے نماید واز ذات نبی اللہ مستبعد است تعلیم الٰہی کہ بر مصائب وارده صبر باید کرد و جزع وفزع بنا ر نہد۔ چون حالت نبی بشیر و نذیر در فراق پسر خود این باشد افراد امت را بر بلا و مصائب چہ کیفیت باشد و چہ تعلیم از پیشوا و مقتدا ر خود حاصل کردہ باشند کہ خود شکیبا و صابر وشاکر در مصائب باشند۔ (باقی دارد)

خطبہ عید الضحیٰ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اس بارہ مین خود تجربہ کار ہون کتابون کو جمع کرنے اور انکے پڑہنے کا شوق جنون کی حد تک پہونچا ہوا ہے۔ میرے مخلص احباب نے بسا اوقات میری حالت صحت کو دیکھکر مجھے مطالعہ سے باز رہنے کے مشورے دیئے۔ مگر مین اس شوق کی وجہ سے ان کے دردمند مشورون کو عملی طور پر اس بارہ مین مان نہین سکا۔ مینے دیکھا ہے کہ ہزارون ہزار کتابین پڑہ لینے کے بعد بہی وہ راہ جس سے مولی کریم راضی ہوجاوے اس کے فضل اور مامور کی اطاعت کے بغیر نہین ملتی۔

ان کتابون کے پڑہ لینے اور انپر ناز کرلینے کا آخری ڈپلوما کیا ہوسکتا ہے یہی کہ

فرحوا بما عندھم من العلم

میرے ایک شیخ تہے وہ فرمایا کرتے تہے کہ غایت العلم حیرۃ۔ غرض وہ بات جو خدا تعالیٰ کو پسند ہے جس سے وہ راضی ہوتا اور اپنے فضلون سے انسان کو بہرہ مند کرتا ہے وہ نہ بہت باتون سے ملسکتی نہ بہت کتابون کے پڑہنے سے بلکہ وہ بات تعلق رکہتی ہے دل سے وہ اسکی ایک کیفیت ہے جسکو عام الفاظ مین وفاداری۔ اخلاص اور صدق کہہ سکتے ہین اور یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے ماموردن کی اطاعت سے اور سچی پیروی سے

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

خدا تعالیٰ نے خود فیصلہ کر دیا ہے۔ اس فیصلہ کے بعد اور کیا چاہتے ہو۔

فماذا بعد الحق الا الضلال

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جسکی نسل کی ہونیکا آج سب سلطنتین فخر کرتی ہین اس نے اس راہ کو اختیار کیا اس نے صدق دل سے اسلمت لرب العلمین کہا اور اسی ایک امر کی اولاً کو وصیت کی نتیجہ کیا ہوا۔ خدا تعالیٰ نے اسے ایسا معزز و مکرم بنایا کہ اسکی اولاد کی گنتی تک نہین ہوسکتی وہ بادشاہ جو اس کے مقابلہ مین اٹھا آج کوئی اسکا نام تک بہی نہین جانتا۔

یقیناً سمجہو اللہ تعالیٰ کسی کا احسان اپنے ذمہ نہین رکھتا وہ اس سے ہزارون لاکہون گنا زیادہ دیدیتا ہے جسقدر کوئی خدا کیلئے دیتا ہے۔ دیکہو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مکہ مین ایک معمولی کوٹہا چہوڑا ہوگا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اسکی کسقدر قدر کی اسکے بدلہ مین اسے ایک سلطنت کا مالک بنا دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک اونٹ چرانے والے کو کس وسیع مملکت کا خلیفہ بنایا جناب علیؓ نے خدمت کی اسکی اولاد تک کو مخدوم بنا دیا۔ غرض مین دیکہتا ہون کہ اللہ تعالیٰ کے حضور صدق و اخلاص سے چہوٹی سے چہوٹی خدمت بہی ہزارون گنا بدلہ پاتی ہے وہ تہوڑی سی بات کا بہت بڑا اجر دیدیتا ہے۔ پہر جو اس کے ساتہہ سچا رشتہ عبودیت قایم کرتا ہے اسکے عظمت و جلال سے ڈرجاتا ہے دین کو دنیا پر مقدم کرتا ہے جیسا کہ تم نے اپنے مرشد و مولی مہدی و مسیح کے ہاتہہ پر اقرار کیا ہے تو خدا تعالیٰ اسکی تائید اور نصرت مین ایسا لگ جاتا ہے کہ

بر کسے چون مہربانی مے کنی
از زمینی آسمانی مے کنی

کا اسے سچا مصداق بنا دیتا ہے۔ اسلئے ضرورت اس امر کی ہے کہ تم سچ مچ وہ نمونہ دکہاؤ جو ابراہیمؑ نے دکہایا۔ کہنے والون کی آج کمی نہین ہے تم سے تمہارا امام **عمل** چاہتا ہے۔ عملی حالت درست ہوگی تو خدا تعالیٰ کے بڑے بڑے انعام و اکرام تمہارے شامل حال ہوجائینگے۔ وہ ہزارون ہزار ابراہیم بناسکتا ہے تم ابراہیم تو بنو۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ابراہیم اور اس کے خاندان نے یہ مجرب نسخہ بتایا کہ تمہاری موت ایسی حالت مین ہو کہ تم مسلمان ہو۔ موت کا کیا پتہ ہے کہ کب آجاوے ہر عمر کے انسان مرتے ہین بچے۔ بوڑہے۔ جوان۔ آجکل موسم مین جو تغیر ہو رہا ہے وہ خدا تعالیٰ کیطرف سے انذار ہے۔ شروع سال مین زمیندارون سے سنا تہا کہ وہ کہتے تہے کہ اسقدر غلہ ہوگا کہ سما نہ سکے گا مگر اب وہی زمیندار کہتے ہین کہ سردی نے فصلون کو تباہ کر دیا ہے۔ آیندہ کے لئے خطرات پیدا ہو رہے ہین۔ اسلئے یہ وقت ہے کہ تم خدا تعالیٰ سے صلح کرلو۔ اور اس ایک ہی مجرب نسخہ کو ہمیشہ مدنظر رکھو۔

لا تموتن الا وانتم مسلمون

موت کی کوئی خبر نہین اسلئے ضروری ہے کہ ہر وقت مسلمان بنے رہو۔ یہ مت سمجہو کہ چہوٹے سے چہوٹے عمل کی کیا ضرورت ہے اور وہ کیا کام آئیگا نہین خدا تعالیٰ کسی کے فعل کو ضایع نہین کرتا

فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ

ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ مین جب کافر تہا تو اللہ کی راہ مین خیرات کیا کرتا تہا کیا اس خیرات کا بہی کوئی نفع مجھے ہوگا فرمایا اسلمت علی ما اسلفت تیری وہی انکی تو نیرے اس اسلام کا موجب ہوئی۔ خدا تعالیٰ پر سچا ایمان لاؤ اور اسکو سچی فرمانبرداری کے نمونے سے ثابت کرو۔ ٹہیک یاد رکہو کہ ہر نیک بیج کے پہل نیک ہوتے ہین بُرے بیج کا درخت بُرا پہل دیگا۔

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافات عمل غافل مشو

مسلمان بنو۔ اسلم کی آواز پر **اسلمت** کا جواب عمل سے دو۔ دوست احباب رشتہ دارون اور عزیزون کو نصیحت کرو کہ **اسلام** اپنے عمل سے دکہاؤ۔ تمہین خدا تعالیٰ نے بہت عمدہ موقع دیا ہے کہ ایک شخص خدا تعالیٰ کیطرف سے اپنے وقت پر آیا ہے جو راستبازون کا پورا نمونہ ہے اور تم مین موجود ہے۔ وہ تم سے یہی چاہتا ہے کہ تم دین کو دنیا پر مقدم کرو۔ اسپر عمل کروگے تو ناکام نہ ہوگے مومن کبہی ناشاد نہین رہ سکتا۔ بلکہ سدا ہی بہشت مین رہتا ہے اسکو دو بہشت ملتے ہین دنیا مین بہی اور آخرۃ مین۔

اللہ تعالیٰ ہم سبکو توفیق دے کہ ان باتون پر عمل کرین کثرت کے ساتہہ استغفار کرو۔ اور لاحول پڑہو دعاؤن مین مصروف رہو۔ پہر **خیرات** دو خیرات بہی ہدایت کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔

قرآن شریف عمل کیلئے ہدایت نامہ ہے نبی کریم کی سنت موجود ہے **امام** خود نمونہ ہے وہ حَکَم ہوکر آیا ہے پس اسکے حکم کو مانو کہ تمہارا بیڑا پار ہو۔ ان لوگون کیلئے جو یہان رہتے ہین اور احتیاجین رکہتے ہین نظر کرو۔ انکی مدد کرو ان ضرورتون کو جو سلسلہ کی ضرورتین ہین جنکی فتح اسلام مین حضرت امام نے ظاہر کیا ملحوظ رکہو۔ مختلف وقتی ضرورتین بہی پیش آجاتی ہین انکا بہی خیال رکہنا چاہیئے مین آخر مین حضرت امام کے حضور دردِ دل سے عرض کرتا ہون کہ وہ ہمارے لئے دعا کرین کہ اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریون کو دور کرے سب سے زیادہ مین دعا کا حاجتمند ہون اسلئے کہ اکثر لوگون کو سناتا رہتا ہون پس اگر میرا نمونہ اچہا نہ ہوا تو بہتون کو ٹہوکر لگ سکتی ہے اسلئے میرے لئے خاص طور پر دعا فرماوین۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے دعا کی پہر دوسرے خطبہ مین قربانی کے متعلق مختصر سے احکام سناکر ختم کر دیا۔

کیا حضرت مسیح بیوی رکہتے تہے

ایک زمانہ وہ تہا جب یہ کہنا کہ حضرت مسیح کے اور بہی بہائی اور بہنین تہین انکی شان کی ہتک سمجہا جاتا تہا۔ کیونکہ اس بات کو ناممکن سمجہا جاتا تہا کہ خدا کی مان نے فانی بچے جنے۔ مگر اب یہ صورت نہین کیونکہ عیسائی صاحبان نے اب تسلیم کرلیا ہے کہ حضرت مریم صدیقہ کی سوائے مسیح کے اور اولاد بہی تہی لڑکے بہی اور لڑکیان بہی۔ مگر اس امر کو کہ حضرت مسیح بیوی رکہتے تہے ابتک بُری نگاہ سے دیکہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس بات کو انکی شان الوہیت کے خلاف سمجہا جاتا ہے کہ خدا ہوکر وہ بیوی بہی رکہتے ہون اور حقوق زوجیت کو بہی ادا کرتے ہون حالانکہ شان الوہیت کو صدمہ پہنچانے والی سب سے بڑی بات یہ ہے کہ حضرت مسیح کو بہوک بہی لگتی تہی اور کہانا بہی کہاتے تہے۔ بلکہ انجیل مین تو لکہا ہے کہ جی اٹہنے کے بعد بہی آپکو بہوک لگتی تہی اور آپ کہانا کہاتے رہے اور ایسا ہی جب آپ کو پیاس لگتی تو آپ پانی پیتے تہے پس جس شخص کو یہ دو بشری تقاضے لگے ہوئے تہے وہ باقی بشریت کے تقاضون سے خالی نہ ہوسکتا تہا۔ چنانچہ قرآن شریف نے نہایت خوبصورت اور مختصر الفاظ مین انکی الوہیت کے بطلان مین صرف اسقدر فرمایا ہے اور اسکو پہیلاؤ تو کئی جلدین دلایل کی تیار ہوسکتی ہین کہ کانا یاکلان الطعام یعنی حضرت مسیح اور انکی والدہ دونون کہانا کہاتے تہے پس جو شخص دو یا تین وقت روٹی کہاکر بہی خدا رہ سکتا ہے بیوی رکہنے سے کیونکر اسکی کسر شان ہوسکتی ہے۔ مگر کلیسیا نے حضرت مسیح کے نکاح کے انکار پر اصرار کو ہی مفید سمجہا ہے۔ اور یہ کبہی خیال نہین کیا کہ اس انکار کا نتیجہ تو یہ ہے کہ کمال انسانی تجرد مین ہے نہ نکاح اور ادائگی حقوق زوجیت مین۔ علاوہ ازین اگر مسیح نے نکاح نہین کیا تو ہر ایک سچے عیسائی کا فرض ہے کہ وہ بہی اپنے آقا اور مرشد کے نقش قدم پر چلے اور نہین تو یہ فایدہ تو اس کا ضرور ہوگا کہ اس کم عرصہ مین دنیا اس جہوٹے عقیدہ والون سے خالی ہوکر ایک غلط عقیدہ سے نجات پاجائیگی۔ ہان عیسائیون مین فرقہ مارمن ایسا پیدا ہوا ہے کہ اسکی تعلیم عیسائیون کے اس خیال پر پانی پہیر رہی ہے۔

اخبار اگنا سٹک جرنل ۱۱ مارچ کے پرچہ مین ایک مضمون مارمنون پر لکہتا ہے جس کے اثنا مین یہ دکہایا گیا ہے کہ حضرت مسیح نے صرف نکاح ہی نہین کیا بلکہ ایک ہی وقت مین کم از کم انکی تین بیبیان ضرور تہین۔ عیسائی اس بات کا منہ پر لانا بہت بُرا سمجہتے ہین مگر مارمنون کے نزدیک اسمین کیا بات ہے حضرت مسیح کے وقت مین تعدد ازدواج کا عام رواج تہا۔ اور آپ نے کبہی

صرف دا۔ یا کنا تیگا ایک لفظ بھی نہین کہا جسمین تعدد ازدواج کی مخالفت یا بچاؤ ہو۔ پس اگر وہ اسکے مخالف نہ تھے تو لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وہ تعدد ازدواج کے حامی تھے۔ پھر اسپر عمل کرنا کونسی تعجب کی بات ہو سکتی ہے۔ ہارمونون کے پریزیڈنٹ ارمن ہائیڈ کا ایک قول نقل کیا گیا ہے کہ اس نے اپنے وعظ مین جو ایک عام جلسہ مین ۱۸۵۳ء مین بیان کیا یہ کہا تھا "مریم اور مارتھا۔ اور دوسری عورتون کے متعلق جو مسیح کے ساتھ ساتھ رہتی تھین کیا کہنا چاہئیے۔

پہلے زمانے مین اور یہ رواج آجتک چلا جاتا ہے عورتین اپنے خاوندون کو لارڈ (آقا) بعض زبانون مین لفظ ہسبنڈ (خاوند) کا مترادف ہے۔ اور ماسٹر (مالک) لارڈ (آقا) اور ہسبنڈ (خاوند) کے ایک ہی معنے ہین۔ جب مریم ہفتہ کے پہلے دن قبر پر آئی تو بجائے یسوع کے اس نے دو فرشتون کو سفید کپڑون مین دیکھا اور انہون نے اسے کہا کہ اے عورت تو کیون روتی ہے اس نے جواب دیا اسلئے کہ وہ میرے آقا (یعنی خاوند) کو لیگئے ہین اور مین نہین جانتی کہ انہون نے اسے کہان رکھدیا ہے۔ اور جب وہ یہ کہہ چکی تو اس نے پھر کر دیکھا کہ یسوع کھڑا ہے مگر اس نے اسے پہچانا نہین۔ یسوع نے اسے کہا کہ اے عورت تو کیون روتی ہے اور کسے تلاش کرتی ہے اس نے اسے باغبان سمجھ کر کہا کہ اگر تو نے اسے یہان سے اٹھایا ہے تو مجھے بتا کہ تو نے اسے کہان رکھا ہے اور مین اسے لیجاؤنگی۔ یسوع نے اسے کہا مریم۔ اس نے پھر کر دیکھا اور کہا ربونی یعنی اے میرے مالک۔ کیا یہ الفاظ اس محبت کو ظاہر نہین کرتے جو بیوی کو خاوند سے ہوتی ہے ضرور کرتے ہین اور صاف طور پر ان یگانگت اور ہمدردی کے تعلقات کو ظاہر کرتے ہین جو شوہر اور بی بی مین ہوتے ہین۔ محض اشتراک مذہب کی بنا پر ایسی محبت (ایک عورت اور مرد کے درمیان) ہرگز نہین ہو سکتی۔

اسکے بعد اور ثبوت حضرت مسیح کے نکاح کرنے کا اور انجیل سے ہی دیا گیا ہے اور اس کیلئے انجیل یوحنا کے دوسرے باب کی ابتدائی آیتوں کا حوالہ دیا گیا ہے جہان ایک دعوت کا ذکر ہے جو کسی شادی کی تقریب پر ہوئی تھی۔ یہ عجیب بات ہے کہ اس دعوت مین ایکطرف تو حضرت مسیح اور آپکی ماں شریک ہین۔ اور دوسریطرف آپکے حواری بھی اسمین شامل ہین دولہا کا نام تو نہین دیا گیا مگر ان قرائن سے اسکے نام کی تعیین ایک حد تک ضرور ہو سکتی ہے وہ کون شخص ہو سکتا ہے جسکی خاطر ایکطرف تو حضرت مسیح کی ماں شامل دعوت ہو اور دوسریطرف وہ لوگ بھی شامل ہون جنہون نے مذہبی طور پر آپ سے تعلق پیدا کیا تھا یعنی آپ کے حواری۔ ان دو فریقون کیلئے ایک ہی جگہ جمع ہونے کیلئے باعث کشش سوائے حضرت مسیح کے اور کوئی نہ ہو سکتا تھا اسکے علاوہ وہ وجوہات مین جو ہارمن پریزیڈنٹ نے اپنے وعظ مین بیان کئے تھے۔ وہ کہتا ہے کہ انجیل مین یہ لکھا ہے کہ "جب انکو شراب کی ضرورت ہوئی تو یسوع کی ماں نے کہا کہ شراب نہین رہی" اگر یسوع کی ماں معمولی مہمانون کیطرح اس دعوت مین آئی تھی تو اسکو شراب کے ختم ہو جانے پر کیون تشویش ہوئی اور کیون اس انتظام کی فکر تھی کہ اور شراب مہیا ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہمانداری کا انتظام اسی کی طرف سے تھا۔ اور حضرت مسیح کو خطاب کرنے کہنے سے یہ پتہ بھی لگتا ہے کہ یہ انہین کی شادی کی تقریب تھی یسوع نے اسے کہا کہ اے عورت میرا تجھ سے کچھ کام نہین میرا وقت ابھی نہین آیا۔ اسکی ماں نے نوکرون کو حکم دیا کہ جو کچھ یہ یعنی یسوع تم سے کہے تم وہی کرو۔" اس سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ نوکر مریم کے ہی تھے جنکو یہ حکم دیا گیا کیونکہ اگر وہ کسی اور کے نوکر ہوتے تو مریم کو یہ کہنے کا حق کیا تھا۔ علاوہ ازین یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انکو اپنے بیٹے کا یہ جواب پسند نہین آیا اور اسلئے انہون نے نوکرون کو کہا کہ جو یسوع کہتا ہے وہی کرو۔ گویا ان کا منشا یہ تھا کہ مین اب دخل نہین دیتی تم جسطرح چاہو انتظام کر دو۔ اور وہان پتھر کے چھ مٹکے تھے جو یہودیون کی رسم کے مطابق رکھے ہوئے تھے اور انمین سے ہر ایک مین دو یا تین من پانی کی تھین اور یسوع نے انکو کہا کہ ان مٹکونکو پانی سے بھر دو اور انہون نے انکو لبالب بھر دیا۔ پھر اس نے انکو کہا کہ اب نکال لو۔ اور دعوت کے منتظم کے پاس لیجاؤ۔ اور جب اس منتظم نے پانی کو جو شراب بنا گیا تھا چکھا۔ اور اسکو معلوم نہین تھا کہ یہ کہان سے آیا ہے (مگر نوکرون کو جنہون نے پانی نکالا تھا علم تھا) تو دعوت کے منتظم نے دولہا کو بلایا اور اسکو کہا کہ ہر ایک آدمی شروع مین اچھی شراب دیتا ہے اور جب لوگ اچھی طرح سے پی لیتے ہین تو پھر وہ ناقص ہوتی ہے مگر تو نے ابتک عمدہ شراب دی ہے۔ صاحبان انجیل کی اس عبارت کی صفائی سے پتہ لگتا ہے کہ اس موقع پر برات کا دولہا خود مسیح ہی تھا کیونکہ شراب کا مہیا کرنا دولہا کا کام تھا۔ جیسا کہ بیان سے معلوم ہوتا ہے اور اس موقع پر شراب کا مہیا کرنیوالا خود یسوع تھا پس جسقدر کھلے لفظون مین انجیل کے مترجم اور کونسلین اس مطلب کو ادا کر سکتی تھین انہون نے ادا کر دیا ہے اور اصل راز بتا دیا ہے مین اس بات کو برا نہین سمجھتا کہ ابراہیم کا بیٹا کہلاؤن یا اپنی نجات دہندہ کا بیٹا یا بھائی یا اسکی نسل سے کہلاؤن اگرچہ مریم اور مارتھا اور بہت ساری اور عورتین اسکی بیویان تھین اور اگرچہ اس نے انہین مین سے سات شیطان بھی نکالے تھے میرے نزدیک یہ سب برابر ہے" (ریویو آف ریلیجنز)

برہمیوں کے بعض دلچسپ حالات

برہمی قوم مین رہبانیت کی کثرت ہے۔ برہمی زبان مین راہب کو پہونگی کہتے ہین۔ بدھ مذہب مین ہر شخص کو پہونگی ہونا فرض ہے۔ خواہ کوئی شخص کچھ دنون کیلئے پہونگی ہو یا چند گھنٹون کیلئے لیکن مدت العمر مین ضرور کچھ نہ کچھ عرصہ کیلئے پہونگی یعنی راہب ہو جانا لازم ہے۔ لیکن اصلی پہونگی وہ لوگ کہلاتے ہین۔ جو مدت العمر کیلئے پہونگی ہوتے ہین جو لوگ بطور رواج کے یا رسم کے کچھ عرصہ کیلئے پہونگی بنتے ہین۔ وہ درحقیقت پہونگیون کے زمرہ مین شامل نہین سمجھے جاتے جسطرح عیسائیون مین مرد اور عورت دونون راہب ہوتے ہین۔ یا ہنود مین مرد و عورت دونون جوگ لیتے ہین۔ اسیطرح بدھ مذہب والون مین مرد اور عورت دونون پہونگی ہوتے ہین۔ اور مدت العمر کیلئے ترک دنیا کر دیتے ہین۔ چنانچہ برما مین نہایت کثرت کیساتھ ہر عمر کے عورت و مرد پہونگی ہین۔ کوئی قصبہ اور گاؤن ایسا نہین ہے جہان پہونگی نہ ہون۔ رنگون مین ہی ان کے جھنڈکے جھنڈ موجود ہین۔ مینے سنا ہے کہ برما کی مردم شماری مین ایک تہائی پہونگی ہین۔ پہونگی شہر مین نہین رہتے۔ بلکہ شہر سے باہر رہتے ہین۔ اکثر جہان کہین پہیا یعنی بدھ مذہب کے مندر بنے ہوئے ہین۔ اسکے قرب وجوار مین پہونگیون کے رہنے کے متعدد مکانات بنے ہوئے ہین پہیا کے قرب وجوار کے علاوہ بھی پہونگیون کے رہنے کے مکانات ہین۔ لیکن سب آبادی سے باہر جسطرح عیسائیون مین رہبیون کیلئے خانقاہین اور ہنود مین دہرمسالہ یا مندرون شوالون کے قریب مکانات سادہون کے رہنے کیلئے بنے ہوئے ہین۔ اسی طرح بدھ مذہب مین پہونگیون کے رہنے کیلئے جو مکانات بنے ہوئے ہین انہین چھیا ہٹون کہتے ہین۔ یہ مکانات بنظر ثواب صاحب ثروت اشخاص بنا دیتے ہین بعض بعض چھیا ہٹون اس غرض سے بھی بنا دئیے جاتے ہین کہ انہین مسافر آنکر ٹھہرین یا ایسے پہونگی جو مستقل طور سے اس مقام پر بود و باش نہ رکھتے ہون۔ اور عارضی طریق سے آوین تو وہ قیام کرین یہ چھیا ہٹون بطور چھاونی کے بنے ہوئے ہین۔ یعنی ایک مقام پر متعدد چھیا ہٹون بنا دئیے گئے ہین۔ گویا دنیا اور انسانون سے بھاگتے بھی ہین۔ اور اکٹھے ہو کر سکونت بھی رکھتے ہین۔ جو اس امر کا ثبوت ہے کہ انسان فطرتی طور سے تمدن پسند ہے۔ اور کسی انسان کیلئے ناممکن ہے کہ وہ انسانون سے علٰحدہ ہو کر رہے۔

جو مرد یا عورت مدت العمر کیلئے پہونگی ہونیکی نیت کرتے ہین وہ کبھی شادی نہین کرتے۔ پہونگیون کا تمام سر منڈا ہوتا ہے اور چہار ابرو کا صفایا ہوتا ہے۔ خواہ مرد ہو یا عورت بعض جوتہ پہنتے ہین۔ اور اکثر ننگے پاؤن رہتے ہین۔ لباس مین صرف ایک تہ بند ہوتا ہے۔ اسکو باندھتے ہین اور اسی کو کندھون پر ڈالکر گردن سے کمر تک اوڑھ لیتے ہین۔ جسکی وجہ سے ایک ہاتھ ہمیشہ ننگا رہتا ہے سوائے تہ بند کے اور کسی قسم کے کپڑہ کا استعمال نہین کرتے۔ سر ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔ پہونگیون کے تہ بند کا اندازہ بالکل ایسا ہی ہوتا ہے۔ جیسا کہ حاجی وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدون کا تہ بند ہوتا ہے جو فقیری اختیار کرتے ہین۔ پہونگی صرف زرد رنگ کا تہ بند باندھتے ہین اور عموماً یہ تہ بند ریشمی ہوتا ہے۔ بہت کم ایسے پہونگی ہونگے جو سوتی کپڑہ کے تہ بند باندھتے ہین۔ بعض پہونگیون کا تہ بند نہایت بیش قیمت ہوتا ہے جو چھیا ہٹون مسافرون کیلئے بنائے جاتے ہین انمین کسی قسم کا اسباب نہین ہوتا لیکن جن چھیا ہٹون مین پہونگی رہتے ہین۔ انمین نہایت اعلیٰ درجہ کا فرنیچر ہوتا ہے۔ اعلیٰ قسم کی بیش قیمت مسہریان سونے کو عمدہ لیمپ جلانے کو اور دوسرے اقسام کی آرائشی چیزین پہونگیون کے استعمال کیلئے موجود ہوتی ہین تمام قسم کی خیرات پہونگیون کو دیجاتی ہے چونکہ مثل ہنود کی قوم کے بدھ مذہب والے بھی تناسخ کے قائل ہین اور انکا بھی یہ عقیدہ ہے کہ مردہ کو ایصال ثواب کو اگر وہ چیزین جنکی انسان کو اپنی زندگی مین ضرورت ہوتی ہے۔ خیرات مین دیجاوینگی دوسرے جنم مین وہی چیزین انکو استعمال کرنیکو ملینگی لہذا ہر کہیا مردون کے ایصال ثواب کے لئے

اعلیٰ درجہ کے مزعفر، فیرنی خیرات کرتے ہیں ہندو بھی
طرح ہندوؤں میں اس قسم کی تمام مال کی مستحق پنڈت یا برہمن
ہوتے ہیں جنکی تقلید میں مسلمانوں نے بھی ایسے
بیان کنندہ ملا کا ایک فرقہ بنا لیا ہے۔ اسی طرح بدھ
مذہب والوں میں اس قسم کے تمام اسباب کے
مالک بھوگی ہوتے ہیں۔

یہ بھوگی تو کسی سے سوال نہیں کرتے بلکہ یہ لوگ
تمام قسم کی خیرات اور عمدہ عمدہ کھانے لیکر بھوگیوں
کیلئے خانقاہوں میں بھیجدیتے ہیں خصوصاً مردوں کے
ایصال ثواب کیلئے انواع و اقسام کے لذیذ کھانے
تیار کرکے بھیجتے ہیں کیونکہ مثل ہنود کے بدھ مذہب
والوں کا بھی عقیدہ ہے کہ جس جس قسم کے کھانے خیرات
کھلائے جاتے ہیں۔ دوسرے جنم میں وہی کھانے ملینگے
اگر اتفاقات سے کسی بھوگی کے پاس کھانا نہ پہنچے
تو وہ بازار میں جاتا ہے۔ اور دروازہ پر جا کر
خاموش کھڑا ہو جاتا ہے۔ سوال مطلق نہیں کرتا۔
جس دروازہ پر بھوگی جاکر کھڑا ہو جاوے مالک
مکان کا فرض ہے کہ وہ ضرور کھانا کو دے۔ جب بھوگی
کہیں بھیک مانگنے جاتے ہیں تو ہاتھ میں پنکھا یا جس کا
بنا ہوا ہوتا ہے۔ اسے منہ کے سامنے کر لیتے ہیں۔
تاکہ عورت کی شکل نہ دکھائی دے۔ لیکن خانقاہوں
میں مرد و عورت ساتھ رہتے ہیں جس وجہ سے
اکثر اخلاقی خرابیاں بھی پیدا ہوتی ہیں جیسا کہ ہوں
عورت و مرد کا ساتھ رہنا اور بھیک مانگتے وقت
منہ کے سامنے پنکھا کرنے پر گرو کہاتی ہیں۔ گلگاوں سے
پرہیز کی مثل صادق آتی ہے۔ اور جو اس امر کا
ثبوت ہے کہ اعتدال سے گذر جانا کسقدر مضر
ہے اسلام نے اسی وجہ سے اعتدال پر قائم رہنے
کی تاکید کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
تمام رات عبادت کرنے اور بارہ مہینے روزہ
رکھنے کی اسی وجہ سے ممانعت کر دی کہ اس میں اعتدال
نہیں رہتا۔ بھوگی نہایت موٹے تازے اور مضبوط
ہوتے ہیں گال چکنے چپڑے۔ یہ کوئی کام نہیں کرتے
ہمیشہ خوش رہتے ہیں اور سیر کرتے پھرتے
ہیں۔ بےفکری اور عمدہ غذا کھانے کی وجہ سے اور
سیر و تفریح کرنے سے یہ نہایت تندرست معلوم
ہوتے ہیں۔ سوائے اسکے کہ دیہات میں جو لوگ
پڑھنا چاہتے ہیں۔ انہیں پڑھا دیں۔ باقی ان کا
کوئی کام نہیں ہے۔ برہما میں مردم شماری روز
بروز ہونے کی وجہ سے بھوگیوں کی کثرت بھی جس
قوم کا کثیر حصہ بالکل بیکار ہو اور بجائے اس کے کہ
خود محنت کرے وہ دوسروں پر بار ہو۔ اس قوم
کا ترقی پانا ناممکن ہے۔

بھوگیوں کی زندگی پر کوئی بے تعصب و محقق
شخص جس کا دماغ صحیح ہو اگر غور کی نظر ڈالیگا تو
یقیناً اسلام کی صداقت کو تسلیم کرے گا۔ اسلام
قبل دنیا کے تمام مشہور مذاہب میں تارک الدنیا
ہونا اور رہبانیت کی زندگی بسر کرنا نہایت ثواب
کا کام سمجھا جاتا تھا۔ سب سے پہلے کس نے دنیا کو رہبانیت
کی خرابیاں بتائیں۔ وہ کونسا مذہب تھا جس نے
رہبانیت کی نہایت سختی کے ساتھ اس وقت
مخالفت کی۔ جبکہ یہود میں احبار عیسائیوں میں
قسیس اور رہبان اور بدھ مذہب میں بھوگی
اور ہنود میں سادھو جوگی۔ بیراگی اور سنیاسی
ہونا سب سے بڑی عبادت تھی اور اس گروہ کی عظمت
و اقتدار اپنی اپنی قوم کے دلوں میں بہت زیادہ
بیٹھی ہوئی تھی۔ سب سے پہلے ڈنکے کی چوٹ
اسلام نے دنیا کو اس مذموم طریقہ کو بتایا۔
اسلامی روشنی سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔
اور عیسائیوں کی ایک بڑی جماعت کو پروٹسٹنٹ
بنا کر رہبانیت کا مخالف بنا دیا۔ اب ہنود میں انگریزی
تعلیم کی بدولت ایک طرف بعض آریہ لیڈر اور دوسری
جانب رائے بہادر لالہ بیجناتھ وغیرہ سادھوؤں
کے گروہ کی خرابیاں دکھا رہے ہیں۔ اور سادھوؤں
کے گروہ کی بیخکنی کرنے پر آمادہ ہیں۔ لیکن افسوس ہے
تو اس کا کہ خود اسلام کے پیرو اسلامی تعلیم سے
بے پروائی کر رہے ہیں۔ تاہم اگر مسلمانوں میں
دوسری اقوام کے اثر سے کچھ خرابیاں پیدا ہوگئی
ہیں۔ تو یہ قصور مسلمانوں کا ہے۔ نہ خود مذہب
اسلام کا۔

ہم بھوگیوں کے حالات سے دوسرا نتیجہ یہ نکالتے
ہیں کہ جو لوگ ترک دنیا کے مدعی ہیں وہ خود دنیا
داروں سے زیادہ دنیا میں پھنسے ہوئے ہیں
بھوگیوں کے بیش قیمت تہبند ان کا اعلیٰ درجہ کا
فرنیچر ان کی نفیس خوراک اس امر کا ثبوت ہے۔
کیا یہ حالات دیکھنے کے بعد ہمارا فرض نہیں ہے۔
کہ ہم مسلمانوں میں اس طبقہ کی حالت کا کھوج لگاویں
جو دوسروں کی خیرات پر گذر اوقات کرنے والا ہے۔
اگر کھوج لگایا جاویگا تو یہ نتیجہ نکلے گا کہ خیرات دینے
والوں کی حالت بدتر ہے۔ خیرات لینے والوں کی
حالت سے جو منشاء خیرات کے خلاف ہے۔ تیسرا
امر غور طلب یہ ہے کہ ہنود میں اور بدھ مذہب والوں
میں تناسخ کا عقیدہ ہے۔ اس وجہ سے انہوں نے
یہ خیال کر رکھا ہے کہ خواہ کھانے کی چیز ہو۔ یا استعمال
کی۔ جو کچھ خیرات دیجاویگی وہ دوسرے جنم میں
بجنسہ ملیگی۔ لیکن اسلام نے تناسخ کی تعلیم نہیں دی
نہ کوئی ایسی تعلیم دی کہ جو چیز بنظر ایصال ثواب
دیجاوے وہ بجنسہ ملیگی۔ اور نہ زمانہ رسول اللہ صلعم
و صحابہ کرام اور آئمہ معصومین سے یہ ثابت ہے
کہ وہ اس طریقہ کی خیرات کرتے تھے۔ آج جیسے
کہ ہنود یا بدھ مذہب میں رائج ہے ایسی حالت
میں یہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ غور کریں کہ
جس طریقہ سے اسلام میں خیرات کی اور میت
کو ایصال ثواب کی تعلیم ہو۔ اور جو طریقہ
ایصال ثواب کا قرون اولیٰ میں متحقق ہوا تھا
اس کی ہم کو پابندی کرنا چاہئے۔ اسلامی تعلیم کی بموجب
خیرات نام ہے۔ حاجت روائی کا حاجت خواہ
کھانے کی ہو۔ یا پانی کی۔ کپڑہ کی ہو یا نقدی یا
کسی دنیاوی کام کی ہو یا نیک مشورہ کی۔
خیرات کا مقصد ہے۔ کسی شخص واحد کو یا کسی
جماعت و قبیلہ کو یا تمام قوم کو کسی تکلیف اتفاقیہ
سے جسمیں وہ مبتلا ہو بچانا اور اسکی بہبودی کے
اسباب فراہم کرنا خیرات کی غرض ہوتی ہے
ثواب حاصل کرنا یا کسی میت کو ثواب پہنچانا
پس پابندی طریقہ رسول اللہ یقیناً سب سے بہتر طریقہ
ہے۔ اور ہم میں ہر شخص کا یہ عقیدہ ہونا چاہئے۔
اور نہ صرف عقیدہ بلکہ جو کچھ حیات النبی بارحی
فداک نے فرمایا یا خود کیا ہے۔ ہم بھی وہی کریں
اور ہمیشہ دوسری اقوام کی تشبہ فی الدین
سے احتراز کرتے رہیں۔ (البشیر)

التبلیغ

جب سے الحکم کے ذریعہ اظہار ملت اور
قوم کی خدمت کا بوجھ میں نے اپنے سر پر لیا ہے
میں ہمیشہ اس ٹوہ اور تلاش میں رہتا ہوں
کہ جہانتک ممکن ہو امام الزمان کے ہر قسم کے
ملفوظات اور مراسلات یکجا ہو جائیں۔ اس ارادہ
کے التزام کے بعد الحکم نے جو قابل قدر کام کیا
وہ اعلیٰ حضرت کے مکتوبات کا جمع کرنا تھا چنانچہ
گذشتہ سالوں کے الحکم حضرت حجۃ اللہ کے
بیش قیمت مکتوبات سے لبریز ہیں۔ اگرچہ بعض
ناقدر شناس زبانوں سے میں نے یہ ناگوار
الفاظ بھی سنے کہ الحکم کو بوسیدہ مکتوبات سے
پر کیا جاتا ہے مگر میں نے ان کو ناواقف اور بیخبر
سمجھ کر معذور سمجھا۔ جو لوگ ان گوہر نایاب
کے قدردان تھے اور ہیں وہ اب تک میری
ان مساعی کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں
اور اسے احسان عظیم سمجھتے ہیں۔ پھر الحکم کے
ذریعہ حضرت حجۃ اللہ کی تعلیم کو یکجا کرنے کا
اہتمام کیا گیا۔ اس کے بعد میں نے مناسب سمجھا
کہ حضرت اقدس کی تفسیر القرآن کو یکجا کر دوں
چنانچہ وہ سلسلہ الحکم میں جاری ہے اور اب
میں نے ارادہ کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے تمام
اشتہارات کو بھی الحکم کے ذریعہ محفوظ کرنے کی
سعی کروں۔ میں نے سنہ ۱۸۹۹ء میں مجموعہ اشتہارات
چھاپنے کا ارادہ کیا تھا اور اکثر احباب نے
زر نقد سے اعانت دینے کی آمادگی ظاہر
کی مگر میں نے شکرگزاری کے ساتھ انکو باز رکھا
اس مجموعہ کی ایک مجلد طیار کرنے پر ہزار ہا
روپیوں کی لاگت آتی ہے۔ میں نے بجائے
اسکے کہ ایک کتاب کی صورت میں چھاپوں
مناسب سمجھا ہے کہ الحکم ہی کے ذریعہ اسے محفوظ
کردوں امید ہے ناظرین الحکم اپنے بیچمیرز
خادم کی اس خدمت کو خاص نظر سے دیکھیں
گے اور اسکی اشاعت کے بڑھانے میں بڑے
جوش سے حصہ لیں گے۔ الحکم کی اشاعت ہزاروں
تک ہونی چاہئے۔ اور ہو سکتی ہے مگر افسوس
ہے کہ احباب توجہ نہیں کرتے۔ اور وہ اس
قومی فرض سے غافل ہیں۔ میرے مکرم
سید امیر علیشاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر
نے الحکم کو ایک سو خریدار دینے کا
وعدہ فرمایا ہے اور وہ اسوقت تک پانچ
خریدار دے چکے ہیں۔ اگر دس امیر علیشاہ
الحکم کے ناظرین میں پیدا ہو جائیں تو الحکم
دنوں میں ہزاروں تک پہونچ جاوے۔ تاہم
میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے الحکم کی بہت
بڑی ترقی کی امید کرتا ہوں۔

اسی ضمن میں منشی عالم شیر صاحب سارجنٹ
کوئٹہ کا بہت شکرگذار ہوں جو الحکم کے کل خریداران
کا تریاق توسیع اشاعت کے کام میں کفارہ ہو رہے ہیں
وہ اس میدان میں بڑی ہمت سے کام کرتے
ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ اور
اپنے ارادوں میں کامیاب کرے۔

بہرحال جو لوگ حضرت اقدس کے کل اشتہارات
کے مجموعہ کے خواہشمند تھے انہیں بہت اچھا
موقع حاصل ہے کہ وہ مجموعہ تو ان کو مفت
ملجاویگا۔ اور الحکم کی قیمت ادا کرکے اور بھی
بیسیوں عجیب پرمعنی اور مفید مضامین سے
فائدہ اٹھا سکیں گے۔

اطلاع

بعض احباب کی خدمت میں میں نے وی پی ارسال کئے
اور وی پی کے ارسال کرنے سے پہلے خطوط اطلاعی
لکھے ہمارے بقایاداروں نے ذرا بھی توجہ نہ کی
فوراً وی پی انکاری کرکے واپس کردیا جس سے مطبع کو
دوہری زیر باری اٹھانی پڑی پس بقایادار احباب
کی خدمت میں ضروری التماس ہے کہ بقایا ارسال کریں اور

ضروری گذارش لائق توجہ گورنمنٹ

یہ عجیب زمانہ ہے کہ ہمدردی کی بھی ناشکری کیجاتی ہے بعض اخباروں نے اور خاصکر پیسہ اخبار لاہور اس بات سے بہت ناراض ہوئے ہیں کہ میں نے دوسرے زلزلہ کی خبر کیوں شایع کی ہے حالانکہ انکو خوب معلوم ہے کہ جو کچھ میں نے شایع کیا وہ نیک نیتی سے ہے اور نہ کسیکو آزار دینا اور تشویش میں ڈالنا میرا مقصد ہے میں نے پہلے اس سے ۱۹۰۳ء میں ایک زلزلہ شدیدہ کی خبر شایع کی تھی جسکا مضمون یہ تھا کہ ایک زلزلہ سخت آنیوالا ہے جو ہولناک ہوگا اور میں نے اسی زلزلہ کے بارہ میں ہی سنہ ۱۹۰۳ء میں بذریعہ اخبار شایع کیا کہ وہ زلزلہ آنیوالا ایسا ہوگا کہ جس سے ایک حصہ ملک کا تباہ ہوجائیگا اور بڑی بڑی عمارتیں گرینگی اور جو عارضی طور پر فرودگاہ میں وہ بھی گرینگی اور جو مستقل سکونت کی عمارتیں میں وہ بھی نابود ہوجائیگی اور اس زمانہ سے پچیس برس پہلے میں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں اسی زلزلہ کی خبر دی تھی اور لکھا تھا کہ اس سے پہاڑ بہت جائینگے اور بڑی آفت پیدا ہوگی اور جب وہ پیشگوئی ۴ اپریل سنہ ۱۹۰۵ء کو پوری ہوگئی اور بندگان خدا کا وہ نقصان ہوا جسکی تحریر کی حاجت نہیں تب بھی اس حادثہ سے اسقدر صدمہ ہوا تھا جس کے بیان کرنے کیلئے الفاظ نہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ بہت ہی کم ایسے لوگ ہونگے جنکو میری مانند ملک کی اس تباہی کا درد پہونچا ہوگا کیونکہ اس زلزلہ کے بعد مجھے بار بار یہ خیال آیا کہ میں نے بڑا گناہ کیا کہ جیسا کہ حق شایع کرنیکا تھا اس پیشگوئی کو شایع نہ کیا کیونکہ وہ پیشگوئی صرف اردو کے دو اخبار اور دو رسالوں میں شایع ہوئی تھی اور یہ بھی فروگذاشت ہوئی تھی کہ عربی پیشگوئی کا ترجمہ بھی نہیں ہوا تھا اور یہ بھی بڑی غلطی ہوئی کہ انگریزی اخباروں میں اس کو شایع نہیں کیا گیا تھا اگرچہ میں اسوقت جانتا تھا کہ میرا لکھنا دلوں کو ایک واجبی احتیاط کی طرف مصروف نہیں کریگا کیونکہ قوم میری باتوں کو بدظنی سے دیکھتی ہے اور ہر ایک بھلائی کی بات جو میں پیش کرتا ہوں بجز گالیاں سننے کے میں اسکا کوئی صلہ نہیں پاتا تاہم میرے دل کو اس غم نے سخت گھیر لیا کہ جو خبر مجھے پہلے سے بہت صفائی سے خدائے علیم و حکیم کیطرف سے ملی تھی میں نے اسکی پورے طور پر اشاعت نہ کی اور اگر میں پورے طور پر اشاعت کرتا اور بار بار متنبہ کرتا تو ممکن تھا کہ میرا کام بند ہو کر بعض جانیں بچ جاتیں چنانچہ جسقدر میری جماعت میں سے دھرم سالہ اور کانگڑہ اور کلو وغیرہ میں لوگ رہتے تھے یا ملازم تھے ایک بھی انمیں سے ضایع نہیں ہوا اسکی وجہ یہی ہوگی کہ وہ زلزلہ کی خبر کو پہلے سے یاد رکھتے ہونگے اور حتی الوسع اپنی باطنی اصلاح بھی کی ہوگی میں اسی غم اور پریشانی میں تھا کہ یکدفعہ پھر مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے خبر ملی کہ ایک زلزلہ اور آنیوالا ہے جو قیامت کا نمونہ ہوگا اس خبر کو سنتے ہی میرے بدن پر لرزہ پڑگیا اور میرے دل کی وہ حالت ہوئی جسکو میرا خدا جانتا ہے اور جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں میں پہلے سے بہت شرمندہ تھا کہ میں نے زلزلہ کی پہلی خبر کو کماحقہ کیوں شایع نہ کیا اور کیوں بنی نوع کی پوری ہمدردی نہ کی۔ اب دوسرے زلزلہ کی خبر پاکر میرا دل اس بات کیلئے بے اختیار ہوگیا کہ پہلی فروگذاشت کی اب تدارک کروں اسی غرض سے میں نے تین اشتہار شایع کئے تا لوگوں کو متنبہ کروں کہ حتی المقدور اپنے اعمال کی اصلاح کریں اور جہانتک ممکن ہو ایسی عمارتوں سے بچیں جو دو منزل سہ منزل ہیں اور اب کی دفعہ میں نے پہلی فروگذاشت کو پورا کرنے کے لئے کئی ہزار اشتہار شایع کئے اور اخباروں میں بھی یہی مضمون شایع کرایا اور پایونیر وغیرہ انگریزی اخباروں میں بھی شایع کرایا بلکہ اس اطلاع کے لئے ایک چٹھی بخدمت جناب لفٹنٹ گورنر بہادر اور ایک چٹھی جناب نواب لارڈ کرزن وائسرائے بالقابہ کی خدمت میں بھیجی گئی اور ابھی میں اس بات کی طرف متوجہ ہوں کہ تا اگر خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس گھڑی کو ٹالدے اور مجھے اطلاع دے اور یا پورے طور پر بتعیین تاریخ اور روز اور وقت اس آنیوالے حادثہ سے مطلع فرماوے کیونکہ وہ ایک بات بتلا رہا ہے اب ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ کسی بدنیتی یا دلآزاری یا ستانے کے لئے میں نے یہ کام نہیں کیا اور جس آنیوالے زلزلہ سے میں نے دوسروں کو ڈرایا اس سے پہلے میں آپ ڈرا اور اب تک ڈر رہا

ؔ اس کے واسطے کوئی تاریخ معین نہیں ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے کوئی خاص تاریخ میرے پر ظاہر نہیں فرمائی بعض لوگوں کو غلطی لگی ہے کہ میں نے اپریل ۱۹۰۶ء اس کی مقرر کی تھی مگر یہ بالکل جھوٹ ہے ہم نے کوئی تاریخ نہیں لکھی ایسی پیشگوئیوں میں ہمیشہ یہی سنت اللہ ہے چنانچہ انجیل میں بھی یہ حرف ہے کہ زلزلے آوینگے مگر تاریخ مقرر نہیں ہے مجھے ابتک قطعی طور پر یہ بھی معلوم نہیں کہ اس زلزلہ سے درحقیقت ظاہری زلزلہ مراد ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے جو زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے

ایک ماہ سے میرے خیمے باغ میں لگے ہوئے ہیں میں واپس قادیان میں نہیں گیا کیونکہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ وقت کب آنیوالا ہے میں نے اپنے مریدوں کو بھی اپنے اشتہارات میں بار بار یہی نصیحت کی کہ جسکی مقدرت ہو اسے ضروری ہے کہ کچھ مدت خیموں میں باہر جنگل میں رہے اور جو لوگ بے مقدرت ہیں وہ دعا کرتے رہیں کہ خدا اس بلا سے بچاوے پس میری نیک نیتی پر اس سے زیادہ کون گواہ ہو سکتا ہے کہ اسی خیال سے میں معہ اہل و عیال اور اپنی تمام جماعت کے جنگل میں پڑا ہوں اور جنگل کی گرمی کو برداشت کر رہا ہوں حالانکہ قادیان طاعون سے بالکل پاک صاف ہے مگر جس بات سے خدا نے ڈرایا اس سے ڈرنا لازم ہے اور جس ضرر کا یقین ہے اس سے بنی نوع کو ڈرانا بھی شرائط ہمدردی میں داخل ہے اگر میں دیکھوں کہ کسی گھر کے حصہ کو آگ لگنے کو ہے اور گھر کے لوگ خواب میں ہیں میں انکو کچھ خبر نہیں اور میں انکو اطلاع نہ دوں کہ وہ تشویش میں پڑینگے تو میں ایک سخت گناہ کا مرتکب ہونگا یہ بھی یاد رہے کہ کسی کمزور بنا پر یہ پیشگوئی نہیں کی گئی ہے بلکہ اگر حکام کی طرف سے بھی میرے اس دعوے کی پڑتال ہو تو کم سے کم ہزار پیشگوئی ایسی ثابت ہوگی جو وہ بھی دیکھ لیں جبکہ میں صدہا پیشگوئیوں کی سچائی کے تجربہ سے اسبات کے باور کرنے کیلئے ایک بھاری ثبوت اپنے پاس رکھتا ہوں کہ جو کچھ خدا نے مجھے فرمایا ہے سچ ہے تو پھر اس سے لوگوں کو مطلع نہ کرنا ایک ظلم تھا کیونکہ یہ زلزلہ کی پیشگوئی قطعی نہیں بلکہ شرطی ہے ہر ایک شخص جو نیک چلنی اختیار کریگا وہ بچایا جائیگا پس ایسے شخص کو کیا غم ہے جو اپنے چال چلن کی درستی رکھتا ہے ہاں وہ بدمعاش لوگ جو اپنا پیشہ بدکاری حرام خوری خونریزی وغیرہ رکھتے ہیں البتہ ایسے اشتہاروں سے تشویش میں پڑینگے سو انکی تشویش کی نہ خدا کو پروا ہے اور نہ گورنمنٹ کو اگر انکو خوش رکھنا مقصود ہوتا تو انسانی گورنمنٹیں انکے لئے جیلخانے کیوں طیار کریں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کس قسم کی بدظنی ہے جو مخالف لوگ کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اپنے اشتہاروں سے تشویش میں ڈالدیا ہے میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کیسی تشویش ہے میں منجم ہونیکا دعویٰ نہیں کرتا نہ مجھے علم جیالوجی کی مہارت کا کوئی دعوے ہے صرف یہ دعوے ہے کہ خدائے تعالیٰ کیطرف سے وحی پاتا ہوں مگر اس وحی پر یہ لوگ سخت مکذب ہیں اور اسی بنا پر مجھے کذاب اور دجال کہتے ہیں اور اسی بنا پر بیس برس کے عرصہ سے یہ لوگ میری تکذیب کر رہے ہیں ان لوگوں نے ہزارہا اشتہار میری نسبت شایع کئے ہیں کہ اس دعوی میں یہ شخص جھوٹا ہے بلکہ اسقدر لعنتوں اور گالیوں سے بھرے ہوئے میری نسبت دنیا میں اشتہار شایع کر چکے ہیں جن سے کم دس کوٹھے بھر سکتے ہیں تو پھر کیا کوئی سمجھ سکتا ہے کہ میری ایسی پیشگوئیوں سے ڈرے ہوں جو شخص انکے نزدیک جھوٹا ہے اس سے ڈرنے کے کیا معنے ہیں ہاں اگر مجھے بندگان خدا کی سچی ہمدردی مجبور نہ کرتی تو میں ایک ورق بھی شایع نہ کرتا مگر پہلی پیشگوئی کا بڑی زبردست طور سے پورا ہونا اور ہزارہا جانوں کا نقصان ہونا مجھے کھینچ کر اسطرف لایا کہ میں دوسری پیشگوئی کے شایع کرنے میں کوتاہی نہ کروں اور کماحقہ شایع کردوں بعض نے میری نسبت خط لکھ کر کہ تو جھوٹا ہے ہم چاہتے ہیں کہ تجھے قتل کردیں لیکن اگر میرے ان اشتہاروں سے کچھ لوگ احتیاط کیطرف جھک جائیں اور اپنی کچھ اندرونی اصلاح کریں اور انکی جانیں بچ جائیں تو میری جان کیا چیز ہے کیا میں کبھی مرنا نہیں تا اپنی جان سے ایسی محبت رکھوں کہ بنی نوع کی ہمدردی بھی چھوڑ دوں اور بعض نا اہل کہتے ہیں کہ یہ اشتہارات اس غرض سے لکھے ہیں کہ تا لوگ ڈر کر انکی بیعت قبول کرلیں مگر اس حق پوشی کا میں کیا جواب دوں میں بار بار انہیں اشتہارات میں لکھ چکا ہوں کہ اصلاح نفس اختیار کرو یہ ضروری نہیں ہے کہ کوئی [illegible] مسلمان ہو جائے یا میری بیعت اختیار کرے بلکہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر کسی کا مذہب غلطی پر ہے تو اس غلطی کی سزا کیلئے یہ دنیا عدالتگاہ نہیں ہے اس کیلئے عالم آخرت مقرر ہے اور جسقدر قوموں کو پہلے اس سے سزا ہوئی ہے مثلاً آسمان سے پتھر پڑے یا طوفان سے غرق کئے گئے یا زلزلہ نے انکو فنا کر دیا اسکا یہ باعث نہیں تھا کہ وہ بت پرست یا آتش پرست یا کسی اور مخلوق کے پرستار تھے اگر وہ سادگی اور شرافت سے اپنی غلطیوں پر قائم ہوتے تو کبھی ان پر عذاب نازل [illegible]

ؔ اس جگہ نمونہ کے طور پر [illegible] کا اشتہار نقل کیا جاتا ہے جس [illegible] کہ ہماری پیشگوئیوں کی [illegible]

www.aaiil.org

لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا بلکہ خدا تعالیٰ کی آنکھ کے سامنے سخت گستاخ ہو گئے اور نہایت درجہ شوخیاں دکھلائیں اور انکی بدکاریوں سے زمین ناپاک ہو گئی اس لئے اسی دنیا میں انپر عذاب نازل ہوا خدا کریم و رحیم ہے۔ میں نصیحت کہتا ہے اگر اس زمانہ کے لوگ بھی اسی طرح شوخی اور بدکاریوں و ظلم و بد نظری کے بیباک کاموں پر ایسے جرأت نہ کریں گو یا خدا نہیں ہے تو ہرگز ایسے کوئی عذاب نازل نہیں ہوگا جیسا کہ وہ فرماتا ہے مایفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم و آمنتم یعنے خدا تمہیں عذاب دیکر کیا کریگا اگر تم شکرگزار بن جاؤ اور خدا پر ایمان لاؤ اور اسکی عظمت اور سزا کے دن سے ڈرو۔ ایسا ہی اسکے مقابل پر فرمایا ہے قل ما یعبؤ بکم ربی لولا دعاؤکم یعنے انکو کہدے کہ اگر تم نیک چلن انسان نہ بنجاؤ اور اسکی یاد میں مشغول نہ رہو تو میرا خدا تمہاری زندگی کی پروا کیا رکھتا ہے اور سچ ہے کہ جب انسان غافلانہ زندگی بسر کرے اور اسکے دل پر خدا کی عظمت کا کوئی رعب نہ ہو اور بے قیدی اور دلیری کے ساتھ اسکے تمام اعمال ہوں۔ تو ایسے انسان سے ایک بکری بہتر ہے جس کا دودھ پیا جاتا ہے اور گوشت کھایا جاتا ہے اور کھال بھی بہت سے کاموں میں آجاتی ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ جسقدر میں نے لکھا ہے وہ ان لوگوں کیلئے بس ہے جنکے دل سخت نہیں ہیں اور جو جانتے ہیں کہ خدا ہے۔

والسلام علی من اتبع الہدیٰ

المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی

بقیہ نوٹ کی بات ہے تو یہ پیشگوئیاں کسی کے واسطے تشویش کا موجب نہیں ہیں اور نہ لوگ اسکے ذکر میں بلکہ اسپر مضحکہ اڑاتے ہیں چنانچہ اشتہار کی کچھ عبارت ہم اسجگہ بطور نمونہ کے نقل کرکے دکھاتے ہیں کہ ایسے مخالفین پر ہماری پیشگوئیوں کا کیا اثر پڑ سکتا ہے اور وہ عبارت یہ ہے میں آج ۶ مئی ۱۹۰۵ء کو اس امر کا بڑے زور اور دعوے کے ساتھ اعلان کرتا ہوں اور تمام لوگوں کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ خوفناک در پیشگوئی کو ان کے دلوں کو اطمینان اور تسلی دیتا ہوں کہ قادیانی نے ۵۔ ۸۔ ۲۱۔ اور ۲۹۔ اپریل کے اشتہاروں اور اخبار و میں جو کہا ہے کہ ایک ایسا سخت زلزلہ آئیگا جو ایسا شدید اور خوفناک ہوگا کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے گذشتہ زلزلہ کی اصلی تاریخ یا وقت نہیں بتلاتا مگر اس امر کا پورا زور دیتا ہوں کہ کذاب مفتری ہے۔ ایسے میں ان بھولے بھالے سادہ لوح لوگوں جو قادیانی کی معرفت غلط پیشگوئیاں اخباری نکتہ چینیوں سے خوفزدہ ہو رہے ہیں پر شعبدہ ڈرے کے اطمینان اور تسلی دیتا ہوں خوشخبری سناتا ہوں کہ خدا کے فضل و کرم سے شہر لاہور و غیرہ میں زلزلہ نہ آئیگا

مدرسہ تعلیم الاسلام اور کالج

تعلیم الاسلام سکول جنوری ۱۸۹۸ء کو کھولا گیا تھا اور صرف پرائمری سکول تھا لیکن آج خدا کے فضل و کرم سے وہ تعلیم الاسلام سکول کالج تک ترقی کر گیا ہے سال گذشتہ میں چار طالب علم ایف اے کے امتحان میں شریک ہوئے تھے جن میں سے تین کامیاب ہوگئے۔ الحمد للہ علی ذالک یہ نتیجہ میں سمجھتا ہوں پنجاب بھر میں اول درجہ کا ہے۔

اب جبکہ انٹرمیڈیٹ کا نتیجہ بھی نکل آیا ہے مناسب سمجھا گیا ہے کہ فرسٹ ایر کلاس کھولدیا جاوے چنانچہ پہلی کلاس خدا کے فضل سے کھل گئی ہے تعلیم الاسلام کالج اپنی طرز کا پہلا کالج ہے جہاں دینی اور رسمی علوم مروجہ کے ساتھ ساتھ دینیات کی تعلیم کا کافی انتظام کیا گیا ہے اور خاص طلبا کی نگرانی کی جاتی ہے۔ طلبا کی اخلاقی اور مذہبی ترقی کا خاص طور پر لحاظ کیا جاتا ہے۔ کالج کی فیس تین روپیہ ماہوار ہے اور بورڈنگ ہاؤس کا خرچ حسب ذیل ہے اور خرچ صرف روٹی ۔۔۔

کالج کے متعلق بورڈنگ ہاؤس ہے جسکے داخلہ کی فیس ایک روپیہ ہے۔ بورڈنگ ہاؤس میں طلبا کی آسائش کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اور طبی مشورہ اور ضروری علاج کیلئے ایک ڈسپنسری ہے ایک تجربہ کار ڈاکٹر کے ماتحت میں ہے جو سلسلہ احمدیہ اور انجمن حمایت اسلام کی ڈسپنسری کا انچارج ہے۔

جو والدین اپنے بچوں کی روحانی بہبودی اور اخلاقی حالت کی اصلاح کے خواہشمند ہیں اور ساتھ ہی کالج کی تعلیم کا انتظام کرنا چاہتے ہیں ان کیلئے قادیان کا کالج سے بہتر جگہ نہیں ملیگی ضروری دریافت طلب امور کیلئے پرنسپل صاحب کالج سے خط و کتابت کرو۔

ضرورت! ضرورت!! ضرورت!!!

تعلیم الاسلام ہائی سکول کیلئے ایک ایف اے پاس جو نیر ٹرینڈ ٹیچر کی اور ایک ٹرینڈ ڈرل ماسٹر کی ضرورت ہے تجربہ کار کو ترجیح دیجائیگی تنخواہ کا فیصلہ خط و کتابت سے ہو سکتا ہے درخواستیں معہ نقول اسناد بنام ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے نام آنی چاہئیں۔

خواہ زلزلہ آئے یا نہیں آئیگا یا نہیں آئیگا اور نہیں آئیگا!!! آپ بے غم مطمئن اور تسلی رکھیں مجھے یہ خوشخبری حقیقی نور الٰہی اور کشف کے ذریعہ دیگئی ہے جو انشاء اللہ بالکل صحیح ہوگی میں مکرر سکرر کہتا ہوں اور اس نور الٰہی سے جو مجھ پر کشف دکھایا گیا ہے مستفیض ہو کر اسکا اعلان کی اجازت پاکر دعوے کی حیثیت سے کہتا ہوں کہ قادیانی ہمیشہ کی طرح اس زلزلہ کی پیشگوئی میں بھی ذلیل و رسوا ہوگا اور خدا و ند تعالیٰ حضرت خاتم المرسلین شفیع المذنبین کے طفیل سے اپنی گنہگار مخلوق کو اپنے امن و عافیت میں رکھیگا اس ۔۔۔ کی نسبت ۔۔۔ بھی ۔۔۔ ہوگا۔

ملا محمد بخش حنفی سکرٹری انجمن حامی اسلام لاہور۔

زلزلہ کی خبرین

پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے زلزلہ کی سرکاری رپورٹ اور ریلیف کی روئداد شائع ہوگئی ہے دہرم سالہ کے فوجی مصیبت زدگان زلزلہ کی امداد میں ایک جدا فنڈ باہتمام لارڈ کچنر کھلیگا۔

زلزلہ ریلیف فنڈ کے لئے جو کم از کم ۵ لاکھ کی رقم مطلوب تھی آئین سے ۳ لاکھ اتنیک فراہم ہوچکا ہے ولایت سے بھی بہت روپیہ آیا ہے جسکی صحیح میزان ہنوز معلوم نہیں۔

ڈاکٹر ایونگ پریذیڈنٹ اور رائے بہادر ۔۔۔ صاحب جوائنٹ سکرٹری زلزلہ ریلیف فنڈ نے کانگڑہ۔ پالمپور۔ دہرم سالہ اور دیہات میں گھومکر مفصل حالات دریافت کئے ہیں۔

سر چارلس ریواز بہادر نے رخصت پر جانے سے پہلے گورنمنٹ آف انڈیا کو ان تجاویز سے مطلع کیا جو ضلع کانگڑہ میں زلزلہ کی تباہی کی مدافعت کیلئے اختیار کیجاتی ہیں۔

پالمپور کو اطلاع ملی ہے کہ منڈی اور باجوڑا کے مابین سڑک بہت خراب ہے اور بعض جگہ زلزلہ کے باعث خطرناک بھی ہوگئی ہے۔ ۳۰۔ اپریل کو ٹیلیگراف درست کرنے والی پارٹی سڑک پر سے گذر رہی تھی کہ یکایک پہاڑی کا کچھ حصہ زمین پر آپڑا سب لوگ بال بال بچے۔ دلیپ انسپکٹر کا بازو ٹوٹ گیا دو چپڑاسی کھڈ میں گر پڑے مگر ۔۔۔ بچ گئے۔

زلزلہ سے ۔۔۔ ہیئت میں ۔۔۔ فرق آگیا ہے کہ انکا دوبارہ ۵ پیمائش کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے ۔۔۔ سب بیچ دیگئی ہیں۔

لارڈ کچنر نے فوجی مصیبت زدگان زلزلہ کیلئے جو فنڈ ۔۔۔ ۱۲ ہزار تک پہنچ چکی ہے۔

مسٹر سکن اینڈ کو و بامبرا اینڈ کو نے زلزلہ ریلیف فنڈ کیلئے ۵ ہزار دیا۔

کلو کے دور دراز حصہ سے اطلاع ملی ہے کہ گندھک کے چشمے کئی جگہ پھوٹ نکلے ہیں۔ یہ بات قرین قیاس ہے اسلئے کہ منڈی اور کلو میں اکثر جگہ پہاڑ اور گرم چشمے پہلے سے موجود ہیں۔

مسٹر سیسن جے ڈیوڈ نے بمبئی سے زلزلہ ریلیف فنڈ کیلئے ۲۰ ہزار روپیہ جمع کرکے سر ڈینزل ابٹسن کے پاس ارسال کیا ہے۔ آپنے بمبئی میں ایک ۔۔۔ فنڈ ایسے کھولا ہے جسکی یہ پہلی قسط ہے۔ ہزآنر مسٹر سیسن اور ۔۔۔ بمبئی کی اس فیاضی پر جو انہوں نے غیر صوبے کے ساتھ کی نہایت خوشنودی ظاہر فرمائی۔

مسٹر ۔۔۔ ایم ۔۔۔ باری ۔۔۔ بمبئی میں ریلیف فنڈ کیلئے بہت سا چندہ ۔۔۔

بنگال ۔۔۔ بنگال لاہور میں زلزلہ ریلیف فنڈ کے کیلئے ۔۔۔ ایک لاکھ ۲۰ ہزار ۔۔۔ ہو چکی ہے۔

نیوزیلینڈ سے اطلاع ملی ہے کہ ہندوستان کے زلزلہ کے وقت وہاں بھی خاصی حرکتیں محسوس ہوئیں۔

چترال سے اطلاع ملی ہے کہ ۴۔ اپریل کو وہاں بھی ہلکا زلزلہ محسوس ہوا۔

کلو میں سپرنٹنڈنٹ کیلئے سامان خورد و نوش پہنچانے کا خاص انتظام کیا جا رہا ہے۔

بنگال کے ایوان تجارت نے فیصلہ کیا ہے کہ زلزلہ ریلیف فنڈ کیلئے چندہ کھولا جائے۔

لارڈ کچنر کے ریلیف فنڈ میں افواج سے علے العموم چندہ لیا جائیگا۔ چنانچہ برہمن رجمنٹ نمبر اول نے فہرست میں سب سے پہلے ۵ سو روپیہ دیا۔

لاہور کے ٹاؤن ہال باغ میں ۹ مئی کو ۶ بجے صبح کے زلزلہ ریلیف فنڈ کے متعلق ایک عام جلسہ کیا گیا۔

سرکاری تخمینہ کے مطابق ۴۔ اپریل کے زلزلہ سے شہر میں ۸ لاکھ کا نقصان ہوا۔

آئندہ زلزلہ کے خوف سے کپورتھلہ کے حکمران خاندان نے شہر سے باہر خیموں میں رہنا اختیار کیا تھا راجہ جگتجیت کے خیمہ میں چور آ گھسے نمبر دیگر مال و اسباب کے ایک نہایت قیمتی ہار بھی چوری گیا۔

شہنشاہ انگلستان نے زلزلہ کچنر فنڈ میں ایکسو گنی (۵ ۷ ۱ ۵) دی۔

سکندر آباد ڈویژن کے افسر نے زلزلہ ریلیف فنڈ کھولا ہے اعلان کیا گیا ہے کہ کم و بیش کا کچھ خیال نہ کریں سب لوگ حسب حیثیت چندہ دیں۔

بندر عباس سے ۳۰۔ اپریل کا تار مظہر ہے کہ ۲۵۔ اپریل کو ایک بجے دن کے یہاں سخت زلزلہ محسوس ہوا۔ ایک منٹ تک ہوتا رہا۔ پھر ایک بجکر ۵ منٹ پر اسی زور کا لیکن پہلے سے کم دیر تک رہا۔ غرض پانچ زلزلہ اسیطرح ۴۰ منٹ میں معلوم ہوئے مکان اسطرح لرزتے تھے کہ خوف معلوم ہوتا تھا۔ چند دوکانیں اور دیواریں گر بھی گئیں۔ بندر عباس کی پشت پر جو کوہ غنا ہے ۴ سو گز تک نیچے دب گیا۔ اطلاع ملی ہے کہ ایک جگہ زمین شق ہوگئی اور پچاس آدمی تلف ہوگئے۔ قصبہ سرومیں بھی بہت نقصان ہوا۔ ۲۶۔ ۲۷۔ اور ۲۹ کو بھی ہلکی حرکتیں محسوس ہوئیں برٹش انڈین کمپنی نے کے دفتر کو اول زلزلہ سے کسیقدر نقصان پہونچا۔ دیواریں کم و بیش شکستہ ہوگئیں۔

ڈپٹی کمشنر کانگڑہ کی رپورٹ ہے کہ ضلع کانگڑہ اور کلو میں غلہ اور خوراک بہت ہے اور بہت گران ہے بجز لوگوں کے لئے اس سے بہتر کوئی موقع حصول نواکا نہوگا۔ یہاں ایسے خاندان اسوقت بے سر و سامان ہیں جو زبان سے مانگنا تو کجا اگر انکی کچھ امداد کی جاتی ہے تو بھی ایک خاص شریفانہ حیا انکے چہرو نسے ظاہر ہوتی ہے گورنمنٹ ریلیف کمیٹی۔ آریہ سماج اور دیگر اقوام کی کوششوں کے باوجود ابھی وہاں کرنیوالوں کے لئے بہت کچھ کرنیکا موقع ہے۔

بنگال کے ایوان تجارت نے جو اپیل زلزلہ ریلیف فنڈ کیلئے کھولا تھا اسمیں اتنیک ۳۸ ہزار ۲ سو ایک روپیہ چندہ ہو چکا ہے۔ پہلی فہرست چندہ عنقریب شائع کیجائیگی۔ مسرز ملکیل اینڈ کو نے ۷ ہزار ۵ سو روپیہ اور مسرز گلبرن اینڈ کو نے ۵ ہزار چندہ میں دیا۔ چندہ دہندگان کم و بیش کا کچھ خیال نہ کریں کمیٹی چھوٹی اور بڑی سب رقموں کو شکریہ کے ساتھ منظور کرے گی۔

(وطن)

www.aaiil.org

رسید آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۱۴ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ ملک بخش صاحب عرائض نویس حسن ابدال ضلع پشاور عہ

۲۔ منشی فضل احمد صاحب سپرنٹ جنگی جینڈری ۸ر

۳۔ میاں دین محمد صاحب قادیان ۶ر

۱۷ اپریل ۱۹۰۵ء [illegible] میزان

۱۔ جماعت لاہور معرفت حکیم محمد حسین صاحب قریشی عہ

۲۔ منشی غلام محمد صاحب سیالکوٹی [illegible]

۳۔ جماعت [illegible] معرفت مولوی محمد نور [illegible]

۴۔ جماعت پشاور معرفت مولوی غلام حسن صاحب [illegible]

۵۔ [illegible] خانصاحب رسالدار [illegible] جہاونی کوئٹہ بلوچستان ہے

۶۔ میاں محمد بخش صاحب گوگنشت علاقہ ملوٹ ڈاکخانہ ڈوال ضلع جہلم ۴ر

۱۸ اپریل ۱۹۰۵ء [illegible] میزان

۱۔ منشی محمد یوسف صاحب اپیل نویس مردان با جماعت مردان [illegible]

۲۔ منشی میر [illegible] صاحب اپیل نویس مردان عہ

۳۔ جناب میر ناصر نواب صاحب قادیان [illegible]

۱۹ اپریل ۱۹۰۵ء [illegible] میزان

۱۔ منشی محمد [illegible] صاحب پیر کوٹ ڈاکخانہ حافظ آباد [illegible]

۲۔ منشی عبد المجید خانصاحب معرفت جماعت [illegible] للعہ

۳۔ منشی محمد الدین صاحب [illegible] ضلع گجرات

۴۔ منشی [illegible] صاحب کلرک [illegible] ڈیرہ غازیخان [illegible]

۵۔ جماعت [illegible] معرفت مولوی قمر الدین صاحب [illegible] للعہ

۶۔ میاں [illegible] صاحب زرگر [illegible] ضلع منٹگمری [illegible]

۲۰ اپریل ۱۹۰۵ء [illegible]

۱۔ چوہدری مولوی عبد السلام صاحب قادیان دار الامان ۲ر

۲۔ مولوی فضل کریم صاحب [illegible] تحصیل [illegible]

۳۔ جماعت سکندر ضلع گجرات [illegible]

۲۱ اپریل ۱۹۰۵ء [illegible] میزان

۱۔ [illegible] معرفت حافظ حسین بخش صاحب [illegible]

۲۔ حضرت حکیم الامت صاحب بروز جمعہ للعہ

۳۔ میاں خیر الدین صاحب سیکھواں [illegible]

۴۔ [illegible] دفتر [illegible] میاں بخش [illegible] ۱۲ر

۵۔ منشی [illegible] صاحب [illegible] ضلع فیروزپور ۸ر

۶۔ منشی امام الدین صاحب پٹواری لوہ چب متصل قادیان دار الامان [illegible]

[illegible] میزان

۲۳ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ میاں شیخ محمد [illegible] متصل قادیان دار الامان ۸ر

۲۔ حکیم [illegible] صاحب قادیان دار الامان ہے

۳۔ شیخ غلام نبی صاحب راولپنڈی ہے

۴۔ منشی گلاب الدین صاحب مدرس [illegible] ۸ر

۵۔ میاں وزیر خان صاحب بجوربہا عہ

۶۔ میاں محمد خانصاحب [illegible] امرتسر [illegible]

۷۔ [illegible] غلام احمد صاحب بی اے [illegible] ڈاکخانہ جات گلگت عہ

۸۔ سید علی شاہ صاحب برقی صدر بازار نوشہرہ ضلع پشاور عہ

۹۔ منشی غلام داد صاحب [illegible] سنوری (پٹیالہ) [illegible]

[illegible] میزان

۲۵ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ میاں الٰہی بخش صاحب و محکم دین صاحب ملٹری پولیس گلوٹی [illegible] ہے

۲۔ منشی محمد عثمان خانصاحب ہیڈ ڈرافٹسمین الٰہ آباد عہ

۳۔ جماعت [illegible] معرفت مولوی محمد نواب خانصاحب [illegible] للعہ

۴۔ بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر راولپنڈی ہے

میزان [illegible]

۲۶ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ سید محمد شاہ صاحب [illegible] رسالہ [illegible] نوشہرہ عہ

۲۔ سید [illegible] شاہ صاحب مقام ریاسی (جموں) [illegible]

۲۷ اپریل ۱۹۰۵ء [illegible] میزان

۱۔ میاں محمد بن محمد خلیل بمبئی عہ

۲۔ ابو غلام رسول صاحب [illegible] متصل [illegible] ۱۵ر

۳۔ میاں رحمت اللہ صاحب [illegible] ہے

۴۔ مولوی الٰہی بخش صاحب [illegible] مدرس اسلامیہ [illegible] عہ

۲۸ اپریل ۱۹۰۵ء [illegible] میزان

۱۔ جماعت ڈیرہ بابا [illegible] معرفت بابو غلام حسن صاحب [illegible] للعہ

۲۔ بابو غلام حسن صاحب [illegible]

۳۔ [illegible] بخش صاحب [illegible]

۴۔ مولوی فیروز الدین صاحب [illegible] عہ

۵۔ امام الدین صاحب [illegible] ۶ر

۶۔ جماعت [illegible] معرفت منشی احمد اللہ صاحب [illegible]

۷۔ جماعت قصور معرفت مرزا عبد العزیز بیگ صاحب [illegible]

۸۔ جماعت [illegible] معرفت منشی ولی داد خانصاحب عرائض نویس [illegible]

۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء [illegible] میزان

۱۔ سید محمد شاہ صاحب احمدی متصل قادیان ۴ر

۲۔ [illegible] قاسم [illegible] پور [illegible]

۳۔ جماعت [illegible] معرفت بابو برکت علی صاحب [illegible]

میزان [illegible]

درخواست دعا

چودہری جھنڈو خان صاحب احمدی [illegible] ضلع ہوشیارپور سے اطلاع دیتے ہیں کہ میری ہمشیرہ اس دار فانی سے کوچ کر گئی ہیں۔ اس لئے ہر ایک مقام کی احمدی جماعت کو لازم ہے کہ مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کریں

محکمہ بندوبست کیلئے خوشخبری

پٹوار گزٹ پٹوار گزٹ پٹوار گزٹ

اخبار پنجہ فولاد کے ناظرین کا ایک بڑا حصہ مال اور نہر سے متعلق ہے۔ محرران مینٹی امن ضلعدار پٹواریان نہر اور مال۔ نائب تحصیلدار۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ۔ تحصیلدار۔ افسران مال۔ ڈپٹی کلکٹر نہر مہتمم بندوبست۔ غرض مال اور نہر کے ہر قسم کے عہدہ داروں تک اس اخبار کی رسائی ہے۔ پنجہ فولاد تاریخ اجرائے سے لیکر آجتک محکمہ مال اور نہر کا سچا خیر خواہ ثابت ہوا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اخبار پنجہ فولاد جس پٹواری یا امین یا کسی اور بندوبستی ملازم نے ایک دفعہ دیکھا ہے۔ بغیر خریداری کے نہیں رہ سکا۔ اب محکمہ بندوبست کے ہمدردان اور عام خیر خواہوں کے اصرار سے ارادہ کیا گیا ہے کہ شروع ماہ جون سے اخبار پنجہ فولاد کے ہمراہ چار صفحوں کا ایک ضمیمہ بنام پٹوار گزٹ ہر ہفتہ شایع کیا جایا کرے جسمیں محکمہ مال اور نہر کی خبریں افسران اور عام عہدہ داروں کے تغیر و تبدل۔ تنزلی۔ ترقی۔ موقوفی و بحالی اور انعامات وغیرہ کے حالات معہ انتخاب پنجاب گورنمنٹ گزٹ شایع ہوا کریں۔ اور اس امر کی کوشش کی جائے کہ پٹواروں کی شبانہ روز محنت اور ان کی تنخواہ کی تکلیف کی تنخواہ کی شکایت حکام بالا پر ظاہر کر کے ان کے حقوق پر توجہ دلائی جائے۔ اخبار کی سالانہ قیمت تین روپے ہے اور پیشگی قیمت دینے والے کو [illegible] کے ناول مفت ملتے ہیں۔

پٹوار گزٹ کے جاری ہونے اور اخراجات کی زیادتی کی وجہ سے چاہیئے تو یہ تھا کہ قیمت بڑھا دی جاتی یا کم از کم مقررہ قیمت میں بھی کمی نہ کی جاتی۔ مگر محض غریب پٹواریوں کی خاطر اخبار کی قیمت میں کمی اور رعایت کر دی جاتی ہے۔ یعنے اگر آپ اخیر مئی سے پہلے پہلے درخواست بھیجدیں گے تو [illegible] روپے [illegible] اور ناول بھی مفت نذر ہوں گے۔ امید ہے کہ اہلکاران مال و نہر اس موقعہ سے فایدہ اٹھا کر باعث ترقی کا ہوگا۔ جو در حقیقت انکی اپنی ترقی ہے۔

المشتہر

منیجر اخبار پنجہ فولاد و پٹوار گزٹ

نولکھا لاہور

مرا بہ رف بار ید بر نشاید چو بلبل تماشائے

واقعی بڑہاپا دنیا کی خوشیوں کا خاتمہ ہے اور خاصکر جبکہ اولاد نہ ہو اور جوان کا بڑہاپا تو غضب ڈہاتا ہے۔ ایسی اگر بالوں کی سفیدی بہم نہ ہوں تو مفصلہ ذیل طور سے بڑہ من۔ **شاہی خضاب** مثل تیل ہوتی کہ لگایا جاتا ہے۔ بالوں کو دو منٹ میں سیاہ بھونرا کر دیتا ہے۔ جلد پر دانہ دیتا ہے اور نہ بالوں کو سخت کرتا ہے۔ قیمت دو روپے

روح افزا نامردی سستی اور دلی ضعف و دماغ جریان [illegible] کے واسطے اکسیر ہے بیر کو نوجوان اور نوجوان کو پہلوان بناتا ہے قیمت تین روپے فی شیشی

روح النساء حیض بقاعدہ کم یا زیادہ یا دیر سے یا جلدی تکلیف سے یا بالکل نہ آوے۔ سفید پانی آوے۔ اولاد کی ہو یا نہ سوزش ہو غرضیکہ عورتوں کی سب بیماریوں کیواسطے مجرب۔ قیمت تین روپے فی شیشی

فرانسیسی گلگونہ چہرہ کی چھائیاں چھانیاں مہاسے کیل وغیرہ دور کرکے خوبصورت واجلا بناتا ہے خوبصورتی کیواسطے لازمی ہے قیمت ایک روپیہ

گولیان وروغن۔ ان کے استعمال سے بال ہمیشہ سیاہ رہتے ہیں اگرچہ سفید ہو گئے ہوں تو بھی سیاہ ہو جاتے ہیں اور ہمیشہ سیاہ رہتے ہیں قیمت دو روپے

بال اڑانیکا تیل بلا کسی تکلیف و خارش دو منٹ میں نازک سے نازک جگہ کے بال بھی دور ہوں قیمت دو روپے فی شیشی

سرمہ میرا۔ دھند۔ غباری سلاک پھولا۔ پانی جانا وابتدائی موتیا بند کیلئے اکسیر ہے قیمت [illegible]

بواسیر خونی خونی بادی جدید یا [illegible] کیلئے اگر ہوں تو بلا تکلیف گم قیمت دو روپے۔

دمہ۔ کہنہ سے کہنہ دمہ سو خواہ [illegible] ہو گئے ہوں۔ بشرطیکہ شفا ہو قیمت تین روپے

دوائی تنگ کرنے اکسیر قیمت تین روپے

دوائی سوزاک تیر بہدف تین روپے

خط و کتابت کا پتہ

ڈاکٹر کلیسنکا ایم ہی بکرم اسپتال فیروزپور شہر

درخواست دعا

(۱) چوہدری نور احمد صاحب احمدی [illegible] ضلع ہوشیارپور سے اپنی والدہ ماجدہ کے اس دار فانی سے انتقال کر جانے کی اطلاع دیتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون اور ساتھ ہی جماعت احمدیہ کی درخواست کرتے ہیں کہ مرحومہ کا جنازہ پڑہا جاوے

(۲) عمر الدین صاحب بمبئی سے اپنے والد بزرگوار کی وفات کی خبر تحریر کر کے جماعت احمدیہ سے نماز جنازہ کیلئے درخواست کرتے ہیں

[illegible]

اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصفّیٰ سارساپریلا یعنی عجیب و غریب چار جوہر

بگڑے ہوئے خون کو نہایت صاف کر کے تمام جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور ... [illegible]

[illegible]

اکسیر حیات یعنی نمک نباتات

[illegible]

... طاقت پیدا کرنے کی عمدہ دوا یعنی معجون تقویت ...

[illegible]

تحفہ اکسیری دوائی یعنی روغن وجاع

[illegible]

آنکھوں کیلئے نئی روشنی یعنی سرمہ نوری

[illegible]

دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کیلئے اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان و خوشبودار منجن

[illegible]

... علاوہ ...

[illegible]

شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل حال مقیم گنج شہر بنارس ۔ نوٹ ۔ ہمکو مندرجہ بالا دواؤں کی فروخت کیلئے ہندوستان میں ہر جگہ ایجنٹوں کی ضرورت ہے ... [illegible]

کارخانہ احمدی آف روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے ۔ بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ شہرت سے ... بلحاظ قدامت اسے ترقی دیگئی ہے ... [illegible]

اقوم محمد ... [illegible]

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو بدگمانی ... [illegible]

[illegible]

المشتہر حکیم افراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ ... ضلع دہلی

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر ... [illegible] ... مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی ... [illegible]

المشتہر مہتمم کارخانہ فرحت افزا ... قنوج

... بمطبع ... شیخ یعقوب علی تراب احمدی ... کے اہتمام سے ... شائع ہوا

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

اِنِّی مَعَ الْقَرْیَة

الحکم

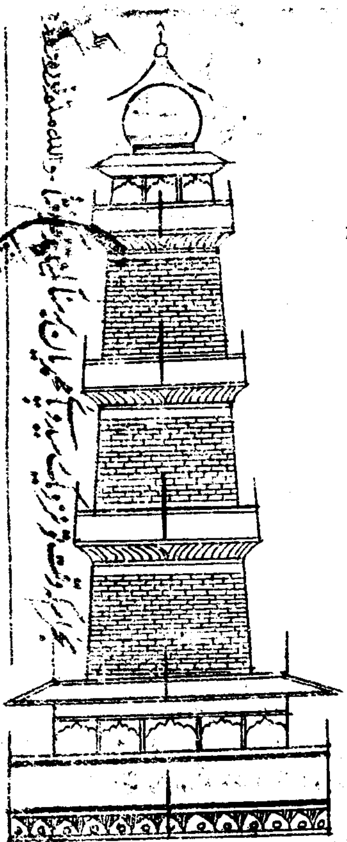

فہرست مضامین

(۱) امور منزلیہ - دارالامان کا ہفتہ - حضرت مسیح موعود کے اشتہارات صفحہ ۱
(۲) ایڈیٹوریل بریف نوٹس - صفحہ ۲
(۳) تفسیر القرآن من مسیح الزمان صفحہ ۲ و ۴
(۴) ڈاکٹر برخوردار خان عیسائی کے سوالونکا جواب صفحہ ۵
(۵) قومی ضروریات اور قومی کالم - شیرازۂ قوم صفحہ ۶
(۶) ہماری شادیان کیسے ہون - صفحہ ۷
(۷) حضرت حجۃ اللہ کی تقریر حجۃ الوداع کی تقریب صفحہ ۸
" معجون ورفع مرض گناہ - صفحہ ۸ -
(۸) ضروری گذارش لایق توجہ گورنمنٹ صفحہ ۹
(۹) میری پرانی نوٹ بک مین سے کچھہ
" خدا را بخدا توان شناخت } صفحہ ۱۰
(۱۰) ایک سیاح قادیان کے خیالات - صفحہ ۱۰ و ۱۱
(۱۱) ہم اور ہمارے ہمعصر - صفحہ ۱۱
(۱۲) قہری تجلیون کے آثار - صفحہ ۱۲
(۱۳) اشتہارات ۱۳ و ۱۴

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے ۔/۳ (۲) خواص معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲/ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ کم آمدنی والے لوگون سے ۲/

نمبر ۱۸ || قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۵ء مطابق ۱۸ - ربیع الاول ۱۳۲۳ھ || جلد ۹

امور منزلیہ

الحکم کی گذشتہ اشاعت مین مین اپنے تیسرے لڑکی کی ولادت کی خبر لکھہ چکا ہون - اس ولادت پر الحکم کے سرپرستون اور میرے مخدوم احباب نے جسقدر مبارکباد کے خطوط لکھے ہین اور میری خوشی مین اظہار مسرت کیا ہے مین یکجائی طور پر ان سب کی مہربانیون کا شکر گذار ہون - اور دعا کرتا ہون کہ اللہ تعالےٰ انکو جزائے خیر دے - ۲۴ مئی ۱۹۰۵ء کو عقیقہ اور ختنہ کر دیا گیا بچہ کا نام حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے **یوسف علی** رکھا ہے خدا کرے کہ یہہ بچہ اسم بامسمیٰ ثابت ہو - یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح **صدیق** اور **محسن** ہو اور علی رضی اللہ عنہ کیطرح باب العلم ہو - آمین - میرے ایک محب صادق نے اپنی جودت طبع سے تاریخی نام **نظیر الاسلام** لکھہ بھیجا ہے - سنین فی الحقیقت بے حقیقت ہین اگر انمین وہ روح اور برکت پیدا نہو جو ان نام سے ہویدا ہے اسلئے مین پھر ایک بار اپنے سرپرستون اور احباب کی خدمتمین دعا کی درخواست کرتا ہون - خاکسار یعقوب علی عفی اللہ عنہ

دارالامان کا ہفتہ

اور بزرگان ملت کی تربیت کی خبر سلسلہ عالیہ کیلئے بہت مبارک اور خوش کن ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام باغ ہی مین بدستور رونق افروز ہین -

۲ - جدید مہمانون مین سے مخدومی مکرمی شیخ رحمت اللہ صاحب منشی سردار خان صاحب اور دیگر احباب کپورتھلہ و منشی محمد دین صاحب مرادآبادی خصوصیت سے قابل ذکر ہین - آپ ایک روز سے آئے ہوئے ہین اور کئی دنون تک یہین صحبت سے حصہ لینے کے آرزومند - اللہ تعالےٰ دیگر احباب کو بھی ایسی توفیق دے - آمین -

۳ - ۲۴ مئی ۱۹۰۵ء کو نا وقت ایک خفیف سا زلزلہ آیا -

۴ - اس ہفتہ مین حسب ذیل کلام الٰہی نازل ہوا -

تازہ رویا و کشوف

۱۹۰۵ء

۲۰ مئی - صَدَّقْنَا الرُّؤْيَا إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ -

۲۴ مئی - (۱) زمین تہ و بالا کر دی (۲) اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ آتِيْكَ بَغْتَةً (۳) لنگر اٹھا دو -

فرمایا پہلے الہام کی تائید مین گھر مین بھی ایک مدیا ہوئی تھی

۱ - ۲۴ مئی کو بیان کیا کہ کئی روز ہوئے جب ہم حاضر ہمارے باغ میں دیکھتا ہون کہ بہت مردار خوار جانور لمبے ڈھینگ ہین اور پاس ہی ایک مردار پڑا ہوا ہے رویا کے بعد اس جگہ کو بدل دیا وہ معاً اچھا ہو گیا پہلے اس کے متعلق الہام ہوا تھا سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيمٍ -

۲ - رویا مین دیکھا کہ زینب نام ایک خادمہ لڑکی ساتھہ ہے اور اس کنوئین کیطرف جو باغ کے جنوبی مغربی کونے پر ہے مین گیا ہون تو کہتا ہون کہ ایسے کنوئین سے دور رہنا چاہئے زلزلہ کیوقت ویسے کنوئین خطرناک ہوتے ہین - ایسا نہو کہ زمین کے اندر یہ کنوئین

حضرت مسیح موعود کے اشتہارات

مین الحکم کی گذشتہ اشاعت مین ذکر کر چکا ہون کہ الحکم کے ذریعہ مین اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کل اشتہارات کو یکجا کر دونگا ان اشتہارات مین بعض اشتہار ایسے ہونگے جنکی خبر بھی بعض خوش قسمت حضرات کے کسی اور کو نہ ہوگی - مگر خدا تعالےٰ کے فضل سے مین انکے بہم پہنچانے مین ایک حد تک کامیاب ہو گیا ہون - یہہ سلسلہ الحکم کے پہلے صفحہ پر جاری رہیگا - اسطرح پر الحکم کے خریدارون کے پاس ایک وہ عظیم الشان کتاب ہوگی جو اگر جداگانہ چھاپی جاوے تو تین چار روپیہ سے کم قیمت کی نہوگی مین یہ بھی تمام احمدیون کو اطلاع دیتا ہون کہ اگر انکے پاس ۱۸۹۰ء سے پہلے کا کوئی اشتہار ہو تو اسکا عنوان اور تاریخ اشاعت مجھے لکھہ بھیجیں تاکہ اگر میرے پاس نہو تو انسے منگوا لون - اگر مناسب سمجھین تو اسکی نقل بھیجدیا کرین حتی الوسع ایک اشتہار ہفتہ وار درج ہوگا انشاء اللہ العزیز - ایڈیٹر -

اشتہار پانسو روپیہ

اشتہار ہذا اس غرض سے دیا جاتا ہے کہ ۷ دسمبر ۱۸۸۴ء کی کیسری ہندوستان وغیرہ اخبارون میں لائق فائق آریہ سماج والون نے بابتہ روحون کے اصول اپنا یہ شائع کیا ہے کہ ارواح موجودہ بے انت ہین اور اس کثرت سے ہین کہ پرمیشور کو بھی انکی تعداد معلوم نہین اسی واسطے ہمیشہ مکتی پاتے رہتے ہین اور پاتے رہین گے مگر کبھی ختم نہین ہونگے - تردید اسکے ہمنے ۹ فروری سے ۹ مارچ تک سفیر ہند کے پرچون مین بخوبی ثابت کر دیا ہے کہ اصول مذکور سراسر غلط ہے

اب بطور اتمام حجت کے یہ اشتہار تعدادی پانسو روپیہ معہ جواب الجواب باوا نارائن سنگھہ صاحب سکرٹری آریہ سماج امرتسر کے تحریر کرکے اقرار صحیح قانونی اور عہد جائز شرعی کرتا ہون کہ اگر کوئی صاحب آریہ سماج والون مین سے بپابندی اصول مسلمہ اپنے کے دلائل مندرجہ سفیر ہند و دلائل مرقومہ جواب الجواب مشمولہ اشتہار ہذا کے توڑ کر یہ ثابت کر دے کہ ارواح موجودہ سوا چار ارب کی مدت مین کل دورہ اپنا پورا کرتے ہین بے انت ہین اور پرمیشور کو تعداد انکا نا معلوم رہا ہوا ہے تو مین اسکو مبلغ پانسو روپیہ نقد بطور انعام کے دونگا اور درصورت توقف کے شخص مثبت کو اختیار ہوگا کہ بمدد عدالت اختیار کرلے لیکن واضح رہے کہ اگر کوئی صاحب سماج مذکور مین سے اس اصول سے منکر ہو تو صرف انکار طبع کرانا کافی نہوگا - بلکہ اسصورت مین بہ تصریح لکھنا چاہئے کہ پھر اصول کیا ہوا - آیا یہ بات ہے کہ ارواح ضرور کسی دن ختم ہو جائینگے اور تناسخ اور دنیا کا ہمیشہ کیواسطے خاتمہ ہوگا یا یہ اصول ہے کہ خدا اور روحون کو پیدا کر سکتا ہے - یا یہ کہ بعد مکتی پانے سب روحون کے پھر ایشور انہین مکتی یافتہ روحون کو کیڑے مکوڑے وغیرہ مخلوقات بنا کر دنیا مین بھیجدے گا یا یہ کہ ارواح اگرچہ بے انت نہین اور تعداد انکا کسی حد و معین مین ضرور محصور ہے - مگر پھر بھی بعد نکالے جانے کے باقی ماندہ اوتنے کے اوتنے ہی بنے رہتے ہین نکتی والونکی جماعت جنمین یہ تازہ مکتی یافتہ جا ملتے ہین - اس بالائی آمدن سے پہلے کچھہ زیادہ بن جاتے ہین - اور نہ یہ جماعت جبکے کسی قدر ارواح نکل گئے بعد اس خرچ کے کچھہ کم ہو نے پاتی ہے غرض جو اصول ہو بہ تفصیل مذکورہ مفصل لکھنا چاہئے -

المشتہر مرزا غلام احمد رئیس قادیان عفی عنہ ۲ مارچ ۱۸۸۶ء

www.aaiil.org

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

زمیندار ایسوسی ایشن منشی سراج الدین احمد نے اخبار زمیندار کے اجرا سے زمینداروں پر جو احسان کیا ہے وہ بہی کچھہ کم شکر گذاری کے قابل نہیں اب منشی صاحب موصوف نے زمینداروں کے بہبود اور سود کی خاطر کرم آباد ضلع گوجرانوالہ مین ۲۵ و ۲۶ - جون ۱۹۰۵ء کو ایک زمیندار ایسوسی ایشن کا اجلاس کرنا چاہا ہے - یہ ایسوسی ایشن زمینداروں کی وکیل ہوگی اور زمینداروں کی ضروریات اور جائز شکایتوں کو گورنمنٹ تک پہونچائے گی - یہہ ایسوسی ایشن کسی قوم یا فرقہ سے مخصوص نہ ہوگی ہان زمینداروں سے مخصوص ہوگی جو صاحب شریک جلسہ ہونا چاہین وہ ۱۵ - روز پہلے ایڈیٹر صاحب کو اطلاع دین فرودکشی اور مہمانداری کا کل انتظام منشی صاحب موصوف اپنے خرچ سے کرینگے مین انکی اس مفید اور کارآمد تحریک پر انہین مبارکباد دیتا ہون اور انکی کامیابی کا آرزومند ہون -

دل کیون سخت ہوگئے ہین ؟ کانگڑہ دیلی ۴ - اپریل کے زلزلہ سے جسقدر تباہ ہوئی ہے اور جو عبرتناک نظارہ وہان موجود رہا ہے اسکو دیکھنے والے چاہیئے تو یہہ تہا کہ خداتعالی کی اس قہری تجلی سے اسقدر متاثر ہوتے کہ انکی زندگیون مین ایک حیرت انگیز انقلاب پیدا ہو جاتا وہ اپنے چال چلن اور رویہ کا وہ نمونہ دکہاتے جس سے دیکھنے والون کو معلوم ہوتا کہ فی الحقیقت وہ خداتعالے کے انتقام اور غضب کی کیفیتون سے متاثر دل رکھتے ہین مگر نہین معلوم ابہی کیا ہونے والا ہے کیونکہ جو خبرین کانگڑہ سے آرہی ہین وہ سخت حیرت افزا ہین - معلوم ہوا ہے کہ جو قلی کام کرنے کے لئے وہان بہیجے گئے ہین باوجودیکہ خداتعالے کی قہری تجلی کے آثار وہان دیکہتے رہے ہین لیکن انہون نے باوجود ڈبل مزدوریان لینے کے مفلوک زلزلہ زدگان کا مال مارنے سے بہی پرہیز نہین کیا - یہہ گری ہوئی حالت اور نوع انسان کے ساتہہ ظالمانہ برتاو کیا ظاہر کرتا ہے ؟ یہی کہ خداتعالے کی ہستی اور اسکے وجود پر ایمان نہین ورنہ اگر سچا یقین ہو - اور ایمان موجود ہو تو یہہ وقت ہمدردی اور خداترسی کا ہے یا ایسی کمینہ حرکات اور بے حیائیون کا - اس کا یقین کرین یا نہ کرین لیکن مین ظاہر کرنا اپنا فرض سمجہتا ہون کہ جب کہ ملک کی ایمانی **حالت** یہانتک تنزل ہو چکی ہے گناہ کیلئے اسقدر جراءت اور دلیری پیدا ہو رہی ہے پھر بہی اگر کسی **ایمان بخش** اور **خدانما** وجود کی ضرورت نہین تو پھر کبہی بہی کوئی ضرورت نہین ہوسکتی ؟ مگر باور کہو کہ ضرورت ہے اور وہ اپنے وقت پر **ضرورت حقہ** کے ساتہہ آیا ہے سعادتمند اس سے فائدہ اٹھاتے ہین شپرک سیرت اس کے وجود سے انکار کرتے اور تاریکی مین مارے مارے پھرتے ہین -

تعصب ہے یا جہالت تعصب بجائے خود ایک ایسی تاریکی دماغ پر پیدا کرتا ہے کہ وہ عقل و فکر کی قوتون کو محض بیکار کرکے جاہل بنا دیتا ہے اخبارات مین کانگڑہ کی کسی سادہو کا قصہ چہپ رہا ہے کہ اسنے زلزلہ کے آنیکی خبر دی تہی - مین اثبات کو تعجب کی نظر سے نہین دیکہتا ممکن ہے کہ اللہ تعالے نے اپنے کسی بندہ کو ایسی اطلاع وہان دیدی ہو - لیکن تعجب اس امر پر آتا ہے کہ ایک غیر معروف سادہو (جسکے صحیح حالات ابہی تک شائع نہین ہوئے) کی بات کو تو یقین کے درجہ تک پہونچایا جاتا ہے اور خداتعالے کا ایک **مامور** ایک بات کہتا ہے جو پورے یقین اور **وثوق** پر مبنی ہے سالہا سال پہلے سے چہپی ہوئی موجود ہے اسپر ہنسی اڑائی جاتی اور اخبارون کے کالم کے کالم سیاہ کرنا ملک کی خدمت سمجہا جاتا ہے - تعجب ! اگر یہہ جہالت نہ ہوتی تو یہہ لوگ حقیقی خیرخواہ کو دشمن نہ سمجہتے - کیا وہ شخص جو کسی کو خبر دے کہ میان تیرے گہر مین آگ لگی ہوئی ہے اسے بجہا لے اسکا بدخواہ سمجہا جاوے گا یا حقیقی بہی خواہ !

موت اگر تو موت کو اپنا دوست خیال کرے تو تجہکو اسکی خاطر اور مہمانداری کے سامان کی فکر لازم ہے اور اگر تو اسکو اپنا دشمن سمجہے تو اسکی تکلیفات سے بچنے کی تدبیرین واجب ہین

آفتاب ہند

عجیب جدت پوپ روم کے کتب خانہ مین ایک رسالہ سانپون کے متعلق تین سو فیٹ لمبا اور ایک فیٹ چوڑا ہے جو ایک سانپ کی تین سو فیٹ لمبی آنت پر لکہا گیا ہے -

شفاخانہ فضل رحمانی آج کے اخبار کے بہرہ اشتہارات مین شفاخانہ فضل رحمانی کا اشتہار میرے محترم بہائی مفتی فضل رحمن صاحب کیطرف سے شائع ہوا ہے حضرت حکیم الامتہ کی تصدیق کے بعد کچہہ ضرورت نہین ہے کہ مین مفتی صاحب کے متعلق کچہہ عرض کرون - البتہ اسقدر کہنا ضروری سمجہتا ہون کہ جو لوگ کسی قسم کی دوائی کی ضرورت سمجہتے ہون وہ مفتی صاحب کے تجربہ سے ضرور فائدہ اٹہائین کیونکہ اس طریق پر وہ مفتی صاحب کے ذریعہ حکیم الامتہ کے تجربات سے فائدہ اٹہائین گے جنکے تیار کرنے کا مفتی صاحب نے انتظام کیا ہے -

تحفۃ المشتاقین اس نام کا ایک مجموعہ سید عبدالحی عرب صاحب نے حال مین ٹائیٹل سمیت چودہ صفحون پر شائع کیا ہے - یہہ پنجابی سی حرفی قصیدہ اور کافی وغیرہ کا مجموعہ ہے - قیمت صرف ۲ / ہے - عرب صاحب موصوف سے مل سکتا ہے - پنجابی زبان مین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ضرورت اور آپ کی صداقت کے اظہار کا بہت اچہا ذریعہ ہے -

پیسہ اخبار کو مبارک ہو لاہور مین ۲۲ - مئی کو دو دفعہ زلزلہ کے دہکے لگے پیسہ اخبار اور اس کے دوستون کو مبارک ہو جو کہتے تہے کہ لاہور وغیرہ مین کوئی زلزلہ نہین آئیگا - یہہ ابتداء عشق ہے - خداتعالے کا کون مقابلہ کرسکتا ہے اور اسکے علم پر کون احاطہ کرسکتا ہے ؟

پیسہ اخبار اور انجمن حمایت اسلام پیسہ اخبار کی پالیسی کا پتہ لگانا جسقدر سہل ہے اسی قدر مشکل بہی ہے - اگر اسکے فائلون کی پرتال کی جاوے تو جسقدر رنگ اسنے بدلے ہوئے ہین ان سب کا نقشہ عیان ہو جاتا ہے - ایک زمانہ تہا کہ پیسہ اخبار انجمن حمایت اسلام کا بڑا مداح اور پیسہ اخبار کا ایڈیٹر اور منیجر ہر جلسہ مین نئی تجویزین پیش کرنے کے آرزومند رہا کرتے تہے جب سے کہ انجمن حمایت اسلام کی انتظامی کمیٹی مین بعض نئی روشنی کے نوجوانون نے اپنا دست تصرف دراز کرنا چاہا ہے اور ان لوگون کو (جنکی محنت اور مساعی جمیلہ سے انجمن اس پایہ تک پہونچی ہے) اپنی خود غرضیون کا شکار کرنا چاہا ہے پیسہ اخبار کے ایڈیٹر صاحب نے بہی مخالفت کا ٹہیکہ لے لیا ہے اور ہر قسم کے غلط اور بے جا اعتراض انجمن کے کارکنون اور اسکے مقاصد پر کرنے شروع کر رکہے ہین - امسال سالانہ جلسہ کی تقریب پر اس مخالف پارٹی نے جو روس اور جاپان کی لڑائی کے نقشے دکہائے وہ میرے اپنے مذاق پر تو خداتعالے کے ایک برگزیدہ جری کی پیشگوئی کو پورا کرنیوالا تہے یعنی

مبنی لڑیں بین کہیوٹ

لیکن باایں ہمہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے سخت افسوس ہوا - اس مخالف پارٹی کا نام فریق اصلاح طلب رکہا گیا ہے جو سراسر بے محل ہے اگر یہہ فریق محض اصلاح طلب ہوتا تو اس طرح مخالفت کا اکہاڑہ نہ جماتا -

ہرچند مین اپنے مذاق پر انجمن مین بعض باتون کی کمی پاتا ہون لیکن مین اس سے کبہی انکار نہین کرنا چاہتا کہ جسقدر انجمن سے ہوسکتا ہے وہ نوجوان مسلمانون کو دینیات سے واقف کرکے موجودہ زہریلہ فلسفہ سے بچانا چاہتی ہے اور اب انجمن کی باگ ڈور وہ لوگ ہاتہہ مین لینا چاہتے ہین جنکا اسلام بجائے خود ایک ایسا اسلام ہے جسکے بانی وہ آپ ہین - اگر کالج یا انجمن کا انتظام ان لوگون کے ہاتہہ مین دیا جاوے تو کیا پھر یہہ لوگ وہی اصلاحین نہ کرین گے جو **ریفارمر** کے ذریعہ **شریعت اسلام** اور **قرآن کریم** مین کرنا چاہتے ہین - ہر مسلمان ایسے امور مین جو مسلمانون سے تعلق رکہتے ہین رائے دینے کا مجاز ہے پس مسلمان اگر اسلام کی کچہہ بہی خیر منانا چاہتے ہین اور انجمن حمایت اسلام کے کارکنون کو حمایت اسلام کی کچہہ بہی غیرت ہے تو وہ ہرگز اس شور و پکار کی جو مخالف پارٹی کر رہی ہے پروا نہ کرین - اور ہرگز ہرگز انکو انتظامی معاملات مین دخل نہ دین کالج رہے یا جائے یہہ مسلمانون کے اپنے سوچنے کا سوال ہے لیکن تم کالج کو ان ہاتہون مین دیکر جو اسلام کو ایک نیا اسلام بنا دینا چاہتے ہین اور اسلام کو عیسائیت کے قالب مین لانا چاہتے ہین - اسلامیہ کالج کی بجائے کوئی اور کالج نہ بناؤ + اخلاقی جرأت سے کام کرو + **اصلاح طلب** فریق کالج کی اصلاح نہین چاہتا وہ تو سرے سے اسلام کی اصلاح کا خواہشمند ہے اگر کسی کو شک ہے تو ان تحریرون کو پڑہے جو اوریئل میان شاہ دین صاحب اور مسٹر دلاور حسین صاحب وغیرہ کیطرف سے نکلی ہین - غرض مسلمانونکو مطلع رہنا چاہیئے کہ پیسہ اخبار کو حق کے ساتہہ ایک خاص دشمنی معلوم ہوتی ہے سلسلہ عالیہ کی مخالفت بہی وہ اسی تعصب کی وجہ سے کرتا ہے جو اسکو حق کے ساتہہ ہے ورنہ انجمن حمایت اسلام کی مخالفت ان لوگون کے مقابلہ مین کیا معنی رکہتی ہے جو اسلام کی ترمیم کرنا چاہتے ہین - انجمن حمایت اسلام کے خلاف جسقدر آرٹیکل اسنے لکہے ہین ان

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

گذشتہ اشاعت سے آگے

اور جو اس سورہ مبارکہ میں خواص روحانی ہیں وہ بھی ایسے اعلیٰ و حیرت انگیز ہیں جنکو طالب حق دیکھکر اصابت کے اقرار کے لئے مجبور ہوتا ہے کہ بلاشبہ وہ قادر مطلق کا کلام ہے چنانچہ منجملہ اُن خواص عالیہ کے ایک خاصہ روحانی سورۂ فاتحہ میں یہ ہے کہ دلی حضور سے اپنی نماز میں اُسکو ورد کر لینا اور اسکی تعلیم کو فی الحقیقت سچ سمجھ کر اپنے دل میں قایم کر لینا تنویر باطن میں نہایت دخل رکھتا ہے یعنی اوس سے انشراح خاطر ہوتا ہے اور بشریت کی ظلمت دور ہوتی ہے اور حضرت مبدء فیوض کے فیوض انسان پر وارد ہونے شروع ہوجاتے ہیں اور قبولیت الٰہی کے انوار اُسپر احاطہ کر لیتے ہیں یہانتک کہ وہ ترقی کرتا کرتا مخاطبات الٰہیہ سے سرفراز ہو جاتا ہے اور کشوف صادقہ اور الہامات واضحہ سے تمتع تام حاصل کرتا ہے اور حضرت الوہیت کے مقربین میں داخل ہو جاتا ہے اور وہ وہ عجائبات القاء غیبی اور کلام لاریبی اور استجابت ادعیہ اور کشف مغیبات اور تائید حضرت قاضی الحاجات اُس سے ظہور میں آتی ہیں کہ جنکی نظیر اسکے غیر میں نہیں پائی جاتی اگر مخالف اس سے انکار کریں اور غالباً انکاری کریں گے تو اسکا ثبوت اس کتاب میں دیا گیا ہے اور یہ احقر ہر یک طالب حق کی تسلی کرنے کو طیار ہے اور نہ صرف مخالفین کو بلکہ اُسی اور رسمی موافقین کو بھی جو بظاہر مسلمان ہیں مگر محجوب مسلمان اور خائب بے جان ہیں جنکو اس تیرہ ظلمت زمانہ میں آیات سماویہ پر یقین نہیں رہا اور الہامات حضرت احدیت کو خیال خیال کرتے ہیں اور از قبیل اوہام اور وساوس قرار دیتے ہیں جنہوں نے انسان کی ترقیات کا نہایت تنگ اور منقبض دائرہ بنا رکھا ہے کہ جو صرف عقلی ڈھکلوں اور قیاسی ڈھکوسلوں پر ختم ہوتا ہے اور دوسری طرف خدا تعالیٰ کو بھی نہایت درجہ کا کمزور و ضعیف سا خیال کر رہے ہیں سو یہ عاجز ان سب صاحبوں کی خدمت میں باادب تمام عرض کرتا ہے کہ اگر ابتک تاثیرات قرآنی سے انکار ہے اور اپنے جہل قدیم پر اصرار ہے تو اب نہایت نیک موقعہ ہے کہ یہ احقر خادمین اپنے ذاتی تجارب سے ہر یک منکر کی پوری اطمینان کر سکتا ہے اسلئے مناسب ہے کہ طالب حق منکر اس احقر کیطرف رجوع کریں اور جو جو خواص کلام الٰہی کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اسکو بچشم خود دیکھیں اور تاریکی اور ظلمت میں سے نکلکر نور حقیقی میں داخل ہوجائیں - ابتک تو یہ عاجز زندہ ہے مگر وجود خاکی کی کیا بنیاد اور جسم فانی کا کیا اعتماد لیس مناسب ہے کہ اس عام اعلان کو سنتے ہی احقاق حق اور ابطال باطل کیطرف توجہ کریں تا اگر دعویٰ اس احقر کا بپایۂ ثبوت نہ پہونچ سکے تو منکر اور روگردان رہنے کے لئے ایک وجہ موجہ پیدا ہو جائے لیکن اگر اس عاجز کے قول کی صداقت جیسا کہ چاہیئے بپایۂ ثبوت پہونچ جائے تو خدا سے ڈر کر اپنے باطل خیالات سے باز آئیں اور طریقہ حقہ اسلام پر قدم جماویں تا اس جہان میں ذلت اور رسوائی سے اور دوسرے جہان میں عذاب اور عقوبت سے نجات پاویں سو دیکھو اے بھائیو اے عزیزو اے خلاصہ عزو اے پنڈتو اے پادریو اے آریو اے نیچریو اے برہمو دہرم والو کہ میں اسوقت صاف صاف اور علانیہ کہہ رہا ہوں کہ اگر کسی کو شک ہو اور خاصۂ مذکورۂ بالا کے ماننے میں کچھ تامل ہو تو وہ بلا توقف اس عاجز کی طرف صبوری اور صدق دلی سے کچھ عرصہ تک صحبت میں رہ کر بیانات مذکورۂ بالا کی حقیقت کو بچشم خود دیکھ لے ایسا نہ ہو کہ اس ناچیز کے گذرنے کے بعد کوئی نامنصف کہے کہ کب مجھ کو کھولکر کہا گیا کہ میں اس جستجو میں پڑتا کب کسی نے اپنی ذمہ داری سے دعویٰ کیا تا میں ایسے دعوے کا ثبوت اوس سے مانگتا سواے بھائیو اے حق کے طالبو ادہر دیکھو کہ یہ عاجز کھولکر کہتا ہے اور اپنے خدا پر توکل کر کے جسکے انوار دن رات دیکھ رہا ہے اس بات کا ذمہ دار بنتا ہے کہ اگر تم دلی صدق اور صفائی سے حق کے جویاں اور خواہان ہو کر صبر اور ارادت سے کچھ مدت تک اس احقر کی صحبت میں زندگی بسر کرو گے تو یہ بات تمپر بدیہی طور پر کھل جائیگی کہ فی الحقیقت وہ خواص روحانی جنکا اس جگہ ذکر کیا گیا ہے سورۂ فاتحہ اور قرآن شریف میں پائے جاتے ہیں سو کیا مبارک وہ شخص ہے کہ جو اپنے دل کو تعصب اور عناد سے خالی کر کے اور اسلام کے قبول کرنے پر مستعد ہو کر اس مطلب کے حصول کے لئے بصدق وارادت توجہ کرے اور کیا بدقسمت وہ آدمی ہے کہ ہمقدر انکشاف باتیں سُنکر پھر بھی نظر اوٹھا کر نہ دیکھے اور دیدہ و دانستہ خدا تعالیٰ کی لعنت اور غضب کا مورد بنجاوے مرگ نہایت نزدیک ہے اور بازی اجل سر پر ہے اگر جلد تر خدا سے ڈر کر اس عاجز کی باتوں کیطرف نظر نہیں کرو گے تو اپنی تسلّی اور تشفّی حاصل کرنے کے لئے صدق اور ارادت سے قدم نہیں اٹھاؤ گے تو میں ڈرتا ہوں کہ آپ لوگوں کا ایسا ہی انجام نہ ہو جیسا پنڈت دیانند آریوں کے سرگروہ کا انجام ہوا کیونکہ اس حقیر نے اونکو اون کی وفات سے ایک مدت پہلے راہ راست کیطرف دعوت کی اور آخرت کی رسوائی یاد دلائی اور اونکے مذہب اور اعتقاد کا سراسر باطل ہونا براہین قطعیہ سے اُنپر ظاہر کیا اور نہایت عمدہ اور کامل دلائل سے بادب تمام اونپر ثابت کر دیا کہ دہریوں کے بعد تمام دنیا میں آریوں سے بدتر اور کوئی مذہب نہیں کیونکہ یہ لوگ خدا تعالیٰ کی سخت درجہ پر تحقیر کرتے ہیں کہ اُسکو خالق اور رب العالمین نہیں سمجھتے اور تمام عالم یہانتک کہ دنیا کے ذرہ ذرہ کو اوسکا شریک ٹہراتے ہیں اور صفت قدامت اور ہستی حقیقی میں اوس کے برابر سمجھتے ہیں اگر انکو کہو کہ کیا تمہارا پرمیشر کوئی روح پیدا کر سکتا ہے یا کوئی ذرہ جسم کا وجود میں لا سکتا ہے یا ایسا ہی کوئی اور زمین و آسمان بھی بنا سکتا ہے یا کسی اپنے عاشق صادق کو نجات ابدی دے سکتا ہے اور بار بار کتّا بلا بننے سے بچا سکتا ہے یا اپنے کسی محبت خالص کی توبہ قبول کر سکتا ہے تو ان سب باتوں کا یہی جواب ہے - کہ ہرگز نہیں اوسکو یہ قدرت ہی نہیں کہ ایک ذرّہ اپنی طرف سے پیدا کر سکے اور نہ اوسمیں یہ رحیمیت ہے کہ کسی اوتار یا کسی رکہی مُنی کو یا کسی ایسے کو بھی کہ جسپر وید اُترا ہو ہمیشہ کے لئے نجات دے اور پھر اوسکا مرتبہ ملحوظ رکھکر مُکتی خانہ سے باہر دفعہ نہ کرے اور اپنے اوس پیارے کو جسکے دل میں پرمیشر کی پریت اور محبت رچ گئی ہے بار بار کتّا بلا بننے سے بچاوے -

مگر افسوس کہ پنڈت صاحب نے اس نہایت ذلیل اعتقاد سے دست کشی اختیار نہ کی اور اپنے تمام بزرگوں اور اوتاروں وغیرہ کی اہانت اور ذلت جائز رکھی مگر اس ناپاک اعتقاد کو نہ چھوڑا اور مرتے دم تک یہی اُنکا ظن رہا کہ گو کیسا ہی اوتار ہو رامچندر ہو یا کرشن ہو یا خود وہی ہو جسپر وید اوترا ہے پرمیشر کو ہرگز منظور ہی نہیں کہ اوسپر دائمی فضل کرے بلکہ وہ اوتار بنا کر پھر بھی اونہیں کو کیڑے مکوڑے ہی بناتا رہے گا وہ کچھ ایسا سخت دل ہے کہ عشق اور محبت کا اوسکو ذرا پاس نہیں اور ایسا ضعیف ہے کہ اوسمیں خود بخود بنانے کی ذرہ طاقت نہیں - یہ پنڈت صاحب کا خوش عقیدہ تہا جسکو پُر زور دلائل سے رد کر کے پنڈت صاحب پر یہ ثابت کیا گیا تہا کہ خدا تعالیٰ ہرگز ادہورا اور ناقص نہیں بلکہ مبدء ہے تمام فیضوں کا اور جامع ہے تمام خوبیوں کا اور مستجمع ہے جمیع صفات کاملہ کا اور وحدہٗ لاشریک ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور معبودیت میں اور پھر اس کے بعد دو دفعہ بذریعہ خط رجسٹری شدہ حقیت دین اسلام سے بدلائل واضح اونکو متنبہ کیا گیا اور دوسرے خط میں یہ بھی لکھا گیا کہ اسلام وہ دین ہے جو اپنی حقیت پر دوہرا ثبوت ہر وقت موجود رکھتا ہے ایک معقولی [illegible] جن سے اصول حقہ اسلام کی دیوار روئین کی طرح مضبوط اور مستحکم ثابت ہوتی ہیں دوسری آسمانی آیات و ربانی تائیدات اور [illegible] مکاشفات اور روحانی الہامات و مخاطبات اور دیگر خارق عادات جو اسلام کے کامل متبعین سے ظہور میں آتے ہیں جن سے حقیقی نجات ایسے جہان میں [illegible] یہ دونوں قسم کے ثبوت اسلام کے [illegible] نہیں پائے جاتے اور نہ اونکو طاقت [illegible] کہ اس کے مقابلہ پر کچھ دم مار سکیں [illegible] میں وجود اسکا متحقق ہے سو اگر ان دونوں قسم کے ثبوت میں سے کسی قسم کے ثبوت میں شک ہو تو اسی جگہ قادیان میں آکر [illegible] کر لینی چاہیئے اور یہ بھی پنڈت صاحب کو لکھا گیا کہ معمولی خرچ آپ کی آمد و رفت کا اور نیز واجبی خرچ خوراک کا ہمارے ذمہ رہے گا اور وہ خط اون کے بعض آریوں کو بھی دکھلایا گیا اور دونوں رجسٹریوں کی [illegible] کی دستخطی رسید بھی آگئی پر اونہوں نے [illegible] دنیا اور ناموس دنیوی کے باعث سے اس طرف ذرا بھی توجہ نہ کی یہاں تک کہ جس دنیا سے اونہوں نے پیار کیا اور ربط بڑہایا تہا آخر بصد حسرت اوسکو چھوڑ کر اور تمام درم و دینار سے بہ مجبوری جدا ہو کر اس دار الفنا سے کوچ کر گئے اور بہت سی غفلت اور ظلمت اور ضلالت اور کفر کے پہاڑ اپنے سر پر لے گئے اور سفر آخرت کی خبر بھی کہ جو اونکو ۳۰ - اکتوبر ۱۸۸۳ء میں پیش آیا تخمیناً تین ماہ پہلے خداوند کریم نے اس عاجز کو دیدی تہی چنانچہ یہ خبر بعض آریہ کو بتلا بھی گئی تہی خیر یہ سفر تو ہر ایک کو درپیش ہے اور کوئی آگے اور کوئی پیچھے اس مسافر خانہ کو چھوڑنے والا ہے مگر یہ افسوس ایک بڑا افسوس ہے کہ پنڈت صاحب کو خدا نے ایسا [illegible] ہدایت پانے کا دیا کہ اس عاجز کو انکی زندگی [illegible]

مگر وہ بار بار نہ ہوا ... اسلام کی ہدایت پانے سے ... روشنی اسطرف اُنکو بلایا گیا مگر اونہوں نے ... دنیا کی محبت سے اوس روشنی کو قبول نہ کیا اور سر سے پانو تک تاریکی مین پھنسے رہے ایک بندہ خدا نے بار ہا اُنکو اُنکی بھلائی کے لئے اپنی طرف بلایا مگر اونہوں نے اوس کی طرف قدم بھی نہ اوٹھایا اور یون ہی عمر کو بیجا تعصبوں اور نخوتوں مین ضایع کرکے حباب کیطرح ناپدید ہو گئے حالانکہ اس عاجز کے دس ہزار روپیہ کے اشتہار کا اول نشانہ وہی تھے اور اسی وجہ سے ایک مرتبہ رسالہ براہین احمدیہ مین بھی اون کے لئے اعلان چھپوایا گیا مگر اون کی طرف سے کبھی صدا نہ اُٹھی یہانتک کہ خاک مین یا راکھہ مین جا ملے۔

سواے بہائیو اُنہیں پنڈت صاحب کے حال سے نصیحت پکڑو اور اپنے نفسوں پر ظلم نہ کرو سچی نجات کو ڈھونڈھو اسی جہان مین اوس کی برکتین پاؤ سچی اور حقیقی نجات وہی ہے جس کی اس جہان مین برکتین ظاہر ہوتی ہین اور خدا در قوی کا وہی پاک کلام ہے کہ اسی جگہ طالبون پر آسمانی راہ کھولتا ہے سو اپنے آپکو دھوکا مت دو اور جس دین کی حقیقت اسی دنیا مین نظر آ رہی ہے اوس پاک دین سے رو گردان ہو کر اپنے دل پر تاریکی کا دھبہ مت لگاؤ ہان اگر مقابلہ اور معارضہ کرنے کی طاقت ہے تو اسی سورۂ فاتحہ کے کمالات کے مساوی کوئی دوسرا کلام پیش کرو اور جو کچھہ سورۂ فاتحہ کے خواص روحانی کی بابت اس عاجز نے لکھا ہے وہ کوئی سماعی بات نہین ہے بلکہ یہ عاجز اپنے ذاتی تجربہ سے بیان کرتا ہے کہ فی الحقیقت سورۂ فاتحہ مظہر انوار الٰہی ہے اس قدر عجائبات اس سورۃ کے پڑھنے کے وقت دیکھے گئے ہین کہ جن سے خدا کے پاک کلام کا قدر و منزلت معلوم ہوتا ہے اُس سورہ مبارکہ کی برکت سے اور اوس کے تلاوت کے التزام سے کشف مغیبات اس درجہ تک پہونچ گیا کہ صدہا اخبار غیبیہ قبل از وقت منکشف ہوئین اور ہر ایک مشکل کیوقت اُسکے پڑھنے کیحالت مین عجیب طور پر رفع حجاب کیا گیا اور قریب تین ہزار کے کشف صحیح اور رویا صادقہ یاد ہے کہ جو ابتک اس عاجز سے ظہور مین آچکے اور صبح صادق کے کھلنے کی طرح پوری بھی ہو چکی ہین اور دو سو جگہ سے زیادہ قبولیت دعا کے آثار نمایاں ایسے نازک موقعون پر دیکھے گئے جن مین بظاہر کوئی صورت مشکل کشائی کی نظر نہین آتی تھی۔ اور اسی طرح کشف قبور اور دوسرے انواع و اقسام کے عجائبات اسی سورہ کے التزام ورد سے ایسے ظہور پکڑتے گئے کہ

اگر انجیل اور ... پڑھنے والوں کا کسی پادری یا پنڈت کے ... تو ... دنیا سے قطع تعلق کرکے اسلام کے قبول کرنے کے لئے مرنے پر آمادہ ہو جائے اسی طرح بذریعہ الہامات صادقہ کے جو پیشگوئیاں اس عاجز پر ظاہر ہوتی رہی ہین جنمین سے بعض پیشگوئیاں مخالفون کے سامنے پوری ہو گئی ہین اور پوری ہوتی جاتی ہین اسقدر ہین کہ اس عاجز کے خیال مین دو انجیلون کی ضخامت سے کم نہین اور یہ عاجز بطفیل متابعت حضرت رسول اکرم مخاطبات حضرت احدیت مین اسقدر عنایات پاتا ہے کہ جسکا کچھ تھوڑا سا نمونہ حاشیہ در حاشیہ نمبر تین کے عربی الہامات وغیرہ مین لکھا گیا ہے خداوند کریم نے اوسی رسول مقبول کی متابعت اور محبت کی برکت سے اور اپنے پاک کلام کی پیروی کی تاثیر سے اس خاکسار کو اپنے مخاطبات سے خاص کیا ہے اور علوم لدنیہ سے سرفراز فرمایا ہے اور بہت سے اسرار مخفیہ سے اطلاع بخشی ہے اور بہت سے حقایق اور معارف سے اس ناچیز کے سینہ کو پُر کر دیا ہے اور بارہا بتلا دیا ہے کہ یہ سب عطیات اور عنایات اور یہ سب تفضلات اور احسانات اور یہ سب تلطفات اور توجہات اور یہ سب انعامات اور تائیدات اور یہ سب مکالمات اور مخاطبات بیمن متابعت و محبت حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم ہین۔

جمال ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

اب وہ واعظان انجیل اور پادریان گم کردہ سبیل کہان اور کدھر ہین کہ جو پرلے درجہ کی ہٹ دہرمی کو اختیار کرکے محض کینہ اور عناد اور شیطانی سیرت کی راہ سے عوام کالانعام کو یہہ کہکر بہکاتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی پیشگوئی ظہور مین نہین آئی سو اب منصفان حق پسند خود سوچ سکتے ہین کہ جس حالت مین حضرت خاتم الانبیا کے ادنی خادمون اور کمترین چاکرون سے ہزار ہا پیشگوئیاں ظہور مین آتی ہین اور خوارق عجیبہ ظاہر ہوتے ہین۔ تو پھر کسقدر بیحیائی اور بیشرمی ہے کہ کوئی کور باطن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیون سے انکار کرے اور پادریون کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیون کے بارہ مین اس وجہ سے فکر پڑی کہ توریت کتاب استثنا باب ہژدہم آیت بست و دوم مین سچے نبی کی یہ نشانی لکھی ہے کہ اوس کی پیشگوئی پوری ہو جائے سو جب پادریون نے دیکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہزار ہا خبرین قبل از وقوع بطور پیشگوئی فرمائی ہین اور اکثر پیشگوئیون سے قرآن شریف بھی بھرا ہوا ہے اور وہ سب پیشگوئیاں اپنے وقتون پر پوری بھی ہو گئین تو اون کے دل کو یہ دھڑکا

شروع ہوا کہ ان پیشگوئیون پر نظر ڈالنے سے نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بدیہی طور پر ثابت ہوتی ہے اور بایں ہمہ انکار پڑتا ہے کہ جو کچھہ توریت مین یعنی کتاب استثنا ۱۸ باب ۲۲ آیت مین سچے نبی کی نشانی لکھی ہے وہ نشانی صحیح نہین ہے سو اس پیچ مین آکر نہایت ہٹ دھرمی سے اون کو یہ کہنا پڑا کہ وہ پیشگوئیاں اصل مین فراستین ہین کہ اتفاقا پوری ہو گئی ہین لیکن چونکہ جس درخت کی بیخ مضبوط تھا اور جڑ اُسکی قایم ہے وہ ہمیشہ پہل لاتا ہے اس جہت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیان اور دیگر خوارق صرف اوسی زمانہ تک محدود نہین تھے بلکہ اب بھی اُنکا برابر سلسلہ جاری ہے اگر کسی پادری وغیرہ کو شک و شبہ ہو تو اوس پر لازم و فرض ہے کہ وہ صدق اور ارادت سے اسطرف توجہ کرے پھر دیکھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیان کسقدر ابتک بارش کیطرح برس رہی ہین لیکن اس زمانہ کے متعصب پادری اگر خودکشی کا ارادہ کرین تو کرین مگر یہ امید اونپر بہت ہی کم ہے کہ وہ طالب صادق بنکر کمال ارادت اور صدق سے اس نشان کے جویان ہون بہرحال دوسرے لوگون پر یہ بات واضح رہے کہ جس حالت مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی برکات اب بھی آفتاب کی طرح روشن ہین اور دوسرے کسی نبی کی برکات کا نشان نہین ملتا تو اس صورت مین لازم ہے کہ کیسے متعصب اور دنیا پرست پادری کسی بازار یا کسی شہر یا گانون مین کسی کو برخلاف اس حق الامر کے بہکانے نظر آوین تو یہی موقع اس کتاب کا اُن کے سامنے کھولکر رکھدیا جاوے کیونکہ یہ کتاب دس ہزار روپیہ کے اشتہار پر تالیف کی گئی ہے اور اس سے معارضہ کرنے والا دس ہزار روپیہ پا سکتا ہے پس شرم اور حیا سے نہایت بعید ہے کہ جو لوگ نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے منکر ہین وہ پنڈت ہون یا پادری آریہ ہون یا برہمو ہون وہ صرف زبان ہی طریق فضول گوئی کا اختیار رکھین اور جو دلایل قطعیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت پر ناطق ہو رہی ہین اُنکے جواب کا کچھہ فکر نہ کرین۔ یہہ عاجز نخواہ انکو دین اسلام کے قبول کرنیکے لئے مجبور نہین کرتا لیکن اگر مقابلہ و معارضہ سے عاجز رہین اور جو کچھہ آسمانی نشان اور عقلی دلائل حقیقت اسلام پر دلالت کر رہے ہین اُنکی نظیر اپنے مذہب مین پیش نہ کر سکین تو پھر یہی لازم ہے کہ جھوٹ کو چھوڑکر سچے مذہب کو قبول کر لین۔

اب پھر ہم اپنی اصل تقریر کیطرف رجوع کرکے لکھتے ہین کہ جسقدر مین نے ابتک لطائف و معارف و خواص سورۃ فاتحہ لکھے ہین وہ بدیہی طور پر بے مثل و مانند ہین مثلاً جو شخص ذرا منصف

بنکر اون صداقتوں کے اعلےٰ مرتبہ پر غور کرے جو کہ سورۃ فاتحہ مین جمع ہین اور پھر اون لطایف اور نکات پر نظر ڈالے جن پر سورہ محدودہ مشتمل ہے اور پھر حسن بیان اور ایجاز کلام کو مشاہدہ کرے کہ کیسے معانی کثیرہ کو الفاظ قلیلہ مین بھرا ہوا ہے اور پھر عبارت کو دیکھے کہ کیسی آب و تاب رکھتی ہے اور کسقدر روانگی اور صفائی اور ملائمت اُس مین پائی جاتی ہے کہ گویا ایک نہایت مصفی اور شفاف پانی ہے کہ بہتا ہوا چلا جاتا ہے اور پھر اُسکی روحانی تاثیرون کو دل مین سوچے کہ جو بطور خارق عادت دلون کو ظلمات بشریت سے صاف کرکے مورد انوار حضرت الوہیت بناتی ہین جنکو ہم اس کتاب کے ہر موقعہ پر ثابت کرتے چلے جاتے ہین + تو اُسپر قرآن شریف کی شان بلند جس سے انسانی طاقتین مقابلہ نہین کر سکتین ایسی وضاحت سے کھل سکتی ہے جس پر زیادت متصور نہین اور اگر باوجود مشاہدہ ان کمالات کے پھر بھی کسی کور باطن پر عدیم المثالی اُس کلام مقدس کی مشتبہ رہے تو اوسکا علاج قرآن شریف نے آپ ہی ایسا کیا ہے جس سے کامل طور پر منکرین پر اپنی حجت کو پورا کر دیا ہے اور وہ یہ ہے وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارۃ اعدت للکافرین۔ یعنے اگر تمہین اس کلام کے منجانب اللہ ہونے مین کچھہ شک ہے تو تم اوس کے کسی سورۃ کی مانند کوئی کلام بنا کر دکھاؤ اور اگر تم بنا نہ سکو اور یاد رکھو کہ ہرگز بنا نہ سکو گے سو اوس آگ سے ڈرو جو کافرون کے لئے طیار ہے جسکا ایندھن کافر آدمی اور اونکے بت ہین جو نار جہنم کو اپنے گناہون اور شرارتون سے افروختہ کر رہے ہین یہ قول فیصل ہے کہ جو خداتعالےٰ نے منکرین اعجاز قرآنی کے ملزم کرنے کے لئے آپ فرما دیا ہے اب اگر کوئی ملزم اور لاجواب رہکر پھر بھی قرآن شریف کی بلاغت بے مثل سے منکر رہے اور بیہودہ گوئی اور ژاژ خائی سے باز نہ آوین تو ایسے بے حیا منقلب الفطرت کا اس دنیا مین علاج نہین ہو سکتا اسکے لئے وہی علاج ہے جسکا خدا نے اپنے قول فیصل مین وعدہ فرمایا ہے۔

بعض شریر اور کینہ پرور آدمی جنہوں نے ضد اور نفسانیت پر مضبوطی سے قدم مار رکھا ہے اور جن کو تعصب کی تند اندھیری نے بالکل اندھا کر دیا ہے۔

(باقی آیندہ)

٭ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین ۲۵

ڈاکٹر برخوردار خان عیسائی کے سوالوں کا جواب

(سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم نمبر ۱۵ جلد ۹ صفحہ ۶و۷)

الحکم کی مذکورہ بالا اشاعت میں ڈاکٹر برخوردار خان صاحب کے اقتدار شیطانی کے وسوسہ کا ازالہ خدا کے فضل سے کرچکا ہوں ماننا نہ ماننا یہ جدا امر ہے جو میرے اختیار و قدرت میں نہیں ہے۔

اب دوسرا وسوسہ ان کا یہ ہے کہ قرآن شریف میں بعض آیتیں منسوخ ہوگئی ہیں۔ اور اس دعویٰ کی تائید میں وہ آیت ما ننسخ من آیۃ الی الآیۃ پیش کرتے ہیں انکے جواب میں اسیقدر گذارش کرنا کافی ہے کہ یہ دعویٰ بلا دلیل ہے اور اسلئے ناقابل تسلیم ہے قرآن شریف کا ایک نقطہ یا شوشہ بھی منسوخ نہیں۔ یہ آیت تو ایک عظیم الشان آیت نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے جسکو ہر ایک پادری نصرانی سمجھ نہیں سکتا۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے مناسبت وقت اور ضرورت وقت کا کسی قوم کی نسبت خود فیصلہ کرتا ہے اور ہر ایک شئے کا اندازہ خود اپنی قدرت سے کرتا ہے زمین و آسمان میں بے انتہا تغیرات اسی کے مالکانہ تصرف سے ہوتے ہیں حمایت اور نصرت کے اسباب جس طرح اور جسقدر وہ چاہتا ہے آپ ہی اپنے تصرف سے پیدا کرتا ہے ہر قوم اور ہر زمانہ کے تغیر حالات پر جدید سامان اسی کے دست قدرت سے ظاہر ہوتے ہیں سوائے اسکے اور کوئی نہیں ہے جو انسانوں کی ضرورت بشری اور دینی سامان مہیا کر دینے کا متکفل ہو سکے دراصل اس طرح سلسلہ نبوت میں کوئی بھی تغیر نہیں ہوتا قوموں کے حالات اپنی ترقی و تنزل میں اپنے اپنے وقت اور زمانہ کی مناسبت سے اس کے اسی کلام کے نزول کا باعث ٹھہر جاتے ہیں جس کے وہ لائق ہوتے ہیں۔ اسیطرح جب نزول قرآن کریم کے وقت اہل زمین کی طبائع جس آسمانی امر کی مستحق تھیں وہی امر انکے لئے نازل کیا گیا اپنے رسول کے ذریعہ سے اپنا کلام نازل کر کے خدا تعالیٰ نے اس تقاضہ کو پورا کیا کل زمین کے رہنے والوں کیلئے کامل شریعت نازل کی گئی یہ راز ہے اس آیت میں جسکو ما ننسخ من آیۃ او ننسھا نأت بخیر منھا بیان کیا گیا ہے اس آیت کی پہلی آیت سے جیساکہ معلوم ہوتا ہے یہود اور نصاریٰ اسلام اور اسکی ترقی کو دیکھ کر اندر ہی اندر کڑہتے تھے اور یہود اپنی بداعمالیوں اور سیہ کاریوں کیوجہ سے مغضوب قوم ہو چکی تھی اسلئے اللہ تعالیٰ اس آیت میں عہد نبوت کو بنی اسماعیل میں منتقل فرماتا ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفوں کے انجام کی زبردست پیشگوئی کرتا ہے چنانچہ دیکھ لو پیشگوئی کس زور کے ساتھ پوری ہوئی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں چار قومیں تھیں یعنی مشرکان عرب۔ یہود و عیسائی۔ مجوسی۔ اب دیکھو مکہ کو مشرکوں کا کیسا نام و نشان مٹا دیا گیا ننسخ او ننسھا کا اس سے بڑھکر اور ثبوت مطلوب ہے؟ عیسائیوں کی کتاب تک کا بھی پتہ نہیں ملتا کہ کس زبان میں تھی اس پیشگوئی کا بہت بڑا حصہ جو عیسائیوں کے متعلق تھی مسیح موعود کے زمانہ سے ہی وابستہ تھا کیونکہ وہ کسر صلیب کیلئے ہی تشریف لانے والا تھا اس کا نظارہ اب دیکھ لو۔ اور یورپ کے کلیسیائی اخباروں کو پڑھو کہ وہ عیسویت کی حالت زار پر کسطرح نوحہ زن ہیں اور انہوں نے صاف الفاظ میں تسلیم کر لیا ہے کہ اگر یورپ اور امریکہ کو عیسائی رکھنا منظور ہے تو اس طرز استدلال کا **معقول جواب دو جو مرزا غلام احمد مسیح موعود** (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے پیدا کیا ہے۔

یہود اور مجوس کا تو ذکر ہی کیا ہے وہ بیچارے تو کسی شمار میں رہے ہی نہیں۔

غرض

جس آیت کو آپ مورد اعتراض ٹھہراتے ہیں وہ تو اسلام کی بنا محکم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زبردست نشان اور عیسویت اور یہودیت کے ابطال اور نسخ کے لئے کارگر حربہ ہے۔

رہا حجر اسود کا سوال وہ بھی اسی قبیل کا ہے حجر اسود بھی ایک آیۃ اللہ ہے اور تعجب ہے کہ آپ عیسائی ہوکر اس راز کو نہیں سمجھتے۔

اسکی فلسفی اور حقیقت کا بیان کر دینا میرا کام ہے سعادتمند فائدہ اٹھالیں گے اور کوتاہ اندیش معترض جو تعصب سے تاریک دل رکھتا ہے اور عداوت کے غبار سے جس کا دماغ ناکارہ ہو چکا ہے وہ اسپر بھی ہنسی اڑائے گا۔

اصل بات یہ ہے کہ بہت مدت سے تصویری زبان کا دنیا میں رواج تھا اور اب بھی ہے مجھے امید ہے کہ میرے اس دعوے میں کسیکو انکار نہ ہوگا۔ اور اگر کسی کو ہو تو سری رامچندر جی اور شیو جی کے تصویری قصص ہندوؤں کے پاس خصوصاً ہند کے قدیم مصوروں کے پاس موجود ہیں دیکھئے) رومی سکندر جسکو دانیال نے ذوالقرنین ایک سینگ کا بکرا خواب میں دیکھا ہے۔ دیکھو دانیال باب ۸) اور دارا ایرانی بادشاہ کی تصویری زبان میں (گفتگو) عام نظموں میں موجود ہے پڑھ لو۔ اس تصویری زبان کی کتابیں اور اخبارات ہند میں بکثرت موجود ہیں۔ تصویری زبان ان بلاد میں جہاں تعلیم کا کم رواج ہوتا ہے یا بالکل نہیں ہوتا۔ زیادہ تر استعمال کیجاتی ہے۔ بلکہ اکثر تصویری زبان بہ نسبت تحریری کے زیادہ قوی ہوا کرتی ہے اسی واسطے یادگاروں کو عقلاء اور حکماء اکثر تصویری تحریر میں ادا کرتے ہیں عیسائی جنکے بھروسہ پر آپ اسلام پر معترض بن بیٹھے ہیں۔ اور اس زمانہ میں جس قوم کے اطوار نیو فیشن لوگوں کے نزدیک آسمانی کتب سے بڑھکر مستحکم اور قابل اتباع نظر آتے ہیں وہ قوم تصویری زبان کی کیسی قائل ہیں کہ ان کے اخبار جنہیں کر انگ کہتے ہیں تصویری زبان میں شایع ہوتے ہیں۔ یہود میں ایک پولا باندھنے کی رسم تھی۔ جس کا ذکر احبار ۲۳ باب ۱۸ میں ہے۔ عیسائیوں نے اس کو بھی اٹھا یقین کیا۔ قرنتی باب ۲ ۱۵ باب ۲۰ یوشع بن نون نے یردن سے گذرتے وقت بارہ پتھر اٹھائے۔ یوشع باب ۴ وہ بقول عیسائیوں کے بارہ حواریوں کی پیشگوئی تھی یہود اور عیسائی غیر قوموں کو اور بعض خواص کو پتھر کہتے تھے یہ ان کا محاورہ تھا پطرس کو پتھر اسی واسطے کہا کہ کلیسیا کے لئے وہ کونے کا پتھر ہوا۔ ان باتوں پر غور کرو۔

اب اس تمہید کے بعد واضح رہے کہ کتب مقدسہ میں ایک پیشگوئی بہ نسبت حضرت خاتم الانبیاء اصفی الاصفیا بہت زور سے مندرج تھی۔ دیکھو لوقا ۲۰ باب ۱۶و۱۷۔ وہ پتھر جسے راجگیروں نے رد کیا وہی کونے کا سرا ہوا اور دیکھو زبور ۱۱۸-۲۲ وہ پتھر جسے معماروں نے رد کیا کونے کا سرا ہو گیا ہے۔ متی باب ۲۱ آیت ۴۲۔ غرض یہ ایک بشارت ہے جو کہ کتب مقدسہ میں مندرج ہے اسی بشارت اور اسی پیشین گوئی کے اظہار و تصدیق کے لئے مکہ معظمہ کی بڑی عبادت گاہ میں بطور تصویری زبان کے حجر اسود کونے پر رکھا گیا تھا۔ محمد یونسی پہلے سالہا سال سے یہ پتھر ابراہیمی عبادت گاہ کے کونے پر منصوب تھا۔ اور عرب کے لوگ اسے چومتے اور اس سے ہاتھ ملاتے گویا قدیم زمانے میں ہی عرب کے پہلے یہ نقرہ تصویری طور پر مکہ معظمہ کی مقدس مسجد پر لکھا تھا کہ اس شہر میں وہ کونے کا پتھر جسے یہود اور عیسائی رد کریں گے ظاہر ہوگا جس کا ذکر مقدس کتب میں موجود ہے۔ اور روحانی طور پر یوں کہا جائے گا کہ نبوت اور رسالت کی عظیم الشان اور مستحکم عمارت جو انبیاء اور رسولوں کے وجود باوجود سے تیار ہوئی ہے۔ اس میں رسالت مآب کی گرامی ذات کونے کی آخری اینٹ ہے جس سے وہ عمارت پوری ہوئی ان کی بیعت رحمٰن کی بیعت اور ان کی اطاعت رحمٰن کی اطاعت ہے۔ کیونکہ جو کچھ وہ بولے الٰہی بلانے سے بولے۔ حضرت رسالت مآب نے بھی یہی تفسیر فرمائی ہے۔ دیکھو مشکوٰۃ وغیرہ۔

مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانه وترک منه موضع اللبنة الی ان قال فکنت انا سددت موضع اللبنة وفی روایت فانا تلک اللبنة

ترجمہ۔ میری اور دوسرے نبیوں کی مثال اس محل کی ہے کہ وہ بہت خوبصورت بنایا گیا اور ایک اینٹ کی جگہ اس میں خالی رکھی گئی میں وہی اینٹ ہوں۔

کیسی صاف اور واضح صداقت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جہاں عدو ذلت کیلئے انگلی رکھتا ہے وہیں سے معارف کا خزانہ نکل آتا ہے۔ اگر مخالف خردہ گیری نہ کرتے تو یہ صداقتیں دنیا پر کیونکر ظاہر ہوتیں۔ فللہ الحمد فی الاولیٰ والآخرۃ۔

میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب کے اعتراضوں کو جواب کافی طور پر دئیے جاچکے ہیں اور اس سے زیادہ لکھنے کی ضرورت اس پر کچھ حاجت نہیں۔ خدا کرے کہ وہ ان سے فائدہ اٹھائیں۔

اس کے بعد اس ڈاکٹر برخوردار کے کئے ہوئے بعض اعتراضات حضرت حکیم الامۃ کے پاس پہنچے تھے حضرت حکیم الامۃ نے ان کا جو نہایت ہی مختصر جواب بطور اصول دیا ہے میں اسپر ستہ اذکرکے انشاء اللہ کسی قریب کی اشاعت میں درج کرونگا

ایڈیٹر۔

www.aaiil.org

قومی ضروریات اور قومی کالم

شیرازہ قوم

قوموں کے بننے اور بگڑنے کا دراصل ایک ہی راز اور **اصل** ہے جو ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتّٰی یغیروا ما بانفسہم کی تہ میں مرکوز ہے۔ یہہ جدا امر ہے کہ کوئی **قوم** اس راز کو سمجھنے کی کوشش نکرے یا امتداد زمانہ کے باعث یہی اصل کسی اور رنگ اور طرز میں کسی قوم کے سامنے پیش ہوا ہو اور اسنے علمی طور پر اسے اپنا رہنما قرار دے لیا ہو۔ مگر اس میں کوئی کلام اور شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ قومی **صعود** اور **نزول** کی علامتی اس آیت کے اندر موجود ہے چنانچہ ۱۸۹۷ء کی آخری سہ ماہی میں جب الحکم کے اجرا کا خیال میرے دل میں پیدا ہوا۔ تو مجھے الحکم کی پیشانی پر ایک **زرین اصل** لکھنے کی فکر ہوئی۔ اوسوقت یہی آیت میرے دل میں گذری جو آجتک الحکم کی پیشانی پر ہمیشہ شائع ہوتی ہے۔ یہی آیت شریفہ ایک دوسرے وقت حضرت حجۃ اللّٰہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی **وحی** ہوئی جو ظاہر کرتی ہے کہ **قومی ترقی** ایک خاص قسم کی تبدیلی کو چاہتی ہے جبتک وہ تبدیلی ہمارے اندر پیدا نہ ہوگی خدا تعالےٰ کی تائید و نصرت نازل ہوکر ہمیں اٹھا نہیں سکتی۔ اور اس قعر مذلت سے نکلنا ہمارے لئے امر دشوار ہے۔

مسلمانوں میں خواہ وہ ربع مسکون کے کسی حصّہ میں رہتے ہیں اس زمانہ میں اس سوال کا پیدا ہونا **کہ کیا وجہ ہے کہ مسلمان پستی کیطرف جارہے ہیں؟** ان لوگوں کے لئے جو سوچنے والا **دل** اور فکر کرنے والا دماغ رکھتے ہیں قابل قدر سوال ہے اس سوال کا پیدا ہونا صاف طور پر ظاہر کررہا ہے کہ مسلمانوں کی حالت علمی ہو یا عملی سیاسی ہو یا اخلاقی مذہبی ہو یا مجلسی ہر پہلو سے گری ہوئی ہے۔ اس سوال کے کچھہ ہی جواب دئے گئے ہوں اور ممکن ہے وہ اپنے اپنے مقام پر صحیح بھی ہوں لیکن میرا روئے سخن اسوقت اس قوم اور جماعت کیطرف ہے جو اس سوال کا جواب یہ سمجھتی اور تسلیم کرتی ہے کہ مسلمانوں کی یہ حالت محض اسوجہ سے ہے کہ

انہوں نے قرآن کریم کو چھوڑ دیا ہے

اور یہ نشان اور علامت تھی اس امر کی کہ وہ وقت ہوگا جبکہ خدا تعالےٰ کا برگزیدہ بندہ مسیح موعود و **شہزادۂ امن** ہوکر آئیگا چنانچہ تسلیم کرنے **والوں** نے اسے آتے ہی **اور دیکھنے والوں** نے اسے **سننے والوں نے اسکی بابت** ہضمنا سنّت اللّٰہ کے موافق مسیح موعود کے پیغام کا سعادتمندوں اور صاف دل لوگوں نے **لبیک** کہہ کر جواب دیا اور آمنا فاکتبنا مع الشاھدین کہہ کر ساتھہ ہولئے لیکن جنکو سعادت نے مدد ندی اور تعصب اور عداوت کے تاریک غبار نے جنکی عقلوں اور فکروں کو صحیح نتائج پر پہونچنے سے روک دیا انہوں نے خدا کے اس **مرسل** اور **مہدی** کو ضال مضل اور مفتری کہا۔ ایسے لوگوں کے مقابلہ کی نہ ہمیں ضرورت نہ خواہش ہے اسلئے کہ اس مرسل کے مکذب اور اسکو دکھہ دینے والے اسکی تکذیب نہیں کرتے بلکہ وہ اسکی تکذیب کررہے ہیں جسنے اسکو بھیجا ہے اسلئے یہہ تو اسی **غیور** خدا کا کام ہے جو اپنی جلالی نشانوں اور قہری تجلیوں سے اپنے بندہ کی سچائی کو ثابت کرے۔ پس اس فکر سے الگ ہوکر ایک اور ضروری **کام** ہے جسکے فکر میں ہم سب کو لگ جانا چاہئے۔ اور وہ ہے وہی **شیرازۂ قوم** کی درستی اور اصلاح۔ مسلمان جو دنیا میں اپنی **اخوّت** کے لحاظ سے ایک زبردست قوم سمجھی اور مانی گئی تھی اسلام جسکی پہلی برکت دنیا پر یہ ظاہر ہوئی تھی کہ اسنے ہر ایک قسم کے نفاق اور شقاق انگیز امتیازوں کو اٹھا کر **نوع** انسان کی حقیقی بھلائی کی سطح پر مسلمانوں کو کھڑا کیا تھا۔ جسنے عرب جیسی متکبر اور اکھڑ **قوم کو فاصبحتم بنعمتہٖ اخوانا** کا مصداق بنا دیا تھا۔ اسوقت مسلمان کہلاکر اور اسلام اپنا مذہب کہکر ایک دوسرے کے جانی دشمن اور خون کے پیاسے ہو رہے ہیں ایسی صورت میں **قومی ترقی** قومی ادبار سے نجات ناممکن اور محض ناممکن ہے جبتک وہی حالت وہی روح قوم کے اندر پیدا نہو ہو نہیں سکتا کہ مسلمان فلاح اور فوز عظیم کے وارث ہوں۔

اتفاق! اتفاق!! کی پکار تو ہر طرف سے ہو رہی ہے اور سب سمجھتے اور یقین کرتے ہیں کہ اسی کے ذریعہ سے کچھہ ہوگا اگر ہوگا مگر افسوس یہہ ہے کہ اس نسخہ کو تو سب جانتے ہیں مگر یہ **اتفاق** تو ترکیبی حالت کے نتیجہ کا نام ہے اسکے اجزا اور اسکی ترکیب سے یا تو محض ناواقف ہیں اور یا اگر واقف ہیں تو وہ ایسے کاہل اور سست ہیں کہ مرکب کر نہیں سکتے۔

لیکن میں اپنی جگہ یہہ سمجھہ کر کہ یہہ لوگ اس نسخہ کی ترکیب سے محض ناواقف ہیں یہہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہ اتفاق وہ اخوّت وہ یکتائی اور وحدت کی روح جو ساری کامیابیوں کی جڑ اور ساری ترقیوں کی اصل ہے وہ کسی قوم میں کامل طور پر کبھی پیدا نہیں ہوسکتی جبتک وہ ایک **حَکَم** اور **امام** کے سامنے اپنا سر تسلیم نہ جھکا دیں۔ چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کی ایک کامل نظیر ہیں۔

پس

اسوقت وہ قوم جسکو خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے وہی موقع مل گیا ہے کہ انہوں نے خدا تعالےٰ کے برگزیدہ **مرسل** اور **مہدی** کو اپنا امام تسلیم کرلیا ہے اور اسکے ہاتھہ پر توبہ کرکے یہہ عہد کرلیا ہے کہ **ہم دین کو دنیا پر مقدم کرینگے**۔ انکا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے اندر وہ تبدیلی پیدا کریں جو خدا تعالےٰ چاہتا ہے۔

دنیا میں رہ کر انکی ضرورتیں مختلف ہیں ان ضرورتوں کے پورا ہونے کے اسباب اور ان اسباب کے حصول کے ذرائع ان ذرائع کے بہم پہونچنے پر نتائج کا نکلنا مختلف ہے۔ یہہ ناممکن ہے کہ ایک ہی ذریعہ تمام امور کے سرانجام دینے کے لئے کافی ہو ہاں یہ بالکل درست اور صحیح ہے کہ بعض اصول ایسے ہیں کہ وہ کسی ذریعہ اور سبب سے کسی صورت میں الگ نہیں ہوسکتا۔

مثلاً ضروریات روزمرہ کے بہم پہونچانے کے واسطے کسی ذریعہ کا اختیار کرنا تو ضروری ہے لیکن رعایت تقوی اس میں بھی بطور اصل ہے یا مختلف قسم کے لوگوں سے واسطہ اور تعلق ہونے کی وجہ سے مختلف امور پیش آتے ہیں مگر تقوی کی نگہداشت وہاں بھی الگ نہیں ہوسکتی مختصر الفاظ میں اس اصل کو یوں بیان کرسکتے ہیں کہ ہماری ہر حرکت و سکون اخلاص اور صواب کے ماتحت ہو۔

اسلام کوئی ایسا مذہب نہیں جو رہبانیت سکھاتا ہو۔ بلکہ وہ تو تخت شاہی پر بھی کامل درویشی کا نظارہ دکھا سکتا ہے۔ اور درویش غریب مصیبت زدہ کو بادشاہ کیطرح خوش و خورم رکھنا چاہتا ہے۔

کیا سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خاقان جہان ہوکر الفقر فخری کہنے والے نتھے؟ غرض یہ غلطی ہے جو یہہ سمجھتے ہیں کہ اسلام اور دنیا یکجا جمع نہیں ہوسکتے اس لمبی تمہید اور تحریر سے میری غرض صرف یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے اسوقت ایک سلسلہ قایم کیا ہے اور ہم لوگوں کو جو **احمدی** کہلاتے ہیں اس میں داخل ہونے کا شرف عطا فرمایا ہے خدا تعالےٰ نے ارادہ کیا ہے کہ **ایک قوم** بنا دے جو آخرین منہم لما یلحقوا بہم کی مصداق ہو وہ قوم یہی احمدی قوم ہوگی۔ پس اس قوم کو من حیث القوم نوی ضروریات ہیں اسلئے اس کی تمدن میں بہت سارے ایسے امور ہیں جنکی اصلاح کی ضرورت ہے میں چاہتا ہوں کہ ہم لوگ ان ضروریات پر غور کرنے کے لئے اپنا وقت صرف کریں اور جو باتیں مفید اور ضروری ہوں انپر کاربند ہونے کی فکر۔

میرا یہہ بھی خیال ہے کہ ایسی تجاویز کا پیش کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو قلم کے ذریعہ خدمت قوم کرنا چاہتے ہیں + ایسے امور کا انصرام خود ہمارے اپنے ہاتھوں میں ہے حضرت حجۃ اللّٰہ کے گرامی قدر اوقات کو اس طرف متوجہ کرنے کی حاجت نہیں ہاں یہ ضروری ہوگا کہ جب کوئی مفید بات فیصلہ ہوکر بطور دستور العمل قرار دیجاوے وہ اعلےٰ حضرت کے حضور پیش ہوکر دستور العمل قرار پاوے۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ مستقل مضامین کے ذریعہ قوم کو ضروریات قوم سے آگاہ کرکے اپنے فرض سے سبکدوش ہو جاؤں اور یہ مضمون اس سلسلہ مضامین میں سے پہلا مضمون ہے + پس میں آج اس سلسلہ کو ایک ضروری تحریک کے ساتھہ شروع کرتا ہوں۔ اور ہر جگہہ کی **احمدی** جماعت کے سرگرم احباب کو خدا تعالےٰ کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ وہ اس تحریک کو مفید سمجھتے ہیں تو اسپر عمل کرنے کے لئے طیار ہو جائیں۔ اور اگر غیر ضروری اور غیر مفید خیال کرتے ہیں تو قومی پرچوں میں اس سے بہتر تجویز پیش کریں۔ وہ تحریک یہ ہے کہ اس سے پہلے کہ میں **قومی ضروریات** کو قوم کے سامنے پیش کروں یہ ضروری امر ہے کہ قوم کا ایک وجود مشخص ہو جاوے۔ اپنی اپنی جگہ ہم سب سمجھتے اور یقین کرتے ہیں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اسوقت تین لاکھہ کے قریب زن و مرد بچے شامل ہیں۔ ہر چند یہہ تعداد قرائن قویہ پر تسلیم کی گئی ہے اور کچھہ شک نہیں کہ یہہ تعداد صحیح ہے مگر پھر بھی تحریری طور پر ہمارے پاس کوئی اصل نہیں ہے اسلئے میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ فی الحال صرف پنجاب کے احمدیوں کی ایک مکمل فہرست طیار ہو جاوے اور اسکے لئے یہ انتظام کیا جاوے کہ **ضلع وار** ایک جنرل کمیٹی قرار دی جاوے اور وہ کمیٹی اپنے ماتحت تحصیل وار کمیٹیاں قایم کرے۔ ہر ایک تحصیلی کمیٹی اپنے اپنے ملحقہ دیہات کی فردیں طیار کرکے اپنے ضلع کی کمیٹی کے پاس بھیجدے۔ اور ضلع دار کمیٹیاں اپنے اپنے ضلع کی مکمل فردیں جنرل کمیٹی جو قادیان دارالامان میں قرار پائے بھیجدے۔ اسی طریق پر ہندوستان کے دوسرے صوبوں کے متعلق عمل درآمد کیا جاوے سب سے پہلے اس کام کو کرنا چاہئے جب یہہ انتظام مکمل ہو جاوے اسکے بعد دوسرے ضروری امور جو قومی پہلو رکھتے ہیں اور قومی ضروریات پر مشتمل ہیں پیش کئے جاوینگے۔

میری اپنی رائے میں مندرجہ ذیل اشخاص اس کام کے اہل ہیں اگر وہ خدا کے لئے اس فرض کو اپنے ذمہ لیں تو بہت سے مفید نتائج اس تجویز سے نکلیں گے اور وہ بہت بڑے ثواب کے مستحق ہونگے۔

میں نے اس تجویز کو محض اخبار ہی میں نہ رہنے کے خیال سے ان بزرگوں کے نام مطبوعہ خطوط بھی بھیجے ہیں تاکہ وہ جوابدیں

آیا اس کام میں وہ کہان تک حصہ لے سکین گے۔

۱- ضلع گوردسپور - میان جمال الدین صاحب
" سیکہوانی -
۲- امرتسر - ڈاکٹر عباد اللہ صاحب کٹڑہ جیمل سنگہ امرتسر
۳- پنڈدادنخان - حکیم محمد حسین صاحب قریشی حویلی کابلی مل -
۴- گوجرانوالہ - منشی احمد الدین صاحب اپیل نویس -
۵- سیالکوٹ - چودہری مولا بخش صاحب سکرٹری
" انجمن فرقہ میر -
۶- گجرات - منشی نواب خان صاحب تحصیلدار گجرات -
۷- جہلم - مولوی برہان الدین صاحب
۸- پشاور - مولوی غلام حسن صاحب رجسٹرار
۹- ڈیرہ غازیخان - مولوی عزیز بخش صاحب بی - اے
۱۰- ضلع جالندھر - میان رحمت اللہ صاحب سبزی فروش بنگہ
۱۱- ہوشیارپور - چودہری غلام احمد صاحب رئیس کاٹھہ گڑھ
۱۲- لودہانہ - قاضی خواجہ علی صاحب ٹھیکہ دار شکرم ایجنسی
۱۳- انبالہ - چودہری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر
۱۴- دہلی - ڈاکٹر محمد اسماعیل خانصاحب -
۱۵- ریاست کپورتہلہ - منشی عبد المجید خانصاحب
" افسر بگہی خانہ -
۱۶- ریاست - منشی نواب خانصاحب ثاقب -
۱۷- ملتان - میان محمد بخش ولد احمد دین چہاپہ گر
۱۸- راولپنڈی - حکیم شاہ نواز صاحب
۱۹- جموں - خلیفہ نور الدین صاحب -
۲۰- کشمیر - مولوی عبد اللہ صاحب
۲۱- ہزارہ - مولوی محمد یمین صاحب
۲۲- کانگڑاہ - مولوی وزیر الدین صاحب
۲۳- میانوالی - مولوی غلام محمد صاحب - بی - اے
۲۴- خیرپور (سندھ) بابو غلام محمد صاحب بی - اے
۲۵- جہنگ دلائل پور - بابو غلام حسن صاحب سٹیشن ماسٹر
۲۶- منٹگمری - مولوی عبد الحق صاحب سید والہ -
۲۷- ڈیرہ اسمعیل خان - قاضی محمد اسماعیل صاحب پہاڑپور
۲۸- ریاست پٹیالہ - مولوی عبد اللہ خانصاحب
" مہندرہ کالج -
۲۹- ریاست منگرول - مولوی محمد ابراہیم صاحب
" " سپرنٹنڈنٹ پولیس -

بعض اضلاع ایسے ہین جنکا نام مینے نہین لکہا اسلئے وہان کے بہائیون مین جو اس خدمت کے لئے آمادہ ہون وہ اطلاع دے -

جسوقت یہ بزرگ کام کرنے کے لئے آمادہ ہونگے اسوقت مین انکی اطلاع آنے پر اس مطلب کے نقشے سردست اپنے خرچ سے چہپوا کر دونگا جو بعد مین ان تقسیم شدہ ضلعون کی کمیٹیون کو ادا کرنا ہوگا - اور بطور حصہ رسدی اس خرچ مین مین بہی شریک ہوجاؤنگا۔

وہ لوگ اپنے اپنے طور پر اپنے ماتحت تحصیل وار کمیٹیان مقرر کر کے ان فہرستون کو مکمل کرا کے میرے پاس بہیجدین + اس تکمیل کے بعد جو مفید امور ہین انشاءاللہ پیش کرونگا - وہ وہی امور ہونگے جو بزرگان ملت کے مشورے اور دستخط سے مین شائع کرونگا + اس تجویز کو بہی مینے بزرگان ملت کے حضور پیش کردیا ہے اور اسپر انکی مختصر رائے بہی درج کردی جائیگی -

خداتعالے قوم کے ان بزرگون کو اس قومی خدمت کے لئے کام کرنے کی توفیق عطا فرماوے -

آمین

ہماری شادیان کیسے ہون؟

اگرچہ مندرجہ بالا مضمون ان مضامین کے سلسلے مین ایک مضمون ہوگا جو ابہی آپ پڑہ چکے ہین لیکن اس مضمون پر لکہنے کی تحریک سردست مجہے ایک شادی کی تقریب کی وجہ سے ہوئی جو ۲۱ مئی ۱۹۰۵ء کو بعد نماز ظہر باغ مین (جہان آجکل حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام مقیم ہین) پیش آئی

حضرت حجۃ اللہ کی یون تو ہر ادا ہر حرکت و سکون آپ کی صداقت - راستبازی - اور منجانب اللہ ہونے پر زبردست شہادت ہے مگر ہمارے رسم و رواج مین جو حیرت انگیز انقلاب اور تبدیلی آپ کے باوجود وجود سے ہوئی ہے وہ ایک زندہ ثبوت اس امر کا ہے کہ آپ خداتعالے ہی کی طرف سے **اصلاح امت** کے لئے مامور ہوکر آئے ہین -

مین دیکہتا ہون کہ انڈیا کی ساری قومون مین شادی و غمی کی تقریبون پر مسرفانہ مصارف اور بیجا رسوم سے قومون کو نجات دینے کی تحریک انکے ریفارمر کر رہے ہین لیکن باوجود اسقدر مساعی اور تگ و دو کے وہ ابتک اس قابل نہین ہوئے کہ فخر کے ساتہہ اس امر کا اظہار کرسکین کہ ہم کامیاب ہوگئے ہین -

خود مسلمانون مین صیغہ اصلاح ایک خاص مجلس قرار دی گئی ہے جو ایسے کامون کے لئے رسالہ شائع کرتی اور عہدے لے کر ممبر بناتی ہے - لیکن اگر صیغہ اصلاح کے ممبر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ان تقریبون کو دیکہین تو انکے لئے اس سلسلہ کو اس پہلو کے لحاظ سے دنیا مین لانظیر نعمت تصور کرین - مگر مین دیکہتا ہون کہ چشم عداوت انہین مجبور کرتی ہے کہ وہ اس سے دور ہی رہین یہی وجہ ہے جو مین یقین کرتا ہون کہ ان کے اصلاحی ادعا محض نمائشی اور شہرت طلبی کے ذریعے ہین ورنہ اگر کوئی اور پہلو انہین اس سلسلہ مین سردست تسلی بخش نظر نہین آتا تہا تو کم از کم اپنے مذاق پر وہ اسی حیثیت سے دیکہتے - بہرحال مین جب اسی قسم کی تقریبون کو دیکہتا ہون تو میرا ایمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پہلے سے بیش از بیش ترقی کرتا ہے کیونکہ اس آمد سے ہم نے

ویضع عنہم اصرہم والاغلال التی کانت علیہم

کا صحیح نظارہ دیکہا - یعنے وہ اپنے متبعین کے ان بوجہون اور طوقون کو اتار پہینکتا ہے جو انپر تہے یہہ طوق اور بوجہہ ہی رسومات بد اور مسرفانہ مصارف ہی تو ہوتے ہین جنکے بغیر دنیادار سمجہتے ہین کہ ہماری ناک کٹ جائے گی -

غرض

۲۱ مئی ۱۹۰۵ء کو بعد نماز ظہر ایسا ہی ایک موقع ازدیاد ایمان کا پیش آیا - یہ شادی عجیب و غریب تہی اسلئے کہ دلہا اور دلہن مین سے کوئی بہی یہان موجود نہ تہا بلکہ انکے جائز ورثا مین سے بہی کوئی نہ تہا -

یہہ تقریب نکاح اس اجازت نامہ کے ذریعہ عمل مین آئی جو لڑکی اور لڑکے کے ورثاء کیطرف سے تحریری طور پر آچکے تہے اور مجلس نکاح مین حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب لڑکون کی طرف سے اور جناب شیخ رحمت اللہ صاحب پروپرائیٹر انگلش ویرہوس لڑکیون کی طرف سے وکیل تہے - خطبہ نکاح حسب معمول حضرت حکیم الامتہ نے پڑہا -

یہہ شادیان سیالکوٹ کے ایک مشہور و معروف معزز خاندان سادات کی تہین - جناب میر حامد شاہ صاحب کے دو صاحبزادون محمد اور عبد الحمید کا علے الترتیب رفعت اور مریم سید خصلیت علیشاہ صاحب مرحوم کی صاحبزادیون سے ہوا - اور میر محمود شاہ صاحب مرحوم (جو میر حامد شاہ صاحب کے بہائی اور حضرت اقدس کے ایک مخلص خادم تہے) کے صاحبزادہ کا نکاح فضیلت دختر سید خصلیت علیشاہ صاحب مرحوم کے ساتہہ ہوا + میر حامد شاہ صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ اور جماعت سیالکوٹ کے ایک درخشندہ نمونہ ہین انکی سیرۃ مین انبیاء علیہم السلام کی سیرۃ کا نمونہ پایا جاتا ہے ایسا ہی سید خصلیت علی شاہ صاحب مرحوم بہی حضرت اقدس کے جان نثار عاشق تہے حضرت مسیح موعود سے انکو اعلے درجہ کا اخلاص تہا - **الغرض** یہہ مبارک تقریب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی شمولیت سے باغ مین ادا ہوئی حضرت حکیم الامتہ نے خطبہ نکاح پڑہا اور اس مین نہایت دردِ دل سے ظاہر کیا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ ہمارے بہائی اپنے لڑکے اور لڑکیون کو حضرت امام کے حضور قربان کرنے - یعنے اس قسم کے تعلقات آپکے مشورہ اور منشاء کے موافق ہوتے مگر افسوس ہے کہ لوگ اپنی تجویزون کو مقدم کرلیتے ہین تاہم جو مخلص احباب ہین انکی ہمیشہ یہ خواہش رہتی ہے کہ یہ پاک تقریب حضرت مسیح موعود کے حضور عمل مین آئے تاکہ آپکی دعائین عمدہ نتائج پیدا کرنے والی ہون -

مین امید کرتا ہون کہ حضرت حکیم الامتہ کی اس تقریر سے وہ لوگ جو اس جلسہ نکاح مین موجود تہے ضرور متاثر ہوئے ہونگے اسی اثر کی وجہ سے مین چاہتا ہون کہ ہمارے بیرونی احباب بہی ان باتون کی قدر کرین اور اس ضرورت کو محسوس کرین مین ایکبار زیادہ مرتبہ الحکم کے ذریعہ اس امر پر اپنے ناظرین کو توجہ دلا چکا ہون کہ اگر وہ چاہتے ہین کہ یہہ رشتہ مبارک ہون انمین خیر و برکت پیدا ہو وہ قوم کے لئے ایک عمدہ نمونہ ایثار اور اخوت کا ہون تو میری اپنی رائے مین تو ہر شخص کو حضرت امام علیہ الصلوۃ والسلام کے مشورہ یا اجازت کے بغیر خود بخود تجویزین کر لینی حرام سمجہہ لینی چاہئین - اور چونکہ حضرت اقدس سردست ان معاملات مین دخل دینا پسند نہین فرماتے اسلئے ان معاملات کو کلیۃً حضرت حکیم الامتہ اور مخدوم الملتہ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی رائے پر چہوڑ دینا چاہئے - جہان اور جسکے لئے یہہ بزرگ تجویز کردین اسے مبارک یقین کیا جاوے - کیونکہ ان سے بہتر امین اور خیرخواہ ملنا ناممکن ہے + لیکن یہ یاد رکہین کہ یہ بزرگ بہی ان معاملات مین اسیوقت دخل دینے کو آمادہ ہونگے جب ہم لوگ اپنی رائون اور تجویزون کو قطعاً چہوڑ کر انکے سامنے عرض حال کرین اور پہر شرح صدر سے انکی تجویز کو تسلیم کرین -

مین یقیناً کہتا ہون کہ قوم مین ملیت پیدا کرنے کے واسطے یہ سب سے زیادہ ضروری امر ہے - اور افسوس سے دیکہا جاتا ہے کہ قوم اسطرف سے غافل ہے ہماری آنیوالی نسلون کی اصلاح کیلئے یہ سوال بہت ہی قابل غور ہے -

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین مینے حضرت اقدس کے ایک اشتہار کے حوالہ سے دکہایا تہا کہ حضرت اقدس اس شخص کو اپنی جماعت سے الگ قرار دیتے ہین جو احمدی ہوکر بہی اپنے رشتہ ناطے غیر احمدیون سے کرے خصوصاً وہ شخص جو غیر احمدیون کو اپنی لڑکیان دے - البتہ ان کی لڑکیان لے لینے مین حرج نہین ہے -

بس تمام احمدیونکو سچے دل سے یہ عزم اور عہد کر لینا چاہئے + اس سوال پر بحث کرنے کے لئے مجہے مولوی غلام نبی صاحب مدرس پورہیران نے بڑے زور سے توجہ دلائی ہے انہون نے یہی ذکر کیا ہے کہ کیا تین لاکہ آدمی کی جماعت مین شیخ غلام احمد صاحب نو مسلم اور میان رحمت اللہ صاحب احمدی نیگہ کیلئے ایک بہی لڑکی نہین ہے ؟ فی الحقیقت انکا یہ جملہ قوم کیلئے بہت غور کے قابل ہے مولوی غلام نبی صاحب لکہتے ہین کہ اگر قوم اسلامی اخوت کا لحاظ کرتی ہے تو یہ ناممکن ہے کہ دو لڑکیان بہی ساری جماعت مین قابل نکاح نہ ملین - مین اسپر مفصل مضمون الحکم کی کسی آنیوالی اشاعت مین لکہونگا - انشاءاللہ العزیز - فی الحال تذکرہ ضمناً آگیا -

حضرت حجۃ اللہ کی آخری جلسہ الوداعی کی تقریر پر

(گزشتہ اشاعت سے آگے)

۴

تیسرا کمال شہید کا ہے۔ عام لوگ تو شہید کے اتنے ہی معنی سمجھتے ہیں کہ شہید وہ ہوتا ہے جو تیر یا بندوق سے مارا جاوے یا کسی اور اتفاقی موت سے مرجاوے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہادت کا یہی مقام نہیں ہے۔ میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ سرحد کے پٹھانوں کو یہ بھی ایک دھوکا لگا ہوا ہے کہ وہ انگریزی افسروں پر آکر حملے کرتے ہیں اور ایسی شورش پیدا کر کے اسلام کو بدنام کرتے ہیں۔ انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ اگر ہم کسی کافر یا غیر مذہب والے کو ہلاک کردیں گے تو ہم غازی ہوں گے اور اگر مارے جاویں گے تو شہید ہوں گے۔ مجھے ان کمینہ فطرت ملاؤں پر بھی افسوس ہے جو ان شوریدہ سر پٹھانوں کو کہ سانپ ہیں، انہیں نہیں بتلاتے کہ تم اگر کسی شخص کو بلا وجہ قتل کرتے ہو تو غازی نہیں ظالم ٹھیرتے ہو اور اگر وہاں ہلاک ہوجاتے ہو تو شہید نہیں بلکہ خودکشی کرکے حرام موت مرتے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔ لا تلقوا بایدیکم الی التہلکہ وہ اپنے آپ کو خود ہلاکت میں ڈالتے ہیں اور فساد کرتے ہیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ سخت سزا کے مستوجب ہیں۔ غرض عام لوگوں نے تو شہادت اتنی سمجھ رکھی ہے اور شہید کا یہی مقام ٹھیرا لیا ہے۔ مگر میرے نزدیک شہید کی حقیقت قطع نظر اس کے کہ اسکا جسم کاٹا جاوے کچھ اور ہی ہے اور وہ ایک کیفیت ہے جسکا تعلق دل سے ہے۔ یاد رکھو کہ صدیق نبی سے ایک قرب رکھتا ہے اور وہ اسکے دوسرے درجہ پر ہوتا ہے اور شہید صدیق کا ہمسایہ ہوتا ہے۔ نبی میں تو سارے کمالات ہوتے ہیں یعنے وہ صدیق بھی ہوتا ہے اور شہید بھی ہوتا ہے صالح بھی ہوتا ہے لیکن صدیق اور شہید ایک الگ الگ مقام ہیں۔ اس بحث کی بھی حاجت نہیں کہ آیا صدیق شہید ہوتا ہے یا نہیں۔ وہ تمام کمال جہاں ہر ایک امر خارق عادت اور معجزہ سمجھا جاتا ہے وہ اس ولولہ اعلیٰ ہوں پر اپنے رتبہ اور درجہ کے لحاظ سے پیدا ہے۔

اسلئے اللہ تعالیٰ اسے ایسی قوت عطا کرتا ہے کہ جو عمدہ اعمال ہیں اور جو عمدہ اخلاق ہیں وہ کامل طور پر ظاہر ہوتے ہیں اصلی رنگ میں اس سے صادر ہوتے ہیں اور بلا تکلف صادر ہونے میں کوئی دقت و رنج نہیں ان اعمال صالحہ کے صدور کا احساس نہیں ہوتا ہے اور وہ اصلی فطرت و طبیعت کا ایک جزو ہو جاتے ہیں تکلف اسکی طبیعت میں نہیں رہتا۔ جیسے ایک سائل کسی شخص کے پاس آوے تو خواہ اس کے پاس کچھ ہو یا نہ ہو اسے دینا ہی پڑیگا۔ اگر نہ دے تو خوف سے نہیں تو خلقت کے لحاظ سے مگر اس قسم کا تکلف شہید میں نہیں ہوتا۔

اور یہ قوت اور طاقت اسکی بڑہتی جاتی ہے جوں جوں بڑہتی ہے اسیقدر اسکی تکلیف کم ہوتی جاتی ہے اور وہ بوجھ کا احساس نہیں کرتا مثلاً ہاتھی کے سر پر ایک چیونٹی ہو تو وہ اس کا کیا احساس کریگا۔ فتوحات میں اس مقام کی طرف اشارہ کرنے ایک لطیف بات لکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب انسان کامل درجہ پر پہونچتا ہے تو اس کے لئے نماز ساقط ہوجاتی ہے جاہلوں نے اس سے یہ سمجھ لیا کہ نماز ہی معاف ہوجاتی ہے جیسا کہ بعض بے قید فقیر کہتے ہیں ان کو اس مقام کی کیا خبر نہیں اور اس لطیف نکتہ کی اطلاع نہیں اصل بات یہ ہے کہ ابتدائی مدارج سلوک میں نماز اور دوسرے اعمال صالحہ ایک قسم کا بوجھ معلوم ہوتے ہیں اور طبیعت میں ایک کسل اور تکلیف محسوس ہوتی ہے لیکن جب انسان خدا تعالیٰ سے قوت پاکر اس مقام شہید پر پہونچتا ہے تو اسکو ایسی طاقت اور استقامت دیجاتی ہے کہ اسے ان اعمال میں کوئی تکلیف محسوس ہی نہیں ہوتی گویا وہ ان اعمال پر سوار ہوتے ہیں۔ اور صوم۔ صلوۃ۔ زکوۃ۔ ہمدردی بنی نوع۔ مروت۔ فتوت۔ غرض تمام اعمال صالحہ اور اخلاق فاضلہ کا صدور قوت ایمانی سے ہوتا ہے۔ کوئی مصیبت، دکھ اور تکلیف خدا تعالےٰ کیطرف قدم اٹھانے سے اسے روک نہیں سکتی۔ شہید اسیوقت کسی کو کہیں گے جب اسکی قوت ایمانی اس سے وہ فعل کراتی ہے کہ آرام سے ان افعال کا صدور ہو۔ جیسے پانی اوپر سے نیچے کو گرتا ہے اسطرح شہید سے اعمال صالحہ کا صدور ہوتا ہے شہید اللہ تعالیٰ کو گویا دیکھتا ہے اور اسکی طاقتوں کا مشاہدہ کرتا ہے جب یہ مقام کامل درجہ پر پہونچے تو یہ ایک نشان ہوتا ہے۔ بعض آدمی دیکھے گئے ہیں کہ جب کوئی ابتلا آجاوے تو گھبرا اٹھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کا شکوہ کرنے لگتے ہیں انکی طبیعت میں ایک افسردگی پائی جاتی ہے کیونکہ وہ صلح کلی طور پر جو خدا تعالیٰ سے ہونی چاہئے انکو حاصل نہیں ہوتی۔ خدا تعالیٰ سے اسی وقت تک صلح رہ سکتی ہے جبتک اسکی مانتا ہے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کا معاملہ ایک دوست کا سا معاملہ ہے کبھی ایک دوست دوسرے دوست کی مان لیتا ہے اور دوسرے وقت اسکو اس دوست کی ماننی پڑتی ہے اور یہ انتہائی خوشی اور انشراح صدر سے ہونا کہ مجبوراً۔

خدا تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع الی الآیۃ یعنے ہم آزماتے رہیں گے کبھی ڈرا کر کبھی بھوک کبھی مالوں اور ثمرات وغیرہ کا نقصان کرکے ثمرات میں اولاد بھی داخل ہے اور یہ بھی کہ بڑی محنت سے کوئی فصل طیار کی اور یکایک اسے آگ لگی اور وہ تباہ ہوگئی یا اور امور کے لئے محنت مشقت کی نتیجہ میں ناکام رہ گیا غرض مختلف قسم کے ابتلا اور عوارض انسان پر آتے ہیں اور یہ خدا تعالیٰ کی آزمایش ہے ایسی صورت میں جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی اور اسکی تقدیر کے لئے سر تسلیم خم کرتے ہیں وہ بڑی شرح صدر سے کہتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون کسی قسم کا شکوہ اور شکایت یہ لوگ نہیں کرتے ایسے لوگوں کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اولٰئک علیہم صلوٰت یعنے یہی وہ لوگ ہیں جنکے حصہ میں اللہ تعالےٰ کی خاص رحمت آتی ہے اللہ تعالیٰ انہیں لوگوں کو مشکلات میں راہ دکھا دیتا ہے یاد رکھو اللہ تعالےٰ بڑا ہی کریم و رحیم اور بامروت ہے جب کوئی اسکی رضا کو مقدم کرلیتا ہے اور اسکی مرضی پر راضی ہوجاتا ہے تو وہ اسکو اسکا بدلہ دیئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ غرض یہ تو وہ مقام اور مرحلہ ہے جہاں وہ اپنی بات منوانی چاہتا ہے دوسرا مقام اور مرحلہ وہ ہے جو اس نے ادعونی استجب لکم میں فرمایا ہے یہاں وہ اسکی بات ماننے کا وعدہ فرماتا ہے۔ پس شہید اس پہلے مقام پر کھڑا ہوتا ہے یعنے انشراح صدر کے ساتھ اسکی بات مانتا ہے۔ وہ دوست کی ایلام کو بھی برنگ انعام مشاہدہ کرتا ہے۔

چوتھا درجہ صالحین کا ہے یہی جب کامل درجہ پر ہو تو ایک نشان اور معجزہ ہوتا ہے۔ کامل صلاح یہ ہے کہ کسی قسم کا کوئی بھی فساد باقی نہ رہے بدن صالح میں کسی قسم کا کوئی خراب اور زہریلا مادہ نہیں ہوتا بلکہ صاف اور مؤید صحت مواد اسمیں ہوتے ہیں۔ صالح کہلاتا ہے جب تک صالح نہیں لوازم صالح نہیں ہوتے جیسا کہ مریض کے منہ کا مزہ بگڑ جاتا ہے کڑوی معلوم ہوتی ہے اسی طرح جب تک صالح نہیں بنتا اور ہر قسم کی بدیوں سے نہیں بچتا اور خراب مادے نہیں نکلتے اسوقت تک عبادات کڑوی معلوم ہوتی ہیں نماز میں جاتا ہے مگر اسے کوئی لذت کوئی سرور نہیں آتا وہ ٹکریں مار کر منحوس سنسان سلام پھیر کر رخصت ہوتا ہے لیکن مزا اسوقت آتا ہے جب گندے مواد نکل جاتے ہیں تو انس اور ذوق شوق پیدا ہوتا ہے۔ اور صلاح انسانی اسی درجہ سے شروع ہوتی ہے۔

(اب دعا کرو)

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے دعا فرمائی۔

معجون دافع مرض گناہ

حیلہ کے پھول صبر و شکر کے پھل ۔۔ نیاز و عجز کی جڑ غم کی کونپل
نہال صدق کی ڈالی کے اوراق ۔۔ ادب کی چھال تخم حسن اخلاق
ریاضت کا اگر ہاون ہو ممکن ۔۔ تو اسمیں کوٹ انکو رات و دن
عرق اشک پشیمانی کا لے کر ۔۔ کیا کر روز تو اسمیں انہیں تر
کئی قلیے ہی معمول کرے ۔۔ پھر ان کو دیگچی میں دل کی بھر
اجاڑ شوق پہ رکھ کر پکانا ۔۔ رہے خامی تو جان اپنی جلانا
مناسب جب پکے ان کا یہ سامان ۔۔ صفائے قلب کی صافی میں تو چھان
جو چھن کر صاف ہو جاوے وہ پانی ۔۔ ملانا شکر شیرین زبانی
کہ یہ معجون کہاتی ہے بڑی آنچ ۔۔ محبت کی اگر دنیا کری آنچ
غرض جب ہو چکے معجون تیار ۔۔ رہے نقصان نہ باقی کوئی زنہار
تو رکھنا حفظ کی ڈبیا میں بھر کے ۔۔ ہوائے اتقا سے سرد کر کے
جہاں تک تجربہ ہے کہا جو کھانا ۔۔ کچھ اسکی قدر تربت پر نہ جانا
سفر ہو یا کہ اندیشہ نہیں کچھ ۔۔ ضرر اس سے نہیں بخشا کبھی کچھ
مواد فاسد عصیاں کے حق میں ۔۔ نہیں مثل اسکا مستی کو دوریز
بڑا ہو جائیگا درد معاصی ۔۔ جو چاہے امتحاں کر دیکھے عاصی
یہ نسخہ ہے نہایت آزمودہ ۔۔ اطبا کے معارف کا ستودہ
کہا شبلی نے حضرت بارک اللہ ۔۔ یہ نسخہ ہے کرامت بارک اللہ
یہ سن کر ہو گیا غائب وہ مجنون ۔۔ یہ آئے شیخ شبلی دل جگر خون

(تہذیب النسوان)

ضروری گذارش لائق توجہ گورنمنٹ

یہ عجیب امر ہے کہ ہمدردی کی ہی ناشکری کیجاتی ہے بعض اخباروں والے خاص کر پیسہ اخبار لاہور اس بات پر بہت ناراض ہوئے ہیں کہ میں نے دوسرے زلزلہ کی خبر کیوں شایع کی ہے حالانکہ انکو خوب معلوم ہے کہ جو کچھ میں نے شایع کیا وہ میری طرف سے نہیں ہے اور نہ کسی کو ڈرانا یا تشویش میں ڈالنا میرا مقصد ہے میں نے اسی سنہ ۱۹۰۵ء میں آنیوالے زلزلہ شدیدہ کی خبر شایع کی تھی جسکا یہ مضمون تھا کہ ایک زلزلہ سخت آنیوالا ہے جو بہت ہولناک ہوگا اور میں نے اسی زلزلہ کی بابت مئی ۱۹۰۴ء میں بذریعہ اخبار شایع کیا کہ وہ زلزلہ آنیوالا ایسا ہوگا کہ جس سے ایک حصہ ملک کا تباہ ہو جائیگا اور بڑی بڑی عمارتیں گرینگی اور جو عارضی طور پر فرودگاہیں ہیں وہ بھی گر جائینگی اور جو مستقل سکونت کی عمارتیں ہیں وہ بھی نابود ہو جائینگی اور اس زمانہ سے پچیس برس پہلے بھی میں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں اسی زلزلہ کی خبر دی تھی اور لکھا تھا کہ اس سے پہاڑ پھٹ جائینگے اور بڑی آفت پیدا ہوگی اور جب وہ پیشگوئی ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو پوری ہو گئی اور بندگان خدا کا وہ نقصان ہوا جسکی تحریر کی حاجت نہیں تب مجھے اس حادثہ سے اسقدر صدمہ پہنچا کہ جسکے بیان کرنے کیلئے الفاظ نہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ بہت ہی کم ایسے لوگ ہونگے جنکو میری مانند ملک کی اس تباہی کا صدمہ پہنچا ہو کیونکہ اس زلزلہ کے بعد مجھے بار بار یہ خیال آیا کہ میں نے بڑا گناہ کیا کہ جیسا کہ حق شایع کرنیکا تھا اس پیشگوئی کو شایع نہ کیا کیونکہ وہ پیشگوئی صرف اردو کے دو اخباروں اور دو رسالوں میں شایع ہوئی تھی اور یہ بھی فروگذاشت ہوئی ہے کہ اس پیشگوئی کا ترجمہ بھی نہیں ہوا تھا اور یہ بھی ایک غلطی ہوئی کہ انگریزی اخباروں میں اسکو شایع نہیں کیا گیا تھا اگرچہ میں اسوقت جانتا تھا کہ میرا لکھنا دلوں کو ایک ہی احتیاط کی طرف مصروف نہیں کریگا کیونکہ قوم میری باتوں کو بدظنی سے دیکھتی ہے اور ہر ایک بھلائی کی بات جو میں پیش کرتا ہوں بجز گالیاں سننے کے میں اسکا کوئی صلہ نہیں پاتا تاہم میرے دلکو اس غم نے سخت گھیرا کہ جو خبر مجھے پہلے سے بہت صفائی سے خدائے علیم و حکیم کیطرف سے ملی تھی میں نے اسکی پورے طور پر اشاعت نہ کی اور اگر میں پورے طور پر اشاعت کرتا اور بار بار متنبہ کرتا تو ممکن تھا کہ اس پر کار بند ہو کر بعض جانیں بچ جاتیں چنانچہ جسقدر میری جماعت کے لوگ دھرمسالہ اور کانگڑہ اور کلو وغیرہ میں رہتے تھے بالتزام ایک بھی انمیں سے ضایع نہیں ہوا کیونکہ وہ زلزلہ کی خبر کو پہلے سے یاد رکھتے

ہونگے اور حتی الوسع اپنی حفاظت بھی کی ہوگی۔ میں اسی غم اور پریشانی میں تھا کہ یکدفعہ پھر مجھے خدا تعالی کیطرف سے خبر ملی کہ ایک زلزلہ اور آنیوالا ہے جو قیامت کا نمونہ ہوگا اس خبر کو سنتے ہی میرا بدن پر لرزہ پڑ گیا اور میرے دلکی وہ حالت ہوئی جسکو میرا خدا جانتا ہے اور جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں میں پہلے سے بہت شرمندہ تھا کہ پہلی زلزلہ کی خبر کو کما حقہ کیوں شایع نہ کیا اور کیوں بنی نوع کی پوری ہمدردی نہ کی۔ اب دوسرے زلزلہ کی خبر پا کر میرا دل اس بات کیلئے بے اختیار ہو گیا کہ پہلی فروگذاشت کی اب تدارک کروں اسی غرض سے میں نے تین اشتہار شایع کیے تا لوگوں کو متنبہ کروں کہ حتی المقدور اپنے اعمال کی اصلاح کریں اور جہانتک ممکن ہو ایسی عمارتوں میں نہ رہیں جو دو منزلہ سہ منزلہ ہیں اور اسی دفعہ میں نے پہلی فروگذاشت کو پورا کرنے کیلئے کئی ہزار اشتہار شایع کیے اور اخباروں میں بھی یہی مضمون شایع کرایا اور ریویو وغیرہ انگریزی اخباروں میں بھی شایع کرا دیا بلکہ اس اطلاع کیلئے ایک چٹھی بخدمت جناب لفٹننٹ گورنر بہادر اور ایک چٹھی جناب لارڈ کرزن وایسرائے بالقابہ کیخدمت میں بھیجی گئی اور ابھی میں اسبات کیطرف متوجہ ہوا کہ خدا تعالی نے اپنے فضل و کرم سے اس گھڑی کو ٹال دیا اور مجھے اطلاع دی اور پورے طور پر بقید تاریخ اور روز اور وقت اس آنیوالی آفت سے مطلع فرمادے کیونکہ وہ میری ایک بات پر قادر ہے۔ اب ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ کسی بدنیتی یا دلآزاری یا ستانے کیلئے میں نے یہ کام نہیں کیا اور جس آنیوالی زلزلہ کی مجھے دوسری دفعہ خبر دی گئی ہے میں آپ ڈرا اور تبھی فرمایا کہ ۵ دن سے خیمے باغ میں لگے ہوئے ہیں میں واپس قادیان میں نہیں گیا کیونکہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ وقت کب آنیوالا ہے۔ میں نے اپنی مریدوں کو بھی اپنے اشتہارات میں بار بار یہی نصیحت کی کہ جسکی مقدرت ہو اسے ضروری ہے کہ کچھ مدت خیموں میں باہر جنگل میں رہے اور جو لوگ بے مقدرت ہیں وہ دعا کرتے رہیں کہ خدا اس بلا سے ہمیں بچاوے پس میری نیک نیتی پر اس سے زیادہ کون گواہ ہو سکتا ہے کہ اسی خیال سے میں مع اہل و عیال اور اپنی تمام جماعت کے جنگل میں پڑا ہوں اور جنگل کی گرمی کو برداشت کر رہا ہوں حالانکہ قادیان طاعون سے بالکل پاک صاف ہے مگر جس بات سے خدا نے ڈرایا اس سے ڈرنا لازم ہے اور جس پر رکھا

1 اس کے واسطے کوئی تاریخ معین نہیں ہے کیونکہ خدا تعالی نے کوئی خاص تاریخ میرے پر ظاہر نہیں فرمائی بعض لوگوں کو غلطی لگی ہے کہ کسی وا سے کہا ہی مقرر کی تھی مگر یہ بالکل جھوٹ ہے ہمنے کوئی تاریخ نہیں لکھی ایسی پیشگوئیوں میں عموماً یہی سنۃ اللہ ہے چنانچہ انجیل میں بھی صرف یہ لکھا ہے کہ زلزلے آوینگے مگر تاریخ مقرر نہیں کی مجھے ابتک قطعی طور پر یہ بھی معلوم نہیں کہ اس زلزلہ سے درحقیقت ظاہری زلزلہ مراد ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے جو زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے بہرحال اس سے خوف کرنا لازم اور احتیاط رکھنا ضروری سمجھ کر میں ابتک خیموں میں باہر جنگل میں گذارہ کرتا ہوں اور خیموں کے خریدنے اور عمارتوں کی بنائی میں ایک ہزار روپیہ کے قریب بار اخرجات بھی ہو چکا ہے اور اسقدر حرج کون اٹھا سکتا ہے

یقین ہے اسی سے ہی نوع کو ڈرانا بھی نشر الله ہمدردی میں داخل ہے اگر میں دیکھوں کہ کسی گھر کو کسی حصہ کو آگ لگنے کو ہے اور گھر والے غافل خواب میں ہیں انکو کچھ خبر نہیں اور میں انکو اطلاع نہ دوں کہ وہ تشویش میں پڑینگے تو میں ایک سخت گناہ کا مرتکب ہونگا۔ یہ بھی یاد رہے کہ کسی کمزور بنا پر یہ پیشگوئی نہیں کی گئی ہے بلکہ اگر حکام کیطرف سے بھی اسکے اس دعوی کی پڑتال ہو تو کم سے کم بڑا پیشگوئی ایسی ثابت ہوگی جو وہ سچی نکلی پس جبکہ میں صدہا پیشگوئیوں کی سچائی کے تجربہ سے اسبات کی باور کرنے کیلئے ایک بھاری ثبوت اپنے پاس رکھتا ہوں کہ جو کچھ خدا نے مجھے فرمایا ہے سچ ہے تو پھر ایسے لوگوں کو متنبہ نہ کرنا ایک ظلم تھا کیونکہ یہ زلزلہ کی پیشگوئی قطعی نہیں بلکہ شرطی ہے ہر ایک شخص جو نیک تبدیلی اختیار کریگا وہ بچایا جائیگا پس ایسے شخص کو کیا غم ہے جو اپنے چال چلن کی درستی رکھتا ہے ہاں وہ بدمعاش لوگ جو اپنا پیشہ بدکاری حرام خواری خونریزی وغیرہ رکھتے ہیں البتہ ایسے اشتہاروں سے وہ تشویش میں پڑینگے سو انکی تشویش کی نہ خدا کو پرواہ ہے اور نہ گورنمنٹ کو اگر ان کو خوش رکھنا مقصود ہوتا تو انسانی گورنمنٹیں ان کیلئے جیلخانے کیوں طیار کرتیں۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کس قسم کی بدظنی ہے جو مخالف لوگ مجھ پر کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے اشتہاروں سے تشویش میں ڈالدیا ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ کیسی تشویش میں منجم ہونیکا دعوی نہیں کرتا مجھے علم جیالوجی کی مہارت کا کوئی دعوی ہے صرف یہ دعوی ہے کہ میں خدا تعالی کیطرف سے وحی پاتا ہوں مگر اس دعوی کے یہ لوگ سخت منکر ہیں اور اسی بنا پر مجھے کافر اور دجال کہتے ہیں اور اسی بنا پر یہ لوگ میری تکذیب کرتے ہیں ان لوگوں نے ہزارہا اشتہار میری نسبت شایع کیے ہیں کہ اس دعوی میں یہ شخص جھوٹا ہے بلکہ اسقدر لعنتوں اور گالیوں سے بھرے ہوئے میری نسبت دنیا میں اشتہار شایع کر چکے ہیں جن سے کم سے کم دس کوٹھے بھر سکتے ہیں تو پھر کیا کوئی سمجھ سکتا ہے کہ میری ایسی پیشگوئیوں سے وہ ڈرتے ہوں جو شخص انکے نزدیک جھوٹا ہے اس سے ڈرنے کے کیا معنے ہیں۔ اگر مجھے بندگان خدا کی سچی ہمدردی مجبور نہ کرتی تو میں ایک ورق بھی شایع نہ کرتا مگر پہلی پیشگوئی کا بڑی زبردست طور سے پورا ہونا اور ہزاروں جانوں کا نقصان ہونا مجھے کھینچکر اسطرف لایا کہ میں دوسری پیشگوئی کو شایع کرنے میں کوتاہی نہ کروں اور کما حقہ شایع

کروں بعض نے میری نسبت خط لکھی کہ تو جھوٹا ہے ہم چاہتے ہیں کہ تجھے قتل کر دیں لیکن اگر میرے اشتہاروں سے کچھ لوگ احتیاط کرنیوالے ہو جائیں اور اپنی کچھ اندرونی اصلاح کر لیں اور انکی جانیں بچ جائیں تو میری جان کیا چیز ہے کیا کبھی کسی نے مرنا نہیں اپنی جانوں سے ایسی محبت رکھتا ہوں کہ بنی نوع کی ہمدردی بھی چھوڑ دوں اور بعض نادان کہتے ہیں کہ یہ اشتہار اس غرض سے کہ لوگوں کو ڈرا کر انکی بیعت قبول کریں مگر اس حق پوشی کا میں کیا جواب دوں میں بار بار انہیں اشتہارات میں لکھ چکا ہوں کہ ہلاک نفوس تو ہی ہے کہ میری یہ مراد نہیں کوئی ہندو یا عیسائی مسلمان ہو جاوے یا میری بیعت اختیار کرے بلکہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگر کسی پر عذاب نازل ہوتا ہے تو اس غلطی کی سزا کیلئے نازل نہیں ہوتا کیونکہ عدالت گاہ ہونیکے لیئے عالم آخرت مقرر ہے اور جس قدر قومیں پہلی اس سزا سے ہلاک ہوئیں مثلاً آسمان سے پتھر برسے یا طوفان سے غرق کی گئیں یا زلزلوں نے انکو نابود کیا اسکا یہ باعث نہیں تھا کہ وہ بت پرست تھیں یا آتش پرست یا کسی اور مخلوق کو پرستار تھیں اگر وہ سادگی اور شرافت سے اپنی غلطیوں پر قایم رہتیں تو کوئی عذاب ان پر نازل نہ ہوتا لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا بلکہ خدا تعالی کی نگہ میں سخت گناہ کیے اور نہایت درجہ شوخیاں دکھائیں اور انکی بدکاریوں سے زمین پاک ہو گئی اسلیئے انکی تباہی ان پر عذاب نازل ہوا خدا کریم و رحیم ہے اور غضب میں دھیما ہے اگر میں مانتا کہ لوگ اس سے ڈریں اور بدکاریوں اور ظلموں اور طرح طرح کے برے کاموں پر ایسی جرأت نہ کریں کہ گویا خدا نہیں ہے تو پھر ان پر کوئی عذاب نازل نہیں ہوگا جیسا کہ وہ فرماتا ہے

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ [5]

یعنی خدا تمہیں عذاب دیکر کیا کریگا اگر تم شکر گزار بنجاؤ اور خدا پر ایمان لاؤ اور اسکی عظمت اور سزا کے دن سے ڈرو۔ ایسا ہی اسکے مقابل پر فرماتا ہے قُلْ مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ [19] [15] یعنی انکو کہدے کہ اگر تم نیک چلن انسان نہ بنجاؤ اور اسکی یاد میں مشغول نہ رہو تو پھر خدا تمہاری زندگی کی پرواہ کیا رکھتا ہے اور سچ یہ ہے کہ جب انسان غافلانہ زندگی بسر کرے اور اسکو دل میں خدا کی عظمت کا کوئی رعب نہ ہو اور بےقیدی اور دلیری کیساتھ اسکو تمام عمل ہوں۔ تو ایسے انسان سے ایک بکری بہتر ہے جسکا دودھ پیا جاتا ہے اور گوشت کھایا جاتا ہے اور کھال بھی بہت سے کام میں آجاتی ہے اور میں جانتا ہوں کہ جسقدر میں نے لکھا ہے وہ ان لوگوں کیلئے بس ہے جنکے دل ٹیڑھے نہیں ہیں اور جو جانتے ہیں کہ خدا ہے والسلام علی من اتبع الھدی +

المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی ۲۲ مئی ۱۹۰۵ء

نوٹ۔ اسجگہ نمونہ کے طور پر مخالفین میں سے ایک کا اشتہار نقل کیا جاتا ہے جس سے ظاہر ہوگا کہ ہماری پیشگوئیوں کی جب اسطرح تکذیب کیجاتی ہے تو پھر یہ پیشگوئیاں کسی کی اصلی تشویش کا موجب نہیں ہیں بلکہ لوگ اس سے ڈرتے نہیں بلکہ ہنسی ٹھٹھا اڑاتے ہیں چنانچہ ایک تازہ اشتہار کی کچھ عبارت ہم اسجگہ بطور نمونہ کے نقل کر کے دکھلاتے ہیں کہ ایسے مخالفین پر ہماری پیشگوئیوں کا کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ اور وہ عبارت یہ ہے: میں آج ۴ مئی ۱۹۰۵ء کو اس امر کا بڑی زور اور دعوی سے اعلان کرتا ہوں اور تمام لوگوں کو اسبات کا یقین دلاتا ہوں کہ خوفناک اور بچے ہوئے دلوں کو اطمینان اور تسلی دیتا ہوں کہ قادیانی نے ۵۔ ۸۔ ۲۱۔ اور ۲۹۔ اپریل ۱۹۰۵ء کے اشتہاروں اور اخباروں میں جو لکھا ہے کہ ایک ایسا سخت زلزلہ آئیگا جو ایسا شدید اور خوفناک ہوگا نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا۔ گرشن قادیانی زلزلہ کی آمد کی تاریخ یا وقت نہیں بتلاتا مگر اس امر پر بہت زور دیتا ہے کہ زلزلہ ضرور آئیگا اسلئے میں ان بھولے بھالے سادہ لوح آدمیوں کو جو قادیانی کی صرف لفاظیوں اور اخبار کی رنگ آمیزیوں سے خوفناک ہو رہے ہیں۔ بڑے زور سے اطمینان اور تسلی دیتا ہوا خوشخبری سناتا ہوں کہ خدا کی

[5] بجز اسکے کہ جو سچے دل سے ایک آنیوالے حادثہ پر یقین رکھتا ہے مجھے بعض زلزلہ کی نسبت یہی الہام ہوا تھا۔ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ مجھے اسپر غور کرنے سے اجتہادی طور پر خیال گذرتا ہے کہ پیشگوئی بہار کے ایام میں پوری ہوگی یعنی ان ایام میں جو پتے نکلنے کے دن ہیں اور ممکن ہے کہ اس وحی کے اور معنے ہوں اور بہار کے ایام کو کچھ خصوصیت ہو۔

میری پرانی نوٹ بک مین سے کچھہ

خدا را بخدا توان شناخت

۱۹۰۲ء مین ندوۃ العلماء کا سالانہ جلسہ بمقام امرتسر ہوا تھا - اس جلسہ پر اعلٰے حضرت مسیح موعودؑ نے بہی اپنے رُسل بغرض تبلیغ بہیجے تہے ۱۴ - اکتوبر ۱۹۰۲ء کو جلسہ سے واپس آنیپر بعض اور لوگ بہی دار الامان آئے سلسلہ کلام مین ندوۃ کے متعلق ذکر آیا کہ وہ بحث مباحثہ سے الگ رہ کر اصلاح چاہتے ہین - اسپر فرمایا

اگر ندوۃ کا دعوی اصلاح - ہے تو امر تنقیح طلب یہ ہے کہ اصلاح کس طرح ہو سکتی ہے؟ اور کن راہون سے ہو رہی ہے اور اسلام پر کیا حملہ ہو رہا ہے اُسکی مدافعت اور انسداد کی تدابیر کا سوال بے محل اور ایسا دعوی خیالی دعوی ہوگا - پھر قابل غور یہہ امر ہے کہ ان ساری خرابیون کا انسداد ارضی طاقت سے ہو سکتا ہے یا آسمانی تائید سے -

اگر ندوہ والے یہ چاہتے ہین کہ لوگ پڑھ کر یعنے انگریزی تعلیم حاصل کرکے نوکر ہو جائیں اور انکو ملازمت کے لئے آسانیان ہون تو یہ دین کا کام نہین ہے یہہ تو قوم کو غلام بنانے کی تدابیر ہین اور اگر ان کی غرض دینی اصلاح - ہے تو پھر یاد رکہین کہ

خدا را بخدا توان شناخت

اس اصل کو چھوڑ کر جو شخص چاہتا ہے کہ دینی اصلاح ہو جاوے وہ کبھی اس مقصد مین کامیاب نہین ہو سکتا - اس خشک اور خیالی اصلاح سے کیا فائدہ ہوگا جسکے ساتھہ خدا تعالے کی تائید ہین اور نصرتین نہین ہین وہ باتین جو نری لفاظی کے طور پر بیان کی جاوین یا قصہ اور کہانی کی طرح گذشتہ امور پر جس کا حوالہ ہو انکی پہلے سے کیا ہی ہے جو ایک خاص جماعت اپنا وقت اور غریب مسلمانون کا روپیہ لیکر صرف کرے اور نتیجہ کچھہ بہی نہو - مین اس قسم کی کارروائیون کو کبھی پسند نہین کرتا ایسی باتون سے ریاکاری اور نفاق کی بو آتی ہے - کیونکہ یہہ طریق اس مطلب اور غرض کے حصول سے کوسون دور ہے جسکے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے اور جسطرح دنیا کی اصلاح ہوا کرتی ہے وہ رنگ اس مین موجود نہین ہے +

اصلاح کا طریق ہمیشہ وہی مفید اور نتیجہ خیز ثابت ہوا ہے جو اللہ تعالے کے اذن اور ایما سے ہو - اگر ہر شخص کی خیالی تجویزون اور منصوبون سے بگڑی ہوئی قومون کی اصلاح ہو سکتی تو پھر دنیا مین انبیاء علیہم السلام کے وجود کی ہی کچھہ حاجت نہ رہتی - جبتک کامل طور پر ایک مرض کی تشخیص نہ ہو اور پھر پورے وثوق کے ساتھہ اسکا علاج معلوم نہووے کامیابی علاج مین نہین ہو سکتی -

اسلام کی جو حالت نازک ہو رہی ہے وہ ایسے ہی طبیبون کی وجہ سے ہو رہی ہے جنہون نے اسکی مرض کو تو تشخیص نہین کیا اور جو علاج اپنے خیال مین گذرا اپنے مفاد کو مد نظر رکھہ کر شروع کر دیا - مگر یقیناً یاد رکھو کہ اس مرض اور علاج سے یہہ لوگ محض ناواقف ہین اسکو وہی شناخت کرتا ہے جسکو خدا تعالے نے اسی غرض کے لئے بہیجا ہے اور وہ

مین ہون

اسلام کے اندر ایک خطرناک پھوڑا ہو گیا ہے اور ایک جذام باہر کی طرف سے اسے لگ رہا ہے اندرونی پھوڑے کا باعث خود مسلمان ہوئے ہین جنہون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیمات اور اسوہ حسنہ کو چھوڑ کر اپنی تجویز اور رائے کے موافق اس مین اصلاح اور ترمیم شروع کر دی وہ باتین جو کبھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وہم وگمان مین بہی نہ آئی تہین آج **عبادت** قرار دی گئی ہین اور زہد و ریاضت کا بہت بڑا مدار انہین پر رکھا گیا ہے + ان باتون کو دیکھکر بیرونی دشمنون کو بہی موقع ملا - اور وہ تیر و تفنگ لے کر اسلام پر حملہ آور ہوئے اور اسکے پاک وجود کو چھلنی کر دیا اور اسے ایسی مکروہ ہیئت مین دشمنون نے دکھانا شروع کیا کہ غیر تو غیر تہے ہی اپنون کو بہی متنفر کر دیا - ہر شخص نے اپنے طرز پر اسکی تصویر کو بہیانک بنانے کی فکر کی - ایسی صورت مین زمینی حربے اور ارضی تدابیر کام نہین دے سکتی ہین اسکے لئے آسمانی حربہ اور **آسمانی تدابیر** کی حاجت ہے - اسلئے جبتک تمام کوششین آسمانی تائیدات کسی کو نہ دی جاوین - کامیابی ہو نہین سکتی؟ ضرورت انبیاء علیہم السلام کا بہی بڑا بہاری ثبوت ہے کیونکہ اگر بگڑے وقت اصلاح دنیا ہو سکتی تو ہر زمانہ مین علاء مفکر اور دانشمند مدبر ہوتے ہی رہے ہین - انبیاء علیہم السلام کے زمانہ مین بہی ایسے لوگ ہو گذرے ہین اب بہی موجود ہین لیکن وہ فلاسفر اور ریفارمر خدا تعالے سے اسقدر دور جا پڑے ہین کہ انکے نزدیک شاید خدا تعالے کا نام لینا ہی ایک گناہ اور غلطی قرار دیا گیا ہے پھر بتاؤ کہ یہہ فلسفہ اور یہہ اصلاح نہین کہانتک لے جائیگی + اس سے کسی بہتری کی امید رکھنا خطرناک غلطی ہے -

کیا تم نہین دیکہتے کہ خدا تعالے نے یہی سنت رکھی ہے کہ اصلاح کے واسطے نبیون کو مامور کرکے بہیجا ہے انبیاء علیہم السلام جب آتے ہین تو بظاہر دنیا مین ایک فساد عظیم نظر آتا ہے بہائی بہائی سے باپ بیٹے سے جدا ہو جاتا ہے - ہزار ہزار جانین بہی تلف ہو جاتی ہین - حضرت نوح علیہ السلام کے وقت طوفان سے ان کے مخالفون کو تباہ کر دیا گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کیوقت طاعون اور دوسرے کئی عذاب وارد ہوئے - اور فرعون کے لشکر کو غرق کیا گیا -

غرض

خوب یاد رکہو کہ قلوب کی اصلاح اسی کا کام ہے جسنے قلوب کو پیدا کیا ہے نرے کلمات اور چرب زبانیان اصلاح نہین کر سکتی ہین بلکہ ان کلمات کے اندر ایک روح ہونی چاہئیے -

پس جس شخص نے قرآن شریف کو پڑہا اور اس نے اتنا بہی نہین سمجہا کہ ہدایت آسمان سے آتی ہے تو اس نے کیا سمجہا +

الم یاتکم نذیر

کا جب سوال ہوگا تو پتہ لگے گا + اصل بات یہی ہے کہ خدا را بخدا توان شناخت اور یہہ ذریعہ بغیر امام نہین مل سکتا - کیونکہ وہ خدا تعالے کے تازہ بتازہ نشانون کا مظہر اور اسکی تجلیات کا مورد ہوتا ہے - یہی وجہ ہے کہ حدیث شریف مین آیا ہے

من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاہلیۃ

یعنی جس نے زمانہ کے امام کو شناخت نہین کیا وہ جہالت کی موت مر گیا -

---

ایک سیاحِ قادیان کی خیالات

مینے اور کیا دیکھا؟ قادیان دیکھا - مرزا صاحب سے ملاقات کی - مہمان رہا - میرزا صاحب کے اخلاق اور توجہ کا مجھے شکریہ ادا کرنا چاہئے - میرے مونہہ مین حرارت کیوجہ سے چھالے پڑ گئے تہے - اور مین شور بغذا نہیں کہا نہین سکتا تہا - میرزا صاحب جب دفعتاً گہر سے باہر تشریف لے آئے تہے - دودہ اور ساپاؤ روٹی تجویز فرمائی -

آجکل مرزا صاحب قادیان سے باہر ایک وسیع اور مناسب باغ مین (جو خود انہین کی ملکیت ہے) قیام پذیر ہین بزرگان ملت بہی وہین ہین - قادیان کی آبادی تقریباً ۴ ہزار آدمیون کی ہے مگر رونق اور چہل پہل بہت ہے - نواب صاحب مالیر کوٹلہ کی شاندار اور بلند عمارت تمام بستی مین صرف ایک ہی عمارت ہے - رستے کچے اور ناہموار ہین - بالخصوص وہ سڑک جو بٹالہ سے قادیان تک آئی ہے اپنی نوعیت مین سب پر فوق لے گئی ہے - آتے ہوئے یکہ مین مجھے جسقدر تکلیف ہوئی تہی نواب صاحب کے رتہہ نے لوٹنے کے وقت اسمین نصف کی تخفیف کر دی اگر مرزا صاحب کی ملاقات کا اشتیاق میرے دل مین جوش زن نہوتا تو شاید آٹھہ میل تو کیا آٹھہ قدم بھی مین آگے نہ بڑھ سکتا -

اکرام الضیف کی صفت خاص اشخاص تک محدود نہ تہی - چہوٹے سے لیکے بڑے تک ہر ایک نے بہائی کا سا سلوک کیا - اور مولینا حاجی حکیم نور الدین صاحب جنکے اسم گرامی سے تمام انڈیا واقف ہے - اور مولینا عبد الکریم صاحب جنکی تقریر کی پنجاب مین دہوم ہے - مولوی مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر جنکی تحریرون سے کتنے انگریز یورپ مین مسلمان ہو گئے ہین - جناب میرزا میر نواب صاحب دہلوی جو میرزا صاحب کے خسر ہین - مولوی محمد علی صاحب ایم - اے - ایل - ایل - بی ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز - مولوی یعقوب علی صاحب تراب ایڈیٹر الحکم - جناب شاہ سراج الحق صاحب وغیرہ وغیرہ - بڑے درجہ کی شفقت اور نہایت محبت سے پیش آئے - افسوس مجھے اور اشخاص کا نام یاد نہین - ورنہ مین انکی مہربانیون کا بہی شکریہ ادا کرتا -

میرزا صاحب کی صورت نہایت شاندار ہے جسکا اثر بہت قوی ہوتا ہے - آنکھون مین ایک خاص طرح کی چمک اور کیفیت - ہے - اور باتون مین ملائمت ہے - طبیعت منکسر مگر حکومت خیز - مزاج ٹھنڈا مگر دلون کو گرما دینے والا - بردباری کی شان نے انکساری کیفیت مین اعتدال پیدا کر دیا ہے - گفتگو ہمیشہ اس نرمی سے کرتے ہین کہ معلوم ہوتا ہے گویا متبسم ہین - رنگ گورا ہے - بالون کو حنا کا رنگ دیتے ہین - جسم مضبوط اور محنتی ہے - سر پر پنجابی وضع کی سپید پگڑی باندہتے ہین - سیاہ یا خاکی لمبا کوٹ زیب تن فرماتے ہین - پاؤن مین جراب اور دیسی جوتی ہوتی ہے عمر تقریباً ۶۶ سال کی ہے -

مرزا صاحب کے مریدون مین مینے بڑی عقیدت دیکھی اور انہین بہت خوش اعتقاد پایا میری موجودگی مین بہت سے معزز مہمان آئے ہوئے تہے جنکی ارادت بڑے پایہ کی تہی - اور بے حد عقیدت مند تہے -

مرزا صاحب کی وسیع الاخلاقی کا یہ ایک ادنے نمونہ ہے کہ اثنائے قیام کی متواتر نوازشون کے خاتمہ پر ان الفاظ مجھے مشکور ہونے کا موقع دیا "ہم آپکو اس وعدہ پر اجازت دیتے ہین کہ آپ پھر آئین اور کم از کم دو ہفتہ قیام کرین" - (اسوقت کا متبسم ناک چہرہ ابتک میری آنکھون مین ہے -)

مین جس شوق کو لے کے گیا تہا ساتھہ لایا - اور شاید وہی شوق مجھے دوبارہ لیجائے - واقعی قادیان نے اس جملہ کو اچھی طرح سمجہا ہے کہ "حسّن خُلقک ولو مع الکفار" - (میرزا صاحب کے خیالات کے متعلق عنقریب میری تحریر شائع ہوگی اس مضمون مین مینے صرف وہان کے

برتاؤ کو دکھایا ہے)

مینے اور کیا دیکھا؟ بہت کچھ دیکھا - مگر قلمبند کرنیکا موقع نہیں - سفیشن کو جانیکا وقت ہے پھر آپکو پھر کبھی بتاؤنگا کہ مین نے کیا دیکھا -

راقم - ا - ہ - دہلوی

اسکے ساتھ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مین وہ بات چیت لکھ دون جو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیاح مذکور سے کی -

۲ - مئی ۱۹۰۵ء قبل نماز ظہر ایک نئی روشنی کے نوجوان جو بمبئی سے کسی تقریب پر لاہور آئے تھے اور وہان سے حضرت اقدس کے شوق ملاقات مین قادیان تشریف لائے تھے حضرت اقدس کی خدمت مین حاضر ہوئے - حضرت انکا حال دریافت کرتے رہے اسکے بعد آپ نے فرمایا " زمانہ مین بہت انقلاب ہوتے ہین لیکن اکثر آجکل لوگون کا یہ حال ہے کہ ایک طرف ایسے جھکے ہوئے ہین کہ دوسری طرف نظر اٹھا کر بھی نہین دیکھتے اور اپنے دنیوی کامون مین یا رسمی معاملات مین ایسے منہمک ہین کہ دوسری جانب یا تو نظر اٹھا کر بھی نہین دیکھتے یا اوس سے قطعاً نفرت رکھتے ہین لیکن جو بات خدا کیطرف سے ہونے والی ہے وہ خواہ مخواہ ہوکر رہتی ہے - دیکھو! ایک زور آور سیلاب جو آنیوالا ہوتا ہے اوسکو کوئی کتنا ہی روکے بہرحال وہ آہی جاتا ہے اور کسی کے روکنے سے رک نہین سکتا "

حضرت کے اس نوجوان سے دریافت کرنے پر کہ آپ کتنے روز ہمارے پاس قیام کرینگے انھون نے عرض کی کہ مجھے کل واپس جانا ضروری ہے - آپ نے فرمایا کہ آپ اخلاص کے ساتھ یہان آئے ہین آپ چند روز ٹھہرتے تو خوب ہوتا مگر آپ کا وقت تنگ ہے دوسرے پہلو کو بھی سمجھ لینا چاہئے - کار دنیا کسے تمام نکرد - جیسا جیسا انسان کسی کام مین بڑھتا ہے ویسا ہی اس کام کے بڑھنے اور زیادہ ہونے کے بھی راہ کھلتے جاتے ہین یہانتک کہ دوسری طرف توجہ کرنیکے واسطے انسان کے پاس نہ وقت رہتا ہے اور نہ ہمت - مگر رشید آدمی کے واسطے خدا تعالے آپ ہی سامان مہیا کر دیتا ہے - اور اوس کے دل کے اندر ہی ایک دھکا پیدا کر دیتا ہے - حدیث شریف مین آیا ہے اذا اراد اللہ خیرا یفقھہ فی الدین جب اللہ تعالے کسی کے واسطے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اوسے دین مین فہم عطا کر دیتا ہے آجکل لوگون کو انگریزی تعلیم نے فریفتہ کر رکھا ہے اور اکثر لوگ ایسے ہین کہ اون کو دوسرے گھر کا ایمان ہی نہین اور اگر کسی کو ہے تو ایسا کہ ہونا نہ ہونا برابر ہے مگر اسوقت اللہ تعالے چاہتا ہے کہ وہ اپنا چہرہ دکھلاوے - مخلوق کی قساوت قلبی انتہا تک پہونچ گئی ہے اور لوگون نے نرمی سے فائدہ نہین اوٹھایا - سو اسلئے اب وہ قہری نشان بھی دکھلا چکا ہے سعید وہ لوگ ہین جو قبل اسکے نشانات کے واقع ہوجانیکے ایمان لاوین ورنہ فرعون کی طرح آفت مین پڑکر ایمان لانا مفید نہین ہوتا - جو لوگ بعد مین ایمان لاتے ہین وہ برگزیدہ پاک جماعت مین داخل نہین ہوسکتے آپ کا ہمارے پاس آنا دو نتائج سے خالی نہین یا تو قبل از وقت آپ پر اثر پڑے یا بعد مین آپ کو حسرت حاصل ہو (نوجوان - خدا کرے دوسری بات نہو -)

جس سلطنت کے نیچے لوگ رہتے ہین اسکا اثر مخلوق پر ضرور ہی ہوتا ہے لوگ اگرچہ بظاہر ایک مذہب کہتے ہین تاہم انکا سارا رخ دنیا کی طرف ہے اور خدا کی طاقتون پر ایمان نہین ہے - لیکن اب وقت آگیا ہے کہ اللہ تعالے اپنی سنت قدیمہ کے مطابق پھر جلوہ دکھاوے یہ زمانہ نوح کے زمانہ سے بہت ملتا ہے اوسوقت بھی لوگ اکثر دہریہ تھے - خدا فرماتا ہے کہ کُنْتُ کَنْزًا مخفیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ مین ایک مخفی خزانہ تھا پھر مینے چاہا کہ پہچانا جاؤن - صرف انگریزی زبان مین کوئی کتنی ہی ترقی کرلے اسکا نتیجہ بجز دنیا کے اور کچھ نہین یون دیکھ لینا چاہئے کہ جو بچے ایسے ہین کہ ان کے ماں باپ انگریز ہین انکا انگریزی مین کمال انکو دین کے لئے کیا فائدہ دیسکتا ہے کیونکہ یہ زبان وہ نہین جسکے ساتھ فخر کیا جاسکے - معاش بے شک انسان پیدا کرسکتا ہے مگر معاش تو ایک مزدور بھی ویسی ہی پیدا کرلیتا ہے - بلکہ وہ مزدور اچھا ہے کیونکہ اوس کے ساتھ وساوس نہین ہین - ہمارا منشاء یہ نہین کہ انگریزی نہ پڑھو خود ہماری جماعت مین بہت انگریزی خوان ہین اور بی - اے - ایم - اے تک تعلیم یافتہ ہین اور معزز سرکاری عہدون پر ملازم ہین لیکن ہمارا منشاء یہ ہے کہ اوس سے نیک فائدہ اوٹھاؤ اور اوس کے برے فلسفہ سے بچو جو انسان کو دہریہ بنا دیتا ہے ہر شے مین ایک اثر ہوتا ہے چونکہ انگریزی زبان مین بہت سی تعلیمین اس قسم کی ہین جو دہریت کیطرف جھکے ہوئے خیالات اپنے اندر رکھتی ہین اسواسطے بغیر کسی زبردست رشد اور فضل الٰہی کے ہر ایک شخص اس سے کچھ نہ کچھ حصہ ضرور لے لیتا ہے - آجکل دنیا کے لئے حد سے زیادہ زور لگایا جاتا ہے مگر معاش کے لئے سب دروازے کھلے ہین - افراط کا نتیجہ اچھا نہین ہوتا دنیا مین بہت لوگ ایسے ہین کہ وہ خدا پر ایمان رکھنے کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہین کیا آخرت کے لئے وہ اسقدر محنت اور جانفشانی کرتے ہین جسقدر کہ وہ دنیا کے لئے کر رہے ہین - انکو معلوم ہی نہین کہ اوسطرف کا معاملہ بھی کبھی پڑیگا -

نوجوان نے عرض کی مینے عربی بھی ساتھ ساتھ پڑھی ہے [illegible] حضرت - پھر بھی خوش نہین ہوسکتی کیا بڑے بڑے علماء ایسے نہین ہین جو بڑے بڑے علوم عربیہ کی تحصیل کر چکے ہین مگر پھر بھی وہ اس سلسلہ حقہ کی مخالفت کرتے ہین اور وہ علوم اون کے واسطے اور بھی زیادہ حجاب کا موجب ہو رہے ہین ہزارون مولوی ہین جو بجز گالیان دینے کے اور کچھ کام نہین کرتے - حالانکہ معارف قرآنی کا ذخیرہ سب عربی مین ہے تاہم جب ایک مدت گذر جاتی ہے اور خدا کے ایک رسول کو بہت زمانہ گذر جاتا ہے تب لوگون کے ہاتھ مین صرف الفاظ ہی رہ جاتے ہین جن کے معارف اور دقائق کسی پر نہین کھل سکتے جبتک کہ اللہ تعالے اون کے واسطے کوئی چابی پیدا نکر دے - جب خدا کیطرف سے راہ کھلتا ہے تب کوئی منور قلب والا زندہ دل پیدا کیا جاتا ہے وہ صاحب حال ہوتا ہے اسواسطے اوسکی تفسیر درست ہوتی ہے زندہ دل کے سوا کچھ نہین - یہ باتین بدیہی ہین مگر افسوس ہے کہ ان لوگون کو سمجھ نہین آتی - (نوجوان - جہالت ہے) خدا کہتا ہے کہ حضرت مسیح فوت ہوگئے - حدیث نبوی سے بھی یہی ثابت ہے کہ فوت ہوگئے - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو مردون مین دیکھا پھر بھی ہمارے مخالف مولوی انکار کئے چلے جاتے ہین - (نوجوان - جہالت اور بدقسمتی -) اللہ تعالے آپ کی اور ہماری ملاقات سے فائدہ دے +

ہم اور ہمارے ہمعصر

کیا آسام کا زلزلہ سخت ترین تھا پیسہ اخبار جو سلسلہ عالیہ کے خلاف بیہودہ گوئی کی قسم کھا چکا ہے معلوم ہوتا ہے پھر آسام کے زلزلہ کا ذکر کرتا ہے اور سر ہنری کاٹن کی تقریر کے حوالہ سے اسکو سب سے زیادہ خطرناک زلزلہ بتاتا ہے مجھے تعجب ہے کہ لاہور مین رہ کر سر ہنری کاٹن کی تقریر ہزار ہا کوس کے فاصلہ پر اسکے نزدیک نہایت معتبر اور قابل وثوق ہے مگر اپنے کالون بشپ لاہور کی تقریر کو وہ عملی طور پر کمزور بتاتا ہے کیا اسے یاد نہین کہ بشپ صاحب نے اپنی تقریر مین اس زلزلہ کو نہایت شدید اور خطرناک تسلیم کیا ہے -؟

ایک بزرگ کے خیالات وطن اس عنوان سے رقمطراز ہے کہ الانذار کے عنوان سے ایک اشتہار مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا جسپر ۸ - اپریل ۱۹۰۵ء کی تاریخ ہے ہماری نظر سے گذرا ہماری رائے مین ہر شخص کا عمل اسبات پر ہونا چاہئے کہ کہنے والا کیا کہتا ہے نہ تفحص اور نہ تفتیش اس امر کی کہ کہنے والا کون ہے اور کیسا ہے؟ اس اشتہار مین کسی خطرناک نازل حادثہ آنیوالے کی خبر دیگئی ہے جو نہین معلوم زلزلہ ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے - جو دنیا پر آئیگی اور غرض اس سے یہ ہے کہ لوگ بدی سے باز آوین اور شرک - فسق و فجور دنیا پرستی انکار و دہریت ذاتِ باری تعالے - نبیون اور رسولون کو بدزبانی سے یاد کرنا چھوڑ دین اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرین تقویٰ اور نیک اعمال کی راہ چلین - اس نوٹ کو حضرت اقدس کے ان اشتہارات پر ختم کیا ہے جو الانذار کے شروع مین تحریر از خدائے بے نیاز و سخت قہار ہے سے درج ہین - پیسہ اخبار جو تخویف مجرمانہ لئے پھرتا ہے اسکے منہ پر یہ ایک اور ندامت کا داغ ہے بشرطیکہ وہ حیا کرے -

حق برزبان جاری ہمعصر پرکاش روزنامہ جنابہ کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ جب سے آنحضرت نے دعوے اپنے نبی ہونے اور امام مہدی آخر الزمان و مسیح موعود بننے کا کیا ہے تب سے ایسے صدمات طاعونی وغیرہ وبائی امراض و زلزلے آنے لگ گئے ہین اس سے پیشتر ایک صدی کی تاریخ کو بغور دیکھا جاوے تو اس صدی مین کسی ایسے صدمہ کا آنا معلوم نہین ہوتا " یہہ بات بالکل صحیح ہے اسلئے کہ قرآن کریم مین صاف درج ہے ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا رسول کی بعثت پر جب انکار شوخی اور ٹھٹھا حد سے زیادہ گذر جاتا ہے تو آخر خدا تعالے کی غیرت اور جلال جوش مین آکر قہری نشان دکھایا کرتا ہے - مبارک وہ جو اس سے عبرت پکڑین -

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک اور فتح دربار صاحب امرتسر کے سربراہ صاحب نے سکھون کے مندر مین بتون کا رکھنا ناپسند فرمایا اور برہمنون کو حکمدیا ہے کہ وہان مورتیان نہ رکھین - اسپر امرتسر کے ہندوؤن مین مخالفت کا جوش پھیلا ہے اور وہ ظاہر کرتے ہین کہ سکھ ہندو ہین اور یہ مندر مشترکہ ہے + سالہا سال کے بعد موجودہ سربراہ صاحب کو ایسا پاکیزہ خیال پیدا ہونا قابل قدر ہے ایک پاک موحد کے مریدون کے عبادتگاہ مین فی الحقیقت بتون کا ہونا تعجب خیز امر تھا - بابا نانک سچے موحد اور شرک سے بالکل الگ تھے یہہ فخر سلسلہ عالیہ احمدیہ کو ہے جسنے بابا صاحب کی پاک لائف کو جو سچے مسلمان کی لائف ہے کھولکر پبلک کے سامنے رکھدیا ہے اور بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ سکھ مندرون سے بتون کو نکلوانے لگے ہین -

اللہ رے ذہانت بجنور مین تازہ نظام ایک جدید ہفتہ وار شائع ہونے لگا ہے اسکے نمبر ۱۸ کے دوسرے صفحہ پر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا اشتہار کے عنوان سے اخبار کے اڈیٹر کالم ذہین صاحب سیاہ کئے ہین اسکی سر بے ربط اور بیہودہ تحریر پر کسی نوٹس لینے کی حاجت نہین تھی مگر مین اپنے ناظرین کو بتانا چاہتا ہون کہ کیسے کیسے بالغ نظر سلسلہ عالیہ پر معترض ہونے ہین - ذہین صاحب نے الہام عفت الدیار محلھا ومقامھا - اول تو آپنے ایسے محلھا و مقامھا عفت الدیار کی شکل مین خود ہی لکھدیا - اور پھر فرماتے ہین -

* بجنور سے چھوٹا سا ... [illegible]

قہری تجلیوں کے آثار

زلزلہ کیوجہ سے جو تباہی خصوصًا کانگڑہ ویلی میں ہوئی ہے اسکی یاد ابھی بھولی ہی نہیں کہ مختلف قسم کی آفات کی خبریں آرہی ہیں جن کو میں محض عبرت اور سبق حاصل کرنے کے لئے درج ذیل کرتا ہوں۔

پونا سے خبر ملی ہے کہ وہاں مینہ اور ژالہ کا سخت طوفان آیا ژالہ باری بھی ہوئی جس سے کسیقدر سردی ہوگئی ہے ۱۳-سے ۱۵ مئی تک کشمیر میں بڑے زور کی بارش ہوئی جس سے سیلاب آنیکا خوف ہوگیا کاروباری لوگ اپنا مال و متاع کشتیوں میں لے جا رہے ہیں مقام بارہمولا کا ایک حصہ پانی میں ڈوبا ہوا ہے دو پل ٹوٹ گئے ہیں راستہ بند ہے بعد کی خبر سے معلوم ہوا کہ خطرناک سیلاب کی وجہ سے ۲۲ گاؤں غرق ہوگئے چاول کی فصلیں تباہ ہوگئیں غرق ہونیوالے مویشیوں کا اندازہ مشکل ہوگیا۔

ایڈیٹر وقت اب نزدیک ہے آیا مطر اسلام ہے کی پیشگوئی پوری ہوگئی۔

بلجیم میں آندھیوں سے سخت نقصان ہوا **میڈرڈ** پایہ تخت سپین میں ایک بڑی کارخانہ کی دیوار گر پڑی ہزاروں مزدور اسمیں کام کر رہے تھے تقریبًا تمام دبکر مر گئے۔ اب تک سو سے زیادہ لاشیں نکل چکی ہیں **امریکہ** کے قصبہ ہیرسبرگ کے قریب شکاگو سے آنیوالی ٹرین ایک مال گاڑی سے جسمیں ڈائنامیٹ لدا ہوا تھا ٹکرائی دونوں ٹرینیں ٹکڑے ٹکڑے ہوگئیں بہت سے مسافر ہلاک ہوگئے۔

میکسیکن سے جو خبر موصول ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوا کہ مقام ہارین کی زرخیز نوح میں نہایت شدت سے وبائی مرض پھیلا ہوا ہے ہفتہ وار ہزار سیاہی مر رہی ہیں **کراچی** کے ساحل پر لاکھوں مردہ مچھلیاں سمندر نے پھینکدی ہیں خیال ہے کہ پانی کے نیچے کوئی آتش فشان پہاڑ پھٹا ہے اس کے زہریلی بخارات سے یہ مرگئیں ان کو دفن کر دیا گیا۔

پشاور میں ۲۴ گھنٹے کے اندر تین طوفان باد و باران اور برق و رعد کے آئے۔

کئی روز سے کلکتہ میں باد و باران کا طوفان تقریبًا ہر شام کو آتا ہے جو فصل کیلئے سخت ضرررساں ہے **بیضہ مرغ کے برابر اولے** ۱۶ مئی کو موضع بہری ضلع جہلم میں پانچ بجے شام کے قریب بیضہ مرغ کے برابر اولے گرے بعض اولے دو دو چھٹانک ہوئے اور ساڑھے تین تین تولہ وزن نکلا۔

۴ اپریل کے زلزلہ سے زمین میں تین تین سو فیٹ لمبے اور ایک سے لیکر ۴ انچ تک چوڑے شگاف ہوگئے ہیں۔

شملہ میں آگ سے ساتویں ماہ حال سہ پہر کو شملہ میں آگ لگ گئی جس سے بہت سی عمارتیں جل کر خاکستر ہوگئیں جہاں سے یہ آگ شروع ہوئی اور یہ آگ ایک [illegible] ہوئی جو سنیں ملاکہ کی مغربی [illegible] یہ شخص پانی گرم کر رہا تھا کہ ایک مٹی کے تیل کی کوئی شیشی ٹوٹ گیا اور وہ بھڑک کر عمل مچا کر دوڑ [illegible] آگ بہت پھیل گئی [illegible] نہیں ہوا۔ نصف گھنٹے میں تو وہ سب [illegible] شعلوں کا حصہ ہوا تھا۔ پانی بالکل بیفائدہ تھا۔ جہاں آگ [illegible] اس کے بجھانے کی کوشش نہیں کی گئی اور جو عمارتیں قریب تھیں انکی طرف سب آگ کی عقلمندی سے جھکا پڑے۔ ان تمام کوششوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ [illegible] سہ پہر کو اس حصہ کی بڑی عمارت سو کر جاکر نصف گھنٹے خاکستر بن گئی۔ اور بعض بلند بلند دیواریں اور چھتیں زمین پر آپڑیں بڑے بڑے مشہور [illegible] عمارتیں لگے ہوئے تھے۔ اسلئے شیشے اور ہوا کے [illegible] آگ بجھانے کے انجن دریائی کی گاڑیاں [illegible] سے صرف اسیقدر فائدہ ہوا کہ باقی عمارتوں کو آگ نہ لگی مگر دوسری صبح تک جس بڑے مکان میں آگ لگی تھی اسمیں دوسرے دن صبح کو بھی کہیں کہیں شعلے اٹھتے ہوئے نظر آتے۔ یہ مدرسہ جہاں آگ لگی [illegible] کاین کالکٹہ کا بنایا ہوا تھا۔ اور اس مدرسہ کی بنیاد [illegible] کے مدرسہ کے ویران ہونے کو [illegible] میں پادری صاحب نے ڈالی تھی۔ جو تکہ وہ سوختہ ہوگیا [illegible] ساتویں ماہ حال کی صبح کو ایک جلسہ ہوا جو کہ ایک اطلاع کوان [illegible] کے پاس بھیجی گئی [illegible] کوئی الکان عارضی مقامات پر تعلیم شروع ہو جائے۔ چند روز میں سب سامان کا تصفیہ ہو جائیگا۔ اور یہ کہ اسکول بالکل سابق [illegible] ایک جاری مکان میں تعلیم [illegible] گذشتہ [illegible] بہت سے دوستوں کے گھروں میں رہے۔ اب مدرسہ کے بنانے کے لئے دوبارہ چندہ ہو رہا ہے عنقریب بن کے تیار ہو جائے گا۔

زلزلہ کی خبریں | ریلیف فنڈ کمیٹی کا جلسہ ۲۵ مئی کو ٹاؤن ہال لاہور میں ہوا گو مجمع زیادہ نہ تھا تاہم چندہ موجودہ کی تعداد ۳۰ ہزار تک پہونچ گئی۔

وادی کانگڑہ۔ کلو اور دیگر شمالی حصوں میں سرکاری تحقیقات سے معلوم ہوا کہ ۴۔ اپریل سے پہلے کوئی علامت آتش فشان پہاڑ کی نہیں دیکھی گئی۔

کچھ۔ ریلیف فنڈ کی دوسری فہرست بھی شایع ہوچکی ہے جسکی تعداد ۴۰ ہزار ۳ سو ۴ روپیہ ہے۔ اسمیں مہاراجہ الور کے ۲ ہزار سکندر شاہ [illegible] چوتھی گورکھا چترال کے ایک ہزار ۲ سو ۳۴ کمانڈر چیف کے ایکہزار ایک سو ۴۰ - الائینس بنک شملہ کے بھی ایک ہزار شامل ہیں۔ لندن میں اس فنڈ کیلئے تقریبًا ۴ ہزار پونڈ جمع ہوچکے ہیں۔ ہندوستان کے تمام فوجی افسر و سپاہیان نے اس فنڈ میں بڑی دریادلی سے چندے دیئے۔ جب یہ فنڈ قایم ہونے سے پہلے ہی گورکھا بٹالین نے دھرمسالہ کی مصیبت زدہ پہلی اور ساتویں گورکھا کی ۲ اور پلٹنوں کے بچوں کی فیاضی سے امداد کی۔

حیطہ آسام گزشتہ ہفتہ کے زلزلہ کے بعد پیمایش کی گئی ہے اسیطرح ضلع کانگڑہ اور دھرمسالہ کے ازواج کی اراضیات ڈلہوزی اور شملہ افسر ذیل نگرانی میں پیمایش کیجائیگی تاکہ ریوں میں اگر کوئی فرق پیدا ہوا ہے تو معلوم ہو جائے۔

آریہ سماج لاہور نے ایک ہزار من گندم اور ایک سو من دال خرید کی ہے تاکہ کانگڑہ کے مصیبت زدوں میں کم قیمت سے فروخت کرے اس سے پہلے بھی آریہ سماج مذکور نے بہت سی رسد کپڑا وغیرہ کانگڑہ میں زلزلہ زدوں میں تقسیم کیا ہے۔ (آرین) ترکی سے عثمانیہ شاہ [illegible] سے بیان ہوا ہے کہ جہاں زلزلہ نے سخت نقصان کیا ہے **مسٹر ڈبلیو ایچ** ڈانلڈ اسسٹنٹ انجنیر شروع مئی میں شملہ سے کلو روانہ ہوگئے جہاں مرمت وغیرہ کرائینگے اور تخمینہ نقصان کی رپورٹ کرینگے تین چار روز تک برابر سو سو قلی روزانہ سامان لیکر شملہ سے کلو روانہ ہوتے رہے۔ نیوری میں ایک کیمپ قایم کیا جائیگا۔ ڈپٹی کمشنر شملہ نے مزدور بھیجنے کا انتظام کیا ہے۔ ازاں بعد نیوری تک یہ سب سامان اونٹوں پر کلو روانہ کئے جائیں گے۔

لفٹننٹ ڈپٹی کمشنر پشاور زلزلہ ریلیف فنڈ کے لئے ٹاؤن ہال میں ایک جلسہ کیا گیا تاکہ کانگڑہ کے مصیبت زدوں کے لئے چندہ جمع کیا جائے۔ ایک ہزار روپیہ کا وعدہ بھی وصول کیا گیا۔

جنوبی افریقہ کے زلزلہ کا حال سنکر جنوبی افریقہ کے ہندوستانی گروہ کو نہایت افسوس ہے ریلیف فنڈ کے لئے چندہ وصول کیا جاتا ہے۔

پانیر لکھتا ہے کہ ۲۳۔ اپریل کو انگلینڈ میں مختلف مقامات میں ۱ بجے اور ۲ بجے دن کے خفیف حرکتیں محسوس ہوئیں۔

وائسرائے بالقابہ اور لارڈ کچنر کے ریلیف فنڈ میں ملکہ انگلستان نے ایک سو گنی چندہ دیا۔

پرنس و پرنسس آف ویلز نے بچاس بچاس و پچیس پچیس پونڈ بالترتیب لارڈ کچنر اور وائسرائے بہادر کے ریلیف فنڈ میں چندہ دیا۔

بنک بنگال اپنے صدر مقام اور تمام شاخوں میں زلزلہ فنڈ کا روپیہ بلا فیس داخل کریگا۔

دھرم سالہ میں مکانات تعمیر کرنے یا مرمت کرنے کے لئے عنقریب ہے جسکی ایک کمیٹی جمع ہوگی۔

بعض برگزیدہ سائنس دان شبہہ ہوتی ہی لکھتے ہیں کہ آیندہ عنقریب زلزلہ آنا ممکن ہے۔

وادی کلو سے اطلاع ملی ہے کہ ابھی مصیبت زدوں کے خرچ کیلئے غلہ کافی ہے۔

لارڈ کچنر کے ریلیف فنڈ کیلئے مری ڈویژن برانچ نے جو چندہ جمع کیا ہے اسکی پہلی فہرست کی میزان ۹۵۰ روپیہ ہے۔

ناتیال میں سوداگروں اور ساہوکاروں نے زلزلہ ریلیف فنڈ کیلئے کیا جسمیں ۲۱ سو روپیہ فورًا جمع ہوگیا۔

لارڈ کرزن بہادر نے کچنر ریلیف فنڈ میں ایک ہزار روپیہ دیا۔

کمپیو تحصیل میں ۴۔ اپریل کے زلزلہ سے ۸ لاکھ کا نقصان ہوا۔

کانگڑہ میں زلزلہ سے تمام مساجد شہید ہوگئیں مسلمان توجہ کریں اور اس کار خیر میں حصہ لیں۔ ایک لالہ صاحب سنہ داس جی کا مندر از سر نو تعمیر کیا جائیگا ایک لاکھ روپیہ دیا۔

گورنمنٹ پنجاب نے زلزلہ زدگان ضلع وادی کانگڑہ میں زر تقاوی تقسیم کئے جانے کیلئے ایک لاکھ روپیہ کمشنر صاحب جالندھر کی تحویل میں دینے کا ارادہ کیا ہے۔ اور تقاوی کی وصولی کے متعلق جو یہ قاعدہ تھا کہ ۲ سال کے اندر اندر ضرور ادا ہو جایا کرے وہ ترمیم کر دیا ہے۔ پہلی قسط ۱۹۰۶ء کی فصل خریف سے پہلے طلب نہیں کیجائیگی۔ سر چارلس ریواز نے سفارش کی ہے کہ پانچ طریقوں سے زلزلہ زدگان کی گورنمنٹ کو مدد کرنی چاہیئے۔

(۱) سب سے پہلے اور بڑی ضرورت یہ ہے کہ آبپاشی کی نہروں کی بہت جلد درست کرا دیجائے۔

(۲) تمام تباہ شدہ دیہات میں فصل ربیع کا مالیہ جو ماہ جون میں واجب الادا ہے معاف کیا جائے۔

(۳) تمام قصبات اور دیہات میں جہاں تباہی زیادہ ہوئی ہے سال بھر کا انکم ٹیکس معاف کیا جاوے۔

(۴) مویشیوں کی خرید کیواسطے کاشتکاروں کو کافی زر تقاوی دیا جاوے جسپر سود نہ لیا جاوے۔ اور اسکی ادائیگی میں آسانی بہم پہنچائی جائے۔

(۵) محکمہ جنگلات کو حکم دیا جاوے کہ مکانات کی تعمیر کیلئے لوگوں کو لکڑی وغیرہ مفت دے اور سرکاری چراگاہوں میں مویشی کو بلا کسی معاوضہ کے چرانیکی اجازت دے۔

بنک آف انگلینڈ نے ۲ سو پونڈ وائسرائے بالقابہ کے اور ۵۰۰ پونڈ لارڈ کچنر کے ریلیف فنڈ میں چندہ دیا۔

مسٹرز سین اینڈ وبسٹ لارڈ کچنر کے فنڈ میں ۵۰ گنی چندہ دیا۔ لارڈ کچنر کا ریلیف فنڈ ۱۵ مئی کو بند ہوگیا۔

تازہ زلزلہ

سول ملٹری گزٹ دھرم سالہ ۲۰ مئی کی آئی ہوئی ایک تار کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ ۱۸ مئی ۱۹۰۵ء کو ۱۲ بجے دن کے [illegible]

صحت بڑی عمدہ چیز ہے امر مسلم ہے
لوگ بیمار ہوتے ہیں امر مسلم ہے

مولیٰ کریم نے اپنے فضل سے دنیا میں مختلف اشیاء میں کچھ ایسے خواص رکھدیئے ہیں کہ انسانی کمزوریوں اور بیماریوں کی تلافی کرسکتے ہیں بشرطیکہ کامل طور پر ان سے فایدہ اٹھانے کی سعی کی جاوے یہی راز ہے جو اذا مرضت فھو یشفین کہنے والے کے کلام میں ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرکے ایک شفاخانہ کھولنا چاہا ہے جسمیں اصول صحت کی خلاف ورزی کی وجہ سے جو لوگ دکھ اٹھا رہے ہوں انسے بقدر طاقت ہمدردی کروں میں نے نہ میال کا سفر کیا ہے نہ مجھے کسی سادھو اور سنیاسی نے کوئی نسخہ بتایا ہے ہاں مجھے ایک فخر حاصل ہے جو میری رائے میں بہت ہی کم مشتہرین کو حاصل ہوگا۔ اور وہ یہ ہے

کہ سالہا سال سے میں مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی ثم القادیانی کے مطب میں انکی ماتحت اور نگرانی میں ہر قسم کے مریضوں کا علاج حکیم صاحب موصوف کی تجویز اور تفہیم سے کرتا رہا ہوں۔ اور ابتک بھی یہ فخر حاصل ہے بلکہ خصوصیت سے بیرونی مریضوں کی خط وکتابت دیئے نسخہ جات کا تجویز کرنا بھی میرے ہی سپرد ہے

پس جو لوگ حضرت حکیم الامۃ کے طریق علاج اور آپ کی طبی تحقیقات اور واقفیت سے واقف ہیں اور میں جانتا ہوں پنجاب میں کوئی جگہ ہوگی جہاں ایسے واقف کار موجود نہوں ان کیلئے اتنا ہی کہدینا کافی ہے میرے تجربہ اور اس دعویٰ کی تصدیق خود مولانا ممدوح کی تحریر سے بھی ہوتی ہے اور اب جو میں نے یہ سلسلہ شروع کیا ہے اسمیں یہی سمجھنا چاہیے ہوگا کہ **امراض عامہ** جو اسباب عامہ کے ماتحت ہوتی ہیں کا علاج تو ان مزید ہا مرتبہ آزمودہ اور مجرب نسخوں کے ذریعہ ہوگا جو مولویصاحب کے **مطب** میں ہمیشہ مستعمل ہوتے ہیں اور خاص خاص قابل غور امراض میں مولویصاحب ممدوح کے مشورہ سے نسخہ جات تجویز ہوا کریں گے

اس بناپر شفاخانہ جسکا نام **شفاخانہ فضل رحمانی** رکھا گیا ہے میں نے قادیان میں کھولدیا ہے۔ اس شفاخانہ کے ذریعہ سے ایک اور عظیم الشان کام بھی کرنا مقصود ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت حکیم الامۃ کی طبی **تحقیقات** اور **مجربات** کو جو ویدک۔ یونانی۔ ڈاکٹری۔ اور ہر قسم کے جدید تجربوں پر مشتمل ہے بذریعہ رسالجات یا کتب کے شایع کیا جاوے۔
اب ذیل میں میں حضرت مولویصاحب کی تصدیق کو بعد ان ... اشتہار دیتا ہوں تاکہ اس شفاخانہ کی معرفت تمام بیماریوں کی دوا میں مل سکیں گی

میں تصدیق کرتا ہوں کہ فضل الرحمن میرے تجارب سے واقف ہے اور خوب واقف ہے۔ بعض خطرناک بیماریوں نفث الدم اور دق میں اس نے بڑی جانفشانی سے علاج کیا اور کامیاب ہوا میں امید کرتا ہوں کہ اگر وہ تقویٰ سے کام لیگا تو اسکو خود بھی اور اسکے باعث بہت لوگوں کو نفع پہونچیگا۔ الٰہی میرا گمان سچ ہو آمین۔ نورالدین

المشتہر مفتی فضل الرحمن مالک شفاخانہ فضل رحمانی قادیان

ہندوستان میں ایک لاثانی کمپنی

کیا آپکو معلوم نہیں ہے کہ بھارت بیمہ کمپنی لاہور ہندوستان بھر میں ایک لاثانی کمپنی ہے بمفصلہ ذیل وجوہات سے
(۱) اسکا کل انتظام دیسیوں کے ہاتھ میں ہے۔
(۲) اسکا سرمایہ دیسی کارخانوں و تجارت میں لگایا جاتا ہے جس سے اس ملکی تجارت کو فروغ ہوتا اور ملک کو فایدہ پہونچتا ہے۔
(۳) دیسیوں کے ہاتھ میں انتظام ہونیکی وجہ سے اس کمپنی کا خرچ دوسرے غیر ملکی کمپنیوں کے مقابلہ میں بالکل کم ہے اور اسلئے یہ نہایت مضبوط اور مستحکم بنیاد پر قایم ہے۔
(۴) جتنے ممبر اس کمپنی کے انتقال کرچکے ہیں انکی پسماندگان کو بلاحیل وحجت کے فوراً بیمہ کا روپیہ ادا کیا گیا ہے چنانچہ تمام پبلک کمپنی کی اس خوش معاملگی و حق شناسی سے خوب آگاہ ہے اسکے علاوہ اور بھی کئی خصوصیات اس کمپنی کو حاصل ہیں جو ہندوستانی باشندہ جو کہ اپنی زندگی کا بیمہ کرانا چاہتا ہے اگر وہ ذاتی اور ملکی جوہات کو مدنظر رکھیگا تو وہ قایل ہوجائیگا کہ اپنی زندگی کا بیمہ سوائے بھارت کی اور کسی کمپنی میں نہیں کرانا چاہیئے۔
آج وقت ہے کہ آپ اس محفوظ ترین کمپنی کی ممبر بنکر اپنے بال بچوں اور دیگر عزیزوں کیلئے ایک معقول رقم چھوڑ جانیکا انتظام کریں ہماری کمپنی کی پراسپیکٹس کا سرسری مطالعہ ہی آپکو ہمارے دعوے کی صحت کا قایل کرادیگا ایک کارڈ پر اپنا نام و پتہ لکھ کر منیجر یا سیکرٹری مذکور کی خدمت میں بذریعہ ڈاک بھیج جاوے گا۔

گیان چند منیجر وایکچواری۔

محکمہ بندوبست کیلئے خوشخبری

پٹوار گزٹ! پٹوار گزٹ!! پٹوار گزٹ

اخبار پنجہ فولاد کے ناظرین کا ایک بڑا حصہ مال اور نہر سے متعلق ہے۔ محرران بینشی میں ضلعدار۔ پٹواریان مال اور نہر نایب تحصیلدار ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ۔ تحصیلدار۔ افسران مال ڈپٹی کلکٹر نہر مہتمم بندوبست غرض مال اور نہر کے ہر قسم کے عہدہ داروں تک اس اخبار کی رسائی ہے۔ پنجہ فولاد تاریخ اجرا سے لیکر آجتک محکمہ مال اور نہر کا سچا خدمتگذار ثابت ہورہا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اخبار پنجہ فولاد جیسے پٹواری یا امین یا کسی اور بندوبستی غلام نے ایک دفعہ دیکھا ہے۔ بغیر خریداری کے نہیں رہ سکا۔ اب محکمہ بندوبست کے ہمدردان اور عام خیرخواہوں کے اصرار سے ارادہ کیا ہے کہ شروع ماہ جون سے اخبار پنجہ فولاد کے ہمراہ چار صفحوں کا ایک ضمیمہ بنام پٹوار گزٹ ہر ہفتہ شایع کیا جائے جسمیں محکمہ مال اور نہر کی خبریں افسروں اور عام عہدہ داروں کے تغیر و تبدل تنزل۔ ترقی موقوفی و بحالی۔ اور انعامات وغیرہ کے حالات معہ انتخاب پنجاب گورنمنٹ گزٹ شایع ہوا کریں۔ اور اس امر کی کوشش کیجائے کہ پٹواریوں کی شبانہ روز محنت سے ماہی تنخواہ کی تکلیف کی تنخواہ کی شکایت حکام بالا پر ظاہر کرکے ان کے حقوق پر توجہ دلائی جائے اخبار کی سالانہ قیمت تین روپے ہے اور پیشگی قیمت دینے والے کو عیسم کے ناول مفت ملتے ہیں۔ پٹوار گزٹ کے جاری ہونے اور اخراجات کی زیادتی کیوجہ سے چاہیے تو یہ تہا کہ قیمت بڑھا دیجاتی۔ یا کم از کم مقررہ قیمت میں بھی کمی نہ کیجاتی۔ مگر محض غریب پٹواریوں کے خاطر اخبار کی قیمت میں مدد کی اور رعایت کردیجاتی ہے یعنے اگر آپ اخیر مئی سے پہلے پہلے درخواست بھیجدیں گے۔ تو ... لئے جاوینگے۔ اور ناول بھی مفت نذر ہونگے۔ امید ہے کہ اہلکاران مال و نہر اس موقع سے فایدہ اٹھاکر باعث ترقی کا ہوگا جو درحقیقت انکی اپنی ترقی ہے۔

المشتہر

منیجر اخبار پنجہ فولاد و پٹوار گزٹ نولکھا لاہور

مرا برف بارید بر پر زاغ
نشاید چو بلبل تماشائے باغ

واقعی بڑھاپا بڑی خوشیوں کا خاتمہ ہے اور خاصکر جنکی اولاد نہو انکا بڑھاپا تو غضب ڈھاتا ہے آپ بھی اگر بڑھاپے کی حد تک پہونچ گئے ہوں تو مفصلہ ذیل طور سے پڑھیں **شاہی خضاب** یہ تیل ہے لگایا جاتا ہے بالوں کو ہوشمند میں سیاہ بنور کردیتا ہے نہ جلد پر داغ دیتا ہے اور نہ بالوں کو سخت کرتا ہے قیمت دو روپے۔
روح افزا نامردی سستی لاولدی ضعف باہ دردماغ جریان وغیرہ دیگر کیواسطے اکسیر ہے پیرکو نوجوان اور نوجوان کو پہلوان بناتا ہے۔ قیمت تین روپیہ فی شیشی۔
روح النساء حیض بقاعدہ کم یا زیادہ دیر بعد یا جلد تکلیف سے یا بالکل نہ آوے۔ سفید پانی آنا لاولدی ہو یا اندر سوزش ہو۔ غرضیکہ عورتوں کی سب بیماریوں کیواسطے مجرب ہے۔ قیمت تین روپیہ فی شیشی۔
فرانسیسی گلگونہ چہرہ کی جھریاں چھائیاں سیاہ داغ وکیل وغیرہ دور کرکے خوبصورت و اجلا بناتا ہے خوبصورتی کیواسطے لازمی ہے۔ قیمت ایک روپیہ۔
گولیاں در روغن انکے استعمال سے بال ہمیشہ سیاہ رہتے ہیں اگر کچھ سفید ہوگئے ہوں تو بھی سیاہ ہوجاتے ہیں اور پھر ہمیشہ سیاہ رہتے ہیں قیمت دو روپے
بال اڑانیکا تیل بلا کسی تکلیف وخارش دو منٹ میں نازک سے نازک جگہ کے بال بھی دور ہوں قیمت ... فی ...
سرمہ ممیرا دھند غباری لالی پڑوال پانی جانا ابتدائی موتیابند کیواسطے اکسیر ہے قیمت دو روپیہ فی تولہ
بواسیر خونی بادی جدی یا آتشک سے ہوگئے ہوں تو بلا تکلیف گم قیمت دو روپے
دمہ کیسا ہی پرانا سخت دمہ ہو خواہ پھیپھڑے خراب ہوگئے ہوں بشرطیکہ شفا ہو قیمت تین روپے
دوائی آتشک مجرب اکسیر قیمت تین روپے
دوائی سوزاک تیر بہدف تین روپے

خط وکتابت کا پتہ

ڈاکٹر الیگزینڈر ایم۔ ایل۔ ایم ہسپتال فیروزپور شہر پنجاب

تقاضا دار احباب توجہ کریں وی پی جاری ہو رہے ہیں۔

[illegible]

اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصفےٰ سار سا پریلا یعنی عجیب و غریب چار جوہر طلائی و حکمی مصفیات خون اور بدن کا مجموعہ ایک بکس میں چار جوہر کی چار دن شیشی کی قیمت ۔۔ خون کو صاف کرکے تمام جلد کی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے ۔۔ [illegible]

مرد اور عورت ۔۔ [illegible] ۔۔ جوہر ۔۔ شیشی نمبر ۳۲ ۔۔ [illegible]

استعمال کنندہ کو ۔۔ [illegible] ۔۔ جوب چینی وغیرہ چار جوہر ۔۔

صاف کر دیتا ہے ۔۔ [illegible] ۔۔ **اکسیر حیات یعنی نمک نباتات** ۔۔ معدہ ۔۔

بولی اور تمام مفید ۔۔ [illegible] ۔۔ اول درجہ کا مقوی معدہ ہاضم غذا ۔۔ خون صالح پیدا کرکے

ازسرِنو طاقت بخشنے والا ۔۔ [illegible] ۔۔ مرد اور عورت دونوں میں توالد اور تناسل کا مادہ پیدا کرنیوالا ۔۔ اولاد ۔۔

[illegible]

گھیکوار ۔۔ معجون تقویت ۔۔ [illegible]

گنٹھیا کی اکسیر دوا یعنی روغن اوجاع ۔۔ [illegible]

آنکھوں کیلئے نئی روشنی یعنی سرمہ زری ۔۔ [illegible]

مضبوطی کیلئے اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان و خوشبودار منجن ۔۔ [illegible] ۔۔ **دانتوں کی صفائی**

[illegible]

شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال مقیم گنج شہر بنارس۔ نوٹ ۔۔ [illegible]

کارخانہ احمدی راحت روح عطر یات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے۔ بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ کثرت سے ہو گئے۔ بلحاظ قدامت اسے ترقی دیگئی ہے اور عطر و تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے تیار کئے جاتے ہیں اور خوش معاملگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں

راقم

عبداللہ سعد اللہ تاجران عطر قنوج

مسیحائی کا اظہار

کارخانہ کو بد گمانی سے بچانے کیلئے صرف ایک ۔۔ ذریعہ کہ ہر ایک دوا کا نمونہ کا ۔۔ مفت تقسیم کیا جاوے۔ دس نمونے چاندی کی گولیاں ۔۔ جو اعلیٰ درجہ کی مقوی دل و دماغ و معدہ و باہ اور مصفی خون ہیں اور جوان اور بوڑھوں کیلئے مفید اور بچپن کی بے اعتدالیوں کیلئے اکسیر ہیں قیمت ۔۔ (ذکر مراد) یہ ایک نہایت نفیس عمدہ قسم کی شہالی ہے جو کہ مشک و عنبر مقویات ادویات و میوہ جات مخلوط کرکے تیار کی گئی ہے جو حلق سے اترنے سے اپنا اثر دکھانا شروع کرتی ہے اور رقت و جریان اور سرعت، احتلام وغیرہ کو دور کرکے چست و چالاک بنا دیتی ہے اور مقوی دل و دماغ و معدہ و جگر ہے ان اعضاؤں کو تقویت دیکر خون صالح پیدا کرتی ہے۔ دوا کی ۔۔ بکس ۔۔ خوراک ۔۔ بکس کلاں جو ایک آدمی کو کافی ہو ۔۔

المشتہر

حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی ۔۔ گر تیل ۔۔ ہمارے کارخانہ کی ایجاد ۔۔ بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے نزلہ آنکھوں ۔۔ وغیرہ کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ۔۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار

المشتہر

منیجر کارخانہ فرحت افزا النسیم قنوج

۔۔ احمدی اینڈ ۔۔ مالک کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل نمبر

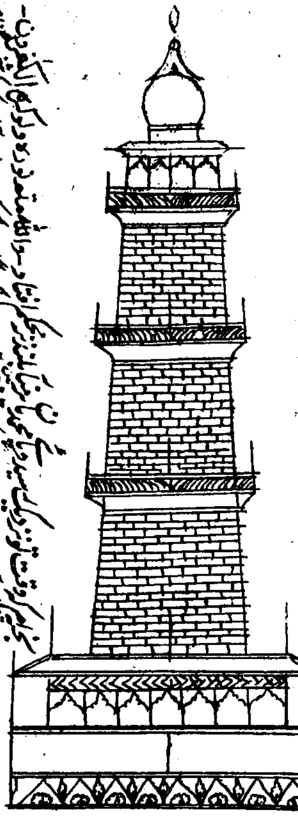

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

اِنَّهٗ اٰوَى الْقَرْيَة

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صر (۲) خواص معاونین سے عـ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ہے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والوں سے عا ۱۲

فہرست مضامین

(۱) حضرت مسیح موعود کے اشتہارات
" دارالامان کا ہفتہ + تازہ الہامات وکشوف } صفحہ
(۲) نظم . . . . صفحہ ۲
(۳) تفسیر القرآن من مسیح الزمان - صفحہ ۳ و ۴
(۴) سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبرین } صفحہ ۵
" سلسلہ عالیہ ممالک غیر مین
(۵) قومی ضروریات اور قومی کالم + ہماری شادیاں کیونکر ہون - صفحہ ۶ و ۷
(۶) استفسار اور ان کے جواب + متفرق باتین - صفحہ ۸
(۷) سیدزر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان - زلزلہ کی خبرین صفحہ ۸
(۸) پرانی نوٹ بک مین سے کچھ - صفحہ ۹
(۹) ضروری گذارش لائق توجہ گورنمنٹ - صفحہ ۱۰
(۱۰) ضرورت امام - صفحہ ۱۱
(۱۱) انسپکٹران ڈاکخانجات کی دردناک فریاد } صفحہ ۱۲
" ڈاکخانہ قادیان مین کام کی کثرت
" ایک اور توجہ طلب امر
(۱۲) اشتہارات صفحہ ۱۳ و ۱۴

نمبر ۱۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۰۵ء مطابق ۲۵ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

حضرت مسیح موعود کے اشتہارات

اعلان

سوامی دیانند سرسوتی صاحب نے بجواب ہماری اس بحث کے جو ہم نے روحوں کا بے انت ہونا باطل کرکے غلط ہونا مسئلہ تناسخ اور قدامت سلسلہ دنیا کا ثابت کیا ہے بمعرفت تین کس آریا سماج والوں کے یہہ پیغام بھیجا ہے کہ اگرچہ ارواح حقیقت مین بے انت نہین ہین لیکن تناسخ اسطرح پر ہمیشہ رہتا ہے کہ جب سب ارواح مکتی پا جاتے ہین تو پھر بوقت ضرورت مکتی خانہ سے باہر نکالے جاتے ہین اب سوامی صاحب فرماتے ہین کہ اگر ہمارے اس جواب مین کچھہ شک ہو تو بالمواجہ بحث کرنی چاہئے چنانچہ اس بارہ مین سوامی صاحب کا خط بھی آیا اس خط مین بھی بحث کا شوق ظاہر کرتے ہین اسواسطے بذریعہ اس اعلان کے عرض کیا جاتا ہے کہ یہہ بحث بالمواجہ ہمکو بسر و چشم منظور ہے۔ کاش! سوامی صاحب کسی طرح ہمارے سوالوں کا جواب دین مناسب ہے کہ سوامی صاحب کوئی مقام ثالث بالخیر کیواسطے انعقاد اس جلسہ کی تجویز کرکے بذریعہ کسی مشہور اخبار کے تاریخ و مقام کو مشتہر کر دین لیکن اس جلسہ مین شرط یہہ ہے کہ یہہ جلسہ بحاضری چند منصفان صاحب لیاقت اعلیٰ کہ تین صاحب ہمین بھی ممبران برہمو سماج اور تین صاحب مسیحی مذہب کے قرار پاویگا - اول تقریر کرنیکا ہمارا حق ہوگا کیونکہ ہم معترض ہین پھر پنڈت صاحب برعایت شرائط جو چاہینگے جواب دین گے پھر اسکا جواب الجواب ہماری طرف سے گذارش ہوگا اور بحث ختم ہو جائیگی ہم سوامی صاحب کی اس درخواست سے بہت خوش ہوئے ہم تو پہلے ہی کہتے تھے کہ کیون سوامی صاحب اور اور دہندون مین لگے ہوئے ہین اور ایسی بحث اور اعتراض کا جواب نہین دیتے جنہنے سب آریہ سماج والوں کا دم بند کر رکھا ہے اب اگر سوامی صاحب نے اس اعلان کا کوئی جواب مشتہر نہ کیا تو بس یہہ سمجھو کہ سوامی صاحب صرف باتین کرکے اپنے موافقین کے آنسو پونچھتے ہین اور مکت یافتون کی واپسی مین جو جو مفاسد ہین مضمون مشمولہ متعلقہ اس اعلان مین درج ہین ناظرین پڑھین اور انصاف فرماوین۔

المعلن مرزا غلام احمد رئیس قادیان ۱۰ رجون ۱۸۷۸ء

نوٹ از ایڈیٹر الحکم :- اس اعلان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت حجتہ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فطرتی طور پر اعلاء کلمہ اسلام کا کسقدر جوش بخشا گیا ہے جس مضمون متعلقہ اعلان کا ذکر اعلان مذکور مین کیا گیا ہے وہ بینے حضرت اقدس کی پرانی تحریرین مین چھاپا ہے جواب دوسرے نمبر چھپ ہی ہین اور اس دوسرے اڈیشن مین منشی گوردیال صاحب رس مڈل سکول جنیوٹ کے استفسار کا جواب بھی جو ۱۸۸۸ء مین حضرت اقدس نے دیا تھا اور رسالہ ہندو باندھو لاہور مین طبع ہوا تھا بڑہا دیا گیا ہے۔

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰ حضرت حجتہ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت بندگان ملت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہین۔

۲- حضرت ام المومنین کی طبیعت بنصیب اعدا ناساز تھی اللہ تعالیٰ نے ردّ البیماء بھا ودیعا بھا کی جو بشارت دی اسکے بعد سے آپکی طبیعت اچھی ہے وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَالِكَ۔

۳- ۳۱ مئی کی شب گرد و باد کا ایک طوفان آیا۔ الحمد للہ کہ کسی قسم کا نقصان نہین ہوا اسکے ساتھہ گرج اور چمک بھی تھی۔

۴- ہفتہ زیر اشاعت مین بھی زلزلہ محسوس ہوا۔

۵- جناب خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب تشریف لائے اور واپس تشریف لیگئے مکرمی شیخ رحمت اللہ صاحب بھی کئی روز کے قیام کے بعد تشریف لے گئے۔ کپورتھلہ وغیرہ مقامات سے اکثر احباب حاضر ہوئے سیاح قادیان کے بھائی مولانا آزاد بھی ایک روز کیلئے آئے اور واپس گئے۔

۷- امریکہ مین شائع کرنیکے لئے ایک اشتہار عنقریب حضرت اقدس لکھنے والے ہین جسکی اشاعت کا خرچ جناب شیخ رحمت اللہ صاحب دین گے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

تازہ الہامات - رویا اور کشوف

۲۶ مئی کے الہامات تو الحکم کی گذشتہ اشاعت مین درج ہو چکے ہین انکے ساتھہ مندرجہ ذیل رویا بھی تھے۔

رویا۔ اسی وقت جبکہ مذکور بالا الہام ہوا دیکھا کہ کسی نے کہا کہ آئیوالے زلزلہ کی یہ نشانی ہے جب مینے نظر اوٹھائی۔ تو دیکھا کہ اس ہمارے خیمہ کے سرپر جو بانگ کے قریب نصب کیا ہوا ہے۔ ایک چیز گری ہے خیمہ کی چوب کا اوپر کا سرا وہ چیز ہے جب مینے اوٹھایا تو وہ ایک لونگ ہے جو عورتون ناک مین ڈالنے کا ایک زیور ہے - اور ایک کاغذ کے اندر لپٹا ہوا ہے میرے دل مین خیال گذرا - کہ یہ ہمارے گھر کا مدت سے کھویا ہوا تھا اور اب ملا ہے اور زمین کی بلندی سے ملا ہے اور یہی نشانی زلزلہ کی ہے۔

۲۷ مئی - عبد القادر رضی اللہ عنہ اور رضوانہ - اللہ اکبر پہلی وحی کے متعلق فرمایا کہ خدا اپنی کچھہ قدرتین میرے واسطے ظاہر کرنیوالا ہے اسلئے میرا نام عبد القادر رکھا رضوان کا لفظ دلالت کرتا ہے کہ کوئی فعل دنیا مین خدا کی طرف سے ایسا ظاہر ہونیوالا ہے جس سے ثابت ہو جاویگا اور دنیا پر روشن ہو جاویگا کہ خدا مجھپر راضی ہے - دنیا مین بھی جب بادشاہ کسی پر راضی ہوتا ہے تو فعلی رنگ مین ہی اس رضامندی کا کچھہ اظہار ہوتا ہے - اسکے معنے یہ ہین کہ اسکی رضا پر دلالت کرنیوالے افعال دیکھنا ہون ---- مومن کو اللہ تعالیٰ کی رضا بہت پیاری ہے ایک حدیث مین آیا ہے کہ مومنین جب بہشت مین داخل کئے جاوینگے تو انسے کہا جائیگا کہ اب مانگو جو کچھہ مانگنا چاہتے ہو - تو وہ عرض کرینگے کہ اے رب تو ہمپر راضی ہو جا - جواب ملیگا اگر مین راضی نہ ہوتا تو تم کو بہشت مین کیونکر داخل کرتا۔

۲۸ مئی ۱۹۰۵ء - شیخ رحمت اللہ صاحب کی ایک گھڑی میرے پاس ہے - اور ایک ایسی چیز جیسے ترازو کی دو پلڑے ہوتے ہین پیش ہیں ہورون بنگلی کے مین ایک ڈولی مین بیٹھا ہوا ہون پھر کسی نے میان شریف احمد کو اسمین بٹھا دیا اور اسکو چکر دینا شروع کیا اتنے مین گھڑی گر گئی اور اس جگہ قریب گری ہے مین کہتا ہون کہ اسکو تلاش کرو ایسا نہ ہو کہ محمد حسین نالش کر دے۔

فرمایا - کہ خیال گذرتا ہے کہ شاید گھڑی سے مراد وہ ساعت ہے - جو زلزلہ کی ساعت ہے جو معلوم نہین واللہ اعلم - اور وہ رحمت کی ساعت ہے یعنی یہ ساعت ہمارے واسطے رحمت الٰہی کا موجب ہوگی۔

۲۹ مئی - یاتون من کل فج عمیق ویاتیک من کل فج عمیق

۳۰ مئی - قبل ظہر فرمایا - آج ایک عجیب الہام ہوا ہے جو پہلے کبھی نہین ہوا - صلوٰۃ العرش الی الفرش - یعنی رحمت الٰہی جو تم پر ہے اسکی کیفیت یہ ہے کہ وہ عرش سے لیکر فرش تک ہے فرمایا اسمین کیسی مبالغہ ہے گویا اللہ تعالیٰ کی رحمت نے فضاء کو بھر دیا یہہ الہام آئندہ بشارت پر دلالت کرتا ہے یہہ لفظی ہی نہین بلکہ

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدًا و مصلیًا

عریضہ بجناب عالی القاب حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

از خاکسار اکبر شاہ خان اکبر احمدی نجیب آبادی

پس از حمد خداوند و پس از توصیف پیغمبر — گزارش خدمت اقدس میں ہے اے شاہ بحر و بر
بلاشک آپ عیسیٰ ہیں ہیں بیشک آپ ہی مہدی — یقینا کل جہان کے آپ ہی ہیں ہادی و رہبر
کہاں وہ عیسیٰ مریم کہاں اسلام کا عیسیٰ — وہ ہو سکتا نہیں رتبہ میں ہرگز آپ کا ہمسر
یہ سچ ہے آپ ہی سے رہ گئی اسلام کی عزت — نہیں تو ہو چکا تھا اب یہ شیرازہ بہت ابتر
نہیں کچھ جھوٹ اسمیں۔ آپ ہی کے دم قدم سے ہیں — یہ سب اسلام کی رونق یہ سرسبزی یہ کر و فر
اگر اسلام گلشن ہے تو اوسمیں آپ ہیں بلبل — اگر ہے معرفت دریا تو اوس میں آپ ہیں گوہر
اگر ایمان کشتی ہے تو آپ اوسکے ہیں کشتی بان — طریقت ہے اگر گردون تو آپ اسکے ہیں انور
اگر وہ ... تو آپ ہیں وہ مرتبہ بخشا — کہ رتبہ میں غلام اونکی سے کم ہے اسکندر
بلاشک غیر ممکن ہے۔ یہ ہو سکتا نہیں ہرگز — برابر آپ کے خدام کے ہوں طغرل و سنجر

نہیں دے سکتے ہرگز پاک کو ناپاک سے نسبت
نہیں ہو سکتی ہرگز خاک کو افلاک سے نسبت

وہ اندھے ہیں جہان میں اور نہایت سخت جاہل ہیں — جو منکر آپ کے ہیں اور آبا پر جو ... مائل ہیں
ادا حق کر چکے ہیں آپ تو تبلیغ کا۔ لیکن — وہ کیا سمجھینگے عقل و ہوش جنکے خود ہی زائل ہیں
تلے بیٹھے ہیں کیسے اشقیا تردید پر اب تک — مگر ... ہوتا ہے ندامت سے وہ غافل ہیں
ہزاروں ہی نشان دیکھے مگر کیا کیجئے پھر بھی — نشان ... کے جہالت سے وہ سائل ہیں
نشان زلزلہ دیکھا ہے۔ اور دیکھینگے بھی آخر — ہدایت کیا ہو اون کو گمرہی میں جو کہ کامل ہیں
ہوا ابطال باطل آپ ہی کی ذات سے بیشک — بھلا احقاق حق کیا اون سے ہو جو خود ہی جاہل ہیں
ہیں کتے اور گدھے بھی اوس سے دنیا میں بہ اچھے — جو عقل و فہم سے عاری ہیں منصف ہیں نہ عادل ہیں
نہیں ہے فکر مطلق۔ ذات والا ہم کو کافی ہے — بلا سے ہوں اگر دشمن ہمارے سب قبائل ہیں
اور ہر کافی ہے مجھ جیسا بس اک خادم ہی حضرت کا — بشکل مولوی گر دو سطارت دس بیس جاہل ہیں

اگر کثرت شغالوں کی ہو اور شیروں کی قلت ہو
تو ہو سکتا نہیں شیر دنیہ حاصل انکو نصرت ہو

بزرگوں کو تو بیشک فخر تھا اپنی نجابت پر — بہت نازاں تھے وہ اپنی شرافت اور شجاعت پر
مگر ہے اوس سے بڑھکر فخر مجھکو اس غلامی پر — کہ ہوں میں خادم حضرت فدا ہوں نام حضرت پر
کسی کو ہے بھروسہ اپنے روزوں اور نمازوں پہ — ہے کوئی زہد پر نازاں کوئی نازاں عبادت پر
کسی کو ہے گھمنڈ اپنے زکوٰۃ اور حج عمرے پر — مگر بے فکر ہوں میں آپ کی چشم عنایت پر
تعجب عام لوگوں کو دعا دی پر ہے حضرت کے — تماشا ہے کہ حیرت ہے مجھے خود اونکی حیرت پر
وہ جاہل جو کہ سرکش آپ سے ہیں سخت ظالم ہیں — مجھے آتا ہے رنا ... اون کی شامت پر
نہ دنیا کا مجھے غم ہے۔ نہ ڈر دنیا کے کتوں کا — نہ پروا کچھ عزیزوں کی۔ نہ حسرت اپنی عزت پر
میری ہمت نے کچھ دہشت نہیں کی اہل دنیا کی — خدا کچھ ... نہ ہوگا پھر بھلا میری حمایت پر
یہ سر میرا جو ابتک رہ چکا ہے مخزن نخوت — تمنا ہے کہ قربان ہو یہ گرد کفش حضرت پر

مجھے دار الامان میں اب بلا لیجئے میری حضرت
مجھے اس قید غم سے اب چھڑا لیجئے میری حضرت

تمنا ہے ... دکھا دار الامان مجھکو — تعجب آبادین ... اب قید گران مجھکو
تصور مجھکو ہے دن رات حضرت ہی کا رہتا ہے — نہ کچھ پروا مجھے تن کی نہ کچھ پروائے جان مجھکو
کسی کروٹ کسی پہلو میسر ہی نہیں راحت — بلانے کا ... سوز نہان مجھکو

دل بیتاب ہے ... فرقت میں — سکون قلب حاصل ہی نہیں ہوتا ہے یاں مجھکو
ہزاروں ... دشمن ... — ذرا اسکا نہیں ہرگز کوئی تیغ و سنان مجھکو
اگر میں خاک ... اوج افلاک سے بڑھکر — غلاموں سے ہے آپکے نسبت کہاں مجھکو
جدائی کی نہیں اب تاب ... ہے میرا — بلالو اپنی خدمت میں امام الانس والجان مجھکو
ہے وقت دستگیری۔ المدد اے عیسیٰ دوران — کیا ... زمانہ ... نے زیر ... ناتوان مجھکو
میں جاکر ہاں سے پھر واپس نہ آؤں التجا ہے یہ — نہ ... قادیان کو میں نہ چھوڑے قادیان مجھکو

دعا کیجئے مرے حق میں مری پوری تمنا ہو
کہ درد دل اگر اچھا یہ ہو جائے تو اچھا ہو

اگر ... کہیں مجھ دیکھئے تو منگ روئے تاباں ہوں — پریشاں گر مجھے کیجئے تو میں زلف پریشان ہوں
بھلا فرمائیے تسکین ہو فرقت میں تو کیسے ہو — کہاں تک ہجر میں تڑپوں کہ آخر میں بھی انساں ہوں
ہزاروں آرزوئیں دفن ہیں اس خانہ دل میں — براہ استعارہ میں بھی اک گنج شہیدان ہوں
دعا کیجئے۔ دعاؤں میں اثر دیدے خدا میری — فدا ہوں آپ پر جس دن سے معتوب عزیزاں ہوں
یہ مانا اب نہیں ہے وقت شمشیر و سنان ہرگز — مگر دشمن کے زخم دل کو میں مثل نمکدان ہوں
شرف حاصل ہوا بیعت کا مجھکو اونکی کوشش سے — میں اب مخدوم ملت کا بہت ممنون احساں ہوں
بحق نور دین کیجئے دعا میرے لئے حضرت — کہ روز و شب میں ہر جلسہ میں اونکا بھی ثنا خوان ہوں
ہجوم فکر دنیا بھی بہت کچھ روح فرسا ہے — مگر میں فکر عقبیٰ سے نہایت ہی پریشان ہوں
نہ دنیا پاس ہے میرے نہ حاصل دین کی عشرت — غلام حضرت اقدس ہوں میں اسپر ہی نازاں ہوں

بس اب خاموش ہو اکبر سنا تو نے نہیں شاید
خموشی معنئی دارد کہ در گفتن نمے آید

قصیدہ

در مدح حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام از طبعزاد یکے از خدام حضرت مسیح موعود۔ احقر محمد عبد اللہ المتخلص بہ محزون بوتالوی حال پٹواری نہر حلقہ مانگووال تحصیل و ضلع شاہ پور۔ غفر اللہ ذنوبہ و ستر عیوبہ۔

میرے دل کا بھی کر درمان میرے پیارے مسیح زمان — کہ ہے پکڑا ترا دامان مرے اے مہدی دوران
میں ہو کر ناامید آیا ہوں بازار طبیبان سے — نہیں کوئی جانتا مجھ میں میرے اس درد کا درمان
سگ در ہوں ترے در کا نہ کر دور نہ ہٹا در سے — میرے احمد ترا در چھوڑ کر جاؤں بھلا میں کہاں
ارے او دلربا تو نے کشش کیسی لگائی ہے — کہ لاکھوں کرتے ہیں سو آرزو سے جان و دل قربان
ارے اے کرشن تو نے بنسری کیسی بجائی ہے — کہ نفخ صور سے تیرے ہوئے زندہ کئی بے جان
شراب معرفت سے مست اک عالم کیا تو نے — میرا بھی ساقیا بھر دے خدا کے واسطے پیمان
نہ پایا عطر ایمان ہم نے جز دکان تیری کے — لئے شیشہ پھرے ہم تو سبھی بازار عطاران
کئی مخفی حقائق اور معارف تھے جو قرآن میں — وہ سب تو نے کئے ظاہر مرے اے کاشف قرآن
نبی کی اور مرسل کی مجدد اور محدث کی — ضرورت کچھ نہ تھی ہوتا سمجھنا اسکا گر آسان
جو ہیں ناآشنا رحمان سے وہ قرآن کو کیا سمجھیں — وہی اسکو سمجھتا ہے جو ہوئے بندۂ رحمان
بناتا ہے جو کل کوئی نہیں اسکو چلاتا ہے — نہ بتلائے دوا گر اسکو رہیں سب ششدر و حیران
ارے لوگو محبت ہے اگر کچھ تمکو قرآن سے — تو سن لو غور کر کے جو سناتا ہے امام زمان
ارے اے بے نصیبو بھاگتے ہو دور کیوں اس سے — وہ اپنا ہے نہ بیگانہ مگر تم لوگ ہو نادان
ہماری خوش نصیبی تھی کہ اس مامور کے آیا — بستے تھے ہند میں آ چھوڑ کر پیارا وطن ایران
کرانا یہ شخص ہو مصداق آنحضرت کے فرمان کا — کہ خوشبوئے ... ہمی آید مرا از طرف ہندستان
وہ تو ہی تھا کہ تیرہ سو برس پہلے تیری نسبت — سنا کر پیشگوئی چلدیا سردار ہر دو جہان
تیری ہی ہے یہ خوشبوئی میرے اے میرزا پیارے — کہ جسکے سامنے ہیں مات اب دنیا کی خوشبوئیاں
ہیں اک اور بھی ہے نظر آیا ہے جو ہم میں سے — بتاتا ہے ہمیں قرآن بتاتا ہے رہ عرفان
بشر تو ہے وہ ہم سا ہی مگر درجہ میں بڑھکر ہے — نہ ... کر ... آیا ہے وہ مہدی دوران
پرانا یا نیا کوئی نہیں ہے کہ اگر آتا — تو ہم کو چھوڑنا پڑتا یہ پیارا دین اور قرآن

نوٹ:- اس نظم کے بعض ... اکبر کے ... درج کر دیا ہے امید ہے کہ ناظرین حسب موقعہ ... عمل کرینگے۔ ایڈیٹر

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

(تفسیر سورۃ فاتحہ بصورت دیگر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
الحمد للہ رب العلمین۔ الرحمن الرحیم
ملک یوم الدین۔ ایاک نعبد و
ایاک نستعین۔ اھدنا الصراط
المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیہم۔
غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔
آمین

ترجمہ۔ خدا جسکا نام اللہ ہے تمام اقسام تعریفون کا مستحق ہے۔ اور ہر ایک تعریف اوسی کی شان کے لائق ہے کیونکہ وہ رب العالمین ہے۔ وہ رحمان ہے۔ وہ رحیم ہے۔ وہ مالک یوم الدین ہے۔ ہم (اے صفات کاملہ والے) تیری ہی پرستش کرتے ہین۔ اور مدد بھی تجہہ سے ہی چاہتے ہین۔ ہمین وہ سیدہی راہ دکہلا جو ان لوگون کی راہ ہے جنپر تیرا انعام ہے۔ اور ان راہون سے بچا جو اُن لوگون کی راہین ہین جنپر تیرا غضب طاعون وغیرہ عذابون سے دنیا ہی مین وارد ہوا اور نیز اُن لوگون کی راہون سے بچا کہ جنپر اگرچہ دنیا مین کوئی عذاب وارد نہین ہوا مگر اُخروی نجات کی راہ سے وہ دور جا پڑے ہین اور آخر عذاب مین گرفتار ہونگے۔

واضح رہے کہ یہ سورۃ قرآن شریف کی پہلی سورۃ ہے جس کا نام سورہ فاتحہ ہے کیونکہ ابتدا اس سے ہے اور اس کا نام **ام الکتاب** بھی ہے کیونکہ قرآن شریف کی تمام تعلیم کا اس مین خلاصہ اور عطر موجود ہے۔ اور اس سورۃ مین ہدایت پانے کے لئے ایک دعا سکہلائی گئی ہے تا معلوم ہو کہ فیوض ربانی حاصل کرنے کے لئے دعا کرنا ضروری ہے۔ اور اس سورۃ کو الحمد للہ سے شروع کیا گیا ہے جس کے یہ معنے ہین کہ ہر ایک حمد اور تعریف اُس ذات کیلئے مسلم ہے۔ جسکا نام اللہ ہے اور اس فقرہ الحمد للہ سے اسلئے شروع کیا گیا کہ اصل مطلب یہ ہے کہ خدا تعالے کی عبادت روح کے جوش اور طبیعت کی کشش سے ہو اور ایسی کشش جو عشق اور محبت سے بھری ہوئی ہو ہرگز کسی کی نسبت پیدا نہین ہو سکتی جبتک یہ ثابت نہ ہو کہ وہ شخص ایسی کامل خوبیون کا جامع ہے جنکے ملاحظہ سے بے اختیار دل تعریف کرنے لگتا ہے۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ کامل تعریف دو قسم کی خوبیون کے لئے ہوتی ہے۔ ایک کمال حسن اور ایک کمال احسان

اور اگر کسی مین دونون خوبیان جمع ہون تو پھر اوسکے لئے دل فدا اور شیدا ہو جاتا ہے۔ اور قرآن شریف کا بڑا مطلب یہی ہے کہ خدا تعالے کی دونون قسم کی خوبیان حق کے طالبون پر ظاہر کرے تا وہ اوس بے مثل و مانند ذات کی طرف کہنچے جائین اور روح کے جوش اور کشش سے اوسکی بندگی کرین اس لئے پہلی سورۃ مین ہی یہ نہایت لطیف نقشہ دکہلانا چاہا ہے کہ وہ خدا جسکی طرف قرآن بلاتا ہے وہ کیسی خوبیان اپنے اندر رکہتا ہے۔ سو اسی غرض سے اس سورۃ کو الحمد للہ سے شروع کیا گیا جس کے یہ معنے ہین کہ سب تعریفین اوسکی ذات کے لئے لائق ہین۔ جسکا نام اللہ ہے اور قرآن کی اصطلاح کی رو سے اللہ اوس ذات کا نام ہے جس کی تمام خوبیان حسن و احسان کے کمال کے نقطہ پر پہونچی ہوئی ہون اور کوئی منقصت اوسکی ذات مین نہ ہو قرآن شریف مین تمام صفات کا موصوف صرف اللہ کے اسم کو ہی ٹہیرایا ہے تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ اللہ کا اسم تب متحقق ہوتا ہے کہ جب تمام صفات کاملہ اس مین پائی جائین پس جبکہ ہر ایک قسم کی خوبی اسمین پائی گئی تو حسن اوسکا ظاہر ہے اسی حسن کے لحاظ سے قرآن شریف مین اللہ تعالیٰ کا نور ہے جیسا کہ فرمایا ہے اللہ نور السموات والارض یعنی اللہ تعالے زمین و آسمان کا نور ہے۔ ہر ایک نور اوسی کے نور کا پرتوہ ہے۔

اور احسان کی خوبیان اللہ تعالے مین بہت ہین جنمین سے چار بطور اصل الاصول ہین اور اونکی ترتیب طبعی کے لحاظ سے پہلی خوبی وہ ہے جسکو سورہ فاتحہ مین رب العالمین کے فقرہ مین بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالے کی ربوبیت یعنی پیدا کرنا اور کمال مطلوب تک پہونچانا تمام عالمون مین جاری و ساری ہے۔ یعنی عالم سماوی اور عالم ارضی اور عالم اجسام اور عالم ارواح اور عالم جواہر اور عالم اعراض اور عالم حیوانات اور عالم نباتات اور عالم جمادات اور دوسرے تمام قسم کے عالم اوسکی ربوبیت سے پرورش پا رہے ہین یہانتک کہ خود انسان پر ابتداء نطفہ ہونے کی حالت سے یا اُس سے پہلے بہی جو جو عالم موت تک یا دوسری زندگی کے زمانہ تک آتے ہین وہ سب چشمہ ربوبیت سے فیض یافتہ ہین۔ پس ربوبیت الہی بوجہ اس کے کہ وہ تمام ارواح و اجسام و حیوانات و نباتات و جمادات وغیرہ پر مشتمل ہے فیضان اعم سے موسوم ہے کیونکہ ہر ایک موجود اس سے فیض پاتا ہے اور اسی کے ذریعہ سے ہر ایک چیز وجود پذیر ہے۔ ہان البتہ ربوبیت الہی اگرچہ ... ہر ایک موجود اور ہر ایک ظہور پذیر چیز ... ہے ... بحیثیت احسان کے سب سے زیادہ ... اسی کا انسان کو پہونچتا ہے کیونکہ خدا تعالے کی تمام مخلوقات سے انسان ... انسان کو یاد دلایا گیا

ہے کہ تمہارا خدا رب العالمین ہے تا انسان کی امید زیادہ ہو اور یقین کرے کہ ہمارے فائدہ کے لئے خدا تعالے کی قدرتین وسیع ہین اور طرح طرح کے عالم اسباب ظہور مین لا سکتا ہے۔ **دوسری خوبی** خدا تعالے کی جو دوسرے درجہ کا احسان ہے جسکو فیضان عام سے موسوم کر سکتے ہین رحمانیت ہے جسکو سورہ فاتحہ مین الرحمن کے فقرہ مین بیان کیا گیا ہے۔ اور قرآن شریف کی اصطلاح کی رو سے خدا تعالے کا نام رحمن اس وجہ سے ہے کہ اوس نے ہر ایک جاندار کو جنمین انسان بہی داخل ہے اسکے **مناسب حال** صورت اور سیرت بخشی یعنی جس طرز کی زندگی اوس کے لئے ارادہ کی گئی اُس زندگی کے مناسب حال جن قوتون اور طاقتون کی ضرورت تہی یا جس قسم کی بناوٹ جسم اور اعضا کی حاجت تہی وہ سب اوسکو عطا کئے اور پہر اوسکی بقا کیلئے جن جن چیزون کی ضرورت تہی وہ اوس کے لئے مہیا کین۔ پرندون کیلئے پرندون کے مناسب حال۔ اور چرندون کیلئے چرندون کے مناسب حال۔ اور انسان کے لئے انسان کے مناسب حال طاقتین عنایت کین اور صرف یہی نہین بلکہ ان چیزون کے وجود سے ہزار برس پہلے بوجہ اپنی صفت رحمانیت کے اجرام سماوی و ارضی کو پیدا کیا تا وہ ان چیزون کے وجود کی محافظ ہو۔ پس اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ خدا تعالے کی رحمانیت مین کسی کے عمل کا دخل نہین۔ بلکہ وہ رحمت محض ہے جسکی بنیاد ان چیزون کے وجود سے پہلے ڈالی گئی ہان انسان کو خدا تعالے کی رحمانیت سے سب سے زیادہ حصہ ہے۔ کیونکہ ہر ایک چیز اوسکی کامیابی کے لئے قربان ہو رہی ہے۔ اسلئے انسان کو یاد دلایا گیا کہ تمہارا خدا رحمان ہے۔ **تیسری خوبی** خدا تعالے کی جو تیسرے درجہ کا احسان ہے **رحیمیت** ہے جسکو سورہ فاتحہ مین الرحیم کے فقرہ مین بیان کیا گیا ہے۔ اور قرآن شریف کے رو سے خدا تعالے رحیم اوس حالت مین کہلاتا ہے جبکہ لوگون کی دعا اور تضرع اور اعمال صالحہ کو قبول فرما کر آفات اور بلاؤن اور تضیع اعمال سے اُنکو محفوظ رکہتا ہے۔ یہ احسان دوسرے لفظون مین فیض خاص سے موسوم ہے اور صرف انسان کی نوع سے مخصوص ہے دوسری چیزون کو خدا نے دعا اور تضرع اور اعمال صالحہ کا ملکہ نہین دیا مگر انسان کو دیا ہے انسان حیوان ناطق ہے اور اپنی نطق کے ساتھ ہی خدا تعالے کا فیض پا سکتا ہے۔ دوسری چیزون کو نطق عطا نہین ہوا۔ پس یہان سے ظاہر ہے کہ انسان کا دعا کرنا اس کی انسانیت کا ایک خاصہ ہے جو اسکی فطرت مین رکہا گیا ہے۔ اور جس طرح خدا تعالے کی صفات ربوبیت اور رحمانیت سے فیض حاصل ہوتا ہے اسی طرح صفت رحیمیت سے بہی ایک فیض حاصل ہوتا

ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ ربوبیت اور رحمانیت کی صفتین دعا کو نہین چاہتین کیونکہ وہ دونون صفات انسان سے خصوصیت نہین رکہتین اور تمام پرند چرند کو اپنے فیض سے مستفیض کر رہی ہین بلکہ صفت ربوبیت تو تمام حیوانات اور نباتات اور جمادات اور اجرام ارضی و سماوی کو فیض رسان ہے اور کوئی چیز اوس کے فیض سے باہر نہین۔ برخلاف صفت رحیمیت کے کہ وہ انسان کے لئے ایک خلعت خاصہ ہے اور اگر انسان ہوکر اوس صفت سے فائدہ نہ اوٹہاوے تو گویا ایسا انسان حیوانات بلکہ جمادات کے برابر ہے جبکہ خدا تعالے نے فیض رسانی کی چار صفت اپنی ذات مین رکہی ہین اور رحیمیت کو جو انسان کی دعا کو چاہتی ہے خاص انسان کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ خدا تعالے مین **ایک قسم کا وہ فیض ہے جو دعا کرنے سے وابستہ** ہے اور بغیر دعا کے کسی طرح مل نہین سکتا یہ سنت اللہ اور قانون الٰہی ہے جس تخلف جائز نہین۔ یہی وجہ ہے کہ انبیا علیہم السلام اپنی اپنی اُمتون کے لئے ہمیشہ دعا مانگتے رہے۔ توریت مین دیکہو کہ کتنی دفعہ بنی اسرائیل خدا تعالی کو ناراض کر کے عذاب کے قریب پہونچ گئے اور پہر کیونکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا اور تضرع اور سجدہ سے وہ عذاب ٹلگیا حالانکہ بار بار وعدہ بہی ہوتا رہا کہ مین اون کو ہلاک کر دون اب ان تمام واقعات سے ظاہر ہے کہ دعا محض لغو امر نہین ہے اور نہ صرف ایسی عبادت جسپر کسی قسم کا فیض نازل نہین ہوتا۔ یہ اون لوگون کے خیال ہین کہ جو خدا تعالے کا وہ قدر نہین کرتے جو حق قدر کرنے کا ہے اور نہ خدا کی کلام کو نظر عمیق سے سوچتے ہین اور نہ قانون قدرت پر نظر ڈالتے ہین۔ حقیقت یہ ہے کہ دعا پر ضرور فیض نازل ہوتا ہے۔ جو ہمین نجات بخشتا ہے اسی کا نام **فیض رحیمیت** ہے جس سے انسان ترقی کرتا جاتا ہے اسی فیض سے انسان ولایت کے مقامات تک پہونچتا ہے۔ اور خدا تعالے پر ایسا یقین لاتا ہے کہ **گویا آنکہون سے دیکہہ لیتا ہے** مسئلہ شفاعت بھی صفت رحیمیت کی بنا پر ہے۔ خدا تعالی کی رحیمیت نے ہی تقاضا کیا کہ اچہے آدمی بُرے آدمیون کی شفاعت کرین۔

چوتھا احسان خدا تعالے کا جو قسم چہارم کی خوبی ہے جسکو فیضان اخص سے موسوم کر سکتے ہین مالکیت یوم الدین ہے جسکو سورہ فاتحہ مین فقرہ مالک یوم الدین مین ... فرمایا ہے

ور اس مین اور صفت رحیمیت مین یہ فرق ہے کہ میت مین دعا اور عبادت کے ذریعہ ہی کامیابی استحقاق قایم ہوتا ہے - اور صفت مالکیت یوم الدین کے ذریعہ سے وہ ثمرہ عطا کیا جاتا ہے انکی ایسی ہی مثال ہے کہ جیسے ایک انسان گورنمنٹ کا ایک قانون یاد کرنے مین محنت اور جد و جہد کرکے امتحان دے اور پھر اوس مین پاس ہوجاوے - س رحیمیت کے اثر سے کسی کامیابی کے حقاق پیدا ہوجانا پاس ہوجانے سے مشابہ ہے، پھر وہ چیز یا وہ مرتبہ میسر آجانا جسکے لئے پاس دا تہا اس حالت سے مشابہ انسان کے فیض نے کی وہ حالت ہے جو پرتو صفت مالکیت م الدین سے حاصل ہوتی ہے - ان دونون صفتون میت اور مالکیت یوم الدین مین یہ اشارہ ہے ا فیض رحیمیت خداتعالے کے رحم سے حاصل ہوتا ہے - اور فیض مالکیت یوم الدین خداتعالے کے فضل سے حاصل ہوتا ہے - اور مالکیت یوم الدین اگرچہ وسیع اور کامل طور پر عالم معاد مین متجلی ہوگی مگر اس عالم مین بھی اس عالم کے دائرہ کی موافق یہ چارون صفتین تجلی کر رہی ہین - ربوبیت عام طور پر ایک فیض کی بنا ڈالتی ہے اور رحمانیت اوس فیض کو جاندارون مین نہلی طور پر دکہلاتی ہے اور رحیمیت ظاہر کرتی ہے کہ **خط ممتد فیض کا انسان پر جاکر ختم ہوجاتا ہے** - اور انسان وہ جانور ہے جو فیض کو نہ صرف حال سے بلکہ مونہہ سے مانگتا ہے اور مالکیت یوم الدین فیض کا آخری ثمرہ بخشتی ہے - یہ چارون صفتین دنیا مین ہی کام کر رہی ہین مگر چونکہ دنیا کا دائرہ نہایت تنگ ہے اور نیز جہل اور بے خبری اور کم نظری انسان کے شامل حال ہے اسلئے یہ نہایت وسیع دائرے صفات صفات اربعہ کے اس عالم مین ایسے چہوٹے نظر آتے جیسے بڑے بڑے گولے ستارون کے دور سے صرف نقطے دکہائی دیتے ہین - لیکن عالم معاد مین پورا نظارہ ان صفات اربعہ کا ہوگا - اس لئے حقیقی اور کامل طور پر یوم الدین وہی ہوگا جو عالم معاد ہے - اوس عالم مین ہر ایک صفت ان صفات اربعہ مین سے دوہری طور پر اپنی شکل دکھائیگی یعنی ظاہری طور پر اور باطنی طور پر اس لئے اسوقت یہ چار صفتین آٹھ صفتین معلوم ہونگی - اسی کیطرف اشارہ ہے جو فرمایا گیا ہے کہ اس دنیا مین چار فرشتے خداتعالے کا عرش اُٹھا رہے ہین اور اُسدن آٹھ فرشتے خداتعالے کا عرش اُٹھائینگے - یہ استعارہ کے طور پر کلام ہے چونکہ خداتعالے کی ہر صفت کے استقبال ایک فرشتہ بھی پیدا کیا گیا ہے اس لئے

چار صفات کے متعلق چار فرشتے بیان کئے گئے - اور جب آٹھ صفات کی تجلی ہوگی تو اُن صفات کے ساتھہ آٹھ فرشتے ہونگے - اور چونکہ یہ صفات الوہیت کی ماہیت کو ایسا اپنے پر لئے ہوئے ہین کہ گویا اوسکو اوٹھا رہے ہین اسلئے استعارہ کے طور پر اٹھانے کا لفظ بولا گیا ہے ایسے استعارات لطیفہ خداتعالے کی کلام مین بہت ہین جنمین روحانیت کو جسمانی رنگ مین دکہایا گیا ہے غرض خداتعالے مین یہ چار صفات عظیمہ ہین جنپر ہر ایک مسلمان کو ایمان لانا چاہیئے اور جو شخص دعا کے ثمرات اور فیض سے انکار کرتا ہے گویا وہ بجائے چار صفتون کے صرف تین صفتون کو مانتا ہے -

اب واضح رہے کہ اللہ جلّ شانہ نے سورہ فاتحہ مین الحمد للہ کے بعد ان صفات اربعہ کو چار چشمہ فیض قرار دیکر اس سورۃ کے مابعد کی آیتون مین بطور لف ونشر مرتب ہر ایک چشمہ سے فیض مانگنے کیطرف اشارہ فرمایا ہے - چنانچہ ظاہر ہے کہ فقرہ الحمد للہ سے فقرہ مالک یوم الدین تک پانچ جدا جدا امر ہین (۱) ایک الحمد للہ (۲) دوسرے رب العالمین (۳) تیسرے الرحمٰن (۴) چوتھے الرحیم (۵) مالک یوم الدین - اور مابعد کے پانچ فقرے ان پانچون کے لحاظ سے بصورت **لف ونشر مرتب** انکے مقابل پر واقع ہین - جیسا کہ فقرہ **ایاک نعبد** فقرہ **الحمد للہ** کے مقابل پر ہے - جس سے یہ اشارہ ہے کہ عبادت کے لائق وہی ذات کامل الصفات ہے جسکا نام اللہ ہے اور فقرہ **ایاک نستعین** فقرہ **رب العالمین** کے مقابل پر واقع ہے جس سے یہ اشارہ مقصود ہے کہ سرچشمہ ربوبیت سے جو ایک نہایت عام سرچشمہ ہے ہم مدد طلب کرتے ہین کیونکہ بغیر خداتعالے کے فیض ربوبیت کے ظاہری یا باطنی طور پر نشو ونما پانا یا کوئی پاک تبدیلی حاصل کرنا اور روحانی پیدایش سے حصہ لینا امر محال ہے - اور فقرہ **اھدنا الصراط المستقیم** فقرہ **الرحمٰن** کے مقابل پر واقع ہے اور **اھدنا الصراط المستقیم** کا ورد کرنے والا الرحمٰن کے چشمہ سے فیض طلب کرتا ہے کیونکہ **ہدایت پانا کسی کا حق** نہین ہے بلکہ محض رحمانیت الٰہی سے یہ دولت حاصل ہوتی ہے - اور فقرہ **صراط الذین انعمت علیھم** فقرہ **الرحیم** کے مقابل پر واقع ہے اور صراط الذین انعمت علیھم کا ورد کرنیوالا چشمہ الرحیم سے فیض طلب کرتا ہے کیونکہ اوس کے یہ معنے ہین کہ اے دعاؤن کو رحم خاص سے قبول کرنیوالے اون رسولون اور صدیقون اور شہیدون کی راہ ہمین دکہلا جنہون نے دعا اور مجاہدات مین مصروف ہوکر تجھہ سے انواع واقسام کے معارف اور حقائق اور کشوف اور الہامات کا انعام پایا اور دائمی دعا اور

تضرع اور اعمال صالحہ سے معرفت تامہ تک پہونچ گئے - اور فقرہ **غیر المغضوب علیھم ولا الضالین** فقرہ **مالک یوم الدین** کے مقابل پر واقع ہے اور غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کا ورد کرنیوالا چشمہ مالک یوم الدین سے فیض طلب کرتا ہے اور اسکے یہ معنے ہین کہ اے جزا و سزا کے دن کے مالک ہمین اس سزا سے بچا کہ ہم دنیا مین یہودیون کی طرح طاعون وغیرہ بلاؤن مین تیرے غضب کی وجہ سے مبتلا ہون یا نصاریٰ کیطرح نجات کی راہ گم کرکے آخرت مین عذاب کے مستحق ہون اس آیت مین نصاریٰ کا نام ضالین اسلئے رکھا ہے کہ دنیا مین اونپر کوئی غضب الٰہی کا عذاب نازل نہین ہوا صرف وہ لوگ اُخروی نجات کی راہ گم کر بیٹھے ہین اور آخرت مین قابل مواخذہ ہین - مگر یہود کا نام مغضوب علیھم اسواسطے رکھا ہے کہ یہود پر دنیا مین ہی بہت شامت اعمال سے بڑے بڑے عذاب نازل ہوئے ہین منجملہ اون کے عذاب طاعون ہے چونکہ یہود نے خداتعالے کے پاک نبیون اور راستباز بندون کی صرف تکذیب نہین کی بلکہ بہتون کو اُنمین سے قتل کیا یا قتل کا ارادہ کیا اور بد زبانی سے بھی بہت تکلیفین پہنچاتے رہے اسلئے غیرت الٰہی نے بعض اوقات جوش مین آکر انکو طرح طرح کے عذابون میں مبتلا کیا - بسا اوقات [illegible] ہون یہودی طاعون کے عذاب سے مارے گئے اور کئی دفعہ ہزارون اُنمین سے قتل کئے گئے اور یا اسیر ہوکر دوسرے ملکون مین نکالے گئے - غرض وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد ہمیشہ مغضوب علیھم رہے - چونکہ اللہ تعالیٰ جانتا تہا کہ یہ ایک ٹہیڑی قوم ہے اسلئے توریت مین اکثر دنیا کے عذابون سے انکو ڈرایا گیا تہا - غرض انپر ہولناک طور پر خداتعالیٰ کا غضب نازل ہوتا رہا کیونکہ وہ لوگ خداتعالے کے نیک بندون کو ہاتہہ اور زبان سے دکہہ دیتے تہے اسی وجہ سے دنیا مین ہی اُنپر غضب بہڑکا تا وہ اون لوگون کے لئے **نمونہ عبرت** ہون کہ جو آیندہ کسی زمانہ مین خدا کے مامورون اور راستباز بندون کو عمداً دُکہہ دین اور انکو ستاوین اور اون کے قتل کرنے یا ذلیل کرنے کے لئے بد ارادے دلمین رکہین - سو اس دعا کے سکہلانے مین در پردہ اسبات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ تم یہودیون کے خلق اور خو سے باز رہو اور اگر کوئی مامور من اللہ تم مین پیدا ہو تو یہودیونکی طرح اسکی ایذا اور توہین اور تکفیر مین جلدی نکرو ایسا نہو کہ تم سچے کو جہوٹا ٹھہرا کر اور ہر طرح طرح کے دکہہ اُسکو دیکر اور بدزبانی سے اوسکی آبروریزی کرکے یہودیونکی طرح مورد غضب الٰہی ہوجاؤ لیکن افسوس کہ اس امت کے لوگ بھی ہمیشہ ٹھوکر کہاتے رہے اور انھون نے بدقسمت یہودیونکے قصون سے کوئی عبرت حاصل نہین کی - یہ کیسی عبرت پکڑنے کی بات تھی کہ یہودیونکو ایلیانبی کے واپس

آنیکا وعدہ دیا گیا تہا اور لکہا گیا تہا کہ جبتک ایلیا نہ آوے مسیح نہین آئیگا - لیکن یہود نے کتب مقدسہ کے نصوص کے ظاہر معنے پر زور دیکر یہ عقیدہ اجماعی قایم کیا اور حقیقت ایلیا نبی کا ہی دوبارہ دنیا مین آنا ضروری ہے - اسی عقیدہ کی رو سے وہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو قبول نہ کر سکے اور یہ حجت پیش کی کہ ایلیا ابتک وعدہ کے موافق دوبارہ دنیا مین نہین آیا پھر مسیح کیسے آگیا - اس ظاہر پرستی سے وہ بڑی مصیبت مین پڑے اور درحقیقت اونکی تمام بدبختی کی یہی جڑ تھی کہ انھون نے کتاب مقدس کے ایک استعارہ کو حقیقت پر حمل کیا اور انکے تمام علماء کا اسپر اتفاق ہوگیا کہ مسیح نبی اللہ سے پہلے ایلیا کا دوبارہ دنیا مین آنا ضروری ہے اور اس تاویل پر انھون نے ٹھٹھا کیا کہ ایلیا سے مراد یوحنا یعنے یحییٰ نبی ہے جو اپنے اندر ایلیا کی خو اور طبیعت رکہتا ہے - اور کہا کہ اگر یہ مطلب تہا کہ ایلیا نبی دنیا مین واپس نہین آئیگا بلکہ اوسکا مثیل آئیگا تو خدا نے پیشگوئی مین یون کیون نہ فرمایا کہ مسیح سے پہلے ایلیا کا مثیل آئیگا * غرض اس طرح پر اُنکے دل سخت ہوگئے اور ایک راستباز کو کذاب اور کافر اور ملحد قرار دیا - اسی شامت سے وہ غضب الٰہی کے مورد ہوکر سخت سخت عذابون مین مبتلا ہوئے - اسلام مین بھی یہودی صفت لوگون نے یہی طریق اختیار کیا اور اپنی غلط فہمی پر اصرار کرکے ہر ایک زمانہ مین خدا کے مقدس لوگونکو تکلیفین دین - دیکھو کیسے امام حسین رضی اللہ عنہ کو چہوڑکر ہزارہا نادان یزید کے ساتھہ ہوگئے اور اوس امام معصوم کو ہاتہہ اور زبان سے دُکہہ دیا آخر بجز قتل کے راضی نہ ہوئے اور پھر وقتاً فوقتاً ہمیشہ اس امت کے امامون اور راستبازون اور مجددونکو ستاتے رہے اور کافر اور بے دین اور زندیق نام رکہتے رہے - ہزارون صادق انکے ہاتہہ سے ستائے گئے اور نہ صرف یہ کہ اُنکا نام کافر رکہا بلکہ جہانتک بس چل سکا قتل کرنے اور ذلیل کرنے اور قید کرانے سے فرق نہین کیا - یہانتک کہ اب ہمارا زمانہ پہونچا اور تیرھوین صدی مین جا بجا خود وہ لوگ یہ وعظ کرتے تہے کہ چودھوین صدی مین امام مہدی یا مسیح موعود آئیگا - اور کم سے کم یہ کہ ایک بڑا مجدد پیدا ہوگا - لیکن جب چودھوین صدی کے سر پر وہ مجدد پیدا ہوا اور نہ صرف خداتعالے کے الہام نے اوس کا نام مسیح موعود رکہا بلکہ زمانہ کے فتن موجودہ نے بھی بزبان حال یہی فتویٰ دیا کہ اوسکا نام مسیح موعود چاہئے تو اوسکی سخت تکذیب کی اور جہانتک ممکن تھا اُسکو ایذا دی اور طرح طرح کے حیلون اور مکرون سے اُسکو ذلیل اور نابود کرنا چاہا - اور اگر خداتعالے کے فضل سے **گورنمنٹ برطانیہ** کی اس ملک ہند مین سلطنت نہ ہوتی تو مدت سے مجھکو ٹکڑے ٹکڑے کرکے معدوم کر دیتے -

* نوٹ: - یہ سب باتین اس کتاب مین لکہی ہین جو ایک یہودی فاضل نے تالیف کی ہے جو میرے پاس موجود ہے - منہ

www.aaiil.org

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبرین

میرٹھ کی جماعت نے باقاعدہ انجمن احمدیہ قائم کرلی ہے جو ایک عرصہ سے باضابطہ کام کرتی ہے سلسلہ عالیہ کی اشاعت مین سرگرم ہے مجھے مولوی عبدالرحیم صاحب فنانشل سکرٹری انجمن مذکور اطلاع دیتے ہین کہ انہون نے انوہیت ۲ الدعوت وغیرہ اشتہار سہ ہزار طبع کرا کے شائع کئے ہین - اگر کوئی احمدی جماعت بغرض اشاعت منگوانا چاہے تو صرف ٹکٹ بھیجکر منگوا سکتی ہے -

---

بنگہ ضلع جالندھر کی جماعت مین میان رحمت اللہ صاحب کو اللہ تعالے نے ایک خاص جوش تبلیغ کا عطا کیا ہے اونہون نے سلسلہ عالیہ کی آنیوالی ضرورتون کیلئے اپنی تجویز پر مناسب چندہ کا انتظام کیا ہے غالباً بنگہ کی جماعت اس امر مین اپنی نظیر آپ ہوگی - اس جماعت نے یہ تجویز کی ہے کہ ہروقت ایک مناسب رقم چندہ کی جمع رہے تاکہ جسوقت قادیان سے کسی وقتی ضرورت کی اطلاع ملے فوراً مناسب چندہ بھیجدیا جاوے -

ایساہی اس جماعت نے یہ بھی انتظام کیا ہے کہ اپنے اپنے گھرون مین آٹے کے مٹکے رکھدئے ہین تاکہ ہر روز انہین کچھ نہ کچھ آٹا ڈالدیا جاوے ہر جمعہ ہفتہ وار ایک اچھی رقم جمع ہوجاتی ہے خداتعالے ہماری جماعتون کو ایسے نیک کامون کی توفیق دے آمین - بظاہر ایک آٹے کی چٹکی بے حقیقت شے نظر آئیگی لیکن مین یقیناً جانتا ہون کہ آج یہ آٹے کی چٹکیان بھی وہی درجہ رکھتی ہین جو کسی زمانے مین نبی نبین رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک زمانہ مین مٹھی بھر جو رکھتے تھے جسطرح پر ایک زمانہ آیا کہ احد پہاڑ کے برابر سونا بے حقیقت ہوگیا ایساہی ایک زمانہ آنیوالا ہے جب یہ چٹکیان لاکھون روپیہ سے بڑھ کر قدر رکھنے والی ثابت ہونگی -

---

بریلی سے ایک چھپا ہوا اشتہار میرے پاس آیا ہے جسکو پڑھ کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین - یہ اشتہار سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالفون نے دیا ہے اس اشتہار کے چند فقرے مین الحکم کے ناظرین کو اسطرف توجہ دلانے کے لئے درج کرتا ہون کہ وہ بریلی کے دو چار غریب احمدیون کے لئے نہایت درد دل سے دعا کرین -

اس اشتہار مین لکہا ہے کہ ان لوگون سے میل جول رکھنا انکے ساتھ کہانا پینا انکے پاس اٹھنا بیٹھنا انکو سلام کرنا انکی موت و حیات مین شریک ہونا [illegible] مین شہر [illegible] [illegible]

اسیر [illegible] کی [illegible] کہ [illegible] کرنا [illegible] خدا و [illegible] عذاب [illegible] [illegible] جو [illegible] اس اشتہار کے ذریعہ جسقدر گزند اور تکلیف احمدیون کو بریلی مین پہونچانے کا ارادہ اور منصوبہ کیا گیا ہے وہ صاف ظاہر ہے [illegible] روکا گیا ہے - [illegible] رحم فرماوے - ایسے ہی سنگدل ابن [illegible] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکی جماعت کو دکھ دیتے [illegible] بریلی کی احمدی [illegible] کو حضرت اقدس کا ایک شعر سنادیتا ہون

ملحد و کافر و دجال ہمین کہتے ہین
نام کیا کیا غم ملت مین رکھایا ہے

وہ ان [illegible] اللہ تعالے کی [illegible] بطور [illegible] ہے کہ [illegible] گوارا [illegible] کی اطرون سے [illegible] اطلاع [illegible] کافی ہے [illegible] ہدایت کرے اور استقامت [illegible] کرے بلکہ [illegible]

کیہ [illegible] سلسلہ [illegible] مبارکی

ولادت [illegible] منشی [illegible] آبکاری میرٹھ [illegible] ۱۹۰۹ء کو بیٹا پیدا ہوا اللہ تعالی اس مولود مسعود کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کیلئے مبارک کرے وہ اپنے باپ کی طرح اسلام کی حمایت اور نصرت کا جوش رکھنے والا ہو اور سچے مسلمان کا کامل نمونہ ہو بالآخر اللہ تعالے خدمت دین مین آپکی عمر دراز کرے اور تسلیم [illegible] صدق دل سے اپنے مکرم بھائی کو اس مبارک تقریب پر مبارکباد دیتا ہون [illegible] اظہار مسرت - مولانا مولوی عبدالرحیم صاحب فنانشل سکرٹری انجمن احمدیہ میرٹھ نے جنکو ناظرین خوب [illegible] [illegible] اس تقریب سعید پر قابل تقلید اظہار [illegible] یہ ہے کہ انہون نے اپنے [illegible] الحکم دینا منظور کیا ہے [illegible] دعوت دی [illegible]

سلسلہ عالیہ ممالک غیر مین

اللہ تعالے کے فضل و کرم اور اسی کے وعدہ کے موافق کہ مین تیری تبلیغ کو زمین کے کنارون تک پہونچاؤنگا - سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ ممالک غیر مین لائبریری میگزین کے ذریعہ [illegible] اور [illegible] کہ وہ لوگ [illegible] ایک عظیم الشان ثواب کے مستحق ہیں میگزین کی ناظرہ ایک لیڈی نے حال مین دو خط لکھے ہین جو میرے عزیز بھائی صوفی [illegible] نے ترجمہ کرکے چہاپدئے ہین اس لحاظ سے کہ ان خطوط سے میرے ناظرین بھی لطف اٹھائین مین انہین ذیل مین درج کئے دیتا ہون - ایڈیٹر

جناب مرزا غلام احمد صاحب - جب پہلے پہلے آپکی بابت مین نے پڑہا تھا مجھے آپکی طرف لکھنے کا شوق ہوا لیکن یہ مجھے کچھ نہ سوجھتا تہا کہ [illegible] جیسے کوئی بات کہون مینے آپ کی تعلیمات کا کچھ حصہ ریویو آف ریلیجنس کے پرچون مین پڑہا ہے جو مجھے [illegible] قادیان سے باقاعدہ بھیجے جاتے ہین - مین خوش ہون کہ خدا کی سچائی ظاہر ہو رہی ہے یعنی وہ پاک مذہب [illegible] جیسے علیہ السلام اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے [illegible] موجودہ وقتون کے مذاہب اون سچائیون [illegible] جو پہلے دی گئی تہین - مگر معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ وقت آگیا ہے جسکی بابت خدا نے کہا [illegible] لانے کیلئے اٹھونگا - [illegible] اب آسمانی [illegible] ہے مذہبی دنیا [illegible] ملکی دنیا بھی - مجھے یہ پڑھکر خوشی ہوئی [illegible] اکثر توجہ کیا [illegible] کہ تلوار حقیقی مذہب کو کبھی قائم رکھ سکتی ہے ساین [illegible] کہ اپنی جان کی حفاظت کرنے کیواسطے گا ہے [illegible] ضرورت پڑتی ہے - مجھے یہ بات سنکے خوشی حاصل ہوئی [illegible] انگریزی مین رہتے ہین - جہان اپنے [illegible] ضمیر کے انکشاف کی اجازت ہے نہ مذہبی [illegible] کے واسطے کسی قسم کا تشدد اور تکلیف نہین ہے - [illegible] اٹھارہ سال گذرے ہین اور ۱۸۹۳ء مین شکاگو کے ورلڈ فیر (تمام دنیا کا میلہ) [illegible] مذہب کی پارلیمنٹ مین - مین موجود تہی فاہر [illegible] سلمان کا وہان ذکر ہوا تہا - مگر مجھے معلوم نہین کہ آیا آپ کی جماعت کے لوگ بہی وہان تہے یا نہین - لیکن اب [illegible] کا فیصلہ [illegible] نہین کیونکہ آپکی سچائی اپنی کلام مین لگے ہوے ہین - چنانچہ مینے اوس بات کی نسبت پڑھلیو جسکی بابت آپ نے پچیس سال پہلے پیشگوئی کی تہی مین ان عمدہ باتون کو جو ریویو آف ریلیجنس مین ہوتی ہین پڑھکر محظوظ ہوتی ہون اور مجھے امید ہے کہ آپ اپنے کام مین جس سے میری مراد اس زمانہ کی سچائی اور علامات کا اظہار کرنا ہے کامیاب ہوجائینگے -

خدا کے کام مین آپکی خادم

ایس - ایف - ر - ج - د - مانچسٹر انگلینڈ

جناب مرزا محمد علی صاحب - آج [illegible] مجھے آپکا نوازشنامہ پہونچا مین اسے پڑھکر خوش ہوئی ہون - اور ریویو آف ریلیجنس کیلئے مین آپکا شکریہ ادا کرتی ہون - کیونکہ وہ مجھے اسوقت سے بالالتزام پہونچ رہا ہے - جبکہ آپ نے مجھے مہربانی کر کے پہلا پرچہ ارسال کیا تہا - پرچہ مارچ کو پہونچے ہوئے تین ہفتے گذر گئے ہین مین بڑا تعجب کرتی تہی کہ آپکا اس خوفناک زلزلہ مین کیا حال ہوا ہوگا کیونکہ مینے اخبارون مین پڑہا تہا - کہ لاہور کو سخت گزند پہونچا ہے مینے ریویو آف ریلیجنز مین پڑہا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب نے پچھلے سال پیشگوئی کی تہی کہ ملک پر ایک آفت آنیوالی ہے ایک یا دو ان گذرے مین آپکو لکہنا شروع کیا تہا - مجھمین ریویو آف ریلیجنز کے پڑہنے کا مذاق پیدا ہوگیا - کیونکہ اسمین مجھے نئی باتین معلوم ہوئی ہین جن سے مین خوش ہوئی ہون - مجھے مولوی عبداللطیف صاحب کی خطرناک موت کا حال پڑہکر افسوس ہوا - کیونکہ وہ اسواسطے قتل کیا گیا ہے کہ جہاد کے پہیلانے پر ایمان نہین رکہتا تہا - اور غازی مہدی کا قائل نہ تہا مجھے اس بات کے پڑہنے سے بہت خوشی حاصل ہوئی ہے - کہ وہان دو لاکھ آدمی ایسے ہین - جنکا ایمان ہے کہ جہاد اور غازی مہدی کے عقائد اسلامی عقائد نہین مین - مینے مارچ کے پرچہ مین ان باتون کی بابت پڑہا تہا - مجھے یہ پوچھنے کی اجازت دین کہ آیا وہ گورنمنٹ جس کی بابت آپنے ذکر کیا ہے - انگریزون کی گورنمنٹ ہے یا اور کوئی مجھے اس بات سے خوشی ہے کہ مصلح انگریزی حکومت کے ماتحت رہتے ہین جہان اپنے مافی الضمیر کے اظہار کی اجازت ہے - آپ کہتے ہین کہ بہاء اللہ کے مریدون نے غلط راہ اختیار کی ہے مین جاننا چاہتی ہون - کہ کسطرح اور کہان ؟ مینے دعا کی ہے کہ مجھے سچا راہ دکہادیا جاوے یعنی خدا کی سچائی خواہ کسی ذریعہ سے حاصل ہو اور مجھے ایک امر کے بعد دوسرا امر سمجھایا جاتا ہے - بہاء اللہ کے مرید بہی جہاد کے قائل نہین اور نہ ہی وہ کسی غازی مہدی پر ایمان رکھتے ہین کیونکہ اونکی تعلیم ہے کہ تمام قومون کے ساتھ صلح رکھی جاوے جیساکہ بہاء اللہ نے کیمبرج انگلستان کے پروفیسر براؤن کے ہمراہ ایک عام جلسہ مین کہا تہا - اسکے مریدون مین کئی اپنے عقائد کی وجہ سے بے رحمی سے شہید کئے گئے ہین اور کئی ابتک قیدخانون مین ہین -

مین مرزا غلام احمد صاحب کو خوشی سے خط لکھونگی - چونکہ آپ لکھتے ہین کہ میرے خط کا ترجمہ انہین سنایا جاویگا - اور جواب اون کے حسب ہدایت دیا جاوے گا - میرا یقین ہے کہ وہ اچھے آدمی ہین - اور اپنے دعاوی مین صاف ہین کیا مین مفصلہ ذیل باتین پوچھ سکتی ہون -

اوّل یہ کہ کیا وہ ہندوستان کے رہنے والے ہین - اور کیا وہ عربی بولتے ہین - دوم یہ کہ کیا وہ فقرے جو آپکے رسالہ مین یا آپ کے خط کے عنوان پر ہوتے ہین - عربی زبان مین ہوتے ہین - مین دیکھتی ہون کہ آپ عیسائیون کی تاریخ اور سال کو استعمال کرتے ہین [illegible] جنکی بابت مین لکھنا چاہتی ہون [illegible] لکھنا نہین چاہئے [illegible] وقت آگیا ہے [illegible]

قومی ضروریات اور قومی کالم

ہماری شادیاں کیسے ہوں؟

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ایک شادی کی تقریب پر مجھے اس تقریب کی اصلاح کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت پڑی تھی - اس مضمون کو پڑھکر شاہ پور کنڈی ضلع گورداسپور سے منشی غلام محمد پھلوری احمدی مجھے اطلاع دیتے ہیں کہ میں ذیل کا اشتہار الحکم میں چھاپ دوں -

"احمدی جماعت کے ایک قریشی النسب شخص جو نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے اپنی خواندہ لڑکی کا رشتہ کسی اچھی النسب کے احمدی سے کرنا چاہتے ہیں خط وکتابت میں اپنا نام مع ولدیت وسکونت و کاروبار و جائداد وغیرہ کا حوالہ دیا جاوے اور اگر انہیں کوئی بیماری ہو - تو اس کا اخفا نہ کیا جاوے اگر پہلی بیوی ہو اور اس سے کوئی اولاد ہو تو اسکا بھی حوالہ دیا جاوے - خط وکتابت منشی غلام محمد صاحب پھلوری شاہ پور کنڈی ضلع گورداسپور کی معرفت ہو"

یہہ اشتہار چھاپتے ہوئے ایک تحریک ہے اور میں غنیمت سمجھتا ہوں کہ میری تحریک کا عملی [illegible] شروع ہوا ہے اور اگر اس مضمون پر [illegible] عمل ہوتی رہی تو کچھ تعجب نہیں کہ اخلاقی جرأت پیدا ہو کر دوسری لڑکیاں بھی اشتہار [illegible] میں اپنے محترم اور معزز قریشی بھائی کی [illegible] میں یہہ عرض کرنا چاہتا ہوں [illegible] خود کسی [illegible] اور والی لڑکے کا [illegible] امر کہ اپنے معزز اور احباب [illegible] مشورہ [illegible] دیں جو اپنی لڑکیوں کیطرح ہماری لڑکیوں کے لئے اپنی سمجھ اور خداداد فراست سے موزوں شوہر تجویز کر سکتے ہیں - جو بات ان رشتوں اور ناطوں سے میں پیدا کرنی چاہتا ہوں جو دراصل حضرت حجۃ الاسلام امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منشاء ہے جس سے آگاہ کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں وہ تو یہ ہے کہ ہمارے رشتوں ناطوں میں وہ پابندیاں جو بالآخر وبال جان ہوجاتی ہیں اٹھ جاویں اور ہم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی طرح نہایت سہولت اور آسانی کے ساتھ ان تمدنی ضروریات سے فارغ ہوجائیں -

میرا اس سے یہ منشاء نہیں ہے کہ اندھا دھند ناطے رشتے ہونے جاویں ضروری امور جو قابل لحاظ ہیں انکو چھوڑنا کسی صورت میں مناسب اور موزوں نہیں ہے لیکن پیغمبر نہیں ہونا چاہیے کہ اصل مقصد بھی اس میں بلکہ کی تفتیش اور تلاش میں جاتا ہے حضرت حکیم الامت نے بارہا انہوں نے خطبوں میں فرمایا ہے کہ لوگ شادی کے اغراض مختلف رکھتے ہیں کسی کی غرض محض حسن وجمال ہوتا ہے اور کسی کی غرض محض اعلے خاندان کی لڑکی لینا اور کوئی کسی کے مال و دولت پر مرتا ہوتا ہے - لیکن ایک سچا مسلمان کسی حالت میں ان باتوں کو مقصود بالذات قرار نہیں دیتا اس کی غرض محض حفاظت تقوی ہوتی ہے وہ تقوے کے لئے شادی کرتا ہے - (حقیقت میں تقوی اللہ بجائے خود ایک ایسی خوبی ہے کہ اسکے ساتھ دوسرا کوئی وصف مقابلہ کرسکتا ہی نہیں - ایک دولتمند ممکن ہے شادی کے بعد مفلس ہو جاوے اور ایسا ہی دوسرے بعض امور جو ملحوظ خاطر رکھے گئے تھے انکا جاتا رہنا ممکن ہے لیکن اگر تقوی ملحوظ ہو تو ناممکن ہے کہ کسی قسم کی تکلیف ہو - اس سے میرا یہ مطلب نہیں کہ وہ حلقہ تکالیف سے نکل جائیگا نہیں اگر اسپر تکالیف آئیں بھی تو اللہ تعالے ان تکالیف کو بھی اسکے لئے اسباب راحت میں سے بنا دیگا کونسی خوبی اور بھلائی ہے جو متقی کو مل نہیں سکتی - اگر اسلئے دوسرے کی تکریم کا خیال ہو تو اللہ تعالی کے نزدیک متقی سے بڑھکر کوئی معزز نہیں پھر جو شخص اللہ تعالی کے حضور مکرم ہو ناممکن ہے کہ دنیا پر اسکی قبولیت اور تکریم نہو - متقی کو رزق من حیث لا یحتسب ہوتا ہے دشمن اسکے ہلاک ہوجاتے ہیں - پھر کیوں ہم متقی کو تلاش نکریں - اور باقی قیدوں کو شرائط میں داخل نکریں ہاں اگر وہ بھی ہوں تو نور علے نور ہے اور یہ [illegible] کہ متقی سے بڑھ کر [illegible] ہو کیا سکتی ہے - [illegible] مبارک [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے متعلق بدگمان [illegible] کریں - جب اپنی مرضی کوئی مرضی اور مشورہ مقدم نکرنا ہو - اگر اپنی ہی مرضی کو کرنا ہے تو یہہ اشتہار کافی ہے لیکن میرا جی چاہتا ہے کہ اس پہلی میں سابقین بالخیرات اور کچھ نمونہ لے تحتاس پیدا ہوں تاکہ ہماری قوم میں یہہ روح پیدا ہو جاوے جو کامیابی اور فلاح کی روح ہے -

بہرحال یہہ امر بطور فرض کے سمجھ لیا جاوے کہ احمدیوں کے ناطے رشتے احمدیوں ہی میں ہوں مجھے پہلے کسی قدر وہم ہو چلا تھا کہ شیخ غلام احمد اور میاں رحمت اللہ صاحب کے لئے جو تحریک کی گئی تھی اور اسکا کوئی اثر نہیں ہوا تو اسکی وجہ یہ ہوگی کہ چونکہ شیخ صاحب شیر فروشی کرتے ہیں اور ایسا ہی میاں رحمت اللہ صاحب سبزی فروشی - لیکن اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ وجہ نہیں ہے بلکہ محض سستی اور عدم توجہ ہے کیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر ممتاز علی خان صاحب کے متعلق بھی کوئی درخواست نہیں آئی حالانکہ وہ للعہ ماہوار کے ایک معزز عہدہ دار اور ایک معزز راجپوت خاندان کے اکلوتے وارث اور ایک سو چالیس گھماؤں اراضی کے مالک ہیں -

اصل یہہ ہے کہ لوگ غالباً اخبار کے ذریعہ یا بذریعہ خط وکتابت شاید رشتہ ناطہ کرنا نامناسب سمجھتے ہیں جو اور بھی غلطی ہے باہم تعارف کیلئے یہہ ایک اچھا ذریعہ ہے - اس سلسلہ کو جسقدر ہوسکے وسعت دی جاوے + اور میں امید کرتا ہوں - کہ ناظرین ان باتوں کو سرسری نظر سے نہ دیکھیں گے - بلکہ عملی طور پر اسکو مفید ثابت کرینگے یہہ خیال کرکے میں اس ہفتہ سے الحکم میں ہمیشہ نکاح کے متعلق اشتہارات دیتا رہونگا + اور یہہ اشتہار ہمیشہ مفت چھاپے جاویں گے -

نکاح کی ضرورت

۱ - شیخ غلام [illegible] صاحب ایک معزز کھتری خاندان سے ہیں عرصے سے نومسلم ہیں - حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں رہنا ضروری سمجھتے ہیں اسی غرض کو پورا کرنے کے لئے شیر فروشی کرتے ہیں اور اس حلال طیب روزی سے اسائیش کے ساتھ بسر اوقات کرتے ہیں - جہانتک میرا علم ہے وہ ایک صالح اور دیندار بھائی ہیں مزید حالات تسلی کے لئے حکیم الامت سے دریافت ہوسکتے ہیں + وہ اپنی شادی کے لئے کوئی قید بجز اسکے پیش نہیں کرتے کہ نیک بخت ماں باپ کی لڑکی ہو - اور احمدی ہو - قطع نظر اسکے کہ امیر ہو یا غریب کسی خاندان اور قوم کی ہو -

۲ - میاں رحمت اللہ صاحب احمدی بنگہ ضلع جالندھر میں سبزی فروشی کرتے ہیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک سرگرم ممبر ہیں - تبلیغ سلسلہ کا خاص جوش اور مذاق ہے + اور ایک [illegible] اور شریف آدمی ہے لاہور یہ ان میں ایک شہر اور معزز قوم ہے جالندھر ہو - امرتسر جیسے شہر وہ نہیں کثرت سے آباد ہے - آمدنی معقول رکھتے ہیں اور جہانتک میرا ذاتی علم ہے وہ بڑے ہی مخلص اور اہل بھی ہیں اپنی قوم میں انکی رشتہ [illegible] سکتے ہیں لیکن وہ احمدیوں میں ہی کرنا چاہتے ہیں - عمر ۳۰ یا ۳۲ سال سے زیادہ نہیں ہے -

۳ - ڈاکٹر ممتاز علیخان صاحب بھی راجپوت قوم سے ہیں - معزز عہدہ پر سیالکوٹ ملازم ہیں پہلی بیوی کے مسلول ہونے کی وجہ سے دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں اپنی قوم اور خاندان میں انہیں بھی کئی رشتے مل سکتے ہیں مگر وہ بھی احمدیوں ہی کو ترجیح دیتے ہیں انکے متعلق اگر کسی قسم کی خط وکتابت کرنا ہو تو خود صاحب مذکور سے یا ایڈیٹر الحکم سے کیجاوے -

میں امید کرتا ہوں کہ چودہری غلام احمد صاحب تحصیلدار کاٹھ گڑھ اور میر حامد شاہ صاحب اور چودہری مولا بخش صاحب سیالکوٹ میں اور میاں نبی بخش نمبردار تلونڈی ارائیاں خاص طور پر ان معاملات میں سعی کرینگے - اللہ تعالی انہیں جزائے خیر دیگا - (باقی پھر)

شیرازہ قوم

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مندرجہ بالا عنوان پر میں نے جو کچھ شائع کیا ہے اسکے متعلق ابھی تک مفصلات سے مجھے کوئی اطلاع نہیں ملی - اور اس لئے میں اس ہفتہ اسپر کچھ لکھنا نہیں چاہتا بجز اس کے کہ حضرت حکیم الامت کی رائے کو یہاں درج کرکے اسپر مختصر سا ریمارک کردوں -

حضرت حکیم الامت کے حضور میں نے اس مضمون کا مسودہ پیش کیا تھا آپ نے اسے نہایت غور سے پڑھا اور اپنے قلم سے اسپر مندرجہ ذیل رائے لکھدی -

میں اس آگہی کو بہت ہی ضروری یقین کرتا ہوں گو میرا دل ہرگز یہہ نہیں چاہتا کہ ہماری قوم محدود ہو - ہم ابراہیم کی اولاد ہوں جو گنی نہیں جاسکتی - مگر سردست اس آگہی کی ضرورت ہے اور وہ ضرورت انشاء اللہ تعالے بعد کو ظاہر کیجاوے گی - نور الدین

یہہ رائے زریں آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے حکیم الامت کی اعلے آرزو جو جماعت کی ترقی کے متعلق انہوں نے ظاہر کی ہے انشاء اللہ عملی رنگ میں بالا خر ایسی ہی ثابت ہوگی اور قوم لا انتہا اور غیر محدود ہوگی -

حکیم الامت نے اس آگہی اور واقفیت کو جو ان فردوں کے ذریعہ میں ہم پہنچانی چاہتا ہوں ضروری قرار دیا ہے اور حقیقت میں یہہ بہت ہی ضروری ہے کیونکہ بعض اوقات اشتہارات کی اشاعت کرنی ہوتی ہے اور معلوم نہیں ہوتا کہ فلاں جگہ کون شخص ہے اور کبھی ضروری اور قومی چندوں کی ضرورت ہوتی ہے اور اکثر افراد ملت کو اس تحریک سے اطلاع ہی نہیں ہوتی اور عدم اطلاع سے یہی نہیں کہ وہ پیارے شمولیت کے ثواب سے محروم رہ جاتے ہیں بلکہ ان قومی ضروریات کے لئے بھی بعض اوقات کسی قدر دیر ہو جاتی ہے - اس قسم کے مقاصد اور مطالب پیش نظر ہیں - یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام بار بار رجسٹر بیعت کی اصلاح اور تکمیل کیلئے حکم دیتے ہیں اور تاکید فرماتے ہیں - پس جو لوگ مجھے اس کام میں مدد دیں گے وہ شیرازہ قوم کو مضبوط کرنے والے ہی نہونگے بلکہ مفت میں بہت سے ثوابوں اور نیکیوں کے مستحق ہونگے + حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مبایعین کے ناموں کو یک جا اور مکمل طور پر لکھے جانے کے کسقدر آرزومند ہیں یہہ اندازہ مندرجہ ذیل سطور سے ہوسکتا ہے - جو حضور نے [illegible]

واضح ہو کہ بالقا رب کریم وجلیل دھرم کا ارادہ ہے کہ مسلمانوں کو انواع و اقسام کے اختلافات اور غل اور حقد اور نزاع اور فساد اور کینہ اور بغض سے جس نے انکو بے برکت اور نکما اور ٹکڑہ ٹکڑہ کر دیا ہے - نجات دیکر فاصبحتم

بنعمتہ اخوانا کا مصداق بنادے) مجھے حکم ہوا کہ بعض فوائد و منافع بیعت کہ جو آپ لوگوں کے لئے مقدر ہیں اس انتظام پر موقوف ہیں کہ آپ سب صاحبوں کے اسماء مبارکہ ایک کتاب میں بقید ولدیت و سکونت مستقل و عارضی اور کسیقدر کیفیت کے (اگر ممکن ہو) اندراج پاویں اور پھر جب وہ اسماء مندرجہ کسی تعداد موزوں تک پہونچ جائیں تو ان سب ناموں کی ایک فہرست تیار کر کے اور چھپوا کر ایک ایک کاپی اس کی تمام بیعت کرنیوالوں کی خدمت میں بھیجی جاوے اور پھر جب دوسرے وقت میں نئی بیعت کرنیوالوں کا ایک معتدبہ گروہ ہو جاوے تو ایسا ہی ان کے اسماء کی بھی فہرست تیار کر کے تمام مبایعین یعنے داخلین بیعت میں شائع کیجائے اور ایسا ہی ہوتا رہے جبتک ارادہ الٰہی اپنے اندازہ مقدرہ تک پہونچ جائے یہ انتظام جسکے ذریعہ سے راستبازوں کا گروہ کثیر ایک ہی سلک میں منسلک ہو کر وحدت مجموعی کے پیرائے میں خلق اللہ پر جلوہ نما ہوگا اور اپنی سچائی کے مختلف المخرج شعاعوں کو ایک ہی خط ممتد میں ظاہر کریگا خداوند عزوجل کو بہت پسند آیا ہے مگر چونکہ یہ کارروائی بجز اس کے باسانی و صحت انجام پذیر نہیں ہو سکتی کہ خود مبایعین اپنے ہاتھ سے خوشخط قلم سے لکھکر اپنا تمام پتہ و نشان بتفصیل مندرجہ بالا بھیجدیں اسلئے ہر ایک صاحب کو جو صدق دل اور خلوص تام سے بیعت کرنیکے لئے مستعد ہیں تکلیف دیجاتی ہے کہ وہ بتحریر خاص اپنے پورے پورے نام و ولدیت و سکونت مستقل و عارضی وغیرہ سے اطلاع بخشیں یا اپنے حاضر ہونے کے وقت یہ تمام امور درج کرا دیں اور ظاہر ہے کہ ایسی کتاب کا مرتب و شائع ہونا جس میں تمام بیعت کرنیوالوں کے نام و دیگر پتہ و نشان درج ہوں انشاء اللہ القدیر بہت سی خیر و برکت کا موجب ہوگا از انجملہ ایک بڑی عظیم الشان بات یہ ہے کہ اس ذریعہ سے بیعت کرنے والوں کا بہت جلد باہم تعارف ہو جائیگا اور باہم خط و کتابت کرنے اور افادہ و استفادہ کے وسائل نکل آئیں گے اور غائبانہ ایک دوسرے کو دعاء خیر سے یاد کرینگے اور نیز اس باہمی شناسائی کی رو سے ہر ایک موقعہ و محل پر ایک دوسرے کی ہمدردی کر سکینگے اور ایک دوسرے کی غمخواری میں یاران موافق و دوستان صادق کیطرح مشغول ہو جائینگے اور ہر ایک کو انہیں سے اپنے ہم ارادت لوگوں کے ناموں پر اطلاع پانیسے معلوم ہو جائیگا کہ اوس کے روحانی بھائی دنیا میں کسقدر پھیلے ہوئے ہیں اور کن کن خداداد فضائل سے متصف ہیں سو یہ علم اونپر ظاہر کریگا کہ خدا تعالے نے کس خارق عادت طور پر اس جماعت کو تیار کیا ہے اور کس سرعت اور جلدی سے دنیا میں پھیلایا ہے اور اس جگہ اس وصیت کا لکھنا بھی موزوں معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک شخص اپنے بھائی سے بکمال ہمدردی و محبت پیش آوے اور حقیقی بھائیوں سے بڑھ کر اونکا قدر کرے اون سے جلد صلح کر لیوے اور دلی غبار کو دور کر دیوے اور صاف باطن ہو جاوے اور ہرگز ایک ذرہ کینہ اور بغض اون سے نہ رکھے لیکن اگر کوئی عمداً اون شرائط کی خلاف ورزی کرے جو اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں مندرج ہیں اور اپنی بیباکانہ حرکات سے باز نہ آوے تو وہ اس سلسلہ سے خارج شمار کیا جاوے گا یہ سلسلہ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنے تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور انکا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو اور وہ برکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں اور ایک کاہل اور بخیل و بیمصرف مسلمان نہ ہوں اور نہ ان نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ و نا اتفاقی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہونچایا ہے اور اوس کے خوبصورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ حالتوں سے داغ لگا دیا ہے اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ گزینوں کی طرح جنکو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ غرض نہیں اور بنی نوع کی بھلائی کے لئے کچھ جوش نہیں بلکہ وہ ایسی قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کیلئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں اور تمام تر کوشش اس بات کیلئے کریں کہ اون کی عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبت الٰہی اور ہمدردی بندگان خدا کا پاک چشمہ ہر ایک دل سے نکل کر اور ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آوے۔

حضرت حجۃ اللہ کی اس تحریر کو پڑھ لینے کے بعد میں چاہتا ہوں کہ ہر شخص اس ... اگر ... مدد نہ دیگا اور اسلئے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں لکھتا اور انتظار کرتا ہوں کہ قوم کے دہ ... آوردہ لوگ جن سے اس کام میں مدد چاہی ہے کہاں تک میری مدد کرتے ہیں۔

استفسار اور انکے جواب

۱- جنازہ دار الامان میں کسطرح پڑھنے کا معمول ہے حنفی چار تکبیریں پڑھتے ہیں پہلی تکبیر کے بعد ثنا سبحانک اللّٰھم پڑھتے ہیں الحمد اور سورۃ کو جائز نہیں رکھتے اہلحدیث سبحانک اللّٰھم۔ الحمد ثنا تینوں پڑھتے ہیں۔ دوسری تکبیر کے بعد درود تیسری کے بعد دعا چوتھی کے بعد فوراً اسلام پھیر دیتے ہیں اور اہلحدیث غالباً چوتھی کے بعد دعائیں پڑھکر سلام پھیرتے ہیں بلکہ پانچ اور سات تکبیریں بھی اکابران ملت کا معمول کیا ہے اور جنازہ غائب کا جو حکم ہے تو کیا بہت سے آدمیوں کا ایک ہی نیت میں پڑھ لیا کریں یا علیحدہ علیحدہ۔

جواب - یہاں یہ معمول ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد الحمد ثنا پڑھتے ہیں دوسری کے بعد درود شریف تیسری کے بعد دعا اور چوتھی کے بعد معاً سلام پھیر دیتے ہیں حضرت حجۃ الاسلام ایک ہی نیت میں کئی آدمیوں کا جنازہ غائب پڑھتے ہیں۔

۲- عقیقہ فرض ہے یا کیا اور کتنی مدت یا عمر تک دینا چاہیئے۔

جواب - عقیقہ ایک مسنون امر ہے۔ ساتویں دن ہونا چاہیئے۔ اور اگر ممکن یا میسر نہ ہو تو جب چاہے کرے۔

۳- فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے سے پہلے شروع کر کے سورج نکلنے کے بعد تک قرآن شریف پڑھنا جائز ہے اگر سجدہ آوے تو اس زوال کے وقت جائز ہے؟ کیونکہ کہتے ہیں کہ فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک سجدہ ناجائز ہے؟

جواب - بیشک قرآن شریف پڑھنا جائز ہے یہ وقت تو قرآن شریف کے پڑھنے کے لئے بہت ہی مناسب اور موزوں ہے دماغ تدبر کرنے کے لئے تازہ دم ہوتا ہے قرآن الفجر کان مشہودا اور اگر قرآن شریف کی تلاوت میں سجدہ آجاوے تو کرنا جائز ہے۔

۴- عصر کے بعد مغرب تک قرآن شریف پڑھنا جائز ہے؟

جواب - ہاں جائز ہے قادیان میں حکیم الامتہ کا درس قرآن ہمیشہ عصر کے بعد ہوتا ہے۔

۵- فجر کی نماز ہوتی ہو ایسے وقت سنت پڑھکر شامل ہونا چاہیئے یا جماعت میں شریک ہو اور سنت کب پڑھے؟

جواب - جماعت میں شریک ہو جاوے اور نماز پڑھکر سنت پڑھے۔

منشی نادر خانصاحب احمدی افریقہ سے دریافت کرتے ہیں کہ بابو محمد افضل خانصاحب مرحوم کے عیال و اطفال کا بندوبست کیا ہوا؟

جواباً گذارش ہے کہ بابو محمد افضل خانصاحب مرحوم کی پہلی بیوی مع اپنے بچوں کے اپنے والدین کے گھر جاری ہے اور مرحوم کی بیوہ اپنا مہر اور حصہ لینے کے لئے مرحوم کے چچا صاحب سے خواستگار ہوئی ہے دوسری بیوی مع اپنے بچوں کے مرحوم کے چچا کے پاس ہے۔ انکا چچا بذریعہ تقرر ثالثان غالباً فیصلہ کرنا چاہتا ہے۔ انکی بیوہ کو یہاں رہنے کیلئے کہا گیا تھا لیکن جہاں تک میرا علم ہے انہوں نے اپنی اس جائداد پر ہی رہنا اور قبضہ کرنا ضروری سمجھا ہے۔

۶- کیا قادیان میں کوئی لڑکیوں کا سکول ہے اگر ہے تو لڑکیوں کی رہائش کا کیا انتظام ہے۔

جواب - فی الحال قادیان میں لڑکیوں کی تعلیم کیلئے کوئی سکول نہیں ہے لیکن اسکی ضرورت محسوس کی جاتی ہے اور معمولی ضرورت نہیں سخت ضرورت ہے میں عنقریب اس سوال کو بزرگان ملت کے مشورہ سے پبلک کرنا چاہتا ہوں اور خدا تعالے کے فضل و کرم سے بعید نہ ہوگا کہ قادیان میں لڑکیوں کی تعلیم کے لئے بہترین سکول قائم ہو۔ سردست آپ انتظار کریں اور دعا کریں۔

۷- دیوانی مقدمہ جو عدالت میں دائر کیا جاوے اکثر اوقات اس میں بوجہ خرچہ ڈگری ہوتی ہے۔ کیا خرچہ لینا جائز ہے۔

جواب - ہاں خرچہ لینا جائز ہے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک دیوانی مقدمہ دیوار میں عدالت نے خرچہ دلایا۔ گو آپ نے اپنی کریم النفسی اور اخلاقی معجزہ کی بنا پر فریق ثانی کو اسکی درخواست پر معاف کر دیا۔ یہ جدا امر ہے۔ اسکے لینے میں کوئی امر ناجائز نہیں ہے۔

۸- اگر عورت کو زیور مہر میں دیا جاوے اور قابل زکوٰۃ ہو تو چونکہ عورت مختار نہیں کہ خاوند کے روپیہ یا مال کر زکوٰۃ اس زیور کی ادا کرے تو پھر اس صورت میں کیا خاوند پر فرض ہے یا عورت پر اور اگر موخر الذکر پر ہو تو کس صورت میں ادا کرے۔

جواب - مہر میں جو چیز عورت کو دی جاوے وہ تو اسیکا مال ہے خاوند کا اس سے کیا تعلق علاوہ بریں اسلام میں تو عورتوں کو اپنی جدا جائدادیں تک خرید لینے کا حق حاصل ہے وہ اپنے مال سے قابل زکوٰۃ سال کی زکوٰۃ دے۔ البتہ زیور کے متعلق زکوٰۃ کا مسئلہ متنازعہ فیہ ہے حضرت حجۃ اللہ سے ایک مرتبہ استفسار ہوا تھا آپ نے فرمایا تھا کہ جو زیور استعمال میں آتا رہتا ہے اسکی زکوٰۃ نہیں ہے اور جو رکھا رہتا ہے کبھی کبھار پہنا جاوے اسکی زکوٰۃ دینی چاہیئے۔ وہ عورت اپنے مال سے دیوے۔

متفرق باتیں

جنازہ غائب پڑھا جاوے

۱- میرے مخدوم مکرم جناب چودہری مولا بخش صاحب بھی احمدی کی ساس سماۃ دولت بی بی زوجہ چودہری نہالا اعلیٰ نمبردار موضع ... فوت ہوگئی ہے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گذشتہ جمعہ کو جنازہ پڑھا۔ احمدی جماعتیں بھی جنازہ غائب پڑھ دیں۔

۲- مولوی محمد علی صاحب بن باجوڑ سے اطلاع دیتے ہیں کہ ایک احمدی بھائی نبی بخش فوت ہو گیا ہے جنازہ غائب پڑھا جاوے۔

۳- مولوی محمد ابوالحسن احمدی نمبردار صاحب کا اکلوتا بیٹا عبد القادر فوت ہو گیا ہے احباب نماز جنازہ غائب پڑھیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب موصوف کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا کرے۔

ضرورت سید ناصر شاہ صاحب سب ڈویژنل آفیسر ریاست (جموں) کو ایک انٹرنس پاس احمدی کی ضرورت ہے دس روپیہ ماہوار مع کھانا دیں گے جو صاحب جانا چاہیں مندرجہ بالا پتہ پر شاہ صاحب سے خط و کتابت کریں۔

منیجر بھارت انشورنس کمپنی لاہور کے دفتر سے کمپنی مذکور کی خوش معاملگی کے متعلق مندرجہ ذیل چٹھی الحکم میں شائع ...

* قاضی صاحب کے دوسرے سوال کا جواب انشاء اللہ اگلی اشاعت میں دونگا کیونکہ وہ تفصیل طلب ہے۔ ایڈیٹر۔

www.aaiil.org

فہرست چندہ

۲ مئی ۱۹۰۵ء

[illegible]

۱۶ مئی ۱۹۰۵ء

[illegible]

۱۹ مئی ۱۹۰۵ء

[illegible]

۲۰ مئی ۱۹۰۵ء

[illegible]

۲۲ مئی ۱۹۰۵ء

[illegible]

۲۳ مئی ۱۹۰۵ء

[illegible]

زلزلہ کی خبریں

نند کار پور (سندھ) میں بھی زلزلہ ریلیف فنڈ کیلئے چندہ وصول کیا جا رہا ہے ... روپے پہلے بھیجے بھی جا چکے ہیں۔

شملہ ... ۱۹ ماہ حال کو ۲ بجے دن کے زلزلہ محسوس ہوا جو ... تھوڑی دیر تک رہا۔

کانگڑہ ... زلزلہ سے جو تباہی اور بربادی ہوئی تھی وہی بجائے خود کیا کم تھی ... اسپر لکھتا ہے کہ اٹھارہ ماہ حال کو آدھ گھنٹہ تک سخت ژالہ باری ہوئی جس سے گندم کی فصلیں بالکل پامال ہو گئیں۔ سچ ہے مصیبت تنہا نہیں آتی۔

کابل اور قندھار سے کوئی رپورٹ ۱۸ اپریل کے زلزلہ کی نہیں ...

آئی۔ البتہ جلال آباد کے مغرب میں سطر ... اور اسکے ہمراہیوں کو خفیف سی حرکت معلوم ہوئی تھی۔

پائونیر میں ایک چٹھی چھپی ہے جس میں مسٹر ... کے پرائیویٹ سکرٹری زلزلہ ریلیف فنڈ کیلئے مزید چندہ کی اپیل کرتے ہیں ... ریلیف فنڈ میں علاوہ ۵۲ ہزار ۲ سو ۹۲ روپیہ وصول شدہ کے ایک ہزار ۲ سو ۴۰ روپیہ ... سے اور ۴ سو پچاس روپیہ ... سے اور وصول ہوئے ہیں۔

جنرل کمیٹی کانگڑہ ریلیف فنڈ کے پریذیڈنٹ نے کمشنر سندھ سے چندہ کی اپیل کی تھی جس پر سندھ سے وصول شدہ اور موعودہ چندہ کی تعداد ۲۴ مئی کو ۸ سو ۷۰ روپیہ تک ہو گئی۔

لنڈن کارپوریشن نے والیسرائے زلزلہ ریلیف فنڈ میں ۵۰ گنی (... روپیہ) ... کمپنی نے ... گنی (...) اور ہندوستان ... ٹیلیگراف کمپنی نے ... گنی چندہ دیا۔

امرتسر میں ۲۲ ماہ حال کو بعد دوپہر ۲ بجکر ۵ منٹ پر اور شام کے ۷ بجے زلزلہ کے اچھے جھٹکے محسوس ہوئے۔

پچھلے ہفتہ فرانس، اٹلی اور سوئٹزر لینڈ کے بعض حصص میں زلزلے محسوس ہوئے ویلس میں بھی خفیف حرکت پائی گئی۔ بعض جگہ لوگوں میں گھبراہٹ بھی پھیل گئی مگر چنداں نقصان نہیں ہوا۔

مسٹر ... نے براہ انسانی ہمدردی ... محصول وغیرہ ... تاکہ کانگڑہ کے تالاب آب نوشی کا پانی صاف کر دیا جائے۔

بینک ہندوستان، آسٹریلیا اور چین نے لنڈن آفس سے زلزلہ ریلیف فنڈ میں بحساب ہندوستان ... دس ہزار روپیہ چندہ دیا۔

لارڈ کرزن با اقبال نے صاحب وزیر ہند کی خدمت میں ایک تار بدیں مضمون ارسال کیا ہوا ہے کہ صرف ہندوستان کا چندہ موجودہ مصیبت زلزلہ کے رفع کرنے کیلئے کافی نہیں ہو سکتا۔ ولایت سے ۲۰ ہزار پونڈ کی امید تھی جس میں سے ابتک صرف ۲ ہزار ۲۰۰ پونڈ وصول ہوئے ہیں۔ امید کہ باقی رقم بھی جلد وصول ہوگی۔

جو سرکاری ملازم موجودہ زلزلہ کے شکار بن گئے گورنمنٹ پنجاب ان کے لئے پنشن یا عطیہ دیا جانے کے مسئلہ پر غور کر رہی ہے۔

شملہ ... جو حال میں ... لکھتا ہے کہ مُرادی ... بالکل محفوظ ہیں۔ اونکو یا ان کے مشن ہوس کو کوئی نقصان نہیں پہونچا۔

دھرمسالہ میں ۱۸ مئی کو دوبارہ زلزلہ محسوس ہوا جس سے بیچارے مصیبت زدہ لوگوں کی مستعارہ جھونپڑیاں بھی گر گئیں۔

بابو ... متوفی ٹھیکہ دار ... ساکن کانگڑہ کی والدہ حسب وصیت متوفی ایک ہزار روپیہ اسلئے چندہ دیا ہے کہ کانگڑہ میں عوام کے آرام کے لئے دھرمسالہ بنائی جائے۔

ایوان تجارت بنگال کے ریلیف فنڈ میں اس وقت تک ۲۲ ہزار ۸ سو ۸۷ روپیہ چندہ ہو چکا ہے جس میں ۲۰ ہزار ... کمیٹی ریلیف فنڈ ...

[پ]رانی نوٹ بک کا ایک صفحہ

[ا]ستجابت اور مامور من اللہ کی صداقت کا بڑا نشان [یہ] ہے کہ اللہ تعالےٰ اسکو غیب کی خبرین دیتا ہے اور پھر [ان] خبرون مین ایک طاقت ہوتی ہے جو دوسرون کو نہیں [دی جا]تی۔ نجومی جو خبرین دیتا ہے انمین وہ طاقت اور [شو]کت نہیں ہوتی جو مامور کی خبرون مین ہوتی ہے [ع]لاوہ برین مامور کی خبرین ایسی ہوتی ہین کہ فراست [اور] قیافہ پر انکی بنا نہیں ہو سکتی۔ مثلاً آنحضرت [ص]لے اللہ علیہ وسلم نے مکی زندگی مین جو بالکل بے سروسامانی [او]ر بیکسی کی زندگی تہی اپنی کامیابی اور دشمنون کی [نا]کامی اور نامرادی کی پیشگوئی کی تہی کیا کوئی عقلمند [او]ر ملکی مدبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اوسوقت [کی] حالت کو دیکھکر اندازہ لگا سکتا تہا کہ یہ شخص کامیاب [ہو] جائیگا اور وہ قوم جو اسکی مخالفت پر آمادہ ہے ذلت [کے] ساتہہ نامراد رہے گی؟ پھر دیکھہ لو کہ انجام کیا ہوا! [پ]س یہ ایک زبردست نشان **مامور** کو دیا جاتا ہے۔

[ع]یسائیون کے حملے اسلام پر اس صدی مین بہت [تی]زی کے ساتہہ ہوئے ہین انکی زبان درازی اور [پ]ہاڑ چہاڑ بہت بڑہ گئی اللہ تعالےٰ چاہتا تو ایک [د]م مین انکی مخالفانہ کاروائیون کا فیصلہ کر دیتا مگر وہ [ا]پنا فیصلہ روز روشن کیطرح دکہانا چاہتا ہے اب [و]قت آگیا ہے کہ اس مذہب کی حقیقت دنیا پر کہل [جا]وے شیطان کی آدم کے ساتہہ یہہ آخری جنگ ہے۔ ملائکۃ اللہ آدم کے ساتہہ ہین اور اب شیطان ہمیشہ کے لئے ہلاک کر دیا جائیگا۔ مین یقین رکہتا ہون کہ اگر میری طرف سے اس مردہ پرستی کے دور کرنے کے لئے کوئی تحریک نہ بہی ہوتی اور خدا تعالیٰ مجہے بہی نہ بہیجتا تب بہی اس مذہب کی حالت ایسی ہو چکی تہی کہ یہہ خود بخود دیمک کی طرح پہگہل جاتا۔ [م]ین خدا تعالےٰ کی تائیدون اور نصرتون کو دیکھہ رہا ہون جو وہ **اسلام** کے لئے ظاہر کر رہا ہے اور مین اس نظارہ کو بہی دیکھہ رہا ہون جو موت کا اس صلیبی مذہب پر آنیکو ہے۔ اس مذہب کی بنیاد محض ایک لعنتی لکڑی پر ہے جسکو دیمک کہا چکی ہے اور یہ بوسیدہ لکڑی اسلام کے زبردست دلائل کے سامنے اب ٹہر نہین سکتی۔ اس عمارت کی بنیادین کہوکہلی ہو چکی ہین۔ اب وقت آتا ہے [ک]ہ یکدم یورپ اور امریکہ کے لوگون کو **اسلام** کیطرف توجہ ہوگی اور وہ اس مردہ پرستی کے مذہب سے بیزار ہوکر حقیقی مذہب **اسلام** کو اپنی نجات کا ذریعہ یقین کرین گے۔

[ت]وحید ماننے والون مین ایک خاص رعب اور جلال ہوتا جو بت پرستون کو حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ اسکا قلب مزکی ہو رہتا ہے اور اس کے اعتقاد کی بنیاد علوم حقہ پر نہیں ہوتی بلکہ ظنیات اور اوہام پر ہوتی ہے۔ مثلاً عیسائیون نے یسوع کو خدا بنا لیا مگر کوئی ایسی خصوصیت آجتک دو ہزار برس ہونے کو آئے نہین بتائی جو یسوع مین ہو اور دوسرے انسانون مین نہ ہو۔ بلکہ جہانتک انجیل کے بیان کے موافق یسوع کیحالت پر غور کرتے ہین اسیقدر اسے انسانی کمزوریون کا بہت بڑا نمونہ پاتے ہین۔ بڑی خصوصیت اقتداری معجزات کی ہوتی ہے لیکن یسوع کی لایف مین اقتداری معجزات کا پتہ نہیں ملتا اور اگر عیسائیون کے بیان کے موافق بعض مان بہی لین تو پھر ہم دعوے سے کہتے ہین کہ اسی رنگ کے اقتداری معجزات یسوع کے معجزات سے کہین بڑہ چڑہ کر پہلے نبیون کے بائبل مین موجود ہین۔ پھر خصوصیت کیا رہی؟ وہ کیا بات تہی جسپر اسے خدا مان لیا گیا اگر ایک مجلس مین اللہ تعالےٰ کے صفات بیان کئے جاوین اور اس مین آریہ۔ عیسائی اور مسلمان موجود ہون تو اگر کسی کا ضمیر مر نہین گیا تو بجز مسلمان کے ہر ایک خدا تعالےٰ کے صفات بیان کرنیسے شرمندہ ہوگا۔ مثلاً آریہ کیا یہہ بیان نکر کے خوش ہوگا کہ مین ایسے خدا پر ایمان لاتا ہون جسنے دنیا کا ایک ذرہ بہی پیدا نہین کیا وہ میری روح اور جسم کا خالق نہیں۔ مجہے جو کچہہ ملتا ہے میرے اپنے اعمال اور افعال کا ثمرہ ہے خدا تعالےٰ کا کوئی عطیہ اور کرم نہین میرا خدا مجہے کبہی ہمیشہ کی نجات نہین دیسکتا میرے لئے لازمی ہے کہ مین جونون کے چکر مین آکر کیڑے مکوڑے بنتا رہون یا کیا عیسائی صاحب یہہ بیان کرکے راضی ہوگا کہ مین ایک ایسے خدا پر ایمان لاتا ہون جو ناصرت نام بستی مین یوسف نجار کے گھر معمولی بچون کیطرح پیدا ہوا تہا وہ معمولی بچون کیطرح روتا چلاتا اور کبہی اپنی کمزوریون کی وجہ سے ماں باپ سے تہپڑ بہی کہاتا تہا۔ اسے اتنی بہی خبر نہ تہی کہ وہ انجیر کے پہل کے موسم کا علم رکہتا۔ وہ ایسا غصہ ور تہا کہ درختون تک کو بد دعائین دیتا تہا۔ وہ آخر ... کے گناہون کی وجہ سے صلیب پہ لعنتی ہوا۔ اور تین دن ہاویہ مین رہا۔ بتاؤ کیا وہ یہ باتین خوشی کے ساتہہ بیان کریگا یا اندر ہی اندر اسکا دل کہایا جائیگا لیکن ایک مسلمان بڑی جرأت اور دلیری سے کہیگا کہ مین اس خدا پر ایمان لایا ہون جو تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام بدیون اور نقائص سے منزہ ہے وہ رب ہے بلا مانگے دینے والا رحمان ہے سچی محنتون کے ثمرات ضائع نکرنے والا ہے۔ وہ حی وقیوم ارحم الراحمین خدا ہے وہ ہمیشہ کی نجات دیتا ہے۔ اسکی عطاء غیر مجذوذ ہے۔ پس جب مسلمان اپنے خدا [کی] صفات بیان کریگا تو ہرگز شرمندہ نہین ہوگا اور یہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے جو ہم پر ہے ایسی ہی اور بہت سی باتین ہین بغرض مختصر صلے اللہ علیہ وسلم کو مان کر ہم کبہی کسی کے سامنے شرمندہ نہین ہو سکتے۔

معجزات مسیح کی حقیقت ڈوئی نے خوب کہولی ہے وہ دعوےٰ کرتا ہے کہ مین بہی سلب امراض کرتا ہون اسی طرح جسطرح یسوع مسیح کیا کرتا تہا۔ اور عجیب تر یہ بات ہے کہ جہان کوئی شخص اچہا نہین ہوتا وہان وہ شرمندہ نہین ہوتا بلکہ کہدیتا کہ یسوع مسیح سے بہی فلان شخص اچہا نہین ہوا۔

زہے خدائی

سلب امراض فی الحقیقت کوئی ایسی چیز نہین ہے جسپر ناز کیا جاسکے یہودی بہی اس زمانہ مین سلب امراض کرتے تھے اور ہندوستان مین بہی بہت لوگ اس قسم کے ہوئے ہین۔ اور آجکل تو ہزارون ہزار دہریے اور ملحد بہی ایسے ہین جو سلب امراض کرسکتے ہین کیونکہ یہ ایک فن اور مشق ہے جسکے لئے یہ بہی ضرور نہین کہ اس فن کا عامل خدا پر یقین رکہتا ہو یا نیک چلن ہو۔ جسطرح پر دوسرے علوم کے حصول کیلئے نیک چلنی اور خدا پرستی شرط نہین ہے اسکے لئے بہی نہین یعنے اگر کوئی شخص ریاضی کے قواعد کی مشق کرے تو قطع نظر اسکے کہ وہ دہریہ ہے یا موحد خدا پرست وہ قواعد اسکے لئے کوئی روک پیدا نہین کرین گے۔

برخلاف اسکے وہ روحانی کمالات جو اسلام سکہاتا ہے انکے لئے ضروری ہے کہ اعمال مین پاکیزگی اور صدق اور وفاداری ہو بغیر اسکے وہ باتین حاصل ہی نہین ہوسکتی ہین۔ یہی وجہ ہے کہ سلب امراض والے مسیح کے اچہے کئے ہوئے مر گئے لیکن **قد افلح من زکّٰھا** کی تعلیم دینے والے کے زندہ کئے ہوئے آجتک بہی زندہ ہین اور انپر کبہی فنا آہی نہین سکتی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقابلہ مین حواریون کو پیش کرتے ہوئے بہی شرم آجاتی ہے حواریون کی تعریف مین ساری انجیل مین ایک ہی ایسا فقرہ نظر نہ آئیگا کہ انہون نے **میری راہ مین جان دیدی** بلکہ برخلاف اسکے انکے اعمال ایسے ثابت ہونگے جس سے معلوم ہو کہ وہ حد درجہ کے غیر مستقل مزاج۔ غدار اور بے وفا اور دنیا پرست تہے اور صحابہ کرام نے اللہ تعالےٰ اور اسکے رسول کی راہ مین وہ صدق دکہلایا کہ انہین **رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ** کی آواز آگئی۔ یہ اعلےٰ درجہ کا مقام ہے جو صحابہ کو حاصل ہوا یعنے اللہ تعالےٰ انسے راضی ہوگیا اور وہ اللہ تعالےٰ سے راضی ہوگئے اس مقام کی خوبیان اور کمالات الفاظ مین ادا نہین ہو سکتے۔ اللہ تعالےٰ سے راضی ہو جانا ہر شخص کا کام نہین۔ بلکہ یہ توکل۔ تبتل اور رضا و تسلیم کا اعلےٰ مقام ہے جہان پہونچکر انسان کو کسی قسم کا شکوہ اور شکایات اپنے مولےٰ سے نہین رہتی۔ اور اللہ تعالیٰ کا اپنے بندہ سے راضی ہونا یہ موقوف ہے بندے کے کمال صدق و وفاداری اور اعلےٰ درجہ کی پاکیزگی اور طہارت اور کمال اطاعت پر۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ نے معرفت اور سلوک کے تمام مدارج طے کرلئے تہے۔ اسکا نمونہ حواریون مین اگر تلاش کرین تو ہرگز نہین ملسکتا۔ پس نرے سلب امراض پر خوش ہو جانا یہہ کوئی دانشمندی نہین ہے اور روحانی کمالات کا شیدائی ان باتون پر خوش نہین ہو سکتا۔

اسلئے

مین تمہارے لئے یہی پسند کرتا ہون کہ تم اپنے دل کو پاک کرو اور خدا تعالےٰ کے ساتہہ ایسے تعلقات پیدا کرو کہ وہ مولیٰ کریم تم سے راضی ہو جاوے اور تم اس سے راضی ہو جاؤ پھر وہ تمہارے جسم مین تمہاری باتون مین ایسی برکت رکہدیگا جو سلب امراض کرنے والے بہی انہین دیکھکر حیران اور شرمندہ ہونگے۔

نکتہ۔ قرآن شریف مین خدا تعالےٰ کے نام کیساتہہ کوئی صفت مفعول کے صیغہ مین نہین ہے **قدوس** تو ہے مگر **معصوم** نہین ہے کیونکہ **معصوم** کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ اسکو بچانے والا کوئی اور ہے۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ تو اپنی ذات ہی مین بے عیب اور پاک خدا ہے اور وحدہ لاشریک اکیلا خدا ہے اسکو بچانے والا کون ہو سکتا ہے۔

ایکمرتبہ آپ کی مجلس مین مفتی محمد صادق صاحب رسالہ بیگناہی مسیح سنا رہے تہے اس مین ایک مقام پر مصنف نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر محض اس بنا پر حملہ کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیون کیا؟۔

اسپر فرمایا افسوس یہ لوگ ایسے بیہودہ اعتراض کرتے ہین جنکو کوئی سلیم الفطرت پسند نہین کرسکتا۔ ایسی باتین کرکے یہہ لوگ کچہہ سننا چاہتے ہین اگر یہ اعتراض کرنے سے پہلے اتنا سوچ لیتے کہ ایک شخص جو بیگانی اور بدوضع مشہور عورتون سے تعلق رکہتا ہے اسکی زندگی کو تو وہ بے عیب اور خدا کی زندگی قرار دینے مین پھر جائز طور پر نکاح کرنے والے پر اعتراض کیون ہے؟ کیا یہہ شرم کی بات نہین ہے۔ اپنے گھر مین انجیل کا مطالعہ کرین اور کفارہ کے برکات جو یورپ کو اخلاقی طور پر بد ترین ملے ہین انپر نظر کرلے۔ پھر وہ اسلام پر اعتراض کرنے کے لئے منہ کہولے۔ جنکے گہر مین اسقدر گند ہو اسے تو شرم آنی چاہئے۔

نذری گذارش لائق توجہ گورنمنٹ

اب تک جو میری کی کچھ ناشکری کیجاتی ہے بعض اخبار والوں نے مکرر پیسہ اخبار وغیرہ نے یہ بات ظاہر کی ہے کہ میں نے جس کے بیٹے دوسرے زلزلہ کی خبریں شائع کی ہیں لانکہ انکا خوب معلوم ہے کہ جو کچھ میں نے شائع کیا وہ نیک نیتی سے نہیں بلکہ دکھ دینا اور تشویش میں ڈالنا مقصد ہے۔ پہلے اس کے ۱۹۰۴ میں ایک الہام کے طور پر خبر شائع کی تھی جسکا یہ مضمون تھا کہ ایک زلزلہ سخت آنیوالا ہے جو ہولناک ہوگا اور پہر بعد اس زلزلہ کے میں نے اخبار شائع کیا کہ وہ زلزلہ آنیوالا ایسا ہوگا کہ جس سے ایک حصہ ملک کا تباہ ہو جائیگا اور بڑی بڑی عمارتیں جو عارضی طور پر فرودگاہیں ہیں وہ بہی گرینگی اور جو مستقل سکونت کی عمارتیں ہیں وہ بہی نابود ہو جائینگی اور اس سے پچیس برس پہلے میں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں اس زلزلہ کی خبر دی تہی اور لکھا تہا کہ اس سے پہاڑ پہٹ جائیںگے اور بڑی آفت پیدا ہوگی اور جب وہ پیشگوئی ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کو پوری ہوگئی اور بندگان خدا کا وہ نقصان ہوا جسکی تحریر کرنیکی حاجت نہیں تب مجہے اس حادثہ کا اسقدر صدمہ پہنچا کہ جسکے بیان کرنیکے لئے الفاظ نہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ بہت ہی کم ایسے لوگ ہونگے جنکو میری مانند ملک کی اس تباہی کا صدمہ پہنچا ہو کیونکہ اس زلزلہ کے بعد مجہے بار بار یہ خیال آیا کہ میںنے بڑا گناہ کیا کہ جیسا کہ حق شائع کرنیکا تہا اس پیشگوئی کو شائع نہ کیا کیونکہ وہ پیشگوئی صرف ایک دو اخبار اور دو رسالوں میں شائع ہوئی تہی اور یہی فروگذاشت ہوئی ہے کہ عربی میں اسکا ترجمہ بہی نہیں ہوا تہا اور یہ بڑی غلطی ہوئی کہ انگریزی اخباروں میں اسکو شائع نہیں کرایا گیا تہا اگرچہ میں اسوقت جانتا تہا کہ میرا لکہنا دلوں کو ایک واجبی احتیاط کیطرف مصروف نہیں کریگا کیونکہ قوم میری باتوں کو بدظنی سے دیکہتی ہے اور ہر ایک بہلائی کی بات جو میں پیش کرتا ہوں بجز گالیاں سننے کے میں اسکا کوئی صلہ نہیں پاتا تاہم میرے دل کو اس غم نے سخت گہیرا کہ جو خبر مجہے پہلے سے بہت صفائی سے خدائے علیم حکیم کیطرف سے ملی تہی میںنے اسکی پورے طور پر اشاعت نہ کی اور اگر میں پورے طور پر اشاعت کرتا اور بار بار متنبہ کرتا تو ممکن تہا کہ اس پر کاربند ہوکر بعض جانیں بچ جاتیں چنانچہ جسقدر میری جماعت میں سے دہرم سالہ اور کانگڑہ اور کلو وغیرہ میں لوگ رہتے تہے یا ملازم تہے ایک بہی انمیں سے ضایع نہیں ہوا انکی وجہ یہی ہوگی کہ وہ زلزلہ کی خبر کو پہلے سے یاد رکہتے ہونگے اور حتی الوسع اپنی باطنی اصلاح بہی کی ہوگی۔ میں اسی غم اور پریشانی میں تہا کہ یکدفعہ پہر مجہے خدا تعالیٰ کیطرف سے خبر ملی کہ ایک اور زلزلہ آنیوالا ہے جو قیامت کا نمونہ ہوگا اس خبر کو سنتے ہی میرے بدن پر لرزہ پڑ گیا اور میرے دل کی وہ حالت ہوئی جسکو میرا خدا جانتا ہے اور جیسا کہ میں

لکہ چکا ہوں میں نے بہت شرمندہ ہوکر کہ پہلے زلزلہ کی پہلی خبر کو کماحقہ ہم نے شائع نہ کیا اور کرنے کا حق تہا وہ ادا نہ کیا اب دوسرے زلزلہ کی خبر پاکر میرا دل سبات کیلئے بےاختیار ہو گیا کہ پہلی فروگذاشت کی تدارک کروں اسی غرض سے میںنے اشتہار شایع کئے تا لوگوں کو متنبہ کروں کہ حتی المقدور اپنے اعمال کی اصلاح کریں اور جہانتک ممکن ہو ایسی عمارتوں سے بچیں جو دو منزلہ سہ منزلہ ہیں اور اسکی دفعہ میں نے پہلی فروگذاشت کو پورا کرنے کیلئے کئی ہزار اشتہار شایع کئے اور اخباروں میں بہی یہی مضمون شائع کرایا اور پایونیر وغیرہ انگریزی اخباروں میں بھی شایع کرا دیا بلکہ اس اطلاع کیلئے ایک چٹہی بخدمت جناب لفٹنٹ گورنر بہادر اور ایک چٹہی جناب نواب لارڈ کرزن وائسرائے دام اقبالہ کی خدمت میں بھیجی گئی اور ابہی میں اس بات کی طرف متوجہ ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس گہڑی کو ٹالدے اور مجہے اطلاع دے اور یا پورے طور پر بقید تاریخ اور روز اور وقت اس آنیوالی حادثہ سے مطلع فرما دے کیونکہ وہ ہر ایک بات پر قادر ہے۔ اب ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ کسی بدنیتی یا دلآزاری یا ستانے کیلئے میںنے یہ کام نہیں کیا اور جس آنیوالے زلزلہ سے میںنے دوسروں کو ڈرایا ان سے پہلے میں آپ ڈرا اور ابتک قریبًا ایک ماہ سے میرے خیمے باغ میں لگے ہوئے ہیں میں واپس قادیان میں نہیں گیا کیونکہ مجہے معلوم نہیں کہ وقت کب آنیوالا ہے میںنے اپنے مریدوں کو بہی اپنے اشتہارات میں بار بار یہی نصیحت کی کہ جنکی مقدرت ہو انکو ضروری ہے کہ کچہہ مدت خیموں میں یا جنگل میں رہیں اور جو لوگ بے مقدرت ہیں وہ دعا کرتے رہیں کہ خدا اس بلا سے ہمیں بچاوے پس میری نیک نیتی پر اس سے زیادہ کون گواہ ہو سکتا ہے کہ اسی خیال سے میں مع اہل و عیال اور اپنی تمام جماعت کے جنگل میں پڑا ہوں اور جنگل کی گرمی کو برداشت کر رہا ہوں حالانکہ قادیان طاعون سے بالکل پاک صاف ہے مگر جس راستہ سے خدا نے ڈرایا اس سے ڈرنا لازم ہے اور جس خبر کا یقین ہے اس سے کسی نوع کو ڈرانا بہی شرائط ہمدردی میں داخل ہے اگر میں دیکہوں کہ کسی گہر کے حصہ کو آگ لگی ہوئی ہے اور گہر کے لوگ خواب میں

ؔ اسکو پہلے کوئی تاریخ معین نہیں ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے کوئی خاص تاریخ میرے پر ظاہر نہیں فرمائی۔ بعض لوگوں کو غلطی لگی ہے کہ ہمنے ۱۱ مئی ۱۹۰۵ء اسکی مقرر کی تہی مگر یہ بالکل جہوٹ ہے ہمنے کوئی تاریخ نہیں لکہی ایسی پیشگوئیوں میں عمومًا یہی سنت اللہ ہے چنانچہ انجیل میں بہی صرف یہ لکہا ہے کہ زلزلے آوینگے مگر تاریخ مقرر نہیں ہے مجہے ابتک قطعی طور پر یہی معلوم نہیں کہ اس زلزلہ سے درحقیقت ظاہری زلزلہ مراد ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے جو زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکہتی ہے بہرحال اس سے خوف کرنا لازم اور احتیاطًا کما ضروری سمجہہ کر میں ابتک خیموں میں یا جنگل میں گذارہ کر رہا ہوں اور خیموں کی خریدی اور عمارتوں کی بنا میں ایکہزار روپیہ قریب بار خرچ بہی ہو چکا ہے اور اسقدر حرج کون اٹہا سکتا ہے بجز اسکے کہ جسے

ہیں انکو کچہہ خبر نہیں تو میں انکو اطلاع نہ دوں کہ وہ تشویش میں پڑینگے تو میں ایک سخت گناہ کا مرتکب ہونگا۔ یہی بات ہے کہ کسی کمزور بنا پر یہ پیشگوئی نہیں کیگئی ہے بلکہ اگر حکام کیلئے پسند ہی ہیں تو اس دعوی کی پڑتال ہو تو کم سے کم ہزار پیشگوئی ایسی ثابت ہوگی جو وہ سچی نکلی ہیں جبکہ میں تعداد پیشگوئیوں کی سچائی کی تجربہ سے اس بات کو باور کرنیکیلئے ایک بہاری ثبوت اپنے پاس رکہتا ہوں کہ جو کچہہ خدا نے مجہے فرمایا ہے سچ ہے تو پہر اس سے لوگوں کو متنبہ کرنا ایک ظلم تہا اور یہ زلزلہ کی پیشگوئی قطعی نہیں بلکہ شرطی ہے ہر ایک شخص جو نیک چلنی اختیار کریگا وہ بچایا جائیگا پس ایسے شخص کو کیا غم ہے جو اپنے چال چلن کی درستی رکہتا ہے ہاں وہ بدمعاش لوگ جو ہمیشہ بدکاری حرام خواری خونریزی وغیرہ کرتے ہیں البتہ ایسے اشتہاروں سے وہ تشویش میں پڑینگے سو انکی تشویش کی نہ خدا کو پرواہ ہے اور نہ گورنمنٹ کو اگر انکو خوش رکہنا مقصود ہوتا تو انسانی گورنمنٹیں ان کے لئے جیلخانے کیوں طیار کرتیں۔

میری سمجہہ میں نہیں آتا کہ یہ کس قسم کی بدظنی ہے جو مخالف لوگ مجہہ پر کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اپنے اشتہاروں سے تشویش میں ڈالدیا ہے میں نہیں سمجہہ سکتا کہ یہ کیسی تشویش ہے میں منجم ہونیکا دعوی نہیں کرتا نہ مجہے علم جیالوجی کی مہارت کا کوئی دعوی ہے صرف یہ دعوی ہے کہ میں خدا تعالیٰ کیطرف سے **وحی پاتا ہوں** مگر اس دعوی کے یہ لوگ سخت منکر ہیں اور اسی بنا پر مجہے کافر اور دجال کہتے ہیں اور اسی بنا پر یہ لوگ میری تکذیب کرتے ہیں ان لوگوں نے ہزارہا اشتہار میری نسبت شائع کئے ہیں کہ اس دعوی میں یہ شخص جہوٹا ہے بلکہ اسقدر لعنتوں اور گالیوں سے بہرے ہوئے میری نسبت دنیا میں اشتہار شائع کئے ہیں جن سے کم سے کم دس کوٹہے بہر سکتے ہیں تو پہر کیا کوئی سمجہہ سکتا ہے کہ میری ایسی پیشگوئیوں سے وہ ڈرتے ہوں جو شخص انکے نزدیک جہوٹا ہے اس سے ڈرنے کے کیا معنے ہیں۔ اگر مجہے بندگان خدا کی سچی ہمدردی مجبور نہ کرتی تو میں یہ ورق بہی شائع نہ کرتا مگر پہلی پیشگوئی کا بڑی زبردست طور سے پورا ہونا اور ہزارہا جانوں کا نقصان ہونا مجہے کہینچکر اسطرف لایا کہ میں دوسری پیشگوئی کے شائع کرنیکی تاہی نہ کروں اور کماحقہ شائع کروں بعض نے میری نسبت خط لکہے کہ تو جہوٹا ہے ہم چاہتے ہیں کہ تجہے قتل کر دیں لیکن اگر میرے اشتہاروں سے کچہہ لوگ احتیاط پر کاربند ہو جائیں اور کچہہ اپنی اندرونی اصلاح کرلیں اور انکی جانیں بچ جائیں تو میری

جان کیا چیز ہے اسکا مجہے کچہہ غم نہیں یا اپنی جان کی ایسی محبت رکہتا ہوں کہ بنی نوع کی ہمدردی کو چہوڑ دوں اور بعض نادان کہتے ہیں کہ یہ اشتہار اس غرض سے لکہے گئے ہیں کہ تا لوگ ڈرکر انکی بیعت قبول کریں مگر اس حق پوشی کا میں کیا جواب دوں میں بار بار انہیں اشتہارات میں لکہہ چکا ہوں کہ اصلاح نفس اور توبہ سے اسجگہ میری یہ مراد نہیں ہے کہ کوئی ہندو یا عیسائی مسلمان ہو جائے یا میری بیعت اختیار کرے بلکہ یاد رکہنا چاہئے کہ اگر کسی کا مذہب غلطی پر ہے تو اس غلطی کی سزا کیلئے یہ دنیا عدالت گاہ نہیں ہے اسکیلئے عالم آخرت مقرر ہے اور جسقدر قوموں کو پہلے اس سے سزا ہوئی ہے مثلاً آسمان سے پتہر برسے یا طوفان سے غرق کئے گئے یا زلزلہ سے انکو فنا کیا اسکا یہ باعث نہیں تہا کہ وہ بت پرست تہے یا آتش پرست یا کسی اور مخلوق کی پرستار تہے اگر وہ سادگی اور شرافت سے اپنی غلطیوں پر قائم ہوتے تو کوئی عذاب انپر نازل نہ ہوتا لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا بلکہ خدا تعالیٰ کی آنکہ کے سامنے سخت گناہ کئے اور نہایت درجہ شوخیاں کہلائیں اور انکی بدکاریوں سے زمین ناپاک ہوگئی تہی اسلئے اسی دنیا میں انپر عذاب نازل ہوا خدا کریم و رحیم ہے اور غضب میں دہیما ہے اگر اس زمانہ کے لوگ اس سے ڈریں اور بدکاریوں اور ظلمتوں اور طرح طرح کے بد کاموں پر ایسی جرات نہ کریں کہ گویا خدا نہیں ہے تو انپر کوئی عذاب نازل نہیں ہوگا جیسا کہ وہ فرماتا ہے **مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ**؎ یعنے خدا تمہیں عذاب دیکر کیا کریگا اگر تم شکرگذار بنجاؤ اور خدا پر ایمان لاؤ اور اسکی عظمت اور سزا کے دن سے ڈرو۔ ایسا ہی اسکے مقابل پر فرماتا ہے **قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ**؎ یعنی انکو کہدے کہ اگر تم نیک چلن انسان نہ بنجاؤ اور اسکی یاد میں مشغول نہ ہو تو میرا خدا تمہاری زندگی کی پروا کیا رکہتا ہے۔ اور سچ ہے کہ جب انسان غافلانہ زندگی بسر کرے اور اسکے دل پر خدا کی عظمت کا کوئی رعب نہ ہو اور بےقیدی اور دلیری کیساتہ اسکے تمام اعمال ہوں تو ایسے انسان سے ایک بکری بہتر ہے جسکا دودہ پیا جاتا ہے اور گوشت کہایا جاتا ہے اور کہال بہی بہت سے کاموں میں آجاتی ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ جسقدر میںنے لکہا وہ ان لوگوں کیلئے بس ہے جنکے دل ٹیڑہے نہیں ہیں اور جو جانتے ہیں کہ خدا ہے۔ والسلام علی من اتبع الہدی۔

المشتھر

مرزا غلام احمد قادیانی ۲۲ مئی ۱۹۰۵ء

نوٹ اسجگہ نمونہ کے طور پر مخالفین میں سے ایک کا اشتہار نقل کیا جاتا ہے جس سے ظاہر ہوگا کہ ہماری پیشگوئیوں کی جب اسطرح تکذیب کیجاتی ہے تو پہر یہ پیشگوئیاں کسی کیلئے تشویش کا موجب نہیں ہیں اور نہ لوگ اس سے ڈرتے ہیں بلکہ ہنسی ٹہٹہا کرتے ہیں چنانچہ ایک تازہ اشتہار کی کچہہ عبارت ہم اسجگہ بطور نمونہ کے نقل کرکے دکہلاتے ہیں کہ ایسے مخالفین پر ہماری پیشگوئیوں کا کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ اور وہ عبارت یہ ہے میں آج ۱۸ مئی ۱۹۰۵ء کو اس مرتبہ کے زور اور دعوی سے اعلان کرتا ہوں اور تمام لوگوں کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ خوفناک اور سہمے ہوئے دلوں کو اطمینان اور تسلی دیتا ہوں کہ قادیانی نے ۵۔۸۔۱۲۔ اور ۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء کو اشتہاروں اور اخباروں میں جو لکہا ہے کہ ایک ایسا سخت زلزلہ آنیکا جو ایسا شدید اور خوفناک ہوگا کہ کسی آنکہہ نے دیکہا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے پہلا یا دوسرا زلزلہ کی کوئی تاریخ یا وقت نہیں بتلاتا مگر اس پر بہت زور دیتا ہے کہ زلزلہ ضرور آئیگا۔ سلسلے میں بیان ہوا ہے سادہ لوح آدمیوں کو جو قادیانی کی صرف لفاظیوں اور اخباری رنگ آمیزیوں سے خوفناک ہو رہے ہیں۔ بڑی زور سے اطمینان اور تسلی دیتا ہوں خوشخبری سناتا ہوں کہ خدا کے فضل و کرم سے شہر لاہور وغیرہ میں یہ قادیانی زلزلہ ہرگز نہیں آئیگا نہیں آئیگا!!! اور نہیں آئیگا!!! اور آپ ہر طرح اطمینان اور تسلی رکہیں مجہے یہ خوشخبری حقیقی نور الہی اور کشف کے ذریعہ سے دکہائی گئی ہے جو انشاء اللہ بلکل

مجہے دل ہی دل میں ایک آنیوالے حادثہ پر یقین رکہتا ہے مجہے ... زلزلہ کی نسبت یہی الہام ہوتا تہا پہر بار بار ایسا ہی خدا کی بات پوری ہوئی۔ مجہے اس پر غور کرنے سے اعتباری طور پر خیال گذرتا ہے کہ ظاہر الفاظ وحی الہی کے یہی چاہتے ہیں کہ یہ پیشگوئی بہلکہ ایام میں پوری ہوگی تا نشان اور حرکات کے لئے جا ہے ہوں کچہہ خصوصیت ہو اور ممکن ہے کہ زلزلہ اور واقعات بیان ہوں اور بہار سے آگے ... اور ... ہو۔

ضرورتِ امام

گذشتہ ایام میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکماً یا ایما کر دی جماعت میں سے ہر شخص بقدر اپنی لیاقت اور سمجھ کے ضرورتِ امام پر مضمون لکھے وہ مضامین حضرت اقدس کے حضور پڑھ کر سنائے گئے انمیں سے بعض میں یہاں درج کرونگا انشاء اللہ۔ ایڈیٹر

(منشی تاج الدین صاحب لاہوری کا مضمون)

بحضور فیض گنجور حضرت اقدس امام صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سلمہ ربہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

چند روز کا عرصہ گذرا ہے کہ ایک والا نامہ حضرت مخدومی مکرمی جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے حسب الارشاد برادران لاہور کو مخاطب کرکے تحریر کیا تھا جسکا خلاصہ یہ تھا کہ ہر ایک بقدر اپنی لیاقت اور خداداد فہم کے ایک مضمون زمانہ حال کے مفاسد اور مصلح کی ضرورت پر لکھکر حضور کی خدمت میں روانہ کرے سو اس ارشاد کی تعمیل میں یہ عاجز بھی باوجود اپنی کم علمی اور کم لیاقتی کی صرف ثواب میں شامل ہونے کی غرض سے چند باتیں ذیل میں لکھتا ہے گو ایسے عظیم الشان مسئلہ پر کچھ کہنا علماء عظام کا حصہ ہے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

آج سے ۱۷ برس پیشتر کا ذکر ہے یعنے ۱۸۸۸ء کا جبکہ میں ضلع راولپنڈی میں تبدیل ہو کر گیا تھا تو وہاں اپنے خوش نصیبے سے ایک ایسے مخدوم کے یہاں ٹھہرنے کا اتفاق ہوا جو اسوقت اہل حدیث میں ایک جلیل القدر عہدہ سرکاری پر ممتاز ہے لیکن مجھے اسبات کا نہایت افسوس ہے کہ انقلاب زمانہ نے اسکو اپنے ہمرانی معتقدات کا پابند نہیں رہنے دیا اور فرقہ نیچریہ کے بدخیالات اندنوں اسپر غالب ہوگئے ہیں یہانتک کہ صوم و صلوٰۃ کی پابندی کی بھی چنداں اوسے پرواہ نہیں اوسوقت اسکی ایسی حالت تھی کہ ہر وقت بڑی رقت سے براہین احمدیہ کے اشعار پڑھتا اور لوگوں کو سنایا کرتا تھا یہ پہلا موقعہ تھا کہ میںنے اس کتاب کا نام سنا چونکہ مجھے ابتدائی عمر سے دینی مباحثات کی کتابیں پڑھنے کا شوق رہا ہے اسواسطے میںنے اس بزرگ کی معرفت براہین کی موجودہ جلدیں عے روپیہ نقد بھجواکر دار الامان سے منگائیں جب میںنے اس مبارک کتاب کو جو فی الحقیقت اپنے طرز استدلال کے لحاظ سے مخالفین اسلام کیلئے حجت قاطع کا حکم رکھتی ہے آخر تک مطالعہ کیا تو اسمیرے پیر و مرشد میں اللہ تعالےٰ کو گواہ کرکے وکفٰی باللہ شھیداً یہ اقرار کرتا ہوں کہ میرے نور قلب نے فوراً بلا کسی قسم کے دلولہ یا وہم کے قبول کرلیا کہ حق ہا نہوں سے یہہ در بے بہا نکلے ہیں وہ ضرور ضرور الٰہی طاقت اپنے اندر رکھتے ہیں اس خداداد حسن ظنی کا باعث ہے کہ اسوقت سے آجتک کسی خشک ملا کی باتیں میرے دلپر کوئی مخالف اثر پیدا نہیں کرسکیں۔ مولوی غلام دستگیر قصوری جو انہیں ایام میں راولپنڈی کی جامع مسجد میں پکار پکار کر لوگوں کو اس کتاب کے مندرجہ الہامات سناتا اور انگیخت کرتا تھا اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر کہ میرے ناقص فہم نے ذرا دہوکہ نہ کہایا اور وہ بیچارہ اس نور کے بجھانے کی کوشش میں اس دار فانی سے کوچ کرگیا۔ پھر میںنے سرمہ چشم آریہ کو پڑہا جس سے اور بھی ایمان میں ترقی ہی اور روز بروز شوق بڑہتا گیا یہانتک کہ کتاب فتح اسلام اور توضیح مرام شائع ہوئی۔ جنکے نکلتے ہی ان مولویوں نے وہ شور بپا کیا کہ بس گذشتہ خدمت پر پانی پھیر دیا مجھے بھی ان کتابوں کے پڑہنے کا شوق ہوا اور فوراً بذریعہ وی پی دار الامان سے یہ دونوں رسائل منگائے انکے ہمراہ حضور نے ازراہ کرم ایک نسخہ قول الفصیح مؤلفہ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب مفت مرحمت فرمایا ان تینوں رسائل کے پڑہنے سے خدا تعالےٰ نے میری رہنمائی کی اور مجھے سمجھ آگیا کہ واقعی یہ وقت اسلام کے لئے کیا بلحاظ بیرونی مفاسد و کیا بلحاظ اندرونی فتن کے سخت خطرناک زمانہ ہے ہوقت حقیقی تقوےٰ و طہارت اس جہان سے اُٹھ گئی ہے اور نیکی کی جگہ بدی نے لے لی ہے اور مسلمانوں کی ذریت کو زمانہ حال کے فلسفہ اور علم نے اسقدر تباہ کردیا ہے کہ وہ نہ صرف دین اسلام کی پابندی کو حقارت کی نظر سے ہی دیکھتے ہیں بلکہ بڑی جرأت سے خدا تعالےٰ کی مقرر کردہ حدود کی پرواہ نہ کرکے مرتکب کبائر کے ہوجاتے ہیں اور پھر ذرا شرماتے نہیں یہ حالت تو ان مسلمان بچوں کی ہے جو کلمہ گو والدین کی گودمیں پرورش پا رہے ہیں اب سوال یہ ہے کہ ایسی حالت کیوں ہوگئی سو ظاہر ہے کہ یہ سارا ادبار قرآن کریم کیطرف بکلی بے خبر ہونے کا ہے کاش جتنی محنت سے دنیوی علوم حاصل کئے جاتے ہیں اسکا عشر عشیر بھی اگر کتاب اللہ کے سیکھنے پر کرتے تو یہ تباہی ہرگز ہرگز نہ آتی۔ میرے اس بیان سے یہ غرض نہیں کہ ہماری قوم کے نوجوان بچے موجودہ علوم۔ فنون کیطرف سے توجہ اُٹھا لیں بلکہ ساتھ ساتھ دینی تعلیم کو بھی حاصل کرتے جائیں اس کم توجہی کا نتیجہ یہ ہے کہ بڑے بڑے شریف خاندانوں کے لڑکے لڑکیاں عیسائیوں کی پھندے میں آکر اپنے سچے آبائی دین کو خیرباد کر بیٹھے اگر انکو ابتدا ہی سے دینی علوم سکہائے جاتے اور اسلام کی خوبیاں انکے دلوں پر نقش کیجاتیں تو ممکن نہ تہا کہ عیسائی مذہب جیسے باطل کو اختیار کرکے اسلام کے دشمن ہوجاتے پادریوں نے غریب اسلام پر اسقدر مونہہ زوریاں کی ہیں کہ جنکو پڑھتے ہوئے کلیجہ مونہہ کو آتا ہے کروڑہا رسالے اور اشتہارات بیہودہ افترا اعتراضات کے مختلف زبانوں میں ترجمے کرکے تمام دنیا میں شائع کررہے ہیں اور صرف اسپر اکتفا نہیں کی بلکہ یورپ میں تہیٹر کے ذریعہ اسلام کے نورانی چہرہ کو ایک خوفناک ڈرائونی صورت میں دکہایا جا رہا ہے درحقیقت یہ وہی پرفتن زمانہ ہے جسکے طرف ہمارے سید و مولا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاک مونہہ سے فرمایا تہا کہ اس سے بڑھکر آدم سے قیامت تک کوئی ایسا فتنہ نہ ہوگا ذرا پادریوں کی سالانہ رپورٹوں کو تو پڑھو کس فخر سے انمیں لکہا جاتا ہے کہ اس قوم کو اس باطل کے پھیلانے میں کیا کچھ کامیابی ہوئی ہے لاکھوں مسلمان ایک وحدہ لاشریک حی و قیوم خدا کے ماننے والے عاجز مردک کو خدا مان رہے ہیں اور اس پاک اور کامل انسان کو جسنے دنیا کو تاریکی کے گڑھے سے نکالکر نور اور ہدایت کے راستے دکہائے علانیہ بازاروں میں گالیاں دے رہے ہیں آہ لاہور شہر میں جو پنجاب کا صدر ہے ہر روز شام کو مختلف اقوام و ملت کے مرتدین جنکو فقط اس غرض سے مشن سے روٹی ملتی ہے کہ اسلام اور اسکے پاک ہادی کی توہین کسی نہ کسی پیرایہ میں عوام کے گوش گذار ہو جائے جا بجا بکواس کرنے کو کہڑے ہیں لیکن میں نہایت درد بہرے دل سے یہ کہتا ہوں کہ کسیکو بھی ان اسلام کے نام لیوا مولویوں میں سے یہہ توفیق نہیں کہ اپنے پاک دین کی سچائیاں انکے مقابل میں کہڑے ہوکر بیان کریں یہ کسقدر ظلم ہے خدا کے لئے ذرا تو سوچو اور غور کرو اس سے بڑھ کر اور کونسی پرفتن زمانہ کے منتظر ہو یہہ تو عیسائی دجال کا فتنہ ہے اور درحقیقت یہی بڑا بھاری فتنہ ہے اور جسقدر مذاہب والے ہیں انکے اعتراضات بجائے خود کوئی نئے نہیں ہوتے بلکہ اسکے فضلہ خور ہیں جنمیں سے پہلے نمبر پر آریہ مذہب کے پیرو ہیں جنہوں نے گالیاں دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اس مذہب کے بانی دیانند اور اسکے لائق چیلے لیکھرام پشاوری نے اپنی کتابوں میں وہ گند بکا ہے کہ جنکا اعادہ کرنا لا حاصل ہے جن لوگوں نے انکے خرافات کو پڑہا ہے وہ میرے اس بیان سے بکلی اتفاق کرینگے ان دونا قبت اندیشوں کی علاوہ ایک تیسرا مرادآبادی پنڈت ہے جسنے پرانے ہندو مذہب کی حمایت کرکے وہ گالیاں دی ہیں کہ جسکے پاداش میں ہمیشہ کے جہنم میں داخل ہوگیا اسوقت عموماً دیکھا جاتا ہے کہ تمام دنیا میں مذہب کیطرف ایک خاص میلان پیدا ہوگیا ہے گویا ایک ایسی ہوا چلی ہے کہ وہ قومیں جنہوں نے صدیوں سے مذہب کیطرف کبھی توجہ نہیں کی تہی وہ بھی اپنے ملکوں میں جلسے اور کمیٹیاں کرکے مذہب کی تلاش کررہے ہیں یہانتک تو کچھ مختصر بیان بیرونی مفاسد کا لکھا ہے اب تھوڑا سا مشت نمونہ خروار اندرونی مفاسد بھی عرض کرتا ہوں۔ جبکہ چاروں طرف سے دشمن اسلام پر حملہ کررہے ہیں تو علماء اسلام کا جنکو بڑی فخر سے اپنی لیاقتوں کا ناز ہے سب سے پہلا اور ضروری فرض یہ ہونا چاہئے تہا کہ وہ تن من سے اس جہاد عظیم میں لگ جاتے اور کبھی بس نہ کرتے جب تک کہ خصم کو معقولی طور پر ساکت نکر دیتے لیکن مجھے نہایت افسوس کرنا پڑتا ہے کہ اس فرقہ نے اسلام کی خدمت ذرا بھی نہیں کی تہا بھی نہیں کہ ایسی مصیبت کے وقت انکا اصلی کام کیا ہونا چاہئے تھا انہوں نے بجائے اسکے کہ غیر مذاہب والوں پر اسلام کی خوبیاں ظاہر کرکے انکے دلوں پر اسلام کی عظمت بٹھاتی اُلٹے رہے سہے مسلمانوں کو بس دائرہ اسلام سے خارج کرنے میں اپنے اوقات کو ضائع کیا ذرا بھی حیا سے کام نہ لیا یہی سوچلیا ہوتا کہ ان چال بازیوں سے مخالف مذاہب پر کیا اثر پڑیگا خود اس قابل نہ ہوں کہ غیر مذہب والوں کی اعتراضات کا جواب ایسے طرز سے دیں کہ پھر انکو دوبارہ اعتراض کرنے کی گنجائش نہ رہے لیکن افسوس صد افسوس جس شخص کے ہاتھوں سے یہہ خدمت سالہا سال سے ہورہی ہے اور جو کبھی بھی کسی میدان جنگ میں ہارا نہیں اور جو روح القدس سے تائید پاکر اسلام کیطرف ہر ایک مخالف کو باواز بلند بلا رہا ہے اور براہین جیسی لاجواب کتاب معہ دس ہزار روپیہ انعام تصنیف فرماکر مخالفین کو ساکت کیا ہے اسکو کافر اور دجال کے ناموں سے پکارا جائے شرم! شرم!! شرم!!! اے قوم تونے بڑی بھاری نعمت کا کفران کیا ہے پھر اگر علماء کیطرف سے یہہ ظہور میں آیا تہا تو کاش صوفیا اور فقراء کا گروہ ہی اس آفت عظیم کو محسوس کرتے اور اس پاک رسول کے توہین کی غیرت کہاکر اپنے اپنے حجروں میں رو رو کر اللہ تعالےٰ کے حضور میں دعائیں کرتے اور روح القدس سے تائید پاکر آسمانی نشانوں کے دکہانے سے دنیا کو اسلام کا زندہ مذہب ہونا ثابت کرتے لیکن اے میرے پیارے بھائیو اس گروہ نے بھی جو اپنے تئیں پیغمبر کی گدی کا وارث خیال کرتے ہیں۔ (باقی آئندہ)

www.aaiil.org

انسپکٹران ڈاکخانجات کی دردناک فریاد

الحکم نے ہمیشہ ڈاکخانہ کے متعلق مضامین کا ایک خاص سلسلہ نہایت پہیارتا ہے اور ڈاکخانہ کے اکثر ملازم الحکم کے خریدار ہیں جن میں چٹھی رسان سے لیکر انسپکٹر اور سپرنٹنڈنٹ تک شامل ہیں۔ ان لوگوں کی دردناک تکالیف بارہا میرے پاس آئی ہیں اور بسا اوقات انہوں نے مجھے بطور خود انکی خاطر ایک الگ پرچہ جاری کرنے کی خواہش کی ہے لیکن میں ابھی تک انکی اس قسم کی خواہشوں کو پورا نہیں کر سکا۔ ملازمان ڈاکخانہ کی روز افزون مشکلات اس قابل ہیں کہ ان پر پرزور آرٹیکل لکھے جاویں اور نوع انسان کے اس ایک مفید عنصر کی مدد کیجاوے۔

حال ہی انسپکٹران ڈاکخانہ نے اپنی مشکلات کو بذریعہ ایک میموریل کے گورنمنٹ ہند تک پہونچایا ہے جسکا خلاصہ میں ذیل میں درج کرتا ہوں۔ امید تو کیجاتی ہے کہ لارڈ کرزن ان بیچاروں کی حالت زار پر رحم فرماوینگے۔

پھر میں کسی قدر تفصیل سے کسی اگلی اشاعت میں لکھونگا۔

بحضور رائٹ آنریبل جارج نیتھنیل بیرن کرزن آف کیڈلسٹن دام اقبالہٗ

حضور والا! ہم انسپکٹران ڈاکخانجات پنجاب و صوبہ سرحد شمال مغرب حضور والا سے نہایت عجز و ادب سے ملتمس ہیں کہ ہمارے حال زار پر بھی دیا توجہ مبذول فرمائی جاوے جو پبلک سروس کی دیگر شاخوں پر فرمائی گئی ہے۔ اگرچہ ہم نہایت ادنیٰ درجہ کے لوگ ہیں۔ اور اگر حضور والا اس دل و دماغ کے والیسرائے نہوتے تو ہمیں اس عریضہ کے پیش کرنے میں تامل ہوتا۔ مگر ہم جانتے ہیں کہ حضور عالی حقیر سے حقیر اصلاحی تحریکوں کو بھی بغور ملاحظہ فرماتے ہیں۔ حضور کی بےمثیل انصاف پسندی اور رحمدلی ہمیں امید دلاتی ہے کہ ہماری اس ناچیز درخواست پر توجہ فرمائی جائے گی۔

انسپکٹران ڈاکخانجات اور اون لوگوں کے سوا جو اون سے براہ راست تعلق رکھتے ہیں۔ بہت کم لوگ اس امر سے واقف ہیں کہ انسپکٹران ڈاکخانجات کو نہایت ہی کم معاوضہ پر کسقدر ذمہ واری کا کام کرنا پڑتا ہے اور وہ بھی اس طرح کہ اون کے پاس کوئی کلرک ہے نہ چپراسی۔ اس محکمہ کے دیگر افسروں کے فرائض کا ہم اپنے فرائض کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں (الف) ہمیں تحریری کام بہت زیادہ ہے اور بہت کم وقت میں کرنا پڑتا ہے ہمیں ہمیشہ سفر درپیش رہتا ہے مگر اس کا سوائے فرض کے احساس کے کوئی معاوضہ نہیں۔ (ب) ہمارے فرائض اور ذمہ داریوں کو دیکھتے ہوئے ہماری تنخواہ اور ماہ ‌روپیہ مشاہرہ کا پیمانہ بہت ہی کم ہے۔ (ج) آسانی و آسائش کے لحاظ سے ہماری حالت نہایت ابتر ہے (د) پبلک کی نظروں میں ہماری بہت ہی کم وقعت ہے اور اسکا ہم کو کافی معاوضہ بھی نہیں ملتا۔

اب ہم اپنی شکایتوں کو حضور عالی کے روبرو پیش کرکے انصاف کے ملتجی ہیں۔ (۱) ہمیں اتنا کام کرنا پڑتا ہے کہ ہمیں اپنے اور اپنے متعلقین کے حوائج کی جانب توجہ کرنیکی بالکل مہلت نہیں ملتی قواعد ڈاکخانجات کے بموجب ہر انسپکٹر کو چالیس ڈاکخانوں کا معائنہ کرنا چاہیئے مگر کمی اسٹاف کی وجہ سے اسّی سے نوّے ڈاکخانوں تک کا معائنہ کرنا پڑتا ہے جسوقت چالیس ڈاکخانوں کے معائنہ کا معیار قائم ہوا تھا تو کام بھی کم تھا مگر اب کام بھی بڑھ گیا ہے اور ایسا کام جسکو ڈاکخانہ سے کچھہ تعلق نہ ہونا چاہئے۔ جیسے فروخت کونین۔ منی آرڈر مال گذاری وغیرہ وغیرہ۔ (۲) زیادتی کام کیوجہ سے اگر کبھی معاملہ میں ڈاکخانہ والوں کی غفلت ہوجاتی ہے۔ تو پبلک کی جانب سے شکایت ہوتی ہے جسکی تحقیقات انسپکٹر ونکو کرنی پڑتی ہے۔ حالانکہ یہی ایک کام ایسا ہے جس کے لئے جدا کام کرنیوالا ہونا چاہئے (۳) کلرک نہ ہونے کیوجہ سے ہمارا بہت سادہ بیش قیمت وقت جو مفید صلاحوں پر غور کرنے میں صرف ہونا چاہئے ضائع ہوجاتا ہے۔ طرفہ یہ کہ دفتر ہمیں اپنے مکان پر رکھنا پڑتا ہے مگر مکان کا کرایہ ہم کو نہیں ملتا۔ کلرک کی یوں بھی ضرورت ہے کہ انسپکٹر دورہ پر ہوتا ہے تو اوسکی غیبت میں بہت سے ضروری جواب طلب مراسلے یونہی پڑے رہتے ہیں (۴) دیہاتی ڈاکیوں کے کام کا معائنہ اون کے حلقوں میں جاکر کرنا سراسر ذلت و خواری کا کام ہے جو ایک انسپکٹر کے کسیطرح شایان حال نہیں (۵) ہمیشہ سفر کے لئے پابرکاب رہنے کی وجہ سے ہمیں گھربار کی دیکھہ بھال کا بالکل موقع نہیں ملتا باہر جاتے ہیں تو ہمارے لئے آسائش کا فی سامان نہیں ہوتا۔ کیونکہ سول یا پولیس افسروں کی طرح ہمارا اتنا اثر نہیں جو دیہات میں ہمیں آسائش مل سکے۔ بسا اوقات آسمان کے نیچے گوبر پر پڑ کر رات بسر کرنی پڑتی ہے۔ سفر خرچ دو روپیہ یومیہ بالکل ناکافی ہے۔ تین روپیہ یومیہ ہونا چاہئے انسپکٹر کو ڈیوڑھے اور اوسکے ملازم کو تیسرے درجہ کا کرایہ ملتا ہے مگر ریل میں سفر کرنے میں چند در چند نقصانات ہیں بعض اوقات درجہ میں جگہ نہیں ہوتی۔ میل گاڑی میں تیسرا درجہ نہیں ہوتا جسکی وجہ سے سفر ملتوی کرنا پڑتا ہے۔ ٹکٹ خریدنے کے لئے اسٹیشن پر وقت سے بہت پہلے جانا پڑتا ہے جو سراسر تضیع اوقات ہے۔ (۶) انسپکٹروں کے لئے کوئی چپراسی نہیں ہے جس کیوجہ سے خط تک لیٹر بکس میں اونکو اپنے ہاتھ سے ڈالنا پڑتا ہے حالانکہ انسپکٹر ڈپٹی پرمٹ۔ پولیس انسپکٹر۔ انسپکٹر آف سکولز۔ داروغہ چنگی۔ غرض سب اس درجہ کے افسروں کے لئے ایک ایک دو دو چپراسی مقرر ہیں۔ (۷) انسپکٹران ڈاکخانجات کی تنخواہ انسپکٹر مدارس انسپکٹر پولیس انسپکٹر ریلوی وغیرہ وغیرہ سب سے کم ہے اور ضروریات زندگی کا نرخ روز بروز گران ہوتا جاتا ہے ہماری غم و الم کی داستان طویل ہے مگر خلاصہ یہ ہے کہ کسی حالت میں ہمیں تکالیف اور مصائب سے مفر نہیں امید ہے کہ حضور والا ہماری ناچیز عرض داشت پر توجہ فرمائینگے۔

ڈاکخانہ قادیان میں کام کی کثرت

قادیان کے ڈاکخانہ میں یوماً فیوماً کام کی اسقدر کثرت ہو رہی ہے کہ جسکو خود ڈاکخانہ کے معائنہ کنندہ افسر بھی تسلیم کرتے ہیں۔ قریباً ہفتہ وار اڑہائی ہزار اخبار پوسٹ ہوتے ہیں اور اگر ماہواری رسالوں کی تعداد بھی شامل کر لی جائے تو ہفتہ وار اجراشدہ پیکٹ مستقل اخبارون اور رسالوں کی اوسط کسی صورت میں تین ہزار سے کم نہیں اور پھر اشتہار جو ہزاروں ہزار شائع ہوتے ہیں انکا تو شمار بھی نہیں کیا جا سکتا۔ بالاوسط وی پی اجرا شدہ پارسلوں کی تعداد ستر اسّی سے کسی صورت میں کم نہیں ہے اسی لحاظ سے منی آرڈروں کی تعداد کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

خطوط اور کتابوں کی روانگی مزید برآں۔ باوصفیکہ ڈاکخانہ کا گریڈ بیس روپیہ ماہوار سے چالیس روپیہ ماہوار کر دیا گیا ہے لیکن جیساکہ میں نے شروع میں عرض کیا تھا۔ دیگر عملہ کا نہ بڑھایا جانا کثرت کام کے بوجھ کو ہلکا نہیں کر سکتا۔ اگرچہ موجودہ پوسٹماسٹر کی نسبت افسران معائنہ کنندگان نے تسلیم کر لیا ہے کہ وہ اکیلا شخص اس ڈویژن میں ہے جو قادیان جیسے ڈاکخانہ میں جہاں ایسی کثرت کام کی ہو کام کر رہا ہے اور نبہا رہا ہے لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہو سکتے کہ ایک ہوشیار اور محنتی شخص کی قابلیت اور استعداد سے فائدہ اٹھا کر اوسکی صحت کو خطرہ میں ڈالدیا جاوے۔ مجھے تعجب ہوتا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ افسران ڈاکخانجات پورا اسٹاف دیتے نہیں ہیں اور پھر ذراسی غلطی بھی اگر ہو جاوے تو اس پر خطرناک تہدید کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ بحالت موجودہ قادیان کے ڈاکخانہ کا کام ہرگز ہرگز ایک شخص کے بس کا نہیں ہے میں صاحب سپرنٹنڈنٹ امرتسر ڈویژن کا تو شکرگذار ہوں کہ انکو میرے یا کسی اور کی یاددہانی کے بدون ہی ایسی باتوں کا خیال رہتا ہے اور وہ پبلک کی سہولت اور اپنے ماتحت ملازموں کے حقوق کی نگہداشت کا بہت بڑا خیال رکھتے ہیں چنانچہ عرصہ گذرتا ہے کہ ڈاکخانہ قادیان کے اسٹاف کے بڑہائے جانے کے متعلق تجویز بھیجی گئی تھی۔ لیکن ابھی تک اوس کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ جسکے لئے میں پھر انہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس بارہ میں خاص کوشش کرکے قادیان کی پبلک کو ممنون فرمادیں میرا خیال ہے کہ اگر خلیفہ فضل حسین صاحب رخصت پر نہ جاتے تو غالباً گذشتہ دو ماہ کے اندر کوئی نہ کوئی انتظام ہو گیا ہوتا اسلئے کہ وہ یہاں کے کام کی کثرت سے خوب واقف ہیں۔ اگر اور کچھہ نہ ہوتا تو کم از کم ایک پیڈ پیر ونیشنر ہی مدد کے لئے بھیجدیتے تاہم مجھے ان کی واپسی سے امید کرنی چاہیئے کہ وہ جلد تر انتظام کردینگے۔ ایسا ہی ڈاکخانہ کے مکان کے متعلق بھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا ہے ۶۔ جون کے بعد غالباً ڈاکخانہ کے لئے کوئی مکان نہ ہوگا۔ موجودہ کرایہ دو روپیہ ماہوار پر کسی موزون اور مناسب مکان کا ملنا قطعی ناممکن ہے۔

ایک اور توجہ طلب امر

میں جناب خلیفہ فضل حسین صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ جات امرتسر ڈویژن کی توجہ اس امر پر معطوف کرانی چاہتا ہوں کہ میرے عزیز ہمعصر البدر کی ڈاک کا جو کیس ایک عرصہ سے فیصلہ کے لئے گیا ہوا ہے ابتک اسکا کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ منی آرڈر وغیرہ کے نہ ملنے کی وجہ سے ان رقوم کا اندراج البدر کے کاغذات میں نہ ہونے کی وجہ سے اخبار کے کاروبار میں ایک روک ہو رہی ہے۔ اور حساب درست نہیں ہو سکتا۔ علاوہ برین اسقدر عرصہ تک معرض التوا میں پڑے رہنے کیوجہ سمجھہ میں نہیں آتی۔ معاملہ بالکل صاف ہے جسکے فیصلہ کے لئے ایک لمبے عرصہ کی ضرورت نہیں ہو سکتی۔ امید کی جاتی ہے کہ میر صاحب کے لوٹ کے بعد بہت جلد یہ معاملہ فیصل کر دیا جائیگا۔

www.aaiil.org

مریضو! مولوی حکیم نورالدین صاحب کے تجربات سے فائدہ اٹھاؤ

مینے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرکے ایک شفاخانہ کھولنا چاہا ہے جسمین امراض بہت کی مخالف ورزی کیوجہ سے جو لوگ دکھ اٹھا رہے ہوں انسے بقدر طاقت ہمدردی کروں۔ مینے نہ سیاح کا سفر کیا ہے نہ مجھے کسی سادھو اور سنیاسی نے کوئی نسخہ بتایا ہے … جو میری رائے مین بہت ہی کم شہرین کو حاصل ہوگا۔ اور وہ یہ ہے کہ سالہا سال سے مین مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی ثم القادیانی کے مطب مین انکے … مریضون کا علاج حکیم صاحب موصوف کی تجویز اور تفہیم سے کرتا رہا ہوں۔ اور اتبک بھی مجھے یہ فخر حاصل ہے بلکہ خصوصیت کے ساتھ بیرونی مریضوں کی خط و کتابت … کا تجویز کرنا بھی میرے ہی سپرد ہے۔ پس جو لوگ حضرت حکیم الامت کے طریق علاج اور آپکی طبی تحقیقات اور واقفیت سے واقف ہیں اور مین جانتا ہوں پنجاب مین کوئی جگہ ہوگی … واقف کار موجود ہوں ان کے لئے اتنا ہی کہدینا کافی ہے میرے تجربہ اور اس دعوے کی تصدیق خود مولانا ممدوح کی تحریر سے بھی ہوتی ہے۔ اور اب جو مینے یہ سلسلہ شروع کیا ہے اسمین بھی میرا معمول یہی ہوگا کہ امراض عامہ جو اسباب عامہ کے ماتحت ہوتے ہیں کا علاج نوان ہزار ہا تجربہ آزمودہ اور مجرب نسخون کے ذریعہ ہوگا جو مولوی صاحب کے مطلب مین ہمیشہ مستعمل ہوتے ہیں اور خاص اور قابل غور امراض مین مولوی صاحب ممدوح کے مشورہ سے یہ نسخہ جات تجویز ہوا کرینگے۔ اس بنا پر یہ شفاخانہ جسکا نام **شفاخانہ فضل رحمانی** رکھا گیا ہے مینے قادیان مین کھولدیا ہے۔ اس شفاخانہ کے ذریعہ سے ایک عظیم الشان کام بھی کرنا مقصود ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت حکیم الامت کی طبی **تحقیقات اور تجربات** کو جو ویدک۔ یونانی۔ ڈاکٹری۔ اور ہر قسم کے جدید تجربوں پر مشتمل ہے بذریعہ رسالجات یا کتب کے شایع کیا جاوے۔

(لاکھ شہادت کی ایک شہادت)

مین تصدیق کرتا ہوں کہ فضل الرحمن میرے تجارب سے واقف ہے اور خوب واقف ہے بعض خطرناک بیماریوں نفث الدم اور دق مین اس نے بڑی جانفشانی سے علاج کیا اور کامیاب ہے امید کرتا ہوں کہ اگر وہ تھوڑی سی کام لیگا تو اسکو خود بھی اور اس کے باعث بہت لوگوں کو نفع پہونچیگا۔ الہی میرا کہنا سچ ہو۔ آمین۔ — نورالدین۔

سرمہ زنگاری — حاذق طبیب مولوی حکیم نورالدین صاحب کا بارہا مریضون پر آزمایا ہوا آنکھوں کی بہت سی بیماریوں خصوصاً جالا۔ دھند۔ سبل (یعنے آنکھوں میں سرخ ڈورے پڑجانا) ڈھلکا (آنکھوں سے پانی کا زیادہ آنا) جرب جسمین پلکوں کے اندر سرخی نمودار ہو وغیرہ کے لئے مفید قیمت فی تولہ ۔ **آتشک کی گولیان** قیمت فی ڈبیا … **مرہم آتشک** فی ڈبیا … **سفوف جریان** (مرد کو ہو یا عورت کو) چند دن کے استعمال سے مفید ثابت ہوگا۔ فی تولہ … **سفوف سوزاک** قیمت سات خوراک کیلئے … **حبوب باؤگولا** — یہ گولیان امراض بسنیاں (باؤگولا) مین ازبس مفید ہیں عورتین عموماً اس مرض مین مبتلا ہوتی ہیں۔ اور بسبب جن بھوت کے آسیب کا وہم رکھنے کے بہت سادہ … مین اور نذر نیاز مین اندر کھیل کر مر جاتی ہیں۔ ان گولیون کے استعمال سے بہت فایدہ ہوتا ہے۔ قیمت فی ڈبیا … **عرق عشبہ** قیمت فی شیشی … **حب طحال** قیمت فی ڈبیا … **کھانسی کی گولیان** قیمت فی ڈبیا … **حبوب بواسیر** قیمت فی ڈبیا … **روغن** … قیمت فی شیشی … **بال اڑانیکا پوڈر** فی ڈبیا … **حب ضیق النفس** قیمت فی ڈبیا … **دوائی ناسور** قیمت فی ڈبیا کھانے کیلئے … **حبوب ہاضم** … اور دیگر امراض معدہ کیلئے ازحد مفید ہیں قیمت فی ڈبیا … **روغن دافع امراض گوش** قیمت فی شیشی … **مرض انٹھرا کی مجرب دوائی** — یہ دوائی حکیم حاذق مولوی نورالدین صاحب کی آزمائی ہوئی اور خوب تجربہ کی ہوئی ہے اس سے سینکڑوں عورتوں کو فایدہ ہوتا ہے …

ہندوستان مین ایک لاثانی کمپنی

کیا آپ کو معلوم نہین ہے کہ بھارت بیمہ کمپنی لاہور ہندوستان بھر مین ایک لاثانی کمپنی ہے بمفصلہ ذیل وجوہات سے :- (۱) اسکا کل انتظام دیسیون کے ہاتھ مین ہے (۲) اسکا سرمایہ دیسی کارخانون اور تجارت مین لگایا جاتا ہے جس سے اس ملکی تجارت کو فروغ ہوتا اور ملک کو فایدہ پہونچتا ہے (۳) دیسیون کے ہاتھ مین انتظام ہونے کی وجہ سے اس کمپنی کا خرچ دوسرے غیر ملکی کمپنیون کے مقابلہ مین بالکل کم ہے اور اسلئے یہ نہایت مضبوط اور مستحکم بنیاد پر قایم ہے (۴) جتنے ممبر اس کمپنی کے انتقال کر چکے ہیں انکے پسماندگان کو بلا حیل و حجت کے فوراً بیمہ کا روپیہ ادا کیا گیا ہے چنانچہ تمام پبلک کمپنی کی خوش معاملگی اور حق شناسی سے خوب آگاہ ہے اس کے علاوہ اور بھی کئی خصوصیات اس کمپنی کو حاصل ہیں جو ہندوستانی باشندہ جو کہ اپنی زندگی کا بیمہ کرانا چاہتا ہے اگر وہ ذاتی یا ملکی وجوہات کو مدنظر رکھیگا تو وہ قایل ہو جائے گا کہ اسے اپنی زندگی کا بیمہ سوائے بھارت کے اور کسی کمپنی مین نہین کرانا چاہیئے۔ آج وقت ہے کہ آپ اس محفوظ ترین کمپنی کے ممبر بنکر اپنے بال بچوں اور دیگر عزیزون کے لئے ایک معقول رقم چھوڑ جانے کا انتظام کرین ہماری کمپنی کے پراسپکٹس کا سرسری مطالعہ ہی آپ کو ہمارے دعویٰ کی صحت کا قایل کرا دیگا ایک کارڈ پر اپنا نام و پتہ لکھ بھیجئے پراسپکٹس مع کوپن آپکی خدمت مین بذریعہ ڈاک بھیج جاوے گا۔ **گیان چند منیجر وائیچ ارجی۔ یا** درخواستین بنام لالہ … سیکرٹری بھارت بیمہ کمپنی لمٹیڈ لاہور آنی چاہیئے۔

مرا برف بارید برپر زاغ + نشاید چو بلبل تماشائے باغ

واقعی بڑھاپا دنیاوی خوشیوں کا خاتمہ ہے اور خاصکر جبکہ اولاد نہو اسکا بڑھاپا تو غضب ڈھاتا ہے آپ بھی اگر پیری کی حد تک پہنچ گئے ہوں تو مفصلہ ذیل غور سے پڑھیں:- **شاہی خضاب** مثل تیل بالوں کے لگایا جاتا ہے بالوں کو دو منٹ مین سیاہ بھونرا کر دیتا ہے نہ جلد پر داغ دیتا ہے اور نہ بالوں کو سخت کرتا ہے قیمت … **روح الشباب** — نامردی سستی لاولدی ضعف باہ درد داغ جریان درد کمر کیواسطے اکسیر ہے بڈھون کو جوان اور نوجوان کو پہلوان بناتا ہے قیمت تین روپیہ فی شیشی۔ **روح النسا** — حیض بقاعدہ کم یا زیادہ دیر سے ہو یا ملتا ہو یا کلیف سے یا بالکل بند اور سفید پانی آتی لاولدی ہو یا پیر سوزش ہو غرضکہ عورتوں کی سب بیماریوں کیواسطے مجرب ہے قیمت تین روپے فی شیشی۔ **فرانسیسی گلگونہ** — چہرہ سے جھریان۔ چھائیان۔ سیاہ داغ و کیل وغیرہ دور کرکے خوبصورت اجلا بناتا ہے خوبصورتی کیواسطے لازمی ہے قیمت ایک روپیہ۔ **گولیاں و روغن** — انکے استعمال سے بال ہمیشہ سیاہ رہتے ہیں اگر کچھ سفید ہوگئے ہوں تو بھی سیاہ ہو جاتے ہیں اور پھر ہمیشہ سیاہ رہتے ہیں قیمت دو روپے۔ **بال اڑانیکا تیل** — بلا کسی تکلیف و خارش دو منٹ مین نازک سے نازک جگہ کے بال بھی دور ہو جاتے ہیں قیمت … فی شیشی۔ **سرمہ ممیرا** — دھند غباری۔ لالی۔ پڑبال۔ پانی جانا و ابتدائی موتیا بند کیواسطے اکسیر ہے۔ قیمت دو روپیہ فی تولہ۔ **بواسیر** خونی۔ بادی۔ جدی یا آتشک سے ہوئے اگر ہوں تو بلا تکلیف گم۔ قیمت دو روپے۔ **دمہ** — کیسا ہی پرانا سخت دمہ ہو خواہ بھیپھڑے خراب ہو گئے ہوں شرطیہ شفا ہو قیمت تین روپیہ۔ دوائی آتشک مجرب اکسیر قیمت تین روپیہ۔ دوائی سوزاک تریاق قیمت تین روپیہ۔ خط و کتابت کا پتہ

ڈاکٹر کہیر سنگھ ایم اے بکرم ہسپتال فیروزپور شہر پنجاب

[illegible]

اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصفّے سار سا پریلا یعنی عجیب و غریب چہار جوہر — یہ طلسمی حکمی مصفیات خون اور بدن کا مجموعہ ہے ایک بکس میں چہار جوہر کی چار دون شیشیاں ہیں۔ وہ امراض گرمی کے ہوں خون کو نہایت صاف کرکے تمام جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور سر سے پاؤں تک ہر طرح کی طاقت بخشتی ہیں۔ چار سو چار ددا اور کسات درجہ ہر شیشی میں خوراک چار شیشیوں میں ۳۲ خوراک جو ۳۲ روز کی استعمال مرد اور عورت لڑکے اور بوڑھے سب کو تمام عمر کیلئے صحیح و سالم اور تندرست رکھتا ہے ...

کی چار دن شیشیاں ایک ٹین بکس میں مقفل کرکے معہ کنجی ... اکسیر حیات یعنی نمک نباتات متعدد جڑی بوٹی اور تمام مفید دھاتوں اور میووں کے ست اور جوہر سے کیمیاوی طور پر ترکیب دیکر بڑی محنت اور جانفشانی سے یہ نمک تیار کیا گیا ہے ...

[illegible]

شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر ... بنارس — نوٹ - ہکو سندر بالا دواؤں کی فروخت کیلئے ہر جگہ ایجنٹوں کی ضرورت ہے جو صاحب چاہیں خط و کتابت کریں۔

کارخانہ احمدی راحت روح عطر

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے ... اور کارخانہ کثرت سے ہوگئے ... تیل دیکھی ہے اور عطر و تیل وغیرہ ... سے تیار کئے جاتے ہیں ... انجام دیتا ہے ...

راقم
محمد عبد اللہ سعد اللہ تاجران عطر قنوج

سچائی کا اظہار

... جو اعلیٰ درجہ کی مقوی دل و دماغ و معدہ و باہ ... اکسیر میں قیمت حبوب کا بکس ... مقویات ادویات ... اعضاؤں کو تقویت ...

المشتہر
حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی۔ ناگر تیل یہ تیل ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے۔ بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے ... آنکھوں ... کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ...

المشتہر
منیجر کارخانہ فرحت افزا النسیم قنوج

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالک کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

چو گریم از انگریزی چھاپ درقادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ { عوام سے ۳ (۲) خواص معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۷ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ ... کم آمدنی والے لوگوں سے عنا ۱۲}

نمبر ۲۰ | قادیان دار الامان ۔ مورخہ ۱۰ جون ۱۹۰۵ء مطابق ۶ ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

(۱) حضرت مسیح موعود کے اشتہارات اور اطلاع ۔ صفحہ ۱
دار الامان کا ہفتہ ۔ تازہ رویا والہامات اور کشوف "
درخواست دعا ۔ اور ۔ امور منزلیہ "
(۲) پرانی نوٹ بک میں سے ایک صفحہ ۔ صفحہ ۲
(۳) تفسیر القرآن من مسیح الزمان ۔ صفحہ ۳ و ۴
(۴) استفسار اور ان کے جواب ۔ صفحہ ۵
" شاہجہانپور سے ایک خط اور اسکا جواب "
(۵) نشان زلزلہ ممالک غیر میں ۔ صفحہ ۶
(۶) مسیح موعود جیت گیا دنیا چلا اٹھی ۔ صفحہ ۷
" قہری تجلیات .... "
(۷) ضرورت امام ۔ اور نظم صفحہ ۸
(۸) اشتہارات ۔ صفحہ ۹ و ۱۰

حضرت مسیح موعود کے اشتہارات

ایڈیٹر کی پوزیشن بھی کیسی نازک پوزیشن ہے کہ وہ ایک امر اپنے خیال میں اپنے ناظرین کیلئے مفید سمجھ کر پیش کرتا ہے ۔ اگر بہت کچھ آدمی اسے مفید سمجھتے ہیں تو بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں جو اسے بالکل غیر ضروری قرار دے لیتے ہیں ۔ حال میں میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشتہارات کو یکجا کر دینے کی نیت سے الحکم میں چھاپنے کا سلسلہ شروع کیا تھا ۔ ابھی پہلا ہی اشتہار اس سلسلہ میں طبع ہوا تھا کہ جہاں اکثر احباب نے اس سلسلہ کے مفید اور قابل قدر ہونے کی تعریف کی اور پسند فرمایا وہاں بعض احباب نے کہہ دیا کہ اخبار کو پر کرنے کے لئے ایسا کیا گیا ہے اور وہ اشتہارات کے مجموعہ کو کتابی صورت ہی میں لینا پسند کرتے ہیں اخبار اسکے لئے موزون نہیں ہے ۔ میں حیران ہوں کہ اس معاملہ کا فیصلہ کیا کروں ۔ پریس کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ وہ اخبار بھی بمشکل چھاپ سکتا ہے ۔ مشین کے لئے میں نے انتظام شروع کر رکھا ہے ۔ اور کسی قدر روپیہ بھی بمد امانت مشین کے واسطے رکھا گیا ہے لیکن جو ہزاروں کا کام ہو وہ سیکڑوں سے ہو تو کیونکر ۔ تفسیر القرآن بھی پریس کی وجہ سے نکل نہیں سکا ایسا ہی نماز کی حقیقت اور سلک مروارید کی کاپیاں پتھر پر لگی ہوئی ہیں ۔ اور پریس میں فرصت نہیں پھر میں اشتہارون کے مجموعہ کو چھپواؤں تو کیونکر ؟ اپنی نگرانی میں جب بہت سو سفر رہ جاتے ہیں تو دوسری جگہ چھپوانے میں وہ احتیاط کہاں بہرحال میں آخر جون تک اشتہارات کی اشاعت کو محض اس بنا پر ملتوی کرتا ہوں کہ اگر کثیر تعداد خریداران الحکم کی یہ پسند کرتی ہے کہ وہ کتاب کی صورت میں شائع ہو تو پھر میں لاہور کے کسی سٹیم پریس میں چھپنے کو بھیجدوں گا بشرطیکہ کم از کم ... خریدار ایک روپیہ اسکی قیمت میں علی الحساب پیشگی دینے پر آمادہ ہوں اور اگر کثرت اخبار میں ہی چھاپنے پر ہو تو پھر وہ سلسلہ بدستور الحکم میں رہیگا ۔ اور میری ذاتی رائے یہی ہے کہ الحکم میں چھپ جاویں اور ان کے محفوظ یکجا ہونیکا بہترین ذریعہ ہے اس سے اخبار کی اشاعت پر بھی مفید اثر پڑیگا کیونکہ جو لوگ ابتک اخبار کے خریدار نہیں ہیں وہ ان اشتہارات کی خاطر الحکم خرید لینگے ۔ ایڈیٹر

اطلاع مجھے کسی ضرورت کیوجہ سے چند روز کے لئے ہیڈ کوارٹر سے باہر جانا پڑا ہے چنانچہ ۷ جون ۱۹۰۵ء کی شام کو میں قادیان سے باہر آگیا ہوں ۔ اسی وجہ سے ۱۰ اور ۱۷ جون کے دو نمبر اکٹھے شائع ہوتے ہیں ۔ اور یہہ دونو نمبر صرف دس دس صفحوں پر شائع ہوتے ہیں ۔ ناظرین معاف فرماویں ۔ ایڈیٹر ۔

دار الامان کا ہفتہ

۱ ۔ اعلیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بزرگان ملت کی صحت خدا کے فضل و کرم سے اچھی ہے حضرت ام المومنین کی طبیعت بدستور نصیب اعدا ناساز رہی اللہ تعالیٰ شفائے عاجل عطا فرماوے ۔ ہاں طبیعت مائل بہ صحت ہے ۔

۲ ۔ موسمی حالت سخت خطرناک رہی ۔ گرد باد کے طوفان روز آتے ہیں جنکے ساتھ گرج اور برق بھی ہوتی ہے ۔ خدا کا شکر ہے کہ کوئی نقصان ان طوفانوں سے نہیں ہوا ۔

۳ ۔ حضرت اقدس براہین احمدیہ کی پانچویں جلد لکھ رہے ہیں جو قریباً آٹھ جزو چھپ چکی ہے ۔

تازہ رویا والہامات اور کشوف

حضرت کے گھر میں بیمار تھیں اور سخت تکلیف تھی ۔ کئی دوائیاں کیں کچھ فائدہ نہ ہوا آخر آپ دعا میں مشغول ہوئے الہام ہوا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ تحقیق میرے ساتھ میرا رب ہے مجھے راہ دکھلائے گا اور کامیاب کریگا ۔ چنانچہ دو منٹ ابھی گذرے تھے کہ خدا نے مرض کی حقیقت کھول دی مرض نہایت تکلیف دہ تپ تھا ۔ ساتھ اسکے اور عوارض تھے صبح کیوقت خواب میں کسی نے بلند آواز سے کہا کہ تپ ٹوٹ گیا اور آثار صحت ظاہر ہوئے فالحمد للہ ۔

۲ یا ۳ جون ۱۹۰۵ء

یُنجی النَّاس من الامراض ۔ امراض سے لوگوں کو نجات دیتا ہے اور دیگا فرمایا یہ میری طرف اشارہ تھا کہ بہتوں کو میرے ذریعہ سے امراض خطرناک سے نجات ہوگی ۔

۹ ۔ جون کو یہ الہام ہوا ۔ اِنّی مَعَکَ وَ مَعَ اَھْلِکَ وَمَعَ کُلِّ مَنْ اَحَبَّکَ ۔

درخواست دعا

۱ ۔ میرے مکرم مخدوم منشی ذوالفقار علیخان صاحب انسپکٹر آبکاری میرٹھ کی اہلیہ جن کے ہاں ۲۴ ۔ مئی کو بچہ پیدا ہوا ہے بہت بیمار ہے ولادت کے بعد سے بخار اور اسہال کی شکایت ہے ہر جگہ کی احمدی جماعت مریضہ کیلئے دعائے صحت کرے ۔

۲ ۔ منشی غلام ... صاحب سابق مدرس پور ہیران جہان اب تبدیل ہو کر گئے ہیں وہاں کسی فرد کے احمدی ہونے کیوجہ سے انہیں سخت تکلیف کا سامنا ہے مخالف کوئی چیز مول نہیں دیتے لڑکوں کو مدرسہ نہیں جانے دیتے اللہ تعالیٰ انہیں ان مشکلات سے نجات دے ۔ انکے لئے دعا کیجاوے ۔

امور منزلیہ

سید محمد علی صاحب سیکرٹری انجمن حمایت اسلام کاٹھ گڑھ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آج ... جون کو ... بجے دن کے پہلا بیٹا عطا فرمایا ۔ بچہ کی ماں کی حالت نازک تھی خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس مردہ کو زندہ کیا اور فرزند نرینہ بخشا سلمہ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کی عمر خدمت دین میں دراز کرے حضرت اقدس نے احمد علی ...

www.aaiil.org

پرانی نوٹ بک سے ایک صفحہ

افسوس کا مقام ہے کہ یہ دنیا چند روزہ ہے لیکن اسکے لئے وہ وہ کوششیں کیجاتی ہیں گویا کبھی یہان سے جانا ہی نہیں ہے - انسان کیسا غافل اور ناسمجھ ہے کہ علانیہ دیکھتا ہے کہ یہان کسی کو ہمیشہ کے لئے قیام نہیں ہے لیکن پھر بھی اس کی آنکھ نہیں کھلتی اگر یہ لوگ جو بڑے کہلاتے ہیں اسطرف توجہ کرتے توکیا اچھا ہوتا - دنیا کی عجیب حالت ہورہی ہے جو ایک دردمند دل کو گھبرا دیتی ہے - بعض لوگ تو کھلے طور پر طالب دنیا ہیں اور انکی ساری کوششیں اور تگ و دو دنیا تک محدود ہے - لیکن بعض لوگ ہیں تو اسی مرد دنیا کے طلبگار مگر وہ اسپر دین کی چادر ڈالتے ہیں جب اس چادر کو اوٹھایا جاوے تو وہی نجاست اور بدبو موجود ہے یہ گروہ پہلے گروہ کی نسبت زیادہ خطرناک اور نقصان رسان ہے اکثر لوگ جب ان دینداروں کی حالت کو دیکھتے ہیں تو وہ دہریے ہوجاتے ہیں اسلئے کہ انکے اعمال کو انکے اقوال کے ساتھہ کچھہ بھی تعلق نہیں ہوتا - سننے والے جب انکی باتوں کو سنکر پھر انکے اعمال کو دیکھتے ہیں تو انکا ایمان بالکل جاتا رہتا ہے اور وہ دہریے ہو جاتے ہیں میں دیکھتا ہوں اسوقت قریبًا علماء کی یہی حالت ہورہی ہے لم تقولون ما لا تفعلون کے مصداق اکثر پائے جاتے ہیں اور قرآن شریف پر بگفتن ایمان رہ گیا ہے ورنہ قرآن شریف کی حکومت سے لوگ نکلے ہوئے ہیں - احادیث سے پایا جاتا ہے کہ ایک وقت ایسا آنیوالا تھا کہ قرآن آسمان پر اوٹھہ جائیگا - میں یقینًا جانتا ہوں کہ یہہ وہی وقت آگیا ہے - حقیقی طہارت اور تقویٰ جو قرآن شریف پر عمل کرنے سے پیدا ہوتا ہے آج کہاں ہے؟ اگر ایسی حالت نہ ہوگئی ہوتی تو خدا تعالے اس سلسلہ کو کیوں قایم کرتا + ہمارے مخالف اس بات کو نہیں سمجھہ سکتے لیکن وہ دیکھہ لیں گے کہ آخر ہماری سچائی روز روشن کیطرح کہل جائیگی - خدا تعالے خود ایک ایسی جماعت طیار کررہا ہے جو قرآن شریف کے ماننے والی ہوگی - ہر ایک قسم کی ملونی اس میں سے نکال دی جائیگی - اور ایک خالص گروہ پیدا کیا جاوے گا - اور وہ یہی جماعت ہے اسلئے میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ تم خدا تعالے کے احکام کے پورے پابند ہوجاؤ اور اپنی زندگیوں میں ایسی تبدیلی کرو جو صحابہ کرام نے کی تھی ایسا ہو کہ کوئی تمہیں دیکھکر ٹھوکر کہا دے - ہاں میں یہ بھی کہتا ہوں کہ ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ افترا اور کذب کے سلسلہ سے الگ ہوجاوے پس تم دیکھو اور سمجھو کہ یہ سلسلہ جو قایم ہوا ہے کیسے وقت پر قائم ہوا ہے میں جانتا ہوں کہ جب خدا تعالے کا فضل ہوتا ہے اور زمین پر بارش ہوتی ہے تو جہاں مفید اور نفع رسان بوٹیاں اور پودے پیدا ہوتے ہیں اسکے ساتھہ ہی زہریلی بوٹیاں بھی پیدا ہوجاتی ہیں - اسوقت خدا تعالے کا کلام اتر رہا ہے اور آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں چونکہ ایک سلسلہ حقہ قائم ہوا ہے ضروری تھا کہ اسکے ساتھہ جھوٹے مدعی اور مفتری بھی ہوتے جو اکثروں کو گمراہ کرتے - پس ہر شخص کا فرض ہے کہ اسوقت خدا تعالے سے کشود کار کے لئے دعا کرے اور دعاؤں میں لگا رہے ہمارے سلسلہ کی بنیاد نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ پر ہے پھر اس سلسلہ کی تائید اور تصدیق کے لئے اللہ تعالے نے آیات ارضیہ اور سماویہ کی ایک خاتم لگادی ہے یہہ بخوبی یاد رکھو کہ جو شخص خدا تعالے کی طرف سے آتا ہے اسے ایک مہر دیجاتی ہے اور وہ مہر محمدی مہر ہے جسکو عاقبت اندیش مخالفوں نے نہیں سمجھا -

میں بڑے یقین اور دعوے سے کہتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کمالات نبوت ختم ہوگئے وہ شخص جھوٹا اور مفتری ہے جو آپ کے خلاف کسی سلسلہ کو قایم کرتا ہے اور آپ کی نبوت سے الگ ہوکر کوئی صداقت پیش کرتا اور چشمہ نبوت کو چھوڑتا ہے میں کھول کر کہتا ہوں کہ وہ شخص **لعنتی** ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا آپ کے بعد کسی اور کو نبی یقین کرتا ہے - اور آپ کی ختم نبوت کو توڑتا ہے - یہی وجہ ہے کہ کوئی ایسا نبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آسکتا جسکے پاس وہی مہر نبوت محمدی نہو - ہمارے مخالف الرائے مسلمانوں نے یہی غلطی کہائی ہے کہ وہ ختم نبوت کی مہر کو توڑکر اسرائیلی نبی کو آسمان سے اتارتے ہیں اور میں یہ کہتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور آپ کی ابدی نبوت کا یہ ادنے کرشمہ ہے کہ تیرہ سو سال کے بعد بھی آپ ہی کی تربیت اور تعلیم سے مسیح موعود آپ کی امت میں وہی مہر نبوت لیکر آتا ہے - اگر یہہ عقیدہ کفر ہے تو پھر میں اس کفر کو عزیز رکھتا ہوں لیکن یہ لوگ جنکی آنکھیں تاریک ہوگئی ہیں جنکو نور نبوت سے حصہ نہیں دیا گیا اسکو سمجھہ نہیں سکتے اور اس کو کفر قرار دیتے ہیں حالانکہ یہہ وہ بات ہے جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کمال اور آپ کی زندگی کا ثبوت ہوتا ہے

غرض

ہر مامور اور راستباز کو اللہ تعالے ایک نشان نبوت دیتا ہے اور وہ وہ آیات ارضیہ اور سماویہ ہوتے ہیں جو اسکی تائید اور تصدیق کیلئے ظاہر ہوتے ہیں اور خدا کا فضل ہے کہ اس نے میری تائید اور تصدیق میں ایک دو نہیں لاکہوں لاکھہ نشان ظاہر کئے ہیں - کوئی دیکھنے والا بھی ہو -

پھر میری **تائید** اور **تصدیق** اور اس سلسلہ کی سچائی کے لئے دلائل عقلیہ موجود ہیں کاش یہ لوگ اگر نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ سے ناواقف نہیں تھے اور ان آیات ارضیہ اور سماویہ کو جو میری صداقت کے ثبوت میں میرے ہاتھہ پر ظاہر ہوئے نہیں دیکھہ سکتے تھے تو عقل ہی سے کام لیتے

ایسے ہی لوگوں کے متعلق قرآن کریم میں ذکر آیا ہے کہ جب وہ دوزخ میں داخل ہونگے تو اوسوقت انکی آنکھیں کہلیں گی اور اپنی غلطی پر اطلاع ہوگی تو کہیں گے

لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ

اے کاش اگر ہم سنتے اور پھر سنکر عقل سے کام لیتے تو ہم جہنمی نہ ہوتے -

میں کہتا ہوں کہ اگر دوسرے امور پر نظر نہ بھی کریں تو ایک ضرورت موجودہ ہی ایسی ہے جو میری سچائی پر مہر کردیتی ہے کیا اس طوفان اور جنگ کے وقت جب عیسائیوں نے اسلام کو نابود کرنا چاہا ہے اور ہر طرف سے اور ہر رنگ سے اسپر حملے کررہے ہیں ہزاروں لاکہوں اخبارات اور رسالے ۶ ماہ مخالفت میں شایع کررہے ہیں اسلئے کہ اسلام انکی راہ میں ایک روک اور پتھر ہے اسلام ہی انکی عیش میں تلخ ہے - اخبارات یورپ اپکار پکار کر کہتے اور وہان کے مدبر اور اہل الرائے اسلام ہی کو اپنی ترقی کی راہ میں روک قرار دیتے ہیں ایسی حالت میں اسلام کے نیست و نابود کرنے کی جسقدر فکر عیسائیوں کو ہوسکتی ہے اس سے وہ لوگ جو حجروں میں رہتے ہیں کب آشنا اور واقف ہوسکتے ہیں - وہ دیکھتے ہیں کہ آئے دن دو چار آدمی مسلمان ہوجاتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اسلام کی ترقی ہورہی ہے انہیں ان حملوں کی خبر نہیں جو مقدس اسلام پر مختلف رنگوں میں ہورہے ہیں عیسائیت کی بربادکن آگ اسلام کے گہر کو لگ چکی ہے -

۲۹ لاکھہ تو ایسے ہیں جو اس آگ کی نظر ہوچکے ہیں اور اسلام کے لخت جگر کہلاکر مسلمانوں کے گہروں میں پیدا ہوکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں کہڑے ہوکر وعظ کہتے ہیں - یہ تو علانیہ دشمن ہیں پھر ایک کثیر تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو گو کہلے طور پر عیسائی تو نہیں ہوئے - لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ انہیں اسلام کے ساتھہ کوئی محبت اور لگاؤ نہیں ہے وہ اسلام کے ارکان اور شعار پر ہنستے اور ٹھٹھے کرتے ہیں آئے دن اس میں لگے رہتے ہیں کہ جہانتک ممکن ہو اور بس چلے اسلام کے احکام نماز روزہ میں ترمیم کریں - اور اپنی تجویز اور تدبیر سے ایک ایسا اسلام پیدا کریں جسکے بانی مبانی وہ آپ ہی ہوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تعلیم کردہ اسلام سے خواہ وہ الگ ہی کیوں نہو - ان لوگوں کی حالت کسی صورت میں بھی عیسائیوں سے کم نہیں ہے - وہ اگر تم پہلا انکی وردی پہنتے ہیں میری سمجھہ میں نہیں آتا کہ ایک دشمن دین کی وردی وہ کیوں پہنتے ہیں اگر اسلام کے ساتھہ انہیں محبت اور پیار ہے -

اگر کوئی شخص ہماری جماعت سے نفرت کرتا ہے تو کرے لیکن اسے کم از کم غیرت اسلام کے تقاضا سے اور اسلام کی موجودہ حالت کے لحاظ سے یہہ بھی تو ضرور ہے کہ وہ کسی ایسی جماعت کو تلاش کرے اور اسکا پتہ دے جو حجج و براہین اور خدا تعالے کے تازہ بتازہ نشانات اور روشن آیات سے کسر صلیب کررہی ہو مگر میں دعوے سے کہتا ہوں کہ خواہ شرقًا غربًا شمالًا جنوبًا کہیں ہی چلے جاؤ - اُس جماعت کا پتہ بجز میرے نہیں ملیگا اسلئے کہ خدا تعالے نے اس غرض کے واسطے مجھے ہی **مبعوث** کرکے بہیجا ہے -

میرے دعوے کو سنکر نری بدظنی اور بدلگامی سے کام نلو - بلکہ تمہیں چاہئے کہ اسپر غور کرو اور منہاج نبوت کے معیار پر اسکی صداقت کو آزماؤ - انسان ایک پیسے کا برتن لیتا ہے تو اسکی بھی دیکھہ بہال کرتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ہماری باتوں کو سنتے ہی بغیر فکر کئے گالیاں دینی شروع کرتے ہیں - یہہ بہت ہی نامناسب امر ہے جو طریق میں نے پیش کیا ہے اسطرح میرے دعوے کو آزماؤ - اور پھر اگر اس طریق سے بھی تم مجھے **کاذب** پاؤ تو بے شک افسوس کے ساتھہ چہوڑ دو لیکن میں تمہیں دعوے سے کہتا ہوں کہ میں **مفتری** نہیں ہوں **کاذب** نہیں ہوں بلکہ

میں وہی ہوں

جسکا وعدہ نبیوں کی زبانی ہوتا چلا آیا ہے جسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا ہے - **وہی مسیح موعود ہوں** جو چودہویں صدی میں آنے والا تھا اور جو مہدی بھی ہے - مجھے وہی قبول کرتا ہے جسکو خدا تعالے اپنے فضل سے دیکھنے والی آنکھہ عطا کرتا ہے - اور یہ جماعت اب دن بدن بڑھ رہی ہے خدا چاہتا ہے کہ یہہ بڑھے پس یہ بڑھے گی - اور ضرور بڑھے گی -

خاص اطلاع

دفتر سے اخبار سب خریداران کے نام برابر ارسال کیا جاتا ہے جس صاحب کو اخبار نہ ملے - اوس کو چاہئے کہ جس ہفتہ کا اخبار نہیں ملا اوسی ہفتہ میں طلب کرے ورنہ بعد میں اخبار نہ ملنے پر کارخانہ بری الذمہ ہے -

www.aaiil.org

مسیح موعود جیت گیا دنیا چلا اٹھی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت اور شہادت پر اسقدر آیات ظاہر ہوئی ہیں کہ انکی نظیر ملنی مشکل ہوگئی ہے - اور جس جس قدر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظمت اور صداقت اور آپ کی زندگی کا ثبوت زبردست ہوتا جاتا ہے - زمانہ کی حالت بجائے خود حضرت مسیح موعود کی ضرورت ثابت کر رہی تھی اور انفسی اور آفاقی آیات الگ آپکی سچائی پر گواہ ہو رہے ہیں - اور

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین

این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

کی صداقت کھل رہی ہے مشرق ہی اسلئے حضرت کی صداقت پر نہیں بلا رہا - بلکہ مغرب سے ایسی آوازیں آرہی ہیں - جو آپ کی سچائی کا اعلان کر رہی ہیں - ذیل میں میں ولایت کے ایک عیسائی میگزین کے ایک مضمون کا ترجمہ دیتا ہوں جو روزانہ پیسہ اخبار نے شائع کیا ہے اسکو پڑھکر معلوم ہوجائیگا کہ کس طرح یہ عیسائی دنیا تسلیم کر رہی ہے کہ آنیوالا موعود مشرق سے آئیگا مجھے خود اس مضمون پر زیادہ لکھنے کی حاجت نہیں ناظرین غور سے اس مضمون کو پڑھیں تو انہیں معلوم ہوگا کہ حضرت مسیح موعود کا کشتی نوح طیار کرنا کیسا ضروری تھا - اور خدا تعالیٰ نے واقعی ہی آپ کا نام نوح رکھا ہے اور ایسے وقت یہہ نام رکھا کہ نہ یہہ طوفان تھا اور نہ اس کے حوادث اور لوازم ان باتوں کو دیکھکر اور ان آوازوں کو سنکر احمدیوں کی روح میں حمد الٰہی کیلئے ایک جوش پیدا ہوتا ہے کیونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ انہوں نے صادق کو قبول کیا ہے ایسا صادق جسکی سچائی کی آوازیں کرہ ارض کے دوسرے سرے سے آرہی ہیں - والحمد للّٰہ علےٰ ذالک - (ایڈیٹر الحکم)

آثار بد اور طوفان نوح ثانی کا احتمال

اس عنوان کا مضمون ولایت کے ایک مشہور و معروف میگزین میں کہ جس کی اشاعت دنیا کے ۷۰ ملکوں میں ہے اور " آرڈر آف دی کراس " کا آرگن ہے - چھپا ہے میگزین کا نام " ہیرلڈ آف دی کراس " ہے یہ میگزین اپنی آپ نظیر ہے مضامین ہمیشہ اعلےٰ پایہ کے ہوتے اور بنی نوع انسان کی روحانی تمدنی اور جسمانی فلاح کی ترقی کیواسطے شائع ہوتے ہیں - چنانچہ حسب ذیل " بطور مشتے از خروارے " درج کیا جاتا ہے جو ماہ اپریل کے پرچہ میں نکلا ہے - ایڈیٹر

مادہ اور روح کی معرکہ آرائی

مغرب کی سرزمین ان قوتوں کی جو روحانی افلاس اور مرگ کا موجب ہوتی ہیں رزمگاہ بن گئی ہے مغرب اسوقت ہرمگدون کے میدان کارزار کا نظارہ پیش نظر کر رہا ہے - جہاں ظاہری اور باطنی قواء کی فوجیں صف بستہ اور کیل کانٹے سے تیار نظر آتی ہیں - ہرمگدون کوئی مقام اور جگہ نہیں ہے بلکہ بطور استعارہ انسانی تہذیب کی ایک حالت کا نام ہے جسکو حضرت انسان نے اپنی بے دینی مکاری اور الحاد سے پیدا کر لیا ہے یہ حالت روحانی دنیا کی ہے - روح و مادہ کی جد و جہد مقدس ہے - اس کشمکش کا سبب یہ ہے کہ انسان متواتر روحانی اور الٰہی برکتوں اور نعمتوں کو قبول کرنے سے بضد انکار کرتا رہا ہے - کیونکہ اوس نے نفسانی خوشیوں کے واسطے تجسس کیا ہے اور اس خوشی پر لات مار دی ہے - جو تسخیر ارواح سے حاصل ہوتی ہے اور حقیقی راحت کہلانے کی مستحق ہے - خواہشات نفسانی کے تجسس نے اوسکے جسمانی خیالات کو بالکل وحشیانہ بنا دیا ہے - اوس نے سایہ کو وجود حقیقی تصور کیا ہے - جسمانی چیزوں کو حقیقی اور اصلی سمجھا اور روحانی چیزوں کو غیر حقیقی - اوس نے اپنے ایمان کو محسوسات سے وابستہ کر دیا - اور غیر محسوس اشیاء کی حقیقت نہ سمجھی +

جو معرکہ آرائی مشرق کو صدیوں پیشتر کرنی پڑی تھی وہی اسوقت مغرب کر رہا ہے کیونکہ اسوقت اقوام عالم کے درمیان وہی ارواح خبیثہ غالب ہیں جو کئی سو برس پیشتر تھیں اور جنھیں صداقت ان کی غلطی کرے گی انہی ارواح نے صدیوں پیشتر اہل مشرق کو گمراہ کیا تھا - اور نہایت خوفناک بربادی کی موجب ہوئی ہیں - انہی مادہ پرستی اور تجسس خواہشات نفسانی کی سیری کی ترغیب نے بندگان خدا کو گمراہ کر دیا تھا جنکی بد افعالیاں طوفان نوح کا موجب ہو چکی ہیں جنکا نام تاریخ عالم میں اٹلانٹس ہے - مگر وہ طوفان روحانی نوعیت کا تھا - اور حقیقت میں کچھ نہ تھا - اور جسکا نام اٹلانٹس ہے - وہ صرف اس طوفان کا ظاہری اثر تھا - جو ظاہری اور مادی دنیا پر ہوا تھا -

دوسرے طوفان نوح ہم کیونکر بچ سکتے ہیں ؟

اوسی قسم کا دوسرا ہیبت ناک حادثہ ضرور واقع ہوگا اگر مغرب اپنی طرز معاشرت کو نہ بدلے اس کرہ زمین پر پھر طوفان نوح نازل ہوگا کیونکہ اقوام عالم پر مادہ نے اپنا تسلط کر لیا ہے اگر یہی حالت رہی تو عالم ارضی پر اٹلانٹس پھر نازل ہوگا اور اس کو برباد کر دیگا کیونکہ اس عالم اور باشندگان عالم کی بہبودی کیلئے یہی مناسب ہوگا کہ اسکی حالت وہی ہو جو طوفان نوح سے پیشتر تھی اور یہ تغیر جب ہی واقع ہو سکتا ہے کہ قومیں صداقت اور نیکی کی راحت قلبی کے حاصل کرنے کی کوشش کریں -

یورپ کی ذمہ داری

مغرب کی ذمہ داری کی کوئی حد نہیں ہے وہ بہت بے قیاس ہے کیونکہ اوسکی طرز معاشرت پر اس دنیا کی آئیندہ حالت کا کل انحصار ہے - مغرب اس قابل ہے کہ وہ اقوام عالم کو خدا کے تخت کے پاس لائے کیونکہ یورپ کے ایمان کی عمارت نہ صرف ماضی پر ہی تعمیر ہوئی ہے بلکہ مسیح اسرائیل کے وجود نے اس عظیم الشان عمارت کو منور کر کے نئی صورت میں تبدیل کر دیا ہے مگر اتنیک یورپ بظاہر نا کام رہا ہے وہ اقوام روئے زمین کو خدا کے پاس لانے میں کامیاب نہیں ہوا ہے کیونکہ اوس نے اپنی روحانی طاقتوں کو مادہ کے دیوتا کی نظر کر دیا ہے یعنی تمام سعی کو ملک گیری مال و دولت اور نفسانی خوشیوں پر مرکوز کر رہا ہے اور معبود حقیقی سے منحرف ہو گیا ہے - مغرب کی بے قیاس مادی دولت نے اوس کے دل اور روح کو بالکل ناقص کر دیا ہے وہ قدرت کے کرشموں کی تلاش میں سرگردان پھرتا ہے مادہ کی الفت نے اوس کے دل میں گھر کر لیا ہے اور وہ خداوند عالم کی پاک ہستی کو محسوس کرنے کے ناقابل ہو گیا ہے قوت تلوار مادی دولت اور فطرتی کرشموں اور عجائبات کی غایت درجہ کی محبت نے روحانی دنیا کا دروازہ اسکے لئے بند کر رکھا ہے

نور جو دنیا کو منور کرنے میں کامیاب نہو سکا

اے ہمارے موجودہ مولد تجھکو سب سے زیادہ موقعے ملتے رہے ہیں تیری قوت و سطوت بے قیاس ہے تیرے زر و جواہر کے خزینہ نہایت عظیم الشان اور بے شمار ہیں تیری بدکاری کی کوئی حد نہیں ہے راحت حقیقی کا پیغام دنیا کو دینے میں تیرے بدکاروں کی آواز سب سے پُرزور اور بلند تر ہے تیری ذمہ واری کیسی عظیم اور غیر محدود ہے جسکے پاس بہت مال و دولت ہے اوسکا سب سے بڑا مواخذہ حشر کے دن ہوگا اور وہ دن قریب آرہا ہے جب تجھکو اپنی خدمت کا حساب خدا کے حضور دینا ہوگا اوس دن مشرق تیرا انصاف کرنیکے لئے مقرر کیا جائیگا کیونکہ تونے دعوے کیا کہ تو مشرق کو روشنی دینے والا اور نجات دلانے والا ہے مگر تونے اون قوموں کو خیکی دستگیری اور بہبودی کا بیڑا تونے اٹھایا تھا طرح طرح کی اذیتیں پہونچا کر ناک میں دم کر دیا جو روشنی تونے اونکو دی اوس نے اونکی سیاہی کو اور گہرا کر دیا کیونکہ برادرانہ الفت کی دولت نے جو تونے اونکو دی اقوام مشرق کو زیادہ مفلس بنا دیا کیونکہ مقدس ہمدردی کا زر جو تونے اونکو دیا تھا وہ غلامی کا بیتل نکلا تونے اونکو حقیقی شرافت کا خلعت پہنانے کی بجائے اون کے [illegible] چیتھڑے لا دے اون کی پاک اور بے غرضانہ ترین خدمت کرنے کے بجائے تونے اپنی روشنی سے ثابت کیا کہ تو اون سے غلاموں کی طرح من مانی خدمت کرانا چاہتا ہے تجھکو چاہیئے تھا کہ اپنے دل کی روحانی الفت کا ثبوت دیتا اور تو اون کو قائل کرتا کہ تیرا دل خدا کی پاک محبت کا مسکن ہے برخلاف اس کے تونے اپنی حیوانی اور وحشیانہ فطرت کا ثبوت دیا تو نے اپنی شکم پوری کے لئے درجہ ادنے کی مخلوق قتل کیا اور اون کو اپنے علم کے لئے عذاب میں ڈالا - جس سے ثابت ہوا کہ تو رحم اور خدا ترسی سے بالکل معرا ہے تجھکو چاہیئے تھا کہ تو خود کو ظاہر کرتا کہ تو حقیقی شریفوں اور عالی ہمت مردوں اور عورتوں کا وطن ہے مگر نہیں تونے اپنے آپ کو عشرت پسند اور نفس پرست نسل کا مسکن ثابت کیا تجھکو واجب تھا کہ تو اپنے آپ کو پاک ترین اور اعلیٰ ترین عقیدہ کا معتقد ثابت کرتا مگر تونے یہ ظاہر کیا کہ تو اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرنے کے سوا کچھ نہیں جانتا -

کیا تو مشرقی قوموں کو اپنے برخلاف بر سر فساد دیکھکر حیران ہے کیا وہ تیری حکمرانی سے اکتا گئے ہیں اور تیرے مذہب کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں یا در کھہ کہ وہ پیغام جو خدا تعالےٰ نے تجھکو دیگر اقوام عالم کے پاس بھیجا تھا وہ تجھ سے چھین لینے کا وقت آگیا ہے کیونکہ رات ہو چکی ہے - اور شاہ خاور مشرقی افق سے طلوع ہوا چاہتا ہے !!!

قہر الٰہی کی تجلیاں

ٹرکی میں سخت زلزلہ البانیا میں زلزلہ نے سنغوطری کو برباد کر دیا ایکسو آدمی ہلاک اور اڑھائی سو زخمی ہوئے -

نیٹال میں طوفان باد - ۵۰۰ ہندوستانی اور ۵۰ یورپین نیٹال کے طوفان باد میں ضائع ہوئے -

ہوا کا زور - ۲۹ مئی کی شام کو سدرن انڈین ریلوی جوار کونم سے جنگل پٹ کو جا رہی تھی ہوا سے الٹ گئی - مسافروں سے بھری ہوئی تھی -

زلزلہ کے جھٹکے - شملہ میں زلزلہ کے ابھی تک محسوس ہو رہے ہیں -

آندھی بارش اولے - لاہور میں ۳ جون کی رات کو سخت آندھی آئی - بارش اور اولے بھی برسے بجلی کی کڑک نہایت خوفناک تھی بارش کے ساتھہ اس زور سے اولے پڑتے تھے جیسا کہ پتھر پڑتے ہیں -

---

یہہ خوفناک نشان خدا تعالےٰ کی قہری تجلیوں کے ہیں مبارک وہ جو ان کو دیکھکر عبرت پکڑیں -

www.aaiil.org

ضرورت امام

گذشتہ اشاعت سے آگے

علماء نے اُس وقت کی طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کا کچھ پاس نہ کیا اور ایسے بے فکر ہو کر اپنے اوقات بسر کر رہے ہیں کہ گویا کبھی بھی کسی نے اپنے حجرہ سے نکل کر زمانہ کے مفاسد پر غور نہیں کیا کہ اس وقت اسلام پر کیا نازک وقت ہے یہ زمانہ مقابلہ کا زمانہ ہے بات بات میں کم بخشیں ہے مذہب بھی وہی سچا اور اعلیٰ ہوگا جو تمام موجودہ مذاہب کے مقابل پہلے نمبر پر ہے جس قدر مختلف مذاہب اس زمانہ میں ہیں ان کی نظیر کسی گذشتہ زمانہ میں پائی نہیں جاتی اسلئے تو ضروری ہوا کہ حسب فرمودہ الٰہی موجودہ زمانہ کا مصلح ایسے عظیم الشان ہو جسکے مبارک انفاس کی برکت سے اسلام کو کل موجودہ ادیان پر غلبہ ہو جائے۔ اے میرے سید و مولا صلے اللہ علیہ وسلم کی پیاری امت ذرا خدا کے لئے اپنے اپنے گھروں میں علیحدہ ہو کر سوچو تو سہی کہ اللہ تعالےٰ نے عین وقت پر تمہاری دستگیری کی ہے یا نہیں مجھے پختہ امید ہے کہ اگر آپ پاک دل لیکر اس رحیم مالک سے نہایت ابتہال کے ساتھ دعائیں مانگیں گے تو وہ کبھی بھی آپ کو محروم نہیں کریگا اور ضرور ضرور اس صادق امام کا پتہ دیدیگا جو آج سے بیس سال پیشتر انہیں مفاسد کا ازالہ کر رہا ہے خدا کے لئے ذرا اس کے خدمات پر نگاہ کرو اور مقابل پر اپنا سلوک بھی دیکھو اور پھر بتاؤ کہ کسی مفتری میں بھی اس اعلےٰ درجہ کا استقلال ہوا کرتا ہے کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ کسی مفتری کو اتنی بڑی لمبی مہلت ملی ہو کہ وہ آئے دن اللہ تعالےٰ پر افترا باندھتا چلا جائے اور خدا تعالےٰ اپنے قسمی وعدہ کی بھی پروا نہ کر کے اسکو ہلاکت سے بچاتا رہے اور ہر ایک مقابلہ میں اس کو فتح ہو گیا تم نہیں جانتے کہ مخالفین نے جب دیکھا معقولی طور سے کسی طرح اسکا مقابلہ نہیں کر سکتے تو تنگ آکر اسپر عدالتوں میں فوجداری مقدمات بنائے گئے تا اس نالائق طریق سے اسپر فتح پالیں پر ایسا کب ہو سکتا تھا وہ ذوالجلال قادر مطلق خدا جس نے اپنے ہاتھوں سے یہ باغ لگایا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ اس شاخ سے کیا کیا پھل آنے کو ہیں وہ اسکو ہر ایک مخالف ہوا سے ایسا بچا لیتا ہے دشمنوں کے سارے منصوبے خاک میں مل جاتے ہیں اور آخر کار فتح و نصرت کا تاج اسکے سر پر دہرا جاتا ہے۔ ورنہ سوچو اور غور کرو آخر ایک روز اس خالق کے روبرو ہو کر ان مخالفانہ کارروائیوں کا جواب دو گے یہ ہے نور من اللہ جسنے ہر ایک مخالفت کے باوجود بمقدر تکالیف کے باواز بلند پکارا ہے

اور ابھی تک اس عزیمت میں رات دن لگا ہوا ہے ذرا سوچ نہیں کھلتا کہ یہی صادق امام ہے جس کی خبر اللہ تعالےٰ نے اپنے پاک کلام میں اور اسکے پیارے برگزیدہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں آج سے تیرہ سو برس پیشتر دے رکھی تھی کہ وہ ایسے وقت میں آئیگا جبکہ چاروں طرف صلیبی مذہب کا غلبہ ہو اور اُسی کے ہاتھ سے کسر صلیب ہوگا اسی مناسبت سے اسکا نام عیسےٰ بن مریم رکھا گیا چونکہ اسکا یہ بھی پتہ دیا گیا تھا کہ اس زمانہ کے علماء کی حالت نہایت ہی ابتر ہو جائے گی جسے کہ قرآن ان کے حلقوم سے نیچے نہیں اُترے گا اور یہود کی طرح انپر بھی ظاہر پرستی غالب آجائے گی شریعت کے مغز کو چھوڑ دینگے اسلئے اس امام کو ان کی اصلاح بھی کرنی پڑے گی وہ انکی غلط کاریوں کے لئے انہیں ملزم ٹھیرائیگا اس لحاظ سے اس کا دوسرا نام مہدی رکھا گیا ہے اب اے اسلام کے سچے بہی خواہو تعصب کو چھوڑ دو اور اس صادق مصدوق کے پیچھے ہو جاؤ۔ اگر اس بادصرصر سے بچنا چاہتے ہو تو تم خوب جانتے ہو کہ اسکے ہاتھوں پر کیسے کیسے عظیم الشان باہیبت نشانات ظاہر ہوئے ہیں جن کی نظیر آپ لوگ کسی گذشتہ مجدد یا ولی کی سوانح میں دکھا نہیں سکتے تم نے اپنی آنکھوں سے ان نشانات کو پورا ہوتے دیکھ لیا ہے خسوف وکسوف حسب فرمودہ ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینے میں ہوئے سعد اللہ لدھیانوی آریوں اور دیگر لوگوں کے تین زندہ بُت ہمارے دیکھتے دیکھتے جہنم میں جھونکے گئے اور عنقریب بٹالہ کا مردہ خدا بھی اسی نار کا ایندھن ہوگا اب وقت ہے کہ سمجھو پھر جب خدا تعالےٰ کے وعدہ کا وقت آگیا تو پھر کچھ پیش نہ چلے گی تم دیکھتے ہو کہ طاعون کا دورہ کئی سال سے شروع ہے لاکھوں جانیں اسکا شکار ہو گئیں اسی قحط بھی ساتھ ساتھ لگا ہوا ہے حج کے راستے کئی سال تک بند رہے کیا ابھی بھی آپ صاحبوں کے نزدیک اس امر کا کوئی ثبوت نہیں ملا کہ وہ مصلح کہ جس کے لئے یہ سارے نشانات سماوی و ارضی ظہور میں آئے وہ وہی ہے جو اسوقت قادیان ضلع گورداسپور پنجاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کے نام مبارک سے اللہ تعالےٰ کے سچے اور زندہ مذہب کی تائید میں شب و روز کتابیں اور اشتہارات مفت تقسیم کر رہا ہے۔ اب میں اس چھوٹے سے مضمون کو ختم کرتا اور اس دعا پر ختم کرتا ہوں۔

اے میرے سچے مولا حی و قیوم خدا تو اپنے فضل و کرم سے مری قوم تک اس ایمان پہنچا

قدم رکھیو اور نیز میری اولاد کو جو اسوقت تو نے اپنے فضل و کرم سے عطا کی ہے اس امام برحق کا مرید کریو۔ میری یہ دلی آرزو ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ جس طرح تو نے آپ ہی میری دستگیری کر کے اسکی صداقتوں کو نقش کر دیا ہے ان کو بھی اس سیدھے راستے کا پتہ دیدیگا۔ اگرچہ وہ اسوقت بلوغت کو نہیں پہنچے۔ آمین ثم آمین۔

والسلام

امامنا المسیح

معروضہ خاکسار احمدی گجراتی از گلیکی ضلع گجرات

ایکہ شدی احمد عرش پایہ | صورتنائے تو ملائک سا
خواست خداوند جو عنقا دین | از پئے این کار نمودت پدید
لیک پئے حق ابنہ بہت کر | اینست ساندی ہیجا لکہ ند
برسر ہر کفر چو مردانہ مرد | حملہ نمائی و کنی قلعہ بند
حربۂ تو کشد اعجاز تست | بشکند اندر دہن دجل و ند
تیر دعائے سحر خیز تو | فوج سماوی ست نصرت پسند

دبدبۂ احمدیت شد بلند
زلزلہ در کوہ جو الا فگند

روئے تو مرآت احد لا شتباہ | شمسہ احمد شدہ ہمچو ماہ ۱
مبشم تو آئینہ توحید حق | از تو دو چل چہ بود دست ماہ ۲
ہست چہل بہر رسالت نشان | بود لو بینیہ بر سال شاہ ۳
بود الیہ تو القا اولا | احمد پاراست تو ایست پناہ ۴
این تو دو چل چو نہر نی کنی | آمدہ بر سال خلافت گواہ ۵
این القب نشست بچہ تیرا حد | لائے جو الا شد از وما آلہ

دبدبۂ مہدیت شد بلند
زلزلہ در کوہ جو الا فگند

بود مسیحائے موسیٰ جمال | آمدہ از بہر یہود ان کمال
لیک مسیحائے محمد کہ ہست | داد جز اسلام ہمہ را زوال
وعدۂ نو رست کہ کردہ ظہور | بدر کمال سے سمائے جلال
ختم رسل احمد مرسل ہو زاد | آمدہ بر قیصر و قصر شرح بال
اینست کمال کہ مسیحائے او | دو دم شاہی بہ فخر الجبال

دبدبۂ عیسویش شد بلند
زلزلہ در کوہ جو الا فگند

بود نشانہ کہ بہ ابد شگفت | وحی خدا بود کلائے نہفت
درج براہین کجلی الجبل | ہمہ از وردآوری نیز شگفت
ہم عفت الدیار محل و مقام | ذرہ معانیش بالہام سفت
باز بانداز بلاغ و نمار | راجفہ را یاد فرو دست گفت
وحی مسیح است بقرآن صحیح | ہاں وہ ایمان بانکار و مفت
مہدی و عیسیٰ است نشان ہمیں | عاقل و دانا نکند خواہ مفت

دبدبۂ احمدیش شد بلند
زلزلہ در کوہ جو الا فگند

کشتی نوح است بوقت عذاب | پیرزنی کامد آنجناب
بہر کہ طوفان نازل شدست | احمدیان حیلہ نجات از عقاب
رحمۂ ارحق است عذاب قلیل | کردہ بہ نشر کہ بشر انقلاب
لیک تو نوح است اندر بشتر | زلزلۂ دل برہ مستطاب
گر تو ہمی خواہی امان از بلا | دار امان است برآیم مآب
بیعت مہدی و مسیحائے حق | کردہ بخوان از سر صدق انتخاب

دبدبۂ احمدیت شد بلند
زلزلہ در کوہ جو الا فگند

نکاح کی ضرورت

۱۔ شیخ غلام احمد صاحب ایک معزز کھتری خاندان سے ہیں عرصہ سے نومسلم ہیں۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں رہنا ضروری سمجھتے ہیں اسی غرض کو پورا کرنے کے لئے شیر فروشی کرتے ہیں۔ اور اس حلال طیب روزی سے آسایش کے ساتھ بسر اوقات کرتے ہیں جہانتک میرا علم ہے وہ ایک صالح اور دیندار بھائی ہیں مزید حالات تسلی کے لئے حکیم الامتہ سے دریافت ہو سکتے ہیں۔ وہ اپنی شادی کے لئے کوئی قید بجز اسکے پیش نہیں کرتے کہ نیک بخت ماں باپ کی لڑکی ہو اور احمدی ہو قطع نظر اسکے کہ امیر ہو یا غریب۔ کسی خاندان اور قوم کی ہو۔

۲۔ میاں رحمت اللہ صاحب احمدی بنگہ ضلع جالندھر میں سبزی فروشی کرتے ہیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک سرگرم ممبر ہیں۔ تبلیغ سلسلہ کا خاص جوش اور مذاق ہے اور ایک معزز اور شریف آدمی ہے قوم آرائیں ہے آرائیں ایک مشہور اور معزز قوم ہے جو لاہور اور امرتسر جیسے شہروں میں کثرت سے آباد ہے۔ آمدنی معقول رکھتے ہیں اور جہانتک میرا ذاتی علم ہے وہ بڑے ہی مخلص اور اہل عمل ہیں اپنی قوم میں انکو کئی رشتے مل سکتے ہیں لیکن وہ احمدیوں ہی میں کرنا چاہتے ہیں۔ عمر ۳۳ یا ۳۴ سال سے زیادہ نہیں۔

۳۔ ڈاکٹر ممتاز علی خانصاحب بھی راجپوت قوم سے ہیں معزز عہدہ پر سپاہ میں ملازم ہیں پہلی بیوی کے مسلول ہونے کی وجہ سے دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں اپنی قوم اور خاندان میں انہیں بھی کئی رشتے مل سکتے ہیں۔ مگر وہ بھی احمدیوں ہی کو ترجیح دیتے ہیں انکے متعلق اگر کسی قسم کی خط و کتابت کرنا ہو تو خود صاحبان مذکور سے یا ایڈیٹر الحکم سے کی جاوے۔

میں امید کرتا ہوں کہ چودھری غلام احمد صاحب رئیس کاٹھ گڑھ اور میر حامد شاہ صاحب اور چودھری مولا بخش صاحب سیالکوٹ میں اور میاں نبی بخش نمبردار بلوند کی آلاشیان خاص طور پر ان معاملات میں سعی کرینگے اللہ تعالےٰ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

انی اوی القریۃ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہادر قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۶ر (۴) غیر مذاہب والونسے ۱۲ر (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عہ ۱۲

فہرست مضامین

(۱) نظم - دار الامان کا ہفتہ - تازہ الہامات - صفحہ اول
(۲) بے شرع وجودیوں کی حقیقت - صفحہ ۲
(۳) تفسیر القرآن من مسیح الزمان - صفحہ ۳ و ۴
(۴) شریعت اسلام وقانون دمنیکہ - صفحہ ۵ و ۶ و ۷
(۵) ایک نیا معترض - ترجمۃ القرآن سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبرین صفحہ ۸

درخواست نماز جنازہ

مکرمی چودہری مولا بخش صاحب احمدی سیالکوٹ سے مندرجہ ذیل دردناک خبر بہیجکر نماز جنازہ غایب کی درخواست کرتے ہین ہر جگہ کی احمدی جماعت مرحوم کیلئے جنازہ پڑہ دین۔

اخویم شیخ یعقوب علی صاحب سلمہ اللہ تعالے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مین آپکو ایک سخت صدمہ جانکاہ کی اطلاع دیتا ہون - کہ موضع چونڈہ تحصیل ظفروال ضلع سیالکوٹ کی احمدی جماعت کا سرتاج سلسلہ احمدیہ کا علمی نمونہ غریب احمدی بہائیون کا باپ سے زیادہ ہمدرد صلح کل - شکل وشباہت مین شاہزادہ دل کا حلیم چودہری غلام حسین خلف الرشید چودہری امین بخش ذیلدار متوفی مورخہ ۱۰ - جون بوقت ۱۱ بجے رات بعارضہ تپ محرقہ اس جہان سے کوچ کرگیا ہے - انا للہ وانا الیہ راجعون - اسکی نماز جنازہ ۴

نمبر ۲۱ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ - جون ۱۹۰۵ء مطابق ۱۳ - ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلے علے رسولہ الکریم

پیام شوق بجناب رسالتمآب حضرت خاتم انبیاء سید الاصفیاء فداہ ابی وامی صلعم

از خاکسار ابو یوسف محمد مبارک علی احمدی سیالکوٹی

اے صبا جاکر کے کہنا اُس حبیب پاک سے
کوئی بہی تجہہ سا نظر آتا نہین صاحب جمال
دعوئ ہمتائی جانان ہو بہلا کسکی مجال
صدمۂ فرقت سے ہون مضطر پریشان غم سے
پنجہ زن ہون تیرے دامان محبت سے حبیب
اب مدینہ مین بلا لو ہند سے مجہکو شتاب
ظالمون کے ہاتہہ سے آقا مرے لاچار ہون
مین بیان کس سے کرون کیفیت سوز و گداز
ہے مری حالت سے واقف خالق کون ومکان
ہے مجہے شاہا ترے روئے منور کی قسم
تونے دکہلایا ہے روزی طور سے اپنا جمال
جسنے پہچانا تجہے وہ بچگیا آفات سے
ہے حیات جاودان مربوط تیرے نام سے
مُرغ دل ممکن نہین صید حوادث ہو کبہی
چاک ہے فرقت سے دل چاک گریبان کیطرح
دہو رہا ہون شیشۂ دل دیدۂ نمناک سے
چشم پرنم سرمہ سا ہے تیرے در کی خاک سے
کس کو تاب ہمسری ہے سید لولاک سے
جان بلب آلودہ دامان ہون خس وخاشاک سے
ہون پنہ مین ..... مہدی دوران کی ہر سفاک سے
تنگ جان آئی ہے میری امت بیباک سے
رحم کر مجہپر چہوڑا اس درد وحشت ناک سے
کون ہے واقف مری اس حالت غمناک سے
تو شفیع عاصیان ہے اس جناب پاک سے
تیری ہی الفت امان ہے گردش افلاک سے
قادیان ہے جلوہ گر اب تیرے روئے پاک سے
ورنہ ممکن ہی نہین بچنا اُسے اہلاک سے
کنہ بالاتر ہے تیری فہم اور ادراک سے
دست قدرت نے اُسے باندہا تیرے فتراک سے
مرہم رحمت تری ہے چارہ گر اس چاک سے
ہین مبارک وہ - ہوئے جو تیرے مظہر کے غلام
ہے غلامی بہتر اونکو دولت و املاک سے

دار الامان کا ہفتہ

۱ - اعلٰے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت الحمد للہ نہفت اچہی ہے حضرت ام المومنین کی طبیعت بہی رو بصحت ہے - بزرگان ملت خدا کے فضل وکرم سے اچہے ہین ۱۵ - جون ۱۹۰۵ء کو حضرت حکیم الامتہ کی طبیعت ناساز ہوگئی اسہال آئے جسکی وجہ سے ضعف ہوگیا بعد ظہر مجہے عیادت کیلئے جانیکا موقعہ ملا + فرمایا مین موت سے ہرگز نہین گہبراتا - ایک لطیف مضمون شروع کیا تہا - جب ضعف زیادہ ہوا تو مجہے خیال آیا کہ یہ مضمون ناتمام رہا + مین کل پڑہ رہا تہا کہ یکدم ضعف کا غلبہ ہوگیا اور غش آگئی - ورنہ وہ ایسا لطیف موقع اور مضمون تہا کہ مین بہت کچہہ اسپر بیان کرنا چاہتا تہا فرمایا مینے ایک وصیت اس تکلیف کی حالت کو دیکہہ کر لکہی ہے عربی مین ہے جی چاہتا ہے کہ اسے شایع کردو - ترجمہ کردیا جاوے فرمایا میرے دل کو بڑا اطمینان رہتا ہے قرآن شریف میری غذا ہے مینے ۱۱ سے اپنی والدہ ماجدہ سے جنہون نے ۸۵ برس کی عمر تک قرآن شریف پڑہایا اور جو جب قرآن نہین پڑہا ہے میرے والد صاحب کی ایک بڑی زبردست آرزو تہی وہ چاہتے تہے کہ اعلٰے درجہ کا قاری رکہہ کر اس سے مجہے قرآن پڑہائین - اور یون تو مین انکی زندگی مین ہی قرآن شریف پڑہاتا اور حدیث کا درس دیتا وہ خود میرے درس قرآن کو سنتے تہے -"

یہہ چند باتین ہین جو حضرت حکیم الامتہ نے اسوقت کین ناظرین اندازہ کرسکتے ہین کہ کیسا نفس مطمئنہ ہے بیماری کی شکایت تکلیف اور کسی قسم کی گہبراہٹ یا اضطراب قطعًا ظاہر نہین کیا اگر کوئی بات کی ہے تو وہ جو آپ کے قرآن کریم کے ساتہہ خاص محبت اور الفت کو ظاہر کرتی ہے -

ایک اور بات مجہے دیکہنے کا موقع ملا - دوائی کہانیکے لئے پانی کی ضرورت تہی - ایک خادم نے صحن مین جاکر گہر مین کہا کہ مولویصاحب نے دوا کہانی ہے جلد پانی دو - فرمایا "جلد مت کہو" اللہ! اللہ کیسے اعلٰے درجہ کے اخلاق ہین یہ بہی فرمایا دوائی خدا نہین - مین اسلئے کہاتا ہون کہ سنت ہے بہرحال آپکو اسہال کیوجہ سے ضعف کی شکایت تہی - طبیعت الحمد للہ رو بصحت ہے -

۲ - میرے مکرم مخدوم ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب آگرہ سے سید محمد شاہ صاحب ماچہی واڑہ سے - حاجی شہزادہ عبد المجید صاحب ماسٹر عبد الرزاق صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر لودہانہ سے اور ہوشیارپور اور بعض دیگر مقامات سے اکثر احباب شرف زیارت کیلئے حاضر ہوئے -

۳ - موسمی حالت بدستور ہے - گردوباد کے طوفان آتے ہین ۱۳ - جون کی شب کو باغ مین موضع تیل کے چور پکڑے جن مین سے ایک پکڑا گیا -

تازہ الہامات

۲۰ جون ۱۹۰۵ء کو قبل ظہر بیان کیا کہ دو تین دن ہوئے الہام ہوا تہا - **مصر صحت**

۱۳ - جون ۱۹۰۵ء - آج صبح کیوقت مینے رویا مین پانچ سطرین

www.aaiil.org

بے شرع وجودیوں کی حقیقت

موضع تیماپور کے قریب ـ قصبہ گوگی میں وجودیوں کی ایک ٹولی ہے ـ اتفاقًا قصبہ مذکور میں ہمارے ایک احمدی بہائی مسمی محمد خواجہ صاحب کا جانا ہوا وہ وجودیوں کی سمع کی مجلس میں شریک ہوئے ـ ۱۲ بجے رات تک غزلیات پڑہی گئیں ـ احمدی بہائی نے انکی مجلس کی کیفیت خاکسار کے روبرو یوں بیان کی کہ اوس مجلس میں دلکو ایک سرور اور مزا حاصل ہوا ـ اور کل اہل مجلس توحید کے سرور میں مست پایا اون کی توحید بہت اچہی معلوم ہوتی ہے مگر اونکو نماز روزہ سے محبت نہیں ہے وہ کہتے ہیں جبتک انسان کو حضور قلب حاصل نہ ہو نری ٹکریں مارنے اور بھوکے مرنے سے فائدہ ہی کیا ہے ـ چنانچہ اوس مجلس میں ایک غزل یہ بہی پڑہی گئی جسکے دو شعر اسوقت مجہے یاد ہیں وہ یہ ہیں ؎

اگر ہے شوق ملنے کا سمجہہ کے رمز پاتا جا
جلادے خودنمائی کو بہسم کا رنگ لاتا جا

نہ جا مسجد نہ جا کعبہ نہ رکہہ روزہ نہ مر بھوکا
وضو کے توڑ کوزہ کو شراب شوق پیتا جا

اور اپنی تائید میں لاصلوۃ الا بحضور قلب سناتے ہیں اور اکثر مضامین کتاب کیمیائے سعادت سنایا کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ

خاکسار نے اون کے جواب میں کہا کہ وہ لوگ توحید کو جانتے ہیں مگر خداوندکریم کی اون کے دل میں قدر نہیں ہے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی اون کو کامل محبت حاصل نہیں شرع شریف کے احکام کو ایک کہیل سمجہتے ہیں تقوے اومیں نام کو نہیں ہوتا ـ غیر اللہ وغیرہ کہاتے ہیں بلکہ بعض مسکرات بہی جایز رکہتے ہیں تو احمدی بہائی نے کہا کہ وہ کہتے ہیں غیر اللہ ہے کہاں ـ جبتک انسان غیر کا اور خودی کا پردہ نہ اوٹھائے ہزار نماز پڑہے تو کیا ہوا ـ اسکو خدا کا دیدار حاصل نہیں ہوتا وہ یہاں بہی اندہا ہے اور وہاں بہی اندہا رہیگا ایک ساعت کی فکر ہزار برس کی عبادت سے بڑہکر ہے ـ ہم لوگ دل کے ساتہہ باطنی نماز پڑہتے ہیں ـ ؎

ظاہر کی خوب نہیں فرزانگی
خوب ہے اوس راہ کی دیوانگی

اور قرآن شریف کی کئی ایک آیت بہی پڑہکر سنائی اور مجہے بہی اپنے مرشد سے بیعت کرنے کی ترغیب دی میں سچ کہتا ہوں انکی مجلس میں میرے دل کو ایک مزا آیا ـ اسلئے انکا طریقہ بہی مجہے ٹہیک معلوم ہوتا ہے خاکسار نے کہا پہلے انسان کو اللہ کا ولی ہونیکے لئے کامل مرشد کی تلاش چاہئے ـ کامل مرشد کی علامت یہ ہے کہ وہ خدا سے مکالمات کا دروازہ کہولے اور اکثر دعائیں اوسکی قبول ہوں ـ مکالمات کا دروازہ کہلنے کی یہ نشانی ہے کہ اوسکی پیشگوئیاں پوری ہوں کیونکہ علم غیب سوائے خداوند تعالے کے اور کوئی نہیں جانتا ہاں وہ اپنے ولی کو مانگنے پر یا کبہی بے مانگے اپنے فضل وکرم سے کچہہ بتادیتا ہے وہ باتیں اون کی پوری ہوتی ہیں یوں تو خوش آواز سے قرآن شریف کی آیتیں فونوگراف میں بہرنے سے بہی دلکو ایک سرور آتا ہے کیا اس سے وہ باجا فونوگراف صوفی بن جائیگا ـ اب یہہ علامتیں کامل طور سے حضور اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوائے اسوقت روئے زمین پر کسی میں پائی نہیں جاتی اگر ہے تو کسی کو پیش کرکے میدان میں لائیں اون سے بڑہکر اب کوئی کامل مرشد واللہ کا ولی نہیں ہے اوس احمدی بہائی نے اس میری تقریر کو سنکر کہا کہ میں نے اون سے یہ باتیں کہی کہ ہمارے پیش امام صاحب نے (یعنی یہہ خاکسار) اپنی قبولیت دعا وغیرہ کی وہ جو کچہہ باتیں کہتے ہیں دس میں سے آٹھہ ضرور پوری ہوتی ہیں کیا یہ بات تمکو بہی حاصل ہے تو ایک نے کہا یہ اون کی کرامت ہے یا استدراج غرض اس تقریر کے بعد تیسری کو خاکسار نے دعا کی کہ خداوندا اون لوگوں کا حشر کیا ہوگا اون کا طریقہ صحیح ہے یا کیا اس عاجز پر کہولدے ـ رات کو قبل از تہجد خاکسار کو کشف میں یہہ دکہایا گیا کہ ایک جماعت ہنود کی صورت ولباس میں کوئی قوم کا بیڈر ہے کوئی حجام ہے کوئی دہوبی ہے وہ تمام کہانا کہانے کے لئے ایک مجلس میں بیٹہے ہیں عمدہ بریانی گوشت ومصالحہ وغیرہ ڈالے ہوئے اون کے سامنے برتنوں میں رکہے گئے ہیں ، وہ اون برتنوں میں سے ٹٹول ٹٹول کے نلیاں نکالکر اندر کا گودا کہاتے ہیں اور ہڈیوں کو پہینکدیتے ہیں اور اوس مصالحہ دار کہانے کی بہی کچہہ قدر نہیں کرتے ـ اتنے میں بیداری ہوئی تو خاکسار کو یہ خیال ہوا غالبًا اونکا طریق بہی ٹہیک معلوم ہوتا ہے یہہ اصل اور نازک چیز کو یعنی مغز کو کہاتے ہیں اور اونہوں نے جو عمدہ کہانے کی قدر نہیں کی وہ شرع شریف کی قدر نہ کرنے کی تعبیر لیگئی میں نے یہہ کشف ایک دوسرے احمدی بہائی مسمے محمد سرمست صاحب مدرس کے سامنے بیان کیا انکو بہی کچہہ تصوف کا خیال تہا اونہوں نے کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اون میں بہی کچہہ خوبی ہے وہ اصل مغز کو لئے ہوئے ہیں اسلئے وہ اپنی تائید میں یہ شعر بہی سنایا کرتے ہیں ؎

ماز قرآں مغز را برداشتیم
استخواں پیش سگاں انداختیم

مگر وہ شرع شریف کے پابند نہیں ہوتے وہ سب شرع کے احکام کو پوست سمجہتے ہیں مغز ملنے کے بعد پوست کی حاجت کیا ہے اتنی باتیں ہونیکے بعد خاکسار مسجد میں ممبر کو تکیہ دیکے بیٹہا ہوا تہا وہ صاحب اخبار البدر دیکہہ رہے تہے خاکسار کو اوسی وقت ایسے وجودیوں کی نسبت تہوڑی سی غنودگی کی حالت میں یہہ الہام ہوا کہ (رانڈبازی کرتے ہیں) ابہی وہ مدرس صاحب اخبار کا ایک کالم بہی پورا نہیں دیکہے ہوئے تہے اون سے کہدیا دیکہو ابہی اون وجودیوں کی نسبت یہ الہام ہوا کہ (وہ رانڈبازی کرتے ہیں) یعنی اون کی توحید اور ہماری توحید میں یہی فرق کہ ہمارا تعلق خداوندکریم سے جایز طور پر ہے اور اون کا تعلق ناجایز طور پر یعنی جیسے عورت ومرد کے جوڑے کا آپس میں تعلق ہوتا ہے ویسی ہی خداوندکریم سے بندہ کا تعلق ہے ہم لوگ تعلق پیدا کرنے کے لئے کیا کرتے ہیں ـ عقدخوانی کی مجلس قایم کرکے طرفین سے ایجاب وقبول کرواتے ہیں مہر کی تعداد وگواہ بہی مقرر کرکے عورت سے مزا حاصل کرتے ہیں مگر وہ لوگ اس کے خلاف یہ کہتے ہیں کہ سارا تعلق دل سے ہے ظاہرا کہنے اور کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے وہ عورت ہی ہم سے راضی ہوگئی اور ہم بہی دل کے ساتہہ اوس سے راضی ہوگئے یہہ ایجاب وقبول ہے ـ اور آزو بازو والے پڑوسیوں کو معلوم بہی ہے کہ ہم اوس عورت کے ساتہہ تعلق رکہتے ہیں گویا یہ بجائے گواہ کے ہیں ہم جو اوسکو خرچی دیتے ہیں وہ بجائے مہر کے ہے بہرا یسے دوسری باتوں کی جو ظاہرا نکاح کے وقت کئے جاتے ہیں وہ سب لوگوں کو دکہانے کے ہیں اوسکی ضرورت ہی کیا ہے نکاح میں تین فرض جو تہے وہ تو ہم سے ادا ہوئے زبانی نہیں بلکہ دل سے راضی ورضامندی کیساتہہ بہلا اون کے اس کہنے سے یہ دونوں تعلقات پیدا کرنیوالے یعنی رانڈبازی ونکاح کرنے والے برابر ہوسکتے ہیں ؟ ہرگز نہیں ہوسکتے اس خاکسار کے الہام میں کئی ایک نکات ہیں وہ یہ ہیں کہ جو لوگ ظاہرا بموجب احکام شرع شریف نکاح کے ساتہہ تعلق پیدا کرتے ہیں وہ آتشک وسوزاک وغیرہ مہلک بیماریوں سے محفوظ رہتے ہیں جو لوگ بخلاف اسکے فقط عشق بازی سے تعلق پیدا کرتے ہیں وہ اون بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں ایسا ہی اونکو بہی ایک طرح کے دوزخ کی آگ کی جلن بہگتنی پڑیگی نیز جو تعلق عورت ومرد کا نکاح سے ہوتا ہے وہ ہمیشہ کے لئے ہوتا ہے اور جو تعلق خلاف شرع ہوتا ہے وہ تہوڑے دنوں کے لئے ـ ایسا ہی جو لوگ شرع شریف کے تابع ہوتے ہیں اون کا تعلق اللہ اور اوس کے رسول حبیب کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ ہر ایک حرکات وسکون کیوقت ہمیشہ وہر وقت رہتا ہے چونکہ وہ اپنے ہر ایک کام کے پہلے یہہ دیکہہ لیتے ہیں کہ وہ خدا کی رضامندی کے لئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے موافق ہے یا نہیں ـ اور اوسمیں تقوے کی کونسی راہ ہے ان بے شرع وجودیوں کا تعلق خداوندکریم سے فقط راگ ورنگ کے وقت ہی رہتا ہے باقی اوقات ان کے نفس پرستی میں گذرتے ہیں نیز اللہ اور بندہ کی دونوں کے ملاپ سے ایک تیسرا نور پیدا ہوتا ہے وہ روح القدس ہے جس کیوجہ سے الہام کا دروازہ کہلتا ہے وہ نور گویا بطور ابن کے ہے مگر ناجایز طور سے جو تعلق ہوتا ہے اکثر اونکی اولاد سے محروم رہتے ہیں اگر ایک آدہ بچی خواہ بہی آجائے تو حمل ساقط کیطرح وہ بہی ساقط الاعتبار ہوتا ہے اگر ایک آدہ اولاد بہی ہوجائے تو کیا وہ حقیقی نکاحی اولاد کا مقابلہ کرسکتی ہے ؟ ہرگز نہیں ـ نیز عورت ومرد میں شرع شریف کی رو سے جو تعلق پیدا ہوتا ہے اون کے آپس کے برتاؤ میں ایک دوسرے کی عزت وبزرگی ظاہر ہوتی ہے بخلاف اسکے ناجایز تعلق کا جو برتاؤ ہوتا ہے وہ ٹہٹول وہنسی وبے عزتی کا سبب ہوا کرتا ہے سوچو اور سوچتے جاؤ ہر دو کشف والہام مذکورہ میں بہت سارے نکات اور بہی ہاتہہ آئینگے ـ یہ تمام تقریر اس خاکسار کی سنکر بعض احمدی بہائیوں کے دلوں میں جو کچہہ اوہام باطلہ ان وجودیوں کی نسبت تہے اون سبہوں نے اوس سے توبہ کرلی یہہ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کا فضل وکرم اور مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی کا طفیل جو خداوندکریم نے اس مسئلہ کی اصل حقیقت کو بتادیا ـ الحمد للہ علے ذالک ـ

خاکسار عبداللہ ابن امام الدین حاجی سوداگر
تیماپور ضلع لنگسگور

ضروری درخواست

برادران منشی محمد یوسف صاحب خواجہ ظفر حسین صاحب متعلمان ہاسپٹل اسٹنٹ کلاس کا آخری امتحان ۲۱ جون ۱۹۰۵ء کو شروع ہے ـ لہذا جملہ ناظرین اخبار الحکم وقوم احمدی کی خدمت میں مودبانہ گذارش ہے ـ کہ ہر دو برادران کی کامیابی کے لئے درگاہ ایزد متعال میں دعا فرمائی جاوے ـ

والسلام
عریضہ نیاز خاکسار حسن علی
متعلم ہاسپٹل اسٹنٹ کلاس احاطہ چائنہ ہل
متصل میڈیکل کالج لاہور
۵ ـ جون ۱۹۰۵ء

www.aaiil.org

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

گذشتہ اشاعت سے آگے

اور قرآن شریف اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہود ہوجانا بھی انکے نصیب مین ہے تو اس صورت مین خدا کے فضل کا خود یہ مقتضاء ہونا چاہیئے تہا کہ جیسے گذشتہ نصاریٰ سے انہون نے بُری چیزین لین اسی طرح وہ نیک چیز کے بھی وارث ہون اسی لئے خدا نے سورۂ فاتحہ مین آیت اھدنا الصراط المستقیم مین بشارت دی کہ اس امت کے بعض افراد انبیاء گذشتہ کی نعمت بھی پائینگے نہ یہ کہ نرے یہودی بنین یا عیسائی بنین اور ان قومون کی بدی تو لے لین مگر نیکی نہ لے سکین اسی کیطرف سورۂ تحریم مین بھی اشارہ کیا ہے کہ بعض افراد امت کی نسبت فرمایا ہے کہ وہ مریم صدیقہ سے مشابہت رکہین گے جس نے پارسائی اختیار کی تب اوس کے رحم مین عیسیٰ کی روح پہونکی گئی اور عیسےٰ اس سے پیدا ہوا اس آیت مین اسبات کیطرف اشارہ تہا کہ اس امت مین ایک شخص ہوگا کہ پہلے مریم کا مرتبہ اوسکو ملے گا پھر اوسمین عیسےٰ کی روح پہونکی جاوے گی تب مریم مین سے عیسےٰ نکل آئیگا یعنے وہ مریمی صفات سے عیسوی صفات کیطرف منتقل ہوجائیگا گویا مریم ہونے کی صفت نے عیسیٰ ہونے کا بچہ دیا اور اس طرح پر وہ ابن مریم کہلائیگا جیسا کہ براہین احمدیہ مین اول میرا نام مریم رکہا گیا اور اسی کی طرف اشارہ ہے الہام صفحہ ۲۴۱ مین اور وہ یہ ہے کہ انّی لکِ ھذا یعنے اے مریم تو نے نعمت کہان سے پائی اور اسی کیطرف اشارہ ہے صفحہ ۲۲۶ مین یعنی اس الہام مین کہ ھزّی الیک بجذع النخلۃ یعنے اے مریم کہجور کے تنہ کو ہلا۔ اور پھر اسکے بعد صفحہ ۴۹۶ براہین احمدیہ مین یہ الہام ہے یا مریم اسکن انت وزوجک الجنۃ نفخت فیک من لدنی روح الصدق یعنی اے مریم تو مع اپنے دوستون کے بہشت مین داخل ہو مینے تجہہ مین اپنے پاس سے صدق کی روح پہونکدی۔ خدا نے اس آیت مین میرا نام روح الصدق رکہا یہ اس آیت کے مقابل پر ہے کہ نفخنا فیہ من روحنا۔ پس اسجگہ گویا استعارہ کے رنگ مین مریم کے پیٹ مین عیسیٰ کی روح جا پڑی جسکا نام روح الصدق ہے پھر سب کے آخر صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ مین وہ عیسےٰ جو مریم کے پیٹ مین تہا اسکے پیدا ہونیکے بارہ مین یہ الہام ہوا۔ یا عیسیٰ انّی متوفیک ورافعک الیّ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمہ۔

اس جگہ میرا نام عیسےٰ رکہا گیا اور اس الہام نے ظاہر کیا کہ وہ عیسےٰ پیدا ہوگیا جسکے روح کا نفخ صفحہ ۴۹۶ مین ظاہر کیا گیا تہا۔ پس اس لحاظ مین عیسےٰ بن مریم کہلایا کیونکہ میری عیسوی حیثیت مریمی حیثیت سے خدا کے نفخ سے پیدا ہوئی دیکہو صفحہ ۴۹۶ اور صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ۔ اور اسی واقعہ کو سورۃ تحریم مین بطور پیشگوئی کمال تصریح سے بیان کیا گیا ہے کہ عیسےٰ ابن مریم اس امت مین اسطرح پیدا ہوگا کہ پہلے کوئی فرد اس امت کا مریم بنایا جائیگا اور پھر بعد اسکے اس مریم مین عیسےٰ کی روح پہونک دی جائیگی۔ پس وہ مریمیت کے رحم مین ایک مدت تک پرورش پاکر عیسیٰ کی روحانیت مین تولد پائیگا اور اس طرح پر وہ عیسےٰ بن مریم کہلائیگا یہ وہ خبر محمدی ابن مریم کے بارے مین ہے جو قرآن شریف یعنی سورۃ تحریم مین اس زمانہ سے تیرہ سو برس پہلے بیان کی گئی ہے اور پھر براہین احمدیہ مین سورۃ التحریم کے ان آیات کی خدا تعالےٰ نے خود تفسیر فرمادی ہے قرآن شریف موجود ہے ایک طرف قرآن شریف کو رکہو اور ایک طرف براہین احمدیہ کو اور پھر انصاف اور عقل اور تقوےٰ سے سوچو کہ وہ پیشگوئی جو سورۃ تحریم مین تہی یعنے یہ کہ اس امت مین بھی کوئی فرد مریم کہلائیگا اور پھر مریم سے عیسےٰ بنایا جائیگا گویا اسمین سے پیدا ہوگا۔ وہ کس رنگ مین براہین احمدیہ کے الہامات سے پوری ہوئی کیا یہ انسان کی قدرت ہے کیا یہ میرے اختیار مین تہا اور کیا مین اسوقت موجود تہا جبکہ قرآن شریف نازل ہو رہا تہا تا مین عرض کرتا کہ مجہے ابن مریم بنانے کیلئے کوئی آیت اتار دی جاوے اور اس اعتراض سے مجہے سبکدوش کیا جائے کہ تمہیں کیون ابن مریم کہا جاتا ہے اور کیا آج سے بیس بائیس برس پہلے بلکہ اس سے بھی زیادہ میریطرف سے یہ منصوبہ ہوسکتا تہا کہ مین اپنی طرف سے الہام تراش کر اول اپنا نام مریم رکہتا اور پھر آگے چلکر افترا کے طور پر یہ الہام بناتا کہ پہلے زمانہ کی مریم کیطرح مجہہ مین بھی عیسےٰ کی روح پہونکی گئی اور پھر آخر کار صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ مین یہ لکہدیتا کہ اب مین مریم مین سے عیسےٰ بن گیا۔ اے عزیزو غور کرو اور خدا سے ڈرو ہرگز یہ انسان کا فعل نہین یہ باریک اور دقیق حکمتین انسان کے فہم اور قیاس سے بالاتر ہین اگر براہین احمدیہ کی تالیف کیوقت جسپر ایک زمانہ گذر گیا مجہے اس منصوبہ کا خیال ہوتا تو مین اوسے براہین احمدیہ مین یہ کیون لکہتا کہ عیسیٰ مسیح ابن مریم آسمان سے دوبارہ آئیگا سو چونکہ خدا جانتا تہا کہ اس نکتہ پر علم ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہوجائے گی اسلئے گو اوس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ مین میرا نام مریم رکہا پھر جیسا کہ

براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت مین مینے پرورش پائی اور پردہ مین نشو ونما پاتا رہا پھر جب اوسپر دو برس گذر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶ مین درج ہے مریم کی طرح عیسےٰ کی روح مجہہ مین نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ مین مجہے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہین بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۵۵۶ مین درج ہے۔ مجہے مریم سے عیسےٰ بنایا گیا پس اس طور سے مین ابن مریم ٹھیرا۔ اور خدا نے براہین احمدیہ کیوقت مین اس سرِّ خفی کی مجہے خبر نہ دی حالانکہ وہ سب خدا کی وحی جو اس راز پر مشتمل تہی میرے پر نازل ہوئی اور براہین مین درج ہوئی مگر مجہے اوس کے معنون اور اس ترتیب پر اطلاع نہ دی گئی اسواسطے مینے مسلمانون کا رسمی عقیدہ براہین احمدیہ مین لکہدیا تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ ہو وہ میرا لکہنا جو الہامی نہ تہا محض رسمی تہا مخالفین کے لئے قابل استناد نہین کیونکہ مجہے خود بخود غیب کا دعوےٰ نہین جبتک کہ خود خدا تعالےٰ مجہے نہ سمجہاوے سو اوسوقت تک حکمت الہی کا یہی تقاضا تہا کہ براہین احمدیہ کے بعض الہامی اسرار میرے سمجہہ مین نہ آتے مگر جب وقت آگیا تو وہ اسرار مجہے سمجہائے گئے تب مینے معلوم کیا کہ میرے اس دعوے مسیح موعود ہونے مین کوئی نئی بات نہین یہ وہی دعوےٰ ہے جو براہین احمدیہ مین بار بار بتصریح لکہا گیا ہے۔ اسجگہ ایک اور الہام کا بھی ذکر کرتا ہون۔ اور مجہے یاد نہین کہ مینے وہ الہام اپنے کسی رسالہ یا اشتہار مین شایع کیا ہے یا نہین لیکن یہ یاد ہے کہ صدہا لوگون کو مینے سنایا تہا اور میرے یادداشت کے الہامات مین موجود ہے اور وہ اوس زمانہ کا ہے جب کہ خدا نے مجہے پہلے مریم کا خطاب دیا اور پھر نفخ روح کا الہام کیا پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا تہا فاجاءھا المخاض الی جذع النخلۃ قالت یالیتنی متّ قبل ھذا وکنت نسیا منسیا یعنے پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے درد زہ تنہ کہجور کیطرف لے آئی یعنے عوام الناس اور جاہلون اور بے سمجہ علماء سے واسطہ پڑا جنکے پاس ایمان کا پہل نہ تہا جنہون نے تکفیر و توہین کی اور گالیان دین اور ایک طوفان برپا کیا تب مریم نے کہا کہ کاش مین اس سے پہلے مرجاتی اور میرا نام و نشان باقی نہ رہتا یہ اس شور کیطرف اشارہ ہے جو ابتداء مین مولویون کیطرف سے بہ ہیئت مجموعی پڑا

اور وہ اس دعوے کی برداشت نہ کرسکے اور مجہے ہر ایک حیلے سے انہون نے فنا کرنا چاہا تب اوسوقت جو کرب اور قلق نا سمجہون کا شور و غوغا دیکہکر میرے دلپر گذرا اسکا اسجگہ خدا تعالےٰ نے نقشہ کہیچ دیا ہے اور اسکے متعلق اور بھی الہام ہے جیسا لقد جئت شیئا فریا۔ ما کان ابوک امرء سوء وما کانت امک بغیا اور پھر اسکے ساتہ کا الہام براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۶ مین موجود ہے اور وہ یہ ہے۔ الیس اللہ بکاف عبدہ ولنجعلہ اٰیۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا۔ قول الحق الذی فیہ تمترون دیکہو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۶ سطر ۱۲ و ۱۳۔ **ترجمہ** اور لوگون نے کہا کہ اے مریم تو نے یہ کیا مکروہ اور قابل نفرین کام دکہلایا جو راستی سے دور ہے تیرا باپ اور تیری مان تو ایسے نہ تہے۔ مگر خدا ان تہمتون سے اپنے بندہ کو بری کرے گا اور ہم اسکو لوگون کے لئے ایک نشان بناوینگے اور یہ بات ابتداء سے مقدر تہی اور ایسے ہی ہونا تہا یہ عیسی بن مریم ہے جسمین لوگ شک کر رہے ہین یہی قول حق ہے۔ یہ سب براہین احمدیہ کی عبارت ہے اور یہ الہام اصل مین آیات قرآنی ہین جو حضرت عیسےٰ اور ان کی مان کے متعلق ہین۔ ان آیتون مین جس عیسےٰ کو لوگون نے ناجائز پیدائش کا انسان قرار دیا ہے اوسکی نسبت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم اسکو اپنا نشان بنائینگے اور یہی عیسےٰ ہے جس کی انتظار تہی اور الہامی عبارتون مین مریم اور عیسےٰ سے مین ہی مراد ہون۔ میری نسبت [illegible] گیا کہ ہم اسکو نشان بناوینگے [illegible] کہا گیا کہ یہ وہی عیسےٰ بن مریم [illegible] والا تہا جس مین لوگ شک کرتے [illegible] یہی حق ہے اور آنے والا یہی ہے اور شک [illegible] محض نافہمی سے ہے جو خدا کے اسرار کو نہین سمجہتے اور صورت پرست ہین حقیقت پر ان کی نظر نہین۔

نوٹ + اس الہام پر مجہے یاد آیا کہ بٹالہ مین فضل شاہ یا مہر شاہ نام ایک سید تہے جو میرے والد صاحب سے بہت محبت رکہتے تہے اور بہت تعلق تہا جب میرے دعوی مسیح موعود ہونے کی کسی نے اون کو خبر دی تو وہ بہت روے اور کہا کہ ان کے والد صاحب بہت اچہے آدمی تہے یعنی یہ شخص کس پر پیدا ہوا ان کا باپ تو نیک مزاج اور افترا کے کامون سے دور سید ہا اور صاف دل مسلمان تہا ایسے ہی بہتون نے کہا کہ تم نے اپنے خاندان کو داغ لگایا کہ ایسا دعوےٰ کیا۔

www.aaiil.org

یہ بہی یاد رہے کہ سورہ فاتحہ کے عظیم الشان مقصدوں میں سے یہ دعا ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم اور جسطرح انجیل کی دعا میں خدا تعالیٰ سے وہ تمام نعمتیں مانگی گئی ہیں جو پہلے رسولوں اور نبیوں کو دی گئی تہیں یہ مقابلہ بہی قابل نظارہ ہے اور جس طرح حضرت مسیح کی دعا قبول ہو کر عیسائیوں کو روٹی کا سامان بہت کچہہ ملگیا ہے اسی طرح یہ قرآنی دعا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے قبول ہو کر اخیار و ابرار مسلمان بالخصوص ان کے کامل فرد انبیاء بنی اسرائیل کے وارث ٹہرائے گئے اور در اصل مسیح موعود کا اس امت میں سے پیدا ہونا یہ بہی اسی دعا کی قبولیت کا نتیجہ کیونکہ گو مخفی طور پر بہت سے اخیار و ابرار نے انبیاء بنی اسرائیل کی مماثلت کا حصہ لیا ہے مگر اس امت کا مسیح موعود کہلے کہلے طور پر خدا کے حکم اور اذن سے اسرائیلی مسیح کے مقابل کہڑا کیا گیا ہے تا موسوی اور محمدی سلسلہ کی مماثلت سمجہہ میں آجائے اسی غرض سے اس مسیح کو ابن مریم سے ہر ایک پہلو سے تشبیہ دی گئی ہے یہاں تک کہ اس ابن مریم پر ابتلا بہی اسرائیلی ابن مریم کیطرح آئے اول جیسا کہ عیسے ابن مریم محض خدا کے نفخ سے پیدا کیا گیا اسیطرح یہ مسیح بہی سورۃ تحریم کے وعدہ کے موافق محض خدا کے نفخ سے مریم کے اندر سے پیدا کیا گیا جیسا کہ ابن مریم کی پیدایش پر بہت شور اٹہا اور اندہے مخالفوں نے مریم کو کہا لقد جیئت شیئا فریا اسیطرح اسجگہ بہی کہا گیا او شور قیامت مچایا گیا اور جیسا کہ خدا نے اسرائیلی مریم کے وضع حمل کے وقت عیسیٰ کی نسبت یہ جواب دیا ولنجعلہ اٰیۃ للناس و رحمۃ منا وکان امرا مقضیا یہی جواب خدا تعالےٰ نے میری نسبت براہین احمدیہ میں روحانی وضع حمل کے وقت جو استعارہ کے رنگ میں تہا مخالفوں کو دیا اور کہا تم اپنے فریبوں سے اسکو نابود نہیں کر سکتے میں اسکو لوگوں کے لئے رحمت کا نشان بناؤنگا اور ایسا ہونا ابتداء سے مقدر تہا۔ اور پہر جس طرح یہودیوں کے علماء نے حضرت عیسے پر فتویٰ تکفیر کا لگایا اور ایک شریر فاضل یہودی نے وہ استفتاء طیار کیا دوسرے فاضلوں نے اوسپر فتویٰ دیا۔ یہانتک کہ بیت المقدس کے صدہا عالم و فاضل جو اکثر اہل حدیث تہے۔ انہوں نے حضرت عیسیٰ پر تکفیر کی مہریں لگادیں یہی معاملہ مجہہ سے ہوا اور پہر جیسا کہ اس تکفیر کے بعد حضرت عیسے کی نسبت یہی نہی انکو بہت ستایا گیا سخت سخت گالیاں دی گئیں تہمت ہوا اور بادگوئی میں کتابیں لکہی گئیں یہی صورت اسجگہ پیش آئی گویا اٹہارہ سو برس کے بعد وہی عیسے پہر پیدا ہوگیا اور وہی یہودی پہر پیدا ہو گئے۔

آہ یہی معنی تو اس پیشگوئی کے تہے غیر المغضوب علیہم جو خدا نے پہلے سے سمجہا دیا تہا مگر ان لوگوں نے صبر نہ کیا جبتک یہودیوں کیطرح مغضوب علیہم نہ بن گئے اس مماثلت کی ایک اینٹ تو خدا نے اپنے ہاتہہ سے لگا دی کہ مجہے عین چودہویں صدی کے سر پر جیسا کہ مسیح ابن مریم چودہویں صدی کے سر پر آیا تہا مسیح الاسلام کرکے بہیجا اور میرے لئے اپنے زبردست نشان دکہلا رہا ہے اور آسمان کے نیچے کسی مخالف مسلمان یا یہودی یا عیسائی وغیرہ کو طاقت نہیں کہ ان کا مقابلہ کرے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور خدا کی دی مقابلہ عاجز اور ذلیل انسان کیا کر سکے یہ تو وہ بنیادی اینٹ ہے جو خدا کیطرف سے ہے ہر ایک جو اس اینٹ کو توڑنا چاہے گا وہ توڑ نہیں سکے گا مگر یہ اینٹ جب اسپر پڑے گی تو اسکو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گی کیونکہ اینٹ خدا کی اور ہاتہہ خدا کا ہے اور دوسری اینٹ میرے مخالفوں نے طیار کرکے اوس کے مقابل پر رکہدی کہ میرے مقابل پر وہ کام کئے جو اسوقت کے یہودیوں نے کئے تہے یہانتک کہ میرے ہلاک کرنے کے لئے ایک خون کا مقدمہ بہی بنایا گیا جس کی میری خدا نے مجہے پہلے خبر دے دی تہی وہ مقدمہ جو میرے پر بنایا گیا وہ حضرت عیسے ابن مریم کے مقدمہ سے بہت سخت تہا کیونکہ حضرت عیسے پر جو مقدمہ کیا گیا اس کی بنا محض ایک مذہبی اختلاف پر تہی جو حاکم کے نزدیک ایک خفیف بات تہی بلکہ کچہہ بہی نہ تہی مگر میرے پر جو مقدمہ کہڑا کیا گیا وہ اقدام قتل کا دعوےٰ تہا اور جیسا کہ مسیح کے مقدمہ میں یہودی مولویوں نے جا کر گواہی دی تہی ضرور تہا کہ اس مقدمہ میں بہی کوئی مولویوں میں سے گواہی دیتا اسلئے اس کام کے لئے خدا نے مولوی محمد حسین بٹالوی کو انتخاب کیا اور وہ ایک بڑا لمبا جبہ پہن کر گواہی کے لئے آیا اور جیسا کہ سردار کاہن مسیح کو صلیب والوں کے لئے عدالت میں گواہی دینے کے لئے آیا تہا یہ بہی موجود ہوے صرف فرق اسقدر تہا کہ سردار کاہن کو پیلاطوس کی عدالت میں کرسی ملی تہی [illegible] یہودیوں کے معزز [illegible] گورنمنٹ رومی میں کرسی ملی تہی اور بعض امنین سے آنریری مجسٹریٹ بہی تہے اسلئے اس سردار کاہن نے عدالت کے قاعدوں کے لحاظ سے کرسی پائی اور مسیح ابن مریم ایک مجرم کی طرح عدالت کے سامنے کہڑا تہا لیکن میرے مقدمہ میں اس کے برعکس ہوا یعنی یہ کہ برخلاف دشمنوں کی امیدوں کے کپتان ڈگلس نے جو پیلاطوس کی جگہ عدالت کی کرسی پر تہا مجہے کرسی دی اور یہ پیلاطوس مسیح ابن مریم کے پیلاطوس کی نسبت زیادہ با اخلاق ثابت ہوا۔ کیونکہ عدالت کے امر میں وہ دلیری اور استقامت سے عدالت کا پابند رہا اور بالائی سفارشوں کی اوس نے کچہہ بہی پروا نہ کی اور قومی اور مذہبی خیال نے بہی اس میں کچہہ تغیر پیدا نہ کیا اور اوس نے عدالت پر پورا قدم مارنے سے ایسا عمدہ نمونہ دکہایا کہ اگر اس کے وجود کو قوم کا فخر اور احکام کے لئے نمونہ سمجہا جائے تو بیجا نہ ہوگا عدالت ایک مشکل امر ہے جبتک انسان تمام تعلقات سے علیحدہ ہو کر عدالت کی کرسی پر نہ بیٹہے تب تک اس فرض کو عمدہ طور پر ادا نہیں کر سکتا مگر ہم اس سچی گواہی کو ادا کرتے ہیں۔ کہ اس پیلاطوس نے اس فرض کو پورے طور پر ادا کیا۔ اگرچہ پہلا پیلاطوس جو رومی تہا اس فرض کو اچہے طور پر ادا نہیں کر سکا اور اوسکی بزدلی نے مسیح کو بڑی بڑی تکالیفوں کا نشانہ بنایا یہ فرق ہماری جماعت میں ہمیشہ تذکرہ کے لائق ہے۔ جبتک کہ دنیا قایم ہے اور جیسے جیسے یہ جماعت لاکہوں کروڑوں افراد تک پہنچے گی ویسے ویسے تعریف کیساتہہ اس نیک نیت حاکم کا تذکرہ رہیگا اور یہ اسکی خوش قسمتی ہے کہ خدا نے اس کام کے لئے اسکو چنا۔ ایک حاکم کے لئے کسقدر یہ امتحان کا موقعہ ہے کہ دو فریق اسکے پاس آویں کہ اون میں سے ایک اوس کے مذہب کا مشتری ہے اور دوسرا فریق وہ ہے جو اس کے مذہب کا مخالف ہے اور اوس کے پاس بیان کیا گیا ہے کہ وہ اوس کے مذہب کا سخت مخالف ہے لیکن اس بہادر پیلاطوس نے اس امتحان کو بڑے استقلال سے برداشت کر لیا اور اوسکو ان کتابوں کے مقامات دکہائے گئے جن میں کم فہمی سے عیسائی مذہب کی نسبت سخت الفاظ سمجہے گئے تہے اور ایک مخالفانہ تحریک کی گئی تہی مگر اوس کو پہر بہی کچہہ تغیر پیدا نہ ہوا کیونکہ وہ اپنی روشن کانشنس کی وجہ سے حقیقت تک پہونچ گیا تہا اور چونکہ اوس نے مقدمہ کی اصلیت کو سچے دل سے تلاش کیا اسلئے خدا نے اسکی مدد کی اور اوس کے دل پر سچائی کا الہام کیا اور اسپر واقعی حقیقت کہل گئی اور وہ اس سے بہت خوش ہوا کہ عدل کی راہ اوسکو نظر آگئی اوس نے مجہے محض عدل کے لحاظ سے مدعی کے مقابل پر کرسی دی اور جب مولوی محمد حسین جو سردار کاہن کیطرح مخالفانہ گواہی کے لئے آیا تہا مجہے کرسی پر بیٹہا ہوا پایا اور جس ذلت کو دیکہنے کے لئے میری نسبت اوس کی آنکہہ شوق رکہتی تہی آخر ذلت اوس نے نہ دیکہا تب مساوات کو غنیمت سمجہہ کر وہ بہی اوس پیلاطوس سے کرسی کا خواہشمند ہوا مگر اوس پیلاطوس نے اوسے ڈانٹا اور زور سے کہا کہ تجہے اور تیرے باپ کو کبہی کرسی نہیں ملی ہمارے دفتر میں تمہاری کرسی کے لئے کوئی ہدایت نہیں۔ یہ فرق بہی غور کے لائق ہے کہ پہلے پیلاطوس نے یہودیوں سے ڈر کر ان کے بعض معزز گواہوں کو کرسی دے دی اور حضرت مسیح کو جو مجرم کے طور پر پیش کئے گئے تہے کہڑا رکہا حالانکہ وہ سچے دل سے مسیح کا خیر خواہ تہا بلکہ مریدوں کی طرح تہا اور اوسکی بیوی مسیح کی خاص مرید تہی جو ولی اللہ کہلاتی ہے لیکن خوف نے اس سے یہاں تک حرکت صادر کرائی کہ ناحق بے گناہ مسیح کو یہودیوں کے حوالے کر دیا میری طرح کوئی خون کا الزام نہ تہا — (باقی آیندہ)

نوٹ * حضرت عیسے علیہ السلام کے وقت میں یہودی اگرچہ بہت فرقے تہے مگر جو حق پر سمجہے جاتے تہے وہ دو فرقے ہو گئے تہے۔

(۱) ایک وہ جو توریت کے پابند تہے اوسی سے اجتہاد کے طور پر مسائل استنباط کرتے تہے۔

(۲) دوسرا فرقہ اہل حدیث تہا جو توریت پر احادیث کو قاضی سمجہتے تہے یہ اہل حدیث اسرائیلی بلاد میں بہت پہیل گئے تہے اور ایسی ایسی حدیثوں پر عمل کرتے تہے جو اکثر توریت کی معارض اور نقیض تہی اور اون کی یہ حجت تہی کہ بعض مسائل شرع مثلاً عبادات اور معاملات اور قانون مجازات کے مسائل توریت سے ملتے نہیں ہیں اُنپر حدیثوں کی رو سے اطلاع ہوتی ہے اور حدیث کی کتاب کا نام طالمود تہا اور اس میں ہر ایک نبی کے زمانہ کی حدیثیں تہیں یہ حدیثیں مدت تک زبانی رہیں اور مدت کے بعد قلمبند ہوئیں اس لئے اون میں کچہہ موضوعات کا حصہ بہی مل گیا تہا اور بباعث اسکے کہ اوسوقت یہودیوں کے تہتر فرقے ہو گئے تہے اور ہر ایک فرقہ اپنی حدیثیں جدا جدا رکہتا تہا۔ اور محدثین نے توریت کی طرف توجہ چہوڑ دی اکثر حدیثوں پر عمل تہا اور توریت گویا متروک اور مہجور کی طرح تہی اگر حدیث کے مخالف آئی تو اوسکو مانا ورنہ اوسکو رد کیا۔ پس اس زمانہ میں حضرت عیسے علیہ السلام پیدا ہوئے اور اون کے مخاطب خاص طور پر اہل حدیث تہے جو توریت سے زیادہ حدیثوں کی عزت کرتے تہے اور یہود کے فرقوں میں پہلے خبر دی گئی تہی

شریعتِ اسلام اور قوانین وضعیہ

جن لوگون کو زمانہ کی تاریخ عام اور واقعات دنیا پر نظر ہے وہ جانتے ہین کہ اقبال و ادبار اور ترقی و تنزل درحقیقت ڈہلتی پہرتی چہاؤن ہے جسکو سکون و قرار نہ کبہی ہوگا - وہی قومین جو آج بڑی ٹہوکرین کہا رہی ہین اور نحوست و ادبار کی گہٹائین قضائے مبرم بنکر انکے سر پر منڈلاتی پہرتی ہین کل ہمراوج و اقبال تہین اور سعادت ہر وقت اونکا غاشیہ تہامے ہوئے نظر آتی تہی اور جو کل بالکل بے نام و نشان تہے اور کسی شمار و قطار مین نہ آتے تہے ذلت و خواری میز پڑے دن کاٹ رہے تہے وہی آج نامی و نام آور بنکر کوس "انا ولا غیری" بجا رہے ہین - اور اپنے مقابلہ مین کسیکو کچہہ نہین سمجہتے - اب زمانہ بہی جو کبہی اُن سے برسر پرخاش تہا اونہی کا حامی و ناصر بن رہا ہے اور اقبال بہی اونہی سے قول ہار چکا ہے - دنیا مین اب اگر کوئی بات بہی ہے تو انہی کی بات - باقی سب خرافات - اور عقل ہے تو انہی کی عقل اور سب نقل - اور نقل بہی نقل بے عقل - اب سے پہلے جب مسلمانون کا دور دورہ تہا اور انکی اقبال مندی کا ستارہ چمکتا تہا تو دنیا مین مشرق سے مغرب تک انہین کے عقل و تمدن کی روشنی تہی - اور اون کی بات بات انتخاب بلکہ لاجواب مانی جاتی تہی اون کی بے راہ روی بہی اورون کے لئے رہنمائی کا حکم رکہتی تہی اور اب وہی مسلمان ہین کہ انکی اچہائی بہی برائی ہے اور اونکی نیکی بہی بدی انکی جو بات ہے قابل گرفت ہے اور جو کام ہے سرتاپا عیب ہے - حتی کہ وہی خوبیان جنکا زمانہ گرویدہ رہ چکا ہے - اب عام نگاہون سے گر کر ہیچ پوچ ہوگئی ہین اور جنکو مسلمانون کی شاگردی پر ناز تہا وہ آج اونپر قہقہے لگاتے نظر آتے ہین اور وہی قومین جو کبہی سلسلہ جہالت مین جکڑی ہوئی تہین اور ذلت و خواری کا بوجہ اونکی گردنین توڑے ڈالتا تہا - اپنا قدیم چولا بدلکر عزت و اقبال کا لباس پہنے ہوئے اتراتی پہرتی ہین اب انہی کے علم و تمدن کا دور دورہ ہے اور انہی کی صنعت اور حرفت کی گرم بازاری چار دانگ عالم مین انہی کی آواز گونجتی سنائی دیتی ہے - علم و عمل پر انکا مالکانہ قبضہ ہے غرض کہ دنیا بہر کی خوبیان اب انہی کی ذات مین جمع ہوگئی ہین اور کوئی انکی نگاہون مین نہین جچتا - انکے نزدیک دنیا سب کی سب جاہل اور غیر متمدن ہے ان کے سوا تمدن و ترقی کے اصل راز کو کسی نے سمجہا ہی نہین مسلمانون کی نسبت ان قومون کا دعوے ہے کہ مسلمان اوسی تاریک زمانہ مین ترقی کر چکے - اب ہمارے جدید تمدن کے زمانہ مین ان کا پہنچنا محال ہے - کیونکہ اسلامی قانون انکو ترقی کے میدان مین قدم بڑہانے سے روکتا ہے اور وہ اُس قانون کی پابندی سے دست کش ہوتے نہین - اس لئے ترقی سے بہی ہمیشہ محروم رہین گے - کیونکہ ترقی کا دار مدار تو آج ٹہرا ہے - جدید تمدن پر اور آئین اسلام اوس سے بالکل متغائر ہین - مجبوراً یہی رائے قائم کرنی پڑتی ہے کہ مسلمان مسلمان رہکر دنیاوی ترقی نہین کر سکتے -

یورپ کی غیر جنس اور غیر مذہب قومین اگر مسلمانون کی نسبت ایسی رائے لگائین تو ایک حد تک مجبوری ہے تعصب اور غیریت آدمی کو پورا غور و خوض نہین کرنے دیتے - اسکے علاوہ اقبالمندی نے ان کے دماغ اور بہی عرش معلے پر پہونچا رکہے ہین - لیکن بڑا تعجب تو یہ ہے کہ یورپ کی تہذیب کا ہلکا اور پہیکا سا رنگ بہی جن مسلمانون کو چہو گیا ہے وہ بھی یورپ کے ہم آہنگ ہوکر یہی پکار نے سنائی دیتے ہین کہ اس زمانہ مین انسان تمدن اور ترقی کے اوس بلند تر درجہ پر پہونچ گیا ہے جو اسلامی قانون کی پست عمارت سے کہین بالاتر ہے اسلئے اگر مسلمان ترقی کر سکتے ہین تو یورپ کے تمدنی قانون کی پابندی سے کر سکتے ہین ان نوجوانون کا گویا یہ خیال ہے کہ اسلامی شریعت مین یورپ کے وضعیہ قانون کے اصول و مبادی موجود نہین - نہین یہ سب مخترعات جدید اور علماء یورپ کے نئے نئے اتاری ہوئی باتین ہین - جن تک علماء اسلام کی نظر بہی نہین پہونچی ہے - لیکن جس شخص کو اسلامی فقہ سے ذرا بہی واقفیت ہے وہ اچہی طرح جانتا ہے کہ اس قسم کی بے سروپا باتین مذہبی و علمی بیخبری کا نتیجہ ہین - ورنہ تمدنی و اجتماعی ضروریات کا وہ کونسا مرحلہ ہے جو ہمارے اسلاف طے نہین کر چکے - تمدن کی ہر شاخ کے اصول مبادی انہون نے تحقیق کئے اور انہی پر کاربند ہوکر اپنی ترقی سے دنیا کو حیرت مین ڈالدیا تہا - باوجودیکہ اس زمانہ کو ہزارہا سال گذر گئے - مگر اب بہی زمانہ کا قدم اس حد سے کچہ آگے نہین نکل سکا ہے - ہان یہ ضرور ہے - کہ وہ باتین جو تمدن و ترقی کا ذریعہ تہین ہم اپنی نالائقی سے کہو کر پیچہے ہٹ آئے ہین - اور یورپ انہی پر کاربند ہوکر اس معراج کمال کو پہونچ گیا ہے - یہ خود ہماری کوتہ نظری ہے کہ ہم قانونِ اسلام کو بدنام کرتے اور اپنا قصور اسکے سر تہوپتے ہین - اگر ہم قانون اسلام پر متجسسانہ نظر ڈالین اور گڑے ہوئے خزانون کو اپنی بوسیدہ کتابون سے نکالکر دیکہنے کی تکلیف گوارا کرین تو ہمکو ابہی یقین ہو سکتا ہے کہ اسلام مین ترقی و تمدن کے مبادی و اصول سب کچہہ باکمل وجوہ موجود ہین مگر اتنی تکلیف کون اٹہائے ؟ اور کون اتنی زحمت اپنے سر لے ؟ اس زمانہ مین ہماری بے خبری اور کوتہ نظری کی ایک بہت بڑی وجہ یہ پیدا ہوگئی ہے کہ ہماری معلومات کا مبنی صرف متاخرین کی تالیف و تصنیف ٹہرگئی ہین - اور انکا طرز بیان اسقدر ژولیدہ پُر از تعقید اور لفظی بحثون سے مملو ہے کہ پڑہنے والے کی طبیعت اُنہین دیکہتے دیکہتے اکتا جاتی ہے - اور مطلب کی بات بہت ہی کم نکلتی ہے اور کوہ کندن و کاہ برآوردن کی مثل صادق آتی ہے - اور اس زمانہ کی عام طبیعتون کا میلان اس طرف ہے کہ جو بیان ہو صاف و صریح ہو - مطالب مربوط و پیوستہ ہون - عبارت پیش نظر آتے ہی مطلب ذہن مین اتر آئے یہی وجہ ہے کہ جو لوگ فقہ اور قانون اسلام کی باریکیون کو سمجہنا چاہتے ہین مگر متاخرین کی بنائی ہوئی بہول بہلیان کے چکر مین آجاتے ہین اور منزل مقصود تک نہین پہونچ سکتے توہمات مین پڑجاتے ہین اگرچہ مسلمان زمانہ تنزل کی ابتداء سے ہی اس بلا مین گرفتار ہوچکے تہے لیکن پہر بہی قانون اسلام کے برخلاف زبان کہولنے کی کسی کو جرأت نہ ہوتی تہی اب چونکہ طبیعتون مین آزادروی کا جوش بہت بڑہ گیا ہے اور بدون استقراء تمام رائے قائم کرلینا ایک معمولی سی بات ہوگئی ہے اسلئے کچہہ بے باک ہوکر اور کچہہ شرماتے ہوئے دبی زبان سے کہہ گذرتے ہین کہ قانون اسلام ناقص ہے تمدن کی جزئیات تو کیا کلیات بہی بالاستیعاب اسمین موجود نہین - اب چونکہ زمانہ اسلامی قانون کی توجہ سے ۱۳ سو برس آگے نکل گیا ہے اس لئے اس مین بہی کچہہ تغیر و تبدل ہونا چاہئے - غرضیکہ قانون اسلام کے خلاف جو رائین قائم ہوتی ہین وہ اکثر لاعلمی کیوجہ قائم ہوتی ہین - اگر طالبانِ حق متاخرین کی کتابون کی جگہ متقدمین کی تصانیف کو ذریعہ تحقیق بنائین تو یقین ہے کہ اون کے دلون مین کبہی اسلام کے برخلاف کوئی خطرہ نہ گذرنے پائے - اور سمجہہ جائین کہ تمدن و ترقی کے تمام اصول و مبادی شرائع اسلام مین موجود ہین اور جنکے ذریعہ سے گذشتہ زمانہ مین مسلمان ترقی کرچکے ہین اب بہی اونہی کی پابندی سے عروج و اقبال اور کامل تمدن حاصل کر سکتے ہین - مختصر یہ کہ جاننے والی کے لئے اسلامی قانون مین تمام اصول و مبادی کامل ترین تمدن کے موجود ہین -

اسوقت متقدمین سے امام ابو یوسف کی ایک چہوٹی سی کتاب الخراج جو ہارون رشید کے ایماء سے لکہی گئی تہی ہمارے پیش نظر ہے - متقدمین کی ضخیم کتابون کے مقابلہ مین کتاب الخراج ایک چہوٹا سا رسالہ ہے لیکن اگر اسکے اہم مقاصد اور مفید مطالب پیش نظر رکہکر متاخرین کی ضخیم تر کتابون سے اسکا موازنہ کرین تو بلا تامل کہہ سکتے ہین کہ "ہرچہ بقامت کہتر بقیمت بہتر"۔ اس کتاب مین فقہی وغیر فقہی مسائل جو یورپ کے جدید قانون سے بالکل منطبق یا جزوی و فروعی تفاوت کے ساتہہ متحد المبادی ہین کثرت سے بہرے پڑے ہین - اونمین سے چند مسائل ہم اپنے اس مضمون مین درج کرین گے - تاکہ یورپ کے آئین و قوانین کے والہ و شیفتہ سمجہہ سکین کہ اسلاف اسلام کو جسقدر وہ قاطر النظر سمجہتے ہین وہ ہرگز ایسے نہ تہے بلکہ ضروریات تمدن مین سے اُنہون نے کوئی مہتم بالشان امر نہین چہوڑا ہے اور فقہ کے مسائل موجودہ زمانہ اور جدید طرز تمدن کے ہرگز مخالف نہین ہین - اور کوتہ نظرون کا یہ دعوے بالکل بے دلیل ہے کہ مسلمانون کو انکی دیرینہ شریعت اور بدیانہ فقہ موجودہ ترقی و تمدن سے روکتی ہے -

ہماری غرض اس بیان سے یہ ہے کہ مسلمان سمجہہ لین کہ فقہ اسلام اور قانون یورپ باہم بہت کچہہ متحد اور بہت کچہہ مشابہ ہے اور جو اختلاف یا جدت ہے وہ بہت ہی کم اور جزئیات مین ہے - بلکہ اگر ہم یہ بہی دعوے کرین تو کچہہ بیجا نہ ہوگا کہ یورپ کو قانوناً تمدن کے اصول و مبادی مسلمانون اور انکی شریعت ہی سے ملے ہین اسی سے وہ متحد النوع نظر آتے ہین ہم یہ نہین کہتے کہ اسلامی فقہ مین جو باتین بالکل نہین ہین اور قانون جدید مین بمقتضائے زمانہ پیدا ہوگئی ہین اور دین و مذہب پر بہی انکا کچہہ اثر نہین پڑتا ہے مسلمان انکو نہ لین "خذ ما صفا دع ما کدر" پر وہ بے شک عمل کرین - لیکن اپنے ہی گہر مین ایک چیز موجود ہو تو وہی غیرون سے قرض لیکر ناحق زیر بار احسان نہ بننا چاہئے - دولتمند ہوکر اپنے آپ کو فقیر صورت بنانا اور فقیرون کی طرح ہاتہہ پہیلانا شیوہ دانشمندی نہین ہے - اگر سلاطین اسلام بہی انہی اصول پر کاربند ہوکر قومی و ملکی ترقی و تمدن کے آئین و قوانین مقتضائے وقت کو مدنظر رکہکر شریعت ہی سے نکالین یا بضرورت استنباط کرین تو یقین ہے کہ مسلمانون کی حالت بہت جلد اصلاح پذیر ہوجائے - اور انکی پابندی سے انکو فلاح دارین حاصل ہوسکے - اب ہم کتاب الخراج سے چند مسائل یہان نقل کرتے ہین - جو انگریزی قانون سے اصلاً و فرعاً بالکل متحد ہین -

۱ - یورپ کے قانون مین ایک دفعہ ہے کہ جج کے سامنے اگر کوئی واقعہ ہو - اور پہر اسکے متعلق اسکی پیشی مین مقدمہ آئے - تو مقدمہ کا فیصلہ اپنی رویت کو استدلال گردانکر نہین کر سکتا جب تک کہ مدعی اپنے دعوے کو بہ شہادت و دلائل پایۂ ثبوت تک نہ پہونچاوے -

کتاب الخراج مین امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکہتے ہین کہ اگر حاکم بچشم خود دیکہے کہ ایک شخص نے چوری کی یا شراب پی یا مرتکب زنا ہوا وغیرہ وغیرہ - تو ایسی حالت مین اُسے کوئی حق حاصل نہین ہے کہ محض اپنے مشاہدہ کی بنا پر مرتکب جرم پر حد جرم جاری کرے -

۲ - حال کے قانون مین جرم کا اقبال کرانے کے لئے

www.aaiil.org

ضرب و تعذیب سے منع کیا گیا ہے - اور حاکم اگر ایسا کرے تو وہ خود مستوجب پاداش ٹھیرایا گیا ہے - امام صاحبؒ لکھتے ہین کہ اگر کسی شخص پر ارتکاب جرم کا گمان نہ ہو تو مار مارکر اوس سے اقرار نہ کرانا چاہئے اور نہ وعدہ وعید اور تہدید او ترغیب کو ذریعہ اقرار بنانا چاہئے - اگر ایسا کرنے پر کوئی شخص مظنون جرم کا اقرار کرلے تو شرعًا وہ حد و تعزیر کا مستوجب نہوگا - کئی واقع ہی امام صاحب نے اسکی سند مین پیش کئے ہین - وہ لکھتے ہین کہ شام مین ایک شخص چوری کی علت مین قاضی کے سامنے پیش کیا گیا - دریافت کرنے پر اس نے چوری سے انکار کیا - مگر جب اسپر تشدد کیا گیا اور ایذا دیگئی تو اس نے ارتکاب جرم کا اقبال کر لیا - اس معاملہ مین عبداللہ ابن عمر سے فتوے لیا گیا کہ حد جاری کی جائے یا نہین ؟ آپ نے بوجہ متذکرہ بالا اجرائے حد سے منع فرمایا -

امام صاحب ایک جگہ لکھتے ہین کہ محض تہمت پر کسی کو قید نکرنا چاہئے - جبتک کہ متہم اپنے دعوے کو ثابت نہ کرے اگر وہ فورًا ثابت کردے تو خیر - ورنہ متہم علیہ کو ضمانت لیکر چھوڑ دینا چاہئے یہانتک کہ متہم ثبوت کو ثابت کرے - اگر وہ ثابت نہ کرسکے تو متہم علیہ سے کچھ تعرض نکیا جاویگا -

امام صاحبؒ لکھتے ہین کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم مقدمات حد مین کمال درجہ احتیاط فرماتے تھے - یہانتک کہ جب چور پیش کیا جاتا تو چور سے کہتے کہ تمکو ارتکاب سے انکار کرنا چاہئے تاکہ تمہارا مدعی اپنے دعوے کا مکمل ثبوت دے تب حد جاری ہو - خود جناب ختمیت مآب (روحی فداہ) کے روبرو ایک چور پیش کیا گیا اور لوگون نے کہا کہ اس نے شملہ چرایا ہے - آپ نے فرمایا کہ مین تو اسے چور نہین جانتا اور تمہارے کہنے سے بہی اسوقت تک تسلیم نہین کرسکتا جبتک کہ تم اسکا کافی ثبوت نہ دیدو - حضرت علی کرم اللہ وجہہ تو یہانتک اسبارہ مین احتیاط فرماتے تھے کہ محض احتمال پر شاہدون کو دہمکا دیتے کہ خبردار جھوٹ نہ بولنا اور اکثر ایسا ہوا کہ آپکے دہمکانے کے بعد گواہ چلدیتے اور شہادت کا نام تک نہ لیتے - اور معلوم ہوجاتا کہ سمجہائے بجہائے جعلی گواہ تھے -

سوچنا چاہئے کہ اسلامی قانون مین کسقدر سلامت روئی اور احتیاط کا حکم ہے - مگر آج مسلمان ان باتون کو بالکل بہول بسر گئے یہانتک کہ اسی حکم کو قانون یورپ مین دیکھکر اسکی جدت کا یقین رکھتے ہین -

مذکورہ بالا مسئلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت مین ضمانت اور متہم علیہ سے عدم تعرض دونون کے اصول موجود ہین - جدید قانون بہی یہی کہتا ہے کہ ایسے جرایم مین ضمانت کا لینا درست ہے - اور متہم علیہ کا اقبال قابل اعتبار نہین ہے - یہانتک کہ اگر مدعی علیہ اقبال کرنا چاہے تو جج کا فرض ہے کہ اسے اعتراف کے خطرہ سے آگاہ کردے -

قانون تعزیرات مین ہے کہ اگر ایک شخص متعدد جرایم کا مرتکب ہو قبل اسکے کہ ایک جرم کی سزا محکمہ مجاز سے اسکے لئے تجویز نہ ہو تمام جرایم کی سزا اسکی بیس سال کی قید باشقت سے زیادہ نہونی چاہئے - اور ایسی صورت پیش آنے پر کسی ایک جرم مین بہی ۷ سال قید بامشقت سے زیادہ سزا نہین دیجاسکتی - یہ دفعہ مصر مین حال ہی مین پہونچی ہے اور لوگ اسکو جدید خیال کرتے ہین - لیکن مسلمانون مین یہ پہلے سے موجود ہے - چنانچہ امام صاحب اسی کتاب مین ایک جگہ لکھتے ہین کہ اگر کوئی کسیکے مان باپ کو زنا کی تہمت لگائے اور وہ دونون مسلمان ہون اور تہمت کیصورت پیش آجائے کہ پہلے مان باپ مین سے کسی ایک کو متہم کیا اور ابہی اسکی سزا کا اجرا نہ ہوا تہا کہ دوسرے کو بہی متہم کردیا تو حد ایک ہی جاری ہوگی - غرض دونون گویا بعدم تعدد عقوبات کا مبداء دونون جگہہ موجود ہے -

۳ - تمام جدید قانون مین مانا گیا ہے کہ جرم کے شروع کرنیکی سزا بہ نسبت اسکے کم ہونی چاہئے کہ جرم کو مجرم پورے طور پر کرچکے یعنی اقدام وارتکاب مین تمیز رکہی گئی ہے - اور شرح کے طور پر لکہا گیا ہے کہ چوری اوسوقت تک پوری نہین ہوتی جبتک کہ چور مال مسروقہ کو مکان یا اسکی اصلی جگہ سے الگ نہ کردے کتاب الخراج مین بہی بعینہ یہی ہے چنانچہ لکہا ہے کہ اگر کوئی نقب لگائے اور مکان سے مال باہر نکالنے سے پہلے ہی گرفتار کرلیا جائے تو اس کے ہاتہہ کاٹنے نہ چاہئین بلکہ ادسے اور جسمانی سزا دیجائے یا قید کیا جائے - قاضی شعبی کا بہی فتوے ہے -

شریعت مین شخصی حریت کی بہی کافی حفاظت ہے - چنانچہ فقہ کا مشہور مسئلہ ہے کہ اگر آزاد کو کوئی بیچے تو بیع باطل ہوگی - اور بائع قابل تعزیر ہوگا -

۴ - مصر مین گم شدہ اشیاء اور حیوانات کے متعلق اب قانون جاری ہوا ہے - بایں مضمون کہ اگر کوئی گمشدہ چیز پائی جائے اور پانیوالا مالک کو نہ پہونچا سکے تو حوالہ پولیس کردے - مالک ایک برس تک وہ چیز لے سکتا ہے اور جانور ہو تو دس دن تک - اگر اس اثناء مین مالک طلبگار نہ ہوا تو اسے نیلام کردیا جائیگا - اور اگر کوئی چیز ایک سال تک رکہی رہنے سے بگڑ جانے والی ہے تو حاکم مجاز کی رائے سے جلد نیلام کردیجائیگی - اور اسکی قیمت بعد ادائے مصارف ضروریہ تین سال تک مالک لے سکتا ہے - بعد انقضائے مدت مقررہ قیمت مذکور بعد وضع مصارف خزانہ مین داخل کردی جائے گی -

قاضی صاحب نے بہی کتاب الخراج مین یہی مسئلہ بڑی تدقیق کے ساتہہ لکہا ہے - فرق اتنا ہے کہ قانون جدید مین یہ دفعہ گم شدہ اشیاء اور حیوانات سے مخصوص ہے اور امام صاحب نے فراری غلام اور کنیز سے متعلق کرکے لکہا ہے - اور ظاہر ہے کہ اسلامی شریعت مین جو احکام فراری غلام و کنیز پر جاری ہونگے وہی گم شدہ اشیاء و حیوانات پر بہی بوجہ مماثلت ہوسکتے ہین - امام صاحب لکھتے ہین :-

امام کو چاہئے کسی ثقہ متدین شخص کے یہ کام سپرد کرے کہ وہ ایسے غلامون اور کنیزون کے نام ایک رجسٹر مین بقید سکونت - قومیت - حلیہ تاریخ فرار و گرفتاری وغیرہ لکہکر قید کردے - اگر [illegible] مہینے تک کوئی اسکا مالک و متلاشی نہ آئے تو قید سے نکالکر بطریق بیع مزید (نیلام) فروخت کردے - اور اسکی قیمت مع ایک یادداشت کے کہ فلان فراری غلام یا کنیز کی قیمت ہے بیت المال مین بہیجدے - اگر چہہ مہینے کے اندر اندر ہی مالک آجائے تو رجسٹر مین جسقدر خانے ہین انکے مطابق اس سے سوال کرے اور اسکے جوابون کو اپنی تحریر سے مطابق کرتا جائے - اگر اسکا بیان من وعن وہی ہو تو غلام یا کنیز اسکے حوالے کردے - اور اگر غلام کے فروخت ہونیکے بعد مالک آئے اور اسکا بیان بہی رجسٹر کی تحریر سے منطبق ہوجائے تو اسکی قیمت اسکے حوالہ کردے ذمہ دار کو یہ بہی ضروری ہے کہ بروقت فروخت غلام یا کنیز کی قیمت بہی اپنے رجسٹر مین درج کرلے تاکہ حوالگی قیمت کے وقت زحمت و دقت نہ ہو - اور اگر فروخت کے بعد بہی ایک مدت تک مالک نہ آئے اور طلبگار نہ ہو تو قیمت کا مال بیت المال کا جزو ہوجائیگا - اور امام وقت حسب مقتضائے مسلمانون کے صلاح و فلاح کے کامون مین اسے صرف کرنیکا مجاز ہوگا -

۵ - اکثر لوگون کا خیال ہے کہ جب سے انجمن حامی حیوانات قائم ہوئی ہے اسیوقت سے حیوانات پر رحم کرنا اور بیرحمی کرنیوالون کو سزا دینا داخل قانون ہوا ہے ورنہ پہلے اسبات کا نام ونشان بہی نہ تہا لیکن درحقیقت ابہی اس انجمن کا سامان گمان بہی نہ تہا کہ اسلام مین یہ رحم و شفقت کا قانون جاری ہوچکا تہا - چنانچہ اسی رسالہ مین امام ابو یوسفؒ ہارون رشید کو لکھتے ہین کہ آپکو عمر بن عبدالعزیز کی پیروی کرنی چاہئے - جس نے اپنے زمانہ خلافت مین حکم دیا تہا کہ زین مین لوہے کی کیل نہ لگائی جائے اور نہ گہوڑون کو بہاری لگام چڑہائی جائے - کیونکہ ان سے بے زبان حیوانون کو تکلیف و ایذا پہونچتی ہے -

اسوقت ہم انہی مثالون پر اکتفا کرتے ہین مشتے نمونہ از خروارے کافی ہے -

اگر جنایات سے قطع نظر کرکے کلکٹری یا پولیٹیکل اکانومی کیطرف توجہ کرتے ہین تو بعد از تحقیق ثابت ہوتا ہے کہ متقدمین اسکے بہی اکثر مبادی کو شرح و بسط کے ساتہہ بیان کرچکے ہین - مثال کے طور پر ہم چند باتین یہان درج کرتے ہین -

۱ - پولیٹیکل اکانومی کے ماہر کہتے ہین کہ سلطنت کو مختصات تجارت اور عام امور اجتماعیہ مین خود کچہہ دخل نہ دینا چاہئے بلکہ مقتضائے طبیعت کے موافق ان کامون کو چلنے دینا چاہئے - امام ابو یوسفؒ اس معاملہ مین بہی ان لوگون سے ہزار برس پہلے گویا گوئے سبقت لے جاچکے ہین - انکا بہی بعینہ یہی مسلک ہے - اور اپنے مسلک کے ثبوت مین سفیان بن عیینہ سے بواسطہ ایک شیخ حسن حدیث بیان کی ہے کہ ایکدفعہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین قحط پڑا لوگون نے آپ سے عرض کیا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ! آپ نرخ مقرر نہین فرماتے ؟ آپنے فرمایا ان اللہ ھو المسعر ان اللہ ھو القابض ان اللہ ھو الباسط وانی واللہ ما اعطیکم شیئا ولا امنعکموہ و لکن انما انا خازن اضع ھذا الامر حیث امرت وانی لارجو ان القی اللہ ولیس احد یطلبنی بمظلمۃ ظلمتھا ایاہ فی نفس ولا دم ولا مال -

۲ - اسی طرح امام صاحب نے مرغزار اور بن وغیرہ کو جنکی حاجت ہر کسی کو ہوتی ہے مشترک الحق مانا ہے - چنانچہ لکھتے ہین - کہ اگر کسی گاؤن کے متعلق کوئی مرغزار ہے جہان گاؤن والے عام طور پر اپنے مویشی چرانے اور لکڑیان جلانیکے لئے لاتے ہین تو انکے مالک انپر ملکیت کے پورے حقوق رکہتے ہین - اگر وہ چاہین کہ بیچین تو بیچ سکتے ہین - لیکن کسی حالت مین بہی جانورون کے چرانے اور پانی پلانیکو نہین روک سکتے - گاؤن والے بے تامل وہان اپنے جانور چرا سکتے اور پانی پلا سکتے ہین - ہان اگر اس زمین کے پانی مین سے کوئی اپنی زراعت کو سیراب کرنا چاہے تو مالک کی اجازت ضروری ہے - مرغزار کی گہاس اور پانی مین مرغزار کے مالک اور غیر مالک دونون برابر ہین - لیکن بن مین سے لکڑیان بغیر اجازت مالک لانا جائز نہین اور اگر کوئی ایسا کرے تو اسپر تاوان عاید ہوگا - ہان اگر کوئی شکاری اسمین سے کوئی مچہلی یا طائر شکار کرے تو وہ اسی کا ہے بن کے مالک کا اسمین کوئی حق نہین لیکن اگر مچہلی اسمین مرگئی ہو اور بغیر شکار اسکا ہاتہہ آنا محال ہو تو وہ جبتک شکار نہ کی جائے یا نہ کیگئی ہو اٹہانے والے کیلئے روا نہین - اور نہ وہ اسے بیچ سکتا ہے - اور اس بن کا مالک اپنے

بن کے تالاب کی مچھلیاں فروخت کر سکتا ہے بحالیکہ وہ تالاب ہی مین ہون - اس صورت مین غیر شخص ہاتھہ ڈالنے کا مجاز نہ ہوگا -

ان تمام موشگافیون کو دیکھنا چاہیئے کہ قانون کی کیسی صحیح مبادی پر مبنی ہین - اور انکی تدوین مین کس دقّتِ نگاہ سے کام لیا گیا ہے - امام صاحب نے جنگل وچراگاہ کی تمام گھاس کو کہود اکر جمع کر لینے سے روکا ہے اسلئے کہ اس سے عام لوگون کو تکلیف پہونچنے کا یقین ہے - آجکل کے مقننونکی بہی یہی رائے ہے -

۳ - امام صاحبؒ نے مال پر ٹیکس لگانے کے لئے بڑی مذمت کی اور لکہا ہے کہ مال پر ٹیکس لگانا مالدارون کو ناحق ستانا ہے - یورپ مین مدت سے اس کا رواج ہے - اور دولت علیہ عثمانیہ نے بہی اس خصوص مین اسکی تقلید کی ہے لیکن دونون جگہ جو اس کے بُرے نتائج نکلے ہین وہ کسی سے پوشیدہ نہین - یہانتک کہ اب یورپ کے بڑے بڑے مدبرون کی رائے ہے کہ یہ ٹیکس ہرگز روا نہین آپ نے ہارون رشید کو ٹہیکہ دینے سے بہی منع کیا ہے - بایندلیل کہ اگر ٹہیکہ کی رقم خراج سے زیادہ ہے تو خراجگذارون پر ظلم ہوگا - اور ٹہیکہدار اپنی رقم وصول کرکے رہیگا - اور اگر ٹہیکہ کی رقم زیادہ نہ ہو تب بہی احتمال ہے کہ ٹہیکہدار بدنیتی سے رعایا کو ستائے اور ناواجب حد تک اُن سے روپیہ وصول کرے - اور یہ شرعًا ممنوع ہے - اللہ تعالےٰ ظلم و بربادی کو پسند نہین کرتا اسلئے زمین یا اور کسی چیز کا ٹہیکہ نہ دو -

امام صاحبؒ نے ہارون رشید کو یہ بھی نصیحت کی تہی کہ تمام قلمرو مین عاملون کے کامون اور انکی عادتون کی دیکہہ بہال کے لئے آدمی مقرر کرنے چاہئین - چنانچہ وہ لکہتے ہین کہ میری رائے مین آپ ثقہ - دیندار نیز قابل اعتبار آدمی اطراف ملک مین بہیجین تاکہ وہ آپکے عاملون کے پوست کندہ حالات دریافت کرین اور دیکہین کہ رعایا کے ساتہہ کیسا برتاؤ کرتے ہین - اور وصول خراج مین ظلم و زیادتی سے تو کام نہین لیتے ؟ تاکہ جب آپکو ان معتبر لوگون کے ذریعہ سے عمال کا حال اور انکی زیادتیان معلوم ہو جائین تو آپ انسداد کر سکین - میرے نزدیک ایسے عاملون کو ایسی سزا دیجائے کہ جو دوسرون کے لئے باعث عبرت ہو اور اُنہین ایسا کرنے کی پہر کبہی جرأت ہی نہ ہو ورحق واجب سے زیادہ وصول نہ کرین - اگر ایک عامل کے ساتہہ بہی رعایت کیگئی تو اور بہی سمجہہ لینگے کہ جو ایک کے لئے جائز سمجہا گیا ہے وہی ہمارے لئے بہی جائز ہے اور ہم سے بہی کچہہ بازپرس نہ ہوگی - برخلاف اسکے اگر ایک کو بہی سزا ملے کافی ملگئی تو دوسرے بہی ڈر جائینگے - اور سمجہین گے کہ اگر ہم نے ظلم و زیادتی کی تو ہمارا بہی یہی حال ہوگا اور جب کسی عامل کی بدنیتی اور زیادتی ثابت ہو جائے تو بعد سزا اُسے پہر کسی عمل پر ہرگز مقرر نہ کرنا چاہیئے -

۴ - چونگی کے متعلق بہی اسی کتاب مین امام صاحبؒ لکہتے ہین کہ اس کام پر خداترس اور ایماندار و نیک کردار لوگون کو مقرر کرنا کہ جو چونگی اور عشر مین زیادتی نہ کرین اور مقرر کرنے کے بعد انکے حال سے غافل نہ ہونا چاہیئے - انکے اعمال و افعال کی بہی پوری خبر رکہیئے اور انکے کام کاج کی پڑتال کیلئے اور معتبر آدمی متعین کیجئے تاکہ اگر وہ جادۂ اعتدال سے قدم باہر رکہین تو آپ کو فورًا اطلاع ہو جائے اور سزا دیسکین - ایسے لوگون کو کافی سزا دیجیئے تاکہ ان کے ہمسرون کو زیادتی اور خیانت کا حوصلہ نہ ہو - اور جو لوگ امانت و دیانت سے کام کرین اُن کا ترقی اور احسان و اکرام سے حوصلہ بڑہانا چاہیئے -

۵ - امام صاحبؒ نے اس کتاب مین یہ بہی لکہا ہے کہ چونگی کے معاملہ مین غیر قومون اور غیر مذہب والون کے ساتہہ کیا اور کیسا سلوک کرنا چاہیئے ؟ اسبارہ مین بہی آپ نے وہی اصول اختیار کیا ہے جو اس زمانہ مین تجارتی معاہدون کا اصول ہے - یعنی مساوات کا حکم دیا - اور سندًا لکہا ہے کہ ایک دفعہ ابو موسیٰ اشعری نے خلیفۂ ثانی حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو لکہا کہ جب ہمارے مسلمان تاجر دار الحرب مین بغرض تجارت جاتے ہین تو دار الحرب والے اُن سے عشر لیتے ہین - ہمین کیا کرنا چاہیئے ؟ آپ نے جواب مین لکہا کہ جیسا کہ وہ مسلمان تاجرون سے کرتے ہین وہی تم بہی کرو اور اون سے عشر لیا کرو -

قانونِ جنگ کو دیکہو تو وہ بہی ہماری کتابون مین انہی اصول و قواعد کے ساتہہ موجود ہے جو اس زمانہ مین دُوَلِ عالم کا متفق علیہ ہین - چنانچہ امام صاحب اسی کتاب مین لکہتے ہین کہ لڑائی مین سنگدلی اور غدر سے پرہیز کرنا چاہیئے - سندًا لکہتے ہین کہ جب رسولخدا امراء کو غزا کے لئے بہیجتے تو نصیحت فرماتے کہ اللہ سے ڈرو - مسلمانون کے ساتہہ اچہا سلوک کرو - اللہ کا نام لیکر غزا کرو - اور کافرون پر تلوار اُٹہاؤ - سنگدل نہ بنو اور بیوفائی نہ کرو - بچون اور عورتون کو قتل نہ کرو - لیثؒ نے مجاہد سے حدیث بیان کی ہے کہ جناب ختمیت مآبؐ (روحی فداہ) نے فرمایا ہے

لا تقتل فی الحرب الصبی ولا المرأۃ ولا الشیخ الفانی -

اسکے بعد امام صاحب لکہتے ہین کہ دشمن کے شہر مین آگ لگانا اور بغیر ضرورت پہلدار درخت اور نخل کو کاٹنا نہایت بُرا ہے اس سے پرہیز کرنا چاہیئے - جاننے والے جانتے ہین کہ یہ باتین دولِ عالم کے جدید تر پاس شدہ قانون کے موافق ہین - انمین اُسمین سرِ مو تفاوت نہین -

۶ - امام صاحب اسی کتاب مین قواعدِ جنگ کا ذکر کرتے ہوئے لکہتے ہین کہ جنگ صفین کے دن جناب علی کرم اللہ وجہہ کے پاس فریق ثانی مین سے جو شخص قید ہو کر آتا تہا آپ اُس سے گہوڑا اور سلاح اور یہ عہد لے لیتے تہے کہ جنگ مین واپس نہ آئیگا - اور چہوڑ دیتے تہے - (جیساکہ جاپانیون نے پورٹ آرتہر کے قیدیون کے ساتہہ کیا) آپ کو قیدیون کا قتل کرنا نہایت مکروہ معلوم ہوتا تہا - چنانچہ میدان بصرہ مین جسدن لڑائی ہوئی آپ نے پکار کر کہدیا کہ بہاگنے والے کا تعاقب نہ کرو - اور نہ زخمی کے پیچہے پڑو اور نہ قیدیون کو قتل کرو - اور جو شخص اپنا دروازہ بند کرکے بیٹہہ رہے اُسے امان ہے اور جو ہتہیار ڈالدے وہ بہی ہماری طرف سے امن مین ہے اور ایسے لوگون کے مال و متاع پر بہی ہمارے ساتہی ہاتہہ نہ ڈالین -

۷ - آجکل اخبارات لکہتے ہین کہ عورتین زخمون کے علاج معالجہ کے لئے میدان جنگ مین جاتی ہین اور مسلمان ہین کہ اس امر کو نہایت ہی عجیب و غریب سمجہتے ہین حالانکہ ابتداء اسلام کے زمانہ مین مسلمان عورتین بکثرت اسی غرض سے میدان جنگ مین شریک ہوتی تہین اور مریضون اور زخمیون کی مرہم پٹی اور دوا درمن کرتی تہین - اور انکو غنیمت مین سے حصہ دیا جاتا تہا اب خیال کرنا چاہیئے کہ اوس زمانہ کی مسلمان عورتون اور آجکل کی عورتون مین کتنا بڑا فرق ہے - کیا اب بہی کسی مین یہ ہمت اور شجاعت ہے کہ اپنے عزیزون کے ساتہہ میدان جنگ مین جاکر مریضون اور زخمیون کی خدمت کرے -

۸ - جنگ کے زمانہ مین مسلمان ایک شخص کے ساختہ پرداختہ کی برابر سمجہتے تہے - جو ایک کرگزرتا تہا دوسرے ہرگز اسکے خلاف نہ کرتے تہے - اگر ایک کسی کو پناہ دیدیتا تو دوسرے بہی اسکے عہد کی پاسداری کرتے یہانتک کہ اگر عورتین بہی کچہہ کہہ گذرتین تو سب ان کی بات کو پورا کرتے اور اپنی ایک بہن کی دل آزاری جائز رکہتے تہے اسی قسم کی اور بہت سی باتین امام صاحب نے اپنے اس چہوٹے سے رسالہ مین درج کی ہین -

ناظرین ! جو کچہہ ہم نے بیان کیا یہ سمندر مین سے ایک قطرہ کی برابر بہی نہین - پس اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ فضلائے اسلام نے قواعد فقہیہ کے استنباط مین کیسی کیسی موشگافیان کی ہین باوجودیکہ ۱۲ سو برس گذر چکے لیکن ابہی تک انکے اختیار کردہ اصول مبادی مین بال برابر فرق نہین آیا - اور پہر جوبات اختیار کی ایسے اصول پر قائم ہاَر کی جو نوع انسانی کی فلاح و صلاح کا ذمہ وار ہے اور یہ باتین بہت بڑی دلیل ہین اسبات کی وہ شریعت جس سے ایسے مسائل استنباط ہوئے ضرور من جانب اللہ ہے - اور آج جو آئین و قوانین یورپ کے تمدن اور ترقی کا باعث ہو رہے ہین وہ بہی سب اسی شریعت حقہ سے ماخوذ ہین - ہم نے جن موتیون کو کنکر سمجہکر اپنے ہاتہہ سے پہینکدیا - یورپ نے بکمال دانشمندی اُنہین اُٹہالیا - اسلئے آج اسکا ستارۂ اقبال اوج کمال پر ہے - اور ہم ذلت و خواری مین پڑے ہین -

اے مسلمانو ! اب بہی کچہہ نہین گیا ہے - اپنی شریعت کی پابندی کرو - اور جو باتین فی الواقع اس زمانہ مین بمقتضائے وقت نئی نکلی ہین اور تم اون سے فائدہ اُٹہا سکتے ہو انہین بہی بےتامل اختیار کرلو - اس کوئی حرج نہین ہے - کیونکہ شریعت بدعت فی الدین کو منع کرتی ہے - نہ کہ دنیاوی معاملات مین غیرون سے مستفید ہونے کو - قوم اور مذہب کی غیرت - ایسی بُری چیز نہین ہے جیسی کہ سمجہی جاتی ہے - لیکن شریعت اسلام کو بےسوچے سمجہے بُرا کہنا اور اوس کے اصول و مبادی کو موجودہ زمانہ کے خلاف بتانا بہی کوئی عقلمندی کی بات نہین ہے اگر تم شریعت کی پابند رہکر ترقی کرنا چاہو تو تم کو غیر قومون سے بہت ہی کم معنوی قرض لینا پڑیگا - اور شریعت کو چہوڑ کر نیا راستہ نکالنا چاہتے ہو تو یاد رکہو کہ کبہی فلاح نہ پاؤ گے +

درخواست نکاح

۱ - قاضی شاہ دین صاحب نمبردار و جاگیردار ماہل پور قریشی النسب ہین احمدی سلسلہ مین شادی کرنیکے خواہشمند ہین آمدنی معقول ہے - عمر تیس اور چالیس کے درمیان پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے اس بیوی سے اولاد بہی ہے - پرانے رشتہ دارون مین شادی نہین کرنا چاہتے -

۲ - سید علی بخش صاحب احمدی ماہل پور درزی کا کام کرتے ہین پچیس روپیہ ماہوار آمدنی ہے عمر بیس اور تیس کے درمیان ہے -

۳ - منشی عبدالرحمن صاحب مدرس ڈیرہ غازیخان اصل متوطن تونسہ تحصیل سنگہڑ احمدی ہین - احمدیون ہی مین شادی کرنا چاہتے ہین عمر تیس سال کے قریب پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے اس سے دو لڑکے آٹہ اور چار سال کی عمر کے ہین دس روپیہ ماہوار تنخواہ ہے اور دو سو کنال اراضی کے مالک ہین -

جو احمدی صاحب مندرجہ بالا اصحاب سے تعلق پیدا کرنا چاہین وہ ایڈیٹر الحکم کی معرفت جواب طلب امور کے متعلق دریافت کر سکتے ہین -

مراسلت

ایک نیا معترض

۳-جون کے روزانہ پیسہ اخبار کے اڈیٹوریل کالمز مین حضرت مرزا صاحب کی زلزلہ والی پیشگوئی پر ایک نوٹ لکھا گیا ہے کہ " جو لوگ زلزلہ کی پیشگوئی کر کے خلق خدا کو پریشان کرتے ہین وہ تخویف مجرمانہ کے مرتکب ہین "۔

ہم دعوے سے کہتے ہین کہ یہ نوٹ منشی محبوب عالم صاحب کا اپنا لکھا ہوا نہین ہے کیونکہ اس نوٹ کو غور سے پڑہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا راقم صحیح النظری سے بالکل محروم ہے ورنہ وہ دوسرے پیشگوئی کرنیوالون کو الگ رکھکر حضرت اقدس کے اشتہارات کے اقتباسات (جنکی وجوہات پر یہ پیشگوئی کیگئی ہے اور جو اس کے صحیح النظر نہ ہونیکی وجہ سے بیسدی رہ گئی ہین) کے اندراج سے پہلو تہی نہ کرتا افسوس کہ معترض نے تخویف مجرمانہ کی کوئی تشریح نہین کی - اگر وہ اعتراض کرنے سے پہلے حضرۃ حجۃ اللہ کے اشتہارات کو ایک خدا ترس دل لیکر پڑھ لیتا تو کبھی بھی اسکو ایسا نوٹ لکھنے کی جرأت نہ ہوتی ہان اسبات کی جوابدہی اسی راقم نوٹ کے ذمہ ہے جس نے تخویف مجرمانہ کے ایکٹ کو ایک غیر متعلق معاملہ پر چسپان کر کے اوسکی ہیئت اور اصلیت کو بگاڑنا چاہا ہے - ہم معترض کو اسبات کا بھی یقین دلاتے ہین کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے جس اشتہار میں گورنمنٹ عالیہ کو متوجہ کیا ہے اوس کی اشاعت صرف اسی بات کو لئے ہوئے ہے کہ مخالفین کی غلط بیانیون ... کیا جائے ورنہ مخالفین کو چاہئے کہ اس اشتہار سے کوئی ایسا فقرہ دکہائین کہ جس مین اس آنیوالی آفت کی پیشگوئی کو واپس لیا ہو ہان قطعی اور شرطی کے الفاظ سے راقم نوٹ کو جو غلطی لگی ہے وہ اسی کا حصہ تھا شاید وہ اصلاح اعمال کی شرط کو مہمل اور غفلت سے زندگی بسر کرنیکو بہتر سمجھتا ہو معترض صاحب یاد رکھین اور ضرور یاد رکھین کہ انہون نے جو ایک داعی الی اللہ کے الہامات کی تضحیک اور تکذیب کی ہے - اس کا نتیجہ خلق خدا کے حق مین ایک خطرناک نتیجہ ہے جسکی جوابدہی سے معترض صاحب خدا کے سامنے ہرگز بری نہین ہوسکین گے باقی رہا یہ اعتراض (کہ حضرت مرزا صاحب کو اپنے چال چلن پر بھروسہ نہین ہے اسلئے وہ جنگل مین پڑے ہوئے ہین ") جس پر ہمین افسوس سے لکھنا پڑا ہے کہ اگر کسی حادثہ سے قبل از وقت اطلاع پا کر حفظ ماتقدم کے طریق پر عمل کیا جائے تو کیا اوسکا یہ مطلب ہوتا ہے کہ عامل کو اپنے چال چلن پر بھروسہ نہین ہوتا یہ ایک ایسا لچر اور لغو خیال ہے جو کسی دہریہ کے سوائے دوسرا کوئی کر ہی نہین سکتا - بالفرض اگر مان بھی لیا جائے تو پھر معترض کو اپنے حافظ پر زور ڈالکر یہ بتانا پڑیگا کہ جن نبیون کا ان (قلنا احمل فیہا من کل زوجین اثنین و اہلك الا من سبق علیہ القول ومن آمن + فاسر باہلك بقطع من اللیل ولا یلتفت منکم احد)

آیات مین ذکر کیا گیا ہے وہ (نعوذ باللہ) اپنے چال چلن مین ٹھیک اور ایماندار تھے یا نہین ہم امید کرتے ہین کہ آئندہ معترض اپنی موجودہ حالت کا جو ایک مامور من اللہ کی مخالفت سے یہانتک پہونچی ہے کہ وہ خدا کے پاک نبیون کی بے عیب لائف پر بھی اعتراض کرنے سے نہین چوکا ملاحظہ کر کے جواب الجواب لکھنے کی کوشش نہین کریگا بلکہ خدائے رؤف الرحیم سے یون معافی مانگنی چاہئے کہ اے خدا چونکہ مین مخالفت کے جوش سے تیری سنت قدیمہ اور تیرے پاک کلام کو مدنظر نہین رکہہ سکا اسلئے تو مجھے معاف کر دے۔

اخیر پر ہم اڈیٹر صاحب پیسہ اخبار سے ملتمس ہین کہ وہ آئندہ ایسے مبتدیون کی غلط راؤن کو اپنے اخبار مین ہرگز جگہ ندین۔

راقم ایک احمدی نکتہ رس۔

ترجمۃ القرآن

ذیل مین مین اپنے مکرم مخدوم بہائی مولوی سید عبد الرحیم صاحب ٹکلی کی مراسلت دربارہ ترجمۃ القرآن شایع کرتا ہون اس مراسلت مین انہون نے محض اپنے حسن ظن سے چاہا ہے کہ مین اس خدمت کو سرانجام دون۔

مین نے اس ضرورت کو آج سے چھ برس پیشتر محسوس کیا تھا اور اتبک یہ ضرورت میرے دل مین کھٹکتی رہتی ہے - اور فی الحقیقت قرآن کریم کے ترجمہ کی بہت بڑی ضرورت ہے + جہانتک قابلیت اور لیاقت کا سوال ہے مین ہرگز ہرگز اپنے آپ کو اس لائق نہین پاتا کہ قرآن مجید کا کوئی ترجمہ شایع کرسکون - تفسیر القرآن جو اس عاجز کی قلم سے نکلی ہے یہ محض خدا تعالے کے فضل و کرم کا نتیجہ ہے اس لحاظ سے اللہ تعالے کے فضل اور اسکی نوازش کا جب سوال پیش ہوتا ہے تو مین یقین رکہتا ہون کہ اسکی توفیق رفیق حال ہو تو میرے جیسا کم سواد آدمی بھی اس پاک خدمت سے عہدہ برآ ہوسکتا ہے۔ اور محض اسی کے فضل و کرم اور اسکی ہی تائید و توفیق پر بھروسہ کر کے مین انشاء اللہ ترجمۃ القرآن کا ایک نمونہ ۳۰-جون ۱۹۰۵ء کے الحکم مین شایع کرونگا - اگر احباب نے مجھے کافی مدد دی تو خدا کے فضل سے کیا بعید ہے یہ سعادت مجھے حاصل ہو - بہرحال وہ مراسلت یہہ ہے - ایڈیٹر۔

ترجمۃ القرآن

ہم بچشم خود دیکھتے اور چوطرف سے یہ آوازین ہمارے کان مین گونج رہی ہین کہ یہان قرآن کا ترجمہ شایع ہوا اور وہان سے تفسیر نکلی - جس طرح اسکے پہلے مسلمانون نے قرآن مجید کو مہجور کر رکھا تہا بحمد للہ آج مسیح موعود کے بابرکت زمانہ مین ہر ایک مسلمان خواہ ہمارا موافق ہو یا مخالف قرآنی آیات و فرقانی استدلالات پر اعتصام کے لئے بڑی مستعدی ظاہر کر رہا ہے - مگر افسوس موافق و مخالف دونون کا مطمع نظر وہی تفاسیر ہین جنکو ایسے ہاتہون نے لکھا کہ جنکے پاس محض روایات و اقوال تفہیم معنے قرآنی کے لئے حکم و قاضی کا حکم رکھتے ہین۔

روایت کشون نے جان فشانی کر کے اس قدر انبار کے انبار جمع کر ڈالے جسکے تاریک حجاب مین آیات قرآنی اور احکام ربانی کا نور بالکلیہ مستور ہوگیا ہے) مترجمون اور مفسرون نے اس امر کا خیال ایک ذرہ برابر بھی نہین کیا کہ ہمارا یہ ترجمہ اور ہماری یہ رائے دوسری آیات کے منشاء کے موافق ہے یا مخالف انکو صرف یہ فکر رہی ہے کہ ایک آیات کے تحت مین بہت سے اقوال گو باہم متضاد سہی اکٹھے کر کے وسعت نظر کی داد ناظرین سے لین چونکہ یہ سلسلہ عالیہ احمدیہ ان تمام رطب و یابس روایات سے دستکش ہوچکا ہے جو بصراحت کتاب مجید کے معارض مین پڑی ہوئی ہین اور اپنے امام آخر الزمان کی ہدایت پر قرآنی فیصلہ کو ہر حال مین مقدم رکہنا چاہتا ہے تو ایسی حالت مین اگر درست کوئی ترجمہ قرآن اوس کے ہاتہ مین نہ دیا جاوے اور وہی پرانا سبق اس کا زیر مشق رہے تو میری رائے مین ہدایات امام علیہ السلام کی پوری اطاعت اور اسپر استقامت کا دعوے سراسر دعوے بے دلیل ہے - اور امین اور غیرون مین ما بہ الامتیاز من کل الوجوہ غیر ممکن خدا گواہ ہے کہ جب اسبات پر غور کرتا ہون کہ ہمارے مخالفون کے ہاتہون مین متعدد قرآن مجید کے تراجم موجود ہین اور ہمارا ہاتہ اس نعمت الٰہی سے علے العموم تہیدست ہے تو آنکہہ دل کے صدمہ سے متاثر ہو کر آنسو بہانے مین مصروف ہوجاتی ہے - کاش یہ میری دردانگیز صدا کسی دولتمند احمدی بہائی کے کان مین پہونچے اور میرے دینی درد کو اپنا درد محسوس کرے تو کوئی عجب نہین کہ بہت جلد میرے مخدوم جامع علوم حکیم الامۃ عارف قرآن مجاور امام حضرت مولوی نور الدین صاحب بہیروی کا ترجمہ شایع ہوکر احمدی جماعت کے دلون مین سرور اور آنکہون مین نور بخشے - اور بہت شکوک و اوہام کے ازالہ کا باعث ہو - میرا مجروح دل و مضطر قلب ایک اور سہل تجویز کئے بغیرہ نہین سکتا کہ اگر اخبار الحکم کے فاضل ایڈیٹر اخی شیخ یعقوب علی صاحب ہمارے درد کے درمان کے لئے تہوڑی سی تکلیف گوارہ فرماوین اس مبارک کام کو التزاماً شروع کردین تو غالباً ہماری آرزو کی کشتی آج نہین تو کل ساحل مقصود تک پہونچ سکتی ہے -

الراقم

عاجز سید عبد الرحیم ٹکلی نزیل حیدر آباد-

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبرین

کاٹھہ گڑھ ضلع ہوشیارپور مین برادرم عبد السلام کی شادی کی تقریب پر چودہری حسین خانصاحب نے عام تبلیغ اور پرانی اور بیہودہ رسمون کے استیصال کی نیت اور غرض سے جالندہر اور ہوشیارپور کے ضلع کی احمدی جماعتون کو دعوت دی تہی اور قادیان - وزیرآباد - سیالکوٹ - دہرم کوٹ بگہ سے بہی چند احباب کو تبلیغ اور تحریک کے لئے بلایا تہا - اسی تقریب پر ایڈیٹر الحکم بہی کاٹھہ گڑھ حاضر ہوا تہا - خدا تعالے کا شکر ہے کہ یہہ مجمع نہایت مبارک مجمع ثابت ہوا کہ اس موقعہ پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے سلسلہ کی اشاعت کی گئی - رشتہ داریون اور ناطون کو احمدی قوم ہی مین محدود کرنے کے لئے پرزور تحریک ہوئی جسپر کاربند ہونے کا احباب نے اعتراف کیا چونکہ راجپوت قوم مین بدقسمتی سے بیوگان کے نکاح کو معیوب سمجہا جاتا تہا اسکے خلاف اقرار کیا گیا کہ اس سلسلہ کو جاری کیا جاوے - اور حصص وراثت مین جو لڑکیون کو خلاف شرع محروم کیا گیا ہے اسی دستور کو اٹھا کر حصص دئے جاوین خدا تعالے کا بڑا ہی احسان ہے کہ ایسے مبارک امور کے اجراء کی تحریک اس تقریب پر ہوئی + چودہری حسین خانصاحب اور چودہری غلام احمد خانصاحب جو دونون احمدی ہین اور کسی وجہ سے انمین پرانی نزاع چلی آتی تہی محض خدا تعالٰی کی رضا حاصل کرنیکے لئے دونو بہائی گلے مل گئے اور نہایت فراخدلی اور شرح صدر کے ساتھہ باہم عفو تقصیر کردیا - اس اتفاق سے احمدی جماعت کاٹھہ گڑھ کی طاقت بہت بڑھ گئی ہے اس لئے کہ چودہری غلام احمد خان صاحب اپنے ضلع مین ایک نہایت سرکردہ رئیس ہین خدا تعالٰی اس اتفاق کو بہت ہی بابرکت کرے کسی قدر تفصیل سے اس شادی کے حالات پھر لکھون گا مین دونون بہائیون کو اور کاٹھہ گڑھ کی جماعت کو خصوصیت سے مبارکباد دیتا ہون -

مولوی حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی بہی اس تقریب پہ مدعو ہوئے تھے حافظ صاحب بہت جلد واپس آنا چاہتے تہے لیکن جماعت کاٹھہ گڑھ اور دوسری جماعتون

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

(انہ اوی القریۃ)

الحکم

چیف بیالوگرافی چھپا در قادیان میں | دو دنیں شفا میں غرض دار الامان میں

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۔ (۲) خواص و معاونین سے ۔ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۔ (۴) غیر ... ۔ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۔

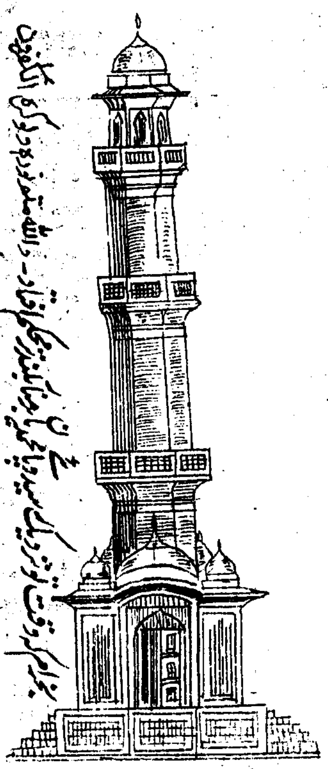

فہرست مضامین

(۱) غزل در مدح الحکم ۔ سرپرستان الحکم سے التماس صفحہ ۱
(۲) دارالامان کا ہفتہ ۔ تازہ الہامات دکشوف ۔ صفحہ ۲
" متفرق مضامین ۔
(۳) تفسیر القرآن منہ مسیح الزمان ۔ صفحہ ۳ و ۴
(۴) مذہبی دنیا پر سرسری نظر ۔ صفحہ ۵
(۵) اسلامی عہد عقلت کی بیتہ تکبیر تحریریت ۔ صفحہ ۶
(۶) حضرت مسیح موعود کی ایک تاکید اشتہار ۔ صفحہ ۷
(۷) سوالات کے جواب مسیح کی زبانی
(۸) شیرازہ قوم ۔ ایک آئینہ کا ایک نقشہ
(۹) ہماری شادیاں کیسے ہوں ۔ سلیل ٹرنک } صفحہ ۱۲
" شیرازہ قوم کا اخباری پہلو ۔
(۱۰) اشتہارات صفحہ ۱۳ و ۱۴ ۔

نمبر ۲۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ - جون ۱۹۰۵ء مطابق ۲۰ - ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

الحکم

میرے مکرم محترم منشی نواب خانصاحب ثاقب میرزاخانی جاگیردار مالیرکوٹلہ الحکم کے متعلق ایک مراسلت بھیجتے ہیں ۔ میں منشی صاحب موصوف کی عنایت کا تہ دل سے ممنون ہوں ۔ اور انہیں یقین دلاتا ہوں کہ بحالت موجودہ الحکم حاشیہ زیر میں جلد کے لئے کافی چھوڑا جاتا ہے اور اگر یہہ بھی ناکافی ہے تو آئندہ اس امر کا اور بھی لحاظ رہیگا ۔ درس قرآن مجید کے متعلق آپ کی رائے قابل قدر ہے مگر افسوس ہے کہ میری رائے میں محض اشارات کافی نہیں ہیں یہی وجہ ہے جو میں نے تفسیر القرآن کو الگ کرنے کا عزم کیا ۔ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے ۔ آپ بھی دعا کریں + اسکے ساتھ ہی آپ نے ایک نظم بھی ارسال فرمائی ہے جسکو میں ذیل میں چھاپ دیتا ہوں ۔ ایڈیٹر ۔

غزل در مدح الحکم

احمدیت کا مسلم آرگن ہے الحکم
اور انفاس مسیحا کا دہن ہے الحکم
دیکھنے سے اوسکے ہوتی ہے طبیعت باغ باغ
پُر فضا و دلکشا خندان چمن ہے الحکم
اک بشاشت سے ٹپکتی صفحہ رخسار سے
دافع صد زحمت و رنج و محن ہے الحکم
اوسکے ہر نقطہ کو گر ہے حال رخ ایمان کہیں
دلبر سیمیں عذار و سیمتن ہے الحکم
ہفتہ بھر کے بعد ہوجاتا ہے خامہ اجلوہ نما
احمدی احباب کی اک انجمن ہے الحکم
بھینی بھینی اسکی خوشبو پھیلتی ہے دور دور
گلستان یاسمین و نسترن ہے الحکم
حفظ ایمان کیلئے گر ہو رجحان رکھیں بجا
قوۃ روحانی غذائے جان و تن ہے الحکم
ہیں صدائیں میٹھی میٹھی اور نغمہ شکریں
خوب گویا طوطی شکرشکن ہے الحکم
اپنی رعنائی کے نشہ میں مگر ہے حال مست
دلبری و دلستانی میں مگن ہے الحکم
ٹکٹکی باندھے ہوئے رہتے ہیں ہم مشتاق دید
چھپتے چھپتے منہ پہ کیوں پردہ فگن ہے الحکم
چہرہ زیبا چھپا لینا ہے کیوں یہ ماجرا
مہر عالمتاب کی روشن کرن ہے الحکم
داغ فرقت میں پڑے جلتے ہیں اور روتے ہیں ہم
سوز دل اور چشم تر پہ خندہ زن ہے الحکم
ہفتہ عشرہ بعد بھی آنکھیں ملاتا ہے قسم
کیا ہی شرمیلی حیا پرور دلہن ہے الحکم
اوسکی شمع رخ پہ جان دیتے ہیں ہم پروانہ وار
سرد مہری کے سبب دل کی جلن ہے الحکم
ثاقبا بن بن کے ناصح اوسکو سمجھاتے ہو کیوں
وعظ کہنے میں تو خود شیریں دہن ہے الحکم

خاکسار محمد نواب خان ثاقب مالیرکوٹلوی مرزاخانی ۔

سرپرستان الحکم سے التماس

اخبار کی ضرورت اور پھر اسکے ضروریات کو مدنظر رکھنا قوم کا فرض ہے ۔ میں ضرورت نہیں سمجھتا کہ اخبار میں بار بار ان مشکلات کا ذکر کروں جو آئے دن مجھے اپنے بعض سہل انگار ناظرین کی وجہ سے برداشت کرنی پڑتی ہیں ۔ باوجودیکہ قبل از وقت انہیں بذریعہ کارڈ ترسیل قیمت کے لئے یاددہانی کی جاتی ہے اور وی پی کی اطلاع دیجاتی ہے ۔ پھر بھی بعض بزرگ واپس کر دیتے ہیں اور وجہ انکار کچھ بھی نہیں لکھتے میں نے آج کی تاریخ سے یہ التزام کر لیا ہے ۔ کہ جو شخص مطبع کے مرسلہ وی پی کو (جبکہ اسے قبل از وقت اطلاع دی جا چکی ہو اور اسنے مطبع کو مطلع نہ کیا ہو کہ وہ کس وقت قیمت ادا کرے گا) واپس کرے گا ۔ اسی تاریخ سے اسکے نام الحکم بند کر دیا جاوے گا ۔ اگر قومی خدمت کا یہی مطلب ہے کہ ایک شخص دل و دماغ کے قیمتی حصہ کو انکی نذر کرے ۔ اور بہت ساری ذمہ واریوں کو اپنے سر لیتا ہوا انکے لئے وہ ذخیرہ جمع کرے جو ان کی روحانی بھلائی کے لئے بہترین ذخیرہ ہو اور اسپر اسکی واجب الادا قیمت بھی عند الطلب نہ دی جاوے تو یہ بھی بری بات ہے ۔ پس میں اس قاعدہ کو اہم قرار دیتا ہوں ۔ سرپرستان الحکم سے امید ہے توجہ کریں گے ۔ اور بروقت چندہ ادا کرنے والے خریداروں کے بہم پہنچانے میں سعی ۔ اللہ تعالیٰ انکے ارادوں اور ہمت میں برکت دے + الحکم کی قیمت کے متعلق یہہ آخری التماس ہے ہاں جس شخص کے حساب میں کوئی غلطی ہو سکتا فرض ہے کہ وہ اگر اطلاعی کارڈ پر اطلاع نہ دے سکے تو وی پی بطور امانت رکھ کر فیصلہ کرے واپس کرنے میں مطبع کا سخت نقصان ہوتا ہے ۔

ایڈیٹر الحکم قادیان

+ ان امور کی حتی الوسع اصلاح کی گئی ہے اور وہ باقاعدہ شایع ہوتا ہے ایڈیٹر

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے خوب تندرست ہیں اور ابھی باغ ہی میں قیام پذیر ہیں۔ براہین احمدیہ جلد پنجم کا ایک ضمیمہ لکھ رہے ہیں جسکا ایک حصہ آج کے الحکم میں شائع کیا جاتا ہے۔ اس لیئے کہ وہ ایک مضمون کے متعلق ہے جو روزانہ پیسہ اخبار میں کسی شاہجہانپوری نے چھپوایا تھا۔ معلوم نہیں شاہجہانپور سے منشی محبوب عالم کو کیا انس ہے جو وہاں کی مخالفانہ تحریریں جھٹ چھاپ دیتے ہیں قطع نظر اسکے کہ وہ کس پایہ کی ہیں۔

۲۔ حضرت ام المومنین علیہا السلام کی طبیعت بحمد اللہ اب بالکل صاف ہے اور خدا تعالےٰ کے وعدہ اور بشارت کے موافق **ردّ علیہا روحہا وریحانہا** آپ نے شفا پائی۔ آنکھ کے اندھوں کو نشانات نظر نہیں آتے لیکن ہم یہاں ہر روز آیات اللہ کو دیکھتے ہیں والحمد للہ **علیٰ ذالک**۔

۳۔ بزرگان ملت بھی خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے اچھی طرح ہیں حضرت حکیم الامۃ کی طبیعت بحال ہے ضعف کی شکایت ہے باایں درس قرآن مجید اور طالبعلموں کے روزانہ سبق بدستور ہو رہے ہیں۔ آپکی اسقدر مصروفیت اور باوجود نحیف اور کمزور ہونے کے آرام نکرنے کی زندگی نے مجھے بتایا ہے کہ آپ وقت کی کسقدر قدر رکھتے ہیں اللہ تعالےٰ ایسے محسن اور صاحب نفس انسان کو دیر تک زندہ رکھے آمین۔

۴۔ حضرت فاضل امروہی صاحب امروہہ میں ہی تشریف فرما ہیں۔ اور تبلیغ کر رہے ہیں۔

۵۔ منشی احمد عمر صاحب کشمیر سے دو ہفتہ سے آئے ہوئے ہیں اور حضرت اقدس کے حضور حاضر ہیں۔ کرایم۔ راہوں۔ ... جالندھر سے اور شہزادہ ضلع ہوشیارپور کی جماعتوں میں سے ایک معقول تعداد حاضر ہوئی۔ ایسا ہی گجرانوالہ کے ضلع سے اور بعض دوسرے مقامات سے لوگ حاضر ہوئے۔ اور یاتون من کل فج عمیق کی پیشگوئی کو پورا کرنے والے ٹھیرے۔

۶۔ ۱۹۔ جون ۱۹۰۵ء کو منشی عبدالرحیم صاحب نے جو کچھ دنوں آریہ سماج میں بھی شامل رہے ہیں مسجد ... میں آریہ سماج کی خدمت میں ایک گذارش سنائی جو میں ذیل میں درج کرتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیہ لیکھ بخدمت درپن

... آریہ ... جیت لائے

... دیانند ... آئے

...

... گذشتہ ایک ... ہے۔

(۲) دیانند کے ششر ... دھرم کین ...
پنڈت ...
دیانند کے شاگرد ... ایمان کا ستیاناس کردیا ہے
جو کوئی شیا ... دلیل ... افضل سمجھتا ہے

(۳) بید ... آپ
ایشور کرتا ... اور کہا ہے
بڑھا دیا خود کچھ دعویٰ نہیں کرتا۔ خواہ مخواہ
کم عقلی سے اس کو خدا کا کلام بنا کر گنہگار رہتے ہیں۔

(۴) جیو انادی تم کہو پر کرتی آن آد۔
کاہے گاوت ... ایشور کے ...
روح کو تم انادی سمجھتے ہو۔ اور مادہ کو ازلی خیال کرتے ہو پھر کیسے شانتی ... کا مذکورہ بھجن گاتے ہو۔

(۵) موکھش تمرد چار دن پشتو آدتت کال۔
سو کہن کر تبلائیو کہاں گرد گھنٹال۔
تمہاری نجات محض چار دن ہے اور پھر حیوان وغیرہ بننا ہے
ذرا دلمیں غور کرکے تبلائیے کہ ابکے وہ صاحب کہاں ہیں۔

(۶) او ستت سگری رین ہو ... نہ بولت لیش
پاپ منہہ جو نیاد یت کرے اس تم د جگدیش
اگر کوئی تمام رات عبادت کرتا ہے تب بھی تمہارا ایشور نہیں بولتا۔ اور اگر پاپ ہو تو جھٹ تناسخ کے چکر میں ڈالتا ہے۔ یہ ہے تمہارا ایشور جگدیش۔

(۷) پتر ... پراتی پچھے مہر داد یت
آتے جن ... نیوگ کرن ...
بیٹا لینے کی خاطر اپنی منکوحہ بیوی کو بھیج دیتے ہیں۔
اور غیر آدمی سے نیوگ کرا کر ... کا دان لیتے ہیں

(۸) واکو تم کا کہت ہو ... جو جن
...
اس شخص کو (دیانند) تم کیا کہتے ہو۔ جو بھنگ پیئے
اور کہے مجھے یقین ہے۔ کہ میں ہی خدا ہوں۔

(۹) **چیتن شدھ** مہاراج کی ... کرتوت
شنکا ... دے کیو ... کا پوت سپوت
بھائیو شدھ چیتن (دیانند کا پہلا نام) مہاراج کی کرتوت ہے۔ اگر کوئی ان کا لائق چیلا ہے۔ تو ہمارے اس اعتراض کا جواب با دلائل دے۔

(۱۰) ... آرج بھائیو ...
... **احمد کرشن** ...
(... مسافر کا) ... آریہ بھائیو
تمہارا پرانا دوست ہے۔ مگر اب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) احمد کرشن اوتار کے خدام میں داخل ہے
الحمد للہ

۷۔ ہفتہ زیر اشاعت میں منشی کرم علی صاحب ... ضیاء الاسلام پریس کے ہاں دوسرا بچہ پیدا ہوا۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بچہ کا نام ... رکھا۔ اللہ تعالےٰ اس مولود کی عمر دراز کرے اور وہ خادم دین ہو۔ آمین۔ ایسا ہی میر مہدی حسن صاحب خادم حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں بھی بچہ پیدا ہوا۔ اللہ تعالےٰ اس مولود مسعود کی عمر بھی خدمت دین میں دراز کرے۔ آمین

انا للہ وانا الیہ راجعون

مینے نہایت افسوس کے ساتھ سنا کہ میرے محترم دوست منشی چودہری عبدالعزیز صاحب نایب تحصیلدار بالم پور کی اہلیہ حالت زچگی میں فوت ہوگئی۔ تھوڑے دن ہوئے تھے کہ اللہ تعالےٰ نے منشی صاحب موصوف کو بچہ عطا کیا تھا۔ اس حالت زچگی میں بچہ کی والدہ بیمار ہوکر راہی ملک بقا ہوئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالےٰ منشی صاحب موصوف کو صبر جمیل عطا فرمادے۔ اور مرحومہ کو اپنے دامن رحمت میں جگہ دے۔ اور اس بچہ کی عمر خدمت دین میں دراز کرے۔ احباب جنازہ غائب پڑھ دیں۔

تازہ الہامات وکشوف

۱۶۔ جون ۱۹۰۵ء۔ قبل از نماز صبح میں اپنے مکان میں کمرے کے اندر کھڑا ہوں اسوقت دیکھا کہ باہر ایک عورت زمین پر بیٹھی ہے جو مخالفانہ رنگ میں ہے۔ وہ بہت بری حالت میں ہے اور اسکے سر کے بال مقراض سے کٹے ہوئے ہیں کوئی زیور نہیں اور نہایت ردی اور مکروہ حالت میں ہے اور سر پر ایک میلا سا کپڑا پگڑی کیطرح لپٹا ہوا ہے اسکے ساتھ بات کرنے سے مجھے کراہت آتی ہے نماز عصر کا وقت ہی میں جلدی سے اٹھا ہوں کہ نماز کے لیے چلا جاؤں کچھ کپڑے مینے ساتھ لئے ہیں کہ نیچے جاکر پہن لونگا یہ جلدی اسلئے کی کہ اس عورت کو میرے ساتھ بات کرنیکا موقع نہ ملے پس مینے جلدی کے سبب پگڑی کو باندھ نہیں لیا اور پشمینہ کی سرخ چادر اوپر لے لی اور کمرے سے نکلا جب میں اسکی برابر گذرا تو میرے منہ سے یا آسمان سے آواز آئی کہ **لعنۃ اللہ علی الکاذبین**۔ ساتھ ہی یہ الہام ہوا کہ "**اسپر آفت پڑی آفت پڑی**" اور دیکھا کہ وہ عورت ایک نہایت ذلیل شکل میں کوڑہوں کی طرح بیٹھی ہے

نوٹ۔ یہ وہی عورت معلوم ہوتی ہے جسکے متعلق اسی اخبار میں درج ہوا تھا کہ میں انکو سزا دونگا میں اس عورت کو سزا دونگا" (ایڈیٹر) ہمارا گنا ہوں کو اے خدا بخش اور فتنوں میں پڑنے سے ہمکو بچا لعنی

۱۹۔ جون ۱۹۰۵ء ہماری جماعت کے چار آدمیوں میں کو جو سخت بیمار ہو گئے تھے ... ان میں سے ایک کے متعلق یہ الہام ہوا "**خدا نے اسکو اچھا کرنا ہی نہیں تھا**۔ یہ نیاز کی کے کام ہیں۔ **اعجاز المسیح**" یعنی جو اسکی موت

تقدیر مبرم کیطرح تھی گویا مبرم تھی مگر یہ معجزہ مسیح موعود ہے کہ اسکو خدا نے اچھا کردیا مبرم تقدیر قابل تبدیل نہیں ہوتی۔ مگر بعض تقدیریں مبرم سے سخت شباہت رکھتی ہیں اور بنظر کشفی مبرم معلوم ہوتی ہیں ایسی تقدیر لیکے صاحب برکت اور صاحب حال کی کامل توجہ اور اقبال علی اللہ سے دور ہو سکتی ہیں۔

پیسہ اخبار اور ایک تازہ نشان کا دہکا

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکان برد

لاہور سے جو خبریں بذریعہ خطوط موصول ہوئی ہیں اور پنجاب سماچار لاہور نے غدرشنہ کی سرخی سے جو مضمون لکھا ہے اسے پڑھ کر سیت الٰہی کا رعبناک نظارہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ پیسہ اخبار نے جس انداز سے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کا ٹھیکہ لیا سا اور اپنے اخبار میں بلاوجہ جس طرز اور طریق سے خدا کے جری کی اہانت اور ہتک کے سلسلہ کو جاری رکہا وہ پیسہ اخبار کے پڑھنے والوں سے مخفی نہیں۔ یہانتک کہ اس امر پر ناز کیا جاتا تہا کہ پیسہ اخبار ہی سب سے بڑھ کر مخالفت کرنے والا ہے۔ وہ لوگ (جو ماموروں اور انکے مخالفوں کے انجام کو شوق سے دیکھنے والے ہوتے ہیں۔) اس آخری نظارہ کو دیکھنے کا انتظار کرتے تھے جسکا پردہ لاہور کے اخبار پنجاب سماچار نے آخر اٹھا دیا۔

مینے جب ان حالات کو پڑھا اور سنا تو میری نظر کے سامنے وہ کلمات پھر گئے جو ۱۰۔ اپریل ۱۹۰۵ء کے الحکم میں پہلے اور دوسرے صفحہ پر نہایت جلی قلم سے لکھے گئے تھے اور وہ یہ ہیں۔ "بدقسمت ناعاقبت اندیش پیسہ اخبار اگر ہمارے ساتھ اپنے مقدمہ فوجداری کو زمین تک محدود رکھتا تو ممکن تہا کہ اسکا منحوس وجود بے اتفاقی اور اعراض کے تاریک گڑھے میں بے فائدہ کوڑے کرکٹ کی طرح پھینک دیا جاتا مگر شقاوت اور انانیت نے اسے صبر کرنے نہیں دیا جب تک اس نے خدا کے اپنے ہاتھ سے قایم کردہ سلسلہ کے ساتھ اپنے مقدمہ کو آسمان پر نہیں پہنچا لیا۔ اب وہ دیکھے گا اور دیکھنے والے دیکھیں گے کہ آسمان سے کہلا کہلا اور حق و باطل میں فرق کردینے والا فیصلہ کس کے حق میں نازل ہوتا ہے۔"

اب وہ خدا تعالےٰ کا فیصلہ نازل ہوگیا ہے جسکی تفصیل میں محض اسلئے کہ یہ ایک آیت اللہ ہے الحکم کی اگلی اشاعتوں میں انشاء اللہ العزیز کرونگا۔ ورنہ میں ایسے شرمناک اقوات کے اظہار سے ہی الحکم کو الگ رکہنا چاہتا تہا۔

اور ان واقعات کے اظہار سے میری غرض صرف یہ ہوگی کہ تا نوع انسان کو فایدہ پہونچاؤں اور ان لوگوں کو جو اپنی تیز زبانیوں سے خدا تعالےٰ کے راستبازوں اور ماموروں کی ہتک

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

گذشتہ اشاعت سے آگے

طوس نے معمولی طور پر مذہبی [illegible] تہا لیکن وہ رومی پیلاطوس دل کا قوی نہ تہا اہبات کو سنکر ڈر گیا کہ قیصر کے پاس اسکی شکایت کی جائے گی - [illegible] پیلاطوس اور اس پیلاطوس میں یاد رکہنے کے لائق ہے کہ پہلے پیلاطوس نے اسوقت جو مسیح ابن مریم عدالت مین پیش کیا گیا یہودیون کو کہا تہا کہ مین اس شخص مین کوئی گناہ نہین دیکہتا ایسا ہی جب آخری مسیح اس آخری پیلاطوس کے روبرو پیش ہوا اور اس مسیح نے کہا کہ مجہے چند روز تک جواب کے لئے مہلت دینی چاہئے کہ مجہپر خون کا الزام لگایا جاتا ہے تو اس آخری پیلاطوس نے کہا کہ مین آپ پر کوئی الزام نہین لگاتا یہ دونون قول دونون پیلاطوسون کے بالکل باہم مشابہ ہین اگر فرق ہے تو صرف اس قدر ہے کہ پہلا پیلاطوس اپنے اس قول پر قایم نہ رہ سکا اور جب اسکو کہا گیا کہ قیصر کے پاس تیری شکایت کرینگے تو وہ ڈر گیا اور حضرت مسیح کو اس نے عمداً خونخوار یہودیون کے حوالے کر دیا گویا وہ اُن کے سپرد کی - یہ غمگین تہا اور اسکی عورت بہی غمگین تہی - کیونکہ وہ دونون مسیح کے سخت معتقد تہے لیکن یہودیون کا سخت شور و غوغا دیکہکر بزدلی اوسپر غالب آگئی ہان البتہ پوشیدہ طور پر اس نے بہت سعی کی کہ مسیح کی جان کو صلیب سے بچا لیا جاوے اور اس سعی مین وہ کامیاب بہی ہوگیا مگر بعد اس کے کہ مسیح صلیب پر چڑہایا گیا اور شدت درد سے ایک ایسی سخت غشی مین آگیا کہ گویا وہ موت ہی تہی - بہرحال پیلاطوس رومی کی کوشش سے مسیح ابن مریم کی جان بچ گئی اور جان بچنے کے لئے پہلے سے مسیح کی دعا منظور ہو چکی تہی - دیکہو عبرانیان باب ۵ آیت ۷ بعد اسکے مسیح اوس زمین سے پوشیدہ طور پر بہاگ کر کشمیر کیطرف آگیا اور وہین فوت ہوا اور تم سن چکے ہو کہ سری نگر محلہ خانیار مین اوس کی قبر ہے یہ سب پیلاطوس کی سعی کا نتیجہ تہا لیکن تاہم اوس پہلے پیلاطوس کی کارروائی بزدلی کی رنگ آمیزی سے خالی نہ تہی اگر وہ اپنے اس قول کا پاس کرکے کہ مین اس شخص کا کوئی گناہ نہین دیکہتا مسیح کو چہوڑ دیتا تو اسپر کوئی مشکل نہ تہا اور وہ چہوڑنے پر قادر تہا مگر وہ قیصر کی ناراضگی سے ڈر گیا - لیکن یہ آخری پیلاطوس پادریون کے ہجوم سے نہ ڈرا حالانکہ اسجگہ بہی قیصرہ کی بادشاہت تہی لیکن یہ قیصرہ اوس قیصر سے بدرجہا بہتر تہی - اسلئے کسی کے لئے ممکن نہ تہا کہ حاکم پر دباؤ ڈالنے کے لئے اور انصاف چہڑانے کے لئے قیصرہ سے ڈراوے بہرحال پہلے مسیح کی نسبت آخری مسیح پر بہت شور اوٹہایا گیا تہا اور بہت سے [illegible] اور بہت سے قومون کے سرگروہ جمع ہوگئے تہے مگر آخری پیلاطوس نے سچائی سے پیار کیا اور اپنے اس قول کو پورا کرکے دکہایا کہ جو اس نے مجہے مخاطب کرکے کہا تہا کہ مین آپ پر خون کا الزام نہین لگاتا سو اس نے مجہے بہت صفائی اور مردانگی سے بری کیا اور پہلے پیلاطوس نے مسیح کو [illegible] مگر اس پیلاطوس نے جو لجیہ عدالت کا تقاضا تہا اوس طور سے اس تقاضا کو پورا کیا اور اس مین بزدلی کا رنگ نہ تہا جسدن مین بری ہوا اوس دن اس عدالت مین ملکی فوج کا ایک چور بہی پیش ہوا یہ اس شبہ وقوع مین آیا کہ پہلے مسیح کے ساتہہ بہی ایک چور تہا لیکن اس آخری مسیح کے ساتہہ کے چور کو تو پکڑا گیا اوس پہلے چور کی طرح جو پہلے مسیح کے ساتہہ پکڑا گیا صلیب پر نہین چڑہایا اور نہ اوسکی ہڈیان توڑی گئین بلکہ صرف تین ماہ کی قید ہوئی -

اب پہر ہم اپنے بیان کی طرف رجوع کرکے لکہتے ہین کہ سورۃ فاتحہ مین اس قدر حقائق و دقائق و معارف جمع ہین کہ اگر ان سب کو لکہا جائے تو وہ باتین ایک دفتر مین بہی ختم نہین ہوسکتین اسی ایک حکیمانہ دعا کو دیکہو کہ جو اس سورہ مین سکہائی گئی ہے یعنے اھدنا الصراط المستقیم یہ دعا ایک ایسا مفہوم کلی اپنے اندر رکہتی ہے جو تمام دین اور دنیا کے مقاصد کی [illegible] کوئی چیز بہی حقیقت پر [illegible] پا سکتے اور نہ اوس کے فوائد سے منتفع ہوسکتے ہین جب تک کہ عین اس کے پانے کے لئے ایک مستقیم راہ نہ ملے دنیا کی جسقدر مشکل اور پیچیدہ امور ہین خواہ وہ سلطنت اور وزارت کے ذمہ واریون کے متعلق ہون اور خواہ سپہ گری اور جنگ و جدال سے تعلق رکہتے ہون اور خواہ علمی اور ہیئت کے دقیق مسائل کے متعلق ہون اور خواہ صناعت طب کے طرق تشخیص اور علاج کے متعلق اور خواہ تجارت اور زراعت کے متعلق ان تمام امور مین کامیابی ہونا مشکل اور غیر ممکن ہے جبتک کہ اون کے بارہ مین ایک مستقیم راہ نہ ملے کہ کس طور سے اس کام کو شروع کرنا چاہئے اور ہر ایک عقلمند انسان مشکلات کے وقت مین یہی اپنا فرض سمجہتا ہے کہ اس مشکل سربستہ کے بارہ مین ایک لمبے وقت تک رات کو اور دن کو سوچتا رہے تا کہ اس مشکل کشائی کے لئے کوئی راہ نکل آوے اور ہر ایک صنعت اور ہر ایک ایجاد اور ہر ایک پیچیدہ اور الجہے ہوئے کام کو چلانا اس بات کو چاہتا ہے کہ اوس کام کے لئے راہ نکل آوے پس دنیا اور دین کی اغراض کے لئے اصل دعا راہ نکالنے کی دعا ہے جب سیدہی راہ کسی امر کے متعلق ہاتہہ مین آجائے تو یقیناً وہ امر بہی خدا کے فضل سے حاصل ہو جاتا ہے خدا کی قدرت اور حکمت نے ہر ایک مدعا کے حصول کے لئے ایک راہ رکہی ہے مثلاً کسی بیمار کا ٹہیک علاج نہین ہوسکتا جب تک اوس مرض کی حقیقت سمجہی اور نسخہ کے تجویز کے لئے ایک الہی راہ نہ نکل آوے کہ دل فتویٰ دیدے کہ اس راہ مین کامیابی ہوگی - بلکہ کوئی انتظام دنیا مین ہو ہی نہین سکتا جب تک اس انتظام کے لئے ایک راہ پیدا نہ ہو پس راہ کا طلب کرنا طالب مقصد کا فرض ہوا اور جیسا کہ دنیائی کامیابی کا صحیح سلسلہ ہاتہہ مین لینے کے لئے پہلے ایک راہ کی ضرورت ہے جسپر قدم رکہا جائے ایسا ہی خدا کا دوست اور مورد محبت اور فضل بننے کے لئے قدیم سے ایک راہ کی ضرورت پائی گئی ہے اسلئے دوسری سورت مین جو سورۃ البقر ہے جو اس سورۃ کے بعد ہے سورۃ کے شروع ہی مین فرمایا گیا ہے ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ یعنی انعام پانیکی یہ راہ ہے جو ہم بیان کرتے ہین* - پس یہہ دعا یعنی دعا اھدنا الصراط المستقیم ایک جامع دعا ہے کہ جو انسان کو اسبات کیطرف متوجہ کرتی ہے کہ مشکلات دینی و دنیوی کے وقت مین اول جس چیز کی تلاش انسان کا فرض ہے وہ یہی ہے کہ اس امر کے حصول کے لئے وہ صراط مستقیم تلاش کرے یعنی کوئی ایسی صاف راہ ڈہونڈے جس سے بآسانی مطالب تک پہونچ سکے - اور دل یقین سے بہر جائے شکوک سے نجات ہو لیکن انجیل کی ہدایت کے موافق روٹی مانگنے والا خداجوئی کی راہ اختیار نہ کرے گا اوسکا مقصد تو روٹی ہے جب روٹی مل گئی تو پہر اوسکو خدا سے کیا غرض یہی وجہ ہے کہ عیسائی صراط مستقیم سے گر گئے ایک نہایت قابل شرم عقیدہ جو انسان کو خدا بنانا ہے اون کے گلے پڑ گیا ہم نہین سمجہ سکتے کہ مسیح ابن مریم مین دوسرون کی نسبت کیا زیادتی تہی جس سے اوسکی خدائی کا خیال آیا - معجزات مین پہلے اکثر نبی اس سے بڑہکر تہے جیسا کہ موسیٰ اور عیسیٰ اور الیاس نبی اور مجہے قسم ہے اوس ذات کی جس کے ہاتہہ مین میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ مین ہوتا تو وہ کام جو مین کرسکتا ہون وہ ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجہہ سے ظاہر ہو رہے ہین وہ ہرگز دکہلا نہ سکتا اور خدا کا فضل اپنے سے زیادہ مجہہ پر پاتا جبکہ مین ایسا ہون تو اب سوچو کہ کیا مرتبہ ہے اُس پاک رسول کا جسکی غلامی کیطرف مین منسوب کیا گیا - ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء اسجگہ کوئی حسد اور رشک پیش نہین جاتا خدا جو چاہے کرے جو اوس کے ارادہ کے مخالفت کرتا ہے وہ صرف اپنے مقاصد مین نامرادی نہین بلکہ مر کر جہنم کی راہ لیتا ہے ہلاک ہوگئے وہ جنہون نے عاجز مخلوق کو خدا بنایا - ہلاک ہوگئے وہ جنہون نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا مبارک وہ جس نے مجہے پہچانا مین خدا کی سب راہون مین سے آخری راہ ہون اور مین اوس کے سب نورون مین سے آخری نور ہون بدقسمت ہے وہ جو مجہے چہوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے -

دوسرا ذریعہ ہدایت کا جو مسلمانون کو دیا گیا ہے سنت ہے یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عملی کارروائیان جو آپنے قرآن شریف کے احکام کی تشریح کے لئے کرکے دکہلائین مثلاً قرآن شریف مین بظاہر نظر پنجگانہ نمازون کے رکعات معلوم نہین ہوتین کہ صبح کسقدر اور دوسرے وقتون مین کس کس تعداد پر لیکن سنت نے سب کچہہ کہول دیا ہے یہ دہوکہ نہ لگے کہ سنت اور حدیث ایک چیز ہے کیونکہ حدیث تو سو ڈیڑہ سو برس کے بعد جمع کی گئی مگر سنت کا قرآن شریف کے ساتہہ ہی وجود تہا مسلمانون پر قرآن شریف کے بعد بڑا احسان سنت کا ہے خدا اور رسول کی ذمہ داری کا فرض صرف دو امر تہے اور وہ یہ کہ خدا نے قرآن کو نازل کرکے مخلوقات کو بذریعہ اپنے قول کے اپنے منشاء سے اطلاع دے یہ تو خدا کے قانون کا فرض تہا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرض تہا کہ خدا کی کلام کو عملی طور پر دکہلا کر بخوبی لوگون کو سمجہا دین پس رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ گفتنی باتین کردنی کے پیرایہ مین دکہلا دین اور اپنی سنت یعنی عملی کارروائی سے معضلات اور مشکلات مسائل کو حل کر دیا یہ کہنا بیجا ہے کہ یہ حل کرنا حدیث پر موقوف تہا کیونکہ حدیث کے وجود سے پہلے اسلام زمین پر قایم ہو چکا تہا کیا جب تک حدیثین جمع نہین ہوئی تہین لوگ نماز نہ پڑہتے تہے یا زکوٰۃ نہ دیتے تہے یا حج نہ کرتے تہے یا حلال و حرام سے واقف نہ تہے - ہان تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے کیونکہ بہت سی اسلام کے تاریخی اور اخلاقی اور فقہ کے امور کو حدیثین کہولکر بیان کرتی ہین اور نیز بڑا فائدہ حدیث کا یہ ہے کہ وہ قرآن کی خادم اور سنت کی خادم ہے جن لوگون کو ادب قرآن نہین دیا گیا وہ اس موقعہ پر حدیث کو

---

* سورہ فاتحہ مین راہ راست کے لئے دعا کی گئی اور دوسری سورۃ مین گویا وہ دعا قبول ہو کر راہ راست بتلائی گئی ہے - منہ

* اہل حدیث فعل رسول قول رسول دونونکا نام حدیث ہی رکہتے ہین ہمین اون کی اصلاح سے کچہہ غرض نہین در اصل سنت الگ ہے جسکی اشاعت اہتمام خود آنحضرت نے بذات خود فرمایا اور حدیث الگ ہے جو بعد مین جمع ہوئی - منہ

www.aaiil.org

قاضی [illegible] کہتے ہیں جیسا کہ یہودیوں نے اپنی حدیثوں کی نسبت کہا مگر ہم حدیث کو خادم قرآن اور خادم سنت [illegible] دیتے ہیں اور ظاہر ہے کہ آقا کی شوکت خادموں کے ہونے سے بڑھتی ہے قرآن خدا کا قول ہے اور سنت رسول اللہ کا فعل اور حدیث سنت کے لئے ایک تائیدی گواہ ہے۔ نعوذ باللہ یہ کہنا غلط ہے کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے اگر قرآن پر کوئی قاضی ہے تو وہ خود قرآن ہے۔ حدیث جو ایک ظنی مرتبہ پر ہے قرآن کی ہرگز قاضی نہیں ہو سکتی صرف ثبوت مؤید کے رنگ میں ہے قرآن اور سنت نے اصل کام سب کر دکھایا ہے اور حدیث صرف تائیدی گواہ ہے حدیث قرآن پر کیسی قاضی ہو سکتی ہے قرآن اور سنت اس زمانہ میں ہدایت کر رہے تھے جب کہ اس مصنوعی قاضی کا نام و نشان نہ تھا یہ مت کہو کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے بلکہ یہ کہو کہ حدیث قرآن اور سنت کے لئے تائیدی گواہ ہے البتہ سنت ایک ایسی چیز ہے جو قرآن کا منشا ظاہر کرتی ہے اور سنت سے وہ راہ مراد ہے جس راہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر صحابہ کو ڈالدیا تھا سنت ان باتوں کا نام نہیں ہے جو سو ڈیڑھ سو برس بعد کتابوں میں لکھی گئیں بلکہ اون باتوں کا نام حدیث ہے اور سنت اس عملی نمونہ کا نام ہے جو نیک مسلمانوں کی عملی حالت میں ابتدا سے چلا آیا ہے جس پر ہزارہا مسلمانوں کو لگایا گیا۔ ہاں حدیث بھی اگرچہ اکثر حصہ اس کا ظن کے مرتبہ پر ہے مگر بشرط عدم تعارض قرآن و سنت تمسک کے لائق ہے اور مؤید قرآن و سنت ہے اور بہت سے اسلامی مسائل کا ذخیرہ اپنے اندر رکھتی ہے **پس حدیث** کا قدر نہ کرنا گویا ایک عضو اسلام کا کاٹ دینا ہے ہاں اگر ایک ایسی حدیث ہو جو قرآن اور سنت کے نقیض ہو اور نیز ایسی حدیث کی نقیض ہو جو قرآن کے مطابق ہے یا مثلاً ایک ایسی حدیث ہو جو صحیح بخاری کے مخالف ہے تو وہ حدیث قبول کے لائق نہیں ہو گی کیونکہ اس کے قبول کرنے سے قرآن کو اور اُن تمام احادیث کو جو قرآن کے موافق ہیں رد کرنا پڑتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ کوئی پرہیزگار اس پر جرأت نہیں کریگا کہ ایسی حدیث پر عقیدہ رکھے کہ وہ قرآن اور سنت کے برخلاف اور ایسی حدیثوں کے مخالف ہے جو قرآن کے مطابق ہیں بہرحال احادیث کی قدر کرو اور اُن سے فائدہ اٹھاؤ کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے منسوب ہیں اور جب تک قرآن و سنت ان کی تکذیب نہ کرے تم بھی ان کی تکذیب نہ کرو بلکہ چاہئے کہ احادیث نبویہ پر ایسے کاربند ہو کہ کوئی حرکت نہ کرو اور نہ کوئی سکون اور نہ کوئی فعل کرو اور نہ ترک فعل مگر اس

کی تائید میں تمہارے پاس کوئی حدیث ہو لیکن اگر کوئی ایسی حدیث ہو جو قرآن شریف کے بیان کردہ قصص سے صریح مخالف ہے تو اوسکی تطبیق کے لئے فکر کرو شاید وہ تعارض تمہاری ہی غلطی ہو اور اگر کسی طرح وہ تعارض دور نہ ہو تو ایسی حدیث کو پھینک دو کہ وہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہیں ہے اور اگر کوئی حدیث ضعیف ہے مگر قرآن سے مطابقت رکھتی ہے تو اس حدیث کو قبول کر لو کیونکہ قرآن اسکا مصدق ہے اور اگر کوئی ایسی حدیث ہے جو کسی پیشگوئی پر مشتمل ہے مگر محدثین کے نزدیک وہ ضعیف ہے اور تمہارے زمانہ میں یا پہلے اس سے اس حدیث کی پیشگوئی سچی نکلی ہے تو اس حدیث کو سچی سمجھو اور ایسے محدثوں اور راویوں کو مخطی اور کاذب خیال کرو جنہوں نے اس حدیث کو ضعیف اور موضوع قرار دیا ہو ایسی حدیثیں صدہا ہیں جنمیں پیشگوئیاں ہیں اور اکثر ان میں سے محدثین کے نزدیک مجروح یا موضوع یا ضعیف ہیں پس اگر کوئی حدیث اون میں سے پوری ہو جائے اور تم یہ کہکر ٹال دو کہ ہم اس کو نہیں مانتے کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے یا کوئی راوی اوسکا متدین نہیں ہے تو اس صورت میں تمہاری خود بے ایمانی ہو گی کہ ایسی حدیث کو رد کرو جسکا سچا ہونا خدا نے ظاہر کر دیا خیال کرو کہ اگر ایسی حدیث ہزار ہو اور محدثین کے نزدیک ضعیف ہو اور ہزار پیشگوئی اس کی سچی نکلے تو کیا تم ان حدیثوں کو ضعیف قرار دیکر اسلام کے ہزار ثبوت کو ضائع کر دو گے پس اس صورت میں تم اسلام کے دشمن ٹھیرو گے اور اللہ تعالے فرماتا ہے فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ پس سچی پیشگوئی بجز سچے رسول کے کس کی طرف منسوب ہو سکتی ہے کیا ایسے موقعہ پر یہہ کہنا مناسب حالت ایمانداری نہیں ہے کہ صحیح حدیث کو ضعیف کہنے میں کسی محدث نے غلطی کھائی اور یا یہ کہنا مناسب ہے کہ جھوٹی حدیث کو سچی کر کے خدا نے غلطی کھائی اور اگر ایک حدیث ضعیف درجہ کی ہی بشرطیکہ وہ قرآن اور سنت اور ایسی احادیث کے مخالف نہیں جو قرآن کے موافق ہیں تو اس حدیث پر عمل کرو لیکن بڑی احتیاط سے حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ بہت سی احادیث موضوعہ بھی ہیں جنہوں نے اسلام میں فتنہ ڈالا ہے ہر ایک فرقہ اپنے عقیدہ کے موافق حدیث رکھتا ہے یہاں تک کہ نماز جیسے یقینی اور متواتر فریضہ کو احادیث کے تفرقہ نے مختلف صورتوں میں کر دیا ہے کوئی آمین بالجہر کرتا ہے کوئی پوشیدہ کوئی خلف امام فاتحہ پڑھتا ہے کوئی اس پڑھنے کو مفسد نماز جانتا ہے کوئی سینہ پر ہاتھ

باندھتا ہے کوئی ناف پر اصل وجہ اس اختلاف کی احادیث ہی ہیں **كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ** ورنہ سنت نے ایک ہی طریق بتلایا تھا پھر روایات کے تداخل نے اس طریق کو جنبش دیدی اسی طرح احادیث کی غلط فہمی نے کئی لوگوں کو ہلاک کر دیا شیعہ بھی اسی سے ہلاک ہوئے اگر قرآن کو اپنا حاکم ٹھہراتے تو ایک سورت نور کی ان کو نور بخش سکتی تھی مگر حدیثوں نے ان کو ہلاک کیا اسی طرح حضرت مسیح کے وقت وہ یہودی ہلاک ہو گئے* جو اہل حدیث کہلاتے تھے کچھ مدت سے ان لوگوں نے توریت کو چھوڑ دیا تھا اور جیسا کہ آجتک اون کا عقیدہ ہے اون کا یہ مذہب تھا کہ حدیث توریت پر قاضی ہے سو ان میں ایسی حدیثیں بکثرت موجود تھیں کہ جب تک ایلیا دوبارہ آسمان سے اپنی عنصری وجود کے ساتھ نازل نہ ہو تب تک ان کا مسیح موعود نہیں آئیگا ان حدیثوں نے ان کو سخت ٹھوکریں ڈالدیا اور وہ لوگ ان حدیث پر تکیہ کر کے حضرت مسیح کی اس تاویل کو قبول نکر سکے کہ ایلیا سے مراد یوحنا یعنی یحیی نبی ہے جو الیاس کی خو اور طبیعت پر آیا اور بروزی طور پر اوسکا وجود لیا ہے پس تمام ٹھوکر ان کی حدیثوں کے سبب سے تھی جو آخرکار ان کے بے ایمان ہونے کا موجب ہو گئی اور ممکن ہے کہ وہ لوگ ان حدیثوں کے معنوں میں بھی غلطی کرتے ہوں یا حدیثوں میں بعض بعض انسانی الفاظ مل گئے ہوں غرض شاید مسلمانوں کو اس واقعہ کی خبر نہ ہو گی کہ یہودیوں میں حضرت مسیح کے منکر اہل حدیث ہی تھے انہوں نے ان پر شور مچایا اور تکفیر کا فتوے لکھا اور اون کو کافر قرار دیا اور کہا کہ یہ شخص خدا کی کتابوں کو مانتا نہیں خدا نے الیاس کے دوبارہ آنیکی خبر دی اور یہ اس پیشگوئی کی تاویلیں کرتا اور بغیر کسی قرینہ صادقہ کے ان خبروں کو کسی اور طرف کھینچ کر لے جاتا ہے× اور حضرت مسیح کا نام اونہوں نے صرف کافر نہیں بلکہ ملحد بھی رکھا اور کہا کہ اگر یہ شخص سچا ہے تو پھر دین موسوی باطل ہے وہ انکے لئے فیج اعوج کا زمانہ تھا جھوٹی حدیثوں نے اون کو دھوکا دیا۔ غرض حدیثوں کے پڑھنے کے وقت یہ خیال کر لینا چاہئے کہ ایک قوم پہلے اس سے حدیث کو توریت پر قاضی ٹھہرا کر اس حالت تک پہونچ چکی ہے کہ ایک سچے نبی کو اونہوں نے کافر اور دجال کہا اور اس سے انکار کر دیا۔ تاہم مسلمانوں کے لئے صحیح بخاری نہایت متبرک اور مفید کتاب ہے یہ وہی کتاب ہے جس میں صاف طور پر لکھا ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام وفات پا گئے۔ ایسا ہی مسلم اور دوسری احادیث کی کتابیں بہت سے معارف اور مسائل کا ذخیرہ اپنے اندر رکھتی ہیں اور اس احتیاط سے ان پر عمل واجب ہے کہ کوئی مضمون ایسا نہ ہو جو قرآن اور سنت اور ان احادیث سے مخالف ہو جو قرآن کے مطابق ہیں۔

اے خدا کے طالب بندو! کان کھولو اور سنو کہ یقین جیسی کوئی چیز نہیں یقین ہی ہے جو گناہ سے چھوڑاتا ہے یقین ہی ہے جو نیکی کرنے کی قوت دیتا ہے یقین ہی ہے کہ جو خدا کا عاشق صادق بناتا ہے کیا تم گناہ کو بغیر یقین کے چھوڑ سکتے ہو۔ کیا تم جذبات نفس سے بغیر یقینی تجلی کے رک سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی تسلی کر سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی تبدیلی پیدا کر سکتے ہو کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی خوشحالی حاصل کر سکتے ہو کیا آسمان کے نیچے کوئی ایسا کفارہ اور ایسا فدیہ ہے جو تم سے گناہ ترک کرا سکے کیا مریم کا بیٹا عیسے ایسا ہے کہ اسکا مصنوعی خون گناہ سے چھڑائے گا ایسا جھوٹ مت بولو جس سے زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے یسوع خود اپنی نجات کیلئے یقین کا محتاج تھا اور اوس نے یقین کیا اور نجات پائی۔ افسوس ہے اُن عیسائیوں پر جو یہ کہکر مخلوق کو دھوکا دیتے ہیں کہ ہم نے مسیح کے خون سے گناہ سے نجات پائی ہے حالانکہ وہ سر سے پیر تک گناہ میں غرق ہیں وہ نہیں جانتے کہ اُن کا کون خدا ہے بلکہ زندگی تو غفلت سے ہے شراب کی مستی اُن کے دماغ میں ہے مگر وہ پاک مستی جو آسمان سے اترتی ہے اس سے وہ بیخبر ہیں۔

(باقی آئندہ)

نوٹ * انجیل میں نہایت سخت مخالفت ان خیالات کی گئی تھی جو کہ طالمود کی حدیثوں اور روایتوں میں ظاہر کئے گئے تھے۔ یہ حدیثیں سینہ بسینہ حضرت موسی تک پہونچائی جاتی تھیں اور کہا جاتا تھا کہ یہ موسی کے الہامات ہیں۔ بالآخر یہ حال ہو گیا تھا کہ توریت کو چھوڑ کر تمام وقت احادیث کے پڑھنے پر لگایا جاتا تھا بعض امور میں طالمود توریت کے مخالف ہے تب بھی یہود طالمود کی بات پر عمل کرتے تھے (طالمود مولفہ یوسف بارکلی مطبوعہ لنڈن [illegible]ء۔

× جس وقت حضرت عیسے علیہ السلام پر کفر کا فتویٰ لکھا گیا ہو اس وقت وہ پولوس بھی مکفرین کی جماعت میں داخل تھا جس نے بعد میں اپنے تئیں رسول مسیح کے لفظ سے مشہور کیا یہ شخص حضرت مسیح کی زندگی میں آپ کا سخت دشمن تھا معتقد حضرت مسیح کے نام سے [illegible] ابد پولوس تو ایک رسول بن جاتا۔ اس شخص کے گذشتہ چال چلن کی نسبت لکھا ہے کہ چنداں درست نہیں کہ عیسائی خوب جانتے ہیں افسوس ہے کہ یہ وہی شخص ہے جس نے حضرت مسیح کو جب تک وہ اس ملک میں رہے بہت دکھ دیا تھا اور جب وہ صلیب سے نجات پا کر کشمیر کی طرف چلے آئے تو اس نے ایک جھوٹی خواب کے ذریعہ سے حواریوں میں اپنے تئیں داخل کیا اور تثلیث کا مسئلہ گھڑا اور عیسائیوں کیلئے سور کو جو توریت کے رو سے ابد تک حرام تھا حلال کر دیا اور شراب کی بہت بوحت دیدی اور

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

الحق یعلو ولا یعلیٰ

حضرت مسیح موعود کی صداقت کا زور اور اثر خود عیسائیوں کے منہ سے ظاہر ہو رہا ہے۔ بارہا الحکم کے انہیں کالموں میں ظاہر کیا گیا ہے کہ کس طرح پر عیسائی اخبارات۔ عیسائی علماء عیسویت کی کمزوری کا اظہار کرتے ہیں۔ حال میں چرچ آف انگلینڈ کے کئی سو پادریوں نے ملکر ایک اشتہار شائع کیا ہے جس کا مختصر سا مضمون ذیل میں درج کرتا ہوں اس اشتہار کے مطالعہ سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ کس طرح پر صلیب ٹوٹ رہی ہے۔ یہ اندرونی حربے ہیں جو عیسویت کے بت کو پاش پاش کر رہے ہیں۔ وہ مضمون یہ ہے۔ کہ آجکل کی سائنس نے جو کہ دن بدن ترقی کر رہی ہے ہمیں یہ بتلا دیا ہے کہ بائیبل میں جو تواریخی حصہ ہے اس کو ہم الہام کہکر ثابت نہیں کر سکتے۔ اگر بائیبل کے پرانے اور نئے نامہ پر ایک تنقیدی نظر ڈالی جاوے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ بہت سی باتیں ایسی ہیں جن کو تاریخی واقعات سے زیادہ وقعت نہیں دیجا سکتی۔ ان کو اس امر کی خوشی ہے۔ کہ ان کے بہت سے ہم پیشہ بھائی پرانے عہدنامہ کی بابت تو یہ خیال ظاہر کرنے لگ گئے ہیں۔ لیکن نئے عہدنامہ کے متعلق وہ خیالات ظاہر کرنے کی جرأت ہونی چاہئے۔ ان کو اس امر کی شکایت ہے۔ کہ اگر وہ بائیبل کے تاریخی واقعات کو تنقیدی نظر سے دیکھیں۔ تو ان کے عیسائی بھائی ان کو خارج کرنے کی دھمکی دیتے ہیں۔ اور ان کے اس کام کو بری نظر سے دیکھتے ہیں۔ انکا خیال ہے کہ ممکن ہے کہ کٹر یا کہ مرید عیسائی ان کو تنگ کریں۔ اور اصلاح کئی سولائق پادری چرچ سے علیحدہ ہو جائیں۔ انکا خیال یہ بھی ہے۔ کہ لوگوں کی روحوں کو ان تاریخی واقعات کی بنا پر جو کہ سوائے تاریخ کے مطالعہ کے ثابت نہیں ہو سکتے۔ پرورش دینا عیسائی چرچ کے لئے خطرناک ہوگا۔

عیسائی کیونکر بنائے جاتے ہیں — ڈاکٹر پینیل ایک مشنری

ڈاکٹر پینیل جو بنوں میں رہتے ہیں ...... یہ وہی ڈاکٹر پینیل ہیں جنہوں نے سادھو بنکر ہندوستان میں انڈیا کے بعض بڑے بڑے شہروں کا سفر کیا تھا۔ وہ قادیان بھی آئے تھے انہوں نے اپنے سفرنامہ میں عیسائی بنانے کے راز پر روشنی ڈالی ہے۔ جو ناظرین الحکم کی دلچسپی کے لئے میں درج کرتا ہوں۔ ڈاکٹر پینیل نے ۱۸۹۹ء میں ہی ایک لمبی چٹھی کے ذریعہ مشنریوں کو متنبہ کیا تھا چنانچہ پہلے الحکم میں بھی اسوقت انکی اس تحریر پر نوٹس لیا تھا۔ اور اب جو کچھ عیسائیت کی ترقی کا راز انہوں نے کھولا ہے وہ اور بھی قابل غور ہے۔

کئی مشنوں میں یہ قاعدہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بلا تحقیقات یا کچھ یونہی سا دریافت کر کے چوہڑوں اور چماروں کو اصطباغ دیکر ان کا نام بدل دیتے ہیں اور اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ان کے بد افعال مسیحی مذہب کے لئے ایک سخت دھبہ ہوتے ہیں۔ اور ہندوؤں اور مسلمانوں کے دلوں میں مسیح کی طرف سے ایک قسم کی نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ پنجاب کے بعض اضلاع میں مسیحیوں کو طنزاً "کرانی" کہا جاتا ہے لیکن اس علاقہ میں (مراد ضلع مراد آباد وغیرہ سے ہے) مسیحیوں کے لئے عام طور پر لفظ چوہڑے اور چمار مستعمل ہیں ... زیادہ دقت ... لہذا ... سے شاید یہ قاعدہ مرتب ہوگا کہ ان کی ایک بڑی تعداد بہت جلد اصطباغ پانے کو تیار ہو جاتی ہے ... یوں ان مشنریوں کو جو انگلستان اور امریکہ سے چندہ بھیجنے میں خوش کرنے کا ایک اچھا موقعہ ہاتھ آجاتا ہے لیکن اگر کوئی ان لوگوں کی زندگیوں کو دیکھے تو بہت کم فائدہ نظر آئیگا" اس کے بعد ڈاکٹر پینیل صاحب ایک فرانسیسی مشنری کی زبانی ایک خاص واقعہ بیان کرتے ہیں ... کی نسبت پادری صاحب نے ... رپورٹ میں دیکھا کہ وہاں دو آدمی عیسائی ہو گئے ... مجھے یہ معلوم ہوا کہ ایک عیسائی نہیں ہوا۔ لیکن ایک آدمی ... بدمست ہو منا آ رہا تھا۔ لوگوں نے ... اشارہ کر کے کہا کہ یہی عیسائی ہے۔ اسکے بعد پادری صاحب کے اپنے الفاظ ہی درج کرتا ہوں۔ "میں نے اوس آدمی کو پاس بلایا اور دریافت کیا۔ کہ تم عیسائی ہو؟ اوس نے جواب دیا کہ تھا تو سہی۔ مگر چونکہ پادری صاحب نے میرے ساتھ دغا کیا اس لئے اب میں نہیں ہوں۔ میں نے پوچھا کہ کونسی دغا تمہارے ساتھ کی گئی۔ بولا کہ جب میں بچاس ساٹھ رشتہ داروں کو بپتسمہ کے لئے ان کے پاس لے گیا تو وہ نہایت خوش ہوئے اور مجھے ... روپیہ کی جمعداری دی لیکن جب انہیں اور فائدہ نظر نہ آیا۔ تو میری جمعداری بھی بند کر دی" پھر ڈاکٹر پینیل صاحب لکھتے ہیں "اگر ان پادری صاحب نے ان آدمیوں کے بپتسمہ پانے کا حال اپنی رپورٹ میں درج کیا تھا تو واجب تھا کہ اب وہ انکا انجام بھی لکھ دیتے۔ ورنہ مجھے انکا الزام درست ہے کہ انہوں نے اس سے دغا کی اور نہ صرف یہی بلکہ اپنی رپورٹ کے ناظرین کو بھی دھوکا دیا۔ اکثر ان صاحبوں کی طرف سے جو ہزاروں ایسے آدمیوں کو بپتسمہ دیکر انہیں مسیحی بیان کرتے ہیں۔ یہ عجب لگتا ہے کہ اگر یہ سچے عیسائی نہیں ہیں۔ تو ایک دن ہم ان کی اولاد کو تو تعلیم دینگے ہی اور وہ ضرور سچے مسیحی ہونگے۔ لیکن بائیبل سے کوئی ثبوت پیش کیا جا سکتا کہ سوائے اوس حالت کے جبکہ آدمی سچے دل سے تائب ہوتا اور اوس میں مسیحی ایمان کے نشان پائے جاتے ہیں۔ کسی اور کو بھی بپتسمہ دینا روا ہے۔ اور اگر یہ مان لیا جائے۔ کہ اوس آدمی کا دل تبدیل نہیں ہوا اور اسکی اولاد کے بچنے کی امید ہے تو اس حالت میں اسے تعلیم دینا چاہئے نہ کہ بپتسمہ۔

آریہ سماج کی ناکامی

آریہ سماج کی ناکامی کو خود آریوں نے قبول کر لیا ہے جو اس مذہب کے مردہ ہونے کے لئے کافی دلیل ہے اور یہ پیش خیمہ ہے اس موت کا جو اس مذہب پر آنے کو ہے ست دھرم پرچارک جالندھر نے آریہ سماج کی ناکامی پر ایک سلسل آرٹیکل شروع کیا ہے۔ جس میں اس نے صاف الفاظ میں تسلیم کیا ہے کہ آریہ سماج اپنے مقاصد سے اسلئے راستہ پر جا رہا ہے اور اندرونی شہادت کے لئے جب آریہ سماج کے ممبروں کو مخاطب کر کے پوچھا جاتا ہے تو کہتا ہے کہ نوے فیصدی کے دلوں سے بے اختیار یہ آواز نکلے گی کہ چاروں طرف ناکامی ہی ناکامی نظر آرہی ہے۔

میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ دن قریب ہیں جب آریہ سماج کا نام صرف ہم کتابوں میں پڑھینگے۔ اور بس۔

طمع زر اور تبدیل مذہب

ہمعصر مالابار ڈیلی نیوز لکھتا ہے کہ ایک، مالاباری ہندو جسے لوگ بڑا نامی گرامی شخص بتاتے ان اطراف میں جا بجا سیر سپاٹا کرتا پھر رہا ہے اور جہاں جاتا ہے مقدس پادریوں کو مسیحی مذہب قبول کرنیکا دم جھانسا دیکر ان سے کچھ نہ کچھ رقم اینٹھ لیتا ہے عوام کا یہ بھی بیان ہے کہ شخص مذکور اس فن میں بڑا چلتا پرزہ ہے اسکی عیاری کے طریقے بہت اور ایک سے ایک چڑھتے ہیں۔ آپ ان دنوں ریاست کوچین میں رونق افروز ہیں اور پولیس کو خوب ناک چنے چبا رہے ہیں۔ اس عیار کی چالاکی تو چنداں تعجب خیز نہیں۔ لوگ دنیا میں طمع زر سے ہزار طرح کے مکر و فریب کرتے ہیں۔ اس نے اگر مذہب کو مطلب براری کا آلہ بنایا تو کون اچنبھا ہو گیا۔ لیکن حیرت اور افسوس تو ان مسیحی مقتداؤں کی عقل پر ہے جو اس فریبی کے دھوکے میں آتے ہیں۔ انکا دین اگر سچا ہے تو کیا ضرورت ہے کہ وہ کسیکو مال و زر کے زور سے اپنے دین کی ترغیب دیں۔ بات یہ ہے کہ اسلام کے آفتاب صداقت صداقت کی تیز شعاعوں نے اب صلیب پرستی کے مذہب کو ایسا مضمحل کر دیا ہے۔ کہ اس قسم کے ذرائع کشش بغیر بیچارے پادریوں کا ایک دن کام نہیں چل سکتا۔ آج ہی اگر مشنوں کو گرانقدر رقوم ملنی بند ہو جائیں تو پھر دیکھئے ہندوستان میں انکی پر اسرار تبلیغ و اشاعت کا کیا حشر ہوتا ہے

عیسائی کیسے بنتے ہیں — سفیر روس کی رائے

پیپرا ہی نے ایک قدم آگے بڑھکر لکھا تھا۔ کہ اگرچہ جاپان عیسائی ملک نہیں ہے۔ مگر اس کے بہت سے لیڈنگ جنٹلمین جنمیں ایڈمرل ٹوگو بھی شامل ہے عیسائی ہیں۔ مگر اس کے بہت سے لیڈنگ جنٹلمین جنمیں ایڈمرل ٹوگو بھی شامل ہے عیسائی ہیں مگر یہ کبھی ظاہر نہیں کیا گیا کہ یہ لوگ مہاتما بدھ کے پاک تعلیم کو نزدیک کر کے کیوں عیسائی ہوئے یا کسی تکلیف کے باعث یا روحانی زندگی حاصل کرنے کی غرض سے مسٹر ڈبلیو ٹی سٹیڈ ریویو آف ریویو کے لائق ایڈیٹر نے مسٹر ایم لیسر کے خیالات سوال چین پر اپنے ماہواری میگزین میں کیا ہی عمدہ پیرایہ میں درج کئے ہیں۔

ایم لیسر سفیر روس ہے وہ کہتا ہے کہ ہم کو اسوقت دو تکلیف کا سامنا ہے ایک یہ چین کیلئے دانت پیستا یعنی اوس پر قبضہ و اقتدار حاصل کرنے کے لئے کوشاں ... دوسرا یہ کہ ساری کی ساری چین یسوع مسیح کی معتقد ہو جاوے وہ کہتا ہے کہ اگر آپ مجھ سے مشنری کی بابت سوال کریں تو میں یہ کہنے کو تیار ہوں کہ جب ایک آدمی مشنری سایہ میں آجاتا ہے تو اسکا تعلق دوسری قوموں سے قطع ہو جاتا ہے بیشک یہ خیال اوس کے دل میں ہونا چاہئے کہ یسوع مسیح ہے اوس کے لئے بہشت کی بادشاہت کا کامل ہے اگر جنگ میں قتل ہو کر وہ شہید ہوگا تو اس کا خون گرجا کا بیج بنے گا مگر جہانتک میرا خیال ہے۔ ان خیالات کو لیکر کوئی عیسائی نہیں ہوتا جب آدمی کسی مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے یا کسی ہمسایہ کا مال سرقہ کرتا ہے تو یہ دیکھکر کہ اوسکو کوئی پناہ دینے والا نہیں ہے۔ جھٹ عیسائی ہو جاتا ہے یہ چینی حدود کا ہی حال نہیں بلکہ وہ کہتا ہے کہ پرشین سرحد پر جب ایک مسلمان کوئی جرم کرتا ہے اور اس خطرہ سے کہ وہ گرفتار بلا ہو کر سخت سزا کا موہنہ دیکھے گا۔ تو وہ فوراً ارتھا ڈکس گریک کرسچن بن جاتا ہے۔ محض اس خیال سے کہ سزا سے بچ جاوے یہی تکالیف چین میں دکھائی دے رہی ہیں۔ کوئی خوشی سے عیسائی نہیں ہوتا اور نہ ان خیالات کو لیکر عیسائی ہوتا ہے ان کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔

منیجر بھارت انشورنس کمپنی لاہور کے دفتر سے کمپنی مذکور کی خوش معاملگی کے متعلق مندرجہ ذیل چٹھی ہمیں شائع ہونیکو ... نقل چٹھی مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۶ء منجانب بالکھیداس ... وکیل بنام سیکرٹری بھارت انشورنس کمپنی لمیٹڈ لاہور

www.aaiil.org

اسلامی عہد تمدن کی بے نظیر تربیت

ناظرین! جب کسی اقبالمند قوم پر ادبار آتا ہے تو پہلے خداتعالیٰ اس سے وہ محاسن و فضائل سلب کر لیتا ہے جنکی وجہ سے اسے اقبال ملا تھا۔ یوں کہو کہ وہ شامت کی ماری قوم خود بداطواری میں پڑکر اوصاف کمال سے بےاعتنائی کرنے لگتی ہے اور افراد قوم کے اخلاق میں برائیاں پیدا ہو کر روز بروز بڑھتی جاتی ہیں یہاں تک کہ شدہ شدہ آنیوالی نسلیں اپنے اسلاف کے طور و طریق سے بالکل الگ جا پڑتی ہیں۔ آج مسلمان کیوں تباہ و خستہ حال ہیں اور کیوں دنیا میں عزت و اقبال کے بعد ذلیل و خوار ہو رہے ہیں؟ صرف اسی لئے کہ ان کے وہ اخلاق و اطوار جو کبھی ترقی و اقبال کا سبب تھے بگڑ گئے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ۔ جو اوصاف ان کے اسلاف میں تھے خود انمیں نہ رہے۔ اور رہتے تو کیونکر؟ جس تربیت نے انہیں پال پوس کر بڑا کیا۔ اور آنیوالی نسلوں کا ذمہ وار بنایا وہ تو ناقص بلکہ سراپا نقص و عیب ہے۔ بےاختیار رونا آجاتا ہے جب ہم اپنی قوم کے اعلیٰ طبقہ کی جب یہ ابتر حالت ہو تو پھر اوسط و ادنیٰ طبقات کا شکوہ ہی کیا ہے۔ انسانی فطرت کا خاصہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے سے اعلیٰ کی تقلید و پیروی کرتا ہے۔ پس جب بڑے ہی خراب ہیں تو چھوٹوں کا خراب تر ہونا ایک لازمی امر ہے۔

ہماری بدعنوانیوں اور بدکرداریوں نے صرف ہمیں کو ذلیل و خوار نہیں کیا بلکہ اسلام کے پاک نام کو بٹہ لگایا اور اسلاف کو ناحق بدنام کیا۔ چنانچہ غیر قومیں چھوٹتے ہی یہ کہدیتی ہیں کہ مسلمانوں میں تربیت آج کیا کبھی تھی ہی نہیں۔ جب انکی تہذیب و مدنیت اور علم و فضل کا زمانہ تھا تب بھی تربیت کا رخ ان کے ہاں سیاہ ہی تھا۔ غیر قومیں جو چاہیں کہیں وہ معذور ہیں۔ پرائے گھر کی بچ کی باتیں۔ تربیت و پرورش کا حال انہیں کیونکر اور کہاں تک معلوم ہو سکتا ہے؟ مگر ننگ قوم و ننگ اسلاف ہیں ہم کہ اسلاف کے اوصاف و کمالات کھوئے ہی تھے اتنی بھی خبر نہ رکھ سکے کہ وہ لوگ کیسے تھے، اور اس زمانہ کی تعلیم و تربیت کا کیا حال تھا۔ اور کس درجہ کی تھی۔ کہ آج مخالفوں کو تو زبان سے کچھ جواب دیدیتے۔ اگر خود کسی لائق نہ تھے تو اسلاف کی قابلیت تو منوا دیتے۔ مگر یہاں اسلاف کی خوبی کا منوانا خود اخلاف کی قابلیت و لیاقت پر منحصر ہے۔ کاش اب بھی مسلمان اپنی غفلت شعاری اور بےراہ روی سے باز آئیں اور توفیق ان کے شامل حال ہو تاکہ اپنے اسلاف کی طریق تربیت سے آگاہی حاصل کر کے خود بھی اسی طریق کے پابند ہوں اور ذیل کی چھوٹی سی حکایت کو پڑھکر آج سے بارہ سو برس پہلے کی اسلامی کامل تربیت کا اس زمانہ کی ناقص تربیت سے مقابلہ کر کے ذرا شرمائیں تو سہی۔ مگر وہ شرم بھی کس کام کی شرم ہے جو شرمناک کاموں کو نہ چھڑا سکے اور آدمی کو سیدھے راستہ پر نہ لے آئے۔

حکایت۔ محمد ابن عبدالرحمٰن ہاشمی نے اپنے دوست احباب سے بیان کیا کہ جعفر ابن یحییٰ برمکی کی ماں عتابہ اکثر میری والدہ سے ملنے آیا کرتی تھیں۔ چونکہ وہ بڑی دانا اور شیریں گفتار تھیں جب کبھی وہ ہمارے گھر آتیں میں بہت خوش ہوتا۔ اور خواہ مخواہ ادھر ادھر کی باتیں چھیڑ کر ان کے پاس بیٹھا رہتا۔ ایکدن یونہی ادھر ادھر کی باتیں کرتے کرتے میں نے ان سے کہا کہ بعض لوگ آپ کے فرزند جعفر کو فضل سے افضل سمجھتے ہیں اور بعض فضل کو جعفر سے۔ آپ بتائیے کہ انمیں سے کون افضل ہے؟ ام جعفر نے کہا "بیٹا! فضل فضل ہی ہے" میں نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ اکثر لوگوں کی رائے اسکے خلاف ہے۔ ام جعفر نے کہا اچھا لو میں تم سے ایک قصہ بیان کرتی ہوں۔ تم ہی فیصلہ کرو کہ اس سے کیا نتیجہ نکلتا اور کسکی برتری ثابت ہوتی ہے؟! مگر ذرا غور کر کے رائے قائم کرنا۔ میں نے کہا بہت اچھا فرمائیے! ام جعفر نے یوں کہنا شروع کیا۔

ایک دن فضل و جعفر دونوں بھائی گھر میں میرے پاس کھیل رہے تھے۔ دفعتہً انکے ابا جان آگئے کھانے کا وقت تھا کھانا منگایا اور فضل و جعفر کو بلا کر اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھا لیا۔ دونوں نے سلیقہ کے ساتھ کھانا کھایا۔ اور باپ بیٹوں میں پیار محبت کی باتیں شروع ہوئیں اور آخر میں ذیل کی گفتگو تک نوبت پہونچی۔

یحییٰ۔ کیوں بھئی تم شطرنج بھی کھیلنا جانتے ہو؟

جعفر۔ (جو ذرا شوخ اور جری تھا) جی ہاں۔

یحییٰ۔ پھر کبھی اپنے بھائی کے ساتھ بھی کھیلے ہو؟

جعفر۔ جی نہیں۔

یحییٰ۔ اچھا پھر ہمارے سامنے کھیلو تو۔ دیکھیں کون جیتتا ہے؟

جعفر۔ بہت بہتر۔ ابھی لیجئے۔

فوراً شطرنج لاکر بچھا دی گئی اور مہرے جما دیے گئے اور جعفر شطرنج کھیلنے کیلئے مستعد ہو بیٹھا۔ فضل اگرچہ جعفر سے بہت اچھی شطرنج جانتا تھا۔ لیکن اس نے کھیلنے سے انکار کیا۔

یحییٰ۔ فضل تمہیں کیا ہو گیا؟ شطرنج کیوں نہیں کھیلتے دیکھو جعفر تیار ہے۔

فضل۔ جی کچھ میرا جی نہیں چاہتا۔

جعفر۔ جی نہیں۔ بھائی صاحب اپنے آپ کو بڑا شاطر سمجھتے ہیں مجھے کمزور سمجھکر کھیلنا نہیں چاہتے۔ مگر میں شرط سے کھیل سکتا ہوں۔

یحییٰ۔ دیکھو تو جعفر کیا کہہ رہا ہے؟!

فضل۔ مگر میں کھیلنا ہی نہیں چاہتا۔ میرا جی نہیں چاہتا۔

یحییٰ۔ اچھا ہم تمہاری طرف ہوتے ہیں کیوں جعفر منظور ہے؟

جعفر۔ جی بہت بہتر میں تیار ہوں۔

فضل۔ بہتر ہو کہ مجھے معاف کیا جائے۔

یحییٰ۔ اچھا تمہاری مرضی نہ سہی۔

استقدر کہکر ام جعفر میری طرف متوجہ ہوئیں اور بولیں کہو صاحبزادے کیا فیصلہ کرتے ہو؟ میں نے کہا کہ جو کچھ آپ نے پہلے فرمایا تھا وہ بالکل صحیح ہے۔

ام جعفر۔ صاحبزادے میں نے پہلے سے سمجھ لیا تھا کہ تم میری رائے کے موافق فیصلہ کرو گے۔ دیکھو جعفر نے اتنی سی دیر میں چار ٹھوکریں کھائیں۔ اور فضل چاروں سے صاف بچ گیا۔ کیونکہ یحییٰ نے جداً دریافت حال کے لئے شطرنج کی بابت سوال کیا تھا۔ جعفر نے پہلی ٹھوکر کھائی اقرار میں۔ دوسری لغزش یہ کہ بھائی سے کھیلنے کیلئے تیار ہو گیا۔ اور [illegible] تیسری غلطی یہ کی کہ شرط باندھکر اپنے بھائی کا مال لینا چاہا۔ اور چوتھی بار تو بالکل سر کے بل ہی گر پڑا کہ باپ بھائی دونوں سے کھیلنے پر آمادگی ظاہر کر کے ان کے مقابلہ کی جرأت کی۔

ابن عبدالرحمٰن۔ والدہ! آپ تو قاضی شعبی سے بھی بڑھکر فیصلہ کرنیوالی ہیں۔ مگر یہ بتائیے کہ فضل تو ان سب باتوں کو سمجھ گیا کیا جعفر کچھ بھی نہ سمجھا؟

ام جعفر۔ اچھا اب اسکی کیفیت بھی سن لو۔ یحییٰ اور خالد جب باہر چلے گئے میں نے فضل کو الگ بلا کر پوچھا۔ بیٹا تم نے اپنے ابا کی خوشی سے کیوں اعراض کیا؟

فضل۔ اماں جان اگر میں کھیلتا تو جعفر پر ضرور غالب ہوتا اور اسے شرمندہ ہونا پڑتا۔ ایک تو اسی سبب سے میں نہ کھیلا۔ دوسرے یہ کہ ابا جان کو اپنا طرفدار بنا کر بھائی کو مغلوب کرنا مجھے اس سے بھی زیادہ معیوب معلوم ہوا۔

ابن عبدالرحمٰن۔ اچھا اسی طرح آپ نے جعفر سے بھی کچھ دریافت کیا؟

ام جعفر۔ ہاں بھئی۔ فضل سے جب میں یہ جواب سن چکی تو تھوڑی دیر کے بعد جعفر کو الگ بلایا اور حسب ذیل گفتگو کی۔

میں۔ جعفر تمہارے ابا جان نے تم سے شطرنج کے متعلق صرف اصلی سوال کیا تھا کہ کہیں تم اپنا وقت کھیل ہی میں تو نہیں گذارتے؟ فضل تو چپ رہا۔ مگر تم نے کیسے اقرار کر لیا؟

جعفر۔ اماں۔ میں نے ابا جان کو کئی دفعہ کہتے سنا ہے کہ محنت کے بعد کھیلنے سے طبیعت برقرار آجاتی ہے۔ آپ جانتی ہیں کہ ابا جان کو معلوم ہے کہ ہمیں تعلیم و ادب میں کسقدر زحمت اٹھانی پڑتی ہے اسلئے مجھے خیال ہوا کہ مبادا ہمارا شطرنج کھیلنا انکو معلوم نہ ہو گیا ہو۔ بھائی کیطرف سے مجھے انکار کرنیکا اندیشہ تھا۔ اسلئے میں نے فوراً کہدیا ہاں ہم کھیلتے ہیں۔ تاکہ بھائی اور مجھ پر ابا جان خفا نہ ہوں اور اگر خفا ہوتے تو گویا میں نے بھائی کو تو بچا لیا تھا۔

میں۔ اچھا پھر تم نے بھائی سے شرط باندھکر کیوں کھیلنے کا ارادہ کیا۔ کیا تم اس کا مال خود لینا چاہتے تھے؟

جعفر۔ جی ہرگز نہیں۔ بلکہ امیر المومنین نے مجھے ایک دوات دی ہے جو بھائی صاحب کو بہت پسند ہے۔ میں نے ہر چند اصرار کیا مگر انہوں نے نہ لی۔ میں صرف اسے ہارنا چاہتا تھا تاکہ بھائی صاحب بخوشی لے لیں۔

ابن عبدالرحمٰن۔ یا امی ذرا یہ بھی بتا دیجئے کہ وہ دوات کیسی تھی؟

ام جعفر۔ بیٹا ایک دن جعفر امیر المومنین کے پاس گیا۔ ان کے ایک یاقوت سرخ کی مرصع دوات رکھی تھی امیر المومنین نے دیکھا کہ جعفر اس دوات کو دیکھ رہا ہے تو وہ انہیں عنایت کر دی۔

ابن عبدالرحمٰن۔ اچھا اب آپ باقی قصہ بھی پورا کیجئے!

ام جعفر۔ ہاں بیٹے۔ پھر میں نے جعفر سے کہا کہ اچھا یہ بھی سنا مگر تم نے اپنے ابا اور بھائی دونوں کو فریق ثانی بنا کر کھیلنے کی جرأت کیسے کی؟

جعفر۔ اسلئے کہ میں جانتا تھا کہ اول تو بھائی مجھ پر بلا مدد غیر غالب آ ہی جاتے ہیں۔ اور اگر بالفرض انکی بازی گرنے لگی تو ابا جان کی مدد سے ضرور غالب آجائینگے۔ اور جیتنے سے انہیں ضرور خوشی ہو گی۔ اسی لئے میں ایسی جرأت کرتے چلا گیا۔

ابن عبدالرحمٰن۔ خوب! خوب!! مگر مجھے اتنا اور بتا دیجئے کہ جس وقت یہ واقعہ پیش آیا کیا فضل و جعفر بالغ ہو چکے تھے؟

ام جعفر۔ بیٹا تم کیسی باتیں کرتے ہو۔ ایسے بچوں کی نسبت تمہارا یہ خیال عجیب ہے کہ کیونکر پیدا ہو گیا؟ بلوغ تو بلوغ جب تک ہمارے بچوں کی عمریں دس سال کی ہوتی تھیں ہم انہیں کھیل کود سے روک دیتے تھے۔ اور ہر شخص کے سامنے ہنسنے تک کی اجازت نہ دیتے تھے۔

(نظام المشائخ بابت ماہ مئی)

درخواست نکاح

۱۔ قاضی شاہدین صاحب نمبردار و جاگیردار ہابل پور قریشی النسب ہیں احمدی سلسلہ میں شادی کرنے کے خواہشمند ہیں آمدنی معقول ہے۔ عمر تیس اور چالیس کے درمیان پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے اس بیوی سے اولاد بھی ہے پرانے رشتہ داروں میں شادی نہیں کرنا چاہتے۔

۲۔ سید علی بخش صاحب احمدی ہابل پور درزی کا کام کرتے ہیں پچیس روپیہ ماہوار آمدنی ہے عمر بیس اور تیس کے درمیان ہے۔

۳۔ منشی عبدالرحمٰن صاحب مدرس ڈیرہ غازیخان اصل متوطن تونسہ تحصیل سنگھڑ احمدی ہیں۔ احمدیوں ہی میں شادی کرنا چاہتے ہیں عمر تیس سال کے قریب پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے اس کے دو لڑکے آٹھ اور چار سال کی عمر کے ہیں دس روپیہ ماہوار تنخواہ ہے اور دو سو کنال اراضی کے مالک ہیں

جو احمدی صاحب مندرجہ بالا اصحاب سے تعلق پیدا کرنا چاہیں وہ ایڈیٹر الحکم کی معرفت جواب طلب امور کے متعلق دریافت کر سکتے ہیں۔

www.aaiil.org

حضرت مسیح موعود کا ایک تازہ اشتہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اے بار ازل ابر بہارست روئے تو مرا | بہتر ز ہزار خلد کوئے تو مرا
از مصلحتے دگر طرف بیم لیک | ہر لحظہ نگاہ ہست سوئے تو مرا
بر عزت من اگر کسے حملہ کند | صبر است طریق ہمچو خوئے تو مرا
من چیستم و چہ عزتم ہست مگر | جنگ است ز بہر آبروئے تو مرا

ایک صاحب محمد اکرام اللہ نام نے روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۰۵ء میں میرے ان اشتہارات کی نسبت جن میں اوّل دفعہ اور دوم دفعہ کے زلزلہ کی نسبت پیشگوئیاں ہیں۔ کچھ اعتراض شائع کئے ہیں اور میرے خیال میں وہ اعتراضات صرف تعصب کی وجہ سے نہیں ہیں۔ بلکہ ناسمجھی اور نہایت محدود واقفیت بھی ان کا موجب ہے۔ قوم کی حالت پر اسی وجہ سے مجھے رونا آتا ہے کہ اعتراض کرنے کے وقت کچھ تدبر نہیں کرتے۔ اور جنون کی طرح ایک جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ یا خود نمائی کی وجہ سے یہ شوق دامنگیر ہوتا ہے۔ کہ کسی طرح معترض بنکر ہمیں بھی اوّل درجہ کے مخالفوں میں جگہ مل جائے۔ یا کم از کم لائق اور اہل علم متصور ہوں۔ مگر بجائے لائق کہلانے کے خود اپنے ہاتھ سے اپنی پردہ دری کرتے ہیں اب اہل انصاف اعتراضات کو سنیں۔ اور ان کے جوابات پر غور کر کے دیکھیں۔ کہ کیا ایسے اعتراضات کوئی منصف مزاج جسکو کچھ بھی عقل اور دین سے حصہ ملا ہے۔ کر سکتا ہے افسوس کہ یہ لوگ اوّل خود دھوکا کھاتے ہیں۔ اور پھر لوگوں کو دھوکے میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ اور اس حالت کا سارا باعث وہ جلا ہوا تعصب ہے کہ جو جہنم کی آگ اپنے اندر رکھتا ہے

خلاصہ اعتراض۔ اوّل قولہ۔ اب ہم مرزا صاحب کے قول سے ثابت کرتے ہیں کہ زلزلہ کی پیشگوئی کوئی قابل وقعت چیز نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اپنی کتاب ازالہ اوہام میں خود لکھتے ہیں کہ زلزلہ کی پیشگوئی قابل وقعت چیز نہیں بلکہ مہمل اور ناقابل التفات ہے۔ **الجواب** واضح ہو کہ معترض نے اس جگہ وہ میری عبارت پیش کی ہے کہ جو میں نے انجیل متی کی ایک پیشگوئی پر جو حضرت مسیح کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ ازالہ اوہام میں لکھی ہے اور اس جگہ کافی ہوگا۔ کہ وہ عبارت زلزلہ کی نسبت جو انجیل متی میں حضرت مسیح کے نام پر مندرج ہے جس کو میں نے ازالہ اوہام میں نقل کیا ہے۔ بجنسہٖ اس جگہ پیش کر دی جائے۔ اور پھر وہ عبارتیں جو میری پیشگوئیوں میں دونوں زلزلوں کی نسبت بذریعہ اشتہارات شائع ہو چکی ہیں۔ بالمقابل اس جگہ لکھ دی جاتی ہیں۔

تا ناظرین خود سمجھ لیں کہ کیا ان دونوں پیشگوئیوں کی ایک ہی صورت ہے یا ان میں کچھ فرق بھی ہے۔ اور کیا میری پیشگوئی میں بھی زلزلہ کی نسبت صرف معمولی الفاظ ہیں جو ہر ایک زلزلہ پر صادق آ سکتے ہیں۔ جیسا کہ انجیل متی کے الفاظ ہیں۔ یا میری پیشگوئی فوق العادت زلزلہ کی خبر دیتی ہے اور اس جگہ اس بات کا ذکر کرنا بھی بے موقعہ نہ ہوگا۔ کہ جس سرزمین میں حضرت مسیح تھے۔ یعنی ملک شام میں اس ملک کی قدیم سے ایسی صورت ہے کہ ہمیشہ اس میں زلزلے آیا کرتے ہیں۔ جیسا کہ کشمیر میں اور ہمیشہ طاعون بھی اس ملک میں آیا کرتی ہے پس اس ملک کے لئے یہ تعجب نہیں ہے۔ کہ اس میں زلزلہ آوے۔ یا طاعون پیدا ہو۔ بلکہ کوئی بڑا زلزلہ بھی آنا عجیب بات نہیں ہے۔ حضرت مسیح کی پیدائش سے بھی پہلے اس میں زلزلے آ چکے تھے۔ اور ان کی زندگی میں بھی ہمیشہ سخت اور نرم زلزلے آتے رہے۔ پھر معمولی بات کی نسبت پیشگوئی کیا ہوگی مگر ہم آگے چل کر بیان کرینگے کہ یہ زلزلہ جسکی نسبت پیشگوئی میں نے کی تھی اس ملک کے لئے کوئی معمولی بات نہ تھی۔ بلکہ ایک ان ہونی اور فوق العادت بات تھی جسکو تمام ملک کے رہنے والوں نے فوق العادت قرار دیا بلکہ نمونہ قیامت سمجھا۔ اور تمام محقق انگریزوں نے بھی یہی گواہی دی۔ اور تاریخ پنجاب بھی یہی شہادت دیتی ہے۔ اور نیز پرانی عمارتیں جو قریباً سولہ سو برس سے محفوظ چلی آتی ہیں۔ بزبان حال یہی شہادت دے رہی ہیں مگر سب کو معلوم ہے۔ کہ ملک شام میں تو اس کثرت سے زلزلے آتے ہیں کہ جب یہ پیشگوئی حضرت مسیح کی لکھی گئی۔ تو غالباً اس وقت بھی کوئی زلزلہ آ رہا ہوگا۔

اب ہم ذیل میں وہ پیشگوئی لکھتے ہیں۔ جو زلزلہ آنے کی نسبت انجیل متی میں لکھی گئی ہے جسکو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے قوم قوم پر اور بادشاہت بادشاہت پر چڑھ آویگی اور کال اور مری پڑے گی۔ اور جگہ جگہ بھونچال آویں گے۔ دیکھو انجیل متی باب ۲۴۔ یہی پیشگوئی ہے۔ جسکی نسبت میں نے ازالہ اوہام میں وہ عبارت لکھی ہے جو معترض نے اخبار مذکور کے صفحہ ۵ پانچ کالم اوّل سطر ۲۶ چھبیس میں درج کی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کیا یہ بھی کچھ پیشگوئیاں ہیں۔ کہ زلزلے آئیں گے۔ مری پڑیگی لڑائیاں ہونگی۔ قحط پڑینگے۔ معترض صاحب میری اس عبارت کو لکھکر اس سے بات نکالتے ہیں۔ کہ گویا میں نے یہ اقرار کیا ہے۔ کہ زلزلہ کی نسبت پیشگوئی کرنا کوئی قابل وقعت چیز نہیں اور ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اس عبارت سے میرا یہ مدعا نہیں ہے جو معترض نے سمجھا ہے۔ بلکہ غرض یہ ہے۔ کہ معمولی طور پر ایک بات کو پیش کرنا۔ جسمیں کوئی اعجوبہ نہیں اور جسمیں کوئی فوق العادت امر نہیں۔ پیشگوئی کے مفہوم میں داخل نہیں ہو سکتا مثلاً اگر کوئی پیشگوئی

کرے۔ کہ برسات کے دنوں میں کچھ نہ کچھ بارشیں ہونگی تو یہ پیشگوئی نہیں کہلا سکتی۔ کیونکہ عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ برسات کے دنوں میں کچھ نہ کچھ بارشیں ہوا کرتی ہیں۔ ہاں اگر کوئی یہ پیشگوئی کرے کہ اب کی دفعہ برسات کے دنوں میں اس قدر بارشیں ہونگی کہ زمین میں سے چشمے جاری ہو جائیں گے۔ اور کوئیں پر ہو کر نہروں کی طرح بہنے لگیں گے اور گذشتہ سو برس میں ایسی بارش کی کوئی نظیر نہیں ہوگی۔ تو اس کا نام ضرور ایک امر خارق عادت اور پیشگوئی رکھا جائیگا۔ سو اسی اصول کے لحاظ سے میں نے انجیل متی باب ۲۴ کی پیشگوئی پر اعتراض کیا تھا کہ صرف اتنا کہدینا کہ زلزلے آئیں گے خاصکر اس ملک میں جس میں ہمیشہ زلزلے آیا کرتے ہیں بلکہ سخت زلزلے بھی آتے ہیں یہ کوئی ایسی خبر نہیں ہے جسکا نام پیشگوئی رکھا جائے یا اسکو ایک امر خارق عادت ٹھیرایا جائے اب دیکھنا چاہئے کہ کیا ان میرے اشتہارات میں بھی جو میں نے زلزلہ کی نسبت پیشگوئی کے طور پر ملک میں شائع کئے ایسی ہی معمولی خبر پائی جاتی ہے۔ جس میں کوئی امر خارق عادت نہیں اگر درحقیقت ایسا ہی ہے تو پھر زلزلہ کی نسبت میری پیشگوئی بھی ایک معمولی بات ہوگی زلزلہ کی نسبت میرے اشتہار کے الفاظ یہ ہیں [illegible] میں مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ وحی ہوئی تھی۔ جسکو میں نے اخبار الحکم اور البدر میں شائع کرا دیا تھا **عفت الدیار محلہا ومقامہا** یعنی اس ملک کا ایک حصہ مٹ جائیگا اس کی وہ عمارتیں جو عارضی سکونت کی جگہ ہیں وہ عمارتیں جو مستقل سکونت کی جگہ ہیں دونوں نابود ہو جائیں گی اور ان کا نام و نشان نہیں رہے گا۔ الدیار پر جو الف لام ہے وہ دلالت کرتا ہے جو خدا تعالیٰ کے علم میں اس ملک میں سے وہ خاص خاص جگہیں ہیں۔ جن پر یہ تباہی آئیگی۔ اور وہ خاص حصہ ملک کے مکانات ہیں۔ جو زمین سے برابر ہو جائیں گے۔ یہ کس قدر فوق العادت پیشگوئی اور کس شد و مد سے اس میں آئندہ واقعہ کا ذکر ہے جس کی سولہ سو ۱۶ برس تک بھی اس ملک میں نظیر نہیں پائی جاتی چنانچہ انگریزی اخبار دن کے پڑھنے سے معلوم ہوگا۔ کہ بڑے بڑے طبقات الارض کے محقق اس ملک کی نسبت۔ یہ فوق العادت واقعہ قرار دیتے ہیں۔ یہانتک کہ یورپ کے بڑے بڑے محققوں کی شہادت سے شائع ہو چکا ہے کہ سولہ سو برس تک بھی پنجاب میں اس زلزلہ کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ اور تمام اخباریں اس مضمون سے بھری پڑی ہیں۔ کہ یہ زلزلہ نمونہ قیامت تھا۔ پس جبکہ اس وحی الٰہی میں جو میرے پر ہوئی۔ یہ فوق العادت مضمون ہے۔ کہ اس حادثہ سے عمارتیں نابود ہو جائیں گی۔ اور ایک حصہ اس ملک کا تباہ ہو جائیگا

تو پھر نہایت افسوس ہے کہ ایسی عظیم الشان پیشگوئی کو جو ایک ملک کے تباہ ہونے کی خبر دیتی ہے۔ انجیل کی ایک معمولی خبر کے برابر ٹھیرایا جاوے۔ جو زلزلے آئیں گے اور وہ بھی اس ملک میں جو زلزلوں کا گھر ہے۔ کیا کسی پیشگوئی کے اس سے زیادہ الفاظ ٹھیرانے والے ہو سکتے ہیں۔ ہر ایک منصف مزاج خود سوچ لے۔ کہ کیا اس ملک پنجاب کے لئے زلزلہ کی پیشگوئی کے الفاظ اس سے زیادہ فوق العادت ہو سکتے ہیں۔ جو وحی ربانی **عفت الدیار محلہا ومقامہا** میں پائے جاتے ہیں۔ جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ ایک حصہ ملک کا ایسا تباہ ہو جائیگا۔ کہ اس کی عمارتیں تمام نابود ہو جائیں گی۔ نہ سرائیں باقی رہیں گی نہ مستقل سکونت کی جگہ اس جگہ ادنےٰ عربی دان بھی الدیار کے الف لام کو ذہن میں رکھکر سمجھ سکتا ہے کہ الدیار سے ایک حصہ ملک کا مراد ہے اور عفت کے لفظ سے یہی مطلب ہے۔ کہ اس حصہ ملک کے سب مکانات گر جائیں گے۔ نابود ہو جائیں گے۔ ناپدید ہو جائیں گے ×۔ پس کوئی مجھکو سمجھا دے۔ کہ اس ملک کے لئے ایسا واقعہ پہلے اس سے کب پیش آیا تھا ورنہ ایمانداری سے بعید ہے کہ انسان بے حیا ہو کر جھوٹ بولے اور اس خدا کا خوف نہ کرے جسکا ہاتھ ہر ایک وقت سزا دینے پر قادر ہے اور پھر اشتہار الوصیت میں جو ۲۷ فروری ۱۹۰۵ء میں زلزلہ سے پہلے شائع کیا گیا تھا یہ عبارت درج ہے۔ اسوقت جو آدھی رات کے بعد چار بج چکے ہیں بطور کشف میں نے دیکھا ہے کہ دردناک موتوں سے عجیب طور پر شور قیامت برپا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی الہام ہوا کہ **موتا موتی لگ رہی ہے** اب سوچو کہ کیا ایک آئندہ واقعہ کی ان الفاظ سے پیشگوئی کرنا کہ وہ نمونہ قیامت ہوگا اور شور قیامت اس سے برپا ہوگا۔ وہ پیشگوئی اس پیشگوئی سے مشابہ ہو سکتی ہے جو معمولی الفاظ میں کہا جائے جو زلزلے آویں گے خاصکر شام جیسے ملک میں جو اکثر زلزلوں اور طاعون کی جگہ ہے اگر خدا تعالیٰ کا خوف ہو تو خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے انکار میں اسقدر دلیری نہ کرے یہ میرے پر حملہ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ پر حملہ ہے

× اگر کسی کو ان معنوں میں شک ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ کسی مخالف عربی دان کو قسم دیکر پوچھ لے۔ کہ کیا [illegible] عفت الدیار میں عمارتوں کا گرنا نابود ہو جانا اور ایسے مکانات کا گرنا جو عارضی آمد و رفت کے لئے مقرر ہوتے ہیں جیسا کہ دھرم سالا اور کانگڑہ کے پہاڑ کی [illegible] والی دیوی کا مندر یا دائمی بود و باش کے مکانات کا گرنا ثابت نہیں ہوتا ظاہر ہے کہ ایسے [illegible] ثابت ہو تو [illegible] آگے [illegible] بضرورت [illegible] منہ

www.aaiil.org

جس کا وہ کلام ہے - اور یہ کہنا کہ عفت الدیار محلہا ومقامہا لبید بن ربیعہ کے ایک بیت کا پہلا مصرعہ ہے - یہ بھی خدا تعالے پر گستاخانہ حملہ ہے - وہ ہر ایک شخص کے قول کا وارث ہے لبید ہو یا کوئی اور ہو اسی کی توفیق سے شعر بھی بنتا ہے - پس اگر اس نے ایک شخص کے کلام کو لیکر بطور وحی القا کر دیا تو اس پر کوئی اعتراض نہین - اور اگر یہ اعتراض ہو سکتا ہے تو پھر اس بات کا کیا جواب ہے - کہ قرآن شریف مین جو یہ آیت ہے - فتبارک اللّٰہ احسن الخالقین - یہ بھی دراصل ایک انسان کا کلام تھا یعنی عبد اللّٰہ بن ابی سرح کا جو ابتداء مین قرآن شریف کی بعض آیات کا کاتب بھی تھا - پھر مرتد ہو گیا - وہی کلام اس کا بغیر کمی بیشی کے فرقان مجید مین نازل ہو گیا - اور یہ وحی الٰہی کہ عفت الدیار محلہا ومقامہا اس کے حروف قرآن شریف کی آیت موصوفہ کے حروف سے بھی زیادہ نہین ہین - یعنی فتبارک اللّٰہ احسن الخالقین ہے بلکہ اس کے اکیس حرف ہین - مگر آیت قرآنی کے بائیس حروف - پھر معترض کا اس وحی الٰہی پر یہ کہاوت سنا نا کہ - کہین کی اینٹ کہین کا روڑا - بھانمتی نے کنبہ جوڑا* اسکو ذرا سوچنا چاہئے - کہ اس نے درحقیقت قرآن شریف پر حملہ کرکے اپنی عاقبت درست کر لی ہے - اور قرآن شریف مین صرف یہی وحی نہین جو اسبات کا نمونہ ہو - جو وہ پہلے انسانی کلام تھا - اور پھر اس سے خدا تعالے کی وحی کا توارد ہوا - بلکہ بہت سے ایسے نمونے پیش ہو سکتے ہین - جہان انسانی کلام سے خدا تعالے کے کلام کا توارد ہوا - جیسا کہ قرآن شریف کو بہت جگہ حضرت عمر رضی اللّٰہ عنہ کے کلام سے توارد ہوا ہے - جس سے علماء بے خبر نہین ہین - اور جن کی نسبت ایک بڑی فہرست پیش ہو سکتی ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے - کہ معترض دراصل قرآن شریف سے منکر ہے ورنہ ایسا گستاخی اور بے ادبی کا کلمہ ہرگز اس کے منہ پر نہ آتا - کیا کوئی مومن ایسا اعتراض کسی پر کر سکتا ہے ؟ کہ وہ اعتراض بعینہ قرآن شریف پر آتا ہے - نعوذ باللّٰہ ہرگز نہین -

پھر معترض کا پیشگوئی عفت الدیار پر ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ عفت کا لفظ جو ماضی کا صیغہ ہے - اسکا ترجمہ مضارع کے معنون مین کیا گیا ہے حالانکہ اس کا ترجمہ ماضی کے معنون مین کرنا چاہئے تھا - اس اعتراض کے ساتھہ معترض نے بہت شوخی دکھلائی ہے - گویا مخالفانہ حملہ مین اسکو بہاری کامیابی ہوئی ہے - اب ہم اس کی کس کس دہوکا دہی کو ظاہر کرین - جس شخص نے کافیہ یا ہدایت النحو بھی پڑہی ہوگی وہ خوب جانتا ہے - کہ ماضی مضارع کے معنون پر بھی آجاتی ہے - بلکہ ایسے مقامات مین جبکہ آنے والا واقعہ متکلم کی نگاہ مین یقینی الوقوع ہو* - مضارع کو ماضی کے صیغہ پر لاتے ہین تا اس امر کا یقینی الوقوع ہونا ظاہر ہو - اور قرآن شریف مین اس کی بہت نظیرین ہین - جیسا کہ اللّٰہ تعالے فرماتا ہے ونفخ فی الصّور فاذا ھم من الاجداث الی ربّھم ینسلون اور جیسا کہ فرماتا ہے واذ قال اللّٰہ یا عیسٰی ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰھین من دون اللّٰہ الخ قال اللّٰہ ھذا یوم ینفع الصادقین صدقھم اور جیسا کہ فرماتا ہے - ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علٰی سرر متقابلین - اور جیسا کہ فرماتا ہے - ونادٰی اصحاب الجنة اصحاب النار ان قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فھل وجدتم ما وعد ربکم حقا قالوا نعم - اور جیسا کہ فرماتا ہے تبت یدا ابی لھب وتب ما اغنی عنه ماله وما کسب اور جیسا کہ فرماتا ہے ولو تری اذ وقفوا علی النار اور جیسا کہ فرماتا ہے - ولو تری اذ وقفوا علٰی ربھم - قال الیس ھذا بالحق - قالوا بلٰی وربنا - اب معترض صاحب فرما دین کہ کیا یہ قرآنی آیات ماضی کے صیغے ہین یا مضارع کے اور اگر ماضی صیغے ہین - تو ان کے معنے اس جگہ مضارع کے ہین - یا ماضی کے - جہوٹ بولنے کی سزا تو اس قدر کافی ہے - کہ آپ کا حملہ صرف میرے پر حملہ نہین - بلکہ یہ تو قرآن شریف پر بھی حملہ ہو گیا - گویا وہ صرف نحو جو آپ کو معلوم ہے - خدا کو معلوم نہین اسی وجہ سے خدا نے جا بجا غلطیان کہائین - اور مضارع کی جگہ ماضی کو لکھدیا -

پھر اس کے ساتھہ آپ کا ایک اور اعتراض بھی ہے اور وہ یہ ہے - کہ اس پیشگوئی یعنی عفت الدیار محلہا ومقامہا مین زلزلہ کا لفظ کہان ہے - افسوس اس معترض کو یہ معلوم نہین کہ مقصود بالذات تو پیشگوئی کا اسی قدر مفہوم ہے - جو الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے - غرض تو صرف اتنی ہے - کہ ایک حصہ ملک پر بڑی تباہی آئے گی - اس جگہ دانا خود سمجھہ سکتا ہے کہ مکانات کا تباہ ہونا بذریعہ زلزلہ ہی ہوا کرتا ہے ہان ممکن ہے کہ عظیم الشان ملک کی تباہی اور شہرون اور مکانات کا نابود ہو جانا کسی اور ذریعہ سے ظہور مین آوے - مگر تب بھی بہرحال یہ پیشگوئی سچی ثابت ہو گی - اور چونکہ سنت اللّٰہ کے موافق اس تباہی کو زلزلہ پر دلالت التزامی ہے - اسلئے اسکا ذکر کرنا ضروری نہ تہا - لیکن چونکہ خدا تعالے جانتا تہا کہ بعض کم فہم جن کی فطرت نادانی اور تعصب کی معجون ہے - ایسا اعتراض بھی کرینگے اس لئے اس نے زلزلہ کا لفظ بھی بتصریح لکھدیا - دیکھو پرچہ الحکم مورخہ ۲۴ - دسمبر ۱۹۰۳ء اور اگرچہ یہ پیشگوئی زلزلہ کی پیشگوئی سے الگ کرکے جو اس سے پہلے شایع ہو چکی ہے اور سخت تباہی آئے گی اور عمارات نابود ہو جائینگی اور بستیان کالعدم ہو جائینگی اور یہ نہین بتلاتی کہ کس خاص ذریعہ سے یہ تباہیان وقوع مین آئینگی - لیکن جو شخص سوچے گا - کہ شہر اور بستیان کس ذریعے سے زمین مین دھنسا کرتی ہین اور یکدفعہ عمارتین کیونکر گر جاتی ہین - اور اس پیشگوئی کے ساتھہ اس پیشگوئی کو بھی پڑہے گا - جو اسی پرچہ مین پانچ ماہ پہلے شایع ہو چکی ہے جس کے یہ لفظ ہین - کہ زلزلہ کا دھکا - وہ ایسا اعتراض کرنے سے حیا کرے گا - کہ پیشگوئی مین زلزلہ کا ذکر نہین - ہان ہم یہ اب بھی کہتے ہین - کہ خدا تعالے کے کلام مین استعارات بھی ہوتے ہین جیسا کہ اللّٰہ تعالے فرماتا ہے من کان فی ھذہ اعمٰی فھو فی الاخرة اعمٰی* - لہذا ممکن تہا - کہ زلزلہ سے مراد اور کوئی عظیم الشان آفت ہوتی - جو پورے طور پر زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتی - مگر ظاہر عبارت بہ نسبت تاویل کے زیادہ حق رکھتی ہے - پس وحی اس پیشگوئی کا حلقہ وسیع تہا - لیکن خدا تعالے نے دشمنون کا منہ کالا کرنے کے لئے ظاہر الفاظ ہی

رو سے بھی اسکو پورا کر دیا - اور ممکن ہے کہ بعد اس کے بعض حصے اس پیشگوئی کے کسی اور رنگ مین بھی ظاہر ہون لیکن بہرحال وہ امر خارق عادت ہوگا جس کی نسبت یہ پیشگوئی ہے چنانچہ یہی زلزلہ جس نے اسقدر پنجاب مین نقصان پہونچایا اس کی نسبت تحقیقات کی رو سے سول ملٹری گزٹ وغیرہ اخبارات مین شایع ہو چکا ہے - اور یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ سوا سو برس تک اس ملک پنجاب مین ایسا کوئی زلزلہ نہین آیا - پس یہ پیش گوئی بلاشبہ اول درجہ کی خارق عادت امر کی خبر دیتی ہے اور ممکن ہے کہ اس کے بعد بھی کچھہ ایسے حوادث مختلف اسباب طبعیہ سے ظاہر ہون جو ایسے تباہیون کے موجب ہو جائین جو خارق عادت ہین پس اگر اس پیشگوئی کے کسی حصہ مین زلزلہ کا ذکر بھی نہ ہوتا - تب بھی یہ عظیم الشان نشان تہا کیونکہ مقصود تو اس پیشگوئی مین ایک خارق عادت تباہی اور جگہون کی ہے جو بے مثل ہے زلزلہ سے ہو یا کسی اور وجہ سے - پس جبکہ یہ شہادت مل چکی - کہ سوا سو برس تک اس تباہی کی ملک پنجاب مین نظیر نہین پائی جاتی - تو یہ پیشگوئی ایک معمولی امر نہ رہا - جو صرف انسانی اٹکل سے ہو سکتا ہے -

اس پیشگوئی کے پہلے حصہ مین جو ۲۴ - دسمبر ۱۹۰۳ء مین اسی اخبار الحکم مین درج ہوئی تھا صریح لفظون مین زلزلہ کا ذکر بھی شایع ہو چکا ہے تو ایسے معترض کی عقل پر ہنسین یا رو دین - جو کہتا ہے جو زلزلہ کی کوئی پیشگوئی نہین کی -

اب یاد رہے کہ وحی الٰہی یعنی عفت الدیار محلہا ومقامہا یہ وہ کلام ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے خدا تعالے نے لبید بن ربیعہ العامری کے دل مین ڈالا تھا جو اس کے اس قصیدہ کا اول مصرع ہے جو سبعہ معلقہ کا چوتھا قصیدہ ہے اور لبید نے زمانہ اسلام کا پایا تھا اور مشرف باسلام ہو گیا تہا اور صحابہ رضی اللّٰہ عنہم مین داخل تہا اس لئے خدا تعالے نے اسکے کلام کو یہ عزت دی کہ جو آخری زمانہ کی نسبت ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی کہ ایسی ایسی تباہیان ہونگی جنسے ایک ملک تباہ ہوگا وہ اسی کے مصرع کے الفاظ مین بطور وحی فرمائی گئی جو اسکے منہ سے نکلی تھی - پس یہ تعجب سخت نادانی ہے کہ ایک کلام جو مسلمان کے منہ سے نکلا ہے وہ کیون وحی الٰہی مین داخل ہوا کیونکہ جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہین وہ کلام جو عبد اللّٰہ بن ابی سرح کے منہ سے نکلا تہا یعنی فتبارک اللّٰہ احسن الخالقین وہی قرآن شریف مین نازل ہوا جس کی وجہ سے عبد اللّٰہ بن ابی سرح مرتد ہو کر مکہ کی طرف بھاگ گیا + پس جبکہ خدا تعالے ......

---

* اگرچہ گناہ ہزارون قسم کے ہوتے ہین - مگر نہایت درجہ کا لعنتی وہ شخص ہے جو خدا تعالے کے پاک کلام پر اعتراض کرے - جاہل جلدی سے اور گستاخی سے اور خوش ہو کر خدا تعالے کے کلام پر اعتراض کرتا ہے - اور اس تیز دستی سے لڑتا ہے اگر وہ مرجاتا - تو اس سے بہتر تہا - منہ

* مثلاً جس شخص کو بہت ہی زہر دیا گیا ہو - وہ کہتا ہے کہ مین تو مر گیا - اور ظاہر ہے - کہ مر گیا ماضی کا صیغہ ہے مضارع کا صیغہ نہین ہے - اس سے مطلب اسکا یہ ہوتا ہے کہ مین مر جاؤنگا - اور مثلاً ایک وکیل جس کو ایک قوی اور کہلی نظیر فیصلہ چیف کورٹ کی اپنے موکل کے حق مین مل گئی ہے - وہ خوش ہو کر کہتا ہے کہ بس اب ہم نے فتح پالی حالانکہ مقدمہ ابھی زیر تجویز ہے کوئی فیصلہ نہین لکہا گیا - پس مطلب اسکا یہ ہوتا ہے کہ ہم یقیناً فتح پالینگے اسی قصد سے مضارع کی جگہ ماضی کا صیغہ استعمال کرتا ہے - منہ

* اس آیت کے یہ معنے ہین کہ جو شخص اس جہان مین اندہا ہے وہ دوسرے جہان مین بھی اندہا ہی ہوگا یعنی جسکو خدا کا دیدار اس جگہ نہین اوس جگہ بھی نہین اس آیت کے یہ معنے نہین ہین کہ جو بیچارے جسمانی طور پر اس جہان مین اندہے ہین وہ دوسرے جہان مین بھی اندہے ہی ہونگے - بلکہ استعارہ کے طور پر جاہل کا نام اندہا رکہا گیا - منہ

+ دیکھو تفسیر اتقان فی علوم القرآن للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۲۲۷ اور تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۲۷۶

کے کلام کا ایک مرتد کے کلام سے توارد ہوا تو اس سے کیوں تعجب کرنا چاہئے کہ لبید جیسے صحابی بزرگوار کے کلام سے اسکے کلام کا توارد ہو جائے خداتعالےٰ جیسے ہر ایک چیز کا وارث ہے ہر ایک پاک کلام کا بھی وارث ہے اور ہر ایک پاک کلام اسی کی توفیق سے مُنہ سے نکلتا ہے - پس اگر ایسا کلام بطور وحی نازل ہو جائے تو اس بارہ میں وہی شخص شک کرے گا جسکو اسلام میں شک ہو اور لبید کے مناقب میں سے ایک یہ بھی تھا جو اُسنے نہ صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا بلکہ زمانہ ترقیات اسلام کا خوب دیکھا اور ۴۱ ہجری میں ایکسو ستاون برس کے عمر پا کر فوت ہوا - اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کلام سے بھی کئی مرتبہ قرآن شریف کا توارد ہوا جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قال قال عمر وافقت ربی فی اربع یعنی چار باتیں جو میرے مُنہ سے نکلیں وہی خداتعالےٰ نے فرمائیں اور اگر ہم اس اُمت مرحومہ کے اولیاء کرام کا ذکر کریں کہ کسقدر دوسروں کے کلام بطور الہام انکے دلوں پر القا ہوئے اور بعض کو مثنوی رومی کے اشعار بطور الہام منجانب اللہ دل پر ڈالے گئے تو یہ بیان ایک علیحدہ رسالہ کو چاہتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ جس شخص کو ایک ذرا واقفیت بھی اس کوچہ سے ہوگی وہ کبھی اس بات کو مُنہ پر نہیں لائیگا کہ خدا کے کلام کو انسان کے کلام سے توارد نہیں ہو سکتا بلکہ ہر ایک شخص جو کسی قدر علم شریعت سے حصہ رکھتا ہے وہ ایسے کلمہ کو موجب کفر سمجھے گا کیونکہ اس عقیدہ سے قرآن شریف سے انکار کرنا لازم آتا ہے اس جگہ ایک اشکال ہے اور ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس اشکال کو بھی حل کر دیں وہ یہ ہے کہ اگر یہ جائز ہے کہ کسی انسان کے کلام سے خدا کے کلام کا توارد ہو تو ایسا ہونا قرآن شریف کے معجزہ ہونے میں قدح پیدا کرتا ہے لیکن جیسا کہ صاحب تفسیر کبیر اور دوسرے مفسرین نے لکھا ہے کوئی جائے اشکال نہیں کیونکہ اسقدر قلیل کلام پر اعجاز کی بنا نہیں ورنہ قرآن شریف کے کلمات بھی وہی ہیں جو اور عربوں کے مُنہ سے نکلتے تھے اعجازی صورت کے پیدا ہونے کے لئے ضروری ہے کہ خدا کا کلام کم سے کم اس سورة کے برابر ہو جو سب سے چھوٹی سورة قرآن شریف میں ہے یا کم سے کم دس آیتیں ہوں کیونکہ اسیقدر کو قرآن شریف نے معجزہ ٹھہرایا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ اگر کسی شخص کا کلام خدا کے کلام میں بطور وحی کے داخل ہو جائے تو وہ بہرحال اعجازی رنگ پکڑ لیتا ہے مثلاً یہی وحی الٰہی یعنی عفت الدیار محلہا ومقامہا جب لبید رضی اللہ عنہ کے مُنہ سے شعر کے طور پر نکلی تو

یہ معجزہ نہ تھی لیکن جب وحی کے طور پر ظاہر ہوئی تو اب معجزہ ہو گئی کیونکہ لبید ایک واقعہ گذشتہ کے حالات پیش کرتا ہے جسکا بیان کرنا انسانی قدرت کے اندر داخل ہے لیکن اب خداتعالےٰ لبید کے کلام سے اپنی وحی کا توارد کر کے ایک واقعہ عظیمہ آئندہ کی خبر دیتا ہے جو انسانی طاقتوں سے باہر ہے پس وہی کلام جب لبید کی طرف منسوب کیا جائے تو معجزہ نہیں ہے لیکن جب خداتعالےٰ کی طرف منسوب کیا جائے تو بلاشبہ معجزہ ہے آج سے ایک سال پہلے انسانوں کو کون بتا سکتا تھا کہ ایک حصہ اس ملک کا زلزلہ شدیدہ کے سبب سے تباہ اور ویران ہو جائیگا یہ کسکو خبر تھی کہ اسقدر شہر اور دیہات یکدفعہ زمین میں دھنس کر تمام عمارتیں نابود ہو جائینگی اور ساتھ زمین کی ایسی صورت ہو جائیگی کہ گویا اس میں کبھی کوئی عمارت نہ تھی پس اس بات کا نام معجزہ ہے کہ کوئی ایسی بات ظہور میں آ دے جو پہلے اس سے کسی کے خیال و گمان میں نہ تھی اور امکانی طور پر بھی اسکی طرف کسی کا خیال نہ تھا کیا یہ سچ نہیں ہے کہ اس ملک کے رہنے والوں نے اس زلزلہ شدیدہ کو بڑے تعجب کی نظر سے دیکھا ہے اور اسکو ایک غیر معمولی اور انہونی بات اور نمونہ قیامت قرار دیا ہے اور کیا یہ سچ نہیں ہے کہ محققان یورپ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ اس ملک کی تاریخ پر سولہ سو برس تک نظر ڈالنے سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلے اس سے ایسا خوفناک اور تباہی ڈالنے والا زلزلہ اس ملک میں کبھی نہیں آیا پس جس نے ایسے زمانہ دراز پہلے ایسے غیر معمولی واقعہ کی خبر دی کیا وہ خبر معجزہ نہیں ہے؟ کیا وہ انسانی طاقتوں کے اندر داخل ہے؟

٭ معترض صاحب نے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں پیسہ اخبار میں یہ اعتراض شائع کیا ہے کہ پیشگوئی عفت الدیار محلہا ومقامہا میں زلزلہ کا کہاں ذکر ہے حالانکہ زلزلہ کا ذکر اس پیشگوئی سے پانچ ماہ پہلے اُسی اخبار میں شائع ہو چکا ہے اور یہ پیشگوئی اسی زلزلہ کی صفات کا بیان ہے ہمارے مخالفین کی یہ دیانت اور امانت اور عقل اور یہ فہم ہے کیا ان لوگوں میں کوئی بھی ایسا انسان نہیں کہ خلوت میں اس شخص کو ملامت کرے اور اسکی گوشمالی کرے کہ ایسا دھوکا پبلک کو کیوں دیا حالانکہ اسکو خوب معلوم تھا کہ پرچہ الحکم ۲۴ - دسمبر ۱۹۰۳ء میں زلزلہ کی پیشگوئی صاف لفظوں میں موجود ہے جسکے ہیبتناک نتائج الہام عفت الدیار میں ذکر کئے گئے ہیں اور یہ دونوں پیشگوئیاں ان کے ظہور سے ایک سال پہلے شائع کی گئی ہیں - بلکہ زلزلہ کی پیشگوئی صریح اور صاف لفظوں میں مواہب الرحمن صفحہ ۸۶ میں بھی موجود ہے جسکو شائع کئے اڑھائی برس ہو چکے ہیں - منہ

جس ملک کے لوگوں نے بلکہ اُنکے باپ دادوں نے بھی قریباً دو ہزار برس تک ایک واقعہ کو نہ دیکھا ہو نہ سنا ہو اور نہ انکے خیال و گمان میں ہو کہ ایسا واقعہ ہونیوالا ہے یا امکان میں ہے پھر اگر کوئی پیشگوئی ایسے واقعہ کی خبر دے اور وہ واقعہ بعینہٖ ظہور میں آ جائے تو وہ خبر نہ صرف معجزہ کہلائیگی بلکہ اوّل درجہ کا معجزہ ہوگا۔

پھر ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ معترض صاحب نے ایک عظیم الشان پیشگوئی کی عظمت دور کرنے کے لئے اور اس کو تمام لوگوں کی نظر میں خفیف ٹھہرانے کے لئے انجیل کی اوس بے معنی پیشگوئی سے اسکو مشابہت دی ہے جسمیں صرف معمولی الفاظ میں لکھا ہے کہ زلزلے آوینگے لیکن جو شخص ذرا آنکھ کھولکر میرے اشتہارات کی عبارت کو دیکھیگا اسکو افسوس سے کہنا پڑیگا کہ ناحق معترض نے روز روشن پر پردہ ڈالنا چاہا ہے اور ایک بھاری خیانت سے کام لیا ہے اس نے میرے اشتہارات کو پڑھ لیا ہے اور اس کو خوب علم تھا کہ میری پیشگوئی کے الفاظ جو زلزلہ کی نسبت بیان کئے گئے ہیں وہ انجیل کے الفاظ کی طرح شکستہ اور معمولی نہیں ہیں تاہم اوس نے دانستہ ہٹ دھرمی کو اختیار کر لیا - کسکو معلوم نہیں کہ عربی الہام یعنی عفت الدیار محلہا ومقامہا ایک ایسے ہولناک دہشت والی خبر پیشگوئی کے طور پر بیان کرتا ہے جس سے بدنوں پر لرزہ پڑ جاتا ہے کیا یہ ایک معمولی بات ہے کہ شہر اور دیہات زمین میں دھنس جائینگے اور اردو میں تصریح کی گئی ہے کہ وہ زلزلہ کا دھکا ہوگا دیکھو اخبار الحکم صفحہ ۱۵ کالم ۲ مورخہ ۲۴ - دسمبر ۱۹۰۳ء - اور پھر ۱۹۰۱ء میں جو رسالہ آمین شائع کیا گیا تھا اسمیں لکھا گیا ہے کہ وہ ایسا حادثہ ہوگا کہ اوس سے قیامت یاد آ جائیگی اور ٭ الحکم ۲۴ - مارچ ۱۹۰۵ء میں شائع کیا گیا ہے کہ مکذبوں کو ایک نشان دکھایا جائیگا - اور پھر اشتہار الانذار میں لکھا ہے کہ آنیوالا زلزلہ قیامت خیز زلزلہ ہوگا پھر الانذار میں لکھا ہے کہ آنیوالے زلزلہ سے زمین زیر و زبر ہو جائیگی پھر اسی میں لکھا ہے کہ عظیم الشان حادثہ محشر کے حادثہ کو یاد دلائیگا اور پھر وہ میں خداتعالےٰ فرماتا ہے کہ میں تیرے لئے زمین پر اتروں گا تا اپنے نشان

٭ اخبار سول ملٹری گزٹ میں یہ امر تحقیقات شدہ شائع کیا گیا ہے کہ ہندوؤں کا مندر جو کانگڑہ میں زلزلہ سے نابود ہو گیا ہے دو ہزار برس سے یہ مندر چلا آتا ہے اگر ایسا زلزلہ پہلے اس سے آیا ہوتا تو یہ عمارتیں پہلے سے ہی نابود ہو جاتیں - منہ

دکھلاؤں - ہم تیرے لئے زلزلہ کا نشان دکھلائینگے اور وہ عمارتیں جنکو غافل انسان بناتے ہیں یا آئندہ بنائیں گے گرا دینگے اور میں وہ نشان ظاہر کرونگا جس سے زمین کانپ اُٹھے گی تب وہ روز دنیا کے لئے ایک ماتم کا دن ہوگا - پھر اوس اشتہار میں جسکی سرخی ہے زلزلہ کی خبر بار سوم - آنے والے زلزلہ کی نسبت یہ عبارت لکھی ہے کہ درحقیقت یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ وہ زلزلہ اس ملک پر آنیوالا ہے جو پہلے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل میں گذرا - اب ایمانًا کہو کہ انجیل میں زلزلہ کے بارے میں اس قسم کی عبارتیں کہاں ہیں اور اگر ہیں تو وہ پیش کرنی چاہئیں ورنہ خداتعالےٰ سے خوف کر کے اس حق پوشی سے باز آنا چاہئے۔

قولہٗ - ترجمہ میں زلزلہ کا لفظ بھی داخل کر دیا تاکہ جاہل لوگ یہ سمجھیں کہ الہام میں زلزلہ کا لفظ بھی موجود ہے -

اقول - اے اندھے صاحب پیشگوئی کے مجموعی الفاظ یہ ہیں - زلزلہ کا دھکا - **عفت الدیار محلہا ومقامہا** - دیکھو اخبار الحکم ۱۹۰۳ء و ۱۹۰۴ء ان دونوں کے معنے یہ ہوئے کہ ایک زلزلہ کا دھکا لگے گا اور اُس دھکے سے ایک حصہ اس ملک کا تباہ ہو جائیگا اور عمارتیں گر جائینگی اور نابود ہو جائینگی - اب بتلاؤ کہ کیا ہمنے جاہلوں کو دھوکا دیا ہے یا آپ جاہلوں کو دھوکہ دیتے ہیں - اور کیا ہمنے جھوٹ بولا ہے یا آپ جھوٹ بولتے ہیں لعنت اللہ علی الکاذبین - اخبار الحکم موجود ہے اسکے دونوں پرچوں کو دیکھ لو اور یہ اخبار زلزلہ موعودہ سے ایک سال پہلے ملک میں شائع ہو چکی ہے گورنمنٹ میں بھی پہنچ چکی ہے - اب بتلاؤ کہ کیا تعصب نے آپکو اس قدر اندھا کر دیا جو آپ دعوےٰ کر بیٹھے جو زلزلہ کا ذکر پیشگوئی میں موجود ہی نہیں ہے -

قولہٗ یہ الہام ۳۱ - مئی ۱۹۰۲ء کے الحکم کے صفحہ ۳ کالم ۲ پر موجود ہے اور اوس کے سامنے صاف طور پر جلی قلم سے لکھا ہوا ہے متعلق طاعون -

٭ جیسا کہ ہم ابھی لکھ چکے ہیں میری کتاب مواہب الرحمن میں بھی جو ۱۹۰۳ء میں چھپکر شائع ہو گئی تھی صریح لفظوں میں یہ پیشگوئی ہے اور زلزلہ کا نام لیکر ذکر موجود ہے پھر اس حالت میں جاہل تو وہ لوگ ہیں کہ جو اتنی تصریح اور توضیح کے بعد بھی سمجھتے ہیں کہ زلزلہ کا کہاں ذکر ہے انکو چاہئے کہ آنکھیں کھولکر اخبار الحکم ۲۴ - دسمبر ۱۹۰۳ء کو پڑھیں اور رسالہ آمین کو پڑھیں جو ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا تھا اور پھر مواہب الرحمن کے صفحہ ۸۶ کو پڑھیں جو ۱۹۰۳ء میں شائع ہوئی تھی اور پھر اپنی ایمانی حالت پر رودیں - منہ

٭٭ ایسا ہی میری کتاب مواہب الرحمن مطبوعہ ۱۹۰۳ء میں ایک سخت زلزلہ کی خبر ہے جس سے عمارتیں گرینگی اور اسمیں نہ صرف عمارتوں کے گرنیکا ذکر ہے بلکہ صاف لفظوں میں زلزلہ کا ذکر ہے دیکھو مواہب الرحمن صفحہ ۸۶ - منہ

www.aaiil.org

فقرہ - اس مین کیا شک ہے کہ یہ زلزلہ ہی طاعون کا ایک ضمیمہ ہے اور اوس سے متعلق ہے کیونکہ خدا تعالے نے مجھے بار بار فرمادیا ہے کہ زلزلہ اور طاعون دونون تیری تائید کے لئے ہین پس زلزلہ درحقیقت طاعون سے ایک تعلق رکھتا ہے کیونکہ طاعون بھی میری سچائی خدا تعالے کی طرف سے ایک نشان ہے اور ایسا ہی زلزلہ بھی پس اس وجہ سے دونون کو تعلق ہے اور دونون ایک ہی امر کے موید ہین اور اگر یہ وہم دل مین پیدا ہو کہ اس فقرہ سے مراد درحقیقت طاعون ہی ہے تو یہ وہم درحقیقت فاسد ہے کیونکہ جو چیز کسی چیز سے تعلق رکھتی ہے وہ درحقیقت اوسکا عین نہین ہوسکتی ماسوا اسکے قرینہ تو یہ اسجگہ موجود ہے کہ اس فقرہ سے مراد درحقیقت طاعون نہیں ہے یعنی جبکہ پہلے اس سے یہ الہام موجود ہے کہ زلزلہ کا دھکا تو پھر ذرہ انصاف اور عقل کو دخل دیکر خود سوچ لینا چاہئے کہ عمارتون کا گرنا اور بستیون کا معدوم ہونا کیا یہ طاعون کی صفات مین سے ہے یا یہ تو زلزلہ کی صفات مین سے ہے وسعادتمندی ایک پرہیزگار انسان مین نہین ہوسکتی کہ جو معنے ایک عبارت کے الفاظ سے پیدا ہوسکتے ہین اور جو اس کے سیاق اور سباق سے مترشح ہورہے ہین اور جو معنے واقعہ کے ظہور سے کہل گئے ہین اور انسانی کانشنس نے قبول کر لیا ہے کہ جو کچھ ظاہر ہوا ہے وہ وہی ہے جو عفت الدیار کے الہام سے نکلتا ہے پھر اسکے انکار پر اصرار کرے اگر فرض بھی کرلین کہ خود ملہم نے اپنے اجتہادی غلطی سے اس حادثہ کو جو عفت الدیار کے الہام سے ظاہر ہوتا ہے طاعون ہی سمجھ لیا تہا تو اسکی یہ غلطی کرنا ازدقوع ہے مخالف کے لئے حجت نہین دنیا مین کوئی ایسا نبی یا رسول نہین گذرا جسنے اپنی کسی پیشگوئی مین اجتہادی غلطی نہ کی ہو تو کیا وہ پیشگوئی آپ کے نزدیک خدا تعالیٰ کا ایک نشان نہ ہوگا اگر یہی کفر دل مین ہے تو دبی زبان سے کیون کہتے ہو پورے طور پر اسلام پر کیون حملہ نہین کرتے کیا کسی ایک نبی کا نام بھی لے سکتے ہو جسنے کبھی اجتہادی طور پر اپنی کسی پیشگوئی کے معنے کرنے مین غلطی نہین کہائی - تو پھر تبلاؤ کہ اگر فرض بھی کرلین کہ لفظ متعلق کے معنے بعینہ طاعون ہے توکیا یہ حملہ تمام انبیاء پر نہین - عفت الدیار کے الہامی فقرہ پر نظر ڈالکر صاف ظاہر ہے کہ اس فقرہ سے مراد یہ ہے کہ وہ ایسا حادثہ ہوگا کہ ایک حصہ ملک کی عمارتین اس سے گر جائینگی اور نابود ہوجائینگی اور ظاہر ہے کہ طاعون کا عمارتون پر کچھ اثر نہین ہوتا پس اگر ایڈیٹر اخبار الحکم نے ایسا لکھہ بھی دیا کہ یہ فقرہ طاعون سے متعلق ہے اور

تعلق ہے وہ معنے سمجھے جائین جو معترض نے کئے ہین تو غایت مافی الباب یہ کہا جائیگا کہ ایڈیٹر الحکم نے ایسا لکھنے مین غلطی کی اور ایسی غلطی خود انبیاء علیہم السلام سے پیشگوئیون کے سمجھنے مین بعض دفعہ ہوتی رہی ہے جیسا کہ ذہب وہلی کی حدیث بخاری مین موجود ہے اور اس کے لفظ یہ ہین - قال ابو موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم رأیت فی المنام انی اھاجر من مکۃ الی ارض بھا نخل فذھب وھلی الی انھا الیمامۃ او ھجر فاذا ھی المدینۃ یثرب (بخاری جلد ثانی باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ الی المدینۃ) یعنی ابو موسیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مینے خواب مین دیکہا کہ مینے مکہ سے ایک ایسی زمین کیطرف ہجرت کی ہے جسمین کہجورون کے درخت ہین پس میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ زمین یمامہ یا زمین ہجر ہے مگر وہ مدینہ نکلا یعنی یثرب - اب دیکھو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خلکی رویا وحی ہے اور جنکا اجتہاد سب اجتہادون سے اسلم اور اقوی اور اصح ہے اپنی رویا کی یہ تعبیر کی تھی کہ یمامہ یا ہجر کی طرف ہجرت ہوگی مگر وہ تعبیر صحیح نہ نکلی پس کیا یہ پیشگوئی آپ کے نزدیک پیشگوئی نہین ہے اور کیا آپ طیار ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی ایک حملہ کردین پیر جبکہ اجتہادی غلطی مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی شریک ہین تو پھر آپ کا یہ کیا ایمان ہے کہ تعصب کے جوش مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کی بھی کچھ پروا نہین کرتے اور خدا تعالے سے کچھ شرم نہین - اور پھر سچے منصف زور رسی کا دھیان رکھکر عفت الدیار کے الفاظ کی طرف دیکھنا چاہئے کہ اسکے الفاظ طاعون پر صادق آتے ہین یا زلزلہ پر - کیا یہ ایمانداری ہے کہ جبکہ واقعہ موعودہ کے ظہور نے عفت الدیار کے معنون کو خود کہولدیا پھر بھی اس سے مراد طاعون ہی سمجھین اس پیشگوئی کے الفاظ صاف طور پر پکار رہے ہین کہ وہ ایک حادثہ ہے جس سے عمارتین گر جائینگی اور ایک حصہ ملک کی بستیون کا نابود ہو جائیگا اگر آپ عربی نہین جانتے تو کسی عربی دان سے پوچھ لین کہ عفت الدیار محلھا ومقامھا کے کیا معنے ہین اور اگر کسی پر اعتبار نہ ہو تو اوس مصرع کے معنے جو شارح نے لکھے ہین وہ دیکھ لین - اور وہ معنے یہ ہین اندرست دیار الاحباب والمعنی ما کان منھا للحول وما کان للاقامۃ دیکھو معلقہ چہارم شرح مصرع اول) یعنی دوستون کی بستیان اور انکے گھر نابود ہوگئے اور وہ عمارتین نابود ہوگئین جو چندروزہ اقامت کے لئے تھین جیسے سرائے یا قومون کی زیارت گاہین اور وہ عمارتین بھی نابود ہوگئین جو مستقل سکونت کی تہین اب تبلاؤ یہ معنے طاعون پر کیونکر صادق آسکتے ہین اور طاعون کو عمارتون کے گرنے سے کیا تعلق ہے - ان معنون مین اور خدا تعالے کی وحی کے معنون مین صرف ماضی اور مضارع کا فرق ہے یعنی لبید نے اسجگہ ماضی کے معنے ملحوظ رکھے اور خدا تعالے کے کلام مین اسجگہ استقبال کے معنے ہین جسکا مطلب یہ ہے کہ آئندہ ایک حصہ ملک کی عمارتین اور بستیان نابود ہوجائین گی نہ عارضی سکونتین باقی رہین گی نہ مستقل سکونتین اب تبلاؤ کہ کیا یہ معنے طاعون پر صادق آسکتے ہین اب ہٹ دہرمی کرنا کیا فائدہ ناحق خدا کی ضد دو ہی آدمی کیا کرتے ہین یا سخت احمق یا سخت بے ایمان اور متعصب - پھر اگر آپ وہی اعتراض پیش کرین جسکا پہلے بھی جواب دیا گیا ہے یعنی یہ ماضی کا صیغہ ہے اور لبید رضی اللہ عنہ نے ماضی کے معنون پر استعمال کیا ہے - تو اسکا جواب پہلے ہی گذر چکا ہے کہ اب یہ کلام لبید کا نہین ہے بلکہ خدا تعالے کا کلام ہے خدا تعالے نے جا بجا قرآن شریف مین عظیم الشان پیشگوئیون کو ماضی کے لفظ سے بیان کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے تبت یدا ابی لھب وتب - ما اغنی عنہ مالہ وما کسب ۞ اب ذرہ کچھ انصاف کو کام مین لاکر یہ اب دو کہ اس پیشگوئی کے الفاظ ماضی کے صیغہ مین ہین یا مضارع کے صیغہ مین عقلمند کے لئے تو یہ ایک سخت ندامت کا موقع ہے بلکہ ایسی غلطی مرنے کی جگہ ہوجاتی ہے جبکہ ایک شخص باوجود دعوے علم

(باقی آئندہ)

۞ بائبل مین بھی بہت جگہ آئندہ واقعات کو ماضی کے صیغہ مین بیان کیا گیا ہے جیسا کہ یہ فقرہ بابل گرپڑا بابل گر پڑا دیکھو یسعیاہ باب ۲۱ آیت ۵ - اور جیسا یہ فقرہ کہ بنوبر کردہ ویران ہوگیا قریتیم رسوا ہوا دیکھو یرمیاہ باب ۴۸ - آیت اینہ

سوالات

ذیل کا ایک عجیب اشتہار جو ۲۲ سوالون پر مشتمل ہے مولین (لونزبری) کے علاقہ سے آیا ہے مین اسکو عام لوگون کے فائدہ کے لئے چہاپ دیتا ہون علماء کا جواب اگر کسی نے کچھہ دیا اسی سلسلہ مین دلچسپ مضمون ہوگا۔

ایڈیٹر۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہٗ ونصلے علےٰ رسولہ الکریم

تمام علماء دین کی خدمت مین عموماً مولوی علی رضا صاحب رامپوری افسر مدرس مدرسۂ اسلامیہ مولین اور مولوی عنایت اللہ خطیب مسجد بھیا گاؤن علاقہ بلوخنگ کی خدمت مین خصوصاً ہم چند سوال پیش کرتے ہین اور یہ چاہتے ہین کہ ہمارے سوالون کا جواب رائے وقیاس سے نہ دیا جائے بلکہ قرآن شریف کی آیت بتائی جاوے یا ایسی حدیث لکھی جاوے جو امام اعظم؟ کے اصول کے موافق روایتاً و درایتاً باب عقاید مین قابل حجت ہوسکتی ہو اور اگر ایسی حدیث نہ ملے تو حضرت امام اعظم؟ کا قول بتایا جاوے جو کسی مستند کتاب مین مذکور ہو۔

سوالات

(۱) زید نے اگر حضرت عیسےٰ ع کو فوت شدہ کہدیا تو کیا اسلام سے خارج اور کافر ہوگیا؟ کیا زید کے یہان آناجانا یا کہانا پینا حرام ہوگیا؟ جو لوگ حضرت عیسےٰ کی وفات کا عقیدہ نہین رکہتے کیا وہ زید کے یہان صرف جانے سے یا اون کے یہان کہانے پینے سے کافر ہوجاوین گے؟

(۲) حضرت عیسےٰ ع کے زندہ مع الجسم چوتھے آسمان پر جانے اور اتبک جسمانی زندگی کے ساتھہ بے آب و طعام موجود رہنے کا بیان قرآن مجید کی کس آیت مین ہے؟

(۳) آیت کریمہ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل سے کس مدعا پر استدلال کیا گیا ہے؟

(۴) رسول اللہ صلعم نے آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم کا کیا مطلب سمجہا تہا؟

(۵) نزول قرآن کے پہلے یا نزول قرآن کے وقت محاورہ عرب مین کسی انسان کو زندہ مع الجسم چوتھے آسمان پر اوٹھا لینے کے معنے مین توفی یا رفع الی اللہ کا استعمال ہوتا تہا یا نہین اگر ہوتا تہا تو اوسکی کوئی نظیر بتائی جائے اور اگر نہین ہوتا تہا تو کسی لفظ کو ایسے معنی مین استعمال کرنا جسمین وہ لفظ کبھی مستعمل ہوا ہو فصاحت و بلاغت کے برخلاف ہے یا نہین؟

(۶) مجتہدین اربعہ؟ نے حضرت عیسےٰ ع کا زندہ مع الجسم چوتھے آسمان پر اوٹھ جانا اپنی کسی کتاب مین لکھا ہے؟

(۷) حضرت ابن عباس کی جو تفسیر امام بخاری نے اپنی صحیح مین درج کی ہے وہ قابل اعتبار ہے یا نہین؟

(۸) کوئی صحابی اگر اپنے پیدا ہونے کے پہلے کا کوئی واقعہ روایت کرے تو اوسکی صحت کیلئے کیا شرطین ہین؟

(۹) کوئی راوی اگر اپنے پیدا ہوتے سے سیکڑون برس پہلے کا کوئی واقعہ بلا سند روایت کرے تو یہ روایت قابل استدلال ہے یا نہین؟

(۱۰) مفسرون کے اقوال اور انکی توجیہین اور تاویلین اور انکی بلا سند روایتین عقائد اسلامیہ کے مستقل حجت ہین یا نہین؟

(۱۱) مفسرون نے اہل کتاب کی روایتین اپنی تفسیرون مین لکہی ہین یا نہین؟

www.aaiil.org

(۱۲) اصطلاح مین تاویل کسکو کہتے ہین اور نص قرآنی مین تاویل کرنی کس صورت مین جائز یا ضروری ہے؟

(۱۳) باب عقاید مین صرف یقینیات کا اعتبار ہے ظنیات کا بھی؟

(۱۴) صحاح ستہ کی حدیثین متواتر ہین یا آحاد؟

(۱۵) احادیث آحاد مفید علم یقین اور قطعی کو ہین یا صرف ظن کو؟

(۱۶) آیت و حدیث مین جب تعارض ہو تو آیت مین تاویل کرنی چاہیئے یا حدیث مین؟

(۱۷) جو حدیث آحاد کے درجہ مین ہے جب کسی آیت سے معارض ہو تو آیت پر یقین لانا چاہیئے یا حدیث پر؟

(۱۸) کسی حدیث کا نص قرآنی کے معارض ہونا اسکی موضوعیت کی دلیل ہے یا نہین؟

(۱۹) پیشین گوئی کی حدیثین باب عقاید مین حجت قطعی ہین یا نہین؟

(۲۰) پیشین گوئی کی حدیثون پر تفصیلی یقین رکھنا ضروری ہے یا اجمالی؟

(۲۱) امام اعظم رح کے نزدیک حدیث احاد سے زیادتی علے الکتاب جائز ہے یا نہین؟

(۲۲) اگر حضرت عیسےٰ علیہ السلام وفات پاکر زمین مین مدفون ہو گئے ہون تو پھر قیامت کے قریب اللہ تعالے اپنی قدرت کاملہ سے آنکو زمین پر نازل کرسکتا ہے یا نہین؟

العـــــــــــــــــــارض

حافظ احمد علی ایٹھوین مولوی حافظ حاجی غلام نبی صاحب مرحوم - پچھیا نڑوال علاقہ بلوخیل ضلع مولمین (لوئر برما)

لفظ مسیح کی نئی تاویل

ایک صاحب ... کے نام سے الحکم کے ناظرین غالبًا ناواقف نہین اس ولایتی بی بی کے مذہب کا صحیح پتہ لگانا ہوسے بھالے ہندوؤن کو تو شاید مشکل ہو لیکن ایک زیرک اور صاحب فراست مسلمان خوب سمجھ سکتا ہے کہ اندر ہی اندر ... بی بی کس مذہب کی اشاعت کر رہی ہین حال مین آپنے لفظ مسیح کی ایک عجیب تاویل کی ہے اور یہ کوئی مفتی دیوی کی خصوصیت نہین بلکہ یورپ اور امریکہ کی عیسائی دنیا مین حضرت مسیح موعودؑ کے فیض اور اثر سے اندر ہی اندر یہ بات پیدا ہو رہی ہے کہ وہ عیسویت سے بیزار ہوتے جاتے ہین اور یا مرتا کیا نکرتا۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کافی کے مصداق ہو کر ایسی نئی نئی عیسوی اصولون کی کر رہے ہین جو کبھی عیسائیون کے وہم مین بھی نہ گذرے ہون۔

”بھرحال ... دیوی فرماتی ہین کہ مسیح کا نام جو کہ تمام عیسائی ممالک مین ایک مکمل انسان کے لئے مستعمل ہوتا ہے ایک انسان سے زیادہ وہ ایک حالت کا نام ہے انسان ترقی کرتے کرتے صدیون کے بعد مکمل حالت کو پہونچکر اطمینان کامل حاصل کرلیتا ہے اور وہ جسکو مسیح کے نام سے ملقب کرتے ہین ان چند آدمیون مین سے ہے جو کہ انسانی زندگی کے مقصد اصلی کو حاصل کر چکا ہو ہر شخص کو اس حالت تک پہونچنے کی کوشش کرنی چاہیئے“

اینی لبسنٹ کی رائے کیسی صاف اور حضرت مسیح موعودؑ کی مؤید ہے اینی بسنٹ مسیح کو شخصیت نہین کہتی بلکہ ایک خاص حالت اور وصف کا مظہر مانتی ہے - پھر مسیح موعود کے مسیح ابن مریم ہونے مین کیا شک رہا؟

عیسائیو! ذرا انصاف سے کہیو خدا لگتی

شیرازۂ قوم

مین الحکم کی بعض گذشتہ اشاعتون مین اس ضرورت کو قوم کے سامنے پیش کر چکا ہون کہ ضلع وار احمدی جماعت کی فردین طیار کیجاوین اور ایسا ہی ضلع وار جنرل کمیٹیان قایم ہون جو اپنے ضلع کی دوسری احمدی جماعتون کو قومی ضروریات او مقاصد سے اطلاع دیتی رہا کرین اور ... کہ ایسی باقاعدہ جماعتین قایم ہوجائین یہہ ضروری امر ہے کہ افراد قوم کا پتہ لگ جاوے جنکو شیرازۂ قوم مین یکجا کرنیکا ارادہ کیا گیا ہے ... اسی ضرورت کو حضرت حکیم الامۃ کے الفاظ مین اور بالآخر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرزور الفاظ مین شایع کر چکا ہون ... اگر کوئی شخص اس قومی ضرورت کے پورا کرنے مین مددگار نہین بنتا تو یاد رہے کہ وہ شخص قومی قصوروار ہوگا میری اس تحریر پر بابو چوہدری غلام ... صاحب ٹیشن ماسٹر ٹوبہ ٹیک سنگھ اور مولوی ... بخش صاحب بی - اے ڈیرہ غازیخان نے تحریری طور پر اطلاع دی ہے کہ وہ اس کام مین ہر طرح سے مدد دینے کو آمادہ ہین - اور اونہون نے چھپے ہوئے فارم بھی طلب کئے ہین - اور چودہری غلام احمد خانصاحب رئیس کاٹھ گڑھ نے زبانی مجھے فرمایا تھا کہ وہ اپنے صرف خاص سے ایک آدمی ضلع ہوشیارپور کی احمدی جماعت کی مکمل فہرست طیار کرنے کو روانہ کرین گے ان کے سوا مجھے کسی احمدی بھائی نے جن پر مینے حسن ظن کے طور پر امید ظاہر کی تھی کہ وہ اس کام مین مجھے مدد دین گے) کوئی اطلاع تاحال نہین کی ... افسوس ... ہوت - کیا ... فضول ... تحریک کرتا ہون - کیا

اسکا فائدہ اور نفع ایک شخص واحد کی ذات سے وابستہ ہے؟ اگر ایسا سمجھ لیا گیا ہے تو سخت غلطی ہے مین اپنے ان تمام احباب کو آگاہ کرتا ہون کہ وہ قومی ضروریات پر گہری نظر کرین اور اس تحریک کو بے سود نہ سمجھین جہانتک جلد ممکن ہو اس کار خیر مین حصہ لین کیونکہ اس کی تکمیل پر ضروری قومی تحریکین کی جانے والی ہین - مین آج کے اخبار مین اس مقصد کی تکمیل کی خاطر ایک نقشہ بھیجتا ہون - ہر شخص جس کے پاس یہہ نقشہ پہونچے بشرطیکہ وہ احمدی ہے اسکا فرض ہے کہ وہ اپنے مقام کے ہر ایک مرد و زن احمدی کی معرفت اسکی خانہ پوری کرے اگر وہ نقشہ کافی نہ ہو تو خود اپنے ہاتھ سے سادہ کاغذ پر کھینچ کر اسکے ساتھ شامل کرے - اور اسطرح پر مکمل فرد احمدی جماعت کی جو اس مقام پر ہو بنا کر ایڈیٹر الحکم کے پاس بھیجدے اس مین سستی اور کاہلی سے کام نہ لے - بلکہ اس نقشہ کے پہونچنے پر اسکا پہلا فرض یہہ ہونا چاہیئے کہ وہ اسکی خانہ پوری کرکے میرے پاس بھیجدے -

ایک آنہ مین کالج بن سکتا ہے

کسی کام کے ابتدا اور اوائل مین جو جو مشکلات اور روکین ہوتی ہین زیادہ ایسی نہین کہ احمدی احباب انہین سمجھ نہ سکین - خصوصًا نبوت کے سلسلون مین ایسی روکون کا آنا ضروری ہوتا ہے - تعلیمی ضروریات کے لئے تعلیم الاسلام سکول قادیان مین حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایما سے کھولا گیا جو ۱۸۹۸ء مین کھلا اور پھر ہائی سکول اور کالج تک ترقی کر گیا - کالج کی پہلی دو کلاس کھول دی گئی تھین اور سال گذشتہ کا نتیجہ بھی اعجاز سے کم نہ تھا لیکن یونیورسٹی ایکٹ کے ماتحت آئندہ جب تک کالج کی مالی حالت مستحکم اور سٹاف اور عمارت مکمل نہ ہو - کالج زندہ نہین رہ سکتا - اسلئے مدرسہ تعلیم الاسلام کی مینیجنگ کمیٹی کو نہایت درد دل اور افسوس کے ساتھ اسوقت تک کے لئے کالج کو بند کرنا پڑا - اور اللہ تعالے اپنے فضل و کرم سے ایسے اسباب بہم پہونچا دے جو یونیورسٹی ایکٹ کے ماتحت ہمارا کالج قایم رہ سکے - کچھ شک نہین احمدی قوم پر بہت سے چندون کا بوجھ ہے اور کئی لاکھ روپیہ کالج کے واسطے جمع کرنا آسان امر نہین ہے - لیکن

وہ قوم جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کر چکی ہو - جو اپنے مال و جان کو خدا کے رسول کے ہاتھ پر بیچ کر چکی ہو اسکے سامنے اس قسم کا خیال بھی پیش کرنا شاید میری اپنی غلطی ہو - اور قومی حمیت کی ایک قسم کی ہتک ہو - حضرت حکیم الامۃ کو اس کالج کے التوا پر سب سے زیادہ رنج اور افسوس ہے یہان تک کہ خطرناک بیماری کے ایام مین بھی یہہ درد انہین زیادہ خطر اور تکلیف دہ تھا - افاقہ ہوجانے پر پہلے روز جب باہر تشریف لائے تو مجھے مخاطب کرکے فرمایا احمدی ہر چیز کے لئے خواہش کرتے ہین کہ انکی اپنی چیز الگ ہو - ترجمہ قرآن کے لئے چاہتے ہین احمدی کا کیا ہوا ترجمہ ہو نماز کی حقیقت اور کتاب کے لئے آرزو کرتے ہین کہ کوئی احمدی لکھے غرض ہر بات الگ چاہتے ہین -

آپ میری طرف سے قوم کے سامنے یہہ سوال پیش کرین کہ کیا وہ یہہ نہین چاہتی کہ اسکا اپنا کالج بھی الگ ہو؟ اور اگر وہ یہی چاہتی ہے تو ہر ایک احمدی ایک آنہ ماہوار دو سال تک کالج کے واسطے دے - اس مین کوئی الگ نہ رہے بچہ ہو بوڑھا ہو - عورت ہو مرد ہو - ایک گھر مین جسقدر احمدی ہون وہ سب کے سب دو سال کے لئے ... کرلین کہ ایک آنہ ماہوار اپنے دوسرے چندون کے علاوہ محض کالج کے لئے دین - دو سال کے بعد مین ان سے کوئی چندہ کالج کے واسطے انشاء اللہ نہین لونگا اور کالج قایم ہوجاویگا لیکن شرط یہ ہے کہ کوئی احمدی اس چندہ مین شریک ہونے سے نہ رہے - چنانچہ اسی وقت خود اپنے گھر کے پانچ آدمیون کا چندہ ایک روپیہ مجھے تین ماہ کے واسطے نکال کر دیدیا ہے - فی الحال یہہ رقم میرے ہی پاس انہون نے رہنے دی ہے لیکن باقاعدہ یہ رقم حضرت حکیم الامۃ کے پاس جمع ہوگی اور اس کے لئے باقاعدہ رسید الحکم مین چھپ جایا کرے گی ... کرین تو ایک کالج کیا یونیورسٹی قایم ہوسکتی ہے - مین یقین رکھتا ہون کہ حضرت حکیم الامۃ کی یہ تحریک بے فائدہ نہ ہوگی - اور اپنا اثر کرکے رہیگی +

ذیل مین مین ان احباب کی ... دیتا ہون جنکا چندہ وصول ہوا ہے یہہ تحریک آج ہی الحکم کے ذریعہ عام کی جاتی ہے اور امید ہے کہ آنہ فنڈ کالج کو قایم کرنے مین بڑی مدد دیگا - یہہ خوب یاد رہے کہ دوسری قومی ضرورتون اور قومی چندون پر اسکا کچھ اثر نہین ہونا چاہیئے بلکہ یہہ ایک الگ ضرورت ہے -

حضرت حکیم الامۃ ۵ کس ار فی کس کے حساب عہ تین ماہ کیلئے
چودہری فتح محمد صاحب طالب علم کالج کلاس ار ۸ ماہ کیلئے
ایڈیٹر الحکم قادیان ۲ کس ار فی کس کے حساب سے عہ ۸ ماہ کیلئے

اور چند احباب نے چندہ لکھوایا ہے لیکن جبتک وصول نہ ہو درج نہین کیا جاویگا - بالآخر مین الحکم کے

ناظرین کی خدمت مین ایک التماس کرنی چاہتا ہون کہ اگر ہر ایک خریدار اس ایک **آنہ فنڈ** مین شامل ہو جاوے اور انکے اہل وعیال جو احمدی ہین وہ بہی شریک ہو جاوین تو مین یقین کرتا ہون کہ کم از کم دس ہزار روپیہ سالانہ الحکم کے خریدار **کالج** کو دے سکتے ہین +

بکوشید اے جوانان تا بہ دین ہمت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

جو لوگ اس کار خیر مین شریک ہون وہ مہربانی کرکے ایڈیٹر الحکم کو اطلاع دین ـ

ہماری شادیان کیسے ہون

نہایت خوشی سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ احمدی قوم اپنی ضروریات کا احساس کرنے لگی ہے مندرجہ بالا عنوان سے جو مختصر نوٹ الحکم کی بعض گذشتہ اشاعتون مین نکلے ہین تو یہہ تحریک عام ہو گئی ہے کہ ہماری شادیون کا حلقہ احمدیون مین محدود ہو جاوے ... احباب کے لئے نکاح کی ضرورت کے ... اشتہار نکل ... شیخ غلام احمد صاحب کے باقی سب کے لئے انتظام ہو گیا ہے یا خط ... ہو رہی ہے جس سے توقع ہے کہ جلد انشاءاللہ ہو جائیگا ـ شیخ غلام احمد صاحب لے ... غلام احمد ... صاحب رئیس ... کو اجواب ... اور ... اپنا ... اور اہل الرائے ... کی تہی بلکہ انکا ذمہ قرار دیا تہا کہ آپ ... انتظام کریں ـ ... حال اس ضرورت کو قوم نے سمجہ لیا ہے اب ... بہت جلد ... بڑہ جائیگا ـ

اس سلسلہ مین مین **خواجہ کرمداد** صاحب کی اخلاقی جرأت کا ذکر کئے بغیر نہین رہ سکتا + جنہون نے محض خدا تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے لڑکی کا رشتہ میان رحمت اللہ صاحب سبزی فروش سے کیا ہے خواجہ صاحب کے جاننے والے جانتے ہین کہ وہ ... معزز راجپوت خاندان کے ممبر ہین اور ان کی قوم مین غیر قوم مین لڑکی دینا سخت عیب اور گناہ سمجہا گیا تہا مگر خواجہ صاحب نے عملی نمونہ قایم کرنے کے لئے اس امر کی کچہہ پروا نہین کی ـ اور نہایت خوشی اور انشراح صدر کے ساتہہ میان رحمت اللہ صاحب کے ساتہہ تعلق پیدا کرنا منظور کیا ـ خواجہ صاحب نے مجہے لکہا ہے کہ احمدیت سے بڑہکر اور کون قوم معزز ہو سکتی ہے یہ وہ قوم ہے جو خدا کے برگزیدہ مسیح نے طیار کی ہے جو صحابہ سے ملنے والی ہے اور اس خلیفۃ اللہ کی قوم ہے جسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا حقیقت مین یہ قابل قدر نکتہ ہے اللہ تعالےٰ خواجہ صاحب کے اس اخلاص کی انہین جزا دے اور قوم مین یہ تحریک

زور سے جاری ہو + بعض لوگ مجہہ سے پوچہتے ہین کہ الحکم مین اس قسم کے مضامین کی کیا ضرورت ہے مین انکی خدمت مین گذارش کرتا ہون کہ وہ **اخبار** کے مقاصد اور فرائیض سے ناواقف ہین ـ الحکم جو امر اور جو کام قوم کے لئے مفید اور بہتر سمجہے اسکا فرض ہے کہ قوم کے سامنے پیش کرے اور جو امر قومی مقاصد کی راہ مین روک ہو اس سے تنبیہ کرے ـ

ہماری معاشرتی اور تمدنی ترقیون کے لئے جو امور نافع ہونگے مین انہین پیش کرنا ضروری سمجہتا ہون اگر یہ امور ضروری نہوتے تو خدا تعالےٰ کی مجید کتاب مین نکاح اور اسکے متعلقہ امور پر کیون بحث کی جاتی!

سٹیل ٹرنک

زمانہ کی ضروریات مین سے سٹیل ٹرنک بہی ایک بڑی ضرورت کی چیز سمجہے گئے ہین جو اپنی مضبوطی ـ خوشنمائی اور ہلکے پہلکے ہونے کی وجہ سے سفر اور حضر مین ایک کارآمد چیز ہین + اور ٹرنکون کی تجارت مین سیالکوٹ شہر نے بہت بڑی ترقی کی ہے + چونکہ دجالی زمانہ ہے اسلئے ہر قسم کی تجارت مین یہہ اثر بہی کم و بیش پایا جاتا ہے اِلّا ماشاءاللہ ـ

میرے مکرم مخدوم ... نے اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پیش کرنے کے واسطے مستری محمد دین احمدی سیالکوٹی کے کارخانہ سے ایک ٹرنک خاص آرڈر سے بنوایا جس مین لکہنے پڑہنے کے سامان کے لئے متفرق خانے بنے ہوئے تہے اس ٹرنک کو اعلیٰحضرت نے بہت ہی پسند فرمایا کیونکہ وہ بلحاظ اپنی مضبوطی ـ خوبصورتی اور کارآمد شئے کے ہر طرح عمدہ تہا ـ

اسپر میرے اور حکیم فضل الدین صاحب نے بہی ویسے ہی دو ٹرنکون کے لئے کارخانہ مذکور کو آرڈر دیا اور دو ٹرنک قیمتاً منگوائے ـ جو ہر طرح سے قابل تعریف ہین ساتہہ ... مستری محمد دین صاحب نے الحکم مین نوٹس کرنے کے لئے ایک معمولی ٹرنک بہی بہیجدیا ـ

الحکم کی گذشتہ اشاعت مین مستری **محمد دین احمدی** کے کارخانہ کا ایک اشتہار بہی بطور ضمیمہ تقسیم ہوا ہے ـ مین اپنے ذاتی تجربہ اور علم کی بنا پر کہتا ہون کہ یہہ کارخانہ نہایت دیانتداری اور قابلیت کے ساتہہ ٹرنک طیار کرتا ہے ـ احمدیون کے لئے سب سے بڑی ضمانت اس کارخانہ کی عمدگی اور خوش معاملگی کی یہ ہے کہ وہ ایک **احمدی کا کارخانہ ہے** ـ یہہ ٹرنک نہایت خوبصورت وضعدار اور مضبوط ہین انکے قفل کوٹلی لوہارون کے ایک مشہور کارخانے کے بنے ہوئے ہین ـ اپنی قومی تجارت کو ترقی دینا ہر احمدی کا فرض ہے اسلئے

مین سفارش کرتا ہون کہ اگر کسی احمدی کو کسی قسم کے ٹرنک کی ضرورت ہو تو وہ مستری محمد دین اینڈ کو نیو سٹیل ورکس سیالکوٹ شہر کے کارخانہ سے طلب کرے اگر کسی قسم کا نقص یا خلاف اشتہار کوئی امر اس ٹرنک مین پایا جاوے تو **الحکم** ذمہ کرتا ہے کہ اس کی قیمت واپس کرادے مین جانتا ہون کہ **ٹرنک** اس زمانہ کی معمولی ضروریات مین سے ایک ضرورت سمجہی گئی ہے ـ پس اگر کوئی شخص ٹرنک خریدے تو اسکا فرض ہے کہ وہ مستری محمد دین کے کارخانہ سے خریدے ـ جہان اسے ہر طرح فائدہ ہی فائدہ ہوگا مستری محمد دین صاحب کے کارخانہ مین ہر قسم کے ٹرنک طیار ہوتے ہین ـ درخواست پر وہ مفصل فہرست بہیج سکتے ہین + احمدیون مین جو لوگ ٹرنکون کی سوداگری کرتے ہین لیکن اپنے کارخانہ مین نہین بنواتے انہین بہی لازم ہے کہ وہ اسی کارخانہ سے منگوائین + سیالکوٹ مین بہت سے ٹکٹون کے ذریعہ پبلک کو گمراہ کیا جاتا ہے خدا کے فضل سے یہی کارخانہ ہے جسنے اس قسم کی خلاف شرع بیہودگی کو اختیار نہین کیا ـ

شیرازہ قوم کا اخباری پہلو

مین الحکم و ریویو ... علاوہ دو اور اخبار منگواتا ہون جنپر ... روپیہ سالانہ خرچ کرنا پڑتا ہے ـ کیا یہ امر شیرازہ قوم کے ... ناطہ سے باہر نہین ہے ؟ ضرور ہے ـ اب سوال یہ ہے کہ مین انہین کیون منگواتا ہون ؟ جسکا جواب میری طرف سے تو یہ ہوگا کہ ہمارا الحکم مین ملکی خبرین نہین ہوتین ـ جنکا معلوم ہونا بہی ضروریات سے ہے ـ اب قوم سے میرا یہ سوال ہے کہ کیا آپکا کوئی اخبار ملکی خبرین دینے والا ہے اگر ہے تو کونسا اور اگر نہین تو کیون ؟

کیا اگر قوم توجہ کرے تو الحکم سے یہہ خدمت نہین لے سکتی ـ میرے خیال مین لے سکتی ہے ـ الحکم کے پاس تبادلہ مین بہت سے ملکی اخبار آتی ہونگے جن مین بعض انگریزی بہی ہونگے ـ غرض ملکی خبرون کے لئے جس مصالحہ کا جمع ہونا ضروریات سے ہے بفضلہ الحکم کے پاس تو وہ افراط سے جمع ہے مگر قوم اسے استعمال مین لانا یا دوسرے لفظون مین خرید کرنا نہین چاہتے ـ مجہے امید ہے کہ میری طرح میرے بہت سے احمدی بہائی ملکی خبرون کی خاطر اور اخبار بہی منگواتے ہونگے اور ضرور منگواتے ہونگے ـ ان سب کی خدمتمین مودبانہ التماس ہے کہ آؤ ہم سب متفق ہو کر ایڈیٹر صاحب الحکم سے التجا کرین کہ آپ براہ مہربانی اپنے اخبار مین ملکی خبرون

کے اندراج کی کمی نرکہین ـ ہمین الحکم کی موجودگی مین دوسرون کا دست نگر نہ ہونے دین ـ الحکم کو اخباری دنیا مین ہمہ صفت موصوف بنانے کی کوشش کریں ـ ہم اضافہ قیمت بڑی خوشی سے قبول کرنے کو تیار ہین بشرطیکہ آپ ہمین دینی اور دنیوی خبرون سے مطمئن کر دینے کا حتمی وعدہ کرین ـ اور الحکم مین جو ایک سب سے بڑا عیب وقت پر شایع نہ ہونیکا ہے اسے بہی گوا دین ـ دیکہئے ... اعتبار ... تو تاریخ اشاعت کے روز ہی اپنے چاہنے والون کی خدمتمین حاضر ہو جاتے ہین ـ ورنہ دوسرے روز تو ضرور حاضر خدمت ہو کر دست بوس ہوتے ہین اور پیارے پیارے الفاظ مین ... کی خبرین سناتے ہین مگر ایک ہمارا الحکم ہے کہ ہفتون کی غیر حاضری کی بہی پرواہ نہین کرتا اپنے چاہنے والون کو بے کل بنائے رکہتا ہے ـ میرے خیال مین ہمارے ایڈیٹر صاحب کبہی خریداران اخبار کے زمرہ مین شامل نہین ہوئے ہونگے ـ اگر ہو چکے ہوتے تو انتظاری کا مزہ انہین معلوم ہو چکا ہوتا مگر ہمارا بہی اب اس شعر پر عمل ہے ؎

دیکہین تو کب تک نہین کرتے ترے دل مین اثر
ہم بہی نالے اپنے جذب دل سے کہینچے جائینگے

بالآخر میرے احمدی بہائی اپنے ارادون سے بذریعہ الحکم اطلاع دین اور ایڈیٹر صاحب بہی اپنی رائے شایع کرین ـ

آخر مین دعا ہے کہ خدا ہمارے الحکم کو ایسا سرسبز اور ہمہ صفت موصوف کرے کہ جس کے ہوتے ہوئے ہمین دوسرے اخبارون کی ضرورت ہی نہ ہو اور وہ مکروہ تحریرین دیکہنے کا موقع ہی نہ ملے جو مخالف اخبارون مین ملکی خبرون کے ساتہہ ساتہہ دیکہنی پڑتی ہین ـ آمین ثم آمین ـ

خاکسار ابو عبداللہ غلام محمد بہلوری
از شاہپور کنڈی ضلع گورداسپور

ایڈیٹر ـ مین ہر طرح الحکم کو مفید قوم بنانے کیلئے ممکن اور مناسب محنت کرنے کو خدا کے فضل و کرم پر بہروسہ کرکے طیار ہون ـ اور خبرون کیلئے الحکم مین فی الحال ایک صفحہ اگلی اشاعت سے مختص کر دیتا ہون حجم کے اضافہ پر الحکم کی قیمت مین مین کوئی اضافہ نہین کرونگا ـ بشرطیکہ ہر خریدار ایک ایک خریدار جدید پیشگی قیمت دینے والا بہم پہونچائے ـ جب تک کل خریدار اس امر کے لئے سعی نکرین اضافہ حجم ناممکن ہے ـ سال گذشتہ مین ... اضافہ حجم کی وجہ سے کارخانہ پر بہت سا بوجہہ پڑا جسکے برداشت کرنیکو اب مین ہر گز طیار نہین ہون جب تک ہر خریدار ایک جدید خریدار نہ دے ـ رہا خبرون کا اندراج وہ مین انشاءاللہ العزیز دیا کرونگا ـ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم ـ

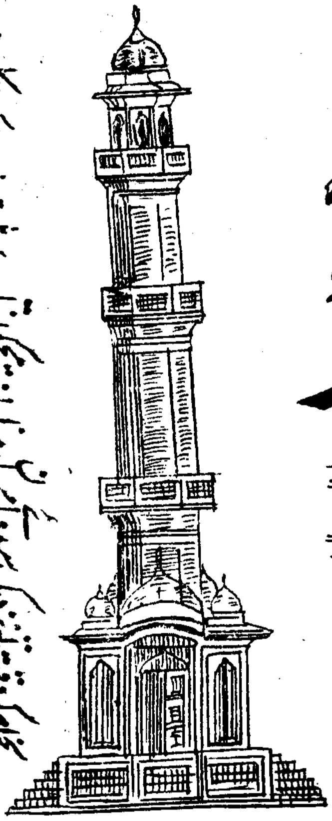

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ؎ (۲) خواص و معاونین سے ؎ (۳) ہندوستان سے باہر ؎ (۴) غیر مذاہب والون سے ؎ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ؎

نمبر ۲۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۰ جون ۱۹۰۵ء مطابق ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

(۱) حضرت مسیح موعودؑ کا ایک تازہ خط
" ایک شخص کے چند سوالوں کے جواب } صفحہ ۱ و ۲
(۲) تفسیر القرآن من مسیح الزمان ۔ صفحہ ۳ و ۴
(۳) سلسلہ عالیہ احمدیہ ممالک غیر مین ۔ ص ۵
(۴) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ عورتون کو ص ۶ و ۷
(۵) مذہبی ریفارمیشن ۔ مبارکباد تقریب ختم قرآن عزیزی
" عبد الحی سلمہ الرحمٰن نظم مین ۔ } ص ۷
(۶) ہماری خوشی کی تقریبین اور ان کے اظہار کی صورتین ص ۸
(۷) مسلمانون کو اپنے مقاصد کے لئے
" ایک مرکز کی ضرورت } ص ۹
(۸) غیر معمولی پرچہ الحکم مورخہ ۲۷ جون ۱۹۰۵ء ۔ ص ۱۰
(۹) متفرق مضامین ۔ ص ۱۱
(۱۲) خبرون کا گلدستہ ۔ مطبوعات مصر
" رسید زر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان } ص ۱۲
(۱۳) اشتہارات ۔ ص ۱۳ و ۱۴ ۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک تازہ خط

ایک شخص کے چند سوالونکے جواب

شکارپور سندھ سے ایک شخص مسمی عبد القادر بیدل نے حضرت اقدس کی خدمت مین چند ایک سوالات لکھے ہین ۔ جن کے جوابات حضرت نے خود ایک خط مین تحریر فرمائے ہین اور وہ خط عاجز ایڈیٹر کو اخبار بدر مین درج کرنے کے واسطے عطا فرمایا ہے ۔ اس خط مین حضرت نے سائل کے سوالات کے جوابات لکھے ہین ۔ چنانچہ وہ خط ذیل مین درج کیا جاتا ہے ۔

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ ۔ آپ کا خط مجھ کو ملا ۔ سوالات کے جواب حسب ذیل ہین ۔

(۱) جو شخص سچی ارادت سے مریدون مین داخل ہوگا ۔ اور سچا مسلمان بن جائیگا ۔ مین امید رکھتا ہون کہ خدا تعالے دنیا اور آخرت مین اس سے بہتری کرے گا ۔

۲ ۔ اگر کوئی معجزہ دیکھنے پر بیعت کے لئے طیار ہے ۔ تو اس وقت تک دس ہزار کے قریب اللہ تعالے نے معجزات دکھا چکا ہے جنکے لاکھون انسان گواہ ہین اور اپنی مرضی سے ہمیشہ دکھاتا ہے لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ گذشتہ معجزات میرے لئے کافی نہین اور مین اپنے افترا سے معجزہ چاہتا ہون اور ایسا آدمی شریر اور بدنصیب ہے خدا تعالے کو نہ اوس کی پروا ہے نہ اس کی بیعت کی ۔

۳ ۔ کرشن ہونے کا دعوے خدا تعالے کی وحی سے ہے ہر ایک ملک مین نبی ہوتے رہے ہین پس یہ شرارت ہے کہ بغیر علم یقینی کے کرشن کو برا کہا جاوے وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر ۔

۴ ۔ مینے ثناء اللہ کو ہرگز نہین کہا کہ میرے مکان پر نہ آوے لعنۃ اللہ علے الکاذبین بلکہ خود ان آریہ سماج والون کے مکان پر اترا جو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو صدہا گالیاں نکالتے تھے جن کے گندے رسالے اب تک موجود ہین ایک غیرت مند مومن کا کام نہین کہ ایسے پلید گروہ دشمن اسلام کے گروہ مین اترے نہ میرے پاس وہ آیا نہ آنے کی خواہش ظاہر کی مینے اوسکو کب کہا کہ تم چورون کی طرح میرے پاس آؤ وہ ہرگز میرے پاس نہین آیا ہان قادیان مین آریہ سماج والون کے پاس آیا اور اس کی اس حرکت سے قادیان کے مسلمان بھی حیران تھے ۔ کہ یہ کیسا مولوی ہے کہلا کر دشمنان اسلام کے پاس اترا جن کا طریق توہین اسلام ہے کوئی غیرتمند مسلمان ہرگز قبول نہین کرسکتا کہ ایسے مکان پر کسی کے ملنے کے لئے جاتے ۔ جہان حضرت سیدنا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کو گندی گالیان دیتے ہین اور دن رات توہین اسلام ان کا کام ہے وہ میرے دروازہ پر نہین آیا تا میں اس کی خاطرداری کرتا بلکہ دشمنان اسلام اور دشمنان نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر گیا اور اگر وہ اب اس واقعہ سے انکاری ہے تو مین بجز اس کے کیا کہہ سکتا ہون کہ لعنۃ اللہ علے الکاذبین ۔

قولہ ۔ آپ نے پیشگوئی کی تھی کہ طاعون کا قادیان مین اثر نہ ہوگا ۔ اور میرے مریدون سے کوئی اس مرض مہلک مین گرفتار نہ ہوگا اور اس کے برعکس ہوا ۔

الجواب ۔ مین نے کوئی ایسی پیشگوئی نہین کی کہ قادیان مین طاعون سے کوئی نہین مرے گا بلکہ قادیان کی نسبت یہ پیشگوئی کی تھی ۔ کہ لولا الاکرام لہلک المقام یعنی خدا تعالے فرماتا ہے کہ اگر مین تیری عزت کا پاس نہ کرتا تو قادیان کے تمام لوگون کو ہلاک کر دیتا کیونکہ اس گاؤن مین اکثر شریر اور خبیث ناپاک طبع ہین خدا تعالے نے فرمایا تھا ۔ انی احافظ کل من فی الدار یعنی مین قادیان مین طاعون بھیجون گا اور مین ان سب لوگون کو بچا لونگا جو تمہارے گھر کی چہار دیوار کے اندر ہین اب ظاہر ہے کہ اگر قادیان کی نسبت عام طور پر بچانے کا وعدہ تھا تو پھر اس وحی الہی کے کیا معنی ہوئے ۔ کہ مین اس گھر کے رہنے والون کو بچاؤن گا اب مین یہ بھی بتلاتا ہون ۔ کہ شریر اور مفسد طبع لوگون نے کہان سے ایک جھوٹی بات بنالی ۔ پس اس کی جڑ یہ ہے ۔ کہ ایک یہ وحی الہی تھی ۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتے یغیروا ما بانفسہم انہ اوی القریہ یعنی خدا تعالے اس بیماری کو اس ملک کے رہنے والون سے دور نہین کرے گا جب تک وہ ان خیالات کو دور نہ کرین ۔ جو ان کے دل مین ہین ۔ اور وہ اوس گاؤن کو یعنی قادیان کو بالکل تباہ ہونے سے بچالے گا یعنی قادیان کی ایسی حالت نہ ہوگی کہ بالکل نابود ہو جائے ۔ جیسا کہ اس نواح مین کتنے دیہات نابود ہو گئے اور ان کا نام و نشان نہ رہا ۔ یاد رہے کہ اوی کا لفظ جو اس وحی الہی مین ہے یعنی یہ فقرہ کہ انہ اوی القریہ ۔ اس لفظ کے عربی مین یہ معنے ہین کہ ایک حد تک مصیبت دکھلا کر پھر اپنی پناہ مین لے لینا اور بکلی برباد نہ کرنا ۔ یہ محاورہ قرآن شریف اور تمام عرب کی زبان مین ہے جیسا کہ اللہ تعالے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے ۔ الم یجدک یتیما فاوی یعنی کیا خدا نے تجھ کو یتیم پا کر پھر پناہ نہ دی ۔ ظاہر ہے ۔ کہ

www.aaiil.org

خدا تعالیٰ نے اوّل آپ ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کیا اور نبی ... آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیدار دستگیر - اور پہر بعد میں ... کے پناہ دی - پس اوی کے لفظ میں شرط ہے - کہ جسکو پناہ دی جائے وہ اوّل کچھ مصیبتیں اٹھا چکا ہو - یہی فقرہ وحی الٰہی کا ہے - جس کے معنے مفسد طبع لوگوں نے اپنی قدیم عادت کے موافق یہ بنا ئے کہ گویا خدا نے یہ فرمایا تھا کہ قادیان میں طاعون سے کوئی نہیں مرے گا اب اسکے جواب میں بجز اسکے ہم کیا کہیں - کہ لعنۃ اللہ علے الکاذبین -

اور یاد رہے کہ پیسہ اخبار والے کو نوحق سے قدیم بغض ہے - اور خلاف واقعہ لکہنا اور اپنی طرف سے بات بنانا اس کی عادت ہے ✽ اور میں اس بارہ میں مدت ہوئی - چند کتابیں شایع کر چکا ہوں اور عام طور پر بتلا چکا ہوں - کہ ایسی کوئی مجہے وحی نہیں ہوئی جس کے یہ معنی ہوں - کہ قادیان میں طاعون ہرگز نہیں پڑے گی - اب اگر آپ کا دعوے ہو - کہ ضرور میں نے ایسی کوئی پیشگوئی شایع کی تہی - تو اسکو پیش کرنا چاہئے - میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں نے ایسی کوئی وحی شایع نہیں کی - جس کے یہ معنے ہوں - کہ قادیان میں طاعون نہیں پڑے گی اب اگر کوئی کہے - کہ شایع کی تہی - تو بجز اس کے کیا جواب دوں - کہ لعنت اللہ علے الکاذبین - پھر یہ دوسرا اعتراض کہ مریدوں کے لئے یہ وحی شایع کی تہی - کہ انمیں سے کوئی نہیں مرے گا - یہ بہی سراسر جہوٹ اور افترا ہے - صرف یہ وحی الٰہی شایع کی تہی - اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِکَ لَھُمُ الْاَمْنُ وَھُمْ مُّھْتَدُوْنَ یعنے جو لوگ ایمان لائے - اور کسی قسم کا ظلم اور قصور ان کے ایمان میں نہ تہا - وہ امن میں رہیں گے - پس میں خدا تعالے کی قسم کہا کر کہہ سکتا ہوں - کہ ایک بہی ایسے مریدوں میں سے طاعون سے نہیں مرا - باقی

✽ پیسہ اخبار کا خلاف واقعہ لکہنے کا یہ نمونہ کافی ہے - کہ قادیان میں بعض اموات جو اور اور بیماریوں سے ہوئی تہیں - اس نے طاعون میں داخل کر دیں اور ایک شخص کتے کے کاٹنے سے مرا تہا - وہ بہی طاعونی موت قرار دی اور اس طرح پر طاعون کی وارداتیں زیادہ دکہلائیں ورنہ ارد گرد کے دیہات کی نسبت اسقدر قادیان میں طاعون کم رہی ہے - کہ گویا نہیں ہوئی - اور قادیان میں قدیم سے آبادی تین ہزار سے زیادہ نہیں - بلکہ کم ہے یہ کس دروغ گو کے منہ سے نکلا ہے - کہ اب صرف تین سو باقی ہیں - پیسہ اخبار کی بار بار کی خلاف بیانی اور عوام کو دہوکہ دینے کی نسبت بجز اسکے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ لعنت اللہ علے الکاذبین اس نے یہی خلاف واقعہ لکہا کہ فلاں فلاں آدمی طاعون سے مر گئے - حالانکہ ان کو طاعون ہوئی اور نہ وہ مرے - بلکہ اب تک زندہ موجود ہیں - منہ

... لوگ ... اور ان کی ... وہ پاک تعلق نہیں جو ظلم اور قصور سے ان کو مبّرہ کرے - یہ پیشگوئی اون کی ذمہ دار نہیں - ابہی بہت تہوڑے ہیں - جو شخص مجہہ سے سچی محبت رکھتا ہے - اور میں بہی اس سے محبت رکہتا ہوں - اور نفسانی اغراض سے پاک ہے - اور وفا اور صدق کامل طور پر رکہتا ہے اور ٹہوکر کہانے کا مادہ اپنے اندر نہیں رکہتا اور متقی ہے اور کسی ابتلا کے وقت مرتد ہونے کے لئے تیار نہیں اور میری عظمت اور مرتبہ کو سمجہتا ہے اور کوئی شک و شبہ اپنے اندر نہیں رکہتا اور نہ کسی ابتلا کے وقت شبہ پیدا ہونیکا خانہ اس کے دلمیں موجود ہے وہ ضرور طاعون سے بچایا جائے گا کیونکہ ایکقسم کا مجہہ سے اتحاد رکہتا ہے - مگر بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ کہتے ہیں کہ ہم مرید ہیں مگر وہ مرید نہیں - وہ پورے زور سے تقوی کی راہوں پر قدم نہیں مارتے اور دنیا کے گنداوں کے اندر ہیں اور پورے صدق سے مجہہ سے تعلق نہیں رکہتے ایک ادنے ابتلا کے وقت میں دیکہتا ہوں - کہ وہ گرے وہ گرے - پس درحقیقت اون کو مجہہ سے تعلق نہیں اور نہ مجہے اون سے تعلق - اور اگر وہ قیامت کو بہی میرے پاس آویں - تو مجہے کہنا پڑیگا - کہ مجہہ سے دور رہو کہ میں تمہیں شناخت نہیں کرتا - ہاں ایسے بہی ہیں کہ گو طاعون سے بوجہ عدم کمال تام کے فوت ہو جائیں یعنی اون میں شرائط متذکرہ بالا پورے طور متحقق نہ ہوں مگر شہیدوں میں لکہے جائینگے اور طاعون انکے بہشت کا ذریعہ ہو جائیگا کیونکہ ایک حصہ صدق کا اون میں ہے جو کامل نہیں -

اعتراض پنجم ۵ - مسماۃ محمدی کو دوسرا شخص نکاح کر کے لے گیا - اور وہ دوسری جگہ بیاہی گئی -

الجواب - وحی الٰہی میں یہ نہیں تہا - کہ دوسری جگہ بیاہی نہیں جائے گی - بلکہ یہ تہا کہ ضرور ہے کہ اوّل دوسری جگہ بیاہی جائے سو یہ ایک پیشگوئی کا حصہ تہا کہ دوسری جگہ بیاہی جانے سے پورا ہوا - الہام الٰہی کے یہ لفظ ہیں **فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ وَیَرُدُّھَا اِلَیْکَ** یعنی خدا تیرے ان مخالفوں کا مقابلہ کرے گا اور وہ جو دوسری جگہ بیاہی جائے گی خدا پہر اوسکو تیری طرف لائے گا - جاننا چاہئے کہ ردّ کے معنے عربی زبان میں یہ ہیں کہ ایک چیز ایک جگہ ہے اور وہاں سے چلی جاوے اور پہر واپس آ جاوے - پس چونکہ محمدی ہمارے اقارب میں سے بلکہ قریب خاندان میں سے تہی یعنی میری چچا زاد ہمشیر کی لڑکی تہی اور دوسری طرف قریب رشتہ میں ماموں زاد بہائی کی لڑکی تہی - یعنی احمد بیگ کی - پس اس صورت میں ردّ کے معنی اوسپر مطابق آئے کہ پہلے وہ ہمارے پاس تہی - اور پہر وہ چلی گئی اور قصبہ پٹی میں بیاہی گئی - اور وعدہ یہ ہے کہ پھر وہ

... واپس آئیگی سو ایسا ہی ہوگا مگر چونکہ تمام کی پیشگوئیوں کی طرح یہ بہی شرطی پیشگوئی ہے - اس لئے کسی میعاد سے اسکو تعلق نہیں - اور اس کے ظہور کا منتظر رہنا چاہئے - اور اگر کوئی یہ کہے کہ ردّ کے یہ معنی نہیں تو بجز اس کے کیا کہیں کہ لعنت اللہ علے الکاذبین -

بے شک یہ سچ ہے کہ میعاد اس شرطی پیشگوئی کی گذر گئی - مگر شرطی پیشگوئی میعاد کے گذرنے سے باطل نہیں ہوتی - بلکہ وعید کی پیشگوئیاں جو کسی کی عذاب کے متعلق ہوں - باوجود نہ ہونے کسی شرط کے اصل میعاد سے متاخر ہو سکتے ہیں - جیسا کہ یونس نبی کی پیشگوئی متاخر ہو گئی - اس میں راز یہ ہے کہ خدائے کریم کا تمام نبیوں کی زبانی وعدہ ہے کہ جس بلا کا اس نے ارادہ کسی کی نسبت کیا ہے - خواہ پیشگوئی کے پیرایہ میں خواہ کسی اور طرح - وہ اس بلا کو توبہ اور صدقہ اور خیرات کیوجہ سے ٹال سکتا ہے - یا اس میں تاخیر ڈال سکتا ہے اسپر تمام نبیوں کا اتفاق ہے - اور منکر اسکا کافر ہے پس یہ اعتراض اعتراض نہیں ہے بلکہ جہالت ہے خصوصاً جس حالت میں پیشگوئی کی ایک شاخ پوری ہو چکی ہے یعنی محمدی کا باپ جس کی موت اس پیشگوئی میں داخل تہی - میعاد کے اندر مر گیا - پس یہ تو محل تصدیق ہے - نہ جائے اعتراض اور دوسرے شخص کی موت میں تاخیر اس وجہ سے ہوئی کہ اس پیشگوئی سے ایک بڑی موت فریق ثانی کے بزرگ کی - یعنے احمد بیگ کی میعاد مقررہ کے اندر وقوع میں آگئی - اور اوس نے ان کے دلوں میں سخت خوف ڈالدیا کیونکہ جب کہ دو شخص پیشگوئی کے زد میں تہے اور ایک اون میں سے میعاد کے اندر مر گیا - تو یہ بات ایک طبعی امر تہا - کہ دوسرا شخص اور اسکے اقارب کو خوف دامنگیر ہو جاتا پس وہی خوف قرآن شریف کے وعدہ کے مطابق تاخیر بلا کا موجب ہوا - اور جیسا کہ وعید کی پیشگوئیوں میں ہے - کسی حد تک تاخیر ہو گئی - کیونکہ خوف کے وقت خدا تعالے بلا کو جسکا ارادہ کیا گیا ہے ٹالدیتا ہے - یا تاخیر میں ڈالدیتا ہے -

۶ آپنے فرمایا تہا کہ وہ ملعون مردار ہو کر مر جائے گا - یا وہ جگہ آپ کے ہاتہہ آئے گی - مگر اتبک کوئی بات ظہور میں نہ آئی -

الجواب - میں اس اعتراض کو سمجہا نہیں - آپ اس ملعون کا نام لیں - مجہے بالکل معلوم نہیں کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں وہ جگہ کونسی ہے اور وہ مرتد و کون اور الہام کون سا ہے - اس کی تشریح آپکے ذمہ ہے -

مکرر اً اس قدر لکہنے کی ضرورت ہوئی کہ پیسہ اخبار والے کو ناحق طور پر سرزنش نہیں کی - بلکہ اس نے قادیان کی نسبت ایک لمبی فہرست دی تہی - کہ اتنے آدمی طاعون سے فوت ہو گئے ہیں حالانکہ اس فہرست میں بہت سے خلاف واقعہ اموات درج ہیں - اس سے انکار نہیں ہو سکتا - کہ کسی دوسرے وقت میں کچہہ وارداتیں طاعون کی قادیان میں بہی ہوئیں تہیں - مگر نہ اس قدر جس پر پیسہ اخبار نے شور مچایا تہا - اور ضرور تہا کہ کسی قدر قادیان میں طاعون کی وارداتیں ہوتیں تا پیشگوئی پوری ہوتی یہ آپ نے کس کے منہ سے سن لیا کہ کوئی الہام میںنے ایسا شائع کیا تہا کہ قادیان میں کوئی واردات طاعون نہیں ہوگی اور آپکا یہ کہنا کہ قادیان کی نسبت شکار پور دار الامان ہے - یہ خدا تعالے کے مقابلہ پر ہنسی اور گستاخی ہے معلوم نہیں کہ آئندہ شکار پور کی نسبت کیا قہر الٰہی مخفی ہے کہ یہ گستاخی کے کلمات آپ کے منہ سے نکل گئے اور یہ آپ کا کہنا کہ اب قادیان میں صرف ۳۰۰ سو آدمی کی آبادی باقی ہے یہ آپ کو کس نے سنایا - لعنت اللہ علے الکاذبین - قادیان کی آبادی قدیم سے ۳ ہزار سے کچہہ تہوڑی ہے اور اب بہی اسی قدر ہے کوئی اس قصبہ کے اندر داخل ہو کر نہیں خیال کر سکتا کہ ایک بہی مرا ہے -

الراقم

خاکسار میرزا غلام احمد - مورخہ ۲۰ - جون ۱۹۰۵ء

دار الامان کا ہفتہ

[چونکہ اخبار ۲ - جولائی ۱۹۰۵ء کو ختم ہوا ہے اسلئے اس تاریخ تک کی ضروری خبریں درج کر دی ہیں - ایڈیٹر -]

۱ - اعلٰے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالے کے فضل وکرم سے خیریت سے ہیں اور تصنیف اور دعا میں لگے ہوئے ہیں - ۲۰ جون کو آپ فرماتے تہے کہ اب بہت جلد قادیان چلے جانے کا ارادہ ہے میں صرف اس امر کا منتظر ہوں کہ ذرا بارش ہو جاوے یکم جولائی کی شب کو بارش کا آغاز ہوا - ۲ - جولائی کی صبح کو اعلٰے حضرت نے کوچ کا حکم دیدیا - چنانچہ ظہر کی نماز پڑہ کر حضرت اقدس خیریت اور خدا کے فضل کے ساتہہ واپس قادیان آ گئے - باغ میں جو چہل پہل تہی + وہ اب قادیان میں ہے - احمدی محلہ میں خوب رونق ہو گئی ہے -

۲ - بزرگان ملت کی صحت بہی الحمد للہ بہت اچہی ہے حضرت اقدس کے ہمراہ کل قافلہ واپس آ گیا -

۳ - ہفتہ زیر اشاعت میں خفیف زلزلہ محسوس ہوا -

۴ - ۲۰ جون ۱۹۰۵ء کا دن عجیب دن تہا حضرت حکیم الامۃ کے خلف الرشید عبد الحی کی ختم قرآن کی تقریب تہی - جمعہ کے دن حضرت مخدوم الملۃ نے حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد سلمہ الاحد کے چند دعائیہ اشعار جو انہوں نے اس تقریب پر لکہے تہے اور جو انکی مسجد میں دوہری جگہ درج ہیں پڑہ کر سنائے - خاکسار ایڈیٹر الحکم نے ان کو چہپا کر اسی روز تقسیم کر دیا تہا - پہر منشی عبد الرحیم صاحب مدرس اونہوں نے پوربی زبان میں مبارکباد دی اور محمد یحیٰ نام طالب علم نے اپنی نظم سنائی + اسکے بعد حاضرین میں مٹہائی تقسیم ہوئی - اور پہر نماز جمعہ پڑہی گئی - خطبہ میں حضرت مخدوم الملۃ نے بتایا کہ ہم کبہی بہی دنیا کے لئے کوئی خوشی نہیں کرتے اور نہ اس کی ضرورت ہے بلکہ یہ خوشی کا اظہار محض اسلئے ہے کہ یہ بچہ اللہ تعالیٰ کی نیب ...

www.aaiil.org

تفسیر القرآن مسیح کی زبان

گزشتہ اشاعت سے آگے

اور جو زندگی خدا کے سامنے ہوتی ہے اور جو پاک زندگی کے نتائج ہوتے ہیں وہ اس سے بے نصیب ہیں پس تم یاد رکھو کہ جب تک کہ تم تاریک زندگی سے باہر نہیں آ سکتے اور روح القدس تمہیں مل سکتا ہے مبارک وہ جو یقین رکھتے ہیں کیونکہ وہی خدا کو دیکھیں گے مبارک وہ جو شبہات اور شکوک سے نجات پا گئے ہیں کیونکہ وہی گناہ سے نجات پائیں گے مبارک تم جبکہ تمہیں یقین کی دولت دی جاوے کہ اسکے بعد تمہارے گناہ کا خاتمہ ہوگا۔ گناہ اور یقین دونوں جمع نہیں ہو سکتے کیا تم ایسے سوراخ میں ہاتھ ڈال سکتے ہو جس میں تم ایک سخت زہریلا سانپ کو دیکھ رہے ہو کیا تم ایسی جگہ کھڑے رہ سکتے ہو جس جگہ کسی کوہ آتش افشان سے پتھر برستے ہیں یا بجلی پڑتی ہے یا ایک خونخوار شیر کے حملہ کرنے کی جگہ ہے یا ایک ایسی جگہ ہے جہاں ایک مہلک طاعون نسل انسانی کو معدوم کر رہی ہے۔ پھر اگر تمہیں خدا پر ایسا ہی یقین ہے جیسا کہ سانپ پر یا بجلی پر یا شیر پر یا طاعون پر تو ممکن نہیں کہ اسکے مقابل پر تم نافرمانی کر کے سزا کی راہ اختیار کر سکو یا صدق و وفا کا اس سے تعلق توڑ سکو۔

اے وے لوگو جو نیکی اور راستبازی کیلئے بلائے گئے ہو تم یقیناً سمجھو کہ خدا کی کشش اس وقت تم میں پیدا ہوگی اور اسی وقت تم گناہ کے مکروہ داغ سے پاک کئے جاؤ گے جب کہ تمہارے دل یقین سے بھر جائیں گے شاید تم کہو گے کہ ہمیں یقین حاصل ہے سو یاد رہے کہ یہ تمہیں دھوکا لگا ہوا ہے یقین تمہیں ہرگز حاصل نہیں کیونکہ اس کے لوازم حاصل نہیں وجہ یہ کہ تم گناہ سے باز نہیں آتے تم ایسا قدم آگے نہیں اٹھاتے جو اٹھانا چاہئے تم ایسے طور سے نہیں ڈرتے جو ڈرنا چاہئے خود سوچ لو کہ جسکو یقین ہے کہ فلاں سوراخ میں سانپ ہے وہ اس سوراخ میں کب ہاتھ ڈالتا ہے اور جسکو یقین ہے کہ اسکے کھانے میں زہر ہے وہ اس کھانے کو کب کھاتا ہے اور جو یقینی طور پر دیکھ رہا ہے کہ اس فلاں بن میں ایک ہزار خونخوار شیر ہے اس کا قدم کیونکر بے احتیاطی و غفلت سے اس بن کی طرف اٹھ سکتا ہے سو تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں اور تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں کیونکر گناہ پر دلیری کر سکتے ہیں اگر تمہیں خدا اور جزا سزا پر یقین ہو۔ گناہ یقین پر غالب نہیں ہو سکتا اور جبکہ تم ایک بھسم کرنے اور کھا جانے والی آگ کو دیکھ [illegible]

اور یقین کی دیواریں آسمان تک ہیں شیطان اس پر چڑھ نہیں سکتا ہر ایک جو پاک ہوا وہ یقین سے پاک ہوا۔ یقین دکھ اٹھانے کی قوت دیتا ہے یہاں تک کہ ایک بادشاہ کو تخت سے اتارتا ہے اور فقر کا جامہ پہناتا ہے۔ یقین ہر ایک دکھ کو سہل کر دیتا ہے یقین خدا کو دکھاتا ہے ہر ایک کفارہ جھوٹا ہے اور ہر ایک فدیہ باطل ہے اور ہر ایک پاکیزگی یقین کی راہ سے آتی ہے وہ چیز جو گناہ سے چھڑاتی اور خدا تک پہنچاتی اور فرشتوں سے بھی صدق و ثبات میں آگے بڑھا دیتی ہے وہ یقین ہے ہر ایک مذہب جو یقین کا سامان پیش نہیں کرتا وہ جھوٹا ہے ہر ایک مذہب جو یقینی وسائل سے خدا کو دکھا نہیں سکتا وہ جھوٹا ہے ہر ایک مذہب جس میں بجز پرانے قصوں کے اور کچھ نہیں وہ جھوٹا ہے۔ خدا جیسے پہلے تھا وہ اب بھی ہے اور اس کی قدرتیں جیسی پہلے تھیں وہ اب بھی ہیں اور اس کا نشان دکھلانے پر جیسا کہ پہلے اقتدار تھا وہ اب بھی ہے پھر تم کیوں صرف قصوں پر راضی ہوتے ہو وہ مذہب ہلاک شدہ ہے جس کے معجزات صرف قصے ہیں جس کی پیشگوئیاں صرف قصے ہیں اور وہ جماعت ہلاک شدہ ہے جس پر خدا نازل نہیں ہوا اور جو یقین کے ذریعہ سے خدا کے ہاتھ سے پاک نہیں ہوئی جس طرح انسان نفسانی لذات کا سامان دیکھ کر انکی طرف کھینچا جاتا ہے اسی طرح انسان جب روحانی لذات یقین کے ذریعہ سے حاصل کرتا ہے تو وہ خدا کی طرف کھینچا جاتا ہے اور اس کا حسن اس کو ایسا مست کر دیتا ہے کہ دوسری تمام چیزیں اس کو سراسر ردی دکھائی دیتی ہیں اور انسان اسی وقت گناہ سے نجات پاتا ہے جبکہ وہ خدا اور [illegible] اور جزا سزا پر یقینی طور پر اطلاع پاتا ہے ہر ایک بیباکی کی جڑ بے خبری ہے جو شخص خدا کی [illegible] معرفت سے کوئی حصہ لیتا ہے وہ بیباک نہیں رہ سکتا۔ اگر گھر کا مالک جانتا ہے کہ ایک پر زور سیلاب اسکے گھر کی طرف رخ کیا ہے اور یا اسکے گھر کے ارد گرد آگ لگ چکی ہے اور صرف ایک ذرا سی جگہ باقی ہے تو وہ اس گھر میں ٹھہر نہیں سکتا۔ پھر تم خدا کی جزا سزا کے یقین کا دعوے کر کے کیونکر اپنی خطرناک حالت پر ٹھہر رہے ہو سو تم آنکھیں کھولو اور خدا کے اس قانون کو دیکھو جو تمام دنیا میں پایا جاتا ہے [illegible] جو نیچے کی طرف [illegible] [illegible] پر دانہ کھانے والے آسمان کی طرف اپنے لئے پسند کرتا ہے تم تو [illegible] [illegible] قائم نہ رہو اور سانپ کی طرح [illegible] سو کمال [illegible] [illegible]

ازان پاک نوشتہ [illegible] جس کو دیا گیا ہے کہ وہ بالکل جاوے مگر تم اس [illegible] کیونکر پاسکو اس کا جواب خود خدا نے دیا ہے جہاں قرآن میں فرماتا ہے۔ واستعینوا [بالصبر و] الصلوٰۃ یعنی نماز اور صبر کے ساتھ [illegible] [illegible] نماز کیا چیز ہے وہ دعا ہے جو تسبیح [و تحمید] اور استغفار اور درود کے ساتھ [illegible] ما نگی جاتی ہے۔ سو جب تم نماز پڑھو تو بے خبر لوگوں کی طرح اپنی دعاؤں میں صرف عربی الفاظ کے پابند نہ رہو کیونکہ انکی نماز اور انکا استغفار سب رسمیں ہیں جن کے ساتھ کوئی حقیقت نہیں لیکن تم جب نماز پڑھو تو بجز قرآن کے جو خدا کا کلام ہے اور بجز بعض ادعیہ ماثورہ کے کہ وہ رسول کا کلام ہے باقی اپنی تمام عام دعاؤں میں اپنی زبان میں ہی الفاظ متضرعانہ ادا کر لیا کرو تا ہو کہ تمہارے دلوں پر اس عجز و نیاز کا کچھ اثر ہو پنجگانہ نمازیں کیا چیز ہیں وہ تمہارے مختلف حالات کا فوٹو ہے تمہاری زندگی کے لازم حال پانچ تغیر ہیں جو بلا کے وقت تم پر وارد ہوتے ہیں اور تمہاری فطرت کے لئے ان کا وارد ہونا ضروری ہے

(۱) پہلے جبکہ تم مطلع کئے جاتے ہو کہ تم پر ایک بلا آنے والی ہے مثلاً جیسے تمہارے نام عدالت سے ایک وارنٹ جاری ہوا یہ پہلی حالت ہے جس نے تمہاری تسلی اور خوشحالی میں خلل ڈالا سو یہ حالت زوال کے وقت سے مشابہ ہے کیونکہ اس سے تمہاری خوشحالی میں زوال آنا شروع ہوا اسکے مقابل پر نماز ظہر متعین ہوئی جس کا وقت زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے۔

(۲) دوسرا تغیر اس وقت تم پر آتا ہے جبکہ تم بلا کے محل سے بہت نزدیک کئے جاتے ہو مثلاً جبکہ تم بذریعہ وارنٹ گرفتار ہو کر حاکم کے سامنے پیش ہوتے ہو یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارا خوف سے خون خشک ہو جاتا ہے اور تسلی کا نور تم سے رخصت ہونے کو ہوتا ہے سو یہ حالت تمہاری اس وقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب سے نور کم ہو جاتا ہے اور نظر اس پر جم سکتی ہے اور [illegible] یہ نظر آتا ہے کہ اب اس کا غروب نزدیک ہے اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عصر مقرر ہوئی۔

(۳) تیسرا تغیر تم پر اس وقت آتا ہے جو اس بلا سے رہائی پانے کی بکلی امید منقطع ہو جاتی ہے مثلاً جیسے تمہارے نام فرد قرارداد جرم لکھی جاتی ہے اور مخالفانہ گواہ تمہاری ہلاکت کے لئے گذر جاتے ہیں [illegible] ہے کہ جب تمہارے حواس خطا ہو جاتے ہیں اور [illegible] تم اپنے تئیں ایک قیدی سمجھنے لگتے ہو سو یہ حالت اس وقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب بالکل غروب ہو جاتا ہے اور تمام امیدیں دن کی روشنی کی ختم

ہو جاتی ہیں اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز مغرب مقرر ہے۔

(۴) چوتھا تغیر اس وقت تم پر آتا ہے کہ جب بلا تم پر وارد ہی ہو جاتی ہے اور اس کی سخت تاریکی تم پر احاطہ کر لیتی ہے مثلاً جبکہ فرد قرارداد جرم اور شہادتوں کے بعد حکم سزا تم کو سنایا جاتا ہے اور قید کے لئے ایک پولیس مین کے تم حوالہ کئے جاتے ہو سو یہ حالت اس وقت سے مشابہ ہے جبکہ رات پڑ جاتی ہے اور ایک سخت اندھیرا پڑ جاتا ہے اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عشا مقرر ہے۔

(۵) پھر جبکہ تم ایک مدت تک اس مصیبت کی تاریکی میں بسر کرتے ہو تو پھر آخر خدا کا رحم تم پر جوش مارتا ہے اور تمہیں اس تاریکی سے نجات دیتا ہے مثلاً جیسے تاریکی کے بعد پھر آخرکار صبح نکلتی ہے اور پھر وہی روشنی دن کی اپنی چمک کے ساتھ ظاہر ہو جاتی ہے سو اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز فجر مقرر ہے اور خدا نے تمہارے فطرتی تغیرات میں پانچ حالتیں دیکھ کر پانچ نمازیں تمہارے لئے مقرر کیں اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ نمازیں خاص کر تمہارے نفس کے فائدہ کے لئے ہیں پس اگر تم چاہتے ہو کہ ان بلاؤں سے بچے رہو تو تم پنجگانہ نمازوں کو ترک نہ کرو کہ تمہاری اندرونی اور روحانی تغیرات کا ظل ہیں۔ نماز میں آنے والی بلاؤں کا علاج ہے تم نہیں جانتے کہ نیا دن چڑھنے والا کس قسم کے قضا و قدر تمہارے لئے لائیگا پس قبل اسکے جو دن چڑھے تم اپنے مولیٰ کی جناب میں تضرع کرو کہ تمہارے لئے خیر و برکت کا دن چڑھے۔

اے امیرو اور بادشاہو! اور دولتمندو!! آپ لوگوں میں ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جو خدا سے ڈرتے اور اسکی تمام راہوں میں راستباز ہیں اکثر ایسے ہیں کہ دنیا کے ملک اور دنیا کے املاک سے دل لگاتے ہیں اور پھر اسی میں عمر بسر کر لیتے ہیں اور موت کو یاد نہیں رکھتے۔ ہر ایک امیر جو نماز نہیں پڑھتا اور خدا سے لاپروا ہے اس کے تمام نوکر چاکروں کا گناہ اسکی گردن پر ہے ہر ایک امیر جو شراب پیتا ہے اس کی گردن پر ان لوگوں کا بھی گناہ ہے جو اس کے ماتحت ہو کر شراب میں شریک ہیں۔ اے عقلمندو! دنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں تم سنبھل جاؤ تم ہر ایک بے اعتدالی کو چھوڑ دو ہر ایک نشہ کی چیز کو ترک کرو انسان کو تباہ کرنے والی صرف شراب ہی نہیں بلکہ افیون، گانجا، چرس، بھنگ، تاڑی اور ہر ایک نشہ جو ہمیشہ کے لئے عادت کر لیا جاتا ہے وہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر ہلاک کرتا ہے سو تم اس سے بچو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزوں کو استعمال کرتے ہو جن کی شامت سے ہر ایک سال ہزارہا تمہارے جیسے نشہ کے عادی

رہ جاتا ہے کہ بچ کر تے چلاتے ہیں اور آخرت [illegible] ایک [illegible] بہتر گا یا تمام جن چاہتا [illegible] زیادہ مہربان اور تم خدا سے برکت پاؤ ۔ حد سے زیادہ عیاشی مین بسر کرنا لعنتی زندگی ہے ۔ حد سے زیادہ بدخلق اور بے مہر ہونا لعنتی زندگی ہے ۔ حد سے زیادہ خدا یا اس کے بندوں کی ہمدردی سے لاپرواہ ہونا لعنتی زندگی ہے ۔ ہر ایک امیر [illegible] کے حقوق اور انسان کے حقوق سے ایسا ہی پوچھا جائیگا جیسا فقیر بلکہ اس سے زیادہ ۔ پس کیا بدقسمت وہ شخص ہے جو اس مختصر زندگی پر بھروسہ کر کے بکلی خدا سے منہ پھیر لیتا ہے اور خدا کے حرام کو ایسی بیباکی سے استعمال کرتا ہے کہ گویا وہ حرام اس کے لئے حلال ہے غصہ کی حالت مین دیوانوں کی طرح کسی کو گالی کسی کو زخمی اور کسی کو قتل کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے اور شہوات کے جوش مین بیحیائی کے طریقوں کو انتہا تک پہونچا دیتا ہے سو وہ سچی خوشحالی کو نہین پائے گا یہانتک کہ مریگا ۔ اے عزیزو تم تھوڑے دنوں کے لئے دنیا مین آئے ہو اور وہ بھی بہت کچھ گذر چکی سو اپنے مولی کو ناراض مت کرو ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو اگر تم سے ناراض ہو تو وہ تمہین تباہ کر سکتی ہے پس تم سوچ لو کہ خدا تعالے کی ناراضگی سے کیونکر تم بچ سکتے ہو اگر تم خدا کی آنکھوں کے آگے متقی ٹھہر جاؤ تو تمہین کوئی بھی تباہ نہین کر سکتا ۔

اور وہ خود تمہاری حفاظت کریگا اور دشمن جو تمہاری جان کے درپے ہے تم پر قابو نہین پائیگا ورنہ تمہاری جان کا کوئی حافظ نہین اور تم دشمنوں سے ڈر کر یا اور آفات مین مبتلا ہو کر بیقراری سے زندگی بسر کرو گے اور تمہاری [illegible] کے دن بڑے خوف اور غصہ کے ساتھ [illegible] [illegible] [illegible] اور راستبازوں [illegible] بندوں پر زبان سے یا ہاتھ سے [illegible] اور آسمانی قہر اور غضب سے ڈرتے رہو یہی راہ نجات کی ہے ۔

اے علماء اسلام میری تکذیب مین جلدی مت کرو کہ بہت اسرار ایسے ہوتے ہین کہ انسان جلدی سے سمجھ نہین سکتا بات کو سنکر اسی وقت رد کرنے کے لئے تیار مت ہو جاؤ کہ یہ تقوے کا طریق نہین ہے اگر تم مین بعض غلطیاں نہ ہوتین اور اگر تم نے بعض احادیث کے الٹے معنے نہ سمجھے ہوتے تو مسیح موعود کا جو حکم ہے آنا ہی لغو تھا تم سے پہلے یہ عبرت کی جگہ موجود ہے کہ جس بات پر تم نے زور مارا ہے اور جس جگہ تم نے قدم رکھا ہے اسی جگہ یہودیوں نے رکھا تھا یعنے جیسا کہ تم حضرت عیسے علیہ السلام کے دوبارہ آنے کے منتظر ہو وہ بھی الیاس نبی کے دوبارہ آنے کے منتظر تھے اور کہتے تھے کہ مسیح تب آئے گا جب کہ پہلے الیاس نبی جو آسمان پر اوٹھایا گیا دوبارہ دنیا مین آجائے گا اور جو شخص الیاس کے دوبارہ آنے سے پہلے مسیح ہونیکا دعوے کرے وہ جھوٹا ہے اور وہ نہ صرف احادیث کی رو سے ایسا خیال رکھتے تھے بلکہ خدا کی کتاب کو جو صحیفہ ملاکی نبی ہے اس ثبوت مین پیش کرتے تھے لیکن جب حضرت عیسے علیہ السلام نے اپنی نسبت [illegible] یہودیوں [illegible] [illegible] کا دعوے کر دیا اور الیاس آسمان سے نہ اترا جو اس دعوے کی شرط تھی تو یہ تمام عقیدے یہودیوں کے باطل ثابت ہوگئے اور وہ جو یہودیوں کے خیال مین تھا کہ ایلیا نبی بجسمہ العنصری آسمان سے نازل ہوگا اسکے آخرکار یہ معنے کھلے کہ الیاس کی خو اور طبیعت پر کوئی دوسرا شخص ظاہر ہو جائیگا اور یہ معنے حضرت عیسے نے خود بیان فرمائے جنکو دوبارہ آسمان سے اتار رہے ہو پس تم کیون ایسی جگہ ٹھوکر کہاتے ہو جس جگہ تم سے پہلے یہود ٹھوکر کہا چکے ہین تمہارے ملک مین ہزارہا یہودی موجود ہین تم اونکو پوچھ کر دیکھ لو کہ کیا یہود کا یہی اعتقاد نہین [illegible] [illegible] وہ خدا جس نے ایلیا کی خاطر [illegible] [illegible] سے نہ اتارا اور یہود کے سامنے [illegible] [illegible] سے کام لینا پڑا وہ تمہاری خاطر کیونکر عیسے کو اتاریگا جسکو تم

دوبارہ اتارنے ہو ابھی لے فیصلہ سے تم منکر ہو اگر شک ہے تو کوئی اگلا یہودی اس ملک مین موجود ہین اور ان کی انجیل بھی موجود اون سے دریافت کر لو کیا یہ سچ نہین ہے کہ حضرت عیسے نے یہی کہا تھا کہ ایلیا جو دوبارہ آنے والا تھا وہ [illegible] یحیے ہے یعنی یحیے اور اس بات نے یہود کی پرانی امیدوں کو خاک مین ملا دیا اگر اب بھی حضرت مسیح کی بات کے برعکس عیسے ہی آسمان سے [illegible] تو اس صورت مین حضرت عیسے سچا نبی نہین ٹھہر سکتا کیونکہ اگر آسمان سے واپس آنا سنت اللہ مین داخل ہے تو الیاس نبی کیون واپس نہ آیا اور کیون اس جگہ یحیی کو الیاس ٹھہرا کر تاویل سے کام لیا گیا عقلمند کے لئے یہ سوچنے کا مقام ہے ۔

اور نیز جبکہ آپ لوگون کے عقیدوں کے موافق مسیح ابن مریم آسمان سے آئیگا یعنے یہ کہ مہدی ملکر لوگون کو جبراً مسلمان کرنے کے لئے جنگ کریگا یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جو اسلام کو بدنام کرتا ہے قرآن شریف مین کہان لکھا ہے کہ مذہب کے لئے جبر درست ہے بلکہ اللہ تعالے تو قرآن شریف مین فرماتا ہے لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ یعنے دین مین جبر نہین ہے پھر مسیح ابن مریم کو جبر کا اختیار کیونکر دیا جائیگا یہانتک کہ بجز اسلام یا قتل کے جزیہ بھی قبول نہ کریگا یہ تعلیم قرآن شریف کی [illegible] مقام اور کس سیپارہ اور کس سورہ مین ہے* سارا قرآن بار بار کہہ رہا ہے کہ دین مین جبر نہین اور صاف طور پر ظاہر کر رہا ہے کہ جن لوگون سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت لڑائیاں کی گئی تہین وہ لڑائیاں دین کو جبراً شایع کرنیکے لئے نہین تہین بلکہ یا تو بطور سزا تہین یعنے اون لوگون کو سزا دینا منظور تہا جنہون نے ایک گروہ کثیر مسلمانون کو قتل کر دیا اور بعض کو وطن سے نکالدیا تہا اور نہایت سخت ظلم کیا تہا جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے اُذِنَ لِلَّذِیْنَ

یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ یعنی ان مسلمانون کو جن سے کفار جنگ کر رہے ہین بسبب مظلوم ہونیکے مقابلہ کرنے کی اجازت دیگئی اور خدا قادر ہے کہ جو ان کی مدد کرے ۔ اور یا وہ لڑائیاں ہین جو بطور مدافعت تہین یعنے جو لوگ اسلام کے نابود کرنے کے لئے پیشقدمی کرتے تھے یا اپنے ملک مین اسلام کو شایع ہونے سے جبراً روکتے تھے ان سے بطور حفاظت خود اختیاری یا ملک مین آزادی پیدا کرنیکے لئے لڑائی کی جاتی تہی بجز ان تین صورتون کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مقدس خلیفون نے کوئی لڑائی نہین کی بلکہ اسلام نے غیر قومون کے ظلم کی اس قدر برداشت کی ہے جو اس کی دوسری قومون کے ظلم کی اس قدر برداشت کی ہے جو اسکی دوسری قومون مین نظیر نہین ملتی پھر یہ عیسے مسیح اور مہدی صاحب کیسے ہونگے جو آتے ہی لوگون کو قتل کرنا شروع کر دینگے یہانتک کہ کسی اہل کتاب سے بہی جزیہ قبول نہین کرینگے اور آیت حَتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَۃَ عَنْ یَّدٍ وَّھُمْ صٰغِرُوْنَ کو بہی منسوخ کر دینگے یہ دین اسلام کے کیسے حامی ہون گے کہ آتے ہی قرآن کی ان آیتون کو بہی منسوخ کر دینگے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت مین بہی منسوخ نہین ہوئین اور اس قدر انقلاب سے پھر ختم نبوت مین حرج نہین آئیگا اس زمانہ مین جو ۱۳ سو برس عہد نبوت کو گذر گئے اور خود اسلام اندرونی طور پر تہتر فرقون پر پہیل گیا سچے مسیح کا یہ کام ہونا چاہیئے کہ وہ دلائل کے ساتھ دلون پر فتح پاوے نہ تلوار کے ساتھ اور صلیبی عقیدہ کو واقعی اور سچے ثبوت کیساتھ توڑ دے نہ یہ کہ ان صلیبون کو توڑتا پہرے جو چاندی یا سونے یا پیتل یا لکڑی کی بنائی جاتی ہین اگر تم جبر کرو گے تو تمہارا جبر اس بات پر کافی دلیل ہے کہ تمہارے پاس اپنی سچائی کی دلیل نہین*

---

* یورپ کے لوگون کو جسقدر شراب نے نقصان پہونچایا ہے اسکا سبب تو یہ تہا کہ عیسے علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کیوجہ سے [illegible] مسلمانو! تمہارے نبی علیہ السلام تو ہر ایک نشہ سے پاک اور معصوم تھے جیسا کہ وہ فی الحقیقت معصوم ہین [illegible] [illegible] پیروی کرنے ہو قرآن تمہارے [illegible] شراب کو حلال نہین ٹھہراتا پھر تم کس دستاویز سے شراب کو حلال ٹھہراتے ہو کیا مرنا نہین ہے ۔ منہ

* جو شخص نبی نوع پر فوت عیسی کو بڑہاتا ہے وہ غضب سے ہی ہلاک کیا جاتا ہے اسلئے خدا نے سورۃ فاتحہ مین یہود کا نام مغضوب علیہم رکھا یہ اسبات کیطرف اشارہ تہا کہ قیامت تو ہر ایک مجرم خدا کے غضب کا مزہ چکہے گا مگر جو احق دنیا مین مذہب [illegible] کرتا ہے وہ دنیا مین ہی غضب کا مزہ چکہ لیتا ہے نصاریٰ سے یہودیون کی نسبت دنیا مین غضب ظہور مین نہ آیا اسلئے سورۃ فاتحہ مین ان کا نام ضالین رکہا گیا ضالین کے لفظ کے دو معنے ہین ایک تو یہ کہ وہ گمراہ ہین اور دوسرے معنے یہ ہین کہ کہوئے جائیں گے یہ میرے نزدیک ان کے لئے بشارت ہے کہ کسیقدر جہوٹے مذہب کی نجات پا کر اسلام مین کہوئے جاینگے اور رفتہ رفتہ مشرکانہ عقائد اور ناقص یا قابل شرم رسوم کو چہوڑتے چہوڑتے بکلی مسلمین موحدین ہو جائیںگے غرض الضالین کا لفظ مین جو سورۃ فاتحہ کے آخر مین ضالین کے لحاظ سے کہ ایک چیز کا دوسری چیز مین محو ہونا اور کہوئے جانا [illegible] ۔ منہ

* بعض نادان مجھپر اعتراض کرتے ہین جیسا کہ صاحب المنار نے بھی [illegible] یہ شخص انگریزون کے ملک مین رہتا ہے اس لئے جہاد کی ممانعت کرتا ہے یہ نادان نہین جانتے کہ اگر مین جھوٹ سے اس گورنمنٹ کو خوش کرنا چاہتا تو مین بار بار کیون کہتا کہ عیسی بن مریم صلیب سے نجات پا کر اپنی موت طبعی سے بمقام سری نگر کشمیر مر گیا اور نہ وہ خدا تہا اور نہ خدا کا بیٹا کیا انگریز مذہبی جوش والے میرے اس فقرہ سے مجھ سے بیزار نہیں ہونگے ۔ پس سنو! اے نادانو مین اس گورنمنٹ کی کوئی خوشامد نہیں کرتا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ایسی گورنمنٹ سے جو دین اسلام اور دینی رسوم پر کچھہ دست اندازی نہیں کرتی اور نہ اپنے دین کو ترقی دینے کیلئے ہم پر تلوار چلاتی ہے قرآن شریف کے رو سے جنگ مذہبی کرنا حرام ہے کیونکہ وہ بھی کوئی مذہبی جہاد نہیں کرتی اور انکا شکر کرنا ہمیں اسلئے لازم ہے منہ

* اگر کہو کہ عربون کے لئے یہی حکم تہا کہ جبراً مسلمان کئے جائین تو جواب یہ ہے کہ قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہین ہوتا بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ چونکہ تمام عرب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سخت ایذا پہونچایا تہا اور بہت سے صحابہ مردون اور عورتون کو قتل کر دیا تہا اور بقیۃ السیف کو وطن سے نکالدیا تہا اس لئے وہ تمام لوگ جو مرتکب جرم قتل یا معین اس جرم کے تہے وہ سب خدا تعالے کی نظر مین اپنی خونریزی کے عوض مین خونریزی کے لائق ہو چکے تہے انکی نسبت بطور قصاص اصل حکم قتل کا تہا مگر ارحم الراحمین کیطرف سے یہ رعایت دی گئی کہ اگر کوئی ان مین سے مسلمان ہو جائے تو اسکا گذشتہ جرم جسکی وجہ سے وہ قابل سزائے موت ہے بخشا جائیگا پس کہان یہ صورت رحم اور کہان جبر ۔ منہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ ممالک غیر میں

ذیل میں ہم دو خط درج کرتے ہیں جن میں سے ایک انگلینڈ سے آیا ہے اور دوسرا نیوزیلینڈ سے آیا ہے۔ ان میں سے ایک خط تو ایک عورت کا ہے جو ریویو کو پڑھ کر مسلمان ہونے کو طیار ہے اور دوسرا اس نومسلم انگریز کی طرف سے ہے جو کچھ عرصہ ہوا قادیان بھی آیا تھا۔

مونٹ سنٹ ہیڈلٹن مانچسٹر۔ انگلینڈ
۱۴ فروری ۱۹۰۵ء

پیارے دوست! آپ کا ارسال کردہ ایک پچھلا پرچہ میگزین یعنی جلد دوم کا دسواں نمبر پہنچ گیا ہے جس کی بابت آپ نے بھیجنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ میں نے اس رسالہ کو بڑی دلچسپی سے پڑھا ہے۔ مسیح کی دوبارہ آمد کے متعلق مختلف طرفوں میں بہت سی نظریں انتظار میں ہیں۔ میں نے رسل کی کتاب ملینیل ڈان کی چھ جلدیں پڑھی ہیں اور انکے یہاں بہت سے جلسوں میں حاضر بھی ہوتی رہی ہوں اور دو سال کا عرصہ ہوا کہ خود رسل امریکہ سے یہاں پر لیکچر دینے کے لئے آیا تھا اور اس شہر میں ایک کیتھولک اپاسٹولک نام کا گرجا ہے جس کے پیرو کہتے ہیں کہ مسیح کسی نہ کسی وقت ہمارے گرجے میں آئے گا اور وہ اثبات کے لئے بہت سی علامات بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مسیح پانچ لڑکوں سے آئیگا۔ حاصل کلام یہ کہ تمام لوگ آمد مسیح کے خواہاں ہیں کچھ تو اسکی انتظار میں ہیں اور دوسرے اس موجودہ وقت میں اسکا زمین پر موجود ہونا یقین رکھتے ہیں۔ میں خیال کرتی ہوں کہ مسیح زمین پر ضرور موجود ہے نہ صرف ایک روحانی موجودگی بلکہ جسمانی موجودگی میں بھی یعنی وہی روح ایک اور جسم میں حلول کر آئی ہے۔ میں اب تک نہیں جانتی تھی رمضان میں کسوف و خسوف کب واقع ہوا ہے ... صفحہ ۹۰ میں دیکھتی اور پڑھتی ہوں کہ کسوف و خسوف ۱۸۹۴ء میں واقع ہو چکا۔ اور زمانہ کی تاریخ پہلے جو نظارے دکھا چکی ہے وہ ہی نظارے پھر دکھاتی ہے۔

گذشتہ ہفتہ میں یہاں ڈاکٹر پیبلز نے جس کی ۸۴ برس کی عمر ہے دنیا کے گرد یا پانچویں سفر کے متعلق لیکچر دیا۔ اور اب وہ اپنے وطن کو بیٹل کریک ... چلا جائے گا۔ گذشتہ ہفتہ ... ہندوستان میں سفر کے متعلق لیکچر ... آپ اس شخص کو جانتے ہیں؟

میں نے اوپر کہا ہے کہ تاریخ کی ہمیشہ وہی ہے ... خدا کے رسول بسبب مخالفت کے ... اٹھاتے تھے کسی نے کہا ہے کہ "بہتر ہے انسان جلا یا جاتے والا بجائے بہ نسبت اس کے کہ ایک بڑی سچائی کا انکار کرے"۔ میں نے ریویو آف ریلیجنز کے چند رسالے دوستوں کو بھیجے ہیں۔ ایک لیڈی صاحبہ نے جو میسوٹا میں رہتی ہیں مجھے پچھلے ہفتہ میں خط کے ذریعہ پوچھا ہے کہ ہندوستان میں مسیح موعود کون شخص ہے اسکی تحریر بڑی عمدہ ہے میں یقین کرتی ہوں کہ مذہب عیسائی ایمان کی حدود سے بہت دور جا پڑا ہے۔ یہ یقیناً عیسائیوں اور مسلمانوں کے لئے آزمائش کا زمانہ ہے اور میں اثبات سے خوش ہوں ... خیالات رد کیا جا رہا ہے۔

میں مریم عیسیٰ کے متعلق پڑھکر خوش ہوں۔ لیکن ان بنی اسرائیل کی گمشدہ دس قوموں میں حضرت عیسیٰ کی بابت حیران ہوں۔ یہاں ایسے گروہ ہیں جو انگریزوں کو اُن دس گم شدہ قوموں میں سے ایک قوم خیال کرتے ہیں۔ کیا مرزا صاحب احمدیہ فرقہ کے بانی ہیں؟ اور کیا کتاب براہین احمدیہ انہی کی پہلی تصنیف ہے؟

پیارے دوست! اب میرے دو ہفتوں کا خط لکھا ہوا آپ کو ملیگا میں نے چاہا کہ میں اس نمبر کو پڑھنے کے بعد آپ کو پھر خط لکھوں کاش کہ مجھے آپ کے پاس پہونچنا نصیب ہو۔

مسیح کے مقاصد میں جو نیکی کے مقاصد ہیں میں بھی انہیں ہوں۔

آپ کی مخلص ... جی۔ وے۔

اکرلینڈ
نیوزیلینڈ۔ مورخہ ۲۱ اپریل ۱۹۰۵ء

میرے پیارے بھائی محمد علی صاحب۔ مجھے آپکی چٹھی مورخہ ۲۷ فروری ۱۹۰۵ء بمعہ میگزین نمبر ۱-۲ جلد ۴ کے ملی آپکی تمام ہدایات دانشمندانہ میرے لئے بڑی دلچسپی رکھنے والے تھے۔ اور ... آپ نے اٹھایا ہے میں پڑھکر بہت خوش ہوا خاص کر کے رسم پردہ۔ اور مسلم ریفارم ... اشاعت اسلام کے متعلق آپ نے مسلمانوں کی بے پروائی پر بہت زور دیا ہے۔ میں نے بھی یہ حالت دیکھی تھی جبکہ میں ہندوستان میں آیا ہوا تھا۔ بمبئی اور مدراس میں میں نے عام طور سے کہا تھا کہ میں اسلامی واعظ بننا چاہتا ہوں۔ مگر ان آدمیوں نے جن کو کہ چاہئے تھا کہ ایسے موقعہ کو غنیمت ... اور مجھکو ... اس موقع کو ضائع کردیا جو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ میں ڈالا تھا اور یہ میری دلی خواہش تھی ... ہندوستان میں میرا سفر رائیگان نہ گیا اور میں نے اس ... اور مدعا کو پا لیا ... اس قوم کی تلاش میں تھا جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی پیرو ہے اور جو اپنے آپ کو احمدی مسلمان کہتی ہے۔ یہ خواہش میں نے اپنے احمدی قادیانی بھائیوں کے سامنے بھی ظاہر کی تھی کہ مجھے کامل یقین ہو گیا ہے کہ جس کے میں پیچھے لگا ہوا تھا وہ آخر مجھے مل گیا یعنی تم اور تمہارا امام۔ میری یہ خواہش میرے ان سرٹیفکیٹوں میں بھی درج تھی۔ جنپر بہت سے مسلمانوں کے دستخط ثبت تھے جو مجھپر کامل طور سے یقین رکھتے تھے میں اسوقت کو یاد کر کے جبکہ میں نے اللہ کی مدد سے ہندوستان کا سفر کیا اندر ہی اندر میں خوش ہوتا ہوں اور روحانی طور سے ان لوگوں سے ملاقات کرتا ہوں جنہوں نے خدا کے لئے اور اس کے رسول کے لئے میرے ساتھ برادرانہ محبت اور الفت ظاہر کی اور اپنے عمدہ خیالات سے مجھے مستفید کیا۔ وقت یا فاصلہ ان لوگوں کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتا جو کہ روحانی طور سے سفر کر سکتے ہیں اور کامل زہد کے ساتھ فرشتوں سے کلام کر سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے یہ نعمت عطا فرمائی ہے میں اکثر اپنے آپ کو آپ لوگوں میں ہی پاتا ہوں۔ اور سب کچھ بچشم حقیقت دیکھتا ہوں جو کہ ہمارے بیت المقدس قادیان میں گذر رہا ہے۔ اور جہاں کہ ہمارا آقا اور استاد رہتا ہے۔

میں دلی خواہشمند ہوں کہ جسمانی طور سے آپکو ملوں اور اس ہدیہ کو قبول کرلوں جو کہ ایک احمدی بھائی نے پیش کیا تھا کہ کم سے کم دو سال قادیان میں قیام کرنا ضروری ہے تا کہ مسیح موعود کی خدمت میں رہ کر وہ تمام علوم مجھے حاصل ہو جائیں جن کے لئے میری روح ازلیس خواہشمند ہے۔ میں آگے آگے سفر کر رہا ہوں اور دنیا کے اس حصہ میں پہونچ گیا ہوں جہاں کہ میں تین ہفتہ سے مقیم ہوں۔ ۲۱ جنوری ۱۹۰۵ء کو میں اپنی زاد۔ بوم۔ میلبورن سے روانہ ہوا یہاں تک تو آپ کی خط و کتابت مجھے ملتی رہی ہے اور اس عرصہ میں میں نئی خبریں آپ سے سننا چاہتا ہوں۔

مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب میں آگے ہی آگے سفر کرتا جاؤنگا اور انجام کار اگر جزیرہ ہی میرے کام کا مرکز بن گیا جیسا کہ میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ یہ ضرور بنے گا تو میں اُن آدمیوں سے ضرور رشتہ اتحاد کرلونگا جو آپ کی چٹھی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ملک میں مسلمان ہیں۔

اور اگر مجھے یہاں رہنے کا زیادہ اتفاق ہو گیا تو میگزین کی اشاعت ہر طرح سے کرونگا اور آپ کی امید بر آجائیگی کیونکہ میں نے اپنی ... کاموں کے لئے وقف کردی ہوئی ہے۔

اب میں اس چٹھی کو ختم کرتا ہوں اور بہت محبت والے سلاموں سے ... کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسی زندگی میں پھر ملنے کا اتفاق بنا دے اور میری طرف سے نیاز مندانہ سلام میرے آقا مرزا غلام احمد کی خدمت میں پہونچا دیں اور اُن کو یقین دلادیں کہ میں ہمیشہ کے لئے آپ کا اور آپکے مقصد کا جان نثار ہوں۔ اور ان تمام بھائیوں کا بھی جان نثار ہوں جن کی تمام امیدیں اس طرح لگی ہوئی ہیں جیسے کہ میرے بھائی کی۔

آپ کا محب۔ چارلس۔ فرانسس۔ سورابٹ
محمد عبدالحق۔ معرفت جنرل پوسٹ آفس
انگلینڈ

دوسری چٹھی

میرے پیارے بھائی۔ ایک ہفتہ گذرا ہے کہ میں نے ایک چٹھی آپ کی طرف روانہ کی تھی اور اب میں نے مناسب سمجھا ہے کہ میں اپنا فوٹو بھی روانہ کروں۔ حضرت مرزا صاحب کی نذر کے لئے اور اپنی یادگار کے طور پر جب سے میں نے قادیان کو دیکھا ہے میری روح کو ایک کامل اطمینان حاصل ہو گیا ہے اس موقعہ پر میں پھر یاد دلاتا ہوں کہ میں اپنے آقا مسیح موعود کی تعلیم کی اشاعت کے لئے بہت ہی خواہشمند ہوں۔ اور اگر ضروری اخراجات ہاتھ آجاتے ہیں تو میں اللہ تعالیٰ کی مدد سے فوراً امریکہ روانہ ہو جاؤنگا۔ اور وہاں حضرت مرزا غلام احمد کی تعلیم کی اسی طرح اشاعت کرونگا جس طرح کہ میں نے اس کے کام کو سمجھا ہے جس کے ... میں ۱۷-۳-۱۹۰۴ میں ہندوستان آیا تھا۔ ریویو آف ریلیجنز کا نمبر تین مجھے مل گیا ہے۔ جس کے آخری صفحہ میں الذعون کو میں نے بخوبی پڑھا ہے اور جو کہ میں ... کرتا ہوں کہ طاعون کی کثرت اور زلزلہ کی آمد سے پوری ہو گئی مجھے پورا یقین ہے کہ ہمارے آقائے نامدار کے تمام ... خوش ہونگے اور خوشی کرینگے۔ اور حضرت مرزا صاحب کی ... سچائی کو تمام لوگوں پر ظاہر کر دینگے۔ اور میں اپنے طور پر فجی اور دوسری جگہوں میں اس خبر کی اشاعت کر رہا ہوں اور اگر میں ... سین فرینسسکو کو روانہ ہو گیا دخانی جہاز رستہ میں ... اور سینڈوچ جزیروں پر ٹھہرتے ہیں اور وہاں ... احمدی فرقہ کے اسوہ حسنہ اور مسیح موعود لیکچر دونگا۔

اگر اللہ تعالیٰ نے تمام ضروری اخراجات ... پہنچا دئے تو میں فوراً اسکے نام کی خاطر اور اپنے قادیانی بھائیوں کے مقاصد کی خاطر سفر اختیار کرلونگا جبکہ میں دوبارہ ... سلام کہتا ہوں۔ اور سلام میں انکا ایک جان نثار ہوں۔ ... کر کے میرے فوٹوگراف کی رسید ارسال ... جو ... خدا کے ساتھ روانہ کیا ہے میری ... اسلام کی طرف رجوع رکھتی ہے۔

سوراسیت — محمد ...

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا [illegible]

[illegible] ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی [illegible] شائع کرتا ہون اور اس کی [illegible] بہت بڑی غرض یہ ہی [illegible] جو اسکے اوپر لکھا گیا ہے جیسا کہ ناظرین ذیل میں ملاحظہ کرینگے ۔ مین امید کرتا ہون کہ جو مقصد اس تحریر سے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تہا اسکے پورا کرنے کا میرے ناظرین لحاظ رکہین گے اور پورے طور پر تبلیغ کرینگے ۔

ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشتہار بغرض تبلیغ و انذار

چونکہ قرآن شریف و احادیث صحیحہ نبویہ سے ظاہر و ثابت ہے کہ ہر ایک شخص سے اپنے کنبہ کی عورتون وغیرہ کی نسبت جن پر وہ کسیقدر اختیار رکہتا ہے سوال کیا جائیگا کہ آیا بے راہ چلنے کی حالت مین اس نے انکو سمجہایا اور راہ راست کی ہدایت کی یا نہین اسلئے مینے قیامت کی بازپرس سے ڈر کر مناسب سمجہا کہ ان مستورات و دیگر [illegible] کو جو ہمارے رشتہ دار و اقارب اور واسطہ دار ہین اون کی بد راہیون و بدعتون پر بذریعہ اشتہار ہذا کے خبردار کرون کیونکہ مین دیکہتا ہون کہ ہمارے گہرون مین قسم قسم کی خراب رسمین اور نالایق عادتین جن سے ایمان جاتا رہتا ہے گلے کا ہار ہو رہی ہین اور اون بری رسمون اور خلاف شرع کامون سے یہ لوگ ایسا پیار کرتے ہین جیسا کہ نیک اور دینداری کے کامون سے کرنا چاہئے ہرچند سمجہایا گیا کچہہ سنتے نہین ہر چند ڈرایا گیا [illegible] نہین اب چونکہ موت کا کچہہ اعتبار نہین اور خدا تعالےٰ کے عذاب سے بڑہکر اور [illegible] عذاب نہین اسلئے ہم نے ان لوگون کے برا ماننے اور برا کہنے اور ستانے یا دکہہ دینے سے بالکل لاپروا ہو کر محض ہمدردی کی راہ سے حق نصیحت پورا کرنے کیلئے بذریعہ اس اشتہار کے ان کو اور دوسری مسلمان بہنون اور بہائیون کو خبردار کرنا چاہا تا کہ ہماری گردن [illegible] بوجہہ باقی نہ رہ جائے اور قیامت کے دن کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ہم کو کسی نے نہین سمجہایا اور سیدہا [illegible] نہین بتایا سو آج ہم کہولکر باآواز بلند کہہ دیتے ہین کہ سیدہا راستہ جس سے انسان بہشت مین داخل ہوتا ہے یہی ہے کہ شرک اور رسم پرستی کے طریقون کو چہوڑکر دین اسلام کی راہ اختیار کی جائے اور جو کچہہ اللہ جلشانہ نے قرآن شریف مین فرمایا ہے اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے ہدایت [illegible] ہے اوس راہ [illegible]

[illegible] باتین [illegible] مین [illegible] جناب اور [illegible] کہ بخلاف [illegible] گہرون مین جو بد رسمین [illegible] ہو رہی ہین رسمین بیان [illegible] دیتین خدا تعالےٰ سے ڈر کر انکو چہوڑ دین اور وہ یہ ہین (۱) ماتم کی حالت مین جزع فزع اور نوحہ یعنی سیاپا کرنا اور چیخین مار کر رونا اور بے صبری کے کلمات زبان پر لانا ۔ یہ سب ایسی باتین ہین جن کے کرنے سے ایمان کے جانے کا اندیشہ ہے اور یہ سب رسمین ہندوؤن سے لی گئی ہین جاہل مسلمانون نے اپنے دین کو بہلا دیا اور ہندوؤن کی رسمین اختیار کر لین ۔ کسی عزیز اور پیارے کی موت کی حالت مین مسلمانون کیلئے قرآن شریف مین یہ حکم ہے کہ صرف انا للہ وانا الیہ راجعون کہین یعنی ہم خدا کا مال اور ملک ہین اوسے اختیار ہے جب چاہے اپنا مال لے لے اور اگر رونا ہو تو صرف آنکہون سے آنسو بہانا جائز ہے اور جو اس سے زیادہ کرے وہ شیطان سے ہے ۔ (۲) دوم برابر ایک سال تک سوگ رکہنا اور نئی نئی عورتون کے آنے کے وقت یا بعض خاص دنون مین سیاپا کرنا اور باہم عورتون کا سر ٹکرا کر چلا چلا کر رونا اور کچہہ کچہہ منہ سے بہی بکواس کرنا اور پہر برابر ایک برس تک بعض چیزون کا پکانا چہوڑ دینا اس عذر سے کہ ہمارے گہر مین یا ہماری برادری مین ماتم ہو گیا ہے یہ سب ناپاک رسمین اور گناہ کی باتین ہین جن سے پرہیز کرنا چاہیئے ۔

(۳) سیوم سیاپا کرنے کے دنون مین بیجا خرچ بہی بہت ہوتے ہین حرام خور عورتین شیطان کی بہنین جو دور دور سے سیاپا کرنے کیلئے آتی ہین اور مکر و فریب سے منہ کو ڈہانپ کر اور بہنون کی طرح ایک دوسرے سے سر ٹکرا کر چیخین مار کر روتی ہین اون کو اچہے اچہے کہانے کہلائے جاتے ہین اور اگر مقدور ہو تو اپنی شیخی اور بڑائی جتلانے کیلئے صدہا روپیہ کا پلاؤ اور زردہ پکاکر برادری وغیرہ مین تقسیم کیا جاتا ہے اس غرض سے کہ لوگ واہ واہ کرین کہ فلان شخص نے مرنے پر اچہی کرتوت دکہلائی اچہا نام پیدا کیا سو یہ سب شیطانی طریق ہین جنسے توبہ کرنا لازم ہے ۔

(۴) اگر کسی عورت کا خاوند مرجائے تو گو وہ عورت جوان ہی ہو دوسرا خاوند کرنا ایسا برا جانتی ہے جیسا کوئی بڑا بہاری گناہ ہوتا ہے اور تمام عمر بیوہ اور رانڈ رہکر یہ خیال کرتی ہے کہ مین نے بڑے ثواب کا کام کیا ہے اور [illegible] دامن بیوی ہوگئی ہون حالانکہ اس کے لئے بیوہ رہنا سخت گناہ کی بات ہے عورتون کیلئے بیوہ ہونیکی حالت مین خاوند کر لینا نہایت ثواب کی بات ہے [illegible] عورت حقیقت مین بڑی نیک بخت [illegible] ہونے کی حالت مین [illegible] ہونے کی حالت مین بجز بد خیالات سے ڈر کر کسی سے نکاح کر لے اور نابکار عورتون کے لعن طعن سے نہ ڈرے ایسی عورتین جو خدا اور رسول کے حکم سے روکتی ہین خود لعنتی اور شیطان کی چیلیان ہین جن کے ذریعہ سے شیطان اپنا کام چلاتا ہے جس عورت کو اللہ رسول (صلعم) پیارا ہے اسکو چاہئے کہ بیوہ ہونے کے بعد کوئی ایماندار اور نیک بخت خاوند تلاش کرے اور یاد رکہے کہ خاوند کی خدمت مین مشغول رہنا بیوہ ہونے کی حالت کے وظائف سے صدہا درجہ بہتر ہے ۔

(۵) عورتون مین ایک خراب عادت یہ بہی ہے کہ وہ بات بات مین مردون کی نافرمانی کرتی ہین اور ان کی اجازت بغیر انکا مال خرچ کر دیتی ہین اور ناراض ہونے کی حالت مین بہت کچہہ برا بہلا ان کے حق مین کہہ دیتی ہین ایسی عورتین اللہ اور رسول کے نزدیک لعنتی ہین ان کا نماز روزہ اور کوئی عمل منظور نہین اللہ تعالےٰ صاف فرماتا ہے کہ کوئی عورت نیک نہین ہو سکتی جب تک پوری پوری خاوند کی فرمانبرداری نکرے اور دلی محبت سے اوسکی تعظیم نہ بجا لائے اور پس پشت یعنی اسکے لئے اس کی خیرخواہ نہ ہو اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورتون پر لازم ہے کہ اپنے مردون کی تابعدار رہین ورنہ انکا کوئی عمل منظور نہین اور نیز فرمایا ہے کہ اگر غیر خدا کو سجدہ کرنا جایز ہوتا تو مین حکم کرتا کہ عورتین اپنے خاوندون کو سجدہ کیا کرین اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے حق مین کچہہ بدزبانی کرتی ہے یا اہانت کی نظر سے اسکو دیکہتی ہے اور حکم ربانی سنکر بہی باز نہین آتی تو وہ لعنتی ہے خدا اور رسول اس سے ناراض ہین ۔ عورتون کو چاہئے کہ اپنے خاوندون کا مال نہ چرایا دین اور نامحرم سے اپنے تئین بچائین اور یاد رکہنا چاہئے کہ بجز خاوند اور ایسے لوگون کے جن کے ساتہہ نکاح جائز نہین اور جتنے مرد ہین اون سے پردہ کرنا ضروری ہے جو عورتین نامحرم لوگون سے پردہ نہین کرتین شیطان اون کے ساتہہ ساتہہ ہے عورتون پر یہ بہی لازم ہے کہ بدکار اور بد وضع عورتون کو اپنے گہرون مین نہ آنے دین اور ان کو اپنی خدمت مین نہ رکہین کیونکہ یہ سخت گناہ کی بات ہے کہ بدکار عورت نیک عورت کی ہم صحبت ہو ۔

(۶) عورتون مین یہ بہی ایک بد عادت ہوتی ہے کہ جب کسی عورت کا خاوند کسی اپنی مصلحت کے لئے کوئی دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے تو وہ عورت اور اس کے اقارب سخت ناراض ہوتے ہین اور گالیان دیتے ہین اور شور مچاتے ہین اور اس بندہ خدا کو ناحق ستاتے ہین ایسی عورتین اور ان کے اقارب بہی نابکار اور خراب ہین کیونکہ اللہ جلشانہ نے اپنی حکمت کاملہ سے جسمین صدہا مصالح ہین مردون کو اجازت دے رکہی ہے کہ وہ اپنی کسی ضرورت یا مصلحت کے وقت چار تک بیویان کر لین پہر جو شخص اللہ رسول کے حکم کے مطابق کوئی نکاح کرتا ہے تو اس کو کیون برا کہا جائے ایسی عورتین اور [illegible] ایسے ہی اس عادت والے اقارب جو خدا اور اس کے رسول کے حکمون کا مقابلہ [illegible] مردود اور شیطان کے بہن بہائی ہین کیونکہ وہ خدا اور رسول کے فرمودہ سے منہہ پہیر کر اپنے رب کریم سے لڑائی کرنا چاہتے ہین اور اگر کسی نیک دل مسلمان کے گہر مین ایسی بدذات بیوی ہو تو اسے مناسب ہے کہ اسکو سزا دینے کیلئے دوسرا نکاح ضرور کرے ۔

(۷) بعض جاہل مسلمان اپنے ناتہ رشتہ کے وقت یہ دیکہہ لیتے ہین کہ جس کے ساتہہ اپنی لڑکی کا نکاح کرنا منظور ہے اس کی پہلی بیوی بہی ہے یا نہین ۔ پس اگر پہلی بیوی موجود ہو تو ایسے شخص سے ہرگز نکاح کرنا نہین چاہتے ۔ سو یاد رکہنا چاہئے کہ ایسے لوگ بہی صرف نام کے مسلمان ہین اور ایک طور سے وہ ان عورتون کے مددگار ہین جو اپنے خاوندون کے دوسرے نکاح سے ناراض ہوتی ہین سو ان کو بہی خدا تعالےٰ سے ڈرنا چاہئے ۔

(۸) ہماری قوم مین یہ بہی ایک بدرسم ہے کہ دوسری قوم کو لڑکی دینا پسند نہین کرتے بلکہ حتی الوسع لینا بہی پسند نہین کرتے یہ سراسر تکبر اور نخوت کا طریقہ ہے جو احکام شریعت کے بالکل برخلاف ہے بنی آدم سب خدا تعالےٰ کے بندے ہین رشتہ ناتہ مین یہہ دیکہنا چاہئے کہ جس سے نکاح کیا جاتا ہے وہ نیک بخت اور نیک وضع آدمی ہے اور کسی ایسی آفت مین مبتلا تو نہین جو موجب فتنہ ہو اور یاد رکہنا چاہئے کہ اسلام مین قومون کا کچہہ بہی لحاظ نہین صرف تقویٰ اور نیک بختی کا لحاظ ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم یعنی تم مین سے خدا تعالےٰ کے نزدیک زیادہ تر بزرگ وہی ہے جو زیادہ تر پرہیزگار ہے ۔

(۹) ہماری قوم مین ایک یہ بہی بدرسم ہے کہ شادیون مین صدہا روپیہ کا فضول خرچ ہوتا ہے سو یاد رکہنا چاہئے کہ شیخی اور بڑائی کے طور پر برادری مین بہاجی تقسیم کرنا اور اسکا دینا اور کہانا یہ دونون باتین عند الشرع حرام ہین اور آتشبازی چلانا اور رنڈی بہنڈوون ڈوم ڈہاڑیون کو دینا یہ سب حرام مطلق ہے ناحق روپیہ ضائع جاتا ہے اور گناہ سر پر چڑہتا ہے سو اس کے علاوہ ۔ شرع شریف مین تو صرف اتنا حکم ہے کہ نکاح کرنے والا بعد نکاح کے ولیمہ کرے یعنی چند دوستون کو کہانا پکاکر کہلا دیوے ۔

(۹) ہمارے گہرون مین شریعت کی پابندی مین بہت سستی کی جاتی ہے بعض عورتین زکوٰۃ دینے کے لایق ہین اور بہت سا زیور انکے پاس ہے مگر وہ زکوٰۃ نہین دیتین

بعض عورتین نماز روزہ کے ادا کرنے مین بہت کوتاہی کرتی ہین۔ بعض عورتین شرک کی رسمین بجالاتی ہین جیسے چیچک کی پوجا۔ بعض فرضی بیویون کی پوجا کرتی ہین۔ بعض ایسی نیازین دیتی ہین جن مین یہ شرط لگادیتی ہین کہ عورتین کہاوین کوئی مرد نہ کہاوے یا کوئی حقہ نوش نہ کہاوے بعض جمعرات کی چوکی بھرتی ہین مگر یاد رکہنا چاہئے کہ یہ سب شیطانی طریق ہین۔ ہم صرف خالص اللہ کے لئے ان لوگون کو نصیحت کرتے ہین کہ آؤ خداتعالے سے ڈرو ورنہ مرنے کے بعد ذلت اور رسوائی سے سخت عذاب مین پڑو گے اور اس غضب الٰہی مین مبتلا ہو جاؤ گے۔ جس کی انتہا نہین۔

والسلام علی من اتبع الہدیٰ

خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

مذہبی ریفارمیشن

مندرجہ بالا عنوان سے ایک دو صفحہ کا آرٹیکل معزز ہمعصر وکیل کی ۲۱ جون ۱۹۰۸ء کی اشاعت مین شائع ہوا ہے جس مین ایک لمبی تمہید کے بعد یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ مسلمانون کی اصلاح اور فلاح کی اگر کوئی تدبیر ہے تو وہ انکی **مذہبی اصلاح** ہے۔ اور مذہبی **اصلاح** کا مفہوم اور مطلب لائق مضمون نگار نے مندرجہ ذیل الفاظ مین ادا کیا ہے۔

"مذہبی ریفارمیشن سے ہمارا مطلب یہہ ہے کہ مذہب اسلام کو اسکے اصلی نیچر مین لایا جاوے"

حقیقت مین یہ سوال قابل قدر سوال ہے اور ان لوگون کو جو مسلمانون کی نکبت اور فلاکت پر نوحہ خوانیان کرتے اور درد مند دل رکہتے ہین اس پر غور کرنا چاہئے۔

اس مین تو کوئی کلام نہین ہو سکتا کہ اسلام! مقدس اسلام کو اصل حالت سے دور پہینکدیا گیا ہے اور وہ چیز جسکو **ایمان** کہتے ہین جو انسان کو اللہ تعالے کی ہستی اور اسکے صفات پر ایک روشن یقین عطا کرکے اسکی گناہ آلود زندگی پر **موت** وارد کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے اسکی جگہ صرف چند الفاظ نے لی جنکا محض زبان سے اقرار کرنا کافی سمجھ لیا گیا ہے ورنہ اسکی تاثیرات اور عمدہ نتائج کا کوئی وجود مومن کہلانے والے مسلمانون مین پایا نہین جاتا الاماشاءاللہ۔

اور وہ امور جو ایمان کا س کے ساتھ بطور جزو لاینفک کے لگے ہوئے تھے اور جنکو زبان شرع مین **اعمال صالحہ** کہتے ہین ... امن راحت اور عزت کی زندگی بسر کرنے کا ایک کامل ذریعہ ہین انکو چھوڑ دیا گیا ہے اور ان کے قایم مقام چند رسوم اور لغو اور خود تراشیدہ ریاکاری کے کام قرار دئے گئے ہین۔ ایسی حالت مین اسلام اپنی اصلی حالت سے بہت دور چلا گیا ہے اور یہہ تمیز کرنا کہ **اصل اسلام** کیا تہا مشکل ہو رہا ہے اور مسلمانون کی فلاح اور بہتری کی یہی راہ ہے کہ وہ **مذہب اسلام** کے سچے عامل اور پابند ہون۔ لیکن جب کہ یہہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ مذہب اسلام کی اصلی ہیئت کو بدل دیا گیا ہے اور اسکی خالص اور پاکیزہ تعلیم کو مختلف قسم کی خیالی تعلیمون کے ساتھ مخلوط کر دیا گیا ہے اور مختلف فرقے اس مین پیدا ہو کر ہر ایک اپنے آپ کو برسر حق اور جادۂ مستقیم پر تسلیم کرتا ہے تو اسلام کو ان آلودگیون اور مخلوط صورتون سے الگ کرکے اصلی حالت پہ لانا کس شخص کا کام ہو سکتا ہے یا دوسرے الفاظ مین یہ کہو کہ

مذہبی ریفارمیشن کون کر سکتا ہے؟ یا وہ مذہبی ریفارمر کون ہے؟

تجربہ بتا رہا ہے کہ اگر ایسا مذہبی **ریفارمر** محض اپنے ہی دعوے سے کوئی شخص ہو سکتا ہے تو پہر آج ہر شخص مذہبی ریفارمر بنا ہوا ہے اور ان ریفارمرون نے ہی اسلام کا یہہ بیڑا غرق کیا ہے جو فقدر اختلاف آئے دن پیدا ہوتے ہین یہہ ایسی ہی خود رائیون اور خود غرضیون کے چشمہ سے آرہے ہین۔ اگر علماء اس درد کا درمان ہین تو پھر اختلاف کے منبع اور فساد کی جڑ کون ہین۔ تکفیر کے فتوے کہان سے آتے ہین؟ اور کون ہین جو نئے نئے حاشیے چڑہا کر اصل اسلام کو چھپا رہے ہین۔

توکیا ایسا **ریفارمر** قومی **انتخاب** سے منتخب کیا جاسکتا ہے؟ مین اس سوال کے جواب مین کہونگا کہ ہرگز نہین اسلئے کہ **قومی انتخاب** سے اگر ایسا ریفارمر پیدا کیا جاسکتا تو ہر فرقہ نے اپنی اپنی جگہ بعض اشخاص کو مسند خلافت پر بٹھا رکہا ہے۔ اور یہ انتخاب مزید اختلاف اور نزاع کا باعث ٹہرا ہے۔ علاوہ برین اگر یہہ بفرض محال مان بھی لین کہ ایک شخص کو سب کے سب مل کر اس کام کے لئے منتخب کر لین۔ تو اس امر کا کیا ثبوت ہوگا کہ جو اصلاح وہ کر رہا ہے وہ فی الواقع **اصلاح** ہی ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ اس مسند **خلافت** پر کوئی شخص نہ تو اپنی تجویز سے اور نہ دوسرون کے انتخاب سے بیٹھ ہی نہین سکتا بلکہ کام ہے اس شخص کا جسکو **اللہ تعالے** اس کام کیلئے **منتخب کرے**

چنانچہ قرآن شریف کے پُرغور مطالعہ سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ **خلیفہ کا تقرر** اور انتخاب خود اللہ تعالے نے اپنے ہاتھ مین رکہا ہوا ہے جیسا کہ فرمایا **انی جاعل فی الارض خلیفہ** اور **ویستخلفنہم فی الارض**۔

جب تلک کوئی شخص اللہ تعالے کیطرف سے مامور اور منتخب ہو کر نہین آتا اور آسمانی روشنی اور نور اس کی مدد اور ہدایت نہین کرتا کوئی شخص اپنے سطحی اور زمینی خیالات سے کیا اصلاح کریگا۔ وہ تو اصلاح کے کام کو اور بھی خطرہ اور مشکل مین ڈال دے گا۔

جہانتک تمہاری نظر وسیع ہو سکتی ہے اسلامی دنیا پر ایسے شخص کی تلاش کرو کہ وہ کون ہے؟ اس امر پر تو بحث کرنیکی مجھے ہرگز حاجت نہین رہی کہ ایسے ریفارمر کیضرورت کیا ہے کیونکہ

زمان فریاد میدارد کہ بشتابید نصرت را

ربع مسکون کے ہر حصہ سے مسلمانون کی نکبت اور خستہ حالی کی خبرین آرہی ہین انکی پریشانی اور پراگندگی کوئی مخفی امر نہین رہا۔ البتہ قابل بحث یہی ایک امر ہے کہ وہ

مردے از غیب برون آید و کارے بکند

کا مصداق کون ہے جو اسوقت مسلمانون کی دستگیری کرے؟

پس مین نہایت ادب کے ساتھ اخبار وکیل کے معزز ایڈیٹر صاحب کو اسی امر کی طرف توجہ دلاتا ہون کہ وہ اپنے اخبار مین اس سوال پر بحث کرین۔ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے مین تو اسی نتیجہ پر پہونچا ہون کہ یہہ کام محض خدا کے **مامور و مرسل** کا ہو سکتا ہے جو اسکے منشاء کے موافق رموز شریعت سے آگاہ ہو کر عالم کو آگاہ کرے۔ جب تک ایک **امام** اور ایک **حَکَم** کے ماتحت کل قوم نہین آتی وہ **فیض** اور **برکت** نہین پاسکتی جو **واعتصموا بحبل اللہ جمیعا** پر عمل کرنے سے ملتی ہے۔ کیونکہ انسانی فطرت بالطبع تقاضا کرتی ہے کہ وہ ایک حاکم اور **بادشاہ** کے ماتحت رہے یہانتک کہ اس آزادی اور آزاد منشی کے بھی زمانہ مین بھی جبکہ شخصی حکومتون پر جمہوری سلطنتون کو ترجیح دیجاتی ہے ان جمہوری سلطنت والون کو بھی اپنا ایک پریسیڈنٹ تجویز کرنا پڑا۔

نظام عالم مین بغیر اسکے چارہ ہی نہین۔ اسطرح پر روحانی نظام مین ضروری امر ہے کہ ایک ایسا فرد کامل ہو جسکی اطاعت اور فرمانبرداری کا جوا گردن پر رکہا جاوے۔ چونکہ یہہ ایک فطرتی تقاضا تہا اللہ تعالے نے ہمیشہ سے انبیاء و رسل کے ارسال کا سلسلہ جاری رکہا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو **خاتم الانبیاء** ٹہرا کر آپکی نبوت کو آئندہ کے لئے چشمۂ ہدایت قرار دیا۔ اور ہر صدی کے سر پر ایک مجدد بھیجنے کا وعدہ کیا جو اسلام کے پاک چشمہ کو اس خس و خاشاک سے پاک کرتا رہے جو امتداد زمانہ سے اسمین پڑ گئے ہون۔

پس اسوقت جبکہ ہر طرف سے یہ آوازین آرہی ہین کہ مذہبی ریفارمر کیضرورت ہے مین ان لوگون کو جو اس **ضرورت** کو محسوس کرتے ہین **خوشخبری** دیتا ہون کہ تمہارے درد کا درمان اللہ تعالے نے کیا ہے اور تمہارے امراض کے دور کرنے کے لئے **مسیحا نازل ہو چکا ہے۔ چاہو تو قبول کرو۔**

مبارکباد تقریب ختم قرآن
عزیزی عبد الحی سلمہ الرحمان

میرے مخدوم حضرت صاحبزادہ **بشیر الدین محمود احمد** سلمہ الاحد نے عبد الحی سلمہ الرحمٰن کے ختم قرآن کی تقریب پر مبارکباد کے چند شعر لکھے ہین نفس مضمون کی لطافت اور خوبی کیوجہ سے انہین چھپوا دیا ہے اللہ تعالے اس دعا کو جو ان اشعار مین کی گئی ہے قبول فرماوے۔ آمین۔ (ایڈیٹر الحکم)

پڑھ لیا قرآن عبد الحی نے
خوش بہت ہین آج سب چھوٹے بڑے
ایسی چھوٹی عمر مین ختم قرآن
کم نظیرین ایسی ملتی ہین یہان
مولویصاحب مبارک آپکو
اور عبد الحی کے اوستاد کو
جسنے محنت کی شب و روز اسکے ساتھ
اور پڑہایا اسکو قرآن ہاتھون ہاتھ
صد مبارک مہدی مسعود کو
کیون خوشی سب سے نہ بڑھ کر اسکو ہو
جسکی سچائی کا ہے یہ اک نشان
جانتا ہے بات یہ سارا جہان
اے خدا تو نے جو یہ لڑکا دیا
کر اسے سب خوبیان بھی اب عطا
یاالٰہی عمر طبعی اسکو دے
رکھ اسے محفوظ رنج و درد سے
ہو تو سرشار الفت دین مین مدام
رکھ اسے کونین مین تو شادکام
خوف سے تیرے رہے دل پُرحذر
پہنچے اسکو اہل دنیا سے نہ شر
مہربانی کی تو اسپہ رکھ نظر
کر عنایت اسپہ تو شام و سحر
دین و دنیا مین بڑا ہو مرتبہ
عمر و صحت بھی اسے کر تو عطا

۳۰ جون ۱۹۰۸ء

www.aaiil.org

ہماری خوشی کی تقریبیں اور انکے اظہار کی صورتیں

کچھ شک نہیں انسان بالطبع راحت پسند ہے - اور بقائے دوام کی خواہش بھی اسکی فطری خواہش ہے میں اسکی اس فطری خواہش کو بھی روح کی ابدیت کی ایک دلیل سمجھا کرتا ہوں - اس مضمون میں میں نہ تو راحت کی حقیقت اور نہ ابدیت روح پر بحث کرنا چاہتا ہوں بلکہ میری غرض صرف یہہ ہے کہ میں یہ دکھاؤں کہ ہم کن باتوں میں خوش ہوتے ہیں اور اس خوشی کے اظہار کی کیا صورتیں اختیار کرتے ہیں؟

خدا تعالےٰ کی مجید و حکیم کتاب نے ایک مقام پر انسانی فطرت کے تقاضوں کو یوں بیان فرمایا ہے

زین للناس حب الشھوات
من النساء والبنین والقناطیر
المقنطرۃ من الذھب والفضۃ
والخیل المسومۃ والانعام
والحرث ذالک متاع الحیوۃ الدنیا۔

یہہ آیت انسانی فطرت کی خواہشوں کا ہوبہو فوٹو ہے - لیکن اس کے ساتھہ ہی اللہ تعالےٰ نے عام انسانوں میں سے ایک ممتاز اور برگزیدہ طبقہ کی خواہشوں کو بھی اسکے ساتھہ ہی بیان فرما دیا ہے۔

قل ءَ اُنبئکم بخیر من ذالکم للذین
اتقوا عند ربھم جنّٰت تجری
من تحتھا الانھار خٰلدین فیھا
وازواج مطھرۃ ورضوان
من اللہ -

عام انسان اور متقی کے تقاضوں میں یہی فرق ہے کہ متقی کی آخری غرض و غایت رضاء الٰہی کا حصول ہے - اور عام لوگ رضاء الٰہی کو مقدم نہیں کرتے بلکہ ان کی غرض و غایت نری نمود اور نمائش ہوتی ہے یہی اصول خوشی کی تقریبوں پر بھی مدنظر رکھا جاتا ہے + ایک طرف ہمارے افلاس اور ناداری کا رونا رویا جا رہا ہے لیکن جب دوسری طرف کوئی شخص ہماری خوشی کی تقریبوں اور جلسوں میں شریک ہو تو وہ حیران ہو جائیگا کہ کس قسم کی فضولیاں اور لغویات ہو رہی ہیں - لیکن خدا تعالےٰ کے لاکھوں لاکھہ درود اور سلام ہوں اسکے برگزیدہ مہدی اور مسیح پر جسنے اگر ہمارے کندہوں سے اس قسم کے بیہودہ بوجہہ اتار دے + میں ناظرین کو قادیان میں ایک خوشی کی تقریب دکھانی چاہتا ہوں - جس سے انہیں معلوم ہوگا کہ ایک مومن کی خوشی کیا ہوتی ہے اور وہ اسکو کن رنگوں میں ظاہر کرنا چاہتا ہے -

حضرت حکیم الامتہ سلمہ اللہ تعالےٰ کے بچے عبدالحی سلمہ اللہ نے ۲۷ - جون ۱۹۰۵ء کو قرآن شریف ختم کیا - یہہ تقریب حضرت حکیم الامتہ کے لئے ایک خوشی کی تقریب ہے - حقیقت میں کیسی مبارک تقریب ہے ایک دنیادار اور دیندار باپ میں بھی فرق ہے - دنیادار باپ بھی اپنے بیٹے کی تقریبوں پر خوش ہوتا ہے لیکن اس کی تقریبیں کیا ہوتی ہیں - بچہ پیدا ہوا ہے پھر اسکا ختنہ ہوا - پھر منگنی ہوئی - پھر شادی ہوئی - ان تقریبوں پر جسقدر بے حیائی - اور اللہ اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کی خلاف ورزی کی جائے وہ تہوڑی ہے لیکن ایک متقی باپ کے لئے بچے کی خوشی کی سب سے پہلی تقریب قرآن شریف کے شروع اور ختم سے شروع ہوتی ہے - اسکی خواہش اولاد بھی محض اللہ تعالےٰ کے لئے ہوتی ہے - بہت کم لوگ ہونگے جنکو اس راز سے اطلاع ہوگی - حضرت حکیم الامتہ کے کئی بچے فوت ہو چکے تھے - اسپر مجہے ایک طبیب نے کہا کہ میں حکیم الامتہ کو ان کے علاج کی طرف متوجہ کراؤں -

میں حضرت حکیم الامتہ کی پاک زندگی پر غور کرنے کا کافی موقع نہیں پا سکا تہا میں اتنا ہی جانتا تہا کہ ایک جلیل القدر انسان ہے اولاد کی خواہش فطری خواہش ہے - یہہ رجوع کریگا - میں نے جب اس معاملہ کو پیش کیا تو جو جواب مجہے دیا اسنے میرے ایمان کو بہت بڑہا دیا - اصل جواب حکیم الامتہ کے اپنے ہاتہہ کا لکھا ہوا میرے پاس موجود ہے اسکا مفہوم اور مطلب یہ ہے کہ "مجہے محض اولاد کی کوئی بھی خواہش نہیں ہے کئی اولادیں ہوئیں اور مر گئیں - ہاں مجہے اولاد صالح کی بیشک خواہش اور ضرورت ہے اگر کسی کے پاس ایسی اولاد کا نسخہ ہو تو میں ہزارہا ہزار روپیہ دینے کو طیار ہوں لاؤ -"

یہہ جواب سنکر میں تو حیران ہو گیا + جس شخص کی اولاد کے لئے ایسی پاک خواہش ہو ہر شخص سمجہہ سکتا ہے کہ وہ اسکے لئے کیسی دعائیں کرتا ہوگا - بہرحال اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشان اور آیتہ کے طور پر عبدالحی پیدا ہوا اور چہہ سال چار ماہ کی عمر میں کہیلتے کودتے اس نے قرآن شریف ختم کر لیا -

حضرت حکیم الامتہ کو قرآن شریف سے جو محبت اور مناسبت ہے وہ ان کی آشنا دنیا سے چھپی ہوئی نہیں قرآن شریف آپ کی غذا ہے + بیماریوں کے حملے سے اٹہہ کر پہلا علاج آپ درس کے اجرا سے کیا کرتے ہیں جو گویا بیماری کی گئی ہوئی قوت کے اعادہ کے لئے یاقوتی ہے

پس حکیم الامتہ کی ایسی پیاری اور مرغوب کتاب کو انکا بچہ پڑہ لے تو ان کی خوشی کس حد تک پہونچ سکتی ہے یہ خوشی محض اسلئے نہیں کہ بچہ ہوشیار ہو گیا ہے یا تعلیم کیطرف توجہ کرنے لگا ہے بلکہ محض اسلئے کہ اسنے **خدا کی کتاب** پڑہی ہے - عبدالحی جب قرآن شریف ختم کرکے آیا تو اسے کیا فرمایا میں اپنے الفاظ میں درج کرتا ہوں

بیٹا! ہم تم سے دس باتیں چاہتے ہیں اتنی سے - آج تم نے کر لی ہیں قرآن شریف پڑہو - پہر اسکو یاد کرو - پہر اسکا ترجمہ پڑہو - پہر اسپر عمل کرو - پہر اسی عمل میں تمہیں موت آ جائے -

قرآن شریف پڑہاؤ - پہر یاد کراؤ - پہر ترجمہ سناؤ - پہر عمل کراؤ - پہر اسی حالت میں تم کو موت آجاوے -

یہہ دس نصیحتیں اور خواہشیں بتا سکتی ہیں کہ حکیم الامتہ اپنی اولاد کے لئے کیا چاہتا ہے اس میں نہیں ہے کہ تم فلاں عہدہ حاصل کرو - یا دنیا کے فلاں صیغہ میں ترقی کرو بلکہ

قرآن شریف پر عمل اسکی خدمت

ساری زندگی کی غرض بتائی گئی کیا مبارک ہے وہ باپ جس کی یہ خواہش ہو اور کیسا **مبارک** ہے وہ بچہ جسکے باپ کے ..... یہ ارادے ہوں - (اے اللہ ہمکو بھی ایسی ہی پاک خواہشیں عطا کر - آمین) اس نصیحت کو سنکر چہہ سالہ بچہ کیا کہتا ہے۔

ابا جی میں نے یہہ قرآن شریف تو پڑہ لیا ہے پہلے یہ تو کسی مسکین کو دیدو -

حکیم الامتہ کا دل ان کلمات کو سنکر اور بھی خوش ہوا

غرض

یہہ تقریب تہی خوشی کی اب اسکے اظہار کیلئے حکیم الامتہ نے کیا سوچا اور کیا کیا - اسکے اظہار کے لئے مختلف طریقے احباب نے پیش کئے کسی نے کہا کہ یسرنا القرآن قاعدہ کی طرز پر قرآن مجید چھپوایا جاوے - کسی نے کہا تفسیر لکہی جاوے - حکیم الامتہ نے فرمایا کہ جو حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماویں وہ مبارک ہوگا -

اس میں بتایا کہ آپنے کسطرح پر رضائے امام کو اپنی خواہشوں پر مقدم کر لیا اور کامل طور پر اس عہد کو نباہا ہے جو آپکے ہاتہہ پر کیا ہے (اے اللہ ہمیں بھی توفیق دے آمین) حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ چونکہ مولوی صاحب کی طبیعت کمزور ہے کوئی دماغی محنت کا کام مناسب نہیں ہے سردست مساکین کو کہانا کہلا دیں - اور احباب کی دعوت کردیں -

چنانچہ ۲۸ - اور ۲۹ - جون ۱۹۰۵ء کو ایسی دعوت دی گئی یہاں تک تو جو کچھہ ہوا سو ہوا - میں نے حضرت حکیم الامتہ کی خدمت میں عرض کی کہ میں چاہتا ہوں کہ اس تقریب پر مدرسہ تعلیم الاسلام میں ایک حافظ قرآن جو عمدہ پڑہنے والا ہو مقرر کیا جاوے جو قرآن شریف یاد کرائے - فرمایا میرا بھی دل چاہتا ہے اللہ تعالےٰ جو چاہیگا کرے گا -

چونکہ کالج کے بند کرنے کا آپ کو بہت بڑا صدمہ ہے اسلئے میری تحریک پر آپ نے نہایت انشراح صدر اور خوشی کے ساتہہ پسند فرمایا کہ **کالج فنڈ میں ایک سو روپیہ نقد عطا فرمائیں جو دیا گیا**

یہہ ایک فقرہ ہے جسپر میں قوم کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے گہروں میں بھی آئے دن خوشی کی تقریبیں ہوتی رہتی ہیں جنپر ہم صدہا روپیہ صرف کر دیتے ہیں لیکن نہیں سوچتے کہ اس روپیہ کے مصرف کیا اللہ تعالےٰ کی رضا اور اسکے دین کی نصرت اور تائید کے لئے ہیں؟ کیا وہ حضرت امام کے منشا اور حکم کے ماتحت ہیں -

میں اس تقریب خوشی کو ایک

اسوہ

قرار دینا چاہتا ہوں - شروع سے آخر تک غور کرو کہ کس امر کو خوشی قرار دیا گیا ہے **خدا تعالےٰ کی مجید کتاب کا بچے کا پڑہ لینا** ایک دیندار اور متقی باپ کی خوشی کا پہلا مرحلہ ہونا چاہیئے - اور پہر اس خوشی کے اظہار میں **رضاء امام** کو مقدم کر لینا اسکا دوسرا مقصد - اور پہر اپنی **قومی درسگاہ** کے قیام اور استحکام کو اس تقریب پر مدنظر رکھنا ضروری امر ہونا لازمی ہے یہہ درسگاہ وہ **قوم** طیار کرنی چاہتا ہے جسکی تم آرزو کرتے ہو اور جو حضرت حجتہ اللہ کی خواہش ہے یہ وہ قوم ہوگی انشاء اللہ العزیز جو اللہ تعالےٰ کی عظمت اور جلال کو ظاہر کرنے والی ہوگی پس اسکے استحکام کے لئے جسقدر بھی ہم کوشش کرینگے وہ ہمارے لئے ایک **صدقہ جاریہ** اور نیکی کا مستقل فعل ہوگا + خدا کرے کہ ہم سب کو یہ توفیق ہو کہ ہم ہر تقریب خوشی پر اپنی اس قومی درسگاہ کے **مستقل فنڈ** کے لئے ایک خاص رقم علیحدہ کریں + اور یہہ کچھہ بھی مشکل نہیں اگر بیہودہ اور محض فضول اخراجات کو جو بطور اسراف کئے جاتے ہیں بند کر دیں اور وہ ساری رقم یہاں داخل کر دیں -

ہمیں کئی لاکھہ روپیہ مستقل سرمایہ کے لئے مطلوب ہے جسمیں پہلی رقم حضرت حکیم الامتہ کی **ایک سو روپیہ** کی داخل ہوئی ہے میں یہہ تحریک عام کرتا ہوں کہ ہر خوشی کی تقریب پر ہر احمدی کا یہہ فرض ہونا چاہیئے کہ وہ ہر قسم کی فضول اور بیہودہ رسوم کو چہوڑ کر محض **رضاء الٰہی** کو ملحوظ خاطر رکہے اور اس قومی درسگاہ کے **مستقل فنڈ** کی تقویت کے لئے اپنا مال نثار کرے -

ہر جگہ کی احمدی جماعت کا فرض ہوگا کہ وہ اپنی تمام جماعت میں اس تحریک کو پیش کرکے اسپر عمل درآمد شروع کریں - اور حکیم الامتہ کے **اسوہ** کو ہمیشہ مدنظر رکہیں -

اللہ تعالےٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہماری خوشی کی تقریبیں محض اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے ہوں - آمین -

مسلمانوں کو اپنے مقاصد کیلئے ایک مرکز کی ضرورت

مرکز کو قدرت نے عجب برکت دی ہے اور یہ مثل قوت بخش ہے اسلئے جبکہ آلات جر ثقیل کی کامیابی مرکزی بنیاد پر ہی ہے ہر شے جو اپنے مرکز کے گرد گھومتی ہے متفرق نہیں ہوتی۔ کہیں سے کہیں پہونچ جائے مگر آخر مرکزی کشش اُسے اپنی طرف کھینچ لیتی ہے لیکن اگر یہ مرکزی کشش نہ ہو تو متفرق ہونیکے سوائے اور کوئی چارہ نہیں ایک شخص گوپیئے میں پتھر رکھکر یارسی کے سرے میں پتھر باندھکر اپنے پہونچے کو مرکز بناتا ہے اور گوپیئے یا رسی کو چکر دیتا ہے یہ مرکزی حرکت اس پتھر کو ایسی سرعت السیر عطا کرتی ہے اور ایسی طاقت بخشتی ہے کہ جو کام اب بندوقوں یا توپوں سے لیا جاتا ہے کسی زمانہ میں وہی کام اسی قسم کے آلات سے لیا جاتا تھا۔ مرکزی کشش کے احاطہ سے باہر نکلنے کے بعد ایسا پتھر کسی مخالف چیز سے ٹکراتا ہے اور اس صدمہ سے پاش پاش ہو جاتا ہے۔ مگر جبتک وہ مرکزی حیات میں رہتا ہے اپنا زور تو دکھلاتا ہے مگر نقصان اٹھانے سے بچا رہتا ہے۔

دیکھو کرۂ ارض جس پر ہم بستے ہیں اپنے محور پر گھومنے سے کیسے کیسے مفید نتائج دنیا کے لئے پیدا کرتا ہے۔ اگر یہ مرکزی حرکت نہ ہو نہ رات کا ٹھکانا رہے اور نہ دن کا پتہ چلے۔ سارا نظام عالم برہم ہو جائے۔ ہزاروں قسم کی خرابیاں پیدا ہو جائیں۔ اگر زمین بحیثیت مجموعی اپنی مرکزی حرکت کی پابندی نہ کرے اور اسکے مختلف حصے مختلف اوقات میں علیحدہ علیحدہ حرکتیں کیا کریں تو کیسے خوفناک نتائج پیدا ہونگے۔ جب زمین کا چھوٹا سا حصہ اندرونی بخارات کے زور سے کانپنے لگتا ہے ہم اُسے زلزلہ کہتے ہیں اور اُس سے کیسے ڈرتے ہیں ابھی چند روز ہوئے ضلع کانگڑہ کے زلزلے نے ساری دنیا کو پریشان اور اندوہگین کر دیا۔ اور میلوں کی آبادی کو خاک میں ملا دیا اگر ایسی بے قاعدہ حرکتیں روز ہوا کریں تو کیا ممکن ہے کہ زمین آباد رہ سکے؟ یہ تو قدرت نے مرکزی حرکت کو ہی برکت دی ہے کہ وہ بڑی مفید ثابت ہوئی ہے ایسے ہی مرکزی کشش مجتمع چیزوں کو ٹھکانے پر رکھتی ہے۔ اگر ذرا دیر کو یہ مرکزی کشش اٹھ جائے تو تمام چیزیں تتر بتر ہو جائیں اور تمدن کا پتہ بھی نہ رہے۔ یہ تو مرکزی کشش ہی

ایسی متبرک ہے کہ ربع مسکون کا انتظام قائم ہے یہی حال اور سیاروں کا بھی ہے۔ اپنے اپنے مرکز کے گرد گھومتے ہیں۔ اور اپنا فرض جو قدرت نے انکے ذمہ لگایا ہے ادا کرتے ہیں اور انسان کو مفید نتیجہ بخشتے ہیں۔

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند
تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

عالم سماوی کو چھوڑو۔ اور متمدن ملکوں کو دیکھو۔ وہاں کے باشندوں نے اپنے ملک کو مرکز بنایا ہے اور اسی کے گرد گھومتے ہیں۔ اور اور متفرق شدہ لوگوں کو مطیع کر کے اپنے مرکز کے دائرہ کو بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔ گو وہ اس مرکز سے کتنے ہی دور ہوں وہ مرکزی کشش انہیں ہمیشہ اپنی طرف کھینچتی ہے اور انکو علیحدہ ہو کر دمدار ستارہ کیطرح مہیب نہیں بننے دیتی۔ دمدار ستارہ سے ہمیشہ اندیشہ تصادم لگا رہتا ہے۔ ایسے ہی آدمی بھی جبتک اپنے لئے مرکز نہ بنالے کوئی نمایاں یا مفید کام نہیں کر سکتا بلکہ اپنی خود رائی اور نفس پرستی سے اپنی آزادی کو اور دنیا کا ہاتھ بچھڑا لیتا ہے۔ اور اپنی کو اپنا مالک بنا لیتا ہے۔ اسکی قوم معدوم ہو جاتی ہے اور دنیا کی نظر میں اسکی کچھ وقعت نہیں رہتی۔ تاریخ سے شہادت لو۔ جب آریہ قوموں نے ایک مرکز اپنے لئے چنا تھا دنیا بھر کو اپنے دائرہ دولت میں سمیٹ لیا تھا۔ پھر ایرانی۔ یونانی اور رومن قوموں نے اپنے اپنے مرکز کی حمایت سے اقطار عالم کو احاطہ کر لیا اور اپنی نیکنامی کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بجا دیا تھا۔ آخر عرب کی بھی نوبت آئی اور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مبعوث ہو کر لوگوں کو وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا کی تلقین کی تو دیکھو کہ عرب کا کایا پلٹ گیا اور ان بادیہ نشین وحشی لوگوں نے تمام روئے زمین کو روند ڈالا اور روحانی برکتوں سے دنیا کو مالا مال کر دیا لیکن جس وقت سے مسلمانوں نے حبل اللہ کے مرکز کو چھوڑ دیا متفرق ہو گئے۔ اور اور قوموں کے غلام بن گئے ہندوستان ہی کی تاریخ ملاحظہ کرو جسکی سلطنت کا مرکز دہلی تھا اور اسکیطرف سب کی گردنیں جھکتی تھیں۔ آخر جب ناعاقبت اندیشوں نے مرکز سے انحراف کیا اور مرکزی کشش جاتی رہی۔ اٹک سے پورب پچھم ہر طرف وہ اپنا مرکز بنا بیٹھے اور آخرالامر مرکز در ہوگئے اور ہم اجنبیوں کی اطاعت کا قلادہ گلے کا ہار ہوا۔ اور نتیجہ وہ ہوا جو آج ہم دیکھتے ہیں۔ اور ایسی تنہا خوری کی عادتیں جبلت میں داخل ہو گئیں اور ایسی نفسانیت غالب ہوئی جس نے ہماری تمام اخلاقی خوبیوں کو محو کر ڈالا۔ اور تمام روحانی برکتیں سلب کر لیں اب ہم جو کام کرتے ہیں خود غرضی سے خالی نہیں ہوتا۔ جبتک اسکو جانتے ہی نہیں۔ قومی شرکت مد نظر نہیں کوئی

ناموری چاہتا ہے۔ اور ناموری بھی کیسی؟ جھوٹی اور فانی۔ کوئی اپنے مخالفوں یا حریفوں کو زک دینے کیلئے ریاکاری سے ہمدردی قومی کا دم بھرتا ہے۔ جسکا آخری انجام سوائے پشیمانی اور دست تغابن برزانو زدن کے اور کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اب کوئی ہمارا مرکز ہے اور نہ کوئی مرکزی کشش ہمیں کھینچتی ہے۔ نہ ہم میں قدم اٹھانیکی طاقت ہے ہر کوئی نفسی نفسی کہتا ہوا غیروں کے دائرہ میں پابزنجیر ہو کر دست بدست دگر کا مصداق ہے۔ کاش اب سب مسلمان اپنے لئے تحصیل علوم کو مرکز بنائیں اور رفتہ رفتہ اس مرکزی کشش میں دوڑ دھوپ کیا کریں۔ کیونکہ

الْعِلْمُ يُحْيِي قُلُوبَ الْمَيِّتِينَ كَمَا
تَحْيَى الْبِلَادُ إِذَا مَا مَسَّهَا الْمَطَرُ

وَالْعِلْمُ يَجْلِي الْعَمَى عَنْ قَلْبِ صَاحِبِهِ
كَمَا يُجَلِّي سَوَادَ الظُّلْمَةِ الْقَمَرُ

علم مردہ دلوں کو ایسا زندہ کر دیتا ہے جیسے بارش خشک زمین کو سرسبز کر دیتی ہے اور علم ہی عالم کے دل سے تیرگی کو محو کر دیتا ہے جیسے چاند رات کی اندھیری کو۔ اسلئے جب ہم علم کو اپنا مرکز بنائینگے دنیا کی کوئی ایسی نعمت نہ ہوگی جو خود بخود ہمارے پاس نہ آجائے۔ جیسے اہل جنت کے پاس میوہ جات آ پہونچتے ہیں ویسے ہی تمام کامیابیاں ہمارے اشارہ کی دست نگر رہینگی۔ پس لازم ہے کہ ہر شخص بشدیدیہ بحبل العلم معتصماً۔ اور علم ہی کو اپنا مرکز بنائے اور صدق دل سے اس مرکز کی کشش سے کھنچتا رہے۔

لیکن تعلیم کا مسئلہ نہایت ہی اہم مسئلہ ہے اگر ساری قوم بحیثیت مجموعی توجہ کرے اس کا حل کرنا دشوار نہیں رہیگا۔ مگر جو طریقہ اب ہمارے بزرگوں نے اختیار کر رکھا ہے وہ کسیطرح مفید نتیجہ اور نہ قومی قوت کو ضائع کرنے کے سوائے کسی اور مصرف کا ہو سکتا ہے۔ جابجا گندیا مدرسے بنتے ہیں اور آناً فاناً میں ٹوٹ جاتے ہیں یا نالائق معلموں کی تختہ مشق بنکر بہت سے ہونہار بچے اپنا وقت عزیز کھوتے ہیں جو دنیا میں سرسبز نہیں ہو سکتے۔ اور قوم کو نیک نام نہیں کر سکتے۔

مرکز ہی نہ ہونیکا یہ نتیجہ ہے کہ بیسیوں برس کی کوشش پر بھی آجتک یہ چھ کروڑ سے زائد مسلمانوں کی آبادی ایک اچھا کامل مدرسہ بھی نہ بنا سکی۔ ہم نے تخمینہ کیا ہے کہ اگر ہندوستان کا ہر مسلمان ایک پیسہ بھی قومی بیت المال میں جمع کرے تو یکمشت دس لاکھ روپیہ جمع ہو سکتا ہے "و قس علیٰ ہذا"۔ اگر یہ رقم ماہوار وصول ہو تو ہر مہینہ ایک یونیورسٹی تیار ہو جائے۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ صرف قومی طاقت کا ایک مرکز پر جمع ہونا ہے۔

یہ کتنا غلط ہے کہ ہندوستان میں مخیر لوگ کم ہیں نہیں مخیر بہت ہیں لیکن خیرات کی تقسیم کے ذرائع بیشمار ہیں اور وہ کبھی ایک مرکز پر جمع ہو کر اپنی مجموعی طاقت نہیں دکھلاتے مردم شماری کے حساب سے تخمینہ لگایا گیا ہے کہ ہندوستان میں ڈیڑھ کروڑ روپیہ ماہوار مفت خوروں میں بٹ جاتا ہے یہ ایک بہت بڑی رقم ہے لیکن ذرا غور کرو کہ کسی کروڑ کی آبادی کو

مقابلہ میں ڈیڑھ کروڑ روپیہ کی کیا وقعت ہے فی شخص ایک آنہ ماہوار بھی تو نہیں پڑتا۔

یہی مرکز کی کنجی ہے جو یورپ اور امریکہ کی قومی یا مذہبی منڈیوں کا دروازہ کھولتی ہے۔ ہمارے ہندوستانی بھائی یہی خیال کیا کرتے ہیں کہ یہ مدارس سرکاری امداد سے چلتے ہیں۔ "مگر ہر کس بقدر ہمت او ست"۔ چونکہ یہ خود مرکز بنانے اور اپنی منتشرہ قوت کو جمع کرنے کی قابلیت نہیں رکھتے سلطنت ہی کو صاحب دولت سمجھتے ہیں اور اسکی سطوت اور صولت سے ڈرتے ہیں۔ خیرات بھی اگر دیتے ہیں تو گورے چہرے کی ہیبت سمجھکر نہ کہ خاص خدا کے لئے۔

یاد رہے کہ مدرسوں، شفاخانوں اور یتیم خانوں کو دیکھو کیسے عمدہ انتظام سے جاری ہیں۔ یہ سب اسی خیراتی مد پر چلتے ہیں جو بغیر کسی کے مانگے خود بخود وقتاً فوقتاً بیت المال کو پہنچ جاتی ہے اور اس مرکز سے پھر دنیا میں کروفر کے ساتھ نمودار ہوتی ہے اور شاہی خزانہ کو اپنی نمایانی کے ساتھ شرماتی ہے۔ مسلمانوں کو تو ضرور خجل ہونا چاہئے کہ وہ خدا کا مقرر کیا ہوا قانون بھول گئے۔ زکوٰۃ کی یہی پیاری صورت تو تھی۔ لیکن اب ہمارے کرتوتوں سے تو وہ ایسی مسخ ہو گئی ہے کہ پہچانی نہیں پڑتی۔ کاش! مسلمان پھر سیدھے ہو جائیں اور اپنی متفرق قوت کو جمع کر ڈالیں۔ اور ناتھ پیر ملانیکے قابل ہوں۔ اب تو ہماری مثال ایک مردہ دھڑکی سی ہے کہ جسمیں سے دم نکل گیا ہو۔ صرف کہیں کہیں سسک رہی ہو۔ کوئی انگلی ہلتی ہو۔ کوئی پسلی پھڑک رہی ہو۔ کوئی ناخن دمکتا ہو۔ کوئی آنکھ حسرت بھری نگاہ ڈالتی ہو۔ لیکن اگر کوئی حکیم اس متفرق روح کو ایک دل و دماغ میں جمع کر دے تو گویا وہ لوتھڑا پھر زندہ ہو جائیگا۔

دو دل یک شود بشکند کوہ را
پراگندگی آرد انبوہ را

شاعر نے تو صرف دو دلوں کے جمع ہونے پر ایسی امید لگائی ہے اگر ہم چھ کروڑ مسلمان ایک مرکز پر جمع ہو جائیں تو قلب کے استحکام کی کیا کیفیت ہوگی۔ اور قلب ہی پر مقدمہ و میمنہ و میسرہ اور ساقہ کو ناز ہوتا ہے اور اسی مرکز کی طرف سب رجوع کرتے ہیں۔

کیا اچھا ہو کہ مسلمان اپنے قومی کاموں کیلئے ایک مرکز بنائیں اور اپنی تمام متفرق قوتوں کو جمع کر دیا کریں اور پھر مدبر مرکز اور انکے مشیروں کی رائے کے موافق کاروبار جاری ہوں جیسے ابتدائے اسلام میں جاری تھے اور جنکی مثالیں اب صرف عیسائیوں کی ملل متمدنہ میں پائی جاتی ہیں۔ اسلامی دنیا میں آج انکا کہیں سراغ نہیں ملتا۔ جو آنکھیں کھولتے ہیں سوائے حسرت اور یاس کے اور کچھ نہیں دیکھتے کہیں بشاشت یا وجاہت کے آثار نہیں پائے جاتے سب یہی دعائیں مانگتے ہیں کہ کاش اسلام کی اصلی برکتیں پھر عود کر آئیں۔ چنانچہ ہمارے ایک مصری بھائی نے اپنے رسالہ "الاسلام فی عصر العلم" میں نہایت عالمانہ طور پر اس مسئلہ پر بحث کی ہے جسکا ایک حصہ کا ترجمہ ہم ذیل

غیر معمولی پرچہ الحکم مورخہ ۲۷ جون ۱۹۰۵ء

بہ تقریب مبارکباد ختم قرآن عزیزی عبد الحی سلمہٗ حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ

ختم قرآن عزیزی عبد الحی سلمہ الرحمٰن

لا یمسہٗ الا المطہرون

ہے آج ختم قرآن نکلے ہیں دل کے ارمان | تو نے دکھایا یہ دن میں تیرے منہ کے قربان
اے میرے رب محسن کیونکر ہو شکر احسان | یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

آمین

الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین .... والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین

(امابعد)

(۱) میں نہایت خوشی اور مسرت سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش کرتا ہوا عزیز عبد الحی کے ختم قرآن کی تقریب پر حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور مبارکباد عرض کرتا ہوں اور اسکے بعد حضرت حکیم الامۃ اور جمیع بزرگان ملت اور احمدی قوم کو اس تقریب سعید پر مبارکباد کہتا ہوں۔

(۲) کسی بچہ کا ختم قرآن تو ایک معمولی بات ہے ہزاروں ہزار بچے ہر روز دنیا کے مختلف مقامات پر قرآن شریف ختم کرتے ہونگے۔ لیکن عبد الحی کا ختم قرآن میرے نزدیک ایک غیر معمولی امر ہے یہی وجہ ہے جو اس تقریب میں غیر معمولی پرچہ شائع کرتا ہوں عبد الحی کا وجود اسکی پیدائش چونکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پیشوا اور امام حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت اور در اصل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی قرآن کریم کی زندگی اور بالآخر اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اسکے حی و قیوم ہونیکے لئے ایک آیت ہے اسلئے میں نے اپنے احباب کے ازدیاد ایمان اور مخالفوں پر اتمام حجت کیلئے اس آیۃ اللہ کی تلاوت کے کی تقریب پا کر یہ پرچہ شائع کیا ہے۔ حضرت حکیم الامۃ کے یوں تو کئی بچے فوت ہو چکے تھے (اللھم اجعلھم لنا فرطا) لیکن محمد احمد کے فوت ہونے پر ایک ہندو زادہ نو مسلم نے اسکی وفات کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تکذیب کی دلیل ٹھیرایا کر وہ عیسائیوں کے مباحثہ امرتسر کے بعد آتھم کی پیشگوئی کی میعاد کے اندر فوت ہو گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسکے اعتراض پر عبد الحی کی پیدائش کا ایک نشان دیا جو میں بجنسہٖ درج کرتا ہوں یہ تحریر ازالہ اسلام نام رسالہ میں ۱۸۹۴ء کی آخری سہ ماہی میں شائع ہوئی جو صفحہ ۲۶ پر یوں درج ہے۔

اس تحریر کے لکھنے کے بعد مجھ پر نیند غالب ہو گئی اور میں سو گیا اور خواب میں دیکھا کہ اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب ایک جگہ بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کی گود میں ایک بچہ کھیلتا ہے جو ان ہی کا ہے اور وہ بچہ خوشرنگ خوبصورت ہے اور آنکھیں بڑی بڑی ہیں مولوی صاحب سے کہا ہے کہ خدا نے بعوض محمد احمد آپکو وہ لڑکا دیا کہ رنگ میں شکل میں طاقت میں اس سے بدرجہا بہتر ہے اور میں دل میں کہتا ہوں کہ یہ تو اور بیوی کا لڑکا معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلا لڑکا تو ضعیف الخلقت بیمار سا اور نیم جان سا تھا اور یہ تو قوی ہیکل اور خوشرنگ ہے اور پھر میرے دل میں یہ عادت گذری جیکا زبان سے سنانا یاد نہیں اور وہ یہ ہے ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا الم تعلم ان اللہ علیٰ کل شیء قدیر اور میں جانتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ نے کیطرف سے اس عدو الدین کا جواب ہے کیونکہ اس نے عیسائیوں کا حامی ہو کر اسلام پر حملہ کیا اور وہ بھی بیجا اور بے ایمانی سے بھرا ہوا حملہ۔ اور ایک جزو اس خواب کی رہ گئی میں نے دیکھا کہ اس بچہ کے بدن پر کچھ پھنسیاں یا تولوں کی مشابہ بخارات نکل رہے ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ اس کا علاج جلدی اور ایک اور چیز ہے واللہ اعلم۔

اسکے بعد تقریباً ۵ سال کا عرصہ اس پیشگوئی پر گذر گیا۔ اور یہ اسلئے ہوا کہ تا کسی دن معترض کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ محض قیافہ سے ایسا لکھ دیا چنانچہ ۱۵ فروری ۱۸۹۹ء جمعرات کی رات کو اسکے ... عبد الحی پیدا ہوا اور پیشگوئی پوری ہوئی والحمد للہ علیٰ ذالک یہ بچہ مندرجہ بالا پیشگوئی کے موافق شکل و شباہت میں ہے اور پھوڑوں کے نشان بخارات بھی نکلے۔ پس چونکہ یہ ایک آیۃ اللہ ہے اسلئے اس بچہ کی ہر خوشی کی تقریب (خدا کرے بہت ہی قریب میں دیکھیں) اس نشان کا اظہار اور تلاوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صداقت کا اعلان ہے + اسی مقصد کو مدنظر رکھکر میں یہ غیر معمولی پرچہ شائع کرتا ہوں اور ہر قوم کی طرف سے حضرت مسیح موعود اور حضرت حکیم الامۃ کو مبارکباد دیتا ہوں اور اس غیر معمولی پرچہ کو حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد سلمہ الاحد کی آمین کے چند آخری اشعار پر ختم کرتا ہوں ؎

قرآن کتاب رحمان سکھلائے راہ عرفان + جو اسکے پڑھنے والے ان پر خدا کے فیضان
ان پر خدا کی رحمت جو اس پہ لائے ایمان + یہ روز ہے مبارک سبحان من یرانی
+ ہے چشمۂ ہدایت جسکو ہو یہ عنایت + یہ ہیں خدا کی باتیں ان سے ملی ولایت + یہ نور دل کو بخشے دل میں کرے سرایت + یہ روز ہے مبارک سبحان من یرانی
قرآن کو یاد رکھنا پاک اعتقاد رکھنا + فکر معاد رکھنا پاس اپنے زاد رکھنا —— + —— اکسیر ہے پیارے صدق و سداد رکھنا + یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

خادم قوم خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دار الامان ۲۷ جون ۱۹۰۵ء

www.aaiil.org

تعلیم الاسلام کالج کے متعلق

آنہ فنڈ کیلئے وانیٹروں کی ضرورت

قومی کام قومی حمایت اور حمیت اور قوم کی متفقہ کوشش سے سرانجام پاتے ہیں۔ جب تک مجموعی طاقت کام نہ کرے اسوقت تک کامیابی کی راہ میں روک اور مشکلات کی چٹانوں کا آنا ضروری ہے لیکن یہہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ سلسلہ نبوت میں آخرالامر یہہ چٹانیں دور ہو کر رہتی ہیں۔ مجھے کچھہ ضرورت نہیں ہے کہ میں تعلیم الاسلام کالج کی حمایت کے لئے احباب میں تحریک اور جوش پیدا کرنے کے لئے آجکل کے عرفی الفاظ میں توجہ دلاؤں۔ اگر آپ تعلیم الاسلام کالج کے ساتھہ محبت اور پیار رکھتے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس کو عزیز رکھتے ہیں تو پھر اسکے استحکام اور قیام کے لئے کام کرو۔ یہہ بالکل سچی بات ہے کہ احمدی قوم پر چندوں کا بہت کچھہ بوجھہ ہے تاہم میں یقیناً جانتا ہوں کہ اگر مستعد اور باہمت اصحاب اب بھی اس سے چندہ لینے والے ہوں تو یہ قوم خود بھوکی رہ کر بھی قومی ضروریات کو مقدم کرنے والی ہے۔ آنہ فنڈ والی تحریک اور تجویز پر عام طور سے اظہار مسرت کیا جاتا ہے اور اگر اس تحریک کو عام کرنے والے زیادہ دلچسپی لیں تو کوئی بڑی بات نہیں ہے میرے نزدیک آنہ فنڈ کے واسطے کچھہ لوگ اپنی زندگی کے قیمتی اوقات کو وقف کریں اور احباب میں اس تحریک کی دلچسپی پیدا کرکے انسے روپیہ وصول کریں ایسے لوگ کالج کے نئے وانیٹر کہلائیں گے۔ انکا فرض ہوگا کہ ماہ بماہ روپیہ وصول کرکے بھیجدیا کریں + اور کوشش کی جاوے کہ ایک معقول عرصہ کے لئے چندہ یکمشت بھیجا جاوے + جو احباب اس طریق پر وانیٹر ہونا چاہیں وہ اطلاع دیں۔

کالج کے لئے مستقل فنڈ

کالج کے مستقل فنڈ میں خوشی کی تقریبوں پر مندرجہ ذیل رقوم لکھی گئی ہیں۔

حضرت حکیم الامتہ عبد الحی کے ختم قرآن کی تقریب یکصد روپیہ
میاں رحمت اللہ سبزی فروش بنگلا اپنی شادی کی تقریب عسہ

آنہ فنڈ کی وصولی

الحکم کی گذشتہ اشاعت کے بعد آنہ فنڈ میں مندرجہ ذیل رقوم وصول ہوئی ہیں۔

منشی محمد عمر صاحب جموں
مہر محمد رشید صاحب مہر عمارت خانیار
میاں حسین بخش صاحب نمبردار پنڈی گھیب عہ
میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی عصہ
میاں عبد المنان صاحب کاٹھگڑھ عصہ

منشی عبد العزیز صاحب پٹواری سیکھوان
میاں جمال الدین صاحب سیکھوان
میاں امام الدین صاحب سیکھوان
} ان احباب کی رقوم چندہ کی تصریح اگلی اشاعت میں ہوگی۔

منشی میر اکبر صاحب اپیل نویس مردان عصہ

منشی میر اکبر صاحب اپنے خط میں بہت جلد دو سال کا چندہ ادا کرنیکا وعدہ فرماتے ہیں۔ اگر ہر ایک احمدی اس فرض کو سمجھکر جلد ادا کردے تو ایک دن میں کالج طیار ہو سکتا ہے۔

جناب چودہری عبد اللہ خان صاحب نمبردار بہلول پور نے مجھے زبانی فرمایا۔ کہ تین لاکھہ کی جماعت میں سے اگر ایک تہائی بھی سات سات روپیہ داخل کردیں تو ۷ لاکھہ جمع ہو سکتا ہے اور خود سات روپیہ بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ تجویز بے شک معقول ہے لیکن ضرورت ہے عملی حصہ کی۔

بقیہ دار الامان کا ہفتہ

(ہلہ ۳۰۔ جون کو بعد نماز عصر میاں رحمت اللہ صاحب سبزی فروش بنگہ کا نکاح جناب خواجہ کرمداد صاحب ساکن جموں کی صاحبزادی زیور بیگم سے ہوا۔

اس تعلق اور رشتہ کے متعلق میں پہلے ہی لکھہ چکا ہوں خواجہ صاحب نے ایک عمدہ نظیر مروت اور ایثار کی قائم کی ہے انہوں نے محض خدا تعالےٰ کی رضا کے خیال سے اور قوم میں ایک عمدہ نظیر پیدا کرنے کے لئے ذات پات کے سوال کو چھوڑ کر یہہ رشتہ کیا ہے۔ خواجہ صاحب نے بذریعہ خط حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کو وکیل قرار کردیا تہا چنانچہ مولوی صاحب کی دلالت میں یہہ نکاح ہوا۔ یعنے لڑکی اور خواجہ صاحب کی طرف سے وہ وکیل تھے میاں رحمت اللہ صاحب خود حاضر تھے۔ اڑہائی سو روپیہ مہر پر نکاح کیا گیا حضرت حکیم الامتہ نے خطبہ نکاح پڑہا۔ اور مناسب موقع بیش قیمت وعظ کہا۔ اور فرمایا خواجہ صاحب ہمارے دوست ہیں انکے بہائی صاحب جو ایک لائق آدمی ہیں وہ بھی ہمارے دوست ہیں +

بہر حال یہ مبارک تقریب بھی اسی دن عمل میں آئی جبکہ ایک خاص جوش دعاؤں کے لئے احباب میں تہا اللہ تعالےٰ اسکو بابرکت کرے اور قوم کے ایک مفید نظیر ہو۔ میاں رحمت اللہ صاحب نے اس تقریب پر عصہ کالج کے مستقل فنڈ میں چندہ دیا۔ میں خواجہ کرمداد صاحب کو انکی اخلاقی جرأت پر مبارکباد دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ وہ بھی قومی کالج کو یاد رکھیں گے۔ لڑکی کی رخصت خواجہ صاحب کی واپسی کشمیر پر ہوگی۔

۶۔ منشی محمد عمر صاحب واپس تشریف لے گئے سٹروعہ۔ کریام کی جماعتیں بھی واپس گئیں۔ ضلع گجرات۔ شکار ضلع گورداسپور اور ضلع کانگڑہ سے بعض احباب شرف نیاز کے لئے حاضر ہوئے۔

اطلاع

احمدیوں کے اندراج اسماء کے لئے جو فرد بھیجی گئی ہیں اس میں بعض احباب نے بڑی بھاری فرو گذاشت کی ہے کہ صرف اپنا نام درج کرکے بھیجدیا ہے حالانکہ انکے گاؤں میں اور بھی احمدی ہیں۔ ان کے اسماء بھی درج ہونے ضروری تھے۔ یہاں تک ہی فرو گذاشت نہیں کی بلکہ اپنے گھر کے تمام آدمیوں کے نام بھی درج نہیں کئے حالانکہ وہ احمدی تھے۔ یعنے بیوی بچے وغیرہ

پس ان فردوں کو مکمل کرکے بھیجنا چاہیئے۔ اور ان کی تکمیل میں سستی سے کام نہ لیا جاوے۔ یہ ایک قومی اور ضروری کام ہے جہانتک ممکن ہے کسی احمدی کا نام درج ہونے سے رہ نہ جاوے۔

ریمارک

قواعد انجمن احمدیہ سیالکوٹ۔ سیالکوٹ کے شہر کو وہ فخر حاصل ہے جو قادیان کے سوا کسی دوسری جگہ کو حاصل نہیں ہے خدا کے جری اور برگزیدہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی سیالکوٹ کی سرزمین کو قادیان ہی کے برابر عزیز سمجھا ہے۔ اور یہاں کی انجمن احمدیہ کو بھی میری رائے میں وہ عزت اور فخر حاصل ہے جو دوسری جگہ کی کسی انجمن اور جماعت کو نہیں۔ لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا۔

سیالکوٹ کی جماعت اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے ایک سرگرم اور اہل قلم جماعت ہے سب سے اول سیالکوٹ ہی سے حضرت مسیح موعود کے دعاوی کی تصدیق میں رسائل شائع ہوئے۔ حال میں وہاں کی احمدی جماعت نے اپنے قواعد مشتہر کئے ہیں جنکی ایک کاپی دفتر الحکم میں بھی ارسال کی ہے + ان قواعد کو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی منظوری کے بعد شائع کیا گیا ہے۔ میری رائے میں یہ قواعد ایسے ہیں کہ ہر جگہ کی جماعت کو اپنے لئے انہیں قواعد کو دستور العمل قرار دینا چاہیئے۔

اور اگر احمدی جماعتیں خواہش کریں گی تو کارخانہ الحکم یہہ قواعد ارزاں قیمت پر ان کے لئے مہیا کردیگا۔

حیرت کی حیرانی — مرزا حیرت دہلوی نے اپنے اخبار میں سلسلہ عالیہ احمدیہ پر کچھہ بے سروپا اعتراض کئے تھے۔ انکا جواب نہایت قابلیت اور معقولیت کے ساتھہ میرے عزیز بہائی منشی عبد العزیز صاحب دہلوی نے اب ایک رسالہ کی صورت میں شائع کیا ہے جسکا پہلا حصہ شائع ہوا ہے اور جس کی قیمت ۵ ہے یہ رسالہ اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود نے بھی بہت پسند فرمایا ہے۔ اور بزرگان ملت نے بھی اسے لاجواب مانا ہے۔ اسکی کثرت اشاعت کے لئے احباب سعی کریں رسالہ کی قدر و قیمت کے لئے میں اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ اسکے جواب دینے پر مرزا حیرت کو پانچسو روپیہ انعام دینے کا وعدہ ہے۔ کسیقدر تفصیل سے پھر لکھوں گا۔

طبع اشتہارات کا فیصلہ

الحکم میں جو سلسلہ اشتہارات کا شروع کیا گیا تھا ان کے متعلق یہی فیصلہ ہوا کہ وہ الگ کتاب کی صورت میں شائع ہوں۔

متفرقات

قرآن کریم کی ایک علمی فتح مصر کے الاخلاص نامی اخبار کے ذریعہ معلوم ہوا کہ مسٹر ہول نے آثار قدیمہ کی تفتیش کرتے ہوئے دیر البحری میں روٹی کا ایک ٹکڑا پایا ہے جو چار ہزار چار سو سال کا ہے اسکو انہوں نے لنڈن میں بھیجا لوگ دیکھکر سخت متحیر ہوئے کیونکہ ٹکڑا ابھی تک بالکل نہیں بگڑا ہے اور بجنسہ اپنی حالت اصلی پر موجود ہے۔ اس خبر کو پڑھ کر قرآن کریم کی علمی فتح کا انکشاف ہوتا ہے۔ جو لم یتسنہ کے اندر مخفی تہی۔

انسانی رفاقت عیش کے سامان کی ترقی اور شہروں کی رہایش سے حضرت انسان نے نہ صرف اپنی عمر اور جسمانی طاقت کم کرلی ہے بلکہ جن حیوانات کو اس سے واسطہ پڑا ہے ان کی جسمانی حالت تندرستی اور طویل العمری کو بھی نقصان پہونچایا ہے چنانچہ ہر جنگلی جانور اہلی جانوروں کی نسبت زیادہ تندرست رہتا ہے۔ (آری نیوز)

خبروں کا گلدستہ

کلو - یہان حال مین سخت طوفان رعد و باران آیا - اور خفیف زلزلہ بہی محسوس ہوا -

گذشتہ سہ شنبہ کی شام کو شملہ پر نہایت سخت زلزلہ کا جہٹکا محسوس ہوا -

شدت گرما - بالائی ہند مین گرمی کی سخت شکایت ہے گذشتہ یکشنبہ کو الہ آباد - کانپور - مین پوری - بنارس گیا - ہزاری باغ مین آلہ مقیاس الحرارت کا پارہ معمول سے بقدر ۱۵ و ۲۰ درجے کے چڑہ رہا -

گذشتہ سال شاہی رصدگاہ اڈنبرا مین پچاس زلزلے آلہ زلزلہ کے ذریعہ سے معلوم کئے گئے -

دریائے گلگت مین طغیانی آنیسے سخت نقصان ہوا اس طغیانی کی وجہ یہہ ہے کہ پہاڑ سے برف پگہل کر بکثرت آئی - پل ٹوٹ گیا - اور جنگل کا کچہہ حصّہ بہی غرق ہوا -

اٹالین پروفیسر ماجو رانا کا بیان ہے کہ ایک فرانسیسی ... کے ذریعہ سے ٹیلیفون طیار کیا ہے جسکا تجربہ پیرس مین ... روان کے مابین کامیابی کا ساتہہ ہوا -

یورپ بہر مین رومانیا جاہل ترین ملک ہے گذشتہ مردم شماری کے مطابق ۶۰ لاکہہ کی آبادی مین تقریباً ۴۵ لاکہہ ان پڑہہ اور ۱۰ لاکہہ سے کچہہ زیادہ خفیف تعلیم یافتہ ہین -

شاہ ایران وائنا سے ہامبرگ کو روانہ ہوئے وائنا مین قیصر جرمن نے ان کا استقبال کیا -

کراچی مین پانی کی سخت قلت ہے -

سمالی لینڈ کے ملا شیخ محمد بن عبداللہ نے بربرہ مین ایک ڈیپوٹیشن اس غرض سے بہیجا ہے کہ باہمی صلح کے عہدو پیمان ہوجائین اٹلی کے معتمد نے بہی ایلچی مین ملّا کے ساتہہ ملاقات کی اور صلح کا وعدہ کیا اور کہا کہ مین اپنی سکونت ... کو عنقریب اٹلی کی کسی مقبوضہ اراضی مین منتقل کرونگا اور تجارت بالکل آزاد رہے گی صرف اسلحہ پر ٹیکس لگایا جائیگا -

... ماروینیہ مین اب وہ شورش نہین ہے گمان کیا جاتا ہے ... کے موسم مین باغی جو سردی کے خوف سے چلے گئے ہوئے ہین ضرور پہر کچہہ شرارت کرینگے مگر چونکہ جا بجا ... کی فوجی چہاونی قایم کردی گئی ہے اسلئے امن و امان ہے

ایک بابی مرزا محرم معہ ایک امریکن بابی کے رنگون سے آرہے ہین وہ کلکتہ - علی گڈہ - دہلی ہوتے ہوئے لاہور آئین گے - لاہوری پیسہ لکہتا ہے کہ اچہا موقعہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی ان سے اپنے دعاوی کا تصفیہ کرالین - پیسہ اخبار کو خدا ہدایت کرے وہ اتنا نہین سمجہتا کہ جو شخص علی وجہ البصیرت بولتا ہو خدا تعالیٰ نے جس کی صداقت کے لئے ہزاروں ہزار نشان ظاہر کر دکہائے یہانتک کہ خود پیسہ اخبار اپنے گہر مین بہی نشان دیکہہ چکا ہے - زمانہ جسکی ضرورت کے لئے چلا رہا ہو اسے کونسی حالت منتظرہ باقی ہے پیسہ اخبار ہو یا بابی یا کوئی ... اسے اگر حضرت اقدس کے کسی دعوے مین شک ہو تو وہ آپ کی تصانیف پڑہے ان تائیدات پر غور کرے جو خدا تعالیٰ نے اپنے صادق مسیح کے لئے ظاہر کی ہین - اور بالآخر اللہ تعالیٰ سے دعا کرکے فیصلہ چاہے -

اگرہ چہاونی کے سٹیشن کے قریب سخت آتش زدگی ہوئی بہت سے مکانات جل گئے ان مین سے بہت سے مکانات بیمہ شدہ نہ تہے -

چہاونی راولپنڈی سے سخت آتش زدگی کی خبر آئی کئی لاکہہ کا نقصان بتایا جاتا ہے -

سخت دہوکہ - اخبارات مین کلکتہ کی مختلف کمپنیون کی طرف سے اس مضمون کے اشتہار شایع ہوتے ہین - کہ ان کو فروخت اسباب کے لئے ایجنٹ درکار ہین جن کو معقول کمیشن ملےگا اور دو سو روپیہ بطور ضمانت داخل کرنا ہوگا اس قسم کے ایک دہوکہ کا حال مین افشا ہوا ہے + بنگلور کے دو آدمیون نے بنگلور کے ڈپٹی کمشنر کے حضور دغائی نالش کی ہے -

ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم پنجاب نے سرکلر شایع کیا ہے کہ کوئی ماتحت ذاتی معروضات کے لئے انکی ملاقات کو نہ آئے بصورت خلاف ورزی سخت سزا کا مستوجب ہوگا -

ریلوی کے انتظام کے قواعد کی ترمیم مناسب کیلئے ۳۰ - جولائی سے افسران ریلوی کی کمیٹی شملہ مین بیٹہے گی - سرکار ہندوستان مین ریلوی کی توسیع پر بڑا زور دینے والی ہے تین کروڑ روپیہ عنقریب قرض لیا جاوے گا - اسکا بڑا حصّہ بمبئی - بڑودہ لائن کے خریدنے پر صرف ہوگا -

چیف کورٹ نے ایک فیصلہ مین نیلام کو منسوخ کرکے لکہا ہے کہ عملہ نیلام عموماً نیلامون مین سخت بے ضابطگی اور لاپرواہی کا مرتکب ہوتا ہے جس سے مدیونون کو بہت نقصان پہنچتا ہے -

صوبجات متحدہ کی گورنمنٹ نے تعلیم نسوان کے مسئلہ کے ہر پہلو پر غور کرنے کے لئے جو کمیٹی قایم کی تہی اسکی مفصل رپورٹ عام رائے کے اظہار کے لئے شایع کردی گئی ہے لاٹ صاحب نے کمیٹی کی محنت و جانفشانی کا شکریہ ادا کیا ہے -

جرمنی مین کاغذ کے فرش کا رواج بہت بڑہتا جاتا ہے یہ لکڑی کے فرش سے زیادہ سستا پڑتا ہے ملائم اور عمدہ ہوتا ہے اس مین جوڑ نہین کاغذ لئی کی شکل مین پہیلا کر اس پر رول کیا جاتا ہے اور ایسا رنگ دیا جاتا ہے کہ لکڑی کا معلوم ہونے لگتا ہے -

جاپانی سپاہیون کے سینہ پر ایک عجیب ریشمی پوسٹ کارڈ لگا ہوتا ہے جس مین انکا پتہ و نشان وغیرہ اور اس شخص کا نام درج ہوتا ہے جسکو وہ اپنی موت کی اطلاع دینا چاہتے ہین چنانچہ جنگ مین مرے جانے پر تصدیق واقعہ کے لئے پوسٹ کارڈ پر رجمنٹ کی مہر لگا کر جاپان روانہ کردیا جاتا ہے -

روس کے مسلمانون کا اخبار ترجمان رقمطراز ہے کہ مقام باکو مین ایک اسلامی کالج کہولا گیا ہے جس مین علاوہ دینی تعلیم کے - جسکی میعاد ۸ سال رکہی گئی ہے دنیوی تعلیم بہی ہوگی -

پنجاب یونیورسٹی کے پچہلے جلسہ سینیٹ مین منجملہ اور باتون کے یہ بہی منظور کی گئین کہ امتحان انٹرنس کے امیدوار کو کم سے کم ۱۴ - برس کا ہونا چاہیئے - اس سے کم عمر کا امیدوار منظور نہین کیا جائیگا - اسی امتحان مین فارسی مضمون کے نمبر ایک سو کی بجائے ایک سو بیس کردئے گئے - انٹرمیڈیٹ امتحان پاس کرنے کو لازم ہوگا کہ تمام مضامین مین کم سے کم ۳۳ فیصدی نمبر پائے جائین -

زلزلہ زدگان کی امداد کے چندہ کی تعداد دو نے نولاکہہ تک پہونچی ہے -

---

مطبوعات مصر

شفاء السقام فی زیارة خیر الانام - عہ

تہذیب الکلام مع شرح الکردی فی علم العقاید - عا

فتاوی الغیاثیة لمولف بحر الرائق مع فتاوی ابن نجیم للاحناف - عا

تخمیس قصیدۂ بردہ مطبوعہ ... - ۵

الصناعتین فی الکتاب والعشر لابی ہلال العسکری - عا

الفیہ ابن مالک ... ۳

مجموعہ ست رسائل (الہدیة السعدیة فیما جری بین الوہابیة والاحمدیة - الرسالة القبریة لابن الجوزی عقیدة الغزالی عقیدة العزلی الکشف فی غرور الخلق للغزالی الرسالة فی الایمان للاشعری ...) کاغذ سادہ ۲ - کاغذ سفید چکنا اور خشائی ۲

المشتہر غلام نبی از قادیان ضلع گورداسپور

رسید زر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۲۴ مئی ۱۹۰۵ء

۱ - جماعت بستی رحیم کلانہ معرفت میان نور احمد صاحب (مدرسہ)

۲ - محرر کمیٹی مدرسہ (بک ڈپو اپریل ۱۹۰۵ء)

۲۵ - مئی ۱۹۰۵ء

۱ - منشی گلاب الدین صاحب مدرس رہتاس ضلع جہلم مدرسہ مساکین فنڈ

۲ - سید عابد علیشاہ صاحب بدوملی - قربانی فنڈ

۲۶ مئی ۱۹۰۵ء

۱ - جماعت جموں معرفت جناب خلیفہ نورالدین صاحب مدرسہ یتامی

۲ - سید محمد قاسم صاحب ... شاہجہانپور مدرسہ قربانی فنڈ

۳ - نا معلوم الاسم معرفت حضرت کریم اللہ صاحب مدرسہ

۴ - میان غلام علی راجیکے حال جہوکر کلان مدرسہ

۲۷ - مئی ۱۹۰۵ء

۱ - منشی طفیل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ چونگی چندوسی مدرسہ

۲ - محرر کمیٹی منتظمہ تعلیم الاسلام ہائی سکول (بک ڈپو مئی ۱۹۰۵ء)

۳ - منشی گوہر علی صاحب ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ مدرسہ

۴ - جماعت سیالکوٹ مدرسہ عیدفنڈ

۵ - شیخ ضیاء اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر انسہرہ مدرسہ

۶ - ڈاکٹر عباد اللہ صاحب امرتسر

۷ - منشی وزیر خان صاحب موہن لوٹر بریا

۲۹ - مئی ۱۹۰۵ء

۱ - مولوی فتح الدین صاحب دہرم کوٹ بگہ مدرسہ

۲ - منشی غلام محمد صاحب پہلوری شاہ پور کنڈی ضلع گورداسپور مدرسہ

۳۰ مئی ۱۹۰۵ء

۱ - میان دلدار علی صاحب قصبہ بلہور ضلع کانپور مدرسہ

۲ - محرر کمیٹی مدرسہ بک ڈپو ماہ مئی ۱۹۰۵ء

۳ - ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان دارالامان فیس مدرسہ - داخلہ - فروخت ادویہ شفاخانہ

۴ - منشی نادر خان صاحب انسپکٹر پولیس نیروبی افریقہ (مدرسہ)

۳۱ - مئی ۱۹۰۵ء

۱ - جماعت دہرم کوٹ بگہ معرفت مولوی فتح دین صاحب قربانی فنڈ

یکم جون ۱۹۰۵ء

۱ - جناب مفتی محمد صادق صاحب قادیان دارالامان مدرسہ

۲ - جون ۱۹۰۵ء

۱ - جماعت احمدیہ پٹیالہ معرفت حافظ نور محمد صاحب مدرسہ قربانی فنڈ

۳ - جون ۱۹۰۵ء

(۱) منشی برکت علی صاحب الحکم قادیان مدرسہ (۲) منشی گلزار محمد صاحب سب پوسٹ ماسٹر گڑہ شنکر مدرسہ (۳) جناب مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر دارالامان (قربانی فنڈ) (۴) پرنسپل صاحب کالج قادیان دارالامان داخلہ فیس (۵) مرزا محمد شفیع صاحب سب پوسٹ ماسٹر ٹہنڈہ مدرسہ

۵ جون ۱۹۰۵ء

(۱) محرر کمیٹی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان دارالامان بک ڈپو ماہ مئی ۱۹۰۵ء

(۲) جماعت قصور معرفت مرزا افضل بیگ صاحب مدرسہ (۳) جماعت سنور معرفت حضرت کریم اللہ صاحب مدرسہ

(۴) میر محمد رشید صاحب قادیان دارالامان ...

(۵) جناب ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان فیس بورڈنگ مئی ۱۹۰۵ء

(۶) ابو سعید صاحب عرب قادیان دارالامان مدرسہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

إِنَّهُ أَوَى الْقَرْيَةَ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۔ (۲) خواص و معاونین سے عللہ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۔ (۴) غیر مذاہب والوں سے ہے ۔ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عیاہ

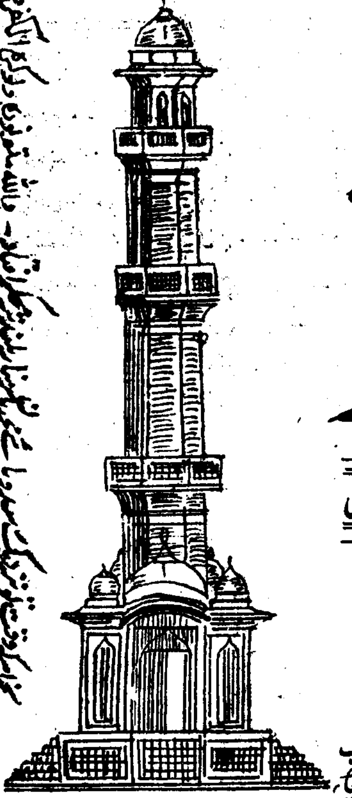

فہرست مضامین

(۱) کفر بالرسول کی عبرۃ انگیز سزا یا ایک اہلحدیث کی پردہ دری صا تا ۳
(۲) تفسیر القرآن من مسیح الزمان صہ و ۴
(۳) ضرورت امام صہ و ۶
(۴) قومی ضروریات قابل توجہ قوم ۔ صہ ۶
(۵) نصرۃ الحق ۔ صہ ۷ و ۸
(۶) کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان صہ ۹ و ۱۰
(۷) مسیح موعود اور خدا پر ایمان ۔ صہ ۱۰
(۸) دارالامان کا ہفتہ ۔ ریمارک
" شیرازۂ قوم ۔ سرکاری خبریں } صفحہ ۱۱
" جنوں کا گلدستہ . . .
(۹) رسید زر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان
" اشتہارات . . . . . . } صہ ۱۲
(۱۰) اشتہارات صہ ۱۳ و ۱۴

نمبر ۲۴ || قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۰۵ء مطابق ۶ جمادی الاول ۱۳۲۳ھ || جلد ۹

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

کفر بالرسول کی عبرۃ انگیز سزا یا ایک اہلحدیث کی پردہ دری

خدا کے مرسل کے انکار سے سلب ایمان ہی نہیں ہوتا علم ۔ عقل ۔ دانائی سب ہی کچھ چھن جاتا ہے ۔ یہ مولوی ملا ہمیشہ عربی کتابیں پڑھتے پڑھاتے تھے بلکہ ان میں کتابیں رسالے فتوے لکھتے لکھاتے تھے کبھی نہ کسیکو شبہ گذرا اور نہ یقین تھا کہ یہ لوگ عربی زبان سے ناآشنا ہیں بدبختو نے غیرۃ اللہ خلیفۃ اللہ سے شقاوۃ ازلی کی تحریک سے لڑائی شروع کردی اور جو ملمع عزۃ بنائے بیٹھے تھے اس کی قلعی اُترواکر پردہ دری کرالی ۔

بدقسمتی سے مولوی بٹالوی اپنے رسالہ میں لکھ بیٹھا کہ حضرۃ خلیفۃ اللہ مسیح موعود (صلوٰۃ اللہ علیہ و سلامہ) عربی زبان نہیں جانتے ۔ خدا تعالےٰ کی غیرت کب روا رکھ سکتی تھی کہ اُس کا مرسل زمینی کیڑوں کی نیش زنی کا ہدف بنے ۔ اُسکی توفیق اور فضل سے حضرت مرسل اللہ نے عربی زبان میں کئی کتابیں لکھ ڈالیں اور اُن کے مقابلہ کے لیے تحدی کی ۔ اب ملا بٹالوی بطرح بگڑے گئے ۔ چاروں طرف سے مطالبے شروع ہوے کہ ان کا جواب لکھو ورنہ مرزا کی سچائی پر مُہر لگتی اور احمدیت کا کبھی نہ بند ہونے والا باب کُھلتا ہے ۔ بدنصیب ناعاقبت اندیش کو یہ توفیق کہاں کہ عربی لکھنے سے عجز و قصور کا اعتراف کرتا ۔ گذری ہوئی زندگی میں ہی کوئی سطر دو سطر کا نمونہ ہوتا تو اُسے پیش کرنے پر کفایت کرتا اور لوگوں کے آنسو پونچھتا آخر اس موت کے کڑوے پیالہ کو تلخ کام دہن سے یوں ٹالا کہ "میں مرزا کی عربی کا جواب کیا لکھوں وہ تو سراسر غلطیوں سے بھری ہوئی ہوتی ہے" ۔ اور غلطی کا نمونہ یہ پیش کیا کہ انھوں نے عجبت کا صلہ لام لکھا ہے اور مِن چاہیے تھا اس کے جواب میں دیوان عرب اور احادیث سے اُسے دکھایا گیا کہ عجبت کا صلہ لام بھی آیا ہے ۔ یہ سارے واقعات الحکم میں شائع ہو گئے ۔ جن جن لوگوں نے الحکم پڑھا انھوں نے انگلی دبا کر حیران سے ہو گئے کہ الٰہی اس مولوی کے علم اور عقل کو کیا ہو گیا ہم تو اسے بڑا مولوی سنتے تھے ۔ اس کارروائی سے ہمیں یقین ہو گیا کہ بٹالوی مولوی کا یہ نکال و وبال کم سے کم اسکے ہم اصلوں یا بروزوں یا مثیلوں کے لیے تو ضرور عبرت کا موجب ہو گا ۔ مگر نہیں اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد اس کا روحانی فرزند یا بروز ثناء اللہ امرتسری یہ جھگڑا لے بیٹھا کہ مرزا صاحب نے یرد کا صلہ علیٰ لکھا ہے اور الیٰ ہونا چاہیے ۔ اسپر جو اس نادان متکبر کی پردہ دری ہوئی دشمنوں کو بھی اُسپر ترس آتا تھا ۔ اس کے بعد ہمنے قطعی فیصلہ کر لیا کہ اب ان سگ سر جلد بازوں کو کافی سزا مل چکی ہے آیندہ کوئی بات سوچ سمجھ کر منہ سے نکالیں گے ۔ مگر اِنِّیْ مُهِيْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ کو بھی تو کارگذاری کے لیے ہمیشہ موقع ملتے رہنا چاہیے اسے آئے دن کوئی نہ کوئی شکار مل ہی جاتا ہے ۔ آج مولوی ابراہیم سیالکوٹی اسکے ہتھے چڑھ گئے ہیں اور کہاں جا مارا المورہ میں ۔

المورہ میں ہماری چھوٹی سی جماعت ہے ۔ اس جماعت کے لائق مخلص کارکن سید صادق حسین صاحب مختار عدالت نے چار روز ہوے مجھے لکھا کہ یہاں مولوی ابراہیم سیالکوٹی تشریف لائے ہیں کسی تقریب سے ملاقات ہوئی اور ادھر اُدھر کی باتیں درمیان آئیں سید صاحب فرماتے ہیں میںنے مولوی صاحب سے کہا آپ لوگوں نے حضرت اقدس کی پر تحدی کتابوں کا کوئی جواب ابتک کیوں نہیں لکھا ۔ مولوی صاحب نے فرمایا جواب کیا لکھیں وہ تو غلط عربی لکھتے ہیں ۔ میںنے کہا آپ بھی کچھ لکھدیتے مقابلہ کے بعد مرزا صاحب کی غلطیاں اور آپ کی کتاب کی پاکیزگی اور صحت باطل اور حقیت امر فارق ہو جاتی ۔ مولوی صاحب نے جوش میں آکر کہا کہ مرزا صاحب نے آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۴۲۶ ہ میں لکھا ہے وَاَحَاطَ عَلٰى رُوْحِهٖ ۔ احاط کا صلہ علیٰ ایسی کُھلی غلطی ہے کہ اس کا مرتکب خوفناک الزام کے نیچے ہے اور کوئی مرزائی اسکا جواب قیامت تک نہیں دے سکے گا ۔ احاط کا صلہ ب آیا کرتا ہے ۔

www.aaiil.org

میں نے اس خط کو پڑھ کر بلا توقف لسان عرب کی کتابوں کی طرف رجوع کیا اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ ذرا سی سعی کے بعد گوہر مدعا ہاتھ آ گیا۔ قبل اسکے کہ اس سبک سر جلد باز کی پردہ دری پر کچھ لکھوں ایک دو باتیں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر لکھنی ضروری ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا کتنا احسان اور ہمارے آقا و مولیٰ و ولی نعمت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منجانب اللہ ہونے پر کسقدر بیّن دلیل ہے کہ جس جگہ سیاہ دل دشمن نے کبھی انگلی رکھی ہے اُسکے نیچے سے معارف و حقائق کا خزانہ نکلا ہے اگر ان اخلاف نے اپنے اسلاف کی پیروی میں حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام کے پرائیویٹ زندگی پر کوئی اعتراض کیا ہے تو وہ اعتراض بعینہٖ کسی نبی کی لائف کے کسی حصہ پر جا پڑا ہے اور اگر پبلک لائف پر مُنہ کھولا ہے تو وہی یا وہ گوئی ان کو بڑے کسی اولوالعزم نبی کی شان میں کر چکی ہیں اور اگر آپ کی زبان دانی پر حرف رکھا ہے تو دواوین عرب۔ کتب احادیث اور تفاسیر حضرۃ خلیفۃ اللہ کی طرف سے اعداء اللہ کا منہ توڑنے کو موجود ہو گئیں۔ اب میں جواب لکھتا ہوں و باللہ التوفیق۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۴ کی عبارت یہ ہے فرأیتُ انّ روحہ احاط علیّ و استویٰ علیٰ جسمی ولفنی فی ضمن وجودہ حتیٰ ما بقی منّی ذرۃ وکنتُ من الغائبین۔ پھر میں نے دیکھا کہ خدا کی روح نے مجھے سموچا کا سموچا اپنا کر لیا اور میرے جسم پر مستوی ہو گئی اور اپنے وجود میں مجھے لپیٹ لیا یہانتک کہ میرا اپنا کچھ بھی نہ رہا اور میں غائب و فانی ہو گیا۔

اس مقام میں خدا کے بُلائے بولنے والے نے احاط کا صلہ علیٰ لکھا ہے۔ خلیفۃ اللہ کو مٹی اور پنے میں آگ کہنے والا اعتراض کرتا ہے کہ صلۂ علیٰ صحیح نہیں بلکہ یوں ہونا چاہیے احاط بی۔

قبل اسکے کہ میں ثابت کروں کہ اسمقام میں بجز صلۂ علیٰ کے اور کوئی صلہ اُس بلاغت اور فصاحت کو دکھا نہیں سکتا جو علیٰ نے دکھائی ہے میں بافسوس اتنا لکھنے سے رہ نہیں سکتا کہ ان مولوی لوگوں کی خطا کاری کی جڑ یہ ہے کہ اوّل تو ان کا دائرہ معلومات نہایت تنگ ہوتا ہے اور چند محدود اور تاریک کتابوں پر انکا سارا مدار ہوتا ہے پھر اسکے ساتھ بغی اور عناد اور تعصب کی شامت سر پر سوار ہوتی ہے۔ یہ دو مرض ہیں جن کے استیلا سے ان کی رائے ہمیشہ سقیم اور علیل ثابت ہوتی ہے۔ سیالکوٹ میرا وطن ہے میں خوب جانتا ہوں اور دعوے سے کہتا ہوں کہ مدتوں سے اُس میں نہ کوئی ادیب ہوا ہے اور نہ اب ہے کوئی کتب خانہ نہیں جسمیں دواوین عرب اور بڑی بڑی لغت کی کتابیں اور شروح دواوین عرب موجود ہوں۔ چند مبتذل پُرانی درسی کتابیں ہیں ان کے سوا کچھ نہیں۔ یہ مولوی ابراہیم اسے پڑھنے کا شوق پیدا ہوا اس نے اپنے اُستاد کے علم اور فہم سے زیادہ ترقی کی۔ اسے خوش قسمتی سے لسان العرب مل گئی۔ بس سارے شہر میں یہ پہلا نوجوان ہے جس کے ہاتھ ایسی نادر اور عظیم الشان لغت کی کتاب آئی۔ بڑی خوش قسمتی تھی جو اس سے فائدہ اُٹھاتا اور لسان عرب کی وسعت کا اُس کتاب سے سبق سیکھ کر کسی مصنف پر زبان اعتراض کھولنے میں جلدی نہ کرتا مگر بدقسمتی سے اُسے یہ فیض حاصل نہیں ہوا۔

اُسے اس اعتراض کو قوت اور حوصلہ سے مُنہ سے نکالنے کی جرأت معلوم ہوتا ہے اسلیے ہوئی کہ لسان العرب میں زیر لغت حاط یحوط اُسے احاط بہ صلۂ علیٰ نہ ملا اگرچہ میں عنقریب دکھاتا ہوں کہ اُسے اس مقام میں بھی ٹھوکر کھائی ہے۔ اس سے اُسکو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ اب اُس نے لغت عرب کا احاطہ اور استقصا کر لیا ہے۔ اگر وسیع واقفیت اور صحیح علم اس کا مساعد ہوتا تو سمجھ لیتا کہ لغت کا دائرہ بڑا وسیع بلکہ غیر محدود ہے۔ کسی ایک کتاب لغت نے اب تک عربی زبان کا احاطہ نہیں کیا اور نہ کسی نے دعویٰ کیا ہے۔ بہت سے لغات اور محاورات دواوین عرب کی شرحوں میں ایسی ملتی ہیں کہ لغات کے صفحات اُن سے خالی ہوتے ہیں۔ اور لغات نویس کوئی لغت کسی لفظ کی تشریح میں بیساختہ لکھ جاتے ہیں اور ترتیب مفردات لغات میں اُسکا ذکر نہیں کرتے۔

اس امر کے ثبوت کے لیے کہ احاط کو صلۂ علیٰ کے ساتھ اس مقام میں لکھنے سے جو حضرۃ مسیح الوحی کا مقصود ہے وہ کسی اور صلہ سے پورا نہیں ہو سکتا تھا ایک حدیث لکھتا ہوں اور وہ یہ ہے ملعونٌ ملعونٌ مَن احاط علیٰ مشرَبۃٍ۔ اس کے معنے صاحب لغت خود کرتا ہے المشربۃ الموضع الذی یُشرب منہ کالمشرعۃ ویرید بالاحاطۃ تملکہ ومنع غیرہ منہ۔ حدیث کے معنے یہ ہیں ملعون ہے جسنے اپنے گھاٹ پر احاطہ کر لیا۔ پھر کہتا ہے کہ معنی احاطہ کے ہیں اپنے لیے اُسکا مخصوص کر لینا اور دوسروں کو اُس سے روک دینا۔ اس حدیث نے جو حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک مُنہ کے الفاظ سے ترکیب یافتہ ہے احاط کو صلۂ علیٰ کے ساتھ لا کر نہ صرف اس اعتراض کی بیخکنی کر دی ہے جو مولوی ابراہیم اہلحدیث نے نادانی اور کم علمی سے کیا اور ناعاقبت اندیشی سے دعویٰ کیا کہ اُسکا خلاف نہیں ہو سکتا بلکہ حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام کے مقصود و معنی کو بھی وضاحت سے حل کر دیا ہے۔

جو معنی اس حدیث کے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے گھاٹ پر ایسا تصرف اور احاطہ کیا کہ اُسے بیگانوں سے روک کر اپنے لیے ہی خاص کر لیا وہی مقصود یہاں فقرہ زیر بحث میں حضرت حجۃ اللہ کا ہے۔ اُس فقرہ کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی روح نے مجھ پر پورا پورا تصرف اور استیلا اور احاطہ کیا یعنی مجھے بالکلیہ اپنا بنا لیا اور اغیار سے بکلی بیگانہ کر دیا اور اس فقرہ کا خاتمہ اسپر کیا کہ میرا کچھ نہ رہا اور میں غائب اور فانی محض ہو گیا۔ اسی کی تائید میں دوسری سطر میں ہیں یا یوں کہو کہ اُن ہی معنی کو دوسرے خوبصورت قالب میں ڈھالا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔ ونظرتُ الیٰ جسدی فاذا جوارحی جوارحہ وعینی عینہ واذنی اذنہ ولسانی لسانہ۔ اخذنی ربّی واستوفانی وأکّد الاستیفا حتیٰ کنتُ من الفانین۔ ووجدت قدرتہ وقوتہ تفور فی نفسی والوھیتہ تتموّج فی روحی وضربت حول قلبی سرادقات الحضرۃ ودقّ نفسی سلطان الجبروت فما بقیتُ وما بقی ارادتی ولا منای وانہدمت عمارۃ نفسی کلہا وتراءت عمارۃ ربّ العالمین وحُطّت اطلال وجودی وعفت بقایا انانیتی وما بقیت ذرۃ ھویتی والالوھیۃ غلبت علیّ غلبۃ شدیدۃ تامۃ وجُذبتُ الیہا من شعر راسی الیٰ اظفار رجلی فکنتُ لبًّا بلا قشور ودھنا بلا ثفل وبذرًا بوعدٍ بینی وبین نفسی فکنتُ کشیٔ لا یُریٰ او کقطرۃ رجعت الی البحر فسترہ البحر بردائہ و کان تحت امواج الیمّ کالمستورین الخ۔ ترجمہ اور میں نے اپنے جسم کیطرف دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے سب جوارح خدا کے جوارح ہیں میری آنکھ اسکی آنکھ ہے اور میرے کان اُس کے کان ہیں اور میری زبان اُس کی زبان ہے۔ میرے رب نے مجھے پکڑا اور مجھے سموچا لے لیا اور ایسا پوری طرح لیا کہ میں فانی ہو گیا۔ اور میں نے دیکھا کہ اُس کی قدرت اور قوت میرے اندر جوش زن ہے اور اُس کی الوہیت میری روح میں موجیں مار رہی ہے۔ اور میرے قلب کے اردگرد حضرت عزت کے خیمے لگائے گئے ہیں اور سلطان جبروت نے میرے نفس کو ایسا کوٹا اور پیسا کہ نہ تو میں ہی رہا اور نہ میرا کوئی ارادہ اور آرزو ہی رہی۔ میرے نفس کی ساری عمارت ڈھے گئی اور رب العالمین کی عمارت نظر آنے لگی۔ میرے وجود کے سارے نشان اور کھنڈر مٹ گئے اور میری انانیت کا بقیہ نابود ہو گیا اور میری بود کا کوئی ذرہ باقی نہ رہا۔ الوہیت نے مجھ پر پورا پورا غلبہ پا لیا اور میں سر کے بالوں سے لیکر پاؤں کے ناخنوں تک اُسکی طرف کھینچا گیا پھر میں مغز ہی مغز رہ گیا جسمیں کوئی چھلکا نہیں ہوتا اور روغن رہ گیا جسمیں کھلی اور بیج نہیں ہوتے اور مجھمیں اور میرے نفس میں دوری ڈالدی گئی پھر میں ایک شے بن گیا جو دکھی نہیں جاتی یا ایک قطرہ بن گیا جو بحر کی طرف گیا اور بحر نے اُسے اپنی چادر میں چھپا لیا اور وہ بحر کی موجوں میں مخفی و مستور ہو گیا۔

ان مبارک اور نورانی فقروں کو پڑھ کر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ حضرت اقدس نے اپنے مدعا کو کس فصیح عربی میں ادا کیا ہے۔ میں اپنے تجربہ اور ایمان اور بصیرت سے گواہی دیتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام نے کوئی صلات کی کتاب نہیں پڑھی اور نہ کبھی دواوین عرب آپ کے مطالعہ میں رہے اور نہ رہتے ہیں اور نہ آپ کے کتب خانہ میں کوئی ایسی کتاب تھی۔ عالم الغیب ہمہ داں خدا نے یہ فقرہ (احاط علیّ) آپ کے قلم سے نکالا جس سے اُس کا منشا یہ تھا کہ ایک عدو دین بیہودہ فطرۃ اسپر نکتہ چینی کرے گا اور اُس سے اس کلام کا معجزانہ رنگ ظاہر ہو گا۔

اگرچہ مجھے اس حدیث کے بعد کسی اور سند کی قطعًا کوئی ضرورت نہیں اس لیے کہ کلام نبوی کے بعد اور سند تلاش کرنا یا اُسے کمزور سمجھنا بے ایمان کا کام ہے مگر میں لسان العرب سے دکھاتا ہوں کہ اُس نے کیسے بیساختہ احاط کا صلہ علیٰ مذکور فرمایا ہے۔ چنانچہ وہ لغت حاط یحوط کی بحث میں لکھتا ہے یقال للارض المحاط علیھا حائط وحدیقة فاذا لم یحیط علیھا فھی ضاحیة۔ یہاں اگر المحاط کا صلہ علیٰ جائز نہ ہوتا اور وہ ابراہیم کی طرح زبان عرب سے نابلد ہوتا تو کہہ سکتا تھا المحاط بھا۔

عجیب بات یہ ہے کہ یہ لوگ اہل حدیث کہلاتے ہیں اور وقت پر حدیثیں ہی ان کے علم وتقویٰ کے کپڑوں کو پارہ پارہ کرتی ہیں۔ آخر میں مجھے تحدیث بالنعمة کے طور پر یہ بیان کرنا ہے کہ یہ حدیث جس نے لازوال رسوائی مولوی ابراہیم کی قسمت میں کی اور اُسکے کبر ونخوت اور دعوے کی سونڈ پر جلتے لوہے سے بدنما داغ لگایا ہے مجھے کیونکر ملی۔

میرے پیارے دوست سید صادق کے خط کو پڑھ کر لسان العرب کو اُٹھایا اور باب حاط یحوط کو پڑھنا شروع کیا۔ اگرچہ اوپر کی منقولہ عبارة سے مجھے خوشی ہوئی کہ احاط کا صلہ علیٰ آگیا ہے مگر دل میں میں نے مزید شرح صدر اور تائید کے لیے پیاس محسوس کی۔ پھر میں نے تاج العروس شرح قاموس کو پڑھا۔ اُس میں بھی اس سے زیادہ کچھ نہ تھا۔ پھر اقرب الموارد کو اُٹھا کر دیکھا اُس میں کچھ نہ ملا۔ دوسرے دن ظہر کی نماز کے بعد تنہا مسجد مبارک میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اور کس کتاب کو پڑھوں اتنے میں خیال آیا کہ مدالقاموس کو بھی تو دیکھنا چاہیے (یہ ایک عظیم الشان کتاب لغت ہے۔ یہ ترجمہ ہے انگریزی میں تاج العروس شرح قاموس کا مع شئے زائد۔ اس کے مصنف ومترجم ایڈورڈ ولیم لین نے چالیس برس مصر میں رہ کر بڑی جانفشانی اور عرق ریزی سے بڑے بڑے علمائے مصر کی مدد سے اسے طیار کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے زر کثیر خرچ کرکے ہم نے اسے بہم پہنچایا ہے) غرضًا حاط یحوط کا باب میں نے کھولا۔ اس نے احاط علیہ یعنی احاط کو بصلہ علیٰ بیان کیا اور آگے چلکر لکھا کہ یہ ٹکڑا ہے حدیث کا جسے تاج العروس نے باب شرب یشرب میں بیان کیا ہے۔ میں نے اُسوقت سجدہ کیا اور اسلام کی کامیابی اور دشمن اسلام کی ذلت وفضیحت پر خدا کا شکر کیا۔ اس کے بعد میں نے تاج العروس میں باب شرب یشرب کو پڑھا۔ اُس نے اس حدیث کو نقل کرکے لکھا ہے کہ یہ حدیث میں نے لسان العرب سے لی ہے۔ پھر لسان العرب میں باب شرب یشرب میں اس حدیث کو پایا اور تینوں عظیم الشان لغت کی کتابوں کو اپنی تائید میں پاکر اللہ تعالیٰ کے انعامات وبرکات کا شکر کیا۔ اس قصہ کے لکھنے سے میری بڑی غرض یہ ہے کہ علوم اور معلومات کی کوئی انتہا نہیں۔ ذرا سی معلومات پر غرہ ہونا اور چند متبذل کتابوں پر ناز کرنا شقاوة اور نادانی کی دلیل ہے۔ اُمید ہے کہ آیندہ مولوی بٹالوی اور مولوی امرتسری اور ابراہیم سیالکوٹی کی پردہ دری بہتوں کے لیے موجب عبرت ہوگی اور ان جوہڑ کے مینڈک مولویوں کے مقلد یاوہ گوئی اور ہرزہ درائی سے پرہیز کرینگے اور معًا مجھے اُمید ہے کہ بہت سے سعادتمندوں کے دلوں میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ کیا وجہ ہے کہ ان بے ادب بزدل مگر زبان دراز مولویوں میں سے جب کبھی کوئی اعتراض کرتا ہے یہی روز بد اسے دیکھنا پڑتا ہے اور دور سے نہیں بلکہ قریب ہی سے یعنی حدیث سے ہی اُسے شرمندہ اور ذلیل ہونا نصیب ہوتا ہے۔ آخر بہت سے صافی اور سعید دل اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ خدا تعالیٰ کی یہ استمراری نصرة احمدیوں کے ساتھ اور اُس کا یہ خذلان دشمنان حق کے ساتھ بین دلیل ہے اسپر کہ ہمارا سلسلہ خدا تعالیٰ کا سلسلہ ہے وللہ الحمد۔ خوب ہو اور حضرت کی بھی آرزو ہے کہ یہ مضمون سیالکوٹ میں خصوصًا اور دیگر بلاد میں خوب شائع ہو ممکن ہے کہ ان جاہل فریب دینے والے ملاؤں کی دستبرد سے کوئی روح بچ جائے۔

خاکسار عبدالکریم از قادیان

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

تفسیر سورہ فاتحہ بصورت دیگر

اللہ تعالیٰ قرآن شریف کی سورة فاتحہ مین فرماتا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین یعنے ہر ایک حمد اور ثنا اس خدا کے لئے مسلم ہے جسکی تربیت ہر ایک عالم مین یعنے ہر ایک رنگ مین ہر ایک پیرایہ مین اور ہر ایک فائدہ بخش صفت الہٰی کے ذریعہ سے مشہور اور محسوس ہو رہی ہے یعنے جن جن متفرق وسیلون پر اس دنیا کے لوگون کی بقا اور عافیت اور تکمیل موقوف ہے در اصل انکے پردہ مین ایک ہی پوشیدہ طاقت کام کر رہی ہے جس کا نام اللہ ہے چنانچہ اس دنیا کے کار وبار کی تکمیل کے لئے ایک قسم کی تربیت سورج کر رہا ہے جو ایک حد تک انسان کے بدن کو گرمی پہنچا کر دوران خون کا سلسلہ جاری رکھتا ہے جس سے انسان مرنے سے بچتا ہے اور اس کے آنکھون کے نور کی مدد کرتا ہے پس حقیقی سورج جو حقیقی گرمی پہنچانے والا اور حقیقی روشنی عطا کرنے والا ہے وہ خدا ہے کیونکہ اسی کی طاقت کے سہارے سے سورج بھی کام کر رہا ہے اور اس حقیقی سورج کا صرف یہی کام نہین کہ وہ دوران خون کے سلسلہ کو جاری رکھتا ہے جس پر جسمانی زندگی موقوف ہے اس طرح پر کہ اس فعل کا آلہ انسان کے دل کو ٹھہراتا ہے اور آسمانی روشنی سے آنکھون کے نور کی مدد کرتا ہے بلکہ وہ روحانی زندگی کو نوع انسان کے تمام اعضا تک پہنچانے کیلئے منجملہ انسانون کے ایک انسان کو اختیار کر لیتا ہے اور انسانی سلسلہ کے مجموعہ کے لئے جو ایک جسم کا حکم رکھتا ہے اسکو بطور دل کے قرار دیدیتا ہے اور اسکو روحانی زندگی کا خون نوع انسان کے تمام اعضاء تک پہنچانے کیلئے ایک آلہ مقرر کر دیتا ہے پس وہ طبعًا اس خدمت مین لگا رہتا ہے کہ ایک طرف سے لیتا اور پھر تمام مناسب اطراف مین تقسیم کر دیتا ہے اور جیسا کہ غیر حقیقی اور جسمانی سورج آنکھون کو کامل روشنی پہنچاتا اور تمام نیک بد چیزین انپر کھول دیتا ہے۔ ایسا ہی یہ حقیقی سورج دل کی آنکھ کو معرفت کے بلند مینار تک پہونچا کر دن چڑھا دیتا ہے اور جیسا کہ وہ جسمانی سورج حقیقی سورج کے سہارے سے پھلون کو پکاتا ہے اور ان مین حلاوت اور شیرینی ڈالتا ہے اور عفونتون کو دور کرتا اور بہار کے موسم مین تمام درختون کو ایک سبز چادر پہناتا اور خوشگوار پھلون کی دولت سے ان کے دامن کو پُر کرتا اور خریف مین اس کے برخلاف اثر ظاہر کرتا ہے اور تمام درختون کے پتے گرا دیتا اور بدشکل بنا دیتا اور پھلون سے محروم کرتا اور بالکل ننگے کر دیتا ہے۔ بجز اُن ہمیشہ بہار درختون کے جن پر وہ ایسا اثر نہین ڈالتا یہی کام اس حقیقی آفتاب کے ہین جو سرچشمہ تمام روشنیون اور فیضون کا ہے وہ اپنی مختلف تجلیات سے مختلف طور کے اثر دکھاتا ہے ایک قسم کی تجلی سے وہ بہار پیدا کر دیتا ہے اور پھر دوسری قسم کی تجلی سے وہ خزان لاتا ہے اور ایک تجلی سے وہ عارفون کے لئے معرفت کی حلاوتین پیدا کرتا ہے اور پھر ایک تجلی سے کفر اور فسق کا عفونت ناک مادہ دنیا سے دور اور دفع کر دیتا ہے پس اگر غور سے دیکھا جائے تو وہ تمام کام جو یہ جسمانی آفتاب کر رہا ہے وہ سب کام اس حقیقی آفتاب کے ظل ہین اور یہ نہین کہ وہ صرف روحانی کام کرتا ہے بلکہ جسقدر اس جسمانی سورج کے کام ہین وہ اس کے اپنے کام نہین ہین بلکہ در حقیقت اسی معبود حقیقی کی پوشیدہ طاقت اسکے اندر وہ تمام کام کر رہی ہے۔

یہہ تو ہم نے سورج کا حال بیان کیا ایسا ہی چاند کا حال ہے جن صفات کو چاند کیطرف منسوب کیا جاتا ہے وہ در اصل خدا تعالیٰ کے صفات ہین۔

جسمانی طور پر چار قسم کی ربوبیت ایسی ہو رہی ہے جس سے نظام عالم وابستہ ہے ایک آسمانی ربوبیت یعنی اکاش سے ہے جو جسمانی تربیت کا سرچشمہ ہے۔ جس سے پانی برستا ہے اگر وہ پانی کچھ مدت نہ برسے تو جیسا علم طبعی مین ثابت کیا گیا ہے کنوئون کے پانی بھی ختم ہو جائین یہ آسمانی ربوبیت یعنی اکاش پانی ہی دنیا کو زندہ کرتا ہے اور نابود کو بود کی حالت مین لاتا ہے اس طور پر آسمان ایک پہلا رب النوع ہے* جس سے پانی برستا ہے جس کو وید مین اندر کے نام سے یاد کیا گیا ہے جیسا کہ قرآن شریف مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والسماء ذات الرجع اس جگہ آسمان سے مراد وہ کرہ زمہریر ہے جس سے پانی برستا ہے اور اس آیت مین اس کرہ زمہریر کی قسم کھائی گئی جو مینہ برساتا ہے اور رجع کے معنی مینہ ہے اور خلاصہ معنی آیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مین وحی کا ثبوت دینے کے لئے آسمان کو گواہ لاتا ہون جس سے پانی برستا ہے یعنی تمہاری روحانی حالت بھی ایک پانی کی محتاج ہے اور وہ آسمان سے ہی آتا ہے اگر وہ پانی نہ ہو تو تمہاری عقلون کے پانی بھی خشک ہو جائین عقل بھی اسی آسمانی پانی یعنے وحی الٰہی سے تازگی اور روشنی پاتی ہے غرض جس خدمت مین آسمان لگا ہوا ہے یعنی پانی برسانے کی خدمت یہ کام آسمان کا خدا تعالیٰ کی پہلی صفت کا ایک ظل ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ ابتدا ہر ایک چیز کا پانی سے ہم نے کیا ہے

* قرآن شریف کی رو سے جو فضا یعنی پول اوپر کیطرف ہے جس مین بادل جمع ہو کر مینہ برستا ہے اُسکا نام بھی آسمان ہے جسکو ہندی مین اکاش کہتے ہین۔ منہ

www.aaiil.org

پانی سے ہی پیدا ہوتا ہے اور وید کی رو سے پانی کا دیوتا اکاش ہے جسکو وید کی اصطلاح میں اندر کہتے ہیں مگر یہ سمجھنا غلطی ہے کہ یہ اندر کچھ چیز ہے بلکہ وہی پوشیدہ اور پنہاں درپنہاں طاقت عظمیٰ جس کا نام خدا ہے اسجگہ کام کر رہی ہے اسی کو بیان کرنے کیلئے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں یعنے سورۃ فاتحہ میں یوں فرمایا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

یعنے مت خیال کرو کہ بجز خدا کے کوئی اور بھی رب ہے جو اپنی ربوبیت سے دنیا کی پرورش کرتا ہے بلکہ وہی ایک خدا ہے جو تمہارا رب ہے اسی کی طاقت ہر ایک جگہ کام کرتی ہے اس جگہ اس ترتیب کے لحاظ سے جو اس سورت میں ہے اندر دیوتا کا رد ملحوظ ہے کیونکہ پہلی تربیت اسی سے شروع ہوتی ہے اسی کو دوسرے لفظوں میں آسمان یا اکاش کہتے ہیں اسی وجہ سے دنیا کے لوگ تمام قضا و قدر کو آسمان کیطرف منسوب کیا کرتے ہیں اور بت پرستوں کے نزدیک بڑا رب النوع وہی ہے جو اندر کہلاتا ہے پس اس جگہ اسی کا رد منظور ہے اور یہ جتلانا مقصود ہے کہ حقیقی اندر یہی اللہ ہے اسی کی طاقت ہے جو پانی برساتی ہے آسمان کو رب العالمین کہنا حماقت ہے بلکہ رب العالمین وہی ہے جسکا نام اللہ ہے۔

غرض خدا تعالیٰ کی یہ پہلی ربوبیت ہے جسکو نادانوں نے اکاش یعنے اندر کیطرف منسوب کیا ہے بات یہی ہے کہ اندھوں کو اکاش سے پانی برستا نظر آتا ہے مگر برسانے والی ایک اور طاقت ہے اور اس طور پر یہ جلوہ دکھاتا ہے کہ یہ بھی اسکی ایک صفت ہے پس آسمان کی یہ ظاہری ربوبیت اسکی حقیقی ربوبیت کا ایک ظل ہے اور جو سامان رعد اور صاعقہ وغیرہ کا بادل میں ہوتا ہے دراصل یہ سب اسکی صفات کی رنگوں میں سے ایک رنگ ہے پھر دوسری ربوبیت خدا تعالیٰ کی جو زمین پر کام کر رہی ہے رحمانیت ہے اس لفظ رحمان سے بت پرستوں کے مقابل پر سورج دیوتا کا رد ملحوظ ہے کیونکہ بت پرستوں کے خیال کے موافق جیسا کہ اکاش یعنے آسمان پانی کے ذریعہ سے چیزوں کو پیدا کرتا ہے ایسا ہی سورج بہار کے ایام میں تمام درختوں کو لباس پہناتا ہے گویا یہ اسکی وہ رحمت ہے جو کسی عمل پر مترتب نہیں پس سورج جسمانی طور پر رحمانیت کا مظہر ہے کیونکہ وہ موسم بہار میں ننگے درختوں کو پتوں کی چادر پہناتا ہے اور اس وقت تک درختوں نے اپنے طور پر کوئی عمل نہیں کیا ہوتا یعنے پھل یا پھول نہیں ہوتا بلکہ صرف ان کا ڈھانچہ یا پنجر ہی رہا ہوا ہوتا ہے بلکہ وہ خزاں کی غارتگری کے باعث سے محض ننگے اور برہنہ کھڑے ہوتے ہیں پھر سورج کے پرتوہ ملاطفت سے ہر ایک درخت اپنے تغیر یا تبدیل کرنا شروع کر دیتا ہے آخر سورج کی مدد سے درختوں کا عمل اس حد تک پہونچتا ہے کہ وہ پھل بنا لیتے ہیں اس حالت میں جبکہ وہ پھل بنا اپنے عمل کو پورا کر چکتے ہیں تب چاند اپنی رحیمیت کا سایہ ڈالتا ہے اور رحیم اس کو کہتے ہیں کہ عمل کرنے والے کو اس کے عمل کی تکمیل کیلئے مدد دے تا اسکا عمل ناتمام نہ رہ جاوے پس چاند درختوں کے پھلوں کو یہ مدد دیتا ہے کہ انکو موٹا کر دیتا ہے اور انہیں اپنی تاثیر سے رطوبت ڈالتا ہے چنانچہ علم طبعی میں یہ مسلم مسئلہ ہے کہ چاندنی کی روشنی میں باغبان لوگ انار وغیرہ کے پھٹنے کی آواز سنا کرتے ہیں غرض استعارہ کے طور پر قمر یعنے چاند دوسری رحیم کے نام سے موسوم ہوا کیونکہ بڑا فعل اسکا یہی ہے جو موجود شدہ پھلوں کی مدد کرتا ہے اور موٹا اور تازہ کر دیتا ہے۔ پھر جب وہ پھل طیار ہو جاتے اور اپنے کمال کو پہنچ جاتے ہیں تو زمین انکو اپنی مالکانہ حیثیت سے اپنی طرف گراتی ہے تا وہ اپنی جزا سزا کو پہنچیں پس اگر وہ عمدہ اور نفیس پھل ہیں تو زمین پر انکی بڑی عزت ہوتی ہے اور وہ قابلقدر جگہوں میں رکھے جاتے ہیں اور اگر وہ ردی ہیں تو خراب جگہوں میں پھینک دیئے جاتے ہیں اور یہ سزا جزا گویا زمین کے ہاتھ میں ہوتی ہے کہ جو خدا نے اسکی فطرت کو دے رکھی ہے کہ اچھے پھل کا قدر کرتی ہے اور برے پھل کو ذلیل جگہ رکھتی ہے۔

غرض وید میں بطور استعارہ کے یہ چار نام ہیں جو چار بڑے دیوتاؤں کو عطا کئے ہیں اول اکاش یعنے آسمان جسکو اندر دیوتا بولتے ہیں وہ پانی کا دیوتا ہے اور قرآن شریف میں ہے کہ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ یعنے ہر ایک چیز پانی سے ہی زندہ ہے اسلئے یہ مجازی دیوتا یعنے اندر جسکو اکاش کہنا چاہیے سب مجازی دیوتاؤں سے بڑا ہے کیونکہ اسکے طفیل سے سورج اور چاند پرورش پاتے ہیں اور یہ بہ نسبت اوروں کے ربوبیت عامہ کا دیوتا ہے بعد اس کے سورج دیوتا ہے جو رحمانیت کا مظہر ہے اسکی ربوبیت چاند سے زیادہ اور اکاش یعنے اندر دیوتا سے کم ہے وہ کام جو اس کے ساتھ خصوصیت رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ بغیر موجودگی عمل کے درختوں پر اپنی عنایت اور کرپا ظاہر کرتا ہے کیونکہ درخت ننگ دھڑنگ کھڑے ہوتے ہیں اور خزاں کے مارے ہوئے ایسے ہوتے ہیں کہ گویا مردے ہیں جو زمین میں گاڑے گئے ہیں اور تہیدست فقیروں کیطرح ایک پاؤں پر کھڑے ہوتے ہیں پس سورج دیوتا بہار کے موسم میں موج میں آکر ان کو لباس بخشتا ہے اور ان کا دامن پھلوں اور پھولوں سے بھر دیتا ہے اور چند روز میں ان کے سر پر پھولوں کے سہرے باندھتا ہے اور سبز پتوں کے ریشمی قبا انکو پہناتا ہے اور پھلوں کی دولت سے ان کو مالا مال کر دیتا ہے اور اس طرح ایک شاندار نوشہ ان کو بنا دیتا ہے پس اسکی رحمانیت میں کیا شک رہا جو بغیر کسی سابق عمل کے ننگے درویشوں پر اسقدر کرپا اور مہربانی کرتا ہے۔ اس قسم کے استعارات وید میں بہت موجود ہیں کہ اول شاعرانہ طور پر معلوم ہوتے ہیں اور پھر ذرہ غور کریں تو کوئی علمی چمک بھی انمیں دکھائی دیتی ہے۔

پھر سورج کے بعد وید کی رو سے چاند دیوتا ہے کہ وہ کمزوروں کے عملوں کو دیکھکر اپنی مدد سے ان کے اعمال انجام تک پہونچاتا ہے یعنی بہار کے موسم میں درخت پھل تو پیدا کر لیتے ہیں لیکن اگر چاند نہ ہوتا تو یہ عمل انکا ناقص رہ جاتا اور پھلوں میں تازگی اور نرمی اور طراوت ہرگز نہ آتی پس چاند ان کے عمل کا متمم ہے اس لئے اس لایق ہے کہ مجازی طور اس کو رحیم کہا جائے سو وید اسکو رحیم قرار دیتا ہے سو استعارہ کے طور پر کچھ حرج نہیں۔

پھر چاند کے بعد دھرتی دیوتا ہے جس نے مسافروں کو جگہ دینے کیلئے اپنی پشت کو بہت وسیع کر رکھا ہے ہر ایک پھل درخت پر مسافر کیطرح ہوتا ہے آخرکار مستقل سکونت اسکی زمین پر ہوتی ہے اور زمین اپنے مالکانہ اختیارات سے جہاں چاہے اسکو اپنی پشت پر جگہ دیتی ہے اور جیسا کہ خدا نے قرآن شریف میں فرمایا وَحَمَلْنٰھُمْ فِی الْبَرِّ یعنے کہ ہم انسانوں کو زمین پر اور دریا و غیرہ پر خود اٹھایا ایسا ہی زمین بھی ہر ایک چیز کو اٹھاتی ہے اور ہر ایک خاکی چیز کی سکونت مستقل زمین میں ہے وہ جسکو چاہے عزت کے مقام پر بٹھا دے اور جسکو چاہے ذلت کی مقام میں پھینک دے پس اسطرح زمین کا نام مالکِ یَوْمِ الدِّیْن ہوا یعنے استعارہ کے طور پر صحیفہ فطرت کے آئینہ میں یہ چاروں الٰہی صفات نظر آتی ہیں۔ غرض اسیطرح خدا نے چاہا کہ اپنی صفات کو مجازی مظاہر میں بھی ظاہر کرے تا طالب حق مثالوں کو پاکر اس کے دقیق در دقیق صفات پر اطمینان پکڑے۔

اب اس تمام تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ چار مجازی دیوتے جو وید میں مذکور ہیں چار مجازی صفات اپنے اندر رکھتے ہیں چنانچہ اکاش مجازی طور پر ربوبیت کبریٰ کی صفات اپنے اندر رکھتا ہے اور سورج رحمانیت کی صفت سے موصوف ہے اور چاند رحیمیت کی صفت سے حصہ دیا گیا ہے اور زمین مالک یوم الدین کی صفت سے بہرہ یاب ہے اور یہ چاروں صفات مشہود و محسوس ہیں۔ انہیں امور کی وجہ سے موٹی عقل والوں نے درحقیقت انکو دیوتے قرار دیا ہے* اور ان کو رب النوع اور قابل پرستش سمجھا ہے پس ان لوگوں کے رد کیلئے خدا تعالیٰ اپنی پاک کتاب قرآن شریف میں یعنے سورۃ فاتحہ میں فرماتا ہے

(باقی آیندہ)

---

* کوئی یہ خیال نہ کرے کہ حقیقت میں یہ سب دیوتا ہیں بلکہ یہ سب ایک ہی ذات کی قدرت میں ہیں اور انسانوں کے فائدہ کیلئے بنائے گئے ہیں ہم نے محض دیوتا کا لفظ محض وید کا استعارہ بیان کیا ہے کیونکہ ان چار دیوتاؤں کو حسب وید کے ایسا کہا ہے

* ہم وارد ہیں کہ گو یہ اقسام ربوبیت یعنی چار رب ہیں مگر یہ سب خدا کی مخلوق ہیں اپنے ارادہ سے کوئی کام نہیں کرتے اور نہیں جانتے کہ کیا کام کر رہے ہیں گویا مردہ ہیں مگر زندہ ہیں یہ چار صفات کے نمونہ جو اکاش اور سورج اور چاند اور زمین میں پائے جاتے ہیں یہ انسانوں کو غور کرنے کیلئے دیئے گئے ہیں تا صفات الٰہی کے سمجھنے میں مدد دیں مثلاً آریہ لوگ خدا کی رحمانیت سے منکر ہیں اور حالانکہ وید سورج میں استعارہ کے رنگ میں خود رحمانیت کی صفت قرار دیتا ہے یہ اسی غرض سے ہے کہ انسانوں کو اس تقریب سے خدا کی رحمانیت پر نظر پڑے۔ منہ

نوٹ: دیوتا سنسکرت میں رب کو کہتے ہیں جو کسی کی ربوبیت کرتا ہے یعنی پرورش کرتا ہے۔ پس سورج بجائے خود ایک رب ہے یعنی دیوتا ہے اور چاند بجائے خود ایک رب ہے یعنی دیوتا ہے ان تمام ربوں یعنی دیوتاؤں کے سر پر ایک بڑا رب ہے جو مدبّر بالارادہ ہے اور وہی خدا ہے اس کا نام رب العالمین ہے یعنی سب کا رب اور تمام ربوں کا بھی رب بارادہ اور اختیار سے کام کرنیوالا وہی ایک ہے باقی رب کلیں ہیں جو اسکے ہاتھ سے چلتی ہیں پس عبادت کے لائق وہی ہے اسیواسطے فرمایا الحمد للہ رب العالمین۔ منہ

www.aaiil.org

ربوبیت الٰہی

(نوشتہ شیخ عبدالرحیم نو مسلم)

اللہ تعالے کے جو بے شمار صفات کاملہ ہیں - اُس نے اُمت محمدیہ کو کمالات تامہ سے بہرہ ور کرنے کے لئے سورۃ الفاتحہ کے پڑھنے کے لئے کم از کم پانچ وقت کی نمازوں میں حکم دیا ہے - اور پہہ پڑھنا بطور فرض کے اسپر واجب کیا ہے +

اس سورۃ پر ذرا غور کرنیسے بہ صفائی سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالے یہہ چاہتا ہے کہ انسان ان چار صفات یعنی ربّ - رحمٰن - رحیم - مالک یوم الدین - کو بکثرت یاد کیا کرے تا سلسلہ ربوبیت و الٰہیت کو موقع انقطاع لازم نہ آئے -

ہم دیکھتے ہیں کہ صفت ربّ جس طرح انسان کی بدنی ضروریات کو پورا کرنا چاہتی ہے - اور زمین و آسمان و مافیہا کی پیدائش اسکی عمدہ شاہد ہے اسی طرح چونکہ انسان صرف خور و نوش ہی سے اپنے ایام زندگی بخوبی بلا خوف و حزن بسر نہیں کر سکتا اور طرح طرح کی تلخی و حرقتیں اسے آرام نہیں لینے دیتیں اور طرح طرح کے قلق و اضطراب اور مایوسیاں جو انسان کے ساتھ وقتاً فوقتاً لگی ہوئی ہیں اسکے نیست و نابود کرنے اور زندہ درگور کرنے کے لئے کافی طاقتوں اور حملوں سے اس پر چڑھ چڑھ کر آیا کرتی ہیں اور جو انسانی ضعیف فطرت سے مار پیٹ کر یہہ کہلا دیا کرتی ہیں کہ اے رب تیرے سوا اب مجھے کسی کا سہارا نہیں اور تو ہی میری کمزوریوں کو پورا کر سکتا ہے - اُنہوں نے ہی صفت ربّ کو جس نے انسان کو اپنی رحمت سے پرورش کے لئے پیدا کیا ہے - نہ کہ عقاب کے لئے اس کمزوری کو پورا کرنیکے لئے اپنے ... دلایا - جو اس ضعیف ... کی پوری داد دیا کرتے ہیں مرسل ... کیا کچھہ کیا کرتے ہیں - وہ یہی وہ اُن مفاسد کو جن سے انسان ... و سوزش و حرقت میں کباب ... ہے - وقت کے مطابق دفع کیا اب ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ وہ کونسے مفاسد ... انسان کو صفت ربّ کے ہوتے ہوئے تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں - گویا کہ صفت ربّ کے مقابلہ میں برعکس کام کر کے انسانوں کو ارحم الراحمین کے نیچے سے باہر لا کر اپنے تیز دانتوں میں

پہلے یہہ دکہانا چاہتے ہیں کہ اب تک کونسے ... وہ مفاسد کس طرح پیدا ہوا کرتے ہیں اور ... انسان زمانوں میں نہایت طور سے ایک خاص قسم کے قوی و اسے مسلح ہے انکی اصلاح ہوا کرتی ہے جیسے اب گذشتہ زمانوں کے مفاسد کو ذکر کرنا منظور نہیں صرف یہی دکہانا ہے - کہ ان کی اصلاح کرائے گئی - ہاں اگر بڑی ضرورت ہے تو یہی کہ یہہ ثابت کیا جاوے کہ آجکل کونسے مفاسد منتخب ہوئے ہیں جو انسانی فطرت کو آزار دیا کرتا ہے ... کہ اسے ذلت ہو کبھی ... مانگے دیگر اور کبھی ... کی فریاد ... راتوں سے اطمینان اور تسلیاں دیکر ... کہ ... تو ہی مالک ہوگا - اب میری آہ و زاری سن - اور مجھے بے کسوں کو ... اور وقت پر ... خبر لے -

سب سے بڑہا ہوا مفسدہ آجکل یہی ہے کہ ہر کہہ و مہ نے اُس کتاب کو جسکو محمد صلے اللہ علیہ وسلم سلسلہ نبوت کو ختم کرتے ہوئے اس جہان میں لائے اور جس سے پیاسی جلی ہوئی انسانی فطرت اپنی حرقت اور پیاس بجہا کر اطمینان پا سکتی ہے، اور جسکو ذکر کہا گیا ہے - اور وہی جسکے بغیر قلوب اطمینان نہیں پکڑتے - بالکل پس پشت پھینکدیا، اور اس حبل اللہ کی کچھہ پرواہ نہ کی جسکے پکڑنے سے کسی قسم کی ہلاکت ہلاک نہیں کر سکتی -

بڑی قوم جو اس کتاب کی وارث ہے اور اپنے آپکو مسلمان بن مسلمان کہلوا رہی ہے اُسنے تو اس کتاب کو یوں چھوڑا کہ ملک میں غیر اقوام کی ملک ہونیسے اپنی ذریت کو اُنکے علوم پڑہانیکے لئے مکلف کیا اُنکو اور اُن کے راہ و رسم کا ایسا مرید ہونا چاہا کہ پہر اُنہیں اپنی نہ سوجھنے دی - پہر اُنکی دوسری بدبختی یہہ ہوئی کہ اُنہوں نے اپنا عزت و فخر اور اپنا آرام دہ اسی دنیا کے اسبابوں اور مادوں کو سمجھکر اُن میں ایسا استغراق کیا کہ صفت ربّ کو پکارنے والی فطرت مارے گئاہوں کے اُن میں بالکل مفقود ہوگئی - اور یہی ایک نہایت ضروری آہ بہری پکار جسکو دعا کے نام سے موسوم کر سکتے ہیں اور ہر طرح سے انسانی کمزوریوں کو اُس ربّ سے پورا کرا دیتی ہے اُنکی فطرتوں میں نہ رہی - اب وہ ادبار اور بدبختی قل ما یعبؤ بکم ربی لولا دعاءکم کے مطابق ان پر جو آیا وہ یہی آیا کہ انہوں نے اپنا ربّ جسکو سمجھا تہا - اُسکا نتیجہ مادہ پرستی اور اسباب پرستی نکلا اور انہوں نے اسی لئے اُس نماز کو جسمیں انہیں یہہ کہنا پڑا تہا - کہ تو ربّ ہے اور تو ہی بے مانگے اور پکارنے سے دیا کرتا ہے اور پہر ایکدن ہمارے ضعفوں کا تکفل تو نے

ہی ... کر رکہا ہے ... چھوڑ دیا اور بجائے اسکے کہ ... آباد کرتے بازاروں اور شراب ... کی مجلسوں کو گرم کیا اور پہر ہر قسم کے مفسدہ کو اختیار کیا جن میں فسق اور زنا اور جہوٹی ... اور تکبر اور خود پرستی اور مولوی اور گدی نشین کہلا نیکے رنگ میں اپنا ظہور دکہلایا - اور بجائے آسمانی بننے کے یہہ ارضی ہوگئے اور قریب تہا کہ یہہ قوم مذکورہ بالا جو ذات سے اور کچہہ اندرونی تنازعوں سے یعنی باہمی شیعہ سنی - وہابی حنفی وغیرہ ہونے کے رات دن کے جہگڑوں میں پڑ کر ... طرح کشتی کی طرح ضلالت کے ... میں ... ڈوبکر بیٹہہ ہی جاتی - مگر صفت ربّ نے موقعہ پر مرزا صاحب کو قرآنی فہم کے ساتھہ وقت پر مجدد و مسیح کی طرح بناکر بہیجا - اور اس مخصوص قوم کی یوں نگرانی کی - اور اپنی ربوبیت کے اندر ہی اندر انکو لینا چاہا - مگر صفت ربّ نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ دوسرے اقوام کو بھی یہہ دکہلا کر کہ دیکہو بچاؤ اور بے خوف و خطر اور اطمینان وہ یہی راہ ہے - اور اسی طرز پر چلنے سے انسان اپنی بدنی اور روحانی پرورشوں سے بہرہ ور ہو کر ایام زندگی راحت سے بسر کر سکتا ہے ہر قسم کی تائیدوں سے انکی مدد کی -

چونکہ صفت ربّ رسل اسیلئے بہیجا کرتی ہے کہ تا وہ انسانی فطرۃ کو طرح طرح کی نافرمانیوں کے بد نتائج سے جو حرقتوں اور قلقوں اور اضطرابوں سے مبتلا ہو کر اسے ہلاک کرنا چاہتے ہیں چہڑائیں - اسلئے قوم نصاریٰ کی سوزشوں اور حرقتوں کی چارہ جوئی کے لئے جو کفارہ جیسے بیہودہ مسئلے کو اپنا آرام دہ تصور کئے تہے - مسیح بنا کر مرزا صاحب کو بہیجا - اور اُن کی طبیعتوں کو اس مقدس روح کی مختلف قسم کی تائیدوں کے ذریعہ یوں تحریک دلائی کہ تمہارا مسیح تو یہہ ہے - اور غیر اقوام کے بہی دلوں کی اصلاح بہی اسی طرح کی - کہ اپنی رات دن کی تائیدوں سے یہہ کہلا دیا کہ تمہیں اطمینان پذیر راحت وہ دل کبہی میسر نہیں آئیگا جب تک کہ تم اُس طرح ہدایت نہیں پاؤ گے جسطرح کہ اس شخص نے مہدی بنکر تمہیں دکہلایا ہے +

یہہ قاعدہ ہے کہ جب تک انسان اُس شاخ کی طرح جو اپنی جڑہ والے پودے کے ساتہہ ہی تعلق رکہکر اپنی سرسبزی اور شادابی حاصل کر سکتی ہے اپنے رب سے پورا تعلق نہیں رکہتا تب تک اسکی بدنی پرورش اور روحانی پرورش جو طرح طرح کی نافرمانیوں اور خطاؤں کے وقت حرقت قلب اور بے آرامی سے مبتدل ہو کر انسان کو تمام دنیا کے اسبابوں اور سامانوں سے عیش نہیں اٹہانے دیتی - اسے پوری طرح حاصل نہیں ہوتی - اور اسمیں کمی ...

ادہوری رہ جاتی ہے - اسیلئے وقت جبکہ آدمی اور اسباب کو اپنا ربّ بنایا جاتا ہے - اور اُن سے تسکین آرام کی اُمید کی جاتی ہے - تو ربوبیت الٰہی اپنی ربیانہ جوش سے اپنے مرسل بہیجکر مخلوقات کو وہ راہیں دکہاتی ہے جن سے وہ اپنی روحانی پرورش کے لئے باریک راہیں سیکہتے ہیں اور اسطرح وہ خوف و حزن سے ایکطرف ہو کر اطمینان قلب حاصل کیا کرتے ہیں اور لاخوف علیہم ولاہم یحزنون کے مصداق بن جاتے ہیں ورنہ ہم دیکہتے ہیں کہ جبتک رسول آکر نفس مطمئنہ نفوس میں تیار نہیں کروا لیتا - تب تک انسان چاہے بظاہر کتنے ہی اسباب آرام رکہتا ہو اسے چین و آرام نہیں آتا - لہذا ایسے وقت جبکہ کفارہ سے جیسے گندی مسئلے سے دلوں کو گندہ کرنا چاہا تہا اور اُن راہوں کو جن سے انسان آرام سے اپنے رحیم ربّ کی ربوبیت سے بے خوف و خطر پرورش پا سکتا ہے - اپنے ہر ایک قسم کے دجل سے ملیامیٹ کرنا چاہا تو ربّ رحیم نے اپنے ہی کرم سے اس گندے مسئلے کے بد نتائج سے جنہوں نے دلوں کو سیاہ کر دیا تہا اور پہر عذاب الٰہی اُنپر برسنا تہا اس وجود کو مسیح موعود بناکر پوری مماثلت سے بہیجا - اسوقت میں پہر سورۃ الفاتحہ کے باقی حصے کا صرف موعود کر کے کچھہ ذکر کر دینا مناسب سمجہتا ہوں کہ اللہ تعالے نے اس اُمت کو یہ دعا اسلئے سکہائی کہ تا یہہ روحانی ضرورتوں کو پورا کرنیکے لئے ایاک نعبد وایاک نستعین کہتے رہیں اور اہدنا الصراط المستقیم باربار کہکر یہ التجا کریں کہ یا الٰہ العالمین وہ راہ ہمیں دکہا جو منعمین کو تو نے عطا کی اور ضالین اور مغضوبین کی راہ سے ہمیں ہٹائے رکہہ +

ان آیات پر بہی ذرا غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اپنے بھیجنوں میں ویسے ہی نمونے کا نمونہ دیکہتا ہے کبہی ترقی نہیں کر سکتا - جبتک کہ اسکے پاس ایک ایسا شخص روح القدس کی تائید پا کر زندہ ... اپنے اندر نہ رکہتا ہو - تو گویا خدا تعالے نے اس امت کو یہہ دعا کم از کم پانچ وقت مانگنے کا حکم دیا انہیں ہمیشہ اپنے نفس انہیں کے الحاح اور زاری کی وجہ سے آتے رہیں جو منعمین ہوں - اور ان میں عمدہ تربیت سے نفس مطمئنہ تیار کروا رہیں - اور انکو اسطرح نہ چہوڑ دیا جائے جس طرح کہ مغضوبین اور ضالین رات دن اطمینان حاصل نہیں کرتے اور انکی حرص بڑہکر انہیں جلاتی رہتی ہیں - جیسا کہ باری تعالے سورۃ التوبہ میں فرماتا ہے - کہ ولا تعجبک اموالہم و اولادہم انما یرید اللہ ان یعذبہم بہا فی الدنیا وتزہق انفسہم وہم کافرون -

تو پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ آجکل جبکہ مغضوبین اور ضالین بڑھتے جاتے تھے اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اس زمانہ کے خاص خاص علامات بتا دیئے تھے اور اس زمانہ کے علماء کے حق میں بڑی مذمت کی تھی اور عام لوگ تو ایک طرف بلکہ مسلمان کہلا کر بھی ضالین اور مغضوبین میں رات دن مل رہے تھے اور انکے گندے علوم اور عجیب عجیب قسم کے دجلوں نے انکو بھی ضال اور مغضوب بنا دینا چاہا تھا اور انہیں انکی اولاد اور تکاثر اموال کی خواہش طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کر رہی تھی ان میں ایک منعم علیہ نہ بھیجا جاتا - میری دانست میں اس سورۃ فاتحہ کا سیاق صاف بتا رہا ہے کہ امت محمدیہ میں جسکو یہ دعا سکھائی گئی ہے ہمیشہ ہمیشہ مجدد اور مہدی آتے رہینگے تو کیا وجہ ہے کہ آجکل ہی جبکہ ہر ایک روح ہلاک ہوا چاہتی تھی اور الٰہی کتاب کا کوئی محافظ منجانب اللہ نہیں رہا تھا اور انّا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون باطل ہوا چاہتا تھا - اور قرآن شریف پر ملحون ہنسی اڑاتا تھا اور خود اس کتاب کے وارث اسے پس پشت پھینک چکے تھے ایک محافظ نہ آتا -

میں اللہ تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے دل میں اسلامی محبت کبھی سرایت نہ کرتی اور میں کبھی اپنی جوانی کے عالم میں عمدہ روزگار چھوڑ کر اسلام میں داخل نہ ہوتا اگر مرزا صاحب کا مقدس وجود زندہ نمونہ اسلام کی صداقت کے لئے اپنے اندر نہ رکھتا ہوتا - کیا وہ مولوی جو یہودیوں کیطرح اعلےٰ درجہ کے بد اخلاق بن رہے تھے اور زندہ نمونہ اپنے اندر نہ رکھتے تھے - مجھے یا میرے بھائی فضل حق کو اسلام کیطرف منادی کر سکتے بعد کیا ہم اپنے مردہ مذہب سے پھر مردہ مذہب میں آجاتے - فقط دعووں پر اگر صداقت کا مدار ہے تو پھر تو سکھوں کی کتابوں میں بھی تھوڑی سی لاف زنی اور گپ زنی نہیں - ان جھوٹے ملاؤں کی بد اخلاقی کی حد تو خدا تعالےٰ ہی خوب جانتا ہے جس نے شر الخلائق کے نام سے انہیں رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی موسوم کیا - مگر مینے بھی ایکدفعہ ایک مسجد کے خونخوار ملاؤں سے عجیب قسم کی دلشکنی حاصل کی - میں اور منشی جمال الدین صاحب کے دو لڑکے ایک دفعہ بارش سے پناہ لینے کیلئے جبکہ انسان اپنے بچاؤ کیلئے مضطر ہوا کرتا ہے - ایک مسجد میں گھسنے لگے تو ایک صاحب مسجد اندر سے بولے کہ کہاں اس کافر کو ساتھ لئے آتے ہو آخر کار وہ بیچارے بھی میری خاطر ایک درخت کے تلے پناہ گزین ہوئے - خدا کا شکر جس نے میری دلشکنی کی قدر کی کہ میں اسی حالت میں ایک دفعہ قادیان میں بھی حضرت اقدس کے پاس آیا جو میرے دیکھے مسیح بنے اور آپ نے علاوہ اور احسانوں کے جو مجھپر کئے اپنی مسجد میں بٹھا کر اپنے دست مبارک پر جو یداللہ کہنا بجا ہے بیعت کرائی - وہ لذت اور ذوق جو مجھے اسوقت حاصل ہوا اس نے جلدی کفر سے مجھے نکالا اور اس سے زیادہ مسیح میرے نزدیک کیا کریگا - مجھ مردہ کو تو جلا دیا - اگر آجکل کسی کو مسیح کی ضرورت نہیں تو مجھے تو ضرورت تھی -

راقم

عبدالرحیم از قادیان حضور کا خادم

قومی ضروریات قابل توجہ قوم

(۱) لنگر خانہ کی ضروریات

ساری ضرورتوں سے بڑھ کر لنگر خانہ کی ضرورت ہے لنگر خانہ آجکل کمی روپیہ کے باعث حضرت اقدس عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ کے اوقات گرامی میں تشویش کا باعث ہو رہا ہے لنگر خانہ کے اخراجات ڈیڑھ ہزار روپیہ سے تو کسی صورت میں کم نہیں ہیں اور بعض دنوں میں یہہ خرچ دو دو اڑہائی اڑہائی ہزار روپیہ تک پہنچتا ہے - اسواسطے حضرت اقدس کے اوقات گرامی کو ایسی تشویشوں سے بچانیکے واسطے ضروری ہے کہ قوم بڑی سرگرمی کے ساتھ اسکے انتظام کی فکر کرے - لنگر خانہ کی ضرورتیں یقیناً یقیناً ہر روز بڑھینگی اسلئے کہ خدا تعالےٰ کی پاک وحی

یاتون من کل فج عمیق

بتا رہی ہے کہ دور دراز ممالک اور شہروں سے لوگ آئینگے اور اب جبکہ اس پیشگوئی کی تجدید ہوئی ہے پھر خدا کے مرسل پر یہہ وحی ہوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اور بھی زور کے ساتھ لنگر خانہ کی ضروریات بڑھنے والی ہیں - اور دوسری طرف اس پیشگوئی کا ایک جزو وسع مکانک کا بھی ہے یعنے وسعت مکانات مہمانوں کے لئے مہمان خانوں اور دیگر لوازمات رہائش کے سامان بہم پہنچانے لازمی امر ہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ چونکہ یہہ اللہ تعالےٰ کے وعدے ہیں ضرور پورے ہونگے - ان آنیوالے مہمانوں کے لئے ہر قسم کے سامان اور وسعت مکانات کے اسباب ضرور ضرور پیدا ہونگے مگر مبارک ہونگے وہ لوگ جنکو ان میں حصہ ملیگا - یعنے جو ان اخراجات میں حصہ لینگے - اسلئے وہ قوم جو خدا تعالےٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں کو مشاہدہ کرتی اور ایمان لاتی ہے میں اسے توجہ دلاتا ہوں کہ وہ مہمان خانہ اور لنگر خانہ کی ضروریات کو مدنظر رکھکر ایسا انتظام کریں کہ تین ہزار روپیہ ماہوار ان اخراجات کیلئے مستقل چندوں کے ذریعہ بہم پہنچایا جاوے جو ہر مہینہ کی پہلی تاریخ تک پہنچ جانا چاہیئے - اس میں کچھ شک نہیں کہ آج ہم قوم پر چندوں کا بہت بڑا بوجھ ہے لیکن اگر ہر احمدی ایک ایک روپیہ فی کس بھی دیوے تو لاکھوں جمع ہو سکتے ہیں کوشش کرو بات کچھ نہیں اور یہہ کام تو آخر ہو کر رہینگے -

دریاب گر علاقے بشتاب گر صاحبدلے
شاید کہ نتوان یافتن دیگر چنین ایام را

(۲) مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

تعلیم الاسلام کیا پیارا نام ہے جسپر ہر مسلمان کو قربان ہو جانا چاہئے - تعلیم الاسلام سکول کی عظمت اور ضرورت مخالف الرائے لوگوں کی سمجھ میں آسکے یا نہ لیکن احمدی خوب سمجھتے ہیں کہ وہ سکول جو خدا کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اغراض و مقاصد کے ماتحت کھولا گیا ہے وہ اسلام اور اہل اسلام کے لئے کسقدر مفید اور ضروری ہے - مسلمان بچوں کو دیندار مسلمان بنانے اور اہل زمانہ کے بد اثروں سے محفوظ رکھنے کے لئے یہہ سکول بطور حرز ہے اور تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ بچے جو اس سکول میں داخل ہوئے انہوں نے روحانی طور پر کس قدر فائدہ اس سکول سے اٹھایا ہے لیکن اس سکول کے قیام و بقا کے لئے مالی مشکلات بدستور چلی جا رہی ہیں ہر چند احمدی قوم کے ایثار اور بذل مال نے خدا تعالےٰ کے فضل و کرم کو ساتھ لیکر ہر وقت اس سکول کی دستگیری کی ہے مگر سکول کی آئے دن کی ضرورتوں کی وسعت ہر روز قوم کے سامنے دست سوال دراز کرنے پر مجبور کرتی ہے اور قریباً ایسا ہی تمام قومی ضرورتوں کا حال ہے میری اپنی رائے تو یہہ ہے کہ قوم ہر وقت چندہ دینے کو آمادہ اور طیار رہے اور دیتی بھی ہے لیکن چونکہ وہ چندہ کسی اصول اور ترتیب سے نہیں لیا جاتا اسوجہ سے ضرورتیں بدستور ھل من مزید پکارتی رہتی ہیں - اور کالج کا تو یہ حال ہے کہ ابھی قطرہ شد دریا بھی نہیں تاہم میں اور سرپرستان کالج و سکول اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ناامید نہیں ہم سب یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے کچھ ایسے اسباب پیدا کر دیگا کہ یہ سکول اور کالج اپنے آپ نمونہ ہونگے اور قوموں کی ھدایت اور رہنمائی کے لئے یہی یونیورسٹی ہوگی (انشاء اللہ العزیز) ہاں تو وہ چھوٹی چندہ میں بے اصولی کیا ہے ؟

میری رائے ہے کہ تمام احمدی اس چندہ میں شریک نہیں ہوتے اور انہیں نہیں کیا جاتا صرف ایک محدود تعداد ہے جو بار بار کیا جب چاہو لبیک کہہ کر حاضر ہو جاتے ہیں - اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ لوگ چندہ دینے کو رضامند نہیں ہیں بلکہ ایک کثیر جماعت ایسی ہے جنکو معلوم ہی نہیں کہ سلسلہ میں وہ کونسی ضرورتیں ہیں جنکے لئے چندہ دینا چاہئے کوئی انکو بتاتا ہی نہیں اور وہاں تک ایسی تحریکوں کے نہ جانے کی وجہ یہ ہے کہ ایسے تمام اشخاص کا کوئی باضابطہ رجسٹر موجود نہیں ہے اور وہ اخبارات سلسلہ کو خرید نہیں کرتے جنکے ذریعہ انہیں ایسی اطلاعیں ملتی رہیں - اگر ہر ایک احمدی چندہ میں شریک ہو جاوے خواہ بچہ ہو یا بوڑھا عورت ہو یا مرد تو ایک ہی دن میں کالج طیار ہو سکتا ہے -

خیر بات دور چلی گئی اسوقت میرا منشاء یہ ہے کہ سکول کو مالی مشکلات سے نجات دینے کے لئے یہہ ضروری امر ہے کہ کم از کم ایک ہزار روپیہ ہر وقت اسکے ریزرو فنڈ میں جمع رہے اور کم از کم پانچسو روپیہ ماہوار چندہ مستقل آتا رہے - اور یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے مستقل فنڈ میں تو اگر ایک ہزار آدمی ایک ایک روپیہ ہی دیدیں تو جمع ہو سکتا ہے اور ایسا ہی ماہوار چندوں کے لئے لوگوں کو آمادہ کریں -

میں الحکم کے ایک ہزار خریداروں سے اپیل کرتا ہوں کہ کیا وہ اس فخر کو حاصل کرنا نہیں چاہتے کہ سکول کے ریزرو فنڈ میں سارا روپیہ انکا ہی ہو؟ کیا کوئی ہے جو میری آواز سنے ؟

(۳) کالج کے لئے آنہ فنڈ

ایک ہی اخبار میں مختلف چندے کی تحریکیں شاید دنیادار کی نظر میں نامناسب ہوں لیکن جبکہ ایک ہی قوم سے لینا ہے اور قوم کا اپنا ہی کام اور اسکی مختلف ضرورتیں ہیں اور لوگ پیچھے ہیں ان ضرورتوں سے مجھے آگاہ ہی کرنا ہے تو میرے نزدیک یہہ بالکل مناسب اور موزوں امر ہے کہ ساری تحریکیں ایک ہی مرتبہ ہوں تاکہ قوم میں اور بھی زیادہ احساس اپنے فرض شناسی کا پیدا ہو - کالج فنڈ کی تحریک عام ہو رہی ہے - جس جس قسم کے خطوط کالج کے آنہ فنڈ اور کالج کی ضروریات کے متعلق آرہے ہیں میں انشاء اللہ انہیں سے بعض اگلی اشاعت میں درج کرونگا -

ہر شخص اپنا قومی فرض سمجھے کہ وہ آنہ فنڈ کے لئے تحریک کرے اور جو کچھ اس سے ہو سکے جمع کرکے ایڈیٹر الحکم کے نام بھیجدے وہ کاغذات میں اندراج کے بعد حکیم الامۃ کے پاس جمع کرا کر الحکم میں رسید دیگا - جس شخص کی رسید درج نہ ہو وہ براہ کرم

و مشابهت جواهر او بجواهر او باشد واردات ممثل به جبرئیل نازل کرده میشوند پس ممثل به حصول این امر دحت مساید وخود را از ثمره آمدگان مے پندارد و لیقین تام میکند که از لقوم خود نازل شده فائز المرام گشت پس بنے ماند و را هیچ غم بعد ازان و خوش وقت میشود این است راز فرود آمدن مسیح ابن مریم که دران مردم اختلاف و جدال مے کنند.

زمانهٔ اختراع اعتقاد تناسخ

له سنت بروز و امثال از قدیم الایام از سنن مستمره ایزدی است و براهمه هنود از بروز بغلط فهمی خود اعتقاد تناسخ اختراع نموده اند و اختراع تناسخ بعد از زمانه کرشن و بده شده است. شوربختان کتب منزله من الله را تحریف نموده و دران اعتقاد تناسخ و مخواست خود داخل نموده اند حضرت کرشن و بده معتقد تناسخ نبودند زیرا که اگر ایشان معتقد تناسخ و قایل ازلیت ماده مے بودند در کتب شان بعض مقامات متناقضه تناسخ و مخالف لوازم آن یافته نے شدند مثلاً در بهاگوت گیتا در باب هفتم عبارت الهامیه آمده است. من چشمه تمام کائنات هستم + هیچ از من بالاتر و بزرگتر نیست + اے پسر پرتها بدان که من تخم تمام موجودات هستم +

فرق درمیان بروز و تناسخ

پس آریه بخانه خود غور کنند کداین مقامات گیتا چه قدر از اعتقادات شان مخالف افتاده اند. درمیان تناسخ و بروز فرقے است بعید مثل کفر و اسلام. چه نسبت خاک را با عالم پاک. بروز محض تشبه اوصاف و اخلاق و تناسب جواهر طبیعت احدے بدیگرے و بباعث تناسب جاذبه روحانیت احدے بدیگرے می باشد. و اعتقاد تناسخ انتقال روح احدے بجسم دیگرے قرار دادن است پس بروز صحیح و ممکن الوقوع بلکه لازم بر مخلوقات ایزدی دائر و سائر مے باشد و اعتقاد تناسخ غلط و ناممکن الوقوع است و اعتقاد آن سراسر الحاد و کفر است معتقد تناسخ اگرچه بزبان قایل خدا مے باشد از روئے اعتقاد و لوازم آن دهریه ثابت مے شود فنعوذ بالله من هذا الالحاد و الفساد. معتقدان تناسخ که ادعائے اتباع تعلیم کرشن و بده میکنند حال شان مثل نصاری و یهود است که قالت النصاری المسیح ابن الله. و قالت الیهود عزیر ابن الله. این تمام اقوام سالفه از صراط مستقیم برگشته اند و اعتقادات نوتراشیده خود را نسبت بتعالیم انبیائے ایزدی میکنند. از دلائل قاطعه و حجج ساطعه مبرهن شده است که رامچندر و کرشن و بده از عباد صالحین بوده اند اما در تعیین زمانه شان اختلاف است زیرا که اهل هنود در فن تاریخ خیلے سست و کاهل بودند لهذا اثبات تعین تاریخ شان امرے است مستبعد و هر کسے بظن غالب و قرائن و تحرے خود چیزے درین باب گفته است و همچنان در حال تقدم و تاخر هر سه بزرگان مزبور اختلافے است ژرف از ینجا است که یکے از یوادر جهه من مسمی ڈاکٹر سورین سرد همچنان دیگر قسوس دیار مغربیه با سفار مدونهٔ خود زمانهٔ تصنیف بهاگوت گیتا را که در و احوال کرشن علیه السلام مذکور است و باقرب العهد او نوشته شد بحیث گستردن زمام تدبیر و جالیت خود از برائے اثبات مانعهٔ فقرات و جملات بهاگوت گیتا از اناجیل. بعد از زمانه مسیح بقرن سوم عیسوی قرار داده اند ما برین اعتبارے نیست. زیرا که این جالیت قسوس در هر باطهر من الشمس گردیده است. فقرات الهامیه الٰهیه که بر انبیا و اولیا نازل مے شوند اکثر متحد المطالب و المفاهیم و متقارب المعنی مے باشند زیرا که منبع شان یکے مے باشد چنانچه در اناجیل موجوده بعض جملات الهامیه از دست برد محرفان بے تمیز که بجا اند باقی مانده اند همچنان برخے از جملات الهامیه الٰهیه در بهاگوت گیتا [illegible] باقی است. از اینجا است که بعض جملات بهاگوت گیتا ببعض جملات اناجیل متحد المعنی اند و جهلا [illegible] آن فقرات را ماخوذ از اناجیل قرار مے دهند افٍ لکم و لما تعبدون

سے ... زخشم چون عمر تا مچو برص نما سے
منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
بعلم و فضل و کرامت کسے نباز رسد
از ان قفس پریدم برون که دنیا نام
مرا گلشن رضوان حق شده ست گذر
بروئے یار که هرگز نه رتبتے خواهم
سیاه باد رخ بخت من اگر بدلم
نیامدم زپئے جنگ و کارزار و جهاد
ره خلاص کجا باشد آن سیه دل را
چو سیل دیده با هیچ سیل و طوفان نیست
ز آه زمره ابدال حق بباید ترسید
بهر زه طالب آن مهدی و مسیح مباش
عزیز من ره تائید دین دگر راهے است
زمین مرده بود بے خواست علیم النفاس
کشاده اند در فضل گر کنون تا لی

تو رحیم انان که در انکار ما افتاده اند
منم محمد و احمد که مجتبیٰ باشد
مرا نسبت آنکه از ارباب وفا باشد
کنون بکنگرهٔ عرش جائے ما باشد
مقام من چمن قدس و اصطفا باشد
اگر اهانت اسلام مدعا باشد
دگر غرض بجز از یار آشنا باشد
غرض ز آمدنم درس اتقا باشد
که با چنین دل من در پئے ایذا باشد
بترس زین که چنین سیل مثل ما باشد
علی الخصوص اگر آه میرزا باشد
که کار شان همه خونریزی و دغا باشد
نه اینکه تیغ براری اگر ابا باشد
ز وعظ بے عملان خود اثر کجا باشد
ز نا مساعدت بخت نارسا باشد

بقیه حاشیه صفحه ۱۳ - لقد قرأنا فی بعض جرائد انگریزیه انهم التنفوا اسقط راسه علی تخوم نیپال فی بقعة نصب فیها الامبراطور اسوکه عمودا فی القرن الثالث قبل المیلاد لتعیین مولده و اطلال تلک المدینة الان خرایب من الحرمیه تذکر وقت بینها الاشجار الباسقة تتألفت منها الغابات الغظة و المظنون ان المدینة [illegible] الخرب قبل وفات بوذا

له شاه عبدالعزیز رحمة الله علیه در باب بروز فرموده اند بروز روح در روح حی باهیت در اصل از خواص حقیقة الحقائق تعالیٰ و تقدس است و چون نسبت او تعالیٰ با مخلوقات نزد ایشان نسبت مظاهر به مظاهر و قیومیت است لهٰذا مخلوقات نیز این نوع تصرف ثابت است از مصدر این نوع تصرف در بعض مخلوقات که ملائکه و جنیان باشند عادی و مسطور است و در بعضے دیگر مخلوقات که ارواح نبی آدم از خوارق عادت و قصص الانبیا ازین باب چیزے بسیار منقول است و خود شیخ اکبر ازین باب قدرے کافی روایت کرده [illegible] اشاره به بروز است.

فتوی مسیح موعود در رعایت جهاد سیف و السنان و تاکید جهاد قلم و البرهان درین زمان

له قال حضرت السید المسیح الموعود فی ممانعة الجهاد اعلموا ایها المسلمون رحمکم الله الذی تولی الاسلام و کفل امور العالم جعل دینه هذا و صلة الی حکمه و علومه و وضع المعارف فی ظاهره و مکتومه فمن الحکم التی اودع هذا الدین لیزید هدی المهتدین هو الجهاد الذی اشرب فی صدر زمن الاسلام

پس دعوے حضرت امام الزمان علیہ السلام برحق و بعثت او منکشف حقیقت نزول مسیح است

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹ - کہ حصص کتب مزبورہ از دست دجالین مسخ گردیدہ وشناخت فقرات منزل من اللہ متعسر شدہ است زیراکہ بر حال اصل خود نماندہ اند بحالت کذائے این کتب را الہامیہ گفتہ سخن شود حتی ومن بکتب المنزلۃ من اللہ لا بتحریفات الدجالین - فضیلت محفوظیت محض قرآن کریم راست کہ خداتعالے مے فرماید انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون - زیادہ از عرصہ سیزدہ صدسال روئے بانقضا آوردہ است از قرآن کریم یک حرف ہم پس و پیش نگردیداست چونکہ خداوند تعالی راہدایت جمیع اقوام عالم تا قیامت بکمل تعالیم قرآن کریم منظور بود لہذا کفالت حفظ قرآن کریم را بذمہ خود گرفت وکتب سابقہ مسخ و منسوخ گردیدند و در حقیقت این تقاضائے رضائے ایزدی بود کہ بظہور آمد -

زمانۂ بعثت کرشن علیہ السلام

یکے از اہل ہنود مسمی کے ٹی تلانگ ساکن بمبئی نوشتہ است کہ زمانۂ تصنیف بھاگوت گیتا چار صدسال پیش از حضرت مسیح بودہ است - اما درین شکے نیست کہ حضرت کرشن علیہ السلام بزمانۂ پانڈو وکورو بودہ اند و جنگیکہ مابین پانڈو وکورو واقع شدہ بود دران حضرت کرشن علیہ السلام موجود بودند ولیکن در تعین تاریخ و زمانۂ شان معتبر شکے نیست کہ چہ قدر عرصہ قبل از مسیح بودہ اند - وآنچہ با بتدائے این کتاب ترتیب بعثت انبیائے ہند تحریر نمودہ ام بطور تحری است اغلب است کہ از ان برعکس بود اما در صالح و مصلح بودن شان شکے نیست و نہ انحصار انبیائے ہند در سراست بلکہ عقل و قرائن و حالت امم ہند شاہد است کہ پیش از کرشن علیہ السلام ہم در ہند انبیا گذشتہ اند و زمانۂ بدھ را بعد از زمانۂ کرشن قرار مے دہند و مے گویند کہ اگر بدھ از کرشن اول بودے ذکر بدھ در کتب کرشن وغیرہ مے آمد - والسلام علی من اتبع الہدی -

زمانۂ بعثت بدھ و حالات او

بعض مورخان فرنگستان زمانۂ بدھ را قبل از میلاد پنج صد سال و بعضے سہ صد سال قبل از میلاد مسیح قرار دادہ اند چنانچہ یکے از مورخین مصرے نویسد :- البوذا ھو موسس الدیانۃ البوذیۃ المنتشرۃ فی الصین والیابان والواضع شرائعھا نشا فی الھند فی القرن الخامس قبل المیلاد وقد شک بعض العلماء فی حقیقتہ فحسبوہ شخصا وھمیا ولکن کتبہ وتعالیمہ تثبت حقیقۃ ولد فی اوائل القرن الخامس قبل المیلاد فی بیبال من بلاد الھند بین جبال ھمالۃ الصغری واواسط نھر راتی فی الشرق الشمالی من بلاد الاودہ وعلی مایۃ میل علی الشمال من بنارس عند مصب نھر رحیم فی نھر راتی حیث تکثر الامطار وتتعاظم السیول وکانت تسمی تلک البقاع بلاد الاقویا (ساکیاس) وکان والدہ من کبار الاغنیاء اصحاب الاملاک الواسعۃ ویسمی (سدھودانا) وکان بین نسائہ امراۃ اسمہا مایا رزقت منہ غلاما سماہ سدھانا - وماتت وھو طفل صغیر فنشا قوی البنیۃ فسموہ ساکیا ای القوی ثم مالبث ان ظھرت مواھبہ العقلیۃ فلقبوہ (ساکیا الحکیم) وسمی بعد ذالک بوذا - ای المستنیر وانہ لما بلغ الحادیۃ والعشرین من عمرہ مال الی الخلوۃ والتنسک فقص شعرہ ولبس ثوبا اصفر تقلیا وھجر الوطن والاھل واخذ یطوف البلاد زاھدا واشتھر من ذالک الحین باسم (غوتاما الناسک) وکان لخروجہ من وطنہ رنۃ حزن

از ینجا است کہ آن حضرت مے فرمایند ؎

چون مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند	مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند
آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین	این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰ - شدید بین اھلہ وذویہ فبکوہ وشقوا علیہ الجیوب وھو لا یبالی ولا ھم علموا السبب الذی حملہ علی ذالک الھجر فقضی فی طوافہ ھذا سبع سنوات قرا فی اثنائھا العلم علی اثنین من مشاھیر علماء الھند ثم ترک العلم قبل استیعابہ وشخص الی مملکۃ ماغادا حتی اتی مدینۃ اورویلا فاقام فی غابۃ ھناک عدۃ سنوات فی الصدم وقھر النفس ینتظر ھبوط الوحی فابطاء علیہ وکان معہ خمسۃ نساک اخرون ملوا ملک المعیشۃ فترکوا الغابۃ وعادوا الی بلادھم اما ھو فما زال ثابتا حتی ھبط علیہ الوحی تحت الشجرۃ ھناک سماھا شجرۃ المعرفۃ فاصابتہ غیبوبات متوالیۃ تلقی فی اثنائھا سرالنقص واسرار اخری مقدسۃ وکان فی عزمہ الاکتفاء بما نالہ من السعادۃ ولم یخطر لہ السعی فی بث تعالیمہ ولکنہ التقی یوما ببرھمی جری لہ معہ جدال طویل فانکر الرجل علی بوذا انہ برھمی بناء علی ان مبادیہ الجدیدۃ تخالف دیانۃ البراھمۃ فاجابہ انہ برھمی حق وعول من ذالک الحین علی نشر تعالیمہ واصلاح دیانۃ البراھمۃ والسبب الحقیقی لقیامہ بالدعوۃ معقول اذ لا یقوم داع الی الخیر الا متی تکاثرت الشرور وکانت دیانۃ البراھمۃ فی زمن بوذا قد فسدت وانغمس اصحابھا فی الطمع والترف فقام یدعو الناس الفضائل ویحبب الیھم شظف العیش ویحثھم علی نبذ الدقل فی دینھم والتمسک بالاصل الثابت ومن قرا تعالیمہ تحقق جلیا انہ انما قام فی بادی الرای مصلحا لا شارعا وکان لقیامہ نفع عظیم للبراھمۃ انفسھم لانھم افاقوا من غفلتھم فاصلحوا ذات بینھم وباشروا الدعوۃ فی بنارس فدعا اولا اصحابہ النساک الخمسۃ وعلمھم السبیل المودی الی الراحۃ والمعرفۃ والنور والسعادۃ وجعل لذالک السبیل ثمانیۃ منافذ تودی الیہ وھی صدق الایمان وصدق العزیمۃ وصدق القول وصدق العمل وصدق التصرف وصدق الاجتہاد وصدق النیۃ وصدق التقشف ثم عاد بوذا الی اورولا حیث تلقی المعرفۃ ودعا جماعۃ من النساک کانوا یعتمون ھناک فلبوا الدعوۃ بعد معجزات اجراھا بین ایدیھم فکانوا لہ عونا فی نشر تعالیمہ ولم یکن فی بادی الرای یتجرء علی نشر دعوتہ فی غربی بلاد الھند لان البراھمۃ ھناک کانوا اشداء فاقتصر علی ممالک کوسالا وماغادا وماجاورھما مما لا یخرج عن بلاد الاودہ والبھار وکان الناس یفدون الیہ زرافات ووحدانا سماع الدعوۃ فکان اذا اتاہ طالب قال لہ - سر بالطھارۃ تنج من الشقاء توفی بوذا فی الثمانین من عمرہ بعد ان قضی فی نشر دعوتہ ۴۴ سنۃ واصبح بوذا بتوالی الایام الھا یعبدونہ ولہ تماثیل عدیدۃ فی انحاء الصین والیابان وقد شاعت دیانتہ بالاکثر ھناک ویبلغ عدد اتباعہ الان نحو ۴۵۵۰۰۰۰۰۰ فی العالم

www.aaiil.org

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان

۲۰ - مارچ ۱۹۰۵ء کو قبل ظہر حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی نے مولوی محمد ابراہیم صاحب کو حضرت اقدس حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پیش کیا مولوی صاحب موصوف نے حضرت مسیح موعودؑ سے چند استفسار کئے آپ نے انکے جواب مین جو کچھہ فرمایا وہ درج ذیل ہے
ایڈیٹر

سائل - اطمینان قلب کیونکر حاصل ہو سکتا ہے ؟

حضرت اقدس - قرآن سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالے کا ذکر ایسی شے ہے جو قلوب کو اطمینان عطا کرتا ہے جیسا کہ فرمایا الابذکر اللہ ... تطمئن القلوب پس جہانتک ممکن ہو ذکر الٰہی کرتا رہے اسی سے اطمینان حاصل ہوگا ہان اسکے واسطے صبر اور محنت درکار ہے - اگر گہبرا جاتا اور تہک جاتا ہے تو پہر یہ اطمینان نصیب نہین ہو سکتا - دیکہو ایک کسان کس طرح پر محنت کرتا ہے اور پہر کس صبر اور حوصلہ کے ساتہہ باہر اپنا غلہ بکہیر آتا ہے بظاہر دیکہنے والے یہی کہتے ہین کہ اس نے دانے ضائع کر دئے لیکن ایک وقت آجاتا ہے کہ وہ ان بکہیرے ہوئے دانون سے ایک خرمن جمع کرتا ہے - وہ اللہ تعالے پر حسن ظن رکہتا ہے اور صبر کرتا ہے اسی طرح پر مومن جب اللہ تعالے کے ساتہہ ایک تعلق پیدا کر کے استقامت اور صبر کا نمونہ دکہاتا ہے تو اللہ تعالے اپنے فضل و کرم سے اسپر مہربانی کرتا ہے اور اسے وہ ذوق شوق اور معرفت عطا کرتا ہے جسکا وہ طالب ہوتا ہے -

یہہ بڑی غلطی ہے جو لوگ کوشش اور سعی تو کرتے نہین اور پہر چاہتے ہین کہ ہمین ذوق شوق اور معرفت اور اطمینان قلب حاصل ہو - جبکہ دنیوی اور سفلی امور کے لئے محنت اور صبر کی ضرورت ہے تو پہر خدا تعالے کو پہونک مار کر کیسے پا سکتا ہے - دنیا کے مصائب اور مشکلات سے کبہی گہبرانا نہین چاہئے - اس راہ مین مشکلات کا آنا ضروری ہے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مصائب کا سلسلہ دیکہو کسقدر لمبا تہا - تیرہ سال تک مخالفون سے دکہہ اٹہاتے رہے مکہ والون کے دکہہ اٹہاتے اٹہاتے طائف گئے تو وہان سے پتہر کہا کر بہاگے - پہر اور کوئی شخص ہے جو ان مصائب کے سلسلہ سے الگ ہو کر خداشناسی کی منزلون کو طے کرلے -

جو لوگ چاہتے ہین کہ ہمین کوئی محنت اور مشقت نکرنی پڑے وہ بیہودہ خیال کرتے ہین اللہ تعالے نے قرآن شریف مین صاف فرمایا ہے -

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالے کی معرفت کے دروازون کے کہلنے کے لئے مجاہدہ کی ضرورت ہے اور وہ مجاہدہ اسی طریق پر ہو جسطرح کہ اللہ تعالے نے بتایا ہے اسکے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نمونہ اور اسوۂ حسنہ ہے -

بہت سے لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو چہوڑ دیتے ہین اور پہر سبز پوش یا گیروے پوش فقیرون کی خدمت مین جاتے ہین کہ وہ پہونک مار کر کچہہ بنا دین - یہہ بیہودہ بات ہے ایسے لوگ شرعی امور کی پابندیان نہین کرتے اور ایسے بیہودہ دعوے کرتے ہین وہ خطرناک گناہ کرتے ہین اور اللہ تعالے اور اسکے رسول سے بہی اپنے مراتب کو بڑہانا چاہتے ہین کیونکہ ہدایت دینا اللہ تعالے کا فعل ہے اور وہ مشت خاک ہو کر خود ہدایت دینے کے مدعی ہوتے ہین -

اصل راہ اور گر خداشناسی کا دعا ہے اور پہر صبر کے ساتہہ دعاؤن مین لگا رہے - ایک پنجابی فقرہ ہے

منگے سو مر رہے مرے سو منگن جا

حقیقت مین جب تک انسان دعاؤن مین اپنے آپکو اس حالت تک نہین پہونچا لیتا کہ گویا اسپر موت وارد ہو جاوے اسوقت تک باب رحمت نہین کہلتا - خدا تعالے مین زندگی ایک موت کو چاہتی ہے جب تک انسان اس تنگ دروازہ سے داخل نہو کچہہ نہین - خداجوئی کی راہ مین لفظ پرستی سے کچہہ نہین بنتا بلکہ یہان حقیقت سے کام لینا چاہئے - جب طلب صادق ہوگی تو مین یقین رکہتا ہون کہ اللہ تعالے اسے محروم نکریگا -

سائل - استقامت بہی تو ملنی چاہئے - ؟

حضرت اقدس - ہان یہ سچ ہے کہ استقامت ہونی چاہئے اور یہ استقامت ہی اللہ تعالے کے فضل اور کرم ہی سے ملتی ہے - ایک ادنے درجہ کا فقیر بہی ایک بخیل سے بخیل انسان کے دروازے پر جب دہرنا مارتا ہے تو کچہہ نہ کچہہ لیکر ہی اٹہتا ہے پہر اللہ تعالے تو کریم رحیم خدا ہے یہہ ناممکن ہے کہ کوئی اسکے دروازہ پر گرے اور خالی اٹہے - اگر چاہتے ہو کہ ساری مرادین پوری ہو جاوین تو یہ تو اسکے ہی فضل سے ہوگی بعض اوقات انسان کو یہہ ہی دہوکا لگتا ہے کہ فلان مراد پوری نہین ہوئی - حالانکہ بات یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالے احتیاج سے ہی انسان کو بری کر دیتا ہے لکہا ہے کہ ایک بادشاہ کا گذر ایک فقیر پر ہوا جسکے پاس صرف ستر پوشی کو چہوٹا سا پارچہ تہا - مگر وہ بہت خوش تہا - بادشاہ نے اس سے پوچہا کہ تو اس قدر خوش کیون ہے ؟ فقیر نے جواب دیا کہ جس کی ساری ہی مرادین پوری ہو جاوین وہ خوش نہو تو اور کون ہو - بادشاہ کو بڑی حیرانی ہوئی - اسنے پوچہا کہ کیا تیری ساری مرادین پوری ہو گئی ہین فقیر نے کہا کہ کوئی مراد ہی نہین رہی -

حقیقت مین حصول دو ہی قسم کا ہوتا ہے یا پانے یا ترک غرض بات یہی ہے کہ خدایابی اور خداشناسی کے لئے ضروری امر یہی ہے کہ انسان دعاؤن مین لگا رہے - زنانہ حالت اور بزدلی سے کچہہ نہین ہوتا اس راہ مین مردانہ قدم اٹہانا چاہئے - ہر قسم کی تکلیفون کے برداشت کرنے کو طیار ہونا چاہئے - خدا تعالے کو مقدم کرے اور گہبرائے نہین پہر امید کیجاتی ہے کہ اللہ تعالے کا فضل دستگیری کریگا اور اطمینان عطا فرمائیگا - ان باتون کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان تزکیہ نفس کرے جیسا کہ فرمایا ہے قد افلح من زکٰھا

سائل - دعا جب تک دل سے نہ اٹہے کیا فائدہ ہوگا ؟

حضرت اقدس - مین اسی لئے تو کہتا ہون کہ صبر کرنا چاہئے - اور اس سے گہبرانا نہین چاہئے - خواہ دل چاہے یا نہ چاہے کشان کشان مسجد مین لے آؤ - کسی نے ایک بزرگ سے پوچہا کہ مین نماز پڑہتا ہون مگر وساوس رہتے ہین اسنے کہا کہ تو نے ایک حصہ پر تو قبضہ کر لیا دوسرا بہی حاصل ہو جائیگا -

نماز پڑہنا ہی تو ایک فعل ہے اسپر مداومت کرنے سے دوسرا بہی انشاء اللہ مل جائیگا - اصل بات یہ ہے کہ ایک فعل انسان کا ہوتا ہے اسپر نتیجہ مرتب کرنا ایک دوسرا فعل ہوتا ہے جو اللہ تعالے کا فعل ہے سعی کرنا مجاہدہ کرنا یہہ تو انسان کا اپنا فعل ہے اسپر پاک کرنا استقامت بخشنا یہہ اللہ تعالے کا فعل ہے -

بہلا جو شخص جلدی کریگا کیا ؟ کیا اس طریق پر وہ جلد کامیاب ہو جائیگا - یہہ جلد بازی انسان کو خراب کرتی ہے وہ دیکہتا ہے کہ دنیا کے کامون مین بہی اتنی جلدی کوئی امر نتیجہ خیز نہین ہوتا آخر اسپر کوئی وقت اور میعاد گذرتی ہے زمیندار بیج بو کر ایک عرصہ تک صبر کے ساتہہ اسکا انتظار کرتا ہے بچہ بہی تو مہینے کے بعد پیدا ہوتا ہے - اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ پہلی ہی خلوت کے بعد بچہ پیدا ہو جاوے - تو لوگ اسے بے وقوف کہین گے یا نہین - ؟ پہر جب دنیوی امور مین قانون قدرت کو اسطرح پر دیکہتے ہو تو یہہ کیسی غلطی اور نادانی ہے کہ دینی امور مین انسان بلا محنت و مشقت کے کامیاب ہو جاوے - جسقدر اولیا - ابدال - مرسل ہوئے ہین انہون نے کبہی گہبراہٹ اور بزدلی اور بے صبری ظاہر نہین کی وہ جس طریق پر چلے ہین اسی راہ کو اختیار کرو اگر کچہہ پانا ہے بغیر اس راہ کے تو کچہہ مل نہین سکتا - اور مین یقیناً کہتا ہون اپنے تجربہ سے کہتا ہون کہ انبیاء علیہم السلام کو اطمینان جب نصیب ہوا ہے تو ادعونی استجب لکم پر عمل کرنے سے ہی ہوا ہے -

مجاہدات عجیب اکسیر ہین - سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے کیسے کیسے مجاہدات کئے - ہندوستان مین جو کابر گذرے ہین جیسے معین الدین چشتی اور فرید الدین رحمہا اللہ انکے حالات پڑہو تو معلوم ہو کہ کیسے کیسے مجاہدات انکو کرنے پڑے ہین - مجاہدہ کے بغیر حقیقت کہلتی نہین -

جو لوگ کہتے ہین کہ فلان فقیر کے پاس گئے اور اسنے توجہ کی تو قلب جاری ہو گیا - یہہ کچہہ بات نہین ایسے ہندو فقرا کے پاس بہی جاری ہوتے ہین - توجہ کچہہ چیز نہین ہے یہہ ایک ایسا عمل ہے جسکے ساتہہ تزکیہ نفس کی کوئی شرط نہین ہے نہ اس مین کفر و اسلام کا کوئی امتیاز ہے انگریزون نے اس فن مین آجکل وہ کمال کیا ہے کہ کوئی دوسرا کیا کریگا - میرے نزدیک یہہ بدعات اور محدثات ہین -

شریعت کی اصل غرض تزکیہ نفس ہوتی ہے اور انبیاء علیہم السلام اسی مقصد کو لیکر آتے ہین اور وہ اپنے نمونہ اور اسوہ سے اس راہ کا پتہ دیتے ہین جو تزکیہ نفس کی حقیقی راہ ہے وہ چاہتے ہین اللہ تعالے کی محبت دلون مین پیدا ہو - اور شرح صدر حاصل ہو -

مین بہی اسی منہاج نبوۃ پر آیا ہون پس اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ مین کسی ٹوٹکے سے قلب جاری کر سکتا ہون تو یہہ غلط ہے مین تو اپنی جماعت کو اسی راہ پر لیجانا چاہتا ہون جو ہمیشہ سے انبیاء علیہم السلام کی راہ ہے جو خدا تعالے کی وحی کے ماتحت طیار ہوئی ہے - پاس انفاس وغیرہ کا ذکر ہماری کتابون مین آپ نہ پائین گے اور نہ اسکی ہم تعلیم دیتے ہین اور نہ ضرورت سمجہتے ہین - ہم تو یہی بتلاتے ہین کہ نمازین سنوار سنوار کر پڑہو اور دعاؤن مین لگے رہو -

سائل - حضور نماز پڑہتے ہین مگر خیالات سے باز نہین رہتے اور اطمینان [illegible]

حضرت اقدس - نمازون کے نتائج اور اثر تو تب پیدا ہون جب نمازون کو سمجہہ کر پڑہو - بجز کلام الٰہی اور ادعیہ ماثورہ کے اپنی زبان مین بہی دعائیں کرو - اور پہر ساتہہ ہی یہہ بہی یاد رکہو - یہی ایک امر ہے جسکی بار بار تاکید کرتا ہون کہ تہکو اور گہبراؤ نہین اگر استقلال اور صبر سے اس راہ کو اختیار کروگے تو انشاء اللہ یقیناً ایک نہ ایک دن کامیاب ہو جاؤگے - ہان یہ یاد رکہو کہ اللہ تعالے ہی کو مقدم کرو - اور دین کو دنیا پر ترجیح دو - جب تک انسان اپنے اندر دنیا کا کوئی حصہ بہی پاتا ہے وہ یاد رکہے کہ ابہی وہ اس قابل نہین کہ دین کا نام بہی لے -

یہہ بہی ایک غلطی لوگون کو لگی ہوئی ہے کہ دنیا کے بغیر دین حاصل نہین ہوتا - انبیاء علیہم السلام جب دنیا مین آتے ہین کیا انہون نے دنیا کے لئے سعی اور مجاہدہ کیا ہے یا دین کے لئے -

اور باوجود اسکے کہ انکی ساری توجہ اور کوشش دین ہی کے لئے ہوتی ہے پہر کیا وہ دنیا مین نامراد رہے ہین ؟ کبہی نہین - دنیا خود انکے قدمون پر آگری ہے - یہہ یقیناً سمجہو کہ انہون نے دنیا کو گویا طلاق دیدی تہی لیکن یہہ ایک

www.aaiil.org

عالم قانون قدرت ہے کہ جو لوگ خدا کی طرف سے آتے ہیں وہ دنیا کو ترک کرتے ہیں۔ اس سے یہ مراد ہے کہ وہ دنیا کو اپنا مقصود اور غایت نہیں ٹھیراتے اور دنیا ان کی خادم اور غلام ہو جاتی ہے۔ جو لوگ برخلاف اسکے دنیا کو اپنا اصل مقصود ٹھیراتے ہیں خواہ وہ دنیا کو کسی قدر بھی حاصل کر لیں مگر آخر ذلیل ہوتے ہیں۔ سچی خوشی اور اطمینان اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے حاصل ہوتا ہے یہ مجرد دنیا کے حصول پر منحصر نہیں ہے اسلئے ضروری امر ہے کہ ان اشیاء کو اپنا معبود نہ ٹھیراؤ اللہ تعالےٰ پر ایمان لاؤ اور اسی کو یگانہ و یکتا معبود سمجھو۔ جب تک انسان ایمان نہیں لاتا کچھ نہیں۔ اور ایسا ہی نماز روزہ میں اگر دنیا کو کوئی حصہ دیتا ہے تو وہ نماز و روزہ اسے منزل مقصود تک نہیں لے جا سکتا بلکہ محض خدا کے لئے ہو جاوے۔

ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین

کا سچا مصداق ہو تب مسلمان کہلائیگا۔ ابراہیم کیطرح صادق اور وفادار ہونا چاہئے جبطرح وہ اپنے بیٹے کو ذبح کرنے پر آمادہ ہو گیا اسی طرح انسان ساری دنیا کی خواہشوں اور آرزؤں کو جب تک قربان نہیں کرتا کچھ نہیں بنتا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جب انسان اللہ تعالےٰ پر ایمان لاتا ہے اور اللہ تعالےٰ کیطرف اسکو ایک جذبہ پیدا ہو جاوے اسوقت اللہ تعالےٰ خود اسکا متکفل اور کارساز ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ پر کبھی بدظنی نہیں کرنی چاہئے۔ اگر نقص اور خرابی ہوگی تو ہم میں ہوگی۔ یہ یاد رکھو کہ جب تک انسان خدا کا نہ ہو جاوے بات نہیں بنتی اور جو شخص خدا کا ہے اس کے لئے ... ہمیں شتاب کاری بہت بڑی مشکل یہ ہے کہ لوگ ... گھبرا جاتے ہیں اور پھر شکوہ کرنے لگتے ہیں۔

سائل۔ ابتدائی منزل اس مقصد کے حصول کی کیا ہے۔

حضرت اقدس۔ ابتدائی منزل یہی ہے کہ جسم کو اسلام کا تابع کرے جسم ایسی چیز ہے جو ہر طرف لگ سکتا ہے۔ متاثر ... کو نہیں دیکھا ہے جو جلیبہ (؟) کی سختی ... دہوپ میں باہر جا کر کام کرتے ہیں۔ اور سخت سردیوں میں آدھی آدھی رات کو اٹھکر باہر جاتے اور ... ہیں پس جسم کو جس طریق پر لگاؤ اسی طریق پر لگ جاتا ہے ہاں اسکے لئے ضرورت ہے عزم کی کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ مٹی کہایا کرتا تہا۔ بہت تجویزیں کی گئیں مگر وہ باز نہیں رہ سکتا تہا۔ آخر ایک طبیب آیا اور اس نے دعوےٰ کیا کہ میں اسکو روک دونگا چنانچہ اس نے بادشاہ کو مخاطب کرکے کہا۔

ایھا الملک این عزم الملوک

یعنی اے بادشاہ وہ بادشاہوں والا عزم کہاں گیا؟ یہ سنکر بادشاہ نے کہا کہ اب میں مٹی نہیں کہاونگا۔ پس عزم مومن بہی تو کوئی چیز ہے۔

سائل۔ عزم کرنے تو آپ کی کیا ضرورت ہے۔

حضرت اقدس۔ بات یہ ہے کہ جب نفوس میں اخفیہ کا جذب ہوتا ہے تو ممد و معاون بہی پیدا ہو جاتے ہیں۔ صحابہ کے دل اچہے تہے تو اللہ تعالےٰ نے اون کے لئے ایک رسول بہی پیدا کر دیا۔ ایسا ہی کہتے ہیں کہ مکہ سے جو مدینہ کی طرف ہجرت کی اس میں بہی یہی سر تہا کہ وہاں کے اصلاح پذیر خلوق کا ایک جذب تہا۔

"مسیح موعود اور خدا پر ایمان"

۲۶۔ جون ۱۹۰۵ء کی صبح کو خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب نے جو سلسلہ عالیہ کی تبلیغ کے لئے جو ایک خاص جوش اپنے دل میں مخفی رکہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جس طرح ممکن ہو یہ تبلیغ ہر ملک۔ ہر قوم اور ہر زبان میں ہو جاوے۔ حضرت حجۃ اللہ کے حضور جاپان میں تبلیغ سلسلہ کے سوال کو چہیڑا۔ اس بنا پر کہ جاپان اسوقت سب کی نظروں میں ایک خاص ... رہا ہے عیسائی لوگ کوشش کر رہے ہیں کہ عیسائیت کا پرچم وہاں لہرا دیا جاوے ... کی اشاعت کے لئے جاپان کو وسیع میدان سمجھتے ہیں ان حالات کو مدنظر رکہکر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت کا جوش رکہنے والا دل خاموش نہیں رہ سکتا تہا اور نے حضرت حجۃ اللہ کے حضور اس سوال کو چہیڑا۔ میں خود اس موقعہ پر موجود نہ تہا حضرت مخدوم الملۃ نے جو وہ حالات سنائے اور مکرمی ایڈیٹر بدر نے (جہانتک ان کا حافظہ اور قلم ان کلمات کو محفوظ کر سکا جو حضرت اقدس کے منہ سے نکلے) وہ شائع کئے ہیں اپنے میں بدر سے "مختصر تقریر" ... درج کرنے سے پہلے اتنا اور کہنا چاہتا ہوں کہ جب جاپان اور روس کی لڑائی شروع ہوئی ہے اور ابہی کوئی میدان جاپان نے نہیں مارا تہا۔ حضرت اقدس کو ایک الہام ہوا تہا۔

ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت

اس الہام کو ہماری جماعت کا بہت بڑا حصہ جانتا ہے خصوصًا وہ لوگ جو دارالامان میں رہتے ہیں میری غفلت سے یہ اخبار میں پہلے شائع نہیں ہو سکا۔ اسوقت میری غرض اس الہام کے اندراج سے یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ کے ساتھ اس مشرقی طاقت کو کوئی مناسبت ہے۔

واللہ اعلم بالصواب۔ ایڈیٹر

۲۶۔ جون ۱۹۰۵ء ایک دوست نے تحریک کی کہ جاپان میں تہذیب کی بہت ترقی ہوئی ہے اور عیسائی لوگ اسبات کی کوشش کر رہے ہیں کہ تمام جاپانی عیسائی ہو جائیں آریوں نے بہی لاہور میں جاپانی زبان سیکہنے کے واسطے ایک مدرسہ قائم کیا ہے اور جاپان میں کئی آدمی بہیجے ہیں۔ اگر مناسب ہو تو سلسلہ حقہ کی اس ملک میں اشاعت کے واسطے تجویز کیجاوے۔

اسپر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ہر نبی اور رسول کا آخری زمانہ اسکے سلسلہ کی نصرت کا وقت ہوتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت کا پہلا بہت سا حصہ مصائب اور تکالیف میں گذرا تہا اور فتوحات اور نصرت کا زمانہ آپکی عمر کا آخری حصہ ہی تہا۔ ہم بہی اپنی عمر کا بہت سا حصہ طے کر چکے ہیں اور زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ اب خدا کے وعدوں کے پورے ہونے کے دن ہیں ہماری حالت وہ ہے کہ عدالت میں مدت سے کسی کا مقدمہ پیش ہے اور اب فیصلہ کے دن قریب ہیں ہمیں مناسب نہیں کہ اور طرف توجہ کرکے اس فیصلہ میں گڑبڑ ڈال دیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اب اس ... کو دیکہ لیں۔ اس ملک میں جو جماعت طیار ہوئی ہے ابہی تک وہ بہی ... ذرا سے ابتلاء سے ڈگمگا جاتے ہیں اور لوگوں کے سامنے انکار کر دیتے ہیں اور پہر بعد میں ہم کو خط لکہتے ہیں کہ ہمارا انکار دلی نہیں ہے۔ گویا ایسے لوگ اس آیۃ کی ذیل میں آ جاتے ہیں من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان تا ہم جن کے دلوں میں حلاوت ایمانی پورے طور سے نہیں جاتی وہ ایسا فعل نہیں کر سکتے فی الحال موجودہ معاملات میں ابہی تو بہت اور دعا کی بہت ضرورت ہے اور ہم خدا پر بہروسہ رکہتے ہیں کہ ... ایسے معاملات میں آریوں کے ساتھ ہماری کوئی مناسبت نہیں ہو سکتی وہ قوم ... چاہتی ہے اور ہم دنیا میں تقویٰ اور نیکی کو قائم کرنا چاہتے ہیں اگر ہم آریوں کی نقل کرنا چاہیں تو اون کی پیروی ہمارے لئے ... ہوگی اور ہم گویا اونکی ... ٹہرینگے اگر خدا تعالےٰ جاپانی قوم میں کسی تحریک کی ضرورت سمجہیگا تو خود ہمکو اطلاع دیگا۔ عوام کے واسطے امور پیش آمدہ میں استخارہ ہوتا ہے اور ہمارے واسطے استخارہ نہیں جب تک پہلے سے خدا تعالےٰ کا منشا نہ ہو ہم کسی امر کی طرف توجہ کر ہی نہیں سکتے ہمارا دارومدار خدا تعالےٰ کے حکم پر ہے انسان کی اپنی کی ہوئی باتوں میں اکثر ناکامی ہی حاصل ہوتی ہے۔ اگر خدا چاہیگا تو اوس ملک میں طالب اسلام پیدا کرے گا جو خود ہماری طرف توجہ ... فرمایا۔ اب آخری زمانہ ہے ہم فیصلہ سننے کے انتظار ... میں سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ ... سب لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہ دن بہت نازک ہیں خدا سے ہراساں و ترساں رہو ایسا نہ ہو کہ سب کیا ہوا برباد ہو جاوے اگر تم دوسرے لوگوں کی طرح ہو گے تو خدا تم میں اور ان میں کچھہ فرق نہ کریگا اور اگر تم خود اپنے اندر نمایاں فرق پیدا کرو گے تو پہر خدا بہی تمہارے لئے کچھہ فرق نہ رکہے گا عمدہ انسان وہ ہے جو خدا کی مرضی کے مطابق چلے۔ ایسا انسان ایک بہی ہو تو اوسکی خاطر ضرورت پڑنے پر خدا ساری دنیا کو بہی غرق کر دیتا ہے۔ لیکن اگر ظاہر کچھہ اور ہو اور باطن کچھہ اور تو ایسا انسان منافق ہے اور منافق کافر سے بدتر ہے سب سے پہلے دلوں کی تطہیر کرو۔ مجھے سب سے زیادہ اسبات کا خوف ہے۔ ہم نہ تلوار سے جیت سکتے ہیں اور نہ کسی اور قوت سے۔ ہمارا ہتہیار صرف دعا ہے۔ اور دلوں کی پاکیزگی۔ اگر ہم اپنے آپ کو درست نہ کرینگے تو ہم سب سے پہلے ہلاک ہونگے اگر خدا نہ چاہے تو جاپان میں کیا رکہا ہے ہاں زبان سیکہنے میں کوئی حرج نہیں داشتہ آید بکار۔ اگر ہمیں خدا کا حکم ہو تو نئی زبان نہ سیکہنے سے آج ہی چل پڑیں ہم ایسے معاملات میں کسی مشورہ پر نہیں چل سکتے خدا کے منشاء کے قدم بقدم چلنا ہمارا کام ہے۔

یکم جولائی ۱۹۰۵ء۔ کچھ بیماریوں کا ذکر تہا فرمایا میرا مذہب بیماریوں کے دعا کے ذریعہ سے شفا کے متعلق ایسا ہے کہ جتنا میرے دل میں ہے اتنا میں ظاہر نہیں کر سکتا۔ طبیب ایک حد تک چلکر ٹھہر جاتا ہے اور مایوس ہو جاتا ہے مگر اوس کے آگے خدا دعا کے ذریعہ سے راہ کہولدیتا ہے۔ خدا شناسی اور خدا پر توکل اسی کا نام ہے کہ جو حد ان لوگوں نے مقرر کی ہوئی ہیں اون سے آگے بڑہکر چا پیدا ہو۔ ورنہ ... تو آدمی زندہ ہی مر جاتا ہے۔ اسی جگہ سے اللہ تعالےٰ کی شناخت شروع ہو جاتی ہے مجھے ایسے معاملات میں مولوی رومی کا ایک شعر بہت پسند آیا ہے۔

> ایکہ خواندی حکمت یونانیان
> حکمت ایمانیان را ہم بخوان

عام لوگوں کے نزدیک جب کوئی معاملہ یاس کی حالت تک پہونچ جاتا ہے خدا تعالےٰ اندر ہی اندر تصرفات شروع کرتا ہے اور معاملہ صاف ہو جاتا ہے۔

دعا کے واسطے بہت لوگوں کے خطوط آتے ہیں ہر ایک کے لئے جو دعا کے واسطے لکہتا ہے دعا کرتا ہوں لیکن اکثر لوگ دعا کی اصل فلاسفی سے ناواقف ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ دعا کے ٹہیک ٹہکانہ پر پہونچنے کے واسطے کسقدر توجہ اور محنت درکار ہے دراصل دعا کرنا ایک قسم کی موت کا اختیار کرنا ہوتا ہے۔

دار الامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے اہل بیت اور بزرگان ملت کی صحت الحمدللہ اچھی ہے - گرمی بڑی شدت سے پڑ رہی ہے - خفیف سا ترشح ہوا تھا جس سے ہوا مین عارضی خنکی ہوئی تھی مگر پھر امساک بارش کیوجہ سے وہی حبس اور تلخی ہے اللہ تعالےٰ اپنے عاجز بندون پر رحم فرماوے -

۲- سنور - لودہیانہ - لاہور - ملتان - بہیرہ لائل پور - اور دوسرے مقامات سے اکثر احباب نے حاضر ہو کر شرف نیاز حاصل کیا جن مین سے مولوی الدین صاحب لودہانوی واعظ دلفگار بھی ہین -

۳- **رویا** :- ۲- جولائی ۱۹۰۵ء دیکھا کہ ایک بڑا دریا ہے اوس مین سے کوئی چیز نکلی جس مین سے شعلے نکلتے ہین اور ہمارے سامنے ہوئی جیساکہ دریا بطور تحفہ کے کوئی چیز ہمارے آگے پیش کش کرتا ہے وہ چیز ہمنے لے لی تو وہ ایک ٹوپی تھی جسکو ہمنے سر پر رکھہ لیا اوس کے بعد دریا نے ایک اور چیز پیش کی جو ایک جبہ کی شکل مین تھی وہ بھی ہمنے لے لی +

فرمایا دریا سے مراد کوئی بڑا بادشاہ یا اوسی کی مانند کوئی اور ذی شان آدمی یا کوئی بڑا اہل علم وفضل وکمال ہوتا ہے اور اوسکے تحفہ دینے سے مراد حلقہ خادمون مین داخل ہونا یا معتقد ہونا یا مالی خدمت کرنا یا کسی غرض کے لئے رجوع لانا ہے واللہ تعالیٰ اعلم +

ریمارک

المنصور - یہہ ایک ماہوار رسالہ ہے کہ جو دہلی سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تائید مین بابو محمد اسماعیل صاحب نقشہ نویس قریباً دو سال سے شائع کر رہے ہین - مینے اسکا ایک نمبر حضرت حکیم الامت کے پاس دیکھا ہے - **المنصور** ایک قابل قدر پرچہ ہے جس مین بعض مفید کتابین بھی سلسل چھپ رہی ہین انمین سے ایک کتاب اسرار الاناجیل بھی ہے - اس پرچہ کے ذریعہ منشی محمد اسماعیل صاحب مبائعین کے حالات لکھنے کا بھی ارادہ رکھتے ہین جو ایک مفید اور ضروری کام ہے + یہہ رسالہ قلیل القیمت اور کثیر المنفعت ہے - میری رائے مین احباب کو ایسے مفید رسالون کی مدد کرنی چاہئے - قیمت سالانہ صرف عہ ۱ اور طالب علمون اور غربا سے صرف ۱۲ ہے -

کلمۃ الفصل - ایک بیس صفحہ کا عربی رسالہ ہے جسکا اردو ترجمہ بھی ساتھہ ہے مولوی غلام رسول صاحب ساکن راجیکے نے لکھا ہے اور عبد الحی عرب نے چھاپا ہے وہی اس رسالے کو فروخت کرتے ہین مینے ابھی تک اسے پڑہا نہین -

شیرازہ قوم

۱- مین نے جو فردین الحکم کے ذریعہ شائع کی ہین وہ اکثر آرہی ہین + بعض احباب پوچھتے ہین کہ ایک جگہ کی جو احباب بسلسلہ ملازمت باہر ہین کیا انکے نام اسی شہر یا گاؤن کی فرد مین درج کرین ؟ میری رائے مین اسی گاؤن کی فرد مین درج ہونے چاہئین -

۲- چودہری مولابخش صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ پوچھتے ہین کہ جبکہ متفرق طور پر فردین بھیجی گئی ہین اور پہلے ضلع وار ایک ایک آدمی تجویز کیا گیا تہے کہ کل ضلع کی فرد بنا کر بہیجے تو اسطرح گڑبڑ ہو جائیگی - مین جواباً عرض کرتا ہون کہ بدقسمتی سے ابھی احباب مین کام کرنے کی روح پیدا نہین ہوئی - بجز آپ کے مولوی عزیز بخش صاحب چودہری غلام احمد خانصاحب اور چودہری غلام حسن صاحب سٹیشن ماسٹر میان رحمت اللہ صاحب اور کسی نے اس کام مین قدم رکھنے کا نام تک نہین لیا پھر مین کس امید پر ضلع وار فردون ہی پر اکتفا کرتا + آپ اس نتیجہ کو سن کر حیران ہونگے + پس آپ تو اپنے ضلع کی مکمل فرد طیار کر کے بہیجین -

سرکاری خبرین

(مندرجہ ذیل خبرین سول سکرٹریٹ آفس سے دفتر الحکم کو بہیجی گئی ہین - ایڈیٹر)

خان بہادر خان عبد الغفور خانصاحب - خان زیدا - ڈویژنل جج جہلم کو یکم جولائی سے ۲ ماہ کی رعائتی اور اوس کے سلسلہ مین تعطیل ماہ ستمبر کی اول پندرہ یوم کی رخصت عطا ہوئی -

کپتان پی - ار روصاحب - عارضی اڈیشنل ڈویژنل وسشن جج سیالکوٹ مشارٌ الیہ کی جگہ کام کرینگے - خان بہادر خان عبد الغفور خان صاحب کے رخصت سے واپس آنے پر کپتان روصاحب بطور عارضی اڈیشنل وسشن جج جہلم مین مامور رہینگے -

ڈبلیو - اے - پی روسگنول صاحب جو آجکل جہلم مین بطور عارضی اڈیشنل ڈویژنل جج کام کرتے ہین ماہ جولائی کے اختتام کے قریب دہلی مین ایس - ایل ٹی - کلفرڈ صاحب ڈویژنل جج کی جگہہ جو ۱۳ ماہ رو...

کو ملازمت سے سبکدوش ہونگے تبدیل کر دئے جائینگے -

سی - ایم کنگ صاحب ڈپٹی کمشنر امرتسر کو ۲۱ جولائی سے ۶ ہفتہ کی رعائتی رخصت عطا ہوئی اور جے پی طامس صاحب کے رخصت سے واپس آنے پر ایچ - ایس ولیمس صاحب جو آجکل کرنال مین قایم مقام ڈپٹی کمشنر ہین کنگ صاحب کی جگہ قایم مقام ڈپٹی کمشنر امرتسر مقرر کئے جائینگے -

ایچ - ای - اے ویکفیلڈ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر انبالہ ۱۵ جولائی ۱۹۰۵ء کو رخصت سے واپس اکر ہوشیار پور مین تعینات کئے جائینگے -

پی - ٹی جبسن صاحب قایم مقام مہتمم بندوبست گوڑگانوہ نے ۶ جولائی ۱۹۰۵ء سے ۲ ماہ اور ۱۴ یوم کی رعائتی رخصت حاصل کی - جبسن صاحب کی غیر حاضری کے زمانہ مین شیخ امیر الدین صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بندوبست مہتمم بندوبست کے روزمرہ کامون کی سرانجام دہی کیلئے مہتمم بندوبست سے سمجھے جائینگے -

میجر ایف - یو ہیم ینگ صاحب مہتمم بندوبست پٹیالہ کو یکم اگست ۱۹۰۵ء سے ۳ ماہ کی رعائتی رخصت عطا ہوئی - لالہ گوری شنکر صاحب نائب مہتمم بندوبست میجر یو ہیم ینگ صاحب کی جگہ قایم مقام رہینگے -

ایف - ایچ برٹن صاحب قایم مقام ڈپٹی کمشنر روہتک کو یکم جولائی ۱۹۰۵ء سے ۳ ہفتہ کی رعائتی رخصت عطا ہوئی - منشی بدری پرشاد صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر برٹن صاحب کی جگہ قایم مقامی کرین گے -

دستخط آر - اے - میتھیوز
سپرنٹنڈنٹ انچارج پنجاب سول سیکرٹریٹ -

خبرون کا گلدستہ

فارسی قونصل جنرل متعینہ تفلس کا بیان ہے کہ شاہ فارس کو شہنشاہ آسٹریا نے دیانا مین ۴ روز قیام کرنیکو بلایا ہے اور پریزیڈنٹ لوبے نے بھی پیرس مین ۴ روز ٹھہرنیکے لئے عرض کیا ہے - سینٹ پیٹرسبرگ مین شاہ وقت واپس رونق افروز ہو گئے -

شمالی مقدونیا مین برف پگہلنے سے دریا یک لخت بر سر طغیانی آگئے - برف کے انبار اس کثرت اور تیزی سے آئے کہ اکثر پلونکو سخت صدمات پہونچے - بعض موقعون پر راستے بند ہو گئے - تجارت مسدود ہو گئی -

جاپان کے نزدیک حال مین سمندر سے ایک جزیرہ نمودار ہوا ہے - گذشتہ نومبر مین یہان سے زور کی کڑک کی آوازین سنائی پڑتی تہین - اور دہوان نکلتا دکھلائی دیتا تہا - دسمبر مین جزیرہ نظر آنے لگا - ابھی یہ جزیرہ

۴ ہزار ۸ سو گز کے محیط کا ہے اسمین ایک قلہ کوہ ۲۴ فٹ اونچا ہے - اور ایک گرم پانی کی جھیل بھی ہے -

لارڈ مینٹو نے برٹش گورنمنٹ اور افغانستان کے تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ لارڈ لینسڈون کی رائے مین جو معاہدہ امیر صاحب نے کیا ہے وہ فریقین کے لئے مفید ثابت ہوگا - اور کہا کہ کسی مشرقی تاجدار کے خلاف قدم اٹہانا خالی از غلطی نہ ہوگا -

اس سال مصر مین ۲۲۳۲ طالب علم امتحان مڈل مین شریک ہوئے جنمین ۱۰۲۰ کی سیکنڈ لنگویج فرانسیسی ہے باقی کی انگریزی -

مصری محکمہ اوقاف نے اپنا ایک معتمد مکہ معظمہ روانہ کیا ہے تاکہ مصری فقراء کے تکیہ کی حالت ملاحظہ کر کے اسمین مناسب اضافہ وترمیم کرے - ۸۰۰ پونڈ سالانہ وظائف فقراء مین بھی بڑہائے ہین - اور ۲۳۰۰ پونڈ بعض مساجد کی مرمت کے لئے منظور کئے ہین -

مصر کے انجینرنگ کالج کا نتیجہ امسال نہایت عمدہ رہا -

کربلائے معلےٰ مین مرحوم سلطان سلیم کی بنوائی ہوئی حسینہ نام ایک نہر ہے جسمین دریائے فرات کی طغیانی کا پانی آتا ہے یہ نہر ابتداءً ۲۰ گز چوڑی اور ۱۰ گز گہری ہے اور پانی بکثرت آتا ہے - چونکہ مدتہائے دراز سے بے مرمت پڑی ہے اکثر طغیانی کے وقت ٹوٹ کر باغات وزراعت کو تباہ کرتی رہتی ہے - امسال بھی اسمین طغیانی آئی اور ایسی آئی کہ اہالی کربلا کے روکے کسی طرح نہ رکی - اور پہلوؤن کو توڑ کر پانی ہر چہار طرف امنڈ آیا - صدہا باغات پانی کے زور سے اکھڑ گئے - اور تمام کربلا مین پانی ہی پانی ہو گیا - بہت سی آدمی مر گئے اور بہت سے مکانات گر گئے -

شیراز مین غلہ نہایت گران ہو گیا ہے - اگر بوشہر جیسی تجارتی منڈی سے پے در پے غلہ نہ پہونچے اور نرخ رکا نہ رہے تو غریب بہو کے مر جائین -

افسوس ہے کہ ایران مین روسی اقتدار یہانتک بڑہ گیا کہ خاص ایران کی رعایا حقوق وطن کو فراموش کر کے روسی رعایا کے برابر حقوق حاصل کرنے کے لئے روسی بننے مین پس وپیش نہین کرتی - گیلان کے چند ایرانی تاجرون نے روسی حمایت مین آکر سند حاصل کر لی ہے - والی گیلان نے اگر اپنی پامردی سے اس سند کو غلط ثابت کر دیا تو کیا اس سے یہ ضرور نتیجہ نکلتا ہے - کہ ایران مین ایرانیون کے حقوق کی پامالی کی کوئی حد نہین رہتی اور روسی رعایا کو بیش از بیش حقوق حاصل ہین - اسی سے ایرانی تنگ آکر روسی بننا چاہتے ہین -

بالائی برما مین سخت بارش کیوجہ سے سیلاب آگیا اور مودہلی ریلوی کی لائن ہوپن اور نامکنی کے مابین ۹ میل تک ٹوٹ گئی - مسافر کشتیون کے ذریعہ سے گذرتے ہین -

دینس مین ایک کاریگر شیشہ کی ٹوپیان ہزارون کی تعداد مین طیار کر رہا ہے یہ ٹوپیان ریشمی معلوم ہوتی ہین پانی سے

www.aaiil.org

رسید آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۶- جون ۱۹۰۵ء

۱- محرر کمیٹی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان بک ڈپو جون ۱۹۰۵ء
۲- مولوی غلام حسن صاحب بابت جماعت پشاور یتامی
۳- شاہ ولی خانصاحب تعمیر دار ضلع کوہاٹ مدرسہ
۴- مستری محمد اسمٰعیل صاحب ملازم نواب صاحب (قربانی فنڈ)

میزان ۷- جون ۱۹۰۵ء

۱- میاں مردخانصاحب ملازم نواب صاحب قادیان مدرسہ
۲- جناب پرنسپل صاحب تعلیم الاسلام کالج قادیان فیس کالج
۳- جناب مولوی شیر علی صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج
دارالامان چندہ مدرسہ
۴- شیخ غلام احمد صاحب احمدی قادیان مدرسہ
۵- منشی غلام سرور صاحب قانونگوئی بندوبست ڈیرہ اسمٰعیل خان
مدرسہ
۶- میاں محمد یحیٰی صاحب سیگراں بابت جماعت سیگراں
۷- میاں مسیح اللہ ملازم بورڈنگ ہوس قادیان دارالامان مدرسہ

میزان ۸- جون ۱۹۰۵ء

۱- بابو شاہدین صاحب اسٹیشن ماسٹر راولپنڈی مدرسہ
۲- مولوی نیاز محمد صاحب مدرس مزنگ ضلع لاہور
۳- شیخ نیاز احمد صاحب تاجر چرم وزیرآباد مدرسہ
۴- سید قاضی غلام حسین صاحب وسیکرٹری انجمن حصار
۵- شیخ عبد اللہ صاحب پارچہ فروش بازار سیالکوٹ مسجد شاہ

میزان ۹- جون ۱۹۰۵ء

۱- میاں خیر الدین صاحب سیکھواں (مدرسہ)
۲- چودہری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ (مدرسہ)
۳- منشی الہ دتہ صاحب مدرس مدرسہ رام نگر گوجرانوالہ
۴- ڈاکٹر محمد اشفاق صاحب وسیکرٹری انجمن حصار
مدرسہ یتیم فنڈ
۵- سید قاضی غلام حسین صاحب حصار یتیم خانہ

میزان ۱۰- جون ۱۹۰۵ء

۱- محرر کمیٹی منتظمہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان (ڈپو بورڈنگ)
۲- ہیڈ ماسٹر صاحب (فیس اسکول قسط اول جون)
۳- ہیڈ ماسٹر صاحب فیس ماہ مئی
۴- زین الدین محمد ابراہیم صاحب احمدی بمبئی مدرسہ

میزان ۱۱- جون ۱۹۰۵ء

۱- ڈاکٹر فیض علی صاحب صابر قادیان (کہال قربانی)
۲- ڈاکٹر عبادالمد صاحب احمدی امرتسر (مسکین فنڈ)
۳- سید محمد شاہ صاحب مدرس ماچھی واڑہ ضلع لدھیانہ

میزان ۱۲- جون ۱۹۰۵ء

۱- منشی عبد العزیز صاحب اہلکار سہارنپور مدرسہ
۲- اہلیہ مولوی محمد صاحب معرفت منشی عبد العزیز صاحب سہارنپور مساکین فنڈ
۳- میاں محمد یوسف صاحب طالب علم پشاور۔ یتیم فنڈ
۴- شیخ عبد العزیز صاحب نائب تحصیلدار ... پور مدرسہ

۵- سید عظیم الدین صاحب وکیل عثمان آباد ملک نظام مدرسہ

میزان ۱۳- جون ۱۹۰۵ء

۱- محرر کمیٹی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان (بک ڈپو جون)
۲- عبد اللہ خانصاحب دفتر گورنمنٹ صاحب رنگون یتیم خانہ
۳- ڈاکٹر بشارت احمد صاحب پنڈی گھیب مدرسہ
۴- سید اسد اللہ شاہ صاحب گرداور بندوبست
پنڈی گھیب مدرسہ
۵- شیخ رمضان احمدی ملازم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب
پنڈی گھیب

۱۴- جون ۱۹۰۵ء

۱- منشی محمد عثمان صاحب ہیڈ ڈرافٹسمین دفتر انجینئر ریکوالنہ
۲- بابو نواب الدین صاحب کلرک مس کوہاٹ مدرسہ
۳- شیخ رحمت اللہ صاحب سوداگر لاہور
۴- سپرنٹنڈنٹ صاحب بورڈنگ ہوس مدرسہ تعلیم الاسلام
قادیان دارالامان آمد بورڈنگ
۵- چودہری محمد نواب خانصاحب تحصیلدار گجرات مدرسہ
۶- منشی سید محمد رضوی صاحب حیدرآباد دکن مدرسہ
۷- منشی عبد العزیز صاحب ٹیلر ماسٹر متھرا مساکین فنڈ

میزان ۱۶- جون ۱۹۰۵ء

۱- جماعت خان فتح معرفت میاں شیر محمد صاحب کہال قربانی
۲- جماعت موضع کھیبی متصل قادیان معرفت مولوی سکندر علی صاحب
مدرسہ
۳- بابو فروز علی صاحب اسٹیشن ماسٹر سنسرہ گوجرخان
مدرسہ مساکین
۴- منشی عبد العزیز صاحب ٹیلر ماسٹر متھرا مدرسہ

میزان ۱۹- جون ۱۹۰۵ء

۱- جماعت بنگہ معرفت رحمت اللہ احمدی یتامی فنڈ

میزان ۲۰- جون ۱۹۰۵ء

۱- منشی محمد مقبول صاحب احمدی لکہنو مدرسہ

میزان ۲۳- جون ۱۹۰۵ء

۱- ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان
دارالامان (فیس مدرسہ جون ۱۹۰۵ء قسط دوم)
۲- مولوی عبد القادر صاحب مدرس منصوران ضلع لدھیانہ
مدرسہ یتامی فنڈ
۳- میاں بشیر احمد خانصاحب طالب علم فورتھ ہائی کلاس
تعلیم الاسلام دارالامان کالج فنڈ
۴- میاں محمد شفیع صاحب احمدی ساکن اوجلہ
۵- میاں فضل الدین صاحب احمدی ساکن کہدایان
طالب علم سوم مڈل کلاس تعلیم الاسلام قادیان
۶- میاں عبد الرحمان صاحب ساکنہ فیض اللہ
چک طالب علم اسپیشل کلاس تعلیم الاسلام قادیان
۷- میاں محمد حسین صاحب چنیوٹی طالب علم دوم مڈل کلاس
۸- میاں رحمت اللہ خانصاحب طالب علم
چہارم پرائمری مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان
۹- سید حبیب اللہ شاہ صاحب طالب علم دوم مڈل کلاس

۱۰- سید ولی اللہ شاہ صاحب طالب علم سوم مڈل کلاس
۱۱- عبد الرحمن صاحب لدھیانوی طالب علم جماعت پنجم پرائمری
۱۲- حافظ عبد اللہ صاحب وزیرآبادی
۱۳- الطیع اللہ خانصاحب طالب علم جماعت پنجم پرائمری

میزان ۲۴- جون ۱۹۰۵ء

۱- سید فضل شاہ صاحب موضع کہیر ضلع گجرات
مدرسہ یتامی فنڈ
۲- سید مقبول شاہ صاحب سپہ ڈاکخانہ ضلع گجرات

میزان ۲۵- جون ۱۹۰۵ء

۱- حافظ محمد الدین صاحب موضع کہیر ضلع گجرات
مدرسہ یتامی فنڈ
۲- محمد مقبول حسین صاحب علیگڑھ مدرسہ
۳- میاں نور الدین صاحب کنجاہ ضلع گجرات
۴- حکیم میاں عطا محمد صاحب بہرسیان ضلع جالندہر
مدرسہ قربانی فنڈ صدقہ فطر
۵- چودہری غلام احمد صاحب کریام ضلع جالندہر مدرسہ

میزان ۲۶- جون ۱۹۰۵ء

۱- میاں نیک عالم صاحب بوری والہ مدرسہ
۲- شیخ محمد حسین صاحب چنیوٹ ضلع جہنگ یتامی

میزان ۲۷- جون ۱۹۰۵ء

۱- جماعت شملہ معرفت بابو برکت علی صاحب کلرک مدرسہ

میزان ۲۸- جون ۱۹۰۵ء

۱- میاں فضل دین صاحب بوری والہ مدرسہ
۲- میاں نور داد صاحب چک سکندر

میزان ۲۹- جون ۱۹۰۵ء

۱- شیخ غلام احمد صاحب احمدی قادیان مدرسہ
۲- منشی ذوالفقار علی خانصاحب انسپکٹر ابکاری مدرسہ
۳- بابو غلام محی الدین صاحب میرٹھ
۴- منشی محی الدین صاحب
۵- شیخ عبد الرشید صاحب مدرسہ

میزان

(عاجز الہ داد نائب امین مدرسہ)

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا مال واسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہیں ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو۔ کہ اسکا مال واسباب محفوظ ہے؟ حفاظت مال واسباب کے لئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائیں۔ جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بھی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی اور خوبصورتی کی وجہ سے سرحد پر بھی جاتے ہیں۔ لکڑی کے صندوقوں کے مقابلہ میں یہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پھلکے اور بہت زیادہ مضبوط اور پائیدار۔ نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ۔ سفر میں ہر طرح سے آسانی کے ساتھ اسباب بند کرکے لیجا سکتے ہیں۔ چونکہ یہ ایک احمدی بھائی کا کارخانہ ہے اس لئے آپ اس میں کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ نہ پائیں گے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجھ لیا گیا ہے۔ جو لوگ ٹرنکوں کی تجارت کرتے ہیں وہ اکٹھے منگوائیں گے تو انکے ساتھ خاص رعایت بھی کی جاویگی۔ مفصل فہرست درخواست کرکے کارخانہ سے منگوالو۔ درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکھو۔ بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجاویگی۔ تمام درخواستیں بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل میٹل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئیں۔

پنجاب سماچار ہفتہ میں تین بار

یہ مشہور ملک و اہل ملک کا سچا ہمدرد اخبار شہر لاہور سے ... سال سے شایع ہوتا ہے اسکے پرزور اور آزادانہ مضامین اور آرٹیکلز نے تمام اخباری دنیا میں دہاک باندہ رکہی ہے دلی کی شستہ اور بامحاورہ زبان کا اعلےٰ نمونہ ہے اور لطف یہ ہے کہ ہر ایک مذاق کا مسالہ اس میں موجود ہے قیمت ہفتہ میں تین بار کے عوام سے ... طلباء سے ... سالانہ اور فی پرچہ قیمت ... عوام ... اور طلباء ... سالانہ۔ المشتہر۔ منیجر اخبار پنجاب سماچار۔ لاہور

آخیر جنوری ۱۹۰۵ء تک قیمت

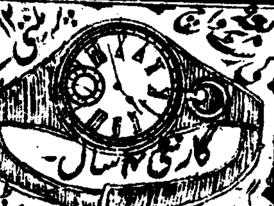

گارنٹی ۲ سال

یہ گھڑی کلائی پر باندہی جاتی ہے اسکے ایک پہلو کدار خالص چینی کا ہے۔ جیب میں بھی لگ سکتی ہے دیکھنے میں عمدہ معلوم ہوتی ہے ہزارہا فروخت ہوچکی ہیں۔ بڑی پختہ و پائیدار ہیں قیمت معہ تسمہ ...

سیکوپ ... واچ گارنٹی

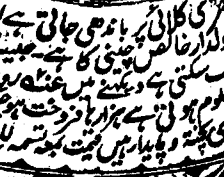

ناپاک معترضوں میں امر فارق یا فرقان ہو جاتی ہے - اُس سے اللہ تعالےٰ کو یہ دکھانا مقصود ہوتا ہے کہ اگر وہ ایسے ہی محل اعتراض اور مقام نکتہ چینی ہیں جیساکہ اُن کا دشمن اُنکی تصویر دکھاتا ہے تو خدا تعالےٰ اُنکی تائید کیوں کرتا ہے - اور کیوں اُن کے مخالفوں کو وہ بھی تو آخر اُس کے بندے اور اپنی اپنی جگہ مدعی راستی ہوتے ہیں سخت ذلیل کرتا اور آخر کار اُن کا نام ونشان مٹا دیتا ہے - یہی روشن اور سچا معیار ہے جس کی رو سے ہم عیسائیوں کو جواب دے سکتے ہیں اُن تمام جزدی نکتہ چینیوں کا جو وہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت کرتے ہیں - قرآن کریم نے یہی معیار پیش کیا ہے جہاں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے انا فتحنا لك فتحًا مُبینًا لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر - الآیہ یعنی اسبات کے ثبوت کے لیے کہ تو (ای محمد) مغفور ومعصوم ہے (یعنی تیری نسبت نکتہ چینیاں تمام بیجا اور ناروا ہیں) ہمنے یہ کام کیا ہے کہ تجھے فتح مبین دی ہے اس الٰہی نصرت اور آسمانی تائید سے ثابت ہو جائے گا کہ تو راستی پر تھا اور تیرے مخالف جھوٹے تھے - خدا کی شان لاعلوم قدامت سے تمام اسماعیلیوں اور کل عرب کی فطرت میں مرکوز تھا کہ مکہ معظمہ کا فاتح کاذب اور بدچلن شخص نہیں ہو سکتا - جب سے قریش اور اُن کے حلفا میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جنگ شروع ہوئی وہ اسی فیصلہ پر مستقیم ہو کر منتظر تھے کہ آخر کار مکہ جس کے قبضہ میں آئیگا وہی حق پر ہوگا اور اُس کی جانب داری اختیار کریں گے - آخر خدا تعالیٰ نے وعدہ کے موافق آنحضرت کو مکہ پر متصرف کیا اور تمام عرب آپ کی راستی کا لوہا مان گئے - لیکن الحمد للہ اس معیار کی رو سے یسوع کے پرستار اور وکیل اُسکو کبھی سچا ثابت نہیں کر سکتے - اس لیے کہ کسی آسمانی نصرۃ اور الٰہی تائید نے اُس کے دعویٰ کی تائید نہیں کی - اور نہ ہی اس معیار کے مقابل شیعہ اپنے معبودوں کی راستی ثابت کر سکتے ہیں فالحمد لله علیٰ ذلك حمدًا كثيرًا طيبًا مباركًا فيه - حضرت حجۃ اللہ امام مفترض الطاعۃ مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی فتح مبین کی وحی بارہا ہو چکی ہے - اگرچہ اُسوقت ہم جب سے جنگ شروع ہوئی ہے خدا تعالیٰ کی نصرت ایک ایک عدو حق کو نیچا دکھا کر اپنا چمکتا ہوا چہرہ دکھاتی چلی آتی ہے مگر قریب ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے اس وعدہ کو بھی سچا کر دکھاوے - فانتظروا انی معکم من المنتظرین فقط

خاکسار عبد الکریم -

دار الامان کا ہفتہ

۱- اعلےٰ حضرت اور بزرگان ملت کی صحت الحمد للہ اچھی ہے -

۲- موسم مین برساتی رنگ پیدا ہو گیا ہے ہفتہ زیر اشاعت مین اچھی بارش ہو گئی -

قومی ضروریات قابل توجہ قوم

مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے جو گذشتہ اشاعت مین ذکر کیا گیا تہا کہ کم از کم ہزار روپیہ ہر وقت محفوظ رہنا چاہئے - ہر چند یہہ رقم بہت ہی قلیل ہے لیکن ابھی تک اسپر کوئی توجہ نہین ہوئی - صرف بابو عبد الرزاق صاحب سٹیشن ماسٹر لودہانہ نے اطلاع دی ہے کہ وہ بہت جلد ایک روپیہ بہیجدین گے جیساکہ خریداران الحکم سے چاہا گیا ہے اللہ تعالےٰ بابو عبد الرزاق صاحب کو جزائے خیر دے انہون نے سابق بالخیرات ہونے کے لئے قدم مارا ہے - میری اپنی یہ رائے ہے - کہ اگر خریداران الحکم پسند کرین تو اس ایک ہزار کے لئے ایک روپیہ ایک آنہ کا وی پی بہیجکر اسقدر چندہ منگوا لیا جاوے - پس اگر کوئی صاحب اس تجویز کے مخالف ہون تو وہ اطلاع دیدین ورنہ ۱۰ اگست کے الحکم کا بہت بڑا حصہ اس چندہ کی لئے مین وی پی کر دونگا - آخر یہ کام ہونے ہین اور ہم سب نے ہی مل کر کرنے ہین -

شیرازۂ قوم کے لئے مینے ایک ہزار فہرستین شائع کی تہین جن مین سے بمشکل پچاس واپس آئے ہون گے - اس قومی حرکت پر مین کیا کہون؟ اللہ تعالےٰ اپنا رحم کرے اور ہمین کام کرنے کی توفیق اور طاقت دے ؟ اسکا نتیجہ تو یہ ہونا چاہئے کہ مین تہک کر خاموش ہو جاؤن لیکن ناظرین الحکم یاد رکہین مین انشاء اللہ تہکتا نہین یاد دلاتا ہی رہونگا جب تک کہ یہ خواب غفلت مین سونے والے بیدار نہ ہو۔

پیسہ اخبار کا مقدمۂ لاہور مین

چون خدا خواہد کہ پردۂ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکان برد

خدا تعالےٰ کے ماموروں اور راستبازون کی بیجا مخالفت اور انکا استہزا اور توہین کسی نہ کسی وقت اپنا نتیجہ پیدا کئے بغیر نہین رہ سکتی چونکہ اللہ تعالےٰ انسان کی شوخیون اور شرارتون پر جلد بازی نہین کرتا اور جہنجلا کر اسے نہین پکڑتا بلکہ اسے اپنی خطا کاریون سے باز آنیکا ہر طرح سے موقع دیتا ہے اسلئے نادان اور کوتاہ اندیش انسان اپنی جان پر ظلم کرتا اور اس استہزا اور توہین کے سلسلہ مین ترقی کر جاتا ہے آخر خدا تعالےٰ اسے اپنی گرفت کا مزا چکہا دیتا اور اسے آگاہ کرتا ہے -

لاہور کے پیسہ اخبار نے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہانت اور آپ کے سلسلہ حقہ کی بے جا مخالفت مین جسقدر زور مارا ہے وہ ناظرین الحکم اور دوسرے لوگون سے مخفی نہین ہے - مینے ہمیشہ مسٹر محبوب عالم صاحب کو زبانی اور الحکم کے ذریعہ ہی دلی ہمدردی اور خیر خواہی سے بارہا سمجہایا کہ آپ خدا کے صادق مصدق موعود کی ایسی بے جا مخالفت جسمین بے جا شوخی اور استہزا پایا جاتا ہے چہوڑ دین کیونکہ ایسی باتون کے نتائج آخر برے ہین خدا تعالےٰ کی غیرت تقاضا نہین کرتی کہ اسکے مرسل کی ہتک ہو۔

لیکن میری ان ہمدردیون کو ہمیشہ استہزا کے رنگ مین دیکہا گیا اور پہلے سے زیادہ مخالفت بے جا کا اظہار کیا گیا - تہتک آمیز کارٹون خدا کے برگزیدہ خلیفہ کے متعلق شائع کئے گئے اور مقدمہ گورداسپور کے حالات کے ضمن مین جس طریق سے ممکن ہوا خفیف کرنے کے طریق اختیار کئے گئے لیکن وہ شخص لوگون کی مخالفت سے کب ذلیل ہو سکتا ہے جسکی حمد آسمان پر خدا کرتا ہو - بہر حال ایک لمبی دوڑ کے بعد مسٹر محبوب عالم اور انکے خاندان نے ایک ایسی آسمانی بلا کا منہ دیکہا جو ان کے وہم وگمان مین بہی نہ تہی - مین سچ سچ کہتا ہون کہ سب سے زیادہ ہمدردی اس معاملہ مین مسٹر محبوب عالم اور اسکے خاندان کے ساتھ ہمکو ہے اور مین اس شخص کو بڑا ہی دون ہمت سمجہتا ہون جو کسی کے گرفتار بلا ہونے پر خوش ہو چنانچہ اس ہمدردی کا (جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کو مسٹر محبوب سے ہے) تازہ ثبوت یہی جو بجے معلوم ہوا ہے کہ ظہور احمد مستغیث سلسلہ عالیہ احمدیہ کے وکیل خواجہ کمال الدین صاحب بی - اے وکیل چیف کورٹ لاہور کے پاس اس غرض سے گیا کہ وہ اس کے مقدمہ مین پیرو کار ہون یا قانونی مدد دین لیکن خواجہ صاحب نے اتنا بہی پسند نہین فرمایا کہ وہ اس شخص سے کلام تک کریں چہ جائیکہ اسکو قانونی مشورہ دین -

انسانیت کے لحاظ سے شک مسٹر محبوب عالم کے ساتھ میری ہمدردی ہے لیکن مین یہہ بہی ناپسند کرتا ہون کہ اس بلا اور تکلیف کے جو انہین سبق دینے کیلئے نازل ہوئی ہے وہ انہین عبرت نہ دلاؤن -

یہہ موقع ہے کہ مسٹر محبوب عالم اپنی اندرونی اصلاح کرین اور اللہ تعالےٰ کے ساتھ اپنے معاملات کو صاف کرین خدا تعالیٰ کے حضور رجوع کرین اور اپنے گناہون کی معافی چاہین -

مینے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین چند سطرین اس مقدمہ کے متعلق اشارتاً لکہی تہین - اب باقاعدہ وہ مقدمہ عدالت مین دائر ہو گیا ہے ۱۲- جولائی کو ظہور احمد مستغیث کے بیان بہی ہو گئے ہین اور پولیس نے جو چالان کیا ہے ۱۵- جولائی کو مسٹر ہیرس صاحب بہادر ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے روبرو پیش ہوا ہے صاحب موصوف نے پیروی کیلئے سرکاری وکیل کو حکم صادر فرمایا - آئندہ تاریخ پیشی ۱۸ جولائی ۱۹۰۵ء مقرر ہوئی ہے - ممکن اور مناسب ہوا تو روئیداد مقدمہ درج کر دی جائیگی -

آخر مین اتنا اور کہنا چاہتا ہون کہ معزز معاصر زمیندار نے پنجاب سماچار کو اس امر پر ملزم کیا ہے کہ کیون اس نے پیسہ اخبار کے متعلق واقعات کو پبلک کیا ساتھ ہی الحکم کے گذشتہ نوٹ کو بہی اسنے ناپسند کیا ہے - ہر چند معزز ہمعصر سے صرف یہ پوچہنا چاہتا ہون کہ وہ کیا بات تہا جبکہ علی یوسف صاحب المؤید (قاہرہ) کے خلاف ایک مقدمہ مصر مین چلایا گیا تہا تو مصر ہمارے پنجاب اور ہندوستان کے اخبارات نے بہی اسپر مضمون لکہے اور شیخ آزمائیان شروع کردین سو مصر مین تو ایسا خوفناک طوفان بے تمیزی پیدا ہوا کہ بعض سنجیدہ اور متین لوگون نے محض اس ایک مقدمہ کی وجہ سے (حالانکہ وہ ایک نکاح کا معاملہ تہا) المؤید کا پڑہنا بہی چہوڑ دیا تہا - اور غالباً پیسہ اخبار مین بہی اس کے متعلق مضامین نکلے اور ایسا ہی مسٹر تلک کے متعلق جو مقدمہ ہوا اسپر کیا کیا حاشئے چڑہے - مدار المہام دکن کے نکاح پر کیون ہمدردی کی گئی ؟ ان امور پر گہری نظر کرنے کے بعد وہ بتائین کہ پیسہ اخبار کے متعلق اگر سماچار نے کچہ لکہا تو کیا خلاف کیا - ہان اگر اپنی ایسی کمزوریون کو جنکا برا اثر پبلک پر پڑتا ہے چہپا لینا انسانیت کا اعلےٰ فرض ہے تو دنیا مین اس فلسفہ کو سمجہ نہین سکا -

خبرونکا خلاصہ

[illegible] :- کوہ ماناوا واقع جزائر سینڈوچ [illegible] ہوا ہے جو دنیا میں سب سے اونچا پہاڑ ہے [illegible] کی براہ راست سطح [illegible] کا من [illegible] بلند ہے۔

ملکی پیداوار :- جرمنی کے ۶ کروڑ باشندوں میں سے ۵ حصہ صرف اپنے ہی ملک کی پیداوار پر بسر اوقات کرسکتا ہے۔

چین کی آبادی :- چین کے صرف اٹھارہ صوبوں کی آبادی مع منچوریا کے چالیس کروڑ ستر لاکھ ہے بہ نسبت سلطنت برطانیہ کے ستر لاکھ زیادہ ہے۔

طغیانی :- جنوبی [illegible] مشہور دریا ڈالیا [illegible] ایکدفعہ ایک ہی رات میں ہوا کے طوفان رہ جانے کیوجہ سے ۷۰ فیٹ بڑھ گیا تھا۔

قحط الرجال :- رینگ ہرلعین واقع منگوٹا میں ایک عورت محض اس وجہ سے لوکل مجسٹریٹ بنائی گئی کہ اوس جگہ کے تمام بالغ مرد امریکہ کو چلے گئے اور کوئی شخص ایسا نہیں رہا جو اس عہدہ کو پُر کرنے کے قابل ہو۔

عورت پریسیڈنٹ :- سلطنت متحدہ کے سپریم جسٹس بریور نے دسر کالج کی زنانہ طالب علموں کو لکچر دیتے ہوئے کہا کہ ایک دن ایسا آنیوالا ہے کہ وائٹ ہاؤس واشنگٹن میں کوئی عورت پریسیڈنٹ بنکر بیٹھے گی۔ جس سے امریکہ کو وہی عزت حاصل ہوگی جو انگلستان کو ملکہ وکٹوریہ سے حاصل ہوئی۔

عجیب دہوپ گھڑی :- ڈرونڈ ہل پارک واقع بالٹیمور (امریکہ) میں ایک عجیب دہوپ گھڑی ہے جو دنیا کے متعدد مقامات کا وقت بتاتی ہے اس کے بنانے والے کا نام پیٹر ہملٹن ہے۔

دربار :- پرنس آف ویلز بمبئی اور کلکتہ دونوں مقامات پر ملاقاتی دربار منعقد کرینگے۔

توسیع ریلوے :- ریلوے بورڈ نے لوکل گورنمنٹوں کو موجودہ لائنوں کی توسیع یا جدید ریلوں کی تعمیر کے متعلق وہ تجاویز پیش کرنے کی ہدایت کی ہے جن سے اون کے صوبجات کو فائدہ پہونچنے کی امید ہو۔

طاعون :- ہفتہ مختتمہ یکم جولائی میں کل ہندوستان کے اندر طاعون سے ۲ ہزار ۲ سو ایک تین ہوئیں۔ جن میں سے پنجاب میں ایک ہزار ۲ سو ترپن ہوئیں۔ احاطہ بمبئی ۲ سو ۱۹۔ صوبجات متحدہ ۱۳۲ برہما ۱۶۷۔

بارش :- غازی پور میں ۲۰ دن کی سخت گرمی کے بعد [illegible] بارش [illegible] جو سال گزشتہ کو آگرہ میں بھی بہت [illegible] موسلا دھار پانی پڑتا رہا۔

عجیب بیماری :- مدراس میں ایک بیماری سے خبر ملی ہے کہ وہاں کو سوالس [illegible] وارد ہوئی [illegible] لڑکے اوپر [illegible] بیماری [illegible] سکے نجاتی [illegible] ہوامی ہوکے پتے [illegible] اور وہ پھول بنجاتے ہیں۔

مسلمان طلبہ :- یونیورسٹی الہ آباد کے امتحان انٹرنس میں بمقابلہ ۳۶۴ دیگر اقوام کے ۱۷۶ مسلمان کامیاب ہوئے۔ اسکول فائنل کے امتحان میں ان کی تعداد ۳۶ بمقابلہ ۲۵۷ کے ہے۔

برقی روشنی :- [illegible] ویسٹرن ریلوی میں برقی روشنی اور برقی پنکھوں کا انتظام امتحاناً چند ہفتوں کے اندر ہو جائیگا۔

خیرامد :- پرنس آف ویلز کی تشریف آوری کے موقع پر جو فوجی قواعد دہلی میں ہوگی اسکا کل خرچ بالکل علیحدہ رکھا جائیگا۔

مراجعت :- [illegible] لیارڈ ولایت سے واپس ہوکر ۲۹ ستمبر تک بمبئی پہونچ جائینگے اور وہاں سے سیدھے شملہ جاکر لفٹننٹ گورنری پنجاب کا چارج لینگے۔

شیکسپیئر کا ڈراما :- ولایت میں ایک شخص کو شیکسپیئر کا ایک قدیم ڈراما ملا ہے جس کی قیمت ۸ سو پونڈ لگائی جاتی ہے۔

روس کی حالت :- روس کی حالت روز بروز خطرناک ہوتی جاتی ہے۔ بقیۃ بیڑے بھی آمادہ بغاوت ہیں۔ پولیس کے افسروں نے فوجی خدمات انجام دینے سے انکار کردیا ہے۔

نعش برآری کا کام :- جنوبی افریقہ کی طوفان باد اور شکست ذخیرۂ آب سے جو لوگ مکانا کے نیچے دب گئے تھے۔ آن کی نعشیں ابھی تک نکالی جارہی ہیں۔

مزید تحقیقات :- مزید تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ ایم ڈلیالنس وزیراعظم یونان کے قاتل ہی نے اس کی بی بی کو بھی قتل کیا تھا۔

تخفیف :- سُنا جاتا ہے کہ روسیوں نے دریائے سیحون کے شمالی کنارے کی فوج میں تخفیف کردی ہے۔ روسی ترکستان میں بدامنی کی افواہیں پھر گرم ہیں۔

جواہرات کی چوری :- ڈچز آف ویسٹ منسٹر کے جواہرات کی چوری میں ایک چوکیدار پکڑا گیا ہے۔ ان جواہرات کی قیمت ۷ ہزار پونڈ تھی۔

ریلوں سے حادثات :- پچھلے سال ہندوستان کی ریلوں سے (۱۱۵۷) آدمی ہلاک اور (۱۰۸۹) مجروح ہوئے تھے۔ اور بندرگاہ ریل خود کشیاں پچھلے سال (۱۴۲) اور گزشتہ سے پیوستہ سال میں (۱۳۴) ہوئی تھیں۔

[illegible] :- [illegible] کانپور کیلئے برقی روشنی کا ٹھیکہ میسرز کنگ سدرلینڈ اینڈ کو۔ کو دیاگیا ہے۔

سر ولیم نکلسن :- ولایت کے اخبارون میں خبر شائع ہوئی ہے کہ لارڈ کچنر کے بجائے حیف سر ولیم نکلسن مقرر ہو گئے۔ کیونکہ اونہوں نے جبرالٹر جانا منظور نہیں کیا ہے۔

توسیع :- ہز ایکسیلنسی لارڈ امپتھل کی مدت حکومت میں اپریل تک ۶ دن کی توسیع کردی گئی ہے۔ تاکہ ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز کے موقع تشریف آوری پر ہندوستان میں موجود [illegible]۔

دعائے مغفرت :- سادہو ہیرانی سرگباشی کیلئے میو مدرسہ حیدرآباد میں ۳ جولائی ۸ بجے شام کو دعائے مغفرت کیجانے والی تھی۔

ویٹرنری ہسپتال :- کوہ مری کا ویٹرنری ہسپتال وہاں کی میونسپلٹی بہت جلد جاری کرنے والی ہے۔

امرتسر :- سُنا جاتا ہے کہ حضور پرنس آف ویلز لاہور سے پٹیالہ جاتے ہوئے امرتسر بھی ضرور اُترینگے۔

تخت دہلی :- مسٹر ایڈورن اجرٹن ہز [illegible] سفیر متعینہ روم انتظام کررہے ہیں کہ قلعہ معلی کے مغلیہ تخت کی مرمت کے لئے اٹلی کے کسی ہوشیار کاریگر کو روانہ کریں۔

جلوس کی تصویر :- مسٹر ڈی۔ آر۔ میکنزی مشہور مصور۔ جو دربار دہلی کے موقع پر شاہی جلوس کی تصویر تیار کرنے کے لئے متعین ہوئے تھے۔ اب ۱۸ فیٹ طویل اور ۱۱ فٹ عریض کرمچ پر شملہ میں ہاتھیوں کے جلوس کی تصویر اس موقع کی تیار کر رہے ہیں جس وقت جلوس جامع مسجد کے قریب تھا۔ تصویر غالباً بڑے دن تک تیار ہو جائے گی۔

حادثہ :- بھکر کی خبر مظہر ہے کہ نجگرائیں کے سٹیشن پر ایک سقہ ریل سے کچل کر مرگیا۔ یہاں یہ قاعدہ ہے کہ سٹیشن کے ادنے ملازم ریل کے آنے کی خبر سٹیشن ماسٹر کو کرنے کے لئے لائن پر کھڑے رہتے ہیں اس طریقہ کا انسداد ہونا چاہئے۔

امیر صاحب کابل :- ہز مجسٹی امیر صاحب کابل مع سردار نصر اللہ خان غزنی کے دورہ کا ارادہ کررہے ہیں۔

دارالسعادۃ :- میں ۱۰، ۱۱ جون کو سخت آندھی آئی اور شدید طوفان بادچلا۔ جس سے اکثر مکانات اُلٹ گئے۔ جنرل وصفی پاشا اپنے مکان کے نیچے دب کر فوت ہوئے اور اکثر لوگ زخمی ہوئے محل چراغان کو بہت صدمہ پہونچا۔ یہ محل سلطان عبدالعزیز مرحوم نے لندن کے محل بلورین کے نمونہ پر کئی کروڑ روپیہ خرچ کرکے تعمیر کروایا تھا۔ مسجد ایا صوفیا کا بھی ایک مینار مخدوش حالت میں ہے اور اسکی چوٹی کی برجی گرگئی ہے۔ بعد کی خبر ۱۲ جون کو سخت ہیبتناک طوفان بادچلا جو پہلے سے بھی بڑھ گیا بہت سے عالیشان محل گرگئے۔ دریائے باسفور میں بہت لوگ غرق ہو گئے۔ اور اسکدار میں شدید زلزلہ آیا جس سے لوگوں کے مال و جان کا بہت نقصان ہوا۔ حضرت جلالتمآب نے مصیبت زدوں کی اعانت کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی ہے اور اون کو مال سے امداد کرنے کا اہتمام عظیم فرمایا ہے کمیٹی نے مصیبت زدوں کے رہنے کو فی الحال بہت سے لکڑی کے گھر بنا دئے ہیں اور فوجی افسروں نے مصیبت زدوں کو اسوقت خیمے دئے ہیں اور زخمی لوگوں کے علاج کے واسطے بھی ایک الگ کمیٹی مقرر ہوئی ہے۔

[illegible] :- جینار کے مسٹر ہارلی اینڈ ہملٹن نے اپنی ایک عجیب ایجاد پیٹنٹ کرائی ہے۔ یہ ایک قسم کی مٹی کی اینٹیں ہیں جنہوں ابرق کا برادہ ملایا گیا ہے۔ اگر ان اینٹوں کی چھت پر ایک تہ لگا دی جائے تو سخت سے سخت گرم موسم میں بھی مکان نہایت سرد اور خوشگوار رہیگا اگر بیرونی جانب ایک ایک اینٹ آنار کی دیواریں بھی انہی کی بنائی جائیں تو مکان میں مقیاس الحرارت ۲۵ و ۳۰ درجہ کے مابین ہو جائیگا۔

مارسیلز :- (یورپ) میں ایک کسان تربوز کی کاشتکاری کرتا ہے۔ یہ اپنے تربوزونکو بجائے پانی کے دودھ سے سینچتا ہے۔ کسان کہتا ہے کہ اس طرح تربوز کی جسامت دوچند ہو جاتی ہے۔ مارسیلز کی نمایش میں اسی کو سب سے زیادہ انعام ملتا ہے۔

کرکٹ :- کے بعض شوقین بیٹ کو ہر وقت ہاتھ میں رکھنے کے عادی ہوجاتے ہیں بعض سوتے وقت بھی اسکو پاس رکھتے ہیں۔ ایک شخص کا شوق اس سے بھی بڑھ گیا جس نے مرتے وقت وصیت کی کہ اسکا بیٹ اسکے ساتھ قبر میں رکھدیا جائے۔

افغان :- ترکمان میں چند یہودی دوکاندار اور سوداگر ہیں جنکی نسبت ابتک کوئی شبہ پیدا نہیں ہوا تھا۔ مگر اب وہ روس کے جاسوس سمجھے گئے ہیں اور انکو گورنر صوبہ نے چلے جانے کا حکم دیا ہے۔ ان لوگوں نے اپنی دوکانیں بند کردیں اور اپنے خریداروں سے حساب کتاب طے کرکے جانیوالے ہیں۔

جنوبی :- ہند میں سخت طوفان آیا جس سے جان و مال کا بہت نقصان ہوا۔ جزائر کوٹن کیرولائن میں سے دو جزیرے تباہ ہو گئے۔ ہوا ایسی تند تھی کہ کوئی شخص اپنے مقام پر نہیں ٹھہر سکتی تھی۔

نفاذ [illegible] اور دنیا کی گندی زندگی کے ساتھ ہونگے وہ خود ہی اس زہر سے ہلاک ہو جائیں گے۔ کاذب کبھی کامیاب ہو سکتا ہے؟ ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب۔ کذاب کی ہلاکت کے واسطے اس کا کذب ہی کافی ہے۔ لیکن جو کام اللہ تعالیٰ کے جلال اور اس کے رسول کی برکات کے اظہار اور ثبوت کیلئے ہوں اور خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہو تو پھر اسکی حفاظت تو خود فرشتے کرتے ہیں کون ہے؟ جو اس کو تلف کر سکے [illegible] اگر یہ سلسلہ انگریزی دوکاندار ہے تو اسکا نام و نشان [illegible] جائیگا۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ کیطرف سے ہے اور یقیناً اسی کی طرف سے ہے تو خواہ ساری دنیا اسکی مخالفت کرے یہ بڑھیگا اور پھیلیگا اور فرشتے اسکی حفاظت کریں گے اگر [illegible] میرے ساتھ نہو اور کوئی بھی مدد نہ دے تب بھی [illegible] رکھتا ہوں کہ یہ سلسلہ کامیاب [illegible]۔

*

مخالفت [illegible] نہیں کرتا میں اسکو بھی اپنے سلسلہ کی ترقی کیلئے لازمی سمجھتا ہوں [illegible] نہیں ہوا کہ خدا تعالیٰ کا کوئی مامور اور [illegible] دنیا میں آیا ہو اور لوگوں نے [illegible] دنیا کی تو عجیب حالت ہے [illegible] صدق و فطرت رکھتا ہو مگر دوسرے اس کا بچھا نہیں چھوڑتے وہ تو اعتراض کرنے [illegible] رہتے ہیں۔

*

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہمارے سلسلے کی ترقی فوق العادۃ ہو رہی ہے بعض اوقات چار چار پانچ پانچ سو کی [illegible] آتی ہیں اور دس دس پندرہ پندرہ [illegible] درخواستیں بیعت کی آتی رہتی ہیں اور وہ لوگ علیحدہ ہیں جو خود یہاں آکر داخل سلسلہ ہوتے ہیں اس سلسلہ کے قیام کی اصل غرض یہی ہے کہ لوگ دنیا کے گند سے نکلیں اور اصل طہارت حاصل کریں اور فرشتوں کی سی زندگی [illegible] ہیں۔

*

مسیح کی موت کا جھگڑا بالکل صاف ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے قول سے اور مسیح علیہ السلام کے اپنے اقرار سے فلما توفیتنی میں موت ثابت کر دی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل سے معراج کی رات میں ان کو مردوں میں دیکھا۔ یہ منطق ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ جو شخص ابھی اس عالم میں ہے وہ ان روحوں میں جو اس جہان سے گذر چکی ہیں کیونکر شامل ہو گیا؟

انفاق فی سبیل اللہ

*

مومن وہ نہیں جو صرف زبان سے کہے میں نے اللہ و رسول کو مان لیا۔ اگر زبانی جمع خرچ سے کوئی شخص مومن کامل ہو سکتا تو ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ وبالیوم الاٰخر وما ھم بمؤمنین (بعض لوگ [illegible] کہتے ہیں ہم اللہ اور روز آخرت پر ایمان لائے مگر وہ مومن نہیں) نازل نہ ہوتا۔ منافق اور مومن میں فرق [illegible] کہ منافق کہتا ہے اور کرتا نہیں اور مومن جو کچھ زبان سے کہتا ہے وہ کرتا بھی ہے [illegible] ایمان عمل [illegible] ظاہر ہوتا ہے اسی لئے فرمایا انما المؤمنون الذین اٰمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولٰئک ھم الصادقون (حجرات) مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر کسی قسم کا [illegible] نہیں لیا (اور نہ کوئی ایسا فعل جس سے قطع تعلق پایا جائے [illegible] ریب کے مفہوم میں داخل ہے) اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ بس یہی سچے مسلمان ہیں۔ پھر مومنوں کے حق میں فرمایا ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ (اللہ نے مومنوں سے انکی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلے خرید لیا) اور اخیر پر فرمایا فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ (پس تم خوشیاں مناؤ اس سودے کی جو خدا کے ساتھ کیا توبہ) یہ پہلی کہ بیعت کے معنی ہی اپنے تئیں بیچ دینا۔ اچھا اب دیکھو کہ ایسی بیعت کرنیوالے ایک تو صحابہ کرام تھے۔ انہوں نے اس اقرار کو کسطرح نبھایا جانوں کے نثار کرنے کے بارے میں تو خدا تعالیٰ کی یہ شہادت موجود ہے۔ منھم من قضیٰ نحبہ ومنھم من ینتظر (بعض تو اپنی جان فدا کر چکے اور بعض منتظر ہیں) اور مالوں کی نسبت سنئے کہ ایک دفعہ تو حضرت ابوبکر نے سارا مال رسول اللہ صلعم کے حضور رکھ دیا پوچھا گیا ما خلفت لعیالک (تو نے اپنے عیال کیلئے کیا باقی رکھا) عرض کیا اللہ و رسولہ۔ ابو طلحہ [illegible] کی روٹی پکاتی ہیں مگر گھر میں کچھ نہیں۔ سو دیا بجھا کر اپنا کھانا اسکو کھلا دیا ایسا ہی نواح شام میں حذیفہ قریب المرگ شہید ہو کر میدان جنگ میں پانی دیتے ہیں مگر ہر ایک یہی کہتا ہے۔ پہلے میرے سے بھائی کو دو۔ اسطرح پانی پہنچنے کی باری دوسرے تک آتا ہے اور آخر عرصہ میں سب داخل بحق ہو جاتے ہیں اور یوں یؤثرون علیٰ انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ (اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ خود تنگی کی حالت میں ہوں) کے مصداق ٹھہرتے ہیں ابو داؤد [illegible] نے کیسی باہمت جوانمردی کی گھر [illegible] تلوار [illegible] باقی سب جائداد بیچدی۔ ابو عثمان نے اپنی لڑکیوں کو فروخت کر دیا۔ یہ تو سلف صالحین کا حال ہوا اب تم اپنا حال سنو۔ پہلے یہ دیکھو کہ تم کونسی جماعت ہو حضرات آپ وہی جماعت ہیں کہ واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم (وہ اخیر زمانے میں آنیوالا گروہ جو ابھی [illegible] صحابہ میں شامل نہیں ہوا) جسکی شان میں وارد ہوا ہے۔ اسی اعتبار سے آپ صحابہ کرام میں داخل ہیں اور آپ میں بھی وہ پاک وجود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) موجود ہے جو تیرہ سو برس پہلے انہیں موجود تھا جیسے فی الامیین رسولا منھم فرما کر اٰخرین منھم میں کسی علیحدہ رسول کا ذکر نہیں کیا اسلئے کہ انہیں بھی وہی رسول مزکی معلم کتاب و حکمت ہوگا جو پہلوں میں تھا گویا مسیح موعود [illegible] آپ کے وجود میں ایسا فنا ہوا کہ خود وہی ہو گیا [illegible] ذرہ رکھتا ہے یہ پہلا ثبوت ہے اس بات کا کہ تم میں رسول موجود ہے۔ (۲) پھر تم دیکھتے ہو کہ خدا تعالیٰ کا [illegible] نازل ہو چکا ہے اور فرماتا ہے وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا (ہم عذاب نہیں دیتے جب تک رسول نہ بھیج لیں) پس پہلے درپے عذاب کا نزول رسول کی موجودگی کا بھاری ثبوت ہے (۳) تم سورۃ فاتحہ میں روز دعا پڑھتے ہو کہ ہمیں وہ راہ دکھا جس پر چلکر پہلے انعاموں کے وارث بنیں جو انعمت علیھم گروہ (انبیاء علیہم السلام) نے پائے۔ اور مغضوب علیھم اور ضالین ہونے سے بچا۔ اسمیں پیشگوئی تھی کہ ایک زمانہ میں یہ تین گروہ پیدا ہو جائیں گے سو ہم ایک ایسی جماعت بھی دیکھتے ہیں جو کتاب اللہ کو در از ظہور ہم چھوڑ کر بے سروپا طالمودی روایات پر اعتماد کئے بیٹھی ہے اور فتوی فروشی اور لوگوں کا مال بالباطل کھانے اور کافر بنانے میں اپنے بھائیوں سے سبقت لیگئی ہے دوسری طرف وہ گروہ بھی موجود ہے جسکی شان میں کسی نے کہا ہے۔ دیکھو تو کرسٹان [illegible] جو پوچھو تو مسلمان۔ پس تیسرے گروہ کی موجودگی بھی نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ یہ امت شر الامم نہیں بلکہ خیر الامم ہے۔ میرے دوستو! یہی وہ گروہ ہے جس کا امام وہ وجود باجود ہے جسکی خبر وللاٰخرۃ خیر لک من الاولیٰ اور ولہ الحمد فی الاولیٰ والاٰخرۃ میں دی گئی کہ ان دونوں آیتوں سے ظاہر ہے کہ آخری زمانے میں پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہونیوالے تھے اسی لئے آنیوالے مہدی کی نسبت فرمایا کہ میرا نام اسکا نام ہوگا۔ حتیٰ کہ والدین کا نام بھی ایک ہوگا اور ایک ہی قبر میں مدفون ہوں گے مطلب یہ کہ میں ہی ہونگا۔ صرف جسم کا فرق ہوگا۔ جیسے چاند مختلف برجوں میں طلوع کرتا ہے مگر اسے تناسخ نہ سمجھ لیجئے۔ یہ بروز ہے جسکے معنی ہیں کسی کی روح دوسرے میں آنا سو یہ پیشگوئی حضرت مرزا غلام احمدؐ مرسل ربانی کے ذریعہ پوری ہو چکی ہے اسکی جماعت میں آپ صاحبان داخل ہیں۔ شکر کرو کہ جانوں کو میدان جنگ میں نثار کرنے کا ابتلاء تم کو پیش نہیں آیا۔ صرف مال ہے جس کے خرچ کرنے سے ہمیں دریغ نہیں چاہیئے بعض لوگ چندہ طلبی پر اعتراض کرتے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ کیا اگلے انبیاء کرام علیہ السلام نے ایسا نہیں کیا۔ آؤ میں تمہیں بتاؤں ہمارے رسول الثقلین (روحی فداہ) کو ارشاد ہوتا ہے خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا (ان کے مالوں سے صدقہ لیکر جمع کیجیئے تاکہ انہیں اس کے ذریعہ پاک کرو اور ان کا تزکیہ کرو) اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام صدقات رسول و امام ہی کے پاس جمع ہونے چاہیئے تاکہ وہ انہیں موقعہ و محل کے مناسب حال خرچ کرے۔ اگر اس وقت جہاد میں خرچ ہوتا تھا تو اب ایسے کئی محل ہیں۔ اول دیکھو لنگر خانہ جس سے یہ مقصود ہے کہ جو لوگ طلب حق و تحصیل علم و تحقیق حق کیلئے یہاں آتے ہیں ان کے خوراک پوشاک مکان وغیرہ کا انتظام ٹھیک رہے تاکہ وہ دلجمعی سے سیکھ سکیں۔ اور ان لوگوں کو بھی مدد پہنچتی رہے جو وہاں عارضی طور سے محض خدا کیلئے اقامت پذیر ہیں میرے ایک دوست نے مجھے کہا کہ جتنے اصحاب وہاں موجود ہیں وہ چندے کا حصہ لیتے ہیں اگر آج تم لوگ امداد بند کرو تو یہ سب نوکر ہو جائیں، اسی وقت مجھے یہ آیت یاد آگئی جو میں نے پڑھ سنائی ھم الذین یقولون لا تنفقوا علیٰ من عند رسول اللہ حتیٰ ینفضوا وللہ خزائن السمٰوات والارض ولٰکن المنافقین لا یفقھون۔ (یہی ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں جو رسول اللہ کے پاس ہیں ان کو خرچ نہ دو تاکہ ادھر ادھر منتشر ہو جائیں۔ آسمان و زمین کے خزانے تو اللہ کیلئے ہیں یہ سمجھتے نہیں) پھر میں نے کہا۔ بندۂ خدا تم اتنا سوچو کہ جو لوگ وہاں رہتے ہیں کیا انکی غیر معمولی لیاقت اس بات کا ثبوت نہیں کہ وہ اپنے وجہ معاش کیلئے ہرگز کسی کے محتاج نہیں اور اگر کمانے پر آئیں تو دوسرے دنیاداروں سے ہرگز کم نہیں رہ سکتے میں تو جہاں تک سمجھتا ہوں ان میں سے ہر ایک صرف دین کیلئے اپنی دنیا کا نقصان کر بیٹھا ہے۔ دوم مدرسہ جس کا فائدہ یہ ہے کہ پادریوں کی انجیلی تعلیم سے بچتے رہیں اور انگریزی کی ساتھ ساتھ اپنا دین بھی سیکھتے جائیں تاکہ یہ سب دنیا۔ دین کے رنگ میں آکر موجب اجر عظیم ہو۔ سوم۔ ریویو آف ریلیجنز یہ رسالہ تبلیغ اسلام کیلئے جاری ہے اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کی بعثت کی اصل غرض یکسر الصلیب کو پورا کرنیوالا ہے چہارم الحکم و بدر کہ وہ حضور کی شان مہدویت کی اظہار کیلئے ہیں پنجم چھاپہ خانہ جس کے ذریعہ معارف و حقائق سے بھری ہوئی کتابیں شائع ہوتی ہیں۔ ان سب کی امداد ہم پر فرض ہے کیونکہ آپکا دعویٰ تسلیم کرنے کے معنے یہی ہیں۔ یوں زبان سے کہدینا کہ مرزا صاحب مسیح موعود ہیں میں نہیں جانتا کیا فائدہ دیتا ہے جبکہ وہ ہماری تصدیق کا محتاج نہیں۔ اگر اسے کوئی بھی نہ مانے تو بھی وہ مسیح موعود ہی ہے۔ امامت کے عہدہ پر خدا نے مقرر کیا ہے۔ کوئی ہم نے نہیں کیا۔ پس ہمارے ماننے سے یہ مراد ہے کہ اس کے کام میں تن من دھن سے مدد دیں۔ جتنا امداد سے پہلو تہی کرتے ہیں

اتنا ہی ایمان میں قصور ہے۔ دیکھو پچھلے سال جب زمینداروں کو معلوم ہوا۔ کہ ایک گھوڑی لینے سے نہر پر مربع ملتے ہیں تو کئی لوگوں نے اپنے زیور اپنے مکان بلکہ اپنی زمینیں بیچدی تہیں۔ وجہ یہ کہ زمین ملنے کا یقین تہا۔ ایساہی اگر بہشت کی زمین کے وارث بننے کا یقین ہو۔ تو کیوں نہ بے دریغ مال خرچ کر دیا جاوے۔ بے شک۔ اولاد و دولت کی محبت ایسا نہیں کرنے دیتی۔ مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان کان آباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال ن اقترفتموها وتجارة تخشون کسادها ومسٰکن ترضونها احب الیکم من الله ورسوله وجهاد فی سبیله فتربصوا حتی یاتی الله بامره توبہ اگر تمہارے باپ تمہارے بیٹے تمہاری بہائی اور تمہاری بیبیاں اور تمہارے رشتہ دار اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری جسکے سست پڑ جانے کا اندیشہ ہے۔ اور مکان جو تمہیں پسند ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول سے اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ عزیز ہیں۔ تو انتظار کرو یہانتک کہ خدا کا عذاب آنازل ہو۔ پہر ایسی قوم کو فاسقین فرمایا جو مال خرچ کرنے اور چندہ دینے میں دریغ کرتی ہے۔ چونکہ انسان کو مال و دولت کی محبت بہت ہی ہے اسلئے کئی بار فرمایا (۱) وانفقوا مما رزقنٰکم من قبل ان یاتی احدکم الموت فیقول رب لولا اخرتنی الیٰ اجل قریب فاصدق واکن من الصٰلحین۔ (جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے اس سے خرچ کردو پہلے اس سے کہ تم میں سے کسی کو موت آوے۔ اور کہے اے میرے رب اگر تو مجھے کچھ مہلت دے تو میں صدقہ کروں اور صالحین سے ہو جاؤں) (۲) لن تنالوا البر حتی تنفقوا (تم بر کو پا ہی نہیں سکتے جب تک کہ خرچ نہ کرو) (۳) یا ایها الذین اٰمنوا انفقوا مما رزقنٰکم من قبل ان یاتی یوم لا بیع فیه ولا خلة ولا شفاعة (اے ایمان والو خرچ کرو اس سے جو تمہیں ہم نے رزق دیا پہلے اس کے کہ وہ دن آئے جسمیں کوئی بیع دخلہ وشفاعۃ نہیں) پس صحابہ کرام میں داخل ہونا چاہتے ہو تو کل ہی دے دو۔ یہ وقت ہے کیونکہ جب پورے طور سے فتوحات شروع ہوگئے (چنانچہ ہو رہے ہیں) اور وامتازوا الیوم ایها المجرمون کا وقت آگیا تو پہر خرچ کا وہ اجر نہ ملے گا جو کہ اب ملتا ہے۔ فرمایا لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولٰئک اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا حدید (جو لوگ فتح سے پہلے خرچ کریں اور لڑیں وہ برابر نہیں بلکہ بڑا درجہ رکہتے ہیں ان سے جو بعد میں خرچ کریں اور لڑیں) (۴) لقد تاب الله علی النبی والمهٰجرین والانصار الذین اتبعوه فی ساعة العسرة توبہ (اللہ نے نبی اور مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے تنگی کے وقت میں ساتہ دیا بڑا فضل کیا ہے) پس اے میرے عزیزو۔ دل کہول کر چندہ دو اور ہر ایک قومی ضرورت کا لحاظ رکہو۔ اور اس کو اپنی سعادت و بہبودی کا وسیلہ سمجہو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر احسان نہ جتلاؤ۔ کہ ایسے احسان جتلانے والے ہلاک ہوئے۔ یمنون علیک ان اسلموا قل لا تمنوا علی اسلامکم بل الله یمن علیکم ان هدٰکم للایمان حجرات (تجہپر احسان جتلاتے ہیں کہ اسلام لائے کہدے تم مجہپر اپنے اسلام کا احسان نہ رکھو۔ بلکہ اللہ تم پر احسان رکہتا ہے کہ ایمان کی ہدایت دی۔

اللہ تعالیٰ اس مضمون کو مبارک کرے اور مجھے اور سب بہائیوں کو اسپر عمل کی توفیق دے۔ آمین

(احمدی گجراتی از گولیکی ضلع گجرات)

انتقال

میرٹھ سے نہایت افسوس ناک خبر آئی ہے کہ میرے مکرم مخدوم بھائی جناب منشی ذوالفقار علیخان صاحب انسپکٹر آبکاری میرٹھ کی اہلیہ کلان کا ۱۲ جولائی ۱۹۰۵ء کو بوقت پانچ بجے شام انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ موصوفہ ایک دیندار اور مخلص احمدی خاتون تہی۔ خانصاحب موصوف انکی بیماری کی حالت میں وقتاً فوقتاً اطلاع دیتے رہے لیکن آخر وہ ہوا جو اللہ تعالےٰ کی مرضی تہی۔ خانصاحب موصوف کو کچھ شک نہیں ایک سخت صدمہ ہوا ہے لیکن میں امید کرتا ہوں کہ انکا اخلاص اور خدا تعالےٰ کے ساتہ سچا تعلق رضا بالقضا انہیں ضائع نہ کریگا۔ اللہ تعالےٰ خود انکی جزا ہو اور اس موقع پر انہیں خاص صبر عطا کرے مرحومہ کا جنازہ غائب پڑہا جاوے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

تازہ الہام

۱۔ روحانی عالم کا دروازہ تیرے پر کہولا گیا۔

۲۔ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ

مُبارکباد

بریں مژدہ گر جان فشانم رواست
کہ این مژدہ بہبودیِ جان ماست

الحمد لله رب العالمین والصلوٰة والسلام علیٰ رسوله محمد واٰله واصحابه اجمعین۔

اما بعد

نہایت مسرت اور خوشی کے ساتہ ظاہر کیا جاتا کہ میرے محسن و مخدوم زادہ جناب میر محمد اسماعیل صاحب خلف الرشید حضرت میر ناصر نواب صاحب سلمہما اللہ الوہاب اسسٹنٹ سرجن کلاس کے آخری امتحان میں کامیاب ہوئے اور سب سے اوّل رہے۔ میں اس کامیابی پر اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیخدمت میں خصوصاً مبارکباد عرض کرتا ہوں کیونکہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجہ موجہ اور قبولیت دعا کا نتیجہ ہے۔

میں مخدومی میر محمد اسماعیل صاحب کے واجب العزت والدین کو اور پہر حضرت ام المومنین علیہا السلام کے حضور جنکے حقیقی بہائی ہونے کا ڈاکٹر صاحب کو فخر حاصل ہے نہایت ادب اور صدق دل سے مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ ع

گر قبول افتد زہے عز و شرف

سلسلہ عالیہ احمدیہ اور عام مسلمانوں کے لئے بہی یہ کامیابی قابل فخر ہے کیونکہ یہ پہلا احمدی اور مسلمان ہے جو میڈیکل کالج کے آخری امتحان میں پنجاب۔ یو۔ پی اور سنٹرل انڈیا میں اوّل نکلا ہے۔ (اَتَمَّمْ زِدْ فَزِدْ)

یہ کامیابی اور بہی مسرت اور خوشی کا موجب ہو جاتی ہے جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ میر محمد اسماعیل صاحب اپنے زمانہ تعلیم کالج میں ہمیشہ اعلیٰ اخلاق کے ساتہ سچے مسلمان کی زندگی بسر کرتے رہے ہیں اور ذہن رسا اور نکتہ رس طبیعت کے ساتہ اپنے پاک چال چلن سے احمدیت کا ایک موثر نمونہ ثابت ہوئے ہیں جسکی وجہ سے ہمیشہ کالج کے اوستاد آپ سے خوش رہے ہیں۔

خدا کرے کہ ہماری قوم اور حضرت مخدومی میر محمد اسماعیل صاحب کے والدین اور دوسرے متعلقین میر صاحب کی بہت بڑی بڑی کامیابیاں دیکہیں اور انکا وجود خیر و برکت کا موجب ثابت ہو۔ آخر میں میں پھر ایک بار اپنے مخدوم و محسن بزرگوں کو اس تقریب پر مبارکباد دیتا ہوں۔

احقر العباد خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر

ایک آنہ فنڈ کالج کے لئے

میں نہایت شکر گذاری کے ساتہ ان احباب کی فرستادہ رقوم کی رسید دیتا ہوں جنہوں نے قیام کالج کیلئے ایک آنہ فنڈ میں چندہ بہیجا ہے۔ یہ ایک آنہ ماہوار جو دو سال تک ہر احمدی دیگا ایک صدقہ جاریہ ہوگا۔ اور اسکی زندگی اور بعد الموت بہی ثواب کا باعث ہوگا۔ قوم توجہ کرے تو کچھ بات نہیں جن احباب نے چندہ دیا ہے اور ان کی رقوم درج رسید نہیں ہوئی ہیں وہ اطلاع دیں۔

یہ غلطی اکثر کیجاتی ہے کہ مختلف چندوں کے ساتہ تداخل کر دیا جاتا ہے اگر براہ راست یہ چندہ بہیجا جاوے تو حساب میں غلطی کا احتمال نہیں رہتا۔ کالج کے آنہ فنڈ کا چندہ ایڈیٹر الحکم کے نام بہیجا جاوے لیکن کوپن پر جلی قلم سے آنہ فنڈ اور تفصیل درج ہو۔

رسید زر موصولہ یہ ہے

جناب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب راولپنڈی عــہ دو سال کیلئے
جناب منشی غلام سرور صاحب اہمد ڈبرہ اسماعیل خان عصر
منشی عبد العزیز صاحب ہیڈ ماسٹر متہرا بکس ۲ سال لعہ
نامعلوم الاسم بذریعہ غلام دستگیر شاہ ٹمکٹ ۸ر
اہلیہ منشی گلاب خانصاحب سب اورسیر دہرم سال عــہ
بابو محمد عثمان صاحب ہیڈ ڈرافس مین الہ آباد عصر
معرفت " ۸ر
بابو فیروز علی صاحب سٹیشن ماسٹر ستہ کوال عصر
معرفت " ۱۵ر
منشی طفیل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ چونگی چنیوٹ ۱۰ر
ڈاکٹر بشارت احمد صاحب دو سال کے لئے عــہ
سید اسد اللہ شاہ صاحب گرداور پنڈی گہیپ ایک سال ے
منشی محمد مقبول صاحب لکھنو ۶ ماہ عصر
بابو غلام حسن صاحب سٹیشن ماسٹر ٹوبہ ٹیک سنگھ ۲ سال عــہ
بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر لاونس پور ۵ ماہ کیلئے
منشی ذوالفقار علیخانصاحب میرٹھ ایک سال ے
ضیاء الدین طالب علم اسلامیہ کالج لاہور ۸ر
مستری محمد عمر صاحب جلالپور جٹاں عصر
مولوی غلام نبی صاحب قادیان ۲ر
مولوی یار محمد صاحب قادیان ۱ر
۳ر

اطلاع

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ حضرت قبلہ مولوی نور الدین صاحب کے نام پر جو خطوط آتے ہیں انمیں اکثر مصنف اپنا نام یا تو لکھتے نہیں یا لکہنا بہول جاتے ہیں۔ اور پہر اکثر کے جواب کیلئے ٹکٹ بہی ہوتے ہیں پس ایسے خطوط کا جواب بہت ہی مشکل ہوتا ہے اور چونکہ خطوط کثرت سے آتے ہیں اور

ضرورتِ امام

نبشتہ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی

روحی فداک یا روح اللہ صلعم ۔ السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ ۔ مکرمی مولانا عبد الکریم صاحب کا ایک گرامی نامہ سے معلوم ہوا کہ حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو حضور کے غلاموں سے ہیں وہ اس زمانہ کے فتنہ و فساد پر مضمون لکھیں سو جہانتک دیکھا گیا حضور نے کوئی بات بھی باقی نہیں چھوڑی جسقدر زمانہ کے فسادات حضور نے بسط کے ساتھ ارقام فرمائے ہیں اب کوئی بھی نئی بات نہیں نکال سکتا جو لکھیگا اوہنیں کو دُہرائیگا لیکن چونکہ حضور کے حکم کی تعمیل ہمارا ایمان ہے اسلئے یہاں سے سب نے اسپر لکھا ہے اور اسیوجہ سے حسب الحکم میں بھی ایک ٹوٹا پھوٹا مضمون ابلاغ خدمت بندگان عالی کرتا ہون ۔ میں تو سب سے زیادہ فتنہ اس زمانہ کے علماء کا دیکھتا ہون خواہ وہ مسلمان ہیں یا پادری ایک ہیں ۔ اور جو فتنہ عظیم الشان اس زمانہ کا ہے اور جس سے ہر ایک نبیؑ اور رسلؑ اپنی اپنی اُمتون کو ڈراتا چلا آیا ہے اور ہمارے سید و مولی سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسکی تمام علامات اور نشانات اور رنگت تک ظاہر فرمادی وہ سب اسوقت پوری ہوگئے سو اون نشانات اور علامات کا پورا ہونا ہی اور دجالیت کا تمام عالم پر محیط ہونا نہ صرف ضرورت مصلح کی ظاہر کرتا ہے بلکہ اوس عظیم الشان مصلح کا جو بوجہ ان عظیم الشان فتنون کی اصلاح کی وجہ سے مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے موسوم تھا موجود ہونا ظاہر کر رہا ہے ۔ بڑا فتنہ اس زمانہ کے علماء کا اسلئے ہے کہ جناب فخر الرسل سید الانبیاء مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے آخر زمانہ کے علما کی نسبت خبر دی ہے کہ وہ بدترین خلایق اوس زمانہ سے ہونگے بوجہ بے علمی کے فتوی دینگے خود بھی گمراہ ہونگے اور دوسرون کو بھی گمراہ کرینگے اب اس حدیث شریف کا منشاء ان علماء کی تکفیر بازی ہے جو مسلمانون پر کفر کے فتوے لگاکر بمصداق حدیث شریف کہ جسکی تکفیر کیجاوے اگر وہ نہ ہو تو وہ کلمہ لوٹ کر اوسی پر آتا ہے خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور اپنے پیرون کو جو انکے فتوون کیوجہ سے مسلمانون کو کافر جانتے ہیں گمراہ کرتے ہیں اور باوجود کہلانے شیخ العرب والعجم اور شمس العلماء اور ابو البرکات اور ابو سعید کے ۔ خدا جانے کیا کیا ان لوگون نے اپنے لقب رکھے ہوئے ہیں پھر ان کی معلومات اور علم کتاب و سنت کا یہہ حال ہے کہ باوجودیکہ قرآن کریم میں اس تکفیر بازی سے بچنے کے لئے اللہ جلشانہ نے صریح اور بیّن طور پر فرمادیا ۔

ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا یعنی اوس کو بھی کافر نہ کہا جائے کہ جس سے محض اسلام علیکم ظاہر ہو اور حدیث شریف میں ہے من صلے صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی لہ ذمتہ اللہ و ذمتہ رسولہ ولا تخفروا اللہ فی ذمتہ رواہ البخاری پر انکا کفر کا فتوے دینا صاف انکی بے علمی اور کتاب و سنت سے دوری ظاہر کرتا ہے اور اسطرح یہ بے علمی سے فتوی دیتے ہیں خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسرون کو بھی گمراہ کرتے ہیں ماسوائے اسکے اس زمانہ کا فلسفہ اور سائنس ایسا بھاری فتنہ ہے کہ جس سے تعلیم یافتے بھی عقاید حقہ سے دست بردار ہوتے جاتے ہیں اور یہہ علماء بوجہ اپنی بے علمی کے ہرگز اس بھاری فتنہ کا مقابلہ کرکے حمایت اسلام کی نہیں کرسکتے اور اس کی وجہ یہی ہے کہ بوجہ اتقا اوٹھہ جانیکی جو اس جماعت میں بالکل معدوم ہے فہم قرآن کریم کا نہیں رہا کیونکہ قرآن کریم کے جانیکے لئے اتقا کو ہی مولی کریم نے شرط ٹھیرایا ہے جیساکہ فرمایا

اتقوا اللہ و یعلمکم اللہ

سو کون انکار کرسکتا ہے کہ اب ایسے مصلح کی ضرورت ہے جسکو علم قرآن کریم کا دیا گیا ہو جسکی وجہ سے وہ موجودہ فلسفہ اور سائنس کا مقابلہ کرکے اور انوار اور برکات کتاب اللہ کو پھیلاوے ۔ دجالیت کے فتنہ کو تقویت اور جہان میں پھیلانیوالے بھی یہی اس زمانہ کے بے علم مولویصاحبان ہیں کیونکہ دجال اکبر کا بڑا فتنہ جو شرک کا قائم کرنا اور توحید الہی کا معاذ اللہ نیست و نابود کرنا ہے اوسکی بناء حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی حیات ہے جسکی وجہ سے وہ حی و قیوم اور خالق وغیرہ مانے جاتے ہیں اور جس سے شرک و ظلم کا ایک دریا تمام جہان میں بہ رہا ہے اور دیکھا جاوے تو جسقدر اسوقت خرابیان اور انواع و اقسام کے گناہ اور بدکاریان پھیلی ہوئی ہیں اون سب کی بناء یہی مسئلہ حیات عیسےٰ علیہ السلام ہے اسیوجہ سے آج آسمانی کتاب اور ہدایت انبیاء علیہم الصلوٰۃ کا چراغ ٹمٹماتا نظر آتا ہے اور شرک و ظلم سب کا تیرہ بنگیا جس سے ضلالت اور کفر کی ایک تیز آندھی چہار طرف چل رہی ہے کیا عیسائی اور کیا آریہ اور کیا برہمو اور کیا مسلمان سب کے مشرکانہ عقائد ہیں اور توحید الہی کے مصفا اور روشن چہرہ پر اعتقادات مشرکانہ کا گرد و غبار چھایا ہوا ہے جس سے اوسکا اصلی چہرہ نظر نہیں آتا عیسائیون کا تو یہہ عقیدہ ہی ہے کہ باپ سے بیٹا پیدا ہوا اور بیٹے اور باپ کے ملنے سے روح القدس پیدا ہوئی ۔ اور پھر باوجود اسکے ان تینون کو نہ تقدم ہے نہ تاخر اور تینون ایک ہی ہیں اور تین ہی ہیں بھلا جب تقدم و تاخر نہیں تو اسکے جھٹلانیکی کیا دلیل ہے کہ روح القدس سے بیٹا پیدا ہوا اور بیٹے اور روح القدس کے ملنے سے باپ پیدا ہوا غرضکہ یہہ لوگ تو یسوع صاحب کو زمین و آسمان کا مالک حی و قیوم اور خدا کی سی صفات اون میں مانتے ہیں لیکن ان مولویصاحبان کا بھی عقیدہ اون سے کم نہیں ہے یہہ لوگ بھی حضرت مسیح کو حی و قیوم اور خدا کی صفات خاصہ میں شریک جانتے ہیں بلکہ وہ تو نبی ہی تھے یہہ کافر دجال پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ اوسکو خدائی کی تمام قدرتیں ہونگی اور یہی خدا کی صفات خاصہ میں شریک ہے ۔ زمین و آسمان اوسکے قبضہ میں ہونگے دوزخ و بہشت اوسکے ساتھ ہونگے اپنے حکم سے ماریگا اپنے حکم سے زندہ کریگا وغیرہ وغیرہ عقاید رکھتے ہیں اور اسپر ایمان رکھنے کو دوسرون کو مجبور کرتے ہیں اب یہ شرک کی تعلیم نہیں تو اور کیا ہے آریہ اور برہمو کا حال پوشیدہ نہیں ہے آریہ خدا روح مادہ کو انادی سمجھتے ہیں برہمو عقل کے پوجاری ہیں اور اونکا خدا ایسا کمزور ہے کہ نہ صفت گویائی کی اپنے اندر رکھتا ہے نہ یہہ طاقت کہ ہمیں پیدا کرکے اس زندگی کے لئے کوئی دستور العمل ہمارے واسطے بھیجتا بلکہ اوسکا پتہ بھی انکی ہی عقل نے لگایا ہے ۔ غرضکہ یہ زمانہ ایمانی اور اعتقادی فتنون کا ہے اسیواسطے فتنے بھی دو قسم کے ہیں ایک انسانی فتنہ جو طرح طرح کی بدکاریان ہیں جیسے زنا اور شراب خواری وغیرہ بیحیائی کا ایسا عام ہو جانا کہ اوسکو بُرا نہیں سمجھا جاتا اور انسان اور حیوان میں تمیز باقی نہیں رہی اونکا نتیجہ دوسری قسم کے فتنے جو خدا کیطرف سے ہیں ۔ بارشون کا وقت پر نہ ہونا قحط سالی کا ہونا وباؤن کا پھیلنا طاعون کا مسلط ہونا سو ہر قسم کے فتنون کا آج زور شور ہے اور مسلمان نام کے مسلمان ہیں شرک نے وہ زور پکڑا ہے کہ ایمان باللہ کسی میں باقی نہیں رہا ۔ اس طرح محض مونہہ سے امنا باللہ کہنے والون کو تو خداوند کریم بھی بے ایمان بتاتا ہے جیساکہ فرمایا ومن الناس من یقول امنا باللہ و بالیوم الاخر وماھم بمومنین اوسنے آمنا باللہ کی یہہ علامت رکھی ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکہ والبشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون الخ

سو اس ایمان کو چہار طرف نظر اٹھا کر دیکھہ لو نہ شیخ العرب والعجم میں پایا جاتا ہے نہ دوسرے مولویصاحبان اور مسلمانون میں اور یہ سب وجہ اسکی ہے کہ قرآن کریم کا علم اٹھہ گیا اور ان کے سینے اس سے خالی ہوگئے اور شرک میں گرفتار ہوکر وجو توحید الہی تھی اور جسپر قایم رکھنے کو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیکر وقتاً فوقتاً ہمارے سید و مولی خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم تک لکھو کہانبی اور رسل آئے ہاتھہ سے کھو بیٹھے خوف الہی اور رجوع الی اللہ اور تقوے بالکل نہیں رہا یہی وجہ ہے کہ اوس پاک کلام پر جو منجانب اللہ ہماری ہدایت اور راہ نمائی کیلئے اوسنے آپ بھیجا اور جسکی وہ پاک و صاف تعلیم ہے کہ عالم اور حکیم فلسفی اور نیچریہ اور دہریہ اور عام جاہلون کی ہدایت کے لئے یکسان ہے اور اوس نبی کریم سید الطاہرین حضرت محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی پر جنہنے اپنا عملی نمونہ دکہاکر خلقت کو بُت پرستی کے گڑھے سے نکالا اور جسکا تمام جہان پر احسان ہے خاصکر عیسائیون پر تو بڑا بھاری کیونکہ یسوع صاحب کے سوانح جو انجیل سے معلوم ہوتے ہیں اون سے تو وہ نبیؑ تو کیا معمولی آدمی بھی معلوم نہیں ہوتے اور یہودیون کا اعتراض صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ آپکے خدا ہونے کے یہ دلائل ہیں کہ تمام عمر خوف کے مارے چھپتے پھرے اور اعلاء کلمتہ الحق بوجہ نہ بھروسہ ہونے خدا پہ زبان سے مرد میدان بنکر نہ نکال سکے اور یہی تعلیم جھوٹ کی شاگردون کو دیتے رہے کہ کسی سے نہ کہنا کہ میں مسیح ہون اور کہتے کچھہ اور کرتے کچھہ ہے اور جو دعوی کیا پورا کرکے نہ دکھایا اور آخر کو پکڑے گئے اور دشمنون کے ہاتھہ سے جو گت ہوئی ظاہر ہے ۔ اور بالآخر سولی پر لٹکائے گئے ۔ اور یہودیون کا قول کہ جھوٹا سولی پر لٹکایا جاتا ہے راست آیا اور ان نادان دوست پولوسیون نے بھی معاذ اللہ معاذ اللہ اونکا ملعون ہونا یہود مردود کے اعتراضات نہ اوٹھانیکی وجہ سے مان لیا اور خداوند کریم سے آپکا ایسا گہرا تعلق تھا کہ تمام رات رو رو کر دعائیں کرتے رہے لیکن دعا قبول نہ ہوئی اور کامل ایمان باللہ ہونیکا یہہ ثبوت دیا کہ آخری وقت میں بجائے رضاء الہی کے کلمہ کے ایلی ایلی تونے مجھے کیون چھوڑ دیا یہ کلمے آپ کے مُنہ سے نکلے اور آپکی کامیابی اور شاگردون کی وفاداری کا حال جو آپکی فیض صحبت سے تھا ظاہر ہی ہے لیکن قرآن کریم نے ظاہر کیا کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے برگزیدہ اور پاک نبی اور مقرب الہی تھے اور آپ وجیہا فی الدنیا والاخرۃ خدا کے نزدیک تھے اور یہود مردود نے اور پادریون نے جو یہود مردود کا جواب نہونیکی وجہ سے کمال بے شرمی اور بے ایمانی سے ایسے پاک اور برگزیدہ خدا کو اپنے جھوٹے کفارے کے بدلے میں کہ وہ معاذ اللہ معاذ اللہ ہماری حرام کاریون اور بدکاریون اور شرارتون کیوجہ سے ملعون ہوکر دوزخ میں پڑا اور ہم کو نجات دیکر آزاد کر گیا ۔ اب

www.aaiil.org

ہم جو چاہیں کرین بالکل بے ایمانی کا خیال ظاہر کرایا۔ اور بتایا وہ خدا کا راستباز اور پاک انسان نبی اللہ حبیب اللہ ملعون ہوکر سولی پر نہین مرا بلکہ جیسا کہ اوس سے وعدہ کیا گیا تہا کہ یا عیسےٰ انی متوفیک اوسکو ہلاک کر کے موت دی جیسا کہ آیۃ شریفہ فلما توفیتنی مین اس وعدہ کا ایفاء ہے اور جسکی تفسیر بخاری شریف مین ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم نے فرما دی سو اوس احسان کا بدلہ اس گروہ نے یہہ دیا کہ اوس سید معصوم اور سید الطاہرین صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اور عفت پر حد درجہ کی بیحیائی اور بے شرمی اور بے ایمانی سے حملے کئے اور امہات المومنین کے دوسری امہار جیسی ناپاک اور گندہ کتاب شائع کی اور آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کا نام معاذاللہ دجال کذاب زانی فریبی دغاباز وغیرہ وغیرہ رکہا گیا یہہ وہ وقت نہین کہ غیرت الٰہی جوش مین آئی اور اگر کوئی مصلح اسوقت موجود نہ ہوتا تو زمین و آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے پھر یہی نہین کہ عیسائیون اور اون کے پس خوردہ کہانے والے آریون وغیرہ ہی نے آپ کی ایسی بے ادبی کی ہے بلکہ مسلمانون اور وہ مسلمان جو صاحب علم اور مولوی کہلاتے ہین اور صاحب عقل ہین ان لوگون نے بہی کم بے ادبی نہین کی دیکہو انکا اعتقاد حضرت عیسےٰ کی نسبت یہ ہے کہ جب دشمنون نے اونکو پکڑ کر قتل کرنا چاہا تو خدا نے اپنی قدرت سے ایک دشمن کو اونکا ہم شکل بنا دیا جسکو سولی دیگئی اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو بجسدہ العنصری اسی جسم کے ساتہہ آسمان پر اوٹہا لیا جو ابتک زندہ آسمان پر موجود ہین اور زمانہ کو عوارضات بہی اونپر اثر نہین کرتے لیکن جب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے دشمن درپئے قتل ہوئے تو آپکے ساتہہ یہہ خاص مدد نہین ہوئی بلکہ آپ مثل اور انسانون کے رات کو چھپکر نکلے اور غار مین پوشیدہ رہے اور آپکو دشمنون کے ہاتہون سے تمام تکالیف اوٹھانی پڑین یہانتک کہ دندان مبارک بہی شہید ہوئے اور آپ پر عوارض زمانہ نے بہی اثر کیا جوان ہوئی بوڑہے ہوئی اور آپ برخلاف عیسےٰ علیہ السلام موت کا پیالہ پیکر مثل اور انسانون کے اسی زمین مین دفن ہوئے۔ حضرت عیسےٰ کو یہہ قدرت تہی کہ وہ اندہون کو آنکہیں دیتے تہے اور مریضون کو اچہا کرتے تہے اور مردون کو زندہ کرتے تہے اور بہت سے جانورون کے خالق تہے اور غیب کا علم رکہتے تہے یعنی تمام صفات خاصہ الٰہی مین شریک تہے لیکن آنحضرت سے کوئی بات ایسی ظہور مین نہین آئی اور آپ مصداق آیۃ شریفہ انما انا بشر مثلکم صرف بشر تہے فرق محض وحی

کا تہا۔ حضرت مسیح کو خدا نے اسی جسم خاکی کے ساتہہ آسمان پر اوٹہا لیا لیکن جب آسمان پر چڑہنے کا معجزہ ہمارے سید و مولیٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے طلب کیا گیا تو حکم ہوا قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا۔ حضرت عیسےٰ سے کسیوقت تائید روح القدس کی جدا نہوتی تہی ہر وقت روح القدس خدمت مین رہتے تہے لیکن رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کبہی کبہی ضرورت کیوقت آتے تہے اور ایک دفعہ انشاءاللہ نہ کہنے پر وہ عتاب ہوا کہ عرصہ تک وحی کا سلسلہ بند ہو گیا اور معاذاللہ خدا کی لعنت ایسے عقاید والون پر کہ آپ کی وحی مین شیطان ایسا دخل دیدیتا تہا کہ آپ بتون کی تعریف نماز مین قرآن شریف پڑہتے ہوئے کر گئے تہے خدا کی پناہ اس عقیدہ سے اور آپ پر سحر کا بہی اثر ہوا جو عرصہ تک رہا۔

حضرت عیسےٰ کی نبوت منقطعہ ہے اور آپ بطور قایم مقام اونکے آسمان پر چلے جانیکے بعد آئے جو وہ پھر خود آئینگے اور آخر زمانہ کے نبی وہی ہونگے آپ قرآن کریم کے خلاف کچہہ نہین کر سکتے تہے۔ کیونکہ وہ خدا کا کلام قیامت تک کیلئے ہے اور جزیہ حسب فرمان خدا قبول کر لیتے تہے لیکن حضرت مسیح اس حکم کی کچہہ پروا نہ کر کے ہرگز جزیہ قبول نہین فرمائینگے۔ آپ کی ذات پاک کی نسبت اور تمام جہان کی نسبت اگر خداوند کریم لفظ توفی کا استعمال فرمائیگا تو اوس کے معنی موت کے ہونگے اور اگر عیسےٰ علیہ السلام کی نسبت یہ لفظ توفی کا آئیگا تو اوس کے معنی آسمان پر اوٹہائے جانے کے ہونگے اس قسم کی بہت سی باتین ہین جو ان لوگون نے اختیار کی ہوئی ہین اس گروہ کو تو اس زمانہ کے عاقل نامعقول کہتے ہین اور جو صاحبان ذیعلم معقول ہین اونہون نے بہی کچہہ کسر ہتک اور توہین اسلام اور بانی اسلام کی باقی نہین رکہی یعنی نیچری صاحبان جو دراصل برہمو کی ایک شاخ ہے اور جو دہریت کے رنگ سے رنگین ہین انکا اعتقاد وحی و الہام کی نسبت یہہ کہ وہ انسان کے ہی دلی خیالات ہوتے ہین اور اسکی نسبت دیوانون اور پاگلون سے دیتے ہین کہ جیسی اون کی آوازین آتی ہین اور خارج مین اون کا کوئی وجود نہین ہوتا یہی حال وحی و الہام اور انبیاء علیہم السلام کا ہے قرآن کریم خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہی دل کے خیالات ہین اور وہی باتین ہین جو اہل کتاب سے سنی تہین کیونکہ وحی و الہام اوسیکا ہوتا ہے جسکا اسکو پہلے سے علم ہوتا ہے دوزخ و بہشت اور وجود ملائکہ سے انکاری ہین اور نعماء بہشت کو رنڈیون کے چکلے سے مشابہت دیتے ہین اور خدا کی تمام قدرتون پر ان لوگون کا اعتقاد ہے جس سے باہر وہ کچہہ نہین کر سکتا اور وہ اسباب کا مثل ہماری

ہی محتاج ہے کیونکہ بلا اسباب مہیا ہوئی خواہ کسی شے کی طلب مین انسان خدا سے دعائین کرتا کرتا مر بہی جائے لیکن وہ نہین دیسکتا کیونکہ خلاف قانون قدرت ہے جسکی ایک فہرست انکے پاس مرتب ہوئی موجود ہے۔ معجزات انبیاء سابقین اور قرآنی معجزات کو بوجہ خلاف نیچر ہونیکے تسلیم نہین کرتے بلکہ ہنسی اور ٹہٹہہ اوڑاتے ہین اور کہتے ہین کہ اس قسم کی باتیں تمام مذاہب مین کم و بیش موجود ہین ... اصل یہی اعتراضات ایک ایسے مصلح کی ضرورت کو ثابت کر رہے ہین کہ جو اون باتون کو جو اب تصوف کے رنگ مین ہو کر نہ رہنے دے بلکہ عملی رنگ مین لاکر اون کا پوشیدہ چہرہ دکہلاوے۔ سو تہم قرآن کریم کا اوٹہہ جانا فلسفہ اور سائنس کے زہر بلیہ ہود سے تمام جہان کا متاثر ہو کر عقاید حقہ سے دست بردار ہونا اور علماء وقت سے اونکا مقابلہ ہونا اور اون نشانون اور علامات کا جو مسیح معہود اور مہدی مسعود کے وقت اور ظہور کے لئے تیرہ سو برس قبل مخبر صادق صلعم نے خبر دی تہی پورا ہونا اور دجالی فتنون کا اس کمال کو پہونچنا کہ جس سے کوئی بچا نہین رہا۔ اور رمضان المبارک مین خسوف و کسوف کا ہونا کہ جو مہدی کیلئے ایک ایسا نشان ظاہر کیا گیا تہا کہ جو ابتدائی دنیا سے نہین ہوا تہا اور خاص مہدی کے زمانہ کیلئے مخصوص تہا۔ اور شروع صدی مین حسب فرمودہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مجدد وقت کا ظہور فرمانا یہہ تمام وہ باتین ہین جو خود دیتہ دے رہی ہین کہ مسیح موعود و مہدی مسعود مجدد وقت علیہ الصلوٰۃ والسلام اسوقت موجود ہے۔ جو اسوقت قادیان مین ہے اور جسکا نام پاک غلام احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور جس نے وہ کسر صلیب کیا کہ صلیبی اعتقاد والون کا دل جانتا ہے اور اوس کے دم سے خنزیر قتل ہوتے تمام جہان دیکہہ رہا ہے اور نہ صرف یہی بلکہ اوس نے وہ ہدایت پہیلائی کہ شرک کے گڑہے سے ہمکو نجات دی اور توحید کا پاک و مصفا اصلی چہرہ اوس کی بدولت پہر نظر آنے لگا وہ اسلام اور بانی اسلام کا انصار بنا اونکی صداقت پر دعوے الہام کا کیا اور خدا نے اون کی مدد فرمائی کتابین وہ لکہین کہ اعدا کو دم مارنیکی جگہ نہین ایمان باللہ اور ایمان بالرسالت کا مزہ چکہا دیا اور اون باتون کو یعنی معجزات انبیاء علیہم السلام کو جو قصون کے رنگ مین ہو کر ناقابل اعتبار سمجہے جاتے تہے عملی رنگ مین لاکر دکہا دیا اور وحی و الہام کی کیفیت اور حقیقت کو ظاہر فرما دیا بلکہ اس چشمہ الٰہی سے بہت سون کو پانی بہی پلا دیا اور علم کتاب الٰہی کا نمونہ

ابہی بمقام لاہور ہوتہ جلسہ تحقیق ہدایت ماہ دسمبر ۹۶ء مین اور آپکی عظمت اور جلال کو اسطرح دکہایا کہ تمام مذاہب کے علماء اور فضلاء جو اپنے مذہبون کی وکالت کرنے آئے تہے بے اختیار ہو کر اپنی عجز بیانی کا اقرار اور قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے کی صداقت زبان حال سے کر کے اوس کے کلام معجز بیان کے روبرو مدہوش ہو کر سربسجود ہو گئے اور بول اوٹہے کہ اسلام کی فتح ہے۔ جسکی آنکہہ دیکہنے کی ہون دیکہے فقط

خاکسار حضور کا ایک ناکارہ اور عاجز غلام
ظفر احمد از کپورتہلہ

ایک عظیم الشان کامیابی فیاضی
زندہ مثال
یعنی ایک ہزار روپیہ کی ہر ایک قسم کی کتابیں بالکل مفت
وہ کس طرح
آپ اخیر اگست ۱۹۰۵ء تک اپنی اپنی درخواستیں ہمارے دفتر میں بھیجدیں ہم آپکو ایک روپیہ کی کتاب صرف ار کا ٹکٹ برائے محصول آنے پر مفت بھیجدینگے۔ جس قسم کی کتاب کی ضرورت ہو اسکا نام خط میں تحریر کر دو مگر منظور یہ ہے کہ قیمت اس کتاب کی ایک روپیہ سے زیادہ نہ ہو۔ آخیر جولائی ۱۹۰۵ء کے بعد کوئی درخواست قابل شنید نہ ہوگی سلسلہ روانگی کتب ۱۵ اگست سے شروع ہوگا۔ طالب علموں کیلئے خصوصاً و دیگر کتابی شوقین کیلئے گویا یہ ایک نادر موقعہ ہے۔ درخواست ہو بنام
نذیر اینڈ کو کشمیری بازار لاہور
اخیر جولائی ۱۹۰۵ء تک

یہ گھڑی کلائی پر باندہی جاتی ہے اسکا ڈایل پھولدار خالص چینی کا ہے۔ جیب میں بھی لگ سکتی ہے۔ دیکھنے میں عنقہ روپیہ کی معلوم ہوتی ہے ہزارہا فروخت ہو چکی ہیں بڑی پختہ و پایدار ہے قیمت
محصول معاف
ملنے کا پتہ: حمید ٹریڈنگ کمپنی کشمیری بازار لاہور
راسکوپ سسٹم واچ جو نہایت پختہ و پایدار ہے

اطلاع

بقایا دار توجہ کرین پہلی ششماہی گذر چکی ہے وصولی بقایا کیلئے وی پی جاری ہو رہے ہین۔ ناظرین قومی حمیت و پاسداری کا لحاظ کر کے اور اپنی خوش معاملگی سے انہین وصول کرین ورنہ واپسی وی پی پر اخبار بند کر دیا جاویگا۔ شکایت معاف۔

عیسائیوں اور مسلمانوں میں مباہلہ

دہلی کے مسلمانوں اور عیسائیوں میں فروری ۱۹۰۵ء سے ایک مباحثہ حیات اور وفات مسیح کے متعلق ہو رہا تھا عیسائیوں کا دعویٰ یہ تھا کہ قرآن مجید سے مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت ہوتی ہے لیکن مسلمان اپنی کم فہمی اور نادانی کی وجہ سے اس امر پر معتر ہیں کہ مسیح علیہ السلام نے وفات نہیں پائی بلکہ وہ اس جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر چڑھ گئے ہیں۔ یہ دعویٰ کچھ ایسا کمزور اور بودہ ہے کہ ایک معمولی اردو خواں طالب علم بھی اس بیہودہ اور غلط دعویٰ کے مدعی علماء کو تنگ کر سکتا ہے چہ جائیکہ مقابل میں ایک پرانا مناظر حافظ ہو۔ جو ایک عرصہ تک مسلمان رہ کر بھی مباحثہ کرنیکا عادی تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دہلی کے ان علماء کو جو اس مناظرہ میں عیسائیوں کے سامنے آئے سخت حیران اور لاجواب ہونا پڑا۔ اور ہونا بھی چاہیے تھا۔ کیونکہ قرآن کریم ایسی مجید کتاب ایسے بیہودہ اور لغو دعویٰ کی کب موید اور مصدق ہو سکتی تھی۔

میں نے اس مناظرہ کے اعلان کو پڑھ کر تعجب کیا ایک وہ زمانہ تھا کہ پادری لیفرائے صاحب دہلی میں مشنری تھے جو آجکل پنجاب کے بشپ ہیں وہی احمد مسیح حافظ جو اسوقت مسلمان تھا لیفرائے صاحب سے مناظرہ کیا کرتا تھا۔ اور ان دنوں جب لیفرائے صاحب دہلی سے لاہور آئے اور وہاں کے رنگ محل میں انہوں نے تین لیکچر دیئے جن میں سے پہلا لیکچر ضمناً حیات و وفات کا مضمون اپنے اندر رکھتا تھا اسوقت لاہور کی اکثر پبلک کو معلوم ہے کہ ایڈیٹر الحکم نے جو ابھی طالب علم تھا پادری لیفرائے صاحب سے اس مضمون پر گفتگو کی۔ اور پادری صاحب کو صاف لفظوں میں اقرار کرنا پڑا تھا کہ ہم مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مریدوں سے مناظرہ نہیں کرتے۔ پادری لیفرائے صاحب اسوقت حیات مسیح کے مدعی تھے اور میں بالمقابل وفات ثابت کرتا تھا آج چودہ سال کے بعد کیا عجیب بات ہے اس لیفرائے کا شاگرد احمد مسیح قرآن شریف سے وہی وفات مسیح کا مسئلہ لیکر مسلمانوں پر اتمام حجت کرتا ہے۔ اور مسلمان محض اپنی نادانی کی وجہ سے بھری مجلس میں شرمندہ ہوتے ہیں۔ افسوس ان لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کی وجہ سے ایک صداقت کا انکار کیا جسکا خمیازہ انہیں احمد مسیح کے مناظرہ میں بھگتنا پڑا۔

پادری حافظ احمد مسیح نے جب دلائل کے ذریعہ دہلی کے مناظر مولوی کو حیران کر دیا تو اس نے اتمام حجت کی ایک اور صورت نکالی یعنی وفات مسیح پر مباہلہ کیلئے فریق مقابل کو بلایا۔ چنانچہ میں ذیل میں وہ اشتہار جو احمد مسیح صاحب نے شایع کیا ہے درج کرتا ہوں۔ مولوی عبدالمجید صاحب نے بالطائف الحیل مباہلہ کے پیالہ کو ٹال دیا ہے۔ میں اس مباہلہ پر انشاء اللہ ایک عجیب آرٹیکل لکھوں گا لیکن چندے انتظار کے بعد۔ دہلی کے ان علماء کو جنہیں احمد مسیح صاحب نے مخاطب کیا ہے واجب ہے کہ وہ حیات مسیح کے ثبوت کیلئے میدان میں نکلیں۔ اور یا مولوی عبدالمجید صاحب کو مباہلہ کیلئے اکسائیں۔ ایک وہ وقت تھا کہ خدا کا مسیح اس دہلی میں حیات مسیح پر شیخ الکل کو قسم دیتا تھا اور وہ قسم کھانے سے بچتے ہیں آج مولوی عبدالمجید صاحب بھی مباہلہ سے گریز کرتے ہیں۔ میں اب ذیل میں وہ اشتہار درج کرتا ہوں جو پادری احمد مسیح صاحب نے دیا ہے۔ ایڈیٹر

اشتہار برائے آگاہی اولی الابصار

مولوی محمد عبدالمجید صاحب مشہور مناظر و واعظ اہلحدیث دہلوی منجانب اہل اسلام اور مولوی حافظ احمد مسیح واعظ۔ ایس۔ پی۔ جی۔ مشن دہلی منجانب عیسائیاں کے مباحثہ وفات مسیح کا انجام

فروری ۱۹۰۵ء سے ہمارا مباحثہ بکرسٹیوال دہلی واقعہ بازار سرکی والان میں جناب مولوی محمد عبدالمجید صاحب واعظ دہلوی سے دربارہ وفات مسیح ابن مریم ہفتہ وار بروز جمعہ متواتر پانچ چھ جمعہ تک ہوتا رہا۔ ہمارے دلائل قاہرہ اور شکست خصم کے جوابات سے مجبور ہو کر مولوی صاحب نے آخری جمعہ میں اپنے دعویٰ کو جو لفظ توفی کے لغوی معنی پکڑنا پورا لینا جیسے کا تیسا لینا وغیرہ کا تھا چھوڑ کر ہمارے دعوے کو نہایت سنجیدگی و متانت سے قبول کر لیا کہ توفی کے معنی مطلق قبض کے ہیں۔ مگر اسپر جو ہمارا سوال پیش ہوا کہ قبض مطلق کے جبکہ ذی روح انسان اس کا مفعول ہو کیا معنے ہوتے ہیں آیا قبض روح۔ یا قبض جسم۔ یا قبض جسم مع الروح۔ یا قبض شکم جو تقلیل غذا وغیرہ کھانے سے پیدا ہو جاتی ہے؟ اسکا جواب ماہر علوم دینی جناب مولوی صاحب موصوف نے کچھ نہ دیا اور نہ دے سکتے تھے اور نہ اب حقیقی جواب اسکا دے سکیں گے۔ اس تقریر کے بعد چند جمعہ تک بوجہ پیش آجانے دیگر ضروریات دینی کے مباحثہ ملتوی رہا آخر ۵ مئی ۱۹۰۵ء کے جمعہ کو مولوی صاحب نے بجواب ہماری چٹھی مورخہ ۸ مئی ۱۹۰۵ء یہ تحریر فرمایا کہ "ہم نے احمد مسیح کے دعویٰ کو جرح کر کے منقوص کر دیا ہے اس لئے جبتک وہ اپنے دعویٰ کی ترمیم یا دوسرا دعویٰ پیش نہ کریں گے میں گفتگو نہ کرونگا کیونکہ میں مجادلہ کرنا نہیں چاہتا اور کہ پادری پرٹن صاحب جبتک پچھلی بحث کا فیصلہ اور آیندہ کے واسطے کسی دیگر مسئلہ متنازعہ کا تقرر نہ کریں گفتگو نہ کرونگا" اگرچہ مولوی صاحب نے ایک دل خوش کن فقرہ کہ "ہم نے احمد مسیح کے دعویٰ کو مجروح و منقوص کر دیا ہے" لکھکر اپنا پیچھا چھوڑانا چاہا ہے جسکا مفصل اور محکم اور معقول جواب اپنے رسالہ میں جو اس مباحثہ کی بابت ہم شایع کرنے والے ہیں انشاء اللہ دینگے اس جگہ صرف اتنا عرض کرتے ہیں کہ مولویصاحب اس حیلہ سے اپنے نادان دوستوں میں شائد فاتح سمجھے جاویں اہل علم وعقل تو آپکے ہر جلسہ کی تقریر سے جو کچھ آپ ہمارے دلائل و براہین کے جواب میں فرماتے رہے ہیں مثلاً لفظ شُبِّهَ میں ضمیر کونسی ہے یا شبہ کی ھ کیسی ہے یا شُبِّهَ لَهُمْ کی تفسیر میں كَأَنَّهُ مَذْبُوحٌ اور مسیح کو مشبہ اور قتل و صلیب کو مشبہ بہ یا ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ أَيْدِيهِمْ یا وُفِّيتَ أُجُورَهُمْ یا فَانِي دَرْهَمًا وغیرہ وغیرہ یا هُوَ الَّذِي يَتَوَفّٰكُمْ یا اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا بیان کرنے سے بخوبی نتیجہ نکال چکے ہیں کہ آپنے کہاں تک حمایت قرآن یا حفاظت اسلام و اثبات عقائد دیرینہ مقلدانہ خود کی فرما کر تاج کامیابی پہنا ہے جو کچھ کسر باقی رہگئی تھی وہ آپنے ۱۲ مئی ۱۹۰۵ء کے جمعہ کو ایک عام مجمع اہل اسلام میں ہمارے اس ترمیمی دعویٰ اور آسمانی فیصلہ کی درخواست پر پوری کر دی جس کیلئے ہمیں اس اشتہار کی تحریر کی تکلیف گوارا کرنی پڑی۔ اور وہ یہ ہے کہ ہم نے حسب خواہش مولوی صاحب اپنے دعویٰ کی ایسی ترمیم کر دی کہ جس کے انکار و اقرار ہر دو سے ہماری ڈگری ہوتی تھی اور ہوئی یعنے ہمنے مولوی عبدالمجید صاحب سے حسب آیت مباہلہ قرآنی یہ درخواست کی کہ وہ مجمع عام میں اللہ جل شانہ کے روبرو کھڑے ہو کر ان الفاظ میں قسم کھا دیں کہ "میں اس خدا قادر مطلق کی قسم کھا کر جس نے محمد صلعم کو نبی اور قرآن کو اپنی وحی سے نازل فرمایا ہے اپنے یقین دلی اطمینان قلبی سے ایمان کے ساتھ کہتا ہوں کہ مسیح ابن مریم کی وفات قرآن اور حدیث سے ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہوئی میرا ایمان ہے کہ قرآن و حدیث سے مسیح کی حیات و صعود آسمانی بجسد عنصری خاکی بشری ثابت ہوتا ہے اور احمد مسیح نے جو دلائل وفات پیش کئے ہیں وہ بالکل غلط اور خلاف قرآن و حدیث ہیں ان سے تو حیات ثابت ہے نہ وفات۔ پس اگر میں اپنی اس شہادت میں جھوٹا ہوں تو اے خدا عزیز مجھکو مورد اس آیت مباہلہ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ کا فرما" اس پر جملہ حاضرین آمین کہیں۔ ایسے ہی میں احمد مسیح از روئے تورات و انجیل وفات مسیح کے حق ہونے پر قسم کھاؤں گا اور بصورت کذب ما لعنة اللّٰه علی الکاذبین کرونگا۔ ایسے ہی جملہ حاضرین آمین کہیں۔ اس کے بعد ہم اپنے دعویٰ وفات مسیح کو واپس لے لیں گے۔

اے اہل اسلام یہ تھا قطعی فیصلہ کہ ہم نے اپنا مقدمہ خدا کی عدالت میں پیش کرنا چاہا مگر مولویصاحب نے خدائی فیصلہ کو بوجہ خاص منظور نہ کیا۔ افسوس صد افسوس کہ وہی مولوی عبدالمجید صاحب جو اپنے تئیں حمایت اسلام پر فدا شدہ اور اپنی زندگی اشاعت قرآن میں وقف کئے ہوئے ظاہر کرتے تھے اور ابھی تھوڑا عرصہ ہوا جنہوں نے ایک جلسہ بھی انجمن اشاعت القرآن کا کیا تھا جسکی تعریف و توصیف میں دہلی کا مقامی اخبار کرزن گزٹ رطب اللسان ہے اور جو جلسہ مناظرہ میں شعروں پر شعر اور دعاؤں پر دعائیں فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ پڑھتے تھے۔ اور جو اپنے اظہار علمی کے واسطے منہ کی ستر اور ناک کی بہتر معنے بیان کرنے لگتے تھے مگر لفظ "توفی" کے پورے چار پانچ معنی بھی بیان نہ کر سکے اور جو بڑے زور سے دعویٰ کرتے تھے کہ تیرہ سو برس سے کوئی تاریخ اٹھا کر دکھاؤ کہ کسی عیسائی نے جرأت مباہلہ کی ہو اور جو یہ فرماتے تھے کہ میرا قرآن کے ایک ایک لفظ پر ڈیرا پڑا ہوا ہے وہی آج ایک قرآن کی آیت مباہلہ سے تجاہل عارفانہ کے طور پر یا واقعی اپنی ناواقفیت کا اظہار کر کے حمایت قرآنی و اسلام سے دست بردار ہو گئے۔ اور وہی آج ایک عیسائی کے ساتھ مسیح ابن مریم کی وفات پر مباہلہ کرنے سے حیلہ کر گئے۔ اور بری طرح حیلہ کر گئے۔ اے اہل دہلی اور اے وہ لوگو جو اس جمعہ میں موجود تھے تم نے سنا تھا اور یاد ہے جو کچھ مولوی صاحب نے ہماری اس درخواست مباہلہ کا جواب باصواب اپنی قلب واجب سے مرجوعانہ دیا تھا۔ جس سے اپنی تبحر علمی اور وسیع معلومات و ہمدردی اسلامی کا بھی پورا ثبوت دیا اگر نہیں یاد تو ہم پھر تمکو سنا کر یاد دلواتے ہیں سنئے جناب معلی القاب "قَاطِعُ الْكُفَّارِ وَالْمُشْرِكِينَ" حامی اسلام و سنت سید المرسلین

www.aaiil.org

حامی فروع و اصول جامع معقول و منقول فخر اسلام و محدث خیرالانام مولوی محمد عبدالمجید صاحب سفرنے یہ جواب دیا تہا کہ میں اس مباہلہ کے لئے تیار ہوں اور پہر تیار ہوں مگر اس شرط کے ساتہہ پادری برٹن صاحب میر مجلس مناظرہ اور جملہ عیسائیان دہلی معہ اپنے زن و فرزند کے آوین اور میں بہی اپنے رفیق و مطیع فرمانبردار مسلمانوں کو حتی الوسع معہ اہل و عیال کو لیکر آونگا پہر مباہلہ ہو سکتاہے ورنہ نہیں۔ سبحان اللہ کیا جواب ہے اور کس آب و تاب کا کہ جسکے سنتے ہی جزاک اللہ و مرحبا کے نعرے بلند ہوں۔ بعض نہایت ہی کچے مسلمان جن کے دل اور کان مخالف کے کلام کے سننے کی ناقابل ہیں وہ تو شاید اس مضطربانہ جواب سے خوش ہوگئے ہوں گے۔ مگر سلیم الفطرت اور ترکی بہونچنے والی طبیعتیں تو سنتے ہی تاڑ گئیں ہیں کہ جو کچہہ راز مخفی اور حقیقت پنہانی اس پرحیلہ جواب میں تہی۔ اور یہ بہی ممکن ہے کہ ہمارے نیک دل مولوی صاحب ہی اس جواب سے مطمئن ہوگئے ہوں۔ اور شادمانی کے نقارے بجواتے ہوں۔ مگر نہیں۔ یہ خوشی اور شادمانی مولوی صاحب کی ہو خدانخواستہ یا دیگر پورانے مسلمانوں کی محض فانی اور بناوٹی اور ظاہری خوشی ہے جو عنقریب مبدل برنج و غم ہوجانے والی ہے حقیقی خوشی وہ ہے جو لازوال ہے اور وہ ہم کو بفضل ایزد متعال نصیب ہوئی اور ضرور ہوئی اور پہر ہوگی فانظروا یا اہل الاسلام۔ اے صدق کے دلدادہ لوگو اور اے حق کے متلاشیو ذرا سوچو اور خوب سوچو کہ کیا یہ شرط ہی مباہلہ کے واسطے ہے کہ جو آپکے فخر قوم مولوی صاحب نے پیش فرمائی ہے؟ کیا میری یہ درخواست ہی کہ تمام اہل اسلام دہلی کو آپ معہ عیال و اطفال کے لاویں تو مباہلہ کریں؟ کیا نصارئ نجران کے ساتہہ نجران کے تمام عیسائی معہ زن و فرزند کر طلب ہوئے تہے یا رسول عربی نے اپنے تمام اصحاب کو معہ اہل و عیال کے مباہلہ کیواسطے ساتہہ لیا تہا ہرگز نہیں پہر کیوں مولویصاحب نے یہ حیلہ کیا۔ کیا اب بہی اسکے حیلہ ہونے میں آپ صاحبوں کو شک ہے؟ اگر شک ہے تو ثابت کرو کہ یہ شرط مباہلہ ہے۔ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ۔ کیا یہ جواب مصداق اس مثل مشہور کا نہیں ہے کہ "نہ نو من تیل ہوگا نہ رادہا ناچے گی"؟ فتدبروا وتفکروا ولا تکن من الغافلین والمحجوبین۔ ہمارا جواب الجواب بہی سنو اور موازنہ کرو۔ ہم نے کہا کہ مولوی صاحب مناظرہ میرے اور آپ کے درمیان ہے آپ اہل اسلام کی جانب سے اور میں مشن دہلی کی جانب سے مناظر ہوں اور فریقین اپنی اپنی ذات سے بشرح صدر مباہلہ کے مجاز ہیں۔ بس آپ اپنے عیال و اطفال اور میں اپنے بیوی بچے لے آؤں گا۔ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔ اس کا جواب مولویصاحب نے آئیں بائیں شائیں دیا اور ہمارا بیان وفات مسیح پر مہر کر دی۔ اب ہم بذریعہ اشتہار ہذا عوام اور خواص اہل اسلام دہلی سے نہایت ادب کے ساتہہ التجا کرتے ہیں کہ اگر مولوی محمد عبدالمجید صاحب اس میدان کے مرد ثابت نہ ہوئے تو کچہہ تعجب نہیں۔ آپ اپنے دیگر مشاہیر علماء دہلی سے عموماً اور جناب مولوی محمد عبدالحق صاحب مفسر تفسیر حقانی و مولوی محمد بشیر صاحب بہوپالوی سے خصوصاً عرض کرکے اس ناکامی کے داغ کو مٹانے کی سعی فرماویں اور صاحبان مدوح سے کسی صاحب کو آمادہ کریں کہ ثبوت حیات بشری و صعود بجسد خاکی و نزول بجسم عنصری مسیح علیہ السلام کا ہمارے سامنے ظاہر فرماویں اور اگر ان صاحبان سے بہی حیلہ و عذرات پیش کرکے اثبات دعوی و عقیدہ خود سے بچنا چاہیں تو آپ خود ہی فیصلہ کرلیں کہ کہاں تک وہ اس کمزور اور بادر ہوا مسیح کے صعود و نزول و حیات جسمانی والے عقیدہ کے حامی مددگار ہیں۔ اے ناظرین آپ خوب یاد رکہیں اور ذہن نشین رکہیں کہ حضرات نامبردگان آپ کو طرح طرح کی گندم نما تقریروں سے بہلا دیں گے مگر اثبات دعوی کے لئے مستعدی نہیں دکہلا دیں گے اور اگر جناب مولوی محمد عبدالمجید صاحب کو ہی دوبارہ ڈلمرس بند ملنے سے کچہہ حرکت پیدا ہو تو جناب ممدوح ہی دوبارہ تشریف لاکر وفات مسیح کے مباحثہ سے اگر خوف ہو یا اس کے متعلق وہ معلومات نہ رکہتے ہوں تو بسم اللہ وہ اس کا دوسرا پہلو یعنے اصل دعوے حیات مسیح و صعود و نزول بجسد عنصری بشری جسکے وہ مدعی ہیں اسی کو ثابت فرماویں مگر براہ مہربانی جو صاحب اس میدان میں قدم رنجہ فرماویں وہ ذرا اپنے منصب اور فرض کا زیادہ لحاظ رکہیں غلط مبحث کے طور پر نزول کو صعود سے اور فروع کو اصول سے نہ ملاویں اور مدعی و منکر کی حیثیت کا اندازہ کرتے رہیں ایسا نہ ہو کہ مدعی خود ہوکر منکر سے دلائل اثبات دعوی طلب کرنے لگیں یا منکر کو مدعی قرار دیدیں ہر ایک مناظر کا ضروری فرض ہوگا کہ جس بات کا وہ مدعی ہو اس کے اثبات کے دلائل وہ پیش کرے اور حیات و صعود و نزول جسمانی مسیح علیہ السلام کے مدعی اہل اسلام ہیں انہی کا فرض ہے کہ اپنے اس عقیدہ اور دعوے کا اثبات فرماویں نہ کہ ہم سے اسکے دلایل اپنے دعوی کے مانگنے لگیں۔ کمولوی عبدالمجید کیجانب سے اسوقت جو فدیہ پیش ہوا ہے۔ یعنی مولوی المہدین صاحب لودہیانوی۔ وہ اس بحث کی طرف آتے ہیں نہ آویں گے اس لئے وہ فدیہ و کفارہ قبولیت کی عزت حاصل کرنیوالا نہیں ہے۔

آخر میں ہم یہ بہی اطلاع دیتے ہیں کہ ہم نے مصمم ارادہ کیا ہے کہ مباحثہ مولوی عبدالمجید صاحب کا مفصل حال معہ سوال و جواب فریقین کے عنقریب شایع کریں گے جسمیں نہایت بسط کے ساتہہ مولوی صاحب موصوف کی چہپی مرقومہ ۵ مئی ۱۹۰۵ء متذکرہ صدر کا جواب بہی مندرج ہوگا۔ مگر اس اشتہار کے جواب آنیکے بعد ہم اس رسالہ کو طبع کرائیں گے تاکہ اس کا جواب الجواب بہی اسمیں آجاوے۔ والسلام علی من اتبع الھدی

المشتہر

خاکسار حافظ احمد مسیح واعظ۔ ایس۔ پی۔ جی۔ اینڈ کیمبرج مشن۔ دہلی مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۰۵ء۔

پرانی نوٹ بک میں سے کچھ

جب انسان حجۃ اللہ کے مقام پر ہوتا ہے تو اللہ تعالی ہی اس کے جوارح ہوجاتا ہے ما ینطق عن الھوی کے یہی معنے ہیں۔ اور یہ اسوقت ہوتاہے جب کہ انسان کامل طور پر اللہ تعالی کا فرمانبردار اور اسکا وفادار بندہ ہوجاتا ہے اللہ تعالی کی رضا کے ساتہہ اسے کامل صلح ہوتی ہے اسکی کوئی حرکت کوئی سکون اللہ تعالی کے اذن اور امر کی ایک کل ہوتی ہے۔ ایسی حالتیں اسپر ما ینطق عن الھوی کا اطلاق ہوتاہے اور یہ مقام کامل اور اکمل طور پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تہا۔

*

مکر کا لفظ اللہ تعالی نے حضرت مسیح علیہ السلام کیلئے استعمال کیا ہے پہر یہی لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بہی آیا ہے اور براہین احمدیہ میں میرے متعلق بہی ایک الہام ہے مکر کی حد اسوقت تک ہوتی ہے جبتک وہ انسانی تدبیر اور منصوبوں تک ہو لیکن جب انسانی منصوبوں کیطرح نہ ہو تو پہر وہ خارق عادت ہوتاہی مکر نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کفار نے جو منصوبے کئے وہ اسمیں پورے ناکام اور نامراد رہے اور اللہ تعالی نے خارق عادت طریق سے آپ کو وعدہ کے موافق بچا لیا۔

*

مذہب کبہی سرسبز نہیں ہو سکتا جبتک کہ اسکی روحانیت کا بروز نہو۔ اسلئے ضروری تہا کہ اسلام کے کامیاب اور بامراد ہونے کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوچکے اور مدینہ طیبہ میں قبر کے اندر رہے گئے مگر میں یہ ماننے کو طیار نہیں ہوں اللہ تعالی نے مجہہ پر یہی ظاہر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو قبر میں رکہے گئے وہ ایک پاک دانہ کی طرح رکہے گئے ہیں جس کو بہت سے خوشے لگے ہیں جو اصلها ثابت وفرعها فی السماء کا سچا مصداق ہیں۔ اگر کوئی شخص اس امر کو نہیں مانتا تو وہ گویا تسلیم کرتا ہے کہ معاذ اللہ آپ ضایع ہوگئے حالانکہ آپکے برکات اور فیوض کا تو یہانتک اثر ہوا کہ مدینہ طیبہ کا نام یثرب بہی نہیں رہنے دیا کیونکہ یثرب ہلاک ہونے کو کہتے ہیں۔ میں یقیناً کہتا ہوں اور اللہ تعالی نے مجہہ پر اس حقیقت کو کہولدیا ہے کہ آپ مدینہ کی خاک میں اس دانے کیطرح ہیں جس سے ہزارہا دانے اگیں۔ یہ لوگ جو میری مخالفت کرتے ہیں وہ تعصب اور ضد میں اندہے ہوکر آپکے اس دانہ سے مشابہ سمجہتے ہیں جو معاذ اللہ کرم خوردہ ہو اللہ تعالی کی یہ قدیم سے عادت ہے کہ نبی کے اخلاق عادات اور توجہ کسی اور کو بہی دیئے جاتے ہیں جو اسکی اتباع میں اسکی محبت میں کامل طور پر فنا ہوگیا ہو اور ظلی طور پر اس کے کمالات اور خوبیوں کو اپنے اندر جذب کرتا ہو۔ اس صورت میں اس نبی کا حلیہ گویا اسکو دیا جاتا ہے اسوقت اسکا نام اس نبی کا ہوتا ہے یہی سر ہے جو انجیل میں لکہاہے مسیح نہ آئیگا جبتک ایلیا نہ آئے۔ اور دوسرے مقام پر ایلیا کے آنے سے مراد اسکی خو اور طبیعت اور طاقت پر آنے سے لی گئی ہے۔ پس مہدی کے متعلق جو کہا گیاہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر آئیگا اس سے یہی مراد ہے کہ وہ ظلی اور بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر ہوگا۔

*

میرے آنے کے دو مقصد ہیں مسلمانوں کیلئے یہ کہ اصل تقوی اور طہارت پر قائم ہوجائیں وہ ایسے سچے مسلمان ہوں جو مسلمان کے مفہوم میں اللہ تعالی نے چاہاہے۔

اور عیسائیوں کیلئے کسر صلیب ہو اور انکا مصنوعی خدا نظر نہ آوے دنیا اس کو بالکل بہول جاوے خدائے واحد کی عبادت ہو۔

میرے ان مقاصد کو دیکہکر یہ لوگ میری مخالفت کیوں کرتے ہیں؟ انہیں یاد رکہنا چاہئے کہ جو کام

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۶
اخبار الحکم
قادیان
چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی
ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی
پیشگی قیمت سالانہ
(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر ے (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عہ ۱۲
نمبر ۲۶ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۵ء ۲۰ جمادی الاول ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

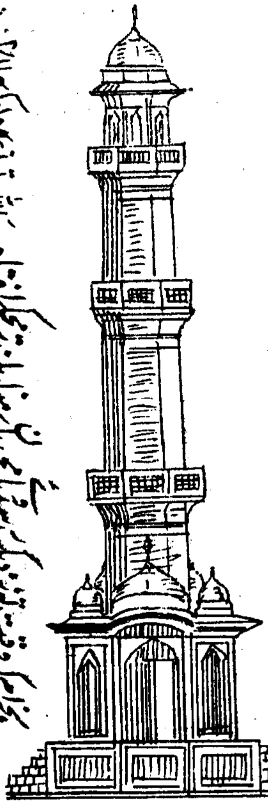

فہرست مضامین

(۱) ۳۱ اگست ۱۹۰۵ء تک خاص رعایت - صفحہ اول
" متفرق مضامین "
(۲) اسلامی دنیا - مسلمانان جاوہ کے حالات - ص ۲
(۳) تفسیر القرآن من مسیح الزمان - ص ۳ و ۴
(۴) مسیح موعود - غایۃ المقصود - ص ۵ و ۶
(۵) وصیت نور دین - ص ۷
(۶) جاپانی چٹھی - ص ۸ و ۹
(۷) عیسائی بنانے والی مشین - } ص ۱۰
" تحقیقات الشیعہ
(۸) مضمون مراسلت - ص ۱۱
(۹) متفرق مضامین - ص ۱۲
(۱۰) اشتہارات - ص ۱۳ و ۱۴

۳۱ اگست ۱۹۰۵ء تک خاص رعایت

کارخانہ الحکم کی بعض جدید الطبع کتابون کیلئے جگہ نکالنے کیواسطے ۳۱ - اگست ۱۹۰۵ء تک مندرجہ ذیل کتابون مین خاص رعایت کیجاتی ہے یاد رکھئے ۳۱ اگست ۱۹۰۵ء کے بعد یہ رعایت جاری نرہے گی - اس اثنا مین خصوصاً گذشتہ سالون کے بعض فائل خریدنے مین آپ کو بہت بڑا فائدہ رہیگا کیونکہ گذشتہ سالون کے فائل ہمیشہ دوچند قیمت پر دئے جاتے ہین -

۱۹۰۳ء کا فائل الحکم صہ صرف پچاس درخواستونکی تعمیل ہوگی۔
۱۹۰۴ء " صہ "
ازالہ اوہام ہر دو جلد عصہ "
آسمانی فیصلہ ۲ر
مسلمانونکا خدا اور اسکے حضور دعا ۳ر
ردشیعہ وخط نسخ ۳ر
حضرت قدس کی پرانی تحریرین ۱ر صرف پچیس درخواستونکی تعمیل ہوگی
ست بچن و آریہ دہرم ۱۰ر
تفسیر سورہ بقرہ عہ صرف سو درخواستونکی تعمیل ہوگی۔
وحدت وجود پر خط اور تقریر نماز ۱ر
برہان الحق ۲ر

النصح ۱ر
سلک مروارید حصہ اول ۳ر صرف سو درخواستونکی تعمیل ہوگی
اصلاح النظر ۲ر صرف بیس درخواستونکی تعمیل ہوگی
الانذار ۲ر صرف ۸۰ درخواستونکی تعمیل ہوگی -
رپورٹ جلسہ سالانہ ۸ر صرف پچاس درخواستونکی تعمیل ہوگی -
اربعین ہر چہار نمبر ۳ر

تمام

درخواستون کی تعمیل بذریعہ وی پی ہوگی - اور تمام درخواستین دفتر الحکم کے نام آنی چاہئین -

دار الامان کا ہفتہ

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسّلام اور آپکے اہل بیت اور بزرگان ملت خیریت سے ہین -

۲ - موسم سخت ہے - گرمی اور حبس کا کچھہ نہ پوچھو - اس قصبہ کی صفائی کا حال بدتر ہے مین اپنے مکرم بابو ہنت رام صاحب انچارج تحصیلدار بٹالہ کو توجہ دلاتا ہون کہ وہ قادیان آئین اور قصبہ کیحالت کا معائنہ کرین کہ کیسی ہے ؟ سخت ضرورت اس امر کی ہے کہ اس وبائی موسم مین صفائی کیطرف خاص توجہ ہو - اور خوردنی اور نوشیدنی اشیاء کا بھی کبھی کبھی ضرور معائنہ کیا جاوے -

تعلیم اسلام سکول

سکول کے ریزرو فنڈ کیلئے مینے جو تحریک کی تھی - اسکے لئے سب سے اول منشی الٰہی بخش صاحب اور بابو منظور الٰہی صاحب نے بہٹنڈہ سے منظور کیا ہے کہ ایک ایک روپیہ فی خریدار کے حساب سے بے شک ۱۰ - اگست کا الحکم وی پی کر لیا جاوے - اگر دوسرے خریدارون نے کوئی جواب ندیا تو سمجھا جاویگا - کہ وہ اس تجویز کو لین فرماتے ہین - سکول کی مالی حالت قوم کی توجہ کے قابل ہے - بہت جلد سرمایہ کی فکر کرنی چاہئے - ورنہ اس مہینہ کی تنخواہین دینے کے لئے ہی منتظمان سکول کو سخت فکر ہو رہی ہے -

کالج کیلئے ایک آنہ فنڈ

ایک آنہ فی کس کالج فنڈ کے لئے جو مانگا گیا ہے - اکثر احباب نے وہ چندہ بھیجدیا ہے اور بعض بھیج رہے ہین ہر ایک احمدی کا فرض ہے کہ اس تحریک کے لئے سعی کرے اور خاموش نہ ہو جاوے - رسید اگلے ہفتہ درج ہوگی -

شکریہ

مینے جب سے الحکم مین شادی کے اشتہارات دینے شروع کئے ہین اکثر درخواستین اندراج کے لئے آتی رہتی ہین - جسکو مین ایک مبارک تحریک سمجھتا ہون - اس سلسلہ مین میان اللہ دتا احمدی بھی کی قابل قدر اخلاقی جرأت کی تعریف کرتا ہون کہ جہان شیخ غلام احمد صاحب کی غربت اور مسکینی کو ملحوظ رکھکر بعض لوگون کو انہین لڑکی دینے مین تامل اور مضایقہ ہوتا تھا میان اللہ دتا صاحب نے نہایت اخلاص اور ہمدردی کیساتھہ کسی قسم کی شرط کے بغیر اپنی دختر نیک اختر کو انکے نکاح مین دینا پسند فرمایا - لیکن چونکہ انکی صاحبزادی کی عمر بہت چھوٹی ہے اسلئے شکر گذاری کے ساتھہ انکار کرنا پڑا ورنہ ایسے مخلص اور محسن کی فرزندی مین داخل ہونا شیخ غلام احمد صاحب بھی ازبس پسند فرماتے تھے اللہ تعالیٰ انہین جزائے خیر دے اور قوم کو ایسی مبارک تحریک کی تقلید کی توفیق دے - کہ وہ ہر ایک احمدی کو احمدیت کیوجہ سے اپنی جیسی عزت اور رفعت دین -

درخواست دعا

مین کئی امر مشکل دینی مین سخت گرفتار ہو گیا ہون - جو میرے حضور خشوع وغیرہ دینی کام مین خلل انداز ہے - امید ہے میرے واسطے ناظرین الحکم دعا فرماوین گے - راقم ملک غلام احمد

www.aaiil.org

اسلامی دنیا

مدینۃ الجزائر سے مشرق کی جانب بلاد القبائل کے نام سے مشہور ایک علاقہ ہے یہان سلسلہ وار پہاڑیان دور تک چلی گئی ہین جن مین سے بعض بہت بلند ہین یعنی تین چار ہزار میٹر تک ان پہاڑیون پر ایام سرما و گرما مین ہمیشہ برف جمی رہتی ہے پہاڑی راستے نہایت تنگ ہین۔ کوئی فرد بشر وہان سے ہرگز گذر نہین سکتا اسواسطے وہان کے رہنے والے کسی کے محکوم نہین ہو سکتے اور انہین کسی دشمن کا خوف نہین بربری قومین وہان جا کر کسی زمانہ مین سکونت پذیر ہوئین۔ مورخین کا اسبات پر اتفاق ہے کہ وہ قومین شمالی افریقہ سے آئی تہین۔ ان کی طبیعتین ہمیشہ سے بوجہ آزاد و غیر محکوم ہونیکے اپنی قدیم دلیری و عظمت بزرگانہ سے کچہہ بہی متغیر نہین ہوئین۔ تمام لوگ اعلے درجہ کے نیک بخت مسلمان ہین کوئی شخص انمین غیر مذہب کا نہین ہے تمام لوگ مع اہل و عیال نماز کے پابند اور شریعۃ اسلام کے فدائی ہین۔ ان مین بڑے بڑے فاضل اور زبردست فقیہ موجود ہین جن کے کہنے پر یہ لوگ جان تک دینے کو طیار ہو جاتے ہین ان کی اپنی ایک خاص زبان ہے جو لکہنے مین استعمال نہین کرتے۔ اور تحریری معاملات مثل خط کتابت وغیرہ نیز عربی سے کام لیتے ہین۔ اس علاقہ کے لوگ نہایت زبردست اور دلیر ہوتے ہین چنانچہ ان کی بہادری کی یہ اعلے دلیل ہے کہ فرانس کے ساتہہ وہ چوتہائی صدی برابر لڑتے رہے اور ۱۸۵۷ء سے پہلے اونہون نے فرانس کا ناک مین دم کر دیا تہا۔ آخر ۱۸۵۷ء مین فرانس نے ان پہاڑون کے درمیان بڑی بہاری فوجکشی کر کے ہموار سڑکین تیار کین۔ اور پہاڑون کے اوپر ایک قلعہ شاہی تیار کیا۔ جہان فوجین اور توپین بسہولت تمام پہونچ سکین مگر دولت فرانس باوجود اتنی کوشش کے ان لوگون کا کچہہ بہی نہ کر سکی اور ۱۸۷۱ء مین جبکہ فرانس کا محاربہ جرمن سے ہوا اسی سال فرانس کی لڑائی ان مسلمانون سے بہی چہڑ گئی جو برابر دو سال تک ہی اس لڑائی مین فرانس کی بعد فوجین قتل ہوئین اور خزانہ کا ایک بہاری حصہ اس شدید مقابلہ مین برباد ہو گیا۔ جو ہانی فرانس کو اس محاربہ مین اٹہانی پڑی وہ آجتک نہ بہولا ہوگا لیکن۔ ان پہاڑی مسلمانون کا استقلال پہاڑ سے بہی زیادہ مستحکم تہا جو ذرا بہی متزلزل نہ ہوا۔

یہہ علاقہ نہایت زرخیز اور بڑی بہاری آمدنی کا ملک ہے لیکن جب اجنبی ملک کا کوئی مسافر وہان جاتا ہے۔ تو اوسے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہان کوئی فرد بشر ہرگز موجود نہین اور تمام علاقہ خالی پڑا ہے وجہ یہ کہ وہان کے لوگ پہاڑون کی تلیٹی یا کہوئیون مین ایسے چہپے رہتے ہین کہ جہانسے وہ کسی کو نظر نہین آتے یا پہاڑون کی چوٹیون پہاڑون کے ستونکے قلعے ہین یا یون سمجہو کہ ان پہاڑون کی چوٹیون پر ایک پختہ حصار ہے جسپر کسی فاتح کو فتح کرنے کی ہمت نہین پڑتی۔ پہاڑون کے نچلے حصون مین میدان وسیع ہین جن مین نہرین جاری ہین اور باغ لہلہاتے نظر آتے ہین۔ میوے بکثرت پیدا ہوتے ہین۔ بڑے بڑے کہیت دور سے دکہائی دیتے ہین جن مین قسم قسم کے غلے پیدا ہوتے ہین پہاڑون کے بالائی حصون کو درختون نے ایسا چہپایا ہوا ہے کہ وہ دور سے کم ہی نظر آتے ہین۔ خود رو میوے۔ انجیر۔ زیتون۔ مشمش بہت پیدا ہوتے ہین یہ لوگ جنگ و جدال کے طبعی طور پر شایق ہین جیسا کہ پہاڑی لوگ ہوتے ہین برخلاف میدانی لوگون کے کہ وہ طبعی طور پر ڈرپوک اور نئے نئے حاکمون کے محکوم ہونیکے خوگر ہوتے ہین۔ ان لوگون کی دلیری و شجاعت کے باعث فرانس نے ان قبائل سے اکثر جوان چن چن کر اپنی فوج کی زینت بڑہانے کو ملازم رکہے ہین بلکہ انواج زواف جو فرانس کے عساکر مین ایک زبردست فوج کا نام ہے اسی علاقہ کے ایک قبیلہ (زواف) کے نام سے موسوم ہو گئی ہے یہ لوگ بڑے قدآور۔ خوبصورت اور پہرتیلے جوان ہوتے ہین۔ ان قوم کے بہادر جوانون نے فرانس کے ساتہہ بڑی بڑی خیرخواہیان اور وفاداریان کی ہین۔ اور بڑے بڑے معرکون مین جانین لڑائی ہین اب دولت فرانس کیطرف سے ان مسلمانون کو بڑے بڑے فوجی عہدے بہی ملنے لگے ہین اور فرانس کے دلمین انکے ساتہہ کمال محبت جوش زن ہے اگر یہ لوگ تعلیم جدیدہ سے بہی بہرہ مند ہوتے تو امید تہی کہ ان کو فوجی عہدون کے علاوہ ملکی عہدے بہی نصیب ہوتے مگر یہ اکثر جاہل ہوتے ہین۔

مدینۃ الجزائر کی تمام سرزمین مین دوسرے قبائل سے بلاد القبائل کے پہاڑی باشندے کیا بلحاظ تجارت کے اور کیا بلحاظ صنعت و حرفت کے اور کیا بلحاظ زراعت کے سربرآوردہ اور اعلے درجہ کے آسودہ لوگ ہین چنانچہ فرانس کے بڑے بڑے شہرون مین اون کی تجارت ہوتی ہے اور پایہ تخت جرمنی و انگلستان مین انکی کوٹہیان و دیوان تجارت کہلے ہین۔ گماشتے بیٹہے ہین۔ یورپ مین مشرقی تجارت کے نام سے مدینۃ الجزائر کے تاجرون کی مصنوعات جا کر فروخت ہوتی ہے شہر تیزی اور زواف دو بڑے شہر ہین ان مین فرانس کیطرف سے ریلوی جاری ہے ان شہرون سے مدینۃ الجزائر ایک سو سات میل کے فاصلہ پر ہے۔

فرانس کیطرف سے پادری لوگ مسلمانون کا لباس پہنکر اور بڑی بڑی تسبیحین ہاتہہ مین لیکر صوفیون کے بہیس مین وہان گئے تہے جو وہان ایک گرجا بنا کر رہتے ہین پہاڑی مسلمان اون سے سخت متنفر ہین کبہی کوئی ان کی طرف رخ نہین کرتا ورنہ وہ بازارون مین جا کر کہین مسیحی وعظ کر سکتے ہین۔ لیکن لاوارث یتیمونکو خرید کر تعلیم دینے کے بہانے سے اپنی تعلیم بہی خفیہ طور پر دیتے ہین۔ ۲۰ سال سے آجتک مسیحی منادون کو وہان کوئی کامیابی نہین ہوئی حکومت کی طرف سے تنخواہین معقول پاتے ہین اور وحشیونکی طرح تن تنہا زندگی بسر کرتے ہین۔ ان مسیحی منادون کو آیندہ بہی مدینۃ الجزائر مین کسی کامیابی کی امید نہین کیونکہ وہ لوگ دین اسلام مین ایسے پکے ہین کہ کلمۃ التوحید کے خلاف کسی کی زبان سے ایک کلمہ بہی سن پاوین تو اسیوقت اسکو قتل کر ڈالین۔

(دکیل)

مسلمانان جاوہ کے حالات

۸۲۳ہجری مین بلاد جاوہ کیطرف اہل اسلام سلاطین نے توجہ کی اور فتح کرنے کے بعد تمام جزیرہ کے مالک ہو گئے اور اسلامی دعوت سے اس بلاد کے لوگ کمال متاثر ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور گیارہوین صدی تک اسلام لوگون کے دلونپر اپنا سکہ جما تا رہا حتی کہ سماٹرا۔ اور بورنیو۔ اور سلیبیز تک جا پہونچا جن کا صدر مقام شہر مکاسر ہے لیکن اسوقت مسلمان حاکمون کی حکومت کا اس ملک مین یہ حال تہا کہ ہر ایک شہر مین الگ بادشاہ بنا ہوا حکومت کرتا تہا۔ یہ بڑے بڑے شہر جہان حکومتین قائم تہین۔ شہر بانٹن۔ ستر کورنلیس۔ بوقر۔ شانخور۔ باندوگ۔ قاروت۔ جوگجہ۔ سوراکرتہ۔ سرابایا۔ سرماراگ۔ بیکلونگن۔ تیگال تہے۔ یہہ بارہ شہر گویا مسلمانون کی بارہ حکومتین تہین۔ جو اب اون کے ہاتہہ سے جاتی رہی ہین صرف سوراکرتہ اور جوگجہ مین مسلمانون کی کسی قدر حکومت باقی ہے۔ اور سب ممالک گورنمنٹ ہالینڈ کے ماتحت ہین۔ ان دو شہرون مین بہی مسلمانونکی برائے نام حکومت ہے۔ یہانکے لوگ ہالینڈ کے سوا کسی کو اپنا بادشاہ نہین سمجہتے۔ آج کل اہل جاوہ کا یہ حال ہے کہ مسلمان تو کہلاتے ہین مگر دین اسلام کی اون کو کوئی بات معلوم نہین گورنمنٹ ہالینڈ کیطرف سے انپر ہر وقت ظلم ہوتے رہتے ہین۔ اور وہ بیچارے مظلوم صبر و تحمل کیساتہہ برداشت کرتے ہین۔ عرب کے لوگ جو اواخر ۱۲۰۰ ہجری مین یہان آکر آباد ہوئے۔ اکثر تجارت پیشہ ہین علاقہ سماٹرا اور فونتیاک مین اور منیلا کے قریب کی بستیون مین بکثرت رہتے ہین۔ ان کی عادات بہی جاوہ کے لوگون سے ملتی جلتی ہین۔ اسکا سبب مدت سے علم و تعلیم کا چہوٹ جانا اور حکومت ہالینڈ کے زیر اثر رہنا ہے پہر بہی ٹوٹی پہوٹی عربی بول سکتے اور لکہہ پڑہ لیتے ہین۔ آجکل گورنمنٹ ہالینڈ کیطرف سے اسلام کے برخلاف مدارس قائم ہوئے ہین۔ جنکے قائم کرنیکا اصلی مقصد اہل جاوہ کو اسلام کی محبت سے برگشتہ کرنا اور عیسائی مذہب کیطرف رغبت دلانا ہے۔ چنانچہ انکے بچون کو تعلیم عربی سے بلکہ سادہ کلام اللہ پڑہنے سے بہی روکا گیا ہے۔ یہ ظلم اس حد تک پہونچا ہے کہ جاوہ کے لوگون کو عربی لوگون سے ملنے تک کا حکم نہین۔ اگرچہ اہل عرب بہی وہان کے بالکل جاہل ہین۔ لیکن اتنا ہے کہ کلام اللہ کی دو چار سورتین انمین سے کسی کسی کو یاد ہونگی۔ نماز کوئی کوئی پڑہتا ہوگا یہ عیسائیون نے انکو بڑا دیندار اور قائم علے الدین سمجہا ہوا ہے۔ جاوہ کے لوگون سے انکو ملنے نہین دیتے۔ کہ یہ دین اسلام کی انکو تعلیم دینگے۔ عربی کی کتاب سیکہنا جرم عظیم قرار دیا گیا ہے۔ اس سے بڑہکر اور کیا دل دکہانیوالی مصیبت ہوگی۔ کہ پہلے جاوہ کے لوگ مولود شریف پر جمع ہو کر عربون سے کلام اللہ سنتے اور وعظ و نصیحت کی مجلس قائم کرتے تہے۔ اسپر حکومت کیطرف سے انکے لئے بڑی بڑی سخت سزائین مقرر کی گئین۔ اسلامی کتابین چہین کر جلائی جاتی ہین جس کے پاس سے کوئی کتاب مسائل دین کی نکلے وہ مجرم قرار دیا جاتا ہے۔

ان کے اہل علم باوجود ان عظیم خطرات کے دین اسلام کی تعلیم مین کوشش کرتے تہے۔ اس خناس گورنمنٹ نے اکثر علماء کو گرفتار کر کے جیل مین ٹہونک دیا۔ اور بہتون کو ملک بدر کر دیا۔ اسقدر متعصب گورنمنٹ روئے زمین پر کم ہوگی جس نے ملک سے سادات عظام و علماء اکرام اہل اسلام کی بیخ اوکہاڑ دی ہے۔ سو ان گذشتہ حالات سے آیندہ حالات کو قیاس کر لینا چاہئے کہ وہان آنے والی نسلون مین اسلام کب رہ سکے گا؟

جزیرہ سماٹرا کے تاریخی حالات یہ ہین کہ خلافت عباسیہ کے وقت شہر آسہ مین ایک جنگ جو بہادر جوہان شاہ نام تین ہزار نبرد آزما لیکر اس جزیرہ پر چڑہ آیا اور فتح پا کر وہان حکومت قائم کی جو اب تک چلی آتی ہے مسلمان امیر اس امارت پر جانشین ہوتے آئے اب تیس برس سے ہالینڈ کی حکومت نے ان مسلمانون سے جنگ شروع کر رکہی ہے اس جنگ کا باعث سونیکی کان کا لالچ ہے جو مسلمانون کے قبضہ مین ہے لیکن خدا تعالی کی تائید سے اتبک اس سلطنت نے مسلمانون پر فتح نہین پائی تمام جزیرہ سوماٹرا مسلمانون کے قبضہ مین ہے۔ اس جزیرہ کے علاوہ تین جزیرہ اور بہی اسلامی حکومت کے ماتحت ہین جن سے کان الماس و زمرد اور بڑے قیمتی جواہرات برآمد ہوتے ہین اور سونیکی کان بڑی وسیع ہے۔ یہان کے مسلمان ان معدنو کے سبب سے نہایت مرفہ الحال ہین کوئلہ کی کان اور مٹی کے تیل کی کان بہی اس جزیرہ کے پہاڑون مین ہے۔ گورنمنٹ ہالینڈ ان جزائر کے گرد و نواح مین چند سواحل پر قابض ہے۔ جیسے بادانگ۔ فلیبانگ۔ جانبی۔ ڈیلی ان شہرون پر بہی ایک مسلمان امیر حکومت ہالینڈ کیطرف سے متعین ہے اور جزیرہ سیلیبز کبہی ہالینڈ کے ماتحت نہین ہوا مگر مکاسر اسکے قبضہ مین ہے اور تمام مشرقی جزیرے جو آسٹریلیا کے قریب ہین۔ ہالینڈ کے تابع ہین۔ تہوڑا سا علاقہ پرتگیزون کے قبضہ مین بہی ہے اور جزیرہ بورنیو مین کچہہ قبضہ سرکار انگریزی کا بہی ہے جہانسے قلعی۔ چاندی۔ الماس۔ اور کوئلہ کی کانین برآمد ہوئی ہین۔ حکومت ہالینڈ کے قوانین گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے رہتے ہین اسی سال روان کی ابتدا مین عربون اور چینی تاجرون کی راہداری مین کچہہ تخفیف کی تہی۔ اور ابہی اس قانون مشتہرہ کو بدل ڈالا اور مسافرون کی راہداری گران کر دی۔ تاجرون پر بہاری ٹیکس لگا دیا۔ ہالینڈ کا موجودہ حاکم نہایت جابر و طامع ہے۔ ہر سال ٹیکس اور محصول زیادہ کیا جاتا ہے چنانچہ سالہائے گذشتہ کی نسبت امسال چوگنا محصول بڑہا دیا ہے۔ سال روان کی ابتدا مین مسافرون کی راہداری پانچ روپیہ پر ملتی تہی اب دس روپیہ کر دی ہے اور درخواست کا محرر بہی ایک روپیہ لے لیتا ہے اسی طرح دوسرے ظلم جن کا شمار نہین ہو سکتا اس حکومت مین مسافرون پر ہوتے ہین۔

(دکیل)

www.aaiil.org

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

الحمد للہ رب العالمین۔ الرحمٰن۔ الرحیم۔ مالک یوم الدین۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیھم۔ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ آمین۔

ترجمہ۔ حمد اور ستائش اور مدح اس بڑے رب کیلئے خاص ہے جس کا نام اللہ ہے جو رب العالمین ہے۔ اور رحمان العالمین ہے۔ اور رحیم العالمین ہے۔ اور مالک جمیع عالم یوم الدین ہے یعنی یہ مرتبہ پرستش کا خدا کے لئے مخصوص ہے کہ اسکی ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت اور جزا سزا کے لئے مالکیت ایک عالم اور ایک رنگ میں محدود نہیں بلکہ یہ صفات اسکی بے انتہا رنگوں میں ظاہر ہوتی ہیں کوئی انکا انتہا نہیں پاسکتا اور آسمان اور سورج وغیرہ کی ربوبیتیں یعنے پرورشیں ایک خاص رنگ۔ اور ایک خاص قسم میں محدود ہیں اور اس لئے تنگ دائرہ سے آگے نہیں نکلتیں اسلئے ایسی چیزیں پرستش کے لایق نہیں۔ علاوہ اس کے ان کے یہ افعال بالارادہ نہیں بلکہ ان سب کے نیچے الٰہی طاقت کام کر رہی ہے۔ پھر فرمایا کہ اے وہ سچے رب کہ جو بے انتہا رنگوں میں اپنے یہ صفات ظاہر کرتا ہے پرستش کے لایق تو ہی ہے اور سورج چاند وغیرہ پرستش کے لایق نہیں ہیں اسیطرح دوسرے مقام پر فرمایا۔ **لاتسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للّٰہ الذی خلقھن** یعنے نہ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو بلکہ اُس خدا کو سجدہ کرو جس نے یہ تمام چیزیں سورج چاند آسمان۔ آگ۔ پانی وغیرہ کی ہیں۔ چاند اور سورج کا ذکر کرکے پھر بعد اس کے جمع کا صیغہ بیان کرنا اس غرض سے ہے کہ یہ کل چیزیں جنکی غیر قومیں پرستش کرتی ہیں تم ہرگز انکی پرستش مت کرو۔ پھر اس سورۃ میں یعنے سورۃ فاتحہ میں اس بات کا جواب ہے کہ جب اکاش اور سورج اور چاند اور آگ اور پانی وغیرہ کی پرستش سے منع کیا گیا تو پھر کونسا فائدہ اللہ کی پرستش میں ہے کہ جو ان چیزوں کی پرستش میں نہیں تو دعا کے پیرایہ میں اس کا جواب دیا گیا کہ وہ خدا ظاہری اور باطنی نعمتیں عطا کرتا ہے اور اپنے تئیں آپ اپنے بندوں پر ظاہر کرتا ہے انسان صرف اپنی عقل سے اسکو شناخت نہیں کرتا بلکہ وہ قادر مطلق اپنی خاص تجلی سے اور اپنی زبردست قدرتوں اور نشانوں سے اپنی تئیں شناخت کرواتا ہے وہی ہے کہ جب غضب اور قہر اس کا دنیا پر بھڑکتا ہے تو اپنے پرستار بندوں کو اس سے بچا لیتا ہے وہی ہے جو انسان کی عقل کو روشن کرکے اور اسکو اپنے پاس سے معرفت عطا کرکے گمراہی سے نجات دیتا ہے اور گمراہ ہونے نہیں دیتا۔ یہ سورۃ فاتحہ کا خلاصہ مطلب ہے جسکو پانچ وقت مسلمان نماز میں پڑھتے ہیں بلکہ دراصل اسی دعا کا نام نماز ہے اور جبتک انسان اس دعا کو درد دل کے ساتھ خدا کے حضور میں کھڑے ہوکر نہ پڑھے اور اس سے وہ عقدہ کشائی نہ چاہے جس عقدہ کشائی کے لئے یہ دعا سکھائی گئی ہے تب تک اس نے نماز نہیں پڑھی۔ اور اس نماز میں تین چیزیں سکھائی گئی ہیں۔

(۱) خدا تعالیٰ کی توحید اور اسکی صفات کی توحید تا انسان چاند۔ سورج اور دوسرے جھوٹے دیوتاؤں سے مونہہ پھیر کر صرف اسی سچے دیوتا کا ہو جاوے اور اسکی روح سے یہ آواز نکلے

ایاک نعبد و ایاک نستعین

یعنی میں تیرا ہی پرستار ہوں اور تجھ سے ہی مدد چاہتا ہوں اور دوسری یہ سکھلایا گیا ہے کہ وہ اپنی دعاؤں میں اپنے بھائیوں کو شریک کرے اور اسطرح بنی نوع کا حق ادا کرے اس لئے دعا میں **اھدنا** کا لفظ آیا ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ اے ہمارے خدا ہم سب لوگوں کو اپنی سیدھی راہ دکھلا۔ یہ معنے نہیں کہ مجھ کو اپنی سیدھی راہ دکھا۔ پس اس طور کی دعا سے جو جمع کے صیغہ کے ساتھ ہے بنی نوع کا حق بھی ادا ہو جاتا ہے اور تیسری اس دعا میں یہ سکھلانا مقصود ہے کہ ہماری حالت کو صرف خشک ایمان تک محدود نہ رکھ بلکہ وہ ہمیں روحانی نعمتیں عطا کر جو تو نے پہلے راستبازوں کو دی ہیں اور پھر کہا کہ یہ دعا بھی کرو کہ ہمیں ان لوگوں کی راہوں سے بچا جن کو روحانی آنکھیں عطا نہیں ہوئیں آخر انہوں نے ایسے کام کئے جن سے اسی دنیا میں غضب اُن پر نازل ہوا۔ اور یا اس دنیا میں غضب سے تو بچے مگر گمراہی کی موت سے مرے اور آخرت کے غضب میں گرفتار ہوئے خلاصہ دعا کا یہ ہے کہ جسکو خدا روحانی نعمتیں عطا نہ کرے اور دیکھنے والی آنکھیں نہ بخشے اور دل کو یقین اور معرفت سے نہ بھرے آخر وہ تباہ ہو جاتا ہے اور پھر اسکی شوخیوں اور شرارتوں کی وجہ سے اسی دنیا میں اس پر غضب پڑتا ہے کیونکہ وہ پاکوں کے حق میں بدزبانی کرتا ہے اور کتوں کیطرح زبان نکالتا ہے پس ہلاک کیا جاتا ہے جیسا کہ یہود اپنی شرارتوں اور شوخیوں کیوجہ سے ہلاک کئے گئے اور بارہا طاعون کا عذاب ان پر نازل ہوا جس نے انکی بیخکنی کر دی اور یا اگر وہ دنیا میں شوخی اور شرارت نہ کرے اور بدزبانی اور شرارت کے منصوبے میں شریک نہ ہو تو اس کے عذاب کی جگہ عالم ثانی ہے جب اس دنیا سے وہ گذر جائے گا۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہ ممکن ہے کہ رگوید میں جو اندر اور سورج اور چاند اور آگ وغیرہ دیوتاؤں سے دعائیں مانگی گئی ہیں اس سے مراد وہ اعلیٰ طاقت حضرت احدیت ہو جو ان کے پردہ میں کام کر رہی ہے جو سب مجازی دیوتاؤں کا دیوتا ہے کیونکہ ہم بعض جگہ قرآن شریف میں اس بات کی طرف بھی اشارہ پاتے ہیں کہ جسقدر اس عالم میں مختلف چیزیں نظام عالم کا قایم رکھنے کیلئے کام کر رہی ہیں وہ درحقیقت خدا تعالیٰ کے اسمار اور صفات کے نمونے ہیں جو مجازی رنگ میں ظاہر ہو رہے ہیں گویا اجرام فلکی اور عناصر ارضی ایک کتاب کے اوراق ہیں جن سے ہمیں خدا تعالیٰ کی صفات کے بارے میں معرفت کا سبق ملتا ہے اور عادت اللہ کا پتہ لگتا ہے مثلاً سورج چار فصلوں میں چار تغیرات دکھلاتا ہے اول تغیر موسم خریف جو موسم بہار کے مخالف ہے اس تغیر سے وہ درختوں کے آب وتاب کو ویران کرنا شروع کرتا ہے اکثر درختوں کے پتے گر جاتے ہیں اور ان کے اندر کا مادہ سیالہ جو تازگی بخش ہوتا ہے خشک ہو جاتا ہے انسانوں کے بدن پر بھی اس موسم کا یہی اثر ہوتا ہے کہ خشک اور سوداوی امراض پیدا ہوتے ہیں۔ پس اسیطرح خدا کی ایک تجلی بھی موسم خریف سے مشابہ ہے کہ ایک نیا دور انسانوں پر آتا ہے کہ اُن کے دلوں پر قبض طاری ہوتی ہے اور وجد اور یاد الٰہی کا مادہ سیالہ جو روحانی تازگی کو بخشتا ہے وہ کم ہونا شروع ہو جاتا ہے گو کہلے کہلے معصیت اور فسق کا دورا بھی نہیں آتا مگر انس الٰہی کا جوش جاتا رہتا ہے اور دلوں پر افسردگی اور مردگی اور جمود طبع اور قبض غالب ہو جاتا ہے اور لذت اور ذوق شوق الٰہی باقی نہیں رہتا اور یہ زمانہ ایسا ہوتا ہے کہ گویا اس کو کلجگ کا پیش خیمہ کہنا چاہیئے

پھر دوسرا زمانہ جو بذریعہ سورج کے خریف کے بعد ظاہر ہوتا ہے وہ موسم سرما کا زمانہ ہے جب کہ آفتاب اپنی دوری کی وجہ سے شدت برودت ظاہر کرتا ہے سو اسی طرح اُس آفتاب حقیقی کے جس کا نام خدا ہے ایک تجلی ہے جو جاڑے سے مشابہت رکھتی ہے یہ اس وقت ہوتا ہے جب کہ خدا کی محبت دلوں سے بکلی ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور انسانی طبیعتیں اس کو چھوڑ دیتی ہیں اور بجائے اس کے ہر ایک شخص نفس اور شہوات کی راہ کو پسند کرتا ہے اور شراب خواری۔ قمار بازی۔ زناکاری اور جھوٹ فریب۔ دغا۔ بدزبانی۔ تکبر۔ دنیا پرستی چوری۔ خیانت۔ خونریزی۔ ٹھٹھا ہنسی اور ہر ایک قسم کا پلید کام دنیا میں پھیل جاتا ہے اور تمام لیاقتیں زبان کی چالاکیوں سے آزمائی جاتی ہیں اور جو شخص ایسے طریقوں سے اپنی چالاکیاں دکھلاتا ہے وہ بڑا لایق سمجھا جاتا ہے اور بڑی عزت سے دیکھا جاتا ہے اور اگر مر بھی جائے تو اس کی یادگاریں قایم ہوتی ہیں۔ ایسا ہی زمین سنسان پڑی ہوئی ہوتی ہے شاذ و نادر کے طور پر کوئی زمین پر ہوتا ہے جو پاک دل اور پاک زبان اور پاک خیال اور خدا سے ڈرنے والا اور معرفت کے پاک پانی سے سیراب ہونے والا ہو یہ موسم ایسا ہے کہ گویا اسکو کل جگ کہہ سکتے ہیں کیونکہ اس میں نیکی کا کال اور بدی کا اقبال ہوتا ہے اور زمین پاپ اور گناہ سے بھر جاتی ہے

پھر دوسرا زمانہ جو سورج اپنے تغیرات سے جاڑے کے بعد ظاہر کرتا ہے وہ ربیع کا زمانہ ہے یہ وہ زمانہ ہے جب کہ مردہ پودے نئے سرے زندہ کئے جاتے ہیں اور نباتات کا خشک شدہ خون نئے سرے پیدا کیا جاتا ہے سو اسی طرح وہ آفتاب حقیقی ہے ایک بہاری تجلی اپنی جو موسم بہار کو دکھاتی ہے دنیا پر ظاہر کرتا ہے تب زمین کے زندہ کرنے کے لئے ایک نیا پانی آسمان سے نازل ہوتا ہے اور وہ پانی اس طرح اترتا ہے ....

....

www.aaiil.org

کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی کو منتخب کرکے اس کے دل کو اُس پانی کا ابر بہار بناتا ہے تب وہ پانی اُس بادل میں سے خدا تعالیٰ کے اذن سے نکلتا رہتا ہے اور اُن خشک پودوں پر پڑتا ہے جن کو خریف کی بادصرصر نے تباہ اور خراب کر دیا تھا اور انہیں معرفت الٰہی کے نئے پتے پیدا کرتا ہے اور ذوق شوق کے پھول انہیں نمایاں کر دیتا ہے اور آخر انسانی شاخوں کو نیک عمل کے پھلوں سے بہرہ دیتا ہے۔

پھر تیسرا زمانہ جو زمانہ بہار کے بعد سورج دیوتا ظاہر کرتا ہے وہ صیف کا زمانہ ہے جو موسم گرما کا زمانہ کہلاتا ہے اور موسم گرما میں سورج اُن پھلوں کو پکا دیتا ہے جو بہار کے موسم میں ابھی کچے تھے۔ پس اسیطرح خدا کی تجلی کے لئے بھی ایک موسم صیف یعنی موسم گرما آتا ہے یہ وہ موسم ہوتا ہے جبکہ بہار کے دنوں سے ترقی کرکے انسانی پاک طبیعتیں خدا تعالیٰ کی یاد میں اور اسکی محبت میں گرم ہوتی ہیں اور طبیعتوں میں ذکر الٰہی کے لئے جوش پیدا ہو جاتے ہیں اور ترقیات کمال کو پہنچتی ہیں اور یہ زمانہ پورے معنے سے ست جگ کا زمانہ ہوتا ہے۔ تب اکثر لوگ درحقیقت خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق چلتے ہیں اور اسکی خواہشوں کو اپنی خواہشیں بناتے ہیں۔

اب ظاہر ہے کہ سورج کے ان چار تغیر کے مقابل خدا تعالیٰ کے بھی چار تغیر پائے جاتے ہیں پس اسمیں کلام کی جگہ نہیں کہ جو کچھ اجرام فلکی اور عناصر میں جسمانی اور فانی طور پر صفات پائی جاتی ہیں وہ روحانی اور ابدی طور پر خدا تعالیٰ میں موجود ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے یہ بھی ہمیں کھولدیا ہے کہ سورج وغیرہ بذات خود کچھ چیز نہیں ہیں یہ اسی کی طاقت زبردست ہے جو پردہ میں ہر ایک کام کر رہی ہے وہی ہے جو چاند کو پردہ پوش اپنی ذات کا بناکر اندھیری راتوں کو روشنی بخشتا ہے جیسا کہ وہ تاریک دلوں میں خود داخل ہوکر انکو منور کر دیتا ہے اور آپ انسان کے اندر بولتا ہے وہی ہے جو اپنی طاقتوں پر سورج کا پردہ ڈالکر دن کو ایک عظیم الشان روشنی کا مظہر بنا دیتا ہے اور مختلف فصلوں میں مختلف اپنے کام ظاہر کرتا ہے اُسی کی طاقت آسمان سے برستی ہے جو مینہ کہلاتی ہے اور خشک زمین کو سرسبز کر دیتی ہے اور پیاسوں کو سیراب کر دیتی ہے اسی کی طاقت آگ میں ہوکر جلاتی ہے اور ہوا میں ہوکر دم کو تازہ کرتی اور پھولوں کو شگفتہ کرتی اور بادلوں کو اٹھاتی اور آواز کو کانوں تک پہنچاتی ہے یہ اسی کی طاقت ہے کہ زمین کی شکل میں مجسم ہوکر نوع انسان اور حیوانات کو اپنی پشت پر اٹھا رہی ہے مگر کیا یہ چیزیں خدا ہیں؟ نہیں بلکہ مخلوق مگر ان کے اجرام میں خدا کی طاقت ایسے طور سے پیوست ہو رہی ہے کہ جیسے قلم کے ساتھ ہاتھ ملا ہوا ہے اگرچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قلم لکھتی ہے مگر قلم نہیں لکھتی بلکہ ہاتھ لکھتا ہے یا مثلاً ایک لوہے کا ٹکڑہ جو آگ میں پڑکر آگ کی شکل بنگیا ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ جلاتا ہے اور روشنی بھی دیتا ہے مگر دراصل وہ صفات اسکی نہیں بلکہ آگ کی ہیں اسیطرح تحقیق کی نظر سے یہ بھی سچ ہے کہ جسقدر اجرام فلکی و عناصر ارضی بلکہ ذرہ ذرہ عالم سفلی اور علوی کا مشہود اور محسوس ہے یہ سب باعتبار اپنی مختلف خاصیتوں کے جو انمیں پائیجاتی ہیں خدا کے نام ہیں اور خدا کی صفات ہیں اور خدا کی طاقت ہے جو ان کے اندر پوشیدہ طور پر جلوہ گر ہے اور یہ سب ابتدا میں اسی کے کلمے تھے جو اسکی قدرت نے انکو مختلف رنگوں میں ظاہر کر دیا۔ نادان سوال کریگا کہ خدا کے کلمے کیونکر مجسم ہوئے کیا خدا انکے علیحدہ ہونے سے کم ہو گیا مگر اسکو سوچنا چاہئے کہ آفتاب سے جو ایک آتشی شیشی* آگ حاصل کرتی ہے وہ آگ کچھ آفتاب میں سے کم نہیں کرتی۔ ایسا ہی جو کچھ چاند کی تاثیر سے پھلوں میں فربہی آتی ہے وہ چاند کو دبلا نہیں کر دیتی۔ یہی خدا کی معرفت کا ایک بھید اور تمام نظام روحانی کا مرکز ہے کہ خدا کے کلمات سے ہی دنیا کی پیدائش ہے جبکہ یہ بات طے ہو چکی اور خود قرآن شریف نے یہ علم ہمیں عطا کیا تو پھر میرے نزدیک ممکن ہے کہ وید نے جو کچھ آگ کی تعریف کی یا ہوا کی تعریف کی یا سورج کی مہما اور استت کی اس کا بھی یہی مقصد ہوگا کہ الٰہی طاقت ایسے شدید تعلق سے اُن کے اندر کام کر رہی ہے کہ درحقیقت اس کے مقابل وہ سب اجرام بطور چھلکے کے ہیں اور وہ مغز ہے اور سب صفات اسی کیطرف رجوع کرتی ہیں اسلئے اس کا نام آگ رکھنا چاہئے اور اسی کا نام پانی اور اسی کا نام ہوا کیونکہ ان کے فعل انکے فعل نہیں بلکہ یہ سب اس کے فعل ہیں اور انکی طاقتیں نہیں بلکہ یہ سب اسکی طاقتیں ہیں جیسا کہ سورۃ فاتحہ کی اس آیت میں کہ الحمد للہ رب العلمین اسی کی طرف اشارہ ہے یعنی مختلف رنگوں اور پیرایوں اور عالموں میں جو دنیا کا نظام قائم رکھنے کے لئے زمین آسمان کی چیزیں کام کر رہی ہیں یہ وہ نہیں کام کرتیں بلکہ خدائی طاقت ان کے نیچے کام کر رہی ہے جیسا کہ دوسری آیت میں بھی فرمایا صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ یعنے دنیا ایک شیش محل ہے جس کے شیشوں کے نیچے زور سے پانی چل رہا ہے اور نادان سمجھتا ہے کہ یہی شیشے پانی ہیں حالانکہ پانی ان کے نیچے ہے۔ اور جیسا کہ قرآن شریف میں ایک تیسری جگہ بھی فرمایا۔ وحملناھم فی البر والبحر یعنے یہ خیال مت کرو کہ زمین تمہیں اٹھاتی ہے یا کشتیاں دریا میں تمہیں اٹھاتی ہیں بلکہ ہم خود تمہیں اٹھا رہے ہیں۔

(باقی آئندہ)

حاشیہ[+] آریہ صاحبان کا یہ عقیدہ ہے کہ پرمیشر نے زمین و آسمان کی کسی چیز کو پیدا نہیں کیا صرف موجودہ چیزوں کو جو قدیم ہیں باہم جوڑا ہے جیسا کہ جیو جو قدیم ہیں اور انادی ہیں اور پرمانو یا پرکرتی جو اجسام کے چھوٹے چھوٹے حصے ہیں وہ قدیم اور انادی ہیں۔ مگر ہم ایسے اعتقاد کیوجہ سے اسقدر آریہ صاحبوں پر غصہ نہیں کرتے جسقدر ہمیں انکی بدقسمتی پر رحم آتا ہے کیونکہ جبکہ انہوں نے خدا تعالیٰ کی قدرت ایجاد کو شناخت نہیں کیا تو کیا شناخت کیا اور کونسا سچا اور کامل گیان انکو حاصل ہوا۔ وہ خدا جس نے اسقدر بڑے بڑے اجرام آسمان میں پیدا کئے جیسے سورج اور چاند اور اسقدر ستارے پیدا کئے جنکا اب تک انسانوں کو پتہ نہیں لگا۔ کیا وہ پیدا کرنے میں کسی مادہ کا محتاج تھا۔

بقیہ حاشیہ کالم ۲ کیا وہ پیدا کرنے میں کسی مادہ کا محتاج تھا۔ جب میں ان بڑے بڑے اجرام کو دیکھتا ہوں اور انکی عظمت اور عجائبات پر غور کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ صرف ارادہ الٰہی سے اور اسکے اشارہ سے ہی سب کچھ ہو گیا تو میری روح بے اختیار بول اٹھتی ہے کہ اے ہمارے قادر خدا تو کیا ہی بزرگ قدرتوں والا ہے تیرے کام کیسے عجیب اور وراء العقل ہیں۔ نادان ہے وہ جو تیری قدرتوں سے انکار کرے اور احمق ہے وہ جو تیری نسبت یہ اعتراض پیش کرے کہ اس نے ان چیزوں کو کس مادہ سے بنایا۔ افسوس کہ آریہ صاحبان یہ نہیں خیال کرتے کہ اگر خدا کو مخلوق کی بناوٹ میں انسانی اسباب کی پابندی ضروری ہے تو پھر وہ جیسے بغیر مادہ کے کچھ بنا نہیں سکتا ویسا ہی وہ بغیر کسی کافی وقت کے کچھ بنا نہیں سکتا پس اس صورت میں جیسا کہ ہم ایک دیوار کی بناوٹ میں اندازہ کرتے ہیں کہ ایک معمار اتنے دنوں میں اسکو تیار کر سکتا ہے اس سے پہلے نہیں۔ ایسا ہی ہمیں یہ اندازہ کرنا پڑیگا کہ خدا کو مثلاً سورج یا چاند بنانے میں اسقدر وقت کی ضرور حاجت پڑی ہوگی اور اس سے پہلے اسکے لئے غیر ممکن ہوگا کہ کچھ بنا سکے مگر ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کیلئے یہ حدیں مقرر کرنا اور کسی خاص اندازہ وقت کی طرف کسی کام کیلئے اس کو محتاج سمجھنا کفر ہے اور گو وہ اپنی مرضی سے کوئی کام جلدی سے کرے یا دیر سے مگر وہ وقت کا محتاج نہیں پس اس صورت میں وہ مادہ کا کیونکر محتاج ہو گیا۔ انسانی ضعف کیلئے جو منطق بنائی گئی ہے اس منطق سے اسکے حق میں بھی کوئی نتیجہ نکالنا اس سے زیادہ کونسی حماقت ہوگی۔ میں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ وید کی یہ تعلیم ہو بلکہ خاص پنڈت دیانند کے پیٹ سے یہ تعلیم نکلی ہے پنڈت صاحب نے جب دیکھا کہ بغیر روٹی کھانے کے وہ جی نہیں سکتے اور بغیر پانی کے انکی پیاس نہیں بجھتی اور بغیر مشقت اور سفر خورگی وید نہ پڑھ سکے تو انہوں نے سمجھ لیا کہ جیسا وہ ایک چیز کی حصول کیلئے مادہ کے محتاج ہیں ایسا ہی انکا پرمیشر بھی مادہ کا محتاج ہے انسان کا قاعدہ ہے کہ وہ دوسرے کے کاموں کو اپنے نفس پر قیاس کر لیتا ہے چنانچہ بازاری عورتیں ہرگز سمجھ نہیں سکتیں کہ دنیا میں پاکدامن اور پاک دل عورتیں بھی ہوتی ہیں جسکو آنکھیں ملی ہیں وہ آنکھوں کے بعد اپنے تئیں اندھا نہیں کر سکتا اور جسکو کوئی حصہ گیان اور معرفت کا ملا ہے وہ پھر جہالت کو پسند نہیں کر سکتا ہم نے صدہا امور اپنی آنکھوں سے ایسے خارق عادت دیکھے ہیں کہ اگر ہم بعد اس کے گواہی نہ دیں کہ درحقیقت ہمارا خدا قادر مطلق ہے اور کسی مادہ کا محتاج نہیں تو ہم سخت گنہگار ہوں گے شائد چودہ سال کے قریب ہو گیا ہے یا کم زیادہ جو میں نے دیکھا تھا کہ عالم کشف میں ایک کاغذ پر میں نے بعض باتیں لکھی ہیں اس غرض سے کہ ایسے طور سے وہ ہونی چاہئیں، ورمیں دیکھا کہ میں وہ تحریر اپنے قادر خدا کے روبرو پیش کی کہ اسپر دستخط کر دیں کہ ایسا ہی ہوجائے تب میرے خدا نے ایک قلم سے ایک سرخی کی سیاہی سے جو خون کے مانند تھی اور میں خیال کرتا تھا کہ وہ خون ہی ہے اسپر دستخط اپنے کر دیئے اور دستخط سے پہلے قلم کو چھڑک دیا اور وہ چھینٹے خون کے میرے پر پڑے تب وجد اور شوق محبت سے میری آنکھ کھل گئی کہ خدا نے میرا منشا پورا کیا اور میری تحریر پر بے تامل دستخط کر دیئے۔ اسوقت میرے پاس ایک دوست موجود تھا یعنی میاں عبداللہ سنوری اس نے شور مچایا کہ یہ قطرے سرخ کہاں سے گرے اور جیسا کہ عالم کشف میں دیکھا تھا درحقیقت خارج میں بھی وہ سرخ قطرے تر بتر میرے کرتہ پر پڑے تھے اور کچھ عبداللہ پر بھی۔ اب بتلاؤ کہ یہ تمام کشفی معاملہ تھا ظاہر میں ان خونی قطروں کا وجود کیونکر پیدا ہو گیا، ورکس مادہ سے وہ خون پیدا ہوا آریہ صاحبان بجز اسکے کیا جواب دیسکتے ہیں کہ یہ قصہ جھوٹا ہے اور آپ بنا لیا ہے اور یہی قصہ انکے سرچشمہ آریہ میں لکھا ہے کیونکہ انہیں تو نمیں وہ کتاب تالیف ہوئی ہے اور جو کچھ ہمیں [illegible]

---

*کوئی محبت بغیر مشاہدہ حسن یا احسان کے پیدا نہیں ہو سکتی اور کوئی گناہ بغیر خدا کی محبت یا اندیشہ اسکی ناراضگی کے دور نہیں ہو سکتا۔ محبت گناہ کو ایسا جلاتی ہے جیسا کہ آگ میل کو جس سونے کو پروز آگ میں ڈالو گے کیا اسپر کوئی میل رہ سکتی ہے اگر وہ شخص جو نہ خدا کی حسن کا قائل ہے یعنی اسکو پورا قادر نہیں جانتا اور نہ خدا کی احسان کا قائل ہے یعنی یہ یقین نہیں رکھتا جو اسکی روح جو اسکے اندر بول رہی ہے وہ خدا کی ہے وہ خاک اپنے پرمیشر سے محبت کرے گا۔ منہ

مسیح موعودؑ و غایۃ المقصود

مضمون نمبر ۳

(الطریق معارضۃ بالقلب)

اثبات لبطلان بعض عقائد فاسدہ علی حائری لاہوری علیہ ما یستحقہ کہ در ملک پنجاب اسباب ضلالت فراہم آوردہ است۔

باعث تحریر این مضمون و دیگر مضامین شخصے کشمیری الاصل اجہل الناس علیہ ما علیہ موسوم بہ علی حائری میباشد۔ حالات عجیبہ و مقالات غریبہ وے کم تر از مضحکہ صبیان و حیلے نسوان نیست خواستم کہ درین مضمون و دیگر مضامین برائے ملاحظہ احباب اطیاب و مطالعہ اصحاب انجاب بالجملہ نوشتہ باشم تا عرفا دانستہ باشند کہ از جملہ شصت کذابان کہ ذکر آنہا در حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم رفتہ است این کشمیری عجب نر میباشد کہ بحیلہ و فریب و کذب و دروغ میخواہد کہ خلق اللہ را از صراط مستقیم دور انداختہ ہمراہ جہنم ببرد۔ خدا لعنت کند گروہے را کہ فروختند دین را بدنانیر و دراہم و دست ظلم و تعدی را نسبت با امام زمان حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان و متبعانش دراز کردہ اند۔

ناظرین باید بخاطر جا دہند کہ قبل ازین دو مضمون در رد کتاب غایۃ المقصود جلد دوم مصنفہ این کشمیری علیہ ما یستحقہ در جریدہ الحکم بطبع در آمدہ بود کہ اخویم فضل چنگوی در کتاب خود نصرۃ الحق نام در پے افحام و اسکات مخالفین شد و دلائل و براہین ضعیفہ و واہیہ مخالفین را عموماً و علی حائری را خصوصاً اوہن من بیت العنکبوت باثبات رسانیدہ ناچار ارادہ تحریر جواب غایۃ المقصود را ترک گفتم و فارغ نشستم مگر سپس معلوم شد کہ این کشمیری علیہ ما علیہ و مقلدانش کتاب غایۃ المقصود جلد چہارم را کتابے لاجواب پندارند و بدان فخر و مباہات آرند و چونکہ کتاب مستطاب نصرۃ الحق ہنوز مجموعاً زیور طبع نپوشیدہ است لہذا خواستم کہ چند اغلاط مجتہد المتشیعین را کہ در غایۃ المقصود جلد چہارم بکمال جہالت و کوتاہ نظری از و سرزدہ درین مضمون و مضامین آیندہ بدین ناظر سازم بنا بر آن این چند سطر مشمولہ قلم سازم۔ و باللہ التوفیق و علیہ التکلان۔

غایۃ المقصود صفحہ ۱۱ قولہ ”تسلط طاعون بر ہندوستان آیا بطریق غضب اللہ مثل از منہ سابقہ بر امم انبیاء سابقہ نازل شدہ است یا بنہج امراض و آفات و تلبیات متداولہ چون تپ محرقہ و زلزلہ و صاعقہ و ہیضہ و برص و جذام وغیرہا بنا بر اول مخالفت قرآن عظیم لازم آید زیرا کہ در شان رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم قرآن ناطق و صادق است وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ یعنے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم نفرستادیم ترا مگر رحمت برائے عالمیان و تفسیر این میکند آیہ شریفہ سورہ انفال قولہ تعالے وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم یعنے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم رسم خداوندی نیست کہ عذاب کند ایشانرا و حال آنکہ تو رحمت عالمیان میان ایشان موجود باشی پس جزا و سزا است مرقومہ این ہمہ رحمت را منحصر در آخرت گذاشت تا رحمت عالمیان بودن آنحضرت صلعم ثابت گردد۔“

اقول ایہا الناظرین! این اولین دلیلی است کہ مجتہد شیعیان در جلد چہارم غایۃ المقصود بتردید امامنا حضرت مرزا غلام احمد سلمہ اللہ تعالیٰ[1] نوشتہ است پس ہرگاہ این دلیلش بآیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ ضعیف و مردود ثابت بشود دیگر ادلہ وے را در جلد چہارم مندرج ساختہ بر آن قیاس توان کرد۔

حالا ببانگ بلند میگویم کہ مجتہد علیہ ما علیہ درین مسئلہ طریق صواب نہ پیمودہ بلکہ از منہج بغایت دور افتادہ۔ فی الحقیقت نزول عذاب بر منکرین و معاندین اسلام و کفار و منافقین لیام منافی رحمت نیست و تفسیر آیہ کریمہ وما کان اللہ لیعذبہم الخ نہ چنین باشد کہ مجتہد پنداشتہ ناظرین باید قرآن کریم را در دست گیرند و سورہ انفال را بنیک تلاوت فرمایند۔

قال اللہ تعالےٰ (۱) واذ قالوا اللہم ان کان ہذا ہو الحق من عندک۔

و آنگاہ کہ گفتند بار خدایا اگر ہست این قرآن راست از نزدیک تو۔

واذ قالوا اللہم ان کان ہذا ہو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم ۝ وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم ط وما کان اللہ معذبہم وہم یستغفرون ۝ وما لہم الا یعذبہم اللہ وہم یصدون عن المسجد الحرام وما کانوا اولیاءہ ط ان اولیاؤہ الا المتقون ولکن اکثرہم لا یعلمون ۝ وما کان صلاتہم عند البیت الا مکاء و تصدیۃ فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون۔

ترجمہ:۔ و آنگاہ کہ گفتند بار خدایا اگر ہست این قرآن راست از نزدیک تو پس بر ما سنگ را از آسمان ہا ببار بر ما عذاب دردناک را و نیست خدا کہ عذاب کند ایشانرا و تو میان ایشان باشی و ہرگز نیست خدا عذاب کنندہ ایشان و ایشان استغفار میکنند یعنی سنت اللہ آنست کہ تا پیغمبر در میان قوم باشد عذاب عام نمیکند و ہمچنین تا ایشان استغفار میکنند عذاب نمے آید و نیست مر ایشانرا یعنی بعد ہجرت حضرت سید البشر از میان ایشان کہ عذاب نکند ایشان را خدا و حال آنکہ ایشان باز میدارند یعنی مردمانرا از مسجد الحرام و نیستند سزاوار آنجا۔ نیستند سزاوار آنجا مگر متقیان۔ لیکن بیشترین ایشان نمیدانند یعنی اصل استحقاق عذاب دارند لیکن بودن پیغمبر در میان ایشان مانع بود و الحال مانع برخاست و نیست نماز ایشان نزدیک خانہ کعبہ بجز صفیر کردن و دستک زدن پس بچشید اے کافران عذاب را بسبب کافر شدن خود

از آن آیہ کریمہ ظاہر و روشن است کہ چون کفار مکہ درخواست نزول عذاب کردند خداوند فرمود کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم تا آنکہ از مکہ ہجرت نمیکند عذاب نازل نمیشود یعنی بعد ہجرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عذاب نازل خواہد شد چنانچہ آیہ کریمہ فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون۔ دلالت صریحہ دارد برین۔ پس استدلال مجتہد علیہ ما علیہ بآیہ کریمہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین و آیہ کریمہ وما کان اللہ لیعذبہم الخ بجز ارزو۔ مغالطہ بیش نیست۔

علاوہ برین دیگر آیات قرآنیہ نیز بر تکذیب مجتہد المتشیعین گواہ ہستند چنانچہ خداوند کریم در پارہ دہم سورہ توبہ میفرماید۔

(۱) وبشر الذین کفروا بعذاب الیم ۝ الا الذین عاہدتم من المشرکین ثم لم ینقصوکم شیئا ولم یظاہروا علیکم احدا فاتموا الیہم عہدہم الی مدتہم ط ان اللہ یحب المتقین ۝

و خبر دہ کافران را بعذاب دردہندہ مگر آنانکہ بایشان عہد بستہ بودند از مشرکان باز کمی نکردند با شما از چیزے و مدد ندادند بر شما کسے را پس بوفا رسانید بسوے ایشان عہد ایشان را تا مدت ایشان ہر آئینہ خدا دوست میدارد پرہیزگاران را۔

(۲) قاتلوہم یعذبہم اللہ بایدیکم ویخزہم وینصرکم علیہم ویشف صدور قوم مؤمنین ۝ ویذہب غیظ قلوبہم ط ویتوب اللہ علی من یشاء ط واللہ علیم حکیم ۝ پارہ دہم سورہ توبہ

ترجمہ:۔ جنگ کنید بایشان تا عذاب کند ایشان را خدا بدست شما و رسوا سازد ایشان را و فتح دہد شما را بر ایشان و شفا بخشد سینہا کہ گروہ مسلمانانرا۔ و دور کند اندوہ دل ایشان را و رحمت باز گردد خدا ہر کہ خواہد و خدا دانا و استوار کار است۔

(۳) ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المؤمنین وانزل جنودا لم تروہا وعذب الذین کفروا ط سورہ توبہ رکوع ۴

پس فرو فرستاد خداوند سکینت بر رسول خود و بر مومنین و فرو فرستاد لشکر کہ شما ندیدند و عذاب کرد کافران را۔

(۴) یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم ط وماواہم جہنم ط وبئس المصیر ۝ یحلفون باللہ ما قالوا ط ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامہم وہموا بما لم ینالوا ج وما نقموا الا ان اغنہم اللہ ورسولہ من فضلہ ج فان یتوبوا یک خیرا لہم ج وان یتولوا یعذبہم اللہ عذابا الیما فی الدنیا والاخرۃ ج وما لہم فی الارض من ولی ولا نصیر ۝ سورہ توبہ رکوع ۱۰۔

ترجمہ:۔ اے پیغمبر جہاد کن با کافران و با منافقان و درشتی کن بر ایشان و جائے ایشان دوزخ است و وے بد جائیست سوگند میخورند بخدا کہ نگفتہ اند و ہر آئینہ گفتہ اند سخن کفر و کافر شدہ اند بعد اسلام خویش و قصد کردند آنچہ نیافتند یعنی ایذاے پیغمبر و انکار نکردند الا بران کہ توانگر ساخت ایشانرا خدا و رسول از فضل خود پس اگر توبہ کنند بہتر باشد ایشانرا و اگر بر گردند از توبہ عذاب کند ایشانرا

[1] اگر این استدلال مجتہد صحیح باشد عقیدہ رجعت کہ شیعیان بران نازند مغالطہ ثابت میشود۔ نجم الدین احمدی

خدا بعذاب درد دہندہ در دنیا و آخرت و نیست ایشانرا در زمین ہیچ کارساز و ہیچ کارساز یاری دہندہ۔

(۵) وممن حولکم من الاعراب منفقون ومن اھل المدینۃ مردوا علی النفاق لا تعلمھم نحن نعلمھم سنعذبھم مرتین ثم یردون الی عذاب عظیم۔ سورہ توبہ رکوع ۱۳

ترجمہ۔ وازانکہ حوالی شما از اعراب اند منافقانند وبعض اہل مدینہ خوگر شدہ اند بنفاق تو نمیدانی ایشانرا ما میدانیم ایشانرا۔ عذاب خواہیم کرد ایشانرا دو بار یعنی درمیان مسلمانان ذلیل شوند و در اموال و اولاد آفات بینند باز گردانیدہ شوند بعذاب بزرگ۔

ایہا الناظرین ازین آیات کریمہ ودیگر آیات قرانیہ ظاہر و باہر است کہ نزول عذاب بر کفار ومنافقین مطابق نصوص قرانیہ جایز و واقع وثابت ومتحقق است پس اعتراض مجتہد علیہ ما علیہ سراسر غلط است۔ صرف نظر ازین مصنف علیہ ما تحقہ در صفحہ ۱۲۰ و ۱۲۱ مرض طاعون را علامت حضرت امام مہدی علیہ السلام تسلیم میکند پس از مصنف بلند نظر این سوال جواب طلب میباشد کہ طاعون مذکور در زمانہ حضرت امام ہمام علیہ السلام چہ طور ظاہر خواہد شد آیا بطریق نزول عذاب بر منکران حضرت امام علیہ السلام ویا امراض وآفات وبلیات شداید چون تپ محرقہ وزلزلہ وصاعقہ وہیضہ وبرص وجذام بصورت ثانیہ طاعون را علامت مہدی علیہ السلام قرار دادن چہ معنی دارد بصورت اوّل اعتراض مصنف را اگر سفاہت وجہالت نگفتہ شود دیگر چہ توان گفت **قولہ** حضرت خواجہ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم واہل بیت اطہارش را با وجود رسیدن اینقدر زحمت مشقات وظلم ایشان نفرین ودعائے بد ہم درحق این امت مرحومہ نکردند تا خلاف وعدہ خدا لازم نیاید۔

اینست معنی رحمۃ للعالمین بودن ایشان پس ہرگاہ بوقت ظلم کردن بخود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم واہلبیتش نظر بوعدہ وما کان اللہ لیعذبھم ایشان را خدا عذاب نکند چگونہ ممکن است کہ بوجہ بدگفتن تو نزول عذاب فرماید **اقول** این تحریر مجتہد عدیم النظیر ہم بکرسی تحقیق نمی نشیند بلکہ صراحتا دلالت دارد بر انکہ مجتہد شیعان چنانچہ از کتاب وسنت بے خبر است از اصول وفروع امامیہ نیز خبری ندارد **تنبیہ الغافلین** بہ اسکات وافحام معاندین روایتی چند از اصح الصحاح المتشیعین نقل میکنم در فروع کافی مطبوعہ لکھنؤ جلد اکتاب الجنایز بصفحہ ۹۹ روایتی چند از امام جعفر صادق علیہ السلام مروی است کہ دو تا روایت ازانجملہ بطریق ثمرہ نقل بہر دا شتہ میشود چون عبداللہ بن ابی بن سلول بمرد۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بجنازہ او تشریف ارزانی داشتند پس عمر گفت کہ یا رسول اللہ آیا خدا ترا از ایستادن بر قبر این منافق منع نفرمودہ است رسول اللہ علیہ وسلم ہیچ نگفت عمر بار دگر گفت کہ یا رسول اللہ آیا خدا ترا از ایستادن بر قبر این منافق منع نفرمودہ است پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمود کہ خرابی باد ترا تو چہ دانی کہ من چہ گفتم وچہ طور دعاء کردم۔ گفتم من بدین طور دعاء کردہ ام کہ خداوندا شکمش را با آتش پر کن وقبراو را با آتش پر کن و اورا بجہنم برسان۔ روایت است عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال لما مات عبداللہ بن ابی بن سلول حضرت النبی صلے اللہ علیہ والہ جنازۃ فقال عمر یا رسول اللہ علیہ والہ یا رسول اللہ انی قلت اللھم احش جوفہ نارا واملاء قبرہ نارا واصلہ نارا

روایتی دیگر نیز در ہمین صفحہ منقول است وھی ھذا عن ابی عبداللہ علیہ السلام ان رجلا من المنافقین مات فخرج الحسین ابن علی صلوات اللہ علیہما یمشی معہ فلقیہ مولی لہ فقال لہ الحسین علیہ السلام این تذھب یا فلان قال فقال لہ مولاہ افر من جنازۃ ھذا المنافق ان اصلی علیھا فقال لہ الحسین علیہ السلام انظر ان تقوم علی یمینی فما تسمعنی اقول فقل مثلہ فلما ان کبر علیہ ولیہ قال الحسین علیہ السلام اللہ اکبر اللھم فلان عبدک الف لعنۃ مؤتلفۃ غیر مختلفۃ اللھم اخز عبدک فی عبادک وبلادک واصلہ حر نارک واذقہ اشد عذابک فانہ کان یتولی اعداءک ویعادی اولیاءک ویبغض اھل بیت نبیک۔

ترجمہ مرویست از امام جعفر صادق علیہ السلام کہ شخصے از منافقین بمرد امام حسین علیہ السلام ہمراہ جنازہ او میرفت غلامی از غلامان امام بحسین علیہ السلام دوچار شد امام حسین علیہ السلام ازو پرسید کہ اے فلان کجا میروی گفت از نماز جنازہ این منافق میگریزم امام فرمود نزد راست من ایستادہ شو بشنو آنچہ من بگویم تو ہم مثل ان بگو چون ولی آن میت تکبیر گفت حضرت امام حسین دعا کرد بار خدایا برین بندہ فلان خود لعنت بفرست ہزار لعنت کہ پے در پے باشد مختلف نباشد بار خدایا رسوا کن این بندہ خود را در بندگان خود و اورا بجہنم برسان و اورا سخت ترین عذاب خود بچشان کہ او دشمنان ترا دوست میداشت وبا دوستان تو دشمنی میکرد وبا اہلبیت نبی تو بغض میداشت۔

حالا ناظرین انصاف بفرمایند کہ مجتہد شیعان با این طمطراق ہمہ دانی از اصول ومیانے طایفہ خود ہم چہ قدر بیخبر است **قولہ** وبنا برثانی این آفات وبلیات والام وامراض واسقام من اللہ العلام تنبیہاً للخواص والعوام برائے امام مقرر ومعین اند ودر نزول وتسلط آنہا مصالح وحکم بے شمار باشند۔

الی قولہ پس بخیال فقیر حقیر نزول چنین ابتلا از جملہ مراحم والطاف مقربہ الی الجنۃ ومکارم واعطاف مبعدہ از جہنم برائے خواص وعوام است پس چنین الطاف مقربہ را عذاب وغضب اللہ نامیدن البتہ موجب غضب خداست کہ مستحقش بجز مرزائی قادیانی دیگری نمیتواند شد اللھم لقہ منک عضباً مکشوفاً موفوراً انتہی بالفاظ الخبیثہ۔

اقول ایہا الناظرین ہرگاہ بہ تحقیق مجتہد علیہ ما علیہ بوضوح پیوست کہ تسلط طاعون بر اہل ہندوستان از جملہ مراحم والطاف مقربہ الجنۃ ومکارم واعطاف متعدد از جہنم برائے خواص وعوام و بر ظاہر کہ بر مسلک امامیہ اثنا عشریہ لطف بر خدا واجب است پس ما را میرسد کہ بگوئیم کہ خدا را واجبست کہ جملہ امامیہ اثنا عشریہ ونیز امام غایب الزمان را عموماً ومجتہد علیہ ما علیہ را خصوصاً ذایقہ طاعون بچشاند اللھم لقہ منک عضباً مکشوفاً موفوراً کہ بہترین مستحقش بجز حایری لاہوری وقوم او دیگری نمیتواند شد۔

وانچہ مجتہد علیہ ما علیہ در غلاسفی ابتلاء آفات والام من اللہ العلام حوالہ قلم ساختہ مصداق این شعر است۔

حرف درویشان بدزدد مردِ دون
تا بخواند بر سلیمی صد فسون

ناظرین باید بخاطر جا دہند کہ تجویز نزول عذاب بر مقربان بارگاہ الٰہی سخنیست کہ بجد کفر میرسانہ البتہ انبیا واولیا وصلحا واصفیا را ابتلا پیش آمدن بطریق عقل ونقل رواست مگر ان ابتلا بطریق عذاب نمی باشد بلکہ دران مصالح وحکم بیشمار میباشد۔

قولہ۔ ہرگاہ فی الواقع والحقیقت این طاعون علامت مہدویت تو میبود البتہ میبایست کہ تمام روی زمین شورہ وشیرین حادث میشد زیرا کہ امام مہدی برائے تمامی اہل زمین ہادی خواہد بود نہ محض برائے ہندوستان بنا بران نزول عذاب طاعون برائے اہل ہند مخصوصاً معنے نہ دارد۔

اقول۔ درین مضمون از آیات قرانیہ باثبات رسانیدہ ایم کہ عذاب قتل بر کفار مکہ نازل شد پس معترضی ہمچو مجتہد علیہ ما علیہ نیز آن گفت کہ ہرگاہ فی الواقع والحقیقت نزول عذاب قتل بر کفار مکہ علامت صادقہ رسالت حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم میبود البتہ میبایست کہ بر تمام میکرد مخالفین روی زمین میشد زیرا کہ حضرت رسول عربی بقول خود برائے تمامی اہل زمین ہادی بودند نہ محض برائے عرب بنا بران نزول عذاب قتل برائے اہل عرب مخصوصاً معنے ندارد فما ھو جوابکم فھو جوابنا۔

ثانیاً مجتہد علیہ ما علیہ در ہمین کتاب خود بہ صفحہ ۱۲۰ از نسخہ اکمال الدین مطبوعہ ایران آوردہ است قدام القائم موتان موت احمر وموت ابیض حتی یذھب من کل سبعۃ خمسۃ فالموت الاحمر السیف والموت الابیض الطاعون۔ حالا از و استفسار میرود کہ این طاعون بر تمام روی زمین شورہ وشیرین حادث خواہد شد یانے بصورت اول حاجت ظہور مہدی چیست بصورت ثانی امام مہدی برائے تمامی اہل زمین ہادی خواہد بود نہ مخصوص برائے ملکی از ممالک بنا بران نزول عذاب طاعون برائے ملکی مخصوصاً معنے ندارد فما جوابکم فھو جوابنا۔

ثالثاً این عذاب طاعون کہ باقرار مجتہد علیہ ما علیہ از علامات امام مہدی علیہ السلام است آیا در آن واحد بر تمام روی زمین شورہ وشیرین حادث خواہد شد یا در اوقات مختلف بصورت اول دلیلے بر آن وحاجت ظہور مہدی وموت احمر چیست بصورت ثانیہ فما ھو جوابکم فھو جوابنا۔

(باقی دارد)

راقم
صادق حسین مختار۔ سکرٹری
انجمن احمدیہ اٹاوہ
۱۹ جولائی ۱۹۰۵ء

www.aaiil.org

وَصِیَّتِ نورِدین

ناظرین الحکم کو معلوم ہوگا کہ پچھلے دنوں جب حضرت حکیم الامۃ (نصیب اعدا) بیمار ہو گئے تھے تو اس وقت آپ نے خاکسار ایڈیٹر سے فرمایا تھا کہ اس حالت کرب و اضطراب میں میں نے ایک مضمون لکھا ہے وہ مضمون ایڈیٹر الحکم کو مل گیا ہے جسے وہ ناظرین الحکم کے فائدہ کے لئے ذیل میں چھاپتا ہے ۔ اصل مضمون چونکہ عربی میں ہے اسلئے پہلے اصل چھاپتا ہوں اور اگلی اشاعت میں انشاء اللہ اسکا ترجمہ مع بعض ضروری حواشی کے میں درج کروں گا - وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم (ایڈیٹر)

هذا شهادتي امانة عند كل من سمع او نظر فهم بعد ان اشهدت الله تعالى وملائكته عليها - وانا الفقير الى رب العلمين - نور الدين - اللهم جعله كاسمه - آمين -

ان الله تعالى ربي رب العالمين - الرحمن الرحيم مالك يوم الدين - وان الله الاحد الصمد لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد - وحده لا شريك له له الملك وله الحمد - الحي القيوم - وانه بكل شئ عليم يدبر الامر من السماء الى الارض - القادر - الفعال لما يريد السميع البصير - كلم الله موسى تكليما وله الاسماء الحسنى وهو الغني من العالمين - استوى على عرشه وليس كمثله شئ - احاط بكل شئ علما وخلقا ووسع كل شئ علما واحصى كل شئ عددا يعلم السر واخفى الا يعلم من خلق وهو اللطيف الخبير - عالم الغيب والشهادة فتعالى عما يشركون - هو الاول ليس قبله شئ هو الاخر ليس بعده شئ هو الظاهر ليس فوقه شئ هو الباطن ليس دونه شئ لا راد لقضائه ولا معقب لحكمه بيده الخير وهو على كل شئ قدير و تمت كلمة ربك صدقا وعدلا - لا مبدل لكلماته وليس بظلام للعبيد و لا يظلم ربك احدا ولله الحجة البالغة ولو شاء لهدى الناس جميعا يغضب ويرضى ويفرح بتوبة العبد - ولا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار . . . . وهو اللطيف الخبير ومع هذا وجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة -

والقرآن كلام الله نزل به الروح الامين على مولينا ورسولنا خاتم النبين وسيد ولد آدم رحمة للعلمين - ارسل الى الناس نعم الى الناس كافة قال تعالى قل يا ايها الناس اني رسول الله اليكم جميعا - ونزل احسن الحديث ووعد انه حافظه كما قال تعالى انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون - وهو هدى ورحمة وشفاء وروح - وفضل - وكفاية وقد كفى -

والملائكة حق والرسل حق وكتب الله وما انزل من قبل حق ولم يزل الله ربا رحيما متكلما ولا يزال - وخلق كل شئ فقدره تقديرا والقبر والسوال فيه والنشر والحشر حشر الاجساد والحساب فريق في الجنة وفريق في السعير والصراط والشفاعة لاهل الكبائر - فضلا عن الصغاير ولرفع الدرجات حق - نعماء الجنة حق فهي عطاء غير مجذوذ والالم النار - والذي عليها تسعة عشر حق و ان ربك فعال لما يريد وقد سبقت رحمته غضبه - وانه ارحم الراحمين واحكم الحاكمين واكرم الاكرمين -

ثم الاسلام بني على خمس شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله والصلوة والزكوة والصوم والحج - وان الصلوة وسواها كما ثبتت في التعامل والسنة وكما بينت مشرحا في الموطا والبخاري ورائيناها في المومنين وايقنا انها سبيل المومنين وقال تعالى ومن يتبع غير سبيل المومنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيرا وان الله سبحانه تعالى كما امرنا باتباع ما انزل الينا امرنا باتباع محمد رسوله كما قال قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله وكما امر باطاعته امرنا باطاعة رسوله واطاعة اولي الامر - فقال واطيعوا الله واطيعوا الرسول واولي الامر منكم - بل و

قال في اطاعة الوالدين وان جاهداك على ان تشرك بي ما ليس لك به علم فلا تطعهما وصاحبهما في الدنيا معروفا -

ولا بد ان نقدم اطاعة الله واطاعة كتابه على اطاعة الخلق واطاعة رسوله اطاعة تعالى عز سلطانه كما قال و من يطع الرسول فقد اطاع الله واحب اتباع السابقين الاولين من المهاجرين والانصار كما قال تعالى السابقون الاولون من المهاجرين والانصار و الذين اتبعوهم باحسان رضي الله عنهم ورضوا عنه - فانهم اول من تزكى بتزكية حبيبنا وسيدنا محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم - والخلفاء الراشدون منهم ابوبكر وعمر وعثمان ما كانوا ولا واحد منهم منافقا ابدا فان الله تعالى وصف المنافقين بانهم هموا بما لم ينالوا وهولاء نالوا ما هموا - وهم مصداق وعد الله الذين آمنوا منكم وعملوا الصلحت ليستخلفنهم في الارض - وهم الغالبون كما ذكر في المائده وعلي منهم وهو رسول الله وختنه وزوج بنت الرسول فاطمة البتول وحبه ايمان وبغضه نفاق وهو اخ رسول محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو بمنزلة هارون من موسى -

ومنهم سيد وهو حسن المجتبى اللهم نوّر في قلبي حبه رضي الله عنه - فانه مصداق يصلح الله به بين الفئتين من المسلمين - واحب اخاه الحسين سيد شباب اهل الجنة قتل مظلوما شهيدا وابغض في مقابلته العنيد ذا الخبيثة فانه ما اثنى عليه احد خيرا - بل اثنوا عليه شرا -

واحب العشرة المبشرة واصحاب البدر وبيعة الرضوان ومن قتل في احد وجميع من بشره سيدنا وقرأنا في الصحاح - بل ومن اسلم على يده الكريمة ومات على الاسلام - كمعاوية ومغيرة ابن شعبة ما كذب منهم احد في امر الدين عن الرسول الاكرم وما كان احد منهم الرش - وتركت من بد والشعور - الروافض والشيعة - والخوارج والمعتزلة والمقلدة الجامدة التاركين لنصوص القرآن والسنة و الاحاديث الصحيحة الثابتة لقول احد والحمد لله رب العالمين - ومع هذا

احب ابا حنيفه ومالكا والشافعي واحمد ومحمد بن اسمعيل البخاري واصحاب السنن والفقها والمحدثين رحمهم الله واعظم ما عليهم واحب اتباعهم فانهم هم الذين اثنى عليهم خيرا - واحتاج الى تحقيقاتهم ومع هذا اقدم من قدمه الله ورسوله -

واعتقد ان عيسى عليه السلام توفاه الله قبل رفعه اليه كما وعد الله تعالى في اني متوفيك ورافعك الي - وما قتل و ما صلب وثبت رفعه لقوله تعالى بل رفعه الله اليه وقدم سبحانه في الوعد توفيه وما قدمه الله قدمنا وما اخره اخرنا ثم الله جعل الارض كفاتا احياء واموات - وقال تعالى ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل - فخلى عليه السلام كما خلت الرسل عليه الصلوة والسلام -

وان عيسى ابن مريم الذي نازل نزل صلوات الله وسلامه عليه فان الله سبحانه وعدنا في القرآن في النور بان الله يستخلف من يستخلف منا - و صرح رسولنا سيد الاولين والآخرين سيد ولد آدم صلى الله عليه وسلم بان انا نازل اماكم منكم -

وشهد الله وملائكته واولو العلم بانه هو وشهد الشمس والقمر بانه المهدي والطاعون والجدب والقتال بانه المرسل كما قال ولقد ارسلنا الى امم من قبلك فاخذناهم بالباساء والضراء وفوزه وفلاحه مع مخالفيه الاريه والبراهمه والنصارى ورسله والعلماء والمتصوفين والحكام واقاربه بني عمه بكرة ابيهم بانه هو المطاع - وتجديده ونصرته بانه هو على الحق -

حضرت اقدس مرزا صاحب کی تصویر کا پوسٹ کارڈ

	سیکڑا	ہزار
بڑھیا دورنگے	۲	عہ۸
یک رنگے	۰۲	عہ۲

دس ہزار کے لئے ا ر اور پچاس ہزار سے اوپر کے لئے ۲ ر ہزار رعایت - دیگر سب قسم کا مال معمولی کمیشن پر مل سکتا ہے -

حکم چند ایشر داس - مارواڑی بازار بمبئی

جاپانی چٹھی

دربارہ تبلیغ واشاعت اسلام وغیرہ

جناب شیخ صاحب! السلام علیکم۔ ذیل کا خط درج اخبار فرماکر مشکور فرمائیے۔

(نیاز نامہ خاکسار محمد اسحاق پراچہ از جاپان)

بخدمت مکرمی جناب محمد یعقوب شریف صاحب مترجم ملٹری سکرٹری سرکار عالی نظام حیدرآباد دکن گوشہ محل حیدرآباد۔

نوازش فرمائے بندہ السلام علیکم۔ مجھے آپکے نوازشنامہ سے یادآوری کا تہ دل سے مشکور ہوں۔ میں سچ کہتا ہوں آپ کا خط پڑھکر مجھے حد سے زیادہ خوشی ہوئی اور ہونی چاہیئے ہتی۔ کیونکہ ایک ایسی اسلامی ریاست جس سے ہماری قوم کی ترقی کا بہت کچھہ دارومدار ہوسکتاہے قومی ہمدردی کی صدا سنی۔ آپنے اگر میرے مضامین جو قبل اس کے مختلف قومی اخبارات میں نکل چکے ہیں ملاحظہ فرمائے ہیں اور آپ نے میری چٹھی جو بندہ نے مولوی ہدایت اللہ خانصاحب کے نام ۔ وکیل اخبار میں پچھلے مہینے بغرض اشاعت بہیجی تہی ملاحظہ فرمائی ہے تو آپ کو اپنے خط کا جواب بہت کچھہ معلوم ہوگیا ہوگا۔ لیکن تاہم اسوقت بہی میں حتی الوسع وضاحت کے ساتھہ آپ کے خط کا جواب عرض کردونگا۔ آپ کے خط میں چونکہ کوئی پرائیویٹ بات نہیں ہے اسلئے مناسب ہے کہ ناظرین کے ملاحظہ کیلئے جواب سے پہلے اسی بیانپر درج کردوں۔ تاکہ میرے جوابات تسلی بخش نہ ہونے کی حالت میں دوسرے بہائی اپنی رائے ظاہر کرسکیں۔ وہو ہذا:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مجمع محاسن اشفاق معدن مکارم اخلاق جناب مسٹر محمد اسحٰق صاحب زاد الطافکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اخبار وکیل مطبوعہ ۱۳ مارچ ۱۹۰۵ء میں آپکے اس وعدہ نے کمال ہی ممنون کیا کہ جو آپ سے صنعت وحرفت جاپان کے متعلق کچھہ استفسار کرے آپ اس کو جواب دینگے۔ آپکی اس ہمدردی سے جو عمدہ تشویق ایسے کام کی دلارہی ہے جسکی اہل ہند بالخصوص مسلمانوں کو اشد ضرورت ہے علی العموم اہل ہند اور بالخصوص اپنی قوم کو شکرگذار ہونا چاہیئے واقعی یہ آپ نے اہم کام اپنے ذمہ لیاہے اللہ تبارک وتعالیٰ آپکے نیک ارادوں میں آپکی مدد کرے اور قوم کواس سے منافع کثیر پہونچاوے۔ "دی ایسٹ" نامی جاپانی اخبار سے اللواء مصری اخبار نے ایک نوٹ کا ترجمہ کیا تہا۔ اسکا ترجمہ اردو اخبار وکیل مطبوعہ ۲۰ مارچ ۱۹۰۵ء میں طبع ہوا ہے جس کا ایک حصہ یہ ہے:۔

"اسلام کی تعلیم نے ہمارے دل پر گہرا اثر ڈالاہے اور ہم اسلام اور مسلمانوں دونوں کے ثناخواں ہیں۔ لیکن پہر بہی ہمیں عقاید اسلام کے متعلق اور بہت کچھہ علم حاصل کرنا چاہیئے۔ اور ہم اس کے لئے آمادہ ہیں۔ مگر مغایرت زبان ہماری سدراہ ہے اسلئے اگر مسلمانان چین اسلام کی تعلیمات کا لب لباب جاپانی زبان میں ترجمہ کردیں۔ توہم ان کے بہت ہی ممنون ہونگے۔ اورہمیں پورا موقعہ ملجائیگا کہ عقاید اسلام پر ایک محققانہ اور مناظرانہ نظر ڈالکر اپنے لئے کوئی فیصلہ کرلیں"۔

تبلیغ اسلام فرض کفایہ ہے بالخصوص ایسی حالت میں جبکہ ایک قوم خود اسلام کی ماہیت کی تحقیق کیطرف مائل ہو۔ پس آپ (۱) یہ بتائیے کہ آیا اہل ہند کسطرح اس خدمت کا شرف حاصل کرسکتے ہیں۔ (ا) اگر چند باخبر علماء کو آمادہ کیا جاوے کہ وہ جاپانی زبان سیکہیں تو اس کے کیا وسایل ہیں۔ اور اسمیں کیا کیا دقتیں حایل ہونیکا اندیشہ ہے (ب) یہ بہی معلوم ہونیکی ضرورت ہے کہ اسوقت اہل جاپان کے معتقدات کیا ہیں۔ انکی معتقدات کی کتب کا غالباً ترجمہ کرانیکا انتظام کرانا بہی مقصد مذکور کے لئے ضروری ہوگا۔ تاکہ اس سے پوری واقفیت ہوکر اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ پر ہمارا شن عمل کرسکے (ج) جاپانی قوم میں بہی آیا مسلمان ہیں اور انکی حالت مذہبی کیسی ہے؟

(۲) دوسری غرض یہ ہے کہ اسوقت اخبار وکیل کی پرزور تحریرات سے کچھہ تحریک مسلمانوں کے قلوب میں کسب صنعت وحرفت کی ہوچلی ہے۔ اگر اسیطرح سلسلہ جنبانی رہی توانشاء اللہ تعالیٰ وہ دن دور نہیں کہ پوری بیداری بہی ہوجاوے۔ اسوقت ضرورت اسکی ہے کہ مفصل طور پر ملک کواس سے آگاہ کیا جائے (الف) کون کونسے صنایع ایسے ہیں جو جلد حاصل ہوسکتے ہیں اور ہماری موجودہ حالت کے موزون ہیں (ب) ان کے حصول کے لئے کسقدر انگریزی دانی کی ضرورت ہے۔ یا اور کیا شرایط ہیں؟ (ج) مصارف سفر ومصارف تحصیل اور مصارف ضروریات ماہوار کم سے کم جاپان میں طلباء کو کیا برداشت کرنی پڑتے ہیں۔ (د) وہاں تعلیم صنعت وحرفت مدارس میں حاصل کرنے کے بعد تجربہ حاصل کرنے کیلئے کارخانجات میں کام کرنیکا موقعہ ملتاہے یاکیا صورت ہے؟ (ہ) یہاں سے جو مصارف طالبعلم کو ماہوار بہیجے جاویں تو وہ کسطرح وہاں پہونچیں گے۔ امید کہ اگر طلباء کیلئے سہولت اور مصارف میں کمی کی تدابیر بتائی جائیں تو قبل اس کے کہ عام طور پر وظائف وغیرہ کا انتظام ہو خاص وہ لوگ جوان مصارف کو برداشت کرسکیں پرائیویٹ طور پر اپنے اعزہ کو بہیجنے کی ہمت کرینگے میں اب اپنے اس نیاز نامہ کواس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ آپکو آپکے مقاصد میں پوری کامیابی عطا کرے والسلام خیر الختام۔ (نیاز مند محمد یعقوب شریف)

صاحب من! آپ کا خط توختم ہوا۔ اب جواب عرض کرتاہوں۔ لیکن اسموقعہ پر یہ عرض کردینا بہی ضروری ہے کہ مجھے برادران وطن کیطرف سے قریب قریب اسی مضمون کے متعدد خطوط ملے ہیں جن کا فرداً فرداً جواب دینا بہت مشکل معلوم ہوتاہے۔ اسلئے میرے تمام بہائی اس خط کو مشترکہ جواب سمجہیں۔

آپ کا فرمانا بجا اور درست ہے اور بیشک یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اسلام کی اشاعت میں کوئی دقیقہ باقی نہ چہوڑیں اور اپنے اس پیارے مذہب کی خدمت تن دہی سے کریں جسنے ہمکو بت پرستی سے بچایا۔ جس نے ہمکو جہالت سے نکالکر روشنی کے میدان میں ڈالا۔ اور جس نے ہمارے متفرق گروہوں کو ایک قوم بنایا۔ اور پہر ایسے وقت میں جبکہ ہرایک قوم اپنی دینی اور دنیاوی ترقی اور اعزاز کیلئے سرتوڑ کوشش کررہی ہو۔ اور جبکہ ہم دیکہتے ہیں کہ تثلیث جیسے بے بنیاد مذہب کے پہیلانے کیلئے دوسری قومیں کروڑوں روپیہ خرچ کررہی ہیں۔ اور اپنا مذہبی جاہ وجلال پیدا کرنے کیلئے یا یوں سمجہئے کہ تمام دنیاکو اپنے ساتہہ ملانے کے لئے اور عیسوی جہنڈے کے نیچے لانے کے لئے پانی کیطرح روپیہ بہارہے ہیں تو ہمارا بہی یہ فرض موقت ہے کہ ہم اسلام کی اشاعت پورے طور سے کریں۔ اور اسلام کو دہریہ منش لوگوں کے حملوں سے بچاویں۔ مگر اب سوال یہ ہے کہ ہم ایسے وقت میں تبلیغ اسلام کیونکر کریں۔ جبکہ ہم دیکہتے ہیں کہ ہر طرف مغربی تعلیم اور مغربی خیالات پہیلے ہوئے ہیں اور ہرایک شخص موجودہ سائنس اور فلسفہ سے اور عقلی دلایل سے جواب مانگنے کو طیار ہے۔ اور ادہر ہماری خود مذہبی کیا اور دنیاوی کیا ہر قسم کی حالت سخت نازک ہورہی ہے۔ ہماری قوم میں نہ اب قوت ہے نہ سلطنت ہے۔ نہ حکم ہے نہ جاہ وحشم ہے نہ پیسہ ہے نہ علم ہے۔ اور نہ ہم میں اب مذہبی جوش ہے۔ ہم مسلمان کیا ہیں صرف کہنے کو برائے نام مسلمان ہیں۔ اور مردم شماری میں مسلمانوں کی تعداد دکہانیکو ہیں ورنہ سچ پوچہو توہم آجکل کے مسلمان اسلام کے لئے باعث ننگ ہیں اور اپنے بزرگوں کے نام کو بٹہ لگا رہے ہیں۔ ہمارے علماء ہیں تو تعصب کے پتلے ہیں انکو مذہبی خدمت سے یا تبلیغ اسلام سے سروکار نہیں ہے بلکہ وہ تو اسلام کا دایرہ اسقدر محدود کئے ہوئے ہیں کہ ایک مسلمان نماز پڑہنے والا۔ خدا کو وحدہ لاشریک جاننے والا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قیامت پر ایمان رکہنے والا اور تمام اصول اسلام کو ماننے والا۔ ایک فروعی مسئلہ پر ان سے اختلاف کرجائے یا عقلی دلیل مانگے تو وہ کفر کا فتوےٰ لئے تیار بیٹہے ہیں اور اسلام کے دایرہ سے اس کو نکالنے پر آمادہ ہیں اور اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے بہی اس بیچارہ کو اسلام سے خارج کرنے کے لئے فتوے لکہانے کو مستعد ہیں اور صرف تیار نہیں بلکہ عملی صورت میں بہی کر دکہاتے ہیں اور ایسی مثالیں بے شمار آپ دیکہتے ہوں گے۔ کسی خاص شخص کا نام لینے کی کیا ضرورت۔ یہ تو اپنے گہر کو گہر کے چراغ سے آگ لگانے کو تیار ہیں۔ اور آپ ہیں کہ ان سے غیر ممالک میں تبلیغ واشاعت اسلام چاہتے ہیں۔ ہماری قوم میں ایک مرض نہیں جس کا علاج کیا جائے یہاں تو سینکڑوں لاعلاج بیماریاں ہیں کس کس کا درمان کیا جائے۔ ہماری اسلامی انجمنیں ہیں تو نام کیلئے اور نمود کے لئے اور اگر وہ سچے دل سے اسلام کی خیرخواہ اور اسلامی انجمنیں ہیں تو اہل اسلام کے لئے کیوں نہیں وہ کام کرتیں۔ جنسے مسلمانوں کو فائدہ اور اسلام کی ترقی ہو۔ اور کیا وجہ ہے کہ وہ اپنا چاہا کرنا چاہتی ہیں اور دوسروں کی نصیحت کو نہیں سنتیں؟ میں کسی کا دل دکہانا نہیں چاہتا مگر اتنا کہے بغیر بہی نہیں رہ سکتا کہ اب ہماری قوم میں وہ طاقت کہاں ہے کہ جس سے وہ صرف تبلیغ اسلام کے لئے علماء کو اول گہر پر عرصہ تک تیار کرے اور بعدازاں صرف کثیر کرکے ان کو جاپان میں تبلیغ اسلام کے لئے بہیجے۔

اس موقعہ پر تو ہماری انجمن حمایت اسلام لاہور کا فرض تہا کہ وہ جب سے حمایت اسلام کا دعویٰ کرتی ہے وہ اپنے ہاں طلباء کو مذہبی تعلیم اعلیٰ درجہ کی دیتی۔ اور ساتہہ ہی انگریزی تعلیم اعلیٰ درجہ کی دیتی اور ایسے باخبر ہوشیار طلباء کو جاپان میں وظائف دیکر صنعت وحرفت کی تعلیم کے لئے بہیجتی وہ یہاں پر علوم وفنون سیکہتے اور ایک آدھ گہنٹہ ہر روز تبلیغ اسلام پر بہی خرچ کرتے۔ وہ اپنے ملک کے لئے در یتیم بنتے اور اشاعت اسلام کا مقصد بہی حل ہوتا گویا کہ ایک کرشمہ دو کاج کے مصداق ہوتے۔ ہماری انجمن کو مناسب ہے کہ وہ اسوقت عقل سے کام لے۔ میں خود پنجابی ہوں اور پنجابی بہائیوں کے خیالات سے خوب واقف ہوں۔ ہمارے کارکنان انجمن کو شرم آنی ہے کہ وہ اپنے سابقہ دستور العمل کو چہوڑ دیں میں انکی خدمت میں باادب عرض کرتاہوں کہ انسان آخر انسان ہے اس سے غلطی ہونا لازمی ہے اور مناسب یہ ہوتاہے کہ جب اپنی غلطی معلوم ہوجائے تو اس کو دور کیا جائے نہ کہ اپنی بے جا پامردی اور خودداری دکہانیکی غرض سے غلطی پر غلطی کیجائے اور ہٹ دہرمی سے کام لیا جائے۔ آپنے کالج قایم کیا کس بات کے لئے؟ صرف اسی بات کے لئے تاکہ غریب مسلمان دوسرے کالجوں کی فیس ادا نہیں کرسکتے انکو آپکے کالج میں سستی تعلیم دیجائے گی اور قوم کا فائدہ ہوگا۔ بیشک آپکا یہ نیک ارادہ تہا۔ خدا آپکو جزائے خیر دے۔ مگر افسوس ہے کہ آپکی یہ کوشش لاحاصل ثابت ہوئی ہے اور قوم کو بجائے فائدہ کے نقصان پہونچا۔ آپکی امسال رپورٹ نتیجہ امتحانات کے دیکہنے سے معلوم ہواہے کہ آپ کے کالج میں سے صرف ایک شخص بی۔ اے پاس ہواہے۔ اب سخت افسوس کی بات ہے کہ ایک بی۔ اے نکلے اور قوم کا بیس بائیس ہزار روپیہ سالانہ کالج پر خرچ ہو۔ اور یہ ظاہر کیا جائے کہ ہم قوم کی خیرخواہی کررہے ہیں اور ہم اسلام کی حمایت کررہے ہیں

حیف ہے ایسی کچی اسلامی حمایت اور اسلامی خیرخواہی پر۔ مجھے آپ کے کالج میں چند روز کے تجربہ سے پتہ لگا تھا کہ حالت ہے مگر افسوس ہے کہ ٹرسٹیوں کی ناقص انتظام خراب اور قومی سپرٹ کا نام و نشان نہ پا کر فوراً کالج کو چھوڑ کر علیگڈھ کی راہ لی۔ آپ ہی انصاف سے فرمائیے اگر آپ کا کالج ہماری ضروریات پوری کر سکے تو کیا ضرورت کہ ہم مشن کالج گورنمنٹ کالج وغیرہ میں جائیں۔

ذرا کان کھولئے اور سنئے! حیدرآباد سے صدا آرہی ہے کہ جاپان میں تبلیغ اسلام کیلئے اسلام سے باخبر علماء کو بھیجا جائے۔ اب ہماری قوم میں اتنی طاقت و ثروت تو ہے نہیں کہ اس فرض کو پورا کر سکے اگر آپ کو اسلامی حمیت کا دعویٰ اور آپ کے کالج میں اسلام سے باخبر انگریزی تعلیم یافتہ طلباء موجود ہیں جیسے کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ ہیں تو یہ وقت ہے کہ کالج کو توڑ دو جسکی تعلیم قوم کیلئے گراں ثابت ہو چکی ہے۔ اور صنعتی تعلیم کیلئے وظایف دیکر طلباء کو جاپان بھیجو۔ وہ علوم و فنون بیانیہ سیکھیں اور نیز اشاعت اسلام و تبلیغ اسلام کیلئے اور ہر ایک مذہب کی اشاعت کے لئے اب تو تمام مہذب ممالک میں راستہ صاف ہے اور کوئی مشکل نہیں رہی کیونکہ تلوار نہیں چلانی پڑتی۔ اب تو صرف تقریر اور تحریر سے سب مطلب حاصل ہو جاتا ہے۔ تم باخبر مسلمان طلباء کو بھیجو۔ وہ بیانیہ صنعتی تعلیم حاصل کرنیکے علاوہ جاپانی اخبارات میں اسلام کے متعلق مضامین لکھیں اور لوگوں میں اسلامی خیالات پھیلائیں۔ پبلک مقامات پر ہر روز ایک آدھ گھنٹہ لکچر دیں۔ اگر اتنا ہی نہیں تو صرف ہفتہ وار اتوار کے روز لکچر دیں۔ اپنے حسن اخلاق و اطوار کا جاپانیوں غیر قوموں کو نمونہ دکھائیں پھر دیکھئے اسلام کی اشاعت ہوتی ہے یا نہیں ہوتی۔ مگر یہاں تو افسوس ہے کہ قوم کے نوجوان جنپر قوم کی ترقی کا دارومدار ہے یورپ و جاپان وغیرہ میں جاتے ہیں تو کیا کرتے ہیں؟ اپنے مذہب کو بالکل خیرباد۔ خدا و رسول کا ذکر کبھی خواب میں نہیں آتا۔ اور اعلیٰ طبقہ کے لوگوں میں رہکر ان کو اپنی سادی زندگی سے نفرت ہو جاتی ہے اور اس قسم کی زندگی بسر کرنیکا خیال دماغوں میں سما جاتا ہے جو ہماری مالی حالت کیلئے کسیطرح موزون نہیں ہوتی۔ عیش پسندی۔ اور فضول خرچی یہ پہلے دو اثر ہیں جو ہمارے نوجوانوں پر غیر ممالک میں پڑتے ہیں گویا ان کا وجود بجائے مفید ہونے کے ملک کیلئے الٹا مضر ثابت ہوتا ہے۔ اس خرابی کو رفع کرنے کیلئے ہماری قوم کو توجہ کرنی چاہئے۔ اور اس خرابی کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہمارے سکولوں اور کالجوں کی تعلیم بالکل ناقص ہے اور ہمکو ایام طفلی میں مذہب سے بالکل ناواقف رکھا جاتا ہے اور یہ قصور ہمارا نہیں ہے بلکہ ہماری قوم کا ہے جو ادھوری تعلیم پر بیجا روپیہ صرف کر رہی ہے اور موجودہ تعلیم کے نقایص رفع کرنیکی کوشش نہیں کرتی۔

مجھے تعجب اور سخت تعجب ہے کہ ہماری اسلامی انجمنیں ندوۃ العلماء اور دیگر تمام اسلامی مجلسیں خواہ وہ سنی ہوں شیعہ ہوں مرزائی ہوں یا نیچری ہوں جو اسلام کی حمایت کا دعویٰ کرتی ہیں اور اسلام کے نام سے قوم کا روپیہ نئے نئے بہانوں سے کھینچ لیتی ہیں آخر وہ کس مرض کی دوا ہیں۔ میں تو خیال کرتا ہوں انکا عدم وجود برابر ہے انکی مثال تو ایسی ہے جیسے کسی شخص کے سر میں درد ہو اور ڈاکٹر علاج اس کے پاؤں کا شروع کر دے اور کہے کہ میں علاج کر رہا ہوں اور اپنی طبابت کا فرض جو میرا کام ہے پورا کر رہا ہوں عقلمند آدمی اسکی بات کو کب باور کریگا وہ تو اسے صاف سنائیگا کہ احمق تو اپنی دوا بھی ضایع کر رہا ہے اور مریض کا دوسرا عضو بجائے نیکی بجائے تو اس کا اور عضو بدن ضایع کر رہا ہے اسیطرح جامعی یہ اسلامی مجلسیں ہماری قوم کا علاج کر رہی ہیں اور ناواقف پبلک سے روپیہ اکٹھا کرنے کیلئے کسی نہ کسی ٹٹی کی آڑ لئے ہوئی ہیں۔ افسوس ایسی حالت قوم اور اسلام کی دیکھکر یہی کہنا پڑتا ہے ؎

پستی کا کوئی حد سے گذرنا دیکھے
اسلام کا گر کر نہ ابھرنا دیکھے

جائے افسوس ہے۔ ہم انہی مسلمانوں کی اولاد ہیں جنکی فتوحات عرب سے چین تک پہونچ چکی تھیں اور ادہر اندلس اور پیرس میں اسلامی جھنڈا جا گاڑا تھا۔ اور جہاں جاتے تھے اسلام کو ساتھ لیجاتے تھے۔ انہوں نے تبلیغ اسلام کیلئے کوئی خاص مشنری سسٹم جاری نہیں کیا تھا۔ اور نہ اشاعت اسلام کیلئے خاص طور سے مسلمان پادری مقرر کئے تھے بلکہ ہر ایک شخص خود پادری تھا جہاں وہ جاتے تھے سیر و سیاحت کیلئے تجارت کیلئے ملکی فتوحات کیلئے ان اغراض کے ساتھ ہی وہ غیر قوموں کو تلقین اسلام بھی کرتے تھے۔ اپنا پاک نمونہ پیش کرتے تھے۔ آخر ہم بھی انکی اولاد ہیں جو تمام علوم کے بانی تھے۔ ہم انکی اولاد ہیں جو یورپ کے استاد تھے۔ اور آج وہی ہم ہیں کہ اپنے شاگردوں سے نیم وحشی اور جنگلی کہلاتے ہیں۔ اور اپنی حالت پر خوش اور قناعت کئے بیٹھے ہیں۔

ایک تو یہ تجویز ہے کہ اسلام کی اشاعت کی جو مینوعرض کی کہ دین سے واقف ہوشیار طلباء کو بھیجئے کہ وہ بیانیہ صنعت و حرفت سیکھیں اور نیز تقریر و تحریر سے اسلامی خیالات پھیلائیں۔ دوسری اس سے بھی آسان تجویز عرض کرتا ہوں جاپان میں جسقدر اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ ہیں وہ عموماً انگریزی اور جرمن و فرنچ زبانوں سے واقف ہیں اور یہاں پر انگریزی اور جرمن اخبارات بھی نکلتے ہیں۔ اسلئے اسلام پر جو کتابیں انگریزی اور دیگر یورپین زبانوں میں لکھی گئی ہیں ان کو یہاں کے کالجوں، بڑے بڑے کتب خانوں پبلک لائبریریوں اور عام کلبوں میں مفت تقسیم کیا جائے۔ اور اسلام پر جو ماہواری رسالے انگریزی زبان کے اندر ہندوستان مصر وغیرہ میں شایع ہوتے ہیں وہ یہاں مفت بھیجے جاویں۔ چند ایک ایسی کتابوں کا نام عرض خدمت کرتا ہوں جیسے قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ۔ پریچنگ آف اسلام مولفہ آرنلڈ صاحب۔ لائف آف محمد (صلعم) یعنی خطبات احمدیہ انگریزی مولفہ سرسید احمد خاں اور علیٰ ہذا القیاس اسیطرح کی انگریزی کتابیں جو اسلام کے متعلق ہوں۔ ماہواری رسالوں میں۔ ریویو آف ریلیجنز جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کیطرف سے نکلتا ہے اور ایسے رسایل جو اسلام کی تائید میں نکلتے ہوں یہاں بھیجنے چاہئیں۔ مرزا صاحب کا ذکر کرتے ہوئے مجھے اسوقت بڑا افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے قومی اخبارات اپنا فرض کما حقہ ادا نہیں کر رہے ہیں۔ انکا مقصد سوائے معدودے چند روپیہ کمانا اور اپنے خریدار و نکو خوش کرنا ہوتا ہے نہ کہ ان کی اصلاح کرنا۔ بعض اخبارات جنکا نام ظاہر کرنیکی ضرورت نہیں اس پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہانتک تجاوز کر جاتے ہیں کہ وہ کسی فریق کے پیر و مرشد یا کسی مذہب کے بانی کی توہین اس وجہ سے شروع کر دیتے ہیں کہ پبلک اس شخص کو برا سمجھتی ہے لہذا ان کا اخبار عام پسند ہوگا اور جاہل پبلک کی نظر دنمیں باوقار سمجھا جائیگا اور لوگ کہیں گے کہ شاباش فلاں اخبار نے فلاں مردود کی خوب خبر لی ہے۔ میں ایسے اخبارات کی خدمت میں باادب التماس کرتا ہوں کہ ہماری قوم کو تو پہلے ہی سے گھن لگ رہا ہے اور اپنے پاک مذہب کے پرانے دستور العمل کو چھوڑنے کیوجہ سے جس نے ہماری متفرق گروہوں کو ایک قوم بنایا تھا ہم پھر ایک قوم سے متفرق گروہ ہو گئے ہیں۔ اسوقت تو آپ کا یہ فرض تھا کہ ایسی تجاویز اختیار کرتے کہ مذہبی برادرانہ تعصب و بغض و عناد قوم سے دور ہو جاتا اور ہم ایک قوم بنجاتے اور ہمارے ذاتی خیالات کیوجہ سے ہمارے دوسرے مسلمان بھائی کو ہم سے نفرت نہ ہوتی۔ آپکی ایسی تحریرات اور ہتک آمیز کارٹون دیکھکر فریق ثانی کا کلیجہ مارے غصہ کے خون ہو جاتا ہوگا۔ اور نتیجہ یہ کہ قوم کے افراد میں عداوت و بغض و عناد کی آگ دن بدن اور بڑہتی جاتی ہے اور جو اس کا انجام ہوگا وہ روز روشن کیطرح ظاہر ہے۔ ہماری قوم ایسی گر جائیگی کہ اس کا کوئی نام لیوا نہیں رہیگا۔ آپکو مناسب ہے کہ قوم کی گری ہوئی حالت کو سنبہالو۔ یورپ کیطرف نگاہ کرو۔ وہاں بھی مختلف مذاہب ہیں اور وہاں بھی ہمارے ملک کیطرح سچے یا جھوٹے مجدد و مذہب ہونیکا دعویٰ رکھتے ہیں۔ ابھی حال میں ایک انگریز نے دعویٰ کیا ہے کہ اسپر وحی اترتی ہے اور وہ مسیح کا ایلچی ہے۔ مجھے ٹھیک اسکے دعویٰ کے الفاظ یاد نہیں۔ مگر انگریزی اخبارات میں اس نئے رسول کا بہت کچھ چرچا رہا ہے مگر کسی نے اس کے بارے میں ذرا بھی برا بھلا نہیں کہا۔ وجہ کیا؟ صرف یہی کہ اگر اس کا کوئی ماننے والا ہو تو اس کی دل آزاری نہو۔ اور قوم میں بغض و عداوت کی آگ نہ پھیلے۔ یہ ہمکو بھی یہی دستور العمل اختیار کرنا چاہئے۔ ہمارا یہ فرض ہر وقت ہونا چاہئے کہ جو شخص ملک قوم اور مذہب کی بہتری کیلئے کچھ کر رہا ہو اسکی ہم امداد کریں۔

بھائی اگر امداد نہیں تو مخالفت ہی تو نہیں چاہئے یہی عیسائی کی قوم نے سرسید سا تہہ کی اسکی مذہبی خیالات کیوجہ سے کہ ایک قومی کام میں اسکی مخالفت شروع کی ہو۔ یہ سمجھا کہ ہماری ملک و قوم کی ترقی کیلئے ہمکو کارکنان کی ضرورت ہے اس سے ہمکو کیا غرض کہ وہ کون ہیں؟ اور کس خیالات کے ہیں۔ بھائی تم یہ بتاؤ کہ اگر کوئی انگریز تمہاری قوم یا مذہب کی ترقی کے لئے تمہاری مدد شروع کرے تو تم اسوجہ سے اسکی امداد کو منظور نہیں کروگے کہ وہ عیسائی ہے نہیں بلکہ تو یہ بتاتا ہے کہ تم بڑے خوش ہوگے۔ آرنلڈ صاحب نے ایک پریچنگ آف اسلام لکھدی تو تمہاری قوم آرے خوشی کے پھولی نہیں سمائی۔ مارلیسن صاحب نے تمہاری قوم کی بہبودی کیلئے لیکچر دیدیا تو تم آفرین آفرین کہنے لگے۔ مگر ایک غریب مسلمان خدا کو ماننے والا قرآن پاک پر عمل کرنے والے شخص نے سچائی سے یا کسی حکمت عملی سے یا اپنی اجتہادی غلطی سے تمہارے خیالات سے مخالفت کی تو تم نے اسکو کافر و ملحد قرار دینا شروع کر دیا۔ بھائی ہر ایک شخص کو اختیار ہے کہ وہ اپنا مذہب کچھ رکھے۔ ہمکو کام سے کام ہے یا ہمکو نام سے کام ہے؟ ہمکو تو وہی پیارا ہے جو ہماری قوم کیلئے کچھ کرتا ہے خواہ وہ احمد (سید احمد) بانئے کالج ہو۔ خواہ وہ احمد (مرزا غلام احمد) بانئے مذہب ہو۔ خواہ وہ مہدی (سید مہدی حسن نواب محسن الملک) مصلح قوم ہو۔ خواہ وہ مہدی (مرزا غلام احمد) مصلح مذہب ہو۔ وہ نیچری ہو یا مرزائی۔ سنی ہو یا شیعہ ہم کو اس سے غرض نہیں ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ وہ اپنے دعویٰ کے بموجب قوم کی یا مذہب کی خدمت کہاں تک کر رہا ہے۔ اور اسکی خدمت ہماری قوم و مذہب کے لئے کہاں تک مفید ہے۔ اگر اسکی خدمات واقعی مفید اور قابل قدر ہیں تو ہم بڑے ناشکرے ہوں گے اگر بجائے قدر دانی کے اسکی مخالفت شروع کر دیں۔ اور مخالفت بھی کس وجہ سے۔ صرف اسوجہ سے کہ اس کے عقائد ہمارے عقائد کے برخلاف ہیں اور اسی بنا پر اسے گالیاں دینا شروع کر دیں۔

اس عبارت معترضہ کے بعد ملتمس ہوں کہ اسلام پر انگریزی کتب یا ماہوار رسالے جو واقعی اچھے ہوں اور غیر موقعوں پر اچھا اثر ڈال سکیں بغیر اس خیال کے کہ وہ کسی قلم کی کاہیں یہاں بھیجنے چاہئیں اسپر خرچ ہی بالکل کچھ نہیں ہوگا یعنے جس شخص کے پاس ایسی کتاب ہو یا جسکے ہاں ایسا مذہبی رسالہ آتا ہو وہ خود پڑھکر یہاں میرے پاس بھیجدیوے۔ مناسب مناسب کتب خانوں اور جاپان کے مختلف شہروں میں میں اپنے خرچ پر تقسیم کر دیا کرونگا اور کتب خانوں میں کتابیں درج کرالونگا۔ جاپانی زبان کے متعلق یہ عرض ہے کہ اس زبان کا لکھنا پڑھنا نہیں سیکھتے بلکہ صرف بول چال سیکھتے ہیں تاکہ اپنی بات دوسرے کو سمجھا سکیں اور دوسرے کی تقریر کو خود سمجھ سکیں اور یہ بول چال کا سیکھنا بہت آسان ہے چند مہینوں میں آجاتی ہے۔ اور بول چال سیکھنے کیلئے انگریزی زبان میں بہت کتابیں چھپ چکی ہیں جنکو معمولی انگریزی دان پڑھکر اپنا مطلب نکال اور بغیر استاد کے جاپانی بول چال سیکھ سکتا ہے۔ ایسی کتب کا نام اور انکے ملنے کا پتہ وغیرہ دریافت کرنے کیلئے آپ میری چٹھی جو اس سے قبل

عیسائی بنانے والی مشین

جیسے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین طمع زر اور تبدیل مذہب کے عنوان سے ایک مختصر سا نوٹ لکھا تھا - جسپر ملتون کے اخبار تحفہ سرور کو خصوصیت کے ساتھہ جوش آیا ہے اور اس نے ۲۰ - جولائی کی اشاعت مین اسپر ایک لیڈر لکھہ دیا ہے -

اس لیڈر مین اس بات سے انکار کیا گیا ہے کہ لوگ جو عیسائی ہوتے ہین وہ طمع زر کیوجہ سے نہین ہوتے ہین - ممکن ہے ایڈیٹر صاحب تحفہ سرور کا خیال صحیح ہو اور جن دیسی اور ولایتی مشنریون نے سالہا سال کے بعد عیسائیت کی ناکامی پر مضامین لکھے ہین اور دیسی کلیسا مین شامل ہونے ...... والون کو لالچی ہونے کا خطاب دیا ہے انہون نے بے وقوفی کی ہو - مین مسٹر شاکر کو بہت سی مثالین ایسے لوگون کی دے سکتا ہون مگر میرے نزدیک یہہ ایک فضول بحث ہوگی - یہہ مین تسلیم کرتا ہون کہ عیسائیت کی طرف کشش اور جذب کا باعث صرف روپیہ ہی نہین بلکہ اور بہی بہت سی باتین ہین جنکا بہول جانا انکے ذکر کرنے سے بہتر ہوگا -

۱۸۹۸ء کے ستمبر مین ڈاکٹر پینل صاحب نے لودہانہ کے ایک مسیحی اخبار نور افشان مین ایک مضمون مشنری اور دیسی کلیسیا کے عنوان سے چہپوایا تہا - اگر مسٹر شاکر اس مضمون کو پڑہ لیتے تو شاید وہ اس لیڈر کے لکہنے کی جرأت نکرتے - مین انکی واقفیت کے لئے اس مضمون کا کچہہ اقتباس ذیل مین درج کرتا ہون شاکر صاحب ڈاکٹر پینل سے پوچہہ لین کہ کیون صاحب وہ کون لوگ ہین جنپر آپ یہ الزام لگاتے ہین ؟ پہر مین ہی فیصلہ ہوجائیگا - اسکے بعد بہی اگر شاکر صاحب کو کوئی شبہ دیسی کلیسیا کے متعلق رہا تو مین انشاء اللہ انکے فاضل مسیحی بزرگون کی تحریرون ہی سے انکی تسلی کرنے کی سعی کرونگا - لیکن کیا اس سے مسٹر شاکر مان لین گے کہ عیسائی طمع زر کی وجہ سے ہی ہوتے ہین ؟ الحکم با سلسلہ عالیہ کے متعلق جو کچہہ انہون نے لکہا ہے اسمین کوئی امر ایسا نہین جسکا مین جواب دون - مسٹر ڈاکٹر پینل کی چٹھی کا انتخاب ان کے لئے بہتر سبق ہوگا - وہ صراحت سے کہہ سکتے ہین کہ آیا ڈاکٹر صاحب جہوٹے ہین یا شاکر صاحب خود ! -

آج کل فنڈ کی کمی اور نکتہ چینیان اور دیگر واقعات ایسے پیش آئے کہ اصلاح کرنے کی افواہین کثرت سے آنے لگین - پس چند خیالات جو مین نے پانچ سال کے تجربہ اور لوگون کے طرق معاشرت سے معلوم ہوگئے ہین ظاہر کرنا بے موقع نہ ہوگا - گو اس سے کچہہ اور فائدہ نہ ہو مگر اتنا تو ضرور ہے کہ مشنری صاحبان جواب دینے کا موقع پائین گے پنجاب کی ہندوستانی کلیسیا کا اصل حال معلوم کرنا میرے لئے گویا ایک میٹہی نیند سے جاگ اٹہنا تہا - نو مریدین کی بابتہ مجہے امید تہی کہ وہ اپنی پہلی محبت اور لوگون کو بہی مسیح کی روشنی مین لانے کی کوشش کرین گے ثابت ہوا کہ دل مین یہ حساب لگا رہے ہین کہ پادری صاحب اس بارش دینی خدمت کے لئے کیا کچہہ دین گے - یا انجیل کی منادی کرنے سے مجہے کیا کچہہ دنیوی ترقی یا فائدے ہونگے اور بجائے اس کے کہ چہوٹے بچو ایک دوسرے سے پیار کرو ، گہر کے جہگڑے حسد بغض چغلی پائی جاتی ہے یہہ ہمارا فرض ہے کہ جہان تک ممکن ہو اس بات کا حقیقی سبب دریافت کرین کہ دیسی کلیسیا مین حد درجہ ریاکاری اور دنیا پرستی کہان سے آگہسی ہے پہر ہم سب حتی المقدور اپنے طریقون کی اس قدر اصلاح کرین کہ کم سے کم ہم خود اس باعث نہ ٹہرین سب سے بڑی مشکل مالی تعلقات کی ہے - جو اکثر مشنری اور اون کے مریدون اور دیگر ہندوستانی مسیحیون کے درمیان ہے مشنری نہ فقط روحانی صلاح کار اور رہنما ہے بلکہ ساتہہ ہی اون کی ماہواری تنخواہ دینے والا ہے - اور اوسکی خوشنودی مزاج پر انکی دنیوی بہبودی اور ترقی کا مدار رہتا ہے اس طور سے مین نے دیکہا ہے کہ مشن احاطہ جس کے ساتہہ میرا بہت گہرا تعلق تہا بالکل ریاکاری اور چغلخوری اور خوشامد پرستی کا گہر بن گیا ہے - جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ جب کوئی نیا متلاشی آتا ہے - خواہ اوس کا حقیقی مقصد کیسا ہی پاک صاف کیون نہ ہو خواہ مخواہ دنیوی فوائد اور مشن کی نوکری کی طمع اسے دلائی جاتی ہے - اس طور سے مسیحی تعلیم اور دنیوی مقاصد اور حرص کے لئے پردہ بن جاتا ہے - اور مشنری گو بلا ارادہ مگر تو بھی سچ مچ اور قابل الزام طور پر اس سب کا باعث ہے - ایک متلاشی جو مسیحی ہوکر فی الفور مشن کا وظیفہ خوار ہوجاتا ہے اس سے غیر اقوام کی نظر مین اسکی صلیب برداری کی محبت کا ثبوت بہت کم باقی رہجاتا ہے تنخواہ دار مناد جو اس لیاقت کا آدمی ہے کہ اگر مشن اوسکو نکالدے تو آدہی تنخواہ بھی اس کو دوسری جگہہ نہین ملیگی مشن کیلئے بے عزتی کا سبب ہے - اور جب وہ بازار مین منادی کے لئے کہڑا ہوتا ہے تو ایک سست اور بے اصول آدمی کے لئے جس کے نزدیک مذہب فقط ایک روٹی کمانے کا وسیلہ ہے - ایک کشش کا باعث ہے لیکن ساتہہ ہی اس کے ایک دیندار اور ایک نیک ہندو مسلمان کے لئے ایک اشارہ ہے کہ وہ ایسے مذہب سے جسکا کہ وہ نمونہ ہے دور دور بہاگین یہ شیطان کی بڑی حکمت ہے کہ ہم مشن کے روپیون سے ایسے آدمیون کی پرورش کرین - جو بدمعاش اور مکارون کو کلیسیان مین لاوین اور حق کے طالبون کو اس سے دور رکہین - جب تک مشن ایسے لوگون کو مسیحی خدمت کے لئے لگائیگا - جن کو اور جگہ بہت کم تنخواہ ملے تب تک یہ الزام اون سے دور نہ ہوگا - کم سے کم مشنری سوسائٹی کے نقصون کے بارہ مین جو کہا جاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ خداوند کے روپیہ کو بدمعاشون اور ریاکارون کے بڑہانے مین استعمال نہ کرنا چاہئے - ایسے لوگون کا مسیحی مذہب مین ہونا بت پرستی بدتر ہے - موجودہ زمانہ مین فی الحقیقت اکثر مفصلہ ذیل باتین ہین جو آدمی کو مسیح ہونے سے روکتی ہین - مثلاً مشن کے وظیفہ پر پڑا نہ رہنا ریاکاری سے نفرت - چاپلوسی کی لیاقت کا نہ ہونا - نیز ایک قسم کی حب الوطنی اون کے دل پر چوٹ لگاتی ہے کیونکہ کئی مغربی رسمین اور سوشیل روایتین مسیحی مذہب کے ایک جزو کے طور پر پیش کیجاتی ہین علاوہ اس کے بہت سی نفرت انگیز وہ باتین بھی ہین جو اون لوگون مین پائی جاتی ہین جن مین مشنری لوگ کام کرتے ہین اور اون باتون کو پسند کرتے ہین مثلاً غلامی کی روح بغیر غور کرنیکے ہان مین ہان ملانا - چاپلوسی جو اون کو ہر طرح کا کام کرنے کے لئے تیار کردیتی ہے - اور مشنری کی ہر ایک بات ماننے کے لئے جس سے کہ وہ تنخواہ پاتے ہین آمادہ کردیتی ہے -

مزید بران ایک متلاشی جو اپنے لوگون اور مذہب کو برا بہلا کہنا شروع کرتا ہے - وہ حقیقت مین اپنی صداقت کو پورے پورے طور پر ظاہر نہین کرتا اور یہی طریقہ اکثر کیتہولکسٹ اپنی منادی مین دکہلاتے ہین اون کو روحون کو تبدیل کرنے کا اسقدر فکر نہین ہے جتنا اون مشنریون کو خوش کرنیکا جن سے وہ تنخواہ پاتے ہین -

...... بپتسمون اور طالبان حق کی بڑی بڑی فہرستون کی خواہش موجودہ مشنون مین بڑی خرابی پیدا کررہی ہے جب کہ مناد خالص منادی سے ناکامیاب ہوتے ہین تو اور لوگون کو شہ دیکر مسیحی مذہب مین لے آتے ہین -

.... وہ ایک بڑی خوشی کا دن ہوگا جب کہ حامیان انگلستان اس بات کو سیکہہ لین گے - کہ ایک نئے ملک مین بپتسمون کی فہرست مسیحی مذہب کی ترقی کا ایک اصلی پیمانہ نہین ہے -

تحقیقات الشیعہ

مولوی عبد الباسط صاحب کو آپ جانتے ہونگے درویش وضع انسان معلوم ہوتا ہے - اسکی نسبت بیان کیا جاتا ہے - کہ تخمیناً بارہ سال تک اہل حدیث کی خدمت کرکے بڑی محنت سے علم حاصل کیا ہے مگر وہابیت مین اسکو اطمینان قلب حاصل نہوا اسواسطے تہوڑے عرصہ سے شیعہ مذہب کو اختیار کیا ہے - اور اب مختلف شہرون مین شیعیت کی تائید مین وعظ کرتا پہرتا ہے - اغلباً ۵ مئی ۱۹۰۵ء مین اوسکو شہر پشاور مین امام باڑہ میر حیدر شاہ صاحب مرحوم مین چند دفعہ وعظ کرنیکا موقع ملا - ایک دفعہ حسب تحریک شیعہ دوست کے مین مجلس وعظ مین شریک ہوا - مولویصاحب نے قرآن وحدیث کو اچہے لب لہجہ مین ادا کیا - اور ایسی سنجیدگی اور شائستگی سے وعظ کیا کہ کسی شیعہ مولوی سے کم امید ہوسکتی ہے - اسمین زیادہ خوبی یہ تہی کہ استدلال اونکا قرآن مجید سے تہا چونکہ میرا قلب مجکو ہدایت کرتا ہے - کہ مین مولوی صاحب موصوف کا وعظ اپنے الفاظ مین قوم کے سامنے پیش کردون اور جہان کہین کوئی سوال پیدا ہوتا ہو اوسکا ذکر بہی کردون ممکن ہے کسی اہل دل کو فائدہ پہنچ جاوے اور علماء اہل تشیع کو نیز موقع حاصل ہو - بنابران - مولویصاحب کا وعظ پانچ حصون مین تقسیم ہوکر پیش کیا جاتا ہے - وھو ھذا - ع۱ حضرت علی علیہ السلام

www.aaiil.org

اسلت

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا
و
کان حقا علینا نصر المومنین

خدا کے پاک لوگونکو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے توپھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے
وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خس راہ کو اڑاتی ہے
وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے
کبھی وہ خاک ہو کر دشمنون کے سر پہ پڑتی ہے
کبھی ہو کر وہ پانی ان پہ اک طوفان لاتی ہے
غرض رکتی نہین ہرگز خدا کے کام بندونسے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بحضور عالیجناب فیض ظہور حضرت مولانا و بالفضل اولنا حضرت کریم الملت صاحب سلمہ اللہ تعالے

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ - الحمد للہ رب العالمین جو سب کا خالق اور مالک اور رازق اور بخشنہار ہے اور سلام وصلوٰۃ اور برکات اور رحمتین ہون اوس محمدؐ پر جس نے ہم کو ایسا رب دکہلایا - اور اوس کے غلام پر جس نے اس زمانہ مین اسلام کی لاج رکھ لی ہے - اور آبپاشی سے موسم خزان کو موسم بہار بنا رہا ہے -

امابعد واضح رائے عالی ہو کر ان دنون راقم بتقریب رخصت متصل قصبہ حافظ آباد موضع گرہی آورن وطن مولوف مین موجود ہے - ضروری امور خانگی کیوجہ سے سہ ماہ کے لئے سیالکوٹ کی جماعت سے مہجوری ہے - تاہم تمام شکر ہے - کہ اس بار کے علاقہ سے بھی بندگ خدا مناسبت رکھتے ہین کچھ اون کے میل جول سے اور زیادہ تر الحکم کے ذریعہ سے آگاہ رہتا ہون - مجھے اب زیادہ تر محسوس ہوا ہی کہ الحکم ہی اس سلسلہ عالیہ کا ارگن اور نہائی کا اعلے رفیق ہے - فضل مرحوم کا نہایت ہی رنج ہوا ہے اوسکی دعا کی تحریک اخبار کے ذریعہ احمدی جماعت کی یاد دہانی کے لئے فرماتے رہین - مین دل سے دعا کرتا ہون - کہ حق سبحانہ تعالے مرحوم مغفور کو دائمی زندگی نصیب کرے - آمین ثم آمین -

مین آپ کو اس علاقہ کا ایک واقعہ سناتا ہون - جس سے ثابت ہوتا ہے - کہ خدا تعالے کے ماموروں کو ہمیشہ قوم شناخت کیا کرتی ہے اور قوم کے آگے جو روکاوٹین ہون - وہ کس طرح نابود ہو جاتی ہین - قصبہ حافظ آباد کے غرب مین موضع پریم کوٹ ایک چھوٹا سا موضع ہے - جو قریبًا دو تین میل کا فاصلہ ہے - وہان پر مولوی نبی بخش صاحب امام مسجد سلسلہ عالیہ کے مخلص مرید رہتے ہین - اور ساکنان دہہ کی ایک جماعت رکھتے ہین - دیہات قرب و جوار مین سلسلہ تبلیغ جاری رکھا ہوا ہے - موضع پنڈی باوری مین رمضان گذشتہ سے ایک مولویصاحب ابراہیم نامی جو وطن اپنا موضع ٹہٹہ تھانہ سنگ جانی ضلع راولپنڈی ظاہر کرکے اپنے آپ کو شاگرد گولڑوی صاحب بیان کرتے ہین - میان غلام رسول امام مسجد کے پاس فروکش ہین - اور مدعی حیات عیسے علیہ الصلوٰۃ والسلام بن بیٹھے ہین - تبلیغ سلسلہ عالیہ احمدیہ پا کر زمیندار کسانون کو ورغلاتے ہین کہ یہ مولوی نبی بخش مرزائی ہے - اور مذہب مین اونہون نے تبدیلی کرلی ہے - اور لوگون کو گمراہ کرنا چاہتا ہے - دوسری طرف مولوی نبی بخش کی نیک اطواری سالہا سال کی اور حسن ظنی لوگون سے دور نہ ہتی - ہر چھوٹا بڑا جانتا اور بعض اون کے لنگوٹیہ یار بہی تھے - لوگون نے جب ان کو مدعی وفات اور مولوی ابراہیم صاحبکو مدعی حیات پایا - تو گویا قوم نے ان سے فیصلہ کرنا چاہا - اور موضع مالو چک مین یہہ مجمع کیا گیا اور مسئلہ متنازعہ فیہ پر گفتگو کرائی گئی - جیسا بیان ہوتا ہے - کہ مدعی وفات نے جب قرآن کریم اور احادیث سے دعویٰ اور دلیل کی - اور مدعی حیات کو اپنی وفات کا سامنا نظر آیا - تو کہا - کہ مین مرزا یا اوس کے کسی مرید کی کتاب سے خواہ اوس مین عربی کی آیات ہی ہون - کوئی بات سننا نہین چاہتا - اور نہ اس طرح پر وفات کا قائل ہو سکتا ہون - تب مولوی نبی بخش نے قرآن کریم سے ہی پڑھا - مگر وہ مولوی کب اس خدا ترس انسان کی بات کو سنتا تہا - اور جب حیات ثابت کرنے لگا - کوئی آیت یا حدیث پیش نہ کی - اور مسئلہ متنازعہ فیہ کو دھندلا کردیا - انجام کار لوگون سے کہا کہ اے لوگو اس زمانہ مین یہ ہونا چاہئیے تہا - وہ ہونا چاہئیے تہا - جنگلی سور اور گرجا کی ریختہ دیوارین اڑ جانی چاہئیے تھین - یہ مولوی نبی بخش قرآن کے معنون مین اختلاف ڈالتا ہے - اور علم صرف نحو جو کچھ مین جانتا ہون - اوسکی اسکو کہان خبر ہے متوفیك ورافعك و فلما توفیتنی وعبدی کے صیغہ اور لیومنن کا صدکل بن - کیونکر آتا ہے - یہ ہرگز نہین جانتا - کوئی کوئی مولوی ہے جو اپنے جانتا ہے صرف نحو کی کمی معلومات سے یہ لوگ غلطی کہاتے ہین تب اکثر لوگون نے کہا کیا قرآن کریم ایسی کتاب ہے - جس سے صرف مولویون کو وفات اور حیات مسیح کی صرف نحو آوے اور دیگر احکام جو سات صد مین اوس سے اطلاع ہو ہم کو صاف صاف مطمئن کردو - تاکہ روزمرہ کا خرخشہ دور ہو - تب مولوی صاحب بولے - کہ یہان میرے مقابلہ کا کوئی مولوی نہین - البتہ مرزا صاحب اہل علم سُنے جاتے ہین - مرزا صاحب کو یہ لوگ بلواوین - مین مباحثہ کرونگا - اس طرز کلام مولوی سے پایا جاتا ہے - کہ اوس کو معلوم ہوگا - کہ حضرت مرزا صاحب (جو تمام دُنیا کو تبلیغ فرمارہے ہین) اور مباحثہ ہائے کے نسبت کئی مرتبہ فیصلہ کر چکے ہین وہ تشریف تولا ئینگے نہین - جھوٹی ڈفلی بجاؤنگا افسوس ان زید اور بکر لوگون پر یہہ حضرت امام مامور رحمان اور مرسل یزدان کو کیا سمجھتے ہین - کاش کہ ان کے دل ہوتے حق کو پالیتے کان ہوتے سن لیتے - لیکن اگر مولویون کے علم اور ان کے مباحثات پر مدار تہا - تو مین کہہ سکتا ہون - کہ دنیا مین کسی راستباز کی شناخت نہ ہوتی - جب کہ راستبازون کا فیصلہ ہمیشہ قوم پر موقوف رہا ہے - تو ضرور تہا کہ ایسا ہی ہو - چنانچہ اس دیہات کے رہنے والون کی سدہار اور صاف سینہ والی طبیعتین نہ رہ سکین - اور احمدی جماعت سے یہ مشورہ ہوا کہ ہم بہی اور مولوی بلواتے ہین اور احمدی جماعت کا بہی کوئی مولوی آوے اور موضع مولو چک مین جو ان دیہات کے درمیان ہے مسئلہ متنازعہ فیہ فیصلہ کر لیا جاوے - مولوی ابراہیم چاہتے ہین کہ میرے مقابلہ مین کوئی بڑا عالم لایا جاوے - چنانچہ مولوی نبی بخش نے منظور کیا اور فریقین نے ۱۰- اپریل ۱۹۱۵ء تاریخ مقرر کی - اور دیہات گرد نواح مین اس جلسہ کی شہرت ہوئی مولوی نبی بخش نے بمشورت احباب احمدی مولوی محمد حیات سکنہ بڑہی شاہ عبدالرحمان کو اس خدمت پر مقرر کیا - کہ وہ وزیرآباد جاوین - اور مولانا بالفضل اولنا حافظ غلام رسول صاحب کو خدا کا فضل اون کے شامل حال ہو - لاوین - ادہر قوم مین حق کی تڑپ تہی - اور انتظار پر انتظار تہا - اور خدا سے دعا مانگتی تہی - کہ یا مولائے کریم تو سب کا مولا اور ناصر ہے - اور تیرے آستانہ پر جو گرتا ہے وہ خالی نہین رہتا - حق اور باطل مین فرق کردے - چنانچہ ۹- اپریل ۱۹۱۵ء کو حافظ جیو صاحب وزیرآباد سے ریلوی سٹیشن حافظ آباد پر فروکش ہوئے مولوی صاحبان معہ دیگر احباب جماعت احمدیہ استقبال کے لئے موجود تھے - یہہ خدا کے بندون کا قافلہ تہوڑا عرصہ اس خاکسار کے مکان پر ٹھہر کر موضع پریم کوٹ کو چلا گیا - صبح دس تاریخ تہی - دیہات قرب وجوار کا اجتماع مولو چک مین شروع ہوا - یہہ خاکسار راقم بہی معہ اخی مکرمی ملک شہباز خان صاحب جو سلسلہ عالیہ کے معزز ممبر ہین - پہنچا - اور بہت سے اصحاب اثناء راہ سے ساتھ ہو لئے - مولو چک پہونچنے سے پہلے پریم کوٹ پونچکر حافظ صاحب جو معہ دیگر احباب کے منتظر تھے - ہمراہ ہوئے - مولو چک پونچتے ہی ایک ٹولہ مولوی صاحبان آراستہ اور پیراستہ اپنے آگے بڑی بڑی مجلد کتابین - کتب ہائے کا انبار لگائے ہوئے بیٹھے پایا گیا - اب مین ناظرین پر ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ اس مجمع مین کون کون صاحب شامل تھے - فریق مخالف مین "

مولوی ابراہیم صاحب اول الذکر - مولوی غلام رسول پنڈی باوری - مولوی احمدالدین سکنہ بریالی ضلع گجرات - حافظ احمدالدین صاحب سکنہ گوجرکے - مولوی احمدالدین صاحب امام مسجد وحافظ امیر علی صاحب سکنائے گرہی آورن - موخرالذکر اگرچہ نابینا تھے - مگر وہ اپنی بغل مین سیف چشتیائی دبائے ہوئے تھے - جو اس خاکسار نے دیکھی تہی - اور احمدیہ فریق سے جناب حافظ صاحب وزیرآبادی اور مولوی عنایت اللہ صاحب سکنہ چبہ سندھوان مولوی محمد حیات صاحب خلف حکیم مولانا مولوی جلال الدین صاحب مرحوم سکنہ پیرکوٹ مولوی محمد حیات صاحب سکنہ بڑہی شاہ عبدالرحمان - مولوی نبی بخش صاحب سکنہ پریم کوٹ باتفاق رائے احباب مولوی احمدالدین صاحب امام مسجد گرہی آورن میر مجلس یعنے سپرنٹنڈنٹ جلسہ مقرر ہوئے اور یہ تجویز قرار پائی - کہ مسئلہ حیات وفات مسیح پر - اور چودہوین صدی والے امام کے متعلق جس جس فریق کا مولوی گفتگو کرنا چاہے - وہ جلسہ عام مین بطور لکچر بیان کرے اور لکچر کے وقت مین کوئی آدمی کسی فریق کا مخل نہین ہوگا - (باقی ہفتہ آئندہ)

www.aaiil.org

رسید آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۳ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - پیر برکت علی صاحب رمل ضلع گجرات صدقہ عہ قربانی فنڈ ۱۱ر کالج عہ ۸ر
۲ - مولوی فتح دین صاحب دہرم کوٹ بگا ۱۱ر (قربانی فنڈ)
۳ - مولوی وزیر الدین صاحب مدرس سجان پور ٹیڑاہ عہ ۔ ،،
۴ - منشی گلاب دین صاحب مدرس رہتاس ۸ر مدرسہ
۵ - منشی عبد الخالق صاحب ڈپٹی انسپکٹر لورالائی ۵ مدرسہ
۶ - جماعت مردان ضلع پشاور عہ مسکین فنڈ

۴ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - مولوی محمد فاضل صاحب ماتوالہ ضلع ملتان ۱۲ر مدرسہ

۶ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - میان محمد علی صاحب بستی درباہم کملانہ عہ عید فنڈ
۲ - منشی اللہ دتا صاحب مدرس مڈل سکول رام نگر گجرانوالہ ۸ر مدرسہ
۳ - منشی احمد حسن صاحب مدرس شاملی مظفر نگر ۴ر مدرسہ
۴ - سید قاضی غلام حسین صاحب ٹریزری اسسٹنٹ حصار
،، ۱۲ر مدرسہ ۱۲ر یتامی فنڈ عہ ۸ر

۷ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - منشی محمد اسماعیل صاحب ٹیلر ماسٹر عدن للعہ مدرسہ
۲ - منشی احمد الدین صاحب اپیل نویس گوجرانوالہ عہ مدرسہ

۸ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - منشی غلام سرور صاحب گرداور ڈیرہ اسمٰعیل خان
،، عہ مدرسہ چندہ جون ۱۹۰۵ء
۲ - جماعت مردان ضلع پشاور ۱ر مدرسہ
۳ - چودہری رستم علی صاحب انبالہ ۔ ۵ر مدرسہ
۴ - جماعت کوئٹہ معرفت منشی خدا داد خان صاحب رسالدار للعہ مدرسہ

۹ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - سید سعید الدین صاحب موضع کوسمی صالح پور (کٹک) ۵ مدرسہ

۱۰ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - میان محمد حسین صاحب (معہ اہل وعیال) نمبردار
پرم جست پور سے مدرسہ چندہ سال ۱۹۰۵ء
۲ - جناب زین الدین محمد ابراہیم صاحب بمبئی عہ مدرسہ
۳ - منشی عبد العزیز صاحب ٹیلر ماسٹر متہرا میزان
سے (مساکین فنڈ) عہ (مدرسہ) للعہ
۴ - بابو نور الدین صاحب نقشہ نویس لائل پور عہ مدرسہ
۵ - شیخ محمد حسین صاحب لائل پور عہ مدرسہ
۶ - شیخ خدا بخش صاحب لائل پور عہ مدرسہ
۷ - میان محمد حسین صاحب لائل پور عہ مدرسہ
۸ - جناب سردار احمد صاحب لائل پور عہ مدرسہ
۹ - جماعت لاہور میزان للعہ ۹ر مدرسہ چندہ اپریل عہ ،، ،، ،، مسکین فنڈ

۱۱ - جولائی ۱۹۰۵ء

جماعت بمبئی معرفت مولوی سکندر علی صاحب احمدی مدرس قادیان ہے

۱۲ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - میان عبد الرحمان طالب علم قادیان سپیشل کلاس ۸ر مسکین فنڈ
۲ - میان نظام الدین درزی احمدی جہلمی از افریقہ (للعہ) میزان ۹ر مدرسہ عہ مسکین فنڈ
۳ - میان امیر اللہ صاحب موضع اسماعیلہ ضلع پشاور عہ مدرسہ
۴ - جماعت پشاور معرفت مولوی غلام حسن صاحب ۵ مدرسہ

۱۳ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن
،، پنڈی گہیپ عہ مدرسہ چندہ جولائی ۱۹۰۵ء
۲ - سید اسد اللہ شاہ صاحب گرداور ،، ،، ۴ر ،، ،،
۳ - میان مسیح اللہ صاحب ملازم لڈونگ داباپان ۱ر مدرسہ
۴ - منشی محمد یوسف صاحب اپیل نویس مردان ضلع پشاور ۵ر مدرسہ
۵ - منشی غلام محمد صاحب پہلوری شاہپور کنڈی ۴ر مدرسہ

۱۴ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - منشی محمد مقبول صاحب احمدی میر منشی لکھنؤ ۸ر مدرسہ جون ۱۹۰۵ء

۱۵ - جولائی ۱۹۰۵ء

۱ - بابو غلام حسن صاحب سٹیشن ماسٹر ٹوبہ ٹیک سنگھ
،، (میزان ۷) ۲ (مدرسہ) ۲ (مساکین)
۲ - جماعت احمدیہ مالیر کوٹلہ للعہ مدرسہ اپریل مئی جون ۱۹۰۵ء
۳ - جماعت کہاریان معرفت منشی ولی داد صاحب عرائض نویس ۱۲ر مدرسہ

عاجز اللہ داد نائب امین مدرسہ قادیان

ایک عظیم الشان کامیابی اور فیاضی کی
(زندہ مثال)

یعنی ایک ہزار روپیہ کی ہر ایک قسم کی کتابین بالکل مفت

وہ کس طرح

آپ آخیر اگست ۱۹۰۵ء تک اپنی اپنی درخواستین ہمارے دفتر مین بھیجدین ہم آپکو ایک روپیہ کی کتاب صرف ایک ٹکٹ برائے آٹھ آنہ پر مفت بھیجدینگے - جس قسم کی کتاب کی ضرورت ہو اسکا نام خط مین تحریر کردو مگر شرط یہ ہے کہ قیمت اس کتاب کی ایک روپیہ سے زیادہ نہ ہو - آخیر جولائی ۱۹۰۵ء کے بعد کوئی درخواست قابل شنید نہ ہوگی سلسلہ روانگی کتب ۱۵ - اگست سے شروع ہوگا طالب علمون کیلئے خصوصًا و دیگر کتابی موقعون کیلئے عمومًا یہ ایک نادر موقعہ ہے -

درخواست ہو بنام

نذیر اینڈ کو کشمیری بازار لاہور

آخیر جولائی ۱۹۰۵ء تک قیمت نصف

یہ گہڑی کلائی پر باندہی جاتی ہے اسکا ڈائیل پہولدار خالص چینی کا ہے - جیب مین بہی لگ سکتی ہے - دیکہنے مین عمدہ معلوم ہوتی ہے ہزارہا فروخت ہو چکی ہین بڑی پختہ و پائیدار ہین قیمت بموجب ہمارے ۔ (محصول معاف)

ملنے کا پتہ حمید ٹریڈنگ کمپنی کشمیری بازار لاہور

اسکوپ سسٹم واچ جو بہت پختہ و پائیدار ہے اصل قیمت معہ رعایتی ہے

خبرون کا گلدستہ

تار تہہ امریکہ مین مسس سپی بہت بڑا اور مشہور دریا ہے ۱۲ - جون سے اس مین بڑے زور سے طوفان آنا شروع ہوا ہے - سینکڑون انسانون اور ہزارون جانورون کی جانین ضائع ہو چکی ہین - دریا کا پاٹ پہلے دو میل تہا اب بڑہتے بڑہتے ۸ میل تک ہو گیا ہے مقام کیکوک کی ریل بالکل غرق ہو چکی ہے تقریبًا ۶۰ لاکہہ روپیہ کا نقصان ہو چکا ہے لیکن دریا بجائے گہٹنے کے روز بروز بڑہتا جاتا ہے - اہل امریکہ بہت پریشان ہین - خداوند کریم یہی دعا ہے کہ وہ جلد اہل امریکہ کو اس طوفان سے نجات دلائے - ورنہ الٹی لینے کے دینے پڑ جائینگے -

روس مین جو ایک جدید اسلامی کالج وہان کے مسلمانون کی کوشش سے قایم ہوا ہے اسمین عربی، ترکی، تاتاری اور روسی زبانین پڑہائی جاتی ہین اور علوم و فنون جدیدہ کے علاوہ مذہبی تعلیم بہی ہوتی ہے - مگر پہر بہی روسی گورنمنٹ کیطرف سے بعض ایسے مضامین لازمی قرار دئے گئے جو محض ازاصلی تعلیم مین حارج ہونگے -

الہ آباد مین ایک محفل میلاد کے موقع پر منشی کندن لال صاحب نے انتظام و مصارف مین خاص حصہ لیا - علاوہ ان کے اور بہی اہل ہنود اور یورپین صاحب شریک تہے -

امرتا بازار پتر کا نے ۳۰ مئی کو سیمک پلز (جادو کی گولیان) کا ایک اشتہار شائع کیا جس پر کمشنر پولیس نے اعتراض کیا مشتہر اور چہاپنے والا دونون عدالت مین طلب کئے گئے جنہون نے معافی مانگی اور آیندہ اس اشتہار کی اشاعت سے انکار کیا - لہذا معاملہ رفع دفع ہو گیا -

گورنمنٹ مصر نے یہ جدید فرمان صادر کیا ہے کہ جس شخص کا کتا دیوانہ ہو جائے اسکو اسی دن اپنے قریب کے تہانہ مین رپورٹ کرنا چاہیئے - یہ رپورٹ مالک سگ یا وٹرنیری ملازم جو اسکے علاج کو بلایا جاوے اسی وز تہانہ مین کرے - اگر نہ کریگا تو ایک سو قرش تک جرمانہ کا سزایاب ہوگا - کتے کا مالک ذمہ وار ہے کہ کتے کو لوگون اور جانورون کے کاٹنے سے الگ رکہے - یا اسی روز قتل کر دیوے - اگر ایسا نہ کرے تو پولیس کو دست اندازی کا اختیار ہوگا جن جن لوگون نے کتے رکہے ہوئے ہین انکو حکم سنایا گیا ہے کہ ہر ایک اپنے کتے کے گلے مین ایک ایسا لوہے کا پٹہ ڈالے جس پر کتے کے مالک اور اوسکے محلہ کا نام منقوش ہو -

حکومت فرانس نے شہر الجزائر مین اسلامی ممالک کی قیمتی مصنوعات کی نمائش قایم کی ہے - وہ آثار قدیمہ جن سے سلاطین ماضیہ کے تاریخی حالات معلوم ہوتے ہین اس نمائش مین پیش کئے جائینگے - یہ نمائش عنقریب کہولی جائیگی -

بعلبک مین جرمن کمپنی آثار قدیمہ نے جو قدیم آثار کہود کر نکالے ہین انسے قدیمی عبادت گاہون کے تاریخی حالات عجیب عجیب معلوم ہوئے ہین - اور سیو ڈونس عور منیجر آثار قدیمہ نے ایک ضخیم کتاب انکے تاریخی حالات مین لکہی ہے جو فرانس مین چہپکر شائع ہو چکی ہے - اس کتاب مین نہایت مفید معلومات بعلبک کی تاریخ پر لکہے گئے ہین - خصوصًا شہر ہلیو پولیس قدیم اور شاہ انطوان کے اس شاہی محل کے حالات جو ایک بے نظیر مقام تہا - اور نیز عبادت گاہون کے حالات جو قدیم زمانہ مین نہایت مشہور تہے جنمین معبد الشمس اعلےٰ درجہ کا معبد تہا -

پٹیالہ ہسپتال کے کمپونڈر کی وردی پر ایک کراس مارک (نشان) صلیب لگایا گیا ہے جس سے پٹیالہ کی پبلک ڈاکٹر جیمس سولس جن کے خلاف ہو گئی ہے -

لنڈی کوتل مین امسال سخت گرمی پڑی ۱۳ کو کسیقدر بارش ہوئی - جس سے مقیاس الحرارت ۹۶ ڈگری سے گر کر ۷۶ ڈگری پر آ گیا - ایک قافلہ کے ۴ آدمی شدت گرمی سے مر گئے -

کالیکٹ کے ایک پادری صاحب نے ایک انگریز پر اسلئے دعوے کر دیا کہ اس کی شادی کے باجے نے پادری صاحب کی نماز مین خلل ڈالا تہا -

آسام سے مولوی نذیر الدین احمد جاپان کو ریشم بافی اور دیا سلائی بنانے کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے جاتے ہین -

شاہ کابل نے جو سامان برقی روشنی کا منگایا تہا - وہ ۹ جولائی کو لنڈی کوتل سے معہ انجنیر اور ایک انجن کے روانہ کابل ہو گیا -

ہائیکورٹ بمبئی نے فیصلہ کیا ہے کہ جو وصیت کسی مسلمان نے لکہی ہو اوسپر گواہون کی شہادت کی ضرورت نہین خواہ نویسندہ کسی ایسی قوم کا ہی فرد کیون نہو جو بجائے شریعت کی رواج کی پابند اور ہندو قانون وراثت کی تابع ہو - کسی انگریزی عدالت کے فیصلہ یا اسلامی شریعت دونون رو سے شہادت ضروری نہین عیسائی اور ہنود کی وصیت پر گواہون کا ہونا ضروری ہے ورنہ وصیت بیکار سمجہی جائیگی -

ہندوستان سے جو خطوط وغیرہ سیستان یا علاقہ فارس مین بہیجے جائینگے اون کا محصول حسب ذیل ہوگا خطوط وزنی نصف اونس (۱۱/۴ تولہ) پر ۲ آنہ پوسٹ کارڈ پر ۱ آنہ چہپے ہوئے کاغذ جن مین اخبارات و کتب بہی شامل ہین فی دو اونس (۵ تولہ) پر نصف آنہ محصول ادا کرنا ہوگا -

حضور وایسرائے کی لیجیسلیٹو کونسل مین ایک بل پیش ہوا ہے جسکی رو سے ہندوستان مین نکل سکوں کا ایک سکہ جاری کیا جائیگا -

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل نمبر

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم — إنه آوى القرية

الحکم

چہ گویم بانو گرآئی چہ در قادیان بینی — دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت (۱) عوام سے ۳، (۲) خواص و معاونین سے ۱۰، (۳) ہندوستان سے باہر ۱۲، (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲، (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

جلد ۹ — قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۰۵ء — ۲۷ جمادی الاول ۱۳۲۳ھ — نمبر ۲۷

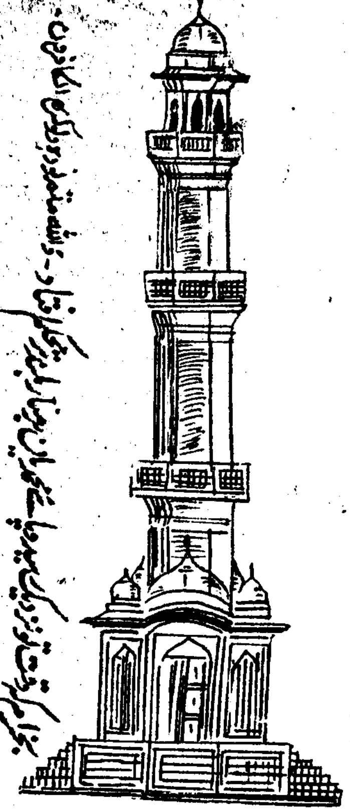

فہرست مضامین

(۱) ۳۱ اگست تک خاص رعایت
" دارالامان کا ہفتہ - انتقال — صفحہ اول
" خریداران الحکم کی توجہ طلب
(۲) کیا اسلام کے لئے تنزل لازمی ہے - ص ۲
(۳) دربار شام - پرانی نوٹ بک میں سے کچھ ص ۳
(۴) پیسہ اخبار کا مقدمہ - ص ۴ و ۵
(۵) متفرق مضامین - ص ۵
(۶) جاپان میں اسلام کی خواہش - ص ۶
(۷) نصرۃ الحق - ص ۷ و ۸
(۸) بقیہ مراسلت - ص ۹
(۹) خبروں کا گلدستہ
" زلزلہ کا دھکا - ص ۱۰
(۱۰) اشتہارات - ص ۱۱ و ۱۲

۳۱ اگست ۱۹۰۵ء تک خاص رعایت

کارخانہ الحکم کی بعض جدید الطبع کتابوں کے لئے جگہ نکالنے کیواسطے ۳۱ اگست ۱۹۰۵ء تک مندرجہ ذیل کتابوں میں خاص رعایت کیجاتی ہے یاد رکھیئے ۳۱ اگست ۱۹۰۵ء کے بعد یہہ رعایت جاری نرہیگی۔ اس اثنا میں خصوصاً گذشتہ سالوں کے بعض فائل خریدنے میں آپ کو بہت بڑا فائدہ رہیگا کیونکہ گذشتہ سالوں کے فائل ہمیشہ دوچند قیمت پر دئیے جاتے ہیں۔

۱۹۰۳ء کا فائل الحکم ۵، صرف پچاس درخواستوں کی تعمیل ہوگی۔
۱۹۰۴ء " ۵،
ازالہ اوہام ہر دو جلد ۱۲،
آسمانی فیصلہ ۲،
مسلمانوں کا خدا اور اسکے حضور دعا ۲،
ردشیعہ و خط نسخ ۲،
حضرۃ اقدس کی پرانی تحریریں ۱۰، صرف پچیس درخواستوں کی تعمیل ہوگی۔
ست بچن و آریہ درم ۱۰،
تفسیر سورہ بقرہ ۱۲، صرف سو درخواستوں کی تعمیل ہوگی۔
وحدت وجود پر خط اور تقریر نماز ۱،
برہان الحق ۲،
النصح ۱،
سلک مرارید اول ۲، صرف سو درخواستوں کی ہوگی۔
اصلاح النظر ۲، صرف بیس درخواستوں کی تعمیل ہوگی
الانذار ۲، صرف ۸۰ درخواستوں کی تعمیل ہوگی
رپورٹ جلسہ سالانہ ۸، صرف پچاس درخواستوں کی تعمیل ہوگی۔
اربعین ہر چہار نمبر ۳،

تمام درخواستوں کی تعمیل بذریعہ وی پی ہوگی۔ اور تمام درخواستیں دفتر الحکم کے نام آنی چاہئیں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خیریت سے ہیں۔ بزرگان ملت کی صحت بھی الحمد للہ اچھی ہے۔ حضرت مسیح موعود براہین احمدیہ جلد پنجم کا ضمیمہ لکھ رہے ہیں جو ۱۲۰ صفحہ تک پریس میں جا چکا ہے۔

۲- موسمی حالت بدستور ہے البتہ ہفتہ زیر اشاعت میں بارش ہوگئی تاہم جو وقت دھوپ نکلتی ہے سخت جانگداز ہوتی ہے۔ اور حبس جب ہوتا ہے تو دم گھٹنے لگتا ہے۔

۳- ۲۶ جولائی ۱۹۰۵ء کی صبح کو قبل نماز صبح زلزلہ کا ایک شدید دھکا لگا الحمد للہ ہر طرح خیریت رہی ہے۔

۴- مدرسہ تعلیم الاسلام موسمی تعطیلات کیلئے غالباً اگست کے آخری ہفتہ میں بند ہوگا۔

انتقال

جناب مولوی عبد الحق صاحب سیدوالہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ انکی اہلیہ جو مغفور مولوی جمال الدین صاحب کی دختر نیک اختر تھیں کچھ عرصہ تک بیمار رہ کر ۲۲ جولائی ۱۹۰۵ء کو فوت ہوگئیں۔ مرحومہ سلسلہ عالیہ میں داخل تھیں۔ آخر وقت تک یہہ خواہش کرتی رہیں کہ مجھے قادیان لے چلو تاکہ میرا جنازہ خود حضرت امام علیہ السلام پڑھیں۔ لیکن مرحومہ کی یہہ التجا جنازہ غائب کی صورت میں ہی پوری ہونی مقدر تھی۔ بہر حال ہر جگہ کی احمدی جماعت مرحومہ کا جنازہ پڑھ دے۔ مولوی عبد الحق صاحب مرحوم مولوی جمال الدین صاحب کی طرح سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک پرجوش مبلغ ہیں اور اپنے علاقہ میں نہایت عزت و وقعت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ دیندار اور زیرک ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور مولوی صاحب ممدوح کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرماوے۔ آمین۔

خریداران الحکم کی توجہ طلب

۱- ہر خریدار ہر قسم کی خط و کتابت متعلقہ اخبار میں اپنی چٹ کا نمبر ضرور درج کرے ورنہ عدم تعمیل ارشاد کی شکایت معاف۔

۲- جو صاحب عند الطلب قیمت ادا کرنے کے لئے طیار نہیں ہیں وہ آئندہ الحکم کی خریداری کے لئے ہرگز درخواست نکریں کیونکہ بدون وصولی قیمت پیشگی آئندہ الحکم کسی کے نام جاری نہوگا۔

۳- جن احباب کے ذمہ الحکم کا مطالبہ باقی ہے انکے نام وی پی جاری ہو رہے ہیں کارخانہ پابند نہیں ہے کہ انکو علیحدہ اطلاع بھی دے ہاں اگر حساب میں کوئی غلط فہمی ہو تو وہ وی پی امانت رکھکر اسکا تصفیہ کر سکتے ہیں واپس کرنے میں ایک خادم دین کارخانہ کے قیمتی وقت کے نقصان کے علاوہ مالی نقصان بھی ہوتا ہے جسکے ذمہ وار وہی بزرگ ہیں۔ — عم

www.aaiil.org

کیا اسلام کیلئے تنزل لازمی ہے؟

(۱) ہمعصر عصر جدید مالیر کوٹلہ کی مئی ۱۹۰۸ء کی اشاعت مین ایک سوال جواب طلب ایڈیٹر صاحب کیطرف سے شایع ہوا ہے ایڈیٹر صاحب نے سوال مذکور کے جواب کے لئے بارہ اخبار نویسون اور آٹھ اہل قلم علماء کو توجہ دلائی ہے اخبار نویسون کے ضمن مین ایڈیٹر صاحب نے ہمکو یعنی ایڈیٹر الحکم کو بھی متوجہ کیا ہے۔ مین آجتک منتظر تھا کہ ان مخاطب اخبار نویسون یا علماء مین سے کوئی صاحب اس سوال پر قلم اٹھاتا۔ لیکن مین افسوس سے ظاہر کرتا ہون کہ میری نظر سے ابھی تک کوئی جواب سوال مذکور کا نہین گذرا۔ پس جہانتک اللہ تعالے نے مجھے سمجھ اور قوت تحریر دی ہے مین اسکے موافق اس سوال کے جواب پر قلم اٹھاتا ہون وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

اس مضمون پر قلم اٹھانے سے پیشتر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اصل سوال کو اول درج کر دیا جاوے۔

سوال

مسلمانون کے مذہب مین کچھ ایسے بیج زوال۔ بے اعتدالی۔ اور انحطاط کے موجود ہین کہ جہاں یہہ مذہب جاتا ہے خرابی لاتا ہے۔ ایران یا کشمیر کی آب و ہوا مین نسلون کو اور خوشگوار ... تاتاری اور مغل کی جری قومون پر نظر ڈالو تب۔ عرب اور افریقہ کے صحراؤن مین جاؤ تو۔ ہندوستان کی مخلوط النسل اقوام کو لو تو ہر جگہ آپ کو یکسان بے اعتدالی۔ جہالت۔ خرابیان سستی اور پستی ملے گی۔ پس نسل آب و ہوا۔ زبان وغیرہ کے اضافی اختلافات کو دور کرو۔ اور ان سے قطع نظر کرو تو اصل مشترک مذہب باقی رہ جاتی ہے۔ ہندو **مسلمانون کا زوال انکے مذہب کیوجہ سے ہے؟**

نم کلامہ

یہہ سوال ہے جو مالیر کوٹلہ کے چیف جج اور ہمعصر جدید کے ایڈیٹر صاحب نے پیش کیا ہے مین اس سوال کا جواب اجمالی اور تفصیلی دونگا۔ اجمالی تو اسیقدر ہے کہ یہہ محض غلط ہے کہ **مسلمانون کا زوال انکے مذہب** کیوجہ سے ہے۔

اسلام فی نفسہ ایک ایسا مذہب ہے جو ہر قسم کی ترقیون اور بلند پروازیون کو فطرتی طور پر چاہتا ہے۔ تفصیلی جواب کے لئے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ مسلمانون کے تنزل سے مراد انکی مذہبی زوال پذیر حالت مراد ہے یا انکا دنیوی تنزل؟

اگر اس سے یہہ مراد ہے کہ نفس اسلام ایک کمزور اور زوال پذیر مذہب ہے اور اسکے اصولون مین طبعی طور پر ایسی کمزوری ہے جو انحطاط کیطرف لئے جاتی ہے تو یہ بالکل غلط اور بیہودہ امر ہے اور ایسا دعوے ہے جسکی کوئی دلیل کبھی پیش نہین کی جاسکتی۔ اسلئے کہ قرآن کریم جو اسلامی ہدایتون کا مجموعہ اور کوڈ ہے وہ ایک کامل کتاب ہے۔ اور ایسی کامل کہ دنیا کی کوئی کتاب اسکا مقابلہ نہین کر سکتی۔

اسکی صداقتین اور ہدایتین تیرہ سو سال گذرنے کے بعد بھی باوصفیکہ متمدن قومون مین انکے خیال کے موافق بہت کچھ ترقی ہوئی ہے ایسی ہی سچی اور لازوال اور لاتبدیل ہین جو ایام نزول وحی مین تھین۔ قرآن مجید نے اپنی نسبت نہایت صفائی اور زور کے ساتھ دعوے کیا ہے جیساکہ ذیل مین مین چند مقامات درج کرتا ہون جن سے معلوم ہوگا کہ قرآن کریم اپنی نسبت آپ کیا فرماتا ہے۔

پس یاد رہے کہ قرآن شریف اپنی نسبت فرماتا ہے

۱۔ لَا رَیْبَ فِیْہِ پ۱ اس کتاب مین کوئی شک و تردد اور ہلاکت نہین۔

۲۔ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ پ۱ متقیون کے لئے ہدایت نامہ ہے۔

۳۔ بَیَانٌ لِّلنَّاسِ وَھُدًی وَّمَوْعِظَۃٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ پ۴ لوگون کے لئے بیان ہے اور متقیون کے لئے ہدایت نامہ اور نصیحت نامہ ہے۔

۴۔ فِیْھَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ پ۳۰ قرآن شریف تمام صداقتون پر مشتمل تمام مضبوط اور پکی باتین اس مین موجود ہین۔

۵۔ کِتٰبًا مُّفَصَّلًا۔ وہ مفصل کتاب ہے۔

۶۔ یَّھْدِیْ بِہِ اللّٰہُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَہٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَیُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ پ۶ وہ اون لوگون کو جو اس کی خوشنودی کے پیچھے لگتے ہین سلامتی کی راہون پر لگاتا اور چلاتا ہے۔ اور ان کو رسم۔ عادۃ اور جہالت کی تاریکیون سے نکال کر نور کیطرف لے جاتا ہے۔

۷۔ یُعَلِّمُکُمْ مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ پ۲ تمکو وہ حقایق اور معارف سکھاتا ہے جنکا تم کو علم نہ تھا۔

۸۔ اِنَّ ھُدَی اللّٰہِ ھُوَ الْھُدٰی۔ ہدایت اللہ ہی کی ہدایت ہے۔

۹۔ لَا یَاْتِیْہِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْہِ وَلَا مِنْ خَلْفِہٖ پ۲۴ باطل اس کیطرف کسی طرف سے راہ ہی نہین پاسکتا۔

۱۰۔ اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ پ۱۵ بیشک یہ قرآن سب سے زیادہ سیدھی مستحکم اور مضبوط راہ بتاتا ہے۔

۱۱۔ اِنَّ فِیْ ھٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِیْنَ پ۱۷ اس کتاب مجید مین فرمانبردار قوم کیلئے تبلیغ ہے۔

۱۲۔ اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ حَقُّ الْیَقِیْنِ پ۲۷ اور بیشک وہ حق الیقین ہے اسمین ظن اور شک کی جگہہ ہی نہین۔

۱۳۔ حِکْمَۃٌۢ بَالِغَۃٌ پ۲۷ وہ حکمۃ بالغہ ہے۔

۱۴۔ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ پ۱۴ اس مین ہر ایک چیز کا بیان ہے۔

۱۵۔ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا پ۲۵ قرآن روح ہے ہمارے امر سے یعنی زندگی بخش شے ہے۔

۱۶۔ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ پ۱۸ نور ہی نور ہے۔

۱۷۔ اَنْزَلَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِیْزَانَ پ۲۵ نازل کیا کتاب کو جو خود حق ہے اور میزان حق ہے یعنی آپ بھی سچا اور سچ کی شناخت کا معیار بھی۔

۱۸۔ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی پ۲ وہ لوگون کے لئے ہدایت ہے اور ہدایتون کے لئے اسمین تفصیل ہے۔

۱۹۔ الفرقان۔ حق و باطل مین امتیاز کرتا ہے۔

۲۰۔ اِنَّہٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ پ۳۰ بیشک وہ قول فیصل ہے۔

۲۱۔ وما انزلنا علیک الکتب الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ وھدی و رحمۃ لقوم یومنون پ۱۴ اور ہم نے تم پر ایسی ... بیان کرتی ہے تمام اختلافی امور کو اور ایمانداروں کے لئے ہدایت اور شفا ہے۔

۲۲۔ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ پ۱۱ امراض قلبی کے واسطے شفا ہے۔

۲۳۔ نور مبین۔ حق کو باطل سے جدا کرنے والا نور۔

۲۴۔ حق مبین۔ کھلا کھلا حق۔

۲۵۔ بالحق انزلنہ وبالحق نزل۔ ضرورت حقہ کیوقت ہم نے اسے اتارا اور ضرورت حقہ کے تمام سامانون کو لیکر اترا۔

یہہ مختصر محامد قرآن شریف کے ہم نے قرآن شریف سے بیان کئے ہین جنکا خلاصہ ہم ذیل کے چند پیراگرافون مین بیان کرتے ہین۔

الف۔ قرآن مجید ایک ایسا بیّن نور ہے جو انسان کو ہر قسم کی تاریکیون سے نجاۃ دیتا اور دلکو منور کرتا ہے جس سے روحانی عالم کی حقیقت صاف صاف منکشف ہوجاتی ہے۔ قلبی امراض کی دوا ہے سکینت اور اطمینان کا ذریعہ ہے۔ مبارک وہ جو اس نور سے مستفیض۔

ب۔ قرآن مجید اللہ تعالے کی طرف سے انسان کی ہدایت اور نجات کے لئے خاص وعظ ہے اور روحانی بیماریون کی شفا ہے اسکے احکام ... کو ماننے والا ہدایت یافتہ ہوتا ہے۔

ج۔ قرآن کریم انسان کی فطرت کا سچا معلم اور مزکی ہے اور اس کے فطرتی دین کو تازہ کرتا ہے تھوڑے ہین جو اس کے احکام سنکر سر تسلیم خم کرتے ہین۔ اور اکثر ہین جو پہلو تہی کرتے اور تکبر اور سرکشی سے کام لیتے۔ مومن فوراً مان جاتا ہے اور ابا و انکار سے بچتا ہے۔

د۔ حقیقی زندگی کا سرچشمہ قرآن ہے زندونکی زندگانی کا مایہ حیات یہی ہے اور مُردون کیلئے زندگی کا باعث۔

س۔ قرآن کو نہ ماننا انسانکی بے ایمانی و بدکاری کی دلیل ہے کیونکہ یہ انسانکی فطرت کا سچا معلم ہے۔

اب ایک صحیح الفطرت دانشمند جب قرآن کریم کی اس شان بلند پر نظر کرتا ہے تو اسے صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ کیسی کامل اور مکمل کتاب ہے اور یہہ بالکل سچ ہے جو اللہ تعالے نے فرمایا۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔

ایسی مکمل کتاب کے ہوتے ہوئے اسلام ایسے مذہب کی نسبت یہہ خیال کرنا کہ اس مین انحطاط اور زوال کے بیج ہین۔ بہت بڑی کمزوری اور تنگ نظری ہے۔ اور یہ نرا دعوے ہی دعوے نہین ہے بلکہ مین انشاء اللہ العزیز واقعات صحیحہ کو پیش کرکے بتاؤنگا کہ اسلام نے کسطرح پر قومون مین ترقی کی روح پیدا کی۔ ہان ان قومون مین جو دنیا کی تاریخ مین کوئی نمبر اور مرتبہ ہی نہ رکھتی تھین۔ یہہ مضمون مختصر مضمون نہین ہوسکتا بلکہ اس کے لئے میرا فرض ہوگا کہ جن ممالک کا ذکر عصر جدید کے ایڈیٹر صاحب نے کیا ہے) انکی اسوقت کی حالت پر نظر کیجاوے جو اسلام سے پہلے وہان کی تھی اور پھر اسلام نے جو تبدیلی ان ممالک مین کی اسکو بھی مطالعہ کیا جاوے۔

بہرحال نفس اسلام مین کوئی نقص اور کمزوری معترض صاحب نے پیش نہین کی اور نہین بتایا کہ وہ زوال کے بیج اسلام کی تعلیم مین کونسے ہین۔ اس لئے مین یہی سمجھتا ہون کہ وہ اسلام کو فی نفسہ تو ایک کامل مذہب تسلیم کرتے ہین لیکن دنیوی طور پر شاید اسکو ناقص قرار دیتے ہین؟ اگر سائل کا یہ منشاء ہے تو مین سمجھتا ہون یہہ بجائے خود بہت ہی بودا اور کمزور ہے اسلئے کہ کامل مذہب کا یہ ایک نشان ہے کہ وہ ہر پہلو اور ہر حالت مین مکمل ہو۔ اگر کوئی مذہب دنیا مین انسان کی تمدنی زندگی کیلئے زرین اصول پیش نہین کرتا اور اسکی زندگی کے ہر نشیب و فراز اور عام منازل کے لئے رہنما اور روشنی بخش نہین ہے تو اسے کامل کیونکر کہا جاویگا؟ اسطرح پر تو ہر ایک اہل مذہب یہ دعوی کرسکتا ہے کہ میرا مذہب کامل مذہب ہے اور جب اس مین کوئی نقص اور کمزوری دکھائی جاوے تو اسکا صاف جواب ہوسکتا ہے کہ اس پہلو سے اسکی کمال کا دعوی نہین ہے +

www.aaiil.org

دربار شام

۲۹ - جولائی ۱۹۰۵ء

بعد ادائے نماز مغرب حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے گئے اور عشاء کی نماز کی اذان ہوتے ہی تشریف لاکر شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے۔

شیخ مظہر الدین صاحب انسپکٹر پولیس پشاور چند روز سے اپنی محترم ہمشیرہ صاحبہ کو لیکر آئے ہوئے تھے شیخ صاحب کی ہمشیرہ ایک صدمہ رسیدہ خاتون ہے۔ اور متواتر موت کے صدموں نے انہیں سخت شکستہ خاطر بنا دیا ہے وہ اپنے معزز بھائی کے ہمراہ اس غرض سے دارالامان آئی تھیں کہ حضرت اقدس سے دعا کرائیں تاکہ درد رسیدہ دل پر سکینت کا نزول ہو۔ اور آپ کی پر اثر نصائح سے اطمینان خاطر ہو۔ حضرت مخدوم الملۃ نے حضرت حکیم الامۃ کے اشارہ سے شیخ صاحب کیلئے اجازت چاہی کہ وہ ایک ضروری کام اور تفکر کیوجہ سے جلد جانا چاہتے ہیں۔ فرمایا

میں نے آپ کی ہمشیرہ صاحبہ کو بہت کچھ سمجھایا ہے اور ان کے لئے دعا بھی کی ہے اور وعدہ بھی کیا ہے کہ دعا کروں گا ہاں اتنی بات ہے کہ آپ یاد دلاتے رہیں۔ میں نے انکو کہدیا تھا کہ مولویانہ وعظ و نصیحت سے آپ کے دلکو تسلی نہیں ہوگی۔ یہہ تسلی تو خدا تعالےٰ کی ہی طرف سے آئیگی کیونکہ جسنے دل بنایا ہے وہ دل پر اثر ڈال سکتا ہے۔ اور یہ سب کچھ دعاؤں سے ہی ممکن ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ انہیں بہت فائدہ ہوا ہے۔

فرمایا دعاؤں میں جو رو بخدا ہو کر توجہ کی جاوے تو پھر ان میں خارق عادت اثر ہوتا ہے۔ لیکن یہہ یاد رکھنا چاہیئے کہ دعاؤں میں قبولیت خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے آتی ہے اور دعاؤں کے لئے بھی ایک وقت جیسے صبح کا ایک خاص وقت ہے اس وقت میں خصوصیت ہے وہ دوسرے اوقات میں نہیں اسیطرح پر دعا کے لئے بھی بعض اوقات ہوتے ہیں۔ جبکہ انمیں قبولیت اور اثر پیدا ہوتا ہے۔

فرمایا۔ عام انسان صدموں کو برداشت نہیں کر سکتے یہہ انبیاء علیہم السلام ہی کے قلوب ہوتے ہیں کہ وہ ہر قسم کی صدمات اور مشکلات کو برداشت کرتے ہیں اور ذرا بھی نہیں گھبراتے۔

فرمایا۔ بعض مقام ایسے ہوتے ہیں کہ تقریر سے دل تسلی پکڑتا ہے لیکن بعض مقام ایسے ہوتے ہیں کہ محض اللہ تعالےٰ کی رحمت ہی کام کرتی ہے اللہ تعالےٰ کے کام میں صدہا مخفی اسرار ہوتے ہیں جنکو انسان کبھی سمجھ لیتا ہے اور کبھی نہیں۔ انسان کو چونکہ آخرۃ کے ذخیرہ کی ضرورۃ ہے۔ اور بعض اوقات انسان کے اعمال ایسے نہیں ہوتے جو آخرت میں کام دیں اسلئے اللہ تعالےٰ نے قضا و قدر سے اسکا تدارک کر دیتا ہے۔ جسطرح انسان روزہ رکھتا ہے تو اس روزہ کے ساتھہ سحری بھی ہے اور اس میں اسکو اجازت ہے کہ جو چاہے سو کھالے۔ لیکن قضا و قدر کا جو روزہ ہے اسکے لئے کونسی سحری ہے۔

فرمایا آج اللہ تعالےٰ نے میرا ایک اور نام رکھا ہے جو پہلے کبھی سنا بھی نہیں تھوڑی سی غنودگی ہوئی اور الہام ہوا

محمد مفلح

زلزلہ کے متعلق مختلف ذکر ہوتے رہے فرمایا **اموری** کا پتہ رکھنا چاہیئے تاکہ جب **پیشگوئی پوری** ہو تو اسکو بھی [illegible] (اس کد اس یقین اور بصیرت کا پتہ ملتا ہے جو آپ کو اللہ تعالیٰ اور اسکے وعدوں پر ہے ایڈیٹر)

فرمایا عام لوگوں کا علم یہیں تک محدود ہے کہ عام اسباب مادیہ کے ماتحت تحریکات ہوتی ہیں لیکن اسی حد تک ختم کر دینا یہہ سخت غلطی ہے قضا و قدر کے اسباب بعض اوقات وراء الورا ہوتے ہیں اور انکا تعلق محض کن **فیکون** سے ہی ہوتا ہے جسے دوسرے لوگ سمجھہ ہی نہیں سکتے اگر یہہ اسباب اسی حد تک ہوتے جہاں تک یہہ لوگ سمجھے بیٹھے ہیں تو پھر تو گویا **خدائی** ہی کو اپنے قبضہ میں لے آتے

پہلی امتوں پر جو جو عذاب آئے ہیں اگر انکے حکماء کو انکے اسباب کی خبر ہوتی تو وہ انکو بچا کیوں نہ لیتے۔ مگر ایسا نہیں ہوا اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ اسباب وراء الورا تھے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اس خارق عادت نشان سے بہت سے لوگ سیدھے ہو جائیں گے۔

پرانی نوٹ بک میں سے کچھ

قوت ذوق شوق علم سے پیدا ہوتی ہے جبتک علم اور معرفت نہ ہو کیا ہو سکتا ہے۔ **رب زدنی علما** کی دعا میں یہہ بھی ایک سر ہے کیونکہ جس قدر آپ کا علم وسیع ہوتا گیا اسی قدر آپ کی معرفت اور آپ کا ذوق شوق ترقی کرتا گیا پس اگر کوئی شخص چاہتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھہ محبت میں اسے ذوق شوق پیدا ہو تو اسکو اللہ تعالےٰ کی نسبت صحیح علم حاصل کرنا چاہیئے اور یہ علم کبھی حاصل نہیں ہوتا جب تک انسان صادق کی صحبت میں نہ رہے اور اللہ تعالےٰ کی تازہ بتازہ تجلیات کا ظہور مشاہدہ نہ کرے۔

*

اللہ تعالےٰ کے ساتھہ صحیح اور سچا تعلق اوس وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان پورا وفادار اور مخلص ہو۔ جو شخص وفادار نہیں اگر وہ ہر روز اس قدر روتا رہے۔ کہ اس کے آنسوؤں کا ایک چھپڑ لگ جاوے تو بھی خدا تعالےٰ کے نزدیک اسکی کوئی قدر نہیں ہے اسلئے ضرورت اس امر کی ہے کہ تمہارا تعلق خدا تعالےٰ کے ساتھہ کامل وفاداری کا نمونہ ہو۔

*

انسان کی عجیب حالت ہے کہ اگر کہیں سانپ نکلے تو اس سے دہشت کھاتا ہے اور جس اندر کی بابت اسے گمان ہو کہ جہاں سانپ ہے وہاں جاتے ہوئے ڈرتا ہے لیکن ہزاروں تجارب موت فوت کے اسکے سامنے ہیں اور پھر بھی نصیحت نہیں پکڑتا۔ ورنہ ایک موت ہی کا واعظ اس کی اصلاح کے لئے کافی تھا۔

*

جھوٹے قصوں سے جھوٹا بھروسہ پیدا ہوتا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آخر اصلیت سے بھی ہاتھہ دھو بیٹھتا ہے جیسے کیمیا کی وہمی باتوں کے بھروسہ میں انسان اگلی دولت بھی کھو بیٹھتا ہے۔

جھوٹے خیالات اور خیالی قصوں کا بھی اثر ایمان پر ہوتا ہے جو لوگ قرآن شریف کو جو اللہ تعالےٰ کی کلام ہے چھوڑتے ہیں وہ آخر اسی مرض میں گرفتار ہو کر اپنے ایمان کو ضایع کر لیتے ہیں۔ قرآن شریف میں کوئی بات ایسی نہیں ہے جو انسان کو دھوکہ دے۔

*

اصل میں انسان کے ایمان کی تازگی اسیوقت شروع ہوتی ہے جب وہ اللہ تعالےٰ ہی پر ایمان لاتا ہے۔ اسیوقت اسکے گناہ دور ہونے لگتے ہیں حقیقی ایمان جب تک پیدا نہیں ہوتا گناہ کی زہر سے انسان بچ نہیں سکتا میرے نزدیک ایمان کی شناخت کا یہی بڑا معیار ہے اور ہر شخص اپنے ایمان کو اس پر آزما سکتا ہے اس لئے دلیل ظاہر ہے کہ جو لوگ سم الفار کو زہر سمجھتے ہیں وہ اسے نہیں کھاتے ہیں اسلئے کہ وہ جانتے ہیں کہ اسکو کھا کر ہلاک ہو جائینگے اسی طرح پر گناہ بھی ایک زہریلا پھل ہے جسے کھاتے ہی انسان مرجاتا ہے لیکن اگر اللہ تعالےٰ پر ایمان ہو تو انسان اس پھل کے نزدیک جانیسے ڈرتا ہے۔ اسپر اسکی ہلاکت کی تاثیروں کا دروازہ کھل جاتا ہے میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہہ بے حیائی اور کھلی بدکاری کی بیماری جو دنیا میں پھیل رہی ہے یہہ دہریت کے روگ سے ...... شروع ہوئی ہے۔ اور اس کی جڑ کفارہ کے جھوٹے فسانے ہیں۔

*

دنیا پرستی کی حد ہوگئی ہے ہر شخص دنیا ہی کا شیدائی نظر آتا ہے اسکی وجہہ یہ ہے کہ وہ جدہر آنکھہ اٹھاتا ہے ابنائے دنیا ہی کو دیکھتا ہے چونکہ ایسے مخلصوں کی نظریں بہت ہی کم ہیں جو خدا تعالےٰ کے ساتھہ کامل تعلقات کا نمونہ ہوں اسلئے اس طرف توجہ ہی نہیں برخلاف اسکے دنیا پرستوں کی نظریں نظر آتی ہیں اسلئے ہر شخص اسی طرف کو جھکتا جاتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کیطرف بہت ہی کم لوگ آتے ہیں کیونکہ **خدا کی راہ اختیار کرنا دنیا سے باہر ہو جانا ہے** جب تک انسان ایک موت اختیار نہیں کر لیتا اس راہ سے داخل نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے فرمایا ہے **موتوا قبل ان تموتوا**۔

*

۳۰ - جولائی دربار شام

حسب معمول حضرت قبل عشاء تشریف لائے تو سب سے اول لودی ننگل کے متصل آئے ہوئے چار آدمیوں نے بیعت کی۔ بعد بیعت تذکرہ ہوا کہ موضع نیچہ متصل لودی ننگل میں **مولوی ثناء اللہ** امرتسری گیا تھا۔ وہاں اوس نے عام مجمع میں اثناء وعظ میں کہا کہ مرزا صاحب کے مرید

لا الہ الا اللہ [illegible] مرزا غلام احمد رسول اللہ

یہہ کلمہ پڑہتے ہیں۔ اسپر ایک مخالف مگر انصاف پسند شخص نے کہڑے ہو کر کہا کہ مولوی صاحب! اگر یہ کلمہ مرزا صاحب کی کسی تصنیف سے نکال دیں تو میں پانچسو روپیہ ابھی آپ کو نقد انعام دیتا ہوں۔ یہہ تحدی سنکر مولوی صاحب چکرائے اور اکثر لوگ بیزار ہو کر حلقہ وعظ سے اٹھہ گئے مولوی صاحب اپنا سا منہ لیکر واپس آئے

نکتہ معرفت

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہمارے اور ہمارے مخالفوں کے درمیان یہہ فرق ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لاکرامت بناتے ہیں اور ہم امت کو مسیح بناتے ہیں۔

پیسہ اخبار کا مقدمہ

پیسہ اخبار کے مقدمہ کے تفصیلی حالات کے درج کرنے کیواسطے میرے اکثر ناظرین نے مجھے خطوط لکھے ہین آجتک الحکم مین پیسہ اخبار کے مقدمہ کے حالات درج نہین ہوئے تہے لیکن اب جبکہ مقدمہ باضابطہ شروع ہوگیا ہے مین چاہتا ہون کہ ناظرین الحکم کی دلچسپی کے لئے ان حالات کو شائع کردون - مقدمہ کی نوعیت پر کسی قسم کی رائے زنی کرنا میرا کام نہین ہے ہان مقدمہ کے فیصل ہونے پر انشاء اللہ بعض ضروری ریمارک کردئے جاوینگے - فی الحال جو کچھہ دوسرے اخبارات اس مقدمہ کے متعلق لکھین گے مین درج کرتا رہون گا - مقدمہ کے ابتدائی حالات بیان کرنے کی بہی مجھے حاجت نہین ہے اسلئے کہ سید ظہور احمد مستغیث کے بیانات سے سب کچھہ ظاہر ہے -

یہ اشتہار ۱۰ - جولائی ۱۹۰۵ء کو مستغیث نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور کی عدالت مین دائر کیا - جو بعد مین سٹی مجسٹریٹ صاحب کی عدالت مین بہیجا گیا مستغیث کی طرف سے بابو درگا سہائے - بی - اے - مختار عدالت پیروی کرتے تہے ۱۲ - جولائی کو سٹی مجسٹریٹ کی عدالت مین مستغیث کا بیان ہوا - ۱۲ - جولائی کو ملزمان کی طرف سے مسٹر ہربرٹ وکیل کمرہ عدالت مین موجود بتائے جاتے ہین بعد بیانات تحقیقات پولیس طلب ہوئی - ۱۵ - جولائی کو مسٹر ہرسی صاحب کے اجلاس مین منشی محبوب عالم وغیرہ کا چالان پیش ہوا - صاحب موصوف نے سرکاری وکیل کو پیروی کا حکم دیا اور ۲۷ - جولائی مقرر ہوئی - ۲۷ - جولائی کی کارروائی مین اگلی اشاعت مین دونگا فی الحال استغاثہ اور بیان مستغیث جو روبرو سٹی مجسٹریٹ صاحب ہوا درج کرتا ہون -

(ایڈیٹر)

نقل استغاثہ

بعدالت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع لاہور

سید ظہور احمد ولد سید احمد اللہ ذات سید سکنہ شاہجہانپور وارد حال لاہور -

بنام

عبد الکریم ولد نا معلوم سکنہ فیروز والا ضلع گوجرانوالہ حال وارد چابک سوار محلہ لاہور -

عبد العزیز ولد نا معلوم سکنہ فیروز والا ضلع گوجرانوالہ حال منیجر پیسہ اخبار لاہور -

محبوب عالم ولد نا معلوم ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور خدا بخش ڈبہ سکنہ لاہور کریم بخش ولد نا معلوم ملازم پیسہ اخبار لاہور - خدا بخش شیر فروش ولد نا معلوم سکنہ لاہور متصل پیسہ اخبار - میران بخش کوچبان پیسہ اخبار لاہور - رمضان ملازم پیسہ اخبار لاہور -

جناب عالی - تمہید استغاثہ یہ ہے کہ واقعہ ۱۵ جون ۱۹۰۵ء کو ملزم نمبر ۱ مستغیث کو جبراً کہینچکر مکان ملزم نمبر ۱ و ۲ مین لیگیا جہان ملزمان نے اپنی سازش سے مستغیث کو کوٹھری مین بند کردیا - ملزم نمبر ۱ نے زدوکوب کیا اور دیگر ملزمان بہی معاون رہے ملزم نمبر ۴ و ۵ و ۶ نے مستغیث سے جرم خلاف وضع فطری کیا اور ملزمان نے سازش کر کے مستغیث کے مکان کی تلاشی کر کے اسباب وغیرہ بہی نکال لیا ملزمان نے مستغیث کو دہمکی دی کہ جان سے مار دین گے - یا ہمارے اہتمام مین یہان سے چلے جاؤ - ملزم نمبر ۸ کی حراست مین مستغیث کو ریل پر سوار کر کے شاہجہانپور بہیجدیا مستغیث پر بڑا ظلم ہوا ہے اسکی قانونی تحقیقات ہونی ضروری ہے اسلئے ملزمان سے قانونی سلوک کیا جائے شہادت موجود ہے -

عرضے

فدوی سید ظہور احمد ولد سید احمد اللہ لاہور -

مورخہ ۱۰ - جولائی ۱۹۰۵ء

بیانات مستغیث

"واقعہ ۱۵ - جون ۱۹۰۵ء سے ۴ یا ۵ روز پہلے عبد الکریم کہا کرتا تہا کہ امیر کابل کے نام مراسلہ لکہدو اس مضمون کا کہ مین وہان جاکر لوہار کا کام کردن - مین نے وعدہ کیا کہ لکہدونگا - اس نے ۱۵ - جون کو جب مین مکان سے اترا کہا کہ مراسلہ لکہدو - مین نے کہا کہ کالج سے واپس آکر لکہدونگا جب ½ ۱۰ بجے پبلک لائبریری سے واپس آیا تو رمضان چپراسی پیسہ اخبار مجھے ملا - اس نے کہا کہ عبد الکریم تجھے بلاتا ہے مین نے کہا کہ کہانا کہانے کے بعد ملونگا - یہہ کہکر جب مین مکان کی طرف چلا - جب مکان ۱۰ قدم رہ گیا تو عبد الکریم تیزی کے ساتھہ میرے مکان کی طرف آرہا تہا اوس نے کہا کہ مراسلہ کی بڑی ضرورت ہے ابہی لکہدو اور یہ کہ میرے مکان پر چلکر لکہدو - مین نے عذر کیا - اس نے خوشامد کی کہ چلو - پہر وہ میرا ہاتہہ پکڑ کر کشان کشان مجھے لے چلا جس مکان مین وہ مجھے لے گیا - جب وہ دس قدم کے فاصلہ پر رہا تو اوس نے مجھے ایک گالی دی - مین رک گیا اور آگے جانے سے انکار کیا تو اوس نے میرا ہاتہہ پکڑ کر اپنی طرف کہینچا اور پیچہے رمضان چپراسی نے دھکا دیا - اور مین مکان مین داخل کردیا گیا - عبد الکریم کا مکان تہوڑے فاصلہ پیچہے مکان کے اندر پہنچا کر مجھے ایک کوٹھری مین داخل کیا گیا - وہان دو شخص موجود تہے جو کچھہ کام کر رہے تہے - جنکا حلیہ ایک کا بتا سکتا ہون - کوٹھری مین مجھے چھہ یا ۷ آدمی موجود ملے عبد الکریم مجھے مارنے لگا - دوسرے لوگوں مین سے رمضان - خدا بخش شیر فروش خدا بخش میروصی میران بخش - کریم بخش مجھے مارنے لگے - زیادہ تر عبد الکریم مارتا تہا - یہہ بہی مارتے تہے تہپڑ مکے اور لات مارتے تہے - اسی اثنا مین عبد الکریم نے میرے پہلو پر مکا مارا جسکے صدمہ سے بیہوش ہوکر مین گر پڑا - پہر جب مجھکو ہوش آیا تو عبد الکریم میرے سر پر بیٹہا تہا اور ہاتہہ پکڑے ہوئے تہا - ایک شخص نے پاؤن پکڑے ہوئے تہے - میرا پائجامہ ہٹا دیا گیا تہا - مین پیٹ کے بل پڑا تہا - خدا بخش شیر فروش خدا بخش میروصی اور کریم بخش ان تین اشخاص نے خلاف وضع فطری فعل کیا - ہر ایک شخص جب یہ فعل کرنے کو ہوتا تہا تو یہ بتا دیا جاتا تہا کہ یہ شخص فعل کرتا ہے - دیکہہ لو - چنانچہ میروصی خدا بخش نے یہہ بہی کہا کہ میرے عضو کو دیکہو کہ یہ بالکل سفید ہے اسکا آلہ دکہلایا گیا جسکے منہہ پر سفید داغ ہے جو داغ برص جیسا نہین ہے - بعد مین کسی نے دروازہ ہلایا تو عبد الکریم باہر نکلا - اس نے آہستہ آہستہ باتین کین - اس شخص کی آواز محبوب عالم کی تہی - اور وہ یہ کہہ رہا تہا کہ خطوط لے لو - جب عبد الکریم کوٹھری مین داخل ہوا کہ قدمین محبوب عالم کا سا تہا - اور چہرہ نہین دیکہا تہا - وہ دروازہ کے باہر جارہا تہا - جب عبد الکریم اندر آیا تو اوس نے کہا کہ خطوط مجہے دیدو - مین نے کہا کہ میرے مکان پر جو میز ہے اسمین خطوط ہین - عبد الکریم نے مجھے ہنسکر کہا کہ تمہین خبر نہین - تمہارے کمرے کا قفل توڑ کر ہم وہ صندوقچہ لے آئے ہین تمہارے ٹرنکون کے تالے بہی توڑ کر ہم نے اچہی طرح دیکہلیا مگر خطوط نہین ملے - اس کے بعد عبد الکریم نے مٹی کے برتن مین پیشاب کیا اور وہ میرا منہہ چیر کر میرے منہہ مین ڈالا - اسکے بعد پہر دروازہ کمرہ کا کہلا - اور عبد العزیز اندر داخل ہوا - اس نے آکر گالیان دین اور ٹہوکر ماری اور کہا کہ اب جان سے مارے جاؤ گے - چنانچہ جب مین ہوش مین آیا تہا اوسوقت کئی آدمی چاقو لئے کہڑے تہے اون کو شناخت نہین کرسکتا ہون اور میرے منہ مین کپڑا بہی ٹہونس دیا گیا تہا - جسوقت خلاف وضع فطری کام کیا گیا تب کپڑا ڈالا گیا - فعل کے بعد کپڑا نکالا گیا - سب لوگون نے چاقو دکہائے اور کہا کہ مار ڈالے جاؤ گے لیکن ایک طرح سے تمہاری جان بخشی ہوسکتی ہے کہ تم آج ہی اور اسی وقت لاہور چہوڑ دو - مین نے کہا کہ کرایہ نہین ہے مین نہین جاسکتا ہون - تو عبد العزیز اور عبد الکریم نے کہا کہ تم ہمارے اہتمام مین جاؤ - اور اگر اس کے بعد کسی سے یہہ بات بیان کی تو ہم تم کو جان سے مار ڈالین گے - اسی طرح اور دہمکاتے رہے - مین نے اُن سے دریافت کیا کہ کیا مین اپنے مکان پر جاسکتا ہون مجہے مکان مین ½ ۱۰ بجے کے قریب داخل کیا گیا - اور قریباً دو بجے نکالا گیا - جب مین مکان پر گیا تو کمرہ کا تالا ٹوٹا ہوا تہا اندر فرش بالکل الٹا ہوا پڑا تہا - ۲ ٹرنک تہے اُن کے تالے ٹوٹے ہوئے تہے اور ان کے پارچات بکہرے ہوئے پڑے تہے صندوقچہ غایب تہا - میری ساتہہ خدا بخش ڈبہ اور رمضان آئے تہے - وہ مکان کے اوپر نہین گئے تہے - مین نے مکان پر آکر اپنا پائجامہ دہویا - اور اون کپڑون پر جو دریدہ تہے مین نے اور کپڑے پہنے - خدا بخش ڈبہ مجھے بلانے آیا اور میری اترنے سے پہلے وہ اتر گیا - پہر رمضان مجھے اسٹیشن پر لے گیا - وہان اوس نے ٹکٹ خریدا اور مجھے شاہجہانپور جانے والی گاڑی پر سوار کردیا رمضان ہر وقت میرے ساتہہ رہا اور بات چیت بہی کرتا میرے ساتہہ گیا - کچھ نہین معلوم ہے - خلیفہ امام الدین مجہہ سے ملے تہے اور برادہ کاشن ہی کمرے مین بیٹہے تہے جو ڈپٹی انسپکٹر پولیس مقیم حال بازار امرتسر مین اون کی سکونت کا حال ہی دن معلوم ہوا تہا - اس تمام کارروائی کا باعث یہ ہوسکتا ہے کہ مین مضامین پیسہ اخبار کے برخلاف دیا کرتا تہا - اور یہ وجہ بہی ہے کہ منشی محبوب عالم کی لڑکی سے اوسکو محبت سے خط و کتابت تہی - یہہ

خط و کتابت قریبًا سال بھر سے تھی - اور لڑکی نے اپنے ہر ایک خط میں اظہار محبت کیا - یہہ معلوم نہیں کہ اسکے والدین کو کس طرح خبر تھی - لیکن میں کہہ سکتا ہوں کہ خبر انکو ڈیڑھ ماہ وقوعہ سے پہلے تھی - یہہ خبر مجھے لڑکی نے دی تھی اس واقع سے آگاہ ہو کر جب اس کے والدین نے مزاحمت کی تو جیسا وہ مجھے لکھتی ہے زہر یا کسی زہریلی دوا کا استعمال ہوا اس نے یہ تحریر کیا - یہہ خطوط اسوقت تھانہ انارکلی مین موجود - یہہ وہی خطوط ہین جو عبدالکریم نے مجھہ سے مانگے تھے - اس نے سب سے پہلے خط مین مجھہ یہ بھی بتایا کہ اوسکی کوئی سہیلی انوری بیگم ہے جسکے گھر سے اس کی شادی کا پیام آیا - تو یہ لکھدیا کہ کسی طرح نہین ہوسکتا ہے مین انکار کر دینے کو آمادہ ہون - مار پیٹ کا واقعہ اسکا نتیجہ ہوسکتا ہے - لڑکی کی عمر غالبًا ۱۷ یا ۱۸ سال ہوگی - مجھے اندر داخل ہو کر عبدالکریم نے کہا تھا کہ ہماری بہن سے خط و کتابت کا نتیجہ ملتا ہے - جب مین شاہجہانپور گیا تو مجھے ۴ یا ۵ یوم بعد کوتوالی مین طلب کیا گیا اور میرا معائنہ ڈاکٹری ہوا - کوئی تقریبًا ۲ یوم بعد معائنہ ہوا تھا - پھر میرے بیانات مجسٹریٹ کے روبرو ہوئے - وہان سے مجھے ایک لانے گیا تھا - وہ لایا - اس سے پہلے تفتیش ہوئی - مجھے خبر نہین ہے کہ یہان پولیس کو کسطرح اطلاع ملی - مین نے یہان کسی سے تذکرہ نہین کیا - وہان مینے صرف شرم اور خوف کیوجہ سے بیان نہین کیا تھا یہان بھی مینے اسی لئے ذکر نہین کیا تھا کہ خوف دلایا گیا تھا - میرا یہان بجز سرکار کے کوئی معاون نہین ہے -

(سماچار)

لاہور

۲۷ - ماہ حال کو پیسہ اخبار کا مقدمہ چالان ہو کر بعدالت مسٹر ہیرس صاحب بہادر پیش ہوا سید ظہور احمد مستغیث کے اظہار لئے گئے نہایت شرمناک اور دلخراش اظہار پائے گئے ہین - اور ان پر جرح بھی کی گئی کچھہ خطوط بھی پیش کئے گئے - پیسہ اخبار والون کو شکایت ہے کہ اون کے دشمن بہت ہین اور انہون نے یہ شگوفہ کھڑا کیا ہے - آئندہ پیشی ۸ - اگست مقرر کی گئی ہے - مفصل حالات آئندہ درج ہونگے - تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ لاہور محلہ سرین سے دو عورتون کو (ایک بالغ اور ایک نابالغ) مسمیان کیشو رام و ٹھاکر داس ملازم ریل بعہدہ گارڈ و دھنی ساکنان لاہور نے رفوچکر کیا - مگر پتہ لگ گیا - اور ہر سہ ملزمان پکڑے گئے مقدمہ بعدالت مسٹر ہیرس صاحب بہادر چلایا گیا - آج مورخہ ۲۴ - جولائی کو عدالت موصوف نے شہادت استغاثہ لیکر ہر سہ ملزمان پر فرد جرم قرار داد زیر دفعہ ۳۶۶ تعزیرات ہند لگادی اور ملزمان سے شہادت صفائی طلب ہوئی ہے دیکھا چاہئے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے - نتیجہ سے اطلاع دی جائیگی - (اخبار عام)

بکوشید اے جوانان تا بدین قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

*

کالج کیلئے آنہ فنڈ کی تحریک پر دو مہینے سے زیادہ عرصہ گذرتا ہے لیکن اس عرصہ مین ایک ہزار روپیہ کا بھی جمع نہ ہوجانا کسقدر حیرت افزا بات ہے - جہان کئی لاکھہ کی ضرورت ہو اور وہان ابھی تک تین سیکڑون تک بھی نوبت نہ آئی ہو اس کام کی راہ مین آپ اندازہ کرلین کسقدر روک سمجھی جاسکتی ہے - اگر ایسی ہی سست رفتار سے کالج کے لئے چندہ جمع کیا گیا تو شاید نصف صدی سے زیادہ عرصہ احمدیون کو اپنا کالج بنانے کے لئے درکار ہو - مین تسلیم کرتا ہون کہ انپر ہر قسم کے چندون کا بوجھہ ہے لیکن یہہ بھی تو سچ ہے کہ ان قومی ضروریات کو آخر انہون ہی نے پورا کرنا اور اس کے لئے سعی کرنا انہین کا کام ہے جب تک وہ خود کوئی محنت اور ہمت نکرینگے اللہ تعالے کا فضل کیسے انکی دستگیری کریگا - وہ سعی کرین تو اللہ تعالی کا فضل اس سعی پر مفید ثمر پیدا کردیگا - کالج کے قیام کیلئے اس آنہ فنڈ مین کام کرنے والے والنٹیر جب تک نہ ہونگے پورے طور پر یہہ تحریک کام نہین دیگی - اکیلا الحکم کا ایڈیٹر کہانتک اس تجویز کو پہونچائیگا اس مقام پر مین اپنے عزیز ہم عصر بدر کو توجہ دلاتا ہون کہ وہ اپنے صحیفہ مین اس تحریک کو عام کرے اور قوم کو متوجہ - یہہ کام میرا یا کسی خاص شخص کا ذاتی نہین ہے یہ قومی کام ہے اسلئے ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس تحریک کو ہر احمدی تک پہونچائے اور کالج فنڈ کے لئے اس سے چندہ لے -

چندہ دینے والون کی رسید الحکم کے ذریعہ مشتہر کی جاتی ہے - اور گنجائش کے لحاظ سے ہر اشاعت مین کچھہ نہ کچھہ جگہ اسکے لئے نکالی جاتی ہے اگر کسی بھائی کی رسید چندہ نہ چھپے تو . . . ایڈیٹر الحکم کو اطلاع دے اسلئے کہ یہ کام اسی کا ہے اور ایسی صورت مین یہ بھی لکھنا چاہئے کہ روپیہ کسکی معرفت بھیجا گیا ہے اگر ایڈیٹر الحکم کی معرفت روپیہ بھیجا جاوے البتہ حساب فہمی مین سہولت رہتی ہے - کرپن رجالی قلم سے کالج فنڈ لکھنا چاہئے

رسید زر گذشتہ اشاعت سے آگے

حکیم فضل الدین صاحب قادیان دو سال کیلئے	ے
مولوی قطب الدین صاحب قادیان	۲ر
مولوی محمد شاہ صاحب طالب علم	۱ر
ایک خاتون معرفت منشی جھنڈیخان مدرس بیٹالی	۲ر
منشی جھنڈیخان صاحب مدرس "	۲ر
منشی غلام نبی صاحب مدرس مدرسہ بہلووال	عا
چودہری محمد نواب خانصاحب تحصیلدار گجرات	ے
منشی گلاب الدین صاحب مدرس رہتاس	۲ر
منشی نصیر احمد خانصاحب شاہ آباد ریاست رامپور	عہ
منشی محمد رحیم الدین صاحب کوہ دلوین	عا
سید الف شاہ صاحب کالا چیچی شکر گڑہ	عہ/۸
اسماعیل آدم صاحب بمبئے	ے

باقی آئندہ

(اسکے علاوہ ابھی اور احباب کا بھی روپیہ آیا ہے انکی رسید اگلی اشاعت مین انشاء اللہ درج ہوگی)

ایڈیٹر

مدرسہ تعلیم الاسلام

تعلیم الاسلام سکول کے متعلق ماہوار مستقل چندون کا خاص اہتمام ہونا ضروری ہے ریزرو فنڈ کے لئے مینے جو تحریک سرپرستان الحکم کی خدمت مین کی تھی - خدا کا شکر ہے کہ وہ عمومًا قبولیت کی نظر سے دیکھی جارہی ہے اور اکثر احباب نے میری تجویز کو پسند فرمایا ہے اور ایک ایک روپیہ دینے کے لئے وہ آمادہ ہین -

بار بار کن الفاظ مین آپ لوگون کو توجہ دلاؤن مدرسہ کی وقتی اور اتفاقی ضروریات کے لئے ایک ہزار روپیہ ہر وقت ریزرو فنڈ مین رہنا ضروری ہے اس لئے بہت جلد اس رقم کو پورا کردینا چاہئے - مینے جو تجویز ۱۰ - اگست کے الحکم کے وی پی کی پیش کی تھی وہ اکثر سرپرستان الحکم نے تو منظور کرلی ہے لیکن مین اس کو ۲۴ - اگست تک ملتوی کرتا ہون اگر کوئی صاحب اس تجویز کے ساتھہ متفق نہون تو وہ اطلاع دین ورنہ ۲۴ - اگست کا الحکم ریزرو فنڈ مدرسہ کے لئے ایک ایک روپیہ مین وی پی ارسال ہوگا -

شیرازہ قوم

شیرازہ قوم کے لئے جو فارم مینے الحکم کے ذریعہ شائع کئے تھے وہ اکثر واپس آرہے ہین فہرستون کی خانپری احتیاط سے کیجاتی ہے - لیکن ابھی تک انکی واپسی کی رفتار بہت سست ہے - بعض جگہ کے احباب نے تو مطلق توجہ نہین کی یا اگر کی ہے تو مجھے اس کا علم نہین خصوصًا لاہور اور امرتسر سے ایک فرد بھی واپس نہین آئی - مین یہ تو یقین نہین کرتا کہ وہان کی جماعتین اس ضرورت کو محسوس نہین کرتین پر سمجھہ مین نہین آتا کہ کیون اسپر توجہ نہین ہوئی ہر شخص جسکے پاس وہ فرد پہونچا ہے اسکا قومی فرض ہے کہ اسکو خانہ پری کرکے - ایڈیٹر الحکم کے پاس بھیجدین -

خلیفہ منتخب ہونیکے بعد حضرت صدیق کی پہلی تقریر

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب مسند خلافت کے لئے منتخب ہوئے تو آپ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مجمع مین کھڑے ہوئے - خداوند جل و علا کی ثنا و صفت بیان فرما کے ارشاد کیا " لوگو! مین تمپر حاکم مقرر کیا گیا - باوجودیکہ تم سب سے اچھا نہین ہون .. (سبحان اللہ کیا انکسار ہے) لہذا اگر تم مجھے راہ راست پر چلتے دیکھو تو میری مدد کرو - اور اگر مجھے غلط راستے پر چلتے دیکھو تو روکو - جب تک تمہارے بارے مین خدا کی فرمانبرداری کرتا ہون تم میری اطاعت کرو - لیکن اگر اوس کی نافرمانی کرون تو میری اطاعت تم پر فرض نہین " یہانتک تو جمہور کی قوت اور اوسکے سامنے حاکم کی کمزوری کا ذکر تھا - اب حاکم کی قوت دکھلانے کی مہذب و شائستہ شان ملاحظہ ہو - ان الفاظ کی فصاحت کو اگر کرامت کہا جائے تو بھی بجا ہے - فرمایا آگاہ ہو جاؤ - تم مین کا سب سے زبردست شخص بھی اوسوقت تک میرے آگے کمزور ہے جب تک اوس کے ذمے کسی کا حق باقی ہو - اور تم مین کا سب سے کمزور شخص بھی اوسوقت تک میرے مقابل مین زبردست ہے جب تک کہ وہ اپنا حق نہ پالے - مین اپنا یہ قول کہتا ہون - اور اپنے لئے اور تمہارے لئے خدا سے مغفرت چاہتا ہون -

(العرفان)

www.aaiil.org

جاپان میں اسلام کی خواہش

جاپان کے بندرگاہ ناگاساکی سے شیبوکیما نام ایک ماہوار میگزین جاپانی انگریزی اور فرانسیسی تین زبانوں میں شائع ہوتا ہے یہ رسالہ فقط جاپان ہی میں مشہور و معروف نہیں بلکہ اکثر بلاد مغرب میں بھی اوس نے خاص وقعت عزت اور شہرت حاصل کی ہے چنانچہ یورپ اور امریکہ تک بڑے بڑے وقائع نگار ادیب فلاسفر اور مدبر اکثر اپنے آرٹیکل اسمیں شائع کرتے رہتے ہیں گذشتہ اپریل کے ایک جاپانی فاضل کا مضمون مسلمان چین کی نسبت چھپا ہے جسکا ترجمہ اللوائے مصری نے عربی میں شائع کرکے اسلامی دنیا پر ہماری رائے میں ایک قابل شکر گذاری احسان کیا ہے۔ کیونکہ اس مضمون سے پایا جاتا ہے کہ اقصائے مشرق کے باشندوں میں خدائے برحق نے اپنے دین حق کی قبولیت اور اشاعت کی خاص صلاحیت ودیعت فرمائی ہے جسکی وجہ سے چین میں تو آج بفضلہ لکھوکہا بنی آدم اسلام کے نام لیوا موجود ہیں مگر جاپانی قوم کے افراد بھی جسکی ترقی اور کامیابی اسوقت جمیع دول اور ملل عالم کو حیرت میں ڈال رہی ہے۔ قبول اسلام کی عموماً کافی صلاحیت رکھتے ہیں بلکہ عملی طور پر وہ اصول و احکام اسلام کے ہم جیسے ننگ اسلاف مسلمانوں سے کہیں زیادہ پابند ہیں۔ کسر ہے تو صرف اتنی کہ دنیا بھر کے کروڑوں پیروان اسلام سے گنتی کے چند ہی فدایان ملت اٹھیں اور تبلیغ و اشاعت اسلام کے مقدس مشن کی خدمت پر کمربستہ ہوکر انہیں بتائیں کہ بلحاظ اسلام کون ہو اور کیسے ہو تاکہ وہ کلمہ توحید کی تصدیق بالقلب و اقرار باللسان کرکے کھلم کھلا مشرف باسلام ہوجائیں۔

فاضل موصوف لکھتا ہے کہ اہالی چین میں بہتیرے ایسے بھی ہیں جو دین اسلام کے معتقد ہیں یہ وہی دین ہے جس کی تحقیقات پچھلے دنوں ہمارے ملک کی دینی مجلس نے شروع کی تھی۔ مگر چونکہ جنگ چھڑ جانیکے باعث مسلمان طلبائے چین جو جاپان میں تعلیم پانے آئے تھے اور آتے۔ اور جنسے ہمیں اسلام کے کچھ حالات معلوم ہوسکتے اپنے وطن کو لوٹ گئے اور آنے بند ہوگئے۔ اسواسطے مجوزہ تحقیقات سردست بند کردینی پڑی لیکن حالمیں جو ایک جدید کتاب موسومہ کا دو یایا (دین توحید) مسٹر حسان یوشن نام ایک فاضل چینی مسلمان نے فصیح جاپانی زبان میں تصنیف و شائع کی ہے اس نے اس تحقیقات کو بہت کچھ آسان کردیا ہے

مصنف موصوف نے حمد و نعت وغیرہ تمہیدی امور کے بعد حضرت سرور کائنات رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت لکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو بنی نوع انسان میں عدل نیکوکاری و پرہیزگاری وغیرہ پھیلانے کے لئے پیغمبر بناکر بھیجا۔ آنحضرت کا جسد مبارک مدینہ طیبہ میں مدفون ہے جہاں حج کے موقع پر ہر سال دس لاکھ سے زیادہ مسلمان جمع ہوکر اپنا ایک ضروری مذہبی فریضہ ادا کرنے کے علاوہ دنیوی معاملات میں بھی صلاح و مشورہ کرتے ہیں۔ پھر لکھتے ہیں کہ میں نے جاپانیوں کے سوائے اور کوئی قوم دنیا میں ایسی نہیں دیکھی جس میں فضیلت و شرافت کے تمام آثار و اسباب موجود ہوں جاپانی عملی طور پر پورے پورے مسلمان ہیں کمی صرف کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی ہے۔ اگر وہ اس کی بھی تصدیق و اقرار کرلیں تو بلاشبہ سچے اور پکے مسلمان بن جائینگے۔ فاضل مصنف نے دین اسلام کے احکام کو عبادات معاملات اور عقوبات تین حصوں پر منقسم کرکے ہر ایک کی یوں توضیح کی ہے۔ عبادات سے کلمہ شہادت کا اعتراف اور نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ اور معاملات میں اسلامی ہدایات اور تعلیمات کا منشاء حقوق العباد کا بوجہ احسن ملحوظ رکھنا اور شفقت علٰے خلق اللہ ہے۔ اسی طرح عقوبات کا مدعا یہ ہے کہ انسان کا طرز عمل سختی و نرمی یا افراط و تفریط کے بین بین بالکل معتدل ہو کتب اسلام میں ان تعلیمات کی بڑی شرح و بسط کے ساتھ توضیح کی گئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے لئے اس سے بہتر و اعلیٰ تر دستور العمل وضع ہونیکے کیا معنے خیال میں بھی نہیں آسکتا۔

جاپانی مضمون نگار اس کتاب توحید پر ریویو کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ہم میں فاضل مصنف کی صداقت اور درست بیانی میں کچھ بھی شک و شبہ نہیں ہے کیونکہ بہت سے چینی مسلمانوں کے ساتھ ہمکو سابقہ پڑ چکا ہے اور ہم نے اونکو بلا اشتباہ نظافت (پاکیزگی) شہامت مستعدی ہمت۔ ذکاوت و فراست اور حسن اخلاق وغیرہ اعلےٰ اوصاف سے کامل طور پر بہرہ در پایا ہے حالانکہ دوسرے (بت پرستی) چینیوں میں یہ صفات قریباً مفقود ہیں جس سے صریحاً نتیجہ نکلتا ہے کہ مسلمانوں کو یہ شرف محض اپنے پاک مذہب کی برکت سے حاصل ہوا ہے اور اسی لئے ہم اپنے ہم وطنوں کو جو اسوقت کسی سچے مذہب کے متلاشی اور ادیان عالم کی تحقیقات میں مشغول ہیں بڑے زور سے توجہ دلاتے ہیں کہ مذہب اسلام کے متعلق بھی پوری پوری چھان بین اور پرکھ پڑتال کریں۔ ساتھ ہی ہم اپنے سررشتہ تعلیم سے بھی پرزور درخواست کرتے ہیں کہ وہ چینی مسلمان طلباء کو مدارس جاپان میں داخل ہونے کے لئے حتی الوسع آسانیاں اور سہولتیں پیدا کریں اور ان کے واسطے خاص مراعات منظور کی جائیں تاکہ وہ ہمارے ملک میں بکثرت آنے لگیں۔ اور اُن کے میل جول سے اس عظیم الشان مذہب کے جوہر جو ابتک ہمارے لئے اسرار مخفی کا حکم رکھتے ہیں ملک میں بخوبی شائع ہوجائیں اور اس طرح ہم اپنے قومی اصول خذ ما صفا کے موافق دین حق کی جستجو میں کامیاب ہوکر اسکی پابندی سے سعادت دارین حاصل کرسکیں"

جاپانی مضمون نگار کی تحریر سے صاف عیاں ہے کہ اس ہونہار اور محمود مسعود عالم قوم قبول اسلام کی پوری پوری صلاحیت موجود ہے اگر ہند یا بلاد اسلامیہ سے چند پرجوش محبان اسلام جو سچی مسلمانی کا آلہ اور موثر نمونہ ہوں۔ ان لوگوں کو محاسن و برکات اسلام سے آگاہ کرنے کا بیڑہ اٹھائیں تو انشاء اللہ جزیرہ کا جزیرہ کچھ عرصہ کی کوشش میں بآسانی اسلام لاسکتا ہے ہم نے یہ بھی سنا ہے کہ چین کے ایک پرجوش مسلمان نوجوان نے تبلیغ کا سلسلہ شروع بھی کردیا ہے اور جاپانی قوم نے اسکی ندا پر بخوشی لبیک کہا ہے۔ نیز ہمیں ذاتی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حالمیں ہانگ کانگ سے ایک ہندی مسلمان نوجوان نے بھی فضائل اسلام پر اردو و انگریزی کی کچھ کتابیں اور رسالے جاپان والونکو دعوت اسلام کرنے کے لئے طلب کئے ہیں۔ الحمدللہ کہ یہ مبارک تحریک مختلف شکلوں میں شروع ہوگئی ہے کیا عجب ہے کہ اس قوم کی قسمت میں جسے اسوقت فخر ایشیاء بلکہ فخر مشرق کہنا بیجا نہ ہوگا خدا نے سعادت اسلام اسی زمانہ کے واسطے مقدر رکھی ہو۔ اذا اراد اللہ شیئاً ھیا اسبابہ

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہندوستان کے حامیان اسلام اس اعلےٰ درجہ کی خدمت اور حمایت دین میں کب اور کیا کچھ حصہ لیتے ہیں اسلامی انجمنوں کی رگ حمایت اس موقع پر خاص طور سے جوش میں آنی چاہئے خدا انہیں توفیق دے کہ وہ بھی مفت میں کچھ سعادت حاصل کرلیں ورنہ یہ خدا کے کام ہیں اسکی قدرت سے یوں بھی کسی نہ کسی طرح پورے ہوکے ہی رہیں گے۔

(وکیل)

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا مال و اسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہیں ہوگا جو اس امر کا خواہش مند نہ ہو کہ اس کا مال و اسباب محفوظ نہ رہے؟
حفاظت مال و اسباب کے لئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائیں۔ جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بھی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی اور خوبصورتی کیوجہ سے سرحد پر بھی جاتے ہیں۔ لکڑی کے صندوقوں کے مقابلہ میں یہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پھلکے اور پھر زیادہ مضبوط اور پائیدار۔ نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر میں ہر طرح سے آسانی کے ساتھ اسباب بند کرکے لیجا سکتے ہیں۔ چونکہ یہ احمدی بھائی کا کارخانہ ہے اسلئے آپ اسمیں کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاءاللہ نہ پائیں گے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجھ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکوں کی تجارت کرتے ہیں وہ اکٹھے منگوائیں گے تو انکے ساتھ خاص رعایت بھی کیجاوے گی۔ مفصل فہرست درخواست کرکے کارخانہ سے منگوالو درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکھو۔ بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجاوے گی۔ تمام درخواستیں بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئے۔

چوہے اور مچھر

مرطوب بخار ایسی مقامات میں بھی پایا جاتا ہے۔ جہاں بالکل مچھر نہیں ہوتا اور پلیگ ایسی مقاموں میں بھی نمودار ہوجاتا ہے جہاں چوہے نہیں ہوتے لیکن یہ امر بخوبی ثابت ہوچکا ہے کہ مرطوب بخار کو مچھر پھیلاتے ہیں اور پلیگ کو چوہے جب یہ معلوم ہوا تھا کہ بیماریوں کے کیڑے ہوتے ہیں تو علم الادویہ کے استعمال میں ایک عظیم انقلاب پیدا ہوگیا تھا مگر جب یہ بہت عمدہ طور سے ثابت ہوجائیگا کہ کیڑے مکوڑے اور جانور بیماریوں کے خبروں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے ہیں تو دنیا بھر میں ایک انقلاب عظیم برپا ہوگا جنگ آرائی کے فنون کے متعلق جسقدر ایجادیں ہوچکی ہیں وہ بہت عجیب اور بیشمار ہیں مگر جب ہم انکا ان نئے علم سے جو مچھروں کی متعلق معلوم ہوا ہے مقابلہ کرتے ہیں تو کچھ بھی ان کی حقیقت نہیں معلوم ہوتی بہت زیادہ عرصہ نہیں گذریگا کہ وہ دماغ جو انتظام دنیا میں مصروف ہیں جنگ و جدل کے مسائل سے دستکش ہوکر اپنی توجہ کو اس مجادلہ کیطرف منعطف کریں گے جو مچھروں۔ چوہوں۔ مکھیوں اور دیگر بیمقدار جانوروں کے ساتھ چھڑ جائیگا اور جو انسان و حیوان کی بربادی و ایذا رسانی کے موجب ہوتے ہیں۔ دنیا کے برباد اور اجاڑ مقامات کو صاف کرکے صحت بخش اور قابل آبادی بنانے کا کام کوئی ادنےٰ

بقیہ مُراسلات

الحکم نمبر ۲۶

چنانچہ حافظ جی صاحب نے سٹیج کے طور پر ظاہر کیا" کہ حضرت مولوی صاحبان میں سے جو شخص کہ حیات مسیح کا مدعی ہے ۔ وہ مجمع عام میں قرآن کریم اور احادیث سے بیان کرے ۔ اور مولوی صاحبان کو اختیار ہے ۔ کہ وہ اپنا وقت مقرر کرکے گفتگو کریں" اور وفات مسیح کا میں مدعی ہوں ۔ خداوند تعالےٰ سے توفیق پاکر میں کلام کروں گا ۔ اس مضمون پر کہ حضرت عیسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پاچکے ہیں ۔ زندہ بجسد عنصری آسمان پر نہیں گئے ۔ اور اللہ تعالےٰ کی عادت نہیں ۔ کہ بجسد عنصری آسمان پر کسی کو لے گیا ہو ۔ اور نہ اللہ تعالےٰ کی یہ عادت ہے ۔ کہ مرکر کوئی دوبارہ دنیا میں آیا ہو ۔ اور میں ثابت کروں گا ۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زندہ بجسد عنصری ماننے میں اسلام اور قرآن کریم اور ہمارے ہادی سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی (نعوذ باللہ) کسر شان ہوتی ہے ۔ اور پھر دکھا دوں گا ۔ کہ حضرت اقدس مرزا صاحب اللہ جلشانہ کے مرسل اور مامور مسیح موعود اور مہدی مسعود ہیں ۔ اور اس خدا کے فرستادہ نے دنیا میں کیا کیا کار نمایاں کی ہیں اور اسلام کی جاتی ہوئی کشتی کو کس طرح سے پار اُتارا ہے ۔ اور خدا کی نصرتیں اور تائیدیں اوسکی شامل حال ہوں ۔ اور یہ بھی جتلا دونگا کہ مرزا کو نہ ماننے میں مولٰے کریم اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نارضامندی ہے نجات یافتہ وہی لوگ ہیں ۔ جو اس کشتی میں سوار ہو جاویں جو اس امام برحق نے طیار کی ہے ۔ اور ثبوت میں پیش کروں گا قرآن کریم اور احادیث اور دلائل عقلی و نقلی و اقوال ائمہ دین ۔

اور فریق مخالف سے بمشورہ مولوی صاحبان مولوی ابراہیم صاحب مقرر ہوئے "، چنانچہ اسقدر کارروائی کے بعد کہ ایسے لوگوں کی آمد و رفت جاری تھی ۔ مولوی عنایت اللہ صاحب نے جو مخلص مریدوں میں سے ہیں ۔ وعظ فرمایا ۔ کہ اب خدا سے دعا مانگنی چاہئے ۔ کہ وہ فیصلہ کردیوے ۔ ۹ بجے دن کے قریب افتتاح جلسہ شروع ہوا ۔ پہلے مولوی ابراہیم صاحب نے حیات مسیح پر گفتگو شروع کی ۔ اور نزول مسیح پر بڑا زور دیتے رہے ۔ مگر افسوس کہ جسمانی رفعہ نہ ثابت کرسکے ۔ سارا دارمدار اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پر رکھتے رہے ۔ دعویٰ ہی دعویٰ بتلایا کوئی دلیل پیش نہ کی ۔ آیات قرآن کریم اور احادیث سے دور دور رہے ۔ اور جو دعوے باندھا ۔ اس میں بیان کیا ۔ کہ میرے پاس کتابیں موجود ہیں حدیث دکھلا سکتا ہوں ۔ حالانکہ کارروائی جلسہ کا عین فرض یہ تھا ۔ کہ آیت اور حدیث پڑھ سناتے ۔ کہیں پنجابی شعر پڑھ سنایا ۔ اور کہیں توتی کو ادھر سے اٹھایا اُدھر دے مارا اور کتاب اٹھائی ۔ رکھدی ۔ دوسری اوٹھائی مگر کوئی حدیث آیت پڑھ نہ سنائی ۔ اور ورق گردانی میں پانچ پانچ حتی کہ دس منٹ تک ہی نوبت پہونچی ۔ کہ سکتہ میں رہ جاتے ۔ اور جب سامعین کو ہنسی اور تمسخر میں پاتے ۔ کوئی ایک بات منہ سے نکال دیتے انجام کار ہونٹوں پر لب ملتے اور مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ کہتے کہتے بغیر اس کے کہ اس آیت کا ترجمہ کرتے ۔ بیٹھ گئے ۔ البتہ بیٹھے بیٹھے پھر اس قدر فرمایا کہ میں بڑا کچھ ثبوت رکھتا ہوں پھر سناؤں گا ازاں بعد حافظ صاحب وزیر آبادی کا وقت آیا ۔ اور مرد میدان بن کر سب سے پہلے قرآن کریم سنایا ۔ اور مولوی ابراہیم صاحب سے قرآن مجید لیکر آیات قرآن کریم پڑھیں اور خداداد توفیق اور ملکہ سے وہ وہ معارف بیان کئے جس کے اظہار کے لئے کوئی الفاظ نہیں مل سکتے ۔ کہ آن کے حسن وخوبی کا اظہار کروں اون کے مقابل میں احادیث کہہ سنائیں ۔ کسی کسی ائمہ دین کا قول بھی جو احادیث اور قرآن شریف سے مطابق ہوا ۔ پڑھ سنایا اور ایسا سماں رچایا ۔ کہ گویا مدعیان حیات کو اپنی وفات نظر آرہی تھی ۔ القصہ کلام جیسا کہ حافظ صاحب پہلے بیان کرچکے تھے ۔ اپنے دعاوی کو نہایت فصاحت وبلاغت سے پایۂ ثبوت کو پہنچایا جس کی داد غیر احمدی لوگوں نے دی ۔ افسوس کہ بوجہ عدم موجودگی کسی مصالحہ کے اس ساری تقریر کو میں اخذ نہیں کرسکا ۔

ازاں بعد مولوی ابراہیم صاحب نے جواب الجواب لکچر پڑھا ۔ مضمون وہی رکھا جو پہلے ادا کرچکے تھے رفع الی السماء ہرگز ثابت نہ کرسکے " پھر مولوی صاحب نے اپنے لکچر کو ختم کردیا ۔ اور ہمارے سلسلہ کے حافظ صاحب تقریر فرمانے لگے ۔ تو حافظ امیر علی صاحب باجازت پریزیڈنٹ صاحب کھڑے ہوئے ۔ تو ذیل کی گفتگو کی ۔ جس سے ناظرین کو واضح ہو جاویگا ۔ کہ باوجودیکہ حافظ صاحب اس سلسلہ کے سخت مخالف ہیں لیکن منصفانہ داد دی ۔ اس راقم کو آن سے امید نہ تھی مگر یہ اللہ تعالےٰ کی حکمت ہے کہ وہ سچائی کے سلسلہ کی رکاوٹیں اپنے ہاتھ سے دور کردیتا ہے ۔ چنانچہ حافظ امیر علی صاحب نے کہا ۔ کہ اس جلسہ کا میں فیصلہ کرتا ہوں ۔ حافظ صاحب وزیر آبادی ایک عالم اور فاضل اور مفسر خداداد سنت اور اخلاص سے بھرا ہوا دل رکھتے ہیں ۔ قرآن کریم سے ہی دعوے بیان کرتے ہیں اور دلیل بھی ساتھ ہی ہے ۔ مگر مولوی ابراہیم صاحب اپنا مضمون ادا ہی نہیں کرسکتے ۔ نہ کوئی دعوے ہے اور نہ دلیل ہے ۔ اور موجودہ مولویاں میں سے کوئی حافظ غلام رسول کے مقابلہ کا نہیں ہے سبحان اللہ فیصلہ وہ سُناتا ہے ۔ جو ہمارے سلسلہ کا سخت منکر ہے ۔ الحمد للہ علےٰ ذالک ۔ اور مولوی صاحبان جو ورق گردانی اور حدیثوں کی تلاش میں ادہر اودہر اور اُدھر کی ادہر کتابیں ٹپک رہے تھے ۔ ٹھنڈی سانس لینے لگے ۔ اور چہرہ پر ایک رنگ آتا دوسرا جاتا تھا ۔ اور گواہی مل رہی تھی ۔ کہ حق آگیا اور باطل اُڑ گیا ۔ اور لوگوں میں حق پسندی کا نعرہ بلند ہوا " پھر حافظ غلام رسول صاحب نے غیر احمدی لوگوں کے اصرار پر قرآن کریم میں سے رکوع عباد الرحمٰن مع ۱۹ سنانا شروع کیا ۔ اور اخلاقی مضامین پر وعظ فرمایا ۔ اور وہ معارف بیان کئے ۔ کہ ناظرین سے سوائے جزاک اللہ اور مرحبا کے کچھ موہنہ سے نہ نکلتا تھا ۔ اور قرآن کریم سے ایسا نقشہ دلوں پر نقش کیا ۔ کہ امام برحق کی صداقت پر کئی آیات قرآن کریم مزین ہیں بوڑھے اور جوان لوگ کہہ رہے تھے کہ سبحان اللہ ایسے ایسے لوگ مرید مرزا کے ہیں ۔ مرزا صاحب واقعی مہدی اور مسیح ہیں ۔ (بھائی آسین تان واڈیاں کرکے ضرور قادیان جاوینگے ۔ اور بیعت کراں گے) مخالفانہ مولویوں کی جماعت خالی ہاتھ آئی اور خالی چلی گئی ۔ اور جلسہ ختم ہوا "

اس موقع پر میں تعریف کروں گا اور دعا کروں گا اور سلسلہ عالیہ احمدیہ سے دعا چاہتا ہوں ۔ حق میں چوہدری نکھن نمبردار مولو چک کے ۔ جس نے حق مہمان نوازی عمدہ طور سے بہ اسلوبی انجام دیا ۔ اور سلسلہ عالیہ میں داخل ہونیکا راقم اور چند احباب دیگر کے پاس اقرار کیا اگر تمامی قومی بھائی اس طریق سے فیصلہ کرتے ۔ تو کب کا فیصلہ ہو جاتا مگر وہ آنکھ نہیں رکھتے ۔ اور وہ دل نہیں رکھتے ۔ جس سے یہ امام دیکھا اور قبول کیا جاتا ہے ۔

آخیر میں اپنے مہربان اور محسن گورنمنٹ کا بھی شکریہ ادا کیا جاتا ہے ۔ جس میں یہہ مذہبی آزادی حاصل ہے ۔ حسن خوبی انتظام امن خلایق کی وجہ سے ۔ پولیس کا نسٹبل بھی وہاں وردی پہنے کھڑا تھا ۔ کیا محسن گورنمنٹ ہے ۔ ابھی کل کا زمانہ سکھہ صاحبان کا بہت سے آدمی ہوں گے ۔" جنہوں نے بچشم خود دیکھا کہ کیسی بےامنی اور گھبراہٹ کا زمانہ تھا ۔ مگر خالصہ جیو جلدی ہی کافور ہوگئے ۔ خداوند تعالے سے دعا ہے کہ اس سلطنت میں زیادہ برکت کرے ۔ کیونکہ یہہ مبارک زمانہ ہمارے ہادی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے عین مطابق ہے ۔ یعنی کہ وہ وقت امن کا ہوگا ۔ سبحان اللہ والحمد للہ کہ اس امام برحق نے ہمیں ان باتوں کا وقت پر پتہ بتادیا " اب حافظ غلام رسول صاحب سے احمدیہ جماعت نے اصرار کیا کہ وہ چند روز اس نواح ٹھہر کر تبلیغ کریں حافظ صاحب کو اگرچہ چند ایک کام ضروری تھے مگر وہ مخلصانہ جماعت کی درخواست کو نامنظور نہ کرسکے ۔ اور تجویز قرار پائی ۔ کہ سوموار سے بدھ وار تک جانب مواضعات کو سوتاڑ رہیں گے اور جمعہ موضع پیرکوٹ میں ہوگا ۔ اس مشورہ کے بعد احمدی جماعت منتشر ہوئی ۔ اور جمعہ مبارک موضع شیرکوٹ میں ہوا ۔ قریباً ۳ صد مردمان کے انبوہ میں جمعہ ہوا ۔ مختلف دیہات سے لوگ شامل وعظ تھے ۔ قریباً ۴۰ کس مردمان نے بیعت کے لئے خط بحضور حضرت امام صاحب قادیان مرسل کئے ۔ اور ایک فہرست طیار کی گئی جمعہ میں جو رقت طاری ہوئی ۔ اوس کی کیا کیفیت بیان کی جاوے اکثر لوگوں کو وجد ہوا " اور آسمانی بارش ہوتی ہوئی دکھائی دیتی تھی ۔ اور معلوم ہوتا تھا ۔ کہ آج موضع پیرکوٹ میں رحمت الٰہی تقسیم ہو رہی ہے ۔ اور وہ میدان دائرہ جو بوجہ عدم گنجائش مردمان نماز کے لئے مہیا کیا گیا تھا وہاں خدا کا قرآن پڑھا گیا ۔ ابھی کل کا ذکر ہے کہ وہاں کنجریوں کا مجرا یہہ جاٹ کرایا کرتے تھے ۔ اور دعائے مغفرت کی گئی ۔ حق میں مولوی جلال الدین صاحب مرحوم کے جو حضرت اقدس کے مخلص مریدوں میں سے تھے ۔ اور تالیف براہین کے وقت سے حضرت کے خادموں میں سے تھے " مولوی صاحب مرحوم کے چھ بیٹے ہیں جو دردمندانہ اخلاص رکھتے ہیں اور جوش بھری طبیعتوں سے تبلیغ حق میں مصروف .... رہتے ہیں ۔ احمدی جماعت کیلئے خصوصاً دیہات کے رہنے والوں کے لئے چیلنج ہے ۔ کہ وہ اس جماعت کا نمونہ ملاحظہ کریں اور سبق حاصل کریں ۔ ازاں بعد حافظ صاحب جماعت کے مواضعات جدید کے ۔ جہلیانوالہ ۔ پھری شاہ عبدالرحمان کو روانہ ہوئے ۔ اور اسی راستہ وزیر آباد جاوینگے " حافظ

خبرون کا گلدستہ

دار السعادہ کے محلہ خاصکوئی مین جسمین سب یہودی رہتے تھے ۱۳- ربیع الثانی شنبہ کی رات کو آگ لگ گئی - چونکہ مکانات لکڑی کے اور سا منہ سا منہ ملے ہوئے تھے اور ہوا نہایت چل رہی تھی - پانی کہین قریب نہ تھا - اسلئے آگ چارون طرف پہیل گئی - ان سب باتون کے علاوہ یہودیون کی مذہبی روک نے اور بھی غضب ڈھایا کہ شنبہ کی رات اور شنبہ کے دن کو وہ آگ کی طرف ہاتھ نہین اوٹھاتے - نتیجہ یہ کہ چند منٹون مین ایک سو گہر اور چہہ دوکانین جل گئین - یہودیون کا ایک مدرسہ بھی جلکر خاک سیاہ ہوگیا - آخر افسران لیبچی نے بڑی محنت اور جانفشانی سے اس خانمان سوز آگ کو فرو کیا -

احمد آباد مین ۲۳ و ۲۴ جولائی کو ۲۷ انچہ راجکوٹ مین ۱۲- انچہ اور سورت مین ۵½ انچہ بارش ہوئی - دریائے تاپتی - نربدا - ماہی اور سیندی نہایت طغیانی پر ہین - برہانپور مین سخت پانی برسا تاپتی سورت کے قریب معمولی سطح سے ۲۹ فٹ زیادہ چڑھ گئی - اکثر مقامات پر راستے بند ہوگئے ریلوے لائنین ٹوٹ گئین ٹیلیگراف کو نقصان پہونچا -

مدراس کے نواح سے شہر مین کثیر التعداد آدمی بیکاری اور فاقہ سے تنگ آکر آگئے - ان مین کئی کیس ہیضے کے بھی ہو چکے ہین - اگر کوئی انتظام نہ ہوا تو شہر کی آب و ہوا کے خراب ہوجانیکا اندیشہ ہے -

مقام ڈلیسہ مین کثرت بارش سے سخت نقصان ہوا پنٹورجمنٹ کی بارگین سیلاب سے بہہ گئین - یک صد بندوقون سے زیادہ اور بہت سا گولی بارود پانی مین ڈوب گئے تہے جو اب نکالے جا رہے ہین -

لاہور کا ایک اخبار مندرجہ ذیل درخواست کسی شخص کیطرف سے گورنمنٹ کی خدمت مین پیش کرکے اوس کو معقول بہی بتلاتا ہے - جناب عالی باادب ملتمس ہون کہ مین تھرڈ مڈل مین تعلیم پاتا ہون اور انڈپولڈ کے کلام سے واقف ہون حضور کا مذہب عیسائی اختیار کرنا چاہتا ہون بشرطیکہ مجھے خوبصورت لیڈی اور اچھی ملازمت دلا دی جائے ؂

آسام مین ایک قسم کی بیماری پہیل گئی ہے جسے کالا آزار کہتے ہین گورنمنٹ آسام اس کے دفعیہ کے لئے ساعی ہے -

برہما کے ضلع مابن کے ایک موضع چانگ گیاپو مین کسی درخت مین برگد کا بوٹا تقریباً گز بہر صرف ایک شب مین نکل آیا - اسکا رنگ بالکل منہرہ ہے اور بیل کیطرح دوسرے درخت پر لپٹا ہوا ہے - اس کے سرے سے شفاف پانی ٹپکتا ہے - جو اُمراض کے لئے مفید بتلایا جاتا ہے - بیشمار آدمی اسکی پرستش کرنے لگے اور مریض تندرست ہوکر جاتے ہین لوگ اسکو ناخن یا چاقو سے چھیلتے بھی ہین - لیکن یہ اندر سے بھی سنہرا نکلتا ہے - اور تراشہ واحد میں ہو جاتا ہے -

اٹلی کے مقام سفرطری مین یکم جون کو پہلے بجے صبح کے بوشناک زلزلہ آیا اس سے ۲۸۰ آدمی آدمی مر گئے - اور ایکہزار ۳ سو زخمی ہوئے - ۹۰ فیصدی مکانات دوبارہ تعمیر کئے جائینگے - کلیسا مین صبح کی نماز ہو رہی تہی - اس حادثہ کیوقت سب لوگ بے حواس ہوکر بہاگے - اسمین دو آدمی کچلکر مر گئے اور بہت سے کم و بیش زخمی بھی ہوئے اب تک بہی ہلکی حرکتین محسوس ہوتی ہین

کیلیفورنیا مین ایک جہاز کا بائلر پہٹ گیا صحن جہاز جدا ہوکر خلا مین اڑ گیا ۴۹- آدمی ہلاک ۸۰ زخمی ہوئے - ۲۱ کی نعشون کا پتہ نہ لگا -

امریکہ مین کالا رئیڈ نامی ایک صحرا ہے جہان سخت سے سخت بارش ہونے پر بہی زمین پر ایک قطرہ نہیں گرتا - بلکہ سب ہوا ہی مین جذب ہوجاتا ہے - یہان گرمی اکثر ۱۲۸ درجہ پر رہتی ہے -

ایک سائینس دان نے دریافت کیا ہی کہ اکثر غور دخوض مین مصروف رہنے سے انسان کی خوبصورتی مین اضافہ ہوتا ہے -

از کانگڑہ (۲۸- جولائی) آج رات کے ۳- اور ۴ بجے کے مابین کانگڑہ مین ایک اور زلزلہ محسوس ہوا دو جہونکے آئے - یہ زلزلہ پہلے زلزلون سے جو کبھی کبھی ہوتے رہتے ہین کسیقدر زیادہ ہوا - لوگ گہبرا کر اٹھ کہڑے ہوئے - اور ایک شور محشر بپا ہوگیا ڈرے ہوئے اور مصیبت زدہ لوگ اب ان زلزلون کے باعث اپنی زندگی سے مایوس ہو چکے ہین - اور اس پر طرہ یہ کہ ہر روز ایک نہ ایک متوحش خبر کانگڑہ مین پہیل جاتی ہے جو مزید مایوسی کا باعث ہوتی ہے - خدا اپنا رحم کرے - بارش کے وقت جب برق کا زور ہوتا ہی اور جہونپڑے ٹپکتے ہین اور خدا یاد آتا ہے - اور تمام رات آنکھون مین کٹ جاتی ہے -

کلکتہ مین سخت بارش - ۲۸- جولائی کا تار مظہر ہے کہ کلکتہ مین ۲۴- گھنٹون سے سخت بارش ہو رہی ہے - تالاب بھر گئے ہین بازارون مین سیلاب آیا ہوا ہے گاڑیون کی آمد و رفت بند ہے کچھہ مکانات بہی گر گئے ہین کثیر التعداد کلرک و دیگر پہنچ ...

اپنے کام پر حاضر ہونے کے ناقابل ہین -

زلزلہ کا دہکا

پروفیسر امومی اور اسکے ہم خیال سمجھے تہے کہ دو سو سال تک کوئی زلزلہ آنیوالا نہین - لیکن خدا تعالےٰ کا کون مقابلہ کرسکتا ہے - ۲۶- جولائی کی صبح کو جو زلزلہ آیا وہ بالاتفاق تسلیم کر لیا گیا ہے کہ کسی صورت مین وہ ۴- اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ سے کم نہ تہا - صرف اتنا فرق تہا کہ ۴- اپریل کا زلزلہ بہت دیر تک رہا اور ۲۶- جولائی ۱۹۰۵ء کا زلزلہ بہت ہی کم عرصہ تک رہا - چنانچہ سول ملٹری گزٹ رقمطراز ہے کہ ۲۶- جولائی کو ۴ بجے صبح کے شملہ مین ایک شدید زلزلہ آیا بہت لوگ خوف کے مارے اپنے مکان چھوڑ کر باہر نکل پڑے اور اگرچہ یہہ زلزلہ بہت تہوڑی دیر رہا مگر اکثر لوگون کا بیان ہے کہ یہ زلزلہ بہی ۴- اپریل کے بعد سخت زلزلہ تہا فیروز پور مین بہی اسی تاریخ ۴ بجکر ۵ منٹ پر زلزلہ آیا اور اسے بہی سخت بتایا جاتا ہے مسوری مین بہی زلزلہ آیا -

کیا ایسی حالت مین کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی پیشگوئی ایک رنگ مین پوری نہین ہوئی - اے بندگان خدا خدا کے فرستادہ کی تکذیب سے باز آجاؤ ! اور خدا کے نشانات کو مت جہٹلاؤ -

---

بنگہ ضلع جالندہر سے خبر آئی ہے کہ اسی تاریخ کو یہہ زلزلہ سخت محسوس ہوا - سوئے ہوئے لوگ بیدار ہو گئے - ایک احمدی کے گہر کے پاس کچہہ ہندو رہتے ہین وہ زلزلہ کو دیکھکر کہنے لگے کہ **مرزا صاحب کا کہنا ٹہیک ہوتا جاتا ہی -**

ماہل پور ضلع ہوشیار پور سے میان علی اکبر اطلاع دیتے ہین کہ ۲۶- جولائی ۱۹۰۵ء کو شدید زلزلہ آیا لوگ گہبرا کر اٹھ کہڑے ہوئے اور چار وطرف شور و غوغا مچ گیا -

---

گورداسپور سے اخبار زمیندار کا نامہ نگار لکہتا ہے کہ اسی تاریخ اور اسی وقت پر ایسا زلزلہ آیا کہ تمام لوگ خواب سے بیدار ہوکر خدا خدا پکارنے لگے اگرچہ شدت کے ساتھہ تو دو ایک ہچکولے آئے لیکن اسکا اثر تقریباً پانچ منٹ تک رہا - شوالہ گنیش گر کے متصل جو تالاب ہے اسکے کنارہ پر پیپل کا ایک درخت اسی زلزلہ کے صدمہ سے گر گیا -

شمالی ہند کے مختلف حصون سے اس زلزلہ کی خبرین آئی ہین - کچھہ تفصیلی حالات بشرط ضرورت آئندہ درج ہون گے -

انتقال

ہر کہ آمد بجہان اہل فنا خواہد بود
وآنکہ پائندہ و باقی ست خدا خواہد بود

۲۸- جولائی ۱۹۰۵ء بروز جمعہ قبل نماز عصر حضرت حکیم الامت کی اہلیہ کلان نے ایک عرصہ کی بیماری کے بعد اس جہان سے رحلت کی - انا للہ و انا الیہ راجعون -

مرحومہ کا جنازہ انکی دلی خواہش کے ..... موافق حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کثیر جماعت موجودہ قادیان کو لیکر پڑہا اور دیر تک دعائے مغفرت فرماتے رہے - مین مرحومہ کی زندگی پر ایک مختصر سا نوٹ اگلی اشاعت مین انشاء اللہ دونگا - فی الحال اسی پر اکتفا ہے کہ اللہ تعالےٰ اسے اپنے جوار رحمت مین جگہ دے - آمین -

---

ایک عظیم الشان کامیابی اور فیاضی کی

زندہ مثال

یعنی ایکہزار روپیہ کی ہر ایک قسم کی کتابین بالکل مفت

وہ کسطرح

آپ آخیر اگست ۱۹۰۵ء تک اپنی اپنی درخواستین ہمارے دفتر مین بہیجدین ہم آپکو ایک روپیہ کی کتاب صرف ایک ٹکٹ ۲ کے محصول آنے پر مفت بہیجدین جس قسم کی کتاب کی ضرورت ہو اسکا نام خط مین تجویز کردو مگر شرط یہ ہے کہ قیمت اس کتاب کی ایک روپیہ سے زیادہ نہ ہو - آخیر جولائی ۱۹۰۵ء کے بعد کوئی درخواست قابل شنید نہ ہوگی سلسلہ روانگی کتب ۱۵- اگست سے شروع ہوگا - طالب علمون کیلئے خصوصاً و دیگر کتابی موقعون کے لئے عموماً یہ ایک نادر موقعہ ہے -

درخواست ہو بنام

نذیر اینڈ کو کشمیری بازار لاہور

آخیر جولائی ۱۹۰۵ء تک نصف

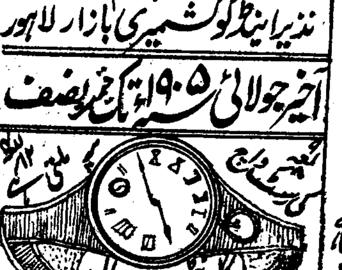

یہ گھڑی کارنٹی پر بانڈی جاتی ہے اسکا ڈائل سولڈر خاص چینی کا ہے - جیب مین بہی لگ سکتی ہے - دیکھنے مین ۲۰ کی معلوم ہوتی ہے ہزار ہا فروخت ہوچکی ہین نظیر پختہ و پائیدار ہین قیمت نمونہ ... - (محصول معاف)

ملنے کا پتہ حمید ٹریڈنگ کمپنی کشمیری بازار لاہور

راسکوپ سسٹم واچ جو نہایت ست پائیدار اصل قیمت مختصر رعایتی ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

انّی اناالقادی الرّیح

الحکم

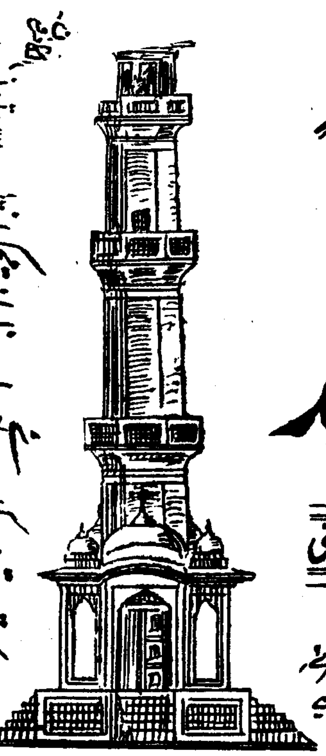

چہ گویم بانو گرائی جہاد در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی عرفانی احمدی

قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عنلہ (۳) ہندوستان سے باہر ہے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۔ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عہ

نمبر ۲۸ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۰۵ء ۸ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ | جلد

فہرست مضامین

(۱) ۱۳ اگست تک خاص رعایت
" کل من علیہا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام } صفحہ ۱
" حکیم الامۃ کی سرکلر لیٹر
(۲) دربار شام - یکم ۳ و ۵ - اگست ۱۹۰۵ء - صفحہ ۲ و ۳
(۳) حضرت حکیم الامۃ کی اہلیہ کلان کا انتقال - صفحہ ۴
(۴) قصیدہ در نظم - صفحہ ۵
(۵) خدا آسمان و زمین کا نور ہے صفحہ ۶ و ۷
(۶) وفائے عہد - "
(۷) پیسہ اخبار کا مقدمہ صفحہ ۸ و ۹
(۸) کیا اسلام کے لئے تنزل لازمی ہے - صفحہ ۱۰
(۹) دربار شام ۸ - اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۱
(۱۰) خبروں کا گلدستہ - فہرست مبایعین صفحہ ۱۲
(۱۱) اشتہارات صفحہ ۱۲ و ۱۳ و ۱۴

۱۳ - اگست ۱۹۰۵ء تک خاص رعایت

کارخانہ الحکم کی بعض جدید الطبع کتابوں کے لئے جگہ نکالنے کے واسطے ۱۳ - اگست ۱۹۰۵ء تک مندرجہ ذیل کتابوں میں خاص رعایت کیجاتی ہے یاد رکھیئے ۱۳ - اگست ۱۹۰۵ء کے بعد یہ رعایت جاری نہ رہیگی - اس اثنا میں خصوصاً گذشتہ سالوں کے بعض فائل خرید نے میں آپ کو بہت بڑا فائدہ رہیگا کیونکہ گذشتہ سالوں کے فائل ہمیشہ دو چند قیمت پر دئے جاتے ہیں -

۱۹۰۳ء کا فائل الحکم صہ صرف پچاس درخواستوں کی تعمیل ہوگی -
۱۹۰۴ء " صہ "
ازالہ اوہام ہر دو جلد عہ "
آسمانی فیصلہ ۲ر
مسلمانوں کا خدا اور اُسکے حضور دعا ۔ر
ردشیعہ و خط نسخ ۔ر
حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ا ر صرف ۲۵ درخواستوں کی تعمیل ہوگی
ست بچن و آریہ دہرم ۱۰ر
تفسیر سورہ بقرہ ۱۲ صرف سو درخواستوں کی تعمیل ہوگی
وحدت وجود پر خط اور تقریر بر نماز ار
برہان الحق ۲ر
النصح ار
سلک مروارید حصہ اوّل ۳ر صرف سو درخواستوں کی تعمیل ہوگی -
اصلاح النظر ۲ر صرف ۲۰ درخواستوں کی تعمیل ہوگی -
الانذار ۲ر صرف ۸ درخواستوں "
رپورٹ جلسہ سالانہ ۸ر صرف ۵۰ درخواستوں کی تعمیل ہوگی -
اربعین ہر چہار نمبر ۳ر

تمام

درخواستوں کی تعمیل بذریعہ وی پی ہوگی اور تمام درخواستیں دفتر الحکم کے نام آنی چاہئیں

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

۱۲ - اگست ۱۹۰۵ء کو قبل دوپہر حضرت حکیم الامۃ کا دوسرا بچہ عبد القیوم (جو بہت دیر سے بیمار چلا آتا تھا) آخر فوت ہوگیا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ - مرحوم ۲۲ ستمبر ۱۹۰۳ء کو پیدا ہوا تھا اور ۱۲ - اگست ۱۹۰۵ء کو اس کی عمر ۱۰ دن کم دو سال کی تھی - حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جنازہ کے ہمراہ تھے لیکن سر درد کی وجہ سے حضرت حکیم الامۃ ہی کو جنازہ پڑھانے کا حکم دیا - عبد القیوم کو قبر میں رکھنے سے پہلے حکیم الامۃ نے اسکا کفن کھولا - اسکے منہ کو بوسہ دیا اور چند قطرہ آنسوؤں کے انکی آنکھ سے نکلے - دفن کرکے واپس آتے ہوئے ٹھیر کر فرمایا - مینے عبد القیوم کا منہ کیوں کھولا؟ اس کی ایک وجہ ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بچہ ابراہیم جب فوت ہوگیا تو آپ نے اسکا کفن کھول کر اسکے منہ کو چوما اور اللہ تعالیٰ کی مدح کی کہ ہم تیرے ہر ایک فعل سے خوش ہیں - البتہ چند روزہ جدائی کا رنج ہے اسپر آپ کے آنسو نکل آئے تھے مینے اس سنت کو پورا کیا ہے - خدا تعالےٰ کے ہر ایک فعل پر بحمد اللہ میں بھی خوش ہوں یہ اسکا فضل ہے اولاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کو پورا کرنے والی ہو یہ میرے لئے خوشی کا باعث ہے اس قدر بیان کرنے پر حکیم الامۃ پر رقت طاری ہوگئی اور صرف یہ کہکر کہ "یہہ باعث تہا" چلدئے -

مین اگلی اشاعت مین اسپر انشاء اللہ ایک نوٹ لکھونگا فی الحال اسی پر اسکو ختم کرتا ہوں - کہ اللہ تعالےٰ مرحوم عبد القیوم کو ہمارے لئے اجر - فرط - اور شافع بنائے اور حضرت حکیم الامۃ کو نعم البدل دے آمین -

نوٹ - اخبار کے دیر شائع ہونیکی وجہ سے یہ خبر اسی اشاعت میں درج ہوئی ہے ایڈیٹر -

حکیم الامۃ کی سرکلر لیٹر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

احباب و برادران و عزیزان - آپ لوگوں میں سے بہت سارے ہیں - جنہوں نے مجھے تعزیت کے خطوط لکھے اور میں سچ کہتا ہوں ان کی تحریر نے مجھ پر خصوصیت سے محبت بڑھانے کا اثر کیا ہے - فجزاھم اللہ احسن الجزاء - اب میں سب کا جواب دوں اور ان کا شکریہ کرتے ہوئے جزاکم اللہ احسن الجزاء لکھوں - تو کم سے کم پیسے لیکر نصف آنہ خرچ ہوتا ہے اور آپ لوگوں پر ضروری اخراجات کا آگے بوجھ ہے ہاں اگر انکا واقعی علم ہوتا کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا - تو آپ کو بوجھ ہی معلوم نہوتا اور بہت ہیں جنکو بوجھ معلوم نہیں ہوتا یہی خرچ اگر ایک جگہ جمع ہو جاتا - تو ایک بڑا دینی کام نکلتا - اب آج میرا چھوٹا بچہ عبد القیوم فوت ہوگیا ہے مجھے ڈر لگتا ہے کہ اہلی تعزیت کے خطوط پھر پہونچیں - اسلئے میری درخواست ہے کہ بجائے اسکے آپ صاحبان ایسے خرچوں کو دینی کاموں میں دو یہہ میرا دلی جوش ہے - اور مجھے ڈر ہے - کہ یہ کہیں اسراف میں داخل نہ ہو - اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے فراست عطا فرمائے - وان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ

الحکم نمبر ۲۶ صفحہ ۱

دربار شام

یکم اگست ۱۹۰۵ء

سردوعہ ضلع ہوشیارپور سے آئے ہوئے دو بھائی داخل بیعت ہوئے۔

فرمایا بیعت میں داخل ہونے والوں کے اسماء کو باقاعدہ لکھا جاوے اگر یہہ سب نام لکھے جائیں تو ان مشکلات کا سامنا نہو جو بعض وقت پیش آتی ہیں۔

ایڈیٹر۔ اس سے اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ منشاء ہے کہ ہر شخص کو جو بیعت میں داخل ہوتا ہے ضرور چاہیئے کہ وہ سلسلہ عالیہ کی ضروریات کے لیئے چندہ میں شریک ہو۔ قطع نظر اس کے کہ وہ رقم چندہ کی قلیل ہے یا کثیر۔

۲۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ایک خط کا ذکر ہوا۔ جو انہوں نے منشی حسین بخش صاحب تحصیلدار پنڈی گھیپ حال رخصتی قادیان کے نام لکھا ہے۔

فرمایا معلوم نہیں وہ کونسی بدی تھی جسنے اسکو اس سلسلہ کی شناخت سے محروم رکھا۔ تاہم جب تک وہ زندہ ہے ہم اس پیشگوئی کی کوئی تاویل نہیں کرتے جو اس کے متعلق ہے کہ وہ آخر رجوع کریگا۔

مین جانتا ہوں کہ اوائل میں وہ بڑا اخلاص ظاہر کیا کرتا تھا بٹالہ کے سٹیشن پر خود اس نے حامد علی سے لوٹا لیکر مجھے دضو کرایا اور جب میں اٹھتا تو میرا جوتا اٹھا کر آگے رکھہ دیتا تھا۔

اس میں دوسرے مولویوں کی نسبت ایک بات تو ہے وہ یہہ کہ جب یہہ کسی بات کو مانے تو دلیری کے ساتھہ اسکا اعلان کرسکتا ہے۔

۳۔ **فرمایا** میں حیران ہوں میرا معاملہ تو بالکل صاف تھا۔ تین باتیں تھیں ان لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ بھی تسلیم کرلیا۔ اور امت کے مثل یہود ہوجانے کا بھی اقرار کرلیا۔ اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل بھی تسلیم کیا ان ساری باتوں کو تو مثیل کے طور پر مانا لیکن **مسیح** کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ وہی آئیگا۔ یہہ کس طرح ہوسکتا ہے؟

یہہ تو ایسی مثال ہے کہ جیسے دو بھائی ہیں جب انمیں کوئی تقسیم ہو تو ہر ایک قسم کی چیزیں انہیں دیجاتی ہیں جب کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں یہودیوں کے مثیل مانتے ہیں تو اس میں کیوں موت پڑتی ہے کہ ایک **مسیح** بھی تسلیم کریں۔

۴۔ فرمایا میں دیکھتا ہوں براہین میں میرا نام اصحاب کہف بھی رکھاہے۔ اس میں یہ سر ہے کہ جیسے وہ مخفی تھے اسی طرح پر تیرہ سو برس سے یہہ راز مخفی رہا اور کسی

پہلے کہا ہے ... ساتھہ ... رقیم کا لفظ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود مخفی ہونے کے اس کے ساتھہ ایک کتبہ بھی ہے اور وہ کتبہ یہی ہے کہ تمام نبی اسکے متعلق پیشگوئی کرتے چلے آئے ہیں۔

دربار شام

۳۔ اگست ۱۹۰۵ء

شام کی تاریکی قلم بند کرنے کی اجازت نہ دیتی تھی اسلئے میں نے خداداد قوت حافظہ کی مدد سے اپنے الفاظ میں اس رویداد کو لکھا ہے جو بزرگ اس اجلاس میں موجود تھے وہ اسے پڑھ کر انشاء اللہ سمجھہ لیں گے کہ میں اسکے لکھنے میں بہت بڑی حد تک کامیاب ہوا ہوں والحمد للہ علےٰ ذالک۔

ایڈیٹر

سلسلہ کلام اس امر سے شروع ہوا کہ تمام نبیوں اور راستبازوں کے کلام میں عجز و انکسار کے الفاظ اور اپنی کمزوری کا اظہار پایا جاتا ہے اسپر اعتراض نہیں کرنا چاہیئے۔ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو اشتہار متعلقہ زلزلہ میں اس قسم کے الفاظ استعمال کیئے ہیں اسپر مولوی محمد حسین بٹالوی نے اعتراض کیا ہے۔ اعلےٰ حضرت نے میرے معزز بھائی مفتی محمد صادق صاحب کو غالبًا بائبل میں ایسے مقامات دیکھنے کے لیئے ارشاد فرمایا تھا۔ اس کا ذکر مفتی صاحب نے کیا۔ اسپر اعلےٰ حضرت نے فرمایا۔

اس قسم کے الفاظ تمام نبیوں کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں چونکہ ان کی معرفت بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالےٰ کی عظمت اور جبروت کے مقام کو شناخت کرتے ہیں اسلئے نہایت انکسار اور عاجزی کا اظہار کرتے ہیں۔ نادان جنکو اس مقام کی خبر نہیں ہے وہ اسپر اعتراض کرتے ہیں حالانکہ یہہ انکی کمال معرفت کا نشان ہوتا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللّٰہ افواجًا فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابًا آیا ہے اس میں صاف فرمایا ہے تو استغفار کر۔ اس سے کیا مراد ہے؟ اس سے یہی مراد ہے کہ تبلیغ کا جو عظیم الشان کام تیرے سپرد تھا دقائق تبلیغ کا پورا پورا علم تو اللہ تعالےٰ ہی کو ہے اسلئے اگر اس میں کوئی کمی رہی ہو تو اللہ تعالےٰ اسے معاف کردے۔ یہہ استغفار تو نبیوں اور راستبازوں کی جان بخش اور عزیز چیز ہے۔ اب یہ نادان اور کوتاہ اندیش عیسائی اعتراض کرتے ہیں جہاں استغفار کا لفظ انہوں نے سن لیا جھٹ اعتراض کردیا۔ حالانکہ اپنے گھر میں دیکھیں تو مسیح کہتا ہے کہ مجھے نیک مت کہہ۔ اس کی تاویل عیسائی یہ کرتے ہیں کہ مسیح کا منشاء یہ تھا کہ مجھے خدا کہے۔ یہہ کیسے تعجب کی بات ہے کیا مسیح کو انکی والدہ مریم یا ان کے بھائی **خدا** کہتے تھے جو وہ یہی آرزو اس شخص سے رکھتے تھے کہ وہ بھی خدا کہے۔ انہوں نے یہ لفظ تو اپنے عزیزوں اور شاگردوں سے بھی نہیں سنا تھا وہ بھی **استاد استاد** ہی کہا کرتے تھے پھر یہ آرزو اس غریب کیونکر انکو ہوئی۔ کیا وہ خوش ہوتے تھے کہ کوئی انہیں خدا کہے یہہ بالکل غلط ہے انکو نہ کسی نے اوستاد کہا اور نہ انہوں نے کہلوایا پھر ایک اور توجیہ کرتے ہیں کہ دراصل وہ شخص منافق تھا۔ اسلئے حضرت مسیح گویا خفا ہوئے کہ تو نیک کیوں کہتا ہے کیونکہ تو مجھے نیک نہیں جانتا۔ یہہ بھی بالکل غلط بات ہے کہاں سے معلوم ہوا کہ وہ منافق تھا۔

غرض اصل بات یہی ہے کہ خدا کے برگزیدہ بندے اپنی عبودیت کا اعتراف کرتے رہتے ہیں۔ اور دعاؤں میں لگے رہتے ہیں احمق ان باتوں کو عیب سمجھتے ہیں۔ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کو دیکھا جاوے تو پھر ایسے احمق اعتراض کرنے والے تو خدا جانے کیا کیا کہیں جیسے اللّٰھم باعد بینی و بین خطایای کما باعدت بین المشرق والمغرب۔

ایک مخلص نے پہاڑ پر جانیکے لئے اجازت چاہی اسکے متعلق تذکرہ آنے پر فرمایا۔

اللہ تعالےٰ کے وعدے بالکل سچے ہیں جبکہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ کوئی عذاب شدید آنیوالا ہے تو اسکا کوئی وقت تو ہمیں معلوم نہیں ہے اس لئے بڑی احتیاط کرنی چاہئے۔ پہاڑوں پر کیا ہے ہم تو گرمیاں یہاں ہی بسر کرتے ہیں کوئی ایسی تکلیف نہیں ہوتی بلکہ میں ایک مرتبہ ڈلہوزی گیا کسی مقدمہ کی تقریب تھی۔ جب میں وہاں پہونچا تو خلاف عادت دیکھا نہ گرمی ہے نہ پسینا آتا ہے بارش ہوتی ہے اور بادل گھروں میں اندر گھس آئے۔ ہر وقت اندر بیٹھے رہنا نہ چلنے پھرنے کے لئے موقع ملے اگر ہر روز جائے نہ پئیں تو اسہال آجائیں ایک دو دن میں نے گذارے پھر سخت تکلیف محسوس ہونے لگی۔ اور میں جب تک پٹھانکوٹ نہ پہونچ گیا طبیعت میں نشاط اور انشراح پیدا نہ ہوا۔ انکو لکھہ دو کہ وہ یہاں آجائیں اگر بارش ہوتی رہی۔ تو یہاں بھی موسم اچھا ہے اور ۱۵۔ ستمبر تک تو امید ہے موسم میں بڑی تبدیلی ہوجائیگی۔ **فرمایا** میں دیکھتا ہوں **کہ گرمیوں** کو بھی روحانی ترقی کے ساتھہ خاص مناسبت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے مکہ جیسے شہر میں پیدا کیا اور پھر آپ ان گرمیوں میں تنہا **غار حرا میں** جاکر اللہ تعالےٰ کی عبادت کیا کرتے تھے وہ کیسا عجیب زمانہ ہوگا آپ ہی ایک پانی کا مشکیزہ اٹھا کرلے جایا کرتے ہونگے۔ (اللہ! اللہ! کیسا پرلطف نظارہ ہوگا ایڈیٹر)

اصل بات یہہ ہے کہ جب اللہ تعالےٰ کے ساتھہ انس اور ذوق پیدا ہوجاتا ہے تو پھر دنیا اور اہل دنیا سے ایک نفرت اور کراہت پیدا ہوجاتی ہے۔ بالطبع تنہائی اور خلوت پسند آتی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی یہی حالت تھی اللہ تعالےٰ کی محبت میں آپ اسقدر فنا ہوچکے تھے کہ آپ اس تنہائی میں ہی پوری لذت اور ذوق پاتے تھے۔ ایسی جگہ میں جہاں کوئی آرام اور راحت کا سامان نہ تھا۔ اور جہاں جاتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہو۔ آپ وہاں کئی کئی راتیں تنہا گذارتے تھے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کیسے بہادر اور شجاع تھے۔ جب خدا تعالےٰ سے تعلق شدید ہو تو پھر شجاعت بھی آجاتی ہے اس لئے مومن کبھی بزدل نہیں ہوتا۔ اہل دنیا بزدل ہوتے ہیں انمیں حقیقی شجاعت نہیں ہوتی ہے۔

اس بات کو سن کر کہ خدا تعالےٰ سے جسقدر تعلقات شدید ہوتے ہیں اور ایسے لوگ تنہائی اور خلوت کو پسند کرتے ہیں بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ پھر ان نبیوں اور رسولوں کے بیوی بچے کیوں ہوتے ہیں وہ بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں اور کھاتے پیتے ہیں۔

مگر افسوس ہے کہ ایسا اعتراض کرنے والے نہیں سوچتے کہ ان لوگوں کی تو ایسی مثال ہے جیسے ایک شخص تو کسی کے دروازے پر بھیک مانگنے جاوے اور ایک اسکا دوست ہو۔ اور وہ محض اس سے ملنے ہی کے لیئے گیا ہو اب اگر وہ دوست اپنے دوست کے سامنے پلاؤ وغیرہ لاکر رکھہ دیتا ہے تو اس میں اسکا کیا قصور ہے۔ اس دوست کو تو اسکے کھانے میں لذت آتی ہے اور وہ گدا جو ہے اسکو خشک روٹی کا ٹکڑا دے دیا جاتا ہے اگر زیادہ ٹھیرے تو پھر دھکے دے کر باہر کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ معاملہ دوست سے نہیں ہوتا بلکہ اس کے زیادہ قیام اور اسکے کھانے پینے سے خود اسے ایک لذت آتی ہے۔

یہی حال ان نبیوں اور ماموروں کا ہوتا ہے انکے سامنے جو کچھہ آتا ہے وہ انکی نفسانی خواہشوں کا نتیجہ نہیں ہوتا وہ تو ساری لذت اور راحت اللہ تعالیٰ ہی کے ذکر اور شغل میں پاتے ہیں اور فی الحقیقت تنہائی ہی کو پسند کرتے ہیں جہاں وہ اپنے محبوب سے اپنے دل کی آرزوئیں اور تمنائیں پیش کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس حالت میں کوئی انکو نہ دیکھے۔

www.aaiil.org

علاوہ بریں یہ تعلقات انکی تکمیل کیلئے ہوتے ہیں۔ ہمنے بارہا بیان کیاہے کہ اخلاق کے سارے پہلو پورے نہیں ہوتے ہیں جب تک ہر قسم کی حالتیں پیش نہ آئیں۔ نبیوں اور رسولوں کے لئے شدائد اور مشکلات بھی آتے ہیں اور یہ مشکلات بھی انکے اخلاق کی تکمیل کے لئے ہوتی ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جیسے تمام اخلاق کا اظہار ہوا ہے کسی دوسرے کو یہہ موقع نہیں ملا۔ مکہ معظمہ میں جب تک آپ رہے تو ہر قسم کی تکالیف اور مشکلات کا سامنا رہا جس میں آپ کے کمال صبر اور رضا بالقضا کے پہلو کا ظہور ہوا۔ پھر جب آپ فاتح ہوکر ایک بادشاہ کی حیثیت سے داخل ہوئے تو حالانکہ آپ ان سب کو قتل کر سکتے تھے۔ اور اس قتل میں حق پر بھی تھے لیکن باوجود مقدرت کے ان سب کو معاف کر دیا جس سے آپ کے کمال ایثار سخاوت۔ عفو اور درگذر کا ثبوت مل گیا۔ حضرت مسیح کو یہ موقع نصیب نہیں ہوا۔ اور وہ ان دونوں پہلوؤں کو ظاہر نہیں کر سکے۔

دار الامان کا ہفتہ

۱- اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع اہل بیت خدا کے فضل و کرم سے خیریت سے ہیں اور براہین احمدیہ جلد پنجم کی تصنیف میں مصروف ہیں براہین احمدیہ کا ضمیمہ چھپ رہا ہے۔

۲- بزرگان ملت کی صحت قوم کے لئے خوشی اور شادمانی کا باعث ہے۔

۳- عام طور پر قادیان میں خسرہ کی مرض کی شکایت ہے خدا کا شکر ہے کہ ابھی تک یہہ مہلک نہیں ثابت ہوا۔ بارش کی سخت ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔

۴- مکرمی ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب لگرہ سے تین ماہ کی رخصت لیکر آئے ہیں + انکی طبیعت کسی قدر ناساز ہے اللہ تعالےٰ اپنا فضل کرے۔

۵- حضرت فاضل امروہی اور عالی جناب سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب مدراس سے غالباً آنیوالے ہیں۔

۸- اگست ۱۹۰۵ء- رویا میں دیکھا کہ ایک لفافہ ہے جسمیں کچھ پیسے ہیں۔ کچھ پیسے اسمیں سے نکل کر باہر سامنے بھی پڑے ہیں۔ اس کے بعد الہام ہوا۔

"تیرے لئے میرا نام چمکا"

ڈائری فرمایا۔ اس الہام سے پہلے اگرچہ خوابیں ایسے دیکھے گئے جو کسی جھگڑے یا غم پر دلالت کرتے ہیں مگر وحی الٰہی صریح لفظوں میں دلالت کرتی ہے کہ اس کے بعد کوئی نشان ظاہر ہوگا جسکے واقعہ سے خدا تعالےٰ اپنے نام اور اپنی ہستی کو لوگوں پر ظاہر کریگا۔

دربار شام ۵ اگست ۱۹۰۵ء

حضرت حجۃ اللہ کے تشریف فرما ہوتے ہی ایک حاجی صاحب دردنے پیش ہوکر بیعت کی درخواست کی جس پر اعلےٰ حضرت نے فرمایا کہ ایک دو دن کے بعد کر لینا۔ اسکے بعد سلسلہ کلام یوں شروع ہوا کہ کثرت کے ساتھ لوگ اس سلسلہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ بظاہر اس کے وجوہ اور اسباب کا ہمیں علم نہیں ہماری طرف سے کونسے واعظ مقرر ہیں؟ جو لوگوں کو جاکر اس طرف بلاتے ہوں۔ یہہ محض خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک کشش ہے۔ اور جب خدا تعالےٰ کیطرف سے کوئی سلسلہ قایم ہوتا ہے تو اس میں ایک کشش لگی ہوئی ہوتی ہے جسکے ساتھ لوگ کھنچے چلے آتے ہیں یہی حال یہاں بھی ہے کہ اسی ایک کشش رکھدی ہے جہانتک اللہ تعالےٰ اس سلسلہ کو پہنچانا چاہتا ہے اسی حد تک اس نے کشش رکھدی ہے۔

پھر ذکر آیا کہ بعض لوگ بیعت کے خطوط بھیجتے ہیں تو انمیں درج ہوتا ہے کہ ہمارا فلاں کام ہو جاوے یا اسقدر روپیہ ملجاوے تو بیعت کرلیں۔ اسپر فرمایا

ایسی شرائط والے ہمیشہ محروم رہتے ہیں۔ **صدیقی فطرت** والے تو کسی نشان یا معجزہ کا طلب کرنا اپنی **ہتک شان** سمجھتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق نے کونسے نشانات دیکھے تھے وہ جانتے تھے کہ عرب کی موجودہ حالت اس امر تقاضا کرتی ہے کہ کوئی **مصلح** آوے۔ اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعوےٰ کیا تو آپ کے **اخلاق** اور آپ کی **راستبازی** ہی ایک عظیم الشان **معجزہ** ان کے واسطے ہوگئی اور انہوں نے دعوے کے سنتے ہی قبول کرلیا۔ ایسے لوگوں کے لئے کسی نشان کی کبھی حاجت نہیں ہوئی۔ جو لوگ اس قسم کے شرائط پیش کرتے ہیں کہ اس قدر آمدنی ہو جاوے تو ایمان لائیں گے وہ گویا یہ سمجھتے ہیں کہ ایمان لاکر اللہ تعالےٰ پر یا اسکے رسول پر **احسان کرتے** ہیں۔ وہ احمق نہیں جانتے کہ اللہ تعالےٰ کو ان کی پروا کیا ہے یہ تو اللہ تعالےٰ کا احسان ہے کہ اسنے **ہدایت کی راہ** انکو بتائی اور اپنے مامور کو ہدایت کے واسطے بھیجا۔ یہہ اللہ تعالےٰ کا صاف احسان ہے وہ الٹا خدا تعالےٰ پر احسان رکھنا چاہتے ہیں + قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ نشان اللہ کے پاس ہیں اور دوسری جگہ فرماتا ہے زمین و آسمان میں نشان ہیں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ یہہ ظاہر کرتا ہے کہ یہہ لوگ کیسے بے وقوف ہیں جو اتنا نہیں سمجھتے کہ کیا یہ وقت کسی نبی کی ضرورت کا ہے یا نہیں؟ حالت زمانہ خود اسپر شہادت دیتی ہے پھر اس سے بڑھ کر اور وہ کیا نشان چاہتے ہیں؟

ہر شخص اس امر کا محتاج ہے کہ اسکا خاتمہ ایمان پر ہو اور وہ اطمینان کے ساتھ اس دنیا سے جاوے جب اس امر کی ضرورت ہے تو یہ شرط کیسی بیہودہ اور فضول ہے کہ وہ کام ہو یا اسقدر آمدنی ہو تو بیعت کرونگا۔ ضرورت جو ہر وقت مدنظر ہونی چاہئے وہ تو **حسن انجام** کی ضرورت ہے۔

مین دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں کیوں ہوتی ہیں اسلئے کہ اللہ تعالےٰ کی **عظمت** دل پر نہیں ہے اگر اللہ تعالےٰ کے **جلال و جبروت** کا دل پر اثر ہو اور اسکی ہستی پر ایمان ہو تو دل ڈر جاوے اور یہ فسق و فجور اور شرور نفسانی جن میں دنیا مبتلا ہے اس سے نجات پاجائیں۔ اور اس کیطرف آنے میں ایسی شرطیں نہ لگائیں۔

کیسی حیرانی کی بات ہے کیا **بیمار طبیب کے پاس جاکر اسے کچھہ نذرانہ دیتا ہے یا اس سے یہ شرط کرتا ہے کہ اگر میں اچھا ہو جاؤں تو تجھے اسقدر نذرانہ دیناہ؟**

جو لوگ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں وہ خدا تعالےٰ کیطرف آتے ہی نہیں انکا مقصد اور غرض تو وہ کم بخت دنیا ہوتی ہے جسکو وہ پیش کرتے ہیں۔ ان کے دل میں یہ سوز و گداز اور جلن نہیں کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھہ تعلق ہو اور اسکی طرف دلی رجوع اور توجہ ہو جاوے اگر یہ تعلق اور کرب پیدا ہو تو ایسی باتیں نہ کریں۔ کیونکہ بیمار خواہ جسمانی ہو یا روحانی جب وہ اپنی مرض کو محسوس کرلیتا ہے تو وہ تو بے اختیار ہوکر تڑپتا پھرتا ہے۔ اور طبیب کے کہنے پر اسقدر ایمان لاتا ہے کہ جو کچھہ وہ دیدے اسے اپنی بہتری کے لئے کہا لیتا ہے۔ یہہ عجیب بات ہے کہ آنا تو **دین** کیطرف اور اسکے لئے **دنیا کی شرط** لگانا!!!

بعض لوگ اس قسم کے بھی ہوتے ہیں کہ ذرا دنیا کا کوئی ابتلا پیش آجاوے تو سارا جوش ٹھنڈا ہو جاتا ہے اگر ایسے ہی لوگ **ہماری جماعت** میں داخل ہوں تو ان سے کیا فائدہ اور صحابہ سے کیا مقابلہ **صحابہ کی** عجیب حالت تھی انکے بیوی بچے بھی تھے پھر بھی ہزاروں خدا تعالےٰ کی راہ میں مارے گئے اگر وہ دین کو دنیا پر مقدم نہ کر لیتے تو کیونکر ممکن تھا کہ وہ اپنی جانوں کو اسطرح پر خدا کی راہ میں دیدیتے۔ لکھا ہے کہ ایک صحابی کے ہاتھہ میں کچھہ کھجوریں تھیں اور وہ کھا رہا تھا اسے معلوم ہوا کہ دوسرا شہید ہوگیا ہے اسنے اپنے نفس کو سخت ملامت کی کہ تیرا بھائی شہید ہوگیا ہے اور تو ابھی باقی ہے۔ یہہ تھی ان لوگوں کی ایمانی حالت۔

مین سچ سچ کہتا ہوں کہ دین کے ساتھہ دنیا جمع نہیں ہوسکتی ہاں خدمتگار کے طور پر تو بے شک ہوسکتی ہے لیکن **بطور شریک** کے ہرگز نہیں ہوسکتی +

یہہ کبھی نہیں سنا گیا کہ جسکا تعلق صافی اللہ تعالےٰ سے ہو وہ ٹکڑے مانگتا پھرے اللہ تعالےٰ تو اسکی اولاد پر بھی رحم کرتا ہے جب یہ حالت ہے تو پھر کیوں ایسی شرطیں لگاکر ضدین جمع کرتے ہیں **ہماری جماعت میں وہی شریک سمجھنے چاہئیں جو بیعت کے موافق دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہیں** جب کوئی شخص اس عہد کی رعایت رکھہ کر اللہ تعالےٰ کی طرف حرکت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو طاقت دیدیتا ہے۔

صحابہ کی حالت کو دیکھکر خوشی ہوتی ہے کہ کیسے اللہ تعالےٰ نے انکو پاک صاف کر دیا۔ حضرت عمر رضؓ کو دیکھو کہ آخر وہ اسلام میں آکر کیسے تبدیل ہوئے۔ اسی طرح پر ہمیں کیا خبر ہے کہ ہماری جماعت میں وہ کون سے لوگ ہیں جنکے ایمانی قوی ویسے ہی نشو و نما پائیں گے اللہ تعالےٰ ہی عالم الغیب ہے اگر ایسے لوگ نہوں جنکے قوے نشو و نما پاکر ایک جماعت قایم کرنے والے ہوں تو پھر سلسلہ چل کیسے سکتا ہے مگر یہہ خوب یاد رکھو کہ

جس جماعت کا قدم خدا کیلئے نہیں اس سے کیا فائدہ؟

خدا کے لئے قدم رکھنا امر سہل ہی ہے جبکہ خدا تعالےٰ اسپر راضی ہو جاوے اور روح القدس سے اسکی تائید کرے یہہ باتیں پیدا نہیں ہوتی ہیں جب تک اپنے نفس کی قربانی نکرے اور اسپر عمل ہو

ومن خاف مقام ربہ ونہی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی الماوی۔

ہی الماوی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہشتی زندگی اسی دنیا سے شروع ہو جاتی ہے۔ اگر ہوا نفس کو روک رہیں۔ صوفیوں نے جو فنا وغیرہ الفاظ سے جس مقام کو تعبیر کیا ہے وہ یہی ہے کہ نہی النفس عن الھوی کے نیچے ہو۔

میرا جواب:- اہلحدیث لکھتا ہے کہ کرشن قادیانی نے اپنے مقرب خاص حکیم فضل دین بہیروی کو نکالدیا کیوں؟ ایڈیٹر الحکم تبلاویگا" میرا جواب اسکے متعلق اتنا ہی ہے لعنت اللہ علی انکا ذبین کیا ایڈیٹر اہلحدیث جاہیدیگا؟

www.aaiil.org

حکیم الامتہ کی اہلیہ کلاں کا انتقال

مینے الحکم کی گذشتہ اشاعت مین مرحومہ کی لائف پر ایک نوٹ لکھنا چاہا تہا۔لیکن بعد مین جب میرے مکرم بہائی مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر نے اپنے اخبار مین مرحومہ کی زندگی پر کچھ لکھا تو مینے اسی تحریر کو کافی سمجہا اسلئے کہ مفتی صاحب بوجہ قرابت داری مرحومہ کے عادات وخصائل سے بہت زیادہ واقف تہے مین جو کچھ لکھتا وہ محض سماعی باتین ہوتین اسلئے مین مفتی صاحب کے نوٹ ہی کو ذیل مین درج کردیتا ہوں۔تاہم میرا جی چاہتا ہے کہ ایسی واجب الاحترام اور قابل نمونہ عورت کی زندگی کے حالات کسی قدر تفصیل سے شائع ہونے چاہئین۔اور اگر خود **حضرت حکیم الامتہ** اسپر لکہین تو غالباً بہت مفید ہوگا۔ مین مکرمی مفتی صاحب کی تحریر مین کسیقدر اضافہ کرنا چاہتا ہون۔ **مرحومہ** نے اپنے **واجب العزت** شوہر حکیم الامتہ کی دنیوی زندگی کے مختلف مدارج دیکھے تہے اور ایک معمولی مشاہدہ سے لیکر ہزارون روپیہ ماہوار تک کی **آمدنی** اور ایک جلیل القدر شاہی طبیب کی اہلیہ ہونے کا زمانہ اسنے پایا تہا۔ لیکن مرحومہ کی زندگی مین اس انقلاب نے کوئی ایسا اثر اور انقلاب پیدا نہین کیا جس مین تکبر۔نخوت۔خود نمائی اور ریاکاری پیدا ہوئی ہو بلکہ انکی طبیعت مین جو سادگی۔خدا ترسی اور نوع انسان پر شفقت فروتنی اور انکسار اسوقت تہا جبکہ حضرت حکیم الامتہ شاہی طبیب ہوئے تہے وہی عادات اور خصائل آپ مین اس وقت بہی پائی جاتی تہین جبکہ انہین یہ فخر حاصل نہ تہا یہ بات بہت تہوڑے آدمیون مین پائی جاتی ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرحومہ کے دلپر دنیوی مال ومتاع نے کوئی بیہودہ اثر پیدا نہین کیا۔ مجھے جہانتک معلوم ہوا ہے وہ اپنے واجب الاحترام شوہر کے رنگ مین پوری رنگین تہین جسطرح انکی طرز زندگی ہمیشہ یکسان رہا ہے اسی طرح مرحومہ کے مزاج مین کوئی تغیر واقع نہین ہوا اور مین اس **استقامت** اور استقلال اور وقار کو کامل ایمان کا نشان سمجہتا ہون۔ اور یا وہ قومی خصائص مین سے ہے جو بڑے لوگون کے تہے۔ اور اس عادت اور خصلت نے مرحومہ کو ہمیشہ خوش رکہا جہانتک کہ جب حضرت حکیم الامتہ اس شاہی منصب سے الگ ہوکر ایک درویش کی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدمون مین آکر رہے تو اسے ذرا ہی خیال نہین ہوا کہ ہزارون ماہوار کی آمدنی اب اسکے ہاتہہ مین نہین۔مرحومہ کی سادگی ہمیشہ تعجب سے دیکہی جاتی ہے جو حضرت حکیم الامتہ کی پاک لائف پر بہی ایک روشنی ڈالتی ہے جنکے شباب کا بہت بڑا زمانہ مرحومہ کے ساتہہ گذرا ہے۔

مرحومہ مین ایک اور عجیب وصف بہی تہا جو مستورات کے لئے خصوصاً ایک عمدہ نمونہ ہے۔مرحومہ کے بہت سے بچے انکی زندگی مین فوت ہوئے لیکن کبہی بے صبری اور جزع فزع انسے ظاہر نہین ہوئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ساتہہ کیسی مسالمت اور مصالحت تہی۔پہر ایک اور بات بہی قابل ذکر ہے۔

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امر اور اشارہ سے جب حضرت حکیم الامتہ نے دوسرا نکاح کیا تو مرحومہ نے کبہی بہی ملال خاطر ظاہر نہ کیا۔برخلاف دنیا کی عام عورتون کے مولویصاحب کی دوسری بیوی کی اولاد کو ہمیشہ عزیزاز جان سمجہتی رہین جسکا بدیہی ثبوت یہ ہے کہ عزیز **عبدالحی** سلمہ الرحمان کی **آمین** دیکہنے سے پہلے مرنے کی آرزو نہ تہی بلکہ یہہ خواہش تہی کہ **بچے کا ختم قرآن** دیکہہ لون۔

مرحومہ کو بچون اور عورتون کے علاج مین خاص مذاق اور ملکہ تہا۔اور **حافظہ** بہت قوی تہا۔ سستی اور کاہلی باوجود بڑہاپے کے آپ کے پاس نہ آتی تہی۔

غرض

مرنے والی مین بہت سی خوبیان تہین حق مغفرت کرے۔ اب مین مفتی صاحب کا نوٹ درج ذیل کرتا ہون۔ ایڈیٹر۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

ابی الکرم حضرت مولوی نورالدین صاحب کی زوجہ کلان جن کا نام فاطمہ تہا۔بتاریخ ۲۸۔جولائی ۱۹۰۵ء بروز جمعہ بعد از نماز جمعہ اس دار فانی سے رحلت فرماگئین۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔مرحومہ مفتی شیخ مکرم صاحب قریشی عثمانی بہیروی کی لڑکی تہین اور حضرت مولوی صاحب موصوف کے نکاح مین اسوقت آئی تہین۔جب کہ مولویصاحب ہند وعرب سے تحصیل علوم کرکے کوئی تیس سال کی عمر مین اپنے وطن بہیرہ کو واپس تشریف لائے تہے اور قریب ۴۳ سال تک آپکی محرم راز رہ کر قریباً ۵۵ سال کی عمر مین وفات پائی۔بہیرہ مین تقلیدی رسوم اور بدعات کی مخالفت سب سے پہلے حضرت مولوی صاحب نے ہی کی تہی۔جس کی وجہ سے بہیرہ مین آپ کی سخت مخالفت ہوئی تہی اور یہی گروہ مخالف اس نکاح مین ہارج اور مانع ہوا تہا۔ مگر مفتی شیخ صاحب نے اس کی پرواہ نکرکے اس کام کو تکمیل تک پہونچایا اور مرحومہ یوم نکاح سے لیکر مرتے دم تک اپنے خاوند کے ساتہہ ہم مذہب وہم عقیدہ تہین۔مرحومہ صلہ رحمی کی صفت مین کمال رکہتی تہین اپنے نواسون اور نواسیون (یعنی مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی اور اخویم مفتی فضل الرحمٰن صاحب کی اولاد) کی پرورش مرتے دم تک اپنے ذمہ لی ہوئی تہی۔اور مفتیون کے گہر مین ان کی چہوٹی لڑکی کا رشتہ انہین کی کوششون کا نتیجہ تہا۔

باوجود اسقدر بیماری کے جو مدت سے انکے لاحق حال تہی گہر کا یہ سب کام کہانے پکانے وغیرہ کا خود کرتی تہین دور ونزدیک کے رشتہ دارون کے ساتہہ ہمیشہ نیک سلوک کرتی رہتی تہین اور سب کی خبر گیری کرتی تہین۔مرحومہ اس عاجز کی بہت قریبی رشتہ مین خالہ تہین اور میرے ساتہہ بہت محبت کیا کرتی تہین۔انہین ایام کی بات ہے کہ ایک دن بسبب تپ لرزہ کے مین بیمار ہوگیا تو مرحومہ نے میری بیماری کی خبر سنکر ارادہ کیا کہ میری بیمار پرسی کو آوین لیکن خود سخت بیمار تہین اور ضعف اسقدر تہا کہ ایک قدم چلنا مشکل تہا اسواسطے نہ آسکین۔

مرحومہ کو حضرت مسیح موعود کے ساتہہ سچا اخلاص اور ایمان تہا مجہے کہا کرتی تہین کہ یہ مولویصاحب کا احسان ہے کہ ہم نے خدا کے مسیح کو شناخت کرلیا لیکن اب تو میرے دل مین خدا کے رسول کی اسقدر محبت ہے کہ اگر کوئی بہی اس سے پہر جائے مین اوس سے منہ نہین پہیر سکتی۔بعد از نماز عصر مرحومہ کا جنازہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بمع جماعت کثیر باہر میدان مین پڑہا۔نماز جنازہ مین دعا کو بہت ہی لمبا کیا قبل مغرب مرحومہ کو قادیان کے شمال مشرقی جانب کے قبرستان مین دفن کیا گیا۔اللہ تعالےٰ اسکو جنت مین بلند جگہ نصیب فرماوے۔

رات (۲۸۔جولائی ۱۹۰۵ء) قبل از عشا حضرت مسیح موعود کی مجلس مین حضرت نے خود ہی مرحومہ کا ذکر کیا۔فرمایا "وہ ہمیشہ مجہے کہا کرتی تہین میرا جنازہ آپ پڑہائین۔اور مینے دل مین پختہ وعدہ کیا ہوا تہا کہ کیسا ہی بارش یا آندہی وغیرہ کا بہی وقت ہو مین ان کا جنازہ پڑہاؤنگا آج اللہ تعالےٰ نے ایسا عمدہ موقع دیا کہ طبیعت بہی درست تہی اور وقت بہی صاف میسر آیا اور مینے خود جنازہ پڑہایا۔

عاجز نے عرض کی اون کی یہ بہی خواہش تہی کہ میری وفات جمعہ کے دن ہو۔فرمایا "ہان۔وہ ایسا کہا کرتی تہین۔خدا تعالےٰ نے یہ خواہش بہی اون کی پوری کردی چند روز ہوئے۔ابہی ہم باغ مین تہے کہ وہ ایک دن سخت بیمار ہوگئین اور قریب موت کے حالت ہوچکی تو کہنے لگین کہ آج تو منگل ہے اور ہنوز جمعہ دور ہے اور ابہی عبدالحی کی آمین بہی نہین ہوئی قدرت خدا اسوقت طبیعت بحال ہوگئی اور پہر خواہش کے مطابق عبدالحی کی آمین کی خوشی بہی دیکہی اور آخر جمعہ کا دن بہی پایا۔

فرمایا۔یہ تو وہی بات ہوئی کہ ایک بزرگ کسی شہر مین بہت بیمار ہوگئے اور موت تک حالت پہونچ گئی تب اپنے ساتہیون کو وصیت کی کہ مجہے یہودیون کے قبرستان مین دفن کرنا۔دوست حیران ہوئے کہ یہ عابد زاہد آدمی ہین یہودیون کے قبرستان مین دفن ہونے کی کیون خواہش کرتے ہین۔شاید اسوقت حواس درست نہین رہے انہون نے پہر پوچہا کہ یہ آپ کیا فرماتے ہین۔بزرگ نے کہا کہ تم میرے فقرہ پر تعجب نہ کرو مین ہوش سے بات کرتا ہون اور اصل واقع یہ ہے کہ تیس سال سے مین دعا کرتا ہون کہ مجہے موت طوس کے شہر مین آوے پس اگر آج مین یہان مرجاؤن۔ تو جس شخص کی تیس سال کی مانگی ہوئی دعا قبول نہیں ہوئی وہ مسلمان نہین ہے۔مین نہین چاہتا کہ اس صورت مین مسلمانون کے قبرستان مین دفن ہوکر اہل اسلام کو دہوکا دون۔اور لوگ مجہے مسلمان جانکر میری قبر پر فاتحہ پڑہین۔قدرت خداوندی وہ اوسوقت تندرست ہوگیا اور پہر دس پندرہ سال کے بعد شہر طوس مین بیمار ہوکر فوت ہوگیا۔

فرمایا۔مرحومہ نے اپنی عمر مین بہت شدائد اور مصائب اٹہائے کتنی اولاد مرگئی۔یہہ مصائب جو قضا وقدر سے انسان پر پڑتے ہین اس کی کمی پورا کردیتے ہین جو انسان سے اعمال حسنہ مین رہ جاتی ہے۔

جب حضرت کے ہان صاحبزادہ میان بشیر احمد تولد ہوئے تہے تو حضرت نے مرحومہ کو فرمایا تہا۔کہ یہ تمہارا بیٹا ہے اسواسطے بشیر احمد کے ساتہہ مرحومہ کو خاص محبت تہی۔ صاحبزادہ بشیر احمد جنازہ کے ساتہہ اور دفن کے وقت اس طرح موجود رہے کہ انکا چہرہ اس اندرونی محبت کو ظاہر کرتا تہا۔

ہم تمام احباب کی خدمت مین درخواست کرتے ہین کہ وہ **مرحومہ کا جنازہ** اپنی جماعت کے ساتہہ اپنے اپنے شہر مین پڑہین اور ان کے واسطے دعائے مغفرت کرین۔

مرحومہ کی عادت مہمان نوازی کا یہ حال تہا۔کہ ان کی دلی خواہش تہی۔کہ ہمارا باورچی خانہ مین ایک سیر پختہ نمک روزانہ

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ موسومہ بہ تنبیہ الغافلین بمدح حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

من تصنیف خاکسار ترکی شاہ مخاطب بہ امیر الشعراء ملازم سلطان

گر مباش اے قوم از بہر خدا
پنبۂ غفلت برار از گوشہا
تا بکے خفتن چو مست جام مے
زیر طاقِ آسمان فتنہ زا
تا بکے بگریختن از راہ راست
تا بکے بیرہ شدن از رہ نہا
تا بکے سر تافتن از امرِ حق
تا بکے سستی ز فرمان خدا
تا بکے از بہر دنیائے دنی
روز و شب بگذاشتن در حیلہ ہا
تا بکے مانند حمال حطب
ریختن خارے بپائے مصطفےٰ
تا بکے از کبر و کین و بغض و جہل
رنج بنہادن بخاصان خدا
تا بکے بربستن از روئے حسد
بر رسولان تہمت کذب و دغا
تا بکے اخلاص با روئے بتان
تا بکے با عاشقان حق وغا
تا بکے از یاوہ گوئی ہائے خویش
گوش نہ نہادن بقول پیشوا
تا بکے از بد نہادی ہائے خویش
زشت گفتن بندگان نیک را
تا بکے تبدیل معنی ساختن
در کلام خالقِ ارض و سما
تا بکے از زشتیٔ اعمال خویش
دور تر ماندن ز فرمان خدا
تا بکے رفتن نہ از ریش و مژہ
آستان قادیانی میرزا
تا بکے نشنیدن از جہل و غرور
امر حق را از لب آن باصفا
شد چہ گر از جانب پروردگار
رہ نمایک آمدہ سوئے شما
ترسم اے یاران کہ ہمچون قوم لوط
آتشے بارد نہ بر فرق شما
می شود الخیا کہ تکذیب امام
زود ساز د حق تباہ آن قوم را
باز آ اے قوم جاہل باز آ
از خیال دشمنیٔ میرزا
چیست گر از جانب یزدان رسید
اشرف المخلوق و تاج اولیا
تا کہ از ہر کار شرک و بدعتی
باز دارد مشرکان زشت را
صد تاسف بہر این اندرز و پند
کافرش کردی خطاب اے ناسزا
این چنین گفتن برائے این چنین
توبہ کن اے مولوی بہر خدا
صد تاسف تہمتِ کذبش دہی
آنکہ بنماید ترا راہ صفا
بر فتد ہر کس کہ با وے بیگمان
بشکند پشت و سرش چرخ دوتا
دوست او دوست یزدان بود
دشمن او دشمن رب العلا
زود تر سر زیر فرمانش نہید
تا نہ نازل گردد از گردون بلا
ترکیا کن مطلع ثانی رقم
در ثنائے آن امام رہنما

مطلع ثانی

اے ز نور روئے تو ارض و سما
گشت روشن ہمچو مہر پر ضیا
تا شدی مبعوث اے مہدی وقت
کعبہ دانم خطۂ پنجاب را
مس زر خالص بود از دست تو
می شود از خاک پایت کیمیا
کور مادر زاد بینائے شود
بر رخش گر افگند مہرت ضیا
حاسدان گویند از روے حسد
رفتن نام قادیانی تا کجا
عالمان با ریا خود دہ بین
فتوئ کفرت دہند اے با خدا
در لبس عیسیٰ و مریم عنبر تو
حق عطا کرد است این قدرت کرا
در جہان گر یک نگاہ [illegible] تو
صد تن مجذوم بے یابد شفا
قدر والائے ترا نشناختند
کوتہ اندیشان ز گرد کینہ ہا
شک ندارم در بزرگی ہائے تو
بر کلام خود کنم حق را گوا
او نمی پیچد سر از فرمان تو
نیک کردن سر کرا خواہد خدا
در نصیب آنکہ دوزخ کردہ اند
سر گزاد آرد نہ حکم تو بجا
از زمین تا عالم بالا رسد
ذکر تو اے جانشین مصطفےٰ
مورد طعن ملائک شود
ہر کسے کذاب می گوید ترا
عاقبت شد جانب ملک عدم
آنکہ از حق خواست بہر تو فنا
کس نہ جان بر می شود از قہر حق
الحذر اے قوم از خشم خدا
با اماماں این چنین دشنام سخت
الحذر اے قوم از خشم خدا
بر اماماں این چنین جور و ستم
الحذر اے قوم از خشم خدا
ہمرہ نیکاں بدی ہا این چنین
الحذر اے قوم از خشم خدا
این چنین با رہنمایان گمرہی
الحذر اے قوم از خشم خدا
این چنین خصمی با یزدان دوستان
الحذر اے قوم از خشم خدا
این چنین تکلیف دادن با امام
الحذر اے قوم از خشم خدا
ہمرہ پاکان چنین بغض و حسد
الحذر اے قوم از خشم خدا
بر اماماں سنگ رانی این چنین
الحذر اے قوم از خشم خدا
ترک حق کردن ز حب مال و جاہ
الحذر اے قوم از خشم خدا
از امام وقت بدخوئی چنین
الحذر اے قوم از خشم خدا
مستعد گشتن بہ قتل رہنما
الحذر اے قوم از خشم خدا
جاہ کندن در رہِ خاصان حق
نیست واجب اے رفیقان بر شما
کاذبش بیدانشان گویند حیف
کردہ آن کس حق و باطل را جدا
عاشق احمد نہ باشد چون خدا
آشنا را می شناسد آشنا
تا عیانت رتبہ احمد شود
از حسد اے خصم دین بیرون برآ
می شود خورشید چرخ چارمی
ہر کری گردد ز مرزا خاک پا
مولوی ہرگز نہ چون عیسیٰ بود
عالمی گردد نہ مثل انبیا
پیر گولڑہ مثل مرزا کے شود
ہمچو بینا بے بصر باشد کجا

اظہار جوش عشق و ارادت خویش بحضرت میرزا

در غم عشق تو اے یوسف لقا
پارہ کردم جیب و دامان قبا
بر زبانم ہست نام پاک تو
ہر نفس ہر لحظہ ہر صبح و مسا
کاشکے آن صبح روشن بر دمد
تا ببینم جلوۂ روئے ترا
کاشکے روید بجسمم بال و پر
تا پرم سویت چو مرغان در ہوا
کاشکے بینم جمال پاک تو
تا کنم در پائے تو جان را فدا
کاش گردد خطے زمین در پائے من
تا رسم پیش تو چون باد صبا
کاش بینید بر در تو در سجود
فرق خود این عاشق غم مبتلا
چشم خود بستم ز روئے دیگران
در نظر تا جلوۂ تو کرد جا
من ترا دانستہ ام از صدق دل
ہادی و مہدی امام دوسرا
بر زمین از چرخ چارم آمدی
بالیقین اے آفتاب پر ضیا
در دل ہر شب بگویم از نیاز
داورا بنما جمال میرزا
آن قدر ماتم کہ بینم روئے او
نیست غم گر بعد زان آید قضا
در گرستن می گذارم روز و شب
عاشق روئے تو شد تا دیدہ ہا
جہد کن اے دل کہ کاخش بنگری
پیش زان افتد کہ از جسمت بنا
تا کنم وصفش ز بام آسمان
قدسیان خوانند ہر دم این نوا
حبذا اے ہادی و مہدی عہد
حبذا اے شمع انوار خدا
حبذا اے موجۂ بحر کرم
حبذا اے معدن شرم و حیا
حبذا اے کان الطاف و سخا
حبذا اے لولوے لالاے ما
حبذا اے محی دین رسول
حبذا اے گوہر صدق و صفا
حبذا اے رہنمائے گمرہان
حبذا اے جانشین مصطفےٰ
حبذا اے دستگیر عاجزان
حبذا اے یاور خلق خدا
بر ثبوت دعوے تو نیست دور
چون محمد گر شود آہو گوا
منکر تو منکر پیغمبر است
منکر تو منکر روز جزا
منکر تو چون رود زین خاکدان
باشدش در آتش سوزندہ جا
صبر کن بر تو ستمہا گر کنند
روز و شب این قوم جاہل بر ملا
یعنے از تو بیشتر ہر قوم نیز
کردہ صد جور و ستم بر انبیا
عاقبت گردید پیوند زمین
ہمچو قوم عاد از باد فنا

باز مخاطب با قوم

التجا بحضرت کبریا برائے دیدن دیدار میرزا

کے بود یارب کہ چشم تیرہ ام
نور یابد از جمال میرزا
کے بود کین چشم گریان بنگرد
سرزمین قادیان را داورا

مخاطب با صبا

اے نسیم صبحدم گر بگذری
جانب گلزار کوئے میرزا
اولش از من رسان صد سلام
باز بر گویا ہزاران التجا
ہست مشتاق لقایت در دکن
ترکی زار و نزار و بے نوا
دشمنش شد یک جہان از مہر تو
گویدش گمراہ ہر اہل جفا
مدعی یک سو کہ ہر یک یار غار
بر تنش افتد بسان اژدہا
منحرف گردید ہر یارش چنان
شمر گر ابن علی در کربلا
ہر یکے شاگرد او بیگانہ شد
در غم عشق تو شد تا مبتلا
جملہ عالم تشنۂ خونش شدہ ست
کافرش ہر یک بگوید بر ملا
او مگر اندر سنت منصور وار
سر نتابد از دم شمشیرہا
کار او با کس نماندہ در جہان
تا بقا داست کارش با شما
شعلۂ درد فراقت سر زند
از دل آن تفتہ جانی دایما
چشم رحمت برفگن بر حال او
تا رسد پیش تو آن بشکستہ پا
اے امام عہدی خواہم بعجز
کز پئے این بندہ فرمائی دعا
تا ببوسم آستان پاک تو
با ہزاران اتحاد و التجا

حسب ایمائے فتح محمد احمدی جمعدار جمعیت انفنٹری
علاقہ نواب سر آسمان جاہ مرحوم حیدر آباد دکن

www.aaiil.org

خدا آسمان و زمین کا نور ہے

(از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتہا یضیٔ ولو لم تمسسہ نار نور علیٰ نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء ویضرب اللہ الامثال للناس واللہ بکل شیء علیم

(الجزو نمبر ۱۸)

خدا آسمان و زمین کا نور ہے۔ یعنی ہر ایک نور جو بلندی اور پستی میں نظر آتا ہے خواہ وہ ارواح میں ہے خواہ اجسام میں اور خواہ ذاتی ہے اور خواہ عرضی اور خواہ ظاہری ہے اور خواہ باطنی اور خواہ ذہنی ہے خواہ خارجی اسی کے فیض کا عطیہ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت رب العالمین کا فیض عام ہر چیز پر محیط ہو رہا ہے اور کوئی اس کے فیض سے خالی نہیں۔ وہی تمام فیوض کا مبدء ہے اور تمام انوار کا علت العلل اور تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے۔ اسی کی ہستی حقیقی تمام عالم کی قیوم اور تمام زیر و زبر کی پناہ ہے۔ وہی ہے جس نے ہر ایک چیز کو ظلمت خانہ عدم سے باہر نکالا اور خلعت وجود بخشا بجز اس کے کوئی ایسا وجود نہیں ہے کہ جو فی حد ذاتہ واجب اور قدیم ہو یا اس سے مستفیض نہ ہو بلکہ خاک اور افلاک اور انسان اور حیوان اور حجر اور شجر اور روح اور جسم سب اسی کے فیضان سے وجود پذیر ہیں۔ یہ تو عام فیضان ہے جس کا بیان آیت **اللہ نور السموات والارض** میں ظاہر فرمایا گیا۔ یہی فیضان ہے جس نے دائرہ کی طرح ہر ایک چیز پر احاطہ کر رکھا ہے جس کے فائض ہونے کے لئے کوئی قابلیت شرط نہیں لیکن بمقابلہ اس کے ایک خاص فیضان بھی ہے جو مشروط بشرائط ہے اور انہیں افراد خاصہ پر فائض ہوتا ہے جن میں اس کے قبول کرنے کی قابلیت و استعداد موجود ہے یعنی نفوس کاملہ انبیاء علیہم السلام پر جن میں سے افضل و اعلیٰ ذات جامع البرکات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے دوسروں پر ہرگز نہیں ہوتا اور چونکہ وہ فیضان ایک نہایت باریک صداقت ہے اور دقائق حکمیہ میں سے ایک دقیق مسئلہ ہے اس لئے خداوند تعالیٰ نے اوّل فیضان عام کو (جو بدیہی الظہور ہے) بیان کر کے پھر اس فیضان خاص کو بغرض اظہار کیفیت نور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ایک مثال میں بیان فرمایا ہے کہ جو اس آیت سے شروع ہوتی ہے **مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح** الخ اور بطور مثال اس لئے بیان کیا تا اس دقیقہ نازک کے سمجھنے میں ابہام اور دقت باقی نہ رہے کیونکہ معانی معقولہ کو صور محسوسہ میں بیان کرنے سے ہر یک غبی و بلید بھی باسانی سمجھ سکتا ہے۔ بقیہ ترجمہ آیات ممدوحہ یہ ہے۔ اس **نور کی مثال** (فرد کامل میں جو پیغمبر ہے) یہ ہے **جیسے ایک طاق** (یعنی سینہ مشروح حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم) **اور طاق میں ایک چراغ** (یعنی وحی اللہ) **اور چراغ ایک شیشہ کی قندیل میں جو نہایت مصفّی ہے** (یعنی نہایت پاک اور مقدس دل میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ہے جو کہ اپنی اصل فطرت میں شیشہ سفید و صافی کی طرح ہر یک طور کی کثافت اور کدورت سے منزہ اور مطہر ہے اور تعلقات ماسوی اللہ سے بکلی پاک ہے) **اور شیشہ ایسا صاف کہ گویا ان ستاروں میں سے ایک عظیم النور ستارہ ہے جو کہ آسمان پر بڑی آب و تاب کے ساتھ چمکتے ہوئے نکلتے ہیں جن کو کوکب دری کہتے ہیں** (یعنی حضرت خاتم الانبیاء کا دل ایسا صاف کہ کوکب دری کی طرح نہایت منور اور درخشندہ جس کی اندرونی روشنی اس کے بیرونی قالب پر پانی کی طرح بہتی ہوئی نظر آتی ہے) **وہ چراغ زیتون کے شجرہ مبارکہ سے** (یعنی زیتون کے روغن سے) **روشن کیا گیا ہے** (شجرہ مبارکہ زیتون سے مراد وجود مبارک محمدی ہے کہ جو بوجہ نہایت جامعیت و کمال انواع و اقسام کی برکتوں کا مجموعہ ہے جس کا فیض کسی جہت و مکان و زمان سے مخصوص نہیں بلکہ تمام لوگوں کے لئے عام علیٰ سبیل الدوام ہے اور ہمیشہ جاری ہے کبھی منقطع نہیں ہوگا) **اور شجرہ مبارکہ نہ شرقی ہے نہ غربی** (یعنی طینت پاک محمدی میں نہ افراط ہے نہ تفریط بلکہ نہایت توسط و اعتدال پر واقع ہے اور احسن تقویم پر مخلوق ہے) اور یہ جو فرمایا کہ اس شجرہ مبارکہ کے روغن سے چراغ وحی روشن کیا گیا ہے سو روغن سے مراد عقل لطیف نورانی محمدی مع جمیع اخلاق فاضلہ فطرتیہ ہے جو اس عقل کامل کے چشمہ صافی سے پروردہ ہیں اور وحی کا چراغ لطائف محمدیہ سے روشن ہونا ان معنوں کر کے ہے کہ ان لطائف قابلہ پر وحی کا فیضان ہوا اور ظہور وحی کا موجب وہی ٹھہرے اور اسمیں یہ بھی اشارہ ہے کہ فیضان وحی ان لطائف محمدیہ کے مطابق ہوا اور انہیں اعتدالات کے مناسب حال ظہور میں آیا کہ جو طینت محمدیہ میں موجود تھی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ہر یک وحی نبی منزل علیہ کی فطرت کے موافق نازل ہوتی ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزاج میں جلال اور غضب تھا توریت بھی موسوی فطرت کے موافق ایک جلالی شریعت نازل ہوئی حضرت مسیح علیہ السلام کے مزاج میں حلم اور نرمی تھی سو انجیل کی تعلیم بھی حلم اور نرمی پر مشتمل ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج بغایت درجہ وضع استقامت پر واقع تھا نہ ہر جگہ حلم پسند تھا اور نہ ہر مقام غضب مرغوب خاطر تھا بلکہ حکیمانہ طور پر رعایت محل اور موقعہ کی ملحوظ طبیعت مبارک تھی سو **قرآن شریف** بھی اسی طرز موزون و معتدل پر نازل ہوا کہ جامع شدت و رحمت و ہیبت و شفقت و نرمی و درشتی ہے سو اس جگہ اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا کہ چراغ وحی فرقان اس شجرہ مبارکہ سے روشن کیا گیا ہے کہ نہ شرقی ہے اور نہ غربی یعنی طینت معتدلہ محمدیہ کے موافق نازل ہوا ہے جسمیں نہ مزاج موسوی کی طرح درشتی ہے نہ مزاج عیسوی کی مانند نرمی بلکہ درشتی اور نرمی اور قہر اور لطف کا جامع ہے اور مظہر کمال اعتدال اور جامع بین الجلال والجمال ہے۔ اور اخلاق معتدلہ فاضلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ جو بمعیت عقل لطیف روغن ظہور روشنی وحی قرار پائی ان کی نسبت ایک دوسرے مقام میں بھی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو مخاطب کر کے فرمایا ہے اور وہ یہ ہے **انک لعلیٰ خلق عظیم** (الجزو نمبر ۲۹) یعنے تو اے نبی ایک خلق عظیم پر مخلوق و مفطور ہے یعنی اپنی ذات میں تمام مکارم اخلاق کا ایسا متمم و مکمل ہے کہ اس پر زیادت متصور نہیں کیونکہ لفظ **عظیم** محاورہ عرب میں اس چیز کی صفت میں بولا جاتا ہے جس کو اپنا نوعی کمال پورا پورا حاصل ہو مثلاً جب کہیں کہ یہ درخت عظیم ہے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ جس قدر طول و عرض درخت میں ہو سکتا ہے وہ سب اسمیں موجود ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ عظیم وہ چیز ہے جس کی عظمت اس حد تک پہنچ جائے کہ حیطہ ادراک سے باہر ہو۔ اور **خلق** کے لفظ سے **قرآن شریف** اور ایسا ہی دوسری کتب حکمیہ میں صرف تازہ روئی اور حسن اختلاط یا نرمی و تلطف و ملایمت (جیسا عوام الناس خیال کرتے ہیں) مراد نہیں ہے بلکہ خَلق بفتح خا اور خُلق بضم خا دو لفظ ہیں جو ایک دوسرے کے مقابل واقع ہیں۔ خَلق بفتح خا سے مراد وہ ظاہری صورت ہے جو انسان کو حضرت واہب الصور کی طرف سے عطا ہوئی جس صورت کے ساتھ وہ دوسرے حیوانات کی صورتوں سے متمیز ہے۔ اور خُلق بضم خا سے مراد وہ صورت باطنی یعنی خواص اندرونی ہیں جن کی رو سے حقیقت انسانیہ حقیقت حیوانیہ سے امتیاز کلی رکھتا ہے پس جس قدر انسان میں من حیث الانسانیت اندرونی خواص پائے جاتے ہیں اور شجرہ انسانیت کو نچوڑ کر نکل سکتے ہیں جو کہ انسان اور حیوان میں من حیث الباطن مابہ الامتیاز ہیں ان سب کا نام خلق ہے اور چونکہ شجرہ فطرت انسانی اصل میں توسط اور اعتدال پر واقع ہے اور ہر ایک افراط و تفریط سے جو قویٰ حیوانیہ میں پایا جاتا ہے منزہ ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے **لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم** (الجزو نمبر ۳۰) اس لئے خلق کے لفظ سے جو کسی مذمت کی قید کے بغیر بولا جائے ہمیشہ اخلاق فاضلہ مراد ہوتے ہیں اور وہ اخلاق فاضلہ جو حقیقت انسانیہ ہے تمام وہ خواص اندرونی ہیں جو نفس ناطقہ انسان میں پائے جاتے ہیں جیسے عقل۔ ذکا۔ سرعت فہم۔ صفائی ذہن۔ حسن تحفظ۔ حسن تذکر۔ عفت۔ حیا۔ صبر۔ قناعت۔ زہد۔ تورع۔ جوانمردی۔ استقلال۔ عدل۔ امانت۔ صدق لہجہ۔ سخاوت فی محلہ۔ ایثار فی محلہ۔ کرم فی محلہ۔ مروت فی محلہ۔ شجاعت فی محلہ۔ علو ہمت فی محلہ۔ حلم فی محلہ۔ تحمل فی محلہ۔ حمیت فی محلہ۔ تواضع فی محلہ۔ ادب فی محلہ۔ شفقت فی محلہ۔ رأفت فی محلہ۔ رحمت فی محلہ۔ خوف الٰہی۔ محبت الٰہیہ۔ انس باللہ۔ انقطاع الی اللہ وغیرہ وغیرہ) **اور تیل ایسا صاف اور لطیف کہ بن آگ ہی روشن ہونے پر آمادہ** (یعنی عقل اور جمیع اخلاق فاضلہ اس نبی معصوم کے ایسی کمال موزونیت و لطافت و نورانیت پر واقع کہ الہام سے پہلے ہی خود بخود روشن ہونے پر مستعد تھے) **نور علیٰ نور۔ نور فائض ہوا نور پر** (یعنی جبکہ وجود مبارک حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم میں کئی نور جمع تھے سو ان نوروں پر ایک اور نور آسمانی جو وحی الٰہی ہے وارد ہو گیا اور اس نور کے وارد ہونے سے وجود باوجود خاتم الانبیاء کا مجمع الانوار بن گیا پس اسمیں یہ اشارہ فرمایا کہ نور وحی کے نازل ہونے کا یہی فلسفہ ہے کہ وہ نور پر ہی وارد ہوتا ہے تاریکی پر وارد نہیں ہوتا کیونکہ فیضان کے لئے مناسبت شرط ہے اور تاریکی کو نور سے

تخرج الصدور الی القبور۔ خان بہادر ڈپٹی برکت علی خاں صاحب اور مولوی رشید احمد گنگوہی کی موت اس الہام کو پورا کرنیوالی ٹھہری مفصل پھر

www.aaiil.org

کچھ مناسبت نہیں بلکہ نور کو نور سے مناسبت ہے اور حکیم مطلق بغیر رعایت مناسبت کوئی کام نہیں کرتا ایسا ہی فیضان نور میں بھی اسکا ... کہ جس کے پاس کچھ نور ہے اسی کو اور نور بھی دیا جاتا ہے اور جس کے پاس کچھ نہیں اس کو کچھ نہیں جاتا جو شخص آنکھوں کا نور رکھتا ہے وہی آفتاب کا نور پاتا ہے اور جس کے پاس آنکھوں کا نور نہیں وہ آفتاب کے نور سے بھی بے بہرہ رہتا ہے اور جسکو فطرتی نور کم ملا ہے اسکو دوسرا نور بھی کم ہی ملتا ہے اور جسکو فطرتی نور بھی زیادہ ملا ہے اسکو دوسرا نور بھی زیادہ ہی ملتا ہے اور انبیاء منجملہ سلسلہ متفاوتہ فطرت انسانی کے وہ افراد عالیہ ہیں جنکو اس کثرت اور کمال سے نور باطنی عطا ہوا ہے کہ گویا وہ نور مجسم ہو گئے ہیں اسی جہت سے قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نور اور سراج منیر رکھا ہے جیسا فرمایا ہے قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ (نمبر۶) وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا (نمبر۲۲) یہی حکمت ہے کہ نور وحی جس کے لئے نور فطرتی کا کامل اور عظیم الشان ہونا شرط ہے صرف انبیاء کو ملا اور انہیں سے مخصوص ہوا پس اب اس تحقیق سے واضح ہو گیا کہ جو شخص مقدم الذکر میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی بطلان اُن لوگوں کے قول کا ظاہر ہے جنہوں نے باوصف اس کے کہ فطرتی تفاوت مراتب کے قائل ہیں پھر محض حمق و جہالت کی راہ سے یہ خیال کر لیا ہے کہ جو نور افراد کامل الفطرت کو ملتا ہے وہی نور افراد ناقصہ کو بھی مل سکتا ہے ان کو دیانت اور انصاف سے سوچنا چاہیئے کہ فیضان وحی کے بارے میں کس قدر غلطی میں وہ مبتلا ہو رہے ہیں صریح دیکھتے ہیں کہ خدا کا قانون قدرت ان کے خیال باطل کی تصدیق نہیں کرتا پھر شدت تعصب و عناد سے اسی خیال فاسد پر جمے بیٹھے ہیں ایسا ہی عیسائی لوگ بھی نور فیضان کے لئے فطرتی نور کا شرط ہونا نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ جس پر نور وحی نازل ہو اس کے لئے اپنے کسی خاصہ اندرونی میں نورانیت کی حالت ضروری نہیں بلکہ اگر کوئی بجائے عقل سلیم کے کمال درجہ کا نادان اور سفیہ ہو اور بجائے صفت شجاعت کے کمال درجہ کا بزدل اور بجائے صفت سخاوت کے کمال درجہ کا بخیل اور بجائے صفت حمیت کے کمال درجہ کا بے غیرت اور بجائے صفت محبت الٰہیہ کے کمال درجہ کا محب دنیا اور بجائے زہد و ورع و امانت کے بڑا بھارا چور اور ڈاکو اور بجائے صفت عفت و حیا کے کمال درجہ کا بے شرم اور شہوت پرست اور بجائے صفت قناعت کے کمال درجہ کا حریص اور ...

مقرب ہو سکتا ہے بلکہ ایسے کو باہر نکال کر دوسرے تمام انبیاء جنکی نبوت کو بھی وہ مانتے ہیں اور انکی الہامی کتابوں کو بھی مقدس مقدس کر کے پکارتے ہیں وہ نعوذ باللہ بقول اُن کے ایسے ہی تھے اور کمالات قدسیہ سے جو مستلزم عصمت و پاک دلی ہیں محروم تھے عیسائیوں کی عقل اور اور خدا شناسی پر بھی ہزار آفرین۔ اچھا اور وحی کے نازل ہونیکا فلسفہ بیان کیا مگر ایسے فلسفہ کے تابع ہونے والے اور اس کو پسند کرنے والے وہی لوگ ہیں جو سخت ظلمت اور کور باطنی کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں ورنہ نور کے فیض کے لئے نور کا ضروری ہونا ایسی بدیہی صداقت ہے کہ کوئی ضعیف العقل بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا مگر ان کا کیا علاج۔ جنکو عقل سے کچھ بھی سروکار نہیں اور جو کہ روشنی سے بغض اور اندھیرے سے پیار کرتے ہیں اور چمگادڑ کیطرح رات میں انکی آنکھیں خوب کھلتی ہیں لیکن روز روشن پر وہ اندھے ہو جاتے ہیں) خدا اپنے نور کی طرف (یعنی قرآن شریف کیطرف) جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور وہ ہر ایک چیز کو بخوبی جانتا ہے (یعنی ہدایت ایک امر منجانب اللہ ہے اسی کو ہوتی ہے جسکو عنایت ازلی سے توفیق حاصل ہو دوسرے کو نہیں ہوتی اور خدا مسائل دقیقہ کو مثالوں کے پیرایہ میں بیان فرماتا ہے تا حقایق عمیقہ قریب بافہام ہو جائیں گر وہ اپنے علم قدیم سے خوب جانتا ہے کہ کون ان مثالوں کو سمجھیگا اور حق کو اختیار کریگا اور کون محروم و مخذول رہیگا) پس اس مثال میں جس کا بیان تک جلی قلم سے ترجمہ کیا گیا خدا تعالیٰ نے پیغمبر علیہ السلام کے دل کو شیشہ مصفی سے تشبیہ دی جسمیں کسی نوع کی کدورت نہیں یہ **نور قلب** ہے پھر آنحضرت کے فہم و ادراک و عقل سلیم اور جمیع اخلاق فاضلہ جبلی و فطرتی کو ایک لطیف تیل سے تشبیہ دی جسمیں بہت سی چمک ہے اور جو ذریعہ روشنی چراغ ہے یہ **نور عقل** ہے کیونکہ منبع و منشاء جمیع لطایف اندرونی کا قوت عقلیہ ہے پھر ان تمام نوروں پر ایک نور آسمانی کا جو وحی ہے نازل ہونا بیان فرمایا یہ نور وحی ہے اور انوار ثلاثہ مل کر لوگوں کی ہدایت کا موجب ٹھہرے یہی حقانی اصول ہے جو وحی کے بارہ میں قدوس قدیم کیطرف سے قانون قدیم ہے اور اسکی ذات پاک کے مناسب پس اس تمام تحقیقات سے ثابت ہے کہ جب تک نور قلب و نور عقل کسی انسان میں کامل درجہ پر نہ پایا جائے تب تک وہ نور وحی ہرگز نہیں پاتا اور پہلے اس سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ کمال عقل و کمال نورانیت قلب صرف بعض افراد بشر میں ہوتا ہے کل میں نہیں ہوتا اب ان دونوں ثبوتوں کے ملانے سے یہ امر بپایہ ثبوت پہنچ گیا کہ وحی اور رسالت فقط بعض افراد کاملہ کو ملتی ہے نہ ہر یک فرد بشر کو۔

وفائے عہد

ایک دن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا سادہ دربار خلافت گرم تھا۔ اکابر صحابہ موجود تھے۔ اور مختلف معاملات پیش ہو ہو کے طے ہو رہے تھے کہ ناگہاں ایک خوش رو نوجوان کو دو اور خوبصورت نوجوان پکڑے ہوئے لائے اور فریاد کی کہ " یا امیر المومنین۔ اس ظالم سے ہمارا حق دلوا دیجئے۔ اس لئے کہ اس نے ہمارے بوڑھے باپ کو مار ڈالا"۔ حضرت فاروق رضی نے اُس نوجوان کی طرف دیکھ کر فرمایا " ان دونوں کا دعوٰے تو تو سن چکا اب بتا تیرا کیا جواب ہے"؟ اُس نے نہایت ہی فصاحت و بلاغت سے پورا واقعہ بیان کیا۔ جسکا خلاصہ یہ تھا کہ ہاں مجھ سے یہ جرم ہوا ہے اور میں نے ایک پتھر کھینچ کے مارا جس کی ضرب سے وہ مر گیا ہے۔ حضرت فاروق نے فرمایا " تو تجھے اعتراف ہے۔ لہذا اب قصاص کا عمل لازمی ہو گیا۔ اور اوس کے عوض تجھے اپنی جان دینی ہوگی"۔ نوجوان نے سر جھکا کر عرض کیا " مجھے امام کے حکم اور شریعت اسلام کے فتوے کے ماننے میں کوئی عذر نہیں لیکن ایک بات کی درخواست ہے"۔ ارشاد ہوا " وہ کیا؟" عرض کیا " میرا ایک چھوٹا نابالغ بھائی ہے۔ جس کے لئے والد مرحوم نے کچھ سونا چھوڑا تھا۔ اور میرے سپرد کیا تھا کہ بالغ ہو تو اُس کے حوالے کر دو۔ میں نے اُس سونے کو ایک جگہ زمین میں دفن کر دیا اور اوسکا حال سوا میرے کسی کو نہیں معلوم ہے۔ اگر وہ سونا اوسکو نہ پہونچا تو قیامت کے دن میں ذمہ دار ہونگا اس لئے اتنا چاہتا ہوں کہ تین دن کے لئے ضمانت پر چھوڑ دیا جاؤں"۔ جناب فاروق نے اس بارہ میں سر جھکا کر ذرا غور فرمایا اور پھر سر اُٹھا کے ارشاد کیا " اچھا کون ضمانت کرتا ہے کہ تو تین دن کے بعد تکمیل قصاص کے لئے چلا آئیگا"۔ فاروق اعظم رض کے اس پر فیض بنیاد پر اُس نوجوان نے چاروں طرف دیکھا۔ حاضرین مجلس کے چہروں پر ایک سرسری نظر ڈالی۔ اور پھر ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے عرض کیا " وہ میری ضمانت کر لیں گے"۔ حضرت فاروق نے پوچھا " ابو ذر تم ضمانت کرتے ہو؟" اونہوں نے فرمایا " بے شک میں ضمانت کرتا ہوں کہ یہ نوجوان تین دن میں آکر حاضر ہو جائیگا"۔ یہ ایسے جلیل القدر صحابی کی ضمانت تھی کہ حضرت فاروق بھی راضی ہو گئے۔ اُن دونوں مدعی نوجوانوں نے بھی اپنی رضامندی ظاہر کی۔ اور وہ شخص چھوڑ دیا گیا۔

اب تیسرا دن تھا۔ حضرت فاروق کا دربار بدستور قایم ہوا۔ تمام جلیل القدر صحابہ جمع ہوئے۔ وہ دونوں نوعمر مدعی بھی آئے۔ حضرت ابو ذر بھی تشریف لائے اور مجرم کا انتظار کیا جانے لگا۔ اب وقت گذرتا جاتا ہے اور اُس کا پتہ نہیں۔ صحابہ میں ابو ذر کی نسبت تشویش پیدا ہو چلی ہے دونو مدعیوں نے بڑھ کر کہا " اے ابو ذر ہمارا مجرم کہاں ہے" اونہوں نے کمال استقلال و ثابت قدمی سے جواب دیا " اگر تینوں دن گذر گئے اور وہ نہ آیا تو خدا کی قسم میں اپنی ضمانت پوری کرونگا"۔ عدالت فاروقی بھی جوش میں آئی۔ حضرت فاروق سنبھل بیٹھے اور فرمایا " اگر وہ نہ آیا تو ابو ذر کی نسبت وہی کاروائی کیجائیگی جسکی شریعت اسلامیہ متقاضی ہوگی"۔ یہ سنتے ہی صحابہ میں ہول پڑ گئی۔ بعضے آبدیدہ ہو گئے۔ اور بعض کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ مجبور ہو کے لوگوں نے دونوں مدعیوں سے کہنا شروع کیا کہ تم خون بہا قبول کر لو"۔ اُنھوں نے قطعی انکار کیا کہ ہم تو خون کے بدلے خون ہی چاہتے ہیں۔ غرض لوگ اسی پریشانی میں تھے کہ ناگہاں وہ مجرم نوجوان نمودار ہوا۔ مگر اس حالت سے کہ پسینے میں ڈوبا تھا اور سانس پھولی ہوئی تھی وہ آتے ہی حضرت فاروق کے سامنے آیا۔ خندہ جبینی سے سلام کیا اور عرض کیا " میں نے اوس بچے کو اُس کے ماموں کے سپرد کر دیا اور اوس کی جائداد انہیں بتا دی۔ اب آپ جو خدا و رسول کا حکم ہو بجا لائیں"۔ اب حضرت ابو ذر نے فرمایا " امیر المومنین خدا کی قسم میں جانتا بھی نہ تھا کہ یہ کون ہے اور کہاں کا رہنے والا ہے۔ اور نہ آج سے پہلے کبھی اسکی صورت دیکھی تھی۔ مگر اور سب کو چھوڑ کے اوس نے مجھے اپنا ضامن بنا لیا تو مجھے انکار کرنا مروت کے خلاف معلوم ہوا اور اسکے بشرے نے یقین دلایا کہ یہ شخص اپنے عہد میں سچا ہوگا اسلئے ضمانت کر لی اوسکی آ پہونچنے سے حاضرین میں ایسا غیر معمولی جوش پیدا ہو گیا تھا کہ دونوں مدعی نوجوانوں نے خوشی میں آ کے عرض کیا " امیر المومنین ہم نے اپنے باپ کا خون معاف کیا"۔ سب طرف سے ایک نعرہ مسرت بلند ہوا۔ اور حضرت فاروق کا چہرہ مارے خوشی کے چمکنے لگا۔ اور فرمایا " مدعی نوجوانو۔ تمہارے باپ کی خون بہا میں بیت المال سے ادا کر دونگا۔ اور تم اپنی نیک نفسی کے ساتھ فائدہ بھی اٹھاؤ گے"۔ اُنہوں نے عرض کیا " امیر المومنین ہم اس

پیسہ اخبار کا مقدمہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے) ۲۷ - جولائی کی روئداد)

۲۷ - جولائی سنہ حال کو مسٹر الیس ہیر صاحب بہادر اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کی عدالت مین مقدمہ سید ظہور احمد بنام محبوب عالم مالک ایڈیٹر پیسہ اخبار وغیرہ پیش ہوا - ملزمان کی طرف سے منشی احمد دین صاحب ومنشی گلاب دین صاحب ولالہ گوبندرام صاحب ولالہ درگا داس صاحب اور مسٹر ہربرٹ صاحب وکلاء بغرض پیروی موجود تہے اور مستغیث کیطرف سے پی - سی - چیٹرجی - پبلک پراسیکیوٹر اور لالہ درگا سہائے صاحب بی - اے مختار تہے ملزمان کی جانب سے کثیر تعداد اشخاص بہی موجود تہے گویا تمام آدمی ۲۰۰ کے قریب تہے مقدمہ سوا گیارہ - بجے سے ساڑہے چار بجے تک رہا لیکن پہر بہی ملزمان کے وکلاء کیجانب سے جرح وغیرہ ختم نہ ہوئی جسکے واسطے ۸ - اگست تاریخ مقرر ہوئی ہے - دوران مقدمہ مین بہت سے اخبارات وغیرہ بہی پیش ہوئے جن کے متعلق مستغیث سے سوالات کئے گئے ٹہیک سوا گیارہ بجے سید ظہور احمد مستغیث کے بیانات شروع ہوئے جن کی نقل حسب ذیل ہے :- بیانات سید ظہور احمد عمر ۱۸ یا ۱۹ سال - مین اصل باشندہ شاہجہانپور کا ہون مین اورنیٹل کالج کا طالب علم ہون - لاہور مین چنگڑ محلہ انارکلی مین رہتا تہا - میرا ایک سگا بھائی یہان علیحدہ رہتا تہا مین اکیلا رہتا تہا ایک اور طالب علم بہی میرے ساتہہ رہتا تہا جسکا نام یوسف علی ہے میرا بڑا بھائی واجد علی موچی دروازہ مین رہتا ہے جو لاہور شہر مین ہے - مین جس مکان مین رہتا تہا اوس کے مالک کا نام گلاب دین وکیل ہے مین اوس مکان مین صرف پندرہ دن رہا اوس سے پہلے مین چنگڑ محلہ مین جمعا کے مکان مین رہتا تہا محبوب عالم ایڈیٹر پیسہ اخبار کا مکان جمعا کے مکان سے بائین جانب مشرقی حصہ مین ۲۵ یا ۳۰ قدم پر ہے مین چوبارہ مین رہتا تہا میرے مکان سے محبوب عالم کا مکان دکہائی دیتا تہا اون کا چوبارہ بہی نظر آتا تہا اس چوبارہ مین محبوب عالم رہتے ہین اون کی ایک بیٹی فاطمہ کا نام جانتا ہون اوس کی عمر ۱۸ یا ۱۹ سال کی ہوگی وہ لڑکی کنواری ہے - وہ بالاخانہ پر پڑہا کرتی تہی وہ وہان سے ایسی حرکات کرتی تہی - جس سے میری توجہ اوس طرف مائل ہوئی - چند دن بعد جسکو ۹ یا ۱۰ ماہ ہوئے اوس نے ایک خط اپنے ملازم لڑکے کے ہاتہہ بہیجا مینے اوس کو پڑہ کر رکہہ لیا - پہر دوسرے دن لڑکا آیا تو خط وکتابت جاری ہوگئی کچہہ چٹہیان چوری ہوگئی ہین - اور کچہہ جو تقریباً ۲۰ - ۲۵ - ہین وہ پولیس مین موجود ہین یہی خط وکتابت پوشیدہ طور پر تہی خط وکتابت مین اظہار محبت اور شادی کا عہد وپیمان ہوا - اس کے ایک ماہ پہلے لڑکی نے اپنے خط مین تحریر کیا کہ اوس کے والدین کو خبر ہوگئی ہے کہ جس کے باعث لڑکی سے مزاحمت ہوئی جسکی خبر لڑکی نے دی اور اس مین یہ بہی تحریر کیا کہ مینے مرجانا پسند کیا بعد مین جو خط آیا اوس سے زہر کا استعمال کیا جانا معلوم ہوتا تہا تب بہی مجہے کچہہ نہ کہا اس کے بعد لڑکی نے بذریعہ خط اطلاع دی کہ کوئی ہفتہ ہوا شادی کا پیغام آیا تہا اوس نے لکہا کہ مین انکار کردون گی - اس کے دو تین روز بعد عبدالکریم کہنے لگا کہ امیر کابل کے نام مراسلہ لکہدو - یہی عبدالکریم محبوب عالم کا بہائی ہے یہی میرے مکان پر آیا اور کہا کہ مراسلہ فارسی زبان مین لکہدو - اس نے کہا کہ مین لوہاری کا کام وہان جاکر کرون گا وہ لوہاری کا کام کرتا ہے وہ چاہتا تہا کہ اس مراسلہ مین یہی لکہا جاوے کہ مین لوہاری کا کام اچہی طرح سے جانتا ہون وہ آگے بہی میرے مکان پر آیا جایا کرتا تہا مین نے اوسے کہا کہ مین لکہدونگا وہ تقاضا برابر کرتا رہتا تہا - ۱۵ - جون کی صبح کو جب مین اپنے مکان سے اُترا تو عبدالکریم مجہے ملا اور کہنے لگا کہ مراسلہ لکہدو مین کالج کو جا رہا تہا مین نے کہا کہ واپس آکر لکہدونگا مین کالج سے پبلک لائبریری کو گیا مینے چند کتب ایسے مراسلہ کی بابت دیکہین اسکے بعد ۱۰ بجے کے قریب مکان کو واپس آیا - جب میرا مکان بیس قدم کے فاصلہ پر تہا تو مجہے محمد رمضان چپراسی پیسہ اخبار ملا اوس نے کہا کہ عبدالکریم بلاتا ہے مین نے کہا کہ کہانا کہا کر آؤنگا - جب آگے بڑہا تو میرا مکان ۶ یا ۷ قدم پر تہا عبدالکریم میری طرف تیزی سے آرہا تہا اوس نے کہا کہ مراسلہ لکہدو مینے اوس سے عذر کیا تو اوس نے خوشامد کی اور کہا کہ اسی وقت لکہدو - مین انکار کرتا تہا تو وہ مجہے کشان کشان مدرسہ کیطرف لے چلا - مین اوس کے ساتہہ مدرسہ کی طرف چلا وہ خوشامد کرتا ہوا لے چلا - جب مکان کا دروازہ تہوڑی دور رہ گیا کوئی دس قدم کا فاصلہ ہوگا - تو اوس نے مجہے گالیان دین - محمد رمضان میری ساتہہ نہ تہا عبدالکریم نے گالی دی - مین نے جانے سے انکار کیا - جب مین رُکا تو اوس نے میرا ہاتہہ کہینچا - تب رمضان نے آکر پیچہے سے دہکا دیا - دروازہ سے داخل ہوکر صحن مین گئے پہر کوٹہڑی مین لے گئے - نقشہ پر نمبر A کوٹہڑی مین لے گئے یہہ کوٹہا سکول کا نہین تہا وہ بالکل خالی تہا اوس کوٹہے مین ایک ہی دروازہ ہے جو بند تہا یہہ دونون مجہے اندر لے گئے محمد رمضان اور عبدالکریم میرے ساتہہ داخل ہو گئے اور ۵ یا ۶ آدمی اور اوس کمرہ مین تہے - جہانتک مجہے یاد ہے وہ پہلے سے ہی وہان تہے انمین سے ایک کا نام جانتا ہون وہ خدابخش شیر فروش تہا باقی کا نام معلوم نہین ہے اونکو پہچانتا ہون - اسکے بعد عبدالکریم نے مارا پہر رمضان نے پہر اورون نے مارا - دروازہ اندر سے بند نہ تہا - کوئی فٹ کے قریب کہلا تہا - عبدالکریم ہاتہہ سے مکے اور طمانچے بہی مارتا تہا - محمد رمضان اور سب نے مارا - ایک مٹی کا لوٹا وہان پڑا تہا وہ بہی مارا - یہہ معلوم نہین کہ کس نے مارا - عبدالکریم نے ایک مکا بائین پہلو پر مارا جس سے غش آگیا اور مین گر پڑا - جب ہوش آیا تو دیکہا کہ عبدالکریم سر پر بیٹہا ہے اور اوسے دبائے ہوئے تہا اور میرے ہاتہہ پکڑے ہوئے تہا - یہہ نہین کہہ سکتا کہ پاؤن کس نے دبائے ہوئے تہے - مین بائین پہلو کیطرف پڑا تہا اور لوگ چاقو دکہا رہے تہے چاقو کہلے ہوئے تہے میرا پاجامہ کہولا گیا مین اوسوقت بے اختیاری سے چلایا میرے منہ مین عبدالکریم نے کپڑا ٹہونس دیا تین اشخاص نے خلاف وضع فطری فعل علیحدہ علیحدہ کیا - جب ایک شخص کر چکتا تہا تو یہ بتایا جاتا تہا کہ اس نے کیا ہے اور اسکا عضو تناسل بہی دکہایا جاتا تہا کریم بخش اور خدابخش ڈبہ اور خدا بخش شیر فروش نے یہ فعل کیا تہا - خدابخش ولد میران بخش ڈبہ نے مجہے دکہلایا خلاف وضع فطری کرنے سے پہلے اس کے آلہ تناسل .... پر سفید سفید داغ تہے پہر میرا پاجامہ باندہا - اور اوٹہا کر بٹہلایا تو کسی نے باہر سے دروازہ کو دستک دی عبدالکریم ملزم مجہے باقی ملزمان کے سپرد کرکے باہر نکل گیا - عبدالکریم ایک شخص سے باتین کرتا تہا جسکی آواز مین شناخت کرتا ہون وہ آواز محبوب عالم کی تہی جب عبدالکریم اندر داخل ہوا تو مینے دیکہا کہ محبوب عالم واپس جا رہا ہے جب عبدالکریم سے باتین کرتا تہا تو محبوب عالم نے اسکو کہا کہ پہلے خط لے لو - عبدالکریم نے کہا کہ ہماری دختر کے جو خطوط ہین وہ دیدو مینے کہا کہ میرے مکان پر بکس ہے - اسمین خطوط ہین - اگر چہوڑ دو تو مکان پر چلکر بکس سے خط دیدونگا - اسپر عبدالکریم نے ساتہہ جاکر بکس کے علاوہ اگر خط ہین تو بتاؤ کیونکہ تمہارے مکان پر جاکر تمہارے ٹرنک توڑ دئے اور بکس توڑا وہ خط ہمکو ملگئے ہین اور تمہارے مکان کا قفل توڑا ہے اور جو خطوط ہین وہ دو - عبدالکریم ملزم نے مٹی کے برتن مین میرے روبرو پیشاب کیا اور میرے منہہ مین چیر کر ڈالا اسکے بعد عبدالعزیز کوٹہڑی مین داخل ہوا اور گالی دی اور ٹہوکر مار کر کہا کہ ہمارے خطوط دو عبدالعزیز بہائی محبوب عالم ہے اور کہا کہ تم نے بہت بدمعاشی کی ہے - اب تم جان سے مارے جاؤگے - ایک صورت سے تمہاری خلاصی ہوسکتی ہے اگر تم آج ہی لاہور چہوڑ دو اور چلے جاؤ - اور پہر عبدالعزیز نے کہا کہ اگر نہ جاؤگے تو جان سے مارے جاؤگے مینے جواب دیا کہ میرے پاس روپیہ نہین تو اس نے کہا کہ تم ہمارے اہتمام سے جاؤگے پہر مینے اجازت مانگی تو محمد رمضان خدابخش ڈبہ ولد میران بخش کو اس نے میرے ساتہہ مکان پر بہیجا محمد رمضان خدابخش ملزمان سڑک پر بہر رہے تہے مکان کے اندر گیا تو پائجامہ جو بالکل خراب تہا وہ مینے دہویا اور ردیدہ پاجامے کے اوپر دوسرے پارچے پہن لئے مکان پر گیا تو قفل ٹوٹا ہے اور ٹرنک کا قفل ٹوٹا ہے اور پارچے بکہرے ہوئے پڑے ہین مظہر اوپر تہا کہ خدابخش اوپر آیا اور کہا کہ چلو مکان پر پارچے اسی حالت مین چہوڑ کر نیچے چلا آیا پہر لوہاری دروازہ کے اڈہ پر آئے پہر اڈہ سے خدابخش ڈبہ ملزم علیحدہ ہوگیا مظہر محمد رمضان ملزم دونون ریلوے سٹیشن پر گئے وہان محمد رمضان نے ٹکٹ خریدا اور مجہے گاڑی پر بٹہلا دیا پہلے خود گاڑی مین میرے ساتہہ بیٹہہ گیا اور بعد مین ریل چلنے سے پہلے اُتر گیا - ٹمٹم والا نہ تہا تانگہ والا تہا - جسکو مینے شناخت نہین کیا ٹکٹ شاہجہان پور کے واسطے دیا تہا چار بجے شام کی گاڑی روانہ ہوگئی - لاہور سے کوئی بستر و پارچہ ہمراہ نہین لے گیا - یونہی گیا جب مین منزل رہائشی پر پہنچا تو یوسف علی طالب علم موجود تہا اس سے میری کوئی بات نہین ہوئی - عبدالقادر بہی وہان تہا جب محمد رمضان - خدابخش ڈبہ میرے ساتہہ میرے مکان پر آئے یہ سب طالب علم میرے مکان پر تہے خلاف ظلم کیا گیا ہے اونہون نے دریافت کیا کہ کیا ہے مینے کوئی جواب نہ دیا - ۱۷ - جون سنہ حال کو شاہجہانپور مین بوقت صبح پہنچکر اپنے مکان پر چلا گیا اس مکان پر صرف میری والدہ اور چہوٹا بہائی تہے اونکو مفصل حال نہ کہا سوائے کسی سے مینے تذکرہ نہین کیا کیونکہ شرم دامنگیر تہی

اس کے دو تین یوم بعد پولیس نے مجھے جوشبلا یا - تہانہ میں وہان سے مجھے شفاخانہ میں بہیج دیا - پولیس کے کہنے پر مینے اپنے ہاتھ سے اپنا بیان لکھا میرے رشتہ دار عزیز میرے ساتھ تھے اون کے خوف اور شرم سے مینے دو باتین تحریر نہین کین ایک یہ کہ محبوب عالم کی دختر سے میری خط وکتابت ہے اور دوسرے خلاف وضع فطری وہ بیان جو (P) ع۲ میرا ہے اور میری قلم کا لکھا ہوا ہے اور اسپر میرا دستخط بہی ہے دو باتین خط وکتابت اور خلاف وضع فطری کی بابت مینے شرم کے باعث اور چند میرے رشتہ دار تھے ان کے لحاظ سے نہین لکھا یہ میرا بیان ۲۰ - جون ۱۹۰۵ء کا ہے جو مینے سن لیا ہے اوسیروز اسسٹنٹ سرجن نے میرا ملاحظہ بہی کیا تہا اس نے میرا تمام بدن دیکھا پولیس نے مجھہ سے دریافت کہ تم کو کسی نے مارا پیٹا اور خلاف وضع فطری کی ہے ان کے جواب مین مینے یہ جواب لی ع۲ مورخہ ۲۰ - جون ۱۹۰۵ء لکھا اسوقت میرے جسم بدن پر کوئی نشان نہ تہا پہلے جب خلاف وضع فطری کرنے لگے تو کچھہ دقت پیش آئی پہر تیل منگواکر استعمال کیا گیا تیل انہون نے میری مقعد پر لگا کر فعل ناجائز کیا - ڈاکٹری ملاحظہ کے بعد مین گہر چلا گیا اس کے بعد ۲۲ - جون ۱۹۰۵ء کو میرا بیان مجسٹریٹ کے روبرو ہوا - ۲۰ جون ۱۹۰۵ء اور ۲۲ - جون ۱۹۰۵ء کے درمیان کوئی خط لاہور سے مجھے نہین ملا - نہ کوئی آدمی آیا ۲۲ - جون ۱۹۰۵ء سارجنٹ لاہور سے گیا - اور بیان لکھایا - میرے بڑے بہائی نے لاہور سے میرے چہوٹے بہائی کے نام تار دی جو ۲۰ - جون ۱۹۰۵ء پہلے آئی ہے تار مین یہ الفاظ تھے کہ ظہور احمد شاہجہانپور پہنچا ہے یا نہین - مجسٹریٹ کے روبرو مجھے حلف دیا گیا تو مینے ایمان سے سچ لکہایا تہا اسواسطے شرم نہ کی اور سچ سچ مجسٹریٹ کے روبرو لکھا دیا کیونکہ ایمان سے شرم زیادہ نہ تہی - سوال لالہ گوبندرام صاحب وکیل ملزمان - کہا کہ یہ سچ ہے کہ مینے جو لکہا کہ محبوب عالم اوڈیٹر ہے اور مین مضمون نویس ہون ان کے برخلاف مضمون لکہتا ہون اسواسطے محبوب عالم ناراض ہے - قریباً ایک سال سے مین مضمون برخلاف محبوب عالم انہین کے اخبار مین لکھا کرتا تہا نہ معلوم وہ کب سے ناراض ہین مرزائی جماعت کے برخلاف اور مرزا صاحب قادیان کے برخلاف مضمون ہوتا ہے مین حق کی جماعت کے کسی مرید سے واقف نہین ہون خواجہ کمال الدین صاحب وکیل احمدی کا نام سنا ہے واقف نہین ہون -

ان کا مکان پیسہ اخبار کے نزدیک ہے - اس مقدمہ کی پیروی کے واسطے مین ان کے مکان پر نہین گیا - نہ مدد کیواسطے گیا ہون نہ صلاح پوچہی ہے ۲۲ - جون ۱۹۰۵ء سے پہلے جو مینے بیان اب لکہایا ہے کسی کے پاس کچھہ ظاہر نہین کیا نہ زبانی نہ تحریری ۲۲ - جون ۱۹۰۵ء کے اخبار پنجاب سماچار مین جو مضمون خلاف وضع فطری میری بابت تحریر ہوئے مینے کسی کو نہ کہا نہ لکھنے کو دیا مضمون لاہور مین سال ۱۹۰۵ء کا عذر مینے مضمون اخبار پنجاب سماچار لاہور ... ۲۲ - جون ۱۹۰۵ء کا سنا ہے جو ڈی ع۱ مین لکھا ہے - ہیرالعل مالک اخبار پنجاب سماچار اور اوس کے ایڈیٹر ہند کو جانتا ہون دو ہفتہ آج سے اوسکو مین جانتا ہون اتفاق سے اون کے پریس کے پاس سے گذرا تو ملاقات ہوگئی اوس نے کہا کہ تمپر ظلم ہوا ہے اور ہم کو تم سے ایک نوع کی ہمدردی ہے وہ میرا نام پہلے سے جانتا ہے مجکو وہ کسی وکیل کے پاس نہین لے گئے - نہ کوئی اور مدد دی مجھے معلوم نہین کہ مالک اخبار پنجاب سماچار لاہور اور مالک اخبار پیسہ لاہور کی دشمنی ہے یا نہین سوا سال سے مجھے پیسہ اخبار روزانہ کے دیکھنے کا اتفاق ہوتا ہے ہفتہ وار اخبار کے بہت کم پرچے پڑھے ہین شاید ۱۴ - جون ۱۹۰۵ء کو مین لاہور مین آیا اور تہانہ مین ٹھیرا پہر چہاپہ خانہ منشی سید ممتاز علی صاحب مین شام کو گیا - جہان میرا بہائی واجد علی ملازم ہے میرا بہائی وہان کام کرتا اور رہتا ہے اور ممتاز علی بہی وہان رہتا ہے ممتاز علی سٹیم پریس کہتا ہے نام اوس کارخانہ کا رفاہ عام سٹیم پریس ہے - ۱۵ - ۱۴ یوم تک مین وہان رہا اوس کے بعد کوئی خاص جگہ پر نہین رہتا کیونکہ خوف جان سے ہے خوف کے سبب سے سید احمد شاہ صاحب کے مکان پر کبہی کبہی سوتا ہون انکے اخبار کا نام گلزار مرتضوی ہے تین ۳ ہفتہ سے سید احمد شاہ صاحب سے میری واقفی ہوئی راستہ مین جاتے ہوئے وہ مجہے ملے تہے وہ جانتا ہے کہ مین وہ شخص ہون جسکا تنازعہ پیسہ اخبار سے ہے مین ان کے پاس اس واسطے جاتا ہون کہ وہ میرے پاس آیا تہا - مین نے سید احمد شاہ کو کمرہ کچہری مین آج نہین دیکھا کچہری کے باہر جب آیا تو اوسکو دیکھا اس نے سلام کیا تہا - کرم بخش مالک چہاپہ خانہ اسلامیہ سٹیم پریس کو جانتا ہون اور عبد الحق کو بہی جانتا ہون اوس کو دو سال سے جانتا ہون کرم بخش کو سال سے جانتا ہون - ایک رات وہان بیٹھا تہا کہ میری طبیعت سخت علیل ہوگئی بیمار ہوکر وہان رات گذار دیا جسکو ۵ - ۶ - یوم ہوئے ہین -

وہ میرے واقف تھے ملاقات کے واسطے گیا تہا کوئی خاص کام نہین تہا - انہون نے کوئی روپیہ نہین دلوایا نہ کسی وکیل کے پاس گئے مجھے خبر نہین کہ انہون نے میرے واسطے چندہ کیا ہے یا نہین کرم بخش کی بابت مجھے خبر نہین کہ پیسہ اخبار سے کیا سلوک ہے - الا عبد الحق سے پیسہ اخبار کی دوستی ہے پیسہ اخبار مورخہ ۱۵ - مئی ۱۹۰۵ء مین اصلاح انجمن حمایت اسلام لاہور کے بابت تحریر ہے - یکم جون ۱۹۰۵ء مین صفحہ ۳ کالم دو پر کارکنان انجمن حمایت اسلام کی مخالفت پائی نہین جاتی کارکنان انجمن حمایت اسلام اور پیسہ اخبار مخالفت کی مجھے خبر نہین نہ معلوم کریم بخش مالک سٹیم پریس لاہور کارکن حمایت اسلام ہے یا نہین نہ معلوم کام چہپائی انجمن حمایت اسلام کرم بخش - عبد الحق کرتے ہین یا نہین میری تحریر ۲ - جون ۱۹۰۵ء مین یہ عبارت غلط ہے اور مجھے کہنے لگے کہ چونکہ ہم تمکو معزز اور شریف سمجھتے ہین - (۲) اس مار پٹائی کی وجہ مین بالکل نہین سمجھہ سکتا - باقی سب صحیح اور درست ہین اور یہ بہی غلط ہے کہ ایک دو اور آدمی جنکو مین بالکل نہین پہچانتا میرے حواس درست نہین تھے اسواسطے تیسرا فقرہ بہی غلط لکھا گیا - شاہجہانپور سے پولیس کے خرچ سے لاہور آیا وہان میرے پاس روپیہ نہین تہا - یہان لاہور روپیہ میری پاس تہا - پیسہ اخبار مورخہ ۶ مارچ ۱۹۰۵ء مین مضمون مین کرم بخش کی مخالفت صفحہ ۵ اول مین ہی جو کارکن مجلس منتظمہ انجمن ہین جو خطوط مینے پولیس کو دیئے وہ میری میز کے تارچہ کے نیچے تھے - یہ خطوط وہ ہین اور بعض میرے بہائی واجد علی نے میرے آنے سے پہلے پولیس کو دئے جو اسکو میرے مکان سے ملے او سکچہہ مینے دئے جو خطوط مینے پولیس کو دئے وہ بہی بہائی سے لے کر دیئے لاہور مین آیا تو مینے کچھہ اسباب اپنا اپنے بہائی کے پاس دیکہا نہ معلوم وہ کب اور کس طرح ملگیا اس نے کہا کہ مین ٹم کرایہ کرکے لے آیا ہون - ہر روز میرا بہائی شام کو میرے مکان پر آیا کرتا تہا سوال عدالت یہ ۲۳ خطوط موجودہ عدالت مسماۃ فاطمہ کے ہین یعنے پی ع۳۱ لغایت ۲۳ وہ ہین جو مسماۃ فاطمہ کیطرف سے ہین اور اسکے دستخطی ہین کیونکہ بعض دفعہ وہ میرے روبرو لکھا کرتی تہی اپنے گہر سے اور مین اسکو اپنے گہر سے دیکھتا تہا - دوسری اخبارون مین جو مضمون مسماۃ فاطمہ کے ہین دیکھتا تہا تو وہ اسی قسم کے ہوتے تھے - میرے روبرو لکھکر مجھے خط روانہ کرتی تہی - گفتگو بہی میری اس سے

ہوئی تہی اور مسماۃ فاطمہ میرے مکان پر تین دفعہ آئی تہی - سوال وکیل لالہ گوبند رام نے پہر کیا کہ جو خط ۲۳ عدالت مین پیش ہوئے ہین کسی پر مسماۃ فاطمہ کے دستخط نہین ہین یہ خط مسماۃ فاطمہ کو مینے لکھتے نہین دیکہا مسماۃ فاطمہ جو مضمون دوسرے اخبار وطن مین لکھکر روانہ کرتی اس نے میرے روبرو نہین لکھا وہ مضمون جو مینے تہذیب النسوان کے مالک سید ممتاز علی اور پیسہ اخبار کے اڈیٹر پاس دیکھے ہین ممتاز علی کے کاتب پاس وہ تحریری مضمون دیکھا تہا ان مضمونون پر اس کے دستخط تھے عرصہ یاد نہین کئی بار مضمون اس کے دیکھے ہین الہ بخش اڈیٹر بچون کے اخبار پیسہ اخبار کے پاس بہی مضمون فاطمہ کا دستخطی دیکھا ہے ایک سال کے درمیان مین دیکھے ہین - تہذیب النسوان مین اور کئی عورتون کے مضمون چہپتے ہین اس کا ایڈیٹر عورت ہے مسماۃ شریف بی بی عورت کا نام ہے - ممتاز علی کی کوئی دختر ہے یا نہین - یہ علم نہین کہ ممتاز علی کی عورت خواندہ ہے یا نہین اور کسی عورت کے مضمون ایڈیٹر تہذیب النسوان کے پاس نہین دیکھے ان بیان پر عدالت نے ظہور احمد سے دستخط کرالئے اور تاریخ مقدمہ ۸ - اگست ۱۹۰۵ء مقرر ہوئی ہے -

(باقی آئندہ)

درخواست نکاح

۱ - شیخ محمد حسین صاحب ساکن چنیوٹ عمر ۳۷ سال اپنی جماعت مین شادی کرنا چاہتے ہین پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے اس سے صرف ایک پانچسالہ لڑکی ہے - لائلپور مین تجارت کرتے ہین - اچھے آسودہ حال ہین -

۲ - میان احمد دین زرگر ساکن پنڈی چیری عمر ۔۔ سال پہلی بیوی کے فوت ہو جانے کیوجہ سے دوسری شادی کرنا چاہتے ہین -

۳ - جناب مولوی عبد الحق صاحب ساکن سید والا جنکی اہلیہ کے انتقال کی خبر الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین درج ہوچکی ہے اپنی جماعت مین شادی کرنے کے خواہشمند ہین مجھے ان کے متعلق کچھہ زیادہ کہنے کی حاجت نہین - مولوی صاحب ایک مشہور عالم اور احمدی سلسلہ کے ایک سرگرم مخلص مبلغ ہین - جوان اور وجیہ آدمی ہین -

۴ - منشی محمد سلیمان صاحب مدرس لٹے پور ضلع لودہانہ ایک شریف الطبع مخلص نوجوان احمدی ہے - مین اسے زمانہ طالبعلمی کا واقف ہون - معقول آمدنی رکھتے ہین -

درخواست

میرا والد بزرگوار مرزا جیون بیگ صاحب جلالپور جٹان ضلع گجرات مین قریباً عرصہ ۔۔ سال سے بیمار ہین - جنکو ضعف دن بدن ترقی کرتا جاتا ہے سب احمدی احباب کیخدمت مین عرض ہے کہ میرے والد بزرگوار

کیا اسلام کیلئے تنزل لازمی ہے؟

(نمبر ۲)

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو ہر پہلو سے ایک کامل اور مکمل مذہب ہے۔ معترض کا منشاء اسکی تعلیم کے کسی حصہ پر اعتراض کرنے کا نہیں ہے بلکہ اس کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ مسلمانوں کی عام حالت گری ہوئی ہے اور قریبًا ہر پہلو سے کمزور ہو رہی ہے اسلئے اسے یہ گمان کرنے کا موقع ملا کہ مسلمانوں کا تنزل انکے مذہب کے باعث سے ہے؟

لیکن جو مذہب فطرتی اور طبعی طور پر انسان کو عالی ہمت اور صاحب حوصلہ بنانا چاہتا ہے وہ انسان کو انحطاط کیطرف نہیں لے جاسکتا۔ ہان ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ اگر کوئی خرابی اور کمزوری پیدا ہوئی ہے تو اس کی جڑ مذہب سے پرے ہٹ جانا ہے۔ نہ کہ نفس مذہب پر عمل کرنا۔ مین اپنے اس مقصد کے اثبات کے لئے سب سے اول اس پاک سرزمین کو لینا چاہتا ہون جہان اسلام نے نشوونما پایا۔ یعنے عرب یہہ مضمون ایک ایسا مبتذل مضمون ہے کہ قریبًا ہر شخص جو ذرا بھی تاریخی مذاق رکھتا ہے اس امر کو سمجھتا ہے کہ عرب کی حالت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور اور قرآن کریم کے نزول سے پہلے ایسی ناگفتہ بہ تھی کہ وہ عرب جو ظہور اسلام کے بعد تاریخی دنیا مین سنہری حروف سے لکھا گیا بالکل کس مپرسی اور گمنامی کے گوشہ مین پڑا ہوا تھا۔ عربون کی روحانی اخلاقی اور مجلسی اور سیاسی غرض کوئی بھی کل درست نہ تھی لیکن اسلام کے ظہور کے بعد جو کچھہ حیرت انگیز تبدیلی عربون کیحالت مین ہوئی اسکو ان لوگون نے بھی جو اسلام کے دشمن ہان خطرناک دشمن ہین بمجبوری تسلیم کیا ہے جیساکہ مین ان کی شہادتین اس امر پر پیش کرتا ہون۔

مین قرآن کریم سے بھی اس مضمون پر روشنی ڈالونگا لیکن چونکہ مالیر کوٹلہ کے چیف جج صاحب یورپ کو اپنا مقتدا اور امام سمجھتے ہین اور اسی کی ترقی کو وہ ہر قسم کی قومی اور ملکی ترقی کا نمونہ اور معیار مانتے ہین اسلئے بہتر ہوگا کہ پہلے اسی یورپ کے رہنے والون کی رائین چیف جج صاحب کے سامنے پیش کی جاوین اور پہر قرآن کریم سے اصلاح عرب بلکہ اصلاح عالم کے مضمون پر بحث کیجاوے۔ اونریبل سر ولیم میور صاحب جو اسلام کے متعلق مختلف کتابین لکھنے کے لئے مشہور ہین اور جنہون نے اسلام پر سخت حملے کئے ہین باوجود تلخ دشمنی کے وہ اپنی کتاب لایف آف محمد کی جلد دوم سے صفحہ ۲۶۹-۲۷۱ مطبوعہ ۱۸۶۱ء مین یون لکھتا ہے۔

اگرچہ محمدؐ کے اوامر و احکام اسوقت تک تھوڑے سے اور سادہ طور کے تھے جیساکہ بیان بالا سے ظاہر ہوتا ہے مگر اونہون نے ایک تعجب انگیز اور عظیم الشان کام کیا جب کہ دین مسیح نے دنیا کو خواب غفلت سے بیدار کیا تھا اور شرک و بت پرستی سے جہاد عظیم کیا تھا اوسوقت سے حیات روحانی کبھی ایسی برانگیختہ نہ ہوئی تھی اور نہ ایسا غلو کسی مذہب مین ہوا تھا جیساکہ دین اسلام مین ہوا۔ اس دین کے پیروان خوش اعتقاد نے کیسے کیسے نقصانات صرف اپنے ایمان کی خاطر اٹھائے اور اون نقصانات کی تلافی مین مال غنیمت کس خوشی سے لیا۔ ایک زمانہ نامعلوم سے مکہ اور تمام جزیرہ نماء عرب کی روحانی حالت بالکل بے حس و حرکت ہوگئی تھی۔ اور اگرچہ شریعت موسوی اور دین مسیحی اور فلسفاء یونان کا کچھہ اثر عرب پر ہوا تھا مگر وہ ایسا ناپائیدار اور خفیف تھا جیسے کسی جھیل کے پانی کے سطح پر کبھی کبھی کوئی لہر آجاتی ہے۔ مگر پانی کے نیچے کہین ذرا سی بھی حرکت نہین معلوم ہوتی۔ الغرض عرب کے لوگ توہمات اور کفر و ضلالت اور بے رحمی اور بداعمالی کے دریا مین غرق تھے چنانچہ یہی عام رسم تھی کہ بڑا بیٹا اپنے باپ کی بیویون کو جو اور جائداد کی مانند میراث مین آتین بیاہ لیتا تھا۔ اون کے غرور اور افلاس سے دختر کشی کی رسم بھی اون مین اسی طرح جاری ہوگئی تھی جسطرح فی زمانہ ہندوؤن مین جاری ہے۔ انکا مذہب حد کے درجہ کی بت پرستی تھا۔ اور اون کا ایمان ایک مسبب الاسباب مالک علی الاطلاق پر نہ تھا بلکہ غیر مرئی ارواح کے توہم باطل کی ہیبت کا سا ان کا ایمان تھا انہین کی رضامندی مناتے تھے اور انہین کی ناراضی سے احتراز کرتے تھے۔ قیامت اور جزا و سزا جو فعل یا ترک کا باعث ہو اوس کی انہین خبری نہ تھی۔ ہجرت سے ۱۳ برس پہلے تو مکہ ایسی ذلیل حالت مین بے جان پڑا تھا مگر اون ۱۳ برسون نے کیا ہی اثر عظیم پیدا کیا کہ سیکڑون آدمیون کی جماعت نے بت پرستی چہوڑکر خدائے واحد کی پرستش اختیار کی۔ اور اپنے اعتقاد کے موافق وحی الہی کی ہدایت کے مطیع و منقاد ہوگئے اسی قادر مطلق سے بکثرت و بہ شدت دعا مانگتے۔ اسی کی رحمت پر مغفرت کی امید رکھتے۔ اور حسنات و خیرات اور پاکدامنی اور انصاف کرنے مین بڑی کوشش کرتے تھے اب انہین شب و روز اسی قادر مطلق کی قدرت کا خیال تھا۔ اور یہہ کہ وہی رزاق ہمارے ادنے حوائج کا بھی خبرگیران ہے ہر ایک قدرتی اور طبعی عطیہ مین ہر ایک امر متعلقہ زندگی مین۔ اور اپنے خلوت و جلوت کے ہر ایک حادثہ اور تغیر مین۔ اوسی کے ید قدرت کو دیکھتے تھے اور اس سے بڑہکر اس نئی روحانی حالت کو جسمین خوشحال اور حمد کنان رہتے تھے۔ خدا کے فضل خاص اور رحمت باختصاص کی علامت سمجھتے تھے اور اپنے کور باطن اہل شہر کے کفر کو خدا کے تقدیر کئے ہوئے خذلان کی نشانی جانتے تھے۔ محمدؐ کو جو اون کی ساری امیدون کے ماخذ تھے اپنا حیات تازہ بخشنے والا سمجھتے تھے اور ان کی ایسے کامل طور پر اطاعت کرتے تھے جو اون کے رتبہ عالی کے لائق تھی ایسے تہوڑی ہی زمانہ مین مکہ اس عجیب تاثیر سے دو حصون مین منقسم ہوگیا تھا جو بلا لحاظ قبیلہ و قوم ایک دوسرے کے درپئے مخالفت و ہلاکت تھے مسلمانون نے مصیبتون کو تامل و شکیبائی سے دریافت کیا اور گو ایسا کرنا اون کی ایک مصلحت تھی مگر تو بھی ایسی عالی ہمتی کی بردباری سے وہ تعریف کے مستحق ہین۔ ایک سو مرد اور عورتون نے اپنا گھربار چہوڑا۔ لیکن ایمان عزیز سے موہنہ نہ موڑا۔ اور جبتک کہ یہہ طوفان مصیبت فرو ہوئے حبش کو ہجرت کر گئے۔٭ پہر اس تعداد سے بھی زیادہ آدمی کہ اون مین نبی بھی شامل تھے اپنے عزیز شہر اور مقدس کعبہ کو جو اُن کی نظر مین تمام روئے زمین پر سب سے زیادہ مقدس تھا۔ چہوڑکر مدینہ کو ہجرت کر آئے اور یہان بھی اسی جادو بھری تاثیر نے دو یا تین برس کے عرصہ مین ان لوگون کے واسطے ایک برادری جو نبی اور مسلمانون کی حمایت مین جان دینے کو مستعد ہوگئی طیار کردی"۔

میور کی اس رائے کو غور سے پڑہو پہر چند اس کے فقرہ فقرہ سے عیسائی تعصب نمایان ہے تاہم صاف الفاظ مین اسے اعتراف کرنا پڑا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت نے عربون مین ایسا فوق العادت اثر پیدا کیا جو شریعت موسوی۔ دین مسیحی۔ اور فلسفہ یونان بھی نہ کرسکے تھے پہر ریونڈ جی ایم سراڈویل صاحب ایک پادری ہین جنہون نے قرآن کریم کا ترجمہ سورتون کی ترتیب نزولی (بخیال خویش) کے لحاظ سے کیا ہے انہون نے اپنے ترجمہ کے دیباچہ مین اس تاثیر کی نسبت جو عربون پر اسلام نے کی لکھا ہے۔

عرب کے سیدھے سادے خانہ بدوش بدو ایسے بدل گئے جیسے کسی نے سحر کردیا ہو۔ بت پرستی کے مٹانے۔ جنات اور دیوتا کے شرک کی عوض اللہ کی عبادت قایم کرنے اطفال کشی کی رسم کے نیست و نابود کرنے بہت سے توہمات کو دور کرنے اور ازواج کی تعداد کو گہٹا کر ایک حد معین کرنے مین قرآن بے شک عربون کے لئے برکت اور قدم حق تھا

یہہ حالت اور اثر ہے جو اسلام نے عربون پر ڈالا پھر دنیا کی تاریخ اس امر کی زبردست شہادت پیش کرتی ہے کہ وہ عرب جو دنیا کی تاریخ مین کوئی حصہ اور بخرہ نہ رکھتے تھے جو ہر قسم کی بدیون اور بدکاریون مین فرد تھے جب اسلام انہون نے قبول کیا یہی نہین کہ انہون نے دینی طور پر ترقی کی اور ان برائیون کی جگہ اعلے درجہ کی نیکیون اور پاکیزہ اخلاق نے لی۔ بلکہ دنیوی طور پر بھی انپر ہر قسم کی آسایش و راحت کے دروازے کہولے گئے۔ وہ جو حکومت کے لفظ سے بھی قریبًا ناآشنا تھے۔ ربع مسکون پر ایک زبردست اور واجب التقلید حکومت کے بانی ہوئے۔ ایسی حکومت جسکے اصول اور قوانین آج بھی بڑی عزت اور تکریم کی نظر سے دیکھے جاتے ہین۔ کیا کسی کے وہم مین اسوقت آسکتا تھا کہ وہ قوم جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم طیار کررہے ہین یہ قوم ایک دن روئے زمین کی فاتح اور تمام مہذب ممالک کی اوستاد تسلیم ہوگی؟

اگر اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی مین کوئی فوق العادت تاثیر اور قوت نہ تھی تو ہمین بتاؤ کہ وہ کیا بات تھی جسنے عربون کی حالت مین ایسی حیرت انگیز تبدیلی پیدا کردی۔ قرآن شریف پر غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ صرف اسلام ہی ایک چیز تھی جو ان کے رگ و پے مین سرایت کرگئی تھی۔ اور سچے مسلمان ہونے کی حیثیت ہی نے انہین خاک مذلت سے تخت عزت پر بٹھادیا۔ اور یہ کبھی ہو نہین سکتا کہ ایک شخص جبکہ حقیقی طور پر اللہ تعالے کا صادق اور وفادار بندہ ہو پہر خدا تعالے اسکے لئے یہہ روا رکھے کہ وہ دنیا مین ہر قسم کی ذلت اور خواری کا نمونہ اور اسوہ ٹھہرے خدا کی مجید کتاب پکار پکار کر کہہ رہی ہے

العزۃ للہ ولرسولہ وللمومنین جمیعا۔

نوٹ ٭ ایک روایت کی رو سے بیاسی اور ایک رو سے تراسی مرد اور اٹہارہ عورتین ایک چہوٹی لڑکی اور دو لڑکے تھے جو حبش کو گئے تھے ۱۲۔ مولف۔

www.aaiil.org

خبرون کا گلدستہ

ہندوستان اور یورپ کے مابین شرح ٹیلیگراف مین تخفیف کردی گئی ہے کناڈا اور ریاست ہائے متحدہ کے لئے علاوہ جزائر غرب الہند کے لئے عام برٹش کالونیا کے لئے ۲؎ فی لفظ ہے یہہ شرح براہ طہران یا لوبز ہے اور براہ ٹرکی اس مین فی لفظ ۲ ارکی اور تخفیف ہے۔

وادی انڈس مین شقاق الارض واقع ہونے کیوجہ سے دریائے انڈس کی ایک بہت بڑی شاخ کا پانی رک گیا ہے جس سے خود انڈس چڑہ گیا ہے - دریائے کابل بہی لبالب چل رہا ہے۔

یہہ امر یقینی ہے کہ شعاع رونجن جس سے اندرون جسم کے حالات تمام دریافت ہو سکتے ہین اسکا انسٹیٹوٹ ہندوستان مین بمقام ڈیرہ دون قائم ہوگا میڈیکل آفیسرون اور ماتحتون کو اس کے استعمال کی تعلیم دی جائے گی۔

استانہ علیا ترکی تمام مطابع کو استنبولی طرز کے مطلا قرآن مجید دن اور دلایل الخیرا تون کے چہاپنے سے روکدیا گیا ہے جنکی تمام ملکیتین و در و در مانگ ہے انکے چہاپنے کی اجازت صرف دار السعادت کی یونیورسٹی کو دی گئی ہے تاکہ جتنا فائدہ اس تجارت سے ہوتا ہے یونیورسٹی کوہی پہونچے۔

امرتسر سے جو ڈاک گاڑی رات کے ۸ بجے دہلی کو جاتی ہے اتفاق سے اس مین سہ شنبہ گذشتہ کو راستہ مین آگ لگ گئی تمام مسافرون کو انبالہ مین اتار دیا گیا اور آگ بجہائی گئی۔

امریکہ مین ایک موسی پیغمبر کے پیرو چار سو پچاس فیٹ لمبی ۷۵ فنٹ چوری اور ۴۵ فیٹ اونچی کشتی نوح طیار کر رہے ہین انکے پیغمبر بنجمن نے پیشگوئی کی ہے کہ سنہ ۱۹۱۰ء مین ایک ایسا ہی طوفان آئے گا جیسا کہ نوح علیہ السلام کے وقت آیا تہا۔

امرتسر اور حصار مین قلت بارش سے غیر نہری فصلات مرجہانا شروع ہوگئین۔

مدراس مین ہیضہ کی سخت وبا پہیلی ہوئی ہے گذشتہ ہفتہ ۷۲ء ۹ فی ہزار اوسط رہی تبعض میونسپل حلقون مین فی ہزار دس آدمیون کا تلف ہونا بیان کیا جاتا ہے۔

ہندوستان اور آسٹریلیا کے درمیان ۱۵ ماہ حال سے چٹھیات پر محصول ڈاک مین تخفیف کردی گئی ہے اب ۱/۲ اونس وزن کی چٹھی ہندوستان سے آسٹریلیا کو ایک ٹکٹ مین جاسکے گی۔

پچہلے ہفتہ کے زلزلہ سے منڈی مین ایک گہر گر پڑا پانچ آدمی دب مرے۔

علاقہ گجرات مین تباہی طوفان سے ۷۰ لاکہہ کا نقصان اندازہ ہوا۔

لکہا ہے کہ سپین کے مقام بیرگوس مین ایک عورت ۱۴ برس گذشتہ سے سوتی رہی ہے - چمچہ کے ذریعہ سے اسے غذا دیجاتی تہی - (عام ۸ اگست)

کشمیر سے ایک مصنوعی جہیل کے خوفناک وجود کی خبر آئی ہے جسکو سنکر وہان کے لوگون کے دل ہل گئے ہین ریذیڈنٹ صاحب نے اسکی خبر دی ہے کہ دریائے شیاک جوکہ راہ سلسلہ کے شمال مغرب جانب بہتا ہے اس ندی کے بالائی حصے کے پاٹ مین ایک بڑا پربت آپڑا ہے اس سے ایک بڑی بہاری جہیل بن گئی ہے یہہ بہاری ٹیلہ پچہلے سال کی طغیانی کے زور سے پہسل کر دریائے مذکور کے پاٹ مین آپڑا تہا اور اب وہان بڑی بہاری جہیل نمودار ہوگئی ہے اگر یہ جہیل دفعتًا پہٹ گئی توخوف ہے کہ تمام وادی انڈس دریا برد ہو جائیگی۔

ایک مولوی کی شرمناک کرتوت

سردار رگہبیر سنگہ صاحب مجسٹریٹ درجہ اول لودہانہ کی عدالت مین ایک عمر رسیدہ مولوی اس جرم شرمناک کا مجرم پایا گیا کہ ایک دس سالہ بچے کے ساتھہ خلاف وضع فطری کا ارتکاب کیا اور اسکی پاداش مین دو سال قید سخت کی سزا پائی۔

فہرست مبایعین

نام بقید ولدیت و موضع و ضلع و تحصیل

والدہ اللہ دتا - موضع نارووال ضلع سیالکوٹ - اخیر جون
برادر اللہ دتا - ،، ،، ،، ،،
اللہ دتا کی چاچی ،، ،، ،، ،،
عمر دین ولد کرم بخش - جبرہ اول - امرتسر - حال وارد ملک افریقہ بمقام ممباسہ
نور بی بی زوجہ عمر الدین ،، ،، ،،
غلام نبی ولد عمر دین ،، ،، ،،
محمد یوسف محرر چنگی موضع سامانہ ،،
منشی شیخ محمد بخش صاحب - چہاونی کامل پور صدر بازار اٹک
سید علی اکبر شاہ سپاہی پلٹن ۱۲۳ چہاونی بنی - اصل متوطن موضع گجرات کہاریان ڈاکخانہ خاص سنہ -
محمد سعید اصل متوطن شہر بنارس حال از پورینہ بنگالی ٹولہ - بنارس
اہلیہ حکیم غلام محی الدین صاحب رعنی پٹیالہ ڈاکخانہ رحیم یار خان
فتح علی ولد کرم الدین کچہ گران گجرات ٹانڈہ
ابراہیم ولد امام الدین کہاجو ضلع جالندہر تہانہ بنگہ
گوہر علی ولد ماموں لدیانہ
محمد امیر - امرتسر دروازہ رام باغ کٹڑہ بگہیان
سلطان محمد موضع بناجو ضلع سیالکوٹ تحصیل پسرور
سعادت علی قزلباش موضع سیدوالہ ضلع منٹگمری
اسد اللہ ڈار موضع نارووال ضلع سیالکوٹ
فضل دین قصاب ،، ،،
قادر بخش ولد الٰہی بخش موضع مانڈو ضلع لاہور تحصیل لاہور
امام الدین ولد فضل دین ،، ،، جولائی پہلا ہفتہ
کالو ولد کیان ،، ،، ،،
علم الدین ولد چندا ،، ،، ،،
سلاہی ولد کالو ،، ،، ،،
نانک ولد گلاب ،، ،، ،،
فیر الدین ولد عید ،، ،، ،،
نواب ولد ماہی ،،
امام الدین ولد نانک ،، ،، ،،
شادی ولد بہو ،، ،، ،،

ہفتہ اول جولائی

لبہا ولد بوٹا ،، ،، ،،
چراغ شاہ ،، ،، ،،
نبی بخش انگریز ،، ،، ،،
رانجہا ،، سجان ،، ،، ،،
چراغ دین ولد کیمان ،، ،، ،،
اللہ رکہا ،، میران بخش ،، ،، ،،
اللہ دوکی بیوہ نبی بخش ،، ،، ،،
بہاگن بیوہ ولد الٰہی بخش ،، ،، ،،
زینب دختر غلام حسین ،، ،، ،،
غلام فاطمہ زوجہ غلام حسین ،، ،، ،،
مساۃ کیمون زوجہ جوایا ،، ،، ،،
کرم بی بی بیوۂ احمد الدین ،، ،، ،،
رحمت بی بی زوجہ کالو ،، ،، ،،
فضل بی بی زوجہ چراغ شاہ ،، ،، ،،
رحیم بی بی زوجہ عیدا ،، ،، ،،
عائشہ زوجہ قادر بخش ،، ،، ،،
سردار خان ولد چودہری فتح دین باجوہ سیالکوٹ پسرور
زوجہ چودہری فتح دین ،، ،، ،،
سردار بی بی ،، ،، ،،
خوشی محمد ،، ،، ،،

کیا آپ چاہتے ہین کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے؟

یقینًا کوئی شخص نہین ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو کہ اس کا مال و اسباب محفوظ رہے؟ حفاظت مال و اسباب کے لئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائین۔ جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بہی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی اور خوبصورتی کیوجہ سے سرحد پر بہی جاتے ہین لکڑی کے صندوقون کے مقابلہ مین یہہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پہلکے اور بہر زیادہ مضبوط اور پائدار - نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر مین ہر طرح سے آسانی کے ساتہہ اسباب بند کرکے لیجا سکتے ہین - چونکہ یہ احمدی بہائی کا کارخانہ ہے اس لئے آپ اس مین کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ نہ پائین گے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجہہ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکون کی تجارت کرتے ہین وہ اکہٹے منگوائین گے تو ان کے ساتہہ خاص رعایت بہی کیجائیگی مفصل فہرست درخواست کرکے کارخانہ سے منگالو درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکہو - بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجاوے گی - تمام درخواستین بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئے۔

ایک عظیم الشان کامیابی اور فیاضی کی زندہ مثال

یعنی ایک ہزار روپیہ کی ہر ایک قسم کی کتابین بالکل مفت وہ کسطرح

آپ آخیر اگست ۱۹۰۵ء تک اپنی اپنی درخواستین ہمارے دفتر مین بہیجدین ہم ایکو ایک روپیہ کی کتاب بطور قدر کا ٹکٹ برائے محصول آنے پر مفت بہیجدین جس قسم کی کتاب کی ضرورت ہو اسکا نام خطامین تحریر کرین مگر شرط یہ ہے کہ قیمت اس کتاب کی ایک روپیہ سے زیادہ نہ ہو - آخیر جولائی ۱۹۰۵ء کے بعد کوئی درخواست قابل شنید نہ ہوگی سلسلہ روانگی کتب ۱۵ - اگست سے شروع ہوگا - طالب علمون کیلئے خصوصًا و دیگر کتابی شوقون کے لئے عمومًا یہ ایک نادر موقعہ ہے۔

درخواست ہو بنام
نذیر اینڈ کو کشمیری بازار لاہور

آخیر جولائی ۱۹۰۵ء تک قیمت نصف

یہ گہڑی کلائی پر باندہی جاتی ہے اس کا ڈائل پہولدار خالص چینی کا ہے - جیب مین بہی لگ سکتی ہے - دیکہنے مین ۲۰ کی معلوم ہوتی ہے ہزارہا فروخت ہوچکی ہین بڑی پختہ و پائیدار ہین قیمت بمعہ تسمہ للعہ - (محصول معاف)

ملنے کا پتہ حمید ٹریڈنگ کمپنی کشمیری بازار لاہور

راسکوپ سسٹم واچ جو نہایت پختہ و پائدار اصل قیمت ۸ روپیہ رعایتی ہے

یعنی ہر قسم کی عزت اللہ اور اسکے رسول کے لئے ہے اور پہر ان تمام مومنون کو دی جاتی ہے جو سچے دل سے اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرتے ہین - اگر خدا کے مخلصون اور برگزیدون پر ہی ہر قسم کے دکہہ اور ذلت کی مار ہو تو پہر خدا تعالیٰ کی حکومت **متمیز حکومت** نہو اور **نیکی** اور **اخلاق** کی ہدایتون کا سارا دفتر تقویم پارینہ اور بیکار محض ہو اور نہ اسکی کوئی ضرورت کسی زمانہ مین سمجہی جاوے - اگر ساری دنیا مین تہذیب اخلاق اور تمدن اور سیاست کے اعلےٰ اصولون کی کوئی قدر کی جاسکتی ہے ؟ اور ضرور کی جاتی ہے اگر عزۃ کا کوئی مفہوم ہے ؟ اور ضرور ہے - اگر امن اور سلامتی کی زندگی کے کچہہ معنے ہین ؟ اور ضرور ہین تو پہر یقیناً سمجہو کہ خدا کی ہدایت اور کتاب سے بڑہ کر کوئی قانون اور نوشتہ ان اصولون اور آئینون کو پیش نہین کرسکتا - اور پہر یہہ ناممکن ہے کہ انپر عمل کرنے والے دنیا مین ذلیل اور خوار ہون -

(باقی تیسرے نمبر مین)

دربار شام

۸ - اگست ۱۹۰۵ء

فرمایا - آج مینے بارش کے لئے دعا کی تہی - دعا کے ساتہہ ہی دل مین یہ خیال گذرا کہ یہ حبس اور امساک باران اللہ تعالےٰ کے قضا و قدر کے موافق ہے - اور اس مین دخل دینا مناسب نہین اللہ تعالےٰ نے جو فرمایا ہے دنیا مین ایک نذیر آیا دنیا نے اسکو قبول نہ کیا پہ خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملون سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا - ہر قسم کے مصائب شداید اس کے زور آور حملون مین آتے ہین اور یہ سب ایک قسم کی پیشگوئیان ہین اور جو کچہہ ہو رہا ہے بہر حال ہمارے لئے مفید ہے کیا عجب کہ قحط کے رنگ مین ہی کوئی حملہ ظاہر ہونے والا ہو -

فرمایا - دنیا کی حالت اور رنگ دیکہا جاوے تو وہ بہت کچہہ بدلا ہوا ہے - مین دیکہتا ہون کہ ایسی حالت ہو گئی ہے کہ گویا حسن ظن کا موقع ہی نہین رہا کیونکہ اگر ہر پہلو سے بدظنی ہی ظاہر ہو تو انسان کہانتک اسپر حسن ظن کریگا - مین حیران ہوتا ہون جب دیکہتا ہون کہ دنیا مین سوائے دہریت - مکر و فریب کے اور کوئی بات نظر نہین آتی بالکل طبیعتین دنیا ہی پر مایل ہو گئی ہین

یہانتک کہ دین کا کام بہی اگر کوئی اپنے ہاتہہ مین لیتا ہے تو اس مین بہی ان باتون کا دخل ہے یا تو وہ محض دنیا کا لالچ ہے یا دنیا کی ملونی ہے - ایسی حالت مین مینے سوچا کہ **اگر کوئی مرتا ہے تو پہر مرے** -

مین حیران ہوتا ہون کہ لوگ نوا اور راوربا تون کے لئے روتے ہین (یعنی دنیا کی فلان ترقی نہین ہوئی مسلمان فلان صیغہ مین کمزور ہین وغیرہ ایڈیٹر) - مین کہتا ہون کہ اور باتون کو چہوڑو مجہے تو اس کا فکر ہو رہا ہے کہ **خدا کی ہستی ہی پر ان کو یقین نہین رہا** -

اس مقام پر حضرت حکیم الامت نے عرض کی کہ کل مینے اپنے درس مین ایک موقع پر اپنی جماعت کو خطاب کرکے کہا کہ **سنو** ! تم نے اس سلسلہ مین داخل ہو کر کیا لیا ؟ دنیا تو تم پر لعنت بہیجتی کہ اگر خدا کے ساتہہ ہی تمہارا معاملہ صاف نہ ہوا اور باہم **بغض کینہ** اور دشمنی رہی تو پہر خدا سے کیا لیا **حضرت اقدس** نے فرمایا خدا سے کیا لینا تہا کچہہ بہی نہین بالکل سچ ہے -

منشی احمد جان صاحب مرحوم و مغفور مشہور صوفی لودہانوی کے ذکر خیر مین حضرت حکیم الامت نے عرض کیا کہ انہون نے طب روحانی کے سلسلہ مین اور بہی دو تین جلدین لکہنے کا ارادہ کیا تہا لیکن حضور کے دعوے کو سنکر انہون نے اس طریق کو چہوڑ دیا اور اسے محض کہیل تماشا قرار دیا - جس سے مجہے انکے ساتہہ بڑی محبت ہو گئی حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا مجہے بہی انہون نے ایسا ہی خط لکہا تہا غرض آپکا ذکر خیر ہوتا رہا انکے اخلاص کے ذکر مین **توجہ** اور **سلب امراض** کے علم کا ذکر ہوا - اسپر فرمایا

اللہ تعالےٰ نے اسلام مین جو طریق شفا کا کہا ہے وہ تو دعا ہی کا طریق ہے - اپنے نفس اور توجہہ پر بہروسہ کرنا یہہ بہی ایک قسم کا شرک ہے لیکن جب انسان خدا سے دعا کرتا ہے تو یہہ سب باتین فنا ہو جاتی ہین اور انسان پہر **اصل پناہ** کیطرف دوڑتا ہے - پس یاد رکہو کہ دعا ہی اصلیت ہے باقی جو کچہہ ہے وہ نرا خبط ہے -

دعا کی عجیب عجیب تاثیرین مینے تجربہ کی ہین ایک بار مین درد دانت سے سخت تکلیف مین تہا عمر دراز نام ایک گرد اور ہمارے ہان آیا ہوا تہا مینے اس سے پوچہا کہ دانت کے درد کا علاج بہی آپکو معلوم ہے اس نے کہا علاج دندان اخراج دندان - مینے جب یہ بات سنی تو خیال کیا کہ دانت کا نکلوانا بہی ایک عذاب ہے - مین اسوقت ایک چٹائی پر بیٹہا ہوا تہا - اور درد کی بیقراری کیوجہ سے سر چارپائی کی پائٹی پر رکہا ہوا تہا - اسوقت مجہے ذرا سی غنودگی ہوئی - اور الہام ہوا -

واذا مرضت فھو یشفی

اور اسکے ساتہہ ہی معاً درد جاتا رہا -

مین یقیناً جانتا ہون کہ دعا کے سلسلہ مین ہزارہا خزائن معارف کے مخفی ہین جو شخص دوسری طرف توجہ کریگا وہ ان خزائن سے محروم رہ جائیگا - کیونکہ جب انسان اس راہ کو جس پر سایہ دار درخت ہون اور پانی کا سامان ہو چہوڑ دے تو وہ ان تمام آرام کے سامانون سے محروم رہیگا یا نہین - کسی کے پہلو مین دو دل تو نہین ہو سکتے - ایک ہی طرف توجہ کریگا - فرق ضالہ نے اسی وجہ سے نقصان اٹہایا کہ حقیقی راہ کو انہون نے چہوڑ دیا شیعہ وغیرہ جو حسین حسین پکارتے رہتے ہین اسی سبب سے محروم رہے کہ انہون نے انسان کو بت بنالیا - اور انکے سینہ مین وہ نور عرفان کا نہ رہا -

{ اسکے بعد اپنے زمانہ طالب علمی اور شیعہ استاد کے بعض حالات بیان فرماتے رہے جس سے معلوم ہوا کہ یہ قوم کہانتک حقایق و معارف سے محروم رہ گئی ہے ایڈیٹر - }

میر محمد اسماعیل اسسٹنٹ سرجن دہلی

ناظرین الحکم الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین معلوم کرچکے ہین کہ میرے **مخدوم** زادہ جناب میر **محمد اسماعیل صاحب** خلف الرشید حضرت میر ناصر نواب صاحب میڈیکل کالج لاہور کے آخری امتحان اسسٹنٹ سرجنی مین اعلےٰ درجہ مین **کامیاب** ہوئے ہین یعنے اپنے امتحان مین صوبہ بہر کے طلباء اور یو - پی - اور سنٹرل انڈیا وغیرہ مین **اول رہے** ہین - اب یہ خوشخبری سنکر انہین اور بہی مسرت ہوگی کہ **میر صاحب** ممدوح **دہلی** متعین ہو کر تشریف لے گئے ہین اور اسطرح مجہے پہر موقع ملا ہے کہ مین اس تقریب پر حضرت مسیح موعود اور آپ کے اہلبیت کے حضور **مبارکباد** عرض کرون - دہلی کی بڑی خوش قسمتی ہے کہ **میر محمد اسماعیل صاحب** ایسا با اخلاق اور دقیق الفہم ڈاکٹر وہان متعین ہوتا ہے اس سے پہلے احمدی سلسلہ کے ایک مشہور ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب وہان کے ریلفار میٹری سکول کے انچارج ہین -

ڈاکٹر سید محمد اسماعیل صاحب کے تقرر نے دہلی کی احمدی جماعت مین ایک اور معزز رکن کا اضافہ کیا -

(الھم ذد فزد)

دہلی اس لئے بہی خوش قسمت ہے کہ میر محمد اسماعیل صاحب دراصل دہلی ہی کے رتن ہین کیونکہ آپ خواجہ میر درد صاحب مرحوم اہل اللہ کے خاندان سے ہین - اگرچہ بظاہر یہ تقرر دہلی مین چندروزہ معلوم ہوتا ہے تاہم امید کی جاتی ہے کہ یہہ ہونہار نوجوان اپنے اخلاق اور ہمدردی نوع انسان کا پورا نمونہ دکہا کر **احمدیت** کا خارق عادت اثر دہلی پر ڈالیگا - کیا عجب کہ دہلی کی اصلاح کے لئے اللہ تعالےٰ نے یہی طریق مقدر کیا ہو - بہرحال ڈاکٹر صاحب کا یہ تقرر قوم کے لئے مسرت کا موجب ہے اور مین خادم قوم ہونے کی حیثیت سے میر صاحب کے واجب الاحترام والدین کو پہر **مبارکباد** عرض کرتا ہون -

میر محمد اسماعیل صاحب کے کامیاب ہونے کے متعلق جو پیشگوئی حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باعلام الٰہی کی تہی وہ پہلے درج ہو چکی ہے اور اب جبکہ وہ **اسسٹنٹ سرجن** مقرر ہو گئے ہین اس پیشگوئی کی اور بہی عظمت ثابت ہوتی ہے - سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ڈاکٹری جماعت مین میر محمد اسماعیل صاحب کا اضافہ ہر طرح سے **قابل ناز** ہے والحمد للہ علےٰ ذالک -

مدرسہ اور کالج

مدرسہ اور کالج کے متعلق رسیدات کی اشاعت کے لئے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ ہر مہینے کے آخری پرچہ مین رسیدات دی جایا کرین - اسلئے جن احباب نے مدرسہ اور کالج کے لئے چندہ روانہ کیا ہے وہ اس اگست کے الحکم مین اپنی رسیدات کو پڑہین گے - دیری کیلئے معافی چاہیں -

معذرت

الحکم کی رفتار کچہہ ایسی ہی واقع ہوئی ہے کہ ہر چند اسکی اشاعت کے توقف کے دور کرنے مین مین سعی کرتا ہون پہر پہر کوئی نہ کوئی وجہ آکر روک ڈالدیتی ہے - اگرچہ الحکم کے ناظرین بہی کچہہ تو عادی ہو گئے ہین اور کچہہ واقعی پریس کی مشکلات سے مطلع بہی ہین اور اسی وجہ سے مجہے مورد اعتراض نہین بناتے تاہم مین بجائے خود اس نقص کو ایک سخت نقص سمجہتا ہون - خسرہ کی بیماری کچہہ ایسی عام ہوئی ہے کہ بعض خوش قسمت بچے اس کے حملے سے اس مرتبہ بچے ہین میرے چارون بڑے بچے یکے بعد دیگرے اسمین مبتلا ہوئے - الحمد للہ اسوقت تک ہر طرح آرام ہے اسوجہ سے مین کچہہ اور بہی مصروف رہا - اب تیسرا پریس جاری کردیا گیا ہے اگر اللہ تعالےٰ کی مرضی ہو تو کیا عجب کہ یہ نوبت نکل

خبرون کا گلدستہ

ہندوستان اور یورپ کے مابین شرح ٹیلیگراف مین تخفیف کردی گئی ہے کناڈا اور ریاست ہائے متحدہ کے لئے عہ جزائر غرب الہند کے لئے عہ برٹش کا مینا کے لئے ۴۲ فی لفظ ہے یہہ شرح براہ طہران یا لوبز ہے اور براہ ٹرکی اس مین فی لفظ ۲ کی اور تخفیف ہے۔

وادی انڈس مین شقاق الارض واقع ہونے کیوجہ سے دریائے انڈس کی ایک بہت بڑی شاخ کا پانی رک گیا ہے جس سے خود انڈس چڑھ گیا ہے۔ دریائے کابل بھی لبالب چل رہا ہے۔

یہہ امر یقینی ہے کہ شعاع رونٹجن جس سے اندرون جسم کے حالات تمام دریافت ہو سکتے ہین اسکا انسٹیٹیوٹ ہندوستان مین بمقام ڈیرہ دون قائم ہوگا میڈیکل آفیسرون اور ماتحتون کو اس کے استعمال کی تعلیم دی جائے گی۔

استانہ علیا سے تمام مطابع کو استنبولی طرز کے مطلاً قرآن مجیدون اور دلایل الخیراتون کے چھاپنے سے روکدیا گیا ہے جنکی تمام ملکوتین دور دور مانگ ہے انکے چھاپنے کی اجازت صرف دار السعادت کی یونیورسٹی کو دی گئی ہے تاکہ جتنا فائدہ اس تجارت سے ہوتا ہے یونیورسٹی کو ہی پہونچے۔

امرتسر سے جو ڈاک گاڑی رات کے ۸ بجے دہلی کو جاتی ہے اتفاق سے اس مین سہ شنبہ گذشتہ کو راستہ مین آگ لگ گئی تمام مسافرون کو انبالہ مین اتار دیا گیا اور آگ بجھائی گئی۔

امریکہ مین ایک موسی پیغمبر کے پیرو چارسو پچاس فیٹ لمبی ۷۵ فٹ چوری اور ۴۵ فیٹ اونچی کشتی نوح طیار کر رہے ہین انکے پیغمبر بنجمن نے پیشگوئی کی ہے کہ ۱۹۱۵ء مین ایک ایسا ہی طوفان آئے گا جیسا کہ نوح علیہ السلام کے وقت آیا تھا۔

امرتسر اور حصار مین قلت بارش سے غیر نہری فصلات مرجھانا شروع ہوگئین۔

مدراس مین ہیضہ کی سخت وبا پہیلی ہوئی ہے گذشتہ ہفتہ ۸۹۰۲ فی ہزار اوسط رہی بعض میونسپل حلقون مین فی ہزار دوسو آدمیون کا تلف ہونا بیان کیا جاتا ہے۔

ہندوستان اور آسٹریلیا کے درمیان ۱۵ ماہ حال سے چٹھیات پر محصول ڈاک مین تخفیف کردی گئی ہے اب ۱/۲ اونس وزن کی چٹھی ہندوستان سے آسٹریلیا کو ارکے ٹکٹ مین جاسکے گی۔

پچھلے ہفتہ کے زلزلہ سے منڈی مین ایک گھر گر پڑا پانچ آدمی دب مرے۔

علاقہ گجرات مین تباہی طوفان سے ۷۰ لاکھ کا نقصان اندازہ ہوا۔

لکھا ہے کہ سپین کے مقام بیرگوس مین ایک عورت ۴۱ برس گذشتہ سے سوتی رہی ہے۔ چمچہ کے ذریعہ سے اسے غذا دیجاتی تھی۔ (عام ۸ اگست)

کشمیر سے ایک مصنوعی جھیل کے خوفناک وجود کی خبر آئی ہے جسکو سنکر وہان کے لوگون کے دل دہل گئے ہین ریذیڈنٹ صاحب نے اسکی خبر دی ہے کہ دریائے شیاک جو کہ راہ سلسلہ کے شمال مغرب جانب بہتا ہے اس ندی کے بالائی حصے کے پاٹ مین ایک بڑا پربت آپڑا ہے اس سے ایک بڑی بھاری جھیل بن گئی ہے یہہ بھاری ٹیلہ پچھلے سال کی طغیانی کے زور سے پہسل کر دریائے مذکور کے پاٹ مین آپڑا تھا اور اب وہان بڑی بھاری جھیل نمودار ہوگئی ہے اگر یہہ جھیل دفعتاً پھٹ گئی تو خوف ہے کہ تمام وادی انڈس دریا پر دہو جائیگی۔

ایک مولوی کی شرمناک کرتوت

سردار گہبیر سنگہ صاحب مجسٹریٹ درجہ اول لودہانہ کی عدالت مین ایک عمر رسیدہ مولوی اس جرم شرمناک کا مجرم پایا گیا کہ ایک دس سالہ بچے کے ساتھ خلاف وضع فطری کا ارتکاب کیا اور اسکی پاداش مین دو سال قید سخت کی سزا پائی۔

فہرست مبایعین

نام بقید ولدیت و موضع و ضلع و تحصیل

والدہ اللہ دتا - موضع ناروال ضلع سیالکوٹ - اخیر جون
براور اللہ دتا - " " " "
اللہ دتا کی چاچی " " " "
عمر دین ولد کرم بخش - جسرہ اول - امرتسر - حال وارد ملک افریقہ بمقام ممباسہ
نور بی بی زوجہ عمر الدین " " "
غلام نبی ولد عمر دین " " "
محمد یوسف محرر چنگی موضع سامانہ "
منشی شیخ محمد بخش صاحب - چہاونی کامل پور صدر بازار اٹک -
سید علی اکبر شاہ سپاہی پلٹن ۱۳۰ چہاونی بنی - اصل متوطن موضع گجرات کہاریان ڈاکخانہ خاص سنہ -
محمد سعید اصل متوطن شہر بنارس حال از پور نیہ بنگالی ٹولہ -
اہلیہ حکیم غلام محی الدین صاحب رونی پٹیالہ ڈاکخانہ رحیم یار خان
فتح علی ولد کرم الدین کچہ گران گجرات ٹانڈہ
ابراہیم ولد امام الدین کہاجو ضلع جالندہر تہانہ بنگہ
گوہر علی ولد ماموں لدیانہ
محمد امیر - امرتسر دروازہ رام باغ کٹڑہ بگھیان
سلطان محمد موضع بنباجوہ ضلع سیالکوٹ تحصیل پسرور
سعادت علی قزلباش موضع سیدوالہ ضلع منٹگمری
اسد اللہ ڈار موضع ناروال ضلع سیالکوٹ
فضل دین قصاب "
قادر بخش ولد الہی بخش موضع ناندو ضلع لاہور تحصیل لاہور
امام الدین ولد فضل دین " " چولائی پچھ
کالو ولد کیہان " " "
علم الدین ولد چندا " " "
سلاہی ولد کالو " " "
نانک ولد گلاب " " "
فیروز الدین ولد عید " " "
نواب ولد ماہی "
امام الدین ولد نانک " " "
شادی ولد بہو " " "

ہفتہ اول جولائی

لبہا ولد بوٹا " " "
چراغ شاہ " " "
نبی بخش انگریز " " "
رانجہا " سبحان " " "
چراغ دین ولد کیہان " " "
اللہ رکہا " میران بخش " " "
اللہ رکہی بیوہ نبی بخش " " "
بہاگن بیوہ ولد الہی بخش " " "
زینب دختر غلام حسین " " "
غلام فاطمہ زوجہ غلام حسین " " "
مساۃ کیمون زوجہ جوایا " " "
کرم بی بی بیوہ احمد الدین " " "
رحمت بی بی زوجہ کالو " " "
فضل بی بی زوجہ چراغ شاہ " " "
رحیم بی بی زوجہ عیدا " " "
عائشہ زوجہ قادر بخش " " "
سردار خان ولد چودہری فتح دین بنباجوہ سیالکوٹ پسرور
زوجہ چودہری فتح دین " " "
سردار بی بی " " "
خوشی محمد " " "

کیا آپ چاہتے ہین کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہین ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو کہ اس کا مال و اسباب محفوظ رہے؟ حفاظت مال و اسباب کے لئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائین۔ جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بھی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی اور خوبصورتی کیوجہ سے سرحد پر بھی جاتے ہین لکڑی کے صندوقون کے مقابلہ مین یہہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پھلکے اور بہت زیادہ مضبوط اور پائیدار - نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر مین ہر طرح سے آسانی کے ساتھ اسباب بند کرکے لیجا سکتے ہین - چونکہ یہ احمدی بھائی کا کارخانہ ہے اس لئے آپ اس مین کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ نہ پائین گے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجھ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکون کی تجارت کرتے ہین وہ اکٹھے منگوائین گے تو ان کے ساتھ خاص رعایت بھی کیجائیگی مفصل فہرست درخواست کرکے کارخانہ سے منگوالو درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکھو - بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجاوے گی - تمام درخواستین بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئے -

ایک عظیم الشان کامیابی اور فیاضی کی

زندہ مثال

یعنی ایک ہزار روپیہ کی ہر ایک قسم کی کتابین بالکل مفت

وہ کسطرح

آپ آخیر اگست ۱۹۰۵ء تک اپنی اپنی درخواستین ہمارے دفتر مین بھیجدین ہم آپکو ایک روپیہ کی کتاب بصرف ار کا ٹکٹ برائے محصول آنے پر مفت بھیجدین جس قسم کی کتاب کی ضرورت ہو اسکا نام خط مین تحریر کردو مگر شرط یہ ہے کہ قیمت اس کتاب کی ایک روپیہ سے زیادہ نہ ہو - آخیر جولائی ۱۹۰۵ء کے بعد کوئی درخواست قابل شنید نہ ہوگی سلسلہ روانگی کتب ۱۵ اگست سے شروع ہوگا - طالب علمون کیلئے خصوصاً و دیگر کتابی شوقون کے لئے عموماً یہ ایک نادر موقعہ ہے -

درخواست ہو بنام

نذیر اینڈ کو کشمیری بازار لاہور

آخیر جولائی تک نصف قیمت

یہ گھڑی کلائی پر باندہی جاتی ہے اس کا کیس پہولدار خالص چینی کا ہے - جیب مین بھی لگ سکتی ہے - دیکھنے مین عہ کی معلوم ہوتی ہے ہزارہا فروخت ہو چکی ہین بڑی پختہ و پائیدار ہین قیمت بوستم لعہ - (محصول معاف)

ملنے کا پتہ **حمید ٹریڈنگ کمپنی کشمیری بازار لاہور**

راسکوپ سسٹم واچ جو نہایت پختہ و پائیدار ہے اصل قیمت ۷ رعایتی عہ

(رجسٹرڈ ایل نمبر ۷)

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

چو گویم بانو گرآئی چہا در قادیان بینی | دو ابینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۔ (۲) خواص و معاونین سے ۔ (۳) ہندوستان سے باہر کے ۔ (۴) ... والون سے ... (۵) اپنی جماعت کے غربا مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ...

نمبر ۲۹ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۰۵ء ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

FINDIGEST 30 AUG 05

۳۱ اگست ۱۹۰۵ء تک خاص رعایت

کارخانہ الحکم کی بعض جدید الطبع کتابون کے لئے جگہہ نکالنے کیواسطے ۳۱۔ اگست ۱۹۰۵ء تک مندرجہ ذیل کتابون مین خاص رعایت کیجاتی ہے یاد رکھئے ۳۱۔ اگست ۱۹۰۵ء کے بعد یہہ رعایت جاری نہ رہیگی۔ اس اثنا مین خصوصاً گذشتہ سالو کے بعض فائل خریدنے مین آپ کو بہت بڑا فائدہ رہیگا کیونکہ گذشتہ سالون کے فائل ہمیشہ دو چند قیمت پر دئے جاتے ہین۔

۱۹۰۱ء کا فائل الحکم صہ صرف ۵۰ درخواستونکی تعمیل ہوگی۔
۱۹۰۴ء " صہ "
انا الامام ہر دو جلد عصہ "
آسمانی فیصلہ ۲ر
مسلمانون کا خدا اور اسکے حضور دعا ۳ر
رد شیعہ و خط نسخ ۳ر
حضرۃ اقدس کی پُرانی تحریرین ۱۰ر صرف ۲۵ درخواستونکی تعمیل ہوگی
ست بچن و آریہ دہرم ۱۰ر
تفسیر سورہ بقرہ عہ صرف سو درخواستون کی تعمیل ہوگی۔
وحدت وجود پر خط اور تقریر نماز ۱ر
برہان الحق ۲ر
النصح ۱ر
سلک مروارید حصہ اول ۴ر صرف سو درخواستون کی تعمیل ہوگی۔
اصلاح النظر ۲ر صرف بیس درخواستونکی تعمیل ہوگی۔
الانذار ۲ر صرف ۸۰ درخواستونکی " "
رپورٹ جلسہ سالانہ ۸ر صرف پچاس درخواستونکی تعمیل ہوگی۔
اربعین ہر چہار نمبر ۴ر

نوٹ

درخواستونکی تعمیل بذریعہ وی پی ہوگی۔ اور تمام درخواستین دفتر الحکم کے نام آنی چاہئین

اس سستی کی بھی حد ہے؟

مجھے نہایت افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ جب کوئی مفید تحریک قوم مین کیجاتی ہے تو بہ استثنائے بعض اکثر اسپر عملدرآمد کرنے کو آمادہ نہین پائے جاتے یا کم از کم حد درجہ کی سستی دکہاتے ہین۔ حالانکہ ہر جدید فرقہ یا قوم اپنے ابتدائی ایام مین نہایت سرگرم ہوتا ہے جبکہ سرگرمی کے دنو مین یہہ حال ہے تو پہر آئندہ کے لئے تو خدا ہی حافظ ہے۔ بہلا شیرازہ قوم کی متعلق جو فردین شائع کی گئی تہین انکی خانہ پری بہی کوئی ناقابل برداشت محنت اور تکلیف کا موجب تہی جو ابہی تک وہ مکمل ہو کر پوری نہین آسکین۔ جن احباب کی نسبت حسن ظن کے طور پر ظاہر کیا گیا تہا کہ وہ اپنے اپنے ضلع کی فردین مکمل کر کے بہیجین انمین سے تین چار کے سوا کسی اور نے اپنے ضلع کی فرد تو کجا اپنے شہر بلکہ اپنی اور اپنے خاندان کی بہی خانہ پری کر کے نہین بہیجی۔ ہماری یہہ سرگرمی اور ہوشیاری کیا آئندہ کیلئے یادگار رہیگی اور مفید اور موثر ہوگی؟ میری سمجھ مین نہین آتا کہ کن راہون سے اس اہمیت کو جماعت کے گوش گذار کرون۔ شیرازہ قوم کی تحریک مین سب سے اعلےٰ درجہ کا کام تو سیالکوٹ کی جماعت نے (جو ہر مفید تحریک مین سابق بالخیرات ٹہیر چکی ہے) کیا ہے۔ چودہری مولا بخش صاحب نے مجھے اطلاع دی ہے کہ نہایت حزم و احتیاط سے ضلع کی فہرست طیار کی گئی ہے غالباً ایک ہی فرد اس فہرست سے باہر رہیگا۔ اور پہر چودہری غلام احمد خانصاحب رئیس کاٹہہ گڑہ نے اس پیرانہ سالی مین کل ضلع کا سفر کیا ہے اور ضلع ہوشیارپور کی فرد طیار کی ہے انکے متواتر خطوط میرے پاس آئے ہین جن سے معلوم ہوا ہے کہ وہ نہایت سرگرمی سے اس خدمت مین مصروف ہین۔ مین پہر اپنے احباب کو توجہ دلاتا ہون کہ وہ ان فردون کی طیاری مین جلدی حصہ لین جس جس صاحب کے پاس یہ فرد پہونچ گئی ہے اسکا فرض ہے کہ اس کی خانہ پری کر کے میرے پاس بہیجدے وہ بعد مین دیکہین گے کہ یہ فرد کہانتک مفید ثابت ہوتی ہے۔ انشاء اللہ العزیز۔

۲۔ ایسا ہی کالج فنڈ کے لئے ایک آنہ فنڈ کی تحریک مین جسقدر مستعدی کی ضرورت ہے ابہی تک اس سے کام نہین لیا گیا اور اسکی وجہ یہی ہے کہ باقاعدہ کمیٹیان مقرر نہین ہین اور نہ پرجوش آدمی اس تحریک کی عام اشاعت کے لئے طیار ہوئے ہین۔ جو بہت ضروری امر تہا۔

درخواست دعا

ا۔ منشی گلاب خانصاحب سب پوسٹماسٹر راولپنڈی احباب سے دعا کے خواستگار ہین۔ کہ اللہ تعالےٰ مخالفون کی سازشون اور منصوبہ بازیون سے انہین امن مین رکہے۔

درخواست نماز جنازہ

میان غلام حبیب حجام ساکن راولپنڈی فوت ہوگیا ہے احباب نماز جنازہ غائب پڑہین

اطلاع

بقایاداران الحکم اپنے ذمہ کی حساب جلد بیباق کرین۔ وی پی جاری ہو رہے ہین۔ وصول فرماکر کارخانہ کی اعانت کرین۔ یعقوب علی ایڈیٹر الحکم

www.aaiil.org

دربار شام (۹ اگست ۱۹۰۵ء)

پشاور سے ایک نوجوان ہندو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کیواسطے آیا ہوا تہا - اسنے مختصراً اپنے حالات بیان کئے کہ کس طرح پر الحکم کے پڑہنے اور ایک احمدی کی صحبت نے اسے مشتاق زیارت بنایا اس تحریک پر حضرت حجۃ اللہ نے ذیل کی تقریر فرمائی - ایڈیٹر

سب سے بڑی بات تو دین ہے جسکو حاصل کرکے انسان حقیقی خوشحالی اور راحت کو حاصل کرتا ہے دنیا کی زندگی تو بہر حال گذر ہی جاتی ہے

شب تنور گذشت وشب سمور گذشت

یعنے راحت اور رنج دونو گذر جاتے ہین - لیکن دین ایک ایسی چیز ہے کہ اسپر چل کر انسان خدا تعالےٰ کو راضی کر لیتا ہے - یقیناً جانو کہ اللہ تعالےٰ اسوقت تک راضی نہین ہوتا اور نہ کوئی شخص اس تک پہونچ سکتا ہے جب تک صراط مستقیم پر نہ چلے - وہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب اللہ تعالےٰ کی ذات صفات کو شناخت کرے اور ان راہون اور ہدایتون پر عمل درآمد کرے جو اسکی مرضی اور منشاء کے موافق ہین - جب یہ ضروری بات ہے تو انسان کو چاہئے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرے اور یہ کچہہ مشکل امر نہین دیکہو انسان پانچ سات روپیہ کی خاطر جو دنیا کی ادنےٰ ترین خواہش ہے اپنا سر کٹا لیتا ہے پہر جب اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کا خیال ہو اور اسی اکئی کرنا چاہے تو کیا مشکل ہے

انسان حقیقی دین سے کیون محروم رہ جاتا ہے اس کا بڑا باعث **قوم** ہے خویش و اقارب دوستون اور قوم کے تعلقات کو ایسا مضبوط کر لیتا ہے کہ وہ انکو چہوڑنا نہین چاہتا ایسی صورت مین ناممکن ہے کہ یہ نجات کا دروازہ اسپر کہل سکو یہ ایک قسم کی نامردی اور کمزوری ہے لیکن یہ شہیدون اور مردون کا کام ہے کہ ان تعلقات کی ذرا بہی پروا نہ کرے اور خدا تعالےٰ کی طرف قدم اٹہائے -

بعض کمزور فطرت لوگون کا خیال ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ کی عبادت ہی کرنی ہے خواہ کسی مذہب مین ہون مگر وہ نہین جانتے کہ آج جسقدر مذاہب موجود ہین انمین کوئی بہی مذہب بجز **اسلام** کے ایسا نہین جو اعتقادی اور عملی غلطیون سے مبرا ہو - وہ **سچا** اور **زندہ** خدا جس کی طرف رجوع کرکے انسان کو حقیقی راحت اور **روشنی** ملتی ہے جسکے ساتہہ تعلق پیدا کرکے انسان اپنی گناہ آلودہ زندگی سے نجات پاتا ہے وہ **اسلام** کے سوا نہین مل سکتا - یہی پہلا زینہ ہر قسم کی روحانی ترقیون کا ہے اگر اس کی توفیق مل جاوے تو پہر **خدا اسکا اور وہ خدا کا ہو جاتا ہے -**

یہہ سچ ہے کہ جب ایک شخص محض اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے کسی قسم کے نفسانی اغراض کے بغیر ایک قوم سے قطع تعلق کرتا ہے اور خدا ہی کو راضی کرنے کے لئے دوسری قوم مین داخل ہوتا ہے تو ان تعلقات قومی کے توڑنے مین سخت تکلیف اور دکہہ ہوتا ہے - مگر یہ بات خدا تعالےٰ کے نزدیک بڑی قابل قدر ہے - اور یہ ایک **شہادت** ہے۔

جسکا بہت بڑا اجر اللہ تعالےٰ کے حضور ملتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ تو فرماتا ہے **من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ** یعنے جو شخص ایک ذرہ برابر بہی نیکی کرتا ہے اسے بہی ضائع نہین کرتا بلکہ اجر دیتا ہے تو پہر جو شخص اتنی بڑی نیکی کرتا ہے اور خدا کی رضا کے لئے ایک **موت** اپنے لئے روا رکہتا ہے اسے **اجر** کیون نہ ملے ؟ جو شخص خدا تعالےٰ کے لئے اپنے تعلقات کو توڑتا ہے وہ فی الحقیقت ایک موت اختیار کرتا ہے کیونکہ اصل موت بہی ایک قسم کا قطع تعلق ہی ہے یعنے روح کا جسم سے قطع تعلق ہوتا ہے - خدا تعالےٰ کے لئے ان تعلقات کو توڑنا جو اپنی قوم اور خویش و اقارب سے ہوتے ہین خدا کے نزدیک بہت بڑی بات ہے بسا اوقات یہ روک بڑی زبردست روک انسان کو خدا کی طرف آنے کے لئے ہو جاتی ہے - وہ دیکہتا ہے کہ دوستون کا ایک گروہ ہے ماں باپ بہن بہائی اور دوسرے رشتہ دار ہین انکی محبت اور تعلقات نے اسکے رگ و ریشہ مین ایسی سرایت کی ہوئی ہے کہ وہ **اسلام** کی صداقت اور سچائی کو تسلیم کرتا ہے اور سمجہتا ہے کہ بجز اسکے نجات نہین لیکن ان تعلقات کی بنا پر اقرار کرتا ہے کہ یہ راہ جس پر مین چلتا ہون خطرناک اور گندی راہ ہے مگر کیا کرین جہنم مین پڑنا منظور ان تعلقات **قومی** کو کیونکر چہوڑ دین - ایسے لوگ نہین جانتے کہ یہ صرف زبان سے کہنا تو آسان ہے کہ جہنم مین پڑنا منظور اگر نہین اس دکہہ درد کی کیفیت معلوم ہو تو پتہ لگے - ایک آنکہہ مین ذرا درد ہو تو معلوم ہو جاتا ہے کہ کس قدر تکلیف ہے پہر جہنم تو وہ جہنم ہے جسکی بابت قرآن شریف مین آیا ہے **لا یموت فیہا ولا یحیی**

ایسے لوگ سخت غلطی پر ہین - اسکا تو فیصلہ آسان ہے دنیا مین دیکہہ لے کہ کیا وہ دنیا کی بلاؤن پر صبر کر سکتے ہین ؟ ہرگز نہین تو پہر یہ کیونکر سمجہہ لیا کہ عذاب جہنم برداشت کر لین گے - بعض لوگ تو دو سرون کو دہوکا دیتے ہین مگر یہہ لوگ اپنے آپ کو دہوکا دیتے ہین - یقیناً سمجہو کہ جہنم کا عذاب بہت ہی خطرناک ہے اور یہ بہی یاد رکہو کہ اللہ تعالےٰ نے صاف طور پر فرما دیا ہے -

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا الایۃ

یعنی جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا خواستگار ہو - وہ آخر کار ٹوٹے مین رہیگا -

جسطرح ہر انسان کا ایک حلیہ ہوتا ہے اور وہ اسی سے شناخت کیا جاتا ہے اسی طرح پر اللہ تعالےٰ کی ذات اور اسکے **صفات** بہی ایک طرح پر واقع ہوئے ہین - یہہ بہی نہین ہو سکتا کہ مختلف مذاہب والے خدا تعالےٰ کی جو شکل اور صفات پیش کرتے ہین وہ سب کی سب درست ہون عیسائی - ہندو - چینی ہر ایک جدا جدا صفات پیش کرتا ہے پہر کون عقلمند یہہ مان لیگا کہ ہر ایک اپنے اپنے بیان مین سچا ہے -

ماسوا اسکے سچائی کے خود انوار اور برکات ہوتے ہین یہہ بہی تو دیکہنا چاہئے کہ وہ نشانات اور انوار و برکات کس خدا کو ماں کر ملتے ہین اور کس دین مین وہ پائے جاتے ہین - ایک شخص ایک نسخہ کو استعمال کرتا ہے اگر اس نسخہ مین کوئی خوبی اور اثر ہے تو صاف ظاہر ہے کہ چندروز کے استعمال کے بعد ہی اسکی مفید تاثیرین معلوم ہونے لگین گی لیکن اگر اس مین کوئی خوبی اور تاثیر نہین ہے تو خواہ ساری عمر اسے استعمال کرتے جاؤ کچہہ فائدہ نہین ہوگا - اس معیار پر **اسلام** اور دوسرے مذاہب کی سچائی اور حقیت کا بہت جلد پتہ لگ جاتا ہے -

مین سچ کہتا ہون کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اپنی تاثیرات اور انوار و برکات کے لئے کسی گذشتہ قصہ کا حوالہ نہین دیتا - اور نہ صرف آیندہ کے وعدہ ہی پر رکہتا ہے بلکہ اس کے پہل اور آثار ہر وقت اور ہر زمانے مین پائے جاتے ہین اور اسی دنیا مین ایک سچا **مسلمان** ان **ثمرات** کو کہا لیتا ہے -

بتلاؤ ایسے مذاہب انسان کو کیا امید دلا سکتی ہین جن مین تو بہ تک منظور نہین ایک گنہ کرکے جنیک کروڑون جونین نصیب نہ ہو لین خدا سے صلح ہی نہین ہو سکتی - وہان انسان کیا پائیگا - اسکی روح کو راحت اور تسلی کیونکر مل سکے گی -

مذہب کی سچائی کی بڑی علامت یہ ہے کہ **اس راہ سے دور افتادہ خدا کے نزدیک آجاتا ہے** جیسے جیسے وہ نیک عمل کرتا جاوے اسی اسی قدر تاریکی دور ہو کر معرفت اور روشنی آتی جاوے - اور انسان خود محسوس کر لے کہ وہ نجات کی ایک یقینی راہ پر جا رہا ہے اسکی ہدایتین ایسی صاف اور واضح ہون کہ انسان ان کے ماننے اور اسپر عمل کرنے مین اٹکے نہین -

بہلا یہہ بہی کوئی تعلیم اور اصول ہے کہ ذرہ ذرہ کو خدا قرار دیدیا جاوے جیسے خدا ازلی ابدی ہے اسیطرح پر ذرات عالم اور ارواح کو بہی ازلی ابدی تسلیم کیا جاوے اگر ایسا کوئی خدا ہے کہ جسنے ایک ذرہ بہی کسی قسم کا پیدا نہین کیا تو اسپر بہروسہ کیسا اور اسکا ہم پر حق کیا ہے جو عبادت کرین - کیونکہ عبادت کے لئے حق بہی تو ہونا چاہئے جب کوئی حق ہی نہ ہو تو ایک ذرہ ذرہ اسے کہہ سکتا ہے کہ تیرا ہم پر کیا حق ہے ؟ اس عقیدہ کو رکہہ کر انسان کسطرح خدا پرست ہو سکتا ہے بلکہ میرے نزدیک خدا کی ہستی پر دلیل ہی قائم نہین ہو سکتی - اگر آریون سے کوئی دہریہ پوچہے کہ پرمیشر کی ہستی کا کیا ثبوت ہے تو اس کا جواب وہ کیا دے سکتے ہین ؟ کیونکہ صانع کو مصنوعات سے شناخت کرتے ہین جب کہ مصنوعات ہی کا وجود نہین تو صانع کا وجود کہان سے آیا + جیو اور پرکرتی کو جو خود بخود تسلیم کرتے ہین تو پہر ان کے جوڑنے جاڑنے کے لئے کیا حاجت ہو سکتی ہے ؟ اسطرح پر کوئی دلیل اللہ تعالےٰ کی ہستی پر انکے ہاتہہ مین نہین ہے اور جب تک اس کی ہستی پر کوئی دلیل نہو کس طرح کوئی مان لے کہ وہ ہے ماسوا اسکے ان لوگون کا یہ بہی اصول نہین کہ خدا رحم کرنے والا ہے - ہر شخص کی اس ہستی پر توجہ ہوتی ہے جسے رحیم - کریم اور فیاض تسلیم کرے لیکن انہون نے یہ مانا ہے کہ بغیر کرمون کے پہل کے اور کچہہ عطا ہی نہین کر سکتا - اگر کرمون پر ہی سارا مدار ہے تو اس خدا پر کیا بہروسہ اور کیا امید جسکا ذرہ بہر بہی احسان نہین ہے - یہہ تمام امور ہین - جب انسان انکو بنظر غور دیکہتا ہے تو اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ سوائے اسلام کے دوسرون مین سچی ہدایتین نہین ملتی ہین + ماسوا اسکے ایک اور بڑی بات قابل غور ہے کہ اسلام مین بہت بڑی خاصیت یہ ہے کہ انسان جس مطلب کے لئے بنایا گیا ہے وہ اسلام کے سوا حاصل نہین ہو سکتا - وہ کیا ہے ؟ یہ کہ خدا کی محبت بڑہے اور اسکی معرفت ترقی کرے - جس سے وہ ایک کامل شوق ذوق کے ساتہہ اسکی عبادت کرے لیکن یہ مطلب کبہی پورا نہین ہو سکتا جب تک تعلیم اور ہدایت کامل نہو اور پہر اس تعلیم اور ہدایت پر عمل کرنے کے جو نتائج اور ثمرات ہین انکا نمونہ موجود نہو - جسکو دیکہہ کر معلوم ہو کہ **خدا قادر خدا ہے** -

یہہ ساری باتین اسوقت سمجہہ مین آتی ہین جب

(باقی)

انسان پر غور مطالعہ کرتا ہے۔ عقلمند اور سعید کے دل میں تو اللہ تعالےٰ خود ہی ایک واعظ پیدا کر دیتا ہے اور وہ اسلام اور دوسرے مذاہب میں اسی طرح امتیاز کر لیتا ہے جس طرح پر تاریکی اور نور میں کر لیتا ہے۔ لیکن بعض شخص ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے دل پر ایک مہر ہوتی ہے وہ حقیقت تک پہونچنے کی سعی نہیں کرتے بلکہ بیہودہ اعتراض کرتے ہیں۔ سعادت خدا تعالےٰ کی عطا اور بخشش ہے کوئی شخص جب تک روح **حق اور راستی** سے مناسبت نہیں رکھتا اس طرف آ نہیں سکتا۔ اور یہہ خدا کے فضل پر موقوف ہے۔

اگر کوئی کہے کہ اعمال سے شناخت ہو سکتا ہے کہ کونسا مذہب سچا ہے تو وہ لوگ جو رہزنی اور قزاقی کرتے ہیں انسے پوچھا جاوے تو وہ اسکو مکروہ خیال نہیں کرتے بلکہ ایک شکار سمجھتے ہیں اسیطرح اور لوگ جو فسق و فجور میں مبتلا ہیں وہ بُرا نہیں سمجھتے یہ کوئی بات نہیں ہے اصل یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور فیض کے برکات اور انوار ساتھ ہوں۔

غرض **اول** یہہ ضروری ہے کہ اللہ تعالےٰ کے متعلق غور کرے اور سمجھے سب سے اول اسکا **فرض** ہے اور یہ سمجھ ملنا اُسکے فضل پر موقوف ہے پھر **دعا کرے** اور نیک صحبت میں رہے اور یہ بھی خیال کرے کہ عمر کا کوئی اعتبار نہیں۔ بعض لوگ اس انتظار میں رہتے ہیں۔ کہ فلاں وقت اس نیکی کو کر لیں گے۔ مگر وہ اس انتظار ہی میں رہتے ہیں اور موت آجاتی ہے اسلئے نیکی کے اختیار کرنے میں دیر نہیں چاہئے۔

دربار شام (۱۰ اگست ۱۹۰۵ء)

حضرت مخدوم الملۃ نے عرض کی کہ ولایت کے ایک اخبار نے مضمون لکھا ہے کہ اسلام مہذب اقوام میں کامیاب نہیں ہوا چنانچہ ہندوستان میں آٹھہ صدیوں سے کچھہ بھی ترقی نہیں ہوئی اسپر آپ نے ذیل کی تقریر فرمائی۔ (ایڈیٹر)

تہذیب کا لفظ ان کے نزدیک خاص ہے اور وہ معنے اس کے انکی اپنی ایجاد ہے۔ **آسمانی تہذیب** تو اور ہے جس میں ایمان۔ تقوےٰ دیانت۔ صلاحیت اور نیک کرداری شامل ہے مگر انکے نزدیک دنیا کے جوڑ توڑ ہر قسم کے مکر و فریب کا نام تہذیب ہے یہہ تہذیب انکے ہی نصیب رہے ہم اسکو لینا نہیں چاہتے۔ چند بیہودہ رسوم و عادات کا نام جو اخلاق سے گری ہوئی ہیں تہذیب نام رکھتے ہیں۔ اور خدائی رسوم و آداب کی توہین اور استخفاف کرتے ہیں حالانکہ ان رسوم و عادات کے نتائج اعلیٰ درجہ کے ہوتے ہیں جن سے سوسائٹی میں امن خلائق اور نیک اعمال پیدا ہوتی ہے۔ اپنی رسوم و عادات کو جنکے نتائج بد ہیں پسندیدہ سمجھتے ہیں۔

اس مقام پر مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے عرض کی کہ سید احمد خان صاحب نے ایک مضمون لکھا تھا کہ **سویلیزیشن** (تہذیب) کا مترادف عربی زبان ہی میں نہیں۔ مکرمی مفتی محمد صادق صاحب نے بیان کیا کہ مسٹر بیک نے ایک مرتبہ علی گڈھ کالج کے طلبا کے سامنے تہذیب پر لیکچر دیا جسکا خلاصہ یہ تھا کہ اگر تم راستہ میں چلو تو لیڈی تمہارے دائیں طرف ہو اور اگر کوئی تار وغیرہ آجاوے تو اسکو پاؤں سے دبا کر لیڈی کو آرام سے گذرنے دو۔ کھانا کھاؤ تو اپنی بیوی کے ساتھہ نہیں بلکہ تمہاری بیوی کسی اور کے ساتھہ کھائے اور تم کسی غیر کی بیوی سے۔ الآخرہ ایڈیٹر۔

فرمایا یہہ تہذیب ان کو ہی مبارک ہو۔ قرآن شریف نے ہی سچی تہذیب دنیا کو سکھائی ہے یہہ **تہذیب** وہ ہے جس سے **انسانیت** آتی ہے اور انسان اور حیوان کے درمیان مابہ الامتیاز حاصل ہوتا ہے اور پھر سچے اور جھوٹے مذاہب کے درمیان مابہ الامتیاز عطا ہوتا ہے۔ اگر یہ تہذیب کسی کو نہیں ملی تو اسے تہذیب سے کوئی حصہ ہی نہیں ملا۔ یہہ دنیا کے کیڑے ہیں **اباحت** سے ملی ہوئی باتوں کا نام **تہذیب** قرار دیتے ہیں۔

خدا تعالےٰ نے جس تہذیب کے پھیلنے کا ارادہ فرمایا ہے اسے اب کوئی روک نہیں سکتا جیسے جب کوئی بڑا بھاری سیلاب آتا ہے تو اسکے آگے کوئی بند نہیں لگا سکتا۔ اسی طرح پر اللہ تعالےٰ کا ارادہ اس سیلاب سے بھی بڑھ کر زبردست ہے کون ہے جو اس کے آگے بند لگائے؟ خدا تعالےٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ دنیا میں سچی تہذیب اور روحانیت پھیلے اور یہ اس کے بالمقابل عیسائیت کے گندے خیالات پھیلانا چاہتے ہیں۔ اب خدا تعالےٰ سے انکی **لڑائی** ہے معلوم ہو جاویگا کہ **اسکا انجام** کیا ہے۔ خدا تعالےٰ نے جو ارادہ فرمایا ہے وہ ہو کر رہے گا وہی خدا ہے جسنے زمین و آسمان بنایا ہے وہ چاہے تو نئے سرے سے اس زمین و آسمان کو بنا سکتا ہے۔ اب اسی کا کام ہے کہ وہ دنیا پر **اثر** ڈالے۔

ہم جو کوشش کر رہے ہیں یہہ تو گویا بچوں کا کھیل ہے ہمیں کیا مقدرت ہے کہ لوگوں میں سچائی کی روح پھونک دیں اور انمیں حقیقی اتحاد اور یگانگت پیدا کر دیں نہ کیفیت اور کمیت اس اتحاد کی پیدا کر سکتے ہیں۔ نہ ایک وجود بنا سکتے ہیں۔ یہہ صرف خدا ہی کا کام ہے۔ جسنے پہلے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں یہ کرشمہ دکھایا چنانچہ فرمایا

لو انفقت ما فی الارض جمیعًا ما الفت بین قلوبہم ـــ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ اگر تو جو کچھہ زمین میں ہے۔ خرچ کرتا تب بھی وہ محبت و الفت جو ہم نے صحابہ میں پیدا کر دی ہے نکر سکتا حقیقت میں یہ محض اللہ تعالےٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ جیسا پہلے اللہ تعالےٰ نے کیا اب بھی اسی کے فضل سے امید ہے۔ اور اصل بات یہ ہے کہ جس قوم میں اللہ تعالےٰ کے ارادہ سے روح نہیں پھونکی جاتی اور جسکا نشو و نما خود اسی کے ہاتھہ سے نہیں ہوتا جیسے باغبان ایک پودے کی خبر گیری کرتا ہے اور وہ اس کی نگرانی میں پرورش پاتا ہے اسوقت تک اس قوم میں بہتری اور ترقی کے آثار پیدا نہیں ہوتے۔ اگر عارضی طور پر اس میں **وحدت** بھی ہو جاوے تو چند روز کے بعد وہی تفرقہ اور پریشانی آجاتی ہے۔ یہ لوگ جو ہمارے مخالف ہیں اسی قیاس پر ہماری جماعت کو سمجھتے ہیں جیسے برہمو وغیرہ فرقوں کو سمجھتے ہیں اسی طرح اس فرقہ اور قوم کو سمجھتے ہیں کہ یہہ بھی کسی شخص کی خیالی تجویزوں کا نتیجہ ہے مگر میں جانتا ہوں کہ **خدا نے اس سلسلہ کو قایم کیا** ہے اور اسی کے فضل سے اسکا نشو و نما ہو رہا ہے اصل یہ ہے کہ جب تک خدا تعالےٰ کا ارادہ نہو کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی اور نہ اسکا نشو و نما ہو سکتا ہے لیکن جب اللہ تعالےٰ کسی کے لئے چاہتا ہے تو وہ قوم بیج کیطرح ہوتی ہے جیسے قبل از وقت بیج کے نشو و نما اور اسکے آثار کوئی نہیں سمجھہ سکتا۔ اس قوم کی ترقیوں کو بھی محال اور ناممکن سمجھتے ہیں ہماری جماعت اگر بیس پچیس لاکھہ ہو کر پھر اسکی ترقی ٹھیر جاوے تب بھی کچھہ نہیں پھر بھی یہ سلسلہ کی حقانیت کی دلیل نہیں ٹھیرتی اسلئے ضروری ہے کہ یہہ **ساری زمین پر پھیل جاوے اور مقدار اور حجت کے رو سے غالب ہو جاوے**۔ کیونکہ یہہ خدا کے بغیر کب ہو سکتا ہے یہ اُسی کے کام ہیں اور وہی کریگا۔

میں یقینًا جانتا ہوں کہ سب سے بڑا **معجزہ** یہی ہوتا ہے کہ جسکو اسنے بھیجا ہے اسکی **علت غائی** باطل نہو۔ اور مامور کی یہی علت غائی ہوتی ہے میرے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہزاروں لاکھوں معجزہ ہیں لیکن آپ کا یہ معجزہ بڑا ہی زبردست ہے آپ نے

جو دعوی کیا تھا وہ کر دکھایا

جیسے ایک طبیب دعوےٰ کرے کہ میں **حاذق طبیب** ہوں اور پھر اسے دعوے کو مریضوں کی صحت اور تندرست ہونے سے ثابت کر دکھائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کچھہ اپنے دعوے کے موافق کر دکھایا اسکی تو کوئی نظیر ہی نہیں ملتی۔ عرب جیسی جاہل اور خونی قوم جو کبھی کسی کی بات مان ہی نہیں سکتی تھی کیا کوئی اس قوم کی نسبت خیال کر سکتا تھا کہ یہ قوم باہم متحد ہوگی۔ اور خدا تعالےٰ سے ایسا قوی تعلق پیدا کرینگے کہ باوجودیکہ یہ فرعون سیرت ہیں لیکن اسکی اطاعت میں ایسے محو اور فنا ہونگے کہ **جان عزیز** کو بھی اسکی راہ میں دیدینگے غور کرو کہ کیا یہ آسان امر تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ عظیم الشان کامیابی ہے۔ ایک ایسی قوم میں ایسی محبت الہٰی کا پیدا کر دینا کہ وہ مرنے کو طیار ہو جائیں خود آپ کی اعلےٰ درجہ کی **قوت قدسی** کو ظاہر کرتا ہے۔

میں دیکھتا ہوں کہ لوگ بیعت میں تو داخل ہوتے ہیں لیکن ذرا سا بوجھہ پڑ جاوے تو ابتلا میں پڑ جاویں۔ مگر صحابہ میں کیسی کشش تھی کہ مال اور آبرو تو کیا چیز سب سے بڑھ کر جان ہے وہ بھی انہوں نے دیدی۔ اگر کوئی کشش نہ تھی تو اس درجہ تک وہ کیونکر پہونچے؟۔ دوسری طرف حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی حالت سے جب مقابلہ کرتے ہیں تو تعجب ہوتا ہے گویا انمیں کچھہ بھی کشش نہ تھی۔ پطرس نے آخری وقت پر جو مدد کا وقت تھا انکار کر دیا اور یہودہ نے بیچدیا باقی بھاگ گئے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ کامل کشش نہ تھی۔ کامل نبی میں ایک کامل کشش اور جذب ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ اپنا جذب انمیں رکھدیتا ہے مکہ کی زندگی ابتلاؤں سے بھری ہوئی تھی مگر وہ کمزور جماعت ہر قسم کے مصائب شدائد کو برداشت کرتے رہے اور جب انہیں ایک بڑی جماعت کا مقابلہ کرنا پڑا تو اس سے بھی نہیں گھبرائے اور نہ پیچھے ہٹے۔ غرض جس قسم کا ابتلا انپر آیا۔ بڑی دلیری اور خوشی کے ساتھہ اسکا مقابلہ انہوں نے کیا۔ میں یقینًا جانتا ہوں کہ ان کی نہ اول نظیر پائی جاتی ہے نہ بعد میں۔ انہوں نے **بیعت** کے مفہوم کو خوب سمجھا اور اپنے عمل سے اسے ثابت کر دکھایا ہاں اللہ تعالےٰ چاہے تو ہر ایک وقت میں ایسا ہو سکتا ہے مولوی **عبد اللطیف** (رضی اللہ عنہ) نے بھی اپنا کامل نمونہ دکھایا۔ ان نمونوں سے دوسروں کو بھی فائدہ

ہوتا ہے جس سلسلہ میں کوئی نمونہ نہو وہ سلسلہ قابل تعریف نہیں ہو سکتا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ایسا نمونہ دکھایا کہ اللہ تعالےٰ نے اُن کی بڑی تعریف کی ہے

منھم من قضٰی نحبہ ومنھم من ینتظر

ایسے کھلے الفاظ میں ظاہر کیا کہ وہ سب کے سب اللہ تعالےٰ کی راہ میں جان دینے کو طیار تھے اصل بات یہ ہے کہ صحابہ کی تعریفیں اگر قرآن شریف کی مختلف آیات سے جمع کی جاویں تو وہ ایک عجیب اسوہ حسنہ بیعت کے مفہوم کے لئے عجیب مخلوق تھی جسنے اللہ تعالےٰ کو مقدم کر لیا تھا بنی اسرائیل میں شہرت یافتہ دو ہی نبی تھے ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام دوسرے حضرت مسیح علیہ السلام اور ان دونوں میں سے کسی کے صحابہ کا ذکر کرکے طبیعت خوش نہیں ہوتی حضرت موسیٰ کی قوم انکو ہی سنگسار کرنے کو آمادہ ہو جاتی تھی اور اکثر ان کے ساتھہ جھگڑتے اور انکار کر دیتے تھے۔ وہ سرکش اور کج طبع قوم تھی۔ اور حضرت مسیح کے صحابہ کا وہ حال تھا جو میں نے ابھی بیان کیا کہ آخری وقت انکار کر دیا۔

✻

اس تقریر کے بعد صحابہ کرام کے اس محبت و اخلاص کا ذکر فرماتے رہے جو وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے رکھتے تھے اسی ضمن میں یہ ذکر آگیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر وہ کسقدر بے قرار ہو گئے تھے۔ انہیں قرار نہیں آیا جب تک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھکر سب انبیاء علیہم السلام کی وفات پر اجماع نہ کرالیا۔ فرمایا یہہ کیا ہی مبارک اجماع تھا اگر یہ اجماع نہ ہوتا تو بڑا بھاری فتنہ اسلام میں پیدا ہوتا۔ اسلام میں سب سے پہلا اجماع

ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔

ہی پر ہوا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی کا منشاء تو اس صدمہ ہی کو دور کرنا تھا۔ اور وہ مرگ یاران جشنے دارد ہی سے دور ہوتا تھا۔ اگر اس آیت کے استدلال میں حضرت مسیح کو مستثنےٰ کیا جاتا تو صحابہ کے درد کا کیا علاج ہوتا؟ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسیح سے کم درجہ پر تھے جو زندہ نہ رہتے۔ قد خلت کے معنے تو خود اسی آیت میں افان مات او قتل نے کر دئے ہیں کیا اس میں رفع بجسد العنصری بھی کہیں لکھا ہے؟ غرض جسطرح ہر کسی کی قوت شامہ ماری جاوے تو اسے خوشبو کا حاسہ نہیں رہتا۔ اسیطرح ان لوگوں کی ایمانی قوت شامہ مر گئی ہے جو مسیح کو زندہ آسمان پر لے جاتے ہیں اگر یہ عقیدہ صحیح ہے تو پھر حالت بہت خطرناک ہے یہی عقیدہ انکی خدائی کی پہلی اینٹ قرار دیا گیا ہے

(اسکے بعد موجودہ گرد وغبار جو آسمان پر چھایا ہوا ہے اس کا ذکر ہوتا رہا۔ فرمایا یہ سب کچھہ ہمارے لئے ہی نشان ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمارا متولی اور متکفل ہے ہمیں کیا غم ہے۔)

دربار شام (۱۱ اگست ۱۹۰۵ء)

حضرت حکیم الامتہ کا بچہ عبد القیوم بیمار تھا گذشتہ شب کو اسے تکلیف تھی حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اسکا حال پوچھہ رہے تھے اسی ذکر میں حضرت حکیم الامتہ نے کہا کہ میں اس سوال پر سوچ رہا تھا کہ آریہ جو اعتراض کرتے ہیں کہ بچوں کو دکھہ یا تکالیف انکے پچھلے جنم کا نتیجہ ہے۔ اس تحریک پر حضرت اقدس نے ذیل کی تقریر بیان فرمائی۔ ایڈیٹر۔

یہہ تو بالکل بیہودہ عقیدہ ہے۔ اول تو یہ بھی قابل غور امر ہے کہ آیا بچے اسقدر تکلیف محسوس بھی کرتے ہیں یا نہیں جسقدر ماں باپ محسوس کرتے ہیں کیونکہ حس بھی عقل ہی کے ساتھہ بڑھتی ہے اور علاوہ برین بچہ بھی جو بہشت میں داخل ہوگا۔ تو کسی حق ہی سے ہوگا۔ اسلئے اس قسم کی تکالیف اٹھاتا ہے۔

تکالیف اور مصائب کا فلسفہ

اصل بات یہ ہے کہ انسانی فطرت ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ زدوکوب ہی سے درست ہوتی ہے اور اللہ تعالےٰ کی ربوبیت انسان کی تکمیل چاہتی ہے اور خود عبودیت کا بھی تقاضا ہے کہ کسی نہ کسی طرح تکمیل کرے۔ اسلئے منجملہ تکمیل کی صورتوں کے ایک شدائد اور مصائب بھی ہیں۔ انبیاء علیہم السلام جو بالکل معصوم اور مقدس وجود ہوتے ہیں وہ بھی تکالیف اور شدائد کا نشانہ بنتے ہیں اور ایسے مصائب ان پر آتے ہیں کہ اگر کسی اور پر آئیں تو وہ برداشت ہی نکر سکے ہر طرف سے ان کے دشمن اوٹھتے ہیں کوئی باتوں سے دکھہ دیتا ہے کوئی حکام وقت کے ذریعہ تکلیف دینے کا منصوبہ کرتا ہے کوئی قوم کو اسکے برخلاف اکساتا ہے غرض ہر پہلو کو اسکو تکلیف دی جاتی ہے اور ہر طرح کی بے آرامی اور حزن وغم ان پر آتا ہے باوجود اسکے ان ساری باتوں کا کچھہ بھی اثر ان پر نہیں ہوتا اور وہ پہاڑ کیطرح جنبش نہیں کرتے کیا اس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ وہ سب سے زیادہ گنہگار ہیں؟ ہرگز نہیں اگر کوئی ایسا خیال کرے تو اس سے بڑھ کر بیہودگی اور کیا ہوگی؟ بچوں کی تکالیف کا مسئلہ انبیاء علیہم السلام کے مسئلہ سے خوب حل ہوتا ہے۔ معصومیت کے لحاظ سے بچے سمجھہ لو۔ یہہ مصائب عبودیت کی تکمیل کے لئے ہیں اور عالم آخرت کے لئے مفید ہیں۔ اگر ایسی حالت ہوتی کہ مرنے کے بعد بچے کی روح مفقود ہو جاتی تو بھی اعتراض کا موقع ہوتا لیکن جبکہ جاودانی عالم اور ابدی راحت موجود ہے تو پھر یہ سوال ہی کیوں ہے؟ اگر یہ سوال ہے کہ بغیر تکلیف کے اس ابدی راحت میں داخل کر دے تو پھر کہیں گے کہ معاصی کا بکھیڑا کیوں ہے؟ اس کے ساتھہ بھی داخل کر سکتا تھا اسکا جواب یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنی ذات میں غنی بے نیاز ہے۔ انسان کو نجات اور ابدی آسایش کے حصول کے لئے کچھہ نہ کچھہ تو کرنا چاہیئے۔

جبتک وہ تکالیف اور شدائد نہیں اٹھاتا راحت اور آسائش نہیں پا سکتا۔ یہہ شدائد دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ ہیں جو انسان خود مجاہدات کرتا ہے اپنے نفس کے ساتھہ جنگ کرتا ہے اور اسطرح پر اکثر تکالیف میں سے ہو کر گذرتا ہے۔

اور دوسری صورت یہ ہے کہ قضا وقدر خود اسپر کچھہ تکالیف نازل کر دیتی ہے اور اس ذریعہ سے اسے صاف کرتی ہے۔ اس طریق میں بچے اور انبیاء علیہم السلام کے نفوس قدسیہ ہوتے ہیں وہ بے گناہ اور معصوم ہوتے ہیں اسپر بھی مصائب اور شدائد ان پر آتے ہیں وہ محض انکی تکمیل اور ان کے اخلاق اور صدق ووفا کے اظہار کیلئے۔

انسان کے لئے سعی اور مجاہدہ ضروری چیز ہے اور اسکے ساتھہ مصائب اور مشکلات بھی ضروری ہیں۔

لیس للانسان الا ما سعی

جو لوگ سعی کرتے ہیں وہ اسکے ثمرات سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ اسی طرح پر جو لوگ اللہ تعالےٰ کی راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں اور نفس کی قربانی کرتے ہیں ان پر الٰہی قرب وانوار وبرکات اور قبولیت کے آثار ظاہر ہوتے ہیں اور بہشت کا نقشہ ان پر کھولا جاتا ہے۔

یہہ لوگ اس راہ سے بے خبر ہیں اور ان انعامات سے بے بہرہ اسلئے ایسے گندے اور بیہودہ اعتراض کرتے ہیں انکے ہاں تو نجات کسی کو ملتی ہی نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ وہ تناسخ مان بیٹھے ہیں۔ ہم یقین رکھتے ہیں اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ اس عالم کی تکالیف کا اجر دوسرے عالم میں ملتا ہے جسطرح پر انبیاء ورسل کو ملتا ہے اسی طرح پر دوسرے لوگوں کو ملتا ہے سنت اللہ یہی ہے اور انسانی کمزوری ضروری تھی تاکہ وہ خدا تعالےٰ کا ہمسر نہو ہاں خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرکے مظہر تجلیات الٰہیہ ہوتا ہے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ مصائب اور شدائد اٹھائے اور بہت سی ماریں کھائے یہہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ اسکی سچائی تجربہ سے ثابت ہو رہی ہے۔ پس جب ایک واقعہ تجربہ سے ثابت ہو جاوے تو اسپر بحث فضول ہے۔

فرمایا تناسخ کی دلیل میں جو امیر اور مفلس کا تفاوت پیش کیا جاتا ہے یہہ بھی ایک بیہودہ بات ہے اس لئے کہ غنی کے لئے زکوٰۃ اور صدقات رکھے ہیں کہ وہ ادا کرے اور مفلس کے لئے صبر رکھا ہے اور دونوں کے لئے اجر ہے اسکی ایسی مثال ہے جیسے کسی نے دو چار کوس کا راستہ طے کرنا ہو ایک شخص کے پاس تو عمدہ عمدہ کھانے ہوں اور دوسرے کے پاس ستو ہی ہوں دونوں ہی اس راستہ کو طے کر لیں گے اور منزل مقصود پر جا کر اپنے اعمال کے موافق فائدہ اٹھائیں گے۔

تناسخ پر تو اسقدر اعتراض ہوتے ہیں کہ آدمی حیران ہو جاتا ہے مثلاً ایک طرف تو یہہ لوگ ناطہ رشتہ میں دور دراز کے گوتوں اور پیڑھیوں کا لحاظ کرتے ہیں دوسری طرف اگر ایک بچہ کی ماں یا بہن اس کی چھوٹی عمر میں مر جاوے اور کسی دوسری جگہ جنم لیکر اسکے ساتھہ بیاہی جاوے تو اس کے روکنے کا کیا انتظام ہے اور پھر تناسخ کے لئے یہ بھی ضروری ہوگا کہ جرائم کے انواع بھی تجویز کریں کیونکہ جس کثرت سے کیڑے مکوڑے پیدا ہوتے ہیں یہ سب جرائم ہی کی وجہ سے ہونگے؟ اور پھر ہر جون کا گناہ الگ چاہیئے۔ اس قسم کے بہت سے اعتراض اس مسئلہ پر وارد ہوتے ہیں۔

دربار شام (۱۲ اگست ۱۹۰۵ء)

ایک نو مسلم صاحب رحیم آباد سے آئے ہوئے تھے حضرت حکیم الامتہ نے انکی زبانی بیان کیا کہ وہ پنڈت دیانند صاحب کیساتھہ سات سال تک رہے ہیں پھر خود نو مسلم صاحب نے بیان کیا کہ میں نے ویدوں کو اچھی طرح سے پڑھا ہے۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

واسلام نے پوچھا کہ آپ کے قبول اسلام کی کیا تقریب ہوئی۔ جواباً کہا کہ اصل تو آپ کی پیشگوئیوں پر میری نظر تھی اور اسکے بعد **دلپوریا** کے مباحثہ میں مجھ پر اسلام کی سچائی واضح ہو گئی اور میں مسلمان ہو گیا۔

اس کے بعد انہوں نے سوال کیا کہ **معراج** کے متعلق حضور کی کیا رائے ہے کیا وہ جسمانی تھا یا روحانی؟ اسکے جواب میں حضرت اقدسؑ نے ذیل کی تقریر فرمائی۔ ایڈیٹر۔

فرمایا جب تک انسان بے خبر ہوتا ہے اسکی باتیں نری اٹکلیں ہی ہوتی ہیں۔ ایسا ہی معراج کے متعلق لوگوں کا حال ہے وہ اسکی **حقیقت** اور **اصلیت** سے بیخبر ہیں ہم تو **معراج** کو بالکل بیداری تسلیم کرتے ہیں۔ ہاں ایک بیداری دنیا داروں کی ہے اور ایک بیداری عارفوں صادقوں نبیوں اور خدا رسیدہ لوگوں کی بیداری ہوتی ہے اور ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل اور تمام صادقوں اور عارفوں کے سردار ہیں۔ اس لحاظ سے یہ مرتبہ بھی آپکا سب سے بڑھا ہوا ہے۔ **معراج** ایک کشفی معاملہ تھا۔ یہہ بھی یاد رہے کہ کشف دو طرح کا ہوتا ہے ایک کشف ایسا ہوتا ہے کہ اس میں غیبت حس زیادہ ہوتی ہے۔ دوسرا کشف ایسا ہوتا ہے کہ وہ بالکل بیداری کے رنگ میں ہوتا ہے اور دراصل ہوتی ہی بیداری ہے اس قسم کے **کشف** کو خواب کبھی کہہ ہی نہیں سکتے بلکہ ایسے کشف کو خواب کہنا ایسی غلطی ہے جیسے کوئی دن کو رات کہدے۔

اس حالت کشف میں صاحب کشف وہ دیکھتا ہے جو دوسرے نہیں دیکھ سکتے اور وہ اسرار مشاہدہ کرتا ہے جو دوسروں کو نصیب نہیں ہوتے۔ اس بیداری میں (جو عام لوگوں کی حالت ہوتی ہے) اس بیداری کے مقابلہ میں صدہا پردے اور حجاب ہیں۔ اگر اس کو اندھا کہیں تو زیادہ مناسب ہے اور اگر بہرہ کہیں تو موزوں ہے۔ لیکن اس کشفی بیداری میں اعلے درجہ کی بینائی اور شنوائی عطا ہوتی ہے۔ جس میں صاحب کشف وہ حالات دیکھتا ہے جو کسی نے نہ دیکھے ہوں اور وہ باتیں سنتا ہے جو کبھی نہ سنی ہوں پس اسی قسم کی بیداری کے ساتھ وہ **معراج** تھا اور ایک لطیف اور روحانی جسم کے ساتھ تھا۔

انسان کے جسم دو ہیں **ایک زمینی** اور دوسرا آسمانی جسم ہے۔ **زمینی جسم** کے متعلق قرآن شریف میں آیا ہے

الم نجعل الارض کفاتا

پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معراج جس جسم کے ساتھ ہوا وہ آسمانی جسم تھا وہ معراج قابل تعریف نہیں جو عوام مانتے ہیں۔ چونکہ ہر شخص اپنی حد تک بات کرتا ہے بچہ اس حد تک ہی کہتا ہے جو کہیں تک محدود ہو کم علم اپنی حد تک اسی طرح یہہ لوگ چونکہ اس حقیقت سے محض ناآشنا اور ناواقف تھے انہوں نے یہانتک ہی اس راز کو سمجھا لیکن خداتعالیٰ نے مجھ پر اس کی حقیقت کھولدی ہے اور عوام اس سے محض ناواقف ہیں اسلئے اعتراض کرتے ہیں۔ اصل بات یہی ہے کہ یہ ایسا کشفی رنگ تھا کہ اسکو ہرگز خواب نہیں کہہ سکتے یہہ سچی بیداری تھی جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ کمال حاصل ہوا۔ اور یہ حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کامل درجہ کا **تقدس** اور تطہر نہ ہو۔

اس تقریر کو سنکر شیخ عبدالحق صاحب (یہہ اس نومسلم کا نام ہے) نے کہا یہہ تو بالکل سچ ہے افسوس یہ مخالف مولوی منبروں پر چڑھ کر کہتے ہیں کہ وہ معراج سے ہی منکر ہیں۔ اسپر پھر حضرت اقدسؑ نے سلسلہ تقریر شروع کیا۔ ایڈیٹر۔

فرمایا۔ جو کچھ اسلام کا زیور تھا جسپر **اسلام** کو ہمیشہ ناز تھا اور جو اسلام اور دوسرے مذاہب میں مابہ الامتیاز تھا اس سے اس سے یہ لوگ بالکل بے خبر ہیں۔ اسلام کے سوا جسقدر مذاہب دنیا میں موجود ہیں انکی یہ حالت ہے کہ جیسے کوئی شخص اپنے محبوب کی بڑی تعریف کرے لیکن ساتھ ہی یہہ بھی کہدے کہ ہاں ایک آنکھ اسکی نہیں اور دوسرا ساری تعریفیں کرنے کے بعد کہدے کہ اس کی شنوائی نہیں یا ایک ٹانگ نہیں غرض کوئی نہ کوئی نقص ضرور مانتے ہیں پورے طور پر کامل محبوب تسلیم نہیں کرتے۔ **اسلام** میں یہ خوبی ہے کہ اس نے احسن طور پر خداتعالےٰ کو دکھایا ہے اور کبھی انسان شرمندہ نہیں ہو سکتا۔ جس قسم کا خدا انسانی فطرت تقاضا کرتی ہے وہ ایسا ہی اسلام میں پائیگی۔ کوئی نقص اور کمزوری اس میں نہیں ہے۔ **اسلام** ایسا مذہب ہے جو ایک ہی **زندہ** اور ابدی مذہب ہے کیونکہ اسکی تاثیرات اور پھل ہمیشہ تازہ بتازہ موجود رہتے ہیں۔ لیکن ہمارے مخالف علماء اسلام کی عام خو۔ یاں تو بیان کرتے ہیں کہ وہ توحید کی تعلیم دیتا ہے لیکن ایک اعلےٰ درجہ کی خوبی کا انکار کرتے ہیں۔

ایسا تو ایک برہمو بھی کر سکتا ہے فرض کرو اگر ایک برہمو کہے کہ بے شک لا الہ الا اللہ کی تعلیم عمدہ ہے اور میں بھی مانتا ہوں۔ خداتعالےٰ کی **صفات** بھی مانتا ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ کی قدرتوں پر ایمان لاتا ہوں اور تمہاری طرح ہم بھی تناسخ کے نقص بیان کرتے ہیں اور اسکی تردید کرتے ہیں۔ باوجود ان باتوں کے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے انکار کرتا ہے۔ تو کیا اسکی اتنی باتیں قابل قدر ہو سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں اسلئے کہ اسلام کی جو اعلےٰ درجہ کی خوبی تھی وہ تو اسنے فروگذاشت کردی۔ اللہ تعالےٰ کی ہستی کا **یقینی** ثبوت اور زندہ ثبوت تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت ہی تھی۔ جب اسے وہ نہیں مانتے تو معلوم ہوا کہ باقی جو کچھ ہے وہ بھی محض خیالی امر ہے۔ اسی طرح پر ہمارے مخالف علماء کی حالت ہو رہی ہے۔ وہ چیز جو **میں** دنیا کو دینی چاہتا ہوں وہ انکے پاس نہیں اور اس سے وہ غفلت کر رہے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ انسان جب تک اللہ تعالےٰ کی ہستی کو سمجھ نہیں لیتا اور **انا الموجود** ہونے کی آرزو نہیں سن لیتا **نفس امارہ** پر غالب نہیں آتا۔ اسلام کی اصلی غرض یہی تھی جو اب مفقود ہو چکی تھی۔ اسی کے احیا کے لئے مجھے بھیجا گیا ہے

یاد رکھنا چاہیئے کہ دنیا میں جسقدر کوئی کسی سے خوف کرتا ہے یا کسی کی طرف رغبت کرتا ہے وہ **معرفت کا ثمرہ** ہوتا ہے دیکھو اگر کسی کو یہہ معلوم ہو کہ اس سوراخ میں سانپ ہے تو وہ کبھی اس میں ہاتھ نہیں ڈالتا بلکہ رات کے وقت اس مکان میں بھی داخل نہ ہوگا ایسا ہی اگر معلوم ہو کہ یہاں **ایک خزانہ مخفی** ہے تو اس کیطرف التفات پیدا ہوگی۔ اندھیرے میں ایک چیز کو اگر **بکرا** سمجھتا ہے تو جبتک اسے بکرا سمجھتا ہے تو پاس کھڑا رہے گا لیکن یونہی جب یہہ خیال ہوگا کہ وہ **شیر** ہے پھر وہاں نہیں رہ سکتا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی چیز کی محبت اور خوف معرفت سے پیدا ہوتی ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ کوئی آدمی دانستہ زہر نہیں کھا سکتا سنکھیا خواہ شہد میں بھی ملا ہوا ہو پھر بھی کوئی اسے نہیں کھائیگا۔ کیونکہ جانتا ہے کہ یہ ہلاک کرنے والی زہر ہے۔

لیکن اسی طرح پر **گناہ** بھی ایک **زہر** ہے جو انسان کی روح کو ہلاک کرتا ہے اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر خداتعالےٰ کی ہستی پر ایمان رکھتا ہے تو پھر بڑی دلیری اور جرأت سے گناہ کیوں کرتا ہے؟ اگر اسے یہ معرفت ہو کہ کوئی محاسب بھی ہے تو اسقدر دلیری نہ کرے۔ یہہ دلیری اور جرأت **عدم معرفت** کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔

غرض اسلام اور دوسرے مذاہب میں جو امتیاز ہے وہ یہی ہے کہ اسلام **حقیقی معرفت** عطا کرتا ہے جس سے انسان کی گناہ آلودہ زندگی پر موت آجاتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ اور پھر اسے ایک نئی زندگی عطا کی جاتی ہے جو بہشتی زندگی ہوتی ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اگر قرآن شریف سے اعراض صوری یا معنوی نہ ہو تو اللہ تعالےٰ اس میں اور اسکے غیر میں **فرقان** رکھدیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ پر کامل یقین اور ایمان پیدا ہوتا ہے اسکی قدرتوں کے عجائبات وہ مشاہدہ کرتا ہے اسکی معرفت بڑھتی ہے اسکی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اسکو وہ حواس اور قوے دئے جاتے ہیں کہ وہ ان چیزوں اور اسرار قدرت کو مشاہدہ کرتا ہے جو دوسرے نہیں دیکھتے وہ ان باتوں کو سنتا ہے کہ اوروں کو اس کی خبر نہیں۔ اسی لئے فرمایا **من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی**۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس جہان کے لئے انسان اسی عالم سے حواس لے جاتا ہے اسی جگہ سے وہ بصارت لے جاتا ہے جو وہاں کی اشیاء اور عجائبات کو دیکھے۔ اور یہاں ہی سے وہ شنوائی لے جاتا ہے جو سُنے۔ گویا جو اس جہان میں وہاں کی باتیں دیکھتا اور سنتا نہیں وہ وہاں بھی نہیں دیکھ سکے گا۔

یہہ تھا مابہ الامتیاز اسلام اور دوسرے مذاہب کے درمیان جسکو میرے مخالف پیش نہیں کرتے۔ اور خداتعالےٰ نے اسی **فرقان** کو دیکر مجھے بھیجا ہے اب سوال ہوتا ہے کہ جبکہ یہہ مابہ الامتیاز ہے تو کیوں ہر شخص نہیں دیکھ لیتا اسکا جواب یہ ہے کہ **سنت اللہ** یہ واقع ہوئی ہے کہ یہ بات بجز مجاہدہ توبہ اور **تبتل تام** کے نہیں ملتی چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا

یعنے جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کریں گے انہیں کو یہ راہ ملے گی۔ پس جو لوگ خداتعالےٰ کے وصایا اور احکام پر عمل نکریں بلکہ اپنے اعراض کریں انپر یہ دروازہ کس طرح کھل جائے یہہ نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی شخص کہے کہ یہاں ایک خزانہ مدفون ہے اور دس بارہ دن کی محنت کے بعد نکل سکتا ہے اور کوئی شخص محنت تو کرے نہیں اور یہ کہے کہ خزانہ مل جاوے کیونکر ملے گا؟ اسی طرح پر یہہ خزانہ اللہ تعالےٰ نے اسلام میں رکھا ہے لیکن اس خزانہ کی کلید احکام اور ہدایتوں پر عمل ہے۔ اسکی وصیت اور ہدایت پر عمل کرنا اور محض خدا کے لئے نفس کو روک رکھنا یہہ کنجی ہے اور اسلام ہی میں یہہ ملتی ہے۔

من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ

اسلام ایک چشمہ ہے اگر کوئی شخص اس پر جا بیٹھا ہے

اور عند رکہکر اس سے سیراب ہوکر نہیں پیتا تو اسکا اپنا قصور ہے اس چشمہ کا کیا قصور ہے؟ اگر کوئی شخص آفتاب کیطرف سے اپنے دروازے اور کہڑکیاں بند کر لیتا ہے تو ضرور ہے کہ اس کے کمرہ میں تاریکی آجاوے اس میں آفتاب کا کوئی قصور نہیں۔ اسلئے جب تک انسان سچا مجاہدہ اور محنت نہیں کرتا وہ **معرفت کا خزانہ** جو اسلام میں رکھا ہوا ہے اور جس کے حاصل ہونے پر گناہ آلود زندگی پر موت وارد ہوتی ہے انسان خدا تعالے کو دیکھتا ہے اور اس کی آوازیں سنتا ہے اسے نہیں مل سکتا۔ چنانچہ صاف طور پر اللہ تعالے فرماتا ہے۔ .... واما **من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى فان الجنة هي الماوٰى** ۔

یہہ تو سہل بات ہے کہ ایک شخص متکبرانہ طور پر کہدے کہ میں اللہ تعالے پر ایمان لاتا ہوں اور باوجود اس دعوے کے اس ایمان کے آثار اور ثمرات کچھہ بھی پیدا نہوں۔ یہہ نری لاف زنی ہوگی ایسے لوگ اللہ تعالے کی کچھہ پروا نہیں کرتے اور اللہ تعالے بھی ان کی پروا نہیں کرتا۔

اصل بات یہی ہے کہ یہہ دولت مجاہدہ اور محنت کے بغیر ہاتھہ نہیں آتی ہے اور ان راہوں پر چلنا سب کے لئے ضروری ہے یہانتک کہ انبیاء و رسل کے لئے بھی یہی راہ ہے انکو جو فتوحات دیئے جاتے ہیں وہ اسی راہ سے ملتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام تو اس راہ میں فنا ہو جاتے ہیں اور وہی حالت ہوتی ہے جب ان سے معجزات صادر ہوتے ہیں وہ عام لوگوں سے بالکل نرالی قوم ہوتی ہے ہر شخص تو یہہ چاہتا ہے کہ لوگ اسکی تعریف کریں اسکی عزت اور شہرت ہو برخلاف اس کے انبیاء علیہم السلام اپنے نفس کو بالکل بہلا دیتے ہیں۔ اور وہ خدا تعالے ہی کی عزت اور عظمت کے بہوکے پیاسے ہوتے ہیں۔ خدا تعالے کی عظمت اور جبروت کے اظہار کے لئے وہ ہر قسم کی ذلت کے برداشت کرنے کو طیار ہو جاتے ہیں۔ وہ تمام دکہوں اور مصیبتوں کو برداشت کرتے ہیں مگر ذرا بھی پروا نہیں کرتے انکی ساری خواہشیں اور آرزوئیں اس ایک بات پر آکر ختم ہو جاتی ہیں کہ کسی طرح اہل دنیا **خدا تعالے** پر ایمان لاویں۔ انہیں سخت تکلیف پہونچتی ہے جب وہ دیکھتے ہیں کہ مشرک اور خدا سے دور لوگ اپنے بتوں اور معبودوں کی ایسی تعریف کرتے ہیں جو خدا تعالے کی ہونی چاہئے۔ ایسا ہی وہ اسکو بھی برداشت نہیں کر سکتے کہ لوگ ہر قسم کے فسق و فجور اور بد اعمالیوں میں مبتلا ہو کر خدا تعالے کی طرف سے منہ موڑ لیں۔ ایسی صورت میں انکے دل پر قلق اور کرب کا استیلا ہوتا ہے پس جب انکے دکہوں اور تکالیف کا اندازہ حد سے گذر جاتا ہے تو اللہ تعالے یہہ گوارا نہیں کرتا کہ وہ اسطرح پر دکہہ اٹہائیں۔ اسلئے وہ **کرامت یا نشان ظاہر** کرتا ہے۔

یہہ بھی یاد رکہو کہ راستباز دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو انبیاء و رسل یہہ تو اعلے درجہ کے **راستباز** اور **مقدس** وجود ہیں دوسری قسم کے وہ راستباز ہیں جو عام مومن ہوتے ہیں لیکن انہیں کچھہ نہ کچھہ تقایا نفس بھی موجود ہوتا ہے ان دوسرے درجہ کے لوگوں کو بھی اللہ تعالے کچھہ نہ کچھہ خوارق کا حصہ دیدیتا ہے۔ لیکن بڑے بڑے نشانوں کے مستحق وہی قوم انبیاء و رسل کی ہے جو کسی صورت میں بھی خدا تعالے کے غیر کا جلال نہیں دیکھہ سکتے ان کی مصیبت اور دکہہ اسلئے ہوتے ہیں کہ وہ خدا تعالے کے خلاف نہ دیکھہ سکتے ہیں نہ سن سکتے ہیں۔ میرا ایمان یہی ہے کہ نوح علیہ السلام کا طوفان جو آیا اس طوفان سے پہلے ایک طوفان خود **نوح** پر بھی آیا تب وہ طوفان آیا جسنے لوگوں کو غرق کیا۔ اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں فرعون غرق ہوا مگر اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام نے ایک سخت مصیبت دیکہی جو لوگوں کی نظر سے مستور تہی مگر وہ ایسی مصیبت تہی کہ اسے انکا ہی دل برداشت کر سکتا تہا۔ اور ایسی بہاری مصیبت تہی جسنے یہ نمونہ غرق دکہایا۔ نوح علیہ السلام کا غم خیال کر دیکہا تک پہونچا ہوگا جو خدا تعالے کا غضب اسطرح پر بہڑکا۔

یقیناً سمجہو کہ یہہ قوم ایک عجیب قوم ہوتی ہے لوگوں کے ہم غم اپنے گہر کے دائرہ کے اندر رہتے ہیں بیوی بچوں کا غم ہوا۔ یا اپنی عزت و دولت کے لئے اور اس لئے خدا تعالے انکی پروا نہیں کرتا۔ لیکن اس قوم کے غموں کا دائرہ بہت وسیع ہوتا ہے کیونکہ ایک طرف مخلوق کی ہمدردی انہیں ہم و غم میں مبتلا کرتی ہے دوسری طرف اللہ تعالے کی عظمت اور شان بلند کے لئے کڑہتے ہیں۔ اور یہہ بات تکلف یا بناوٹ سے پیدا نہیں ہوتی انکی فطرت ہی اس قسم کی بنی ہوئی ہوتی ہے اس قوم کو اس رنگ میں گویا آگ لگی ہوئی ہوتی ہے۔

ایسی حالت میں اللہ تعالے گوارا نہیں کرتا کہ وہ غم میں مر جاویں وہ دیکہتا ہے کہ انکا غم محض اسکے لئے ہے انسے اگر پوچہا جاوے کہ وہ کیوں اسقدر غم کہاتے ہیں تو بتلا نہیں سکتے۔ کیونکہ انکے **تعلقات ذاتیہ** ہوتے ہیں اور خدا تعالے کی عظمت کے اظہار کے لئے وہ طبعی طور پر بیقرار ہوتے ہیں۔ اور اس میں انکے نفس کا کچھہ بھی تعلق نہیں ہوتا۔ کامل نفوس کے تعلقات جو اللہ تعالے کے ساتھہ ہوتے ہیں وہ اس قسم کے ہیں کہ اگر بہشت و دوزخ بہی نہ ہو تب بہی وہ دور نہیں ہو سکتے۔ بغرض انسان اس کی کنہہ تک نہیں پہونچ سکتا کہ وہ اللہ تعالے کی عظمت و جبروت کے لئے کس کس قسم کے قلق و کرب میں ہوتے ہیں۔ جب یہہ اضطراب حد سے بڑہ جاتا ہے تو پہر

آسمانی نشان

ظاہر ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ خدا تعالے بے پروا ہے اگر ساری دنیا اسکی حمد و ستائش کرے اور کوئی بھی اس کے خلاف ورزی نکرے تو اسکی شان ربوبیت اور الوہیت میں کچھہ بھی زیادتی نہیں ہو سکتی اور نہ اس سے کوئی کمی واقع ہو سکتی ہے اگر سب کے سب فسق و فجور میں مبتلا ہو جائیں۔ مگر بات یہ ہے کہ جب ایک انسان اسکے لئے ہی کہپتا ہے تو آخر اسے اپنی **مستور ذات** کو ظاہر کرنا پڑتا ہے۔ یہی سر ہے اس حدیث میں

کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف

اور یہ اسیوقت ہوتا ہے جب اللہ تعالے کے ماموروں اور مرسلوں کا **قلق۔ کرب** حد سے بڑہتا ہے انبیاء علیہم السلام کے مجاہدات کا انتہائی نتیجہ نہیں ہوتا کہ وہ اللہ تعالے کو دیکہتے اور پہچانتے ہیں بلکہ دنیا پر بہی احسان کرتے جاتے ہیں کیونکہ اسے بہی دکہا دیتے ہیں۔

پس

نرے چہلکے پر کفایت کر لینا کافی نہیں ہے ایسی متاع چوری جا سکتی ہے لیکن جو **متاع** حقیقی اسلام پیش کرتا ہے جو اس میں اور اسکے غیروں میں مابہ الامتیاز ہے اسے کوئی چرا نہیں سکتا۔ یہہ بات ہے جو ہم پیش کرتے ہیں کہ

خدا موجود ہے اور اسکے امتیازی نشان ظاہر ہوتے ہیں۔

اسلام کے ثمرات اب بہی ایسے ہی ہیں اگر کوئی ان پہلوں کو نہیں کہاتا تو اسلام کا کیا قصور طبیب اگر ایک نسخہ بتا دے اور کوئی اسے استعمال نکرے تو اس میں طبیب کا تو کوئی قصور نہیں ہے۔ اسلام میں یہہ ایسی **نعمت** ہے جو کسی اور دین میں نہیں مل سکتی اسی کی طرف اشارہ کرکے اللہ تعالے نے فرمایا

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی

لیکن یہ نعمت نہیں مل سکتی **جب تک اس طرف قدم نہ اٹہاوے** اور افسوس کہ ہمارے مخالف اس نعمت کی طرف متوجہ نہیں۔

دربار شام (۱۴ اگست ۱۹۰۵ء)

شیخ عبد الحق صاحب آریہ نو مسلم نے اجازت چاہی اسپر حضرت اقدس نے فرمایا کہ کچہہ دن اور رہو۔ دین کی تپش اور تلاش انسان کو مقدم ہونی چاہئے۔ اسپر انہوں نے ذیل کا سوال کیا اسکا جو جواب حضرت اقدس نے دیا وہ بہی درج ہے۔ ایڈیٹر

سوال۔ اولوالامر سے کیا مراد ہے؟ بعض کہتے ہیں کہ ہر ایک مولوی اولوالامر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ کوئی نہیں۔

جواب (از حضرت اقدس) اصل بات یہ ہے کہ اسلام میں اسطرح پر چلا آیا ہے کہ اسلام کے بادشاہ جنکے ہاتھہ میں عنان حکومت ہے انکی اطاعت کرنی چاہئے سو وہ بہی ایک قسم کے اولوالامر ہوتے ہیں لیکن اصل اولوالامر وہی ہوتے ہیں جنکی زندگی پاک ہوتی ہے اور ایک بصیرت اور معرفت جنکو ملتی ہے اور وہ خدا تعالے سے امر پاتے ہیں یعنے **مامور الٰہی**۔

بادشاہوں کے پاس حکومت ہوتی ہے وہ انتظامی امور میں تو پورا دخل رکہتے ہیں لیکن دینی امور کے لئے کیا کر سکتے ہیں۔ سچے اولوالامر وہی ہیں جنکے اتباع سے معرفت کی آنکہہ ملتی ہے اور انسان معصیت سے دور ہوتا ہے ان دونوں باتوں کا لحاظ اولوالامر میں رکہو۔ اگر کوئی شخص بادشاہ وقت کی بغاوت کرے تو اسکا نتیجہ اسکے لئے اچہا نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس سے فتنہ پیدا ہوگا۔ اور اللہ تعالے فتنہ کو پسند نہیں کرتا۔ اسیطرح پر مامور کی مخالفت کرے تو سلب ایمان ہو جاتا ہے کیونکہ ان کی مخالفت سے لازم آتا ہے کہ مخالفت کرنے والا خدا کی مخالفت کرتا ہے۔

سوال پہر اسوقت جو مولوی ہیں کیا انکو اولوالامر سمجہیں؟

جواب۔ او خویشتن گم است کرا رہبری کند۔ اصل بات یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالے کسی کی آنکہہ نہ کہولے آنکہہ کہلتی نہیں۔ ان لوگوں نے **دین** صرف چند رسوم کا نام سمجہہ رکہا ہے حالانکہ دین رسوم کا نام نہیں ہے ایک زمانہ وہ ہوتا ہے جبکہ یہہ باتیں محض رسم اور عادت کے طور پر سمجہی جاتی ہیں۔ یہہ لوگ اسی قسم کے ہو رہے ہیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جنکو نماز اور روزہ سکہایا گیا تہا انکا اور **مذاق** تہا وہ حقیقت کو لیتے تہے اور اسی لئے جلد مستفیض ہوتے تہے پہر مدت کے بعد وہی **نماز** اور روزہ جو اعلے درجہ کی طہارت اور خدارسی کا ذریعہ تہا۔ ایک رسم اور عادت سمجہا گیا۔ پس اسوقت ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان اصل امر **دین** کو جو مغز ہے تلاش کرے۔ **یاد رکہو** انسان کو اللہ تعالے نے **تعبد ابدی** کے لئے پیدا کیا ہے اسلئے اسکو چاہئے کہ اسی میں لگا رہے اس جہان کی جسقدر چیزیں ہیں۔ بیوی۔ بچے۔ احباب۔ رشتہ دار۔ مال و دولت اور ہر قسم کے املاک انکا تعلق اسی جہانتک

www.aaiil.org

اس جہان کو چھوڑنے کے ساتھ ہی یہ سارے تعلقات قطع ہو جاتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ سے تو اس جہان میں بھی اور اُس جہان میں بھی اس کی ضرورت ہے اس لئے سچا تعلق اسی کے ساتھ ہونا چاہئے۔ کیونکہ **نجات ابدی** اسی کے ساتھ وابستہ ہے جو خدا تعالیٰ کی معرفت۔ محبت اور صدق۔ وفاداری کے تعلق پیدا کرنے سے ملتی ہے۔ یہاں تک تو سب مذاہب متفق ہیں وہ نجات کا یہی ذریعہ سمجھتے ہیں مگر سوال یہ ہے کہ یہ باتیں حاصل کیونکر ہوں؟ یہی وہ مقام ہے جہاں سے مذاہب کا **تفرقہ** شروع ہوتا ہے۔ اب جس مذہب نے حصول نجات کے عمدہ وسائل پیدا کئے ہیں اور جو مذہب تاثیر اور جذب اور کشش اپنے اندر رکھتا ہے وہ سچا ہے لیکن جس مذہب کے اندر وہ تاثیر اور جذب نہیں جس کی عملی تاثیرون کا کوئی نمونہ پایا نہیں جاتا وہ خواہ خدا تعالیٰ کو واحد ہی کہے لیکن جھوٹا ہے یہ توحید اسکی محض **قال** کے رنگ میں ہے **حالی** کیفیت اسمین پائی نہیں جاتی۔ حالی کیفیت تو اسوقت پیدا ہوتی ہے جبکہ غیر کا وجود بالکل نابود ہو جاوے اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنے والا ہو اسی سے ہر ایک امید و خوف ہو۔ جب تک یہ بات عملی طور پر پیدا نہ ہو نرے قال سے کچھ نہیں بنتا مثلاً اللہ تعالیٰ کو واحد سمجھتا ہے پھر دوسرے سے بھی تعلق رکھتا ہے تو توحید کہاں رہی یا خدا تعالیٰ کو رازق مانتا ہے مگر کسی دوسرے پر بھی بھروسہ کرتا ہے یا دوسرے سے محبت کرتا ہے یا کسی سے امید اور خوف رکھتا ہے تو اس نے واحد کہاں مانا۔ غرض ہر پہلو سے اللہ تعالیٰ کو واحد ماننے سے **توحید حقیقی** متحقق ہوتی ہے مگر یہ اپنے اختیار میں نہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی ہستی پر کامل **یقین** سے پیدا ہوتی ہے۔

یک طرفہ خیال رفتہ رفتہ ضایع ہو جایا کرتے ہیں مثلاً ایک شخص خیال کرے کہ اس چوبارہ کے اندر آدمی ہے جب وہ بیدار ہو گا تو اسکو کھولے گا۔ لیکن جب اسپر دو دن چار دن مہینا دو مہینے یہانتک کہ کئی برس گذر جاوین اور کوئی آواز نہ آوے نہ کھڑکا ہو۔ تو آخر اسے اپنا اعتقاد بدلنا پڑیگا اور خیال پیدا ہونے لگے گا کہ اگر اسکے اندر کوئی آدمی ہوتا تو ضرور بولتا معلوم ہوا کوئی آدمی ہے ہی نہیں۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ جو ان آنکھوں سے پوشیدہ ہے اسکی بابت بھی **طالب حق** چاہتا ہے کہ اسکا پورا پتہ لگے تاکہ ایمان ترقی کرے۔ ضرور ہے کہ اسکی قدرتون کے عجائبات نظر آوین۔ اسکی آواز بھی سنائی دے۔ اور اسکے سننے کا پتہ لگے۔ لیکن اگر کسی بات کا پتہ ہی نہیں چلتا تو پھر رفتہ رفتہ ایمان کمزور ہو کر انسان دہریہ ہو جائیگا۔

یہ تو سب اہل مذاہب مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے اور ہماری دعائیں سنتا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ وہ جسطرح سنتا ہے کیا یہ ضرور نہیں کہ اسی طرح **بولتا** بھی ہو۔ اگر **بولتا** نہیں تو پھر اسکا سننا بھی باطل ہو گا اور پھر دوسرے صفات بھی باطل ہو جائیں گے۔

آریہ بھی اتنا تو مانتے ہیں کہ وہ سنتا ہے لیکن جب ہم پوچھتے ہیں کہ کیا وہ **سنتا** بھی ہے تو یہاں اگر خاموش ہو جاتے ہیں تو پھر یہ کیونکر مان لیا جاوے کہ اسکے کان تو ہیں مگر زبان نہیں یہ تو ادھورا خدا ہوا۔

سچا معلم اور **مذہب** وہی ہو سکتا ہے جو خدا تعالیٰ کی **ہستی** کا ثبوت دے۔ جو سننے کا ثبوت دیتا ہے وہ بولنے کا بھی دیتا ہے۔ اس معیار پر اگر صرف **اسلام** ہی ہے جو سچا ثابت ہو گا۔ آریہ کہتے ہیں کہ کسی قدیم زمانے میں بولتا تھا اب نہیں بولتا۔ مگر ہم کہتے ہیں اسکا کیا ثبوت ہے کہ پہلے بولتا تھا؟ ایسا ہی عیسائیوں کا بھی حال ہے وہ بھی اسبات کا ثبوت نہیں دے سکتے کہ خدا **بولتا** ہے۔

ہان

ہم کہتے ہیں کہ جسطرح خدا کو دیکھتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ وہ دیکھتا ہے اور **سنتا** ہے اسی طرح ہم یقین رکھتے ہیں اور اپنے **تجربہ** سے کہتے ہیں کہ وہ **بولتا بھی ہے**۔

یہ سچ ہے کہ اسکی آواز سننے کے لئے خود تمہارے کان بھی کھلے ہوئے ہونے چاہئیں اگر تم اپنے کان میں روئی دیدو گے تو ہرگز نہیں سن سکتے۔ یا آفتاب اور ماہتاب کے نور سے بھاگ کر کسی تہ خانہ میں چھپ جاؤ نور روشنی کیونکر آسکے گی۔ ہر چیز کے حصول کے لئے ایک قانون ہوتا ہے اگر کوئی اس قانون کو چھوڑ کر اور اس سے منحرف ہو کر اسے حاصل کرنا چاہے تو حاصل نہیں کر سکتا۔ مثلاً آنکھ کان میں جو قوتیں ہیں اگر ان سے کام نہ لے تو اثر نہیں رہتا اسی طرح پر خدا تعالیٰ نے یہ قانون مقرر کیا ہے کہ انسان اول اپنے دل کو پاک کرے اور نفسانی خواہشون کی مخالفت کرے اس سے درمیانی گرد و غبار اٹھ جائیگا۔ اور ثابت ہو جائیگا کہ اللہ تعالیٰ سنتا بھی ہے اور بولتا بھی ہے۔ جو لوگ عارف ہوتے ہیں انپر یہ باتیں کھل جاتی ہیں وہ اسی دنیا میں خدا تعالیٰ کے صفات کو مشاہدہ کرتے ہیں۔ جو شخص ان صفات کو دیکھتا نہیں وہ صرف طوطے کی طرح رٹتا ہے۔ آریون نے جو صفائی کی ہے وہ تو پہلے سے بھی گیا گذرا والا معاملا ہوا ہے اگر انصاف سے دیکھا جاوے تو زبانی لاف و گزاف کچھ نہیں کر سکتی میں یقیناً کہتا ہوں کہ ان لوگون کے سارے دعوی باطل ہیں اسلئے کہ انکو روبت کی توفیق نہیں ملی ہے۔ جبپر اس جہان کی کھڑکی نہیں کھلی وہ کیا دیکھے گا۔

پنڈت دیانند نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ نری اٹکل ہے جیسا ایک اندھا کسی کو ہاتھ لگا کر اسکے متعلق بیان کرتا ہے اسی طرح سے انہون نے کیا ہے محض اپنے مذہب کے تعصب کی جہالت سے کہا جو کچھ کہا اسکو وہ آنکھیں نہیں ملیں تھیں جو وہ اس عالم کے عجائبات کو مشاہدہ کرتا۔ اسکو بالکل خبر نہیں کہ خدا کیا ہے؟ اور اس کے صفات کیا ہیں۔

یہ بھی یاد رکھو کہ جس چیز کے صفات دور ہو جائیں تو وہ چیز بھی جاتی رہتی ہے پھول کی صورت نوعی بھی جاتی رہے گی جب اس کے خواص اور صفات نہوں اسیطرح پر آریون کے قول کے بموجب پرمیشر کا وجود نہیں رہتا جبکہ یہ مان لیا جاوے کہ اسکے صفات نہیں کیونکہ وہ نہیں کہ سکتے کہ وہ کسی سے **بولتا** بھی ہے جب بولتا نہیں تو سننے پر کیا دلیل ہوگی اسیطرح **قدرت** بھی باطل ہوئی۔

خدا تعالیٰ کے صفات قدیم سے چلے آتے ہیں جب ایک صفت باطل ہوئی تو ممکن ہے کوئی دوسری بھی باطل ہو جاوے سچا مذہب وہی ہے جو **زندہ خدا** کو پیش کرے اور وہ **اسلام** ہے۔

ہمارے مخالف اسلام کا اقرار کرتے ہیں مگر افسوس ہے کہ وہ **اسلام** کی اس قابل قدر خوبی سے انکار کرتے ہیں جب سے اسلام ہوا ہے اس میں ہمیشہ عملی نمونے رہے ہیں لیکن وہ انکار کرتے ہیں کہ **اب نہیں** افسوس!

فرمایا ایک اور بڑی خرابی ہوتی ہے کہ انسان میں **علم** ہو سمجھ ہو پھر دنیا کے خیال اسپر غالب ہو جائیں تو اسطرح پر دینی سرگرمی نہیں رہتی وہ مردہ یا منافق ہو جاتا ہے۔ اسلئے اس جماعت میں ملنے والا تو وہ ہو گا جو ہر قسم کے مصائب اور شدائد کا نشانہ بننے کو آمادہ ہو۔ لیکن محبت ہو تو سب کچھ ہو سکتا ہے جیسے ایک مست اونٹ پر جسقدر بوجھ چاہو لاد دو۔

فرمایا قوی القلب آدمی ہو تو یہی نہیں کہ وہ مخالفون کے شور و شر سے امن پاتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اس میں **جذب** اور **کشش** رکھدیتا ہے۔

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہیں ہو گا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو کہ اسکا مال و اسباب محفوظ رہے؟

حفاظت مال و اسباب کے لئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنک منگوائیں جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بھی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی اور خوبصورتی کی وجہ سے سرحد پر بھی جاتے ہیں لکڑی کے صندوقون کے مقابلہ میں یہ ٹرنک بہت سے ہلکے پھلکے اور پھر زیادہ مضبوط اور پائیدار۔ نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر میں ہر طرح سے آسانی کے ساتھ اسباب بند کر کے لیجا سکتے ہیں۔ چونکہ یہ احمدی بھائی کا کارخانہ ہے اسلئے آپ اسمیں کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ نہ پائینگے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجھ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکوں کی تجارت کرتے ہیں وہ اکھٹے منگوائینگے تو ان کے ساتھ خاص رعایت بھی کیجائیگی مفصل فہرست درخواست کر کے کارخانہ سے منگوالو درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکھو۔ ٹرنک بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجا دیگی۔ **تمام درخواستیں** بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئے۔

ایک عظیم الشان کامیابی اور فیاضی کی زندہ مثال

یعنی ایکہزار روپیہ کی ہر ایک قسم کی کتابیں بالکل مفت

وہ کس طرح

آپ آخیر اگست ۱۹۰۵ء تک اپنی درخواستیں ہمارے دفتر میں بھیجدیں ہم آپ کو ایکروپیہ کی کتاب صرف ایک آنہ کا ٹکٹ برائے محصول آنے پر **مفت** بھیجدینگے جس قسم کی کتاب کی ضرورت ہو اسکا نام خط میں تحریر کر دو۔ مگر شرط یہ ہے کہ قیمت اوس کتاب کی ایکروپیہ سے زیادہ نہ ہو۔ آخیر جولائی ۱۹۰۵ء کے بعد کوئی درخواست قابل شنید نہ ہوگی سلسلہ روانگی کتب ۱۵۔ اگست سے شروع ہوگا **طالب علموں** کے لئے خصوصاً دیگر کتابی شوقون کے لئے عموماً یہ ایک نادر موقعہ ہے درخواست ہو بنام

نذیر اینڈ کو کشمیری بازار لاہور

آخیر جولائی ۱۹۰۵ء تک قیمت نصف

یہ گھڑی کلائی پر باندھی جاتی ہے اسکا ڈایل بھولدار خالص چینی کا ہے جیب میں بھی لٹک سکتی ہے دیکھنے میں ... معلوم ہوتی ... فروخت ہو چکی ہیں بڑی پختہ و پائیدار ہے قیمت ...

ملنے کا پتہ حمید ... ٹریڈنگ کمپنی کشمیری بازار لاہور

... سپیشل ... پختہ و پائیدار ... قیمت ... عے

مراسلات

زلزلۃ الساعۃ

الحکم کے معزز ناظرین سراج الاخبار کے نام سے واقف ہونگے۔ یہ وہی اخبار ہے جسکے قابل ایڈیٹر و معزز نامہ نگار کو برادرم شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم کے مقدمہ مین جرمانہ ہو چکا ہے اب ہی نامہ نگار مولوی محمد کرم الدین صاحب اسکے ایڈیٹر مقرر ہوئے ہین۔ مولویصاحب ہر ہفتہ سید المعصومین خاتم الخلفاء علیہ التحیۃ والثناء کے بارے مین کچھ نہ کچھ گلفشانی کردیا کرتے ہین چنانچہ ۱۰ / جولائی کے پرچے مین ایک نظم چھپوائی ہے جسمین یہ لکھا ہے کہ مرزا جی زلزلہ کے خوف سے باہر بھاگ گئے۔ اور پھر حسب وعدہ زلزلہ آیا تو نادم ہوکر گھر چلے آئے۔ اگر مکذبین کے لئے زلزلہ تھا تو ان نوابا خشمن نہتو باہر نکلے۔ اخیر مین ایک بڑا بھاری افترا و بہتان باندھا ہے کہ آپ کی واپسی ... کی ناراضی سے ہوئی۔ مین بڑا تعجب کرتا ہون کہ یہ لوگ کوئی اتہام لگاتے ہوئے کیون خدا تعالےٰ سے نہین ڈرتے۔ آخری شعر سے پہلا شعر ایسا فحش ہے کہ مجھے حیرت ہے ایک کم کوئی متقی کے قلم سے نکل کیونکر گیا۔ مین اسے نقل کرکے الحکم کے پاک کالمون کو ملوث نہین کرنا چاہتا۔ یہ نظم میرے ایک دوست نے فخریہ دکھائی۔ چونکہ اس کے ناظم کو سلسلہ احمدیہ سے ایک خاص تعلق تھا کیونکہ ان کا وجود ایک عظیم الشان نشان بلکہ کئی نشانون کے دکھانے کا موجب ہوا۔ اسلئے مین سمجھتا ہون کہ وہ میرے آقا کی صداقت کے اظہار کے موجب ہوئے۔ اور اسی خیال سے مین اسکا جواب لکھتا ہون امید ہے تحمل سے خدا ترسی سے دیکھا جائیگا۔ وان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللہ مخفی نہ رہے کہ مین نے اس دوست کے سامنے اس نظم کا جواب ترکی بترکی شروع کردیا تھا۔ پس بوجہ عجلت فروگذاشت قابل درگذر ہے۔ وہ نظم یہ ہے۔

(ناچیز احمدی گجراتی از گوٹیکے ضلع گجرات)

نظم

حضرت جو گھر کو چھوڑ کے جنت مین جاتے ہین
یا دم اسکی امت کی صحت جتاتے ہین
ہے کیسی اعلےٰ قوت قدسیۂ امام ؑ
دنیا مین تابعین کو جنت دکھاتے ہین
مامور ہین خدائے عزیز و حکیم کے
جو حکم آتا ہے وہی سب کو سناتے ہین ؎
ڈرتے نہین ملامت خلقت سے زینہار
بلکہ وہ اپنی قوم کو ہر دم ڈراتے ہین
کہتے ہین باز آؤ بھی فسق و فجور سے
ورنہ فرشتے زلزلہ اک سخت لاتے ہین
چھوڑینگے گر نہ شوخی شرارت کو یہ عباد
دم بھر مین دیکھ لین سبھی کچلے جاتے ہین
فرمایا ہے خدا کہ نہین بھیجتے عذاب
جب تک نہ لوگ شوخیان بیحد دکھاتے ہین
اور نیز ہم عذاب نہ بھیجینگے زینہار
جب تک نہ اک نبی کے ذریعے ڈراتے ہین

*

گھر سے نکلنا حکم خداوند سے ہوا
نادان کس خیال سے یہ غل مچاتے ہین
گر یہ ہی بزدلی ہے تو پھر سارے ہی رسول
اس طرح بزدلی کا نمونہ دکھاتے ہین
حیرت ہے آپ بھول گئے لوط کا وہ حال
جب راتون رات بستی سے بستر اٹھاتے ہین
طوفان وا دیکھ کے ہوتا تھا چہرہ زرد
کیا بزدلی یہ ختم رسل کی بتاتے ہین
دیکھو نہ اعتراض کرو ایسا تم کوئی
ورا انبیاء جسکے نشانے مین آتے ہین۔
ہے تو مکذبون کے لئے ہی یہ زلزلہ
پر اہل حق بھی خوف خداوند کہاتے ہین
وہ ذات بے نیاز ہے جو چاہے کرتا ہے
اسکے مقابلے مین تو گستاخ آتے ہین
ہر اک مین کچھ نہ کچھ تو ہوا کرتا ہے قصور
اپنے کئے کی سب ہی سزا سخت پاتے ہین
آتے لگا عذاب تو نکلے تھے لوط کیون
آپ ان کے حق پہ ہونے مین کچھ شبہ لاتے ہین؟
کیا انہین پاک بازی نہ تھی؟ بولئے جناب!
یونس کی طرح کس لئے پھر بھاگ جاتے ہین
ان کو بھی کہنا تھا کہ اگر موت آگئی
تو پھر یہ حیلے مرنے سے کیونکر بچاتے ہین
جانا وہان گنہ ہے جہان آگ جلتی ہو
جو جانے ہین ان کو وہ اپنے جلاتے ہین
بس یہ ہی تھا ہمارے نکلنے کا بھی سبب
نادان مین جو اسپہ تمسخر اڑاتے ہین
تابع ہین جان و دل سے جب اپنے امام کے
ہم اپنے ڈیرے اسلئے باہر لگاتے ہین

*

ما یحبسہٗ نکلتا ہے ان کی زبان سے
کیون کافرون کی بولی زبانون پہ لاتے ہین
کس نے سکھائی شوخی مری پیاری قوم کو
اللہ کے عذاب کو جلدی بلاتے ہین۔
لولا اجل جواب ہے یستعجلون کا
قرآن پاک سے یہی آیت سناتے ہین ؎
قہار کے عذاب کی ستمگر کوئی خبر
جو ہین سعید وہ تو بڑے کانپ جاتے ہین
لیکن یہ کیسے لوگ ہین ڈرتے نہین ذرا
بلکہ بڑی دلیری سے باتین بناتے ہین

*

کوئی بھی وقت اس کا مقرر نہین کیا
پھر کیون "نہ آنے کی" یہ دہائی مچاتے ہین
کیون جلدی کر رہے ہو کردیا وقت نوح
جب آپ حکم باری سے کشتی بناتے ہین
اور قوم ٹھٹھے کرتی ہے بڈھا ہے کو کیا ہوا؟
پھر اسکے بعد جلدی ہی سب ڈوب جاتے ہین
پہلے ہی یہ خدا کے نبی نے تھی دی خبر
آئیگا جب کہ لوگ اسے بھول جاتے ہین
ٹھٹھے کرینگے جیسے کہ نہین آیا وہ عذاب
الہام جھوٹے میرزا صاحب سناتے ہین ؎
باہر رہے تھے آپ اسی انتظار مین۔
تا کچھ خبر مزید گھڑی والی پاتے ہین
جب موسم بہار مقرر ہوا تو پھر
جلدی کی حضور لوٹ کے بستی مین آتے ہین
جو پوچھتے ہین لوگ کہ یہ وعدہ ہوگا کب
ان کو ہم ایک آیت قرآن سناتے ہین
دیکھین وہ "ملک" سورۃ ۱۱ علم ہے اسکا خدا ہی کو
اور مین تو ہون نذیر جو پہلے ڈراتے ہین

*

سن لو وہ زلزلہ تو ضرور آئیگا ضرور
اچھے ہین جو ابھی سے تضرع دکھاتے ہین
مہلت کو سمجھو رحمت رب رحیم ہے
دانا ہین جو وہ نیکیان اسمین کماتے ہین
اور بد نصیب اور بھی کرتے ہین سرکشی
اپنے تئین لعنت حق مین بڑھاتے ہین
دیتے ہین روز گالیان ظل رسول کو
کس منہ سے پھر امید شفاعت کی لاتے ہین
یارب ہماری قوم کو فہم سلیم دے
تیری جناب پاک مین ہم سر جھکاتے ہین
(احمدی گجراتی از گوٹیکے ضلع گجرات)

ایک رؤیا معہ تعبیر

مکرمی و معظمی جناب شیخ صاحب۔ سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

دو ڈہائی ماہ کا عرصہ ہوا۔ ہے کہ مین آپ کو کوئی خط نہین لکھ سکا جس کی وجہ صرف یہی ہے کہ مین اس عرصہ مین کئی ایک پریشانیون کا نشانہ بنا رہا ہون کہ جن مین سے فی الحال ایک کا ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہون ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے ہین کہ مین نے رات کو بحالت خواب دیکھا تھا کہ پولیس کے چند آدمی میرا اور میرے بعض متعلقین کے نام لکھ رہے ہین جو صبح اٹھتے ہی مین نے گھر کے لوگون کے علاوہ دفتر کے چند آدمیون کو بھی مطلع کردیا اور مین نہایت حیران تھا کہ پردہ غیب سے معلوم نہین کیا ظہور پذیر ہونے والا ہے آخر سات آٹھ روز کے بعد ایک شخص نظام الدین نامی نے اپنے علاقہ کے تھانہ مین رپورٹ کردی کہ میرا دو سو روپیہ کا جو زیور کھویا گیا ہے اوس کے چرانے والے یہی لوگ ہین۔ پھر جب مجھے اس رپورٹ سے اطلاع ہوئی تو مین نے بارگاہ ایزدی مین نہایت عاجزانہ دعائین کین۔ کہ اے خدائے کریم چونکہ میرا اس معاملہ سے محض بیخبر ہونا تجھ پر بخوبی روشن ہے اسلئے تو مجھ بے قصور کو اس کشمکش اور پریشانی سے بچالے۔

اب مین خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کرتا ہون کہ جو رپورٹ میرے خلاف لکھی گئی تھی وہ بالکل بے بنیاد ثابت ہوچکی ہے اور مجھ سا عاجز کو کسی نے پوچھا تک نہین۔ ہان رپورٹر کے ساتھ جو ہوا ہے وہ ہمارے مخالفین کے لئے واقعی قابل عبرت ہے۔ تعجب ہے کہ جس قسم کے الزام مین وہ مجھے مبتلا کرنا چاہتا تھا اوس مین وہ خود ہی پھانسا گیا ہے اور اب ملازمت سے برطرف ہوکر چاہ کندہ را چاہ درپیش کے مقولہ کو سچا ثابت کر رہا ہے۔ مگر مخالفین اپنی زیادتیون سے پھر بھی باز نہین آتے غالباً آپکو بھی معلوم ہوگا کہ بریلی مین سلسلہ احمدیہ کے ممبرون کو وہان کے مخالف مولویون نے از حد تنگ کر رکھا ہے جس پر میرے بھتیجے محمد عبد العزیز صاحب اڈیٹر روہیلکھنڈ گزٹ بریلی کو ایک مفصل کارڈ کے ذریعہ اطلاع دی کہ آپ اپنے معزز اخبار کے ذریعہ اپنے ہان کے مولویون کے خلاف قرآن کی اصلاح کردین تو باعث مشکوری ہوگا مین نہین سمجھ سکتا کہ انہون نے میرے کارڈ کا تذکرہ کرنا پسند نہین کیا۔ ان میلیون کے اخبار ذوالقرنین نے بریلوی مولویون کو خوب ہی متنبہ کیا ہے کاش کہ وہ خطرناک اشتہار کا شائع کرنا اور دشنام دہی کی عادت کو ترک کردین شاید ان مولویانہ ورانت کو دفعتاً چھوڑنا مشکل سمجھتے ہون جناب یکم اگست کے روہیلکھنڈ گزٹ کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ مکری حافظ سید یعقوب حسین صاحب ملکی بریلوی ابھی تک اس حالت مین ہین جو اپنے ایک مختصر سے مضمون بعنوان فریاد مین لکھتے ہین کہ ہمکو گھر سے باہر نکلنا دشوار ہو رہا ہے جسکو سر ہوتے

نوٹ۔ یہ مضمون الہام کہ جو کچھ [illegible] سو ہوچکا تھا اور یہ پیشگوئی اب پوری ہوئی۔ ح ۔ اسکے متعلق دیکھو میرا مضمون بدر مین۔

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

(اِنّہٗ اَوَی القَریہ)

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ، (۲) خواص و معاونین سے عنلہ، (۳) ہندوستان سے باہر سے، (۴) غیر مذاہب والون سے سے ۱۲، (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عہ ۱۲

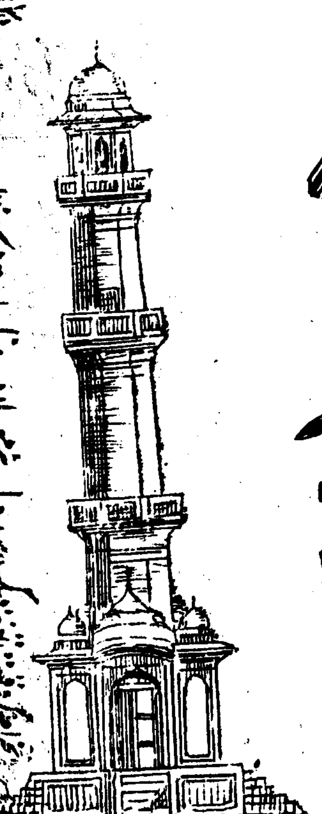

فہرست مضامین

(۱) جاپان مین اشاعت اسلام
" دارالامان کا ہفتہ۔ تازہ الہامات و رویا } صہ ۱
(۲) ایک مولویصاحب کی قابلیت۔
" فہرست مبائعین } صہ ۲
(۳) پیسہ اخبار کا مقدمہ۔ صہ ۳-۴
(۴) طبیب حاذق۔
" مسیح کے زندہ آسمان پر جانیکے قایل
" مسلمانون سے سوال۔
" مدینہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پہلا خطبہ } صہ ۴
(۵) مراسلت۔ صہ ۵
(۶) ایک اور نشان ظاہر ہوا۔
" عبدالقیوم کی وفات اور تعزیت } صہ ۶-۷
(۷) پروفیسر اموری کا لکچر زلزلے پر صہ ۷و۸
(۸) ہمارے مخالفین حد سے بڑھ چلے۔
" عشق آسان نمود اول ولے افتادہ مشکلہا۔ } صہ ۸
(۹) اشتہارات۔ صہ ۸و۹و۱۰

نمبر ۳۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۰۵ء ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

جاپان مین اشاعت اسلام

جاپان اسوقت اپنی مادی ترقیات کیوجہ سے دوسری قومون کے لئے مطمح نظر بنا ہوا ہے علاوہ دوسری باتون کے مختلف مذاہب کے پیرو کوشش کرنا چاہتے ہین کہ جاپان کو اپنے مذہب مین تبدیل کرلین جنرل بوتھ جو مکتی فوج کا بانی مبانی ہے وہ جاپان پر اپنی فوج کو لیکر مذہبی یورش کرنا چاہتا ہے اسکا خیال ہے کہ وہ جاپان کو اور پہر جاپان کے ذریعہ کل ایشیاء کو عیسائی بنالیگا۔ مجھے اس پر بحث کرنے کی حاجت نہین ہے کہ وہ کہانتک اپنے اس ارادہ مین کامیاب ہوگا بلکہ صرف اتنا کہنا چاہتا ہون کہ چونکہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی رسالت **کسر صلیب** کے لئے ہے اسلئے ہمارا فرض ہونا چاہئے کہ ایسی حالت مین جبکہ جاپان پر مکتی فوج کی یورش ہونے والی ہے۔ ہم بھی اپنے **میگزین** کو جاپان کے مختلف مقامات پر پہونچا دین جو عیسویت کی زہر کا ناقابل خطا تریاق ہے الحکم کی اس اشاعت مین کسی دوسری جگہ شیخ نور احمد صاحب پلیڈر کی چٹھی بھی درج کیجاتی ہے امید ہے احباب اسے توجہ سے پڑہین گے۔ اس نوٹ کی تحریک کا یہ بھی باعث ہوا کہ سیالکوٹ سے چودہری مولا بخش صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ نے مجھے لکہا ہے کہ وہان کی جماعت نے ۲۵ رسالہ جاپان کے لئے اپنے خرچ سے بہجوانے منظور کئے ہین۔ اس صورت پر اگر بیس مقامات کی جماعتین بھی ... اسی قدر تعداد اپنے خرچ سے جاپان بہجوائین تو وہان کافی اشاعت ہوسکتی ہے اس تجویز کو سرسری نظر سے نہین دیکھنا چاہئے بلکہ اس سے پیشتر کہ جنرل بوتھ عیسویت کی بیہودگی کو جاپان لے جائے۔ میگزین کے ذریعہ اس کی شناعت جاپانیون پر کہل جانی ضروری ہے اور میگزین کے اعلے درجہ کے مضامین کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالفون نے بھی تسلیم کیا ہے۔ اسلئے اگر مسلمانون مین ملیّت کا مفہوم مفقود نہین ہوگیا۔ تو میری رائے مین مسلمان اخبارات کے ایڈیٹرون کو چاہئے کہ وہ اپنے جراید کے ذریعہ اس سالہ کی عام اشاعت کیلئے مسلمانون کو توجہ دلائین۔ وہ تنگ دلی سے کام نہ لین۔ اسلام کی اشاعت ہر مسلمان کا قومی اور مذہبی فرض ہے اس مین کسی فرقہ کی تخصیص نہین۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلٰے حضرت حجۃ اللہ کی طبیعت اچھی تہی اور آپ براہین احمدیہ جلد پنجم کی تصنیف مین مصروف تہے کہ یکایک ۲۰۔ اگست ۱۹۰۵ء کو آپ کے سر مین الماری کے تختہ سے چوٹ لگی۔ جسکی وجہ سے آپ کو سخت تکلیف ہوئی ۲۳۔ اگست ۱۹۰۵ء کو بعد عصر جناب شیخ رحمت اللہ صاحب حصول اجازت کے لئے آپ کے حضور حاضر تہے مجھے بھی اس تقریب پر حصول ملازمت کا موقع مل گیا فرمایا

" خدا کا شکر ہے کہ زخم مل گیا ہے۔ لیکن ابہی ضعف باقی ہے۔ نماز مین سجدہ کرتا ہون تو سر چکر لینے لگتا ہے۔ مین دیکہتا ہون کہ ذرا آرام ہو جاتے تو اپنے کام مین لگ جاؤن "

اللہ اللہ! کیا سچ ہے ؎

من آن نیم کہ تغافل ز کار خود بکنم

اعلائے کلمۃ الاسلام کیلئے اس حالت مین بہی مضطر رہتا ہے۔ اگر کوئی فکر ہے تو اسی کا اور تکلیف ہے تو اسی کی۔

بہرحال حضور کی طبیعت بہت اچھی ہے۔ آپکے اہل بیت خدا کے فضل وکرم سے سب اچھے ہین ہین اثنا مین ایک تازہ الہام اور رویا ہوئی جو دوسری جگہ درج ہے۔

۲۔ بزرگان ملت کی صحت بہی الحمد للہ اچھی ہے

۳۔ مدرسہ تعلیم الاسلام ۲۰۔ اگست ۱۹۰۵ء سے ایک مہینہ کی موسمی تعطیلات کی تقریب پر بند کیا گیا ہے بورڈر اپنے گہرون کو چلے گئے ہین امسال طلباء اور مدرسین کو کہا گیا ہے کہ وہ چندہ وصول کرکے لائین۔ امید ہے مدرسہ تعلیم الاسلام سے محبت رکہنے والے اپنے ان قومی فقراء کو تہیدست نہ پہیرین گے۔

۴۔ حافظ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی صحت خدا کا شکر ہے یوماً فیوماً ترقی کررہی ہے۔ اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بہی جیسا کہ لکہا جاچکا ہے تشریف لے آئے ہین۔ اور ۱۵۔ نومبر ۱۹۰۵ء تک انشاء اللہ العزیز قادیان مین رہین گے۔

تازہ الہامات و رویا

۲۰۔ اگست ۱۹۰۵ء فُزِعَ عِيسٰى وَمَنْ مَعَهُ

۲۲۔ اگست۔ صبح کی رویا۔ چند آدمی سامنے ہین۔ ایک چادر مین کوئی شی ہے ایک شخص نے کہا کہ یہ آپ لے لین دیکہا تو اسمین چند مرغ ہین اور ایک بکرا ہے مین ان مرغون کو اٹہا کر دوسرا وبچا کر لے چلا تا کوئی بلی وغیرہ نہ پڑے۔ راستہ مین ایک بلی ملی جسکے منہ مین کوئی شی مثل چوہا ہے مگر اس بلی نے اسطرف توجہ نہین کی اور مین

www.aaiil.org

ایک مولوی صاحب کی قابلیت

امبالہ کے ایک مدرس صاحب نے آجکل ایک نیا اشتہار نکالا ہے - اور اشتہار کا عنوان یہ رکھا گیا ہے کہ "مہدی بنی فاطمہ میں سے ہوگا وغیرہ وغیرہ" - مگر معلوم ہوتا ہے کہ یا تو ان مولوی صاحب کو خبر نہیں کہ انکے پیش کردہ اعتراضات کی تردید یا جواب بارہا شائع ہو چکا ہے - اور یا انہیں یہ نیا شوق دامنگیر ہوا ہے - کہ مرزا صاحب کے مشہور مخالفین کی فہرست میں اُنکا بھی نام درج ہو جائے - خدا تعالےٰ ایسے مولوی صاحبان کو ہدایت کرے - تاکہ وہ عوام الناس کو دانستہ یا نادانستہ دہوکہ دیکر اپنے نامۂ اعمال کو خراب نہ کریں -

مشتہر صاحب اور اُن کے ہمخیالوں کو معلوم ہو کہ :-

(۱) مہدی کے متعلق جسقدر احادیث و آثار وارد ہیں - اُن میں سے اکثر پر محدثین نے سخت جرح و قدح کی ہے - اور اُنکو ضعیف یا موضوع ٹھیرایا ہے جسکو مرزا صاحب کے سخت مخالف مولوی محمد حسین بٹالوی نے بھی اپنے اُس رسالہ میں ظاہر کیا ہے - جو اُس نے ایک دفعہ گورنمنٹ کو بھیجا تھا -

(۲) آپ نے جو روایات درج اشتہار کی ہیں - اُن میں سے اکثر ایسے طبقہ کی ہیں جنکی نسبت حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی وغیرہ نے فرمایا ہے کہ - اس قسم کی احادیث اگر صحیح بھی ہوں تو وہ ضعیف کے برابر ہیں - اور اگر ضعیف ہوں تو انہیں موضوع سمجھنا چاہئیے -

(۳) آپنے ان روایات کے بعض حصے جو مرزا صاحب کے موید تھے - عمداً چھوڑ دئیے ہیں - یا کچھ گول مول بیان کر کے آپ ہی فیصلہ کر دیا ہے کہ مرزا صاحب میں فلان بات نہیں پائی جاتی - مثلاً کسوف و خسوف رمضان والی حدیث کو آپ نے ناحق مشتبہ کرنے کی کوشش کی ہے اور ایسا ہی بعض اور علامات مہدی جو علانیہ مرزا صاحب کے دعوے کی مصدق تھیں - آپ نے عمداً یا لاعلمی سے انہیں درج اشتہار نہیں کیا - مثلاً **طاعون کا نمودار ہونا - علما کا بدترین خلق ہونا - اونٹوں کا بیکار ہونا - علما کا مہدی کو کافر اور گمراہ کہنا** وغیرہ وغیرہ -

(۴) ایسی سب احادیث کو صحیح مان کر بھی اگر آپ ہر ایک لفظ کو ظاہر معانی پر حمل کرینگے تو آپ کو سخت مشکل پیش آئیگی - کیونکہ دین اسلام میں ایسے بہت سے الفاظ و فقرات ہیں جنکو استعارات کے رنگ لینا پڑتا ہے - کیا آپ کو آنحضرتؐ کی ابھی ناہنوں والی بیوی کا مجز بیٹے اور انکی والدہ کے ہر ہمیشہ (مومن غیر مومن) کو مس کیا ہے - معاذ اللہ - ایسے ہی اور کئی نظائر ہیں - لیکن اگر بقول آپکے ہر ایک روایت کے معنی ظاہر پر محمول ہیں تو آپ ہی بتلائیں کہ اس آنے والے مہدی کو کافر اور گمراہ وغیرہ کیوں کہا جائیگا - جیساکہ آثار میں ہے - جب وہ مہدی علماء کے موافق ہوگا - تو علما کیوں اسکی مخالفت کرینگے - اس سے صاف ظاہر ہے کہ علما کا اور اسکا ضرور کچھ اختلاف ہوگا -

(۵) سب سے زیادہ قابل توجہ بات یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے کئی مہدیوں کی بابت پیشگوئی کی ہے جنکی علامات (بشرط صحت روایت) جدا جدا آئی ہیں - مگر آپ جیسے مولوی سمجھ ولے آدمی اُن سب علامات کو ایک ہی شخص (حضرت مرزا صاحب) پر وارد کرنا چاہتے ہیں - حالانکہ اُن میں سے بعض علامات کے مصداق کئی مہدی گذر چکے - جن کا مفصل حال کتب تواریخ میں درج ہے -

(۶) آپ نے فرمایا ہے کہ مرزا صاحب میں علامات مندرجہ اشتہار میں سے بھی پائی نہیں جاتی - جسکا مطلب یہ ہے کہ کوئی علامت مہدی ابھی واقع نہیں ہوئی - لیکن نواب صدیق حسن خان وغیرہ مدت گذری - کہ حجج الکرامہ میں لکھ گئے ہیں کہ "آنچہ باقیست ہمین ظہور مہدی است" یعنے سب علامات مقررہ پوری ہوگئیں - صرف مہدی کا انتظار ہے" - اب فرمائیے کہ آپ کا یہ اشتہار بے سروپا مانا جائے - یا ایک محدث کی معقول اور سچی بات پر اعتماد کیا جائے - بہر حال آپ کی پیش کردہ تمام رطب و یابس روایات کا جواب دینے سے پہلے سر دست میں صرف دو باتوں کا فیصلہ کرنا چاہتا ہوں - جو بطریق قولہ و اقول درج ذیل ہیں -

(۱) قولہ - آپ فرماتے ہیں کہ مہدی بنی فاطمہ میں سے ہونا چاہئیے -

اقول - مہدی نسبت چار روایتیں ہیں - کہ وہ **بنی فاطمہ بنی عباس بنی امیہ** یا افراد امت میں سے ہوگا - فرمائیے کونسی ایک صحیح ہے - یا سب موضوع ہیں - یا اُن میں سے ہر ایک کے مصداق گذر چکے ہیں - یا اگر بقول آپ کے ایک ہی شخص انکا مورد ہے - تو کیا معاذ اللہ مہدیؑ کے کئی حصے سمجھے جائینگے -

(۲) قولہ - مہدیؑ مکہ یا مدینہ میں ظاہر ہونگے -

اقول - مقام خروج مہدی کی نسبت کئی روایتیں ہیں مکہ - مدینہ - کدعہ - مشرق - مغرب - خراسان - قحطان - بیت المقدس - دمشق فرمائیے کسکو صحیح سمجھیں - یا معاذ اللہ انکے کئی حصے مختلف مقامات میں نازل ہونگے -

(باقی آئندہ)

راقم ایک احمدی مسلمان

فہرست مبائعین

محمد شریف علی ولد محمد عمر خان صاحب کلارک دفتر ریونیو کمشنر صاحب بہادر پشاور -

عمر الدین صاحب ولد اللہ بخش صاحب سیالکوٹ

رمضان خانصاحب ولد چاند خانصاحب فقیریہ ضلع ملتان

میاں بوٹا صاحب - میانوالی - ضلع سیالکوٹ -

زوجہ میاں کوڑا صاحب -

رحمت بی بی دختر نبی بخش نمبردار ع ۱۰۸ ڈاکخانہ چنیوٹ روڈ -

زوجہ نبی بخش صاحب " "

اہلیہ منشی محمد بخش صاحب - چھاؤنی کامل پور صدر بازار اٹک

محمد عمر ولد منشی محمد بخش صاحب " "

محمد ظفر صاحب ولد " " " "

خادم بتول دختر " " " "

غلام سکینہ " " " "

بی بی بہاگن زوجہ احمد یار صدر بازار میاں میر دوکان نمبر ۳۲۱ -

میاں خوشی صاحب ولد میاں جیون صاحب ساکن گوئے کے - ضلع گجرات

میاں علی صاحب ولد فضل علی صاحب "

محبوب خانصاحب ولد جیون خانصاحب ٹانڈہ -

حامد حسین صاحب - رکونہ ضلع بہرائچ -

میاں نور حسین صاحب ڈڈوالہ سندھوان - ضلع سیالکوٹ -

اہلیہ " " " "

والدہ " " " "

دختر " " " "

برخوردار " " " "

محمد شریف صاحب محرر علاقہ بیجکور بلوچستان

سید محمد شاہ صاحب - ڈڈوالہ سندھوان

اہلیہ " " " "

فرزند " " " "

قائم الدین صاحب چنگا - ضلع راولپنڈی

معز خانصاحب کنسٹبل پولیس جانگلہ حال وارد شفاخانہ ضلع بنگڑی گہیپ -

حوالدار قطب شاہ ساکن بنجوڑیاں ضلع گجرات تحصیل کہاریاں ڈاکخانہ آڑہ -

اہلیہ عبد السلام - کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیار پور -

عبید اللہ صاحب امرتسر کٹرہ جیل سنگھ کوچہ میان اسد اللہ صاحب وکیل -

محمد عظیم کلرک ٹرڈ مینز آفس - لاہور

برکت علی صاحب سپاہی مع اہل وعیال ولد فقیر محمد پلٹن نمبر ۲۱۶ گوجرپور ضلع سیالکوٹ -

رحمت اللہ بیگ صاحب چنگی کلرک دہلی چھڈا ماگدام لاہور

محمد عبد الرزاق صاحب کوانٹہ جگتیال اللگیدل علاقہ نظام حیدر آباد دکن -

محمد عبد العزیز صاحب پٹواری - قصبہ روڈکور تعلقہ نارائن پٹہ ضلع محبوب نگر علاقہ نظام حیدر آباد دکن

محمد حسین صاحب " " " "

محمد علی صاحب " "

سردار خانصاحب چودہری فتح دین صاحب باجو ضلع سیالکوٹ

اہلیہ چودہری فتح دین - "

سردار بی بی بنت چودہری فتح دین صاحب "

خوشی محمد " "

سید محمد " "

موسیٰ اینڈ سنز سوداگران نیلا گنبد لاہور

منشی سید غلام طاہر صاحب ساکن قصبہ کریالہ ٹانڈا دھو

اہلیہ سید محبوب عالم صاحب از مدرسہ رحمانی مقام ٹمری ضلع

مسماۃ فاطمہ زوجہ مولوی تاج محمد مقام پٹہ الہین گیا

ننھو ولد وسیرا ر سبھو پٹیالہ

فتح دین رانجھہ " "

رحیم بخش اللہ بخش ہوڑ "

عبد الرحمان صاحب ولد صندل خان سٹروعہ

عبد الغفور ولد اخلاص خان

جناب شیخ صاحب

ہمشیرہ جناب شیخ صاحب

دختر ہمشیرہ جناب شیخ صاحب

اللہ دتا صاحب ولد نور دین صاحب باوالی - گجرات کہاریاں

رلیا خان " امام الدین ماہون - جالندھر نوانشہر

ایوب علی صاحب " اسلام احمد صاحب مہوٹہ لوگرا "

وزیر محمد " بنہ کریام ضلع جالندھر نوانشہر

احمد علی صاحب ولد نجابت علی صاحب "

عبد السلیم " دل محمد پسرور ضلع سیالکوٹ

محمد ظہور صاحب ولد قادر بخش صاحب سیالا تیجہ تینونگ "

عیدا ولد بہاگا موضع مانڈو ضلع لاہور

کالو بہلا " "

مولوی غلام حسین صاحب ولد احمد " "

جوایا ولد بڈہا " "

فضل دین " دتو "

ابراہیم " مولا بخش رائے پور ریاست نابھہ

کرم بخش " نبی بخش خانپور پٹیالہ سرہند

اللہ بخش " دیوی " "

وزیر علی صاحب ماہلپور ہوشیار پور

اہلیہ وزیر علی صاحب " "

پیسہ اخبار کا مقدمہ

۸ - اگست کی روئداد

۸ - اگست سنہ حال کو عدالت مسٹر ایس ایس ہیرس صاحب بہادر اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور مین مقدمہ سید ظہور احمدؐ بنام عبد الکریم وغیرہ کی پیشی تھی - سب سے پہلے لالہ گوبند رام صاحب وکیل ملزمان نے سید ظہور احمد مدعی سے حسب ذیل سوالات کئے -

سوال - کیا شاہجہانپور مین غلام حسین تمہارا کوئی بھائی پولیسمین ہے ؟

جواب - آجکل کا حال معلوم نہین کہ کہان ہے پہلے پولیس مین تہا - ۲۰ - جون کے بیان پر موجود نہین تہا - ۲۲ - جون کو مجسٹریٹ کے روبرو بھی وہان موجود نہین تہا عبد الکریم اور رمضان نے کہا تہا کہ مراسلہ امیر کے نام لکہدو - (اس موقعہ کو دکہلانے کے لئے نقشہ جو ۱۵ جون کو مکان محبوب عالم مالک پیسہ اخبار کا اتارا گیا تہا پیش ہوا) ہان نقشہ پر دکہلا سکتا ہون -

پائنٹ B وہ جگہہ دکہلائی گئی جہان عبد الکریم وغیرہ نے ظہور احمد کو مارا تہا - بازار سے غرب کی طرف -

سوال - عبد الکریم نے جب مراسلہ لکہنے کی بابت کہا تہا تو اوسوقت کوئی آدمی پاس تہا -

جواب - مجھے معلوم نہین -

سوال - اب تم کو یاد ہے تم تبلا سکتے ہو کون کون آدمی موجود تہا -

جواب - جب پہلے نہین معلوم تہا تو اب کیسے بتلا سکتا ہون

نقشہ دکہلا کر پوچہا گیا کہ چہتری کس جگہ چہینی گئی تھی اس کا موقعہ نقشہ سے مستغیث نے دکہلایا -

سوال - جس جگہ چہتری چہینی گئی تھی وہ جگہ آباد ہے یا غیر آباد -

جواب - وہان مکان بہت سے ہین مگر یہہ نہین معلوم کہ آباد ہین یا غیر آباد اور چہتری کے چہینتے ہوئے بھی کسی کے دیکہنے کا مجھے علم نہین اس موقع تک مین خوشی سے نہین جاتا تہا بلکہ وہ جبرًا لیجاتے تھے -

(یہہ موقع بھی نقشہ سے دکہایا گیا ہے اور یہہ نشان ط لگایا گیا) یہہ وہ جگہ تھی جہان مجھے گالی دی گئی وہان کے مکانات مین آبادی کا مجھے علم نہین -

سوال - کسی نے گالی دیتے ہوئے سنا یا نہین ؟

جواب - مجھے اسکا علم نہین -

سوال - اسکول کا دروازہ کہلا تہا یا نہین ؟

جواب - مجھے علم نہین - محبوب عالم اس موقع پر اسی دروازہ سے داخل ہوا تہا جس دروازہ مین مجھے بند کیا تہا - اسکے اندر کے دروازہ سے وہ آیا تہا - اسکے بعد عدالت نے سوال کیا -

سوال عدالت - تم نے محبوب عالم کو صحن مین دیکہا تہا ؟

جواب - جی حضور -

س - جتا کے چوبارہ مین تمہاری رہائش تھی اسکے نیچے کوئی رہتا تہا ؟

ج - اسوقت یہہ دوکان بالکل بند تھی ہان آجکل وہان ایک سنار رہتا ہے -

س - ابراہیم کو تو نے اپنی موجودگی مین کتنی دفعہ دیکہا ؟

ج - تقریبًا دو مہینے مین -

س - تم نے اس دوکان مین پہر کبھی اسکو دیکہا ؟

ج - نہین -

س - کیا اس سنار نے یہہ واقعہ دیکہا ہے ؟

ج - مجھے علم نہین -

س - عزیز کو جانتے ہو ؟

ج - مجھے اسکا علم تہا یا نہین - مگر اب بخوبی علم ہے کہ اسنے دیکہا ہے اب اوس کی زبانی معلوم ہوا ہے -

س - تمہین دوسرون کی زبانی کس طرح معلوم ہوا ؟

ج - عام طور پر معلوم ہوا -

س - رحیم سے بھی پوچہا کہ اس نے دیکہا ہے یا نہین - ؟

ج - اس کی زبانی اب معلوم ہوا -

س - عزیز کس مکان مین رہتا ہے ؟

ج - مجھے اس امر کا ابھی تک علم نہین -

س - ۱۵ جون کو تم نے عزیز کو دیکہا ؟

ج - مجھے یاد نہین - ہان وہ کہتا ہے کہ مجھے سب کچھہ معلوم ہے مگر مجھے اسنے ظاہر نہین کیا -

س - عطا حسین کہان رہتا ہے ؟

ج - اسی محلہ مین رہتا ہے مگر اسکا خاص مکان مجھے معلوم نہین -

س - اوس نے تمہین ۱۵ - جون کو دیکہا ؟

ج - یاد نہین -

س - مراتب علی کو اوس روز دیکہا ؟

ج - نہین حضور -

س - امیر شاہ کو ۲۵ - جون کو دیکہا ؟

ج - مجھے علم نہین -

لالہ گوبند رام صاحب وکیل کی جرح ختم ہوئی بعد ازان درگاداس صاحب وکیل ملزمان کی جرح شروع ہوئی جسکے جواب مین مدعی نے یہہ کہا - کریم بخش کو مین نے اس واردات سے پہلے کبھی نہین دیکہا تہا اور وقوعہ کے وقت مجھے یاد نہین - مینے اسکو بدفعلی کے وقت بھی نہین پہچانا کہ یہ کون ہے - مجھکو جب شاہجہانپور سے آکر محبوب عالم کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا - اور اسی روز محبوب عالم کے مکان وغیرہ کی تلاشی ہوئی تھی اوس روز مین نے اوس کو محبوب عالم کے مکان پر دیکہا اور اوسکو اوسی وقت شناخت کرکے کہہ دیا تہا کہ یہ بھی ملزم ہے تلاشی اسی روز ہوئی تھی جس روز مین شاہجہانپور سے لاہور آیا اس کے بعد سے اوسے عدالت مین پیشی پر دیکہا - بدفعلی کے وقت مینے پائجامہ - کرتہ - انگرکہا اور صافہ پہنا ہوا تہا - اس کشمکش مین پائجامہ - کورتہ - اور انگرکہا پہٹ گیا تہا مین نے مکان پر آکر صرف انگرکہا بدلا تہا - اور کورتہ کے اوپر کرتہ اور پائجامہ پر پائجامہ پہن لیا تہا - مینے وہ پائجامہ شاہجہانپور کی پولیس مین نہین بلکہ لاہور کی پولیس مین پیش کیا تہا جب مین یہان آیا تہا - مین نے اس سے پہلے کبھی بدفعلی نہین کرائی - میری عمر ۱۹ سال ہے - اس بدفعلی مین شاید خون نہین نکلا تہا - صرف آلایش لگی ہوئی تھی جسکے باعث مینے پائجامہ دہویا تہا اور میرے اندر سے کچھہ نہین نکلا - ہرسہ اشخاص نے میرے اندر نصف دخول کیا تہا - مجھے اسکا کیا علم ہے کہ تینون خلاص ہوئے تھے یا نہین - مجھے شاہجہانپور جانیکے تین چار روز تک خفیف درد رہا اسی وجہ سے مینے علاج نہین کرایا کہ درد خفیف تہا - مینے پائجامہ کو خالص پانی سے ہی دہویا تہا -

(پائجامہ عدالت مین بھی پیش ہوا اور اس پر نمبر P 4 دیا گیا) پائجامہ پر تین کا نشان بھی تہا ازان بعد پبلک پراسیکیوٹر کی طرف سے جرح ہوئی جسکا جواب مدعی نے یہہ دیا - ایک سال کا عرصہ ہوا کہ مرزائیون کے خلاف ایک نظم انجمن حمایت اسلام لاہور مین مینے پڑہی تھی جو پیسہ اخبار مین چہپی تھی وہ نظم خاص میری ہی تھی اور پیسہ اخبار مین یہ لکہا ہوا تہا کہ " مرزائیون کے خلاف ظہور احمدؐ نے یہ نظم پڑہی "

اس کے بعد رائے گنگا رام صاحب انسپکٹر پولیس انارکلی لاہور کے حلفیہ بیانات ہوئے جو حسب ذیل ہین : -

۱۷ - جون کا ذکر ہے کہ دو شخص سمی پال اور سیمن پال منٹیو کرسچن جو جنگڑ محلہ مین رہتے ہین معلوم نہین کہ بہائی ہین یا کیا ہین - پس وہ دونو شخص ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کی کوٹھی پر حاضر ہوئے اور انہون نے صاحب بہادر کے روبرو بیان کیا کہ جس بیان کو صاحب بہادر نے میرے پاس بہیجا مینے پڑہا کہ انہون نے یہ اظہار دیا ہے اور مجھے حکم ہوا کہ مین جاکر تحقیقات کرون کہ آیا یہ حالات درست ہین یا نہین - ۱۷ - جون کو جس وقت مجھے یاد نہین مجرمون کے ہمراہ سپاہی ہر ننگ میرے پاس آئے مخبرون سے دریافت کرنے پر بھی اون کے وہی بیانات معلوم ہوئے جو صاحب بہادر نے لکہکر بہیجے تھے - پہر انہین مخبرون کو ہمراہ لیکر مین جنگڑ محلہ گیا اور وہ مکان جاکر دیکہا جس مکان کا ذکر تہا - سمی کہیدو اور مخبرون نے دکہایا کہیدو نے کہا کہ مینے یہ بات سنی ہے مگر دیکہا نہین کہیدو اور پال دونون اس مکان پر گئے جو مہر سنگہ کے برادرزادہ کا ہے اوس مکان پر جاکر کل کوٹھڑیون کو ہم نے دیکہا دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ مکان پیسہ اخبار والون نے کرایہ پر لیا ہے اس سے پہلے یہان جرابون کا کارخانہ تہا اوسوقت عبد الرزاق اور میر محمد موجود تھے جو جراب والے تھے ایک کوٹہڑی مین پرالی پڑی ہوئی تھی مگر لاش وغیرہ کچھہ نہین تھی پہر معلوم ہوا کہ انہون نے اس کوٹہڑی مین خود پرالی ڈالی ہوئی تھی جو اس سے پہلے نہ تھی ایک جگہ زمین تھوڑی سی تھی جسکو مینے خود دیکہا جب اطمینان ہو گیا کہ کوئی لاش نہین ہے تو عبد الرزاق اور میر محمد سے دریافت کیا - عبد الکریم نے ۱۵ - جون کو ایک لڑکے کو شمالی دروازہ کی طرف آکر کہا کہ یار تم یہان سے چلے جاؤ - ہم بار چلے آئے عبد الرزاق اور میر محمد کے اظہارات لکہہ لئے تھے ان کے بیانات سے مجھے معلوم ہوا کہ عبد الکریم شمالی دروازہ کی طرف سے اندر لایا معہ ایک دوسرے شخص کے - غرضیکہ جو حالات پرچۂ علت مین موجود ہین وہ بالکل درست ہین - ۲۴ - مین سے ۵ چٹھیان مدعی کے بہائی نے مجھے دین ۲۰ - جون کو - جن مین دو لفافے بھی ہین - اور ۲ چٹھیان ۱۷ و ۱۸ جون کو دین - مدعی کے پاس جب سارجنٹ گیا تو وہ اپنے ہمراہ اسکو لایا جس نے مجھے وہ ۲۴ جون کو دین - سارجنٹ کا نام منظور داس تھا ۱۶ چٹھیان ۲۵ جون کو مدعی نے پیش کین ۲۴ - جون کو جب مدعی آگیا تو پیسہ اخبار والون کی تلاشی لی گئی تھی - مدعی کے اظہار سے معلوم ہوا کہ ایک انگلی پن میری ہے چنانچہ وہ قلم وہان سے برآمد ہوئی -

ان بیانات کے بعد رائے گنگا رام صاحب کو روکدیا گیا اور اب باقی بیانات آئندہ ہونگے

اسکے بعد حسب ذیل گواہون کی شہادتین گذرین :

گواہی عزیز ولد عبد اللہ سدوزئی پٹھان عمر ۵۴ سال کباب فروش جنگڑ محلہ انارکلی - مین ایمان سے سچ کہونگا - مین بیری کے درخت کے نیچے چارپائی پر لیٹا ہوا تہا رمضان میرے پاس آکر بیٹہ گیا - عبد الکریم اور ڈوبہ میرے سامنے سے گذر کر گئے

چلے گئے - پھر ظہور احمد آیا - ظہور احمد کا گھر میرے گھر سے ۳۰ یا ۴۰ قدم کے فاصلہ پر ہوگا میرا گھر ظہور احمد کے گھر سے ۳۰ یا ۴۰ قدم کے فاصلہ پر ہوگا میرا گھر ظہور احمد کے گھر سے جانب شمال ہے ظہور احمد آکر میرے سامنے سے آگے چلا گیا عبد الکریم اور ڈبہ - کریم بخش میرے سامنے ظہور احمد سے لڑنے لگے ان میں سے ایک آگے تھا ایک پیچھے ظہور احمد کو دھکے دیتے ہوئے میرے مکان سے آگے کی طرف لیگئے جو راستہ چجی کی طرف جاتا ہے - رمضان جو میرے پاس بیٹھا ہوا تھا - اوسوقت بے اختیار کیطرف چلا گیا میں اون کے ہمراہ نہیں گیا مراتب علی آٹھ گھنٹہ کے بعد آیا میں اپنی چارپائی سے اوٹھ کر اسکے پاس شربت لینے گیا تو میں نے سارا حال ظہور احمد اور ڈبہ و عبد الکریم کا اسکو بتایا وہ چجی کیطرف جاتا ہے نفے گواہی مراتب علی ولد محمد علی ذات سید عمر ۱۷ سال ساکن انارکلی جھنگڑ محلہ ... میں اوریئنٹل کالج میں پڑھتا ہوں میں ظہور احمد کو جانتا ہوں میری دوکان ظہور احمد کے چوبارہ کے نیچے ہے ظہور احمد بھی اوریئنٹل کالج میں پڑھتا ہے اوس روز کالج سے میں اوس کے ساتھ نہیں آیا میں گیارہ بجے واپس آکر دکان پر بیٹھا پھر عزیز میرے پاس آیا اوس نے کہا کہ وہ لڑکا جو تمہارے ساتھ کالج میں پڑھتا ہے جسکا نام ظہور احمد ہے اوسکی اور ڈبہ کی بڑی لڑائی ہوئی ہے اور ظہور احمد کو مارا ہے میں نے پوچھا وہ کسطرف گئے ہیں تو کہنے لگا مجھے نہیں معلوم - اسکے بعد میں سامنے والی مسجد میں نہانے کے لئے چلا گیا - اوسوقت ساڑھے گیارہ بجے ہونگے میں پھر گھر جاکر اور کھانا کھاکر آیا اوس وقت تقریباً ۱۲ بجے ہونگے میں نے اوسوقت ظہور احمد کو آتے ہوئے دیکھا کہ وہ قمیص کے بٹن لگاتا ہوا اپنے مکان پر جارہا تھا مجھ سے کوئی بات نہیں ہوئی زاں بعد ڈبہ میری دوکان پر آکر اسٹول پر بیٹھ گیا میں نے اوس سے کہا کہ تم یہاں کیوں بیٹھے ہو میں نے اسٹول اٹھاکر اندر رکھ دی پھر وہ چلا گیا میں نے پھر کبھی ظہور احمد کو نہیں دیکھا -

گواہی امیر شاہ ولد حسین شاہ ذات سید عمر ۲۰ یا ۲۲ سال حال ساکن جھنگڑ محلہ ... بازار ... میں پنجہ فولاد میں کاپی نویسی کرتا ہوں اور دن رات وہیں رہتا ہوں میں نے اوسروز کچھ نہیں دیکھا اور نہ اس مقدمہ کا حال مجھے معلوم ہے -

گواہی ابراہیم پسر احمد ذات زرگر کشمیری عمر ۴۰ سال ساکن جھنگڑ محلہ انارکلی لاہور - میں ظہور احمد کو جانتا ہوں اوس کی بیٹھک اون دنوں میری دوکان کے سامنے ہی تھی - یہ بات مہینے یا دو مہینے کی ہے میں کوٹھہ لیکر دکان کو آتا تھا وقت دن کا تھا ٹھیک وقت یاد نہیں - میں نے دیکھا کہ خدا بخش ڈبہ اور ظہور احمد میری دوکان کے سامنے بازار میں دو تین دوکانوں کے فاصلہ پر لڑ رہے تھے اور ایک دوسرے کو کھینچ رہے تھے اس کے علاوہ اور میں نے کچھ نہیں دیکھا اور نہ میں نے پھر ظہور احمد کو دیکھا جب وہ لڑ رہے تھے تب پانچ چار آدمی اور بھی کھڑے تھے میرا بیان پولیس میں بھی ہوا تھا وہاں بھی یہی لکھایا تھا -

زاں بعد عطا حسین گواہ کو آواز دی گئی مگر معلوم ہوا کہ وہ حاضر عدالت تھا لیکن بلا اجازت نہ معلوم کہاں چلا گیا اس لئے سنا کیا ہے کہ اون کی حاضری کے لئے وارنٹ بلا ضمانت جاری کیا جائے گا -

عدالت سے آئندہ پیشی کی تاریخ ۳۰ - اگست قرار پائی ہے -

(باقی آئندہ)

طبیب حاذق

لاتلقوا بایدیکم الی التھلکۃ قرآن کریم کا ایک سنہری اصول ہے جس میں حفظ صحت اور حفظ ما تقدم کے تمام اصولوں کو جمع کر دیا گیا ہے لیکن دنیا میں بہت سے لوگ ہیں جو حفظ صحت کے اصولوں کی ناواقفی کیوجہ سے مختلف امراض میں مبتلا ہوکر دکھ اٹھا رہے ہیں - اور اسی طرح اشتہاری ادویہ کی کثرت نے اور بھی لوگوں کی صحت پر برا اثر ڈالا ہے میں نے حضرت حکیم حاذق مولوی نور الدین صاحب شاہی طبیب کے مجربات کی بنا پر شفاخانہ فضل رحمانی کے ذریعہ حتی المقدور مخلوق کو فائدہ پہونچایا جاتا ہے شفاخانہ کے اغراض میں طبی کتابوں اور ماہواری طبی رسالوں کا شائع کرنا بھی ظاہر کیا گیا تھا - اسلئے اس اعلان کے ذریعہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ ستمبر ۱۹۰۵ء سے ایک ماہواری طبی رسالہ **طبیب حاذق** نام شفاخانہ فضل رحمانی سے شائع کیا جائیگا جسکا حجم فی الحال دو جزو ماہوار ہوگا - ۱۶ صفحوں میں مستقل طور

حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب کے بیش قیمت مجربات ہمیشہ شائع ہوتے رہیں گے - اور ۱۲ صفحوں میں متفرق طبی مضامین ہونگے جنکے متعلق اس اشتہار میں کچھ لکھنا بے سود ہے - خود رسالہ کے دیکھنے کر معلوم ہو جائیگا کہ وہ کس قدر مفید و سہل ہیں - **مولانا مولوی نور الدین صاحب کے مجربات** سلسلہ وار ہونگے اور اس طریق پر انہیں قلمبند کیا گیا ہے جس سے علم طب کے مشکل مسائل بھی نہایت صاف اور سہل ہوگئے ہیں - ہر ایک مرض کے اسباب اسکی علامات تشخیص اور علاج یونانی - ویدک اور بالآخر موجودہ تحقیقات ڈاکٹری کی رو سے بتایا گیا ہے - یہہ رسالہ اسعد خوان دنیا کے لئے ایک قابل قدر نعمت ہوگی - یہہ مستحکم اصول قرار دیا گیا ہے کہ بلا وصول قیمت پیشگی یا بہ اجازت وی پی ہرگز ہرگز کسی کے نام جاری نہ ہوگا - قیمت سالانہ عہ مع محصول ہوگی - **تمام درخواستیں** منیجر شفاخانہ فضل رحمانی و مہتمم رسالہ طبیب حاذق کے نام آنی چاہئیں ۵ ستمبر تک رسالہ شائع ہوجائیگا -

مسیح کی زندہ آسمانپر جانیکی قائل مسلمانوں سے سوال

علماء مخالف جو حضرت عیسے علیہ السلام کو معہ اس جسم خاکی کے آسمان پر زندہ مانتے ہیں وہ آیات قرآن مجید اپنے دعوی کی دلیل میں پیش کرتے ہیں کہ یہ آیات صاف بتلا رہی ہیں کہ حضرت عیسے علیہ السلام اسی جسم خاکی کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے بزعم اون کے وہ کسی وقت نہ معلوم اس جہان میں تشریف لاکر فوت ہوجاوینگے وہ بتلائیں کہ جب حضرت عیسے علیہ السلام اس جہان میں تشریف لاکر اپنی میعاد پوری کرکے فوت ہوجاوینگے تو یہی آیات قرآن مجید جنکے معنی یہ وہ حیات مسیح علیہ السلام بجسمہ العنصری علی السماء ثابت کرتے ہیں بدستور قرآن کریم میں موجود رہیں گی اور اون کے وہی معنی ہونگے جواب یہ لوگ کرتے - یا اب مسیح کی وفات کے برسوں بعد ایک شخص مسلمان یہی آیات قرآن مجید پڑھ رہا جنکے معنی یہ ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام اسی جسم کے ساتھ زندہ آسمانپر اوٹھائے گئے ہیں ایک مخالف عیسائی یا یہودی ان آیات کو سنکر کہتا ہے کہ یہ آیات جھوٹی ہیں کیونکہ یہ آیات بتلاتی ہیں کہ حضرت عیسے معہ اس جسم کے ساتھ آسمان پر زندہ ہیں مگر وہ درحقیقت دنیا میں آکر فوت ہوگئے اور ان آیات میں یہ نہیں لکھا کہ وہ پھر دنیا میں آکر فوت ہوجاوینگے - اس صورت میں وہ کیا جواب دینگے کیا تو قرآن شریف کو معاذ اللہ جھوٹی کتاب ماننا پڑیگا - یا سخت شرمندگی اٹھانی پڑیگی -

(راقم ایک)

مدینہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پہلا خطبہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کرکے مدینہ طیبہ تشریف لیگئے تو آپ نے اول مرتبہ اہل مدینہ کو مخاطب کرکے جو خطبہ پڑھا وہ اپنے مضامین کی علویت اور جامعیت کے لحاظ سے ایسا اعلے درجہ کا ہے کہ اسکی نظیر کوئی مذہبی کتاب پیش نہیں کرسکتی - ناظرین اسپر غور کریں لو ہیرے اور اپنے لئے دعا کریں اللہ تعالے ہمیں ان کلمات طیبات پر جو حقائق اور خیرات و برکات سے بھرے ہوئے ہیں عمل کرنے کی توفیق دے - (آمین) ان کلمات میں انسان کے انجام کار اور عمل کے نتائج قبیحہ اور ایثار و احسان کی خوبیوں کو خوب واضح کیا ہے - ایڈیٹر

اَیُّھَا النَّاسُ! فَقَدِّمُوا لِاَنْفُسِکُمْ تَعْلَمُنَّ وَاللّٰہِ لَیُصْعَقَنَّ اَحَدُکُمْ ثُمَّ لَیَدَعَنَّ غَنَمَہٗ لَیْسَ لَھَا رَاعٍ - ثُمَّ لَیَقُوْلَنَّ لَہٗ رَبُّہٗ لَیْسَ لَہٗ تَرْجُمَانٌ وَلَا حَاجِبٌ یَحْجُبُہٗ دُوْنَہٗ - اَلَمْ یَاْتِکَ رَسُوْلِیْ فَبَلَّغَکَ وَاٰتَیْتُکَ مَالًا وَاَفْضَلْتُ عَلَیْکَ فَمَا قَدَّمْتَ لِنَفْسِکَ؟ فَلَیَنْظُرَنَّ یَمِیْنًا وَشِمَالًا فَلَا یَرٰی شَیْئًا ثُمَّ لَیَنْظُرَنَّ قُدَّامَہٗ فَلَا یَرٰی غَیْرَ جَھَنَّمَ فَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَّقِیَ وَجْھَہٗ مِنَ النَّارِ وَلَوْ بِشِقَّۃٍ مِنْ تَمْرَۃٍ فَلْیَفْعَلْ وَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَبِکَلِمَۃٍ طَیِّبَۃٍ فَاِنَّ بِھَا تُجْزَی الْحَسَنَۃُ عَشْرَ اَمْثَالِھَا اِلٰی سَبْعِ مِائَۃِ ضِعْفٍ - وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

یعنی - اے لوگو - قبل اس کے کہ تم اس جہان کو چھوڑو اپنے لئے اعمال نیک کا ذخیرہ آگے بھیجو یقین جانو قسم ہے خدا کی کہ بالضرور تم میں سے ہر ایک شخص ہولناک بلا میں پڑنے والا اور بیشک دنیا کو اسطرح چھوڑنے والا ہے جیسے کوئی اپنی بکریوں کو محافظ کے بغیر چھوڑدے - اور بیشک خدا پھر ایک سے ایسے طور پر کہ نہ اوس کے لئے کوئی ترجمان ہوگا اور نہ روک ٹوک کرنیوالا دربان یعنی گویا منہ در منہ پوچھے گا کہ کیا ہمارا کوئی پیغمبر تیرے پاس نہیں آیا تھا؟ اور اوس نے ہمارے احکام تجھ کو نہیں پہونچائے تھے اور کیا تجھ کو ہم نے بہت سامال نہیں بخشا تھا؟ [تاکہ ہماری راہ میں دے] اور اپنا فضل و احسان تجھ پر نہیں کیا تھا؟ [تاکہ اپنی بنی نوع کے ساتھ مہربانی اور نکوئی سے پیش آئے] پس بتا کہ تونے کیا چیز اپنے لئے آگے بھیجی تھی - پس یقیناً [اوسوقت] انسان دائیں بائیں دیکھے گا اور کوئی چیز دکھائی نہ دے گی جسکو بتا سکے - پھر سامنے کی طرف نظر کرے گا اور ادھر بھی جہنم کے سوا کچھ نظر نہ آئیگا - پس جس سے ہو سکے اپنے تئیں اوس آگ سے بچالے - خواہ کھجور کے دانے کا ایک ٹکڑہ ہی خدا کی راہ میں دیکر کیوں نہ بچائے اور جس کو اتنا بھی مقدور نہ ہو تو کسی کے حق میں کوئی کلمہ خیر ہی کہے - کیونکہ بے شک آخرت میں ایک نیکی کا بدلہ دس گنا بلکہ سات سو گنے تک دیا جائیگا - خدا کی سلامتی اور رحمت اور برکت تم پر ہو -

www.aaiil.org

مراسلت

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب زاد عنایتکم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مینے ایک خط پہلے بخدمت جناب ارسال کیا ہے - اسکے جواب سے تاحال سرفرازی نہین بخشی - مین امید کرتا ہون کہ آپ خدا کے فضل سے بخیریت ہون گے - اور سلسلہ الٰہی کے پہیلانے مین سرگرم - مین انشاء اللہ شروع ستمبر مین حاضر ہوکر زبانی بہت کچھ حالات عرض کرونگا - اس وقت ایک خاص امر کے لئے عرض کرتا ہون - وکیل و دیگر اردو کی ایک دو اخبارون مین یہہ سلسلہ آجکل چہڑا ہوا ہے کہ جاپان مین اشاعت اسلام کس طرح کی جاوے - مین سخت حیران ہون کہ آپ کے اخبار مین ابہی تک ہماری جماعت کے کسی فرد نے اس مضمون کو دلچسپی سے نہین دیکھا - اور نہ آپ نے بجز ایک مضمون کے نقل کردینے کے کوئی خاص دلچسپی لی ہے - مین چاہتا ہون کہ آپ اس کے متعلق خاص طور پر دلچسپی لیوین - اور جماعت کے معززین کو اشاعت اسلام ملک جاپان کے لئے خاص توجہ دلاوین - تاکہ جو فرض ہمارے ذمہ ہے - وہ ادا ہو جاوے - جو کام کہ اس سلسلہ کی معرفت سے ہوسکتا ہے - وہ دوسرے مسلمان نہین کرسکتے - اور نہ دوسرے مسلمانون مین اشاعت اسلام کی ایسی جوش اور حمیت ہے جو خداوند کریم نے اپنے مسیح موعود کے انفاس مبارکہ کیوجہ سے اس قوم مین ڈالدیا ہے - بالفعل چونکہ اہل اسلام مین سے کوئی بہی جاپانی زبان کا واقف اور عالم نہین ہے - وہان جاکر تبلیغ کرنا ابتدائی شرط پر بہت مشکل ہے - اور اسکے لئے درکار ہے ایک سرمایہ کثیر - جو نہ مسلمانون مین طاقت ہے اور نہ حوصلہ - پس میرے خیال مین یہ تحریک آپکے اور بدر اخبار کے ذریعہ سے ہونی چاہئے کہ وہ کتابین جاپان مین کثرت سے شائع کی جاوین جو زبان انگریزی مین مذہب اسلام پر ہون - اور اگرچہ دیگر مسلمانون کی تصنیف شدہ کتابون مین جو بالفعل انگریزی زبان مین موجود ہین وہ حقائق اور معارف مین نہین پائی جاتی جو اشاعت اسلام کی غرض سے ہونی چاہئین - تاہم موجودہ حالات مین ایک ضرورت کو پورا کرنے مین کم و بیش ممد و معاون ہوسکتی ہین - یہ کام جملہ اہل اسلام کو کرنا فرض ہے - اسوقت خداوند تعالے نے اپنی مشیت خاص سے مسیح موعود کو ہم مردون کی روحانی زندگی کے لئے بہیجا ہے ہمکو یہہ وقت غنیمت جانکر اسکو کہونا نہین چاہئے - اور وہ حقائق و معارف جو خدا کے مرسل کی زبان پر جاری ہوئے ہین سزبان انگریزی مین ترجمہ کرکے بذریعہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز جاپان اور دیگر ممالک غیر مین کثرت سے شائع کرنی چاہئین - اگر اس کے متعلق آپ کثرت سے اپنی جماعت کو تبلیغ کرین تو کم از کم دو سو رسالہ جاپان مین ہی صرف ماہوری ریویو آف ریلیجنز کا جاسکتا ہے - جس کے ذریعہ سے اہل جاپان حقیقت اسلام سے آگاہ ہو سکتے ہین - مینے مولانا مکرمنا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی اڈیٹر رسالہ مذکورہ کو اطلاع دیدی ہے کہ میری طرف سے چار رسالہ انگریزی زبان کے ماہواری ملک جاپان کے لئے مذہبی سوسائٹی مین یا جس جگہ وہ مناسب خیال فرماوین ارسال کیا کرین اسکی قیمت مین ادا کرونگا - یہ علاوہ اس کے ہین جو میری طرف سے دیگر رسالہ جات خریدی جاتی ہین - اور اگر خدا کے فضل سے ساٹھہ ستر آدمی ایسے میسر آجاوین جو کم سے کم چار رسالہ ملک جاپان مین بہیجنے کی غرض سے خرید کرین تو ایک معقول تعداد صرف ریویو آف ریلیجنز کی جاسکتی ہے - یہہ آپکا فرض ہے کہ بڑے زور سے جماعت احمدیہ کی توجہ کو اس معاملہ کیطرف - جو بڑا اہم ہے اور ویسا ہی عظیم الشان ہے دلا دین - جہانتک مجہے علم ہے یورپ اور امریکہ مین بہی یہ رسالہ جارہا ہے اور اپنا اعجازی اثر کر رہا ہے - وہان کے مذہبی اخبارون مین کثرت سے اسلام کے متعلق نوٹ نکلے - اور چند معزز محققین نے اسلام کی صداقت کو تسلیم کرلیا - لیکن مین یہ کہے بغیر نہین رہ سکتا - کہ جسقدر اشاعت مطلوب تہی نہین ہوئی - یورپ اور امریکہ کی وسیع آبادی کو مدنظر رکہکر اگر دیکہا جاوے تو یہ اشاعت حد کے درجہ تک پہونچتی ہے -

مشنری لاکہون روپیہ اپنے جہوٹے اور پرانہ افسانہ مذہب کی اشاعت مین خرچ کرتے ہین - جبکا آخری نتیجہ بجز مایوسی کے انکو کچہہ نہین ملتا - لیکن تاہم ان کی ہمتین سست نہین ہوتین - مسلمان خود مفلس اور نہ کوئی باضابطہ اس قسم کی سوسائٹی جو لاکہون روپیہ جمع کرکے غیر ممالک مین اشاعت کا کام اپنے ذمہ لیوے - یہ سلطنت کا کام ہے غریب اہل اسلام کیا کرسکتے ہین - لیکن اس کا یہ مطلب نہین ہے کہ جتنا ہم کرسکین وہ بہی نہ کرین - ہمکو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جسقدر اہل اسلام کی دست قدرت مین تہا اتنا بہی اس نے نہین کیا - دیگر مسلمانون کا ہمارے ساتہہ اشاعت اسلام مین مشارکت کا خیال فضول ہے - کیونکہ وہ تو اس سلسلہ کی مفیدیات کو بہی بدظنی سے دیکہتے ہین - ورنہ کیا ممکن نہ تہا کہ اگر جملہ اہل اسلام اسکو مفید خیال کرتے ہنوز آج ہزارون تک تعداد ریویو آف ریلیجنز کی پہونچ جاتی جو دیگر ممالک کو ہم مفت دے سکتے - اور جب کثرت سے ایک بات کی اشاعت کی جاوے تو آخر خدا کے بندے نکل ہی آتے - جو سائل حق پڑہنے دل سے غور کرتے اور اسلام کے نورانی چہرہ کو دیکہکر کلمہ توحید پڑہتے - پس ہم کو دوسرے مسلمانون سے اس کام کی امداد سے مایوس ہونا چاہئے اور سوائے ان لوگون کے جو حضرت مرزا صاحب کی جماعت مین داخل ہین - یا ہوتے جاتے ہین - یا ہوجاوین گے - دست سوال پہیلانا چاہئے - اگرچہ مین جانتا ہون کہ پہلی ہی چندون کی بہرمار اس جماعت کی افراد پر ہے لیکن کیا اپنی خانگی ضروریات کے لئے خرچ نہین کیا جاتا - اگر اس جماعت کے معززین ہی اس کام کو نہین لیوین گے تو پہر وہ لوگ کہان سے پیدا ہون گے جو اشاعت اسلام کا کام کرینگے - مسلمانون کی بدبختی کے آثار ہین - کہ وہ حضرت مرزا صاحب ادام اللہ فیوضہم و برکاتہم - کے مشن کی غرض و غایت کیطرف توجہ نہین کرتے - اور چند فروعی اختلافات کیوجہ سے سب و شتم کرنے کو کہڑے ہوجاتی ہین - عوام کالانعام کا تو ذکر ہی کیا ہے - بڑی بڑی مجالس مثلاً حمایت اسلام - اعانت اسلام - اشاعت اسلام وغیرہ کے ممبران بہی جو بڑی بڑی فضیلتون کے دعویدار ہین اسلامی اصولون سے بہت دور جا پڑے ہین - خدایا تو ہی میری ابتر حالتون پر اب نظر ترحم فرما - آمین -

مسلمانون کے مقابلہ پر آریہ قوم کو لیجئے - کہ انکی درمیان قومیت کا کسقدر جوش ترقی کر گیا ہے انکے گریجوئیٹون نے اسی جوش کیوجہ سے جو نیشنلٹی کے خیال سے انکے درمیان ہے - اپنی زندگیان قوم کو دیدین - اور دیتے رہتے ہین - اب جاپان سے ایک گریجویٹ منگوا کر انہون نے کالج مین جاپانی زبان کی تعلیم شروع کرادی - جس سے نہ صرف زبان ہی سیکہنا مطلوب ہے بلکہ اہل جاپان کی ہمدردی کو اپنے ساتہہ کرنا - مگر ہمارے کالج ہین کہ آپس کے خانگی تنازعات سے ہی انکو فرصت نہین ہوتی - وہ قوم کی ترقی کا خیال کیا سوچینگے - ع

آن خویشتن گم است کرا رہبری کند -

اس وقت مسلمانون کو بڑی ضرورت اندرونی طور پر اصلاح کی ہے - اور پہر صنعتی تعلیم کی ہے - افسوس کہ ان دونون سے ابتک لاپرواہی ظاہر کی جاتی ہے - مسلمانون کی جو جماعت یا مجلس ہوتی ہے وہ بجائے اس کے کہ قوم مین اتفاق و ہمدردی کا بیج بوئے اور قوم کی بہتری کے سامان مہیا کرے - بدقسمتی سے قوم کے حق مین نقصان دہ ثابت ہوتی ہے - یہی حال مسلمانون کے اخبارون کا ہے -

مگر میرے خیال مین قوم کی موجودہ خرابیون کا وجہ کا زیادہ تر حصہ اخبارون کے سر پر ہے - جن کا فرض تہا کہ یگانگت کی روح قوم مین پہونکتے اور نیک تحریکات کے ذریعہ سے قوم کو اکساتے رہتے - اور معاملات مین نیک نیتی سے رائے زنی کرتے اور پبلک رائے کے قایم کرنے مین ایک زبردست ذریعہ ثابت ہوتے - لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ سب سے ردی حالت مسلمانون کے اخبارون کی ہے - باستثنائے ایک دو مثلاً کل اتفاق سے وکیل اخبار کا پرچہ میرے ہاتہہ آیا - مینے اس مین دیکہا کہ ایک بڑا لمبا مضمون غیب دانی پر لکہا ہوا ہے - جس سے راقم کا مقصد مرزا صاحب کے دعوے کی تکذیب ثابت کرنا ہے - مین تمام مضمون کو پڑہ گیا جو دو اخبارون مین نکل چکا ہے لیکن مجہے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ راقم نے پبلک کو غلط بیانی کی رو سے دہوکہ مین ڈالنے کی کوشش کی ہے - ایکوئی ایڈیٹر صاحب یا نامہ نگار سے دریافت کرے کہ کتب مرزا صاحب کا یہ دعوے ہے کہ مین ہر معاملہ مین بذریعہ غیب دانی بتلاسکتا ہون - غیب کا علم تو خدا کے پاس ہے - ان انبیاء اور مرسلان کو صرف اسی بات کا علم غیب دیا جاتا ہے جو خدا چاہتا ہے - اور اس کا اصلاح خلق مقصود ہوتی ہے - کہ لوگ اس نبی یا مرسل کی صداقت کا اندازہ کرسکین - اگر اعتراض ہے کہ کسی نبی یا مرسل کو پیشگوئی کے طور پر غیب کے کسی امر سے خداوند تعالے نے بذریعہ اپنے الہام کے اطلاع کبہی نہین دی - تو پہر اسلام کا سارا تانا بانا بگڑ جاویگا اور وہ اعتراضات نفس اسلام پر ...... اور دیگر الہامی مذاہب اور انبیاء کی صداقت پر وارد ہوتے ہین کہ بلکہ - راقم کو یا ایڈیٹر کو چاہئے تہا - کہ پہلے مرزا صاحب کا مذہب دربارہ غیب دانی بیان کرتا - پہر اسلام کا عقیدہ - پہر مرزا صاحب کے مذہب پر جائز اعتراض - اڈیٹر کا فرض تہا کہ وہ خود مرزا صاحب کی کتب دیکہہ کر یا اس امر کی تکلیف وہ گوارا نہین کرسکتا تہا تو امرتسر کے کسی احمدی سے مرزا صاحب کا دعوے دربارہ غیب دانی دریافت کرکے اولاً درج کرتا - جہانتک پبلک کو علم ہے مرزا صاحب خاص امور یا واقعات یا حادثات کے متعلق خدا سے خبر پاکر پیشگوئی

www.aaiil.org

کرتے ہیں - اسی طرح جسطرح کہ دیگر انبیا سابقین کرتے چلے آئے ہیں - خالص غیب کا علم کسی کو نہیں ہو سکتا - مگر ہان جتنا اور جسقدر خدا چاہے اپنے مرسلین کو پہلے اطلاع دیتا ہے - الحمد للہ کہ وہ باتیں جو قبل از وقت مرزا صاحب کیطرف سے بتلائی جاتی ہیں - اس طرح پوری ہو رہی ہیں جسطرح کہ دیگر انبیا کی - اگر دیگر انبیا کی پیشگوئیاں محض اماموں اور جوتشیوں کی پیشگوئیوں سے ممیز ہو سکتی ہیں - تو اڈیٹر صاحب کو چاہیئے کہ اس معیار پہ یہان بھی پرکھے - اور پھر اتفاقاً اخبار میں ای درج کرے -

یہہ تو ضمناً ذکر آگیا - اصل مطلب یہ ہے کہ تمام دیگر مسلمان اپنے فرائض ادا نہیں کرتے جیسا کہ ان کو ادا کرنا چاہیئے اب صرف مرزا صاحب کی جماعت ہے جسکو واجب ہے کہ مسیح موعود کی دعاؤں سے فائدہ اٹھا کر قومی کاموں میں دلچسپی لیوے -

اے خدا تو مجھے اپنے مسیح مرسل یزدانی کے قدموں پر چلنے کے لئے پوری طاقت بخش - آمین

والسلام
نور احمد وکیل ایبٹ آباد

ایک اور نشان ظاہر ہوا

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی بھی آخر کار اس جہان سے چلدئے چنانچہ ۱۱ اگست ۱۹۰۵ء کو انکا انتقال ہو گیا - مرنے سے ۱۴ روز پیشتر انکو سانپ سونگھہ گیا تھا - اسی زہر نے انکا کام تمام کیا - انا للہ وانا الیہ راجعون -

افسوس کی بات ہے کہ مولوی رشید احمد خدا تعالے کے موعود و مرسل کے زمانہ کو پاکر بھی اسکے فیض سے محروم گیا - اخبارات میں انکے متعلق بڑے بڑے تعریفی مضامین شایع کرائے جا رہے ہیں - جنکو پڑھکر مجھے اور بھی اللہ تعالے کی بے نیازی پر ایمان بڑھتا ہے - اور یقین ہو جاتا ہے کہ

اتّیان را مے دہی فہم و ذکا

بالکل صحیح ہے - ہدایت اور سعادت اسی کے فضل سے ملسکتی ہے - ورنہ ایسا آدمی جسے لوگ عالم قرار دیتے ہیں تو آمد کو کیون دیکھہ نسکا - پھر مولوی رشید احمد صاحب کی موت دوسروں کے لئے باعث عبرت ہے - یقیناً اب انپر اس مسئلہ کی حقیقت کھل گئی ہوگی اور انہیں معلوم ہوا ہوگا - کہ وہ شخص جسکو دنیا میں وہ کذاب اور مفتری سمجھتے اور قرار دیتے تھے فی الحقیقت حضرت احدیت میں وجیہ و عالی رتبہ ہے -

وہان کے حالات تو مرنے والوں پر ہی کھلینگے لیکن انکی موت تو اس دنیا میں بھی حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی سچائی پر مہر کرتی ہے - جسکی تفصیل یہ ہے کہ حضرت حجۃ اللہ کو عرصہ ہوا یہہ الہام ہوا تھا تخرج الصدور الی القبور یعنے جو لوگ بڑے بڑے مسند نشین اور اکابر قرار دئے گئے ہیں وہ قبروں کی طرف نکالے جاوینگے - کیا مطلب کہ یہہ بڑے بڑے بزرگ اور صاحب وجاہت جو بنے ہوئے ہیں وہ عنقریب مرنے والے ہیں - یہہ پیشگوئی ہمیشہ نئے رنگ میں پوری ہوتی رہتی ہے - جسطرح سید نذیر حسین اس پیشگوئی کا مصداق ہوا اسی طرح رشید احمد صاحب بھی اسکے مصداق ٹھیرے - اگر یہہ کہا جاوے کہ انکی عمر ۸۰ کے قریب ہو گئی تھی - تو ایسی بات بالکل بیہودہ قرار دی جائے گی کیونکہ حوادث زمانہ کے ماتحت حضرت مسیح موعود بھی ہیں وہ اس سے باہر تو نہیں - پھر ان کی زندگی میں ان لوگوں کا فوت ہو جانا قدرت خداوندی کا عجیب تماشا نہیں تو کیا ہے؟ یہہ محض اسکی صداقت کے اظہار کے لئے ہے -

علاوہ بریں مولوی رشید احمد صاحب کی موت ایک اور پہلو سے بھی نشان عظیم ہے اور وہ یہ ہے کہ انجام آتھم میں جن لوگوں کو مباہلہ کیواسطے بلایا گیا تھا انہیں سے مولوی رشید احمد صاحب بھی ایک تھے - اور اس مباہلہ کا نتیجہ مندرجہ ذیل عذاب آپ نے قرار دئے تھے -

کسیکو اندھا کر دے اور کسی کو مجذوم - اور کسیکو مفلوج اور کسی کو مجنون اور کسیکو مصروع اور کسی کو سانپ یا سگ دیوانہ کا شکار بنا دے الی آخرہ

مولوی رشید احمد صاحب نے اس اثر سے دو حصے لئے - آپ کی بینائی بھی جاتی رہی اور بالآخر سانپ نے بھی کاٹا کیا موت کی اور صورتیں نہ ہو سکتی تھیں ؟ پھر کیا وجہ ہوئی ہے جو مولوی رشید احمد صاحب کو سانپ ہی نے کاٹا - اگر حضرت مسیح موعود مفتری تھے تو مولوی رشید احمد صاحب کے لئے اگر سانپ کے ذریعہ موت مقدر تھی تب بھی اللہ تعالے کو دنیا کو فتنہ میں پڑنے سے بچانے کے لئے انہیں اس موت سے بچانا چاہئے تھا مگر یہ کیا ہوا - کہ آسمان سے ایسا امر صادر ہوا جو اسی مفتری (بخیال شان) کی تائید کا باعث ٹھیرا - اسکی وجہ یہی ہے - کہ در اصل وہ راستباز اور خدا کا مرسل ہے اور آسمان اسکی تائید پر جھکا ہوا ہے - پس یہ ایک عظیم الشان نشان ہے طالبان حق کے لئے -

بیہودہ طور پر مباحثہ کرنا اور پھر بات کے جواب کے لئے قلم اٹھانا سہل ہے لیکن عقلمند وہی ہیں جو سچائی کو ضائع نہیں کرتے بلکہ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں - مولوی رشید احمد صاحب کے شاگرد اور مرید انکی وفات سے سبق لیں اور خدا تعالے کے راستباز کی تکذیب سے باز آئیں -

بالآخر مجھے مولوی رشید احمد صاحب کی وفات سے محض اس لئے افسوس ہے کہ انہوں نے صادق کا زمانہ پایا اور اس سے فیض حاصل نہ کیا اور پھر یہ افسوس اور بھی بڑھ جاتا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ وہ نہ صرف خود محروم رہے بلکہ ان کی وجہ سے بہت سے لوگ حجاب میں پڑے رہے خدا کرے انکی موت ان لوگوں کے لئے چشم کشا ہو - آمین -

عبد القیوم کی وفات اور تعزیت

عبد القیوم کی وفات کی خبر الحکم کی گذشتہ اشاعت میں میں درج کر چکا ہوں - اسکے متعلق مجھے کچھہ اور اضافہ کرنے کی حاجت نہیں بجز اس کے کہ عبد القیوم کے ساتھہ حکیم الامۃ کو اپنے رنگ میں خاص الفت تھی وہ بات عبد القیوم میں کیا تھی جو حکیم الامۃ کی مزید توجہ اور التفات کا باعث ہو سکتی ہے - ناظرین اس راز سے محض ناواقف ہیں -

عبد القیوم ایک عرصہ سے بیمار چلا آتا تھا - بااین جبسے اسنے بولنا سیکھا تو پہلا لفظ جو اس نے خلاف عادت و معمول سیکھا وہ اللہ کا لفظ تھا جسنے حکیم الامۃ کو خاص طور پر متوجہ کیا - پھر دوسرا لفظ حی علی الفلاح تھا اس لفظ کو پورے طور پر ادا کرنے کی طاقت نہ تھی اسلئے وہ الفالح کے پکارا کرتا - اور پھر کچھہ عرصہ تک بیٹھہ کر کچھہ ایسے انداز سے ملتا اور سانس لیتا جس سے معلوم ہوتا کہ کسی ذکر میں مصروف ہے غرض یہہ ادائیں تھیں جو حکیم الامۃ ایسے باپ کے لئے دلفریب تھیں - عبد القیوم کے سوا حضرت حکیم الامۃ کی کئی اولادیں چھوٹی عمر کی اور بڑی عمر کی بھی فوت ہوئیں - انہیں سے بعض میری موجودگی میں ہی فوت ہوئیں - میں نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ حکیم الامۃ نے کبھی کسی قسم کا اضطراب یا بیقراری کا اظہار نہیں کی اولاد کی محبت ایک فطرتی محبت ہوتی ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ بڑاپے کی اولاد بہت ہی عزیز ہوتی ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ حکیم الامۃ نے اپنی ان اولادوں کی وفات پر بھی استقلال اور حوصلہ دکھایا ہے جو عام طور پر آپ میں پایا جاتا ہے - جس سے اس قلب کی کیفیت معلوم ہوتی ہے کہ اسکو اللہ تعالے کی مقادیر کے ساتھہ کیسی صلح اور مسالمت ہے -

ایسے موقع پر تعزیت کرنا مسنون امر ہے حضرت کریم الملۃ نے مخدومی خواجہ کمال الدین صاحب کے ایک بچہ نصیر احمد کے فوت ہو جانے پر تعزیت کا ایک خط لکھا تھا جو اپنے مضمون کے لحاظ سے اب بھی ویسا ہی قابل قدر ہے اسلئے میں اسے ذیل میں درج کرتا ہوں -

وَھُوَ ھٰذَا

ایک تعزیت کا خط

ذیل میں ہم ایک تعزیت نامہ درج کرتے ہیں جو ہمارے محسن و مخدوم مولانا حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے برادر معظم خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر پشاور کے عزیز شیر خوار بچہ نصیر احمد کی وفات پر ۵ - جون ۱۹۰۱ء کو بعد نماز ظہر لکھا ہے اس خط کے اندراج سے جہاں ایک طرف ہم اپنی قوم کو رضا بالقضا اور صلح بالقدر کی تعلیم دینا چاہتے ہیں دوسری طرف اپنے بد اندیش مخالفوں کو یہہ دکھانا چاہتے ہیں کہ وہ اس خط کو تعصب اور عناد سے خالی ہو کر پڑہیں اور سوچیں کہ جس قوم کے مدنظر ہر حال میں رضاء الہی ہو دنیا اور اسکی عارضی اور فانی تکلیفیں اسکے ارادوں اور حوصلوں کو کیونکر پست کر سکتی ہیں ؟ - وہ قوم جو مقادیر الہی پر یوں اظہار مسرت کرے اور ہر تکلیف اور مصیبت میں سے اپنے لئے شرح صدر کے ساتھہ ایک راحت اور مسرت پیدا کرے غدار دنیا داروں کے منصوبے اور اذیت رسانی کے بد ارادے اس پر کب فتح پا سکتے ہیں ؟ یقیناً یقیناً جنت کی کلید ہر حال میں ان ہی لوگوں کے ہاتھہ میں ہے جو قضاء الہی کے ساتھہ پوری مسالمت اور مصالحت کرتے ہیں پس کوتاہ اندیش مخالف کے لئے ہر آن ایک نیا جہنم اور نئی مصیبت ہے اور خوش قسمت مومن کیلئے ہر لحظہ ایک نئی زندگی اور نئی جنت ہے مبارک ہے وہ شخص اور وہ قوم جو رضاء الہی کے ساتھہ پوری صلح رکھے اور خدا تعالے کے ہر فعل کو اپنے لئے ایک نعمت کا موجب سمجھے - اللھم اجعلنا منہم آمین

اب ہم ذیل میں وہ تعزیت نامہ بلا کم و کاست درج کرتے ہیں ہم کو امید ہے کہ یہ جناب ہماری زندگی کی ان کٹھن منزلوں میں جو مشیت ایزدی سے

www.aaiil.org

سے پیش آجاتی ہیں ایک رہبر شفیق کا کام دیگا اور ہم میں سے بہتوں کے لئے مفید ثابت ہوگا مولی کریم ہمکو ایسی توفیق عطا فرماکہ زندگی اور موت رنج اور راحت میں تیرے سچے شکر گذار ہوں آمین۔ ایڈیٹر

برادرم ! اعمال کی صورتیں ہیں اگر اخلاص درمیان ہو۔ اگر احتساب ہو یعنی خدا کی رضا اور قدر سے پوری موافقت تو کسقدر غنیمت ہاتھ آئی ایک دنیا دار کو جسے اس کدر زندگی سے سکون اور طمانیت حاصل ہے اور آخرۃ پر جھٹ دیکر بیٹھ رہا ہے یہ باتیں تلخ معلوم ہوں گی مگر وہ فوت شدہ چیز کے واپس لانے کا کوئی چارہ تو بتائے۔ یا لاکر دکھائے۔ مومن کسقدر نفع میں ہے کہ ولادت و موت دونوں شکر و صبر کے وسیلہ سے اسکی ترقی درجات کا موجب ہیں۔

خود ہی دے اور خود ہی لے جاوے اور یہ لے جانا اس کا لا تبدیل قانون ہے جسے عقلاء کی عقلیں اور حکماء کی حکمتیں تحویل نہیں کرسکتیں پھر ہمارا شکر کرے اور اجر جزیل کا وعدہ دے یہ فضل عظیم نہیں تو کیا ہے ؟ قربان جائیے اس حامد محمد احمد صلے اللہ علیہ وسلم کے جسنے علم اور عمل دونوں سے دنیا کو رضا بقضا کا درس دیا۔ مکی زندگی میں بھی الحمد للہ آپ کی زبان پر جاری رہا جب مصائب کے پہاڑ آپ کے سر پر ٹوٹ رہے تھے اور چاروں طرف سے درندے آپ پر مسلط تھے اور پھر مدنی کامیاب زندگی میں بھی وہی تھا جس سے خدا تعالے کی مقادیر کے ساتھ ہمدردی صلح اور سلم کی عجیب خوشبو آتی ہے۔ گیارہ بچے بھی آپ کے فوت ہوئے تو کہ آپ ہر رنج میں صبر کا کامل نمونہ ٹھیریں بچوں کی وفات پر آپ کا یہ فرمانا للہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شیء عندہ باجل مسمی کسقدر صبر۔ مسالمت بالقدر کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے ہمارے ہمسایہ میں آج دو مہینے کے قریب ہوئے ایک ہندو مرگیا ہے۔ اُن کے ہاں ہر روز سیاپا ہوتا ہے چونکہ میرا مکان بسبب بلندی کے انکی ساری حرکات کو مجھ تک پہونچا دیتا ہے میں اون کے شیون اور نوحہ سے اپنے محبوب و مولی سرور عالم و عالمیان علیہ صلوات الرحمن پر درود ارسال کرنے کی عجیب لذت محسوس کرتا ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ موت اور زندگی کی مسٹری جس کی گرہ کھولنے میں عقلائے دہر کے ناخن بالکل گھس گئے ہیں اور ہنوز وہ گرہ ویسی ہی زندہ ہے کیسی صفائی سے اس مظہر اسرار غیب پر کھلی۔ اولاد کا مرنا نقد نقد خسارہ ہے عرف عام میں اور ظاہر بین نگاہ میں ہے بھی اسی طرح۔ کدورتوں اور مصیبتوں اور دکھوں کا آنا ابنائے دنیا کو کسقدر ناگوار ہے مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسقدر قوت خدا کی قدر سے موافقت کرنے کی کس راہ سے ملی ؟ اگر کوئی شخص آپ کی زندگی کے اوراق کے مطالعہ سے بے جز اور ہیں کی نظیر کے واقعات سے ناواقف ہے تو کافی ہے اسکے لئے کہ اسی سورہ فاتحہ کے آغاز میں غور کرے یعنی الحمد للہ رب العلمین میں اسپر پیچ اور پر انقلاب زندگی میں قدم قدم پر کیسے ناگفتنی واقعات پیش آئے اور اس اثنا میں نماز کا وقت بھی آگیا اگر آپ کی روح پر فتوح کو اللہ تعالے سے پوری صلح نہ تھی تو کیونکر آپ کے منہ سے یہ کلمہ نکلتا الحمد للہ رب العلمین رات دن میں حوادث بھی پڑتے ہی رہے اور ان سب وقفوں کی چھ نمازوں کے افتتاحی کلمات ہمیشہ گواہی دیتے رہے کہ خدا تعالے کی قاہر ارادوں اور حکیمانہ تقدیروں سے طوع دل سے صلح کرنے والا ایک ہی انسان دنیا میں پیدا ہوا ہے قرآن کریم میں خدا تعالے فرماتا ہے کہ جب بہشتی لوگ بہشت میں جائیں گے اور آسے پورا دار السرور پائیں گے تب جوش سے الحمد للہ رب العلمین کہیں گے اس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کمال معرفت اور پر سرور قلب کا اندازہ کیجئے جو شروع ہی میں الحمد للہ رب العلمین بولا۔ اور اس عالم کے گرم و سرد میں ہمیشہ یہی اوس کی زبان پر جاری رہا۔ غرض ان بدنصیب ہندوؤں کے سیاپے سے بڑی عبرت حاصل ہوتی ہے اور صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس شقی قوم پر خدا تعالے کی صفات کا راز نہیں کھلا اور بدبے ثمر نے تناسخ کے اصول کی تعلیم سے انہیں سخت گھاٹا دیا۔

جب صورت حال یہ ہو تو میں آپ کو مبارکباد دوں کہ آپکی طرف سے ان دشوار گذار گھاٹیوں کے صاف کرنے کو سپیر ہائینر ز پلٹن کا ایک قوی فرد آگے گیا اور وہ براہ راست خدا کے ہاں پہونچکر آپ کے لئے دست شفاعت اور زبان ضراعت دراز کریگا یا ابنائے جنس کی پیروی کرکے آپ کی تعزیت کروں یا ایک بدبخت منہ زور اور صلح بالقدر سے جاہل رافضی کی طرح آپ کو رونے او[illegible] کی ترغیب دوں خدا تعالے آپ کو [illegible] دے کہ اس انعام کو آپ ضایع نہ کریں جو اس [illegible] تقریب پر آپ کو ملنے والا ہے۔ والسلام۔

عاجز عبد الکریم

پروفیسر اموری کا لیکچر زلزلے پر

روانگی لاہور سے پہلے پروفیسر "اموری" مشہور جاپانی ماہر علم زلزلہ نے مقامی اینگلو انڈین معصر کے قایم مقام سے ملاقات کرکے زلزلے کے متعلق بعض مفید خیالات ظاہر کئے تھے۔ جنکا خلاصہ ذیل میں ہدیۂ ناظرین ہے۔

صاحب موصوف نے فرمایا کہ بڑے زلزلے شاذونادر ہوتے ہیں نامہ نگار نے پوچھا کہ آپ کی نسبت وثوق کے ساتھ یہ پیشینگوئی کرنے کی خبر مشہور ہے کہ کانگڑہ اور دہرم سالہ کے قرب وجوار میں عرصہ دراز تک بڑے زلزلے نہ آئینگے۔ اور غالباً ایک صدی تک امن رہے گا؟

(جواب) ہاں! بالکل اسی طرح ہے۔ لیکن ٹھیک مدت مقرر کرنا ناممکن ہے۔ کہ سو برس یا اکیس بیس برس تک کوئی زلزلہ نہ آئیگا لیکن برخلاف اس کے سائنس کا ایک اصول ہے کہ بڑے زلزلے شاذ و نادر آتے ہیں اور کسی مقام پر اُن کا تواتر نہیں ہوتا۔ آسام کے زلزلے میں بہت سی لہریں جو رکی ہوئی نہیں ٹوٹ گئیں اگر اوس قرب و جوار میں کوئی بڑا زلزلہ آتا تو یہ صورت پہلے سے واقع ہوگئی ہوتی۔ اسیطرح ضلع کانگڑہ کی نسبت میرا خیال ہے کہ وہاں بڑا زلزلہ سینکڑوں برس سے نہ آیا ہوگا۔ ورنہ پرانے مندروں کو ضرور نقصان پہنچتا۔ یہ بات کہ آسام میں بڑا زلزلہ ۱۸۹۷ء میں آیا تھا۔ ظاہر کرتی ہے کہ اس سال بڑے زلزلے کی کارروائی کا زمانہ کوہستان ہمالیہ کی بیرونی جانب شروع ہوا اور کانگڑہ کا زلزلہ ایک پہلو سے اُس زیر زمین شورش کا سلسلہ سمجھا جاسکتا ہے۔ یہ بتانا ممکن ہے کہ آیا زلزلہ کی کارروائی کا زمانہ کانگڑہ والی کی سوزش کے ساتھ ختم ہوگیا ہے یا باقی ہے ممکن ہے کہ ایسا ہو۔ لیکن اُسکے ثابت کرنے کیلئے میرے پاس شمار و اعداد نہیں ہیں۔ ایک بات یہ بھی ہے کہ سخت زلزلے سخت زمین کی کمزوری کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اور زلزلہ آنے سے وہ کمزوری بالکل رفع ہوجاتی ہے۔ اور اسوجہ سے بڑے زلزلہ کے بعد نہایت محفوظ وہ جگہہ ہوسکتی ہے جہاں بہت زیادہ لرزہ محسوس ہوا ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ تاریخ میں بھی یہ بات لکھی ہوئی نہیں ہے۔ کہ کسی ایک مقام پر بعد بڑے زلزلے بغیر طویل وقفہ کے آئے ہوں۔ مگر ہمالیہ کے علاقہ میں کوئی زلزلہ آنیوالا ہے تو وہ غالباً اُن دو بڑے زلزلوں کے مقامات پر نہیں ہوسکتا جہاں اوس کی دست برد زمانہ حال میں ہوچکی ہے اور اس سے زیادہ وثوق کے ساتھ اور کچھ نہیں کہا جاسکتا میرے یقین میں اس قرب و جوار میں بڑا زلزلہ نہیں آسکتا۔ تاوقتیکہ شورش دار مادہ پھر زمین کے نیچے جمع نہ ہوجاوے اور اسکے لئے ایک عرصہ دراز درکار ہے

مابعد کے جھٹکے

مابعد کے چھوٹے جھٹکے۔ جو بعد زلزے آتے رہتے ہیں اور جنکو بڑے زلزلے کا بقیہ سمجھا جاتا ہے نہایت ضروری بدرقہ ہیں کیونکہ اُن کے ذریعہ سے چھیڑا ہوا زمین کا پوست آہستہ آہستہ ایک خاص اعتدال پر آجاتا ہے۔ مابعد کے ہر ایک جھٹکے سے سمجھا جاتا ہے کہ زمین کے نیچے جو تھوڑی بہت کمزوری باقی رہ گئی ہے وہ بالکل جاتی رہیگی۔ لرزہ گو بظاہر قدرت کے پوشیدہ عجائبات میں سے ہے مگر اُن کا انتظام بالکل سادہ قوانین کے مطابق ہوتا ہے اور انسان کے کاموں کی طرح اُن میں پیچیدگی مطلق نہیں ہے بشرطیکہ کوئی شخص بالکل صحت کے ساتھ بعد کے جھٹکوں کی تعداد کا مشاہدہ کرے۔ جو بڑے لرزہ کے بعد ابتدائی چار یا پانچ روز میں آتے ہیں تو اُس مشاہدہ سے ہم ریاضی کا ایک معقول اصول نکال سکتے ہیں جسکے ذریعہ ہم آیندہ عجائبات قدرت کی بابت پیشگوئی کرسکتے ہیں۔

۱۸۰۵ء میں ایک بڑا زلزلہ جا[illegible] آیا تھا۔ اور جھٹکوں کی تعداد [illegible] جو اندازہ پہلے چند روزوں میں کیا گیا [illegible] اسپر اعتبار کرکے میں نے پیشینگوئی کردی تھی کہ پچھلے جھٹکے غالباً دس سال تک رہینگے اور اُن کی تعداد ۴ ہزار کے قریب ہوگی اور یہ اندازہ بالکل سچا ثابت ہوا۔ مابعد کے جھٹکے جو بالکل غیر مضر ہوتے ہیں ایک خاص وقفہ رکھتے ہیں اُن کی کیفیت بخار کے مریض سے مشابہ ہوتی ہے۔ جو اوس کے ٹمپریچر کے نقشہ میں ہر روز دو دفعہ یا تین دفعہ درج کی جاتی ہے جھٹکوں کی تواتر اور اُن کی شدت اور خفت سے ہم ایک لہردار خط تیار کرسکتے ہیں جس سے اُن کا تواتر قلیل یا کثیر عرصہ میں معلوم ہوجائیگا۔ اسمیں اندیشہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جس اثناء میں مابعد کے چند جھٹکے رجسٹر کئے جاتے ہیں تم بہت سے جھٹکوں کی تعداد دیکھا کر حاصل

اصلاح [illegible]

کرتے ہو۔ جنکا وقت بہت تھوڑا ہوتا ہے۔ اور یہ صرف اسواسطے ہے کہ تم جھٹکون کے نقشے مین یک دوسرے لہرا رہتا کے سرے پر پہونچ گئے ہو۔ مگر بدقسمتی یہ ہے کہ کانگڑہ کے زلزلہ کے بعد جو جھٹکے آئے تھے۔ اُن کا صحیح رجسٹر کسی شخص نے تیار نہین کیا ہے تاہم یہ پیشگوئی کرنا بالکل قرین قیاس ہے کہ ان جھٹکون کا تواتر کم از کم ایک سال تک رہے گا۔

مرکزی منطقہ

۴ اپریل کو جو زلزلہ آیا تھا اُسکے مرکز کے بارے مین مینے کوئی خاص اور اخیر رائے قائم نہین کی۔ لیکن جہان تک حالت پیش کردہ سے اندازہ کر سکتا ہون وہ ایک منطقہ تھا۔ اور اکیلا نقطہ نہین تھا۔ یہ منطقہ مغربی جانب سے کانگڑہ اور دہرم سالہ کے درمیان شروع ہوتا ہے اور غالباً جنوب و مشرقی سمت مین قریباً ۱۰۰ سو میل تک پہیلتا ہے۔ اور اس کی رفتار کوہ ہمالیہ کی سمت سے بالکل متوازی ہے۔

لاہور کے ٹاؤن ہال کی حالت

پروفیسر اموری نے کہا۔ مجھکو افسوس ہے کہ مین لاہور کو کچھ روز پہلے نہ دیکھ سکا۔ اسلئے کہ بہت سا نقصان جو زلزلہ سے ہوا تھا۔ اسکی مرمت ہو چکی ہے۔ مجھکو ٹاؤن ہال سے زیادہ دلچسپی ہے۔ کیونکہ اُس عمارت کا معمولی نقصان یہ ہے کہ محراب بہت گئین اور بالا منزل کو بہت نقصان پہنچا ہے لیکن یہ کیفیت ہمیشہ ایسی عمارت کی ہوتی ہے جسکی تعمیر خراب ہوتی ہے دہرم سالہ کے بعض آدمیون کو خیال ہوا تھا کہ محراب کے نیچے نہایت محفوظ جگہ ہوتی ہے لیکن محراب درحقیقت کمزور جگہ ہے اور یہ کہ محراب کھڑی رہ جاتی ہے درحالیکہ اور اس سے گر پڑتے ہین ایسا ثابت نہین کرتی کہ محراب بہت مستحکم ہے۔ بلکہ اُس سے باقی ماندہ حصون کی کمزوری اور خرابی ظاہر ہوتی ہے اب مینے لاہور کے ٹاؤن ہال مین دیکھا ہے کہ صرف ... صدمہ سے محفوظ رہ گئی ہین اور ان مین خفیف شکن آئی ہے لیکن پیش دروازہ کا بڑا حصہ گر گیا ہے اسکی وجہ یہ تھی کہ بالائی حصہ زیادہ وزنی تھا۔ اور سہارنے والی دیوارین برج اور لداؤ کی چھت کا وزن برداشت نہ کر سکین۔ اخیر مین پروفیسر اموری نے کہا کہ مینے خیال کر کے حکام لوگون کو ذہن نشین کر دیا ہے۔ کہ ہر ایک مکان اور سرکاری عمارتون کی تعمیر مین زلزلہ کے مقابلہ کا انتظام ضرور کرنا چاہئیے یہ بات لازمی ہے کہ ہندوستان مین وقتاً فوقتاً سخت زلزلے آوین لیکن اگر مناسب احتیاط کے ساتھ کام و ہدایات بالا پر عمل کیا جائیگا تو ممکن ہے کہ زلزلون کی آمد سے جان و مال کا زیادہ نقصان نہ ہو۔

ہمارے بریلی اور شاہجہانپور کے بھائی

... مین مخالفین ... احمدیہ مسلمانون کے سوا ... کیجاتی ہے ... احمدیون کی ... مسلمانون کی تو ... کیا ... کی ہی نہین کیجاتی۔ بریلی اور شاہجہانپور سے مجھے خبرین پہنچی ہین کہ وہان کے غریب احمدیون کو بے طرح دکھ دیا جاتا ہے یہان تک کہ بریلی کے غریب ... حسین صاحب کو تو باہر نکلنا بھی مشکل ہو گیا ہے۔ جو جو طریق ایذا دہی کا بریلی کے مسلمانون کی سمجھ مین آیا اس سے انہون نے فرق نہین کیا۔ کیون ہو اسلام کا مفہوم ان کے نزدیک یہی ہوگا!!!

اسی طرح اب شاہجہانپور کی غریب احمدی جماعت کو دکھ دینے کے منصوبے کئے جاتے ہین اور انکو اشتعال دلانے کے لئے گندے اشتہار جاری کئے جاتے ہین مگر وہ بیچارے صبر کرتے ہین اور اللہ کے حضور ہی اپنی اس تکلیف کو پیش کرتے ہین۔ اس موقع پر مین اپنے مخلص بھائی اکبر شاہ خان صاحب نجیب آبادی کا ذکر کرنے کے لئے اپنے دل مین جوش پاتا ہون۔ انہون نے جب سنا کہ بریلی کے مسلمانون نے بیکس احمدیون کے گھرون مین سقہ اور بھنگی تک کو روک دیا۔ تو انہون نے ان کی اس تکلیف سے متاثر ہو کر مجھے لکھا۔ کہ

مین بڑی خوشی کے ساتھ اپنے احمدی بھائیون کے ہان سقہ اور بھنگی کا کام کرنے کو طیار ہون

حقیقت مین جب تک ہم اس درجہ تک اپنے احباب اور بھائیون کی ضرورتون اور تکلیفون کو محسوس نہین کرتے **قومی روح** پیدا نہین ہو سکتی۔ اللہ تعالےٰ ایسے مخلص بھائی کو بے انتہا اجر دے۔

بہرحال بریلی اور شاہجہانپور مین خصوصیت کے ساتھ احمدیون کی تکالیف بڑھ رہی ہین لیکن احمدی اسپر بھی شکرگذار ہین وہ جانتے ہین کہ **برٹش گورنمنٹ** کا مبارک عہد ہے اسلئے وہ ان بے حیائی کی تکالیف سے تو بچے ہوئے ہین جو کفار مکہ ابتدائے اسلام مین صحابہ کو دیتے تھے۔ میری رائے مین بریلی اور شاہجہانپور کے احمدیون کو مناسب طریق پر مقامی حکام کو اپنی تکالیف سے مطلع کر دینا چاہئیے۔ اور صبر کے ساتھ وہ مخالفون کی زیادتیون کو برداشت کرین۔ اللہ تعالےٰ خود ہی کوئی راہ پیدا کر دیگا انکی اشتعال آمیز تحریرون پر کوئی نوٹس نہ لین۔ خدا جس جماعت کو بنانا چاہتا ہے اسکو کوئی روک نہین سکتا۔ مجھے یقین ہے کہ بریلی اور شاہجہانپور کے مقامی حکام اس غریب اور کمزور جماعت کی تکالیف پر لحاظ فرمائینگے +

عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

لارڈ کرزن صاحب بالقابہ کا عہد حکومت جن خوش آیند امیدون کے ساتھ شروع ہوا تھا۔ افسوس ہے اسکا انجام اچھا نہ ہوا۔ خود لارڈ کرزن کو بھی اپنی وایسریلٹی کا جو لطف آرہا تھا وہ کرکرا ہو گیا۔ پائونیر جیسے مقتدر اور نیم سرکاری اخبار کو لکھنا پڑا کہ اسبات کو ابھی پورا سال نہ گذرا ہوگا کہ موجودہ وایسرائے تمام برٹش پبلک اور وزرا کی نظر مین ہندوستان کے لئے بمنزلہ **قلب یا عضو رئیس** کے سمجھا جاتا تھا اور جس طرح کوئی بت ادہر ادہر پھیرا جاوے اور اس کی وہی خوبی قائم رہے بالکل یہی حیثیت رکھتا تھا اور یہان تک رسوخ بڑھ گیا تھا کہ اسکے واسطے نیا قاعدہ وضع کر کے اور عہدہ کی میعاد بڑھا کر اسے ہندوستان بھیجا گیا اب بڑا تعجب ہے کہ وہی وزیر اعظم اور انگلستان کے وزرا جو ہر ایک چھوٹی یا بڑی بات انکی رائے کے موافق کرتے تھے اب یہانتک متغیر ہو گئے ہین کہ انکی کارروائیون سے اگر وہ اپنے عہدہ سے علیحدہ ہو جاوے تو کچھ پروا نہین کرتے "

چنانچہ نتیجہ یہی ہوا۔ لارڈ کرزن کا استعفا منظور ہو گیا۔ نئے وایسرائے لارڈ منٹو صاحب آپ کی جگہ مقرر ہوئے ہین + لارڈ کرزن اور وزارت ہند کی کل خط و کتابت شائع ہو گئی ہے جو ہر طرح سے قابل دید ہے۔ افسوس لارڈ کرزن کا عہد حکومت بہت سی ایسی باتون کے لئے یادگار رہیگا جو کسی طرح سے بھی یاد رکھنے کے قابل نہین ہین۔

ضروری التماس چونکہ دلیش اونٹی سبھا دلہوزی نے اسبات کا بیڑا اٹھایا ہے کہ تمام ملک ہند مین چرچا کیا جاوے کہ تمام اہل ہند اپنے ہی ملک کی اشیاء استعمال کرین اور غیر ملک کی چھوڑ دین۔ لہذا جملہ کارخانہ دارانکی خدمت مین التماس ہے کہ مہربانی کر کے جو اشیاء اُن کے کارخانون مین روزانہ استعمال کی بنتی ہون انکی فہرست سردار میان سنگھ سکرٹری دلیش اونٹی سبھا دلہوزی کو ترسیل فرما کر اس سبھا کو مشکور فرماوین۔ جملہ صاحبان اڈیٹران اخبار کی خدمت مین گذارش ہے کہ اس عرض کو اپنے اپنے اخبار مین درج فرما کر سبھا ہذا کو ممنون و مشکور کرین۔

محمد خان پریذیڈنٹ دلیش اونٹی سبھا دلہوزی

کیا آپ چاہتے ہین کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے ؟

یقیناً کوئی شخص نہین ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہو کہ اسکا مال و اسباب محفوظ رہے ؟

حفاظت مال و اسباب کیلئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائین۔ جنکا ریویو ایڈیٹر **الحکم** نے بھی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی اور خوبصورتی کیوجہ سے سرحد پر بھی جاتے ہین لکڑی کے صندوقون کے مقابلہ مین یہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پہلکے اور بہر زیادہ مضبوط اور پائیدار۔ نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر مین ہر طرح سے آسانی کے ساتھ اسباب بند کر کے لیجا سکتے ہین۔ چونکہ یہ احمدی بھائی کا کارخانہ ہے اس لئے آپ اس مین کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ نہ پائین گے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجھ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکون کی تجارت کرتے ہین وہ اکٹھے منگوائینگے تو ان کے ساتھ خاص رعایت بھی کیجائے گی مفصل فہرست درخواست کر کے کارخانہ سے منگوالو درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکھو۔ بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجاوے گی۔ تمام درخواستین بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئیے :

آخیر ستمبر ۱۹۰۵ء تک نصف قیمت

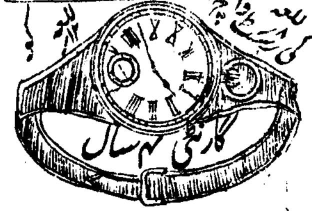

رسٹ واچ - یہ گھڑی کلائی پر باندی جاتی ہے۔ ہکا ڈائل خاص چینی کا ہے جیب مین بھی لگ سکتی ہے۔ دیکھنے مین عمدہ روپیہ کی معلوم ہوتی ہے ہزار ہا فروخت ہو چکی ہین قیمت مع تسمہ للعہ علاوہ محصول

بال اڑانیکا پوڈر - واقعی بے نظیر ہے اسکے استعمال سے بال اُڑ جاتے ہین اور کسی قسم کی تکلیف نہین ہوتی قیمت فی بکس ۸/ علاوہ محصول

ترکی ٹوپیان - عنابی سرخ سیاہی مائل ہر قسم کی موجود ہین۔ قیمت عہ علاوہ محصول۔ سر کا ناپ ضرور تحریر کرین۔

رجسٹرڈ ایل نمبر

إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

إنه أوى القرية

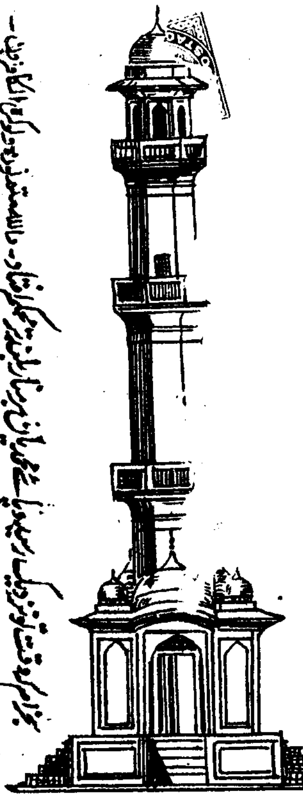

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی دوا بینی شفا بینی عرض دار الامان بینی۔

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ؎ (۲) خواص و معاونین سے عـ (۳) ہندوستان سے باہر ۶ (۴) غیر مذاہب والون سے ؎ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عـ

فہرست مضامین

(۱) کون ہے! جو میری آواز سنتا ہے۔ صـ اوّل
(۲) حجۃ اللہ صـ ۲ تا ۴
(۳) انگلستان [illegible] اخلاق اور مذہب کا زوال۔ صـ ۴ و ۵
(۴) [illegible] صـ ۵
(۵) [illegible] صـ ۶
[illegible] صـ ۷ و ۸
[illegible] ۹ و ۱۰
[illegible] نقارہ کے ثمرات۔ صـ ۱۱
مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان خواست نکاح۔ کالج فنڈ کی رسید زر صـ ۱۲
(۱۱) اشتہارات۔ صـ ۱۳ و ۱۴

نمبر ۳۱ | قادیان دار الامان مورخہ ۳۱۔ اگست ۱۹۰۵ء ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

کون ہے؟ جو میری آواز سنتا ہے

بعض اہل الرائے لوگون کے نزدیک ایک ہی بات کا بار بار دوہرانا اور تکرار کرنا پر لطف نہین رہتا اور اپنے اثر کو زایل کر دیتا ہے لیکن ایک اور فریق ہے جو یہ کہتا ہے کہ

حافظ وظیفہ تو دعا گفتن ہست وبس ✣ در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

اس دوسرے گروہ کا یہہ بہی خیال ہے کہ ایک ہی بات کا تکرار آخر اثر کئے بغیر نہین رہتا۔ یہانتک کہ ایک موّاج دریا جو ایک پہاڑ سے جا کر ٹکر کہاتا ہے اور پیچھے ہٹ آتا ہے وہ بہی جب بار بار ٹکرین کہاتا ہے تو اپنا راستہ اس سنگلاخ مین بنالیتا ہے۔ پہر انسانی قلوب مین ایک بات کا گہر کرنا کونسی بات ہے۔ اسی لئے انبیاء علیہم السلام کی یہی سنت چلی آتی ہے کہ وہ تہکتے نہین ہارتے نہین لوگ انکی باتون سے بے اعتنائی ظاہر کرتے انہین بطری اور مجنون کہتے بعض بیوقوف اور سفیہ خود غرض کہہ اُٹھتے لیکن وہ ایسے کوہ وقار ہوتے ہین کہ اپنی بات کہے جاتے ہین انکا یہ **استقلال** عزم الامور مین سے ہوتا ہے اور آخر ایک خارق عادت اثر پیدا کرتا ہے۔ پس مین بہی اس **اسوہ حسنہ** کو مد نظر رکہکر کہتا ہون۔

ہر چند اس سے پہلے بہی بار ہا عرض کیا گیا لیکن محض اس خیال پر کہ ان تحریرون پر کافی اور پورا نوٹس نہین لیا گیا آیندہ بہی خاموش رہنا بالکل نامناسب ہے۔ کیونکہ قلوب کی مختلف حالتین ہوتی ہین بعض اوقات وہ ایک تحریر پڑہتے یا سُنتے ہین اور اس کا کچھہ اثر نہین ہوتا لیکن دوسرے وقت وہ ایسی بیدار حالت مین ہوتے ہین کہ وہی تحریر یا تقریر ایک گہرا اثر کئے بغیر نہین رہتی۔ کیا عجب کہ یہہ مضمون میرے کرمفرما ناظرین بیداری کی حالت مین پڑہین ✣ **الحکم** کے چلانے مین جو مالی مشکلات میری راہ مین آ پڑتے ہین وہ بعض اوقات ایسے پشت شکن ہوتے ہین کہ کوئی دوسرا شخص انہین محسوس بہی نہین کر سکتا ✣ مینے ایک مرتبہ اپنی مشکلات کا ایک مرقع ہدیہ ناظرین کیا تہا اکثرون نے اس سے متاثر ہو کر میرے ساتہہ اظہار ہمدردی کیا۔ لیکن اکثر دلون نے اسے ایک معمولی طبع آزمائی کا نتیجہ سمجہا ✣

آپ بخوبی جانتے ہین کہ **الحکم** کے ذریعہ جن خدمت کا کرنا مقصود رکہا گیا ہے جسقدر فوائد الحکم سے قوم کو پہونچے ہین وہ قوم خود محسوس کر چکی ہے اور اقرار کر چکی ہے لیکن اس کے مقاصد کی اشاعت کا دائرہ اسقدر محدود ہے جو ایک **قومی** اور **مذہبی** اخبار کی حیثیت سے بہت ہی کم ہے۔ وہ قوم جو **اشاعت حق** کیلئے ایک خاص جوش اپنے اندر رکہتی ہے۔ جس جوش کی روح انکے اندر خدا تعالےٰ کے ایک **مامور و برگزیدہ** کے انفاس قدسیہ کے ذریعہ آتی ہے اسکے مسلّم قومی آرگن کی اشاعت کا ایک ہزار کے اندر محدود ہو جانا اور اس سے متجاوز نہونا نہایت ہی تعجب خیز امر ہے مین جانتا ہون کہ الٰہی سلسلون کی ترقی **تدریجی** ہوتی ہے اور انکے ماتحت نشو و نما پانے والے سلسلون کا بہی یہی حال ہوتا ہے۔ لیکن اسکے یہ معنے نہین ہین کہ ہم ہاتہہ پاؤن توڑ کر بیٹہہ رہین اور اسباب کے حصول کے لئے کچہہ بہی سعی نہ کرین۔ مین اس امر کا بہی اعتراف کرتا ہون کہ الحکم کی موجودہ اشاعت اسکے اخراجات کی کفیل ہے لیکن اس مین بہی کوئی کلام نہین کہ بعض احباب کا ادائے قیمت کی طرف سے بے پروا ہونا اور اجرا شدہ وی پی پیکٹون کا واپس کرنا اور اسی قسم کے مزید اخراجات پڑ جانا کافی ہو جاتی ہے اور مطبع کی بعض دوسری مدّات پر بہی ہاتہہ پہیر جاتی ہے۔

اور پہر بہی آئے دن کسی نہ کسی قسم کے مشکلات کا سامنا رہتا ہے ✣ ان باتون کے علاوہ ضروری امر ہے کہ اخبار کی **اشاعت** بڑہائی جاوے کیونکہ جسقدر اسکی مالی حالت مستحکم اور اچہی ہوگی اسیقدر وہ زیادہ مفید اور دلچسپ ہو سکے گا ✣ اس لحاظ سے مین سرپرستان الحکم کیخدمت مین التماس کرتا ہون کہ اس کی ترقی اشاعت کیلئے سعی کرین اگر ہر ایک ضلع کی جماعت الحکم کی ایک ایک سو کاپی اپنے ضلع کے لئے لے لیدم اسکی تعداد کئی ہزار ہو سکتی ہے۔ ہمت اور سعی کیجاوے تو یہ کوئی بڑی بات نہین۔

تاہم مین اسے کسی قدر ناقابل عمل سمجہہ کر ہر **خریدار** الحکم کو توجہ دلاتا ہون کہ وہ کم از کم مہینے مین ایک خریدار **جدید** تو الحکم کے لئے بہم پہونچائے ✣ جو لوگ الحکم کی **خدمات** اور اسکے **مفاد** کے دائرہ کو وسیع کرنے کے آرزومند ہین وہ میری اس تحریر پر توجہ کرین گے ✣ مین امید کرتا ہون کہ میری یہ تحریر اپنا اثر کئے بغیر نہ رہیگی۔

اور دراصل یہ سب کچہہ موقوف ہے اللہ تعالےٰ ہی کے فضل اور توفیق پر۔ اسلئے اس سے دعا ہے کہ وہی قلوب کو ادہر متوجہ کرے۔ مین الحکم کی اگلی اشاعت سے **توسیع اشاعت الحکم** کا کالم پہر لکہونگا انشاء اللہ۔ اور ناظم الحکم کو اس امر کیطرف متوجہ کرتا ہون کہ وہ اپنی متفقہ سعی سے اسی سال کے آخر تک اور کچہہ نہین تو دو ہزار تک ہی اسکی اشاعت کو بڑہا دین

www.aaiil.org

حجۃ اللہ

حیدرآباد دکن مین مخالفین سلسلہ احمدیہ کے درمیان خطرناک ہل چل مچی ہوئی ہے اسلئے کہ وہ معلوم کر چکے ہین کہ اس سلسلہ کی سچائی عام طور پر پہیل چکی ہے اور لوگون مین عام رجوع پایا جاتا ہے پس وہ اس قبولیت کے روکنے کے لئے ہر طرح ہاتھہ پاؤن مارتے ہین مگر وہان کی احمدی جماعت انہین ان کے منصوبون مین کامیاب ہونے نہین دیتی اور ہر قابل جواب تحریر کا جواب شائع کر دیتی ہے مندرجہ بالا مضمون سے ابہی ایک چٹھی شائع ہوئی ہے جسکی اشاعت کی بذریعہ الحکم خواہش کی گئی ہے جسکو مین بڑی خوشی سے چہاپ دیتا ہون ۔ ایڈیٹر۔

ایک سچے فیصلے کی تیسری بار درخواست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین

اذا تخش عاقبۃ اللیالی + ولم تستحی فاصنع ما تشاء

جب تو انجام کار سے نہ ڈرے اور نہ شرم کرے تو جو تیرا دل چاہے کر

فلا و اللہ ما فی العیش خیر + ولا الدنیا اذا ذہب الحیاء

خدا کی قسم جینے مین کچھہ مزا نہین جبکہ حیا نہ ہو

امابعد

آج ایک سال سے یہ حجۃ الجبار میری نظر سے گذرا جس مین مؤلف نے سراسر تحکم سے کام لیا ہے اور **انوار اللہ** کو اپنی ہرزہ درائگی سے ع

برعکس نہند نام زنگی کافور

کا مصداق ٹہرایا ہے اور اپنے موہنہ کی پہونک سے نور اللہ کو بجہانا چاہتا ہے ۔ انوار اللہ کے مقابل مولف صاحب کا یہ فقرہ انہی کے حسب حال خوب ہے (کہ آفتاب پر خاک اڑانا گویا خود ہی کو خاک مین ملانا ہے ہم حیران ہین کہ انوار اللہ جیسی کتاب جو ابتداء سے انتہا تک قرآنی دلائل سے مالا مال ہے اور جس کا حجم بیس[1] جزو کا ہے ۔ یہ چہہ ورقی رسالہ جس مین سوئے نقل ایک چٹھی[2] کے کوئی با دلیل بات

---

[1] ۱۷۔ ربیع الاول ۱۳۲۴ھ شب جمعہ حسب رؤیا صادق غلام رسول۔ [2] اسماء بینہ مندرجہ رسالہ حجۃ الجبار صفحہ ۲ الخ کے تحت بعضا ایسے ناواقف اطفال ہین جنہین ابہی تک فراز و نشیب میز نہین نہ وہ مباہلہ جانین اور نہ وجوہ مباحثہ ۔ اور بعض ایسے حضرات گرامی کا نام درج کیا گیا ہے جنکی دستی تحریر سے معلوم ہوا کہ وہ مشتہرہ چٹھی چہاپنے سے بالکل بیخبر ہین

ہے کیونکر غبار پریشانی ڈال سکتا ہے ۔ حالانکہ نقل چٹھی مذکورہ کی نوعیت اور مرسل کی چالاکی خود مولف رسالہ کی بینہ تاریخ رجسٹری ۱۳۔ اگست ۱۹۰۸ء عیسوی مطبوعہ صفحہ ۲ سطر ۱ حجۃ الجبار اور میعاد محررہ مولوی محمد علی صاحب من ابتداء ۲۷۔ جون ۱۹۰۸ء لغایت ۱۵۔ اگست ۱۹۰۸ء مطبوعہ حاشیہ صفحہ ۲ سطر ۱ رسالہ مذکور سے ظاہر ہے کہ ایک ماہ ۱۹ یوم کی میعاد دی گئی تہی ۔ اگر مولف رسالہ کو معلوم نہ ہو تو کسی سے دریافت کرے کہ ۱۳۔ اگست اور ۱۵۔ اگست مین کتنا فرق ہے اور حیدرآباد و قادیان مین کتنا فاصلہ ۔ کیا مولف رسالہ حجۃ الجبار نے انوار اللہ کے خلاف پر **حیات** مسیح کا ثبوت دیا ہے ۔۔ یا **معراج** جسمانی کو حسب زعم خود ثابت کیا ہے ۔ یا **شخصی** دجال کو منوایا ہے یا **مردہ** کے دوبارہ دنیا مین لوٹنے کو ثابت کیا ہے ۔ یا **جنت آدم** کا معقول جواب دیا ہے ۔ کچھہ بہی نہین پہر کس منہ سے اس بابرکت و مدلل کتاب کو " محض لغو و ناقابل التفات " کہتا ہے ۔ ناظرین خدا کے لئے انصاف فرماوین کہ مولف رسالہ جو اپنے کو اہل سنت اور فرقہ احمدیہ کو محدثہ قرار دیتا ہے تو ہم پوچھتے ہین کہ اس سے اس کی کیا مراد ہے اگر یہہ ہے کہ قرآن و حدیث و اسوۂ حسنہ صحابہ کرام کے **عاملین** کا نام اہل سنت ۔ ہے تو چشم ما روشن و دل ما شاد ۔ ہم دعوے سے کہتے ہین کہ اس فرقۂ **احمدیہ** کے مخلصین سے بڑہکر آج کوئی روئے زمین پر ان تینون کا عامل نہین ہے اور حق تو یہ ہے کہ آپ حضرات افتؤمنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض کے سچے مصداق بنے ہین کہ **تیس** سے بہی زیادہ آیات سے وفات مسیح ثابت مگر آپ اپنے احبار کی اتباع مین اس کا انکار کرتے ہین ۔ **موت** خضر و الیاس و ادریس پر قرآن ناطق ہے ۔ مگر آپ ان کے حیات کے مدعی ہین ۔ صحیح بخاری کی روایت موت مسیح بصراحت بتلاتی ہے ۔ مگر آپ اسکے انکاری ہین ۔ حیرت ہے کہ راگ و رنگ کے فدائی خلاف سنت نماز معکوس و نماز ہول وغیرہ کے پڑہنے والے ۔ قبرون کے پاس ڈہولک ستار کے ساتہہ قوالی سننے والے اور اسکو عبادت و ذریعہ نجات اعتقاد رکہنے والے ۔ حبس دم اجرائے قلب ۔ ذکر کی ضرب دل پر لگانیوالے ذکر ارہ کرنے والے ۔ صندل مالی ۔ گور پرستی کرنے والے اور بے سود لوبان و عود شوارع عام پر اپنے مرشد کے گرد جلانے اور جلوانے والے اور عبث پہول و بہنگڑی قبرون پر چڑہانیوالے تو اہل سنت کہلائین جو ۔ برعکس نہند نام زنگی کافور ۔ کے صحیح مصداق ہین ۔ اور قرآن و حدیث اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے والے مدعتی اور فرقہ محدثہ ۔ العجب ثم العجب مولف صاحب کا وہ مصرع ۔ برعکس نہند نام زنگی کافور ۔ یہان کیا خوب چسپان ہے ۔ آپکا ارشاد کہ عالیجناب مولانا مولوی الحاج الحافظ محمد انوار اللہ خان صاحب بہادر عم فیضہ کی نسبت بہت گستاخانہ کلمات لکہے ہین ۔ اہل انصاف انصاف کرین کہ انہون نے جیسا کہا ویسا سنا ۔ سچ ہے ؎ درہن خویش بد سنانم بالا صاب + کین زر قلب بہر کس کہ دہی باز دہد ۔ اور ؎

این جہان کوہست و فعل ماندا

سوے ما آید نداہا را صدا

انوار اللہ مین کئی مقام پر اس کا تذکرہ ہوا ہے آپ یا تو عمداً اوس سے اغماض کرتے ہین تا عوام کو اشتعال ہو ۔ جیسا کہ آپ حضرات کی عادت شریف ہے ۔ یا **انوار اللہ** کو سرے سے پڑہا ہی نہین ۔ صرف اس کے ضمیمہ پر اکتفا کیا ہے اور بہڑک اٹہے اور مرغ بسمل کی طرح پہڑکنے لگے **بندہ خدا** اگر مردی ہے تو فقط ضمیمہ ہی کا جواب دیجئے والی لکم ذالک الی یوم القیامہ ۔ ہم آپ کے چٹہی کے چہاپ دینے اور اوس کی اشاعت کا شکر یہ تہہ دل سے ادا کرتے ہین ۔ مگر افسوس جس ننگ کے مباہلہ کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اربعین مین آپ حضرات کو مدعو کیا ہے اس سے آپ نے گریز کر کے ایسے پہلو کو اختیار کیا ہے جس مین چند در چند قباحتین ہین ۔ منجملہ اس کے چٹہی مشتہرہ مشت بعد از جنگ کی صحیح مصداق ہے اور نیز سلالۂ بدعت ہونے کے باعث جو نصوص صریحہ کے بالمقابل مردود ہی قابل التفات نہ سمجہی گئی ۔ اگر فی الحقیقت درخواست چٹہی مذکور نفاق و دروغ بیانی و اطراء و تمسخر کی بنیاد پر نہین اور ؎

پارسایان روے در مخلوق

پشت بر قبلہ مے کنند نماز

کی غیر مصداق ہے ۔ تو بسم اللہ آئیے اور روبسوئے قبلہ حق ہو جائیے آپکو اور ہم کو حق جوئی منظور ہے ۔ اور خاص کر ہم کو دلایل قرآن و حدیث و ظہور کرامات و تائیدات سماوی بحق مدعی **مسیحیت و مہدویت** سے قطعاً قطعاً و یقیناً یقیناً ثابت ہو چکا ہے کہ **مدعی** اپنے دعوے مین راست باز اور سچا ہے اور ہمارے مقابل آپ کو زبردستی بلا تحقیق اس امر پر اصرار ہے کہ **مدعی** مذکور جہوٹا ہے لہذا اس حق و ناحق کے فیصلہ کے لئے اللہ رب العالمین مالک یوم الدین رب عرش عظیم و صاحب بطش شدید و قہار و قدیر و جبار و تکبیر کے حضور ۔ وجہ البصیر ہم خود حاضر ہین ۔ اور بمقابل آپکے مدعیانہ رنگ مین ہم یہ دعا کرنا چاہتے ہین کہ اے پروردگار اگر مدعی مسیحیت و مہدویت درحقیقت تیری طرف سے مامور ہوکر بہیجا گیا اور راستباز ہے تو فریق مخالف کے سرگروہ پر ذلت کی مار نازل فرما یا اور اگر وہ درحقیقت کاذب و مفتری ہے جیسا کہ مخالفین یقین رکہتے ہین تو اوسے فریق مخالف کے سرگروہ کے روبرو وفات دیکر حق اور ناحق کا فیصلہ فرما دے ۔ اس پر فریقین آمین کہین ۔ پہر اسی طرح فریق مخالف کی طرف سے ایک یا جسقدر مجمع ہو دعا کرے ۔ کہ اے پروردگار **میرزا غلام احمد** قادیانی جو مدعی مسیحیت و مہدویت ہے درحقیقت سچا ہے اور ہم ناحق اوس سے دشمنی رکہتے ہین ۔ تو ہمارے سرگروہ کو مدعی مذکور کے روبرو وفات دے ۔ اگر وہ درحقیقت کاذب و مفتری ہے جیسا کہ ہم یقین رکہتے ہین تو اوسے ہمارے سرگروہ کے روبرو وفات دے کہ حق و ناحق کا فیصلہ ظاہر فرما دے ۔ اسپر فریقین آمین کہین ۔ **اس فیصلہ کا انتظار** شعبان ۱۳۲۶ھ کی اوس رات کی صبح تک کیا جائیگا جس کی نسبت مشہور ہے کہ ارزاق و اموات و حیات کی چٹہیان ملکوت سے تقسیم ہوتی ہین ۔ مباہلہ سے پیشتر مناسب ہوگا کہ فریق مخالف مدعی مذکور کے دلایل کو اوس کی کتابون سے بخوبی دیکہہ لے تا کہ عند اللہ اتمام حجت ہو اور بعد مطالعہ دلائل عام طور پر اشتہار دیدے جیسا کہ کتاب انوار اللہ کے ضمیمہ مین از سطر ۱۵ صفحہ ۳۴ تا سطر ۸ صفحہ ۳۵ لکہا گیا ہے اور سرگروہ کا نام بہی خواہ وہ ایک ہو یا کئی بقلم جلی چہاپ دے معتمد صاحب اس سے آپ اور آپ کے مرشد کیون گہبراتے ہین کہ یہین بیٹہے بیٹہے بموجب تحریر بالا آپ اور ہم ملکر حق و باطل کا فیصلہ کر لین اور دشمن دین و اسلام اور حق پوش باطل کوش کا موہنہ کالا کر دین ۔ جس طرح ہماری درخواست پر آپ نے یہہ چٹہی چہاپ دی ہے اسی طرح ہم بڑی امید کے ساتہہ منتظر ہین کہ ہماری اس دوسری **درخواست** پر ایک عظیم الشان جلسہ فرما کر سب مسلمانون کی خفی بحق آرزو پوری کرین گے اور اپنے برسرحق اور خالص اہل سنت و جماعت ہونے کا اور فریق مخالف کے ضال و گمراہ ہونیکا ثبوت دینگے جس سے **حضرت میرزا غلام احمد قادیانی** کا فتنہ جہان سے اٹہہ جائے اور

ایک جہان آن موید من اللہ کا گرویدہ ہو اور وہ صاحب العلم کہلائے اور ہم بھی اس کے مخلص خادمون مین شریک ہوجائین - تمام قوم گواہ رہے کہ اس طریق فیصلہ کو جو بہت ہی آسان ہے - غالباً شاہ صاحب اور اون کی ذریات ہرگز پسند نہ کرین گی - مگر افسوس و حیرت ہے کہ جب آپ لوگ برسرحق ہین اور خدا آپ کے ساتھ ہے پھر اس قسم کی دعا سے کیون ڈرتے ہین - کیا ممکن ہے کہ خدا تعالے

آپ جیسے راست باز اور اسلام کے غمخوارون کو چھوڑ کر **میرزا غلام احمد قادیانی** کا ساتھ دے گا جو بزعم شما دجال کا فر مفتری علی اللہ ہے - ہرگز نہین ہرگز نہین - کیا ایک کاذب - صادق کے روبرو ایسی عزت پاسکتا ہے - کیا کبھی ایسا ہوا بھی ہے کہ حق اور باطل کے مقابلہ کے وقت ایک مفتری دجال کامیاب ہوجائے اور میدان اس کے ہاتھ آئے - اور راست بازون کی عظیم الشان جماعت خائب اور خاسر ہو - پھر ہم کہتے ہین کہ خدا کے لئے بہت ہی جلد اس درخواست کو منظور فرماکر فتنہ و رحمت مین امتیاز کردیجئے اور خاص و عام کو رات دن کے انتظار مین نہ رکھئے - اور یہ جو فرمایا کہ قیامت کے پہلے ایسے اشخاص کا ظہور جو دین اسلام مین فساد برپا کرنیوالے اور نئی نئی باتین کرنیوالے ہون گے احادیث نبویہ سے بخوبی ثابت ہے - تو یہہ ساری باتین آپ حضرات مین بخوبی پائی جاتی ہین - اس لئے کہ اسلام کے خلاف دنیا بھر کے بدعت کا دروازہ آپ لوگون نے عوام پر کھول رکھا ہے اور نئی نئی باتین بول رہے ہین جن کا نام ونشان اسلام مین نہین او جن کی تشریح کی چندان ضرورت نہین سب پر عیان ہے (عیان راچہ بیان) پیر و مرشد آئے دن جو دین اسلام مین فساد برپا ہو رہا ہے اور نفس اسلام او رقرآن اور مہبط قرآن پر جو جو حملے ہو رہے ہین کیا کبھی آپ نے یا آپ کے کسی ملّا شائخ نے معقول جواب و دندان شکن جواب دینے کی طرف توجہ کی ہے - دیکھئے ترک اسلام[1] اور تہذیب اسلام اور ستیارتھ پرکاش وغیرہ کتابین جو مرتدین و مشرکین کے قلم سے نکلی ہین جو آپ ہی کی تعبیرون سے لیکر اعتراض کیئے گئے ہین ان کا یہ جواب تو کچھ نہین کہ یہہ فضول و لغو ہین ان کا کیا جواب دیا جائے - جائے انصاف ہے کہ ایک شخص قرآن مجید و نبوت محمدی کا بالکل منکر ہے اور قرآن مجید کو خلاف عقل اور خلاف فطرت کہتا - اور اس کو مجموعۂ افترا اور افترا اقرار دیتا ہے - اور مہبط وحی خدا اہالی جو آمی کو نعوذ باللہ کاذب و مفتری علی اللہ کہتا ہے تو کیا اسلامی ہمدردی کا یہی تقاضا ہونا چاہئے - کہ اس کے جواب سے سکوت کرکے اک طرفہ ڈگری کا موقع دیا جائے - سکوت کی وجہ یہی ہے کہ خصم آپ کے مسلمات پیش کرتا ہے - اور آپ اپنے مسلمات کا جواب بھلا کیا دے سکتے ہین - ہان اگر سماع موتیٰ - اور آمین بالجہر و رفع یدین - یا عرس اور صندل مالی وغیرہا فروعی مسائل ہوتے تو البتہ آپ دیکھتے کہ شاہ صاحب اور مولوی صاحب - اور مشائخ صاحب وغیرہ وغیرہ القاب والے کیسے اچھلتے اور کودتے اور کئی صفحہ کی کتاب لکھ ڈالتے اور عوام مین پکارتے پھرتے وہ وہابی ہوگیا وہ وہابی ہوگیا سچ اور بالکل سچ ہے کہ یہہ کام **سلطان القلم** اسد اللہ ماموری من اللہ ہی کا ہے جو ایسے حملون کو بے حقیقت کرکے مخالفین اسلام کا منہ کالا اور نیلا کرتا ہے اور اپنے آقا کی طرح رات دن حمایت اسلام ہی مین لگا ہوا ہے - براہین احمدیہ وغیرہ کتابون کا مطالعہ کرنیوالا انسان ہمارے اس سچے بیان پر حلفیہ شہادت دے سکتا ہے اور اگر نئی نئی باتون سے آپ کی مراد وفات مسیح اور الہام و وحی ہے - تو براہ کرم ان کا رد قرآن اور حدیث سے کیجئے اور اپنی پرانی باتون کا ثبوت دیجئے - انی لکم ذالک الی یوم القیامۃ نصوص قرآنیہ وحدیثیہ کی تاویل کے متعلق یہہ گذارش ہے کہ مہربانی فرماکر پھر دوبارہ اس بحث کو انوار اللہ مین ملاحظہ فرمائیے کہ جواب باصواب وہان ملے گا آپ صفحہ چار مین خداداد عقل کی توہین کرتے ہین - حالانکہ دین و دنیا کا دار و مدار اسی پر ہے اور قرآن پاک نے اس نعمت عظمیٰ سے فائدہ لینے کیطرف توجہ دلائی ہے اور اس باب مین حضرت اقدس میرزا صاحب کے کلام مین تناقض سمجھنا - آپ کی منطق اور ہمہ دانی بلکہ اردو فہمی کی قلعی کھلنے کی بڑی بھاری دلیل ہے جو شخص یہ کہے کہ حق جوئی کے تین ذریعہ ہین - خدا کی کتابین - خداداد عقل - تائید آسمانی - اور یہان ہمارا مقصود تائید آسمانی سے ہے خداداد عقل سے نہین - اس سے اسکی غیر ضرورت عند الضرورت سمجھنا آپ ہی کا حصہ ہے -

[1] آپکے مرشد کے پاس رسالہ ترک اسلام جس مین (۱۱۷) اعتراض قرآن مجید پر کئے ہین اس غرض سے بھیجا گیا کہ اسکا جواب شائع کرکے قرآن و اسلام کی حمایت فرماوین - کیا آپ نے بھی سنا ہے کہ پیر و مرشد نے کیا جواب دیا - یہی کہ ”یہہ فضول و لغو ہے“

نہ غیر جو آپ نے صفحہ ۵ مین دہوکا کہایا ہے - یا عموم کو دہوکہ دہی کی کوشش کی ہے جو علما کی شان کے خلاف ہے **بھائی صاحب** - تائید آسمانی اور چیز ہے اور عمل الترب اور - یہان دعا کے ذریعہ آسمانی تائید کو اپنی طرف جذب کرنا ہے اور وہان ایک عامل معمول پر اثر اپنی نظر کا ڈالتا ہے - یہہ سچ ہے کہ مرض کا ازالہ جس طرح ایک طبیب و ڈاکٹر کے علاج اور مسمریزمی طریق سے ہوسکتا ہے اسی طرح ایک مقبول مولیٰ کی دعا سے ممکن الوقوع ہے - تو کیا آپ کے نزدیک یہ تینون کام عند اللہ مساوی الرتبہ ہین اور یہ تینون صادق و راستباز کہلا سکتے ہین - کیا کوئی معالج و مسمریزمی - کافر و کاذب دنیا مین ہے یا نہین - کیا آپ نے کہین مستجاب الدعوات کافر کو دیکھا ہے خاصکر حق و باطل کے امتحان کے وقت - حق تو یہ ہے کہ آپ کی بے سروپا تقریرین صرف اس غرض کیلئے ہین کہ کسی طرح صدق و کذب کا امتحان سر سے ٹل جائے اور یہ ذلت کا پیالہ کسی نوع پینا نہ پڑے ورنہ ہماری درخواست منظور فرماکر ایک جلسہ دعائی منعقد فرمائیے اور خدا سے سچا فیصلہ طلب کیجئے - تاکہ طالب حق اور جویائے راستی کامیاب ہو - ہمین تو یقین ہے کہ امام وقت مجدد زمان کے بالمقابل آپ کی ساری کوششین بیکار ہین - دعا کرتے کرتے آپ کے ہاتھ شل ہوجائین اور سجدہ کرتے کرتے آپ کی ناک گھس جائے مگر ہرگز سنی نہ جائے گی - اس **کلیم اللہ** کے مقابلہ مین آپ کا وہی حال ہوگا جیسا کہ **بلعم** کا موسیٰ علیہ السلام کے ہوا - اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ جب تک کسی فریق کو غلبہ نہ ہو - اور دوسرا ہلاک نہ ہو تب تک دونون فریق کے سرگروہ ملکہ[2] اسی ایک جائے پر رہین - اور اپنی اپنی دعاؤن اور روحی اثرون سے ایک دوسری پر اثر ڈالین تو عرض ہے کہ یہہ شرط کہان سے مستنبط ہوتی ہے - کیا احادیث مین اس کا ذکر ہے نہیں ہے تو فضول محض ہے - اور **ترک غذا** کی شرط بالکل نرالی ہے - کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مباہلہ کے وقت نصارٰے نجران کو اس کی ہدایت فرمائی تھی - یہ تو ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ سے ممنوع ہے پس یہ من گھڑت شرط بھی التفات کے قابل نہین - بلکہ محدثات و بدعت تازہ ہے - اس بدعت پر پھر اہل سنت وجماعت ہونے کا دعوے جائے شرم ہے **وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ - وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ -** وغیرہما نصوص قطعیہ آپ کی ان شرطون کو بالکل مردود و باطل ٹھیراتی ہین - اور افسوس کہ حدیث مذکورہ رسالہ کے محل و موقع کو آپ نے سمجھا ہی نہین ؎

سخن شناس نۂ دلبرا خطا این جاست

اور یہان آپ اپنی لکھی ہوئی اس عبارت کو کہ (آنکھین نیچی کرین اور اپنا گریبان جھانکین) اپنے حال سے ملائین - مماثلت کے لئے مغائرت شرط ہے ورنہ عینیت لازم آئے گی پس خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی مماثلت کے نسبت یہہ گذارش ہے کہ سوائے خداوند عالم کے جس کی شان لیس کمثلہ شئی ہے تمام مخلوقات مین مماثلت ممکن ہے - اور اصل کے تمام حسن و کمالات مثیل مین پائے جانا ضرور نہین جس کو آپ بھی جانتے ہین اور کتب بلاغت و معانی و بیان اس بیان سے مملو ہین - پس شریعت حقہ اور احکام قرآنیہ کے سوائے دوسرے کمالات مین مثلاً معجزہ نمائی و مکالمۂ الٰہی و پیش گوئی وغیرہ کمالات مین جو مذاہب حقہ کی روح و روان و بمنزلہ جان کے ہین اور اسلام کے زندہ مذہب ہونے کی بڑی بھاری علامت ہین اور جس مین حضرت اقدس میرزا صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بلاشک ولاریب **مثیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم** مین و با این ہمہ **غلام احمد** اگر کبھی آپ نے **اهدنا الصراط المستقیم** کی دعا کی تعلیم اور سورۂ نور کی آیت استخلاف وغیرہ پر غور کیا ہوتا تو اس مماثلت کے دعوے پر بجائے معاذ اللہ سبحان کہنے کے سبحان اللہ وبحمدہ کہتے - کیسی الٹی سمجھ ہے کہ وعدہ الٰہی کے رو سے ایک شخص جانشین مصطفےٰ ہو اور خلیفۃ اللہ کہلائے اور ہدایت خلق کے لئے اللہ تعالےٰ اوسے مبعوث کرے اور اس مین **کمال محمدی** نہ افسوس آپ لوگون مین نہ تدبر قرآن کا مادہ رہا اور نہ

[2] معلوم نہین ہوا کہ آپکا سرگروہ کون ہے اون کا نام لیجئے ہمارا خیال ہے کہ آپکے مرشد واعظ شہر مکہ مسجد اسکے لئے منتخب ہونگے ہم انکو دوستانہ نصیحت کرتے ہین کہ ہرگز ہرگز ان کو اس اہم کام کیلئے منتخب نہ فرمائیں - اس لئے کہ انہون نے اور اون کے ہم خیال علماء نے توحید الٰہی کی سخت توہین کی ہے - دجال جیسے ملعون کافر کو خدا کی صفات مین شریک مانا ہے - اور مارنے جلانے پانی برسانے وغیرہ امور مختصۂ الٰہیہ مین ذات واجب الوجود کا ہمسر قرار دیا ہے - بلکہ آسمان و زمین وما فیہا کو اسکا تابع فرمان بدل وجان تصور کیا ہے پس ایسی صورت مین بجائے اسکے کہ نصرت خدائی و رحمت الٰہی انکی شامل حال ہو غضب الٰہی کی آگ بھڑک اٹھیگی اور اسوقت دنیا کی بھی ہرگز پروا نہ کیجائیگی - کیونکہ قرآن مجید مین ولا یخاف عقبٰہا ہے۔

www.aaiil.org

امام زمان عارف قرآن مسیح دوران کی علاوہ اور اس کے پرمعارف کتابوں کے مطالعہ کی توفیق ملی جس سے کورے کے کورے کٹ ملّا و زاہد خشک حقایق و معارف قرآنیہ سے بے نصیب رہے۔ خدا کی ذات ایسے فعل عبث سے بالکلیہ مبرّا ہے کہ کسی کو مامور کرے اور پھر اس مین انوار احمدیہ کا کچھ حصہ نہ ہو۔ خلیفہ رسول اللہ تو ایک عظیم انشان انسان ہوتا ہے مولانا رومی تو مرشد کامل کو بھی نبی وقت قرار دیتے ہین۔ وہ فرماتے ہین ؎

ادنیٔ وقت خویش است ای مرید
تا از و نور نبی آید پدید

یعنے اپنے ہر وقت کا ہر انسان کامل ظلّ نبی ہے جب ہی تو اسکو نوری کا جامع اور قاسم قرار دیتے ہین اور ایک جگہ فرماتے ہین ؎

گفت پیغمبر ایام خویش
تکیہ کم کن بر فن و بر کام خویش

بس مجدد اعظم صدی چہاردہم۔ کاسر صلیب کی مثبیت سے آپ کو استعجاب و انکار کیون ہے۔ نستدبر ولا تستعجل۔ کیا آپ چاہتے تہے اور چاہتے ہین کہ مذاہب باطلہ کی طرح دین اسلام بھی ایک مردہ مذہب بن کر رہے۔ اور کوئی کامل و اکمل فرد اس مین پیدا نہ ہو۔ جو نبوت قدسی و برکات محمدی و استجابت دعا کا نور اپنے اندر رکہتا ہو اور تمام ادیان ازین جہان تا آن جہان کے سامنے اسلام ہی کو الہام الٰہی و مکالمہ ربّی و پیش گوئی و دلایل عقلی و نقلی کے ذریعہ زندہ مذہب ثابت کرکے بتلائے۔

خلاصہ مدعا

اگر ہماری درخواست مباہلہ جو اسی رسالہ کے صفحہ ۴ وسطر ۷ مین درج ہے بے سبب ہی نامنظور کردی جائے تو للہ تمام مسلمانون کے حال زار پر رحم فرماکر اتنا تو ضرور کرین کہ ایک مجمع عام فرماکر باشتہار تمام اللہ جل جلالہ کے سامنے ضرور ضرور دعا فرمادین کہ اے پاک پروردگار۔ تو کاذب صادق کا فیصلہ اپنے عرش عظیم سے جاری فرما اور ہم دونون مین سے جو تیرے علم مین کاذب ہے اس کو ذلت کی موت نصیب کر تاکہ کاذب صادق کے سامنے مرجائے اور یہ بات فریقین کے لئے ایک معیار ہو۔ جس پر سب حاضرین آمین کہین اور انتظار فیصلہ حق جل وعلا اپنے اپنے گہرون مین بیٹھے ہوئے کرین جیساکہ پکٹ مدعی مسیحیت بمقام لندن اور مسیح موعود مقیم قادیان مین

ن بیان اپنا اور حضرت مرزا صاحب کا نام صراحۃً یاد فرمادین۔

فیصلہ حق کا نومبر تک منتظر رہتے۔

(طالبین حق جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن ہداہم اللہ تعالےٰ عن شرور بدالفتن)

اللّٰھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم واخذل من خذل دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منھم۔ اللّٰھم اھدنا سواء الطریق واجعل لنا التوفیق خیر رفیق۔ اللّٰھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ والسلام علی من اتبع الھدیٰ آمین یا رب العالمین وصلی اللہ تعالےٰ علیٰ سیدنا محمد و آلہ وصحبہ اجمعین۔

ن دعا فرمانے سے ایک ہفتہ پہلے مذکورہ دعا چھاپ کر تقسیم بھی فرمادیجاے۔ یا کسی مشہور اخبار مین چھپوادیجائے تاکہ ہر مومن اگر وہ کسی عذر سے حاضر جلسہ نہو سکتا ہو تو بجائے خود صادق کا دعاؤن سے بکار حق معین ہو اور انصار اللہ بنے ۱۲۔

انگلستان مین اخلاق اور مذہب کا زوال

معزز معصر ریویو آف ریلیجنز قادیان نے اپنی تازہ اشاعت مین مندرجہ بالا عنوان سے ایک مختصر سا آرٹکل لکہا ہے جسکو پڑہکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ضرورت پر قوی دلائل پیدا ہوتے ہین اپنے ناظرین کی عام واقفیت اور دلچسپی کے لئے اسکو ذیل مین درج کرتا ہون۔ ایڈیٹر۔

میری کوریلی کی کتاب "آزاد رائین" حال مین شائع ہوئی ہے اور انگریزی پریس مین اس کی بہت کچھہ مخالفت اس وجہ سے ہوئی ہے کہ عیسائی ممالک کی موجودہ مہذب سوسائٹی کے بعض حالات اس نے کہولکر بیان کردئے ہین اور آج کل کے مہذب مورخین کی طرح عیبوں کا اخفا نہین کیا۔ دو بڑی باتین جو اس مین بیان کی گئی ہین وہ بدکاری کی کثرت اور مذہب کا زوال ہین اور ان دونون امور مین کتاب کی مصنفہ کے بیان مین کسی کا مبالغہ نہین پایا جاتا۔ کیونکہ بڑے بڑے لوگون نے اس سے بہی بدتر نقشہ مہذب سوسائٹی کا کھینچا ہے ایک حملہ اس کتاب پر یہہ بہی کیا گیا ہے کہ اسکی طرز تحریر سخت ہے مگر جہان سوسائٹی اپنے بعض عیبونکا اخفا کرنا چاہتی ہو وہان کا اظہار ضرور ہے کہ سخت معلوم ہو۔

انگلستان مین مذہبی عقاید کے زوال کے متعلق پہلے یہ دو سوال کئے گئے ہین "کیا تم اس مذہب پر دل و جان سے ایمان رکھتے ہو جسکے پیرو ہونیکا تم زبانی اقرار کرتے ہو؟ کیا یہہ سچ نہین کہ تم اس کے ایک لفظ پر بہی ایمان نہین لاتے اور صرف رسم و رواج کے طور پر اسکے پیرو بنے ہوئے ہو؟" ان سوالون کا جواب دیتے ہوئے عام حالت یون بیان کی گئی ہے۔

"تم ایمان نہین لاتے مگر رسم و رواج کی خاطر جہوٹا اقرار ایمان لانے کا کرتے ہو۔ سوچو کہ تم کیا ہو تم اپنے آپکو نیک اور معزز سمجھتے ہو۔ مگر واقعات واقعات ہی ہین اور تم ایمان کا دعوٰی کرنے مین کذاب ہو۔ دن کی صاف روشنی تمپر پڑتی ہے اور تم کو منافق جانتی ہے تم ایک بدبخت انسان ہو جو رسم کی دیوانہ وار تقلید مین خدا کو بھی دہوکا دینے کی نکمی کوشش کر رہے ہو۔ مرد ہو یا عورت جو کوئی تم ہو جہوٹ بولنے سے شرم کرو۔ صاف طور پر اقرار کرو کہ تم ایمان نہین لاتے پھر کم از کم اس صاف گوئی کے لئے تمہاری عزت کیجائیگی رسم کیخاطر یہ نہ دکہاؤ کہ ہمارے مذہبی خیالات اس فرقہ کیطرف مائل ہین یا اوس فرقہ کیطرف مائل ہین یا اُس فرقہ کیطرف پھر ہم تمہین کذاب یا منافق نہ کہین گے" یہ حالت صرف عوام کی ہی نہین بلکہ کلیسیا اور اسکے عہدہ دارون کی حالت جو پیشوایان مذہب کہلاتے ہین۔ اس سے بھی بدتر بیان کی گئی۔ رسم کی خاطر یہ نہ دکہاؤ کہ ہمارے مذہبی خیالات اس فرقہ کیطرف مائل ہین یا اوس فرقہ کی طرف۔ پھر ہم تمہین کذاب یا منافق نہ کہین گے" یہ حالت صرف عوام کی ہی نہین بلکہ کلیسیا اور اسکے عہدہ دارون کی حالت جو پیشوایان مذہب کہلاتے ہین اس سے بھی بدتر بیان کی گئی ہے" یہ بالکل سچ ہے کہ ہمارے اکثر گرجے مسیح کی اصلی تعلیم کے بالکل مخالف پڑے ہوتے ہین اور یہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ ہم اپنی روزانہ زندگیون مین ٹھیک اس طرز پر چل رہے ہین جس پر مسیح نہایت سخت الفاظ مین لعنت بہیجتا۔ عوام کی حالت کو مدنظر رکہکر یہ کہدینا تو آسان ہے کہ لندن کافر ہو رہا ہے لیکن اگر پادریون اور پیشوایان مذہب کو کافر کہا جائے تو یہ بالکل درست ہوگا۔ ان بڑے بڑے عہدہ دار ان کلیسیا کی حالت پر غور کرو جو جو اس عقیدہ کے ایک لفظ پر بہی ایمان نہین لاتے جسکا اقرار وہ زبانی کرتے ہین اور جو ہر روز مسیح کے ساتہہ دہوکا بازی کرکے روپیہ کے وصول کرنے مین یہودا اسکریوطی کا کام کرتے ہین ان دین کے خادمون کی حالت پر غور کرو جو اپنی روزمرہ زندگیون کے ہر ایک لفظ اور فعل مین اصل عیسائیت سے الٹا چل رہے ہین ان جبّون والے منافقون کو دیکہو جو دوسرون کو وعظ کرتے ہین مگر خود اسکے ایک لفظ پر بہی عمل کرنیکی کوشش بہی نہین کرتے ان بے ایمان اور دنیادار پادریون کو دیکہو جو دولتمندون اور لارڈ ونکے گہرون مین ہمیشہ دیکھے جاتے ہین نہایت عمدہ پوشاک پہنے ہوئے اور عمدہ عمدہ کہانے کھاتے ہین اور پہر سوسائٹی کی بدکاریون کا ایسے مزے لیکر ذکر کرتے ہین جیسے کوئی عام رند جو دوسرے کی بیوی کو نیکی کی راہ سے پھیر کر اغوا کرتا ہے۔ ان کینہ ور تنگدل جہگڑالو چہوٹے چہوٹے گرجاؤن کے پادریون کی حالت پر غور کرو جو اپنے اہل محلہ کو بجائے احسان ادائگی حقوق ہمسائگی نیکی اور وحدت کا سبق دینے کے اون کو ایک دوسرے سے لڑواتے ہین۔ اور کافرون سے بدتر بلکہ خالص وحشیانہ سلوک ان سے کرتے ہین"

اس مین شک نہین کہ کلیسیا ان باتون کے کہنے کو برا سمجھتی ہے بلکہ بعض لوگ انکو مبالغہ سمجھتے ہین مگر میرا خیال ہے کہ جو بیحیائی اور بدکاری اس نام کے مقدس دائرہ کے اندر ہوتی ہے اس کا پورا پورا اظہار نہ ہوا ہے اور نہ ہوسکتا ہے روزمرہ ہم امریکا اور انگلستان کی اخبارون مین پادریون کی بدمستی شرابخوری اور زناکاری کے قصے پڑہتے ہین یہان ہندوستان مین ہی ایک پادری صاحب جو بہر لڑکیان اور بہیڑئے کا کام کرنا پسند کرتے ہین پکڑے گئے کیونکہ انکے متعلق یہ معلوم ہوا تہا کہ وہ یتیم لڑکیونسے جو اون کے سپرد تہین بد فعلی کرتے رہے اور عجیب بات یہ ہے کہ وہ سترھوین غریب لڑکی تہی جسکی عفت پر حملہ ہوا۔ اور اگر پادری صاحب اپنے وحشیانہ جذبات کو سولہ تک ہی محدود رکہتے تو کون انکے تقدس ما ہونے مین شک کرسکتا تہا۔ سو یہ کمتر ہوتا ہے کہ اصل حقیقت ظاہر ہو۔ انگلستان مین جو ایسے واقعات پبلک ہوئے ہین انکے متعلق میری کوریلی لکہتی ہے "جب عام طور پر بدنامی کا سیہ داغ ایک پادری کے دامن پر لگتا ہے تو زیادہ شرم اور مایوسی اور افسوس کا مقام ہوتا ہے۔ جب ہم ان طبقون مین ان لوگون کے حالات کو دیکھتے ہین اور اکثر ایسے حالات ہمارے دیکھنے مین آتے رہتے ہین جو بجائے زندگی کی پاکیزگی اور چال چلن کی صفائی کا نمونہ دکہلانے کے اپنے آپ کو اور اپنے اعلیٰ مرتبہ کو بدترین سیہ کاریون سے جو جاہل سے جاہل وحشی مین بہی بری معلوم ہوتی ہین ذلیل کرتے ہین

www.aaiil.org

تو سخت ہی افسوس اور حیرت ہوتی ہے کہ یہ لوگ جنسے یہ امید رکہی جاتی ہے کہ وہ غلط کار انسانونکو سیدہی راہ پر لائین ان کی اپنی یہ حالت ہے۔ گذشتہ چند سالون مین بہت سے آدمیون کی ایسی مثالین ملتی ہین جو کلیسیا کے عہدہ دارون مین تہے اور جنہون نے عمداً شوخی اور بدمستی سے عزت اور نیکی کے ہر ایک پاک قانون کو توڑا اور ان کی یہہ سیہ کاریان اور بہی سیاہ معلوم ہوتی ہین۔ جب ہم انکے سفید (چہرون نہین بلکہ) عقاید کو دیکہتے ہین ؎

روحانیت کی یہ گری ہوئی حالت کیون پیدا ہوئی ہے اسلئے کہ دنیا اور دولت کی محبت بڑہ گئی ہے اور یہ ایسی بیماری ہے جو عیسائی ممالک مین اعلےٰ سے لیکر ادنےٰ تک کو لگی ہوئی ہے یہ بالکل سچ ہے کہ انسان کے دل مین دو معبودون کی محبت نہین ہوسکتی۔ یا خدا کی پرستش کے لئے جگہ ہوگی اور یا دولت کے دیوتا کی پرستش کیلئے۔ عیسائی دنیا کی کل توجہ اور عقد ہمت اسوقت دولت کے جمع کرنے اور دنیوی آسایشونکے حصول مین لگی ہوئی ہے چنانچہ کتاب زیر ریویو کی مصنفہ لکہتی ہے یہ ایک نظر ان منکرون کی طرف اٹہاکر دیکہو جو خداوند کے خادم کہلاتے ہین اور پرلے درجہ کے خود پرست جہگڑالو لڑاکے تنگ خیال ہین یعنی پوپ اور اسکے بڑے بڑے عہدہ دار یا کنٹربری کا لاٹ پادری۔ اور اسکے بشپ ڈیکن ڈین اور چہوٹے چہوٹے عہدیدار۔ یہ لاکہون کے اور یہ امیرانہ ٹہاٹہ والے اور دنیا کے طلبگار جو یہ کہتے ہین کہ ہم انجیل کی وعظ کرنے کے لئے بلائے گئے ہین ان سے پوچہو کہ تمہارے پاس تمہارے ایمان لانے کی کونسی شہادت ہے۔ اور کونسی شہادت اس امر کی ہے کہ تم اسی آقا کے پیرو ہو جو عیاشی کو کبہی پسند نہین کرتا تہا اور جسکے پاس سر رکہنے کے لئے بہی جگہ نہ تہی۔ اور تم عام لوگو! تم کیونکر یہ دعوےٰ کر سکتے ہو کہ تم اس غریب اور معمولی انسان کے پرستار ہو جبکہ تم اپنی زندگی کے ہر ایک فعل سے یہ ثابت کر رہے ہو کہ تم زمین و آسمان کی سب چیزون سے زیادہ دولت سے پیار کرتے ہو اگر تم جو کروڑہا روپیہ کے مالک ہو کبہی دین کے لئے خرچ بہی کرتے ہو تو صرف اسقدر اور اس غرض سے کہ تمہاری شہرت ہو اور تمہارا نام بڑا ہو۔ کیون تم اتوار کے دن اپنے منافق سرون کو یسوع کے نام کے آگے جہکاتے ہو جو بظاہر ایک بڑہئی کا بیٹا تہا۔ اور بڑہئی کا کام کرتا تہا۔ اور حالانکہ تم ایسی

تمام کرتے ہو یعنی ان مزدوری پیشہ لوگون کو حقارت کی نگاہ سے دیکہتے ہو اور جب فقیر تمہارے دروازہ پر آتا ہے تو اسے لات مار کر نکال دیتے ہو۔"

بدکاری کے پہیل جانیکو عیسائی اور غیر عیسائی سب نے مانا ہے مگر اس کتاب کی مصنفہ اعلےٰ درجہ کی سوسائیٹی مین اسکے بہت ہی زیادہ پہیلجانے پر نہایت افسوس کرتی ہے " مگر تمدن کے دائرہ مین سب سے بڑی بدبختی یہ ہے کہ بدکاری کا ارتکاب دن بدن زیادہ کہلے طور پر ہونا شروع ہوگیا ہے۔ اور قاعدہ نکاح سے نہایت بیحیائی سے لاپروائی دکہائی جاتی ہے اس بارے مین انگریزون کے سب سے اعلےٰ طبقہ کی سوسائٹی سب سے بڑہی ہوئی ہے اور اس زمانہ کی سب سے بری مثالین اس مین ملتی ہین۔ یورپ یا امریکہ مین جو کچہہ ہی کہ خدا سے دوری اور زندگی کی زندگیان بسر کیجاتی ہون ہمین کہنا یہ ماننا پڑتا ہے کہ گریٹ برٹن مین وہ لوگ موجود ہین جو تاریخی طور پر اپنے نامون کی عزت اور اپنی وجاہت کے سبب سے تمام ملک مین مشہور ہین جو اپنے گہر مین اپنی بیویون سے زنا ہوتا ہوا دیکہکر بہی نہایت بزدلی سے خاموشی اختیار کرتے ہین۔ اور دوسرون کے لڑکون کو اپنے لڑکے تسلیم کرتے ہین حالانکہ انکو خوب علم ہوتا ہے کہ وہ بچے ولدالزنا ہین۔ ہم نے ایک بڑے ذی رتبہ امیر کا حال سنا ہے جو ایک دوسرے آدمی کی عورت سے زنا کیا کرتا تہا اور جب اس بات کا چرچا عام ہوگیا تو دیوث خاوند نے اس بے حیائی پر پردہ ڈالنے کے عوض ساٹہہ ہزار پونڈ کی رقم قبول کی اور اسی بات پر بالکل خاموش ہوگئی اور اب وہ دونون فریق اعلےٰ درجہ کی سوسائیٹی مین اس سے بہی زیادہ عزت اور ادب کی نگاہ سے دیکہے جاتے ہین جیسے کہ وہ پاک اور بے عیب ہونے کی حالت مین دیکہے جاتے اس لیڈی کی تصویر جسکی زناکاری کی قیمت ساٹہہ ہزار پونڈ لی گئی تہی با تصویر تحریرون مین عموماً دیکہی جاتی ہے اور اس کے نیچے یہ موزون الفاظ درج ہوتے ہین کہ وہ عفت اور پاکیزگی کی ایک مجسم تصویر اور سفید کبوتری ہے۔ اس بیحیائی کے قصے مین اصل ملزمون سے بہی بڑہکر وہ فیشنیبل لوگ قابل الزام ہین جو ان کے اس چال چلن کو معمولی سمجہتے ہین ؟؟

اس کے علاوہ اس کتاب مین اور بہت سی چہوٹی چہوٹی بدیون کا ذکر ہے جیسے مہمان نوازی کا مفقود ہونا۔ گہر کے اندر کی خوشحالی کا زوال۔ فاخرہ لباس کا جنون۔ عورتون کا

اجرت دیکر اخبارون مین اپنے متعلق یہ شائع کرانا کہ فلان عورت نہایت خوبصورت اور جوان اور دلفریب ہے۔ اخبارون کی گندہ حالت جو کالمون پر کالم بہی بیان کرنے مین سیاہ کردیتی ہین کہ فلان ناچ یا عیش کی مجلس مین فلان عورت کا لباس ایسا اعلےٰ اور ایسا چمکیلا اور ایسا دلکش تہا۔ اور اس نے فلان فلان جواہرات یا زیورات پہنے ہوئے تہے۔ دولت اور دنیا کی محبت۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر مین سمجہتا ہون کہ یہ تمام بدیان انہین دو کے فروع ہین جو مینے ابتداء مین بیان کی ہین۔ اور اسی لئے ان پر تفصیل سے لکہنے کی کچہہ حاجت نہین۔ اگر وہ دو عیب دور ہو جاین یعنی ایمان اور اخلاق کا زوال تو چہوٹے چہوٹے نقص خود ہی دور ہو جائینگے۔ درحقیقت وہ چیز جس کی اسوقت مذہب سوسائیٹی کو سخت ضرورت ہے وہ خدا تعالےٰ پر پاک اور سادہ اور یقینی ایمان ہے۔ وہ ایمان جس کی روشنی کی شعاعین ہر ایک ظلمت کو دور کردین اور دل کو تمام بدخواہشات سے پاک کردین۔ وہ ایمان جو زندہ اور طاقتور خدا کا چہرہ اسی دنیا مین دکہا دے۔ جب تک اللہ تعالےٰ پر ایمان پیدا نہ ہوگا اور اس پاک ذات سے ایسا مضبوط اور خالص تعلق نہ ہوگا حقیقی پاکیزگی کبہی حاصل نہین ہوسکتی مغربی دنیا کا مذہب رواجاً اسکو عیسائی مذہب ہی کہہ لو خدا تعالےٰ پر ایسا ایمان پیدا کرنے اور اس کے ساتہہ ایسا تعلق قایم کرنے اور اسکی ایسی محبت اور عظمت دل مین قایم کرنے سے قاصر ہے اور یہی جڑ سب بدکاریون کی ہے دنیا مین دو ہی قسم کی کشش ہے یعنی ایک خدا کی اور دوسرے دنیا کی محبت اور آسایش اور روپے کی کشش۔ عیسائی دنیا اسوقت بکلی اس دوسری کشش کے نیچے آئی ہوئی ہے اور تمام افعال مین اور اقوال مین اور ارادون مین انکے مدنظر دنیا اور دنیا کی آسایش ہی ہے۔ اسلئے یورپ مین سوسائیٹی کی یہ حالت ہے جس سے خدا کا تعلق بالکل کٹ چکا ہے اور دنیا کا تعلق دن بدن بڑہ رہا ہے۔ خدا کا نام اتوار کے دن وعظ مین لینے کے لئے رکہا ہوا ہے اور دل مین خدا کی محبت بالکل نہین کیونکہ دل دنیا کی محبت سے پر ہے اور خدا کی محبت کے لئے اس مین کوئی جگہ خالی نہین۔

اگر کوئی یورپ مین طالب حق ہے تو اسے یاد رکہنا چاہیئے کہ صرف اسلام ہی وہ پاک مذہب ہے جو دل کو گناہ اور جذبات نفسانی سے آزاد کرتا ہے اور اوس دنیا کی محبت کی آگ پر پانی ڈالتا ہے

یہی وہ مذہب ہے جو خدا کی راہ دکہاتا ہے۔ انسان کو ان تمام برکات کا وارث بنا دیتا ہے جو پہلے راستبازون کو دی گئین۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ اسلام ہی ایک وہ مذہب ہے جو گناہ سے نجات کا سچا راہ بتاتا ہے اور وہ راہ یہ ہے کہ وہ اپنی عجیب تاثیر والی تعلیم سے اور اللہ تعالےٰ کی ہستی پر خارق عادت نشانون سے اور دعاؤن کی قبولیت سے ذات باری پر وہ پختہ اور یقینی ایمان پیدا کرتا ہے جسکے سامنے بدی کی طاقت کمزور ہو کر نابود ہو جاتی ہے کیونکہ جب انسان اس یقینی ایمان سے جسے اسلام اوسکو پہونچاتا ہے یہ جانتا ہے کہ خدا ہے جو دل کے بہیدون کو جانتا اور انسان کو اوس کی بدکاری اور احکام الٰہی کی خلاف ورزی پر گرفت کرسکتا ہے اور اسکی طاقت کے بالمقابل سب طاقتین ہیچ ہین تو وہ کبہی نہ خفیہ اور نہ ظاہر اسکی خلاف ورزی مین قدم رکہہ سکتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر اس نے ایسا کیا تو خدا کے غضب کی آگ اسکو بہسم کر جائے گی۔ یہ وہ پاک اور مضبوط ایمان ہے جسکی اسوقت یورپ کو بلکہ کل دنیا کو ضرورت ہے اور اس کے سوائے دنیا کی نجات کہین نہین۔

ہندوستان کا آیندہ وائسرائے۔ لارڈ منٹو جو بجائے ہز اکسیلنسی لارڈ کرزن بہادر ہندوستان کے گورنر جنرل مقرر ہوکر عنقریب تشریف لانے والے ہین انکی نسبت ناظرین کو یہ معلوم کرکے بہت بڑا اطمینان ہوگا کہ آپ اس نسل سے تعلق رکہتے ہین جس کا ایک شخص پہلے بہی ہندوستان کا گورنر جنرل رہ چکا ہے اور یہ چوتہے لارڈ منٹو ہین۔ جو اب ہندوستان آرہے ہین۔ پہلے ارل آف منٹو ۱۸۰۷ء سے ۱۸۱۳ء تک ہندوستان مین بعہدہ وائسرائے ممتاز رہ چکے ہین وہ لارڈ منٹو جنہون نے ۱۸۰۸ء مین شاہ ایران اور امیر صاحب سے دوستانہ تعلقات پیدا کرنے کی پالیسی کو کام مین لاکر نپولین بونا پارٹ شاہ فرانس کے حملہ سے ہندوستان کو بچا لیا تہا۔ اور جس کے لئے انکا زمانہ وائسرائے ۱۸۰۷ء لغایتہ ۱۸۱۳ء خاص طور پر مشہور ہے۔ آپ کے جد امجد ہین۔

یہی نہین کہ آپ موروثی عہدہ وائسرائے پر ممتاز ہوئے ہین۔ بلکہ آپ کو ہندوستانی معاملات کا ذاتی تجربہ بہی ہے۔ چنانچہ ۱۸۷۹ء کی جنگ افغانستان میں آپ شریک رہ چکے ہین۔ ملکی و فوجی معاملات کے تجربہ کا یہ کافی ثبوت ہے کہ آپ ۱۸۸۳ء سے ۱۸۸۶ء تک گورنر جنرل کینیڈا کے ملٹری سکرٹری اور بعد کینیڈا ۱۸۸۵ء مین چیف آف اسٹاف کے ممتاز عہدہ پر تعینات تہے

www.aaiil.org

جاپان میں اشاعت اسلام

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں مسٹر محمد اسحاق پریذیڈنٹ کی ایک جاپانی چٹھی شایع کی گئی تھی اسکے بعد جناب شیخ نور احمد صاحب پلیڈر کی ایک مراسلت شائع ہوئی ہے۔

ان چٹھیوں کو پڑھ کر ناظرین الحکم کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ جاپان میں اشاعت اسلام کی بڑی بھاری ضرورت ہے۔ اور چونکہ آجکل حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بھی اسطرف مائل ہوئی ہے اسلئے امید کیجاتی ہے کہ وہ دن قریب ہیں جو جاپان میں اسلامی سلطنت ہو۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ جن ایام میں اعلیٰ حضرت دعا کے لئے باغ میں تشریف لے گئے تھے۔ عالیجناب خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر چیف کورٹ لاہور نے حضرت اقدسؑ کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی مگر اعلیٰ حضرتؑ کو استغراق خیال بھی پیدا نہیں ہوا تھا چنانچہ اسوقت جو کچھ آپ نے فرمایا تھا اور جسے میں ۱۰ جولائی ۱۹۰۵ء کے الحکم میں شایع کر چکا ہوں۔ مناسب موقع کے لحاظ سے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ناظرین کے ازدیاد ایمان کی خاطر اس کو پھر ذیل میں درج کر دوں

مسیح موعودؑ اور خدا پر ایمان

۲۶ جون ۱۹۰۵ء کی صبح کو جناب خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب نے جو سلسلہ عالیہ کی تبلیغ کے لئے جو ایک خاص جوش اپنے دل میں مخفی رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جسطرح ممکن ہو یہ تبلیغ ہر ملک ہر قوم اور ہر زبان میں ہو جاوے۔ حضرت حجۃ اللہ کے حضور جاپان میں تبلیغ سلسلہ کے سوال کو چھیڑا۔ اس بنا پر کہ جاپان اسوقت سب کی نظروں میں ایک خاص مرکز ہو رہا ہے عیسائی لوگ کوشش کر رہے ہیں کہ عیسائیت کا پرچم وہاں لہرائے آریہ اور برہمو ازم کی اشاعت کے لئے جاپان کو وسیع میدان سمجھتے ہیں ان حالات کو مدنظر رکھکر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت کا جوش رکھنے والا دل خاموش نہیں رہ سکتا تھا اس نے حضرت حجۃ اللہ کے حضور اس سوال کو چھیڑا۔ میں خود اس موقعہ پر موجود نہ تھا۔ حضرت مخدوم الملۃ نے مجھے وہ حالات سنائے اور مکرمی ایڈیٹر بدر نے (جہانتک ان کا حافظہ اور قلم ان کلمات کو محفوظ کر سکا جو حضرت اقدسؑ کے مونہہ سے نکلے) وہ شایع کئے ہیں اس سئے میں ناظرین وہ مختصر تقریر درج ذیل کرتا ہوں اور درج کرنے سے پہلے اتنا اور کہنا چاہتا ہوں کہ جب جاپان اور روس کی لڑائی شروع ہوئی ہے اور ابھی کوئی میدان جاپان نے نہیں مارا تھا۔ حضرت اقدس کو ایک الہام ہوا تھا۔ ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت اس الہام کو ہماری جماعت کا بہت بڑا حصہ جانتا ہے خصوصاً وہ لوگ جو دارالامان میں رہتے ہیں میری غفلت سے یہ اخبار میں پہلے شایع نہیں ہو سکا۔ اسوقت میری غرض اس الہام کے اندراج سے یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ عالیہ کے ساتھ اس مشرقی طاقت کو کوئی مناسبت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

ایڈیٹر

۲۶ جون ۱۹۰۵ء ایک دوست نے تحریک کی کہ جاپان میں تہذیب کی بہت ترقی ہوئی ہے اور عیسائی لوگ اسبات کی کوشش کر رہے ہیں کہ تمام جاپانی عیسائی ہو جائیں آریوں نے بھی لاہور میں جاپانی زبان سیکھنے کے واسطے ایک مدرسہ قایم کیا ہے اور جاپان میں کئی آدمی بھیجے ہیں۔ اگر مناسب ہو تو سلسلہ حقہ کی اس ملک میں اشاعت کے واسطے تجویز کی جاوے۔

اسپر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مہدی اور رسول کا آخری زمانہ اسکے سلسلہ کی نصرت کا وقت ہوتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت کا پہلا بہت سا حصہ مصائب اور تکالیف میں گذرا تھا اور فتوحات اور نصرت کا زمانہ آپ کی عمر کا آخری حصہ ہی تھا ہم بھی اپنی عمر کا بہت سا حصہ طے کر چکے ہیں اور زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ اب خدا کے وعدوں کے پورے ہونے کے دن ہیں ہماری حالت وہ ہے کہ عدالت میں مدت سے کسی کا مقدمہ پیش ہے اور اب فیصلہ کے دن قریب ہیں ہمیں مناسب نہیں کہ اور طرف توجہ کر کے اس فیصلہ میں گڑبڑ ڈال دیں ہم چاہتے ہیں کہ اب اس فیصلہ کو دیکھ لیں۔ اس ملک میں جو جماعت طیار ہوئی ہے ابھی تک وہ بھی بہت کمزور ہے بعض ذرا سے ابتلا سے ڈر جاتے ہیں اور لوگوں کے سامنے انکار کر دیتے ہیں اور پھر بعد میں ہم کو خط لکھتے ہیں کہ ہمارا انکار دلی نہیں ہے۔ گویا یسے لوگ اس آیت کے ذیل میں آجاتے ہیں من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان تاہم جن کے دلوں میں حلاوت ایمانی پورے طور سے بیٹھ جائے وہ ایسا فعل نہیں کر سکتے۔ فی الحال موجودہ معاملات میں ہی توجہ اور دعا کی بہت ضرورت ہے اور ہم خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں کہ معاملہ دور جانے والا نہیں ایسے معاملات میں آریوں کے ساتھ ہماری کوئی مناسبت نہیں ہو سکتی وہ قوم کو بڑھانا چاہتے ہیں اور ہم دنیا میں تقویٰ اور نیکی کو قایم کرنا چاہتے ہیں اگر ہم آریوں کی نقل کرنا چاہیں تو ان کی پیروی ہمارے لئے منحوس ہوگی اور ہم کو وحی کرنے والے گویا وہی ٹھہریں گے اگر خدا تعالےٰ جاپانی قوم میں کسی تحریک کی ضرورت سمجھے گا تو خود ہم کو اطلاع دیگا۔ عوام کے واسطے امور پیش آمدہ میں استخارہ ہوتا ہے اور ہمارے واسطے استخارہ نہیں جب تک پہلے سے خدا تعالےٰ کا منشاء نہ ہو ہم کسی امر کی طرف توجہ کر ہی نہیں سکتے ہمارا دارومدار خدا تعالےٰ کے حکم پر ہے انسان کی اپنی کی ہوئی بات میں اکثر ناکامی ہی حاصل ہوتی ہے۔ اگر خدا چاہیگا تو اوس ملک میں طالب اسلام پیدا کرے گا جو خود ہماری طرف توجہ کریگا۔ اب آخری زمانہ ہے ہم فیصلہ سننے کے انتظار میں ہیں سب سے ضروری بات یہ ہے کہ میں اپنی جماعت کے سب لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہ دن بہت نازک ہیں خدا سے ہراسان و ترسان رہو ایسا نہو کہ سب کیا ہوا برباد ہو جائے اگر تم دوسرے لوگوں کیطرح بنو گے تو خدا تم میں اور اون میں کچھ فرق نہ کرے گا اور اگر تم خود اپنے اندر نمایاں فرق پیدا نہ کرو گے تو پھر خدا بھی تمہارے لئے کچھ فرق نہ رکھے گا عمدہ انسان وہ ہے جو خدا کی مرضی کے مطابق چلے۔ ایسا انسان ایک بھی ہو تو اوس کی خاطر ضرورت پڑنے پر خدا ساری دنیا کو بھی غرق کر دیتا ہے لیکن اگر ظاہر کچھ اور ہو اور باطن کچھ اور تو ایسا انسان منافق ہے اور منافق کافر سے بدتر ہے سب سے پہلے دلوں کی تطہیر کرو۔ مجھے سب سے زیادہ اسبات کا خوف ہے۔ کہ ہم نہ تلوار سے جیت سکتے ہیں اور نہ کسی اور قوت سے۔ ہمارا ہتھیار صرف دعا ہے اور دلوں کی پاکیزگی اگر ہم اپنے آپ کو درست نکریں گے تو ہم سب سے پہلے ہلاک ہونگے اگر خدا نہ چاہے تو جاپان میں کیا رکھا ہے ان زبان سیکھنے میں کوئی حرج نہیں داشتہ آید بکار۔ اگر ہمیں خدا کا حکم ہو تو بغیر زبان سیکھنے کے آج ہی چل پڑیں ہم ایسے معاملات میں کسی مشورہ پر نہیں چل سکتے خدا کے منشاء کے قدم بقدم چلنا ہمارا کام ہے۔

اس تقریر کو پڑھ کر صاف کہل جاتا ہے کہ اعلیٰ حضرت محض کسی شخص کی ذاتی تحریک یا کسی اور مذہبی فرقہ کی تقلید کے طور پر کوئی کام نہیں کرتے بلکہ آپ اسوقت تک دخل ہی نہیں دیتے جب تک اللہ تعالےٰ کی خفی یا جلی وحی آپ کو متوجہ نکرے۔ اسوقت جو اعلےٰ حضرت کو اسطرف توجہ ہوئی ہے۔ اور آپ نے خصوصیت کے ساتھ مولانا مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جاپان کے لئے ایک کتاب لکھو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ وقت قریب آگیا ہے۔ حضرت اقدسؑ کی تقریر میں ایک جملہ ہے۔ ہمارا دارومدار خدا تعالےٰ کے حکم پر ہے انسان کی اپنی کی ہوئی بات میں تو ناکامی ہی حاصل ہوتی ہے اگر خدا چاہے گا تو اس ملک میں طالب اسلام پیدا کر دیگا،، چنانچہ اب جو خبریں خاص جاپان کی شایع ہوئی ہیں وہ نہایت ہی مسرت بخش ہیں انکو پڑھ کر اسلام کی روشنی کے اطراف عالم میں پھیلنے کا خواہشمند لوز العید وجد میں آگیا۔

اخبار عام نے ۲۶ اگست ۱۹۰۵ء کی اشاعت میں اپنے لیڈنگ آرٹکل میں مندرجہ ذیل خبر شایع کی ہے۔

آجروز کی فالتو خبروں میں ایک خبر خاص وقعدار پائی جاتی ہے جاپان کے اہل قلم اپنی قوم کو مائل کر رہے ہیں کہ دین اسلام کو بہت غور اور توجہ سے مطالعہ کریں + انہوں نے تحقیقات سے معلوم کیا ہے کہ فوجی لڑائی کا طریق بزرگان اسلام کی ایجاد ہے اس سے پہلے لڑائی کا طریق اس طرح تھا کہ ایک ادہر سے نکلا ایک ادہر سے اور تعداد میں مل کر میدان میں آتے تھے۔ لیکن مجموعی طور پر کوشش کرنا اور بجائے منفرد کے مجموعی طاقت سے مقابلہ کرنا اوسکو سراسر اسلامی ایجاد قرار دیتے + انہوں نے ذاتی تحقیقات سے معلوم کیا ہے کہ آجکل کے فن جنگ کے بنیادی اصول اسلام سے اخذ کئے ہیں اسی لحاظ سے وہ سمجھے جاتے ہیں کہ اس مذہب کی خوبیوں کی تحقیقات کرنا بہت مفید ہوگا وہ قوم کو بھی اسکا شوق نہیں دلاتے ہیں بلکہ جاپانی گورنمنٹ کو بھی مائل کرتے ہیں کہ اہل جاپان کو اس کے قیمتی مطالعہ کے ضروری وسایل بہم پہنچائے تاکہ اہل جاپان کو اسلام کی اصلی خوبیوں کے معلوم کرنے میں سہولت ہو + چین میں بھی بہت مسلمان ہیں اور جاپان میں بھی مسلمان پائے جاتے ہیں + عیسائی مذہب کی اہل جاپان نے بخوبی تحقیقات کی ہے لیکن اس سے ان کے مذہب میں فرق نہیں آیا ہے۔ مکتی فوج کے جنرل بوتھ نے جاپان کو عیسائی بنانے کا بیڑا اوٹھایا ہے اس میں کامیابی مشکل ہے بالفعل علمائے جاپان اسلام کے اصلی رازوں سے واقف ہونے کی کوشش کرتے ہیں اون کو اس میں بعض خاص خوبیاں نظر آئی ہیں اس سے شوق تحقیقات مزید کا چمک اٹھا ہے

یہہ اقتباس حضرت اقدس کی تقریر کے ان فقرات

کی صداقت کو کیسا ظاہر کرتا ہے جو جیسے ابھی جلی قلم سے لکھے ہین جبکہ خود جاپان والون کو اسلام کی تحقیق کا شوق غالب ہوا ہے۔

تو بڑی امید ہوتی ہے کہ کیا عجب جاپان دولت اسلام سے مالامال ہو جائے ٭ عام طور پر بہی مسلمانون نے محسوس کیا ہے کہ جاپان مین مسلمان مشنری جانی چاہئین جو وہان جاکر اسلام کی اشاعت کرین مین اس سوال پر بعد مین غور کرونگا - فی الحال یہہ ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ پولیٹکل پہلو سے بہی جاپان اگر اسلام قبول کرے تو گویا سات کروڑ چینی مسلمانون اور لاکہون دوسرے جزائر کے مسلمانون کا ملکی خلیفہ اور مقتدا بن جائیگا - اور یون تمام چین پر انکا رعب اور اقتدار غالب ہو جائیگا -

چینی مسلمان نہایت بہادر جری اور راستباز ہین اور اس قسم کی سات کروڑ آبادی کا مرجع بن جانا کوئی تہوڑی سی بات نہین ہے -

اس سوال کو چہوڑ کر اب اس امر پر غور کرنا ضروری ہے کہ جاپان مین کون سا اسلام شایع کیا جاوے؟ ناظرین میرے اس جملہ پر شاید چونکے ہون - لیکن مین انہین اس امر پر غور کرنے کے لئے منتظر چہوڑ کر انکا حل دوسری اشاعت مین بتاؤنگا -

تیرہ سوالون کا جواب

مولانا مولوی غلام امام صاحب عزیز الواعظین منی پوری نے تیرہ سوالون کا جواب لکہا ہے جسکو مین ناظرین الحکم کے فائدہ کے لئے ذیل مین درج کرتا ہون - مولانا ممدوح ایک مخلص اور سرگرم صاحب حال احمدی ہین اللہ تعالے ہم سب کو ایسا اخلاص عطا فرماوے - آمین - ایڈیٹر -

بسم اللہ الرحمن الرحیم یا فتاح

نحمدہ ونصلے علے رسولہ الکریم

امر اوّل - کیا فرماتے ہین علماء راسخین العارفین الحق الیقین شرع متین اس بارہ مین جو آیہ شریفہ لکہا ہے کہ ہو آیہ ہذا وَمَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ اب ختم نبوت کے بعد کسی ایسے نبی کو جو صاحب شریعت ہو خواہ وہ نبی نیا ہو خواہ وہ نبی پرانا ہو اوس کا آنا کیسا ہے سچ کہو اجر خدا سے پاؤ -

امر دوم - کیا نبی یا رسول کا لفظ کسی دوسرے شخص پر بول سکتے ہین جو مجدد یا محدث ہو یا امام مہدی ہو کیا حکم ہے بموجب قرآن حدیث کے ہو -

امر سوم کیا وحی کا لفظ عام ہے یا خاص ہے کیا نبی کے سوائے غیر نبی پر بہی بول سکتے ہین یا نہین اسکا کیا ثبوت ہے قرآن کریم سے دو تو اجر خدا سے پاؤ -

امر چہارم - معجزات کے بارہ مین جو ذکر حیات اور ممات کا چلا آتا ہے وہ محکمات ہین یا متشابہات ہین اسکا ثبوت قرآن کریم اور حدیث سے ہو -

امر پنجم - حضرت عیسےٰ امام مہدی آخر الزمان کی شان مین یہ حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین آئی ہے کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ کیا یہ دونون شخص الگ الگ ہین یا دونون کا ماحصل ایک شخص ہے ثبوت اس کا قرآن کریم ہو -

امر ششم - خسوف اور کسوف اور دیگر نشانات جو اسوقت ظہور کرتے جاتے ہین کیا یہ اتفاقی امر ہین یا کسی مدعی کے دعوے کی دلیل ہین انصاف سے جواب ہو -

امر ہفتم - سورۂ تحریم مین مومنون کو خدائے کریم نے مریم اور آسیہ کا خطاب دیا ہے اسکا کیا سبب ہے جبکہ عیسےٰ بنی اسرائیلی آنے والا تہا یا احمدی عیسےٰ سے غرض ہے انصاف سے جواب دو اجر خدا سے پاؤ -

امر ہشتم - ایمان کی صفت کیا ہے کیا کہلے کہلے نشان دنیا پر دیکہنا ہے یا پوشیدہ غیب پر ایمان لانا ہوتا ہے - ایمان سے جواب دو -

امر نہم - قرآن کریم مین پکنیس نبیون کا ذکر ہے اور اور توریت مین کچہہ زیادہ نبیون کا بیان مگر حدیث شریف مین ایک لاکہہ چوبیس ہزار نبیون کا ثبوت -

امر دہم کیا قرآن کریم مین انبیاء سابق کے قصہ کہانیان ہین یا ہمیشہ کی موجودہ صداقت کی پیشگوئیان ہین قرآن سے جواب دو -

امر یازدہم - اور جب امام مہدی آویگا تو اوس کے دعوے کی کیا دلیل ہے اور اوسکا کونسا زمانہ ہے اور قرآن کریم سے اوسکے زمانہ کا ثبوت کیا ہے -

امر دوازدہم - اور امام مہدی آخر الزمان کی جو لوگ مخالفت کرینگے اون کا انجام کیا ہوگا کیا وہ مومن بہی بنے رہینگے یا کچہہ اور -

امر سیزدہم - اور امام مہدی آخر الزمان کیا کل مذہبون کا فیصلہ کریگا یا سب لوگون کی ہان مین ہان ملاتا پہریگا بینوا توجروا مستفتی خلیفہ عبد الوہاب عفی عنہ

امر اوّل کا جواب - حضرت رسول کریم نے فرمایا ہے میرے پانچ نام ہین محمد احمد ماحی حاشر عاقب یعنی نامہب پیچہے آنے والا وہ شخص میرا نائب ہو اور اب خاتم الانبیاء کے بعد کوئی نبی یا رسول جو صاحب شریعت ہو تو وہ نبی یا رسول جو صاحب شریعت ہے قدم زمین پر رکہے تو شریعت محمدی کا منسوخ ہونا ضرور لازم ملزوم ہوگا اور آپکو ختم نبوت کی مہر کا ٹوٹنا لازم آئیگا - اور حدیث لانبی بعدی بہی تو موجود اور بعد قرآن کریم کے حضرت عیسےٰ کو اُتار کرکے انجیل پر سب کو عمل کراکے نصاریٰ بنانا ہے کیا حضرت عیسےٰ نبی نہین ہین یا صاحب انجیل کتاب نہ تہے یا نبوت باطل ہو جائیگی فہوس -

امر دوم کا جواب - دیکہو قرآن کریم مین نبی اور رسول کا لفظ آیت وَاَرْسَلْنَا الرِّیٰحَ الخ ۱۵/۲ ترجمہ - اور ہم ہی حمل کرنیوالی ہوائین بہیجتے - اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ ۱۶/۱ ترجمہ کہ ہم شیطان کو کافرون پر بہیجتے اور دیکہو حضرت عیسےٰ کے شاگردون کو قرآن کریم مین مرسلون کا خطاب خدا نے فرمایا ہے آیت وَاضْرِبْ لَہُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْیَۃِ ۘ اِذْ جَآءَھَا الْمُرْسَلُوْنَ ۚ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَیْہِمُ اثْنَیْنِ فَکَذَّبُوْھُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَیْکُمْ مُّرْسَلُوْنَ ترجمہ - اور اونکو اُس بستی کی مثال دیکر سمجہادے جب اون کے پاس رسول بہیجے جب ہمنے اُن کی طرف دو کو بہیجا اُنکی اُنہون نے تکذیب کی پس ہم نے تیسرے سے مدد کی پس اون سب نے کہا کہ ہم تمہاری طرف بہیجے گئے ہین اور نبی کا لفظ نبا سے نکلا ہے دیکہو آیت عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ ۚ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِیْمِ پس دیکہو نبا سے نبی بنا ہے اور خدا اپنے کامل بندون کو غیب کی خبرین دیتا ہے اس سبب سے وہ نبی رسول کے لقب سے ملقب کئے جاتے ہین دیکہو حدیث مَثَلُھُمْ کَمَثَلِ الْاَنْبِیَاءِ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اس سے بہی نبی کا لفظ عام ہی ہے خاص ہی ہے مگر ملا ثناء اللہ کی بات تو مثل اونٹ کے گوز کی ہے نہ زمین کی ہے نہ آسمان کی - افسوس صد افسوس افسوس -

امر سوم کا جواب - دیکہو لفظ وحی غیر نبی پر بہی خدا نے فرمایا ہے آیت وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی ۲۰ یعنے ہم نے موسیٰ کی مان پر وحی نازل کی آیت وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ یعنے اور تیرے رب نے شہد کی مکہیون پر وحی بہیجی اور دیگر آیت وَاِذْ اَوْحَیْتُ اِلَی الْحَوَارِیّٖنَ اور جب حواریون پر وحی کی آیت شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ یُوْحِیْ ترجمہ شیطان آدمیون کے اور جنون کے وحی ڈالتے ہین آیت وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَہَا بِاَنَّ رَبَّکَ اَوْحٰی لَہَا -

امر چہارم کا جواب - قرآن کریم سے ثابت ہے کہ فوت شدہ انسان دوبارہ دنیا مین نہیں آیا کرتے اور نہ اُسکی کوئی نظیر قایم ہے دیکہو آیات مندرجہ ذیل فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْہَا الْمَوْتَ یعنے جسپر موت وارد ہو گئی خدا تعالے اُسے دنیا مین آنے سے روک دیتا ہے - (۲) وَحَرٰمٌ عَلٰی قَرْیَۃٍ اَھْلَکْنٰھَآ اَنَّھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ یعنے قریہ جسکو ہمنے ہلاک کر دیا یعنے حقیقی موت اسپر وارد ہو گئی اون کا دنیا مین دوبارہ آنا حرام ہے - دیکہو حَتّٰٓی اِذَا جَآءَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَکْتُ کَلَّا ؕ اِنَّھَا کَلِمَۃٌ ھُوَ قَآئِلُھَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِھِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ - یعنے جب کافرون مین سے ایک کو موت آتی ہے تو کہتا ہے اے میرے رب مجکو پہر دنیا مین بہیجدے کہ مین نیک عمل کرون اور تدارک مافات مجہسے ہو سکے تو اوسکو کہا جاتا ہے کہ یہ ہرگز نہین ہوگا یہہ صرف اوسکا قول ہے یعنے خدا تعالے کی طرف سے ابتدا سے کوئی بہی وعدہ نہین کہ مردہ کو پہر دنیا مین بہیجے اور پہر آگے فرمایا کہ جو لوگ مر چکے ہین اُن مین اور دنیا مین ایک پردہ ہے جسکی وجہ سے وہ قیامت تک دنیا کی طرف رجوع نہین کر سکتے ہیں ۱۸/۴ ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ تُبْعَثُوْنَ یعنے پہر تم قیامت کے دن ہی قبرون سے اوٹہائے جاؤگے - ۵/۱۸ وَمَا ھُمْ بِمُخْرَجِیْنَ یعنی وہ اس سے نکالے نہین جائینگے اور دیکہو حدیث مشکوٰۃ رواہ الترمذی یعنے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجکو ملے اور فرمایا اے جابر کیا سبب ہے کہ مین تجہے غمناک دیکہتا ہون مین نے کہا یا رسول اللہ صلعم میرا باپ شہید ہو گیا اور میرے سر پر عیال اور قرض کا بوجہہ چہوڑ گیا آپنے فرمایا کہ مین تجہے اسبات کی خوشخبری دون جسطور سے اللہ جل شانہ تیرے باپ سے ملا - مین نے عرض کی کہ ہان یا رسول اللہ مجہے بتلائے تو آپنے فرمایا کہ اللہ جل شانہ کسی کے ساتہہ بغیر حجاب بات نہین کرتا ہے مگر تیرے باپ کو اوسنے زندہ کیا اور بالمواجہ گفتگو کی اور کوئی درمیان حجاب نہ تہا اور پہر اوسنے تیرے باپ کو کہا اے میرے بندے کچہہ مجہہ سے مانگ کہ مین تجہے دونگا تب تیرے باپ نے عرض کی کہ اے میرے رب مجہکو زندہ کرکے پہر دنیا مین بہیجدے تا تیری راہ مین دوبارہ دنیا مین شہید کیا جاؤن تب اللہ تبارک تعالے نے فرمایا کہ ایسا نہین ہوگا کیونکہ مین ابدی طور پر عہد کر چکا ہون کہ جو لوگ فوت ہو جائین پہر وہ دنیا مین بہیجے نہین جائینگے انتہٰی لَا یَرْجِعُوْنَ قرآن کریم کی آیت ہے آیات محکمات ھُنَّ اُمُّ الْکِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِہٰتٌ یعنی آیات محکمات کبہی بہی نہین بدلتا ہے مگر متشابہات

اطلاع

[illegible]

... ارادہ سے نہ آوین - الراقم اکبر شاہ خان ہیڈ مولوی انگریزی سکول نجیب آباد ضلع بجنور -

www.aaiil.org

بدلتے رہتے ہیں اور یہی قانون قدرت ہمیشہ کا ہی وَلَو کَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ۸۲/۵ اب اسکے بعد جو اختلاف ڈالتا ہے وہ جانے۔

امر پنجم کا جواب - حدیث میں فیکم و امامکم منکم میں واؤ عاطفہ ہے ابن مریم مضاف مضاف الیہ ہے اور عطف مضاف الیہ پر پڑا ہے اور اسکی تفسیر قرآن کریم کی اس آیت سے ہوتی ہے۔ ہو نہذا تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَقُرْآنٍ مُبِينٍ آیا الکتاب مضاف ہے اور عطف مضاف الیہ پر پڑا ہے اب اس سے تو صاف ثابت ہو گیا دونوں کا ماحصل ایک شخص ہے اور اس کی صداقت کی گواہی آل عمران اور سورہ تحریم نے بھی دیدی ہے اور یہ شعر الہامی نعمت اللہ ولی کا جو دہلی کے گرد تاج کے ہیں ؎

مہدی وقت و عیسےٰ دوران
ہر دو را شہسوارے بینم

یہہ شعر رسالہ اربعین سے نقل کیا گیا ہے۔

امر ششم کا جواب - اگر یہہ خسوف کسوف اور دیگر نشانات اتفاقی امر ہیں اور کسی مدعی کے دعوے کی دلیل نہیں ہیں تب تو یہ دین بھی زندہ مردوں کی طرح مردہ ہے کیونکہ اسکے نشان بھی پیچھے رہ گئے ہیں اور آگے کو کچھ باقی نہیں رہا ہے افسوس ہے ہمارے علماء پر جو تمام قرآن اور حدیث میں نشان بہرے ہیں اور وہ ظہور بھی کرتے جاتے ہیں علما سب سے پانی سب پہ پہیرتے جاتے ہیں۔

امر ہفتم کا جواب - آل عمران اور سورہ تحریم میں خطاب امتیوں کو مریم کا دیا گیا ہے ... وجہ ہے جو اسرائیلی مسیح کو آسمان سے اتارا جائے اور ختم نبوت کی مہر کو توڑا جائے اور حضرت ابراہیمی رشتہ جو حضرت اسحاق کو ملا تھا اور باقی ورثہ حضرت اسمعیل کا جو رسول اکرم کو ملا تھا وہ ورثہ مسلمانوں کو خدا آگے مانگنے کے واسطے نماز میں درود شریف کی تعلیم فرمائی گئی ہے كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اور كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ یعنے جیسے انبیاء حضرت اسحاق کی نسل میں ہوئے حضرت عیسیٰ پر آکر سلسلہ ختم ہوا ویسا ہی حضرت اسمعیل سے سلسلہ شروع ہو کر محمدی مسیح پر جاکر سلسلہ ختم ہو ذرا غور کرکے دیکھو دین محمدی کے دشمن مت بنو اس امت کی نسبت خدا نے فرمایا ہے وَكُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ہے خیر امت تو بنے مگر ورثہ دوسرا لیجائے۔ افسوس۔

امر ہشتم کا جواب - ایمان بالغیب کی صفت میں آیا ہے الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ یعنے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور آیت إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ

ترجمہ - جن لوگون نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پہر اسپر قایم رہے انپر فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ خوف مت کرو نہ غم کہاؤ اور اس جنت کی خوشخبری لو جسکا تم کو وعدہ دیا گیا تہا اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ رائی کے دانہ کی برابر جسکا ایمان ہوگا وہ کرامات دکہائیگا اور ایسا ہی انجیل میں بھی ہے دیکھو انجیل مرقس ۱۶/۱۷ اور لوقا ۱۷ باب ہر ایک شخص کو لازم ہے اس معیار پر پہلے اپنے ایمان کو پرکہنا چاہئے تب دوسرے کو کافر کہنا چاہئے مگر اپنے ایمان کی تو کچھ خبر بھی نہیں ہے مگر دوسرون پر جلد فتوے طیار کرکے کافر بنا دیا کیا اس سے پہلے اولیاء اللہ کے مقابل میں علما نے ٹہوکر نہیں کہائی ہے افسوس صد افسوس اور جن اماموں کو تم مانتے ہو اُن کی سوانح کو تو دیکھہ لیا ہوتا جلد بازی کرنے سے۔

امر نہم کا جواب - اور خدا نے فرمایا کوئی ملک ایسا باقی نہیں جس میں کوئی مصلح الدین ہمنے نہیں بہیجا کہ آیت وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ یعنے اور کوئی امت ایسی نہیں جس میں نذیر نہیں ہو گذرا اور ایک لاکہہ چوبیس ہزار انبیاء کا ذکر حدیث میں ہے اور ویسا ہی اور کی حدیث میں آیا کہ آپکی پیشانی سے ایک لاکہہ چوبیس ہزار قطرہ گرے جس سے ایک لاکہہ چوبیس ہزار انبیا پیدا ہوئے اب دین کا طفیلی ہے تو اس امت مرحومہ میں سے ہونا چاہیئے تہا اور آیت وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ یعنی اور نہیں بہیجا ہمنے تمکو مگر واسطے تمام عالمون کی رحمت کے اور اب سچون کو سچائی اور جہوٹون کو لعنت کا طوق نہ ملے اور سچ اور جہوٹ میں فرق نہ کیا جائے تو رحمت عالم کہان سے ثابت ہونگے اور قومیں اپنے مذہب کو مت کہتے ہیں اور اس . . . . امت کو امم کا خطاب ملا ہے اب اس کو چاہیئے شل بچون کے صادق کے سر پہ صداقت کا تاج عطا کرے تب تو خیر الامم کے لقب سے ملقب ہو

امر دہم کا جواب - اب دیکھو قرآن کریم قصہ کہنے والون کو کیا کہتا ہے آیت يَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۲۵/۷ یعنے منکر کہتے ہیں کہ یہہ تو محض پہلون کے قصے ہیں اور اس آیت کے مثل آیت قرآن کریم میں سات یا آٹھہ مقام پر ہے اب جو شخص قرآن کریم کے قصون کو قصہ کہے تو وہ شخص کافر بنتا ہے بموجب قرآن کریم کے کیونکہ وہ تو ہمیشہ کی موجودہ صداقت کی پیشگوئیان ہیں اور پیشین گوئیون کو قصہ کے رنگمین بیان کیا گیا ہے افسوس صد افسوس جلد بازون پر جو آگا پیچہا نہیں دیکہتا ہے۔

امر یازدہم کا جواب - مہدی کا لفظ مہد سے مشتق ہے اور مدعی موعود کے دعوے کی دلیل موجود ہے دیکھو آیت وَالْأَرْضَ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُونَ ۴۸/۵۱ یعنے اور زمین کو ہمنے فرش بنایا پس ہم کیا اچہا مہد بنانے والے ہیں + اب دیکھو خدا نے ریل کا کیسا فرش بچہا دیا ہے دیگر آیت الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَجَعَلَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۱۰/۴۳ یعنے جسنے تمہارے واسطے زمین کو گہوارہ بنادیا اور اس میں تمہارے واسطے راستے بنادئے تاکہ تم راستے معلوم کرو اور اونٹ اور اونٹنیان معطل ہو جائیں اور چاند اور سورج کا رمضان میں گہن ہونا اسکے صداقت کی گواہ ہے اور اسم بامسمیٰ کے ساتہہ ظہور کرتا جاتا ہے۔

امر دوازدہم کا جواب - پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ لَمْ يَعْرِفْ إِمَامَ زَمَانِهِ فَقَدْ مَاتَ مِيتَةً الْجَاهِلِيَّةِ یعنے جس شخص نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کیا وہ جاہلیت کی موت پر مرگیا افسوس لوگ منہاج نبوت کو بھی نہیں جانتے ہیں۔

امر سیزدہم کا جواب - یہہ جب قرآن کریم کے حمار اسفار بن جائیں گے تو پہر وہ کسکی تقلید کرتا پہریگا وہ تو حاکم عادل ہو کر آئیگا اور حکم کے لقب سے ملقب ہو کر قرآن کریم کے مطابق اپنی عدالت سے دیگا جیسا دیکھو آیت مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا ۵/۲۸ یعنی جن لوگون کو توراۃ اوٹہوائی گئی پہر اونہون نے اسکو نہیں اوٹہایا وہ اوس گدہے کے مانند ہیں جو کتابیں اٹہاتا ہے دیکھو حدیث صحیح بخاری اور مسلم میں ہے لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُ الْحَرْبَ - ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا قسم ہے اوس کی جسکے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ عنقریب ہے کہ اتریگا تم میں عیسیٰ بیٹا مریم کا حاکم عادل ہو کر توڑیگا صلیب کو اور قتل کرے گا سور کو اور موقوف کر دیگا لڑائی کو اور علما نے خنزیر کو استعارہ میں خنزیر صفت انسان سے مراد لی ہے جو پہر ایک قوم اور مذہب میں ملے جلے چلے آتے ہیں سو حضرت اقدس بھی اون سبکو قتل کرتے جاتے ہیں اور صادقون کے سر پہ صداقت تاج بھی رکہتے ہیں۔

راقم احقر غلام امام احمدی عزیز الواعظین ابن شاہ محمد بن محمود ساکن شاہجہانپوری ۳ جولائی ۱۹۰۵ء مطابق جمادی الاول ۲۳ ۱۳۲۳ھ عفی عنہ۔

طبیبِ حاذِق

لَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ قرآن کریم کا ایک سنہری اصول ہے جس میں حفظ صحت اور حفظ ماتقدم کے تمام اصولوں کو جمع کر دیا گیا ہے لیکن دنیا میں بہت سے لوگ ہیں جو حفظ صحت کے اصولوں کی ناواقفی کیوجہ سے مختلف امراض میں مبتلا ہو کر دکہہ اٹہا رہے ہیں۔ اور اسیطرح یہہ کہ اشتہاری ادویہ کی کثرت نے اور بھی لوگوں کی صحت پر برا اثر ڈالا ہے + ہمنے حضرت حکیم حاذق مولوی نورالدین صاحب شاہی طبیب کے تجربات کی بنا پر **شفاخانہ فضل رحمانی** کے ذریعہ حتی المقدور مخلوق کو فائدہ پہنچانا چاہا ہے شفاخانہ کے اغراض میں طبی کتابوں اور ماہواری طبی رسالوں کا شائع کرنا بھی ظاہر کیا گیا تہا۔ اسلئے اس اعلان کے ذریعہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ ستمبر ۱۹۰۵ء سے ایک ماہواری طبی رسالہ **طبیب حاذق** نام شفاخانہ فضل رحمانی سے شائع کیا جاتیگا جسکا حجم فی الحال دو جزو ماہوار ہوگا۔ ۱۶ صفحون میں مستقل طور پر **حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب** کے بیش قیمت تجربات ہمیشہ شائع ہوتے رہیں گے۔ اور ۱۶ صفحون میں متفرق طبی مضامین ہونگے جنکے متعلق اس اشتہار میں کچہہ لکہنا بے سود ہے۔ خود رسالہ کے دیکہنے سے معلوم ہو جائیگا کہ وہ کسقدر مفید اور سہل ہیں۔ **مولانا مولوی نورالدین صاحب کے مجربات** سلسلہ وار ہونگے اور اس طریق پر انہیں قلمبند کیا گیا ہے جس سے علم طب کے مشکل مسائل بھی نہایت صاف اور سہل ہو گئے ہیں۔ ہر ایک مرض کے اسباب اسکی علامات تشخیص اور علاج یونانی - ویدک اور بالآخر موجودہ تحقیقات ڈاکٹری کی رو سے بتایا گیا ہے۔ یہہ رسالہ اردو خوان دنیا کے لئے ایک قابل قدر نعمت ہوگی۔ یہہ مستحکم اصول قرار دیا گیا ہے کہ بلا وصول قیمت پیشگی یا بہ اجازت وی پی ہرگز ہرگز کسی کے نام جاری نہ ہوگا۔ قیمت سالانہ عہ/ مع محصول ہوگی۔

تمام

درخواستیں منیجر شفاخانہ فضل رحمانی و مہتمم رسالہ طبیب حاذق کے نام آنی چاہئیں ۱۵ ستمبر تک رسالہ شائع ہو جائیگا۔

www.aaiil.org

مخدوم الملت کی ناسازی طبیعت

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی طبیعت نصیب اعدایون تو عرصہ سے کسی نہ کسی رنگ مین ناساز چلی آتی ہے مگر پچھلے دنون زلزلہ سے پہلے کثرت پیشاب کیوجہ سے آپ پر شدید حملہ ہوا تہا۔ اس حملہ مین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیم شبی دعاؤن نے اعجاز مسیحائی دکھایا اور آپ کو صحت ہوگئی لیکن کچھہ نہ کچھہ اثر اسکا چلا جاتا تہا۔ جو ہفتہ زیر اشاعت مین بہت خطرناک صورت مین نمودار ہوا، وہ یہہ کہ حضرت مخدوم الملتہ کی پیٹھہ پر بین الکتفین ایک چھوٹی سی پہنسی نمودار ہوئی جسکو انہون نے ایک معمولی پہنسی سمجھا۔ لیکن جب اسکا زور بڑہتا ہوا معلوم ہوا تو مخدومی ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب نے (جو تین مہینہ کی چھٹی لے کر آئے ہوئے ہین) اسے چیرا اور یہہ پہنسی سرطان تشخیص ہوئی جس روز اس پہوڑے کو چیرا گیا اسی روز مولوی صاحب ڈاڑھ کے درد شدید مین بہی مبتلا تہے صبح کو اسے نکالا گیا اور شام کو اس پہوڑے کو چیر دیا گیا۔ اسکی تکلیف سے درد اور کرب کی وجہ سے مولوی صاحب رات بہر آرام نکر سکے اور پیٹھہ پر ورم ہوگیا مگر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور وہ ورم کم ہوگیا۔ لیکن پہر اس مواد ردیہ اور سمیہ کے باعث جو پہوڑے کے اندر تہا اور حرام مغز پر واقع ہونے کی وجہ سے سخت تکلیف اور اضطراب رہا اور اسکے ساتھہ ہی بخار ہوگیا۔ بخار اسقدر شدید تہا کہ کچھہ کہا نہین جا سکتا۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے آرام ہے اور طبیعت رو بصحت ہے یہہ تو بیماری کے معمولی حالات ہین۔ لیکن اس بیماری کے متعلق بیان کرنے کے قابل بعض اور ضروری امور ہین جنہون نے ہم لوگون کو جو یہان قادیان مین موجود ہین حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منجانب اللہ ہونے پر ایک لذیذ اور جدید ایمان عطا کیا۔ اور خود حضرت مخدوم الملتہ کی وقعت کو ہمارے دلون مین مستحکم کر دیا۔

حضرت خلیفۃ اللہ کے لئے اس دن سے کہ مولوی صاحب پر عمل جراحی کیا گیا رات کا سونا قریباً حرام ہوگیا باوصفیکہ چوٹ لگنے اور بہت سا خون نکل جانے کیوجہ سے حضرت اقدس کو تکلیف تہی اور دوران سر کی بیماری کی شکایت تہی لیکن یہہ کریم النفس وجود ساری رات رب رحیم کے حضور مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے لئے دعاؤن مین لگا رہا۔ اور سچ مچ اسکا مصداق ثابت ہوا۔

چہ دستہا کہ نماید بروز کشتی و جنگ
باین امید کہ نفسے مکرر ما باشد
ہمین ست طائفہ برگزیدگان خدا
ہمین علامت شان از خدائے ما باشد
بجنگ و حرب گذارند ہر دمے کہ بود
کہ تا حفاظت مردم ز فتنہ ہا باشد
بخیر و عافیت بگذرد شب اندر خواب
کہ پاسبانی ایشان بصد عنا باشد

یہہ ہمدردی اور ایثار ہر شخص مین نہین ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندون اور مامورون کی ہی یہہ شان ہے کہ اپنی تکالیف کو بہی دوسرون کی تکالیف کے مقابلہ مین بہول جاتے ہین اور نہ صرف بہول جاتے بلکہ قریب بہ موت پہونچ جاتے ہین۔ لیکن ہان ان کے دل مین کسی بندہ کے لئے خاص طور پر اضطراب اور قلق کا پیدا ہونا خود اس بندہ کی عظمت اور وقعت کو بہی ظاہر کرتا ہے۔ حضرت اقدس نصف شب سے آخر شب تک دعاؤن مین مصروف رہے اور اس اثنا مین مولوی صاحب ممدوح کے دروازہ پر آکر حال بہی پوچھا۔ ساری دنیا سوتی تہی مگر یہ خدا کا جری جاگتا تہا اپنے لئے نہین اپنی اولاد کے لئے نہین اپنے کسی ذاتی مقصد اور غرض کے لئے نہین بلکہ صرف اس لئے کہ تا **رحیم و کریم مولیٰ کے حضور اپنے ایک مخلص کی شفا کے لئے دعا کرے۔**

معزز ناظرین! مین سچ کہتا ہون اور خدا تعالیٰ کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ خدا کے برگزیدہ رسول کا یہہ اضطراب اور قلق اپنے ایک خادم کے لئے ان ساری تکلیفون ۔ اور مصائب کا نعم البدل ہو سکتا ہے جو اس کے دامن پکڑنے پر آئین اگر آئین۔ ماں باپ مین ایک ہمدردی ہوتی ہے اور کچھہ شک نہین وہ ذاتی ہوتی ہے لیکن یہ ایثار اور یہہ محبت جو خدا کے رسول اپنے مخلص خدام کے لئے ظاہر کرتے ہین اسکی نظیر دنیا کے کسی ماں باپ کی زندگی مین بہی نہین مل سکتی اور ہرگز نہین مل سکتی۔

کیا یہ امر اس کی سچائی پر ایک وجدانی دلیل نہین؟ گہر کے اندر اسے کون دیکہتا ہے لیکن اس کی اندرونی اور بیرونی زندگی ایک ہی قسم کی واقع ہوئی ہے جو اس کی راستبازی اور منجانب اللہ ہونے پر زبردست دلیل ہے۔ اور سب سے بڑہ کر جو بات اس طرز زندگی سے معلوم ہوتی ہے وہ یہہ ہے کہ آپکو **خدا تعالیٰ کی ہستی اور اسکے تصرفات پر کس قدر یقین اور ناز ہے اور دعا اور اسکے خارق عادت تاثیرون پر کیسی بصیرت ہے۔**

یہہ یقین اور بصیرۃ بجز ایسی حالت کے کہ اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوکر خود اسکی آواز انسان نہ سن لے پیدا ہی نہین ہو سکتی۔ ورنہ وہ کیا بات ہے جو دس دس بارہ بارہ گہنٹون تک متواتر دعا کرتے ہوئے بہی انکو تہکا نہین سکتی۔ انسان ایک دعا کے لئے ہاتہہ اٹہاتا چند منٹ کے بعد تہک جاتا اور اسے الفاظ نہین ملتے آخر رہ جاتا ہے مگر خدا تعالیٰ کے حضور انکے لئے وہ کیا جذب اور مقناطیس ہے جو یہہ ایسا سلسلہ سخن دراز کرتے ہین کہ ختم ہونے مین نہین آتا۔ بیماری ضعف نقاہت کوئی اور امر انکو تہکاتا نہین الفاظ کی کمی انکو پست حوصلہ نہین کر سکتی! وہ جذب اور مقناطیس بجز اسکے اور کیا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر زندہ ایمان اور لذیذ ایمان ہوتا ہے دوسرون کی طرح اللہ تعالیٰ کو خیالی اور سماعی طور پر نہین مانتے بلکہ اس کو دیکہتے اور اس سے کلام کرتے اور جواب پاتے اس کی قدرتون کا مشاہدہ کرتے اور اس کے وراء الورا حسن اور احسان کیوجہ سے اسکی طرف کہچے جاتے اور اس کے حضور ہی لذت پاتے ہین۔

مین یقیناً جانتا ہون کہ جو لوگ اس امر پر غور کرین گے۔ کہ اتنی لمبی دعائین پہر ایک دن نہین ہر روز ایک شخص کرتا ہے اگر وہ اپنی دعاؤن کی قبولیت پر [illegible] اطمینان اور خدا تعالیٰ کے ساتہہ وفادارانہ تعلق نہین رکہتا تو اسے ایسی توفیق ہی کیونکر مل سکتی ہے اپنی دعاؤن پر قیاس کرو کہ وہ کتنی لمبی ہو سکتی ہین اور پہر اسپر غور کرو۔

غرض

حضرت کئی رات بالکل نہین سوئے۔ جس سے طبیعت گو بہت مضمحل ہوگئی مگر اس اضمحلال نے آپ کو تہکایا نہین۔ ایک دن فرماتے تہے۔ کہ مین نے بہت دعا کی ہے اسقدر دعا کی ہے کہ اگر تقدیر مبرم نہین تو انشاء اللہ بہت مفید ہوگی۔ پہر فرمایا کہ مین اللہ تعالیٰ کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ کبہی اس قسم کا **اضطراب اور فکر** مینے **اپنی اولاد** کے لئے بہی نہین کیا نہ خود دعاؤن مین مصروف رہے بلکہ دوسرے خدام کو بہی خاص طور پر دعاؤن کے لئے تاکید فرماتے رہے یہانتک کہ رات کو بعض خدام کو بلا کر کہا کہ تم ساری رات دعائین کرو۔ اور اسطرح پر اپنے بہائی کی مدد کرو۔ مین الفاظ نہین لا سکتا جو اس نقشہ کو دکہاؤن اور کیونکر دکہاؤن مصور کا قلم بہی دکہا نہین سکتا۔ کہ آپ **دعاؤن کی قبولیت** پر کیسا ایمان رکہتے ہین اور اس کو کیسی اکسیر اپنے تجربہ سے مانتے ہین۔

فرمایا مینے ہر چند چاہا کہ دو چار منٹ کیلئے ہی سو جاؤن مگر مین جانتا ہی نہین کہ نیند کہاں چلی گئی۔ یہہ باتین آپ نے ایک روز صبح کو بیان فرمائین بعض خدام نے عرض کی کہ حضور اسوقت جا کر آرام کر لین۔ فرمایا یہ اپنے اختیار مین تو نہین مین کیونکر آرام کر سکتا ہون جب کہ میرے دروازہ پر ہائے ہائے کی آواز آتی ہے مین تو اس **قلق** اور **کرب** کو جو مولویصاحب کو ہوا دیکہہ ہی نہین سکتا (اللہ رے رقت قلب ایڈیٹر) اسلئے مین اوپر نہین گیا۔" پہر ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کو اس کے متعلق مناسب ہدایتین فرماتے رہے اور تپ کے علاج کیطرف بہی توجہ دلائی۔ فرمایا کہ مین کونین اور کافور سمجہتا ہون وہ پلا دو تاکہ بخار رک جاوے۔

غرض

آپ کو بہت درد اور کرب ہے مین یقیناً کہتا ہون کہ حضرت مخدوم الملتہ کو تو جو درد اور تکلیف ہے وہ ہے ہی لیکن حضرت خلیفۃ اللہ کو اس سے کہین زیادہ اور کہین بڑہ کر اسکا درد ہے۔ اس سے پہلے کئی مرتبہ آپ نے فرمایا ہے کہ دعا ہو نہین سکتی جب تک **دوسرے کے درد اور دکہہ کو مین اپنے پر نہ لے لون۔** وہ نظارہ اب دیکہا گیا ہے۔

ان ایام مین جو رویا اور الہامات ہوئے وہ مین اس مضمون کے آخر مین درج کرون گا اب ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خود مخدوم الملتہ کی حالت سے بہی ناظرین کو آگاہ کرون۔

جس دن وہ پہوڑا چیرا گیا اور ڈاڑہ نکالی گئی۔ رات کو تکلیف رہی۔ صبح کے وقت اکثر احباب عیادت کے لئے گئے۔ ضعف اور نقاہت بہت تہی تاہم بڑے حوصلہ اور استقلال سے احباب کو مخاطب کیا اور فرمایا

> خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ موت کا ذرا بہی خوف نہین وہ تو ایک پل ہے جس پر سے سب کو گذرنا ہے۔ اور ہمارے لئے تو ملاقات یار کا ذریعہ ہے مگر میرے دل مین یہ کرب ہے کہ خدمت دین کے لئے ایک مضمون شروع کیا تہا۔ وہ ابہی ناتمام ہے خدا کرے وہ پورا ہو جاوے۔ مین نے اپنے دل پر اس تکلیف اور گہبراہٹ کے وقت بہی نظر کی الحمد للہ مین یقین رکہتا ہون کہ خدا کا مسیح بالکل سچا اور راستباز ہے اور یہہ سلسلہ سچا سلسلہ ہے ہم نے اس کو قبول کرنے مین ذرا بہی اپنے نفس کو دہوکا نہین دیا۔

پہر خاکسار ایڈیٹر کو مخاطب کر کے

پوچھا اگر کچھ لکھا ہے (عصر جدید کے ایک مضمون کے جواب کے متعلق اشارہ تھا۔) ایڈیٹر

مینے عرض کیا کہ ابھی کچھ نہیں لکھا۔ اسپر فرمایا اس تکلیف میں اسکے متعلق عجیب عجیب راہیں میرے دل میں آئیں اور خدا تعالیٰ نے اس باطل کے کھلنے کی خوب تفہیم سمجھائی۔ اب توفیق کا ملنا اسی کے فضل پر موقوف ہے۔ مجھے اپنی بیماری میں اگر کوئی حسرت ہوتی ہے تو یہی کہ فلان رسالہ یا کتاب ختم ہو جاوے اور فلان خدمت دین ہو جاوے اور کچھ نہیں۔

پھر حضرت اقدس کی دعاؤں کے تذکرہ پر فرمایا کہ ایسی شفقت اور ہمدردی والدین میں بھی مینے نہیں دیکھی۔ رات خود آواز دی اور حال پوچھا۔ جسقدر عرصہ تک احباب بیٹھے رہے ایسی ہی باتیں کرتے رہے جن سے انکے قوی الایمان اور راستباز رضا بالقضا کے سچے عامل ہونے کا یقین ہوتا ہے۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے پٹی کھولی۔ اور زخم کو دھو کر دوسری پٹی لگائی اور احباب چلے آئے۔ دوسرے دن تکلیف اور بھی بڑھ گئی بخار شدید ہو گیا۔ اسکی صبح کو پھر احباب حاضر ہوئے۔ آج بہت ہی ضعیف تھے اور ساری رات سخت تکلیف میں کٹی تھی۔ بیٹھتے ہی فرمایا۔

رات بہت تکلیف ہی مگر میں اس حالت میں بھی اللہ تعالیٰ کو رب۔ رحمان۔ رحیم یقین کرتا ہوں موت سے ہرگز مجھے کوئی خوف نہیں اور میں اس سے نہیں ڈرتا۔ میں اللہ تعالیٰ پر اسکی کتابوں اور رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں + یہہ کہتے ہوئے ٹیس نے بیقرار سا کر دیا۔ آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ جستے حاضرین پر بھی رقت پیدا کر دی پھر بڑے حوصلہ اور برداشت سے جیسے تندرستی کی حالت میں بات کرتے ہیں باتیں کرتے رہے جن کا خلاصہ اپنی درد و تکلیف کا اظہار ہی نہ تھا بلکہ حضرت حجۃ اللہ پر قوی ایمان اور عشق کا اظہار تھا۔ پھر پٹی کھول کر دوسری پٹی باندھی گئی۔ اسوقت بخار نہیں تھا۔ الحمد للہ علی ذالک

تازہ الہامات و رویا

۳۰۔ اگست ۱۹۰۵ء۔ مولوی عبدالکریم صاحب کی گردن کے نیچے پشت پر ایک پھوڑا ہے جسکو چیرا دیا گیا ہے۔ فرمایا۔ میں نے ان کے واسطے رات دعا کی تھی رویا میں دیکھا۔ کہ

• مولوی نور الدین صاحب ایک کپڑا اوڑھے بیٹھے ہیں اور رو رہے ہیں"

فرمایا ہمارا تجربہ ہے کہ خواب کے اندر رونا اچھا ہوتا ہے اور ہمیری رائے میں طبیب کا رونا مولوی صاحب کی صحت کی بشارت ہے۔

۳۰۔ اگست ۱۹۰۵ء (۱) رویا۔ دیکھا کہ میرے ہاتھ میں چابیاں ہیں ایک صندوق کھولنے کا ارادہ ہے۔ فرمایا اس میں اشارہ حل مشکلات کی طرف ہے۔

۳۱۔ اگست ۱۹۰۵ء۔ نماز پڑھ رہے تھے اور فاتحہ کے بعد سورہ والعصر پڑھنا تھا۔ اتنے میں غنودگی ہو کر سورۃ والعصر کی جگہ بڑے زور سے زبان پر یہ سورت بطور الہام جاری ہوئی

اذا جاء نصر الله والفتح

نصف رات سے فجر تک مولوی عبد الکریم کے لئے دعا کی گئی۔ صبح کی نماز کے بعد جب سویا تو یہ خواب آئی۔ ۳۱۔ اگست کی رات کو دیکھا۔ مینے دیکھا عبد اللہ سنوری میرے پاس آیا ہے اور وہ ایک کاغذ پیش کر کے کہتا ہے کہ اس کاغذ پر مینے حاکم سے دستخط کرانا ہے اور جلدی جانا ہے۔ میری عورت سخت بیمار ہے اور کوئی مجھے پوچھتا نہیں دستخط نہیں ہوتے اسوقت مینے عبد اللہ کے چہرہ کی طرف دیکھا تو زرد رنگ اور سخت گھبراہٹ اس کے چہرہ پر ٹپک رہی ہے۔ مینے اوسکو کہا کہ یہ لوگ روکھے ہوتے ہیں نہ کسی کی سفارش مانیں اور نہ کسی کی شفاعت۔ میں تیرا کاغذ لے جاتا ہوں آگے جب کاغذ لے کر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص منٹھن لال نام جو کسی زمانہ میں بٹالہ میں اکسٹرا اسسٹنٹ تھا کرسی پر بیٹھا ہوا کچھ کام کر رہا ہے اور گرد اسکے عملہ کے لوگ ہیں میں نے جا کر کاغذ اوسکو دیا اور کہا کہ یہ ایک میرا دوست ہے اور پورانا دوست ہے اور واقف ہے۔ اسپر دستخط کر دو اس نے بلا تامل اسیوقت لے کر دستخط کر دئے۔ پھر مینے واپس آ کر وہ کاغذ ایک شخص کو دیا اور کہا ہوش سے پکڑو ابھی دستخط کئیے ہیں اور پوچھا کہ عبد اللہ کہاں ہے اونہوں نے کہا کہیں باہر گیا ہے۔ بعد اسکے آنکھ کھل گئی اور ساتھ ہی پھر غنودگی کی حالت ہو گئی تب مینے دیکھا کہ اسوقت میں کہتا ہوں مقبول کو بلاؤ اس کے کاغذ پر دستخط ہو گئے ہیں یہ جو منٹھن لال دیکھا گیا ہے ملائک طرح طرح کے تمثلات اختیار کر لیا کرتے ہیں منٹھن لال سے مراد ایک فرشتہ تھا۔ سنوری سے یہ مراد ہے۔ کہ سنور عربی میں بلی کو کہتے ہیں اور علم تعبیر کی رو سے بلی ایک بیماری کا نمونہ ہے عبد اللہ سنوری سے مراد ہوئی وہ عبد اللہ جو بیمار ہے فرمایا طب تو ظاہری محکمہ ہے ایک اس کے در اصل محکمہ پردہ میں ہے جب تک وہاں دستخط نہ ہو

کچھ نہیں ہوتا۔ (۴) ۳۱۔ اگست ۱۹۰۵ء بعد ظہر الہام ہوا۔ اَرِنی زلزلة الساعة۔

محاکمہ بابت تصلیب مسیح و شمعون

پیسہ اخبار مطبوعہ ۱۷۔ جولائی ۱۹۰۵ء میں شیخ عبد الواحد صاحب کی طرف سے مسیح کی جائے شمعون کی تصلیب پر ایک مضمون چھاپا گیا تھا۔ جس کی مسٹر جی ڈانیل صاحب تردید کر کے زور دیتے ہیں کہ صلیب پر جو شخص مصلوب ہوا۔ وہ مسیح ہی تھا لیکن درحقیقت ان دونوں صاحبان میں کوئی اصل مقصود تک نہیں پہونچا۔ زیادہ افسوس شیخ عبد الواحد صاحب پر آتا ہے جنہوں نے قومی تواتر درکنار قرآن مجید کی بھی کچھ پروا نہیں کی۔ کیونکہ قرآن مجید کو اگر تدبر کے ساتھ پڑھا جائے تو مسیح کی متعلق صلیب کی نفی ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔ ہاں صلیب کی جو علت غائی تھی۔ اس کی بڑے زور سے نفی کی گئی ہے۔ اگر شیخ صاحب کے خیال کے مطابق مصلوب کوئی دوسرا شخص تھا۔ تو قرآن اور احادیث نے کیوں اوسکو بیان نہیں کیا۔ اگر آپ کو قرآن دانی کا دعویٰ ہے تو جملہ ولٰکن شبہ میں جو ھُوَ ضمیر مضمر ہے۔ اسکا مرجع بھی کوئی تجویز کیا ہوتا۔ ورنہ کسی ضمیر کا خود بخود پیدا ہو جانا نحو کے کونسے قاعدہ سے درست ہے۔ میرا اسبات پر کامل ایمان ہے کہ آج روئے زمین پر قرآن کریم ہی ایک ایسی بے نظیر کتاب ہے جو بلاغت و فصاحت وغیرہ ایسی بے شمار خوبیوں کو رکھتے ہوئے ایک یہ خوبی بھی رکھتی ہے۔ کہ اس میں اختلاف کا نام تک نہیں۔ یہ ایک الگ بات ہے۔ کہ کسی نے ترجمہ کرتے وقت قرآن کے ہر ایک مقام کو مد نظر نہ رکھا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اب تک اس بے عیب کلام پر جس قدر اعتراضات کئے گئے ہیں۔ وہ ان ترجموں اور شخصی رایوں کا نتیجہ ہے۔ جو خود بھی ایک دوسری کے مخالف ہیں۔ ورنہ قرآن شریف اپنے اصل الفاظ کے ساتھ ابتک بدستور موجود ہے۔ کیا کوئی ہے جو اس کے ایک حرف پر بھی نکتہ چینی کر سکے۔ کاش کہ ہمارے موجودہ علماء مسیح سے کسی دوسرے شخص کو متشکل کرتے وقت آئت واختلاف السنتکم والوانکم ان فی ذالک لاٰیات العالمین کو بھی پڑھ لیا کریں۔

میں اسبات کو تو ضرور مانتا ہوں۔ کہ صلیب پر جو شخص چڑھایا گیا۔ وہ واقعی مسیح تھا۔ مگر صلیب کے ذریعہ جو اس کا ... نا اور مصلوب کرنا مطلوب تھا اس سے مجھے قطعی انکار ہے۔ کیونکہ یہودیوں کا اس سے نامراد رہنا انا جیل سے بھی ثابت ہے۔ اگر مسٹر جی ڈانیل صاحب خواہش کرینگے تو حسب انجیلی آیات کی تفصیل سے دریغ نہیں کروں گا۔ دیگر قرآن کریم نے اس واقع کو جس خوبی سے بیان کیا ہے۔ اس میں غیر متعصب اہل تحقیق کے لئے کوئی کمی نہیں رکھی گئی۔ مجھے بھی ایک بڑے تفکر کے بعد یہی معلوم ہوا ہے۔ کہ قرآن شریف میں یہودیوں کی جس بیان کردہ (یعنی قتل بالصلیب) موت کی نفی کیگئی ہے۔ حقیقت میں وہ ایک ایسی موت ہے۔ جو نصرت الٰہی سے روکتی ہے۔ یہودیوں کا اعتراض بھی تو اسی روحانی رفع پر تھا چنانچہ وہ یہ کہتے تھے۔ کہ اس کی پیدائش (نعوذ باللہ) صحیح نہیں۔ جس سے وہ اس کو دعوے رسالت میں بھی صادق نہیں سمجھتے تھے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ وہ اس کو صلیبی یعنی لعنتی موت سے مارنا چاہتے تھے۔ حتےٰ کہ انہوں نے اپنے خیال میں مار بھی دیا۔ مگر قرآن کریم میں اسکی اس طرح تردید کیگئی ہے۔ کہ صلیب پر جانے کا جو مفہوم تھا۔ وہ اس پر وارد نہیں ہوا۔ ہاں صلیب پر چڑھائے جانے سے مشابہ بالمصلوب ضرور ہو گیا تھا۔ جس سے یہودیوں نے مسیح کو مردہ سمجھ لیا۔ اناجیل سے بھی یہی پایا جاتا ہے۔ کہ مسیح ہرگز صلیب پر نہیں مرا۔ اگر مر جاتا تو بھالا مارنے پر اسکی پسلی سے لہو اور پانی کیوں نکلتا۔ آجتک کسی نے بھی نہیں سنا کہ مردہ جسم سے کبھی خون نکلا ہو انجیلوں سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مسیح تین گھنٹوں سے زیادہ صلیب پر نہیں رکھے گئے۔ ورنہ پلاطوس کا تعجب کیا معنے رکھتا تھا۔ اگر مسٹر جی ڈانیل صاحب کو واقعی اس معاملہ میں تحقیق منظور ہے۔ تو انجیل متی کے اس مقام کو غور کر پڑھیں۔ کہ جہاں مسیح نے فقیہوں اور فریسیوں کے نشان مانگنے پر یہ جواب دیا۔ کہ اس زمانے کے بد اور حرام کار لوگ نشان ڈھونڈتے ہیں۔ یونس نبی کے نشان کے سوائے کوئی نشان دکھایا نہ جائیگا۔ کیونکہ جیسا یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ ویسا ہی ابن آدم تین دن رات کے اندر رہیگا۔ اب یہاں چند اعتراضات پیدا ہوتے ہیں۔ کہ کیا یونس مچھلی کے پیٹ میں زندہ گیا تھا۔ یا مر کر۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ یونس زندہ ہی مچھلی کے پیٹ میں گیا تھا۔ برخلاف اسکے اگر مسیح مر کر زمین میں گیا۔ تو مماثلت کہاں ثابت ہوئی۔ دوسرا یہ کہ مسیح نے تمام عمر میں اس نشان کے سوا دوسرا کوئی نشان نہیں دکھایا۔ تیسرے یہ کہ مسیح خدا اور ابن اللہ بھی نہیں تھا۔ بلکہ دوسرے انسانوں کی طرح وہ بھی ایک انسان ہی تھا

راقم خاکسار محمد حسین احمدی از مزنگ لاہور۔

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و آپکے اہل بیت خدا کے فضل و کرم سے اچھے ہیں حکیم الامۃ کی صحت بھی اچھی ہے۔
۲۔ موسمی حالت خطرناک ہے امساک باران کی وجہ سے فصلیں خشک ہو رہی ہیں اللہ رحم کرے۔

درخواست دعا | حضرت مخدوم الملۃ مولوی عبد الکریم

www.aaiil.org

مراسلت

احاط علیٰ

بزبر میدان فصاحت مخدوم الملتہ مولوی عبدالکریم صاحب نے اپنے مضمون بلاغت مشحون کفر یالرسول کی حیرت انگیز سزا مین جوکچہہ لکہا وہ نادان معترض کے لئے بالکل کافی بلکہ کافی سے بڑہکر تہا کیونکہ مین دیکہتا ہون کہ الفاظ کی توپون نے کذب وتزویر کی قلعی کو بالکل مسمار کردیا۔ اور مخالف کو کوئی جگہ پناہ لینے کی نہ رہے۔

حقیقت مین ایک سچے مسلمان کو رسول اکرم افصح العرب والعجم کی حدیث دیکہہ لینے کے بعد جسمین احاط کا صلہ علےٰ آیا ہے۔ کوئی بھی شک وشبہ نہ رہنا چاہئے بلکہ بڑی خوشی سے اپنی تمام تحریر کو جو مخالفانہ رنگ مین نادانی سے لکہی گئی ہو۔ جہنمی فائر کردینا چاہئے۔ مگر افسوس کہ بیجا تعصب اپنی بات کی پچ اور معاصرین مین نمایشی عزت۔ غلطی تسلیم کرنے سے مانع رہی اور رہے گی

تعجب ہے کہ جب مولویصاحب مکرم نے حدیث **ملعون من احاط علی مشربۃ** پیش کی اور یہ بہی بیان فرمادیا کہ جیسے یہان علےٰ بلحاظ تصرف و استیلا آیا ہے اور اس نے یہ فائدہ دیا کہ اسے بیگانون سے روک کر اپنے لئے خاص کرلیا ایسے ہی فقرہ زیر بحث مین علےٰ صلہ لانے سے اس امر کا اظہار مقصود ہے کہ اللہ تعالےٰ کی روح نے مجیب پر پورا پورا تصرف اور استیلا کیا یعنی مجیب بالکلیہ اپنا بنالیا اور اغیار سے بیگانہ کردیا۔ پہر لسان العرب سے احاطہ کا صلہ **الحاط علیہا** اور **اذا لم یحیط علیہا** سے دکہایا۔ اور مد القاموس سے بہی احاط علیہ بتلایا۔ تو اسکے بعد کونسی کسر علمی پردہ دری مین رہ گئی تہی۔ جو کہلی چہٹی لکہکر اپنی فضیحت کے موجب ہوئے! حضرت سنئے مین ایک اور طریقہ مین آپ کو یہ مسئلہ سمجہاتا ہون۔ امید ہے کہ آپ نے صرف میر کا نام لیا حالانکہ اس مین اس مسئلہ کا نام ونشان نہین۔ معلوم ہوتا ہے کتاب وغیرہ کبہی دیکہی نہین یونہی نام لے دیا۔ ہم آپ کو اس مسئلہ کے سمجہنے کے لئے کافیہ اور اس کی شرح فوائد ضیائیہ (شرح ملا جامی) مع حواشی کا پتہ دیتے ہین۔ اسکے پڑہ لینے کے بعد آپ کو ایسے صلات کے ذکر کا قاعدہ کلیہ مل جائیگا۔ اور پہر فصحاء کے کلام پر اعتراض کرکے خواہ مخواہ عرضہ تیر ملامت نہ بننگے۔ کافیہ مین ہے **الاعراب ما اختلف الخ**

به لیدل علے المعانی المعتورۃ علیہ دیکہئے یہان صلہ علےٰ آیا ہے حالانکہ اس کا صلہ علےٰ نہین ہوتا۔

مولانا جامی علیہ الرحمتہ فرماتے ہین۔ اے علے **المعرب علے تضمین مثل معنی الورود والاستیلاء**۔ اسپر ملاجمال وغیرہ لکہتے ہین **التضمین ھو ان یلاحظ فی فعل اوصفتہ معنے فعل وصفتہ آخر۔ بقرینتہ ذکر متعلق الملاحظ بعدہ بحیث یکون الاول مقیدًا والثانی قیدًا یعنی یقصد بلفظ فعل معناہ الحقیقی ویلاحظ معہ معنی فعل آخر بذکر شے من متعلقات الآخر اوحذف۔**

اب سنئے حضرت اقدس علیہ السلام نے احاط کے ساتہہ ملاحظ معنی استیلاء کو **واستوی علی جسمی ونفسی فی ضمن وجود حتی ما بقی منی ذرۃ** اور **غلبت علے غلبۃ شدیدۃ** وغیرہ سے بتادیا اور بخوبی سمجہادیا کہ اس کلام کا معنی یہ ہے کہ احاط مستولیا ومتصرفا علےٰ روحہ یعنی صلہ علےٰ ساتہہ ذکر کرکے ملاحظ معنی استیلاء بطور قید جتلادیا ہے اور یہ کہین نہین فرمایا کہ احاط کا اپنا صلہ علےٰ ہی ہے۔ (ہت نہین) مولوی صاحب نے بہی بہت سی مثالین دیکر آپکو مبہوت کردیا۔

پہر مین پوچہتا ہون کہ اس مین کیا شک ہے کہ یہان احاطہ کا صلہ علےٰ آگیا ہے۔ ترکیب نحوی علےٰ کو احاط کے متعلق کہوگے یا نہین۔ آپ نے خود تقدیر عبارت بیان کرکے علےٰ کو احاط کے متعلق کردیا جہان فرمایا ملعون من احاط بالمشربۃ علےٰ سبیل التملک۔ فرمائیے یہ علےٰ کس لفظ کا صلہ ہے احاط کا ہے یا کسی اور کا۔

پہر آپ فرماتے ہین جن معنون کی رعایت سے حدیث مین علےٰ آیا ہے وہ اس عبارت مین مفقود ہے۔ یہ کیسے؟ ذات باری کا "تصرف" اشیاء پر پہلے سے ہی ہونا اس بات کا منافی نہین کہ اولیٰ تصرف کے ماسوا کسی اور قسم کا تصرف و استیلاء واقع نہ ہو۔ بلکہ نئے استیلاء و تصرف کا اظہار جو یہان بالتخصیص ضروری ہے۔ وہ بغیر صلہ علےٰ کے ہو ہی نہین سکتا تہا۔ اسلئے اس نئے استیلاء کو جتانے کے لئے یہ صلہ لایا گیا۔ اگر علےٰ نہ لایا جاتا۔ تو استیلاء روحانی وفناء نفسانی کا مزید فایدہ حاصل نہ ہوتا۔ (حالانکہ آپ کہتے ہین علےٰ نے مزید فائدہ نہین دیا۔)

استوٰی کو احاط علےٰ کا مفسر کیون ٹہیراتے ہو۔ وہ تو دوسرے مضمون مین ہے واستوی علے جسمی جو ان روحہ احاط علےٰ کے متصل ہے

عله مضاف مضاف الیہ مین تغایر اعتباری ہے پس آپکا اعتراض صحیح نہین۔ ۱۲

کیا وہ نظر نہین آیا؟ مولویصاحب کی کم نظری کی شکایت اور اپنا یہ حال **فبئس الاعمی عمی القلب**۔

قرآن مجید مین "**وَاللّٰہُ محیطٌ بالکٰفرین**"۔ آنا اس بات کا ثبوت نہین کہ احاطہ کا صلہ علےٰ نہین آتا۔ یہان تو احاط علمی مراد ہے۔ اگر غضب کا احاطہ مراد ہوتا تو ضرور صلہ علےٰ آتا۔

یہ بہی غلط ہے کہ منع غیرہ منہ اور آپ کو غیرون سے بیگانہ بنادیا مین فرق بیّن ہے۔ غرض تشابہت ہے **ولو بوجہ** ہر ایک امر اور ہر ایک وصف مین اتحاد ضروری نہین۔

اور یہ جو کہا کہ وہ گہاٹ پہلے اسکے قبضہ مین نہ تہا۔ اس کا جواب سنئے! کہ جیسے گہاٹ پر اس کا استیلاء پہلے نہ تہا ایسے ہی یہ **تصوف و استیلاء** صفات ربانی بہی سالک کی روح وجسم پر پہلے واقع نہ ہوا تہا بلکہ یہ خدا تعالےٰ کی تجلّی بطور تحدی واقع ہوئی ہے اور ایک خاص حالت کا نام ہے ہر ایک پر ایسا احاط نہین ہوتا۔ ورنہ عوام الناس اور اولیاء اللہ مین فرق کیا ہوا۔

معلوم ہوتا ہے آپ قاعدہ تضمین کو جسمین اعلےٰ درجہ کی بلاغت ہے نہین جانتے ورنہ آپ یہ نہ کہتے کہ علےٰ اظہار صورت کے لئے آتا ہے اور نہ تقدیر عبارت غلط کرتے۔ صحیح تقدیر یون ہے **من احاط متملکًا علے المشربۃ یا من تملك علے المشربۃ محیطًا** کیونکہ تضمین مین قاعدہ تقدیر یہ ہے کہ فعل یا صفت مذکور کو اپنی جگہ ذکر کرکے فعل ملاحظ کو بطور حال ذکر کیا جائے۔ یا فعل ملاحظ کو مع صلہ ذکر کرکے فعل مذکور کو بطور حال لایا جائے۔ چنانچہ **المعانی المعتورۃ علیہ** کی تقدیر یہ ہے۔ **المعانی المعتورۃ واردۃ علیہ** **المعانی الواردۃ علیہ معتورۃ**۔

احاطت الظلمۃ علے کل جھۃ مین بہی یہی قاعدہ سمجہئے یعنی دراصل **احاطت الظلمۃ مستولیا علے کل جھۃ** ہے۔ اسکی تائید کل جھۃ سے ہورہی ہے کہ بوجہ غلبہ ظلمت کا احاط بطور تملک وتصرف واستیلاء ہے۔

آپ کی تمام علمی باتون کا جواب ہوچکا۔ باقی اڑہائی ورق غیر متعلق ہین۔ جنمین سوائے استہزاء وطعن وتشنیع کے کچہہ نہین۔ مین حیران ہون کہ مسئلہ علمی ہوتا ہے اور زنانہ طبیعتین طعنے دیکر فتح حاصل کرنا چاہتے ہین۔ یہ **شہادت القرآن** جس پر آپکا بڑا ناز ہے۔ مدت ہوئی مین اس کی دہجیان اڑاچکا ہون۔ ایک ضخیم کتاب چہپ رہی ہے جسمین علاوہ دیگر مخالفین کی کتابون (سیف چشتیائی۔ الہامات مرزا۔ ذرہ تا ذرہ غایت المقصود) کی اس شہادت کا جواب بہی ہے عنقریب حلیہ طبع سے آراستہ ہوکر نور افزائے چشم تحقیق ہوگی۔ یہ کتاب ایک برس سے لکہی جاچکی ہے۔ مگر ایسے موانع پیش آگئے کہ پریس مین ادہوری پڑی رہ گئی۔ **سلم الوصول و نزول الملائکہ** کا جواب میری دوسری تصنیف مین دیکہئے جس کا حجم اڑہائی سو اوراق سے زیادہ ہوگا۔ اور جسمین احمدی مذہب کے تمام عقائد کو بالتفصیل با دلائل بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب بہی پریس پر دینے کا انتظام ہو رہا ہے۔

وہ کون سا میدان ہے جو آپ نے جیتا! کیا زبان کی چالاکی سے جاہلون کو بہڑکا کر تالیان بجوادینے کا نام فتح ہے؟ شرم!

کب آپ قلم ہاتہہ مین لے کر ٹہنڈے دل سے تحقیق کرنے پر تیار ہوئے۔ آپ کا تو یہ کام ہے گئے اور احمدیون کے خلاف ایک جوش پیدا کردیا۔ پہر عوام الناس نہ کسی کی سنتے ہین اور نہ سمجہتے ہین ایسی صورت مین کلمۂ حق کو کوئی کیا سمجہے۔

مورخہ ۵۔ اگست ۱۹۰۵ء۔ احمدی گجراتی از گولیکے ضلع گجرات

کفارہ کے ثمرات

عیسائی ممالک مین ایتوار کے دن خاص مذہبی تعلیم کا مدرسہ لگا کرتا ہے ایسے ایک مدرسے کے ایک سپرنٹنڈنٹ صاحب اس جرم مین گرفتار ہوئے کہ وہ جلتی بتیان بچون کی انگلیون پر لگانے کی سزا دیا کرتے تہے۔ اور ایسے ہی عیسوی دینی مدرسہ کے ایک اور سپرنٹنڈنٹ صاحب اس جرم مین ماخوذ ہوئے ہین کہ انہون نے بعض لڑکیون کے ساتہہ جو ان کے مدرسہ مین تعلیم پانے آتی تہین۔ ناقابل ذکر فعل کا ارتکاب کیا اس کا نام ایڈورڈ نالی ٹی بخبر ہے۔

انڈیا مین پادری شلٹسر صاحب گرجا سے موقوف کئے گئے۔ جرم یہ ہے کہ کسی مد مین سات سو روپے کا پتہ نہین لگتا۔ اور بعض دروغگوئیان پادری صاحب سے واقع ہوئی ہین اور ہمسائیون کے ساتہہ آپ سخت بدسلوکی۔ بلکہ مار پیٹ کے ساتہہ پیش آتے رہے ہین۔ وغیرہ۔

لاکراس کے پادری ہوفر صاحب ایک ۱۰ سالہ لڑکی کے ساتہہ منہ کالا کرنے کے جرم مین گرفتار ہین چار ہزار کی ضمانت پر مقدمہ چل رہا ہے۔

(بدر)

www.aaiil.org

رسید زر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۱۷۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ بابو غلام رسول صاحب سٹیشن ماسٹر توغ مدرسہ ۱۵ر
۲۔ مولوی محمد اسماعیل صاحب جماعت نزگرامی
"ضلع گوجرانوالہ مدرسہ عہ
۳۔ میاں الٰہی بخش صاحب و رحیم بخش کتب فروش گجرات مدرسہ للعہ
۴۔ بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر لارنس پور مدرسہ عہ

۱۸۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ میاں دولت خان صاحب ازبیاس قربانی فنڈ مدرسہ عہ بیزان
۲۔ میاں محمد علی صاحب " مدرسہ عہ
۳۔ مولوی محمد یمین صاحب و دیگران مانسہرہ مدرسہ عہ
۴۔ بابو محمد عثمان صاحب ہیڈ ڈرافسمین الٰہ آباد مدرسہ عہ
۵۔ بابو فرزند علی صاحب سٹیشن ماسٹر مستہ بینامی ۸ر
۶۔ منشی عنایت اللہ صاحب سندسوان ضلع گوجرانوالہ مدرسہ ۱۰ر
۷۔ شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور مدرسہ عہ
۸۔ منشی محمد ابراہیم صاحب و بکیسی نیٹر اٹک مساکین مدرسہ بیزان
۹۔ مولوی جان محمد صاحب لالیاں ضلع جھنگ مدرسہ عہ
۱۰۔ منشی محمد دین صاحب بلالی ضلع گجرات مدرسہ ۶ر
۱۱۔ منشی نور بخش صاحب و ٹریژری ہسٹنٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ مدرسہ عہ
۱۲۔ منشی طفیل احمد صاحب چندوسی مدرسہ ۱۲ر

۱۹۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ ڈاکٹر سید جلال صاحب بربرا (افریقہ) مدرسہ معہ
۲۔ ڈاکٹر عباد اللہ صاحب امرتسر مدرسہ عہ

۲۰۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ منشی عبد العزیز صاحب اہلمد کلکٹری سہارنپور مدرسہ ۸ر
۲۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مدرسہ سے
۳۔ مولوی سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائی کورٹ حیدر آباد دکن مدرسہ سے

۲۰۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ مرزا عباس علی صاحب گارڈ کوہاٹ مدرسہ عہ
۲۔ بابو عطا الٰہی صاحب ہسٹنٹ سٹیشن ماسٹر لالہ موسیٰ مدرسہ

۲۲۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ منشی گلاب دین صاحب مدرس رہتاس مدرسہ ۸ر

۲۳۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر مدرسہ قادیان

۲۴۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ اسماعیل آدم صاحب بمبئی مدرسہ سے
۲۔ حافظ نور محمد صاحب ڈھک بازار پٹیالہ مدرسہ عہ

۲۵۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ ہسٹنٹ سرجن شاہپور مدرسہ عہ
۲۔ چودہری فضل دین صاحب مندرانوالہ ضلع سیالکوٹ مدرسہ ۷ر
۳۔ جان محمد صاحب مدرس اول فارسی سکول ڈسکہ مدرسہ عہ
۴۔ میاں رحیم بخش صاحب نکہ ڈسکہ مدرسہ ۱۴ر

۲۶۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ شیخ ضیاء اللہ صاحب مانسہرہ ضلع ہزارہ مدرسہ ۸ر
۲۔ میاں محمد علی صاحب لیس دفعدار کور نمبر ۲۷ انبالہ مدرسہ عہ
۳۔ قاضی عبد الرحیم صاحب نقشہ نویس نہر جموں مدرسہ عہ
۴۔ میاں عبد الواحد صاحب خانساماں مس کوٹ جہانسی مدرسہ ۸ر
۵۔ میاں حافظ نور احمد صاحب اینڈ کو احمدی
" اکولہ تاجنا بیٹھیہ مدرسہ عہ
۶۔ جماعت راولپنڈی معرفت حکیم شاہنواز صاحب راولپنڈی مدرسہ ۱۱ر

۲۷۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ ڈاکٹر محبوب عالم صاحب ہاسپٹل ہسٹنٹ جے پور سکلین فنڈ عہ
۲۔ مرزا ظہور علی صاحب احمدی شاہجہانپور مدرسہ ۱۴ر

۲۹۔ جولائی ۱۹۰۵ء

ماسٹر عبد الرؤف صاحب ٹیچر بھیری کپورتھلہ مدرسہ ۶ر
۲۔ جماعت سمبڑیال معرفت حسن محمد خان سمبڑیال ضلع سیالکوٹ
۳۔ منشی فضل الٰہی صاحب و بکیسی نیٹر مانسہرہ ضلع ہزارہ مدرسہ ۷ر

۳۰۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ پیر برکت علی صاحب منع رکل ضلع گجرات مدرسہ ۸ر

۳۱۔ جولائی ۱۹۰۵ء

۱۔ ڈاکٹر محمد علی خان صاحب ہاسپٹل ہسٹنٹ کنڈی کماؤں مدرسہ ہے
۲۔ جماعت احمدیہ میرٹھ معرفت سکرٹری انجمن احمدیہ مدرسہ للعہ
۳۔ جماعت مردان معرفت منشی محمد یوسف صاحب
" اپیل نویس مردان مدرسہ معہ

درخواست نکاح

ایک نوجوان احمدی شیخ قانونگو عمر ۱۸ سال خواندہ جکی دوکان سوداگری کتب فروشی و جلد سازی شہر جموں میں ہے اچھی حیثیت اور معقول گذارہ رکھتا ہے کسی احمدی بھائی کے ہاں شادی کا خواہشمند ہے ۔ مزید حالات خط و کتابت سے معلوم ہو سکتے ہیں ۔ جو شیخ رحیم بخش فیروز الدین احمدی تاجران کتب و سوداگران اردو بازار جموں کے نام ہونی چاہئے ۔

۲۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکے جو ایک عالم آدمی ہیں بڑے دیندار اور مخلص احمدی ہیں غیر احمدیوں میں ناطہ کرنا برا سمجھتے ہیں نوجوان ہیں عمر کوئی پچیس چھبیس ۲۵-۲۶ سال کی ہوگی ۔
میں ذاتی طور پر مولوی صاحب ممدوح کو جانتا ہوں بڑے شریف الطبع اور مخلص احمدی ہیں ۔ جو صاحب ان سے رشتہ کرنا چاہیں بذریعہ ایڈیٹر الحکم یا براہ راست مولوی غلام رسول صاحب راجیکے ضلع گجرات سے خط و کتابت کریں ۔

کالج فنڈ کی رسید زر

منشی عبد الغنی صاحب محکمہ جنگلات بیاس ۲ر
میاں کرم داد صاحب ساکن دوالمیال عہ
میاں عبد الواحد خان صاحب جہانسی عہ
منشی برکت علی کلرک ایمن آبادی ۵ر
بابو برکت علی صاحب از شملہ للعہ
میاں محمد حسین پنجابی از مدراس عہ
شیخ محمد حسین صاحب انسپکٹر ڈاکخانہ جات پنڈی عہ
حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور ۱۲ر
میاں رحمت اللہ صاحب احمدی بنگہ ۱۵ر
منشی ولایت شاہ صاحب مدرس نور الائی ۱۲ر
منشی غلام نبی صاحب پٹواری مرید والہ عہ
بابو غلام حیدر صاحب کلرک ڈاکخانہ مری ۸ر
بابو غلام حسن صاحب بابو قادر بخش صاحب از ٹوبہ ٹیک سنگھ عہ
منشی محمد شفیع صاحب اپر چناب نہر گوجرانوالہ ۲ر
منشی نور الدین صاحب کلرک گورداسپور ۴ر
مرزا نذر علی صاحب صوابی ۴ر
مولوی فضل حق صاحب پٹیالہ دو سال عہ
مولوی محمد عبد اللہ صاحب ناظر سر رشتہ تعلیم پٹیالہ دو سال عہ
منشی سراج الحق صاحب محرر پٹیالہ " عہ
منشی غلام نبی صاحب ساکن حجن تحصیل بھیرہ عہ
جماعت شملہ ۱۲ر
منشی عبد العزیز صاحب ہیڈ ماسٹر متھرا ۸ر
بابو غلام محمد صاحب ڈپٹی انسپکٹر بیٹر بی (افریقہ) عہ
میاں عظیم شاہ باورچی " عہ
میاں عظیم خان " عہ
منشی نادر خان صاحب انسپکٹر پولیس " للعہ
میاں چاند خان صاحب احمدی جہانسی عہ
بابو غلام محمد صاحب لاہوری عہ
متفرق از لاہور معرفت قریشی صاحب ۸ر
منشی امام الدین صاحب پٹواری لوہ چپ ۵ر
مولوی غلام نبی صاحب قادیان ۲ر
بابو قادر بخش صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ ۶ر
بابو اصغر علی صاحب کلرک دو ماہ ۶ر
محمد عارف طالب علم قادیان ۲ر
پیر برکت علی احمدی ۸ر
حافظ فتح الدین صاحب نمبر دار مرار للعہ
ماسٹر ہدایت اللہ صاحب از جہلم للعہ
بابو فیروز علی صاحب سٹیشن ماسٹر مسہ عہ
میاں مہر الدین و کرم الدین از لالہ موسیٰ للعہ
معرفت مولوی جان محمد صاحب ڈسکہ عہ
بابو محمد اسماعیل صاحب لنبہ گراؤن عہ
بابو عبد الرزاق صاحب سٹیشن ماسٹر لودہانہ عہ
میاں نیاز احمد خان صاحب گوالیار عہ

(باقی آئندہ)

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے ؟

یقیناً کوئی شخص نہیں ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو کہ اس کا مال و اسباب محفوظ نہ رہے ؟
حفاظت مال و اسباب کے لئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائیں جن کا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بھی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی ۔ مضبوطی اور خوبصورتی کیوجہ سے سر حد پر بھی جاتے ہیں لکڑی کے صندوقوں کے مقابلہ میں یہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پھلکے اور بہر زیادہ مضبوط اور پائیدار ۔ نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر میں ہر طرح سے آسانی کے ساتھ اسباب بند کر کے لے جا سکتے ہیں ۔ چونکہ یہ احمدی بھائی کا کارخانہ ہے اس لئے آپ اس میں کسی قسم کے تکلف اور ریا کاری کو انشاء اللہ نہ پائیں گے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجھ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکوں کی تجارت کرتے ہیں وہ اکٹھے منگوائیں گے تو ان کے ساتھ خاص رعایت بھی کیجائے گی ۔ مفصل فہرست درخواست کر کے کارخانہ سے منگوا لو درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکھو بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجاوے ۔ تمام درخواستیں بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئے ۔

آخیر ستمبر ۱۹۰۵ء تک نصف قیمت

رسٹ واچ ۔ یہہ گھڑی کلائی پر باندہی جاتی ہے ۔ اسکا ٹائم خالص چینی کا ہے جیب میں بھی لگ سکتی ہے دیکھنے میں عنہ روپیہ کی معلوم ہوتی ہے ہزار ہا فروخت ہو چکی ہیں قیمت مع تسمہ للعہ ۱۲ر علاوہ محصول

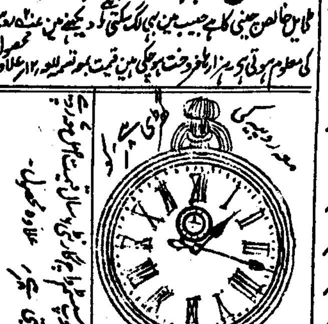

بال اڑانیکا پوڈر ۔ واقعی بے نظیر ہے اسکی استعمال سے بال اڑ جاتے ہیں اور کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوتی ۔ قیمت فی بکس ۳ر علاوہ محصول

ترکی ٹوپیاں ۔ عنابی ۔ سرخ ۔ سیاہی مائل ہر قسم کی موجود ہیں ۔ قیمت عہ علاوہ محصول سر کا ناپ ضرور تحریر کریں ۔

ملنے کا پتہ
منیجر دی حمیدیہ ٹریڈنگ کمپنی لاہور

www.aaiil.org

مخدوم الملت کی ناسازیٔ طبیعت

۴ ستمبر کو مولویصاحب پر عمل جراحی کیا گیا جو میری محترم مخدوم ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن شاہ پور نے نہایت کامیابی اور چابکدستی سے کیا۔ ڈاکٹر حافظ خلیفہ رشید الدین صاحب پروفیسر میڈیکل کالج آگرہ بھی مدد کے واسطے ساتھ تھے۔ اس روز مولویصاحب کی حالت بہت نازک تھی۔ جو عمل جراحی کیوجہ سے ضروری تھی + کئی دنوں سے مولوی صاحب کچھ کہا بھی نہیں سکتے تھے اس لئے ضعف بہت ہو گیا۔ اللہ تعالٰے نے محض اپنے فضل ہاں محض فضل ہی سے مولویصاحب کو اس مرحلہ سے نجات دی +

حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام گفتگوؤں اور تقریروں کا موضوع آجکل حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب اور ان کی علالت طبع ہی ہے + لحظہ بہ لحظہ آپ کے حالات کی خبر منگواتے ہیں۔ اوپریشن کے دن کسی نے یونہی جا کر سنا دیا کہ مولویصاحب کی نبض بہت کمزور ہوگئی اور پیشاب پاخانہ بھی نہیں آیا نفخ زیادہ ہوگیا ہے اس خبر کا سننا تھا کہ اعلٰے حضرت کی حالت قریب بہ غش ہوگئی اس سے دون ہمت مخالف جو ہر غندہ اور اعلٰے بات کو مورد اعتراض ٹھیراتا ہے کچھ نتیجہ نکالے مگر سعید الفطرت سمجھتے ہیں کہ اس سے آپ کی محبت اور ہمدردی مخلوق اور علٰے الخصوص اپنے مخلص اور وفادار احباب کے ساتھ کس حد تک پہونچی ہے۔ اور وہ شرط وفا جس کا ذکر خود کریم الملۃ نے اپنی کتاب سیرۃ المسیح میں کیا ہے عام طور پر دیکھی جاتی ہے میں جانتا ہوں کہ الحکم کے ناظرین میں سے بہت سے ایسے لوگ ہیں جنہوں نے سیرۃ کو نہیں پڑھا اسلئے ان کے فائدہ کے لئے سیرۃ کا وہ پیراگراف یہاں درج کرتا ہوں۔

"حضرت کے تعلق کی اپنے خدام سے ایک عجیب بات + ایکدن فرمایا کہ جو شخص ایک دفعہ مجھسے عہد دوستی باندھے مجھے اس عہد کی اتنی رعایت ہوتی ہے کہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اور کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے میں اوس سے قطع نہیں نہیں کر سکتا ہاں اگر وہ خود قطع تعلق کردے تو ہم لاچار ہیں ورنہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اگر ہمارے دوستوں میں سے کسی نے شراب پی ہو اور بازار میں گرا ہوا ہو اور لوگوں کا ہجوم اس کے گرد ہو تو بلا خوف لومۃ لائم کے اسے اٹھا کر لے آئیں گے۔ فرمایا عہد دوستی بڑا قیمتی جوہر ہے اسکو آسانی سے ضائع کر دینا نہ چاہئے۔ اور دوستوں سے کیسی ہی ناگوار بات پیش آوے اسپر اغماض اور تحمل کے محل میں اُتارنا چاہئے۔ بھائیوں کو اس سیرت سے بڑا بھاری سبق لینا چاہئے بات بات میں بگڑ جانا اور اشتعال کے وقت عامیوں اور اجنبیوں کا سا ایک دوسرے سے سلوک کرنا اُس عہد کے خلاف ہے جو ید اللہ سے باندھا گیا ہے۔ افسوس بہتیرے ایسے ہیں جنہوں نے ابتک اس راز کو سمجھا نہیں کہ قوم کسطرح بنتی ہے ہم سب کا یہ اصول ہونا چاہئے کہ اگر ایک کتے کی مُنہ سے بھی وہ پیارا نام نکل جائے جسکو ہم نے آج تمام دنیا و مافیہا سے گرامی سمجھا ہے تو اوس کا مُنہ چاٹ لینے میں ذرا پیش و پس نہ کرنا چاہئے۔ پھر آپس میں تکرار اور رنج کسقدر نامناسب بات ہے۔ سیٹھ صاحب نے اپنے کسی ضروری کام کے لئے ۱۰ جنوری کو اجازت مانگی اور آپکو بلانے کے لئے مدراس سے تار بھی آیا تھا حضرت نے فرمایا آپ کا اس مبارک مہینہ میں یہاں رہنا ازبس ضروری ہے اور فرمایا ہم آپ کے لئے وہ دعا کرنے کو طیار ہیں جس سے باذن اللہ پہاڑ بھی ٹل جائے فرمایا میں آجکل احباب کے پاس کم بیٹھتا ہوں اور زیادہ حصہ اکیلا رہتا ہوں یہ احباب کے حق میں ازبس مفید ہے۔ میں تنہائی میں بڑی فراغت سے دعائیں کرتا ہوں اور رات کو بہت سا حصہ بھی دعاؤں میں صرف ہوتا ہے +"

اب غور کرو کہ یہ وفاداری اور نباہ کسی ایسے شخص میں جو مفتری علے اللہ ہو ہو سکتا ہے؟ کبھی نہیں هاتوا برهانکم ان کنتم صادقین۔

عمل جراحی کے دوسرے دن حضرت اقدس نے مولویصاحب کو مندرجہ ذیل پیغام بھیجا۔ فرمایا کہ میں نے مولویصاحب کے لئے بہت دعا کی ہے اور یہ مرض بہت خطرناک تھی اللہ تعالے نے انہیں شفا دی ہے اور وہ بچ گئے ہیں حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص خطرناک اور سخت مرض سے نجات پاتا ہے وہ فرشتوں سے مل جاتا ہے۔ اسلئے مولویصاحب سے کہنا کہ وہ میرے لئے بھی دعا کریں کہ میرے جو مقاصد ہیں اللہ تعالے مجھے انہیں کامیاب کرے" یہ حضرت اقدس کی تقریر کا مفہوم یا مطلب ہے ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب نے مولوی صاحب کو یہ پیغام سنایا۔ سنانا تھا کہ حضرت کی شفقت۔ اور ہمدردی اور بندہ نوازی پر غور کر کے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے۔ یہانتک کہ ہچکی بندھ گئی۔ کئی منٹ کے بعد جا کر طبیعت درست ہوئی۔

اور فرمایا۔ اسکی سچائی کا یہ کیسا بین ثبوت ہے میں کیا اور میرے لئے اسقدر شفقت اور کرم کیا؟ میں سچ کہتا ہوں کہ ہمیشہ اپنے وعظوں۔ تقریروں اور تحریروں کو دیکھکر اپنے اندر ہی اندر سوچا کرتا تھا کہ وہ اخلاص جو اللہ تعالے چاہتا ہے ابھی نہیں ہے + لیکن اب اس مرد خدا کی دعاؤں اور توجہ نے مجھے یقین دلا دیا ہے کہ اللہ تعالے کے حضور مجھے بہت بڑی امیدیں ہیں + اس کا ہمارے لئے دعا کرنا تو اسکا عین **فضل** ہے لیکن ہمارا اس کے لئے دعائیں کرنا کہ وہ اپنے مقاصد میں **کامیاب** ہو یہ ہمارا **فرض** ہے۔ میں آپ کی اس شفقت کو جب دیکھتا ہوں تو ساری کوفت دور ہو جاتی ہے" اس کے بعد ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے حسب معمول پٹی کھولی اور دوسری پٹی لگا دی۔ اوپریشن سے ایک دن پہلے جناب سید محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور کو حضرت اقدس نے بذریعہ تار بلایا۔ وہ دوسرے دن بعد دوپہر آپہونچے۔ اور پوری ہمدردی اور توجہ کے ساتھ ڈاکٹر میرزا کے ساتھ مصروف علاج ہوئے اور ۵ ستمبر کو واپس چلے گئے + حضرت حکیم الامۃ کی حالت بھی قریب قریب حضرت اقدس کی سی حالت ہو رہی تھی۔ مولویصاحب کی تکلیف اور کرب کو آپ بھی دیکھ نہیں سکتے۔ باوجود اتنے بڑے قوی الحوصلہ ہونے کے انکی تکلیف کو برداشت نہیں کر سکتے۔ مجھے فرماتے تھے "مولویصاحب کی علالت نے مجھے سب کچھ بھلا دیا ہے میرے دل میں انکے لئے بہت محبت ہے۔ ایسا آدمی ہم میں دوسرا پیدا نہیں ہو سکتا + اللہ تعالے ان کو شفا دے تو میں بعض مضامین کو مکمل کروں گا"

ایک بات ذکر کرنے سے رہی جاتی ہے ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب نے جب اعلٰے حضرت کی یہ بیقراری دیکھی تو ان کے دل پر بھی اسنے خارق عادت اثر ڈالا وہ بہت متاثر ہوے اور آپ کی صداقت کی ایک زبردست دلیل اسے تسلیم کیا۔ حقیقت میں جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں وجدانی طور پر یہ بڑی بھاری دلیل آپ کی سچائی کی ہے۔ حضرت اقدس کو یہاں تک خیال ہے کہ ہر روز قریبًا بلا ناغہ پٹی کھولنے سے پہلے یا پیچھے بعد غیر معمولی طور پر مسجد میں تشریف لاتے اور ڈاکٹر صاحب سے حالات دریافت کرتے ہیں پھر ہر نماز سے پہلے پورے حالات پوچھتے اور وقتًا فوقتًا خبریں منگواتے رہتے ہیں۔ اس اپریشن کے بعد حالت کسی قدر اچھی ہوئی تھی کہ یکایک ۸ ستمبر ۱۹۰۵ء کو بائیں طرف اسی زخم کے قریب اماس اور سرخی نظر آئی۔ اور تشخیص ہوا کہ ابھی ایک اور کاربنکل (سرطان) ہے حضرت اقدس کو اطلاع دیگئی جس سے آپ کا تردد اور بھی بڑھ گیا۔ فرمایا میں دعا کروں گا دعاؤں میں بڑی تاثیر ہے اور ڈاکٹر صاحب کو مشورہ دیا کہ اسکو بھی کھولدو۔ چنانچہ ۹ ستمبر کو وہ بھی کھول دیا گیا اور مردہ گوشت نکال کر پھینکا گیا۔ اس کے بعد اللہ تعالے نے کچھ ایسا فضل کیا کہ مولوی صاحب کی حالت صحت بہت ہی عمدہ ہے۔ آج ابھی پٹی نہیں کھولی گئی تھی۔ جو حضرت اقدس حسب معمول تشریف لے آئے۔ اور ایک رویا بیان کی۔ جو بڑی ہی مبارک اور مبشر رویا ہے۔ جسکو میں نے اس مضمون کے آخر میں درج کر دیا ہے + فرماتے تھے کہ آجتک جسقدر الہامات اور مبشرات ہوئے تھے انمیں نام نہ تھا لیکن آج تو اللہ تعالے نے خود مولوی عبد الکریم صاحب کو دکھا کر صاف طور پر بشارت دی ہے۔ اس رویا کو سن کر جب ڈاکٹر صاحب پٹی کھولنے گئے ہیں تو خدا کی عجب قدرت کا مشاہدہ کرتے ہیں اور وہ یہ کہ سارے زخم پر انگور آگیا ہے والحمد للہ علی ذالک + غرض اسوقت تک زخم کی حالت اچھی ہے اور مولوی صاحب رو بہ صحت ہیں۔ ضعف اور نقاہت ہے اسکی وجہ یہ بھی ہے کہ کئی دن سے کھایا کچھ نہیں + تھوڑی سی یخنی یا دودھ پیتے ہیں۔

بہرحال رب کریم کے حضور سے بہت بڑی امیدیں ہیں کہ وہ اپنے بندے کو ضائع نہ کرے گا۔ جماعت کا فرض ہے کہ وہ **مولویصاحب کے لئے خاص طور پر دعائیں کرے۔**

میں اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے ایک بات اور لکھنا چاہتا ہوں جو امید کی جاتی ہے بڑی مفید۔ اور مولویصاحب کی سیرت کا ایک جزو ہے۔ ایک دن حسب معمول ہم لوگ پٹی کھولنے اور دوسری پٹی لگانے کے واسطے گئے تھے۔ مولویصاحب کی حالت نسبتًا اچھی تھی + وہ بیٹھے ہوئے تھے پٹی لگ چکی تھی۔ خود ہم لوگوں میں ایک معمولی ذکر کسی شخص کے متعلق ہو گیا۔ آپ سخت برافروختہ ہوئے۔ باوجودیکہ ہم سب سے آپ کو بڑی محبت اور **خاص تعلق** ہے لیکن اظہار حق اور نصیحت سے کبھی نہ رکنے والی طبیعت خدا نے آپ کو دی ہے۔ **فرمایا** دیکھو میں کبھی پسند نہیں کرتا کہ تم لوگ کسی کا ذکر کرو۔ یہ گناہ میں داخل ہے۔ میں نے اب سمجھا ہے کہ جوانی میں ہی ہر ایک قسم کی **عبادت** ہو سکتی ہے۔ اور اسکا لطف آتا ہے۔ میں اب بیٹھ کر اشاروں سے نماز پڑھتا ہوں۔

یہ دن ہنسی کے نہیں۔ پھر فرمایا آہ ساری عمر میں **دو دن** کی نمازیں ضائع ہوئی ہیں۔

www.aaiil.org

(یہہ وہ دو دن تھے جن میں اپریشن کیا گیا ہم اور
۵ - ستمبر ۱۹۰۵ء) سارحم کرے -"
سبات نے ایک خاص اثر ہم سب پر کیا - خدا کرے
کہ وہ اثر دیرپا اور مفید نتائج پیدا کرنے والا ہو آمین
ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے معمولی چیرا
دینے سے دوسرے دن بعد فرمانے لگے کہ میں
خدا تعالٰے کی عجیب در عجیب قدرتوں پر ایمان
لایا ہوں - کہ کس طرح پراسنے مجھے اس بیماری میں
مبتلا کرنے سے پہلے دو مختلف سمتوں سے دو
ڈاکٹر بھیجدیئے - یہہ اسکی سامان سازی ہے
اور اصل میں تو اسوقت سے حیران تہا کہ جب
ایک عرصہ ہوا مینے خواب میں دیکہا تہا کہ ڈاکٹر
میرزا یعقوب بیگ صاحب مجہسے عربی پڑہنے
آئے ہیں اور مینے کہا کہ انکے ساڑھے بیس روپیہ
تنخواہ منظور ہے اور کسی کی کئی سو بھی منظور نہیں
ہے - اب معلوم ہوا کہ اس خواب کا تعلق اس
وقت سے تہا" غرض جب مولوی صاحب
کے پاس جاؤ - تو رضا بالقضاء اور خدا تعالٰی
کے احسان و کرم اور حضرت مسیح موعود کی صداقت
کے تذکرہ کے سوا اور کوئی بات نہیں ہے معمولی
بات پر ایک دو لفظ بیماری کے متعلق کہدیںگے
پہر اگر کوئی بات ہے تو اسکا مضمون وہی ہے جو
مینے اوپر بیان کیا ہے - میں سردست ان عام
واقعات اور حالات کو جو مجہے مل سکتے ہیں بلا لحاظ
ترتیب جمع کئے دیتا ہوں - اگر خدا تعالٰے نے
مجہے توفیق دی یا کسی اور کو موقع ملا تو ان واقعات
سے مفید سبق پیش کر سکے گا - اور خدا تعالٰے
کے فضل و کرم سے امید ہے کہ الحکم کے ناظرین
مولویصاحب موصوف کا اپنا کوئی آرٹکل اس
علالت پر پڑہیں - خدا کرے ایسا ہی ہو - آمین -

تازہ الہامات و مکاشفات

۲ - ستمبر ۱۹۰۵ء - سینتالیس سال کی عمر - اِنَّا لِلّٰہِ
وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن - (اس سے دوسرے دن
۳ - ستمبر ۱۹۰۵ء کو ایک شخص کا خط آیا - جس نے
اپنی بدکاریوں اور غفلتوں پر نہایت افسوس کی
تحریر کرکے لکہا - اب میری عمر سینتالیس سال کی ہے
انا للہ و انا الیہ راجعون - فرمایا - کئی دفعہ ایسا ہوتا
ہے کہ جو خط باہر سے آنے والا ہوتا ہے - اس کے
مضمون سے پہلے ہی سے اطلاع دی جاتی ہے -
۴ - ستمبر ۱۹۰۵ء - مَا كَانَ لِنَفْسٍ
اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ -
۱ - ۷ - ستمبر ۱۹۰۵ء ایک کاغذ دکہایا گیا جیسا کہ
منی آرڈر کا فارم ہوتا ہے - اور سامنے اس کے
پاس ۱۵ پندرہ رکہے ہوئے ہیں (اس کشف
کے تہوڑی دیر بعد پندرہ کا ایک منی آرڈر آیا -)
۲ - ایک کاغذ دکہائی دیا - اس پر لکہا ہوا تہا -
آتش نشان
۳ - پھر ایک کاغذ دکہائی دیا - اس پر لکہا تہا -
مصالح العرب - مسیر العرب
۴ - پھر ایک کاغذ دکہائی دیا - اس پر لکہا تہا -
بامراد
پھر ایک کاغذ دکہائی دیا - اس پر لکہا تہا -
ردبلا
۷ - ستمبر ۱۹۰۵ء - قبل ظہر - وَاَمَّا بِنِعْمَةِ
رَبِّكَ فَحَدِّثْ -
۸ - ستمبر ۱۹۰۵ء - اذا جاء افواج وسمع من السماء -
کفن میں لپٹا ہوا
فرمایا - معلوم نہیں یہ الہامات کس کے متعلق ہیں -

۹ - ستمبر ۱۹۰۵ء - [illegible]

۷ - ستمبر ۱۹۰۵ء مذکورہ بالا الہامات سناکر فرمایا
کہ بعض دفعہ وحی اس طرح پر نازل ہوتی ہے - کہ کوئی
کاغذ یا پتھر وغیرہ دکہایا جاتا ہے - جس پر کچھہ لکہا
ہوا ہوتا ہے -
فرمایا اللہ تعالٰے کے نشان اس طرح کے ہوتی
ہیں - کہ ان میں قدرت اور غیب ملا ہوا ہے اور
انسان کی طاقت نہیں ہوتی - کہ ان کو ظاہر کر سکے -
فرمایا - مولویصاحب کی زیادہ علالت کیوقت
میں بہت دعا کرتا تہا - اور بعض نقشے میرے آگے
ایسے آئے جن سے نا امیدی ظاہر ہوتی تہی - اور
ایسا معلوم ہوتا تہا کہ موت کا وقت ہے - اور
ظاہر طب کی رو سے بہی معاملہ خوفناک تہا -
کیونکہ ذیابیطس والے کو سرطان ہو جائے
تو پہر بچنا مشکل ہوتا ہے اس دعا میں میں نے
بہت تکلیف اٹہائی یہانتک کہ اللہ تعالٰے
نے بشارت نازل کی - اور عبداللہ سنوری والا
خواب میں نے دیکہا - جس سے نہایت درجہ غمناک
دل کو تشفی ہوئی - جو گذشتہ اخبار میں چہپ
چکا ہے

اُمّت بمنزلہ عورت اس دعا میں مینے ایک
شفاعت کی تہی جیسا کہ
خواب کے الفاظ سے ہی ظاہر ہے - کہ یہ شخص میرا
دوست ہے - خدا کی قدرت اور اس کا عالم الغیب
ہونا ظاہر ہوتا تہا - کہ مولوی صاحب بچ گئے - خدا
کی کتب میں نبی کے ماتحت اُمّت کو عورت کہا جاتا ہے
جیسا کہ قرآن شریف میں ایک جگہ نیک بندوں کی
تشبیہ فرعون کی عورت سے دی گئی ہے - اور دوسری
جگہ عمران کی بیوی سے مشابہت دی گئی ہے - انجیل
میں بہی مسیح کو دولہا اور اُمّت کو دلہن قرار دیا ہے -
اسکی وجہ یہ ہے - کہ امت کے واسطے نبی کی ایسی ہی اطاعت
لازم ہے - جیسی کہ عورت کو مرد کی اطاعت کا حکم ہے
اسی واسطے ہماری رویا میں عبداللہ نے کہا -

تعبیر رویا کہ میری بیوی بیمار ہے - عبداللہ نبی کا
نام ہے قرآن شریف میں بہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کا نام عبداللہ آیا ہے - مٹہن سے مراد وہ لذت
اور راحت صحت کی ہے - جو بیماری کی تلخی کے بعد
نصیب ہوتی ہے - مقبول سے مراد ہے کہ دعا
قبول ہو گئی - یہ سب گہرے استعارات ہیں اور
تمثلات ہیں جبتک آسمان پر نہ ہو زمین پر کچھہ ہو نہیں
سکتا مولویصاحب کا اس بیماری سے صحت پانا ایک
بڑا معجزہ ہے -

مطالعہ کتب سب دوستوں کے واسطے
ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور
پڑہ لیا کریں - کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت
سے شجاعت پیدا ہوتی ہے جسکو علم نہیں ہوتا -
مخالف کے سوال کے آگے حیران ہو جاتا ہے -

مولوی محمد حسین بٹالوی کا ذکر تہا - ایک
دوست نے عرض کی کہ کہیں مرنے کے وقت توبہ
کریگا - فرمایا اللہ تعالٰے ہر شئے پر غالب ہے -
ایک وہ زمانہ تہا کہ ہماری جوتیاں جہاڑ کر آگے رکہتا
تہا - ہمکو وضو کرانا ایک بڑا ثواب جانتا تہا - براہین
کا ریویو اس نے خود بخود لکہا - ہماری درخواست
نہ تہی - تعجب نہیں کہ وہ کسی وقت پہلی حالت پر
پہر لوٹ آئے - جیسا کہ ہم رویا میں دیکہہ چکے ہیں بعض
خوابیں مدت کے بعد پوری ہوتی ہیں یہ رویا چہپ چکا ہے
جسمیں میں نے دیکہا تہا کہ وہ ایک چہوٹا لڑکا ہے ننگا - رنگ
سیاہ اور بدشکل ہے - مینے اسکو اشارہ سے بلایا تب وہ آیا
اور میرے گلے لگا اور پورے قد کا ہو گیا اور اس پر لباس
بہی ہے اور رنگ سفید ہے تب مینے کہا کہ آپ کا ہمارا اس
قدر مقابلہ رہا ممکن ہے - کہ قلم سے یا زبان سے کوئی سخت لفظ
نکل گیا ہو تم بخش دو - اس نے کہا اچہا مینے بخشا تب میں نے
کہا کہ تم نے جو ایذا ہم کو دی تہی - وہ بہی ہم نے بخش دی
تب ہم نے اوسکی دعوت کی جسکو اوس نے کچھہ تردد کے بعد
قبول کیا - اور ایک شخص جان کندن میں ہے تب مینے کہا کہ یہ
مقدر تہا کہ جسدن یہ شخص مرے اسدن تم توبہ کرو -

ہجرت آجکے الہام مسیر العرب کا ذکر تہا فرمایا - اسکے
یہ معنے بہی ہو سکتے ہیں کہ عرب میں چلنا - شاید مقدر ہو کہ ہم
عرب میں جائیں - مدت ہوئی کہ کوئی ۲۵ - ۲۶ - ۲۷ سال کا عرصہ
گذرا ہے ایک دفعہ مینے خواب میں دیکہا تہا کہ ایک شخص
میرا نام لکہہ رہا ہے تو آدہا نام اوس نے عربی میں لکہا ہے
اور آدہا انگریزی میں لکہا ہے - انبیاء کے ساتہہ ہجرت
بہی ہے لیکن بعض رویا نبی کی اپنے زمانہ میں پوری ہوتی ہیں اور بعض اولاد
یا کسی متبع کے ذریعہ سے پوری ہوتے ہیں - مثلاً آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کو قیصر و کسریٰ کی کنجیاں ملی تہیں - تو وہ ممالک حضرت عمر

حمد و سپاس حق

شکرِ خدا کہ ہم نے - پایا ہے وہ زمانا
جس میں کہ تہا مقدر - عیسٰے مثیل آنا
آیا مثیل عیسٰے - حضرت غلام احمد
تبلیغ حق سنانے - لیکن نہ تمنے مانا
تمنے ستایا اوسکو - عیسٰے ہے آسماں پر
آوے گا نا وہ مارے - دجّال جو ہے کانا
قتل دجال کرکے - جاوے گا سوئے مسجد
مہدی کے پیچہے صف میں - کرنے ادا دوگانا
اُس نے کہا کہ عیسٰے - کشمیر میں ہے مدفون
جہوٹی ہے سب کہانی - عیسٰے مسیح کا آنا
فرقان کی کونسی آیت - اور کس حدیث میں ہے
عیسٰے ناصری کا - زندہ فلک پہ جانا
جتنے بڑے تہے عالم - سب نے کہا مرا ہے
کس نے لکہا ہے زندہ - ہمکو ذرا بتانا
آویگا جو زمیں پر - ہوگا مثیل عیسٰے
مہدی اُسیکو سمجہو - دہوکا کہیں نہ کہانا
دونو جدا نہیں ہیں - وہ ایک ہی بشر ہے
جو قادیاں میں آیا - لیکن نہ تمنے جانا
ارض و سما برابر - تصدیق کر چکے ہیں
تکذیب تم نہ کرنا - مت گالیاں سنانا
مہمان ہوا ہمارا - یہہ مصطفٰے کا خادم
خدمت سے پیش آؤ - ہرگز نہ جی چرانا
ہاں قادیاں میں جاکر - کر لو نیاز حاصل
تکذیب کرنا چہوڑ دو - چہوڑو یہ دل دکہانا
مانو یہی مسیح ہے - آنا تہا جس نے آیا
اسوقت کو عزیزو - اچہا نہیں گنوانا
کیا تم جواب دوگے - پوچہیگا جبکہ خالق
آیا تہا تم میں عیسٰے - مانا تہا یا نہ مانا
خاموش ہو رہو گے - الزام سر پہ لیکر
سننا نہیں ہے اُس نے - تمسے کوئی بہانا
اب وقت ہے عزیزو - محزوں کی بات مانو
ہرگز نہیں ہے ہرگز - اِس عمر کا ٹہکانا

(رقیمہ نیاز محمد یوسف احمدی محزون از مردان ضلع پیشاور)

کیا ضروری نہیں ہے

(۱) خریداران الحکم کی خدمت میں گذارش ہے - کہ بوقت
خط و کتابت اپنی خریداری کا نمبر جو کہ انکی چٹہوں پر نام
کے ساتہہ ہی چہپا ہوا ہے - ضرور دیا کریں ورنہ عدم
تعمیل کی شکایت معاف -

(ایڈیٹر)

حضرت اقدس کی پرانی تحریرین

(خاص الحکم کے کالمون مین شائع ہونے والے مضامین)

مراتب توحید

مراتب توحید کی باعتبار ترقیات معرفت نفس کے تین ہین

پہلا مرتبہ توحید کا یہہ ہے جو خدا کو شرک جلی سے جو بدیہی البطلان ہے منزہ اور پاک سمجھے اور وہ ظلم صریح اور کذب فاش جو بہ نسبت ذات باری کے مشرک لوگ اختیار کرتے ہین اس سے توبہ کرے یہہ وہ مرتبہ معرفت نفس کا ہے جو معلومات بدیہیہ مین سے ہے کہ جسمین کسی نوع کی نظر اور فکر کی حاجت نہین اور یہہ توحید اسلئے بدیہی ہے جو مشارکت ممکن الک الذات کے ذات واجب باری سے متصف نہین پائیگا بلکہ خلاف مراد باتون کے تحت مین مقہور اور مغلوب دیکھے گا اور یہ امر ایسا ظاہر ہے کہ باوجود اسکی مقہور چیزون کو ایک ذات قاہر کے ساتھہ برابر کرنا سخت حماقت اور اشد سفاہت ہے پس یہ وہ توحید ہے جو ملاحظہ صفت قاہریت باری تعالےٰ سے جو اجلی بدیہات سے پیدا ہوتی ہے اسلئے یہہ توحید کسی نظر اور فکر پر موقوف نہین بلکہ بدیہی توحید ہے اور اسی وجہ سے اس توحید کے لئے ہر ایک شخص سے مواخذہ ہے خواہ وہ ادنے سے ادنے عقل رکھتا ہو اور اسی باعث سے ترک کرنا اس توحید کا قابل بخشش نہین۔

اور اثر اس توحید کا خوف اور توبہ اور التزام حق اور ترک ناحق ہے کیونکہ مشاہدہ صفت قاہریت باری تعالےٰ سے خوف پیدا ہوتا ہے اور خوف کے غلبہ سے انسان ایک قسم کا ظلم چھوڑتا ہے اور حق اختیار کرتا ہے اسی جہت سے توریت مین جو اس توحید کے قایم کرنے کی تاکید کرتی ہے التزام حق اور ترک ناحق کی تاکید ہے اور اسی کے مناسب حال ہے جو توریت مین دانت کے عوض دانت اور آنکہہ کے عوض آنکہہ فرمایا گیا تا انسان التزام حق کی ورزش پیدا کرے اور کثرت التزام سے حق پر قایم ہونے کا ملکہ حاصل ہو۔

غرض شرک جلی وہ ہے جو اُن چیزون کو خدا کا شریک ٹھیرانا کہ جنکو بہ بداہت نظر خدا کے کامون سے کچھہ واسطہ اور تعلق نہین بلکہ مقہور اور مجبور ہین مثلاً کوئی شخص خیال کرتا ہے کہ فلان دیوتی نے مجھکو بیٹا دیا ہے حالانکہ کسی دلیل سے ثابت نہین کہ اولاد بخشنے کا اس ہستی کو اختیار ہے۔ بلکہ اوس کا مقہور ہونا ثابت ہے۔

دوسری توحید یہ ہے جو خدا تعالیٰ کو شرک خفی سے کہ جسکا دریافت کرنا نظر اور فکر پر موقوف ہے منزہ اور پاک سمجھے اور وہ توحید یہ ہے جو ایسے شرک سے توبہ کرنا جو بظاہر نظر وہ شرک صحیح اور درست معلوم ہوتا ہے اور اون چیزون کا اُن کامون سے تعلق پایا جاتا ہے۔ جیسے واقعًا دیکھا جاتا ہے جو آگ جلاتی ہے اور پانی سردی پہونچاتا ہے اور سورج سے روشنی پہونچتی ہے اور کوئی دیتا ہے اور کوئی چھینتا ہے لیکن دقیق نظر کرنے سے ثابت ہوتا ہے جو موثر حقیقی ایک ہی ہے اور سب عطا اور منع اور عزت اور ذلت اور راحت اور زحمت اُسی ایک کی طرف سے ہے اور یہ توحید ملاحظہ تصرف باری تعالےٰ سے پیدا ہوتی ہے یعنے جب انسان بغور تمام تصرفات الٰہیہ کو دنیا پر دیکھتا ہے اور اُسے تجارب کثیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کیونکر خدا تعالےٰ عقلمندی کی تدبیرون کو توڑ کر اپنی تقدیر ظاہر کرتا ہے تو اوسکو خدا کی تقدیر کے آگے تمام اسباب منقطع نظر آتے ہین یہہ مرتبہ اگرچہ نظر اور فکر سے سمجھہ مین آسکتا ہے لیکن کمال بصیرت اس مین جو حق الیقین کا مرتبہ ہے بجز تنبیہات خاص باری تعالےٰ کے حاصل نہین ہوتی اور اس کمال بصیرت کے لئے انسان خدا کی تنبیہ کا محتاج ہے۔ جو اُسکو اس معرفت کامل پر تنبیہ کرے اور خدا نے بطور نمونہ کے اس تنبیہ کو اپنے کلام معجز نظام مین بیان فرما دیا ہے تا جو شخص اپنا ذاتی تجربہ نہ رکھتا ہو تو وہ اُس یقینی واقعہ کو سنکر یہہ درجہ معرفت کامل کا حاصل کرے۔ اور اس تنبیہ سے سارا قرآن شریف بھرا ہوا ہے کہ کیونکر معاندین اور مخالفین دین نے بالاتفاق یہہ ارادہ کیا جو نور اسلام کو بجھا دین مگر خدا نے پہلے ہی سے بتلا دیا جو اُس نور کو وہ نہین بجھا سکینگے۔

یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواہھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ اور ایسا ہی فرمایا سنریہم ایاتنا فی الآفاق وفی انفسہم اور ایسا ہی فرمایا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ پس ان ایات مین خدا نے ثابت کرکے دکھلا دیا ہے جو خدا کے ارادہ کے مقابلہ پر کوئی تدبیر پیش نہین جاتی اور وہی عزت دیتا ہے اور وہی ذلت جیسا فرماتا ہے

قل اللّٰھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر۔

پس خدا نے کمال یقین کے دلانے کے لئے یہہ نمونہ قایم کیا پس یہ نمونہ تصرفات الٰہیہ پر ایسا یقین پیدا کراتا ہے جو مجرد عقل سے وہ یقین حاصل نہین ہوسکتا۔

اب حاصل کلام یہ ہے کہ یہ درجہ توحید کا ملاحظہ تصرفات باری تعالےٰ سے پیدا ہوتا ہے اور اثر اس توحید کا توکل اور امید اور صبر اور خدمت اور تقویٰ اور طہارت اور کرم اور عفو اور رحم ہے۔

تیسرا مرتبہ توحید کا یہ ہے کہ جسکے سمجھنے کے لئے مجرد نظر اور فکر کافی نہین اور نظر اور فکر بطور ظن غالب کے تو اوس تک پہونچا سکتی ہے لیکن مجرد نظر سے کوئی درجہ یقین کا اُس مین حاصل نہین ہوتا بلکہ کم سے کم اس کا علم الیقین بھی تبہی حاصل ہوتا ہے کہ جب ساتھہ اوس کے کسی قدر تزکیہ نفس کا ہو اور مرتبہ حق الیقین کا اُسمین تب حاصل ہوتا ہے کہ جب کامل طور پر تزکیہ نفس کا ہو کہ جسمین کامل طور پر محبت الٰہیہ لازم ہے۔

یہہ وہ مرتبہ توحید کا ہے کہ جسمین انسان شہود ہستی حقیقی باری تعالےٰ سے اپنی ہستی اور دوسری تمام مخلوقات کی ہستی کو کالعدم اور لاشے اور نابود سمجھے اور احدیت ذات باری تعالےٰ کا ایسا اُسپر غالب آجائے کہ اُسکی آنکہہ دوسری چیزون کے دیکھنے سے بالکل خیرہ اور اندہی ہو جاتے اور اپنے وجود سے ایسا کہو یا جاے کہ کچھہ بھی اوس کا نام و نشان نرہے یہہ مرتبہ بذریعہ محبت کامل کے ملتا ہے اور بذریعہ محبت کامل کے ہی کامل طور پر سمجھہ آتا ہے۔ اسی مرتبہ کے حصول پر سعادت عظمیٰ انسان کی موقوف ہے۔ مگر اب یہ سوال ہے کہ یہ مرتبہ کیونکر حاصل ہو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مرتبہ تکمیل قوت نظریہ اور تکمیل قوت عملیہ سے حاصل ہوتا ہے تکمیل قوت نظریہ کی ضرورت اسلئے ہے کہ اس مرتبہ کے حصول کے لئے جہانتک ممکن ہو اسبات پر یقین کامل حاصل ہونا ضروری ہے کہ خداوند تعالےٰ جو صانع عالم ہے موجود ہے اور وہ مبدء ہے تمام فیضون کا اور جامع ہے تمام خوبیون کا اور مرجع اور محتاج الیہ ہے تمام مخلوقات کا اور اوس کا ہر یک نفس پر احسان ثابت ہے اور اوس کی ہر یک شے پر رحمت محیط ہے اور اُسکی ہر یک چیز پر قدرت نافذ ہے اور وہ بے مثل ہے اپنی ذات مین اور بے نظیر ہے اپنی خوبیون مین اور لاثانی ہے اپنے احسانات مین اُسکے ارادہ اور خواہش کا کوئی مانع نہین اور اوس کے تصرفات کا کوئی مزاحم نہین اور اُسکے ملک مین کوئی شریک نہین ہر ایک چیز اُس کے ہاتھہ مین مقہور اور مغلوب ہے اور ہر یک وجود اُسکی صنعت اور ہر یک بقا اوس کے سہارے اور آسرے سے ہے اس مین کسی نوع کا نقصان نہین اُسمین کوئی بھی عیب نہین اسمین کسی طرح سے کمزوری نہین اور وہ کسی چیز سے غافل اور بے خبر نہین۔ اخلاق فاضلہ مین کوئی اُسپر سبقت نہین لے جا سکتا اُسکے رحم کی طرح کسی کا رحم نہین اوس کے احسان کی طرح کسی کا احسان نہین اُسکی پردہ پوشی اور ستاری اُسکی مغفرت اور غفاری بے مثل ہے اوس کے فضلون کا کوئی حد اور کنارہ نہین اُسکی نعمتون کا کوئی شمار نہین اور اوس کی مانند کوئی وفادار نہین ایک ہی نہین ہر ایک خوبی جو سوچو اس مین موجود ہے اور ہر یک عمدہ خلق جو خیال کرو وہ اُسی مین ہے اوس کو کس سے مثال دین وہ تو اپنی تمام خوبیون مین بے نظیر ہے وہی محبوب ہے اگر کوئی سوچے وہی خوب ہے اگر کوئی خیال کرے اُسکے حسن کی تجلیات دلون کو کہینچ لیتی ہین اُسکی نگہ کے لطیف جذبات روحون کو مست کر دیتے ہین۔ اے انسان جس لذت کو تو چاہتا ہے وہ خدا مین ہی ہے اور جس خوشی کا تو طلبگار ہے وہ اُسی مین ہے تیری ساری نیکنامی تیری تمام عزت اُسی کے پیوند مین ہے وہی حاکم ہے جسکے ہاتھہ مین تیری جمیع مہمات مین وہی معالج ہے جسکے پاس تیری تمام دردون کا علاج ہے وہی دانا مدبر ہے جس کو تیری بگڑے ہوئے کامون کی تدبیر یاد ہے اُسی کو تیری بہتری کے طریق معلوم ہین اور وہی اخلاص سے تیری بہتری کا خواہان ہے۔ اے مغرور جب تو عاجز ہو جائے گا تو بغیر اوس کے تجھہ پر کون رحم کریگا اور جب تو دردمند ہو کر گر پڑے گا بجز اوس کے کون تیرے دردون کا معالج ہوگا اور جب تو ناکارہ ہو کر بستر پر پڑیگا تو بجز اوس کے کون تجھے پوچھے گا۔ بجز اوس کے کون وفادار ہے جو ہر حال تیری بیمارون کو اٹھانار ہے گا۔ اے نادان وفاداری کس سے ڈہونڈہتا ہے کیا انسان سے جو سخت خود مطلب ہے اور محبوب کسکو بناتا ہے جس مین ہزار کثافت موجود ہے۔

جو شخص اس جہان مین اندہا رہا ہے وہ دوسرے جہان مین بھی اندہا ہوگا خدا سے الگ رہنا بڑا بھاری وبال ہے اُس سے منہہ پہیرنا بڑی بدنصیبی ہے۔ اُسکی الوہیت کا یہی تقاضا ہے جو ہر یک بندہ اُسکے سامنے تذلل کرے موت اور فوت اور ہر یک طرح کی عجز اور درماندگی جو خدا نے بندہ کو لگا دی ہے یہہ صریح اس بات پر دلیل ہے جو خدا نے کسیکو اپنے ساتھہ برابر کرنا نہین چاہا اور ہر یک چیز کا تذلل دیکھنا چاہا ہے پس سعادت انسان کی اسی مین ہے کہ جو اُس نے چاہا ہے وہ حال آپ قبول کرے اور موتوا قبل ان تموتوا کا جامہ پہن لے اور اگر ایسا نکرے گا تو اس جہان مین بھی اُس جہان مین بھی ذلت دیکھے گا اور حضرت قدیم کو اُسکی کچھہ پروا نہین کہ جب یہ تمام امور علیٰ وجہ البصیرت معلوم ہونگے تو موجب توجہ الی اللہ ہونگے اور محبت الٰہیہ کی تحریک کرینگے ✦

مسلمانان جاوا کی آئندہ حالت

مصر کے ایک نامی صحیفہ کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ کسی فرنگستانی اخبار میں مندرجہ بالا عنوان پر میری نظر سے ایک مضمون گذرا تھا اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس کے متعلق جس قدر حالات سے میں واقف ہو چکا ہوں انہیں ہدیہ ناظرین کروں۔

اسوقت جزائر جاوا ہالینڈ کے ماتحت ہیں جزیرہ جاوا میں عرب ۱۸۲۳ء میں گئے۔ اور اسپر قابض ہو گئے۔ بلکہ اس کے قرب و جوار کے اور بہت سے شہروں پر اونہوں نے اپنا تصرف جما لیا۔ ابتدائی حکومت ہی سے اس میں اسلام پھیلتا گیا۔ اور جاوا کا اکثر حصہ مشرف باسلام ہو گیا اس کے بعد بارہویں صدی ہجری میں سوماٹرا بورنیو اور سیلیبز تک اسلام پہیل گیا لیکن بلحاظ سلطنت یہاں کی کیفیت یہ ہے کہ یہاں کوئی مستقل بادشاہ نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ ہر ایک شہر کی سلطنت الگ تھی جیسا کہ جزیرہ جاوا کے مشہور شہر بانٹن بیٹر کیوولیس بوقر۔ شاصخور۔ بادرح۔ تارویت۔ جوکجہ۔ سوراکرتہ بسرپاپا۔ سمارانغ۔ ماکلونغن۔ اور تنغل وغیرہ کی یہی کیفیت تھی۔ اور اب یہ تمام شہر ہالینڈ کے ماتحت ہیں لیکن ڈچ حکومت ان پر نہایت سختی کرتی ہے اسلئے وہ گورنمنٹ سے نہایت خائف رہتے ہیں۔

اسپر زیادہ تر افسوس کی بات یہ ہے کہ مسلمانان جاوہ امور دینیہ سے محض جاہل اور ناواقف ہیں۔ انمیں ایسا کوئی بھی شخص نہیں ہے جو انہیں مذہبی امور کی تعلیم دے سکے۔ بارہویں صدی ہجری میں بھی اس جزیرہ میں بہت سے عرب آئے۔ لیکن وہ سب تجارتی کاروبار میں مصروف رہتے ہیں اور دینیہ سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اُن کے اخلاق وعادات اور افعال بھی جاویوں جیسے ہی ہیں۔

ہالینڈ نے جاویوں کی تعلیم کا اچھا انتظام کر رکھا ہے اور جابجا اون کے لئے مدارس کھول رکھے ہیں۔ مگر وہاں کے عرب اس سے مستثنے و محروم ہیں۔ اسکی وجہ صرف یہی ہے کہ عرب ان کی اس تعلیم سے ناخوش ہیں۔ اسلئے کہ ان کے مدارس میں مسیحی مذہب کی تعلیم دیجاتی ہے اور ابتداءً ان مسائل کی تعلیم ہوتی ہے۔ جو مذہب اسلام کے برخلاف ہیں۔ قطع نظر اسکے تعلیم قرآن اور عربی خط وکتابت سیکھنے کی اُن کو ممانعت کر دی گئی ہے۔ اسلئے وہ عربی زبان نہیں لکھہ پڑہ سکتے حکومت نے اُن کو جاویوں سے خلط ملط رہنے کی بھی ممانعت کر دی ہے اور ان پر اسے اس حد تک تعصب روا رکہا ہے کہ اگر کوئی حاکم انہیں قرآن کریم یا کوئی اور مذہبی کتاب پڑہتے ہوئے دیکھہ لے تو اُن کو سخت سزا دیجاتی ہے۔ میلاد شریف پڑہنے کی بھی سخت ممانعت ہے۔ جاوہ کے مسلمانوں پر چونکہ جہالت غالب ہے اسلئے اُن کی طبیعت جاویوں سے بھی زیادہ سخت ہے۔ اُن میں کچھہ علماء بھی ہیں وہ حتی الامکان اُن کی اصلاح کی بہت کوشش کرتے رہتے ہیں گو حکومت کی سیاست کے لحاظ سے اُن کی جانب سے جو کچھہ بھی سعی ہوتی رہتی ہے وہ نہایت خطرناک ہوتی ہے۔ اسلئے کہ حکومت کو اُنکے علماء سے خصوصیت کے ساتھ تعصب ہے۔ چنانچہ وہ اون کے علماء کو اکثر قید کرتی رہتی ہے۔ بلاد جاوہ میں ہم اس قسم کے امور کا شب و روز مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ ناظرین! مسلمانان جاوہ کی اس حالت سے اُن کی آئندہ حالت کا خود اندازہ کر سکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ مسلمانان جاوہ کا انجام کیا ہونا ہے۔

اسکے قریب ایک جزیرہ اور واقع ہے جو سوماٹرا کے نام سے مشہور ہے۔ سلطنت عباسیہ کے اخیر زمانہ میں جوہانشاہ نامی شخص ہم ہزار سپاہ سے اسپر متصرف ہوا تھا جب سے اب تک اس جزیرہ پر مسلمانوں کا قبضہ ہے۔ یہ لوگ جاویوں کا برابر مقابلہ کرتے رہتے ہیں اور اب قریب ۵۰ سال سے جاویوں سے جنگ کر رہے ہیں اور یہ جنگ صرف جاویوں کیطرف سے ہے۔ اور اس لئے ہے کہ سوماٹرا میں ایک سونے کی کان ہے۔ جاوی چاہتے ہیں کہ اُن سے کسیطرح یہ کان چھین لیں۔ مگر اب تک وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ تمام بلاد سوماٹرا اسوقت تک اسلامی حکومت ہی کے تابع ہیں۔ مگر ہالینڈ ہمیشہ کوشش کرتا رہتا ہے کہ سوماٹرا اسکے قبضہ میں آجائے اور گو اُسے اب تک کامیابی حاصل نہیں ہوئی ہے۔ تاہم اُسے سوماٹرا کے بعض بعض سواحل پر تسلط کر لیا ہے اسکے قریب کے برنیو خلا۔ فونتیانک وغیرہ اور دیگر جزیروں کا بھی یہی حال ہے کہ وہ بھی مسلمانوں کے قبضہ میں ہیں۔ ان جزیروں میں الماس اور دیگر قیمتی پتھروں کی کانیں بھی پائی جاتی ہیں۔ اور سوماٹرا میں سونے کے علاوہ کوئلہ کی بھی کانیں ہیں۔

تقسیم بنگال کے متعلق گورنمنٹ کا اعلان

ذیل کا اعلان (جسکے متعلق صاحب وزیر ہند باجلاس کونسل نے حضور ملک معظم کی منظوری کا حوالہ دیا ہے) شائع کیا جاتا ہے۔

جدید صوبۂ مشرقی بنگال و آسام

گورنر جنرل بہادر اُن اضلاع کو جو فی الحال چیف کمشنر آسام کے زیر انتظام ہیں انڈین کونسلز ایکٹ ۱۸۶۱ء (۴۷ و ۲۵ و کٹوریا سی ۶۷) کے بموجب ایسا صوبہ بنانا چاہتے ہیں جسپر احاطۂ فورٹ سینٹ جارج و بمبئی کی امن وفلاح کے لئے وضع قوانین وضوابط کے متعلق اُس قانون کی دفعات منطبق ہو سکینگی۔ ہز ایکسیلنسی یہ بھی ہدایت کرتے ہیں کہ صوبۂ مشرقی بنگال و آسام کے نام سے معروف ہوگا اور پکارا جائیگا اور آنریبل مسٹر جاسف بامپفلڈ فلر سی ایس آئی۔ سی آئی ای۔ آئی سی ایس حال چیف کمشنر آسام اس صوبہ کے پہلے لفٹنٹ گورنر معہ اُن اختیارات کے ہونگے جو اس عہدہ سے متعلق ہیں۔ گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل اکتوبر ۱۹۰۵ء کی سولہویں تاریخ کو وہ دن مقرر کرتے ہیں جبکہ "قانون مذکورہ نفاذ پذیر ہوگا۔ اور پندرہویں تاریخ اسکے لئے مقرر کرتے ہیں۔ کہ صاحب لفٹنٹ گورنر قوانین وضوابط مرتب کرنے میں اپنی مدد کے واسطے ممبر نامزد کر لیں گورنر جنرل بہادر مزید اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ صوبۂ مذکور کے بجائے پر اضلاع ڈہاکہ۔ میمن سنگہ۔ فریدپور۔ باقرگنج۔ ٹپرا۔ نواکھلی۔ چاٹگام۔ کوہستانی اضلاع چاٹگام۔ راجشاہی۔ دیناج پور۔ جلپگوری رنگپور۔ بگرا۔ پبنا۔ اور مالدہ جو اب بنگال ڈویژن احاطہ قلعہ ولیم کا جزو ہیں۔ آئندہ سے اوس ڈویژن کے ماتحت یا اُس کی حدود میں شامل نہیں رہینگے۔ اور صوبۂ مشرقی بنگال و آسام کی لفٹینیٹ گورنری میں شامل ہو جائینگے۔

دوسرا اعلان حسب ذیل ہے:-

اُن اختیارات کے بموجب جو اُن کو گورنمنٹ ہند کے ایکٹ ۱۸۶۵ء کی دفعہ ۴ کی رُو سے حاصل ہیں۔ گورنر جنرل بہادر اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۵ء سے ضلع سنبھلپور (سوائے زمینداری چندرپور پدم پور اور پھلجہر کے) جو اب ممالک متوسط کا جزو ہے آئندہ سے بنگال ڈویژن احاطۂ قلعہ ولیم میں شامل ہوگا۔

(اختیارات ہائی کورٹ)

ذیل کا اعلان بصیغۂ ہوم شائع کیا جاتا ہے بموجب اختیارات عطا کردہ انڈین ہائی کورٹ ایکٹ ۱۸۶۵ء دفعہ ۴۔ گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل ہائی کورٹ آف جوڈیکیچر قلعۂ ولیم بنگال کو اختیار دیتے ہیں کہ ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء سے حضور ملک معظم کی سلطنت ہند کے اُس حصہ میں جسمیں سوائے زمینداری چندرپور پدم پور اور پھلجہر کے ضلع سنبھلپور بھی شامل ہے تمام وہ اختیارات عمل میں لائے جو ہائیکورٹ مذکور وقتاً فوقتاً اُن مقامات پر استعمال کرے جسکے لئے وہ قایم ہوئی تھی۔

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہیں ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو کہ اوسکا مال و اسباب محفوظ رہے؟

حفاظت مال و اسباب کیلئے آپ جس کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائیں جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بھی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی۔ مضبوطی اور خوبصورتی کیوجہ سے سر بہی جانتے ہیں لکڑی کے صندوقوں کے مقابل میں یہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پہلکے اور بہر زیادہ مضبوط اور پائدار نہ دیمک کا خطرہ اور نہ آگ کا اندیشہ سفر میں ہر طرح سے آسانی کے ساتھ اسباب بند کر کے لیجا سکتے ہیں چونکہ یہ احمدی بھائی کا کارخانہ ہے اس لئے آپ اس میں کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ نہ پائینگے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجھہ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکوں کی تجارت کرتے ہیں وہ اکٹھے منگائیں گے تو ان کے ساتھ خاص رعایت بہی کی جائے گی۔ مفصل فہرست درخواست کر کے کارخانہ سے منگوالو درخواست کرنے وقت قریبی ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکھو بلٹی بذریعہ قیمت طلب ڈاک کیجاوے گی۔ تمام درخواستیں بنام مستری محمد الدین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہیئے۔

درخواست نکاح

۱۔ ایک نوجوان احمدی شیخ قانونگو عمر ۱۸ سال خواندہ جسکی دوکان سوداگری کتب فروشی وجلد سازی شہر جموں میں ہے اچھی حیثیت اور معقول گذارہ رکھتا ہے کسی احمدی بھائی کے ہاں شادی کا خواہشمند ہے۔ مزید حالات خط وکتابت سے معلوم ہو سکتے ہیں جو شیخ رحیم بخش فیروز الدین احمدی و سوداگران اردو بازار جموں کے نام ہونی چاہیئے +

۲۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکے جو ایک عالم آدمی ہیں بڑے دیندار اور مخلص احمدی ہیں غیر احمدیوں میں ناطہ کرنا بُرا سمجھتے ہیں نوجوان ہیں عمر کوئی ۲۵-۲۶ سال کی ہوگی۔ میں ذاتی طور پر مولوی صاحب ممدوح کو جانتا ہوں بڑے شریف الطبع اور مخلص احمدی ہیں جو صاحب اُن سے رشتہ کرنا چاہیں بذریعہ ایڈیٹر الحکم یا براہ راست مولوی غلام رسول صاحب راجیکے ضلع گجرات سے خط وکتابت کریں۔

www.aaiil.org

ملکِ شام کی سیر

معزز معصر وکیل نے الموید سے ترجمہ کرکے مندرجہ بالا عنوان پر ایک دلچسپ مضمون شائع کیا ہے جسکو مین ناظرین الحکم کی دلچسپی اور عام واقفیت کے لیے درج کرتا ہون - لیکن مین یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ بعض مقامات (میری اپنی رائے مین) اصلاح طلب ہین - مثلاً کنیسہ مریم مین مریم علیہا السلام کی قبر کا ذکر ہے مین یقیناً سمجھتا ہون کہ یہہ فرضی قبر ہے کیونکہ حضرت مریم علیہا السلام کی قبر در اصل کشمیر مین ہے - مسیح کی صلیب کے وقت مسیح کے شاگردون کا خاص منشاء یہ تہا کہ وہ اس واقعہ کو مشتبہ کرین اور کسیکو اس طرف متوجہ نہ ہونے دین کہ حضرت مسیح کشمیر کی طرف چلے آئے ہین - اسلیئے جو باتین عام طور پر مشہور ہو گئین وہ مشہور چلی آئی ہین - ایسا ہی اور بھی بعض مقام اصلاح طلب ہین - ایڈیٹر۔

ہمارا نامہ نگار اپنے سفر شام کے حالات حسب ذیل لکھتا ہے امید ہے کہ وہ خاص دلچسپی سے پڑھے جائینگے کیونکہ انمین مزارات انبیا علیہم السلام اور قبور اولیاء کرام کو عجیب و غریب کوائف مندرج ہین -

اس سفر مین پہلے ہم بمقام یافا پہونچے اور اسکے دلپسند اور لطیف باغون کو دیکھا - زیتون - سنگترے لیمون یہان عمدہ پیدا ہوتے ہین - یہان کے سنگترون کی سالانہ آمدنی محاصل دولت عالیہ کو پچاس ہزار پونڈ سے کم نہین ہوتی - سنگترے دور دراز ممالک تک جاتے ہین کیونکہ یہان کا سنگترہ دوسرے ممالک کے سنگترون سے کہین زیادہ لذیذ ہوتا ہے یافا کے سیر سپاٹے سے فارغ ہوکر ہم روانۂ قدس شریف ہوئے - راستہ مین میدان کم اور پہاڑی زمین بہت ہے - قدس مین پہونچکر ہم نے پہلے پہل باب الخلیل اور قلعۂ داؤد کا سیر کیا - اس مقدس شہر کی مسجد اقصےٰ مسلمانون یہودیون عیسائیون سب کی نظرون مین باعزت ہے جسکے حق مین بارتعالےٰ کلام پاک مین فرماتے ہین سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ شہر کے لوگ اسکو حرم شریف کہتے ہین اس مسجد مین قبہ صخرہ شریفہ ہے جسکے نقش و نگار دیکھکر عقل دنگ رہجاتی ہے - اس کے اندر اور باہر تمام کلام اللہ کی آیات منقش ہین جو سنہری اور روپہری حروف مین اسطرح جگمگا رہے ہین جیسے ستارے آسمان پر - اس قبہ صخرہ کے نقش و نگار اور آیات کلام اللہ کی خوشخطی و زرنگاری پر خلفاء بنی امیہ نے بہت کچھہ مال و متاع صرف کرکے اسقدر مزین کیا ہے کہ دور ہی سے بقعۂ نور نظر آتا ہے - یہ قبہ صخرہ اتنگ ہے اور اسی جگہ ہر طرف مبارک الملک حضرت سلیمانؑ کا ہیکل تہا - اور جسپر مدت تک حضرت ابراہیم کا مذبح رہا -

اسی مسجد اقصےٰ مین حضرت ذکریا کا عبادتخانہ ہے جسکو محراب شریف کہتے ہین - کلام اللہ مین بھی اسکا ذکر کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْھَا زَکَرِیَّا الْمِحْرَابَ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جامع مسجد بھی وہین ہے جسکی بنا آپ نے بیت المقدس مین داخل ہونیکے وقت رکھی تہی -

مسجد اقصےٰ کی ایک پرانی دیوار ہے جسکے پاس ایک خاص مقام پر عصر کے وقت یہودی لوگ خصوصاً ...... جمعہ کے دن جمع ہوتے اور زار زار روتے ہین اور ان باتون کو یاد کرکے چیخنے چلانے ہین کہ کبھی ملک پر ہم ہی حکمران تہے - عیسائیون کے آنے سے ہماری جمعیت بکہرگئی - اور ہماری حکومت ایسی گئی کہ پھر واپس نہ آئی - ایسی گریہ وزاری کے وقت ہر ایک یہودی کے ہاتھ مین کتاب تلمود کا ایک نسخہ ہوتا ہے جسکو وہ بطور تبرک اپنے پاس رکہتا ہے - یہود کے اس مقام اجتماع کو ابراج یا مبکی الیہود یعنے یہود کے رونے کی جگہ کہتے ہین - حرم کے اندر یہود کے لئے داخل ہونا حرام - ہے لیکن عیسائیون کو مباح ہے جب چاہین داخل ہون

مسجد کے اردگرد ایک وادی ہے جسکو وادی یوشافت کہتے ہین - یہود کا اعتقاد ہے کہ جو مردہ اس زمین مین دفن کیا جائے وہ بہشت مین پہونچ جاتا ہے - اسی وادی مین وہ چشمہ* ہے جسکی نسبت مشہور ہے کہ حضرت مسیح اسکے پانی کو کوڑھیون اور مادرزاد اندہون کو اچہا کرتے تہے - اس چشمہ کا نام عین السلوان (یعنے تسلی کا چشمہ) ہے -

بیت المقدس مین کئی گرجے ہین - بڑا گرجا کنیسۃ القیامۃ ہے - یعنے حضرت مسیح کے دوبارہ مرکر جی اٹہنے کی جگہ جس قبر مین حضرت مسیح دفن کئے گئے تہے وہ عیسائیونکی حج کا مقام ہے - اس کی وہ نہایت تعظیم کرتے ہین - اسی کنیسہ کے پاس جبل الجلجلہ ہے - جہان حضرت مسیح عیسائیون کے زعم مین صلیب پر چڑہائے گئے جیسا کہ انجیل مین ہے عمر کیا اسوقت ۳۳ سال تہی آپکے ساتہہ دو چور بہی سولی دئے گئے تہے وہان ایک غار ہے جس سے وہ اصلی صلیب دستیاب ہوئی تہی جسپر آپ کو مصلوب کیا گیا تہا اس گرجا مین یہود کو داخل ہونے کی اجازت نہین بلکہ اگر اس کے آگے سے بہی گذر جاوین تو مجرم قرار دئے جاتے ہین -

دوسرا کنیسہ مریم ہے جس مین مریم صدیقہ کی قبر ہے اور تیسرے کنیسہ مین حضرت مریم کے والدین کی قبرین ہین چوتہے گرجا کا نام کنیسۃ الصعود ہے یہ گرجا ایک پہاڑی پر ہے جسکو جبل الزیتون و جبل الطور بہی کہتے ہین عیسائیون کا خیال ہے کہ اس پہاڑ سے حضرت مسیح علیہ السلام اٹہائے گئے تہے - اس پہاڑ پر آجکل ایک جدید گرجا نہایت عالیشان تعمیر کیا گیا ہے جو اپنے بانی ما سکاب کے لحاظ سے اوس کا بدکہلاتا ہے پانچوان وہ گرجا ہے جس مقام مین یہود نے حضرت مسیح کو قید کر رکہا تہا اس مقام کو متبرک سمجہکر عیسائیون نے گرجا تعمیر کیا ہے -

چہٹا گرجا یعقوب کے نام سے ہے جبل صہیون پر واقع ہے بیت المقدس سے ڈیڑہ گہنٹے کی مسافت پر ایک گرجا کنیسۃ المحد کے نام سے ہے جہان حضرت مسیح علیہ السلام تولد ہوئے تہے اور وہ غار جس مین اون کی والدہ دودہ پلاتی رہین اسپر ایک عالیشان گرجا تعمیر کیا گیا ہے اس کنیسہ سے بیت المقدس کو جاتے ہوئے راستہ مین حضرۃ یوسف علیہ السلام کی والدہ راحیل کی ایک قبر آتی ہے -

بیت اللحم اور اوسکے علاقہ مین بچون کے بادشاہ ہیرودوس نے اطفال کے قتل کا حکم دیا تہا اور مریم صدیقہ اپنے بیٹے مسیح کو لیکر مصر کو بہاگ گئی تہین ان تمام مقامات پر نہایت خوشنما اور پختہ گرجے تعمیر کئے ہوئے ہین جن کی زیارت کو دور دور سے پادری اور عیسائی آتے ہین اور بڑے بڑے قیمتی ...... چڑہاوے چڑہاتے ہین کنیسۃ المحبس اور دیر یا یعقوب یہ دونو آرمینیہ کے قبضہ مین ہین بعض کو بادشاہ قسطنطین نے اور بعض کو اوس کی والدہ ہیلانہ نے تعمیر کرایا ان گرجون کی چوکہٹون پر ایسے ایسے قیمتی جواہرات جڑے ہوئے ہین کہ ان کی قیمت کا تخمینہ کرنے سے بڑے بڑے جوہر شناس بہی عاجز آجاتے ہین -

قدس کے اندر حضرت داؤد کی قبر ہے اوس کے پاس ہی عشاء ربانی کا مقام ہے جہان حضرت مسیح اپنے ۱۲ شاگردون کے ساتہہ شام کا کہانا کہاتے تہے جن مین یہودا اسکریوطی بہی تہا جس نے آپکے ساتہہ کہانا کہا کر یہ حق ادا کیا کہ یہودیون کو خبر کرکے آپکو گرفتار کرا دیا اور قدس مین وہ مقام بہی ہے جہان حضرت مسیح نے مہمانون کے پاؤن دہوئے اس جگہ بیت ضیاء ہے جہان الیعازر مدفون ہے جسے حضرت مسیح نے مرنے سے چار روز بعد زندہ کیا تہا عیسائیون کے عقیدہ کے موافق (ایڈیٹر الحکم)

قدس سے دو گہنٹون کی مسافت پر ایک علاقہ لبنان گرجا ہے جسکا نام عین المکارم ہے یہ وہ خوشنما مقام ہے جس مین حضرت یحییٰ (یحیےٰ) کے تولد کا مقام ہے - دو سو سال سے یہ گرجا لاطینی لوگون نے تعمیر کیا ہے اسی کے پاس وہ وادی ہے جہان حضرت داؤد علیہ السلام نے جالوت بادشاہ کو پتہر سے ہلاک کیا تہا اور قدس سے چار گہنٹہ کی مسافت پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مسجد ہے جس مین حضرت ابراہیم اور حضرت اسحاق و حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہم السلام اور اون کے ازواج مطہرات کے مزار مبارک ہین - ان مزارون مین سوائے مسلمانون کے کسی یہودی اور عیسائی کو اندر جانے کی اجازت نہین اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مزار مبارک قدس سے ۶ گہنٹہ کے راستہ پر ہے - یہان ہر سال کے بعد مسلمان ایک عظیم الشان جلسہ کرتے ہین اور ایک خاص تاریخ پر دور دور سے مسلمان اس مزار کی زیارت کو آتے ہین حضرت مسیح کے گرجاؤن سے کنیسۃ القیامۃ ایک بڑا مہتم بالشان گرجا ہے - جس کی زیارت کو لاکہون عیسائی اطراف عالم سے آتے ہین - اس گرجا کی کنجی بہی مسلمانون ہی کے ہاتہہ مین ہے -

بیت المقدس ایک عالیشان شہر ہے جس مین ہر ملک اور ہر مذہب کا آدمی پایا جاتا ہے نصف کے قریب تو یہود ہین - جو چارون طرف عالم سے وہان آکر آباد ہوئے ہین اور قدس مین کنوئن کا پانی پیتے ہین وہان چشمے بہی ہین جن کے سبب سے باغون مین بڑی رونق رہتی ہے - یہان کے باشندے زیتون کی لکڑی سے عجیب عجیب صنعت کی چیزین طیار کرتے ہین اور بیت اللحم کے باشندے صدف کی صنعتون مین کمال درجہ کے ماہر ہین -

بیت المقدس کی نسبت حضرت سلطان المعظم کا ایک لطیفہ مشہور ہے جو یہ ہے کہ یورپ کے بادشاہون مین سے ایک نے آپ سے سوال کیا - کہ تمہارے پیغمبر مکہ سے بیت المقدس تک کونسی سواری پر سوار ہوکر پہونچے تہے - تو آپ نے فی الفور تبسم کرتے ہوئے جواب دیا کہ اسی گاڑی پر جس پر حضرت مسیح سوار ہوکر آسمان پر تشریف لے گئے تہے - فی الحقیقت حضرت امیر المومنین نے ایک لطیف اور دندان شکن جواب دیا جس سے بڑہکر خصم کو ساکت و لاجواب کرنے والا جواب ہو نہین سکتا -

علاقہ فلسطین اگرچہ خیر و برکت کا گہر ہے مگر شام تو زمین پر خدا کا بہشت ہے - عام طور سے شام کا لفظ دمشق پر بولا جاتا ہے - ہم بیروت سے ریل پر سوار ہوکر دمشق کو روانہ ہوئے اور سات گہنٹہ مین دمشق پہونچے - ریل سے اترتے ہی جامع اموی دور ہی نظر پڑی اس کے دیکھنے کو روانہ ہوئے تمام دنیا کی جامع مسجدون سے سوائے جامع قرطبہ اندلس کے کوئی اس کی برابری نہین کر سکتی -

پانچ سال گذرے ہین کہ اس مسجد کو آگ لگی تہی - اس سے پہلے یہ مسجد بیت المقدس قبہ صخرہ سے بہی زیادہ خوشنما تہی - وہ آگ اسکی حسن خوبصورتی کو ملیامیٹ کرگئی - جنہون نے اس کے وہ نقش و نگار و صنعت کے گلزار دیکھے ہین وہ اون کو یاد کرکے آٹہ آٹہ آنسو روتے ہین اور تمام یورپ کے تاریخ دان فاضل ان تاریخی خزائن کے کم ہوجانے کا سخت افسوس کرتے ہین - جنہیں اوس آگ نے یک قلم پانی پہیر دیا - اس لاثانی عمارت کو چار ہزار سال گذرے ہین - پہلے یہ آفتاب پرست بادشاہون کا معبد تہا - پہر اسی کو گرجا بنایا گیا پہر

* سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالف مسلمان کیونکر کہتے ہو کہ مسیحی معجزات کی حقیقت کچھہ سمجھ سکتے ہو ایڈیٹر الحکم -

www.aaiil.org

مسلمان بادشاہون نے اس گرجا کو جامع مسجد بنا دیا اس مین ایک مقام ہے جس مین کہتے ہین کہ حضرت یحیٰی بن ذکریا علیہ السلام کا سر مبارک مدفون ہے - اس مسجد مین تین مینار نہایت عالیشان اور بہت ہی بلند ہین انہین سے ایک کا نام حضرت مسیح کا مینار ہے اس کی نسبت بعض* کا اعتقاد ہے کہ اخیر زمانہ مین اسپر حضرت عیسٰے علیہ السلام آسمان سے اتر ینگے - اس جامع مسجد کے صحن کے متصل ایک مقام مین سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس کا مزار مبارک ہے -

دمشق مین نورالدین شہید محمود ابن زنگی اور ظاہر بیبرس کی قبرین ہین - جس محل مین نورالدین شہید خاص سکونت رکھتا تھا جامع مسجد کے آگے وہ محل ابتک موجود ہے - اور اسی محل کے اندر اس کی قبر ہے -

دمشق مین ہی معاویہ کبیر (یزید کے باپ) اور معاویہ صغیر (یزید کے بیٹے) کی قبرین ہین - اور معاویہ کبیر کی قبر قرافہ مین بھی ہے باوجودیکہ تاریخ سے ثابت ہو چکا ہے کہ جب خلفاء عباسیہ کو خلافت ملگئی تو انہون نے بنی امیہ کی قبرین اکھاڑ کر اون کی ہڈیاں جلادی تھین اور اون کی راکھ کو ہوا مین اڑا دیا تھا -

اور قرافہ مین بعض اہل بیت اور مشاہیر علماء و شعراء کی قبرین بھی ہین - مثلاً حضرت بلال رضی اللہ عنہ آنحضرت کے مؤذن کی قبر اور عبداللہ بن ام مکتوم کی قبر جنکے حقمین آیہ کریمہ عَبَسَ وَتَوَلّٰی اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰی نازل ہوئی تھی - اور وہین حضرت ابی عبیدہ بن جراح مبشر بالجنۃ فاتح شام کی قبر مبارک ہے - اور آپ کے پڑوس مین یزید بن معاویہ امیر شام کی قبر ہے -

محلہ صالحیہ دمشق کے ایک کنارہ مین صوفیۂ کرام کے امام ملقب بہ شیخ اکبر مصنف فتوحات مکیہ و فصوص حضرت محی الدین ابن عربی رح کا مزار مبارک ہے اور اس کے ایک طرف ایک حجرہ مین امیر عبدالقادر جزائری کی قبر ہے جو کئی سال دولت فرانس سے لڑتا رہا -

دمشق مین نہایت خوشنما منظر وہ چبوترہ ہے جو شاہ جرمن کے آنے پر بنایا گیا تھا - یہ جبل قیسون کے نیچے نہایت تکلف سے آراستہ کیا گیا ہے - اس چبوترے پر کھڑے ہو کر دیکھنے سے شہر دمشق درختون کے جھنڈ اور سبزہ زار کے درمیان نہایت خوش منظر اور دلربا نظر آتا ہے - یہی سبزہ زار اور باغات کا خوشنما نظارہ ہے جس کا نام کتابون مین غوطۂ دمشق کے نام سے موسوم ہوا ہے - یہان کھڑے ہو کر دیکھنے سے انسان کو یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ دمشق لاکلام دنیا پر جنت ہے ؎

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است

دمشق کے باغات اور زراعتین نہر بردی سے سیراب ہوتی ہین - جو نہر تورد سے نکلتی ہے - اور جسکا معاون چشمہ فیجہ ہے - اس چشمہ کا پانی شیرین اور نہایت صاف ہے - ایسا عجیب پانی سارے ملک شام مین کسی چشمہ کا نہین -

دمشق کے باشندے آزاد مزاج شریف طبع مہذب اور خوش خُلق ہین - کسی اجنبی سے ملاقات کرین تو سیّدی "سیّدی" کر کے بولتے ہین - اور نہایت مہربانی و لطف سے پیش آتے ہین - یہان مسلمان - یہود - عیسائی تینون مذاہب کے لوگ ہین - جو آپس مین بڑے اتفاق سے رہتے سہتے ہین - بخلاف بیروت کے - کہ وہانکے لوگ اکثر بدخلق اور فتنہ پرداز ہین -

دمشق مین عجیب عجیب میوجات پیدا ہوتے ہین - چنانچہ زرد آلو آٹھ نو قسم کا پایا جاتا ہے - بلدی - حموی - شتوی - تامری - عجمی - موٹی قسم کے نہایت شیرین اور اعلےٰ درجہ کے لذیذ ہوتے ہین - مونہہ مین ڈالو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حلوے کا لقمہ ہے اور طرفہ یہ کہ یہان اس قسم کے لذیذ میوے اتنے ارزان ہین کہ باغون مین جاکر ایک دو پیسہ دیدو اور سیر ہو کر کھالو - اتنا میوہ اگر مصر مین خریدین تو ایک ریال (۲ روپے) مین بھی نہ مل سکے - ایسے ہی یہان توت بھی بڑے موٹے موٹے اور شیرین کئی قسم کے پائے جاتے ہین - اور پھر سستے ایسے کہ باغون مین تو انکی کوئی قیمت ہی نہین -

پانی کی یہان وہ کثرت ہے کہ شہر کے گلی کوچون مین صاف شفاف پانی کی نالیان پڑی بہ رہی ہین - یہان کے قابل دید مقامات مین یہود کے محلہ مین خواجہ شمعا یہودی کا محل ہے جسپر سونے کے نقش و نگار ایسی صنعت سے کئے گئے ہین کہ دیکھکر عقل حیران رہ جاتی ہے - ان نقش و نگار پر ۲۰ ہزار پونڈ خرچ ہوا ہے اس مکان کی کاریگری دیکھنے کے لئے لوگ دور دور سے آتے ہین - اس یہودی کی ریس پر دمشق مین کئی ایک دولتمند مسلمانون اور عیسائیون نے بھی ایسے ہی مکان بنوائے اور نقش و نگار پر ہزارون پونڈ خرچ کئے مگر اس کی برابری نہ ہو سکی دمشق کی آبادی تین لاکھ پچاس ہزار کی ہے -

دمشق کی سیر سے فارغ ہو کر مین بعلبک کو روانہ ہوا وہان پہونچکر اس شہر کے مشہور قابل دید معبد قدیم کو دیکھا جو پرانے قلعہ کے نام سے مشہور ہے جسکی تعمیر کو چار ہزار سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے اور وہ مصر کی تمام عمارتون سے بڑی اور عالیشان عمارت ہے اور اپنی پختگی اور خوبصورتی کے باعث روئے زمین عمارتون سے سبقت لے گئی ہے - اس عالیشان عمارت کی اینٹ اینٹ آشکار مشرقی کاریگرون کے علم ہندسہ اور علم عمارت مین بے نظیر ہونے کی

جبر دیتے ہین اور اس کے بے مثل نقش و نگار سے ثابت ہوتا ہے کہ دنیا پر اس عمارت کی کوئی نظیر آجتک کسی کاریگر سے نہین بن سکی اس کے اندر جانے کا ٹکٹ ترکون کو ایک ریال مجیدی اور دوسرے لوگون کو غیر سکّون کے حساب سے اسی رقم کے مساوی پر ملتا ہے - اس عمارت کے پاس ایک پہاڑ ہے - جس سے پتھر کاٹ کاٹ کر اس عمارت مین لگایا گیا ہے وہ آجتک معلوم ہوتا ہے کہ یہان سے پتھر کاٹا گیا ہے کسی زمانہ مین جرمن حکومت نے اس معبد پر بیس ہزار پونڈ خرچ کر کے اس کی زینت کو اور بھی بڑھا دیا ہے - میری موجودگی مین شہر بعلبک کے اندر ایک عظیم جلسہ تھا جس مین گورنر شام بھی موجود تھے - مشاہیر علاقہ - ارکان دولت عثمانیہ اور شام کے بڑے بڑے فاضل بھی آئے ہوئے تھے - جلسہ مین بڑے بڑے پُر زور لکچر عربی زبان مین دئے گئے جلسہ قابل دید تھا اتفاق سے مین بھی شامل ہو گیا اور جلسہ کا لطف اٹھایا آخر حضرت جلالتمآب کے لئے دعائین مانگی گئین اور سب اہل جلسہ آمین آمین پکارنے لگے -

بعلبک مین راس آلعین نام ایک مشہور چشمہ ہے - اس کا پانی نہایت صاف اور شیرین ہے - اسی چشمہ کے طفیل بعلبک مین عجیب عجیب باغات ہین - جنکے سبب سے دور دور علاقون تک سیرابی و سرسبزی ہی نظر آتی ہے - اس چشمہ سے جو نہر نکلتی ہے بہت سارے علاقہ کو سیراب کرتی چلی گئی ہے - اس کے دونون طرف درختون کے جھنڈ نظر آتے ہین -

سیر بعلبک سے فراغت پاکے مین ریل پر سوار ہو کر شہر حمص کو روانہ ہوا پہلے پہل مینے حضرت خالد بن ولید سیف اللہ شیر خدا کے روضۂ مبارکہ کی زیارت کی اس مزار مبارک کی تعمیر کو اکیس بیس سال گذرے ہین - امیر احمد پاشا عکا کے گورنر نے اسکو نہایت خوبصورت طرز پر تعمیر کرایا تھا - آجتک اس کے خوشنما نقش و نگار سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آج ہی عمارت ختم ہوئی ہے اور معمار ابھی کام ختم کر کے اترے ہین مزار کے اردگرد چینی پھیر کر خط طغرا مین آیات کلام اللہ خود امیر احمد پاشا نے لکھی ہین - جن کا ہر ایک حرف ستارۂ درخشان کیطرح آسمان جلالت پر چمک رہا ہے الغرض امیر مرحوم کی خوشخطی دیکھکر عقل حیران رہ جاتی ہے حضرت خالد شیر خدا کا مزار بھی ایسا با رعب ہے کہ سچ سچ اسکو دیکھتے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ اسمین کوئی قاتل کفار فاتح ممالک و امصار خواب راحت مین آسودہ ہے اور اسی شہر مین عمر بن عبدالعزیز خلیفۂ اموی

کا مزار مبارک ہے - یہی مزار ہے جسکو خلفاء عباسیہ نے بنی امیہ کی قبرون سے باقی چھوڑا اور کچھ نقصان نہین پہونچایا - کیونکہ صاحب قبر کے عدل اور تقوی پر سب کو اتفاق ہے - یہان تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چارون خلیفون کے بعد یہ پانچوان خلیفہ آنحضرت صلعم کا مانا گیا ہے -

حمص مین ایک ویران قلعہ ابراہیم پاشا کی یادگار ہے - جسمین دلچسپی کے سامان مفقود ہین - علیٰ ہذا نہر عاصی کا نظارہ بھی کچھ دلکش نہین - کیونکہ پانی اسکا ہمیشہ گدلا رہتا ہے شام کی تمام نہرون سے یہ بے مزہ نہر ہے اسکے کنارہ پر شہر عکا کو دیکھا - یہ بڑا عالیشان شہر ہے - ستر ہزار آدمی کی آبادی ہے تجارت کی یہان بڑی بھاری منڈی ہے حمص سے مین ریل پر سوار ہو کر جبل لبنان کے شہرون مین سے ایک شہر زحلہ مین گیا - یہ دو پہاڑی وادیون مین آباد ہے - جنکے درمیان نہر بردونی جاری ہے - اس نہر کا پانی نہایت میٹھا اور ٹھنڈا اور بہت ہی صاف ہے یہانتک کہ اسکی تہ مین پڑے ہوئے پتھر کنکر اوپر سے نظر آرہے ہین -

شہر زحلہ کی عمارتین پہاڑ پر سیڑھیون کی طرح اوپر کو چلی گئی ہین جو رات کو اندھیرے مین چراغون کے جلنے سے ایک ستارون والا آسمان معلوم ہوتا ہے - اور دور سے یہ نظارہ عجیب لطف دیتا ہے - اس شہر مین جدھر جاؤ اوپر نیچے دائین بائین آگے پیچھے ہر ایکطرف پانی چلنے کا آوازہ نہایت دلکش سنائی دیتا ہے - اور میوہ دار باغ ہر طرف لہراتے ہوئے عجیب لطف دکھلا رہے ہین - اس شہر مین ۲۰ ہزار کی آبادی ہے - اگرچہ اس مین لبنانی لوگ ہی آباد ہین لیکن علاقہ شام کا ہی شمار کیا جاتا ہے -

اسکے بعد مین شہر صوفر مین پہونچا - یہ شہر سمندر کی سطح پر ۱۴۰۰ میٹر بلند واقع ہوا ہے - اگر مین کہون کہ بلحاظ اعتدال آب و ہوا کے یہ شہر تمام روئے زمین کے شہرون سے معتدل اور خوشگوار ہے تو کچھ مبالغہ نہ ہوگا - اس شہر کا سیر کر کے پھر مین بیروت کیطرف واپس ہوا - بیروت کو شام کے شہرون سے کوئی ایسا امتیاز نہین سوائے اس کے کہ علم کا بڑا چرچا ہے مدارس بہت ہین - کتب خانے قسم قسم کے موجود ہین - اہل علم بکثرت ہین - چھاپہ خانے اور جرائد کی بہار ہے گرمی مصر کی سی پڑتی ہے - پہاڑ پر عمارتین سیڑھیون کی طرح نہایت خوشنما ہین - ضروریات زندگی کے تمام سامان موجود ہین - تجارت گاہ تمام ملکون کی ہے - حتی کہ یہان کی مطبوعات روئے زمین پر جاتی ہین - بیروت کی زمینین نہر الکلب سے سیراب ہوتی ہین - شہر کی آبادی ایک لاکھ پچاس ہزار ہے ◆

---

* ایڈیٹر الحکم - لفظ بعض خاص توجہ کے قابل ہے ◆

www.aaiil.org

پُرانی نوٹ بک کا ایک صفحہ

اطمینان قلب

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب اس کے عام معنے تو یہی ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے ذکر سے قلوب اطمینان پاتے ہیں لیکن اس کی حقیقت اور فلسفی یہہ ہے کہ جب انسان سچے اخلاص اور پوری وفاداری کیساتھ اللہ تعالےٰ کو یاد کرتا ہے اور ہر وقت اپنے آپ کو اس کے سامنے یقین کرتا ہے اس سے اس کے دل پر ایک خوف عظمت الٰہی کا پیدا ہوتا ہے۔ وہ خوف اسکو مکروہات اور منہیات سے بچاتا ہے اور انسان تقویٰ اور طہارت میں ترقی کرتا ہے یہانتک کہ اللہ تعالےٰ کے ملائکہ اسپر نازل ہوتے ہیں اور وہ اسکو بشارتیں دیتے ہیں اور الہام کا دروازہ اسپر کھولا جاتا ہے اسوقت وہ اللہ تعالےٰ کو گویا دیکھ لیتا ہے اور اسکی دربا اور الطافوں کو مشاہدہ کرتا ہے پھر اسکے دل پر کوئی ہم و غم نہیں آسکتا اور طبیعت ہمیشہ ایک نشاط اور خوشی میں رہتی ہے۔ اسی لئے دوسرے مقام پر آیا ہے لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون۔ اگر کوئی ہم و غم واقع بھی ہو تو اللہ تعالےٰ اپنے الہام سے اسکے لئے خارجی اسباب انکے دور کرنے کے پیدا کر دیتا ہے یا خارق عادت صبر انکو عطا کرتا ہے (۱۴ ستمبر ۱۹۰۱ء)

دنیٰ فتدلیٰ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں آیا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ اوپر کیطرف ہو کر نوع انسان کی طرف جھکا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کمال اعلےٰ درجہ کا کمال ہے جسکی نظیر نہیں ملسکتی اور اس کمال میں آپ کے دو درجہ بیان فرمائے ہیں ایک صعود۔ دوسرا نزول۔ اللہ تعالےٰ کی طرف تو آپکا صعود ہوا یعنی خدا تعالےٰ کی محبت اور صدق و وفا میں ایسے کھنچے گئے کہ خود اس ذات اقدس سے دنو کا درجہ آپ کو عطا ہوا۔ دنو۔ اقرب سے ابلغ ہے اسلئے یہاں یہ لفظ اختیار کیا۔ جب اللہ تعالےٰ کے فیوضات اور برکات سے آپ نے حصہ لیا تو پھر بنی نوع پر رحمت کے لیے نزول فرمایا۔ یہ وہی رحمت تھی جسکا اشارہ اللہ تعالےٰ نے ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین فرمایا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسم قاسم کا بھی یہی سر ہے کہ آپ اللہ تعالےٰ سے لیتے ہیں جو کچھ لیتے ہیں اور پھر مخلوق کو پہونچاتے ہیں۔ پس مخلوق کو پہونچانے کے واسطے آپکا نزول ہوا۔ اس دنیٰ فتدلیٰ میں اسی صعود اور نزول کیطرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اور یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے علو مرتبہ کی دلیل ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے آنے کے وقت دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک وہ جو استعارات کو حقیقت پر محمول کر لیتے ہیں اور حقیقت کو استعارہ بنانا چاہتے ہیں یہ گروہ ان کی شناخت سے محروم رہ جاتا ہے لیکن ایک اور گروہ ہوتا ہے جو اللہ تعالےٰ کے فضل اور اسکی تائید سے اصل حقیقت کو پا لیتے ہیں وہ استعارہ کو استعارہ اور حقیقت کو حقیقت ٹھہراتے ہیں۔ جیسے یہودیوں نے حضرت مسیح کی آمد کے وقت ملاکی نبی کے صحیفہ کی بنا پر کہا کہ مسیح کے آنے کی یہہ نشانی ہے کہ اس سے پہلے ایلیا آسمان سے آوے مسیح علیہ السلام سے جب انہوں نے یہی سوال کیا تو انہوں نے اس پیشگوئی کو تو تسلیم کر لیا لیکن یہ فیصلہ کر لیا کہ آنے والے ایلیا سے مراد یحیٰی ہے۔ یہودی اس فیصلہ کو سنکر یحیٰی کے پاس پہونچے وہ اس مباحثہ سے بکلی بے خبر اور ناواقف تھے۔ انہوں نے ایلیا ہونے سے انکار کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ یہودیوں کی مخالفت اور بھی تیز ہو گئی۔ اور انہوں نے اصل حقیقت سے بے خبر ہو کر ظاہر الفاظ پر زور دیا اور اسطرح خدا تعالےٰ کے ایک سچے نبی کا انکار کر دیا نہ صرف انکار کیا بلکہ ہر طرح سے اسکی بے حرمتی کرنے کی کوشش کی اور آخر خدا تعالےٰ کے نزدیک ایک مغضوب اور لعنتی قوم ٹھہر گئے۔ اب غور کرو کہ اگر ایلیا کا آنا درست تھا اور حضرت یحیٰی کی شکل میں ایلیا کا بروزی رنگ میں آنا درست نہیں تو ہمارے مخالف مسلمان بتائیں کہ ملاکی نبی کے صحیفہ کی پیشگوئی کو مدنظر رکھکر حضرت عیسےٰ کی نبوت کا کیا ثبوت ہے؟ پھر یقیناً وہ نبوت ثابت نہیں ہوسکتی اور دوسری مشکل یہہ پڑتی ہے کہ حضرت عیسےٰ جو مردوں کو زندہ کرنیوالے تھے کیوں انہوں نے ایلیا کو زندہ نہ کر لیا۔ اس سے دو باتیں اور بھی ثابت ہوگئیں اول یہہ کہ اللہ تعالےٰ کی یہ عادت اور سنت نہیں کہ وہ مردوں کو دوبارہ دنیا میں بھیجے اور زندہ کرے دوسری یہ کہ مسیح نے کوئی مردہ زندہ نہیں کیا۔ پس خوب غور کرو اگر بروزی آمد ایلیا کی مراد نہ ہوگی تو مسیح کی نبوت جاتی رہے گی۔ اور پھر اسکی زد اسلام اور قرآن شریف پر پڑیگی۔ اسوقت مسیح کے آنے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر دوسرے وجود اور ضروریات کو چھوڑ دیا جاوے تو سلسلہ مماثلت موسوی کے لحاظ سے بھی سخت ضرورت ہے اسلئے کہ حضرت مسیح علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں صدی میں آئے تھے غرض میں تو پھر وہی ایک نظیر پیش کرتا ہوں لیکن جو یہہ کہتے ہیں کہ نہیں خود حضرت مسیح ہی دوبارہ آئیں گے انہیں بھی تو کوئی نظیر پیش کرنی چاہیئے۔ اور اگر وہ نہیں کر سکتے اور یقیناً نہیں کر سکتے تو پھر کیوں ایسی بات کرتے ہیں جو محدثات میں داخل ہے۔ محدثات سے پرہیز کرو کیونکہ وہ ہلاکت کی راہ ہے۔ یہودیوں پر غضب الٰہی اسی وجہ سے نازل ہوا کہ انہوں نے خدا تعالےٰ کے ایک رسول کا انکار کر دیا اور اس انکار کے لئے انکو یہ مصیبت پیش آئی کہ انہوں نے استعارہ کو حقیقت پر حمل کیا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مغضوب قوم ٹھیر گئی۔ اس کا ہم شکل مقدمہ اب بھی پیش ہے مجھے مسلمانوں کی حالت پر افسوس آتا ہے کہ ان کے سامنے یہودیوں کی ایک نظیر پہلے سے موجود ہے اور پانچ وقت یہہ اپنی نمازوں میں غیر المغضوب کی دعا کرتے ہیں۔ اور یہ بھی بالاتفاق مانتے ہیں کہ اس سے مراد یہود ہیں۔ پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس راہ کو یہہ کیوں اختیار کرتے ہیں۔ ایک ہی رنگ کا مقدمہ جب کہ ایک پیغمبر کے حضور فیصلہ ہو چکا ہے اب اس فیصلہ کے خلاف مسیح کو خود آسمان سے یہہ کیوں اتارتے ہیں؟ آپ ہی مسیح نے ایلیا کے مقدمہ کا فیصلہ کیا اور ثابت کر دیا کہ دوبارہ آمد سے بروزی آمد مراد ہوتی ہے اور ایلیا کے رنگ میں یحیٰی آیا۔ مگر اب یہ مسلمان اس نظیر کے ہوتے ہوئے بھی اسوقت تک راضی نہیں ہوتے جب تک خود مسیح کو آسمان سے نہ اتار لیں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ تم اور تمہارے سب معاون مل کر دعائیں کرو کہ مسیح آسمان سے اتر آوے پھر دیکھ لو کہ وہ اترتا ہے یا نہیں میں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر تم ساری عمر ٹکریں مارتے رہو اور ایسی دعائیں کرتے کرتے تمہارے ناک بھی رگڑے جاویں تب بھی وہ آسمان سے نہیں آئیگا کیونکہ آنیوالا تو آچکا۔

پھر میں کہتا ہوں کہ یہی وقت تو ہے جو اسے آسمان سے اترنا چاہئے اگر اترنا ہے کیونکہ تمہارے خیال میں ایک مفتری اور کاذب مدعی مسیح ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اگر فی الواقعہ یہی سچ ہے کہ مسیح نے آسمان سے آنا ہے تو چاہئے کہ اللہ تعالےٰ اب اسے اتارے تاکہ دنیا گمراہ نہ ہو کیونکہ ایک کثیر جماعت تو مجھے مسیح موعود تسلیم کر چکی ہے اگر اسوقت وہ نہ آیا تو پھر کب آئیگا! کیا یہ ہوسکتا ہے کہ خدا تعالےٰ کاذبوں اور مفتریوں کی مدد کرے؟ اگر ایسا کبھی ہوا ہے تو نظیر پیش کرو اور پھر بتاؤ کہ راستبازوں کی سچائی کا کیا معیار ہے۔

اس مقدمہ میں خوب غور کر کے دیکھ لو کہ حق پر کون ہے؟ عقل اور نور فراست ہمارے ساتھ ہے اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے ساتھ ہیں کیونکہ آپ نے معراج کی رات حضرت مسیح کو مردوں میں دیکھا۔ پھر صحابہ کا اجماع مسیح کی وفات پر ہو چکا ہے قرآن شریف میری تائید کرتا ہے۔ اور اسکے بعد اللہ تعالےٰ نے خاص تائیدات سماویہ سے میرے دعوے کو سچا کیا ہزاروں ارضی اور سماوی نشان میری سچائی کے ظاہر کئے۔ اسقدر شواہد اور دلائل کے ہوتے ہوئے میں کیونکر تسلیم کر لوں کہ جو کچھ یہہ کہتے ہیں صحیح ہے۔ جب کہ خدا تعالےٰ کی کھلی کھلی وحی مجھے مسیح موعود ٹھیراتی ہے پھر میں ان ملانوں کی بات مانوں یا خدا کی وحی پر ایمان لاؤں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کی وحی کو میں ہرگز نہیں چھوڑ سکتا خواہ ساری دنیا میری دشمن ہو جاوے اور ایک بھی شخص میرے ساتھ نہ ہو میں خدا تعالےٰ کے تازہ بتازہ کلام کو کیونکر جھٹلا سکتا ہوں پھر ایسی حالت میں کہ اسکی روشن تائیدیں میرے ساتھ ہیں۔

اگر قرآن شریف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح کے فیصلہ کو یہ سب لکھے دیتے ہیں تو دین خدا تعالےٰ خود ان سے مطالبہ اور محاسبہ کرے گا۔

ایک اور عجیب بات ہے کہ جب ہم ایلیا کا قصہ پیش کرتے ہیں اور یہودیوں کا اعتراض سناتے ہیں جو حضرت مسیح پر انہوں نے کیا تو اور کچھ جواب نہیں آتا تو کہدیتے ہیں کہ یہ کتابیں محرّف مبدل ہیں۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ سب کچھ سہی قومی تواتر اور تاریخ کو کیا کہو گے وہ بھی تو کوئی چیز ہے اسے کیونکر رد کرو گے؟ اگر قومی تاریخ اور تواتر بھی رد کرنے کے قابل ہے تو پھر بڑے بڑے عظیم الشان بادشاہوں کے وجود پر کیا دلیل ہوگی؟ یقیناً کوئی نہیں اس سے معلوم ہوا کہ قومی تواتر اور تاریخ کو ہم کبھی چھوڑ نہیں سکتے۔ اور یہ مسئلہ نزول ایلیا کا ایسا ہے کہ یہودی اور عیسائی بالاتفاق اسکو مانتے ہیں۔ خود حضرت مسیح بھی اس پیشگوئی کے قائل تھے اگر یہ پیشگوئی صحیح نہ تھی تو انکو اس کی تاویل کرنے کی کیا حاجت تھی وہ سرے سے اسکا انکار ہی کر دیتے اور کہدیتے کہ یہ جو ملاکی نبی کی کتاب میں لکھا ہوا تم پیش کرتے ہو بالکل غلط ہے؟ مگر نہیں انہوں نے اسکو صحیح تسلیم کیا اور پھر اسکی تاویل کی۔ یہودی تو یہانتک چلاتے ہیں کہ ایک یہودی کی کتاب میرے پاس ہے وہ لکھتا ہے کہ اگر قیامت کو ہم سے مواخذہ ہوگا تو ہم ملاکی نبی کی کتاب کھول کر رکھ دیں گے۔ غرض۔ نزول ایلیا کا مسئلہ بڑا صاف اور یقینی مسئلہ ہے اور خود حضرت مسیح کی زبان سے فیصلہ پا چکا ہے اور اس کیساتھ ہی انہوں نے اپنی آمد ثانی کا بھی ذکر کر دیا ہے مگر افسوس ہے لوگ سمجھتے ہوئے نہیں سمجھتے۔ مگر کب تک انکار کریں گے آخر یہہ سچائی روز روشن کی طرح کھل جائیگی اور قومیں اسطرف رجوع کرینگی اسیطرح جیسے مسیح ابن مریم کے لئے ہوا۔

توحید کا ثبوت

اللہ تعالےٰ کی توحید پر یوں تو ہزاروں دلائل ہیں لیکن ایک دلیل بڑی عام اور صاف ہے اور وہ یہ ہے کہ صنعت عالم میں ایک کرویت واقع ہوئی ہے اور کرویت میں توحید ہی پائی جاتی ہے پانی کا قطرہ لو تو وہ بھی گول ہے زمین کی شکل بھی گول ہے آگ کا شعلہ بھی گول ہی ہے ایسا ہی ستارے بھی گول ہیں۔ اگر تثلیث درست ہوتی تو چاہئے تھا کہ ان اشیاء کی اشکال وصور بھی سہ گوشہ اور مثلث نما ہوتیں۔ اسی طرح پر اللہ تعالےٰ نے آدم سے ایک سلسلہ شروع کیا اور آدم ہی پر اسے ختم کیا چنانچہ مسیح موعود کا نام بھی آدم رکھا ہے۔ ہاں یہ آدم نئی قسم کا ہے

ویومن به من ادرکه فمن ادرکه فلیقراء به منی اسلام رواه ابن ابی شیبة کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۸

ترجمه - از ظاهر شدن مسیح موعود مسجدها با رونق خواهند شد زیراکه چون مسیح موعود ظاهر خواهد شد کسر مذهب صلیبی خواهد نمود و خنزیر را قتل خواهد کرد و کسیکه او را خواهد شناخت برو ایمان خواهد آورد پس کسیکه از شما او را دریابد پس برو لازم است که از جانب من مسیح موعود را اسلام گوئید در حدیث نواس بن سمعان آمده است ان رسول الله صلے الله علیه وسلم قال رایت ابن مریم یخرج من تحت المنارة البیضاء شرقی دمشق رواه ابن عساکر - **ترجمه** - پیغمبر خدا صلے الله علیه وسلم فرموده اند که من از مکاشفه دیده ام که مسیح ابن مریم از زیر مناره سفید که از دمشق جانب مشرق واقع است خواهد برآمد عوض بحدیث مذکور که در حق مسیح موعود بجائے لفظ نزول خروج آمده است وبحدیث ذیل لفظ بعث آمده است - قال رسول الله صلے الله علیه وسلم والله خلیفتی وعلےٰ کل مسلم الی قوله اذ بعث الله المسیح ابن مریم

ترجمه - وخدا تعالے مسیح موعود را خواهد فرستاد و آنچه می گوئید که در عهد حضرت مسیح موعود علیه السلام

ملت واحده خواهد گشت در عهد مسیح موعود علیه السلام

ملت واحده خواهد شد برحق است زمانه آنچنانکه مدعیان حیات گویند که در عهد حضرت مسیح موعود هیچ کافر در دنیا نخواهد ماند - زیراکه آیت فاغرینا بینهم العداوة والبغضاء الی یوم القیامة شاهد است برین که در بعض اقوام یهود ونصاری تا قیام قیامت وانقراض زمن عداوت ودشمنی باقی خواهد ماند واز عداوت ودشمنی اوشان اظهر من الشمس معلوم می شود که افراد کفار هم تا قیامت خواهند ماند وبحدیث نبوی آمده است تقوم القیامة والروم اکثر الناس - البته بموجب آیت هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علے الدین کله - در زمانه مسیح موعود دین اسلام بحجج باهره وادله کامله وبراهین ساطعه بفیوضات قدسیه وانفاس طیبه مسیح موعود بر ادیان باطله غالب خواهد گشت - وبتدریج رجوع تمام اقوام عالم بطیب خاطر بسوے اسلام خواهد شد زیراکه جمله ترقیات ملل ودول بحسب قانون قدرت تدریجا می باشند این سبق از حالت بدو اسلام حاصل کرده مے آید - واما آنچه مردم منتظر مسیح قاتل ومترصد مهدی جابر می باشند که او بقهر هیبت وشوکت شمشیر مردم را در اسلام داخل کرده ملت واحده قائم خواهد نمود ما هرگز این چنین مهدی ومسیح را قائل نیستیم زیراکه این عقیده بالکل خلاف قرآن کریم وبرعکس اصول دین متین است زیراکه نور حق بنفس خود شمشیر است وبخود قوتے دارد که پیش او اعناق الرؤسا والملوک خم می شوند واز جبر وقهر طبائع متنفر می باشد اعتقاد حق چیزے است که تا وقتیکه دل انسان بآن مطمئن ومتیقن نباشد آن انسان را مومن آن اعتقاد گفته نمی شود وکسے چه طور با ایمان شدن مے تواند که بظاهر زبان او گوید هان ودل او گوید نه قال الله تعالیٰ لا اکراه فی الدین - القرآن جزو ۳ - **ترجمه** یعنے در اسلام جبر واکراه جائز نیست (یعنے کسے را بجبر وقهر در اسلام داخل کرده نمی شود - افانت تکره الناس حتیٰ یکونوا مومنین - **ترجمه** - آیا تو مردم را جبر واکراه خواهی نمود که مومن شوند جزو ۱۱ - قال الله تعالیٰ وان احد من المشرکین استجارک فاجره حتیٰ یسمع کلام الله ثم ابلغه مامنه ذالک بانهم قوم لا یعلمون - القرآن - جزو ۱۰

ترجمه : - واگر کسے از مشرکین پیش تو آمده پناه طلبد او را امن ده تا کلام ایزدی را بشنود بعد از شنودن

مطلب از ختم نبوت

معنے آیت مزبور اینچنین است که نیست محمد پدر کسے از مردان شما ولیکن فرستادۂ ایزدی وخاتم انبیاء است - مطلب ختم نبوت این است که جمله خوبیها وکمالات نبوت بر محمد مصطفے صلے الله علیه وسلم ختم شده است چنانچه صاحب القول المستحسن مے نویسد ولا یخفیٰ انه صلے الله علیه وسلم اعطی وحده ما اوتی الانبیاء والمرسلین اجمعین - اگر کمالات نبوت از هر گونه ختم شده بودے پس محمد رسول الله صلے الله علیه وسلم این چنین نمی فرمودند مامن نبی الا له نظیر فی امتی فابوبکر ابراهیم وعمر نظیر موسیٰ وعثمان نظیر هارون وعلےٰ نظیری ومن سره ان ینظر الی عیسیٰ فلینظر الی ابی ذر -

اگر معنے آیت مزبوره بحسب لسے مخالفین ماست وباب نبوت از هر گونه مسدود است پس محققین صوفیائے کرام واولیائے عظام چرا بمثل ذیل در کتب خود مے نوشتند آیا ایشان معنے این آیت را نفهمیده بودند چنانچه حضرت شیخ محی الدین ابن عربی در فتوحات مکیه مے نویسد -

فالنبوة مقام عند الله ینال له البشر وهو مختص بالاکابر من البشر یعطے للنبی المشرع ویعطے للتابع لهذا النبی المشرع الجاری علی سننه ووهبنا له اخاه هارون نبیا -

فان النبوة التی انقطعت بوجود رسول الله صلے الله علیه وسلم انما هی نبوة التشریع لا مقامها فلا شرع یکون ناسخا لشرعه ولا یزید فی شرعه حکما اخر وهذا معنے قوله ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ای لا نبی بعدی یکون علی شرع یخالف شرعی بل اذا کان یکون تحت حکم شریعتی + الجزء الثانی من الفتوحات المکیه الباب الثالث والسبعون صفحه ۳ سطر ۱۶ -

وحضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیه السلام در کتاب ستین مجالس مے نویسد صورة النبوة ارتفعت ومعناها باق الی یوم القیامة +

صاحب کتاب القول المستحسن فی فخر الحسن بطور حاشیه بذیل صفحه ۲۲۴ مے نگارد -

محققین صوفیه نوشته اند که شیخین حامل کمالات نبوت بوده اند وحضرت امیر حامل کمالات ولایت ولهذا کار انبیاء که جهاد با کفار وترویج احکام شریعت واصلاح امور ملت است از شیخین خوب سر انجام یافت وکار اولیا از تعلیم طریقت وارشاد باحوال ومقامات سالکین وتنبیه بر غوائل نفس وترهیب زهد در دنیا از حضرت امیر بیشتر مروی گشت وعقلی است که استدلال بر ملکات نفسانیه بصدور افعال مختصه بان ملکات میتوان کرد مثلاً اگر شخصے در هر معرکه ثبات مے کند ودر مقابله افراد صفت سیف وسنان کار از پیش مے برد دلیل صریح بر شجاعت نفسانی اوست بلکه حب وبغض وخوف وسخا ودیگر امور باطنیه از همین راه افعال ومعاملات معلوم توان کرد بر همین قیاس امتیاز در کمالات باطنیه شخص مے توان کرد که آیا از قسم کمال انبیاء است یا از جنس کمال اولیاء - وزمان شیخین بقیه زمان نبوة بود + انتهی المحال ترجمه تقریر حضرت مسیح موعود علیه السلام در باب ختم نبوت نگاشته می شود ملاحظه فرمایند - معنے ختم نبوت همین است که جمله خوبیها وکمالات نبوة بر حضرت محمد رسول الله صلے الله علیه وسلم ختم شده اند وبرائے آینده باب کمالات نبوت مسدود است که هیچ نبی مستقل نخواهد آمد لفظ نبی بدو زبان عربی وعبرانی مشترک است معنے نبی از خدا تعالے خبر یابنده وپیشگوئی کننده است کسانیکه براه راست بخدا وند تعالی مکالمه مے کردند واز وے خبرها مے یافتند ایشان را نبی مے گفتند گویا این اصطلاح شده بود مگر از این آیت معلوم می شود

پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام درباب قیام ملت واحدہ اسلام

کلام الٰہی او را بجائے امن او برسان زیرا کہ مشرکین قومیت بے علم و نادان ۔ پس غور کنید بآیات مزبورہ کہ برائے اسلام جبر و اکراہ تا ابدالآباد منع آمدہ است ۔

مشرکین وغیرہ اقوام منکران اسلام بے علم و نادان مثل اطفال معذور می باشند و بر معذور جبر و اکراہ و قہر نمودن خلاف شعار انصاف و عدل است وَاِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ **ترجمہ** :۔ ہر آئینہ خدا تعالیٰ امر می فرماید برائے عدل و نکوئی و بخیر خواہی اقربا و منع می فرماید از بے حیائی و بدی و از بغاوت بادشاہ خود پس ما ہرگز قائل نیستیم کہ دین اسلام ظلم و بے انصافی را روا دارد دین اسلام بنفس خود جذبے و اثرے دارد کہ خود بخود دلہا جاذب و مجلوب می شوند پس صورت ملت واحدہ اسلام تدریجاً نمودار خواہد شد ۔

چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام در تذکرۃ الشہادتین تحریر فرمودہ اند اے مردمان گوش ہوش را وا کردہ بشنوید این پیش خبری آن کسے است کہ زمین و آسمان را برپا ساختہ است او بفضل خود جماعت خویش را در جمیع اقطار بلاد شائع سازد بلکہ از روئے حجت و برہان بر جمیع ادیان نصرت دہد فرا رسید است آن عہد و خیلے قریب است آن روزگار کہ در کل عالم ہمین یک مذہب باشد کہ بعزۃ تمام یاد کردہ آید حقتعالیٰ این جماعت و این مذہب و این سلسلہ را برکت فوق العادت کرامت نماید و کسیکہ ارادۂ معدوم نمودنش داشتہ باشد البتہ نامراد بماند و غلبۂ این سلسلہ تا قیام قیامت خواہد بود اگر مرا استہزای نمایند مرا ازان چہ نقصان زیرا کہ ہیچ نبی بدنیا مبعوث نگشتہ باشد کہ اہل دنیا با و استہزاء یٰحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ مَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ ÷ و استہزائے مردم بانبیاء از جانب خدا علامتی است مگر شخصے کہ روبروئے مردم و بین یدی الناس با فوج ملائکہ از آسمان فرود آمد با و کہ استہزاء توانند نمود پس ازین دلیل نیز روشن شد و ہر عقلمند صاحب بصیرت نیز تواند فہمید کہ از آسمان نازل شدن مسیح موعود خیالے است محض خام بخاطر داشتہ باشید ہیچکس از آسمان فرود نہ آمدہ و نخواہد آمد جمیع مخالفین و معاندین این سلسلہ آلٰہیہ کہ دریں زمان بقید حیات اند شربت ممات خواہند چشید و احدے از ایشان از آسمان نزول ابن مریم نخواہد دید و بدین سان اولاد و احفاد شان درگذرند و ہیچکس نزول عیسیٰ را برای العین مشاہدہ نخواہد کرد ازان پس انقلاب عظیم در دل ایشان نمودار گردد کہ زمان غلبۂ نصاریٰ نیز منقضی گردید و دنیا حالت جدید گرفت لاکن ابن مریم از آسمان نزول نکرد پس قاطبۂ عقلائے آن عصر ازین عقیدہ باطلہ بیزار گردند و ہنوز سہ صد سال بر عہد من منقضی نشدہ باشد کہ جمیع منتظران نزول ابن مریم خواہ از ملت اسلام باشند خواہ پیروان کیش نصاریٰ سخت نومید گشتہ این عقیدہ را ترک دہند و در کل دنیا یک مذہب و یک امام باشد من بجہت تخم پاشیدن صداقت فرستادہ شدہ ام و حالا بدست خود آن تخم افشاندہ ام کہ عنقریب نشو و نما خواہد یافت در دنیا کسے نیست کہ آنرا از نشو و نما باز دارد ۔ انتہی کلامہ الشریف ۔

ما ایمان داریم کہ این پیشین گوئی با تمام خواہد رسید زیرا کہ ہر پیشگوئی کہ حضرت اقدس امام الزمان علیہ السلام مے فرمایند آن تخرص و تحری نمے باشد بلکہ بوحی حق مے باشد چنانچہ آنحضرت در جائے درباب نبوتے تحریر فرمودہ اند ۔

نزول مسیح موعود در دو زرد چادر

این ہمہ وحی است از رب السماء ۔۔۔ کافرم گر این نباشد از خدا
وحی حق است این ز نور ذات پاک ۔۔۔ صادقیم و بر سر کذاب خاک

(سوال) در احادیث آمدہ است کہ مسیح موعود در بُردین زرد رنگ نزول خواہد فرمود یک بُرد بر اعلیٰ و بُرد دیگر بر اسفل بدن او باشد ۔

(جواب) مراد از بُردین دو مرض است این اشارت باین کہ مسیح موعود بامراض مبعوث گردد زیرا کہ در علم تعبیر الرؤیا مراد از جامۂ زرد بیماری و مرض ہست چنانچہ دو مرض لاحق حال حضرت مسیح موعود است یکے کثرت بول و دیگر دوران سر کہ بواسطہ ہر دو بیماری اندام حضرت اقدس مسیح موعود خیلی اصفر شدہ است ۔

در احادیث صحیحہ نبویہ آمدہ است کہ بعد از بعثت عمر مسیح موعود چہل سال یعنی از ابتدائے ولادت تا انتہا ایام زندگی او ہشتاد سال باشد درین وقت عمر حضرت اقدس مسیح موعود قریباً شصت و شش سال ہست کہ از عرصہ بعید حضرت اقدس بوحی الٰہی درباب عمر خود ہمچنان مشتہر فرمودہ اند کہ خداوند تعالیٰ مرا خبر کردہ است نُحَیِّیْنَکَ ثَمَانِیْنَ حَوْلًا اَوْ قَرِیْبًا مِّنْ ذٰلِکَ یعنی زندہ خواہیم داشت ترا ہشتاد سال یا قریب آن علاوہ از ہزارہا آیات و خوارق کہ بردست حضرت اقدس مسیح موعود ظاہر شدہ اند تجربۂ این الہام زندہ ثبوت نبوت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صداقت مسیح موعود است زیرا کہ آنحضرت صلعم فرمودہ اند کہ عمر مسیح موعود بعد از بعثت چہل سال باشد و مسیح موعود ہم ہمچنان از عرصۂ سی سال مشتہر فرمودہ اند محک تجربہ بر صداقت این الہام گواہی می دہد کہ این کلام ایزدی است اگر این کلام ایزدی و پیشگوئی محمد رسول اللہ صلعم نبودے مدعی این الہام قبل از وقت فوت گردیدے زندگی ہر متنفس بقبضۂ قدرت ایزدی است حضرت مسیح موعود را امراض دوران سر و کثرت بول مدام می باشد و احیاناً درد گردہ ہم پیدا مے شوند اطبائے حاذق مے گویند کہ مریض ایں امراض زود فوت مے گردد مگر قدرت و پیشگوئی ایزدی بہمین حال از عرصۂ بعید با تمام رسیدہ است گوئی کہ بسبب مرض حضرت مسیح موعود بکنارہ گور رسیدہ اند و چون از عیسائیان و آریہ وغیرہ اعتراضے بر اسلام وارد شود این چنین ہوشیار مے شوند کہ گاہے مریض نبودہ اند در نصرت دین ہیچ پہلوانے این چنین ہوشیار و دلاور و باہمت بعد از محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چشم زمانہ ندیدہ باشد ۔ ؎ جہان آفرین تا جہان آفرید ÷ چو احمد مسیحے نیامد پدید ۔

مؤلف موازنۃ الحقائق بصفحہ ۷ می گوید نبوۃ از ہرگونہ ختم است ہر کہ دعویٰ نبوۃ و رسالت از ہرگونہ پیش کند خلاف قرآن و سنت است ۔

و ہمچنان پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی وغیرہ در سیف چشتیائی از صفحہ ۶ تا ۲۲ و مسلمان پٹیالوی صاحب در تائید الاسلام حصہ دوم بصفحہ ۱۲۰ شبہات درباب ختم نبوت و اعتراضات ناشایستہ تحریر نمودہ اند ۔

بجواب شان ما می گوئیم بوجہیکہ درباب ختم نبوت خداوند تعالیٰ در قرآن کریم بآیت مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ارشاد فرمودہ است بران ایمان ماست و تجاوز ازان الحاد بلکہ افراط و تفریط دران کفر است مگر افسوس کہ مخالفین ما ازین آیت معنے ختم نبوت و راز ختم نبوت را نفہمیدہ اند و بباعث عدم امعان و غفلت ۔ در لفظ پرستی او فتادہ اند و از سوء الفہم براہ افراط و تفریط افتند ۔

مولوی ثناء اللہ صاحب تیجہ مین

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین لکھا گیا تہا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے موضع تیجہ مین یہ دعویٰ کیا تہا کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا کلمہ پڑہواتے ہین اسپر انسے مطالبہ ہوا اور پانچسو روپیہ انعام دینے کا وعدہ دیا گیا وغیرہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اخبار اہلحدیث مین خود تو کچہ نہین لکہا البتہ حکیم محمد دین صاحب سے ایک مضمون اسکی تردید مین لکہوا دیا کہ وہ واقعہ ہوا ہی نہین وغیرہ اسپر ہم تو خاموش ہوگیا۔ لیکن میان عبد العزیز صاحب نے مقام تیجہ سے مجہے ایک مضمون حکیم محمد دین صاحب کی تردید مین بہیجا ہے جسکو مین ذیل مین درج کئے دیتا ہون۔ مولوی ثناء اللہ صاحب اسپر غور کرین۔ حق کو چہپانے سے انسان کا میابی نہین ہو سکتا وہ خدا سے ڈرین اور اپنا محاسبہ خود کرین۔ ایڈیٹر

مکرم من منشی یعقوب علی صاحب زاد عنایتہ۔ بعد سلام سنت الاسلام روشن رائے انور ہو۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنے پرچہ اہلحدیث بابت ۱۸ اگست ۱۹۰۵ء مین میان محمد دین سے درج کرایا ہے۔ کہ موضع تیجہ مین آپنے یہ نہین کہا۔ کہ مرزائی لوگ **لا الہ الا اللہ مرزا رسول اللہ** پڑہتے ہین۔ اور نیز اس کے حوالہ کا مطالبہ وغیرہ نہین ہوا۔ مکرم من یہ اسکا سیاہ جہوٹ ہے۔ اس بات کا ایک علاقہ گواہ ہے۔ کہ اس نے اپنے وعظ مین بالضرور ایسا کہا ہے۔ مین نے اوّل عین مسجد مین انکے دو رفیق اعظم خلیفہ بدر الدین و حبیب اللہ بیوپاری پشمینہ کو کہا۔ کہ مین وعظ سننے سے معذور ہون۔ کیونکہ مولوی صاحب نے خطبہ مین بڑا جہوٹ بولا ہے۔ کہ مرزائی لوگ آپکا کلمہ پڑہتے ہین تمام بزرگان نے مجہے مجبورًا بٹہایا۔ اور کہا کہ ہم مولویصاحب کو اس سے منع کر دیتے ہین۔ اور ایک خط لکہکر منبر پر آپکے ہاتہہ مین دیا۔ کہ آپ مرزا صاحب کا تعارض نہ کرین کیونکہ لوگ آپ کو نفرت کی نگاہ سے دیکہتے ہین۔ مگر آپنے اس خط کو دیکہہ کر رکہہ لیا۔ اور آنحضرت کی شکایت مین روانہ ہوئے اس واسطے مین بیزار ہوکر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور میری بعد اکثر لوگ اسی واسطے اٹہہ گئے۔ کہ یہہ مرزا صاحب کی شکایت کرتا ہے۔ وعظ نہین کرتا۔ اور آپ کمال خفت سے منبر پر سے اُترے۔ اور محمد دین کو اوپر چڑہا دیا جسکے بیٹہتے ہی تمام لوگ رفو چکر ہوئے۔ جس سے بڑی بے رعبی اور سخت ندامت آپ کو دامنگیر ہوئی۔ یہانتک کہ ازان بعد ایک آدہ ہی نماز مسجد مین پڑہی ہوگی۔ باقی نمازین دیوان خانہ پر یا راجباہ پر ادا کرتے رہے۔ اور دوسرے روز بوقت ظہر وعظ کرنے بیٹہے۔ تو گاؤن کے لوگ بھی حاضر نہ ہوئے۔ اور حاضرین مین دس گیارہ رہ گئے۔ انہین کے طرفدارون کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ وعظ کا کچہہ مزا نہین آیا۔ آخر تو دس منٹ بات چیت کرکے حسرت پر حسرت لیکر مسجد سے رخصت ہوئے۔

دوئم۔ خلیفہ بدر دین کے مکان پر جو مولوی صاحب نے وعظ کا جبر نقصان کرنے کے لئے مجکو بلایا۔ تو مینے بالمشافہ آپ پر وہی اعتراض کیا کہ آپ مرزا صاحب کی تحریر سے وہ کلمہ نکال دین تب آپنے کہا۔ کہ وہ اپنے آپ کو رسول کہتے ہین۔ مینے کہا۔ کہ رسول کہلانے سے کلمہ پڑہانا لازم نہین آتا۔ دیکہو مسیح علیہ السلام کے حواریون کو خداوند تعالیٰ نے سورت یٰسین مین مرسل کہا ہے۔ مگر انہون نے اپنا کلمہ نہین پڑہایا۔ بلکہ مسیح علیہ السلام کی رسالت کی دعوت کرتے رہے ہین۔ یہہ سنکر بجنبکے رہ گئے اور اب تو آپ پانچ پیسہ مانگتے ہین۔ اور مین تعہیاد اسوقت آپکے کل اخراجات نان ونفقہ وغیرہ کا ذمہ وار ہوتا تہا۔ اور کہتا تہا۔ کہ ایسے امور کی تحقیق کے واسطے مولوی نور احمد صاحب کو بلاؤ لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب نے کہا۔ کہ ہمین کچہہ ضرورت بلانے کی نہین۔ آخر چارناچار کی راہ سے خلیفہ بدر دین کے ہاتہہ سے ایک خط لکہوایا۔ اور جسکا جواب موضع لودی ننگل کی طرف سے آیا۔ جسکو آپ نے دبالیا۔ مگر مینے اصرار کرکے وہ خط نکلوایا۔ تب آپ بڑے نادم ہوئے۔ اور چنانچہ آجتک اسکا جواب مولوی ثناء اللہ وغیرہ نے نہین دیا۔

طرّہ یہ کہ اب اس قول کو کہینچ تان کر انکار کرنا چاہتے ہین۔ کہ قادیانی کہتا ہے۔ کہ تم **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کی طرح مرزا رسول اللہ بہی جانو۔ بجواب اس کے ظاہر ہو۔ کہ اول تو یہ کلام ہی مہمل ہے۔ کیونکہ **لا الہ الا اللہ** کلمہ ہے نہ رسول جسکی طرح **مرزا رسول اللہ** بہی جانین۔ دوئم جو اس کے معنے مین کہا۔ یعنے جسطرح تم حضرت محمد علیہ السلام کی رسالت کا یقین رکہتے ہو۔ میری (مرزا کی) رسالت کا یقین بہی رکہو۔ یہ بہی غلط ہے۔ کیونکہ آنحضرت کی تحریر و تقریر سے کہین ثابت نہین کہ میری رسالت کا ایسا یقین رکہو۔ جیسا کہ حضرت محمد علیہ السلام کی رسالت کا یقین رکہتے ہو۔ چہ جائے کہ آپ مجدد دین رسول اللہ ہین۔ آنحضرت کو متبوع اور اپنے آپکو مطیع و خادم رسول یقین کرتے ہین اور اگر آنحضرت صلعم کی برابری کا دعویٰ مضمون رسالت مین مولوی ثناء اللہ وغیرہ رسالہ **دافع البلا یا معیار الاخیار** وغیرہ سے نکال دین۔ تو مین اب بہی آپکو **مبلغ پانچسو روپیہ** انعام دینے پر آمادہ ہون۔ پانچ پیسے کیا ہوتے ہین یہ تو ان لوگون کا کام ہے جو بازارون مین مانگتے پہرتے ہین سو **باقی رہا** دعوے رسالت سو اکابران امت جیسے شیخ اکبر وغیرہ فرماتے ہین کہ **رسالت مطلقہ** سے کچہہ حصہ باقی ہے جو اولیاء امت کو دیا جاتا ہے۔ اور حدیث مین ہے۔ کہ رؤیا صالحہ کے چہیالیس حصونمین سے ایک حصہ باقی ہے۔ چنانچہ اس روز بہی مینے اس مطلب کو چہیڑنا چاہا تہا۔ مگر مولویصاحب نے کہا۔ کہ شیخ اکبرؒ ولی اللہ نہین۔ اور اسواسطے بات اور طرف ادلٹ گئی۔ اور آپ تو آپ پانچسو کو روتے ہین۔ مگر شرط کی نوبت تو ہزارون تک پہونچگئی تہی۔ کیونکہ مولوی نور احمد صاحب نے لکہا تہا۔ کہ آپ نے اعجاز احمدی کا جواب نہین دیا۔ جسکا دس ہزار روپیہ انعام ہے۔ اور نیز اشتہار مجریہ ۸ فروری ۱۹۰۵ء کا جواب نہین دیا۔ جسمین فی آیت و حدیث مبلغ عہ روپیہ انعام ہے۔ فرمائیے۔ کہ ہماری طرف سے اب بہی کوئی کسر باقی رہ گئی ہے۔ تو نکال دین۔

لطف یہہ کہ آپ کو اسوقت انعام خاک سوجہتا تہا۔ جناب کو تو بعض متعلقین بدمضمی نے گہیر رکہا تہا۔ چرب نوالون کے لالچ اور طمع خام نے آپ کے بند ڈہیلے کر دئے تہے۔ اور دست بردست جا رہے تہے۔ اور اسی واسطے آپ براہ بٹالہ امرتسر کو جلد واپس ہوئے۔ ورنہ ابہی تو آپ کی گت فتح گڑہ مین بہی بننی تہی۔ جہان آپ کی تفسیر موجب تکفیر کا کہنڈن کیا جاتا تہا۔

والحمد للّٰہ اولاً و آخراً ظاہراً و باطناً۔

مورخہ ۶-ماہ ستمبر ۱۹۰۵ء

الملتمس

خاکسار عبد العزیز عفی عنہ از مقام تیجہ کلان ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ

اطلاع

از طرف اسلامک ڈبیٹنگ کلب امرتسر

بخدمت جمیع مخالفین اسلام خصوصًا آریہ صاحبان

چونکہ اس کلب کا پہلا سالانہ جلسہ بتاریخ ۲۳-۲۴-ستمبر ۱۹۰۵ء بروز ہفتہ و اتوار منعقد ہونے والا ہے۔ جسمین بڑے بڑے اکابر علماء اسلام (کثرہم اللہ تعالیٰ) تشریف لائین گے اور زبردست و روشن دلائل سے اسلام کی سچائی پبلک پر ظاہر کرینگے۔ لہذا وہ لوگ جو اسلام پر معترض ہوتے ہین انکو موقع دیا جاتا ہے کہ وہ ۱۵-ستمبر سن رواں تک بذریعہ خط اسسٹنٹ سکرٹری کلب ہذا کو مطلع فرمادین کہ وہ اسلام کے کس مسلمہ اصول یا مسئلہ پر بحث کرنا چاہتے ہین۔ تاکہ ان کو وقت مقرر کرکے اطلاع دی جائے۔ اور غیر مذاہب کے مسلمہ اصولون مین سے جن پر کلب ہذا بحث کرے گی وہ مضامین سکرٹری سے دریافت ہو سکتے ہین +

المطلع

فیروز الدین احمد اسسٹنٹ سکرٹری اسلامک ڈبیٹنگ کلب امرتسر ڈہاب کہٹیکان متصل مکان ڈاکٹر جہنڈے خان

درخواست نکاح

قاضی شاہ دین صاحب نمبردار و جاگیردار ساکن قائم پور ضلع ہوشیارپور قریشی النسب ہین ساتھ احمدی سلسلہ مین شادی کرنے کے خواہشمند ہین۔ آمد [illegible] معقول ہے۔ عمر تیس و چوبیس سال کے درمیان ہے۔ پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ اس بیوی سے اولاد [illegible] رشتہ دارون مین شادی کرنی نہین چاہتے ہین +

ایک شریف لڑکی کی مراسلت

پہلا موقع ہے کہ الحکم مین ایک شریف لڑکی کی مراسلت چہاپی جاتی ہے مین امید کرتا ہون کہ یہہ مضمون نہایت توجہ سے پڑہا جاویگا۔ ایڈیٹر

مجوزہ زنانہ نارمل سکول علیگڈہ

نواب محسن الملک آجکل بمبئی مین زنانہ نورمل سکول علیگڈہ کے لئے چندہ جمع کرنیکو گئے ہوئے ہین۔ آپنے اوسپر ۱۵-اگست کو ایک لکچر بہی بمبئی مین دیا ہے۔ مین حیران ہون کہ نواب صاحب کے کالج نے مردونکی ابہی تک کونسی اصلاح کی ہے؟ جو نواب صاحب میری پردہ نشین بہنون کو ترقی کی دہن مین یالالچ مین لاکر بے پردہ کرکے دیکہنا چاہتے ہین۔

بہلا وہ کونسے غیور والدین ہونگے جو علیگڈہ مین اپنی عزیز عفت مآب لڑکیون کو بہیجنا پسند کرینگے؟ مینے سکول مذکور کے برخلاف ایک مضمون وکیل مین بہیجا ہے جو وکیل مطبوعہ ۲ ستمبر کالم ۲ مین شایع ہوا ہے۔ تعجب! کہ یہہ لوگ تعلیم قرآن کریم سے کیون فائدہ نہین اٹہاتے حال مین میرے حقیقی بہائی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مولانا مولوی نور دین صاحب کے درس

قرآن کریم ۴۔ ستمبر سے کچہہ تہوڑا سا اقتباس کر کے میرے مطالعہ کے لئے بہیجا ہے جسے مین مشتاقان بے پردگی کے ملاحظہ کے لئے ذیل مین لکہتی ہون۔

وَلَا لِنِسَاءِ هِنَّ (ترجمہ) "عام طور پر عورتون کو گہرون مین نہین آنے دینا چاہیئے" قبلہ مولانا صاحب موصوف نے اس آیتہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جب مینے والدہ عبدالحی سے شادی کی تو اسوقت بہت سی عورتین آئین۔ انمین میرے ایک دوست کی بیوی بہی تہی۔ جس نے گہر مین جا کر والدہ عبدالحی سے یون کہنا شروع کیا کہ تمہارے اوپر تو بڑا ظلم ہؤا ہے جو تم ایک بوڑہے سے بیاہی گئی ہو وغیرہ وغیرہ والدہ عبدالحی نے اسی وقت مجہے بلوا بہیجا میرا آنا تہا کہ وہ عورت تو رفوچکر ہو گئی بعدہ مجہے اسکی ساری باتین سنائی گئین۔ سبحان اللہ وبحمدہ قرآن کریم کی کیسی اچہی تعلیم ہے جو غیر جنس مستورات کے خلا ملا سے بہی مستورات کو روکتا ہے چہ جائیکہ علیگڈہ کالج مین غیر مردون سے تعلیم پانے کی تحریک! قبلہ نواب صاحب! کیا آپ اپنی ملکی اور قومی بہنون کو مصر کی مسلمان آزاد عورتین بنا کر دیکہنا چاہتے ہین؟ بقول شخصے ع

ابہی فتنہ ہے کوئی دن کو قیامت ہوگا

از شاہپور کنڈی ضلع گورداسپور } بنت منشی غلام محمد
۶۔ ستمبر ۱۹۰۵ء — پہلوری

پتہ مطلوب ہے

سید مقبول شاہ صاحب احمدی ساکن موضع سہنہ ڈاکخانہ کہاریان ضلع گجرات اطلاع دیتے ہین کہ انکا ایک لڑکا قمر علی شاہ نام عمر ۱۶ سال بے ریش سفید رنگ جو گجرات پڑہتا تہا کہین چلا گیا ہے اسکا پتہ نہین اگر کسی صاحب کو ملے تو اسے اپنے پاس ٹہیرا کر سید صاحب مذکور کو اطلاع دے۔

اور ایسا ہی انکا ایک بہتیجا جسکا نام اصغر علی شاہ ہے وہ مڈل سکول کہاریان سے بہاگا ہے اسکی عمر ۱۴ سال درمیانہ قد ہے اسکا پتہ ملے تو اس کی بہی اطلاع دے۔

ریمارک

سائنس و تعلیم:۔ یہہ ماہواری رسالہ سائنٹفک و ٹیکنیکل ورکشاپ لاہور کیطرف سے شایع ہونا شروع ہؤا ہے اسکے ایڈیٹر بہاری لال بہاٹیہ بی۔ ایس سی ہین۔ اسکے ساتہہ چار صفحہ کا انگریزی ضمیمہ بہی ہوتا ہے قیمت برائے نام ایک روپیہ سالانہ ہے۔ رسالہ مفید اور دلچسپ ہے اور ملک مین ایسے رسالون کی ضرورت تسلیم کر لی گئی ہے۔ اسلئے امید کیجاتی ہے کہ تعلیم یافتہ جماعتین ایسے رسالونکی قدردانی کرین گی۔

المصباح:۔ یہہ جدید رسالہ جے پور سے شائع ہونا شروع ہوا ہے۔ میرے پاس اسکا پہلا نمبر آچکا ہے۔ اس رسالہ کے مقاصد روحانیت۔ صنعت و حرفت۔ حفظ صحت۔ زندہ جاوید۔ ورزش جسمانی قرار دئیے گئے ہین۔ اور ہر ایک مضمون کے لئے صفحون کے جداگانہ نمبر دیے گئے ہین تا کہ آخر مین ایک جدا کتاب طیار ہو سکے۔ رسالہ کی چہپوائی۔ کتابت اور کاغذ بہر نوع اچہا ہے۔ میری رائے مین یہ رسالہ مفید ہے۔ قیمت سالانہ چار روپیہ البتہ کسی قدر زیادہ ہے۔ نمونہ کا پرچہ ۵۔ رکے ٹکٹ آنے پر روانہ ہوتا ہے درخواستین مینیجر رسالہ المصباح جے پور کے نام ہون۔

ایسٹ اینڈ ایسٹ خالق باری

خالق باری ایک مشہور کتاب ہے اسکی طرز پر پہلے مرادآباد سے ایک انگریزی خالق باری شائع ہوئی تہی۔ ابہی مرادآباد سے ایک مشہور شخص کے قلم سے یہ رسالہ نکلا ہے اس کے مصنف مولوی احمد الدین خانصاحب مرحوم ترجمان دفتر صاحب کمانڈر انچیف افواج ہند ہین۔ اور اب منشی محمد فضل حسین صاحب بسمل نے اپنے مطبع مین کسی قدر ترمیم و تصحیح کے بعد چہاپا ہے۔ اس خالق باری مین انگریزی زبان کے الفاظ اور ان کے ہندی فارسی یا عربی معانی کو نظم مین بیان کیا ہے۔ انگریزی زبان کے نوآموزون کے لئے ایک مفید کتاب ہے بچے اسے خوشی اور آسانی سے یاد کر سکتے ہین۔ جدا جدا عنوان کے نیچے تقسیم مضامین اور بہی قابل تعریف ہے۔ ۲۴ صفحہ کی اچہی چہپی ہوئی کتاب ہے۔ قیمت فی جلد ۶ ر ہے۔ منشی فضل حسین صاحب بسمل مرادآباد سے ملے گی۔

النظر۔ یہہ ایک فارسی رسالہ ہے جو مرزا نذر علی صاحب احمدی سابق شیعہ نے حال مین کارخانہ الحکم کے انوار احمدیہ پریس مین چہپوا کر شائع کیا ہے۔ یہہ رسالہ فارسی زبان مین لکہا ہے اور سید علی حائری مشہور لاہوری شیعہ عالم کی کتاب غایت المقصود حصہ دوم پر لطیف ریویو کیا ہے۔ اس رسالہ کی قیمت ۱۰ ر علاوہ محصول ڈاک ہے۔ اور سید عبدالحی عرب صاحب سے مل سکتا ہے۔

لغات القرآن سید عبدالحی عرب آجکل ایک عمدہ قابل قدر اور مفید تالیف مین لگے ہوئے ہین وہ قرآن شریف کی ایک لغت لکہہ رہے ہین جو کئی مستند کتب لغت سے انہون نے انتخاب کی ہے مجہے انہون نے مسودہ کا کچہہ حصہ دکہایا ہے مین سمجہتا ہون وہ انشاء اللہ مفید ثابت ہوگا۔ اور قرآن مجید سے محبت رکہنے والون کیلئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہوگی۔ عرب صاحب اس کتاب کو عمدہ چہپوانا چاہتے ہین اور یہ بہی انکا خیال ہے کہ قیمت بہی ۸ ر سے زیادہ نہو۔ اسلئے جو صاحب اس کتاب کو لینا چاہئین وہ عرب صاحب کو اطلاع دین۔ اور اگر پیشگی قیمت بہیجکر انہین مدد دین تو کتاب کے چہپنے مین اور بہی سہولت ہو سکتی ہے۔ عرب صاحب قادیان مین رہتے ہین۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مع **اہل بیت** اچہے ہین۔ آجکل حضور کی توجہ زیادہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی علالت کی طرف ہے۔ دعا مین مصروف ہین اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے امیدوار فرماتے تہے مولوی صاحب کی صحت **احیاء موتی** ہے۔ آپ کے بالکل شفا پانے پر ہماری جماعت کا خدا تعالیٰ پر ایمان اور امید بہت بڑہ جائیگی۔ مجہے ان دعاؤن مین کئی مقاصد مدنظر ہین۔

۲۔ مولوی صاحب کی صحت خدا کے فضل سے اب یوماً فیوماً اچہی ہے زخم مندمل ہو رہا ہے اور آئندہ بڑہنے کا خطرہ الحمد للہ اسوقت تک تو نہین رہا۔ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کو شفاء عاجل عطا فرماوے۔ بیمار پرسی کے خطوط آ رہے ہین۔ خدا تعالیٰ ان احباب کو جزائے خیر دے آمین۔

۳۔ حکیم الامۃ کی صحت الحمد للہ اچہی ہے۔ فاضل امروہی میرٹھ مین ہین۔

۴۔ موسمی لحاظ سے یہہ ہفتہ بہت ہی مبارک گذرا ہے بارش خاطر خواہ ہو رہی ہے نرخ غلہ جو یکدم گر گیا تہا اب چڑہ رہا ہے۔ گران فروشی کی آرزوئین کرنے والے حیران ہو رہے ہین۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی بیماری کا ذکر کرتے ہوئے ۹۔ ستمبر کو فرمایا کہ مجہے بہت ہی فکر تہا کہ بعض الہامات انمین متوحش ہین۔ آج صبح بہت سوچنے کے بعد میرے دلمین یہ بات ڈالی گئی ہے کہ بعض وقت ترتیب کے لحاظ سے الہامات پہلے یا پیچہے ہو جاتے ہین چنانچہ ان الہامات کی ترتیب اللہ تعالیٰ نے میرے دلمین یہ ڈالی کہ ایسے الہامات جیسے اِذَا جَاءَ اَفْوَاجٌ وسمٌ من السماء اور کفن مین لپیٹا گیا اور ان المنایا لا تطیش سہامہا یہ اسبات کو ظاہر کرتے ہین کہ قضا و قدر تو ایسی ہی تہی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و رحم سے رد بلا کر دیا۔

۱۰۔ ستمبر نماز صبح کے وقت رویا۔ ایک جگہ ایک بڑی حویلی ہے اس کے آگے ایک بڑا چبوترا ہے جسکی کرسی بہت بلند ہے اوپر مولوی عبدالکریم صاحب سفید کپڑے پہنے ہوئے دروازہ پہ بیٹہے ہین اس جگہ مین ہون اور پانچ چار اور دوست ہین جو ہر وقت اسی فکر مین رہتے ہین مینے کہا مولوی صاحب مین آپ کو آپ کی صحت کی مبارکباد دیتا ہون اور پہر مین رو پڑا اور میرے ساتہہ کے دوست بہی رو پڑے اور مولوی صاحب بہی رو پڑے پہر مینے کہا دعا کرو۔ اور دعا مین تین دفعہ سورہ فاتحہ پڑہی فرمایا اس خواب کے تمام اجزا مولوی صاحب کی صحت کی بشارت دیتے ہین سورہ فاتحہ کے پڑہنے کی تعبیر بہی یہی ہے کہ انسان کوئی ایسا امر دیکہے جو اسکو خوش کر دینے والا ہو اور فرمایا جو الحمد خواب مین پڑہتا ہے اسکی دعا قبول ہوتی ہے*

* اسی دن مولوی صاحب کی پشت پر پہلے کاربنکل کے قریب ایک دوسرا کاربنکل ہو گیا جسکو چیرا گیا اور حالت پہلے سے بہی نازک

۱۲۔ ستمبر "دو شہتیر ٹوٹ جائین گے" اسکے بعد زور سے الہام ہؤا۔ انی مہین من اراد اہانتک۔

ایک تازہ الہام

(جو ۱۳۔ ستمبر ۱۹۰۵ء کو بعد نماز ظہر ہؤا)

عفت الدیار کذکری

فرمایا کذکری سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ پہلے پیشگوئی ہو چکی ہے۔

(زلزلہ کی خبر)

اٹلی مین سخت زلزلہ آیا۔ تفصیل پہر۔

آخیر ستمبر ۱۹۰۵ء تک نصف قیمت

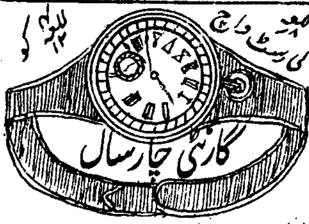

رسٹ واچ۔ یہہ گہڑی کلائی پر باندہی جاتی ہے اسکا ڈائل خالص چینی کا ہے جیب مین بہی لگ سکتی ہے۔ دیکہنے مین ۲۰ روپیہ کی معلوم ہوتی ہے ہزارہا فروخت ہو چکی ہین قیمت بمعہ تسمہ ۱۲ر علاوہ محصول۔

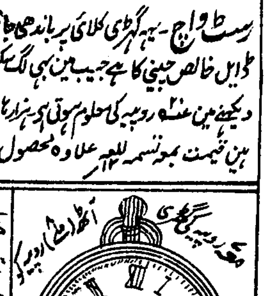

بال اڑانیکا پوڈر واقعی بینظیر ہے اسکے استعمال سے بال اڑجاتے ہین۔ اور کسی قسم کی تکلیف نہین ہوتی قیمت فی بکس ۸ر علاوہ محصول۔

ترکی ٹوپیان عنابی سرخ سیاہی مائل ہر قسم کی موجود ہین قیمت ۱۲ علاوہ محصول۔ سر کا ناپ ضرور تحریر کرین۔

ملنے کا پتہ

منیجر دی حمیدیہ ٹریڈنگ کمپنی لاہور

گذارہ کرلیں گے۔ ہمارے دل میں خیال آیا۔ کہ معلوم نہیں۔ مرزا صاحب نے کیوں روٹی بند کردی۔ ہے بزرگوں کے کام پر اعتراض نہیں ہوسکتا۔ فقط۔

پھر الہام ہوا۔ انی انا الرحمن لا یخاف لدی المرسلون
قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون۔

ترجمہ۔ تحقیق میں رحمان خدا ہوں۔ مرسل میرے پاس نہیں ڈرا کرتے۔
کہ یہ خدا کے کام ہیں۔ پھر ان کو چھوڑ دے جن کاموں میں لگے ہوئے ہیں۔ ان میں لہو لعب کریں۔

مندرجہ بالا رویاء کے متعلق فرمایا کہ یہ ایک پُرمعنی خواب ہے۔ اور مولوی عبدالکریم صاحب کے متعلق معلوم ہوتی ہے۔ روٹی مدار حیات ہے کیونکہ خوراک کے ساتھ زندگی کا بقا ہے۔ روٹی کا بند ہونا۔ اس دنیا سے فوت ہوجانا ہوتا ہے۔ سو بنظر اسباب ظاہری یہ سخت بیماری ایک موت کا پیغام ہے۔ لیکن روٹی پھر لگ گئی ہے۔ کیونکہ منظور محمد نے رحمت اللہ کو رکھ لیا ہے۔ رحمت اللہ سے مراد خدا کی رحمت ہے۔ اور منظور محمد سے مراد وہ امر ہے جو محمدؐ کو منظور ہے۔ وحی الٰہی نے یہ نام محمد ہی رکھا ہے۔ پس اس سے مراد مولوی صاحب کی صحت اور تندرستی ہے جس کے واسطے ہم دعائیں کرتے ہیں۔ تجارت سے مراد دعا کرنا۔ خدا پر ایمان رکھنا۔ اس پر بھروسہ کرنا اور اعمال صالحہ کا بجا لانا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ یا ایھا الذین امنوا ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم۔ تؤمنون باللہ ورسولہ وتجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم۔ اے مومنو میں تمہیں ایک تجارت کی خبر دیتا ہوں۔ جو تمہیں دردناک عذاب سے بچائے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں کوشش کرو۔ غرض معمولی زندگی جو بغیر کسی عوض کے تھی۔ وہ تو بند ہوچکی ہے لیکن اب تجارتی زندگی باقی ہے یعنی وہ زندگی جو دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ اسی نے رحمت اللہ کو جاتے جاتے روک لیا ہے۔

ڈائری میں سے چند باتیں

(رقم زدہ مفتی محمد صادق صاحب)

مولوی عبدالکریم صاحب

۱۶-ستمبر ۱۹۰۵ء
شیخ نور احمد صاحب جالندہر سے اور منشی نبی بخش صاحب کوٹلہ سے حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شیخ نور احمد صاحب نے اپنا ایک خواب عرض کیا۔ کہ میں نے دیکھا۔ کہ مولوی عبدالکریم صاحب مسجد میں کھڑے ہیں اور وعظ کرتے ہیں۔ اور یہ آیت پڑھتے ہیں۔

اُولٰئک علٰی ھدی من ربھم واُولٰئک ھم المفلحون

فرمایا۔ اس سے بظاہر مولوی صاحب کی صحت کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

فرمایا یہ مرض مہلک ہے۔ اور آثار مرض بھی خطرناک ہیں۔ لیکن دعا بہت کی گئی ہے۔ سب کچھ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ جب وہ چاہتا ہے ایک تنکے سے شفا ہوجاتی ہے اور جب وہ نہیں چاہتا لاکھ دوائی بےسود ہے۔

میاں نبی بخش صاحب نے عرض کی ہے کہ ایک ہندو نے مجھے تاکید کی تھی۔ کہ میرے واسطے حضرت سے دعا کرائیں۔ فرمایا۔ ہندو یا کسی اور مذہب کا آدمی جو دعا کے واسطے درخواست کرے۔ ہم سب کے واسطے دعا کرتے ہیں۔

ذکر آیا۔ ایک شخص نے اپنے بیٹے کا نام استغفر اللہ رکھا ہے۔ فرمایا۔ اچھا ہے۔ جتنی دفعہ اسکو بلائیگا خدا تعالےٰ سے استغفار کرتا رہیگا۔

مولوی نورالدین صاحب کے صاحبزادہ عبدالحی کا ذکر تھا۔ کہ اس کے متعلق پہلے سے خبر دی گئی۔ فرمایا۔ اجنبی دشمن اور دور رہنے والا کیا حاصل کرسکتا ہے۔ جو لوگ قریب رہتے ہیں۔ وہ ہمیشہ نشانات دیکھتے ہیں۔ پاس رہنے والے تو آپ ہی کے نشان بھی دیکھ لیتے ہیں۔

۱۶-ستمبر ۱۹۰۵ء۔ صبح۔ ایک دوست نے عرض کی کہ گہر سے خبر آئی ہے۔ کہ تمہارا لڑکا سخت بیمار ہے جلد آؤ۔ مگر بیماری کی تفصیل نہیں۔ حضور دعا فرماویں۔

فرمایا۔ میں دعا کرونگا۔ لیکن بعض دفعہ عورتیں صرف بلانے کے واسطے ہی ایسا لکھ دیا کرتی ہیں چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہم اسجگہ قادیان میں تھے۔ کہ میر ناصر نواب کے گھر سے خط آیا۔ کہ والدہ اسحاق فوت ہوگئی ہے۔ اور اسحاق بھی قریب المرگ ہے (خدا تعالےٰ ہر دو کو باصحت و عافیت لمبی عمر عطا فرماوے) یہ خط اسحاق کے بھائی کا لکھا ہوا تھا۔ جو اس وقت بہت چھوٹی عمر کا تھا میں اس خط کو پڑھ کر بہت پریشان ہوا۔ کیونکہ اس وقت ہمارے گھر میں بیمار تھے۔ بخار چڑھا ہوا تھا۔ ایسی حالت میں ان کو والدہ کی وفات کی خبر سنانا ہرگز مناسب نہ تھا۔ میں اسی فکر میں تھا۔ کہ الہام ہوا۔ ان کید کن عظیم جس سے سمجھ لیا۔ کہ یہ صرف بلانے کا بہانہ ہے۔ ورنہ در اصل خیر ہے۔ اس وقت مولوی عبدالکریم صاحب (خدا ان کو صحت دے) اس جگہ تھے۔ ان کو سنایا گیا۔ اور حافظ حامد علی کو بھی سنایا گیا۔ اور اسی کو وہاں بھیجا گیا۔ تو بات وہی نکلی۔ جو خدا نے بذریعہ الہام ہم کو بتلائی تھی۔

شیخ نور احمد صاحب نے عرض کی۔ کہ اس دن میں بھی اسی جگہ تھا۔ اور اس واقع کا گواہ ہوں۔

۱۷-ستمبر ۱۹۰۵ء۔ فرمایا۔ خدا کی طلب میں جو شخص پوری کوشش نہیں کرتا۔ وہ بھی کافر ہے ہر ایک چیز کو جب اسکی حد مقررہ تک پہنچایا جاتا ہے تب اس سے فائدہ حاصل ہوسکتا ہے۔ جیسے اس زمین میں چالیس یا پچاس ہاتھ کھودنے سے کنواں طیار ہوسکتا ہے۔ اگر کوئی شخص صرف چار یا پانچ ہاتھ کھود کر چھوڑ دے اور کہہ دے۔ کہ یہاں پانی نہیں ہے۔ تو اس کی غلطی ہے اصل بات یہ ہے کہ اس شخص نے حق محنت کا ادا نہیں کیا۔

۱۷-ستمبر ۱۹۰۵ء قبل از ظہر۔ فرمایا۔ یہ جو قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ فبھداھم اقتدہ۔ پس ان کی یعنی گذشتہ نبیوں کی جن کا اوپر ذکر آیا ہے اقتدا کر۔ اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ جسقدر گذشتہ انبیاء گذرے۔ اور انہوں نے مخلوق کی ہدایت مختلف پہلوؤں سے کی اور مختلف قسم کی انہیں خوبیاں تہیں کسی میں کوئی خوبی اور کمال تھا۔ اور کسی میں کوئی۔ اور آن تمام نبیوں کی اقتدا کرنا یہ معنے رکھتا ہے کہ ان تمام متفرق خوبیوں کو اپنے اندر جمع کرلینا چاہئیے اور اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ جو شخص جامع ان تمام خوبیوں کا ہے جو متفرق طور پر تمام انبیاء میں پائی جاتی ہیں۔ وہ تمام متفرق کمالات اپنے اندر جمع رکھتا ہے۔ اسلئے وہ تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ کیونکہ ہر ایک کی خوبی آپ میں موجود ہے۔ اور وہ تمام متفرق خوبیوں کا جامع ہے مگر پہلے ان میں کوئی نبی ان تمام خوبیوں کا جامع نہ تہا۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکا خاندان اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہیں حضور براہین احمدیہ جلد پنجم کا ضمیمہ لکھ رہے ہیں جو ۱۷۶ صفحہ تک پریس میں جاچکا ہے۔

۲۔ حضرت حکیم الامۃ بھی خدا کے فضل سے اچھے ہیں اور خدمت دین میں مصروف۔ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی علالت طبع کے باعث آپ ہی نمازیں پڑھاتے ہیں

۳۔ مخدوم الملۃ کی صحت کے متعلق اسقدر اطلاع غالباً کافی ہوگی کہ پہلا زخم دن بدن مندمل ہورہا ہے ایک حصہ میں کسیقدر ورم پائے جاتے کیوجہ سے پھر اپریشن کرنا پڑا۔ ضعف اور نقاہت بدستور ہے۔ جو کثرت پیشاب کیوجہ سے بعض اوقات بڑھ جاتی ہے۔ بہرحال حضرت مخدوم الملۃ کی بیماری احباب کے لئے تشویش اور فکر کا باعث ہورہی ہے۔ خود اعلےٰ حضرت کا بہت بڑا حصہ دعاؤں میں گذرتا ہے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نہایت ہمدردی اور جستی کے ساتھ علاج میں مصروف ہیں اللہ تعالےٰ انکی مساعی کو بار آور کرے۔ (آمین)

کسی شیعہ نے انہیں ایام علالت میں حضرت مخدوم الملۃ کو خط لکھا ہے کہ یہ بیماری محض اسوجہ سے آئی ہے کہ آپ نے شیعہ مذہب کے خلاف لکھا ہے میں نہیں سمجھتا کہ کوئی دانشمند شیعہ اس کے ساتھ اتفاق کرسکے۔ اس سے بڑھ کر بیہودہ بات کیا ہوگی۔ کاش شیعہ مذکور بتا سکتا کہ اسنے یہ رائے حضرت امام حسینؓ کے ایماء سے ظاہر کی ہے اور کسی کشف میں آکر امام حسینؓ یا انکے فرضی علی نے اسکو کہا!

وہ یاد رکہیں کہ خدا کا ولی اور خلیفہ جو خدا کی وحی کے موافق امام حسینؓ سے افضل ہے اب بھی اپنی کامیابی اور ترقی اور سماوی تائیدات کے ساتھ اس بات کو توڑ رہا ہے مصائب۔ امراض اور دوسری قسم کے ابتلا مومنوں کو آتے ہیں اور وہ ان کی ترقی درجات کا موجب ہوتے ہیں۔ ہاں خدا کے ماموروں اور خلیفوں اور مرسلوں کے شدید ایذا رسانوں اور شریر اور گستاخ منکروں پر جو عذاب وعدہ کے موافق آتا ہے۔ وہ اس لحاظ سے کہ قبل از وقت اسکی پیشگوئی کی جاتی ہے اپنے اندر جلالی ہیبت رکھا کرتا ہے اور وہ لوگ محسوس کرلیتے ہیں کہ ہم پر یہ بیماری فلاں شرارت کے باعث ہے۔ لیکن جو شخص اس بیماری اور سخت تکلیف میں بھی اعلان کرتا ہے کہ بحمد اللہ میں اسوقت بھی اس سلسلہ کو خدا کیطرف سے یقین کرتا ہوں اور خدا کے برگزیدہ مسیح کو صادق مانتا ہوں اسکی نسبت ایسا خیال کرنا بڑی بیہودگی ہے۔ جو شخص اس امام پر ایمان لاتا ہے اور اس مصیبت اور تکلیف کی گھڑی میں جو اپنے آپ کو امام حسین سے افضل سمجھتا ہے اور ہے اسے کہہ سکتی ہو کہ یہ شیعہ مذہب کی مخالفت کا نتیجہ ہو۔ اگر شیعہ مذہب کی غلطیوں اور کمزوریوں کے اظہار سے یہ تکلیف انپر آئی ہے تو مہربانی کرکے بتا تو دو امام حسین علیہ السلام پر وہ کربلا کی مصیبت کسوجہ سے آئی تھی؟ اور اس میں خدا تعالےٰ نے آپ کے دشمنوں کو بامراد اور فائز المرام کیوں کردیا؟

بہرحال مجھے اسوقت اس شیعہ کے خط پر مفصل ریمارک کرنا مقصود نہیں اگر اللہ تعالےٰ نے چاہا اور اسکے فضل و کرم سے کچھ بھی بعید نہیں تو میں امید کرتا ہوں کہ خود مخدوم الملۃ شفا پاکر (خدا انہیں جلد شفا دے) اسپر لکہیں گے۔ (انشاء اللہ العزیز)

مولوی صاحب کی حالت مرض صحت پر کوئی قطعی رائے قائم نہیں ہوسکتی۔ خدا کے مسیح کی دعائیں انکے ساتھ ہیں اور خدا کے فضل سے امید ہے کہ وہ اپنے بندے کی دعاؤں کو قبول کریگا۔ ... رنگ میں چاہیگا۔ زخم کی حالت الحمد للہ اچھی ہے کثرت پیشاب کی شکایت بدستور ہے ضعف اور نقاہت بھی ہے۔

۱۲-ستمبر کی رات کو اعلےٰ حضرت مولوی صاحب کے لئے بہت

کہ اللہ تعالے آیندہ آن را بند فرمودہ و مہر نہادہ است کہ کسے بدون مہر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبی نمی تواند شد و
تا وقتیکہ در امت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم داخل نشود و از فیضان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مستفیض نشود بمکالمۂ ایزدی
مشرف نمے تواند شد اگر کسے بجز از داخل شدن درین امت و بدون طلب فیوض از چشمۂ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم شرف مکالمۂ الٰہی حاصل می تواند کند او را روبروئے من بیارید - ہمین دلیلے است زبردست برین امر کہ ما آن را
پیش مے کنیم کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ در دنیا نخواہد آمد بلکہ مسیح موعود ازین امت خواہد بود -
بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسے فیضان نبوت حاصل نمی تواند کرد تا وقتیکہ از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
استفاضہ نکند آیت مزبورہ کہ در باب ختم نبوۃ است صریحاً حضرت عیسیٰ را بند مے کند پس او چسان آمدن مے تواند یا
حضرت عیسیٰ علیہ السلام را از نبوۃ معزول کنید و این ہتک و بے عزتی ایشان را روا دارید و یا این کہ مسیح موعود ازین امت
خواہد بود اصطلاح نبی بر نبی مستقل اطلاق مے یابد مگر الحال بعد از خاتم النبیین این نبوۃ مستقلہ نماندہ است از ینجا است
کہ گفتہ اند ؎ خارقے کز ولی مسموع است ✦ معجزۂ آن نبی متبوع است
پس این امر را خوب یاد دارید کہ ہرگاہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء است و حضرت عیسیٰ را شرف
نبوت پیشتر حاصل است پس چگونہ مے تواند شد کہ حضرت عیسیٰ واپس آید و نبوۃ را از دست دہد این آیت بعد از حضرت
محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نبی مستقل را از آمدن باز مے دارد والبتہ این ارشاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مے
افزاید کہ شخصے از امت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از فیض آنحضرت درجۂ حاصل کند کہ بوقتے از اوقات نبی مستقل را
آن درجہ حاصل مے تواند شد و اگر حضرت عیسیٰ خود بیاید پس صاف ظاہر است کہ تکذیب این آیت لازم مے آید - و خاتم الانبیاء
حضرت عیسیٰ علیہ السلام مے گردد و آمدن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم غیر مستقل مے شود زیرا نکہ چون آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم در دنیا آمدند بعد از عرصۂ قلیل رحلت شدند و حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیش از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہم
ماندند و آخر ہم ماندند الغرض ازین عقیدہ کہ آیندہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام است خیلے مفاسد پیدا مے شوند اکثر
علماء بمفہوم ختم نبوت بغلطی افتادہ اند و بآیت مذکورہ کہ خاتم النبیین آمدہ است و بران الف و لام آمدہ است ازان
ہم صاف معلوم مے شود کہ نبوت تشریع ختم شدہ است پس الحال اگر کسے مدعی نبوۃ شرع جدید شود او کافر است -
و اگر انکار مکالمۂ الٰہی باشد پس اسلام مذہبے مردہ قرار دادہ مے شود ✦ نعوذ باللہ من ہذا الاعتقاد - اگر دروازہ
مکالمۂ الٰہی ہم بند قرار دادہ آید پس ہمین است قہر است زیرانکہ باین اعتقاد این امت خیر الامم قرار دادہ نمے شود و دعائے
اہدنا الصراط المستقیم بے سود قرار دادہ شود - تعجب است کہ این امت یہود گردد و مسیح از دیگران آید -
مکالمۂ نبوۃ بکثرت مے باشد و عام مکالمۂ الٰہی بکثرت نمے باشد - و کیفیت مکالمۂ نبوت صاف مے باشد
آیا شخصے کہ پیش او یک دو درہم باشد برابر آن بادشاہ مے تواند شد کہ پیش او خزانہا پر از دراہم باشند آیا درمیان
آن ہر دو فرق مے باشد یا نہ - حالانکہ ہر دو از دار مے باشد - ہمچنان بوحی و مکالمۂ نبوت و بمکالمہ دیگران فرق بکثرت
و کیفیت و کمیت مے باشد -
مکالمۂ نبوت چنان اجلےٰ و اصفےٰ مے باشد کہ ہر یک شریف برداشت آن نمے تواند کرد مگر آنکہ بدرجہ
اصفیٰ باشد -
باز شان نبوت این است فلا یظہر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول خداوند تعالےٰ
رضائے خود نخستین بذریعہ خواب باز بذریعہ کشف باز بذریعہ وحی و بکرات آن بر نبی ظاہر مے کند حتےٰ کہ امر مخفی و غائب منتشر [illegible]

علام

شیخ عبد القادر جیلانی را ملاحظہ کنید -
ورنہ خدا تعالےٰ کہ مے فرماید من کان فی ہذہ اعمیٰ فہو فی الاخرۃ اعمیٰ اگر خدا تعالےٰ خود این امت
را عمے گرداند پس تعجب است کہ خود او را نابینا کرد و باز برائے نابینا زجر و توبیخ کند کہ در آخرت ہم اعمیٰ باشند
امت بیچارہ چہ اختیار دارد - مثال این چنانست کہ شخصے کسے را گوید کہ اگر تو ازین مکان بیفتی بزندان گرفتار کردہ خواہی
شد مگر باز خود او را یاس بیفگند گویا سلسلۂ نبوت مسدود کردہ فرمود کہ ترا از مکالمات و مخاطبات بے بہرہ کردہ
شد و برائے بسر بردن زندگی ترا مثل بہائم گردانیدہ شد و بجائے فرماید کہ من کان فی ہذہ اعمیٰ فہو فی الاخرۃ
اعمیٰ الحال این عقیدہ را حل کنید کہ جواب این تناقض چیست جائے خیر الامت فرمود و بجائے دیگر فرمود
کہ تو نابینا ہستی و در آخرت ہم نابینا خواہی بود - نعوذ باللہ - مردم چہ قدر عقیدہ ہا ناشائستہ تراشیدہ اند اگر کسے
برائے اصلاح این امت از امم اخریٰ آید ہم مشکل است زیرا کہ باین وجہ ہتک شان نبی این است و بے عزتی
قوم است کہ گویا کسے درین امت باین قابل نماندہ است کہ اصلاح قوم خود کند و نہ کسے بشرف مکالمہ الٰہیہ مشرف
شد بلکہ برین ہم بس نیست بلکہ بآنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بلا تشبیہ اعتراض عاید مے گردد کہ آنحضرت این قدر نبی
عظیم الشان باشند و امت ایشان تا باین حد ضعیف و کمزور گردد - و در اصل امر نہ چنانست کہ مردم فہمیدہ اند
بلکہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در امت آنحضرت نبوت موجود است و انبیا ہم مے باشند مگر لفظ نبی بوجہ عظمت
نبوت استعمال کردہ نمے شود لیکن برکات و فیوض موجود اند -
خداوند تعالےٰ ما را آن نبی عطا فرمودہ است کہ خاتم المومنین و خاتم العارفین و خاتم النبیین است و ہمچنان
آن کتاب بران حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نازل فرمودہ است کہ جامع الکتب و خاتم الکتب است و رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم خاتم النبیین است مگر نہ آنچنان نبوت بران حضرت ختم شدہ است کہ گلو را مخنوق کردہ ختم کنند چنین ختم قابل
فخر نمے باشد بلکہ از ختم شدن نبوت بران حضرت این مراد است کہ طبعاً جملہ کمالات نبوت بران حضرت ختم شدہ
است یعنے تمام کمالات متفرقہ کہ از حضرت آدم تا حضرت مسیح ابن مریم انبیاء را دادہ اند ان جملہ در ذات والا صفات آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم جمع شدہ اند لہٰذا آنحضرت را خاتم النبیین قرار دادہ شد و جملہ تعلیمات و وصایا و معارف کہ بکتب مختلفہ
آمدہ اند آن بقرآن شریف ختم شدہ اند و قرآن شریف خاتم الکتب گشت درین جا ہم یاد باید داشت کہ مردم بر من و بر
جماعت من این الزام وارد مے کنند کہ ما رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم را خاتم النبیین نمے دانیم حالانکہ این بر ما افترائے عظیم است
ما با آن قوت و یقین و بصیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم را خاتم الانبیاء مے دانیم و یقین مے کنیم کہ مخالفین ما بمقابلۂ
آن حصہ را باور ندارند نہ این قدر ظرف شان است کہ ایشان این حقیقت و راز را کہ در ختم نبوت خاتم الانبیاء است
بفہمند - او شان حرف از آباؤ و اجداد خود لفظے شنیدہ اند و از حقیقت آن بے خبر اند نمے دانند کہ ختم نبوت چیست
و بران مفہوم ایمان آوردن چیست مگر ما ببصیرت تام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم را خاتم الانبیاء یقین مے کنیم و
خداوند تعالےٰ بر ما حقیقت ختم نبوت را چنان واضح و منکشف فرمودہ است و از شربت عرفان آن کہ ما را نوشانیدہ
اند چنان لذتے خاص مے یابیم کہ کسے اندازہ کردن نمے تواند - مثال ختم نبوت از امثال دنیا چنان بیان کردہ آید
کہ چنانکہ ماہتاب از ہلال شروع مے شود و بر تاریخ چاردہم رسیدہ کمال آن ختم مے شود کہ او در آن حالت بدر گفتہ
مے شود ہمچنان جملہ کمالات پیشینیان بران حضرت ختم شدہ اند کسانیکہ این رائے و مذہب دارند کہ نبوت بزبردستی
ختم شدہ است و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم را بر یونس بن متی ترجیح نباید داد او شان این حقیقت را نفہمیدہ اند

مثل امر مشهود و محسوس مے گردد۔
اجلی و اصفی مکالمہ الہی کسانے مے باشد کہ تزکیۂ نفس بدرجۂ اعلےٰ رسانیدہ باشند برائے آن خیلے ضرورت تقویٰ و طہارت مے باشد لہذا اللہ تعالےٰ فرمودہ است ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا۔

پس فرق کثرت و قلت و صفائی و تکدر ثابت مے گرداند کہ مکالمۂ نبوت چیست و دیگر چیست۔
عوام را ہم خوابہائے صحیح مے بینند کہ بان تصدیق سلسلۂ نبوت مے شود زیرا کہ اگر خوابہا عام نبودے امر نبوت مشتبہ مے شد پس خدا تعالےٰ برائے اتمام حجت این مادہ را بہر کس نہادہ است۔

یک دو خواب کسے نبی نمی گردد

لیکن بیک دو خواب کسے نبی نمے گردد شان نبوت دیگرے باشد با لہامات ما کہ نبی آمدہ است شرطہا دارد اول اینکہ شرع جدید نداریم دیگر اینکہ واسطۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم داریم۔

(سوال)

خدام سلسلۂ محمدی را چرا نبی نگفتند

چون بمیان سلسلۂ موسوی و سلسلۂ محمدی مماثلت است پس چہ وجہ است کہ خدام سلسلۂ موسوی را نبی گفتند مگر خدام سلسلۂ محمدی را نبی نگفتند۔

(جواب)

بہ مشابہت این امر از ضروریات نمے باشد کہ مشبہ و مشبہ بہ عین یکدیگر باشند و ہیچ تفاوتے درمیان آنہا نباشد مثلاً ما مے گوئیم کہ فلانے شیر است پس آیا دران این امر ہم از ضروریات است کہ بر جسم آن کس موہائے دراز باشند و چار پائے و یک دم داشتہ باشد و بصحاری و بیابان صائد ہم باشد بلکہ چنانکہ من وجہ تشابہ مے باشد ہمچنان من وجہ مخالف بودن آن ہم از ضروریات است اللہ تعالےٰ خیر امت این امت را فرمودہ است خیرات و برکات کہ بدرجۂ اعلےٰ بودند باین امت جمع شدہ اند۔ زمانۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بحدے رسیدہ بود کہ قوائے دماغیہ و عقلیہ بہ نسبت قرون اول خیلے ترقی کردہ بودند۔ دران زمانہ یک گونہ جہالت بود الحال اگر کسے گوئید کہ این ہم تشابہ نمے باشد پس این گفتن او درست نمے باشد۔

چرا بعد از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لفظ نبی جاری نماند

نہ تنہا کہ خداوند تعالےٰ در قرآن کریم بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حرام کردہ است معنے اش این نیست کہ ابد دون ہیچ خیر و برکت را این امت نخواہد یافت و نہ او را شرف مکالمات و مخاطبات باشد بلکہ مراد این است کہ ہیچ نبوت بدون مہر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جاری نخواہد شد۔ و بر دوم بنی این است کہ لفظ نبی اطلاق نیافت وجہ اش صرف این است کہ بعد از حضرت موسیٰ نبوت ختم نہ شدہ بود بلکہ تاہنوز مثل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبی اولو العزم صاحب شریعت کاملہ آئندہ آمدنی بود۔ لہذا برائے امت حضرت موسیٰ لفظ نبی جاری ماندہ بود مگر بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جملہ اقسام نبوت کہ باجازت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نباشد بند شدہ بود لہذا این امر از ضروریات بود کہ از جہت عظمت سرور کائنات

نبوت مآب بر دیگرے لفظ نبی اطلاق نیافت این اعتراض و جواب را بصورت دیگر مکرر بیان مے کنیم یعنے ہرگاہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مثیل حضرت موسیٰ است و خلفائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مثیل انبیاء بنی اسرائیل اند پس چہ وجہ است کہ نام مسیح موعود در احادیث بلقب نبی آمدہ است مگر دیگر خلفا را این نام نہ دادہ شد۔

در احادیث مسیح موعود بلقب نبی آمدہ است

(جواب) ہر گاہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء بود و بعد آنحضرت کسے نبی نہ بود لہذا اگر تمام خلفا را نبی گفتہ مے شد امر ختم نبوت مشتبہ مے شد و اگر ہیچ فردے لقب نبی نہ یافتے پس اعتراض عدم مشابہت باقی مے ماند زیرا کہ خلفائے موسیٰ نبی اند لہذا حکمت الٰہی تقاضا فرمود کہ نخستین بسیار خلفا را برعایت ختم نبوت بفرستد و نام ایشان نبی نہ نہد و این مرتبہ ایشان را دادہ نشود تا بر ختم نبوت این نشان باشد باز آخری خلیفہ یعنی مسیح موعود را بنام نبی دادہ شد تا در امر خلافت مشابہت ہر دو سلسلہ ثابت شود و ما بارہا گفتہ ایم کہ نبوت مسیح موعود ظلی است زیرا کہ او بوجہ بروز کامل بودن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از نفس نبی مستفیض شدہ مستحق نام نبی گشت چنانکہ بیک وحی خداوند تعالےٰ مرا خطاب کردہ فرمود یا احمد جعلت مرسلاً یعنے اے احمد تو مرسل گردانیدہ شدی خدا تعالےٰ در آیت ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ از جہت جسمانیت نفی اولاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ است و از جہت روحانیت اثبات اولاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ است۔ یعنے از جہت روحانیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پدر اند و صاحب اولاد اند و نبوت روحانیہ و سلسلۂ فیض آنجناب بعد آنحضرت جاری خواہد ماند و آن محض بوسیلہ جمیلہ ذات آنحضرت خواہد بود و علاحدہ ہیچ نبوتے جاری نمے تواند شد کہ بران مہر آنحضرت نباشد ورنہ اگر دروازہ نبوت بالکل مسدود فہمیدہ شود پس نعوذ باللہ ازین امر انقطاع فیوض لازم آید۔ و این سخت نحوست و ہتک شان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم است گویا اللہ تعالےٰ کہ این امت را لقب خیر الامم فرمودہ بود آن نعوذ باللہ دروغ بود اگر این معنے کردہ شود کہ برائے آئندہ باب نبوت از ہر وجہ مسدود است پس این امت بجائے خیر الامم لقب شر الامم مے گیرد۔ زیرا کہ ہرگاہ او را شرف مکالمات و مخاطبات الٰہیہ نصیب نہ شد پس این امت حکم کالانعام بل ہم اضل مے گیرد و او را بہائم سیرت گفتہ شود۔ نہ کہ خیر الامم و نیز دعائے سورۂ فاتحہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم ہم لغو مے گردد زیرا کہ در سورہ فاتحہ کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم آمدہ است ازین این نباید فہمید کہ درین دعا شرب و اکل و ماکل و ملابس ادلین طلبیدہ شد و خواہش لذات جسمانی ایشان کردہ شد۔ نہ نہ۔ بلکہ مراد ازین نعمائے روحانیہ است اگر ہمین معنی کردہ شود پس در اسلام باقی چہ ماندہ است۔ کہ ازان علو اسلام ثابت شود۔

برین وجہ نعوذ باللہ بلا تشبیہ قوت قدسی آنحضرت چیزے قرار دادہ نمے آید و آنجناب بمرتبہ از حضرت موسیٰ فروتر می گردد کہ بعد از حضرت موسیٰ در امت او صدہا انبیا آمدند مگر از امت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خدا تعالےٰ را الفت است کہ بیکے از ایشان مکالمہ نہ فرمود زیرا کہ بہ کسیکہ محبت مے باشد آخر باؤ کلام ہم کردہ مے شود۔

بلکہ سلسلۂ نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بواسطۂ ذات آنحضرت و بمہر آنحضرت جاری است ازین جا است کہ ہزارہا مردم ازین امت بشرف مکالمات و مخاطبات الٰہیہ مشرف شدہ اند و خصائص انبیا در ایشان موجود بودہ اند صدہا چنین اکابر گذشتہ اند کہ دعاوی مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کردہ اند چنانچہ فتوح الغیب [illegible]

۱۶ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

جب سے حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی طبیعت ناساز ہوئی ہے اور نیز اکثر احباب رخصت لیکر آئے ہیں اعلےٰ حضرت کا معمول سا ہوگیا ہے کہ قبل دوپہر تشریف لاکر مسجد میں بیٹھتے ہیں اور مناسب موقع کلام فرماتے ہیں - ۱۶ ستمبر کو شیخ نور احمد صاحب جالندہری چودھری نصر اللہ خان صاحب پلیڈر سیالکوٹ سے آئے ہوئے تھے اور بہی کئی احباب بیرونجات سے آئے ہوئے تھے شیخ نور احمد صاحب نے بنک کے سود کے متعلق تذکرہ کیا **کہ بنک والے ضرور سود دیتے ہیں پھر اسے کیا کیا جاوے ؟**

اس پر **فرمایا**

ہمارا یہی مذہب ہے اور اللہ تعالےٰ نے یہی ہمارے دل میں ڈالا ہے کہ ایسا روپیہ **اشاعت دین** کے کام میں خرچ کیا جاوے - یہہ بالکل صحیح ہے کہ سود حرام ہے لیکن اپنے نفس کیواسطے اللہ تعالےٰ کے قبضہ میں جو چیز جاتی ہے وہ حرام نہیں رہسکتی ہے کیونکہ حرمت اشیاء کی انسان کے لئے ہے نہ اللہ تعالےٰ کے واسطے - پس سود اپنے نفس کے لئے بیوی بچوں احباب رشتہ داروں اور ہمسایوں کے لئے بالکل حرام ہے لیکن اگر یہ روپیہ خالصتہً **اشاعت دین** کے لئے خرچ ہو تو ہرج نہیں ہے خصوصاً ایسی حالت میں کہ اسلام بہت کمزور ہوگیا ہے اور پھر اس پر دوسری مصیبت یہہ ہے کہ لوگ **زکواۃ** بہی نہیں دیتے - میں دیکہتا ہوں کہ اسوقت دو مصیبتیں واقع ہورہی ہیں اور دو حرمتیں روا رکہی گئی ہیں - اوّل یہہ کہ زکواۃ جسکے دینے کا حکم تہا وہ دیتے نہیں اور سود جسکے لینے سے منع کیا تہا وہ لیتے ہیں - یعنے جو خدا تعالیٰ کا حق تہا وہ تو دیا نہیں اور جو اپنا حق نہ تہا اسے لیا گیا جب ایسی حالت ہورہی ہے اور اسلام خطرناک ضعف میں مبتلا ہے تو میں یہی فتویٰ دیتا ہوں کہ ایسے سودوں کی رقمیں جو بنک سے ملتا ہے یکمشت **اشاعت دین** میں خرچ کرنی چاہئیں - میں نے جو فتوےٰ دیا ہے وہ عام ہے ورنہ سود کا لینا اور دینا دونو حرام ہیں مگر اس ضعف اسلام کے زمانہ میں جبکہ مالی ترقی کے ذریعہ پیدا نہیں ہوئے اور مسلمان توجہ نہیں کرتے ایسا روپیہ اسلام کے کام میں لگانا حرام نہیں ہے -

قرآن شریف کے مفہوم کے موافق جو حرمت ہے وہ یہی ہے کہ وہ اپنے نفس کے لئے اگر خرچ ہو تو حرام ہے یہہ بہی یاد رکہو جیسے سود اپنے لئے درست نہیں کسی اور کو اسکا دینا بہی درست نہیں - ہاں خدا تعالےٰ کے قبضہ میں ایسے مال کا دینا درست ہے اور اسکا یہی طریق ہے کہ وہ صرف اشاعت اسلام میں خرچ ہو - اسکی ایسی مثال ہے جیسے جہاد ہورہا ہو اور گولی بارود کسی فاسق فاجر کے ہاں ہو اسوقت محض اس خیال سے رُک جانا کہ یہہ گولی بارود مال حرام ہے ٹہیک نہیں بلکہ مناسب یہی ہوگا کہ اسکو خرچ کیا جاوے اسوقت تلوار کا جہاد تو باقی نہیں رہا اور خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے ہمیں ایسی **گورنمنٹ** دی ہے جسنے ہر ایک قسم کی مذہبی آزادی عطا کی ہے - اب قلم کا جہاد باقی ہے اسلئے **اشاعت دین** میں ہم اسکو خرچ کرسکتے ہیں -

---

مسلمانوں کی عام حالت کا ذکر کرتے ہوئے **فرمایا**

مسلمانوں کی حالت بہت خراب ہوگئی ہے ہر ایک قسم کی علمی اور عملی کمزوریاں ان میں آگئی ہیں ہر قسم کے فسق و فجور میں مبتلا ہیں جرائم پیشہ والے کثرت کے ساتھ مسلمان ہیں جیل خانوں میں جاکر دیکھو جسقدر شدید اور سنگین جرائم ہیں انکے مرتکب مسلمان نظر آئیں گے اب یہ کسقدر عار کی بات ہے -

---

زکوٰۃ کیا ہے ؟ یوخذ من الامراء ویرد الی الفقراء - امراء سے لیکر فقراء کو دی جاتی ہے اس میں اعلےٰ درجہ کی ہمدردی سکہائی گئی تہی - اسطرح سے باہم گرم سرد ملنے سے مسلمان سنبہل جاتے ہیں - امراء پر یہہ فرض ہے کہ وہ ادا کریں - اگر یہ بہی فرض ہوتی تو بہی انسانی ہمدردی کا تقاضا تہا کہ غرباء کی مدد کی جاوے - مگر اب میں دیکہتا ہوں کہ ہمسایہ اگر فاقہ مرتا ہو تو پروا نہیں اپنے عیش و آرام سے کام ہے - جو بات خدا تعالےٰ نے میرے دل میں ڈالی ہے میں اسکے بیان کرنے سے نہیں رک سکتا اگر کسی کا ہمسایہ فاقہ میں ہو تو اسکے لئے شرعاً حج جائز نہیں مقدم ہمدردی اور اسکی خبرگیری ہے کیونکہ حج کے اعمال بعد میں آتے ہیں مگر آجکل عبادات کی اصل غرض اور مقصد کو ہرگز مد نظر نہیں رکہا جاتا - بلکہ عبادات کو رسوم کے رنگ میں ادا کیا جاتا ہے - اور وہ نری رسمیں ہی رہ گئی ہیں یہی وجہ ہے کہ لوگوں میں **حاجیوں** کے متعلق بدظنیاں پیدا ہوئی ہوئی ہیں - کہتے ہیں ایک اندہی عورت بیٹہی تہی کوئی شخص آیا اور اسکی چادر چہین کر لے گیا وہ عورت چلائی کہ بچہ ! حاجیا ! میری چادر دے جا - اس نے اسکو پوچہا کہ مائی تو یہ تو بتا کہ تجہکو کیسے معلوم ہوا کہ میں حاجی ہوں اسنے کہا تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ ایسے کام حاجی ہی کرتے ہیں - پس اگر ایسی ہی حالت ہو تو پھر ایسے حج سے کیا فائدہ ؟

حج میں قبولیت ہو کیونکر ؟ جبکہ گردن پر بہت سے حقوق العباد ہوتے ہیں - انکو تو ادا کرنا چاہئے - اللہ تعالےٰ فرماتا ہے **قد افلح من زکٰھا** - فلاح نہیں ہوتی جبتک نفس کو پاک نہ کرے اور نفس تب ہی پاک ہوتا ہے جب اللہ تعالےٰ کے احکام کی عزت اور ادب کرے اور ان راہوں سے بچے جو دوسری کے آزار اور دکہ کا موجب ہوتی ہیں -

انسان میں ہمدردی اعلےٰ درجہ کا جوہر ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے **لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون** - یعنے تم ہرگز ہرگز اس نیکی کو حاصل نہیں کرسکتے - جبتک اپنی پیاری چیزوں کو اللہ کی راہ میں خرچ نکرو -

یہ طریق اللہ کو راضی کرنے کا نہیں کہ مثلاً کسی ہندو کی گائے بیمار ہوجاوے اور وہ کہے کہ اچہا اسکو منس (راہ خدا پر دینا) دیتے ہیں - بہت سے لوگ ایسے بہی ہوتے ہیں کہ باسی اور سڑی ہوئی روٹیاں جو کسی کام نہیں آسکتی ہیں فقیروں کو دیدیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے خیرات کردی ہے ایسی باتیں اللہ تعالےٰ کو منظور نہیں اور نہ ایسی خیرات مقبول ہوسکتی ہے وہ تو صاف طور پر کہتا ہے -

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون

حقیقت میں کوئی نیکی نیکی نہیں ہوسکتی جب تک اپنے پیارے مال اللہ تعالےٰ کی راہ میں اسکے دین کی اشاعت اور اسکی مخلوق کی ہمدردی کے لئے خرچ نکرو -

(اس موقع پر ایک بہائی نے عرض کی کہ حضور بعض فقیر بہی کہتے ہیں کہ ہمیں کوئی باسی روٹی دیدو یا پہٹا پرانا کپڑا دیدو وہ مانگتے ہی پرانا اور باسی ہیں ؟)

فرمایا کیا تم نئی دیدو گے ؟ وہ کیا کریں جانتے ہیں کہ کوئی نئی نہیں دیگا اسلئے وہ ایسا سوال کرتے ہیں - جہانتک ہوسکے مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور شفقت کرو - یاد رکہو شریعت کے دوہی قسم کے حقوق ہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد - مگر میں جانتا ہوں اگر کوئی بدقسمت ہو تو حقوق اللہ پر قائم ہونا سہل ہے اسلئے کہ وہ تم سے کہانے کو نہیں مانگتا اور کسی قسم کی ضرورت اسے نہیں وہ تو صرف یہی چاہتا ہے کہ تم اسے وحدہ لاشریک خدا سمجھو - اس کی صفات کاملہ پر ایمان لاؤ اور اسکے رسولوں پر ایمان لاکر انکی اتباع کرو لیکن **حقوق العباد** میں بڑی مشکلات ہیں جہاں نفس دہوکا دیتا ہے ...

پیر سوتی بہائی کا حق

ہے اور اپنے حق کے دبا لینے کا فتویٰ دیتا ہے - مقدمات ہوتے ہیں تو چاہتا ہے کہ شریک کو ایک حبہ نہ ملے سب کچھہ مجھہ ہی کو مل جاوے - غرض حقوق العباد میں بہت مشکلات ہیں اسلئے جہانتک ہوسکے اس کی بڑی رعایت اور حفاظت کرنی چاہئے ایسا نہو کہ آدمی دوسری کے حقوق تلف کرنے والا ٹہیرے اور یہہ سب کچہہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور توفیق سے ملتا ہے جسکے لئے دعا کی بڑی ضرورت ہے -

یہاں تک آپ نے بیان فرمایا تہا کہ اور احباب تشریف لے آئے حضرت حکیم الامت بہی آگئے اسلئے سلسلہ کلام بند کردیا - اور پھر آپ نے مکرر مسئلہ سود بنک کے متعلق فرمایا جو ہم اوپر درج کر آئے ہیں اسکے بعد جاپان اور اشاعت اسلام کے مضمون پر سلسلہ کلام شروع ہوگیا جسکا مفہوم درج ذیل ہے -

ایڈیٹر

مجھے معلوم ہوا ہے کہ جاپانیوں کو اسلام کیطرف توجہ ہوئی ہے اسلئے کوئی ایسی جامع کتاب ہو جس میں اسلام کی حقیقت پورے طور پر درج کردی جاوے گویا اسلام کی پوری تصویر ہو - جسطرح پر انسان سراپا بیان کرتا ہے اور سر سے لیکر پاؤں تک کی تصویر کھینچ دیتا ہے اسی طرح سے اس کتاب میں اسلام کی خوبیاں دکہائی جاویں اسکی تعلیم کے سارے پہلوؤں پر بحث ہو اور اسکے ثمرات اور نتائج بہی دکہائے جاویں - اخلاقی حصہ الگ ہو اور ساتھ ساتھ دوسرے مذاہب کے ساتھ اسکا مقابلہ کیا جاوے - **فرمایا** میرے نزدیک تو یہ ضرورت ایسی ضرورت ہے کہ جس شخص پر حج فرض ہے اس کو یہی چاہئے کہ وہ اپنا روپیہ اس **دینی جہاد** میں صرف کردے - ایک مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پانچوں نمازیں اکہٹی پڑہنی پڑی تہیں لیکن اب چونکہ تلوار کا جہاد نہیں بلکہ **صرف قلم کا جہاد** رہ گیا ہے اس لئے اسی ذریعہ سے اس میں ہمت - وقت اور مال کو خرچ کرنا چاہئے - خوب سمجھ لو کہ اب مذہبی **لڑائیوں کا زمانہ نہیں** ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جو لڑائیاں ہوئی تہیں اسکی وجہ یہہ نہ تہی کہ وہ جبر سے مسلمان بنانا چاہتے تہے بلکہ وہ لڑائیاں بہی دفاع کے طور پر تہیں - جب مسلمانوں کو سخت دکہہ دیا گیا اور مکہ سے نکال دیا گیا اور بہت سے مسلمان شہید ہوچکے تب اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ اسی رنگ میں انکا مقابلہ کرو - پس وہ حفاظت خود اختیاری کے رنگ میں لڑائیاں کرنی پڑیں مگر اب وہ زمانہ نہیں ہر طرح سے امن اور آزادی ہے - ہاں اسلام

پر جو حملے ہوتے ہین وہ **قلم** کے ذریعہ ہوتے ہین اسلئے ضروری ہے کہ **قلم** ہی کے ذریعہ انکا جواب دیا جاوے۔

اللہ تعالے قرآن شریف مین ایک مقام پر فرماتا ہے کہ جس قسم کی طیاریان تمہارے مخالف کرتے ہین تم بھی ویسی ہی طیاریان کرو۔ اب کفار کی طیاریان جو اسلام کے خلاف ہو رہی ہین انکو دیکھو وہ کس قسم کی ہین؟ یہہ نہین کہ وہ فوجین جمع کرتے ہون؟ نہین بلکہ وہ تو طرح طرح کی کتابین اور رسالے شائع کرتے ہین اسلئے ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم بھی انکے جواب مین **قلم** اٹھائین اور رسالون اور کتابون کے ذریعہ انکے حملون کو روکین یہہ نہین ہوسکتا کہ بیماری کچھہ ہو اور علاج کچھہ اور کیا جاوے اگر ایسا ہو تو اس کا نتیجہ ہمیشہ غیر مفید اور برا ہوگا۔

یقیناً یاد رکھو کہ اگر ہزار ہا دن ہزار ہا جانین بھی ضائع کردی جائین اور اسلام کے خلاف کتابون کا ذخیرہ بدستور موجود ہو تو اس سے کچھہ بھی فائدہ نہین ہوسکتا اصل یہی بات ہے کہ ان کتابون کے اعتراضون کا جواب دیا جاوے۔ پس ضرورت اس امر کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دامن پاک کیا جاوے۔ مخالفون کی طرف سے جو کارروائی ہو رہی ہے اسکا انسداد بجز **قلم** کے نہین ہوسکتا + یہ نری خام خیالی اور [illegible] مخالف تو اعتراض کرین اور [illegible] خدا تعالے نے کبھی اسکو پسند نہین کیا [illegible] جو **مسیح موعود** کے وقت مین [illegible] قسم کے جہاد کو حرام کر دیا۔

اس ملک مین تو عیسائیون کی ایسی تحریرین شائع ہوتی ہی رہتی ہین اور سب سے بڑھ کر یہہ فتنہ اسی ملک مین ہے مگر معلوم ہوا ہے کہ دوسرے ملکون مین بھی اس قسم کی شرارتین ہو رہی ہین مصر اور بلاد شام بیروت وغیرہ مین بھی ایسی تحریرین شائع کی جاتی ہین یہانتک کہ لغت تک کی کتابون مین شرارتین کی جاتی ہین۔

اس مقام پر حضرت حکیم الامتہ نے عرض کیا کہ حضور! فقہ اللغتہ ثعلبی کی ایک کتاب ہے اسے عیسائیون نے چھاپا ہے اس مین الحمد للہ والصلوٰۃ تاآلہ لکھدیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام ہی نکال دیا ہے یہانتک دشمنی مدنظر ہے۔

پھر جاپان مین اشاعت اسلام کے سلسلہ پر فرمایا

مین دوسری کتابون پر جو لوگ اسلام پر لکھہ کر پیش کرین بھروسہ نہین کرتا کیونکہ انمین خود غلطیان پڑی ہوئی ہین ان غلطیون کو ساتھہ رکھکر اسلام کے مسائل جاپان یا دوسری قومون کے سامنے پیش کرنا اسلام پر ہنسی کرانا ہے اسلام وہی ہے جو **ہم** پیش کرتے ہین۔

ہان اشاعت اسلام کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے اور اسپر اگر وہ روپیہ جو بنکون کے سود سے آتا ہے خرچ کیا جاوے تو جائز ہے کیونکہ وہ خالص خدا کے لئے ہے۔ خدا تعالے کے لئے وہ حرام نہین ہے جیسے مین نے ابھی کہا ہے کہ کسی جگہ کا سکہ و بارود ہو وہ جہاد مین خرچ کرنا جائز ہے یہہ ایسی باتین ہین کہ بلا تکلف سمجھہ مین آجاتی ہین۔ کیونکہ بالکل صاف ہین اللہ تعالے نے سور کو حرام کیا ہے لیکن باین فرماتا ہے فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ۔ جب اضطراری حالت مین محض اپنی جان بچانے کی خاطر سور کا کھانا جائز ہے تو کیا ایسی حالت مین کہ اسلام کی حالت بہت ضعیف ہوگئی ہے اور اس کی جان پر آبنی ہے اسکی جان بچانے کے لئے محض اعلائے کلمہ اسلام کے لئے سود کا روپیہ خرچ نہین ہوسکتا؟ میرے نزدیک یقیناً خرچ ہوسکتا ہے اور خرچ کرنا چاہئیے۔

فرمایا دنیا تو ایسی ہے کہ کار دنیا کسے تمام نکرد۔ اللہ تعالے کا یہ ایک سربستہ راز ہے جو کسی پر نہین کھلا کہ موت کس وقت آجاوے پھر جب موت آگئی تو سب مال و اسباب یہان کا یہان ہی رہ جاتا ہے اور بعض اوقات اسکے وارث وہ لوگ ہوتے ہین جنکو اگر مرنے والا زندہ ہوتا تو ایک حبہ بھی انکو دینا پسند نہین کرتا تھا۔

پھر کیسی غلطی ہے کہ انسان اپنے مال کو ایسی جگہ خرچ نکرے جو اسکے لئے ہمیشہ کے واسطے راحت اور آسائش کا موجب ہو جاوے۔

مین حیران ہوتا ہون جب یورپ کیطرف دیکھتا ہون کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنانے کے لئے انمین اسقدر جوش اور سرگرمی ہے اور ہم مین خدا تعالے کی **عظمت** اور **جلال** کے ظاہر کرنے کے لئے کچھہ بھی نہو یہ کسقدر بدقسمتی ہے؟

مسلمانون کو چاہئیے کہ وہ محض اللہ تعالے کی رضا کو مقدم کرلین۔ اگر اسے خوش کرین تو سب کچھہ مل سکتا ہے مگر ان کی یہی تو بدقسمتی ہے کہ وہ اسکو ناراض کر رہے ہین مجھے بہت ہی افسوس ہوتا ہے جب مین دیکھتا ہون کہ مسلمانون کو خدا نے ایک سچا **دین** اسلام عطا کیا تھا۔ مگر انہون نے اس کی قدر نہین کی خدا جانے یہ بے پروائی کیا نتیجہ پیدا کرے۔ دین کی کچھہ بھی پروا اور غیرت نہین باہم اگر جنگ و جدل ہے تو اس مین شیخی ریا عجب مقصود ہے۔ نہ کہ اللہ تعالے کا جلال اور اسکی عظمت لیکن جو شخص ہر امر مین اللہ تعالے کو مقدم کرے اور اس کے دین کی حمیت اور غیرت مین ایسا محو ہو کہ ہر کام مین اللہ تعالے کی عظمت اور جلال کا ظاہر کرنا اسکا مقصود خاطر ہو ایسا شخص اللہ تعالے کے دفتر مین **صدیق** کہلاتا ہے۔

ہم جس طریق پر اسلام کو پیش کرسکتے ہین دوسرا نہین کرسکتا مگر مشکلات یہ ہین کہ ہماری جماعت کا بہت بڑا حصہ **غربا** کا ہے لیکن اللہ تعالے کا شکر ہے کہ باوجودیکہ یہہ غربا کی جماعت ہے تاہم مین دیکھتا ہون کہ ان مین صدق ہے اور ہمدردی ہے اور وہ اسلام کی ضروریات سمجھکر حتی المقدور اسکے لئے خرچ کرنے سے فرق نہین کرتے۔ اللہ تعالے ہی کا فضل ساتھہ ہو تو کام بنتا ہے اور ہم اس کے فضل کے امیدوار ہین۔

جسطرح ایک طوفان قریب آتا ہو تو انسان کو فکر ہوتا ہے کہ یہ طوفان تباہ کردیگا۔ اسیطرح اسلام پر طوفان آرہے ہین مخالف ہر وقت ان کوششون مین لگے ہوئے ہین کہ اسلام تباہ ہوجاوے لیکن مین **یقین** رکھتا ہون کہ اللہ تعالے اسلام کو ان تمام حملون سے بچائیگا۔ اور وہ اس طوفان مین بھی اس کا بیڑا سلامتی سے کنارہ پر پہونچاوے گا۔

انبیاء علیہم السلام کے حالات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ان کو مشکلات نظر آتی ہین تو بجز اس کے اور کوئی صورت نہ ہوتی تھی کہ وہ راتون کو اٹھہ اٹھہ کر دعائین کرتے تھے۔ قوم تو صم بکم ہوتی ہے وہ ان کی باتین سنتی نہین بلکہ تنگ کرتی اور دکھہ دیتی ہے اسوقت راتون کی دعائین ہی کام کیا کرتی تھین اب بھی یہی صورت ہے باوجودیکہ اسلام ضعف کی حالت مین ہے اور ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کی بحالی کے لئے پوری کوشش کی جاوے لیکن مین دیکھتا ہون کہ ہم سے جب اس کوشش مین لگے ہوئے ہین ہر طرح سے ہماری مخالفت کے لئے سعی کی جاتی ہے۔ یہہ میری مخالفت نہین خدا تعالیٰ سے **جنگ** ہے مین تو یہانتک یقین رکھتا ہون کہ اگر میری طرف سے کوئی کتاب اسلام پر جاپان مین شائع ہو تو یہ لوگ میری مخالفت کے لئے جاپان بھی جا پہونچین۔ لیکن ہوتا وہی ہے جو خدا چاہتا ہے۔

وہ شخص بڑا ہی مبارک اور خوش قسمت ہے جسکا دل پاک ہو اور وہ اللہ تعالے کی عظمت اور جلال کے اظہار کا خواہان ہو کیونکہ اللہ تعالے اسکو دوسرون پر مقدم کرلیتا ہے جو لوگ میری مخالفت کرتے ہین انکا اور ہمارا فیصلہ اللہ تعالے ہی کے سامنے ہے۔ وہ ہمارے اور ان کے دلون کو خوب جانتا ہے اور دیکھتا ہے کہ کس کا دل دنیا کے نمود اور نمائش کے لئے ہے اور کون ہے جو خدا تعالے ہی کے لئے اپنے دل مین سوز و گداز رکھتا ہو۔ یہ خوب یاد رکھو کہ **کبھی روحانیت صعود نہین کرتی جب تک دل پاک نہو** جب دل مین پاکیزگی اور طہارت پیدا ہوتی ہے تو اس مین ترقی کے لئے ایک خاص طاقت اور قوت پیدا ہوجاتی ہے پھر اس کے لئے ہر قسم کے سامان مہیا ہوجاتے ہین اور وہ ترقی کرتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ بالکل اکیلے تھے اور اس بیکسی کی حالت مین دعوے کرتے ہین یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا کون اسوقت خیال کرسکتا تھا کہ یہ دعوے ایسے بے یار و مددگار شخص کا بار آور ہوگا۔ پھر ساتھہ ہی اسقدر مشکلات آپ کو پیش آئے کہ ہمین تو انکا ہزاروان حصہ بھی نہین آئے۔

وہ زمانہ تو ایسا زمانہ تھا کہ سکھا شاہی سے بھی بدتر تھا۔ اب تو گورنمنٹ کیطرف سے **پورا امن** اور آزادی ہے۔ اسوقت ایک چالاک آدمی ہر قسم کی منصوبہ بازی سے جو کچھہ بھی چاہتا کر دکھا پہونچاتا .... مگر مکہ جیسی جگہ مین اور پھر عربون جیسی وحشیانہ زندگی رکھنے والی قوم مین آپ نے وہ **ترقی** کی جسکی نظیر دنیا کی تاریخ پیش نہین کرسکتی۔

اس سے بڑھ کر کیا ہوسکتا ہے کہ خود ان کی مذہبی تعلیم اور عقاید کے خلاف انہین سنایا کہ یہ لات اور عزیٰ جنکو تم اپنا معبود قرار دیتے ہو یہہ سب پلید اور حطب جہنم ہین۔ اس سے بڑھ کر اور کونسی بات عربون کی ضدی قوم کو جوش دلانے والی ہوسکتی تھی۔ لیکن انہین عربون مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نشوونما پایا اور ترقی کی انہین مین سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسے بھی نکل آئے۔ اس سے ہمین امید ہوتی ہے کہ انہین مخالفون سے وہ لوگ بھی نکلین گے جو خدا تعالے کی مرضی کو پورا کرنے والے اور پاک دل ہونگے اور یہہ جماعت جو اسوقت تک طیار ہوئی ہے آخر انہین مین سے آئی ہے۔

کئی دفعہ میر صاحب (میر ناصر نواب صاحب مراد ہین ایڈیٹر) نے ذکر کیا کہ دلی سے کوئی امید نہین رکھنی چاہئیے مگر میرے دل مین یہی آتا ہے۔ کہ بات درست نہین **دلی** مین بھی بعض پاک دل ضرور چھپے ہوئے ہونگے جو آخر اسطرف آئینگے اللہ تعالے نے جو ہمارا تعلق دلی سے کیا ہے یہہ بھی خالی از حکمت نہین۔ اللہ تعالے سے ہم کبھی ناامید نہین ہوسکتے۔ آخر خود میر صاحب بھی دلی ہی کے ہین۔ (منشی عبد العزیز یا ابو محمد اسماعیل صاحب وغیرہ بھی دہلوی ہی ہین۔ حکیم الامتہ) غرض یہ کوئی ناامید کرنے والی بات نہین ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پاک اور کامل نمونہ ہمارے سامنے ہے کہ مکہ والون نے کیسی مخالفت کی اور پھر اسی مکہ مین سے وہ لوگ نکلے جو دنیا کی اصلاح

www.aaiil.org

حضرت اقدس کی پرانی تحریرین

(جو الحکم مین شائع ہونے والے مضامین)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی - پس احسان کو خدا تعالیٰ نے بعد عدل کے جو ذکر کیا یہہ اسی کی طرف اشارہ ہے جو احسان وہی قابل تعریف ہے کہ جسمین عدل کی رعایت مفقود نہ ہو یعنے وضع شئے کا غیر محل مین نہ ہو کیونکہ عدل کے یہی معنی ہین جو ہر یک شئے کو اپنے محل پر وضع کرین پس ایسا احسان کہ مثلاً کوئی شخص چوری کرے اسی کو دو وقت کچھہ دیدے یہہ احسان جائز نہین ہے کیونکہ یہہ عدل کی پابندی سے نہین یا مثلاً ایسا احسان کہ حقدار کے حق سے تلف کرکے کسی دوسرے سے سلوک کرے - اسی طرح ایک خلق [illegible] جو احسان مین داخل ہے وہ عدل کی پابندی سے مخصوص ہے اور اگر عدل کی پابندی نہ ہے یعنے ایسا رحم ہو کہ جس مین عدل فوت ہو جائے یا ایسا عفو ہو کہ جسمین عدل فوت ہو جائے وہ جائز نہین مگر اسجگہ یاد رہے کہ احسان کے معاملہ مین ہر یک شخص کو اختیار ہے کہ اپنا حق بطور احسان کے دوسرے کو دیدے مگر یہہ جائز نہین کہ کسی دوسرے کا حق احسان کرکے تلف کرے اسی طرح عفو مین یہہ جائز نہین کہ ایسے موقع مین کہ مقتضاء عدل کا قصاص ہو عفو کرے - لیکن یاد رہے کہ عدل سے مراد وضع شئے فی محلہ ہے اور جمع ہونا عدل کا عفو یا عدل اور احسان اور یا عدل اور انتقام کا ایک محل مین اجتماع [illegible] مین سے نہین ہے اور عدل مین بہر حال سزا دینا لازم نہین بلکہ وصفیت عدل کی یہہ ہے کہ جو ایک امر باعث اکثر اغلب لوگون کی بہلائی کا ہے وہی بجالایا جائے یعنے وضع شئے کا اپنے محل پر کیا جائے اس صورت مین عدل اور اخلاق فاضلہ مین کچھہ تضاد نہین بلکہ اخلاق فاضلہ وہی اچھے ہین کہ جب عدل کے ساتھہ جمع ہون اور جو علت غائی اخلاق فاضلہ کی ہے یعنے اتصال بالمبدا کے لئے ذریعہ ہونا وہ تبہی متحقق ہو سکتی ہے کہ جب بشمول عدل اخلاق فاضلہ صادر ہون کیونکہ خداوند تعالیٰ حق محض ہے اور ہر یک امر جو حقانیت سے خالی ہو وہ ذریعہ اوس کے حصول کا نہین ہو سکتا بلکہ اوس سے بُعد اور دوری پیدا ہوتی ہے اور اس جگہ یہہ یاد رکہنا چاہئے جو اخلاق فاضلہ فی نفسہ کچھہ چیز ہی نہین بلکہ وہ اسلئے استعمال لائی جاتی ہین کہ تا حصول وصال الٰہی کے لئے وسائل ہون پس وہ اسی حالت مین وسیلہ ٹہر سکتے ہین کہ جب علی وجہ الحق والحکمت صادر ہون کیونکہ جب اخلاق علی وجہ الحق والحکمت صادر ہون گے تو انسان کو التزام حق کا ایک ملکہ پیدا ہو جائے گا اور وہ حقانی طرح کا آدمی بن جائیگا اور یہہ امر اوس کے لئے باعث اتصال بالمبدء کا ہے کیونکہ التزام حق بجز مبدء قدیم کے اور کسی چیز سے تشبیہ اور مناسبت نہین اور جب تک انسان تخلق باخلاق اللہ اختیار نکرے درجہ محویت کا اسکو حاصل نہین ہو سکتا -

اب اسبات کا سمجہنا بہی ضروری ہے جو التزام حق سے کیا مراد ہے سو اسکی توضیح یہہ ہے کہ ضروری امر انسان کے لئے یہہ ہے جو اسکے سارے کام خدا کے لئے ہو جائین اس کا عفو اس کا رحم اس کا احسان اس کا انتقام اس کا قصاص اسکی نرمی اسکی درشتی محض خدا کے لئے ہو جائے اور کوئی غرض درمیان نہ ہو [illegible] تمام قول و فعل اور حال [illegible] اپنے وجود سے [illegible] عظمی اور نجات ہے اور [illegible] آخری مرتبہ اسکے کمال کا ہے لیکن [illegible] تمام اخلاق محض خدا کے [illegible]

[illegible]

[illegible] نیکی نہین کرتے - علاوہ اسکے یہہ سمجہنا چاہیے کہ اخلاق فاضلہ کی ورزش سے یہہ غرض ہے کہ وہ اتصال بالمبدء کے لئے ذریعہ ہون یعنے ایسے طور سے استعمال مین ہون کہ جس سے انسان اپنے ذات سے بالکل محو ہو کر اتصال بالمبدء حاصل کرے اور وہ طریق بجز اسکے اور کوئی نہین کہ انسان اپنے اخلاق کو محض اس نیت سے استعمال کرے جو وہ خدا کے اخلاق کے تابع ہو جائین اور جیسے سایہ اپنے وجود مین کچہہ چیز نہین بلکہ وہ اصل سے ہی پیدا ہوتا ہے اور اصل کی ہی متابعت مین محو ہوتا ہے ویسا ہی سالک کے لئے لازم ہے کہ اسکو اپنی ذات مین نفی اخلاق کا درجہ حاصل ہو یعنے ایسا ہو کہ اسکے لئے کوئی بہی صفت نہین نہ اسمین رحم کی صفت ہے نہ عفو کی نہ قہر کی نہ لطف کی اور ان صفتون کو اسمین پیدا کرنے [illegible] اخلاق الٰہی ہون [illegible] اخلاق اس طور سے اوس سے صادر ہون [illegible] توحید فعلی پیدا ہوتی ہے اور توحید فعلی اخلاق کی نفی [illegible] ہوتی ہے [illegible] اخلاق انسان کو [illegible] اخلاق اپنے خالق کے صادر ہون اور خالق کے تمام اخلاق [illegible] حقیقی نیکی ٹہری ہوئی ہے جو حق اور حکمت پر مبنی ہے دنیا مین عرف جس کا [illegible] ہی نہین پایا جاتا بلکہ قہر بہی پایا جاتا ہے لیکن خدا کا مقصود بالذات نہ لطف ہے نہ قہر ہے بلکہ حقیقی نیکی مقصود بالذات ہے اور لطف اور قہر اسکے لباس ہین اور جسطرح تبدیل لباس سے صاحب لباس کی ذات مین فرق نہین آتا اسی طرح تبادل لطف اور قہر سے حقیقی نیکی مین کچہہ بہی تبدل واقعہ نہین ہوتا چونکہ خدا اپنے بندون سے حقیقی نیکی بجالاتا ہے اسلئے وہ شخص جو توحید فعلی کے حصول کا خواہان ہو اسکو سمجہنا چاہیے کہ یہہ توحید فنائی اخلاق اللہ سے حاصل ہوتی ہے اور مرتبہ فنائی اخلاق اللہ کا تب متحقق ہو سکتا ہے کہ جسطرح خداوند تعالیٰ حقیقی نیکی کو بجالاتا ہے [illegible]

[illegible] حقیقی نیکی کا مصدر ہو جاتے ہیں پس حقیقی نیکی کا مصدر رہا تو بباعث فنائی اخلاق اللہ کے مرتبہ توحید فعلی کا پا لے گا [illegible] اور ہم پہلے بیان کر چکے ہین کہ اخلاق فاضلہ فی نفسہ کچہہ چیز نہین بلکہ وہ توفیق خدا [illegible] اسلئے عطا فرمائی ہین - کہ تا انسان فنائی اخلاق اللہ کا مرتبہ حاصل کرکے توحید فعلی کو حاصل کرے -

اب جبکہ مدار فنائی اخلاق اللہ کا حقیقی نیکی ٹہری تو اسے حقیقی نیکی پر قدم مارنا صراط مستقیم ہے اور اسی کا نام توسط اور اعتدال ہے کیونکہ توحید فعلی جو مقصود بالذات ہے وہ اسی سے حاصل ہوتی ہے اور جو شخص اس نیکی کے حاصل کرنے مین متساہل رہے وہ درجہ تفریط مین ہے اور جو شخص اس سے آگے بڑہے وہ افراط مین پڑتا ہے ہر جگہ رحم کرنا افراط ہے کیونکہ محل کے ساتہہ بے محل کا پیوند کر دینا اصل پر زیادتی ہے اور یہی افراط ہے اور کسی جگہ بہی رحم نکرنا یہہ تفریط ہے کیونکہ اسمین محل بہی فوت کر دیا اور یہی تفریط ہے اور وضع شئے کا اپنے محل پر کرنا یہہ توسط اور اعتدال ہے کہ جو صراط مستقیم سے موسوم ہے جسکی تحصیل کے لئے کوشش کرنا ہر ایک مسلمان پر فرض کیا گیا ہے اور اسی کی دعا ہر نماز مین بہی مقرر ہوئی ہے جو صراط مستقیم کو مانگتا ہے کیونکہ یہہ امر اوسکو توحید پر قایم کرنے والا ہے کیونکہ صراط مستقیم پر ہونا خدائی صفت ہے علاوہ اسکے صراط مستقیم کے حقیقت حق اور حکمت ہے پس اگر وہ حق اور حکمت خدا کے [illegible] بجا لایا جائے تو اوس کا نام حقیقی نیکی ہے اور اگر [illegible] کے ساتہہ بجا لایا جائے تو اوس کا نام [illegible] اور احسان ہے اور اگر اپنے نفس کے ساتہہ [illegible] کا نام تزکیہ نفس ہے اور صراط مستقیم [illegible] کہ جسمین حقیقی نیکی اور اخلاص ما بعد اور تزکیہ نفس تینون شامل ہین -

اب اس جگہ یہہ بہی سمجہنا چاہئے کہ صراط مستقیم جو حق اور حکمت پر مبنی ہے تین قسم پر ہے علمی اور عملی اور حالی اور پہر یہہ تینون تین قسم پر ہین علمی مین حق اللہ اور حق العباد اور حق النفس کا شناخت کرنا ہے - اور عملی مین ان حقوق کو بجالانا -

مثلاً حق اللہ مین علمی یہہ ہے کہ اوسکو ایک سمجہنا اور اوسکو مبدء تمام فیوض کا اور جامع تمام خوبیون کا مرجع اور مآب ہر ایک چیز کا اور منزہ ہر ایک عیب اور نقصان سے جاننا اور جامع تمام صفات کاملہ ہونا اور قابل عبودیت ہونا اسی مین محصور رکہنا یہہ تو حق اللہ مین علمی صراط مستقیم ہے - اور عملی صراط مستقیم یہہ ہے جو اسکی طاعت اخلاص سے بجالانا اور طاعت مین اوس کا کوئی شریک نکرنا اور اپنی بہبودی کے لئے اسی سے دعا مانگنا اور اسی پر نظر رکہنا اور اسی کی محبت مین کہوئے جانا یہہ عملی صراط مستقیم ہے کیونکہ یہی حق ہے -

اور حق العباد مین علمی صراط مستقیم یہہ ہے جو انکو اپنا ہی نوع خیال کرنا اور انکو بندگان خدا سمجہنا اور بالکل ہیچ اور ناچیز خیال کرنا کیونکہ معرفت حقہ مخلوق کی نسبت یہی ہے - جو ان کا وجود ہیچ اور ناچیز ہے اور سب فانی ہین یہہ توحید علمی ہے کیونکہ اس سے عظمت ایک کی ذات کی نکلتی ہے کہ جسمین کوئی نقصان نہین اور اپنی ذات مین کامل ہے -

اور عملی صراط مستقیم یہ ہے حقیقی نیکی بجالانا یعنے وہ امر جو حقیقت مین اون کے حق مین اصلح اور راست ہے بجالانا یہہ توحید عملی ہے کیونکہ موحد کی اسمین یہ غرض ہوتی ہے کہ اس کے اخلاق سراسر خدا کے اخلاق مین فانی ہون اور حق النفس مین علمی صراط مستقیم یہہ ہے کہ جو جو نفس مین آفات پیدا ہوتی ہین جیسے عجب اور ریا اور تکبر اور حقد اور حسد اور غرور اور حرص اور بخل اور غفلت اور ظلم ان سب سے مطلع ہونا اور جیسے وہ حقیقت مین اخلاق رذیلہ ہین ویسا ہی اون کو اخلاق رذیلہ جاننا یہہ علمی صراط مستقیم ہے اور یہہ توحید علمی ہے کیونکہ اس سے عظمت ایک ہی ذات کی نکلتی ہے کہ جسمین کوئی عیب نہین اور اپنی ذات مین قدوس ہے -

اور حق النفس مین عملی صراط مستقیم یہہ ہے جو نفس سے ان اخلاق رذیلہ کا قلع قمع کرنا اور صفت تخلی عن الرذائل اور تحلی بالفضائل سے متصف ہونا یہ عملی صراط مستقیم ہے - یہہ توحید حالی ہے کیونکہ موحد کی اس سے یہ غرض ہوتی ہے - کہ تا اپنے دل کو غیر اللہ کے دخل سے خالی کرے -

www.aaiil.org

اور اس میں حق العباد میں جو عملی صراط مستقیم ہے ایک فرق باریک ہے ۔

اور وہ یہ ہے جو عملی صراط مستقیم حق النفس کا وہ صرف ایک ملکہ ہے جو بذریعہ ورزش کے انسان حاصل کرتا ہے ۔ اور ایک بالمعنے شرف ہے خواہ خارج میں کبھی ظہور میں آوے یا نہ آوے ۔ لیکن حق العباد جو عملی صراط مستقیم ہے وہ ایک خدمت ہے اور تبھی متحقق ہوتی ہے کہ جب افراد کثیرہ بنی آدم کو خارج میں اس کا اثر پہونچے اور شرط خدمت کی ادا ہو جائے غرض تحقق عملی صراط مستقیم حق العباد کا ادائے خدمت میں ہے اور عملی صراط مستقیم حق النفس کا صرف تزکیہ نفس پر مدار ہے کسی خدمت کا ادا ہونا ضروری نہیں یہہ تزکیہ نفس ایک جنگل میں اکیلے رہ کر بھی ادا ہو سکتا ہے لیکن حق العباد بجز بنی آدم کے ادا نہیں ہو سکتا ۔

اب جاننا چاہیئے جو صراط مستقیم علمی و عملی سے غرض اصلی توحید علمی اور توحید عملی ہے یعنے وہ توحید جو بذریعہ علم کے حاصل ہو اور وہ توحید جو بذریعہ عمل کے حاصل ہو ۔ پس یاد رکھنا چاہیئے جو قرآن شریف میں بجز توحید کے اور کوئی مقصود اصلی قرار نہیں دیا گیا اور باقی سب اوس کے وسائل ہیں ایسا ہی اخلاق فاضلہ کا حاصل کرنا توحید علمی کے قایم کرنے کے لئے ہے کہ تا انسان کے آئینہ وجود میں اخلاق اللہ کا عکس منعکس ہو کر اوسکو بالکل خودی اور ہستی سے محو کرے پس اگر انسان بطور خدمت مخلوق کے اپنے اخلاق کو معرض ظہور میں لاتا ہے تو یہ سارا کام اس غرض سے ہوتا ہے کہ تا اپنے افعال کو مبدء قدیم کے افعال میں فانی اور گم کرے جیسا فرمایا ہے ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین ۔ اور جیسا فرمایا بی یسمع بی یبصر بی یمشی بی یبطش ۔ اور اس حالت میں کہ افعال اوس کے افعال الٰہی کا ایک سایہ ہوتے ہیں تو اس صورت میں بجز التزام حق اور حکمت کے اور کسی چیز کا التزام اسکے افعال میں نہیں آتا اور جو مقتضاء حق اور حکمت کا ہو وہی اُس سے صادر ہوتا ہے اور اُسی کو وہ اصل محکم سمجھ کر اُس سے جو کمی بیشی ہو اوسکو افراط اور تفریط سمجھتا ہے ۔

ایسا ہی تزکیہ نفس کی حالت میں توحید عملی غرض ہوتی ہے اور اس سے یہہ مطلب ہوتا ہے کہ تا اپنے صحن قلب کو دخل غیر اللہ سے صاف اور پاک کرے اور بلا شبہ اخلاق رذیلہ سب غیر اللہ ہیں جو کسی خود غرضی کے منشاء سے پیدا ہو جاتے ہیں ایک شخص جو تکبر کرتا ہے اُسکو اپنے نفس کو بزرگ بنانا مد نظر ہوتا ہے ۔ ایسا ہی عجب میں بھی اپنے ہی نفس کی خوبی دیکھی جاتی ہے بخل میں بھی اپنی ہی خودداری منظور ہوتی ہے حرص بھی اپنا ہی نفس خوش کرنے کے لئے ہوا کرتی ہے ۔ پس انسان کی فلاح کلی شرک سے اسی میں ہے کہ وہ اخلاق ذمیمہ سے تزکیہ اپنے نفس کا کر کے توحید عملی اختیار کرے اور اسی کی طرف اشارہ ہے قد افلح من زکٰها ۔ اور اسی طرف اشارہ ہے جو فرمایا

الذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانهم بظلم اولٰئک لهم الامن وهم مهتدون ۔

یعنے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو کسی نوع کے شرک سے ملوث نہیں کیا انہیں کو خطرات عذاب سے امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں یعنے اُن کا قول اور فعل اور حال سب خدا کے لئے ہو گیا ایمان بھی خالصاً خدا پر لائے اور توحید فی ذات اللہ اور توحید فی صفات اللہ کا درجہ پایا ۔ اور پھر اپنے اخلاقی قوتوں کو بھی خدا کی راہ پر خرچ کیا یعنے توحید فی تبعیت اخلاق اللہ اختیار کی ۔

اور یہ توحید یعنے توحید فی تبعیت اخلاق اللہ اسلئے توحید ہے جو اس سے اپنے صفات سے فنا لازم آتی ہے ۔

اور پھر توحید آخری جو توحید حالی ہے یہہ ہے جو نفس کو اخلاق رذیلہ اور ہر ایک خواہش ماسوا اللہ سے پاک کر کے اُنس اور شوق الٰہی میں مستغرق کریں یہہ اسلئے توحید ہے جو اسمیں فنا اپنی ذات سے لازم آتی ہے کیونکہ بکلی تزکیہ نفس کا تبھی ہوتا ہے کہ جب نفس ہی درمیان میں نہ رہے ۔

صیقل زدم آن قدر کہ آئینہ نماند

یہہ توحید بوجہہ کامل دعا اور تضرع سے حاصل ہوتی ہے کیونکہ اپنے وجود اور اپنے خواہشوں سے بکلی منقطع ہو جانا وضع عادت انسان کے برخلاف ہے اسلئے محض اپنے علم اور زور سے اس مہم کو فتح کرنا نہایت درجہ مشکل ہے اور عبودیت خالص بجز اس توحید کے ممکن نہیں اسی لئے اس توحید کے حاصل کرنے کے لئے ایاک نعبد و ایاک نستعین کی دعا ہے ۔ کیونکہ بجز فضل الٰہی کے یہہ توحید حاصل نہیں ہو سکتی ۔

اب خلاصہ یہ ہے کہ توحید تین قسم کی ہے

ایک توحید علمی کہ جو تصحیح عقاید سے حاصل ہوتی ہے ۔

دوسری توحید عملی کہ جو قوی اخلاقی کو خدا کے راستہ میں کرنے سے یعنے فنا فی اخلاق اللہ سے حاصل ہوتی ہے ۔

تیسری توحید حالی جو اپنے ہی نفس کا حال اچھا بنانے سے حاصل ہوتی ہے یعنے نفس کو کمال تزکیہ کے مرتبہ تک پہونچانا اور غیر اللہ سے صحن قلب کو بالکل خالی کرنا ۔ اور نابود اور بے نمود ہو جانا یہہ توحید بوجہہ کامل تب میسر آتی ہے کہ جب جذبہ الٰہی انسان کو پکڑے اور بالکل اپنے نفس سے نابود کر دے اور بجز فضل الٰہی کے نہ یہہ علم سے حاصل ہو سکتی ہے اور نہ عمل سے ۔ اسی کے لئے عابدین مخلصین کی زبان پر نعرہ ایاک نستعین ہے ان اللہ یزکی من یشاء لیکن جو شخص ظلم ... اور کذب فاش کو چھوڑ دے ۔ اور حتی الوسع و استطاعت تزکیہ نفس میں مجاہدہ کرے اوسکو جناب الٰہی سے امیدوار ہونا چاہیئے جو اس توحید کا پیالہ اوسکے نصیب کرے ۔ گرچہ وصالش نہ بکوشش دہند ہر قدر اے دل کہ توانی بکوش ۔

والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا ۔ الذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانهم بظلم اولٰئک لهم الامن وهم مهتدون ۔

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

خلاصہ کلام یہہ ہے کہ توحید تین قسم پر ہے ۔ توحید فی ذات اللہ و صفات اللہ ۔ توحید بہ تخلق اخلاق اللہ ۔ توحید بہ شہود وجود اللہ ۔ توحید فی ذات اللہ تب متحقق ہوتی ہے کہ جب تمام اسم باطلہ کو لا نافیہ کے نیچے داخل کرے یعنے لا الٰہ الا اللہ کے مضمون کا قایل ہو اور اسی کے ضمن میں توحید فی صفات اللہ بھی متحقق ہو جاتی ہے کیونکہ نفی الوہیت سے صفات الوہیت کی نفی بھی لازم آتی ہے پھر زیادہ تر تشریح اسکی کلمہ وحدہٗ لا شریک لہ میں ہے جسکے یہ معنے ہیں جو کسی نوع کا شریک خدا کے لئے جایز نہیں یہ تو توحید علمی ہے ۔

اور توحید عملی یعنی عمل باخلاق اللہ تب متحقق ہوتی ہے کہ جب ہر ایک فعل اوس سے بہ تبعیت اخلاق الٰہی صادر ہو یعنے افعال اس کے مرضیات الٰہی میں ایسے محو ہوں جو اخلاق الٰہی کے اظلال اور آثار ہو جائیں اور یہ حالت اسوقت صورت پذیر ہو سکتی ہے کہ جب اخلاق بندہ کے حق اور حکمت پر مبنی ہوں کیونکہ خدا کی اخلاق حق اور حکمت پر مبنی ہے اور جب التزام حق کا لازم آیا تو وہی اخلاق ذریعہ توحید کا ٹھہرینگے کہ جو حق اور حکمت پر مبنی ہو ۔ یا اقسام توحید کے بہ تفصیل ذیل ہیں ۔

توحید اعتقادی ۔ توحید العباد
توحید اخلاقی توحید شہودی ۔

توحید اعتقادی تو ظاہر ہے ۔ توحید فی العبادت یہ ہے کہ عبادات میں خدا کا کوئی شریک نہ ٹھہراویں

توحید اخلاقی یہ ہے جو ہر یک فعل بہ تبعیت اخلاق الٰہی صادر ہو اور اسی کا ظل اور سایہ ہو ۔ توحید شہودی یہ ہے جو شہود ہستی حقیقی اور عظمت حقیقی باری تعالیٰ کے صحن قلب کو غیر اللہ سے بالکل خالی کیا جائے ۔

مرزا صاحب کی تعلیم کا اثر

انصاف پسند اور بے تعصبی قابل قدر

جو ہر ہیں جہاں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت میں دیسی پریس خواہ نخواہ اپنے فرائض منصبی کی کچھ بھی پروا نہ کرتا ہوا حد اعتدال سے گذر جاتا ہے وہاں بعض معقول پسند اور بے لوث اخبار نویس ایسے بھی ہیں جو بلا خوف لومۃ لائم اپنی بے لگاؤ رائے کے اظہار سے رک نہیں سکتے ۔ ایسے ہی اخبار نویسوں میں سے ایک معزز معاصر پنجہ فولاد بھی ہے جسنے جب کبھی اسے موقع ملا ہے سلسلہ عالیہ پر لکھتے ہوئے صاف دلی سے اظہار رائے کیا ہے چنانچہ ۲۸ اگست ۱۹۰۵ء کو اسنے مندرجہ ذیل نوٹ شایع کیا ہے ۔

مرزا غلام احمد صاحب مدعی مسیحیت و مہدویت وغیرہ اپنے دعاوی میں سچے ہیں یا جھوٹے اس خیال کو جانے دو ۔ ایک ایسے شخص کو جو کسی دشمن کی نصیحت سے بھی مستفید ہونا چاہتا ہے ۔ ان جھگڑوں سے کیا سروکار اُن کے مریدوں کی اخلاقی اور دینی حالت پر نظر ڈالو جو اکثر برائے نام مسلمانوں سے بہترین و افضل نظر آئے گی ۔ تقریباً تین ماہ کا عرصہ ہوا ایک مقام پر ایک میرزائی (احمدی) اور ایک مشہور مولوی صاحب بحث کر رہے تھے ۔ پانچ سات اور معزز مسلمان بھی بیٹھے تھے ۔ مولوی صاحب جوش سے آنکھیں سرخ کرتے ۔ مرزا مرزا پکارتے اور مخاطب سے کسی قدر ترش روئی و سختی سے پیش آتے تھے ۔ اسپر کمال یہ تھا کہ جب مرزائی کی باری جواب دینے کی آتی تو مولوی صاحب درمیان ہی میں بول اٹھتے اور اپنا سلسلہ سخن بند نہ ہونے دیتے برخلاف ان کے مرزا صاحب کا مرید نہایت متانت و اخلاق اور ادب سے گفتگو کرتا اور مولوی صاحب کے غیر مہذب الفاظ (جو وہ مرزا صاحب کے حق میں کہتے تھے) نہایت صبر اور تحمل سے کام لیتا تھا اس سے ہزار درجہ بڑھکر صبر و تحمل کا ایک واقعہ قادیان میں حکیم مولوی نورالدین صاحب کی طرف سے ظاہر ہوا ہے ۔ ۲۸ جولائی کو مولوی صاحب کی عورت کا انتقال ہو گیا ۔ اور ۱۲ اگست کو دو سال کا ایک بچہ بھی نذر اجل ہوا جس کے متعلق الحکم اور بدر سے معلوم ہوا ۔ کہ مولوی صاحب نے قبر میں رکھنے سے پہلے لڑکے کا کفن کھولا ۔ اُس کے منہ کو بوسہ دیا اور چند قطرے آنسوؤں اونکی آنکھ سے نکلے دفن کرنے کے بعد مرحوم کا کفن کھولنے اور منہ چومنے کے متعلق فرمایا کہ جب آنحضرت کا بچہ ابراہیم فوت ہو گیا تو آپ نے بھی ایسا ہی کیا تھا خدا کی مدح کی کہ ہم تیرے ہر ایک فعل پر خوش ہیں ۔ البتہ چند روزہ

www.aaiil.org

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ السلام

۱۲ ستمبر ۱۹۰۵ء آج کے الہام انی مھین من اراد اھانتک کا ذکر تھا -

فرمایا - بڑے بڑے مکذبین اور ایذاء دہندہ جو ہیں - ان کو خدا تعالے ہمارے سامنے ہی اس زمین سے ناکام اٹھا رہا ہے اور ان کی مرادون کے برخلاف دن بدن اس سلسلہ کو ترقی دے رہا ہے ابتدا میں جن لوگون نے بہت زور شور سے مخالفت کا بیڑا اٹھایا تھا - ان میں سے کوئی چودہ پندرہ ایسے یاد ہیں - جو ہماری مخالفت کے معاملہ میں ناکام مر چکے ہیں ان میں سے مولوی غلام دستگیر قصوری تھا جو مکہ سے کفر کا فتوے لایا تھا - نواب صدیق حسن خان لکھو کے کا مولوی محمد اور عبد الحی - رشید احمد گنگوہی لدہیانہ کے تین مولوی - سید احمد خان جو کہتا تھا کہ ہماری تحریرین بے فائدہ ہیں - محمد عمر مولوی شاہدین لدہیانوی - نذیر حسین دہلوی - محمد حسین بھینی مولوی محمد اسماعیل علیگڈہی - رسل بابا امرتسری -

جس نے جلد معجزہ دیکھنا ہو - اسے چاہیے کہ دو صورتون میں سے ایک صورت اختیار کرے یا تو سخت مخالف بنے یا محبت کا کامل تعلق پیدا کرے - ! ... نے کا وعدہ ہے - کہ جو تیری اہانت کریگا اس کی میں اہانت کرون گا - اور جو تیری اعانت کرے گا اس کی میں اعانت کرون گا معمولی پر مخالفت کرنے والا اور اپنے کاروبار میں چلنے پھرنے والا ماخوذ نہیں ہوتا - کیونکہ خدا حلیم اور کریم ہے وہ اس طرح نہیں پکڑتا -

بعض لوگون کا اعتقاد ہے کہ چونکہ خدا تعالے علے کل شئ قدیر ہے - اسواسطے وہ اسبات پر بھی قادر ہے کہ جھوٹھ بولے - ایسا اعتقاد بے ادبی مین داخل ہے - ہر ایک امر جو خدا تعالے کے وعدہ اس کی ذات جلال اور صفات کے برخلاف ہے وہ اس کی طرف منسوب کرنا بڑا گناہ ہے - جو امر اس کے صفات کے برخلاف ہے ان کیطرف اس کی توجہ ہی نہیں -

صدیق حسن خان نے ادریس کے آسمان پر جانے کی تکذیب کی ہے اور لکھا ہے کہ اگر وہ آسمان پر گیا - تو اس کی موت کس طرح سے ہوگی کیونکہ سب کا مرنا زمین پر ضروری ہے - تعجب ہے - کہ مسیح کے معاملہ میں یہ بات اسکو سمجھ نہیں آئی -

اگر خدا تعالے نے حضرت عیسے کو موت نہین دی اور ویسے ہی آسمان پر اٹھا لیا ہے تو لفظ رفع کا قرآن شریف مین کافی تھا رفع سے پہلے توفی کے لفظ لانے کی پھر کوئی ضرورت نہ تھی - آسمان پر جانے کا مفہوم تو لفظ رفع سے ہی پوری طرح نکل سکتا تھا -

اہل تشیع کا عقیدہ ہے - کہ امام حسین آنحضرت سے افضل ہیں - اور اس کی دلیل یہ بیان کی جاتی ہے کہ امام حسین کو شہادت کا درجہ ملا - جو آنحضرت کو نہ ملا تھا یہ ایک غلط خیال ہے کیونکہ شہادت صرف امام حسین کو نصیب نہیں ہوئی - کئی ہزار صحابہ کو ہوئی - اسمین سب برابر ہیں اور آنحضرت کا کسی کے ہاتھ سے قتل نہ کیا جانا ایک بڑا بھاری معجزہ ہے اور قرآن شریف کی صداقت کا ثبوت ہے کیونکہ قرآن شریف کی پیشگوئی ہے - کہ واللہ یعصمک من الناس - اور پہلی کتابون میں یہ پیشگوئی درج تھی کہ نبی آخر زمان کسی کے ہاتھ سے قتل نہ ہوگا - علاوہ ازین فضیلت کا معاملہ اللہ تعالے کی کتاب سے ثابت ہوتا ہے خدا کی پاک کتاب نے آنحضرت کو سب سے افضل قرار دیا امام حسین نے کہیں یہ دعوے نہین کیا کہ میں سب سے افضل ہون نہ انکی کسی تحریر سے اور نہ کسی تقریر سے ایسی بات ظاہر ہوتی ہے کہ وہ تمام امت سے افضل ہیں - اور اگر ان کا کوئی ایسا دعوے ہوتا تب بھی ماننے کے قابل نہ تھا کیونکہ قرآن شریف کے برخلاف تھا - امام حسین کی شہادت سے بڑھکر حضرت مولوی عبد اللطیف صاحب کی شہادۃ ہے جنہون نے صدق اور وفا کا نہایت اعلے نمونہ دکھایا اور جنکا تعلق شدید بوجہ استقامۃ سبقت لے گیا تھا - اللہ تعالے جانتا ہے - کہ لوگون کے مراتب اور درجات کیا ہیں - اسی نے مجھے الہام کیا ہے کہ - انی فضلتک علے العالمین -

اگر سارا زمانہ ایک طرف ہو جاوے اور میں اکیلا ایک طرف رہ جاؤن - تب بھی خدا کے الہام کے بالمقابل کسی کا کہنا نہیں مان سکتا - اگر امام حسین کو یہ وحی ہوئی تھی کہ وہ قیامت تک سب سے افضل ہیں - تو دوسری وحی اسی خدا نے اسکے برخلاف مجھے کس طرح سے کر دی اگر یہ وحی شیطانی ہے تو دن رات خدا تعالے کی تائید اور نصرۃ اس کے ساتھ کیون ہے عجب خدا ہے جو پچیس تیس سال سے مفتری کو مہلت دیتا ہے بلکہ دن بدن اس کے سلسلہ کو ترقی دیتا ہے اور اس کے مخالفون کو ہلاک کرتا ہے - اس طرح سارے انبیاء کی صداقت پر شبہ پڑ سکتا ہے افتراء اور کذب تو ایک مکروہ اور غیر طبعی امر ہے انسان کب تک اسکو اختیار کر سکتا ہے - ہمارے دشمن تو ہمیشہ منتظر رہتے ہیں کہ یہ اب مارے گئے اور اب ہلاک ہوئے - مگر ہر دفعہ انکو ندامت اٹھانی پڑتی ہے ہر طرح سے ایذاء دیتے ہیں قتل کی دہمکیان دیتے ہیں ہمارے قتل کے جواز کے فتوے دیتے ہیں - خون کے مقدمات بناتے ہیں مگر خدا ہر امر میں بقول ان کے کاذب کی طرفداری کرتا ہے ہماری دشمنی کے سبب ان کی شریعت ہی بدل گئی خدا جو صادق کا معاون ہوا کرتا تھا - اب ان کے نزدیک کاذب کا معاون ہونے لگا یہ عداوت انکو کشان کشان کہان لے جائیگی - معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ عناد ان کو رفتہ رفتہ لا الہ الا اللہ کے حلقہ سے باہر نکال دیگا - صادق کے لئے ایک امر مابہ الامتیاز ہوتا ہے - اگر وہ نہیں تو انبیا کی صداقت مشتبہ ہو جاتی ہے -

۱۴ ستمبر ۱۹۰۵ء - فرمایا - اگر بعض لوگ خوش ہوتے ہیں کہ ہم نے دعا کی تھی - تو بارش ہو گئی مگر ان کی یہ دعائیں قابل قدر نہیں ہیں کیونکہ یہ صرف مصیبت کے وقت کا رونا ہے - اور مصیبت کے ذرا ہٹنے کے بعد پھر وہی سخت دلی ان میں پائی جاتی ہے - اس بارش پر ہی خوش نہیں ہونا چاہیے جو بات الہام الٰہی سے ہم کو معلوم ہوئی ہے - وہ یہی ہے - کہ اس زمانہ کے لئے دن خیر کے نہیں ہیں - اور یہ سچ ہے - کہ اگر خدا ان بلاؤن کو نازل نکرے تو پھر دین کی خیر نہیں - تین قسم کے لوگ ہیں - خواص - اوسط درجہ کے لوگ اور عوام - خواص تو دہریہ مذہب بن رہے ہیں - انکو دین کی کچھ پرواہ نہیں بلکہ دین پر ہنسی ٹھٹھہ کرتے ہیں اوسط درجہ کے لوگ خواص کے تابع ہیں - عوام مثل وحشیون کے ہیں تمام دنیا کیحالت اسوقت بگڑی ہوئی ہے مقدمہ والے ہیں تو جھوٹے گواہون کے بنانے میں مصروف ہیں زمیندار ہے تو شریعت کو چھوڑ بیٹھا ہے ملازم ہے تو اپنی ملازمت کے حقوق ادا نہیں کرتا - تاجر ہے تو اپنی تجارت میں قسما قسم کے دھوکھون میں مصروف ہے - جب تک لوگ تقوے اختیار نہیں کرین گے خدا ہرگز ان پر راضی نہ ہوگا - اور نہ یہ بلائیں ان کے سر سے ٹلیں گی -

زندہ آدمی کا زمین مین دفن ہونا

(از جناب شمس العلماء خان بہادر مولوی محمد ذکاء اللہ صاحب دہلوی)

ہم ہندؤن اور مسلمانون کا عام دستور ہے کہ جب کسی عزیز کو دیکھتے ہیں کہ اسکی نبض نہیں چلتی سانس بند ہے - سارا بدن ٹھنڈا برف ہو گیا - جبڑا اور سارے اعضاء اکڑ گئے ہیں چہرہ پر مردنی چھا گئی ہے آنکھیں پتھرا گئی ہیں رنگان گئی تو مٹی گئی ہے - ناک کا بانسا پھر گیا ہے تو اوس کے مرجانے کا بالکل یقین کر لیتے ہیں - مگر بعض بیماریان جیسے سکتہ - بیہوشی اور غشی ایسی ہوتی ہے کہ مزید احتیاط کے لئے طبیب کو بلا کر ان کا امتحان کراتے ہیں - بدن میں سوئیان چبھو کر دیکھتے ہیں - کہ خون نکلتا ہے یا نہیں ؟ جب نہیں نکلتا تو جان لیتے ہیں کہ اس کی جان نکل گئی - پھر جہانتک جلدی ہو سکتی ہے مردہ کو مرگھٹ یا قبرستان میں پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں - مردہ جب تک گھر مین پڑا رہے ہندو و مسلمان دونون کھانا حرام سمجھتے ہیں - ہندو مردہ کو نجس جانتے ہیں - اسلئے دونون مردہ کی تجہیز اور تکفین مین جلدی کرتے ہیں - اس جلدی کا نتیجہ شاذ و نادر یہ دیکھنے مین آیا ہے کہ مردہ کو ارتھی مین رکھکر یا جنازہ بنا کے لے چلے - کہ رستہ میں مردہ متحرک ہوا جس سے معلوم ہوا کہ ہنوز مردہ مین جان باقی ہے - یہ دیکھکر ہمراہی ڈر جاتے ہیں - بعض ہندو تو ایسے وہمی ہوتے ہیں کہ وہ مردہ کو گھر مین نہیں لاتے وہ سمجھتے ہیں کہ کوئی خبیث روح اسکے اندر گھس گئی ہے اسکے گھر مین لے جانے سے ضرور کوئی خرابی ہوگی - اور پارسیون کا تو یہ عقیدہ ہے کہ اگر ایسے آدمی کو گھر مین لائیں گے تو ضرور گھر مین وبا یا کوئی بلا آئیگی - اسلئے اوسکو گھر سے باہر رکھتے ہیں مگر مسلمان اوسکو خوشی خوشی گھر لے آتے ہیں - اور خدا کا شکر کرتے ہیں بعض دفعہ مرنے کی ساری علامتیں جو اوپر بیان ہوئیں نمودار ہوتی ہیں - ارتھی اور جنازہ کی تیاری ہو جاتی ہے مگر مردہ گھڑی مین ایسی حرکت کرتا ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جان نکلکر پھر آگئی - پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو علامتیں موت کی اوپر بیان ہوئیں وہ یقینی موت کی نہیں - اکثر اون سب کے نمودار ہونے پر بھی جان باقی رہتی ہے جس کا ظہور گھڑی مین یا ارتھی اور جنازہ مین ہوتا ہے - مگر معلوم نہیں کہ کتنے ایسے زندہ مرگھٹون مین جل جاتے ہونگے - یورپ اور امریکہ مین ڈاکٹرون نے تحقیق کیا ہے کہ یقینی موت کی اگر کوئی علامت ہے تو وہ صرف ایک ہی ہے یعنے جب بدن بکس کر سڑ جائے اور متعفن ہو جائے مگر اس مین بھی یہ شرط ہے کہ اس سے پہلے کوئی ایسا مرض نہ ہو جس مین بدن سڑ کر متعفن ہوتا ہو -

آدمی کو نہ جلانے سے نہ دبانے سے نہ ریلوے ٹرین کے نیچے کچل جانے سے ایسی تکلیف ہوتی ہے جیسی کہ زندہ دفن ہونے سے ہوتی ہے - پس اس سے زیادہ جانکاہ اور درد انگیز کوئی اور واقعہ نہیں ہو سکتا کہ آدمی زندہ دفن کر دیا جائے - اس سے بچنے کے لئے مصریون نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ کوئی آدمی مرتا تو اسے اپنے پروہت کو امتحان کے لئے دے دیتے - جب وہ کہہ دیتا کہ ہان ! اسے یقینی موت آگئی ہے - تو اوسکو خوشبودار گوند اور ممی لگاتے - یونانیون کو بھی یہی خوف تھا کہ ہم کسی

[illegible] کی کا شتکار [illegible] روز تھی [illegible] حالیف تھے [illegible] پانی سے [illegible] معلوم ہوجائے۔ بعض آدمی [illegible] مرنے سے پہلے وصیت کرتے ہیں کہ [illegible] کے بعد ہمارا سر کاٹ [illegible] زندہ دفن ہونیکی تکلیف اٹھانے کا ادنیٰ احتمال باقی نہ رہے۔ [illegible] کہ یہ خوف ہی ناحق ہے [illegible] زندہ مردہ سمجھا [illegible] قبر میں دفن [illegible] تو ایسا سیکڑون سے زیادہ [illegible]۔

[illegible] جلد دفن کرنے کا رواج ہے [illegible] کے باعث [illegible] دیکھا گیا کہ کسی [illegible] سے بچے ہوئے زمین پر پڑے [illegible] پھر دن سے چپٹا ہوا ہے [illegible] بعض اوقات ایسی [illegible] قبرون میں دفن ہونے کے بعد زندہ ہوئے ہیں [illegible] سے مر رہے ہوں۔

کبھی قبرون سے ایسی آوازیں بھی سننے میں آئی ہیں کہ جیسے مردہ فریاد کرتا ہو۔ بعض آدمی [illegible] اپنے عزیزان کی صورت دیکھنے کے لئے قبر دوبارہ کھولا ہے تو وہ زندہ نکلے ہیں۔ مسلمانوں کے ہاں دستور ہے کہ جب قبر کو بناتے ہیں تو گھڑا کھول کر کیوڑہ یا گلاب کے شیشے مُردہ پر ڈالتے ہیں۔ اس گڑھا کھولنے میں کبھی یہ دیکھا گیا ہے کہ مردہ کو جسطرح قبر میں لٹایا تھا اسطرح وہ نہیں لیٹا ہے یا تو بیٹھا ہوا ملا ہے یا کسی کروٹ سے پڑا ہوا۔

پارسیون کے ہاں دخمہ کے طاقوں میں مُردی رکھنے کا ایسا اچھا دستور ہے کہ اگر مُردہ میں ذرا بھی جان ہو تو معلوم ہوجاتی ہے پارسیون کا یہ پرانا اعتقاد ہے کہ کتا دار رکھتے ہیں زندہ اور مردہ کے شناخت کرنے کی جیسی جبلی قابلیت ہے ویسی کسی طبیب حاذق میں بھی نہیں ہوسکتی۔ اسلئے جب کوئی آدمی اُن کا مرتا ہے تو گھر پر کتے کو لاتے ہیں۔ اور جب دخمہ پر پہنچتے ہیں تو وہاں بھی کتے کو لاکر دکھاتے ہیں۔ اس رسم کا نام انہوں نے سگ دید رکھا ہے کہتے ہیں کہ اسی [illegible] کتے [illegible] ہونے کی بہت سی مثالیں لکھی ہوئی ہیں۔

ایک کتا اپنے [illegible] کے جنازہ کیساتھ بڑا مضطر اور بیتاب چلا جاتا تھا۔ جب جنازہ قبر کے پاس لایا گیا تو وہ [illegible] تابوت زمین پر گرگیا۔ اور [illegible] تختہ ٹوٹ گیا اور اس صدمہ سے مردہ [illegible] ہوش میں آیا اور معلوم ہوا کہ زندہ ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص مرگیا۔ اسکا کتا اس کی قبر پر جا بیٹھا کئی دفعہ تو اُسے پکڑ کر گھر لےگئے مگر وہ رسی توڑ کر پھر قبر پر چلا گیا اسکے ایک برس بعد گرجے کا صحن بڑھانے کے لئے وہ قبر کھودی گئی تو اس میں ایسی علامتیں پائی گئیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ قبر میں زندہ ہوکر اس مردہ نے کچھ کام یعنے حرکتیں کی تہیں۔

پارسیون کے ہان اس سگ دید کی رسم کے سوا مُردون کو دخمہ کے طاقوں میں رکھدیتے ہیں۔ جنکے گوشت کو گدھ کہاجاتے ہیں اور گدھ کبھی اُس گوشت کو مونہہ نہیں لگاتا جو مردار نہو۔ اس لئے گدھ کا گوشت کہانا اُسکے مرنے پر صادق اور یقینی دلالت کرتا ہے۔

اب ایک اور بات انسان اور حیوان میں روح کے معطل ہونیکی ہے جسکے سبب سے زندہ آدمی کچھ دیر کے لئے مردہ معلوم ہوتا ہے جس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ جسم سے روح باہر نکل کے پھر آئی ہے۔ اوسکو عالم ارواح میں جانا بھی کہتے ہیں۔ اس روح کے باہر جانے کے اکثر حکما قایل نہیں جنکے سبب سے زندہ آدمی مردہ معلوم ہوتے ہیں۔ اور پھر جی جاتے ہیں۔ مگر ان مشاہدات کی وجہہ سے روح کے معطل ہوتے یا اوس کے باہر جانے اور اندر آنے کے کچھہ اور تاویل نہیں جا سکتی تالابون کے خشک ہوجانے سے مچھلیاں بالکل مردہ معلوم ہوتی ہیں اور جب اُن پر پانی ڈالو تو وہ پھر زندہ ہوجاتی ہیں۔ سانپ جاڑے میں ٹھٹھر کر بالکل سوکھہ جاتے ہیں اور ذرا بھی جان اون میں معلوم نہیں ہوتی مگر جب اون کو گرمی پہنچائی جاتی ہے تو وہ لہریں لینے لگتے ہیں۔ مینڈک کیچڑ میں لتھڑ پتھڑ ہو جاتے ہیں اور کیچڑ اون پر خشک ہوکر ایک خول بنجاتی ہے جسکے اندر یہ مینڈک بالکل مردہ ہوجاتے ہیں مگر اوس مٹی کے خول کو اتار کر پانی میں ڈال دو تو وہ ٹرانے لگتے ہیں۔ یہ تو حیوانوں کی مثالیں تہیں اب انسانوں کی سنئے!

ایک جوگی میں یہ کمال تہا کہ جب اوسکو روپیہ دیکر کہتے کہ مرجا تو وہ مرجاتا تہا۔ اُس حالت میں جب سب طرح اسکا امتحان کرکے دیکھتے تہے مگر اُن کی یہی رائے قرار پاتی تہی کہ یہ بیشک مرگیا ہے اور پھر تہوڑی دیر کے بعد زندہ ہوجاتا تہا۔ روح کا معطل کرنا اوس جوگی کے اختیار میں تہا۔ مگر بحال کرنا اوس کے قابو سے باہر تہا۔ گو روح خود بخود دیر میں سویر میں آجاتی تہی۔ ایک دفعہ اوسنے اپنی روح کو معطل کیا۔ پھر وہ کسی طرح بدن میں نہ آئی اور وہ سچ مچ مرہی گیا۔ اور اسی پیشہ میں کہ وہ مُردہ بن کر پھر زندہ ہو اُسکی جان گئی۔

ضعیف آدمیوں اور بچوں میں یہ بات بہت دیکھنے میں آتی ہے کہ روح اون کی معطل ہوجاتی ہے۔ اور پھر بحال ہوجاتی ہے امتداد مرض حیات کا چشمہ خالی اور موت کا عمل مختصر کردیتا ہے۔ غم والم اور تکالیف اور مصائب کی کثرت اور بہت سی بیماریاں موت کو لے آتی ہیں مگر جان کی رمق باقی رہجاتی ہے اور اُن کی موت جو معلوم دیتی ہے۔ وہ ضعف غش اور بیہوشی ہوتی ہے جو روح کو معطل کر دیتی ہے بہ نسبت مردون کے یہ حالت عورتوں پر زیادہ طاری ہوتی ہے بعض بچے ایسے پیدا ہوتے ہیں کہ اُن کی روح معطل معلوم ہوتی ہے اور وہ مردہ معلوم دیتے ہیں مگر پھر کچھہ عرصہ کے بعد روح اُن میں بحال ہوجاتی ہے۔

ولیم ٹب صاحب نے ایک کتاب اسی باب میں لکھی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب میں ہندوستان کی سیر کو گیا۔ تو بابو سنسار چند سین میونسپل سیکرٹری مہاراجہ جے پور ٨۔ مارچ ١٨٩٦ء کو مجھے ایک معزز عالم فقیر کے پاس لیگئے وہ اپنی چوکی پر آلتی پالتی مارے بیٹھا تہا۔ مہاراجہ کے باغ کے پاس اُس کا بڑا دیدہ مکان تہا۔ اس فقیر کے اختیار میں تہا کہ جب چاہے اپنی روح کو جسم سے باہر لے جائے اور لے آئے۔ سیدہا یہ کہو کہ وہ اپنی روح کو معطل کرنا جانتا تہا اور یہ عمل کرکے وہ بالکل مُردہ بنجاتا تہا اور پھر زندہ ہوجاتا تہا۔ دسمبر ١٨٩٥ء میں مُردہ ہونے کی حالت میں ٢٠ دن رہا۔ اُسکا امتحان بہی نہایت نگہبانی اور ہوشیاری سے کیا جاتا تہا۔

ڈاکٹر سیمچند سین چندر سین دہلی نے اور اون کے بہائی سنسار نے اس فقیر کا امتحان اُس حالت میں کیا کہ وہ ایک مکان میں جاڑا بسر کرنے کے لئے بند تہا کچھہ دیر تک اُسکی نبض آہستہ آہستہ چلی اور پھر موقوف ہوگئی اور انہوں نے وہ آلہ اسکے دل پر لگایا جس سے دل کی حرکت دریافت کرتے ہیں تو اسکے دل میں ذرا بہی حرکت محسوس نہیں ہوئی۔ فقیر کو سفید کفن پہنایا گیا اور زمین کے اندر ایک تہ خانہ چھہ فٹ لمبا چھہ فٹ گول کھودا گیا اور سیمنٹ اور گارے سے چنکر فقیر کو اُسمیں اُتار دیا اور دروازہ اُسکا بند کردیا اور قفل کرکے قفل پر ڈاکٹر سیمچند سین نے اپنی مہر لگادی اور رائے ادہنالال مجسٹریٹ شہر کے وہاں اپنا چوکی پہرہ بٹھا دیا۔ ... روز کے بعد مدفن کھولا گیا تہا البتہ مُردنی اُسپر چہائی ہوئی تہی۔ اعضا اکڑ اور ٹھٹھر گئے تہے اور وہ مدفن سے باہر نکالا گیا تو اوس کی منہہ پر شہد اور دودہ اور جسم پر روغن ملا گیا شام کو زندگی کے آثار معلوم ہوئے اور فقیر کو دودہ کا ایک چمچہ پلایا گیا۔ دوسرے دن دال کا پانی اور تیسرے دن کے بعد وہ دودہ روٹی کہانے لگا جو اُسکی معمولی غذا تہی۔

اُس فقیر کی یہ باتیں دہلی اور جے پور میں مشہور ہیں یہ فقیر سنسکرت کا بڑا پنڈت تہا اور ہندو جو علم اور مذہب کا شوق رکھتے تہے وہ اسکے چیلے ہوتے چلے جاتے تہے اُسکی دانشمندی اور عقلمندی ظاہر تہی اس نے کبھی کسی سے روپیہ طلب نہیں کیا۔ دولت کے ذکر سے اوسے نفرت تہی۔

١١ مئی ١٨٥٠ء کے میڈیکل ٹائمز میں مسٹر بریڈ کا ایک مراسلہ چہپا ہے وہ لکھتے ہیں کہ میں نے اس باب میں شہادت کی جمع کرنیمیں کوئی موقع ہاتھہ سے نہیں دیا کیونکہ اس قسم کے کارہائے عظیم میں بہت سی شعبدہ بازیاں اور دہب بندیاں اور ملاوٹیں ہوتی ہیں۔ مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ بعض حالتیں بالکل بے لاگ بھی ہوتی ہیں۔ اہل سائینس کو چاہئے کہ اس مشکل کام کو یقین ہی کرلیں۔ پھر وہ اُن دو نوشتوں کا ذکر کرتے ہیں جنہیں لوگوں نے اپنے چشمدید واقعات لکھے ہیں جنکو وہ پہلی شہادت کیساتھہ ملا کر کہتے ہیں کہ زندہ کا مردہ بنکے دفن ہونا۔ اور پھر زندہ نکلنا ایک ایسا واقعی امر ثابت ہوتا ہے کہ جس میں شعبدہ بازی اور دہوکا دہی اور لاگ کو ہرگز دخل نہیں اوس کی ایک مثال یہی ہے کہ ایک فقیر چہہ ہفتہ تک زمین کے اندر دفن رہا وہ کہانے پینے ہی سے محروم نہیں رہا بلکہ ہوا اور روشنی سے بہی۔ جب وہ زمین کے اندر سے نکالا گیا تو اوس کے بازو اور ٹانگیں کانپتے تہے۔ اور ٹھٹھر اور اکڑ گئے تہے لیکن اس کا چہرہ صاف تہا اور نبض نہیں چلتی تہی تین برس تک میں ایک جنرل کی مصاحبت میں رہا وہ نہایت عقلمند اور معزز تہا۔ مدت سے ہندوستان میں ملازم تہا اس نے ایک حالت خود دیکھی تہی کہ ایک فقیر کئی فٹ نیچے زمین میں دفن رہا اور اسکی نگرانی کے واسطے پہرہ چوکی بڑی احتیاط سے مقرر کیا گیا کہ اسکے ساتھہ کوئی آمد و رفت نہ رکھہ سکے اور مزید احتیاط کے لئے اسکے مدفن پر اناج بو دیا گیا۔ جو اُگ کر بڑھ بہی گیا تہا سوہ ۴۲ دن تک اسی طرح دفن رہا اس عرصہ میں وقتاً فوقتاً جنرل صاحب نے خود جاکر دیکھا کہ اناج بدستور بڑھتا چلا آتا ہے۔ جب وہ زمین سے نکالا گیا تو اسوقت بہی جنرل صاحب موجود تہے انہوں نے فقیر سے سوال و جواب بہی کئے اور کہا کہ مجھے اس میں شعبدہ بازی کا شبہ ہوتا ہے تو فقیر نے کہا کہ اب مجھے دبوائیے اور خود امتحان کر لیجئے۔ تو پھر جنرل صاحب نے خود اپنے باغ میں امتحان کیا۔ فقیر اُتنے ہی دن زمین میں دفن رہا جتنے دن پہلے رہ چکا تہا۔ اور اُن کو پھر اس واقعہ میں کوئی شبہ نہ رہا ایسے واقعات کی اور شہادتوں کا بہی اضافہ ہو سکتا ہے۔ سر کلاڈ ویڈ صاحب جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دربار میں لاہور کے پولیٹکل ایجنٹ تہے انکی زبانی مسٹر بریڈ کو یہ اطلاع ہوئی کہ میں اس بات کو کہ آدمی زمین میں زندہ دفن ہوکے پھر ایک مدت کے بعد زندہ نکلتا ہے بالکل خلاف عقل جانتا ہوں وہ ہماری فزیالوجی یعنے علم الاعضا کے برخلاف تہی لیکن میں نے اس کے برعکس ایسا ظاہر ثبوت اسکا دیکھا ہے کہ اس کے واقعی ہونے میں مجھے ذرا شبہ نہیں رہا۔ ویڈ صاحب نہایت معزز اور شریف آدمی تہے انہوں نے رنجیت سنگھ کے دربار میں ایک فقیر کو زمین میں دفن ہوتے ہوئے دیکھا تہا اور اسکی تحقیقات میں اپنی بڑی مشقت شاقہ کو

ایسے ہوتے ہیں کہ مریض میں ہو [illegible] علامتیں [illegible] بہر بہی اسمیں جان رہتی ہے۔ ایسی صورت مرگ اتفاقی میں ہیضہ میں چیچک میں [illegible] زیادہ واقع ہوجاتی ہے [illegible] میں موت کی علامات مقررہ [illegible] کیونکہ یقینی موت کا [illegible] جلدی سے دفن کرادیا جاتا ہے۔ بلکہ انتظار کرنا [illegible] منتفن نہ ہو بہی صرف ایک علامت یقینی موت کی ہے بہتر ہے کہ [illegible] پہلے سے کوئی مردہ بدن سڑ کر متعفن ہونے کا نہ ہو۔ (باقی) راقم ذکاءاللہ

www.aaiil.org

کرنے والے ٹھیرے۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) انہیں میں سے تھے وہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) جنکی بابت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر کی قدر و منزلت اللہ تعالے کے نزدیک اس بات سے ہے جو اسکے دل میں ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں مکہ والوں میں سے تھے۔ حضرت عمرؓ بڑے بھاری مخالف تھے یہانتک کہ ایک مرتبہ مشورہ قتل میں بھی شریک اور قتل کے لئے مقرر ہوئے لیکن آخر خدا تعالے نے ان کو وہ جوش اظہار اسلام کا دیا کہ غیر قومیں بھی ان کی تعریف کرتیں اور ان کا نام عزت سے لیتے ہیں۔

غرض

ہمکو وہ مشکلات پیش نہیں آئے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پیش آئے باوجود اسکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے جبتک پورے کامیاب نہیں ہو گئے اور آپنے اذا جاء نصر اللہ والفتح و رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ دیکھ نہیں لیا۔

آج ہمارے مخالف بھی ہر طرح کی کوشش ہمارے برباد کرنے کی کرتے ہیں مگر خدا کا شکر ہے کہ وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکے اور انہوں نے دیکھ لیا ہے جسقدر مخالفت اس سلسلہ کی انہوں نے کی ہے اسی قدر ناکامی اور نامرادی انکے شامل حال رہی ہے اور اللہ تعالے نے اس سلسلہ کو بڑھایا ہے یہ تو خیال کرتے اور رائے لگاتے ہیں کہ یہ شخص مرجاویگا اور جماعت متفرق ہو جاوے گی۔ یہ فرقہ بھی دوسرے فرقہ برہموؤں وغیرہ کیطرح ہے کہ جن میں کوئی کشش نہیں ہے اسلئے اسکے ساتھ ہی اسکا خاتمہ ہو جاویگا۔ مگر وہ نہیں جانتے کہ خدا تعالے نے خود ارادہ فرمایا ہے کہ اس سلسلہ کو قایم کرے اور اسے ترقی دے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فرقے نہ تھے۔ اسوقت انکے مخالف بھی یہی سمجھتے ہوں گے کہ بس اب ان کا خاتمہ ہے لیکن خدا نے ان کو کیسا نشو و نما دیا۔ اور پھیلایا۔ انکو سوچنا چاہیئے کہ اگر کوئی فرقہ تھوڑی سی ترقی کر کے رک جاتا ہے تو کیا ایسے فرقوں کی نظیر موجود نہیں جو عالم پر محیط ہو جاتے ہیں۔ اسلئے اللہ تعالے کے ارادوں پر نظر کر کے حکم کرنا چاہیئے۔ جو لوگ رہ گئے اور ان کی ترقی رک گئی انکی نسبت ہم یہی کہیں گے کہ وہ اس کی نظر میں مقبول نہ تھے وہ اس کی نہیں بلکہ اپنی پرستش چاہتے تھے۔ مگر میں ایسے لوگوں کو نظیر میں پیش کرتا ہوں جو اپنے وجود سے جل جاویں اور اللہ تعالے ہی کی عظمت اور جلال کے خواہشمند ہوں اسکی راہ میں ہر دکھ اور موت کے اختیار کرنیکو

اما دہ ہوں پھر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالے انہیں تباہ کر دے؟ کون ہے جو اپنے گھر کو خود تباہ کر دے؟ انکا سلسلہ خدا کا سلسلہ ہوتا ہے اسلئے وہ خود اسے ترقی دیتا ہے اور اس کے نشو و نما کا باعث ٹھیرتا ہے۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر دنیا میں ہوئے ہیں کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ انہیں سے کون تباہ ہوا؟ ایک ہی نہیں اور بہتر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مجموعی طور پر دیکھ لو کیونکہ آپ جامع کمالات تھے۔ ساری قوم آپ کی دشمن ہو گئی اور آپ کے قتل کے منصوبے کئے مگر آپ کی اللہ تعالے نے وہ تائید کی جسکی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔

ایک دفعہ اوایل دعوت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ساری قوم کو بلایا یہ ابوجہل وغیرہ سب انہیں شامل تھے۔ (یہاں حضرت اقدس نے وہ سارا واقعہ بیان فرمایا جسکو حالی نے نظم کیا ہے ہم نے مناسب موقع کے لحاظ سے وہ شعر یہاں درج کر دئے ہیں ایڈیٹر)

اشعار

وہ فخر عرب زیب محراب و منبر — تمام اہل مکہ کو ہمراہ لیکر
گیا ایک دن حسب فرمان داور — سوئے دشت اور چڑھ کے کوہ صفا پر

یہ فرمایا سب سے کہ اے آل غالب
سمجھتے ہو تم مجھکو صادق کہ کاذب

کہا سب نے قول آجتک کوئی تیرا — کبھی ہم نے جھوٹا سنا اور نہ دیکھا
کہا گر سمجھتے ہو تم مجھکو ایسا — تو باور کرو گے اگر میں کہونگا

کہ فوج گران پشت کوہ صفا پر
پڑی ہے کہ لوٹے تمہیں گھات پا کر

کہا تیری ہر بات کا یہاں یقین ہے — کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امین ہے
کہا گر مری بات یہ دلنشین ہے — تو سن لو خلاف اسمیں اصلا نہیں ہے

کہ سب قافلہ یہاں سے ہے جانے والا
ڈرو اس سے جو وقت ہے آنے والا

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی — عرب کی زمین جسنے ساری ہلادی
نئی اک لگن دل میں سبکے لگادی — اک آواز میں سوتی بستی جگادی

پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے
کہ گونج اوٹھے دشت و جبل نام حق سے

اہل مجمع نے سمجھا تھا کہ یہ مجمع بھی کسی دنیوی مشورہ کے لئے ہوگا لیکن جب ان کو اللہ تعالے کے آنے والے عذاب سے ڈرایا گیا تو ابوجہل بول اٹھا۔ تبت لک سائر الیوم الھذا جمعتنا

غرض باوجود اسکے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ صادق اور امین سمجھتے تھے مگر اس موقع پر انہوں نے خطرناک مخالفت کی اور ایک آگ مخالفت کی بھڑک اٹھی۔ لیکن آخر آپ کامیاب ہو گئے اور آپ کے مخالف سب نیست و نابود ہو گئے۔

فرمایا لوگ چاہتے ہیں کہ ترقی ہو مگر وہ نہیں جانتے کہ ترقی کسطرح ہوا کرتی ہے۔ دنیاداران نے تو یہی سمجھ لیا ہے کہ یورپ کی تقلید سے ترقی ہوگی مگر میں کہتا ہوں کہ ترقی ہمیشہ راستبازی سے ہوا کرتی ہے اسکے لئے اللہ تعالے نے نمونہ رکھا ہوا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی جماعت کا نمونہ دیکھو۔ ترقی اسیطرح ہوگی جیسے پہلے ہوئی تھی۔ اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ پہلے جو ترقی ہوئی وہ صلاح اور تقوے اور راستبازی سے ہوئی تھی وہ اللہ تعالے کی رضا کے جویا ہوئے اور اس کے احکام کے تابع ہوئے۔ اب بھی جب ترقی ہوگی اسی طرح ہوگی۔

سید احمد خان قومی قومی کہتے تھے مگر افسوس ہے کہ وہ ایک بیٹے کی بھی اصلاح نکر سکے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دعویٰ کرنا اور چیز ہے اور اس دعویٰ کی صداقت کو دکھانا اور بات اصل یہی ہے جو کچھ اللہ تعالے نے قرآن شریف میں سکھایا ہے جبتک مسلمان قرآن شریف کے پورے متبع اور پابند نہیں ہوتے وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتے۔ جسقدر وہ قرآن شریف سے دور جاتے ہیں اسیقدر وہ ترقی کے مدارج اور راہوں سے دور جا رہے ہیں۔

قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے

اللہ تعالے نے تجارت زراعت اور ذرائع معاش سے جو حلال ہوں منع نہیں کیا مگر ہاں اس کو مقصود بالذات قرار نہ دیا جاوے بلکہ اسکو بطور خادم دین رکھنا چاہیئے۔ زکوٰۃ سے بھی یہی منشاء ہے کہ وہ مال خادم دین ہو۔

خوب یاد رکھو کہ اصل طریق ترقی کا یہی ہے جبتک قوم اللہ تعالے کے لئے قدم نہیں اٹھاتی اور اپنے دلوں کو پاک و صاف نہیں کرتی کبھی ممکن نہیں کہ یہ قوم ترقی کر سکے یہ خیال محض غلط ہے کہ صرف انگریزی پڑھنے اور انگریزی لباس پہنے اور شراب پینے اور فسق و فجور میں مبتلا ہونے سے ترقی ہو سکتی ہے یہ تو ہلاک کرنے کی راہ ہے نوح علیہ السلام کے زمانہ میں جو قوم رہتی تھی کیا وہ معاش اور آسایش کے سامان نرکھتے تھے؟ کیا وہ انگریزی ہی پڑھے ہوئے تھے؟ اسی طرح لوط علیہ السلام کے زمانہ میں بھی معاش کے ذریعے تھے۔ اسطرح اس زمانہ میں بھی معاش کے بعض ذریعے ہیں جنہیں سے ایک یہ زبان بھی ہے جو معاش کا ذریعہ سمجھی گئی ہے۔ لیکن وہ زبان جو خدا کی زبان ہے اسے اللہ تعالے نے علم و معرفت کی کنجی بنایا ہے جب انسان تعصب سے پاک ہو کر تدبر سے قرآن شریف کو دیکھے گا اور اعراض صوری اور معنوی کا پتہ پا لیگا بلکہ دعاؤں میں لگا رہیگا تب ترقی ہوگی۔

یہ لوگ جو قومی ترقی قومی ترقی کا شور مچا رہے ہیں میں ان کی آوازوں کو سن کر حیران ہوا کرتا ہوں کہ شاید انکو مرنا ہی بھولا ہوا ہے اور ناپائدار زندگی کو انہوں نے مقدم کر لیا ہے یہ چاہتے ہیں کہ یورپ جیسے امیر کبیر بن جاویں۔ ہم منع نہیں کرتے کہ حد مناسب تک کوئی کوشش نکرے مگر افراط تو مذموم امر ہے نہوس ان ترقی چاہنے والوں کے نزدیک عملی طور پر ہر ایک بدی حلال ہے یہانتک کہ زنا بھی۔ جیسا کہ یورپ کا عملی طرز بتا رہا ہے۔ اگر یہی ترقی ہے تو پھر ہلاکت کیا ہوگی؟ پس تم اپنی نیتوں کو صاف کرو۔ اللہ تعالے کو رضامند کرو۔ دعاؤں میں لگے رہو اور دین کی اشاعت کے لئے دعا کرو پھر منع نہیں ہے کہ خدا تعالے نے جس قسم کی استعداد اور مناسبت معاش کے لئے دی ہے اس سے کام لو۔ زراعت ہو یا ملازمت یا تجارت کرو مگر یہ نہیں کہ اس کو مقصود بالذات سمجھکر دل اس سے لگا لو۔ بلکہ دل اس سے ہمیشہ اداس رکھو اور اسے ایک ابتلا سمجھو اور دعا کرتے رہو کہ خدا تعالے وہ زمانہ لاوے کہ فراغت کا زمانہ یاد الہی کے لئے میسر آوے۔ میری غرض اور تعلیم تو یہ ہے جو اسپر مخالفت کرے اسکا اختیار ہے ہنسی کرے اختیار ہے مگر حق یہی ہے۔

جو لوگ آزاد مشرب ہیں وہ ایسی باتوں پر سخت ہنسی کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ لوگ اطفال کے درجہ پر ہیں اور ہمیں تیرہ سو برس پیچھے لے جاتے ہیں۔ مگر جن میں تقوے ہو۔ اور موت کو یاد رکھتے ہیں وہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ان دونوں میں سے حق پر کون ہے؟

میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ جب تک صحت ہے اسوقت تک یہ لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں لیکن جب ذرا مبتلا ہوتے ہیں تو ہوش میں آجاتے ہیں۔ نیچری مذہب کے لئے اسیقدر مستحکم ہوگا جسقدر دنیوی آسایش و آرام میسر ہوگا۔ جسقدر مصائب ہونگے ڈھیلا ہوتا جائیگا۔ جو شخص دنیوی وجاہت اور عہدہ پاتا ہے اور قوم میں ایک عزت دیکھتا ہے وہ کیا سمجھ سکتا ہے کہ دین کیا چیز ہے۔؟

جو گروہ نمازوں میں تخفیف کرنی چاہتا ہے اور روزوں کو اڑانا چاہتا ہے اور قرآن شریف کی ترمیم کرنے کا خواہشمند ہے اگر اسے ترقی ہو تو تم سمجھ لو کہ انجام کیا ہو؟

(اسکے ضمن میں آپ نے نواب محمد حیات خان مرحوم کا ذکر کیا کہ اللہ تعالے نے کس طرح پر قبل از وقت مجھے اس کی بحالی کی اطلاع دی جسکی میں نے اسکو بھی خبر دیدی تھی۔ لیکن جب بحال ہو گیا تو پھر وہ ساری باتیں جو معطلی کے زمانہ میں تھیں بھول گئیں۔

حوادث روزگار کی خبریں

۸ ستمبر کی صبح اٹلی میں شمالی ہندوستان میں ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح سے بہت کچھ مشابہت رکھتی ہے کیونکہ اس تاریخ اٹلی میں سخت زلزلہ سے جان و مال کا بھاری نقصان ہوا۔ خاص کالبتریا میں ۷۴۳ جانیں مکانات گرنے سے دب کر ضائع ہوئیں۔ اسکے ارد گرد کے قریباً بارہ دیہات کو نقصان پہنچا۔ اور پنیرو۔ مونٹیس اور مارٹی رینو قصبے بالکل تباہ ہو گئے۔ مارٹی رینو میں جانوں کے نقصان کی تعداد دو ہزار ہے۔ مقام پارگلی سے تین سو اور جاپلو سے دو سو لاشیں ملیں۔ صدمہ سے سارا علاقہ ویرانہ معلوم ہوتا ہے۔ ملک کی حالت ایک وسیع قبرستان کے مشابہ بتائی گئی ہے۔ لاشیں عفونت پھیلا رہی ہیں۔ شوریدہ سرابادی نے سامان اعانت کی ٹرین کو گھیر لیا اور شور اعانت مچانا شروع کیا۔ میلوں تک زمین میں شگاف ہو چکے ہیں۔

ماہ رواں کی پیشینگوئی:۔ ولایت کے ایک مشہور منجم نے ماہ ستمبر کے واسطے مندرجہ ذیل پیشین گوئیاں کی ہیں۔ دیکھئے ان میں سے کون کون درست ثابت ہوتی ہیں۔ (۱) فرانس میں کسی بات پر سخت جھگڑا ہوگا۔ (۲) روس کی خواتین پر بہت ظلم ہوگا۔ (۳) ۲۴ اور ۲۶ ستمبر کو زلزلہ آئیگا۔ (۴) ٹرکی میں گڑبڑ مچیگا۔ (۵) جس شخص کی سالگرہ کا دن ۲۴ ستمبر ہوگا اس کے خاندان کو مصیبتوں کا سامنا ہوگا (۶) جس عورت کی سالگرہ ۲۲ کو ہوگی وہ ضرور بدچلن ثابت ہوگی۔ (۷) زار روس کے خلاف شرمناک سازشیں کی جائینگی جنکے ذریعہ قتل کرنے کی کوشش کی جاوے گی۔ کیا واہیات ڈھکوسلے ہیں +

زلزلہ زدگان اٹلی:۔ اٹلی کے زلزلہ زدہ علاقہ میں مصیبت زدوں کے لئے جھونپڑیاں بنائی جا رہی ہیں۔ اور دیگر امدادی کام بھی سرگرمی سے ہو رہے ہیں۔

کوہی علاقہ کے دور دراز مقامات پر امداد کے پہنچانے اور مزدوروں کی قلت سے سخت تکلیف پیش آ رہی ہے۔

اٹلی میں ایک اور زلزلہ۔ گذشتہ ہفتہ اٹلی میں سخت زلزلہ آنے کی خبر ہدیہ ناظرین ہو چکی ہے۔ ۱۴ ستمبر کو لندن سے خبر ملی کہ وہاں ۱۲ ار کو ۹ بجے شام اور ۲ بجے ۱۳ ار کی صبح کو پھر زلزلہ آیا جس سے بہت کچھ نقصان ہوا۔ وہ لوگ جو پہلے زلزلہ سے پریشان ہو رہے تھے گھبرا اٹھے ہیں سخت بے چینی پھیلی ہوئی ہے

ملکہ اٹلی نے ۲ ہزار پونڈ غربا اور مصیبت زدگان میں تقسیم کرنے کے لئے مرحمت کئے ہیں۔ اسی طرح کنگ وکٹر ایمنو ایل نے بھی ۴ ہزار پونڈ عنایت فرمائے۔

برہم پتر میں طوفان۔ امسال دریائے برہم پتر میں نہایت خوفناک طوفان آ رہے ہیں۔ بنگال کے مقامات میمن سنگھ۔ جمالپور وغیرہ بالخصوص اس طغیانی کے شکار ہوئے ہیں۔ دھان وغیرہ کی فصل بالکل ڈوب گئی ہے جسکا سرسبز ہونا غیر ممکن ہو گیا ہے۔ غربا و مساکین لوگ سخت پریشان اور مایوسی کی حالت میں زندگی کے دن پورے کر رہے ہیں۔ مکانوں میں رہنے کا ٹھکانا نہیں بیچارے ناؤمیں یا بانسوں کے پاڑ باندھکر رہتے ہیں۔ مال و اسباب کی فکر تو درکنار۔ جانوں کے لالے پڑے ہیں۔ جانوروں کے لئے چارہ میسر نہیں آتا۔ بعض غریب ایک وقت بمشکل کھانا پاتے ہیں۔ اس دریا میں سینکڑوں برسوں سے اس قسم کے قیامت آمیز طوفان نہ آتے تھے۔ مگر امسال گردش زمانہ نے یہ بھی رنگ دکھلا دیا۔ خدا جانے اہل ہند پر کیوں اسقدر آفتیں آ رہی ہیں کہ ایک پل چین سے نہیں گذرتا کہیں طاعون ہے کہیں خشک سالی ہے کہیں ہیضہ ہے۔ کہیں زلزلہ ہے بہر حال ہر ایک صوبہ کسی نہ کسی مشکل میں پھنسا ہے۔

سری نگر کشمیر میں بارانی طوفان کی خبر ہے بارش لگاتار ۴۲ گھنٹہ تک اس زور سے ہوتی رہی کہ تمام جھیل تھل ایک ہو رہے تھے۔ یہاں کی انگریزی بستی بالکل تہ آب ہے۔ امیر اکدل کے پل کے ارد گرد پانی ہی پانی پھیل رہا ہے۔ پوسٹ آفس نا ؤ میں اور اکثر یورپین لوگ بھی مکانات چھوڑ کر ڈونگوں میں بود و باش رکھتے ہیں ۱۹۰۳ء کا طوفان بہت سخت تھا۔ اس کی نسبت پانی کا چڑھاؤ صرف ڈیڑھ فٹ کے کم تھا۔ دریا اسوقت سمندر سے باتیں کرتا ہے۔ سڑک کشمیر پر جابجا ٹیلے آ پڑے اس باعث آمد و رفت بہت دقت طلب ہے۔ سری نگر سے بیکرہ میل تک تمام سڑک پانی میں ڈوبی پڑی ہے۔ اس طوفان کے کارن غریبوں کے لئے مصیبت پر مصیبت ہے۔ خدا رحم کرے۔

جہلم۔ دریائے جہلم ۱۲ ستمبر کو سخت طغیانی پر تھا۔ لکڑی کے بہت سے گودام بہہ گئے۔ تیز پانی نے ۳ سری سلیپر اور ۴ فی ٹھیکیدار سینکڑوں ٹھے اور سلیپر نکال لئے۔ کشمیر سے بھی سیلاب کی خبر آئی ہے۔ ۱۴ کو رات بھر ترشح ہوتا رہا۔ اور آسمان پر ابر غلیظ چھایا ہوا تھا۔

کوہ مری:۔ ۱۱ ستمبر کو ۸ بجے صبح سے بارش شروع ہوئی اور ۳۰ گھنٹے میں ۱۵ انچ پانی برسا۔ فوجی لوگ خیموں میں ہیں جنکے اندر بھی پانی بھرا ہوا ہے اسلئے میزوں پر بستر لگا رکھے ہیں۔ اگر بارش جلد نہ تھمی تو بخار اور زکام کا چرچا ہوگا۔

مزید زلزلے۔ کوسنزا (کلابریا) میں ۱۲ ستمبر کو ۸ بجے شب کے زلزلہ کے تین تازہ جھٹکے اور دو ۱۳ کی صبح کو محسوس ہوئے۔ جن سے مزید نقصان واقع ہوا۔ لوگوں میں عام اضطراب پھیل رہا ہے۔

نقصان اور مصیبت۔ حال کی سیلاب سے بسین ہنزدا ریلوے (برہما) کو جو نقصان پہنچا تھا وہ اندازہ سے بہت زیادہ ہے۔ دو ماہ سے پیشتر آمد و رفت نہ ہو سکے گی۔ مزید بارش سے جو طغیانی ہوئی ہے اس سے رہی سہی فصلیں بھی غارت ہو جائیں گی۔ سیلاب زدہ رقبہ پر حکام نقصان کا اندازہ کر رہے ہیں۔

سیلاب:۔ بہار کے سیلاب سے عام مصیبت طاری ہے سڑکیں اور کھیت ایک مہینے سے زیر آب ہیں ہزاروں مکانات گر پڑے کاشتکاروں کی حالت قابل رحم ہے۔

بارہ مولا۔ آتشزدگی سے تباہ ہو گیا۔ خواجہ صمد جو صاحب رئیس اعظم بارہ مولہ کے بہت سے مکانات جل گئے اور سب سے زیادہ خواجہ امیرہ جو صاحب تحصیلدار جاگیر راجہ امر سنگھ صاحب کا نقصان ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ۱۵ ہزار کے نوٹ اور ۲۵ ہزار کا کرایانہ اور ۱۰ ہزار کی مالیت کے مکان جل گئے۔ گویا خواجہ امیر جو صاحب کا ۵۰ ہزار روپیہ کا نقصان ہوا۔ یہاں علاوہ مسلمانوں کے ہندوؤں کا بھی لاکھوں تک نقصان کا اندازہ کیا جاتا ہے اور بالکل تباہ ہو گئے ہیں کل مکانات (۱۷۰) جل گئے۔ علاوہ چھوٹے چھوٹے مکانوں کے یہ آتشزدگی ایک قہر الہی کا نمونہ تھی بارہ مولہ کا وہ درمیانی حصہ جس سے بارہ مولہ کی رونق تھی ایک سنسان اور بھیانک سین دکھلا رہا ہے۔ وہ غریب لوگ جن کی استعداد بہت کم ہے میدان میں گریہ و زاری کر رہے ہیں۔ امید کہ راجہ صاحب بہادر ان کے حال پر رحم فرما کر فوری امداد سے ان کی دستگیری فرمائیں گے۔ اور رحم دل مہاراجہ صاحب بہادر دام اقبالہ کی خدمت میں مفصل حالات بیان فرما کر معقول امداد کا بندوبست فرمائیں گے۔

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہیں ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو کہ اس کا مال و اسباب محفوظ رہے؟

حفاظت مال و اسباب کیلئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائیں جنکا ریولو ایڈیٹر الحکم نے بھی کہا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی اور خوبصورتی کیوجہ سے سرحد پر بھی جاتے ہیں لکڑی کے صندوقوں کے مقابلہ میں یہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پھلکے اور بہت زیادہ مضبوط اور پائیدار۔ نہ دیمک کا خطرہ اور نہ آگ کا اندیشہ سفر میں ہر طرح سے آسانی کے ساتھ اسباب بندکر کے لیجا سکتے ہیں چونکہ یہ احمدی بھائی کا کارخانہ ہے اسلئے آپ اس میں کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ نہ پائیں گے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجھ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکوں کی تجارت کرتے ہیں وہ اگر منگائینگے تو ان کے ساتھ خاص رعایت بھی کیجائے گی۔ مفصل فہرست درخواست کر کے کارخانہ سے منگوالو درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوے سٹیشن کا پتہ ضرور لکھو بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجاوے گی تمام درخواستیں بنام مستری محمد الدین احمدی مالک کارخانہ

آخیر ستمبر ۱۹۰۵ء تک نصف قیمت

ریسٹ واچ۔ یہ گھڑی کلائی پر باندھی جاتی ہے اسکا ڈائل خالص چینی کا ہے جیب میں بھی لگ سکتی ہے۔ دیکھنے میں ۲۵ روپیہ کی معلوم ہوتی ہے۔ ہزارہا فروخت ہو چکی ہیں قیمت مع تسمہ للعہ/۱۲ علاوہ محصول۔

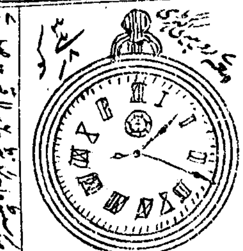

بال اڑانیکا پوڈر واقعی بینظیر ہے اسکے استعمال سے بال اڑ جاتے ہیں اور کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوتی قیمت فی بکس ۸ ر علاوہ محصول

ترکی ٹوپیاں۔ عنابی سرخ سیاہی مائل ہر قسم کی موجود ہیں۔ قیمت عہ علاوہ محصول۔ سر کا ناپ ضرور تحریر کریں۔

ملنے کا پتہ

منیجر دی حمیدیہ ٹریڈنگ کمپنی لاہور

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

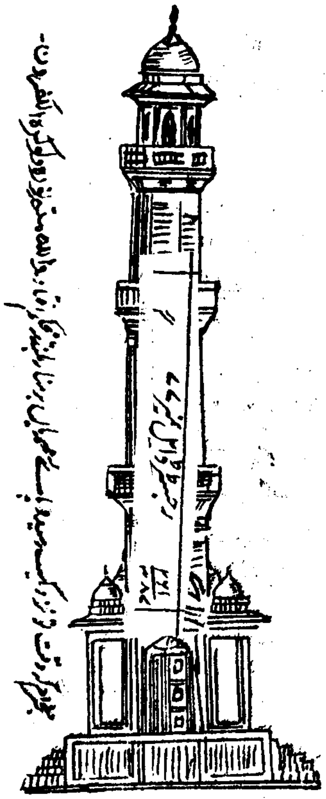

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

انّی اٰوی القریۃ

الحکم

چو گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ {(۱) عوام سے ۳ / ۸ - (۲) خواص و معاونین سے ۵ (۳) ہندوستان سے باہر ۶ (۴) غیر مذہب والوں سے ۳ / ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۲ / ۱۲

نمبر ۳۵ | قادیاں دار الاماں مورخہ ۱۰ / اکتوبر سنہ ۱۹۰۵ء مطابق ۱۰ / شعبان سنہ ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

(۱) تازہ الہامات وکشوف۔ صفحہ اول
(۲) ... صفحہ ۱۔ تبلیغ الحق ص ۲
(۳) گذارش بحضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ص ۳
تصویر والے کارڈوں کی ممانعت ص ۳
(۵) کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان ص ۳
(۶) ڈائری صفحہ ۴ تا ۱۲
(۷) متفرق مضامین۔ صفحہ ۱۲
(۸) دار الامان کا ہفتہ صفحہ ۱۲
اشتہارات صفحہ ۱۳ و ۱۴

تازہ الہامات وکشوف

یکم اکتوبر سنہ ۱۹۰۵ء: کسی شخص نے ہمارے ہاتھ پر سوفٹ رکھدی ہے۔

۲ / اکتوبر سنہ ۱۹۰۵ء۔ دیکھا: ایک مکان ہے اس کے چڑھنے کے لئے ایک زینہ لگا ہوا ہے جو لوہے کا ہے اور تختے پاؤں رکھنے کے بھی ہیں اوپر ایک دروازہ ہے۔ میں اس زینہ پر چڑھتا ہوں۔ مگر چڑھ نہیں سکتا اتنے میں اوپر سے کسی نے دروازہ بند کر دیا اور کہا کہ دوسرے راستہ سے آؤ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ راستہ تو نزدیک ہے اور فوراً پہونچ سکتے ہیں مگر دوسرا راستہ اور ہے کوئی دو تین سو گز کا فاصلہ ہے پس ہم اس دوسرے راستہ سے جانے لگے تو دیکھا کہ میں ایک مشکی گھوڑے پر سوار ہوں اور آگے آگے ایک خدمتگار ہے جس کا نام غفار ہے اور ایک اور سوار بھی ساتھ ہے جو آگے آگے چلتا ہے میں غفار کو کہتا ہوں کہ آگے مت نکل ہمارے ساتھ ساتھ چل تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ آنکھ کھل گئی۔

۵ / اکتوبر سنہ ۱۹۰۵ء۔ ربنا توسعند ان عالیجناب

۷ / اکتوبر سنہ ۱۹۰۵ء۔ بوقت صبح پیش از نماز فجر میں نے دیکھا کہ میں گورداسپور سے آیا ہوں۔ اور ایک مضبوط گوٹ (گھوڑا) گگے رنگ پر سوار ہوں۔ گھوڑے پر ہی نماز پڑھی ہے اور اور سجدہ بھی کیا ہے مجھے خیال آیا کہ جب میں گورداسپور گیا تھا تو اپنے بھائی غلام قادر کو سخت بیمار چھوڑ گیا تھا۔ اور ان کے بچنے کی امید نہ تھی معلوم نہیں اس کا اب کیا حال ہے۔ گھر کے پاس کوچہ میں میراں بخش حجام ملا۔ وہ بڑی خوش خوش باتیں کرتا تھا۔ اس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ اب تندرست ہوں گے۔

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

۷ / اکتوبر سنہ ۱۹۰۵ء۔ بوقت صبح پیش از نماز فجر ایک عورت قریباً تیس برس عمر فوت ہوگئی (چنانچہ اس روز تابی ملازمہ حضرت اقدس کی پوتی جو عمر تیس سال تھی۔ بچہ جننے کے بعد بعارضہ کزاز (یعنی ٹٹنس) فوت ہوگئی

۱۰ / اکتوبر۔ خواب میں دیکھا کہ کسی جگہ ہوں اور رفع حاجت کے لئے ایک جگہ صاف کرانی چاہتا ہوں بہت سے آدمی بیٹھے ہوئے ہیں میں نے شادیخاں کو بلانا چاہا۔ مجھے یہ خیال ہے کہ اتنے آدمیوں میں اسے کسطرح شناخت کروں۔ اس پر میں نے آواز دی تو شادیخاں کھڑا ہو گیا۔ اس کے ساتھ الہام ہوا۔

اذ کففت عن بنی اسرائیل یعنے جب میں نے بنی اسرائیل کو دشمنوں کے شر سے بچا لیا۔

یاد رفتگان

اپنے دینی بھائیوں اور دوستوں کی خدمت میں ایک درخواست

آپ میں سے اکثر صاحبان کو یاد ہوگا کہ عرصہ چار پانچ سال کا ہوا ہے کہ میں نے اپنے عزیز بھائی مرزا ایوب بیگ مرحوم کی سوانح شایع کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر کچھ اپنی سستی کی وجہ سے اور کچھ قلت فرصت سے میں اس کار خیر سے عہدہ برآ نہیں ہو سکا۔ آجکل میں تین ماہ کی رخصت پر دار الاماں میں مقیم ہوں۔ اور میرا ارادہ ہے کہ اس مبارک بھائی کی سیرت کو اس رخصت کے ایام میں تکمیل تک پہونچاؤں۔ اب قریب ۴۴ صفحہ کے یہ کتاب چھپ چکی ہے۔ اس لئے میں سب صاحبان کی خدمت میں اطلاع دیتا ہوں۔ جو ایوب بیگ مرحوم سے اخلاص رکھتے ہیں۔ کہ اگر وہ اس نیکی یا دکار میں حصہ لینا چاہیں تو ان کے لئے اب موقع ہے۔ اس لئے پندرہ بیس روز تک مجھے مفصلہ ذیل امور میں سے جس کے متعلق ان کا علم اس مرحوم کی نسبت ہو اطلاع دیں۔

(۱) سوانح میں قابل درج علمی یا دینی اور اخلاقی حالات (۲) مرحوم کے خطوط جو کسی دوست یا بھائی کے نام ہوں جنمیں کوئی امر قابل اندراج ہو (۳) مرحوم کے خواب یا مرحوم کے متعلق خواب جو کسی کو آیا ہو (۴) جو اصحاب مرحوم کے متعلق اس کے حالات اخلاص و دینی محبت کے متعلق کوئی نظم ارسال کریں گے وہ بھی انشاء اللہ درج کیجائیگی۔

نوٹ۔ جن احباب نے بیلر(?) مرحوم کے متعلق خاکسار کو خطوط تعزیت اور اس کے دیگر حالات کے متعلق خطوط بھیجے تھے وہ محفوظ ہیں۔ موقع پر درج کئے جائیں گے نیز دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے اس کار خیر کی اتمام کی توفیق دے۔ آمین

خاکسار

مرزا یعقوب بیگ اسسٹنٹ سرجن۔

قادیاں

اطلاع۔ ڈاکخانہ گورداسپور کے پوسٹماسٹر صاحب کے متعلق اکثر شکایات بغرض اندراج پہونچی ہیں جنپر ہم اگلی اشاعت میں انشاء اللہ نوٹس لونگا۔ ایڈیٹر

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَاٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

تبلیغ الحق

واضح ہو کہ کسی شخص کے ایک کارڈ کے ذریعہ سے مجھے اطلاع ملی ہے کہ بعض نادان آدمی جو اپنے تئیں میری جماعت کی طرف منسوب کرتے ہیں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ کلمات منہ پر لاتے ہیں کہ نعوذ باللہ حسین بوجہ اسکے کہ اُس نے خلیفۂ وقت یعنی یزید سے بیعت نہیں کی باغی تھا اور یزید حق پر تھا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ۔ مجھے امید نہیں کہ میری جماعت کے کسی راستباز کے منہ سے ایسے خبیث الفاظ نکلے ہوں مگر ساتھ اسکے میرے دل میں یہ بھی خیال گذرتا ہے کہ چونکہ اکثر شیعہ نے اپنے ورد تبرّا اور لعن وطعن میں مجھے بھی شریک کر لیا ہے اسلیے کچھ تعجب نہیں کہ کسی نادان بے تمیز نے سفیہانہ بات کے جواب میں سفیہانہ بات کہدی ہو جیسا کہ بعض جاہل مسلمان کسی عیسائی کی بدزبانی کے مقابل پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کرتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کچھ سخت الفاظ کہہ دیتے ہیں۔ بہرحال میں اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنی جماعت کو اطلاع دیتا ہوں کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع دنیا کا کیڑا اور ظالم تھا اور جن معنوں کی رو سے کسی کو مومن کہا جاتا ہے وہ معنے اسمیں موجود نہ تھے۔ مومن بننا کوئی امر سہل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کی نسبت فرماتا ہے قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْا اَسْلَمْنَا۔ مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اعمال انکے ایمان پر گواہی دیتے ہیں جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اس کی رضا کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتے ہیں اور تقوے کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا کے لیے اختیار کرتے اور اسکی محبت میں محو ہو جاتے ہیں اور ہر ایک چیز جو بت کی طرح خدا سے روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی حالت ہو یا اعمال فاسقانہ ہوں یا غفلت اور کسل ہو سب سے اپنے تئیں دور تر لے جاتے ہیں۔ لیکن بدنصیب یزید کو یہ باتیں کہاں حاصل تھیں دنیا کی محبت نے اُسکو اندھا کر دیا تھا۔ مگر **حسین** رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ **طاہر مطہر تھا** اور بلاشبہ اُن برگزیدوں میں سے ہے جنکو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ **سرداران بہشت میں** سے ہے اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب **سلب ایمان** ہے اور اس امام کا تقویٰ اور محبت الٰہی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لیے **اسوۂ حسنہ** ہے اور ہم اُس **معصوم** کی ہدایت کے **اقتدا** کرنیوالے ہیں جو اسکو ملی تھی۔ **تباہ** ہو گیا وہ دل جو اسکا **دشمن** ہے اور **کامیاب** ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اسکی **محبت** ظاہر کرتا ہے اور اسکے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے جیسا کہ ایک صاف آئینہ ایک خوبصورت انسان کا نقش۔ **یہ لوگ** دنیا کی آنکھوں سے **پوشیدہ** ہیں۔ کون جانتا ہے اُن کی قدر مگر وہی جو اُن میں سے ہے۔ دنیا کی آنکھ اُنکو شناخت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ **دنیا سے** بہت **دور** ہیں یہی **وجہ حسین** کی **شہادت** کی تھی کیونکہ **وہ شناخت نہیں کیا گیا**۔ دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اسکے زمانہ میں محبت کی تا حسین رضی اللہ عنہ سے بھی محبت کی جاتی۔ غرض یہ امر نہایت درجہ کی شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی جائے۔ اور جو شخص حسین یا کسی اور بزرگ کی جو **آئمہ مطہرین** میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف اُنکی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے کیونکہ اللہ جل شانہ اُس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اُسکے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے جو شخص مجھے برا کہتا ہے یا لعن طعن کرتا ہے اسکے عوض میں کسی برگزیدہ اور محبوب الٰہی کی نسبت شوخی کا لفظ زبان پر لانا سخت معصیت ہے ایسے موقعہ پر درگذر کرنا اور نادان دشمن کے حق میں دعا کرنا بہتر ہے کیونکہ اگر وہ لوگ **مجھے جانتے** کہ میں کس کی طرف سے ہوں تو ہرگز برا نہ کہتے وہ مجھے ایک دجّال اور مفتری خیال کرتے ہیں۔ **میں نے** جو کچھ اپنی نسبت دعویٰ کیا اور جو کچھ اپنے مرتبہ کی نسبت کہا وہ **میں نے نہیں کہا بلکہ خدا نے کہا**۔ پس مجھے کیا ضرورت ہے کہ ان کی بکواس کا جواب دوں۔ اگر میں درحقیقت مفتری اور دجّال ہوں اور اگر درحقیقت میں اپنے ان مراتب کے بیان کرنے میں جو میں **خدا کی وحی** کی طرف انکو منسوب کرتا ہوں کاذب اور مفتری ہوں تو میرے ساتھ اس دنیا اور آخرت میں خدا کا وہ معاملہ ہوگا جو کاذبوں اور مفتریوں سے ہوا کرتا ہے کیونکہ **محجوب اور مردود** یکساں نہیں ہوا کرتے۔ سو اے عزیزو۔ صبر کرو کہ آخر وہ امر جو مخفی ہے کھل جائے گا۔ خدا جانتا ہے کہ میں **اسکی طرف سے ہوں** اور وقت پر آیا ہوں۔ مگر وہ دل جو سخت ہو گئے اور وہ آنکھیں جو بند ہو گئیں میں انکا کیا علاج کر سکتا ہوں۔ **خدا میری نسبت** اشارہ کرکے **فرماتا ہے** کہ "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا"۔ پس جبکہ خدا نے اپنے ذمہ لیا ہے کہ وہ زور آور حملوں سے میری سچائی ظاہر کرے گا تو اس صورت میں کیا ضرورت ہے کہ کوئی شخص میری جماعت میں سے خدا کا کام اپنے گلے ڈال کر میرے مخالفوں پر ناجائز حملے شروع کرے۔ **نرمی** کرو اور **دعا** میں لگے رہو اور سچی **توبہ** کو اپنا شفیع ٹھہراؤ۔ اور زمین پر **آہستگی** سے چلو۔ خدا کسی قوم کا رشتہ دار نہیں ہے۔ اگر تم نے اسکی جماعت کہلا کر تقویٰ اور طہارت کو اختیار نہ کیا اور تمہارے دلوں میں خوف اور خشیت پیدا نہ ہوا تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہیں مخالفوں سے پہلے ہلاک کریگا کیونکہ تمہاری آنکھ کھولی گئی اور پھر بھی تم سو گئے۔ اور یہ مت خیال کرو کہ خدا کو تمہاری کچھ حاجت ہے اگر تم اُسکے حکموں پر نہیں چلو گے۔ اگر تم اُس کی حدود کی عزت نہیں کرو گے تو وہ تمہیں ہلاک کرے گا۔ اور ایک اور قوم تمہارے عوض لے آئے گا جو اُسکے حکموں پر چلے گی۔ اور میرے آنے کی غرض صرف یہی نہیں کہ میں ظاہر کروں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں یہ تو مسلمانوں کے دلوں سے ایک روک کا اٹھانا اور سچا واقعہ ظاہر کرنا ہے بلکہ **میرے آنے کی** اصل غرض یہ ہے کہ تا **مسلمان** خالص **توحید** پر قائم ہو جائیں اور انکو **خدا** تعالیٰ سے **تعلق** پیدا ہو جائے اور ان کی **نمازیں** اور عبادتیں **ذوق اور احسان** سے ظاہر ہوں اور ان کے اندر سے ہر ایک قسم کا گند نکل جائے اور اگر مخالف سمجھتے تو عقائد کے بارہ میں مجھ میں اور انمیں کچھ بڑا اختلاف نہ تھا مثلاً وہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام مع جسم آسمان پر اٹھائے گئے سو میں بھی قائل ہوں کہ جیسا کہ آیت اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ کا منشا ہے بیشک حضرت عیسیٰ بعد وفات مع جسم آسمان پر اٹھائے گئے صرف فرق یہ ہے کہ وہ جسم عنصری نہ تھا بلکہ ایک نورانی جسم تھا جو انکو اسی طرح خدا کی طرف سے ملا جیسا آدم اور ابراہیم اور موسیٰ اور داؤد اور یحییٰ اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کو ملا تھا ایسا ہی ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ ضرور دنیا میں دوبارہ آنیوالے تھے جیسا کہ آ گئے صرف فرق یہ ہے کہ جیسا کہ قدیم سے سُنَّۃُ اللّٰہ ہے انکا آنا صرف بروزی طور پر ہوا جیسا کہ الیاس نبی دوبارہ دنیا میں بروزی طور پر آیا تھا پس سوچنا چاہیے کہ اس قلیل اختلاف کی وجہ سے جو ضرور رہنا چاہیے تھا اسقدر شور مچانا کسقدر تقویٰ سے دور ہے آخر جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے **حَکَم** بنکر آیا ضرور تھا جیسا کہ لفظ حَکَم کا مفہوم ہے کچھ غلطیاں اُس قوم کی ظاہر کرتا جنکی طرف وہ بھیجا گیا ورنہ اُسکا حکم کہلانا باطل ہوگا۔ اب زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ میں اپنے مخالفوں کو صرف یہ کہکر کہ اِعْمَلُوْا عَلٰی مَکَانَتِکُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ اس اعلان کو ختم کرتا ہوں وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔

المعلن خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی ۔ ۸ اکتوبر ۱۹۰۵ء

متفرق باتیں

بنک کے سود کے متعلق

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں بنک کے سود کے متعلق اعلیٰ حضرت کی ایک تقریر شائع کی گئی ہے ہر چند وہ کافی طور سے اس امر پر روشنی ڈالتی ہے کہ یہ سود اضطراری حالت میں محض اشاعت اسلام کے لیے جائز ہے یہ مطلب نہیں کہ اس ہی سود کے عام جواز کا فتویٰ حاصل کیا جاوے۔ لیکن مزید اطلاع کی خاطر خود حضرت اقدسؑ کے وہ الفاظ بھی درج کرنے ضروری معلوم ہوتے ہیں جو اس بلا کے عام ہونے کو روکتے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

ایک دوست نے عرض کی کہ اگر اس طرح سے ایک خاص امر کے واسطے سود کے روپیہ کا ان کی اجازت دی گئی ہو تو لوگوں میں اسکا رواج وسیع ہو کر عام قباحتیں پیدا ہو جاوینگی

فرمایا کہ بیجا عذر تراشنے کے واسطے تو بڑے حیلے ہیں۔ بعض شریر لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ کے یہ معنی کر دیتے ہیں کہ نماز نہ پڑھو۔ ہمارا منشا صرف یہ ہے کہ اضطراری حالت میں جب خنزیر کھانے کی اجازت انسانی ضرورت کے واسطے جائز ہے تو اسلام کی ہمدردی کے واسطے اگر انسان دین کو ہلاکت سے بچانے کے واسطے سود کے روپیہ کو خرچ کرے تو کیا قباحت ہے، یہ اجازت مختص المقام اور مختص الزمان ہے۔ یہ نہیں کہ ہمیشہ کیواسطے اس پر عمل کیا جاوے۔ جب اسلام کی نازک حالت نہ رہے تو پھر اس ضرورت کیواسطے بھی سود لینا ایسا ہی حرام ہے۔ کیونکہ دراصل سود کا عام حکم تو حرمت ہی ہے۔

www.aaiil.org

گذارش بحضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

منداجہ ذیل نظم مولوی علی احمد صاحب حقانی کلانوری نے جوش محبت اور حسن ارادت سے لکھی ہے جو اپنی سلاست اور عمدگی مضمون سے قابل قدر ہے افسوس ہے ہماری جماعت مین اکثر لوگ نظم لکھتے ہین لیکن وہ اس خداداد ملکہ سے کام نہین لیتے ۔ نظم انسان کو فطرتاً پسند ہوتی ہے اور وہ موثر ہوتی ہے اگر سلسلہ عالیہ کی سچائی کے دلایل نظم مین لکھے جاوین تو بہت مفید ہو سکتے ہین ۔ ایڈیٹر ۔

اے سایۂ رحمت خدائی ۔ اے نور ظہور مصطفائی
مقبول جناب کبریائی ۔ محبوب حضور مجتبائی
اے زینت مسند خلافت ۔ اے زیور تخت اولیائی
صدیون رہے منتظر ہم ۔ تب قرن سعید تیری پائی
دنیا کا چمن اجڑ چلا تھا ۔ یہ لوٹ خزان نے تھی مچائی
کملائے تھے پھول ۔ زرد پتے ۔ بودون پہ نحوست اک تھی چھائی
بگڑی تھی ہوا کہی نہ باقی ۔ بلبل اور گل مین آشنائی
گل تھے کہ نگین تھے کھٹاتے ۔ کانٹون پہ تھی شان کبرائی
ہر سمت مچا ہوا تھا اندھیر ۔ اک شور تھا دے رہا سنائی
عصمت رہتی تھی دنیا سے رخصت ۔ اور صدق تھا دے رہا دہائی
توحید کا خون ہو رہا تھا ۔ بیزار خدا سے تھی خدائی
قبضے مین ہوئے نفس کے عقل ۔ مفقود تو قع رہائی
دنیائے دنی کا عشق ذلت ۔ تھی پاؤن تک آ لگائی
اس حال کو ہم پہنچ چکے تھے ۔ ناگاہ تری سواری آئی

آنا ترا دہ بہار لایا
دنیا کی پلٹ گئی ہے کایا

بہتی ہی زمین نہ آسمان پر ۔ ظلمت ہے نہ ظلم کا نشان ہے
ایک جان سی پڑگئی زمین پر ۔ پھولا پھولا کچھ آسمان ہے
جاگ گئے جاگے نصیب اپنے ۔ یہ بخت ہمارا مہربان ہے
اندھی جو نہ دیکھیں تو نہ دیکھیں ۔ جو رنگ جما ہوا یہ ان ہے
آنکھون والے تو دیکھتے ہین ۔ عیسے نفس کے درمیان ہے
بولے شمس و قمر کہ ثمن ہے ۔ بولی یہ زمین کہ یہان نہان ہے

اے وقت پر اپنے آنیوالے ۔ اے سچے نشان دکھانیوالے
اے پیر طریقت محمد ۔ پیرون کو جوان بنانیوالے
اے سلسلۂ مماثلت کی ۔ کامل صورت دکھانیوالے
اے عشق محمدی کی مے کے ۔ پینے والے پلانیوالے
اے جذبۂ شوق احمدی مین ۔ ہستی اپنی مٹانے والے
اللہ کے دئے سے کچھ ہمین بھی ۔ دلوا دے او خزانیوالے
ہان ایک نگاہ لطف ادھر بھی ۔ او خاک کو زر بنانیوالے
فرائض کو ہین اٹھائے پھرتے ۔ ہم دردمند ... ...
احسان رہے گا یا ذہیرا ۔ ... دولانیوالے
حقانی کو حق سے رجوع زرا ۔ اور روح قدس دلانیوالے

توفیق عمل بندا سے لے دے
اے ہم کو دعا سکھانے والے

تصویر والے کارڈون کی ممانعت

بمبئی کے ایک سوداگر نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر والے کارڈ چھپوائے تھے اور ان کا اشتہار الحکم مین بھی شایع کر دیا گیا جو ایک معمولی اشتہار سمجھ کر شایع ہوتا رہا اللہ تعالے بہتر جانتا ہے کہ میری نیت اس اشتہار کی اشاعت سے کیا تھی؟ میرا ذاتی خیال یہ تھا کہ یہ بھی تبلیغ کا ایک ذریعہ ہوگا لیکن یہ مرض تصویر بازی کا کچھ ایسا ترقی کرنے لگا کہ حضرۃ حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خصوصیت کے ساتھ اسپر توجہ کرنی پڑی اور پر زور الفاظ مین اس کی **حرمت** اور **ممانعت** کا فتویٰ دیا اور اس طرح پر اس باب البدعۃ کو کھلتے ہی بند کر دیا ۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء ۔ الحکم کی گذشتہ اشاعت مین مختصر طور پر یہ اعلان دے دیا گیا تھا ۔ آج تفصیل کے ساتھ حضرت اقدس کی تقریر کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے ۔

آج کے بعد یقین کیا جاتا ہے کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر کا کارڈ استعمال نہ کیا جاویگا ۔

ایڈیٹر

ذکر آیا کہ ایک شخص نے حضور کی تصویر ڈاک کے کارڈ پر چھپوائی ہے تاکہ لوگ ان کارڈون کو خرید کر خطوط مین استعمال کرین ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ۔ میرے نزدیک یہ درست نہین بدعت پھیلانے کا یہ پہلا قدم ہے ہم نے جو تصویر فوٹو لینے کی اجازت دی تھی وہ اسواسطے تھی کہ یورپ امریکہ کے لوگ جو ہم سے بہت دور ہین اور فوٹو سے قیافہ شناسی کا علم رکھتے ہین ۔ اور اس سے فائدہ حاصل کرتے ہین ۔ ان کے لئے ایک روحانی فائدہ کا موجب ہو ۔ کیونکہ جیسا تصویر کی ... مہارت رکھتی ہے بعض اوقات مجتہد لگا سکتے ہے کہ کوئی فائدہ ہے اور نقصان نہین تو وہ حسب ضرورت اسکو استعمال کر سکتا ہے خاص اس یورپ کی ضرورت کے واسطے اجازت دی گئی ۔ چنانچہ بعض خطوط یورپ ۔ امریکہ سے آئے جن مین لکھا تھا کہ تصویر کے دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بالکل وہی مسیح ہے ایسا ہی امراض کی تشخیص کے واسطے بعض وقت تصویر سے بہت مدد مل سکتی ہے ۔ شریعت مین ہر ایک امر جو ماینفع الناس کے نیچے آئے اس کو دیر پا رکھا جاتا ہے لیکن یہ جو کارڈون پر تصویرین بنتی ہین ان کو خریدنا نہین چاہیئے **بت پرستی** کی جڑ تصویر ہے ۔ جب انسان کسی کا معتقد ہوتا ہے تو کچھ نہ کچھ تعظیم تصویر کی بھی کرتا ہے ۔ ایسی باتون سے بچنا چاہیئے اور ان سے دور رہنا چاہیئے ۔ ایسا نہ ہو ۔ کہ **ہماری جماعت پر سر نکالتے ہی آفت پڑ جائے** ۔ مینے اس ممانعت کو کتاب مین درج کر دیا ہے جو زیر طبع ہے ۔ جو لوگ جماعت کے اندر ایسا کام کرتے ہین ان پر ہم سخت ناراض ہین اور خدا ناراض ہے ۔ ہان اگر کسی طریق سے کسی انسان کی روح کو فائدہ ہو تو وہ طریق مستثنیٰ ہے ۔

(ایک کارڈ تصویر والا دکھایا گیا) دیکھکر فرمایا یہ بالکل ناجائز ہے ایک شخص نے اس قسم کے کارڈون کا ایک بنڈل لاکر دکھایا ۔ کہ مینے یہ تاجرانہ طور پر فروخت کے واسطے خرید کئے تھے اب کیا کرون فرمایا ان کو جلا دو ۔ اور تلف کر دو اس مین **اہانت دین اور اہانت شرع** ہے نہ ان کو گھر مین رکھو اس سے کچھ فائدہ نہین بلکہ اس سے آخر خیال بت پرستی پیدا ہوتی ہے ۔ اس تصویر کی جگہ پر اگر تبلیغ کا کوئی فقرہ ہوتا تو خوب ہوتا ۔ یکم اکتوبر ۱۹۰۵ء ۔

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمان

۲۰ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل ظہر ۔ جیسا اثر دعا مین ہے ویسا اور کسی شے مین نہین ہے مگر دعا کے واسطے پورا جوش معمولی باتون مین پیدا نہین ہوتا ۔ بلکہ معمولی باتون مین تو بعض دفعہ دعا کرنا گستاخی معلوم ہوتی ہے اور طبیعت صبر کیطرف راغب رہتی ہے ۔ ہان مشکلات کے وقت دعا ... پورا جوش دل مین پیدا ہوتا ہے ۔ تب کوئی خارق عادت ظاہر ہوتا ہے ۔

کہتے ہین دہلی مین ایک بزرگ تھا ۔ بادشاہ وقت اس پر سخت ناراض ہوگیا ۔ اس وقت بادشاہ کہین باہر جاتا تھا ۔ حکم دیا ۔ کہ واپس آکر مین تم کو ضرور پھانسی دونگا ۔ اور اپنے اس حکم پر قسم کھائی ۔ جب اس کی واپسی کا وقت قریب آیا ۔ تو اس بزرگ کے دوستون اور مریدون نے غمگین ہوکر عرض کی ۔ کہ بادشاہ کی واپسی کا وقت اب قریب آگیا ہے ۔ اس نے جواب دیا ۔ **ہنوز دہلی دور است** ۔ جب بادشاہ ایک دو منزل پر آگیا ۔ تو انہون نے پھر عرض کی ۔ مگر اس نے ہمیشہ یہی جواب دیا ۔ کہ ہنوز دہلی دور است ۔ یہان تک کہ بادشاہ عین شہر کے قریب آگیا اور شہر کے اندر داخل ہونے لگا تب لوگون نے اس بزرگ کی خدمت مین عرض کی ۔ کہ اب تو بادشاہ شہر مین داخل ہونے لگا ہے ۔ یا داخل ہوگیا ہے ۔ مگر پھر بھی اس بزرگ نے یہی جواب دیا ۔ کہ ہنوز دہلی دور است ۔ اسی اثنا مین خبر آئی ۔ کہ جب بادشاہ دروازہ شہر کے نیچے پہنچا ۔ تو اوپر سے دروازہ گرا اور بادشاہ ہلاک ہوگیا ۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس بزرگ کو کچھ من جانب اللہ معلوم ہو چکا تھا ۔

ایسا ہی شیخ نظام الدین کا ذکر ہے ۔ کہ ایک دفعہ بادشاہ کا سخت عتاب ان پر ہوا ۔ اور حکم ہوا ۔ کہ ایک ہفتہ تک تم کو سخت سزا دی جائے گی ۔ جب وہ دن آیا ۔ تو وہ ایک مرید کی ران پر سر رکھ کر سوتے تھے ۔ اس مرید کو جب بادشاہ کے حکم کا خیال آیا تو وہ رو دیا اور اس کے آنسو شیخ پر گرے جس سے شیخ بیدار ہوا ۔ اور پوچھا ۔ کہ تو کیون روتا ہے ۔ اس نے اپنا خیال عرض کیا ۔ اور کہا کہ آج سزا کا دن ہے شیخ نے کہا ۔ کہ تم غم مت کھاؤ ۔ ہم کو کوئی سزا نہ ہوگی مین نے ابھی خواب مین دیکھا ہے ۔ کہ ایک مارکھنڈ گائے مجھے مارنے کے واسطے آئی ہے مین نے اس کے دونو سینگ پکڑ کر اسکو نیچے گرا دیا ہے چنانچہ اسی دن بادشاہ سخت بیمار ہوا ۔ اور ایسا سخت بیمار ہوا ۔ اور اسی بیماری مین مر گیا ۔ یہ تصرفات الٰہی ہین ۔ جو انسان کی سمجھ مین پہلے نہین آسکتے ۔ جب وقت آجاتا ہے ۔ تو کوئی نہ کوئی تقریب پیدا ہو جاتی ہے سب دل خدا کے ہاتھ مین ہین ۔ وہ جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے ۔ خدا کی رحمت سے ناامید نہین ہونا چاہیئے ۔ اس کے اذن کے بغیر تو کوئی ...

۲۳ ارستمبر قبل دوپہر

آج اتفاق سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں میاں چراغدین ساکن جموں کا ذکر اس تقریب پر شروع ہوگیا کہ اسکی ایک کتاب منارۃ المسیح حال میں شائع کی ہے۔ غالباً چراغدین کے نام سے ناظرین الحکم کے کان آشنا ہونگے مگر انہیں تفصیلی طور پر اسکے متعلق کوئی علم نہیں تو مجھے اسکے متعلق زیادہ انفرمیشن دینے کی کوئی حاجت اور ضرورت نہیں البتہ اسقدر بیان کرنا ضروری ہے کہ یہ وہی چراغدین ہے جسکا ذکر خود اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے **دافع البلاء** کے صفحہ ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ میں فرمایا ہے۔ جس میں سے بعض ضروری فقرات کا یہاں درج کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ یہہ ہیں۔

چونکہ اس شخص نے ہمارے سلسلہ کی تائید کا دعوےٰ کرکے اور اسبات کا اظہار کرکے کہ میں فرقہ احمدیہ میں سے ہوں جو بیعت کرچکا ہوں طاعون کے بارے میں شاید ایک یا دو اشتہار شایع کیے ہیں اور میں نے سرسری طور پر کچھہ حصہ اون کا سنا تھا۔ اور قابل اعتراض حصہ ابھی سنا نہیں گیا تھا اس لیۓ میں نے اجازت دی تھی کہ اس کے چھپنے میں کچھہ مضایقہ نہیں مگر افسوس کہ بعض خطرناک لفظ اور بیہودہ دعوے جو اس کے حاشیے میں تھے اس کو میں کثرت لوگوں اور دوسرے خیالات کیوجہ سے سن نہ سکا اور محض نیک ظنی سے ان کے چھپنے کے لیۓ اجازت دیگئی۔ اب جورات اسی شخص چراغ دین کا ایک اور مضمون پڑھا گیا تو معلوم ہوا۔ کہ وہ مضمون بڑا خطرناک اور زہریلہ اور اسلام کے لیۓ مضر ہے اور سر سے پیر تک لغو اور باطل باتوں سے بھرا ہوا ہے چنانچہ اس میں لکھا ہے کہ میں رسول ہوں اور رسول بھی اولوا العزم اور اپنا کام یہ لکھا ہے کہ تا عیسائیوں اور مسلمانوں میں **صلح** کرادے اور قرآن اور انجیل کا **تفرقہ باہمی** دور کردے اور ابن مریم کا ایک حواری بنکر یہ خدمت کرے اور رسول کہلاوے۔ اور ہر ایک شخص جانتا ہے کہ قرآن شریف نے کبھی یہہ دعوے نہیں کیا کہ وہ انجیل یا توریت سے صلح کرے گا بلکہ ان کتابوں کو محرف مبدل اور ناقص اور ناتمام قرار دیا ہے اور تاج خاص اکملت لکم دینکم کا اپنے لیۓ رکھا ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ یہ سب کتابیں انجیل توریت وغیرہ قرآن شریف کے مقابل پر کچھہ بھی نہیں اور ناقص اور محرف اور مبدل ہیں اور تمام بھلائی قرآن میں ہے جیسا کہ آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں یہ الہام موجود ہے۔ قل انما

انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الٰہ واحد والخیر کلہ فی القرآن لا یمسہ الا المطھرون۔

دیکھو براہین احمدیہ ۵۱۱ یعنے اون کو کہدے کہ میں تمہارے جیسا ایک آدمی ہوں مجھہ پر یہہ وحی ہوتی ہے۔ کہ خدا ایک ہے اس کا کوئی ثانی نہیں اور تمام بھلائی قرآن میں ہے پاک دل لوگ اس کی حقیقت سمجھتے ہیں۔ پس ہم قرآن کو چھوڑکر اور کس کتاب کو تلاش کریں اور کیونکر اس کو ناکامل سمجھہ لیں۔ خدانے ہمیں تو یہ بتلایا ہے کہ عیسائی مذہب بالکل مرگیا ہے اور انجیل ایک مردہ اور ناتمام کلام ہے پھر زندہ کو مردہ سے کیا جوڑ۔ عیسائی مذہب سے ہماری کوئی صلح نہیں وہ سب کا سب ردی اور باطل ہے اور آج آسمان کے نیچے بجز فرقان حمید کے اور کوئی کتاب نہیں۔ آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں خداتعالےٰ کی طرف سے میری نسبت یہ الہام درج ہے جو اس کے صفحہ ۲۴۱ میں پاؤگے اور وہ یہہ ہے۔

ولن ترضی عنک الیھود ولا النصاریٰ وخرقوا لہ بنین وبنات بغیر علم قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین الفتنۃ ھھنا فاصبر کما صبر اولوالعزم وقل رب ادخلنی مدخل صدق۔ یعنے تیرا اور یہود اور نصاریٰ کا کبھی مصالحہ نہیں ہوگا اور وہ کبھی تجھہ سے راضی نہیں ہونگے۔ (نصاریٰ سے مراد پادری اور انجیلوں کے حامی ہیں) اور پھر فرمایا کہ ان لوگوں نے ناحق اپنے دل سے خدا کے لیۓ بیٹے اور بیٹیاں تراش رکھی ہیں اور نہیں جانتے کہ ابن مریم ایک عاجز انسان تھا۔ اگر خدا چاہے تو عیسیٰ ابن مریم کی مانند کوئی اور آدمی پیدا کردے یا اس سے بھی بہتر جیسا کہ اس نے کیا۔ مگر وہ خدا تو واحد لاشریک ہے جو موت اور تولد سے ..... پاک ہے اس کا کوئی ہمسر نہیں یہ اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ عیسائیوں نے شور مچا رکھا تھا کہ مسیح بھی اپنے قرب اور وجاہت کے رو سے واحد لاشریک ہے۔ اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو میں اوس کا ثانی پیدا کردونگا جو اس سے بھی بہتر ہے جو غلام احمد ہے یعنے احمد کا غلام۔

زندگی بخش جام احمد ہے   کیا پیارا یہ نام احمد ہے
لاکھہ ہوں انبیا مگر بخدا   سب سے بڑھکر مقام احمد ہے
باغ احمد سے ہمنے پھل کھایا   میرا بستان کلام احمد ہے
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو   اس سے بہتر غلام احمد ہے

یہہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کے رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھکر میرے ساتھہ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔ خدا نے ایسا کیا نہ میرے لیۓ بلکہ اپنے نبی مظلوم کے لیۓ۔ باقی ترجمہ اس الہام کا یہ ہے کہ عیسائی لوگ ایذا رسانی کے لیۓ مکر کرینگے اور خدا بھی مکر کرے گا اور وہ دن آزمایش کے دن ہونگے اور کہہ کہ خدایا پاک زمین میں مجھے جگہ دے یہہ ایک روحانی طور کی ہجرت ہے اور جیسا کہ اتبک میں سمجھتا ہوں اس کے معنے یہ ہیں کہ انجام کار زمین میں تبدیلی پیدا ہوجائیگی اور زمین راستی اور سچائی سے چمک اٹھے گی۔ اب سوچ لو کہ ہم میں اور عیسائیوں میں کسقدر بعد المشرقین ہے۔ جس پاک وجود کو ہم تمام مخلوقات سے بہتر سمجھتے ہیں اس کو یہ مفتری قرار دیتے ہیں۔ صلح تو اس حالت میں ہوتی ہے کہ جب فریقین کچھہ کچھہ چھوڑنا چاہیں لیکن جس حالت میں ہمارا دین اور ہماری کتاب عیسائی مذہب کو سراپا ناپاک اور نجس سمجھتا ہے اور واقعی ایسا ہی ہے تو پھر ہم کس بات پر صلح کریں۔ اس قدر مذہبی مخالفت کا انجام صلح ہرگز نہیں ہے بلکہ انجام یہ ہے کہ جھوٹا مذہب بالکل فنا ہوجائیگا اور زمین کے کل نیک طینت انسان سچائی کو قبول کرینگے تب اس دنیا کا خاتمہ ہوگا۔ ہمارا عیسائیوں سے مذہبی رنگ میں کچھہ بھی ملاپ نہیں۔ بلکہ ہمارا جواب ان لوگوں کو یہی ہے **قل یا ایھا الکافرون لا اعبد ما تعبدون**۔ پس یہ کیسی ناپاک رسالت ہے جس کا چراغ دین نے دعویٰ کیا ہے۔ جائے غیرت ہے کہ ایک شخص میرا مرید کہلاکر یہ ناپاک کلمات موںھہ پر لاوے کہ میں مسیح ابن مریم کی طرف سے رسول ہوں تا ان دونوں مذہبوں کا مصالحہ کروں لعنۃ اللہ علی الکافرین۔ عیسائیت وہ مذہب ہے جس کی نسبت اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ اس کی شامت سے زمین پھٹ جائے آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہوجاویں کیا اس سے صلح؟ پھر باوجود ناتمام عقل اور ناتمام فہم اور ناتمام پاکیزگی کے یہ بھی کہنا کہ میں رسول اللہ ہوں یہ کس قدر خدا کے پاک سلسلہ کی ہتک عزت ہے گویا رسالت اور نبوت بازیچۂ اطفال ہے۔ نادانی سے یہ نہیں سمجھتا کہ گویا پہلے زمانوں میں بعض رسولوں کی تائید میں اور رسول بھی ان کے زمانہ میں ہوئے تھے جیسا کہ حضرت موسیٰ کے ساتھہ ہارون لیکن خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء اس طریق سے مستثنیٰ ہیں اور جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ دوسرا کوئی ماموراور رسول نہیں تھا اور تمام صحابہ ایک ہی ہادی کے پیرو تھے۔ اسی طرح اس جگہ بھی ایک ہی ہادی کے سب پیرو ہیں کسی کو دعویٰ نہیں پہونچتا کہ وہ نعوذ باللہ رسول کہلاوے۔

اور ہمارا آنا صرف دو فرشتوں کے ساتھہ نہیں بلکہ ہزاروں فرشتوں کے ساتھہ ہے اور خدا کے نزدیک وہ لوگ قابل تعریف ہیں جو سالہائے دراز سے میری نصرت میں مشغول ہیں اور میرے نزدیک اور میرے خدا کے نزدیک انکی نصرت ثابت ہوچکی ہے مگر چراغدین نے کونسی نصرت کی اوس کا تو وجود اور عدم وجود برابر ہے۔ قریباً تیس سال سے یہ سلسلہ جاری ہے مگر اس نے تو صرف چند ماہ سے بیدایش لی ہے اور میں اوس کی شکل بھی اچھی طرح شناخت نہیں کرسکتا کہ وہ کون ہے اور نہ وہ ہماری صحبت میں رہا اور میں نہیں جانتا کہ وہ کس بات میں مجھے مدد دینا چاہتا ہے کیا عربی نویسی کے نشان میں یا معارف قرآنی کے بیان میں میرا مددگار ہوگا یا اون مباحث دقیقہ میں میری اعانت کرے گا

. . . .

. . . .

جو طبعی اور فلسفہ کے رنگ میں عیسائیوں اور دوسرے فرقوں سے پیش آتے ہیں؟ میں تو جانتا ہوں کہ وہ ان تمام کوچوں سے محروم ہے اور **نفس امارہ** کی غلطی نے اس کو خودستائی پر آمادہ کیا ہے۔

حاشیہ: چراغدین کی نسبت میں یہ مضمون لکھہ رہا تھا کہ تھوڑی سی غنودگی ہوکر مجھکو خداء عزوجل کی طرف سے یہ الہام ہوا **نزل بہ جبیز** یعنے اسپر جبیز نازل ہوا اور اسی کو اس نے الہام یا رویا سمجھہ لیا۔ جبیز دراصل خشک اور بے مزہ روٹی کو کہتے ہیں جس میں کوئی حلاوت نہ ہو اور مشکل سے حلق میں سے اترسکے اور مرد بخیل اور لئیم کو بھی کہتے ہیں جس کی طبیعت میں کمینگی اور فرومایگی اور بخل کا حصہ زیادہ ہو

www.aaiil.org

اس کتاب پر نظر ڈالنے سے بعد کی حقیقت کھل جاتی ہے کہ یہ شخص برائے نام اس سلسلہ میں داخل ہؤا۔ مگر اعلیٰحضرت کی فیض صحبت سے اسے کبھی حصہ نہ ملا۔ اور ہمیشہ وہ اپنے بیہودہ خیالات کیوجہ سے **معتوب** رہا۔ اب اسنے منار المسیح نام کتاب شائع کی جس میں اسلام کی سخت ہتک کی گئی ہے اس کتاب کے تذکرہ پر اعلیٰحضرت نے **فرمایا**

کہ وہ اسلام کا سخت مخالف ہے ہر امر میں اسنے حضرت مسیح کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر فضیلت دی ہے پھر یہ بھی کہتا ہے کہ اسلام اور عیسائیت میں میں صلح کرانے آیا ہوں یہہ کیسی عجیب بات ہے اسلام اور عیسائیت میں آسمان زمین کا فرق ہے اور وہ صلح کراتا ہے مجھے اس کتاب میں بہت گالیاں دی ہیں۔

مسیح کی قبر واقعہ **کشمیر** کا ذکر تھا۔ اسکے متعلق جو کچھہ فرمایا اسکا خلاصہ یہہ ہے + کہ **بہت** سے شواہد اور دلایل سے یہ امر ثابت ہوگیا ہے کہ یہہ مسیح علیہ السلام ہی کی قبر ہے اور یہاں نہ صرف ان کی قبر ہی ہے بلکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ انکے بعض دوستوں کی قبریں بھی یہیں ہیں۔

اوّل **یوزآسف** کا نام ہی اسپر دلالت کرتا ہے اسکے علاوہ چونکہ وہ اپنے وطن میں باغی ٹھیرائے گئے تھے اس لئے اس گورنمنٹ کے تحت حکومت میں کسی جگہ رہ نہ سکتے تھے پس اللہ تعالے نے انپر رحم کرکے پسند کیا کہ شام جیسا سرد ملک ہی ان کے لئے تجویز کیا جہاں وہ ہجرت کرکے آگئے۔ اور یہودیوں کی دس تباہ شدہ قومیں جنکا پتہ نہیں ملتا تھا وہ بھی چونکہ یہاں ہی آباد تھیں اسلئے اس فرض تبلیغ کو ادا کرنے کے لئے بھی یہاں ان کا آنا ضروری تھا۔ اور پھر یہاں کے دیہات اور دوسری چیزوں کے نام بھی بلاد شام کے بعض دیہات وغیرہ سے ملتے جلتے ہیں (اس موقع پر مفتی محمد صادق صاحب نے عرض کی کہ حضور کاشیر کا لفظ خود موجود ہے یہہ لفظ اصل میں کاشیر ہے ہم تو ہم لوگ ملا لیتے ہیں اصلی کشمیری کاشیر بولتے ہیں اور وہ کاشر کہلاتے ہیں اور آشیر عبرانی زبان میں ملک شام کا نام ہے اور ک بمعنی مانند ہے یعنی شیر کی مانند۔ ایڈیٹر)

پھر اور بہت سے نام ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ سب نام جمع کرو تاکہ ان کا حوالہ کسی جگہ دیا جاوے۔ اسی سلسلہ کلام میں فرمایا۔ کہ **اکمال الدین** جو پرانی کتاب ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ اونیس سو برس کا ایک نبی ہے پھر کشمیریوں کے رسم ورواج وغیرہ یہودیوں سے ملتے ہیں **برنیر** فرانسیسی سیاح نے بھی انکو بنی اسرائیل ہی لکھا ہے۔ اس کے سوا یہ **تہوما** حواری کا ہندوستان میں آنا ثابت ہے

(اس مقام پر مفتی صاحب نے عرض کی کہ میںنے ایک کتاب میں پڑہا ہے کہ جب حضرت مریم بیمار ہوئیں تو انہوں نے **تہوما** کو جو اسوقت ہندوستان میں تہا ملنا چاہا۔ چنانچہ ان کے تابوت کو ہندوستان میں پہونچایا گیا اور وہ تہوما سے ملکر بہت خوش ہوئیں اور اسکو برکت دی اور پھر تہوما نے اسکا جنازہ پڑہا۔ اس ذکر پر کہا گیا کہ کیا تعجب ہے اگر فی التحقیقت یہہ ایک ذریعہ اختیار کیا گیا ہو بیٹے کے پاس آنے کا اسکے متعلق مختلف باتیں ہوتی رہیں۔ ایڈیٹر)

مندرجہ بالا سلسلہ کلام میں آپ نے فرمایا کہ ہم جب مسیح کی موت کے لئے آیت **فلما توفیتنی** پیش کرتے ہیں تو اسپر اعتراض ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام اگر واقعہ صلیب کے بعد کشمیر چلے آئے تھے تو پھر ان کو بجائے **فلما توفیتنی** کے یہ کہنا چاہیے تھا کہ جب تو نے مجھے کشمیر پہنچا دیا۔

اس **اعتراض کا جواب** یہ ہے کہ یہہ اعتراض ایک سفسطہ ہے یہ سچ ہے کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر سے زندہ اتر آئے اور موقع پاکر وہ وہاں سے کشمیر کو چلے آئے۔ لیکن اس آیت میں اللہ تعالے نے مخالفوں کا حال تو پوچھا نہیں وہ تو ان کی اپنی امت کا حال پوچھتا ہے۔ مخالف تو بدستور **کافر کذاب** تھے۔

دوسرے یہاں مسیح علیہ السلام نے اپنے جواب میں یہ بھی فرمایا ہے **مادمت فیہم** میں جب تک انہیں تہا یہہ نہیں کہا **مادمت فی ارضہم** **مادمت فیہم** کا لفظ تقاضا کرتا ہے کہ جہاں مسیح جائیں وہاں ان کے حواری بھی جائیں یہ نہیں ہوسکتا کہ خدا تعالے کا ایک مامور ومرسل ایک سخت حادثہ موت سے بچایا جاوے اور پھر وہ خدا تعالے کے اذن سے ہجرت کرے اور اس کے پیرو اور حواری اسے بالکل تنہا چھوڑ دیں اور اس کا پیچھا نکریں؟ نہیں بلکہ وہ بھی انکے پاس یہاں آئے ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ وہ یکدفعہ ہی سارے نہ آئے ہوں بلکہ متفرق طور پر آگئے ہوں۔ چنانچہ تہوما کا تو ہندوستان میں آنا ثابت ہی ہے اور خود عیسائیوں نے مان لیا ہے۔

اس قسم کی ہجرت کے لئے خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی نظیر موجود ہے حالانکہ مکہ میں آپ کے وفادار اور جان نثار خدام موجود تھے لیکن جب آپ نے ہجرت کی تو صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھہ لے لیا۔ مگر اس کے بعد جب آپ مدینے پہونچ گئے تو دوسرے صحابہ بھی یکے بعد دیگرے وہیں جا پہونچے۔ لکھا ہے کہ جب آپ ہجرت کرکے نکلے اور غار میں جاکر پوشیدہ ہوئے تو دشمن بھی تلاش کرتے ہوئے وہاں جا پہونچے۔ انکی آہٹ پاکر حضرت ابوبکر رض گہبرائے تو اللہ تعالے نے وحی کی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **لا تحزن ان اللہ معنا** کہتے ہیں کہ وہ نیچے اتر کر اسکو دیکھنے بھی گئے مگر خدا کی قدرت ہے کہ غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تن دیا تہا۔ اسے دیکھکر ایک نے کہا کہ یہہ جالا تو (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) کی پیدایش سے بھی پہلے کا ہے۔ اس لئے وہ واپس چلے آئے۔ یہی وجہ ہے جو اکثر اکابر عنکبوت سے نسبت کرتے آئے ہیں۔

غرض

جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے باوجود ایک گروہ کثیر کے اسوقت تہوڑی کو ساتھہ لینا پسند کیا اسیطرح پر حضرت عیسے علیہ السلام نے صرف تہوما کو ساتھہ لے لیا اور چلے آئے + پس جب حواری ان کے ساتھہ تھے تو پھر کوئی اعتراض نہیں رہتا۔

دوسرا سوال اسپر یہہ کرتے ہیں کہ جب کہ وہ ۸۷ سال تک زندہ رہے تو ان کی قوم نے ترقی کیوں نہ کی؟ اسکا جواب یہ ہے کہ اس کا ثبوت دینا ہمارے ذمہ نہیں۔ ہم کہتے ہیں ترقی کی ہوگی لیکن حوادث روزگار نے ہلاک کردیا ہوگا۔ کشمیر میں اکثر زلزلے اور سیلاب آتے رہتے ہیں۔ مدت دراز کے بعد قوم بگڑ گئی۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا کہ وہ ایک قوم تہی۔

آوینٰھما الٰی ربوۃ ذات قرار ومعین کے متعلق بعض کہتے ہیں کہ وہ شام ہی میں تہا میں کہتا ہوں یہ بالکل غلط ہے قرآن شریف خود اس کے مخالف ہے اسلئے کہ آوی کا لفظ تو اس جگہ استعمال ہوتا ہے جہاں ایک مصیبت کے بعد نجات ملے اور پناہ دی جاوے۔ یہہ بات امن دہی سلطنت میں رہ کر انہیں کب حاصل ہوسکتی تہی؟ وہ تو وہاں رہ سکتے ہی نہ تھے۔ اسلئے لازمی طور پر انہوں نے ہجرت کی۔

فرمایا۔ زندگی اعتبار کے لائق نہیں ہے مختلف امراض اور خصوصًا طاعون نے ویسے ہی خوف پیدا کردیا ہے۔

---

۲۳ - ستمبر ۱۹۰۵ء قبل عصر

حضرت مخدوم الملتہ کی بیماری کا تذکرہ تہا۔ ایک بزرگ نے باتوں ہی باتوں میں حکایتًا عن الغیر ذکر کیا کہ بعض مسمریزم کے عامل توجہ سے مرض کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پر بدل دینے کے دعوے کرتے ہیں۔

اسپر **فرمایا**

یہہ کچھہ چیز نہیں میری طبیعت اس سے سخت نفرت کرتی ہے اصل طریق **دعا** ہے اس سے بہتر اور کوئی راہ نہیں ہے۔ میں تو اس کے سوا دوسرے طریقوں کو (مسمریزم وغیرہ مراد ہیں ایڈیٹر) ایسا سمجھتا ہوں جیسے قے کے ساتھہ کسی بیماری کا علاج کیا جاوے۔ پس کون پسند کرتا ہے کہ قے کے ساتھہ علاج ہو۔ سچا اور خداشناسی کا جو طریق ہے جسے انبیاء علیہم السلام نے استعمال کیا وہ یہی **دعا** ہے +

---

۲۴ - ستمبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

(مخدوم الملتہ کی بیماری کے تذکرہ پر مندرجہ ذیل تقریر فرمائی)

اگر انسان کا **وجود** اللہ تعالے کے بغیر ہوتا تو کچھہ شک نہیں بڑی مصیبت ہوتی مگر اب تو ذرّہ ذرّہ کی حفاظت وہ ایک ذات کررہی ہے۔ پھر کس بات کا غم اور خوف ہے۔ اسکی قدرتیں عجیب ہیں اور اس کے تصرفات بے نظیر۔ قادر خدا کو مان کر مومن کبھی غمگین نہیں ہوتا۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو کچھہ کرتا ہے اسی میں خیر وبرکت ہوتی ہے۔ مومن اور غیر مومن میں **ایمان** ہی کا تو فرق ہے۔ دہریہ مزاج اور اللہ تعالے پر ایمان لانے والے کی زندگی اسوقت تک عمدہ اور بے خوف وخطر ہوتی ہے۔ جب تک اسپر مصائب اور مشکلات کا حملہ نہیں ہوتا

. . . .

لیکن جب حقیقت سے مشکلات بھی آکر ظاہر ہوتی ہیں

www.aaiil.org

دا س کی عقل مار دیتے ہیں اور وہ ان کی برداشت نہیں کر سکتا۔ اس کی امید اللہ تعالیٰ پر ہوتی ہی نہیں اور اسباب اسے مایوس کر دیتے ہیں۔ ایسی حالت میں ذرا ذرا سی بات خلاف مزاج پیش آ جانے پر بعض اوقات یہ لوگ خودکشیاں کر لیتے ہیں۔ یورپ میں جہاں دہریوں کی کثرت ہے وہاں اس قدر خودکشیاں ہوتی ہیں کہ کسی اور ملک میں ان کی نظیر نہیں ملتی۔ اسکی وجہ کیا ہے؟ یہی کہ وہ ہم وغم اور مصائب کی برداشت نہیں کر سکتے ان کے دل کمزور ہو جاتے ہیں لیکن برخلاف اس کے **مومن** قوی دل ہوتا ہے اسلئے کہ اس کا بھروسہ خدا تعالیٰ پر ہوتا ہے۔ اسپر اگر مصائب آئیں تو وہ اسکو پست ہمت نہیں بناتیں بلکہ وہ مصائب میں اور بھی قدم آگے بڑھاتا ہے اس کا ایمان پہلے سے اور زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ اور سچ پوچھو تو ایمان کا مزا اور لذت انہیں دنوں میں آتی ہے اور ایمان انہیں ایام کے لئے ہوتا ہے۔ صحت کی حالت میں جبکہ نہ کوئی مالی غم ہو نہ جانی بلکہ ہر قسم کی آسائش اور امن ہو اسوقت کافر اور غیر کافر کی حالت یکساں ہو سکتی ہے لیکن مصیبت اور بیماری اور دوسرے مشکلات میں ان باتوں کا امتحان ہو جاتا ہے۔ اور ثابت ہو جاتا ہے کہ کون اللہ تعالیٰ سے قوی تعلق رکھتا ہے اور اسکی قدرتوں پر ایمان لاتا ہے اور کون اسکا شکوہ کرتا اور اس سے ناراض ہوتا ہے۔ مصیبت اور دکھ ایمان کا ایک کامل معیار ہے اسی سے پہچانا جاتا ہے کہ کون صبر کرتا ہے؟ صبر کیا ہے یہ بھی ایمان ہی کا نتیجہ ہے۔ مصیبتوں میں جب مومن صبر کرتا ہے تو یہ صبر ہی ایک نئے رنگ کا صبر معلوم ہوتا ہے کہ کافر اس صبر میں مشابہت نہیں رکھتا۔ اس کے علاوہ خدا تعالیٰ کا معاملہ بھی ایک نئے رنگ کا معاملہ ہوتا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ایک **نیا خدا** معلوم ہوتا ہے۔ اسلئے کہ اسپر ایمان لا کر معرفت میں ترقی ہوتی ہے جب مشکلات اور مصائب کیوجہ سے مومن **دعائیں** کرتا ہے تو دو فائدے ہوتے ہیں ایک تو وہ **مصائب** بجائے خود اسکے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہیں دوسرے ان دعاؤں کے ذریعہ ان سے نجات بھی ملتی ہے اور اللہ تعالیٰ پر اور اسکی قدرتوں پر ایمان بڑھتا ہے۔ مصیبت سے انسان کی زندگی کبھی خالی نہیں رہ سکتی کسی نہ کسی رنگ میں کوئی نہ کوئی مصیبت انسان پر آ ہی جاتی ہے خواہ **بیماری** کے رنگ میں ہو خواہ عزت و آبرو کے متعلق ہو۔ یا مال و اسباب کی صورت میں ہو۔ لیکن مومن کی مصیبت اسپر سہل ہو جاتی ہے اور اس کے

گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے وہ اس مصیبت کو اپنے لئے خدا تعالیٰ سے تعلقات بڑھانے کا ایک ذریعہ یقین کرتا ہے اور فی الحقیقت ایسا ہی ہوتا ہے مگر یہی مصیبت بے ایمانوں کے لئے **عذاب** کے رنگ میں ہو جاتی ہے۔ کبھی دوسرے کو مصیبت میں دیکھ کر خوش نہیں ہونا چاہئے کیونکہ وہ تو ایک عبرت کا مقام ہے خود بھی اسکے لئے طیار رہنا چاہئے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ مصیبت کے زخم کے لئے کوئی مرہم ایسا **تسکین دہ** اور آرام بخش نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ پر **بھروسہ** کرنا ہے جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے وہ سخت سے سخت مشکلات اور مصائب میں بھی اندر ہی اندر **تسلی اور اطمینان** پاتا ہے۔ وہ اپنے قلب میں تلخی اور عذاب کو محسوس نہیں کرتا۔ نہایت کار اس مصیبت کا انجام یہ ہو سکتا ہے کہ اگر **تقدیر مبرم** ہے تو **موت** آ جاوے لیکن اس سے کیا ہوا؟ دنیا کوئی ایسی جگہ تو ہے ہی نہیں جہاں کوئی ہمیشہ رہ سکے آخر ایک دن اور وقت سب پہ آتا ہے کہ اس دنیا کو چھوڑنا پڑیگا۔ پھر اگر اسے موت آ گئی تو ہرج کیا ہوا؟ مومن کے لئے تو یہ **موت** اور بھی راحت رسان اور وصال یار کا ذریعہ ہو جاتی ہے۔ اسلئے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر **کامل ایمان** اور اس کی قدرتوں پر بھروسہ کرتا ہے اور جانتا ہے کہ اگلا جہان اسکے لئے ابدی **راحت** کا ہے۔ پس نری مصیبت خواہ بیماری کی ہو یا کسی اور قسم کی تکلیف یا عذاب کا موجب نہیں ہو سکتی بلکہ وہ مصیبت دکھ دینے والا عذاب ٹھہرتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ پر ایمان اور بھروسہ نہو ایسے شخص کو البتہ سخت عذاب ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی یہ خیال کرے کہ موت ہی نہ آوے تو یہ خیال خام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو ناپائیدار قرار دیا ہے۔ ایسے شخص کے لئے دوسرے جہان میں سخت دردناک جہنم ہوگا جسکے لئے اسے طیار رہنا چاہئے۔ **موت** ضرور آنے والی ہے اس سے کسی کو چارہ نہیں۔ یقیناً سمجھو کہ اس پیالہ کے پینے سے کوئی نہیں بچ سکتا۔ خدا تعالیٰ کے تمام برگزیدہ بندوں اور انبیاء و رسل کو بھی اس راہ سے گذرنا پڑا تو اور کون ہے جو بچ جاوے۔ حکیم اور فلاسفر جو سخت دل ہوتے ہیں انکو بھی یہ بات سوجھ گئی ہے اور انہوں نے اعتراف کیا بلکہ موت کو ضروری سمجھا ہے۔ انہوں نے دیکھا کہ زمین تو ربع **مسکون** ہے اور اس میں بھی بہت ہی تھوڑا حصہ آبادی اگر وہ تمام لوگ جو ابتدائے آفرینش سے پیدا ہو اب تک زندہ رہتے تو ان کے رہنے کو کوئی جگہ

اور مقام نہ ملتا یہانتک کہ وہ کھڑے بھی نہ ہو سکتے۔ پس اسقدر کثرت خود چاہتی ہے کہ **موت** تاکہ پہلے چلے جاویں تو دوسروں کے لئے جگہ ہو۔ **موت** کو یہ ہرگز نہیں سمجھنا چاہئے کہ مر کر انسان بالکل گم ہو جاتا ہے نہیں بلکہ اسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک کوٹھڑی سے نکل کر انسان دوسری کوٹھڑی میں چلا جاتا ہے۔ اسکی حقیقت کسی قدر خواب سے سمجھ میں آ سکتی ہے کیونکہ خواب بھی گویا ہمشیرہ موت ہے۔ خواب* میں بھی ایک قسم کا قبض **روح** ہی ہوتا ہے۔ دوسروں کے خیال میں جو سونے والے کے پاس بیٹھے ہیں وہ بالکل بے خبری اور محویت کے عالم میں ہے لیکن خواب دیکھنے والا معاً دوسرے عالم میں ہوتا ہے اور وہ سیاحت کر رہا ہوتا ہے۔ اب بظاہر اسکے حواس اور قویٰ سب معطل ہوتے ہیں لیکن سونے والا اور خواب دیکھنے والا خوب جانتا ہے کہ اس کے حواس اور قویٰ سب کام میں لگے ہوتے ہیں۔ اسی طرح پر **مرنے والا** موت کے بعد اپنے آپ کو معاً دوسرے عالم میں دیکھتا ہے ہاں یہ سچ ہے کہ جب موت آتی ہے تو وہ شخص جس نے اپنی عمر عزیز کو دنیا کے حصول میں ہی ضائع کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا نہیں کیا تھا۔

وہ چونکہ ابھی اپنے بہت سے کاموں کو ناتمام اور ادھورا پاتا ہے اسلئے اسپر **حسرت** اور افسوس کا استیلا ہو جاتا ہے اور وہ موت اسے تلخ گھونٹ معلوم ہوتی ہے اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ انسان دلبستگی پیدا نکرے اور اپنے اوقات کو ضائع نہ کرے ہر لحظہ کو غنیمت سمجھ کر اور یہ یقین کر کے کہ شاید ابھی موت آ جاوے مرنے کے واسطے طیار رہنا چاہئے۔ جب اس طیاری کی فکر دامنگیر رہے گی تو اس کا اثر یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ انسان اپنے تعلقات کو بڑھائیگا اور اس دوسرے جہان میں آرام پانے کا خیال کریگا۔ یہ خوب یاد رکھو کہ دنیا آخرۃ کی **کھیتی** ہے جیسے زمیندار اپنی فصل کی حفاظت کرتا ہے اور اس کے لئے ہر قسم کے دکھ اور تکالیف اٹھاتا ہے اسیطرح پر مومن کو اس کی حفاظت کے لئے کرنا چاہئے تاکہ دوسرے جہان میں آرام پاوے اگر لاپروائی کریگا اور وقت کی قدر نہیں کرے گا تو پھر اسکو اسوقت سخت افسوس اور حسرت ہوگی جب اس جہان سے رخصت ہو کر دوسرے عالم میں جانا پڑیگا۔ اور وہاں اس کے لئے بجز دکھ اور درد کے اور کیا ہوگا۔ اس دنیا میں وہ اس دنیا کے ہم وغم میں مبتلا رہا اور اس عالم میں اس ہم وغم کے نتائج میں۔

حاشیہ* ۔ خواب کے متعلق غالباً خواب کی فلاسفی کا بیان کر دینا غیر ضروری نہوگا بلکہ میری رائے میں اسجگہ اس کا اندراج از بس ضروری ہے۔ اور خصوصاً ایسی حالت میں کہ یہ فلاسفی خود اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے قلم سے لکھی ہوئی ہے اور وہ آجکی نہیں بلکہ ۱۹ مارچ ۱۸۹۵ء کی جسکو آج بائیس برس اور قریباً سات مہینے ہو گئے ہیں۔ الحکم کے **ایڈیٹر** کو اس امر پر خاص ناز ہے کہ وہ اعلیٰحضرت کی پرانی سے پرانی تحریروں کے جمع کرنے کا از بس شائق ہے اور خدا کا فضل ہے کہ وہ اکثر ایسے نایاب موتیوں کو پا لیتا ہے۔ آج ان باتوں کے قدر دان شاید بہت نہوں لیکن ایک زمانہ آئیگا کہ **آب زر** سے انکو لکھ کر رکھیں گے اور پھر بھی انکی قدر وقیمت کے شایاں نہ کھیر گے۔ بہرحال یہ مضمون بہت ہی لطیف ہے یاد رہے **مندرجہ ذیل** مکتوب میں حضرت اقدس نے **خواب کی فلاسفی** (حقیقت الرؤیا) بیان فرمائی ہے **علم الرؤیا** پر غیروں نے کمال تحقیق اور تدقیق سے فلسفیانہ مباحث کئے ہیں اور بڑی ضخیم کتابیں اس علم میں آجتک موجود ہیں جن میں خواب کی اصلیت۔ اقسام اور علم تعبیر کی خوب چھان بین کی ہے اس امر پر بحث کرنے کے لئے میں کافی وقت اور گنجائش نہیں پاتا کہ یہ بیان کروں کہ خواب کیا چیز ہے؟ اردو زبان میں کوئی ایسی مبسوط اور مستند کتاب اس مضمون پر نہیں لکھی گئی اور اصل تو یوں ہے کہ کوئی بدون تجربہ صحیح ذاتیہ کے لکھ کیونکر سکتا ہے جب تک کوئی حالت انسان پر خود نہ گذرے وہ جو کچھ اوس کی نسبت بیان کریگا وہ قیاسی اور سماعی باتیں ہونگی۔ بہرحال یہ امر تو مسلم ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ الرؤیا جزاء من ستۃ و اربعین جزاء من النبوۃ کہ رویا صالحہ اجزائے نبوت میں سے چھیالیسواں جزو ہے حضور کے اس ارشاد سے اتنا پتا ملتا ہے کہ خواب صالحہ عموماً واقعات آیندہ کی ایک تصویر یا عکسی ہوتا ہے۔ کیونکہ نبوت کے معنے خبر دینے کے ہیں اور اس کا اطلاق عموماً واقعات آئندہ کی خبر پر ہوتا ہے۔ اور جزو رسالت نہ فرمانے میں یہ سر معلوم ہوتا ہے کہ رویا **صالحہ** کے لئے رسول ہونا لازم اور ضروری نہیں یعنی کبھی کبھار ایسے اشخاص بھی سچی خوابیں دیکھ لیتے ہیں جو مامور من اللہ اور مکلم باللہ نہیں ہوتے حدیث میں آیا ہے کہ سچے خواب اوسی شخص کے ہوتے ہیں جو بیداری میں سچ بولنے کا عادی ہو۔ جو لوگ تزکیہ نفس اور

www.aaiil.org

جو شخص اس عالم کے [illegible] میں مبتلا ہو رہا ہے اور دوسرے عالم کا اسے کوئی فکر بھی نہیں اگر اسے یکدفعہ ہی پیغام موت آجاوے تو خیال کرو اسکا کیا حال ہوگا۔؟

موت تو ایک بازیگاہ ہے ہمیشہ ناگاہ آتی ہے اور جسے آتی ہے وہ یہی سمجھتا ہے کہ میں تو قبل از وقت جاتا ہوں ایسا خیال اسے کیوں پیدا ہوتا ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ چونکہ خیالات اور طرف لگے ہوئے تھے اور وہ اس کے لئے طیار نہ تھا۔ اگر طیاری ہو تو قبل از وقت نہ سمجھے بلکہ ہر وقت اسے قریب اور دروازہ پر یقین کرے۔ اسلئے تمام راستباز دن ملے ہی تعلیم دی ہے کہ انسان ہر وقت اپنا محاسبہ کرتا رہے اور آزماتا رہے کہ اگر اسوقت موت آجاوے تو کیا وہ طیار ہے یا نہیں؟ حافظ نے کیا اچھا کہا ہے ؎

چو کار عمر ناپیدا است بارے آں اولی
کہ روز واقعہ پیش نگار خود باشیم

انکا مطلب یہی ہے کہ ہر وقت طیار و مستعد رہنا چاہئے اور کسی وقت بھی اس طیاری سے بے فکر اور غافل [illegible] ورنہ عذاب ہوگا [illegible] بالکل صاف بات ہے کہ جو شخص ہر وقت

سفر کی طیاری میں ہے اور کمر بستہ بیٹھا ہے اگر یکایک اسے سفر کرنا پڑے تو اسے کوئی تکلیف اور گھبراہٹ نہ ہوگی لیکن اگر اس نے کبھی یہ خیال بھی نہیں کیا تو اسے ایسے موقع پر سخت گھبراہٹ کا سامنا ہوگا۔ ایک شاعر نے کیا اچھا کہا ہے۔

ولم یتفق حتی مضی بسبیلہ
وکم حسرات فی بطون المقابر

یعنے اس وقت تک اس امر سے اتفاق نہ کیا یہانتک کہ کوچ کرنا پڑا تب اقرار کیا کہ بہت ساری حسرتیں قبروں میں دفن کی گئی ہیں۔

مگر یہہ بات اللہ تعالےٰ کے فضل بغیر میسر نہیں ہو سکتی کہ انسان غفلت کی زندگی کو چھوڑ کر عالم آخرت کی طیاری میں لگا رہے سننے کو تو ہر ایک کان سن سکتا ہے کیونکہ سنا سہل ہے مگر عمل کرنے کے لئے مشکل پڑتی ہے۔

انسان کی عادت میں داخل ہے کہ جب تک ایک مجلس میں بیٹھا ہے اس مجلس کی باتوں سے متاثر ہوتا لیکن جب وہاں سے اوٹھتا ہے اور مجلس تبدیل ہوتی ہے تو اس کے ساتھ ہی وہ باتیں بھی بھول جاتی ہیں گویا وہ دہیں کے لئے تھیں ایسے لوگ سخت نقصان اٹھاتے ہیں اور دفعتہً موت کے آجانے پر انہیں بہت کچھہ

حسرت اور افسوس کرنا پڑتا ہے۔ موت انہیں کی اچھی ہوتی ہے جو مرنے کے لئے ہر وقت آمادہ رہتے ہیں۔

فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مشہور ہے کہ وہ عطاری کی دوکان کیا کرتے تھے ایک دن صبح ہی صبح جب آکر انہوں نے دوکان کہولی تو ایک فقیر نے آکر سوال کیا۔ فرید الدین نے اس سائل کو کہا کہ ابھی بوہنی نہیں کی۔ فقیر نے اون کو کہا کہ اگر تو ایسا ہی دنیا کے دہندوں میں مشغول ہے تو تیری جان کیسے نکلے گی۔ فرید الدین نے اسکو جواب دیا کہ جیسے تیری نکلے گی۔ فقیر یہ سنکر وہیں لیٹ گیا اور کہا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اس کے ساتھ ہی جان نکل گئی۔ فرید الدین نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو بہت متاثر ہوا۔ اسیوقت ساری دوکان لٹا دی اور ساری عمر یاد الٰہی میں گذار دی۔ یہہ طیاری ہوتی ہے۔ طیاری میں رنج نہیں ہوتا۔ کشمکش ہو تو پھر رنج اور افسوس ہوتا ہے۔

فرمایا۔ صوفیوں کی جو کتابیں ہیں ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں موت کا خیال دامنگیر رہا ہے۔ لیکن مولویوں کے نام سے جو لوگ گذرے ہیں وہ عموماً محجوب رہے ہیں۔ بہت ہی کم جو در اصل وہ بھی فقیر تھے وہ تو اس حجاب سے بچے ہیں ورنہ اہل تصوف سے عموماً الگ رہے ہیں اور ایسے پاکباز لوگوں پر کفر ہی کے فتوے دیتے رہے جو دنیا سے انقطاع کرنے والے تھے صوفی تو ایسے ہیں جیسے ہر وقت کوئی مرنے کو طیار رہتا ہے۔ ان کی کتابوں کو پڑھ کر طبیعت خوش ہو جاتی ہے اور ان سے خوشبو آتی ہے کہ وہ صاحب حال ہیں صاحب قال نہیں۔ اگر فراست صحیحہ ہو تو انسان ان باتوں کو سمجھ لیتا ہے۔

سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب **فتوح الغیب** بڑی ہی عمدہ کتاب ہے میں نے اس کو کئی مرتبہ پڑھا ہے بدعات سے پاک ہے بعض کتابیں صوفیوں کی اس قسم کی بھی ہیں کہ انمیں بدعات بھی داخل ہو گئی ہیں لیکن یہہ کتاب بہت ہی عمدہ ہے۔ فقیروں میں بھی ایک آفت پڑی ہے یعنے بعض فقیر تو ہوئے مگر وحدت وجودی ہو گئے۔ اور خود ہی خدا بن بیٹھے۔

ہمارے ملک میں دوآبہ (بست جالندہر) میں اکثر وجودی ہیں اور جو وجودی کہلاتے ہیں انکا مذہب عموماً اباحتی دیکھا گیا ہے اور حقیقت

[illegible] اور مدارج [illegible] آپکے خواب خواب پریشان یا مزاج اور حواس کے [illegible] کا [illegible] ہو [illegible] تزکیۃ النفس در صالح آدمیوں کی ایسی رویائے صادقہ ایک شعبہ الہام کا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے مقام پر بھی اس نکتہ لطیفہ کو بیان کیا ہے کہ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات یعنے نبوۃ میں سے بجز مبشرات کے اور کچھہ باقی نہیں رہا۔ اور مبشرات کی تفسیر بھی خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے کہ وہ رؤیا صالحہ ہیں جو کہ نیک آدمی دیکھتا ہے یا اور کوئی اس کے لئے دیکھتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے بھی قرآن کریم میں لھم البشریٰ فی الحیاۃ الدنیا فرمایا ہے۔

فی الجملہ رؤیائے صادقہ جسکی فلاسفی حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے گرامیقدر مکتوب میں بیان فرمائی ہے بجائے خود ایک بہت ہی دقیق مضمون تھا اور اردو زبان میں اس کے متعلق کوئی رسالہ یا کتاب شافی الحمد للہ اس مختصر سے مکتوب ہی میں حضور نے وہ مشکلات حل کر دئے ہیں جو خواب کے متعلق پیش آتی ہیں جزاہم اللہ احسن الجزاء + ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خواب کی فلاسفی تصوف کی جان

مشفقی مکرمی [illegible] سلمہ اللہ تعالےٰ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپکی خواب کے آثار یوں ہی نظر آتے [illegible] رؤیا صالحہ [illegible] صحیح ہوگا مگر اس بات کے لئے کہ مضمون خواب حیز قوت سے حیز فعل میں آوے بہت [illegible] ہیں۔ خواب کے واقعات اس پانی سے مشابہ ہیں کہ جو [illegible] کے نیچے [illegible] ہے جسکے وجود میں تو کچھ شک نہیں لیکن بہت سی جانکنی اور محنت چاہیئے تا [illegible] کے اوپر سے [illegible] دور ہو جائے اور نیچے سے پانی شیریں اور مصفا نکل آوے [illegible] صدق و وفا سے خدا کو طلب کرنا موجب فتحیابی ہے۔ و [illegible] [illegible] گویند سنگ لعل شود در مقام صبر آرے شود ولیکن بخون جگر شود [illegible] آپکی ملاقات

کیلئے میں بھی چاہتا ہوں مگر وقت مناسب کا منتظر ہوں۔ بیوقت حج بھی فائدہ نہیں کرتا اکثر حاجی جو بڑی خوشی سے حج کرنے کو جاتے ہیں اور پھر دل سخت ہو کر آتے ہیں اس کا یہی باعث ہے کہ اونہوں نے بے وقت بیت اللہ کی زیارت کی اور بجز ایک کوٹھے کے اور کچھہ نہ دیکھا اور اکثر مجاورین کو صدق اور صلاح پر نہ پایا دل سخت ہو گیا علےٰ ہذا القیاس ملاقات جسمانی بھی کئی ایک قسم کے ابتلا پیش آجاتے ہیں الا ماشاء اللہ۔

آپ کے سوالات کا جواب جو اسوقت میرے خیال میں آتا ہے مختصر طور پر عرض کیا جاتا ہے آپنے پہلے یہ سوال کیا ہے کہ پورا پورا علم جیسا بیداری میں ہوتا ہے خواب میں کیوں نہیں ہوتا اور خواب کا دیکھنے والا اپنی خواب کو خواب کیوں نہیں سمجھتا۔

سو آپ پر واضح ہو کہ خواب اوس حالت کا نام ہے کہ جب بباعث غلبہ رطوبت مزاجی کہ جو دماغ پر طاری ہوتی ہے حواس ظاہری و باطنی اپنے کاروبار معمولی سے معطل ہو جاتے ہیں پس جب خواب کو تعطل حواس لازم ہے تو ناچار جو علم اور امتیاز اور تیقظ بذریعہ حواس انسان کو حاصل ہوتا ہے وہ حالت خواب میں بباعث تعطل حواس نہیں رہتا کیونکہ جب حواس بوجہ غلبہ رطوبت مزاجی معطل ہو جاتے ہیں تو بالضرورت اوس فعل میں بھی فتور آجاتا ہے پھر بعلت اوس فتور کے انسان نہیں سمجھ سکتا کہ میں خواب میں ہوں یا بیداری۔ لیکن ایک اور حالت ہوتی ہے کہ جس سے ارباب طلب اور اصحاب سلوک کبھی کبھی متمتع اور محظوظ ہو جاتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ بباعث دوام مراقبہ و حضور و استیلاء شوق و غلبہ محبت ایک حالت غیبت حواس انپر وارد ہو جاتی ہے جسکا یہ باعث نہیں ہوتا کہ دماغ پر رطوبت مستولی ہو بلکہ اس کا باعث صرف ذکر اور شہود کا استیلا ہوتا ہے۔ اوس حالت میں چونکہ تعطل حواس بہت کم ہوتا ہے اس جہت سے انسان اس بات پر متنبہ ہوتا ہے کہ وہ کسی قدر بیدار ہے خواب میں نہیں۔ اور نیز اپنے مکان اور اوس کے تمام وضع پر بھی اطلاع رکھتا ہے یعنی جس مکان میں ہے اوس مکان کو برابر شناخت کرتا ہے حتی کہ لوگوں کی آواز بھی سنتا ہے اور کل مکان کو بچشم خود دیکھتا ہے صرف کسیقدر بجذب غیبی غیبت حس ہوتی ہے اور جو انسان خواب کی حالت میں اپنی رویا میں اپنے تئیں بیدار معلوم کرتا ہے یہ علم بذریعہ حواس نہیں بلکہ اس علم کا منشاء فقط روح ہے۔

...ان اس مذہب کا خاصہ اور اثر ہونا بھی یہی چاہئے۔ کیونکہ جو شخص اللہ تعالےٰ کو ان صفات سے متصف نہیں مانتا۔ جو قرآن شریف میں بیان ہوئی ہیں اور اپنے اور خداتعالےٰ میں کوئی فرق نہیں کرتا بلکہ خود ہی خدا بنتا ہے وہ اگر اباحتی ہو تو اور کیا ہو زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ یہہ لوگ دوزخ اور بہشت پر ایمان بھی لاتے ہیں اور ایمان لاکر بھی سمجھتے ہیں کہ ہم ہی خدا ہیں۔ اور ایک اور بڑی غلطی ہے جس میں یہہ لوگ مبتلا ہیں اور وہ یہہ ہے کہ اپنے مذہب کو اکابر سے منسوب کرتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ مذہب دو ہیں۔ وجودی اور شہودی۔ وجودیوں نے فلسفیوں کی طرح یہہ سمجھ لیا ہے کہ انسان کے سوا خدا کچھ نہیں ہے یا خدا کے سوا اور کچھ نہیں۔ مگر شہودی انکے سوا ہیں اور وہ ٹھیک ہیں۔ جنہوں نے استیلاء محبت اور تجلیات صفات الٰہی سے ایسا معاملہ کیا کہ خدا ہے انہوں نے اسکی ہستی اور وجود کے سامنے اپنی ہستی اور وجود کی نفی کرلی۔ او من توشدم تو من شدی کے مصداق ہوئے حقیقت میں محبت کے ثمرات میں سے نفی وجود ضروری ہے ہمیں اعتراض نہیں ہوسکتا بلکہ قرآن شریف سے یہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔

یہی وہ مقام ہے جو **فنا فی اللہ** کہلاتا ہے لیکن وجودیوں کا یہہ حال نہیں انکا تو یہ حال ہے کہ گویا انہوں نے ڈاکٹروں کی طرح تشریح کرکے خداتعالےٰ کو دیکھ لیا ہے تب ہی تو یہ خود ہی خدا بنتے ہیں حالانکہ یہ صریح غلط اور بیہودہ امر ہے اللہ تعالےٰ نے تو صاف فرماتا ہے

لا تدرکہ الابصار۔

وجودیوں کا یہ مذہب ہے کہ ہم ہی **لا الہ الا اللہ** پڑھتے ہیں اور ہم ہی سچے موحد ہیں باقی سب مشرک ہیں۔ اس کا نتیجہ عوام میں یہہ ہوا کہ اباحت پھیل گئی اور فسق و فجور میں ترقی ہوگئی کیونکہ وہ اسے حرام نہیں سمجھتے۔ اور نماز روزہ اور دوسرے اوامر کو ضروری نہیں سمجھتے اس سے اسلام پر بہت بڑی آفت آئی ہے میرے نزدیک **وجودیوں اور دہریوں میں ۱۹ اور ۲۰ کا فرق ہے**۔

یہہ وجودی سخت قابل نفرت اور قابل کراہت ہیں۔ افسوس کا مقام ہے کہ جسقدر گدیاں ہیں انمیں سے شاید ایک بھی ایسی نہیں ہوگی جو یہ مذہب نرکھتی ہو سب سے زیادہ افسوس یہہ ہے کہ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرقہ جو قادری کہلاتا ہے وہ بھی وجودی ہوگئے ہیں حالانکہ سید عبدالقادر وجودی نہ تھے انکا طرز عمل اور انکی تصنیفات اھدنا الصراط المستقیم کی عملی تصدیق دکھاتی ہیں۔

علماء ظاہر یہ سمجھتے ہیں کہ اھدنا الصراط المستقیم صرف پڑھنے کے لئے ہے لیکن اسکے اثرات اور نتائج کچھ نہیں مگر وہ عملی طور پر دکھاتے ہیں کہ ان منعم علیہ لوگوں کے نمونے اس امت میں ہوتے ہیں۔

غرض

یہہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ گو ایسے لوگ تھوڑے ہوتے ہیں لیکن ہیں ضرور جو خداتعالیٰ سے کامل محبت کرتے ہیں اور اسی دنیا میں رہکر انقطاع اور سفر آخرت کی طیاری کرتے ہیں۔ یہ امور ایسے ہی لوگوں کے حصے میں آتے ہیں جیسے سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔ مگر اب برخلاف انکے وجودیوں کی کثرت ہے اور اسی وجہ سے فسق و فجور میں ترقی ہے۔ قرآن شریف کی تعلیم کا خلاصہ مغز کے طور پر یہی بتایا ہے کہ خداتعالےٰ کی محبت اسقدر استیلا کرے کہ ماسوی اللہ جل جاوے۔ یہی وہ عمل ہے جس سے گناہ جلتے ہیں اور یہی وہ نسخہ ہے جو اسی عالم میں انسان کو وہ حواس اور بصیرت عطا کرتا ہے جس سے وہ اس عالم کی برکات اور فیوض کو اس عالم میں پاتا ہے اور معرفت اور بصیرت کے ساتھ یہاں سے رخصت ہوتا ہے۔ ایسے ہی لوگ ہیں جو اس زمرہ سے الگ ہیں۔ من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ اور ایسے ہی لوگوں کے لئے فرمایا ہے و

لمن خاف مقام ربہ جنتان یعنے جو لوگ اللہ تعالےٰ کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرتے ہیں انکو دو جنت ملتے ہیں۔ ہمارے نزدیک اسکی حقیقت یہ ہے کہ ایک جنت تو وہ ہے جو مرنے کے بعد ملتی ہے دوسری جنت اسی دنیا میں عطا ہوتی ہے اور یہی جنت اوس دوسری جنت کے ملنے اور عطا ہونے پر بطور گواہ واقعہ ٹھیر جاتی ہے ایسا مومن دنیا میں بہت سے دوزخوں سے رہائی پاتا ہے مختلف قسم کی بداخلاقیاں یہہ بھی دوزخ ہی ہیں جن چیزوں سے شدید تعلق ہوجاتا ہے وہ بھی ایک قسم کا دوزخ ہی ہے کیونکہ پھر انکو چھوڑنے سے تکلیف ہوتی ہے مثلاً مال سے محبت ہو اور اسے چورلے جائیں تو اسے سخت تکلیف ہوتی ہے۔

....

.... یہاں تک کہ بعض اوقات ایسے لوگ مر ہی جاتے ہیں یا ان کی زبان بند ہو جاتی ہے یا دیوانے ہوجاتے ہیں غرض جن فانی اشیاء سے محبت ہے وہ اگر تلف ہوجائیں یا مر جاویں تو اسکو سخت رنج اور صدمہ ہوتا ہے۔ مثنوی میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک شخص کا ایک دوست مرگیا جسکے غم میں وہ رو رہا تھا اس سے پوچھا گیا کہ تو کیوں روتا ہے تو اس نے کہا کہ میرا ایک نہایت ہی عزیز دوست مرگیا اسنے کہا کہ **تو نے مرنے والے سے دوستی ہی کیوں کی**۔ اصل بات یہہ ہے کہ مفارقت تو ضروری ہے اور جدائی ضروری ہوگی یا یہ خود جائیگا یا وہ جس سے دوستی اور محبت کی ہے پس وہ مفارقت **عذاب** کا موجب ہوجائے گی۔ لیکن جو لوگ اللہ تعالےٰ کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرتے ہیں اور ان فانی اشیاء کے دلدادہ اور گرویدہ نہیں ہوتے وہ اس عذاب سے بچالئے جاتے ہیں کسی نے کیا اچھا کہا ہے

دشتِ دنیا جز دد و جز دام نیست
جز بخلوت گاہِ حق آرام نیست

اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے کہ ہمارا اصل منشاء اور آنے کی غرض یہہ نہیں کہ **عیسیٰ فوت ہوگیا** یہ تو ایک سچائی تھی جو ہم نے پیش کی اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہی ظاہر کیا ہم نے اسی طرح اسکو دنیا کے سامنے پیش کردیا۔ ہمیں حضرت عیسےٰ کے ساتھ کوئی دشمنی نہیں۔ وہ بھی اللہ تعالےٰ کے ایک رسول اور پیغمبر ہیں یہہ کہتے ہیں کہ وہ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر نہیں گئے ہمکو ان کی تذلیل منظور نہیں مگر ہم کیا کریں اصل بات ہی یہ ہے جو امر ہم کسی نبی اور رسول کے لئے نہیں مانتے ہم کیونکر ان کے ساتھ اسے مختص کریں۔ ہاں ہم کو بخل نہیں ہم تسلیم کرتے ہیں کہ جس جسم کیساتھ دوسرے پیغمبر آسمان پر گئے ہیں حضرت عیسےٰ بھی اسی **جسم** کے ساتھ گئے ہیں۔ مگر ان لوگوں کی غلطیوں اور خود تراشیدہ خیالات کو کیسے مان لیں۔

یہ خوب یاد رہے کہ ہم حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو آسمان پر **روح بلا جسم** ہرگز نہیں مانتے ہم مانتے ہیں کہ وہ وہاں **جسم** ہی کے ساتھ ہیں ہاں فرق اتنا ہے کہ یہ لوگ **جسم عنصری** کہتے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ وہ جسم وہی جسم ہے جو دوسرے رسولوں کو دیا گیا ہے۔

دوزخیوں کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ لا تفتح لھم ابواب السماء یعنی کافروں کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاویں گے۔ اور مومنوں کے لئے فرماتا مفتحۃ لھم الابواب اب ان آیات میں لھم کا لفظ اجسام کو چاہتا ہے تو کیا یہ ...

دوسرا سوال آپکا یہ ہے کہ فناء اتم اعنی غائت المواج و نہائت الوصال میں علم حق رہتا ہے یا نہیں اول سمجھنا چاہئے کہ فناء اتم عین وصال کا نام نہیں بلکہ امارات اور آثار وصال میں سے ہے کیونکہ فناء اتم مراد اس حالت سے ہے کہ طالب حق خلق اور ارادت اور نفس سے بکلی باہر ہوجاوے اور فعل اور ارادت الٰہی میں بکلی کھویا جاوے یہاں تک کہ اوسی کے ساتھ دیکھتا ہو اور اوسی کے ساتھ سنتا ہو اور اوسی کے ساتھ پکڑتا ہو اور اوسی کے ساتھ چھوڑتا ہو پس یہ تمام آثار وصال کے ہیں نہ عین وصال اور عین وصال ایک بیچون اور بیچگون نور ہے کہ جسکو اہل وصال شناخت کرتے ہیں مگر بیان نہیں کرسکتے خلاصہ کلام یہ کہ جب طالب کمال وصال کا خدا کے لئے اپنے تمام وجود سے الگ ہوجاتا ہے اور کوئی حرکت اور سکون اسکا اپنے لئے نہیں رہتا بلکہ سب کچھ خدا کے لئے ہوجاتا ہے تو اس حالت میں اوسکو ایک روحانی موت پیش آتی ہے جو بقا کو مستلزم ہے پس اس حالت میں گویا وہ بعد موت کے زندہ کیا جاتا ہے اور غیر اللہ کا وجود اسکی آنکھہ میں باقی نہیں رہتا یہاں تک کہ غلبہ شہود ہستی الٰہی سے وہ اپنے وجود کو بھی نابود ہی خیال کرتا ہے پس یہ مقام عبودیت و فناء اتم ہے جو غائت سیر اولیا ہے اور اسی مقام میں غیب سے باذن اللہ ایک نور سالک کے قلب پر نازل ہوتا ہے جو تقریر اور تحریر سے باہر ہے غلبہ شہود کی ایک ایسی حالت ہے کہ جو علم الیقین اور عین الیقین کے مرتبہ سے برتر ہے صاحب شہود تام کو ایک علم تو ہے مگر ایسا علم جو اپنے ہی نفس پر وارد ہوگیا ہے جیسے کوئی آگ میں جل رہا ہے سو اگرچہ وہ بھی جلنے کا ایک علم رکھتا ہے مگر وہ علم الیقین اور عین الیقین سے برتر ہے کبھی شہود تام بیخبری تک بھی نوبت پہونچادیتا اور حالت سکر اور بیہوشی کی غلبہ کرتی ہے اس حالت سے یہہ آیت مشابہ ہے فلما تجلیٰ ربہ للجبل جعلہ دکا و خر موسیٰ صعقا۔ لیکن حالت تام وہ ہے جس کی طرف اشارہ ہے ما زاغ البصر و ما طغیٰ یہ حالت اہل جنت کے نصیب ہوگی پس غایت یہی ہے جسکی طرف اللہ تعالےٰ نے آپ اشارہ فرمایا ہے۔ وجوہ یومئذ ناضرۃ الیٰ ربھا ناظرۃ واللہ اعلم بالصواب۔

خاکسار مرزا غلام احمد ۱۸ - مارچ ۱۸۸۳ء مطابق ۸ - جمادی الاول ۱۳۰۰ھ

سب پہر اسی جسم عنصری کے ساتہہ جاتے ہیں ؟ نہیں ایسا نہیں جسم تو ہوتے ہیں مگر وہ وہ جسم نہیں جو مرنے کے بعد دبے جاتے ہیں - ایسا ہی فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی بہی اجسام کو چاہتا ہے پہر تیسری شہادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رویت ہی معراج میں آپ نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو حضرت یحییٰ کے ساتہہ دیکہا وہان آپ نے روحین تو نہ دیکہی تہین یعنے جسم صرف حضرت عیسےٰ کا ہوا اور باقی نبیون کی روحین تہین اور مسیح ہی کا جسم تہا -

سچی اور بالکل سچی اور صاف بات یہی ہے کہ اجسام ضرور ملتے ہیں لیکن یہہ عنصری اجسام یہان ہی رہ جاتے ہیں یہہ اوپر نہیں جاسکتے - جیساکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کفار کے جواب میں فرمایا -

قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا

یعنے ان کو کہدے میرا رب اس سے پاک ہے جو اپنے وعدون کے خلاف کرے جو وہ پہلے کر چکا ہے + مین تو صرف ایک بشر رسول ہون - سبحان کا لفظ اس لئے استعمال کیا کہ سابق جو وعدے ہوچکے ہین انکی خلاف ورزی وہ نہیں کرتا - وہ وعدہ کیا ہے ؟

ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین

اور ایسا ہی فرمایا الم نجعل الارض کفاتا اور پہر فیھا تحیون و فیھا تموتون - ان سب آیتون پر اگر یکجائی نظر کی جاوے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ جسم جو کہانے پینے کا محتاج ہے آسمان پر نہین جاتا - پہر ہم دوسرے نبیون سے بڑہ کر مسیح مین یہ خصوصیت کیونکر تسلیم کرلین - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کفار نے شرارت سے یہی سوال کیا تہا کہ آپ آسمان پر چڑہ جائین - اسکی وجہ یہہ تہی کہ وہ پہلے وہ آیات سن چکے تہے جس مین اس امر کی نفی کیگئی تہی - انہون نے سوچا کہ اگر اب اقرار کرین تو اعتراض کا موقع ملے - لیکن وہ تو اللہ کا کلام تہا اسمین اختلاف نہین ہوسکتا تہا اسلئے انکو یہی جواب ملا - قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا یعنے انکو کہدو کہ ایسا معجزہ اللہ تعالیٰ کے قول کے خلاف ہے اور وہ اس سے پاک ہے کہ اپنے پہلے قول کے خلاف کرے -

غرض

یہہ کس قدر موٹی باتین ہین جو اللہ تعالےٰ نے بار بار پیش کی ہین مگر تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ یہہ انکو سمجہتے نہین اور خواہ مخواہ حضرت مسیح مین کچہہ ایسی خصوصیت پیدا کرنا چاہتے ہین - جو دوسرون مین نہین ہے - قرآن شریف کی یہہ تعلیم اور بخاری اور مسلم کو دیکہو اور صحاح کو پڑہو وہان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رویت موجود ہے آپ نے حضرت مسیح کو یحییٰ کے ساتہہ دیکہا ویسے ہی حضرت مسیح کو اسوقت [illegible] کوئی خاص بات نہ تہی جو بطور جسم کے الگ ہو - یعنی ان کا تو جسم ہو اور حضرت یحییٰ کی مجرد روح ہو - جب قرآن اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صریح شہادت موجود ہے پہر یہ نرالا جسم کیسا ؟ اگر نرالا نہین تو بسم اللہ ہم ایمان لاتے ہین کہ وہ جسم جو مرنیکے بعد دیا جاتا ہے وہ مسیح کو بہی دیا گیا - پہر نزاع لفظی نکلی + یہ ہم کبہی تسلیم نہین کرینگے کہ مسیح کو کوئی الگ جسم دیا جاوے کیونکہ یہہ شرک ہے - ہم مسیح کے قائل ہین لیکن اس جسم عنصری کے قائل نہین - انجیل سے بہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ جلالی جسم تہا - اور ایسا جسم مرنے [illegible] - ہمارا مذہب یہی ہے کہ بہشت میں [illegible] نگے لیکن یہ یاد رکہنا چاہئے کہ [illegible] بہشت مین دودہ اور شہد کی نہرین [illegible] تو اس سے یہ سمجہنا چاہئے کہ وہان گائیون کا ایک گلہ ہوگا اور بہت سارے [illegible] دودہ دوہ دوہ کر ایک نہر مین [illegible] گے - یا بہت سے چہتے شہد کی مکہیون کے ہونگے اور پہر انکا شہد جمع کرکے نہرون مین گرایا جاوے گا - یہہ مطلب نہین ؟ اللہ تعالےٰ نے جو مجہہ پر ظاہر کیا ہے وہ یہہ ہے کہ یہ بات نہ ہوگی اگر یہی خربوزہ اور تربوز یا انار ہونگے تو پہر بات ہی کیا ہوئی کافر بہی کہہ سکتے ہین کہ ہم نے یہان اس دنیا مین کہا لئے تم نے آگے جاکر کہالئے + اسکی حقیقت جو اللہ تعالےٰ نے مجہہ پر کہولی ہے وہ یہہ ہے کہ قرآن شریف مین فرمایا ہے وبشر الذین امنوا وعملوا الصلحت ان لھم جنت تجری من تحتھا الانھار

یعنے جو لوگ ایمان لاتے اور اچہے عمل بجالاتے ہین وہ ان باغون کے وارث ہین جنکے نیچے نہرین بہ رہی ہین اس آیت مین اللہ تعالےٰ نے ایمان کو باغ کے ساتہہ مشابہت دی جسکے نیچے نہرین بہتی ہین - اس آیت مین بہشت کی حقیقت اللہ تعالےٰ نے بتائی ہے گویا جو رشتہ نہرون کو باغ کے ساتہہ ہے وہی تعلق اور رشتہ اعمال کا ایمان کے ساتہہ ہوتا ہے اور جسطرح پر کوئی باغ یا درخت بغیر پانی کے سرسبز نہین رہ سکتا اسیطرح پر کوئی ایمان بغیر اعمال صالحہ کے زندہ اور قائم نہین رہ سکتا - اگر ایمان ہو اور اعمال صالحہ نہ ہون تو ایمان ہیچ ہے اور اگر اعمال ہون اور ایمان نہ ہو تو وہ اعمال ریا کاری ہین - پس قرآن شریف نے جو بہشت پیش کیا ہے اسکی حقیقت اور فلاسفی یہی ہے کہ وہ اس دنیا کے ایمان اور اعمال کا ایک ظل ہے اور ہر شخص کی بہشت اس کے اپنے اعمال اور ایمان سے شروع ہوتی ہے اور اس دنیا مین ہی اسکی لذت محسوس ہونے لگتی ہے اور پوشیدہ طور پر ایمان اور اعمال کے باغ اور نہرین نظر آتی ہین لیکن عالم آخرت مین یہی باغ کہلے طور پر محسوس ہونگے - اور ان کا ایک خارجی وجود نظر آجائیگا - قرآن شریف سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ایمان کی آبپاشی اعمال صالحہ سے ہوتی ہے بغیر اس کے وہ خشک ہوجاتا ہے پس یہان دو باتین بیان کی ہین ایک یہ کہ وہ بہشت باغ ہے دوسرا ان درختون کی نہرون سے آبپاشی ہوتی ہے قرآن شریف کو پڑہو اور اول سے آخر تک اسپر غور کرو تب اسکا مزا آئیگا کہ حقیقت کیا ہے ؟ ہم مجاز اور استعارہ ہرگز پیش نہین کرتے بلکہ حقیقت الامر ہے وہ خدا تعالےٰ جسنے عدم سے انسان کو بنایا ہے ؟ ہم مجاز اور استعارہ ہرگز پیش نہین کرتے بلکہ حقیقت الامر ہے وہ خدا تعالےٰ جسنے عدم سے انسان کو بنایا ہے اور جو خلق جدید پر قادر ہے وہ یقیناً انسان کے ایمان کو اشجار سے متمثل کردیگا اور اعمال کو انہار سے متمثل کریگا - اور واقعی طور پر دکہاوے گا - یعنی ان کا وجود فی الخارج بہی نظر آئیگا - اسکی مختصر سی مثال یون ہی سمجہہ مین آسکتی ہے کہ جیسے انسان خواب مین عمدہ اور شیرین پہل کہاتا ہے اور ٹہنڈے اور خوشگوار پانی پیتا ہے اور فی الواقع وہ پہل اور آب سرد ہوتا ہے اسوقت اس کے ذہن مین کوئی دوسرا امر نہین ہوتا - پہلون کو کہاکر سیری ہوتی اور پانی پی کر فی الواقعہ پیاس دور ہوتی ہے لیکن جب اُٹہتا ہے تو نہ ان پہلون کا کوئی وجود ہوتا ہے - اور نہ اس پانی کا - اسیطرح پر جیسے اس حالت مین اللہ تعالےٰ ان اشیاء کا ایک وجود پیدا کردیتا ہے عالم آخرت مین بہی ایمان اور اعمال صالحہ کو اس صورت مین متمثل کردیا جائیگا - اسی لئے فرمایا ہے

ھذا الذی رزقنا من قبل واتوا بہ متشابھا - اسکے اگر یہہ معنے کرین کہ وہ جنتی جب ان پہلون اور میوون کو کہائین گے تو یہہ کہین گے کہ یہہ وہ پہل اور خربوزے یا تربوز یا انار ہین جو ہم نے دنیا مین کہائے تہے تو یہہ ٹہیک نہین کیونکہ اسطرح پر تو وہ لذت بخش چیز نہین ہوسکتے اور نعماء جنت کی حقارت ہے اگر کوئی شخص مثلاً کشمیر مین جاوے اور وہان کی ناشپاتیان کہاکر کہے کہ یہ تو وہی ناشپاتیان ہین جو پنجاب مین کہائی تہین تو یہ صریح ان ناشپاتیون کی حقارت ہے پس اگر بہشت کی نعماء کی یہی مثال ہے تو یہہ خوشی نہین بلکہ ان سے بیزاری ہے اسلئے اسکا یہہ مفہوم اور مطلب نہین ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ بہشتی لوگ جو اس دنیا مین بڑے عابد اور زاہد تہے جب وہ اپنے ایمان اور اعمال صالحہ کے متمثلات سے لطف اٹہائینگے تو ان کو وہ ایمانی لذت آجائیگی اور ان مجاہدات اور اعمال صالحہ کا مزا آجائیگا جو اس عالم مین انہون نے لئے تہے اسلئے وہ کہین گے ھذا الذی رزقنا من قبل

غرض

جس قدر قرآن شریف کو کوئی شخص تدبر اور غور سے پڑہیگا اسیقدر وہ اس حقیقت کو سمجہ لیگا کہ ان لذات کا تمثیلی رنگ مین فائدہ اٹہائیگا -

محبت الٰہی کے لذات ہین لذت کا لفظ جو مفہوم اپنے اندر رکہتا ہے - - - - - - -

- - - - - - - - - - - - - - - - - - -

- - - - - - - - - - - - - - - - - - -

وہ جسمانی لذت کے مفہوم سے ہزارون درجہ زیادہ مفہوم روحانی لذت مین رکہتا ہے - اگر اس محبت کی لذت مین غیر معمولی سیری اور سیرابی نہو تو اللہ تعالےٰ کے محب جسمانی لذات کو ترک کیون کرین - یہانتک کہ بعض اس قسم کے بہی ہوگذرے ہین جنہون نے سلطنت تک کو چہوڑ دیا چنانچہ ابراہیم ادہم نے سلطنت چہوڑ دی - اور انبیاء علیہم السلام نے ہزارون لاکہون مصائب کو برداشت کیا اگر وہ لذت اور ذوق اس محبت الٰہی کی نہین نہ تہا جو انہیں کشان کشان لئے جاتا تہا تو وہ پہر کیا بات تہی کہ اسقدر مصائب کو انہون نے خوشی کے ساتہہ اٹہالیا - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ اس درجہ مین سب سے بڑہے ہوئے ہین اس لئے آپ کی زندگی کا نمونہ بہی سب سے افضل و اعلےٰ ہے - کفار مکہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے دنیا کی ساری نعمتین اور عزتین پیش کین مال و دولت - سلطنت - عورتین - اور کہا کہ آپ ہمارے بتون کی مذمت نہ کرین او

یہہ توحید کا مذہب پیش نکریں اس خیال کو جانے دیں وہ دنیادار تھے انکی نظر دنیا کی فانی اور بیہودہ حقیقت لذتوں سے پرے نہ جاسکتی تہی انہوں نے سمجہا کہ یہ تبلیغ انہیں اغراض کے لئے ہوگی مگر آپ نے ان کی ان ساری پیش کردہ باتوں کو رد کردیا اور کہا کہ اگر میرے دائیں بائیں آفتاب اور ماہتاب بہی لاکر رکہدو تب بہی میں اس کو نہیں چہوڑ سکتا۔ پہر اسکے بالمقابل انہوں نے آپ کو وہ تکالیف پہونچائیں جنکا نمونہ کسی دوسرے شخص کی تکالیف میں نظر نہیں آتا۔ لیکن آپ نے ان تکالیف کو بڑی لذت اور سرور سے منظور کیا مگر اس راہ کو نہ چہوڑا اب اگر کوئی **لذت** اور ذوق نہ تہا تو پہر کیا وجہ تہی جو ان مصائب اور مشکلات کو برداشت کیا۔ وہ وہی لذت تہی جو اللہ تعالےٰ کی محبت میں ملتی ہے اور جسکی مثال اور نمونہ کوئی پیش نہیں کیا جاسکتا۔

خدا تعالےٰ نے اسوقت ایک **صادق** کو بہیجکر چاہا ہے کہ ایسی جماعت طیار کرے جو اللہ تعالےٰ سے محبت کرے۔ میں دیکہتا ہوں کہ بعض کچے لوگ داخل ہوجاتے ہیں اور پہر ذرا سی دہمکی ملتی ہے اور لوگ ڈراتے ہیں تو پہر خط لکہدیتے ہیں کہ کچہہ تقیہ کرلیا ہے؟ بتاؤ انبیاء علیہم السلام اس قسم کے تقیہ کیا کرتے ہیں؟ کبہی نہیں وہ دلیر ہوتے ہیں۔ اور انہیں کسی مصیبت اور دکہہ کی پرواہ نہیں ہوتی۔ وہ جو کچہہ لیکر آتے ہیں اسے چہپا نہیں سکتے خواہ ایک شخص بہی دنیا میں انکا ساتہی نہ ہو۔ وہ دنیا سے پیار نہیں کرتے انکا **محبوب** ایک ہی **خدا** ہوتا ہے وہ اس راہ میں ایک مرتبہ نہیں خواہ ہزار مرتبہ قتل ہوں اسکو پسند کرتے ہیں اس سے سمجہہ لو کہ اگر اللہ تعالےٰ کے ساتہہ سچے تعلق کا مزا اور لطف نہیں تو پہر یہ گروہ کیوں مصائب اٹہاتے ہیں؟ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات کو پڑہو کہ کفار نے کسقدر دکہہ آپ کو دئے آپ کے قتل کا منصوبہ کیا گیا۔ طائف میں گئے تو وہاں سے خون آلود ہوکر پہرے۔ آخر مکہ سے نکلنا پڑا۔ مگر وہ بات جو دل میں تہی اور جسکے لئے آپ مبعوث ہوئے تہے اسے ایک آن کے لئے بہی نہ چہوڑا۔ یہہ مصائب اور تکالیف کبہی برداشت نہیں ہوسکتیں جب تک اندرونی کشش نہ ہو۔ ایک غریب انسان کے لئے دو چار دشمن بہی ہوں وہ تنگ آجاتا ہے اور آخر صلح کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے مگر وہ جسکا سارا جہان دشمن ہو وہ کیونکر اس بوجہہ کو برداشت کرے گا۔ اگر قوی تعلق نہو۔

عقل اسکو قبول نہیں کرتی۔ مختصر یہہ کہ خدا تعالےٰ کی محبت کی لذت ساری لذاذات سے بڑہ کر ثابت ہوتی ہے۔ پس وہ لذات جو بہشت میں ملیں گی۔ یہہ وہی لذتیں ہیں جو پہلے اٹہاچکے ہیں اور وہی انکو سمجہتے ہیں۔ جو پہلے اوٹہاچکے ہیں۔

اگر کہو کہ وہ نعمتیں کیونکر ہونگی؟ تو اس کا جواب صاف ہے اللہ تعالےٰ خلق جدید پر قادر ہے خود انسان کا اپنا وجود ہی خیالی ہے جس **قطرہ** سے پیدا ہوتا ہے وہ کیا چیز ہے؟ پہر خیال کرو کہ اس سے کیسا اچہا انسان بناتا ہے کیسے عقلمند۔ خوبصورت بہادر۔ پہر وہی خدا ہے جو دوسرے عالم میں خلق جدید کریگا۔ دیکہنے میں وہ لذات اور میوہ جات ہمرنگ ہونگے لیکن کہانے میں ایسے لذیذ ہونگے کہ نہ کسی آنکہہ نے انکو دیکہا نکسی کان نے سنا اور نہ کسی زبان نے ان کو چکہا اور نہ وہ کسی خیال میں گذرے۔

بہشت کی لذات میں ایک اور بہی خوبی ہے دنیا کی لذتوں میں اور جسمانی لذتوں میں نہیں ہے مثلاً انسان روٹی کہاتا ہے تو دوسری لذتیں اسے یاد نہیں رہتی ہیں۔ مگر بہشت کی لذات نہ صرف جسم ہی کے لئے ہونگی۔ بلکہ روح کے لئے بہی لذت بخش ہونگی دونوں لذتیں اسمیں اکہٹی ہونگی۔ اور پہر اس میں کوئی کثافت نہ ہوگی۔ اور سب سے بڑہ کر جو لذت ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا **دیدار** ہوگا۔ مگر دیدار الٰہی کے لئے یہہ ضروری ہے کہ یہاں ہی سے طیاری ہو اور اس کے دیکہنے کے لئے یہاں ہی سے انسان آنکہیں لے جاوے۔ جو شخص یہاں طیاری کرکے نہ جاوے گا۔ وہ وہاں محروم رہیگا چنانچہ فرمایا۔

من کان فی ہذہ اعمی فہو فی الآخرۃ اعمی

اسکے یہہ معنی نہیں کہ جو لوگ یہاں نابینا اور اندہے ہیں وہ وہاں بہی اندہے ہونگے نہیں اسکا مطلب یہ ہے کہ دیدار الٰہی کے لئے یہاں سے حواس اور آنکہیں لے جاوے اور ان آنکہوں کے لئے ضرورت ہے **تبتل** کی۔ تزکیہ نفس کی اور یہہ کہ خدا تعالےٰ کو سب پر مقدم کرو۔ اور خدا تعالےٰ کے ساتہہ دیکہو۔ سنو۔ اور بولو! اسیکا نام **فنافی اللہ** ہے اور جب تک یہ مقام اور درجہ حاصل نہیں ہوتا۔ نجات نہیں۔ ہاں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ساتہہ ایسا تعلق قوی اور محبت صافی تب ہوسکتی ہے جب اس کی ہستی کا پتہ لگے؟ دنیا اس قسم کے شبہات

کے ساتہہ خراب ہوئی ہے بہت سے تو کہلے طور پر دہریہ ہوگئے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو دہریہ تو نہیں ہوئے مگر ان کے رنگ میں رنگین ہیں اور اسیوجہ سے دین میں سست ہورہے ہیں۔ اسکا علاج یہی ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے رہیں تا انکی معرفت زیادہ ہو اور صادقوں کی صحبت میں رہیں جس سے وہ اللہ تعالےٰ کی قدرت اور تصرف کے تازہ بتازہ نشان دیکہتے رہیں پہر وہ جسطرح پر چاہیگا اور جس راہ سے چاہیگا معرفت بڑہادیگا اور بصیرت عطا کریگا اور ثلج قلب ہوجائیگا۔

یہہ بالکل سچ ہے کہ جسقدر اللہ تعالےٰ کی ہستی اور اسکی عظمت پر ایمان ہوگا اسیقدر اللہ تعالےٰ سے محبت اور خوف ہوگا۔ ورنہ غفلت کے ایام میں جرائم پر دلیر ہوجائیگا۔ اللہ تعالےٰ سے محبت اور اسکی عظمت اور جبروت کا رعب اور خوف ہی دو ایسی چیزیں ہیں جن سے گناہ جل جاتے ہیں اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جن اشیاء سے ڈرتا ہے پرہیز کرتا ہے مثلاً جانتا ہے کہ آگ جلادیتی ہے اسلئے آگ میں ہاتہہ نہیں ڈالتا یا مثلاً اگر یہہ علم ہو کہ فلاں جگہ سانپ ہے تو اس راستہ سے نہیں گذرے گا۔ اسیطرح اگر اسکو یہہ یقین ہوجاوے کہ گناہ کا زہر اسکو ہلاک کردیتا ہے اور اللہ تعالےٰ کی عظمت سے ڈرے اور اس کو یقین ہو کہ وہ گناہ کو ناپسند کرتا ہے اور گناہ پر سخت سزا دیتا ہے تو اسکو گناہ پر دلیری اور جرأت نہ ہو۔ زمین پر پہر اسطرح سے چلتا ہے جیسے مردہ چلتا ہے اسکی روح ہر وقت خدا کے پاس ہوتی ہے یہہ امور ہیں جو ہم اپنی جماعت میں پیدا کرنا چاہتے ہیں اور ان کی ہی اشاعت ہمارا مقصود ہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں اور کہول کر کہتا ہوں کہ انہیں امور کی پابندی سے مسلمان مسلمان ہونگے اور اسلام دوسرے ادیان پر غالب آئیگا۔ اگر اللہ تعالےٰ نے مسیح کی موت یا مسیح موعود ہونے کے امور کو ہماری راہ میں نڈال دیتا تو ہمیں کچہہ بہی ضرورت نہ تہی۔ کہ عیسیٰ کہلاتے۔ مگر میں کیا کرسکتا ہوں جبکہ خود اس نے مجہے اس نام سے پکارا اور اس کی اشاعت اور اعلان پر مجہے حکم دیا۔ میں خوب جانتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کے ساتہہ تعلقات بڑہانے کے لئے مجہے عیسےٰ کہلانے کی کچہہ بہی حاجت نہ تہی اور منزل مقصود پر پہونچنے کے لئے اسکی کچہہ بہی حاجت نہیں اور نہ قرآن شریف میں یہ لکہا ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے ایسا ہی چاہا

اور اس لئے چاہا کہ تا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اور عظمت کا اظہار ہو۔ اور ایک عاجز انسان جسکو غلطی سے خدا بنالیا گیا ہے اس کی حقیقت دنیا پر کہل جاوے۔ میں یہ بہی ظاہر کرتا ہوں کہ ہم نیکی کے ثمرات کو محدود نہیں کرتے اور نہ خدا تعالےٰ کے فضل اور فیوض کی حدبندی کرتے ہیں ہیں کہ وہ اب ختم ہوگئے ہیں اور کسی دوسرے کو نہیں مل سکتے؟ یہہ بالکل غلط بات ہے اللہ تعالےٰ کے ہاں کسی بات کی کمی نہیں ہے۔ اور کوئی شخص بہی جو مجاہدہ کرے اور اس راہ پر جو اس نے بتائی ہے چلے محروم نہیں رہ سکتا۔

ہاں یہ بالکل سچ ہے کہ جو کچہہ ملیگا وہ **آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم** کی سچی اور **کامل اطاعت اور اتباع** پر ملیگا۔ اگر یہہ مان لیا جاوے۔ کہ بس اب خدا کے برکات کا دروازہ بند ہے تو اللہ تعالےٰ کو یا تو بخیل ماننا پڑیگا اور یا یہہ کہنا پڑیگا کہ اتمام ہوگیا۔ مگر سبحان ربی وہ اس قسم کے نقصوں سے پاک ہے۔ جو شخص سچے دل سے خدا تعالےٰ کے حضور آتا ہے وہ خالی نہیں جاتا۔ پاکیزہ قلب ہونے کی ضرورت ہے ورنہ

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی تعلیم اور تاکید بیفایدہ ہوجاتی ہے اگر وہ انعام اکرام اب کسی کو ملتے ہی نہیں ہیں تو پہر پانچوقت اس دعا کے مانگنے کی کیا حاجت ہے؟ یہہ بڑی غلطی ہے جو مسلمانوں میں پہیل گئی ہے۔ حالانکہ یہی تو اسلام کا حسن اور خوبی تہی کہ اس کے برکات اور فیوض اور اس کی پاک تعلیم کے ثمرات تازہ بتازہ بہت مل سکتے ہیں۔ تمام صوفیوں اور اکابران امت کا یہی مذہب ہے بلکہ وہ تو کہتے ہیں کہ کامل تبع [illegible] ہی نہیں جب تک بروزی رنگ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات کو اپنے اندر نہ رکہتا ہو اور حقیقت میں یہہ بات صحیح ہی ہے کیونکہ کامل اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے لازم ہے کہ اسکے ثمرات اپنے اندر پیدا کرے جب ایک شخص کامل اطاعت کرتا ہے اور گویا عین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں محو اور فنا ہوجاتا ہے اسوقت اس کی حالت ایسی ہوتی ہے جیسے ایک شیشہ سامنے رکہا ہوا ہو اور تمام و کمال عکس اس میں پڑتے ہیں یہی اللہ تعالےٰ کے فضل اور برکات اور ان تاثیرات کو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل اتباع سے ملتی ہیں محدود نہیں کرسکتا بلکہ ایسا خیال [illegible] کفر سمجہتا ہوں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا

www.aaiil.org

کہ بہشت میں ایک مقام ہے جو مجھے ہی ملیگا۔ ایک صحابی یہہ سن کر رو پڑا آپ نے جب پوچھا کہ تو کیوں رو پڑا تو اس نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے آپ کے ساتھ محبت ہے جب آپ اس مقام میں ہونگے تو میں کہاں ہونگا آپ نے فرمایا کہ تو میرے ساتھ ہوگا۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپؐ نے اس کے وجود کو اپنے اندر لے لیا۔ غرض یہہ یقیناً یاد رکھو کہ کامل اتباع کے ثمرات ضائع نہیں ہو سکتے یہہ تو ختم نبوت کا مسئلہ ہے اگر ظلی مرتبہ نہ ہوتا تو اولیاء امت تو مر جاتے۔ یہی کامل اتباع اور بروزی اور ظلی مرتبہ ہی تو تھا جس سے بایزید نے محمدؐ کہلایا اور اس کہنے پر ستر مرتبہ کفر کا فتوے انکے خلاف دیا گیا اور انہیں شہر بدر کیا گیا مختصر یہ کہ لوگ جو ہماری مخالفت کرتے ہیں انہیں اسباب کا علم نہیں اور وہ اس حقیقت سے بے خبر ہیں۔ کاش! وہ ان حالی کیفیات سے واقف ہوتے تو انہیں معلوم ہوتا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قدر اور حقیقت ان لوگوں نے سمجھی ہی نہیں اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی تاثیرات اور ثمرات بھی باقی نہیں ہیں تو پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی **زندگی** کا ثبوت ہی کیا ہے؟ اور اسلام کی فضیلت ہی کیا۔ اور اس شریعت کے اتباع کی حاجت ہی کیا جب کہ اس سے نتائج اور برکات ہی کو مل نہیں سکتے؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہہ ایک بیہودہ اور کفریہ خیال ہے اسلام کے اتباع کے ثمرات اب بھی اور ہمیشہ مل سکتے ہیں اللہ تعالے کی ذات میں بخل نہیں اور نہ اس کے ہاں کسی بات کی کمی۔

بعض آدمی اپنی بے دقوفی اور شتاب کاری سے یہہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ کیا ہم نے **ولی** بننا ہے؟ میرے نزدیک ایسے لوگ کفر کے مقام پر ہیں اللہ تعالے تو سب کو **ولی** کہنا اور سب کو ولی بنانا چاہتا ہے اسی لئے وہ **اھدنا الصراط المستقیم** کی ہدایت کرتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ تم منعم علیہ گروہ کی مانند ہو جاؤ۔ جو کہتا ہے کہ میں ایسا نہیں ہو سکتا وہ اللہ تعالے پر بخل کی تہمت لگاتا ہے اور اسلئے یہہ کلمہ کفر ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا مقام تو یہہ تھا کہ آپ **محبوب الٰہی** تھے لیکن اللہ تعالے نے دوسرے لوگوں کو بھی اس مقام پر پہونچنے کی راہ بتلائی۔ جیسا کہ فرمایا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنے انکو کہدو کہ اگر تم چاہتے ہو کہ محبوب الٰہی بن جاؤ تو میری اتباع کرو اللہ تعالے تمکو اپنا محبوب بنا لیگا۔ اب غور کرو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع **محبوب الٰہی** تو بنا دیتی ہے۔ پھر اور کیا چاہئے۔ مگر اصل یہ ہے کہ ان لوگوں نے اللہ تعالے ہی کو شناخت نہیں کیا **ما قدروا اللہ حق قدرہ**۔

ایسا ہی شیعہ ہیں انہوں نے فقط اتنا ہی سمجھ لیا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے لئے رو پیٹ لینا ہی نجات کے واسطے کافی ہے۔ پھر کبھی ان کو خواہش نہیں ہوتی کہ ہم امام حسین رضی اللہ علیہ کے اتباع میں ایسے کھوئے جاویں کہ خود حسین بن جاویں۔ حالانکہ اللہ تعالے تو کہتا ہے کہ اسوقت تک نجات نہیں جب تک انسان نبی کا روپ نہ ہو جاوے۔ وہ انسان جو اپنے مراتب اور مدارج میں ترقی نہیں چاہتا وہ **مخنثوں** کی طرح ہے۔ میں کھول کر کہتا ہوں کہ جس قدر انبیاء و رسل گذرے ہیں ان سب کے کمالات حاصل ہو سکتے ہیں اس لئے کہ ان کے آنے کی غرض اور غایت ہی یہی تھی کہ لوگ اس نمونہ اور اسوہ پر چلیں۔

یہہ امور ہیں جنکی وجہ سے ہم کو بدنام کیا جارہا ہے۔ موت حیات مسیح کا مسئلہ تو یونہی درمیان میں آگیا بہت سے منشاء الٰہی تھے جو یہ مسئلہ پیدا ہو گیا ورنہ اصل مقاصد اور اغراض ہماری بعثت کے اور ہیں۔ ہاں یہہ مسئلہ چونکہ تعلیم الٰہی کے خلاف تھا اور اس میں **توحید** کے مصفا چشمہ کو مکدر کرنے والے اجزا موجود تھے اسلئے اللہ تعالے نے اسکا ازالہ کر دیا اور صاف کر دیا کہ سب نبی فوت ہو گئے ہیں۔ مسیح علیہ السلام میں کوئی ایسی خصوصیت نہیں جو دوسرے نبیوں کو نہ ملی ہو۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ مسیح جسم کے ساتھ آسمان پر گیا ہے لیکن میں یہ کبھی تسلیم نہیں کر سکتا کہ دوسرے نبی جسم کے بغیر آسمان پر گئے ہیں۔ جس قسم کے جسم انکو عطا ہوئے ہیں وہی جسم مسیح کو دیا گیا ہے۔ اور یہہ وہ جسم ہے جو مرنے کے بعد عطا ہوتا ہے۔ یہہ پرانی باتیں ہیں نئی نہیں چونکہ انہوں نے قرون ثلاثہ کی باتیں بھلا دی ہیں اس لئے بار بار کہتے ہیں کہ کیا ہمارے باپ دادے **غلطی** پر تھے؟ میں نہیں کہتا کہ وہ غلطی پر تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کہ وہ زمانہ **فیج اعوج** ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر بھی کفار ایسا ہی کہتے تھے کہ یہ ہمارے باپ دادوں کے خلاف ہے۔ یہہ باپ دادے کی سند صحیح نہیں ہو سکتی۔ ایک زمانہ قرون ثلاثہ کے بعد گذرا ہے جسکو شیطانی زمانہ کہتے ہیں۔ یہ درمیانی زمانہ ہزار سال کا زمانہ ہے جسقدر خرابیاں اور فسق و فجور پھیلا ہے اس زمانہ میں ہی پھیلا ہے۔ اگر صحابہ کرام ہوتے تو وہ بھی شناخت نہ کر سکتے اس زمانہ کا تو حوالہ دینا ہی عقلمندی نہیں۔ **وفات مسیح** کا مسئلہ تو ایسا صاف ہو چکا ہے کہ اب کوئی عقل اسکے خلاف تجویز نہیں کر سکتی۔

اللہ تعالے نے صاف طور پر فرمایا کہ فوت ہو گئے۔ خود مسیح نے اپنی وفات کا اقرار کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو مردوں میں دیکھا اور پھر صحابہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر پہلا اجماع اسی پر کیا۔ اور فیصلہ کر دیا صحابہ کا اجماع غلطی پر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ صحابہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہونے کی فضیلت ہے۔

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل میں کہتے ہیں کہ **خلت** کے معنے موت کے نہیں مگر یہ تو ان کی غلطی ہے اسلئے کہ خود اللہ تعالے نے **خلت** کے معنے کر دئے ہیں افان **مات** او **قتل** اگر اس کے سوا کوئی اور معنے ہوتے جو یہ کرتے ہیں تو پھر رفع الجسد العنصری ہی ساتھ ہوتا۔ مگر قرآن شریف میں تو ہے نہیں پھر ہم کیونکر تسلیم کر لیں۔ ایسی صورت میں درمیانی زمانہ کی شہادت کو ہم کیا کریں؟ اور پھر تعجب یہ ہے کہ اس زمانہ میں بھی اس مذہب کے لوگ موجود ہیں جنہوں نے اس کی وفات کا اقرار کیا ہے۔

اور اللہ تعالے نے اگر میرا نام عیسیٰ رکھا تو اس میں اسلام کا کیا برا ہوا؟ یہہ تو اسلام کا فخر ہوا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فخر ہوا کہ وہ شخص جسے چالیس کروڑ انسان خدا سمجھتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کا ایک فرد ان کمالات کو پا لیتا ہے بلکہ اس سے بڑھ جاتا ہے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے لکھا ہے کہ ہارون رشید نے مصر کا علاقہ ایک حبشی کو دیدیا۔ کسی نے پوچھا تو جواب دیا کہ یہ وہی مصر ہے جسکی حکومت سے فرعون نے خدائی کا دعوےٰ کر دیا تھا اسیطرح مسیح کی خدائی پر زد مارنے کے لئے اللہ تعالے نے **مجھے مسیح بنا دیا** تا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی علو شان اس سے ظاہر ہو۔

میں حیران ہوتا ہوں جب دیکھتا ہوں کہ ان لوگوں نے مسیح کو بہت سی خصوصیتیں ایسی دے رکھی ہیں جو اور کسی کو نہیں دی گئیں۔ مثلاً کہتے ہیں کہ **مس شیطان** سے وہی پاک ہے؟ حالانکہ ہمارا ایمان یہ ہے کہ کسی نبی کو بھی مس شیطان نہیں ہوا۔ بلکہ اللہ تعالے کے راستباز اور صادق بندوں میں سے بھی کسی کو مس شیطان نہیں ہوتا۔ مطلب اس سے اور تھا اور انہوں نے کچھہ اور سمجھہ لیا۔ اگر صرف یہہ اعتقاد رکھا جاوے کہ مسیح ہی مس شیطان سے پاک تھے اور کوئی پاک نہ تھے تو یہہ تو کلمہ کفر ہے اصل بات یہ ہے کہ یہودی مریم علیہا السلام کو معاذ اللہ زانیہ اور حضرت مسیح کو نعوذ باللہ ولد الزنا کہتے تھے اسلئے اللہ تعالے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انکی اس الزام سے بریت کی اور مریم کا نام **صدیقہ** رکھا۔ اور حضرت مسیح کے لئے کہا کہ وہ مس شیطان سے پاک ہے اولاد دو قسم کی ہوتی ہے ایک وہ جو مس شیطان سے ہو۔ وہ ولد الحرام کہلاتی ہے دوسری وہ جو روح القدس کے مس سے ہو وہ ولد الحلال ہوتی ہے۔ یہودیوں کا اسپر زور تھا کہ وہ مسیح پر ناجائز پیدائش کا الزام لگاتے تھے اور ان کے ہاں یہ لکھا تھا کہ ولد الحرام سات پشت تک بھی خدا تعالے کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ چونکہ ان کے اس شبہ اور الزام کا جواب ضروری تھا اسلئے انکے متعلق یہ کہا گیا۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ معاذ اللہ معاذ اللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مس شیطان سے پاک نہ تھے ایسا اعتقاد کفر صریح ہے کیا کسی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت آمنہ کی نسبت ایسا الزام لگایا؟ کبھی نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ مخالفوں نے **امین اور صادق** تسلیم کیا۔

برخلاف اسکے مسیح اور ان کی والدہ کی نسبت یہودیوں کے بیہودہ الزام تھے ہی خود عیسائیوں نے سائیکلوپیڈیا میں مان لیا ہے کہ نعوذ باللہ وہ ولد الحرام تھے۔ پھر ایسی صورت میں کسقدر ضروری تھا کہ اس کا ازالہ ہوتا۔ اب یہ ہمارے مخالف اندھے ہو کر انکی خصوصیت بناتے ہیں اور منبروں پر چڑھ کر بیان کرتے ہیں حالانکہ یہ تو حضرت مسیح کا ایک داغ تھا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دھویا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اسکے بیان کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی کیونکہ مثلاً اگر ایک شخص کے چہرہ پر سیاہی کا داغ ہو اور اسے صاف کر دیا جاوے تو یہ کیسی حماقت ہو کہ ایک شخص جسکے چہرہ پر وہ داغ ہی نہیں بلکہ خوبصورت اور روشن چہرہ رکھتا ہو اس سے اس سیاہی کے داغ والے کو افضل کہا جاوے صرف اس لئے کہ اسکا داغ صاف ہوا ہے۔

اس قسم کی غلطیوں میں ہمارے مخالف مبتلا ہیں۔ ہم ان پر صبر کرتے اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسلام اور ملت پر زد نہ ہوتی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے تو جب آسمان پر جانے کا معجزہ مانگا جاوے تو انہیں **قل سبحان ربی** کا جواب ملے اور مسیح کے لئے تجویز کر لیا جاوے کہ وہ **آسمان پر چڑھ گئے**۔

ایسی خصوصیتوں کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ اسے خدا بنایا جاوے پھر توحید کہاں رہی؟ انہوں نے تو ان چالیس کروڑ کی مدد کی جو اسے خدا بنا رہے ہیں۔ افسوس ان لوگوں نے اصل شریعت کو چھوڑ دیا اور عجوبہ پسند ہو گئے۔ میرے متعلق یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ مسیح نے مردے زندہ کئے تھے انہوں نے کتنے کئے ہیں؟ میں اسکا کیا جواب دوں پہلے یہ تو معلوم کر لیں کہ مسیح نے کتنے مردے زندہ کئے تھے؟ پھر اس کے سوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ مجھ سے پہلے ہے میں تو آپ کا ایک ادنےٰ خادم ہوں آپ کے پاس ایک مردہ کی بابت کہا گیا جسکو سانپ نے کاٹا تھا اور کہا کہ اس کی نئی شادی ہوئی ہے آپ اسے زندہ کر دیں آنحضرت نے فرمایا کہ اپنے **بھائی کو دفن کرو** اگر حقیقی مردے زندہ ہو سکتے تو سب سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہہ معجزہ دیا جاتا۔ ہاں یہہ سچ ہے کہ بعض اوقات سخت امراض میں مبتلا اور ایسی حالت میں کہ اس میں آثار حیات مفقود ہوں۔ اللہ تعالےٰ اپنے ماموروں اور مرسلوں کی دعاؤں کیوجہ سے انہیں شفا دیدیتا ہے اس قسم کا احیا ہم مانتے ہیں اور یہاں بھی ہوا ہے اور اس کے سوا دوسری حیات روحانی حیات ہے غرض یہ دو قسم کا احیاء موتیٰ ہم مانتے ہیں۔ روحانی طور پر مسیح کا اثر بہت کم ہوا۔ کیونکہ یہودیوں نے مانا نہیں اور جنہوں نے مانا انکی تکمیل نہ ہوئی۔ ایک نے لعنت بھیجی دوسرے نے پکڑوا دیا اور باقی بھاگ گئے ہاں جسمانی طور پر بعض کے لئے دعائیں کیں اور وہ مریض اچھے ہو گئے۔ اب بھی ہو رہے ہیں۔

غرض

ہماری اصل غرض اور مقصد اور تعلیم وہ ہے جسکا میں ذکر کر آیا ہوں یہہ امور وفات مسیح وغیرہ ہماری راہ میں آ گئے جو مشرکین کا غلبہ توڑنے کے لئے مصلحت الٰہی نے ایسا ہی پسند فرمایا۔ کہ چونکہ موسیٰ علیہ السلام کے آخری سلسلہ میں مسیح آیا تھا ویسے ہی یہاں بھی ضروری تھا کہ **مسیح آتا چنانچہ آ گیا**۔

بعض یہ بھی کہدیتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام مثیل موسیٰ تھا اسلئے یہاں بھی مثیل مسیح ہوتا۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ اگر وہ ابن موسیٰ ہوتا تو شبہ پڑ جاتا۔ لیکن یہاں الیاس کی نظیر موجود تھی اسلئے یہاں مسیح ہی کہدیا۔

فرمایا۔ ہماری جماعت کو قیل وقال پر محدود نہیں ہونا چاہئے یہہ اصل مقصد نہیں تزکیہ نفس اور اصلاح ضروری ہے جسکے لئے اللہ تعالےٰ نے مجھے مامور کیا ہے۔

متفرق مضامین

انی مھین من اراد اھانتک | بریلی میں غریب

حافظ انصور حسین صاحب احمدی پر جو بعض جوجہ سے کہ وہ احمدی ہے جو جو ستم وہاں کے مخالف مسلمانوں نے روا رکھے ہیں ناظرین الحکم کو میں پہلے سنا چکا ہوں۔ ان ساری بیجا تعدیوں کے بانی مبانی مولوی احمد رضا خاں صاحب تھے حال میں بریلی سے ایک مقدمہ کی مختصر روداد میرے پاس پہونچی ہے جو اس الہام کی تصدیق کرتی ہے اسلئے میں اسے بجنسہ یہاں درج کرتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ آپ بریلی کی حالت سے تو واقف ہو ہی چکے ہیں کہ مولوی احمد رضا خاں کیطرف سے ہمکو بے حد اذیتیں پہونچیں اور پہونچ رہی ہیں مگر انی مھین من اراد اھانتک۔ حضرت اقدس کے الہام کی ایسی تصدیق ہوئی ہے کہ بار بار شاید مولوی صاحب موصوف جب ہم لوگوں پر خوب ہاتھ صاف کر چکے تو وہابیوں کیطرف رجوع ہوئے اور مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کی کتابوں سے نکتہ چینی کر کے ایک دوسرا فتویٰ مرتب کیا اور اسمیں لکھدیا کہ یہ لوگ ایسے سخت کافر ہیں کہ اگر ان سے کپڑا چھو جائے تو بغیر کاٹ ڈالے ہوئے پاک ہو ہی نہیں سکتا اور مولوی ہدایت رسول کو لکھنؤ سے بلا کر جا بجا وعظ کہلوانا شروع کرا دیا سبحان اللہ وعظ کیا تھا اچھا خاصہ تبرا تھا علماء کے نام سے کروہ مغلظات گالیاں علانیہ دیجاتی تہیں کہ معاذ اللہ اور جہلا کو یہ سبق دیا جاتا تھا کہ تم لوگ صرف رسول اللہ کو عالم الغیب جانتے رہو روزہ نماز اگر نہ بھی کرو گے یا طرح بطرح کے گناہ میں آلودہ ہو گے تو تمہاری حضرت قیامت کیدن شفاعت کرینگے مگر یہ لوگ قطعی جہنمی ہیں جنکی پیشانی پر گھٹہ پڑا ہوتا ہے اور نیچا کرتا نیچے داڑہی رکہتے ہیں حضرت رسولخدا کو عالم الغیب نہ جاننے والے شفاعت سے محروم ہیں ان عابدوں سے تم گنہگار ہزار درجہ اچھے ہو۔ یس جاہل اترائے پھرتے تھے اور ہر کسی سے بڑھ بڑھ کر اور نصیحت کرنے کیلئے مرنیکو موجود بیچارے طلباء اور عالم الغیب جاننے والونکی عافیت تنگ کر دی مسجدوں میں جا بجا کے یورش کرنا علانیہ کافر مردود ملعون کہنا شروع کر دیا پھر ادہر سے بھی وعظ شروع ہوئی انہوں نے بھی ہر ناگفتنی کا اظہار کیا غرض دونوں فریق ایک دوسرے کے موہنہ سے کافر بن گئے اب مولوی صاحب کو یہ سوجھی کہ جو انکے پاس گیا اسکو ان مولوی کی کتابیں دکہانا اور کافر کہلانا شروع کر دیا یہانتک کہ ایک طالبعلم پر کچھہ زیادہ سختی کی اسنے عدالت مجسٹریٹ میں جہت کا دعویٰ دائر کر دیا جب مولوی صاحب کے پاس سمن طلبی عدالت سے پہونچا تو عذر کیا کہ میں بیمار ہوں اور گوشہ نشین ہوں حاضر عدالت ہونے سے معذور ہوں میرا وکیل جوابدہی کریگا عذر مسموع نہ ہوا پھر درخواست کی کہ عدالت میں مجھکو کرسی ملنا چاہئے ہرچند وکلا نے بھی سفارش کی منظور نہ ہوئی اس کے بعد صاحب ضلع کے یہاں اپیل کیگئی کہ کرسی ملنا چاہئے منظور نہ ہوئی آخر مولوی صاحب نے ضلع طرفین کی سفارش کرائی اور تاریخ موعود پر معرفت وکیل کی یہ درخواست گذرانی کہ راضی نامہ ہوتا ہے تاریخ مقدمہ ۱۳ اکتوبر منظور فرمایا جاوے حکم ہوا کہ بے حاضری مدعا علیہ منظور نہیں ہو سکتی آخر مولوی صاحب کو حاضر ہونا پڑا اور بامقابلہ طرفین سے پیار و راز و نیاز میں ملکے ہو گئے ایک طالبعلم کے پاس تک جانے سے عار کرتے تہے آخر خدا نے اس تکبر کو خاک میں ملا دیا آج ۲۰ ستمبر کو فیصلہ ہو گیا کہ کوئی کسیکو علانیہ کافر مردود وغیرہ نہ کہے۔ ہرکہ بیہودہ گردن افرازد۔ خویشتن را بگردن اندازد۔ بہت دن بھی نہ گذرے جو آنکھوں سے دیکھ لیا۔ ماموریں اللہ کی اہانت خدا کو پسند آتی ہی نہیں اگر مولوی صاحب کو اب بھی عبرت نہ ہوئی تو ابھی بہت کچھہ دیکھنا پڑیگا اپنے اشتہار میں لکھدیا تھا کہ قادیانی کو تیار رہنا چاہئے کہ قہار کا قہر شمال سے نازل ہوگا سو کچھہ تو یہ نازل ہو گیا مگر عبرت والے کو یہ بھی تھوڑا نہیں ہے اور ابھی بہت کچھہ باقی ہے۔

دامی جنتری | مرزا عزیز بیگ صاحب احمدی نے ایک صفحہ پر (جو ۱۸+۲۲ کا ⅛ حصہ ہے) ایک دامی جنتری شایع کی ہے اس جنتری کی قیمت صرف ۲ روپے اور دو روپیہ کی اکٹھے خریدار کو پچاس فیصدی کمیشن دیا جاوے ملنے کا پتہ مرزا نور محمد بیگ امین بندوبست بہوانی گڈھ ریاست پٹیالہ

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہیں ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو کہ اس کا مال و اسباب محفوظ رہے؟

حفاظت مال و اسباب کے لئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائیں جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بھی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی اور خوبصورتی کی وجہ سے سرحد پر بھی جاتے ہیں لکڑی کے صندوقوں کے مقابلہ میں یہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پھلکے اور پھر زیادہ مضبوط اور پائدار۔ نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر میں ہر طرح سے آسانی کے ساتھہ اسباب بند کر کے لے جا سکتے ہیں چونکہ یہہ احمدی بھائی کا کارخانہ ہے اسلئے آپ اس میں کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ نہ پائیں گے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجھہ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکوں کی تجارت کرتے ہیں وہ اکٹھے منگائیں گے تو ان کے ساتھہ خاص رعایت بھی کیجاوے گی مفصل فہرست درخواست کر کے کارخانہ سے منگوالو۔ درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکہیں بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجاوے گی۔ تمام درخواستیں بنام مستری محمد الدین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئے۔

دار الامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام اور آپکے اہلبیت الحمد للہ خیریت سے ہیں۔ براہین احمدیہ جلد پنجم کا کام تصنیف ہو رہا ہے۔

۲- حضرت حکیم الامت بھی الحمد للہ اچھے ہیں آپکے درس قرآن کا وقت مدرسہ کے اوقات کی تبدیلی کیوجہ سے بدل گیا ہے اور صبح کو ہونے لگا۔ اس تبدیلی وقت پر مولوی صاحب فرماتے تہے خوب ہے **وقرآن الفجر کان مشہودا**۔

۳- حضرت مخدوم الملتہ کے لئے بدستور دعا کی حاجت اور ضرورت ہے۔

۴- فاضل امروہی کے آنے کی خبر ہے۔

۵- خانصاحب ذوالفقار علی خاں صاحب واپس تشریف لیگئے۔ لاہور سے منشی تاج الدین صاحب اور دوسرے احباب حاضر دارالامان ہوئے میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی جماعت کے دوسرے آئے ہوئے احباب واپس گئے چوہدری مولا بخش صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ کئی دنوں سے آئے ہوئے ہیں اور بہت سے احباب مختلف جگہ سے آکر سعادت اندوز ہوتے ہیں

۶- مدرسہ اور آنریری فنڈ کی رسیدات اگلی اشاعت میں

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

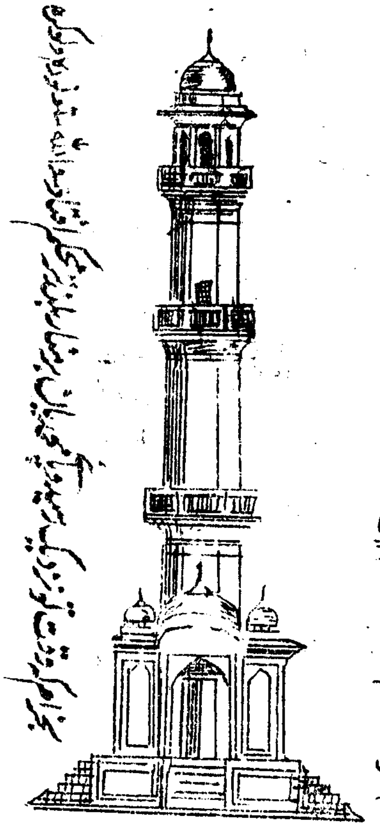

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی بجہا در قادیان بینی ۔ دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عنلہ (۳) ہندوستان سے باہر سے ؀ (۴) غیر مذاہب والون سے ؀ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگونسی عہ

نمبر ۳۶ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷- اکتوبر ۱۹۰۵ء مطابق ۱۷ شعبان سنہ ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

(۱) مرحوم مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ } اول
〃 دار الامان کا ہفتہ
(۲) مراسلت صہ ۲-۳
(۳) ... جدید اور سلسلہ عالیہ احمدیہ ۴ تا ۸
(۴) یادگار کریم } صہ ۹-۱۰
صاحب اسسٹنٹ ... دمن معہ
(۵) ... ات و رویا - ضروری اطلاع
〃 ... وفات شہادت آیات
〃 ... الملۃ مولوی عبد الکریم
〃 ... اللہ عنہ -
(۶) ... ت صہ ۱۱-۱۲

مرحوم مخدوم الملۃ (رضی اللہ عنہ)

ہر کہ آمد بجہان اہل فنا خواہد بود
وآنکہ پائندہ و باقیست خدا خواہد بود

آخر ۱۱- اکتوبر ۱۹۰۵ء چہارشنبہ کے دن ظہر اور عصر کے مابین ½ ۲ بجے کے قریب وہ واقعہ پیش آیا جسکا ایک عرصے سے خوف لگ رہا تھا یعنے حضرت مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ نے عالم جاودانی کو رحلت کی

انا للہ وانا الیہ راجعون

ان العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا ما یرضی ربنا وانا بفراقک یا عبد الکریم لمحزونون + مخدوم الملۃ کی وفات جو ایک قسم کی شہادت ہے ایک مفصل آرٹیکل لکھوانا چاہتی ہے مگر مین اسوقت اس قابل نہین کہ دل دردمند کو دہا رس دیکر اسپر کچھ لکھ سکون - ہان اللہ تعالے کے فضل و کرم سے امید ہے کہ اسی مہینے مین انشاء اللہ العزیز مین اپنے محسن و مخدوم (رضی اللہ عنہ) کے کوچ کے حالات اپنے ناظرین کو سناؤنگا + اسوقت مین یہ نوٹ بطور ایک عام خبر کے درج کرتا ہون اور ناظرین کو یادگار کریم کے عنوان سے لکھے ہوئے نوٹ کی طرف توجہ دلاتا ہون اور چاہتا ہون کہ احمدی بھائی مرحوم و مغفور کا جنازہ غایب پڑہین + مرحوم کا ڈہیر میرے گھر کے سامنے ہے جب میری نظر پڑتی ہے دل کی عجب حالت ہوتی ہے ان چند سطرون کی تحریر مین بھی مرحوم کی یاد اپنا اثر کئے بغیر نہین رہتی۔

مرحوم کی ایک پرانی نظم جو ۱۵ ستمبر ۱۸۸۱ء کی اپنے قلم کی لکھی ہوئی ہے اسکے چند شعر بے اختیار زبان پر آگئے ہین جواب اسکی لوح مزار زبان حال سے سنا رہی ہے - آپ بھی سن لین اور سمجھ لین کہ جس کے گھر کے سامنے اسکا مخدوم اور محترم قبر مین پڑا ہوا ہے اسکے دل پر ان اشعار کے بے اختیار نکلنے سے کیا اثر ہو سکتا ہے اور وہ کہان تک اس مضمون کو لکھنے کے قابل ہو سکتا ہے۔

عندلیب نو گرفتارم نوا نا میزنم
بے گل روئے کسے یا ہو و یا نا میزنم

کس نمیپرسم ناتوان افتادہ در کنج خمول
بر فراق دوستان بانگ دریغا میزنم
از سر رد و قبول اہل عالم بگذرم
حرف سری با دل دیوانہ آسا میزنم

اور کبھی زبان حال سے وہ اپنا یہہ شعر مجھے سنا دیتا ہے ؎

بسے با کام دل بودیم در دنیاء دون صافی*
وداعی دوستان حالا چلیدن آرزو دارم

بس اب زیادہ نہین لکھ سکتا بجز اس کے کہ اس زمین گورستان سے کہون کہ ؎

اے خاک تیرہ خاطر مہمان نگاہ دار
کین نور چشم ماست کہ در بر گرفتہ

اور رب کریم کے حضور ہاتھ اٹھا کر کہون کہ ؎

رحمت حق باد بر روح شریفش مستدام
این دعا لبش از من و آمین زہر دیندار شد

---

*بہت ہی کم لوگون کو معلوم ہوگا کہ مرحوم شاعر تھے اور صافی تخلص کرتے تھے (رضی اللہ عنہ ایڈیٹر)

دار الامان کا ہفتہ

۱- اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہین۔

۲- حکیم الامۃ کی صحت بھی الحمد للہ اچھی ہے - فاضل امروہی ۱۵- اکتوبر کو قادیان سے چلے گئے +

جناب سیٹھ عبد الرحمن صاحب مدراسی ۱۳- اکتوبر کو بروز جمعہ دار الامان پہونچے۔

۳- حضرت مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ ۱۲- اکتوبر کو قبل دوپہر ایک صندوق مین رکھے گئے اور سپرد زمین ہوئے - اعلےٰ حضرت کا منشاء ہے کہ اپنی جماعت کے لئے ایک خاص زمین قبرستان کے لئے مخصوص کیجاوے اور اسکے گرد ایک احاطہ بنایا جاوے - اس مین یہہ صندوق نکال کر پھر دفن کیا جاوے۔

۴- ڈاکٹر خلیفہ حافظ رشید الدین صاحب خدا کے فضل کرم سے اچھی طرح تندرست ہو کر ۱۰- اکتوبر کو واپس آگرہ چلے گئے +

۶- ۱۳- اکتوبر کی صبح کو لاہور کی جماعت کے معزز ارکان تعزیت کے لئے قادیان آئے اور واپس گئے۔

مراسلت

محبت اساس معنی رس جناب اخوی منشی یعقوب علی صاحب زاد عطوفتہ

بعد اہداء تحیت سلام مکشوف ضمیر مہر تنویر ہو - مین آپکا شکر یہ ادا کرتا ہون - کہ آپ نے میرے مرسلہ مضمون کو اپنے اخبار گوہر بار مین جگہ دیکر بڑی تکلیفون سے رہائی بخشی - اب مین ملتمس ہون کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے پرچہ اہل حدیث بابت ۱۱ - اگست ۱۹۰۵ء مین ایک امر غیر محقق درج کیا ہے - اوس کا کشف فرما کر ایک عالم کو گرداب غفلت سے نکالینگے - یا گویا غار مین سوئے ہوؤن کو جگا دینگے - اور وہ یہ ہے - آپ لکھتے ہین کہ غار اصحاب کہف کو ایک شخص میان جواہر قوم زرگر دیکھ آیا ہے - جو خواجہ الدلون سے نصف میل پر واقع ہے اوسمین اصحاب کہف چار او اونکا سوئے ہوئے ہین - اور اون کا کتا صحیح سالم آنکھین کہولے بیٹھا ہے - جسکا سرخ و سیاہ رنگ ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ او چھلکر ابھی کاٹ کہائیگا - اور قریب ہے - شہر دقیانوس کے آثار پائے جاتے ہین یہہ ملک ترکستان علاقہ چار جوی کہلاتا ہے اور رود روس کی سرحد پر واقع ہے " -

لہذا مین اس امر کا تذکرہ مین نے مولوی ... صاحب ... لودی ننگل کے پاس کیا انہون نے ... تحقیق کرایا - کہ یہہ وہان کے مجاورون کی بنا وٹ ہے ورنہ آج تک غار مین اصحاب کہف یا اونکے کتے کا صحیح و سالم باقی رہنا عقل نقل کے برخلاف ہے تب مجھے اس فاضل کی اس تحریر پر جو لاریب بار محرر ہے بڑا افسوس آیا - لہذا وہ تحقیق ذیل مین عرض کرتا ہون از راہ نوازش یا نظروں الحکم مین درج فرمادین - عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہونگے -

یہہ واقعہ نقل کے برخلاف اسواسطے ہے کہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ اصحاب کہف کی ہڈیان تین سو برس سے اوس غار سے جاتی رہی ہین - قال قتادۃ غزا ابن عباس معہ حبیب ابن سلمۃ فمروا بالکھف فاذا فیہ عظام فقال ھذہ عظام اصحاب الکھف فقال ابن عباس فقد ذھبت عظامھم منذ اکثر من ثلث مائۃ (تاریخ طبری) اور گیبون متہس کا مصنف مسٹر بارنگ گولڈ لکھتا ہے کہ اصحاب کہف کی ہڈیان ایک بڑے پتھر کے بکس مین بند کر کے مارسلیس واقعہ ملک اٹلی مین بہیجی گئین جو اب بہی سینٹ وکٹر کی گرجا مین دکہائی جاتی ہین انتہی عسل مصفی -

تعجب ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نہ صرف اون کی لاشین بلکہ اونکا کتا بہی اب تک صحیح سالم تسلیم کرتے ہین حالانکہ زمانہ نبوی سے کئی برس پہلے اون کی ہڈیان بہی اٹہائی گئی ہین -

ہان اس مقام مین ایک اختلاف کا رفع کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباس نے امیر معاویہؓ کو غار کے اندر جانیسے منع کیا ہے - اور اس روایت مین خود آپ نے کشف حال کا بخوبی طور پر ارادہ کیا تہا جس سے آپ نے منع کیا اور خود بدولت نے سرسری نگاہ سے دیکھا ہے جو موقع کے مناسب ہوگا -

اور یون بہی مطابقت ہوسکتی ہے کہ عوام کے لئے دیکھنا منع فرمایا ہے اور خواص کے لئے جائز رکہا گیا ہے - یا پہلے آپ منع سمجھتے ہونگے اور آخر مین جواز مقرر فرمادیا - یا **اول** ظاہر قرآن پر عمل فرمایا ہے اور **ثانیاً** بطن قرآن کی مطابق جواز کا فتوے دیا -

اسکی تفصیل یہہ ہے کہ ظاہر قرآن مجید سے تو یہ سات آٹھہ بزرگون کا قصہ معلوم ہوتا ہے اور باطن مین یہ اوس قوم کی اقبالمندی کی پیشخبری ہے جو غارون اور بلون مین بسیرا رکہتی ہے لہذا حضرت ابن عباس نے جب اوس قوم کا لحاظ کیا ہے تو غار کا ملاحظہ منع فرمایا ہے کیونکہ قوم اوس غار کی اندر نہی بلکہ باہر میدان مین غار سے پرلی طرف چنانچہ لفظ **وھم فی فجوۃ منہ** ظاہر کر رہا ہے اور جب چند اشخاص کا لحاظ کیا ہے تو اون کے حالات بذات خود دیکھے ہین اور فرمایا کہ وہ نہ صرف مرگئے ہین بلکہ اون کی ہڈیان بہی یہان سے جاتی رہی ہین -

اور وہ قوم بارعب غارون مین رہنے والی وہی ہے جنکے رعب کا ذکر احدیث مین بین ہے - **اخرجت عبادًا لی لا یدان لاحد بقتالھم** یعنے مسیح موعود کے زمانہ مین جینے وہ بند سے ہیبت ناک نکالے ہین جنکے ہنگامہ کی برداشت دوہتہ لڑائی سے نہین ہوسکتی -

ہان یہہ وہی قوم ہے جسکی خبر نہ صرف موسیٰ و مسیح نے دی ... انبیاء علیہم السلام نے اور یہ وہی قوم ہے کہ مسیح پر ایمان لاکر زندہ ہوئی اور اوس مین سے چند بزرگ اپنا دین لیکر غار مین داخل ہوئے چنانچہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ اصحاب کہف کے زمان اور مکان مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ موسےٰ علیہ السلام سے بیشتر تہی اور موسےٰ نے اون کا ذکر توریت مین کیا ہے اور اسواسطے یہود نے رسولخدا صلعم سے اون کا حال دریافت کیا تہا اور بعض کہتے ہین کہ مسیح علیہ السلام سے پہلے داخل ہوئے اور مسیح علیہ السلام نے اون کی خبر دی تہی اور پہر وہ مسیح علیہ السلام کے بعد زندہ ہوئے اور بعض کہتے ہین کہ مسیح علیہ السلام کے بعد وہ غار مین داخل ہوئے تہے یہہ محمد بن اسحاق کا قول ہے اور بعض کہتے ہین کہ وہ نہ مرے ہین اور نہ قیامت تک مرین گے اور اون کے مکان کی نسبت قفال نے محمد بن موسےٰ خوارزمی منجم سے حکائیت کیا ہے کہ خلیفہ واثق باللہ نے اوسکو روم کیطرف روانہ کیا تاکہ اصحاب کہف کے حالات دریافت کرے وہ کہتا ہے کہ شہنشاہ روم نے میرے ساتہہ بہت سا گروہ ہمراہ کرکے مجھے اوس مقام کیطرف روانہ کیا جہان (؟) جاتا ہے کہ اون کا غار ہے جب وہان پہنچے تو مجاورون نے مجھے اندر داخل ہونیسے بہت ملا رایا لیکن مین اندر چلا گیا دیکھتا ہون کہ اون کے بال اون کے سینہ پر ڈالے ہوئے تہے **ابن موسیٰ** نے کہا اور مینے شناخت کیا کہ وہ بناوٹ اور مجاور لوگون کی حیلہ سازی تہی اونہون نے اُن جثون کی تدبیر کر رکہی ہے یعنی خشک ادویہ مردون کے بدن پر لگا رکہی ہوئی تہی تاکہ بوسیدہ ہونیسے محفوظ رہین **مثلاً** ایلوا وغیرہ سے آلودہ کیا ہوا تہا پہر قفال نے کہا کہ ہمارے نزدیک متحقق بات یہ ہے کہ اسبات کا یقینی علم نہین کہ یہہ وہی جگہ ہے یا وہ کوئی اور جگہ ہے جو اصحاب کہف کے اصلی غار ہے اور جسقدر خداوند تعالےٰ نے خبر دی ہے وہ قطعی امر ہے اور اہل روم کے قول کا کچھہ اعتبار نہین کہ یہی وہ غار ہے اور مین کہتا ہون کہ اون کی زمانہ و مکان کی نسبت جو علم ہے اس مین عقل کو کچھہ بہی گنجائش نہین یہہ امور نص سے مستفاد ہوسکتے ہین اور نص یہان مفقود ہے پس ثابت ہوا کہ اون کے مکان یا زمان کے معلوم کرنیکی کوئی سبیل نہین انتہیٰ تفسیر کبیر کا مضمون خلاصۃً ختم ہوا -

اور فتح الباری مین لکہا ہے کہ اکثر اخبار و اسرار کے موید ہین کہ وہ غار بلاد روم مین ہے اور حضرت ابن عباس نے کہا کہ وہ ایلہ مین ہے اور بعض نے کہا قریب طرسوس کے اور بعض نے کہا ایلہ و فلسطین کے قریب نشان دیا ہے اور بعض نے قریب زیزاء کے اور بعض نے غرناطہ اندلس مین موقعہ بتایا ہے -

لفظ رقیم کے معنے مین بہی اختلاف ہے ابن عباس نے کہا کتاب ہے بعض نے کہا وہ جنگل ہے جسمین وہ غار ہے بعض نے گاؤن کا نام بتایا ہے - بعض نے کہا ہے رقیم کلب کا نام ہے بعض نے کہا اوسی غار کا نام ہے جسمین تین آدمی بند ہو گئے تہے بعض نے کہا رقیم پتھر ہے اور نیز ابن عباس نے کہا وہ قلعی کی تختی ہے جسمین اون کے نام لکہے گئے تہے اور بعض نے کہا اوس مین اون کی شریعت لکہی ہوئی تہی بعض نے کہا رقیم دواۃ ہے بعض نے کہا **اصحاب** رقیم کا قصہ خداوند تعالےٰ نے مفصل بیان نہین فرمایا -

ایسا ہی لفظ **کلب** مین اختلاف ہے بعض نے کہا وہ زرد رنگ کا کتا ہے بعض نے اور رنگ کا بتایا ہے اور بعض نے کہا وہ باورچی آدمی تہا اونکے پیچھے سو گیا تہا اور حقیقۃً کلب نہ تہا اور پہلا امر معتمد ہے انتہےٰ

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اگر یہ روایات دیکھی ہوتین تو کبہی ثقاہت راوی پر بہروسہ کرکے یہ مضمون درج اخبار نکرتے کیونکہ جبکہ اونکا زمان اور مکان منصوص نہین تو آج ایک زرگر کے قول پر کون اعتماد کرسکتا ہے شائد منطق بہی بہلا بیٹھے ہین ورنہ اس قضیہ متحمل صدق کذب پر استناد نکرتے - اور تفسیر حقانی مین لکہا ہے کہ شہر افسوس یا افسس جسکو طرطوس بہی کہتے ہین ایشیائے کوچک کا ایک شہر ہے اس شہر سے تین کوس کے فاصلہ پر ایک پہاڑ ہے جسمین وہ غار ہے کہ جہان اصحاب کہف غائب ہوئے تہے یہہ غار کئی میل تک کا ہے اور اسکی کئی شاخین ہیبت ناک دورے ہین یہہ شہر قیاصرہ روم کے عہد مین بڑی رونق پر تہا اب اس کے خرابات پڑے ہین ایک قصبہ سا ہے یہان حضرت سلطان روم کی عملداری ہے -

اس غار پر ایک خانقاہ ہے جسکی عیسائی اور مسلمان دونو تعظیم کرتے ہین غالباً یہ وہی

خانقاہ ہے جو اصحاب کہف کے برآمد ہونے کے بعد بنائی گئی تہی یہہ وہی عمارت نہو مگر اسکی جگہ پر عمارت قایم ہے - یہہ واقعہ اصحاب کہف کا ڈیشش (دقیانوس) قیصر کے عہد مین ہوا ہے جو عیسائیون کے حق مین ظالم اور سفاک جیسا کہ ولیم میور اپنی تاریخ کلیسا کے چھٹے باب مین لکھتے ہین کہتے ہین افسس کے رہنے والے سات جوان ڈیشش کے ظلم سختی سے شہر چہوڑ کر پاس ہی کسی غار مین جا چھپے تھے اور وہان دوسو برس تک برابر سوتے رہے اور پہر جب جاگے اور اونمین سے ایک شہر مین گیا تو وہ وہان تمام حاکم و محکوم کو پورا عیسائی دیکھکر نہایت تعجب مین آیا انتہے اور آخر مین صاحب تفسیر حقانی بطور نتیجہ یہ امر لکھتے ہین یہہ بات کہ اصحاب کہف اس غار مین اتبک سوتے ہین اور قیامت تک وہین سوتے رہینگے یا یہ کہ وہ بیدار ہونیکے بعد غار مین جاکر مر گئے اور نیز یہ کہ آنحضرت علیہ السلام کے پاس ایک چادر آئی اوس کے چارون کونے خلفاء اربعہ نے پکڑے اور بیچمین آنحضرت بیٹھے اور آڑ اکر فرشتے اصحاب کہف کے پاس لے گئے ان سے آنحضرت صلعم نے ملاقات کرکے اونکو اسلام تلقین فرمایا - قرآن و احادیث سے اون کا پتہ نہین لگتا مورخین کی رائین اور ان کے اقوال ہین واللہ اعلم انتہے -

دیکھئے اتنا بڑا محقق معاصر حنفی المذہب ظن غالب سے بتلاتا ہے کہ یہ وہی غار ہے یا اوس کی جگہ اور عمارت قایم کی گئی ہے اور مولوی ثناء اللہ صاحب یقین کر بیٹھے ہین کہ اس مین کسی قسم کا دہوکہ یا فریب نہین ہے -

مین مولوی صاحب سے پوچھتا ہون کہ اگر اسمین کوئی دہوکا و فریب نہین ہے تو حسب مسلک آپ لوگون کے اس آیت کے کیا معنی ہین لو اطلعت علیهم لولیت منهم فرارًا ولملئت منهم رعبًا یعنے اگر تو ان کو دیکھے تو پیٹھ دے کر بہاگے اور دہشت سے بہر جائے - پس برخلاف مقتضی قرآن کریم کے میان جواہر زرگر نے کیسے دیکھ لیا اور کیون نہ وہان سے پشت دیکر بہاگا اور دہشت سے پُر ہوا -

اور ایسا ہی آثار مین ہے ابن عباس غزا مع معاویة الصائفة فمروا بالکهف الذی ذکر الله فی القرآن فقال معاویة ارید ان اکشف عنهم فمنعه ابن عباس فصمم وبعث ناسا فبعث الله ریحًا فاخرجتهم رواه عبد بن حمید باسناد صحیح (فتح الباری پ ۱۳)

یعنے حضرت ابن عباس ایک جنگ روم مین جو صائفہ یعنی تابستان مین کیا جاتا ہے حضرت امیر معاویہ رض کے ساتھ تشریف لے گئے جب اوس غار سے گذرے جسکا ذکر قرآن مجید مین خدا تعالےٰ نے کیا ہے تو امیر معاویہ نے کشف حال غار کا ارادہ کیا تب ابن عباس نے اس سے منع کیا مگر انہون نے مصمم ارادہ کرکے کچھ آدمی بھیجے پس خداوند نے ایک ہوا چلائی جسنے اون کو نکالدیا : -

وعن شهر بن حوشب قال کان لی صاحب قوی النفس فمر بالکهف فاراد ان یدخله فانشرف علیهم فابیضت عیناه وتغیر شعره رواه ابن ابی حاتم فی تفسیره - (فتح الباری پ ۱۳)

ابن حوشب نے کہا کہ میرا ایک یار بڑا دلاور تہا - وہ اوس غار مین گذرا اور اندر جانیکا ارادہ کیا جس سے منع کیا گیا اوس نے انکار کیا اور جاکر دیکھنے لگا پس اوسکی آنکھین سفید ہوگئین اور بالون کا رنگ بھی بدل گیا -

مولوی ثناء اللہ صاحب ان شہادات و آیت قرآن مجید کے جواب دینے کے ذمہ وار ہین کہ میان جواہر زرگر پر ایسا تغیر کیون نہ آیا -

اور نیز آیت مین ہی وتحسبهم ایقاظًا وهم رقود - یعنے تو خیال کرتا ہے کہ وہ جاگتے ہین حالانکہ وہ سوئے ہوئے ہین - اور آثار مین ہے کہ وہ مرے نہین اور نہ مرینگے بلکہ سوئے ہوئے ہین پہر کیا ہی بہتر ہے کہ میان جواہر زرگر کو سفر خرچ دیکر واپس بہیجا جائے جو انکو جگا کر پوچھ آئے کہ یہہ زمانہ امام مہدیؑ اور نزول مسیحؑ کا ہے - یا نہین - کیونکہ ابن عباس سے مروی ہے ان اصحاب الکهف اعوان المهدی یعنے اصحاب کہف مہدی کے انصار ہون گے اور ایک روایت مین ہے انهم یحجون مع عیسیٰ بن مریم یعنے وہ ابن مریم کے ہمراہ حج کو تشریف لے جائینگے -

الغرض اگر وہ غار اور صاحبان غار واقعی طور پر ہین تو چشم ما روشن و دل ما شاد کیونکہ آسانی ہی فیصلہ ہوگیا اور بصورت دیگر مولوی ثناء اللہ کے دعوئے فضیلت پر بڑا حرف آتا ہے اور علماء نگینہ کا قول صحیح پڑتا ہے کہ اس فاضل کے معلومات وسیع نہین بلکہ محدود خیالات کا آدمی ہے -

بڑے تعجب کی بات ہے کہ شہر کا نام بھی دقیانوس لکھتے ہین حالانکہ شہر طرطوس عامہ تفاسیر مین لکہا ہوا موجود ہے -

ہان اگر آپ ان مختلف روایات کو جو اصحاب کہف کے حالات مین مذکور ہوئین ظاہر معنی پر محمول کرکے تطبیق دیدین تو شاید آپ کی فضیلت شہرہ آفاق ہو جائے - ورنہ امر خطرناک ہے -

اور تعجب پر تعجب یہ ہے کہ موافق اور مخالف کی تحقیق [illegible] اس غار کا یہ مقام ایشیاء کوچک مین معلوم ہوتا ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس کے سفر بلاد روم سے اور میور صاحب کی تاریخ سے ثابت ہے اور آپ علاقہ چارجوی ملک ترکستان مین نشان دیتے ہین حالانکہ ایشیاء کوچک اور ملک ترکستان مین باقی تمام ملک روم کا بطور حد فاصل واقعہ کیا ہے آپ نقشہ ملاحظہ کرکے اوس سرحد روم و روس کا جو ملک ترکستان کے متصل واقعہ ہے پتہ بتلا سکتے ہین محققین تو کہتے ہین کہ وہ غار ایشیاء کوچک مین ہے جو ملک روم کا ایک حصہ ہے اور آپ میان جواہر زرگر کے حوالہ سے ملک ترکستان مین بتلاتے ہین ؎

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
کین رہ کہ تو میروی بہ ترکستان ست

تفسیر حقانی کے حاشیہ پر جوافیہ فرہاد مرزا سے منقول ہے کہ شہر افسوس مغربی ایشیائی کوچک مین ہے اور ازمیر سے تخمیناً سینتیس ۳۷ میل کی مسافت پر واقع ہے اور یہ افسوس ازمیر کی جانب جنوب کے قریب ہے اور اسوقت اوسکو ایازلوک کہتے ہین انتہے ص ۱۱۲

(باقی آیندہ)

امرتسر مین محمڈن ٹمپرنس لاج

یون تو ہر ایک شہر مین ہر ایک مسئلہ پر کئی کئی انجمنین قایم ہین - مگر کچھ عرصہ سے امرتسر مین منشیات اور دیگر مضر صحت اور قانون قدرت کے برخلاف افعال کی بیخکنی کے لئے ایک نوجوانون کی لاج مسمی "محمڈن ٹمپرنس لاج" قایم ہے - اس مین ہر ایک مذہب و ملت کے نوجوان بڑی خوشی سے دلچسپی لیتے ہین - جو کہ اس کی کامیابی کی بین دلیل ہے خصوصاً ۱۴ ستمبر کا اجلاس بہت ہی تسلی بخش تہا جسمین بہت مسلمان نوجوانون خصوصاً احمدی نوجوانون اور ہندو بھائیون نے مسکرات اور مروجہ سگار سگرٹ کے خوفناک نقصانات مذہبًا اور عقلاً بڑی خوبی سے ادا کئے - اور خواجہ محمد [illegible] صاحب [illegible] نے اتحاد کے مضمون پر بڑی دلچسپ تقریر کی اور میر ضیاء اللہ اور ظہور احمد اور محمد شریف صاحبان نے بہت ہی موثر تقریرین کین - اور آخر مین پریزیڈنٹ صاحب کی تقریر پر اجلاس ختم ہوا - اس کے مقاصد و فرائض یہ ہین -

(۱) کسی فرد کے مذہبی معاملات پر تعرض نکرتے ہوئے نوجوانون مین مسکرات کے خوفناک اثرات کی اشاعت -

(۲) علاوہ مسکرات کے اون افعال کی بیخ کنی مین کوشش کرنا - جو صحت یا اخلاقی طاقتون کی کمی کرتے ہون -

(۳) ہندو و مسلمان مین جہانتک ہو سکے اتحاد و یکجہتی پیدا کرنا -

(۴) وقتاً فوقتاً مختلف مضامین پر بھی بحث کرنا -

یہ چند اصول مین نے قواعد لاج مین سے ارسال کئے ہین - جہان آپکے ذی شان اخبار مین اور ذی وقار آرٹیکل نکلتے ہین - اس ناچیز مراسلت کا شایع کردینا بھی بعید از مروت نہوگا - مین آپکا تہ دل سے مشکور ہونگا اگر آپ اسکو بعینہٖ درج اخبار فرماوین گے - زیادہ نیاز

الراقم نیازمند خاکسار

درخواست دعا

:- اس عاجز کا منجھلا لڑکا محمد عظیم سخت بیمار ہے ناظرین الحکم سے دعا کی درخواست ہے -

خاکسار محمد حسین قانونگوی صدر سیالکوٹ

واجب التقلید کام اور علمی فیاضی

:- برادرم مکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ - برادر عزیز محمد نور الدین کا نکاح اس مہینے کے اوائل ایام مین کیا گیا ہے اسکی یادگار مین الحکم چھ ماہ کیلئے کسی غریب احمدی کے نام جاری کرانا چاہتا ہون اخبار مین نوٹس دیکر ایسے مستحق کا پتہ دریافت کرین مگر شرط یہ ہے -

عصر جدید اور سلسلہ عالیہ احمدیہ

آج اگست سنہ ۱۹۰۸ء کا عصر جدید بمطالب میرے پاس بھیجا گیا جس کے معنی یہ ہیں کہ مضامین مندرجہ رسالہ میں خصوصاً پڑھوں اور قابل ایڈیٹر خواجہ غلام الثقلین کی دماغ سوزی کی داد دوں۔ میں اپنے دوست کو محروم نہیں رکھنا چاہتا تھا۔ لہٰذا میں نے مضمون مندرجہ کو بغور پڑھا اور اب رائے پیش کرتا ہوں امید ہے کہ ہمارے لائق ایڈیٹر عصر جدید اس ناکسار کو بھی ناکام نہ رہنے دیں گے۔ لائق ایڈیٹر نے جیسا ظاہر کیا ہے کہ اس جدید مذہبی تحریک کو ماں بھر سے کسی دوسرے موقعہ کے لیے چھوڑ دیا تھا۔ یہ قطعی خلاف واقعہ ہے افسوس ہے کہ ایسا قابل ایڈیٹر تعلیم یافتہ ہو کر یا اس درجہ پریشان دماغ ہو کہ حافظہ ہی نہ رہے یا خلاف واقعہ امور پر قلم اٹھانے کی جرأت کرے اس تحریک جدید پر تو وہ سنہ ۱۹۰۱ء سے طبع آزمائی کر رہا ہے اُسے یاد ہونا چاہیے کہ البشیر کے کالم جب ہمدردی کے عنوان سے سیاہ کیے جا رہے تھے تب بھی اس طبعاً نکتہ چیں کا قلم نہیں رُکا تھا میرٹھ کے قیام یعنی سنہ ۱۹۰۴ء میں بھی وہ چٹکیاں لیتا رہا سنہ ۱۹۰۷ء میں بھی ہمیں اس طبعاً نکتہ چیں کی خدمت گذاری بھلی معلوم ہوئی تھی اور آج بھی ہم باادب اسکی حق خدمتگذاری سے سبکدوش ہونا چاہتے ہیں سنہ ۱۹۰۵ء میں اس سلسلہ عالیہ کے خلاف قلم اُٹھانے اور طبعاً نیش زنی کرنے کی تحریک اصل میں اسکو اسلیے ہوئی کہ فاضل سیالکوٹی مخدوم الملت مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک ذاکر ہرزہ سرا بدلگام کی تحریک ناشایستہ اور سخت گندی مخش کذب بیانی پر قلم اٹھایا اور ذاکر اور اُسکے ابنائے جنس پر بجلیاں گرائیں۔ ہمکو تو پہلے ہی سے یقین تھا کہ عصر جدید کا ایڈیٹر ان نیزوں سے بلبلایا ہوا ہے بے چینے چلائے بیچارہ کیسے رہ جائے گا۔ لہٰذا اس تحریک کو اگرچہ اس نے عمداً چھپایا ہے مگر واقعات حقیقی کو چھپانا اور غلط بیانی سے کام نکالنا کوئی ایسا امر نہیں ہے جسے اسنے کبھی بُرا سمجھا ہو یہ صفت عالی مذہبی ورثہ میں پائی ہے پھر کیوں ضرورتاً اس سے فائدہ نہ اٹھایا جائے ہم ذاکر اور عصر جدید کے ایڈیٹر کو ایک ہی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ وہ کفتان کا ٹرہ تھا اس لیے سخت ایٹر کی ضرورت ہوئی ایٹر کھا کر چُپ ہو گیا مگر ایڈیٹر عصر جدید نئی روشنی کا آدمی ہے اسکے لیے اسکے موافق علاج کی ضرورت ہے تا فاسد مواد اس موقعہ پر بھی عود نہ کرے۔ طرز تحریر پہلے کا ناشایستہ تھا اسلیے فاضل سیالکوٹی کو تلخ نسخہ دینا پڑا۔ عصر جدید کی طرز تحریر زمانہ تہذیب کی ہے اسکے لیے عمدہ کونین گر شہد کے غلاف میں درکار ہے تا آہستگی سے گلے سے اُتر جائے لہٰذا ہم انشاء اللہ تعالیٰ اسکی مرضی کے موافق خدمت کرینگے مرزا صاحب ہی پر کچھ منحصر نہیں ہے ہمکو تو آج ہندوستان میں ایک بھی ایسا نظر نہیں آتا جسکے عروج نے ایڈیٹر عصر جدید کی آگ کو نہ بھڑکایا ہو۔ اور وہ محسود اس کے قلم سے بچا ہو یا تو حقیقتاً یہ آگ ہی اسمیں موجود ہے جو اسے بعض ایسے موقعوں پر پریشان کر دیتی ہے یا وہ کمزور طبع ضعیف الدماغ اپنے دماغی قویٰ کو کار عالم کے قابل نہیں پاتا اور پریشان ہو کر مجنونانہ بڑ ہانکنے لگتا ہے بہرحال ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کیا فرماتے ہیں۔

عصر جدید کی بے تعصبی

یہ طبعاً نکتہ چیں قبل اسکے کہ مضمون شروع کرے کوشش کرتا ہے کہ پبلک کو اپنے بے تعصبی اور بے لاگ تحریر کا یقین دلائے اور اس غرض کے لیے وہ قرآن شریف کی آیت کریمہ فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ کا مصداق اپنے آپ کو قرار دیتا ہے مگر کیا اس کی تحریر یعنی نفس مضمون اسکی تائید کرتا ہے ہرگز نہیں متعصب لوگ ہمیشہ پہلے اپنی بے تعصبی کا اظہار کیا کرتے ہیں اور اسے بطور مقدمہ بیان پیش کرتے ہیں تا لوگوں یا اپنے دلکو تسلی دیں یہ دھوکا ہوا کرتا ہے۔ مجرم ہی ہمیشہ صفائی کی طرف سب سے پہلے بھاگتا ہے۔ اگر حقیقتاً وہ بے تعصب ہوتا تو پبلک خود سمجھ لیتی اسے مزید یقین دلانے کی ضرورت کیوں ہوئی۔ کیا پبلک بے اعتباری تھی یا اپنے دل پر وہ لکھتا ہے کہ اس آیت کریمہ کے بموجب ہمیشہ ہمکو صحیح اور سچ بات بے تکلف ہر جگہ اور ہر شخص سے لینا چاہیے مگر سوال یہ ہے کہ وہ ایسا کرتا بھی ہے۔ چاہیے تو ایک فرض ہے اور لینا ایک عمل ہے۔ وہ ثابت تو کرے اس کا منشا علم فرضی سے ہے یا واقعی وہ عملاً ایسا کرتا ہے افسوس کہ ایسا عمل بے عیب نہیں ہے جیسا اس طبعاً نکتہ چیں کا دعویٰ بے عیب ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب مدظلہ کے عیوب کے ساتھ اگر وہ اُن کے محاسن اور اُن کے گروہ کے کچھ خوبیاں بھی لکھ دیتا تو یہ قیاس ہو سکتا تھا کہ نظر عمیق ڈالی گئی ہے اور بے تعصبی اور نیک نیتی سے کام لیا گیا ہے مگر کیا کوئی ذی عقل اسے باور کر سکتا ہے کہ جب ایڈیٹر عصر جدید تک میں بعض اوصاف حمیدہ بھی ہیں تو مرزا صاحب مدظلہ میں نہ ہوں گے جو باعتبار اپنے حسن اخلاق کے دوست دشمن سب کی نظر میں خلیق منکسر درگذر کرنے والے راستباز ہیں یا اگر فرض کر لو اس طبعاً نکتہ چیں کی رائے میں وہ ان اوصاف سے نہ سہی کسی اور صفت حسنہ سے متصف ہیں تو کیا اسکا اظہار اسکے لیے باعث شرم تھا۔ کیا یہی تحقیقات شہادتوں میں سے صرف بُرائیاں چُن لینے کو کہتے ہیں۔ آفریں اے بے تعصب مالیر کوٹلہ کے جج۔ صد آفریں!

نئے انبیاء سے بغض

اس عنوان کے تحت میں یہ طبعاً نکتہ چیں لکھتا ہے کہ مرزا صاحب کے اخبار نویس حواری وغیرہ اسبات کو دوہراتے نہیں تھکتے کہ مسلمانوں کی حالت نہایت سقیم ہے اسلیے ایک ہادی رسول اور مجدد اور ہادی کی ضرورت ہے اس دعوے کے پہلے حصہ سے ہم کو اتفاق ہے۔ پھر لکھتا ہے اور اگر صاف صاف دلائل اور مفید اور برحق تعلیم ہمکو ملے تو ہم بے تامل ایک ہادی اور ایک رسول اور مجدد کو لینے کے لیے آمادہ ہیں۔ یہ خاکسار پبلک سے فیصلہ چاہتا ہے کہ اس اوپر کی تحریر میں پہلا حصہ کونسا ہے جس سے اُسے اتفاق ہے اور وہ دوسرا حصہ کونسا ہے جس سے نااتفاقی ہے میری عقل رہبری نہیں کرتی کہ ایک جملہ میں جو یہ کہتا ہے کہ چونکہ مسلمانوں کی حالت سقیم ہے اسلیے ہادی رسول کی ضرورت ہے۔ اول حصہ کونسا ہے اور دوسرا حصہ کونسا ہے اور جبکہ وہ رسول کو لینے کے لیے بشرط تعلیم برحق آمادہ ہے تو انکار کس حصہ سے ہے۔ افسوس! ججی کی کرسی پر بیٹھ کر ایک اردو کے فقرہ پر بھی قدرت فہم نہ ہونا کسقدر جہہ ذلت و خواری ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے اخبار نویس و حواری اپنے دلائل کو اور اظہار حق کو دوہراتے کیوں تھکیں گے۔ جبکہ عصر جدید اپنے منطق اصلاح تمدن کو جس کی اعلیٰ تعلیم قرآن شریف میں ہی موجود ہے بار بار دوہراتے نہیں تھکتا اور محض فضول قوم کا روپیہ صرف کرا رہا ہے اور اپنی نوع کے لیے پاپیٹ پالنے کے لیے اسقدر سرگرم ہے کہ ہر ماہ ایک پرچہ اسی رٹ سے بھرا ہوا نکال رہا ہے اور پھر نہیں تھکتا۔ اے طبعاً نکتہ چیں اپنے گریبان میں مُنہ ڈالکر ہی قلم ہاتھ میں لیا ہوتا۔ جس رسول پاک کی تعلیم کو سارے عالم نے مانا ہے۔ جب اسی کی تعلیم فاضل ایڈیٹر کو راہ راست پر نہ لاسکی تو اب وہ اگر جدید رسول کو عزت قبول سے محروم ہی رکھے تو اولی ہے کیونکہ قبول کرنا معلوم جب تک طبعی نکتہ چینی باقی ہے اور طبیعت بدل نہیں سکتی پھر سعادت قبول حق نصیب کیونکر ہو سکتی ہے وما تاتیھم من آیۃ من آیات ربھم الا کانوا عنھا معرضین یحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون جو گروہ ان اوپر کی آیات کریمہ میں شامل ہے یعنی رسولوں سے اور الٰہی نشانات سے اعراض کرنیوالے اور استہزا کرنیوالے خدا کے مرسلوں کے ہمیشہ ہدایت سے بے نصیب رہتے ہیں۔ شروع ابتداء اسلام ہی میں جب مرسلین خدا کا استہزا اس شدت سے کیا گیا کہ آجتک کبھی عصر جدید کا ایڈیٹر اور اسکے ابنائے جنس اس لعنت کو دُہراتے نہیں تھکتے یہ خدا کے صدیق گروہ پر کی جا رہی ہے تو اب کیونکر اُمید ہو کہ وہ کسی جدید رسول کے قبول کرنے پر واقعی آمادہ ہے جس نے ان اگلوں کو قبول نہیں کیا جنکو ایک حیثیت مذہبی سے کروڑوں قبول کیے ہوئے ہیں۔ اور دوسرے حاکمانہ حیثیت سے ہر قوم کے مورخ با استثناء ایڈیٹر عصر جدید و اخوانہ ملتے چلے آتے ہیں جنکی صداقت کے زندہ نشان آجتک موجود ہیں تو پھر کیا توقع کی جائے کہ یہ جانباز اپنے ابنائے جنس سے بڑھا چڑھا ہیرو پیدا ہوا ہے جس کے لیے کوئی قومی روک مذہبی خندق حارج نہیں ہو سکے گی بہرحال اگر وہ قبول کرنے پر آمادہ ہے تو دلائل کا ایک دفتر موجود ہے وہ اپنے حقیقی اعتراضات جو حضرت مرزا صاحب کی براہین قاطعہ پر اسکو ہیں پیش کرے اور پبلک پر احسان کر کے موقعہ دے کہ وہ اس کی اس جرأت کا نمونہ بھی آنکھوں سے دیکھ لیں ہم حاضر ہیں اسکے اعتراضات سُننے اور بقدر ہمت و توفیق جواب دینے کے لیے ہاں دل بدلدینا اور دل کی کھڑکیاں کھولنا تو صرف خدا کے ہاتھ میں ہے اسکے لیے ہر دلیل کافی بھی ناکافی ہے۔ ابوجہل نے کبھی وہ باتیں نہیں مانیں جنکو صدیق رضی اللہ عنہ نے فوراً قبول کر لیا تھا اسلیے ہم یہ وعدہ نہیں کر سکتے کہ منوا کے چھوڑینگے۔

حضرت مرزا صاحب کی تحریرات کو بابیوں کا نہ مرزا صاحب مدظلہ کے دعوے کو مضبوط کرتا ہے کیونکہ یہ شہادتیں منہاج نبوۃ کے اعتبار سے دعویٰ صداقت کے لیے ہیں۔ اس نکتہ چیں جیسے لوگ جناب محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی قرآن کو بھی اساطیر الاولین اور توریت کا انتخاب کہا کرتے تھے یہ تو کوئی تحقیقات کا طریقہ نہیں ہے اگر مرزا صاحب سلمہ ربہ کی تحریر کسی مذاق کو

الیسی مسلمہ ہوتی ہے تو چاہیے تھا کہ یا کسی گروہ یا خود صاحب کی تصانیف کا حوالہ معہ سند کے پیش کرتا اور پبلک پر فیصلہ چھوڑتا محض اٹکل کے تیر چلاتا اور دل لگی کے لیے چند فقرات چلتے ہوئے لکھ جانا کیا بے تعصبی اور بے لاگ ہونے کی دلیل ہے کسی مقدمہ کا دوسرے مقدمہ سے ہم نوع ہونا تو انتخاب اول کی دلیل نہیں ہے توریت میں زنا کے خلاف تعلیم ہے اور قرآن شریف میں اس سے بہت عرصہ کے بعد زنا کی ممانعت دیکھنے میں آتی تو کیا قرآن شریف توریت کا انتخاب ہے ممکن ہے کہ بابیوں کی کتب میں کچھ ایسی باتیں ہوں جو مرزا صاحب سلمہ ربہ کی تصانیف میں ہوں۔ اکثر اخلاقی امور مشترکہ کتب میں ہوتے ہیں مگر وہ کتاب کہاں ہے پیش کی جائے تو راست بازی ہے ورنہ افترا۔

پھر آگے چلکر ہمارا دوست لکھتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی حقیقی رسول ملجاوے تو ہم اپنی پرانی احادیث اور روایات کو چھوڑ جانے پر آمادہ ہیں) یاعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی اس متواتر اور صحیح اور متفق علیہ حدیث سے انکار کرنے یا اسکی تاویل پر آمادہ ہو جائینگے۔

قابل ایڈیٹر کو چاہیے تھا کہ اس حدیث کا ذکر کرتے ہوئے پوری حدیث لکھ کر اپنی وجوہ پیش کرتا تا پبلک کو اسکی بے تعصب تحقیقات سے معلوم ہوتا کہ مرزا صاحب سلمہ ربہ کے مسیح ماننے میں یہ حدیث نبوی کس طرح بطور روک کے واقع ہوئی ہے۔ اگر اس دانشمند حدیث خواں کو تاریخ اور حدیث پر عبور ہوتا تو اسی حدیث کو اثبات دعوے مرزا صاحب مدظلہ کے لیے ایک شاہد صادق سمجھتا ہم اسکو اطمینان دلاتے ہیں کہ یہ حدیث نبوی ہر چند کہ اصطلاح محدثین میں متفق علیہ حدیث نہیں ہے کیونکہ بخاری و مسلم میں اس کا ذکر نہیں ہے تاہم یہ عاجز اسے صحیح باور کرتا ہے۔ اسکا منشا صرف اسی قدر ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عالیجاہ پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام غزوہ میں ساتھ لے جانا نہیں چاہتے تھے اسلیے مثیل موسیٰ نے اپنے بھائی علی مثیل ہارون کو پیچھے چھوڑ دیا۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ عالیہ محمدیہ قائمقام سلسلہ موسویہ کے تھا جیسا قرآن شریف میں بھی فرمایا گیا ہے

إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا اور وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔ ان آیات بینات اور اس حدیث نبوی سے صاف ظاہر ہے کہ سلسلہ محمدیہ مثیل سلسلہ موسوی ہے اور یہ دونوں پاک بزرگ ہی ایکدوسرے کے مثیل ہیں۔ پس باعتبار مماثلت خلفائے موسوی کے ہوتے ہوئے خلفای محمدی سے کیوں انکار ہوا پہلے بزرگ و پاک خلیفہ صدیق اکبر کے انکار کے بعد ہمارا زبردست ہیرو آخری خلیفہ کے لیے اظہار فیاضی سے کام لیتا ہے واقعی دلیرانہ ہمت ہے اگر یہ ہمت فضول نہ کرے تو وہ ضرور وعدہ الٰہی سے مستفید بھی ہوئے گا۔ اب رہی یہ بات کہ لَا نَبِیَّ بَعْدِی اصول مذکورہ بالا کو ملحوظ رکھ کر اور مماثلت کا خیال کر کے حدیث پاک کے یہی معنے ہو سکتے ہیں کہ خلفاء کا سلسلہ قائم رہے گا یہاں تک کہ آخری موقعہ پر مثیل مسیح خلیفۃ اللہ ہو کر آئے گا البتہ نبی تشریعی جو قرآن شریف میں رد و بدل کر جائے یا گھٹائے یا بڑھائے جیسے ہمارے ایڈیٹر عصر جدید کے گروہ کے علمائے دس پاروں کا اضافہ فرمایا ہے اور پھر ان کا منسوخ ہونا ثابت کرنے کی کمزور کوشش کرکے عدم تمیزی اور معرفت الٰہی کا ثبوت دیا ہے۔ ہاں ایسا نبی نہیں آئے گا کیونکہ اس سلسلہ موسوی میں کوئی ایسا نہیں آیا جس کا ذکر حدیث پاک میں ہے۔ پس اے قابل جج یہ موٹی سی بات جناب کے قانونی دماغ میں کس لیے جگہ نہ پا سکی۔ ہائیکورٹ کی نظیریں تو ازبر ہیں اور بغیر ان کے ایک قدم بھی کے اجلاس میں نہیں اٹھایا جا سکتا پھر نظائر قانون الٰہی سے جناب کو کیوں اسقدر اعراض ہے۔ افسوس! باوجود بے تعصبی اور بے لاگ تحقیقات کے تو جناب کا دماغ اسقدر عالی ظرفی دکھا رہا ہے خدا جانے اسوقت کیا حال ہوگا اگر آپ کو تھوڑا سا الاؤنس تعصب کا دیا جاوے۔

خاتم النبیین کے معنے اگر مہر نبوۃ کے نہیں تو اور کیا ہیں آپ ان معنوں کو بطور فرض کیوں قبول فرماتے ہیں اور مرزا صاحب پر احسان رکھتے ہیں۔ اس عزت لسان کو اگر آپ مرزا صاحب کیلیے تجویز نفرمائیں تو کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ اس معصوم رسول و خلیفہ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت تو ان ہاتھوں میں ہے جن ہاتھوں میں حضرت ابوبکر و عمر علیہما الصلوٰۃ والسلام کی عزت تھی وہ مذہب کے اگلوں سے چھینی اور نہ یہ آپکے پچھلوں سے چھینے گی۔ اگر فی نفسہ یہ آیت کریمہ کچھ اور مفہوم رکھتی ہے تو وہ پیش کر کے مرزا صاحب سلمہ ربہ کے منشا کا ابطال

کیا ہوتا تا عصر جدید کے دیکھنے والے فیصلہ کا موقع پاتے۔ بہرحال ان کمزوریوں پر بھی اور اس منکرانہ متکبرانہ تصدیق پر بھی اگر آپ متلاشی حق ہیں بشرطیکہ دین و دنیا کی کوئی ایسی چیز آپ کو ملے جسپر آپ اپنا عزیز مگر تقویم پارینہ ایمان قربان کر دیں تاہم صلاح عام ہے یاران نکتہ داں کے لیے آپ سے عرض کرتے ہیں کہ قرآن شریف پر عمل خالص کرو اور اللہ تعالیٰ اور اللہ کے اولیاء کے ساتھ اخلاص و محبت و صدق و صفا دکھلاؤ دین جیسی باعظمت دولت اور دنیا جو متاع قلیل ہے اور جسپر آپ شہد کی مکھی کی طرح مفتون ہیں مل ہی جائے گی مرزا صاحب مدظلہ العالی کی یہی تعلیم ہے اور بس۔ پھر خانہ بدوشی اور جولاہے کی نلی کی طرح مسافرت کی ضرورت نہ رہے گی ورنہ اگر اس تحریر لایعنی سے صرف پیسہ اخبار کی تقلید منظور ہے تو چند بے اور صبر کیجیے۔ میر کٹھ سے جیسا پنشن خیمہ اٹھا ہے ایسا ہی سبق کوئی اور بھی ملجائے گا تا پیسہ والے کی طرح آپ بھی اپنی ہستی عالی سے ایک شہادۃ قانون الٰہی کی چھوڑ جائیں +

ہر جگہ سے ہدایت	یہ سلسلہ عالیہ احمدیہ اللہ کے حکم سے اس کی عالیشان زبردست مرضی سے قائم

ہوا ہے اور وہی ثبوت بہم پہنچا رہا ہے اگر جناب میں شمہ بھر بھی جوہر صداقت ہے تو ضرور آپ کے امراض نہانی اور ضعف جسمانی و روحانی کا علاج ہو جائے گا ورنہ بطب یورپی و یونانی۔ یہ پولیٹیکل اکانمی اور یہ کارلائل کی روح اور میکالی کی تقلید کچھ کام نہ آئے گی۔ کانگڑہ و دہلی کا سبق راہ کھو گیا ہے اور اس لیے اگر یہاں ہماری جے بولی اور مستحقین لعنۃ پر لعنۃ نہ کی تو آگے چلکر خدا ہے جس کی لعنت صفحہ ہستی سے منکروں کو مٹا رہی ہے۔

لعنت آنست کہ از سوے خدا می بارد
لعنت بد گہر انست یکے ہرزہ نفیر

جس سنۃ اللہ پر چلنے والی قوم کو ۱۴۰۰ برس کی لعنت نہ مٹا سکی اُسے اب کسی فرد واحد کی لعنت کیا ہرگز نہ پہنچا سکے گی۔

دلائل نبوۃ	اس عنوان کے تحت میں ہمارا دلیر ایڈیٹر نہایت جرأت سے وفات مسیح اور حضرت اقدس مرزا صاحب کا

امکانی مسیح ہونا تسلیم کرتا ہے۔ غریب پبلک کو معلوم ہے کہ حیات مسیح کا مسئلہ نہایت ہی ضعیف مسئلہ ہے لہٰذا چلتے چلاتے جھٹ پٹ تسلیم کر کے دلیری کا ثبوت دیدیں تا ضیق نفس پیدا نہ ہو۔ اچھا یوں ہی سہی ہم آگے قدم بڑھانے والے کو بیدل نہیں کرنا چاہتے آؤ بھگت کے لیے موجود ہیں۔ یہ طبعاً نکتہ چیں عصر جدید کا ہیرو کوئی نشان بالخصوصیت دیکھنا چاہتا ہے تا جملہ مسیحی مرزا صاحب علیہ السلام پر ناگوار نہ گذرے اور وہ خوشی سے اسے دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کرے۔ قبل اسکے کہ وہ ہمسے طالب خصوصیت ہو اُسے یہ بتانا چاہیے تھا کہ آیا حضرت اقدس مرزا صاحب نے جو براہین و دلائل اپنے مسیح موعود ہونیکے پیش کی ہیں وہ کبھی اس کی نکتہ چیں نگاہ سے گذری ہیں یا نہیں۔ اگر گذری ہیں تو یہ حق سے چشم پوشی اور تجاہل عارفانہ کیوں؟ کیا وجہ کہ باوجود دعوے بے تعصبی ان دلائل پر جرح نہیں کی اور اپنے استدلال سے ان بینات کو نہیں توڑا کیا انصاف اس کا مقتضی نہ تھا کہ پہلے اپنا مفروضہ معیار شناخت مسیح موعود کے لیے پیش کرتا اور پھر مدعی کو اسپر آزما کر دیکھ لیتا۔ آخر اُسے بھی تو مسیح موعود کی آمد کا انتظار ہے ہر سچے آنے والے کی پہچان جو اسکے (ایڈیٹر) پاس ہو وہ پیش کرے اور پھر مرزا صاحب سلمہ ربہ کے دعویٰ کی تصدیق و تکذیب کی اصلیت کھل جائے گی +

اس صاف طریقہ امتحان سے پہلو تہی کرنا یا عمداً ہے جو دلیل تعصب اور عناد ہے اور یا ناقابلیت دماغ ہے جج کی کرسی پر بیٹھ کر کسی تحقیقات کے لیے ایک روتنقیح بھی قائم نہ کر سکتا شامت اعمال نہیں تو اور کیا ہے برخود کارلائل و میکالی بنکر یاوہ گوئی کرنا عجیب تر ہے۔ یا تو ہمارا جدید ہیرو اپنا معیار شناخت پیش کرے یا لاعلمی ظاہر کرے یا پھر صاف صاف کہدے کہ اُسے کسی مسیح کی آمد اور کسی مہدی خونی یا سفید ورد پوش کی آمد کا انتظار ہی نہیں ہے تو پھر معاملہ ہم سلجھا دینگے ان شاء اللہ تعالیٰ +

معجزات	ناچیز ایڈیٹر عصر جدید (بقول خود ہمتو اُسے کوئی چیز سمجھتے ہیں) دکھلائے کہ کہاں حضرت مرزا صاحب

مدظلہ نے تحریر فرمایا ہے کہ ہر معجزہ یا خرق عادۃ محال ہوتا ہے۔ سید صاحب اگر معجزات کی تاویل کرتے تھے اسلیے قابل تسلیم تھے اور مرزا صاحب سلمہ ربہ بقول اسکے شعبدہ بتاتے ہیں تو کیا یہاں گنجایش نہ تھی کہ یہ طبعاً نکتہ چیں ہی اسے

اسی مضامین کے بارے میں لکھ کر موقع جانچ کا دیتا تاہے تعصبی کی تحقیقات قوم و ملک کو مشکور کرتی انصاف تحقیقات تو یہ ہونی چاہیے تھی کہ حضرت مرزا صاحب کے عقیدہ احیاء موتی مسیح علیہ السلام کے پیش کرتے وقت آپ اپنا عقیدہ بھی پیش کرتے اور اپنی تاویل بھی کھول کر سامنے لاتے۔ خیر اگر ہم چٹکیاں نہ لیتے تو ذرا کہیں پر کدگدا کر دیکھ لیتے کہ کہاں لوح ہے اور کہاں نشیب ہے اور کہاں فراز۔ حضرت مرزا صاحب تو اپنے معجزات کے ساتھ ہی معجزات انبیاء سابقین کی تصدیق فرماتے ہیں جیسا کہ ان کے اشعار آبدار سے واضح ہے ؎

معجزات انبیاء سابقین
آنچہ در قرآں بیانش بالیقین
برہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارش کند از اشقیاست

ہاں آدمی کو ہندو بُتی کی مورتوں کو کوا کر بھوے گوشت کا پھر پرندہ بنکر اُڑنا۔ نری ہوئی ہڈیوں میں مسیح کے دفعتہً زندہ ہو۔ آسمان پر سالانہ کا اُڑ جانا اور پھر وہاں سے دمشق کے منارہ پہ فرشتوں کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے اُترنا اور سیڑھی مانگنا گویا اندر سبھا کی پری کے برابر بھی وقعت و قوت نہیں ہے کہ وہ تو کھٹ سے ایک تار پر اُتر آتی ہیں۔ اور یہ غریب باوجود حمایت فرشتگان کہ ادھر ہی لٹک رہا ہے۔ انسانوں کا دو ہزار سال تک بغیر تغیر و تبدل آسمان پر بے آب و دانہ رہنا اور پھر زمین پر آنا ایک چھ برس کے معصوم بچہ کو فرشتوں کا بھگا لے جانا اور سرداب سرمن رای میں رکھنا صدیوں بعد اس بھونرے کے بلے ہوئے کا نکلنا اور ہدایت کرنا زائرین کا سرداب سرمن رای میں جانا اور معصوم مہدی سے ملاقات کرنا خطوط لانا قوم کی قوم کا گمراہ ہو جانا اور اس ہادی کا جزیرہ میں تہ خانہ کے اندر بیٹھے ہوئے ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کا مصداق بننا ایک قوی ہیکل کانے برق دم گدھے پر سوار ہو کر مسیح و مہدی کے مقابلہ پر آنا پھر گدھا بھی مالبرکوٹلہ کا سا نہیں بلکہ ایسا تیز دم کہ رڑیے میں بھی جواب نہ نکلے دن بھر میں بعد المشرقین طے کرے اور اس کانے کی حکومت کا مشرق سے مغرب تک پھیلنا اور بجلی آگ پانی جنگل پہاڑ سب پر حکومت کرنا دو ہزار سالہ مصلوب الحواس اور صدیوں کے روپوش کا ملک کانے پر غلبہ پانا اور پھر اس کے بعد کا وہ منظر جس کی نظیر لکھنؤ کے جانڈوں خانوں کی

گپ بازاروں میں بھی نہ ملتی ہوگی۔ یعنی دونوں کا نماز کے وقت قبلہ آپ پڑھائیے پھر قبلہ آپ پڑھائیے کہنا پھر آسمان کے اُترے کا مردود ہونا اور بھونرے کے پلے ہوئے امام جعفر کے فرزند کا مقبول ہو کر امام بننا ان مزہ دار چٹ پٹی داستان کو البتہ مرزا صاحب مدظلہ اور اُن کے صداقت پسند گروہ کا قبول نہ کرنا تو ایک بات ہے۔ اسلام پاک کے ذکر کے ساتھ سن بھی نہیں سکتے یہ مذہب تو انکا ہو سکتا ہے جو ہنومان کی دم کو ہزاروں گز کی مشعل بنا کر لنکا میں آگ لگاتے ہیں۔ مصری۔ سفنکس یونانی دیوتاؤں اور دیویوں کی لڑائی۔ حد سکندری۔ دیوار قہقہہ۔ امیر حمزہ کے کارنامے طلسم ہوش ربا بیرتقی خیال کی بڑان سب کے ساتھ ساتھ یہ مذہب عمر عیار کی زنبیل میں رہ سکتا ہے۔ ہمارے دلوں میں جنکو خدا تعالیٰ نے اپنی پاک وحی محمدی کے ذریعہ سے تخم ایمان سے لیے کشت زار بنایا ہے ایسے حماقت کے کاموں کی جگہ نہیں ہے۔ اب ہمارا ہیرو بنانے کا گر سے پورٹی افسانے نہیں قبول کیے تو کیا جرم کیا مرزا صاحب کے اخبار اور مردہ بیٹے کے زندہ کرنے کی پوری حقیقت یا اس کی نقل ہی کیوں نہ پیش کی تا بے تعصبی اور بے لاگ تحقیقات کا نقشہ کھنچ جاتا اور واقعات حقہ کے چھپانے کی عادت موروثی اس جرأت جدیدہ کے ساتھ مجتمع ہے۔ بھلا آہیں تقیہ کی ضرورت ہی کیا تھی۔ مرزا صاحب کا ایک لڑکا شدید علیل ہو گیا تھا متواتر صرع کے دوروں سے ضعف و نقاہت بیہوشی تک پہنچ گئی تھی اطباء اسباب طبیب زندگی سے مایوس تھے۔ حضرت مرزا صاحب کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے باوجود ناامیدی کے اس معصوم بچہ کو صحت عطا فرمائی۔ ایک احمدی اخبار نے "تو مردہ زندہ ہو گیا" کے عنوان سے یہ لکھا تھا کہ اسی طرح اگلے نبیوں کی دعاؤں سے بھی اللہ تعالیٰ صحت بخشتا رہا ہے اسی کو بظاہر مردہ کا زندہ ہونا بنا لیا گیا ہے سلسلہ ظاہری کی ناامیدی اور پھر حیات کا عود کر آنا ہی زندگی ہے جو معجزہ ہے ورنہ حقیقی موتی جن کا سانس بند ہو چکا اور روح جسم سے پرواز کر چکی ہو نہ زندہ ہوئے ہیں نہ بجز حشر اجساد کے موقعہ کے کبھی زندہ ہوں گے۔ یہ واقعہ اس مردہ قوم کے لیے مثل نصیحت کے تھا جو آج تک مردوں کے زندہ ہو جانے کے قائل ہے اور باوجود بروز کا قائل ہونے کے لیسے افسانہ پرستی کے خلل سے محفوظ نہیں۔

پیشین گوئیاں

اس سے بڑھ کر اس طعنہ کا نکتہ چیں کی بے تعصب تحقیقات کا ثبوت اور کیا ہو گا کہ بغیر دیکھے ہوئے کسی ایک پیشین گوئی کے لکھتا ہے کہ سب سوائے ایک مشتبہ کے صریح غلط نکلیں بے تعصب تحقیقات تو ایسی ہوتی ہے کہ سب نہیں آدھی نہیں وہی دو چار بڑی بڑی تحدی والی پیشین گوئیاں لکھ کر اُن کے متعلق واقعاتی شہادت پیش کرتا اور دکھاتا کہ یہ صریح غلط نکلیں اپنے واقعات مرزا صاحب کے واقعات تحریر کردہ دونوں پبلک کے سامنے پیش کر کے پھر ثابت ہو جانے پر حق رکھتا تھا جو چاہتا لکھتا۔ دعوے بے دلیل بلکہ بغیر نفس مقدمہ دینا اور پھر داد کی اُمید رکھنا سبحان اللہ مرزا صاحب کو تو تاویل کا جامہ پہنانے پہنانے شرم کی ضرورت کبھی نہ پڑی۔ مگر ہاں غیرت دار منج کے لیے ضرور ڈوب جانے کی بات ہے کہ جیتے اور بغیر مقدمہ پیش کیے بغیر شہادت فریقین کے فیصلہ لکھے اور پھر شرمانا درکنار داد چاہے مرزا صاحب مدظلہ کو تو اپنی پیشین گوئیوں کے لیے تاویل بنانے کی ضرورت کبھی نہیں پڑی۔ مگر غریب ہیرو کو مصیبت کا سامنا ہو گا اور ساری سنگر سنگین پیشین گوئیوں کو مرغوب کرنا پڑے گا تاویلات کے تاویل طیار کیے جائیں اور اس وقت دشواری دو برہنگی زمانہ ڈالے جبکہ صدیوں سے چھوٹے اس کے لیے والا نانی کا فرزند (چھ برس کی جان) کانے برق دم گدھے سوار کے مقابلہ میں میدان میں لایا جائے گا۔ دشمن لوکا نا ہی ہو گا۔ مگر اس بچہ کی نا ترکیب پسند لگا ہیں آفتاب عالمتاب سے کیسے ہوں گی وہ کیونکر آفتاب صداقت کی روشنی میں ٹھہر سکے گا بھلا جس بیکس کے پاس اسفندر قوت نہ ہو کہ باہر نکلے اور بگڑی قوم کو بنائے نہ خانوں میں ہی بیٹھ کر رقعہ بازیاں کرے وہ ایسے دیوکے مقابلہ میں کیا کرے گا جس کے تابع بجلی ہوا۔ جنگل۔ پہاڑ۔ پانی۔ آگ۔ دنیا کی سلطنت مشرق سے مغرب تک مردے جلانے کی قوت ہو۔ خدائی اور نبوت کے دعوے کرتا ہو اور لوگ اس سے خوش ہوں۔ ہاں یہ نازک وقت معرکہ کربلا سے زیادہ سخت ہو گا اُس وقت ضرورت ہو گی کہ تاویلیں مخفی پہنانے اور جھوٹے سچے ہوں۔ ہمکو ابھی کیا ضرورۃ ہے اور کیوں شرم آئے۔ کسی پیشین گوئی کو لیجیے اور دیکھ لیجیے۔ اعتراض کے لیے تو کلام

اُلٹی میں بھی تراش خراش کے بغیر آپ کے ابلیے جنس نہیں رہے ٭ یہ تو صرف امام وقت کی پیشین گوئیوں کا ہی ذکر ہے ہمدردی تو اٹکا اڈیٹر کو محض ذاکر کے ساتھ ہے جس کی بدزبانی اور فحش بیانی تو اسے نشہ آ سکی۔ ہاں اسکا دنداں شکن جواب جب نکلا تو دلیر بجلیاں گر پڑیں اور فضول رسالہ کا کا غذ سیاہ کر کے نامہ اعمال کے لیے سیاہی تیار کر لی مرزا صاحب کے یہاں تنخواہ یاب گروہ سے کیوں اس قدر عناد ہے جبکہ خود ہمہ داں نکتہ چیں حق نمک ہی کی وجہ سے اس قدر جامہ سے باہر ہو گیا ہے اُجرت پرورنے والوں کی فہرست کیا لگاؤ سے نہیں گندی ۔

منہاج نبوۃ

اس عنوان کے تحت میں اس نکتہ چیں نے کچھ غضبناک جوش نے آدبایا مجبوراً اُسے دامنت دکھانا پڑے وہ لکھتا ہے۔ مرزا صاحب نے جب دیکھا کہ وہ اپنی صداقت اور معجزات اور پیشین گوئیوں کی صحت کی وجہ سے نبوۃ کے معارج تک نہیں پہنچ سکتے تو اُنھوں نے انبیاء علیہم السلام کو اپنے درجہ پر نیچے کھینچنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا ...... وغیرہ وغیرہ غرضکہ اسکو مرزا صاحب پر یہ الزامات ملے کہ اُنھوں نے اولاں کے ایک منہ پھٹ حواری نے شاہ ولایت علی ابن ابی طالب اور حسین ابن علی اور سردار انبیاء محمد مصطفیٰ اور حضرت عیسیٰ اور قرآن شریف کی ہجو کی ہے۔ وغیرہ یہ نہایت دلچسپ عنوان ہے اور اسمیں ہمہ دان نکتہ چیں نے عجیب نقش باطل کھینچا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہی مضمون یوں لکھنا راست بازی کا ثبوت تھا کہ چونکہ مرزا صاحب سلسلہ کے صادق اور صحیح مدلل دعووں پر قوم کے نادان صوفوں کو اعتراض ہوئے وہ اعتراض اگر تسلیم کیے جائیں اور وہ عیوب جنکو عناد و بغض کی آنکھ سے مجبور ہو کر بد اندیش مرزا صاحب پر تھوپتے ہیں صحیح تصور کیے جائیں تو مجبوراً انکو ان سب پیشوایان ملت اور قرآن شریف پر بھی اپنے مفروضہ عقائد باطلہ کی وجہ سے وہ اعتراض تسلیم کرنے پڑیں گے۔ مرزا صاحب نے انکے اعتراضات کی بنا پر الزامی جوابات بھی دیے ہیں غریب ناچار جب اعتراض نہ اٹھا سکے تو قوم کو بھڑکانا شروع کیا۔ پہلے بھی ابوجہل اور ابولہب کا گروہ شیوخ عرب کو یہ کہکر بہکایا کرتا تھا اور مشتعل کیا کرتا تھا کہ لات و منات اور رضاؤں کا ابو طالب و عبد المطلب کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

٭ دیکھو اصلاح بابت ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ "تنقید بخاری"

٭ ... نے اکثر ... لکھ گیا ہے ...

www.aaiil.org

براکہتا ہے اور تہمتیں بتاتا ہے۔ وہ گروہ بھی جہلا کی ایک فوج جمع کرنے پر کامیاب ہوا اور یہ گروہ بھی کامیاب ہو رہا ہے لیکن انجام ابوجہل اور فتح مبین کا نظارہ آنکھوں کے سامنے نہیں ہے ورنہ یہ عبرتناک حالت نہ بنائی گئی ہوتی۔ بے تعصب تحقیقات تو یہ تھی کہ کتابوں سے حوالے لکھ کر پیش کرتے یا حوالے ہی کتابوں کے دیدیتے اور قوم سے داد چاہتے جس شان کے مسیح اور جس شان کے علیؑ و حسینؑ اور جس طرز کا پیغمبر اور جس وضع کا قرآن ہمارا ہیرو لیے بیٹھا ہے ہم اُس کے نہ پابند نہ وہ گروہ ہمارا مقتدا نہ ہم اُن کی ناکام موتوں پر رونے والے۔ ہم اپنے مسیح اپنے علی اپنے حسین اپنے محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین اور اپنے قرآن پاک کی جس قدر عزت کرتے ہیں وہ ہمارے رب پر روشن ہے جس کے ہاتھ میں فتح مبین ہے اور وہ دکھا رہا ہے۔ منہاج نبوۃ نے تو حقیقتاً اس گروہ کو بے بس کر دیا ہے۔ جن واقعات کا اشارہ کر کے فقرے کسے ہیں وہ واقعات صریح دھوکا دینے والے ہیں ورنہ کیا وجہ ہے کہ اصل معاملات کو صاف صاف نہیں لکھا میاں ان کتابوں اور صفحات کا حوالہ دیا ہوتا۔ تب ایڈیٹر نکتہ چیں کی قابلیت اور بے تعصبی کھلتی +

ایک بڑا مذہبی خطرہ

جس ملحد گروہ کی مرزا صاحب نے جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء عالم آشکار میں بیخکنی کی ہے اگر وہ لاکھوں لعنتیں بھی مرزا صاحب پر بھیجے تو کیا عجب ہے۔ مرزا صاحب سلمہ ربہ کا کوئی فعل خلاف عدل خلاف اجتماع قومی خلاف کفایت شعاری خلاف سعی و محنت نہیں ہے۔ البتہ جس ملحد ناپاک گروہ کو انبیاء سابقین کی عزت و حرمت حقیقی طور پر نہیں ہے صرف اس کی آڑ میں ذاکر بنکر روٹیاں توڑنا آتا ہے وہ مرزا صاحب کے عروج کو اپنا دشمن رزق جانکر دل کے پھپھولے توڑتا ہے اُسے بھلا مرزا صاحب کی سعی جمیلہ اور تعلیم پاک کی کیا قدر ہوگی۔ ہماری رائے میں تو یہ نکتہ چیں عشرہ محرم میں برابر پانی پی پی کر مرزا صاحب کو کوسا کرے اور سینہ زنی کر کے دل کی جلن مٹا لیا کرے تو اچھا ہے تضیع اوقات پبلک سے کیا حاصل۔ مرزا صاحب کے اقوال و اعمال سے دیکھ کر تو انسان صفات عالیہ سیکھتا ہے۔ بزرگان دین پر بدظنی کیا۔ ہاں گریہ کے

حدیث خوانوں اور روٹیوں پر نوحہ گری کرنے والوں اور رومال منہ پر رکھکر گلا پھاڑنے آنکھوں کو آنسوؤں سے نہ آشنا کرنے والوں اور مٹھائی بوندی کے ٹھیکروں پر سینہ کوبی کرنے والوں کی مثالیں ضرور ایک لعنتی گروہ اعلیٰ درجہ کا بدظن نکتہ چیں گروہ بنا رہی ہیں پناہ بر بی۔ ہم ان دونوں نمونوں کو قوم کے آگے پیش کرتے ہیں اور فیصلہ خدا کے سپرد۔ جو شخص سچے مرسلوں کا معیار ہی نہیں جانتا وہ اپنے ابنائے جنس کی مصنوعی عبادات دیکھ کر دوسرے راستبازوں پر منہ آئے اور جھوٹا جائے تو کچھ شکوہ نہیں ہے۔ ؎

گر نہ بیند بروز شب پرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اصل یہ ہے کہ ان اگلوں میں جنھوں نے معصوم نبی کو سولی پر چڑھایا اور ان پچھلوں میں جو ایک معصوم کی ترقی جاہ اور نورانیت کو دیکھ نہیں سکتے امور متشابہ فیہ بہت ہیں فرق یہ ہے کہ وہ سولی پر چڑھانے پر کامیاب ہوئے اور یہ عدالتوں سے ناکام نامراد پھرتے ہیں وہ خدا کی لعنت کے مزے چکھ چکے اور چکھ رہے ہیں۔ یہ اُمیدوار ابتدائے سبقوں سے عبرت پذیر نہیں ہوئے بڑے سبق کے متوقع ہیں مگر اَللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ +

صیغہ اصلاح کی نظر

اس ظاہری اصلاح باطنی فساد کی نظر بھی عجیب چیز ہے۔ عجیب اس لیے کہ ؎ بہ چشم عداوت بزرگ تر عیب است + ہر عمدہ خلق ہر سنت نبوی اسکے لیے عیب اور اور عدل سے خلاف ہے۔ ابوبکر و عثمان و عمر کی خلافت غصب و ظلم۔ مرزا صاحب کا کسی سے نکاح کرنا متعہ سے بدتر۔ یہ قلیل ایڈیٹر کیا ان بیچ والوں میں شامل تھا جو نکاح کا پیام سلام لیجایا کرتے تھے اگر وہ اس دلالی میں نہ تھا تو اسے کیا علم ہے؟ نکاح کے لیے بغیر مرضی کچھ ہو رہا ہے بے تعصبی کی تحقیقات تو یہ تھی کہ واقعات اور پیشگوئی نکاح کی پیش کر کے واقعاتی شہادت سے اپنے دعوے کو ثابت کیا جاتا نکاح بغیر ایجاب و قبول ہوتا ہی نہیں پھر اُسے کیوں اسقدر گھبراہٹ ہوئی غالباً اسنے نکاح ہوتے نہیں دیکھے کبھی لیجانے کے واقعات اسکے سر میں اسقدر جاگزیں ہیں کہ نکاح کی فلاسفی بھی غتر بود ہو گئی۔ افسوس! نکاح میں ناکامیابی تو جب کہنا روا ہے

جب فریقین میں سے کوئی مرجاوے ابھی تو بفضلہ تعالیٰ دونوں موجود ہیں خدا کی وحی پہنچانے میں مامور کبھی ڈر نہیں کرتے چاہے کوئی دھمکی ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی نکاح میں کوئی مقررہ میعاد نہیں تھی اسکو ایڈیٹر محقق نے بے تعصب بے لاگ (بیباک) ثابت کرے ورنہ اس دھوکہ دہی سے کیا حاصل جن واقعات کو بیٹے اور بیٹے کی بی بی اور مرزا صاحب کی بی بی کے متعلق لکھا ہے انکو ثابت کرنا چاہیے تھا بغیر ثبوت ہم کیونکر کہدیں کہ یہ جج کی بے تعصبانہ تحقیقات ہے۔ اگر ثناء اللہ چھاپ چکا ہے تو اسکو بلا تردد کیوں کہا جاتا ہے ہزاروں بار تردید ہو چکی ہے وہ خدائے غیور کی ایک وحی تھی جس کے بطلان کی کوشش بیٹا بیٹے کی زوجہ اور خود بیٹے کی ماں محض رنج کی وجہ سے کرتے تھے اللہ تعالیٰ کی وحی کی تکذیب و تخریب کرنے والے ہمیشہ چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ یہی سنت انبیاء ہے حضرت نوح کا بیٹا۔ حضرت لوط کی بی بی اسی قسم کے نظائر میں ہیں۔ اسکو خلاف عدل کہنا کیسے نادان کا کام ہے اور پھر وہ بھی بغیر کسی شہادت کے بغیر انکشاف اصلیت کے اور چلیے اور کونسا واقعہ خلاف عدل آپکے اخبار بے تمیزی میں ہے اُسے بھی پیش کیجیے +

قومی اتفاق

مرزا صاحب نے قوم کی بدخواہی میں کوئی کمی نہیں کی۔ اول تو انھوں نے خود جہاد تیغ سے انکار کیا۔ یہ دلچسپ فقرہ کسی ملکی نمک حرام کے قلم سے نکلتا تو اچھا تھا۔ یا کسی اسلام کے مرتد کی تحریر میں ہوتا تو مجھے صدمہ نہ ہوتا۔ افسوس ایسے تعلیم یافتہ کی حالت اسقدر رکیک اور ردی ہو گئی ہے کہ اُسے عناد ذاتی کی وجہ سے کچھ امتیاز حق و باطل نہیں رہا۔ جہاد کا دوست سیف کا شیدائی ہنوز اس غلامی پر اس زنانہ جرأت پر جہاد کا خواہشمند ہے۔ بفرض محال اگر آپ کے دست حنائی میں سیف دیدیجائے تو آپ کیا کر دکھلائینگے کتنے پاپڑ توڑ بیگے کوئی جرأت کی مثال پیش کیجیے ہم کوشش کرینگے کہ گورنمنٹ میں آپ کی جرأت کے متعلق میموریل اور آپ کسی ہیجڑوں کے فوج کے سپہ سالار بنائے جائیں یہ مسلمانوں کے لیڈر اور مصلح ہیں ایسد کی شان مسلمانوں میں سے جہاد کے بیہودہ خلاف شرع محمدی خیال کو مٹتا دیکھ کر مٹانے والے کو قومی بدخواہ فرماتے ہیں۔ کیا بُرا کیا کہ اسلام کا دامن تمھارے خود آلودہ پنجوں سے

چھڑا کر ان کروڑوں کے لیے سایہ امن بنا دیا جو ایسی خونریزی کو خلاف قانون الٰہی سمجھتے ہیں اگر اسلام پر خاک ڈالنے والے مولوی بتاہ ہو گئے اور وہ قوم سب کی سب غرق ہو جائے جو تعلیم و معارف قرآنی کی منکر ہے باوجود دعوی اتباع کے اور کیا چاہیے چشم ما روشن دل ما شاد۔ ہمکو اللہ تعالیٰ کے دین کے مقابلہ میں وہ قوم کب عزیز ہے جو اسقدر بے تمیز ہے۔ اس سے زیادہ نیک نیتی کیا ہوگی کہ حضرت صاحب سلمہ ربہ نے ساری قوم کی پروا دین اسکے مقابلہ میں نہیں کی۔ ذاتی غرض مالی منفعت کا خیال ہوتا تو وہ بھی تمھاری طرح پیسہ کا اصول پیش نظر رکھتے قوم سے نہ بگاڑتے اور تمھاری طرح قوم کا خون چوسنے امام مہدی کو خونی وہ قرار دیتے ہیں جو جہاد کے پرفساد عقیدہ کو دل میں پالے ہوئے نکبت و فلاکت قومی میں دلکو اس کی آمد کے سہارے تسکین دے لیتے ہیں کہ وہ گئی ہوئی سلطنت بخشے گا۔ جہاد نبوی کی تذلیل کسی طرح نہیں ہو سکتی ہے آئندہ جہاد ہو یا نہ ہو۔ جہاد نبوی حفاظت خود اختیاری کے لیے تھا نہ طمع سلطنت کے لیے جس کی تم آس لگائے بیٹھے ہو۔ یہودی بھی اصل مسیح سے سلطنت کے متمنی تھے مگر آسمانی بادشاہت کا نام سنتے ہی آگ بگولہ ہو گئے۔ سلطنت جہانبانی اصولوں کی پیروی سے ملتی ہے۔ سعی و محنت سے ملتی ہے یا کسی تاریکی کے فرزند کی بدولت ملے گی۔ تمسے اپنے بس جب کچھ نہیں ہو سکتا تو پھر دوسرے کے سہارے عورتوں کی طرح آس لگائے بیٹھنے سے کیا ملیگا۔ انگریزوں۔ جرمن۔ روسیوں جاپانیوں کی طرح اخلاق سلطنت پیدا کرو۔ محنت و سعی کرو۔ عدل و انصاف کو روزانہ زندگی میں برتو سلطنت بھی ملجائے گی۔ کیا محض مہدی روپوش سرداب سے نکلکر تمکو اس روش غلامی سے چھڑا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ لے آؤ اگر نہیں ملتے چار جوان کس پلٹن کے قلعی کھولدینگے۔ وہ

مہدی امام ہمام علیہ السلام جس کا وعدہ سرور انبیاء نے فرمایا تھا آگیا

اور آسمانی بادشاہت کا وارث ہے۔ وہ اسلام کے چہرہ کو زمانہ کے سامنے لا رہا ہے اور ہر کہ ومہ فیضیاب ہوتا ہے چاہو تم مانو چاہو نہ مانو۔ چور بنکر چور کو جیلخانہ سے چھڑا لینا عدل ہے۔ ماشاء اللہ۔ سید اگر وہابی نہ تھے اور وہابی دھوکا دینے کے لیے بن گئے اور تقیہ آپ کی طرح گوارا کیا تو نہایت بُرا نمونہ اخلاق کا دکھایا۔ سرسید نہ وہابی تھے اور نہ انھوں نے

www.aaiil.org

کبھی دہوکہ دیا - عیب ہر جگہ اور ہر وقت عیب ہے، مرے ہوئے سید کو کیون اپنے ساتھہ ذلیل کرتے ہو خدا سے ڈرو سچ کہا ہے - نادان دوست سے دانا دشمن بہلا - دوسرا امر مرزا صاحب کے خلاف یہ ہے - کہ ایڈیٹر ناعاقبت اندیش کے نزدیک مرزا صاحب کا مسلمانون کی موت کی پیشگوئیان کرنا اور کسی کی قلبی تکلیف کی پروا نہ کرنا سخت اخلاقی جرم اور قومی اتفاق کے خلاف ہے یہ وہی بات ہے کہ جسکا جواب الزامی دیا جائیگا - تو ایڈیٹر کو مالیخولیا کا اندیشہ ہے - کیا آنحضرتؐ کا اپنی قوم کے لوگون کو قتل کرنا اور بیدریغ عزیزون سے عزیزون کو کٹوانا تو روا تھا یہ ناروا ہے - کیا حرب جمل اور حضرۃ علیؓ کے وقت کی لڑائیان اور حضرت امام حسین کا کوفہ جاکر بیعت کر لینا اجماع قومی کے صول سے قابل نکتہ چینی نہین ہے - علیگڈھ کالج کی جدید تحریکات مذہبی کی بابت افسوس اجماعی اصول پر کوئی نکتہ چینی نہین ہوئی اے نادان ناسمجھ مامور من اللہ اور مرسل حق کبھی مداہنہ نہین کرتے وہ اظہار حق مین کبھی سے نہین ڈرتے جناب سید انبیا رسول اللہ علیہ السلام کا فعل عین صواب اور ٹھیک مرضی الٰہی کے ماتحت تہا اور عدل وہی تہا - کیونکہ حفاظت خود اختیاری اسی مین تھی - اسی طرح مسیح موعود علیہ السلام امر الٰہی مین کسی سے نہین ڈر سکتا - مجسٹریٹ کے سامنے جس امر کا اقرار کیا تہا وہ ایک خاص شخص کے ساتھہ معاہدہ تہا جیسا معاہدہ حضرت سرور عالم نے بہی صلح حدیبیہ مین کیا تہا - یہانتک کہ لفظ رسول اللہ اپنے نام کے آگے سے کاٹ دیا تہا اور مکہ سے بے حج مراجعت کی تہی کیونکہ الٰہی مصلحت اسی مین تہی جس معاہدہ کا یہ ذکر ہے یعنی یہ کہ کسی کی موت کی پیشگوئی کرنا اور اس کا اعلان نکرنا مجسٹریٹ کے ڈر سے قبول کر لیا اس کی اصلیت صرف اس قدر ہے کہ اللہ تعالے کی حکمت بالغہ حجت ختم کرنا چاہتی تہی - چنانچہ اس واقعہ سے قبل ہی ایک عیسائی ایک آریہ ہندو ایک مسلمان کی موت یہ تین موتین بطور حجت کے ہو چکی تھین، آئیندہ نہ اس کی ضرورت تہی اور نہ کوئی پیشگوئی کرنی تہی پھر معاہدہ سے کیا حرج ہوا - اور اگر یہ خیال ہو کہ کوئی پیشگوئی ہی شایع نہوگی تو یہ بیہودہ خیال ہوگا کیونکہ سیکڑون پیشگوئیان جب سے آج تک شایع ہو چکی ہین ایک قسم نہ اس کی پیشگوئی کے شایع کرنے کا معاہدہ تہا نفی خاص سے عدم عام لازم نہین آتا ادنےٰ طالب علم بہی اس امر کو جانتا ہے کہ اس قسم کا اعتراض ظاہر کرتا ہے کہ معترض کو منطق سے مس تک نہین پھر یہ معاہدہ کسی طرح اخلاق کا ضعف نہین ظاہر کر سکتا - ہر وہ شے جو تمہارے چھوٹے سے دماغ مین نہ آسکے تو وہ کیون لغو خلاف اصلیت ہے ؟ تم کو یہ عقیدہ آجتک نہین کہلا - کہ کس طرح تم اختلاط والدین سے اس عالم مین تشریف لائے - تو پھر نہ سمجھنے پر تم کو کبھی اپنی پیدائش پر لغویت اور خلاف اصل ہونے کا شبہ ہوا ؟ کبھی نہین اسی طرح ہر معاملہ کو غور سے سمجھو - سمجھنے پر جو لغو معلوم ہو - اسے لغو سمجھو - مسیح نے تن تنہا مصلوب ہونا - حسینؓ نے تین دن کی بہوک پیاس مین ہزارون زخمون سے شہید ہونا قبول کیا - اور کلمہ حق کو نہ چھوڑا - بے شک کوئی دوسرا امام دینی بھی ایسا نہین کرے گا کلمہ حق کو چھوڑنا اور بات ہے - اس کی یہی مثالین درست ہین - مگر معاہدہ شخصی کسی مدت تک کسی تحریر کی روش کے متعلق وہ امر ہے - جس کی مثال ہمنے بتائی مگر اے خوش دماغ مسئلہ تقیہ کی بابت جناب کا شاہ ولایت علی ابن ابی طالب اور امام حسینؓ شہید کی بابت کیا خیال ہے وہ کلمہ حق کا چھپانا ادنیٰ ادنیٰ انسان کے مقابلہ پر کس طرح آپ کی طبع آزادی پسند حق جو گذرا کرتی ہے ؟

سچ ہے اگر آپ جیسے خوش دماغ جج ہون - اور قوم کے مصلح ہون تو ہدایت گونگی اور اندھی ہی رہی مگر

تو کار زمین را نکو ساختی + کہ با آسمان نیز پرداختی

نبی کی ہی لئے ضرورت ہے - کہ اکثر لوگ کم عقل مکارون اور دجالون کے فتنون مین پھنسے ہوئے ہین -

مرزا صاحب کے عدم اسراف کی حقیقت تو جب کھلتی جب تم واقعات کو ایمانداری سے لکھتے - اور اس تہمتی کو تحقیقات کی حد تک لیجا کر صحیح ثابت کر دیتے چلتے ہوئے فقرے ہر شخص جانتا ہے -

لنگر کا چندہ کشف نذرانہ حضرت مرزا صاحب کا ہے اونھین اختیار ہے جس مدین چاہین صرف کرین تم کو کیا حق حاصل ہے - کہ تم خوردہ گیری کرو - تم کو ثابت کرنا چاہیئے کہ یہ رقوم بمد امانت مرزا صاحب کے پاس بھیجی جاتی ہین اور ان مین خیانت ہوتی ہے - ورنہ منجملہ اور خرافات کے ایک یہ بہی ہے - اپنے اوقات اور مصارف امام باڑہ جات پر نظر ڈالکر اور مجتہدین کی پاک کمائیون اور پاک مصارف پر نگاہ کر کے کچھہ کہا جائے تو خیر صبر ہوگا

طعنہ بر خوبان بدین روئے سیاہ

مرزا صاحب کے متعلق یہ کہنا کہ بڑی جائداد خرید کی ہے اور اپنی حالت درست کرنیکی کوشش سب پیرون فقیرون مولویون اور امام باڑون اور تعزیون کی چراغی پر خوش پوشی کرنے والون سے زیادہ کی ہے محض افترا پر افترا ہے - ہم کیا کہین بجز اس کے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین مرزا صاحب سلمہ ربہ کی جائداد اللہ تعالیٰ خود بڑہا رہا ہے قادیان کا مالک مرزا صاحب کا خاندان ہے - شرط واجب العرض یہی ہے کہ جو شخص قصبہ مین لاوارث فوت ہو جائے تو اوس کی آراضی کے مالک مرزا صاحب ہین - اس طرح اللہ تعالے روز بروز توسیع ملکیت کر رہا ہے - اس بارہ مین انسان کی امداد کی حاجت ہی نہین ہے - رہی مکانات کی توسیع جس پر عصر جدید نے اپنی بوسیدہ منطق ختم کر کے بہت فخر کیا ہے - اسکی حالت یہ ہے کہ جس کے گھر پر بہت سی مہمان آئین گے وہ شریف میزبان ضرور اون کی خاطر داری کرے گا - چونکہ حضرت اقدس مرزا صاحب مدظلہ کے حضور مین صدہا مہمان آتی ہین - اس لئے آپنے مکانات کی توسیع کو بہت ضروری سمجھا - ہان وہ بخیل میزبان کیون اس کی قدر کریگا اور کیون اوسے ضرورت ہوگی جس کے پاس کوئی آتا ہی نہو - جس قوم کے اخلاق مین اسقدر وسعت نہ ہو - کہ بارہ امامون سے زیادہ کی ضرورت حقہ کو محسوس کر سکے چاہے دنیا کی عمر ہزارون سال ہی کی بعد جناب رسول اللہ کیون نہ ہون - تو اس کے دل مین مہمانون کے لئے کہان جگہ - یہ منطق تو ہر مجتہد مالدار شیعہ پر صادق آسکتی ہے - کیونکہ بکثرت امام باڑہ جات مسکونہ مکانات کے ساتہہ ملحقہ ہین - اور مکانات کی توسیع کے موجب بنے ہین - اسی مشاہدہ نے بدظنی سکھائی ہے مقتضائے تجربہ بہی تہا - اسلئے ہم بیچارہ کو زیادہ خفیف کرنا نہین چاہتے عاقلان را اشارہ کافی -

مرزا صاحب کا خدا اگر کہیں نہ ہوتا - اور اگر وہ قوم کی دلہن مین کشش مقناطیسی کا اثر نہ پیدا کرتا - تو دنیا کے فرزند مقدمہ بازیون ہی مین فیصلہ کر دیتے - آپنے اس مامور من اللہ پر کون سی مصیبت توڑنے کی کوشش نہین کی - اور کس وقت چین سے بیٹھنے دیا - تجارت او مفت کے روپیہ عیش تو البتہ وہ مولوی کر رہے ہین جن سے جناب کو سابقہ پڑتا ہے - اور چونکہ مشاہدہ نے ڈھکوسلے باز - شعبدہ باز ہمیشہ دکہائے ہین - اس لئے آپکو کیونکر اس افترا پرداز زمانہ مین کسی راستباز کی قدر ہو سکتی ہے - زائرین کربلا کے دل سے کوئی پوچھے کہ کسطرح جیب تمنا وجیب جامہ خالی لے کر لوٹتے ہین خدا اوس لوٹ سے جو لوٹ ہو - مالی و اخلاقی - مالی لوٹ کا یہ حال ہے - کہ کاغذ اور کھیچون کے سنگہار کی بدولت قوم کے لاکہون کروڑون روپیہ نکلے جاتے ہین - اخلاقی لوٹ کا یہہ حال ہے کہ ہر شخص کے دل رکھنے کیلئے جھوٹ بولدو مخالفون کو زبان ہاتہہ پاؤن غرض ہر طرح سے نقصان پہنچاؤ چاہے آبرو ہی کیون نہ جائے - مگر موقع پاکر گنہگار بنا دو - فاسق بنادو - زانی بنا دو ؎

ہر عیب بنہ بکہ طاعت باشد + مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

مرزا صاحب کا گھر اگر ہزار روپیہ مین کسیقدر وسیع ہو جائے - تو ناگوار - لیکن مشہد مقدس مین چار چار انگل زمین لاکھون روپیہ کہا جائے - تو پسند - زندہ انسان بندگان خدا امن و عافیت پائین - تو ناروا - سڑیون کے قافلے کے قافلے زمین گڑتے چلے جائین - اور لاکھون کے خرچ مین تو عزیز خاطر - چاہے مہینے بھر کے بعد نکالکر پھینک دئے جائین - افسوس آپنے اپنی اس قدر علتیں دکہا کر ناحق اپنے آپ کو ہر چہ گیرد علتی علت شود کا مصداق بنالیا - علت غائی آپ کی اور اس تحریر کی زمانہ پر روشن ہو گئی - جو معیار جناب کا ہے - اس پر تو سوائے تاریکی کے فرزند کے اور کوئی پورا نہ اترا ہے - نہ اتریگا - مناسب تو یہ ہے - کہ سردابہ سرمن رائے جائے - اور اصل کو لاکر ہم سب کی قلعی کھولدیجئے - اس تو تو مین مین ہی کیا حاصل - بھنورے کا پلا دیکھکر ہم خود فیصلہ کر لین گے اصل قرآن شریف بہی مل جائیگا - بہتر تو یہی ہے کہ آپ رخصت لیکر سردابہ جائے اور اس معصوم رو پوش کو لے آئے - کیا زندہ کو زندون مین لانا مشکل ہے جبکہ مردہ مسیح کو زندہ کرنا آسمان سے لانا آسان ہے -

الغرض اس تمام تحریر سے یہ نتیجہ نکلا - کہ آپ سے اگر ممکن ہو تو کبھی اللہ تعالے کے چہرہ کو دنیا مین چمکنے ندین - کیونکہ نور حق سے تو کروڑون کی جعلسازیان اور افترا پردازیان کھل رہی ہین - اللہ تعالے اپنے بندون پر رحم فرماتا ہے اور ہادی بھیجتا ہے - اور وہ چاہتا ہے - کہ دنیا راہ راست پر آئے - لیکن مدعی کیون اپنی کرنی سے باز آتے ہین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھین گے جب تک قدرت ہے - مگر اے نادانو ! " اللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون "

کم سے کم اس بحثا بحثی مین یہ بات تو کھل گئی - کہ مامور من اللہ اور مرسل من اللہ کے ساتہہ اس طرح دنیا عناد رکہتی ہے - اگلون پر ہنستے ہین کہ کیسے نادان تھے کہ راستی سے منہ موڑا - کیا عقل نہ تھی - لیکن ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھہ لیا - کہ مفسد ہمیشہ مصلح بنکر قوم کو راستبازون کی طرف جانے سے روکتے ہین - اللہ تعالے کے ہزارون ہزار شکر کہ اس نے امام معصوم کی صداقت اپنے لاکھون نشانات آسمانی سے قایم کر دی - اور ثابت کر دیا کہ تاریکی کے فرزند اور ان کے چیلے چاپڑے نجات سے بے نصیب اور اسلام پاک سے کوسون دور پڑے ہوئے ہین - زمانہ سنت اللہ پر چل رہا ہے - اور سنت اللہ ہی ایک غیر قابل تغیر قانون ہے - سنت اللہ توڑنے والون پر زمانہ تیار کھڑا رہتا ہے - یہی خدا کی لاٹھی ہے - پیسہ اخبار کو لگ چکی - عصر جدید بھی راہ طے کر رہا ہے - عنقریب اس منزل پر پہونچے گا جہاں

یادگار کریم

نام نیک رفتگان ضائع مکن
تا بماند نام نیکت برقرار

حضرت **مخدوم الملتہ** مولانا مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کی **زندگی اور موت** ہر صورت اور ہر پہلو سے مبارک ہی تھی - زندگی خدمت دین مین گذری اور اسی جہاد اکبر مین آپ نے جام شہادت پیا **موت** (جو درحقیقت زندگی ہی ہے کیونکہ سہ

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

قوم کو بہت سے مفید سبق دیتی ہے اور اس طرح پر مرحوم کا سنگ مزار ہمیشہ مرحوم کی زندگی کا آئینہ ہو کر اپنا کام کرتا رہے گا - مرحوم کا صدمہ . . . . . . ایسا صدمہ نہین جو دلون سے یکدم بہولجائے اور نہ یہ موقع ہے کہ مین **قوم** کے اس معزز ہیرو کی وفات کا نقشہ کہینچ کر قوم کو رُلاؤن اس کے لئے کسی درد انگیز مرقع اور مرثیہ کی حاجت نہین **مخدوم الملتہ** کے نام کے ساتہہ **مرحوم** کا لفظ ہی اپنے اندر غضب کی تاثیر . اور رقت رکھتا ہے تاہم مین مرحوم کی شہادت پر ایک مفصل آرٹکل بہت جلد لکہنے کا ارادہ کرتا ہون جب دل بیقرار کو کچھ ڈہارس ملے - اسوقت ایک ضروری امر **قوم** کے سامنے پیش کرتا ہون - اور درصل مین اس پیغام رسانی کا ایک ذریعہ قرار دیا گیا ہون اور سہ

درپس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
انچہ استاد ازل گفتہ ہمان میگویم

کا مصداق ہون ۔ یہ امر نہایت **ضروری** اور نہایت **مفید** اور انشاء اللہ العزیز **بابرکت** امر ہے جسکے پیش کرنے کا مجھے حضرت **حکیم الامتہ** کیطرف سے ایما ہوا ہے اور حضرت حکیم الامتہ نے بہی حضرت **امام الملتہ** حجتہ الاسلام مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے حضور پیش کرکے اجازت لے لی ہے - حضرت حجتہ اللہ نے اسکو از بس پسند فرمایا و ضروری سمجہا ہے - پس اس سے اس کی **اہمیت** اور **ضرورت** کا پتہ بخوبی لگ سکتا ہے - اور وہ یہہ ہے -

حضرت **مخدوم الملتہ** رضی اللہ عنہ کو خدا کریم کے ساتہہ خاص **محبت اور عشق** تہا - وہ قرآن شریف کے **حقایق اور معارف** کے بیان کرنے مین جیسے قادر الکلام اور پرجوش تہے ویسے ہی انکی قراءت کے لئے ایک دلکش اور موثر لہجہ اور لحن رکہتے تہے - چونکہ **مخدوم الملتہ** نے کوئی صلبی اولاد بہی نہین چہوڑی اسلئے حضرت حکیم الامتہ نے یہ **تجویز** کی ہے کہ **مرحوم** کی **روح** کو خوش کرنے اور **ایصال ثواب** کے لئے **صدقہ جاریہ** کے طور پر یہان قادیان مین **قرآن شریف** کی ایک جماعت کہولی جاوے جس مین ایک عمدہ اور اعلےٰ درجہ کا **قاری** قرآن شریف پڑہانے کے لئے رکہا جاوے اور چند مستعد اور ہوشیار طالب علم اسکے پاس تجوید اور قراءت کے ساتہہ قرآن شریف پڑہین اور پڑہائین ترجمہ سنین اور سنائین گویا قرآن شریف کے مبلغین کی جماعت وہ جماعت ہو - اور اسطرح پر ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر کی مصداق ہو - (انشاء اللہ العزیز)

یہہ بہت مختصر سا کام ہے - اسکے لئے بجائے خود ساری جماعت **مخاطب** ہے لیکن خصوصیت کے ساتہہ **جماعت سیالکوٹ** (جسکو اپنی جگہ مخدوم الملتہ کے وجود پر خاص ناز تہا) جماعت لاہور اور اس مین سے علی الخصوص عالی جناب شیخ رحمت اللہ صاحب (جنکو مخدوم الملتہ کے ساتہہ اور جنکے ساتہہ مخدوم الملتہ کو کامل درجہ کی للہ محبت تہی) منشی تاج الدین صاحب خواجہ کمال الدین صاحب اور قریشی صاحب مخاطب ہین - اور اسیطرح پر منشی گلاب خان صاحب (دہرم سالہ) چوہدری رستم علی (انبالہ) بابو عطا محمد صاحب اور سیر منشی محمد عبد العزیز ماسٹر ٹیلر ستراوا اور دوسرے دوست (جنکو مخدوم **الملتہ** کے ساتہہ خصوصیت سے محبت تہی اور جو ان سے ارادت رکہتے تہے) اس موقع پر مخاطب ہین - کہ وہ اس جماعت کے **متعلمین اور معلمین** کے **مصارف** کو اپنے ذمہ لین اور اس کار خیر مین مدد دین **آہ** ! ایک وقت تہا کہ دار الامان کی دینی ضرورتون کے پیش آنے پر **مخدوم الملتہ** رضی اللہ عنہ انہین احباب کی ارادت اور **محبت** واخلاص اور **سعی فی الدین** کا اندازہ کرکے بیڑا اٹہالیا کرتے تہے کہ مین اسقدر روپیہ جمع کر دونگا - اور آج اسی مرحوم کی روح کے ایصال ثواب کی **نیت** سے ان احباب کے سامنے مجہے **اپیل** کی حاجت پڑی !!!

مجہے کچہہ بہی ضرورت نہین کہ مین اس مقصد کے لئے زمانہ کے عرفی اور چکنے چپڑے **الفاظ** استعمال کرون - اللہ تعالےٰ قوم اور **احباب مخدوم الملتہ** کے دل مین خود اس ضرورت اور مقصد مفید کا **القا کرے** - **آمین**

چونکہ **الحکم** کے ساتہہ اور اسکے ہیچمز **ایڈیٹر** کے ساتہہ بہی مخدوم الملتہ کو خاص **محبت** تہی اور وہ **الحکم** کے لئے اپنے دل مین خاص **جوش** اور **غیرت** رکہتے تہے - اسلئے مین خود **پانچ روپیہ ماہوار** کے قلیل چندہ سے اسے شروع کرتا ہون اللہ تعالےٰ اسے قبول فرماوے (آمین) یہہ یاد رہے کہ اس مد مین **مستقل** ماہوار چندون کی مستقل اخراجات کے لئے اور یک مشت عطیون کی اتفاقی اور ابتدائی اخراجات کے لئے ضرورت ہے **تمام** روپیہ حضرت **حکیم الامتہ** کے نام آنا چاہیئے اور اس کی اطلاع ایڈیٹر **الحکم** کو دیجاوے کوپن پر جلی قلم سے **یادگار کریم** لکہا جاوے + آخر مین رب کریم کے حضور التجا ہے -

آغاز کردہ ام تو رسانی بہ انتہا

(ایڈیٹر الحکم)

نوٹ - حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ کی خبر وصال پاکر لاہور کے اکثر احباب تعزیت کے لئے دار الامان بیقرار ہو کر تشریف لائے تہے مینے عالی جناب شیخ **رحمت اللہ صاحب** سے خصوصاً اسکا ذکر کیا انہون نے بہی بڑی دلچسپی سے اس تجویز کو سنا اور پسند کیا - مجہے امید ہے کہ تمام احباب بڑی عجلت اور سرگرمی کے ساتہہ اس تجویز کی تائید مین عملی حصہ لین گے -

ایک ضروری اطلاع

حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ کی سوانحعمری جمع کرنے کا ہیچمز ایڈیٹر الحکم نے ارادہ کیا ہے اور کسیقدر میٹریل (مصالحہ) آپؓ کی **سیرت** کا اسنے جمع بہی کرلیا ہے اس لئے سب صاحبان خصوصاً مخلص احباب مخدوم الملتہؓ کی خدمت مین التماس ہے کہ اگر کسی کے پاس کوئی تحریر مخدوم الملتہ کی ایسی ہو جس سے آپؓ کی **سیرت** کیلئے مواد مل سکتا ہے وہ مجہے **اصل** بہیجدین مین اس کی صحیح نقل کے بعد انہین واپس بہیجدونگا ایسا ہی اگر کسی کے پاس مخدوم الملتہ رضؓ کے **خطوط** ہون وہ بہی بہیجدین - یا انہین خود کوئی **واقعہ** مخدوم الملتہ رضؓ کی زندگی کا معلوم ہو تو اس سے **اطلاع** دین اور نیز ان رویا اور **کشوف** سے بہی مجہے **اطلاع** دیجائے جو **مخدوم الملتہ** رضؓ کی وفات کے بعد کسی نے ان کے متعلق دیکہے ہون (ایڈیٹر الحکم)

فزع عیسیٰ و من معہٗ

(رقمزدہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے)

اس الہام الٰہی سے بڑہ کر کوئی الفاظ اس سانحہ جانگداز کی حقیقت کو بیان نہین کر سکتے جو ۱۱- اکتوبر کو بدہ کے روز پیش آیا - جس دن یہ الہام سنایا گیا یعنی ۲۱- اگست ۱۹۰۵ء اسی دن حضرت مخدوم و مکرم مولوی عبد الکریم صاحب غفر اللہ لہٗ کی گردن کے نیچے ایک چہوٹی سی پہنسی نمودار ہوگئی جو مولوی صاحب مرحوم کی مرض کی ابتدا تہی - اور ۵۱ دن کی مرض کے بعد ۱۱- اکتوبر بدہ کے روز ۲½ بجے دن کے حضرت مرحوم سینتالیس سال کی عمر مین بموجب الہام الٰہی سینتالیس سال کی عمر انا للہ و انا الیہ راجعون اس دار ناپائیدار سے انتقال فرما کر حیات ابدی مین جا داخل ہوئے - اللہم اغفر لہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ واکرم منزلہ ووسع مدخلہ - اس لمبی مرض کے اثناء مین کئی دفعہ صحت کا رنگ آیا اور پہر مرض کا عود ہوا اور آخر کار ذات الجنب کے حملہ سے جس مین ۱۰۶ درجہ کا بخار ہوگیا جان سپرد خدا کی صحت کا ہونا اور پہر بار بار بیماری کا عود کرنا گویا اس تردد کی ایک صورت تہی - جو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ مجہے کبہی ایسا تردد نہین ہوتا جیسا مومن کی قبض روح مین تردد ہوتا ہے مومن کی زندگی نفسانی خواہشات یا دنیا کی محبت کے لئے تو ہوتی نہین بلکہ وہ صرف اللہ تعالےٰ کے جلال کو پہیلانے کے لئے ہی دنیا مین زندگی بسر کرتا ہے اور محض اسی غرض کے لئے چاہتا ہے کہ اسے عمر دیجاوے لیکن جب موت کا وقت آجاتا ہے اور تقدیر مبرم آجاتی ہے تو پہر آخر اسے سفر آخرت کے لئے چلنا پڑتا ہے - چنانچہ جن احباب کو ایام بیماری مین حضرت مرحوم کی خدمت کا موقعہ ملا ہے انہون نے بہی

www.aaiil.org

لفظ آپکے منہ سے سُننے کہ فلان مضمون میرے سر مین ہے اگر خدا توفیق اور صحت دے تو اسی لکھا جائے۔ یہی سچی مومنانہ زندگی کا ایک نقشہ ہے اور خدا نے آپ کے ساتھہ وہی معاملہ کیا جو وہ اپنے اولیا و کرام سے کرتا ہے ورنہ اس تیز ذیابیطس کے ساتھہ جو ایک سال سے زور پکڑ گیا تھا۔ کاربنکل اسقدر مہلت نہیں دیتا چہ جائیکہ اچھا ہو جائے۔ حضرت مولویصاحب مرحوم کی صحت کیحالت ایک دفعہ تو ایسی ہوگئی کہ فرمانے لگے کہ اب تو مین دو چار دن مین چلنے پھرنے لگونگا اب خوب طاقت آگئی ہے اور گردن پر تو اب کچھہ معلوم بھی نہین ہوتا در اصل گردن کا کاربنکل بہت اچھا ہو گیا تھا۔ اور زخم بھر گیا تھا مگر ساتھہ ہی اسکے مرحوم ہر وقت موت کے لئے تیار رہتے تھے اور ایک لمحہ بھی اسطرف سے غافل نہین ہوئے ان درمیانی صحت کے وقفون کی اطلاع بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رویا مین ہوتی رہی۔ مگر تقدیر مبرم وہی تھی جسے اللہ تعالے نے ان الفاظ مین بیان فرمایا کہ اذا جاء افواج وسمع من السماء - یعنی جب آسمان سے فوجین اور زہر آچکی - اور پھر اس کے ساتھہ ہی کفن مین لپیٹا گیا - اور پھر یہ کہ ان المنایا لا تطیش سہامہا - یعنی موت کا تیر خطا نہین جاتا - یہ سب مع الہام سینتالیس سال کی عمر انا للہ وانا الیہ راجعون تقدیر مبرم کی خبرین تھین - جو ہر رویا ابتدا مین مبشر سمجھی گئی تھین انکو ایک طرف اللہ تعالے نے ایک حد تک صحت دیکر پورا بھی کر دیا مگر ساتھہ ہی یہ بات بھی ہے کہ انسان کا ذہن ہمیشہ خیر کیطرف متبادر ہوتا ہے اور یہی طریق انبیاء علیہم السلام کا ہے کہ جبتک کوئی امر جو بظاہر مصیبت کے رنگ مین ہوتا ہے واقع نہین ہو جاتا تب تک وہ اللہ تعالے کے فضل کو ہی تلاش کرتے ہین اور فضل سے کبھی مایوس نہین ہوتے - ایسا ہی جب فال لیتے ہین تو نیک ہی لیتے ہین اور کبھی بد فال نہین لیتے وہ ایک طرف اللہ تعالے کی بے نیازی کو سمجھتے ہین اور باوجود بڑے بڑے فضل کے وعدون کے دردناک دعاؤن مین لگے رہتے ہین جیسا کہ آنحضرت صلعم بدر کی لڑائی مین اور دوسری طرف جب کوئی مصیبت یا غم نازل ہونیوالا ہوتا ہے تو اس وقت وہ فضل سے کبھی مایوس نہین ہوتے - حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کی

موت جہان ایک طرف جماعت کے لئے غم کی خبر ہے دوسری طرف جماعت کے لئے ایک عملی نصیحت کا سبق دیتی ہے - اور وہ یہ ہے کہ وہ دنیا کی محبت کو کم کرکے آخرت کیطرف دل لگائین - کوئی نبی نہین آیا جسکی یہ تعلیم نہ ہو کہ یہ دنیا اور اسکی زندگی ہیچ ہے - چنانچہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہت دعا حضرت مولانا مرحوم کیلئے کی تو الہام ہوا - تؤثرون الحیوٰۃ الدنیا یعنی حیات دنیا پر بہت زور نہین دینا چاہیئے یہ دنیا تو اسی قابل ہے کہ اس سے دل کو توڑ کر اسجگہ دل لگایا جاوے جہان حیات ابدی ملتی ہے - حضرت مسیح موعود ع نے اسموقعہ پر فرمایا کہ صحابہ کے نمونہ کو پیش نظر رکھنا چاہیئے وہ سوائے خدا کی راہ مین جان فدا کرنے کے اور کچھہ جانتے ہی نہ تھے اور اس زندگی کی مطلق کوئی پروا نہ کرتے تھے بلکہ ہر وقت منتظر تھے کہ کب شہادت پاکر خدا سے جا ملین - یہہ جس قسم کی مصیبت اور غم ہمین مولوی صاحب مرحوم کی مفارقت سے پہونچا ہے ہمارے نبی کریم صلعم کو ہر روز ایسے غم پہونچتے تھے - اور آپ کے نہایت عزیز صحابہ آپکی آنکھون کے سامنے قتل ہو جاتے تھے - مگر خدا تعالے نے آپکو دل ہی ایسا دیا تھا - کہ وہ سب صدمات کی برداشت کرتے اور کسی کو اگر اسقدر غم پہنچتا جسقدر ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچا تو وہ انہی غمون سے ہلاک ہو جاتا -

یہہ ایک عجیب بات قابل ذکر ہے کہ حضرت مولویصاحب مرحوم کی وفات پر نہ صرف جماعت ہی روتی تھی بلکہ آسمان بھی رویا - آپ کی وفات سے پہلے آسمان بالکل صاف تھا اور کئی دنون سے اسیطرح صاف چلا آتا تھا مگر جبھی کہ آپ نے آخری دم لیا آسمان پہ بادل نمودار ہو گیا اور آخر جب آپ کا جنازہ میدان مین رکھا گیا اور حضرت مسیح موعود نماز جنازہ کیلئے تشریف لائے تو ایسے قطرے آسمان سے برسنے شروع ہوئے جو بالکل رونے سے مشابہ تھے - جو احمق نادان اس موت پر ہنستا ہے وہ یاد رکھے کہ یہ ہنسنے کا وقت نہین یہی موت کا دروازہ ہے جس سے سب نبی ولی ہو کر گذرے اور آخر اسی سے سب نے گذرنا ہے دوسریطرف اللہ تعالے اس جماعت کو یہی حکم دیتا ہے کہ حد سے زیادہ غم نکرین - مولویصاحب مرحوم کی وفات سے چند گھنٹے پہلے یہہ الہام الٰہی ہوا - یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم - یعنی خدا کی ہی عبادت کرو جسنے تمہیں ناچیز نطفہ سے پیدا کیا - اسمین یہ اشارہ ہے کہ حد سے زیادہ محبت کرنی بھی ایک آدمی کو معبود بنا لینے کے برابر ہوتی ہے یہ اسی کے مشابہ ہے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالے عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت فرمایا کہ من کان یعبد محمدا فان محمدا قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت +

تازہ الہامات و رویا

۱۱ - اکتوبر ۱۹۰۵ء قبل وفات حضرت مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ - رویا - دیکھا - کہ قدرت اللہ خان کی بیوی روپیون کی ایک ڈھیری پیش کرتی ہے اس مین ایک لکڑی بھی ہے -

(۱) الہام ہوا - ارید الخیر - ترجمہ مین خیر کا ارادہ کرتا ہون -

(۲) الہام - یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم - ترجمہ اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جسنے تم کو پیدا کیا -

فرمایا - مولوی عبد الکریم صاحب کی موت پر حد سے زیادہ غم کرنا اور اسکی نسبت یہہ خیال کر لینا کہ اسکے بغیر اب فلان حرج ہوگا - ایک قسم کی مخلوق کی عبادت ہے کیونکہ جس سے حد سے زیادہ محبت کی جاتی ہے یا حد سے زیادہ اسکی جدائی کا غم کیا جاتا ہے - وہ معبود کے حکم مین ہوتا ہے خدا تعالے ایک کو بلا لیتا ہے دوسرا اسکے قایم مقام کر دیتا ہے قادر اور بے نیاز ہے - پہلے بھی ایک یہہ بھی الہام ہوا تھا جو یہہ ستمبر کے قریب کا ہے تؤثرون الحیوٰۃ الدنیا - یعنے تم دنیا کی زندگی کو اختیار کرتے ہو +

ضروری اطلاع لنگر خانہ

کا تمام روپیہ جو بعض احباب حضرت مخدوم الملۃ مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے نام بھیجتے تھے وہ آیندہ براہ راست حضرت اقدس کے نام روانہ کرین + ہان اگر کوئی صاحب مخدوم الملۃ کے ضعیف والدین کیلئے کوئی رقم بھیجین تو وہ میان محمد اسمٰعیل سیالکوٹی

نظم مشتمل بر وفات شہادت آیات حضرت مخدوم الملۃ مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ

(از میر مہدی حسین صاحب موج)

غم سے آتا ہے کلیجہ منہہ کو اور دل ہے دونیم
آہ دنیا سے سدھارا آج اک عبد الکریم
خاصۂ ارباب حق عاشق رسول اللہ کے
راہئ ملک بقا ہو کر ہوئے جنت مقیم
کاربنکل کے جراحت مندمل ہوتے رہے
در د ذات الجنب سے رخصت ہوئی جان سقیم
آسمان پر باب رحمت یک بیک سب کھل گئے
جسم خاکی سے اُڑا جب طائر روح سلیم
واہ رے شان نبی عاشق کا دم نکلا جبھی
آسمان پر گرد پہونچی چھا گیا بادل جسیم
اضطراب اہل دل لایا اوٹھا کر گرد باد
خاک گلیون مین اڑاتی پھر گئی یکدم نسیم
عبد مومن کا جنازہ جب رکھا میدان مین
بجلیان کوندین گھٹا اُمڈی ہوا حشر عظیم
کیا بیان اُس کا زبان میری سے ہو سکتا ہے آہ
مُنہ پہ بوسہ دیکے بولے جب یہ اُمت کے حکیم
کہتے تھے رحلت پہ ابراہیم کی جو کچھہ نبی ؐ
ہم وہ نہین لفظون مین کہتے ہین مری پیار حمیم
یعنے ہم احکام خالق پر نہین ہین لب کشاء
پر تیری فرقت نے ہمکو کر دیا تصویر جیم
بوندیان برسین او سیدم اشک خون کیطرح سے
دیکھتے تھے جب کہ چہرہ کو مسیحائے وسیم
پھر جنازہ پر نماز آخری ہونے لگی
آسمان روتا تھا ہمراہ محبان صمیم
مُنہ سے کرتے تھے دعا آنکھوں سے پانی تھا رواں
جوش مین آیا یہہ حالت دیکھہ باران رحیم
یوسف چاہ لحد کے غم مین یعقوب حزین
ہچکیان لیتے رہے ازبسکہ تھے نار و کظیم
والدہ کو آپ کی اللہ دے صبر جمیل
اُس سے کب اُٹھیگا یہہ اندوہ کا کوہ عظیم
ہم کہین گے بالضرور اس مرد میدان کو شہید
گو خامت سے کرے یاد آپ کو کوئی لئیم
ہم کو یارب صبر دے اور عاقبت محمود کر
اور بہت نعم البدل ہمکو عطا کر یا علیم
مصرع تاریخ لکھا موج نے بے دخل باک
فات عبد الہنا فاللہ رحمن رحیم

سنہ ۱۳۲۳ھ

تندرستی کا بیمہ

یعنی ڈاکٹر گنیش پرشاد بھارگو کا بنایا ہوا

نمک سلیمانی

جسکو کہ مشہور ڈاکٹر اور لندن رائل ملٹری مدرسے کے ممبر میڈیکل اگزامینر ولیم رسٹن کرسپ صاحب بہادر نے جانچ فرما کر سرٹیفکٹ عطا فرمایا ہے

فوائد نمک سلیمانی

یہ نمک سلیمانی معدہ کی تمام خرابیوں کو دور کر کے اسکی قوت کا محافظ رہتا ہے اسوجہ سے حالت تندرستی مین اسکے استعمال سے بھوک بڑھتی ہے۔ اور غذا ہضم ہو کر خون صالح پیدا ہوتا ہے اگر پورے پرہیز کے ساتھ روزانہ اس نمک سلیمانی کا استعمال کیا جاوے تو نیا اور صاف خون معمول سے زائد تندرست انسان کے بدن مین پیدا ہو سکتا ہے جسکی وجہ سے ہر طرح کی کمزوری اور سستی رفع ہو کر چستی اور مردانگی پیدا ہوسکتی ہے اور انسان صحیح و تندرست رہ سکتا ہے۔ یہ نمک سلیمانی امراض ذیل مین جو کہ معدہ کی خرابی کیوجہ سے پیدا ہوتے ہین مثلاً ہیضہ تخمہ۔ بدہضمی۔ نفخ۔ قراقر۔ کھٹی یا جلی ہوئی ڈکارون کا آنا۔ پیٹ کا درد۔ اسہال۔ پیچش۔ ریاح کا درد۔ کمی اشتہا۔ بواسیر۔ قبض۔ ان سب شکایتون مین شل جادون کے اپنا اثر دکہلاتا ہے۔ کیونکہ یہ نمک سلیمانی معدہ او مثانہ کی گرمی کا محافظ ہے اسوجہ سے بار بار پیشاب آنے کو بہی روکتا ہے۔ دمہ یا سالنس کا پہولنا جو کہ بدہضمی غذا یا زیادتی بلغم سے ہو اوس مین بہی یہ مفید ہے چونکہ یہ معدہ کے فضلات فاسد کو تحلیل کرتا ہے اسوجہ سے تھیمہ کو بہی اس سے فائدہ ہوتا ہے ہیضہ یا طاعون کے دنون مین اسکا استعمال تریاق کا کام دیتا ہے۔

ہزارون مین سے دو چار سرٹیفکٹون کا خلاصہ

جناب معلی القاب دبیر الدولہ ناظم یار جنگ استاد جہان مرزا خان صاحب داغ دہلوی مقام حیدر آباد دکن بہ تاریخ ۷ جون ۱۹۰۵ء کو تحریر فرماتے ہین کہ مینے آپکا نمک سلیمانی استعمال کیا اور اُنہین اوصاف کے ساتھ موصوف پایا جیسا اشتہار مین درج ہے اور جس شخص کو دیا گیا اوس نے بہی تعریف کی۔ جناب صاحبزادہ محمد امین الرحمن خان صاحب ہیڈ ماسٹر ہائی اسکول نواب صاحب بہاولپور مرحوم ۹ ستمبر ۱۹۰۵ء کو مقام لدہیانہ سے تحریر فرماتے ہین کہ واقعی آپکا نمک سلیمانی [illegible] کھٹی ڈکار۔ نفخ۔ درد دریاحی۔ درد شکم کیواسطے نہایت مفید پایا میرے چند دوست معدہ کی شکایات کے مبتلا تہے سب نے آپکا نمک سلیمانی انکو دیا خدا کے فضل سے اون لوگون کو آرام ہوا۔ درحقیقت آپکا نمک سلیمانی امراض معدہ کیواسطے اکسیر کا حکم رکہتا ہے۔ اور مین خود درد ریاحی اور کھٹی ڈکارون کے مرض مین مبتلا تہا اس نمک سلیمانی کے استعمال سے شفا پائی۔

جناب مولوی ریاض الدین احمد صاحب استاد جناب نواب صاحب بہادر ریاست بہوپال تحریر فرماتے ہین کہ میرا لڑکا پانچ برس سے بعارضہ دست اور پیچش بیمار تہا اور ہر طرح کی دوا یونانی و ڈاکٹری کی گئی مگر فائدہ نہوا آپکے نمک سلیمانی کا استعمال کراتا ہون جس سے اسکو فائدہ معلوم ہوتا ہے اور امید ہے کہ آپکے نمک سلیمانی سے مرض دیرینہ دفع ہوجائیگا براہ مہربانی دو شیشیان نمک سلیمانی کی اور بہیج دیجئے۔ جناب بابو سالگرام سنگہ صاحب مقام ٹوکیو ملک جاپان سے ۳۰ اگست ۱۹۰۵ء کو تحریر فرماتے ہین کہ مین آپکا نہایت ممنون ہون کہ آپ کے بنائے ہوئے نمک سلیمانی سے سمندر کے سفر مین جو کہ مجہکو جاپان آتے وقت پیش تہا بہت مدد ملی۔ سمندری بیماری مثل قے متلی و چکر وغیرہ مین اسکے استعمال سے فوراً فائدہ ہوتا تہا۔ آپکا نمک سلیمانی معدہ کی شکایتون کے واسطے بہی نہایت ہی مجرب دوا ہے اور کہانے مین نہایت خوش ذائقہ ہے۔

جناب بابو بٹہل رام صاحب زمیندار ڈیرہ اسمٰعیل خان ممبر رائل ایشیاٹک سوسائٹی و سیاح یورپ و امریکہ وغیرہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو تحریر فرماتے ہین کہ آپکا نمک سلیمانی صرف معدہ ہی کے واسطے اکسیر نہین ہے بلکہ سمندر کی بیماریان مثل متلی، چکر، بخار وغیرہ مین بہی اپنا اثر بہت اچہا دکہاتا ہے مین امید کرتا ہون کہ آپکا یہ نمک سلیمانی سمندر کے سفر کرنیوالے لوگ اپنے ساتھ رکہکر ضرور فائدہ اُٹہائینگے اور اسکے استعمال سے سمندر کی بیماریون سے محفوظ رہینگے۔

کلکٹر و مجسٹریٹ بلیا جناب بابو رتا سنگہ صاحب ایم اے تحریر فرماتے ہین کہ بابو گنیش پرشاد بھارگو کا بنایا ہوا نمک سلیمانی ہاضمہ کی قوت بڑہانے کیواسطے بہت ہی مفید ہے۔

جناب منشی محبوب عالم صاحب مالک و ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور اپنے روزانہ پیسہ اخبار مطبوعہ ۱۸ جنوری ۱۹۰۵ء مین تحریر فرماتے ہین کہ ڈاکٹر گنیش پرشاد بھارگو کا بنایا ہوا نمک سلیمانی بغرض معدہ و سوء ہضمی ہم نے بارہا آزمایا نہایت مفید پایا کھٹی اور جلی ہوئی ڈکارون کو روک دیتا ہے۔ غرضکہ امراض معدہ کیلئے نہایت نافع چیز ہے جن لوگون کو کہانا نہ ہضم ہوتا ہو تو وہ کہانے کے بعد تہوڑا سا استعمال کیا کرین۔

مفت

٥٠ ہزار پڑیہ بطور نمونہ مفت

کہ سرمہ ہائے سنگی پتھر بیشی کی بہر سپاگر آفتاب بکمال تر بار لبہو کا دو چشم کو بہت ٹہنڈا

سرمہ نور

نمونہ کی تعداد پانچ ہزار سے بڑہا کر پچاس ہزار پڑیہ کر دی گئی ہے۔ ۲ کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگی یہ وہ سرمہ ہے جو پانچ سال سے برابر مفت تقسیم ہو رہا ہے دنیا کے قریب قریب حصہ مین اس کے خریدار موجود ہین سیکڑون سرٹیفکیٹ ہمارے پاس معزز ڈاکٹرون اور حکیمون و رئیسون اور عہدہ دارون کے موجود ہین جن کے شائع کرنے کے واسطے ایک کتاب کا حجم درکار ہے مفید ہونیکا اس سے زائد اور کیا ثبوت ہوگا کہ یکم دسمبر سے صرف ۱۳ دسمبر تک تین ہزار پڑیہ نمونہ کی لوگون نے منگائین اسپر تجربہ کے بعد ۷۵ فیصدی کی فرمائشات آچکی ہین اور یہ بہی ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ یہ نسخہ ایک فقیر صاحب کمال کا عطیہ ہے اور انہیں کی اجازت سے اشاعت عام کی گئی ہے آنکہ کا کوئی مرض ایسا نہین جسپر دس بیس بار تجربہ نہ ہوا ہو ہر مرض مین بیحد مفید ثابت ہوا ہے۔ ابتدائی نزول الماء مین اگر کسی سرمہ نے فائدہ حاصل کیا ہے تو اسی سرمہ نے ورنہ قریب قریب تمام ڈاکٹر اور اطبا اس امر پر متفق ہوگئے ہین کہ نزول الماء کا سوائے قدح کے اور کوئی علاج نہین جالا۔ پہولا۔ دھند۔ غبار۔ سبل بالی جانا۔ پڑبال۔ خارش۔ موتیا بند ابتدائی۔ سرخی۔ ناخنہ۔ وغیرہ وغیرہ کو چندہی روز کے استعمال سے جڑ سے کہوتا ہے بصارت بڑہاتا ہے عام طور پر اس کے استعمال سے عینک کی حاجت نہین اور حالت مرض لگائے تو ازالہ مرض کے لئے اکسیر ہے ایک تولہ سرمہ سال بھر سے زائد کو کافی ہے ہر حصہ ملک مین ایجنٹون کی ضرورت ہے تاجران دوا فروشون اور ڈاکٹرون کو اس طرف متوجہ ہونا چاہیئے اور قواعد ایجنسی درخواست آنے پر روانہ کئے جائینگے دریافت طلب امور کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ کا آنا ضروری ہے فرمائشات ویلیو پے ایبل منگوانے مین جانبین کا اطمینان ہوگا۔ محصول وغیرہ ذمہ خریدار بلحاظ فائدہ عام قیمت سرمہ خاکی فی تولہ ۸ – سرمہ سیاہ بصری فی تولہ ۸

کم خرچ بالا نشین

دیسی تجارت کو ترقی دینے کیواسطے ہم نے خاص طور پر سوتی، سنگی اور سرمئی اور مختلف لوضع پختہ رنگ کی تیاری کا بہی انتظام کیا ہے جو مستورات کیواسطے نہایت عمدہ تحفہ ہے اور خوش وضعی مین یہان کے چابکدست کاریگرون نے یہ کمال دکہایا ہے کہ بالکل ریشمی معلوم ہوتے ہین اور پائیداری مین تو ریشمی کی کوئی حقیقت نہین ہے ایک نمونہ منگا کر ملاحظہ تو فرمایئے۔ قیمت فی تہان قسم اول طول ۱۰ گز ۲۸ گرہ عرض ۳ قیمت فی تہان قسم دوم طول ۱۰ گز ۲۸ گرہ عرض ۳۰ گرہ [illegible] جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام مینیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکہنؤ ہونی چاہیئے

المشتہر محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری

نئی شرط

اس کارخانہ نے اشتہاری دہوکہ سے بچانے کی یہ تجویز کی ہے کہ ہر دوا کا نمونہ پوسٹ کارڈ آنے پر روانہ کیا جاوے سرمہ سلیمانی۔ یہ سرمہ امراض چشم کا جانی دشمن ہے۔ جسکے چندروز کے استعمال سے جالا۔ پہولا۔ دہند۔ آشوب چشم۔ پڑبال۔ آنکہون سے پانی بہنا۔ نزول الماء وغیرہ کو فوراً دفع کرتا ہے آزمائش ضرور کیجیے بعدہٗ طلب کرنا قیمت فی تولہ ۸ سنون دندان جس کے استعمال سے داڑہ خواہ مسوڑہ ہے کا کیسا ہی بیتاب کردہ درد ہو یا دورہ ہو یا مسوڑہ ورم کر گیا یا دانتون سے خون جاری ہو فوراً دفع کرتا ہے اور جملہ امراض دفعہ ہو کر دانت مثل موتی کے نکل آتے ہین۔ قیمت فی بکس ۳ پوڈر بالصفا یہ پوڈر دیگر پوڈرون کی طرح نہ تو جلد کو خراب کرتا ہے اور نہ جلن کرتا ہے بلکہ جائے مستعملہ نہایت نرم اور صاف ہوجاتی ہے اور تہوڑی دیر مین فارغ کر دینا اسیکا کام ہے قیمت فی ڈبیا خورد ۲ ڈبیا کلان ۴

المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ مقام بلبگڑھ ضلع دہلی

کارخانہ احمدی احسن روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج مین قدیم ہے بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانے کثرت سے ہوگئے ہین بلحاظ قدامت اب ترقی دیگئی ہے اور عطر و تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے طیار کئے جاتے ہین اور خوش معاملگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کرین۔

راقم محمد حبیب اللہ تاجران عطر قنوج

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی۔ ناگر تیل یہ تیل ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالونکو سفید ہونیسے روکتا ہے بمنزلہ آنکہون۔ درد سر وغیرہ کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ۸ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر کارخانہ فرحت افزا النسیم قنوج

بپتہ نونہال سنگہ بہارگو منیجر کارخانہ نمک سلیمانی محلہ گائے گہاٹ شہر بنارس۔ (انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔)

www.aaiil.org

حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب کے مجربات سے فائدہ اوٹھاؤ

مینے اللہ تعالےٰ پر بہروسہ کرکے ایک شفاخانہ کہولنا چاہا ہے جسمین اصول صحت کی خلاف ورزی کیوجہ سے جو لوگ دکہہ اٹھا رہے ہوں اُنسے بقدر طاقت ہمدردی کرون مینے نہ نیپال کا سفر کیا ہے۔ نہ مجہے کسی سنیاسی نے کوئی نسخہ بتلایا ہے۔ ہان مجہے ایک فخر حاصل ہے جو میری رائے مین بہت ہی کم مشتہرین کو حاصل ہوگا۔ اور وہ یہ ہے کہ سالہا سال سے مین مولوی حکیم نور الدین صاحب بہیروی ثم القادیانی کے مطب مین انکے ماتحت اور نگرانی مین ہر قسم کے مریضون کا علاج حکیم صاحب موصوف کی تجویز اور تفہیم سے کرتا رہا ہون اور ابتک بہی مجہے یہ فخر حاصل ہے بلکہ خصوصیت کے ساتھ بیرونی مریضونکی خط وکتابت اور انکیلئے نسخہ جات تجویز کرنیکا بہی میرے سپرد ہے پس جو لوگ حضرت حکیم الامتہ کے طریق علاج اور آپکی علمی تحقیقات اور واقفیت سے مین اور مین جانتا ہون پنجاب مین کوئی جگہ ہوگی جہان ایسے واقف کار موجود نہ ہون ان کے لئے اتنا کہدینا کافی ہے میرے تجربہ اور اس حوالہ کی تصدیق خود مولانا ممدوح کی تحریر سے بہی ہوتی ہے۔ اور اب جو مینے یہ سلسلہ شروع کیا ہے اس مین بہی میرا یہی معمول ہوگا کہ امراض عامہ جو اسباب عامہ کے ماتحت پیدا ہوتے ہین کا علاج انہی مجرب نسخون کے ذریعہ ہوگا جو مولویصاحب کے مطب مین ہمیشہ مستعمل ہوتے ہین اور خاص اور قابل غور امراض مین مولویصاحب ممدوح کے مشورہ سے نسخہ جات تجویز ہوا کرینگے۔ اس بناپر شفاخانہ جسکا نام **شفاخانہ فضل رحمانی** رکہا گیا ہے مینے قادیان مین کہولدیا ہے اس شفاخانہ کے ذریعہ سے ایک اور عظیم الشان کام بہی کرنا مقصود ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت حکیم الامتہ کی **علمی تحقیقات اور مجربات** کو جو ویدک۔ یونانی۔ ڈاکٹری او ہر قسم کے جدید تجربوں پر مشتمل ہے۔ بذریعہ رسالجات یا کتب کے شایع کیا جاوے۔

سرمہ زنگاری۔ حاذق طبیب مولوی حکیم نور الدین صاحب کا ہزار ہا مریضوں پر آزمایا ہوا آنکہونکی بہت سی بیماریوں خصوصاً جالا۔ دہند۔ پہل (یعنی آنکہون مین سرخ ڈورے پڑجانا) ڈہلکا آنکہون مین پانی زیادہ آنا۔ جرب جسمین پلکون کی سرخی نمودار ہو وغیرہ کیلئے مفید قیمت فی تولہ ۸ر۔ **سرمہ نور العین** مولوی نور الدین صاحب کا مجرب اور آزمودہ ہر ایک قسم کی آنکہون کی بیماریوں مین اکسیر ہے جسمین بڑا جزو ممیرا ہے قیمت فی تولہ عہ۔ **آتشک کی گولیان** قیمت فی ڈبیا ۸ر آتشک کی قبان۔ خواہ کیسا ہی زخم آتشک کا ہو صرف تین دن مین خشک ہو جاتا ہے قیمت تین ہی عہ۔ **سفوف جریان** (مرد کو ہویا عورت کو) چند روز کے استعمال سے مفید ثابت ہوگا قیمت فی تولہ ۸ر۔ **سفوف سوزاک**۔ قیمت سات خوراک کیلئے ایک روپیہ ۸ر۔ **حبوب باد گولا** یہ گولیان امراض ہسٹریا (باد گولا) مین ازحد مفید ہین۔ عورتین عموماً اس مرض مین مبتلا ہوتی ہین اور بسبب جن بہوت کے آسیب کا وہم کرکے بہت سا روپیہ خرچ کر ڈالتے ہین اور اندر ہی اندر گہل گہل کر مرجاتی ہین ان گولیون کے استعمال سے بہت فائدہ ہوتا ہے قیمت فی ڈبیا عہ۔ **روغن** ... **عرق عشبہ** قیمت فی شیشی عہ۔ **حب طحال** قیمت فی ڈبیا ۸ر۔ **حبوب بواسیر** فی ڈبیا عہ۔ کی گولیان قیمت فی ڈبیا ۸ر۔ **کہانسی** ... **ضیق النفس**۔ قیمت فی ڈبیا عہ۔ دوائی ناسور۔ قیمت فی ڈبیا کہانے کے ... **شمیم** قیمت فی شیشی عہ۔ **بال اڑانیکا پوڈر** فی ڈبیا ۸ر۔ **حب ضیق** مجرب دوائی ہے یہ دوائی حکیم حاذق مولوی نور الدین صاحب کی آزمائی ہوئی ہے ... **روغن دافع امراض گوش**۔ قیمت فی شیشی ۸ر۔ **مرض اٹہرا کی** ... ہو جاتے ہین یہ مولوی صاحب کی مجرب چند دوئین ہین۔ کچہہ تو گولیان ہونگی جو عورت کو ابتدائے حمل سے شروع کرکے وضع حمل تک کہانی ہونگی کچہہ خاص قسم کی دہنی ہوئی اجوائین اور فلفل سیاہ ہوگی جو عورت کو شروع حمل سے تا اختتام ایام رضاعت کہانی پڑیگی۔ قیمت کل دوائی کی جو اس تمام عرصہ مین کہائی جاوے گی ...۔ **منجن** قیمت فی ڈبیا ۸ر۔ **خارش کی عجیب دوائی** فی ڈبیا ۸ر۔ ہے اس سے سیکڑون عورتون کو فائدہ ہوتا ہے جن کے بچے بچپن مین اس مرض سے فوت

لاکھ شہادت کی ایک شہادت

مین تصدیق کرتا ہون کہ فضل الرحمن میرے تجارب سے واقف اور خوب واقف ہے بعض خطرناک بیماریوں و نفث الدم اور دق مین اس نے بڑی جانفشانی سے علاج کیا اور کامیاب ہوا مین امید کرتا ہون اگر وہ تقویٰ سے کام لیگا تو اس کو خود بہی اور اسکے طفیل بہت لوگون کو نفع پہونچیگا۔ الٰہی ایسا ہی ہو۔ آمین

نور الدین

ہر مرض کیلئے دوائی بذریعہ وی پی پارسل بہیجی جاویگی جن امراض کی تشخیص بذریعہ خط وکتابت نہین ہوسکتی ان کا علاج بجز مریض کے دیکہنے کے نہین کیا جاویگا۔ ہمارا کام صرف اشتہاری طبیب بننا نہین بلکہ مریض کو شفا ہونا اصل مقصود ہے ہان ہمین ذاتی نفع بہی مقصود ہوگا مگر عام اشتہاری طبیبون کی طرح نہین۔

نوٹ کسی خط کا جواب بدون جوابی کارڈ یا ٹکٹ کے نہین دیا جاویگا۔ ایسے صاحب جواب نہ آنے کی شکایت نکرین۔

المشتہر

مفتی فضل الرحمن منیجر شفاخانہ فضل رحمانی قادیان

ہندوستان مین ایک لاثانی کمپنی

کیا آپکو معلوم نہین ہے کہ بہارت بیمہ کمپنی لاہور ہندوستان بہر مین ایک لاثانی کمپنی ہے مفصلہ ذیل وجوہات سے (۱) اس کا کل انتظام دیسیون کے ہاتہہ مین ہے (۲) اسکا سرمایہ دیسی کارخانون اور تجارت مین لگایا جاتا ہے جس سے اس ملکی تجارت کو فروغ ہوتا اور ملک کو فائدہ پہونچتا ہے (۳) دیسیون کے ہاتہہ مین انتظام ہونیکی وجہ سے اس کمپنی کا خرچ دوسرے غیر ملک کی کمپنیون کے مقابلہ مین بالکل کم ہے اور اس لئے یہ نہایت مضبوط اور مستحکم بنیاد پر قایم ہے (۴) جتنے ممبر اس کمپنی کے انتقال کرچکے ہین انکے پس ماندگان کو ملا حیل وحجت کے فوراً بیمہ کا روپیہ ادا کیا گیا ہے چنانچہ تمام پبلک کمپنی کی خوش معاملگی اور حق شناسی سے واقف ہے اسکے علاوہ اور بہی کئی خصوصیات اس کمپنی کو حاصل ہین جو ہندوستانی باشندہ جو کہ اپنی زندگی کا بیمہ کرانا چاہتا ہے اگر وہ ذاتی اور ملکی وجوہات کو مد نظر رکہیگا تو وہ قایل ہوجائیگا کہ اسے اپنی زندگی کا بیمہ سوائے بہارت کے اور کسی کمپنی مین نہین کرانا چاہئے آج وقت ہے کہ آپ اس محفوظ ترین کمپنی کے ممبر بن کر اپنے بال بچون اور دیگر عزیزون کیلئے ایک معقول رقم چہوڑ جانیکا انتظام کرین ہماری کمپنی پر اسپیکٹس کا سرکاری مطالعہ بہی آپکو ہمارے دعوے کی صحت کا قایل کر دیگا ایک کارڈ پر اپنا نام و پتہ لکہہ بہیجئے پراسپیکٹس معہ فارم آپکی خدمت مین بہیج جائیگا۔

گیان چند منیجر و انچارج یا درخواستین بنام لاجپت رائے صاحب سکرٹری بہارت بیمہ کمپنی لمیٹڈ لاہور آنی چاہئے۔

مرا برف بارید بر پر زاغ — نشاید چو بلبل تماشائے باغ

واقعی بڑہاپا دنیاوی خوشیون کا خاتمہ ہے جنکے اولاد نہو ان کا بڑہاپا تو غضب ڈہاتا ہے آپ بہی اگر اسی عمر تک پہونچ گئے ہین تو مفصلہ ذیل غور سے پڑہین۔ **شاہی خضاب** مثل تیل پہلیں کہ لگایا جاتا ہے بالون کو دو منٹ مین سیاہ بہنور کر دیتا ہے نہ جلد پر داغ دیتا ہے نہ بالون کو سخت کرتا ہے قیمت عہ۔ **روح افزا** نامردی لاولدی سستی ضعف باہ و دماغ۔ جریان۔ وردیگر کیواسطے اکسیر ہے۔ پیر کو نوجوان اور نوجوان کو پہلتن ... قیمت تین روپیے فی شیشی۔ **روح النساء** حیض بیقاعدہ کم یا زیادہ دیر یا جلدی تکلیف سے یا بالکل نہ آوے۔ سفید پانی آوے لاولدی ہو پاؤن پر سوزش ہو غرضیکہ عورتونکی سب بیماریونکے واسطے مجرب ہے فی شیشی قیمت تین روپیے **فرانسیسی گلگونہ** چہرے جہریان جہائیان سیاہ داغ وکیل وغیرہ دور کرکے خوبصورت اور اجلا بنا دیتا ہے خوبصورتی کیواسطے لازمی ہے۔ قیمت عہ۔ **گولیان دردعن**۔ انکے استعمال سے بال ہمیشہ سیاہ رہتے ہین اگرچہ سفید ہو گئے ہون تو بہی سیاہ ہو جاتے ہین اور پہر ہمیشہ سیاہ رہتے ہین قیمت عہ۔ **بال اڑانیکا تیل**۔ بلا کسی خارش و تکلیف کے دو منٹ مین نازک سے نازک جگہ کے بال بہی دور ہون۔ قیمت ۸ر فی شیشی **سرمہ ممیرا**۔ دہند۔ غباری۔ لالی۔ پڑبال۔ بنائی جانا۔ وابتدائی موتیابند کے واسطے اکسیر ہے قیمت عہ فی تولہ۔ **بواسیر** خونی۔ بادی۔ جدی۔ یا آتشک سے ہو سب اگر ہون تو بلا تکلیف گم

خط وکتابت کا پتہ ڈاکٹر کیسر سنگہ ایم۔ اے بکرم ہسپتال فیروز پور شہر پنجاب

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵؎ (۲) خواص و معاونین سے ۱۰؎ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۶؎ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۳؎ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲؎

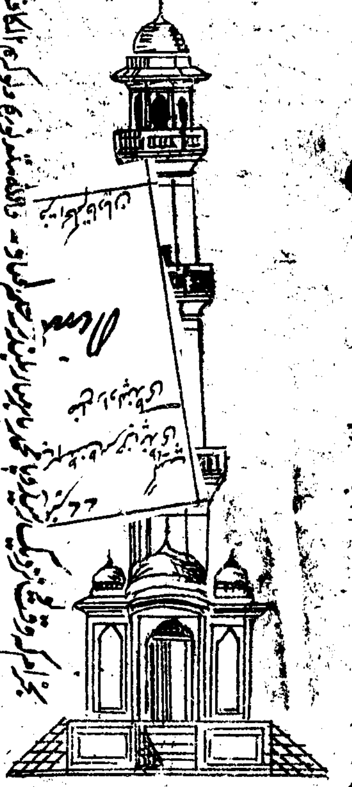

فہرست مضامین

الہامات و رویا - دار الامان کا ہفتہ ۱-۲ صفحہ
ضروری اطلاع - ذوالنون مصری -
(۲) الحکم روزانہ کر دیا جائیگا -
ستمبر قبل دوپہر - ۵-۵
ملت - ۶-۷
اور انکے جواب - ۷-۸
۹-۱۰
ات - ۱۱-۱۲

نمبر ۳۷ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۵ء مطابق ۲۴ شعبان ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

تازہ الہامات و رؤیاء

۱۷ - اکتوبر ۱۹۰۵ء کو - رسید مژدہ کہ آن یار دل پسند آمد - رسید مژدہ کہ ایوار زمیان برخاست -
۱۸ - اکتوبر ۱۹۰۵ء - انی مع الرسول اقوم والوم ملیلوم واعطیک ما یدوم -
رؤیاء - ایک شخص نے مجھے کنوئین کی ایک کوری ٹنڈ میں ٹھنڈا پانی دیا پھر الہام ہوا - آب زندگی اس کے بعد الہام ہوا - قل میعاد ربک -
پھر الہام ہوا - **خدا کیطرف سے سب پر اداسی چھا گئی** -
رؤیاء - خواب مین دیکھا - کہ ایک چغہ ہے وہ الٹا ہے مگر اسپر زربفت کا کام کیا ہوا ہے دکھلا نظر نہیں آتا -
۱۹ - اکتوبر - لا تقوموا ولا تقعدوا الا معہ لا تردوا موردا الا معی - انی معک و مع اہلک - فقط -

دار الامان کا ہفتہ

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع اہل بیت مورخہ ۲۲ - اکتوبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو دار الامان سے دہلی تشریف لے گئے - آپ کے ہمراہ جناب سید محمد احسن صاحب امروہی - و جناب سیٹھ عبد الرحمان صاحب مدراسی اور خاکسار ایڈیٹر الحکم اور مفتی محمد صادق صاحب و جناب مرزا یعقوب بیگ صاحب ہیں -
۲ - حکیم الامت کی صحت الحمد للہ اچھی ہے - اور درس قرآن کریم برابر ہوتا ہے -
۳ - میاں رحمت اللہ صاحب سبزی فروش بنگہ بمع جماعت احمدیہ برائے حصول نیاز تشریف لائے - اور دو روز کے بعد واپس بنگہ چلے گئے -

ضروری اطلاع

خاکسار ایڈیٹر الحکم حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ سفر دہلی میں ہے اسلئے اگر وہ اپنے ہیڈ کوارٹر سے غیر حاضری کیوجہ سے بعض احباب کے گرامی نامجات کی تعمیل نہ کر سکے تو اسے معذور سمجھا جاوے - وہ ۲۱ - اکتوبر کی صبح کو دار الامان سے اعلیٰ حضرت کے ایماء سے اپنے ہیڈ کوارٹر کو چھوڑتا ہے - اور اسی وجہ سے اس ہفتہ کا اخبار بھی ۱۰ ہی صفحوں پر شائع ہوتا ہے -

ایڈیٹر

ذوالنون مصری

مسلمانوں میں ذوالنون کی غیر معمولی شہرت ہے - انکا نام ادب سے لیا جاتا ہے - اور اون کی کرامتیں نہایت دلچسپی سے بیان کی جاتی ہیں - لیکن بایں ہمہ شہرت یہ بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ ذوالنون کیمیا میں بھی صاحب فن تھے - اور مرکبات کے تجزیہ و تحلیل اور مفردات کی ترکیب تالیف میں اونکی خاص دستگاہ تھی - اس لائف میں ہم اون کے اوسیقدر سوانح سے گفتگو کرین گے - جن کا تعلق کیمیا سے ہے - اور بقیہ واقعات کو حدیث و تصوف کیلئے اٹھا رکھتے ہیں -

کیمیا کا شوق ہر قوم کو تھا - اہل مصر و بابل سونا چاندی بنانے میں وقت صرف کرنے کیلئے ضرب المثل تھے - یونانیوں میں اغاذیمون - انطوس - افلاطون اور دیمقراطیس ایرانیوں میں کیماس - اور جاماسپ اور ہندوستانیوں میں حاطف ہندی - کو اسمیں بڑا انہماک تھا - لیکن یہ سب صنعت گر تھے - کیمیا میں بہ حیثیت فن صرف مسلمانوں نے توجہ کی اور اونہیں کی غیر معمولی توجہ سے اس صناعت کا مستقل فن قایم ہوا -

اس فن کی ابتدا مسلمانوں میں بھی اسی سونے چاندی بنانیکے شوق سے ہوئی - اور گو ہم یہ نہیں جانتے کہ اس مقصد میں اونہیں کہانتک کامیابی ہوئی - لیکن یہ ضرور جانتے ہیں کہ انہوں نے اس انہماک کی بدولت ایسی ایسی اہم چیزیں دریافت کیں اور بنائیں - جن سے علم معرفت الاشیاء - طبقات الارض - انجنیری اور اصول دوا سازی وغیرہ کو بہت بڑی مدد ملی - اہل یورپ اس کیمیا کو اسلامی کیمیا کہتے ہیں اور انہیں صاف اعتراف ہے کہ جدید کیمسٹری جن اصول پر قایم کی گئی وہ مسلمانوں ہی کے ایجاد ہیں -

علم کیمیا میں مسلمانوں کی کوشش جس مبالغہ کی حد تک پہنچی ہوئی تھی - اوسکا سرسری اندازہ اس سے ہی ہوتا ہے کہ ابوبکر رازی کا قول ہے کہ "جب تک کسی عالم کو کیمیا میں دخل نہو - نہ اوسکو علم و فلسفہ میں مہارت ہو سکتی ہے اور نہ اوسے فلاسفر کہنا صحیح ہے"[1]

موسیو فلاماریہ اسکی توثیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ فی الواقع یہ قول صحیح ہے کیونکہ کیمیا ہی ایک ایسا علم ہے جس سے فلسفہ کی حقیقت اور سائینس کی فلاسفی معلوم ہوتی ہے[2] - اہل عرب کی عادت تھی کہ اوس میدان میں خوشی سے قدم رکھتے تھے جسکی زمین سنگلاخ - اور راستہ دشوار گذار ہو اسی دقت پسندی نے کیمیا کی منزلیں طے کرنے پر ان کو مائل کیا اور ایسا مائل کیا - کہ صفحوں میں ہی کامیابی کا پھریرا انکے سر پر لہراتا رہا -

ہجرت کی پہلی صدی میں یہ فن اسلام میں داخل ہوا - اور

[1] ابن الندیم جزء دہم مقالہ دہم صفحہ ۳۰ ۔ [2] علم الکیمیا صفحہ ۔

کچھہ کم ۵۰۰ برس تک ترقی کرتا رہا۔ اس مدت میں بہت سے اور مجتہد الفن پیدا ہوئے۔ جن میں ۱۵ شخصوں کے نام ابن الندیم نے بھی لکھے ہیں۔ اور انہیں ارباب اجتہاد میں ذوالنون مصری بھی شامل ہیں گو کیمیاء کا چرچا سانویں صدی میں بلکہ اوس کے بعد بھی رہا۔ مگر ابوالحسن انصاری لکھتے ہیں کہ اس زمانہ کے صنعت گر کیمیا ساز نہ تھے۔ کیمیا فروش تھے۔

ذوالنون کے واقعات - ذوالنون نام ثوبان تھا اور ابو الفیض کنیت تھی۔ از نوبہ (نوبیا واقع افریقہ) کے ایک گاؤن میں پیدا ہوئے اور سودانیون کے طرز ماند و بود کے مطابق ابتدائی زندگی بہت معمولی حالت میں بسر کی۔ ان کے والد ابراہیم ایک مصری امیر کے غلام تھے اور آن کی حیثیت ایک ادنے شخص سے زیادہ نہ تھی۔ آقا نے کچھہ دنون بعد اخمیم میں اقامت اختیار کی جہان ملازمت کیضرورت سے ابراہیم اور اون کے بال بچون کو بھی قیام کرنا پڑا آقا دل کا امیر تھا اوس نے اہل وعیال کی خاطر سے ابراہیم کی تنخواہ بڑہا دی تھی۔

تعلیم وتربیت - ذوالنون کی معیشت پھر بھی معمولی تھی۔ اور تربیت بھی ہوئی تو ایک غلام زادہ کی حیثیت سے ہوئی لیکن المرء ابن استعداده لا ابن ابائه و[1] اجداده ذوالنون نے اپنی استعداد سے اسی گھٹی حالت میں ترقی کر لی۔ اور آقا زادے جن کی تعلیم کا خاص اہتمام تھا۔ یونہی رہگئے[2] درس قرآن کے بعد ذوالنون نے تعلیم ترک کردی اور کسی عرب کی ملازمت اختیار کر لی۔ شباب کا زمانہ تھا۔ امنگین زورون پر تھی اور طبیعت میں جوش بھرا ہوا تھا۔ اس پر طرہ صحبت بد۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہوا وہوس میں پڑ گئے۔ اور شراب کا ایسا چسکا پڑا کہ اکثر اوقات بزم عیش آراستہ رہتی۔ اور تسلسل کے ساتھہ جام کا دور رہتا مورخ ابن یونس کہتے ہیں کہ اسی حالت میں اونہون نے ایک روز کسی صاحبدل کو یہ آیت پڑھتے سنا۔ الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ اوس کا اون پر ایسا اثر ہوا کہ تمام مناہی سے توبہ کرلی اور پھر کبھی اس طرف متوجہ نہ ہوئے[3] توبہ کے بعد حج کے قصد سے عرب کا سفر کیا۔ اور ینبوع کے راستہ سے پہلے مدینہ منورہ پہونچے۔ وہان امام مالک رح کا دور تھا۔ اور اون کے حلقہ درس میں مختلف مقامات کے طلبہ کا مجمع تھا حدود چین سے لیکر سواحل دریائے لوآر (واقع فرانس) تک کے مسلمان حدیث پڑہنے کے لئے آستانہ امامت پر حاضر رہتے تھے۔ خلیفہ ہارون رشید نے خود آکر حدیث پڑھی تھی۔ اور عام طالب علمون کے ساتھہ بیٹھہ کر موطا کا سبق لیا تھا۔ ذوالنون کے دل میں بھی حدیث پڑہنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ اور بڑے شوق سے امام مالک بن انس کی شاگردی اختیار کی اور اس فن میں کچھہ ایسی مہارت بہم پہونچائی۔ کہ خود امام صاحب اون کے مداح تھے۔

دربار خلافت سے تعلقات - دربار بغداد سے بھی ذوالنون کو تعلق تھا۔ مگر نہایت سادگی سے۔ وزیر اعظم فتح بن خاقان اور خلیفہ زادہ عبداللہ بن معتز بڑی عزت کرتے تھے۔ اور جب کبھی مجلس میں آجاتے تو خلیفہ متوکل خود انکی تعظیم کرتے۔ بٹھاتے۔ وعظ سنتے۔ اور روتے۔ ایک مرتبہ لوگون نے اونکی بدگوئی کی۔ خلیفہ نے اونہیں مصر سے بلوا بھیجا۔ دربار میں آئے تو کچھہ زیر گذاشت نہیں ہوئی۔ لیکن جب انہون نے سر مجلس ان بعض الظن[1] اثم کی تفسیر ایک دلگیر پیرایہ میں بیان میں بیان کرنا شروع کی تو خلیفہ بے اختیار ہوکر رونے لگا[2]

فضل وکمال یہہ عجیب بات ہے کہ ذوالنون کے فضل وکمال کا ہر طبقہ معترف ہے۔ محدثین انکو شیخ الحدیث لکھتے ہین۔ اور موطا کے رواۃ میں اُن کو شمار کرتے ہین شعراء اونکو مخضرمین کا ہمپایہ سمجھتے ہین[3] اہل تصوف طبقہ اول میں اونہیں جگہ دیتے ہین[4] اور فلاسفر کیمیاء اون کی نسبت لکھتے ہین کہ له آثار خصوصة فی الصنعة وعمل الراس[5] والا کسیر التام۔

مزاج اور صورت وشکل :- مزاج بہت سادہ تھا۔ تمکنت نام کو بھی نہ تھی۔ کسی کام میں عذر نہ تھا اور بے کسون کی حاجت روائی اپنا فرض سمجھتے تھے۔ نحیف الجثہ تھے۔ دبلا پتلا بدن تھا۔ رنگ گورا سرخی مائل تھا۔ ڈاڑہی سفید نہ تھی

آثار قدیمہ - ذوالنون کو آثار قدیمہ دریافت کرنے اور اُس کے رموز حل کرنے کا بڑا شوق تھا مصر کے قدیم خط ہیرو غلیف سے بھی اونکو واقفیت تھی۔ اور ہیروغلائی کتابے روزمرہ اکثر پڑہتے تھے۔ اور اوس کے معانی حل کرتے تھے[6]

تصوف صاحب جواہر العلوم لکھتے ہین کہ تصوف میں اسرافیل مغربی سے تعلیم پائی تھی۔ لیکن ابن خلکان شقران زاہد کو انکا شیخ طریقت بتاتے ہین اُس زمانہ تک پیری و مریدی رسم نہین سمجھی جاتی تھی۔ ارادتمند خاص طور پر اخلاقی تعلیم حاصل کیا کرتے تھے۔ اکثر صاحب استعداد مرد اور عورتین ذوالنون کی گرویدہ تھین سہل بن عبداللہ تستری۔ اور رابعہ عدویہ کو خاص عقیدت تھی خلیفہ متوکل پر جب کسی مذہبی تقریر کا اثر ہوتا۔ ذوالنون کو یاد کرتے[1]

کیمیا کا شوق - ذوالنون کو خالد بن یزید کی صحیفہ صغیر وصحیفہ کبیر دیکھہ کر کیمیاء کا شوق ہوا۔ اور جابر بن حیان کے مقالات عشر سے (جس میں جابر نے فن کیمیا متعلق فوتلوبر سقراط۔ افلاطون۔ ارسطو۔ ارسنجالس۔ ارکاغانیس۔ امورس۔ دیمقراطیس اور حرنی کی غلطیوں کی تصحیح کرکے آخر میں خود اپنی رائے تفصیل کے ساتھہ بیان کی ہے) اس فن میں بڑی مدد ملی۔ اور انہین کتابون کی اعانت سے حکماء سابقین کی تقلید سے آزاد ہوکر تجربہ پر اس فن کی بنیاد ڈالی۔

اجتہاد اور رائین - ذوالنون کی کیمیاء کا مدار خود اُنکے تجربہ اور اجتہاد پر ہے انکے نزدیک اعمال کیمیا کو افلاک سے بڑا تعلق ہے لیکن اونکی رائے میں فلک کے یہ معنی نہین ہیں جو آجکل مشہور ہین وہ کواکب اوس مدار کو فلک کہتے ہین جو طبائع اور عناصر کے طرح طرح کے تغیرات وانقلابات کی آخری حد ہو۔ افلاک کو عناصر کا آخری تغیر اس لئے کہتے ہین کہ عناصر میں تدریجی ترقی ہوتی ہے ارضیت سے مائیت مین۔ مائیت سے ہوائیت اور پھر ناریت مین لیکن نہایت اتصال سے جسمین ہر ایک جسم بالقوہ مستعد ہوکر صعود خواہ ہبوط کے ذریعہ سے جسم متصل پر مستحیل ہو جائے صعودی جن اجسام کا استحالہ ہوگا۔ اون میں لطافت زیادہ ہوگی اور افلاک تک پہنچکر یہ استحالہ ختم ہو جائیگا۔ خود افلاک کسی جسم میں مستحیل نہین ہو سکتے۔

آجکل کے مذاق کے مطابق استحالہ کی کیفیت یون سمجھنی چاہئے کہ مثلاً پانی ایک ظرف مین رکہا ہو حرارت کا درجہ اگر تحت الصفر تک آگیا تو وہی جاری پانی ایک جسم جامد (یعنی برف) میں مستحیل ہو جائیگا اور اگر حرارت بڑہتے بڑہتے سو درجہ سے تجاوز کر گئی تو بخارات پیدا ہونگے اور پانی کی گیس (غاز) بن جائیگی اگر اس گیس کی تحلیل ہو تو ایک ایسا جزو محترق مل سکتا ہے جو لیمپ میں پیٹرول (مٹی کے تیل) کی طرح روشن ہو جائیگا بڑے بڑے شہرون میں سڑکون پر اسی ہوائی گیس کی روشنی ہوتی ہے۔ جو دراصل ہیڈروجن یعنی وہ جزو۔ جس سے پانی کی تولید ہوا کرتی ہے۔

بڑی بات یہ معلوم کی کہ ہوا میں کوئی چیز ایسی ہے جس سے شعلے نکلنے میں سانس پیدا ہوتی ہے اور وہ نہ صرف کرہ ہوا میں ہے بلکہ نیز آب میں بھی اوس کا وجود ممکن ہے یہ رائے نہایت اہمیت رکھتی تھی اور بعد میں اہل یورپ کو[7] قاپرایر[8] کے دریافت میں ذوالنون کی ہی رائے سے مدد ملی۔

ذوالنون کی رائے میں سونا[1] مرکب ہے اور اوس کے اجزاء ترکیبی مین زیادہ زرد وجزو کو دخل ہے[2] ایک تو لطیف پارہ دوسرے صاف رنگ کی گندہک لیکن یہ رائے ذوالنون کی نہین جابر بن حیان کی ہے۔ ذوالنون نے اس طریقہ میں محض جابر کی پیروی کی ہے بہر حال کسی کی رائے بھی ہو صحیح رائے ہے پہلے اہل یورپ اسکے قائل نہ تھے لیکن اب فرانس کی کیمیکل سوسائٹی نے مان لیا ہے کہ سونا مرکب ہے بسیط نہین ہے۔

انکشافات - کیمیا کے متعلق ذوالنون نے بہت سی باتین دریافت کین جن میں بعض باتین موجودہ کیمسٹری کی جان ہین۔ برودت اور حرارت کی مقدار کا مسئلہ پہلے غیر مشخص تھا ذوالنون نے دریافت کیا کہ حرارت کی کمی یا زیادتی سے جب کوئی ذریعہ مل سکے گا فوراً اون جسمونکی تعداد بڑہ جائیگی جنمیں فعلاً استحالہ ممکن ہے اور یہ طریق پر ہو سکتا ہے کہ فلزات صلبہ سیال بنالی جائین۔ اون دنون یہ ایک معرکہ الآراء بات تھی لیکن اب ہر شخص سمجھہ سکتا ہے کہ لوہا یا پلاٹینم (امریکن سلور) جیسی سخت دہاتین بھی ڈیڑہ ہزار یا دو ہزار درجہ تک کی حرارت سے پگہل سکتی ہین۔ اور آزوت وآکسیجن کا پگہلانا بھی درجات حرارت تحت الصفر کم کرنے سے ممکن ہے۔ ذوالنون کی رائے میں ہوا کو پانی کی صورت میں لاسکتے ہین[3] اور سخت وصلب بھی بنا سکتے ہین مگر اسکا کوئی قاعدہ اونہون نے نہین لکھا۔ یا لکھا ہو تو ہمین معلوم نہین آجکل اسکا قاعدہ یہ کہ ہوا سیال بنانا چاہو۔ تو آزوت کے ۱۱۸ درجہ تحت الصفر سے کم آکسیجن کیلئے ۱۴۶ درجہ سے کم اور ہیڈروجن کیلئے ۲۴۴ درجہ سے حرارت کم کر دینی چاہئے اور ٹہوس ہوا بنانے کے لئے ہر تا میٹر سنٹیگراد سے فوق الصفر ہونا چاہیئے۔

ذوالنون کو معلوم تھا کہ ہوا میں ایک ایسی کیفیت موجود ہے جس سے نباتات کو نشوونما میں اور حیوانات کو زندگی میں مدد ملتی ہے۔ ہوا میں جبتک یہ کیفیت بقدر معتد بہ رہتی ہے اوسکا وزن گران ہونا چاہئے اور جب کم ہو جاتی ہے تو ہوا کو ہلکا ہو جانا چاہئے[4] ذوالنون نے نوین صدی عیسوی کے شروع میں اس مسئلہ کو دریافت کیا تھا اور اسی انکشاف کی بنا پر سترہوین صدی میں جان مئو صاحب نے دریافت کیا کہ ہوا کی یہ دونون کیفیتین آکسیجن اور نائیٹروجن ہین بھاری آکسیجن اور ہلکا نائیٹروجن۔

تصنیف وتالیف - فن کیمیا میں ذوالنون نے بہت سی کتابین لکھی تھین جنمین سے اب اکثر کا نام ونشان مفقود ہے۔ ۳۷۷ھ تک بغداد میں بہت کتابین موجود تھین جنمیں دو کتابین رکن الکبر۔ اور کتاب الثقہ کا تذکرہ علامہ ابن الندیم نے بھی کیا ہے۔

وفات - ذوالنون نے ذیقعدہ سن ۲۴۵ ہجری میں وفات پائی بغداد میں جب خبر پہونچی تو اہل علم نہایت متاسف

---

[1] انسان اپنی استعداد کا لڑکا ہے۔ اپنے باپ دادا کا لڑکا نہین ہے۔
[2] صاحب علم الکیمیا لکھتے ہین کہ ایک وہ وقت آیا کہ ذوالنون کے آقا زادے اون سے تعلیم حاصل کرنے آتے تھے۔ اور اونکو شیخ طریقت کہا کرتے تھے میری رائے میں یہ صحیح نہین کیونکہ ذوالنون کی شیخت کے زمانہ میں آقا زادون سے اون کی ملاقات ثابت نہین۔ ۱۲
[3] ایماندارون کیلئے کیا ابھی وہ وقت نہین آیا کہ اون کے دل میں ذکر الٰہی سے خشوع پیدا ہو۔ [4] ابن خلکان نے ایک اور روایت توبہ کی لکھی ہے۔ لیکن ابن یونس کی روایت موصول السند ہے۔ لہذا زیادہ قابل تسلیم ہے ۱۲

[1] بعض بد گمانیان گناہ ہین۔ ۱۲ [2] ابن خلکان جلد ا صـ۱۰۱ و محاضرات صـ۲۰ [3] مصر کے نامور فاضل نقیب الاشراف سید توفیق آفندی نے ذوالنون کے بہت سے اشعار نقل کئے ہین۔ [4] جواہر العلوم صـ۳۰ [5] کتاب الفہرست طبع یورپ [6] خطط و آثار مقریزی جلد اول ذکر عجائب وبرابی۔ صـ۳۹ و ۴۰ +

[1] ابن خلکان جلد اول صـ۱۰۱ [2] اجتہاد کی پوری بحث علم الکیمیا سے ماخوذ ہے - ۱۲

[1] علم الکیمیا الحدیث للشیخ عبدالقادر العادی صـ۱۳۲ [2] ذوالنون نے سونے کو یہان لکھا ہے آفتاب لکھا ہے اور جابر بھی لکھتے ہین۔ محرم کے الذرہ صـ۱۲ کے حاشیہ میں چاندی (لقب) نذب بنایا گیا ہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے یہ حاشیہ صاحب مطبع کا ہے [3] علم الکیمیا صـ۱ [4] ملاحظہ ہو علم الکیمیا الحدیث صـ۱۲ [5] علم الکیمیا صـ۲

الحکم روزانہ کردیا جائیگا

الحکم کو جاری ہوئے نوان سال گذر رہا ہے اس عرصہ مین اسنے قوم کی جو کچھہ بھلی یا بُری خدمت کی ہے وہ حق شناس قوم کے سمجھدار اور دقیقہ رس افراد سے مخفی نہین مین اس خدمت کو اپنی کسی قابلیت اور دانش کا نتیجہ نہیں سمجھتا حاشا! وکلّا!!

یہہ محض اللہ تعالےٰ کا فضل اور اس پاک خدمت کا ہی نتیجہ ہے جو مینے اللہ تعالےٰ کی تائید اور توفیق سے اختیار کی - کیونکہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ کو آفاق اور زمین کے کنارون تک پہونچانے کا خود مولیٰ کریم وعدہ کر چکا تہا پس جو شخص اس سلسلہ اشاعت تبلیغ مین حصہ لیتا ضرور تہا کہ اللہ تعالےٰ خود اس کا تکفل فرماتا اور اسکی تائید کے لئے سعید الفطرت دلون مین القا کرتا +

جسوقت الحکم جاری کیا گیا تہا - یعنے ۱۸۹۷ء مین وہ زمانہ حضرت مسیح موعودؑ کے ادعاء مسیحیت کا ابتدائی زمانہ تہا - جماعت قلیل اور اس مین اخبار اور اسکی ضرورت سے آشنا بہت ہی کم - میرا ذاتی رسوخ اور بہی کم - ایسی حالت مین جس قسم کے مشکلات اور ابتلاؤن سے مجہے مختلف اوقات مین دوچار ہونا پڑا وہ الحکم کی تاریخ مین یادگار رہین گے - اور جو لوگ اسکو یوم اجرا سے آجتک پڑہتے چلے آئے ہین - وہ ان سے ناواقف نہین - اللہ تعالےٰ کے فضل نے میری دستگیری کی اور محض اپنے برگزیدہ رسولؐ کے طفیل اس پودہ کو سرسبز کیا جس سے قوم نے اور مینے وہ ثمرات کہائے جو

تؤتی اکلھا کل حین

کے مصداق ہین + ہزارون ہزار روحون نے الحکم کے ذریعہ خدا تعالےٰ کے اس قایم کردہ سلسلہ کی حقانیت اور صداقت پر اطلاع پائی - اور ہزارون ہزار نے ان کلمات طیبات کے ذریعہ جو اس مین شایع ہوتے ہین اپنی بہت سی کمزوریون کی اصلاح کی +

غرض

الحکم نے قوم مین اخبار بینی کے مذاق کو یہانتک پیدا کیا کہ سب قوم اخبار کے بغیر رہ نہ سکتی اور یا تو ایک اخبار بہی نہ تہا اور یا اب خدا کے فضل سے دو ہفتہ وار اور ایک ماہواری رسالہ شایع ہو رہا ہے اور قوم ان سب کے اخراجات کو بڑی خوشی سے برداشت کر رہی ہے + مین جب قوم مین اخباری مذاق کی اسقدر ترقی کو دیکھتا ہون تو مجہے سب سے زیادہ خوشی ہوتی ہے اسلئے کہ اس مذاق کو پیدا کرنے مین جہانتک اسباب کو تعلق ہے اس حد تک الحکم کو سابق اور اوّل ہونے کا فخر حاصل ہے - گو مین اپنی سمجہہ اور عقل اور تجربہ کے موافق کہلے الفاظ مین کہونگا - کہ جس منزل اور مقام تک اس مذاق کو پہونچنا چاہیئے - ابہی اس سے بہت دور ہے + اخبار بینی کے مذاق کے ساتہہ اخبار نویسی کا مذاق بہی ہونا ضروری ہے جسکی امید ہے کہ اللہ تعالےٰ وہ بہی پیدا کر ہی دیگا -

المختصر

اخبار ایک زبردست طاقت ہے اور قومی ترقی اور حقوق قوم کی حفاظت کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے اور میری اپنی رائے اور خیال میں ہماری قوم ہی ایک قوم جسکو اخبار کے ذریعہ بہت بڑا فائدہ اٹہانا چاہیئے اور اسی قوم مین اصل وقعت اور عظمت اخبار کی پیدا ہونی چاہیئے - کیونکہ اس قوم کے اغراض اور مقاصد دوسری قومون کے برخلاف بالکل الگ اور جدا ہین -

وہ پولیٹیکل (ملکی) معاملات سے بالکل جُدا رہ کر اس مقصد کو حاصل کرنا چاہتی ہے جو آفرینش انسان کی اصل غایت اور مقصود ہے اور جو انسانیت کا خاصہ اور منشاء ہے اور جس مقصد عظیم کو قایم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنا برگزیدہ بندہ

مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

کے نام سے بہیجا ہے جو آدم سے لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک کے کل راستبازون اور رسلون کا موعود ہے - پس جس عظیم الشان انسان کا زمانہ ہم نے پایا ہے اور خدا کے فضل نے ہمین اس تک پہونچا ہی دیا ہے پہر ہماری کسقدر بدقسمتی اور محرومی ہوگی اگر ہم اس سے تعلق رکہہ کر بہی اس سے دور اور اس کے مقاصد و اغراض سے ناواقف اور ناآشنا ہون؟

اگر

ہم اس وجود پاک اور اس کے کلمات کی قدر کر لیتے ہین تو ناممکن ہے کہ ہم اخبار بغرض ضرورت کو اپنی حوائج اور ضروریات سے بڑہ کر اور مقدم نہ سمجہہ لین - اس صورت اور حالت پر غور اور فکر کرکے صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ اخبار

ہماری ستہ ضروریات کو سبعہ ضروریات بنا دینے والا ہو - اور جیسے اسکی روزانہ ضرورت ہے ویسے ہی زندگی کا جزو لاینفک ہو کر اسکی بہی

روزانہ ضرورت ہی

اسی غرض اور مقصد کو مدنظر رکہکر مینے محض خدا تعالےٰ کے فضل و کرم پر بہروسہ کرکے ارادہ کیا ہے کہ یکم جنوری ۱۹۰۶ء سے الحکم کا ایک

روزانہ اڈیشن

شایع ہو مین جانتا ہون اور خوب جانتا ہون کہ اخبار کے روزانہ ہونے کی صورت مین کسقدر محنت کسقدر اخراجات کا بوجہہ مجہہ پر پڑیگا اور مین اس سے بہی ناواقف نہین کہ ہفتہ وار کی صورت مین بہی آئے دن توقف و تعویق کے عذر بقایا داران کے نام نوٹس اور مالی مشکلات کی شکایات کا ایک سلسلہ چلا جاتا ہے تو روزانہ کر دینے کی صورت مین ان مشکلات اور عذرات سے رہائی کیونکر ہوگی؟ سمجہدار اور نکتہ رس بزرگ کہین گے کہ اس سے تو بہتر ہے کہ ہفتہ وار ہی کو باقاعدہ اور وقت پر نکالا جاوے مین ان تمام اعتراضات کو تسلیم کرتا ہون اور انہین مضبوط پاتا ہون لیکن مین ایسی صورت پیش کرتا ہون جو ناظرین اور سرپرستان الحکم کے لئے تسلی کا موجب ہوگی - اور وہ یہ ہے کہ مین اس کام کو امتحاناً کرنا چاہتا ہون اور عالم السر والخفی میری نیّت کو دیکہتا ہے کہ وہ کیسی ہے +

اگر قوم اس ضرورت کو محسوس کرتی ہے اور اسے کرنا چاہیئے اگر وہ اپنی روحانی ضروریات کو دنیوی ضروریات پر مقدم کر سکتی ہے اور اسے کرنا چاہیئے تو کوئی وجہ نہین ہو سکتی کہ روزانہ کے اجرا مین مجہے مایوسی اور ناکامی ہو لیکن اگر قوم نے توجہ نہ کی اور اس نے اپنی جسمانی ضروریات کے بیسیون اور بعض صورتون مین صدہا روپیہ ماہوار کے اخراجات کیساتہہ اپنی اخلاقی اور روحانی بہلائی اور غذائے روح کے لئے دو روپیہ ماہوار نثار کرنے کی بہی جرأت نہ کی تو البتہ مجہے اس ارادہ سے باز آکر کسی دوسرے وقت کا انتظار کرنا پڑیگا - روزانہ کے اجرا مین میرا قوم کے ساتہہ سب سے پہلا معاہدہ یہہ ہوگا کہ روزانہ کے لئے ایک حبہ بہی انشاء اللہ العزیز کسی سے

پیشگی نہ لونگا

اور اگر کوئی پرچہ کسی وجہ سے شایع نہ ہو سکے گا تو اسکی قیمت بہی

مجرا نہ لیجاویگی

ایسی صورت مین آپ اندازہ کر سکتے ہین کہ اس روزانہ کے اجرا کے لئے مین کس محنت اور جانفشانی سے سعی کرونگا ہان اس مین برکت ڈالنا اور توفیق عطا کرنا یہہ میرے اختیار سے باہر ہے یہہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم پر موقوف ہے اگر مجہے یہہ توفیق مل گئی تو مین اپنے لئے بڑا خوش قسمت سمجہونگا اگر ابہی موقع نہین آیا تو خدا تعالےٰ کے فضل کے وقت کا انتظار کرون گا - جب تک وہ چاہے اور راہ کہولے -

بھر حال

اگر مین زندہ رہا اور خدا تعالےٰ کے فضل و کرم نے میری مدد کی تو جنوری سنہ ۱۹۰۶ء سے مین انشاء اللہ العزیز الحکم کو

روزانہ کرکے

دیکہہ لونگا + اب مین یہ ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ اس روزانہ اخبار کی صورت کیا ہوگی؟ سردست یہہ روزانہ الحکم کی موجودہ تقطیع کے ½ سایز کے آٹہہ صفحون پر شایع ہوگا جسکے مضامین کی تقسیم یہہ ہوگی -

۱ - حضرت اقدس کی ڈائری یعنے روزانہ حالات اور آپ کے کلمات طیبات - روزانہ الہامات (اگر ہون)

۲ - قومی ضرورتون پر چہوٹے چہوٹے نوٹ اور مناسب آرٹکل -

۳ - روزانہ درس قرآن مجید کے نوٹس - (یاد رہے کہ یہ نوٹ ایڈیٹر الحکم انشاء اللہ خود لکہا کریگا - اور الحکم کے ناظرین سمجہہ چکے ہین کہ خدا تعالےٰ نے اسے ان نوٹس کی ترتیب کا ایک خاص ملکہ عطا کیا ہے وللہ الحمد -)

۴ - سلسلہ عالیہ کی روزانہ خبرین -

۵ - متفرق مضامین -

مضامین کی یہ ترتیب ہمیشہ قایم رکہنے کی کوشش کی جاویگی - حضرت اقدس کے روزانہ حالات اور کلمات اور الہامات کو سب سے مقدم کیا جاویگا اگر کسی دن سارے اخبار مین یہی مضمون آسکے گا تو باقی مضامین ملتوی کئے جائین گے -

روزانہ الحکم کی اشاعت ہفتہ وار الحکم کی اشاعت مین کوئی فرق پیدا نہ کرے گی بلکہ وہ بدستور شایع ہوتا رہیگا ہان ان لوگون کی سہولت اور آسانی کے لئے جو روزانہ نہ خرید سکین لیکن ہفتہ مین دوبار یا تین بار یا ہفتہ وار روزانہ کا مجموعہ لینا چاہین خاص انتظام بہی کیا جاویگا انشاء اللہ

مگر

یہہ یاد رہے کہ روزانہ کا اجرا فی الحال مشروط ہوگا کم از کم ایک سو درخواستون کے آجانے پر -

www.aaiil.org

اور جب تک ۶۰۰ خریدار نہ ہوجاوین روزانہ کی قیمت عنا ماہوار ہوگی جو ہر مہینہ کے ختم ہونے پر دوسرے مہینے کے شروع مین بذریعہ قیمت طلب وصول کیجائیگی گویا اخبار کی قیمت بشرح مابعد لی جائیگی - اخبار پہلے دیا جائیگا قیمت پیچھے وصول ہوگی - جو صاحب ہفتہ مین تین بار لین انسے عـ۱۲ـہ اور دو بار لینے والون سی عـ۱۰ـہ سالانہ لیا جاویگا اور روزانہ کے ہفتہ وار مجموعہ کی قیمت سالانہ ملـ۴ـہ ہوگی - لیکن ۶۰۰ خریدارون کے بعد قیمت عـ۹ـہ سالانہ اور لعـ۹ـہ اور مـ۷ـہ سالانہ علی الترتیب کردیجاویگی - جمعہ کا اخبار کبھی شایع نہ ہوگا - اور سال کے آخری ہفتہ کی رخصت ہوا کرے گی +

پس

جو صاحب دل سے اس روزانہ کے اجرا کے خواہشمند ہین اور حضرت حجۃ الاسلام علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے کلمات طیبات کے خواہشمند ہین وہ اس وقت اپنی درخواستین بہیجکر میری حوصلہ افزائی کرین کیونکہ روزانہ کے اجرا کے انتظام کے لیئے ایک مہینہ پہلے سے کام شروع ہوگا - اسلیئے اگر ۱۵ - دسمبر تک بہی سو درخواستین آگیئں تو مین یکم جنوری سے انشاءاللہ اسے شروع کردونگا - وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

ختم کرنیسے پہلے مین اپنے محترم مخدوم **مولوی عبدالرحیم صاحب میرٹھی** کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہون جنہون نے میرے اس ارادے اور تجویز کی پرزور الفاظ مین تائید کی اور

پانچ خریدارون

کی درخواست کی - اب گویا ۹۵ ہی درخواستین اجرا کے لیئے ضروری ہین -

راقم

خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم
قادیان دارالامان

۱۰ ستمبر قبل دوپہر

فرمایا

یہہ بہی غنیمت ہے کہ انسان اسجگہ کی صحبت کو غنیمت سمجھے جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ یہان آنے یا رہنے سے دنیاوی کاروبار مین ہرج ہوگا وہ بیمار ہے - اسے اس بیماری کا علاج کرنا چاہیئے دنیا کے کام توکبھی ختم نہیں ہوتے اور نہ ہوسکتے ہین جبتک خود انسان خدا سے توفیق پاکران کا خاتمہ نکردے -

ابہی ہماری جماعت کو سمجھنے کے لیئے بہت سی باتین ہین رفتہ رفتہ تحریک ہوتی ہے کسی مجمع مین کوئی تحریک ہوگئی اور کسی مین کوئی + اس لیئے جب تک یہان انسان ایک عرصہ تک نرہے یا کثرت کے ساتہہ نہ آتا رہے کم فائدہ ہوتا ہے - اور یہ بڑی خامی اور بیقدری ہوتی ہے اور سلسلہ کی بدنامی کا موجب ہوتا ہے جب ایک شخص سلسلہ مین داخل ہوتا ہے اور وہ توجہ کے ساتہہ ان مسائل پر جو ہم پیش کرتے ہین نظر نہین کرتا اور پہر اگر اس سے کوئی سوال کرتا ہے تو اسے چپ ہونا پڑتا ہے - اسلیئے ضروری ہے کہ ہماری کتابون کو غور سے پڑہین اور فکر کرین اور یہان رہین اور ان ایام کی قدر کرین -

جو لوگ اس سلسلہ مین داخل ہوتے ہین اور ایمان لاتے ہین وہ سمجھہ سکتے ہین کہ کیا یہہ دن وہ نہین ہین جنکے لیئے بہت سے سعید لوگ حسرت کرتے چلے گئے ہین اور یہ امور کتابون مین درج ہین کہ کسطرح ہزارون رجلیز اس آرزو مین اس دنیا سے رخصت ہوئین کہ وہ **مسیح موعود** کے زمانہ کو پالیتین -

مگر اس زمانہ کے لوگ جس طرح پر ان ایام کی قدر نہین کرتے اور مخالفت سے پیش آتے ہین کیا تعجب اگر وہ یہہ زمانہ پاتے تو وہ سیر ہوجاتے -

اسیطرح پر آجکل لوگ کہا کرتے ہین کہ اگر ہم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ہوتے تو ہم اسطرح خدمت کرتے اور یہہ اخلاص دکہلاتے اور یہ کرتے اور وہ کرتے لیکن سچ یہی ہے کہ اگر یہہ لوگ اسوقت ہوتے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ بہی وہی سلوک کرتے جو آجکل ہمارے ساتہہ کررہے ہین - زمانہ کی معاصرت بہی ایک روک ہے اس سے لوگون کے دل تنگ ہوجاتے ہین یہہ بہی ایک زنگ کا ابتلا ہے -

ذوالنون مصری ایک باکمال شخص تہا اور اسکی شہرت باہر دور دور پہونچی ہوئی تہی ایک شخص اسکے کمال کو سنکر اس سے ملنے کے واسطے گیا - اور گہر پر جاکر اسے پکارا تو اسکو جواب ملا کہ خدا جانے کہان ہے نہین بازار مین ہوگا وہ جب بازار مین ان کی تلاش کرتا ہوا پہونچا تو وہ بازار مین معمولی طور پر سادگی سے کچھ سودا خرید رہا تہا سلوگون سے پوچہا تو انہون نے بتایا کہ وہ **ذوالنون** ہے اسنے دیکہا کہ ایک سیاہ رنگ پست قامت آدمی ہے معمولی سا لباس ہے چہرہ پر کچھ وجاہت نہین معمولی آدمیون کی طرح بازار مین کہڑا ہے اس سے اس کا سارا اعتقاد جاتا رہا اور کہا کہ یہ تو ہماری طرح ایک معمولی آدمی ہے ذوالنون نے اسکو کہا کہ تو کس لیئے میرے پاس آیا ہے جبکہ تیرا ظاہر پر خیال ہے ذوالنون نے اسکے مافی الضمیر کو دیکھہ لیا اسلیئے کہا کہ تیری نظر ظاہر پر ہے تجھے کچھہ دکہائی نہین دیتا ایمان تب سلامت رہتا ہے کہ باطن پر نظر رکہی جاوے کہتے ہین لقمان بہی سیاہ منظر تہے - یہی وجہ ہے جو لکہا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے بندون اور برگزیدون کے پاس ارادت سے جانا سہل ہے لیکن ارادت سے واپس آنا مشکل ہے کیونکہ امین بشریت ہوتی ہے اور انکے پاس جانے والے لوگون مین سے اکثر ایسے ہی ہوتے ہین جو اپنے دل مین اکی ایک فرضی اور خیالی تصویر بنا لیتے ہین لیکن جب اسکے پاس جاتے ہین تو وہ اسکے برخلاف پاتے ہین جس سے بعض اوقات وہ ٹہوکر کہاتے ہین اور انکے اخلاص اور ارادت مین فرق آجاتا ہے اسی لیئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہول کر بیان کردیا - کہ قل انما انا بشر مثلکم -

یعنے کہہ دو کہ بے شک مین تمہارے جیسا ایک انسان ہون - یہہ اسلیئے کہ وہ لوگ اعتراض کرتے تہے وقالوا ما لھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق اور انہون نے کہا کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کہانا کہاتا ہے اور بازارون مین بہی چلتا پہرتا ہے - انکو آخر یہی جواب دیا گیا کہ یہہ بہی ایک بشر ہے اور بشری حوائج اسکے ساتہہ ہین اس سے پہلے جسقدر نبی اور رسول آئے وہ بہی بشر ہی تہے -

یہ بات انہون نے بنظر استخفاف کہی تہی - وہ جانتے تہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود ہی بازارون مین عموماً سودا سلف خرید اکرتے تہے - انکے دلون مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جو نقشہ تہا وہ تو نری بشریت تہی جس میز کہانا - پینا - سونا - چلنا پہرنا وغیرہ تمام امور لوازم بشریت کے موجود تہے - اسواسطے اا لوگون نے رد کردیا - یہہ مشکل اسلیئے پیدا ہوتی ہے کہ لوگ اپنے دل سے ہی ایک خیالی تصویر بنا لیتے ہین کہ نبی ایسا ہونا چاہیئے پہر چونکہ اس تصویر کے موافق وہ اسے نہین پاتے اس لحاظ سے ٹہوکر کہاتے ہین - یہ مرض یہانتک ترقی کر گیا ہے کہ بعض شیعون کا ائمہ کی نسبت خیال ہے کہ وہ منہ کے رستہ پیدا ہوئے تہے - لیکن یہ باتین ایسی ہین کہ ایک عقلمند انکو کبہی قبول نہین کرسکتا بلکہ ہنسی کرتا ہے اصل یہ ہے کہ جو شخص گذر جاوے اسکی نسبت جو چاہو تجویز کرلو کہ وہ آسمان سی اترا تہا یا منہ کے راستہ پیدا ہوا تہا - لیکن جو موجود ہین انہین بشری کمزوریان موجود ہین وہ روتا بہی ہے کہاتا بہی ہے اور پیتا بہی ہے غرض ہر قسم کی بشری .... مزدوریون اور کمزوریون کو اپنے اندر رکہتا ہے اسکو دیکھہ کر ان لوگون کو جو انبیاء ورسل کی حقیقت سے واقف ہوتے ہین گہبراہٹ پیدا ہوتی ہے یہی وجہ تہی جو اللہ تعالےٰ کو انکے اس قسم کے اعتراضون کا رد کرنا پڑا - اور قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ - کہنا پڑا - یعنے مجھہ مین بشریت کے سوا جو امر تمہارے اور میرے درمیان خارق اور مابہ الامتیاز ہے - وہ یہ ہے کہ مجھہ پر اللہ تعالےٰ کی وحی آتی ہے دوسری جگہ قرآن شریف مین یہہ اعتراض بہی منقول ہوا ہے کہ یہ تو بیویان کرتا ہے اسکے جواب مین بہی اللہ تعالےٰ نے یہی فرمایا ہے کہ کوئی نبی اور رسول ایسا نہین جو بیوی نرکہتا ہو + غرض ایسی باتون سے دہوکا نہین کہانا چاہیئے -

اسیطرح پر بعض لوگ حج کو جاتے ہین اسوقت انکے دل مین بڑا جوش اور اخلاص ہوتا ہے لیکن جس جوش اور تپاک سے جاتے ہین - اکثر دیکہا گیا ہے کہ وہی جوش اور اخلاص لیکر واپس نہین آتے ہین - بلکہ واپس آنے پر بسا اوقات پہلے سے بہی گئے گذرے ہو جاتے ہین ؎

سہل ہست رفتن بہ ارادت
مشکل ہست آمدن بہ ارادت

واپس آکر انکے اخلاق مین کوئی نمایان تبدیلی نہین ہوتی بلکہ وہ تبدیلی کچھہ الٹی تبدیلی ہوجاتی ہے وہ جاتے پہلے سمجھتے ہین کہ خانہ کعبہ مین ایک عظیم الشان تجلی نور کی ہوگی اور وہان سے انوار وبرکات نکلتے ہونگے اور وہان فرشتون کی آبادی ہوگی لیکن جب وہان جاتے ہین تو کیا دیکہتے ہین تو کیا دیکہتے ہین کہ خانہ کعبہ جسکی تصویر انہون نے اپنے خیال اور ذہن سے کچھہ اور ہی قسم کی تجویز کی تہی وہ محض ایک کوٹہا ہے اور اسکے ہمسایہ مین جو لوگ رہتے ہین انمین بعض جرائم پیشہ بہی ہین وہ دنگہ فساد بہی کرلیتے ہین اور اکثر انمین ایسے مفسد طبع دیکہے جاتے ہین کہ بعض خام طبیعت کے آدمی انہین دیکھکر مرتد ہوجاتے ہین - ایسے لوگون کو دیکھہ کر وہ نتیجہ نکال لیتے ہین

www.aaiil.org

کی ساری آبادی کا یہی حال ہے اور کل عرب ایسے ہی ہین اور اسطرح پر انکے دل مین کئی قسم کے شبہات پیدا ہو جاتے ہین کیونکہ نہ وہان وہ تجلی انوار و برکات کی دیکھتے ہین جو انہون نے بطور خود تجویز کرلی ہتی اور نہ ملائک کی بستی پاتے ہین اصل بات یہ ہے کہ اس قسم کے لوگ خود خام طبع ہوتے ہین اسیوجہ سے وہ ٹھوکر کہاتے ہین - یہ انکی اپنی غلطی ہے جو وہ ایسا سمجھہ لیتے ہین اس مین خانہ کعبہ کا کیا قصور! یہہ کوئی ضروری امر نہین ہے کہ خانہ کعبہ مین سارے قطب اور ابدال اور اولیاء اللہ ہی رہتے ہون - خانہ کعبہ نے اس وقت بہی تو گزارہ کر ہی لیا تہا - جب اسکے چارون طرف بت پرست ہی بت پرست رہتے تہے اور خود خانہ کعبہ بتون سے بہرا ہوا تہا -

اس مین کچہہ بہی شک نہین کہ خانہ کعبہ انوار و برکات کی تجلی گاہ ہے اور اس کی بزرگی مین کوئی کلام اور شبہ نہین - پہلی کتابون مین بہی اسکی بزرگی کا ذکر ہے مگر یہہ تجلیات اور انوار و برکات اس ظاہری آنکہہ سے نظر نہین آسکتے اسکے لئے دوسری آنکہہ کی حاجت ہے اگر وہ آنکہہ کہلی ہو تو یقیناً انسان دیکھہ لیگا کہ خانہ کعبہ مین کس قسم کے برکات نازل ہو رہے ہین -

ایک زمانہ تہا کہ وہ بتون سے بہرا ہوا تہا اور اسکے زائرین مین ابو جہل جیسے شریر تہے پھر انسے مقابلہ کرکے اگر ایسے خام طبع لوگ کوئی بات کہتے تو انہین شرمندہ ہونا پڑتا - کیونکہ اگر غور سے دیکھا جاوے تو وہ لوگ جو بیت اللہ کے جوار مین رہتے ہین عوام سے ہزارہا درجہ اچھے ہین اور یہ امر مقابلہ سے معلوم ہوتا ہے حقیقت مین کثرت کے ساتہہ امین نیک اور اچھے لوگ ہین اور انکو دیکھہ کر آدمی سمجھہ سکتا ہے کہ خانہ کعبہ کی مجاورت نے انکو بہت بڑا فائدہ پہونچایا ہے -

یہہ تو قانون قدرت ہی نہین کہ دنیا مین اگر فرشتے آباد ہون پہر ایسا خیال کرنا کیسی غلطی اور نادانی ہے - انسانیت کے لازم حال **زلات** تو ضرور ہین - پس مکہ مین جب انسان آباد ہین تو انکی کمزوریون پر نظر کرکے مکہ کو بد نام کرنا یا اسکی بزرگی اور عظمت کی نسبت شک کرنا بڑی غلطی ہے - سچ یہی ہے کہ کعبہ کی (بزر)گی اور نورانیت دوسری آنکھون سے (نظر آ)تی ہے جیسا کہ سعدی نے فرمایا ہے -

بیت المقدس درون پر زتاب
کردہ دیوار بیرون خراب

اولیاء اللہ کی بہی ایسی ہی حالت ہوتی ہے کہ ان مین تکلفات نہین ہوتے بلکہ وہ بہت ہی سادہ اور صاف دل لوگ ہوتے ہین -

انکے لباس اور دوسرے امور مین کسی قسم کی بناوٹ اور تصنع نہین ہوتا - مگر اسوقت اگر پیرزادون اور مشایخون کو دیکہا جاوے تو انمین بڑے بڑے تکلفات پائے جاتے ہین انکا کوئی قول اور فعل ایسا نہ پاؤگے جو تکلف سے خالی ہو - گویا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ امت محمدیہ ہی مین سے نہین ہین ان کی کوئی اور ہی شریعت ہے انکی پوشاک دیکھو تو اس مین خاص قسم کا تکلف ہوگا - نشست برخاست اور ہر قسم کی حرکات مین ایک تکلف ہوگا - یہانتک کہ لوگون سے ملنے جلنے اور کلام مین بہی ایک تکلف ہوتا ہے انکی خاموشی محض تکلف سے ہوتی ہے گویا ہر قسم کی تاثیرات کو وہ تکلف سے ہی وابستہ سمجھتے ہین - برخلاف اس کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے -

وما انا من المتکلفین

اور ایسا ہی دوسرے تمام انبیاء و رسل جو وقتاً فوقتاً آئے وہ نہایت سادگی سے کلام کرتے اور اپنی زندگی بسر کرتے تہے ان کے قول و فعل مین کوئی تکلف اور بناوٹ نہ ہوتی تہی - مگر ان کے چلنے پہرنے اور بولنے مین تکلف ہوتا ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی اپنی شریعت جدا ہے جو **اسلام** سے الگ اور مخالف ہے بعض ایسے **پیر** بہی دیکھے گئے ہین جو بالکل **زنانہ لباس** رکہتے ہین یہانتک کہ رنگین کپڑے پہننے کے علاوہ ہاتہون مین چوڑیان بہی رکہتے ہین پہر ایسے لوگون کے بہی بہت سے مرید پائے جاتے ہین اگر کوئی انسے پوچہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کب ایسی زنانہ صورت اختیار کی تہی تو انکا کوئی جواب انکے پاس نہین ہے -

وہ ایک الگ شریعت بنانا چاہتے ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو چہوڑ کر اپنی تجویز اور اختیار سے ایک راہ بنانا چاہتے ہین -

مین یقیناً جانتا ہون کہ اس قسم کی باتین شعائر اسلام مین سے نہین ہین بلکہ ان لوگون نے یہ بطور رسوم ہندؤن سے لئے ہین اور یہی بلکہ اور بہی بہت سی باتین ہین جو انہون نے لی گئین ہین جیسے **دم کشی** وغیرہ سو سمجہو کہ یہہ **امور اسلام** کے بالکل برخلاف ہین اور ان سے کوئی بہی مطلب اور

مراد حاصل نہین ہو سکتی اصل غرض تو انسان کی یہ ہونی چاہیئے تہی کہ دل پاک ہو جاوے - اور ہر قسم کے گند اور ناپاک مواد جو **روح** کو تباہ کرتے ہین دور ہو جاتے - تاکہ اللہ تعالیٰ کے فیضان اور برکات نازل ہونے لگین اگر یہہ امر حاصل نہین تو پہر نرے تکلفات کو لیکر کیا کروگے + تمہارا **مقصود** ہمیشہ یہی ہونا چاہیئے کہ جسطرح ممکن ہو دل صاف ہو جاوے اور **عبودیت** کا منشاء اور مقصد پورا ہو - اور خطرناک زہر جو گناہ کی زہر ہے جس سے انسان کی روح ہلاک ہو جاتی ہے اس سے **نجات** ملے اور خدا تعالیٰ کے ساتہہ ایک صاف اور سچا تعلق پیدا ہو جاوے - مگر یہہ باتین تکلف سے حاصل نہین ہو سکتی ہین ان کے حصول کا ذریعہ تو وہی **اسلام** ہے جس مین سادگی ہے - یقیناً یاد رکہو کہ اسلام مین اللہ تعالیٰ نے ایسی سادگی رکہی ہے کہ اگر دوسری قومون کو اسکی حقیقت پر اطلاع ہو تو وہ اس کی سادگی پر رشک کرین ایک سچے مسلمان کے لئے کچہہ ضرور نہین کہ ہزار دانہ کی تسبیح اسکے ہاتہہ مین ہو اور اس کے کپڑے بہگوے یا سبز یا اور کسی قسم کے رنگین ہون - اور وہ خدارسی کے لئے **دم کشی** کرے یا اور اسی قسم کے حیلے حوالے کرے + اس کے لئے ان امور کی ہرگز ہرگز ضرورت نہین اس لئے کہ یہ سب امور زائدہ ہین اور اسلام مین کوئی امر زائد نہین ہوتا ہان یہ سچ ہے کہ **اسلام** چاہتا ہے کہ تم اندرونی طور پر بڑی بڑی ترقیان کرو اور اپنے اندر خصوصیتین پیدا کرو - بیرونی خصوصیتین نری ریاکاریان ہین اور ان کی غرض بجز اسکے اور کچہہ نہین کہ لوگون پر ظاہر کیا جاوے کہ ہم ایسے ہین اور وہ رجوع کرین - امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانہ کے پیرزادون اور فقیرون کے عجیب عجیب حالات لکہے ہین وہ کہتے ہین کہ افسوس ہے بڑی ابتری پہیل گئی ہے کیونکہ یہہ فقیر جو اس زمانہ مین پائے جاتے ہین وہ **فقیر اللہ** نہین ہین بلکہ **فقیر الخلق** ہین اور یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے ہر حرکت و سکون لباس - خورد و نوش اور کلام مین حکمت عمل کرتے ہین -

مثلاً کپڑون کے لئے وہ دیکہتے ہین کہ اگر ہم عام غریبون کی طرح گزی گاڑہے کے کپڑے پہنین تو وہ عزت نہ ہوگی جو امرا سے توقع کی جاتی ہے وہ ہمکو کم حیثیت اور

ادنے درجہ کے لوگ سمجہین گے لیکن اگر اعلیٰ درجہ کے کپڑے پہنتے ہین تو پہر وہ ہمکو کامل دنیادار سمجھ کر توجہ نہ کرین گے - اور دنیا دار ہی قرار دین گے اسلئے اس مین یہ حکمت نکال لی کہ کپڑے تو اعلیٰ درجہ کے اور قیمتی اور باریک لے لئے - لیکن انکو رنگ دے لیا - جو فقیری کے لباس کا امتیاز ہو گئے -

اسیطرح حرکات بہی عجیب ہوتی ہین مثلاً جب بیٹہتے ہین تو آنکہین بند کرکے بیٹہتے ہین اور اس حالت مین لب ہل رہے ہین گویا اس عالم ہی مین نہین ہین حالانکہ طبیعت فاسد ہوتی ہے نمازون کا یہ حال ہے کہ بڑے آدمیون سے ملین تو بہت ہی لمبی لمبی پڑہتے ہین اور بطور خود سر سے ہی نہ پڑہین - ایسا ہی روزون مین عجیب عجیب حالات پیش آتے ہین مثلاً یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ نفلی روزے ہم رکہتے ہین -

وہ یہہ طریق اختیار کرتے ہین کہ جب کسی امیر کے ہان گئے اور وہان کہانے کا وقت آگیا اور کہانا رکہا گیا تو یہہ کہدیتے ہین کہ آپ کہائیے **مجہے کچہہ عذر ہے** - اسکے معنے دوسرے الفاظ مین یہ ہوئے کہ مجہے روزہ ہے اس طرح پر وہ گویا اپنے روزون کو چہپاتے ہین اور دراصل اسطرح پر ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ ظاہر کرین کہ ہم نفلی روزے رکہتے ہین -

غرض

انہون نے اپنے زمانہ کے فقرا کے اس قسم کے بہت سے گند لکھے ہین اور صاف طور پر لکہا ہے کہ ان مین تکلفات بہت ہی زیادہ ہین - ایسی حالت اس زمانہ مین بہی قریب قریب واقعہ ہو گئی ہے - جو لوگ ان پیرون اور پیرزادون کے حالات سے واقف ہین وہ خوب جانتے ہین کہ یہ قسم کے تکلفات اور ریاکاریون سے کام لیتے ہین - مگر اصل بات یہ ہے کہ جو شخص **اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور اسی سے امید رکہتا ہے وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے لئے درست کرتا ہے** اور اسطرح پر درست کرتا ہے جسطرح پر اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور ہدایت کرتا ہے لیکن جو شخص **مخلوق سے ڈرتا اور مخلوق ہی سے امید رکہتا ہے وہ اپنے آپ کو مخلوق کے لئے درست کرتا ہے** - خدا والون کو مخلوق کی پروا نہین ہوتی بلکہ وہ اسے مرے ہوئے کیڑے سے بہی کمتر سمجھتے ہین اسلئے وہ ان بلاؤن مین نہین پہنستے -

(باقی آیندہ)

www.aaiil.org

مُراسلت

(جواب نوٹس مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری)

مکرم شفیق معظم رفیق مخدوم من منشی یعقوب علی صاحب زاد عنایتہ - بعد اہدائے تحیت سلام سنت خیر الانام مشہود ضمیر مہر تنویر ہو - مین آپکا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون کہ میرے مرسلہ مضمون کو اپنے اخبار گوہر بار مین جگہ دیکر بڑی کلفتون سے رہائی بخشی - اب مکلف ہون کہ مولوی ثناء اللہ صاحب وہابی امرتسری نے پرچہ اہل حدیث بابت ۶ - اکتوبر ۱۹۰۵ء مین میرے نام ارسال کیا ہے جس مین برائے نام اوس مضمون کا بطور **نوٹس** جواب دیا ہے جواب کیا دیا ہے صرف منہ چڑایا ہے مولوی ثناء اللہ نامبردہ کو معلوم ہو کہ مین ایسی گیدڑ بھبکیون سے نہین ڈرتا مین کوئی درویش مکتب نہین ہون بفضل خدا ساہوکار ہون ساہوکار کا بیٹا ہون بوقت ضرورت جہان مناسب سمجھونگا روپیہ جمع کرا دونگا اور نیز آپ کو جتلا دونگا کہ ہر ایک وقت شکار کرنا مشکل ہے آپ تو اپنے کپڑون سے باہر ہوئے جاتے ہین اور دعوے مرد میدان بننے کا کرتے ہین **مولوی صاحب** آپ تو ذرا ذرا سی بات پر ہمارا دل دکھانے کو تیار ہوتے ہین اور ہم نے تو ابھی تھوڑا سا اشارہ کیا ہے جبپر آپ نے جھٹ پٹ روپیہ گنوانے کی درخواست میرے نام بھیجدی ہے - حوصلہ کرو دامون کی رو کہے آخر دامون سے مانگیے مگر آپ التانی من الرحمان پر عمل کرو انشاء اللہ العزیز مین آپ کا پورا حساب دیکر گھر تک پوہنچاونگا -

آپ کو یاد ہوگا کہ پرچہ ۱۴ - جولائی سنہ ۱۹۰۵ء مین میان محمد دین مُطبب سے آپ نے درج کرلیا ہے " کہ نواح تیجہ مین ایک مرزائی مولوی بھاگ گیا کیونکہ اوسنے آپ کو جواب دیا کہ اگر مباحثہ کرنا ہے تو پندرہ روز مورچہ بندی کرو تو ہم آئینگے کیونکہ نہ نو من تیل ہو نہ رادہا ناچے "

مولوی صاحب اب آپ اس آخری فقرہ کو واپس لے لین کیونکہ آپ نے گمان کیا ہے کہ نہ پانچسو روپیہ جمع کرینگے اور نہ ہمین اس امر کی جوابدہی کی نوبت پوہنچیگی کہ مرزا صاحب نے کہان رسولخدا کی ہمسری کا دعویٰ کیا ہے بحکم قفّی جل علے نفسہ اپنا فقرہ (نہ نو من تیل ہو نہ رادہا ناچے) ورد زبان کرین اور ساتھ ہی یہ بھی تبلادین کہ لفظ وہ بھاگا جو آپ نے لکھا ہے سراسر کذب ہے یا نہین - کیا پندرہ روز نہ سہی پانچ روز ہی صحیح سلامت آپ بمقام تیجہ معلوم ٹھہرے پھر ایمان سے بتلاؤ کہ کون بھاگا -

دوم آپ نے پرچہ اہل حدیث ۱۸ - اگست ۱۹۰۵ء مین درج کیا ہے کہ **پانسو کی عوض پانچ پیسہ ہی دینے کا وعدہ کرے تو ہم اوسکو معیار الاخیار ص ۳ سے او دافع البلاء کے ہر ایک صفحہ سے دکھا دینگے** - سو مین نے آپ کو پانسو دینے کا وعدہ کر دیا ہے اب آپ دکھادین مردون کے بول پورے ہونے چاہئین برخلاف وعدہ یہ عذر بدتر از گناہ مبلغات جمع کرائے جائین تو دکھائینگے اب سر پڑی تو پانسو جمع کرانا یاد آیا یہ تو **مشت بعد از جنگ** کا مصداق ہے

سوم آپنے اسی پرچہ اہل حدیث ۶ - اکتوبر ۱۹۰۵ء مین بجواب **مرزا حیرت** صاحب دہلوی تحریر کیا ہے کہ " ہم نے آپکے قومی بھائی (مرزا صاحب قادیانی) کا انعام ایک لاکھ پندرہ ہزار انکے آسمانی نکاح کی تنبول مین جمع کرا دیا ہے آپ کا مبلغ پانچسو ہی آپ کی کمپنی مین بغیر حصہ لینے کے جمع کرا دینگے "

سو مین آپ کو یاد دلاتا ہون کہ جس نبک گھر مین آپ نے یہ ایک لاکھ ساڑھے پندرہ ہزار جمع کرا دیا ہے اوسی مین مینے بھی آج کی تاریخ سے پانچسو جمع کرا دیا ہے آپ وہان سے اطلاع پاکر ہمارا مطالبہ دکھا دینگے - اسکے بعد وہ جمع کرایا آپ کو بالضرور مل جاویگا حوصلہ نہ ہارین -

چہارم اگر یہہ سب کچھہ آپ کا زبانی جمع خرچ نہین تو آپ یون ہی حساب لے سکتے ہین کہ ایک لاکھ پندرہ ہزار جو ہمارا روپیہ آپنے جمع کرا دیا ہے اوس مین سے پانچسو اپنی منظور نظر منشی حبیب اللہ ہوباری وغیرہ کے پاس جمع کرادین تاکہ تسکین خاطر حزین ہو - ہماری طرف سے اجازت ہے اور اگر یہ تمام کاروبار آپ کا صرف زبانی جمع خرچ ہے اور **مشعبد صفت کیسہ دوست پاک** ہے اور صرف تمسخر اور استہزاء کو ہتکنڈا بنایا ہے تو مین اس آیت کو ورد زبان کرتا ہون اعوذ باللہ ان اکون من الجاہلین کیونکہ ہمارے کام کی بنیاد جد پر ہے نہ ہزل پر یہ عمل آپ کا زیر آیت لا یسخر قوم من قوم کفر کی بات ہے

پنجم - آپ نے رسالہ الہامات مرزا کے سرورق مین اشتہار دیا ہے کہ **اس رسالہ کا جواب دین تو مبلغ پانسو روپیہ انعام ان کی پیشکش کیا جاویگا بشرطیکہ منصف مسلم الفریقین انکی حقّیت فیصلہ دے محض کسی کتاب کا لکھدینا کافی نہین** - آپ کو بخوبی یاد ہے کہ یہ روپیہ آجتک آپ نے جمع نہین کرایا کیونکہ مشروط بشرط تھا مگر آپ کے اس عمل سے اس امر کا جواز نکل آیا کہ روپیہ جمع کرانا ضروری نہین بلکہ التزام مالا یلزم ہے - ایسا ہی ہمارا قول بھی مشروط بشرط ہے دوبارہ مطالعہ کرو وعلیٰ ہذا القیاس صرف آپ کا دکھا دینا کافی نہین بلکہ جب آپ دکھائینگے - تو ہم پہلے **صوفیہ کرام** اور **اولیاء عظام** اور **انبیاء علیہم السلام** کی تحریر اور تقریر سے اوس کی دلائل و نظائر پیش کرینگے اور نیز متقدمین علماء راسخین مسلم الفریقین کی کتب پر فیصلہ کرا کر انصاف کرائینگے پھر اگر وہ فیصلہ آپ کے حقّیت بہتر ہوگا تو بلا عذر و حیلے آپ کو پانسو معلوم دینیکے ذمہ وار ہونگے اگر مرد میدان ہین تو دکھلائے اور پانسو کی عوض پانچ پیسہ کیا ایک لاکھ ساڑھے پندرہ ہزار لیجائے بدون اس کے خرط قتاد ہے اور دعوے بے بنیاد -

مولوی صاحب آپ کو غور عمیق کرنے کی حاجت نہین سہل سمجھ سکتے ہین کہ **مجدد الوقت** کا دعوے **مہدویت** کا ہے اور آپ جانتے ہین کہ **امام مہدی** - **مثیل محمد** ہے -

پس اگر آپ مرزا صاحب کو **امام مہدی** تسلیم کرلین تو کیا اونکو یہ حق نہین پوہنچتا کہ وہ خواص جنہین رسولخدا نے انکی مثلیت بیان فرمائی ہے اپنی ذات پر صادق کرکے دکھاویں کیا آپ اونکو ہمسری و برابری پر محمول کرینگے اگر ایسا کرینگے تو عوام کو سراسر دھوکا دینگے -

ہان اگر آپ انکو امام مہدی نہین مانتے تو اون کی کتابون مین جو اس امر کی ثبوت کا ایک بڑا بھاری سلسلہ ہے اوسکو تلوار توڑ کر دکھلائین پھر مین خود وزن کن کا یا موازنہ کرالونگا اگر آپ کی تحقیق نے حقانیت رکھیگی تو مین مطیع ہو جاونگا والا کائی بد برلیش **خاوند** مارونگا لیکن مجھے امید ہے کہ یہ کام آپ پانچ سال مین بھی پورا کرسکین گے کیونکہ مین دیکھتا ہون کہ آپ - سال ہا سال کی کوشش کا نتیجہ الہامات وغیلہ آدہ رسالہ ہے جو کوہ کندن و موش بردن کا مصداق ہے - پھر مین کس امید پانچ سال تک مبلغ پانچسو روپیہ کی رقم کو بلا نفع قید کردون - جو عقل و نقل کے خلاف ہے - مین اس عمل سرتاپا زیان کا مرتکب ہو سکتا - اور اگر آپ اسکو ضروری ہی سمجھتے ہین تو بحساب ساہوکاران اگر فیصدی مبلغ عہ پچیس روپیہ سالانہ منافع کا اندازہ لگایا جائے تو کم سے کم پانچسو کا منافع ۲۲۵ روپیہ بنتا ہے آپ براہ نوازش یہہ روپیہ بطور حرجانہ کسی ساہوکار کے پاس مجھسے پہلے جمع کرا دین تاکہ میرا حرج نہو ما جعل اللہ فی الدین من حرج امر منصوص ہے جس سے آپ روگردانی نہین اور نہ مین ہی خلاف قرآن شریف کرسکتا ہون اور اگر مبلغ ۲۲۵ روپیہ جمع کرانا آپ حرج سمجھتے ہین تو پھر آپ دلائل مثلیت و مہدویت اور اون کے مقدمات کو سلسلہ وار تردید کرکے دکھلائین اگر آپ اپنے مقصود پر پہونچ گئے تو پانچسو روپیہ کیا چیز ہے جسکو سنکر آپ کے منہ مین پانی بھر آیا اور لالچ پیدا ہو گیا ہے مین اور میرا خاندان اور جان مال سب کچھہ آپ پر فدا ہوگا - و الّا نہ حسرت بر حسرت تو آپ کے لاحق حال یقینی ہے بس دیر نہ کیجئے اور وہی حلف جو جناب مرزا صاحب سے آپ نے تلفی کی ہے ورد زبان کرین یعنے لعنت اللہ علی من تخلف جو اس سے ہٹے اوسپر خدا کی لعنت بالضرور مبلغ ۲۲۵ روپیہ اپنے رفیق ساکن تیجہ خورد یا کسی مہاجن کے پاس جمع کرا دین اور پھر مجھسے روپیہ رکھوانے کے خواستگار ہون -

اور یہ جو کہا کہ **کسی معتبر آدمی کو منصف مقرر کرین** " عجیب امر ہے کہ ایک ذات پاک کو ملہم الٰہی مانکر فیصلہ معتبرون سے کرائین جو خدا کے حکم پر راضی نہین اوس سے خدا سمجھے -

اور اگر آپ **حضرت اقدس** کو حَکَم نہین مانتے تو اس سے ہرگز ہرگز گریز نہین کرسکتے کہ بحیثیت ایک **مرد صالح** ہونیکے براہ راست اون سے دریافت کرلین کہ کیا آپ کا دعویٰ ہمسری رسولخدا صلعم کا ہے اگر وہ اس سے انکار کرین اور اپنے آپ کو خادم رسول خدا قرار دین - تو پھر زید و عمر کی شہادتین مانگنے کی کچھہ حاجت نہین -

اور میرے نزدیک تو یہ بھی ایک بیہودہ کارروائی ہے کیونکہ اون کی تحریر و تقریر اس سے پُر ہے کہ وہ آنحضرت کی غلامی کا مرتبہ رکھتے ہین اس امر کی تفتیش کرنا اوس **احمق** کی کار ہے جو آفتاب روشن مین چراغ لیکر گلی کوچہ مین اپنی چیزین تلاش کرتا پھرے - اور آپ جو اس امر کے قائل ہین آپ کی یہ کرتوت **دروغ گویم بر روئے تو** کا مصداق ہے وہ تو علیٰ رؤس الاشہاد اعلان کر رہے ہین کہ مین دین اسلام کی حمایت کیواسطے

مبعوث ہوا ہوں اور آپ لوگ یہ تہمت دیتے ہیں کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں ایک منافقانہ کار کر رہے ہیں یہ نری بدظنی ہے اور بدظنی کوئی مرتبہ نہیں ان بعض الظن اثم کبیر کا ارتکاب بڑا جرم ہے جسمین آپ عنداللہ ماخوذ ہونگے ظنوا المومنین خیرا خدا کے رسول کا ارشاد ہے جسکا خلاف کرنیسے آپ کو ذرا ڈر نہیں لگتا آپ آنکھوں پر پٹی باندھکر حامیان اسلام کی عزت و آبرو پر ناجائز حملہ کرتے ہیں خداوند آپ کو ہدایت کرے آپ کی تکذیب کیلئے تو صرف یہ دو شعر کافی ہیں جو مدت سے شہرۂ آفاق ہو چکے ہیں واللہ عالم آپ کس اندھیرے میں پڑے ہیں یا کہ جان بوجھکر تعصب اختیار کر لیا ہے۔ ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر این بود بخدا سخت کافرم
جانم گداخت از غم ایمان اے عزیز
دین طرفہ تر کہ من بگمان تو کافرم

اور اگر باوجود ان تمام روشن انوار کی آپ انکار پر کمر بستہ رہیں تو پہلے ایمان و صلاحیت کا ثبوت دے لیں تا کہ آپ کا قول کسی صدق پر جلوہ گر ہو۔ کیا آپ بالشت بھر زمین سے اونچا چلتے ہیں یا کیا آپ نے ہمارا دل چیر کر دیکھ لیا ہے جو کاذب کاذب کہتے ہیں۔ ظاہری اعمال اسلام پر اگر فیصلہ ہے تو اس میں دونوں فریق یکسان ہیں بلکہ ادھر کا پلہ بھاری نظر آتا ہے۔ اور اگر دقیق امور ہیں جو آپ کی سمجھ میں نہیں آتے تو پھر تخمیناً اسی آدمیوں نے آپ پر **کفر الحاد زندقہ یہودی عیسائی بدعتی دجال ضال** ہونیکا فتوے نہیں دیا پہلے اپنی نسبت تو فیصلہ کرالیں پھر اوروں کا فیصلہ کرانے پر آمادہ ہوں۔ **خود را فضیحت و دیگران را نصیحت** کے مصداق کیوں بنتے ہو اور اگر خدائی فیصلہ کرنا ہے تو ابرار وغیرہ ٹھہرا کو لیکر میدان میں نکلیں تا کہ ع

سیہ روی شود آنکہ در وغش باشد

وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین۔

باقی رہی یہ بات کہ **"جو واقعہ نتیجہ میں لے بیان کیا ہے جھوٹ ہے"** یہ نری آپ کی ہٹ دھرمی ہے اگر آپ چاہیں تو اکثر شرکا رجلسہ کے **العیدین** کرا کے بھیجدوں اور ساری کیفیت کھولدوں تا کہ باقی کسر بھی نکل جائے

اور یہ جو کہا کہ **"اتنا ہی کافی ہے کہ آپ مرزا صاحب قادیانی کے مرید ہیں جو سچائی کے لئے ایک اچھا سرٹیفکٹ ہے"** **بالکل** بے تکہ ہانکدیا ہے۔ مولوی صاحب اگر مرزا صاحب کے مرید سچے نہیں تو آپ حاجی محمد جو حبیب اللہ بیوپاری پشم وغیرہ کو ہمراہ لیکر قرآنی فیصلہ کر لیں بس حولان حول میں پتہ لگ جائیگا کہ کون صادق ہے اور کون کاذب والحمد للہ علے ذالک۔

الملتمس

خاکسار عبد العزیز عفی عنہ از مقام تیجہ کلان ضلع گورداسپور۔ مورخہ ۱۲۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء

استفسار اور انکے جواب

بخدمت امام الدین ولد مولوی خیر الدین مرحوم مقام سیدوالہ تحصیل گوگیرہ ضلع منٹگمری کارڈ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

۱۔ قرآن شریف میں لکھا ہے ان المساجد للہ۔ مسجد کی چیز کسی خاص شخص کا مال نہیں خدا تعالےٰ کی چیزیں خدا ہی کی راہ میں لگائی جائیں۔

۲۔ جو خدا تعالےٰ کے مقرر کئے ہوئے امام کو امام نہیں مانتا۔ وہ اسکے مرید کو بلا وجہ کسطرح امام بنانا منظور کرتے ہیں اور پھر امامؑ کا وہ مرید ہی کیسا ہے کہ جو اوس کے امام مامور من اللہ کو نہیں مانتے اونکا وہ جا کر امام بنتا ہے جو جس کے پیچھے چلتا ہے وہ اوسکا امام اور وہ اسکا مقتدی۔

۳۔ حمل میں نکاح کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے اولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن۔

جناب حضرت اقدس امام آخر الزمان دام اقبالہ
نحمدہ ونصلے علی رسولہ الکریم

السلام علیکم کے بعد غلامان و فدویان سے گذارش ہے آنحضرت کی صحت خداوند سے نیک خواستگار۔ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو تین طلاق مسجد میں بیٹھکر روبرو دو گواہوں کے کہدیں لڑکے کا ارادہ تو نہیں تھا مگر قاضی کی شرارۃ تھی قاضی کے کہنے سے اس لڑکے نے تین طلاق کہدیں گواہ ایک تو مسجد کا درویش تھا اور ایک زمیندار تھا۔ اور لڑکی کو بالکل خبر اس بات کی نہ تھی جب طلاقیں ہو چکیں تو پھر لڑکی کو خبر ہوئی تو لڑکی بہت روئی اور چلانے لگی پھر کیا ہوتا تھا بعد ہونے طلاق کے دس یا بارہ روز کے بعد پھر نکاح کیا گیا اور لڑکی پیدا ہوئی اور پھر اوس لڑکی کو گھر سے نکال دیا اور پھر جھگڑا پڑ گیا اوس لڑکے نے تو لڑکی کو گھر سے جدا کر دیا مگر لڑکی بہت نیک تھی اب لڑکی کہتی ہے میں اس گھر کے سوا اور کسی گھر میں نہیں جاتی اور دوسرا خاوند اختیار نہیں کرتی جب طلاق ہو چکی تو اوسوقت مہر کا ذکر تک نہیں ہوا اور ایک سو روپیہ مہر کا ہے اب وہ لڑکی اپنے والد اور والدہ کے پاس ہے اور بہت فساد مچ رہا ہے اب اس مسئلہ کا کس طرح پر حکم ہے۔ نکاح ہو سکتا ہے یا کہ نہیں ہو سکتا اگر ہو سکتا ہے تو کسطرح ہو سکتا ہے آیت اور حدیث کے ساتھ لکھکر روانہ کریں تا کہ یقین کامل ہووے جو آنحضرت کی طرف سے فتوے ہوگا اوسپر عمل کیا جاویگا اور نکاح کا اور مہر کا کسطرح حکم ہے۔ لڑکیوالوں نے لاہور خط لکھا تھا وہان سے فتوے آیا اسپر کچھ اعتبار نہیں اور مولوی غلام احمد صاحب مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور فتوی لکھتے ہیں کہ نکاح ہرگز نہیں ہو سکتا۔ فتوائے عالمگیری جلد ۲۔ صفحہ ۵۹۔ کا حوالہ دیتے ہیں اور مولوی عبد الواحد بن مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی مرحوم امام مسجد چینیانوالی لاہور فرماتے ہیں کہ نکاح فاسد نہیں ہوتا۔ اور پھر ہو سکتا ہے اور کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیتے حضرۃ عمرؓ کا کچھ کیطرح کا جھگڑا بتاتے ہیں اور جو شخص حلالہ کرے اور پھر طلاق دیدیوے تو اسپر مہر کا کیا حکم ہے اور حلالہ کسوجہ سے ہو سکتا ہے اور لڑکی پیدا ہوئی کو ۹۔ یا ۱۰ ماہ کا عرصہ گذرا ہے۔ پس اس سے زیادہ کیا لکھوں زیادہ حد ادب۔ جواب طلب ضروری۔

سب احباب کی خدمت میں سلام مسنون

الراقم کمترین محمد الدین از چینیاں ریاست فرید کوٹ امام مسجد

الجواب۔ نسائی کی کتاب الطلاق میں یہ ایک واقعہ لکھا ہے **باب الثلاث المجموعۃ وما فیہ** اخبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن رجل طلق امرأتہ ثلاث تطلیقات جمیعا من التغلیظ فقام غضبان ثم قال أیلعب بکتاب اللہ و انا بین اظھرکم حتی قام رجل وقال یا رسول اللہ الا اقتلہ۔ ۲۔ پھر قرآن کریم میں الطلاق مرتان ہے جسکے معنے یہ ہیں کہ طلاق ایک دفعہ نہیں دینی چاہئے احادیث اور آثار جو اس باب میں ہیں اونکے پڑھنے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ایک بار تین طلاق دینے سے ایک ہی طلاق واقع ہوتی ہے پس جب اوس کو تین طلاق شرعی ابھی تک نہیں دی گئیں پھر اس لمبے حاشیہ چڑھانے کی کیا ضرورت ہے حلالہ کے متعلق اس باب میں نسائی میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا۔

لعن اللہ المحل والمحلل لہ۔ نسائی باب احلال المطلقہ ثلاثا ص ۹۸

اور نسائی باب طلاق الثلاث المتفرقۃ قبل الدخول بالزوجۃ ص ۹۶ جلد اول میں ہے ان الثلاث کانت علے عھد رسول اللہ صلعم وابی بکر وصدر من عمرؓ ترد الی الواحد

نور الدین ۲ ستمبر ۱۹۰۵ء

میاں سراج الدین صاحب احمدی تحصیل علی پور ضلع مظفر نگر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱۔ جنازہ قبل از ادائے فرض مغرب جائز ہے حضرت نبی کریمؐ نے یہ تین وقت میں جنمیں نماز جنازہ پڑھنا منع فرمایا ہے اور انمیں اسکو داخل نہیں کیا۔ دیکھو نسائی شریف کتاب المواقیت باب النھی عن الصلوٰۃ نصف النھار اوسمیں یہ حدیث لکھی ہے ثلاث اوقات کان ینھانا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان نصلی فیھن او نقبر فیھن موتانا حین تطلع الشمس بازغۃ حتےٰ ترتفع حین یقوم قائم الظھیرۃ حتےٰ تمیل وحین تضیف للغروب حتےٰ تغرب جلد اول صفحہ ۹۵ مطبوعہ مصر۔

۲۔ کتنے صحابہ کا عمل ہے کہ دو رکعت فرض مغرب سے پہلے پڑھ لیتے تھے بلکہ تاخیر مغرب حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے نسائی جلد اوّل ص ۹۶ **باب الرخصۃ قبل المغرب** ھذا صلوٰۃ کنا نصلیھا علی رسول اللہ صلعم اور اسی کتاب کے باب آخر وقت مغرب ص ۹۰ میں تاخیر مغرب لکھا ہے۔

۳۔ میت کے ماتھے میں کچھ لکھکر دینا قرآن و حدیث سے ثابت نہیں۔

۴۔ الصلوٰۃ سنۃ رسول اللہ آذان کے بعد کہنا محدثات سے ہے صحابہ تابعین اور تبع تابعین سے ہرگز ثابت نہیں۔

۵۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی آذان وہ ہے

جو خطبہ کے وقت نہین کہی جاتی بلکہ اعلان کیلئے اب پہلے دیجاتی ہے۔ نسائی جلد اول صفحہ ۲۰۷ مین لکہا ہے باب الاذان للجمعۃ۔

۶۔ باب مقام الامام فی الخطبہ مین منبر کے متعلق لکہا ہے جابر بن عبداللہ یقول کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا خطب یستند الی جذع نخلۃ من سواری المسجد فلما وضع المنبر استوے علیہ اور آپ ہمیشہ خطبہ پڑہا کرتے تہے خطبہ مین بیٹہنا نسائی باب کم یخطب النبی مین لکہا ہے عن جابر بن سمرۃ قال جالست النبی فما رأیتہ یخطب الا قایما ویجلس ثم یقوم فیخطب الخطبۃ الاخرۃ۔

۷۔ خطبہ مین بیٹہکر دعا مانگنا ثابت نہین بلکہ نسائی مین الفصل بین الخطبتین بالجلوس کا باب باندہا ہے اور باب السکوت فی القعدۃ بین الخطبتین مین یہ لکہا ہے کان رسول اللہ صلعم یخطب یوم الجمعۃ قایما یقعد قعدۃ لا یتکلم۔

۸۔ تراویح مین جلسہ۔ کوئی فرض واجب سنت ہوکرہ مسنون شرع سے ثابت نہین۔

نورالدین ۲۔ ستمبر ۱۹۰۵ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مولوی چند واڑ اصاحب کے جوابات مین ۱ الصلوٰۃ الصلوٰۃ کا قول جناب عثمان سے اور رسم اہل مدینہ سے تعجب انگیز ہے۔ کیونکہ بلا ثبوت ہے اور مولوی غلام حسین صاحب کا استدلال ہی عجیب ہے کہ اگر ایسی بلا مرجح ممنوع ہے تو کسی فرض کے پہلے سنن ونوافل کا پڑہنا جائز ہو۔

۲۔ مولوی غلام حسین صاحب حقیر ہین۔ ایسا ہی ۳ مین مولوی غلام حسین صاحب حقیر ہین اسیطرح ۴ و ۵ کا حال ہے جو ہڑے پنجاب مین فتنم قسم کے ہین ہندو جہان بکثرت ہین اور زور پر ہین چوہڑے ہندو ہین نام مین رسومات مین اور جہان مسلمان ہین وہان رسومات اہل اسلام کے ساتھ ملتے ہین مگر جو لوگ ان مین سے حرام کہانا مردار کہانا جائز سمجہتے ہین وہ صریح قرآنی نص کے منکر ہین پہر اپنے آپکو گنہگار نہین جانتے تو مسلمان کیسے ہو سکتے ہین ہان شوہر مسلمان ہوجاوے یا بی بی مسلمان۔ تو یہ امر حکومت کے متعلق ہے تمہارے ہمارے متعلق نہین۔ والسلام

نورالدین ۲۔ ستمبر ۱۹۰۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم بحضور فیضگنجور مسیح موعود مہدی مسعود امام آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ دام ظلکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

گذارش ہے کہ زید کا بوجہ دوسری شادی کرنے کے مسماۃ اندان زوجہ خود کے ساتھ تنازعہ رہا کرتا تہا زید کے برادران و مسماۃ اندان کے رشتہ داران کے رفع فساد کے لئے زید کو مجبور کیا کہ زوجہ خود یعنے مسماۃ اندان کو طلاق دیدے۔ چنانچہ نامبردہ نے طلاقنامہ تحریر کردیا جسکی نقل حضور والا کی خدمت مین پیش ہے بعد طلاق دینے مسمی زید اپنی والدہ اور اپنے برادران دغیرہ سے بہت دفعہ یہی کہتا رہا کہ مجکو تنگ کیا گیا جو طلاق دیدیا گیا اب زید کی زوجہ کا انتقال ہوچکا اسلئے زید چاہتا ہے کہ مین اپنی زوجہ مسماۃ اندان کو پہر اپنے گہر آباد کرلون۔ طلاق سے بعد آجتک جسکو عرصہ چار سال دس ماہ گیارہ یوم کا ہوا زید نے اپنی عورۃ مطلقہ کے ساتھ کچہہ تعلق نہین رکہا۔ اب حضور کی خدمت مین یہ معاملہ پیش کرکے التماس ہے کہ ایسی حالتمین کیا زید اپنی عورۃ مسماۃ اندان کو اپنے گہر مین آباد کرسکتا ہے زید کا دلی منشاء طلاق دینے کا نہین تہا رفع فساد کے لئے اوسکے برادران نے اسکو مجبور کیا تہا زید کے برادران وہمشیرگان اس امر کے گواہ ہین کہ واقعی زید نے برادران کے مجبور کرنے سے ہی طلاق دیا تہا۔ مسماۃ اندان بہی اپنے خاوند زید کے گہر جانیمین رضامند ہے اصل سوال معہ جواب نیازمند کے پاس ارسال فرمادین۔

الراقم عبدالغنی خان افسر فراشخانہ پٹیالہ سکرٹری انجمن احمدیہ قصبہ سنور

منکہ زید ابن بکر ساکن افضل نگر کا ہون چونکہ مسماۃ اندان بنت عمر سکنہ افضل نگر زوجہ ام نے خواہش کی کہ مجکو طلاق دے چنانچہ حسب خواہش اوسکے یعنے مہر اوسکا مبلغ ۱۲ روپیہ دیکر طلاق حسب طریق شرعی دیدیا اب اوسکا حق ودعوٰے مجہپر کچہہ نہین اور نہ اوسپر کچہہ ہے زیور وپارچات ہر قسم یعنے اوس کے لے لئے ہین ایک حبہ باقی نہین رہا اوس نے مجہہ سے مہر شرعی ۱۲ لیلیا رسید لکہدی لہذا چند کلمہ بطریق طلاقنامہ کے لکہدئے کہ سند ہون اور وقت حاجت کام آوین۔ المرقوم ۲۵ مارچ ۱۹۰۵ء

گواشد العبد گواشد
زید

الجواب۔ آجکل کچہہ پوشیدہ اعتراض کے لئے اکثر مسائل علماء کے پاس بہیجے جاتے ہین اصل نہ معلوم کیا ہوتا ہے بظاہر جو کچہہ معلوم ہوتا ہے اوس کے مطابق حضرۃ صلعم کے زمانہ کا ایک واقعہ لکہتا ہون۔ نسائی کی کتاب الطلاق مین ہے اخبر رسول اللہ صلعم من رجل طلق امرأتہ ثلاث تطلیقات جمیعًا فقام غضبان ثم قال ایلعب بکتاب اللہ وانا بین اظہرکم حتے قام رجل وقال یا رسول اللہ الا اقتلہ اور ذیل کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص تین طلاق یکبارگی دیدے تو شرع مین ایک ہی طلاق شمار ہوتی ہے اوسکے متعلق صفائی سے اسی کتاب کے بین لکہا ہے ان الثلاث کانت علے عہد رسول اللہ وابی بکر وصدر من خلافۃ عمر ترد الی الواحد۔

نورالدین ۲۔ ستمبر ۱۹۰۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم کیا حکم فرماتے ہین علماء دین مسئلہ سماع موتے مین جب انسان فوت ہوجاوے تو مردہ سنتا ہے یا نہین یا قبرون مین جاکر سلام علیکم کہا جاتا ہے وہ اوس کا جواب سنکر دیتے ہین یا نہین اس مسئلہ مین جو صحیح مسئلہ ہے قرآن وحدیث سے مرقوم فرماکر رحمت فرماوین۔

السائل محمد ولایت شاہ عفی عنہ از مقام راہون ضلع جالندر تحصیل نوان شہر۔

الجواب:۔ نسائی مطبوعہ مطبع مصر کی جلد اول باب ازواج المومنین صفحہ ۲۹۳ کی شرح مین امام جلال سیوطی نے ایک لمبی بحث اسکے متعلق لکہی ہے اسمین لکہا ہے قال النبی من صلی عند قبری سمعتہ ومن صلے علی غائبًا بلغتہ اور اسکے باب التسہیل فی غیر السبتیۃ مین ہے قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان العبد اذا وضع فی قبرہ تولی عنہ صحابہ انہ لیسمع قرع نعالیہم صفحہ ۲۸۸ اور اسی مضمون کو شرح بلوغ المرام سبل السلام جلد اول صفحہ ۲۰۲ مین مفصل لکہا ہے اور سبل السلام جلد اول صفحہ ۲۰۲ مین ہے کہ جب کوئی قبرستان مین سے گذرتا ہے اور وہ سلام کہتا ہے تو وہ اوس کے سلام کو سنتے ہین اور اون کو دعاؤن سے نفع بہی ہوتا ہے جسکو سبل السلام کے صفحہ ۲۰۶ و صفحہ ۲۰۲ مین مفصل بیان کیا ہے واقرؤا علے موتاکم یٰسٓ کا ارشاد بہی کیا ہے جسکی تفصیل انہین مضمون مین لکہی ہے

جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اونکو ایک قسم کا ادراک اور سماع ہے مگر قبور پر بیٹہکر قرآن کریم پڑہنا شریعت مین ثابت نہین۔ نبی کریم تمام صحابہ کرام کو احب الناس تہے مگر آپ کی قبر پر کسی صحابہ کا قرآن کریم بیٹہکر پڑہنا ثابت نہین ہوتا بلکہ نسائی جلد اول صفحہ ۲۸۷ مین ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان یجلس احدکم علے جمرۃ حتے تحرق خیر لہ من ان یجلس علے قبر سے ایک قسم کی نہی مطلق کا استنباط ہوتا ہے۔

نورالدین ۲۔ ستمبر ۱۹۰۵ء

خواب سے جاگو۔ آنکہین کہولو

اور دیکہو کہ مندرجہ ذیل گہڑیان کس قدر سستے دامون ہم فروخت کر رہے ہین۔ اب بہی اگر آپ نے گہڑیان نہ خریدین۔ تو پہر کب خریدو گے۔ صاحبان جلدی کرین اور گہڑیان خریدلین ورنہ پہر ایسا بہترین موقعہ نہ ملے گا۔

اصلی راسکوپ سسٹم واچ گارنٹی چہہ سال قیمت تین روپیے علاوہ محصول

اگر یہہ گہڑی عرصہ گارنٹی مین بلا کسی خاص نقص کے چلنے سے رک جاویگی تو ہم بلا اجرت درست کردینگے اس سے زیادہ اسکی پختہ وپائیدار ہونیکا کیا ثبوت ہوسکتا ہے۔ منگاکر ملاحظہ کیجیے۔ قیمت ۳ روپیہ علاوہ محصول بکس شیشہ سبز رنگ ہمراہ گہڑی

نکل سلور کی رسٹ واچ گارنٹی ایک سال قیمت چار روپیہ علاوہ محصول

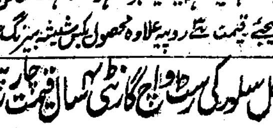

یہہ گہڑی کلائی پر باندہی جاتی ہے اسکے پرزے نہایت ہی پختہ اور پائیدار ہین کہلے منہ کی کیلس گہڑی ہے جیب مین بہی لگ سکتی ہے۔ برسوں نہین بگڑتی قیمت چار روپیہ علاوہ محصول۔

ترکی ٹوپی یا کلاہ ترکی ہر ایک رنگ وہر ناپ کی موجود ہین۔ خاص استنبول سے تیار کراکر منگائی گئی ہین۔ اگر منگواکر بہی ناپسند ہون۔ تو بیشک واپس کردی۔ درخواست کیوقت سر کا ناپ ضرور لکہین سر ٹوپی کے ہمراہ پہندنا مفت دیا جاویگا۔ قیمت درجہ اول تین روپیہ۔ درجہ دوم ۲ درجہ سوم ۱ درجہ چہارم ۱

ملنے کا پتہ { مینیجر چینائی ٹریڈنگ کمپنی شہر لاہور

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

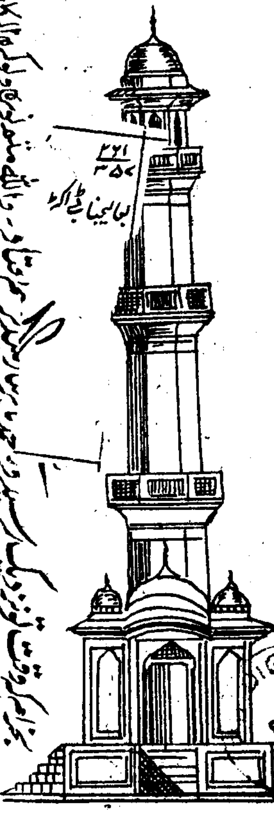

الحکم

فہرست مضامین

(۱) روزانہ الحکم - ناظرین الحکم سے ایک بات - تازہ الہامات و رویا - ضروری اطلاع
اقدس کا سفر دہلی - صـ ۲
(۲) از دفتر الحکم - طیبات حضرت امام الزمان علیہ الرحمان صـ ۳ تا ۶
(۳) شاہ آباد ضلع ہردوئی مین اعلائے حق صـ ۸
(۴) یادگار کریم صـ ۹
(۵) اشتہارات صـ ۹ تا ۱۰

چہ گویم بالو گرآئی بجہاد رقادیان ہینی | دوا ہینی شفا ہینی غرض دارالامان ہینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صـ (۲) خواص و معاونین سے عـہ (۳) ہندوستان سے باہر ہے (۴) غیر مذہب والوں سے ہے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عـہ ۱۲

نوٹ

روزانہ الحکم کی خریداری کی درخواستین دفتر الحکم مین پہونچ رہی ہین - الحمد للہ علے ذالک - محرر دفتر الحکم

نمبر ۳۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۵ء مطابق ۲ رمضان المعظم ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

روزانہ الحکم

روزانہ الحکم کا اعلان پچھلے الحکم مین ہو چکا ہے - اس سفر مین دہلی کے مقام پر اکثر احباب نے مجھسے زبانی گفتگو کی - اور انہون نے روزانہ کی اہمیت اور ضرورت کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ اس کی خریداری کا مصمم ارادہ ظاہر فرمایا - مکرمی خلیفہ حافظ رشید الدین صاحب نے (جو الحکم کے ایک سرپرست ہین) روزانہ کے اجراء پر مجھے بڑی مسرت کا خط لکھ کر مجھے حوصلہ دلایا تھا جزاہ اللہ احسن الجزاء - مجھے امید ہوتی ہے کہ انشاء اللہ روزانہ کے لئے سو کیا کئی سو درخواستین آجائین گی + افراد قوم کا فرض ہے کہ وہ اپنی جگہ اس ضرورت اور اسکی تکمیل کی صورتون پر غور کرین - اور سرسری نظر سے اسکو نہ ٹال دین - جو درخواستین اب تک آئی ہین وہ حوصلہ دلاتی ہین کہ جلد یہ تعداد پوری ہو جائے گی -

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

ناظرین الحکم سے ایک بات

مین چونکہ قادیان سے باہر ہون اسلئے اگر کسی بزرگ کے کسی خط کا جواب مین نہ دے سکون یا کسی ارشاد کی تعمیل نہ ہو سکے تو وہ مجھے معذور سمجھین - اور حضرات بقایا دار یہ لحاظ کر کے کہ میری غیر حاضری مین مطبع کیضرورت کے لئے روپیہ کی پہلے سے زیادہ ضرورت ہے بہت جلد اپنے بقایا مطالبات خود بھیجدین یا مطبع کے ابرا شدہ وی پی وصول کر کے کارخانہ کو شکرگذاری کا موقعہ دین -

حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے متعلق میرا مضمون اگر الحکم مین شایع نہ ہو سکا تو انشاء اللہ العزیز السیرۃ الکریم مین اس کی تلافی ہو گی -

تازہ الہامات و رویا

۲۲ - اکتوبر ۱۹۰۵ء - رویا دیکھا کہ دہلی گئے ہین تو تمام دروازہ بند ہین - پھر دیکھا کہ اون پر قفل لگے ہوئے ہین -

پھر دیکھا - کہ کوئی شخص کچھ تکلیف دینے والی شے میرے کان مین ڈالتا ہے مینے کہا - تم مجھے کیا دکھ دیتے ہو - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ دکھ دیا گیا تھا -

۲۴ - اکتوبر ۱۹۰۵ء - صبح حضرت نے فرمایا کہ آج رات مینے خواب مین دیکھا ہے - کہ تھوڑے چنے بھنے ہوئے سفید ہین اور ان کے ساتھ ہی منقہ بھی ہے - فرمایا - ہمارا تجربہ ہے - کہ چنے مولی بینگن یا پیاز خواب مین دیکھین تو کوئی امر مکروہ پیش آتا ہے لیکن منقہ دل کو قوت دینے والی شے ہے اور اس کا دیکھنا اچھا ہے - اس خواب سے معلوم ہوتا ہے - کہ کوئی امر مکروہ چھوٹا یا بڑا در پیش ہے جو منقہ کی آمیزش سے وہ کراہت جاتی رہے گی - فرمایا انسان کی زندگی کے ساتھ مکروہات کا سلسلہ بھی لگا ہوا ہے اگر انسان چاہے کہ میری ساری عمر خوشی مین گذرے - تو یہ ہو نہین سکتا - اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا وَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا - یہ زندگی کا چکر ہے - جب تنگی آوے - تو سمجھنا چاہیئے کہ اس کے بعد فراخی بھی ضرور آئے گی -

تازہ خبر

۲۹ - کو دہلی مین ماہ رمضان کا چاند نظر آیا -
۳۰ - اکتوبر کو پہلا روزہ ہوا -

ضروری اطلاع

ناظرین الحکم کو کئی بار توجہ دلائی گئی ہے - کہ وہ خط و کتابت مین اسبات کا ضرور لحاظ رکھا کرین - کہ جو خط الحکم کے حساب وغیرہ کے بارے مین ارسال کیا جاوے - اوسمین اپنا نمبر خریداری جو ہر ایک خریدار کی چٹ پر لکھا ہوا ہوتا ہے ضرور درج کیا کرین - میرے پاس بعض ایسے خطوط اسوقت موجود ہین کہ جنمین خریداران نے اپنا نمبر خریداری نہین لکھا - اسی وجہ سے آجتک اون کی تعمیل بھی نہین کی گئی - اس لئے جن اصحاب نے اپنے خطوط پر نمبر مذکور نہین دیئے - وہ مجھکو اونکی عدم تعمیل سے معذور سمجھکر معاف فرمائین - اور آئندہ کے لئے دل مین نوٹ کر لین کہ جو خط الحکم کے متعلق ارسال کیا جاوے - اسمین نمبر خریداری ضرور درج کرین - ہان یہ بھی خیال رہے کہ نمبر درج کرتے وقت ایل نمبر نہ لکھین - کیونکہ وہ ڈاکخانہ کا نمبر ہے - بلکہ وہ نمبر درج کرین جو پتہ کی چٹ پر نام کے ساتھ چھپا ہوا ہوتا ہے -

محرر الحکم

www.aaiil.org

حضرت اقدس کا سفر دہلی

ناظرین الحکم کو الحکم کی گذشتہ اشاعت سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ۲۲۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو چند روز کے لئے دہلی روانہ ہوئے ہیں۔ چنانچہ آپ ۲۲۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو بٹالہ سے ۱۰ بجے دن کی گاڑی میں سوار ہو کر دہلی میں ۲۳۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو ۳ بجے کے قریب پہونچے۔ اس سفر اور قیام دہلی کے حالات کچھ ایسے تو ہیں نہیں کہ الحکم کی ایک ہی اشاعت میں درج ہو سکیں اور بدقسمتی کہو یا خوبی قسمت۔ مجھے ایسے ضروری سفروں کے حالات مختصر لکھنے کی عادت نہیں اور نہ میری طبیعت کبھی گوارا کرتی ہے کہ ادھورے اور گا گھونٹے ہوئے حالات لکھوں جو ناظرین کی دلچسپی کا موجب تو کیا ہو سکتے ہیں پہلے میری اپنی ہی دلچسپی کا باعث نہیں ہو سکتے۔ میں اس قسم کے مضامین کو ہمیشہ ایک مورخ کی حیثیت سے لکھا جانا پسند کیا کرتا ہوں۔ اور اگر اس حیثیت سے نہ لکھے جاویں تو اس سے بہتر ہے کہ نہ ہی لکھوں۔ چنانچہ سفر سیالکوٹ کے حالات پڑھنے والے جانتے ہیں کہ ان حالات کے قلمبند کرنے میں میں نے ضروری امور کو نظر انداز نہیں ہونے دیا۔ وہی مشکل کہو یا مذاق مجھے ابھی کما حالات سفر دہلی کے لکھنے میں حارج ہو رہا ہے۔ اگر یہ حالات میں نے لکھے تو انشاء اللہ بسط سے لکھونگا۔ درآ مختصر خبروں پر اکتفا کروں گا + سر دست میں تازہ خبریں اور حالات ناظرین الحکم تک پہونچاتا ہوں۔ بعد میں توفیق ملنے پر مفصل حالات انشاء اللہ لکھونگا۔

دارالامان سے اعلیٰ حضرت ۲۲۔ اکتوبر کی صبح کو چند خدام اور اہل بیت کو ساتھ لیکر بٹالہ سے ۱۰ بجے دن کے روانہ ہوئے اور دوسرے دن ۲۳۔ کو بعد دوپہر ۳ بجے کے قریب دہلی پہونچے۔ دہلی کی احمدیہ جماعت اعلیٰ حضرت کی تشریف آوری سے ناامید ہو چکی تھی محض اسوجہ سے کہ حضرت میر ناصر نواب صاحب اور صاحبزادہ میاں بشیر الدین محمود احمد خلف الرشید حضرت مسیح موعود اور ڈاکٹر میر اسماعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن دہلی سے واپس قادیان کو تشریف لے گئے تھے اسلئے حضرت اقدس کی تشریف آوری بغتۃً تھی آپ الف خان سیاہی والے کے مکان واقعہ چتلی قبر متصل مسجد سید رفاعی صاحب مقیم ہیں۔

۲۴۔ اکتوبر کی صبح کو اعلیٰ حضرت مع خدام حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کی مزار پر تشریف لے گئے اور فاتحہ پڑھا۔ ۲۵۔ اکتوبر کو آپ کی طبیعت کسیقدر ناساز تھی اسلئے باہر تشریف نہ لے گئے۔ ورنہ آپ نے ارادہ فرمایا تھا کہ یہاں جو اکابر اور ابرار مدفون ہیں انکی قبر پر جائیں گے اور دعا کریں گے۔

۲۶۔ اکتوبر کو آپ حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لئے جماعت کو ساتھ لے گئے اور دیر تک دعائیں کرتے رہے وہاں سے فارغ ہو کر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے والد بزرگوار کے مزار پر گئے بہت دیر تک دعا کی۔

۲۹۔ اکتوبر کو حضرت شاہ نظام الدین صاحب محبوب الٰہی قدس اللہ سرہ کے مزار پر گئے اور فاتحہ پڑھی۔ دہلی کے لوگ علی العموم آتے ہیں۔ اسوقت تک کوئی شوخی اور شرارت ظاہر نہیں ہوئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دہلی ہی بدل گئی ہے جو ۱۸۹۱ء میں تھی جب کہ اعلیٰ حضرت پہلے تشریف لائے تھے۔ آپ مناسب موقع تقریر میں بھی فرماتے رہے اور فرماتے ہیں۔

لاہور۔ مظفر نگر۔ میرٹھ۔ گڑھی بخته۔ پٹیالہ انبالہ۔ لودہیانہ۔ اٹاوہ۔ امروہہ۔ شاہ آباد ضلع ہردوئی۔ لائلپور (پنجاب) رعیہ ضلع سیالکوٹ اور بعض دیگر مقامات کے اکثر خدام حاضر ہو چکے ہیں اور آرہے ہیں۔ لودہیانہ سے مولوی عبد القادر صاحب بطور سفیر حاضر ہوئے ہیں کہ اعلیٰ حضرت واپسی پر خواہ ایک ہی دن کیلئے ہو لدہیانہ ٹھیریں۔ اعلیٰ حضرت نے اس درخواست کو منظور کر لیا ہے اور امید ہے انشاء اللہ العزیز اگر کوئی ضروری امر مانع نہ ہوا تو آپ لودہانہ ایک یا دو دن مناسب مصلحت وقت قیام فرمائیں گے۔ پٹیالہ کی جماعت کی طرف سے منشی عبد الغنی صاحب آفیسر فراش خانہ واپسی پر قیام کی درخواست لیکر آئے ہیں اور بعد میں تار بھی جماعت پٹیالہ کی طرف سے آیا ہے ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا کہ آیا حضرت وہاں ٹھیریں گے یا نہیں۔ فرمایا ہے کہ روانگی سے پہلے اطلاع دیجاویگی۔

بنگہ ضلع جالندھر کی جماعت کی بھی استدعا ہے کہ حضرت پھگواڑہ سے اتر کر ایک دن بنگہ چلیں۔ مگر ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔

عام لوگوں میں اسوقت دلچسپی پیدا ہو رہی ہے ابھی پورے طور پر کہہ نہیں سکتے کہ کیا اثر اور نتیجہ ہو۔ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی بھی آرہ جاتے ہوئے یہاں اترے اور بعض مولویوں کو کچھ سبق دیکر رخصت ہوئے۔

۲۹۔ اکتوبر کی صبح کو حضرت حکیم الامۃ مولانا و مخدومنا مولوی نورالدین صاحب بھی دہلی آپہونچے۔ حضرت اقدس نے آپ کو بذریعہ تار بلایا تھا۔ عجیب بات ہے چونکہ تار میں لکھا تھا۔ فوراً چلے آؤ۔ مولویصاحب جس لباس میں بیٹھے تھے اُسی حالت میں چلے آئے۔ تعمیل حکم ہو تو ایسی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ مقام عطا فرماوے۔ آمین۔

حضرت اقدس کا منشاء ہے یا یہ کہو کہ دل چاہتا ہے کہ اگر موقع ہوا تو کوئی تحریر تبلیغ کے طور پر یہاں پڑہی جاوے۔ ابھی کوئی تاریخ مقرر نہیں ہوئی۔ نہ حضرت نے لکھنا شروع کیا۔

یہ ہیں عام حالات۔ باقی سفرنامہ میں اپنے طرز پر لکھوں گا۔

۲۹۔ کو بعد نماز ظہر و عصر حضرت نے ایک تقریر فرمائی اور مدرسہ حسین بخش کے بعض طالب علم کچھ سوال کرتے رہے آخر حضرت نے ایک پرچہ مختصر سا وفات مسیح پر املا کرا کے لکھکر دیا کہ یہ دلائل وفات مسیح کا خلاصہ ہے۔

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہیں ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو کہ اس کا مال و اسباب محفوظ رہے۔

حفاظت مال و اسباب کے لئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائیں جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بھی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی اور خوبصورتی کیوجہ سے سرحد پر بھی جاتے ہیں لکڑی کے صندوقوں کے مقابلہ میں بھی یہ ٹرنک ہر طرح سے ہلکے پھلکے اور بہر زیادہ مضبوط اور پائیدار نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر میں ہر طرح سے آسانی کے ساتھ اسباب بند کر کے لیجا سکتے ہیں۔ چونکہ یہ احمدی بھائی کا کارخانہ ہے اسلئے آپ اسمیں کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ نہ پائینگے جو آج کل کی تجارت کا جزو سمجھ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکوں کی تجارت کرتے ہیں وہ اکھٹے منگوائیں گے تو ان کے ساتھ خاص رعایت بھی کیجائیگی۔ مفصل فہرست درخواست کر کے کارخانہ سے منگوالو۔ درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوے سٹیشن کا پتہ ضرور لکھو۔ بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجاویگی۔ تمام درخواستیں بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئے۔

خواب سے جاگو ۔ آنکھیں کھولو

اور دیکھو کہ مندرجہ ذیل گھڑیاں کسقدر سستے داموں پر فروخت کر رہے ہیں اب بھی اگر آپ نے گھڑیاں نہ خریدیں۔ تو پھر کب خرید وگے صاحبان جلدی کریں اور گھڑیاں خریدلیں ورنہ پھر ایسا بہترین موقعہ نہ ملے گا۔

اصلی راسکوپ سسٹم واچ گارنٹی چھ سال قیمت تین روپیہ علاوہ محصول

اگر یہ گھڑی عرصہ گارنٹی میں بلا کسی خاص نقص کے چلنے سے رک جاویگی تو ہم بلا اجرت درست کر دینگے۔ اس سے زیادہ اسکے پختہ و پائیدار ہونے کا کیا ثبوت ہو سکتا ہے منگوا کر ملاحظہ کیجئے۔ قیمت تین روپئے علاوہ محصول۔ بکس شیشہ سپرنگ ہمراہ گھڑی مفت

نکل سلور کی رسٹ واچ گارنٹی ۲ سال قیمت چار روپیہ علاوہ محصول

یہ گھڑی کلائی پر باندھی جاتی ہے اس کے پرزے نہایت پختہ اور پائیدار ہیں کھلے منہ کی کیس گھڑی ہے۔ جیب میں بھی لگ سکتی ہے برسوں نہیں بگڑتی قیمت ۴ روپیہ علاوہ محصول۔

ترکی ٹوپی یا کلاہ ترکی

ہر ایک رنگ و ہر ناپ کی موجود ہیں خاص اسٹنبول سے تیار کرا کر منگوائی گئی ہیں۔ اگر منگوا کر پسند نہ ہوں۔ تو بیشک واپس کر دیں۔ درخواست کے وقت سر کا ناپ ضرور لکھیں چھٹنا مفت دیا جاویگا۔

قیمت درجہ اول ۲ ، درجہ دوم ۳ درجہ سوم ۱۲ آنہ

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ ٹریڈنگ کمپنی شہر لاہور

www.aaiil.org

کلمات طیبات حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام

(۲۶- ستمبر قبل دوپہر)

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اور در اصل وہ انکو کیا کرے اللہ تعالےٰ خود اسکے ساتھ ہوتا ہے اور وہی اس کی تائید اور نصرت فرماتا ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کرتا ہے اور جانتا ہے کہ وہ خدا اپنی مخلوق کو خود اسکے ساتھ کر دیگا۔ یہی سر ہے کہ انبیاء علیہم السلام خلوت کو پسند کرتے ہیں اور میں یقیناً اور اپنے تجربہ سے کہتا ہون کہ وہ ہرگز ہرگز پسند نہیں کرتے کہ باہر نکلیں لیکن اللہ تعالےٰ انکو مجبور کرتا ہے اور پکڑ کر باہر نکالتا ہے۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے مامور کرنا چاہا اور فرعون کیطرف ہدایت اور تبلیغ کی خاطر بھیجنے کی بشارت دی۔ تو انہوں نے عذر شروع کر دیا کہ میرے اُنکا ایک خون کیا ہوا ہے۔ بھائی کو بھیجدیا جاوے یہہ کیا بات تھی یہ ایک قسم کا استغنا اور اہل عالم سے الگ رہنے کی زندگی کو پسند کرنا تھا۔ یہی استغنا ہر مامور اور مرسل کو ہوتا ہے اور وہ اس تنہائی کی زندگی کو بہت پسند کرتا ہے۔ اور یہی اُنکے اخلاص کا نشان ہوتا ہے اور اسی لئے اللہ تعالےٰ انکو اپنے لئے منتخب کرتا ہے۔ کیونکہ وہ انکے دل پر نظر کرکے خوب دیکھ لیتا ہے کہ اس میں غیر کیطرف قطعاً توجہ نہیں ہوتی اور وہ اللہ تعالےٰ کی رضا اور تعمیل امر ہی کو اپنی زندگی اور حیات کا ذریعہ سمجھتے ہیں ؎

آن کس کہ ترا شناخت جہان را چہ کند
فرزند و عیال و خانمان را چہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی
دیوانۂ تو ہر دو جہان را چہ کند

اسکے دل میں بڑا بننے سے طبعاً نفرت اور کراہت ہوتی ہے مگر وہ لوگ جو خود اس قسم کی کبریائی کی بیہودہ خواہشون کے غلام اور اسیر ہوتے ہیں وہ اپنے نفس پر قیاس کرکے انکی نسبت بھی یہی سمجھتے ہیں کہ وہ بڑا بننے کی خواہشون سے ایسے دعوے کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ اتنا نہیں دیکھتے کہ ان کا دعوے تو انپر ایک آفتون اور مصائب کا طوفان لے آتا ہے اور اُن کو خطرہ میں ڈالدیتا ہے ہر طرف سے ان کی مخالفت کے لئے ہاتھ اور زبان چلتی ہے اور کوئی دقیقہ اُنکو دکھ دینے میں اٹھا نہیں رکھا جاتا۔ پھر یہ کیسی بے انصافی اور ظلم ہے کہ ان کی نسبت یہ وہم کیا جاوے کہ وہ خواہش کبریائی سے ایسا کرتے ہیں یہہ بہتان عظیم ہے۔ وہ تو صرف اللہ تعالےٰ کا جلال اور اس کی عظمت کے اظہار اور اس کی کبریائی کے اعلان کو پسند کرتے ہیں اور انکے لئے اپنی جان ایک جان کیا ہزار جان بھی دینے کو طیار رہتے ہیں۔ افسوس اہل دنیا ان کے حالات سے بے خبر اور ناواقف ہوتی ہے۔ اسلئے اس قسم کے اعتراض کرتی ہے۔ اصل یہہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے مصالح پسند فرماتے ہیں کہ انکو باہر نکالا جاوے اور وہ دنیا کے سامنے نکلیں۔ اور وہ **خدا جو اہل دنیا سے مخفی** ہوتا ہے اُنکے وجود میں نظر آوے۔

یہہ بھی یاد رکھو کہ جس چیز سے انسان نفرت کرتا ہے وہی اسکو دیا جاتا ہے اور جس کی طرف بھاگتا ہے اس سے محروم کیا جاتا ہے انبیاء و رسل کا گروہ ہرگز ہرگز اپنی جاہ و شہرت کو نہیں چاہتا لیکن اللہ تعالےٰ اپنے مصالح کی بناء پر انہیں عطا کرتا ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر گذرے ہیں۔ اور اس لحاظ سے ان سب کو گویا ایک ہی سمجھو کیونکہ سب کے ساتھ ایک ہی معاملہ ہوا ہے اللہ تعالےٰ نے ان میں سے کسی ایک کو بھی ذلیل اور خوار نہیں کیا۔ اس لئے کہ ان کی ذلت خود اللہ تعالےٰ کی ذلت ہے و تعالےٰ شانہ جو لوگ انکے خلاف کرتے ہیں اور مخلوق کو عظمت دیتے ہیں گویا اللہ تعالےٰ کی کبریائی کی ردا مخلوق کو پہناتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں مردود ہوتے ہیں۔

یہہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ایک طرف انبیاء و رسل اور خدا تعالےٰ کے مامورین اہل دنیا سے نفور ہوتے ہیں اور دوسری طرف مخلوق کے لئے انکے دل میں اسقدر ہمدردی ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اسکے لئے بھی خطرہ* میں ڈالدیتے ہیں اور خود ان کی جان جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت قرآن شریف میں فرماتا ہے۔

فلعلك باخع نفسك ان لا یکونوا مومنین

یہہ کسقدر ہمدردی اور خیر خواہی ہے اللہ تعالےٰ نے اس میں فرمایا ہے کہ تو ان لوگون کے مومن نہ ہونے کے متعلق اسقدر ہم و غم نہ کر اس غم میں شاید تو اپنی جان ہی دیدے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمدردی مخلوق میں کہانتک بڑھ جاتے ہیں۔ اس قسم کی ہمدردی کا نمونہ کسی اور میں نہیں پایا جاتا یہانتک کہ ماں باپ اور دوسرے اقارب میں بھی ایسی ہمدردی نہیں ہوسکتی۔

مخلوق تو انہیں کاذب اور مفتری کہتی ہے اور وہ مخلوق کے لئے مرتے ہیں۔ یقیناً یاد رکھو کہ یہ ہمدردی والدین میں بھی نہیں ہوتی اس لئے کہ وہ جب دیکھتے ہیں کہ اولاد سرکش اور نافرمان ہے یا اور اس میں پاتے ہیں تو آخر اسے چھوڑ دیتے ہیں مگر انبیاء و رسل کی یہہ حالت نہیں ہوتی۔ وہ مخلوق کو دیکھتے ہیں کہ انپر حملے کرتی اور ستاتی ہے لیکن وہ اس کے لئے دعا کرتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لوگون کی ہدایت کے لئے اسقدر دعا کرتے تھے جسکا نمونہ اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں بیان کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کے دل میں ایک پیاس لگا دی تھی کہ لوگ مسلمان ہوں اور خدائے واحد کے پرستار ہون۔ جسقدر کوئی نبی عظیم الشان ہوتا ہے اسی قدر یہہ پیاس زیادہ ہوتی ہے اور یہہ پیاس جس قدر تیز ہوتی ہے اسیقدر جذب اور کشش اس میں ہوتا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ خاتم الانبیاء اور جمیع کمالات نبوت کے مظہر تھے اسلئے یہہ پیاس آپ میں بہت ہی زیادہ تھی۔

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے چند اشعار میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس معجزنما نصح کا ذکر کیا ہے جسکو میں مناسب موقع کے لحاظ سے یہان درج کرتا ہون۔ ایڈیٹر

؎

جان خود دادن پئے خلق خدا در فطرتش
جان نثار خستہ جانان بیدلان را غمگسار
اندر آن وقتے کہ دنیا پر ز شرک و کفر بود
ہیچکس را خون نشد دل جز دل آن شہریار
ہیچکس از خبث شرک و دین بت آگہ نشد
این خبر شد جان احمد را کہ بود از عشق زار
کس چہ میداند کزان نالہا باشد خبر
کان شفیع کرد از بہر جہان در کنج غار
من نمیدانم چہ دردے بود و اندوہ و غمے
کاندران غارے درآوردش حزین و دلفگار
نے ز تاریکی توحش نے ز تنہائی ہراس
نے ز مردن غم نہ خوف کژدم و نے بیم مار
کشتۂ قوم و فدائے خلق و قربان جہان
نے بجسم خویش میلش نے بنفس خویش کار
نعرہا پُر درد میزد از پئے خلق خدا
شد تضرع کار او پیش خدا لیل و نہار
آخر از عجز و مناجات و تضرع کردنش
شد نگاہ لطف حق بر عالم تاریک و تار
در جہان از معصیتہا بود طوفان عظیم
بود خلق از شرک و عصیان کور و کر در ہر دیار
سخت شورے بر فلک افتاد زان عجز و دعا
قدسیان را نیز شد چشم از غم آن اشکبار
منت او بر ہمہ سرخ و سیاہی ثابت است
آنکہ بہر نوع انسان کرد جان خود نثار

اور چونکہ یہہ پیاس بہت تھی اسی وجہ سے آپ میں

*فٹ نوٹ۔ فی الحقیقت انبیاء و رسل و مامورین جو نمونہ شفقت علی خلق اللہ کا دکھاتے ہیں وہ خارق عادت ہوتا ہے اور اس لحاظ سے وہ ان کی صداقت کا ایک زبردست معیار ہوتا ہے وہ ہمدردی اور ایثار کسی شخص میں تکلف اور تصنع سے پیدا نہیں ہوسکتا بلکہ انکی فطرت اور طبیعت کا ایک جزو لاینفک ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ باوجودیکہ مخلوق انہیں ستاتی اور دکھ دیتی ہے لیکن پھر بھی وہ اسکے لئے دکھ اٹھاتے ہیں اور اپنی ج

جان کو خطرہ میں ڈالتے ہیں اس سے انکی غرض کیا ہوتی ہے؟ صرف یہی کہ مخلوق کو اپنے خالق کے آگے جھکاوے اور اللہ تعالےٰ کی کبریائی اور عظمت کا انہیں قائل کراوے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی **شفقت** اور **ہمدردی** کے بڑے اعلےٰ اعلےٰ نمونے دیکھے گئے ہیں مگر افسوس **اہل دنیا** آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں خود اعلےٰ حضرت نے اپنے اس جوش ہمدردی کو یون بیان فرمایا ہے

بدل دردیکہ دارم از برائے طالبان حق
نمیگردد بیان آن درد از تقریر کوتاہم
دل و جانم چنان مستغرق اندر فکر اوشان است
کہ نے از دل خبر دارم نہ از جان خود آگاہم
بدین شادم کہ غم از بہر مخلوق خدا دارم
ازین در لذتم کز درد میخیزد ز دل آہم
مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمت خلق است
ہمین کارم ہمین بارم ہمین رسمم ہمین راہم
نہ من از خود نہم در کوچۂ پند و نصیحت پا
کہ ہمدردی برد آنجا بہ جبر و زور و اکراہم
غم خلق خدا صرف از زبان خوردن چہ کار است این
گرش صد جان بپاریزم ہنوزش عذر میخواہم
چو شام پُر غبار و تیرہ حال عالمے بینم
خدا بروے فرود آرد دعاہائے سحرگاہم

جذب اور کشش کی قوت بھی تمام راستبازوں اور ماموروں سے بڑھ کر تھی۔ جسکا ثبوت اس سے بڑھ کر کیا ہوگا کہ آپ کی زندگی ہی میں کل عرب مسلمان ہوگیا۔ یہ کشش اور جذب جو ماموروں کو دیا جاتا ہے وہ مستعد دلوں کو تو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور ان لوگوں کو جو اس سے حصہ نہیں رکھتے دشمنی میں ترقی کرنے کا موقع دیتا ہے۔ ؎

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید در بوم شورہ خس

اسی طرح پر انبیاء علیہم السلام کی خاصیت ہوتی ہے کہ مومن اور کافر انکے طفیل سے اپنے کفر اور ایمان میں کمال کرتے ہیں۔ لکھا ہے کہ ابوجہل کا کفر پورا نہ ہوتا اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہ آتے۔

پہلے اسکا کفر مخفی تھا لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر اسکا اظہار ہوگیا۔ اسیطرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا صدق بھی مخفی تھا جو اسوقت ظاہر ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے روحانی دعوت کی ایک نے اس دعوت کو قبول کیا اور دوسرے نے انکار کر دیا۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔

فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا

انبیاء و رسل آکر اس خباثت اور شقاوت کو جو ان کے اندر ہوتی ہے ظاہر کر دیتے ہیں قرآن شریف نے انبیاء و رسل کی بعثت کی مثال مینہ سے دی ہے۔

والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ والذی خبث لا یخرج الا نکدا ط۔

یہہ تمثیل اسلام کی ہے جب کوئی رسول آتا ہے تو انسانی فطرتوں کے سارے خواص ظاہر ہو جاتے ہیں۔ ان کے ظہور کا یہہ خاصہ اور علامات ہیں۔ کہ مخلص سعید الفطرت اور مستعد طبیعت کے لوگ اپنے اخلاص اور ارادت میں ترقی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمدردی اور ایثار کا وہ نمونہ اور خاتم الخلفاء کی ہمدردی اور شفقت علی خلق اللہ کا یہہ نمونہ جو یقیناً آپ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا عملی اور زندہ ثبوت ہے۔ مگر ان لوگوں کے لئے جو طالبان حق ہوں اور آنکھیں کھلی رکھتے ہیں۔ پھر آپکی ہمدردی کا جو نمونہ ہم دن رات قادیان میں دیکھتے ہیں اس کا ذکر میں اس مضمون میں انشاء اللہ بسط سے کرونگا۔ جو حضرت مخدوم الملۃ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ اسکی توفیق دے۔ ایڈیٹر۔

کرتے ہیں اور شریر شرارت میں بڑھ جاتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب خبیث اور منکر گروہ نے شرارتیں کرنی شروع کیں اور دکھ اور ایذا رسانی کے منصوبے کئے اسوقت معلوم ہوا کہ کیسی کیسی خبیث روحیں ہیں۔ ایک وہ لوگ تھے کہ انہوں نے آپ کی راہ میں اپنے سر کٹوا ڈالے۔ انکے حالات اور واقعات کو دیکھکر کہنا پڑتا ہے کہ انمیں کیسا اخلاص اور ارادت تھی فی الحقیقت ان کا اسوہ اسوۂ حسنہ ہے یہانتک کہ ان میں سے اگر کسی کا ایک ضرب سے سر نہیں کٹا تو اس کو شک ہو کہ شہید نہیں ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کی راہ میں کیسے فدا تھے لکھا ہے کہ ایک صحابی نے اپنے مخالف کو ایک تلوار ماری اسکے نہ لگی مگر اپنے لگی دوسرے نے کہا کہ شہید نہیں ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس وے آئے اور پوچھا کہ کیا شہید نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا دو اجر ملیں گے ایک یہ کہ دشمن پر حملہ کیا اور دوسرا اس لئے کہ اپنے آپ کو محض خدا کے لئے خطرہ میں ڈالا۔

اس قسم کا ایمان ان لوگوں کا تھا پس جب تک اس قسم کا اخلاص اور استقامت اللہ تعالےٰ کے لئے حاصل نہ ہو کچھ نہیں بنتا۔

میں یہی نمونہ صحابہ کا اپنی جماعت میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کو وہ مقدم کر لیں اور کوئی امر ان کی راہ میں روک نہ ہو۔ وہ اپنے مال و جان کو ہیچ سمجھیں میں دیکھتا ہوں کہ بعض لوگوں کے کاروبار آتے ہیں کسی تجارت یا اور کام میں نقصان ہوا یا اور کسی قسم کا ابتلا آیا تو جھٹ شبہات میں پڑ گئے ایسی حالت میں ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اصل مطلب اور مقصد سے وہ کسقدر دور ہیں۔ غور کرو کیا فرق ہے صحابہ میں اور ان لوگوں میں۔ صحابہ یہ چاہتے تھے کہ خدا تعالےٰ کو راضی کریں خواہ اس راہ میں کیسی ہی سختیاں اور تکلیفیں اٹھانی پڑیں۔ اگر کوئی مصائب اور مشکلات میں نہ پڑتا اور اسکی دیر ہوتی تو وہ روتا اور چلاتا تھا۔ وہ سمجھ چکے تھے کہ ان ابتلاؤں کے نیچے خدا تعالےٰ کی رضا کا پروانہ اور خزانہ مخفی ہے ؎

ہر بلا کین قوم را حق دادہ است
زیر آن گنج کرم بنہادہ است

قرآن شریف ان کی تعریف سے بھرا ہوا ہے اسکو کھول کر دیکھو صحابہ کی زندگی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا عملی ثبوت تھا صحابہ جس مقام پر پہنچے تھے اسکو قرآن شریف میں اسطرح پر بیان فرمایا ہے۔

منھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر

یعنے بعض ان میں سے شہادت پا چکے اور انہوں نے گویا اصل مقصد حاصل کر لیا اور بعض انتظار میں ہیں اور چاہتے ہیں کہ شہادت نصیب ہو۔ صحابہ دنیا کی طرف نہیں جھکے کہ عمریں لمبی ہوں اور اسقدر مال و دولت ملے اور یوں بے فکری اور عیش کے سامان ہوں۔ میں جب صحابہ کے اس نمونہ کو دیکھتا ہوں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور کمال فیضان کا بے اختیار اقرار کرنا پڑتا ہے کہ کس طرح پر آپ نے انکی کایا پلٹ دی اور انہیں بالکل رو بخدا کر دیا۔ (اللھم صل علے محمد وعلے آل محمد وبارک وسلم) خلاصہ یہہ کہ ہمارا فرض یہہ ہونا چاہئے کہ ہم اللہ تعالےٰ کی رضامندی کے جویا اور طالب رہیں اور اسی کو اپنا اصل مقصود قرار دیں۔ ہماری ساری کوشش اور تگ و دو اللہ تعالےٰ کے رضا کے حاصل کرنے میں ہونی چاہئے خواہ وہ شدائد اور مصائب ہی سے حاصل ہو۔ یہہ رضاء الٰہی دنیا اور اس کی تمام لذات سے افضل اور بالاتر ہے۔

یہہ بھی یاد رکھو کہ یہی شہادت نہیں کہ ایک شخص جنگ میں مارا جاوے بلکہ یہہ امر ثابت شدہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کی راہ میں ثابت قدم رہتا ہے اور اس کے لئے ہر دکھ درد اور مصیبت کو اٹھانے کے لئے مستعد رہتا ہے اور اٹھاتا ہے وہ بھی شہید ہے۔ شہید کا مقام وہ مقام ہے جہاں وہ اللہ تعالےٰ کو گویا دیکھتا اور مشاہدہ کرتا ہے۔ یعنے اللہ تعالےٰ کی ہستی اسکی قدرتوں اور تصرفات پر وہ اسطرح ایمان لاتا ہے جیسے کسی چیز کو انسان مشاہدہ کر لیتا ہے۔ جب اس حالت پر انسان پہونچ جاوے پھر اسکو اللہ تعالےٰ کی راہ میں جان دینا کچھہ بھی مشکل معلوم نہیں ہوتا بلکہ وہ اس میں راحت اور لذت محسوس کرتا ہے۔ شہادت کا ابتدائی درجہ خدا کی راہ میں استقلال اور ثبات قدم ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص نہ مرا اللہ کی راہ میں اور نہ تمنا کی مر گیا وہ نفاق کے شعبہ میں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص مومن کامل نہیں ہوتا جب تک اللہ تعالےٰ کی راہ میں مرنا دنیا کی زندگی سے وہ مقدم نکرے۔ پھر یہ کیا گراں مرحلہ ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے دنیا کی حیات کو عزیز سمجھا۔ خدا تعالےٰ کی راہ میں مرنے کے یہہ معنے نہیں کہ انسان خواہ نخواہ لڑائیاں کرتا پھرے بلکہ اس

سے یہہ مراد ہے کہ خدا تعالےٰ کے احکام اور اوامر کو اسکی رضا کو اپنی تمام خواہشوں اور آرزوؤں پر مقدم کرلے اور پھر اپنے دل میں غور کرے کہ کیا وہ دنیا کی زندگی کو پسند کرتا ہے یا آخرت کو اور خدا کی راہ میں اگر اسپر مصائب اور شدائد بھی پڑیں تو وہ ایک لذت اور خوشی کے ساتھہ انہیں برداشت کرے۔ اور اگر جان بھی دینی پڑے تو تردد نہو۔ پس یہی وہ امر ہے جو میں اپنی جماعت میں پیدا کرنا چاہتا ہوں کہ ان میں صحابہ کا نمونہ قایم ہو۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ جب کثرت سے ایسے خطوط آتے ہیں کہ جن میں دنیا اور اسکی خواہشوں کا ذکر ہوتا ہے اور لکھا جاتا ہے کہ میرے لئے فلاں امر کیواسطے دعا کرو۔ میری فلاں آرزو پوری ہو جائے۔ بہت ہی تھوڑے لوگ ہوتے ہیں جو محض خدا کی رضا ہی کو مقدم کرتے ہیں اور اسی کی ہی خواہش اور آرزو کرتے ہیں۔ بعض ایسے ہوتے ہیں کہ مکر سے لکھتے ہیں۔ یعنے پہلے تو ذکر کرتے ہیں کہ آپ دعا کریں کہ ہمارے دل میں ذوق شوق عبادت کا پیدا ہو جاوے اور یہ ہو اور وہ ہو۔ پھر آخر میں اپنی دنیوی خواہشوں کو ظاہر کرتے ہیں میں ایسی بدبودار تحریروں کو شناخت کر لیتا ہوں۔ کہ ان کی اصل غرض کیا ہے؟ وہ نہیں جانتے کہ خدا تعالےٰ عالم الغیب ہے اور وہ نیات کو خوب دیکھتا ہے اسطرح پر تو گویا خدا کو دھوکہ دینا ہے اس طریق کو بالکل چھوڑ دینا چاہئے۔ تمہیں چاہئے کہ خالصۃً اللہ کے لئے ہو جاؤ۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کو مقدم کرو گے تو یقیناً سمجھو دنیا میں بھی ذلیل اور خوار نہیں رہو گے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کے لئے غیرت ہوتی ہے وہ خود انکا تکفل فرماتا ہے اور ہر قسم کی مشکلات سے انہیں نجات اور مخلصی عطا فرماتا ہے میں یقیناً جانتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اگر تم میں وہ تخم بویا گیا جو صحابہ میں بویا گیا تھا۔ تو اللہ تعالےٰ ہر طرح اپنے فضل کریگا۔ ایسے شخص پر کوئی شخص حملہ نہیں کر سکتا اس امر کو خوب یاد رکھو کہ اگر خدا تعالیٰ کے ساتھہ سچا اور مضبوط تعلق ہو جاوے تو پھر کسی کی دشمنی کی کیا پروا ہو سکتی ہے۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ میرے نزدیک عیسیٰ یا موسیٰ کا دعویٰ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اصل غرض تو یہہ ہے کہ میں مقام رضا حاصل کرنا چاہتا ہوں اور یہی سب کو کرنا چاہئے۔ یہہ اس کا فضل اور محض فضل ہے کہ وہ اپنے انعامات سے حصہ دے اور اس کے حضور کوئی کمی اور اس کی ذات میں کوئی بخل نہیں۔ یہ کبھی خیال نہیں کرنا چاہئے۔

www.aaiil.org

میرے نزدیک جو شخص ایسا گمان کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اگر انسان انبیاء و رسل کے انعامات کو حاصل نہین کر سکتا تو پھر دنیا مین ان کے آنے سے کیا فائدہ اور کیا حاصل؟ خدا تعالےٰ کی راہ مین مجاہدہ کرنے والوں اور راستبازون کی ساری امیدون کا خون ہو جاوے اور وہ تو گویا زندہ ہی مر جاوین۔ مگر نہین ایسا نہین ہے اللہ تعالےٰ ہر شخص پر وہی انعام کر سکتا ہے جو اس نے اپنے برگزیدہ بندون پر کئے۔ ہان یہ ضروری ہے کہ اس قسم کا دل اور اخلاص لیکر اس کے حضور آؤ۔

مین نے از خود کوئی دعویٰ نہین کیا مین اپنی خلوت کو پسند کرتا تھا۔ مگر اللہ تعالےٰ کے مصالح نے ایسا ہی چاہا اور اس نے خود مجھے باہر نکالا۔ چونکہ سنت اللہ یہی ہے کہ جب کسی شخص کو اسکی مناسب عزت سے بڑھ کر عظمت دیجاتی ہے تو اللہ تعالےٰ اس عظمت کا دشمن ہو جاتا ہے کیونکہ یہہ اسکی توحید کے خلاف ہے اسیطرح پر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے لئے وہ عظمت تجویز کر دی گئی تھی جسکے وہ مستحق نہ تھے یہانتک کہ انہین خدا بنا دیا گیا اور خانہ خدا خالی ہو گیا۔ عیسائیون سے پوچھہ کر دیکھہ لو وہ یہی کہتے ہین کہ عیسیٰ مسیح ہی خود خدا ہے۔ اب جس انسان کو اس قدر عظمت دی گئی اور اسے خدا بنا یا گیا (نعوذ باللہ) اور اسطرح پر خدا کا پہلو گم کر دیا گیا۔ تو کیا خدا تعالےٰ کی غیرت مخلوق کو اس انسان پرستی سے نجات دینے کے لئے جوش مین نہ آتی۔ پس اس تقاضا کے موافق اس نے مجھے مسیح کر کے بھیجا تاکہ دنیا پر ظاہر ہو جاوے کہ مسیح بجز ایک عاجز انسان کے اور کچھہ نہ تھا۔ خدا تعالےٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اس کفر کی اصلاح کرے۔ اور اس کے لئے یہی راہ اختیار کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کے ایک فرد کو اسی نام سے بھیج دیا تا ایک طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار ہو اور دوسری طرف مسیح کی حقیقت معلوم ہو۔

یہہ ایسی موٹی بات ہے کہ معمولی عقل کا انسان بھی اسکو سمجھہ سکتا ہے دیکھو اگر ایک بڑے آدمی کو معمولی اردلی سے مشابہت دی جاوے تو وہ چڑتا ہے یا نہین؟ پھر کیا خدا تعالےٰ مین اتنی بھی غیرت نہین کہ ایک عاجز انسان کو اسکی الوہیت کے عرش پر بٹھایا جاوے اور مخلوق تباہ ہو اور وہ انسداد نکرے؟

خود اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ مسیح نے ہرگز ایسا دعویٰ نہین کیا کہ مین خدا ہون اگر وہ ایسا دعویٰ کرے تو مین جہنم مین ڈالدون۔ ایک مقام پر یہہ بھی فرمایا ہے کہ مسیح سے اسکا جواب طلب ہوگا کہ کیا تو نے کہا تھا کہ مجھے اور میری مان کو خدا بنا لو۔ تو حضرت مسیح اس مقام پر اس سے اپنی بریت ظاہر کرین گے اور آخر یہہ کہین گے۔

فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم

یعنے جب تک مین انمین زندہ رہا تھا مینے ہرگز نہین کہا ہان جب تو نے مجھے وفات دیدی تو پھر تو آپ انکا نگران تھا۔ اس سے پہلے مادمت فیہم کا لفظ صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ جب تک حضرت مسیح زندہ رہے ان کی قوم مین یہہ بگاڑ پیدا نہین ہوا۔ ساری ضلالت بعد وفات ہوئی ہے اگر حضرت مسیح ابھی تک زندہ ہین تو پھر یہ ماننا پڑیگا کہ عیسائی نہین بگڑے بلکہ حق پر ہین۔ پھر غور کر کے بتاؤ اسلام کی حقانیت پر یہہ کسقدر خطرناک حملہ ہوگا۔ کیونکہ جب وہ ایک سچا مذہب موجود ہے اور اس مین کوئی خرابی ہی پیدا نہین ہوئی تو پھر جو کچھہ وہ کہتے ہین مان لینا چاہیئے۔ مگر نہین خدا تعالےٰ کا کلام حق ہے اور یہی سچ ہے کہ وہ مر گئے اور عیسائی مذہب بھی ان کے ساتھہ ہی مر گیا اور اس مین کوئی روح حق اور حقیقت کی نہین رہی۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ دوبارہ اس دنیا مین نہین آئین گے کیونکہ وہ عیسائیون کے بگڑنے کا اقرار اپنی موت کے بعد کرتے ہین اگر انہون نے آنا تھا تو وہ یہہ جواب نہ دیتے۔ ورنہ یہ جواب اللہ تعالےٰ کے حضور جھوٹ سمجھا جاویگا اور رب العرش العظیم کے حضور حلف دروغی ہوگی؟ کیونکہ اس صورت مین تو انہین کہنا چاہیئے تھا کہ مین گیا اور جاکر ان کی صلیبون کو توڑا اور ان مین پھر توحید قایم کی وغیرہ وغیرہ۔

غرض

یہہ میرا دعویٰ جو اللہ تعالےٰ کے ایماء اور حکم صریح سے کیا گیا ہے۔ خدا تعالےٰ نے اپنے عظیم الشان مصالح اور حکمت سے ایسا ہی چاہا ہے تاکہ مسیح کی عظمت کو توڑا جاوے۔ اور ہمیشہ اللہ تعالےٰ نے ایسا کیا ہے یہودی خدا تعالےٰ کی برگزیدہ قوم کہلاتے تھے لیکن جب انہون نے شریعت کی بے حرمتی کی اور وہ حد سے زیادہ بگڑ گئے تو اللہ تعالےٰ کی غیرت نے نہ چاہا کہ ان مین نبوت کا سلسلہ رہے اور نبوت کو خاندان بنی اسماعیل مین منتقل کر کے ختم کر دیا جیسا کہ خود حضرت عیسےٰ نے بھی باغ والی تمثیل مین اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یہودیون کی اس شوخی اور گستاخی کا نتیجہ یہ ہوا کہ انپر ذلت کی مار ماری گئی اب وہ ہر سلطنت کے ماتحت ذلیل ہین۔ بلکہ بعض سلطنتون سے کئی دفعہ نکالے گئے ہین۔ اب جبکہ یہود پر ذلت پڑ چکی اور نبوت ان کے خاندان سے منتقل ہو چکی تو کیا یہہ انتقال نبوت تنزل کے طور پر تھا اور ناقص تھا؟ اگر ایسا تھا تو پھر یہودی ناز کر سکتے ہین اور وہ یہ پیش کر سکتے ہین کہ ہم پر یہہ فضل ہوا اور وہ انعام ہوا منجملہ اس کے ایک یہ بھی کہ توریت کی خدمت اور اس کے استحکام کے لئے برابر خلفاء اور رسل آتے رہے لیکن قرآن شریف کو یہہ مرتبہ حاصل نہ ہوا (نعوذ باللہ من ذالک) سوچکر بتاؤ۔ کہ کیا یہ اسلام کی بے عزتی اور نقص کی دلیل ہوگی یا اس کے لئے عظمت کا ذریعہ؟ مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میرے مخالفون نے میری مخالفت مین یہان تک غلو کیا ہے کہ اسلام کی بھی سخت ہتک کر لینی انہون نے گوارا کی۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جو خاتم الانبیاء اور تمام نبیون سے افضل اور اکمل تھے۔ (صلے اللہ علیہ وسلم) معاذ اللہ ناقص نبی ٹھیرایا جب یہ تسلیم کر لیا اور اپنا عقیدہ بنا لیا کہ اب کوئی شخص ایسا نہین ہو سکتا جو اللہ تعالےٰ سے شرف مکالمہ پا سکے۔ اور خدا تعالےٰ اس کے ہاتھہ پر تائیدی نشان ظاہر کر سکے۔ تم خود بتاؤ کہ اس عقیدہ سے اسلام کا کیا باقی رہتا ہے؟ اگر خدا تعالےٰ پہلے بولتا تھا مگر اب نہین بولتا تو اسکا ثبوت کیا ہے؟ کہ وہ پہلے بولتا تھا اگر خدا تعالےٰ پہلے خارق عادت تصرفات دکھاتا تھا مگر اب نہین دکھاتا تو اسکا کیا ثبوت ہے؟ قصے کہانیان کون قوم بیان نہین کرتی۔ افسوس ان کو تعصب نے ایسا اندھا کر دیا ہے کہ کچھہ بھی انکو سوجھائی نہین دیتا اور میری مخالفت مین یہہ اسلام کو بھی ہاتھہ سے دیتے ہین۔

غرض

اگر یہودی ضربت علیہم الذلۃ کے مصداق ہو چکے ہین اور نبوت اس خاندان سے منتقل ہو چکی ہے تو پھر یہہ ناممکن ہے کہ مسیح دوبارہ اسی خاندان سے آوے؟ اگر یہہ تسلیم کیا جاویگا تو اس کا نتیجہ یہی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ادنےٰ نبی مانا جاوے اور اس امت کو بھی ادنےٰ امت حالانکہ یہہ قرآن شریف کے منشاء کے صریح خلاف ہے کیونکہ قرآن شریف نے تو صاف طور پر فرمایا

كنتم خير امة اخرجت للناس

پھر اس امت کو خیر الامتہ کی بجائے شر الامتہ کہوگے؟ اور اس طرح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ پر حملہ ہوگا! مگر یقیناً یہہ سب جھوٹ ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اعلےٰ درجہ کی تھی اور ہے اسلئے کہ وہ اب تک اپنا اثر دکھا رہی اور تیرہ سو سال گذرنے کے بعد مطہر اور مقدس وجود پیدا کرتی ہے اللہ تعالےٰ کا انتقال نبوت سے یہی منشاء تھا کہ وہ اپنا فضل و کمال دکھانا چاہتا تھا جو اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کیا تھا۔ اسی کی طرف اشارہ ہے اھدنا الصراط المستقیم مین۔ یعنے اے اللہ ہم پر وہ انعام و اکرام کر جو پہلے نبیون اور صدیقون شہیدون اور صالحین پر تو نے کئے ہین۔ ہم پر بھی کر۔ اگر خدا تعالےٰ یہہ انعام و اکرام کر ہی نہین سکتا تھا اور انکا دروازہ بند ہو چکا تھا تو پھر اس دعا کی تعلیم کی کیا ضرورت تھی؟ اسرائیلیون پر تو یہ دروازہ بند ہو چکا تھا اگر یہان بھی بند ہو گیا تو پھر کیا فائدہ ہوا؟ اور کسی بات مین بنی اسرائیل پر اس امت کو فخر ہوا۔ جو خود اندھا ہے وہ دوسرے اندھے پر کیا فخر کر سکتا ہے؟

اگر وحی۔ الہام۔ خوارق یہود پر بند ہو چکے ہین! تو پھر یہہ بتاؤ کہ پھر تم کسی جگہ جاکر کہلا بھی یا نہین۔ ہمارے مخالف ہین کہ نہین ہم پر بھی یہ دروازہ بند ہے یہ کیسی بدنصیبی ہے پانچ وقت اھدنا الصراط المستقیم کی دعا کرتے ہین۔ اور اسپر بھی کچھہ نہین ملتا! تعجب!!

اللہ تعالےٰ کا خود ایسی دعا تعلیم کرنا تو یہہ معنی رکھتا ہے کہ مین تم پر انعام و اکرام کرنے کے لئے طیار ہون جیسے کسی حاکم کے سامنے پانچ امیدوار ہون اور وہ ان مین سے ایک کو کہے کہ تم یہان حاضر رہو تو اسکے یہی معنے ہوتے ہین کہ اسکو ضرور کام دیا جاویگا۔ اسیطرح پر اللہ تعالےٰ نے یہ دعا تعلیم کی اور پانچوقت یہ پڑھی جاتی ہے مگر ہمارے مخالف کہتے ہین کہ اس کا کچھہ بھی اثر

اور نتیجہ نہیں ہوتا؟ کیا یہہ قرآن شریف کی ہتک اور اسلام کی ہتک نہیں؟ میرے اور انکے درمیان یہی امر دراصل متنازعہ فیہ ہے میں یہہ کہتا ہوں کہ **اسلام کے برکات** اور تاثیرات جیسے پہلے تھیں ویسے ہی اب بھی ہیں وہ خدا اپنے تصرفات اب بھی دکھاتا ہے اور کلام کرتا ہے مگر یہ اس کے مقابلہ میں کہتے ہیں کہ اب یہہ دروازہ بند ہو چکا ہے اور خدا تعالیٰ نے اب بس یہ کیا وہ کسی سے کلام نہیں کرتا + دعاؤں میں تاثیر اور قبولیت نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک تاثیرات پیچھے رہ گئی ہیں اب نہیں۔ افسوس ان پر ہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف اور خدا تعالےٰ کی قدر نہیں کی۔ اسلام زندہ مذہب اور ہماری کتاب **زندہ کتاب** ہمارا خدا **زندہ خدا** اور ہمارا رسول **زندہ** رسول پھر اسکے برکات انوار اور تاثیرات مردہ کیونکر ہو سکتی ہیں؟ میں اس مخالفت کی کچھہ پروا نہیں کر سکتا انکی مخالفت کے خیال سے میں خدا تعالےٰ اور اس کے رسول اور اسکی کتاب کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں +

لاہور میں عبد الحکیم نام ایک شخص سے میری گفتگو ہوئی۔ اسنے کہا کہ الہام پہلی امتوں کا خاصہ تھا یہاں تک کہ عورتوں کو بھی وحی ہوتی تھی مگر اس امت میں یہ دروازہ بند ہے۔ کیسے شرم کی بات ہے کیا یہ امت بنی اسرائیل کی عورتوں سے بھی گئی گذری ہوگئی اور خدا تعالےٰ نے اسکے لئے یہی چاہا ہے کہ وہ خیر الامم کہلا کر بھی محروم رہے؟ اس عبد الحکیم نے تو یہاں تک کہدیا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی محدث نہ تھے وہ بھی صرف انکی ایک خوش کرنے کی بات تھی محدث وہ بھی نہ تھے۔ مختصر یہ کہ اس قسم کی ہتک اسلام اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہہ لوگ کرتے ہیں پھر میں ان کی مخالفت کی کیا پروا کروں یہہ لوگ اسلام کے دوست نہیں دشمن ہیں۔ اگر بقول ان کے سب بے نصیب ہیں تو پھر کیا فائدہ؟ ہزار اتباع کریں معرفت نہ بڑھیگی تو کوئی احمق اور نادان ہی ہوگا جو اس پر بھی اتباع ضروری سمجھے۔ حضرت عیسیٰ کا آنا نہ آنا تو امر ہی الگ ہے اس سوال کو پیچھے چھوڑ دو پہلے یہ تو فیصلہ کر دو کہ کیا اس اُمت پر بھی وہ **برکات** اور **فیوض** ہونگے یا نہیں؟

جب یہ فیصلہ ہو لے تو پھر پہلے کی آمد کا سوال جھٹ طے ہو سکتا ہے۔

یہہ لوگ جن مہلکات میں پھنسے ہوئے ہیں وہ بہت خطرناک مرض ہے اس سے بڑھکر اور کیا مصیبت ہوگی؟ کہ اس امت کی نسبت باوجود خیر الامم ہونے کے یہہ یقین کر لیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل شرف مکالمہ سے محروم ہے اور خواہ ساری عمر کوئی مجاہدہ کرتا رہے کچھہ بھی حاصل نہ ہوگا (نعوذ باللہ) جیسے کہدیا جاوے کہ خواہ ہزار ہاتھ تک کھودتے چلو مگر پانی نہیں ملے گا۔ اگر یہہ سچ ہے جیسا کہ ہمارے مخالف کہتے ہیں تو پھر مجاہدہ اور دعا کی کیا حاجت ہے؟ کیونکہ انسان کی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ جسکو ممکن الحصول سمجھتا ہے اسے تلاش کرتا ہے اور اس کے لئے سعی کرتا ہے اور اگر اسے یہ خیال اور یقین نہ ہو تو وہ مجاہدہ اور سعی کا دروازہ بند کر دیتا ہے جیسے ہما یا عنقا کی کوئی تلاش نہیں کرتا اسلئے کہ سب جانتے ہیں کہ یہہ چیزیں ناممکن الحصول ہیں۔ پس اسیطرح جب یہ یقین کر لیا گیا کہ اللہ تعالےٰ سے مکالمہ کا شرف ملنے کا ہی نہیں اور خوارق اب دیئے ہی نہیں جا سکتے تو پھر مجاہدہ اور دعا جو اس کے لئے ضروری ہیں محض بیکار ہوں گے اور اس کے لئے کوئی جرأت نہ کریگا۔ اور اس امت کے لئے نعوذ باللہ **من کان فی ھذہٖ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ** صادق آئیگا۔ اور اس سے خاتمہ کا بھی پتہ لگ جائیگا کہ وہ کیسا ہوگا کیونکہ اس میں تو کوئی شک وشبہ ہی نہیں ہو سکتا کہ یہ جہنمی زندگی ہے پھر آخرت میں بھی جہنم ہی ہوگا۔ اور اسلام ایک جھوٹا مذہب ٹھیریگا۔ اور نعوذ باللہ خدا نے بھی اس امت کو دھوکا دیا کہ خیر الامۃ بنا کر پھر کچھہ بھی نہ دیا۔

اس قسم کا عقیدہ رکھنا ہی کچھہ کم بدقسمتی اور اسلام کی ہتک نہ تھی کہ اسپر دوسری مصیبت یہہ آئی کہ اسکے لئے وجوہات اور دلائل پیدا کرنے لگے چنانچہ کہتے ہیں کہ یہ دروازہ مکالمات ومخاطبات کا اسوجہ سے بند ہو گیا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔

یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ خاتم النبیین ہیں اس لئے آپ کے بعد یہہ فیض اور فضل بند ہو گیا۔ مگر ان کی عقل اور علم پر افسوس آتا ہے کہ یہہ نادان اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ اگر ختم نبوت کے ساتھہ ہی اگر معرفت اور بصیرت کے دروازے بھی بند ہو گئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (معاذ اللہ) خاتم النبیین تو کجا نبی بھی ثابت نہ ہونگے۔ کیونکہ نبی کی آمد اور بعثت تو اس غرض کے لئے ہوتی ہے کہ تا اللہ تعالےٰ پر ایک یقین اور بصیرت پیدا ہو۔ اور ایسا ایمان ہو جو لذیذ ہو۔ اللہ تعالےٰ کے تصرفات اور اسکی قدرتوں اور صفات کی تجلی کو انسان مشاہدہ کرے اور اس کا ذریعہ ہی مکالمات ومخاطبات اور خوارق عادات ہیں لیکن جب یہہ دروازہ ہی بند ہو گیا تو پھر اس بعثت سے فائدہ کیا ہوا؟ میں بڑے افسوس سے کہتا ہوں کہ ان لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہرگز ہرگز قدر نہیں کی اور آپ کی شان عالی کو بالکل نہیں سمجھا ورنہ اس قسم کے بیہودہ خیالات یہہ نہ تراشتے اس آیت کے اگر یہ معنے جو یہ پیش کرتے ہیں تسلیم کر لئے جاویں تو پھر گویا آپ کو نعوذ باللہ ابتر ہونگا کیونکہ جسمانی اولاد کی نفی تو قرآن شریف کرتا ہے اور روحانی کی یہہ نفی کرتے ہیں تو پھر باقی کیا رہا؟ اصل بات یہہ ہے کہ اس آیت سے اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان کمال اور آپ کی قوت قدسیہ کا زبردست اثر بیان کرتا ہے کہ آپ کی **روحانی** اولاد اور روحانی تاثیرات کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوگا۔ آئندہ اگر کوئی فیض اور برکت کسی کو مل سکتی ہے تو اسی وقت اور حالت میں مل سکتی ہے جب وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل اتباع میں کھویا جاوے اور فنافی الرسول کا درجہ حاصل کرے بدوں اس کے نہیں۔ اور اگر اس کے سوا کوئی شخص ادعائے نبوت کرے تو وہ کذّاب ہوگا۔ اسلئے نبوت مستقلہ کا دروازہ بند ہو گیا اور کوئی ایسا نبی جو بجز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور ورزش شریعت اور فنافی الرسول ہونے کے مستقل نبی صاحب شریعت نہیں آسکتا۔ ہاں فنافی الرسول اور آپ کے امتی اور کامل متبعین کے لئے یہ دروازہ بند نہیں کیا گیا۔ اسی لئے براہین میں یہ الہام درج ہے۔

کل برکۃ من محمد صلے اللہ علیہ وسلم فتبارک من علم وتعلم۔

یعنے یہ مخاطبات اور مکالمات کا شرف مجھے دیا گیا ہے یہہ محض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا طفیل ہے اور اسی لئے یہ آپ ہی کے ظہور میں آرہے ہیں جسقدر تاثیرات اور برکات والوار ہیں وہ آپ ہی کے ہیں۔

اب حضرت عیسیٰ کے لئے تم خود فتوےٰ دو کہ انکے متعلق تم کیا سمجھتے ہو اور یقین کرتے ہو کیا یہ مانتے ہو کہ انکو جو کچھہ دیا جائیگا وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک امتی ہونے اور آپ کے کامل اتباع کیوجہ سے نصیب ہوگا یا پہلے سے انہیں دیا گیا ہے؟ یہ مانتے ہیں کہ وہ توریت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا متبع تھا۔ پھر یہ تو توریت کا فخر ہوا۔ نہ کہ قرآن مجید کا + پھر کیسی بیہودگی ہے کہ ایسا عقیدہ رکھا جاوے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کی ہتک شان کا موجب ہو۔

اسلئے یہ ضرور ہے کہ آنیوالا مسیح اسی امت سے ہو اور وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے برکت اور تعلیم پائے۔ اور آپ ہی کے فیض اور ہدایت سے روشنی حاصل کرے۔ مگر دیکھا ہے کہ ہمارے مخالف اس موقع پر چالاکی سے یہ کہدیتے ہیں کہ آنے والا عیسیٰ امتی ہوگا۔ یہہ مصیبت انہیں بخاری اور مسلم سے آئی کیونکہ اس میں **اماکم منکم**۔ **امکم منکم** لکھا ہوا ہے۔ اسلئے حضرت عیسیٰ کو امتی بناتے ہیں مگر نہیں سمجھتے کہ امتی تو وہ ہوتا ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے بغیر گمراہ تھا جو رشد اور سعادت اسنے پائی وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع اور تعلیم سے پائی۔ مگر یہ وہ تسلیم نہیں کرتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے گمراہ تھے اور اب بھی گمراہ ہیں جبوقت آئیں گے اسوقت آپ کی ہدایت اور تعلیم پر عمل کر کے وہ درجہ اور عزت انہیں ملے گی + پھر **اماکم منکم** کا مفہوم اسصورت میں تو درست نہ ٹھیرا افسوس کا مقام کہ ان لوگوں نے قرآن شریف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر غور کرنا چھوڑ دیا ہے اور وہ جو حکم ہو کر آیا تھا اسکا انکار کر دیا پھر انکو سمجھہ آوے تو کیونکر۔ **اماکم منکم** صاف طور پر یہی ظاہر کرتا تھا کہ آنیوالا امام تم میں سے ہی ہوگا مگر یہہ اسپر راضی نہیں ہوتے۔ یہہ امت کو شر الامم اور یہودی بنا کر تو خوش ہو جاتے ہیں لیکن مسیح اور امام کا آنا اس امت سے تسلیم نہیں کر سکتے!!!

ایسا تو حضرت مسیح کی نسبت یہ اقرار کریں کہ وہ گمراہ ہیں (معاذ اللہ) جیسا کہ عیسائیوں نے اقرار کر لیا کہ وہ ملعون ہیں (نعوذ باللہ) عیسائیوں نے لعنتی تو انکو کہدیا مگر لعنت کے مفہوم سے بے خبر رہے اگر انکو پہلے خبر ہوتی کہ لعنت کا یہ مفہوم ہے تو کبھی یہ لفظ نہ کہتے لعنت کا مفہوم تو یہ ہے کہ ملعون راندہ درگاہ ہو اور خدا اس سے بیزار اور وہ خدا سے بیزار ہو۔ اور شیطان سے جا ملے اب بتاؤ کہ تم مسیح کیلئے یہ لفظ تجویز کرتے ہو؟ تو آخر وہ جواب نہ لکھہ سکا۔ حقیقت میں انکا جواب ہے ہی نہیں انہوں نے غلطی سے لعنت کے مفہوم سے بے خبر رہ کر یہ لفظ ان کے

شاہ آباد ضلع ہردوئی میں اعلائے حق

ناظرین الحکم جناب مولانا مولوی حکیم انوار حسین خان صاحب رئیس ہردوئی کے نام سے واقف ہیں صاحب موصوف ایک ذی وجاہت رئیس ہونے کے علاوہ ذی علم اور قابل آدمی ہیں۔

شاہ آباد میں وہ تنہا احمدی ہیں۔ وہاں سید مظفر علی صاحب (برادر حقیقی حکیم سید امجد علی صاحب جو محلہ سید والا میں رہتے ہیں) نے منشی نثار الحق صاحب دہلوی محرر بنچ مجسٹریٹ شاہ آباد کے توسط سے حیات مسیح کے متعلق گفتگو کرنے کی دعوت دی اس کے متعلق مولوی انوار حسین خان صاحب نے اسکا تحریری جواب ان کے پاس بھیجا اور اس میں انہیں دوسرے علماء مخالف سے مدد لینے کا بھی اختیار دیا۔ سید صاحب نے اسکا جواب جو کچھ بھیجا ہے وہ ناظرین خود دیکھ لیں گے۔ ہر چند اس خط و کتابت کی اشاعت کی چنداں ضرورت نہ ہوتی لیکن محض اس خیال سے کہ کیا عجب شاہ آباد کی مسلمان آبادی پر اسکا اچھا اور مفید اثر پڑے میں بغیر کسی قسم کے حاشیہ اور اضافہ کے دونوں خطوں کو چھاپ دیتا ہوں اور شاہ آباد کی مسلمان خصوصاً رئیس پارٹی کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ خدا کے لئے اس معاملہ پر غور کریں۔ ایڈیٹر۔

مشفقی سید مظفر علی صاحب

بعد سلام مسنون کے التماس ہے کہ آج مجھے منشی نثار الحق صاحب کا آپکا پیغام پہنچایا۔ کہ سید صاحب فرماتے ہیں کہ ہم دعاوی حیات و ممات میں انوار حسین کو بہت تھوڑے عرصہ میں سمجھا دینگے بشرطیکہ وہ یہہ اقرار کریں کہ مطالبہ روپیہ دستاویزی ہمکو چھوڑ دیں یا دستاویز واپس کردیں ورنہ میں قادیانی ہو جاؤں گا۔ جناب من اوس کے جواب میں عرض ہے کہ مجھکو کوئی نفع آپ کے قادیانی ہونے سے نہیں ہے۔ میری غرض تو صرف اس قدر ہے کہ جو بات کہ حق ہو اوسکو قبول کر لیا جائے۔ یا میں اوس حق بات کو جو معلوم ہو کانوں تک دوسرے کے پہنچا دوں۔ اگر وہ شخص اوسکو قبول کرے تو اوسکا فائدہ ہے ورنہ میں اوس الزام سے کہ جس کا ذکر حدیث میں آیا ہے کہ الساکت عن الحق شیطان اخرس۔ یعنے خاموش رہنے والا نیک بات سے گونگا شیطان ہے بری ہو سکوں۔ اور میرے نزدیک کیا شاید دوسروں کے نزدیک بھی یہہ بات معقول ہوگی کہ حق جس جگہ پاوے اوس کی پیروی کرے اور پابند ہو خواہ وہ حق دار القادیان کا ہو یا بٹالہ کا یا کسی دوسرے مقام کا اور آپ میں تو "گستاخی معاف" احمدی جماعت میں داخل ہونیکی ہمت ہی نہیں پاتا۔ کیونکہ منجملہ دس شرائط بیعت کے شرط پنجم یہہ ہے کہ ہر حال میں رنج و راحت عسر۔ یسر۔ اور نعمت اور بلا میں اللہ تعالٰے کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا۔ اور ہر ایک ذلت و دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس راہ میں تیار رہے گا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اوس سے منہ نہ پھیریگا۔ بلکہ قدم آگے بڑھائے گا۔ ششم یہہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔ دیکھو شرائط مندرجہ اخبار بدر و اشتہار مطبوعہ ۱۸۸۹ء۔ میں خود اپنی طرف سے یہ بات ظاہر نہیں کرتا بلکہ آپ کا ابتدا ہی سے شرط ادائگی مطالبہ آپکے استقلال و عزت دین پر گواہ ہے۔ رہی دوسری بات مطالبہ کی ادائگی اور واپسی دستاویز وغیرہ اوسکی بابت عرض ہے کہ۔ میں بطیب خوشی سے اس بات کو منظور کرتا سوا اسکے اور مجھکو کوئی کلام نہیں۔ اگر آپ صرف جواب معقول مع استدلال قرآنی کے میری تحریر کا جو آپکی طلب پر پیش کر سکوں گا جواب بالاستیعاب تحریری دیدیں۔ یا کسی دوسرے صاحب سے شاہ آباد میں اعانت لیکر جواب لکھدیں۔ مگر واضح رہے کہ آپ اگر شاہ آباد کے علاوہ کسی دوسرے مقام سے مدد لینگے تو مجھکو بھی اختیار ہوگا کہ میں بھی دوسرے مقام کی مدد لے سکوں۔ اگرچہ ابھی خدا کے فضل سے مجھکو ضرورت نہیں۔ اور اوسوقت آپ کو اختیار تام ہوگا کہ آپ جس کو چاہیں تمام ہندوستان میں سے اپنا شریک بنالیں۔ خواہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ہوں یا مولوی عبد اللہ صاحب ٹونکی یا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری یا مولوی عبد الحی صاحب دہلوی وغیرہ وغیرہ جسکو چاہیں آپ اپنا شریک کر سکتے ہیں۔ اور اوس وعدہ یا اقرار میں جو اس خط میں لکھا ہے خواہ شریک حصہ آپ اون کو کریں یا نہ کریں مگر میں اوس کے خلاف نہ کرونگا جو میں تحریر کر آیا ہوں یہہ ظاہر ہے کہ میں شاہ آباد میں منجملہ آبادی مسلمانوں کے کہ بموجب مردم شماری سنہ ۱۹۰۱ء کے تعداد نو ہزار نو سو ہے ایک منفرد شخص ہوں۔ اور باقی جملہ اشخاص اس مسئلہ میں میرے مخالف۔ مگر میں تو منفرداً آپکو وسعت دیتا ہوں کہ شاہ آباد کے حضرات کی شراکت کے آپ مجاز ہیں۔ کہ جس سے چاہیں مدد لیں۔ اور میں بعد فیصلہ پانچ ایسے منصف مزاج اشخاص کے کہ جو حق گو ہوں۔ اور حق کہنے میں کسی کی بھی پروا نہ کرتے ہوں خواہ یہہ کہ مال جاوے یا جان۔ اور وہ اون دونوں فریقوں میں سے بھی نہوں یعنے نہ حیات کے قائل ہوں اور نہ ممات کے اور اون کا تعین میری مرضی پر ہوگا۔ ورنہ آپ اور میرے دونوں کے جس میں آپ ایسے اوصاف ثابت کردیں اور وہ یہہ کہیں کہ جملہ تحریر کا جواب بے کم و کاست ہوگیا اور کوئی سوال یا جزو تحریر بغیر جواب معقول کے باقی نہیں رہا اوسوقت میں صرف وہی مبلغ ما عــہ جو میری بابتی آپ کے ذمہ حسب شرائط جواب ہیں واپس نہیں کرونگا بلکہ اوس کے علاوہ مبلغ یکصد روپیہ اور بطور نذرانہ پیش کش کرونگا۔ اگر آپ کو اس تحریر پر اعتقاد نہ ہو تو بذریعہ رجسٹری کے اسٹامپ پر تحریر مکمل کردونگا یا جس طرح آپ کا اطمینان ہو اوس کے کرنے کے واسطے تیار و مستعد ہوں۔ مگر شرط یہ ہے کہ صرفہ اسٹامپ و رجسٹری وغیرہ آپ کے ذمہ ہوگا بعد کامیابی کے آپ مجاز مجھسے ما عــہ یعنے ما عــہ دستاویزی یافتنی میرے اور ما نقد بطور نذرانہ مع اضافہ خرچہ رجسٹری وغیرہ کے مستحق ہونگے اور اسی قدر نہیں بلکہ یہہ بھی اقرار ہے اور بذریعہ رجسٹری کے بھی تحریر کر دونگا۔ اگر صرف شاہ آباد ہی کے آپ کے معین ہونگے تو مجھ منفرد سے اور یا کسی دوسری جگہ کے علاوہ شاہ آباد کے مجیب ہونگے تو در حالت جواب معقول حسب شرائط مندرجہ صدر مستحق پانے جائداد و چکات کے جو الگ کہاتہ [illegible] میں تعدادی [illegible] میرے نام ذاتی ہے اور اب تک کسی جگہ نہ کفالت میں ہے نہ ضمانت میں۔ اور اگر اس کے خلاف ہو تو آپ دریافت کر سکتے ہیں جسمیں سے عــہ کلہ اراضی میں باغات قلمی ہیں جنکی بابت آپ ہی خود علم رکھتے ہوں گے کہ یہ باغات قریب شاہ آباد میں اعلے درجہ کے قرار دئے جاسکتے ہیں۔ جسکی قیمت فروخت کی بحساب جناب کے جو آپکے اپنے کھیت واقع عقب جامع مسجد کے فرمائی تھی کہ للعہ فیصدی میں فروخت ہوتا ہے دس ہزار ہوگی۔۔۔۔ ۔۔۔۔ اراضی کی جو قیمت ہو یہہ سب حسب اقرار کے میں دینے کو تیار و مستعد ہوں۔ آپ نے تو صرف مبلغ ما عــہ کی بابت طمع ظاہر فرمائی ہے مگر میں اوسکے علاوہ ایک رقم کثیر ادا کرنیکو تیار ہوں کیونکہ دین کی عزت کے مقابلہ میں میرے نزدیک مال کوئی چیز نہیں۔ اور یہ تجارت آپ کی تمام تجارتوں سے بڑھکر اور چڑھ کر ہے آپ کو بذریعہ ملازمت کے ایکسو روپیہ سالانہ کا محاصل ہے اور اس حالت میں شاید تھوڑے عرصہ میں اس حساب سے سو یا ڈیڑھ سو برس کا منافع حاصل ہو سکتا ہے۔ اب میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ آپ کسقدر اس منافع کے حصول کی کوشش فرماتے ہیں اور مجھکو بھی جہالت و نادانی سے اپنے خیال کے موافق راہ ہدایت پر لاتے ہیں مگر شرط یہی ہے کہ تجاوز کسی شرط سے یا جواب تحریری سے جو اوس کاغذ میں تحریر ہونگے جسکی بابت میں لکھ چکا ہوں اور وہ عند الطلب آپکی خدمت میں باخذ رسید دیا جاوے گا نکریں۔ اور جواب یک ہفتہ سے ایک ماہ کی مدت میں بھیجدیں کیونکہ جب آپ تھوڑی مدت میں سمجھا سکتے ہیں تو بہت مدت میں بدرجہ اولیٰ تحریر اور علاوہ قرآن شریف یا حدیث مرفوع متصل اور متواتر کی کوئی آیت ذی الوجوہ و متشابہ پیش نکریں وما علینا الا البلاغ

راقم الحروف

انوار حسین خان۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۵ء

مولوی صاحب مخدوم و مکرم و معظم بندہ دامت عنایتکم

بعد سلام مسنون نیاز مقرون آنکہ آپکا والا نامہ شرف صدور لایا آپ کی شان محققانہ سے بہت بعید تھا کہ کسی کے کہنے پر آپ پورا یقین کر بیٹھے کہ مظفر علی دعوئی حیات و ممات میں آپ کا اطمینان کر دینے کا ذمہ کرتا ہے خیال تو فرمائے کہ جبکہ آپ نائب رسول علماء اور اون کے اجماع ہو جانے پر بھی اطمینان نہیں فرماتے ہیں اور خلاف کی طرف راہ نکالتے ہیں تو مجھ بیچارہ کو آپ بخوبی جانتے ہیں کہ محض جاہل ہوں علم فارسی عربی درکنار اردو بھی نہیں جانتا اور پھر آپ کے مقابلہ میں جبکہ اللہ تعالٰے نے مولوی ہونیکا فخر عطا فرمایا ہے کیا زبان کھولنے کی ہمت کر سکتا ہوں بفائدہ آپ بغیر مجھسے دریافت کئے ہوئے بلائے ناگہانی کی طرح مجھپر ٹوٹ پڑے بجز اس کے اور کیا خیال

جنازہ غائب۔ بابو برکت علی صاحب کلرک دہرم سالہ تحریر کرتے ہیں۔ کہ میری چھوٹی ہمشیرہ اس دار فانی سے کوچ کر گئی ہے۔ احمدی جماعت سے التماس ہے کہ مرحومہ کا جنازہ غائب پڑھا دے۔

www.aaiil.org

کیا جا سکتا ہے کہ طلب حق نہین نفس کی یہہ تجویز ہین اگر طلب حق ہوتی تو اپنے ہمعصر علماء سے تحقیق کی کوشش فرماتے کچہہ دشوار نہین موجودہ حالت مین صرف ہردوئی تشریف لے جایئے آپکو معلوم ہوگا وہان ایک جلسہ علماء کا ہے اون سے تحقیق اور اپنے اطمینان کی کوشش فرمایئے مجہکو محض جاہل پاکر اپنے دل کے بخار نکالنے کے لئے مستعد ہو گئے ؎

نہ فقیہم نہ مشایخ نہ محتسب نہ فقیہ
مرا غرض چہ کہ منع شراب خوار کنم

دوسرے یہ آپ مجہہ حقیر کیطرف یہہ خطاب فرماتے ہین کہ مین ...... تجہہ مین احمدی جماعت کے داخل ہونیکی ہمت ہی نہین پاتا ہون صرف اسکا جواب اس قدر کافی ہے کہ اللہ تعالے اپنے حبیب پاک کے صدقہ مین اگر احمدی جماعت راستی پر ہو تو مجہکو اوسمین داخل ہونے کی ہمت مرحمت فرماوے ۔ ورنہ آپ کو اوس سے خروج کی ہدایت فرماوے آمین ثم آمین ۔

تیسرے یہ کہ مین آپ کا قرضدار ضرور ہون اور اللہ پاک کی درگاہ مین اوسکی ادائے واسطے عرض کرتا ہون جسکی نسبت آپ یہہ ارقام فرماتے ہین کہ آپ کے شرائط ادائگی مطالبہ آپ کے استقلال اور عزت دین پر گواہ ہین ۔ مولوی صاحب اگر مین آپکا قرضدار نہوتا تو کیون آپسے صاف صاف سنتا آپ بجا فرماتے ہین میرے پاس جب دنیا نہین تو دین کیسے ہو سکتا ہے دین تو شاید فی زمانہ دنیا ہی کا نام ہے کم ہمت فرمائے بے ایمان فرمایئے مین کیا بدترین مخلوقات من آنم کہ من دانم ۔ مگر آپ کا اپنے زہد اور عباد پر ایسا فخر فرمانا ایسا نہ ہو ناپسند حق ہو ۔ آج تک تو لوگ اس حقیر کو آل رسول کے ساتہہ خطاب فرماتے تہے اور آپ کی تحریر مین یہہ بہی ہے کہ مین شاہ آباد مین بجملہ آبادی مسلمانون کے کہ جو بوجب مردم شماری ۱۸۹۱؁ کے ... ہزار کوئی سو ہے مین ایک منفرد شخص ہون اور باقی میرے مخالف ۔ لہذا آپنے خطاب بہی ہم لوگون کے لئے نیا تجویز فرمایا یعنی بے ایمان مگر روز حشر مین اپنے جد کے سامنے اسکا انصاف چاہونگا جو اب یاد فرما رکہین ایسا نہو کہ آپکو آپ کے ایمان کا گہمنڈ ... ہین آپکا قرضدار ضرور ... حسب وقت اللہ ... نجات دیگا سجدہ شکر بجا لاؤنگا ۔ اس وقت تک جو کچہہ مزاج مین آئے فرمایئے مین بہت شوق سے سننے کو تیار ہون ایک مثل یاد تہی اسنے بڑی تسکین دی اور وہ یہ ہے ۔

کہ ایک یہودی کے ہمارے جد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم قرضدار تہے وہ آپ کے پاس تقاضے کو آیا اور کہنے لگا کہ محمد تم بڑے نادہند ہو میرا روپیہ نہین دیتے ہو اور بہی بہت کچہہ سختی کی آپ نے اوسکی سختی پر صبر فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ بہی حضوری مین حاضر تہے آپکو اوس کی گستاخی بہت ناگوار ہوئی اور آپ نے اوس یہودی سے فرمایا کہ اے شخص تو نے اگر اب کی مرتبہ پہر ایسا کہا تو تجہکو قتل کرونگا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی خاموش ہو جاؤ اور حق کی طرف رہو مجہکو کیون نہین سمجہاتے ہو کہ مین روپیہ اس کا ادا کرون یہہ سنکر وہ یہود بہت شرمندہ ہوا ۔

جب ہمارے جد کو بوجہ قرضدار ہونیکے ایک یہود سے ایسی سخت باتین سننی پڑین اور حضور انور نے برداشت فرمائین تو مین بہی تو اوسی درخت کی شاخ ہون جو جی مین آئے فرمایئے سب کچہہ سننے کے واسطے حاضر ہون

چوتہے یہ کہ آپ فرماتے ہین کہ اگر تم میرا اطمینان کردوگے تو اسقدر زمین باغات وغیرہ اور مال میرے پاس ہے تجہکو دیدونگا ۔ آپکی زمین اور باغات اور مال اللہ تعالے آپ کا آپکو مبارک کرے اور روز افزون ترقی فرمائے اوسکی مجہہ کو ضرورت نہین ۔ مین بیچارہ آپ کا اطمینان کیا کر سکتا ہون اور کوئی کیا کر سکے گا ۔

ماراچہ ازین قصہ کہ گاؤ آمد و خر رفت

کسی کے کہنے پر خیال نفرمایئے اور مجہکو معاف فرمائے اور اگر آپ اپنے دل کے حوصلے مجہہ ہی پر پورا کرنا چاہتے ہین تو مجہہ کو بہی گریز نہین ہے جسوقت جی چاہے تشریف لائے ۔ دو باتون مین قصہ تمام ہے ۔

نیازمند مظفر علی بقلم خود
۱۰ شعبان ۱۳۲۳ھ

یادگار کریم

اس عنوان کے نیچے الحکم مین جو تحریک حضرت مولوی نور الدین صاحب کے ایما سے کی گئی ہے وہ اپنے اندر ہی ایک ایسا جذب اور اثر رکہتی ہے کہ قوم بہین حصہ لینے کے لئے کسی کی ترغیب تحریص کی محتاج نہین ۔ کیونکہ یادگار ہو وہ ایک سچے عاشق قرآن کی اور ما حصل اسکا ہے تعلیم و تلاوت قرآن کریم ۔ وہ پیارا وجود جسکی یادگار کے لئے ہم آج یہ تجویزین کر رہے ہین جیسا اپنی زندگی مین قوم کو تعلیم دیتا تہا ویسا ہی وہ اپنی موت مین بہی قوم کو ایک تعلیم دے کر گیا ہے اور وہ یہہ ہے کہ ہماری محبت اسکے جسم فانی سے نہ ہونی چاہیئے بلکہ اس کی روح سے اور اون چیزون سے جنسے وہ محبت کرتا تہا جو ہمیشہ رہنے والی ہین اور جیسا کہ اسکے ہر ایک خطبا ور ایک تحریر اور ہر ایک تقریر اور ہر ایک خط اور ہر ایک گفتگو سے قرآن کریم کی سچی اور خالص محبت کی شہادت ملتی ہے مین ذاتی طور پر بہی یہہ شہادت دیتا ہون کہ اس کے دلمین قرآن کریم کی محبت کوٹ کوٹ کر بہری ہوئی تہی جب سے مین قادیان مین آکر رہا ہون یعنی ۱۸۹۹ء سے مشکل سے ہی کوئی دن ایسا گذرتا ہوگا جب مین اور وہ مخدوم مرحوم اکٹہے نہ بیٹہتے ہون ۔ اور گہنٹون کی تنہائی کی گفتگو مین بہی اگر ان کے دل کے اندر کوئی بات مینے دیکہی ہے تو وہ کلام الٰہی سے خالص اور سچی محبت اور مہبط وحی صلے اللہ علیہ وسلم سے سچا عشق تہا ۔ کوئی دنیا کی گفتگو اسکو کبہی بہلا سکتی تہی بلکہ اگر اتفاقاً کوئی بات درمیان مین آ بہی جاوے تو جہٹ اسے قطع کرکے وہی قرآن کریم اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح کا ترانہ شروع کر دیتے تہے ۔ انکے قرآن کریم کے پڑہنے مین ایسا درد تہا کہ رلا رلا دیتے تہے اور جن لوگون کو آپ کے پیچہے نماز پڑہنے کا اتفاق ہوا ہے ۔ اور اس جماعت مین شاید ہی کوئی ایسا آدمی ہوگا جسکو یہہ اتفاق نہ ہوا ہو ۔ وہ خود اس بات سے واقف ہین کہ کیسا ذوق اور خضوع انکے پیچہے نماز مین حاصل ہوتا تہا ۔ اے مرحوم تیری روح پر ہزارون ہزار درود ہون کہ تیری زندگی ہمارے لئے ہزارون ہزار برکات کا موجب تہی ۔ خدا کرے تیری یہ ابدی زندگی اس سے بہی زیادہ برکات کا موجب ہو ۔ ایسے پیارے اور ایسے بابرکت اور ایسے قیمتی اور ایسے غمخوار دوست کی مفارقت پر یہ تو قدرتی امر تہا کہ دل غم سے اور آنکہین آنسوؤن سے بہر جائین مگر یہہ تو کچہہ بہی نہین ۔ جو میت رونے دہونے اور مرثیہ خوانی تک ہی رہ جائے وہ ایک معمولی موت ہے مگر ہمارے اس مخدوم مرحوم کی موت معمولی نہ تہی اور اسکی شہادت خود خدا نے آسمان سے دی ۔ یادگارین تو لوگ دنیا مین ہزارون قسم کی بناتے ہین ۔ مگر سچی یادگار وہی ہے جو جدا ہوئے ہوئے دوست کی روح کا سچا نقشہ سامنے لاوے سو اگرچہ ہمارے مدرسہ مین قرآن شریف پڑہایا جاتا ہے مگر سچی بات یہ ہے کہ یہ معمولی دنیوی اور مروج تعلیم کے ساتہہ آٹے مین نمک کی طرح ہے ۔ اگر قوم اس قسم کے قرآن شریف سے محبت رکہنیوالے وجودون سے پیار کرتی ہے جس قسم کا ایک وجود ہمارے درمیان سے اٹہہ گیا ہے ۔ تو یہ نہایت ضروری ہے کہ بہت جلدی قرآن شریف کی تعلیم کا ایک الگ سلسلہ کہولا جائے جسکی اصل غرض صرف تعلیم کتاب الٰہی ہی ہو ۔ یہی وہ بات ہے جو ہمارے مرحوم دوست کی روح کو خوش کر سکتی ہے اور یہی وہ بات ہے جو ہماری اس سے محبت کو ظاہر کر سکتی ہے ۔ اور اس کی صداقت پر یہ کم شہادت نہین کہ سب سے پہلے اس تجویز کو خدا نے اسکے دل مین ڈالا جسکو اسنے اپنے فضل سے ہماری اس احمدی قوم مین سب سے زیادہ فہم عطا کیا ہے ۔ اسکے لئے ضرورت ہوگی عمدہ عمارت کی جو میرے خیال مین پختہ ہونی چاہیئے تعلیم کے کمرے اور متعلمین کی رہائش کے کمرے اور پہر ایک مستقل ماہوار آمد ۔ جو مستقل مصارف کیلئے مکتفی ہو ۔ پس سب سے پہلے تو ضروریات عمارت کا فکر چاہیئے اسکے لئے خصوصیت سے جماعت سیالکوٹ مخاطب ہے جسنے سالہا سال تک مرحوم کے وعظ اور درس قرآن سے فائدہ اٹہایا ہے اور اس جماعت مین خصوصیت سے مخاطب ہین ۔ مکرم و مخدوم چودہری محمد سلطان صاحب جنکا مرحوم اکلوتا بیٹا تہا اور چودہری محمد بخش صاحب ۔ چودہری صاحب کا نام آنیکے ساتہہ میرے سامنے الحکم کا ایک نوٹ آگیا ہے جس کو پڑہکر مجہے بہت ہی افسوس ہوا ہے اور خود چودہری صاحب کو بہی ہوا اور انکے دوستون اور اقربا کو بہی افسوس ہوا ہوگا اس نوٹ مین خدا جانے کسطرح یہ لکہدیا گیا کہ "اگر کوئی صاحب مخدوم الملت کے ضعیف والدین کے لئے کوئی رقم بہیجین تو وہ فلان شخص کو بہیجدین ہم تو خود چودہری صاحب سے یادگار کریم کے لئے بڑی بہاری رقم کے امیدوار ہین چہ جائیکہ وہ کسی دوست کی مدد کے محتاج ہون ۔ چودہری صاحب خدا کے فضل سے صاحب جائداد ہین اور ۲۷ سال تک سیالکوٹ کے میونسپل کمشنر رہے ہین ۔ اسی طرز کا ایک نوٹ اخبار بدر مین بہی غلطی سے شائع کر دیا گیا ہے ۔ ہم مولوی صاحب کے پس ماندگان کے لئے قوم سے قطعاً ایک پیسہ نہین مانگتے بلکہ حضرت مرحوم کی یادگار کے لئے مانگتے ہین ۔ جب مین اس محبت کو دیکہتا ہون جو قوم کو حضرت مولوی صاحب مرحوم سے تہی تو مین خیال کرتا ہون کہ یہ ایک بہت ہی چہوٹی سی درخواست کی گئی ہے ۔ اس ظاہر حصہ کو اگر قوم پورا کردے تو خدا اس مین برکت ڈالکر اس سلسلہ کو دنیا کے لئے بہت سی برکات کا موجب بنا دیگا ۔ عمارت کیلئے میری سمجہہ مین تین چار ہزار روپیہ کافی ہوگا اور ماہوار اخراجات کا اندازہ بعد مین لگ سکیگا ۔ راقم محمد علی ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز قادیان ۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۰

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریہ

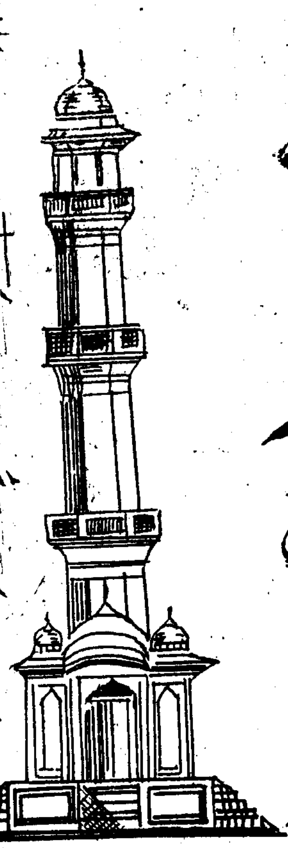

الحکم

فہرست مضامین

دہلی مین - صفحہ اول

آیات حضرت مخدوم الملت

ملفوظات - صفحہ ۲

امام الزمان سلمہ الرحمان - صفحہ ۶

بجواب مرزائی چٹکلے - صفحہ ۸

آیات حضرت مخدوم الملت - صفحہ ۹

(۶) تعلیم الاسلام سکول اور کالج

رسید زر آمدنی مدرسہ

صاحب وسعت احباب توجہ کرین } صفحہ ۱۰

(۷) اشتہارات صفحہ ۱۱ - ۱۲

چہ گویم بالو گر آئی چہادر قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر ہے - (۴) غیر مذہب والون سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے دو روپیہ بارہ آنہ

نمبر ۳۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۵ء مطابق ۱۲ رمضان ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

حضرت مسیح موعود دہلی مین

(۱) اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت قیام دہلی مین علی العموم اچھی رہی - آخری ایام مین درد پاکی کسیقدر تکلیف ہوئی مگر حضرت بدستور مجلس مین آکر تبلیغ کرتے رہے - یکم نومبر کو آپ جناب خواجہ صاحب کے مزار پر جو قطب صاحب کرکے مشہور ہے اور دہلی سے ۱۱ میل کے فاصلہ پر قصبہ مہرولی مین واقع ہے تشریف لے گئے - ایک جماعت آپ کے ہمراہ تہی دیر تک وہان دعا کرتے رہے اور ۴ بجے کے قریب واپس آئے -

جب وہان سے واپس ہوئے تو مقبرہ منصور صفدر جنگ وزیر ہمایون کے پاس الہام ہوا -

دست تو - دعائے تو ترحم زخدا

(۲) دہلی مین احباب کے اصرار سے تجویز ہوا کہ ایک لیکچر حضرت حکیم الامۃ کیطرف سے دیا جاوے چنانچہ ۳ نومبر کو دہلی کے مقامی دستور کے موافق اسکی اجازت وغیرہ کے لئے سعی کی گئی - جو معلوم ہوا کہ اتوار تک نہین ہوسکتا - اور فی الحقیقت ایسا ہی ہونا چاہئے تہا کیونکہ دہلی کے دروازے پہلے ہی سے بند ہوچکے تہے ...

اعلےٰ حضرت کی رؤیا قبل از روانگی دہلی ظاہر کرتی ہے -

(۳) دہلی سے ۴ - نومبر کی شام کو اعلےٰ حضرت قادیان کو واپس ہوئے - لودہیانہ کی جماعت نے بہ اصرار والحاح درخواست کی تہی کہ واپسی پر اعلےٰ حضرت لودہانہ قیام کرین چنانچہ حضور نے درخواست منظور کر لی - ۵ - نومبر کو ۱۱ بجے کے قریب لودہانہ گاڑی پہونچی سٹیشن پر بہت بڑا انبوہ اور ہجوم تہا چنانچہ وہان کا مقامی اخبار لکھتا ہے کہ ایک میلا لگا ہوا تہا اور فی الحقیقت ایسا ہی تہا - ہزارہا انسان جمع تہے - اور ضلع لودہانہ اور جالندہر کے اکثر مقامات سے خدام جمع ہو گئے تہے - مخالفین کیطرف سے سب و شتم سے بہرے ہوئے اشتہار شائع ہوئے -

جنکا مناسب جواب بذریعہ اشتہار ایڈیٹر الحکم کیطرف سے دیا گیا -

۶ - نومبر ۱۹۰۵ء کو اعلےٰ حضرت کی ایک عام تقریر کئی ہزار کے مجمع مین ہوئی جو برابر تین گھنٹہ تک ہوتی رہی - جسکا اثر بہت اچھا پڑا - پولیس کا انتظام نہایت ہی قابل تعریف اور قابل قدر تہا مین شہر لودہانہ کو منشی حاکم خان صاحب ایسے افیسر پولیس کے قیام پر مبارکباد دیتا ہون حقیقت مین وہ شہر بڑا ہی خوش قسمت ہے جہان ایسے افیسر ہون جو امن جو اور رعایا کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہون - خدا کرے ایسے آفیسر ہر جگہ ہون - منشی حاکم خان صاحب نے جس دیانتداری اور مستعدی سے اپنے فرض کو ادا کیا وہ نہایت ہی قابل قدر ہے باوجودیکہ جلسہ مین کئی ہزار آدمی موجود تہے اور پولیس کا کوئی بہت بڑا عملہ وہان موجود نہ تہا تاہم ایسا کامل انتظام تہا کہ کوئی شخص اپنی جگہ سے نہین ہلا اور کسی قسم کی آواز یا حرکت جلسہ مین نہین ہوئی - غرض پوری خاموشی اور شوق کے ساتہہ لیکچر سنا گیا - لودہانہ مین بیعت کا سلسلہ ریلوے سٹیشن تک جاری رہا - ۷ - نومبر کی صبح کو آپ وہان سے روانہ ہوئے - امرتسر کی جماعت نے دو مرتبہ اپنا سفیر قیام امرتسر کے متعلق بہیجا - اسلئے حضرت نے وہ درخواست منظور کی اور آپ ۷ - نومبر کو ۴ بجے کے قریب امرتسر پہونچے - سٹیشن پر لاہور کے بعض افراد اور امرتسر کی جماعت کا خاص اژدہام تہا - حضرت اقدس اور جماعت کو اس مکان مین جو جنگ مقدس (مباحثہ عیسائیان ۱۸۹۳ء) کے ایام مین حضرت اقدس کا قیام گاہ تہا ٹہیرایا گیا ہے - غالباً حضرت اقدس کی ایک عام تقریر ہوگی - امرتسر سے ۱۰ - نومبر کو اعلےٰ حضرت امید کیجاتی ہے قادیان کو روانہ ہونگے -

سردست یہہ اجمالی حالات اور کوائف درج کر دیئے جاتے ہین -

(ایڈیٹر الحکم از امرتسر ۸ - نومبر ۱۹۰۵ء)

روزانہ الحکم

روزانہ الحکم کے اجرا کا اعلان گذشتہ سے پیوستہ الحکم مین ہوچکا ہے - اس وقت تک جو درخواستین دفتر مین موصول ہوئی ہین - وہ امید دلاتی ہین - کہ انشاء اللہ العزیز روزانہ الحکم یکم جنوری ۱۹۰۶ء سے جاری ہوجاویگا اگر حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان کے کلمات طیبات روزانہ کی پیاس رکہنے والے احباب توجہ کرین تو تعداد مقررہ ...

تازہ ... نومبر ... ۱۲ بجے اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ سفر دہلی سے بخیر و عافیت تمام معہ خدام دارالامان مین رونق افروز ہوئے - الحمد للہ علیٰ ذالک

www.aaiil.org

مرثیہ وفات حسرت آیات حضرت مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ
از نتیجۂ طبع اندوہگین اکبر شاہ خان احمدی نجیب آبادی المتخلص بہ اکبر

کیا ہوا کیون لٹ گئی فصل بہار
آسمان بھی غم سے ہے کیون اشکبار
کیون خزان گلشن مین آئی یک بیک
پھول کیون مرجھا گئے سب ایکبار
دوستون کی چشم کیون پُرنم ہے آج
ہے دلون مین سب کے کیون یہ انتشار
اے دل غمگین تجھے کیا ہو گیا [illegible]
کیون نہین آتا تجھے اکدم قرار
سیل اشک آنکھون سے جاری آج ہے
لب پہ نالے آتے ہین بے اختیار
دل نہین کہنے مین اپنا آج کل
اور جگر پہلو مین ہے سیماب وار
بیقراری بڑھ گئی ہے کس قدر
ضبط سے ہون مین نہایت شرمسار
اُسے میرے مقتدا و پیشوا
مولوی عبدالکریم با صفا

ڈھونڈنے تمکو کہان پر جاؤن مین
کس طرح خدمت مین اب آجاؤن مین
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] آج ہی مرجاؤن مین
[illegible] ہی ہو آب آب
ایسا پتھر دل کہان سے لاؤن مین
رنج و حسرت سے ہے سینہ چاک چاک
دل کو اپنے کس طرح سمجھاؤن مین
کیا تماشا ہے کہ غم کہا تا ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]
کس طرح دار الاماں کو جاؤن مین
[illegible]
[illegible]

وہ محبت وہ مروت وہ عطا
[illegible] تا روز جزا
اب کہان [illegible]
کون اب دے [illegible]

اب امام وقت کی خدمت مین کون
میری جانب سے کریگا التجا
خواب اپنی لکھہ کے بھیجونگا کسے
کون اب تعبیر لکھے گا بھلا
کون دے گا داد میری نظم کی
کس سے لون جا کر صلہ اشعار کا
آپ مین اوصاف تھے بے انتہا
یاد کس کس کو کرے اکبر بھلا
کل جماعت آج کل ہے سوگوار
رنج و غم ہر وقت کی ہے اب غذا
احمدی لوگون کو ہے رنج عظیم
چل بسے ہین مولوی عبدالکریم

ہوگئی چپ بلبل خوش داستان
یک بیک کیا ہو گیا اے باغبان
اے امام وقت ہے وقت مدد
ہے بہت بیتاب اکبر شاہ خان
قلب کو حاصل نہین ہوتا سکون
ہے جگر ہر وقت پہلو مین تپان
کاٹے کھاتا ہے نجیب آباد اب
مجھکو بلوا لیجیے سوئے قادیان
مین بہت غمگین ہون اور زار و حزین
دل ہے [illegible] اور نہ [illegible] زبان
[illegible] ہون سنگھڑی
[illegible] امام انس و جان
ایکدن کیجے دعا بہر خدا
[illegible] اے [illegible] زبان
ہوا بہت غمگین [illegible]
رنج سے پژمردہ و افسردہ ہون
ہے دعا اب تجھسے رب العالمین
رکھیو مرحوم کو خلد برین
رد باطل مین لگا رہتا تھا وہ
کام ہر دم اوسکا تھا امداد دین
مین کہون کیا تجھسے کو [illegible]
[illegible]
اوسکی ہر [illegible] کو تو کیجیو معاف
تھا تراشیدہ نہایت پاک دین
وہ عمر کی طرح رہتا تھا دلیر
تھا لرزتا اوس سے شیطان لعین
اوس سے بیدین [illegible]
وہ کسی سے بھی دبا ہرگز نہین
جبکہ خادم تھے بہت گردون شکوہ
آج وہ مدفون ہے زیر زمین
[illegible] ہون قیل و قال مین
کیا لکھون اب رنج و غم کا حال مین

از شیخ محمد یوسف عزیز ٹھیکہ دار کمسریٹ کیمپ انبالہ بازار توپخانہ

دیگئے غم اپنا ہم کو مولوی عبدالکریم
چلبسے ملک عدم مین آپ تو بے خوف و بیم
اشک جاری دوستون کی آنکھ سے تھے دمبدم
یہ وہ غم ہے جسکے صدمہ سے ہے سبکا دل دونیم
عابد و وحید خدا وہ خاص تھے مقبول حق
جبتلک دنیا مین تھے وہ تھے براہ مستقیم
دار فانی سے گئے وہ جانب دار البقا
بے تکلف ہو گئے وہ باغ جنت مین مقیم
اون مین تھی دینی لیاقت علم مین یکتا تھے وہ
باہمہ اوصاف تھے موصوف وہ در یتیم
مولویصاحب دکہائین خواب مین گر ہم کو شکل
سکے دل سی دور ہو جاوے الف در الام میم
فضل رحمان کے جو دروازہ تھے وہ سب کہل گئے
جسم اطہر سے ہوئی جب عدم روان روح سلیم
شان شیدائے نبی دیکھو تو تم اے عاشقو
جب موے وہ آسمان پر چھا گیا بادل جسیم
اٹھ آئی ہے ہمارے دل سے ساون کی گھٹا
چلتی ہے جسطرح ہر وقت سحر باد نسیم
جبکہ نعش مولویصاحب رکہی میدان مین
روتے تھے آٹھ آٹھ آنسو جتنے تھے اونکے ندیم
اوسگہڑی کا حال کیا ہو میرے خامہ سی رقم
چوم کر پیشانی اون کی بولے امت کے حکیم
[illegible] خدا کو حشر مین ملنا ضرور
[illegible] کو تم نے اے عبدالکریم
[illegible] چار دکہا [illegible] چل بسے
[illegible] تمہاری ہو گئے ہم [illegible]
مومنون نے جب پڑھی اون کے جنازہ کی نماز
پہوٹ کر روتے تھے غم سی سب محبان صمیم
آسمان روتا تھا اور نالان فرشتے بھی تھے [illegible]
خوش تھا رضوان خورم و شادان [illegible]
[illegible] جنت کو کر و آراستہ
کون ہے وہ [illegible] سواری عبدالکریم
[illegible] آنسو روان
جوش مین آتا ہے جیسے ابر باران رحیم
[illegible] یوسف کے [illegible]
روتے ہین [illegible]
والدہ کو مولویصاحب کی یارب صبر دے
اوس ضعیفہ سے نہ اوٹھیگا یہ اندوہ عظیم

[illegible] انکو شہید
[illegible] یاد آپ کو [illegible]

صبر کر ہمکو عطا اور عاقبت محمود کر
یہہ دعا درگاہ مین تیری ہے اے رب رحیم
مولویصاحب کے حق مین یہ دعا کر اے عزیز
اونکو بخشے اپنی رحمت سے خدائے کریم

انسپکٹران ڈاکخانجات

پنجاب کے بعد اب سار جنٹون کیطرف سے ایک میموریل پوسٹماسٹر جنرل پنجاب کیخدمت مین پیش ہوا ہے جس مین صاف طور پر جتادیا گیا ہے کہ عملہ کی کمی اور کام کی زیادتی سے پبلک کا سخت نقصان ہو رہا ہے۔ اور ڈاک کا انتظام بہت کچھہ بگڑ رہا ہے اسکا جلد تدارک فرمایا جاوے۔ اس عرضداشت کی معقولیت مین یقیناً اعلےٰ حکام محکمہ کو بھی کچھہ شبہہ نہین ہوگا جنکے پاس اب معمول سے بدرجہا زیادہ شکائتین پہنچ رہی ہین اور بطور سابق زیادہ حصہ اب فضول نہین ثابت ہوتا اس مین شک نہین کہ انگریزی عملداری کے تمام محکمون مین سے اب بھی صرف یہی ایک محکمہ ہے جس کی پبلک از حد ممنون ہے اور وہ اوس کے حق مین سراپا رحمت ہے۔ کسی قسم کا گزند نہین رکھتا لیکن کچھہ عرصہ سے بیمانہ رحمت، دن بدن گھٹتا جارہا ہے شکایات بڑھ رہی ہے خاصکر کارخانہ دار تو بعض اوقات سخت زچ آجاتے ہین عملہ کی قلت کے علاوہ خرابی کی بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ نگرانی بھی کماحقہٗ نہین ہوتی اور اگر شکایت ہو تو اسے بسا اوقات یون ہی ٹالنے کی کوشش کیجاتی ہے۔

مولوی نورالدین صاحب تاجر کتب مصریہ کانپور کی شکایت کے جواب مین منشی ابوالکلام آزاد تحریر کرتے ہین وی پی انہون نے واپس نہین کیا تھا۔ ڈاکخانہ والون نے میری عدم موجودگی اور مسافرت کیوجہ سے واپس کردیا تھا اور اسیوجہ سے دخترِ وطن لاہور کا بھی ایک وی پی واپس چلاگیا تھا لیکن یہ جواب کافی نہین آزاد صاحب ڈاکخانہ سے باز پرس کرتے اور کارخانون کو محصول ادا کردیتے کیونکہ جو تیہ انہون نے [illegible] پارسل اوس پتہ پر بھیجے گئے تھے ان کا [illegible] تھا کہ ان کی کتابین الگ خراب ہوئین اور محصول کی [illegible] جدا۔ ڈاکخانہ کے بعض عمال بھی [illegible] اب بہت کچھہ لاپروائی سے کام کر رہے ہین لیکن [illegible] پبلک ہی کا ہے انکو کچھہ نقصان نہین پہونچا [illegible] ڈاکخانہ کی غفلت کا یہ عالم ہے کہ کلکتہ مین ایک وی پی کا روپیہ ۲۶ جولائی کو وصول ہوا مگر وہ ابتک یا بندہ کو نہین ملا حالانکہ وہ کئی بار یاددہانیان کرچکا ہے بیرنگ خطوط و پیکٹون کا تو خدا ہی حافظ ہے رجسٹرڈ پارسل تک بھی اس زمانہ مین چندان محفوظ نہین رہگئے ڈلیوری کی یہ حالت ہے کہ خود پوسٹماسٹر لاہور کے نام

[illegible]

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ السلام

۲۶ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اسیطرح پر اگر یہ لوگ امتی کے مفہوم پر نظر ڈالیں اور غور کریں تو غلطی نہ کہائیں - کیونکہ امتی کے معنے یہی ہیں کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان و برکات سے مستفیض ہو اور ترقی کرے لیکن جس کے لئے یہ کہتے ہیں وہ تو پہلے ہی پیغمبر ہے اسکو کونسا موقع ملا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے استفاضہ کرے -

پھر نبی کے لفظ پر بھی بحث کرتے ہیں اور کہتے ہیں ..... کہ دعوائے نبوت ہے
مین کہتا ہون یہ تو نری لفظی نزاع ہے نبی تو خبر دینے والے کو کہتے ہین اب جس شخص کے ساتھ اللہ تعالے کے مخاطبات اور مکالمات ہوتے ہون اس کا کیا نام رکہا جاویگا - اور یہہ نبوت تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہی طفیل اور اتباع کا نتیجہ ہے مین اسکو کفر اور لعنت سمجہتا ہون اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے استفاضہ کئے بغیر کوئی شخص نبوت کے چشمہ سے حصہ لیتا ہے اور مستقل نبوت کا مدعی ہے یہہ نرے دہوکے ہین جو ان لوگون کو لگے ہوئے ہین اور بعض باوجودیکہ اس امر کو بخوبی سمجھتے ہین لیکن جہلا اور عوام کو بہڑکانے کے لئے ایسی باتین کرتے ہین - تاکہ وہ میری کتابون سے بیزار ہو جائین اور انہین پڑہ کر فائدہ نہ اٹہا سکین -

کاش یہ لوگ سمجھتے کہ انہون نے حضرت مسیح کے لئے جو خصوصیتین تجویز کی ہین ان کا نتیجہ کیا ہے ؟ مثلاً وہ کہتے ہین کہ مس شیطان سے وہی پاک ہے اور روح القدس کے سایہ سے پیدا ہوا ہے اس مین اس کا کوئی شریک نہین جسم عنصری کے ساتھہ آسمان پر وہی گئے ہین اور کوئی دوسرا اس مین شریک نہین پہر وہی آسمان سے اتریگا اور قیامت کے قریب آخری قاضی وہی ہون گے اور پہر یہہ بھی خصوصیت کہ دو ہزار برس ہونے کو آئے وہ اب تک آسمان پر بیٹہے ہین اور کہانے پینے اور دیگر حوائج انسانی کے محتاج نہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تو بہوک سے پتھر پیٹ پر باندہ لیتے مگر انکو اسکی بھی ضرورت نہین - کوئی اثر زمانہ کا اس پر نہین ہوا - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بیماری کا اثر ہو مسیح پر بالکل نہین - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر شیب اور پیرانی سالی کے آثار ظاہر ہون مگر مسیح ان سے بھی محفوظ - اب سوچو اور بتاؤ کہ اسکا کیا نتیجہ نکلے گا ؟ یقیناً یہی نتیجہ ہوگا کہ انہین ساری دنیا سے الگ اور نرالا مانا جاوے یا دوسرے الفاظ مین انکو خدا ہی کہا جاوے اس لئے کہ ایسی خصوصیتین یقیناً انہین خدا بناتی ہین اور عیسائی اسکو پیش کرتے ہین -

غرض

اللہ تعالے نے حضرت مسیح کو یہودیون کے ہاتھہ سے نجات دیکر ان کے الزامون سے انکو بری کیا تہا تاکہ انکو زک دے اور پھر اس سلسلہ محمدیہ کو قایم کرکے بتا دیا تہا کہ خدا تعالی کا فضل جسطرف وہ چاہتا ہے آتا ہے خواہ اسرائیلیون مین ہو خواہ اسماعیلیون مین اب تو یہودیون کے ہاتہہ مین نرا حسد ہے لیکن اگر وہ دیکہین کہ ان کے کمالات کا سلسلہ بند نہین ہوا تو پہر نری رسالت سے کیا حسد اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود معاذ اللہ برابر ہو جائیگا - کیونکہ آپ کے کمالات فیوض اور برکات کا سلسلہ بجائے آگے چلنے کے انہین پر ختم ہو گیا مجھے سخت تعجب آتا ہے کہ یہ لوگ میری مخالفت مین کچہہ ایسے اندہے ہو رہے ہین کہ وہ اس کے انجام اور نتائج سے بالکل بے خبر اور بے پروا ہو رہے ہین - کیا یہ سچ نہین ہے ؟ کہ اگر آپکا سلسلہ آپ سے ہی شروع ہو کر آپ ہی پر ختم ہو گیا تو آپ ابتر ٹہیرین گے (معاذ اللہ) حالانکہ اللہ تعالے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَر یعنے تجہے تو ہم نے کثرت کے ساتھہ روحانی اولاد عطا کی ہے جو تجہے بے اولاد کہتا ہے وہی ابتر ہے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جسمانی فرزند تو کوئی تہا نہین اگر روحانی طور پر بھی آپ کی اولاد کوئی نہین تو ایسا شخص خود بتاؤ کیا کہلاوے گا ؟ - مین تو اسکو سب سے بڑہ کر بے ایمانی اور کفر سمجھتا ہون - کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت اس قسم کا خیال بھی کیا جاوے - اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَر کسی دوسرے نبی کو نہین کہا گیا یہہ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا خاصہ ہے آپ کو اسقدر روحانی اولاد عطا کی گئی جسکا شمار بھی نہین ہو سکتا - اسلئے کہ قیامت تک یہ سلسلہ بدستور جاری ہے روحانی اولاد ہی کے ذریعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہین کیونکہ آپؐ کے انوار و برکات کا سلسلہ برابر جاری ہے اور جیسے اولاد مین والدین کے نقوش ہوتے ہین اسیطرح روحانی اولاد مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات اور فیوض کے آثار اور نشانات موجود ہین - الولد سر لابیہ صوفیون نے اس حدیث کو علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل صحیح مانا ہے اور فی الحقیقت یہ صحیح ہے اور یہودیون پر اسی سے مار پڑتی ہے کیونکہ خدا تعالے نے اس امت کو ایسا شرف عطا فرمایا کہ علماء امت کو انبیا بنی اسرائیل کی مثل ٹہیرایا - علماء کے لفظ سے دہوکا نہین کہانا چاہئے عالم وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالے سے ڈرتا ہے -

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ

یعنے بیشک جو لوگ اللہ تعالے سے ڈرتے ہین اسکے بندون مین سے وہی عالم ہین - انمین عبودیت تامہ اور خشیت اللہ اس حد تک پیدا ہوتی ہے کہ وہ خود اللہ تعالے سے ایک علم اور معرفت سیکہتے ہین - اور اسی سے فیض پاتے ہین اور یہ مقام اور درجہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور آپؐ سے پوری محبت سے ملتا ہے یہانتک کہ انسان بالکل آپ کے رنگ مین رنگین ہو جاوے - اسی لئے اللہ تعالے نے فرمایا ہے

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ -

یعنے اگر تم اللہ تعالے سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اس اتباع کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالے تم سے محبت کریگا - اور تمہارے گناہون کو بخشدے گا -

پس اب اس آیت سے صاف ثابت ہے کہ جب تک انسان کامل متبع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نہین ہوتا وہ اللہ تعالے سے فیوض وبرکات پا نہین سکتا اور وہ معرفت اور بصیرت جو اسکی گناہ آلود زندگی اور نفسانی جذبات کی آگ کو ٹہنڈا کردے عطا نہین ہوتی - ایسے لوگ ہین جو علماء امتی کے مفہوم کے اندر داخل ہین -

غرض

ایک طرف تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرمایا کہ اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَر اور دوسری طرف اس امت کو كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ کہا - تاکہ یہودیون پر زد ہو - مگر میرے مخالف عجیب بات کہتے ہین کہ یہ امت باوجود خیر الامۃ ہونے کے پہر شر الامۃ ہے - بنی اسرائیل مین تو عورتون تک کو شرف مکالمہ الٰہیہ دیا گیا مگر اس امت کے مرد بھی خواہ کیسے ہی متقی ہون اور خدا تعالے کی رضاجوئی مین مرین اور مجاہدہ کرین مگر ان کو حصہ نہین دیا جائیگا اور یہی جواب ان کے لئے خدا کی طرف سے ہے کہ بس تمہارے لئے مہر لگ چکی ہے !!!

اس سے بڑہکر اللہ تعالے کے حضور گستاخی اور اسپر سوء ظن اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین اور اسلام کی ہتک کیا ہوگی ؟ دوسری قومون کو ملزم کرنے کے لئے یہی تو زبردست اور بے مثل ہتہیار ہمارے ہاتہہ مین ہے اور اسی کو تم ہاتہہ سے دیتے ہو -

پھر ایک اور بات قابل غور ہے اللہ تعالے نے دو سلسلے قایم کئے تہے پہلا سلسلہ سلسلہ موسوی تہا - دوسرا سلسلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ یعنے محمدی سلسلہ - اور اس دوسرے سلسلہ کو مثیل ٹہیرایا کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی مثیل موسی کہا گیا تہا - توریت کی کتاب استثنا مین یہی لکہا گیا تہا کہ تیرے بہائیون مین سے تیری مانند ایک نبی اوٹہاؤن گا - اور قرآن شریف مین یہہ فرمایا اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا - یعنے بیشک ہمنے تمہاری طرف ایک رسول بہیجا جو تم پر شاہد ہے اسی طرح یہہ رسول بہیجا گیا ہے جس طرح فرعون کی طرف ایک رسول بہیجا گیا تہا (یعنے موسی کی طرح) -

اب غور کرو کہ اس مین كَمَا کا لفظ صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ اس سلسلہ مین بھی کمالات وبرکات کی کمی نہوگی پہر سورۂ نور مین آیت استخلاف مین بھی یہی كَمَا کا لفظ آیا وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الآیۃ اسی امت کے ایمان والے مومنین اور اعمال صالحہ بجالانے والون سے خلافت کا وعدہ کیا گیا اسی طرح پر جس طرح بنی اسرائیل مین خلفاء کئے گئے تہے - یہان بھی وہی كَمَا کا لفظ موجود ہے ایک طرف تو اس سلسلہ کو سلسلہ موسوی کا مثیل ٹہیرایا دوسری جگہ سلسلہ موسوی کی طرح خلفاء بنانے کا وعدہ کیا - پہر کیا دونون سلسلون کا طبعی توافق ظاہر نہین کرتا کہ اس امت مین خلفاء اسی رنگ کے قائم ہون ؟ ضرور کرتا ہے -

اور اس مین تو کوئی کلام ہی نہین کہ سلسلہ موسوی مین تیرہوان خلیفہ مسیح تہا - پہر کیا وجہ ہے کہ سلسلہ محمدیہ مین تیرہوان خلیفہ مسیح نہ کہلائے ؟ اس لئے ضرور تہا کہ آنے والے کا نام مسیح رکہا جاتا - یہی سر ہے جو خدا تعالے نے اس

www.aaiil.org

امت میں بھی ایک مسیح کا وعدہ کیا۔

بعض نادان اعتراض کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام تو مثیل موسیٰ رکھا ہے مگر آخر میں آنیوالے خلیفہ کا نام عیسےٰ رکھا ہے مثیل عیسےٰ نہیں رکھا اسلئے وہ آپ ہی آجائیگا۔ اس قسم کے اعتراض بظاہر دہوکہ دہ ہیں اور ممکن ہے کہ وہ آدمی جو اصل حالات سے واقف نہیں اس کوشش کر گہبرا جاوے مگر حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام تو مثیل موسیٰ ہی ہونا چاہیے تہا اسلئے کہ توریت کی کتاب استثنا میں مثیل موسیٰ ہی کہا گیا تہا پس اگر آپ موسیٰ ہونے کا دعوےٰ کرتے تو کتاب والے کہتے کہ ہمیں تو مثیل موسیٰ کا وعدہ دیا گیا ہے نہ کہ موسیٰ کا۔ اسلئے انکو توجہ دلانے کے واسطے وہی لفظ رکہا جو وہاں موجود تہا مگر یہاں اسکے خلاف بات تہی۔ پہلی کتابوں میں اور انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسےٰ آئیگا مگر جب یہ ثابت ہوچکا کہ وہ وفات پاچکے ہیں اور آچکے ہیں تو کوئی خیال بہی نہیں کریگا کہ وہ زندہ ہوکر آجائیں گے۔

رہا وفات کا مسئلہ وہ ایسا صاف ہے کہ اس پر زیادہ کہنے کی حاجت ہی نہیں خدا تعالے نے اپنے قول سے یاعیسیٰ انی متوفیک اور حضرت مسیح نے اپنے اقرار سے فلما توفیتنی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی رویت سے جبکہ معراج کی رات حضرت عیسےٰ کو حضرت یحییٰ علیہما السلام کے ساتھ اکٹھا دیکہا ثابت کردیا ہے۔ کہ وہ وفات پاچکے ہیں ورنہ اگر وہ زندہ ہیں تو مردہ کے پاس رہنے کا کیا تعلق؟ اور اس کے علاوہ صحابہ کرام نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر پہلا اجماع یہی کیا کہ مسیح فوت ہوگیا۔ جیسا کہ بارہا ہمنے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی وفات پر تلوار نکال لی اور کہا کہ اگر کوئی آپ کو مردہ کہے گا تو اُس کا سر اڑا دوں گا اسپر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہڑے ہوکر خطبہ پڑہا۔ ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل۔

یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہی ایک رسول ہیں اور آپ سے پیشتر سب رسول وفات پاچکے ہیں۔ اب بتاؤ اس میں مسیح یا کسی اور کی کیا خصوصیت ہے؟ کیا حضرت ابوبکر نے کسی کو باہر رکہ لیا تہا۔ اور صحابہ کب گوارا کرسکتے تہے کہ وہ کسی اور کو تو زندہ تسلیم کریں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ تجویز کریں کہ آپنے وفات پائی ہے

غرض صحابہ کا اجماع بہی موت پر مُہر کرتا ہے اور پہر عقل سلیم تو دور سے اسکو دہکے دیتی ہے۔ عام طور پر ہم آنکہوں سے دیکہتے ہیں اگر عقل کے سامنے یہ پیش کریں کہ کانوں سے دیکہتے ہیں تو وہ کب اسکو مان لے گی؟ اسی طرح جب آدم سے لیکر اب تک آسمان پر زندہ اسی جسم کے ساتھ جانے کی کوئی نظیر نہیں ملتی تو ہم کیونکر مان لیں کہ مسیح زندہ اور اسی جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلا گیا۔ نظیر اگر کوئی ملتی ہے تو وہ **ایلیا** کی آمد کی نظیر ہے جسکا وعدہ ملاکی نبی کی کتاب میں کیا گیا تہا اور اسکے آنیکا فیصلہ خود حضرت مسیح نے کیا کہ آنے والا ایلیا یہی **یوحنا** ہے۔ چاہو تو قبول کرو۔ اب اس نظیر سے معلوم ہوتا ہے کہ دوبارہ **آمد** کے یہی معنی ہوتے ہیں اور ایسے کلمات بطور استعارہ کے استعمال کئے جاتے ہیں اسکے بعد بہی اگر فیصلہ موت میں شک ہو تو پہلے ان دلائل کو توڑو۔ اور پہر آنے والے کا جو فیصلہ حضرت عیسےٰ کی اپنی عدالت سے ہوا اسکے خلاف کوئی فیصلہ پیش کرو۔ انہوں نے تو ثابت کیا کہ آنے والا بروزی رنگ میں آیا کرتا ہے تم کہتے ہو کہ وہ حقیقی مردے زندہ کردیا کرتے تہے پس اگر یہ سچ ہے تو کیوں انہوں نے ایلیا کو زندہ نہ کرلیا۔ تاکہ ان کی نبوت مشتبہ نہ ہوتی اور یہودیوں کی قوم تباہ نہ ہوتی۔ انہوں نے ملاکی نبی کی پیشگوئی ہی کا تو سوال کیا تہا۔ ان کے راہ میں روک اور ٹہوکر یہی امر ہوا نہ کوئی اور اس تاویل پر جو حضرت مسیح نے کی تہی وہ راضی نہوئے اور انکار کرکے لعنتی ٹہیرے۔

بعض اوقات جب اس دلیل کا نقض ہمارے مخالف نہیں کرسکتے تو پہر کہدیتے ہیں کہ یہ کتابیں محرف مبدل ہیں میں کہتا ہوں کہ محرف مبدل ہی سہی لیکن تواتر قومی کو کیا کرو گے۔ یہودی اب تک موجود ہیں۔ ان سے پوچہہ لو کہ کیا وہ اس امر کے منتظر نہیں ہیں کہ مسیح سے پہلے ایلیا ضرور آئے گا۔ اور عیسائی بہی اس کے قایل۔ اگر وہ قایل نہ ہوتے تو ایلیا کا بروز یوحنا کو کیوں تسلیم کرتے؟

پس یہودی اور عیسائی باوجودیکہ وہ ایک دوسرے کے دشمن ہیں مگر اس امر پر بالکل متفق ہیں۔ ایسی صورت میں یہہ امر بالکل صاف ہوجاتا ہے کہ یہ امور ہمارے زبردست موید ہیں جیسے یحییٰ کا نام الیاس رکہا اسی طرح اللہ تعالےٰ نے میرا نام عیسیٰ رکہا۔

لیکن اگر کوئی کہے کہ اس نام میں حکمت کیا تہی؟ اس کے جواب میں یاد رہے کہ یہودا بہی شرارت کی وجہ سے منحرف ہوئے تہے کہ ایلیا نہیں آیا۔ چنانچہ ایک فاضل یہودی کی کتاب میرے پاس موجود ہے جسنے اس امر پر بڑا زور دیا ہے۔ بلکہ یہاں تک لکہا ہے کہ اگر قیامت کو ہم سے سوال ہوگا تو ہم ملاکی نبی کا صحیفہ پیش کریں گے کہ اس میں کہاں لکہا ہے کہ مثیل آئیگا؟ ۔ پس یہودیوں کے لعنتی اور منحرف ہونے کے لئے یہہ ابتلا نہیں آگیا۔ اس اُمت کے لئے سلسلہ موسوی کی مماثلت کے لحاظ سے ضروری تہا کہ ایک مسیح آتے اور علاوہ بریں چونکہ اس امت کے لئے یہہ کہا گیا تہا کہ آخری زمانہ میں وہ یہود کے ہمرنگ ہوجائے گی۔ چنانچہ بالاتفاق غیر المغضوب میں مغضوب سے مراد یہودی لی گئی ہے۔ پہر یہہ یہودی تو اسیوقت ہوتے جب انکے سامنے بہی ایک عیسےٰ پیش ہوتا اور اسیطرح پر یہہ بہی انکار کردیتے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ **آنے والا عیسیٰ آگیا اور انہوں نے انکار کردیا**۔ اس میں میرا کیا قصور ہے یہہ تو زیادہ ملزم ہیں اس لئے کہ ان کے سامنے انبیاء کی نظیر موجود تہی۔ مگر افسوس یہ ہے کہ انہوں نے غور ہی نہیں کیا اور نہیں کرتے۔ اللہ تعالےٰ انپر رحم کرے۔ آمین۔

---

۷ ستمبر ۱۹۰۵ء

فرمایا۔

اللہ تعالےٰ بہت رحیم وکریم ہے وہ ہر طرح انسان کی پرورش فرماتا اور اسپر رحم کرتا ہے۔ اور اسی رحم کی وجہ سے وہ اپنے ماموروں اور رسولوں کو بہیجتا ہے تا وہ اہل دنیا کو گناہ آلود زندگی سے نجات دیں مگر تکبر بہت خطرناک بیماری ہے جس انسان میں یہ پیدا ہو جاوے اسکے لئے روحانی موت ہے میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ بیماری قتل سے بہی بڑہ کر ہے۔ متکبر شیطان کا بہائی ہوتا ہے۔ اسلئے کہ تکبر ہی نے شیطان کو ذلیل وخوار کیا۔ اسلئے مومن کی یہ شرط ہے کہ اس میں تکبر نہ ہو بلکہ انکسار، عاجزی، فروتنی اس میں پائی جائے اور یہ خدا کے ماموروں کا خاصہ ہوتا ہے انمیں حد درجہ کی فروتنی اور انکسار ہوتا ہے اور سب سے بڑہ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں یہہ وصف تہا۔ آپ کے ایک خادم سے پوچہا گیا کہ تیرے ساتہہ آپ کا کیا معاملہ ہے اس نے کہا کہ سچ تو یہہ ہے کہ مجہہ سے زیادہ وہ میری خدمت کرتے ہیں۔ (اللھم صل علےٰ محمد وعلےٰ آل محمد وبارک وسلم) یہہ ہے نمونہ اعلےٰ اخلاق اور فروتنی کا۔ اور یہہ بات بہی سچ ہے کہ زیادہ تر عزیزوں میں خدام ہوتے ہیں جو ہر وقت گرد وپیش حاضر رہتے ہیں۔ اسلئے اگر کسی کے انکسار وفروتنی اور تحمل وبرداشت کا نمونہ دیکہنا ہو تو ان سے معلوم ہوسکتا ہے۔ بعض مرد یا عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ خدمتگار سے ذرا کوئی کام بگڑا مثلاً چائے میں نقص ہوا تو جہٹ گالیاں دینی شروع کردیں یا تازیانہ لیکر مارنا شروع کردیا۔ اور ذرا شوربے میں نمک زیادہ ہوگیا بس بیچارے خدمتگاروں پر آفت آئی۔

دوسرے غربا کے ساتہہ معاملہ تب پڑتا ہی کہ وہ فاقہ مست ہوتے ہیں اور خشک روٹی پر گذارہ کرلیتے ہیں۔ مگر یہ باوجود علم ہونے کے بہی ان کی پروا نہیں کرتے وہ انکو امتحان میں ڈالتے ہیں جب بصورت سایل آتے ہیں۔ خدا تعالےٰ تو ذرہ ذرہ کا خالق ہے کوئی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا یہہ غریبوں کے ساتہہ ہی معاملہ کرکے سمجہا جاتا ہے کہ کسی قدر خدا ترسی یا خدا ترسی سے حصہ لینا ہے یا لیگا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت میں اللہ تعالےٰ بعض بندوں سے فرمائے گا کہ تم بڑے برگزیدہ ہو اور میں تم سے بہت خوش ہوں کیونکہ میں بہت بہوکا تہا تم نے مجہے کہانا کہلایا میں ننگا تہا تم نے کپڑا دیا میں پیاسا تہا تم نے مجہے پانی پلایا۔ میں بیمار تہا تم نے میری عیادت کی۔ وہ کہیں گے کہ یا اللہ تو تو ان باتوں سے پاک ہے تو کب ایسا تہا جو ہم نے تیرے ساتہہ ایسا کیا تب وہ فرمائیگا کہ میرے فلاں فلاں بندے ایسے تہے تم نے انکی خبرگیری کی وہ ایسا معاملہ تہا کہ گویا تم نے میرے ساتہہ ہی کیا۔ پہر ایک اور گروہ پیش ہوگا ان سے کہیگا کہ تم نے میرے ساتہہ برا معاملہ کیا میں بہوکا تہا تم نے مجہے کہانا نہ دیا۔ پیاسا تہا پانی نہ دیا۔ ننگا تہا مجہے کپڑا نہ دیا۔ میں بیمار تہا میری عیادت نہ کی تب وہ کہیں گے کہ یا اللہ تعالےٰ تو تو ایسی باتوں سے پاک ہے تو کب ایسا تہا جو ہم نے ایسا کیا اسپر فرمائیگا کہ میرا فلاں فلاں بندہ اس حالت میں تہا اور تم نے ان کے ساتہہ کوئی ہمدردی اور سلوک نہ کیا وہ گویا

میرے ہی ساتھ کرتا تھا۔

عُجز نفس

نوع انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی **عبادت** ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ اس پہلو میں بڑی کمزوری ظاہر کی جاتی ہے۔ دوسروں کو حقیر سمجھا جاتا ہے اُنپر ٹھٹھے کئے جاتے ہیں ان کی خبرگیری کرنا اور کسی مصیبت اور مشکل میں مدد دینا تو بڑی بات ہے۔ جو لوگ غربا کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش نہیں آتے بلکہ ان کو حقیر سمجھتے ہیں مجھے ڈر ہے کہ وہ خود اس مصیبت میں مبتلا نہ ہو جاویں۔ اللہ تعالےٰ نے جن پر فضل کیا ہے اُسکی شکرگذاری یہی ہے کہ اُس کی مخلوق کے ساتھ احسان اور سلوک کریں اور اس خداداد فضل پر تکبر نکریں اور وحشیوں کی طرح غرباء کو کچل نہ ڈالیں۔

خوب یاد رکھو کہ امیری کیا ہے؟ امیری ایک زہر کھانا ہے اسکے اثر سے وہی بچ سکتا ہے جو شفقت علےٰ خلق اللہ کے تریاق کو استعمال کرے اور تکبر نہ کرے لیکن اگر وہ اسکی شیخی اور گھمنڈ میں آتا ہے تو نتیجہ ہلاکت ہے۔ ایک پیاسا ہو اور پاس کنواں بھی ہو۔ لیکن کمزور ہو اور غریب ہو اور پاس ایک متمول انسان ہو تو وہ محض اس خیال سے کہ اسکو پانی پلانے سے میری عزت جاتی رہے گی۔ اس نیکی سے محروم رہ جائیگا۔ اس نخوت کا نتیجہ کیا ہوا؟ یہی کہ نیکی سے محروم رہا اور خدا تعالےٰ کے غضب کے نیچے آیا۔ پھر اس سے کیا فائدہ پہونچا۔ یہ زہر ہوا یا کیا؟ وہ نادان ہے سمجھتا نہیں کہ اس نے زہر کھائی ہے۔ لیکن تھوڑے دنوں کے بعد معلوم ہو جائیگا کہ اس نے اپنا اثر کر لیا ہے اور وہ ہلاک کر دیگی۔

یہ بالکل سچی بات ہے کہ بہت سی سعادت غرباء کے ہاتھ میں ہے اسلئے انہیں امیروں کی امیری اور تمول پر رشک نہیں کرنا چاہئے اسلئے کہ انہیں وہ دولت ملی ہے جو ان کے پاس نہیں۔ ایک غریب آدمی بے جا ظلم۔ تکبر۔ خود پسندی۔ دوسروں کو ایذا پہونچانے۔ اتلاف حقوق وغیرہ بہت سی برائیوں سے مفت میں بچ جائیگا۔ کیونکہ وہ چھوٹی شیخی اور خود پسندی جو ان باتوں پر اسے مجبور کرتی ہے اس میں نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی مامور اور مرسل آتا ہے تو سب سے پہلے اسکی جماعت میں غرباء داخل ہوتے ہیں اسلئے کہ انہیں تکبر نہیں ہوتا۔ دولتمندوں کو یہی خیال اور فکر رہتا ہے کہ اگر ہم اسکے خادم ہو گئے تو لوگ کہیں گے کہ اتنا بڑا آدمی ہو کر فلاں شخص کا مرید ہو گیا ہے اور اگر ہو بھی جاوے تب بھی وہ بہت سی سعادتوں سے محروم رہ جاتا ہے الا ماشاء اللہ۔ کیونکہ غریب تو اپنے مرشد اور آقا کی کسی خدمت سے عار نہیں کریگا۔ مگر یہ عار کریگا۔

ہاں اگر خدا تعالےٰ اپنا فضل کرے اور دولتمند آدمی اپنے مال و دولت پر ناز نکرے اور اسکو بندگان خدا کی خدمت میں صرف کرنے اور ان کی ہمدردی میں لگانے کے لئے موقع پائے۔ اور اپنا فرض سمجھے تو پھر وہ ایک خیر کثیر کا وارث ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ سب مشکل اور نازک مرحلہ حقوق العباد ہی کا ہے کیونکہ ہر وقت اسکا معاملہ پڑتا ہے اور ہر آن یہ ابتلا سامنے رہتا ہے۔ پس اس مرحلہ پہ بہت ہی ہوشیاری سے قدم اٹھانا چاہئے۔

میرا تو یہ مذہب ہے کہ **دشمن** کے ساتھ بھی حد سے زیادہ سختی نہ ہو۔ بعض لوگ چاہتے ہیں کہ جہانتک ہو سکے اسکی تخریب اور بربادی کے لئے سعی کی جاوے۔ پھر وہ اس فکر میں پڑکر جائز اور ناجائز امور کی بھی پروا نہیں کرتے۔ اسکو بدنام کرنے کے واسطے جھوٹی تہمت اسپر لگانے افترا کرتے اور اسکی غیبت کرتے اور دوسروں کو اس کے برخلاف اکساتے ہیں۔ اب بتاؤ کہ معمولی دشمنی سے کسقدر برائیوں اور بدیوں کا وارث بنا اور پھر یہ بدیاں جب اپنے بچے دیں گی تو کہانتک نوبت پہونچے گی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ تم کسی کو اپنا **ذاتی دشمن** نہ سمجھو اور اس کینہ توزی کی عادت کو بالکل ترک کر دو۔ اگر خدا تمہارے ساتھ ہے اور تم خدا کے ہو جاؤ تو وہ دشمنوں کو بھی تمہارے خادموں میں داخل کر سکتا ہے لیکن اگر تم خدا ہی سے قطع تعلق کئے بیٹھے ہو اور اس کے ساتھ ہی کوئی رشتہ دوستی کا باقی نہیں اسکی خلاف مرضی تمہارا چال چلن ہے پھر خدا سے بڑھکر تمہارا **دشمن** کون ہوگا۔ مخلوق کی دشمنی سے انسان بچ سکتا ہے لیکن جب **خدا دشمن** ہو تو پھر اگر ساری مخلوق دوست ہو تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ اسلئے تمہارا طریق انبیاء علیہم السلام کا سا **طریق** ہو۔ خدا تعالےٰ کا منشا یہی ہے کہ **ذاتی اعدا کوئی نہ ہوں**۔ خوب یاد رکھو کہ انسان کو شرف اور سعادت تب ملتی ہے جب وہ ذاتی طور پر کسی کا دشمن نہ ہو۔ ہاں اللہ اور اسکے رسول کی عزت کے لئے الگ امر ہے۔ یعنے جو شخص خدا اور اسکے رسول کی عزت نہیں کرتا بلکہ انکا دشمن ہے اسے تم اپنا دشمن سمجھو۔ لیکن اس دشمنی سمجھنے کے یہ معنے نہیں ہیں کہ تم اسپر افترا کرو اور بلا وجہ اسکو دکھ دینے کے منصوبے کرو۔ نہیں بلکہ اس سے الگ ہو جاؤ۔ اور خدا تعالےٰ کے سپرد کرو۔ ممکن ہو تو اسکی اصلاح کے لئے دعا کرو۔ اپنی طرف سے کوئی نئی بھاجی اسکے ساتھ شروع نکرو۔ یہ امور ہیں جو تزکیہ نفس سے متعلق ہیں۔ کہتے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک دشمن سے لڑتے تھے اور محض خدا کے لئے لڑتے تھے۔ آخر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسکو اپنے نیچے گرا لیا اور اس کے سینہ پر چڑھ بیٹھے۔ اسنے جھٹ حضرت علی کے منہ پر تھوک دیا۔ آپ فوراً اسکی چھاتی پر سے اُتر آئے اور اسے چھوڑ دیا۔ اسلئے کہ اب تک تو میں محض خدا کے لئے تیرے ساتھ لڑتا تھا لیکن اب جبکہ تو نے میرے منہ پر تھوک دیا ہے تو میرے اپنے نفس کا بھی کچھ حصہ اس میں شریک ہو جاتا ہے۔ پس میں نہیں چاہتا کہ اپنے نفس کے لئے تمہیں قتل کروں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے نفس کے دشمن کو دشمن نہیں سمجھا۔ ایسی فطرت اور عادت اپنے اندر پیدا کرنی چاہئے۔ اگر نفسانی لالچ اور اغراض کے لئے کسی کو دُکھ دیتے اور عداوت کے سلسلوں کو وسیع کرتے ہیں تو اس سے بڑھ کر خدا کو ناراض کرنے والی کیا بات ہوگی۔

ایک شخص نے ایک جائداد کے متعلق جو فروخت ہونے والی ہے۔ کہا کہ آپ اسکو خرید لیں ایسا نہ ہو کہ فلاں سکھ یا کوئی اور خرید لے۔ فرمایا۔ ہمیں ان باتوں سے کیا غرض ہم جائدادیں اور زمینیں خریدنے کے واسطے نہیں آئے۔ ہمکو کیا سکھ خریدے یا کوئی اور خریدے۔ ہمیشہ اس شعر کو یاد رکھا جاوے۔ ؎

خواجہ در بند نقش ایوان است
خانہ از پائے بست ویران است

ہم سے **دو شغل** نہیں ہو سکتے۔ یہی خدمت جو خدا نے ہمارے سپرد کی ہے پورے طور پر ادا ہو جائے تو کافی ہے اسکے سوا ہمیں اور کسی کام کے لئے نہ فرصت ہے نہ ضرورت۔

ایک شخص نے کہا کہ تجارت کے متعلق خواہ نخواہ سود دینا پڑتا ہے فرمایا ہم جائز نہیں رکھتے مومن ایسی مشکلات میں پڑتا ہی نہیں اللہ تعالیٰ خود اسکا تکفل کرتا ہے۔ عذرات سے شریعت باطل ہو جاتی ہے کون امر ہے جسکے لئے کوئی عذر آدمی نہیں تراش سکتا ہے خدا سے ڈرنا چاہئے۔

کسی نے پوچھا کہ بعض آدمی غلّہ کی تجارت کرتے ہیں اور خرید کر اسے رکھ چھوڑتے ہیں جب مہنگا ہو جاوے تو اسے بیچتے ہیں کیا ایسی تجارت جائز ہے؟ فرمایا اسکو مکروہ سمجھا گیا ہے میں اسکو پسند نہیں کرتا۔ میرے نزدیک شریعت اور ہے اور طریقت اور ہے **ایک آن کی بد نیتی بھی جائز نہیں** اور یہ ایک قسم کی بدنیتی ہے۔ ہماری غرض یہ ہے کہ بدنیتی دور ہو۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بابت لکھا ہے کہ آپ ایک مرتبہ بہت ہی تھوڑی سی نجاست جو ان کے کپڑے پر تھی دھو رہے تھے کسی نے کہا کہ آپنے اسقدر کے لئے تو فتویٰ نہیں دیا۔ اسپر آپنے کیا لطیف جواب دیا۔ کہ

آن فتویٰ است و این تقویٰ

پس انسان کو دقایق تقوےٰ کی رعایت رکھنی چاہئے سلامتی اسی میں ہے اگر چھوٹی چھوٹی باتوں کی پروا نکرے تو پھر ایک دن وہی چھوٹی چھوٹی باتیں کبائر کا مرتکب بنا دیں گی۔ اور طبیعت میں کسل اور لاپروائی پیدا ہو کر ہلاک ہو جائیگا۔ تم اپنے زیر نظر تقوےٰ کے اعلےٰ مدارج کو حاصل کرنا رکھو اور اس کے لئے دقایق تقوےٰ کی رعایت ضروری ہے۔

اسیطرح کہتے ہیں ذوالنون مصری سے کسی نے پوچھا کہ چالیس مُہر کی کیا زکوٰۃ دینی چاہئے۔ ذوالنون نے کہا کہ چالیس مُہر کی زکوٰۃ چالیس مُہر۔ سائل اس جواب پر حیران ہؤا اور پوچھا کہ یہ کیوں؟ اسپر ذوالنون نے کہا کہ چالیس اس نے رکھی ہی کیوں۔ گویا کیوں خدا کی راہ میں خرچ نکردیں۔ جمع ہی کیوں کیا؟ شریعت سے ایسا ہی پایا جاتا ہے۔

کہتے ہیں کہ کوئی محدث وعظ کرتا تھا۔ ایک صوفی نے بھی سُنا اور اُسکو کہا کہ محدث صاحب زکوٰۃ بھی دیا کرو۔ اسنے کہا میرے پاس تو مال ہی نہیں زکوٰۃ کس چیز کی دوں۔ صوفی بولا چالیس حدیثیں لوگوں کو سُنایا کرو تو ایک پر آپ بھی عمل کر لیا کرو۔

فرمایا۔ اسلام میں انسان کے تین **طبقے** رکھے ہیں۔ **ظالم لنفسہ**۔ **مقتصد**۔ **سابق بالخیرات**۔

ظالم لنفسہ تو وہ ہوتے ہیں جو نفس امارہ کے نیچے گرفتار ہوں اور ابتدائی درجے پر ہوتے ہیں۔ جہانتک ان سے ممکن ہوتا ہے وہ سعی کرتے ہیں کہ اس حالت سے نجات پائیں۔

مقتصد وہ ہوتے ہیں جنکو میانہ رو کہتے ہیں

ایک درجہ تک وہ نفس امارہ سے نجات پا جاتے ہیں لیکن پھر بھی کبھی کبھی اسکا حملہ ان پر ہوتا ہے۔ اور وہ اس حملہ کے ساتھ ہی نادم بھی ہوتے ہیں پورے طور پر ابھی نجات نہیں پائی ہوتی۔

مگر سابق بالخیرات وہ ہوتے ہیں کہ ان سے نیکیاں ہی سرزد ہوتی ہیں اور وہ سب سے بڑھ جاتے ہیں انکے حرکات و سکنات طبعی طور پر اس قسم کے ہو جاتے ہیں کہ ان سے افعال حسنہ ہی کا صدور ہوتا ہے گویا ان کے نفس امارہ پر بالکل موت آجاتی ہے اور وہ مطمئنہ حالت میں ہوتے ہیں۔ انسے اسطرح پر نیکیاں عمل میں آتی ہیں گویا وہ ایک معمولی امر ہے اس لئے ان کی نظر میں بعض اوقات وہ امر بھی گناہ ہوتا ہے جو اس حد تک دوسرے اسکو نیکی ہی سمجھتے ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ان کی معرفت اور بصیرت بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے یہی وجہ ہے جو صوفی کہتے ہیں

حسنات الابرار سیئات المقربین۔

مثلاً چندہ کی حالت پر ہی لحاظ کرو۔ ایک آدمی غریب اور ۲/ روز کا مزدور ہے اور ایک دوسرا آدمی دو لاکھ روپیہ کی حیثیت رکھتا ہے اور ہزاروں کی روزانہ آمدنی ہے وہ ۲/ کا مزدور بھی اس میں ۲ پیسہ دیتا ہے اور وہ لاکھ پتی ہزاروں کی آمدنی والا دو روپیہ دیتا ہے۔ تو اگرچہ اسنے اس مزدور سے زیادہ دیا ہے مگر اصل یہ ہے کہ اس مزدور کو تو ثواب ملیگا مگر اس دولتمند لاکھ پتی کو ثواب نہیں بلکہ عذاب ہوگا۔ کیونکہ اس نے اپنی حیثیت اور طاقت کے موافق قدم نہیں بڑھایا۔ بلکہ گویا بخل کیا ہے۔

غرض یہ ہے کہ جس قسم کا انسان ہو اسے اپنی طاقت اور قدرت کے موافق قدم بڑھانا چاہیئے۔ ہر شخص اپنی معرفت کے لحاظ سے پوچھا جائیگا۔ جسقدر کسی کی معرفت بڑھی ہوئی ہوگی اوسیقدر وہ زیادہ جوابدہ ہوگا۔ اسی لئے ذوالنون نے زکوٰۃ کا وہ نکتہ سنایا۔ یہ خلاف شریعت نہیں ہے۔ اسکی شریعت کا یہی تقاضا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ مال رکھنے کے لئے نہیں ہے بلکہ اسے خدمت دین اور ہمدردی نوع انسان میں صرف کرنا چاہیئے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاں آخری وقت ایک مُہر تھی آپ نے اسے نکلوا دیا۔ اصل یہی ہے۔ کہ ہر امر کے مراتب ہوتے ہیں۔ بعض آدمی شبہ کرینگے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غنی کہلاتے تھے انہوں نے کیوں مال جمع کیا؟ یہ ایک بیہودہ شبہ ہے اسلئے کہ وہ مہاجن نہ تھے خدا بہتر جانتا ہے کہ اس غنی کے کیا معنے ہیں؟ میں اتنا جانتا ہوں کہ جو مال خدمت دین کے لئے وقف ہو وہ اسکا نہیں ہے۔

اس نیت اور غرض سے جو شخص رکھتا ہے وہ اپنے لئے جمع نہیں کرتا۔ وہ خدا کا مال ہے۔ لیکن جو اپنے اغراض نفسانی اور دنیاوی کو ملحوظ رکھکر جمع کرتا جاتا ہے وہ مال داغ لگانے کے لئے ہے جس سے آخر اسکو داغ دیا جائیگا

بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اولاد کے لئے کچھ مال چھوڑنا چاہیئے۔ مجھے حیرت آتی ہے کہ مال چھوڑنیکا تو ان کو خیال آتا ہے مگر یہ خیال انکو نہیں آتا کہ اسکا فکر کریں کہ **اولاد صالح ہو طالح نہ ہو** مگر یہ وہم بھی نہیں آتا اور نہ اس کی پروا کی جاتی ہے۔

بعض اوقات ایسے لوگ اولاد کے لئے مال جمع کرتے ہیں اور اولاد کی صلاحیت کی فکر اور پروا نہیں کرتے وہ اپنی زندگی ہی میں اولاد کے ہاتھ سے نالاں ہوتے ہیں اور اس کی بداطواریوں سے مشکلات میں پڑ جاتے ہیں۔ اور وہ مال جو انہوں نے خدا جانے کن کن حیلوں اور طریقوں سے جمع کیا تھا آخر بدکاری اور شرابخوری میں صرف ہوتا ہے اور وہ اولاد ایسے ماں باپ کے لئے شرارت اور بدمعاشی کی وارث ہوتی ہے۔

اولاد کا ابتلا بھی بہت بڑا ابتلا ہے اگر اولاد صالح ہو تو پھر کس بات کی پروا ہو سکتی ہے۔ خداتعالے خود فرماتا ہے **ھو یتولی الصالحین** یعنے اللہ تعالے آپ صالحین کا متولی اور متکفل ہوتا ہے۔ اگر بدبخت ہے تو خواہ لاکھوں روپیہ اس کے لئے چھوڑ جاؤ وہ بدکاریوں میں تباہ کر کے پھر قلاش ہو جائیگی۔ اور ان مصائب اور مشکلات میں پڑیگی جو اس کے لئے لازمی ہیں + جو شخص اپنی رائے کو خداتعالیٰ کی رائے اور منشاء سے متفق کرتا ہے وہ اولاد کی طرف سے مطمئن ہو جاتا ہے۔ اور وہ اسیطرح پر ہے کہ اسکی صلاحیت کے لئے کوشش کرے اور دعائیں کرے۔ اس صورت میں خود اللہ تعالیٰ اسکا تکفل کریگا۔ اور اگر بدچلن ہے تو جائے جہنم میں اسکی پروا تک نہ کرے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک قول ہے کہ میں بچہ تھا جوان ہوا اب بوڑھا ہو گیا۔ میں نے متقی کو کبھی ایسی حالت میں نہیں دیکھا کہ اسے رزق کی مار ہو اور نہ اسکی اولاد کو ٹکڑے مانگتے دیکھا۔ اللہ تعالے تو کئی پشت تک رعایت رکھتا ہے پس خود نیک بنو اور اپنی اولاد کے لئے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ۔ اور اسکو متقی اور دیندار بنانے کے لئے سعی اور دعا کرو+ جسقدر کوشش تم ان کے لئے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اسیقدر کوشش اس امر میں کرو۔ خوب یاد رکھو کہ جب تک خداتعالے سے رشتہ نہوا اور سچا تعلق اسکے ساتھ نہو جاوے کوئی چیز نفع نہیں دے سکتی۔ یہودیوں کو دیکھو کہ کیا وہ پیغمبروں کی اولاد نہیں ہیں یہی وہ قوم ہے جو اسپر ناز کیا کرتی تھی اور کہا کرتی تھی۔

نحن ابناء اللّٰہ و احباءہ ہم اللہ کے فرزند اور اسکے محبوب ہیں۔ مگر جب انہوں نے خداتعالے سے رشتہ توڑ دیا۔ اور دنیا ہی دنیا کو مقدم کر لیا کیا نتیجہ ہوا۔ خداتعالے نے اسے **سور اور بندر** کہا اور اب جو حالت انکی مال و دولت ہوتے ہوئے بھی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ پس وہ کام کرو جو اولاد کے لئے بہترین نمونہ اور سبق ہو۔ اور اسکے لئے ضروری ہے کہ سب سے اوّل خود اپنی اصلاح کرو۔ اگر تم اعلے درجہ کے متقی اور پرہیزگار بن جاؤ گے اور خداتعالے کو راضی کر لوگے تو یقین کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالے تمہاری اولاد کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کریگا۔ قرآن شریف میں خضر اور موسیٰ علیہما السلام کا قصہ درج ہے۔ کہ ان دونوں نے مل کر ایک دیوار کو بنا دیا جو یتیم بچوں کی تھی وہاں اللہ تعالے فرماتا ہے **وکان ابوھما صالحا** ان کا والد صالح تھا۔ یہ ذکر نہیں کیا کہ وہ آپ کیسے تھے۔ پس اس مقصد کو حاصل کرو۔ اولاد کے لئے ہمیشہ اس کی نیکی کی خواہش کرو۔ اگر وہ دین اور دیانت سے باہر چلے جاویں پھر کیا اس قسم کے امور اکثر لوگوں کو پیش آجاتے ہیں بددیانتی خواہ تجارت کے ذریعہ جس میں حقوق شرکاء کو تلف کیا جاتا ہے۔

اسکی وجہ یہی میری سمجھ میں آتی ہے کہ اولاد کے لئے خواہش ہوتی ہے کیونکہ بعض اوقات صاحب جائداد لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ کوئی اولاد ہو جاوے جو اس جائداد کی وارث ہو تاکہ غیروں کے ہاتھ میں نہ چلی جاوے۔ مگر وہ نہیں جانتے کہ جب مر گئے تو شرکاء کون اور اولاد کون سب ہی تیرے لئے تو غیر ہیں۔ اولاد کے لئے اگر خواہش ہو تو اس غرض سے ہو کہ وہ خادم دین ہو۔

غرض

حق العباد میں پیچ در پیچ مشکلات ہیں جب تک انسان ان میں سے نکلے نہیں مومن نہیں ہو سکتا۔ نری باتیں ہی باتیں ہیں۔ اللہ تعالے کا کسی سے رشتہ ناطہ نہیں اسکے ہاں اسکی بھی کچھ پروا نہیں کہ کوئی سید ہے یا کون ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ یہ خیال مت کرنا کہ میرا باپ پیغمبر ہے اللہ تعالے کے فضل کے بغیر کوئی بھی بچ نہیں سکتا۔ کسی نے پوچھا کہ کیا آپ بھی۔ فرمایا ہاں میں بھی۔

مختصر یہ کہ نجات نہ **قوم** پر منحصر ہے نہ **مال** پر بلکہ اللہ تعالے کے فضل پر موقوف ہے اور اسکو اعمال صالحہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کامل اتباع اور دعائیں جذب کرتی ہیں۔

قوم کا ابتلا بھی مال کے ابتلا سے کم نہیں۔ بعض لوگ دوسری قوموں کو حقیر سمجھتے ہیں۔ اس ابتلا میں سید سب سے زیادہ مبتلا ہیں۔ ایک عورت کہ اگر ہمارے ہاں آئی وہ کہتی تھی میں سیدانی ہوں اسکو پیاس لگی اور پانی مانگا تو کہا کہ **پیالہ دھو کر دینا کسی امتی نے پیا ہوگا۔**

اس قسم کے خیالات ان لوگوں میں پیدا ہوئے ہوئے ہیں۔ خداتعالے کے حضور ان باتوں کی کچھ قدر نہیں اسنے فیصلہ کر دیا ہے۔

ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقٰکم

ایک مخلص اور معزز خادم نے عرض کی کہ حضور میرے والد صاحب نے ایک مسجد بنائی تھی وہاں جو امام ہے اسکو کچھ معاوضہ وہ کچھ دیتے تھے اس غرض سے کہ مسجد آباد رہے وہ اس سلسلہ میں داخل نہیں میں نے اسکا معاوضہ بدستور رکھا ہے اب کیا کیا جاوے؟

فرمایا۔ خواہ **احمدی ہو یا غیر احمدی** جو روپیہ کے لئے نماز پڑھتا ہے اسکی پروا نہیں کرنی چاہیئے نماز تو خدا کے لئے ہے۔ اگر وہ چلا جائیگا تو خداتعالے ایسے آدمی بھیجیگا جو محض خدا کے لئے نماز پڑھیں اور مسجد کو آباد کریں۔ ایسا امام جو محض لالچ کیوجہ سے نماز پڑھتا ہے میرے نزدیک خواہ وہ کوئی ہو احمدی یا غیر احمدی اس کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی۔

امام اتقی ہونا چاہیئے بعض لوگ رمضان میں ایک حافظ مقرر کر لیتے ہیں اور اس کی تنخواہ بھی ٹھیرا لیتے ہیں یہ درست نہیں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی محض نیک نیتی اور خداترسی سے اسکی خدمت کردے تو یہ جائز ہے۔

دیانندی ڈراما

بجواب مرزائی چٹکلے

آریہ مسافر ماہ جولائی ۱۹۰۵ء

ہمارے مخالف دیانندی صاحبان کا جب اسلام کے مقابلہ پر دلائل و براہین سے کام نہیں چلتا تو وہ عورتوں اور بھیڑوں کی طرح کوسنا شروع کر دیتے ہیں اور نقالوں کو اپنی طفلانہ تحریروں سے مات کر دیتے ہیں کچھہ عرصہ سے ایک مختون آریہ عجیب عجیب تماشے کرکے دیانندیوں کو خوش کر رہے ہیں اور جولاہوں کے تیر کی طرح کبھی اس طرف پہدکتے ہیں اور کبھی بے بس ہو کر اوس طرف کھینچے ہیں۔ آپ نے پہلے دیانندی سماج کی مدد سے ایک الول جلول کتاب لکھی نہیں بلکہ نقل کی جسے آپ نے نصف گھنٹہ کا لکچر قرار دیا حالانکہ آپ اسے نصف گھنٹہ میں پڑھ بھی نہیں سکینگے۔ خیر جو ہوا سو ہوا۔ دیانندیوں نے بیچارے کے گلے میں ہار ڈال دی۔ جونہی وہ پبلک کے ہاتھوں میں پہنچی۔ تو اس نے اس کی ایسی ہی قدر کی جیسی کہ ایسی عامیانہ کتاب کی ہوا کرتی ہے۔

مختون صاحب کو اور تو کوئی دلیل نہ ملی آپ نے برائے نام ایک جواب لکھہ مارا جسے اگر کہا جاوے کہ کسی ناول نویس بھانڈ نے اپنے ہم خیالوں کو پرچانے کے لئے گھڑ مارا ہے تو اس سے بہتر ہے کہ اسے ایک مدلل مذہبی کتاب کا خطاب دیا جاوے۔ مگر چونکہ آج کل ناول نویس اور یورپین بھانڈوں و مسخروں کی تقلید کا مادہ ہمارے کالجوں کے طلباء میں حد درجہ تک سرایت کر چکا ہے اسلئے مختون آریہ نے اگر ایسا کیا تو وہ مجبور تھا۔ مذہبی تعلیم تو اسکی جیسی تھی وہ تو اسکی طرز تحریر سے ہی ظاہر ہے۔ بیچارہ لڑکوں کی پیروی نکرتا تو اور کیا کرتا۔ اسپر بھی ہمیں امید تھی کہ اگر وہ جیسا کہ دعوے کرتا ہے۔ مذہب کی خاطر دیانندی ہوا ہے تو ضرور اس طفلانہ روش کو چھوڑ کر مدلل اور پر از براہین و مہذبانہ طرز تحریر پر کاربند ہوگا۔ کیونکہ سچا مذہب ضرور اپنے پیروں کو منکسر المزاج اور مہذب بنا دیتا ہے مگر افسوس کہ نتیجہ ہماری امید کے خلاف نکل رہا ہے اور مختون آریہ کی سرایک تحریر بجائے مہذب ہونے کے طفلانہ ہذیان کا نہ اور شوخانہ ہوتی جا رہی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دیانندیوں کی سنگت نے اسپر پورا تسلط کر لیا ہے اور وہ ان کے رنگ سے پورے طور پر رنگا گیا ہے۔ اسلئے مناسب معلوم ہوا کہ ہم بھی اس پنتھ کے عامی آدمیوں کی طرح اس سے سلوک کریں۔

اس وقت ہمارے زیر نظر مختون آریہ کا مندرجہ بالا ہیڈنگ "مرزائی چٹکلے" ہے جسمیں اُسنے شوخی اور دریدہ دہنی کا کوئی پہلو اٹھا نہیں رکھا اور پیٹ بھر بھر کر حضرت اقدسؑ کی نسبت گستاخی کی ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اسکی نادلانہ باتوں کو دیانندی تہذیب کے حوالے کرکے اصل اعتراضات کا جواب ثواب دیں۔ تاکہ اسکی تسلی ہو جائے۔

عمر عیار کی زنبیل

لوگ حیران ہونگے کہ یہ عجیب بہروپیا پن ہے عمر عیار کو گذرے کئی صدیاں ہو گئی ہیں۔ پھر یہ عمر عیار کی زنبیل کیسی۔ مگر ہم ناظرین کو اتنی دیر حیرانگی میں نہیں رہنے دینگے سنئے لالہ دیانند اور اس کے چیلوں نے بہت تگ و دو کے بعد رشی کیش کے پہاڑوں سے اس زنبیل کو نکال مارا ہے۔ جسے سنسکرت میں بجائے عمر عیار کی زنبیل کے دیانندی وید کہتے ہیں۔ ہم نے خود اس زنبیل کے کرتب ملاحظہ کئے ہیں۔ اس میں ہاتھ ڈالو تو کبھی تثلیث پرستی نکل آتی کبھی نیوگ پرستی۔ کبھی اواگون پرستی۔ کبھی ہون پرستی۔ کبھی ریل کبھی تار اور کبھی فضولیات کا مجموعہ۔ مدعا یہ کہ دنیا جوں جوں ترقی کرتی چلی جائیگی اس زنبیل کے ہاتھوں کا کبھی خاتمہ نہ ہوگا اور ذرا سے الفاظ کی گھڑت بڑھت کرنے سے بڑا نکتے چلے آوینگے۔ آپ یہ باتیں ... نہ ہوں ... زنبیل کی ... ہو کر ایک ایک نیوگی کے ساتھ گیارہ گیارہ نیوگی نکلتے چلے آویں ... [illegible] ... دے کر ... [illegible] ... بیچارہ ... [illegible] ... دیانندی ... لائق چیلوں نے اس کے منہ پر سے پردہ اٹھا کر بھولی بھالی رہی سہی عزت کرکری کر دی ... نہیں کی بلکہ باپ بیٹی کی باہمی ... بھی بڑے بابا کے ذمے لگا دی۔ اپنی ایسی بے عزتی دیکھکر بابا جی سے اور تو کچھہ نہیں ہو سکا مگر نیچار و لنطف یہی دعا دے دی کہ برائے خدا مجھے کسی بزرگ باعزت بزرگ کیطرف منسوب نکرنا۔ تاکہ دیانندی کے ڈھکوسلوں کی خاطر اس کی بے عزتی بھی نہ ہو پس دیانندیوں کا بڑا ہے بابا کے سپوت فرزند بنکر اخباری دنیا میں مشہور ہونا قدرے گران سودا ہے۔ اس سودے کا سودا اس بڈھے میاں کے ایک مختون نو زائیدہ فرزند یا حلقہ بگوش کے مختل دماغ میں سمایا ہے اور آپنے نقالوں کیطرح ساڑھے تین ورقے سیاہ کرکے اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کر لیا ہے۔ اتنے ورقوں میں مطلب کی بات یا بڈھے میاں بید کی تعلیم کا عکس سوائے اسکے اور کوئی نظر نہیں آتا کہ شاید ایسی ہی طرز تحریر بڈھے میاں کی بھی ہوگی جس میں سے مختون دیانندی چھانٹ چھانٹ کر پبلک کے سامنے نمونے رکھہ رہا ہے۔

عقل کے اندھے ادہرم پال خدا کا خوف کر اور سچائی کا خون نکر۔ اخبار بدر پڑھ کر تو تیرے سینہ پر سانپ لوٹ گئے کہ کیوں حضرت اقدس کو آدم کے نام سے مخاطب کیا گیا۔ اگر تجھہ میں ذرا بھی عقل ہوتی تو تو اپنے گرو دیانند کے حالات سے ہی سبق لیکر خاموش رہتا۔ بھلا جس چیلے کا گرو مول شنکر سے شدھ چیتن بنا اور پھر شدھ چیتن سے دیانند بن بیٹھا وہ دوسروں پر کس منہ سے اس قسم کے اعتراض کر سکتا ہے شرم ہے تیری حالت زار پر۔ اگر سیاپے کی کیفیت دیکھنی ہے تو بجائے اخبار بدر کے اپنی گریبان میں منہ ڈال اور اپنی بھکڑ بازی اور طفلانہ حرکت پر رو۔ افسوس کہ تیرا گرو ہوتو نیکے آگے ناچتا رہا اور ایک عرصہ تک شیطان اسے نچاتا رہا۔ تب تیرے جیسے حامی شیطان کہاں گئے ہوئے تھے۔ جو ناچ شیطان نے تیرے گرو کو نچائے ہیں وہ اس کی سوانح عمری پڑھنے سے ظاہر ہیں اب اسپر تو خاک ڈالکر چھپانا چاہتا ہے۔ شیطان کا تسلط ہمیشہ تیرے جیسے جھوٹوں پر ہوا کرتا ہے۔

گرو بڑا یا چیلا

جبتک ہم نے ادہرم پال کی طفلانہ حرکات نہ دیکھی تھیں ہم سمجھتے تھے کہ لالہ دیانندی دشنام دہی میں بڑھا ہوا ہے۔ اور گروں کے ہانکنے میں گو یہ سبقت لے گیا ہوا ہے کہ معقول مکذب اور اس کے شاگرد رشید ادہرم پال جی گرو سے چار انگل بڑھ گئے ہیں اور بیچارے گرو جی منہ دیکھتے کے دیکھتے ہی رہ گئے۔ بظاہر تو مختون دیانندی اپنے آپ کو دیانند کا چیلا کہکر انکساری ظاہر کرتا ہے لیکن اگر اس کی فضول یاوہ گوئی دیکھو تو اپنے گرو کے پیش کردہ اعتراضوں پر ملمع چڑھا کر اس سے تین انگل اچھل کر باتیں بناتا ہے۔ بیچارہ دیانند تو ساری عمر گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا رہا کبھی رودراکش کی مالا جانوروں تک پہنا کر خود بھی انہیں ... رہا اور کبھی گلتے کا ذبیحہ کو جائز بتاتا رہا۔ آخر کار نیوگ جیسی بے حیائی کا پردہ وید پرستے اٹھا کر چلتا بنا۔ جب کبھی معترضوں نے اعتراض کیا لالہ جی دہوتی سنبھالتے دوسری جگہ چمپت ہوتے اور یہ جا وہ جا سماج مندری میں جا براجے زیادہ کسی نے زور دیا تو ویدک لغات میں سے دو چار گالیاں اُگل دیں۔ بیچارہ معترض خود ہی ٹھنڈا ہو کر چپ ہو رہا۔

لالہ مختون جی فرماتے ہیں کہ بموجب عقیدہ اہل اسلام فرشتے بادلوں کو پکڑ کر نہیں لاتے بلکہ بارش کے لئے قوانین ہی کچھہ اور ہیں۔ مہربان ناظرین اگر آپ لالہ مختون سے دریافت کریں کہ بدر کے کون سے پرچہ میں لکھا ہے کہ فرشتے بادلوں کو پکڑ کر لاتے ہیں۔ شاید بادلوں کا لفظ آپکی چشم پر تعصب کو بدر میں نظر آگیا ہوگا۔ ورنہ جو حوالہ آپنے بدر سے لکھا ہے اسمیں تو یہی لکھا ہے کہ فرشتے اوس کے پورا کرنے کے اسباب بہم پہنچانے میں لگ گئے۔ معلوم ہوتا ہے مختون نے اسباب کے معنی ویدک لغات میں بادل کے دیکھے ہیں۔ واہ رے مختون دیانندی تیری عقل کے صدقے۔

ذرا گرو کا حال تو ملاحظہ کر کہ کہنے کو تو پنڈت گو بیان کرتا رہا (ملاحظہ ہو سوانح عمری دیانند ص۵۵) کہ بھاگوت کا سپتاہ کرنے کا پہل دکہا اور تکلیف ... راجہ کو اس سے تکلیف اٹھانی پڑیگی۔ اگر لالہ جی کے مسلمہ مسائل کا حال ناگفتہ بہ ہے ستیارتھ پرکاش کے اول اڈیشن کو تو آگنی کے حوالے کر دینا چاہئے کیونکہ وہ تو خلل دماغ کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ رہا دوسرا اڈیشن سو وہ بھی قدر خلل دماغ کی ... سے پر ہے۔ اسکے بعد والے اڈیشن چیلوں کی تیزی طبع کے نتائج ہیں فرمائیے اگر لالہ جی ایسے ہی لوگی تھے تو پہلے درست مسائل انہوں نہ لکھے کیا اسوقت رشی کیس میں بھنگ نوشی فرما رہے تھے۔ جسکے باعث سدہ بدہ سے جواب مل چکا تھا۔ لالہ مختون کیسی بیہودہ ڈینگیں مار رہا ہے؟۔

مختون دیانندی نیا جنم دہارین

مختون دیانندی ایک طرف تو وید کی پہاڑی گپوں کو دیکھتا ہے۔ اور دوسری طرف یورپین تہذیب کو۔ پہاڑی گپوں کو مانتا ہے تو سمجھدار آدمی ... کاگ بناتے ہیں اگر یورپین تہذیب کو پکڑتا ہے تو ویدانگی کے ہون کنڈ میں جاتے ہیں۔ غرض اس گرو بڑ میں مختون لالہ کی بُری گت بن رہی ہے

بہی تو ڈاڑہی موچہہ منڈا بہروپ بہت قدیم سے رہا ہے ہیں اور کبہی بنگالنون کا سا بہیس بدل کر عجیب انگلیان ان کاٹتے ہین - نیوگ - باپ بیٹی کی مجامعت - ہون کنڈ پر عجیب عجیب نقیے چرہا کر زٹلیین لگا رہے ہین - اور بقول جہاج تو بوسے جہلتی کیون بوسے جسمین خود ہی ہزارون جہید ہین - ازلی پیدائش کا نکتہ تو ہم تم کو سمجہا دیتے ہین - مگر اس کے بدلے ہم آپ سے دریافت کرتے ہین کہ ستیارتہ پرکاش ہٹے وغیرہ دیگر ویدک منترون مین جو پرمیشور کو روحون کا پتا ماتا کہا گیا ہے - کہان تک سچ ہے کیا پرمیشور پتا (باپ) اپنے بیٹے روح کی عمر کے برابر ہے یا کم و بیش - اگر پرمیشر حقیقی پتا ہے تو حدوث روح ثابت ہے ورنہ وہی مثل ہوئی کہ جب سے باپ تب سے بیٹا - اوہو خوب یاد آگیا - روح اس کا حقیقی بیٹا نہین بلکہ متبنّٰی بیٹا ہے - کہو مختون جی کون وہم ہے -

ازلی پیدائش کی حقیقت سمجہئے - قدیم اور حادث کی چار اقسام ہو سکتی ہین (۱) قدیم بالذات (۲) قدیم بالزمان (۳) حادث بالذات (۴) حادث بالزمان - قسم اول خدا تعالےٰ پر عاید ہوتی ہے - قسم دوم مین آکاش داخل ہین - جو حادث بالذات اور قدیم بالزمان ہین - قسم سوم مین ممکنات داخل ہین - قسم چہارم مین مرکبات عنصریہ - ان چار اقسام مین باہمی نسبت ہے کہ قدیم بالذات خاص ہے قدیم بالزمان سے کیونکہ جو قدیم بالذات ہے وہ قدیم بالزمان ضرور ہے اور جو قدیم بالزمان ہے اسکے لئے قدیم بالذات ہونا ضروری نہین جیسے روح پس ان ہر دو مین نسبت عموم خصوص مطلق کی ہوئی - قدیم بالزمان عام من وجہ ہے - حادث بالذات سے کیونکہ روح قدیم بالزمان اور حادث بالذات ہین - پس یہ ایک مادہ اجتماع کا ہوا اور خدا قدیم بالزمان بہی ہے جیسا کہ وہ قدیم بالذات ہے پس حادث بالذات نہ ہوگا - لالہ مختون کی موٹی سمجہ مین اگر نہ آیا تو ہم اس مضمون پر پہر لکہہ دینگے -

ازلی پیدائش تو آپ نے دیکہہ لی اب آپ ازلی بیٹے کی حقیقت آشکار کرکے ویدک فلاسفی کی ٹانگ توڑین -

مختون تو تہے ہی ڈاڑہی موچہہ بہی صفا چٹ

جیسے بعض بوڑہے آدمی اپنے آپ کو نوجوان اور بچہ ظاہر کرنے کے لئے ڈاڑہی کا صفایا کروا دیا کرتے ہین ایسا ہی لالہ مختون بہی تہوڑ کل کے بچون کے ساتہہ ہولی کہیلنے کے لئے ڈاڑہی موچہہ کا صفایا کرکے بچے بن بیٹہے ہین - اب دیکہتے ہین کہ بی - اے تو رنتے ہوئے کہ امتحان اٹہانے سے حشرات الارض کی طرح نکل آتے ہین - ہمارے جیسے ٹٹ پونجیون کو کون پوچہیگا جہٹ ڈاڑہی موچہہ منڈا کر سماج کی ڈہولکی بجانی شروع کر دی - اور تو آپ سے کچہہ ہو نہ سکا اپنے نامہ اعمال کی سیاہی اور اندرونی کالک کی ایک کونچی اپنے منہ پر بہی پہیر دی - لوگون نے اوسے دہونے کی کوشش کی مگر طفلانہ طبیعت سے ایک کی بجائے چار کونچیان اور اپنے منہ پر پہیر دین -

اب بال اکہڑوانے کا لیجئے - ہم انصاف آپ ہی چہوڑتے ہین - مہربانی کرکے بتائے کہ آپ کے عقیدہ کے بموجب اسلام بڈہا ہے یا ویدک پنتھ - ان مین سے جو بڈہا ہوگا اسکے بال ہی زیادہ سفید ہونگے اور اکہیڑنے کے لائق ہونگے - دیانند سے پہلے تو مسلمان اس بڈہے بابا کے سفید بال اکہیڑ کر اسے اپنے ساتہہ جوان بنا رہے تہے مگر لالہ دیانند کے آنے سے اسنے تو ایک ساتہ قینچی سے ہی اسکے بال اتار کر رکہہ دیئے اور ایک نئی مصنوعی ٹوپی جسپر یورپین جہلک نمودار تہی اسکے گنجے سر پر رکہہ دی - بس پوچہو نہین پہر بابا کی کیا عمدہ تصویر بن گئی - اس کا فوٹو سماج کے نیوگ خانہ کی دیوارون پر لگا ہوا دیکہو -

آپ کہتے ہین کہ تمام مسلمان کہتے ہین کہ حضرت آدمؑ سے پہلے کوئی انسان نہ تہا واہ رے مختون دیانندی - تیرے جہوٹ کے صدقے کیا ہو تو پوری ہو -

لالہ مختون قرآن شریف کو تدبر سے پڑہیئے تو آپ پر صاف ظاہر ہوجاتا ہے کہ آدمؑ سے پہلے مخلوق تہی جبہی تو کہا گیا کہ کان من الکافرین یعنی وہ کافرون مین سے تہا یعنی شیطان - احادیث سے بہی ثابت ہے کہ اس آدمؑ سے پہلے بہی کئی آدم ہو گذرے ہین - کہو لالہ جی اب سیاہی کی کونچی آپکے منڈے ہوئے چہرہ پر پہر گئی یا نہین سمجہ گیا جانو کہ قرآن شریف مین کیا لکہا ہے خواہ مخواہ کی ڈینگیین نہ مارو - بہلا جس کتاب کا ایک حرف بہی تم نہین جانتے اسکی علمیت کا دعوےٰ کرنا کیسی حماقت ہے تمہین کاگ بہاشا ہی مبارک رہے -

آپ کا یہ لکہنا کہ محض آدمؑ سے ہی تمام انسان پیدا ہوئے یہانتک کہ اسکی بیوی بہی - عجیب نادانی و جہالت ہے آپکی اس خرافات کے بدلے تو ہزارون سیاہی کی آپکے چہرہ مبارک پہ پہیر چکی ہین جنہین ان کو گنگا جل سے دہوکر باتین کرتے -

دیانندی بہروپیا

ویدک زمانہ مین دستور تہا کہ راجاؤن کے خوش کرنے کے لئے نقال کئی کئی قسم کے عجیب عجیب بہروپ بدلا کرتے تہے تاکہ ان کو دیکہنی والے ہنسین - موجودہ زمانہ مین مختون دیانندی وہی فرائض ادا کر رہا ہے - کہین تو آپ لکچرار بنکر دوسرون کی چہاچہہ پر موچہین منڈاتے ہین اور کہین بنگالنون کا سا جامہ زیب تن کرکے استری سماج مین نیوگ پرچار کرتے ہین اور کسی جگہ ڈاڑہی موچہہ منڈا کر بچون کے ساتہہ الف بے تے رٹنا شروع کر دیتے ہین - مگر ہمین کچہہ عرصہ سے معلوم ہوا تہا کہ آپ بیمار ہین جسے ہم نے حمل کا سوانگ ہی سمجہا تہا - اب معلوم نہین کہ وضع ہونے پر کیا نتیجہ نکلا - سوانگ تو آپنے خوب بہرا مگر اپنے پتی کا نام ہم سے کیا چہپایا تہا - خیر ہم بہی حمل کو سمجہا لین گے کہ نیوگ کے حمل کا سوانگ ہی سہی جسمین پتی کے تقرر کی ضرورت نہین - جو آئے سو اس کا بیڑا پار ہے -

بیڑا ہی ڈوب گیا

اسلام کی لہرون نے بیچارے وید کی کشتی کو جو نقصان پہنچایا تہا وہ تو سب کو معلوم تہا - مگر کچہہ عرصہ سے لالہ دیانند اور اسکے چیلون نے ویدکی ٹوٹی ہوئی کشتی پر کاغذون کے جوڑ لگانے شروع کر دیئے تہے اور کئی باہمتون نے تو اس کاغذی ناؤ کا خیال چہوڑ کر علیحدہ علیحدہ کاغذی منشکیز بنائے تہے - جناب مرزا صاحب کے نزول نے ایک ایسا جوش دریائے اسلام مین ڈال دیا کہ اوس ویدک کاغذی ناؤ کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور باوجودیکہ اسکی مرمت برابر جاری ہے مگر وہ بجائے جڑنے کے اور علیحدہ علیحدہ ہوتے جاتے ہین - اور اسمین ذرا شک نہین رہا کہ بیڑا آج ڈوبا کہ کل ڈوبا - گو اسی ڈر کے مارے دیانندی رشی کیش کسی چوٹی کی طرف بہاگے ہین مگر اس جوش وحدت کے سامنے ٹہیرنا کاغذی ناؤ کا کام نہین - تمہاری طفلانہ باتون کے جوابات تشحیذ الاسلام کے جواب مین دئے جاتینگے اور خاطر جمع رکہو تمہارے بخیئے پورے طور پر اودہیڑ کر رکہہ دئے جائینگے - مجہے معلوم ہوا ہے کہ تم کوئی رسالہ بہی اسلام کے خلاف نکالنا چاہتے ہو - سو اب خبردار ہو جاؤ - اور طفلانہ باتون کو چہوڑ کر مہذبانہ طور پر گفتگو کرنا سیکہو - ورنہ مین تمہارے ایک ایک مضمون کے ٹانکے ادہیڑتا چلا جاؤنگا - پہر کاجرون کا حلوا کہا کر بہی تمہارا کچہہ نہ بنے گا - مین تم کو اپنی حالت درست کرنے کا ایک اور موقع دیتا ہون - اگر میرے نام سے تمہین معلوم نہین تو آریہ مسافر سے پوچہہ لو - جو شرم کے مارے منہ سامنے نہین کرتا -

راقم

احمدی جس سے تم بخوبی واقف ہو -

منظورِ الٰہی

اے دلِ پژمردہ کیون مغموم ہے تو کر بیان
ہم سے یہ دیکہی نہین جاتین تری بے تابیان
چشمِ نم تو ہی بتا دے تجہہ پہ کیا گذری ہے آج
کس کا غم ہے کس کے ماتم مین ہین یہ آنسو رواں
کر رہا تہا صحدم مین چشم و دل سے یہ خطاب
یون کہا آکر کسی نے مجہہ سے با آہ و فغان
فاضلِ مشہور یعنی مولوی عبد الکریم
ہو گئے دنیائے فانی سے سوئے عقبیٰ روان
حق تعالےٰ انکا جنت کو کرے آرام گاہ
دل سے تہے وہ تابعِ حکم مسیحائے زمان
تہے فصاحت اور بلاغت مین وہ حسان عجم
قرأت و قرآن خوانی مین تہے مشہورِ جہان
دوستون کو اپنے وہ داغ جدائی دے گئے
اب سنے گا اُن کا قرآن مجمعِ روحانیان
گیارہوین تہی ماہ اکتوبر کی اور تہا بدہ کا دن
اُڑ گیا تن کے قفس سے سوئے جنت مرغِ جان
حق تعالےٰ سے ہے منظورِ الٰہی کی دعا
اے خدا رکہہ دوستون پر ان کے فضلِ جاودان

وی پی

مطبع اُن خریداران کی طرف وی پی ارسال کر رہا ہے جنکی طرف سال رواں یا گذشتہ سال کا چندہ واجب الوصول ہے - اسلئے اطلاع دیجاتی ہے کہ جن کی طرف چندہ قابل وصول ہے مطبع کے مرسلہ وی پی وصول کرکے مشکور کرین یا اطلاع دین کہ وہ کب تک چندہ ارسال کرینگے یا کونسا ہفتہ وی پی ارسال کیا جاوے - تاکہ مطبع بار بار کی خط و کتابت اور زیر باری سے محفوظ رہے امید ہے کہ خریداران الحکم جن کی طرف چندہ واجب الوصول ہے توجہ کرینگے -!!!

محرر دفتر الحکم

www.aaiil.org

مرثیہ وفات شہادت آیات حضرت مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ

(از چودہری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ)

اے راحت دوستان کجائی اے یاور دلستان کجائی
سرتاج مہاجران کجائی اے اوّل ناصران کجائی
اے عبد کریم ما کجائی
وے یار قدیم ما کجائی

مجروح شدیم در فراقت مذبوح دلیم ز اشتیاقت
چون صحبت ما شدست شاقت افسوس کجاست آن رفاقت
جان تن انجمن کجائی
بر ہمزن انجمن کجائی

اے طائر روح چون پریدی بر کنگرۂ فلک رسیدی
از ما تو بگو چرا بریدی از ما چہ خلاف طبع دیدی
طیر ناک آشیان کجائی
اے بلبل خوش بیان کجائی

جسم تو کہ بود در سرپاک ہیہات نہادہ شد تہ خاک
آن طوطی روح تو چالاک پرواز نمود و شد بر افلاک
اے فرش گزین من کجائی
اے چرخ نشین من کجائی

ویران شدہ بے تو محفل ما ویران شدہ بے تو منزل ما
آتش افتادہ در دل ما آبست بخانۂ گل ما
اے مرہم زخم ما کجائی
اے دار دوے سقم ما کجائی

اے زبدۂ خادمان مہدی اے قدوۂ بندگان مہدی
اے خادم دوستان مہدی اے ساکن آستان مہدی
نور دین خدا کجائی
اے بندہ با صفا کجائی

تحریر تو ہست پُر ز تاثیر تقریر تو دل برد بہ تسخیر
ذات تو بہ سقف خانہ شہتیر ما را بود و شکست تقدیر
اے باعث شادیم کجائی
زیب آبادیم کجائی

بودیم ز تو گہے دل شاد آباد ز تو خرد و کلان آزاد
گشتیم ز تو بے تو برباد نقصان رسید و شکل فتاد
اے راحت جان ما کجائی
اے روح روان ما کجائی

بے تو نہ قرار دل ما برمرگ تو گفت رب اعلیٰ
بزبان مسیح فرزند عیسیٰ ہم من معہٗ زصدق و عدلا
زین گریم و گویمت کجائی
ہم بویم و جویمت کجائی

دادند ترا شناخت حق شد قسمت تو رفاقت حق
شد نور تو صرف طاعت حق وا دست تو شد اشاعت حق
خاموش نشستہ کجائی روپوشی و خفتہ کجائی

آن صحبت ما شدست فراموش یا کنج لحد شدی ہم آغوش
چون یاد تو میزند بدل جوش گریم وے صبور و خاموش
اے غم خور غمزدہ کجائی
وے شادی جان ما کجائی

گو عمر تو ہفت و چہل سال ست در ذات تو جمع ہر کمال ست
بے روے تو بدر ما ہلال ست آن نیز بعوض زوال ست
اے نور نگاہ ما کجائی
وے پشت و پناہ ما کجائی

پژمردہ گل بہار خوبی آن بادشہ دیار خوبی
چون بود فہیم دار خوبی آخر شدہ در مزار خوبی
اے رونق باغ ما کجائی
وے باعث فراغ ما کجائی

قرآن آغاز روح تو بود فرقان کردۂ روح تو بود
دارو شفائے روح تو بود گویند کہ بجا روح تو بود
اے عاشق زار من کجائی
جان باز و نثار من کجائی

در وقت وفات پاس داری اظہار جلال ذات باری
با صفت دعا ما و زاری جان با جان آفرین سپاری
شیدائے جلال حق کجائی
مولائے جمال حق کجائی

در ہجر تو چشم ماست پرنم شد سینۂ ما خزینۂ غم
بر مرگ تو میکنیم ماتم بطریق رسول پاک اکرم
اے بے تو بہترین کجائی
دوری دبدال قرین کجائی

ادعیۂ آن مسیح موعود ہم زاری آن امام مہود
ضائع نشود زلطف معبود شد بر رفتۂ روان مفقود
یکتا حبیب ما کجائی
تنہا رغریب ما کجائی

اے ذات تو مرجع خلائق لیکن بُری از ہمہ علائق
اے طوطی ایزدی حدائق بگذشتہ از ہمہ عوائق
راہی رہ عدم کجائی
محروم بے خدم کجائی

تقریر تو شکر ست و قند ست تحریر عزیب و سود مند ست
حالا کہ لبست دگفتہ بند ست زین شیوہ تو ز دل پسند ست
خوش لہجہ مقرر ما کجائی
اے قدوہ مکرم کجائی

دست تو کمان دخامہ تیر سر طائر زور کرد نخچیر
دادند ترا زبان تفسیر بر حلق دجل مثال شمشیر
اے ناشر دین ما کجائی
اے مرد خفین کجائی

در جان تو شوق کوئی شیخیر جان باز و نثار روے شیخیر
شمشیر بے در و مشیخین فلقت ہمہ عکس خوئے شیخیر
اے خاک در علی کجائی
اے دوست بر ولی کجائی

اتفاق حق ... باطل بر جدم بود ... ماست

اے عاشق شوق واستقامت حالاست مئے طہور وحیات
مے نوش وے بگو کجائی
خاموش وے بگو کجائی

طبع تو کہ بود نازک از گل برداشت نکرد شور بلبل
چونی تر تو دۂ گل اے گل رو ئیدہ برو گیاہ و سنبل
اے غنچہ دہان ما کجائی
اے بستہ زبان ما کجائی

واقف حقائق شریعت کشاف دقائق شریعت
گل چین حدائق شریعت پابند علائق شریعت
اے عالم با عمل کجائی
اے عالم بے بدل کجائی

اے کشتۂ راہ مہدی حق سردار سپاہ مہدی حق
اے یوسف چاہ مہدی حق خوش بود گواہ مہدی حق
اے نام تو با نشان کجائی
از چشم زمان نہان کجائی

اے عاشق زار نام احمد وے شیفتہ کلام احمد
داری خبر مقام احمد اے خاک رہ غلام احمد
اے یار مسیح ما کجائی
قربان مسیح ما کجائی

رشک ہست بہ بخت روشن تو چون قادیان ہست مامن تو
در زندگی بود مسکن تو شد بعد وفات مدفن تو
اے زیر زمین رہین کجائی
روپوش تہ کفن کجائی

ہجرت رگ جان ما خراشد بر زخم دلم نمک بپاشد
چو تیشۂ غم نہ جان تراشد گر عبد کریم ما نباشد
مجروحم و مرہمم کجائی
بے تو در ماندہ ام کجائی

یاد تو بحضرت مسیحا زاد تو محبت مسیحا
آزاد بخدمت مسیحا دل شاد بصحبت مسیحا
بودی و درین زمان کجائی
از دیدۂ ما نہان کجائی

قرآن تو با چنین خوش آواز تا ثیر چہ داشت بود اعجاز
بیخود شدے و داشتے باز لاریب طیور راز پرداز
یا خوش خوان من کجائی
پاکیزہ بیان من کجائی

در ہجر تو گرچہ بیقرارم این قصہ درد در گذارم
در حفظ خدا ترا سپارم دیگر ز قلم نہ بر نگارم
اے بیش رو ندہ ام کجائی
در پیت دوندہ ام کجائی

حق اللہ کند بحالت تو قرآن ہمہ در رفاقت تو
در خلد بود اقامت تو احمد ز پئے شفاعت تو

والکردہ لب اے فتا کجائی
زود آو بیا بیا کجائی

اے مالک ما مہین ما در گاہ مسیح مامن ما
چون عبد کریم متسکن ما یاد و لپس مرگ مدفن ما
زین لپس نہ بخوانمش کجائی
نہ پیام رسانمش کجائی

خواب سے جاگو۔ آنکھیں کہولو

اور دیکہو کہ مندرجہ ذیل گہڑیان کس قدر سستے داموں پر فروخت کر رہے ہیں۔ ابہی اگر آپ نے گہڑیاں نہ خریدیں تو پہر کب خریدو گے صاحبان جلدی اور گہڑیان خرید لیں ورنہ پہر ایسا بہترین موقع نہ ملیگا۔

اصلی رسکوپ سسٹم واچ گارنٹی ۶ سال قیمت تین روپیہ علاوہ محصول

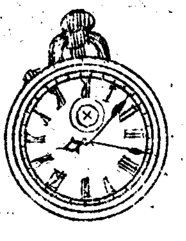

اگر یہ گہڑی عرصہ گارنٹی میں بلا کسی خاص نقص کے چلنے سے رُک جاویگی تو ہم بلا اجرت درست کر دینگے اس سے زیادہ اسکے پختہ و پائدار ہونیکا کیا ثبوت ہو سکتا ہے منگا کر ملاحظہ کیجئے۔ قیمت تین روپیہ علاوہ محصول۔ بکس شیشہ، ہیز نگ ہمراہ گہڑی مفت۔

نکل میلور کی اسٹ واچ گارنٹی ۴ سال قیمت چار روپیہ علاوہ محصول

یہ گہڑی کلائی پر باندہی جاتی ہے اسکے پُرزے نہایت پختہ اور پائیدار ہیں کہلے منہ کی کیلس گہڑی ہے جیب میں بہی لگ سکتی ہے برسوں نہیں بگڑتی قیمت ۴ روپیہ علاوہ محصول۔

ملنے کا پتہ:- منیجر حمیدیہ ٹریڈنگ کمپنی شہر لاہور

اطلاع

خریداران الحکم خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور دیا کریں۔

کل ایک خط ضلع کرنال سے پہونچا جس پر نمبر وغیرہ نہیں ہے اور نیز پتہ واضح طور پر اپنا نہیں لکہا ہے۔ اس سے کارخانہ کو حساب وغیرہ میں بڑی دقت ہوتی ہے۔ لہذا آئیندہ نمبر دیا کریں۔

تعلیم الاسلام سکول اور کالج

مدرسہ تعلیم الاسلام کی مالی حالت کی اصلاح اور استحکام کے لئے ایک گشتی چٹھی خاص احباب کی خدمت میں بھیجی گئی ہے امید ہے توجہ سے دیکھی جاویگی مدرسہ کی آمدنی اور کالج کے آنہ فنڈ کی آمدنی کی رسید زر ایک وقت سے چھپ نہیں سکی آج مدرسہ کی رسیدات کیلئے جگہ نکالی جاتی ہے اسکے بعد آنہ فنڈ کی رسیدات چھاپی جاوینگی یعنے آخر نومبر ۱۹۰۵ء تک انشاء اللہ تمام رسیدات چھپ جاوینگی یعنے آخر نومبر تک کمی پوری ہوکر آخر نومبر تک کی آمدنی کی رسیدات شائع کردی جائینگی۔ اسلئے جب تک کل رسیدات شائع نہ ہولیں فرستندگان روپیہ رسیدات کے چھپنے کے لئے تقاضا نکریں۔ ایڈیٹر

مساکین اور یتامی اور جاڑا

سردی کا موسم آگیا ہے اور ہمارے مدرسہ کے یتامی اور مساکین کے لئے سردی کے کپڑے اور سامان کی ضرورت ہے ایک عرصہ گذرتا ہے۔ حضرت حکیم الامت نے ایک اشتہار اعلام کے نام سے جاری کیا تہا جس میں اس امر کیطرف توجہ دلائی تہی کہ اگر احباب پرانے کپڑے بہیجدیا کریں تو وہ ان لوگوں کے کام آسکتے ہیں اس پر چندان توجہ نہیں ہوئی اب یہہ ضرورت سخت محسوس ہوئی ہے اسلئے ہر جگہ کی احمدی جماعتیں خصوصیت کے ساتھہ اسپر توجہ کریں ہر قسم کے کپڑے جو پرانے کار آمد ہوں یہاں بھیجدئے جاویں یا کپڑوں کے لئے روپیہ بہیجا جاوے۔ یہہ ایسی ضرورت ہے کہ اسپر بہت جلد توجہ کی ضرورت ہے۔ ایڈیٹر

رسید زر آمدنی مدرسہ

۱۶- اگست ۱۹۰۵ء

منشی عبد العزیز صاحب ٹیلیگراف ماسٹر متھرا مدرسہ عہ
غلام نبی صاحب سکنہ جہن تحصیل بھیرہ " عہ
نورالدین صاحب ٹانک لکوئی ابر بہا " ۱۲
بابو عبد الرحمان کلرک انبالہ " ۱۲

۱۸- اگست ۱۹۰۵ء

جماعت شملہ معرفت بابو برکت علی صاحب مساکین ۴
مدرسہ عہ ریزرو فنڈ لہ عہ
جماعت وزیر آباد معرفت شیخ نیاز احمد صاحب سوداگر مدرسہ لہ عہ ۹
جماعت لویرایوالہ ضلع گوجرانوالہ مدرسہ صہ

۱۹- اگست ۱۹۰۵ء

جماعت احمدیہ بھینی متصل قادیان معرفت ماسٹر سکندر مدرسہ ۷
جماعت احمدیہ سامانہ معرفت محمد اکرم صاحب مدرسہ صہ

۲۱- اگست ۱۹۰۵ء

منشی محمد اسماعیل صاحب ٹیلر ماسٹر عدن مدرسہ عا
محمد رمضان صاحب عدن " عا
بابو عبد الکریم صاحب سب پوسٹماسٹر راولپنڈی مدرسہ ۸
غلام حیدر صاحب کلرک ڈاکخانہ " مدرسہ عہ
بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر لارنس پور مدرسہ عہ
مرزا عباس علی ملک گارڈ کوہاٹ یتامی عہ مدرسہ ۴

۲۴- اگست ۱۹۰۵ء

جماعت احمدیہ گولیکی یتامی عہ
جماعت جہلیان والہ حافظ آباد مدرسہ عہ
منشی مولا بخش صاحب مدرس سنگہول مدرسہ عہ
شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور مدرسہ عہ
محمد علی وٹرنری اسسٹنٹ دفعدار انبالہ چہاونی مدرسہ عہ
شیخ غلام نبی صاحب راولپنڈی مدرسہ ۔
متفرق معرفت غلام حسن صاحب سٹیشن ماسٹر ٹوبہ ٹیک سنگہ حال
یتامی للعہ مدرسہ عہ
غلام طاہر ولد سید نجم الدین احمدی قصبہ کرل مدرسہ
رمضان خان ولد چاند خان احمدی " مدرسہ
نامعلوم الاسم از پٹیالہ یتامی ۴

۲۴- اگست

مولا بخش صاحب بکہلور- بہلور مدرسہ ۱۰
منشی اللہ رکہا ولد میاں الہ دین سمبڑیال مدرسہ ۱۲
جماعت قتال پور معرفت سلطان احمد صاحب مدرسہ عہ

۲۵- اگست

غلام محمد صاحب ڈپٹی انسپکٹر نزوبی (افریقہ) مدرسہ عا
عظیم شاہ صاحب باورچی نزوبی " مدرسہ عہ ۸
عمر الدین صاحب " مدرسہ عا ۸

۲۶- اگست

محمد موسیٰ کمسکل میکل مارٹ لاہور مدرسہ عہ
جماعت کاٹھہ گڑھ معرفت محمد علی سکرٹری انجمن حمایت حق
مدرسہ عہ ۱۵
جماعت لاہور معرفت حکیم محمد حسین قریشی مساکین مدرسہ ۸
مولوی اسماعیل صاحب ترگڑی- گوجرانوالہ مدرسہ عہ
جماعت جہلم معرفت سلطان محمد گھڑی ساز
مساکین عہ ۱۲ ..... مدرسہ عہ

۲۸- اگست

سید محمد شاہ لیس دفعدار نوشہرہ مدرسہ عہ
یعقوب خان وٹرنری اسسٹنٹ موز ریمونٹ ڈپو یتامی للعہ
بابو فیروز علی کیسوال متصل گوجرخان مساکین ۸

یکم ستمبر ۱۹۰۵ء

جماعت بستی وریام معرفت محمد علی صاحب وریام مساکین عہ

۳- ستمبر

جماعت احمدیہ کریام معرفت سلطان خان مدرسہ ۹
سلطان خان ڈاکخانہ ملوارہ ضلع لودہیانہ مدرسہ ۴
عبد الحی خان کلرک منٹگمری مدرسہ عہ

۴- ستمبر

مرزا محمد شفیع ہیڈ کلرک دفتر سپرنٹنڈنٹ ڈیرہ اسماعیل خان
مدرسہ عا
مولوی محمد احسن کنگام کشمیر حال مقیم دلیسہ یتامی ۴

۵- ستمبر

ولایت شاہ صاحب سکول ماسٹر بارکہان لورالائی مدرسہ عہ

۶- ستمبر

جماعت احمدیہ لودہیانہ معرفت ماسٹر عبد الحق صاحب یتامی و مساکین ۱۶
قاضی عبد المجید صاحب سکنہ جہانگا مانگا مدرسہ عا
عبد العزیز صاحب اہلمد سہارنپور مدرسہ ۸
محمد شفیع صاحب گوجرانوالہ مدرسہ ۱۲
محمد حسین انسپکٹر ڈاکخانہ راولپنڈی " ۸

۷- ستمبر

محمد حسین صاحب پنجابی اوڑکال بنگلہ مدراس مدرسہ عہ
مولوی سید محمد رضوی صاحب پلیڈر- حیدرآباد دکن ۔

۹- ستمبر

جماعت احمدیہ لودہیانہ معرفت قاضی خواجہ علی صاحب مدرسہ
سید لعل شاہ صاحب از نوشہرہ مساکین ۲ مدرسہ عا
مرزا نیاز بیگ صاحب از کلانور مساکین ۴
منشی محمد علی صاحب محرر بہلورا مدرسہ عہ
میاں الٰہی بخش صاحب ٹھنڈا مساکین عہ
ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور مدرسہ عا
بابو عبد الرحیم صاحب ساٹر ریلوی انبالہ مدرسہ ۸
محمد تقی صاحب مدرس سرہند ۴ یتامی مدرسہ ۴
منشی مولا بخش صاحب مدرس سنگہول یتامی ۸ مدرسہ ۱۰

۱۱- ستمبر

عطا محمد صاحب الیس-او- منڈوت کولیری مدرسہ عا
حافظ احمد الدین صاحب چک اسکندر- برنالی مدرسہ ۲

۱۳- ستمبر

اسماعیل آدم بمبئی مدرسہ عہ
زین الدین محمد ابراہیم بمبئی مدرسہ للعہ
منشی وزیر خان صاحب احمدی انجیر ہیگو برہما مدرسہ ما
علی بخش صاحب تلونڈی کہجوروالی مدرسہ عہ
منشی گلزار محمد صاحب پنڈی گہیب مدرسہ عہ

۱۴- ستمبر

چندہ جماعت احمدیہ لالہ موسیٰ مدرسہ ۔

صاحب وسعت احباب توجہ کریں

میاں احمد نور صاحب مہاجر کے مکان کیلئے کئی دفعہ پہلے بہی تحریک ہوچکی ہے کچہہ روپیہ جمع ہوا تہا وہ خرچ ہوچکا ہے چونکہ زمین جو مکان کے لئے تجویز ہوئی تہی وہ نشیب میں ہے قریبًا ایکسو روپیہ تو اس کے برابر کرنے میں خرچ ہوگیا اب مکان کی تعمیر شروع ہوگئی ہے مگر گذارہ کے موافق مکان تیار ہونیکے لئے دوسو روپیہ کی اور ضرورت ہے۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ قوم پر طرح طرح چندوں کا بوجہہ پڑا ہوا ہے اور خصوصًا لنگر خانہ کیحالت ان دنوں میں بہت ہی قابل توجہہ ہے جسکے لئے حضرت اقدس نے بہہ تحریک کا ارشاد فرمایا ہے مگر اس قوم کیلئے جو اسوقت ہزارہا روپیہ مجموعی طاقت سے نیکی کے کاموں میں خرچ کر رہی ہے دوسو روپیہ کی رقم کچہہ بہی چیز نہیں۔ بلکہ یہ ایک ایسی خفیف رقم ہے کہ دو چار صاحب وسعت احباب ہی توجہ فرما کر اسے پورا کر سکتے ہیں۔ زکوٰۃ کی مدمیں آخر سینکڑوں نہیں ہزاروں روپیہ اس جماعت کے نکلتے ہیں۔ پس ایسی ہی ادنیٰ توجہ سے یہ رقم پوری ہوسکتی ہے کل قوم کے سامنے اسلئے تحریک کی گئی ہے کہ تہوڑی تہوڑی مدد سے ہی مدعا حاصل ہوجاوے مگر یہ کام بہت جلد توجہ کو چاہتا ہے تا تعمیر کا کام درمیان میں نہ رک جاوے۔ ماہ رمضان کا مہینہ بہی صدقات کا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمارے احباب کو توفیق دے کہ اس کار خیر میں وہ حصہ لیں۔

راقم محمد علی مینجر رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے

یقینًا کوئی شخص نہیں ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو کہ اس کا مال و اسباب محفوظ رہے؟

حفاظت مال و اسباب کیلئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائیں جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بہی کیا ہے اور جوانکی عمدگی مضبوطی اور خوبصورتی کیوجہ سے سرحد پر بہی جاتے ہیں۔ لکڑی کے صندوقوں کے مقابلہ میں یہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پہلکے اور بہہ زیادہ مضبوط اور پائیدار۔ نہ دیمک کا خطرہ آگ کا اندیشہ سفر میں ہر طرح سے آسانی کے ساتہہ اسباب بند کرکے لیجا سکتے ہیں چونکہ یہ احمدی بہائی کا خانہ ہے اسلئے آپ اس میں کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ نہ پائینگے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجہہ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکوں کی تجارت کرتے ہیں وہ اکہٹے منگوائینگے تو انکے ساتہہ خاص رعایت بہی کیجائیگی۔ مفصل فہرست درخواست کرکے کارخانہ سے منگوالو۔ درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکہو۔ مال بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجائیگی

تمام درخواستیں بنام منشی محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئیں۔ فقط

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہ در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ص (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے ,, (۴) غیر مذہب والوں سے ۱۲/ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲/

نمبر ۴۰ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۰۵ء مطابق ۱۹ رمضان المعظم ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

(۱) سفرنامہ دہلی۔ درخواست دعا۔ دار الامان کا ہفتہ
,, تازہ الہامات اور رؤیا۔ اطلاع۔ ص ۱ و ۲
(۲) حضرت مولانا مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ
مکتوب جالندھر۔ روزانہ الحکم کا اجرا } ص ۲ و ۳
(۳) ایک ہندو کو یسوع کی لعنت نے عیسائی
,, ہونے سے بچا لیا۔
,, استفسارات کے جواب } ص ۴ و ۵
(۴) کون توجہ کریگا۔ لنگرخانہ کی آمد۔ ص ۵ و ۶
,, چندہ بھیجنے والے احباب توجہ کریں۔ ص ۶
(۵) کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان ص ۷ تا ۱۰
(۶) بعض آریہ سماجیوں کی شرارت۔
زکوٰۃ۔
,, فشاند و سگ بانگ می زند } ص ۱۱ و ۱۲
(۷) عید آگئی اور اظہار مروت کا وقت آگیا۔ ص ۱۲
(۸) اشتہارات ص ۱۳ و ۱۴

سفرنامہ دہلی

دہلی کے سفرنامہ کے متعلق بعض دوستوں نے رائے دی ہے کہ وہ جداگانہ کتاب کی صورت میں شائع کیا جاوے مگر میں اسکی ضرورت نہیں سمجھتا۔ اسلئے الحکم کی اگلی اشاعت سے انشاء اللہ العزیز ایڈیٹر الحکم کا لکھا ہوا سفرنامہ چھپنا شروع ہو جائیگا جس میں جہانتک ہو سکے گا پورے کوائف درج کرنے کی کوشش کی جائیگی۔

سال رواں ختم ہونیکو آیا۔ جن احباب کے ذمہ بقایا ہے وہ براہ کرم اب تو بھیجدیں۔ مطبع کیطرف سے جو وی پی روانہ ہو رہے ہیں انہیں وصول کرکے مطبع کی بروقت اعانت کی جاوے۔ یہہ بھی یاد رہے کہ حسب معمول ۱۰ ڈسمبر ۱۹۰۵ء کا الحکم سالانہ قیمتوں کے لئے وی پی کیا جائیگا ناظرین آگاہ رہیں۔ اگر قومی کاموں کو اپنے ذاتی کاموں کی طرح سمجھہ لیا جاوے تو پھر کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ وی پی واپس ہوں اور کارخانہ کو نقصان پہونچے

درخواست دعا

بابو عبد الحق صاحب جو الحکم کے خاص معاون اور اسکی ترقی اشاعت میں بہت بڑا حصہ لینے والے نوجوان ہیں اور پہلے سنکھترہ میں سب پوسٹماسٹر تھے اور اب دار الامان کی اقامت کو باعث سعادت سمجھہ کر مدرسہ تعلیم الاسلام میں کام کرتے ہیں۔ وہ ایک مقدمہ کی لپیٹ میں آگئے ہیں احمدی احباب اپنے بھائی کی دعاؤں سے مدد کریں رمضان کے ان ایام میں اچھا موقع ہے۔

دار الامان کا ہفتہ

(۱) ۱۰۔ نومبر ۱۹۰۵ء کو اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خیر و عافیت سے ۱۲ بجے کے قریب دار الامان آپہونچے۔ اکثر خدام استقبال کے لئے راستہ میں جا ملے۔ آپنے دار الامان پہونچکر نماز جمعہ جماعت کے ساتھہ ادا کی۔ آپ اور آپکے اہل بیت کی صحت الحمد للہ اچھی ہے۔

(۲) حضرت حکیم الامتہ کی صحت بھی الحمد للہ اچھی ہے اور آپ خدمت دین میں بدستور مصروف۔
حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ کی بجائے اب نماز پنجگانہ کے امام آپ ہی ہوتے ہیں۔

(۳)۔ فاضل امروہی امرتسر سے چند روز کیلئے واپس امروہہ تشریف لے گئے ہیں فاضل امروہی قرآن شریف کی ایک تفسیر لکھنا چاہتے ہیں اس کام کو انہوں نے شروع کر دیا ہے اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرے۔ آمین۔

تازہ الہامات اور رؤیا حسب ذیل ہیں

امرتسر۔ ۹۔ نومبر ۱۹۰۵ء۔ صبح کو رویا میں دیکھا کہ بہت سے گتے ہیں فرمایا اس سے مراد کوئی مفسدہ یا ہنگامہ ہوتا ہے۔ اسکے ساتھہ ہی الہام ہوا۔ انّی مع الرسول اقوم یعنے میں اپنے رسول کے ساتھہ کھڑا ہونگا۔
یہہ رؤیا اور الہام آپ نے لیکچر سے پہلے سنا دیا تھا لیکچر شروع کرنے کے آدھہ گھنٹہ بعد پورا ہو گیا۔ کوتاہ اندیش مخالفوں اور مفسدوں نے اسقدر شور و شر پیدا کیا کہ اپنی طرف سے وہ اپنے منصوبے میں کامیاب ہو گئے۔ (اسکا مفصل ذکر سفرنامہ میں ہوگا)

قادیان۔ ۱۱۔ نومبر ۱۹۰۵ء۔ اِمّا نرینّک بعض الذی نعدھم او نتوفینّک
ترجمہ۔ یا تو بعض وہ باتیں ہم تجھکو دکھائینگے جنکا انکو ہم نے وعدہ دیا ہے یا تجھے وفات دینگے۔
لا یُقبل عمل مثقال ذرّۃ من غیر التقویٰ۔ یعنے تقوے کے بغیر کوئی عمل ذرّہ برابر بھی قبول نہیں کیا جاتا۔ (یہہ دونو الہام نماز ظہر کے وقت سنائے۔
۱۴۔ نومبر ۱۹۰۵ء ایک کاغذ دکھایا گیا جس پر عربی عبارت میں ایمان کے اقسام لکھے ہوئے ہیں وہ عبارت یاد نہیں رہی۔ مگر اوس کا مطلب غالبًا یہ تھا کہ ایمان چار قسم ہے ایک روایتی ایمان دوسرا وہ جو بصیرت سے حاصل ہوتا ہے تیسرا حالی ایمان۔ چوتھا استغراقی جو محویت سے حاصل ہوتا ہے۔
۱۵۔ نومبر ۱۹۰۵ء۔ "کئی ہوئی دو زندگیوں کا خاتمہ"

اطلاع

اب بھی اکثر دیکھا جاتا ہے کہ خریداران خط و کتابت میں نمبر خریداری جو کہ چٹ پر چھپا ہوا ہوتا ہے نہیں دیتے آئندہ توجہ کریں۔

حضرت مولانا مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ

مخدوم الملۃ کی شہادت نے قوم کے وجود میں ایک خاص حرکت پیدا کر دی ہے اور اس صدمہ کو پورے طور پر محسوس کیا ہے۔ سفر دہلی کے اثنا میں مجھے کئی جگہ جماعتوں اور احباب سے ملنے کا موقع ملا۔

اور ہر ایک سے یہ درد دل سُنا۔ منشاء ایزدی پر ہم خدا ہی کے فضل سے خوش ہیں اور ایسے ادید الخیر کے وعدہ کے موافق سلسلہ کیلئے کسی خیر کثیر کا پیش خیمہ سمجھتے ہیں لیکن بشری فطرتی تقاضے ہجوم افکار سے دلکو چوٹ لگاہی دیتے ہیں اور فی الحقیقت ایسا ہونا ہی چاہئے تھا ورنہ اللہ تعالے اپنے مامور اور برگزیدہ رسول سے کویا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم کی وحی کیوں کرتا؟ **مخدوم الملۃ** کا صدمہ یوں تو ہر شخص نے محسوس کیا ہے لیکن جس جس قدر مرحوم کے تعلقات کسی سے زیادہ تھے اسی قدر صدمہ اس کے دل نے محسوس کیا ہے۔ **سیالکوٹ** کی جماعت (جو شہید مرحوم کے وجود پر **ناز** اور **فخر** کرتی تھی اور جسکا یہہ فخر بجا اور درست تھا) کو بہت بڑا صدمہ پہونچا ہے اللہ تعالیٰ خود انکی جزا ہے۔ مکرمی میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی نے جس درد اور رقت کیساتھ مجھے خط لکھا ہے وہ ظاہر کرتی ہے کہ انہیں کسقدر دکھ ہوا ہے مگر میں اور خود شاہ صاحب بحمد اللہ یقیناً جانتے ہیں کہ جسقدر عظیم الشان یہ ابتلاء ہے اسیقدر عظیم الشان اجر اسکے صبر میں مرکوز ہے ؎

ہر بلا کین قوم را حق دادہ است
زیر آن گنج کرم بنہادہ است

میں شاہ صاحب کے خط کو کسی دوسری جگہ درج کرتا ہوں اور ذیل میں انکی ایک نظم کو جگہ دیتا ہوں جو سیالکوٹ کی انجمن احمدیہ کے خاص جلسہ میں (جو شہید مرحوم کی تعزیت کا جلسہ تھا) شاہ صاحب نے پڑھی۔ مخدوم الملۃ مرثیہ گوئی کو ہمیشہ ناپسند کرتے تھے اسلئے کہ کہنے والوں کے صرف الفاظ ہی الفاظ ہوتے ہیں۔ وہ عملی رنگ زیادہ چاہتے تھے اسلئے میں اپنے ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس نظم پر یا ان مضامین پر جو شہید مرحوم کے متعلق شائع ہو رہے ہیں پوری فکر کریں اور ان سے عملی فائدہ اٹھائیں تاکہ مرحوم کی شہادت بھی ایک کارکن واقعہ ثابت ہو کر آپکے اعمال صالحہ کا ایک جزو ٹھیر جاوے اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے ناظرین کو بھی توفیق عطا فرماوے آمین۔ اس نظم کے بعد شاہ صاحب کا مراسلہ بھی درج کرتا ہوں اس میں **یادگار کریم** کے متعلق جو بحث کی گئی ہے وہ خصوصیتاً قوم کی توجہ کے قابل ہے۔

ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلے علی رسولہ الکریم

کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامْ

موت کا جینے کو جب ہے انتظار
ایسے جینے پر ہو کیون کر اعتبار
جس اقامت کا نتیجہ ہو سفر
اوس اقامت پر کہان آوے قرار
زندگی خود موت کا پیغام ہے
اس پہ ہر دم ہے فنا کا اختیار
مرگئے آخر کو جو پیدا ہوئے
موت کا سب نیک و بد ہونگے شکار
زندگی کا جس نے مقصد پا لیا
موت کا اوسکو نہین ڈر زینہار
زندگی ہے زندگی کے واسطے ؛؛
اس جہان کا اُس جہان پر ہے مدار
ہے یہ عالم ایک عالم کے لئے
اوس کو وہ پاتے ہین جو ہین بختیار
تخم ریزی کو ملی ہے یہہ زمین
گر زراعت اس مین تو ہے کاشتکار
اس فنا کے بعد ہے پر اک بقا
تجہکو محنت کے ملینگے وان ثمار
جن سعیدون نے یہہ کی ہین محنتین
اُن کو نظر غور سے دیکھہ ہوشیار
کیا سعادتمند وہ انسان ہین
صدق سے جو حق کے ہین خدمتگذار
کل وہی خوش ہون گے مالک کے حضور
سوچتے ہین آج جو انجام کار
ان سعیدون مین تہے اک **عبد الکریم**
قوم مین پایا اونہون نے افتخار
عاشق قرآن تہا مرد خدا
خدمت قرآن تہا اُسکا شعار
جب سے ہوش آیا اسی دہن مین رہے
چہرہ تا دکہلائے وہ زیبا نگار
کوچہ و بازار مین واعظ بنے
ہاتہہ مین قرآن لئے مستانہ وار
جاگتے سوتے مین اُٹہتے بیٹہتے
فکر یہ ہر دم رہی لیل و نہار
وہ اندہیرے گہر کے تہے روشن چراغ
نور فرقان کا تہا دل مین انتشار
عندلیب گلشن قرآن نے
اس چمن مین خوب دکہلائی بہار
مرحبا قرآن کے نغمہ سراء
حق نے کیا بخشا تہا لحن خوشگوار
پڑھہ کے بسم اللہ جب کرتے شروع
مست ہو جاتے تہے سارے ہوشیار
کیا تلاوت مین غضب کا تہا اثر
جہومتے ازرتے تہے اغیار و یار
درس قرآن کی وہ ذوق کی مجلسین
پہرتی ہین آنکہون کے آگے بار بار
جستجوئے حق رہی ان کو مدام
بندگان حق کے تہے وہ دوستدار
وہ پہرے ہر سو تلاش یار مین
چہوڑ کر دنیا کے سارے کاروبار
دیکھہ کر قرآن کو پہر دیکہا نہ کچھہ
دیکہا گر دیکہا تو اک قرآن کا یار
حامی دین محمدؐ مل گیا
بیٹہے پر دامن پکڑ کر استوار
قادیان مین مل گیا آخر امام
بن گیا دار الامان دار القرار
مدتون سے کر دیا ترک وطن ؛؛
اور فراموشی مین تہا سب کاروبار
آستان حضرت موعود پہ
چہوڑ کر بیٹہے تہے سب خویش و تبار
اک ندا آئی کہ مین مامور ہون
دین احمد کا ہون مین خدمتگذار
مین کرون گا ظلمت باطل کو دور
نور حق کا مجہہ سے ہوگا انتشار
نور فرقان کا جہان مین ہو ظہور
ہوگا ثابت وہ کلام کردگار
خدمت اسلام کو آیا ہون مین
مین وہ ہون جس کا تہا سبکو انتظار
حملے جو اسپر ہوئے ہین آجتک
رد کرون گا با دلیل اُستوار
دل مین تہی فرقان کی ان کے لگن
قدردان اسکا ہؤا جب آشکار
جانب مشرق سے آئی یہہ ندا
اس ندا پر دوڑے وہ دیوانہ وار
جنکے تہے مشتاق وہ پیدا ہوئے
پایا مقصد آگیا دل کو قرار
اب تو من مانی مرادین مل گئین
کہولکر دل کا نکالا سب بخار
تیغ بُران کی طرح نکلا قلم
سر پہ باطل کے پڑا جون ذو الفقار
حضرت موعود کا وہ پہلوان ؛؛
نکلا جب میدان بہر کارزار
حربۂ فرقان کے جوہر کہلے
ہاتہہ دکہلائے گئے باطل پہ وار
اُن کے حملون کی پڑی عالم مین دہوم
پڑگئی باطل پرستون مین پکار
چیخ اوٹہے سارے افسانہ پرست
حق کا پیدا ہوگیا مضمون نگار
تہا مطہّر قلب قرآن کا امین
معنیٔ قرآن تہا اک رازدار
اُن کو ازبر تہے مسیحا کے اصول
جن سے باطل ایک دم مین ہو فرار
اس الٰہی کارخانہ کے لئے
آخر ش اُٹہے وہ دیکر اشتہار
حق سے پایا قوم کا لیڈر خطاب
حق نے خود بخشا اونہین عز و وقار
خدمت دین کا صلہ ان کو ملا
قوم پر پایا خدا سے افتخار
حق خدمت کر گئے اپنا ادا
جنّت المأوا ہؤا اُن کا قرار
گل کہینگے اس چمن مین اور اب
تاکہ دکہلاوین وہ سب اپنی بہار
اے خدا تو ہے وکیل و کارساز
اور ہر اک کا تو ہے حاجت برار
سب خوشی تیری رضا جوئی مین ہے
بندگان حق کا ہے تجہپر مدار
اپنی خدمت کی ہمین توفیق دے
دین کا ہم سے کرا کچھہ کاروبار
ہم مین پیدا ہون بہت عبد الکریم
ایک کے بدلے مین دے تو صد ہزار
جان سپاری کا سبق سب آن سے لین
یون فدا کرتے ہین جان خدمت گذار
محو تہے قرآن مین وہ رات دن
عاشق قرآن کی قرآن یادگار
تیرے قرآن کے لطائف اے حبیب
یاد کرتے ہین بچشم اشکبار
اے مسیحا دم کے شاگرد رشید
اپنے مقصد مین ہؤا تو کامگار
واہ تیرا صدق اے مرد خدا
یار کے قدمون مین کردی جان نثار
حامدِ خستہ کے دیرینہ رفیق
رحمتین حق کی ہون تجہہ پر بے شمار

مکتوب حامد

بسم اللہ نحمدہ ونصلے

میرے مکرم و محترم بھائی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ اللہ تعالیٰ نے کا منشاء پورا ہوگیا۔ اور ہمارے لئے فیصلہ

www.aaiil.org

کیا گیا کہ ہم مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے ذریعہ حضور مسیح موعود کے دربار سے جو فیوض وبرکات لینے کے عادی ہیں اس سے محروم کئے جائیں ۔ عادت بھی ایک طبیعت ثانیہ ہوتی ہے اور طبیعت کا بدلنا اور عادات راسخہ کا چھوٹ جانا گو ناممکن تو نہیں مگر محال ضرور ہے ۔ اب ہم کو ہمارے مخلص غمگسار محسن کے بجائے کوئی ایسا مونس غمگسار ملنا چاہیئے جو ہماری اس کمی کو پورا کرے ۔ ایسے نعم البدل کا ملنا ہم کو سردست مشکل نظر آتا ہے مگر اللہ تعالے کے آگے کیا مشکل ہے ان مع العسر یسرًا فان مع العسر یسرا ۔ حضور مقدس کی خدمت میں سوائے نہایت ہی ضروری امور کے عریضہ ارسال کرنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوقات گرامی کو مکدر کرنا ہے ۔ معمولی خط وکتابت نہایت دور افتادہ حضوری سے معذور خادموں کے لئے ضروری ہے اس خبر رسانی کا ذریعہ ہونا چاہئے ۔

. . . .

. . . . مولوی صاحب مرحوم کی محبت اس خبر رسانی کا کافی ذریعہ تھی اصحاب بیرونجات خصوصًا لاہور سیالکوٹ کپورتھلہ ان کے مراسلہ جات سے فیضیاب ہوتے رہتے تھے ۔ ہمارے پیارے اڈیٹران اخبار حضور کے کلمات طیبات اور ملفوظات پاک کے اندراج سے حتی الوسع دور افتادہ معذور بھائیوں کو بہت خوش رکھتے ہیں مگر مولوی صاحب کی تحریرات کا نرالا رنگ تھا ۔ اور ان پرائیویٹ خطوط سے ۔ جو حضور قدس کے الہامات اور دیگر خاص خاص فقرات سے آراستہ ہوتے تھے دلوں پر ایک عجیب اثر پڑتا تھا ۔ اب ہم لوگوں کو بالفعل کمی ہے تو اسبات کی ۔ خیر جائے شکایت نہیں اللہ تعالے کی مرضی یونہی تھی ۔ اور سب خوشی اس کی رضاجوئی میں ہے ۔ اب اب بجائے اسکے کہ ہم مولویصاحب مرحوم کے ذریعہ سے ترقی یاب ہوتے ۔ اب ان کے مخلص اور نہایت پیار کرنے والوں کو یہ فکر لگ رہی ہے کہ مولوی صاحب کو ان کی لایف کے ذریعہ سے آیندہ آنے والی نسلوں اور موجودہ پبلک میں پیش کیا جائے اور ان کے پاک حالات سے ان کو فائدہ پہونچایا جائے ۔ اور ایک یادگار قایم کی جاوے جس سے مرحوم کے یادرہنے اور اس کی نیکیوں کو ہمیشہ تازہ رکھنے کا خیال باقی رہے ۔ ان دو امروں کی بابت آپ کے الحکم میں نوٹ شایع ہوئے ہیں اور مخلص جماعتوں اور مونسر اور عجیب بھائیوں کو اس طرف متوجہ کیا گیا ہے لایف کے لکھنے کا کام خود آپ نے سنبھالا ہے

اور یادگار کریم کی تصریح کی ہے کہ وہ کیا ہونی چاہیئے اور کس طرح اس کا قیام ہو سکتا ہے ۔ بزرگان ملت نے حضور امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایما اور منظوری سے ایک عاشق قرآن کی یادگار قرآن ہی قایم کی ہے جو ایک قاری کے مقرر کرنے اور چند ذہین اور جائے امید ترقی کرنے والے نوجوانوں کو تعلیم قرآنی بامعنی معہ اسلوب تلاوت قرآن سکھلانے سے پوری ہو سکتی ہے ۔ کل ۱۲ - اکتوبر روز ہفتہ کی شام کو احباب سیالکوٹ کا ایک خاص جلسہ خاص اعلان کے ذریعہ ہوا اور انجمن احمدیہ نے اسبارہ میں گفتگو کی ۔ مذاکرہ سے اسبات کی زیادہ ضرورت پائی گئی کہ یادگار کریم کو صرف معمولی شخصی چندوں میں جن کے ماہواری وصول کرنے کا کھٹکا لگا رہے محدود نہ کیا جائے بلکہ یادگار کو زیادہ پائیدار بنانے کے لئے دارالامان کے سکول کی عمارات میں ایک تخمینہ موزون خاص مکان کے ایزاد کرنے سے جس کا نام کریم منزل ہو ظاہر کیا جائے ۔ مدرسہ میں تعلیم قرآن کی شاخ کا کھل جانا ۔ کوئی ایسی نمایاں یادگار نہیں ہاں اگر کریم منزل بھی ساتھ ہو اور ایک مناسب عمدہ عالیشان عمارت کے اندر درس قرآن یعنی یادگار کریم قایم ہو تو بھادرین و اردین پر ایک خاص اثر اس یادگار کریم کا پڑ سکتا ہے اور مولوی صاحب کی پائیدار یادگار باقی رہ سکتی ہے ۔ ورنہ صرف معمولی طور پر کسی قاری صاحب کا ایک معمولی کمرہ میں بیٹھ کر قرآن کریم کا تعلیم دیدینا اس غرض کو صحیح معنی میں ظاہر نہیں کر سکتا جو ایک یادگار میں ہونی چاہئے ۔ جو کچھ بزرگان ملت نے فرمایا ہے وہ بجا ہے اور درست ہے مگر کریم منزل کا قیام ہو جانا اس یادگار کریم کو زیادہ باوقعت اور قابل توجہ بنا دیگا ۔ بے شک اسکے واسطے کئی ہزار کے سرمایہ کی ضرورت ہے مگر جب ساتھ ہی یہ خیال ہو کہ یہ ضرورت ہمارے نہایت ہی قابل ادب اور خادم قرآن مخدوم الملت کے متعلق ایک آخری ضرورت ہے تو پھر میں نہیں خیال کرتا کہ اس مرحوم مخدوم الملت کے اس آخری منزل کے سنوارنے میں کسی مخلص جماعت کو دریغ ہو سیالکوٹ کی جماعت نے ارادہ کیا ہے کہ وہ اس روپیہ کی بہم رسانی میں ایک کافی رقم پیش کرنے میں نمونہ بنے اور اس جماعت کا حق بھی ہے کہ ایسا کرے ۔ چنانچہ اگلے جلسہ میں جو عنقریب ہونے والا ہے وہ اسبات کے ظاہر کرنے کے قابل ہونگی کسقدر رقم وہ اس یادگار میں پیش کر سکتی ہے ۔ یہ جلسہ ایک نظم کے

پڑھنے پر ختم ہوا جو ایک خاص خط کے ذریعہ چوہدری مولابخش صاحب اسسٹنٹ سکرٹری انجمن احمدیہ آپ کے پاس بھیجینگے اور اسکی الگ اشاعت ہونے کی تجویز پاس ہوگئی ہے ۔ باقی رہا لایف کے لکھنے کا کام یہ تو خود آپ نے اپنے ذمہ لیا ہے اللہ تعالے اس کام میں آپ کی مدد کرے میں نے حضرت مولانا مرحوم کے پرانے مراسلات جو وقتًا فوقتًا پہنچتے رہے آج نکالے ہیں ۔ آپ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ میں یہ مکاتیب آپ کے پاس بھیجدوں اسوقت تو میرا اور آپ کا اور خیال تھا ۔ مگر اب جس ضرورت کیواسطے یہ مکاتیب کارآمد ہو سکتے ہیں وہ اب مولویصاحب کے متعلق آخری ضرورت ہے اور مولویصاحب کی اس دلسوزی اور محبت اسلام اور حضور مقدس امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تعلق خاص کی نسبت وہ گہرا نقش ظاہر ہوگا جس کی خاص ضرورت لایف میں ہے میں اسبات کی ضرورت نہیں سمجھتا کہ آپ کو لایف کریم کی ترتیب سمجھانے بیٹھوں مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ مجھے یا مولوی صاحب مرحوم کے کسی اور پرانے واقف کو بعض حالات کے پیدا کرنے میں آپ کو مدد دینی چاہئے ۔ ماسٹر غلام محمد صاحب کا بھی اس بارہ میں خاص اطلاع دینے کا خیال آپ کو ہے ۔ کیا آپ اس تقسیم سے مجملًا ہم لوگوں کو اطلاع دیسکتے ہیں جو آپ نے اس لایف کریم میں ملحوظ رکھی ہے ۔ مولویصاحب کے مکاتیب کے درج کرنے کا ایک الگ حصہ ہونا چاہئے ۔ اور خطبات کریم کا الگ حصہ ۔ سیالکوٹ کی لایف کا الگ حصہ ۔ اور پھر قادیان کی لایف کا الگ حصہ ۔ مولوی حضرت نورالدین صاحب حکیم الامۃ کی صحبت سے فیضیاب ہونے کا الگ حصہ ۔ سیالکوٹ کی لایف کے متعلق تو کچھ نوٹ ہم لوگ جمع کر سکتے ہیں جسکو بوقت فرصت مرتب کرکے پیش کرنے کا ارادہ ہے ۔ مکاتیب کریمہ کے لئے میں وہ جملہ مراسلات ارسال کرتا ہوں جو اس عاجز کے نام مرحوم مخدوم الملت نے وقتًا فوقتًا ارسال فرمائے تھے اور جہاں تک میرے پاس موجود تھے بھیجتا ہوں ان خطوط میں بعض پرائیویٹ حالات بھی ہیں ۔ مگر آپ ان کو برابر نہایت غور سے ملاحظہ کریں انہیں آپ بہت نور اور ہدایت کے مواد پائینگے ۔ یہ بھی ایک بات ہے جس کی کہ حضرت مرحوم مغفور کے جدا ہو جانے سے ہو گئی ۔ دارالامان میں بیٹھ کر اس قسم کے خطوط

کا تحریر کرنے والا اور نہایت محبت اور دلسوزی سے اپنے بیرونجات کے بھائیوں میں تحریک پیدا کرنے والا اب کہاں ۔ خیر آپ ان مکاتیب پاک کو غور سے دیکھیں اور احباب نے بھی شاید آپ کی خدمت میں ایسے خطوط ارسال کئے ہونگے کپورتھلہ میں برادرم منشی ظفر احمد صاحب کے پاس بھی ہوں گے ان سب کو جمع کریں ۔ اور مجموعی نظر سے انتخاب کرکے مکاتیب کریمہ کے حصہ میں اپنے خاص نوٹوں کے ساتھ لایف کریم میں درج کریں ۔ بالفعل میں نے اسی قدر عرض کرنا ضروری سمجھا ہے ۔

مرحوم کا دیرینہ رفیق خستہ حال

میر حامد ۲۲ - اکتوبر ۱۹۰۵ء از سیالکوٹ

روزانہ الحکم کا اجرا

وہ لوگ جن کے دل میں الحکم کی خاص وقعت ہے اور اسے اپنی ضروریات زندگی کا ایک لاینفک جزو سمجھتے ہیں الحکم کے روزانہ اجرا پر مسرت بخش اور حوصلہ افزا تحریریں بھیج رہے ہیں جو امید دلاتی ہیں کہ ۱۵ دسمبر ۱۹۰۵ء تک مطلوبہ درخواستیں پوری ہو جاینگی ۔ ابھی تک جسقدر درخواستیں آئی ہیں گو انکی تعداد کیسی ہی کم ہو مگر اس حیثیت سے کہ اجرائے روزانہ کے لئے جسقدر درخواستیں ضروری تجویز کی گئی تھیں انمیں صرف پچاس درخواستوں کی کمی ہے ۔ گویا نصف درخواستیں آچکی ہیں یہ کمی کمی نہیں بلکہ اطمینان بخش ہے ۔ میں اب روزانہ کی **ضرورت** اور **اہمیت** پر کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتا بلکہ قدردان دوستوں سے الحکم کو مناسب ہے کہ وہ اس تعداد کو پورا کرنے میں ۔ جنہوں نے ابھی تک اپنی درخواستیں نہیں بھیجی ہیں وہ جلد بھیج دیں ۔ روزانہ کی صورت اور ترتیب کا اندازہ کرنے کیلئے ماہ نومبر ۱۹۰۵ء کے الحکم کے ساتھ نمونہ کا ایک پرچہ شایع کر دیا جائیگا ۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتا ۔ اگر قوم نے پسند کیا اور اسکی خریداری اور اعانت میں میرا ہاتھ بٹایا اور درخواستیں پوری ہوگئیں تو انشاءاللہ العزیز اسکا اجرا ہو جائیگا ۔ اور جیسا میں نے پہلے ظاہر کیا تھا میں اللہ تعالیٰ کے اس فضل و کرم کے وقت کا انتظار کرونگا جو روزانہ کے اجرا کیلئے مقدر ہوگا ۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم ۔

بعض احباب نے قیمت کے متعلق بھی لکھا ہے کہ موجودہ اردو کے روزانہ اخبارات سے زیادہ ہے ۔ یہ سچ ہے مگر اس کی وجہ صرف کمی اشاعت اور قادیان ایسے مقام میں اسکا اجرا ہے میں لکھ چکا ہوں کہ جسوقت اشاعت بڑھ جائیگی فورًا قیمت ۱۲ سالانہ کر دیجائیگی ۔ اور حجم بھی بڑھا دیا جاویگا ۔ آیندہ جس طرح ہم کو منظور ہو

خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادیان

www.aaiil.org

مراسلت

ذیل کی مراسلت بغیر کسی قسم کے تصرف کے درج کی جاتی ہے یہہ دکنی اردو ہے چونکہ مطلب صاف سمجھہ مین آتا ہے اسلئے مینے اصلاح کیضرورت نہین سمجھی۔ اتنا کہنا ضروری ہے کہ عیسائیون نے یسوع کو لعنتی مان کر انکی بہت بڑی ہتک کی ہے خدا کرے کہ عیسائیون کو اسکی اصلاح کا خیال پیدا ہو اور وہ اسی صورت مین ہوسکتا ہے کہ وہ لعنت کے مفہوم سے آگاہ ہون اور مسیح کی لعنتی موت سے انکار کرین۔ جو فی الواقعہ صحیح نہین ہے۔ ایڈیٹر۔

ایک ہندو کو یسوع کی لعنت نے عیسائی ہونے سے بچالیا

ایک ہندو جسکی مادری زبان کنڑی تہی کرسٹان ہونا چاہتا تہا۔ خاکسار سے سلسلہ گفتگو یون شروع کیا۔

ہندو۔ مجہے سچے مذہب کی تلاش ہے اسلئے مین آپ سے دریافت کرتا ہون کہ کیا آپکے یہان بہی گناہون سے پاک ہونے کے لئے کوئی ہوتا ہے۔ جیسے پادری صاحبون کے یہان اون گناہون کے بدلے مین یسوع کی قربانی ہوئی ہے۔ چنانچہ اون کی کتاب گلیتون کے ۳۔ باب ۱۳ آیت مین لکہا ہے کہ۔

مسیح نے ہمین مول لیکر شریعت کی لعنت سے چہڑایا کہ وہ ہمارے بدلے مین لعنت ہوا کیونکہ لکہا ہے جو کوئی کاٹہہ پر لٹکایا گیا سو لعنتی ہے۔

احمدی۔ ہم اپنے گناہ ایک برگزیدۂ خدا کے سر تہوپ کر اوسکو ہمیشہ کے لئے مردود و خدا سے روگردان ماننے سے لاکہہ درجہ بہتر ہے کہ گناہون کے بدلے مین خود ہی دوزخ مین چلے جائین۔ ہمارا مذہب ایسے بیہودہ گوئیون اور بیسود باتون سے بالکل صاف و پاک ہے۔

ہندو۔ پادری صاحبان یہ کب کہتے ہین کہ وہ ہمیشہ کے لئے مردود ہوا۔ بلکہ وہ تو یہہ کہتے ہین کہ تین روز کے لئے لعنتی ہوا۔ اسکے بعد وہ باپ کے سیدہے ہات پر جا بیٹہا۔

احمدی۔ لعنت کا ترجمہ تمہاری کنڑی زبان مین کیا ہوتا ہے معلوم نہین۔ مگر اوس کا مفہوم یہہ ہے کہ جسپر لعنت پڑتی ہے وہ خدا کا دشمن اور خدا کے نیک بندون کا دشمن ہوجاتا ہے۔ چند دلون کے لئے نہین بلکہ ہمیشہ کے لئے مردود ہوتا ہے۔ دیکہو شیطان پر لعنت پڑی تو وہ ہمیشہ کے واسطے خدا کی درگاہ سے راندا گیا و مردود ہوا۔

ہندو۔ ہان ایک رو سے آپکا کہنا صحیح معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ سرکار مین جو کوئی ایک دفعہ کسی جرم کے بدلے مین سزا پاتا ہے تو اوسکا نام ہمیشہ کے لئے **بدمعاشون** مین لکہا جاتا ہے۔ ایسا تو ہو نہین سکتا کہ وہ چند دلون کے لئے بدمعاش گنا جائے۔ پہر اوس کے بعد وہ نیک معاش کہلائے۔ چونکہ یسوع جب ہمارے گناہون کے بارے مین ایک دفعہ واجبی سزا بہگتنے کیوجہ سے اوسکو لعنتی کہا گیا ہے تو غالباً ضرور وہ تو ہمیشہ کے لئے اسی نام کے نیچے رہیگا۔

احمدی۔ بزرگان دین و محبان خدا کی نسبت ایسے القاب بولتے ہوئے ہمارا دل کانپ اٹہتا ہے معلوم نہین اوس کو ایسا لقب کیون دیا گیا۔ بہلا تم خیال کرسکتے ہو کہ جس مذہب کا پیشوا ہی ایسے ناپاک و تاریک گڑہے مین گرا ہے تو اوس کے تابعدارون کی نجات کی کیا امید ہے۔

این خیال است و محال است و جنون

ہندو۔ پہر تمہارے مذہب مین گناہون سے نجات پانے کا کیا طریق ہے بیان کرو۔

احمدی۔ گناہ روح کی بیماری ہے جیسے جسم کی بیماری اپنے جسم کے لئے رنج و درد کا باعث ہوتی ہے ویسا ہی گناہ بہی روح کی بیماری کا باعث ہے گویا گناہ ہی عین دوزخ ہے۔ اوس سے نجات پانے کے لئے ہمارے مذہب مین یہ طریق ہے کہ جیسے جسم کا بیمار اپنی صحت و شفا کے لئے خود ہی دوا کہاتا ہے۔ ویسا ہی روح کی بیماری کے لئے خود بیمار ہی توبہ اور پشیمانی کی گولیان کہائے۔ اور استغفار کا کاڑہا پیا کرے۔ اور آیندہ آنیوالے دلون مین اون کامون سے پرہیز کرے جن سے بیماری عود کرتی یا کرنے کا اندیشہ ہے۔ مگر ایسا تو کبہی ہو نہین سکتا کہ ایک شخص بیمار ہو اور دوسرا شخص اوسکے لئے دوا کہائے۔ یا مر جائے۔ اور وہ بیمار صحت پائے۔

ہندو۔ واقعی آپکا کہنا ٹہیک معلوم ہوتا ہے مین اب کرسٹان ہونے مین جلدی نہین کرونگا اور خوب سوچ سمجھہ کر دریافت کرکے حق کیا ہی معلوم کرونگا۔ اگر میرے قیاس کے مطابق یسوع کو لعنتی مانا جائے۔ تو دو باتون مین سے کوئی ایک بات تو ضرور جہوٹی ہوگی۔ یا تو یسوع نبی ہوگا۔ اگر سچا ہے تو لعنتی موت سے نہین مرا ہوگا۔

احمدی۔ بے شک لعنت و نبوت ایک جگہ جمع نہین ہوسکتی۔ یہہ اجتماع ضدین محال ہے ہمارا تو یہ عقیدہ ہے۔ کہ حضرت یسوع تو لعنتی موت سے ہرگز نہین مرے بلکہ وہ اوس سے نجات پائے دیکہو خود اون کی کتابون مین لکہا ہے۔ ۲ باب دوسری آیت فرنتیون مین ہے۔ خدا کہتا ہے۔

مینے قبولیت کے وقت مین تیری سنی اور نجات کے دن تیری مدد کی یعنے یسوع رات کیوقت جو اکثر دعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے رو رو کر موت کا پیالہ ٹلنے کے لئے جو دعا کی تہی وہ سنی گئی۔ اور اللہ نے اوس کی مدد فرما کے لعنتی موت سے نجات دی۔

چنانچہ دوسری جگہ عبرانیون ۵ باب ۷ آیت مین لکہا ہے کہ یسوع نے (بہت رو رو اور آنسو بہا بہا کے اوس سے جو اوسکو موت سے بچا سکتا تہا دعائین اور منتین کین اور تحمل کے سبب اوسکی سنی گئی۔ سننے سے مراد۔ یہان دعا کا قبول کرنا ہے۔ یہہ تو ہو نہین سکتا کہ خدا کبہی بہرا ہوتا ہے اور کبہی سنتا ہے وہ تو ہمیشہ سنتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کو ہم کہین کہ پانی لاؤ۔ اور وہ نہ لاوے تو اوس کو الزام دیتے ہین کہ تو نے ہماری بات نہ سنی۔ حالانکہ وہ کانون سے سن چکا تہا مگر اوس پر عمل نکرنے کی وجہ سے اوسکو نہین سنا کرکے الزام دیا جاتا ہے۔ ایسے اللہ جل جلالہ کے یہان اُنکی دعا سنی گئی۔ یعنی جیسے اونکی آرزو لعنتی موت کا پیالہ ٹلنے کی تہی ٹال دیا۔ اور اوسکو رحمتی موت سے فوت کرکے لعنتی موت سے بچالیا۔ اسپر جو لوگ اپنے گناہون کا بوجہہ اوتار لینے کے لئے اوسکو لعنتی موت مارتے ہین وہ جانے اور اون کا یسوع ہم تو اس عقیدہ سے پاک ہین۔ فقط

خاکسار عبد اللہ احمدی نیماپور

استفسار اور اُنکے جواب

سوال اوّل۔ اگر ذبح کنندہ وقت ذبح کے بسم اللہ بہول جاوے تو ذبیحہ کے استعمال مین آپ کیا فرماتے ہین۔

سوال دوم۔ بندوق پر بسم اللہ پڑہ کر شکار مارا جاوے اور شکار قبل ذبح کے مرجاوے۔ تو اس کے کہانے مین آپ کیا رائے فرماتے ہین۔

جواب

(۱) اگر ذبح کنندہ وقت ذبح کے بسم اللہ بہول جائے تو ایسے ذبیحہ کا کہانا جائز ہے اگر بظاہر اس صورت مین معلوم ہوتا ہے کہ آیۃ شریفہ (ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ) کی مخالفت کیجاتی ہے لیکن اگر عمیق نظر سے دیکہا جائے تو کسی قسم کی مخالفت نہین بلکہ ناسی مسلم ذاکر کے حکم مین داخل ہے کیونکہ ناسی حکماً ذاکر ہے۔ طبیعت داعیہ الی الاسلام ذکر کے قایم مقام ہے یہی معنی اوس حدیث کے ہین۔ جو دارقطنی اور در منثور وغیرہ مین ہے (المسلم یذبح علی اسم اللہ۔ سمیٰ اولم یسم مالم یتعمد) پس وہ ذبیحہ جسپر بصورت نسیان۔ بسم اللہ نہین پڑہی گئی۔ (لم یذکر اسم اللہ علیہ) کے تحت مین داخل نہین ہے۔ بلکہ (ذکر اسم اللہ علیہ) کے تحت مین داخل ہے۔

(۲) بندوق پر بسم اللہ پڑہ کر جو شکار حلال جانورون مین سے مارا جائے۔ اور شکار قبل ذبح مرجاوے تو اوسکا کہانا جائز ہے دیکہو کتب فتاوی شامی وغیرہ کو۔

مرقومہ الراجی الی عفو ربہ الکریم عبد الرحیم

استفسار

عصر اور فجر کی فرض نماز کے بعد سجدہ حرام بتلایا جاتا ہے کیا یہ صحیح ہے؟ اگر کوئی شخص فجر کی نماز مین جماعت کے ساتہہ بغیر ادا کرنے سنت کے ثواب جماعت فوت ہونے کے خیال سے شامل ہوجائے اور بعد سلام سورج نکلنے کے قبل دو رکعت سنت ادا کرسکتا ہے یا نہین اور عصر کے بعد جو سجدہ حرام بتلایا جاتا ہے وہ کسطرح سے؟

یہہ امر یقینی ہے کہ سورج کے نکلتے وقت اور ڈوبتے وقت سجدہ نکرنا چاہیئے!

(نوٹ)۔ براہ کرم استفسار بالا کا جواب درج اخبار فرما دیجئے۔

خاکسار محمد عمر احمدی صدر مدرس مدرسہ کورٹلہ تعلقہ ....

.........۔ نمبر خریداری اخبار الحکم

۱۲۲۱

الجواب

(۱) عصر اور فجر کی فرضی نماز کے بعد سجدہ حرام نہین ہے مگر اولیٰ تاخیر ہے - دیکھو کتب دینیات - کبیری و مظاہر حق وغیرہ شرح مشکوٰۃ کو کہ اوس مین لکھا ہے - اگر سجدہ تلاوت ان اوقات مین کرے تو جایز ہے - مگر افضل یہہ ہے کہ اس سجدہ کو تاخیر سے ان اوقات مین ادا کرے کیونکہ اس سجدہ کی تاخیر مین سجدہ کا فوت ہونا لازم نہین آتا اور نہ سجدہ کا قضا ہونا لازم آتا ہے کیونکہ جو کسی وقت کے ساتھہ مقید نہین اوس کی تاخیر مین یہ نہین کہہ سکتے - کہ وہ فوت ہوگئی اور قضا تاخیر کے بعد جو اوسکو کیا جائے تو یہہ نہین کہہ سکتے کہ یہہ وقت قضا ہے بلکہ جب کیا جائے بس وہ ادا ہے اور سجدہ تلاوت بھی اسی قبیل سے ہے کہ وہ کسی وقت کے ساتھہ مقید نہین۔

(۲) فجر کی سنتین اگر قضا ہو جائین تو پڑہنا انکا بعد فرضون کے قبل طلوع آفتاب منع نہین اور بعد طلوع آفتاب کے بھی پڑہنا انکا جائز ہے چنانچہ درباره پڑہنے ان سنتون کے بعد صلوٰۃ مفروضہ اور قبل طلوع شمس - ابن حزم نے المحلی مین ایک حدیث لکھی ہے اور وہ یہ ہے عن عطا ابن ابی رباح عن رجل من الانصار قال رای رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلاً يصلي بعد الغداة - فقال يا رسول الله لم اكن صليت ركعتي الفجر فصليتها الآن فلم يقل له شيئاً) اور اسی کے قریب قریب ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور درباره پڑہنے سنتون کے بعد طلوع شمس کے ابوبکر ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے - عن نافع عن ابن عمرؓ انه صلى ركعتي الفجر بعد ما اضحى اور ترمذی مین ہے عن ابی هريرةؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من لم يصل ركعتي الفجر فليصلهما بعد ما تطلع الشمس -

میرے نزدیک محقق امر یہ ہے کہ بعد ارتفاع شمس کے سنتون کا پڑہنا افضل ہے - والله اعلم بالصواب - حررہ الراجی الیٰ ربه الكريم عبد الرحیم - عفی اللہ عنہ -

---

کون توجہ کریگا؟

ذیل مین مین اپنے عزیز بھائی منشی غلام محمد صاحب پہلوری کا ایک چھوٹا سا مراسلہ درج کرتا ہون جو انہون نے اپنے بچے کے متعلق لکھا ہے - مین یقین رکھتا ہون کہ بعض احمدی جو چرم کے سوداگر ہین اور ایک وسیع پیمانہ پران کے کارخانہ ہین - وہ منشی غلام محمد صاحب کے صاحبزادہ کو اپنے کارخانہ مین رکھہ کر کام سکھائین گے خصوصاً مین **شیخ نیاز احمد** صاحب وزیر آبادی کو توجہ دلاتا ہون کہ وہ اپنے بھائی کو مدد دین -

فی الحقیقت صنعتی اور حرفتی تعلیم کی طرف قوم کے بچون کو توجہ دلانا اور ان کے لئے ایسی تعلیم کا سامان بہم پہونچانا قوم کا فرض ہے - لیکن جس حال مین ابھی تک سکول کے لئے بہت سی ضرورتین ہر وقت دست سوال دراز کئے ہوئے ہین کسی اور شعبہ اور شاخ کی طرف کیسے توجہ ہو تاہم اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے امید کی جاتی ہے کہ وہ وقت آجائیگا کہ ہم آپ ہی ایسی ضرورتون کو پورا کرسکین گے -

شیخ نیاز احمد صاحب (جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک درخشندہ نمونہ ہین اور خدا کے فضل سے ایک عمدہ کارخانہ چرم کار کہتے ہین) اگر اس بچہ کو اپنے کارخانہ مین رکھہ کر کام سکھائین تو بہت مفید ہوگا - اور مجھے یقین ہے کہ اس نوٹ کو پڑھ لینے کے بعد انہین تامل نہ ہوگا - ایڈیٹر -

الغیاث! الغیاث!!

میرا لڑکا جو بفضلہ آج بیس برس کی عمر کا ہے چودہ سال متواتر بیمار رہنے کے باعث علم جیسی بے بہا نعمت سے محروم رہ گیا - جب سکول کے ماسٹرون نے اُسے علمی لائن کے قابل نہ پایا اور اوسکی پڑہائی سے جواب دیدیا تو پھر مینے اُسے سلائی کا ہنر سکہانا چاہا مگر ہائے بخل ہنر استیانا س ہو تو نے قوم کے عروج مین روڑا اٹکایا ہوا ہے اگر تو نہ ہوتا تو قوم کی افراد اس ذلیل حالت مین نظر نہ آتی -

آہ! بعض وہ فیاض دل ہین جو اپنی جیب سے خرچ دیکر قوم کے بچون کو ولایت بھیجتے ہین - اور ایک وہ ہین جو اپنے ہاتہہ کا ہنر بتانے ہی بخل کرتے ہین - ایک روز مین اپنی قوم کے ایسے بخیل ہنرمندون کا گلہ کر رہا تھا کہ اسی اثنا مین میرے ایک ماتحت نے مجھے کہا کہ اگر آپ اوزار جلد بندی صاحبزادہ کو منگوا دین تو مین سکہا دون - مینے فوراً اوزار منگوا دیئے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لڑکی کو ادھورا چھوڑ کر ہی چلتا ہوا - **بتا اے قوم!** اگر مین تیرا گلہ نہ کرون تو کیا کرون؟ ایک دن وہ تھا - کہ تیرے چشمۂ فیض سے غیر قومین سیراب ہوکر دور دراز ملکون مین جاکر تیری فیاضی کے گیت گایا کرتی تہین -

اور ایک دن یہ ہے کہ تیرا ہی بھائی تیرے ہی ملک مین تیرے بخل کے گیت گا رہا ہے ؎

قوم گنتی مین ہر گو مور وملخ سے بھی سوا
مرگئے جب قوم کے دل قوم مین پھر کیا رہا
چپکے چپکے حاجتین کرتی تہی سب اُنکی روا
فقر وفاقہ انکا خلقت پر عیان ہوتا نہ تھا

ہنرمندون کے اس بخل کو دیکھکر مینے اپنے لخت جگر کو تجارت پیشہ مین لگانے کی صلاح کی اسمین تجربہ کیبھر ورث محسوس ہوئی اسلئے پھر مجھے قوم کے تجارت پیشہ اصحاب کی طرف جھکنا پڑا - ہنرمندون کے فعل نے گو میری امیدون پر پانی پھیر اہوا تھا مگر میرا دل تجارت پیشہ اصحاب کی طرف سے گواہی دیتا تھا کہ وہ بڑے وسیع الاخلاق ہوتے ہین -

بمبئی اور رنگون مین اکثر تجار قوم کے بچون کو اپنے کارخانون مین بڑی خوشی سے رکھتے ہین اور انہین بلا دخل بخل تجارت پیشہ مین ماہر کرتے ہین - غرض یہی امید مجھے مالکان کارخانہ چرم کی خدمت مین لے گئی - مگر افسوس کہ کسی بھائی کو بھی مجھ پر اور میرے لخت جگر پر رحم نہ آیا مین نے یہانتک کہ مین لڑکے کی ضروریات کا بوجھہ اپنے ذمہ لیتا ہون اگر آپ اسے اپنا فرزند سمجھین تو زہے قسمت ورنہ بلا تنخواہ خدمتگار ہی سمجھ لین مگر ع

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

کہان ہادیٔ قوم کے وہ آب زر سے لکھنے والے کلمات " انما المومنون اخوة " اور کہان مذکورہ بالا سلوک ؎

کہول کر کچھہ اپنی آنکھین دیکھہ اے قوم متین
گم ہوئی جاتی ہے تجھسے عزت دنیا ودین
ایک رونا ہو تو رودین روئینگے کس کس کو ہم
اینٹو گویا کل ہماری ایک بھی سیدھی نہین

اے قوم! مجھکو تو اس لڑکے کی حالت پر رحم آتا ہے اور میرا دل رات دن اس غم مین بیٹھا جاتا ہے - بھلا بتا تو سہی کہ کیا یہ میری رام کہانی تیرے دل مین بھی کچھہ گدگدی پیدا کریگی؟ اور کیا تو لبیک کہیگی؟

تقاضۂ بشریت تو یہی ہے کہ تو لبیک کہے اور اس لخت جگر سے جگری محبت کرے ؎

کہ وہ اہل اسلام سے تم بھلائی
کہ مومن ہین آپس مین مانجا بہائی
تفاوت نہ اپنے پرائے مین سمجھو
کہ کافی ہے پیوند اسلام تم کو

ازشاہ پور کنڈی ضلع گورداسپور } خاکسار غلام محمد پہلوری
۶- نومبر ۱۹۰۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

لنگرخانہ کی آمد

یہ چند سطرین مین آپ کی خدمت مین حضرت امام علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق لکھتا ہون - لنگرخانہ کی آمد کی کمی بسا اوقات باعث تشویش ہوتی ہے اس سے دو تین سال پہلے جب حضرت اقدس نے خود ایک اشتہار بعنوان لنگر خانہ کے انتظام کے لئے شایع فرمایا تھا تو اُس وقت بھی یہی تکلیف پیش آئی تھی اب خرچ تو اوسوقت سے ڈیوڑھا ہوگیا ہے یعنی اوسوقت آٹھہ سو روپیہ ماہوار تھا تو اسوقت بارہ سو روپیہ ماہوار ہوگیا ہے اور آمد کی یہ حالت ہے کہ دن بدن کم ہوتے ہوتے ان دنون مین خصوصاً بہت ہی تنزل کی حالت مین ہے اور حضور کی اوقات گرامی جو ایسی تشویشون سے خالی ہونی چاہئے ان مین یہ باتین مخل ہو جاتی ہین مین امید نہین کرتا کہ کوئی اس سلسلہ کا مخلص اسبات کو گوارا کرسکے گا کہ حضور کو یہ تکلیف تشویش مین ڈالنے والی ہو - اگرچہ یہ سارا انتظام توکلاً علی اللہ ہی ہو رہا ہے مگر تاہم یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایسا انتظام کیا جاوے جیسا حضور نے پہلے بھی ایک دفعہ اشتہار دیا تھا - اس اشتہار مین حضرت اقدس نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ " ان لوگون کے ساتھہ جو مرید کہلاتے ہین مین یہ آخری فیصلہ کرتا ہون مجھے خدا نے بتلایا ہے کہ میرا انہی سے پیوند ہے یعنی وہی خدا کے دفتر مین مرید ہین جو اعانت اور نصرت مین مشغول ہین ...... سو ہر ایک شخص کو چاہئے کہ اس نئے انتظام کے بعد نئے سرے عہد کرکے اپنی خاص تحریر سے اطلاع دے - کہ وہ ایک فرض حتمی کے طور پر اس قدر چندہ ماہواری بھیج سکتا ہے ...... گو ایک پیسہ ماہواری ہو -

اور جو شخص کچھ بھی مقرر نہیں کرتا اور نہ جسمانی طور پر اس سلسلہ کے لئے کچھ بھی مدد دے سکتا ہے وہ منافق ہے اب اس کے بعد وہ سلسلہ میں نہیں رہ سکیگا ... اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپرواجو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہیں رہے گا۔"

تین طرح سے موجودہ آمد میں ترقی کی صورت ہو سکتی ہے اور امید ہے کہ مخلص احباب ان تینوں طریق پر پوری سعی فرماوینگے۔

اوّل - فہرست چندہ میں جو اسوقت موجود ہے صرف دو ہزار چندہ دہندگان کا نام موجود ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بکثرت احباب ایسے ہیں جنکو ابھی تک حضرت اقدس کے ارشاد کا پورا علم نہیں ہوا یا انہوں نے ٹھیک طرح سے اوس کو سمجھا نہیں۔ پس جہاں جہاں کسی دوست احمدی احباب کا پتہ معلوم ہے جو ابھی تک چندہ دہندگان میں شامل نہیں وہ اونکو شامل کرنے کی کوشش کریں اور ان کو حضرت اقدس کے اس ارشاد سے پوری طرح سے آگاہ کریں - اور ان میں ایک مستعد آدمی کو مقرر کریں جو باقاعدہ چندہ وصول کر کے ماہوار بھیجدیا کرے۔ دویم اس فہرست میں اکثر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گھر میں سے ایک آدمی کو چندہ دینے والا مقرر کر لیا گیا ہے - اور باقی افراد عورتیں ہوں یا لڑکے لڑکیاں وہ اس فرض سے سبکدوش سمجھے گئے ہیں حالانکہ یہ فرض کفایہ نہیں۔ بلکہ حضرت اقدس کے یہ لفظ ہیں کہ ہر ایک شخص کو جو اپنے آپ کو اس سلسلہ میں سمجھتا ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت یا لڑکا الگ الگ چندہ دینا چاہئے - اور کوئی بھی اس حکم سے مستثنیٰ نہیں - کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ دو لاکھ یا اس سے بھی زیادہ مریدوں میں سے جو سلسلہ بیعت میں داخل ہو چکے ہوں صرف دو ہزار چندہ دینے والے ہوں - گویا بحساب اوسط سو سے بھی زیادہ بیعت کرنے والوں میں سے صرف ایک چندہ دینے والا ہوا - اور پھر جیسا کہ مردوں کو اس اعانت میں حصہ لینا چاہئے - عورتیں کیوں الگ رہیں - اور ایسے ہی گھر کے دوسرے افراد سب کے سب شامل ہونے چاہئیں - صرف حافظ بمبئی میں ۱۹۰۱ء کی مردم شماری میں سرکاری رپورٹ سے ظاہر ہے کہ (۱۱۰۸۷) احمدی تھے اگر یہ کل احمدی فی کس ایک پیسہ ماہوار کے حساب سے بھی چندہ دیں تو پونے دو سو روپیہ ماہوار چندہ اس حساب سے آنا چاہئے حالانکہ اب تو دادا اور بھی بڑھی ہوئی ہے - اسی طرح سے

ہر شخص جو احمدی کہلاتا ہے چندہ اپنے اوپر فرض کرے خواہ مرد ہو یا عورت تو ایک ایک پیسہ بھی دیں تو لنگر خانہ کا انتظام بآسانی چل سکتا ہے پس سب سے زیادہ زور دینے کے قابل یہی دو باتیں ہیں اوّل تو جہاں حضرت اقدس کے ارشاد کی پوری طرح خبر نہیں وہاں خبر پہنچا کر ان لوگوں کو ماہوار مستقل اعانت پر آمادہ کیا جاوے اور اپنے اپنے گھروں میں عورتوں اور بچوں کو بھی اس میں شریک کیا جاوے - اور فہرست چندہ میں جو کچھ انکا چندہ ہو خواہ وہ ایک پیسہ ہو یا دھیلا الگ دکھایا جاوے بلکہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی بہ نیت حصول ثواب اس میں شامل کر لیا جاوے۔ سویم - تیسری تجویز یہ ہے کہ جو صاحب آمدنی کا ذریعہ رکھتے ہیں وہ اپنے چندہ کو بڑھا دیں اُنکے تھوڑا تھوڑا بڑھانے سے مجموعی آمد میں بہت بڑی ترقی ہو سکتی ہے مجھے کئی دفعہ خیال آیا ہے کہ احباب اگر اپنی آمد کا دسواں حصہ خالص سلسلہ کی ضروریات کے لئے الگ کر دیا کریں تو یہ کوئی بڑی نہیں ہاں ایسا ہو سکتا ہے کہ جن احباب کی آمدنی مثلاً دس روپیہ ماہوار سے بھی کم ہے وہ حسب استطاعت دسویں حصہ سے کم دیدیا کریں اور جنکی آمدنی سو روپیہ ماہوار سے زیادہ ہے وہ حسب استطاعت زیادہ دیدیا کریں - آخر جو وعدہ بیعت کیوقت جاتا ہے اسکو بھی تو کسیقدر پیش نظر رکھنا چاہئے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنا سہل امر نہیں مگر جہانتک ہو سکے دین کیلئے دن بدن قدم آگے تو رکھنا چاہئے - یاد رہے کہ میری غرض یہ ہے کہ دسواں حصہ صرف ضروریات سلسلہ کے لئے دیا جاوے جس میں لنگر خانہ اور مدرسہ اور اشاعت کا کام شامل ہیں - یہی سلسلہ کی اصل اور بڑی شاخیں اور مقدم ضرورتیں ہیں اخباروں یا کتابوں کی قیمت ایک الگ چیز ہے کیونکہ وہ معاوضہ میں دیجاتی ہے - اور ان ضروریات میں بھی لنگر خانہ سب سے مقدم ہے کیونکہ اسکے اخراجات بہ نسبت دوسری شاخوں کے بہت زیادہ ہیں۔

زکوٰۃ - ان باتوں کے علاوہ ایک اور ضروری عرض ہے اور وہ بھی میں بایمائے حضرت امام علیہ السلام ہی لکھتا ہوں - اور وہ ہے زکوٰۃ کے متعلق - اسی اشتہار کے متعلق لنگر خانہ میں جس کا پہلے اوپر ذکر کیا ہے - حضرت اقدس نے اخیر پر یہ بھی تحریر فرمایا تھا کہ "یہ بھی واضح رہے کہ صدقات اور زکوٰۃ

وراس ملک کی ہر مد کا روپیہ بھی یہاں آنا چاہئے" مگر اس کی طرف بہت ہی کم میں کہہ سکتا ہوں شاذ و نادر احباب نے توجہ کی ہے - جس دن حضور علیہ السلام کے لنگر خانہ کے متعلق تحریک کے لئے حکم دیا اسی دن پہلے یہ بھی عرض کیا تھا اور یہ بعض احباب سیالکوٹ و لاہور کی تحریک سے تھا کہ زکوٰۃ کا روپیہ اکثر لوگ یا تو شاید الگ کر کے نکالتے ہی نہیں اور یا نکالتے ہیں تو اپنی اپنی جگہ پر مناسب موقع پر خرچ کر لیتے ہیں - جس پر آپ نے فرمایا کہ زکوٰۃ کا روپیہ بھی سب یہاں آنا چاہئے اور پھر یہاں حسب ضرورت خرچ ہونا چاہئے - اوّل تو زکوٰۃ دی بہت کم جاتی ہے حالانکہ بہت گھر ایسے ہوتے ہیں جہاں اگر نقد مال جمع نہ ہو تو کم از کم زیور ضرور اسقدر مالیت کا ہوتا ہے جس پر زکوٰۃ ضروری ہے - اور اس طرف توجہ اس لئے نہیں ہوتی کہ زکوٰۃ کا فنڈ الگ جمع نہیں ہوتا ورنہ اگر یہ روپیہ سب ایکجا جمع کیا جائے تو خود تحریک کا باعث ہوتا ہے - دویم زکوٰۃ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہمیشہ ایک جگہ جمع ہوتی رہی اور یہ کبھی اجازت نہ تھی کہ ہر شخص جہاں چاہے اُسے خرچ کرے پس اب بھی وہی صورت ہونی چاہئے یہی حضرت مولوی نور الدین صاحب نے بھی ایک استفسار پر فرمایا تھا - پس نہایت ضروری ہے کہ آئندہ "زکوٰۃ" کا کل روپیہ ایک جگہ قادیان میں جمع ہو - اور یہ روپیہ حضرت مولوی نور الدین صاحب کے پاس جمع ہو گا مگر بھیجنے والے صرف اس پتہ پر بھیجیں - امین زکوٰۃ فنڈ قادیان تاکہ یہ روپیہ الگ کا الگ جمع ہوتا رہے اسکا سارا حساب کتاب الگ ہو گا - یاد رہے کہ زکوٰۃ کا روپیہ مخصوص ہو کر الگ فنڈ زکوٰۃ میں آنا چاہئے اور اسکا تعلق دوسرے کسی چندہ یا مد سے کچھ نہیں پھر بموجب ارشاد حضرت اقدس اسکو مناسب موقع پر خرچ کیا جاوے گا -

آخر میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ چٹھی ہر ایک دوست کے نام تو بھیجی نہیں جا سکتی مگر جسقدر جماعتوں کے پتے رجسٹر آمد میں موجود تھے ان سب جماعتوں میں ایک ایک آدمی کے نام بھیجی جاتی ہے جنکی معرفت چندہ آتا ہے - وہ خود جماعت میں پوری تحریک کر کے ایک فرد تیار کر کے اور ماہوار چندہ ہر ایک کا اس کے نام کے سامنے لکھکر وہ فرد یہاں بھیجدیں تاکہ ان فہرستوں کا ایک رجسٹر میں اندراج کر لیا جاوے - اور جب چندہ ماہوار آوے تو درج کر لیا جایا کرے - یا بقایا کی صورت میں مطالبہ کیا جایا کرے - حضرت اقدس کا منشاء ہے کہ یہ کام بہت سرگرمی سے ہونا چاہئے - ایسی فہرستیں خاکسار راقم کے نام آنی چاہئیں - تاکہ انکا اندراج ہوتا رہے مگر روپیہ لنگر خانہ کا صرف حضرت اقدس کے نام آنا چاہئے اور روپیہ کے ساتھ ایک فہرست آنی چاہئے - خواہ اگر گنجائش ہو کوپن میں دے دیجاوے ورنہ الگ خط میں بھیجدی جایا کرے -

والسلام

خاکسار **محمد علی** از قادیان - ۳۱ - اکتوبر ۱۹۰۵ء

چندہ بھیجنے والے احباب توجہ کریں

(۱) حضرت اقدس کے نام جو منی آرڈر بھیجا جائے وہ ایسا ہونا چاہئے - جو لنگر خانہ یا صرف حضرت کی ذات خاص کیلئے ہو بعض احباب کل مدات کا روپیہ ایک جگہ حضرت صاحب کے نام بھیجکر پھر اسکی تفصیل دیتے ہیں کہ فلاں مد میں اسقدر اور فلاں مد میں اسقدر جس سے حضرت اقدس کو تکلیف ہوتی ہے آپ کے اوقات ایسے فضول حسابوں سے خالی ہونے چاہئیں - اسلئے سوا اون دو مدات کے جنکا ذکر اوپر ہوا احباب روپیہ مدات متعلقہ میں بھیجا کریں - یا اگر اکٹھا بھیجنا ہو تو بجائے حضور علیہ السلام کے نام پر بھیجنے کے کسی دوسرے صاحب کے نام بھیجدیا کریں جسکو اس قسم کی تقسیم کی فراغت ہو -

(۲) منی آرڈر کوپن عموماً خالی ہوتے ہیں یا ضروری باتیں نہیں ہوتیں - مثال کے طور پر بیان کرتا ہوں کہ ابھی حضرت اقدس کی جانب سے چند کوپن آئے ہیں ان میں سے ایک کوپن پر یہ عبارت ہے ۱۲؎ چندہ لنگر ۸؎ مدرسہ - ۱۲؎ میگزین - ۸؎ مسکین فنڈ ۵؎ کالج نام اور پتہ ندارد ہے اب اگر تقسیم کی جائے تو کسطرح اور کس صاحب کے نام یہ روپیہ لکھا جاوے - ایک اور کوپن میں ہے کہ للعہ اشاعت میگزین کے لئے بھیجے جاتے ہیں نام عبد المجید بی اے درج ہے مگر پتہ ندارد - اوّل تو میگزین کا روپیہ براہ راست بنام منیجر آنا چاہئے - اب بڑی دقت یہ ہے کہ رسید کسکو بھیجیں - ایک تیسرے کوپن میں ہے - چندہ لنگر ماہ اکتوبر و نومبر ارسال ہے قبول فرمایا جاوے - عاجز عطاء اللہ - رقم چندہ درج نہیں نہ کوئی تفصیل ہے نہ فرسندہ کا کوئی پتہ ہے - ایک اور کوپن میں درج ہے کہ چندہ لنگر خانہ و مدرسہ اسقدر ارسال ہے مگر تفصیل نہیں کہ لنگر خانہ کا کسقدر ہے اور مدرسہ کا کسقدر اور کس کس مہینہ کا - پھر نام درج ہے پتہ ندارد - ایک کوپن بالکل خالی ہے - غرضیکہ سوائے ایک دو کے کسی پر کچھ بھی نہیں کسی پہ پتہ نہیں کسی پہ تفصیل نہیں

[illegible] ہوئے تو ریت کیسی اور کتاب کے لئے نہیں آئی [illegible] کتابوں میں انسانی چالاکیوں نے اپنا کام کیا۔ قرآن شریف کی حفاظت کا یہہ بڑا زبردست ذریعہ ہے کہ اسکی تاثیرات کا ہمیشہ تازہ بتازہ ثبوت ملتا رہتا ہے۔

اور یہود نے چونکہ توریت کو بالکل چھوڑ دیا ہے اور انمین کوئی اثر اور قوت باقی نہیں رہی جو انکی موت پر دلالت کرتی ہے۔

یہودی ۔ مسلمان قیامت پر ایمان لاتے ہین وہ کونسے علامات ہین جنکی وجہ سے وہ ایمان لاتے ہین۔

حضرت اقدس ۔ انسان کا اپنا جسم ہی اسکو حشر نشر پر ایمان لانے کے لیے مجبور کرتا ہے۔ کیونکہ ہر آن اس مین حشر نشر ہو رہا ہے۔ یہانتک کہ تین سال کے بعد یہہ جسم رہتا ہی نہیں اور دوسرا جسم آجاتا ہے یہی **قیامت** ہے اس کے سوا یہہ ضروری امر نہیں کہ کل مسائل کو عقلی طور پر ہی سمجھ لے۔ بلکہ انسان کا فرض ہے کہ وہ اسبات پر ایمان لائے کہ اللہ تعالیٰ اپنے افعال اور صفات کے ساتھہ موجود ہے اور اسکی صفات مین سے یہ بہی ہے **یخلق مایشاء اور علیٰ کل شئے قدیر**۔

تو اسبات کے ماننے مین کہ **قیامت** ہوگی کیا شک ہوسکتا ہے۔ خصوصًا ایسی حالت مین کہ ہم اسکا ثبوت یہان بہی رکھتے اور دیکھتے ہون بے شک قیامت **حق** ہے۔ اور اسکی قدرتون کا ایک نمونہ۔

الم تعلم ان اللہ علیٰ کل شئ قدیر سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ حشر ونشر پر بہی قادر ہے اور حشر ونشر قدرت ہی پر موقوف ہے یہہ اسلام کی خصوصیات ہین کہ اسلام نری تعلیم ہی نہیں دیتا بلکہ جب انسان اس تعلیم پر عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے نشانات اور آیات بہی دکہاتا ہے۔ چنانچہ جب وہ اپنے نفس کا تزکیہ کرتا ہے اور اسپر ایمان لاتا ہے تو وہ آیات اللہ کو دیکھتا ہے جس سے اسکا ایمان عرفان کے رنگ مین مضبوط ہوجاتا ہے دوسرے ادیان کے متبعین مین یہ آیات اور نشانات نہین ہین یہہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل متبعین ہی کو ملتے ہین۔ جو اپنے دل کو صاف کرتے ہین اور ان مین کوئی شک وشبہ نہین رہتا۔ اسوقت انہین یہ نشانات دئیے جاتے ہین جو ان کی معرفت اور قوت یقین کو بہت بڑہا دیتے ہین۔

یہودی ۔ اگر خدا قادر ہے تو کیون نہین ہو سکتا کہ وہ مسیح کو آسمان سے لے آوے؟

حضرت اقدس ۔ بے شک خدا تعالیٰ قادر ہے مگر اس کے یہ معنے نہین کہ وہ خلاف وعدہ کرتا ہے یا ایسے افعال بہی اس سے صادر ہوتے ہین جو اسکی صفات کاملہ اور اسکی قدوسیت کے خلاف ہون۔ کبہی نہین ہو سکتا کہ وہ اپنے آپ کو قتل کردے یا کوئی اپنا مثیل پیدا کرے۔ اسیطرح پر جب کہ وہ ایک عہد کر چکا ہے کہ مردے واپس اس دنیا مین نہین آتے تو وہ اسکا خلاف کیونکر کرے۔ قادر سمجہہ کر خدا تعالیٰ کے لئے ایسے امور تجویز کرلینا جو اس کی صفات کاملہ کے منافی ہون۔ اللہ تعالیٰ کی سخت ہتک اور توہین ہے اور اس سے ڈرنا چاہئے۔ یہ محل ادب ہے۔

(اس مقام پر یہودی صاحب بہی خاموش ہوگئے اور سلسلہ کلام ختم ہوگیا ہے۔ اعلےٰ حضرت تشریف لے گئے۔ ایڈیٹر)

۲۹ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا آپ کے بعد بہی مجدد آئیگا؟

اسپر **فرمایا** ۔ اس مین کیا ہرج ہے کہ میرے بعد بہی کوئی مجدد آجاوے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت ختم ہوچکی تہی اسلئے مسیح علیہ السلام پر آپ کے خلفا کا خاتمہ ہوگیا۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ قیامت تک ہے اسلئے اس مین قیامت تک ہی مجدد دین آتے رہین گے۔ اگر قیامت نے فنا کرنے سے چہوڑا تو کچہہ شک نہین کہ کوئی اور بہی آجائیگا۔ ہم ہرگز اس سے انکار نہین کرتے کہ صالح اور ابرار لوگ آتے رہین گے اور بغتۃً قیامت آجائیگی۔

مولویون کے ذکر پر فرمایا

اگر تزکیہ نفس اور اتباع سنت انہین ہوتا تو اس قدر اختلاف اور جہگڑا کیون ہوتا۔ کوئی ہرج اسلام کا بہی نہ ہوتا مگر اب تو عام طور پر ہر شخص جانتا ہے کہ ان لوگون کی حالت کیسی ہوگئی ہے۔ آزمایش کے لئے دو چار مولوی لے آؤ پہر دیکہہ لو کہ کیا ہوتا ہے ہم ایکبات کہین گے قطع نظر اس سے کہ وہ اس پر غور کرین فورًا اسکی تردید پر آمادہ ہوجائینگے۔ مین افسوس سے کہتا ہون کہ جیسا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہا کہ یہودیون کی سی حالت ہوجاویگی۔

رہی حالت ہوچکی ہے [illegible] محبت اور خواہش تہی اور [illegible] درندگی چہوڑ کر انصاف [illegible] اور اسکا جواب غور سے [illegible] بہی رضامند اور خوش تہا کہ یہان اگر [illegible] پاس بیٹہتے ہم ہر طرح سے انکی خاطر داری اور تواضع کرتے۔ وہ ٹہنڈے دل سے اپنے [illegible] پیش کرتے اور سعید الفطرت لوگون کی طرح جواب سنتے پہر جو اعتراض رہتا یا اس جواب پر [illegible] پیش کرتے مگر انہون نے اس طریق کو بالکل چہوڑ دیا اور عمدًا حق پوشی کی ہے وہ چاہتے نہین کہ انکی آنکہہ کہلے اور حق ظاہر ہو۔ اگرچہ وہ اس مین کامیاب نہین ہوسکتے اسلئے کہ یہہ ارادہ انکا اللہ تعالیٰ کے ارادہ کا صریح مخالف ہے۔ کونسی گالی ہے جو انہون نے ہمکو نہین دی اور کونسا نام ہے جو انہون نے ہمارا نہین رکہا۔ انسان کا فرض تو یہ ہے کہ اگر اسے راستی ملے تو اس کے لینے مین چون وچرا نہ کرے مگر انہون نے ذرا سے اختلاف کیوجہ سے (جو وہ بہی اختلاف نہ تہا) ساری صداقتون کا خون کردیا۔ ہمارا انکا بہت سے امور مین اتفاق تہا صرف ایک بات پیش کی تہی مسیح ابن مریم مرگیا ہے اور آنیوالا موعود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق تم ہی مین سے آیا ہے مین حیران ہون کہ ایک طرف تو یہہ تسلیم کرتے ہین کہ آنیوالا موعود **حکم** ہوکر آئیگا۔ دوسری طرف حالت یہ ہے کہ ایک بات بہی ماننے کو طیار نہین پہر وہ **حکم** کس بات کا ہوگا۔ اگر ان کے زعم اور خیال کے موافق مسیح آسمان سے بہی آجاتا تب بہی یقینی امر تہا کہ اسے ہرگز تسلیم نکرتے۔ کیونکہ بحیثیت حکم ہونے کے اسکا تو کام یہہ ہوتا کہ وہ سب کی غلطیان نکال کر **صراط مستقیم** پر سب کو لاتا۔ اور یہ اپنی غلطیون کو چہوڑنے والے نہین۔ حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی۔ شیعہ خوارج۔ وغیرہ وغیرہ ہر فرقہ والا اپنی بات اسے منوانی چاہتا اور جسکی وہ نہ مانتا اس کے نزدیک ہی کافر اور بیدین ٹہرتا۔ پہر ایسی صورت مین ہم کیونکر مان لین کہ یہ اپنے **فرضی مسیح** کو مان لین گے۔ **حکم** اسے کہتے ہین جو قاضی ہو اور غلطیان نکال کر اصلاح کرے۔ ہم نے تو ذرا سی ہی غلطی پیش کی تہی کہ مسیح مرگیا ہے اور وہ نہین آئین گے آنیوالا امتی ہے جیسا کہ قرآن منکم کہتا ہے اور بخاری اور مسلم مین بہی منکم ہی آیا ہے۔ اب اس **غلطی** کو [illegible] کی عظمت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان کی صریح مخالف ہے یہہ چہوڑ نہین سکتے۔ اور میرا فیصلہ تسلیم نہین کرتے [illegible] بہی چاہتے ہین۔ افسوس ہے [illegible] اختلاف کی وجہ سے جو اسلام کی [illegible] ذریعہ ہے کافر اور [illegible] کیوجہ سے ہی مسلمانون کے [illegible] رکہا ہے۔

[illegible] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مخلص اور جان نثار صحابہ کو سب وشتم کرتے ہین اور انکو کافر و مرتد بتاتے ہین اور پہر بہی وہ شیعہ کے شیعہ [illegible] ایسا کوئی اضافہ کرے کہ وہ آنیوالا حکم انہین اگر [illegible] کریگا کیا وہ بہی ان کے ساتہہ تبرا مین شامل ہوگا یا اس سے انکو باز رہنے کی ہدایت کریگا؟

اگر ان مین خوف خدا ہوتا اور یہ تقویٰ سے کام لیتے اور **لا تقف ما لیس لک بہ علم** پر عمل کرتے۔ اور میری باتون کو غور سے سنتے اور پہر انپر فکر کرتے اسکے بعد حق تہا جو چاہتے کہتے۔ مگر انہون نے اسکی پرواہ کی اور خدا کے خوف سے نہ ڈر کر جو منہ مین آیا کہہ گذرے۔

مین سخت افسوس سے ظاہر کرتا ہون کہ ان لوگون کی حالت مسخ ہوگئی ہے یہی **توفی** کا لفظ یوسف علیہ السلام کے لئے ہو تو موت کے معنے کرین۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ہو تو موت کے معنے کرین۔ لیکن مسیح کی نسبت ہو تو اسکے معنے جسم عنصری کے ساتہہ آسمان پر جانا ہو کسقدر جرأت اور دلیری ہے کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذرا بہی عزت ان کے دل مین نہین؟ اگر وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے بہی یہی معنے کرتے تو ہم سمجہہ لیتے کہ یہ کوئی خصوصیت پیدا نہین کرتے مگر اب تو یہ خاص طور پر مسیح ہی کے ساتہہ اس امر کو مخصوص کرتے ہین۔ حالانکہ جسم عنصری کے ساتہہ آسمان پر جانے کا کوئی بہی قائل نہین نہ یہودی قائل نہ عیسائی۔ یہودی تو رفع روحانی کے بہی قائل نہین۔ عیسائی جلالی جسم کے قائل ہین گو وہ اس مین جہوٹے ہین اس لئے انہون نے جب مسیح کو دیکہا تو وہ وہی عنصری جسم تہا۔ کیونکہ اسمین زخم موجود تہے اور خود انہون نے ہاتہہ ڈالکر دیکہا یا ان عیسائیون نے سمجہہ لیا۔ کہ جسم عنصری آسمان پر نہین جاتا اسی لئے انہون نے **جلالی** جسم تجویز کیا۔

حضرت مسیح کی وفات کا مسئلہ بہت صاف تہا اور اس کے لئے خود مسیح کا اپنا اقرار اللہ تعالیٰ کا قول اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی چشم دید

www.aaiil.org

شہادت - صحابہ کا اجماع کافی دلائل تھے - مگر انہوں نے ذرا بھی پروا نہ کی - اور سچ پوچھو تو یہ یہودیوں سے بھی گئے گذرے ہوئے اس لئے کہ وہ تو ایک جماعت بنا کر مسیح کے پاس گئے اور ان سے ان کے دعاوی کی تحقیق کی - مگر یہ ایک بھی میرے پاس آئے اور انہوں نے پوچھا -

۲۴ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

مولوی غلام رسول صاحب راجیکے نے اپنا بے نقط عربی قصیدہ سنایا - اسی تحریک سے فرمایا

ایک پادری نے مجھ پر اعتراض کیا کہ فیضی کی تفسیر اعلیٰ درجہ کی فصاحت و بلاغت میں ہے کیونکہ ساری بے نقط لکھی ہے میں نے اس کا جواب دیا کہ بے نقط لکھنا کوئی اعلیٰ درجہ کی بات نہیں یہ ایک قسم کا تکلف ہے اور تکلفات میں پڑنا لغو امر ہے مومنوں کی شان یہ ہے والذین ھم عن اللغو معرضون یعنے مومن وہ ہوتے ہیں جو لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں اگر بے نقط ہی کو معجزہ سمجھتے ہو تو قرآن شریف میں بھی ایک بے نقط معجزہ ہے اور وہ یہ ہے لاریب فیہ اس میں ریب کا کوئی لفظ نہیں - یہی اسکا معجزہ ہے لا یاتیہ الباطل - اس سے بڑھکر اور کیا خوبی ہوتی میں نے کئی بار اشتہار دیا ہے کہ کوئی ایسی سچائی پیش کرو - جو ہم قرآن شریف سے نہ نکال سکیں لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین - یہ ایک ناپیدا کنار سمندر ہے اپنے حقایق اور معارف کے لحاظ سے اور اپنی فصاحت و بلاغت کے رنگ میں -

اگر بشر کا کلام ہوتا تو سطحی خیالات کا نمونہ دکھایا جاتا مگر یہ طرز ہی اور ہے جو بشری طرزوں سے الگ اور ممتاز ہے اس میں باوجود اعلیٰ درجہ کی بلند پروازی کے نمود و نمایش بالکل نہیں خود فرمایا کہ امیوں کے لئے ہے - اور پھر لطف یہ ہے کہ ظاہر تو امیوں کے لئے ہے اور باطن ہر ایک کے سیراب کرنے والا ہے -

خواجہ صاحب نے پوچھا کہ سورۂ رحمان میں اعادہ کیوں ہوا ہے؟ فرمایا!

اس قسم کا التزام اللہ تعالےٰ کے کلام کا ایک ممتاز نشان ہے انسان کی فطرت میں یہ امر واقع ہوا ہے کہ موزون کلام اسے جلد یاد ہو جاتا ہے اسی لئے فرمایا ولقد یسرنا القرآن للذکر -

یعنے بے شک ہم نے یاد کرنے کے لئے قرآن شریف کو آسان کر دیا ہے - یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی ساری چیزوں میں ایک حسن ہے تو کیا یہ ضروری نہیں کہ اسکے کلام میں بھی حسن ہو؟ یہ اسکا ایک حسن ہے - اگر قرآن مجید ژولیدہ بیان ہوتا تو اس سے کیا فائدہ ہوتا - طبایع کو اسکی طرف توجہ ہی نہ ہوتی - اللہ تعالےٰ کی مخلوقات میں عجیب عجیب قسم کی مخلوق دیکھی جاتی ہے -

عجائب خانہ میں جا کر بعض جانور اس قسم کے دیکھے گئے ہیں کہ گویا وہ ایک خوبصورت چھینٹ ہیں ان ساری باتوں پر نظر کر کے معلوم ہوتا ہے کہ رنگینی خلق خدا تعالےٰ کی عادت ہے -

یہانتک بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض جانور انڈے خود دیتے ہیں اور اسکے بچے اور جانور نکالتے ہیں کوئل انڈے خود دیتی ہے اور کوّے کے آشیانہ میں رکھ دیتی ہے - پس جس جس قدر کوئی مخلوقات الٰہی کا اور افعال اللہ کا مشاہدہ کریگا - اسی قدر اسکا تعجب بڑھتا جائیگا - اسی طرح اسکے اقوال میں لا انتہا اسرار ہوتے ہیں - جنکا مشاہدہ افعال اللہ کی خوردبین سے ہو جاتا ہے

حضرت حکیم الامت نے عرض کیا کہ

شاعر اور فصیح تو اس طرز بیان پر اعتراض کر ہی نہیں سکتا - اسلئے کہ خود انکو اس امر کا التزام کرنا پڑتا ہے

پھر

حضرت حجۃ اللہ نے اسی سلسلہ کلام میں فرمایا کہ فبای آلاء ربکما تکذبان بار بار توجہ دلانے کے واسطے ہیں - اسی تکرار پر جاؤ قرآن شریف میں اور بھی تکرار ہے - میں خود بھی تکرار کو اسی وجہ سے پسند کرتا ہوں - میری تحریروں کو اگر کوئی دیکھتا ہے تو وہ اس تکرار کو بکثرت پائیگا حقیقت سے ناواقف انسان اسکو منافی بلاغت سمجھ لیگا اور کہیگا کہ یہ بھول کر لکھا ہے حالانکہ یہ بات نہیں ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ شاید پڑھنے والا پہلے جو کچھ لکھا ہے .... اسے بھول گیا ہو - اس لئے بار بار یاد دلاتا ہوں تا کہ کسی مقام پر تو اسکی آنکھ کھلے

انما الاعمال بالنیات

علاوہ بریں تکرار پر اعتراض ہی بے فائدہ ہے اسلئے کہ یہ بھی تو انسانی فطرت میں ہے کہ جب تک بار بار ایک بات کو دوہرائے نہیں وہ یاد نہیں ہوتی - سبحان ربی الاعلےٰ اور سبحان ربی العظیم بار بار کیوں کہلوایا ایک بار ہی کافی تھا؟ نہیں اس میں یہی سرّ ہے کہ کثرت تکرار اپنا ایک اثر ڈالتی ہے اور غافل سے غافل قوتوں میں بھی ایک بیداری پیدا کر دیتی ہے - اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون -

یعنے اللہ تعالےٰ کو کثرت سے یاد کرو تا کہ تم فلاح پا جاؤ -

جسطرح جہر ذہنی تعلق ہوتا ہے اور کثرت تکرار ایک بات کو حافظہ میں محفوظ کر دیتی ہے اسیطرح ایک روحانی تعلق بھی ہے - اس میں بھی تکرار کی حاجت ہے بدوں تکرار وہ روحانی پیوند اور رشتہ قایم نہیں رہتا - اور پھر سچ تو یہ ہے کہ اصل بات نیّت پر موقوف ہے جو شخص صرف حفظ کرنے کی نیّت سے پڑھتا ہے وہ تو وہیں تک رہتا ہے اور جو شخص روحانی تعلق کو بڑھاتا ہے حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک آیت اتنی مرتبہ پڑھتا ہوں کہ وہ آخر وحی ہو جاتی ہے صوفی بھی اسی طرف گئے ہیں اور واذکروا اللہ کثیرا کے یہ معنے ہیں - یعنے اسقدر ذکر کرو کہ گویا اللہ تعالےٰ کا نام کنٹھ ہو جاوے -

انبیاء علیہم السلام کے طرز کلام میں یہ بات عام ہوتی ہے کہ وہ ایک امر کو بار بار اور مختلف طریقوں سے بیان کرتے ہیں - ان کی اصل غرض یہی ہوتی ہے کہ تا مخلوق کو نفع پہونچے - میں خود دیکھتا ہوں اور میری کتابیں پڑھنے والے جانتے ہیں کہ اگر چار صفحے میری کسی کتاب کے دیکھے جاویں تو انمیں ایک ہی امر کا ذکر پچاس مرتبہ آئیگا - اور میری غرض یہی ہوتی ہے کہ شاید پہلے مقام پر اسنے غور نہ کیا ہو اور یونہی سرسری طور سے گذر گیا ہو -

قرآن شریف میں اعادہ اور تکرار کی بھی یہی حکمت ہے یہ تو احمقوں کی خشک منطق ہے جو کہتے ہیں کہ بار بار تکرار سے بلاغت جاتی رہتی ہے - وہ کہتے رہیں - قرآن شریف کی غرض تو ایک بیمار کا اچھا کرنا ہے وہ تو ضرور ایک مریض کو بار بار دوا دیگا - اگر یہ قاعدہ صحیح نہیں تو پھر ایسے معترض جب کوئی ان کے ہاں بیمار ہو جاوے تو اسے بار بار دوا کیوں دیتے ہیں اور آپ کیوں دن رات کے تکرار میں اپنی غذا لباس وغیرہ امور کا تکرار کرتے ہیں - پچھلے دنوں میں نے کسی اخبار میں پڑھا تھا کہ ایک انگریز نے محض اسی وجہ سے خودکشی کر لی تھی کہ بار بار وہی دن رات اور رغذا مقرر ہے اور میں اسکو برداشت نہیں کر سکتا -

---

معجزات مسیح کے متعلق کہا گیا کہ ازالہ میں جو تصریح کی گئی ہے اس سے انکار پایا جاتا ہے؟

فرمایا!

تعجب کی بات ہے کہ وہ انکار ہے! یا اقرار - معجزات مسیح کا تو اقرار کیا ہے اور ہم اب بھی اقرار کرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام سے خوارق کا ظہور ہوا - لیکن یہ سچ ہے کہ ان معجزات کی حقیقت جو خدا تعالےٰ نے ہم پر کھولی اسے ہم نے بحیثیت حکَم ظاہر کر دیا ہے - اس کی ہمکو کچھ پروا نہیں کہ یہ لوگ اسپر گالیاں دیتے ہیں یا کیا کہتے ہیں - یہ لوگ اگر میری بات سے انکار کرتے ہیں تو پھر مجھ سے نہیں بلکہ قرآن شریف سے انکار کرتے ہیں - کیونکہ میں نے جو کچھ لکھا ہے اپنی طرف سے تو لکھا ہی نہیں قرآن شریف ہی سے لکھا ہے کیا یہ سچ نہیں ہے کہ قرآن شریف نے صاف طور پر فرما دیا ہے کہ حقیقی مردے واپس نہیں آتے فیمسک التی قضی علیہا الموت کے کیا معنے ہیں -

پھر اگر میں نے یہ کہا کہ وہ مردے جو حضرت مسیح نے زندہ کئے وہ حقیقی مردے نہ تھے جو آیت فیمسک التی قضی علیہا الموت کے وعدے کے موافق واپس نہیں آتے تو کیا برا کیا - اس سے معجزات کا انکار کیونکر ثابت ہوا؟ میرا معجزات سے انکار تو ثابت نہیں ہوتا البتہ ایسا اعتراض کرنے والے کا قرآن شریف سے انکار ثابت ہوتا ہے - کیونکہ نہ ایک جگہ نہ دو جگہ بلکہ قرآن شریف کے متعدد مقامات سے یہ امر ثابت ہو رہا ہے ایک اور جگہ فرمایا

وحرام علےٰ قریۃ اھلکنٰھا انھم لا یرجعون

اب بتاؤ کہ جب اللہ تعالےٰ کھول کھول کر ایک امر کو بیان کر دے کہ مردہ حقیقی واپس نہیں آیا کرتا - تو پھر قرآن شریف کی تعلیم سے یہ کیسا انحراف ہے کہ خواہ نخواہ یہ تجویز کیا جاوے کہ فلاں شخص ایسا کرتا تھا - خدا سے ڈرنا چاہیئے ایسی باتوں کو منہ سے نکالتے وقت اللہ تعالےٰ کا ادب کرو -

ہاں یہ سچ ہے کہ بعض لوگ جو مردہ ہی کی طرح ہو جاتے ہیں اور کوئی امید زندگی کی باقی نہیں ہوتی صرف دم باقی ہوتا ہے ہر قسم کی تدابیر کی راہ بند ہوتی ہے اسوقت اللہ تعالےٰ محض اپنے فضل سے اپنے کسی بندہ کی دعاؤں سے اس مردہ کو زندہ کر دیتا ہے یہ بھی احیاء موتیٰ ہی ہوتا ہے - اور یہاں بھی اس قسم کی مثالیں موجود ہیں - نواب صاحب کے لڑکے عبد الرحیم کو جن لوگوں نے دیکھا ہے وہ اسکی شہادت کر سکتے ہیں کہ اس کی کیا حالت تھی اسکی زندگی (بفضلہ تعالےٰ میں نے خود اس مردہ کو زندہ ہوتے دیکھا) ڈاکٹر کی کوئی امید بھی باقی نہ تھی -

ایسا ہی خود میرا لڑکا مبارک ایسی حالت تک پہونچ گیا تہا کہ گہر والون نے انا للہ و انا الیہ راجعون بہی پڑہ دیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے پہرا سے **زندہ کردیا**۔ یہہ **احیاء موتی** ہوتا ہے اور علاوہ اس کے **روحانی احیا** بہی ہوتا ہے جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ہدایتوں سے بے خبر ہوتے ہین اور ان کی زندگی ایک گمراہی کی زندگی ہوتی ہے وہ بہی مردہ ہی ہوتے ہین کیونکہ روحانی طور پر مر چکے ہوتے ہین پس ایسے لوگون کا ہدایت یاب ہوجانا یہہ ان کا زندہ ہونا ہے یہہ حقیقت احیاء موتی کی ہے جو قرآن شریف نے بیان کی ہے اور اسی کے موافق خدا تعالیٰ سے علم پاکر مینے اسکی تصریح کی۔ اب اگرچہ انکار معجزات کا ایسا الزام لگانے والا خود سوچ لے کہ وہ مجہہ منکر نہین ٹہیراتا بلکہ خود قرآن شریف سے انحراف اور انکار کرتا ہے۔

یہہ کسقدر ناسمجہی اور ناواقفی کی بات ہے کہ انسان اس طرز اور کلام کو اختیار کرے جسمہ قرآن شریف پر حملہ ہو۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر حملہ ہو۔ مین حیران ہوتا ہون کہ یہ لوگ کیا کرتے ہین؟ کیا ان کو معجزات مسیح پیارے ہین یا خدا تعالیٰ کا کلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم؟ یہہ اگر معجزات مسیح کے لئے خدا کے کلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو چہوڑ سکتے ہین تو چہوڑ دین! **ہم سے یہہ نہین ہوسکتا کہ خدا تعالیٰ کے کلام کو چہوڑ دین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرین** – اس عقیدہ پر اگر ساری دنیا مجہکو چہوڑتی ہے تو چہوڑ دے مجہے اس کی پروا نہین۔ اس لئے کہ **خدا میرے ساتہ ہے**۔

انکو اعتراض کا حق تو اسوقت ہوتا جب ہم خدا تعالیٰ کے کلام کے خلاف کرتے لیکن جب ہم خدا تعالیٰ کے کلام کو مقدم کرتا خدا تعالیٰ کے کلام پر اعتراض ہے نہ مجہہ پر۔

اگر مسیح واقعی مردون کو زندہ کرتے تہے یعنے ایسے مردون **کو جو قضیٰ علیہا الموت** کے نیچے آچکے تہے تو پہر کیون انہون نے ایلیاء کو زندہ کرکے نہ دکہادیا تاکہ یہودی ٹہوکر نہ کہاتے؟ اور خود ہی صلیبی ابتلا سے بچ جاتے۔

سعدی بہی یہی مذہب رکہتا تہا اور یہی سچا مذہب ہے کوئی اکابر اسکے خلاف نہین ہوسکتا۔ سعدی کہتا ہے

شعر

کہ گر مردہ باز آمدے ۔ بسرائے قبیلہ و پیوند
رد میراث سخت تر بودے ۔ وارثان را ز مرگ خویشاوند

یکم اکتوبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

{ٹرک نے مندرجہ ذیل دو سوال کئے اور جواب پایا – ایڈیٹر}

سوال۔ اگر کوئی چوری یا زنا کے ارادے سے جاوے مگر نکرے تو کیا گناہ ہوگا۔

جواب۔ جو خیالات وسوسہ کے رنگ مین دل مین گذرتے ہین اور انپر کوئی عزم اور ارادہ انسان نہین کرتا انپر مواخذہ نہین ہے لیکن جب کوئی خیال بد دل مین گذرے اور انسان اسپر مصمم ارادہ کرلے تو اسپر مواخذہ ہوتا ہے اور وہ گناہ ہے جیسے ایک اُچکا دل مین خیال کرے کہ فلان بچہ کو قتل کرکے اسکا زیور اتار لونگا تو گو قانونی جرم نہین لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ مجرم ہے اور سزا پائیگا۔ یاد رکہو دل کا ایک فعل ہوتا ہے مگر جب تک اسپر مصمم ارادہ اور عزیمت نکرلے اسکا کوئی اثر نہین۔

سوال۔ جو لوگ لڑائیون مین جاتے ہین اور وہان قتل کرتے ہین کیا وہ قتل انکا گناہ ہے یا نہین۔

جواب علمہا عند ربی۔ مین اسکے متعلق کچہہ نہین کہہ سکتا اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس نے اچھا کیا یا بُرا کیا۔

۲- اکتوبر ۱۹۰۵ء

مسئلہ جہاد کے متعلق ذکر تہا۔ اسکے متعلق جو کچہہ فرمایا اسکا خلاصہ یہ ہے۔

اسلامی جہاد پر یہہ اعتراض تو محض فضول ہے۔ کہ وہ لڑائیان **مذہب** اور اشاعت اسلام کی خاطر تہین۔ اس لئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تیرہ سال تک مکہ مین کفار کے ہاتہون سے سخت تکلیف اٹہاتے رہے اور آپ کے جان نثار صحابہ نے دکہہ اٹہائے اور جانین دین بعض غریب اور بیکس ضعیف عورتون کو شرمناک تکالیف کفار نے پہونچائین۔ یہانتک کہ آخر آپ کو ہجرت کرنی پڑی۔ اور ان کفار نے وہان بہی آپ کا تعاقب کیا ایسی صورت مین جب ان کی شرارتین اور تکلیفین حد سے گذر گئین تو پہر خدا تعالیٰ نے سدباب اور دفاع کے طور پر حکم دیا کہ ان سے جنگ کرو۔ چنانچہ پہلی آیت جس مین جہاد کا حکم ہوا وہ یہ ہے

اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا

یعنی ان لوگون کو اجازت دی گئی کہ وہ جنگ کرین جنپر ظلم ہوا ہے۔ مسلمان مظلوم تہے ان کی طرف سے ابتدا نہین ہوئی تہی۔ بلکہ بانی فساد کفار مکہ تہے۔ ایسی حالت مین بہی جب ان کی شرارتین انتہائی درجہ تک جا پہونچین تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مدافعت کے واسطے مقابلہ کرنے کا حکم دیا۔ پس یہ اعتراض محض فضول اور لغو ہے۔ کہ وہ لڑائیان مذہب کے لئے تہین۔ اگر محض مذہب کے لئے ہوتین تو **جزیہ** دینے کیصورت مین ان کو کیون چہوڑا جاتا۔ پہر مین کہتا ہون کہ عیسائی تو اس قسم کا اعتراض کر ہی نہین سکتے۔ وہ اپنے گہر مین دیکہین کہ اسلامی لڑائیان موسوی لڑائیون سے زیادہ ہین۔ اور جبکہ وہ حضرت عیسٰے کو موسیٰ علیہ السلام کا بہی (معاذ اللہ) خدا مانتے ہین تو پہر ان لڑائیون کا الزام عیسائیون پہ بدستور قایم ہے خصوصًا ایسی حالت مین کہ وہ لڑائیان اسلامی جنگون سے زیادہ سخت اور خون ریز تہین۔ اسلامی لڑائیون مین بچون عورتون اور بڈہون کا لحاظ کیا جاتا تہا اور ان کو قتل نہین کیا جاتا تہا۔ مگر موسوی لڑائیون مین تو ان امور کی پروا نہین کیجاتی تہی۔ ایسا ہی اسلامی جنگون مین مذہبی عبادت گاہون اور پہل دار درختون کو بہی ضائع نہین کیا جاتا تہا مگر موسوی لڑائیون مین پہل دار درخت تباہ کردئے جاتے۔ غرض اسلامی جنگ موسوی لڑائیون کے مقابلہ مین کچہہ چیز ہی نہین۔

فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ سے یہی عادت چلی آئی ہے کہ جب کوئی مامور اور مرسل اس کیطرف سے آتا ہے تو اولًا اس کی جماعت مین ضعفاء اور غرباء ہی آتے ہین بادشاہون یا امرا کو توجہ نہین ہوتی ہے۔ اور آخر اللہ تعالیٰ غرباء کی جماعت کو ہر قسم کی ترقیان دیدیتا ہے۔ میرا ایک الہام ہے کہ بادشاہ تیرے کپڑون سے برکت ڈہونڈینگے۔ وہ بادشاہ مجہے دکہائے بہی گئے تہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی زمانہ آئیگا جب اللہ تعالیٰ بعض کو اس سلسلہ کی سچائی کا فہم عطا کردیگا۔

فرمایا **پنجاب** کی سرزمین نرم ہے ان لوگون مین وہ شور اور شرارت نہین ہے جو ہندوستانیون مین ہے۔ ہندوستانیون نے غدر کردیا تہا مگر پنجابی گورنمنٹ کے ساتہہ تہے۔ ہمارے مرزا صاحب نے بہی پچاس گہوڑے اُسوقت مدد کے لئے گورنمنٹ کو دئے تہے۔

پنجابیون نے جسقدر مجہے قبول کیا ہے ہندوستان کو ابہی اس سے کچہہ نسبت ہی نہین ہے۔

۳- اکتوبر ۱۹۰۵ء

فرمایا۔ نبی کا انکار موجب کفر ہوتا ہے مگر ولی کا انکار بہی سلب ایمان کا موجب ہوجاتا ہے اور آخر کفر تک نوبت پہونچ جاتی ہے۔ صحیح بخاری مین ہے من عاد ولیًّا لی فاذنتہ للحرب یعنی جو شخص میرے ولی کے ساتہہ دشمنی کرتا ہے۔ مین اسکو لڑائی کے لئے پکارتا ہون۔

خدا تعالیٰ نے **بلعم** کا قصہ بیان کیا تہا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کیوجہ سے اس حد تک گر گیا کہ اسکی کتّے سے مثال دی گئی۔

نبی کا انکار صریح کفر کو مستلزم ہے۔ مگر ولی کا جب دشمن بنتا ہے تو اندر ہی اندر توفیق چہن جاتی ہے۔

کسی نے پوچہا کہ عبادت مین ذوق شوق کسطرح پیدا ہوتا ہے۔

فرمایا۔ اعمال صالحہ اور عبادت مین ذوق شوق اپنی طرف سے نہین ہوسکتا یہہ خدا کے فضل اور توفیق پر ملتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان گہبرائے نہین اور خدا تعالیٰ سے اس توفیق اور فضل کے واسطے دعائین کرتا رہے۔ اور ان دعاؤن مین تہک نہ جاوے۔ جب انسان اس طرح پر مستقل مزاج ہوکر لگا رہتا ہے تو آخر خدا تعالیٰ اپنے فضل سے وہ بات پیدا کردیتا ہے جسکے لئے اس کے دل مین تڑپ اور بیقراری ہوتی ہے۔ یعنے عبادت کے لئے ایک ذوق وشوق اور حلاوت پیدا ہونے لگتی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص مجاہدہ اور سعی نہ کرے اور یہ سمجہے کہ پہونک مار کر کوئی کردے یہہ اللہ تعالیٰ کا قاعدہ اور سنت نہین۔ اس طریق پر جو شخص اللہ تعالیٰ کو آزماتا ہے وہ خدا سے ہنسی کرتا ہے لوہارا جاتا ہے۔ خوب یاد رکہو کہ دل اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتہہ مین ہے اسکا فضل نہ ہو تو دوسرے دن جاکر عیسائی ہو جاوے۔ یا کسی اور بے دینی مین مبتلا ہوجاوے۔ اسلئے ہر وقت اسکے فضل کے لئے دعا کرتے رہو۔ اور اسکی استعانت چاہو تاکہ صراط مستقیم پر تمہین قایم رکہے۔ جو شخص خدا تعالیٰ سے بے نیاز ہوتا ہے وہ شیطان ہوجاتا ہے اسکے لئے ضروری ہے کہ انسان استغفار کرتا رہے تاکہ وہ زہر اور جوش پیدا نہو جو انسان کو ہلاک کردیتا ہے۔

بعض آریہ سماجیوں کی شرارت

تمام پبلک کو عام طور پر اور اہل اسلام کو خاص طور پر اس بات سے مین مطلع کرنا چاہتا ہون کہ جو کہ مین نے دین اسلام قبول کر لیا ہے اور رسالہ ترک وید یزم کے ذریعہ اس امر کی ایک معمولی رپورٹ مشتہر کردی ہے اسپر اخبار ستیہ دہرم پرچارک جالندہر مورخہ ۲۷- اکتوبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۱ و ۱۲ پر بہ عنوان **مبلغ اسّی روپیہ کا بکاؤ دھرم** ایک مضمون شائع ہؤا ہے اسکا لب لباب یہ ہے کہ مینے ایک رقعہ دیکر اسّی روپیہ دہلی آریہ سماج والون سے مانگا تہا اور روپیہ نہ ملنے پر مین مسلمان ہوگیا - پس چونکہ یہ بات بالکل بناوٹی ہے اسلئے عوام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ ایسی باتون کا اعتبار نہ کرین - چونکہ میرے پاس کئی خطوط ادھر اُدہر سے اس قسم کے آرہے ہین کہ یہ کیا بات ہے اسوجہ سے اس تحریر کو شائع کرانا مناسب سمجھتا ہون - اور مفصل کیفیت بعد مین عرض کیجائیگی کہ کس طور پر مین جبر اشتدہ کیا گیا یا کیا واقعات گذرے وغیرہ (اس داستان کو اگر مین لکہون تو اخبار کا ایک دو صفحہ بلکہ زائد گھر جائیگا بس مجہے جناب ایڈیٹر صاحب کی جانب سے وعدہ ملنا چاہیئے کہ وہ ایسے شخص کے احوال کو اپنے اخبار مین ضرور جگہ دیوین گے اور میری محنت رائیگان تو نہ جائیگی)

ہان ایسے شریر لوگون کو ان کے افعال کی سزا دینے ہی کیلئے عدالتین بنائی گئی ہین پس ناظرین کو معلوم ہو کہ اس بات کا مناسب انتظام کیا جاویگا - لیکن مجہے افسوس اس بات کا ہے کہ ان آریون کو ابھی تک ایسی . . . . باتون کی پختہ مشاقی حاصل نہین ہوئی - کیونکہ وہ کچے . . . . ثابت ہو رہے ہین - یعنی مذکورہ بالا اسّی روپیہ کا انعام دینے والون مین اسقدر عقل کی کمی ہے کہ وہ یہہ نہ سوچ سکے کہ جو شخص للعہ اور للعہ ماہوار تنخواہ کی ملازمت (برہماد افریقہ مین) کر چکا ہو اور جسکو ایک سا تہہ ہی کئی کئی ملازمتون کی . . . . ملا کرتی ہون ایسے شخص کے بارہ مین للعہ پر دہرم نیلام کرنے کی بات کو تو سُننے والے عقلمند صاحبان کبھی ہرگز بھی تسلیم نہ کرین گے - ہان البتہ کوئی بھاری رقم کار نعرہ بنایا ہوتا تو شاید کوئی اعتبار بھی کر سکتا - جن لوگون نے اس مضمون ستیہ دہرم پرچارک مین پڑہا ہے وہ ضرور سمجھ سکتے ہین کہ اگر میری طرف سے ایسا کوئی پرچہ (فہرست للعہ کی) ہوتا تو اوسمین ایسے اندراج ہوتے کہ ایک شخص کا دینا ہی عہ . . . . ایک شخص کا اور دینا ہی عہ "- واہ ! کیا وہ دینے والا ان دونون شخصون کے نام نہ لکھہ سکتا تہا - شاباش -

اب مین اپنے آریہ سماجی بہائیون سے اسقدر عرض کرنا چاہتا ہون کہ اگر مین نے اسّی روپیہ پر اپنا دہرم نیلام کردیا تو اس سے انکا چندان نقصان نہین ہؤا (اگر ہؤا ہوگا تو وہ میرا ہؤا ہوگا) لیکن وہ اون لوگون سے ہوشیار رہین جو ہم ہزار کا نجس کر رہے ہین یا کمپنی کہول کر عوام کا اٹہا لیس ہزار روپیہ لوٹ رہے ہین (مفصل دیکہو آریون کا اخبار ستکاری امرتسر) اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ رسالہ ترک ویدیزم مین (جس نے مذکورہ بالا انعام للعہ کا دلا دیا ہے) جو دس اعتراضات آریہ سماج کے اصولون کی رد مین ان کے نقلی حوالجات کے ذریعہ کردیئے گئے ہین ان کی تردید کا کسی نے آجتک نام ہی نہ لیا - مین پوچہتا ہون کیون ؟ کیا آریہ سماجیون کا صرف یہی کام کہ وہ ایسی ایسی . . . . . . باتون سے اپنا دل ٹھنڈا کر لیا کرین - جہان مین نے ان کو چیلنج کیا ہے کہ جو صاحب چاہین اردو- ہندی خواہ انگریزی مین بھی ان اعتراضات کے متعلق مجہہ سے تحریری بحث کر سکتے ہین - (جو کہ ہر ایک شخص دور دراز فاصلہ سے بھی کر سکتا ہے) وہان آجتک کسی نے سانس ڈکار تک نہ لی - اور اگر کچہہ ایکشن لیا تو یہ کہ ایک طرف سے اسّی روپیہ پر دھرم نیلام ہونے کی صدا کانون مین آرہی ہے اور دوسری طرف (کالج پارٹی کا آرگن آریہ گزٹ) سے یہ کہ اس شخص نے چونکہ ہمارے پاس ایک مرتبہ ایڈیٹری کے لئے درخواست بہیجی تہی پس وہ ضرور ملازمت کے باعث مسلمان ہؤا ہوگا - واہ کیا خوب ! یہہ عجیب دل سمجھوتا ہے - کیا ایڈیٹری کی درخواست یا کسی محکمہ کی نوکری تلاش کرنا کوئی گناہ ہؤا کرتا ہے -

پبلک کو معلوم ہو کہ رسالہ ترک ویدیزم مین دس ایسے اعتراضات پیش کردیئے گئے ہین جنکو اگر خود شری سوامی دیانند سرستی مہاراج بھی واپس آجاوین تو رد نہین کر سکتے تاوقتیکہ وہ اپنی تصنیفات کو منسوخ نہ کردیوین -

مسلمان صاحبان کو خاصکر معلوم ہو کہ مینے دوسری کتاب موسومہ آریہ سماج کی پول تیار کرلی ہے - یہہ چند سو صفحون (۲۶×۲۰) سے کم ضخیم نہ ہوگی - اور اسمین آریہ سماج کی تسلیم کردہ کتابون کے ہی اقوال سے ان کے اصولون کو رد کیا گیا ہے - اور اکثر مضامین انعامی ہونگے یعنی یہ کہ اگر میرے دعوے کی کوئی آریہ پنڈت خود اپنی تصنیفات کے نقلی حوالجات سے رد کر سکے تو وہ انعام حاصل کر لیوے اسطور پر جملہ میزان انعامات کی غالبًا دس ہزار روپیہ ہوگی سا و میرا یہہ دعویٰ ہے کہ جو عیسائی مسلمان صاحب اس کتاب کو شروع سے آخر تک پڑھ لیوینگے وہ ہرگز ہرگز بھی کبھی آریہ سماج کے اندر داخل ہونے کی خواہش نہ کرین گے - اس کتاب کی چھپائی کا انتظام ہو رہا ہے اور اگرچہ قیمت ابھی مقرر نہین کی جا سکتی لیکن جو صاحب ابھی سے اپنا نام اس کی خریداری مین درج کرادیوینگے ان کے ساتہہ ڈاک محصول کی رعایت رہے گی - فقط -

خاکسار

عبدالعزیز المعروف بہ جگد سا پرشاد ورما سابق آریہ اُپدیشک ملک برہما از مقام زینت محل شہر دہلی - ۵- نومبر ۱۹۰۵ء

زیور کی زکوٰۃ

بعض دوستون کے استفسار پر حضرت اقدس نے زیور کی زکوٰۃ کے متعلق مفصلہ ذیل سطور لکھی ہین جو تمام احباب کی اطلاع کے لئے شائع کی جاتی ہین تا اسپر سب کا عملدرآمد ہو -

جو زیور پہنا جائے اور کبھی کبھی غریب عورتون کو استعمال کے لئے دیا جائے - بعض کا اسکی نسبت یہ فتویٰ ہے کہ اسکی کچہہ زکوٰۃ نہین اور جو زیور پہنا جائے اور دوسرون کو استعمال کے لئے ندیا جائے اسمین زکوٰۃ دینا بہتر ہے کہ وہ اپنے نفس کے لئے مستعمل ہوتا ہے اسی پر ہمارے گہر مین عمل کرتے ہین اور ہر سال کے بعد اپنی موجودہ زیور کی زکوٰۃ دیتے ہین اور جو زیور روپیہ کی طرح جمع رکہا جائے اسکی زکوٰۃ مین کسیکو بھی اختلاف نہین - والسلام

سب احباب کو اسی کے مطابق اپنا عمل رکہنا چاہیئے اور زکوٰۃ کا کل روپیہ بنام امین زکوٰۃ فنڈ قادیان بہیجنا چاہیئے پھر مناسب موقعہ اور مناسب مدات مین اسے خرچ کیا جائیگا -

محمد علی

۱۳- نومبر ۱۹۰۵ء

مہ نور مے فشاند و سگ بانگ میزند

لودہانہ کے عیسائی اخبار نے ۱۰- نومبر ۱۹۰۵ء کی اشاعت مین حضرت مخدوم الملۃ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی شہادت پر ایک مراسلت نور پوری نامہ نگار کی چہاپی ہے - ہرچند اس یاوہ گو نے اپنا نام چہپایا ہے مگر مین خوب جانتا ہون کہ یہ کون ہے ؟ آپ نے عیسائیون کو خوش کرنے کی خاطر خدا تعالےٰ کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان پر دل کہول کر جہوٹے اور ناپاک حملے کرنے مین کوئی کسر باقی نہین چہوڑی مگر وہ نہین جانتا کہ

مہ نور مے فشاند و سگ بانگ میزند

اُنیس سو برس گذر چکے کہ اس زمانہ کے لوگون نے بھی ایک برگزیدہ بندہ کو دکہہ دیا تہا جو اسکی زبان سے آخر جر آسکار اور سانپ کے بچے کہلائے اسلئے ضروری تہا کہ ابن آدم آج بھی ستایا جاتا - پہلے نور پوری نامہ نگار کی تحریر کا جواب قولہ و اقول کرکے لکھتا ہون -

قولہ - ہمین اکثر خدا کے کمال پر تعجب آتا تہا کہ باوجود قادیانی کے ایسے کفر کے خدا اس سے باز پرس نہین کرتا -

اقول - بے شک لعنتِ مسیح سے بچائے ہوئے عیسائی کو تعجب ہونا چاہیئے تہا اسلئے کہ ناصری یسوع اپنے کفر کے باعث (کیونکہ یہی فتویٰ کفر گوئی کا اسپر لگایا گیا تہا) اپنی دعوت کے تین ہی سال مین ماخوذ ہؤا اور یہودیون کے ہاتھون سے طمانچے کہاتا ہؤا کاٹھ پر لٹکایا گیا - اور یہان پچیس سال سے زیادہ کا زمانہ گذر رہا ہے - اصل بات یہ ہے کہ یہی تو صادق کی سچائی کی دلیل ہے کہ اللہ تعالےٰ اسکی حمایت کرتا اور اپنی نصرتون اور تائیدون سے اسکی حقیقت پر مہر کردیتا اور اسے مہلت دیتا ہے - کاذب اور مفتری کبھی اسقدر دراز زمانہ نہین پا سکتا +

کفر تو آسنے بولا جسنے آدم زاد اور خاکی پتلا ہو کر خدا ہونے کا دعویٰ کیا اور پہر تعجب اسپر کہ اس نے اپنی خدائی کا کوئی بھی کرشمہ نہ دکہایا اور مجہے حیرت ہے کہ لعنتِ مسیح کے بچائے ہوئے عیسائی کو خدا پر تعجب کیون ہؤا ؟ کیا اس کا وہی خدا نہین جسنے چپکے سے یہودیون سے مار کہائی اور صلیب پر لٹک گیا - اور ان یہودیون کا کچہہ بھی بگاڑ نہ سکا -

با خویشتن چہ کردی کہ با ماکنی تظری
حقا کہ واجب آمد ز تو احتراز کردن

www.aaiil.org

رکہیے خدا سے کوئی امید رکہنی فضول اور سراسر نامعقول ہے۔ جسنے پہلے کیا کیا جواب کریگا۔

قولہ۔ خدا کو یون منظور تہا اور ہے کہ مرزا قادیانی کا جوڑ جوڑ الگ کیا جاوے اور مرنے سے پیشتر اسی زندگی میں اسکی ذلت بخوبی ہووے۔

اقول۔ یہہ شاید ناصرت کے مارکہا ہوا یسے خدا نے آپ کو بتایا ہوگا۔ اور غالباً اپنے تجربہ سے بتایا ہوگا کہ اسپر یون گذری ہے کہ یہودیون نے پکڑ کر مار مار آدمی بنا دیا۔ اور اسکو ہمہ عجز کی تصویر بنا کر دکہا دیا +

ورنہ القادر اور الحی القیوم خدا تو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتہہ ہے اور اسے بشارت پر بشارت دیتا اور یوماً فیوماً بلکہ آناً فاناً ترقی پر ترقی عطا کرتا ایسی ترقی کہ جسکی نظیر انیس سو برس پیشتر آنے والے خدا مین بہی پائی نہین جاتی۔ جسنے ٹہوکرین کہا کر جان دی تہی۔ اور جو آپ کے نزدیک **ملعون** بہی ہے۔

اسقدر تائیدات اور نصرتون کو دیکہکر جو حضرت مسیح موعود کی ہورہی ہین یہہ کہنا کہ خدا اس کی ذلت چاہتا ہے ایک سخت یاوہ گوئی ہے۔ شاید آپ کا ملعون خدا ایسا چاہتا ہوگا جس سے کبہی کچہہ نہین ہوا اور نہ انشاء اللہ العزیز ہوگا۔ بلکہ یہ خدا کا برگزیدہ رسول انشاء اللہ العزیز دنیا سے نہ اُٹہیگا جب تک **مردہ پرستی** کے بت کو پاش پاش نکردے اور آدم زاد کو خدائی کی کرسی سے اتار کر **عبودیت** کے آستانہ پر نہ لے آئے۔

قولہ۔ ناظرین اخبارات مرزا کی الہامی چار یاری کونسل کو جانتے ہین جن مین ایک (حکیم نور الدین صاحب نہین دوسرے تہے) صاحب بہیروی تہے جو چند روز ہوئے قادیان سے تائب ہوکر چلتے بنے۔

اقول سب سے اوّل تو مین ایسے کذاب کے لئے قرآن شریف کی آیت **لعنت اللّٰہ علے الکاذبین** پڑہتا ہون۔

معلوم ہوتا ہے یسوع کی لعنت پر ایمان لاکر راستبازی اور حیا کی بہی نور پوری عیسائی نے ضرورت نہین سمجہی ورنہ وہ ایسا گندہ جہوٹ نہ بولتا۔ یا اس جہوٹ کی تعلیم بہی اس خدا نے ہی دی ہوگی جو عورت کی پیشاب گاہ سے پیدا ہوا تہا۔ اور جسکو منصوبہ بازی کی عادت بہی تہی جیسا کہ انجیل سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے۔ اگر نور پوری انکار کرے تو مین ایسے ایسے مقامات دکہا دونگا۔

مین کہتا ہون کہ لعنت ہے اس شخص پر جس نے یہان جہوٹ بولا اور کہدیا کہ ایک حکیم صاحب بہیرؔ مرتد ہوکر قادیان سے چلے گئے۔ بہیرہ کے دو ہی حکیم صاحب حکیم فضل دین صاحب ہین۔ سو قادیان ہی مین موجود ہین اور خدا تعالیٰ کے محض فضل سے اس سلسلہ کے ایک مخلص خادم ہین۔ اور جو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود سے دوری اور بُعد کو اپنے لئے موت سے زیادہ سمجہتے ہین۔ مگر کیا لعنتی مسیح کے زرخرید غلام نور پوری کو یاد نہین رہا کہ انکا مُردہ خدا صلیب پر چڑہانے کے لئے پکڑا گیا تو اعظم الحواریین **پطرس** نے نہ ایک مرتبہ بلکہ تین مرتبہ **خداوند یسوع پر لعنت کی تہی**۔ اور ایک نے جو جیز سے آپ خزانچی بہی تہا صرف تیس روپیون کے لالچ مین تمہارے خدا صاحب کو پکڑوا کر طمانچے مروائے اور صلیب پر کہچوا کر تمہاری **مکتی** کرادی۔ اور باقی سب بہاگ گئے یہہ باتین تمہین کیون بہول گئین۔ اور کیا وہ پانچسو آدمیون کا مرتد ہونا بہی یاد نہ رہا جو ایک ہی دن مین ہوگئے تہے؟

اے نادان اور ناواقف انسان! بتا ان باتون کا تیرے پاس کیا جواب ہے؟ ذلت کس کی ہوئی؟ ایک وہ ہے جو اپنی زندگی مین ۳ لاکہہ سے زیادہ روحون کا فاتح ہے اور روز بروز اسکے حلقہ بگوش بڑہ رہے ہین۔ باوجودیکہ اسکا دعویٰ محض خدا کا **برگزیدہ بندہ** ہونے کا ہے اور ایک وہ جو تمہارے اعتقاد کے موافق **خدا تہا** ساری عمر مین ۱۲۰ سے زیادہ آدمی طیار نکرسکا۔ اور پہر جو ان مین **اخص** تہے انہون نے وہ شرمناک بے وفائی ظاہر کی جسکی نظیر دنیا کی تاریخ مین نہ ملے گی۔

ببین تفاوت رہ از کجاست تابکجا

گہر کے الزام اور ون پر تہوپتے ہو کچہہ تو شرم کرو۔

اسکے بعد حضرت **مخدوم الملۃ** مولانا مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات شہادت آیات کا ذکر کرکے لکہا ہے کہ خدا نے جہوٹے نبی کی نہ سنی اور عبد الکریم کو نہ صرف صحت ہی عطا نہ کی بلکہ دنیا سے ہی اُٹہا دیا۔

اس کے جواب مین اوّل ہی لعنت اللّٰہ علی الکاذبین ہی کہونگا۔ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے سچے اور برگزیدہ بندے کی دعاؤن کو جو مولانا مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق نہین سُنا اور مولوی عبد الکریم صاحب کو کاربنکل سے پوری شفا دی۔ رہا یہ امر کہ انہون نے وفات پائی۔ موت تو ایسی شئے ہے کہ اس نے عیسائیون کے خدا کو بہی نہین چہوڑا ایسے ہی کشمیر کے محلہ خانیار کی قبر مین لا ڈالا۔ اور اس خدا کی ماں اور پہر اس خدا کے دوسرے رشتہ دارون تک کو اسنے اپنا شربت پلا دیا۔ پہر مولوی عبد الکریم صاحب کی موت پر اعتراض کرنا کیسی نادانی اور حماقت ہے۔ ہان یہ بالکل صحیح ہے کہ جیسے اس مرد خدا کی زندگی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کے اظہار کے لئے وقف تہی اس کی موت نے بہی اسی کی سچائی پر مہر کی اسلئے کہ اس نے قبل از وقت سُنا دیا تہا۔ **ان المنایا لا تطیش سہامہا** کفن مین لپٹا گیا۔ اور پہر بالآخر **۴۷ برس کی عمر انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔**

اور خدا کی باتین جو اس نے اپنے پیارے بندے پر ظاہر کی تہین آخر اپنے صحیح مفہوم کے موافق مولویصاحب کی وفات شہادت آیات کے رنگ مین پوری ہوئین اور یون اسکی سچائی کا ثبوت ٹہیرین۔ پس مولانا عبد الکریم رضی اللہ عنہ اپنی زندگی مین زبان قلم اور قلم زبان سے **جری اللّٰہ** کی سچائی کا گواہ تہا اور اب اسکی تربت ایک **زندہ نشان** ہے اور ان لوگون کیلئے جو انکار کرتے ہین قرآن کریم کی یہ آیت بہت ہی موزون ہے۔

ویل یومئذٍ للمکذبین

عید آگئی اور اظہار مسرت کا وقت آگیا

خدا کا شکر اور اسکی حمد ہے کہ اسنے پہر ایک موقع خدمت دین کا دیا ہے + یعنی **عید الفطر** قریب آگئی ہے۔ سیالکوٹ کی جماعت (جو سابق بالخیرات ہونیکی بڑی حریص ہے اور خدا کرے کہ ہم مین سے ہر ایک کے دل مین یہ خواہش اور آرزو ہو (آمین)) کی یہ نیک اور مبارک تحریک ہمیشہ عزت اور قدر کی نظر سے دیکہی جائیگی۔ جو آج **عید فنڈ** کے نام سے کئی سال ہوئے کی تہی۔ اور عملی طور پر اس تحریک کو شروع کیا تہا۔ ہرچند اس تحریک پر عمل ہو رہا ہے لیکن مین کہہ سکتا ہون کہ جس زور اور انتظام کے ساتہہ اسپر عمل ہونا چاہیئے ابہی تک وہ بات پیدا نہین ہوئی اسلئے کہ **عید فنڈ** کی تقریب پر **ایک روپیہ** تعلیم الاسلام سکول کی عام اغراض کے لئے منجملہ دیگر مصارف عید کے اپنے اوپر لازم سمجہہ لے۔ پس اس لحاظ سے اگر تین لاکہہ کی جماعت مین سے پانچ ہزار آدمی بہی اس تجویز پر عمل کر لیتے تو **عیدین** کا عید فنڈ مدرسہ کی عام ضروریات کے لئے کسی مزید چندہ کی ضرورت نہ ہونے دیتا۔ لیکن ایسا نہین ہوا۔ اسلئے مین اپنے ناظرین کو توجہ دلاتا ہون کہ وہ اس **عید** پر عید فنڈ کی تکمیل کا حتمی عہد کرلین اور اپنے گاؤن اور شہر کی جماعت کو خصوصاً اس ضرورت سے آگاہ کرین اور خود عید فنڈ کا روپیہ وصول کرکے **امین مدرسہ** کے نام بہیجدین۔ الحکم کے ایکہزار خریدار اگر پانچ پانچ دوسرے بہائیون سے بہی عید فنڈ وصول کرین تو پانچہزار وہ دیکہ سکتے ہین مگر اس کے لئے محنت اور توجہ کی ضرورت ہے۔ یاد رکہو کہ یہ مدرسہ اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ کے سلسلہ کی خاص اغراض مین کا ایک **جزو** ہے اسلئے اسکی تکمیل ان مقاصد کی تکمیل ہے۔ پس ایسے وقت جبکہ محض ذاتی آسائش اور خوشیون کے لئے بیسیون اور صدہا روپیہ خرچ کرتے ہو کیا اللہ تعالےٰ کے لئے **ایک روپیہ** بہی الگ نہین کرسکتے؟

مین امید کرتا ہون کہ اس **عید** پر آئے ہوئے **عید فنڈ** مین گذشتہ سالون کی نسبت نمایاں ترقی ہوگی۔ انشاء اللہ العزیز۔ اور قوم اس فنڈ کی تکمیل کے لئے پوری سعی کرے گی۔

اس کے علاوہ یہہ بہی یاد رہے کہ **صدقۃ الفطر مساکین فنڈ** کے لئے بہیجا جاوے اور روپیہ بہیجتے وقت صدقۃ الفطر اور عید فنڈ کی جدا جدا تصریح کردی جاوے ملایا نہ جاوے کیونکہ مساکین فنڈ کا روپیہ بالکل الگ رکہا جاتا ہے اور اسی غرض کے لئے خرچ کیا جاتا ہے۔

ایڈیٹر

کیا آپ چاہتے ہین کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہین ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو کہ اسکا مال و اسباب محفوظ رہے!

حفاظت مال و اسباب کے لئے آپ میری کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائین جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بہی کیا تہا اور جو اپنی عمدگی مضبوطی۔ اور خوبصورتی کی وجہ سے سرحد پر بہی جاتے ہین۔ لکڑی کے صندوقون کے مقابلہ مین یہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پہلکے اور بہت زیادہ مضبوط اور پائیدار نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر مین ہر طرح سے آسانی کے ساتہہ اسباب بند کرکے لیجا سکتے ہین چونکہ یہ احمدی بہائی کا کارخانہ ہے اسلئے آپ آئین کیسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ نہ پائینگے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجہہ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکون کی تجارت کرتے ہین وہ اکٹہے منگوائینگے تو ان کے ساتہہ خاص رعایت بہی کیجائیگی مفصل فہرست درخواست کرکے کارخانہ سے منگوالو۔ درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوے سٹیشن کا پتہ ضرور لکہو بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجائیگی۔

تمام درخواستین بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہیئے۔ فقط

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

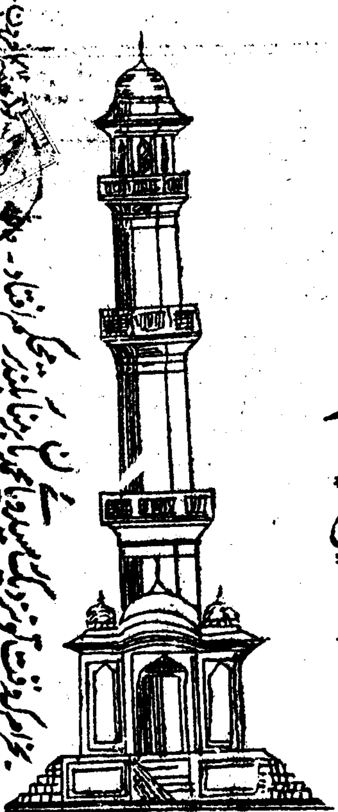

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی جہاد قادیان بینی || دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے عہ (۲) خواص معاونین سے عـہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ...
(۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے دو روپیہ بارہ آنے (عہ)

نمبر ۴۱ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴-نومبر ۱۹۰۵ء مطابق ۲۶-رمضان المعظم ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

(۱) روزانہ الحکم کا اجرا- دار الامان کا ہفتہ } ،، تازہ الہامات و رؤیا- درخواست دعا } صفحہ اول
(۲) حیرت کی حیرانی- یعنی حضرت اقدس کی دہلی } ،، تشریف آوری پر حیرت صاحب کی حیرانی من مزید اضافہ } صفحہ ۲
(۳) سفرنامہ دہلی- ایڈیٹر الحکم کا لکھا ہوا- صفحہ ۳ تا ۵
(۴) سلسلہ عالیہ کی ضروریات اور مہمات صفحہ ۵-۶
(۵) یادگار کریمی- استفسار اور ان کے جواب صفحہ ۶
(۶) مرثیہ وفات حضرت مخدوم الملۃ مولوی عبد الکریم صاحب صافی مرحوم مغفور + مراسلات } صفحہ ۷ تا ۹
(۷) شاہی سیاحت- صفحہ ۹ تا ۱۱
(۸) ایک ضروری خط صفحہ ۱۱
(۹) ٹرسٹیان مدرسہ + چندہ بھیجنے والے احباب توجہ کریں ،، عید آگئی اور اظہار مروت کا وقت آگیا- صفحہ ۱۲
(۱۰) اشتہارات صفحہ ۱۳-۱۴

روزانہ الحکم کا اجرا

وہ لوگ جن کے دل میں الحکم کی خاص وقعت ہے اور اسے اپنی ضروریات زندگی کا ایک لاینفک جزو سمجھتے ہیں الحکم کے روزانہ اجرا پر مسرت بخش اور حوصلہ افزا تحریریں بھیج رہے ہیں جو امید دلاتی ہیں کہ ۱۵-دسمبر ۱۹۰۵ء تک مطلوبہ درخواستیں پوری ہو جائینگی- ابھی تک جسقدر درخواستیں آئی ہیں گو ان کی تعداد کیسی ہی کم ہو مگر اس حیثیت سے کہ اجراء روزانہ کیلئے جسقدر درخواستیں سردست تجویز کی گئی تھیں انمیں صرف پچاس درخواستوں کی کمی ہے- گویا نصف درخواستیں آچکی ہیں- تو یہ کمی کمی نہیں بلکہ اطمینان بخش ہے- میں اب روزانہ کی **ضرورت اور اہمیت** پر کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتا بلکہ قدردان و سرپرستان الحکم کو مناسب ہے کہ وہ اس تعداد کو پورا کریں- جن حضرات نے ابھی تک اپنی درخواستیں نہیں بھیجی ہیں وہ جلد بھیجدیں **روزانہ** کی صورت اور ترتیب کا اندازہ کرنیکے لئے ۳۰ نومبر ۱۹۰۵ء کے الحکم کے ساتھ نمونہ کا ایک پرچہ شائع کر دیا جائیگا- میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتا اگر قوم نے پسند کیا اور اسکی خریداری اور اعانت میں ہاتھ بڑھایا اور درخواستیں پوری ہو گئیں تو انشاء اللہ العزیز اسکا اجرا ہو جائیگا ورنہ جیسا میں نے پہلے ظاہر کیا تھا- میں اللہ تعالیٰ کے اس فضل و کرم کے وقت کا انتظار کرونگا جو روزانہ کے اجراء کے کیلئے مقدر ہوگا- وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم-

بعض احباب نے قیمت کے متعلق بھی لکھا ہے کہ موجودہ اردو کے روزانہ اخباروں سے زیادہ ہے- یہ سچ ہے مگر اسکی وجہ صرف کمی اشاعت اور قادیان ایسے مقام سے اسکا اجراء ہے میں لکھ چکا ہوں کہ جسوقت اشاعت چھ سو ہو جائیگی- فوراً قیمت عشہ سالانہ کر دی جائیگی اور حجم بھی بڑھا دیا جائیگا- آئندہ جسطرح رب کریم کو منظور ہو

خاکسار **یعقوب علی** ایڈیٹر الحکم قادیان

دار الامان کا ہفتہ

(۱) اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت الحمد للہ اچھے ہیں-

(۲) حضرت حکیم الامۃ کی صحت بھی نسبتاً اچھی ہے اور وہ بدستور خدمت دین و اشاعت کلام مبین میں مصروف ہیں-

(۳) مولوی عزیز بخش صاحب بی- اے ریکارڈ کیپر ڈیرہ غازیخان مع اہل و عیال سعادت اندوز حضرت ہوئے ہیں- انکی طبیعت کسی قدر ناساز ہو گئی تھی- الحمد للہ اب اچھے ہیں-

ایسا ہی چودہری غلام احمد صاحب بی- اے انسپکٹر ڈاکخانجات ایک ماہ کے لئے رخصت لیکر یہاں آنے والے ہیں-

(۴) ہفتہ زیر اشاعت کے الہامات اور رؤیا درج ذیل ہیں-

تازہ الہامات و رؤیا

۱۹-نومبر ۱۹۰۵ء- کمبل میں لپیٹ کر صبح قبر میں رکھدو- ایک رؤیا میں دیکھا کہ سانپ نے میری ایڑی پر کاٹا ہے مگر اس سے کوئی زخم اور درد نہیں ہوا خفیف سا خون نکلا ہے والد صاحب مرحوم نے اسے دیکھا ہے تو علاج بھی بتایا ہے اور جو کچھ فرمایا ہے اسکا مفہوم یہ ہے کہ کوئی فکر کی بات نہیں-

۲۰-نومبر ۱۹۰۵ء- اِنِّیْ مَعَکَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ

ترجمہ- میں تیرے ساتھ ہوں- اے رسول اللہ کے بیٹے-

(۲) سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں- جمع کرو- عَلٰی دِیْنٍ وَّاحِدٍ-

چندروز ہوئے- مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کو رؤیا میں دیکھا- پہلے کچھ باتیں ہوئیں- پھر خیال آیا کہ یہ تو فوت شدہ ہیں- آؤ ان سے دعا کرائیں- تب میں نے ان کو کہا کہ آپ میرے واسطے دعا کریں- کہ میری اتنی عمر ہو کہ سلسلہ کی تکمیل کے واسطے کافی وقت مل جائے- اس کے جواب میں انہوں نے کہا- تحصیلدار- میں نے کہا- یہ آپ غیر متعلق بات کرتے ہیں- جس امر کیلئے میں نے آپ کو دعا کے واسطے کہا ہے- آپ وہ دعا کریں- تب انہوں نے دعا کے واسطے سینہ تک ہاتھ اٹھائے- مگر اونچے نہ کئے- اور کہا اکیس- میں نے کہا- کھول کر بیان کرو- مگر انہوں نے کچھ کھولکر نہ بیان کیا- اور بار بار اکیس اکیس کہتے رہے- اور پھر چلے گئے-

فرمایا تحصیلدار کے لفظ سے یہ مراد معلوم ہوتی ہے کہ تحصیلدار کے دو کام ہوتے ہیں- ایک رعایا سے سرکاری لگان وصول کرنا- دوسرے رعایا کے باہمی حقوق کا تصفیہ کرنا اور ان میں باہم عدل قایم کرنا- اسی طرح مسیح موعود کا یہ کام ہے- کہ خدا کے حق کا مطالبہ کرے- اور توحید کو زمین پر پھیلاوے- دوسرے یہ کہ حکم عدل ہو کر امت محمدیہ کو باہمی عدل پر قایم کرے-

درخواست دعا

۱- ماسٹر عبد الحق صاحب سابق سب پوسٹماسٹر بدستور دعا کی درخواست کرتے ہیں-

۲- ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب نومسلم مصنف اختیار الاسلام عرصہ سے بیمار ہیں ان کے لئے دعا کی جاوے-

۳- ایڈیٹر الحکم کے لئے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی گراں بار ذمہ داریوں کے ادا کرنے کی توفیق دے-

حیرت کی حیرانی

مشہور رسالہ بنام کی کتاب کا پہلا حصہ میرے عزیز اور واجب الاحترام بہائی منشی عبد العزیز صاحب دہلوی نے شائع کیا تہا اور پہر حضرت حجۃ اللہ کے قیام دہلی کے ایام میں اسکا دوسرا حصہ بہی شائع کیا۔ مین افسوس ظاہر کرتا ہون کہ اس کتاب کی جسقدر اشاعت ہونی ضروری تہی اسپر پوری توجہ نہین کی گئی۔ برادرم منشی عبد العزیز صاحب نے اس کتاب کی اشاعت سے محض رضاء الٰہی اور اعلاء حق مقصود رکہا ہے۔ اور ایک کثیر تعداد اس سالہ کی اس زہر کے تریاق کیلئے شائع کی جو مرزا حیرت نے اپنے اخبار کے ذریعہ پہیلا یا چاہا ہے اور مین یقیناً کہتا ہون اور اپنے محترم بہائی کو مبارکباد دیتا ہون کہ وہ اپنے اس مقصد مین کامیاب ہوگئے ہین۔ مین احمدی جماعت کو خصوصیت کے ساتہہ توجہ دلاتا ہون کہ وہ اس کتاب کی معتدد جلدون کی قیمت بالطور اعانت زر نقد برادرم عبد العزیز کے پاس بہیجدین تاکہ وہ اسکی مفت اشاعت کے سلسلہ میں وسعت دے سکین۔ بہر حال اسوقت میرا مقصد اس مضمون پر ایک نوٹ لکہنا ہے جو آج ۲۳ رنومبر کی ڈاک مین منشی عبد العزیز صاحب نے الحکم مین شائع ہونے کو بہیجا ہے اگرچہ مین پہلے سے ہی اس امر کا بڑے فخر کے ساتہ اعتراف کرتا ہون کہ منشی عبد العزیز صاحب کو اللہ تعالیٰ نے دہلی کے سانپ کے کچلنے کے لئے خاص دل دماغ دیا ہے مگر اس مضمون کو پڑہ کر میری مسرت اور زیادہ بہی بڑہ گیا۔ یہ مضمون انہون نے مرزا حیرت کے چیلنج مباحثہ کے جواب مین لکہا ہے اور طرز اللہ تعالیٰ نے انہیں القا کیا ہے کہ وہ جیسے حیرت کی اپنی ہی تحریرین پیش کیا کرتے ہین اسمین انہون نے کمال کردیا ہے۔ مین اس مضمون کو ذیل مین درج کرتا ہون۔ کاش مرزا حیرت آزاد اخبار نویسی کے مفہوم سے واقف ہوتا۔ اور وہ حق و باطل کے فیصلہ کا دلی خواہشمند ہوتا تو ایسے مضامین اسی اخبار مین چہاپنا اسکا فرض تہا۔ کیا وہ اپنی آزاد منشی اور انصاف پسندی کا ثبوت دے سکتا ہے اس مضمون کو اپنے اخبار مین چہاپ کر؟ کبہی نہین۔ اب مین کسی لمبی تمہید کے بدون اس مضمون کو درج کرتا ہون۔ ایڈیٹر

حضرت اقدس کی دہلی تشریف آوری پر حیرت صاحب کی حیرانی مین مزید اضافہ

ہوا وہ یہ کہ حیرت صاحب نے حیرت زدہ ہو کر یکم نومبر ۱۹۰۵ء کے کرزن گزٹ مین حضرت اقدس کو مناظرہ کا چیلنج دیدیا۔ حیرت صاحب کی اس قسم کے چیلنجون کی حقیقت کا پردہ اچہی طرح سے حیرت کی حیرانی حصہ دوم مین اٹہا کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس قسم کی حرکات حیرت صاحب کی معمولی باتون مین شامل ہین۔ اب تک تمام مشاہیر قوم کو وہ یکے بعد دیگرے چیلنج دے چکے ہین اور جب کسی نے انکی ان حرکات پر توجہ نہ کی تو جہوٹی اور بے بنیاد باتین انکی طرف منسوب کر کے انکو مشتعل دلانے کی کوشش کی تاکہ کسی طرح وہ حیرت صاحب کی طرف توجہ کرین لیکن جب کسی نے بہی حیرت صاحب کو مونہہ نہ لگایا اور انکو قابل خطاب نہ سمجہا تو شہرت کے داغ کو مٹانے کیلئے انکی نظرین قادیانی طرف اٹہین درچنید بار مضامین کے ذریعہ احمدی مشن پر حملے کرنے شروع کر دیئے جنکا فرداً فرداً جواب حصہ دوم مین بہی دے چکا ہون۔ اب حیرت صاحب کا یہ فرض تہا کہ ان رسائل کی طرف توجہ کر کے وہ اپنی حیرانی کو رفع کرنے کی کوشش کرتے لیکن ایسا کرنا تو درکنار اپنے اخبار کے کسی پرچہ مین بہی ان رسائل کا اشارہ تک کرنے کی انکو جرأت نہ ہوئی جس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ انکا کیا کچہ اثر حیرت صاحب کے دل و دماغ پر ہوا ہے۔ بجائے اسکے کہ وہ ان رسائل کیطرف توجہ کرتے ہین انہون نے اس موقعہ کو اپنی نمود کیلئے غنیمت سمجہکر نئے سرے سے حضرت اقدس کو چیلنج دیا۔ میرے محترم بہائی شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم نے اس چیلنج کا معقول جواب دیکر خود مناظرہ کرنیکے لئے مستعدی ظاہر کی نیز جماعت دہلی نے بہی ایک اشتہار کے ذریعہ حیرت صاحب کو جواباً لکہا کہ خواہ شیخ صاحب سے اور خواہ مفتی صاحب سے جو دونون ایڈیٹران اخبار ہونیکی وجہ سے آپ سے مناظرہ کرنیکا حق رکہتے ہین آپ مناظرہ کرلین۔ اگر حیرت صاحب کی غرض دراصل حق طلبی ہوتی تو سادگی کے ساتہہ مناظرہ کیلئے تیار ہوجاتے لیکن انہون نے ایک اور اشتہار جواباً شائع کر دیا جسکی چندباتین غور طلب ہین۔ اوّل مین حیرت صاحب کے اشتہار کی اصل عبارت نقل کر دیتا ہون اور آسانی کیواسطے مختلف مقامات پر نمبر لگاتا جاتا ہون بعدہٗ اسی سلسلہ سے نمبروار ہر ایک فقرہ کے متعلق مختصر سی بحث کرونگا۔ تاکہ ناظرین بآسانی اصل حقیقت کو سمجہہ لین۔

حیرت صاحب کے اشتہار کی عبارت یہ ہے :- (۱) یعنے یکم نومبر کے کرزن گزٹ مین یہ لکہا تہا کہ آپ آجکل دہلی مین تشریف لائے ہین یہ موقع بہت اچہا ہے اسکا جواب آپ نے تو دیا نہین لیکن اپنے مرید کی طرف سے دلوادیا اور نہ صرف جواب (۲) بلکہ خلاف تہذیب مجہہ پر ذاتی حملے کئے یعنے یہ لکہا کہ مرزا حیرت جو اپنی شہرت اور نمود کے بڑے دلدادہ اور شیدا معلوم ہوتے ہین وغیرہ وغیرہ (۳) حالانکہ مینے اپنے اخبار مین کوئی خلاف تہذیب بات نہ لکہی تہی نہ انشاء اللہ اب مین لکہونگا .... (۴) آپنے اپنے مرید سے خواہ مخواہ ایک طول طویل جواب لکہوا دیا جس کا سر نہ پیر مرید نے خود ہی شرطین بہی طے کرلین اور لکہا کہ ممات و حیات مسیح پر مناظرہ ہوگا (۵) افسوس ہے انہون نے کرزن گزٹ مین میری گذشتہ تحریرین نہین دیکہین مین ایسی بحثون کو محض لغو اور بیکار سمجہتا ہون میری طرف سے حضرت مسیح ایک بار نہین سو بار فوت ہو جاوین اسپر کچہہ اسطرح کا دارومدار نہین ہے (۶) ہان ایک شخص کو خواہ مخواہ مسیح ابن مریم تسلیم کرلینا بحث طلب ہے "

مذکورہ بالا حیرت زدہ خیالات پر اب مین نمبروار بحث کرتا ہون۔

فقرہ نمبر ۱- حق و باطل کا لفظ زبان و قلم سے نکال دینے کے لئے تو بہت آسان بات ہے لیکن سوال یہ ہے کہ آیا حیرت صاحب نے ان الفاظ کے مفہوم کو سمجہنے کی بہی کبہی تکلیف اوٹہائی ہے یا نہین۔ اور ان کو یہ بہی خبر نہین ہے کہ ان الفاظ کا کیا مفہوم ہے اور جسکو مین ابہی ثابت کئے دیتا ہون۔ مذکورہ بالا فقرہ نمبر ۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسموقعہ پر حیرت صاحب کی مراد حق و باطل سے حضرت اقدس کا دعویٰ مسیح موعود ہے لیکن حیرت صاحب اپنے اون اعتراضات کے سلسلہ مین جنکا ذکر انہون نے فقرہ نمبر ۵ مین کیا ہے کرزن گزٹ مورخہ ۲۴ راپریل ۱۹۰۵ء پر مفصلہ ذیل خیالات ظاہر کر چکے ہین :- "جو جدید مسائل مرزا صاحب اب تک پیش کر چکے ہین ہمین ان سے کچہہ بحث نہین اسلئے کہ ہم ان مسائل کو بہت معمولی بات سمجہتے ہین اگرچہ مرزا صاحب کے حریفون نے بہت سی ضخیم کتابین ان مسائل مین لکہدی ہین اور مرزا صاحب سے کئی سال تک ان کی بابت لڑتے بہی رہے۔ مگر ہمارے خیال مین وہ باتین ایسی نہین ہین۔ جنکا ذکر بہی کیا جاوے ہم نہایت فراخ دلی اور خندہ پیشانی سے ان معاملات مین مرزا صاحب ہی کو ڈگری دیتے ہین "

مذکورہ بالا عبارت کے بعد حیرت صاحب نے دو نمبرون مین وفات مسیح اور انکا کشمیر مین مدفون ہونے کی بابت ڈگری دی ہے اور ان دو ڈگریون کے بعد نمبر ۳ کو اسطرح سے شروع کیا ہے۔

" تیسری بات یہ ہے کہ مرزا صاحب اپنے کو مثیل مسیح کہتے ہین اچہا ہم تسلیم کرتے ہین آپ مثیل مسیح سہی جبکہ حضور انور صلعم کی مرحوم امت کا ہر فرد مثل انبیائی بنی اسرائیل کے ہے اور ہوسکتا ہے پہر اگر مرزا صاحب مثیل مسیح ہوگئے تو کیا غضب ہو گیا ہمین اسکی تردید کی کیا ضرورت ہے "

اب کون شخص اسبات سے انکار کر سکتا ہے کہ حق و باطل کے مفہوم کو حیرت صاحب سمجہہ ہی نہین سکتے ہین بلکہ اس قسم کے الفاظ کی حد قلم و کاغذ تک ہی محدود ہے ان حالات پر مین حیرت صاحب ہی کی کانشنس سے اپیل کرتا ہون کہ وہ ایمانداری کے ساتہہ اسبات کا فیصلہ کر کے بتائین کہ کسی معاملہ مین اوّل تو فراخ دلی اور کشادہ پیشانی سے ڈگری دیدینا اور بعد مین اسی کو باطل قرار دینا کیا یہ تنگ دلی اور کم ظرفی کی دلیل نہین ہے اور کیا آپ کی یہ حرکات ایڈیٹر الحکم کے اون الفاظ کی تصدیق نہین کرتے جنکو آپ نے لکہا ہے کہ وہ خلاف تہذیب ہین اور فقرہ نمبر ۲ پر اوپر لکہے جاچکے ہین۔

فقرہ نمبر ۳- حیرت صاحب کے گذشتہ حالات اسبات کی شہادت دے رہے ہین کہ خلاف تہذیب الفاظ لکہے بغیر وہ مشکل سے کوئی سطر بہی لکہہ سکتے ہون جیسا کہ مینے حیرت کی حیرانی حصہ دوم مین اسبات کو ثابت کر دیا ہے کہ یکم اپریل ۱۹۰۵ء کے اخبار مین حیرت صاحب نے اسی قسم کی امید دلائی تہی کہ آپکے مضامین ہماری جماعت کے متعلق مہذبانہ اور شریفانہ الفاظ مین ہونگے۔ لیکن جن الفاظ سے احمدی جماعت اور حضرت اقدس کو یاد کیا ہے اور جنکی فہرست مین رسالہ مذا کے صفحات ۶ و ۷ پر دے چکا ہون۔ انسے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بہٹیارا جو اپنے فن مین کامل اور پورا مشاق ہو ہرگز ان الفاظ سے بڑہکر گالیان نہین دے سکتا ہے۔

فقرہ نمبر ۴ :- شیخ صاحب نے وفات مسیح کے مسئلہ کو مقدم کرنے مین دراصل یہ حکمت سمجہی تہی کہ میان حیرت نے اپنی ذاتی تحرات مین کسی جگہ بہی قطعی طور پر یہ نہین لکہا ہے کہ حضرت مسیح زندہ ہین لیکن ترجمہ قرآن مین (جسکی بابت مینے رسالہ حیرت کی حیرانی مین یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ کسی کرایہ کے آدمی کا کیا ہوا ہے) کسی کرایہ کے آدمی نے اپنے خیالات کو داخل کر دیا ہے ممکن ہے کہ وہ حیرت صاحب کی نظر سے پوشیدہ رہ گئے ہون۔ اسلئے ترجمہ قرآن کی اصلاح ہوجاوے جس سے عوام الناس کو بہی فائیدہ پہنچ جاوے۔

فقرہ نمبر ۵ - یہ افسوس سب سے پہلے حیرت صاحب پر ہے اسلئے کہ ایڈیٹر الحکم پر تو آپ گذشتہ تحریرات نہ دیکہنے کیوجہ سے افسوس کرتے ہو لیکن تم کو خود یہ پتہ نہین ہے کہ مین پہلے کیا لکہہ چکا ہون۔ جیسا کہ اوپر ڈگری والے معاملہ مین اسبات کو بہی ثابت کر چکا ہون اور آپ کی تحریرات سے ہم اسقدر واقف ہین کہ آپ خود ان سے اسقدر واقف نہین ہین اور ان کا حسن و قبح اچہی طرح سے ۳ حصون مین دکہایا گیا ہے۔

حیرت صاحب نے اپنے اشتہار کے اوس مضمون کے بعد جسپر ابہی مین بحث کر چکا ہون اسبات پر زور دیکر مضمون کو ختم کیا ہے کہ چونکہ یہ معاملہ مرزا صاحب کی ذات سے تعلق رکہتا ہے اسلئے انہی کو بالمشافہ مجہسے گفتگو کرنی چاہیئے۔ میان حیرت کا یہ خیال محض لغو ہے طالب حق کے لئے کیا ضرورت ہے کہ وہ اس قسم کی قیدین لگاتا پہرے حضور صاحب کے دہلی کے مختلف لوگ برابر حضرت اقدس سے بالمشافہ سوال کرتے اور جواب پاتے تہے اگر نمود اور شہرت طلبی کا خیال آپکے دماغ مین نہ ہوتا تو آپ کو بہی ایسا ہی موقع دیا جاتا۔ لیکن جس حالت مین کہ ہمارے پاس اسبات کے کافی ثبوت موجود تہے کہ آپکی اغراض سوا نمود کے اور کچہہ بہی نہین تو آپسے خطاب کرنا بہی فضول تہا آپ خود خیال کرین کہ کبہی تو مسیح موعود ہو کر آپ آسمان سے فتح گروہ کی چہت پر اترتے ہین کبہی الہاماً آپکو یہ ہدایت کرتے ہین کہ قرآن و حدیث کے ایک ایک لفظ سے اپنے دعوے کی تصدیق پیش کرین لیکن جب آپکے اس قسم کے خیالات کو مختلف پہلوون سے جانچ کر آپسے کچہہ دریافت کیا جاتا ہے تو بجائے اسکے کہ معقول طور پر کچہہ بیان کرو غور تو کسی طرح سے آپ کی طرف سے جواب ملتا ہے کہ " مرزا صاحب یا ان کے مریدون کا دینا نہین آتا ہے وغیرہ وغیرہ " (اسپر حصہ اوّل مین مین مفصل بحث کر چکا ہون۔) آپکی اسحالت کیوجہ سے آپسے اعراض کرنا اور حضرت اقدس کا آپ کو خود مخاطب نہ کرنا ضروری تہا۔ یہ چند سطرین میانے حیرت کے اشتہار کے جواب مین عام واقفیت اور فائدہ کے واسطے لکہدی ہین اسلئے کہ اس بارہ مین میرے پاس کئی خطوط بطور استفسار آچکے ہین۔ عبد العزیز بزاز دہلی دفتر تہرجمن مغربی۔

سفرنامہ دہلی

ایڈیٹر الحکم کا لکھا ہؤا

میں نے الحکم کی گذشتہ اشاعت میں وعدہ کیا تھا کہ اگلی اشاعت سے سفر دہلی کا سفرنامہ شایع کرنا شروع کروں گا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں آج اس سلسلہ کو شروع کرنے کے قابل ہؤا ہوں - اللہ تعالےٰ توفیق دے کہ میں اسکو ختم کرسکوں۔
آغاز کردہ ام تو رسانی بہ انتہا
ایڈیٹر

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعودؑ کا تعلق دہلی سے

اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان عظیم الشان نشانات میں سے (جو آپ کی تصدیق دعوے کے رنگ میں اللہ تعالےٰ نے ظاہر کئے ہیں) **دہلی** ہی **ایک مظہر نشان** ہے - میرے اپنے مذاق اور اعتقاد میں یہ سفرنامہ ناکمل رہ جائیگا اگر **اس نشان** کا ذکر میں نہ کروں - اور یہی **نشان حضرت اقدس** کے تعلقات دہلی کا اصل باعث ہے -

ممکن ہے بعض جلد باز طبیعتیں سفرنامہ میں ایسی باتوں کا اندراج غیر ضروری یا باعث طوالت سمجھیں مگر میں اس کی پروا نہیں کروں گا - اسلئے کہ **آیات اللہ** کی تلاوت اور تکرار ہمیشہ مومنین کے ازدیاد **ایمان** اور اطمینان کا موجب ہؤا کرتا ہے - اس سے ان کی امیدیں اللہ تعالیٰ پر وسیع ہوتی ہیں اور انکے ایمان میں رسوخ اور جدت پیدا ہوتی ہے - اور اس **نشان** ذی شان کا بیان نہ کرنا گونہ معصیت ہے خود اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فخر کے ساتھ (جو امّا بنعمت ربک فحدث کے ماتحت ضروری تھا) اس **نشان** کو ظاہر کیا ہے - اور یہ ایک نشان نہیں بلکہ کئی نشانوں کا مجموعہ ہے اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خود اعلےٰ حضرت ہی کے الفاظ میں ان کا ذکر کیا جاوے - دہو ہذا -

عرصہ تخمیناً اٹھارہ برس کا ہؤا ہے کہ میں نے خدا تعالےٰ سے الہام پاکر چند آدمیوں کو ہندوؤں اور مسلمانوں میں سے اس بات کی خبر دی کہ خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ **انا نبشرک بغلام حسین** - یعنے ہم تجھے ایک حسین لڑکی کے عطا کرنے کی خوشخبری دیتے ہیں - میں نے یہ الہام ایک شخص حافظ نور احمد امرتسری کو سنایا جو اب تک زندہ ہے اور بباعث میرے دعوے مسیحیت کے مخالفوں میں سے ہے اور نیز یہی الہام شیخ حامد علی کو جو میرے پاس رہتا تھا سنایا اور دو ہندوؤں کو جو آمد و رفت رکھتے تھے یعنے شرمپت اور ملاوامل ساکنان قادیان کو بھی سنایا اور لوگوں نے اس الہام سے تعجب کیا کیونکہ میری پہلی بیوی کو عرصہ بیس ۲۰ سال سے اولاد ہونی موقوف ہوچکی تھی اور دوسری کوئی بیوی نہ تھی - لیکن حافظ نور احمد نے کہا کہ خدا کی قدرت سے کیا تعجب کہ وہ لڑکا دے اس سے قریباً تین برس کے بعد جیسا کہ ابھی لکھتا ہوں دہلی میں میری شادی ہوئی اور خدا نے وہ لڑکا بھی دیا اور تین اور عطا کئے - اس بیان کی تمام یہ لوگ تصدیق کرینگے - بشرطیکہ قسم نمونہ نمبر ۲ دیکر پوچھا جائے اور حافظ نور احمد سخت مخالف ہے مگر نمونہ نمبر ۲ کی قسم اسکو بھی سچ بولنے پر مجبور کریگی -

---

تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گذرا ہے کہ مجھے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر رسالہ اشاعۃ السنہ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہؤا اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آجکل کوئی الہام ہؤا ہے ؟ میں نے اسکو یہ الہام سنایا جسکو میں کئی دفعہ اپنے مخالفوں کو سنا چکا تھا اور وہ یہ ہے کہ **بکرٌ و ثیّبٌ** - جس کے یہ معنے ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے کہ خدا تعالےٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ - چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پورا ہوگیا اور اسوقت بفضلہ تعالےٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے - میں نہیں یقین کرسکتا کہ مولوی محمد حسین بوجہ شدت عناد اور تعصب اس پیشگوئی کی نسبت اپنی واقفیت بیان کرسکے لیکن اگر حلف مطابق نمونہ نمبر ۲ دیجائے تو اس صورت میں امید ہے کہ سچ بول دے -

---

تخمیناً سولہ برس کا عرصہ گذرا ہے کہ میں نے شیخ حامد علی اور لالہ شرمپت کھتری ساکن قادیان اور لالہ ملاوامل کھتری ساکن قادیان اور جان محمد مرحوم ساکن قادیان اور بہت سے اور لوگوں کو یہ خبر دی تھی کہ خدا نے اپنے الہام سے مجھے اطلاع دی ہے کہ ایک شریف خاندان میں وہ میری شادی کرے گا اور وہ قوم کے سید ہوں گے + اور اس بیوی کو خدا مبارک کرے گا اور اس سے اولاد ہوگی - اور یہ خواب اون ایام میں آئی تھی کہ جب میں بعض اعراض اور امراض کیوجہ سے بہت ہی ضعیف اور کمزور تھا بلکہ قریب ہی وہ زمانہ گذر چکا تھا جبکہ مجھے دق کی بیماری ہوئی تھی اور بباعث گوشہ گزینی اور ترک دنیا کے اہتمامات تأہل سے دل سخت کارہ تھا اور عیالداری کے بوجھ سے طبیعت متنفر تھی تو اس حالت پُر ملالت کے تصور کے وقت یہ الہام ہؤا تھا

ہرچہ باید نو عروسے را ہمہ ساماں کنم

یعنے اس شادی میں تجھے کچھ فکر نہیں کرنا چاہیئے ان تمام ضروریات کا رفع کرنا میرے ذمہ رہے گا سو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے اپنے وعدہ کے موافق اس شادی کے بعد ہر ایک بار شادی سے مجھے سبکدوش رکھا اور مجھے بہت آرام پہونچا - کوئی باپ دنیا میں کسی بیٹے کی پرورش نہیں کرتا جیسا کہ اس نے میری کی - اور کوئی والدہ پوری ہشیاری سے دن رات اپنے بچے کی ایسی خبر نہیں رکھتی جیسا کہ اس نے میری رکھی - اور جیسا کہ اس نے بہت عرصہ پہلے براہین احمدیہ میں یہ وعدہ کیا تھا کہ **یا احمد اسکن انت و زوجک الجنۃ** - ایسا ہی وہ بجا لایا - معاش کا غم کرنے کے لئے کوئی گھڑی اس نے میرے لئے خالی نہ رکھی اور خانہ داری کے مہمات کے لئے کوئی اضطراب اس نے میرے نزدیک آنے نہ دیا - ایک ابتلا مجھکو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا - اور دو مرضیں یعنے ذیابیطس اور درد سر مع دوران سر قدیم سے میرے شامل حال تھیں جن کے ساتھ بعض اوقات تشنج قلب بھی تھا اسلئے میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی اسلئے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا اور ایک خط جسکو میں نے اپنی جماعت کے بہت سے معزز لوگوں کو دکھلایا ہے جیسے اخویم مولوی نور الدین صاحب اور اخویم مولوی برہان الدین وغیرہ مولوی محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعت السنہ نے ہمدردی کی راہ سے میرے پاس بھیجا کہ آپ نے شادی کی ہے اور مجھے حکیم محمد شریف کی زبانی معلوم ہؤا ہے کہ آپ بباعث سخت کمزوری کے اس لائق نہ تھے - اگر یہ امر آپ کی روحانی قوت سے تعلق رکھتا ہے تو میں اعتراض نہیں کرسکتا کیونکہ میں اولیاء اللہ کے خوارق اور روحانی قوتوں کا منکر نہیں ورنہ ایک بڑے فکر کی بات ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی ابتلا پیش آوے - یہ ایک چھوٹے سے کاغذ پر رقعہ ہے - جو اب تک اتفاقاً میرے پاس محفوظ رہا ہے اور میری جماعت کے پچاس کے قریب دوستوں نے بچشم خود اسکو دیکھ لیا اور خط پہچان لیا ہے اور مجھے امید نہیں کہ مولوی محمد حسین صاحب اس سے انکار کریں اور اگر کریں تو پھر حلف دینے سے حقیقت کھل جائیگی - غرض اس ابتلا کے وقت میں نے جناب الٰہی میں دعا کی اور مجھے اس نے دفع مرض کے لئے اپنے الہام کے ذریعہ سے دوائیں بتلائیں اور میں نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک فرشتہ وہ دوائیں میرے منہ میں ڈال رہا ہے چنانچہ وہ دوا میں نے طیار کی اور اس میں خدا نے اسقدر برکت ڈال دی کہ میں نے دلی یقین سے

+ نوٹ : - ہمارا خاندان جو ایک ریاست کا خاندان تھا اس میں عادۃ اللہ اسطرح پر واقع ہوئی ہے کہ بعض بزرگ دادیاں ہماری شریف سادات کی لڑکیاں تھیں - چنانچہ خدا تعالےٰ کے بعض الہامات میں بھی اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ اس عاجز کے خون کی بنی فاطمہ کے خون سے آمیزش ہے اور درحقیقت وہ کشف براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۳ کا جس میں لکھا ہے کہ میں نے دیکھا کہ میرا سر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مادر مہربان کی طرح اپنی ران پر رکھا ہؤا ہے اس سے بھی یہ اشارہ نکلتا ہے - الہام مندرجہ براہین صفحہ ۴۹۰ میں یہ بشارت دی تھی **سبحان اللہ و تبارک و تعالےٰ زاد مجدک ینقطع آباءک و یبدءُ منک** یعنے سب پاکیاں خدا کے لئے ہیں جو نہایت برکت والا اور عالی ذات ہے اس نے تیری بزرگی کو زیادہ کیا اب سے تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہوگا اور ابتدا خاندان کا تجھ سے کیا جائیگا یعنے جسطرح ابراہیم علیہ السلام اپنے نئے خاندان کا بانی ہؤا ایسا ہی تو بھی ہوگا کیونکہ الہام میں بار بار اس عاجز کا نام ابراہیم رکھا گیا ہے جیسا کہ براہین صفحہ ۵۶۱ میں یہ الہام ہے **سلام علی ابراہیم صافیناہ و نجّیناہ من الغم - تفرّدنا بذالک فاتخذوا من مقام ابراہیم مصلّےٰ** - یعنے اے ابراہیم تجھ پر سلام ہم نے ابراہیم سے صافی محبت کی اور اس کو غم سے نجات دی - ہم ہی اس بات سے خاص ہیں پس اگر تم مقام اصطفاء چاہتے ہو تو تم اس مقام پر اپنا قدم عبودیت رکھو جو ابراہیم یعنے اس عاجز کا مقام ہے - امنہ

معلوم ہوا کہ وہ صحت طاقت جو ایک پورے تندرست انسان کو دنیا مین مل سکتی ہے وہ مجھے دی گئی اور چار لڑکے مجھے عطا کئے گئے۔ اگر دنیا اس بات کو مبالغہ نہ سمجھتی تو مین اس جگہ اس موقع حفظ و حیاء اعجازی رنگ مین ہمیشہ کے لئے مجھے عطا کیا گیا بہ تفصیل بیان کرتا تا معلوم ہوتا کہ ہمارے قادر قیوم کے نشان ہر رنگ مین ظہور مین آتے ہین اور ہر رنگ مین اپنے خاص لوگون کو وہ خصوصیت عطا کرتا ہے جس مین دنیا کے لوگ شریک نہین ہو سکتے مین اس زمانہ مین اپنی کمزوری کیوجہ سے ایک بچہ کی طرح تہا اور پہر اپنے تئین خداداد طاقت مین پچاس مرد کے قائم مقام دیکہا اس لئے میر الیقین ہے کہ ہمارا خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

تقریبًا اٹھارہ برس سے ایک یہ پیشگوئی ہے الحمد للہ الذی جعل لکم الصہر والنسب - ترجمہ - وہ خدا سچا خدا ہے جس نے تمہارا دامادی کا تعلق ایک شریف قوم سے جو سید تہے کیا اور خود تمہاری نسب کو شریف بنایا جو فارسی خاندان اور سادات سے معجون مرکب ہے اس پیشگوئی کو دوسرے الہامات مین اور بہی تصریح سے بیان کیا گیا ہے یہان تک کہ اس شہر کا نام بہی لیا گیا تہا جو دہلی ہے۔ اور یہ پیشگوئی بہت سے لوگون کو سنائی گئی تہی جن مین سے ایک شیخ حامد علی اور میان جان محمد اور بعض دوسرے دوست ہین اور ایسا ہی ہندوؤن مین سے شرمپت اور ملاوامل کہتریان ساکنان قادیان کو قبل از وقت یہ پیشگوئی بتلائی گئی تہی اور جیساکہ لکہا تہا ایسا ہی ظہور مین آیا کیونکہ بغیر سابق متعلقات قرابت اور رشتہ کے دہلی مین ایک شریف اور مشہور خاندان سیادت مین میری شادی ہو گئی اور یہ خاندان خواجہ میر درد کی لڑکی کی اولاد مین سے ہے جو مشاہیر اکابر سادات دہلی مین سے ہے جنکو سلطنت چغتائی کی طرف سے بہت سے دیہات بطور جاگیر عطا ہوئے تہے اور ابتک اس جاگیر مین سے تقسیم ہو کر اس خاندان کے تمام لوگ جو خواجہ میر درد کے ورثا ہین اپنے اپنے حصے پاتے ہین۔ اب ظاہر ہے کہ یہ خاندان دہلوی جس سے دامادی کا مجھے تعلق ہے صرف اسی وجہ سے فضیلت نہین رکہتا کہ وہ اہل بیت اور سندی سادات ہین بلکہ اس وجہ سے بھی فضیلت رکہتا ہے کہ یہ لوگ دختر زادہ خواجہ میر درد ہین اور دہلی مین یہ خاندان سلطنت

چغتائیہ کے زمانہ مین اپنی صحت النسب اور شہرت خاندان سیادت اور نجابت اور شرافت مین ایسا مشہور رہا ہے کہ اسی عظمت اور شہرت اور بزرگی خاندان سیادت کیوجہ سے بعض نوابون نے ان کو لڑکیان دین جیساکہ ریاست لوہارو کا خاندان۔ غرض یہ خاندان اپنی ذاتی خوبیون اور نجابتون کیوجہ سے اور نیز خواجہ میر درد کے دختر زادگان ہونے کے باعث سے ایسی عظمت کی نگاہ سے دہلی مین دیکہا جاتا تہا کہ گویا دہلی سے مراد انہی عزیزون کا وجود تہا۔ سو چونکہ خدا تعالے کا وعدہ تہا کہ میری نسل مین سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا اور اس مین سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی روح اپنے اندر رکہتا ہوگا اسلئے اس نے پسند کیا کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح مین لاوے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو ان نورون کو جن کی میرے ہاتہ سے تخم ریزی ہوئی ہے دنیا مین زیادہ سے زیادہ پہیلاوے۔ اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ جسطرح سادات کی دادی کا نام شہر بانو تہا اسی طرح میری یہ بیوی جو آئندہ خاندان کی ماں ہوگی اس کا نام نصرت جہان بیگم ہے۔ یہ تفاول کے طور پر اس بات کیطرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہان کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے یہ خدا تعالے کی عادت ہے کہ کبہی نامون مین بہی اس کی پیشگوئی مخفی ہوتی ہے سو اس مین وہ پیشگوئی مخفی ہے جس کی تصریح براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۰ وصفحہ ۵۵۷ مین موجود ہے۔ اور وہ یہ الہام ہے سبحان اللہ تبارک وتعالے زاد مجدک ینقطع آباءک ویبدء منک نصرت بالرعب واحییت بالصدق ایہا الصدیق نصرت وقالوا لات حین مناص۔ مین اپنی چمکار دکہلاؤن گا - اپنی قدرت نمائی سے تجہکو اٹہاؤن گا - دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملون سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔" اور عربی الہام کا ترجمہ یہ ہے کہ تمام پاکیان خدا کے لئے ہین جو بڑی برکتون والا اور عالی ذات اس نے تیری خاندانی بزرگی کو تیرے وجود کے ساتہہ زیادہ کیا - اب ایسا ہوگا کہ آئندہ تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع کیا جائیگا اور ابتدا خاندان کا تجہ سے ہوگا تجہے رعب کے ساتہہ نصرت دی گئی ہے اور صدق کے ساتہہ تو اے صدیق زندہ کیا گیا۔ نصرت

تیرے شامل حال ہوگی اور دشمنون نے کہا کہ اب گریز کی جگہ نہین۔ اور اردو الہام کا خلاصہ یہ ہے کہ مین اپنی قدرت کے نشان دکہلاؤن گا اور ایک چمک پیدا ہوگی جیساکہ بجلی سے آسمان کے کنارون مین ظاہر ہوتی ہے۔ اس چمک سے مین لوگون کو دکہلاؤن گا کہ تو سچا ہے اگر دنیا نے قبول نہ کیا تو کیا حرج کہ مین اپنا قبول کرنا لوگون پر ظاہر کر دون گا اور جیساکہ سخت حملون کے ساتہہ تکذیب ہوئی ایسا ہی سخت حملون کے ساتہہ مین تیری سچائی ظاہر کر دونگا غرض اسجگہ عربی الہام مین جیساکہ نصرت کا لفظ واقع ہے اسی طرح میری خاتون کا نام نصرت جہان بیگم رکہا گیا جس کے یہ معنے ہین کہ جہان کو فائدہ پہونچانے کے لئے آسمان سے نصرت شامل حال ہوگی۔ اور اردو الہام جو ابہی لکہا گیا ہے ایک عظیم الشان پیشگوئی پر مبنی ہے کیونکہ یہ الہام یہ خبر دیتا ہے کہ وہ وقت آتا ہے جو سخت تکذیب ہوگی اور سخت اہانت اور تحقیر ہوگی۔ تب خدا کی غیرت جوش مین آئے گی اور جیساکہ سختی کے ساتہہ تکذیب ہوئی ایسا ہی اللہ تعالے سخت حملون کے ساتہہ اور آسمانی نشانون کے ساتہہ سچائی کا ثبوت دیگا۔ اور اس کتاب کو پڑہکر ہر ایک منصف معلوم کرے گا کہ یہ پیشگوئی کیسی صفائی سے پوری ہوئی اور الہام مذکورہ بالا یعنے یہ الہام کہ الحمد للہ الذی جعل لکم الصہر والنسب۔ جس کے یہ معنے ہین کہ خدا نے تجہے ہر ایک پہلو اور ہر ایک طرف سے خاندانی نجابت کا شرف بخشا ہے۔ کیا تیرا آبائی خاندان اور کیا دامادی کے رشتہ کا خاندان دونون برگزیدہ ہین یعنے جس جگہ تعلق دامادی کا ہوا ہے وہ بہی شریف خاندان سادات ہے اور تمہارا آبائی خاندان بہی جو بنی فارس اور بنی فاطمہ کے خون سے مرکب ہے خدا کے نزدیک شرف اور مرتبت رکہتا ہے۔

ہم ابہی بیان کر چکے ہین کہ جن سادات کے خاندان مین دہلی مین میری شادی ہوئی تہی وہ تمام دہلی کے سادات مین سے سندی سید ہونے مین اول درجہ پر ہین اور علاوہ اپنی آبائی بزرگی کے وہ خواجہ میر درد کے نبیرہ ہین اور ابتک دہلی مین خواجہ میر درد کے وارث متصور ہو کر خواجہ ممدوح کی گدی انہی کو ملی ہوئی ہے کیونکہ خواجہ موصوف کا کوئی لڑکا نہ تہا یہی وارث مین جو ان کی لڑکی کی اولاد مین ہین وہ ان کا سجادہ

ہندوستان مین ایک روشن ستارہ کی طرح چمکتی ہے بلکہ سوچنے سے معلوم ہوگا کہ ان کا خاندان خواجہ میر درد کے آبائی خاندان سے بڑہکر ہے کیونکہ خواجہ میر درد نے ان کی عظمت کو قبول کرکے انکے بزرگ کو لڑکی دی اور اس زمانہ مین یہ خیال اب سے بہی زیادہ تہا کہ لڑکی دینے کیوقت عالی خاندان کو ڈہونڈتے تہے اور خواجہ میر درد باخدا اور بزرگ ہونے کی وجہ سے سلطنت چغتائیہ سے ایک بڑی جاگیر پاتے تہے اور دنیوی حیثیت کی رو سے ایک نواب کا منصب رکہتے تہے اور پہران کی وفات کے بعد وہ جاگیر کے دیہات انہی مین تقسیم ہوئے اور اس عظمت خاندانی کے علاوہ میرے الہامات مین جسقدر اس بات کی تصریح کی گئی ہے کہ یہ خالص سید اور بنی فاطمہ ہین یہ ایک خاص فخر کا مقام ان لوگون کے لئے ہے۔ اور مین خیال نہین کر سکتا کہ تمام پنجاب اور ہندوستان بلکہ تمام اسلامی دنیا مین کوئی اور خاندان سادات کا ایسا ہو کہ نہ صرف ان کی سیادت کو اسلامی سلطنت نے مان کر انکی تعظیم کی ہو بلکہ خدا نے اپنی خاص کلام اور گواہی سے اس کی تصدیق کر دی ہو۔ یہ تو ان کے خاندان کا حال ہے اور مین اپنے خاندان کی نسبت کئی دفعہ لکہہ چکا ہون کہ وہ ایک شاہی خاندان ہے اور بنی فارس اور بنی فاطمہ کے خون سے ایک معجون مرکب ہے یا شہرت عام کے لحاظ سے یون کہو کہ وہ خاندان مغلیہ اور خاندان سیادت سے ایک ترکیب یافتہ خاندان ہے مگر مین اسپر ایمان لاتا اور اسی پر ایمان رکہتا ہون کہ ہمارے خاندان کی ترکیب بنی فارس اور بنی فاطمہ سے ہے کیونکہ اسی پر الہام الہٰی کے تواتر نے مجہے یقین دلایا ہے اور گواہی دی ہے ------

غالبًا ناظرین الحکم کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو **دہلی** سے کیا تعلق ہے؟ یہہ تعلق جیساکہ اوپر ظاہر کیا گیا ہے اللہ تعالےٰ کے عظیم الشان **نشانات** کا موجب اور **برکات** کا باعث ہوا ہے مین یقینًا کہتا ہون کہ اسی تعلق سے بہت سی پیشگوئیان قبل از وقت شائع ہوئین اور پورا ہوکر ازدیاد ایمان کا باعث ٹہرین یہہ موقع نہین کہ ان سب کی تفصیل کی جاوے +

غرض

سفر دہلی کا باعث | دہلی کے ساتہہ جو یہ تعلق ہے۔ ہر چند ہمارے واجب الاحترام مخدوم حضرت میر ناصر نواب صاحب جو جناب

www.aaiil.org

خواجہ میر درد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نبیرہ اور حضرت ام المومنین کے والد ہونیکا فخر رکھتے ہیں دہلی سے ہجرت کرکے دارالامان ہی میں آرہے ہیں لیکن پہر بہی انکے بعض عزیز و اقارب دہلی میں رہتے ہیں - اور سالہا سال سے کوئی تقریب اور موقع ایسا نہیں نکلا تہا کہ حضرت ام المومنین اپنے عزیز و اقربا سے ملنے کیلئے جا سکتیں - گو بارہا ایسا ارادہ کیا اور تجویزیں بہی ہوئیں - مگر قدرتی اسباب اور موانع ایسے ایسے پیش آجاتے رہے کہ تہیہ سفر کے بعد ارادہ ملتوی کرنا پڑا - سال گذشتہ میں بہی اس قسم کا ارادہ کیا گیا مگر اصل یہی ہے -

کل امر مرھون باوقاتھا

ہر کام کے لئے اللہ تعالے نے کوئی وقت مقدر کیا ہوا ہوتا ہے اور میں سمجہتا ہوں کہ سفر دہلی کے لئے یہی وقت تہا - امسال بہی حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ کی علالت کے باعث یہ ارادہ فسخ ہو چکا تہا لیکن جب ان کی بیماری کی شفا کا نتیجہ بہی **شہادت** اور **رحلت** ہی ہوا تو پہر اس سفر دہلی کے عزم و ارادے میں نئی تحریک شروع ہوئی - اس تحریک کا ایک اور باعث جناب ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن کا قیام دہلی بہی تہا + قادیان میں کس کس طرح یہہ طیاریاں ہوتی اور فسخ ہوتی رہیں - اس سے یہاں کے رہنے والے خوب جانتے ہیں - وجہ یہ تہی کہ اعلٰے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت ناساز تہی آپ تکالیف سفر کا لحاظ کرکے ارادہ نہ فرماتے تہے اور حضرت ام المومنین آپ کی ناسازی طبع کے باعث جانا ناگوار فرماتی تہیں دراصل بات یہ ہے کہ **مامور من اللہ** کی حرکت و سکون اذن الٰہی کے ماتحت ہوتی ہے بلکہ میرا تو یقین ہے کہ یہ لوگ (مامور) قضا و قدر آسمانی کے **یادنما** ہوتے ہیں انکی حرکات و سکنات بتا دیتی ہیں کہ آسمان پر کیا طیاریاں ہو رہی ہیں ...... مبارک وہ جو ان کی اس زندگی سے فائدہ اٹہائیں -

استخارہ مختصر یہ کہ آخر اعلٰے حضرت نے اس امر پر فیصلہ کیا کہ میں استخارہ کروں گا پہر جو اللہ تعالٰے ظاہر کرے اسپر عمل کریں گے چنانچہ آپ نے استخارہ کیا اور اسپر ۱۹ - اکتوبر ۱۹۰۵ء کو یہہ الہام ہوا -

لا تقوموا ولا تقعدوا الا معہ + لا تردد امر دگا الا معی انی معاک ربع

الہامات -

یہہ الہامات ۲۴ - اکتوبر کے الحکم میں معمولاً شایع ہو چکے ہیں ان الہامات کے ہونے پر سفر کا ارادہ کیا گیا اور خاکسار **ایڈیٹر** ۲۱ - اکتوبر کی صبح کو حسب الحکم اعلٰے حضرت گاڑی ریزرو کرانے اور بعض دوسرے ضروری امور متعلقہ سفر کے انصرام کے لئے روانہ ہوا - اور قادیان سے آپ کی روانگی ۲۲ - اکتوبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو مقرر ہوئی - اور یہ قرار پایا - کہ بٹالہ سے آپ ۱۰ بجے کی گاڑی میں سوار ہو کر امرتسر سے رات کے نو بجے کی گاڑی میں دہلی کو روانہ ہوں یہہ مسافر گاڑی ۲۳ کو ۳۰۰ بجے دہلی پہونچنے والی تہی -

(باقی آیندہ)

سلسلہ عالیہ کی ضروریات اور مہمات

ابہی الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مخدومی مکرمی جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب نے اعلٰے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد سے لنگرخانہ کے متعلق ایک چٹہی شایع کی ہے + اور جو غالبًا سب احباب پڑہ چکے ہونگے + اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ سلسلہ عالیہ کی ضروریات کس طرح پر یومًا فیومًا بڑہ رہی ہیں اور یہ ترقی کی اس زبردست رو کے لئے جو اس سلسلہ کے لئے مقدر ہو چکی تہی ضروری تہیں - جبکہ قریبًا تیس سال پہلے اللہ تعالے اپنے برگزیدہ بندے کو فرما چکا تہا

یاتون من کل فج عمیق

یعنے دور دراز راہوں سے لوگ تیرے پاس آئیں گے - اور پہر لا تصعر لخلق اللہ کہہ کر انکی کثرت کی طرف بہی ایما کر دیا تہا - پہر یہہ ناممکن تہا کہ سلسلہ کی ضروریات میں ترقی نہ ہوتی - اگرچہ جہاں اللہ تعالے نے کثرت مخلوق کا وعدہ کیا تہا وہاں اسکے تکفل اور اخراجات مہمانداری کے پہونچانے کا بہی وعدہ کر لیا ہے یہہ کہکر

یاتیک من کل فج عمیق

مگر جس طرح پر سنت اللہ واقع ہوئی ہے یہہ ضروریات اسی طریق پر فراہم ہونگی + اور اسباب کا تقاضا یہی ہے کہ قوم ان کے بہم پہونچانے کا فکر کرے -

میں ایک عرصہ سے چلا رہا ہوں کہ چونکہ قومی ضروریات کا دامن اور دائرہ وسیع ہو رہا ہے اسلئے قوم کو ان ضرورتوں سے آگاہ کرنے کیواسطے قوم کا وجود مشخص کرنا چاہئے + حضرت اقدس نے اس ضرورت کو اعلان بیعت کے وقت سے محسوس کیا اور باضابطہ ہمارے مبایعین کو محفوظ رکہنے کی ہدایت کی مگر مختلف اشخاص کے ہاتہہ میں یہ کام جاکر بجائے مکمل ہونیکے بہت ہی ناقص رہ گیا + اسپر میں نے **شیرازہ قوم** کے عنوان سے مضامین لکہے اور قوم کو توجہ دلائی - جن لوگوں کے دلوں میں جوش اور دماغوں میں ضروریات قوم کی حس تہی انہوں نے اسکی اہمیت کو سمجہہ کر اس حصہ میں مجہے مدد دی اور فردیں اور فہرستیں مکمل کرکے بہیجدیں مگر اکثروں نے پرواہ تک نہ کی حالانکہ چہپی ہوئی فردیں یہاں سے بہیجدی گئی تہیں ایسی حالت میں ان مقاصد اور اغراض کی تکمیل میں قوم کی طرف سے خود روک پیدا ہوئی جو نہیں ہونی چاہئے تہی - اب وہی ضرورت جو میں سالہا سال سے پیش کر رہا تہا آخر پہر پیش آئی - اور مولانا محمد علی صاحب کو ایک سرکلر کے ذریعہ قوم کو آگاہ کرنا پڑا - گویا جو کام ہم کو آج سے آٹھ سال پیشتر کر لینا چاہئے تہا اب اسے پہر کریں گے - ان امور کو دیکہکر دل میں درد ہوتا ہے -

دیکہو! تم ایک ایسی قوم ہو جسکو آج زمین کی پشت پر اللہ تعالے نے فیج اعوج کا زمانہ گذرنے کے بعد پسند اور انتخاب کیا ہے وہ چاہتا ہے کہ تم اللہ تعالے کی قوم کہلاؤ - اور اسکا **موعود** ضرور ضرور ایک قوم بنا کر رہیگا اسلئے کہ اللہ تعالے اس سے وعدہ کر چکا ہے اسکی فطرت تنہا رہ سکتی ہی نہیں کیا تم نہیں جانتے کہ تیس سال پیشتر اسے الہام ہو چکا ہے رب

لا تذرنی فردًا وانت خیر الوارثین

پہر یہہ کیسی بدقسمتی اور افسوسناک بات ہوگی اگر وہ قوم جو اس کو عطا کیجاوے گی ہماری بجائے کوئی اور ہو - یقینًا یاد رکہو کہ اس کی ضروریات کا خود اللہ تعالے نے سامان ہے اسنے اپنے بندے کا آپ **متوکل** نام رکہا ہے وہ خود بندوبست کریگا - مگر افسوس ہوگا (خدا نکرے کہ ہو) ہم پر اگر ہم ان برکات اور فیوض کے وارث نہ ٹہیرے جو ان نصرتوں اور تائیدوں کے رنگ میں قوم کو ملنے والے ہیں -

اسلئے ضروری ہے کہ **قومی ضرورتوں** کو سرسری نظر سے نہ ٹالدیا کرو - بلکہ ان کو اپنے مقاصد کا جزو اعلٰے سمجہہ کر سب سے اوّل ان ضرورتوں پر غور کرو - اور ان کی تکمیل کی فکر کرو - حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب نے لکہا ہے کہ حضرت کے اوقات گرامی کو بڑی تشویش ہوتی ہے اور فی الحقیقت یہ بات سچ ہے مگر میں تمہیں اس سے بہی زیادہ یہ کہتا ہوں کہ قوم کو مولوی محمد علی صاحب ایسے گرانقدر انسان کے اوقات کو بہی مشوش نہیں کرنا چاہیئے - تم نہیں جانتے کہ وہ ساری قوم کیطرف سے **کفارہ** ہو کر حضرت اقدس کے منصب **کسر صلیب** کے لئے کمربستہ ہو کر یورپ کی مذہبی دنیا سے جنگ کر رہا ہے ایسی حالت میں ان کے اوقات کو مشوش کرنا بہی میرے نزدیک ایک قسم کی معصیت ہے - یہ ضرورتیں ایسی ہیں کہ ان کے لئے ہمکو اکابر امّت کو تکلیف اٹہانے کی نوبت ہی نہیں آنے دینا چاہئے - خود فکر کرنا چاہئے + مجہے امید ہے کہ قوم اس مضمون کے بعد بیدار ہو جائیگی اور ان ضرورتوں کا پورے طور پر انتظام کرے گی - اور بار بار کی تحریکوں اور تجویزوں سے اپنے اور دوسروں کے اوقات کو ضایع نکرے - جن امور کیطرف اس چٹہی میں توجہ دلائی گئی ہے اسپر پورا عمل کیا جاوے - یعنے اول مکمل فہرستیں طیار ہوں اور پہر کوئی فرد چندہ سے باہر رکہا جاوے - خواہ ایک پیسہ اور ایک دہیلا ہی کیوں نہو - آپ لوگ غالبًا اس امر سے ناواقف نہونگے کہ چندوں کا ادا کرنا ایمان میں ایک خاص تقویت پیدا کرتا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کی سیرت سے ثابت ہے کہ کوئی بہی مالی امداد کرنے والوں میں سے ضعیف الاعتقادی یا کسی کمزوری کا ملزم نہیں ہوا - اگرچہ خدا کے فضل سے قریبًا سب وہ لوگ جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی جہان کے نور تہے **مگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جو شرف ملا** اس میں کوئی شریک نہیں ہو سکا - اس لئے کہ سب سے پہلے مکہ کی مصیبت کی گہڑیوں میں صدیق رضؓ نے چالیس ہزار روپیہ خدا کی راہ میں خرچ کیا - ہماری جماعت کی نسبت خدا کی کتاب نے **اٰخرین منہم** فرمایا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود کی جماعت بہی صحابہ کے رنگ اور خو بو کی جماعت ہوگی قطع نظر اور مماثلتوں سے ایک بہاری مماثلت اس وقت ان دونوں گروہوں میں ہونی چاہئے **صحابہ** کو اسوقت دو خطرے درپیش تہے ایک **خطرہ جان** اور ایک **انفاق مال** - اسوقت خدا کی مشیت نے صرف ایک ہی خطرہ **آخرین** کے لئے رکہا ہے یعنے **انفاق مال** - اس لئے ضروری ہے کہ سلسلہ کی طرف سے درخواست پر درخواست ہو اور وہ شرح صدر سے اسکی تکمیل [illegible]

www.aaiil.org

یہی ایک ذریعہ ہے جس سے رات دن سلسلہ سے تعلق اس کے مقاصد سے دلی چسپی ہی ممکن ہے۔ ورنہ بات کچھ بھی مفید نہیں ہو سکتی کہ ایک شخص آیا۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کے چلا گیا اور گھر میں جا بیٹھا۔ اور پھر اس سلسلہ کے بہبود اور منافع سے اس کو کوئی تعلق نہیں۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ ارادہ کر چکا ہے کہ یہ جماعت صحابہ کی سیرت اور فضائل سے متحلی ہو جاوے۔ اس لئے اس نے ہماری راہ میں مالی ابتلاء رکھ دیا ہے۔ اور اگر یہ ابتلا بھی نہ ہوتا تو کوئی اور صورت نہ تھی کہ ہم ان **ثوابوں** کو حاصل کر سکتے جو پہلی جماعت نے حاصل کئے۔

آخر میں **لنگر خانہ** کی ضروریات کو خصوصیت سے پیش کرتا ہوں کہ اسکا خرچ دن بدن بڑھ رہا ہے۔ اور لنگر خانہ کے متعلقات مکانات کی وسعت۔ چارپائیوں اور مہمان داری کے دیگر لوازمات بڑھ رہے ہیں۔ اور جن کی طرف مختلف وجوہات کے سبب احباب کی توجہ نسبتاً کم ہو گئی ہے۔ اس لئے بہت جلد اس کی طرف مستقل توجہ ہونی چاہیئے ان اخراجات کی روز بروز افزونی اور قوم کا ضعف اور بے سامانی متفقاً اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ قوم کے قوم بننے کا وقت دراصل اب آیا ہے۔ اب ارادتمندوں کی ارادت مخلصوں کا اخلاص اور عشاق کی جان نثاری معرض امتحان میں ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ سے حضرت مسیح موعود کے انفاس کے طفیل امید ہے۔ کہ ان سب امتحانوں میں ہماری جماعت پاس ہو جائے گی۔ انشاء اللہ العزیز

میں سمجھتا ہوں کہ اس ضرورت پر میں کافی لکھ چکا اللہ تعالیٰ ان کلمات میں برکت رکھدے اور انہیں مفید اور موثر ثابت کرے۔ آمین

یادگار کریمی

حضرت مخدوم الملۃ کی یادگار کے متعلق میں ایک تحریک کر چکا ہوں اور وہ تحریک حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور سے پاس ہو چکی ہے قوم میں اس کے متعلق ابھی سرسراہٹ شروع ہوئی ہے حالانکہ اسوقت یہ تحریک بڑے زور سے کام کر چکی ہوتی **سیالکوٹ** کی معزز جماعت جسنے فی الحقیقت **دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عملی نمونہ** دکھا دیا ہے اور جو یہاں کی ہر ایک تحریک پر پرجوش عملی کوشش کرنے کی عادی ہو گئی ہے اپنے ارادہ کر لیا ہے کہ کم از کم **ایک ہزار روپیہ** یادگار کریمی کے لئے اکٹھا کرے مجھے پرائیویٹ خطوط سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے یہ انتظام کیا ہے کہ ہر شخص اپنی ماہوار آمدنی کی **ایک چوتھائی** اس یادگار میں عطا کرے۔ اور اسپر عملدرآمد شروع ہو گیا ہے میری رائے میں یہ تجویز بہت پسندیدہ اور قابل تقلید ہے۔ اگر ہماری جماعت اس تجویز پر عمل کرنے والی ٹھیری تو تھوڑے دنوں میں انشاء اللہ العزیز **یادگار کریمی** کا فنڈ کافی رقم پیش کریگا۔ لاہور کی جماعت اور امرتسر۔ کپور تھلہ۔ وزیر آباد۔ جہلم۔ پشاور۔ گجرات انبالہ۔ میرٹھ۔ لدھیانہ۔ بنگہ۔ کریام۔ کاٹھ گڑھ سٹروعہ۔ ملتان۔ سیدوالہ۔ پٹیالہ۔ حیدر آباد دکن مٹی پور وغیرہ کی جماعتوں کی طرف سے ابھی خبر نہیں آئی کہ انہوں نے کیا کیا ہے؟

امید کی جاتی ہے کہ بہت جلد مندرجہ بالا جماعتیں باقاعدہ اطلاع دیں گی۔ اور ہر ایک جماعت کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ **اس روپیہ کو جو یادگار کریمی** کے طور پر جمع ہو بڑھانے کی تجاویز لکھے۔ باہر کی جماعتوں کو توجہ دلا چکنے کے بعد میں اپنی دارالامان کی جماعت کو مخاطب کر کے پوچھتا ہوں کہ کیا وہ بتا سکتی ہے کہ اسنے کسقدر روپیہ **یادگار کریمی** کے لئے تجویز کیا ہے۔ قادیان کی جماعت سب سے اول اس امر کی حقدار ہے کہ وہ دل کھولکر اس فنڈ کی تکمیل کا فکر کرے۔ حقیقت میں یہ افسوسناک امر ہوگا۔ اگر قادیان کی جماعت بالکل بے فکر ہو مگر میں امید کرتا ہوں کہ قادیان کی جماعت اس معاملہ میں **سیالکوٹ** کی جماعت سے پیچھے نہ رہیگی۔ **یادگار کریمی** کے روپیہ کو بڑھانے کے لئے جو تجاویز میرے اپنے ذہن میں ہیں وہ میں دوسرے وقت پیش کروں گا۔ فی الحال اسبات کی ضرورت ہے کہ روپیہ فراہم کیا جاوے۔ میں قادیان کی جماعت کے معزز ارکان کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ **یادگار کریمی** کے لئے ایک **باقاعدہ** سب کمیٹی تجویز کریں جب تک تقسیم محنت کے اصول پر کام نہیں ہوگا مشکلات آتی رہیں گی۔

استفسار اور اونکی جواب

(۱) لٹھے کی پگڑی کو باندھنی جائز ہے؟ لٹھے سے میری مراد سوت اور ریشم ملا ہوا نہیں ہے بلکہ لٹھے کی پگڑی بالکل ریشم کی مانند ہوتی ہے خدا جانے ریشم سے علیحدہ ہے یا ریشم ہی کی ایک قسم ہے ایسی پگڑیاں عام ملتی ہیں۔

(۲) نکسیر یا قے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ کبھی کبھی وضو کرتے وقت دانتوں پر انگلی پھیرنے سے خفیف سا خون نکل آتا ہے۔ اوس سے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ کبھی اتنا خفیف ہوتا ہے کہ تھوک میں صرف تھوڑی سی سرخی کی جھلک ہوتی ہے۔ قہقہہ مار کر ہنسنے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

(۳)(ا) نکسیر یا قے سے روزہ تو نہیں ٹوٹتا؟

(ب) روزہ میں اپریشن یا عمل جراحی کرایا جائے تو کیا روزہ ٹوٹ جائیگا۔

(ج) روزہ میں بدن پر کسی قسم کا تیل دوا کے طور پر مالش کرنا روزہ کو توڑتا تو نہیں؟

(د) روزہ میں کلوروفارم سونگھنے سے روزہ میں تو کوئی ہرج نہیں واقع ہوتا؟

(ہ) روزہ میں خوشبو سونگھنا سر میں تیل ڈالنا۔ سرمہ ڈالنا روزہ کو مکروہ تو نہیں کرتا؟

(۴) اگر عورت حاملہ ہو یا بچے کو دودھ پلاتی ہو تو کیا اوسکو روزہ رکھنا چاہیئے یا صرف ایک مسکین کو روز کھانا کھلا دینا چاہیئے۔ اور اگر رکھنا چاہے تو کسی کو اگر روزہ سے دودھ میں کمی کا خیال ہو۔ یا حمل میں نقصان کا اندیشہ ہو تو کیا کرنا چاہیئے۔

(۵) یہاں چاند رمضان کا دکھائی نہیں دیا۔ کیونکہ اوسدن ابر تھا۔ صبح ۱۰ بجے دوسرے دن روایت آئی کہ چاند دیکھا گیا اور آج روزہ ہے۔ چنانچہ اسوقت سے روزہ رکھا گیا۔ مگر صبح کو ناشتہ کر چکے تھے۔ اب کیا اشتباہ ہے کہ آیا یہ روزہ ہو گیا یا نہیں ہوا۔ اور کیا اسکے بدلے دوسرا روزہ رکھنا چاہیئے۔

(۶) سر پہ پگڑی ہو تو محض پگڑی پر مسح کرنا جائز ہے؟

(۷) اگر کسی فرش کی نسبت اشتباہ ناپاکی کا ہو۔ اور اوس فرش پہ پانی گر جاوے اور اوس پانی میں کپڑا بھیگ جاوے تو کیا کپڑا دھونا چاہیئے یا اگر بھیگے ہوئے پاؤں اوس فرش پہ پڑیں تو کیا پاؤں ناپاک ہو گئے؟

(۸) اگر باجماعت نماز ہوتی ہو۔ اور آدمی پیچھے سے آکر ملے۔ اگر امام رکوع میں ہو۔ تو کیا کرے کیا نیت باندھتے ہی رکوع میں چلا جاوے۔ اور اسکی وہ رکعت ہو گئی یا نہیں؟ یا ضروری ہے کہ حمد و ثنا اور سورۂ فاتحہ پڑھکے شامل ہو۔ تو اوسصورت میں امام شاید سجدہ میں ہی پہنچ جائیگا۔ اور اگر رکوع میں شامل ہونے سے اسکی وہ رکعت ہو جاتی تو اب گویا وہ رکعت ضائع ہو گئی۔ یا اگر سورۂ فاتحہ پڑھی اور رکوع میں گیا اور امام سجدہ سے اوٹھکر دوسری رکعت شروع کرے تو پھر کیا کرے۔ وہ امام کے ساتھ تو شامل نہیں ہو سکا اور اپنا اسکی رکعت ہو گئی یا نہیں؟

(۹) تیمم کیلئے ایک ضرب کافی ہے یا دو؟ اور کیا ضرب کے بعد صرف ہاتھوں پر کلائی تک ہاتھ پھیرے یا کہنی تک؟

(۱۰) بلی کو مارنا کیا گناہ ہے؟ بعض دفعہ جنگلی بلیاں بہت دق کرتی ہیں۔

(۱۱) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ من حلف بطلاق او . . . . وقال انشاء اللہ تعالیٰ متصلاً . . . . . علیہ۔

میں یہ مطلب تو جناب کے ارشاد کے مطابق سمجھ گیا کہ انشاء اللہ کہنے سے طلاق نہیں پڑتی مگر یہ کس موقع پر ہوا کرتا ہے؟ کیونکہ جو طلاق دیگا وہ مجبور ہو کر دیگا۔ اور عورت کو چھوڑنا چاہیگا۔ اور اگر وہ چھوڑنا نہیں چاہتا تو طلاق کیوں دیتا ہے؟ غرض اس حدیث شریف کا موقع اور محل دریافت کرنا چاہتا ہوں۔

(۱۲) تسبیح کے متعلق جس شخص نے مجھے حدیث لکھکر دی ہے اوسکی نقل کئے دیتا ہوں۔

هو العالم

نسخہ بلفظہ

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی لیل من اللیالی یذکر اللہ ذکرا کثیرا وفی یدہ الیمنی شیء فقلت یا رسول اللہ ای شیء ہذا فی یدک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عائشۃ ہذا التسبیحۃ عدت علی ہذہ الاسماء الانبیاء ورضوان اللہ علیہم اجمعین فقالت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلک التسبیحۃ من خطب ادم واحدیہ وتراب قال من رافۃ تلک من حطب بعضاہ ۱۲ فتح البخاری شرح صحیح البخاری فی باب شمائل النبی ۱۲

عرض ہے آیا یہ حدیث صحیح ہے یا موضوع۔ اور اسکا کیا مطلب ہے؟

جواب

(۱) لٹھا ریشم نہیں ہوتا لٹھا تو درخت کی چھال ہے وہ سن کی قسم ہے۔ ریشم جلانے سے اکٹھا ہو جاتا ہے اور سن وغیرہ بھسم ہو جاتا ہے

(۲) نکسیر اور قے سے وضو کے ٹوٹنے میں علماء کا اختلاف ہے میری تحقیق میں وضو نہیں ٹوٹتا۔ اور نہ قہقہہ سے ہاں احتیاط اور بات ہے

(۳) نکسیر یا قے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اپریشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ نہ مالش روغن سے اور نہ سونگھنے سے نہ خوشبو سے نہ سر میں تیل ڈالنے سے نہ سرمہ سے نہ کلوروفارم سے۔

(۴) حاملہ اور دودھ پلانیوالی روزہ نہ رکھے۔ (۵) روزہ ناشتہ کے ساتھ نہیں ہوتا۔ اسواسطے آپ ایک روزہ رکھدیں (۶) پگڑی پر مسح میں اختلاف ہے میری سمجھ میں جائز ہے اور احتیاط ہے کہ سر پر مسح کرے۔ (۷) فرش پر بظاہر پلیدی نہ ہو تو پاک ہے۔ جو رکوع میں شریک ہوا تو وہ رکعت پانیوالا ہو گیا۔ یہ بات حدیث سے ثابت ہے۔ (۹) تیمم ایک ضرب ہے اور ہاتھ کا مسح کلائی تک کافی ہے۔ (۱۰) بلی کیا کسی کو دکھ دینا جائز نہیں بلی کی خصوصیت نہیں۔ (۱۱) انشاء اللہ کہنے کا مطلب تو یہ ہے کہ اگر اللہ چاہے اور اللہ کی مشیت سے انسان بے خبر ہے اسلئے انشاء اللہ کے ساتھ طلاق نہیں ہوتی۔ موقع اسکا یہ ہے کہ انسان کسی لحاظ سے ڈر سے خاطر طلاق تو دیتا ہے مگر اسکا دل نہیں چاہتا تو انشاء اللہ کو

www.aaiil.org

مرثیہ وفات حسرت آیات مخدوم الملت مولوی عبد الکریم صاحب صافی مرحوم مغفور

اے کریم خوش مقال اے صافیِ روشن خیال
تیری فرقت نے کیا ہم کو بہت آشفتہ حال
تیری تقریریں معانی خیز و دلکش و دل پسند
وہ تری سحر بیانی بے نظیر و بے مثال
تیرے اخلاق کریمانہ میں تہا صدق و صفا
تیری طرز زندگی تھی راستباز و نکی مثال
تیری خلوت اور جلوت میں تھا اخلاص و وفا
معرفت کے رنگ میں رنگین تھا تیرا حال و قال
اے گل خندانِ باغ معرفت تو ہے کہاں
اب تجھے لائیں کہاں سے ڈہونڈ کر اے خوش خصال
تیری خوش الحانیاں کانون مین پہرتی ہین مگر
تیرا چہرہ اب نظر آتا نہیں اے خوش جمال
تیرے چھٹنے سے ہمین صدمہ ہے کیسا اے اخی
عالم فانی سے گو ہے سبھی کو انتقال
موت ہے وقت پر لازم ہے ہر شے کے لئے
ٹل نہیں سکتا کبھی حکم خدائے ذو الجلال
ضعف انسانی سے ہمکو ہے یہ سارا رنج و غم
ورنہ مومن کے لئے یہ وقت ہے وقت وصال
خوش نصیبوں کو ملا کرتی ہے ایسی زندگی
یہ حیات طیبہ ہے اس کا کیا رنج و ملال
خوش نصیب اوسکے جسے ہو جلد یہ فرقت نصیب
وہ مبارک جس کے حق مین نکلے ایسی نیک فال
یہ حیات دنیوی مومن کو ہے اک ابتلاء
ہے یہ وہ دار المحن رنج و الم جس کا مآل
اے خدائے مرجع خورد و بزرگ جزو کل
تو ہمین بہی ان مصائب ان بلاؤن سے نکال
اے خدا ہم کو بہی ہو یہ نعمت قربت عطاء
تا نہ ہو تیری بہری محفل مین شرم انفعال
خوش نصیبون مین کسی سے کم نہ تھا عبد الکریم
اس کی مرگ و زندگی دونون بجا خود مثال
یہ رہا جب تک جہان پر دل مین اس کا گہر رہا
کس خوشی سے اس نے کاٹے اپنے سینتالیس سال
جب زمانہ مین ہوا دور بہار دل کشاء
مہدیٔ آخر زمان کا جب نظر آیا جمال
لگ گئی اک آگ سی ہر سمت ہندوستان مین
دشمن حق ہو گئے اکثر شیوخ باکمال
عالموں کی فوج برسانے لگی تیر و تفنگ
کوئی کافر مفتری کہتا کوئی دجال عنال
تھا بظاہر بیکس و بے یار مامور خدا
نصرت حق کے لئے تھا ہند مین قحط الرجال

یون تو کہنے کے لئے لاکہون مسلمان ہر یہاں تہے
شیفتہ اسلام کے ان مین تہے لیکن خال خال
چہا گئی تہی مطلع اسلام پر کالی گھٹا
چھپ گیا تہا آفتاب صدق کا حسن و جمال
یہ کریم النفس رکہتا تہا مگر قلب سلیم
سر مین نخوت تھی نہ دل مین اسکے حب جاہ و مال
دل مین پہلے ہی سے تہی عشق الٰہی کی چیک
ملگیا نسخہ مسیح وقت سے جب حسب حال
بڑھ گیا جوش محبت صدق و اخلاص و وفا
بھر گیا رگ رگ مین اسکی بادہ ذوق وصال
ابتدا ہی سے محبت تہی کلام اللہ کی
ہو گیا اوس سوز پنہان مین یکایک اشتعال
تشنہ روحی کھینچ لائی تشنہ ئے بحر معرفت
پہلوئے احمد مین آ بیٹھا یہ مرد خوش خصال
سخت مشکل کام ہے اپنے وطن کو چہوڑنا
فرقت خویش و اقارب فرقت اہل و عیال
سخت تر اس سے بھی ہے نبیون کی صحبت مین قیام
یہ رفاقت چاہتی ہے استقامت کا کمال
اے ہمایون بخت السماں اے اخی عبد الکریم
یہ اقامت قوم کے حق مین تہی اک عمدہ مثال
شدت امراض مین بہی تو رہا ثابت قدم
تو نے آخر تک نہ چہوڑی با وفا لوگون کی چال
تربیت تو عجب یاد اے انیس و جان نثار
بر تو بر اہل و عیالت یاد فضل کردگار

بند دوم

اے دل غمناک بس اے دیدۂ خون بار تھم
نامناسب ہے یہ ماتم نامناسب ہے یہ غم
ہے دعائے مغفرت اس درد فرقت کا علاج
دیدۂ خون بار شوق وصل خالق مین ہو نم
رنج دل مین ہو تو ہو اس اپنے رہجانے کا رنج
کچہہ الم ہو بہی تو ہو اس قید ہستی کا الم
دل دکہاتی ہے ہمیشہ فطرتاً مرگ اخی
صابر و شاکر قضا پر اس زمانہ مین ہین کم
لیکن اے بیتاب دل اچہا نہیں یہ اضطراب
واجب التعمیل ہے تیرے لئے حکم حکم
جانے والی چیز کا دنیا مین غم کرنا فضول
جو گیا اس کو نہیں پہر لوٹ کر لینا جنم
جیسے اگلے چل بسے ہم کو بہی چلنا ہے ضرور
رہنے والی ہے ہمیشہ ذات رب ذو الکرم
مرنے والے پر خدا کی رحمتیں ہون تا ابد
رہنے والون کو مناسب ہے بنین نقش قدم
نقش بر آب اس حیات چند روزہ کا ہے نام
اس جہان ہستی زہر ہے آمین تو قاتل ہے ستم
چاہئے کچہہ زاد راہ آخرت اے ہوشمند
اس سفر مین کام آئین گے نہ دینار و درم
مرنے والے کی طرح ہان چاہئے حسن عمل
تا رہے ہم پر ہمیشہ سایۂ فضل و کرم
تا ہماری مشکلین آسان ہون منزل سہل ہو
تا نہ سد راہ ہون دنیا کے یہ ناز و نعم
کچہہ بہت دوری نہیں ہان فضل ہو جائے اگر
عنقریب اے صافی مرحوم ملجائین گے ہم
غم غلط کر نیکو یا رب دے کوئی نعم البدل
تا بچہڑنے والے کی فرقت کا کچہہ صدمہ ہو کم
ہم کو تقویٰ ہم کو نور معرفت درکار ہے
ہم نہیں ہین تجہ سے یا رب طالب جاہ و حشم
اتباع سنت احمد کی تو توفیق بخش
اپنی راہ راست پر تو ہم کو رکہہ ثابت قدم
دوستو تیار رہنا لگ رہا ہے چل چلاؤ
کوئی آگے کوئی پیچھے جا رہا ہے دمبدم
ساتھ نہ جائین گی نہ خویش و اقربا کی مجلسین
جیتے دم تک کے ہین یہ فرزند و زن یہ جد و عم
ہست گو سیر باغ دنیا را بہار چند روز
دل منہ ہرگز بہ عیار یکہ یار چند روز
(ذو الفقار علی خان میرٹھ)

مراسلات

جناب ایڈیٹر صاحب ۔ امید ہے کہ مندرجہ ذیل اشعار فخر قوم یا قومی آرگن الحکم مین درج کر کے مشکور و ممنون فرماوین گے ۔

وھو ھذا

عالم کا اک سہارا احمد کا جانشین ہے
شاہد ہے اسپہ فرقان منہم جو آخرین ہے
مہدی یہی مسیح ہے کا جسپہ اک گواہ ہے
آخر مین گرچہ یہ ہے رتبہ مین اولین ہے
انصاف تجہہ پہ چھوڑا آنکھیں کہاں ہین تیری
شاہد نوشتہ سرکش ۔ منی هدیٰ ہمین ہے
دل سے زبان سے جان سے کیون ہو نہ فدا میر
بہیجے سلام جسپر خاتم جو مرسلین ہے
اہل بتان ہین بے جس بت گر گئے ہین اوندہے
کافر کشندہ دم ہے یا تیغ آہنین ہے
حربہ سے جسکے بہاگا دجال دم دبا کر
منکر فسردہ جس سے آج بہی شرمگین ہے
دشمن کا گہر ٹٹولا توڑی صلیب جس نے
رو تا کلیسا جس سے شیطان غم گزین ہے
برکت سے جس کے دم کی عالم ہوا ہے زندہ
اپنا مسیح وہ ہے مہدی دین وہی ہے

عالم نے رنگ پلٹا الفت اٹھی جہان سے
بھائی کا بہائی دشمن آزردہ بیٹی مان سے
رنگ قمر ہے پھیکا خورشید بے ضیا ہے
ٹوٹے ستارے سارے پردے گرے مکان سے
پورب سے بجلی چمکی پچہم ہوا اجالا
اے اہل چرخ جاگو آئی ندا نہاں سے
سر تو اوٹھاؤ اپنا دیکھو جلال آدم
تم کو تسلی دینے آیا وہ مہربان سے
ابدی حیات یہ ہے پانی ہے زندگی کا
آؤ پیو پیاسو اس چشمۂ روان سے
زندہ خدا نے بہیجا اپنا وکیل یہ ہے
مردہ خیال چہوڑ و جہگڑو نہ گلہ بان سے
آنکھوں سے پردے اولٹو دیکھی ہے جنگ اقدس
توڑا اکفارہ باطل تائید آسمان سے
جہانکو نہ آسمانکو تم پھاڑ پھاڑ آنکھین
الیاس ایسے اترا آتا نہ کوئی وہانسے
احمد ہے نور عالم جس کی ضیا تو یہ ہے
عیسےٰ ضیاء موسےٰ نسبت زمین زماں سے
محکوم مادہ وان تہا یا روح زیر فرمان
جان تہی عزیز اس جا زندہ ہوئے یہان سے
سن لی دعا خدا نے آئی زمین پہ شاہی
دنیا کے گندے کیڑے نکلے ہوئے زبان سے
کہتے تھے ابن آدم اب ہے جو شان احمد
آخیر ہار ایہ ہے ایا خدا کے ہان سے
شیر دمان وہ نکلا کہتے تہے جس کو بیرہ
تیر دعا ہدف پر پہنچا جو نہی کمان سے
پردہ اٹھایا جس نے تینون سے اک دکھلایا
اپنا مسیح وہ ہے مہدی دین وہی ہے

اے دیش ہند سن لے چھوٹی سی داستان ہے
سر پر ہے کال کرا کے گردش مین آسمان ہے
ہوئے ہین قصے تجھکو اپنی پرانی باتین
غفلت کی نیند سویا گذرا جو کال رہمان ہے
خواب عدم مین مست ہے ڈنکا بجہ رہا ہے کا
کلیگ ہے کہتے جس کو آیا وہ ناگہان ہے
بچہ جدا ہے مان سے بر کنیا نے ملا نگا
الفت اٹہی دلون سے پر لوک جو نشان ہے
مادہ بذات خود ہے روح ہے بغیر خالق
حرکت سے ہستی قائم ایشور تو اک گمان ہے
مکتی اصل مین مکڈی ایک تنقد ہے سراسر
زنجیر یہ حقیقت ہے اپنا جو آشیان ہے
تعداد روح بھلا دی اگیانی ایشور ہے
بہر حال اس سے وہ ہے لونگا گرد مہان ہے
کلیگ کے دلیش تجھکو پچہن حسناین کیا کیا
ہے بات اگ یہی جیو نا مراد بان ہے
شرم و حیا مین عنقا غیرت اٹھی زمین سے
عصمت کی کشتی ڈوبی تہذیب تیجہ نہ

ہر جا مراد پوری شوہر مرید زن ہے
بیرون کی ہے کمائی اپنا عزیز جان ہے
مردہ ہوئی زمین تھی برسا ہے ابر رحمت
باد صبا چلی ہے جوبن پہ بوستان ہے
شاخین سبز شگفتہ کانٹے ہین خشک جڑ سے
آیا فلک سے لے ہند اپنا تو باغبان ہے
آیا کرشن جی ہے دل منتظر تھے جس کے
لے ہے سنا دی اپنی اپنوں کا جو نشان ہے
چکر سے یہ جنم کے دیگا رہائی تم کو
دنیا مین رہنا ہے عقبےٰ کا راز دان ہے
اک تھی شنید پہلے آنکھون سے دیکھا آ
اوتار آخری یہ مکتی جو بے گمان ہے
ایشور نے کر پا کی ہے بھیجا فضل سے اپنے
کشتی سنبھالی جس نے رحمت کا سایہ بان ہے
رونق قدم سے جس کی شیطان ہوا مقید
اپنا مسیح ہے وہی مہدی دین وہی ہے

اک تو نظر ادھر کر بیجا گمان والے
دیکھے ہین تو نے کس جا ایسے نشان والے
آنکھون پہ ڈالا پردہ تیرا مسیح بنایا
آمنت کی خبر لیجو میرے قرآن والے
اک نصرت خدا ہے اپنی جو ساتھی اب ہے
دشمن سبھی ہوئے ہین فانی جہان والے
فضل خدا ہے شامل تائید حق یہی ہے
زور دن پہ یہ تلے ہین تیغ و سنان والے
ہی احچشم عبرت۔ غافل رہیگا کبتک
لاکھون ہوئے ہین مردہ تجہ سے بیان والے
آ سہم ہوا ہے ہین بدنام مولوی سے
پنڈت کدھر ہے دیکھو صاحب گیان والے
دھن بھاگ ہین ہمارے آیا مسیح ہم ہین
ہم کو بچایا تو نے میٹھی زبان والے
داعی زمانہ تیرا داعی تھی مرض عصیان
دم ہے خدنگ تیرا زیبا کمان والے
انجم سما کے سارے ٹھہرے ہین تیری شاہد
حق پہ فلک پکارا اور آن بان والے
لاکھون ہی مردہ زندہ دم سے تیرے ہوئے ہین
نظر کرم ادھر بھی کون و مکان والے
چارون طرف جہان مین ڈنکا بجا ہے تیرا
احمد زبان ہے تیری صاحب زبان والے
میرے مسیح ہون مین کمتر غلام بندہ
بندے کی عرض سن لو دونو جہان والے
تو ہے غلام احمد احمد ہے شاہ محشر
محشر مین یاد کیجو باغ جنان والے
صدف زبان نے تیری امجد دکھایا گوہر
دست دعا ... عجز و بیان والے
طوطی زبان نے تیری گائے ہین گیت جس کے
اپنا مسیح وہ ہے مہدی دین وہی ہے

احقر العباد محمد عبد المجید امجد۔ الیف۔ اے
کلاس اسلامیہ کالج لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

جناب اخویم صاحب۔ السلام علیکم۔
مین امید کرتا ہون۔ کہ آپ ان مندرجہ ذیل چند سطور کو اخبار گوہر بار مین جگہ دیکر نیازمند کو سرفرازی بخشین گے۔ وہو ہذا۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری کے ایک اعتراض کا جواب

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنی کتاب موسومہ (الہامات مرزا) مین لیکھرام کی پیش گوئی کی الہامی عربی عبارت کے لفظ ستّۃ سنۃ پر اپنے شاگرد رشید علم الدین کے نام سے اعتراض کیا ہے۔ کہ نحو کے قواعد کے مطابق یہہ غلط ہے۔ کیونکہ تین سے دس تک تمیز جمع ہوا کرتی ہے۔ اور سنۃ کی بجائے سنین چاہیے تہا۔ مگر مین افسوس سے ظاہر کرتا ہون۔ کہ امرتسری مولوی نے حضرت مسیح موعود صاحب دام ظلہٗ پر اعتراض کرتے ہوئے قرآن شریف کا بھی کچھہ لحاظ نہ کیا۔ اور اسکو بھی اپنی صرف و نحو کے مطابق غلط ٹھہرایا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود نے قرآن شریف کی اتباع ضرور کی۔ گو شرح مائۃ کی نہین کی۔ اب نیازمند مولوی صاحب کے اعتراض کا جواب دیتا ہے۔

مولوی صاحب۔ سنیئے۔ امام عبد القاہر صاحب جرجانی نے اپنی کتاب اسرار البلاغۃ اور اسکے محشی نے دیباچہ مین خوب لکھا ہے۔ کہ بعض نحویون کے محدود قاعدون نے قرآن۔ حدیث اور عربی کی وسعت کو لوگون سے چھین لیا ہے۔ اور نیز ایک مشہور کتاب مفصل نحو کا مختصر متن ہے۔ اور زمخشری صاحب۔ کشاف کی تصنیف۔ اس کی بحث عدد مین لکھا ہے۔ کہ تین سے دس تک تمیز جمع ہوا کرتی ہے۔ مگر مولوی صاحب قرآن حمید مین ثلاث مائۃ آیا ہے۔ اور مائۃ واحد ہے۔ تو گویا آپ کی نحو کے لحاظ سے قرآن حمید بھی غلط ٹھیرا۔ کیونکہ اس نے ثلاث مائۃ کہا ہے۔ اور مائۃ جمع نہین واحد ہے۔ پس اگر مرزا صاحب دام برکاتہ نے بھی ستّۃ سنۃ مین مفرد تمیز بیان کی۔ تو کیا حرج ہوا۔ مگر ہان آپ جیسے متعصب مولویون کو اعتراض کا موقع مل گیا۔ اور ساتھہ قرآن پر بھی اعتراض کر دیا۔ افسوس۔ نام کو مولوی۔ اور قرآن شریف کو غلط کہنا۔ شرم۔

آگے سنو۔ زمخشری صاحب کو خود یہ اعتراض کھٹکا ہے۔ کہ عرب لوگ واحد کو جمع کی جگہ استعمال کرتے ہین اور یہ بات اسکی نہایت ہی صحیح ہے اس لئے اس نے مفصل مین یہ شعر لکھا ہے۔

کلوا فی بعض بطنکم تعفوا
فان زمانکم زمن الخمیص

مین کہتا ہون۔ کہ کلوا کے مخاطب اور تعفوا اور زمانکم کے مخاطب جمع تھے۔ کیا ان سب کا ایک بطن تہا۔ نہین وہ تو ذو بطون تھے مگر یہان بطون کی جگہ بطن نہین بولا۔ اسیطرح قرآن شریف مین بہت جگہ واحد کو جمع کے موقع پر بولا ہے۔

جن مین سے نیازمند مولوی صاحب امرتسری کی تسلی کی خاطر چند ایک آیات نقل کر دیتا ہے۔
والذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار۔ یہان الحمار واحد ہے مولوی صاحب کے قاعدہ کے مطابق الحمر چاہیئے۔
ثم یخرجکم طفلاً۔ یہان طفل واحد ہے۔ الاطفال چاہیئے۔
وخضتم کالذی۔ یہان مولوی صاحب کی نحو کے مطابق کالذین چاہیئے تہا۔
کیون مولوی صاحب تسلی ہوئی۔ یا کچھہ کسر باقی ہے۔ اور مین امید کرتا ہون کہ آپ ایسے بیہودہ اعتراض کرنے سے گریز کرینگے۔ ہان اگر مولوی صاحب اس پر کچھہ اور لکھنا چاہین تو براہ نوازش نیازمند کو بھی اطلاع بخشین
والسلام

مین نے بسبب کم فرصتی کے صرف ایک اعتراض کا جواب دیا ہے۔ مگر انشاء اللہ دیکھنا۔ کہ آپ کے اعتراضون کی کیونکر دھجیان اڑاتا ہون۔ والسلام۔

. . . .

خادم محمد اسلم احمدی مدرس اول۔ از کاموکی۔

اللہ
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
مویر ایڈیٹر

سچ ہے "دشمن دانا بہتر از دوست نادان" ہمارے مخالفین پر یہی مثل صادق آتی ہے۔ یہہ حضرات بزعم خود اپنے کو محب قرآن و احادیث گنتے ہین لیکن غور کیا جائے تو ان سے بدتر دشمن اور مخالف کوئی نہین ہے۔ یہہ اصل مین یہودیت کا لباس پہنکر ان دونون کے شیرازہ کو اکھاڑ رہے ہین اور اصل غرض ان کی اگر دیدہ و دانستہ نہین بھی یہی ہے کہ قبل الذکر کتاب کی کل تعلیمات برباد و ملیا میٹ کر دیجائے مفصلہ ذیل وجوہات قابل غور ہین اگر مخالفین کو غیرت و حمیت قرآن و حدیث واقعی ہے تو للہ سوچین اور غور کرین اور یہودیت سے توبہ کرین ورنہ خسر الدنیا والآخرۃ کے منتظر رہین۔ یہودی تو صرف آیات متشابہات کے خلاف تھے یہہ تو بینات کے بھی خلاف ہین نعوذ باللہ من ذالک جو باتین پیش کیجاتی ہین غالباً مخالفین کے مانے ہوئے معنی کے نتائج ہین۔

یا عیسیٰ انی متوفیک الخ ہمارے مخالفین متوفیک کے معنی ہنوز (مرنے کی ایک ٹانگ) آسمان پر جا لیتے ہین بہت اچھا اب جیسا حضرت عیسیٰ دوبارہ تشریف لائینگے اور اس آیت کی تلاوت کرینگے اور حسب منشاء معتقدان حیات مسیح پھر وہ آسمان ہی پر اوٹھا لے جائینگے کیونکہ یہ جملہ وعدہ کا ہے جس کے معنے کسی حالت مین بدل نہین سکتے ہین اور قیامت تک یکسان رہین گے چونکہ اس مین موت کا وعدہ نہین ہے صرف اوٹھانے ہی کا وعدہ ہے جو ہر وقت ایک حالت پر رہیگا۔ پس حضرت عیسیٰ کی وفات اس سے ثابت نہین ہوتی بلکہ ہمیشہ کی زندگی بجسدہ العنصری۔ اگر وہ دو ہزار بار بھی آمد و رفت کرتے رہین نتیجہ یہہ ہوا۔ کہ حضرت عیسیٰ ہمیشہ کے لئے زندہ رہے جو خدا کی خاص صفت ہے اور اگر حضرت عیسیٰ دوبارہ آکر وفات بھی پا جائین تب بھی یہہ آیت اپنی حالت پر رہیگی اور صریح تکذیب لازم آئیگی۔

قال سبحانک ما یکون لی . . . . .
فانک انت العزیز الحکیم (سورۂ مائدہ)

جو وقت حضرت عیسیٰ پڑھینگے وہ تو عین وقت قیامت ہوگا جیسا کہ یوم ینفع الصادقین سے ثابت ہوتا ہے پہر حضرت عیسیٰ کا ۴۰ برس یا ۷ برس دنیا مین مع اہل و عیال رہنا اور اس آیت کی قبل از قیامت تلاوت کرنی محض غلط ٹھہرتی ہے مخالفین کہتے ہین کہ حضرت عیسیٰ اُمتی ہوکر

www.aaiil.org

آئینگے - لیکن بوقت تلاوت قرآن شریف اونکے متبعین اون کی زبان سے سنین گے اور خود بھی تلاوت کرینگے -

(الف) یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم (ب) ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل (ج) اتنی الکتٰب وجعلنی نبیا وجعلنی مبارکا - اب ان آیات کو اون کے متبعین منکر اور نظر ڈالکر اونہین امتی جانینگے یا رسول شاید اوسوقت امتی کا عقیدہ اون کے متبعین یعنی اوسوقت کے موجودہ مسلمانون سے الا رسول کی جگہ الا امت پڑھوا وے تو کیا عجب ہے یہہ واضح رہے کہ قرآن کے معنی تو کسی حالت مین بدل نہین سکتے کیونکہ یہ دوامی قانون ہے -

۴ پھر جب یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم سے آگے بڑھکر تلاوت کرینگے تو سامنے اون کے یعنی اونکے ہاتھہ مین قرآن شریف ہوگا نہ اور کہینگے مصدقا لما بین یدی من التوراۃ (ماشاءاللہ)

۵ چلئے آگے بڑھکر اونکی تلاوت سنئے ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

۶ ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل کی تلاوت کرتے وقت وہ کیا خیال کرینگے کہ محمد صاحب میرے بعد آئینگے یا قبل آچکے اور پھر جب آیت تلک امۃ قد خلت لہا ما کسبت ولکم ما کسبتم پڑھینگے تو کہینگے کہ مین آسمان پر ہون یا زمین پر یا عالم خواب مین -

۷ والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئا وھم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون (سورۃ النحل الجزو نمبر ۱۴) کی تلاوت تو اور بھی انہین چکر مین ڈالے گی کیونکہ حسب آیت کریمہ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم وہ بھی تو الہ باطل ہین - اور اوس وقت آپ زمین پر زندہ تشریف رکھینگے -

۸ جب آیت بل رفعہ اللہ الیہ پر نظر پڑیگی تو وہ حالانکہ مخاطب قرآن ہونگے اور آیت اونکو بلاوجہ غائب سے پکاریگی ....

.... اول یہہ قرآن کی فصاحت کے خلاف ہوتی ہے - دوسرے اس معنی کے تحت مین اونکو آسمان ہی پر رہنا چاہئے مگر خلاف اس کے اپنے کو زمین پر دیکھین گے کیا اس آیت کی وہ اوسوقت تصدیق کرین

گے یا تکذیب -

۹ مخالفین اس آیت ان من اھل الکتٰب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ سے یہہ معنی نکالتے ہین کہ جب حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا مین تشریف لائینگے تو کل یہود ونصاریٰ اون پر ایمان لے آئینگے اور کوئی فرد اون مین کا باقی نہین رہیگا اب حضرت عیسیٰ یا مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام مع متبعین نماز پڑھائینگے اور پڑھینگے سورہ فاتحہ ضرور پڑھی جائیگی اور مغضوب و ضالین سے بچنے کے لئے دعا بھی مانگی جائیگی مگر جائے تعجب ہے کہ جب ان دونون کا وجود ہی نہین رہیگا تو پھر حفاظت کی دعا کیسی بجلی چمکتی نہین ہے - رعد گرجتا نہین ہے - شیر موجود نہین ہے - یعنی کل ہمیشہ کے لئے لاوجود ہوگئے - پس ایسے زمانہ مین ایک شخص جبکہ کل امن ہی امن ہے - ان چیزون سے حفاظت کی دعاء کرے تو ایسے شخص کو قائم الحواس کہینگے یا مخبوط الحواس اور مغضوب وضالین سے مفسرین کی رائے یہود ونصاریٰ ہے - اور جب اس سے اوپر والی آیت انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ ......

...... کان اللہ عزیزا حکیما (سورہ نساء) پر غور کیا جاتا ہے تو اور بھی اعتراض اوٹھتا ہے اور مخالفین کے مانے ہوئے معنی پر سخت طوفان نازل ہوتا ہے یعنی جب سب لوگ بغیر استثناء احدے حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آئینگے اور کسی قسم کا شک وشبہ نہین رہے گا یا یون کہو کہ اہل کتاب کا وجود ہی معدوم ہوجائیگا اب بعد ایمان لانے کے وہ سب ذکر کردہ آیت کو پڑھینگے اور الزام کا مفہوم وہی رہیگا جیسا کہ آیت سے ظاہر ہوتا ہے بیچارے سخت ورطۂ تحیر مین پڑینگے اور کہینگے کہ یہہ کون قوم ہے جسپر یہ الزام لگایا جاتا ہے اور اپنے چارون طرف ایماندارون کو دیکھکر کے سوچینگے اور اس نتیجہ پر ضرور پہونچینگے کہ یہ آیت زمانہ موجودہ کے لئے لغو اور فضول ہے لیکن یہہ ناممکن ہے کہ قرآن کا ایک شوشہ بھی کسی زمانہ مین لغو اور فضول ہو - علاوہ ازین جب اہل کتاب کا وجود ہی نہین ہوگا تو کل مقامات قرآن کے جہان جہان یا اھل الکتٰب کے لفظ آئے ہین تفریح دل لگی ہوجائینگے یعنی منادی کا پتہ نہین اور پھر بھی اوس کو ندا دے رہا ہے اللہ تعالیٰ پر سخت اعتراض وارد ہوتا ہے - نعوذ باللہ من ذالک -

محبوب علی احمدی از مونگیر

شاہی سیاحت

چونکہ ویر رائل ہائنس پرنس آف ویلز اینڈ پرنس آف ویلز سیاحت ہند کے لئے تشریف لائے ہین اور احمدی جماعت اپنی ارادت اور فرمانبرداری کیوجہ سے جو خصوصیت کے ساتھہ وہ قیصر ہند اور سلطنت برطانیہ کے ساتھہ رکھتے ہین ان کے حالات سفر کے معلوم کرنے کے ازبس خواہشمند ہے اس لئے الحکم مین بالالتزام یہہ حالات درج ہوتے رہین گے - مین سلسلہ عالیہ احمدیہ کیطرف سے ان شاہی مہمانون کو مبارک باد دیتا ہون اور دلی جوش کے ساتھہ انکا خیر مقدم کرتا ہون - خدا کرے کہ وہ اس سفر ہند سے مفید اور بابرکت نتائج حاصل کرین اور رعایائے ہند کی حالت اور اسکی ضرورتون سے کما حقہ واقفیت بہم پہونچائینگا - ایڈیٹر

حضور ولی عہد بہادر کا ورود مسعود

ویر رائل ہائنس پرنس پرنسس آف ویلز باب الہند بمبئی مین پہونچ گئے - ۹ نومبر کو بمبئی مین بڑی رونق تھی - تیس سال ہوئے جب حضور ملک معظم بحیثیت ولی عہد اس جزیرہ پر رونق افروز ہوئے تھے - اسوقت سے اسے بہت کچھہ ترقی ہوئی ہے - اس کی حرفت وتجارت بڑھ گئی ہے - اس کے باشندون کے تمول مین بہت کچھہ اضافہ ہوگیا ہے - جس وقت حضور ولی عہد بہادر اپالو بندر پر اترے - اس وقت سے ان کے گورنمنٹ ہاؤس کو روانہ ہونے تک چارون طرف سے وفاداری اور عقیدتمندی کے اظہار ہوتی رہی - اس روز دن بھی بہت اچھا تھا معمولی طور پر صبح کو ہر جانب کہر سا چھایا ہوتا ہے - لیکن ۹ - نومبر کو آفتاب کے طلوع ہوتے ہی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی اور مطلع بالکل صاف ہوگیا جس سے سڑکون کی آراستگی کا منظر دوبالا ہوگیا - لوگ نور کے تڑکے ہی کام کاج مین مصروف ہوگئے - کچھہ تو اپنے مکانات کی باقی ماندہ آراستگی مین مصروف ہوگئے - اور اکثر نے اپالو بندر کا راستہ لیا - کو سات ہی بجے آدمیون سے کھچا کھچ بھر گیا تھا ان مین سب قومون فرقون اور جماعتون کے لوگ تھے سفید اور سرخ شامیانے جو حضور ولی عہد بہادر کے استقبال کے لئے لگائے گئے تھے - عجیب لطف دے رہے تھے کی نظرین سمندر کیطرف لگی ہوئی تھین - آٹھ بجے جھنڈے کے جہاز پر بگل بجا ہوا - اور چشم زدن مین ہر جہاز پر پھریرے اڑنے لگے - یہ بحری سلامی حضور ملک کی سالگرہ کیوجہ سے ہوئی تھی - ورنہ یہ سلامی گھنٹہ بعد ہوتی - اس کے بعد افق پر جہاز کی جھلک نظر آئی - اور ۱۰ بجکرہ ۴۰ منٹ پر شاہی سلامی کی سر ہوئین - جس کا یہ مطلب کہ جنگی جہاز بندرگاہ مین داخل ہوئے - کے آگے آگے فاکس اور پراسپرین تھے پر ہز رائل ہائنس کا جھنڈا شاہی جھنڈا جھلملا اور سفید نشان اڑ رہے تھے - بندرگاہ کی رونق قابل دید تھی - گیارہ بجے کی انیس توپین سر ہوئین - اور چارون طرف دھوان چھاگیا - جسے دیکھکر خیال آتا تھا کہ لڑائی مین جہان بارود سے کام لیا جاتا - کیا حشر برپا ہوتا ہوگا - رناؤن ٹھیک اپالو کے مقابلہ مین رکا سوا گیارہ بجے ہر جہاز لنگر انداز ہوگیا - جہاز رناؤن پروگرام کے وقت سے ۴۵ منٹ پہلے لنگر انداز ہوچکا تھا - چونکہ سرکاری طور پر حضور ویسرائے کے ہونے مین چار گھنٹے کی دیر تھی اس لئے بڑی رسم عمل مین نہین آئی - اس غرض کہ ہز رائل ہائنس شہر کے اندرون مین پہونچ والیسرائے بہادر مقررہ وقت سے ۱۵ منٹ پیشتر روانہ ہوگئے - اب یہان استقبالی شہ مین ہز رائل ہائنس کا استقبال کرنے کے آنے تھے - جن مین والیان ریاست جہان ... کورٹ سکرٹری اور قنصل تھے گھوڑون کی ٹاپون اور توپون کی سلامی نے والیسرائے کی آمد کا اظہار کیا - لارڈ کرزن گاڑی سے اترے ہز اکسیلنسی کی مریضانہ حالت دیکھکر ہر شخص کو صدمہ ہوتا تھا وہ لکڑی کے سہارے چلتے ٹھیک تین بجے لارڈ کرزن معہ ہز اکسیلنسی جہاز مین سوار ہوکر رناؤن کو روانہ ہوئے ۱۵ منٹ بعد لارڈ لیمنگٹن بہادر معہ بمبئی ڈپوٹیشن جس مین چیف جسٹس بشپ آف ڈائوسیز اور ممبران کونسل شامل تھے روانہ ہوئے - ویر رائل ہائنس اس جہاز سے اترے جو انہین ... لایا تھا اور کل بیڑے نے شاہی سلامی سر کی ... پہلے ہز اکسیلنسی والیسرائے اور پھر ... ہز رائل ہائنس پرنس آف ویلز ہز رائل ہائنس پرنسس آف ویلز اور ہز اکسیلنسی

www.aaiil.org

اترے - سیڑہیون کے نیچے افسران اسٹاف جمع تہے - جن مین سب سے ناموز سر پرتاپ سنگہ آنریری کرنل امپیریل کیڈٹ کور تھے - جسوقت ہز رائل ہائینس نے ہندوستان مین قدم رکہا سر پرتاپ سنگہ نے مناسب طریقہ سے سلام کیا - اس کے بعد چند منٹ تک حضور ولیعہد بہادر نے اپنے اسٹاف سے گفتگو کی - اسکے بعد مین لارڈ کرزن ہز رائل ہائینس ولیڈی کرزن وہ سیڑہیون پر چڑہکر بندر کو روانہ ہوئے - جہان اعلےٰ حکام ان کا انتظار کر رہے تہے - ہز رائل ہائینس وائس ایڈمیرل کی ٹھنڈی سفید گرمیون کی وردی پہنے ہوئے تہے - سر پر آفتابی خود تہا صرف نمایشی چیز ستارہ ہند کا فیتہ تہا - ہز رائل ہائینس کی پوشاک بھی بالکل سادہ تہی - اور وہ انڈین آرڈر کا تمغہ زیب تن کئے ہوئے تھین -

ہز رائل ہائینس کی صحت نہایت اچہی معلوم ہوتی تہی اور بحری سفر کی وجہ سے وہ اور بہی قوی ہو گئے تہے - اعلےٰ حکام اور ہندوستانی والیان ریاست پیش کئے گئے - اس کے بعد رائل پارٹی میونسپلٹی کا ایڈریس لینے کے لئے دوسری جانب متوجہ ہوئے - ایڈریس سر فیروز شاہ مہتہ نے پڑہا - جسکا جواب ہز رائل ہائینس نے صاف اور گونجتے ہوئے الفاظ مین دیا جنہین سب لوگ سن سکے - ہار پہننے کے بعد ہز رائل ہائینس معہ جلوس شہر مین ہوکر گورنمنٹ ہاؤس کو روانہ ہوئے - سڑکون پر دورویہ جم غفیر تہا - لوگ نہایت خلوص کا اظہار کر رہے تہے شہر کی سجاوٹ اعلےٰ پیمانہ پر تہی - ۱۲ - بجے رات کے حضور ولیعہد اگرہ کو روانہ ہو گئے -

حضور ولیعہد بہادر کی پہلی تقریر

۹ - نومبر کو بمبئی میونسپل کارپوریشن .... کے ایڈریس کا ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز نے جو جواب دیا تہا - اسکا خلاصہ حسب ذیل ہے -

مسٹر پریسیڈنٹ اینڈ جنٹلمین آف دی میونسپل کارپوریشن آف بمبئی! آپ نے [illegible] ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز کا [illegible] کیا ہے اس کے لئے مین آپ کا [illegible] دل سے ممنون ہون - آپنے [illegible] نے کا ذکر کیا ہے اس سے ہم [illegible] ہوئے ہین - درحقیقت [illegible] قدم رکھنے کے لئے پہلی پرنس [illegible] مہمان ہین - آپ کے ایڈریس کے الفاظ با این ہمہ فصاحت جو کچھ آج ہم یہان دیکھتے ہین - اس سے ہماری ہم جنس رعایا کو جو سلطنت کے دوسرے حصون مین ہین - مطلع نہین کر سکتے - نہ وہ ہندوستان کے اس عظیم الشان مغربی بندر کے باشندون کی جو اس شاندار رسم مین شریک ہین - کوشش اور عقیدت مندی کو کماحقہ سمجہ سکتے ہین - ٹہیک ۵۰ سال ہوئے - کل کی بات ہے - میرے پیارے والد ملک معظم اسی جگہ کے قریب کہڑے ہوئے فرما رہے تہے - کہ ہندوستان دیکہنا میرے لئے خواب وخیال تہا - یہی کیفیت میری اور پرنس کی تہی - اور جس طریقہ سے آپ اور آپ کے رفقاء ان خوابون کو معرض ظہور مین لائے اسکے لئے ہم آپ کے تہ دل سے ممنون ہین - اس طرح اپنے پدر بزرگوار کے نقش قدم پر چلنے مین ہم اس رسم کو پورا کرتے ہین - جو انہون نے قایم کردی ہے - اور جو مین یقین کرتا ہون - نسلاً بعد نسل دوہرائی جاتی رہے گی مجہے امید ہے - بلکہ یقین ہے - کہ وہی بحث آمیز دلچسپی اس بڑے ملک کے ساتہہ جو ہندوستان آنے سے میرے والد کے دل مین پیدا ہوگئی تہی - اور اس کے بعد سے کبہی زائل نہین ہوئی - وہی ہمین حاصل ہوگی اگر اس وسیع سلطنت کے مختلف ممالک کے سفر کے دوران مین پرنس اور مین باشندگان ہند کی ہمدردی اور عقیدت مندی حاصل کر سکیں تو ہم اس سفر کا جس کا ہمین موقع ملا ہے - نتیجہ مہر پائین گے - چار سال ہوئے ہز میجسٹی کی ماورا البحر قلمرو کو جو قابل یادگار اور خوش نصیب مشن گئی تہی - اس کی یہ آخری منزل ہے - اگرچہ اس شہر مین ہم بالکل اجنبی ہین لیکن آپ کی کوششون اور کامیابیون کے متعلق ہم نے بہت کچھ پڑہا اور سنا ہے - مغربی ہند کا صدر مقام اور ایسا بندرگاہ ہونیکی حیثیت سے جو اس مشرقی براعظم اور یورپ کو ملاتا ہے بمبئی کو شاید ہر دوسرے مشرقی شہر سے زیادہ اپنے آپ کو زمانہ حال کی ضروریات زندگی کے مطابق کرنا پڑا ہے - اسے اپنے درجہ کے مطابق رہنا پڑتا ہے - اور خوشنما اور دلکش سرزمین کا دروازہ ہونے کی حیثیت سے یہ درجہ کسی قدر بہاری ہے لیکن اگر مین سمندر کے مختصر اثر اور جو کچھ یہان دیکہہ رہا ہون اس سے اندازہ کرون - تو بمبئی نے اپنے احسانات مین کمی نہین کی - علاوہ اپنی عمارات کی خوبصورتی اور قدرتی فوائد کے اسے تجارتی سہولتون اور ۸ لاکہہ باشندون کی صحت اور بہبودی کا خیال ہے - مین خوش ہون - کہ نئی گودی اور پہلی بڑی گلی کو جو کمیٹی توسیع شہر نے تعمیر کی ہے مجہہ سے منسوب کیا گیا ہے - اور تمام بڑے بڑے شہرون کی طرح جن کا مدار تجارت پر ہے - بمبئی پر بہی مختلف حالتین گذری ہین - اور آپ کی میونسپل تاریخ ہماری سلطنت کے بہت سے دوسرے شہرون سے مشابہ - جن کی مین نے سیر کی ہے آپ کی سرسبزی کے زمانہ مین آپ کو ایسی عمارتین اور دوسری چیزین مل گئی ہین جن پر آپ بخوبی فخر کر سکتے ہین - لیکن آپ کی آبادی نہی بہت بڑی ہے - اور آپ اب راہ عقلمندی ایسے مسائل کی جانب متوجہ ہو گئے ہین - جو مغرب مین ہمین مصروف کئے ہوئے ہین - یعنی وسیع گلیان اور صحت بخش حرفتی مقامات - مسٹر چیرمین! مین آپ کی اور تمام ان لوگون کی جو بمبئی کی بہبودی کے لئے کام کر رہے ہین - ترقی متمنی ہون - میرے خیال مین اس سے زیادہ فیاضانہ کوئی کام نہین ہے - کہ کوئی شخص اپنے شہر کی ترقی کے لئے کچھ کرے - اس قسم کے سفرون مین جیسا اب پرنس کو اور مجہے درپیش ہے - ایک نقص ہے - تمام چیز دیکھنے کا وقت بہت تھوڑا ہوتا ہے - جو لوگ ہمارے استقبال مین شریک ہوئے ہین - ہم انہین فردا فردا نہین بتا سکتے - کہ ہم کتنے ممنون ہین - مجہے اپنے والد اور اپنے گذشتہ فرمانروا آپ کی پہلی ملکہ قیصرہ سے ہندوستان اور ہندوستانیون کی محبت وراثتہً ملی ہے - عنوان شباب ہی سے مینے ہندوستان کے نام کو مہربانی وفاداری ملاطفت اور بہادری جیسے اوصاف سے منسوب کیا ہے اور مجہے ذرا بہی شک نہین ہے - کہ ابتدائی خیالات آیندہ چند ماہ کے تجربہ سے قوی ومستحکم ہو جائینگے - جیسا کہ ہم چاہتے ہین ہم آپ کی کل انسٹیٹیوشین نہین دیکہہ سکتے - لیکن ہمین امید ہے کہ ہندوستان کے دیگر حصون مین اسی قسم کی دوسری انسٹیٹیوشنون کا کچھ حال معلوم کر سکین گے ہم دونون کو امید ہے کہ ہم اپنے ساتہہ وطن کو نہ صرف ہندوستانیون کی ہمدردی اور محبت بلکہ ہندوستان کی ضروریات اور مسائل کے ساتہہ بڑہی ہوئی دلچسپی بہی لیجائینگے - اور مختلف سرکاری وغیر سرکاری برٹش وہندوستانی طبقون سے واقفیت پیدا ہو جائے گی جو خدا کے فضل سے ایک ہی مقصد کے لئے کام کر رہے ہین - یعنی ہندوستان کی بہبودی اور اس کے باشندون کی خوشی وخرمی مین ملک معظم سے آپ کی اس وفاداری اور عقیدت مندی کا ضرور ذکر کرون گا - جو آپ کو ان کے تاج اور ذات سے ہے اور یہ یاد کرکے کہ آج ہم ہز میجسٹی کی سالگرہ منا رہے ہین - یہ تیزان کی خاص مسرت کا باعث ہوگی - اور مجہے یقین ہے - کہ یہ بڑی جماعت میرے ساتہہ یہ دعا کرنے مین شریک ہوگی کہ یہ دن سالہا سال تک آتا رہے -

حضور ولیعہد بہادر کی سیاحت ہند

ولیعہد بہادر بمبئی مین

الگزنڈرا گودی سے ہز رائل ہائینس سیدہے رائل بمبئی یکٹ کلب کو چائے نوشی کے لئے گئے آنریبل مسٹر ہفر چیرمین اور مسٹر والٹرنیگ آنریری سکرٹری نے استقبال کیا - پارٹی مین ہز ایکسلینسی گورنر اور لیڈی ایپتھل بھی تھین - ہز رائل ہائینس نے کلب مین ایک گہنٹہ صرف کیا - اور پارکشائرز کا بینڈ سنتے - اور ان لوگون سے باتین کرتے رہے - جن کو شرف باریابی حاصل ہوتا تہا - ۱۷ کی شام کو ڈنر کے بعد ہز رائل ہائینس تاج محل کلب کے جلسہ بال مین شریک ہوئے - آراستگی ایسی اعلےٰ پیمانہ پر کی گئی تہی کہ کلب کی معمولی عمارت پری خانہ بن گئی تھی - کلب کے دروازہ پر روشنی کا ایسا انتظام تہا کہ درختون اور جہاڑیون مین بہی بتیان لگی ہوئی تہین - ایک خوبصورت شامیانہ بہی طیار کیا گیا تہا - بال کے کمرہ کی دیوارون پر ایسے نقش ونگار سے آراستہ کیا گیا تہا کہ طلائی کام کا شبہ ہوتا تہا - ہز رائل ہائینس کیلئے ایک ڈرائینگ روم خاص طور پر تیار کر کے اسے فرانسیسی وضع پر سجایا گیا تہا - کلب کے احاطہ ہی مین شامیانے اور مسقف روشین تیار کی گئی تھین - جن مین دو ہزار سے زیادہ چینی قندیل اور بے شمار چہوٹی بتیان روشن تہین - ۱۴ نومبر کو گورنمنٹ ہاؤس مین ہز رائل ہائینس نے مسٹر اسٹینگ ولیم ایجرلی اور مسٹر ہربرٹ جارج جل کمشنر پولیس کو تمغے دیئے مسٹر سیسون جیکب اور مسٹر کریم بہائی ابراہیم کو بہی تمغے عطا ہوئے - اس موقع پر ہز ایکسلینسی گورنر بہی موجود تہے ہز رائل ہائینس نے پرائیویٹ طور پر شہر کے حسب ذیل ۵ سربرآوردہ لوگون کو شرف باریابی بخشا - سر جمسیٹ جی جی جی بہائی - مسٹر جسٹس بدرالدین طیب جی بہنڈارکر - مسٹر بی - ایم ملاباری اور سر فیروز شاہ مہتہ - اس کے بعد ہز رائل ہائینس کے راج کمار کالج

راجکوٹ کے بائیس ۲۲ کمار دن سے ملاقات کی جن مین پرنس رنجیت سنگھ بھی ہین شام کو مشہور مندر الفنٹا کی سیر کا وقت تہا - لیکن اس کے لئے ضروری تہا - کہ سویرے روانہ ہون - اس لئے وئسرائے ہائینس نے دہوپ کے خیال سے وہان جانا ملتوی کر دیا - اور اسکی بجائے کشتی مین سوار ہوکر بندرگاہ کا گشت کیا - اس موقع پر مسٹر ایف ساؤ ہنول پاپر سینیئر ڈاک ماسٹر وئیسرائے ہائینس کے ارشاد کے بموجب پیش کئے گئے - اور انہون نے مسٹر پاپر کو مٹی کے تیل کی کشتی مین آگ لگ جانے کے وقت بہادری دکہلانے پر مبارکباد دی بعد ازان جنگی جہاز پر ڈنر تناول فرمایا - اور اپالو بندر سے بی بی سی آئی - ریلوے سے اندرون ملک کے پہلے سفر پر روانہ ہوئے - ایک کثیر التعداد گروہ نے خیرباد کہا -

۱۴ کی شب کو شہر مین نہایت اعلے پیمانہ پر روشنی کا انتظام تھا - بمبئی مین ایسی روشنی اور رونق وچہل پہل کبھی نہین ہوئی تہی جس سے تمام پہلے نظارے ماند پڑ گئے تھے تمام پبلک عمارتین رشک عروس بنی ہوئی تہین - گورنمنٹ ہاؤس ہزارون رنگارنگ بتیون سے بقعۂ نور نظر آتا تہا جو گلیان نسبتاً تنگ ہین - ان مین روشنی ایک سمت سے دوسری سمت تک مسلسل ہوگئی - اور روشنی کی چہت بن گئی تہی - بندرگاہ مین تمام جہازون پر برقی روشنی تہی حصہ [illegible] پر تو یہ معلوم ہوتا تہا کہ آتشبازی چہوٹ رہی ہے ہزارون کی تعداد مین تماشائی قرب وجوار سے آ گئے تہے - پولس کا انتظام ایسا عمدہ تہا کہ باوجود اس بہیڑ بہاڑ کے کسی قسم کی بدمزگی نہین ہوئی - جلوس ۶ بجے شام کے نکلا تہا - لیکن عام نگاہین آدہی رات گذرنے پر بہی اس دلفریب نظارہ سے سیر نہین ہوئی تہین - اور یہ معلوم ہوتا تہا - کہ سارا شہر گہرون سے نکل پڑا ہے -

ولیعہد صاحب کا پروگرام لاہور

چہٹی آمدہ گورنمنٹ پنجاب سے معلوم ہوا ہے کہ حضور پرنس آف ویلز بہادر ۲۸ - نومبر کو ۱۰ بجے دن کے وقت لاہور تشریف لائینگے - ہز آنر نواب لفٹنٹ گورنر صاحب پنجاب وافسران ورؤسا کے خیر مقدم کرینگے اور ۴۲ خاندانی مستورات حضور پرنسس آف ویلز کا خیر مقدم کرینگی - ازان بعد حضور پرنس وپرنسس آف ویلز معہ شاہی جلوس کے سٹیشن سے روانہ ہوکر گرانڈ بازار ہوتے ہوئے گون سڑک سے قلعہ مین جائینگے - راستہ مین سے تمام راجگان ورؤسا شامل جلوس ہونگے وہان سے جلوس ضلع کی کچہری کے سامنے سے ہوتا ہوا انارکلی بازار مین جائیگا جہان میونسپل کمیٹی ایڈریس دیگی - اسی شام کو لارنس ہال مین صوبے کے شرفاء کی ملاقاتین ہونگی - ۲۹ نومبر کو والیان ریاست سے ملاقات ہوگی اور دوپہر کو شاہزادی صاحبہ ڈفرن ہسپتال معائنہ کرینگی رات کو شالامار باغ مین جلسہ ہوگا - ۳۰ - نومبر کو والیان ریاست سے ملاقات بازدید ہوگی اور دوپہر کو ایچیسن کالج تشریف لیجائینگے رات کو صوبے کے انگریزون کیطرف سے جلسہ بال دیا جاویگا - یکم دسمبر کو میدان اچہرا مین امپیریل سروس ٹروپس کا ملاحظہ ہوگا - اور دوپہر کو لیڈی ریواز صاحبہ دعوت دینگی - شام کو جہ برجی کے قریب آتشبازی ہوگی اور رات کو ½ ۱۰ بجے حضور ممدوح پشاور کی طرف روانہ ہونگے -

برہما کا پروگرام

برہما کے لئے شاہی سیاحت کا مکمل پروگرام حسب ذیل ہے -

رنگون مین پبلک داخلہ ۱۳ - جنوری روز شنبہ وقت ½ ۸ بجے صبح - میونسپل ایڈرس - افتتاح وکٹوریا - پارک بوقت ½ ۴ بجے شام شرکت شاہی ضیافت ½ ۸ بجے شام -

یکشنبہ :- نماز اور شوئے ڈیگن پیگوڈا کی سیر -

دوشنبہ :- ۱۱ بجے صبح ٹیک یارڈز کی سیر - گارڈن پارٹی مین شرکت - جہیل اور ڈلہوزی پارک مین ½ ۹ بجے شام کے روشنی کا معائنہ ماندلے کو پرائیویٹ روانگی ۱۱ بجے شام -

سہ شنبہ :- ماندلے مین پبلک داخلہ ½ ۴ بجے شام - میونسپل ایڈریس -

چہارشنبہ :- صبح کو محل - اراکان پیگوڈا اور زگیو بازار کا معائنہ چار بجے شام کے گارڈن پارٹی - اور کشتیون کی دوڑ - گیارہ بجے شب کے پرائیویٹ روانگی -

پنجشنبہ :- سارا دن دریا کی سیر مین صرف ہوگا -

جمعہ :- پوکہی مین مرغابی کا شکار -

شنبہ :- پروم مین پرائیویٹ ورود - رنگون ½ ۶ بجے صبح کے پہنچ جائینگے - یکشنبہ کو ۸ بجے صبح کے مدراس کو پرائیویٹ طور پر روانہ ہو جائینگے -

ایک ضروری خط

میرے ایک واجب الاحترام مخدوم چودہری غلام احمد خان صاحب رئیس کاٹھ گڑھ نے روزانہ کے متعلق مجھے ایک خط لکہا ہے جو کم از کم مین چاہتا ہون کہ الحکم کے ناظرین ضرور پڑہ لین - بحالات موجودہ آخر مین چودہری صاحب نے مجھے روزانہ کے اجراء سے روکا ہے لیکن ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ کیون ؟ اسلئے مین امید کرتا ہون کہ چودہری صاحب کا یہ خط نہایت غور سے ناظرین الحکم پڑہینگے اور ان امور کی تکمیل کی طرف توجہ کرینگے جو ضروری ہین - چودہری صاحب سلسلہ کے لئے ایک عظیم جوش اور قوم کے لئے دل مین درد رکہتے ہین پیرانہ سالی مین انہون نے ضلع ہوشیارپور کی احمدی جماعت کی فرد طیار کرنے کیلئے خود سفر کیا - جزاہم الاحسن الجبار

ایڈیٹر

حامداً ومصلیاً - میرے مکرم شیخ صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مینے اخبار الحکم مین بعض صاحبان کی پرزور تحریک اسکے روزانہ اشاعت کے بارہ مین دیکہی ہے - اور جناب کی منشاء درخواست کے آنے پر آمادگی معلوم ہوئی ہے - اس معاملہ مین میری جو کچھ ناقص رائے ہے اسکو ہی ظاہر کردینا اسلامی اخوت کا فرض سمجھتا ہون - اس امر سے تو انکار نہین ہوسکتا کہ اس اخبار نے اسلام کی اشاعت اور اہل اسلام کی ہدایت مین نہایت سعی اور جانفشانی سے کام کیا ہے - اور احمدی جماعت کے لئے خصوصاً اسکا وجود نہایت ضروریات مین سے ہے لیکن اب اسکو ترقی دینا اور اعلے پیمانہ پر قائم کرنا دو باتون پر منحصر ہے - آپکی ہمت اور قوم کی مدد - پہلے امر کی نسبت تو ہم کو کوئی کلام نہین - اور آپ اسکو بڑی آسانی سے روزانہ چلا سکتے ہین - اب رہا دوسرا امر جسپہ سارا دارومدار ہے - اسمین پہلے یہ بات دریافت طلب ہے کہ ہماری جماعت ایسی قوم بن گئی ہے کہ دینی کامون کو نہایت خلوص نیت اور دلی جوش کے ساتھ بسہولیت سرانجام دے سکے مین اپنے علم اور تجربہ سے کہہ سکتا ہون کہ ہنوز دلی دور است - کہنے کو تو احمدی جماعت کی تعداد لاکہون تک پہنچ گئی ہے لیکن اگر حضرت اقدس کے ارشادات اور ہدایات کے بموجب دیکہا جائے تو اگر دو لاکھ مین دو ہزار سچے احمدی اور مسیح موعود کی متبع ہون تو بہت بڑی تعداد ہے اور بہت کچھ کرکے دکہلا سکتے ہین مگر چونکہ قوم کے سارے کام میگزین لنگرخانہ مدرسہ ادہورے پڑے ہین - اور ہفتہ وار اخبار الحکم نے بہی مناسب اندازہ تک ترقی نہین کی تو ہماری امید اور بہی کمزور اور مایوسی کے قریب پہنچ جاتی ہے - ہماری جماعت مین بہت سے ایسے باثروت اور متمول آدمی موجود ہین - کہ اگر وہ صرف الہی احکام کی تعمیل کیطرف متوجہ ہون اور اپنے مال کی زکواۃ ادا کرین تو قوم کے سارے کام باسانی حل ہو سکتے ہین مگر ان کے دلوان پر مسیح کی تعلیم نے پورا اثر نہین [illegible]

کیا - خداوند تعالے نے اسلام کی امداد کے لئے ہمکو بہت اچہا زمانہ عطا فرمایا تہا - اگر ہم مین اسلام کی سچی محبت ہوتی تو دنیا مین اسلام ہی کا اسلام ہوتا جناب من یہ تو میرا نور اپورا یقین ہے کہ اسلام کی اعانت اور حفاظت کے جو وعدے احکم الحاکمین نے اپنے رسول کے ساتھ کئے تہے انکی ایفا کا یہی وقت ہے اور اس شخص کی معرفت پورے ہونگے مگر موجودہ مسلمانونکی یہ قوم وہ قوم نہین ہے جو خدا کے ان وعدون کے ایفا کا ذریعہ بنینگے - بلکہ اللہ تعالے اپنے فضل سے کوئی اور ایسی پرجوش اور باہمت قوم اسلام کو عنایت فرما دیگا جو خدا کی منشاء کو پورا کرنے والی ہوگی - صاحب من ضرورت تین قسم کی ہوتی ہے - ضروری - ضروری تر - اشد ضروری ہمارے لئے اشد ضروری کام غیر ملکون مین اسلام کی اشاعت کا ہے جو بذریعہ میگزین بخوبی پورا ہو سکتا تہا سو اسکی اشاعت مناسب تعداد تک بہی ہم سے نہین ہوسکی - دوسرا نہایت ضروری کام ہمارے لئے مدرسہ تہا - کیونکہ مسلمانون کی قوم کے بچون کے لئے یہی ایک مدرسہ تہا جو انکو دیندار مسلمان بناکر ہوشیار دنیادار بنا سکتا تہا - سو اسکی جو کچھ حالت ہے وہ بہی آپسے پوشیدہ نہین ہے - تیسرے ضروری کام مین لنگرخانہ واجرائے اخبارات وتصنیف کتب کا کام ہے - سو ان تینون کامون کو ذرا سرسری نظر سے ملاحظہ فرماکر آپ بہی الحکم کو روزانہ جاری کردین - میری رائے مین آپ ہرگز ہرگز یہ ارادہ نہ فرماوین اگر آپ ایسا کرینگے - تو پہر ان الفاظ کو حفاظت سے یاد رکہین " کہ آپ نقصان اٹہائینگے " آپ اسی ہفتہ وار کو ہی ترقی دینے مین سعی کرتے رہین - اور اسکی کمیون کے پورا کرنے کی کوشش کرین - وما علینا الا البلاغ

آپکا سچا خیرخواہ غلام احمد

خواب سے جاگو - آنکہین کہولو

اور دیکہو کہ مندرجہ ذیل گہڑیان کسقدر سستے دامون پر فروخت کررہے - ابہی اگر آپ نے گہڑیان نہ خریدین - تو پہر کب خریدوگے - صاحبان جلدی گہڑیان خریدلین ورنہ پہر ایسا بہترین موقعہ نہ ملیگا -

اصلی راسکوپ سسٹم واچ گارنٹی ۶ سال قیمت تین روپیہ علاوہ محصول

اگر یہ گہڑی عرصہ گارنٹی مین بلا کسی خاص نقص کے چلنے سے رک جاویگی تو ہم بلا اجرت درست کردینگے اسکا اس سے زیادہ اسکے پختہ وپائدار ہونیکا کیا ثبوت ہوسکتا ہے منگوا کر ملاحظہ کیجیے - قیمت تین روپیہ علاوہ محصول بکس شیشہ سپرنگ ہمراہ گہڑی مفت -

نکل سلور کی سٹ واچ گارنٹی ۳ سال قیمت ۴ روپیہ علاوہ محصول یہ گہڑی کلائی پر باندہی جاتی ہے اس سے پہر کر نہایت پختہ اور پائیدار ہین کیلئے [illegible]

مرجیت مین یہی الگ رہ [illegible] سکتی نہین بگڑتی - قیمت چار روپیہ علاوہ محصول -

ملنے کا پتہ :- منیجر حمیدیہ ٹریڈنگ کمپنی [illegible]

ٹرسٹیان مدرسہ

چار پانچ سال کا عرصہ ہوا کہ مجلس منتظمہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان نے ایک تجویز بغرض تقرر ٹرسٹیان مدرسہ شائع کی تھی جس میں ممبری کی شرط صرف ماہوار چندہ کی ادائیگی اور کوئی خدمت رکھی گئی تھی۔ اور مجلس کیطرف سے یہ اعلان کیا گیا تھا۔ کہ بجٹ اور سکیم کا فیصلہ اجلاس ٹرسٹیان میں ہوا کرے گا اور ایک سالانہ رپورٹ سب ٹرسٹیوں کی خدمت میں بھیجی جایا کرے گی۔ مگر بعض امور کیوجہ سے نہ کوئی اجلاس ٹرسٹیان ہوا اور نہ ہی ابتک ان باتوں پر عمل درآمد ہوا جنکا اعلان کیا گیا تھا۔ اب بعض احباب اور بزرگوں کی تحریک سے دوبارہ اس تجویز کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اور ٹرسٹیان کا اجلاس آخری ایام دسمبر میں ہوگا جسمیں تمام امور کا فیصلہ ہوگا کہ مجلس ٹرسٹیان کے کون کون سے عہدہ دار ہونے چاہئیں۔ اور اسکے کیا کیا قواعد ہونے چاہئیں اور اسمیں احباب کی شمولیت کس طریق پر ہونی چاہئیے اور کون کون سے حقوق یا ذمہ داریاں اسکو مدرسہ کے متعلق حاصل ہونی چاہئیں۔ بالفعل اس میں صرف وہ احباب شامل سمجھے جاوینگے جنہوں نے بجواب سرکلر لیٹر جو منتظمین مدرسہ اور بعض دیگر احباب کیطرف سے شائع ہوئی تھی۔ پانچ روپیہ ماہوار چندہ دینا منظور کیا ہے۔ آخر میں تمام احباب سے یہ میری استدعا ہے کہ جو صاحب توفیق ہوں انکو ایسے مشوروں میں ضرور شامل ہونا چاہئیے تاکہ مدرسہ کا استحکام دن بدن بڑھے اور اسکی حالت روبہ ترقی ہو اور تمام احباب کو اس مدرسہ میں ایک نیا شوق پیدا ہو کر وہ اپنے یا اپنے دوستوں اور اقارب کے بچوں کو اسجگہ بغرض حصول تعلیم بھیجنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ یہی ایک بات ہے جس سے مدرسہ سے وہ پورا فائدہ حاصل ہوسکتا ہے جسکے حصول کے لئے اسے قایم کیا گیا ہے۔

اسی اثنا میں یہہ بھی تحریک کرنا چاہتا ہوں جیسا کہ سرکلر لیٹر میں بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ علاوہ ٹرسٹیان کے ایک گروہ معاونین مدرسہ کا ہو جس میں وہ تمام لوگ شامل ہوں جو ایک روپیہ ماہوار چندہ دے سکتے ہوں اور اسکو بھی بذریعہ رپورٹ کے وقتاً فوقتاً حالات و آمدنی و اخراجات مدرسہ سے اطلاع رہے۔ اور وہ اسکی بہتری کی تجویز سوچتے رہیں۔ اکثر احباب نے جن کے نام چٹھی لکھی گئی تھی ٹرسٹی یا معاون ہونا منظور فرمالیا ہے جنہوں نے ابھی تک اطلاع نہیں دی وہ بہت جلد مطلع فرماکر مشکور فرماویں۔ ابتداء میں یہ تجویز بھی کی گئی تھی کہ چونکہ خود بخود چندہ دینے میں بعض احباب سے تساہل ہوجاتا ہے اسلئے جو احباب خود بخود ماہوار چندہ بھیجنے کی ذمہ واری نہ اٹھا سکیں ان سے آخیر مہینہ پر بذریعہ وی پی انکا ماہوار مقررکردہ چندہ وصول کرلیا جاوے۔ بعد اس کے بعض دوستوں نے یہ کہا کہ وی پی کرنے میں مفت کا نقصان مدرسہ کا ہوگا اور اس لئے وی پی کی تجویز کو ملتوی کر دیا گیا تھا مگر کئی مہینہ کے تجربہ نے بتا دیا ہے کہ وی پی کے ذریعہ وصولی مفید ہے۔ کیونکہ جب زیادہ چندہ جمع ہوجاتا ہے تو اسکا دینا دشوار ہوتا ہے کہ خود بخود بعض وقت یاد نہیں رہتا یہ گویا ایک ایسی تحریک ہوگی جس سے احباب کو اپنا مقرر کردہ چندہ وقت پر یاد آجایا کرے گا۔ اور اسکی ضرورت کو بھی وہ محسوس کرسکینگے۔ بنابریں پھر یہی تجویز کی گئی ہے کہ ماسوائے ان احباب کے جو خود ہی چندہ بھیجنے کی ذمہ داری اٹھاتے ہیں دیگر احباب سے بذریعہ وی پی چندہ وصول کرلیا جایا کرے۔ یہ تھوڑا سا خرچ وی پی کا انشاء اللہ بہت سے فوائد کا موجب ہوگا۔

آخر میں یہ التماس ہے کہ وی پی صرف اس لئے بھیجا جائیگا کہ بعض احباب نے خود اس طریق کو پسند فرمایا ہے کہ خود بھیجنے میں بعض وقت کسل ہوجاتا ہے۔ اور بہت بقایا جمع ہو جاتا ہے اور یہ عین موقع پر ایک تحریک ہوجایا کرے گی۔ والّا اس سے یہ منشاء ہرگز نہیں کہ کسی دوست سے باکراہ وجبر کچھہ وصول کیا جاوے۔ پس وی پی کو جو احباب بانشراح صدر وصول فرماویں فرماویں ورنہ دفتر میں اطلاع دیدیں کہ وہ خود ہی بھیجدیا کرینگے اسکے نام وی پی نہ بھیجا جاوے۔

الراقم۔ محمد علی سکرٹری مجلس منتظمہ مدرسہ

چندہ بھیجنے والے احباب توجہ کریں

(۱) حضرت اقدس کے نام جو منی آرڈر بھیجا جاوے وہ ایسا ہونا چاہئیے۔ جو لنگرخانہ یا صرف حضرت کی ذات خاص کیلئے ہو بعض احباب کل مدات کا روپیہ ایک جگہ حضرت صاحب کے نام بھیجکر پھر اسکی تفصیل دیتے ہیں کہ فلاں مد میں اسقدر اور فلاں فنڈ میں اسقدر جس سے حضرت اقدس کو تکلیف ہوتی ہے آپکے اوقات ایسے فضول حسابوں سے خالی ہونے چاہئیں۔ اسلئے سوا ان دو مدات کے جنکا ذکر اوپر ہوا احباب روپیہ مدات متعلقہ میں بھیجا کریں۔ یا اگر اکٹھا بھیجنا ہو تو بجائے حضور علیہ السلام کے نام پر بھیجنے کے کسی دوسرے صاحب کے نام بھیجدیا کریں جسکو اس قسم کی تقسیم کی فراغت ہو۔

(۲) منی آرڈر کوپن عموماً خالی ہوتے ہیں یا اپر ضروری باتیں نہیں ہوتیں مثال کے طور پر بیان کرتا ہوں کہ ابھی حضرت اقدس کی جانب سے چند کوپن آئے ہیں ان میں سے ایک کوپن پر یہ عبارت ہے عہ چندہ لنگر عہ میگزین ۔۸ مسکین فنڈ ۔ عہ کالج فنڈ نام اور پتہ ندارد ہے اب اگر تقسیم کی جائے تو کسطرح اور کس صاحب کے نام یہ روپیہ لکھا جاوے۔ ایک اور کوپن میں ہے کہ للعہ اشاعت میگزین کیلئے بھیجے جاتے ہیں نام عبدالمجید بی۔ اے درج ہے مگر پتہ ندارد اول تو میگزین کا روپیہ براہ راست بنام منیجر آنا چاہئیے اب دوسری دقت یہ ہے کہ رسید کسکو بھیجیں ایک تیسرے کوپن میں ہے چندہ لنگر ماہ اکتوبر و نومبر ارسال ہے قبول فرمایا جاوے عاجز عطاء اللہ۔ رقم چندہ درج نہیں نہ کوئی تفصیل ہے نہ فرسندہ کا کوئی پتہ ہے۔ ایک اور کوپن میں درج ہے کہ چندہ لنگرخانہ و مدرسہ اسقدر ارسال ہے مگر تفصیل نہیں کہ لنگرخانہ کا کسقدر ہے اور مدرسہ کا کسقدر اور کس کس مہینہ کا پھر نام درج ہے۔ پتہ ندارد۔ ایک کوپن بالکل خالی ہے غرضیکہ سوائے ایک کوپن کے کسی پر کچھہ بھی نہیں کسی پر پتہ نہیں کسی پر تفصیل نہیں غرضیکہ ایسی صورتیں کوپن آتے ہیں کہ حساب کتاب صاف نہیں رہ سکتا۔ پس آیندہ ہر ایک دوست جو چندہ بھیجے کوپن پر پوری رقم۔ اپنا نام اور پتہ بہ تفصیل کہ کس مد کا چندہ ہے کس ماہ کا ہے سب درج کریں تا حساب صاف رہ سکے۔ الراقم۔ محمد علی۔

عید آگئی اور اظہار مسرت کا وقت آگیا

خدا کا شکر اور اسکی حمد ہے کہ اسنے پھر ایک موقع مسرت کا ہمکو دین دیا ہے یعنی عید الفطر قریب آگئی ہے سیالکوٹ کی جماعت جو سابق بالخیرات ہونیکی بڑی حریص ہے، اور خدا کرے کہ ہم میں ہر ایک کے دل میں یہ خواہش اور آرزو ہو (آمین) اسکی یہ نیک اور مبارک تحریک ہمیشہ عزت اور قدر کی نظر سے دیکھی جائیگی۔ جو اسنے عید فنڈ کے نام سے کئی سال ہوئے کی تھی اور عملی طور پر اس تحریک کو شروع کیا تھا۔ ہرچند اس تحریک پر عمل ہو رہا ہے لیکن میں کہہ سکتا ہوں کہ جس زور و انتظام کے ساتھہ اسپر عمل ہونا چاہئیے ابھی تک وہ بات پیدا نہیں ہوئی اسلئے کہ عید فنڈ کی تقریب پر ایک روپیہ تعلیم الاسلام سکول کی عام اغراض کیلئے منجملہ دیگر مصارف عید کے اپنے اوپر لازم سمجھہ لے پس اس لحاظ سے اگر تین لاکھہ کی جماعت میں سے پانچ ہزار آدمی بھی اس تجویز پر عمل کر لیتے تو عیدین کا عید فنڈ مدرسہ کی عام ضروریات کیلئے کسی مزید چندہ کی ضرورت نہ رہنے دیتا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اسلئے میں اپنے ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس عید پر عید فنڈ کی تکمیل کا حتمی عہد کرلیں اور اپنے گاؤں اور شہر کی جماعت کو خصوصاً اس ضرورت سے آگاہ کریں اور خود عید فنڈ کا روپیہ وصول کرکے امین مدرسہ کے نام بھیجدیں۔ الحکم کے ایکہزار خریدار اگر پانچ پانچ دوسرے بھائیوں سے بھی عید فنڈ وصول کریں تو پانچہزار وہ دے سکتے ہیں۔ مگر اس کے لئے محنت اور توجہ کی ضرورت ہے۔ یاد رکھو کہ یہ مدرسہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ کے سلسلہ کی خاص اغراض میں کا ایک جزو ہے اسلئے اسکی تکمیل ان مقاصد کی تکمیل ہے پس ایسے وقت جبکہ محض ذاتی آسائش اور خوشیوں کیلئے بیسیوں اور صدہا روپیہ خرچ کرتے ہو کیا اللہ تعالےٰ کے لئے ایک روپیہ بھی الگ نہیں کرسکتے؟

میں امید کرتا ہوں کہ اس عید پر آئے ہوئے عید فنڈ میں گذشتہ سالوں کی نسبت نمایاں ترقی ہوگی انشاء اللہ العزیز۔ اور قوم اس فنڈ کی تکمیل کے لئے پوری سعی کریگی۔

اس کے علاوہ یہہ بھی یاد رہے کہ صدقۃ الفطر مسکین فنڈ کیلئے بھیجا جاوے اور روپیہ بھیجتے وقت صدقۃ الفطر اور عید فنڈ کی جدا جدا تصریح کردی جاوے ملایا نہ جاوے کیونکہ مساکین فنڈ کا روپیہ بالکل الگ رہتا ہے اور اسی غرض کے لئے خرچ کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہیں ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو کہ اسکا مال و اسباب محفوظ رہے؟

حفاظت مال و اسباب کے لئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائیں جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بھی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی۔ اور خوبصورتی کیوجہ سے سرحد پر بھی جاتے ہیں۔ لکڑی کے صندوقوں کے مقابلہ میں یہ ٹرنکس ہرطرح سے ہلکے پھلکے اور پھر زیادہ مضبوط اور پائیدار نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر میں ہرطرح سے آسانی کے ساتھہ اسباب بند کرکے لیجا سکتے ہیں چونکہ یہ احمدی بھائی کا کارخانہ ہے اسلئے آپ اس میں کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاءاللہ نہ پائینگے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجھہ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکوں کی تجارت کرتے ہیں وہ اکٹھے منگوائینگے تو ان کے ساتھہ خاص رعایت بھی کیجائے گی مفصل فہرست درخواست کرکے کارخانہ سے منگوالو۔ درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکھو۔ بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجائیگی۔

تمام درخواستیں بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہیئے۔ فقط

درخواست دعا۔ منشی محمد حسین صاحب ... کا بچہ چند یوم سے بیمار ہے اسکے لئے دعا کی ضرورت ہے۔ ناظرین سے گذارش ہے کہ وہ بچے کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسے صحت عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین۔

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہ با در قادیاں بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عـہ (۳) ہندوستان سے باہر للعہ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۔ عـہ فقط

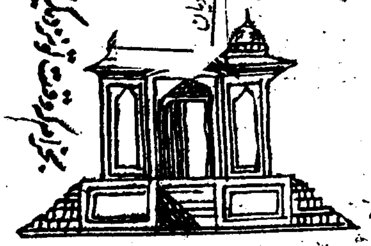

فہرست مضامین

(۱) پہلے اسکو پڑھ لیجئے ۔ روزانہ الحکم کا اجرا ۔ صفحہ اول
" تازہ الہام ۔ بائبل کے اجماع نقیضین
دار الامان میں عید الفطر ۔ صـ۲
حضرت مخدوم الملت رضی اللہ عنہ صـ۳ـ۴
صـ۵
ست ۔ صـ۶ تا ۸
اظہار مروت کا وقت آگیا
کی قیمت صـ۸
ت صـ۹ ـ ۱۰

نمونہ روزانہ الحکم

نمبر ۱/۲ | قادیان دار الامان مورخہ ۳۰ ۔ نومبر ۱۹۰۵ء مطابق ۲ ۔ شوال ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

پہلے اسکو پڑھ لیجئے

ناظرین الحکم اس قاعدہ اور دستور سے خوب واقف ہیں کہ ۱۰ ۔ ڈسمبر کا الحکم ہمیشہ سالانہ قیمتوں کے وصول کرنیکے لیئے وی پی کیا جاتا ہے ۔ چنانچہ امسال بھی حسب معمول ۱۰ ۔ ڈسمبر کا الحکم وی پی ہوگا ۔ اس اطلاع کے سوا کوئی اطلاع کسی کارڈ کے ذریعہ ضروری نہیں سمجھی گئی جو صاحب ۱۰ ۔ ڈسمبر کا الحکم وی پی لینے کو کسی وجہ سے طیار نہ ہوں وہ ۹ ۔ ڈسمبر تک اطلاع دیں کہ کونسا پرچہ انکے نام وی پی ہو ۔ بصورت ثانی وہ اس امر کی احتیاط کریں کہ پرچہ کو واپس بھیجکر خادم دین و ملت کارخانہ کو نقصان نہ پہونچائیں ۔ سال گذشتہ میں بسا اوقات ہمدردان الحکم کی طرف سے یہ ناقابل ذکر سلوک کارخانہ سے ہوا ہے جو بجائے زیر باری کا موجب ہوتا ہے ۔ حقیقت شناس قوم کے لئے قومی اخبار کو ایسی شکایت پیدا ہونے کا موقع دینا سخت نامناسب ہے ۔ بہرحال ۱۰ ۔ ڈسمبر کا الحکم وی پی آتا ہے ۔ یاد رکھیئے ۔

ایڈیٹر

روزانہ الحکم کا اجرا

میں حسب وعدہ آج کے الحکم کے ساتھ روزانہ کا نمونہ شائع کرتا ہوں میں اسکے متعلق کوئی رائے اپنی طرف سے قایم کرنی بے سود سمجھتا ہوں ۔ ہاں اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ یہ نرا نمونہ ہے اور کسی اخبار کے متعلق پوری رائے جبتک اسکے متعدد پرچے نہ پڑھے جائیں قائم نہیں کی جاسکتی ۔ اسلیئے بعض صورتوں میں تو نمونہ بڑی محنت اور سعی سے طیار کیا جاتا ہے اور پھر اسکی حالت میں نمایاں انحطاط ہوتا جاتا ہے اور بعض اوقات نمونہ محض ایک ڈھانچا ہوتا ہے اور آئین یوماً فیوماً حالات اور وقت کے لحاظ سے ایک نمایاں ترقی ہوتی جاتی ہے ۔ اسلیئے اگر ناظرین الحکم پسند کرتے ہیں کہ اس قسم کا روزانہ ان کے لیئے طیار کیا جاوے تو وہ درخواستیں بھیجیں اور بھجوائیں ۔ اب کوئی زیادہ وقت نہیں رہا ۔ صرف ۱۵ ۔ یوم باقی ہیں اگر اس کے اندر پوری سو درخواستیں ہوگئیں تو سمجھیئے روزانہ کا اجرا ہوگیا ورنہ ایڈیٹر الحکم میں روزانہ کے اجرا کے متعلق آخری اور انقطاعی فیصلہ شائع کردیا جائیگا اگر روزانہ کے لیئے سو درخواستیں بھی نہ آسکیں تو فی الحقیقت ایک افسوسناک امر ہوگا ۔ لیکن میں سمجھونگا دیر آید درست آید ۔

بعض احباب نے یہ رائے بھی دی ہے کہ اگر روزانہ جاری نہ ہوسکے تو الحکم کو ہفتہ میں دو بار کردیا جاوے ۔ میں اس تجویز کے متعلق بھی سردست کچھ عرض کرنا نہیں چاہتا ۔ بجز اسکے کہ پہلے روزانہ کے متعلق تو آخری نتیجہ دیکھنا چاہیئے ۔ ہاں اگر ناظرین الحکم کلی طور اس امر کا فیصلہ ایڈیٹر الحکم پر چھوڑ دیں کہ اگر وہ الحکم کو ہفتہ میں دو بار کرنا چاہے تو باضافہ قیمت عـہ ۸ مہینے میں آٹھ مرتبہ الحکم شائع کردینے کا مجاز ہے اور ناظرین الحکم بخوشی خاطر مزید چندہ دیدینگے تو اسی سوال پر غور ہوسکیگا اسصورت میں صرف اس شخص کو اطلاع دینی چاہیئے جو اس تجویز سے متفق نہو ۔ بہرحال روزانہ کے اجرا کا سوال قوم کے سامنے ہے خواہ وہ اسے مسترد کردے یا قبول

من آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم
تو از سخنم پند گیر و خواہ ملال

تازہ الہام

۲۸ نومبر

(۱) بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں ۔
(۲) قل میعاد ربک ۔
(۳) اسدن سب پر اداسی چھا جائیگی ۔
(۴) قرب اجلک المقدر ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا ۔

بائبل کے اجماع نقیضین

یہ ایک ایسی دلچسپ اور قابل دید کتاب ہے کہ جسمیں بائبل کی تمام متضاد تحریروں کو ایکجگہ جمع کرکے کتاب کی صورت میں چھاپا گیا ہے اسکے مطالعہ سے صاف ظاہر ہوجاتا ہے کہ مروجہ اناجیل کو الہامی سمجھنا سخت غلطی ہے ۔ عیسائیوں کو انکی غلطی منوانے کیلیئے ہر ایک مسلمان کے پاس اس کتاب کا ہونا ضروری ہے ۔ قیمت ۶ ۔ محصول ۱ ۔

المشتہر

محمد حسین احمدی مقام بوزنگ الخانہ لاہور

جناب سید امیر علیشاہ ہم سیالکوٹ آگئے ہیں ان کے خطوط یہاں آئیں ۔

www.aaiil.org

ڈائری

۲۰ - نومبر ۱۹۰۵ء

آج کل اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کا علی العموم معمول ہے کہ صبح کو دس بجے کے قریب بیت مہمان خانہ میں جہاں سیٹھ عبد الرحمان صاحب فروکش ہیں - تشریف لے آتے ہیں دوسرے احباب بھی حاضر ہو جاتے ہیں - اور ۱۲ بجے کے قریب تک وہان بیٹھے رہتے ہیں -

کل آپ نے قبل ظہر اپنا تازہ الہام سنایا جو ۱۹ کی شب کو ہوا - فرمایا

رات عجیب طرز کا الہام تھا - اگرچہ اس سے پہلے اس مفہوم کا ایک الہام ہو چکا ہے - مگر یہ طرز عجیب ہے -

انی معک یا ابن رسول اللہ

دوسرا الہام اس کے ساتھ یہ ہے -

سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں - جمع کرو علیٰ دین واحد اسپر فرمایا - پہلے ایک الہام ہوا تھا جس کو عرصہ ہوا ہے سلمان منا اھل البیت علیٰ مشرب الحسن - بصالح بین الفئتین - یہ الہام ۱۹۰۱ء کا ہے اور الحکم میں چھپا ہوا ہے - ترجمہ -

اور اب یہ الہام ہوا ہے - جسمیں مجھے ابن رسول اللہ [illegible] - دوسرے الہام کے متعلق فرمایا - کہ یہہ امر جو ہے - کہ سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو علیٰ دین واحد یہہ ایک خاص قسم کا امر ہے -

احکام اور امر دو قسم کے ہوتے ہیں - ایک شرعی رنگ میں ہوتے ہیں جیسے نماز پڑھو - زکوٰۃ دو - خون نہ کرو وغیرہ -

اس قسم کے اوامر میں ایک پیشگوئی بھی ہوتی ہے کہ گویا بعض لوگ ایسے بھی ہونگے جو اس کی خلاف ورزی کرینگے - جیسے یہود کو کہا گیا - کہ توریت کو محرف مبدل نہ کرنا - یہ بتاتا تھا کہ بعض ان میں سے کرینگے - چنانچہ ایسا ہی ہوا - غرض یہ امر شرعی ہے اور یہ اصطلاح شریعت ہے -

دوسرا امر کونی ہوتا ہے - اور یہ احکام اور امر قضا و قدر کے رنگ میں ہوتے ہیں - جیسے

قلنا یا نار کونی بردا و سلاماً

اور وہ پورے طور پر وقوع میں آگیا - اور یہ امر جو میرے اس الہام میں ہے یہ بھی اس قسم کا ہی معلوم ہوتا ہے - کہ اللہ تعالیٰ نے چاہتا ہے - کہ مسلمانان روئے زمین علیٰ دین واحد جمع ہوں - اور وہ ہو کر رہینگے - ہاں اس سے یہ مراد نہیں ہے - کہ ان میں کوئی کسی قسم کا بھی اختلاف نہ رہے - اختلاف بھی رہیگا - مگر وہ ایسا ہوگا جو قابل ذکر اور قابل لحاظ نہیں -

۲۶ - نومبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

سید امیر علی شاہ کے ساتھ مخدوم الملۃ کا ذکر چل پڑا - حضرت مولوی عبد الکریم رض کے ذکر پر فرمایا مولوی صاحب ہر تقریب اور ہر جلسہ پہ یاد آجاتے ہیں - انکے سبب لوگوں کو فائدہ ہوتا تھا - وہ بڑی زبردست تقریر کرنے والے تھے - مین نے مقابلہ کرکے خوب دیکھا ہے - انکے اندر محبت اور اخلاص کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا - اور بجز اس کے میں سمجھتا ہوں - اور کچھ تھا ہی نہیں - اور اس حد تک تھا - کہ میں دیکھتا ہوں - کہ دوسروں میں وہ نہیں - میں ان سے بہت عرصہ سے واقف ہوں - اسوقت بھی میں نے ان کو دیکھا تھا - جب وہ نیچری تھے - اسوقت بیعت بھی کر لی تھی - لیکن ابھی بعض امور ان کے دل میں تھے - چنانچہ مسیح کے بن باپ ہونے پر مجھ سے گفتگو بھی کیا کرتے تھے - اور کئی بار کہا کرتے کہ ان کا ہی فیصلہ کر دو - مگر میں انہیں جواب دیا کرتا کہ ہمارا یہی مذہب ہے - کہ وہ بن باپ ہوئے اس کا زبردست ثبوت یہ ہے - کہ یحیٰ اور عیسیٰ کا قصہ ایک ہی جگہ بیان کیا ہے - پہلے یحیٰ کا ذکر کیا - جو بانجھ سے پیدا ہوئے - دوسرا قصہ مسیح کا اس کے بعد بیان فرمایا - جو اس سے ترقی پر ہونا چاہئے تھا - اور وہ یہی ہے - کہ وہ بن باپ ہوئے - اور یہی امر خارق عادت ہے اگر بانجھ سے پیدا ہونے یحیٰ کے بعد باپ سے پیدا ہونے والے کا ذکر ہوتا - تو اسمیں خارق عادت کی کیا بات ہوئی - اور عیسائی جو ان کے بن باپ ہونے سے خدا بناتے ہیں - اس کا جواب دوسری جگہ دیدیا

ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم -

اب اگر بن باپ پیدا ہونے والا خدا ہو سکتا ہے - تو پھر جس کا ماں اور باپ دونوں نہ ہوں - وہ تو بدرجہ اولیٰ خدا ہوگا - مگر انکو وہ خدا نہیں مانتے - اور ایسا ہی یحیٰ میں بھی خدائی مانی چاہئے - کیونکہ وہ بانجھ سے پیدا ہوئے تھے -

غرض

اوائل میں اس قسم کی گفتگو ہوتی رہی تھیں - پھر جب اللہ تعالیٰ نے انکی معرفت زیادہ کی تو ایک دن کہنے لگے آپ گواہ رہیں - آج سے میں نے سب گفتگو ترک کر دیں - اس کے بعد موت تک بجز تسلیم اور کچھ نہ ہوگا -

اور پھر میں نے دیکھا - کہ اس دن کے بعد موت تک واقعی یہی حالت رہی کہ رضا اور تسلیم کے سوا کوئی اور بات تھی ہی نہیں - میں نے دیکھا ہے کہ جن لوگوں نے ان کے خطبات سنے ہیں - وہ بات جانتے ہیں کہ ان میں بجز میرے حالات اور ذکر کے اور کچھ نہ ہوتا تھا - بلکہ بعض اوقات میں نے سنا - کہ بعض آدمی اس امر کو کسی حد تک پسند نہیں کرتے - مگر وہ بجز اس کے اور کچھ کہنا نہ چاہتے تھے "

اس مقام پر میں نے عرض کی - کہ حضور! مرحوم فرمایا کرتے تھے - کہ وہ تقریر اور کلام میرے نزدیک حرام ہے - جس میں حضرت مسیح موعود کی سچائی کا ذکر نہ ہو - یہ الفاظ سنکر میں نے دیکھا - کہ آنحضرت (مسیح موعود) کی آنکھوں پر نم ہوگئی تھی - لیکن ان لوگوں کا ضبط اور صبر لا نظیر ہوتا ہے - اس لئے ضبط کا نمونہ دکھلایا - مگر چہرہ سرخ ہو گیا تھا - اور اس میں خاص قسم کی درخشندگی پائی جاتی تھی - پھر اس ذکر کے سلسلہ میں فرمایا - کہ ان کی بڑی بیوی نے رؤیا دیکھا تھا - کہ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ میں احمدی ہو گیا ہوں - اس سے یہی معلوم ہوتا ہے - کہ وہ میری محبت میں فنا ہو گئے تھے - اچھا اللہ تعالیٰ مغفرت کرے - آمین ثم آمین -

مولوی صاحب کے اس ذکر کے بعد سید امیر علی شاہ نے جماعت علی کا ذکر کیا - کہ وہ ان کی موت کو اپنی پیشگوئی کی بنا پر ظاہر کرتا ہے -

اسپر فرمایا - موت فوت سے تو کوئی نہیں رہ سکتا انبیاء علیہم السلام پر بھی موت آئی - انہیں ٹھٹھا کرنا اور اس قسم کی شیخیاں اچھی نہیں ہوتی ہیں اسی طرح شیعہ بھی کہتے ہیں - اگر پیشگوئیاں اور خوارق یہی ہوتے ہیں تو پھر یزید کی کرامت کا بھی ان کو قائل ہونا پڑے گا - افسوس یہ لوگ نہیں سوچتے - کہ استیاز وہی ہے جسکی شہادت خدا دے - اور کسی قہر کے وقت امتیازی رنگ اسکے ساتھ ہو -

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت فرعونی تباہ ہوئے - مگر موسیٰ اور اس کے ساتھ والوں کو اللہ تعالیٰ نے بچا لیا -

اس قسم کی باتیں ہوتی رہیں - طاعون کا ذکر چل پڑا - آپ نے پرانی رؤیا ہاتی والی بیان کی - اور بالآخر فرمایا - کہ میرا الہام تو یہی ہے -

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم -

جب تک پوری تبدیلی اور اصلاح نہیں ہوتی خدا تعالیٰ کا یہ عذاب ٹلتا نظر نہیں آتا -

دار الامان میں عید الفطر

(۱) ۲۸ - نومبر ۱۹۰۵ء کو دار الامان میں عید ہوئی کپور تھلہ - تلونڈی ضلع سیالکوٹ - ضلع ہوشیارپور ضلع جالندھر - ضلع ملتان سے بعض احباب نماز عید میں شریک ہونے کے لئے حاضر ہوئے -

(۲) حسب معمول سابق حضرت حکیم الامۃ نے نماز عید پڑھائی اور نماز کے بعد ایک لطیف پُر مضمون اور ضروریات وقت کے حسب حال خطبہ پڑھا جو کسی دوسرے وقت الحکم میں انشاء اللہ شائع ہو سکے گا -

اس خطبہ میں اول آپ نے خطیب یا لیکچرار کے اقسام بیان کئے پھر اسی ضمن میں ان کے مقاصد اور اغراض کی تقسیم کی - ازاں بعد یہہ ظاہر کیا کہ الحمد شریف قرآن شریف کا متن ہے اور سارا قرآن اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ۲۳ سالہ زندگی اور صحابہ کرام کے مساعی جمیلہ اسکی تفسیر -

اس دعوے کو آپ نے نہایت قابلیت اور لطافت کے ساتھ قرآن شریف کے پہلے چار رکوعوں میں دکھایا یعنے سورۃ فاتحہ کو بطرق مختلفہ دکھایا کہ کس طرح ان رکوعات میں اسکی تفسیر موجود ہے - خطبہ پانچویں رکوع پر تھا - اسلئے پہلے تمہید کے طور پر ظاہر کیا کہ انسان کس طرح بعض اوقات منعم علیہ ہو کر مغضوب ہو جاتا ہے - یہودی قوم کو تمثیلاً پیش کیا - پھر نصاریٰ کے حالات ظاہر کئے -

بالآخر مسلمانوں کو بتایا کہ تم خیر الامم کہلائے - سب سے بڑھ کر تم پر انعام ہوئے لیکن باوجودیکہ تمہیں غیر المغضوب کی دعا سکھائی گئی تھی - مگر تم نے اس کی پرواہ نہ کی - مسلمانوں کی حالت موجودہ علماء - صلحاء - امراء کے نظارہ ہی دکھائی اور بتایا کہ علماء قوم کا دماغ - صلحاء قوم کا دل اور امراء اعضاء تھے - مگر اب سب میں فساد ہے - اس فساد سے ضرورت امام پر بحث کی اور پھر امام کے خواص اور صفات کا ذکر کیا - اس کی صحبت اور عقد ہمت سے بہرہ مند ہونے کی راہیں دکھائیں + قوم کو وحدت کی طرف متوجہ کیا + بالآخر قومی ضرورتوں سے آگاہ کیا یہہ نہایت مختصر خلاصہ میرے اپنے الفاظ میں اس خطبہ کا ہے جو حضرت حکیم الامۃ نے پڑھا - اس خطبہ کے ضمن میں آپ نے قوم کو قوم بنانے کے اصولوں کی بھی تعلیم کی - اور حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقاصد اور اغراض کی طرف پورے زور کے ساتھ متوجہ کیا - جزاہ اللہ احسن الجزاء - دو گھنٹہ تک خطبہ پڑھا +

www.aaiil.org

ترکیب بند

متضمن تعزیت حضرت مخدوم الملة اخو معظم مولینا مولوی عبدالکریم صاحب صافی سیالکوٹی طیب اللہ ثراہ وجعل الجنة مثواہ

(از خاکسار ابو یوسف محمد مبارک علی احمدی سیالکوٹی)

چیست عالم را کہ شد تاریک و تار
آسمان را چیست گردد بیقرار
از چہ مہر و ماہ روپوشیدہ اند
در دوائے نیلگون لیل و نہار
از چہ میگرید سحاب نوحہ زن
یا وہم سر بر زند از اضطرار
لرزہا اندر زمین افتادہ است
جنبشے آوردہ در کوہ و حصار
چشمہا گریان زاندوہ درون
سنگہا غرقاب اشک آبشار
دشتہا را نیش خار اندر جگر
سبزہ فرش ماتمی در مرغزار
دہشتے افتادہ در جان وحوش
در طیور آمد فراق و انتشار
از چمن رونق برون بنہادہ پا
وز خزان افسردہ شد باغ و بہار
از نوائے نالہائے عندلیب
گل گریبان چاک کردہ بار بار
از شکست رنگ گلہا بوئے یاس
در رسید اندر مشام شاخسار
صیحۂ ماتم زدہ در گوش خلق
نوحہ نائے نواہائے ہزار
سینہا را مجمع البحرین کرد
رود بار دیدہ ہائے اشکبار
ہست اظہار عزائے بندۂ
مومنے سر پیش حق افگندۂ

جان پاکان نور حق عبدالکریم
جانفدائے حضرت رب رحیم
پاک بازے ۔ زاہدے ۔ خوش منظرے
طلعت پاکش شفائے ہر سقیم
زنگ دلہا را کلامش صیقلے
چون ید بیضائے موسائے کلیم
منطقش آرایش حسن کلام
حجتش چون تیغ بر فرق لئیم
مبلغ علمش صفا و صدق و حق
فہم او گل ہائے مستی را النسیم
شمع بزم مہدی عیسے خطاب
گلبن تو یا دۂ باغ نعیم
رفض را از بیخ و بن انداختہ
تعبت تثلیث را کردہ دو نیم
دمغ باطل بو مقصود دلش
از بہر حق استادہ با قلب سلیم
آنچنان افگند بتہا را کہ حق
کافرے را افگند اندر جحیم
بلبل شیدائے جنت آشیان
نغمہ سنج حرف وحدت در حریم
طوطی شکر فشان شیرین لبے
شاخ طوبائے فصاحت را مقیم
رفت سوئے خلد اعلے در دمے
زد پر پرواز بر عرش عظیم
مرحبا گویان ملائک در رکاب
قدسیان استادہ بہر فتح باب
پہلوانے صالحے ۔ دین پرورے
از برائے دین احمدؐ چاکرے
نصرت دین جسم و جانش را غذا
پیش روئے دشمنان چابک ترے
غیرت دین قوت جان و دلش
بس ہمین خوردہ ز شیرے مادرے
از ریا و عجب و نخوت دور تر
جامۂ تقوی کشیدہ در برے
الفت جان محمدؐ جان او
بر بلند یہائے الفت برترے
جذب حبش آنچنان ممتاز کرد
شد بعشاق محمدؐ فاخرے
دیدۂ جانش بروئے مصطفےؐ
چشم خوش بینش نہ دیدہ دیگری
الفتش در جان و نامش بر زبان
صورتش در چشم و در دل دلبرے
پیش احمد بہر احمد آمدہ
در تلاشش یار شوریدہ سرے
دید احمد را باحمد آشکار
صورتش در صورتش جلوہ گرے
زان نشست اندر حریم قادیان
تا دم آخر نہ جنبید از درے
دلفگارے عاشق روئے کسے
والۂ و شیدائے گیسوئے کسے
مومنے ۔ متخشعے ۔ مستغفرے
از پئے دین بر مصائب صابرے
درس قرآن مقصد جان و دلش
قاری در علم قرآن ماہرے
تا بیاموزد ہمہ را کہ شنید قرآنش
حسن صورت قرأتش را زیورے
خوش خطیبے ۔ چون بمنبر آمدے
گل فشاندے از لبش یا گوہرے
نقش کردے حرف حق بر لوح دل
دور کردے نفس را از ہر شرے
چون پئے تبلیغ حق حاضر شدے
نصب کردندے برائش منبرے
پیش روئے خلق استادے چو شیر
نے بدل رعبے نہ بارش برسرے
سامعین را دل ربودے از بیان
حسن صوتش ہمچو سحر ساحرے
در صماخ گوشہا حق بر زدے
مومنے پیش آمدے یا منکرے
بہر الزام خصیم حیلہ گر
چشم عالم زو ندیدہ بہترے
در دعاہا اشک حسرت ریختے
جامۂ اخلاص کردہ در برے
رونق اسلام از حق خواستے
چہرۂ دین متین آراستے
مخلصے ۔ در علم و ایمان محکمے
مشفقے ۔ مر دوستان را مکرمے
عارفے عالی دماغے شاعرے
نکتہ گافے ۔ نکتہ سنجے ۔ عالمے
مرغ فہمش بر پریدے چون باج
صید معنے را گرفتے در دمے
چون بہ بزم دوستان گفتے سخن
بر دل خستہ نہادے مرہمے
چون کشادے عقدۂ اسرار حق
منتشر کردے گہر چون شبنمے
گل فشاندے وقت شرح مدعا
واز مسرتہا غلط کردے غمے
قانعے ۔ کز بہر این دنیائے دون
پیش کس پشتش نگردیدہ خمے
شیشۂ اسکندری عکس دلش
صورت تدبیر او جام جمے
نعمت حق بود بہر مومنان
طالب دین را عطائے منعمے
صحبتش تریاق بود از بہر دل
فرقتش از بہر جان بودہ سمے
بود شادی زو نصیب دوستان
قسمت اعدائے ملت ماتمے
بلبلان را در چمن بنواختے
زاغ را کاشانہ جہنم ساختے
رفت پیش یار خود شادان شدہ
روئے او از نور حق تابان شدہ
از وصال دلبرش آرام یافت
رستگار از کلفت ہجران شدہ
قدسیان زیر لوا ر تبتش
از علو مرتبت حیران شدہ
سعی او مشکور بہر دین حق
بر صد افتہائے دین قربان شدہ
دیدۂ اخوان ز درد ہجر او
ریختہ خون جگر گریان شدہ
دل پئے تحصیل اطمینان و صبر
در دعاہا پیش حق نالان شدہ
آمد از حق مر مبارک را نوید
کاے رفیقت داخل رضوان شدہ
دیدمش در حمد و تسبیح خدا
زین جہان بے بقا پنہان شدہ
یافتہ از حق حیات جاودان
تاج پوشش مسند غفران شدہ
گفتمش اے پاک باز روزگار
این حیاتت آیت رحمان شدہ
خلق میگوید کہ صافی مردہ است
زندہ مے بینم ترا خوش جان شدہ
متقی را از جناب کبریا
زندگی بخشند ہمچون انبیا

حبذا آن نخلبند باغ دین
رفت از یک جست در خلد برین
مرحبا خوش ہمتے کز یک قدم
طے نمود از آخرین تا اولین
زین جہان با نیکنامی ہا گذشت
بود اندر نیکوان مسند نشین
بود مقصودش رضائے کردگار
شغل او پیش خدا سر بر زمین
داستان حضرت رب الجلیل
خط مقبولی کشیدہ بر جبین
در میان ملاء اعلے در رسید
بر زبان قدسیان صد آفرین
در گروہ عارفان شد نام یافت
حق نما و حق ستا و حق گزین
ہر کجا تصدیق حق را بر نشست
شمع بزم کذب پے باز د آستین
حب او داخل شدہ در جذر قلب
جان او با جان ہر مومن قرین
مومنے ۔ گروزن ایمانش کند
کوہ ہم باشد سبکتر بالیقین
کیست آن کز فیض او باشد تہی
کو کہ نبود منت او را رہین
رحمت حق باد بر جان او
باد در فردوس منزل شاد او

آخر این دارِ فنی رحلت است
زین سوئے شہرِ خموشان ہجرت است
بادشاہان را ازین ہم چارہ نیست
انبیا را ہم فنا از حکمت است
کس نماند کس نماند در جہان
دوستان - این ماجرا بے شبہت است
اہلِ دنیا را فنا ذلت بود
اہلِ حق را مرگ عزّ و رفعت است
تلخ نزاز بہرِ شان جامِ ہلاک
بہر ایشان ہمچو شیرین شربت است
فکرِ دنیا اہلِ دنیا را جحیم
ترکِ دنیا اہل را جنت است
غافلے سوز د بنارِ حرص و آز
ہوشیارے روز و شب در راحت است
دل مبند اے دوست در دنیائے دون
الفتِ آن درد و رنج و زحمت است
دل بحبِ آخرت مشغول دار
غفلت از عقبیٰ نشانِ شقوت است
کارِ دونان فکرِ این فانی سرا ست
کارِ پاکان بہرِ عقبیٰ محنت است
ہمچو مردِ حق گزین عبد الکریم
کآشنائے موجِ بحرِ رحمت است
مرغِ جانش چون بحق پرواز کرد
دستِ رضوان بابِ جنت باز کرد
اے خدا اے ذو الجلال کردگار
اے رحیمِ بندگان آمرزگار
اے عزیزِ خاطرِ ہر خستہ جان
اے رفیقِ جانِ ہر محنت گزار
اے نصیرِ حامیانِ دینِ حق
فاتحِ ابوابِ رحمت بر خیار
اے فدائیت خاطرِ صافی دلان
اے بنامت جانِ ہر مومن نثار
ہمچو جانِ بندۂ عبد الکریم
بر روانش ابرِ رحمتہا ببار
رونق افزا جنان کن روحِ او
جانِ او کن باغِ جنت راہبار
سازِ قرآن را شفیعِ تربتش
ہمچنان کو بود بہرش غمگسار
خادمِ قرآن ز اہلِ ملتش
مثلِ آن مخدومِ ملت کن ہزار
اہلِ ملت را بگردان مثلِ او
بہرِ فرمانِ مسیحا پاسدار
اہلِ ملت را پئے ایفاءِ عہد
ہمچو آن مردِ نکو کن برقرار
محو کن نقشِ بدی از لوحِ دل
واز ہوا و نفس و شیطان دور دار
جملہ را کن بر رہِ طاعت روان
واز عفو تنہا بدار اندر امان

سفرنامۂ دہلی

(ایڈیٹر الحکم کا لکھا ہوا)

(گزشتہ اشاعت سے آگے)

رؤیا ۲۲- اکتوبر کی صبح کو جیسا کہ قرار پاچکا تھا اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دارالامان سے سوئے دہلی روانہ ہونے کو تھے + اسی رات میں آپ نے ایک رؤیا دیکھی جو الحکم میں چھپ چکی ہے مگر سفرنامہ کے ضمن میں بھی اسکا درج ہونا ضروری ہے اور وہ یہہ ہے۔

"دیکھا کہ دہلی گئے ہیں تو تمام دروازے بند ہیں پھر دیکھا کہ ان پر قفل لگے ہوئے ہیں۔ پھر دیکھا کہ کوئی شخص کچھہ تکلیف دینے والی شے میرے کان میں ڈالتا ہے میں نے کہا تم مجھے کیا دکھہ دیتے ہو۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ دُکھہ دیا گیا ہے۔"

اس رؤیا کے دو حصے ہیں ایک وہ جو میں نے جلی قلم سے لکھا ہے اور دوسرا وہ حصہ جس میں کسی تکلیف دہ شے کا کان میں ڈالنا دکھایا گیا ہے - یہ رؤیا آپ نے روانگی سے پہلے قادیان میں سنادی تھی اور سٹیشن بٹالہ پر خاکسار اور دوسرے احباب نے اعلےٰ حضرت ہی کی بلاواسطہ سُنی + میں اس رؤیا کی تصدیق آگے چلکر بتاؤں گا۔ سردست یہہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ اس سفر میں دہلی اور دوسرے مقامات پر جو پیش آنے والا تہا اسکی خبر اللہ تعالےٰ نے اپنے برگزیدہ بندہ کو پہلے سے دیدی تھی۔

ضمنی بات میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ سفر دہلی کی تقریب بظاہر تو حضرت ام المومنین علیہا السلام کے اپنے اقارب واعزا سے ملنے کی تہی لیکن اللہ تعالےٰ کے ماموروں و مرسلوں کی اوقات بڑے قیمتی ہوتے ہیں اور وہ کبھی ایک دم بھی اپنے فرض سے غافل نہیں ہونا چاہتے بظاہر کچھہ شک نہیں یہی امر تہا مگر جیسا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے اسباب اہلِ مدینہ کی روحانی تربیت مقصود تھی جو مکہ نہ آسکتے تھے اسیطرح یہہ اس سفر میں حضرت حجۃ اللہ کا منشا تبلیغ منشاء ربانی تہا اور یہ سفر اسکے لئے بہانہ ہوگیا۔ واللہ در من قال۔

من آن نیم کہ تغافل ز کارِ خود بکنم
غرض

روانگی از قادیان اعلےٰ حضرت ہی پاک اغراض کو لیکر دارالامان سے ۲۲ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو اتوار کے دن صبح کو آٹھ بجے کے قریب روانہ ہوئے۔ اسباب ایک گڈھے پر رکہہ رات کے چار بجے کے قریب افغانی احباب اور میر مہدی حسین صاحب کی نگرانی میں پہلے بھیجدیا گیا تھا۔

چونکہ آپ نے قیام دہلی کے لئے صرف چند دن تجویز کئے تھے اسلئے آپ کے ہمراہ دارالامان سے بہت ہی مختصر جماعت خدام کی ساتھہ ہوئی۔ یعنے آپکے اہل بیت اور خادمہ عورتوں کے سوا مندرجہ ذیل خدام کو آپکے ہمراہ ہم سفر ہونے کا شرف حاصل ہوا (۱) حضرۃ مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی۔ (۲) عالی جناب سیٹھہ عبدالرحمان صاحب مالک ساجن کوٹھی مدراس (۳) ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن شاہ پور (۴) مولوی عبدالرحیم صاحب میرٹھی۔ (۵) مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر (۶) خلیفہ رجب الدین صاحب لاہوری (۷) شیخ غلام احمد صاحب نومسلم (۸) بابو نوالدین صاحب کلرک ڈاکخانہ (۹) شیخ حامد علی صاحب (۱۰) خاکسار ایڈیٹر الحکم۔

میں چونکہ حضرت اقدس کے ایماء اور ارشاد سے ایک دن پہلے بٹالہ سٹیشن پر گاڑی کے ریزرو کرانے کے لئے آگیا تہا اسلئے دارالامان سے روانگی کا نظارہ پورے طور پر نہیں دکہا سکتا۔ لیکن عام طور پر جیسا کہ پہلے کئی مرتبہ مجھے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے)۔ قادیان کی جماعت اپنے ولی نعمت آقا و مرشد کی مشایعت میں دور تک ساتھہ آئی۔ اور بعض طالب علم جیسا کہ برادرم مفتی محمد صادق صاحب لکھتے ہیں حضرت اقدس کی سواری کے ساتھہ جوشِ محبت و اخلاص میں بٹالہ تک دوڑتے آئے یعنے مولوی احمد نور صاحب کابلی۔ شیخ عبدالرحیم صاحب اتالیق صاحبزادگان نواب صاحب۔ میاں شادیخان صاحب۔ اور یہ لڑکے بھی ساتھہ تھے - عبدالرحمان بن شادی خان۔ صوفی عبداللہ۔ عبداللہ درزی میاں مظہر حق۔

بٹالہ سٹیشن حضرت اقدس کی روانگی کی خبر سکھوں ہی کسی طرح پہونچ گئی تہی اسلئے وہاں کے مخلص احباب میاں جمال الدین اور برادر عزیز منشی عبدالعزیز صاحب پٹواری بھی شرفِ زیارت کے لئے آگئے تھے اور بٹالہ کی جماعت بھی موجود تھی۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۰ بجے کے بعد بٹالہ پہونچے - اور سٹیشن پر ایک خاصہ اژدہام زائرین کا ہوگیا۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے ملاقات ابھی اعلےٰ حضرت تشریف نہ لائے تھے اور میں اور دوسرے احباب سٹیشن پر موجود تھے اتنے میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سٹیشن پر ۱۰ بجے کی گاڑی میں امرتسر جانے کے لئے تشریف لے آئے۔ ساتھہ انکا ایک بچہ بھی تہا۔ میں نے انکو اور انہوں نے مجھے دیکھہ لیا۔ اپنے بھائی صاحب کو کسی امر کے متعلق تاکید کر رہے تھے اور ایک شیعہ صاحب بھی ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے + مجھے دیکھتے ہی کہا۔ **یعقوب** کدہر؟

خاکسار - حضرت اقدس دہلی جاتے ہیں میں بھی آپکے ہمراہ جاؤں گا۔

محمد حسین - تم ابھی تک مرزائی ہو۔

خاکسار - الحمد للہ اسوقت تک خدا تعالےٰ کے فضل سے احمدی ہوں اور دعا ہے کہ اسی پر خاتمہ ہو اور آپ کو بھی شامل ہوتا ہوا دیکھہ لیں۔

محمد حسین - میرا رسالہ پڑھ لیا ہے۔

خاکسار - ہاں آپ نے مجھے تو بھیجا نہیں لیکن میں نے اسے پڑھ لیا ہے۔ اس رسالہ کو پڑھ کر مجھے آپ پر بہت رحم آتا ہے۔

محمد حسین - (شیعہ صاحب سے خطاب کرکے) تم میرا احسان مانو۔

شیعہ - تمہارا احسان کس بات کا۔

محمد حسین - تم نے وہ اشتہار مرزا کا نہیں پڑہا۔ جو ابھی اس نے شائع کیا ہے جس میں حضرت امام حسینؓ کی بڑی تعریف کی ہے۔

شیعہ - اس میں تمہارا احسان کیا ہے! اشتہار مرزا صاحب نے دیا اور احسان تمہارا۔

خاکسار - مولوی صاحب! اس سے بہتر تہا کہ آپ یہ احسان نہ جتاتے تاکہ آپکو شرمندہ نہ ہونا پڑتا۔ یہ مرض آپکا ابھی گیا نہیں ہے جا فخر آپ کو خواہ مخواہ ...

محمد حسین - ان کو معلوم نہیں وہ اشتہار میرے رسالہ ہی کو پڑھکر انہوں نے شائع کیا ہے۔

خاکسار - آپ کے رسالہ کو تو انہوں نے دیکھا بھی نہیں اور وہ دیکھنے کے قابل چیز ہی کیا ہے - اس رسالہ کو تو جو شخص پڑہیگا اسکو آپ کی حالت پر بہت رحم آئیگا۔

محمد حسین - تم تو پیشگوئی کرتے تھے کہ رسالہ بند ہوجائیگا نکلا یا نہیں۔

خاکسار - آپ ہی بتائیں بند ہوا یا نہیں یہہ نکلنا تو بند ہونے سے بدتر ہے دو دو سال کے بعد بھی کبھی نکلا۔ اور پھر بیچ میں ایک ایک سال گم۔ جو حالت رسالہ کی ہے وہ اس مرتبہ کے رسالہ کا دوسرا صفحہ دیکھنے سے معلوم ہوسکتی ہے۔

یہاں رسالہ محمد حسین کے صفحہ دو کے بعض حصے ہیں ناظرین الحکم کی خاطر

درج کرنے ضروری سمجہتا ہون اور وہ یہ ہین

محمد حسین - اب دیکہو گے کیا ہوتا ہے ؟

خاکسار - پہلے آپ نے کہکر لیا ہے جو آیندہ کرلوگے - آپ کو انہین تعلیون نے خراب کیا - جب یہ تکبر نکل جائیگا - پہر خدا تعالےٰ کے وعدہ کے موافق رجوع کرلوگے -

محمد حسین - مین ہرگز نہین کرون گا -

خاکسار - یہہ اسوقت کی بات ہے اوسوقت آپ کو ندامت ہوگی کہ میرے کیا دعوے تہے - آپ کے اس رجوع کی خبر کیوجہ سے آپ پر بہت رحم آتا ہے - اور ہم منتظر ہین کہ آپ کی اس حالت کو بہی دیکہہ لین -

مولوی صاحب ! آپ کی **خانہ بربادی** کا بہی بڑا افسوس ہے - مرزا صاحب کی مخالفت آپ کو سستی نہ پڑی اولاد کا وہ حال ہوا - گہر ویران ہوگیا - رسالہ کی یہ حالت -

محمد حسین - مین توجانتا ہون مرزائی کرامت مشہور کریگا - اسلیئے مین نے پہلے ہی اس کے جواب کا ذکر کیا ہے - دوسرے رسالہ مین جواب نکلیگا اسپر بحث کرونگا - اس رسالہ کو جب مین نے شائع کیا تہا مجہے خیال ہوگیا تہا کہ وہ کہدیگا -

اے پئے تکفیر من بستہ کمر
خانہ ات ویران تو در فکر دگر

خاکسار - مولویصاحب ! جادو وہ جو سر چڑہ بولے ! آپ کو خود معلوم ہوگیا ہے کہ یہہ پیشگوئی پوری ہوئی ہے ورنہ آپکو اسکی تردید کی فکر کیون ہوئی - اور آپ کا رسالہ اسپر شاہد ناطق ہے -

اس کے بعد سلسلہ کلام بدل گیا - مینے کہا سناؤ آپ کے **روحانی فرزند** کے حق مین فیصلہ آرہ شائع ہوگیا ہے -

محمد حسین - اسی غرض کے لیئے تو مین امرتسر جاتا ہون اور پہر آرہ جاؤن گا - وہ فیصلہ غلط ہے مینے چالیس ورق کا ایک اپیل لکہا ہے - مین اس دفعہ آرہ جانا نہین چاہتا تہا مینے ان کو لکہدیا تہا کہ کیتی ! اہل حدیث نہین اسپر انہون نے مجہے لکہا کہ آپ **اصلاح** کے لیئے آیئے - اسواسطے اب مین جاؤنگا - چنانچہ یہہ خطوط دیکہو جو انہون نے مجہے لکہے -

چند خطوط مجہکو دکہائے کہ مین اب ثابت کرون گا کہ کوئی اہلحدیث نہین ہے

خاکسار - یہہ بڑا اچہا کام ہے صفایا کرو -

محمد حسین - ہان تم توچاہتے ہو کہ یہ گہر مین لڑتے رہین اور ہمارا کام بن جاوے -

خاکسار - تمہارے گہر مین پہوٹ پڑنا تو لازمی امر ہے - اللہ تعالےٰ نے پہلے سے اس کی خبر دیچکا ہے باقی یہ کہ تمہاری باہمی مخالفت یا اتفاق سے ہمارا کیا فائدہ یا نقصان ہے - ہمارے مقابلہ مین تو آپ سب اکہٹے ہین اور ہم توچاہتے ہین کہ آپ سب اکہٹے ہوکر ہمارا مقابلہ کرتے رہین تاکہ اللہ تعالےٰ کی عظمت اور سلسلہ عالیہ کی سچائی اور بہی زور سے ثابت ہو - کیا آجتک آپ سب نے مل کر ہمارے سلسلے کے خلاف کارروائیان نہین کین اور اس رسالہ مین توآپ نے حد کی ہے کہین کسی کو بہڑکایا ہے کہین گورنمنٹ کو اکسایا ہے -

محمد حسین - مرزا صاحب نے جو چٹہی گورنمنٹ کے نام شائع کی تو مین نہ لکہتا - یہہ تو مین جانتا ہون کہ ان تحریرون پر کوئی نوٹس نہین لیگا -

خاکسار - خوب ! آپ کو پہلے ہی سے اپنی ناکامی کا علم بہی ہے - اور باوجود اس ناکامی کے علم کے پہر قلم اٹہانا آپ ہی کا کام ہے -

محمد حسین - مینے تو صرف مقابلہ کردیا ہے - خواہ کوئی سنے یا نہ سنے -

خاکسار - پہر اس مقابلہ مین آپ کو سچ جہوٹ کی کیا غرض - ایک مقصد جو مقابلہ رکہہ لیا کہ وہ جو کچہہ کہین اسکا جواب ضرور دینا - یہہ طریق اچہا نہین ہوسکتا -

محمد حسین - تم تو کہانے کے لئے ایسا کرتے ہو !

خاکسار - جب آپ تائید کرتے تہے کیا کہاتے تہے یکو واسطے کرتے تہے - اور اب مخالفت بہی اسی وجہ سے کررہے ہو اور اگر مرزا صاحب نے پیسہ دیکر تائید کرائی ہو تو سب سے پہلے تو سب سے پہلے آپ ہی کو نساہتہ ملانے - حالانکہ آپ کہتے بہی تہے کہ مجہے ذرا تخلیہ مین سمجہا دو مین سب کو منوا دونگا اور خاموش کرا دونگا -

پہر آپ نے کہا کہ مین **گرادونگا** ابتدائے دعوے کا زمانہ تہا مخالفت عام تہی آپ کے پاس کسقدر روپیہ انہون نے بہیجا کہ آپ مخالفت نہ کرین -

پہر اور جنہون نے مخالفت کی اور آپ بہی اونمین سے اکثرون کو جانتے ہین کہ وہ کرایہ کے مخالف ہین اگر ان کو دو چار آنے بہی دیدئے جاوین تو آج تعریف کرین - ایمان سے کہو کہ کسی مخالف کو کچہہ دیا کہ ہماری مخالفت نکرو - معلوم ہوتا ہے آپ کے سارے کام اسی غرض اور مقصد کے لئے ہونگے - جو اورون کو اسپر قیاس کرتے ہو - آپ مجہے نہین جانتے مین کب سے اس سلسلہ مین ہون !

محمد حسین - تم نے مجہے ایک مرتبہ کہا تہا کہ کچہہ شکوک ہین ؟

خاکسار - لعنت اللہ علی الکاذبین مولویصاحب آپ میرے سامنے جہوٹ کہتے ہین اور مجہہ پر ہی مینے کب آپ سے کہا بلکہ ہمیشہ آپ سے اس مسئلہ مین اپنی سمجہہ کے موافق کلام کرتا رہا - اور آپ کو ہی سمجہاتا رہا -

ایک مرتبہ بمقام امرتسر مولوی محمد حسین صاحب نے مجہکو کہا کہ تم بچے ہو تمہاری سمجہہ مین نہین آتا اگر تم کچہہ عرصہ میرے پاس ہٹاے رہو تو مین تمہین سمجہا سکتا ہون اور امید ہے تم سمجہہ جاؤ گے مینے کہا تہا کہ اگر آپ نے **ریویو** مین سب کچہہ جہوٹ لکہا ہے تو قسم کہا کر شائع کردو - کہ مین نے جہوٹ بولا تہا - پہر دیکہا جاویگا -

اسپر مولویصاحب نے کہا کہ اسوقت مرزا صاحب کی حالت اچہی تہی اب مجہہ پر کہل گیا ہے کہ وہ غلطی پر ہین - اسپر مین نے کہا کہ اوسوقت کی اچہی حالت کی شہادت آپ نے دیدی اور اب جس حالت کو آپ خراب کہتے ہین اسکو ہم نے اپنی آنکہون سے دیکہہ لیا کہ اعلےٰ درجہ کی ہے اور اسی طرز و طریق پر جو نبیون مین ہوتی ہے پہر آپ کی بات کیونکر مان لین جو دو ورد ہتے ہین اسپر آپ تیز ہوگئے تہے کہ مجہے معلوم نہین تو تمہین معلوم ہے مینے کہا تہا کہ کن نہین معلوم نہین مجہے معلوم ہے یہہ واقعہ ہے جسکو مدنظر رکہکر اس نے کہا کہ تم کہتے تہے شکوک ہین اور یہ ۱۸۹۴ء کا واقعہ ہے -

اسی حیص بیص مین گاڑی آگئی اور مولویصاحب اپنے بچے کو تلاش کرنے لگے تاکہ اوسکو اپنے بہائی صاحب کے سپرد کرین مینے کہا مولوی صاحب وہ سیٹی کہان گئی جس سے آپ اپنے بچون کو بلایا کرتے تہے -

ناظرین الحکم کو غالباً معلوم نہین جب کلارک کا مقدمہ ہوا اور آپ شہادت کے لیئے بٹالہ کے مقام پر حاضر آئے تو ایک بچہ بہی ساتہ تہا اسکو آواز دینے کی بجائے آپ گلے مین ایک سیٹی رکہا کرتے تہے اور وہ اس سیٹی پر لگا ہوا تہا اس سیٹی کی طرف مینے اشارہ کیا -

محمد حسین - نہین وہ اب نہین رکہی - پہر جلد مولوی صاحب گاڑی مین بیٹہ گئے اور مجہے فرمانے لگے کہ آجاؤ یہان ابہی وقت ہے مین نیچے ہی کہڑا رہا اور مینے کہا کہ

مولویصاحب آپ کے اس رسالہ نے ایک اور فائدہ بہی دیا ہے وہ یہ کہ آپ نے حضرت مسیح کے معجزات کو مسمریزم مان لیا ہے افسوس ہے ہم یہ بات کہین تو کافر اور آپ کہین تو مومن -

مولویصاحب - تم نے غور سے نہین پڑہا - احمق ! وہان لکہا ہوا ہے کہ وہ وہبی ہوتا ہے -

خاکسار - حضرت ! پہر ہم بہی تو یہی کہتے ہین ہم نے کہان لکہا ہے کہ وہ اکتسابی طور پر انہون نے حاصل کیا تہا

مولوی صاحب ! - اچہا خدا تمہین ہدایت دے -

خاکسار - ہان اللہ تعالےٰ ہم کو کامیاب کرے آمین اور آپ کی بہی اس عینک کو اتارے اور آپ کی نظر صاف ہو -

محمد حسین - تم بڑے شریر ہو -

ناظرین سوچین اس مین شرارت کی کیا بات ہے -

خیر ؎

بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی
جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خارا

گاڑی نے وہسل دیا اور مولویصاحب رخصت ہوگئے -

(باقی آیندہ)

اطلاع برائے خاص و عام

میرا لڑکا الیس این احمد احمدی (شیخ نصیر احمد احمدی) کچہہ روپیہ لیکر یہان سے مفرور ہوگیا ہے اگر اب کسی کو کچہہ روپیہ میرے نام سی طلب کرے ہرگز ہرگز اوسکو نہ دین - اگر کوئی شخص دیویگا بندہ ذمہ وار نہوگا - اطلاعاً تحریر ہے - **المشتہر** شیخ یوسف احمدی ٹہیکہ دار کمسریٹ کمپ انبالہ بازار توپخانہ - ۲۴-نومبر ۱۹۰۵ء (۲-۲)

نوٹ - مولوی محمد حسین صاحب کا رسالہ اشاعت السنۃ افسوس ہے - اسوقت مجہے نہین مل سکا اور وہ اقتباس جس کا اوپر ذکر کیا گیا تہا یہان درج نہین ہوسکتا مگر مین اپنے الفاظ مین اسکا خلاصہ یا مفہوم یہہ درج کرتا ہون کہ مولوی صاحب نے اتواے رسالہ کے وجوہات اس مین بیان کئے ہین - جن مین سے اپنے لڑکون کی آوارگی - بیوی کا فوت ہوکر خانہ بربادی - بہی درج کیا ہے اور بہر خلاف معمول سابقہ رسالہ کو بلا درخواست بہیجنے کے ذکر کیا ہے - اور پریس کی مشکلات مین مابعد اجرت دینے والون کی بری حالت دکہائی ہے - غرض ایسے امور پیش کئے ہین جو ایک سمجہدار اور صاحب فہم و فراست کے نزدیک **عبرت انگیز** ہین -

ایڈیٹر

شاہی سیاحت

حضور ولیعہد بہادر نے ہزاکسلینسی لارڈ لیمنگٹن کو جو پرائیویٹ چٹھی لکھی ہے اس میں باشندگان بمبئی کا تہ دل سے شکر ادا کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ جب ہماری سواری گذر رہی تہی۔ اور کثیر التعداد باشندگان شہر اظہار مسرت کرتے تھے۔ تو یہ معلوم ہوتا تہا کہ گو یا ہم اپنی ہی قوم میں ہیں۔ اور جس اعلےٰ پیمانہ پر انتظام کیا گیا تہا۔ اس کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ کسی قسم کا حادثہ نہیں ہوا۔ بوڑھے سے بوڑھے لوگ بہی یہی کہتے ہیں۔ کہ ہم نے بمبئی میں ایسا نظارہ کبہی نہیں دیکہا تہا۔ بدنصیبی سے بمبئی سے گذر کر جب ٹرین گجرات میں پہونچی۔ تو اندھیرا ہو چکا تہا۔ اور ہز رائل ہائینس نے اصلی ہندوستان کا جو پہلا منظر دیکہا۔ وہ پنچ محل تہا جو بمبئی کے تمام ضلعوں میں کم آباد اور بنجر ہے۔ راستہ میں جو اسٹیشن پڑتے تھے۔ ان پر بہی آراستگی اور صفائی کا خاطر خواہ انتظام تہا۔ سڑکوں پر دیہاتی مشتاق کہڑے نظر آتے تھے۔ رتلام پر رائل میڈ کالج سرتین کا معائنہ ہوا۔ تاکہ ہز رائل ہائینس معلوم کر سکیں۔ کہ انگریزی نگرانی میں ہندوستانی محنت کاریگری کا کیسا اعلےٰ نمونہ پیش کر سکتے ہیں۔ چنبل کے قریب پہنچکر منظر بدل گیا۔ باجرے کے کہیت کٹنے کے لئے تیار کہڑے تھے۔ روئی کے کہیت گولوں سے لدے ہوئے تھے۔ غرض کہیتوں میں زراعتی دولت پہٹی پڑتی تہی۔ اندور کا سٹیشن چہوٹا سا ہے۔ اور اس میں کسی قسم کی آرائش اور سجاوٹ کی بہت کم گنجائش ہے۔ نہ اس قسم کی کوئی کوشش ہوئی۔ لیکن اس کی کمی والیان ریاست کی زرق برق پوشاکوں نے پوری کردی تہی۔ کل وسط ہند کے شہزادے یہاں موجود تھے۔ درجہ کے لحاظ سے بیگم صاحبہ بہوپال اول نمبر تھیں کیونکہ صرف وہی ایک مسلمان فرمانروا دنیا بہر میں ایسی ہیں۔ جو پردہ میں بیٹھکر حکومت کرتی ہیں۔ اس کے بعد مہاراجہ ریوان آئے۔ جو سبز پوشاک پہنے ہوئے تھے۔ مہاراجہ اورچہ جی سی۔ آئی۔ ای کا تمغہ لگائے ہوئے تھے۔ ان کی پوشاک بہت بہاری تہی۔ نسبتاً مہاراجہ دتیا کی پوشاک بالکل سادہ تہی۔ رتلام اور جبرا کے شہزادے امپیریل کیڈٹ کور کی وردی میں تھے۔ اور ان کے چہروں سے وہ تعلیمی ترقی ظاہر ہوتی تہی۔ جو ہندوستانی امرا نے کی ہے۔ مہاراجہ چارکہاری اور نواب صاحب بستی بہی قیمتی پوشاک زیب بدن کئے ہوئے تھے۔ جو سنہری کام سے لدی ہوئی تہی۔ پوشاک کے علاوہ مختلف وردیاں بہی کچھ کم دلچسپ نہ تھیں۔ جو اس چھوٹے سے سٹیشن پر جمع ہوگئی تہیں۔ راجپوتوں کے گھوڑ پاچے کل بچے مرہٹوں کے دل نمبور چہرے۔ بہوپال اور بستی کے حکمران مغربی ... اور قدیم تیزی کا مجسم نمونہ پیش نظر تہا جس سے وسط ہند کو سلطنت برطانیہ نے نکالا ہوا ... بمبئی گرینڈ بیٹرز کے گیارہ آف نرکی پوری وردیاں نہایت دلفریب سماں دکہا رہی تہیں۔ ہز رائل ہائینس کے سٹیشن پر پہنچنے پر جو رسم ادا ہوئیں۔ وہ بالکل سادہ تہیں۔ جس وقت شاہی ٹرین اسٹیشن پر پہونچی۔ تو ہز رائل ہائینس اپنے سیلون کے پلیٹ فارم پر وائس ایڈمرل کی وردی میں کہڑے ہوئے تھے۔ ستارہ ہند کا تمغہ بہی لگا ہوا تہا۔ معمولی سلامی کے ساتھ وہ مع ہز رائل ہائینس اور سر والٹر لارنس پلیٹ فارم پر اترے۔ سر والٹر نے میجر ڈیلی سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ای کو پیش کیا جو مشہور سر ہنری ڈیلی کے بیٹے ہیں۔ جن کا نام سنٹرل انڈیا کی گھوڑ چڑھی فوج کے ساتھ ہمیشہ وابستہ رہیگا۔ اب میجر ڈیلی نے نوجوان مہاراجہ ہلکر والئے اندور کو پیش کیا۔ جو خانزدہ سالہ اور ویلز رائل ہائینس کو مدعو کرنے کے لئے بڑے حکمران ہیں۔ تعداد توپ سلامی کے لحاظ سے والیان ملک پیش ہونے شروع ہوئے۔ سب سے پہلے بیگم صاحبہ بہوپال پیش ہوئیں اس کے بعد مہاراجہ ریوا جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ مہاراجہ اورچہا جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ مہاراجہ دتیا کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ مہاراجہ دہار۔ راجہ دیواس شاخ کلاں راجہ دیواس شاخ خرد۔ مہاراجہ سمتھر۔ نواب صاحب جاورا۔ راجہ رتلام۔ مہاراجہ چرکھاری کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ مہاراجہ بجاوا۔ نواب صاحب باؤنی۔ راجہ سیتامئو۔ راجہ سیلانا کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ راجہ راجگڈھ۔ راجہ جہابوا رانا علی پور۔ راؤ صاحب بپی پور اس کے بعد سربرآوردہ انگریزی حکام پیش ہوئے۔ گارڈ آف آنر کے معائنہ کے بعد خاص رسم ختم ہوئی۔ ویلز رائل ہائینسز سیدھے تاریخی رزیڈنسی کو گئے اور قیام لاہور کے زمانہ میں وہیں مقیم رہینگے۔ جلوس کے موقع پر سنٹرل انڈیا کی گھوڑ چڑھی فوج کا سکوڈرن جلو میں تہا۔ اس کے پیچھے مہاراجہ ہلکر کی امپیریل سروس فوج دو بہوپال وکٹوریا لانسرز تھے۔ بہوپال کی فوج عربی گھوڑوں پر سوار تہی۔ شاہی گاڑی میں ویلز رائل ہائینسز کے سامنے سر والٹر لارنس بہی بیٹھے ہوئے تھے گاڑی کے چاروں گھوڑے نہایت نفیس تھے اور رائل ہارس آرٹلری کے دو جوان سرخ اور سنہری وردیاں پہنے تانتے تھے۔ اس کے بعد علے ترتیب مدارج والیان ریاست کی سواریاں تہیں۔ مہاراجہ ہلکر کی گاڑی زرد نیلے رنگ کی تہی۔ اس کے ساتھ چوبدار تھے۔ وہ نہایت مکلف تاریخی لباس پہنے ہوئے تھے۔ بیگم صاحبہ لینڈو میں سوار تھیں۔ اور ان کے سوار کا گرزی وردی پہنے ہوئے تھے۔ ریوا کی گاڑی نیلے رنگ کی اور چاندی کے کام سے لدی ہوئی تہی۔ اورچہا کے گھوڑوں کی گھنٹیاں بجتی چلتی تہیں۔ دیواس کے دونو راجہ بہی نہایت شان و شوکت کے ساتھ تھے اور ۵ خادم مورچہل جہلتے جاتے تھے۔ ان کے بعد چہوٹے چہوٹے ریاست دار آئے اگرچہ انکی چمک دمک اگلے جلوس کی سی نہ تہی تاہم جلوس انکا بہی دلچسپ تہا۔ کیونکہ ان کے سوار اپنی قدیمی وضع پر غیر شائستہ گھوڑوں پر چڑھے ہوئے تھے۔ اس طرح ویلز رائل ہائینسز پورے جلوس کے ساتھ اندور کی گلیوں سے گذرے۔ صدر بازار میں بمشکل کوئی گہر ایسا ہوگا جو آراستہ نہ ہو۔ مضافات سے ہزاروں آدمی ویلز رائل ہائینسز کا خیر مقدم کرنے آئے تھے شہروں پر سری سر نظر آتے تھے۔ اگر بمبئی کی طرح یہ لوگ مغربی طریقہ پر نعرہ ہائے خوشی بلند نہیں کرتے تھے۔ تاہم ان کے مودبانہ سلام ظاہر کرتے تھے۔ کہ نفس عقیدت مندی میں یہ لوگ کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ اسی تزک و احتشام کے ساتھ ویلز رائل ہائینسز رزیڈنسی کے دروازہ پر پہونچے اور سلامی کی توپوں کی گرج ہوا میں گونجنے لگی۔ روشنی ویلز رائل ہائینسز نے رزیڈنسی کی چہت پر سے دیکھی۔ سارے اندور میں جہونپڑیوں سے لیکر محلات تک میں آگ لگی ہوئی تہی۔ وہ نہایت رونق اور خوشی کی رات تہی۔ چاند آسمان پر پوری روشنی دے رہا تہا۔ ہوا بہی تیز نہ تہی موسم بہی معتدل تہا۔ اس لئے کوئی بات ایسی نہ تہی۔ جس سے سرور منغص ہوتا۔ ہزاروں بتیاں اور چینی لالٹینیں کام میں لائی گئی تھیں رزیڈنسی کی جہیل پر عجیب دلفریب منظر تہا۔ اس جہیل میں چہوٹے چہوٹے جزیرے کثرت سے ہیں جن پر درخت اُگے ہوئے ہیں۔ چاندنی میں یہ منظر عجب بہار دے رہا تہا۔ درختوں میں جہیل کے چاروں طرف ہزاروں بتیاں اور رنگین لالٹینیں تہیں۔ جن کی روشنی پانی پر پڑکر آنکہوں کو چوندہیا دیتی تہی۔ ان جزیروں میں ایک پر بینڈ کی ہلکی ہلکی سُریلی گیتیں لطف دوبالا کر رہی تہیں۔ غرضیکہ یہ منظر ایسا تہا۔ جو اندور کے باشندوں کو سالہا سال تک یاد رہیگا۔ والیان ریاست ہند یلکہ نے ویلز رائل ہائینسز کو جلسہ ایٹ ہوم میں مدعو کیا

حضور ولیعہد بہادر کا اندور میں آخری دن

۱۷ - نومبر کی صبح کو ویلز رائل ہائینسز سویرے ہی خیمہ گاہ سے باہر تشریف لے گئے اور ناشتہ سے پہلے دو شاندار رسمیں ادا کیں۔ امپیریل سروس لانسرز بہوپال کا معائنہ اور یارک و لنکا شائر رجمنٹ کی پہلی بٹالین کو نیا نشان تفویض کیا۔ امپیریل سروس لانسرز بہوپال کا معائنہ کرنے کے وقت ہز رائل ہائینس فیلڈ جنرل کی وردی پہنے ہوئے اور ایک خوبصورت گہوڑے پر سوار تھے۔ ہز رائل ہائینس اور بیگم صاحبہ بہوپال محل کا ملاحظہ تھوڑے فاصلہ پر ایک خیمہ سے ملاحظہ فرما رہی تہیں۔ سب سے پہلے فرسٹ بہوپال وکٹوریہ نے جس کی کمان صاحبزادہ سید اللہ خان ہز ہائینس بیگم صاحبہ بہوپال کے منجھلے صاحبزادہ کے سپرد تہی۔ کوچ کیا۔ یہ فوج ہر طرح چست و چالاک اور مستعد ہے۔ یہ لوگ اچھے سوار اور ساز و براق سے بخوبی آراستہ ہیں۔ اور ان میں اکثر ان افغانوں کے بیٹے ہیں۔ جو ریاست بہوپال میں رہ پڑے ہیں۔ سبز لنگیاں سر پر باندہا اور کرتے پہنے ہوئے یہ لوگ نہایت بہلے معلوم ہوتے تھے۔ گہوڑے بہی نہایت شائستہ و آراستہ تھے۔ اس کے بعد سوار جائزہ کی ترتیب سے بڑھے اور سلامی کی جگہ کی طرف منہ کرکے کھڑے ہوئے ہز رائل ہائینس آگے بڑھے اور کرنل عبید اللہ خان کو ان کی کمان کی نہایت عمدہ طرح پر ان کو مبارکباد دی۔ آپ نے فرمایا کہ اسکواڈرن کو دیکھکر میں بہت خوش ہوا اور اس کی تواعد مجھے بہت پسند آئی۔ اس کے بعد لانسرز کوچ کر گئے اور یارک اینڈ لانکاشر رجمنٹ آگے بڑھے۔ اور جھنڈے دیئے جانے کی مبارک رسم کا آغاز ہوا۔ یارک اینڈ لنکاشر رجمنٹ نہایت نفیس رجمنٹ اور اس عزت کی مستحق ہے۔ اس نے متعدد موقعوں پر نہایت قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔ پہلی بٹالین نیکڑس کی اور جنگ جنوبی افریقہ میں شریک تھے۔ لیڈی اسمتھ کی فتح اور انطبل و تمائی کی لڑائیوں میں بہی حصہ لیا تہا۔ دوسرے ایک خصوصیت یہ بہی ہے کہ پرانا جہنڈا رجمنٹ کو ۱۸۶۷ء بمقام آگرہ لیڈی میو کے ہاتھ سے ملا تہا۔ پرانا جہنڈا رجمنٹ کے گرد پہرایا گیا۔ اور کچھ مذہبی رسوم بہی ادا ہوئیں۔ ہز رائل ہائینس نے ایک مختصر سی تقریر میں کرنل میں افسران نیکمشنڈ افسروں اور پہلی یارک اینڈ لنکاشائر رجمنٹ کے سپاہیوں کو مخاطب کرکے فرمایا۔ میں اس موقعہ پر آپ کو نیا جھنڈا دیکر نہایت خوش ہوا۔ ٹھیک پندرہ سال ہوئے۔ کہ یہی رسم میں نے بارسیڈورو

www.aaiil.org

مین آپ کی دوسری بٹالین کے لئے ادا کی تہی - مجہے فخر ہے - کہ آپ کی رجمنٹ کے دونون بٹالین کو جہنڈے میرے دیئے ہوئے ہین - یاد رکہو - کہ جہنڈے گذشتہ کارہائے نمایان کی علامت ہوتے ہین - وفاداری اور کارگذاری کے جو خیالات اس سے پیدا ہوتے ہین - وہ بہادرانہ افعال کا سبب ہوتے ہین - آپ کے بٹالین نے جن جن معرکون مین جوانمردیان دکہائی ہین - وہ سب ان جہنڈون پر لکہی ہوئی ہین - اور مین یقین کرتا ہون - کہ جب کبہی آپ ملک معظم اور ملک کی خدمات کے لئے طلب کئے جائین گے - تو آپ اس جوانمردی کو قایم رکہین گے - سب مین یہ نشان آپ کے سپرد کرتا ہون - اور مین جانتا ہون - کہ وہ آپ کے ہاتہہ مین محفوظ اور بے داغ رہیگا

اس تقریر کے جواب مین کرنل میانی نے ہزرائل ہائینس کو اس طرح مخاطب کیا - بٹالین کیجانب سے اس اعزاز کے واسطے جو آپ کے ہاتہہ سے ملا ہے - اور ان الفاظ کے لئے جو آپ نے فرمائے ہین - آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون - اس اعزاز کی قدر و منزلت اور بہی بڑہ جاتی ہے جب کہ ہم معلوم کرتے ہین - کہ یور رائل ہائینس نے باوجود کثرت کار اور عدیم الفرصتی کے اتنا وقت نکالا - اور اس بٹالین کو نشان عطا کرنے کا اعزاز بخشا -

مین یقین کرتا ہون - کہ آیندہ جو لوگ اس جہنڈے کے نیچے کام کرینگے - وہ یہ معلوم کرکے - کہ یہ کس کا دیا ہوا ہے - بہ نسبت سابق کے اپنے بادشاہ اور ملک کے لئے اور بہی اعلےٰ کام کرنے کی کوشش کرینگے - اس تقریر پر یہ رسم تمام ہوئی - ناشتہ کے بعد مہاراجہ ہلکر نے ہزرائل ہائینس سے اور ہزرائل ہائینس نے مہاراجہ ہلکر سے ملاقات کی - ہزرائل ہائینس پرنسس آف ویلز نے بیگم صاحبہ بہوپال سے ملاقات کی - اندور کی آخری رسم کنگ اڈورڈ ہال کا افتتاح تہا - جو دربار اندور نے ملک معظم کی تاج پوشی کی یادگار مین تعمیر کیا تہا - ہال بالکل سادہ ہندو وضع کا بنایا ہوا ہے - ۱۱۲ فٹ طویل ہے چارون گوشون پر برجیان ہین - جنوبی جانب ۹۰ فٹ بلند ہے - ایک گہنٹہ گہر ہے - جو وقت ہزرائل ہائینس کی رزیڈنسی سے روانگی کا تہا - اس سے بہت پہلے لوگ ولیعہد بہادر اور ولیعہد بیگم کے آخری دیدار کے لئے جمع ہو گئے تہے مہاراجہ بہادر نے ہال کی سیڑہیان پر استقبال کیا - تمام والیان ریاست جمع تہے اور بہت سی لیڈیان چلمنون کے پیچہے سے یہ نظارہ دیکہہ رہی تہین - سب سے پہلے مہاراجہ نے اپنی تقریر پڑہی جو حسب ذیل ہے :-

یور رائل ہائینس - جو اعزاز یہان تشریف لاکر آپ نے مجہے اور میری ریاست کو بخشا ہے اس کیوجہ سے آج کا دن مجہے عمر بہر یاد رہیگا یہی اعزاز حضور ملک معظم نے بحالت شہزادگی میرے دادا کو بخشا تہا - اور میرے والد جو اس سے ۳۰ سال پہلے کی خوشی مین شریک تہے - وہ سمان اب تک ہو بہو یاد ہے - انہون نے ہی ملک معظم کی تخت نشینی کی یادگار مین اس عمارت کی تعمیر کرنے کی تجویز نکالی تہی - اور مین ان کا مشکور ہون - کہ انہون نے اس وفادارانہ خدمت کی انجام دہی اور یور رائل ہائینس کے خیر مقدم کے اعزاز کو میرے لئے چہوڑا - اور مین خوش ہون - کہ مجہے اتنا موقع ملا - کہ اپنے بہائی والیان ریاست کے مجمع مین اس عزت کا افتخار حاصل کرتا ہون - بمبئی مین ہر میجسٹی کی بیشمار رعایا یور رائل ہائینس کا خیر مقدم کرنے کے لئے تیار تہی - گویا ان کا خیر مقدم ان کروڑون باشندگان ہند کے خیر مقدم کا قایم مقام ہے - جو یور رائل ہائینس کے ملک مین دورہ کرنے کو بنظر ابتہاج دیکہتے ہین - اور ہم اپنے آپ کو نہایت خوش نصیب سمجہتے ہین - کہ سب سے پہلے سنٹرل انڈیا کو یہ شرف حاصل کرنے کا موقع ملا - اور ہم اپنی اور اپنی رعایا کی جانب سے حضور ملک معظم اور ان کے خاندان کے ساتہہ اظہار عقیدت کر سکے - یور رائل ہائینس سے کنگ ڈورڈ ہال کا افتتاح کرنے کی درخواست کے علاوہ مین ایک اور مہربانی کا بہی خواستگار ہون ہم چاہتے ہین کہ اندور مین یور رائل ہائینس کی تشریف آوری کی یادگار قایم ہونی چاہئے - اور یور رائل ہائینس کی مرضی سے ہم تجویز کرتے ہین - کہ وہ جدید عدالت ہائے انصاف ہونی چاہئین -

ہزرائل ہائینس نے نہایت مختصر تقریر کے ساتہہ ہال کا افتتاح کیا - اس کے بعد ایک پیچ دبانے سے ہال سینکڑون برقی بتیون سے روشن ہو گیا - اس رسم کے بعد ویز رائل ہائینسز ادہر ادہر چلے پہرے اور باغ مین جہان ریفرشمنٹ کا سامان کیا گیا تہا - ویز رائل ہائینسز ایک گہنٹہ تک والیان ریاست سے بات چیت کرتے رہے بعد غروب باغ مین روشنی ہوئی - اور آتشبازی چہوٹی ۴½ بجے شام کے ویز رائل ہائینسز سٹیشن کو روانہ ہوئے - حضور ولیعہد بہادر نے مہمان نوازی کے لئے میجر ڈالی کا شکریہ ادا کیا - اور تمام افسرون سے ہاتہہ ملایا - مہاراجہ ہلکر سے بہی باتین کین اندور سے ویز رائل ہائینسز بہت خوش گئے -

حضور ولیعہد بہادر کا دورہ اندور مین

ہندوستان کے نامور صدر مقامون مین اندور گویا بالکل ابتدائی حالت مین ہے - خاندان ہلکر کے بانی ملہار راؤ کے مرنے کے بعد اس شہر کی بنیاد اہلیہ بائی نے ڈالی تہی - ۱۸۱۸ء مین دربار یہان منتقل ہوا - اندور اتنا متمول نہین ہے - جو اپنی شان و شوکت مین اضافہ کر سکے - اگرچہ اس قسم کے امور پر ہندوستانی اپنی دولت خرچ کرنے کے نہایت مشتاق ہین - یہان قابل دید مقام صرف رزیڈنسی ہے - جہان ویز رائل ہائینسز ٹہیرے ہوئے ہین - اور جس پر غدر کے زمانہ کی گولیون کے نشان اب تک موجود ہین - اور رزیڈنسی کا باغ ہے - لیکن یہ ساری کمی ہزارون آدمیون کے مجمع سے پوری ہو گئی - جو مضافات سے ویز رائل ہائینسز کے خیر مقدم مین شریک ہونے کے لئے جمع ہو گئے تہے - ۶۰ والیان ریاست کیمپ مین ہین اور ان کے ہمراہیون سے شہر کی تنگ گلیان پٹی پڑی ہین - سب سے دلچسپ نظارہ ان گنوارون کا تہا - جو بیرونجات سے آئے تہے - جن کے سرون پر بہاری بہاری عمامے تہے اور جو موٹی موٹی دیسی دہوتیان باندہے ہوئے تہے - انگریز مہمان رزیڈنسی کے کیمپ مین مقیم ہین - ہر دروازہ پر برٹش انفنٹری کا پہرہ ہے - پہرہ دارون کی وردی گہرے سرخ رنگ کی اور سپاہیون کی چمکدار تہی - ۱۶ - نومبر کو صبح کی خاموشی گرجنے والی توپون کی آواز سے ٹوٹی - والیان ریاست رسم مزاج پرسی ادا کرنے رزیڈنسی مین گئے - ابتداءً یہ ارادہ تہا - کہ صبح کی سیر کے اثنا مین ہزرائل ہائینس بعض والیان ریاست کے کیمپون مین خود رونق افروز ہون - مگر سفر کی تکان کی وجہ سے یہ غرض حاصل نہ ہو سکی - اس لئے اس دن کی کارروائی کا آغاز رسم مزاج پرسی سے ہوا - شاہی دربار ہوا - جس مین والیان ریاست شریک ہوئے - اس کے لئے رزیڈنسی کے قریب بہت بڑا شامیانہ نصب کیا گیا تہا - جس مین سرخ اور سنہری پردے لٹک رہے تہے - فرش بہی نہایت شاندار گلنار رنگ کا تہا - ایک سرے پر چبوترا تہا جس پر دو کرسیان بچہی ہوئی تہین - چاندی کی کرسی پرنس آف ویلز کے لئے تہی - اور اس سے کچہہ پیچہے ہٹکر ایک کرسی پرنسس کیلئے - چبوترے کے اوپر چار روپہلی ستونون پر نہایت خوشنما سائبان تہا - راستہ کے دونون طرف والیان ریاست کی ترتیب مدارج نشست تہی - اول درجہ پر بیگم صاحبہ بہوپال تہین - اور آخر مین راؤ صاحب خلچی پور - والیان ریاست نہایت مکلف پوشاکین اور قیمتی جواہرات پہنے ہوئے تہے - ہر والی ریاست کے پیچہے ان کے جاگیردار تہے - جن کی پوشاکین بہی کچہہ کم بہاری نہ تہین - جب بیگم صاحبہ اپنی جگہ پر بیٹہ چکین تو ہزرائل ہائینس پرنسس مع لیڈی الیونڈ گڈن چیمبرز پرنسس خاموشی کے ساتہہ پیچہے سے چبوترہ پر آگئین اس کے بعد ہزرائل ہائینس مع اپنے سٹاف اور پولٹیکل افسرون کے تشریف لائے - ہزرائل ہائینس مع اپنے سٹاف سفید لباس پہنے ہوئے تہے میجر ڈیلی ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا نے افتتاح دربار کی اجازت چاہی - اور درخواست منظور ہونے پر نذرون کی رسم ادا ہونی شروع ہوئی سب سے پہلے بیگم صاحبہ بہوپال کا نمبر تہا - مگر جتنے والیان ریاست جمع تہے ان مین صرف بیگم صاحبہ ہی نذر سے مستثنےٰ رہین - اس لئے مہاراجہ صاحب ریوا بڑہے اور ان کی نذر دیگر والیان ریاست کی نذر کیطرح چہو کر واپس کر دی گئی اس کے بعد مہاراجہ اورچہا - مہاراجہ دتیا - راجہ صاحب دہار - راجہ صاحبان دیواس نے نذرین پیش کین - اب تک والیان ریاست کے نام مسٹر رینلڈس پکارتے تہے - اور ان کو چبوترہ میجر بکسول اور ان کی ریاست پولیٹکل افسر لے جاتے تہے - اس کے بعد میجر بکسول بیٹہ گئے - اور اون کی جگہ مسٹر ڈربرلن نے لی لیکن دلچسپی مین کسی نوع کا فرق نہین آیا - غرض کہ یہی منظر کچہہ دیر تک پیش نظر رہا ہزرائل ہائینس ہر سلام نہایت تپاک سے قبول کرتے تہے - چوبدار زرق برق پوشاکین پہنے ہوئے پیچہے کہڑے چوریان اور مورچہل ہلا رہے تہے اور سنہری چہتریان اور دمکتی ہوئی سورج مکہیان اٹہائے ہوئے تہے جب نذرین گذر چکین - تو ہزرائل ہائینس نے میجر ڈیلی کو حسب ذیل مخاطب کیا جو چبوترے کے قریب ہی کہڑے ہوئے تہے -

میجر ڈیلی ! کیا آپ والیان ریاست وسط ہند کو مطلع کر دینگے - کہ مین انہین دیکہنے کا یہ موقع حاصل کرکے کسقدر مسرور ہوا ہون - جیساکہ وہ پہلے سے واقف ہین - مجہے ان مین سے بعض سے آگرہ مین ملنے کی امید تہی جہان مین ان سے ملاقات باز دید کر سکتا - مگر راجپوتانہ کی گرانی کے سبب آخر وقت مین ہمارا پروگرام بدل گیا - اور مین اندور آ سکا - جہان حسن اتفاق سے وسط ہند کے تمام والیان ریاست جمع ہین - مین چاہتا ہون - کہ آپ انہین سمجہا دین کہ مین اپنے خاندان کے جملہ اراکین کی طرح رسم و رواج کو بہت اہمیت دیتا ہون اور اگر مجہے وقت اجازت دیتا - تو مین والیان ریاست سے بمبئی کی طرح ضرور ملاقات باز دید کرتا - مگر وقت مین گنجائش نہین - اور مین اپنے آپ کو خوش نصیب سمجہتا ہون - کہ آج کے دربار مین مین ان سے مل سکا - یہان میری ملاقات

www.aaiil.org

تو یہ بیجا عمدہ نہ ہے۔ اور میں جملہ حاضرین کو صاف صاف بتائے دیتا ہوں کہ محض قلت وقت کی وجہ سے جو فرو گذاشت ہو۔ وہ کوئی مثال نہیں ہو سکتی۔ نہ اس سے وہ حقوق اور رسوم محو ہو سکتی ہیں۔ جنکو میں اتنا پسند کرتا ہوں۔ جتنا ہندوستان کا کوئی والی ریاست کر سکتا ہے۔

حضور ولیعہد بہادر کی یہ تقریریں والیان ریاست کے دلوں پر اثر کئے بغیر نہ رہ سکی۔ جو اپنی قدیم رسوم کو دعزیز رکھتے ہیں۔ اور اگر ان میں کچھ کمی ہو جائے تو پژمردہ خاطر ہوتے ہیں۔ اور جو انگریزی سمجھتے تھے۔ انہوں نے اظہار خوشی بھی کیا۔ میجر ڈیلی نے اس کا ترجمہ ہندوستانی میں سنایا۔ تو سب کے چہروں سے خوشی ظاہر ہونے لگی۔ اب صرف عطر و پان کی مشرقی رسم باقی تھی وہ خادم مخملی وردیاں پہنے ہوئے ظروف زرین میں عطر دیان لائے اور حضور ولیعہد بہادر نے باری باری سے والیان ریاست کو پیش کئے آغاز بیگم صاحبہ بھوپال سے ہوا۔ ساتھ ہی مصافحہ بھی ہوتا جاتا تھا۔ والیان ریاست کے جاگیرداروں کو عطر و پان مسٹر رینلڈس نے پیش کئے۔ اس کے بعد میجر ڈیلی نے دربار برخاست کرنے کی اجازت چاہی۔ ہز رائل ہائینس۔ جس طرح تشریف لائے تھے۔ اسی طرح واپس گئے۔ شام کو وقت رزیڈنسی میں گارڈن پارٹی ہوئی۔ صبح کو جو لوگ دربار میں موجود تھے۔ ان میں سے اکثر سے ویز رائل ہائینس نہایت بے تکلفی سے ملے۔ اس وقت والیان ریاست میجر ڈیلی کے مہمان تھے۔ ویز رائل ہائینس والیان ریاست سے نہایت متواضعانہ طور سے ملے۔ میجر ڈیلی اور سر والٹر لارنس ترجمان کا کام کرتے تھے۔ سنٹرل انڈیا ہارس کا بینڈ چیدہ چیدہ گیت بجا رہا تھا۔ راجہ صاحب بھاڑیا کے ہاتھی کے کرتب سے ویز رائل ہائینس نہایت مسرور ہوئے۔ سارے والیان ریاست میں بیگم صاحبہ بھوپال پر خاص طور پر نظر پڑتی تھی۔ باوجودیکہ وہ سر سے پاؤں تک برقعے میں لپٹی ہوئی تھیں۔ دربار میں بھی وہ اول درجہ پر تھیں۔ صرف وہی نذر سے مستثنے رہی تھیں۔ کیونکہ ۱۹۰۳ء میں لارڈ لینسڈون نے انہیں اس سے مستثنے کر دیا تھا۔ اسی روز شام کو ہز ہائینس کو رزیڈنسی میں پرائیویٹ ملاقات کو شرف حاصل ہوا۔ جہاں انہوں نے حضور ولیعہد بہادر کو بھوپال کے تاریخی ذخیرے دکھائے جو کلکتہ کے وکٹوریا میموریل میں رکھے جائینگے ان میں زردوزی کے کام اور پرانے ہتھیار تھے۔ مو لیعہد ریاست اور کمانڈر اسٹیٹ کیولری

ویز رائل ہائینس کے روبرو پیش ہوئے بیگم صاحبہ کے یازدہ سالہ چھوٹے صاحبزادے بھی پیش ہوئے جو دربار دہلی کے موقع پر لارڈ کرزن کے ذیل بردار تھے۔ اسی رات کو ہز ہائینس کو جی۔ سی۔ آئی۔ ای کا تمغہ عطا ہونے والا تھا ان شاہانہ دعوتوں کے دوران میں غربا کو فراموش نہیں کیا گیا۔ ۵ بجے اندھے لولے لنگڑے اور دیگر مساکین کو گیہوں کی روٹیاں مٹھائی اور ترکاری تقسیم ہوئی۔ بعد غروب دن کے مسلمان فقرا کو کھانا کھلایا گیا۔ کیونکہ وہ روزہ دار تھے۔ پنجشنبہ کی شام کو رزیڈنسی کے قریب بہت بڑے شامیانے میں اسٹیٹ ڈنر ہوا۔ قریب سو کے مہمان تھے۔ شامیانہ افسروں کی وردیوں اور مہمانوں کی زرق برق پوشاکوں سے جگمگا رہا تھا۔ ڈنر کے بعد ہز رائل ہائینس نے ملک معظم کا جام صحت تجویز کیا۔ اور میجر ڈیلی نے ویز رائل ہائینس کا۔ دونوں جام نہایت گرمجوشی سے نوش کئے گئے۔ بیگم صاحبہ بھوپال کو جی۔ سی۔ آئی۔ ای اور راجہ صاحب سیلانا کو کے۔ سی۔ آئی۔ ای کا تمغہ عطا ہوا۔ راجہ صاحب سیلانا نے اپنی ریاست میں تعلیم کو بہت کچھ ترقی دی ہے۔ اس رسم کے ادا ہونے کے بعد ویز رائل ہائینس کچھ دیر تک حاضرین سے باتیں کرتے رہے۔ اور اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

عید آگئی اور اظہار مروت کا وقت آگیا

خدا کا شکر اور اسکی حمد ہے کہ اس نے پھر ایک موقع خدمت دین کا دیا ہے یعنی **عید الفطر** قریب آگئی ہے۔ سیالکوٹ کی جماعت (جو سابق بالخیرات ہونیکی بڑی حریص ہے اور خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک کے دل میں یہ خواہش اور آرزو ہو۔ آمین) کی یہ نیک اور مبارک تحریک ہمیشہ عزت اور قدر کی نظر سے دیکھی جائیگی۔ جو اس نے عید فنڈ کے نام سے کئی سال ہوئے کی تھی اور عملی طور پر اس تحریک کو شروع کیا تھا ہر چند اس تحریک پر عمل ہو رہا ہے۔ لیکن میں کہہ سکتا ہوں کہ جس زور اور انتظام کے ساتھ اس پر عمل ہونا چاہئے ابھی تک وہ بات پیدا نہیں ہوئی۔ اسلئے کہ **عید فنڈ** کی تقریب پر **ایک روپیہ** تعلیم الاسلام سکول کی عام اغراض کے لئے منجملہ دیگر مصارف عید کے اپنے اوپر لازم سمجھ لے پس اس لحاظ سے اگر تین لاکھ کی جماعت میں سے پانچہزار آدمی بھی اس تجویز پر عمل کر لیتے تو **عیدین** کا عید فنڈ مدرسہ کی عام ضروریات کے لئے کسی مزید چندہ کی ضرورت نہ رہنے دیتا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا اس لئے میں اپنے ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ

عید پر عید فنڈ کی تکمیل حتمی عہد کریں اور اپنے گاؤں اور شہر کی جماعت کو خصوصاً اس ضرورت سے آگاہ کریں اور خود **عید فنڈ** کا روپیہ وصول کر کے **امین** مدرسہ کے نام بھیجدیں۔ الحکم کے ایک ہزار خریدار اگر پانچ پانچ دوسرے بھائیوں سے بھی عید فنڈ وصول کریں تو پانچہزار دے سکتے ہیں۔ مگر اس کے لئے محنت اور توجہ کی ضرورت ہے۔ یاد رکھو کہ یہ مدرسہ اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ کے سلسلہ کی اغراض میں کا ایک **جزو ہے** اس لئے اس کی تکمیل ان مقاصد کی تکمیل ہے۔ پس ایسے وقت جبکہ محض ذاتی آسائش اور خوشیوں کے لئے۔ بیسیوں اور صدہا روپیہ خرچ کرتے ہو۔ کیا اللہ تعالےٰ کے لئے **ایک روپیہ** بھی الگ نہیں کر سکتے!

میں امید کرتا ہوں کہ اس **عید** پر آنے والے **عید فنڈ** میں گذشتہ سالوں کی نسبت نمایاں ترقی ہوگی۔ انشاءاللہ العزیز۔ اور قوم اس فنڈ کی تکمیل کے لئے پوری سعی کرے گی۔

اس کے علاوہ یہ بھی یاد رہے کہ **صدقۃ الفطر مساکین فنڈ** کے لئے بھیجا جاوے اور روپیہ بھیجنے وقت صدقۃ الفطر اور عید فنڈ کی جدا جدا تصریح کر دی جاوے ملایا نہ جاوے۔ کیونکہ مساکین فنڈ کا روپیہ بالکل الگ رکھا جاتا ہے اور اسی غرض کے لئے خرچ کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر۔

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہیں ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو کہ اوسکا مال و اسباب محفوظ نہ رہے؟

حفاظت مال و اسباب کے لئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائیں۔ جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بھی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی اور خوبصورتی کی وجہ سے سرحد پر بھی جاتے ہیں لکڑی کے صندوقوں کے مقابلہ میں یہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پھلکے اور بہت زیادہ مضبوط اور پائیدار نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر میں ہر طرح سے آسانی کے ساتھ اسباب بند کر کے لیجا سکتے ہیں۔ چونکہ یہ احمدی بھائی کا کارخانہ ہے اسلئے آپ اس میں کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاءاللہ نہ پائیں گے۔ جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجھ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکوں کی تجارت کرتے ہیں وہ اکٹھے منگوائیں گے تو ان کے ساتھ خاص رعایت بھی کی جائیگی۔ مفصل فہرست درخواست کر کے کارخانہ سے منگوا لو درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن

کا پتہ ضرور لکھو۔ بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجائیگی۔ تمام درخواستیں بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئیں۔

خواب سے جاگو + آنکھیں کھولو

اور دیکھو کہ مندرجہ ذیل گہڑیاں کس قدر سستے داموں پر فروخت کر رہے ہیں۔ اب بھی اگر آپنے گہڑیاں نہ خریدیں تو پھر کب خریدو گے۔ صاحبان جلدی گہڑیاں خریدیں ورنہ پھر ایسا بہترین موقعہ نہ ملیگا۔

اصلی راسکوپ سٹم واچ گارنٹی ۶ سال قیمت تین روپے علاوہ محصول

اگر یہ گہڑی عرصہ گارنٹی میں بلا کسی خاص نقص کے چلنے سے رک جاویگی تو ہم بلا اجرت درست کر دینگے اس سے زیادہ اس کے پختہ ہونیکا کیا ثبوت ہو سکتا ہے ملاحظہ کیجیے قیمت تین روپے روپیہ علاوہ محصول بکس شیشہ بیز گہڑی کے ہمراہ مفت

نکل سلور کی رسٹ واچ گارنٹی چار سال قیمت للعہ علاوہ محصول یہ گہڑی کلائی پر باندہی جاتی ہے اس کے پرزے نہایت پختہ و پائیدار ہیں۔ کیلکے منہ کی کیلس گہڑی ہے جیب میں بھی الگ رہ سکتی ہے جبر سوں نہیں بگڑتی۔ قیمت چار روپے علاوہ محصول۔

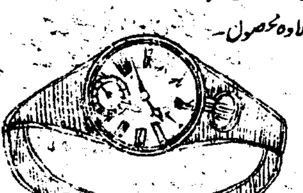

ملنے کا پتہ } منیجر حمیدیہ ٹریڈنگ کمپنی شہر لاہور

روزانہ الحکم کی قیمت

روزانہ الحکم کا مفصل اعلان

الحکم ۲۷ مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۵ء کے صفحہ تین میں بعنوان "الحکم روزانہ کر دیا جائیگا۔" ہو چکا ہے۔ شاید بعض ناظرین کی نظر سے پرچہ مذکورہ نہ گذرا ہو۔ اس لئے روزانہ الحکم کی قیمت کا درج کرنا ضروری ہے۔ لہذا روزانہ الحکم کی قیمت حسب ذیل ہوگی۔

جب تک ۵۰۰ خریدار نہ ہو جاویں۔ روزانہ کی قیمت ؏ ماہوار ہوگی۔ جو ہر ماہ کے اختتام پر بذریعہ وی پی لیجاویگی۔ جو صاحب ہفتہ میں تین بار لیں ان سے ؏ اور دوبار لینے والوں سے ؏ سالانہ لی جاویگی۔ روزانہ کے ہفتہ وار

ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بانفسهم
انه آوى القريه

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۲ (۲) خواص و معاونین سے ۵ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

نمبر ۴۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۰۵ء مطابق ۱۲ شوال ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

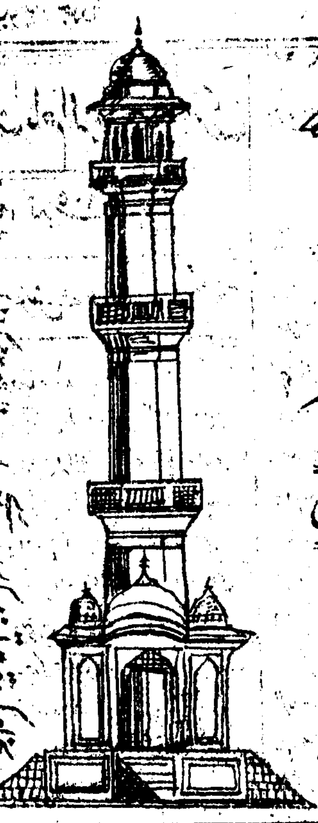

فہرست مضامین

(۱) تازہ الہامات و رؤیا - دارالامان کا ہفتہ
" حیات صافی - ص اوّل
(۲) حضرت امام الزمان کی ڈائری ص ۲ تا ۴
(۳) سفرنامہ دہلی - ص ۴ تا ۵
" یادگار کرسمس "
(۴) شاہی سیاحت ص ۶-۷
(۵) نظم در وفات مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ ص ۷
(۶) مراسلات - ہمت ہو تو بڑی بات نہیں
" مضمون نگار کو اطلاع ص ۸-۹
(۷) رسیدات آمدنی مدرسہ و کالج ص ۱۰
(۸) اشتہارات ص ۱۱-۱۲

تازہ الہامات و رؤیا

۴-دسمبر ۱۹۰۵ء - رؤیا دیکھی - کہ ایک دیوار ایک مرغی ہے - وہ کچھ بولتی ہے سب فقرات یاد نہیں رہے مگر آخری فقرہ جو یاد رہا - یہ تہا -

ان کنتم مسلمین

ترجمہ - اگر تم مسلمان ہو - اس کے بعد بیداری ہوئی یہ خیال تہا کہ مرغی نے یہ کیا الفاظ بولے ہیں - پھر الہام ہوا -

انفقوا فی سبیل اللہ ان کنتم مسلمین

ترجمہ - اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرو - اگر تم مسلمان ہو - فرمایا - کہ مرغی کا خطاب اور الہام کا خطاب ہر دو جماعت کیطرف تہے دونوں فقروں میں ہماری جماعت مخاطب ہے - چونکہ آج کل روپیہ کی ضرورت ہے - لنگر میں بہی خرچ بہت ہے اور عمارت پر بہی بہت خرچ ہو رہا ہے - اسواسطے جماعت کو چاہیئے کہ اس حکم پر توجہ کریں -

فرمایا - مرغی اپنے عمل سے دکہاتی ہے - کہ کس طرح انفاق فی سبیل اللہ کرنا چاہیئے - کیونکہ وہ انسان کی خاطر اپنی ساری جان قربان کرتی ہے - اور انسان کے واسطے ذبح کی جاتی ہے - اسی طرح مرغی نہایت محنت اور مشقت کے ساتہہ ہر روز انسان کے کہانے کے واسطے انڈا دیتی ہے -

ایسا ہی ایک پرند کی مہمان نوازی پر ایک حکایت ہے کہ ایک درخت کے نیچے ایک مسافر کو رات آگئی جنگل کا ویرانہ و سردی کا موسم درخت کے اوپر ایک پرند کا آشیانہ تہا - نر اور مادہ آپس میں گفتگو کرنے لگے - کہ یہ غریب الوطن آج ہمارا مہمان ہے اور سردی زدہ ہے اس کے واسطے ہم کیا کریں سوچ کر انہیں یہ صلاح قرار پائی - کہ ہم اپنا آشیانہ توڑ کر نیچے پہینکدیں اور وہ اسکو جلا کر آگ تاپے چنانچہ انہوں نے ایسا کیا - پہر انہوں نے کہا کہ یہ بہوکا ہے اس کے واسطے کیا دعوت طیار کی جائے - اور کوئی چیز موجود نہ تہی ان دونوں نے اپنے آپ کو نیچے اس آگ میں گرا دیا - تاکہ ان کے گوشت کا کباب ان کے مہمان کے واسطے رات کا کہانا ہو جائے - اس طرح انہوں نے مہمان نوازی کی ایک نظیر قایم کی - سو ہماری جماعت کے مومنین کو ہماری آواز کو نہیں سنتے - تو اس مرغی کی آواز کو سنیں مگر سب برابر نہیں - کتنے مخلص ایسے ہیں - کہ اپنی طاقت سے زیادہ خدمت میں لگے ہوئے ہیں - خدا ان کو جزائے خیر دے

۶-دسمبر ۱۹۰۵ء - قرب اجلک المقدر

ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا -

قل میعاد ربک ولا نبقی لک من المخزیات شیئا -

۷-دسمبر ۱۹۰۵ء - یہی الہامات پہر ہوئے اور ساتہہ یہ الفاظ زاید تہے - واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین -

۹-دسمبر ۱۹۰۵ء - نئے قبرستان کی زمین کے متعلق الہام ہوا -

انزل فیہا کل رحمۃ

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت کی صحت الحمد للہ اچہی ہے - بزرگان ملت بہی بدستور خدمت دین میں مصروف ہیں - فاضل امروہی بہی مع الخیر تشریف لے آئے - اور انشاء اللہ العزیز لمبا قیام فرمائیں گے -

۲- حضرت حجۃ اللہ کی توجہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی خاص اصلاح کیطرف ازبس ہے آپ چاہتے ہیں کہ ایسا انتظام کیا جاوے جو ایسے عالم طیار ہو سکیں جو علوم عربیہ دینیہ میں مہارت رکہنے کے علاوہ یورپ کی زبانوں میں ماہر ہوں اور وہ اپنی زندگیاں خدمت دین اور اشاعت و تبلیغ اسلام کے لیئے وقف کریں - وہ پورے قادر الکلام اور صاحب القلم ہوں - قادیان کے اہل الرائے احباب اس معاملہ پر غور کر رہے ہیں کہ کیا صورت اختیار کی جاوے - غالباً جلسہ دسمبر میں یہ سوال عام طور پر مشورہ کے لیئے قوم کے سامنے پیش ہوگا جو فی نفسہ ایک اہم اور عظیم الشان امر ہے - باہر سے احباب آنے شروع ہو گئے - حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی اور شیخ نیاز احمد صاحب آئے ہیں - شیخ صاحب سر دست واپس گئے ہیں پہر آئیں گے - اور احباب بہی آ رہے ہیں - اہلاً و سہلاً و مرحبا -

حیات صافی

مخدوم الملۃ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی پاک لائف لکہنے کے لیئے میں مٹیریل بہم پہونچا رہا ہوں اسلیئے اگر کسی صاحب کے پاس مولوی صاحب کا کوئی خط (خواہ کسی کو لکہا ہو) کوئی مضمون جو چہپا نہ ہو - کوئی نظم یا اور تحریر ہو تو مجہے اسکی نقل صحیح بہجوا دیں - اور یا آپ کی لائف کے واقعات میں سے کسی واقعہ کا علم ہو تو وہ بہی لکہہ بہیجیں علاوہ بریں اگر کسی اخبار میں مولوی صاحب مرحوم کے متعلق کوئی مضمون خواہ مخالف ہو یا موافق چہپا ہو تو ایسا اخبار ہی مجہے بہیجدیا جاوے یا اسکی صحیح نقل مع تاریخ نمبر و صفحہ اخبار بہیجدیں - میں اگر زندہ رہا اور اللہ تعالےٰ نے توفیق دی تو انشاء اللہ العزیز جنوری میں اسکام کو شروع کرونگا - ایڈیٹر الحکم

www.aaiil.org

حضرت امام الزمان کی ڈائری

۲۹ - نومبر ۱۹۰۵ء قبل ظہر

مدرسہ سے کیا غرض ہے؟ فرمایا ہماری غرض مدرسہ کے اجراء سے محض یہ ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کیا جاوے ۔ مروجہ تعلیم کو اسلئے ساتھ رکھا ہے کہ یہہ علوم خادم دین ہوں ۔ ہماری یہ غرض نہیں کہ ایف ۔ اے یا بی ۔ اے پاس کرکے دنیا کی تلاش میں مارے مارے پھریں ہمارے پیش نظر تو یہ امر ہے کہ ایسے لوگ خدمت دین کے لئے زندگی بسر کریں اور اسی لئے مدرسہ کو ضروری سمجھتا ہوں کہ شاید دینی خدمت کے لئے کام آسکے ۔

مشکل یہہ ہے کہ جسکو ذرا بہی استعداد ہو جاوے وہ دنیا کیطرف جُہک جاتا ہے ۔ میں چاہتا ہوں ایسے لوگ پیدا ہوں جیسے مولوی محمد علی صاحب کام کر رہے ہیں ۔ زندگی کا کوئی بہروسہ نہیں اب وہ اکیلے ہیں ۔ کوئی انکا ہاتہہ بٹانے والا یا قایم مقام نظر نہیں آتا ۔

سلسلے کے تعلیم یافتہ غور کریں میں دیکہتا ہوں کہ آریوں کی یہ حالت ہے کہ ایکطرف تو وہ ذرہ ذرہ کو خدا بنا رہے ہیں اور اسطرح پر اللہ تعالےٰ کی معرفت سے بے نصیب اور حقوق کے سمجھنے سے قاصر ہیں ۔ اور حقوق العباد کی طرف سے ایسے اندہے ہیں کہ **نیوگ** جیسے مسئلہ کو مانتے ہیں ۔ باوجود ایسا مذہب رکہنے کے پہر انہیں اسکی حمایت کے لئے اسقدر **جوش** ہے کہ بہت سے تعلیم یافتہ اپنی زندگیاں مذہب کی خاطر **وقف** کردیتے ہیں ۔

اور یہاں یہ حال ہے کہ جو مدرسہ سے نکلتا ہے اسکو دنیوی امور کیطرف ہی توجہ ہو جاتی ہے ۔ جہانتک ہو سکے یہی آرزو ہے کہ کوئی دینی خدمت ہو جاوے ۔ رات پہر دہی الہام ہوا جو پہلے ہی ہو چکا ہے ۔

تازہ الہام

۱ ۔ بہت تہوڑے دن رہ گئے ہیں

۲ ۔ قل میعاد ربک

۳ ۔ اسدن سب پر اداسی چہا جائے گی ۔

۴ ۔ قرب اجلک المقدر ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا ۔

ان الہامات پر غور کرکے میں یہی سمجہتا ہوں کہ وہ زمانہ بہت ہی قریب ہے ۔ پہلے ہی یہ الہام ہوا تہا ۔ اس وقت اسکے ساتہہ ایک رؤیا بہی تہی کہ ایک شخص نے مجہے کنوئیں کی ایک کوری ٹنڈ میں ٹھنڈا پانی دیا وہ پانی بڑا ہی مصفا و مقطر تہا ۔ مگر وہ تہوڑا سا تہا اور اس کے ساتہہ الہام ہوا تہا ۔

آب زندگی

غرض

زندگی کا زمانہ خواہ کتنا ہی لمبا ہو پھر بھی تھوڑا ہی ہے ۔

قبل عصر

۳۰ ۔ نومبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو جناب سیٹہہ عبد الرحمان صاحب مدراسی واپس وطن کو جانے والے تہے ۔ اسلئے حضرت اقدس سیٹہہ صاحب کی ملاقات کیواسطے **مہمان خانہ جدید** میں جہاں سیٹہہ صاحب اور دوسرے احباب فروکش تہے تشریف لائے اور سیٹہہ صاحب کو مخاطب کرکے فرمایا رات مجہے یہ الہام ہوا ہے ۔ (وہی الہام جو اوپر درج ہو چکے ہیں سُنائے)

الہام سُنانے کے بعد فرمایا **ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا** سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ کوئی رسوا کرنیوالا ذکر باقی نہ چہوڑیں گے یہہ بڑا **مبشر** الہام ہے یعنے تیرے آنے کی جو **علت غائی** ہے اسکو ہم پورا کردیں گے ۔ کسی مامور و مرسل کے لئے رسوا کرنے والا ذکر یہی ہو سکتا ہے ۔ کہ وہ اپنے مقاصد و اغراض میں ناکامیاب ہو ۔ سو اللہ تعالےٰ نے بشارت دی ہے کہ تیرے آنے کی جو غرض اور مقصد ہے اسکو ہم پورا کردیں گے ۔

مگر یہ سنت اللہ ہے کہ جسقدر مامور دنیا میں آتے ہیں یہ ضروری نہیں سمجہا جاتا کہ ان کے ہی زمانہ میں پوری تکمیل ہو جاوے بلکہ بہت سے امور ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے متبعین کے ہاتہوں سے پورے ہوتے ہیں اور ان کے ہی ہاتہہ پر وہ تکمیل سمجہی جاتی ہے ۔ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد رسالت میں مکہ مدینہ اور بعض نواح تک اسلام تہا ۔ لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضہ کے زمانہ میں اسلام کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا ۔ اور بہت سے امور کی تکمیل صحابہ کے ہاتہہ پر ہوئی جو درحقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی کامیابی اور آپ کے دست مبارک پر ہی تکمیل تہی ۔ اسکے بعد بنو امیہ اور دوسرے سلاطین کے ذریعہ ان ترقیوں میں اور ترقی ہوئی ۔ اور **محمود غزنوی** نے بہی ان میں حصہ لیا ۔ اور یہ سلاطین ہند جو سات سو برس تک حکمران رہے کسی حد تک ان کو بہی حصہ ملا ۔ انہوں نے ایسی ایسی جگہ مساجد تعمیر کرائیں جو ہندوؤں کے مرکز تہے ۔ غرض یہ سنت اللہ ہے کہ جو مامور ہو کر آتا ہے ضروری نہیں کہ سب مقاصد اسکے وقت ہی میں مکمل ہوں ۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اور کون ہو سکتا ہے ؟ آپ نے فرمایا کہ قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں مجہے دی گئی ہیں لیکن وہ کنجیاں آپ کے بعد حضرت عمر رضہ کو دی گئیں ۔ یہہ کہنا کہ وہ آپ کو نہیں ملیں غلط ہے ۔ کیونکہ اس بات کو تسلیم کر لیا گیا ہے ۔ کہ متبعین کے فتوحات اور کامیابیاں بہی دراصل متبوع ہی کی فتوحات ہوتی ہیں ۔

اس دن سب پر اداسی چہا جائیگی ۔ اسکے متعلق فرمایا کہ یہ بالکل سچ ہے جب اللہ تعالےٰ کا کوئی مامور دنیا سے اُٹہتا ہے تو ہر چیز پر ایک اداسی چہا جاتی ہے ۔ خصوصاً ان لوگوں پر جو اس کے ساتہہ تعلق رکہتے ہیں ۔ انسان کی عادت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ ہر بات کو قبل از وقت سمجہتا ہے اسلئے جب اسکی کوئی محبوب چیز جاتی رہے تو پہر ضرور غمگین ہوتا ہے یہ ایک فطرتی تقاضا ہے ۔ صحابہ کی حالت کا کون اندازہ کر سکتا ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تہی ۔ انکو تو قریباً ایک قسم کا جنون ہو گیا تہا ۔ اس غم میں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں انپر آیا ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تو وہ جوش آیا کہ انہوں نے تلوار ہی نکال لی کہ جو شخص کہے گا کہ آپ وفات پا گئے ہیں میں اسے قتل کر دوں گا گویا وہ یہہ لفظ ہی سننا نہ چاہتے تہے پہر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے **خطبہ** پڑہا ۔ اور آیت **ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل** پڑہی تو انکا جوش فرو ہوا ۔ یہہ آیت دراصل ایک جنگ میں نازل ہوئی تہی جبکہ شیطان کی طرف سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی آواز دی گئی ۔ مگر اسوقت جب حضرت ابوبکر رضہ نے اس آیت کو پڑہا تو صحابہ سمجہتے تہے کہ گویا آیت ابہی اتری ہے ۔

فرمایا ایسے امور میں حیرت اور سرگشتگی ایک لازمی امر ہوتا ہے یہہ اختیاری بات نہیں کہ نہو ۔ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ جو قبل از وقت ان امور کو بار بار ظاہر کرتا ہے اس میں سِر یہ ہے کہ تا جماعت کی تسلی اور اطمینان کا موجب ہو ۔

ہم یہہ ایمان رکہتے ہیں کہ دو عالم ہیں جو **یقینی الوجود** ہیں ایک تو یہی عالم جس میں ہم اب ہیں اور زندگی بسر کر رہے ہیں دوسرا وہ ہے جس میں مرنے کے بعد ہم داخل ہوتے ہیں چونکہ انسان کو اسکا وسیع علم نہیں ہوتا اسلئے ۔ وہ یہی سمجہتا اور اس سے کراہت کرتا ہے اسکی وجہ اس کے اور کچہہ نہیں کہ اسکی خبر نہیں اور اس عالم میں چونکہ رہتا ہے اور اسکی خبر اور اطلاع ہے اسلئے اس سے محبت کرتا ہے ۔ اور اسی میں رہنا چاہتا ہے ۔ اگر اس عالم پر پورا یقین ہو جاوے تو اس عالم سے چلا جانے کا کوئی غم اسکو نہ ہو اور ایسی صورت میں یہ عالم تو اسی قدر ہے کہ جیسے **مسافر** کسی جگہ کو کوچ کرنے کی طیاری کرے تو زاد راہ کا بندوبست کر لیتا ہے ۔ اسی قدر یہہ عالم ہے کہ اس عالم کے سفر کے لئے زاد راہ کا بندوبست کرے ۔ اور نہ اس سے زیادہ شریعت حکم دیتی ہے ۔ اگر یہ عالم ہمیشہ کے لئے ہوتا تو آدم سے لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک جسقدر انبیاء و رسل اس دنیا میں گذرے ہیں ۔ انکے ہمیشہ یہاں رہنے کی بہت بڑی ضرورت تہی ۔ اور اسکو اللہ تعالےٰ سے زیادہ کون سمجہہ سکتا ہے ! مگر دیکہہ لو اللہ تعالےٰ نے جب تک انکے لئے اس عالم میں رہنا پسند کیا وہ یہاں رہے ۔ اور آخر اپنا کام کرکے اس دنیا سے رخصت ہوئے ۔ خواہ دوسروں کے نزدیک انکی وہ رخصت قبل از وقت ہی سمجہی گئی ہو ۔ اوروں کا ذکر چہوڑ کہ بنی اسرائیل میں بہیجے ہوئے رسولوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک بڑے اُولوالعزم رسول تہے اور اللہ تعالےٰ نے ان سے بڑے بڑے وعدے فرمائے منجملہ ان کے **ارض مقدس** میں داخل ہونے کا وعدہ تہا مگر اس **ارض مقدس** کے راستہ ہی میں انکو موت آگئی اور وہ اس وعدہ کی زمین میں داخل نہو سکے ۔ پہر خدا تعالےٰ نے انکے بعد یشوع بن نون کو برگزیدہ کیا اور وہ اس زمین میں داخل ہوا ۔ غرض یہہ ایک قسم کے اسرار ہوتے ہیں جنکو ہر شخص نہیں سمجہہ سکتا ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو رو رو کر دعائیں کرتے تہے اسکے یہ معنے نہیں کہ وہ موت سے ڈرتے تہے یا اس زندگی سے پیار کرتے تہے بلکہ ان کو ناکامی کا اندیشہ تہا کہ ایسا نہو میں ناکام دنیا سے اُٹہوں ۔ آخر اللہ تعالےٰ نے انکی دعاؤں کو سُنا مگر یہ نہیں کہ وہ موت کا پیالہ ان سے ٹل گیا اپنے وقت پر انہوں نے پیا اور رخصت ہوئے ۔

فرمایا ہم تو اللہ تعالےٰ کی رضا کو **مقدم** کرتے ہیں اور ہم یقین کرتے ہیں کہ جو کچہہ وہ کرتا ہے بہتر کرتا ہے یہہ مت خیال کرو کہ اللہ تعالےٰ کے کاروبار میں جنکا اسنے ارادہ کیا ہوتا ہے کسی قسم کا فرق آجاتا ہے ایسا تو وہم کرنا ہی سخت گناہ ہے نہیں بلکہ وہ کاروبار جسطرح پر وہ چاہتا ہے بدستور چلتا ہے اور جسطرح اللہ تعالےٰ چاہتا ہے اُسے چلاتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ابہی میں نے ذکر کیا ہے کہ وہ راستہ ہی میں فوت ہو گئے قوم چالیس دن تک ماتم کرتی رہی مگر خدا تعالےٰ نے وہی کام یشوع بن نون سے لیا ۔ اور پہر

نوٹ :۔ آج دس بجے سیٹہہ صاحب روانہ ہوئے ۔ احباب نے دعاؤں کے ساتہہ رخصت کیا ۔ بسلامت روی و باز آئی (آمین)

www.aaiil.org

چھوٹے چھوٹے اور نبی آتے رہے یہانتک کہ مسیح ابن مریم آگیا - اور اس سلسلہ مین جو اللہ تعالی نے موسیٰ سے شروع کیا تہا کوئی فرق نہ آیا۔

پس یہہ کبہی نہین سمجہنا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کے قایم کردہ سلسلہ مین کوئی فرق آجاتا ہے یہہ ایک دہوکا لگتا ہے اور بت پرستی تک نوبت پہونچ جاتی ہے اگر یہہ خیال کیا جاوے کہ ایک شخص کے وجود کے بغیر کام نہین چل سکتا۔ **مین تو اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور طرف نظر اٹھانا کبہی پسند نہین کرتا۔**

فرمایا میرے ایک چچا صاحب فوت ہو گئے تہے عرصہ ہوا - مین نے ایک مرتبہ اون کو عالم رؤیا مین دیکہا - اور ان سے اس عالم کے حالات پوچھے کہ کس طرح انسان فوت ہوتا ہے اور کیا ہوتا ہے انہون نے کہا کہ اُسوقت عجیب نظارہ ہوتا ہے جب انسان کا آخری وقت قریب آتا ہے تو دو فرشتے جو سفید پوش ہوتے ہین سامنے آتے ہین اور وہ کہتے آتے ہین **مولا لبس مولا لبس۔**

(فرمایا حقیقت مین ایسی حالت مین جب کوئی مفید وجود درمیان سے نکل جاتا ہے یہی لفظ **مولا لبس** موزون ہوتا ہے)

اور پہر وہ قریب آکر دو نو انگلیان ناک کے آگے رکہدیتے ہین

اے روح جس راہ سے آئی تہی اسی راہ سے واپس نکل آ!

فرمایا طبعی امور سے ثابت ہوتا ہے کہ ناک کی راہ سے روح داخل ہوتی ہے اسی راہ سے معلوم ہوا نکلتی ہے۔

توریت سے بہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ نتہنون کے ذریعہ زندگی کی روح پہونکی گئی۔

وہ عالم عجیب اسرار کا عالم ہے جنکو اس زندگی مین انسان پورے طور پر سمجہہ ہی نہین سکتا۔

فرمایا اگر دن تہوڑے ہی ہون اور اللہ تعالےٰ کی رضا مین بسر ہون تو غنیمت ہین - حضرت عیسےٰ علیہ السلام جس ملک مین رہے تہے وہان کی زندگی صرف ساڑہے تین سال کی ہی رسالت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ رسالت ۲۳ سال تہا مگر مین جانتا ہون کہ جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خوش قسمتی ثابت ہوتی ہے اور کوئی دوسرا اس مین شریک نہین - امور رسالت مین یہہ کامیابی اور سعادت کسی اور کو نہین ملی - آپ کی آمد کا وہ وقت تہا جسکو اللہ تعالےٰ نے ظہر الفساد فی البر والبحر سے بیان کیا ہے یعنے نہ خشکی مین امن تہا نہ تری مین مراد اس سے یہ ہے کہ اہل کتاب اور غیر اہل کتاب سب بگڑ چکے تہے اور قسم قسم کے فساد اور خرابیان ان مین پہیلی ہوئی تہین گویا زمانہ کی حالت بالطبع تقاضا کرتی تہی کہ اسوقت ایک زبردست **ہادی اور مصلح** پیدا ہو - ایسی حالت مین اللہ تعالےٰ نے آپ کو **مبعوث فرمایا** - اور پہر آپ ایسے وقت دنیا سے رخصت ہوئے جب آپکو یہہ آواز آگئی - **الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا** - یہ آواز کسی اور نبی اور رسول کو نہین آئی - کہتے ہین جب یہ آیت اُتری اور پڑہی گئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس آیت کو سنکر رو پڑے - ایک صحابی نے کہا کہ اے بڈہے آدمی تجہے کیا ہو گیا آج تو خوشی کا دن ہے تو کیون رو پڑا - حضرت ابو بکر رض نے جواب دیا کہ تو نہین جانتا مجہے اس آیت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کی بُو آتی ہے - حضرت ابو بکر رض کی فراست بہت تیز تہی انہون نے سمجہہ لیا کہ جب کام ہو چکا تو پہر یہان کیا کام - قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی بندوبست کا افسر کسی ضلع کا بندوبست کرنے کو بہیجا جاتا ہے وہ اوسوقت تک وہان رہتا ہے جب تک وہ کام ختم نہ ہولے جب کام ختم ہو جاتا ہے تو پہر کسی اور جگہ بہیجا جاتا ہے - اسی طرح پر مرسلین کے متعلق بہی **سنت** ہے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جب یہہ امر دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا ابو بکر سچ کہتا ہے - اور پھر یہہ بہی فرمایا **اگر مین کسی کو دنیا مین دوست رکہتا تو ابو بکر کو**

یہہ جملہ بہی قابل تشریح ہے حضرت ابو بکر رض کو آپ دوست تو رکہتے تہے پھر اسکا کیا مطلب؟ بات اصل مین یہ ہے کہ **خُلّت** اور دوستی تو وہ ہوتی ہے جو رگ و ریشہ مین دہنس جاوے وہ تو صرف اللہ تعالی ہی کا خاصہ اور اسی کے لئے مخصوص ہے دوسرون کے ساتہہ محض **اخوت** اور وہ ہی ہے **خُلّت** کا مفہوم ہی یہی ہے کہ اندر دہنس جاوے جیسے یوسف زلیخا کے اندر گیا تہا - پس یہی معنے آنحضرت صلے اللہ علیہ کے اس پاک فقرہ کے ہین کہ اللہ تعالےٰ کی خلت مین تو کوئی شریک نہین دنیا مین اگر کسی کو دوست رکہتا تو ابو بکر کو رکہتا -

یہہ ایسی ہی ہے جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اگر کسی کو بیٹا بناتا تو ایک مقرب کو بنالیتا - ایک مفسر کہتا ہے مقرب سے مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہین جنکو مقام **لدنی** حاصل ہے غرض یہہ امور تکمیل کے لئے ضروری ہین جنکو ہر شخص سمجہہ نہین سکتا -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ہزارون آدمی مرتد ہو گئے حالانکہ آپ کے زمانہ مین تکمیل شریعت ہو چکی تہی - یہانتک اس ارتداد کی نوبت پہونچی کہ صرف دو مسجدین رہ گئین جن مین نماز پڑہی جاتی تہی باقی کسی مسجد مین نماز ہی نہین پڑہی جاتی تہی - یہہ وہی لوگ تہے جنکو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا) مگر اللہ تعالےٰ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ دوبارہ اسلام کو قایم کیا اور وہ آدم ثانی ہوئے۔

میرے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بہت بڑا احسان اس امت پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہے کیونکہ انکے زمانہ مین چار جہوٹے پیغمبر ہو گئے مسیلمہ کے ساتہہ ایک لاکہہ آدمی ہو گئے تہے اور انکا نبی انکے درمیان سے اُٹہہ گیا تہا مگر ایسی مشکلات پر بہی اسلام اپنے مرکز پر قایم ہو گیا -

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تو بات بنی بنائی ملی تہی پھر وہ اسکو پہیلاتے گئے یہان تک کہ نواح عرب سے اسلام نکل کر شام و روم تک جا پہونچا اور یہہ ممالک مسلمانون کے قبضے مین آگئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ والی مصیبت کسی نے نہین دیکہی تہی نہ حضرت عمر رض نے نہ حضرت عثمان رض نے اور نہ حضرت علی رض نے۔

حضرت عائیشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور میرا باپ خلیفہ ہُوا - اور لوگ مرتد ہو گئے تو میرے باپ پر اسقدر غم پڑا کہ اگر پہاڑ پر وہ غم پڑتا تو وہ زمین کے برابر ہو جاتا - ایسی حالت مین حضرت ابو بکر رض کا مقابلہ ہم کس سے کرین - اصل مشکلات اور مصائب کا زمانہ وہی تہا جس مین اللہ تعالےٰ نے انہین کامیاب کیا - حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت کوئی فتنہ باقی نہ تہا اور حضرت عثمان رض کو تو مین حضرت سلیمانؑ سے تشبیہ دیتا ہون ان کو بہی عمارات کا بڑا شوق تہا - حضرت علی رض کے وقت مین اندرونی فتنے ضرور تہے ایک طرف معاویہ تہے اور دوسری طرف علی رض اور ان فتنون کے باعث مسلمانون کے خوب خون بہے ۲۰ سال گئے اندر اسلام کے لئے کوئی کارروائی نہین ہوئی - اسلام کے لئے تو عثمان رض تک ہی ساری کارروائیان ختم ہو گئین پہر تو خانہ جنگی شروع ہو گئی - حضرت **حسن** رض نے میری دانست مین بہت اچہا کام کیا کہ خلافت سے الگ ہو گئے پہلے ہی ہزارہا خون ہو چکے تہے انہون نے پسند نہ کیا کہ اور خون ہون اسلئے معاویہ سے گذارہ لے لیا چونکہ حضرت حسن رض کے اس فعل سے شیعہ پر زد ہوتی ہے اسلئے امام حسن رض پر پورے راضی نہین ہوئے - ہم تو دونون کے ثناخوان ہین - اصلی بات یہ ہے کہ ہر شخص کے جدا جدا قویٰ معلوم ہوتے ہین حضرت امام حسن نے پسند نہ کیا کہ مسلمانون مین خانہ جنگی بڑہے اور خون ہون - انہون نے امن پسندی کو مد نظر رکہا - اور حضرت امام حسین رض نے پسند نہ کیا کہ فاسق فاجر کے ہاتہہ پر بیعت کرون کیونکہ اس سے دین مین خرابی ہوتی ہے - دونون کی نیت نیک تہی۔ **انما الاعمال بالنیات۔**

یہ الگ امر ہے کہ یزید کے ہاتہہ سے بہی اسلامی ترقی ہوئی یہہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے وہ چاہے تو فاسق کے ہاتہہ سے بہی ترقی ہو جاتی ہے - یزید کا بیٹا نیک بخت تہا - اصل یہی ہے کہ ہر شخص اپنے قویٰ کے موافق کام کرتا ہے **قل کل یعمل علیٰ شاکلتہ**

بعض لوگ دنیا داری مین بڑے کامل ہوتے ہین - بعض سادہ ہوتے ہین - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ دیکہا کہ لوگ کہجور کو پیوند کر رہے ہین یہہ پیوند نر کا مادہ کو ہوتا ہے آپ نے ان کو منع کیا - انہون نے نہ لگایا اس سال کہجورین نہ لگین تو آپ نے فرمایا **انتم اعلم بامور دنیاکم** یعنے تم اپنے دنیوی معاملات کو بہت جانتے ہو -

انبیاء علیہم السلام باوجود اسکے کہ بڑے قویٰ الحوصلہ اور صاحب ہمت لوگ ہوتے ہین لیکن اگر انہین قلندرانی کے لئے کہا جاوے تو انہین کب توفیق ہو سکتی ہے؟ اسلئے کہ وہ اس غرض کے لئے بنائے ہی نہین جاتے - جس مقصد اور غرض کے لئے وہ آتے ہین اور اس راہ مین جو تکالیف اور مصائب انہین اُٹہانے پڑتے ہین کوئی دوسرا شخص دنیا کا خواہ وہ کیسا ہی بہادر اور تنومند کیون نہو وہ ان مشکلات کو ہرگز ہرگز برداشت نہین کر سکتا مگر اللہ تعالےٰ انبیاء علیہم السلام کو کچہہ ایسا دل اور حوصلہ عطا کرتا ہے - کہ وہ بڑی **جرأت اور دلیری** کے ساتہہ انکو برداشت کرتے ہین۔

خود انسان کو دیکہو کہ باوجودیکہ بڑا عقلمند اور عجیب عجیب ایجادین کرتا ہے مگر بیئے کا سا گہونسلا نہین بنا سکتا - اسلئے کہ اس قسم کے قویٰ اسے نہین ملے - شہد کی مکہی شہد بناتی ہے انسان کا کیا مقدور ہے کہ اس قسم کا شہد بنا سکے وہی بوٹیان موجود ہین مگر انسان عاجز ہے ہر چیز کو اللہ تعالی نے جدا جدا طاقت دی ہے - اسیطرح ایک **طبقہ اناس کا وہ ہے جنکو روحانی قوتین دی** جاتی ہین۔

ایک شخص نے سوال کیا کہ زندگی مین کسی مرد سے تعلق ہو یا مرید کامل اپنے پیر سے ہو کیا وہ بہی اس سے فیض پا لیتا ہے

www.aaiil.org

فرمایا صوفی تو کہتے ہیں کہ انسان مرنے کے بعد بھی فیض پاتا ہے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ زندگی میں ایک دائرہ کے اندر محدود ہوتا ہے اور مرنے کے بعد وہ دائرہ وسیع ہو جاتا ہے اس کے سب قائل ہیں۔

چنانچہ یہانتک بھی مانا ہے کہ حضرت عیسےٰ جب آسمان سے آئینگے تو چونکہ وہ علوم عربیہ سے ناواقف ہونگے کیا کرینگے؟ بعض کہتے ہیں کہ وہ علوم عربیہ پڑہیں گے۔ اور حدیث اور فقہ بھی پڑہیں گے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہہ امر توان کے لئے موجب عار ہے کہ وہ کسی نوی کے شاگرد ہوں اسلئے مانا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر میں بیٹھیں گے اور وہاں بیٹھ کر استفاضہ کریں گے۔ مگر اصل میں یہہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ مگر اس سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ انکا عقیدہ ہے کہ قبور سے استفاضہ ہو سکتا ہے لیکن یہہ یاد رہے کہ یہہ امر لطریق شرک نہ ہو جیسا کہ عام طور پر دیکھا جاتا ہے۔

فرمایا۔ ہماری نصیحت یہی ہے کہ ہر شخص گور کے کنارے بیٹھا ہے یہہ الگ امر ہے کہ اللہ تعالےٰ کسی کو اطلاع دیدے۔ اور کسی کو اچانک موت آجاوے۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ یہہ گھر ہے بے بنیاد۔ بہت سے لوگ دیکھے ہیں کہ انہوں نے اپنے ہاتھ سے اپنے گھر کے سارے آدمیوں کو مٹی میں دبایا اور اولادوں کو دفن کیا مگر کچھہ ایسے سخت دل ہوتے ہیں کہ وہ موت اثر نہیں کرتی۔ اور **تبدیلی** انمیں نہیں پائی جاتی۔ یہہ بدقسمتی ہے۔ یہہ تماشا سلاطین کے ہاں بہت دیکھا جاتا ہے۔ لاکہوں لاکہ خون ہو جاتے ہیں اور انپر کوئی اثر نہیں مساکین سے مال لیتے ہیں اور خود عیش کرتے ہیں بڑی بہاری غفلت کا نمونہ انکے ہاں دیکھا جاتا ہے۔

سفرنامہ دہلی

(ایڈیٹر الحکم کا لکھا ہوا۔)

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

بٹالہ سٹیشن

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور احباب نے دوپہر کا کہانا یہاں ہی کہایا۔ اور ظہر اور عصر کی نماز سفر کیوجہ سے جمع کرکے پڑہی گئی۔ حضرت اقدس کا عموماً معمول دیکھا گیا ہے کہ جب آپ سفر میں جاتے ہیں تو نماز قصر کرتے ہیں اور ظہر عصر کی نماز ضرورتاً جمع کر لیتے ہیں۔ اس سفر میں چونکہ فاضل امروہی ساتھہ تہے اسلئے وہی امام نماز تہے۔

نماز سے فارغ ہو کر خاکسار ایڈیٹر نے آپ کی ریزرو گاڑی میں اسباب وغیرہ رکہوایا۔ اور آپ کو سوار کرا دیا۔ یہہ گاڑی حضور کی بالکل الگ تہی۔

پردہ پر ایک نظر

مجھے متعدد مرتبہ اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسی صورتوں میں دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے جبکہ آپ سفر میں ہوں اور حضرت ام المومنین علیہا السلام آپ کے ہمراہ ہوں۔

آپ ایسے موقع پر عام دنیاداروں کی طرح کبھی ایسا پسند اور گوارا نہیں فرماتے کہ آپ تو آگے آگے ہوں اور مستورات پیچھے ایک اچھے خاصہ فاصلہ سے ہوں۔ یہہ نظارہ ہم لوگ آئے دن سٹیشنوں پر دیکھتے ہیں کہ اس کو وضع داری کے خلاف سمجھا جاتا ہے کہ مستورات کے ساتھہ ساتھہ چلیں مگر حضرت حجۃ اللہ جو ہر معاملہ میں ایک اسوہ اور نمونہ ہیں اور جنہوں نے آکر دنیا میں **عورت ذات** کی کہوئی ہوئی عزت کو پھر قایم کیا ہے اور **خیرکم خیرکم لاھلہ** پر پورا عمل کرکے دکہایا ہے سفر میں کبھی ایسی باتوں کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ ایک **مستعد۔ ہوشیار** انسان کی طرح (جو انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہے) سفر کرتے ہیں۔ آپ حضرت ام المومنین علیہا السلام کے بالکل ساتھہ ساتھہ چلتے ہیں اور سب بچوں اور مستورات کو خوب احتیاط کے ساتھہ گاڑی میں سوار کرا چکنے کے بعد خود سوار ہوئے۔

سٹیشن بٹالہ پر بیعت

یہہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ میاں امام بخش سپاہی ساکن چکوال ۱۰ بجے والی گاڑی میں اپنی اہلیہ سمیت قادیان جانے کے واسطے سٹیشن بٹالہ پر اترا تہا لیکن جب اس نے دہلی جانے والے قافلہ کو دیکھا اور معلوم کیا کہ حضرت اقدس تشریف لا رہے ہیں تو وہیں ٹہیر گیا آخر سٹیشن پر ہی حضرت اقدس سے اسکی اہلیہ نے بیعت کی اور وہ بہی اسی گاڑی میں جس میں حضرت اقدس دہلی جانے والے تہے امرتسر تک واپس ہوا۔

بٹالہ سے امرتسر

بٹالہ سے گاڑی ایک بجکر ۵۰ منٹ گذرے روانہ ہوئی۔ راستہ میں کوئی ایسا امر قابل ذکر نہیں روانگی سے پہلے دہلی روانگی کا تار دیدیا گیا۔

امرتسر ریلوی سٹیشن

حضرت اقدس کی روانگی محض پرائیوٹ تہی اور آپ نے منع کر دیا تہا کہ کسی خادم کو اطلاع نہ دی جاوے اسکی وجہ یہ تہی کہ چونکہ روانگی یقینی نہ تہی۔ اور کئی مرتبہ ارادے ہو ہو کر فسخ ہو چکے تہے اور ایک مرتبہ اطلاع دینے کی وجہ سے **پہگواڑہ پہلور لودہانہ** کے سٹیشنوں پر کئی کئی دن تک خدام حاضر رہے اور آخر انتظار کے بعد بنگہ ضلع جالندہر کی جماعت قادیان ہی آپہونچی۔ اگرچہ وہ لوگ بڑے خوش اور اپنے آپ کو بیدار بخت سمجھتے تہے کہ اس تقریب پر ہی حضرت اقدس کی زیارت کا موقع مل گیا۔ مگر حضرت اقدس انکی تکلیف کو بہت محسوس کرتے تہے۔ اس بناپر فرمایا کہ بہتر ہے کسی جگہ اطلاع نہ دیجاوے۔ یہی وجہ تہی جو امرتسر بہی اطلاع نہ کی گئی۔

یہاں گاڑی کو قریب ۵ گہنٹہ ٹہیرنا تہا۔ ابہی تہوڑی دیر ہی ہوئی تہی۔ کہ کپورتہلہ کی جماعت (جو اپنے اخلاص کا ایک خاص نمونہ ہے) میں سے منشی ظفر احمد صاحب اور منشی اروڑا صاحب اور ڈاکٹر فیض قادر صاحب تشریف لے آئے۔ ہر چند ہر شخص کا اخلاص اس کے اپنے دل میں ہے اور اللہ تعالےٰ ہی اسے بہتر جانتا ہے مگر منشی **اروڑا** صاحب کی زندگی میں میں نے یہ عجیب بات دیکھی ہے۔ کہ کوئی سفر ہو کوئی تقریب ہو وہ علے العموم حاضر ہو جایا کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انکو جزائے خیر دے۔ اور دوسرے احباب کو اس کی توفیق۔ اس سفر دہلی میں دہلی تو نہیں مگر لودہانہ ہی منشی صاحب موصوف پہونچ گئے تہے اور جن سفروں میں مجھے حضرت اقدس کے ہمراہ جانا پڑا ہے میں نے عموماً انکو دیکہا ہے۔ خیر یہہ تو جملہ معترضہ تہا جماعت کپورتہلہ کے مندرجہ بالا احباب نے شرف نیاز حاصل کیا اور انمیں سے ڈاکٹر فیض قادر صاحب شہر کو چلے گئے۔ اور ڈاکٹر عباد اللہ صاحب کو خبر ہوئی۔ وہ دوڑے ہوئے سٹیشن پر پہونچے اور احباب کو بہی حتی المقدور خبر دی۔

جماعت امرتسر

مگر انہیں اس امر کا سخت افسوس تہا کہ کیوں قبل از وقت انہیں اطلاع نہ ملی۔ آخر انہوں نے حضرت حجۃ اللہ کے حضور شام کی دعوت کے لئے جماعت امرتسر کیطرف سے عرض کیا اجازت ہونے پر وہ شہر میں واپس آئے۔ بڑی سرعت اور عجلت کے ساتھہ مغرب کی نماز ہوتے ہوتے وہ مکلّف کہانا طیار کرکے لے آئے۔ جماعت امرتسر کے اکثر احباب جنکو خبر ہو چکی تہی ڈاکٹر صاحب کے جانے کے بعد حصول نیاز کی خاطر حاضر ہوئے ایک انمیں سے حضرت اقدس اور احباب سے نہایت خوش ہوتا رہا۔ وہاں سے قبل از وقت اطلاع نہ ہونے کا سخت افسوس ہو رہا تہا۔

جماعت لاہور کے ممبر

کپورتہلہ کی جماعت کے کچھہ عرصہ بعد لاہور سے حکیم محمد حسین صاحب قریشی اور ماسٹر غلام محمد صاحب اور برخوردار محمد یوسف پسر حکیم محمد حسین صاحب قریشی بہی آ حاضر ہوئے۔ میں ان دونوں صاحبوں کا ذکر بہی خصوصیت سے کرنا چاہتا ہوں کہ لاہور میں رہنے [illegible] قادیان [illegible] حضرت اقدس کے سفر میں حتی الوسع [illegible] کی بیت [illegible]

ڈاکٹر **حکیم نور محمد** صاحب [illegible] ہیں اس موقع پر وہ کبھی پیچہلے نہ رہتے [illegible] ہوتے۔ بہرحال لاہور کے [illegible] احباب کو بھی اس اسوہ سے فائدہ اٹہانا چاہئے۔

امرتسر سٹیشن

حضرت اقدس [illegible] اتر کر پلیٹ فارم کے ایک ایسے حصہ پر جہاں مسافروں کی آمد و رفت نہ تہی درختوں کے نیچے تشریف فرما ہو گئے [illegible] مستورات ایک طرف بیٹہ گئی تہیں۔ حضرت اقدس خدام میں بیٹھے ہوئے تہے کہ یکایک حضرت صاحبزادہ مبارک احمد سلمہ اللہ الاحد کی طبیعت ناساز معلوم ہوئی۔ اگرچہ کچھہ ضروری نہ تہا کہ میں یہاں اس تذکرہ کو لکہتا لیکن میں اس سے آپ کی پاکیزہ سیرت کا ایک حصہ

آپکا خارق عادت تعلق

دکہانا چاہتا ہوں۔ ایسے موقع میں اسکو چہوڑنا نہیں چاہتا۔ وہ یہہ ہے کہ آپکی ہمدردی اور مستعدی اور ہمت کو دکہاؤں۔ انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہوتا ہے کہ وہ **سستی** اور **کاہلی** کو نزدیک نہیں آنے دیتے اور ان کی فطرت میں [illegible] انکو لئے غیر معمولی اور خوق العادت ہمدردی ہوتی ہے ممکن ہے کوئی شخص یہہ خیال کرے کہ اپنا بچہ تہا جسے مرزا صاحب نے ہمدردی اور چستی کا نمونہ دکہایا ہوگا۔ مگر انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہر شخص کے لئے ایسا ہی **درد** اور چستی آپ میں ایسے موقعوں پر پائی گئی ہے اور خود راقم مضمون نہا پٹہان کوٹ کے مقام پر ۱۸۹۹ء میں بندگان عالی کی شفقت کا وہ نمونہ دیکھ چکا ہے کہ بغیر انبیاء علیہم السلام کے دوسروں میں مل ہی نہیں سکتا۔ غرض آپ نے نبض دیکھی اور معلوم ہوا کہ معدہ میں ثقل اور حرارت بڑھ رہی ہے فوراً آپ کوئی چار سو قدم کے فاصلہ پر جہاں آپ کی گاڑی کہڑی تہی تشریف لے گئے یہہ عاجز بھی ہمراہ تہا اور ایک بڑا صندوقی تختہ کے نیچے سے نکالا اس میں سے کوئی دوائی نکالی اور صاحبزادہ صاحب کو دی۔ اور بعض ادویات ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے مشورہ سے بازار سے منگوا کر دی گئیں۔ خدا نے اپنا فضل کیا اور صاحبزادہ صاحب کی حالت درست ہو گئی والحمد للہ علےٰ ذالک

لا تطیش للمنایا سہامہا

جماعت امرتسر کے آجانے پر باتوں ہی باتوں میں حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب [illegible]

کا تذکرہ آگیا - فرمایا ۹ بڑے ہی مخلص اور قابل قدر انسان تھے مگر اللہ تعالیٰ کی یہی مرضی تھی اگرچہ بشریت کے لحاظ سے صدمہ ہوتا ہے - مگر ہم اللہ تعالیٰ کی رضا پر خوش ہیں - اسنے ہماری تسلی کے لئے پہلے سے ہی بتا دیا تھا کہ اب مولوی صاحب ہم سے الگ ہونگے - چنانچہ لا تطیش المنایا سھامھا ان کی بابت الہام ہو چکا تھا اور پھر کفن میں لپیٹا گیا - اور پھر صاف طور پر ۴۷ برس کی عمر انا للہ وانا الیہ راجعون -

یہہ سب الہامات ان کی موت کی خبر دیتے تھے - لیکن ہم ان کی نسبت خیر چاہتے تھے اسلئے اپنے طور پر ان الہامات کو کسی اور مفہوم میں پورا ہونے کے خواہشمند تھے مگر اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر وہی تھی جو صاف طور پر ان الہامات میں بتا دی گئی تھی اور آخر وہ پورے ہو گئے -

ان الہامات پر غور کر کے مجھے ایک نکتہ سمجھ میں آیا ہے کہ جب **مرض الموت** کا وقت آجاتا ہے تو وہ وقت دعا کا نہیں ہوتا - کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ کو ظاہر کر دیتا ہے اسی طرح پر جو حالتیں مہلک بیماریوں کی ہوتی ہیں انمیں یہی نتیجہ نظر آجاتا ہے - مگر خدا تعالیٰ کی قدرت ہے کہ مولویصاحب کے معاملہ میں ایک عجیب بات دیکھی گئی کہ ان کی اصل مرض **سرطان** جسکو انگریزی میں (کاربنکل) کہتے ہیں بالکل اچھا ہو گیا بلکہ خود انہوں نے ہاتھ پھیر کر دیکھا اور یہی کہتے تھے کہ اب میں دو چار روز میں پھرنے لگونگا - آخر ذات الجنب کیوجہ سے سخت بخار ہو گیا جو ۱۰۶ درجہ تک پہونچگیا اور اسی عارضہ میں وفات پائی ۱۵ دن تک وہ اس بیماری میں زندہ رہے یہہ زیادت ایام بھی استجابت دعا پر دلالت کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس مرض سے انکو آخر نجات دیدی - رہی موت اس سے تو نہ کوئی بچا ہے نہ بچ سکتا ہے - انکی بیوی نے بتایا کہ وہ کہتے تھے کہ کئی مرتبہ خدا ابلانے آیا ہے مگر تاخیر ہوتی رہی -

خدا تعالیٰ کا تردّد اصل بات یہہ ہے کہ یہہ وہی تردّد ہے جسکا ذکر صحیح حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے مومن کی جان لینے میں تردد ہوتا ہے - جنے باوجودیکہ انکی وفات کے متعلق الہامات ہو چکے تھے - بہت دعا کی تو الہام ہوا - **تؤثرون الحیوۃ الدنیا** پھر یہی الہام ہوا - **یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم** - اس کا مطلب یہہ تھا کہ جب انتہا درجہ تک کسی کا وجود ضروری سمجھا جاتا ہے تو وہ معبود ہو جاتا ہے اور یہہ صرف خدا تعالیٰ ہی کا وجود ہے جسکا کوئی بدل نہیں - کسی انسان یا اور مخلوق کے لئے ایسا نہیں کہہ سکتے -

پھر فرمایا پرسوں الہام ہوا تھا **انی مع الرسول اقوم واروم مایروم واعطیک ما یدوم** اور آج کا الہام یہہ ہے **تاتیک وانا معک** یہہ الہام بخیر و عافیت سفر سے واپس آنے کی خبر دیتا ہے -

جماعت نبگہ میں اوپر ذکر کر آیا ہوں کہ نبگہ کی جماعت حضرت اقدس کی روانگی کی خبر پاکر پھگواڑہ پہونچی تھی اور وہاں دو دن انتظار کر کے آخر دار الامان آپہونچی تھی - قادیان سے رخصت ہو کر وہ نبگہ کو واپس جا رہی تھی - حسن اتفاق سے اسکو دو دن امرتسر لگ گئے اور اس عرصہ میں حضرت اقدس کی روانگی دہلی کا ارادہ مصمم ہو گیا - اور امرتسر کے سٹیشن پر پھر انہیں ملاقات اور ملاقات کے ساتھ ہی پھگواڑہ تک شاملیت کا موقع مل گیا - جزاہم اللہ احسن الجزاء -

عرض

امرتسر کی جماعت نے نہایت فراخدلی اور حوصلہ کے ساتھ ان مسافران دہلی کی دعوت کی مغرب اور عشاء کی نماز جمع کر کے پڑھ لی گئی - پھر ہم مسافران دہلی گاڑی میں سوار ہو گئے اور رات کے ۹ بجے گاڑی نے سٹیشن امرتسر کو **الوداع** کہا اور رات کی تاریکی تاریکی میں فراٹے بھرتی ہوئی سوئے دہلی روانہ ہوئی -

ایک عظیم الشان پیشگوئی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا ظہور ہم لوگ جب گاڑی میں سوار ہو گئے اور یہ جدید سواری (جسکو ہماری مذہبی اصطلاح میں **خر دجال** کہا جاتا ہے) خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کو لیکر روانہ ہوئی تو میرے میں عجیب عجیب خیالات کا سلسلہ شروع ہوا میں نہیں چاہتا کہ انہیں اپنی چھوٹی سی کھوپری میں ہی چکر کھانے دوں اسلئے حوالہ قلم کرتا ہوں تا دوسرے بھی خیالات کے اس چکر کو دیکھ کر کم و بیش کوئی فائدہ اٹھائیں - (باقی آئندہ)

پھر مولوی محمد حسین صاحب احباب گاڑی میں سوار ہو چکے تھے لیکن ابھی گاڑی کی روانگی میں دیر تھی کہ شیخ ظفر احمد صاحب نے مجھے آکر خبر دی کہ مولوی محمد حسین صاحب واپس بٹالہ جاتے ہیں چنانچہ میں پھر گیا تا کہ ان سے ملاقات کروں پھر ان سے چند باتیں ہوئیں مولویصاحب نے اپنی دردانگیز داستان سفر شملہ کی سنائی کہ کسطرح انکا نقصان ہوا - اور بیچارے اس نقصان کیوجہ سے بے نیل مرام واپس آئے اور شملہ نہ پہونچ سکے + آخر میں انہیں کمرہ کے ایک مسافر نے مجھے کہا کہ تم مولوی صاحب کو بہت سا روپیہ دو تو ابھی مرزائی ہو جائینگے خدا کی شان ہے کہ مولویصاحب آج صبح ہی بٹالہ سٹیشن پر مجھے یہ الزام دیتے تھے کہ ایک نامعلوم شخص نے برملا مولویصاحب کے منہ پر یہ بات کہی جسنے اسکو جواب میں کہا کہ تم نے مولویصاحب کی بڑی ہتک کی ہے کیا مولوی صاحب **ایمان فروش** ہیں - اور اگر انہوں نے روپیہ لیکر کوئی مذہب اختیار کرنا ہے تو پھر عیسائی ہو جائیں - مولویصاحب خاموش ٹک ٹک دیکھتے تھے اور دم نہ مارتے تھے - میں اسی حال میں چھوڑ کر رخصت ہو آیا - کہنے لگے کہ کل دہلی آؤنگا -

یادگار کریمی

نام نیک رفتگان ضائع مکن
تا بماند نام نیکت برقرار

حضرت مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ کی یادگار کے متعلق جہانتک مجھے علم ہے سیالکوٹ کے سوا دوسری جگہ مستعدی سے کام نہیں ہو رہا ہے - سیالکوٹ کی جماعت بڑی سرگرمی کے ساتھ اپنے واجب الاحترام بھائی کی یادگار میں ہمہ تن ساعی ہے - اگر اس موقع پر سستی اور غفلت سے کام لیا گیا ہے - تو یہ بہت افسوسناک امر ہوگا - کیا ایک حقیقت شناس قوم کو میں زمانہ کے عرفی اور چکنے چپڑے الفاظ میں توجہ دلاؤں ؟ مخدوم الملۃ کی زبان اب کہاں سے لاؤں کہ تمہیں بیدار کر سکوں -

ہم چاہتے ہیں کہ مرحوم کی یادگار میں مدرسہ تعلیم الاسلام کی عمارت پختہ کی جاوے اور اس عمارت کے ایک حصہ میں یا جیسا مناسب ہو - قاریوں کی جماعت کھولی جاوے جو قرآن شریف کو تجوید اور قرأۃ کے ساتھ پڑھنا سیکھے اور پھر قرآن کریم کے حقایق و معارف بیان کرنے کے لئے وہ علوم دینیہ قرآنیہ حاصل کر کے ملک اور قوم کے لئے ایک مفید اور نفع رسان جماعت ہو - ان مقاصد اور اغراض کے پورا کرنے کے واسطے کم از کم بیس ہزار روپیہ کی رقم مطلوب ہوگی تین لاکھ کی جماعت میں بیس ہزار کوئی بڑی بات نہیں ہے اگر ۱ فیصدی ہی وصول کیا جاوے تو تیس ہزار ہو سکتا ہے - میں جانتا ہوں کہ قوم دینے کو طیار اور آمادہ ہے لیکن ضرورت محصلین کی ہے اگر سیالکوٹ کی جماعت کی طرح ہر ضلع کی جماعت باقاعدہ تحصیلدار اپنے اپنے ضلع میں بھیجے تو اس سے جہاں ایک طرف ضلع بھر کی جماعت کی پوری فہرست اور فرد طیار ہو جائیگی وہاں بہت جلد یہہ روپیہ بہم پہونچ جاوے گا - میں قادیان کے تمام اکابران قوم لاہور کپورتھلہ - امرتسر - لودہانہ - جالندہر - پشاور - میرٹھ - دہلی - صوبجات متحدہ بنگال - جہلم - گجرات - گوجرانوالہ ملتان - پٹیالہ - حیدر آباد دکن - وغیرہ اضلاع اور مقامات کی جماعتوں کی طرف سے اس جواب کے سننے کے منتظر ہیں کہ وہ بتائیں انہوں نے اس کام کیلئے کیا عملی تجویز اختیار کی ہے - فرداً فرداً ہی چندہ بھیجنے والوں کو ابھی تحریک نہیں ہوئی - اسلئے آج میں اس فہرست چندہ کو کھولتا ہوں + اگر کم و بیش بیس مقامات کی جماعتیں اپنے ذمہ ایک ایک ہزار چندہ کا بہم پہونچانا فرض کر لیں تو آسانی سے ہو سکتا ہے اگرچہ بعض اضلاع اور مقامات کی جماعتیں تھوڑی اور غریب ہیں مگر اس کے ساتھ ہی بعض مقامات کی جماعتیں ایک ایک ہزار کی بجائے کئی کئی ہزار دے سکتی ہیں - اسلئے احمدی قوم اس معاملہ کو اب زیادہ لمبا نکرے اور اسپر متواتر تحریکوں اور آوازوں کی لئے منتظر نہ رہے - اسے چاہئے کہ وہ بہت جلد اس رقم کے پورا کرنے کی فکر کرے - **قادیانی جماعت کس قدر چندہ دیگی ؟** یہہ ایک سوال ہے جو میں یہاں کی جماعت کے سامنے پیش کرتا ہوں کیا یہاں کے رہنے والے یہہ سعی کرینگے کہ اگر زیادہ نہیں تو **ایک ہزار روپیہ** جمع کر دیں - رقم بڑی نہیں اگر ہمت کریں اور حوصلہ سے کام لیں - میں امید کرتا ہوں کہ اگر قادیانی جماعت نے اس امر میں سرگرمی سے کام لیا - تو اسکی نظیر اور نمونہ قوم میں ایک خاص حرکت پیدا کریگا - اسلئے کہ مالی حالت کے لحاظ سے میں اور دوسرے یقیناً جانتے ہیں کہ قادیانی جماعت ضعفا کی جماعت ہے جو غریب مہاجرین اور طالب علموں سے بنی ہے - پس اگر ان غربا نے ایک ہزار کا چندہ جمع کر لیا تو پھر ہر شہر سے چندہ کا بہت جلد ہو جانا مشکل نہیں ہے میں یہ بھی عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ چندہ باقساط بھی دیا جا سکیگا - **چندہ کی فرد اور فہرست ایڈیٹر الحکم** کے پاس بھیجدو -

اور روپیہ براہ راست امین یادگار کریمی قادیان کے نام بھیجدو - میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ کر کے اس فہرست چندہ کھولتا ہوں -

آغاز کردہ ام برسانی تو انتہا

۱ - **خاکسار ایڈیٹر الحکم** { علاوہ ۵ روپیہ ماہوار کے جو اجرا مدرسہ مجوزہ یادگار سے دیا جاوے گا } ۵۰ (دس اقساط میں)

۲ - ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن شاہ پور - ۵۰ { یہہ رقم فی الحال انہوں نے تجویز کی ہے مگر ادا بھی انشاء اللہ کر دینگے }

www.aaiil.org

۱۸۷۵ء کی شاہی سیاحت کی یادداشت

ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز (ملک معظم) ۱۱۔ اکتوبر ۱۸۷۵ء کو جہاز "سیرالیس" پر انگلستان سے بجانب ہند روانہ ہوئے۔ اور ۸۔ نومبر کو بمبئی میں پہنچے۔ لارڈ نارتھ بروک اور دیگر حکام اعلےٰ ہندوستانی راجاؤں و نوابوں کا بمبئی میں استقبال کیا۔ ہز رائل ہائینس نے اپنی اول تقریر بمبئی میں شہر بمبئی کی ہفت رنگی اور مختلف آبادی کے درمیان ایک ایسی سلطنت کے طریق حکمرانی کے نشانات دیکھے جو قانون کی اجازت اور تجارت کرنے والے کو پناہ دیتی ہے۔ اور نسلی امتیاز کو نظر انداز کرتی ہے اور سب کو مذہبی اعتقاد کی آزادی دیتی ہے۔ اور جسنے تمام باضابطہ کاموں اور حرفتوں کو پناہ دے رکھی ہے" (یہ الفاظ پرنس آف ویلز کے ہیں) میونسپل ایڈریس میں اس بات کا یقین دلایا گیا تھا جس سے ہز رائل ہائینس کو خوشی ہوئی "انگریزی عملداری میں سب قوموں اور مذہبوں کے لوگ میل موافقت کے ساتھ رہتے ہیں۔ اور اُن قوی سے بہت ہی زیادہ فائدہ اُٹھاتے اور اسکو ترقی دیتے ہیں۔ جو اُنکو بنی آدم کے مختلف فرقوں اور نسلوں سے ورثہ میں ملے ہیں۔ گو سب کے سب تاج برطانیہ کے وفادار اور خیرخواہ ہیں۔ اور اپنے اپنے شہروں کے مقامی معاملات کے انتظام میں متفق ہیں" ۱۴۔ نومبر کو ہز رائل ہائینس بڑودہ میں تشریف لے گئے اور ۲۳۔ تک وہیں رہے۔ ۲۴۔ کو بمبئی آکر گوا کی طرف چل دیئے اور اپنے جہاز سیرالپس پر سوار ہو گئے تھے۔ وہاں سے لنکا کیطرف گئے۔ یکم دسمبر کو کلمبو پہنچے۔ ایک ہفتہ تک وہاں رہے۔ اسکے بعد بر اعظم ہند کی طرف چلے آئے۔ ۱۴۔ دسمبر کو ٹوٹی کورن میں رونق افروز ہوئے۔ پھر سر زمین تامل۔ مدورا اور ترچناپلی میں تشریف لے گئے۔ بعدش مدراس خاص میں تشریف فرما ہوئے۔ ایک ہفتہ تک وہاں رہے۔ ۱۸۔ دسمبر کو ہوگلی کیطرف اپنے خاص جہاز میں سوار ہو گئے۔ ۲۳۔ دسمبر کو کلکتہ میں پہنچے۔ اور پرنسپ گھاٹ پر دھوم دھامی استقبال ہوا وہاں سے پرنس آف ویلز ۳۔ جنوری ۱۸۷۶ء کو پٹنہ۔ بنارس۔ لکھنؤ۔ کانپور کی سیر کرتے ہوئے دھلی میں پہنچے۔ وہاں سے لاہور۔ جموں۔ امرتسر آگرہ۔ گوالیار۔ جے پور۔ نینی تال۔ ترائی۔ نیپال تشریف لے گئے۔ وہاں سے الہ آباد۔ اندور وغیرہ کی سیر کرکے ۱۳۔ مارچ کو بمبئی میں پہونچ گئے۔ وہاں سے اپنے خاص جہاز پر سوار ہو کر انگلستان کو مراجعت فرمائی۔ پرنس آف ویلز نے ۷۶۰۰ میل خشکی۔ اور ۲۳۰۰ میل تری کا سفر کیا تھا۔

سیاحت کا مقصد اپنی عظیم الشان سلطنت ہند کے باشندوں اور دیگر حالات کو بذات خود دیکھنا تھا۔ جسکی سیاحت کو اپنی زندگی کا ایک اعلےٰ مقصد سمجھتے تھے۔ پارلیمنٹ کے ایک ریزولیوشن کی رو سے سلطنت برطانیہ کے عظیم الشان حصہ کی سیاحت لازمی قرار دیگئی تھی۔ اہل ہند نے نہایت گرم جوشی اور جوش وخروش کے ساتھ آپکا خیر مقدم کیا تھا۔ پرنس آف ویلز کی اپنی یہ خواہش تھی کہ وہ سلطنت کی بابت واقفیت حاصل کریں جسکے اوپر وہ کسی دن حکمرانی کرنے والے تھے ؞

حضور ولیعہد بہادر اودے پور میں

اودے پور میں ہز رائل ہائینس کا آخری دن بغیر کسی رسم یا سرکاری کاروائی کے گذرا۔ ۲۰۔ نومبر کی صبح کو شکار کے لیئے تشریف لے گئے۔ اور یہہ ہندوستان میں ہز رائل ہائینس کی پہلی جنگلی شکار تھی۔ اول تو قرار پایا تھا۔ کہ جھیل پچولا پر مرغابی اور چیتے کا شکار ہو۔ مگر یہ جھیل پر اس قدر کم تھے۔ کہ پرندکے شکار کا ارادہ فسخ کرکے جنگل میں بڑے بڑے جانوروں کا شکار کیا جائے۔ جنگل میں پھرنا بیکار نہیں گیا۔ ہز رائل ہائینس نے چند جانور مارے۔ یہ شکار محض اس لیئے تھا۔ کہ ہز رائل ہائینس ہندوستان کے جنگلوں کی حالت سے واقف ہو جائیں۔ جس سے امید ہے۔ کہ جے پور میں اُنہیں شیر کے شکار میں بہت مدد ملیگی۔ یہ شکار پارٹیاں ہندوستانی والیان ریاست سے تعلقات مستحکم کرنے میں بہت مدد دیتی ہیں۔

اودے پور سے ہر شخص کسی قدر افسوس کے ساتھ جدا ہوا۔ کیونکہ اودے پور نہ صرف ایک خوبصورت شہر ہے۔ بلکہ یہاں اصلی ہندوستان کی ایک جھلک نظر آتی ہے۔ راجپوت ایک نہایت بہادر قوم ہیں مہارانا نہایت سادہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ باوجودیکہ بہت زیادہ شکار نہیں کھیلتے۔ کیونکہ اس سے بعض راجپوت ریاستیں تباہ ہو چکی ہیں۔ وہ خوب مضبوط اور اچھے نشانہ باز ہیں۔ یکشنبہ کو محل جگ مندر میں چاہے نوشی کے موقعہ پر اتودر کو مہارانا کے ولی عہد سے حضور پرنس آف ویلز نہایت خلق سے پیش آئیں۔ گدی کے ولیعہد مہارانا کے اکلوتے بیٹے ہیں۔ چند سال ہوئے۔ ان کی زندگی سے مایوسی ہو چکی تھی۔ مہارانا لفظاً ومعناً اپنی ریاست کے مہارانا ہیں وہ اپنے دیوان بھی خود ہی ہیں۔ اودے پور کو غیر ترقی یافتہ اور ناشائستہ بتانا اور اس زمانہ کی خواہش کرنا جبکہ زمانہ حال کے خیالات کا دور دورہ ہوگا۔ ایک فیشن ہو گیا ہے اگر میواڑ غیر ترقی یافتہ اور ناشائستہ ہے۔ تو اس کے باشندے تو خوش وخرم اور سرسبز ہیں۔ مہارانا اپنے جاگیرداروں اور بھیلوں سے جس طرح بھگتتے ہیں۔ یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ ولیعہد اودے پور نہایت مہربان خوش خلق اور مہارانا سے بھی آزاد خیال سمنے جاتے ہیں۔ اودے پور میں ایسے معزز مہمانوں کے لئے کسی عظیم الشان دعوت کا سامان کرنا سہل نہیں ہے لیکن کسی قسم کی شکایت اور بدنظمی کا موقع نہیں ملا۔ نہ کسی بات کی کمی رہی۔ اس کے لئے رزیڈنٹ ریاست مسٹر پنہے اور ان کے مددگار مسٹر ٹام اور مسٹر ویکفیلڈ جن کی توجہ اور تلطف کی کوئی حد نہ تھی۔ شکریہ کے مستحق ہیں۔

حضور ولیعہد بہادر کا قیام جے پور میں

۲۲۔ نومبر کو تقریباً سارا دن شکار میں صرف ہوا۔ اور حضور ولیعہد بہادر نے پہلا شیر شکار کیا۔ اگرچہ قرب وجوار میں شیر تھے۔ لیکن عرصہ سے کوئی مارا نہیں گیا تھا۔ اور شک تھا کہ کامیابی ہوگی یا نہیں۔ مگر لنچ کے بعد فیصلہ ہو گیا۔ کہ کوشش کرنی چاہیئے۔ اس لیئے ہز رائل ہائینس بمعیت جنرل اسٹوارٹ بیٹسن اور آنریبل مسٹر ڈیرک کیپل شکار کے لیئے روانہ ہوئے دس میل تک تو گاڑی میں گئے۔ ریت پر چھ چھ گھوڑے گاڑیوں کو کھینچتے تھے۔ پھر ہاتھیوں پر سوار ہوکر مچانوں کی جانب روانہ ہوئے اور تلاش شروع ہوئی میدان ریتلا اور جھاڑدار تھا جس سے شیر کو چھپنے کا بہت موقع تھا جسوقت شکار ریڑی پہونچی۔ تو ایک شیر پھر رہا تھا۔ جو فوراً ہی جھاڑیوں میں سے اُچھلتا ہوا نکلا۔ شہزادہ بہادر کی پہلی گولی اسکی ریڑھ پر پڑی۔ دوسری گولی کندھے پر پڑی۔ اور وہ گر پڑا۔ اور ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔ مگر تیسری گولی نے اوسے ٹھنڈا کر دیا۔ یہ جانور ۹ فٹ سے کچھ ہی کم تھا۔ باوجودیکہ مچان سے ۱۲۰ فٹ کے فاصلہ پر تھا۔ اتنے فاصلہ سے گولی مارنا آسان کام نہ تھا۔ پہلی گولی ہی نے اسکا کام تمام کر دیا۔ ہز رائل ہائینس کے والد ماجد نے بھی پہلا شیر جے پور ہی مارا تھا۔ شہزادہ بہادر جو نہایت عمدہ شکاری ہیں اس نتیجہ سے نہایت مسرور ہوئے۔ اسکے بعد پارٹی فوراً رزیڈنسی کو واپس ہوئی کیونکہ شیر کے شکار کے لیئے جتنوں کا انتظام کہ جنگل میں شکار ہے یا نہیں۔ اسلئے ہز رائل ہائینس کے سٹاف اور ان کے مہمانوں کے لئے جو شکار پارٹی میں شریک ہونا چاہیں۔ سور کے شکار کا انتظام کیا گیا۔ دو پارٹیاں بن گئیں رزیڈنسی سے ½۵ صبح کے روانگی ہوئی۔ مہاراجہ نے گھوڑوں اور فلیوں کا انتظام کر دیا تھا۔ دونو پارٹیوں نے خوب حظ اُٹھایا۔ سور کثرت سے تھے۔ دونوں پارٹیوں نے نو سور مارے۔ اگرچہ سور چھوٹے بڑے سب ہی طرح کے تھے۔ مگر دوڑ دھوپ خوب ہوگئی۔ سب لوگ رزیڈنسی کو خوش خوش اور مہاراجہ کے مشکور واپس آئے۔ جب کہ باہر سور کا شکار ہو رہا تھا۔ محل کے اصطبل میں ایک دوسرا ہی کھیل جاری تھا۔ ہر قسم کے جانور جیسے سانبھر۔ ہرن۔ چیتل مینڈھے اور بجھار اکھاڑہ میں چھوڑے گئے۔ لوگ اُن کا رسیوں سے پکڑے ہوئے تھے۔ تاکہ ایک دوسرے کو زیادہ نقصان نہ پہنچائیں۔ اول تو تماشائیوں میں ولیعہد بہادر اور ولیعہد بیگم شریف نہ تھیں اور جو لوگ موجود تھے۔ ان کو بھی اس سے کچھہ دلچسپی نہ تھی۔ شام کو شہر میں روشنی اور محل میں شاہی ضیافت ہوئی۔ جس میں مہاراجہ اور ولیعہد بہادر نے دلچسپ تقریریں کیں۔ اور مہاراجہ نے قحط فنڈ میں چار لاکھ کی مزید عطیہ کا اعلان کیا۔ مہاراجہ نے شاہی مہمانوں کا جام صحت تجویز کرتے ہوئے فرمایا کہ تقریباً ۳۰ سال ہوئے۔ آپ کے والد ہز میجسٹی ملک معظم بحیثیت ولیعہدی جیپور میں تشریف لائے تھے۔ اسوقت میرے پیش رو مہاراجہ رام سنگہ اس وقت مہاراجہ جے پور تھے اب اپنی خوش قسمتی سے مجھے اس شہر میں یور رائل ہائینس کا خیر مقدم کرنے کا اعزاز حاصل ہوا ہے۔ جو میرے اجداد کا ملجا وماوا اور جہاں میں امید کرتا ہوں کہ یور رائل ہائینس کے قیام کو قابل یادگار بنانے کی کوشش میں کامیابی ہوگی۔ اس موقع کے متعلق ایک نہایت مبارک واقعہ ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز کی معیت ہے۔ جن کا ہم تہ دل سے خیر مقدم کرتے ہیں۔ ہم یہاں اجنبیوں کی طرح نہیں مل رہے بلکہ دوستوں کیطرح کیونکہ جبکہ میں نے سمندر پار اپنا وہ قابل یادگار سفر ملک معظم کی تاجپوشی میں شریک ہونے کے لئے کیا تھا مجھے آپ سے تعارف پیدا کرنے کی مسرت حاصل ہوئی تھی۔ اور میں یور رائل ہائینس کو یقین دلا سکتا ہوں کہ اس موقعہ پر جبکہ میں اپنے وطن سے دور تھا آپ کی مہربانی اور کرم کو یاد کرتا ہوں۔ تو آپ کا خیر مقدم تہ دل سے کرنے کا خیال اور بھی زیادہ ترقی کر جاتا ہے۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ امساک باران کی وجہ

بقیہ حولی قلام

سے جیپور پر مصیبت ہے - اس لئے یور رائل ہائینس کا استقبال اس پیمانہ پر نہ ہو سکا - جو مین آپ کی شایان شان سمجھتا تھا - البتہ مجھے پورا بھروسا ہے - کہ ہم آپ کے حالات سے بخوبی واقف ہین - اور یہ کہ سخت سے میری وفاداری اور عقیدتمندی کسی بیرونی نمایش کی محتاج نہین ہے تقریباً تیس سال ہوئے - جب سر میجسٹی ملکہ معظم یہان تھے - تو انہون نے اپنی تشریف آوری کی یادگار مین اس عمارت کا سنگ بنیاد رکہا تھا - جو اب البرٹ ہال کے نام سے موسوم ہے میری خواہش ہے - کہ یور رائل ہائینس کی تشریف آوری کے موقع کی یادگار بہی ایسی ہی پائدار ہو - اس معاملہ پر غور کرتے ہوئے مین اس نتیجہ پر پہنچتا ہون - کہ اس موقع کے مطابق اور میرے لئے پسندیدہ تر اس سے زیادہ کچہہ نہین ہے - کہ ... پیش کرنے کی ... جرأت کرتا ہون - مجھے شک نہین ہے - کہ آپ واقف ہین - کہ سنہ ۱۹۰۰ء مین قحط فنڈ قایم ہوا تھا - اس کا مقصد یہ ہے - کہ ان لوگون کی امداد کیجائے - جو ہندوستان کے کسی حصہ مین قحط کی مصیبت مین مبتلا ہون - مین آپ کی اجازت سے ۳ لاکہہ کی رقم اس مین زیادہ اضافہ کرتا ہون - اور مہارانی ہز رائل ہائینس پرنسس آف ویلز کی تشریف آوری کی یادگار مین اسی مد مین اس رقم کی برابر دینا چاہتی ہین - جو انہون نے اس مد مین یادگار تاجپوشی دی تہی - یعنی ایک لاکہہ - یہ چار لاکہہ یور رائل ہائینس کے جیپور مین تشریف لانے کی یادگار مین ہونگے - مین آپ کا زیادہ وقت لینا نہین چاہتا - اور دعا کرتا ہون - کہ آپ سیر ہند سے پورا لطف اٹھائین -

مین امید کرتا ہون - ہمارے اندر آپ کی موجودگی سے تخت سے ہمارے تعلقات اور بھی زیادہ مستحکم ہو جائینگے - اور آپ کی دلچسپی اس حصہ سلطنت کے ساتھہ اور بھی بڑھ جائے گی - لیڈیز اینڈ جنٹلمین مین اب آپ سے درخواست کرتا ہون - کہ آپ میرے مشہور مہمانون ویلز رائل ہائینسز کا جام صحت نوش کرین - حضور ولیعہد بہادر نے جواباً فرمایا میر پرنسس اور مین یور ہائینس کے ان چیدہ ہوئے الفاظ کے مشکور ہین - جن مین آپ نے ہمارا جام صحت تجویز کیا - اور لیڈیز اینڈ جنٹلمین مین آپ کا بہی ممنون ہون - کہ آپ نے ایسی گرمجوشی سے اوسے نوش کیا - ہم یور ہائینس کی دوستی کا دعوی مسرت کے ساتھہ کرتے ہین - کیونکہ لنڈن مین تاجپوشی کے موقع پر ساری صحبتون مین مہاراجہ جیپور سے زیادہ کوئی ممتاز نہ تہا - مہاراجہ ولایت کو مع خدم وحشم کے گئے تہے - اور وہان ان کے جلوس سے ہمین وہ شان وشوکت معلوم ہوگئی تہی - جو آج ہم خود ریاست کے صدر مقام مین دیکہتے ہین - مگر ہمین خود جیپور اور انتظام ریاست کا کچہہ تصور نہ تہا - بدقسمتی سے ہم ریاست مین قحط کے زمانہ مین پہنچے - لیکن ہمین امید ہے - کہ جس والی ریاست نے ازراہ فیاضی ہندوستانیون کے لئے قحط فنڈ قایم کیا ہے - وہ خود اپنی رعایا کی تمام ضروریات کا لحاظ رکہینگے - یاد رکہئے - کہ ہمارے لئے کوئی عمارت بطور یادگار ایسی دل خوش نہین ہو سکتی تہی - جیساکہ صلہ رحم کا راج جس کے ... خود بانی ہین - ہندوستان کی حفاظت کے لئے آپ نے جو بار برداری کا کور قایم کیا ہے - وہ بھی مین نے کل معائنہ کیا اور مجھے یقین ہے - کہ کور نے نہ صرف فوج مین بلکہ قحط کے کام مین بھی قابل قدر خدمت انجام دی - راجپوتون کی مہمان نوازی ضرب المثل ہے - اور ... اپنے ہمراہ مین اچہے داغ ... گہرا نقش لیجاونگا - اور ... ہمیشہ یاد رکہونگا - کہ مین نے پہلا شیر آپ کے جنگل مین مارا - آخر مین مین آپ کو وہ پیغام پہنچاتا ہون - جو ملک معظم نے میرے ہاتہہ بہیجا ہے - وہ چاہتے ہین - کہ مین آپ سے ظاہر کر دون - کہ ان کی دلی خواہش ہے - کہ آپ کو اور آپ کی ریاست کو تمام ممکن برکتین اور سرسبزیان حاصل ہون - لیڈیز اینڈ جنٹلمین مین آپ سے درخواست کرتا ہون - کہ آپ ہمارے دوست مہاراجہ جیپور کا جام صحت نوش فرمائیں اور یہ دعا کرنے مین ہمارے ساتھہ شریک ہون - کہ وہ اپنی رعایا بہبود ہندوستان کے سر پر عرصہ دراز تک قایم رہین -

---

نمایشگاہ بنارس کے لئے ہندوستان کی اکثر ریلوی کمپنیون نے کرایہ مسافرن اور کرایہ اسباب نمایش مین تخفیف کر دی ہے -

---

درخوست دعا

مکرمی منشی محمد منظور الہی صاحب کا ہمشیرہ زادہ نصیب اعداعلیل ہے - ناظرین سے التماس ہے کہ وہ بچہ کے لئے دعا کرین - کہ اللہ تعالےٰ اوس کو صحت کامل عطا فرماوے -

---

قصیدہ درشان حضرت مولوی عبدالکریم احمدی سیالکوٹی - از نتائج طبع خاکسار قاضی محمد یوسف احمدی از پشاور

حضرت مخدوم ملت خادم دین متین
عاشق فرقان فدائے حضرت ختم المرسلین
واعظ وقاری قرآن زاہد پرہیزگار
عالم راہ ہدیٰ وواقف اسرار دین
افصح وغواص بحر علم قرآن وحدیث
ابلغ ... المعانی ... الیقین
منبع فضل وکمال وکان ادراک وذکا
نکتہ سنج ونکتہ دان ... نکتہ بین باریک بین
معدن حلم وحیا و مالک خلق عظیم
صوفی ... و درحلقہ نیکان نگین
یعنی مولانا سے اکرم مولوی عبدالکریم
روح اخلاص ومحبت جان ایقان ویقین
از عمل ثابت نمود آن بود ایمان کہ داشت
خویش از و رحمان شد وخلقش ... دیو لعین
دین مقدم داشت بردنیائے دون ناپاک
از زمان بیعت خود تابہ انفاس پسین
با جناب عیسئے موعود صد اخلاص داشت
موج زن شد از دل او بحر صدق المخلصین
از سر مال ومنال وملک ودولت درگذشت
آمدہ در قادیان شد باعیال خود مکین
آشنا شد با ہدیٰ بیگانہ از راہ ضلال
نفرتش شد از یہود و شد بعیسیٰ ہمنشین
در مقدس مسجد اقصیٰ خطیب وہم امام
بود تا دہ سال با حکم امام آخرین
اندرین دہ سال در سیف قلم چون ذوالفقار
صفدر کفار بہ فرق گروہ فاسقین
آریہ بد یا مسیحی جعفری یا خارجی
پشت دادش لاجرم فی الحال چون جست از کمین
چون بغرّیدن درآمد ضیغم پروردگار
درمیان عرصہ ہر کیش این روئے زمین[1]
فتح خیبر شد برنش گبر و ترسا و ہنود
ہمنوا گشتند اندر نعرۂ صد آفرین
ہر کسے گفت غالب شد بشر بردین حق
خایب وخاسر شد و بگریخت ہر بوالحصین
چون مقدر حضرت انجام راہ آن شیر نر
کش پئے اسلام ہمت بود با غیرت قرین
رخت رحلت بست زین دار الفنا سوئے بقا
شد صعود روح پاکش سوئے خیر المحسنین
بر صعود روح او خوش بر فراقش پر زغم
مہدی موعود گشتہ صحابہ اجمعین
دیدہ او مومنان شد ابر ... اشکہا
بر وفات حضرتش مغموم قصر المومنین
بر وفات او نہ تنہا مومنان ... غمگین
بلکہ آنان ہم کہ بودند از گروہ منکرین
آن چنان معصوم را ... ابن ...
ہجو در اخبار شائع میکند از بغض وکین
بغض با مردان حق دارد ... بدگہر
آسمان باید کہ بارد لعنت بر آن لعین
یا الٰہی این چنین ... گریہ را
بعد مرگش جا بود اندر مقام آتشین
رحم کن یارب بروح اطہر ... ما
جائے او گردان ز فضل خویش فردوس حق
سال وصلش آہ بر آورد ... ترین
گو - روان اطہر او شد بجنت جاگزین
۱۳۲۳ھ

خاکسار محزون احمدی پشاور

تاریخ وفات

حضرت مخدوم ملت مولوی عبدالکریم
آنکہ در علم وعمل بد پایگاہش بس فخیم
آنکہ بد در زہد وتقوے وطہارت بیمثال
وآنکہ او را بود با حلم وحیا طبع سلیم
آنکہ در تحریر وتقریرش نبود کس نظیر
در بلاغت در فصاحت بود چون بحر عظیم
آنکہ بد در مسجد اقصیٰ خطیب وہم امام
وآنکہ بد دہ سال در قرب جری اللہ مقیم
آنکہ چون او قاری قرآن درین دوران نبود
وآنکہ خوش میخواند چون داؤد فرقان کریم
چون ز سرطانش رہائی شد با عجاز مسیح
شد ز ذات الجنب آخر کار بیمار سقیم
رحلتش در قادیان شد خاص در بیت الامام
روح او شد داخل ابواب جنات النعیم
یازدہم اکتوبر و بد چارشنبہ قبل عصر
چون وصال روح پاکش شد برحمان رحیم
سال رحلت با دل پردرد محزون حزین
زد رقم - اے وائے حضرت مولوی عبدالکریم
۱۹۰۵ء

خاکسار
محزون احمدی پشاور

---

[1] لاہور مین جب جلسہ مذاہب کا جلسہ ہوا تو اسلام کی تائید مین مرحوم نے حضرت اقدس کا مضمون پڑہا تہا -

حضرت اقدس کا اپنے مضمون کے غالب ہونے کی نسبت حضرت ... اکتوبر - جو حضرت مخدوم ملت کے ذریعہ سے چہاپا ہوا ...

www.aaiil.org

مراسلات

ذیل مین ایک مراسلہ درج کیا جاتا ہے جس سے معلوم ہوگا کہ ہم احمدیون پر ہمارے مخالف کیسے کیسے ستم توڑتے ہین -

کیا یہی وہ اسلام ہے جسکو یہہ غیر قومون کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہین ؟ احمدیون کو بہر حال صبر کرنا چاہئیے اور منتقم حقیقی ہی کے سپرد انکو کرنا چاہئیے -

ایڈیٹر

مہربان امت قدردان سنت منشی یعقوب علی صاحب ادام عنایتہ

بعد عرض سلام نیاز معروض آنکہ مورخہ ۱۱ ماہ نومبر ۱۹۰۵ء کو بمقام قصبہ فتحگڑھ چوڑیان ایک عجیب حادثہ وقوع مین آیا ہے اسکو درج اخبار فرماکر مشکور فرماوین - شاید کہ کسی کے دل کا دہیان آسمان پر چڑہے اور باعث فریاد رسی ہو -

مکرم من بمقام قصبہ مذکور مدامی سکونت پذیر ایک ہی شخص عبدالقادر نام قوم نوربافت ہے جو حضرت مرزا صاحب کا نام لیوا ہے - مدت مدید سے حکیم محمد شاہ وغیرہ خاندان شاہ صاحبان کا بھی آماجگاہ ہو رہا ہے - تمام پھبتیان اسپر طومالا کرتے ہین - مگر یہ دلائل احمدیہ کچھہ ایسی لو دی نہین کہ مخالفون کے تیر اوسپر کارگر ہون - اون کے ہفوات تیر ہوائی کی طرح لوٹ کر اونہین پر پڑتے ہین جس سے زیادہ طیش مین آتے ہین - انکی رات دن کی معاندانہ کوششون نے دہوم مچا رکھی ہے - قصبہ کیا ہے کوفہ بنا رکھا ہے گو کہ تاثیر خاک بھی نہین تاہم رات دن سے کوئی وقت نہو گا جس مین امت احمدیہ کا گلہ شکایت چغلی ممور نہو - تاریخ مذکورہ پر وہی عبدالقادر اپنی قریب کی مسجد مین جو مسجد جولاہگان کے نام سے مشہور ہے نماز عصر ادا کرنے کو گیا - وہی حکیم محمد شاہ نامبردہ دو شخصون کو جو قوم راجپوت مقام ابدووال متصل فتحگڑہ سے اتفاقاً نماز عصر پڑہنے کے لئے داخل ہوئے تھے - فہمایش کر رہا تھا اور ایک اور جولاہہ بھی تھا جو اوس کی ہان مین ہان ملاتا تھا - اثناء گفتگو مین چھیڑ خانی کے طور پر عبدالقادر مذکور کو سنا کر کہنے لگا کہ یہہ مرزائی بڑے کذاب ہین - بڑے جھوٹے ہین - پس عبدالقادر نے کہا کہ شاہ صاحب لعنت اللہ علی الکاذبین بھی ساتھہ ہی کہتے جاؤ - تاکہ حق کا بول بالا ہو اور جھوٹے کا منہ کالا ہو - یہہ کہنا تھا کہ محمد شاہ طبیب اور دوسرے جولاہہ نے اوسپر حملہ کیا محمد شاہ نے اوسکو ڈاڑہی سے پکڑ کر کھینچا - اور دوسرے جولاہے نے لات مکی سے مارنا شروع کیا - جبپر اون نووارد جوان راجپوتان نے منت سے منع کیا کہ شاہ صاحب معاف فرمائیے غریب کا خون ہوجائیگا آپ کو بہرنا آجائیگا - مگر وہ کب لگنے والے تھے - بعد مشکل اون کو آزاد کیا وہ شکار ہاتھہ آیا تھا جسکی تاک مین مدت سے لگے ہوئے تھے -

آخر اون کی کمال الحاح سے اوسکو تو چھوڑ دیا وہ بیچارہ تو دیوار پھاند کر تھانہ کو دوڑ گیا - اور محمد شاہ نے جولاہون اور ٹپ گردن کشمیریون کو کہا - اکہ مرزائیون نے مجھے دے مارا اور داڑہی نوچ لی ہے - یہہ ستم کا آوازہ تھا کہ سکا ہی بگل - اس اشتعال دہی کے ساتھہ ہی ٹڈی دل آن جمع ہوا جہانتک نگاہ کام کرتی تھی گلی کوچہ صحن خانہ میدان مکان مین آدمی ہی آدمی نظر آتا تھا - اون کو مسجد مین اور تو کوئی نظر نہ آیا - انہین دو جوان راجپوتون پر ٹوٹ پڑے - وہ بہتیرا کہتے تھے کہ نہ ہم مرزائی ہین نہ مرزائیون کے بھائی - مگر کون سنتا تھا - لات مکا دہول دہپا ایسا چلایا کہ معرکہ آرائی کی خوب داد دی - اور اون بیچارون کو چور چور کر رہے تھے کہ کسی سید صاحب نے گذرتے ہوئے رحم کہایا اور للکارا کہ بلا وجہ دو مارے جاوینگے - خدا کی دہائی سرکار کی بادشاہی ہے - یہہ تو فلانے خانصاحب کے صاحبزادے ہین - وہ تو گہر اجاڑ دیگا - جس سے اون ظالمین کے دلون پر رعب چھا گیا - اور پژمردہ یا مردہ سا کر کے بلون مین جا گھسے - اور کسی نے خبر نہ لی - اتفاق سے ایک نابینا جو دو تین دہکے کہا کر کہین کونے مین جا گھسا تھا اور ایک مراسی جو اونکے ساتھہ تھا اور مسجد کے کوٹھے مین دروازہ بند کر کے بچ گیا تھا نکلا - اور اون کو ساتھہ لیکر تھانہ مین گیا - اسوقت دو دو بچہ کو ٹھون پر پکار رہے تھے - کہ ناحق مسافر مار دئیے ہین -

مگر شاہ صاحبان بھی پیچھے سے تھانہ مین پہونچ گئے اور منت سماجت کر کے اون کو اپنے گاؤن کیطرف واپس کر دیا - کیا یہہ سکھہ شاہی نہین تو اور کیا ہے - جس سے خانہ خدا کو میدان کربلا بنا دیا گیا انا للہ و انا الیہ راجعون -

یہہ وہی شاہصاحبان ہین جو بجرم سکہ سازی گرفتار کئے گئے تھے - شاید ڈیڑہ یا دو سال کا عرصہ گذرا ہوگا - مگر ان کو عبرت حاصل نہین ہوئی - (بہت جلدی) اپنی یادداشت کو بہول جاتے ہین - ابھی ان کے کارنامے اس سے زیادہ ہین جن سے گرد و نواح کے لوگ ناواقف نہین - ابھی اڑہائی سال کا عرصہ گذرا ہے کہ مولوی ثناء اللہ وہابی امرتسری کو ساتھہ لیکر ستر زیادہ آدمی کی بہیڑ بہاڑ نے موضع لودی ننگل کی مسجد پر کود پڑے تھے اور مولوی نور احمد صاحب پر حملہ کیا تھا جس سے خدا نے محفوظ رکہا تھا اور اب بعض نووارد لوگون کو جو قصبہ فتح گڑھ مین چھپے چھپے گذارہ کرتے ہین گہورتے اور وعظ و مجالس وغیرہ مین دہمکیان دے رہے ہین - کہ تمام مرزائیون کا حقہ پانی بند کر دیا جائیگا - ورنہ اپنے عقیدہ سے باز آجاوین - اس صورت مین بندگان خدا کا وہی منتقم حقیقی ہی حافظ ہے - فقط

مورخہ ۱۳ - نومبر ۱۹۰۵ء

الراقم

دین محمد ٹھیکہ دار خیر خواہ رفاہ عام خلائق از مقام لودی ننگل ڈاکخانہ فتح گڈہ ضلع گورداسپور

مکرر التماس ہے کہ ان دنون قصبہ مذکور مین شہرت دے رہے ہین کہ مرزا صاحب اور آپ کے مریدون نے سفر دہلی سے واپس ہوتے ہوئے شہر امرتسر مین وارد ہو کر روزہ نہین رکہا تھا - اور منڈوہ مین لیکچر دیتے ہوئے عوام بلنوس نے شور مچایا اور اینٹ روڑہ چلایا کہ سب مرزائی بہاگ گئے -

جسکے جواب کسی نے ان مولویان فتح گڑہی سے پوچھا کہ کیا سفر مین روزہ رکہنا جائز ہے تو کہنے لگی کہ یہ ریل کا سفر کیسا سفر ہے جس مین روزہ نہ رکہا جاوے پہر کسی گلوگیر نے بازپرس کی کہ اگر گہر مین ایسی مشقت ہو کہ سخت سفر کے مشابہ ہو تو روزہ توڑنا یا نہ رکہنا جائز ہے یا نہین مثلاً تانا تننے والے کی مشقت یا ہل چلانے والے کی مشقت جو آدہی رات سے بارہ بجے تک سفر سے زیادہ محنت مین چلتا ہے تو جواب ندارد جس سے صاف طور پر نمایان ہے کہ خدا نے ان سے علم لے لیا ہے اور علم اٹھہ گیا ہے حدیث مین اسکی شرح بھی آئی ہے کہ علم پر عمل نہین کرینگے - اور یہ مضمون حدیث کا مشہور ہے لیس من البر الصیام فی السفر یعنے سفر مین روزہ رکہنا نیکی نہین -

باقی رہا اینٹ روڑہ چلانا اگر یہہ صحیح ہے تو یہہ اون کی شرارت واقعی ہے اسپر کیون ناز کیا جاتا ہے سرکار کے ملک مین اندہیر مچانا اور فتنہ ڈالنا اچھا نہین اس سے تیرا ہی ارادہ ہے - کیون بغاوت کرتے ہین - موت و عاقبت کو یاد کرین - فقط

الملتمس

منشی منظور محمد از مقام لودی ننگل

ہمت ہو تو بڑی بات نہین

الحکم کے لئے جدید خریدار بہم پہونچانا ہر احمدی کا فرض ہے بلکہ میرے نزدیک تو ہر احمدی کا قومی فرض ہے کہ وہ الحکم کو خریدے -

تین لاکہہ کی جماعت مین اسکے مسلم قومی پرچہ کی اشاعت اگر ۱ فیصدی بھی ہوتی تو آج کم از کم تین ہزار ہونی چاہیئے - مگر کسقدر افسوس کی بات ہے کہ ۱۰ ای ہزار بھی نہین ہے - پس یہ امر قوم کے لئے کیسا ناگوار اور ناخوش کن ہے - مین چاہتا ہون کہ الحکم کی اشاعت کم از کم دس ہزار ہو جاوے اسلئے جو صاحب الحکم کی اشاعت کو دس ہزار تک پہونچانے کے اسباب اور تجویزین اپنے ذہن مین رکہتے ہون وہ مجھے اطلاع دین تاکہ انپر عمل درآمد کیا جاوے -

یہہ بھی تجویز ہے کہ ایک شخص الحکم کی اشاعت بڑہانے کے لئے سفری ایجنٹ مقرر کیا جاوے جو جابجا پھر کر جہان ایک طرف جماعت کی فردین طیار کرے اور الحکم کا بقایا وصول کرے وہان ساتھہ ساتھہ لوگون کو اخبار کی ضرورت اور اسکے فوائد سے آگاہ کر کے خریدار پیدا کرے مگر یہ تجویز بہت سارے مصارف کو چاہتی ہے جنکو مطبع سر دست برداشت نہین کر سکتا - لیکن اگر ہر ایک خریدار اپنی اپنی جگہ عزم اور عہد کرے کہ وہ ہر مہینے کم از کم ایک جدید خریدار دیا کریگا تو ایک سال مین ہی تیرہ ہزار اشاعت ہو سکتی ہے - مگر اس کے لئے ضرورت ہے ہمت اور سعی کی - اور قومی ضروریات کی حس کی اور اگر کم از کم ۱۰۰ آدمی بھی ایسا عزم کر لین کہ وہ ہر مہینے ایک ایک خریدار بہم پہونچائینگے مگر یہ خریدار پانچ روپیہ سالانہ دینے والے ہون تو مین ان کے ساتھہ عہد کرتا ہون کہ ۱۰۰ ایسے خریدارون کے نام جو پوری قیمت نہین دے سکتے دو روپیہ سالانہ پر اخبار جاری کر دیا کرون - اس انداز سے ایک مہینے مین دو سو اشاعت بڑہ سکتی ہے -

اے الحکم کے ایک ہزار قدردانو!

کیا تم مین سے ۱۰۰ بھی ایسے وائیٹر نہین نکل سکتے ؟

مراسلات

دیانندی مت پر نوٹ اور ریمارک

(از محمد منظور الٰہی سوہدروی)

اپنی آنکھ کا شہتیر دیکھ!

مسٹر پال (جدید آریہ) نے جالندھری آریہ اخبار کی ایڈیٹری کا فخر حاصل کیا ہے - اور اب انہیں گالیاں نکالنے کا ایک وسیع میدان ہاتھ آگیا ہے - اور شاید اسوجہ سے کہ لالہ منشی رام وکیل کی ست سنگت میں اپنے گنگا کے کنارے شاداب پہاڑیوں کے نیچے گوردکل کی گپھا میں کچھ دن تیر سکتے ہیں آپ کو **قانونی مذاق** بھی ماشاء اللہ پیدا ہو چلا ہے - چنانچہ ۱۹ - کاتک کے پرچارک میں سوامی رلارام صاحب کی کسی کتاب پر "آپ اب بھی سنبھل جاؤ" کے عنوان سے ریمارک کرتے ہیں کہ اس کتاب میں سوامی جی کو ایسی گالیاں دی ہیں کہ گویا ان کا نقل کرنا بھی مسٹر پال کے نزدیک جرم ہے - کاش مسٹر پال کے دکھانے کے دانت اور نہ ہوتے! اور وہ اپنی آنکھ کا شہتیر دیکھ کر دوسرے کی آنکھ کے تنکے پر رائے زنی کرتا - خود جس شخص کی اپنی یا اپنے نام کے ساتھ منسوب شدہ کتاب ایسے طرز پر لکھی گئی ہے جو معقول اور متین جماعت میں پڑھے جانے کے قابل نہیں اور جو خود گالیاں دینے میں اچھا مشاق ہے اور پھر جسکے قبلہ وکعبہ پنڈت دیانند جی صاحب مختلف مذاہب کے **ہادیوں** اور **لیڈروں** کو پانی پی پی کر کوستے ہیں اور ایسا ہی اسکے واجب الاحترام آریہ مقتول نے تو حد ہی کردی ہے - اور پھر ان کے ہم نوالہ یوگیندر پال نے تو سب کو پس پشت ڈال دیا ہے وہ شخص اگر کسی دوسری کتاب پر ایسا ریمارک کرے تو فی الحقیقت تعجب خیز امر ہے - آریہ سماج کے لٹریچر پر جو رائے فاضل ایڈیٹر ہندوستانی نے دی ہے اور جو سارٹیفکٹ تھوڑے ہی دنوں میں بعض عدالتوں سے بعض دریدہ دہن آریوں کو مل چکے ہیں **مسٹر پال** انپر غور کریں اور پھر غور کرنے کے بعد بھی اگر وہ یہ کہیں کہ آریہ سماج گونگے کی طرح بے زبان ہے تو پھر ہم یہی کہیں گے کہ ؎

چشم باز و گوش باز و این ذکا
خیرہ ام در چشم بندی اے خدا

دیانندجی مہاراج اور آریوں کی مکتی

پنڈت دیانند جی مہاراج کی تحریریں بھی ایک دریائے ناپیدا کنار ہیں کہ جن کا نہ سر ہے نہ پیر -

دریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار
کہ پیدا نشد تختہ بر کنار

آج ہم بھی سوامی جی کی تحریروں کو نجات دائمی کے سوال کے حل کے لئے پڑتال کرتے ہیں اور آریوں کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ بھی باواجی کے بچنوں کو بچاریں یونہی مہاراج! ست بچن کہہ کر پیچھے نہ ہو لیں آخر یہ وہی پنڈت دیانند جی ہیں جن کی بابت آریہ سیجر اخباروں میں روشن خیال آریوں کے مزیدار نوٹ شائع ہو چکے ہیں جو ہم نے اپنے ٹریکٹ موسوم **تحفہ احمدیہ** میں درج کیا ہے - آپ ہماری ان تحقیقات پر جو ذیل میں پیش کرتے ہیں غور کریں غصہ میں آکر جھاگ منہ سے نکالنا دیوانگی اور حیوانگی ہے آپ عقل سے کام لیں گے تو خود پکار اٹھیں گے - ع

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

دیانندی مانتے ہیں کہ از روے وید جیو یعنی روح کبھی دائمی مکتی یعنی ہمیشہ کی نجات نہیں پا سکتا اور نجات محدود ان کے عقیدہ کے مطابق اتنی ہی ہونی چاہیئے جتنا عرصہ کہ جیو نے نیک اعمال کئے کیونکہ جیو کے ۵۰ سال نیک اعمال کا نتیجہ ۶۰ سال نجات نہیں ہو سکتی ورنہ ویدک ایشور کے انصاف پر بٹہ لگتا ہے کیونکہ وہ تبھی تک منصف کہلانے کا حقدار ہے جبتک کہ وہ عین برابر ہی ثمرہ نیک وبد اعمال کا دے - یہ کیوں اسلئے کہ وہ دیانندی انصاف کے قانون میں جکڑا ہوا ہے اور اگر اس نے کسی عمل کا نتیجہ ذرا زیادہ عرصہ دیدیا تو اس پر بےانصافی کا دھبہ دیانندیوں کی طرف سے لگ جائے گا - دیکھئے (ستیارتھ پرکاش سملاس ۱۴ دفعہ ۱۶) "کہ جسقدر کسی کے گناہ وثواب ہوتے ہیں اونکے مطابق ہی اسکو وہ ثمرہ دیتا ہے" پھر اسی جگہ لالہ دیانند لکھتا ہے کہ اگر اعمال غیر متناہی نہیں ہیں تو اونکا ثمرہ غیر متناہی کیونکر ہو سکتا ہے "

اب ہم لالہ دیانند کی اس فضول ولایعنی تعلیم کے پرکھنے کے لئے سب سے پہلے اسی کی کتب کی چھان بین کرتے ہیں - سب سے پہلے ستیارتھ پرکاش ہی کو لیجئے جب ہم اس عقیدہ کا اسکی دوسری تعلیم سے مقابلہ کرتے ہیں تو ہمیں نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ویدک ایشور کے انصاف وبےانصافی والی باتیں محض دیانندی کے لئے طفلی تسلیاں ہی ہیں ورنہ بموجب ستیارتھ پرکاش کے انسان نے محدود اعمال کے ثمرہ میں اسے اتنا عرصہ مکتی مل سکتی ہے جس کا کہ انسان حساب ہی نہیں کرسکتا - ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۴۲ پر لالہ دیانند نے مکتی کی میعاد دنیا کی ۳۶ ہزار بار پیدائش اور فنا کے برابر عرصہ تک لکھی ہے اور دنیا کی ایک بار پیدائش وفنا کا زمانہ اسنے رگ وید بھاش بھومکا صفحہ ۱ پر ۸ ارب ۶۴ کروڑ سال لکھا ہے مگر مکتی کا زمانہ اس سے ۳۶ ہزار سال گنا زیادہ ہے اب منصف آدمی خود حساب لگالے کہ ایک انسان نے کتنے سال اعمال کئے جنکے بدلے میں اسے اتنا عرصہ دراز کے لئے مکتی مل گئی - کیا اس لاانتہا زمانہ کی مکتی دینے سے ویدک ایشور کا انصاف ابھی قایم رہ گیا -

اب اور لیجئے اسی کے برخلاف وید پکار پکار کر کہتا ہے کہ مجھ میں دائمی مکتی لکھی ہے جیسا کہ دیگر ویدی وقدیم رشی مانتے چلے آئے ہیں مگر دیانندی اپنی لنگوٹ بند کے کہے پر چل کر دائمی مکتی سے انکار کرتے ہیں - اور کسی بتانے والے کی نہیں سنتے - اس مکتی پر میں ایک علیحدہ بسیط مضمون لکھوں گا فی الحال ویدک دو ایک حوالے کافی ہیں -

یجر وید ادھیاے ۳۲ منتر ۱۰ بھومکا صفحہ ۱۲۲

وہی پرمیشور ہمارا بندھو (دکھ کا مٹانے والا) اور جنتا (سب سکھوں کو پیدا کرنے والا اور پرورش کرنے والا) ہے وہی ہماری سب مرادوں کو پورا کرنے والا اور تمام لوگوں دنیاؤں کو جاننے والا ہے عالم موکش پاکر ہمیشہ اسمیں آنند پاتے ہیں - اور تیسرے دھام یعنی خالص ستو (نور عالم) سے منور ہو کر ہمیشہ آزادی کے ساتھ سکھ میں رہتے ہیں -

یجر وید ادھیاے ۱۹ منتر ۵۶ بھومکا صفحہ ۱۶۴ اور انہیں کے طفیل سے مجھے اس لازوال موکش یعنی (نجات کے درجے) کا علم ہوا ہے الخ -

ان مختصر حوالوں سے معلوم ہوا کہ نجات کا درجہ لازوال اور ہمیشہ کے لئے ہے - دیانندیوں کے حساب کے مطابق مکتی کا کل زمانہ ۳۱ پدم ۱۰ کھرب ۴۰ ارب سال ہوتا ہے جو صرف چند سالوں کے اعمال نیک کا بدلہ ہے مگر تاہم ایشور کے انصاف کی یہاں گنجائش نہیں رہتی - کیونکہ دوسری جگہ ہم دیکھتے ہیں کہ بھوگ جونی یعنی کسی حالت میں جیو ایک محدود عرصہ تک برے کاموں کی سزا پاتا ہے اور جونہی وہ گناہ کئے ہوئے عرصہ کی برابر سزا پا چکتا ہے وہ پھر انسان بن جاتا ہے مگر بد کاموں کی سزا کے عرصہ کا حساب لگایا جاوے تو وہ زیادہ سے زیادہ ۴ ارب ۳۲ کروڑ سال ہو سکتا ہے یعنی جب تک دنیا قایم رہتی ہے اگر سزا کے لئے بھی اتنا ہی عرصہ ہوتا یعنی ۳۱ پدم ۱۰ کھرب ۴۰ ارب سال جتنا کہ مکتی کے لئے تو شاید ویدک ایشور کے انصاف کی رام کہانی پر کوئی اعتبار بھی کرلیتا - مگر محدود نیکیوں کا بدلہ اتنا عرصہ دراز اور سزا کے لئے اتنا کم یہ ایک ایسا انصاف ہے جسے دیانندی ویدی بیان کرسکتے ہیں - جواب دیتے وقت ہمارے دیانندی دوست مندرجہ ذیل حوالہ جات کو پیش نظر رکھ لیں -

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۷۶ جسقدر کسی کے گناہ وثواب ہوتے ہیں اُنہی کے مطابق اسکو وہ ثمرہ دیتا ہے -

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۸۰ جیسا قصور ہو ویسی سزا دینے سے ہی عادل ہو سکتا ہے -

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۲ اعمال کا دُگنا یا پورا ثمرہ نہ دینے سے خدا غیر منصف ٹھیرتا ہے -

لالہ صاحبان جواب دیتے وقت جامہ سے باہر نہ ہو جائیں بلکہ سوچ سمجھ کر جواب دیں -

محمد منظور الٰہی سوہدروی

مضمون نگاروں کو اطلاع

(۱) بعض احباب کوئی مضمون لکھ کر بغرض اندراج بھیجتے ہیں مگر وہ ایسا بدخط ہوتا ہے کہ میں خود بھی اسے اچھی طرح نہیں پڑھ سکتا چہ جائیکہ کاتب صاحب اس میں دیدہ ریزی کریں - چنانچہ ابھی پچھلے ہفتہ **کانگڑہ** سے ایک مضمون آیا جسکے لئے صاحب مراسلہ نے الگ خط بھی لکھا مگر میں کیا کروں جب وہ پڑھا ہی نہیں جاتا تو اخبار میں کسطرح درج ہو ایسے مضامین افسوس کے ساتھ ردی میں پھینکے جاتے ہیں - اسلئے جو صاحب مضمون بھیجیں وہ **خوشخط** اور کاغذ کے ایک طرف لکھیں -

۲ - یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ مضامین الحکم کے اغراض ومقاصد کے ماتحت ہوں - اور نرم اور تہذیب کے ساتھ لکھے جاویں - لفاظی کی بجائے معقول اور متانت کا رنگ دیا جائے اور مفید اور نتیجہ خیز بنایا جاوے اختصار کو ہاتھ سے نہ دیا جاوے -

۳ - ایڈیٹر پابند نہیں ہوگا کہ ضرور ہر مضمون کو درج کرے نہ وہ واپس کرنے پر مجبور ہے - اور مناسب اصلاح کا اسے پورا اختیار ہے -

(ایڈیٹر)

www.aaiil.org

رسیدات مدرسہ و کالج

مدرسہ اور کالج فنڈ کی رسیدات بہت پیچھے رہ گئی ہیں لیکن سلسلہ وار انشاء اللہ سب چھپ جائینگی جن بزرگوں نے مدرسہ کی کسی مد میں چندہ بھیجا ہے وہ اس وقت رسید کے لئے ہمیں معاف کریں - اور مطمئن رہیں کہ سلسلہ وار انکی رقوم مرسلہ کی رسید چھپ جائیگی - ایڈیٹر -

رسیدات آمدنی مدرسہ

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن پلیگ کیمپ مدرسہ عـــــہ
سید اسد اللہ صاحب گوجرانوالہ // ۱۴ ر
سید محمد رشید صاحب سیالکوٹ مدرسہ ۱۴ ر
محمد افضل ہیڈ گوی ڈاکخانہ چنگا بنگیال // ۲ ر

۱۷ - ستمبر

جماعت سیالکوٹ مدرسہ مالعہ ۱۱ ر ۹ پائی

۱۸ - ستمبر

نظام الدین ڈاکخانہ ڈومیل مدرسہ ۱۰ ر ۹ پائی
غلام محی الدین فوڈ کلرک میرٹھ // ۸ ر
جماعت مال پور معرفت شاہ دین صاحب مدرسہ عـــہ

۲۰ - ستمبر

منظور حق و اصغر علی طالب علم مدرسہ قادیان // ۸ ر
بابو غلام محمد صاحب ٹائم کیپر رکوے پولیس لاہور // ۱۱ ر
میان نور الدین صاحب ضلع پر یچمہ ڈاکخانہ لالہ موسی مدرسہ ۸ ر
جمال الدین ٹریفک کو پیر ملتان مدرسہ ـــلے

۲۲ - ستمبر

محمد عثمان صاحب نقشہ نویس دفتر ایسٹ انڈیا الہ آباد مدرسہ عا
احمد الدین صاحب ڈوگری گوسنہ تحصیل پسرور مدرسہ ۴ ر
نظام الدین صاحب // // ۴ ر
جمال الدین صاحب // // ۱۲ ر
سید علی محمد شاہ صاحب گڑھ شنکر مدرسہ عـہ ر
محمد ابراہیم صاحب بقاپور گڑھ شنکر // ۴ ر
جماعت بلب گڑھ معرفت حکیم محمد حسین صاحب بتالی ۸ ر
جماعت احمدیہ چینی معرفت خلیفہ نور الدین صاحب مدرسہ ۱۲ ر

۲۳ - ستمبر

شیخ غلام احمد صاحب قادیان مدرسہ ۴ ر
میان احمد صاحب ساکن دہرم کوٹ رندھاوا مدرسہ ۴ ر
محمد اسماعیل صاحب کلرک ڈیرہ غازیخان مدرسہ عا
گلاب خان صاحب پوسٹ ماسٹر راولپنڈی مدرسہ عـہ
نواب دین صاحب کلرک ڈیرہ غازیخان // عـہ
منشی نور الدین صاحب کلرک گورداسپور مدرسہ ۸ ر
شیخ ضیاء اللہ صاحب از مانسہرہ // ۸ ر
بابو فیروز علی صاحب مسکوال ساکین ۸ ر مدرسہ عـہ ر
منشی رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ مدرسہ ـــہ

بابو عبد الرحمن صاحب از انبالہ مدرسہ عـہ

۲۵ - ستمبر

ماسٹر محمد دین صاحب سیالکوٹ نیچر مدرسہ قادیان مدرسہ ا ر
میان فضل دین صاحب ساکن خوشاب // لعہ
گلاب دین صاحب احمدی ار رہتاس ساکین ۸ ر مدرسہ ۸ ر

۲۶ - ستمبر

عنایت اللہ صاحب لائن انفیسر مظفر گڑھ مدرسہ ـــلے
شیخ چراغ دین صاحب خورد فروش بازار چوک دہلی مدرسہ ـــلے

۲۷ - ستمبر

حاکم علی شاہ صاحب والد طفیل حسین مدرس مدرسہ نادون مدرسہ عا
محمد صدیق صاحب مدرس مہاراکلے مدرسہ ا ر
جماعت مردان معرفت محمد یوسف صاحب مدرسہ ۱۲ ر

۲۸ - ستمبر

حکیم ابو عبد الغنی محمد صالح بہلول پور چک ۱۲ ساکین مدرسہ عـہ ۱۰ ر

۳۰ - ستمبر

عبد القادر صاحب مدرس منصوران ضلع لودہیانہ بہائی مدرسہ ۲ ر
احمد دین صاحب زرگر پنڈی بہری گوگیرہ ساکین عا
سید حیات علی صاحب داتہ - مانسہرہ مدرسہ ـــہ

۱ - کالج فنڈ

مستری غلام الٰہی صاحب لوہار للعہ ۸ ر
ایک عورت ا ر
میان روشن دین صاحب سنار عـہ ۸ ر
مستری فضل دین صاحب عـہ
میان عبد الغفور صاحب لوہار ـــہ
میان محمد عظیم صاحب لوہار عـہ
میان اللہ دتا // ـــہ
مستری فضل الٰہی // عا
میان اسماعیل ولد الدین صاحب عـہ
میان حاجی لوہار عـہ
ماسٹر عبد الرؤف صاحب عـہ ۴ ر
مستری غلام احمد لوہار ۸ ر
میان غلام محی الدین صاحب للعہ
میان اللہ جوایا لوہار ـــلے
میان اللہ دتا ولد نور احمد لوہار عا
مستری مولا بخش لوہار عا
مستری کرم الٰہی صاحب عـہ
میان فضل الٰہی رفوگر عـہ
اسم نامعلوم ۲ ر
ایک سائل ـــ ر
میان بہادر قوم راے عـہ
محمد دین ولد دتہ ترکہان عـہ
مستری عبد الرحمان ترکہان عا

۲ - طلبۃ العلم فنڈ

حکیم عبد الرحیم صاحب محمد امین وغیرہ عـــہ

مولوی غلام حسین صاحب عا
مستورات حکیم فضل دین صاحب ـــعـہ

۳ - جلپان فنڈ

منشی جلال خان صاحب عـہ
مولوی غلام حسین صاحب عا ۸ ر
بیگمات .... عـہ

ضروری اطلاع

اب بھی دیکھا جاتا ہے کہ احباب خط و کتابت میں نمبر خریداری جو ہر ایک چٹ پر مطبوعہ یا دستی ہوتا ہے - نہیں دیتے ہیں جس سے تعمیل کرنے میں بڑی دقت پیش آتی ہے اور اس کے علاوہ تضیع اوقات الگ ہوتا ہے - اس لئے خریداران کو ضروری ہے - کہ خط و کتابت میں نمبر خریداری ضرور دیا کریں - محرر دفتر الحکم

احمدی ...... یا احمدی سامان ورزش

السلام علیکم - آپکے احمدی کارخانہ میں ہر قسم کا سامان ورزش اعلیٰ قسم کا تیار ہوتا ہے انگریزی اشیاء بھی موجود ہیں - گو پہلے آپکو معلوم نہیں تھا مگر اب آپکو کہیں جانے اور تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں - ہم ڈنکے کی چوٹ باواز بلند خدا کو حاضر کر کے کہتے ہیں کہ ہمیشہ ارزان اور بہتر عمدہ مال کہیں نہیں ملیگا صفائی معاملہ اور ایمانداری کے واسطے اس کارخانہ کا نام کافی ہے - اولیں ایک دفعہ ضرور آزمائش کریں - مختصر فہرست اشیاء حسب ذیل ہیں جو درخواست پر ملتی ہیں

کرکٹ بیٹ
کین ہینڈل دو ربڑ عمدہ عـــلہ
کارک // ایک ربڑ ـــلے
صرف ایک ربڑ معـہ
درجہ دوم ـــلے
// سوم للعہ
اکٹ پریکٹس ۸ ر
// دوم درجہ ـــلے
// سوم عا ۸ ر
بال درجہ اول فی درجن عـــہ
دوم سیچ لعہ
پریکٹس معـہ
لیگ گارڈ چمڑہ ۸ ر
// زین ۱۲ ر

فٹبال پورہ مکمل ـــلے
// عـــلہ // للعہ ۴ ر
// عـــا // ۸ ر
// آنکھیں چمڑہ والی للعہ
// ڈورہ والی ۸ ر
// مادہ اول عا
// درجہ دوم عمدہ عـــہ ۸ ر
ٹین سفید لکڑی عا
// بیلچہ // عـہ
بیڈ منٹن ہینڈ // عـہ
// بلے // ۸ ر
سٹل کاک عا ۱۲ ر
دوم درجہ عا ۸ ر
ولن بالائی درجن للعہ

نوٹ :- احمدی بہائیوں سے فی روپیہ عـہ فیصدی کمیشن غیر احمدی ۱/۲ ۱۲ فیصدی کمیشن - پتہ و شعلہ مال وی پی - منیجر ایم خدا بخش اینڈ کو احمدی سپورٹنگ ورکس شہر سیالکوٹ

خواب سے جاگو - آنکھیں کھولو

اور

دیکھو کہ مندرجہ ذیل گھڑیاں کسقدر سستے داموں پر فروخت کر رہے ہیں اب بھی اگر آپ نے گھڑیاں نہ خریدیں تو پھر کب خریدو نگے - صاحبان حیدری گھڑیاں خریدلیں ورنہ پھر ایسا بہترین موقع نہ ملیگا - دو روپیہ محصول الگ

جیبی راسکوپ سٹم واچ گارنٹی ۳ سال قیمت تین روپیہ علاوہ اگر یہ گھڑی عرصہ گارنٹی میں بلا کسی خاص نقص کے چلنے سے رک جاوے گی تو ہم بلا اجرت درست کر دینگے اس سے زیادہ اسکے بختہ ہونے اور پایدار ہونیکا کیا ثبوت ہو سکتا ہے منگوا کر ملاحظہ کیجئے

مکمل لیور کی رسٹ واچ گارنٹی چار سال قیمت چار روپیہ علاوہ محصول یہہ گھڑی کلائی پر باندھی جاتی ہے اس کے پرزے نہایت بختہ و پائیدار ہیں کھلے منہ کی ہیلس گھڑی ہے جیب میں لٹکنی کا ؟

برسوں نہیں بگڑتی قیمت چار روپیہ علاوہ محصول

ملنے کا پتہ :- منیجر حمیدیہ ٹریڈنگ کمپنی شہر لاہور

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہیں ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو کہ اوس کا مال و اسباب محفوظ رہے؟

حفاظت مال و اسباب کے لئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائیں جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بھی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی - مضبوطی اور خوبصورتی کیوجہ سے سرحد پر بھی جاتے ہیں لکڑی کے صندوقوں کے مقابلہ میں یہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پھلکے اور پھر زیادہ مضبوط اور پائیدار نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر میں ہر طرح سے آسانی کے ساتھ اسباب بند کر کے لیجا سکتے ہیں - چونکہ یہ احمدی بھائی کا کارخانہ ہے اسلئے آپ ہمیں کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ نہ پائینگے - جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجھ لیا گیا ہے جو لوگ ٹرنکوں کی تجارت کرتے ہیں وہ اگر ہم سے منگوائیں گے تو ان کے ساتھ خاص رعایت بھی کی جائیگی - مفصل فہرست درخواست کر کے کارخانہ سے منگوالو - درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوے سٹیشن کا پتہ ضرور لکھو - بلٹی بذریعہ قیمت طلب ہوا نہ کیجائے گی - تمام درخواستیں بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ ٹرنک نمبر ۱ حمد کس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئیں

مریضو! مولوی حکیم نورالدین صاحب کے مجرّبات سے فائدہ اوٹھاؤ

میںنے اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کرکے ایک شفاخانہ کہولنا چاہا ہے - جسمیں اصول صحت کی خلاف ورزی کیوجہ سے جو لوگ دکھ اوٹھا رہے ہوں - ان سے بقدر طاقت ہمدردی کروں مینے نیپال کا سفر کیا ہے نہ مجھے کسی دہوا دہنیاسی نے کوئی نسخہ بتایا ہے ہاں مجھے ایک فخر حاصل ہے جو میری دانست مین بہت ہی کم مشتہرین کو حاصل ہوگا - اور وہ یہ ہے کہ سالہاسال سے مین مولوی حکیم نورالدین بھیروی ثم القادیانی کے مطب مین ان کے ماتحت اونکی نگرانی مین ہر قسم کے مریضوں کا علاج حکیم صاحب موصوف کی تجویز اور تفہیم سے کرتا رہا ہوں اور اب تک بہی مجھے یہ فخر حاصل ہے بلکہ خصوصیت سے ساتھہ بیرونی مریضوں کی خط وکتابت اور اون کے لئے نسخہ جات تجویز کرنا بہی میرے ہی سپرد ہے پس جو لوگ حضرت حکیم الامۃ کے طریق علاج اور آپ کی طبی تحقیقات اور واقفیت سے واقف ہیں اور میں جانتا ہوں پنجاب مین کوئی جگہ ہوگی جہاں ایسے واقف کار موجود نہوں ان کے لئے اتنا کہدینا کافی ہے میری تجربہ اور اس دعوے کی تصدیق خود مولانا ممدوح کی تحریر سے ہی ہوتی ہے - اور اب جو مینے یہ سلسلہ شروع کیا ہے اسمین بہی میرا یہی معمول ہوگا کہ **امراض عامہ** جو اسباب عامہ کے ماتحت ہوتے ہیں کا تو علاج ہزار ہا دفعہ آزمودہ اور مجرّب نسخوں کے ذریعہ ہوگا - جو مولوی صاحب کے مطب مین ہمیشہ مشتمل ہوتے ہیں اور خاص اور قابل غور امراض مین مولوی صاحب ممدوح کے مشورہ سے یہ نسخہ جات تجویز ہوا کرین گے - اس بنا پر یہ شفاخانہ جس کا نام **شفاخانہ فضل رحمانی** رکہا گیا ہے مینے قادیان مین کہولدیا ہے اس شفاخانہ کے ذریعہ سے ایک اور عظیم الشان کام بہی مقصود ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت حکیم الامۃ کی **طبی تحقیقات اور مجرّبات** کو جو ویدک - یونانی - ڈاکٹری اور ہر قسم کے جدید تجربوں پر مشتمل ہے - بذریعہ رسالجات یا کتب کے شایع کیا جاوے -

سرمہ زنگاری - حاذق طبیب مولوی حکیم نورالدین صاحب کا ہزار ہا مریضوں پر آزمایا ہوا آنکہوں کی بہت سی بیماریوں خصوصًا جالا - دہند - سبل (یعنی آنکہوں مین سرخ ڈورے پڑجانا) ڈہلکا آنکہوں مین پانی جانا - جرب جس مین پلکوں کی سرخی نمودار ہو وغیرہ کے لئے مفید ہے - قیمت فی تولہ عہ **سرمہ نورالعین** - مولوی نورالدین صاحب کا مجرب اور آزمودہ ہر ایک قسم کی آنکہوں کی بیماریوں مین مفید ہے جسمین بڑا جزو ممیرا ہے قیمت فی تولہ عہ **آتشک کی گولیاں** قیمت فی ڈبیا عہ **آتشک کی بتیاں** خواہ کیسا ہی زخم آتشک ہو صرف تین دن دہونی دینے سے خشک ہو جاتا ہے قیمت تین بتی عہ **سفوف جریان** (مرد کو ہو یا عورت کو) چند روز کے استعمال سے مفید ثابت ہوگا قیمت فی تولہ ۸ر **سفوف سوزاک** قیمت سات خوراک کے لئے عہ - **حبوب باد گولہ** یہ گولیاں امراض ہسٹریا (باد گولہ) میں از بس مفید ہیں عورتیں عمومًا اس مرض مین مبتلا ہوتی ہیں اور بہ سبب جہل بہوت کے آسیب کا وہم رکہنے کے بہت سا روپیہ خرچ کر ڈالتے ہیں اور اندر ہی اندر گہل گہل کر مر جاتی ہیں ان گولیوں کے استعمال سے بہت فائدہ ہوتا ہے قیمت فی ڈبیا عہ **حب طحال** قیمت فی ڈبیا ۱۲ار - **کہانسی** کی گولیاں قیمت فی ڈبیا ۸ر **حبوب بواسیر** فی ڈبیا عہ **روغن شمیم** قیمت فی شیشی عہ **بال اڑانیکا پوڈر** فی ڈبیا ۸ر **حب ضیق النفس** قیمت فی ڈبیا عہ **دوائی ناسور** - قیمت فی ڈبیا کہانے کے لئے عہ **روغن دافع امراض گوش** قیمت فی شیشی ۸ر **مرض اٹہرا کی مجرب دوائی** - یہ دوائی حکیم حاذق مولوی نورالدین صاحب کی آزمائی ہوئی ہے اس سے سیکڑوں عورتوں کو فائدہ ہوتا ہے جنکے بچے بچپن مین اس مرض سے تلف ہو جاتے ہیں یہ مولوی صاحب کی چند مجرّب ادویہ ہیں کچہہ تو گولیاں ہونگی جو عورت کو ابتدا حمل تک کہانی ہونگی کچہہ خاص قسم کی دم کی ہوئی اجوائن اور فلفل سیاہ ہوگی جو عورت کو شروع حمل سے تا اختتام ایام رضاعت کہانی پڑے گی - قیمت کل دوائی کی جو اس تمام عرصہ مین کہائی جاویگی عہ - **منجن** - قیمت فی ڈبیا ۸ر **خارش کی عجیب دوائی** فی ڈبیا ۸ر

لاکہہ شہادت کی ایک شہادت

مین تصدیق کرتا ہوں کہ فضل الرحمٰن میرے تجاربے واقف اور خوب واقف ہے بعض خطرناک بیماریوں و نفث الدم اور دق مین اس نے بڑی جانفشانی سے علاج کیا اور کامیاب ہوا مین امید کرتا ہوں کہ اگر وہ تقوی سے کام لیگا تو اسکو خود بہی اور اسکی باعث لوگوں کو نفع پہنچیگا - آلٰہی میرا یہ گمان سچ ہو - آمین

نورالدین

ہر مرض کے لئے دوائی بذریعہ وی پی پارسل بہیجی جاوے گی جن امراض کی تشخیص بذریعہ خط وکتابت نہیں ہو سکتی ان کا علاج بجز مریض کے دیکہنے کے نہیں کیا جاویگا - ہمارا کام صرف اشتہاری طبیب بننا نہیں بلکہ مریض کو شفا ہونا اصل مقصود ہے ہاں اسمین ذاتی نفع بہی مقصود ہوگا مگر عام اشتہاری طبیبوں کی طرح نہیں -

نوٹ کسی خط کا جواب بدوں جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنیکے نہیں دیا جاوے گا - ایسے صاحب جواب نہ آنیکی شکایت نکرین -

المشتہر

مفتی فضل الرحمان منیجر شفاخانہ فضل رحمانی قادیان

ہندوستان مین ایک لاثانی کمپنی

کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ بہارت بیمہ کمپنی لاہور ہندوستان بہر مین ایک لاثانی کمپنی ہے - مفصلہ ذیل وجوہات سے (۱) اسکا کل انتظام دیسیوں کے ہاتہہ مین ہے (۲) اسکا سرمایہ دیسی کارخانوں اور تجارت مین لگایا جاتا ہے جس سے اس ملکی تجارت کو فروغ ہوتا اور ملک کو فائدہ پہونچتا ہے (۳) دیسیوں کے ہاتہہ مین انتظام ہونیکی وجہ سے اس کمپنی کا خرچ دوسرے غیر ملک کی کمپنیوں کے مقابلہ مین بالکل کم ہے اور اس لئے یہ نہایت مضبوط اور مستحکم بنیاد پر قایم ہے (۴) جتنے ممبر اس کمپنی کے انتقال کرچکے ہین انکے پس ماندگان کو بلا حیل وحجت کے فورًا بیمہ کا روپیہ ادا کیا گیا ہے - چنانچہ تمام پبلک کمپنی کی خوش معاملگی اور حق شناسی سے واقف ہے اسکے علاوہ اور بہی کئی خصوصیات اس کمپنی کو حاصل ہین جو ہندوستانی باشندہ جو کہ اپنی زندگی کا بیمہ کرانا چاہتا ہے اگر وہ ذاتی اور ملکی وجوہات کو مدنظر رکہے گا تو وہ قایل ہو جائیگا کہ اسے اپنی زندگی کا بیمہ سوائے بہارت کے اور کسی کمپنی مین نہیں کرانا چاہیئے آج وقت ہے کہ آپ محفوظ ترین کمپنی کے ممبر بنکر اپنے بال بچوں اور دیگر عزیزوں کے لئے ایک معقول رقم چہوڑ جانیکا انتظام کرین - ہماری کمپنی پر اسپیکٹس کا سرکاری مطالعہ ہی آپ کو ہمارے دعوے کی صحت کا قایل کر دیگا - ایک کارڈ پر اپنا نام و پتہ لکہکر بہیجیئے پراسپیکٹس مذکور آپ کی خدمت مین بذریعہ ڈاک پہونچ جائیگا -

گیان چند منیجر و ایکچواری یا درخواستیں بنام لاجپت رائے ساہنی سکرٹری بہارت بیمہ کمپنی لمیٹڈ لاہور آنی چاہئیں

مرا برف بارید بر سر زاغ نشاید چو بلبل تماشائے باغ

واقعی بڑہاپا دنیاوی خوشیوں کا خاتمہ ہے جبکے اولاد دنیا کا بڑہاپا تو غضب ڈہاتا ہے آپ بہی اگر مایوسی کی حد تک پہونچ گئے ہیں تو مفصلہ ذیل غور سے پڑہیں **شاہی خضاب** مثل تیل کے سپلیل کے لگایا جاتا ہے بالوں کو دو منٹ مین بہنور سیاہ کر دیتا ہے اور نہ بالوں کو سخت کرتا ہے - قیمت عہ **روح افزا** نامردی سستی - لاولدی - ضعف باہ و دماغ - جریان - درد کمر کے واسطے اکسیر ہے - پیر کو نوجوان کو بیلتن بناتا ہے قیمت تین روپیہ فی شیشی - **روح النساء** - حیض بے قاعدہ کم یا زیادہ دیر بعد یا جلدی تکلیف سے یا بالکل نہ آوے سفید پانی آوے لاولدی ہو یا اُن پر سوزش ہو غرضیکہ عورتوں کی سب بیماریوں کے واسطے مجرب ہے فی شیشی قیمت تین روپیہ - **فرانسیسی گلگونہ** - چہرے چہریاں جہائیاں سیاہ داغ وکیل وغیرہ دور کرکے خوبصورت اور اُجلا بنا دیتا ہے خوبصورتی کیواسطے لازمی ہے قیمت عہ **گولیان و روغن** - انکے استعمال سے بال ہمیشہ سیاہ رہتے ہین اگرچہ سفید ہوگئے ہوں تو بہی سیاہ ہو جاتے ہین اور پہر ہمیشہ سیاہ رہتے ہین قیمت عہ **بال اڑانیکا تیل** - بلا کسی خارش اور تکلیف کے دو منٹ مین نازک جگہ کے بال بہی دور ہون - قیمت ۸ر فی شیشی - **سرمہ ممیرا** - دہند - غباری - لالی - پڑبال - پانی جانا - وابتدائی موتیا بند کیواسطے اکسیر ہے قیمت دو روپیہ فی تولہ - **بواسیر خونی** - بادی جدی یا آتشک سے ہو - سے اگر ہرن تو بلا تکلیف گم قیمت عہ **دمہ** کیسا ہی پرانا و سخت دمہ ہو خواہ پہیپہڑے خراب ہوگئے ہوں بشرطیکہ شفا ہو - قیمت تین روپے - **دوائی آتشک مجرب**

خط وکتابت کا پتہ - **ڈاکٹر کیسر سنگہ ایم - اے بکرم ہسپتال فیروزپور شہر پنجاب**

سمندر کی مستی کا بیمہ

ایجوٹ اکنیش پرشاد بہار گو بنایا ہوا

نمک سلیمانی

جسکو کرمشہور ڈاکٹر اور لندن رائل کالج کے ممبر کیمیکل اگزامینر لیمپ ریسلرن [illegible] نے پانچ فرسٹ کلاس سرٹیفیکیٹ عطا فرمایا ہے

فوائد نمک سلیمانی

نمک سلیمانی معدہ [illegible] موجودہ حالت تندرستی میں اگر بقدر ایک چٹکی [illegible] کے ساتھ روزانہ اس نمک سلیمانی کا استعمال کیا جائے [illegible] کمزوری اور سستی رفع [illegible] نمک سلیمانی مراثر [illegible] دکاروں کا آنا [illegible] اور ایسے بقیض ان سب شکایتوں میں [illegible] نمک سلیمانی معدہ [illegible] گرمی کا عادی [illegible] بار بار پیشاب [illegible] زیادتی [illegible] فائدہ ہوتا ہے [illegible] طاعون کے دنوں میں اسکا استعمال تریاق کا کام دیتا ہے۔

ہزاروں میں سے دو چار سرٹیفیکیٹون کا خلاصہ

جناب [illegible] مقام [illegible] نمک سلیمانی استعمال کیا اور انہوں نے [illegible] جناب صاحبزادہ [illegible] خان صاحب [illegible] میرے پاس آئے [illegible] نمک سلیمانی [illegible] کے فضل سے ان لوگوں کو آرام ہوا در حقیقت آپکا نمک سلیمانی [illegible] معدہ کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے [illegible] نمک سلیمانی کے استعمال سے فائدہ [illegible]

جناب مولوی [illegible] استاد جناب نواب ولیعہد بہادر ریاست بھوپال تحریر فرماتے ہیں کہ میرا لڑکا پانچ برس سے بواسیر دست [illegible] ہر طرح کی دوا یونانی و ڈاکٹری کی گئی مگر فائدہ نہ ہوا آپکے نمک سلیمانی کا استعمال کراتا ہوں جس سے اسکو فائدہ معلوم ہوتا ہے اور امید ہے کہ آپکے نمک سلیمانی سے مرض بالکل دفع ہو جائیگا براہ مہربانی دو شیشیاں نمک سلیمانی کی اور بھیج دیجئے۔ **جناب** بابو سالک رام سنگہ صاحب مقام ٹوکیو ملک جاپان سے ۲۳۔ اگست [illegible] کو تحریر فرماتے ہیں کہ میں آپکا نہایت ممنون ہوں کہ آپکے بنائے ہوئے نمک سلیمانی نے سمندر کے سفر میں جو کہ مجھکو جاپان آتے وقت درپیش تھا۔ بہت مدد کی سمندری بیماری مثل قے متلی و چکر وغیرہ میں اسکے استعمال سے فوراً فائدہ ہوتا تھا۔ آپکا نمک سلیمانی معدہ کی شکایتوں کے واسطے بھی نہایت ہی مجرب دوا ہے اور کھانے میں نہایت خوش ذائقہ ہے۔

جناب بابو [illegible] رام صاحب میندار ڈیرہ اسمعیل خان ممبر رائل ایشیاٹک سوسائٹی وسیاح یورپ و امریکہ وغیرہ۔ ۲ اکتوبر [illegible] کو تحریر فرماتے ہیں کہ آپکا نمک سلیمانی صرف معدہ ہی کیواسطے اکسیر نہیں ہے بلکہ سمندر کی بیماریوں مثل متلی۔ چکر قے۔ بخار وغیرہ میں بھی اپنا اثر بہت اچھا دکھاتا ہے میں امید کرتا ہوں کہ آپکا یہ نمک سلیمانی سمندر کے سفر کرنیوالے اپنے ساتھ رکھکر ضرور فائدہ اٹھائیں گے اور اسکے استعمال سے سمندر کی بیماریوں سے محفوظ رہینگے۔ **کالکٹر و مجسٹریٹ** بلیا جناب پنڈت راشنکر صاحب مصر ایم۔ اے تحریر فرماتے ہیں کہ بابو گنیش پرشاد بہار گو کا بنایا ہوا نمک سلیمانی ہاضمہ کی قوت بڑہانے کیواسطے بہت ہی مفید ہے۔

جناب منشی محبوب عالم صاحب مالک و ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور اپنے روزانہ پیسہ اخبار مطبوعہ ۱۰ جنوری [illegible] میں تحریر فرماتے ہیں کہ ڈاکٹر گنیش پرشاد بہار گو کا بنایا ہوا نمک سلیمانی ثقل معدہ و سوء ہضمی پر متعدد بار آزمایا گیا نہایت مفید پایا کھٹی اور جلی ہوئی ڈکاروں کو روک دیتا ہے غرض امراض معدہ کیلئے نہایت نافع چیز ہے جن لوگوں کو کھانا نہ ہضم ہوتا ہو تو وہ کھانے کے بعد تھوڑا سا نمک سلیمانی کھا لیا کریں۔

ملنے کا پتہ:۔ نونہال سنگہ بہار گو منیجر کارخانہ نمک سلیمانی۔ محلہ [illegible] گھاٹ شہر بنارس۔

مفت　　　مفت

جس سرمہ کی شیشی پر آنکھ ٹریڈ مارک نہ ہوگا تو وہ جعلی سمجھنا چاہیئے

۵۰ ہزار پڑیہ بطور نمونہ مفت

سرمہ نور

نمونہ کی تعداد پانچ ہزار سے بڑہا کر پچاس ہزار پڑیہ کر دی گئی ہے ہر کارڈ [illegible] پر روانہ ہوگی یہ وہ سرمہ ہے جو برابر پانچ سال سے مفت تقسیم ہو رہا ہے دنیا کے قریب قریب ہر حصہ میں اسکے خریدار موجود ہیں سیکڑوں سرٹیفکیٹ ہمارے پاس معزز ڈاکٹروں اور حکیموں و بیسیوں اور عہدہ داروں کے موجود ہیں جن کے شائع کرنے کے واسطے ایک کتاب کا حجم درکار ہے مفید ہونیکا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا یکم دسمبر سے صرف ۱۲ دسمبر تک ۳۰ ہزار پڑیہ نو شہر کی لوگوں نے منگوائیں۔ اسپر تجربہ کے بعد ۹۵ فیصدی کی فرمائشات آچکی ہیں اور یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ یہ نسخہ ایک فقیر صاحب کمال کا عطیہ ہے اور انہیں کی اجازت سے اشاعت عام کی گئی ہے۔ آنکھ کا کوئی مرض ایسا نہیں جسپر دس بیس بار تجربہ نہ ہوا ہو ہر مرض میں بے حد مفید ثابت ہوا ہے۔ ابتدائی نزول ماء میں اگر کسی سرمہ نے فائدہ حاصل کیا ہے تو اسی سرمہ نے ورنہ قریب قریب تمام ڈاکٹر اور اطباء اس امر پر متفق ہو گئے ہیں کہ نزول ماء کا سوائے قدح کے اور کوئی علاج نہیں جالا۔ پھولا۔ دھند۔ غبار۔ سبل۔ پانی جانا۔ پربال۔ خارش۔ موتیابند ابتدائی۔ سرخی۔ ناخنہ وغیرہ وغیرہ کو چند ہی روز کے استعمال سے جڑ سے کہوتا ہے بصارت بڑہاتا ہے عام طور پر اسکے استعمال سے جڑ سے کہوتا ہے بصارت بڑہاتا ہے عام طور پر اسکے استعمال سے عینک کی حاجت نہیں رہتی اور حالت مرض میں لگائیے تو ازالہ مرض کے لئے اکسیر ہے۔ ایک تولہ سرمہ سال بھر سے زائد کیلئے کافی ہے ہر حصہ ملک میں ایجنٹوں کی ضرورت۔ تاجران ادویہ فروشوں اور ڈاکٹروں کو اسطرف متوجہ ہونا چاہیئے اور قواعد ایجنسی درخواست آنے پر روانہ کئے جائینگے۔ دریافت طلب امور کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا ضروری ہے فرمائشات ویلیو پے ایبل منگوانے پر جانبین کا اطمینان ہوگا محصول وغیرہ ذمہ خریدار۔ بلحاظ فائدہ عام قیمت سرمہ خاکی فی تولہ ۲ آنہ۔ سرمہ سیاہ بصری فی تولہ ۱ روپیہ

چہرہ بالانشین

ایسی تجارت کو ترقی دینے کیلئے ہمنے سوتی کشتی اور [illegible] شروع اور [illegible] خوش وضع چہرہ بالانشین کی تیاری کا بھی انتظام کیا ہے جو [illegible] واسطے نہایت عمدہ تحفہ ہے اور خوش وضعی میں یہاں کے چابک دست کاریگروں کے کمال دکھایا ہے کہ بالکل ریشمی معلوم ہوتے ہیں اور پائیداری میں تو ریشمی کی کوئی حقیقت نہیں ہے ایک [illegible] منگا کر ملاحظہ تو فرمائیے۔ قیمت فی تھان [illegible] طول ۱۲ گز ۱۲ گرہ عہ فی تھان [illegible] طول ۱۲ گز ۸ گرہ [illegible] اگر عرصہ [illegible] خط و کتابت و ترسیل زر بنام منیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ ہونی چاہیئے۔ **المشتہر محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری**

نئی شرط

اس کارخانہ نے اشتہاری دنیا کو بچانے کی یہ تجویز کی ہے کہ ہر دوا کا نمونہ پوسٹ کارڈ آنے پر روانہ کیا جاوے **سرمہ سلیمانی** یہ سرمہ امراض چشم کا جانی دشمن ہے چند روز کے استعمال سے جالا۔ پھولا۔ دھند۔ آشوب چشم۔ پربال۔ آنکھوں سے پانی بہنا۔ نزول الماء وغیرہ کو فوراً دفع کرتا ہے آزمایش ضرور کیجئے۔ بعدہ طلب کرنا قیمت فی تولہ ۸ **مسنون دندان** جس کے استعمال سے داڑھ خواہ مسوڑھے کا کیسا ہی بیتاب کردہ درد ہو یا مسوڑہ ورم کر گیا یا دانتوں سے خون جاری ہو فوراً دفع کرتا ہے اور جملہ امراض دفع ہو کر دانت مثل موتی کے نکل آتے ہیں قیمت فی بکس ۱۲ **پوڈر صفا** یہ پوڈر دیگر پوڈروں کی طرح نہ تو جلد کو خراب کرتا ہے اور نہ جلن کرتا ہے بلکہ جائے مستعملہ نہایت نرم اور صاف ہو جاتی ہے اور تین منٹ میں فارغ کر دینا اسی کا کام ہے قیمت فی ڈبیا خورد ۲ ڈبیا کلاں ۴

المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ مقام بلب گڈھ ضلع دہلی

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانے کثرت سے ہو گئے ہیں بلحاظ قدامت اب اسے ترقی دی گئی ہے اور عطر و تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے تیار کئے جاتے ہیں اور خوش معاملگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں۔

راقم محمد عبد اللہ و سعد اللہ تاجران عطر قنوج

کارخانہ عطر فرحت افزا النسیم

اگر آپکو عمدہ عطر و تیل کی ضرورت ہو تو قنوج کے مشہور قدیم کارخانہ فرحت افزا النسیم سے منگوائیے روح خوش ہو جائیگی۔ مختصر فہرست یہ ہے

گلاب	۴ روپیہ سے ۶ تک	مشک عنبر	۸ روپیہ سے ۸ تک		
کیوڑہ	۴ روپیہ سے ۸ تک	مدنمت	۴ روپیہ سے ۸ تک		
موتیا	۴ روپیہ سے ۸ تک	باندی	۴ روپیہ سے ۱۰ تک		
حنا	۶ سے ۸ تک	حنی	۴ روپیہ سے ۱۰ تک		
چنبیلی	۶ سے ۸ تک	ناگرتیل		مدنی شیشی	

المشتہر

منیجر کارخانہ فرحت افزا النسیم قنوج

(انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔)

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

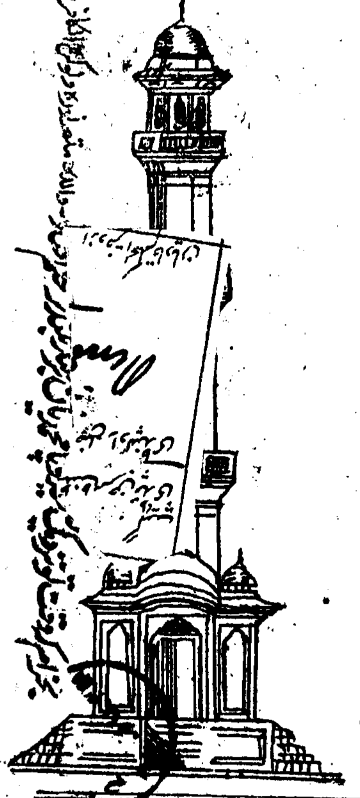

چہ گویم باتو گر آئی چہادر قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۔ (۲) خواص و معاونین سے عـ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذہب والون سے ۔ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے

فہرست مضامین

(۱) قادیان مین سکھاشاہی ص اول
(۲) حیات صاقی
(۳) ذخیرۂ علوم و فنون ص ۲ تا ۴
(۴) الہامات ص ۴
(۵) فیصلہ ص ۵ و ۶
(۶) ... العالم ص ۶
(۷) مراسلات ص ۸-۹
(۸) سفرنامہ دہلی ص ۱۰-۱۱
(۹) رسیدات آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام ص ۱۲
(۱۰) اشتہارات ص ۱۳-۱۴

نمبر ۴۴ | قادیان دار الامان مورخہ ۷ ارڈسمبر ۱۹۰۵ء مطابق ۹ اشوال ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

قادیان مین سکھاشاہی

ہم نے مانا کہ تغافل نکروگے لیکن
خاک ہوجائینگے ہم تم کو خبر ہونے تک

چونکہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جماعت کو نرمی۔ درگذر۔ اور شر کا مقابلہ نکرنے کی تعلیم دیتے ہین اسلئے اکثر ناعاقبت اندیش اس بات سے فائدہ اٹھاکر اس غریب جماعت کو عموماً ہر جگہ دکھ دیتے ہین مین آئے دن الحکم کے ذریعہ کسی نہ کسی مقام کی جماعت یا احمدیون پر مظالم کے حالات لکھتا رہتا ہون لیکن آج عرصہ کے بعد **آپ بیتی** یعنی خاص قادیان کے حالات لکھتا ہون + اور یہ حالات اب نہایت خطرناک حالت اختیار کرتے جاتے ہین۔ قادیان کے **سکھون** کی جماعت نے بارہا ہماری جماعت پر حملہ کیا ہے اور یہ تو ایک معمولی بات ہوگئی ہے کہ وہ ہمارے مزدورون سے کسیان اور ٹوکریان چھین کرلے گئے ہین جبکہ وہ ہمارے کام پر لگے ہوئے تھے بلکہ یہ کہنے مین مبالغہ نہین کہ یہان کے **سکھ زمیندار** ایک عرصہ سے ٹوکریون اور کسیون کی خرید سے بے فکر ہوچکے ہین۔ انہین جب ضرورت ہوتی ہے وہ حملہ کرکے چھین لے جاتے ہین اور ہم خاموشی کے ساتھ ان کی ان حرکات کو دیکھا کرتے ہین لیکن اب صبر کی حد ہوچکی زیادہ انتظار کرنے کی طاقت ہم مین نہین رہی اسلئے ہم متواتر ان کے مظالم مقامی اور ذمہ دار حکام کو سنائینگے اور اپنے درد کی دوا انہین سے چاہینگے۔

تازہ واقعہ ۴ ارڈسمبر کی صبح کا ہے کہ بہت سے سکھون کا ایک گروہ میان **احمد نور** پر یلغار کرکے آپڑا۔ اور اس غریب کو سخت مارا وہ کسی طرح انکے قبضہ سے نکلکر بھاگا اور بھاگ کر کسی مکان مین گھس کر پناہ لی۔ تو یہ سکھاشاہی کرنے والے دلیر اور بہادر اسکے گھر کے دروازہ پر پہونچے۔ دروازے کو توڑنے کی کوشش کی۔ اور سخت گالیان دے رہے تھے کوئی اندر اینٹین پھینکتا تھا۔ کوئی کچھ۔ بڑی تشویش پیدا ہوئی۔ آخر مرزا نظام الدین صاحب نمبردار اور نظام دفعہ دار قادیان کو اطلاع دی گئی وہ سنتے ہی موقع واردات پر پہونچے اور انہون نے آکر نہایت عقلمندی کے ساتھ اس حملہ آور گروہ کو منتشر کیا + لیکن یہ لوگ بڑے جوش مین تھے ڈانگون اور لاٹھیون سے مسلح تھے۔ اور کہتے تھے کہ بس ماردو اور **خون بہادو**۔ اس واقعہ کی اطلاع تھانہ مین مظلوم احمد نور نے جاکر دی جسپر منشی سندی خان صاحب ہیڈ کنسٹبل تفتیش کے لئے مامور ہوکر اسی روز شام کو آئے۔ اور انہون نے نہایت سلامت روی کے ساتھ جیسا کہ ان کی عادت مین ہے موقعہ واردات کو دیکھا اور سب کے بیانات لئے + اور ۱۶ کس کو ملزم قرار دیکر ۹ تاریخ کے لئے مقدمہ چالان کرتے کیواسطے مقرر کی + یہ تو معمولی بات ہے۔

اس امر سے ان لوگون کے جوش کا پارہ اور بھی چڑھ گیا۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس فساد کی تہ مین یہان کے بعض اور لوگ ہین جنکی بابت غالباً بعض گذشتہ واقعات اور کاغذات سے مدد مل سکے گی کہ انہون نے کبھی ہماری مخالفت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا جسکے متعلق مقامی سردار حکام یقیناً بے خبر نہین ہونگے + قادیان کے بے طرفدار ہمارے مخالف بھی ایسی شہادت دے سکتے ہین کہ یہ لوگ ہم پر کئی مرتبہ حملے کرچکے ہین ایسی سکھاشاہی سرکار انگریزی کے راج مین **سخت اندھیر** ہے اور اگر اسکا تدارک نہ کیا گیا تو ہماری جان مال اور آبرو سخت اندیشہ اور خطرہ مین ہے اور اس امر مین **ایڈیٹر الحکم** کو محض اسوجہ سے کہ وہ ایسے معاملات مین قلم سے کام لیتا رہا ہے خصوصاً نشانہ بنایا گیا ہے جسکے لئے مین اپنے ضلع کے ذمہ دار حکام کو خصوصاً توجہ دلاتا ہون اور آیندہ خاص طور پر متوجہ کرنا چاہتا ہون۔ جن لوگون کا یہ مجمع خلاف قانون ہورہا ہے اور جو سازشین اور منصوبے ہمارے خلاف کئے جارہے ہین اور اسکی تہ مین **جو امر ہے اسکا راز بھی عنقریب افشا کردیا جاویگا**۔

ایڈیٹر الحکم

حیات صاقی

مخدوم الملتہ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی پاک لائف لکھنے کے لئے مین مٹیریل بہم پہونچا رہا ہون اسلئے اگر کسی صاحب کے پاس مولوی صاحب کا کوئی خط (خواہ وہ کیسا ہی ہو) کوئی مضمون جو چھپا نہ ہو۔ کوئی نظم یا اور تحریر ہو تو مجھے اسکی نقل صحیح بھجوادین۔ اور یا آپ کی لائف کے **واقعات** مین سے کسی واقعہ کا علم ہو تو وہ ہی لکھ بھیجین علاوہ برین اگر کسی اخبار مین صاحب موصوف کے متعلق کوئی مضمون خواہ مخالف ہو یا موافق چھپا ہو تو ایسا اخبار بھی مجھے بھیجدیا جاوے یا اسکی صحیح نقل مع تاریخ نمبر و صفحہ اخبار ہو۔ مین اگر زندہ رہا اور اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو انشاء اللہ العزیز جنوری مین اسکلم کو شروع کرونگا۔ ایڈیٹر الحکم۔

مسلمانوں کا ذخیرہ علوم و فنون

اور یورپ کی سرپرستی

نمبر ۱

مسلمانوں کیلئے درحقیقت یہ بات سخت قابل شرم ہے۔ کہ جس میدان میں انہیں ہمت کا قدم رکھنا تھا آج اغیار وہاں بازی لے گئے ہیں۔ عربی زبان نہ صرف مسلمانوں کی مذہبی زبان ہے۔ بلکہ مسلمانوں کی جان روح۔ عنصر جو کچھ کہو عربی ہے۔ مسلمانوں کے تمام علوم و فنون اسی خزانہ میں محفوظ ہیں۔ لیکن کیسے افسوس کی بات ہے۔ کہ آج بے بہا خزانہ پر یورپ کا قبضہ ہے۔ اور مسلمان خالی ہاتھ اسکی اس جرأت کو تک رہے ہیں۔ درحقیقت مسلمانوں کی غفلت سے عربی کا تمام سرمایہ تباہ ہونیوالا تھا۔ اگر یورپ اسکی حفاظت پر آمادہ نہ ہو جاتا۔ تاریخ۔ ادب کی وہ بے بہا کتابیں جنکے الگ کر دینے کے بعد عربی کا۔ اور اسکے ساتھ مسلمانوں کا کچکول خالی ہو جاتا ہے۔ صرف یورپ کی سرپرستی سے آج دنیا میں نظر آ رہی ہیں۔ صرف یہی نہیں کہ یہ سرمایہ یورپ کی بدولت بربادی سے محفوظ رہا۔ اور بجائے ایک کرم خوردہ نسخہ کے دنیا میں ہزاروں نسخے پیدا ہو گئے۔ بلکہ عربی زبان۔ اور عربی علوم کے متعلق یورپ کی زبانوں میں جسقدر معلومات اور تحقیقات کا ذخیرہ جمع ہو گیا ہے اونکو ہمارے علماء کے دماغوں میں ایک لمحہ کیلئے بھی جگہ نہ ملی ہوگی عربی کی علم اللسان۔ لغت۔ صرف۔ نحو۔ عروض او قوافی کے متعلق بیسیوں کتابیں۔ اس تحقیق اور جامعیت کے ساتھ لکھی گئیں ہیں۔ کہ اگر اس کا نصف حصہ بھی ہماری زبانوں میں آ جائے تو بیش بہا معلومات سے مالا مال ہو جائیں۔

ڈاکٹر لائٹنر ہماری اس افسوسناک غفلت کو محسوس کر کے لکھتے ہیں "کہ مسلمان ہیں تو بہت مگر وہ جانتے کیا ہیں۔ اگر آج عربی کی کوئی عمدہ تاریخ یا کوئی عمدہ دیوان درکار ہو۔ تو یورپ سے مانگنا پڑیگا۔ ابن خلدون۔ ابن رشد۔ ابن بطوطہ حاجی خلیفہ۔ ابن اثیر۔ اور مقریزی جو اسلام میں آسمان علم کے آفتاب ہیں۔ یہاں انکو کوئی جانتا ہی نہیں۔ تابط شرا۔ امرء القیس بحتری۔ اور ابو تمام کا دیوان کتنے آدمیوں نے پڑھا ہوگا؟ یورپ میں صدہا آدمی یہ کتابیں پڑھتے ہیں۔ اور ترجمہ قرآن تو لاکھوں"!

ڈاکٹر لائٹنر کو تو صرف اسکا افسوس ہے کہ "اگر عربی کی کوئی عمدہ کتاب درکار ہو، تو مسلمانوں کو یورپ سے مانگنا پڑیگا" لیکن ہمیں یہ افسوس ہے، کہ مسلمانوں کو یہ بھی نہیں معلوم۔ کہ یورپ نے عربی کی کون کونسی نایاب کتابیں چھاپی ہیں اور نہیں چھاپ کر ہم پر اور ہمارے علوم پر کتنا بڑا زبردست احسان کیا ہے اسلئے ہم چاہتے ہیں۔ کہ اس مضمون کے ذریعہ علماء اسلام کو یورپ کی ان خدمات سے واقف کریں جنکی بدولت آج انہیں اس امر کا موقعہ حاصل ہے۔ کہ اپنے علمی ذخیرہ سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اس مضمون کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں یہ دکھایا ہے۔ کہ یورپ کو عربی اور عربی علوم پر کب توجہ ہوئی۔ اور صرف و نحو۔ لغت وادب کے متعلق کون کونسی قابل ذکر کتابیں یورپ کے زبانوں میں ترتیب دی گئیں دوسرے حصہ میں ان کتابوں کی مفصل فہرست دی ہے۔ جو یورپ کی کوششوں سے چھپکر شائع ہوئیں۔

یورپ کو عربی اور عربی علوم کیطرف کب توجہ ہوئی۔ اور کیونکر ہوئی۔ یہ بجائے خود ایک دلچسپ مضمون ہے جسکے بیان کی یہاں گنجایش ہے اور نہ ضرورت۔ صرف اسقدر بتلانا سلسلہ مضمون کی لحاظ سے ضروری ہے۔ کہ عربی سے یورپ کب روشناس ہوا۔ اور کیوں کر عربی علوم و فنون مشرق سے مغرب میں منتقل ہو گئے

دنیا کے حیرت انگیز واقعات میں غالباً یہ واقعہ بھی عجیب و غریب ہے۔ کہ یورپ کی شائستگی کی بنا ایک ایسی پولیٹیکل خونریزی نے رکھی۔ جو دنیا کا سب سے زیادہ نقصان کرنیوالی جنگ تسلیم کیگئی ہے گیارھویں صدی عیسوی میں جبکہ مسلمان ترقی کے انتہائی درجہ تک بلند ہو چکے تھے۔ یورپ میں ہر طرف تاریکی تھی۔ لیکن صلیبی لڑائیوں نے یکایک یورپ کو موقع دیا کہ مسلمانوں کی شائستگی کا مطالعہ کرے بیت المقدس اور انطاکیہ میں جب رومی سلطنت قایم ہو گئی۔ اور مسلمانوں سے ملنے جلنے کے ذرائع وسعت کے ساتھ پیدا ہو گئے۔ تو یورپ کی آنکھیں کھلیں۔ اور مسلمانوں کی شائستگی کا سے پہلا تجربہ ہوا۔ شام میں قسمت آزمائی کرنے کے بعد جب یورپ کے جانبازوں نے مغرب کا رخ کیا۔ تو یہ اثر بھی اپنے ساتھ لیگئے کہ مسلمان علمی عملی ترقیات کے دنیا میں اکیلے مخزن ہیں۔ اور تہذیب و شائستگی کا سرچشمہ اسلامی دنیا کے سوا اور کہیں نہیں ملسکتا۔

اس اثر کا یہ نتیجہ ہوا کہ یورپ میں مسلمانوں کی ترقی اور شائستگی پر عام توجہ پیدا ہو گئی۔ اور یہ توجہ برابر بڑھتی گئی کیونکہ صلیبی حملوں کی بدولت باربار یورپ کا اسلامی ممالک میں گذر ہوا۔ اور ہر مرتبہ مسلمانوں کی علمی ترقی کے حیرت انگیز آثار نظر آ گئے۔ اسلئے ایک طرف تو یورپ نے مسلمانوں کی تباہی کا بیڑا اٹھایا۔ اور دوسری طرف اپنے حریف کی شاگردی پر آمادہ ہو گیا!

اس ذکر میں یہ ایک عجیب بات ہے۔ کہ چونکہ اس زمانہ میں یورپ میں عام تعلیم نہ تھی۔ اور لاطینی۔ و یونانی زبان کی تعلیم پادریوں اور ارکین سلطنت کیلئے مخصوص تھی۔ اسلئے مغرب سے مشرق کیطرف جس گروہ کا علمی تلاش میں اوّل قدم اٹھا۔ وہ مذہبی پیشواؤں کا مقدس گروہ تھا۔ حیرت یہ ہے کہ یہی گروہ آگے چلکر الحاد اور بے دینی کے پریشان خواب دیکھنے لگا۔ اور اسلامی فلسفہ کی اشاعت اسکی تعبیر بتلائی گئی۔ حالانکہ ابتدا میں اشاعت کا ذریعہ بھی یہی نادان گروہ ہوا۔

گیارھویں صدی کے اوائل سے مسلمانوں کے علوم و فنون پر یورپ کو توجہ ہوئی۔ اور چودھویں صدی کے اواخر تک فلسفہ کی تمام کتابیں لاطینی زبان میں ترجمہ ہو گئیں[۱] ابتدا میں متعدد محکمہ قایم کئے گئے۔ کہ لاطینی دان یہودیوں کی مدد سے فلسفہ کی کتابیں ترجمہ کیجائیں۔ پھر پوپ اکلر سنڈس ہنجم کے حکم سے عربی اور دیگر مشرقی زبانوں کی تحصیل کیلئے یورپ سے نوجوان طلبا اندلس روانہ کئے گئے[۲] اندلس میں چونکہ خود عیسائی اور یہودی فلسفہ میں مسلمانوں کے شاگرد رشید تھے۔ اسلئے یورپ کے طلبا انکی اعانت سے فایدہ اٹھاکر بہت جلد عربی اور عبرانی میں قابلیت حاصل کر لیتے۔ اور فارغ التحصیل ہو کر علمی کتابوں کی ترجمہ پر مشغول ہو جاتے تھے[۳]

جن لوگوں نے یورپ کے مختلف حصوں سے اندلس کا سفر کیا۔ اور عربی زبان سے واقفیت پیدا کر کے علمی تراجم میں مشغول ہوئے۔ ان کے نام آج تاریخی صفحات پر موجود ہیں۔ ان میں بہت سے طالبعلم ایسے ہیں۔ جنہوں نے طلب علم میں حب الوطنی کے تقید سے خود کو ہمیشہ کیلئے آزاد کر لیا۔ اور ساری عمر طلیطلہ کے پرائیویٹ مدرسوں۔ اور قرطبہ کے دار العلوموں میں صرف کر دی۔ کچھ طالبعلم ایسے ہیں۔ جو فارغ التحصیل ہونے کے بعد مشرق کے ممتاز ملکوں کی خاک چھانتے پھرے اور ایک عرصہ کی تلاش و تحقیق کے بعد جب سرزمین مغرب میں قدم رکھا۔ تو اسلامی علوم و فنون کی معلومات سے ان کا سر دماغ لبریز تھا۔ بارتومن کریمون اس زمانہ کا مشہور طبیب۔ اور ہیئت دان ہے۔ یہ اپنے وطن اٹلی سے نکلکر محض عربی کے شوق میں طلیطلہ پہنچا اور ایک عرصہ کی اقامت کے بعد جب کافی واقفیت حاصل کر لی۔ تو متعدد کتابوں کا عربی سے لاطینی میں ترجمہ کیا۔

پیٹر زمارٹ ایک فرانسیسی پادری تھا جسکو جغرافیہ کا شوق دامنگیر ہوا۔ اسی شوق میں اندلس کا سفر کیا۔ افریقہ کی خاک چھانی۔ اور مدت کی آوارہ گردی کے بعد مسلمانوں سے اس علم کو حاصل کیا۔

ڈنیل مارلی اور پیٹر زماکر نے اسیطرح اندلس کا سفر کر کے عربی زبان سے واقفیت پیدا کی۔ آخر الذکر نے قرآن شریف کا عربی سے ترجمہ بھی کیا۔ اور آنحضرت کی سوانح عمری بھی لاطینی میں ترتیب دی[۱]

ان کے علاوہ اور بہت سے لوگوں کے نام تاریخ میں پائے جاتے ہیں جنمیں سے بعض کے ترجمہ اور تصنیفات اسوقت تک یورپ میں موجود ہیں[۲] ان کوششوں نے یورپ کو مسلمانوں اور مسلمانوں کے علوم سے واقف کر دیا۔ اور اسلامی فلسفہ نے عام طور پر مقبولیت حاصل کر لی۔

لیکن چونکہ یورپ میں اسوقت تک عربی زبان کی کوئی باضابطہ درسگاہ نہ تھی اسلئے عربی زبان سے وہی خوش قسمت اشخاص واقفیت حاصل کر سکتے تھے جنمیں مشرقی ممالک کے سفر اور وہاں کے کثیر اخراجات اور دقتوں کی تحمل ہونیکی طاقت تھی۔ لیکن سولھویں صدی سے عربی زبان کی باضابطہ تعلیم خود یورپ میں شروع ہو گئی ۱۵۱۲ء میں پندرھویں گری گورس پوپ نے روم میں ایک انجمن قایم کی۔ جسکا مقصد اگرچہ مسیحی عقاید کی اشاعت تھا مگر اس کے قیام سے بہت بڑا ضمنی فائدہ یہ ہوا کہ عربی زبان کی تعلیم پر یورپ کو توجہ ہو گئی۔ اسکے بعد ہی ۱۶۲۷ء میں خاص پوپ اربانس کے حکم سے اس انجمن کے متعلق مشرقی زبانوں کا ایک مدرسہ قایم کیا گیا تاکہ نوجوان پادری مشرقی زبانوں کی تعلیم پا کر اشاعت مذہب کیغرض سے باہر جاسکیں

۱؎ سیاحۃ المعارف۔ ۲؎ سیاحۃ المعارف صفحہ ۲۹۰ ۳؎ ایضاً صفحہ ۲۹۰ و ۳۲۱

۱؎ سیاحۃ المعارف صفحہ ۳۳ ۲؎ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا

www.aaiil.org

اس مدرسہ میں خاص طور پر عربی اور سریانی زبانوں کے پروفیسر مشرقی ممالک سے بلوا کر مقرر کئے گئے تھے۔ عربی کتابیں پہلے پہل دنیا میں اسی مدرسہ کی بدولت چھپکر شایع ہوئیں۔ تعلیم کیلئے ضرورت ہوئی کہ صرف ونحو اور ادب کی کتابیں بکثرت مہیا ہوں اسلئے چند رسالے خود پروفیسروں نے لکھے۔ اور کچھ کتابیں قدیم زمانہ کی لکھی ہوئیں دستیاب کیں، اور انہیں نہایت اہتمام سے طبع کرا کر شایع کیا۔

صرف ونحو عربی کی جو کتابیں یورپ میں لکھی گئیں

اس انجمن نے عربی کیلئے جو کچھ کیا وہ درحقیقت ایک مذہبی کام تھا۔ لیکن اسی زمانہ میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوگئے جنہوں نے محض ذاتی کوشش اور مذاق سے عربی زبان میں قابلیت بہم پہونچائی اور پھر صرف ونحو اور ادب ولغت کی کتابیں لکھکر یورپ میں اس مذاق کو عام کیا۔ ان لوگوں میں پہلا شخص آرپی نیو نامی ایک عالم ہے جو ہالینڈ کا باشندہ تھا[1]۔ مشرقی زبانوں کے شوق میں وطن سے نکلکر دور دراز ملکوں کی سیاحت کی اور متعدد زبانوں کو حاصل کرکے ۱۶۱۲ء میں ہالینڈ واپس آیا۔ ہالینڈ میں چونکہ اسکی قابلیت کی شہرت پیشتر ہی سے ہو چکی تھی۔ اسلئے پہونچتے ہی لیڈن یونیورسٹی کا پروفیسر ہوگیا۔ اسکی زندگی کا بڑا کارنامہ یہ ہے۔ کہ ہالینڈ کے مدرسوں میں عربی زبان کی تعلیم داخل ہوگئی اور صرف ونحو عربی میں سب سے پہلا ایک رسالہ ترتیب دیا[1]۔

آرپی نیو کے بعد لافن وارنر نامی ایک شخص نے عربی کیطرف خاص توجہ کی۔ یہ عالم ۱۶۱۹ء میں پیدا ہوا۔ اور ۱۶۶۵ء میں وفات پائی۔ ۱۶۴۴ء میں مشرقی ممالک کا سفر کرکے عربی کی نادر کتابیں جمع کیں اور لیڈ یونیورسٹی کے کتب خانہ میں داخل کردیں۔

سترہویں صدی کے اواخر تک اسی طرح خاص خاص لوگوں کی کوشش سے عربی لٹریچر کا مذاق ترقی کرتا رہا۔ لیکن اٹھارہویں صدی کے اوائل سے یورپ میں عربی کا وہ نیا دور شروع ہوا۔ جس نے موجودہ زمانہ کی عظیم الشان توجہ کی بنا رکھی۔ اس دور کا افتتاح ایک فرانسیسی عالم پروفیسر سلوسٹر کی تصنیفات سے ہوا[1]۔ جو نہ صرف عربی کا ماہر تھا بلکہ مشرق کی دیگر مشہور زبانوں میں بھی کافی مہارت رکھتا تھا علاوہ اور تصنیفات کے اسکی ایک نہایت بلقدر تصنیف عربی کی مبسوط صرف ونحو ہے جسکی دو ضخیم جلدیں ۱۸۱۰ء میں چھپکر شایع ہوئیں۔ اس کتاب میں مصنف نے ایک مفید التزام یہ کیا ہے۔ کہ جن جن صرفی ونحوی مسایل کو لکھا ہے ان کے متعلق بطور شواہد کے عربی اشعار بھی پیش کر دیئے ہیں[1]

اس دور میں چند اسباب ایسے جمع ہوگئے جن سے عربی پر یورپ کو غیر معمولی توجہ ہوگئی۔ منجملہ ان کے ایک بڑا سبب انگریزوں کا ہندوستان پر تسلط ہے۔ مسلمانان ہند کا یہ زمانہ اگرچہ زمانہ انحطاط تھا۔ مگر پھر بھی عربی تعلیم کا مذاق عام طور پر موجود تھا۔ یہاں تک کہ لکھنؤ اور دہلی کے جو علما آج زیادہ مشہور ہیں۔ وہ اسی آخری دور کی یادگار ہیں۔ اسلئے انگریزوں کو بھی عربی پر توجہ ہوئی۔ اس توجہ سے جو مفید نتائج پیدا ہوئے انمیں ایشیاٹک سوسائٹی بنگال اور بمبئی کا نام خصوصیت کیساتھ قابل ذکر ہے۔ لیکن اسکا مفصل بیان آگے آئیگا۔ یہاں اسقدر لکھدینا کافی ہے۔ کہ انگریز بھی فرانسیسیوں کیساتھ اس دور میں برابر کے شریک رہے مشہور انگریز عالم لمسڈن[1] نے کلکتہ میں چند مولویوں کی مدد سے ایک عمدہ کتاب صرف ونحو پر لکھکر ۱۸۱۳ء میں شائع کی اسیطرح کلکتہ میں دو اور رسالے اسی زمانہ کے قریب قریب شایع ہوئے جنمیں سے ایک رسالے میں عربی کی چھوٹی بڑی حکائتیں جمع کی تھیں اور دوسرے رسالہ میں الف لیلہ کے تیسرے حصہ کا انتخاب اور ترجمہ تھا[2]۔ اس دور میں صرف ونحو کی تین کتابیں اور قابل ذکر لکھی گئیں۔

(۱) علامہ ای والڈ جرمنی کی صرف ونحو عربی ۱۸۳۱ سے ۱۸۳۳ تک چھپکر لیپزگ سے شائع ہوئی۔

(۲) علامہ کاسپری کی صرف ونحو پہلی مرتبہ ۱۸۴۸ء میں چھپکر لیپزگ سے شائع ہوئی۔ پھر علامہ اگسٹس نے ترمیم وتہذیب کے بعد ۱۸۵۹ء میں دوبارہ شائع کیا۔ یہ کتاب اسقدر مقبول ہوئی کہ ۱۸۸۷ء تک اس کے پانچ ایڈیشن نکل چکے تھے۔

(۳) پھر ۱۸۵۹ء میں ایک انگریز عالم رایٹ نے کاسپری کی صرف ونحو کو چند مطالب بڑھا کر انگریزی ترجمہ کے ساتھ دو جلدوں میں مرتب کیا۔ جو لندن میں چھپکر شائع ہوئی۔

یورپ کے علما نے جب عربی زبان پر توجہ کی تو ان کو صرف ونحو کی ایسی کتابوں کی تلاش ہوئی۔ جو ان کے لئے مفید ہوں۔ جب ایسی کتابیں نہیں ملیں۔ تو خود انہوں نے کوشش کرکے کتابیں تصنیف کیں۔ اور آئندہ زمانہ کیلئے عربی زبان کی تعلیم کا سامان مہیا کیا۔ اس دور میں جتنی کتابیں لکھی گئیں وہ اسی کوشش پر مبنی ہیں۔

لیکن بڑا احسان جو یورپ نے عربی زبان پر کیا۔ وہ ان محققانہ لغتوں کی ترتیب ہے جنکی نظیر عربی میں نہیں ملسکتی سب سے پہلا لغت جو یورپ نے عربی کے جو لغت ترتیب دیئے | میں شایع ہوا وہ جیجیوس نامی ایک فاضل مستشرق کی تصنیفات ہے جو اٹلی کا رہنے والا تھا۔ پھر علامہ جولیس نے اسکی تقلید کی۔ اور ۱۶۵۳ء میں اپنا عربی لغت لیڈن سے شائع کیا یہ دونوں لغت چونکہ صرف عربی کے تھے اسلئے علامہ مانینسکی نے دو نہایت ضخیم جلدوں میں مشرق کی تین مشہور زبانوں عربی، فارسی، ترکی۔ کا ایک جامع لغت طیار کیا اور ہر لفظ کا مطلب لاطینی اور جرمنی دونوں زبانوں میں

---

[1] سال ولادت ۱۵۸۴ء اور سال وفات ۱۶۲۴ء صرف ونحو کی علاوہ اور تصنیفات حسب ذیل ہیں عربی تعلیم کا ابتدائی رسالہ۔ عربی اور عبرانی کا باہمی تعلق عہد جدید کا عربی میں ترجمہ چند کتابوں کا عربی سے لاطینی میں بھی ترجمہ کیا لیکن انکا تفصیلی حالات معلوم نہیں۔

[1] اس کا پورا نام "آن ٹوان ایزک سلوسٹر دے ساسی"۔ بچپن میں صحت کی حالت اچھی نہ تھی۔ اسلئے ابتدائی تعلیم ایک پرائیویٹ استاد سے حاصل کی۔ باوجود اسکی ذہن اسقدر تیز تھا کہ کم عمری ہی میں یونانی اور لاطینی میں کافی لیاقت پیدا کرلی۔ بارہ برس کی عمر میں ایک فاضل راہب کی ملاقات ہوئی۔ جسکا نام "بے تی ڈرنگ ٹائین" تھا۔ اس راہب کی صحبت سے مشرقی زبانوں کا شوق پیدا ہوا اور دس برس کی محنت اور مطالعہ سے مشرق کی سات مشہور زبانوں میں غیر معمولی قابلیت حاصل کرلی ۱۷۸۰ء میں جبکہ اسکی عمر صرف بیس برس کی تھی۔ انجیل کے بعض قیمتی مسایل کا پتہ لگایا۔ اور ۱۷۸۵ء میں اکاڈمی آف انس کرپشن (یعنی قدیم کتبہ جات کی انجمن) کو دو قابل قدر یادگاریں نذر دیں۔ ان دو کارناموں نے اسکی شہرت دور دور تک پہنچا دی۔ اور یورپ کی تمام علمی انجمنیں اسکی قدردانی کیلئے آمادہ ہوگئیں۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ فرانس میں ہر طرف پولیٹکل بے چینی پیدا ہوگئی تھی اور عنقریب بغاوت کی آگ مشتعل ہونیوالی تھی ۱۷۸۹ء میں یکایک یہ آگ بھڑکی۔ اور فرانس میں انقلاب ہوگیا۔ اس بے اطمینانی کے زمانہ میں وہ مشرقی لٹریچر کی بعض اہم تحقیقات میں مشغول تھا۔ کچھ عرصہ کی خونریزی کے بعد جب دوبارہ بادشاہت قائم ہوئی۔ تو گورنمنٹ کیطرف سے اسکی خاص طور پر قدردانی کیگئی۔ اور جینوا بھیجا گیا۔ تاکہ ان مشرقی نسخوں کا مطالعہ کرے۔ جو اس شہر میں محفوظ تھے۔ ۱۸۰۶ء میں جینوا سے واپس آیا۔ اور اپنی تحقیقات کی رپورٹ اکاڈمی میں پیش کی۔ پھر ۱۸۰۶ء میں فارسی لٹریچر کا پروفیسر مقرر کیا گیا۔ اور نپولین اول شاہ فرانس نے بیرن کے عہدہ پر سرفراز کیا اس عرصہ میں فرانس کی پولیٹکل حالت میں دوبارہ انقلاب شروع ہوا اور ۱۸۱۴ء میں بادشاہت کا خاتمہ ہوکر نئے سرے سے بوربون قایم ہوئی اس زمانے سے دی ساسی کی نئی زندگی شروع ہوتی ہے۔ اول سررشتہ تعلیم کی کونسل کا ممبر مقرر کیا گیا۔ پھر ایشیاٹک سوسائٹی پیرس کا پریذیڈنٹ منتخب ہوا۔ یہ ایک ایسی علمی جماعت تھی جسکی تالیفات میں وہ بہت کچھ مدد کیا کرتا تھا۔ وی فلپ کے عہد میں شاہی توجہ پھر مبذول ہوئی اور شاہی کتب خانہ کے مشرقی حصہ کا محافظ اور اکاڈمی آف انس کریپشن کا لایف سکرٹری مقرر کیا گیا۔ اس ممتاز محقق نے منجملہ دیگر کتابوں کے عربی صرف ونحو پر ایک ضخیم کتاب لکھی۔ جو پندرہ سال کی مسلسل محنت کا نتیجہ ہے اسکی زندگی کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اسی کی کوشش سے پاریس میں اردو وسنسکرت اور چینی زبانوں کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ اور اسی کی تجویز وہدایت سے روس اور جرمنی میں مشرقی زبانوں کی تعلیم شروع ہوئی سال ولادت ۱۷۵۸ء اور سال وفات ۱۸۳۸ء صرف ونحو کے علاوہ اہم دیگر تصنیفات حسب ذیل ہیں۔ تذکرہ شعراے عجم، اصول عامہ صرف ونحو۔ اسمیں مختلف مصنفین عرب کے کلام نظم ونثر کا انتخاب ہے ایک عربی قصہ کا ترجمہ۔ قدامت فارس۔ مذہب دروز کے حالات۔ یہ آخری تصنیف ہے۔ اسمیں شام کے ایک پر اسرار مذہب کے حالات درج کئے ہیں۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا اور نیل۔

[1] اس کا پورا نام لمسڈن میتھیو ایل ایل ڈی ہے فورٹ ولیم کالج کلکتہ کا عربی، اور فارسی کا پروفیسر تھا۔ عربی کے علاوہ فارسی میں بھی اسکی ایک صرف ونحو موجود ہے ۱۸۲۰ء میں ایسٹ انڈیا کی ملازمت ترک کرکے انگلستان گیا۔ اور علمی مشاغل میں مصروف رہا۔ ولادت ۱۷۷۷ء وفات ۱۸۳۵ء

[2] وقائع ولیم نامولیس مصنفہ مولوی کبیر الدین احمد مرحوم کا دیباچہ

www.aaiil.org

درج کیا۔ اس لغت کا نام **کنز اللغات الشرقیہ** ہے ۱۸۶۰ء میں وائنا دار السلطنت اٹلی سے چھپکر شائع ہوا۔

اس کے بعد علامہ **فرائیٹگ** نے چار جلدوں میں اور **کازی مرسکی** نے فرنچ میں اور **باڈجر** اور **لین** نے انگریزی میں چار لغت تیار کئے جو ۱۸۳۰ء سے ۱۸۸۱ء تک چھپکر شائع ہوئے ان میں پہلا لغت یورپ میں زیادہ مشہور اور متداول ہے۔

ان سات لغتوں میں چھ لغت عربی کے عام لغتوں کیطرح ہیں جنمیں کوئی خاص تحقیق یا جامعیت نہیں پائی جاتی۔ لیکن ساتواں لغت علامہ **لین** کا اس لحاظ سے قابل تعریف ہے کہ اس میں مصنف نے نہایت کوشش سے عربی کے تمام قاموس جمع کئے اور انگریزی میں ایک جامع لغت طیار کیا۔

لیکن جس بے نظیر لغت نے عربی کو ہمیشہ کے لئے مرہون منت بنالیا۔ وہ مشہور فرانسیسی مستشرق پروفیسر دوزی کا قاموس ہے یعنی **اضافہ لغت عربی** پر، شمس العلماء مولانا **شبلی** نعمانی کے کتب خانہ میں یہ لغت میری نظر سے گذرا، دو ضخیم جلدوں میں وہ تمام الفاظ اور مصطلحات جمع کئے ہیں جو عربی کے کسی لغت میں نہیں ملتے۔ کامل پچاس برس کی محنت اور تلاش سے یہ بے نظیر لغت تیار ہوا۔ تاریخ و ادب اور علوم و فنون کی سیکڑوں کتابیں چھان ڈالیں اور جہاں کہیں اس قسم کے الفاظ ملے۔ جمع کرلئے۔ پھر سیکڑوں کتابوں کی ورق گردانی کرکے نہایت کوشش سے ان کا سراغ لگایا اور تحقیق و تنقید کے بعد جو مفہوم ثابت ہوا اسے لفظ بلفظ درج کیا پہلی جلد کی ابتدا میں ان کتابوں کی فہرست دی ہے۔ جن سے اس لغت کی ترتیب میں مدد لیگئی۔ اس کے دیکھنے سے اس محقق کی تلاش و تحقیق کا سرسری اندازہ ہوسکتا ہے۔ کہ کون کون سی نایاب کتابیں جمع کیں۔ اور کس طرح ان سے مبہم اور مشکوک الفاظ کا پتہ لگایا!

مسلمانوں نے جب اسپین فتح کرکے ایک متمدن سلطنت کی بنا ڈالی۔ تو آٹھ سو برس کے اثر نے اسپین کی ملکی زبان میں عربی کے سیکڑوں لفظ داخل کر دیئے۔ یہ الفاظ آج بھی اسپینی زبان میں موجود ہیں۔ مگر اختلاف لب و لہجہ نے انکی صورت اسطرح بدل دی ہے۔ کہ ان کا سراغ لگانا آسان نہیں ہے۔

پروفیسر **دوزی** نے مدت کی محنت سے ایک لغت طیار کیا ہے جسمیں عربی کے وہ تمام الفاظ جمع کئے ہیں۔ اور دکھلایا ہے کہ ان لفظوں نے موجودہ صورت کیونکر اختیار کی اور عربی میں انکی اصلی صورت کیا تھی!

افسوس ہے کہ یہ دونوں بے نظیر لغت فرنچ میں ہیں۔ اور ہم براہ راست ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے،

ادب عربی کے منتخبات

ان کتابوں کے علاوہ ایک اور چیز قابل ذکر ہے۔ یورپ نے عربی علم ادب کے نہایت مفید **منتخبات** ترتیب دیئے ہیں اور ان **منتخبات** میں ادب کی بعض ان کتابوں کا انتخاب ہے جو اس وقت تک چھپکر شائع نہیں ہوئیں۔ اور یورپ کے خاص خاص کتبخانوں میں محفوظ ہیں۔ انہیں سے بعض منتخبات میں عربی کی قدیم شاعری کے نمونے دیئے ہیں۔ بعض میں ضرب الامثال اور عرب کی اصطلاحات جمع کئے ہیں۔ اس قسم کی چودہ کتابوں کے نام اسوقت ہمارے پیش نظر ہیں جنمیں سے دو کتابیں بیروت میں، اور باقی لنڈن۔ برلن اور پارس وغیرہ میں چھپی ہیں۔

لغت وارجہ کی صرف و نحو

آجکل جو عربی عام طور پر نجد کے علاوہ تمام عرب میں مستعمل ہے اسکو **لغت وارجہ** کہتے ہیں۔ یورپ نے وارجہ کے بھی صرف نحو لکھے ہیں۔ اور نہایت اہتمام سے لکھے ہیں۔

سب سے پہلے **کائنس** نامی مستشرق نے ۱۸۲۴ء میں دارجہ کی صرف و نحو لکھی اور اسپین میں چھپکر شائع ہوئی۔ پیر دسبے نے لکھکر اپنا سے شایع کی۔ اسیطرح ۱۸۹۸ء تک بارہ کتابیں شائع ہو چکی ہیں جنمیں صرف ایک کتاب مصر کے ایک مسلمان عالم کی تصنیف ہے۔ جو غالباً یورپ ہی کی تحریک سے لکھی گئی۔

لغت دارجہ کے مجموعہ امثال

صرف و نحو کے علاوہ لغت دارجہ کی ان ضرب المثلوں کو بھی (جو عام زبانوں پر چڑھی ہوئی ہیں) یورپ کے بعض عالموں نے نہایت کوشش سے جمع کیا ہے۔ اور عرب کے مختلف حصوں کے مجموعے الگ الگ ترتیب دیئے ہیں مثلاً علامہ **لینڈبرگ** نے خاص شام کی ضرب المثلیں جمع کی ہیں۔ **باد جر** نے صرف مصر کی امثال ترتیب دیئے ہیں۔ ان مجموعوں کے علاوہ **سوسین** نامی ایک مصنف نے ایک مجموعہ امثال، ترتیب دیا ہے جسمیں عام طور پر دارجہ کی تمام امثال۔ اور حکیمانہ مقولے جمع کئے ہیں۔ امثال کے علاوہ جو قصے۔ اور چھوٹی چھوٹی حکائتیں عرب کے مختلف خطوں میں مشہور ہیں اور جن سے ان کے اخلاق و عادات اور طرز معاشرت کا پتہ چلسکتا ہے جرمنی کے چند مستشرقوں نے انکو بھی نہایت تلاش سے جمع کیا ہے۔ اس قسم کی تین کتابیں زیادہ مشہور ہیں۔

(۱) **سوسین** کا مجموعہ حکایات جسمیں موصل اور ماردین کی حکائتیں جمع کی ہیں۔ یہ رسالہ مضمون کی صورت میں جرمنی کے ایک اخبار میں شائع ہوا تھا۔

(۲) **سبی ٹابیک** کا مجموعہ جو ۱۸۸۳ء میں لیڈن سے چھپکر شائع ہوا

(۳) **لینڈبرگ** کا مجموعہ جو ۱۸۸۸ء میں شائع ہوا

(الندوہ)

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے متعلقین خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہمہ وجوہ تندرست اور حمد الہی کرتے ہیں

۲۔ بزرگان ملت کی صحت کی خبر قوم کے لئے دل خوش کن ہے۔ فاضل امروہی تشریف لے آئے ہیں اور اس مرتبہ امید کیجاتی ہے کہ بہت دیر تک یہاں قیام فرمائیں گے۔

۳۔ حافظ مولوی غلام رسول صاحب وزیر آبادی حج بیت اللہ کیلئے جانیوالے تھے مگر وہ سفر بوجوہات ملتوی ہوگیا حافظ صاحب نے اسکی بجائے قادیان ٹھہر کر فائدہ اٹھانا ضروری سمجھا اور وہ اب قادیان میں ہیں امید کیجاتی ہے کہ وہ مستقل طور پر قادیان رہنے کا انتظام کریں۔

۴۔ موسمی حالات کے متعلق سردی چمک اٹھی ہے آسمان کئی دنوں سے ابر آلود ہے مگر ابھی بارش نہیں ہوئی۔ کسی موسمی بیماری کی اسوقت تک چھیڑ چھاڑ نہیں۔ الحمد للہ

۵۔ سڑک بٹالہ کے متعلق یہ امر قابل اطمینان ہے کہ اسپر نئی مٹی ڈالدی گئی ہے اور وہ حصہ جو قادیان تک سڑک سے الگ ہوکر آتا ہے درست کر دیا گیا ہے مگر جبتک اس حصہ کو پختہ اور اونچا نہ کیا جاویگا اسکی موجودہ حالت برسات میں آرام دہ ہونے کی بجائے تکلیف دہ ہوگی

تازہ الہامات

۱۳۔ دسمبر ۱۹۰۵ء۔ کَبُرَتْ فِتْنَتُکَ

۱۴ دسمبر ۱۹۰۵ء ۱۔ جَاءَ وَقْتُکَ۔ وَنُبْقِی لَکَ الْآیَاتِ بَاہِرَاتٍ

۲۔ قَرُبَ وَقْتُکَ وَنُبْقِی لَکَ الْآیَاتِ بَیِّنَاتٍ

ترجمہ۔ ۱۔ فتنہ بڑا ہوگیا۔

۱۔ تیرا وقت آگیا۔ اور ہم تیرے واسطے روشن نشان باقی رکھینگے

۲۔ تیرا وقت قریب آگیا اور ہم تیرے واسطے کھلے نشان باقی رکھیں گے۔

فرمایا ان الہامات میں الفاظ باہرات بینات صفت کی طور پر نہیں آئے بلکہ حال کے طور پر آئے ہیں اور دوام کا فایدہ دیتے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ چمکتی ہوئی اور کھلے نشانات اس سلسلہ کی صداقت کیواسطے ہمیشہ قایم رہیں گے یہ خدا تعالیٰ کی لطف اور مدارات اور احسان کا بڑا نمونہ ہے۔ اور اسمیں بڑی خوشی ہے۔ اللہ کے الفاظ شوکت کیساتھ تسلی دیتے ہیں کہ تم تردد نہ کرو۔ اس سلسلہ کی قیام کی اصل مقصد کو ہم پورا کردیں گے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ باہرات اور بینات کیا ہیں۔ مگر ایک بڑی شکر اور سجدہ کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی ایک عظیم الشان بشارت نازل فرمائی۔ اللہ نے اپنے فضل و کرم سے اس سلسلہ کی تائید میں ایسے کام کرینگا جن سے بہت تبدیلی ہوگی۔ اور دنیا پر ایک عظیم اثر پڑے گا + ایک پرانا الہام حضرت صاحب نے دوبارہ سنایا اور وہ یہ ہے۔

بہت سی حادثات اور عجائب کا شو کی بعد تیرا حادثہ ہوگا

۱۶۔ دسمبر ۱۹۰۵ء (۱) قَالَ رَبُّکَ اِنَّہٗ نَازِلٌ مِنَ السَّمَاءِ مَا یُرْضِیْکَ۔ رَحْمَۃً مِّنَّا وَکَانَ اَمْرًا مَقْضِیًّا۔ قَرُبَ مَا تُوْعَدُوْنَ (۲) اَمْرَاتٌ نَافِذًا

ترجمہ۔ کہا تیرے رب نے بتحقیق وہ نازل کرنیوالا ہے آسمان سے وہ امر جس سے تو خوش ہو جائیگا۔ یہ رحمت ہے ہماری طرف سے اور یہی ابتدائی مقرر اور فیصلہ شدہ امر ہے۔ قریب ہے وہ جسکا تم وعدہ دیئے گئے ہو + میں نے یہ حکم نافذ کر دیا ہے۔ یعنی اٹل ہے۔

روزانہ کے متعلق فیصلہ

روزانہ الحکم کا نمونہ شائع کیا گیا بعض خاص احباب کو علیحدہ خطوط کے ذریعہ خریداری اور توسیع اشاعت پر متوجہ کیا گیا اسکا نتیجہ الحمد للہ قابل شکر گذاری ہے لیکن جسقدر درخواستیں میں روزانہ کے اجرا کیلئے ضروری سمجھتا تھا وہ درخواستیں پوری نہ ہو سکیں مگر وہ تمام مشتاق اور قدردان ناظرین یہ سنکر افسوس کریں گے کہ فی الحال روزانہ جاری نہ ہوگا اسکی وجہ کیا ہے؟ اسکی بنا ایک رؤیا ہے جسمیں حضرت مخدوم الملۃ کو میں نے دیکھا اور مجھے فرماتے ہیں روزانہ ہفتہ وار کردو اور ہفتہ وار کو روزانہ اسکی تعبیر اور تاویل جو سمجھی گئی ہے وہ یہی ہے کہ ابھی روزانہ کو ہفتہ وار رہنے دو۔ اسلئے میں تمام احباب کو سردست کسی اور وقت کا انتظار

www.aaiil.org

حضور ولیعہد بہادر

شاہی سیاحت کے ضمن میں خود حضور ولیعہد بہادر کے مختصر حالات زندگی دلچسپی سے پڑھے جائیں گے۔ اس لئے انہیں روزنامہ پیسہ سے اقتباس کرکے درج کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر۔

حضور شہزادہ جارج فریڈرک ارنسٹ البرٹ آف ویلز ۳ جون ۱۸۶۵ء روز شنبہ کو ایک بج کر ۱۸ منٹ پر مارلبرو ہوس مین پیدا ہوئے اس وقت آپ کے والد ماجد کے علاوہ زچہ خانہ مین لارڈ چیمبرلین اور شاہی بیگمات موجود تہین۔ لنڈن گزٹ کے ذریعہ سے یہ خوشخبری اسی روز تمام شہر مین مشتہر ہوئی۔ جس پر ہر شخص نے خوشی منائی۔ اسی سال ۷۔ جولائی کو ونڈسر کیسل مین نام رکھنے کی رسم ادا کی گئی۔ ڈچیز آف کیمبرج آپ کی دینی مان اور ڈیوک آف کیمبرج دینی باپ بنے۔ پیدائش کے ایک ماہ بعد ہی اتفاقاً شب کو آپ کے خوابگاہ کی چھت کو آگ لگ گئی مگر آپ مع اپنے بہائی اور والدہ معظمہ کے فوراً کمرہ سے علیحدہ کر دیئے گئے۔ دوران قیام انگلستان مین آپ کی پرورش مارلبرہ ہوس یا سینڈرنگھم مین ہوتی تہی اور خود آپ کی مادر محترمہ آپ کی تعلیم و ترتیب مین بنفس نفیس حصہ لیتی تہین چنانچہ اپنے اور بچون کے آپ کی بسم اللہ بھی جنابہ موصوفہ ہی نے کرائی تہی۔ اور جرمنی اور فرانسیسی زبانون مین گفتگو کرنے کے لئے جرمن اور فرنچ لیڈیان مقرر کر دی تہین مذہبی تعلیم پادری جان نیل ڈالٹن کے سپرد تہی۔ اگست ۱۸۷۱ء مین زمانہ تعطیل رینہم مین شہزادی مے آف ٹک صاحبہ (موجودہ پرنسس آف ویلز) کے ساتھ آپ کو کھیلنے کا موقع ملا۔

فیاض قدرت نے بچپن ہی سے حضور والا کو زندہ دلی۔ خوش مزاجی اور تیز فہمی عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ پادری ڈالٹن صاحب اپنے ایک دوست کو لکھتے ہین۔ کہ "جارج بہت خوش مزاج۔ تیز اور زندہ دل ہے" اسی طرح تیراکی شہسواری اور کرکٹ کا شوق بھی آپ کو خورد سالی ہی سے تہا۔ جب آپ کی عمر ۱۲ سال کی ہوئی۔ تو آپ کی تعلیم کا مسئلہ اراکین خاندان کے روبرو پیش ہوا بعض لوگون کا خیال تہا کہ اور شہزادون کی طرح آپ بھی ایٹن کالج مین بھیجے جائینگے۔ مگر ملکہ معظمہ نے آپ کے لئے بحری تعلیم پسند فرمائی اور آپ مع شہزادہ البرٹ وکٹر کے ۵ جون ۱۸۷۷ء کو جہاز برطانیہ پر بھیجدیئے گئے اور دو سال تک مسٹر فیکسر کی ماتحتی مین کام سیکھتے رہے مسٹر لاریس آپ کے خاص استاد تھے جہاز پر آپ مین اور دوسرے طالبعلمون مین صرف اتنا فرق تہا۔ کہ آپ کو رہنے کے لئے ایک کمرہ علیحدہ دیا گیا تہا۔ جب آپ نے اس جہاز پر تعلیم پالی۔ تو ۱۵ جولائی ۱۸۷۹ء کو آپ جہاز بیکانٹی پر بھیجے گئے۔ اس جہاز پر علاوہ مسٹر لاریس کے آپ کی تعلیم کے لئے ریورنڈ جے۔ این۔ ڈالٹن بھی مقرر کئے گئے۔ یہ جہاز جس سکواڈرن مین تہا وہ امیر البحر ارل آف کلین ولیم کے سپرد تہی۔ ۱۸۷۹ء سے ۱۸۸۲ء تک آپ کو تمام دنیا کے گرد سفر کرنا پڑا۔ اور آپ نے جزائر غرب الہند۔ جنوبی امریکہ۔ کیپ کالونی۔ آسٹریلیا۔ فجی۔ جاپان۔ چین۔ سنگاپور۔ سیلون۔ نہر سویز۔ مصر۔ بیت المقدس۔ اور یونان کی سیر فرمائی۔ آپ اپنے ساتھیون مین نہایت ہی ہردلعزیز ہو گئے تہے۔ آپ جہان کہین جاتے سب آپ کا خاص دل سے خیرمقدم کرتے تہے۔ شہزادہ نے اپنے میزبانون پر اپنے اعلٰے اخلاق و اوصاف کا پورا اثر ڈالا۔ آپ نے اپنا سفرنامہ بھی مرتب فرمایا جو ۱۸۸۶ء مین شائع کیا گیا اس سفر کے متعلق ایک یہ لطیفہ بھی قابل ذکر ہے کہ ایک مرتبہ لنڈن مین یہ بات مشہور ہو گئی کہ شہزادون نے (یعنی آپ نے اور آپکے بھائی شہزادہ وکٹر نے) اپنے ناک پر جہاز کے لنگر کی شکل کھدوالی اور آپکے والدین ڈاکٹرون کو ہزارون روپئے اس غرض پر دینا چاہتے ہین کہ کسی طرح ناک سے یہ نشان صاف ہو جائین۔ اس گپ کو آپ نے اپنے روزنامچہ مین بھی لکھا ہے۔ دوران سیاحت مین آپ جہان جہان پہونچے۔ نہایت تپاک سے آپ کا خیرمقدم کیا گیا۔ اور ہر گروہ نے آپ کو "خوش آمدید" کہا چنانچہ برجز ٹون مین حبشنون نے اپنے زیور اتار اتار کر آپ پر سے تصدق کئے۔ ایک بوڑہی عورت نے جارج سوم کے وقت کی ایک اشرفی نذر کی جس کو آپ اب تک اپنی گہڑی کی زنجیر مین لگائے ہوئے ہین۔ جب آپ کا جہاز خط استوا کے جنوب مین پہنچا۔ تو آپ کے ہمراہی ملاحون نے عجیب عجیب کھیل کئے۔ جن مین سے ہر ایک مین آپ اور شہزادہ وکٹر شریک رہے آخر آپ کا سفر مع الخیر ختم ہوا۔ اور آپ نے جہازرانی کے متعلق مختلف امتحانات پاس کرکے متعدد عہدے پائے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ جب آپ ۱۸۹۰ء مین جہاز "تھرش" کے کپتان تہے۔ تو سالونیکا مین ایک ترکی پاشا سے ایسے وقت ملنے کا اتفاق ہوا۔ جبکہ آپ کوئلہ بھروانے کے کام پر متعین تہے اور آپ کے کپڑے اور ہاتہہ منہ سب کالے ہو رہے تہے۔ پاشا کو آپ کی یہ ہیئت کذائی دیکھ کر سخت حیرت ہوئی اور اس نے آپ کو بمشکل شہزادہ تسلیم کیا۔ ۱۸۹۲ء مین جب آپ کمانڈر تہے کہ یکایک آپ کے بہائی نے جو ولیعہد سلطنت ہونے والے تہے انتقال کیا۔ اور آپ کے کارنامہ ملازمت کی فصل شاہی باب کتاب سے مبدل ہو گئی۔ ۲۵۔ مئی ۱۸۹۲ء کو ملکہ معظمہ وکٹوریہ نے آپ کو "ڈیوک آف یارک" "ارل آف انورنس" اور "بیرن آف کلارنی" کے خطابات سے مفتخر فرمایا۔ اسی سال ۱۷۔ جون کو اپنے مرتبہ کے فرائض ادا کرنے کا پارلیمنٹ مین حلف اٹھایا اور وہین لارڈ سالسبری نے آپ کے ذاتی خصائل بیان کئے۔ مئی ۱۸۹۳ء مین آپ کی شادی اپنے بھائی کی منگیتر پرنسس وکٹوریہ آف ٹک سے ہوئی۔ اس مبارک موقع پر بادشاہ و ملکہ ڈنمارک۔ زار روس شہزادہ جرمنی۔ مہاراجہ صاحب کپورتہلہ اور راجہ صاحب گونڈل موجود تہے ۱۸۹۷ء مین جب ہندوستان مین قحط پڑا۔ تو آپ نے غریب ہندوستانیون کے لئے ایک رقم کثیر عطا فرمائی اور آئرلینڈ کا سفر کیا۔ ۱۸۹۸ء مین آپ نے جہاز ایکمین کے افتتاح کی رسم ادا کی ۱۸۹۹ء مین آپ نے پہر آئرلینڈ کا سفر کیا۔ جنوری ۱۹۰۱ء مین ملکہ معظمہ وکٹوریہ نے وفات پائی۔ تو آپ کو ڈیوک آف کارنوال۔ ڈیوک آف رتھسے۔ ارل آف کیرک۔ بیرن آف رنفرلو۔ لارڈ آف دی ایلس اور گریٹ سٹورڈ آف سکاٹلینڈ کے خطابات اور القاب مرحمت ہوئے۔ اسی سال آپ کو کینیڈا آسٹریلیا و جنوبی افریقہ کا سفر کرنا پڑا جس کے بعد آپ پرنس آف ویلز بنائے گئے ۱۹۰۲ء مین آپ کو اعزازی امیر البحر بنائے جانے کا افتخار حاصل ہوا۔ اور ۹۔ نومبر ۱۹۰۵ء کو آپ نے ہندوستان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشک گلزار بنایا آپ کا پروگرام سیاحت ہند بہت کچھ آپکے پدر محترم حضور ملک معظم کے مشورہ سے تیار کیا گیا ہے۔ جس مین حضور رفیع الشان نے حیدرآباد دکن۔ میسور۔ گوالیار۔ کشمیر۔ اندور جیپور اودے پور۔ بیکانیر۔ الور وغیرہ وغیرہ ریاستون کو بھی آپ کے قدوم فرخ لزوم سے مفتخر ہونے کا موقع دیا ہے۔

شہزادہ والا قدر کو ٹکٹ جمع کرنے کا بڑا شوق ہے۔ اور کبوترون سے بھی خاص دلچسپی رکھتے ہین۔ لیکن ہندوستانیون کی طرح نہین بلکہ شاہان ایران کی مانند آپ بھی ان سے قاصد کا کام لیتے ہین۔ آپ کو کاشتکاری کی قیمتی معلومات حاصل ہین۔ خدا کرے آپ کی تشریف آوری عام ہندوستانیون کے لئے عموماً اور یہان کے والیان ریاست کے لئے خصوصاً باعث برکت ہو۔ اور وہ آپ کے شاندار کامون سے مفید سبق حاصل کرین!

جیپور مین شاہی قیام چراغان

راجہ جے سنگہ نے نیا شہر جیپور تعمیر کرکے آباد کرنے مین شستہ مذاق ظاہر کیا تہا۔ بازار بہت چوڑے۔ تمام مکانات گلابی رنگ سے رنگے ہوئے۔ اور عمارتون کی طرز ساخت ایک ہی قسم کی ہے اس نے شہر کو خوبصورت بنا دیا ہے شب گذشتہ کو پرنس آف ویلز کی تشریف آوری کے اعزاز مین تمام شہر مین روشنی کی گئی تہی شہر کے باہر بھی روشنی تہی۔ نہرسنگہ گڑہ جو شہر سے شمال مغرب مین ایک پہاڑ پر واقع ہے ایک بڑا شاندار منظر پیش کر رہا تہا۔ قلعہ کی دیوارون پر باقاعدہ قطارون مین چراغ روشن تہے اور پہاڑ کے وسط مین قلعہ سے نیچے "ویلکم" کے درخشان حروف تہے۔ سنگلیش سے جو شہر کو سڑک جاتی ہے۔ اس کے دونون طرف کے درختون سے ہزارون لالٹینین لٹکا رکہی تہین بازار جگمگ کر رہے تہے۔

ان شاندار نظارون کو دیکھتے ہوئے ہز رائل ہائینس محلون مین تشریف لیگئے۔ جہان مہاراجہ صاحب نے آپ کی ضیافت کی تہی۔

(شاہی دعوت)

یہہ دعوت کئی اعتبار سے قابل ذکر ہے۔ شاندار دربار کا کمرہ اسی مطلب کے لئے مخصوص کیا تہا۔ مہاراجہ صاحب اپنے شاہی مہمانون کی تشریف آوری اور خاطر تواضع کرنے مین محفوظ تہے۔ اور جو اپنا فخر سمجھتے تہے۔ مہاراجہ صاحب داخلہ کے کمرہ مین کہڑے ویسرائیں ہائینس کی آمد کا انتظار کرتے رہے۔ جب شاہی گاڑی آئی۔ تو پرنس و پرنسس آف ویلز کا استقبال کیا۔ اور دربار کے کمرہ مین لیجا کر شاہی کرسیون پر بٹھایا۔ پرنس آف ویلز شام کے لباس مین زیب تن تہے اور ستارہ ہند کا فیتہ ڈالے ہوئے تہے۔ پرنسس آف ویلز نے ایک شاندار گون پہن رکہی تہی۔ اور المپیرو کی ہار گلے مین تہی۔ اور جواہر نگار جیغہ پیشانی کو زینت دے رہا تہا۔ تب سنہری پردے اٹھائے گئے۔ اور پرنس اور پرنسس آف ویلز دربار کے دعوتی کمرہ مین جا داخل ہوئے۔ تو مہاراجہ اپنے خاص کمرہ مین کہڑے رہے۔ اور مشیرون سے گفتگو کرتے رہے۔ دعوت کے لوازمات مہمانون پر چنے جا رہے تہے۔

www.aaiil.org

جب شراب لائی گئی تو مہاراجہ صاحب بھی پرنس آف ویلز کے ساتھ جا کر شریک ہو گئے۔ اور ملک معظم کا جام صحت تجویز کیا۔ بعد شاہی مہمانوں کے جام صحت تجویز کرنے کی تقریر مہاراجہ صاحب کے منشی اعظم نے پڑھی۔ اس تقریر میں ایک بات کا ذکر خاص تھا۔ وہ یہ تھی کہ جب مہاراجہ صاحب دربار کے موقعہ پر ولایت گئے تھے۔ تو پرنس و پرنسس آف ویلز نے آپ کا استقبال کیا تھا۔ اور ہر طرح بڑی خوش اخلاقی سے سلوک کیا تھا۔ تقریر میں مذکور تھا کہ اب ایک ایسا موقع آیا ہے۔ کہ مہاراجہ صاحب پرانی دوستی کا حق و لیعہد اور انکی کنسرٹ کی دعوت اور خاطر تواضع میں ادا کر رہے ہیں۔ مہاراجہ صاحب نے ہر طرح سے ظاہر کیا۔ کہ وہ پرانی دوستانہ عنایتوں کی دل سے قدر کرتے ہیں۔ تقریروں کے بعد ایک گھنٹہ تک محلوں کے اندرونی صحن میں تشریف فرما رہے۔ ریاست کا بین باجہ بج رہا تھا۔ پرنس و پرنسس آف ویلز بڑی بے تکلفی سے ان لوگوں سے گفتگو کرنے لگے۔ جو جیپور کی ریاست میں اعلےٰ عہدوں پر ہیں۔ اور ریاست کی فلاح و بہبودی میں کوشش کرتے ہیں۔ لیکن تمام دلچسپی کا مرکز ایک شیر تھا۔ جس کو پرنس آف ویلز نے مارا تھا۔ اور جسے چارپائی پر ڈالکر چند آدمی اندرونی کمرۂ دربار میں لے گئے تھے۔ سب نے تعریف کی پرنسس آف ویلز بہت خوش تھیں۔ کیونکہ ان کے عالیجاہ شوہر نے ایک شیر شکار کیا تھا۔ پرنس آف ویلز کی وضع قطع شاہانہ ہے۔ مگر زندہ دلی کے جوش کی حالت میں ان کی وضع بہت شاندار اور دلربا ہو جاتی ہے۔ سہ پہر کی شکار پارٹی کا جو لوگ صحیح ذکر کرتے۔ اس کو پرنسس بڑے شوق سے سنتی تھیں۔

دوسرے دن دو تین طرف سے شیروں کی رپورٹیں پہنچیں۔ منجملہ ایک سانگانیر سے تھی۔ کہ وہاں ایک شیر موجود ہے۔ پرنس آف ویلز ایک اسپیشل ٹرین میں روانہ ہو گئے۔ مگر وہاں پہنچنے سے آدھ گھنٹہ پیشتر ہی شیر بھاگ گئے۔ اس لئے ولیعہد بہادر کو ناکام رزیڈنسی کی طرف لوٹ آنا پڑا۔ پہلے خیال کیا گیا تھا کہ پرنس آف ویلز پرانے شہر امیر کے کھنڈرات کی سیر فرمائینگے۔ مگر شہزادی صاحبہ نے رزیڈنسی میں رہنا پسند کیا۔ اور چھ بجے شام کے شاہی ٹرین پرائیویٹ طور پر بیکانیر کو روانہ ہوئی۔

بہت سے لوگوں نے امیر کی سیر کی۔ اور یہہ نتیجہ نکالا کہ راجہ جے سنگھ کو بڑا مشہور فن عمارت تھا۔ مگر امیر چھوڑنے میں غلطی کی۔ شاہی سیاحت کو ایک بات قدرے ناملائم بناویگی۔ اور وہ یہ ہے کہ خشک سالی کا اندیشہ پیش رہا ہے۔ پچھلی دفعہ زیادہ بارش نہ برسی تھی۔ مگر اب بارش ہو جائے تو قحط نمودار نہ ہونے پائیگا۔ اگر نہ برسی تو کسانوں کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑیگا۔ اشیاء خوردنی کا نرخ معمولی ہے۔ گذشتہ چند ہفتوں سے بیکانیر میں پرنس آف ویلز کی تشریف بری کے متعلق دہوم دہام سے تیاریاں ہو رہی ہیں۔ مہاراجہ صاحب نے بذات خود تمام تیاریوں کی نگرانی کی۔ لال گڈہ محل جو سرخ پتھر کا بنا ہوا ہے۔ ایک نہایت ہی شاندار عمارت نظر آرہی ہے اس کی شان و شوکت تصور کیجا سکتی ہے۔ محل کے اردگرد اسٹاف اور دیگر مہمانوں کے لئے کیمپ بنایا گیا ہے۔ جو پرنس آف ویلز سے ملنے آئے ہیں۔ کیمپ میں برقی روشنی جلائی جاتی ہے۔ محل کی زیب و زینت نہایت شاندار ہے۔ ریلوے سٹیشن بھی خوب آراستہ کیا گیا ہے۔ اور سٹیشن سے محل تک جو جلوس گذرنے والا ہے۔ وہ بہت قابل دید اور پُرشکوہ و تجمل ہوگا۔

سینکڑوں راجپوت شرفاء جو خوبصورت اور شاندار لباس میں ملبوس ہونگے۔ اپنے اہلکاروں سمیت اونٹوں پر سوار ہو کر سڑک کی ہر دو جانب کل صبح کھڑے ہونگے۔ سڑک پر جا بجا محرابیں اور مصنوعی مگر شاندار دروازے بنائے گئے ہیں۔ امپیرین سپاہ اور مہاراجہ کی بے قاعدہ فوج اور شتر سوار شاہی محلوں کے باغات سے لیکر پاؤ میل تک سٹیشن والی سڑک پر دورویہ صف بستہ کھڑی رہینگے۔ پرنس و پرنسس آف ویلز کے ہمراہ لانسرز اور شتر سواروں کا ایک حصہ رزیڈنسی تک جائیگا آج صبح کا نظارہ بڑا ہی شاندار تھا۔ اور دربار دہلی کی یاد دلاتا تھا۔

کل سہ پہر کے وقت شاہی گاڑی گجنیر میں جو ۲۱ میل کے فاصلہ پر ہے شکار کھیلنے جائیگی۔ شام کے وقت پرنس آف ویلز دو تین گھنٹے تک قازو بنا کا شکار کھیلینگے۔

ہفتہ کی صبح کو ہز رائل ہائینس گجنیر کی جھیل میں قاز شکار کرینگے۔ قرب و جوار کے تالابوں پر مرغابیاں وغیرہ بکثرت آنا شروع ہو گئی ہیں۔ لیکن پرندوں کو وہاں سے ہنکار جھیل گجنیر میں لائیں گے۔ امید ہے۔ شکار کا تھیلا خوب بھر جائیگا۔

پیر کی صبح کو گجنیر کے پرانے محلوں میں شکار کھیلینگے۔ موٹر کار دیں سواری کا کام دینگی۔ سڑک پر پانی چھڑک دیا جائیگا۔

پیر کی شام کو پرنس و پرنسس آف ویلز بیکانیر میں واپس آکر امپیریل فوج ملاحظہ فرمائینگے۔ شاہی ضیافت پرانے محل کے کمرۂ درباریں میں کی جائیگی۔ رات کے ۱۱ بجے ولیعہد بہادر رخصت ہو جائینگے بیکانیر کی تیاری کا خیال کر کے کہا جا سکتا ہے۔ کہ شاہی سیاحت کامیاب ہوگی۔

مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ

فی الحقیقت ایک عالم باعمل کی وفات دنیا کی موت ہوتی ہے میں نہایت درد دل کے ساتھ الحکم کے ناظرین کو **حضرت مولانا برہان الدین صاحب** جہلمی کی خبر وفات سناتا ہوں۔ مولانا مرحوم کی خبر وفات قادیان میں ۵۔ دسمبر ۱۹۰۵ء کو پہونچی۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی اس مفارقت کے صدمہ کو محسوس کیا۔ مولویصاحب ایک فاضل باعمل اور صوفی مدارق رکھنے والے متبع سنت تھے۔ علم مناظرہ میں انہیں ایک خاص مذاق اور ملکہ تھا۔ مولوی صاحب مرحوم کی وفات دو شہتیروں کے ٹوٹنے والی پیشگوئی کو پورا کرتی ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ عزیز عبدالغنی پسر مولوی صاحب مرحوم نے آپ کی وفات کا مفصل خط لکھا ہے جسکو میں ذیل میں درج کر دیتا ہوں۔ اعلےٰ حضرت نے خود اس خط کو سنایا اور ایڈیٹر الحکم کو حکم دیا کہ اسکا جواب لکھدے۔ آپ نے فرمایا کہ اس بچہ کو لکھدو کہ ہم ہر طرح سے اسکی مدد کرنے کو طیار ہیں۔ اسے چاہیئے کہ وہ اپنے باپ کے نقش قدم پر چلے اور ان کے علوم دینیہ اور اخلاق اور عادات کو حاصل کرے + علوم کے حاصل کرنے کے لئے خواہ وہ یہاں آجاوے بہرحال یہہ ضروری امر ہے کہ وہ بہت سعی کرے + حضرت اقدس نے مولوی صاحب مرحوم کی وفات پر اس ضرورت کو بھی محسوس فرمایا ہے کہ کیا تجویز کی جاوے جو جماعت میں **قادر الکلام علماء پیدا ہوں اور وہ خدمت دین کریں۔** اسکے لئے دارالامان کے سمجھدار اصحاب غور کر رہے ہیں اور ایک عظیم الشان قومی کام کا بنیادی پتھر رکھا جانیکو ہے میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ مولوی برہان الدین مرحوم کی ایک یادگار ٹھہر جائیگی اور یہ نافع الناس کام انکے لئے ثواب کا موجب ہوگا اسلئے کہ اسکا محرک انکی موت ہی ہے حضرت اقدس نے بروز جمعہ ۸۔ دسمبر ۱۹۰۵ء کو اپنی جماعت کو لیکر جنازہ پڑھا دیر تک دعائے مغفرت فرماتے رہے ہر جماعت کو چاہیئے کہ جنازہ غائب پڑھیں۔ اب میں وہ خط بجنسہٖ ذیل میں درج کر دیتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلے علےٰ رسولہ الکریم

کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ

ہادی طریقت پیشوائے شریعت پیر روشن ضمیر دستگیر خورد و کبیر دام ظلہ، سر تسلیم عجز خاک پر رکھکر حضرت کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ والد صاحب نے جب آپکا الہام سنا کہ دو شہتیر ٹوٹ گئے۔ تو انہوں نے ایک تو مولوی صاحب مرحوم اور دوسرا شہتیر اپنے آپ کو سمجھے اور رمضان شریف کی ۲۰ تاریخ کو اعتکاف میں بیٹھے اور ان دنوں میں قرآن شریف کا انکو از حد شوق ہو گیا تھا اور فرضوں میں بقدر قراءت پڑھتے تھے کہ مقتدی تھک جاتے تھے اور تمام دن قرآن شریف پڑھتے رہتے تھے اور اعتکاف میں یہ الہام ہوا۔ اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَھْزِءِیْنَ اور بعد اس کے ایک اور الہام ہوا جسکا خلاصہ فرمایا کہ امام الوقت تو ایک طرف رہے اب تو انکے مریدوں کو بھی الہام ہونے لگے پھر ہم اس سچے سلسلہ کی تائید کیوں نکریں اور بدھوار کو نہائے اور منگلوار کی رات کو چاند دیکھا گیا اور اعتکاف سے اٹھکر گھر تشریف لائے اور دروازہ میں کھڑے ہو کر فرمایا السلام علیکم بعد اسکے اندر آئے اور کھانا کھانے کے بعد فرمایا مجھے سردی سی لگی ہے پھر عشاء کی نماز پڑھا کر اندر آئے اور رات کو بخار سخت ہو گیا اور صبح کو عید پڑھی اور بدھوار اور جمعرات کو بخار تھا اور جمعہ کو بالکل تندرست تھے اور آپ مسجد میں آئے اور بیٹھکر جمعہ پڑھا بعد اسکے سب نے السلام علیکم کہا اور آپنے بڑی خوشی سے جواب دیا وعلیکم السلام اور ماسٹر ہدایت اللہ صاحب نے سلام کے بعد کہا اگر کوئی قصور ہو تو معاف کرنا فرمایا یہ آخری سلام ہے۔ لیکن ناطاقتی بہت تھی پھر ہفتہ کو بھی اچھے تھے پیر اتوار کی رات کو بخار ہوا اور عشاء کی نماز وضو سے پڑھی۔ یہ اسواسطے لکھا ہے کہ باقی نمازیں انہوں نے تیمم سے ادا کی تھیں اور رات کے آٹھ بجے کے قریب کہا تیلا دو کہ کتاب میں نشان رکھنا ہے مینے تیلا دیا اور کہا کہ کتاب کہاں ہے فرمایا کتاب یہ ہے اور یہ میرا کلام اللہ ہے۔ اور پھر رات کے ۹ بجے سے لیکر ۱۲ بجے تک مغرب کی طرف منہ کئے ہوئے قرآن شریف زبانی پڑھتے رہے جب ایک بجا تو خاکسار نے کہا کروٹ بدلو تھک گئے ہو گے دوبارہ سہ بارہ کہنے پر کروٹ بدلی اور پڑھتے رہے اور مینے کہا کیا پڑھتے ہو فرمانے لگے کہ منافقوں کی حدیث کھلی ہوئی ہے محمد الرسول اللہ کی کچہری میں جواب دعویٰ دے رہا ہوں مینے کہا ختم کب کرو گے کہنے لگے تونے مجھے باتیں کرائی ہیں ورنہ میں ابتک ختم کر لیتا پھر آپ دو بجے چپ ہو گئے اور سو رہے اور تین بجے پھر پڑھنے لگے اور صبح کی نماز پڑھی اور پھر کہنے لگے کہ دونوں دروازے کھولو۔ کہ مجھے انتظار ہے پوچھا گیا کس کی۔ جواب نہ دیا۔ اور پھر دو دفعہ پاخانہ کی حاجت ہوئی اور پھر آپ چارپائی پر لیٹ گئے اور آنکھیں کھولیں کلمہ شریف پڑھنے لگ گئے اور پھر دو منٹ کے اندر اس جہان فانی سے پونے ۸ بجے رحلت پا گئے بعد میں حاجی عبداللہ صاحب آئے کہنے لگے کہ مجھے خواب آئی ہے کہ دو ستارے روشن زمین پر ٹوٹ پڑے مولویصاحب سے بیان لینے کو آیا مولوی صاحب فوت ہو گئے تھے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور احمدی

www.aaiil.org

بودھ مذہب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً ساڑھے پانسو برس قبل جبکہ مغربی ایشیا اور شمالی افریقہ میں شریعت موسوی کا آفتاب اپنی برکات اور پاک تعلیمات کے معراج کمال کا جلوہ دکھا کر نصف النہار سے مغرب کی جانب کئی درجے طے کر چکا تھا اور مشرقی ایشیا میں جہالت و ضلالت کی تاریکی اچھی طرح پھیل کر حضرت کرشنؑ کی تبرک تعلیموں کو کالعدم کر چکی تھی تو خدا تعالےٰ نے مشرقی ایشیا کے آبادا اور وسیع ملک ہندوستان میں بموجب آیت وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر۔ حضرت گوتم بودھ علیہ السلام کو نازل کیا۔ اس برگزیدہ نبی نے خدا کے پاک کلام سے مدد پا کر تقریباً چالیس سال کی عمر سے وعظ و نصیحت اور احکام خداوندی کی اشاعت شروع کی چنانچہ یہ حضرت گوتم بودھؑ کا ہی ایک قول ہے "میری تعلیم پر اپنا دھیان رکھو میں مثل ایک طبیب کے ہوں جو آسمانی ادویات اپنے ساتھ لایا ہوں۔ کل چیزیں متغیر ہیں مگر میری تعلیم کو تغیر نہیں" واقعی یہ وہی ایک تبدیل نہ ہونے والی تعلیم تھی جسکے لئے تمام مرسلین مبعوث ہوئے یعنی توحید۔

حضرت بودھ علیہ السلام کے اس دعوےٰ سے ظاہر ہے کہ سوائے نبی یا رسول کے کوئی دوسرا شخص ایسا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ جسطرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے حضرت ہارون و حضرت شعیب وغیرہ اور حضرت عیسیٰؑ کے لئے اون کے حواریین اور خاتم الانبیا حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ و حضرت عمر فاروقؓ وغیرہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے حضرت مولوی نورالدین الا رفع و مخدوم الملت و فاضل امروہوی و تراب احمدی وغیرہ پیدا ہو گئے اسیطرح حضرت گوتم بودھ علیہ السلام کے لئے جیسا۔ کشیپ۔ انند وغیرہ مستعد و ذی حوصلہ مریدین پیدا ہو گئے تھے حضرت گوتم بودھؑ کی تقریر میں وہ غیر معمولی خارق عادت تاثیر تھی اور اونکا بیان دلوں کو اسطرح تسخیر کر لیتا تھا کہ ہزارہا گمراہ اور دور از صراط مستقیم اشخاص صرف اونکی زبان سے نکلے ہوئے حکیمانہ فقرات سنکر مرید ہو جاتے تھے۔ چونکہ حضرت گوتم بودھ علیہ السلام موید من اللہ اور مامور من اللہ تھے اسلئے بہت تھوڑے دنوں میں اسی طرح انکے مذہب کا دائرہ وسیع ہوتا گیا جسطرح مذہب اسلام حیرت انگیز طریقہ سے دنیا میں پھیلا۔ وہ مذہب جسمیں خلاف فطرت اور دور از عقل باتیں زبردستی منوائی جائیں کبھی دنیا میں اتنی جلدی شائع نہیں ہو سکتا۔ یا جس مذہب میں خود دل و دماغ پر قبضہ کرنیکی قابلیت ہو وہ کسی تالیف کر سوائے شمشیر چھوڑ بندوق اور توپ سے بھی کام لیں ملن ہے کہ ایک چھوٹا سا ضلع بھی ڈر کے مارے اس مذہب کو مان لے۔ مثال کے لئے دور نہیں جاتے تو سکھوں کی حکومت اور پنجاب کے مسلمانوں کی حالت پر غور کرو۔ حضرت گوتم بودھ نے جو مذہب پیش کیا اوسمیں کافی روشنی۔ پوری دلفریبی اور حقیقی نجات موجود تھی اسی لئے اس مذہب نے بالکل مذہب اسلام کی موافق تمام ہندوستان لنکا۔ برہما۔ سیام۔ انام۔ نیپال۔ تبت۔ منگولیا۔ چین۔ کوریا۔ جاپان وغیرہ بیسیوں ملکوں کو حیرت انگیز قلیل مدت میں اپنا پیرو بنالیا۔ آجتک کسی مورخ نے یہ ثابت نہیں کیا کہ مذہب بودھ کی اشاعت میں جبر و اکراہ سے کام لیا گیا تھا۔ مذہب بودھ کے محرف و تبدیل شدہ اصولوں پر نظر ڈالنے تو اون سے بھی یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ اس مذہب نے انسان کو بالکل صوفی منش اور درویشانہ زندگی بسر کرنیوالا بنانیکی کوشش کی ہے عقلمند کی تعظیم کرنا۔ والدین کی خدمت۔ نفس امارہ کی مخالفت۔ ہمیشہ موقعہ فہمی کو ملحوظ رکھنا انسانوں بلکہ حیوانوں سے بھی ہمدردی و اخلاق برتنا۔ شیرین کلام و فصیح بننے کی کوشش کرنا۔ چوری۔ جھوٹ۔ قتل عمد۔ غصہ۔ تعصب۔ تکبر وغیرہ رذائل سے بچنا۔ دنیا اور اس زندگی کو ہیچ خیال کرنا۔ تن پروری اور آسائش جسمانی کا خیال بھی نہ آنے دینا۔ خدا تعالےٰ کو رحیم و کریم خیال کرنا وغیرہ وغیرہ باتوں کی ہدایت اس مذہب میں موجود ہے۔ اب اوس امداد غیبی کو دیکھو کہ جو خدا تعالےٰ ہمیشہ اپنے نیک بندوں کی کرتا ہے اور دنیا میں بھی انکو عزت دیتا ہے۔ بودھ مذہب کے ماننے والے فقیروں۔ درویشوں اور کوئی سامان دنیوی نہ رکھنے والوں ہی میں چکر دیتی رہی چندر گپت و راجہ اشوک و راجہ کنشک۔ و راجہ سلاوت وغیرہ بہت سے شہنشاہان عظیم الشان پیدا ہوئے اور تمام ہندوستان کا بادشاہی مذہب بودھ قرار پایا۔ یہ اس خدائی تعلیم اور مذہب آسمانی ہی کی برکت تھی کہ نچکا۔ مہادیوا۔ رکھتیا۔ مہندا وغیرہ بہت سے بڑے اکابر علماء لکچرار۔ اور ریفارمر اس مذہب میں پیدا ہوئے اور نالند کا عظیم الشان دارالعلوم ہند میں قایم ہو۔ حضرت خاتم الانبیا تو تمام دنیا کے لئے پیغمبر اور ہادی و رہبر ہیں۔ باقی مامورین من اللہ میں غور کرنے سے یہ بات بالبداہت معلوم ہوتی ہے کہ مغربی ایشیا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور مشرقی ایشیا میں حضرت گوتم بودھؑ گویا دو ہمرتبہ پیغمبر تھے۔ سلسلہ موسوی کے اخیر مجدد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشمیر و ہندوستان میں آئے اور یہاں سلسلہ گوتمی کے خلیفوں سے برابر آشنا ہوئے ہونگے اور تھوڑے سے اختلاف کو افہام و تفہیم کے بعد دونوں مذہبوں کے اماموں نے معمولی اختلاف سمجھا چنانچہ زمانہ حال میں تبت کے مشہور کتب خانے سے جو لوسوں کا کتب خانہ ہے انجیل اس حیثیت سے برآمد ہوئی ہے کہ وہ گویا بودھ مذہب کی کتاب ہے یا بدھ مذہب کی کسی کتاب کا کوئی حصہ ہے اس خیال کو اور بھی زیادہ تقویت ہوتی ہے جب سا پر غور کیا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنی تعلیم میں زیادہ تر درویشی اور فقیرانہ زندگی بسر کرنے پر زور دیا ہے اور یہی گوتم بودھ علیہ السلام کی تعلیمات کا خلاصہ ہے حالانکہ اب عیسائی بھی پکے دنیا دار اور عیش و عشرت کے بندے ہو گئے ہیں اور بودھوں کی بھی یہی حالت ہو گئی ہے۔ خلاصۂ کلام یہ کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام وہ مامور من اللہ ہیں جنکا مغربی ایشیا و مشرقی ایشیا دونوں سے تعلق ہوا۔ اسکے ثبوت میں مسٹر صاحب (جنہوں نے ہندوستان کا گزیٹیر تیار کیا ہے) کا یہ قول بھی قابل تذکرہ ہے کہ وہ لکھتے ہیں کہ "ہند۔ تبت۔ چین۔ جاپان وغیرہ ممالک کے علاوہ بودھ مذہب کے مسائل اور مراسم دینی کا ابتدائی زمانہ میں دین عیسوی پر بھی اثر پڑا" (باقی اسباب ثابت کرنیکی ضرورت نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہندوستان میں آئے اور انہوں نے بدھ مذہب کے علماء سے مباحثے کئے اور کشمیر میں فوت ہو کر سری نگر کے محلہ خان یار میں مدفون ہوئے جسکو شوق ہو ہمارے سید و مولا مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف راز حقیقت وغیرہ کو دیکھے)

حضرت خاتم الانبیا چونکہ تمام بحر و بر کیلئے باعث ہدایت ہو کر تشریف لائے تھے اسلئے اس شخص کا مثیل جو مشرقی و مغربی دو زبردست سلسلوں سے تعلق رکھنے والا مجدد تھا اس سلسلہ محمدی میں پیدا ہونا ضروری تھا۔ چونکہ اس سلسلۂ محمدی کا مبداء و منشاء مغربی ایشیا یعنی ملک عرب تھا اسلئے اسکا انجام و منتہا ضرور در مشرقی ایشیا میں ہونا چاہیئے تھا تاکہ اس سلسلہ یعنی خاتم السلاسل کو گذشتہ سلسلوں کے ساتھ پورے طور پر تشابہ و تعلق حاصل ہو جائے۔ چنانچہ حضرت اقدس جناب **میرزا غلام احمد** صاحب مسیح موعود علیہ السلام حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے مثیل سلسلہ محمدی کے مجدد مشرقی ایشیا یعنی ہندوستان میں مبعوث ہوئے۔ اخاہ! اکجا بود مرکب کجا تاختم۔ ہاں! تو وہ بات تو رہ ہی گئی۔ اب یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ بودھ مذہب جہاں پیدا ہوا جہاں پرورش پائی۔ جہاں سے دوسرے ملکوں میں پہونچا وہیں یعنی ہندوستان میں تو آج نے دن اوسکا نام و نشان بھی باقی نہ رہے اور دوسرے تمام ملکوں میں تاحال نہایت کامیابی و عزت کیساتھ موجود ہو۔ ہندوستان اس مذہب کے بانیوں کی نسلیں تک بھی گم ہو جانا ہرگز کوئی معمولی سی بات نہیں کہ۔ بودھ مذہب نے بلا جبر و اکراہ لوگوں کے دلوں کو تسخیر کیا تھا اس مذہب کے اصول اسقدر مرور ایام کے بعد بھی ایسے ہیں کہ ہندوستان کے ہندوؤں کا مذہب ہرگز ہرگز بودھ مذہب کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور کوئی بدھ مذہب کا فاضل کسی بڑے پنڈت سے مذہبی مباحثے میں شکست نہیں پا سکتا۔ یہ کہنا کہ بودھ مذہب اپنی اندرونی کمزوری کے باعث نا مقبول ہو کر گم ہو گیا اور اسکی جگہ ویدوں کے مذہب کی اشاعت ہو گئی جسمیں دلفریبی کی ادا موجود تھی بالکل غلط ہے اور کوئی معقول دلیل پیش نہیں کیجا سکتی۔ ہندوستان سے بودھ مذہب کے جلاوطن ہونیکا سبب سوائے ناحق شناس لوگوں (جنکا پیدا ہو جانا عرصہ دراز کے بعد ہر ملک و مذہب میں ممکن بلکہ ضروری ہے) کے بیجا ظلم و تعدی اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ میں نے اپنے بعض آریہ دوستوں سے سنا ہے کہ وہ بودھ مذہب کے جلاوطن ہونیکے قصہ کو یوں بیان کرتے ہیں کہ شنکر اچارج نے بودھوں سے اس شرط پر مباحثے کئے کہ ہمکو مباحثہ میں مغلوب کر دو یعنی ہرا دو تو خیر اور اگر نہ ہرا سکو تو اس آریہ ورت (ہندوستان) سے جلاوطن ہو جاؤ چنانچہ کوئی بودھ مذہب کا عالم شنکر اچارج کو نہ ہرا سکا اور تمام بودھ مذہب والے مجبوراً یا تو تبدیل مذہب یا جلاوطنی پر مجبور ہوئے۔ یہ بیان جسقدر قابل مضحکہ ہے ظاہر ہے۔ شنکر اچارج جنکے مددگار حکام وقت تھے بھلا بودھوں سے کیونکر ہارنے لگے تھے وہی مثل ہوئی ہوگی کہ "قاضی جی نے تو مجکو بہت ہرایا مگر میں ہاری ہی نہیں"۔ مسٹر ... صاحب جو ہندوؤنکے بڑے طرفدار ہیں یہ لکھے بدوں نہ رہ سکے کہ "بودھ مذہب مذاہب ہند سے جبراً نکالدیئے گئے تھے" آگے چلکر دوسری جگہ صاحب موصوف کو یہ بھی لکھنا ہی پڑا کہ "کمارلیا برہمن نے فقط مذہب بودھ کے خلاف وعظ ہی نہیں کہا بلکہ ایک دکن کے راجہ کو یہانتک ان لوگوں کی ایذارسانی پر آمادہ کیا کہ اس راجہ نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ اسکی عملداری کوہ ہمالہ تک بودھوں کے بوڑھوں اور بچوں تک کا قتل عام کر دیا جائے اور جو شخص قتل کرنے میں دریغ کریگا خود قتل کیا جائیگا"

اول تو ہمارے ہموطن برادران اہل ہنود کے یہاں علم تاریخ کی جیسی ناگفتہ حالت ہے ہر خاص و عام سے پوشیدہ نہیں کہ کہیں مہینوں کے واقعات سیکڑوں بلکہ ہزاروں برسوں سے متعلق کئے گئے ہیں اور کہیں ہزاروں برسوں کے متعلقات کو چند برسوں میں ختم ہو جانا ظاہر کیا ہے علاوہ ازیں خاصکر بیچارے بودھ مذہب کی جلاوطنی کے حالات کو تو اسطرح پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے کہ بیچارے ڈیوڈ صاحب مصنف بودھ ازم کو یہ لکھنا پڑا کہ "ہندوؤں نے بودھوں پر بیشک ظلم و زیادتی کی مگر تفصیل اسکی معلوم نہیں مگر اس ظلم و زیادتی کی روایت ہرگز بے بنیاد نہیں ہے" ... اسیوقت اگرچہ المارئیوں اور صندوقوں میں سے کتابیں نکالکر اپنے سامنے ایک ڈھیر لگا یا ہے مگر ہر ایک مورخ اہل ہنود کے فن تاریخ کی شکایت کرتا ہے اور تفصیلی حالات اس ظلم اور جلاوطنی کے دستیاب نہیں ہوتے۔ مذہب موسوی کے پیرو یعنی بنی اسرائیل پر بخت نصر کے ہاتھوں سے ملک شام میں جو ظلم و زیادتی ہوئی اوس سے بڑھ کر ہندوستان میں بودھوں پر کمارلیا برہمن اور شنکر اچارج کے ہاتھوں سے مصیبت نازل ہوئی۔ چونکہ عرب۔ شام و یونان وغیرہ ممالک کے لوگوں کو علم تاریخ سے قدیمی شوق رہا ہے اونکی ذریعہ سے بخت نصر کی زیادتیاں آج کے دن بھی بالتفصیل معلوم ہو کر ہمدردان بنی نوع انسان کو آٹھ آٹھ آنسو رلا رہی ہیں۔ لیکن ہمارے اہل ہنود بھائیوں نے اس عظیم الشان واقعہ کو جو مہابھارت سے بھی بڑھ کر قابل تذکرہ تھا اپنی عادت کی موافق مختصر کرتے کرتے بالکل صفری بنانا چاہا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اگر روایت سے ثبوت بالتفصیل ثابت نہیں ہوتا تو کیا اصول درایت چلا چلا کر اس امر کو ثابت نہیں کرتے کہ ہندوستان میں ہندو بھگتوں کے ہاتھوں بودھوں پر وہ ظلم و زیادتی ہوئی کہ جسکے تصور ہی سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ نمونہ قہر خداوندی یعنی بخت نصر اور بنی اسرائیل کے معاملہ میں غور کرو۔ اسپین کے مسلمانوں کی تباہی اور عیسائیوں کے ظالمانہ سلوک کو تاریخ اسپین میں بغور مطالعہ کرو۔ کیا آج کے دن کوئی عیسائی اسبات کا دعویٰ کر سکتا ہے کہ اسپین سے اسلام اسلئے نابید ہوا کہ اوس میں ذاتی کمزوری تھی اور اسکے مقابلہ میں عیسائی مذہب اپنے اندر غیر معمولی دلفریبی رکھتا تھا جسکے سبب مسلمان عیسائی ہو گئے یا خود اپنے مذہب کی کمزوری سے شرمندہ ہو کر ملک چھوڑ کر چلے گئے؟ **لاحول ولا قوۃ الا باللہ**۔ ہائے! مسلمان بتمام یورپ کے استاد مسلمان۔ آدم خوروں اور وحشی پوشوں کو انسان بنا دینے والے مسلمان اسطرح قتل کئے گئے کہ اوسطرح آج کوئی شخص بھیڑ بکریوں کا قتل ہونا بھی گوارا نہیں کر سکتا۔ اسی قسم کے واقعات بلکہ اس سے کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کر معاملات کیا بودھوں کو ہند میں پیش نہیں آئے؟ نہیں نہیں ضرور بودھوں پر بڑے ظلم ہوئے عیسائیوں نے اسپین میں اگرچہ مسلمانوں پر بے نہایت زیادتیاں کیں

www.aaiil.org

مراسلت

کھلی چٹھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم + نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

میرے مکرم جناب مولوی کلیم اللہ صاحب سالکن مچھیا سلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ یہ آپ کی عین سعادت ہے کہ بظاہر اپنے واجب التعظیم استاد کی قبر کی زیارت اور فاتحہ پڑھنے کے ارادہ سے کبھی کبھی آ نکلتے ہیں مولانا مرحوم وہی بزرگ ہیں جن کو آپ ازراہ فخر استاد الکل کہا کرتے ہیں اور آپ نے دس برس کے قریب ان کے تلمذ کا شرف حاصل کیا۔ افسوس زمانے کا انقلاب کہ جس خاندان میں آپ نے اتنے سال زانوئے ادب تہ کیا۔ اسی پر اب کفر وضلالت کا الزام لگاتے ہیں۔ حالانکہ اس الزام سے پہلے تحقیق شرط ہے مجھے آپ کی پچھلی ملاقات کے مقالات کا ذوق نہیں بھولا۔ جب آپ نے فرمایا مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نام اور عیسےٰ یا مسیح کہائے یہ سخت گستاخی ہے۔ تو مین نے جواب دیا تھا۔ کہ آپ ہی اپنے تئین کلیم اللہ کہلاتے ہیں مگر ایمان سے کہئے؟ کیا آپ واقعی کلیم اللہ ہیں اور پھر آپ کو وہ درجہ حاصل ہے جو حضرت موسےٰ علیہ السلام کو بارگاہ ایزدی میں تھا؟ اسی طرح میں چاہتا ہوں۔ کہ اس ملاقات پر میرے اور آپ میں جو مکالمہ ہوا اسے آپ کے مکرر غور کے لئے بے کم وکاست اخبار میں چھپواؤں۔ تاکہ آپ اگر نہیں تو کوئی اور سعید روح ہدایت کے نور سے اپنا سینہ منور کرے۔

سلسلہ کلام سوقت شروع ہوا جبکہ آپ درود مستغاث علی الصباح پڑھ رہے تھے۔ تو مین نے عرض کیا تھا۔ کہ جب درود کے بارے میں نصوص موجود ہیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ آپ ایک ایسا درود پڑھتے ہیں۔ جو رسول اللہ صلعم اور آپکے اصحاب تابعین سے ثابت نہیں ہوا۔ ہاں اسکی پشت پر کسی نے اعتبار جمانے کے لئے لکھ دیا ہو کہ اسے فلان بی بی یا صحابی پڑھتے تھے۔ تو یہ قابل قبول نہیں۔ سوال تو یہ ہے کہ قرآن مجید میں آیا ہے صلوا علیہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کسطرح صلوٰۃ بھیجیں ہم۔ تو جواب مین فرمایا اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید۔ یا اور صیغے جو مروی ہیں اور جو صاحب سفر سعادت نے چھتیس کے قریب بیان کئے۔ ان کو چھوڑ کر کیون شخص واحد کی رائے کو ترجیح دیگئی ہے۔ اور پھر ایک بار نہیں بلکہ اسے بطور وظیفہ پڑھا جاتا کہ کیا آپ رسول اللہ صلعم کے فرمائے ہوئے درود کو اس سے کمتر درجہ سمجھتے ہین۔ معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ اسپر مداومت اختیار کی پھر المستغاث الی حضرۃ اللہ تعالیٰ" اسکے کیا معنے۔ اگر یہ مراد ہے کہ رسول اکرم صلعم فریادرس خلائق ہیں۔ بارگاہ ایزدی میں تو ان آیات کا کیا جواب ہے ویقولون ھؤلاء شفعاؤنا عند اللہ یونس (یہ اللہ کے نزدیک ہماری سفارش کرنے والے ہیں) قل للہ الشفاعۃ جمیعًا۔ (زمر) ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی (ہم ان کی پوجا نہیں کرتے مگر اسلئے کہ ہمیں اللہ کا مقرب بنا دیں ۲۳ زمر) ایک طرف ارشاد ہوتا ہے رسول اکرم صلعم کو قل انی لا املک لکم ضرا ولا رشدا ۲۹ جن کہدے میں تمہارے نفع نقصان کا مالک نہیں دوسری طرف فرمایا ولا تدع من دون اللہ ما لا ینفعک ولا یضرک فان فعلت فانک اذا من الظلمین (اور نہ پکار جو تجھے نہ نفع دے نہ ضرر دے اگر تو ایسا کرے تو یقینًا ظالموں سے ہے) تعجب کہ باوجود ایسی صریح آیات کے آپ پھر بھی یا شیخ عبد القادر شیئًا للہ پڑھنے کا فتوےٰ دیتے ہیں اور خدا تو فرماتا ہے وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو (اگر تجھے کوئی تکلیف پہنچے تو اللہ کے سوا اس کا کھولنے والا کوئی نہیں) اور اسطرف ایاک نعبد وایاک نستعین کے برخلاف اوروں سے امداد کے فعل کی استعانت طلب کیجاتی ہے اور پھر کہتے ہیں کہ کوئی وسیلہ تو چاہیے۔ شاید یہ آیات نہیں سنین۔ واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان (جب میرے بندے میری نسبت پوچھیں تو کہدے میں قریب ہوں۔ دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں یا جواب دیتا ہوں جب وہ دعا کرے) اور نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ تم لوگ پکارتے ہو مرد کو جو ہزاروں کوس کے فاصلہ پر ہے حالانکہ اپنی آواز دو کوس کے فاصلہ پر بھی نہیں پہنچا سکتے اور چھوڑتے ہو اسکو جو شاہ رگ سے نزدیک ہے افسوس ہاں اگر مستغاث سے مراد استغاثہ ہو تو کوئی اعتراض نہیں۔ پھر دلائل الخیرات نکلی اور ساتھ ہی ہمیں بتایا گیا کہ اس کے بعد قرآن مجید پڑھنیگے یا حضرت اللہ کے کلام کو بشر کے کلام سے متاخر کرنے میں کیا حکمت تھی اور اس کلام اللہ میں کونسی برکت کی کمی تھی جو اس طرف رجوع کیا۔ خدا نے فرمایا وھذا کتاب انزلنہ مبارک (یعنی بڑی خیر وبرکت والی) دوسری طرف ارشاد ہے اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔ پس دین بھی کامل ہو چکا یعنی تقرب الی اللہ کا تمام ذریعہ بتا دیا گیا۔ اور نعمت بھی کامل ہو چکی۔ پس کونسی کسر دین اسلام میں باقی تھی کہ آپکو دلائل الخیرات سے مدد لینی پڑی۔

سوال یہ ہے کہ آپ کس برکت کے حاصل کرنے کے لئے یہ دلائل الخیرات پڑھتے ہیں جب بتائنگے پھر مین پوچھونگا کیا قرآن مجید کے پڑھنے سے وہ برکت حاصل ہو سکتی ہے یا نہیں اگر ہو سکتی ہے تو پھر اسکی کیا ضرورت؟ اگر نہیں ہو سکتی تو یہ کمی ہوئی ہے یا نہیں کہ خدا فرماتا ہے۔ اتممت علیکم نعمتی۔ حدیث شریف مین آیا ہے الصلوٰۃ معراج المومنین۔ معراج تک جو کمالات انسانی ہیں وہ سب صلوٰۃ کے ذریعہ حاصل ہو سکتے ہین پس ان ناقص ذریعوں کی طرف دوڑنے کی کیا حاجت اگر نماز سے یہ باتیں حاصل نہیں اگر نماز میں یہ لذتیں نہیں تو کسی کامل طبیب روحانی سے علاج کرائے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کا کلام جھوٹا نہیں ہو سکتا ومن اصدق من اللہ قیلاً۔ اسکے بعد آپ نے نفل پڑھے تھے۔ جنہیں ایک کی نیت ذرا پکار کر کی تھی کہ دو رکعت نفل للوالدین مین نے پڑھ دیا تھا ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین۔ یعنی کامل مومن کا طریق تو یہی ہے کہ میری نماز۔ قربانی مرنا۔ جینا اللہ رب العالمین کے لئے ہی ہے اور یہان للوالدین پڑھی جاتی ہے۔ پھر اگر ایسا کرنا شروع ہوتا تو صحابہ ضرور ہی نبی کریم کے لئے ایسا کرتے کہ وہ انہیں والدین سے بھی زیادہ محبوب تھے اور ان کے محسن پھر اس بات کی بھی سند صحیح درکار ہے کہ نماز پڑھکر کسی کو بخشدین تو اس کا ثواب کسی کو پہنچ جاتا ہے۔ اس کے بعد آپنے بعد از فراغت نوافل ہدایت شروع کی کہ نماز تراویح بیس رکعت پڑھا کرو۔ مگر مین نے تو صاف کہ دیا تھا۔ کہ حدیث شریف مین ہے دیکھو بلوغ المرام عن عائشۃ ما کان رسول اللہ صلعم یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشر رکعۃ (متفق علیہ) یہان پر بالخصوص رات کی نماز کا ذکر ہے۔ اور فی رمضان اسی لئے فرمایا تاکہ کسی کو یہ وہم نہ پڑے کہ آپ رمضان مین اس سے زیادہ نماز تراویح الگ پڑھتے تھے۔

اور اس قیام رمضان کا نام تراویح بھی بدعت ہے کسی حدیث صحیح مین یہ نام نہین ملتا پھر آپ کوئی صحیح حدیث مرفوع متصل ہرگز ہرگز پیش نہین کر سکتے جن سے بیس رکعت یہ نماز سنت موکدہ ثابت ہو سکے حضرت! آپکے مقتدا حنفیوں کے قبلہ وکعبہ امام ابن ہمام (جن پر سارے دلائل کا دارو مدار ہے) نے فتح القدیر مین یہ لکھا ہے۔

فحصل من ھذا کلہ ان قیام رمضان سنۃ احدی عشرۃ بالوتر فی جماعۃ فعلہ علیہ السلام وترکہ بعذر افادہ انہ لولا خشیۃ ذلک لواظبت ولا شک فی تحقق الامن ذالک بوفاتہ صلے اللہ علیہ وسلم فیکون سنۃ۔ وکونھا عشرین سنۃ الخلفاء الراشدین وقولہ علیہ السلام علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین ندب الی سنتھم ولا یستلزم کون ذالک سنۃ اذا السنۃ ما واظب بنفسہ الا بعذر وبتقدیر عدم ذالک القدر انما استفدنا انہ کان یواظب علی ما وقع منہ وھو ما ذکرنا فیکون عشرون مستحبا ذالک القدر منھا ھو السنۃ کا ربعۃ بعد العشاء مستحبۃ ورکعتان منھا سنۃ۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ قیام رمضان مع وتر گیارہ رکعت ہے اور بیس کو سنت خلفاء الراشدین کہدیں مگر اس سے بیس رکعت کا سنت ہونا لازم نہین آتا کیونکہ سنت وہ ہے جسپر بنفسہ آپ صلعم نے مواظبت فرمائی۔ غرض بیس رکعت مین سے آٹھ رکعت سنت ہوئین۔ اور بارہ مستحب جیسے عشاء کے بعد چار مستحب ہیں اور دو انہیں سے سنت۔

پھر دیکھو بحر الرائق اور طحطاوی ان الدلیل یقتضی ان یکون السنۃ من العشرین ما فعلہ النبی صلعم والباقی مستحبا (یعنی بیس سے سنت اتنی ہوں جو نبی کریم صلعم نے خود پڑھیں اور باقی مستحب) وقد ثبت انہ ذالک کانت احدی عشرۃ رکعۃ بالوتر کما ثبت فی الصحیحین من حدیث عائشۃ رضی اللہ عنہا (اور وہ گیارہ رکعت مع وتر جیسا کہ صحیحین مین ثابت ہیں)

باقی رہی یہ بات کہ یہ سنت الخلفاء الراشدین ہے۔ پہلے تو میرا یہ سوال ہے کہ یہان پر خلیفہ کی فرداً فرداً سنت کیونکر مراد ہو سکتی ہے۔ اگر یہ بات ہوتی تو سنت کی بجائے سنن آتا۔ نیز بعض اقوال حضرت عمرؓ و دیگر خلفاء کے فرداً فرداً درد نہ ہونے۔ پھر سنت تو وہ ہے جسپر مواظبت کی ہو بنفسہ۔ پس کیا آپ ثابت کر سکتے ہین۔ کہ ان چار خلفاء مین سے کسی ایک نے بھی یہ نماز تراویح پہلی رات جماعت کے ساتھ بیس رکعت پڑھی؟ مولانا! ہم تو مشکوٰۃ مین پڑھتے ہین کہ حضرت عمر ایک رات مسجد کے پاس سے گذرے اور لوگ متفرق پڑھ رہے تھے آپ نے ایک قاری پر جمع کرنے کا ارشاد فرمایا۔ دوسری رات پاس سے گذرے تو فرمایا نعم البدعۃ ھذہٖ۔ دیکھیے پھر بھی اس فعل کو بدعت ہی فرمایا معلوم ہوا۔ کہ رسول اکرم صلعم نے باین ہیئت نہ پڑھائی تھی۔ اور یہ تسلیم کرنے کو تیار ہون۔ کہ یہ بدعت اصطلاحی کے معنے مین نہین اس سے آگے پڑھیئے والتی تنامون عنہا افضل من التی تقومون یرید آخر اللیل۔ یعنے پچھلی رات پڑھنے والے پڑھکر سو رہنے والون سے بہرحال افضل ہین۔ اسی اثر کے مطابق کہ اس سے صحیح کوئی روایت قیام رمضان کے بارے مین نہین۔ ہمارا مذہب ہے کہ حتی الوسع پچھلی رات پڑھنی چاہیئے گھر مین۔ اور اگر سمجھین کہ پچھلی رات نہین پڑھی جاسکتی تو پہلی رات ہی ۱۱ رکعت باجماعت پڑھ لین۔ کیونکہ ان نوافل کی جماعت بھی آگئی ہے۔ پھر یہ بھی ثابت نہین ہوتا کہ خلفاء راشدین مین سے بھی کسی نے بیس رکعت پڑھنے کا حکم دیا۔ کیا یزید بن رومان کی روایت پیش کرتے ہو بے شک کیجیے مگر کبیری مین دیکھ لو اسے ضعیف لکھا ہے۔ پس یہ کیونکر ہم پر حجت ہو نیز مفصلہ ذیل احادیث موطائے امام مالک مین ہین۔

عن السائب بن یزید قال امر عمر بن خطاب ابی بن کعب وتمیم الداری ان یقوما للناس باحدی عشر رکعۃ۔ ایسا ہی سنن سعید بن منصور مین ہے۔ سمعت السائب بن یزید یقول کنا نقوم فی زمان عمر بن الخطاب باحدی عشرۃ رکعۃ (کہ ہم زمانہ عمر خطاب مین گیارہ رکعت سے قیام کرتے تھے۔ اور آپ نے ابی بن کعب کو گیارہ رکعت کا حکم دیا) اور یہ آپ بھی مانتے ہین کہ حضرت ابوبکرؓ کے عہد مین نماز تراویح باین ہیئت بیس رکعت نہین پڑھی جاتی رہی۔ موقوف۔ مرفوع کے حکم مین ہو یہ آپ کہا کرتے ہین۔ مگر واضح ہو کہ موقوف حکماً ...... مرفوع حدیث کا مقابلہ نہین کر سکتی اب مین دیکھتا ہون کہ آپ کیا جواب دیتے ہین۔ مولوی صاحب آپ کے مخاطب اکثر جہال رہے ہین اسلئے آپ کہہ دیا کرتے ہین "سب جھوٹ" مگر یاد رہے کہ اب آپ کا مخاطب اسی گلستان مین سے ہے جس کے پھولون کی آپ نے عمر کا ایک معتدبہ حصہ خوشبو سونگھی۔ بلکہ بقول میرے ایک دوست کے گلقند کھائی۔

اس سے آگے ہمارا سلسلہ کلام نزول مسیح بجسدہٖ العنصری کی قوی سے قوی دلیل کیطرف منتقل ہوا آپ نے فرمایا انا انزلناہ فی لیلۃ القدر کے کیا معنے عرض کیا ہم نے اس قرآن کو اتارا۔ کہان سے؟ خدا نے اپنی جناب سے۔ خدا کی جناب کہان ہے؟ جہان وہ ہے۔ خود بخود آپ نے کہدیا وہ تو آسمان مین ہے۔ اور آسمان ہی سے قرآن نازل ہوا! یہ کیسے؟ کیا خدا زمین پر نہین اور کیا لکھا لکھایا قرآن مجید آسمان سے اتر آیا۔ آپ پوچھتے ہین لوح محفوظ کہان ہے۔ مین نے عرض کیا بل ھو قرآن مجید فی لوح محفوظ کے معنے آپ نہین سمجھے۔ لوح محفوظ تو علم الٰہی کا نام ہے۔ دوسرا اسکے یہ معنے بھی ہین کہ قرآن مجید ہے اور لوح مین محفوظ ہے دیکھو مدارک فی لوح محفوظ من وصول الشیاطین محفوظ نافع صفۃ للقرآن ای من التغییر والتبدیل واللوح عند الحسن شی یلوح للملائکۃ فیقرؤنہ اور میرے نزدیک تو وہ لوح بھی مراد ہو سکتی ہے جن پر نبی کریم کے زمانے مین باین ہیئت وترتیب قرآن مجید لکھا جاتا تھا۔ آپ بولے ہائین باین ہیئت وترتیب یہ تو حضرۃ عثمان کا کام ہے۔ آنحضرتؐ کے زمانے مین تو قرآن مجید یکجا نوشتہ موجود نہ تھا۔ مین نے کہا حضرت پھر ذٰلک الکتٰب کیون کہا گیا؟ اور وہ کتاب مسطور فی رق منشور (کتاب لکھی گئی بڑے چوڑے چھلکے کاغذون مین) کیون فرمایا لکھنے والون کی یہ صفت کیون فرمائی بایدی سفرۃ کرام بررۃ یعنے لکھنے والون کے ہاتھون جو کہ بزرگ اور نیک ہین۔ آپ نے کہا یہ کام یعنی جمع تو عثمانؓ نے کیا مین نے عرض کیا اے حضرت خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان علینا جمعہٗ۔ اور نبی کریم صلعم قرآن مجید لکھاتے جاتے۔ اور ساتھ ہی فرما دیتے یہ آیت یا سورۃ فلان جگہ ہے اسی کے مطابق قرآن تیار ہوا اور حضرت عثمانؓ نے صرف اسکی نقلین شائع کین۔ خیر گفتگو تو نزول کے بارے مین ہے کہ انزلنا سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ چیز آسمان ہی سے گرے فرمایا "کیون نہین"؟ عرض کیا حضرت خدا تعالیٰ فرماتا ہے وانزلنا الحدید (ہم نے اتارا لوہا) اور وانزل لکم من الانعام ثمانیۃ ازواج۔ (آٹھ جوڑے مویشی اتارے) اس حساب سے تو پھر یہ سب آسمان سے گرے ہونگے۔ آپ بڑے جزم سے فرماتے ہین ہان لوہا اور اونٹ وغیرہ سب آسمان ہی سے پہلی دفعہ گرے۔ مین نے پھر کہا کیا سچ سچ آسمان ہی سے گرے فرمایا "بے شک" مین نے اس کا جواب کچھ نہین دیا کیونکہ یہ بے شک خود ہی اپنا جواب ہے اور اسمقام پر میری خاموشی ہی موافق قول سعدی تھی۔ افسوس مولویصاحب وجعلنا من الماء کل شیء حی۔ بھول گئے اور پانی تو زمین پر ہی تھا وبث فیھا من کل دابۃ وغیرہ آیات نیز وہ آیات جن سے "آدم" کا زمین سے پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ غرض خود آدم علیہ السلام تو زمین سے بنین اور مویشی وغیرہ سب آسمان سے اترین۔ کچھ تعجب نہین اگر مولوی صاحب کہدین۔ آدم علیہ السلام کا بت بھی آسمان پر ہی بنا تھا برخلاف آیت منھا خلقناکم اور انی جاعل فی الارض خلیفہ غالباً "جنت" کے لفظ سے دھوکا کہا ہوگا حالانکہ یہ وہ جنت نہین کیونکہ وہ لایسمعون فیھا لغواً ولا کذاباً کا مصداق ہے اور یہان آدم علیہ السلام نے سب کچھ سُنا پھر مین نے کہا اچھا قد انزلنا علیکم لباساً یہ لباس بھی آسمان سے اترا ہوگا۔ فرماتے ہین ہان۔ بنا بنایا۔ آدم علیہ السلام پر آسمان سے اترا (طفقا یخصفان علیہما من ورق الجنۃ بھول گئے) مین نے کہا مولانا یا بنی آدم اس سے پہلے ہے اور علیکم فرمایا۔ یواری سوآتکم ساتھ ہی آیا ہے یکہ سواۃ ابیکم۔ پس اب بولئے۔ آپ خاموش رہ گئے۔ مینے کہا۔ وان من شیء الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم یہ ننزلہ کہ ہم اتارتے رہتے ہین اس کے متعلق آپ کا کیا جواب ہے کیا سب خزینے آسمان سے دمبدم گرتے رہتے ہین یا کبھی گرے؟

پھر سنیئے انزل اللہ الیکم ذکراً رسولاً۔ خدا نے تمہاری طرف یاد دلانیوالا رسول نازل کیا۔ یہ رسول اکرم صلعم کی نسبت فرمایا کہیے وہ آسمان سے نازل ہوئے؟ آپ نے کھسیانے ہوکر کہا وہ تو مکہ مین پیدا ہوئے تھے۔ نزول کے ایک حقیقی معنے ہین ایک تاویلی یہان مکہ مین پیدا ہونے کے لئے اصل معنے نہین لئے مین نے کہا پھر کیا وجہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے نزول کے معنے یہی نہ لئے جائین جنھین آپ تاویلی کہتے ہین اور میرے خیال مین عین محاورہ کے موافق ہین۔ پھر انزلنا رسول اکرم صلعم کی نسبت تو قرآن مجید مین آیا ہے مگر مسیح موعود کی نسبت تو قرآن مجید مین کہین نہین۔ آپ نے کہا احادیث مین ہے مین ...... نے کہا جہان ہے وہین ساتھ اماملکم منکم قرینہ صارفہ (آپکے مذاق کے مطابق تاویلی معنے لینے کے لئے موجود ہے) آپنے کہا ابن مریم بھی تو ساتھ ہی ہے مین نے کہا مگر ابن مریم تو وفات پاچکا۔ آپ بولے وہ تو آسمان پر ہے وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ۔

عرض کیا۔ مگر کیا اللہ صرف آسمان پر ہے۔ فرمایا وہی اسکے ملائکہ کا مقر ہے مین نے کہا بیشک مگر خدا کا مقر تو نہین آپ نے کہا زمین تو لعنت [illegible] ہے۔ اور خدا فرماتا ہے رفعہ اللہ الیہ مین نے کہا آپ کو چاہیئے تھا کہ لعنت کا مقام زمین کہتے ہوئے سوچ لیتے کہ اسی مین ہمارے نبی اکرم صلعم تمام جہان کے سردار کا جسد مبارک مدفون ہے مولوی صاحب [illegible] بات ہے کہ کل نبیون کا سردار تو زمین کے نیچے ہو اور موسوی امت کا خلیفہ دو ہزار برس سے آسمان پر ہو اگر زمین ہو آپ [illegible] ہمارے نبی صلعم بھی تو آسمان پر گئے [illegible] کہا آپ کا اشارہ معراج کی طرف ہے [illegible] تھوڑی سی مدت مین ہی گذر گیا [illegible] عرصہ اور کہان یہ بیس صدیان کا [illegible] ولکم فی الارض مستقر [illegible] اور منہا خلقناکم [illegible] پیدائش دمبدم ساتھ ساتھ [illegible] نصوص بینہ قرآنی کے خلاف ہے [illegible] بات کا کیا ثبوت ہے کہ نبی کریم صلعم [illegible] کے ساتھ آسمان پر گئے آپ بولے [illegible] اسریٰ بعبدہٖ لیلاً سے ثابت ہے مین نے کہا یہ آیت تو آپ کا مطلب ثابت نہین کرتی کیونکہ اسمین تو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جانے کا ذکر ہے جو خواہ باین جسم ہو تو بھی [illegible] اسپر آپ گھبرائے اور مجھے پوچھنا شروع کیا سبحان کیسا ہے۔ مین نے کہا اس سوال آپ کی یہ غرض معلوم ہوتی ہے کہ سبحان

سفرنامۂ دہلی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

مسیح موعود کی سچائی کا ایک نشان

ان خیالات میں جو میرے سر میں رات کی اسکی تاریکی اور تنہائی میں یکے بعد دیگرے گذر رہے تھے سب سے پہلے یہ خیال گذرا کہ یہ ریل گاڑی جسپر سوار ہو کر ہم جا رہے ہیں بجائے خود ہمارے سید و مولا حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام کی سچائی کا ایک زبردست ثبوت اور اسکے زمانہ کے علامات میں ایک علامت ہے۔ اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا ایک عظیم الشان نشان ہے۔

کاش کوئی آنکھ دیکھے!

اگرچہ میرا خیال ہے کہ عموماً ناظرین الحکم اجمالی طور پر اس نشان کو سمجھ گئے ہونگے مگر میں محض اس خیال سے تاکہ عوام کو فائدہ پہونچے اور اسکی تصریح سے اپنے آقا و ولی نعمت کی تصدیق (اور تائید ہو) کہولکر بیان کرنا ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کے آثار و علامات بہت سے بیان فرمائے ہیں منجملہ اس کے ایک **نشان** وہ ہے جو قرآن کریم کی آیت کریمہ **واذا العشار عطلت** میں بیان کیا گیا ہے اور اس کی تصدیق میں یہ حدیث موجود ہے **ویترک القلاص فلا یسعیٰ الیھا** یہ **زمینی نشان** ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی **صداقت** کے لئے ظاہر ہوا ہے۔ اور اسی **نشان** کے ذریعہ قرآن کریم کا منجانب اللہ ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔

اور اونٹوں کے چھوڑے جانے اور نئی سواری کا استعمال اگرچہ بلاد اسلامیہ میں قریباً سو برس سے عمل میں آرہا ہے لیکن یہ پیشگوئی اب خاص طور پر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی ریل طیار ہونے سے پوری ہو جائے گی۔ کیونکہ وہ ریل جو دمشق سے شروع ہو کر مدینہ میں آئے گی وہی مکہ معظمہ میں آئیگی اور امید ہے کہ بہت جلد اور صرف چند سال تک یہ کام تمام ہو جائیگا تب وہ اونٹ جو تیرہ سو برس سے حاجیوں کو لیکر مکہ سے مدینہ کیطرف جاتے تھے یکدفعہ بیکار ہو جائیں گے اور ایک انقلاب عظیم عرب اور بلاد شام کے سفروں میں آجائے گا۔ چنانچہ یہ کام بڑی سرعت سے ہو رہا ہے اور تعجب نہیں کہ تین سال کے اندر اندر یہ ٹکڑہ مکہ اور مدینہ کی راہ کا طیار ہو جائے اور حاجی لوگ بجائے بکروں کے پتھر کھانیکے طرح طرح کے میوے کھاتے ہوئے مدینہ منورہ میں پہونچا کریں بلکہ غالباً معلوم ہوتا ہے کہ کچھ تہوڑی ہی مدت میں اونٹ کی سواری تمام دنیا میں سے اٹھ جائے گی اور یہ پیشگوئی ایک چمکتی ہوئی بجلی کی طرح تمام دنیا کو اپنا نظارہ دکہلائے گی اور تمام دنیا اس کو بچشم خود دیکھے گی۔ اور سچ تو یہ ہے کہ مکہ اور مدینہ کی ریل کا طیار ہو جانا گویا تمام اسلامی دنیا میں ریل کا پھر جانا ہے + کیونکہ اسلام کا مرکز مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ ہے۔ اگر سوچکر دیکھا جائے تو اپنی کیفیت کی رو سے خسوف کسوف کی پیشگوئی اونٹوں کے متروک ہونے کی پیشگوئی ایک ہی درجہ پر معلوم ہوتی ہیں کیونکہ جیسا کہ خسوف کسوف کا نظارہ کروڑہا انسانوں کو اپنا گواہ بنا گیا ہے ایسا ہی اونٹوں کے متروک ہونے کا نظارہ بھی ہے بلکہ یہ نظارہ کسوف خسوف سے بڑہکر ہے کیونکہ خسوف کسوف صرف دو مرتبہ ہو کر اور صرف چند گھنٹہ تک رہ کر دنیا سے گذر گیا۔ مگر اس نئی سواری کا نظارہ جس کا نام ریل ہے ہمیشہ یاد دلاتا رہے گا کہ پہلے اونٹ ہوا کرتے تھے ذرا اوس وقت کو سوچو کہ جب مکہ معظمہ سے کئی لاکھ آدمی ریل کی سواری میں ایک ہیئت مجموعی میں مدینہ کی طرف جائیگا یا مدینہ سے مکہ کیطرف آئے گا تو اوس نئی طرز کے قافلہ میں عین اوس حالت میں جبکہ وقت کوئی اہل عرب یہ آیت پڑہے گا کہ **واذا العشار عطلت** یعنے یاد کرو وہ زمانہ جب کہ اونٹنیاں بیکار کی جائینگی اور ایک حمل دار اونٹنی کا بھی قدر نہ رہے گا جو اہل عرب کے نزدیک بڑی قیمتی تھی اور یا جب کوئی حاجی ریل پر سوار ہو کر مدینہ کیطرف جاتا ہوا یہ حدیث پڑہے گا کہ **ویترک القلاص فلا یسعیٰ علیھا** یعنے مسیح موعود کے زمانہ میں اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی اور انپر کوئی سوار نہیں ہوگا تو سننے والے اس پیشگوئی کو سنکر کسقدر وجد میں آئیں گے اور کس قدر انکا ایمان قوی ہوگا۔ جس شخص کو عرب کی پرانی تاریخ سے کچھ واقفیت ہے وہ خوب جانتا ہے کہ اونٹ اہل عرب کا بہت پرانا رفیق ہے اور عربی زبان میں ہزار کے قریب اونٹ کا نام ہے اور اونٹ سے اسقدر قدیم تعلقات اہل عرب کے پائے جاتے ہیں کہ میرے خیال میں بیس ہزار کے قریب عربی زبان میں ایسا شعر ہوگا جس میں اونٹ کا ذکر ہے اور خدا تعالےٰ خوب جانتا تہا کہ کسی پیشگوئی میں اونٹوں کے ایسے انقلاب عظیم کا ذکر کرنا اس سے بڑھکر اہل عرب کے دلوں پر اثر ڈالنے کے لئے اور پیشگوئی کی عظمت انکی طبیعتوں میں بٹھانے کے لئے اور کوئی راہ نہیں۔ اسی وجہ سے یہ عظیم الشان پیشگوئی قرآن شریف میں ذکر کی گئی ہے جس سے ہر ایک مومن کو خوشی سے اچھلنا چاہیئے کہ خدا نے قرآن شریف میں آخری زمانہ کی نسبت جو مسیح موعود اور یاجوج ماجوج اور دجال کا زمانہ ہے یہ خبر دی ہے کہ اس زمانہ میں یہ رفیق قدیم عرب کا یعنی اونٹ جسپر وہ مکہ سے مدینہ کی طرف جاتے تھے اور بلاد شام کی طرف تجارت کرتے تھے ہمیشہ کے لئے اون سے الگ ہو جائیگا سبحان اللہ کسقدر روشن پیشگوئی ہے یہانتک کہ دل چاہتا ہے کہ خوشی سے نعرے ماریں کیونکہ ہماری پیاری کتاب اللہ قرآن شریف کی سچائی اور من جانب اللہ ہونے کے لئے یہ ایک ایسا نشان دنیا میں ظاہر ہو گیا ہے کہ نہ توریت میں ایسی بزرگ اور کہلی کہلی پیشگوئی پائی جاتی ہے اور نہ انجیل میں اور نہ دنیا کی کسی اور کتاب میں۔ ہندوؤں کے ایک پنڈت دیانند نام نے ناحق فضولی کے طور پر کہا تہا کہ وید میں ریل کا ذکر ہے یعنی پہلے زمانہ میں آریہ ورت (ملک ہند) میں ریل جاری تہی مگر جب ثبوت مانگا گیا تو بجز بیہودہ باتوں کے اور کچھ جواب نہ تہا اور دیانند کا یہ مطلب نہیں تہا کہ وید میں پیشگوئی کے طور پر ریل کا ذکر ہے کیونکہ دیانند اس بات کا معترف ہے کہ وید میں کوئی پیشگوئی نہیں بلکہ اسکا صرف یہ مطلب تہا کہ ہندوؤں کے عہد سلطنت میں بہی یورپ کے فلاسفروں کیطرح ایسے کاریگر موجود تھے اور اس زمانہ میں بہی ریل موجود تہی یعنی ہمارے بزرگ بہی انگریزوں کی طرح کئی صنعتیں ایجاد کرتے تھے لیکن قرآن شریف یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ کسی زمانہ میں ملک عرب میں ریل موجود تہی بلکہ آخری زمانہ کے لئے ایک عظیم الشان پیشگوئی کرتا ہے کہ ان دنوں میں ایک بڑا انقلاب ظہور میں آئیگا اور اونٹوں کی سواری بیکار ہو جائیگی اور ایک نئی سواری دنیا میں پیدا ہو جائے گی جو اونٹوں سے مستغنی کر دے گی یہ پیشگوئی جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں حدیث مسلم میں بہی موجود ہے جس میں مسیح موعود کے زمانہ کی علامت بیان کی گئی ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پیشگوئی کو قرآن شریف کی اس آیت سے ہی استنباط کیا ہے **واذا العشار عطلت** سے۔ یاد رہے کہ قرآن شریف میں دو قسم کی پیشگوئیاں ہیں ایک قیامت کی اور ایک زمانہ آخری کی مثلاً جیسے یاجوج ماجوج کا پیدا ہونا اور اون کا تمام ریاستوں پر فائق ہونا یہ پیشگوئی آخری زمانہ کے متعلق ہے اور حدیث مسلم نے پیشگوئی **یترک القلاص** میں صاف تشریح کر دی ہے اور کہولکر بیان کر دیا ہے کہ مسیح کے وقت میں اونٹوں کی سواری ترک کر دی جائے گی۔

الغرض

اس سواری پر سوار ہو کر دل بے اختیار اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے کو چاہتا تہا خصوصاً ایسی حالت میں کہ وہ خدا کا برگزیدہ اور اسکے اپنے ہاتھ سے کیا ہوا مسیح موعود ہمارے ساتھ تہا۔ اور اسکی رفاقت نے آج خصوصیت کے ساتھ اس پیشگوئی پر غور کرنے کا موقع دیدیا تہا۔ میں دل ہی دل میں عجیب لذت لے رہا تہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کشفی نظر کسقدر تیز اور دور بین ہے جسکی نظیر اولین اور آخرین میں مل نہیں سکتی۔ انہیں خیالات کے سلسلہ میں ان احادیث کی طرف چلا گیا جن میں ہو بہو اس سواری کا نقشہ کہینچا گیا ہے کیونکہ یہ سفر رات ہی کا سفر تہا۔ اور رات کی تاریکی اور سنسانی میں ہی یہ **خر دجال** اپنی آواز میں رکلاتا ہوا اسی طرح جا رہا تہا جسطرح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قبل از وقت خبر دی تہی۔ اس مقام پر ان احادیث کا مجموعی طور پر لکھ دینا غالباً ناظرین الحکم کے لئے فائدہ اور دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

یخرج الاعور الدجال من یھود تہ اصبھان لم یخلق لہ عین والاخری کانھا کوکب من وجتہ من دم یشوی فی الشمس شیئاً یتناول الطیر من الجولتہ ثلاث صیحات یسمعھا اھل المشرق والمغرب لہ حمار ما بین عرض اذنیہ اربعین باعا یطاکل منھل فی کل سبعتہ ایام یسیر معہ جبلا احدھما فیہ اشجار و ثمار و ماء واحدھما فیہ دخان و نار یقول ھذہ الجنتہ و ھذہ النار رواہ الحاکم و ابن عساکر عن ابن عمر۔

ترجمہ:۔ حاکم اور ابن عساکر نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ کانا دجال اصفہان کے یہودیوں میں سے نکلیگا اور اسکی آنکھ پیدا ہی نہ ہوئی ہوگی اور اسکی دوسری آنکھ ستارہ کی سی ہوگی جس میں خون ملا ہو۔ سورج میں کوئی چیز بھونے گا اور اڑتے ہوئے جانور کو پکڑ لیگا تین آوازیں کریگا جسکو مشرق والے اور مغرب والے سن لینگے۔ اسکا ایک گدہا ہوگا۔ اسکے دو کانوں کے درمیان چالیس باع کا عرض ہوگا ہر گہاٹ کو ہر ہفتہ میں طے کیا کرے گا اور اسکے ساتھ دو پہاڑ ہونگے ایک میں تو درخت اور پھل اور پانی ہوگا اور دوسرے میں دھواں اور آگ۔ دجال کہیگا کہ یہ جنت ہے اور یہ دوزخ ہے۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۰۔

اس حدیث سے بخوبی واضح ہے کہ دجال کا ایسا گدہا ہوگا جو بہت ہی تیز رو ہوگا اور ایک ہفتہ میں کل سٹیشنوں کو طے کریگا۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ کراچی سے کلکتہ تک اور مدراس سے پشاور تک ایک ایک ہفتہ میں کل سٹیشنوں کو طے کرتا ہے جسکو شک ہو ریلوی کے تقسیم اوقات کے نقشوں کو ملاحظہ کرے اور پہر اوس گدہے کی تعریف میں یہ بہی لکھا ہے کہ اوس کے ہمراہ دو پہاڑ ہونگے۔ واقعی جسقدر گاڑیاں اوس کے ساتھ ہیں وہ پہاڑوں کی شکل میں دکہائی دیتی ہیں اور فی الحقیقت اُن گاڑیوں میں درختوں کے پودے۔ میوہ جات اور پانی بہی ہوتا ہے اور انجن اور اوس کے ساتھ [illegible]

+ چونکہ ریل کا وجود اور اونٹوں کا بیکار ہونا مسیح موعود کے زمانہ کی نشانی ہے اور مسیح کے ایک یہ بھی معنے ہیں کہ بہت سیاحت کرنے والا۔ تو گویا خدا نے مسیح کیلئے اور اس کے نام کے معنے متحقق کرنے کے لئے اور نیز اسکی جماعت کیلئے کے حکم میں ہیں۔ ریل کو ایک سیاحت کا وسیلہ پیدا کیا ہے تا وہ سیاحتیں جو پہلے مسیح نے ایک سو بیس برس تک بمشقت پوری کی تہیں اس مسیح کے لئے صرف چند ماہ میں وہ تمام سیر و سیاحت میسر آجائے اور یہ یقینی امر ہے کہ جیسے [illegible]

[illegible]

www.aaiil.org

کی گاڑی میں آگ اور آگ کا سامان اور دھوان بھی ہوتا ہے پھر تعجب کہ نادان کہتے ہیں کہ ریل دجال کا گدھا نہیں اور طرفہ یہ کہ ہر ریلوی میں دو ہی گارڈ ہوتے ہیں جو اشارون سے گاڑی کو چلاتے ہیں۔ اور واقعی ایک گارڈ ریلوی کی اگلی گاڑی میں اور ایک اوس کی پچھلی گاڑی میں ہوتا ہے جب دونون کا اتفاق ہوتا ہے تو گاڑی چلتی ہے اور اگر دونون گارڈون کے درمیانی فاصلہ کو ماپا جائے تو ۶۰ یا ۷۰ باع سے کم نہیں ہوتا ہے۔ باع کہتے ہیں دونون ہاتھون کے پھیلاؤ کو۔ اگر کسی کو شک ہو تو ماپ کر دیکھ لے۔

حمار یعنے گدھے کا لفظ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیون بولا اونٹ یا گھوڑا کیون نہ کہا سو اسکا جواب یہ ہے کہ اپنے صحابہ کو سمجھانے کے لئے بطور مثال بیان کیا ہے کیونکہ گدھا بوجھ لادنے اور سواری دینے مین کام آتا ہے۔ ایک تو اسوجہ سے حمار کا لفظ استعمال کیا اور دوسری وجہ یہ کہ گدھے کی آواز سخت مکروہ ہوتی ہے ان انکر الاصوات لصوت الحمیر اسکی مصدق ہے اور چونکہ ریل کی آواز بھی سخت مکروہ ہے اسواسطے اوسکو حمار کے لفظ مین تعبیر کیا گیا۔

(ب) اس کی تائید ایک اور حدیث سے ہوتی ہے۔ اور وہ یہہ ہے۔

عن رافع بن بشر السلمی عن ابیہ یوشک ان تخرج نار من حبس سیل تسیر سیر مطیۃ الابل تسیر بالنہار وتقیم باللیل تغدوا وتروح یقال غدت النار ایہا الناس غدوا قالت النار ایہا الناس فقیلوا راحت النار ایہا الناس فروحوا من ادرکتہ اکلتہ۔ رواہ احمد وابو یعلی والبغوی والباوردی وابن قانع وابن حبان والطبرانی والحاکم وابو نعیم والبیہقی

ترجمہ:- احمد بن حنبل اور ابو یعلی اور باوردی اور ابن قانع اور ابن حبان اور طبرانی اور حاکم اور ابو نعیم اور بیہقی نے رافع بن بشر السلمی سے روایت کی اوس نے اپنے باپ سے کہ قریب ہے کہ پانی کے بند کرنے سے ایک قسم کی آگ نکلے گی جو اونٹ کی سی رفتار کرے گی اور دن کو چلے گی اور رات کو قیام کرے گی۔ صبح کو بھی چلے گی اور شام کو بھی چلے گی (مراد ہر وقت چلے گی) اور پکار ہوگی کہ اے لوگو وہ دن کو چلنے لگی تم بھی تیار ہو جاؤ۔ پھر آواز ہوگی دوپہر کو چلی تم بھی چلو۔ پھر شام کو چلے گی تم بھی چلو۔ اور وہ جسکو گھیرلے گی کہا جائے گی۔ دیکھو کنز العمال

اس حدیث مین مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ریل گاڑی کا فوٹو کھینچ دیا ہے اور اسکا گھنٹا بجنا اور لوگون کو خبردار کر دینا کہ ریل تیار ہے تم بھی تیار ہو جاؤ۔ اور نیز ریلون کی تعداد بتا دی کہ بعض مقامات پر دو دفعہ یعنی صبح وشام ریلوی چلتی ہے اور بعض مین تین دفعہ اور اس سے زیادہ کہیں نہیں ہوتی ہیں اسلئے صرف کثرت دفعہ کا ذکر فرما دیا ہے۔ اور اس مین کوئی حرج نہیں ہے۔

علاوہ برین یہ بھی بتلا دیا کہ وہ سواری یعنی حمار آگ اور پانی کے ذریعہ چلے گی سو کون نہیں جانتا کہ انجن مین پانی بند کرکے آگ دی جاتی ہے اور جب پانی سو درجہ تک گرم ہو جاتا ہے تو اوس سے بھاپ پیدا ہو جاتی ہے جس کے زور سے وہ چلتی ہے۔

(ت) حدیث ابن المنادی مین جو حضرت علی کی روایت سے ہے یہ بھی درج ہے کہ دجال کا گدھا ایسا ہوگا کہ اوس کے چلنے کے مقام سے ٹھہرنے کے مقام تک ایک دن اور ایک رات کا سفر ہوگا یعنی جتنا ایک آدمی رات اور دن مین سفر کرے۔ چنانچہ الفاظ حدیث یہ ہین

مابین حافر حمارہ الی الحافر الآخر مسیرۃ یوم ولیلۃ

(ث) پھر ایسی حدیث مین دجال کے گدھے کی یہ بھی تعریف ہے کہ اتنا تیز چلے گا کہ اوس کے دائین طرف بادل ہو تو فورًا وہان تک پہونچ جائیگا چنانچہ الفاظ حدیث یہ ہین۔

یتناول السحاب بیمینہ ویسبق الشمس الی مغیبہا۔ پس کون نہیں جانتا کہ ریلوی گاڑی اتنی سرعت سے چلتی ہے کہ بادلون کو پیچھے چھوڑ جاتی ہے۔ اور سورج کے غروب ہونے سے پہلے کہین کی کہین چلی جاتی۔

(ج) اوس کا گدھا صرف خشکی پر ہی نہیں چلے گا بلکہ سمندر مین بھی اپنی پوری رفتار سے چلے گا۔ چنانچہ الفاظ حدیث حسب ذیل ہین۔

یخوض البحر الی کعبیہ یعنے سمندر مین ٹخنون تک غوطہ لگائے گا۔ جن لوگون نے بندرگاہون کا معائنہ کیا ہوگا دخانی جہازون اور اگنبوٹون مین سیر کی ہوگی اون پر بخوبی روشن ہے کہ انجن جہاز یا کشتی دخانی کا ایک حصہ پانی مین ہوتا ہے۔

(ح) دجال کے گدھے کی ایک علامت یہ بھی لکھی ہے کہ اوس کے آگے آگے ایک دھوین کا پہاڑ اور پیچھے سبزی نما پہاڑ ہوگا۔ جو حدیث کے الفاظ ذیل سے ہویدا ہے امامہ جبل دخان وخلفہ جبل دخان۔ جن لوگون نے ریلون اور جہازون کو چلتے ہوئے دیکھا ہے اون کو معلوم ہے کہ انجن چونکہ آگے آگے ہوتا ہے اوس سے بکثرت دھوان نکلتا ہے جو آسمان مین بلند ہو کر ایک پہاڑ سا دکھائی دیتا ہے اور جب دھوان ہوا مین منتشر ہو کر ریلوی کے پیچھے ہو جاتا ہے تو سبز پہاڑ کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔

(خ) وہ گدھا آواز کرے گا جو دور دور تک سنائی دیگی گویا اوس سے وہ اون لوگون کو جو اوس مین سوار ہونے کے لئے منتظر ہوتے ہین بلاتا ہوگا۔ چنانچہ الفاظ حدیث یہ ہین۔ ینادی بصوت لہ یسمع بہ ما بین الخافقین الی اولیائی الی اولیائی الی احبائی۔ پس صاف واضح ہے کہ یہ باتین ریل گاڑی مین پائی جاتی ہین پھر اگر اسکو دجال کا گدھا نہ مانا جائے تو بتاؤ کہ ایسی عظیم الشان بے نظیر گاڑی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہان خبر دیگی ہے اور یہ تو سب مسلمانون کا ایمان ہے کہ اوس مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیامت تک کی خبرین دیدی ہین اگر دجال کے گدھے کے علاوہ وہ کوئی اور چیز ہے تو بتاؤ کہ اسکی اطلاع کس حدیث مین ہے۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۷۔

مختصرًا

یہ تمام احادیث ریل گاڑی کی ایجاد کی پیشگوئی کو صاف طور پر بتاتی ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور مسیح موعود کی صداقت پر مہر کرتی ہین اس مقام پر عوام مخالف الرائے علماء کے بہکانے سے ایک اعتراض کرتے ہین کہ جب ریل گاڑی دجال کا گدھا ہے تو اسپر مسیح موعود کیون سوار ہوتا ہے؟

رفع اعتراض

اس سوال کی معقولیت پر تو ناظرین خود قیاس کر لین ایسے معترض ہمین نہین بتاتے کہ کیا اسپر سوار ہونا قرآن شریف یا احادیث مین حرام آیا ہے؟ اگر یہ بات نہین اور یقینًا نہین تو پھر ایسا بیہودہ اعتراض کیون کیا جاتا ہے علاوہ برین بوجہ ملکیت اور قبضہ اور تصرف تام اور ایجاد دجالی گروہ کے یہ دجال کا گدھا کہلاتا ہے اور اگر عارضی طور پر کوئی اس سے نفع اٹھاوے تو اس سے وہ اس کا مالک یا موجد ٹھیر نہین سکتا خر دجال کی اضافت ملکی ہے پھر اگر چند اشیاء دجال کے مملوکات ومصنوعات مین سے بھی مومنون کو نفع پہونچاوے تو اسمین کیا حرج ہے کیا انبیا کفار کی مملوکات ومصنوعات سے نفع نہین اٹھاتے تھے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اکثر خچر کی سواری کرتے تھے حالانکہ احادیث نبویہ سے ثابت ہوتا ہے کہ گدھے سے گھوڑی کو ملانا ممنوع ہے ایسے ہی بہت نمونے پائے جاتے ہین۔ ماسوا اسکے جبکہ مسیح موعود قاتل دجال ہے یعنی روحانی طور پر تو بموجب حدیث من قتل قتیلا فلہ سلبہ جو کچھ دجال کا ہے وہ مسیح کا ہے علاوہ اسکے مسلم کی حدیث میں ابو ہریرہ سے مروی ہے عیسے کے آنےکی یہ نشانیان لکھی ہین

لینزلن ابن مریم حکمًا عدلا فلیکسرن الصلیب ولیقتلن الخنزیر ولیضعن الجزیۃ ولیترکن القلاص فلا یسعی علیہا یعنے عیسے حکم اور عدل ہونیکی حالت مین اتریگا اسطرح کہ مسلمانون کے اختلافات پر حق کے ساتھ حکم کریگا اور عدل کو زمین پر قائم کریگا صلیب کو توڑیگا خنزیرون کو قتل کریگا اور جزیہ کو اٹھا دیگا اور اوس کے آنے کا ایک یہ نشان ہوگا کہ جوان اونٹنیان جو باربرداری اور سواری کا بخوبی کام دیتی ہین چھوڑ دی جائین گی پھر اونپر سواری نہین کی جائے گی اب واضح ہو کہ یہ ریل گاڑی کی طرف اشارہ ہے جسنے تمام سواریون سے قریبًا نوع انسان کو فارغ کر دیا ہے اور جو تمام دنیا کے ستر ہزار میل مین پھر گئی ہے اور ہندوستان کے ۲۶ ہزار میل مین۔ چونکہ عربیون اعلےٰ درجہ کی سواری جو ایک عربی کے تمام گھر کو اٹھا سکتی ہے اونٹنی کی سواری ہے جو باربرداری اور مسافت طے کرنے مین تمام سواریون سے بڑھکر ہے اسلئے آنحضرت صلعم نے اسکی طرف اشارہ کیا تا اعلےٰ کے ذکر کرنے سے ادنےٰ خود اسکے ضمن مین آجائے پس فرمایا کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت مین یہ سب سواریان بے قدر ہو جائینگی اور کوئی اونکی طرف التفات نہین کرے گا یعنی ایک نئی سواری دنیا مین پیدا ہو جائیگی جو دوسری تمام سواریون کی وقعت کھو دیگی۔ اب اگر عمومًا تمام لوگ اس ریل گاڑی پر سوار نہون تو یہ پیشگوئی ناقص رہتی ہے۔

خلاصہ کلام

ریل گاڑی مین سوار ہو کر مین ان خیالات مین مستغرق جارہا تھا اور بے اختیار زبان سے خدا کی حمد اور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم پر درود شریف نکلتا تھا جس کی پیشگوئیون کو اپنی آنکھون سے پورا ہوتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم

راستہ کے دیگر حالات

رات کی تاریکی اور موسم کی خنکی گاڑی سے باہر سر نکال کر نظارہ قدرت کے دیکھنے کا کوئی موقع نہین دینا چاہتی تھی۔ ہان کبھی کبھی ضرورتًا دروازہ کھولکر آسمان کی نورانی فضا اپنا اثر کئے بغیر نہ رہتی تھی نہین خیالات متذکرہ بالا کی ادھیڑبن مین لیٹا ہوا تھا کہ کرتارپور سٹیشن سے جماعت کپورتھلہ کے معزز احباب نے اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور شرف نیاز پایا۔ خانصاحب عبد المجید خانصاحب انچارج آفیسر بگھی خانہ اور کئی اور بھائی چھاونی جالندھر تک ساتھ گئے منشی حبیب الرحمٰن صاحب نمبردار ورئیس حاجی پور (متصل پھگواڑہ) بھی حاضر ہو کر سعادت اندوز ہوئے

اعلےٰ حضرت کا خلق عظیم

ایک لمبا سفر اور پھر رات کا سفر جبکہ انسان طبعًا اور فطرتًا آرام کرنا چاہتا ہے پھر ایسی حالت کہ آپکے ہمراہ حضرت ام المومنین صاحبزادگان اور دیگر متعلقین تھے۔ لیکن جب کسی سٹیشن پر خدام حاضر ہوتے

رسیدات آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام

یکم اکتوبر ۱۹۰۵ء

عبدالقادر صاحب مدرس منصوراں یتامیٰ ع۲
سربلند صاحب مٹوٹلی ۵ر ۲ پ۹
خیرالدین صاحب گارڈ کوہاٹ ۱۲ر
ضیاء اللہ صاحب از مانسہرہ ۸ر
عبدالعزیز صاحب (ایمن آبادی) ۲ر
جماعت احمدیہ داتہ معرفت مولوی شیر علی صاحب ۱ر ۹ پ ع۳

۲۔ اکتوبر

جماعت شملہ معرفت برکت علی صاحب ملے مساکین ۱ر
جماعت قتال پور معرفت سلطان احمد صاحب عہ
معرفت خداداد صاحب رسالدار کوئٹہ چندہ جناب کوئٹہ ہے ۱ر

۳۔ اکتوبر

بابو غلام محمد صاحب ٹائم کیپر ریلوے دفتر لاہور ۱ر
محبوب عالم دوکان سیٹھ سوتی لاہور ع۱۲
چوہدری نبی بخش صاحب رہتانہ ۵ر
نواب خان صاحب تحصیلدار گجرات صہ

۴۔ اکتوبر

جماعت کنجاہ عہ ۱۴ر
سید محمد رضوی صاحب وکیل حیدرآباد دکن ملے
عزیزالدین صاحب ڈپٹی انسپکٹر لورالائی للعہ

۵۔ اکتوبر

غلام محمد صاحب تھلوری شاہ کوٹ ضلع گوجرانوالہ ۱ر
جماعت جہلم ... والی ضلع گوجرانوالہ ع۳

۷۔ اکتوبر

عبداللہ خان جک منشی مہدی تحصیل پاک پٹن للعہ
نواب خان صاحب وارڈ ریکو۔ برما عہ
بیوی غلام محی الدین صاحب خان بہادر جک شیخال شاہپور یتامیٰ صہ

۹۔ اکتوبر

محمد اکرم صاحب کمپونڈر عہ
ناصر شاہ سب ڈویژنل افیسر بارہ مولا جون ع۵
محمد حسین احمدی پنجابی مدراس عہ
جماعت پشاور معرفت غلام حسن صاحب سب رجسٹرار صہ

۱۰۔ اکتوبر

چندہ طلباء معززین و استادان مدرسہ قادیان بتقریب رخصت یکماہ ۱۱ر ۵ پ
جماعت بمبئی معرفت اسماعیل آدم صہ مساکین یتامیٰ ۹ر ۵ پ

۱۲۔ اکتوبر

عطا محمد صاحب اوورسیر انچارج پارہ چنار مساکین صہ یتامیٰ صہ
عنایت اللہ صاحب جہیہ بندہ ... ۱ر

۱۳۔ اکتوبر

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب پنڈی کیمپ عہ
بابو عطاء الٰہی صاحب لالہ موسیٰ ع۳

ڈاکٹر یعقوب خان صاحب اسسٹنٹ سرجن ... مونہ سے
مستورات ننگہ معرفت دفتر الحکم مساکین ع۳

۱۶۔ اکتوبر

بابو طفیل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ جنگی چندسی عہ
جماعت بمبئی معرفت ماسٹر سکندر علی صاحب ۱ر ۱۲ پ
میاں عبدالمجید صاحب بر دوکان رحیم بخش صاحب بنوں ۸ر ۹ پ
ماسٹر سکندر علی صاحب ملازم ... قادیان یتامیٰ ۲ر
ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب پروفیسر میڈیکل کالج آگرہ عہ

۱۷۔ اکتوبر

منشی یار محمد صاحب فاریسٹ گارڈ پاڈر کشمیر عہ
بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر لارنس پور عہ
بابو عباس علی صاحب گارڈ کوہاٹ ۱۲ر
ڈاکٹر محمد علی خان صاحب اسرہری دفعدار ... عہ
منشی محمد حسن صاحب بخاری ہیڈ ... ضلع منٹگمری ۴ر
چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ صہ
میاں اللہ دتا صاحب برانچ پوسٹ ماسٹر مانگٹانوالہ عہ
بابو عبدالرحمن صاحب کلرک انبالہ ع۱۲
جماعت بمبئی معرفت ماسٹر سکندر علی صاحب ۴ر ۱۲ پ

۱۸۔ اکتوبر

عمرالدین صاحب مدرس سنور عمر
سردار خان صاحب سنور ۸ر
رستم علی صاحب سنور ۲ر
ہاشم علی صاحب احمدی گرداور ... عہ

۱۹۔ اکتوبر

محمد حسین صاحب وٹرنری دفعدار ... ۱ر
خیرالدین صاحب گارڈ کوہاٹ ۱۲ر
عبدالعزیز صاحب ٹیلر ماسٹر متھرا عہ
قطب الدین صاحب متھرا ۴ر

۲۰۔ اکتوبر

چندہ جناب بھیرہ معرفت حکیم فضل دین صاحب مساکین یتامیٰ
میاں عبدالعزیز صاحب درزی از رہتاس
معرفت گلاب دین صاحب ملے
صوبہ دار سید تاج شاہ ڈاکخانہ سنہہ کہاریاں ۱۵ر
میاں مقبول شاہ صاحب ۸ر
گل حسن صاحب ۵ر
منشی برکت علی خان صاحب محرر دفتر الحکم ۱ر ۶ پ
نورالدین احمدی مگوی برما ۱۲ر
الٰہی بخش صاحب سلوتری ۱ر
رحیم بخش ولد الٰہی بخش صاحب ۶ر
عبدالحلیم صاحب ۵ر
محمد تقی صاحب مدرس مدرسہ سرہند ۴ر

۲۱۔ اکتوبر

حکیم فضل دین صاحب مساکین سے یتامیٰ صہ
محمد عارف از قادیان ۲ر

۲۵۔ اکتوبر

شیخ رحمت اللہ صاحب سوداگر بمبئی ہوس لاہور عہ
حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب مساکین ملے ۱۵ر

رسیدات آمدنی ماہ نومبر

۱۰ نومبر ۱۹۰۵ء

نظام الدین ولد ... کاکا ساکن ہاگووال مساکین ملے
فضل محمد پرسیان تحصیل بٹالہ صہ
سید محمد رضوی صاحب وکیل حیدرآباد دکن ملے
بابو عبدالحی خان صاحب کلرک پوسٹ آفس فیروزپور عہ
طفیل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ جنگی چندسی عہ
عنایت اللہ صاحب انسپکٹر پولیس مظفرنگر عہ
عنایت اللہ گھاسہ سندھوان ضلع گوجرانوالہ عہ
مرزا محمد شفیع ہیڈ کلرک دفتر سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ جات امرتسر عہ
برکت علی دفتر سرٹی کمشنر گورنمنٹ آف انڈیا شملہ ع۳
گلاب خان صاحب سب پوسٹ ماسٹر راولپنڈی عہ

(باقی آئندہ)

احمدی یا احمدی سامان ورزش

اسلام علیکم۔ آپکے احمدی کارخانہ میں ہر قسم کا سامان ورزش ایسے قسم کا تیار ہوتا ہے انگریزی اشیا بھی موجود ہیں گو پہلے آپ کو معلوم نہیں تھا مگر اب آپ کو کہیں جانے اور تکلیف کرنیکی ضرورت نہیں۔ ہم ڈنکے کی چوٹ خدا کو حاضر ناظر جان کر باآواز بلند کہتے ہیں کہ ہم سے ارزاں اور بہتر عمدہ مال کہیں نہیں ملیگا صفائی معاملہ اور ایمانداری کے واسطے اس کارخانہ کا نام کافی ہے اور ایک دفعہ ضرور آزمائش ہو۔

مختصر فہرست اشیا حسب ذیل ہیں جو درخواست پر مل سکتی ہیں

کرکٹ بیٹ	فٹ بال عمدہ مکمل ے
لین ٹینس دو ربڑ عمدہ عہ	؍؍ عہ ؍؍ للعہ
کارک ؍؍ ایک ربڑ ملے	؍؍ ۳ ؍؍ ...
صرف ایک ربڑ معہ	آنکھیں چمڑے والی للعہ
درجہ دوم ے	؍؍ ڈورہ والی ے
؍؍ سوم للعہ	؍؍ مادہ اول عہ
اکٹلے پریکٹس ے	؍؍ درجہ دوم فیتہ عمہ
دوم درجہ ے	ٹین سفید لکڑی عہ
سوم ؍؍ عہ	؍؍ پیلیا ؍؍ عہ
بال درجہ اول فی درجن عہ	بیڈ منٹن سفید ؍؍ عہ
دوم سیچے لعہ	؍؍ پیلے ؍؍ ۸ر
پریکٹس معہ	سٹل کارک عہ
گیند کھیلنے کا چمڑا صہ	دوم درجہ عہ
؍؍ زین للعہ	ولن بال فی درجن للعہ

نوٹ: احمدی بھائیوں سے قیمت ... فیصدی کمیشن غیر احمدی سے ۱۲ فیصدی کمیشن۔ پتہ خوشخط مال وی پی
منیجر ایم خدا بخش ... احمدی سپورٹس ورکس سیالکوٹ شہر

خواب سے جاگو۔ آنکھیں کھولو

اور دیکھو کہ مندرجہ ذیل گھڑیاں کسقدر سستے داموں پر فروخت کر رہے ہیں اب بھی اگر آپ نے گھڑیاں نہ خریدیں تو پھر کب خریدو گے۔ صاحبان جلدی گھڑیاں خرید لیں۔ ورنہ پھر ایسا بہتر موقع نہ ملیگا۔
اصلی اسکوپ سسٹم واچ گارنٹی ... سال قیمت تین روپیہ علاوہ محصول
اگر یہ گھڑی عرصہ گارنٹی میں بلا کسی خاص نقص کے چلنے سے رک جاوے گی تو ہم بلا اجرت درست کر دینگے اس سے زیادہ اس کے پختہ و پائیدار ہونیکا کیا ثبوت ہو سکتا ہے ... منگوا کر ملاحظہ کیجئے قیمت تین روپیہ علاوہ محصول بکس شیشہ ... ہمراہ گھڑی مفت

نکل سلور کی رسٹ واچ گارنٹی چار سال قیمت چار روپیہ علاوہ محصول
یہ گھڑی کلائی پر باندھی جاتی ہے اس کے پرزے نہایت پختہ و پائیدار ہیں ... کی گھڑی ہے ... جیب میں ... رکھ سکتی ہے

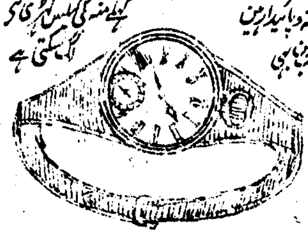

برسوں نہیں بگڑتی قیمت چار روپیہ علاوہ محصول۔
ملنے کا پتہ: منیجر حمیدیہ ٹریڈنگ کمپنی شہر لاہور

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہیں ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو کہ اسکا مال و اسباب محفوظ رہے؟ حفاظت مال و اسباب کے لئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائیں جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بھی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی اور خوبصورتی کی وجہ سے ہر جگہ پسند کئے جاتے ہیں لکڑی کے صندوقوں کے مقابلہ میں یہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پھلکے اور پھر زیادہ مضبوط اور پائیدار ہیں اور دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر میں ہر طرح سے آسانی کے ساتھ اسباب بند کر کے لیجا سکتے ہیں۔ چونکہ یہ احمدی بھائی کا کارخانہ ہے اسلئے آپ اس میں کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ نہ پائیں گے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجھ لیا گیا ہے۔ جو لوگ کہ ٹرنکوں کی تجارت کرتے ہیں وہ اگر مجھ سے منگوائیں گے تو ان کے ساتھ خاص رعایت بھی کیجائیگی مفصل فہرست درخواست کر کے کارخانہ سے منگوالو۔ درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوے سٹیشن کا پتہ ضرور لکھو۔ بلٹی بذریعہ قیمت طلب پارسل روانہ کیجائے گی۔ تمام درخواستیں بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئیے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

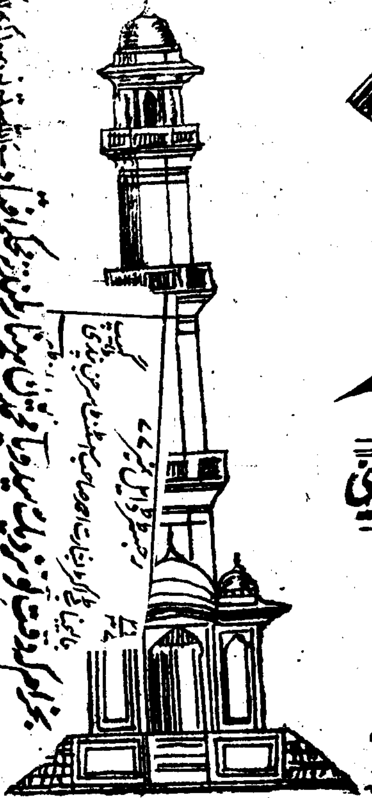

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوِی الْقَرْیَۃَ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے ۱۰ (۳) ہندوستان سے باہر کے (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ۲

فہرست مضامین

(۱) دار الامان کا ہفتہ ص اوّل
(۲) مولانا عبد الکریم صاحب مرحوم (رضی اللہ عنہ) کی علالت حسن خاتمہ۔ اور اس سے احمدی قوم اور اہل ... کے لئے مفید سبق۔ ص ۲-۳
... کی مسجد کا فیصلہ ہوگیا۔ ص ۳-۴
... دہلی۔ حیات صافی / ... ان کو خاص اطلاع ص ۵
... قبرستان یا بہشتی مقبرہ۔ ص ۶
... (گذشتہ اشاعت سے آگے) ص ۸
... غور سے پڑہین ص ۸
... عشق کی حقیقت / ... قصارات ص ۹
(۹) رسیدات آمدنی مدرسہ ماہ نومبر ص ۱۰
(۱۰) اشتہارات۔ ص ۱۱-۱۲

نمبر ۴۵ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ ڈسمبر ۱۹۰۵ء مطابق ۲۶ شوال ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

ضروری نوٹ

حسب معمول الحکم کا یہ انشو اس سال کو خدا کے فضل سے ختم کرتا ہے اور آخری ہفتہ کی تعطیل کرتا ہے۔ اگلا پرچہ انشاء اللہ العزیز ۱۔جنوری ۱۹۰۶ء کو شائع ہوگا۔ جن احباب نے بروقت اپنے ذمگی مطالبات کو بہیجکر کارخانہ کی اعانت فرمائی اللہ تعالے ان کو جزائے خیر دے۔ اور جو ابتک بہی متوجہ نہین ہوئے انہین بیدار کرے۔ مین اپنے کرمفرما ناظرین کی اس مہربانی کا بہی شکر گذار ہون جو وہ الحکم کی بعض کمزوریون اور فرو گذاشتون پر بہی چشم پوشی فرماتے ہین + اور حقیقت مین میری ذمہ واریون اور اس کام کی اہمیت کی وجہ سے جو میرے ہاتہون مین محض خدا کے فضل سے ہے ایسا ہی ہونا بہی چاہئیے + ورنہ اگر اسکے خلاف معاملہ ہو تو پہر اس کے یہ معنے ہونگے کہ اس کام کی کوئی عظمت اور قدر انکے دل مین نہین اور مین جانتا ہون کہ ایسا نہین اگر خدانخواستہ ایسا ہوتا تو الحکم کی راہین بہت رکاوٹین اور ٹہوکر کے پتہر پیش آتے۔ بہرحال اللہ تعالے کی حمد اور ستائش ہے کہ محض اسی کے فضل اور کرم سے۔ ہان اسی کی تائید اور توفیق سے الحکم نے نوین جلد ختم کی اور اب دسوین جلد بہی اسی کے فضل سے شروع ہوگی۔

سوچا تو یہ گیا تہا کہ دسوین جلد کا اغاز الحکم مین **نمایان ترقی** کے ساتہہ ہوتا اور اسے ہفتہ وار سے روزانہ کی صورت مین جاری کیا جاتا۔ مگر ابہی مین سمجہتا ہون کہ اسکے لئے دوسرا وقت مقدر ہے ہفتہ مین دوبار کی تجویز پر ایک بہی ایسا خط نہین آیا جس نے اس تجویز سے اختلاف کیا ہو لیکن مین اس تجویز کو مشروط کرتا ہون **دوہزار اشاعت** کے ساتہہ اگر ناظرین الحکم کو اسکے ساتہہ واقعی محبت ہے اور مین سمجہتا ہون کہ ہے تو وہ اپنی اس محبت کا عملی ثبوت دین اور ہر خریدار ایک ایک جدید خریدار اگر بہم پہونچاوے تو **دوہزار اشاعت** یکدم ہوسکتی ہے اور اس اشاعت پر الحکم ہفتہ مین دوبار دیا جاسکتا ہے بالآخر ساری توفیقین اللہ تعالے ہی کے ہاتہہ مین ہین اور اسی کے فضل سے ہوگا جو کچہہ بہی ہوگا۔

(ایڈیٹر)

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے اہل بیت اور خدام بحمد اللہ سب اچہے ہین۔ موسمی حالت کے لحاظ سے سردی ترقی کر رہی ہے آسمان ابر آلود اور رہا ہے گاہے گاہے تقاطر و ترشح بہی ہوتا ہے ۱۹۔ڈسمبر کو اچہا چہینٹا پڑ گیا۔

۲۔ ایام کرسمس کیوجہ سے احباب آرہے ہین۔ ۲۴۔ڈسمبر ۱۹۰۵ء کو رسالہ **الوصیۃ** جو احمدی قبرستان یا بہشتی مقبرہ کے متعلق ہے شائع ہوگیا۔ الحکم کی اگلی اشاعت مین درج ہوگا۔ انشاء اللہ۔

۳۔ احمد نور کابلی کے مقدمہ کے متعلق یہہ خبر ہے کہ ۱۹۔ڈسمبر ۱۹۰۵ء کو ملزمان کا چالان تحصیلدار صاحب بٹالہ کے سامنے پیش ہوئے۔ عالیجناب خواجہ کمال الدین صاحب وکیل سلسلہ استغاثہ کی طرف سے پیروکار تہے احمد نور کا بیان ہوچکا۔ اثنائے جرح وکیل ملزمان مین معلوم ہوا کہ فریق ثانی نے بہی کوئی استغاثہ کیا ہوا ہے اسلئے مقدمہ اس غرض کے لئے ملتوی ہوا کہ آیا یہ مقدمہ بہی اسی مجسٹریٹ کے پاس جاوے یا وہ اس مجسٹریٹ کے پاس آوے۔ باقی حالات سے پہر اطلاع دیجاوے گی۔

۴۔ مہمانون کے آرام و آسائش کے لئے اس مرتبہ خاص انتظام کیا گیا ہے مدرسہ کے کمرے خالی کرا دئیے گئے ہین جدید مہمان خانہ کے متصل حضرت اقدس نے ایک خیمہ بہی لگوا دیا ہے۔ مدرسہ کے مدرسین اور طلبا اپنے بہائیون کی خدمت مین پورا حصہ لینے کو آمادہ ہین۔ خدا کرے ہم سب اخوت کا سبق سیکہین اور اس غرض کو پورا کرنے والے ٹہیرین جسکے لئے خدا کا مسیح آیا ہے۔

تازہ الہام

۲۳۔ ڈسمبر ۱۹۰۵ء

وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ

ترجمہ

اور اپنے رب کی نعمت کا ذکر کر

www.aaii.org

مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم (رضی اللہ عنہ) کی علالت حسن خاتمہ - اور اس سے احمدی قوم اور اہل تقویٰ اصحاب کیلئے مفید سبق

(رقم زدہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب)

چو کار عمر نہ پیداست بارے آن اولٰے
کہ روز واقعہ پیش نگار خود باشیم

مولوی صاحب کی علالت کے واقعہ کو مفصل پیش کرنے کی ضرورت

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی علالت اور ان کی وفات کے متعلق آج سے پہلے بعض محترم احباب کی طرف سے الحکم اور بدر میں مضامین شائع ہوئے ہیں ان کے بعد میرے لئے قلم اٹھانے کی چندان ضرورت نہ تھی مگر میں دیکھتا ہوں کہ مجھے آن مرحوم کی بیماری کے ابتدا سے لیکر اخیر وقت تک کہ انہوں نے ہمارے ہاتھوں میں جان دی۔ ان کی خدمت میں رہنے کا خدا کے فضل سے موقع ملا - اس لئے مجھے بہ حیثیت طبیب کے پیر رضا کئی دفعہ دن میں اور ایسا ہی کئی دفعہ رات میں ان کی خدمت میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوتا تھا۔ مجھے ہزارہا بیماریوں کے علاج کا اتفاق ہوا ہے - اور میں نے صدہا بیمار اس قسم کی تکلیف میں دیکھے ہیں جیسے کہ مولوی صاحب کو ۸ دن تک اس عارضہ سے رہی - اور میں اس بات کو اچھی طرح سے جانتا ہوں کہ جب انسان بیمار ہو جاتا ہے اور سخت درد کی تکلیف اور بے آرامی اور بے خوابی میں مبتلا ہوتا ہے - تو ہر ایک قسم کا ریا - اور بناوٹ اور تصنع اس سے دور ہو جاتے ہیں اور اس کے منہ سے وہ باتیں اور کلمات نکلتے ہیں - جو عین اس کی فطرت کے اندر مرکوز ہوتے ہیں - اور وہ ایسے حرکات کرتا ہے - جو اس کے لئے طبعی ہوتے ہیں - بعض لوگ جو کہ بظاہر عابد و زاہد ہوتے ہیں - بیماری کی حالت میں (معاذ اللہ) خدا کو گالیاں نکالتے ہیں یا اپنی بیماری کو اسکی طرف سے (معاذ اللہ) ایک قسم کا ظلم یا تعدی سمجھتے ہیں یا بعض اس کے فضل اور رحمت سے مایوس ہو جاتے ہیں مگر تا اخیر دم تک ثابت قدم رہتے ہیں اور جن کے زخم کی ہر ایک ٹیس سے - اور بیماری کے درد سے - بیدی کی بیقراری سے اور بیماری کی بے آرامی سے ان کی دلی شجاعت اور قوت ایمانی میں کوئی خلل نہیں آتا - اور اس حالت میں بھی خدا تعالیٰ کی معرفت میں ان کا قدم پیچھے نہیں ہٹتا بلکہ آگے بڑھتا ہے اور وہ اس درد اور تکلیف میں بھی ایک لذت اور سرور پاتے ہیں - اور وہ اپنی بیماری علالت کو بھی خدا تعالیٰ کیطرف موجب رحمت اور فیضان الٰہی سمجھتے ہیں - ایسے آدمیوں کے وجود میں ایک طرف درد اور شدت بیماری کا زور ہوتا ہے - اور دوسری طرف اس محسن حقیقی کا حمد اور شکر اور اس کے احسانوں کا اظہار دل اور زبان سے جاری ہوتا ہے - یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سچے عاشق اور فدائی ہوتے ہیں اور مرنے سے پہلے ہی ایک موت اپنے اوپر وارد کئے ہوتے ہیں - اور وہ اپنے ہاتھ سے اپنی زندگی خدا کی نذر کرتے ہیں اور وہ خدا کو اختیار کرتے ہیں - اور اس زندگی کو خدا کے لئے سمجھتے ہیں اس لئے ان کیلئے خدا کی راہ میں جان دے دینا کوئی مشکل امر نہیں ہوتا - بلکہ عین راحت ہوتی ہے کہ اس زندگی کا حجاب دور ہو کر وہ خدا سے جا ملتے ہیں - یہی زندگی ہے جس کے لئے ہر ایک مومن کو تڑپ ہونی چاہیئے - اور یہی اسلام کا اصل منشاء ہے - کہ انسان خدا تعالیٰ کی ایسی فرمانبرداری اختیار کرلے کہ جان تک اسکی راہ میں دینے سے دریغ نہ کرے - غرضیکہ جو شخص اپنی بیماری میں اس قسم کا ثبات دکھلاوے کہ ایسی مہلک اور سخت بیماری میں اس کے ایمان میں کوئی تزلزل واقع نہ ہو بلکہ اس طریق سے خدا کی رضا حاصل کرنے کو اپنے لئے ایک معراج سمجھے - تو اس کے کمال ایمان بلکہ ولی اللہ ہونے پر اس سے بڑھ کر اور کوئی دلیل نہیں مگر اس نے اپنی جان کو خدا کی راہ میں دیا جس کے ساتھ اس نے کسی کو شریک نہ ٹھہرایا اس سے بہرحال یہ نتیجہ نکالنا پڑے گا مگر جس مذہب کے زیر اثر کوئی انسان اس روحانی کمال کو حاصل کرلے - وہ مذہب واقعی خدا کی طرف سے سمجھنا چاہیئے - اور جس ہادی کے زیر اثر اس نے یہ تربیت حاصل کی ہو - وہ ہادی بھی ضرور ہے کہ منجانب اللہ ہو -

اب ہم واقعات سے دیکھیں گے کہ مولوی صاحب مرحوم ان چار قسم کے مریضوں میں سے کس قسم کے ثابت ہوئے - اور چونکہ مولوی صاحب موصوف حضرت اقدس مرزا صاحب کے خاص الخاص مریدوں سے تھے - اس سے ہم قطع نظر اور دلائل کے خود حضرت مرزا صاحب کی تعلیم کے اثر اور انکی برکات اور ان کے سچے ہادی اسلام اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے روحانی جانشین ہونے اور اسلام کے منجانب اللہ مذہب ہونے کی ایک ایسی دلیل حاصل کر سکتے ہیں - جو کہ بالکل بین اور روشن اور عملی دلیل ہے -

دوسرا محرک - اس مضمون کے لکھنے کا میرے لئے یہ ہے - کہ بیمار کے ساتھ سچی محبت اور ارادت اس کے لواحقین اور متعلقین اور دوستوں کے دیکھنے اور جانچنے کے لئے بیماری اور مصیبت سے بڑھکر اور کوئی معیار نہیں اس سے سچے اور جھوٹے رفیق اور دوست کی رفاقت میں تمیز ہو سکتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ انبیا اور رسل کے رستے میں بہت سخت مصائب اور شدائد ہوتے ہیں - کیونکہ اول تو مصائب اور شدائد سے خود ان انبیاء اور رسل کی ثابت قدمی اور استقلال اور تبتل الی اللہ کا ثبوت ملتا ہے - دوسرے یہ کہ ان کے متبعین کے اخلاص کی بھی پڑتال ہو جاتی ہے جو ان کو ایک دوسرے کے ساتھ مصائب سے حصہ لینے میں ہوتا ہے یا اس نبی اور رسول کے ساتھ اخلاص ہوتا ہے - جس کا تبع ہونے کا وہ دم بھرتے ہیں - نیز اس خدا کے ساتھ بھی ان کی جان نثاری اور وفاداری کا ثبوت ملتا ہے - جس کے لئے وہ اس ہادی کی اتباع اختیار کرتے ہیں - تیسرے یہ کہ ایک طرف نور رسول اپنی قوم کو اخلاق فاضلہ کا سبق دیتا ہے - تاکہ وہ ایسے پاک اور مطہر بن جائیں - اور قوت قدسی ان کے اندر اس طرح سے سرایت کر جائے کہ ان کا اندر سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک نور سے بھر جائے اور وہ نور علیٰ نور ہو جائیں تاکہ ان انبیاء اور مرسلین کی جدائی اور وفات کے بعد بھی خلقت کی ہدایت اور رہبری کیلئے ان کے اندر کا نور اور خوشبو - اور لوگوں کو منور کرلے اور ان کی جان کو لذت آلٰہی سے مطہر کرنے کے لئے کافی ہو - اگر اس قسم کے مصائب اور تکالیف قوم پر نہ آئیں - ان کے اندر دنیا کی طلب اور دنیا کی خواہش سے پاک صاف نہ ہو جائیں اور ان کے اندر خدا کی رضا اور اس کی محبت سرایت نہ کرلے - تو وہ نہ خود خدا تک پہنچ سکتے ہیں اور نہ اوروں کو اس تک پہنچانے کا موجب ہو سکتے ہیں - دوسری طرف یہی نہیں - کہ صرف قوم ہی کے لئے اخلاق فاضلہ کا سبق ہے اور انبیاء اور رسل نے خود اس پر عمل کر کے نہیں دکھایا بلکہ یہ ہے کہ ان کا اخلاق اور محبت اور سلوک اپنی قوم کے ساتھ اس قسم کا ہوتا ہے کہ باقی ساری قوم میں اسکی نظیر نہیں ہوتی اور یہی وجہ ہوتی ہے کہ ان کی قوم کے لوگ ان کو اپنی اولاد اپنے ماں باپ بلکہ ہر ایک رشتہ سے بھی زیادہ عزیز سمجھتے ہیں اور ان کی راہ میں اپنی جان دیدینا اپنے لئے ایک راحت اور خوشی کا موجب سمجھتے ہیں ؎

عشق اول سرکش و خونی بود
تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

غرضیکہ اسلام نے ہم کو یہی نمونہ سچے مومنین اور خدا کی جانب کے لوگوں کا بتایا ہے کہ ان کے سینوں سے ایک دوسرے کا حسد اور بغض اور کینہ دور ہو جاتا ہے اور وہ رفاقت اور ہمدردی میں ایک دوسرے کے لئے ایسے غمخوار اور مونس اور سچے رفیق ہوتے ہیں جیسے بھائی - چنانچہ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے - ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین اور سچے رسول کو کہا کہ وہ مومنین کے لئے رؤف اور رحیم ہو - اب ہم دیکھتے ہیں کہ کامل متبعین کے رنگ میں تو صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے خدا کے حضور سے اخوانا علی سرر متقابلین کا خطاب لیا اور اس کامل رسول نے بالمومنین رؤف الرحیم کا اعلےٰ لقب حضرت احدیت سے پایا خدا نے اسلام کو زندہ مذہب بنایا ہے یہ درست نہیں اس کی برکات آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہیں - خدا تعالےٰ جیسے کہ پہلے خالق تھا ویسے ہی اب بھی ہے - جیسے کہ پہلے سمیع تھا ویسے ہی اب بھی ہے جیسے کہ پہلے الہام کرتا تھا ویسے ہی اب بھی کرتا ہے اور جیسے کہ پہلے اپنی طرف جد وجہد کرنے والوں ایسی قوموں کو کہ جنہوں نے مرنے سے پہلے خدا کے رستہ میں ایک موت اختیار کی اور حقیقی طور پر دین کو دنیا پر مقدم کیا اپنے قرب کے مدارج دیتا تھا ویسے ہی وہ اب بھی دیتا ہے اور جیسے کہ پہلے صدیق - شہید - محدث اور نبی اور رسول کے مراتب دیتا تھا ویسے ہی وہ اب بھی دیتا ہے اسکی ذات میں بخل نہیں ہے - اس لئے اس نے ہم کو اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کی دعا سکھائی ہے - اور ہم کو ہر نماز میں بلکہ ہر ایک نماز کی ہر رکعت میں اس دعا کو پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہے بلکہ ہمارے لئے فرض کیا ہے کہ ہم یہ دعا ضرور مانگا کریں - قرآن مجید کے دوسرے مقامات میں اس اہم اور ضروری دعا کی خود ہی تفسیر فرمائی ہے - مثلاً انعمت علیھم گروہ کے متعلق فرمایا ہے - انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین ...... الخ اور مغضوب اور ضالین کی نسبت تفصیل کی ہے کہ یہود اور نصاریٰ اور رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ ہی بتایا ہے۔ کہ **منکم نصارٰی ومنکم یہود** ۔ یعنی تم میں سے لوگ ایسے بھی ہونگے کہ مسلمان کہلائینگے اور ہونگے نصاریٰ کے رنگ میں ۔ نیز ایسے بھی ہونگے کہ مسلمان کہلائینگے مگر ہونگے یہود کے رنگ میں ۔ اور اس بات پر سب علماء اُمت کا اجماع ہے ۔ اور سب اس بات کو مانتے ہیں مگر بعض کا یہ قول ہے کہ مسیح اس امت میں سے نہ آئیگا ۔ بلکہ بنی اسرائیل سے ہوگا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اس امت میں محدث اور رسول کوئی نہ ہوگا مگر یہ کیسی بے سمجھی کی بات ہے ۔ کہ امت "قد خیر امت" ہو ۔ اور یہود اور عیسائی تو اس میں سے ہوں لیکن مسیح جو انکا مصلح ہے باہر سے آوے ۔ نیز یہ کہ پہلی اُمتیں جن کی میعاد تہوڑی تہوڑی ہوتی تہی ان میں تو تہوڑے تہوڑے عرصہ کے بعد محدث اور ملہم اور متبوع رسول آتے تہے ۔ بلکہ بعض عورتوں کو بھی الہام ہوتا تہا ۔ مگر اس اُمت میں نہ آویں یہ خدا پر افترا ہے ۔ اور خدا کی ناقدری کی بات ہے اور معاذ اللہ خدا کو بخیل بنانا ہے کہ پہلی اُمتوں کی تو وہ اچہے مقرب اور الہام یافتہ لوگوں کے ساتہہ تائید کرتا تہا ۔ اور اس اُمت کی نہیں کرتا ۔ جس کا دامن قیامت تک ہے ۔ اور جس کی رسالت پہلی اُمتوں کی طرح کسی خاص قوم کے لئے نہیں ۔ بلکہ ساری دُنیا کے لئے ہے ۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس اُمت میں صحابہ کے رنگ میں بھی رنگین ہوں ۔ اور بعض رسول کے رنگ میں بھی رنگین ہوں ۔ یعنی دونوں قسم کے کمالات ان میں پائے جائیں ۔

چونکہ مولوی صاحب ایسی قوم کے ممبر تہے جن کا یہ دعویٰ ہے ۔ کہ قرآن مجید میں جو سورۂ جمعہ میں ذکر ہے کہ آخری زمانہ میں یعنی مسیح موعود کے وقت میں اس کے متبع صحابہ کے رنگ میں رنگین ہوں گے اور وہ دین کے پہیلانے میں اپنے سینوں میں ایسی ہی تڑپ رکہیں گے ۔ جیسے کہ صحابہ اور خدا کے رستہ میں جان دینے کو ایسے ہی تیار ہونگے جیسے کہ صحابہؓ نیز حضرت اقدس مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ مہدی و مسیح موعود ہیں ۔ یعنی کہ وہ ایسے رسول ہیں کہ جو خدا سے الہام یافتہ ہیں ۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے روحانی کمالات ۔ ان کا سچا متبع ہونے کے سبب سے اپنے اندر رکہتے ہیں ۔ نیز چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ہیں ۔ اور حضرت موسیٰ کے چودہویں صدی کے خلیفہ حضرت مسیح تھے ۔ اس لئے چونکہ رسول اللہ کے بعد چودہویں صدی کے خلیفہ مرزا صاحب ہیں ۔ اور حضرت مسیح کے روحانی کمالات میں اپنے اندر رکہتے ہیں ۔ اس لئے مماثلت کے طور پر ان کا نام بھی خدا کی طرف سے مسیح رکہا گیا ۔ اب مولوی صاحب کی علالت کے تعلق میں دیکہنا چاہئے کہ ساتہہ جو سلوک اور ہمدردی جماعت کی طرف سے ہوئی ۔ وہ صحابہ کے رنگ کی ہے یا نہیں ۔ جو مروّت اور احسان اور خلق اور کمال ہمدردی حضرت مرزا صاحب سے اس بیماری میں مولوی صاحب کے ساتہہ ظہور میں آئی کہ جسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ان کے مخلص صحابہ سے تعبیر کیا جاوے ۔ اور اگر اس مصیبت اور تکلیف کے وقت جماعت نے اس قسم کی ہمدردی کا اظہار کیا ہو جیسے کہ صحابہ ایک دوسرے کے ساتہہ کیا کرتے تہے ۔ اور خود حضرت مسیح موعود نے اس قسم کا نمونہ دکہایا ہو ۔ جیسے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ تہا تو پہر ایک اہل حق اور متقی کے لئے اس سے بڑہکر اور کیا ثبوت ہوگا ۔ جو عین مصیبت اور اور تکلیف کے وقت ظہور میں آیا ۔ جبکہ دنیا کے دوست اور رفیق سب چہوڑ جاتے ہیں ۔ اور وہی استقلال دکہاتے ہیں ۔ جو سچے اور دلی دوست ہوتے ہیں ۔ سعدی

دوست آن باشد کہ گیرد دستِ دوست
در پریشان حالی و درماندگی

اسلام دنیا میں اخوت لیکر آیا ہے ۔ اور جس جماعت اسلام میں کامل طور پر اخوت پائی جائے وہی سچے مسلمان ہیں ۔

تیسرا محرک اس مضمون کے لکہنے کے لئے میرے لئے یہ ہے ۔ کہ مولوی صاحب موصوف اس خاکسار کو اپنا بھائی کہا کرتے تہے ۔ مومنین سب ایک دوسرے کے بھائی ہیں ۔ مگر وہ خصوصیت کے ساتہہ خاکسار سے محبت کیا کرتے تہے ۔ اور ان کو اس ناچیز سے دلی تعلق محبت کا تہا ۔ جسکی وجہ سے وہ مجہے اس لقب سے یاد کیا کرتے تہے ۔ اس بات کو تقریباً بارہ تیرہ سال کا عرصہ ہوا ہے ۔ جب کہ میں نے ایک دفعہ رؤیا دیکہا ۔ کہ مرحوم مولوی عبدالکریم صاحب ایک گہوڑے پر سوار ہیں اور میں ان کے ساتہہ ساتہہ ان کی رکاب کو پکڑے ہوئے جارہا ہوں ۔ اس اثنا میں ہمارے حضرت اقدس مرزا صاحب سے ملاقات ہوئی ۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ تم دونو بہائی ہو ۔ چنانچہ اس پر مولوی عبدالکریم صاحب نے مجہہ سے مصافحہ کیا یا بغلگیر ہوئے (مجہے اچہی طرح سے یاد نہیں) چنانچہ صبح کو میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں اس مضمون کا خط لکہا ۔ حضرت صاحب نے فرمایا ۔ کہ ہم تم دونو کو بہائی بناتے ہیں ۔ چنانچہ انہوں نے آخری دم تک اپنے اس تعلق کو خوب نبہایا ۔ اس لئے بحیثیت بہائی کے میرا بھی یہ فرض ہے کہ میں ان کے سچے واقعات پبلک کے سامنے پیش کروں ۔ کیونکہ اپنی زندگی پر تو وہ بہت لوگوں کی ہدایت کا باعث ہوئے اس لئے ممکن ہے ۔ کہ ان کی وفات کے بعد بھی ان کے اسوۂ حسنہ کو دیکہکر کوئی سعید حق کو پالے اور سچائی کی اتباع کرے ۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس سچے جانشین کی صحبت سے بہرہ ور ہو ۔ آمین ۔ نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ مجہے بھی اس مرحوم بھائی کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے ۔ اور مجہہ کو بھی اعلائے کلمۂ اسلام اس طریق سے ہو جس طرح سے کہ اس بھائی نے کیا اور اس دینی خدمت میں اپنی جان دوں ۔ آمین ۔

چوتھا محرک ۔ اس مضمون کے لکہنے کا یہ ہوا کہ مرحوم کی علالت کے متعلق مفصل حالات کے دریافت کرنے کے بہت سے خواہاں ہیں ۔ اس لئے بھی ضروری ہوا کہ میں کچہہ لکہوں ۔

(باقی آئندہ)

کپورتھلہ کی مسجد کا فیصلہ ہو گیا

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکہاتی ہے

ناظرین الحکم آگاہ ہیں کہ کپورتہلہ میں احمدیوں کی ایک مسجد کے متعلق عرصہ سے عدالت کپورتہلہ میں مقدمہ چلا آتا تہا ۔ وہ مقدمہ آخر لالہ ہرکشنداس صاحب بی ۔ اے نائب عدالتی کی عدالت سے فیصلہ ہو گیا جسکی نقل میں ذیل میں درج کرتا ہوں ۔ لالہ صاحب نے جس قابلیت اور انصاف پسندی کے ساتہہ فیصلہ لکہا ہے وہ ان کے فیصلہ کے پڑہنے سے معلوم ہو جائیگا ۔ میں صرف اسقدر کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے مخالف مسلمان اور اس فیصلہ کو پڑہیں ۔ ایک ہندو جج تو اس نتیجہ پر آجاتا ہے کہ احمدی مسلمان ہیں کافر نہیں ۔ مگر ہمارے علماء اور سجادہ نشین صبر ہی نہیں کر سکتے جبتک اپنے ایک کمزور بہائی کو کافر نہ کہہ لیں ۔ میرا یہ تعجب اور بھی بڑہ جایا کرتا ہے جب میں مساجد کے مقدمات پر غور کیا کرتا ہوں کہ ایک طرف تو خود ہمارے مخالف اس امر کی شہادت دیدیتے ہیں کہ یہ نمازیں پڑہتے ہیں اور اسی قبلہ کیطرف پڑہتے ہیں جدہر وہ پڑہتے ہیں دوسری طرف انہیں کافر بھی کہے جاتے ہیں ۔

بہرحال مجہے اسوقت اس لمبی بحث میں پڑنے کی حاجت نہیں خدا کا شکر ہے کہ آخر اس مقدمہ میں بھی خدا تعالیٰ نے ہماری مدد کی اور جس طرح پرسیالکوٹ کی مساجد کے متعلق مقدمات میں احمدیوں کے شامل حال فتح و نصرت ہوئی اسی طرح پر کپورتہلہ میں بھی تائید حق کا کہلا کہلا ثبوت نظر آیا ۔ خدا تعالیٰ کی اس تائید اور نصرت کو دیکہکر بے اختیار اسکے حضور سر جہک جاتا ہے اور دل مسرت سے بہر جاتا ہے کہ ہم نے جس سلسلہ کو قبول کیا ہے لاریب وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے ۔

اللّٰھم صل علی محمد وعلٰی آل محمد وبارک وسلم

اصل فیصلہ درج کرنے سے پہلے میں بڑی ہی ناسپاسی کرونگا اگر احمدی قوم کی طرف سے لالہ ہرکشنداس صاحب کا شکریہ ادا نکروں ۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ لالہ صاحب نے جو کچہہ کیا ہے محض اپنے **فرض منصبی** کی حیثیت سے کیا ہے لیکن اسوجہ سے کہ انہوں نے باوصفیکہ مدعاعلیہم میں بڑے بڑے بارسوخ اور ریاست کے بعض عہدہ دار تہے اپنے **کانشنس** کا خون نہیں کیا اور بڑی جرأت اور دلیری کے ساتہہ کسی اثر سے متاثر نہ ہوکر دیانت داری کے ساتہہ فیصلہ کیا ہے ۔ **راج کپورتہلہ** کو ایسے قابل اور عادل عدالتی کے وجود پر میں **مبارکباد** دیتا ہوں اور رعایائے **کپورتہلہ** کی احمدی جماعت کو خصوصاً موقع ملا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتہہ اپنے تعلقات پہلے سے بہت زیادہ مستحکم کرے ۔ اور اسکی حمد اور شکرگذاری میں رطب اللسان رہے ۔

اب میں بلاکسی مزید تمہید کے اصل نقل فیصلہ شائع کرتا ہوں ۔ (ایڈیٹر)

نمبر مقدمہ	تاریخ رجوعہ	تاریخ فیصلہ
	۵ مگہر سنہ ۶۰ء	۲۵ چیت سنہ ۶۱
		۲۶ ہاڑ سنہ ۶۱
		۶ مگہر سنہ ۶۲

نقل پرت حکم آخر بمقدمہ دیوانی راج کپورتہلہ باجلاس لالہ ہرکشنداس صاحب نائب عدالتی بہادر بی ۔ اے

حبیب الرحمان خلف شیخ ابوالقاسم مالک و متولی مسجد واقع کپورتہلہ مدعی

بنام

عبداللہ ناظر محکمہ نظامت حکیم صادق علی اسسٹنٹ سرجن ملٹری ہسپتال ۔ مولوی محمود علی پرانا نہر کالج محمد رمضان منشی ذخیرہ محمد خلیل نقشہ نویس میونسپل فضیر ولد فریدا ۔ محلہ شیر گڑہ محمد خان ولد پیارے باجہ نواز ۔ تابا تیلی نابینا و صابر خان مدرس انہر کالج عبدالخالق کورٹ حوالدار و امام الدین سپاہی و جان محمد حوالدار و شیرا حوالدار میجر و لال محمد نائک و کالے خان نائک وغیرہ ملازمان پلٹن دویم و علی محمد سپاہی توپخانہ مدعاعلیہم ۔

تجویز عدالت

مدعی یہ دعویٰ اسطرح سے دائر کرتا ہے کہ ...

www.aaiil.org

زیر بحث کا متولی و مالک ہے ۔ مدعی نے مسجد میں امام و موذن مقرر کئے ہوئے ہیں مدعاعلیہم نے خلاف مرضی مدعی مسجد میں ناجائز حرکات کرنی شروع کی ہوئی ہیں جو مدعی مالک کے حقوق کے مخالف متعلق ہیں ۔ وہ ناجائز حرکات یہ ہیں کہ مدعا علیہ نے ایک جدید امام اور موذن اپنی طرف سے مقرر کیا ہے جسکے مقرر کرنے کا مسجد مدعی میں مدعاعلیہم کو کوئی حق نہیں ہے ۔ موذن مسجد مقرر کردہ مجیب مدعی متولی مسجد جب سنت پر اذان دے چکتا ہے تو اوسی کے بعد اوسیوقت مدعاعلیہم اپنے موذن سے مسجد میں اذان دلواتے ہیں اور جب امام مجیب مقرر کردہ مدعی جماعت کیواسطے مسجد میں کہڑا ہوتا ہے تو ساتھ ہی مدعاعلیہم کی علیحدہ جماعت نماز پڑہنے کیواسطے کہڑی ہوتی ہے بعد نماز جمعہ اسکو پڑہانے سے مدعاعلیہم رکتے نہیں ۔ اور چاہتے ہیں کہ مدعی کا مقرر کردہ امام جو روز تعمیر مسجد سے ہے نکال دیا جاوے ۔ ان افعال کے کرنے کا مدعاعلیہم کو کوئی حق نہیں مدعاعلیہم کا مسجد سے کوئی تعلق نہیں اسلئے نالش ہے کہ مدعاعلیہم کو اذان دلوانے سے اور اسطرح جماعت بالمقابل کرانے سے اور جمعہ کی امامت سے روکا جاوے ۔

مدعاعلیہم نے تحریری جواب دعوی پیش کیا ۔ مدعاعلیہم کو دعوی مدعی سے صاف انکار ہے ۔ کہتے ہیں کہ مدعاعلیہم نے کبھی نہ مسجد میں کوئی فساد یا جھگڑا کیا نہ کبھی اذان یا جماعت خلاف شرع کی ہے ۔ مدعی متولی مسجد نہیں ہے ۔ مدعی کو حقوق ملکیت حاصل نہیں ہے ۔ حاجی محمد ولی اللہ صاحب مرحوم نے مسجد کو فرقہ اہل سنت جماعت کے واسطے وقف کیا تھا ۔ مدعی جو حاجی صاحب مرحوم کا بھتیجا ہے اور وہ جو مسجد کا امام ہر دو نے مذہب اہل سنت جماعت چھوڑ کر بیعت مرزا غلام احمد قادیانی کے ہو گئے ہیں جنکا طریقہ اہل سنت جماعت کے برخلاف ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ مسجد فرقہ مرزائیہ کے لئے مخصوص کی جاوے ۔ اور حاجی صاحب مرحوم فرقہ و طریقہ یعنی اہل سنت جماعت کو وہاں نماز پڑہنے نہ دی جاوے ۔ اور کہ متعلق مسجد قانوناً ہر ایک اہل سنت جماعت کو انتظام جائداد کا یکساں اختیار ہے ۔ اسلئے مدعی دعا کرنے کا مجاز نہیں ہے ۔

امور تنقیح طلب یہ ہوئے ۔

(۱) مسجد متنازعہ ملکیت واحد مدعی ہے یا کہ وقف ہے ثبوت بذمہ مدعی ۔

(۲) حاجی محمد ولی اللہ صاحب بانی مسجد کا بوقت تعمیر مسجد کیا اعتقاد تھا ۔ آیا وہ مرزا صاحب قادیان والے کے مرید تھے یا کہ اہل سنت جماعت میں ہی تھے اور کہ مسجد کی تعمیر اور وقف ہو چکنے کے بعد انہوں نے اپنا اعتقاد تبدیل کر لیا تھا ۔ یا کہ وفات تک اون کا وہی اعتقاد رہا جو وقت تعمیر مسجد کے تھا ثبوت بذمہ فریقین ۔

(۳) حاجی صاحب نے کسی خاص فرقہ کے نماز کے پڑہنے کے واسطے مسجد کو وقف کیا ثبوت بذمہ فریقین ۔

(۴) اگر حاجی صاحب نے بعد وقف کر دینے مسجد کے اپنا اعتقاد بدل لیا تو کیا وہ مسجد سے اوس فرقہ کو جسکے واسطے پہلے وقف ہوئی محروم کرکے جدید فرقہ کو استعمال کے واسطے مسجد دے نہیں سکتے تھے ۔ ثبوت بذمہ مدعا علیہم ۔

(۵) مدعی متولی مسجد کیا ہے اگر ہے تو مدعی کو اس فرقہ کے سوائے جسکی نماز کے واسطے مسجد وقف ہوئی دیگر اعتقاد والے فرقہ کو مسجد کے استعمال و مسجد میں مداخلت کرنے سے روکنے کے حقوق حاصل ہیں ۔ ثبوت بذمہ مدعی ۔

ہر ایک امر کی بابت علیحدہ علیحدہ ظاہر کیا جاتا ہے ۔

نسبت امر اول شہادت پیش کردہ فریقین کا یہی نتیجہ ہے کہ مسجد متنازعہ وقف ہو چکی ہوئی ہے اور یہ امر مسلمہ قانون ہے کہ وقف شدہ چیز مالک کی ملکیت نہیں رہ سکتی ۔

نسبت امر دویم شہادت پیش کردہ فریقین کا نتیجہ یہ ہے کہ وقت تعمیر مسجد حاجی صاحب بانی مسجد اہل سنت جماعت تھے مدعی نے اس امر کے ثبوت میں کہ حاجی صاحب نے مسجد کی تعمیر اور وقف ہو چکنے کے بعد اپنا اعتقاد تبدیل کر لیا تھا یعنی مرزا صاحب کے مرید ہو گئے تھے محض ایک خط تحریر کردہ حاجی صاحب بنامی مرزا صاحب مورخہ ۲۲ جنوری ۱۸۸۵ء پیش کیا ۔ اور اس خط کی جس جس عبارت سے مدعی یہ نتیجہ نکالتا ہے اوس اوس پر پنسل سرخ کے نشانات دئے گئے ہیں اور عبارت کو عدالت نے بغور تمام مدعی کے مختار سے سنا اور پڑہا اوس سے عدالت کو یہ نتیجہ نکالنے میں حاجی صاحب مرحوم مرزا صاحب قادیان کے مرید ہو گئے تھے بالکل تامل ہے عدالت اوس سے صرف اسقدر نتیجہ نکال سکتی ہے کہ وقت تحریر کرنے اوس خط کے حاجی صاحب مرحوم مرزا صاحب کو نہایت نیک پارسا ۔ اور دین اسلام میں عالم متصور کرتے تھے اور مدعی کسی شہادت سے حاجی صاحب مرحوم کا مرزا صاحب کا مرید ہونا ثابت نہیں کر سکا ۔ اسلئے عدالت قرار دیتی ہے کہ حاجی صاحب نے اپنا اعتقاد تبدیل نہیں کیا تھا ۔ اور اپنی وفات تک حاجی صاحب نے اپنا اعتقاد اہل سنت جماعت ہی رکھا تھا ۔

نسبت امر سویم ۔ شہادت پیش کردہ فریقین سے ظاہر ہے کہ مسجد کو تعمیر ہوئے عرصہ قریباً چالیس سال کا گذرتا ہے یا کہ اس سے دو تین سال کم ہوں گے ۔ یہ امر ظاہر ہے اور فریقین میں کسی کو اسمیں انکار نہیں ہے کہ اسوقت مرزا صاحب کا کوئی دعوی ظہور میں نہیں آیا تھا ۔ اور نہ کوئی کتاب اونکی اسوقت شائع ہوئی تھی ۔ مرزا صاحب کے مریدان اسوقت وجود ہی موجود نہ تھا اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسجد اہل سنت جماعت کی نماز پڑہنے کیواسطے وقف ہوئی تھی ۔ اور یہی شہادت سے ثابت ہوتا ہے ۔

نسبت امر چہارم ۔ زیادہ بحث کی ضرورت نہیں کیونکہ اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ حاجی صاحب مرحوم نے اپنی وفات تک اپنا اعتقاد بدلا نہیں تھا ۔

نسبت امر پنجم ۔ بموجب شرع محمدی بانی و واقف مسجد خود متولی ہو سکتا ہے اگر وہ بلا متولی بنانے کے فوت ہو جاوے ۔ تو اسکی اولاد متولی ہو سکتی ہے ۔ مقدمہ حال مدعی حاجی صاحب مرحوم کا بھتیجا حقیقی ہے اور حاجی صاحب نے جو اپنی اخیر وصیت مورخہ ۲ ار بساکھ ۱۹۴۶ء بکرمی حوالہ مسٹر ۔ ایف سی صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ ریاست ۱۲ اپریل ۱۸۸۹ء کو کی اوسکی نقل مشمولہ مثل کے ملاحظہ سے ظاہر ہے کہ اسمیں نسبت جائداد غیر منقولہ عبارت ذیل میں درج ہے ۔ ع گیا نو معالی مسجد کیو نہلہ واسطے مصارف مسجد کے حبیب الرحمان (مدعی حال) حسب عمل درآمد حال عمل کرتا کرتا ہمیں در دہانہ جاوا ۔ الخ سے تیار ہوئی ہیں ۔ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ حاجی صاحب نے مسجد متنازعہ کا انتظام مدعی کے سپرد کیا ۔ گو لفظ متولی استعمال نہیں کیا گیا ۔ اگر ۔۔۔ کے متولی مسجد قرار دئے جانے کی نسبت ۔۔۔ اور کہ عبد الغنی مدعاعلیہ کے بیان مورخہ ۔۔۔ ۱۹۰۲ء میں بھی درج ہے کہ مجکو نظامت مدعی کو مسجد کی حالت درست کرنے کیواسطے ملاقات ہو چکی ہے اس سے بھی ظاہر ہے کہ حکام بالا دست کی طرف سے بھی مدعی ہی منتظم مسجد تسلیم کیا گیا ہے ۔ اور کثیر التعداد شہادت پیش کردہ مدعی سے بھی پایا جاتا ہے کہ مسجد کے شکست ریخت ۔ ڈول ۔ موٹھ ۔ صف ۔ امام وغیرہ کا انتظام برابر اسوقت تک مدعی ہی کرتا رہا ہے ۔ ایسی صورت میں مدعی کا متولی مسجد متنازعہ ہونا بلا شبہ ثابت ہے جبکہ مدعی متولی مسجد ثابت ہو چکا تو مدعی کو بموجب فیصلہ پریوی کونسل مورخہ ۱۲ فروری ۱۸۹۱ء مقدمہ اپیل مفضل کریم وغیرہ اپیلانٹ بنام حاجی مولا بخش وغیرہ اسپاونڈنٹ مسجد میں کسی غیر اسلام کے مداخلت کرنے اور افعال خلاف شرع محمدی کے ہونے سے ممانعت کرنے کے حقوق حاصل ہیں ۔ مدعی قبول کرتا ہے کہ وہ مرید مرزا صاحب قادیان کا ہے اور مدعاعلیہم کہتے ہیں کہ مریدان مرزا صاحب اہل سنت جماعت سے خارج ہیں جنکے واسطے مسجد کا وقف ہونا اوپر ثابت ہو چکا ہے ۔ اب دیکھنا اس امر کا ضروری ہے کہ آیا مریدان مرزا صاحب اہل سنت جماعت سے خارج ہیں یعنی فتوی کفر کا اونپر دیا جا سکتا ہے ۔ شرح محمدی مولفہ مسٹر امیر علی صاحب سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمان وہ شخص ہے جو کہ خدا کو ایک جانے اور پیغمبر صاحب یعنی محمد صاحب کو رسول اللہ صدق دل سے تصور کرے اور جو شخص ان دونوں کو یا دونوں میں سے ایک کو تسلیم نکرے وہ کافر ہے ۔ مرزا صاحب یا مریدان مرزا صاحب کفر کی اس تعریف میں نہیں آسکتے کیونکہ وہ بلا شبہ خدا کو ایک اور محمد صاحب کو رسول اللہ تسلیم کرتے ہیں ۔ قرآن پر اونکا پورا ایمان ہے ۔ ایسی صورت مدعاعلیہم کی محض سینہ زوری ہے کہ مرزا صاحب یا مریدان مرزا صاحب کو اہل سنت جماعت سے خارج تصور کرتے ہیں ۔ عدالت مدعاعلیہم کے اس خیال کو غلط قرار دیتی ہے ۔ مرزا صاحب کے مریدان کے خیالات اگر کسی قدر مطابق مدعاعلیہم نہ ہوں تو محض ایسے اختلافات سے جو فروعات میں ہوں جیسے کہ ایک گواہ نے ظاہر کیا ہے کہ مرزا صاحب کے مریدان کہتے ہیں کہ عیسی مسیح فوت ہو چکا ہے اور اہل سنت جماعت والے کہتے ہیں کہ عیسی مسیح آسمان پر زندہ موجود ہے ۔ مرزا صاحب کے مریدان اہل سنت جماعت سے خارج نہیں ہو سکتے ہیں ۔ اس سے ثابت ہوا کہ فریقین مقدمہ ہذا ایک ہی فرقہ اہل سنت جماعت کے متعلق ہیں ۔ مدعی ہرگز دین اسلام سے باہر نہیں ہوا ۔ بدین وجہ مدعی اپنے حقوق متولی ہونے کو ہرگز زائل نہیں کیا ۔ مدعی میں کوئی ایسا نقص نہیں ہوا ہے جسکی وجہ سے وہ مسجد متنازعہ کے متولی ہونے سے علیحدہ کیا جا سکے جب یہ ثابت ہو گیا کہ فریقین اہل سنت جماعت ہیں اب دیکھنا اس امر کا ضروری ہے کہ آیا مدعی متولی مسجد مدعاعلیہم کو نماز پڑہنے سے روک سکتا ہے شہادت پیش کردہ مدعی سے ہی بخوبی ثابت ہے کہ مدعی کسی مسلمان کو نماز پڑہنے سے روک نہیں سکتا ہے ۔ حسب روئداد بالا نتیجہ تحقیقات یہ ہے ۔ کہ مدعی متولی مسجد ہے اوسکو امام اور موذن کے مقرر کرنے کا ہر طرح سے اختیار ہے ۔ مدعاعلیہم فرداً فرداً اپنی اپنی نماز جس طرح سے چاہیں مسجد متنازعہ میں پڑھ سکتے ہیں ۔ مگر علیحدہ امام و موذن مقرر نہیں کر سکتے اور نہ جماعت بالمقابل امام مقرر کردہ مدعی متولی کے کہڑے کر سکتے ہیں ۔ لہذا

حکم ہوا کہ

ڈگری استقرار یہ بحق مدعی نسبت جملہ مدعاعلیہم بلا خرچہ اس امر کی دیجاوے کہ مدعاعلیہم امام و موذن مقرر کردہ مدعی متولی مسجد کے سوائے کسی دیگر موذن سے اس مسجد میں اذان نہیں دلا سکینگے اور نہ امام مقرر کردہ مدعی کے جماعت کے بالمقابل جماعت کہڑی کر سکیں گے ۔ مدعاعلیہم کو اختیار ہے کہ فرداً فرداً اپنی اپنی نماز جسطرح سے چاہیں مسجد متنازعہ میں پڑھ سکتے ہیں مدعی اونکو نماز پڑہنے سے روکنے کا مجاز نہیں ہوگا ۔ فرداً فرداً کے واسطے لازمی نہیں ہے کہ امام کے پیچھے ہی ضرور نماز پڑہیں ۔ مثل داخل دفتر

www.aaiil.org

سفرنامۂ دہلی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

کرتارپور سے جو احباب سوار ہوئے تھے وہ چھاونی جالندھر تک ساتھ گئے۔ رینگہ کی جماعت سٹیشن پھگواڑہ پر اُتر گئی۔

لودہانہ سٹیشن ہرچند کوئی اطلاع کسی جگہ بھی دی نہیں گئی تھی اور حضرت اقدس کی روانگی محض پرائیوٹ تھی لیکن لدھیانہ کی جماعت جو کئی روز سے متواتر سٹیشن پر آتی رہی تھی آج بھی سٹیشن پر موجود تھی۔ نصف رات گذر چکی تھی اور یہ عاشقان رسول باوجود کئی روز کی متواتر بیداری اور انتظاری کے بھی بدستور چشم براہ تھے۔ میں تو اس نظارہ کو دیکھکر کہہ سکتا ہوں کہ یہ جذب اور کشش ناممکن ہے کہ خدا کے برگزیدہ کے سوا کسی اور میں ہو۔ جو انسان اپنے آرام و آسائش کی پرواہ تک نکرے سٹیشن پر انہیں کونسا موقع استفاضہ کا مل سکتا تھا؟ چند منٹ ٹرین کو یہاں ٹھہرنا تھا۔ جس میں ازدحام مخلوق کیوجہ سے بعض کو مصافحہ اور اسلام علیکم تک کے کہنے کی بھی نوبت نہیں آسکتی تھی۔ مگر وہ اندرونی کشش کچھ ایسی ملاکی تیز تھی کہ ان باتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے بھی کشاں کشاں یہ لوگ نصف اللیل کے بعد سردی میں ٹھٹھرتے ہوئے سٹیشن پر موجود تھے؟

جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

مگر اسوقت ان طبیعتوں اور دلوں پر کیا اثر ہؤا ہوگا جب کہ وہ پورے شوق اور محبت کے نشہ میں سرشار اپنی ساری تکالیف کا معاوضہ اور بہترین بدلہ اتنا ہی سمجھتے تھے ؏

دل بیمار کا سنبھلنا کیا
دیکھہ لو بیمار کی نگاہوں سے

مگر

انکی تو وہ حالت ہوئی ؏

دو چار ہاتھہ جب کہ لب بام رہ گیا

گاڑی سٹیشن میں داخل ہوئی اور لوگ اس کے ساتھہ ساتھہ شوق اور جوش سے بھرے ہوئے دل کے ساتھہ اس گاڑی کی طرف دوڑے اور لپکے جس میں خدا کا **برگزیدہ مسیح** لیٹا ہؤا تھا جونہی لوگ گاڑی کے قریب **پہونچے** قریب تھا کہ ان کا شور و غل حضرت کو بیدار کر دیتا اور وہ بڑی خوشی کے ساتھہ اپنے **عزیز خدام** سے ملتے لیکن میرے محترم اور مکرم بھائی **ڈاکٹر میرزا** یعقوب بیگ صاحب نے اپنے لودہانوی احباب کو مخاطب کرکے فرمایا

"کہ حضرت نے مجھے فرمایا ہے کہ مجھے نہ جگانا اسلئے میں آپ کو اجازت نہیں دیتا کہ آپ حضرت کو تکلیف دیں"

اس بات سے ہمارے لودہانوی احباب کی طبیعت پر کیا اثر ہؤا اور انکی امیدوں اور آرزؤں کا کسقدر خون ہؤا۔؟ یہہ سوال محض فضول ہے۔ مجھے جس امر نے زیادہ مسرت بخشی وہ ایک خاص **نکتہ معرفت** ہے اور اسوقت بھی میں جبکہ اس مضمون کو لکہہ رہا ہوں اسکو یاد کرتے مزے لے رہا ہوں اور وہ ہے

اطاعت رسول

اللہ! اللہ!! کیا پاک اسوہ ہے۔ یہہ وہ لفظ ہی جسکو اللہ تعالے نے اپنی اطاعت فرمایا ہے۔

من اطاع الرسول فقد اطاع اللہ

یہہ وہ اطاعت ہے جو اللہ تعالے کا محبوب بنا دیتی ہے۔

ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

یہی وہ اطاعت کا جوش تھا جسنے **ڈاکٹر میرزا** کو ایسے وقت پر جبکہ معزز اور محترم بھائی پرشوق دل کے ساتھہ اپنے محبوب و مولا کو دیکھنے آئے ہیں اور انہیں سب سے پہلا حکم یہہ دیا جاتا ہے کہ **کوئی گاڑی کے پاس نہ جاوے** میں ڈاکٹر صاحب کو بیدرد نہیں سمجھتا بلکہ میری رائے میں وہ ایک قوی الجوصلہ نوجوان ہے جس میں شفقت اور ہمدردی کے جوہر نمایاں ہیں مگر وہ حضرت کے حکم کی اطاعت پر ان ساری رنجشوں اور ناراضیوں کو قربان کئے دیتا ہے جو محض اسوجہ سے پیدا ہوں۔

پھر میں لودہانہ کی اس جماعت کی **اطاعت** پر اور بھی رشک کرتا ہوں انہوں نے حضرت کے اس حکم کو بالواسطہ **سُنا** ہے اس میں احتمال ہوسکتا تھا کہ کسی خاص سٹیشن کے متعلق یہہ حکم نہ ہو۔ وہ کہہ **سکتے تھے** کہ حضرت ناراض نہ ہونگے اسلئے کہ **ناراضی** کا مادہ ہی آپ کی فطرت میں نہیں مگر لودہانہ والوں نے ہی **اطاعت رسول** کا اسوقت پورا نمونہ دکھایا۔ اور خاموش

حسرت کے ساتھہ

اپنے **محبوب** و آقا کی گاڑی کو دیکھتے تھے۔ یہہ نظارہ حقیقت میں قابل دید تھا چندہی منٹ میں ہم ان کو اسی حالت میں چھوڑکر آگے چلدئے۔ آگے انبالہ شہر یا چھاونی تک ہمیں توقع نہ تھی کہ کسی سٹیشن پر اپنی جماعت کا کوئی آدمی ملے گا۔ اور رات بھی زیادہ گذر گئی تھی۔

آہستہ آہستہ نیند نے آنکھوں میں خمار اور حواس میں تعطل سا پیدا کرنا شروع کیا اور میں کچھہ عرصہ کے لئے اس عالم سے **محض بے خبر ہوگیا پھر آپ** ہی بتائیں کہ اس عالم بے خبری کی کیا شنا ہو۔ انبالہ پہونچکر آنکھہ کھلی۔ فجر کی نماز ادا کی اور میری مشتاق نگاہیں سٹیشن پر اپنے معزز بھائی چودہری رستم علی صاحب کو تلاش کرنے لگیں مگر جسقدر میں متجسس نگاہوں سے دیکھتا اسیقدر مجھے مایوسی ہوتی۔ مگر اس مایوسی کے ساتھہ کبھی یہ اطمینان ہوتا کہ انہیں چھاونی کے سٹیشن پر پائینگے اور کبھی یہہ وہم گزرتا کہ جس حال میں انہیں اطلاع ہی نہیں پھر ان کی موجودگی کیوں توقع کی جاوے غرض انبالہ اور چھاونی انبالہ پر ہم اپنے کسی بھائی کو نہ دیکھہ سکے اور دہلی تک ہم کو کوئی بھائی نہیں ملا۔

انبالہ سے پرے سٹیشنوں کی حالت | **سٹیشنوں کی عام حالت** پر ریمارک کرنا میں ضروری اور اپنا فرض سمجھتا ہوں مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ مسافروں کی عام ضروریات اور انکی آسایش کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ یہانتک کہ بعض سٹیشنوں پر پانی تک بھی نہیں ملتا۔ اور کہانے کے لئے تو کچھہ میسر نہیں آتا ایک سٹیشن پر کہانے کے لئے کچھہ طلب کیا گیا تو بھینس کے گوشت کے کچے کباب ملے۔

غرض

ان سٹیشنوں پر سوائے چھاونی تک بجز سہارنپور کے انتظام ہر طرح ناقص اور قابل شکایت ہے۔

چھاونی میرٹھہ کو مولوی عبدالرحیم صاحب نے بٹالہ سے روانہ ہوتے ہوئے تار دیدیا تھا اور امید کی جاتی تھی کہ خانصاحب ذوالفقار علیخان صاحب اور جماعت میرٹھہ وہاں ملے گی۔ مگر افسوس ہے کہ تار دیر سے پہونچا۔ اور جب تک ہم دہلی نہ پہونچ گئے۔ جماعت کو خبر تک نہ ہوئی۔

دہلی | ۱۲ بجے کے قریب ہم دہلی پہونچے۔ وہاں بھی عجیب حالت ہوئی۔ بٹالہ سے روانہ ہوتے وقت ڈاکٹر اسماعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن کو روانگی کا تار دیا گیا تھا مگر وہ یہ خیال کرکے کہ غالباً حضرت اقدس نہیں آئینگے۔ شب گذشتہ کو دہلی سے مع حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد و میر ناصر نواب صاحب قبلہ روانہ ہوچکے تھے۔ انکو تار نہیں مل سکا۔ اور اسی وجہ سے دہلی کی جماعت بھی سٹیشن پر نہ آسکی۔ لیکن ۳ بجے کے بعد تار گھومتا پھرتا ڈاکٹر محمد اسماعیل خانصاحب کو ملا۔ اور وہ اطلاع پاتے ہی سٹیشن کو بھاگے ہوئے آئے اور راستہ میں **باغ** میں ہمیں آکر ملے۔ بقیہ مختصر کوئی چار بجے کے قریب ہم منزل مقصود پر پہونچے۔ اب دہلی کے حالات ناظرین کو **پھر** سنائیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

(باقی دارد)

حیاتِ صافی

مخدوم الملتہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی پاک لائیف لکھنے کے لئے میں تیاری بہم پہونچا رہا ہوں اس لئے اگر کسی صاحب کے پاس مولوی صاحب کا کوئی خط (خواہ وہ کیسا ہی ہو) کوئی مضمون جو چھپا ہو کوئی نظم یا اور تحریر ہو تو مجھے اسکی نقل صحیح بھیجوا دیں۔ اور یا آپ کی لائف کے واقعات میں سے کسی واقعہ کا علم ہو تو وہ بھی لکہہ بھیجیں علاوہ بریں اگر کسی اخبار میں صاحب موصوف کے متعلق کوئی مضمون خواہ مخالف ہو یا موافق۔ چھپا ہو تو ایسا اخبار بھی مجھے بھیجدیا جاوے یا اس کی صحیح نقل مع تاریخ نمبر و صفحہ اخبار ہو۔ میں اگر زندہ رہا۔ اور اللہ تعالے نے توفیق دی تو انشاء اللہ العزیز جنوری میں اسکام کو شروع کردونگا۔

(ایڈیٹر الحکم)

خریداران کو خاص اطلاع

حسب معمول ۱۰ دسمبر ۱۹۰۵ء کا پرچہ وی پی ارسال کیا گیا تھا۔ افسوس ہے کہ جس قدر وی پی واپس آئے ہیں۔ اس قدر وصول نہیں ہوئے حالانکہ روانگی وی پی کی اطلاع پہلے اخبار میں ہی دیگئی تھی جن خریداران نے وی پی واپس کئے ہیں۔ اگر وہ کارخانہ کو اطلاع نہ دینگے کہ کونسا پرچہ انکے نام وی پی ہو۔ تو مطبع کو ہر وقت اختیار ہے کہ جب چاہے۔ انکے نام وی پی کرکے قیمت وصول کرے۔ اس لئے یہ اطلاع دی جاتی ہے۔ جو صاحب کسی وجہ سے وی پی مطبع کا وصول کرنے سے رہیں۔ ان کو چاہئے کہ وہ دفتر میں اطلاع دیں **کہ کونسا پرچہ وی پی کیا جاوے۔**

دیگر۔ خریداران کو ضروری ہے کہ وہ خط و کتابت میں نمبر خریداری جو ہر لفٹ کی چٹ پر چھپا ہوا ہوتا ہے ضرور دیا کریں۔ بصورت ندینے نمبر تعمیل کرنے میں بڑی دقت ہوتی ہے۔

محرر دفتر الحکم

www.aaiil.org

ہمارا اپنا قبرستان یا بہشتی مقبرہ

ہر آنکہ زاد بنا چار بایدش نوشید
زجام دہر مے کل من علیہا فان

مین مندرجہ ذیل اعلان اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایماء اور اجازت سے شائع کرتا ہون امید کیجاتی ہے کہ احمدی قوم اس ضروری امر پر فوری توجہ کریگی۔

موت ایسی یقینی اور اٹل ہے کہ مذہب کے سوال کو الگ رکھکر بھی اسپر یقین کیا گیا ہے یہانتک کہ بعض بدقسمت اور بیباک لوگون نے اللہ تعالےٰ کی ہستی پر شکوک ظاہر کئے مگر **موت** کو انہون نے ضروری سمجھا۔ حالانکہ اگر وہ اپنی عقل سے کچھ بھی کام لیتے تو اسی **موت** کو اللہ تعالےٰ کی ہستی پہ زبردست دلیل پاتے!

موت کا ایسا یقینی اور اٹل ہونا ہی ایک امر ہے جو اس کو **بہترین واعظ** بنا دیتا ہے۔ اور **موت** کا خیال اور اسکو مدنظر رکھنا انسان کی حالت مین ایک ایسی تبدیلی پیدا کرنے کا ذریعہ ہوسکتا ہے کہ وہ آخر اللہ تعالےٰ کے آستانہ پر گرتا اور یا رب یا رب کہکر چلا اٹھتا ہے۔ ایسی حالت اور صورت مین یہ ایک ضروری امر تہا کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام موت ایسے واعظ کو مدنظر رکھنے کے لئے اپنی جماعت کے لئے اس شہر کی بنیاد رکھتے جو **شہر خاموشان** کہلاتا ہے اور جسے **قبرستان** بھی کہتے ہین۔ حضرت حجۃ اللہ کو یہ خیال سالہا سال سے رہا ہے۔ لیکن اسوقت سے جبکہ اللہ تعالےٰ نے ایک رؤیا کے ذریعہ ایک **بہشتی مقبرہ** کی آپ کو بشارت دی یہ عزم آپ کا عزم بالجزم ہوگیا چنانچہ الحکم کے پڑہنے والے جانتے ہین کہ ۱۸- نومبر ۱۹۰۲ء کی صبح کی نماز کے بعد آپ نے ایک رؤیا بیان فرمائی تہی جو ۲۴- نومبر ۱۹۰۲ء کے الحکم مین صفحہ ۲ پر شائع ہوچکی ہے اور وہ یہہ ہے

”صبح کی نماز کے بعد آپ نے حضرت مولانا **مولوی عبدالکریم صاحب** کو مخاطب کرکے فرمایا کہ نماز سے کوئی ۲۰ یا ۲۵ منٹ پیشتر مینے دیکھا کہ ایک زمین اس مطلب کے لئے خریدی گئی کہ جماعت کی میتین وہان دفن کی جاوین تو کہا گیا کہ اسکا نام **بہشتی مقبرہ** ہے جسکا مطلب یہہ ہے کہ جو اس مین دفن ہوگا وہ بہشتی ہوگا۔“

اب معلوم ہوا کہ اس رؤیا کے اندر ایک عجیب پیشگوئی مضمر تہی۔ اول تو مولوی **عبدالکریم** صاحب کو خصوصیت سے مخاطب کرنے مین یہہ سر تہا کہ سب سے اول جو شخص اس **بہشتی مقبرہ** مین دفن ہوگا وہ مولوی عبدالکریم ہوگا دوم ایسا ایک قبرستان ضرور ہوگا اور اسکا نام **بہشتی مقبرہ** ہوگا۔

نومبر ۱۹۰۲ء کی بات ہے اور تین سال سے زیادہ عرصہ گذر گیا۔ پہر اس کی کوئی تحریک یا تجویز نہین ہوی انصاف اور خدا ترسی کو مدنظر رکھکر دیکہا جاوے تو کیا یہہ انسانی تجویز اور منصوبہ کا کام ہوسکتا ہے؟ کون شخص ہے جو اپنی زندگی کا ٹہیکہ لے۔ پہر تین سال پیشتر ایک بات کا باعلام الٰہی شائع کرنا اور پہر اپنی ہی زندگی مین اسکا پورا ہونے ہوئے دیکھ لینا۔ یہہ اگر خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی کا کرشمہ نہین تو پہر اسکی نظیر پیش کرو۔

ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین

پھر یہہ کون کہہ سکتا ہے کہ اس قبرستان مین پہلا دفن ہونے والا **وہی مسلمانون کا لیڈر** ہوگا جسکا نام حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ ہے۔ مولویصاحب مرحوم کے پہلے قادیان مین رہنے والے کئی احمدیون کا انتقال ہوا۔ مگر مشیت ایزدی نے **احمدیون کے قبرستان** کیلئے جو وقت مقرر کیا تہا وہ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی وفات کے بعد شروع ہوا چنانچہ ۸- ڈسمبر ۱۹۰۵ء کو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس تجویز کو خدام کے سامنے پیش کیا اور خاکسار ایڈیٹر الحکم کو اس کے متعلق اعلان کرنے اور زمین خریدنے کا حکم دیا لیکن ابہی اس کے متعلق کوئی مزید کارروائی شروع نہ ہوئی تہی کہ ۹- ڈسمبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو اعلیٰ حضرت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اپنی جماعت کو لیکر **قبرستان** کے لئے ایک زمین مخصوص اور نامزد کرنے کو نکلے چنانچہ اپنے باغ کے جنوبی طرف ایک **قطعہ زمین حضور** نے اس **غرض کیلئے مختص** کر دیا اور حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کو اس مین دفن کرنے کا حکم دیا۔ ڈسمبر کی تعطیلات کرسمس مین **مولویصاحب مرحوم کا تابوت نکال کر ہم لوگ اس قبرستان مین دفن کرینگے**۔

عجیب بات یہہ ہے کہ ۱۸ نومبر کی رؤیا مین اللہ تعالےٰ نے اس قبرستان کا نام **بہشتی مقبرہ** رکہا اور ۹- ڈسمبر ۱۹۰۵ء کو جب حضور اس زمین کو مخصوص کرنے جا رہے تہے فرمایا رات مجہے اسکے متعلق الہام ہوا ہے۔

اُنزل فیھا کل رحمۃ

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قبرستان رحمت الٰہی کے نزول کا محل ہوگا۔ غرض خدا تعالےٰ نے جیسا قبل از وقت فرمایا تہا وہ **پورا ہوا**۔

اب جس غرض کے لئے یہہ اعلان لکہا جاتا ہے اسکا بیان کرنا ضروری ہے۔

قبرستان کو الگ کرنے کی غرض کیا ہے؟ یہ تو ایک کہلی بات ہے کہ جب انسان قبرستان مین جاتا ہے تو اس کے دل پر ایک خاص اثر ہوتا ہے لیکن یہ اثر اسیقدر زیادہ قوی اور دیرپا ہوتا ہے جسقدر صاحب قبر کے حالات سے واقفیت ہو خصوصاً جب ایک جماعت متقی، خدا ترس اور اللہ تعالیٰ کی آیات کو دیکھکر اسپر ایمان لانیوالے لوگونکی ہو۔ تو انکی روحانیت اور بہی قوی اثر پیدا کرتی ہے۔ پس اسوقت جو خدا تعالےٰ نے ایک قوم کو مخصوص کیا ہے اور اسکو **وآخرین منھم لما یلحقوا بھم** کا مصداق ٹہرایا ہے تو کچہہ شک نہین کہ جیسے زندگی مین اس جماعت کو یکجائی نظر سے دیکھنا دل پر ایک اثر پیدا کرتا ہے بعد مردن انہین ایک ہی خاک مین سوتے ہوئے دیکھنا جہان انسانی ہستی کی زوال پذیر حالتون پر وعظ کریگا وہان وہ اللہ تعالےٰ کے حی و قیوم اور اسکے مرسلین پر ایمان لانے کی کیفیت کے ساتہہ **وحدت** اور **ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علیٰ سرر متقابلین** کا ایک مؤثر نظارہ ہوگا۔ خصوصاً ایسی حالت مین کہ اللہ تعالےٰ کے ارادہ اور اذن سے ایسے قبرستان کی بنا ہو دینی اسکا نام بہی رکہے اور اسے اپنی رحمت کے نزول کا محل قرار دے۔

صلحاء و اتقیا یہانتک کہ انبیاء علیہم السلام نے ہمیشہ یہہ آرزو کی ہے کہ وہ اپنی جماعت مین دفن ہون۔ تذکرۃ الاولیاء مین ایسے بہت سے واقعات ملین گے حضرت یوسف علیہ السلام کی وصیت عام طور پر مشہور ہے کہ انہون نے اپنی ہڈیون کو بہی انبیاء علیہم السلام کے قبرستان مین حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتہون پہونچنا پسند فرمایا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مین بہی یہ آرزو اور خواہش پائی جاتی تہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مجاورت مین جگہ پانے پر فرمایا **ما بقی لی ھم بعد ذالک** یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جوار مین جگہ پا لینے کے بعد اب مجہے کوئی ہم و غم نہین رہا۔

اور چونکہ یہ جگہ باغ کے سامنے واقع ہے اور بالکل باغ سے ملی ہوئی ہے جہان حضرت مسیح موعود عموماً آتے ہین اور اسی باغ مین ایک چہوٹی سی مسجد بہی خاص دعاؤن کے لئے آپنے بنائی ہوئی ہے اسلئے جب وہ وہان آیا کرین گے تو سامنے اپنے خدام کو خاک مین سوتے ہوئے دیکھکر خواہ نخواہ دعا کے لئے تحریک ہوتی رہے گی۔ اسی طرح دیکہا گیا ہے کہ جہان جہان باقی باللہ لوگ آرام کر رہے ہین وہان وہان دور دراز سے آآکر لوگ دفن ہوئے ہین۔

غرض

یہہ خیال کرکے کہ اجتماعی حالت سے زیارت کرنیوالون پر ایک قوی اثر ہو۔ اور اس زمین مین سونے والون کی خاک کی ڈہیریان بعد مردن بہی دوسرون کے لئے اعمال صالحہ کی تحریک کا موجب ہون۔ اور علاوہ برین یہہ **مجموعی حالت** اس **زمانہ** کی (جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد **خیر القرون** ہے) **یادگار** ہو اس **قبرستان** کو بنایا گیا ہے۔ تاجو شخص اپنی جماعت مین سے اپنی قضا و قدر سے فوت ہو جاوے وہ یہان دفن کیا جاوے۔ اور جو لوگ اکابر ہون انکی قبرون پر ایسے کتبے لگادئے جاوین جو ان کے حالات سے مختصر واقفیت کرا سکین۔ اسطرح یہہ قبرستان ایک **قومی تاریخ** ہوگی۔

حضرت اقدس نے یہہ بہی پسند فرمایا ہے کہ وہ لوگ جو قادیان سے باہر ہین انمین سے اگر کوئی شخص اس قبرستان مین دفن ہونے کی آرزو کرے تو وہ **وصیت** کرسکتا ہے کہ مرنے کے بعد اسکو صندوق مین بند کرکے یہان پہونچا دیا جاوے اسکو جگہ دیجاوے گی۔ اور آجکل جبکہ **والنفوس زوجت** کا زمانہ ہے اور ہر طرح سے سفر کی سہولتین پیدا ہوگئی ہین یہ امر کچہہ مشکل نہین۔ اس مطلب کے لئے بہت بڑے احاطہ زمین کی ضرورت ہوگی جس مین ایک بڑا حصہ جو وہان حضرت حجۃ اللہ کی ملکیت تہا آپنے دیدیا ہے لیکن اسکے اردگرد کئی اور **قطع** لینے ضروری ہین اور پہر اس سارے قبرستان کے گرد ایک احاطہ بنانا ہوگا اور اس زمین کو درست کرکے اس مین روشین نکال مختلف قسم کے پودے جو **بہشتی مقبرہ** کے حسب حال ہون لگائے جائین گے۔ اور ایک مستقل تنخواہ دار ملازم اسکی حفاظت اور درستی کے لئے رکہا جاویگا۔

ان سب باتون کے علاوہ بہت بڑی ضرورت اس امر کی ہے کہ باغ اور احمدی محلہ کے درمیان ڈہاب حائل ہے اور برسات مین گذر محال ہوتا ہے مگر موت کے لئے تو کوئی وقت معلوم نہین کہ برسات مین ہو یا جاڑے مین اسلئے ابہی اسپر ایک **مضبوط پل** طیار کیا جاویگا۔ تاکہ کسی موسم اور حالت مین وقت واقع نہ ہو۔ ان ساری ضرورتون کو مدنظر رکھ کر احمدی قوم کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ بہت جلد سردست کم از کم **تین ہزار روپیہ** اس کام کے لئے جمع کرکے بہیجدین۔ یہہ **سب روپیہ حضرت مولوی نورالدین صاحب** کے **نام آنا چاہیئے**۔ اور کوپن پر لکہدیا جاوے۔ بعد قبرستان یہ رقم بہت بڑی رقم نہین الحکم کا ہر خریدار اس ضرورت پر غور کرکے توجہ کرے تو کچہہ بڑی بات نہین۔

اس معاملہ مین سستی اور توقف معصیت ہوگی۔ اور اس کے جلد تر طیار ہوجانے پر ایک عظیم الشان **نشان** کا نمونہ نظر آئیگا۔

حضرت اقدس نے اپنی ایک تصنیف مین لکہا ہے کہ ہر شخص کو قادیان ہجرت کرنے کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اور یا کم از کم یہ آرزو ہو پس مبارک ہون گے وہ لوگ جو اس بہشتی مقبرہ مین دفن ہون گے اور جنپر خدا تعالیٰ کا **مسیح و مرسل** جنازہ پڑہیگا۔ اور وہ اپنی آمد و رفت مین انکے لئے دعا کرے گا۔

آخر مین دعا ہے کہ اے اللہ تو نے جیسے زندگی مین اپنے مرسل اور اسکے اکابر صحابہ کی مجاورت کا ہمین موقع دیا ہے خاتمہ بہی ایسا ہو کہ اسی **قبرستان** مین ہمین جگہ دیجیو۔ اور پہر حشر مین بہی پاک زمرہ مین **اٹھائیو**۔ آمین۔

+ اس قبرستان مین دفن ہونے کے متعلق جو رسالہ الوصیۃ حضرت نے ۲۴- ڈسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع کیا ہے اس مین مفصل شرائط ہین - جنکی پابندی لازمی امر ہوگا - ایڈیٹر -

www.aaiil.org

کھلی چٹھی

مگر کیا یہ الٰہی قدرت نہیں کہ نفسانی تلنہ یہ دکھایا جو پہلے نہ دکھایا تھا اور عین بیداری میں اس سے یہ پردہ ہٹا کر روحانیات کا عالم دکھایا گیا اور پھر وہ دکھانا محض بطور سیر و تفریح نہ ہو بلکہ اسمیں کئی پیشگوئیاں ہوں چنانچہ اس دکھانے میں یہ اشارہ تھا کہ یہ سب ملک اور یہود و نصاریٰ کے معابد تمہارے اور تمہاری امت کے قبضے میں آئینگے - اب اس سے بڑھ کر کیا معجزہ ہو سکتا ہے کہ ایک یتیم و بیکس (صلعم) باواز بلند پکار رہا ہے کہ اے نحن ابناء اللہ واحباءہ کے مدعیو دیکھو ایک وقت آتا ہے کہ تمہارے مقامات پر میں اور میرے متبعین حکومت کرینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا ... انہیں مقاصد کے لئے سبحٰن الذی فرمایا نیز سبحان اسلئے فرمایا

تنزیہ کہ اسبات کی تنزیہ ہو کہ خدا تعالےٰ کوئی مکان یا جسم رکھتا ہے - اسپر آپ بولے کیا معراج خواب تھا میں نے کہا کون کہتا ہے کہ خواب تھا وہ تو عین بیداری کا معاملہ ہے ایسی بیداری کہ اس کے سامنے ہماری بیداری بمنزلہ خواب ہے اب سمجھے؟ آپ نے کہا پھر اسریٰ کیوں فرمایا ہے - عرض کیا - کیوں؟ کشف میں سیر نہیں ہوتا جیسے کہ خواب میں آپ دیکھتے ہیں - کہ آدمی ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا گیا - نیز اسریٰ اسی لئے فرمایا تا اشارہ ہو کہ یہ سب کشفی معاملہ ہے کیونکہ ان باتوں کے ... اثرات کا وقت مخصوص ہے ورنہ دن آرام ... کے لئے بہتر تھا ... اسی لئے خدا نے معراج کو ... فرمایا

لقولہ وما جعلنا الرؤیا التی اریناک اسپر شاہ عبد القادر ... و موضح القرآن میں دیکھئے ... جنہیں زمانہ ہی ایک بزرگ کامل ہے وہ ... مراد ... رہے ہیں پھر آپ نے عبدہ پر ... بحث شروع کی - اور ارأیت الذی ینھیٰ عبداً اذا صلیٰ پیش کیا میں نے کہا کہ جب آپ کشفی ... میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کا سیر ... رہے تھے تو واقعی روح مع جسد تھا کون کہتا ہے کہ صرف روح تھا - نیز یہ کوئی ضروری نہیں کہ ہر جگہ مراد روح مع جسد ہی ہو دیکھئے قتل الانسان سے یہ مراد نہیں کہ روح بھی ساتھ ہی قتل ہو گئی - اور پھر فرمایا ثم اماتہ فاقبرہ اب کیا ہر ... انسان روح مع جسم قبر ... ہوتا ہے؟ ... جواب میں آپ نے منتہیٰ اور الیٰ کو پیش کیا کہ یہ ابتدا و انتہا کے لئے ہیں جو سیر قدمی کے لئے خاص ہیں میں نے کہا سیر نظری کے لئے کیوں ابتداء انتہا نہ ہوگی - اسپر آپ سورۃ والنجم

کیطرف مشغول ہوئے کہ وہاں آیا ہے :- ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ عند سدرۃ المنتہیٰ اور پھر ما زاغ البصر وما طغیٰ - میں نے کہا اس رؤیت کے لئے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اس جسم کے ساتھ پہنچنا کہاں سے ثابت ہوتا ہے - نظر کشفی کے ساتھ یہیں سے بیٹھے بیٹھے دیکھا جا سکتا ہے - نیز اگر جبریل آپ کو معراج کی رات لینے آئے تھے بران لیکر تو اسی وقت اسے دیکھ لیا تھا خاص سدرۃ المنتہیٰ کے قریب دیکھنے کی کیا خصوصیت ہے - اور ما زاغ البصر سے پھر کیا حجت ہو سکتا ہے میں بھی تو کہتا ہوں کہ اسی آنکھ سے دیکھا اور کشف میں جو کچھ انسان دیکھتا ہے اس میں اس آنکھ کی مدد بھی ہوتی ہے بلکہ ظاہر میں یہی آنکھ دیکھتی معلوم ہوتی ہے اور ما زاغ کا لفظ روشنی ڈال رہا ہے اس بات پر کہ وہ کشفی دیکھنا تھا کیونکہ اسمیں زیغ کا احتمال ہے کہ بعض کشوف غلط بھی ہوتے ہیں سو خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ نبی کریم صلعم کا کشفی نظارہ بالکل حق تھا - اور زیغ و طغیان سے برخلاف تھا - اور پھر اس سے پہلے ما کذب الفؤاد ما راٰی سے ظاہر ہے کہ دیکھنے کا سرچشمہ دل تھا - اب فرمائیے؟ اسپر آپنے دیر ہو جانے اور جلدی واپسی کا عذر کیا۔ میں نے عرض کیا ذرا ٹھہریئے ابھی رفعہ اللہ الیہ کے معنے باقی ہیں - یہ "ما قتلوہ یقیناً" کے مقابل واقع ہوا ہے اور یہودی جو ان کے مقتول بالصلیب ہو جانے کے مدعی تھے اس سے مراد ان کی "ملعون" ثابت کرنے کی تھی اس لئے خدا نے فرمایا وہ تو ملعون نہیں ہوئے بلکہ مرفوع ہوئے اور ملعون اسلئے نہیں ہوئے کہ قتل بالصلیب واقع ہی نہیں ہوا - آپنے کہا صلیب پر مرنے سے لعنت کیونکر لازم آتی ہے - میں نے کہا توراۃ دیکھئے جہاں لکھا ہے جو صلیب پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے آپنے کہا میں نے وہ مقام دیکھا ہے وہاں تو مجرم کا ذکر ہے اور آپ مجرم نہیں تھے - میں نے کہا بیشک مگر یہود کے نزدیک تو مجرم ہی تھے اور اسی جرم کے اثبات کے لئے انہوں نے صلیب پر چڑھایا تا کہ سب پر ظاہر ہو کہ (معاذ اللہ) وہ ملعون تھا - اگر خدا کا نبی ہوتا تو کبھی مقتول بالصلیب ہوتا - سو خدا تعالےٰ نے فرمایا یقیناً مقتول نہیں ہوا ہاں جو اس بات سے ہے وہ صرف یہ بات ہے "وما قتلوہ وما صلبوہ ولٰکن شبہ لھم" (اور یہودیوں نے اس مسیح کو نہ قتل کیا کسی طرح سے اور نہ صلیب کے ذریعہ مارا) آپ نے کہا وما قتلوہ ہی سے انا قتلنا کا جواب ہو گیا - وما صلبوہ کیوں

فرمایا میں نے کہا یہ اسلئے کہ یہ خاص سبب قتل تھا جس پر ان کے ملعون بنانے کا دار و مدار تھا اس لئے پہلے عام نفی کی اور پھر خاص کی خصوصیت سے نفی بطور تاکید کی تا کہ اچھی طرح اسپر اصلیت کھل جائے اور نیز اصل واقعہ بھی معلوم ہو جائے کہ صورت صلیب پیش آئی تھی چنانچہ جب وما صلبوہ سے صلیب پر چڑھایا جانے کی نفی کا وہم بھی ہوتا تھا اس کا استدراک ولٰکن شبہ لھم سے فرمایا - کہ وہ مسیح ان کے لئے مشبہ بمقتول بالصلیب بنایا گیا - آپ نے کہا اس کے تو یہ معنے ہیں کہ وہ مقتول مزعوم یہود مسیح کے مشابہ بنایا گیا ہے - میں نے عرض کیا اس کا تو پچھلی آیات میں ذکر ہی نہیں پس اسکو مرجع کیونکر بناتے ہو آپنے کہا اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ میں ھو ضمیر راجع طرف عدل کی - ایسا ہی انا قتلنا سے مقتول مزعومی سمجھا جاتا ہے میں نے کہا اس حساب سے تو قتل کیطرف ضمیر پھرے گی نہ کہ مقتول کیطرف نیز مسیح ابن مریم رسول اللہ جب اظہر اور مذکور ہے ہم اسے چھوڑ کر کیوں ایک ایسے کو مرجع بنائیں جو مقدر ہے بہر حال ترجیح تو اسی مذکور کو چاہیئے پھر آپنے کہا مشبہ بہ کس کو بناتے ہو میں نے کہا مطلق مقتول بالصلیب کو اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں - کہ جیسے یہود مقتول سمجھ رہے تھے بحالیکہ وہ دراصل غشی خوردہ تھا آپ نے کہا مشبہ مشبہ بہ ایک ہو گیا - میں نے کہا تغایر اعتباری ہے لولا الاعتبارات ... لبطلت الحکمۃ - اسکے بعد آپ نے کہا پھر خدا تعالےٰ وقولھم انا قتلنا نہ کہتا بلکہ و صلبھم المسیح فرماتا - میں نے کہا ایذا تو ہر نبی کو دی گئی پس اس کے لئے یہود ملعون نہیں ہوئے بلکہ وہ ملعون تو اسلئے ہوئے کہ انہوں نے ایک مرفوع الی اللہ کو خواہ مخواہ بلا ثبوت ملعون کہا - نیز صلبھم کے معنے صلیب پر چڑھانے کے نہیں بلکہ صلیب پر مارنے کے ہیں ورنہ لازم آئیگا - کہ اللہ و رسول سے محاربہ کرنے والے مفسدوں کو صرف صلیب پر چڑھا کر اتار لیا جائے اور حکم اتنے سے ہی ادا ہو جائے کیونکہ فرمایا ان یقتلوا او یصلبوا (قتل کئے جائیں یا صلیب پر چڑھائے جائیں نہ کہ صلیب پر چڑھا کر مارے بھی جائیں -

پھر آپنے سوال کیا کہ صلیب سے بچکر کس رستہ سے کہاں گئے - اور ساتھ ہی اٹھ کھڑے ہوئے جواب میں عرض ہے کہ خود قرآن مجید میں ہے و اوینھما الیٰ ربوۃ ذات قرار و معین - (کہ ہم نے مسیح اور اوسکی ماں کو ایک ربوہ پر جگہ مصیبت

کے بعد پہنچایا ہے جو چشمہ والا ہے اور ان کے لئے موجب قرار ہے) یعنی وہاں گئے ایک سخت مصیبت کے بعد اور پھر وہاں قرار پایا آپ فرمائیے وہ کونسا مقام ہے - مفسرین کا اختلاف بتا رہا ہے کہ انہیں اسکے متعلق کوئی یقین نہیں اور نہ ہی کوئی ایسی چشموں والی اونچی جگہ بتا سکتے ہیں جہاں آپ نے ہمیشہ کے لئے قرار پکڑا ہو - اور پھر وہاں سے موت تک بلکہ موت کے بعد بھی نہ نکلے ہوں - یقیناً وہ کشمیر ہے - جہاں کے باشندوں کی عادات رسم و رواج لباس سب یہودیوں سے ملتا ہے اور مقاموں کے نام بھی وہی ہیں جیسے لدہ - اخ - گلگت (گلگوتھا) کوہ سلیمان - وغیرہ ذالک - باقی رہا کہ کس راہ سے سو اسکی کیا ضرورت ہے - مگر غالباً افغانستان، تبت سے ہوتے ہوئے پنجاب سے گذر کر کشمیر گئے - روضۃ الصفا میں لکھا ہے در زمان عیسےٰ بادشاہے بود در ولایت یقین بغایت متکبر و جبار حضرت عیسیٰ بدعوت او مامور شدہ متوجہ ... گشت اور انجیل میں کئی بار فرمایا کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے بھیجا گیا ہوں اور یہ کہ میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اس بھیڑ خانہ میں نہیں - ضرور ہے کہ میں انہیں بھی بلاؤں جس سے معلوم ہوا کہ وہ ضرور ان بنی اسرائیل کے دس گم شدہ فرقوں میں جانا اپنا فرض خیال کرتے تھے - جو بخت نصر وغیرہ کے وقت ہجرت کر آئے تھے - اور پھر "مسیح" نام بھی آپ کا صرف اس لئے پڑا - کہ آپ زمین پر بہت سیر کرتے رہے اور سیر سے یہ خطاب حاصل کرنے کیلئے بہت سی عمر اور بہت لمبا عرصہ چاہیئے - دیکھو عمدۃ القاری مسیح لانہ یمسح الارض - اور انجیل میں ہے نبی بے عزت نہیں مگر اپنے وطن میں - اور حدیث شریف میں ہے اوحی اللہ تعالےٰ الیٰ عیسےٰ ان یا عیسےٰ انتقل من مکان الیٰ مکان لئلا تعرف فتوذیٰ (یعنی یہاں سے کہیں اور چلا جا تا کہ تجھے نہ پہچانیں نہ ایذا دیا جائے) (رواہ ابن عساکر) اور آپ کی والدہ مکرمہ صدیقہ بھی بعد میں آ گئی اور کچھ حواری بھی آ گئے - خود کشمیر میں اس قبر کو شہزادہ نبی کی قبر کہتے ہیں - جس سے یقیناً اس کا بنی اسرائیل سے نبی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبی تو کوئی کہلایا نہیں جسکے پاس کتاب بھی ہو اور اکمال الدین ایک پرانی کتاب میں ہے کہ ایک کتاب تھی بُشریٰ اور انجیل کے بھی یہی معنے ہیں - یعنی بشارت) اس کے بعد آپ نے رستہ میں مجھ سے حضرت اقدس کے صادق ہونے کی دلیل پوچھی - میں نے کہا یہی آیت کافی ہے ولو تقول علینا بعض الاقاویل

www.aaiil.org

لاخذنا منه باليمين ثم لقطعنا منه الوتين - (اگر یہ ہم پر افترا کرتا تو پوری قوت سے پکڑ کر رگ جان کاٹ ڈالتے) آپ بولے یہ تو نبی کریم صلعم کے حق مین فرمایا - مین نے کہا مین کب کہتا ہون کہ یہ آیت کسی اور پر نازل ہوئی - سوال تو یہ ہے کہ جب ایک مدعی نبوت کے لئے یہ بات صدق کا ثبوت ہو سکتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ دوسرے کے لئے نہ ہو - اسی لئے تو وانہ لتذکرۃ للمتقین فرمایا - یعنی یہ نشان متقیون کے لئے تذکرہ ہے اور وہ اسی کسوٹی پر کسی کے صدق وکذب کو پرکھ سکتے ہین آپ نے کہا حضرت محمد صلعم تو نبی صادق تھے پس خدا فرماتا ہے کہ نبی صادق اگر کچھ ہم پر افترا کرے اور جھوٹ بولے تو اسکی سزا موت ہے اور یہ (مرزا صاحب) تو نبی کاذب ہے - مین نے کہا یا سبحان اللہ یہ عجیب بات ہے کہ اگر نبی صادق ہم پر جھوٹ بولے - وہ صادق ہی کیا ہوا جو جھوٹ بولے نیز جب صادق کو ایک جھوٹ خدا پر بولنے سے سزائے موت ہے تو کیا وجہ ہے کہ اسکو موت کی سزا نہ ملے جو اول سے آخر تک خدا تعالے پر جھوٹ افترا باندھ رہا ہے - اسپر آپنے کہا کئی جھوٹے نبی زندہ رہے مین نے کہا آپ ہرگز کوئی مثال نہین پیدا کر سکتے کہ کوئی مدعی وحی و نبوت جھوٹا ۲۳ سال سے زیادہ زندہ رہا ہو - اگر کوئی ایسا گذرا ہو اُس کا نام لیجئے - آپ لگے فرعون وغیرہ کا ذکر کرتے - مینے کہا خدائی کا دعوے الگ شئے ہے - اسکی سزا جہنم ہے یہ اسلئے کہ خدائی کا دعوے - ایک انسان محتاج سے خود اپنی تردید آپ ہے دیکھئے کوئی شخص اگر فلان بادشاہ ہونے کا بازارون مین دعوی کرتا پھرے تو سب اسے پاگل ٹھرائینگے اور نہ حکومت سے مؤاخذہ ہوگا لیکن اگر کہے کہ مین فرستادۂ شاہ ہون اور وہ اس دعوے مین جھوٹا ہو تو ضرور گرفتار کیا جائیگا -

اسپر آپنے کہا کہ ما ھو بقول شاعر اور تنزیل من رب العلمین سے ظاہر ہے کہ یہ آیت مدعی وحی کے لئے ہے اور مرزا صاحب کا دعوے تو الہام کا ہے - مین نے کہا وہ تو صاف کہرہے ہین کہ ہمین وحی ہوتی ہے اور خدا تعالے مجھہ سے ایسا ہی ہمکلام ہوتا ہے جیسے انبیاء سلف حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ - حضرت عیسیٰ ع - حضرت داؤد ع - علیہم السلام سے ہوا ! - آپنے تعجب سے پوچھا کیا ان کے پاس جبرئیل آتا ہے مین نے کہا اگر آنے سے آپکا یہ منشاء ہے - کہ آسمان سے چلکر جبرئیل پاس آبیٹھے تو یہ ٹھیک نہین کیونکہ نزول ملائکہ کے یہ معنے نہین - خدا تعالے فرماتا ہے بزبان ملائکہ وما منا الا لہ مقام معلوم یعنی ہر فرشتہ کا ایک جائے قیام و قرار مقرر ہے پس وہ وہان سے ہلتا ہٹتا نہین - اور وہ وہین سے اپنی تاثیرات کے ذریعے کام کرتے ہین جیسا کہ سورج - چاند - ستارے - اور اگر فرشتہ ہر کام کے لئے نیچے اوپر جانے لگے تو ایک ہی وقت مین کئی کامون کا کرنا دشوار ہو جائیگا - مثلاً ملک الموت اگر ایک کی جان لینے کے لئے نیچے اترے تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ اسی وقت مین کئی ہزار اشخاص کی جان لیلے - پس حضرت جبرئیل تو ایک واسطہ ہے خدا کا کلام نازل ہونے کا جو سننے کے لئے وہی کام دیتا ہے جو ہوا آواز کے لئے یا روشنی دیکھنے کے لئے آپ اسپر بول اٹھے کہ پھر خدا وسیلے کا محتاج ہوا مین نے کہا حضرت ! اول یہ تو اعتراض آپ پر بھی ہو سکتا ہے کیونکہ آپ بھی خدا تعالے کا کلام بذریعہ جبرئیل نازل ہونے کے قائل ہین دوم اس وسیلہ کی ضرورت ہم کو ہے نہ خدا کو اور یہ خدا تعالے کا قانون قدرت ہے کہ انسان اپنے حواس کے لئے کسی مدد کا محتاج ہے جیسے کہ وہ آنکھون سے دیکھہ نہین سکتا جب تک روشنی سورج کی یا سورج کی مثل نہ ہو - پھر آپ نے پوچھا کہ جبرئیل جو آتے رہے وہ کیا تھا - مین نے کہا اسی طرح جس طرح مریم سے ہمکلام ہوا اور وہان صاف آیا - فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشرا سویا - غرض کام تو وہی خود کرتے ہین صرف بشر اپنی استعداد وعقید کے مطابق ان کی ایک شکل دیکھہ لیتا ہے مفصل توضیح مرام مین دیکھئے - اسپر آپنے کہا کہ یہ کیونکر معلوم ہو کہ آپ پر سچی وحی ہوتی ہے مین نے کہا درخت اپنے پھلون سے پہچانا جاتا ہے پیشگوئیان جو تحدی سے ان الہامون کی بنا پر کی جاتی ہین وہ ان کے سچا ہونے کا ثبوت مین آپ نے کہا سب پیشگوئیان جھوٹی نکلین مین نے کہا ایک کا نام لو آپ نے مواہب الرحمٰن کا ذکر کیا کہ وہان لڑکے کی پیشگوئی ہے اور ہوئی لڑکی - مین نے کہا وہان تو لکھا ہے فی حین من الاحیان کوئی خاص وقت مقرر نہین آپ پہلی باتون کو نہ مانین تو حال کی پیشگوئیان کیا تھوڑی ہین کیا آپ نے طاعون کو خود اپنی آنکھون سے نہین دیکھا - کیا اس کے متعلق خدا کے فرستادے نے قبل از وقت اطلاع نہ دی طاعون کا نام ونشان نہ تھا کہ اس نے کہا بیماری کے پودے لگائے جا رہے ہین پھر یہ زلزلہ آپ بھول گئے جس کی نسبت وحی الٰہی نے مدت پہلے خبر دی -

کھڑی ہے سر پر ایسی ایک ساعت
کہ یاد آجائیگی جس سے قیامت

اور عفت الدیار محلھا و مقامھا اور زلزلہ کا دھکا - وغیرہ - جس سے پچیس ہزار کے قریب انسان ہلاک ہوئے - اسکے ساتھ ہی ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا - پڑھ لیجئے - یہ عذاب ہے ثبوت ہین اسبات کے کہ رسول آچکا ہے -

پھر ایک اور آنے والی آفت کی خبر دے رکھی ہے اس کا انتظار کیجئے - پھر مولوی عبد الکریم رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر ہمین دی اسی نے بہت پہلے ”کفن مین لپیٹا گیا“ اور ”سینتالیس سال کی عمر انا للہ وانا الیہ راجعون“ سے دی - کون ہے جو اسطرح قطعی طور سے خبر دے - کیا فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول بھول گئے کہ خدا مرسلان حق کے سوا کسی کو اپنے غیب پر مطلع نہین کرتا اگر کہو کہ نجومی بھی بخوبی پیشگوئی کرتے ہین - تو یہ اعتراض بحیثیت مسلمان ہوتے کے آپ پر بھی ہے کہ اگلے انبیاء کس طرح پہچانے گئے -

اسپر الوداعی سلام ہوا - مین نے اب ان باتون کو لکھہ کر پھر مولوی صاحب کے پیش کیا تا کہ وہ مکرر غور کرین اور ان کے پاس اس کا کچھہ جواب ہے تو وہ اپنا پورا زور علمی دکھا کر لکھین تا کہ لوگون پر حقیقت علم آنجناب ظاہر ہو -

ہان ایک بات بولا - آپ نے کہا تھا قطع سے مراد فصاحت کم ہونا بھی ہے مین نے کہا چلو یہ ہی سہی اور حضرت اقدس علیہ السلام کی کسی کتاب کی مثل پیش کیجئے - آپ نے کہا مین چاہون تو لکھہ سکتا ہون مین نے کہا لو نشاء لقلنا مثل ھذا کہنے والے تو بہتیرے ہین لکھہ کر دکھائیے - وان لم تفعلوا ولن تفعلوا الآیۃ -

راقم
محمد ظہور الدین اکمل احمدی گجراتی گولیکے ضلع گجرات - مورخہ یکم دسمبر ۱۹۰۵ء -

---

آریہ مہاشئے غور سے پڑھین

خاکسار نے عرصہ تک آریہ سماج مین رہنے کے بعد اس دھرم مین ساری پول ہی پول دیکھکر اسے ترک کر دیا اور ایک رسالہ ترک ویدِ دھرم صرف ۴۴ صفحون کا فی الحال شائع کر دیا ہے جس مین دس اعتراضات ستیارتھ پرکاش کی تحریرات پر کرکے تمام آریون کو چیلنج کر دیا ہے کہ اس کی تردید اگر کوئی صاحب کر سکتے ہون تو لکھ کے مجھے مطلع کرین اور اسبارے مین مجھہ کو کسی قسم کی گفتگو بذریعہ تحریر اردو ہندی خواہ انگریزی مین بھی کر سکتے ہین مگر ایسے اعتراضات کی تو کوئی کیا تردید کر سکتے اپنی ہمیشہ کی عادت کے موافق گالی گفتار پر آگئے ہین اور جہان ۲۷ - اکتوبر ۱۹۰۵ء اخبار ستیا دھرم پرچارک مین چند شریر آریون نے کوئی جعلی تحریر بنا کر مجھے دھرم نیلام کرنے والا مشہور کیا وہان آریہ گزٹ کے چند پرچہ جات مین سُنا گیا ہے کہ خوب خوب صلواتین سُنا رہے ہین لیکن مجھے تعجب ہے کہ آریہ سماج کے ممبران جو کہ یہ ڈنکا بجاتے ہین کہ ہم ہر وقت ستیہ کو گرہن کرنے اور استیہ کو تیاگ کرنے کے لئے مستعد رہا کرتے ہین - اس رسالہ کے پیش کردہ اعتراضات پر کیون دھیان نہین دیتے مین پھر کہتا ہون کہ اے آریہ بھائیو! گالی گفتار چھوڑکر اگر آپ معقول پسند ہین تو شائستگی کے ساتھ مجھے اُن اعتراضات کا جواب دیجئے جو مین نے رسالہ ہذا مین درج کئے ہین - اور اس طرح کتاب - **آریہ سماج کی پول** جو ۶۰۰ صفحون کی ضخیم کتاب جو ابھی شائع ہو رہی ہے اوس مین پیش کئے گئے اعتراضات کی معقولیت سے یا تو تردید کیجئے یا اپنی غلطیون کو تسلیم کیجئے تاکہ ستیہ کو گرہن (سچائی کو قبول) اور استیہ کو تیاگ (غلطیون کو ترک) کرنے کے اصول پر آپ کا سچ مچ عملی طور پر پابند رہنا عوام کو بھی معلوم ہو جاوے -

پبلک کو یاد رہے کہ جو آریہ سماج پیدائشی مسلمانون اور عیسائیون کو شدہ کرنے کی فکر مین حیران و پریشان رہتے ہین وہ اب دیکھنا ہے کہ اپنے ایک سابق اپدیشک کے معقول اعتراضات کو کہانتک مہذبانہ طور سے رد کر سکتا ہے -

ناظرین ! ان مسلمانون عیسائیون کو آریہ سماج مین داخل کر لینا آسان ہے جو سنسکرت علم سے ناواقف ہونیکے باعث یہ جانتے ہی نہین کہ آیا سوامی دیانند سرستی مہاراج کی باتین کہانتک خود انہین کے تسلیم کردہ مستند کتابون سے ٹکر کھاتی ہین لیکن آریہ سماج کے لئے معقول پسندی کو کام لیتے ہوئے یہ امر مشکل ہے کہ وہ کسی سنسکرت دان معترض کو لاجواب کر سکین اور اب اُن کے پاس میرے بارہ مین جو آریہ سماج کا نیک نیت - وفادار (انترنگ) سنسکرت ماسٹر - معزز اخبار آریاورت کا اسسٹنٹ اڈیٹر اور اپدیشک رہا ہے سوا اسکے اور کوئی علاج موجود نہین ہے کہ وہ عوام مین یہ مشہور کرتے پھرین کہ وہ دھرم نیلام کرنیوالا اور روٹیون کا محتاج ہے وغیرہ وغیرہ - اے آریہ مہاشئے گن ! ان باتون سے کیا فائدہ ہے - اب اعتراضات کو دیکھئے یہ رسالہ ترک ویدِ دھرم اگرچہ ارتھیمت کا ہے لیکن ممبران آریہ

www.aaiil.org

مراسلت

ایک مکاشفہ کی حقیقت

پنجاب کے ایک بزرگ نے ہفتہ وار پیسہ اخبار مجریہ ۹ دسمبر ۱۹۰۵ء مین اپنا ایک مکاشفہ درج کرایا ہے جس مین حافظ شیرازیؒ کے ساتھ انکی ملاقات ہوئی - اور حافظ صاحب موصوف نے انہین فرمایا کہ میرے جن اشعار کے ظاہر معانی کی بنا پر بعض لوگ مجھ سے بدظن ہین - اُن الفاظ سے میری کچھ اور مراد ہے جو کسی طرح مذموم نہین " غرض حافظ صاحب جگر نے انہین یہ ہدایت کی ہے کہ اپنے خیال اور رائے سے کبھی کسی پر بدگمانی نہ کرنا چاہیئے - ایسے کشوف کے امکان سے کسی کو انکار نہین ہوسکتا - کیونکہ نعمت کشف والہام امّت محمدیہ مین حسب مدارج اتقا متوارث چلی آئی ہے اور چلی جائیگی - لیکن عجیب بات یہ ہے کہ اس مراسلت کے ابتدائی حصّہ مین بزرگ موصوف نے اپنے خیال ناقص سے یا ملامتِ خلق اللہ کے ڈر سے بعض ایسے فقرات درج کر دیئے ہین - جن سے انکار دستے سخن حضرت مسیح موعود ؑ کی طرف معلوم ہوتا ہے - اور کہ میرزا صاحب انکی خیال مین ایک دام تزویر پھیلا نے والے دوکاندار ہین - اور کہ انہون نے کشف الہام کو بدنام کر دیا ہے وغیرہ وغیرہ "

ایسے ہزلیات کا جواب سوائے لعنۃ اللّٰہ علے الکاذبین کے کیا دیا جاوے -

قبل اسکے کہ امر زیر بحث کا جواب دیا جاوے مین بزرگ موصوف کو یہہ بتلانا چاہتا ہون - کہ جس چیز کے متعلق انہون نے بڑے فخر سے بیان کیا ہے - کہ ایک عرصہ دراز کے بعد انہین نصیب ہوئی ہے - اُس نعمت سے حضرت مرزا صاحب کے ہزار ہا خدام خدا کے فضل اور مامور من اللہ کی برکت صحبت سے شب و روز مستفیض ہو رہی ہین - اور یہ بات صرف تحدیث بالنعمۃ کے طور پر ذکر کیگئی ہے - والحمد للہ علیٰ ذالک - لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب بزرگ موصوف ایسے معمولی مسلمان اپنے کشف والہام (صرف اپنی شہادت سے) لوگون کو منوانا چاہتے ہین جو ممکنات سے ہے اور جس پر از روے اسلام حسن ظن چاہیئے - تو کیا وہ شخص جو تیرہ سو برس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وعدہ کے موافق مامور ہوکر تائید اسلام کے لیئے آیا ہے - اور جس کے اعلےٰ درجہ کے تقوے و طہارت مین اسکے منصف مزاج مخالفین کو بھی کلام نہین - اتنا حق بھی نہین رکھتا کہ اپنا کشف یا الہام حقانیت اسلام کے ثبوت مین پیش کر سکے - خصوصاً جب اسکے ساتھہ ہزار ہا آسمانی تائیدین اور یقینی شواہد موجود ہون - اور کیا اس کے ہزارون متقی خادمون کو (جنکو علاوہ دیگر ثبوتون کے خود رسول اللہ صلعم یا دیگر انبیائؑ صالحینؒ کی زبان مبارک سے عالم کشف و رویا مین اُسکے مجاب اللہ ہونے کی تصدیق ہوئی ہو) اتنا بھی حق حاصل نہین کہ وہ اُسے صادق سمجھ کر اس کی طاعت کرین -

دوسری قابل اعتراض بات یہ ہے کہ اس مراسلت مین " دکاندار وغیرہ " کا لفظ جو حضرت مرزا صاحب کی نسبت استعمال کیا گیا ہے - کیا وہ کسی کشف والہام کی بنا پر ہے یا صرف خیالی ہے - اگر خیالی ہے تو یہ بزرگ موصوف کے اوس القا کے قطعاً مخالف ہے - جسکو وہ اخبار چودھویں صدی ماہ نومبر ۹۷ء مین اوس خط کے ضمن مین شائع کرا چکے ہین - جو کہ انہون نے نہایت الحاح اور تذلل سے حضرت مرزا صاحب کی طرف لکھکر اپنی خطا کی معافی چاہی تھی - اور علانیہ طور پر مرزا صاحب کی صداقت کو تسلیم کیا تھا - غرض الہام ربانی کے مقابلہ مین ایک خیال نفسانی کیا حقیقت رکھتا ہے لیکن اگر موجودہ لفظ دوکاندار وغیرہ بھی الہامی ہے تو خیال کرنا چاہیئے - کہ دو متضاد الہام ایک خدا کیطرف کیونکر منسوب ہو سکتے ہین -

مین حیران ہون کہ یہ لوگ کونسی خانہ ساز دلیل سے ایک ایسے عاشق رسول اللہ کو جو اسلام کا غیور حامی ہے - دکاندار ٹھراتے ہین - کیا وہ از روے ایمان بتا سکتے ہین مرزا صاحب نے اسلام کا فلان حکم منسوخ کر دیا ہے - البتہ جن باتون پر شور و غوغا کیا جاتا ہے وہ صرف دو باتین ہین - اول دعوے وفات ابن مریم - دوسرا اون کا اپنا دعویٰ مثیل مسیح و مہدی لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آیا ان دو امور مین متقدمین مین سے بھی کوئی ان کا ہم خیال ہے یا نہین - سو واضح ہو کہ وفاتِ مسیح مین کئی پہلے اکابر بھی ان کے ساتھہ متفق ہین - مثلاً امام مالکؒ - امام ابن حزمؒ - وغیرہم - باقی رہا ان کا دعویٰ مسیحیت و مہدویت - سو بعض بزرگان سابق کے دعاوی مرزا صاحب کی نسبت بدرجہا بڑھکر ہین - مثلاً انا الحق - انا احمد - انا موسےٰ - انا ابراہیم - وغیرہ کہنے والے بزرگان دین کو دیکھیں بلکہ مولوی محمد اسمعیل شہیدؒ (جنکا ذکر خیر آپنے بھی اپنے مکاشفہ مین کیا ہے) یہانتک فرماتے ہین کہ اگر از کسے آوازۂ انا الحق بشنوی - زنہار بہ انکار پیش نہ آئی - اور یہی مولانا موصوف نے اپنے مرشد حضرت سید احمدؒ بریلوی کی تعریف اس شعر مین کی ہے - ؎

سید احمد باہمہ اصحاب خود در وز رسید
باصحابہ گوئی آمد باز ختم المرسلینؐ

کاش بزرگ موصوف نے خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کا مضمون مندرجہ اخبار وطن ۱۷ - نومبر ۱۹۰۵ء ہی ملاحظہ فرمایا ہوتا - جس مین انہون نے باوجود غیر احمدی ہونے کے ایک حد تک انصاف سے کام لیا ہے - جس کے بعض فقرات یا ان خلاصہ درج ذیل ہے :-

(۱) امّت محمدیہ خیر الامم ہے - انبیاء سابقین کے صفات اس امت کے ایک فرد مین جمع ہو سکتے ہین - چنانچہ صوفیائے کرام کے مقامات باطنی مین مقام ابراہیمؑ - موسیٰؑ - عیسیٰؑ کا تذکرہ اس امر کی شہادت دے سکتا ہے پس اگر مرزا صاحب قادیانی مین نسبت عیسےٰ یا کرشن کا ظہور ہو گیا تو کیا تعجب ہے - اور اس نسبت کے سبب سے انکو کشف والہام کا ہونا بھی عجیب نہین -

(۲) اسکے بعد ہم کو مرزا صاحب کے اعمال اور ان کے مریدون کے اوضاع واطوار کو دیکھنا چاہیئے - بظاہر ان کی صورتین نیک اور متقی مسلمانون کی سی ہین نمازون کے پابند ہین اور ان نمازمین بھی ہماری نماز سے کوئی اصولی تفاوت نہین ہوتا ان کے مریدون مین انگریزی خوان بھی ہین - مگر اون پر مذہبی رنگ زیادہ ہوتا ہے - بجاے اس کے دوسرے طبقہ کے مسلمانون مین اس قسم کی بہت تھوڑی مثالین ہین -

(۳) سب سے اچھا مجھکو اس گروہ مین اسلامی حمایت کا جوش نظر آتا ہے - مسلمانون کے اصولی دشمنون کو سمجھنا اور ان کے حملون کا جواب دینا اس جماعت کا پسندیدہ شعار ہے - (دیکھو وطن ۱۷ نومبر ۵ء)

قطع نظر دیگر دلائل کے خود بزرگ موصوف کے اپنے مکاشفہ مین حضرت مرزا صاحب اور انکی امثال پر بدگمانی کرنے کی تردید موجود ہے - چنانچہ بزرگ موصوف اپنے کشف کے اظہار کی وجہ اسطرح لکھتے ہین - " تاکہ میرے بھائی جو میری طرح ایک اسلامی بزرگ کی نسبت بدظنی مین مبتلا ہون - اس سے بچ جائین " اور سب سے بڑھکر قرآن شریف کی آیۃ اجتنبوا کثیرًا من الظن اور وہ احادیث نبویؐ جن مین اہل اسلام پر بدگمانی کرنے سے منع کیا گیا ہے - ان باتون کا کافی جواب ہین - فاعتبروا یا اولی الابصار -

قدرت اللہ احمدی
از لاہور

چند استفسارات

توفی کوئی شخص ثابت نہین کر سکتا کہ جب سے دنیا مین زبان عربی کا وجود ہے عربی مین خدا فاعل اور ذی روح مفعول ہو تو توفی باب تفعل سے سوائے قبض روح کے قبض جسم کے معنی مین بھی کبھی استعمال ہوا ہو - نہ قرآن شریف مین نہ احادیث مین نہ دواوین جاہلیت مین کہین اس کے خلاف مثال نہین مل سکتی - یہ دعویٰ اگر غلط ہے تو ثابت کرو؟

بھرنا اکثر اردو کے ترجمون مین جہان حضرت عیسیٰؑ کے متعلق لفظ توفی یا اس کے مشتقات آئے ہین تو اوس کے معنے بھرنا کئے گئے ہین - تعجب ہے کہ بھرنا کیا چیز ہے آیا گھڑے مین پانی بھرنا یا کنوے سے پانی بھرنا یا کیچڑ مین کپڑے بھرنا یا فٹبال مین ہوا بھرنا یا پیٹ بھرنا یا بندوق بھرنا یا نقشہ مین رنگ بھرنا یا نظر بھر کے دیکھنا یا یکلخت غصہ مین بھرنا یا کیا ؟ -

دو زرد چادرین مسیح علیہ السلام جب آسمان پر اٹھائے گئے تھے اوس وقت تو وہ دو زرد چادرین لے نہین گئے تھے - اب جو آسمان سے زرد چادرین لیکر آئین گے تو وہ یہان کے جولاہون یا کسی کارخانہ کی بنی ہوئی تو ہونگی نہین اس بات کے معلوم کرنے کو جی چاہتا ہے کہ آیا وہ کس چیز کی ہونگی - یقیناً ریشم کی ہونگی جو جنت کے شہتوت کے درختون مین ریشم کے کیڑے پرورش کرکے حاصل کیا گیا ہوگا - خیر کچھ ہی ہو - مگر وہ جنتی یا آسمانی چادرین پرانی ہوکر پھٹ بھی جائینگی یا ہمیشہ نئی ہی رہینگی اور مسیح علیہ السلام کی وفات کے بعد اُن آسمانی چادرون کا کیا ہوگا ؟

طاعون ہندوستان کے اس مرض طاعون کی نسبت تمام اہل اسلام بلکہ دیگر مذاہب کے پیروؤن کا بھی یہی خیال ہے کہ یہ وبا غضب الٰہی ہے جو ہندوؤن کی معصیت و شرارت سے نازل ہوئی ہے - وبائے طاعون سے کسقدر عظیم الشان ہلاکت واقع ہو رہی ہے اسکا اندازہ اسطرح ہوسکتا ہے کہ جنوری ۱۹۰۵ء سے ۱۵ اپریل ۵ء تک صرف ساڑھے تین مہینے مین پورے چھہ لاکھ سے بھی زیادہ انسان ہندوستان مین مرے اور خدا تعالےٰ کلام پاک مین فرماتا ہے وما کان ربک مھلک القریٰ حتیٰ یبعث فی امھا رسولا - اب بتاؤ کہ اس مرض طاعون (جو باعث ہلاکت اور بستیان ویران کرنیوالا ہے) بھیجنے سے پہلے ہندوستان مین خدا تعالےٰ نے سوائے حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کے کس رسول کو بھیجا ہے؟

www.aaiil.org

آمدنی ماہ نومبر ۱۹۰۵ء

۱۰- نومبر

جماعت شملہ معرفت الٰہی بخش صاحب مدرس ۱۴ار
بابو عبد الرحمٰن صاحب دفتر پرنسپل میڈیکل شملہ لنگر مساکین للعہ
جماعت شملہ معرفت بابو برکت علی صاحب عہ مساکین عہ
حافظ غلام رسول صاحب تاجر وزیر آباد سہ

۱۱- نومبر

جماعت لاہور معرفت حکیم محمد حسین صاحب قریشی لعہ
مرزا عباس علی گارڈ کوہاٹ ۱۲ر
ماسٹر عبد الرؤف صاحب بھیرہ حال قادیان ۶ر
نامعلوم الاسم ۴ر

۱۴- نومبر

جماعت سمبڑیال معرفت سراج الدین عہ
جعفر صاحب منڈلہ ممالک متوسط عہ
جماعت لاہور معرفت مہر دین صاحب خانساماں للعہ
رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور عہ
جماعت وزیر آباد معرفت نیاز احمد سوداگر صاحب عیدفنڈ مساکین ۵ر للعہ
جماعت نویری والہ صہ
محمد جلال صاحب بربرہ افریقہ سے

۱۵- نومبر ۱۹۰۵ء

اللہ دتا صاحب نمبردار میانوالی خوانکی تحصیل رعیہ للعہ
نذیر صاحب ٹیلر ماسٹر ستھرا عام
[illegible] الدین صاحب ؍؍ ۴ر
[illegible] لاہور سے

۱۶- نومبر ۱۹۰۵ء

پھلوری شاہ پور کنڈی ضلع گورداسپور ۴ر
[illegible] صاحب ملازم بورڈنگ ہوس مدرسہ ۲ر
[illegible] سیکنڈ کلرک میگزین ار

۱۸- نومبر

[illegible] کلرک [illegible] نالیماور ۸ر
[illegible] صاحب سٹیشن ماسٹر [illegible] سے
[illegible] الٰہی صاحب اسٹنٹ [illegible] عہ
[illegible] صاحب [illegible] للعہ
[illegible] عبد الرؤف صاحب قادیان مساکین ار
[illegible] مولوی غلام حسن صاحب اسسٹنٹ [illegible]
[illegible] پشاور مساکین عام

۱۹- نومبر

[illegible] علی صاحب بی-اے ہیڈ ماسٹر مدرسہ [illegible] عہ ۴ر

۲۰- نومبر

[illegible] عالوالہ کبیر والا ملتان عہ
[illegible] بحری جگرونہ تیامی سے

۲۲- نومبر

جماعت بمبئی از طرف زین الدین محمد ابراہیم صاحب بمبئی صہ
جماعت ڈیرہ غازیخان معرفت مولوی عزیز بخش صاحب [illegible]

۲۳- نومبر

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب پنڈی گھیپ صہ
سید اسد اللہ صاحب گوجرانوالہ ؍؍ عہ
مفتی گلزار محمد صاحب ؍؍ ۲ر

۲۴- نومبر

محمد عثمان صاحب ڈرافٹسمین الہ آباد عہ
عبد العزیز صاحب نائب تحصیلدار پالم پور عہ
مرزا اکبر بیگ صاحب کر[illegible] ضلع میانوالی عہ
ڈاکٹر محمد علی صاحب ممباسہ ایسٹ افریقہ مے
؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ للعہ

۲۵- نومبر

بابو فقیر علی صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر جھٹ پٹ عام

۲۶- نومبر

سید محمد شاہ صاحب لیس دفعدار رسالہ نمبر ۱۰ نوشہرہ ۴ر
سید حسین شاہ صاحب ؍؍ ۴ر

۲۷- نومبر

شیخ خدا بخش صاحب منصف مردان للعہ
محمد یوسف صاحب اپیل نویس ؍؍ عام
بابو روشن الدین صاحب سٹیشن ماسٹر ؍؍ عام
بابو ہدایت اللہ خانصاحب ؍؍ ۹ر
میر احمد صاحب ؍؍ ۸ر
مہر دل خان صاحب اپیل نویس ؍؍ عہ
مرزا رمضان علی صاحب ؍؍ ۸ر
محمود خانصاحب ؍؍ عہ
محمد حسین صاحب پنجابی مدراس للعہ

۲۷- نومبر

ملک میر محمد صاحب عرضی نویس صوابی پشاور مساکین تیامی
میاں گلاب دین صاحب رہتاس ۴ر مساکین ۴ر تیامی ار

۲۸- نومبر

چندہ عید الفطر جماعت قادیان عیدفنڈ عید الفطر
عبد العزیز صاحب اہلمد سہارنپور صدقہ
چودھری الہ داد صاحب ہیڈ کلرک میگزین عیدفنڈ عہ
جماعت کھیوال معرفت جمال الدین عیدفنڈ صدقہ ار

۲۹- نومبر

جماعت امرتسر معرفت ڈاکٹر عباد اللہ صاحب عیدفنڈ فطر
جماعت لاہور معرفت حکیم محمد حسین صاحب قریشی عیدفنڈ
جماعت بمبئی معرفت زین الدین صاحب
ماسٹر [illegible] صاحب ہیڈ ماسٹر مڈل سکول لنگر تیامی
جماعت [illegible] معرفت زین الدین عیدفنڈ فطرانہ
[illegible] ملازم نواب صاحب [illegible] عید فطرانہ
چندہ از [illegible] شیخ اسمٰعیل صاحب سراوی تیامی ار
چودھری علی بخش صاحب [illegible] منڈی [illegible] عہ
عبد الصمد خان نمبردار چک [illegible] عہ

گلاب الدین صاحب مدرس رہتاس ۴ر
جماعت مردان معرفت محمد یوسف صاحب اپیل نویس ۹ر
مولوی اکبر علی صاحب دانہ زید کا ضلع سیالکوٹ ۸ر
عبد الرحمٰن صاحب احمدی راولپنڈی ۴ر
عبد العزیز صاحب ایمن آباد ۲ر
جماعت شملہ للعہ
شیخ نور احمد صاحب چنیوٹ عام
عبد العزیز صاحب نائب تحصیلدار پالم پور ۱۲ر
الٰہی بخش و رحیم بخش کتب فروش گجرات سے
طلباء مدرسہ و استادان مدرسہ
عنایت اللہ صاحب چیبہ سندھواں ۴ر
مستورات بنگہ عام

چوہدری فتح محمد صاحب سٹوڈنٹ
ایف-اے کلاس لاہور عہ

جماعت احمدیہ کریام صہ
فضل احمد صاحب ولد غلام محمد صاحب چنگا بنگیال عہ
نور الدین صاحب نانک نگوی برہما ۴ر
پسران الدین صاحب ؍؍ ؍؍ ۸ر
الٰہی بخش صاحب سلوتری ؍؍ ؍؍ ار
رحیم بخش ولد الٰہی بخش صاحب ؍؍ ؍؍ ار
عبد الحکیم صاحب ؍؍ ؍؍ ار
نواب خان صاحب ۸ر
بابو غلام حیدر کلرک ڈاکخانہ مری عہ
سراج الدین احمدی سمبڑیال ار ۹پ
سجاول خانصاحب جگراؤں عہ
سکندر علی صاحب عہ
اللہ دتا نمبردار میانوالی رعیہ ۱۴ار
عبد اللہ خان بہلول پور عہ
مولوی صالح محمد صاحب ؍؍ ۸ر
منشی قاسم علی صاحب ؍؍ ۸ر

جماعت ڈیرہ غازیخان صاحب
معرفت مولوی عزیز بخش صاحب مے ۹ر

غلام محمد صاحب امرتسری حال قادیان ۴ر
میاں گلاب دین صاحب مدرس رہتاس ۲ر
[illegible] صاحب طالب العلم ایف-اے کلاس لاہور عہ
مولوی غلام نبی صاحب قادیان ۴ر

کیا آپ چاہتے ہیں کہ کا مال واسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہیں ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو کہ اوسکا مال و اسباب محفوظ رہے۔ حفاظت مال و اسباب کیلئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائیں جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بھی کیا ہے۔ اور جو اپنی عمدگی مضبوطی۔ اور خوبصورتی کیوجہ سے سرحاپر بہی جاتے ہیں لکڑی کے صندوقوں کے مقابلہ میں یہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پھلکے اور پھر زیادہ مضبوط اور پائیدار نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر میں ہر طرح سے آسانی کے ساتھ اسباب بند کرکے لیجا سکتے ہیں۔ چونکہ یہ احمدی بھائی کا کارخانہ ہے اسلئے آپ اس میں کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ نہ پائیں گے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجھ لیا گیا ہے۔ جو لوگ ٹرنکوں کی تجارت کرتے ہیں وہ اکٹھے منگوائیں گے تو اون کے ساتھ خاص رعایت بہی کیجائے گی۔ مفصل فہرست درخواست کرکے کارخانہ سے منگوالو۔ درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکھو۔ بلٹی بذریعہ قیمت طلب پارسل روانہ کیجائے گی۔

تمام درخواستیں بنام مستری محمد دین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئے۔

احمدی سپورٹس یا احمدی سامان ورزش

السلام علیکم۔ آپ کے احمدی کارخانہ میں ہر قسم کا سامان ورزش اعلےٰ قسم کا تیار ہوتا ہے انگریزی اشیاء بہی موجود ہیں گو پہلے آپ کو معلوم نہیں تہا۔ مگر اب آپ کو کہیں جانے اور تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم ڈنکے کی چوٹ خدا کو حاضر کرکے باواز بلند کہتے ہیں کہ ہم سے ارزاں اور بہر عمدہ مال کہیں نہیں ملیگا۔ صفائی معاملہ اور ایمانداری کے واسطے اس کارخانہ کا نام کافی ہے۔ اور بس۔ ایک دفعہ ضرور آزمائش ہو۔

مختصر فہرست اشیا حسب ذیل ہیں جو درخواست پر مل سکتی ہیں

کرکٹ بیٹ	فٹ بال عمدہ مکمل سے
لین ہینڈل دو ربڑ عہ ۹ عہ	؍؍ ؍؍ ؍؍ للعہ
کاک ؍؍ ایک ربڑ ملے	؍؍ ؍؍ ؍؍ ۸ر
صرف ایک ربڑ معہ	آنکھیں چمڑے والی للعہ
درجہ دوم سے	ڈورے والی ۸ر
؍؍ سوم للعہ	؍؍ مادہ اوّل عام
اکٹھے پیک باکس ؍؍	؍؍ درجہ دوم فینہ عہم
دوم درجہ ؍؍	ٹمین سفید لکڑی عام
سوم ؍؍ عہ	؍؍ پیلچا ؍؍ عہم
بال درجہ اول فی درجن عہ	بیڈمنٹن سفید ؍؍ عہم
دوم ؍؍ لعہ	؍؍ بیلے ؍؍ ہر
ہرپلیٹس معہ	سٹل کارک عام
بینک گارڈ چمڑہ عہ	دوم درجہ ۸ر
؍؍ زینی للعہ	وانٹ بال فی درجن للعہ

www.aaiil.org